فیوض القرآن

جلد اوّل

مصنفہ

ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی

فیروز سنز لمیٹڈ

إِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ إِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا

فیوض القرآن

جلد اول

ترجمہ و تشریح مع ربطِ آیات و ضروری حواشی

از افادات

اُستادِ محترم حضرتؒ احمد عبدالصمد فاروقی قادری چشتی

مُرتّبہ

(ڈاکٹر) سید حامد حسن بلگرامی

(سابق) رئیس الجامعہ، جامعہ اسلامیہ بہاولپور

فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

لاہور ۔ راولپنڈی ۔ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فیوض القرآن ترجمہ وتفسیر قرآنِ کریم اور حضرت علامہ ڈاکٹر حامد حسن بلگرامی صاحب مدظلہٗ کو اوّل تا آخر مع متن قرآنِ کریم حرف بحرف بغور دیکھا بحمدہٖ سبحانہ وتعالیٰ وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ اب اس میں قرآنِ کریم کے متن، ترجمہ وتفسیر کی کوئی غلطی نہیں ہے۔

الحافظ القاری فضل خالق عفا اللہ عنہ
فاضل جامعہ علوم اسلامیہ علامہ ابنوری ٹاؤن
ورجسٹرڈ پروف ریڈر حکومت پاکستان صوبہ سندھ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

امابعد

میں نے جناب سید حامد حسن صاحب بلگرامی زید مجدہٗ
"رئیس الجامعہ الاسلامیہ بہاول پور" کی تفسیر" فیوض القرآن کے متون کو اوّل تا آخر حرفاً حرفاً بغور مطالعہ کیا لہٰذا میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس کے متون میں کوئی کمی بیشی اور رسم الخط میں کوئی غلطی نہیں ہے۔

بندہ دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس عظیم خدمت کو عام فرمائیں اور ان کی نجات کا ذریعہ بنائیں آمین یارب العالمین۔

احقر
محمد عبدالستار غنی عنہ
امام مسجد بیت السلام ڈیفنس۔ فیز ۴
۲۳ر رجب المرجب ۱۴۰۹ھ ۲ر مارچ ۱۹۸۹ء

ناشر

فیروز سنز

راولپنڈی
277 پشاور روڈ
فون: 5564273, 5563503

لاہور
60 شاہراہ قائداعظم
فون: 111-62-62-62

کراچی
پہلی منزل، مہران ہائٹس مین کلفٹن روڈ
فون: 5830467, 5867239

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ

نویدِ صُبح

اللہ رب العزت کا احسانِ عظیم ہے کہ ایک طویل انتظار کے بعد فیوض القرآن کی اشاعتِ نو، ایک نئے اور حسین تر انداز سے، ممکن ہو سکی ہے۔ تاخیر کے اسباب کی تفصیل کیا بیان کروں، بس اتنا جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جب کسی آزمائش میں ڈالتا ہے تو بندے کے ظرف کا امتحان لے کر موج کو ساحل اور ظلمت کو نور بنا دیتا ہے۔

اللہ جل جلالہٗ کا کرم ہے کہ اس توسیعی ترجمہ کو تمام مکاتبِ فکر کے علماء نے پسند کیا اور اس پر اپنی مہرِ توثیق ثبت فرمائی۔ عوام و خواص میں فیوض القرآن کی مقبولیت بھی ربِ جلیل کے کرم کا ایک گوشہ ہے۔ یہ ترجمہ میری ذاتی قابلیت اور صلاحیت کا نتیجہ نہیں بلکہ مقبولیت ہے گنبدِ خضریٰ کے سائے میں مانگی ہوئی دعاؤں کی کہ ربِ کریم نے ایک عاجز کے قلم سے وہ لکھوایا جو اُس کے بس کی بات نہیں تھی۔ قرآنِ عظیم کے تسلسل کی نشاندہی، آیات کا ربط، سورتوں کا باہمی رشتہ اور منزل بہ منزل ارتقاء، ترجمہ کا سلفِ صالحین کے فکر اور فہمِ قرآنی سے ہم آہنگ رہنا۔ یہ ربِ محمدؐ کی عنایت ہے اور کسیؐ کی نگاہِ لطف کا صدقہ۔ اسی لئے جب بھی کوئی دشواری پیش آئی تو ہم نے اسے اپنے رب کریم کی طرف سے آزمائش سمجھا اور شُکر کو صبر سے ہم آہنگ کیا اور لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰہِ کا پیغام، ہمارا سہارا بنا۔

راقم الحروف نے پہلے ایڈیشن کے بعد فیوض القرآن کی کتابت شدہ کاپیاں محترم محمد زکی صاحب (نواب میاں) کے سپرد کر دی تھیں۔ الحمدللہ انہوں نے اس بارِ امانت کو بحسن و خوبی اُٹھایا اور اس کے چار ایڈیشن خلوص کے ساتھ شائع کئے۔ چوتھے ایڈیشن کے موقع پر معلوم ہوا کہ کتابت شدہ کاپیاں خراب ہو گئیں لیکن زکی صاحب نے پرانی پلیٹوں سے نہایت احتیاط کے ساتھ، چوتھا ایڈیشن شائع کیا۔ اُن کی کاوش سے فیوض القرآن، کئی برس طالبانِ قرآن کریم تک پہنچتا رہا، اور اس کے لئے میں نے روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُن کے لئے دعائے خیر و برکت کی۔

اس فقیر کوئے رسول اللہؐ نے فیوض القرآن کے صفحات کاغذ کے ایک طرف چھپوائے تھے۔ دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ انہیں صفحات پر کام شروع کیا جائے اور یوں راہِ ہدایت میسر آ گئی۔ مسبب الاسباب کی ادنیٰ سی توجہ اور التفات سے ایک آرٹسٹ کاتب جناب عابد سعید صاحب

سے رابطہ پیدا ہوا، اور انہوں نے اس ناچیز کی معیت میں ایک ایک سطر، ایک ایک صفحہ پر نظر ڈالی اور یوں کہ الحمدللہ تمام عکسی نقائص اور نشانات دور ہوگئے۔ یہ ایک صبر آزما کام تھا، اور ایسے حالات میں جب ایک جگر گوشہ کا غم تازہ تھا۔ ڈیڑھ دو سال میں یہ کام ہوسکا اور یوں کہ قرآن حکیم کا ہر لفظ، ہمارے قلبِ مضطر کے لئے موجبِ صبر و سکون بنا رہا۔

اس تاخیر کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ نئے ایڈیشن کے لئے محترمی سید پروفیسر ابوالخیر کشفی نے ایک اشاریہ قرآن مرتب کر دیا، جو شاید کسی بھی ترجمے کے لئے ایک نئی چیز ہے۔ ان مراحل سے گزرنے کے بعد قرآنِ عظیم کے ایک بڑے اشاعتی ادارے نے اس ترجمہ کی اشاعت کی ذمہ داری قبول کی لیکن وہ ادارہ آزمائشوں کے ایک دور میں داخل ہوا اور یوں تاخیر کی مدت بڑھتی گئی ——— لیکن یہ سب کچھ اتفاق نہ تھا، یہ ربِ کائنات کی منصوبہ بندی کے عین مطابق تھا ——— اور پھر یوں ہوا کہ ایک ایسے صاحب سے رابطہ ہوا جو خود قرآنِ حکیم کی اشاعت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے بے قرار تھے۔ فاصلے سمٹ گئے اور یومِ معراجِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر ۲۷ رجب المرجب ۱۴۱۲ھ کو فیوض القرآن کی تیار کاپیاں جناب ظہیر سلام ناشر۔ ڈائریکٹر فیروز سنز لمیٹڈ کے حوالے کی گئیں۔ ملک کے سب سے بڑے اشاعتی ادارے کے یہ ناظمِ اعلیٰ قرآن کریم کی اشاعت کے ذریعہ اپنے اشاعتی پروگرام کی تکمیل چاہتے تھے، سو بحمدللہ اُن کی آرزو پوری ہوئی اور ہم بارِ امانت سے سبکدوش ہوئے اَلحَمدُ لِلّٰہِ عَلیٰ ذٰالِکَ

آخر میں اُن تمام حضرات کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو اس طویل مدت میں اس فقیر کی حوصلہ افزائی کرتے رہے اور میری قوت بنے رہے، جنہوں نے مفید مشورے دیئے اور ہر طرح میری مدد فرمائی۔ یہ ہیں مشتاق احمد قریشی، ڈاکٹر منظور قریشی، جناب حافظ فضل خالق، ڈاکٹر عین الدین صاحب، سید ابوالخیر کشفی، عزیزی امان اللہ قادری سلمہٗ، محمد اسلم صاحب، بھائی وسیم صاحب، اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ ہماری یہ سعی قبول فرمائے اور تمام معاونین کو اپنے انعامِ خاص سے نوازے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا وَ مِنْهُم

بِحُرمَتِ سَیِّدِ المُرسَلِینَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم آمین

کراچی
۲۷ رجب المرجب ۱۴۱۲ھ
۲ رفروری ۱۹۹۲ء

سید حامد حسن بلگرامی

تحدیثِ نعمت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

اَللّٰھُمَّ لَآ اُحۡصِیۡ ثَنَآءً عَلَیۡكَ اَنۡتَ کَمَآ اَثۡنَیۡتَ عَلٰی نَفۡسِكَ وَصَلٰوۃٌ عَلٰی نَبِیِّكَ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلَیۡہِ فِیۡ کِتَابِكَ الَّذِیۡ لَا یَاۡتِیۡہِ الۡبَاطِلُ مِنۡ بَیۡنِ یَدَیۡہِ وَلَا مِنۡ خَلۡفِہٖ

حق یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی حمد اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کون کرسکتا ہے اور حضورؐ کے مقام اور رفعتِ شان کو اُن کے خالق، ان کے رب کے علاوہ کون جان سکتا ہے۔ جس کو جو ملا وہ حضورؐ کی اتباع، حضورؐ کی محبت ہی کے صدقے میں ملا۔ یہ بھی حضورؐ ہی کا فیضانِ نظر ہے کہ گنبدِ خضراء کے سائے میں مانگی ہوئی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور پہلے ایک باخدا بزرگ عالمِ دین حضرت احمد عبد الصمدؒ فاروقی، قادری چشتی سے قرآن پاک پڑھنے کی سعادت نصیب فرمائی پھر ۱۹۶۳ء میں ان کے وصال کے بعد جو کچھ استادِ محترمؒ سے پڑھا اور مختلف تفاسیر اور ترجموں سے حاصل کیا تھا اسے فیوض القرآن کی صورت میں ترتیب دینے کی توفیق بخشی۔

استادِ محترمؒ نے سچ فرمایا تھا کہ اگر" اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال ہو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سایہ فگن ہو تو ہر وہ کام جو امتِ مرحومہ کے لیے بھلائی اور خیر کا ہوتا ہے آسان ہو جاتا ہے۔"

ہم آج جس دور سے گزر رہے ہیں اس میں ہمارے نوجوانوں کو علمِ دین کا شوق تو ہے لیکن اِس ذوق کی تشفی کے لیے ان کے پاس اتنا وقت نہیں۔ ان کے قلوب میں قرآن پاک کی عظمت بھی ہے، وہ اس کی رفعتوں سے شناسا ہونے

کے بھی خواہاں ہیں اور اس کی وسعتوں کو جاننے کے بھی متمنی ہیں، لیکن مفسرینؒ کی تفاسیر سے آیات کی تفہیم، ربطِ آیات، تسلسل اور اندازِ ہدایت سے استفادہ کرنے کے لیے جس تربیتِ ذہنی کی ضرورت ہے اس کا انھیں موقع نہ ملا۔ پھر جس دور سے ہم گزر رہے ہیں وہ تمام ادوار سے پیچیدہ اور مذہبی معاملات میں کافی حد تک سطحیت پر اکتفا کرنے کا خوگر ہو گیا ہے۔

آج دورِ حاضر کے ذہن اور اس کے استدلالی مزاج کے پیشِ نظر قرآنی آیات کے مطالب ایسے پُر اثر انداز سے اس طرح پیش کیے جانے کی ضرورت ہے کہ آیات کے مطالب اور مفہوم کے ساتھ، ربطِ آیات، بیان کا تسلسل، اعجازِ بیان کی ندرت اور قرآن کا معجزانہ اندازِ ہدایت بہ یک وقت نمایاں ہوتا جائے، جو قرآن کی رفعتوں کا بھی ترجمان ہو اور وسعتوں کا بھی، اور طالبِ ہدایت کے ذہن میں وہ خطرے پیدا نہ ہوں، جو تفہیمِ دین میں حارج ہوتے ہیں تاکہ قرآنِ پاک کی حقیقی فہم تک ان کی رسائی ہو سکے اور اس کے انوار و برکات سے وہ مستفید اور مستفیض ہوں۔

بحمد اللہ مفسرینِ کرام نے قرآنِ پاک کی جو خدمات انجام دی ہیں اور دے رہے ہیں وہ محتاجِ بیان نہیں۔ یہ انھیں کا فیض ہے کہ جادۂ حق پر چلنے والوں کے لیے قرآنی فکر کی راہیں کشادہ اور ہدایت اور معرفت کی شمعیں روشن ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں بزرگ اور قابلِ احترام ہستیوں کے صدقے میں اس ترجمہ و تشریح کو بھی قبول فرمائے۔

اس ترجمہ کو اردو زبان کے مستند ترجموں اور تفاسیر کے اعلیٰ مآخذ کی بنیاد پر ترتیب دیا گیا ہے۔ میرے پیشِ نظر اردو زبان میں لکھی ہوئی تقریباً سب ہی ترجمے اور تفاسیر رہی ہیں۔ حضرت مولانا رفیع الدین صاحبؒ کے ترجمہ

سے لے کر حضرت عبد الماجد دریا بادیؒ تک جس قدر ترجمے ہوئے ان سے بھی استفادہ کی سعادت حاصل کی ہے اور جو ترجمے ہنوز نامکمل ہیں ان سے بھی اکتسابِ فیض کیا گیا ہے، ان میں حضرت محمد کرم شاہ صاحب بھیروی کا "ضیاء القرآن" اور حضرت مولانا عبدالقدیر صاحبؒ کی "تفسیر صدیقی" خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔

ترجمہ میں قرآن مجید کی تاثیر، اس کی معنویت و مقصد سے قریب لانے کے لیے قدیم مفسرینؒ کے انداز پر ترجمہ کے دوران جابجا چھوٹے چھوٹے مختصر مگر قرآنی مقصود کو نہایت وضاحت سے پیش کرنے والے جملے قوسین میں لکھے گئے ہیں، جگہ جگہ اس کی مختصر اور پُر اثر تشریح بھی ہے جو مستند تفاسیر پر مبنی ہے۔ تاکہ ربطِ کلام باقی رہے، پڑھنے والے کی توجہ قرآن کے مطالب پر مرکوز رہے اور کلام پاک کی ترتیب و تسلسل واضح ہوتا جائے۔

اسی طرح ایک آیت اور دوسری آیت کے ربط کو بھی دو آیات کے درمیان واضح کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی ہر رکوع کے شروع میں اس کی خصوصی اہمیت اور گزشتہ رکوع سے اس کے ربط کی بھی نشان دہی کی گئی ہے۔ ہر سورہ کے شروع میں ترتیبِ قرآنی میں اس سورت کی اہمیت کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ ایک سورہ کا ربط دوسرے سورہ سے واضح ہوجائے اور اس طرح الحمد سے لے کر والناس تک آیات کی ترتیب سے لے کر منازل کی ترتیب تک عیاں ہوتی جائے اور قارئین پر حقیقت، روشن سے روشن تر ہوجائے اور وہ ہدایت پائیں کہ یہی تعلیماتِ قرآنی کا منشا ہے۔

قرآن شریف کے مطالعہ میں جو بات ہر وقت پیشِ نظر رکھنا چاہیے وہ یہ ہے کہ اس کا مقصد ہدایت ہے۔ اس کی تنظیم، اس کی ترتیب سب اسی ایک لفظ "ہدایت" کے پیشِ نظر ہے۔ ایک بلیغ کتاب کی طرح اس میں بھی محذوفات ہیں۔ اور چھوٹی چھوٹی باتیں ذہنِ انسانی کی فہم کے لیے چھوڑ دی گئی ہیں تاکہ کلام مختصر بھی ہو اور جامع بھی اور اس میں وسعت بھی ہو اور گہرائی بھی۔ اسی لیے قرآن کے مطالعہ کے لیے ضروری ہے کہ اسے تھوڑا تھوڑا توجہ سے پڑھا جائے اور اس کے محذوفات کو سمجھا جائے۔ پھر بھی جب تک آیات کے پڑھنے کے بعد ان کا ترجمہ نہ پڑھا جائے گا نورِ ہدایت نصیب نہ ہوگا۔ یاد رہے کہ ہدایت قرآن ہی کرے گا۔ کلام ربانی ہی سے ہدایت ہوگی۔ ترجمہ تو ذہنی تشفی کے لیے ہے، اور ہدایت میں معاون بھی ہوسکتا ہے بشرطیکہ اصل کلام کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

یہاں یہ امر بھی واضح کر دینا نہایت ضروری ہے کہ اس کتاب کے مطالب کی وسعت، حکمت و گہرائی تک رسائی ہر فرد کی اپنی ذہنی اور فکری حیثیت اور اس کے مقام کے مطابق ہوتی ہے۔ اس کی مکمل تشریح ایک ہی ذاتِ مقدسہ کی زندگی ہے۔ جو قولاً، فعلاً، عملاً اور نوراً ان آیات کی آئینہ دار ہے اور یہ ہستیٔ مقدسہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ انھیں کے وسیلہ، انھیں کے اتباع، انھیں کی محبت سے اَسرارِ قرآن کھلتے ہیں اس کے بغیر نہ علم، علم ہے نہ عمل، عمل۔

حضرت قبلہؒ نے مجھے قرآن پاک کی تعلیم کچھ اس انداز سے دی تھی کہ قرآن وہ ہے جو صاحبِ قرآن سے ملائے اور صاحبِ قرآن (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ ہیں جو اللہ سے ملائیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّظْھَرِ الجمال والجلال

مرآة الذّات معدن المشاھدات مخزن التجلیات موصل

العباد الی رب الارباب وآلہٖ وبارک وسلّم ۔

اگر اس ترجمہ سے اُن کے اس نکتۂ فکر کی وضاحت میں مجھے کامیابی ہوئی تو یہ بھی اُدھر ہی کا فیض ہے اور اگر مجھ سے کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو یہ میری کوتاہی ہے، اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے اور اس کے فیوض و برکات سے نوجوانوں کے قلوب منور فرمائے اور اس کی فہم اور حلاوت سے ان کے ایمان کو جلا بخشے اور سرکار دو عالمؐ کی محبت اور اتباع کی سعادتوں سے نوازے۔

آخر میں یہ میرا خوش گوار فریضہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے کرم فرما خواجہ احمد کبیر الدین صاحب کا شکریہ ادا کروں کہ ان ہی کی وساطت سے استاذِ محترمؒ کے دامن شفقت سے وابستگی کی سعادت نصیب ہوئی۔

پھر اپنے جامعہ کی معزز بزرگ ہستیوں میں حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانیؒ شیخ التفسیر اور حضرت مولانا سید احمد سعید صاحب کاظمیؒ شیخ الحدیث کا متشکر ہوں کہ انھوں نے ترجمہ پڑھ کر یقین دلایا کہ یہ بالکل سلفِ صالحین کے انداز پر ہے اور دورِ حاضر کے لیے یہ طریقہ نہایت مناسب اور مفید ہے۔ یہ دونوں بزرگ ہستیاں ہمارے جامعہ کے شمس و قمر ہیں جن کی ضیاء باریوں سے کوئی جامعی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب نے مختصر لیکن جامع تعارف لکھا جو اُن کی بزرگی تواضع اور فہم قرآنی کا آئینہ دار ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے جمالِ باطن اور محبتِ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جھلک مجھ میں پیدا فرما دے تو یہ میری خوش نصیبی ہوگی۔ میں ان کے لُطف و کرم کا بھی ممنون ہوں۔

میں بالخصوص اپنے نوجوان صالح عالم مولانا الٰہی بخش جار اللہ کا، جن سے ملک و ملت کی آئندہ امیدیں وابستہ ہیں، بے حد متشکر ہوں کہ انہوں نے ابتداء ہی سے اس ترجمہ میں دل چسپی لی، پڑھا، پھر اپنے زیرِ نگرانی ٹائپ کروایا اور طباعت کی ہر منزل میں جملہ فرائض نہایت اخلاص اور للّٰہیت کے ساتھ انجام دیتے رہے۔

میں جناب مولانا حسن الدین ہاشمی صاحب کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے نہایت توجہ اور غور و فکر سے ترجمہ پر نظرِ ثانی فرمائی اور بعض مقامات پر مفید مشوروں سے نوازا۔

آخر میں بارگاہِ ربّ العزت میں دست بدعا ہوں کہ اپنے حبیبِ پاکؐ کے صدقہ میں جس کسی نے کسی طرح اس کارِ خیر میں میری معاونت کی ہے ان سب کو جزاء خیر دے اور اپنی عنایاتِ خاص اور الطافِ کریمانہ سے نوازے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

احقر
حامد حسن بلگرامی

بہاول پور
چہارشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ
مطابق ۲۱ جون ۱۹۶۷ء

الٰہی ایں کرم بارِ دیگر کن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے آستانۂ فیض وکرم پر مانگی ہوئی دُعاؤں کا صدقہ کہ 'فیوض القرآن' کی تکمیل کے بعد دوسری بار اس کی اشاعت کا وقت آگیا۔ اللہ تعالیٰ اسے مزید حُسن وجمال اور صحت کے ساتھ منظرِ عام پر لائے۔

گذشتہ موسمِ سرما میں اس کی جلدیں ایک گوشہ نشین عالمِ متبحر اور صاحبِ قرب بزرگ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ چند روز بعد ان کا گرامی نامہ موصول ہوا، جو ان کی حیرت، جوابِ حیرت اور دُعاؤں کا آئینہ دار تھا۔ فرماتے ہیں :-

> آپ سے اور اِس شہ کار کا اظہار! یہ تو حضرت سیدؐ ومختار کا خصوصی افتخار ہے، بندہ نواز نے اِس امتیاز سے تمہیں سرفراز فرمایا۔ اس کا صلہ دوسری لامتناہی دنیا تک لاانتہائی ہے۔ دنیا کا ثمر خطر ہے اور یہ ثمر آمل پھل کتنا عظیم اور اجلّ اور افضل ہے!! اَللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ جَعَلَکُمْ فِی الصّٰلِحِیْنَ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ۔ آمین۔

حضرت نے کتنی سچی بات لکھی ہے۔ حق یہ ہے کہ یہ ترجمہ وتشریح محض حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانۂ فیض کا ایک عظیم عطیہ ہے۔ دل چاہتا ہے کہ حضرت کے اِن کلمات کی صداقت میں چند اُن حقائق کا انکشاف کروں جن کی طرف کچھ اشارہ "تحدیثِ نعمت" میں کیا گیا ہے۔

مولائے کریم نے پہلی بار رجب ۱۹۵۵ء میں زیارت حرمین شریفین اور فریضۂ حج کی سعادت نصیب فرمائی تو آستانۂ مقدسہ دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ہی دُعا ۲۹ دن زبان پر رہی کہ: "اے اللہ! تو مجھے دین کی سمجھ عطا فرما۔" اِس دُعا کی قبولیت کا ثمرہ تھا کہ وطن واپس آنے کے کچھ عرصہ بعد ۵۶ء میں ایک عالم متبحر صاحبِ قلب بزرگ حضرت احمد عبدالصمد صاحب قبلہ فاروقی، قادری، چشتی سے شرفِ نیاز حاصل ہوا۔ پہلی ہی بات جو آپ نے فرمائی یہ تھی کہ :-

"اِنسان یا اکتسابِ فیض کرے یا ایصالِ فیض۔ اگر ان دونوں میں کچھ نہیں تو زندگی بیکار ہے۔"

میں نے سمجھ لیا کہ اکتسابِ فیض کا وقت آگیا۔ اور اُنھوں نے نہایت شفقت و محبت سے پانچ سال مجھے درسِ قرآن دیا جب وہ یہ فریضہ ادا کر چکے اور جو میری قسمت میں تھا مجھے مل چکا تو ۱۹۶۳ء میں نہایت سکون اور جمعیتِ خاطر کے ساتھ اپنے رب کے حضور حاضر ہوگئے۔ وصال کے دو دن قبل میں اُن کی خدمت میں دن بھر رہا اور نہ جانتا تھا کہ یہ شفیق اُستاد سے آخری ملاقات ہے۔

ان کے وصال کے تیسرے ہی دن مجھے پھر دربارِ بیکس پناہ میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ اب میرے مضطرب قلب کے لئے پھر تسکین کی ضرورت تھی۔ اِس بار اس عزم کے ساتھ واپس کیا گیا کہ جو کچھ اُستادِ محترم سے مِلا ہے وہ ضبطِ تحریر میں لے آؤں۔ یہ مشکل کام تھا لیکن جہاں حضور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ التفات شامل حال ہو وہاں کوئی مشکل مشکل نہیں رہتی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مجھے جامعۂ اسلامیہ کی خدمات سپرد تھیں، اور اسی علمی اور ادبی ماحول میں بحمداللہ پانچ ہی سال میں ترجمہ و تشریح کا کام پایۂ تکمیل کو پہونچا۔ جامعہ کے جید علماء کرام نے مسودہ کو غور سے پڑھا اور ہر طرح میری اعانت اور حوصلہ افزائی فرمائی۔

کام ختم ہو چکا تھا لیکن دل کانپ رہا تھا کہ خدا جانے جو کچھ ضبطِ تحریر میں آیا وہ اس قابل بھی ہے کہ پیش کر سکوں۔ ایک قلبِ مضطرب کے لئے آستانۂ فیض و کرم پر حاضری کے سوا چارہ ہی کیا تھا۔ اسباب مہیا فرما دئے گئے اور مجھے طلب کر لیا گیا۔ اللہ اللہ! کیا دلجوئی کیا کرم تھا کہ اس ناچیز کو روضۂ مبارکہ اور منبر شریف کے درمیان روضۂ مبارک سے قریب بیٹھنے، پڑھنے اور پیش کرنے کی سعادت سے نوازا گیا۔ مجھے خود حیرت ہے کہ کس طرح روز ایک منزل مع ترجمہ و تشریح کے پیش کرتا، کیسے آداب کو ملحوظ رکھ کر گھنٹوں بیٹھا رہتا اور کیسے ختم کرتا۔ ان کیفیات اور عنایات کو بیان کرنا میرے بس کی بات نہیں! البتہ آٹھویں دن سرسجدہ میں تھا اور خدا جانے اِس نورانی ماحول میں اپنے رب سے کیا کہہ رہا تھا۔

میرے لئے اس کی طباعت و اشاعت بھی آسان نہ تھی لیکن مسبب الاسباب نے اس کے اسباب بھی فراہم فرما دئے اور "فیوض القرآن" حُسنِ باطنی اور ظاہری کے ساتھ منظرِ عام پر آیا، پھر آستانۂ فیض و کرم سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری اور تینوں جلدیں پیش کرنے کی تمنا پیدا ہوئی، دُعا ذریعہ بنی اور نظرِ التفات کشش۔

اِس بار یعنی ۱۳۸۹ھ کی حاضری بڑی پُرکیف تھی۔ بغداد شریف، کربلائے معلیٰ، نجف اشرف ہوتا ہوا عین شبِ قدر میں مکہ معظمہ پہونچا۔ اور بحمداللہ عمرہ شبِ قدر ہی میں نصیب ہوا۔ پھر جمعۃ الوداع اور عید کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت میں مسجدِ نبویؐ میں نصیب ہوئی۔

نظرِ کرم کے اشارے کچھ کم واضح نہ تھے پھر بھی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ یہ ہدیہ کیونکر پیش کروں۔ اپنی بے بضاعتی اور کم مائگی کا شدید احساس تھا۔ آستانۂ مبارکہ پر قدموں میں بیٹھا منتظرِ کرم تھا۔

مسبب الاسباب نے اسباب فراہم فرمائے ایک بزرگ حضرت مولانا منظور حسن شاہ سندھی جو مدینہ منورہ میں مقیم ہیں ان سے شرفِ نیاز حاصل ہوا میں نے اپنی تمنا کا اظہار ان سے کیا۔ انھوں نے یہ جلدیں اپنے پاس رکھ لیں اور دوسرے دن صبح حاضر ہونے کی ہدایت فرمائی۔ جب حاضرِ خدمت ہوا تو بڑی مسرت کا اظہار فرمایا اور کہا چلو ایک عالمِ دین سے اس پر مناسب عبارت لکھوا دوں۔ میں اُن کے ساتھ ہو لیا۔ وہ مجھے اپنے ہمراہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری کے پاس لے گئے۔ حضرت مولانا کو میں فیوض القرآن کی دو جلدیں پہلے ہی پیش کر چکا تھا۔ مولانا نے بڑی شفقت فرمائی اور ازراہِ کرم خود اپنے قلم سے فیوض القرآن پر حسبِ ذیل عبارت تحریر فرمائی:۔

الوقف لِلّٰہِ الکریم علیٰ مسجدِ النبی الکریم صلّی اللہ علیہ وسلم

من

المترجم السیّد حامد حسن۔ ایصالاً لثوابہ الی روح شیخہ المحترم المرحوم۔ ۱۲ شوال ۱۳۸۹ھ

حضرت مولانا کی یہ مختصر عبارت شیخ الروضہ کے لئے سند کا موجب بنی۔ تینوں جلدوں پر روضۂ مبارکہ کی مہریں ثبت کی گئیں اور روضۂ مقدسہ میں رکھے ہوئے متعدد قرآن پاک کے ساتھ ان کو جگہ ملی۔

کتنا مبارک تھا وہ دن اور کیسی مبارک تھی وہ ساعت، سجدۂ شکر کسے کہتے ہیں، مسرت کے آنسو کیا ہوتے ہیں، قلب کی راحت کیا ہے کچھ اُس دن سمجھ میں آیا۔ درود و سلام ہو اُس ذاتِ مقدسہ پر جس کے صدقہ میں آج بھی گنہگار رحمتوں سے نوازے جاتے ہیں۔ اس ترجمہ کی مقبولیت، اس کا اندازِ بیان، اس کا تسلسل و ربطِ آیات، اس کا کیف و اثر سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی نظرِ کرم کا صدقہ ہے، بزرگوں کی دعائیں، علماءِ کرام کے حوصلہ افزا اور پُر اخلاص تبصرے، تعلیم یافتہ طبقہ پر اس کا اثر، انھیں کی رحمت کا پرتو ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اِس اشاعت میں ملک کے مایۂ ناز علماء کرام میں سے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ مدظلہٗ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحبؒ مدظلہٗ اور حضرت مولانا محمد ہاشم فاضل شمسی صاحب کے ارشاداتِ گرامی شامل ہیں۔ اور حضرت مولانا ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب کے گراں قدر خیالات بھی۔ میں ان حضرات کا تشکر ہوں۔ اللہ تعالیٰ ملک وملت پران کا سایہ عرصہ دراز تک باقی رکھے اور ان کے علم وعرفان سے تشنگانِ معرفت کے قلوب کو منور فرمائے۔ ان تبصروں کے آخر میں محترم قبلہ حضرت حافظ مولوی سید حمایت علی شاہ قاسمی مدظلہٗ کی وہ دُعا ہے جو میرے لئے ہر طرح باعثِ خیر وبرکت ہے۔ میں بارگاہِ رب العزت میں دست بدعا ہوں کہ ربِ کریم، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں مجھے ویسا بنا دے جیسا کہ ان کے پاک قلب نے مجھے تصور فرمایا۔ ان کی محبت وشفقت میرے لئے ایک عطیۂ الٰہی ہے۔

آخر میں اپنے کرم فرما حاجی محمد زکی صاحب مالک ایجوکیشنل پریس کراچی کا متشکر ہوں، جنھوں نے دوسری بار اسکی اشاعت میں خصوصی دلچسپی لی، اور نہایت مسرت اور بڑے اخلاص کے ساتھ اسکی طباعت اور اشاعت کی ذمہ داریوں کو قبول فرمایا۔ میں نے مکمل کتابت شدہ مسودہ انھیں پیش کردیا۔ انھوں نے اسکی تصحیح کے لئے خصوصی اہتمام کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے جذبۂ خدمت کو قبول فرمائے۔ میری طرف سے ان کو اجازت ہے کہ اسکی طباعت واشاعت کے فرائض انجام دینے کے علاوہ مناسب ہدیہ پر جس طرح مناسب سمجھیں فیوض القرآن کو عام کریں۔ میری طرف سے صرف یہی پابندی ہے کہ ترجمہ بلا متن کے شائع نہ ہو۔

"باری تعالیٰ میں نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے پائی تیری یہ امانت تیرے ایک عبدِ صالح محمد زکی صاحب کو سونپ دی ہے تاکہ یہ عام ہو سکے۔ میری جزا تیری رضا ہے، اب صحت وحسن وجمال کے ساتھ اسکی طباعت واشاعت میں انکی مدد فرما اور ان کو اور ان کے کارکن اور معاونین کو اپنے انعاماتِ خصوصی سے سرفراز فرما۔"

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَآ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

حیدر آباد سندھ
جمعہ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۹۳ھ مطابق ۲۷ جولائی ۱۹۷۳ء

احقر العباد
حامد حسن بلگرامی عفی عنہ

تعارُف

از

حضرت مولانا پیر محمد کرم شاہ صاحب ازہری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ

جامعہ اسلامیہ، بھاول پور کے سالانہ امتحانات کے سلسلہ میں مجھے جامعہ جانے کا، اتفاق ہوا تو مجھے حضرت رئیس الجامعہ کے ایک علمی شاہکار (فیوض القرآن) سے مستفید ہونے کا موقع بھی ملا۔

محترم ڈاکٹر صاحب سے میرا تعارف عرصہ سے ہے۔ میں ان کے اخلاقِ کریمانہ اور ان کی دل ربا شخصیت سے مدت سے خوب واقف ہوں لیکن مجھے تاہنوز یہ علم نہ تھا کہ یہ دُبلا پتلا نازک سا جسم ایک ایسی روح کا مسکن ہے جو بحرِ علم و حکمت کی گہرائیوں میں غواصی بھی کرتا ہے اور معرفت و حقیقت کی بلندیوں میں پرکُشا بھی رہتا ہے۔ اور ان کے سینہ میں وہ دل ہے جس میں عشقِ مصطفوی کا چراغ روشن ہے جو ان کے فکر و وجدان کے گوشہ گوشہ پر نور برسا رہا ہے۔

جب میں نے فیوض القرآن کو پڑھنا شروع کیا تو پڑھتا ہی چلا گیا۔ اس ترجمہ کا ہر جملہ موزوں، ہر فقرہ دل نشین، حشو و زوائد سے یکسر پاک، مطالب و اسرار کا جامع۔ محترم ڈاکٹر بلگرامی صاحب نے قرآنِ کریم کے ان حقائق کو بے نقاب کر دیا ہے جو بہت کم کسی کو اپنے ہاں اذنِ باریابی دیتے ہیں۔ شریعت کا دامن بھی کہیں چھوٹنے نہیں پایا اور معرفت کے ان رموز و نکات کو بیان کرنے میں بھی بخل سے کام نہیں لیا جنھیں اب زمانے کے شدید تقاضے پردہ کشائی پر مجبور کر رہے تھے لیکن وہ اظہار کے لیے کسی محتاط اور سلیقہ مند قلم کے منتظر تھے۔

آپ نے اپنے دیباچہ میں دورِ حاضر کے متعلق بڑی وزنی بات کہی ہے کہ یہ دَور دیگر تمام ادوار سے پیچیدہ اور مذہبی معاملات میں کافی حد تک سطحیت پر اکتفاء کرنے کا خوگر ہے۔

اس لیے اس امر کی اشد ضرورت تھی کہ قرآن کریم کو ایسے سادہ ، پرمغز اور مؤثر انداز میں پیش کیا جائے کہ مختصر سے وقت میں ، تھوڑی سی توجہ سے پڑھنے والے پر قرآنی مطالب کھلتے اور دل میں اترتے چلے جائیں۔ ڈاکٹر صاحب قبلہ کی یہ کاوش یقیناً اِس ضرورت کو پورا کرے گی۔

نیز آپ نے آیت کا ربط آیت سے ، سورہ کا سورہ سے اور منزل کا منزل سے اس منفرد پیرایہ میں بیان کیا ہے کہ اسے فیوض القرآن کی خصوصیات میں شمار کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب قبلہ کی اس جلیل وجمیل سعی کو مشکور فرماوے اور اس تلمیذِ ارشد کو اپنی خصوصی نوازشات سے سرفراز فرماوے جس نے اپنے مربی اور مرشد کی اس علمی اور روحانی امانت کو اس طرح ادا کیا جس طرح ادا کرنے کا حق تھا۔ اور ان کی ذات سے ملت کی جو عظیم امیدیں وابستہ ہیں اللہ تعالیٰ انھیں بھی اپنے حبیبِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل پورا فرمائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

محمد کرم شاہ
من علماء الازہر الشریف
سجادہ نشین ، بھیرہ ، ضلع سرگودھا

۹ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ
۱۸ جولائی ۱۹۶۷ء

فیوض القرآن علماء کی نظر میں :

ارشاداتِ گرامی : شیخ التفسیر حضرت مولانا شمس الحق افغانی نور اللہ مرقدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

میں نے جناب سید حامد حسن صاحب بلگرامی، رئیس الجامعہ، جامعہ اسلامیہ، بہاول پور کا اردو ترجمہ و تفسیری تشریحاتِ قرآنِ حکیم کے ابتدائی اہم حصے کا مطالعہ کیا۔ میں نے اس کو ان امور کا جامع پایا۔

(۱) اس میں قرآنی مطالب کی تشریح میں سلفِ صالحین کے مسلک کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اور فہمِ سلفِ صالحین کی بنیاد پر قائم رہنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۲) تشریح اور تفسیرِ قرآن میں اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ خود قرآن کیا کہتا ہے نہ یہ کہ ہم قرآن سے کیا کہلوانا چاہتے ہیں، یہی وہ چیز ہے جو آج کل کے جدید تعلیم یافتہ حضرات کے بہت کم افراد میں پائی جاتی ہے۔

(۳) صحتِ مضامین کے علاوہ اندازِ بیان اور اُسلوبِ تعبیر ایسا اختیار کیا گیا ہے جو دورِ حاضر کے لیے موزوں اور جدید تعلیم یافتہ طبقے کو متاثر کرنے والا ہے اور مشکل ترین مطالب کو آسان کر دینے والا ہے۔

(۴) قرآن کی تفسیر کا اہم مسئلہ مطالبِ سور وآیات کا ارتباطِ باہمی ہے اِس تفسیر میں ان دونوں چیزوں کو معقول اور ذہن نشین پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے ملاحظہ کردہ حصہ تفسیر کے انداز اور جن مستند ماخذ پر اس تفسیر کی بنیاد ہے ان کے پیشِ نظر مجھے توقع ہے کہ باقی حصہ تفسیر بھی اسی طرح معیاری ہوگا۔

اللہ ربّ العالمین آپ کی اس خدمت کو قبول فرما دے اور تشنگانِ معارفِ قرآنیہ کے لیے موجبِ خیر و برکت و ہدایت کر دے۔ آمین۔

شمس الحق افغانی عفا اللہ عنہ

خادمِ تفسیر، جامعہ اسلامیہ، بہاول پور

بتاریخ ۱۹ر مارچ ۱۹۶۷ء

ارشاداتِ گرامی :

حضرت مولانا سید احمد سعید صاحب کاظمی نوّر اللہ مرقدہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد

زیرِ نظر ترجمۃ القرآن مرتبہ جناب ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی صاحب بعض مقامات سے دیکھا نہایت سلیس مطلب خیز با محاورہ ہے۔ دل نشین انداز میں وسیع مطالب کو بین القوسین مختصر عبارات میں واضح کیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی ربطِ آیات کو بہترین انداز سے بیان کر دیا گیا ہے۔

محترم بلگرامی صاحب نے جدید تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود اس ترجمۃ القرآن میں قدیم طرز اختیار کیا اور اس دور کے نام نہاد مجددین کی طرح اپنے دامن کو تجدد پسندی سے ملوث نہیں ہونے دیا۔

اس ترجمہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ پڑھنے والا قرآن کے نفسِ مفہوم کو آسانی سے سمجھ لیتا ہے۔ اس ترجمہ میں ڈاکٹر صاحب کے طبعی ذوق کی جھلک اور محبت و معرفت کی چاشنی پائی جاتی ہے۔ بعض اوقات پڑھنے والا محسوس کرتا ہے کہ دریائے عشق و محبت میں غوطہ زن اور وصالِ محبوب کے گوہرِ نایاب سے ہم کنار ہوں۔

روحانیت پسند لوگوں کو یہ ترجمہ پڑھ کر ایسا محسوس ہوگا کہ گویا یہ ایک چمنستانِ معرفت ہے جس کی ہوائیں مشامِ جان کو معطر کر رہی ہیں۔

اللہ تعالےٰ محترم ڈاکٹر بلگرامی صاحب کو جزاءِ خیر دے اور ان کے اس ترجمہ کو قبولِ عام عطا فرمائے۔ آمین۔

سید احمد سعید کاظمی

شیخ الحدیث، جامعہ اسلامیہ، بہاولپور

بتاریخ ۲۰ر دسمبر ۱۹۶۷ء

ارشادات گرامی :

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تفسیر "فیوض القرآن" تالیف جناب حامد حسن صاحب بلگرامی کی تیسری جلد بھی الحمد للہ تیار ہو کر سامنے آئی اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائے۔ اس اردو تفسیر کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں بلگرامی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے مستند بزرگوں کی تفسیر سے لیا ہے۔ خود رائے زنی کو دخل نہیں دیا اور ماشاء اللہ حُسن معنوی کے ساتھ حُسن ظاہری سے بھی آراستہ ہے تعلیم یافتہ دوستوں کی دلچسپی کا سامان اس میں پورا ہے اور مختصر بھی ہے جس سے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا نفع عام ہوگا۔

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ

بندہ محمد شفیع

دار العلوم کراچی ۱۴

یکم رجب ۱۳۹۱ھ

ارشادات گرامی :

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری نوّر اللہ مرقدہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قرآنِ حکیم حق تعالیٰ شانہ کا ایک پیغامِ حیات ہے جو مُردہ قلوب کے لیے حیاتِ ابدی کا آبِ حیات ہے۔ قیامت تک کی آنے والی نسلوں کی نجاتِ ابدی و سعادتِ دارین کا ضامن ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقولۂ مبارکہ لَن یُّصۡلِحَ هٰذِهِ الۡاُمَّةُ اِلَّا بِمَا صَلُحَ بِهٖ اَوَّلُهَا حقیقتِ حال کی بالکل صحیح ترجمانی ہے قرآن کریم کے بغیر نسل انسانی کی ہدایت و اصلاح کی کوئی توقع ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

جدید تعلیم یافتہ نوجوان آج جس انداز سے دین و قرآن سے دُور ہوتا جارہا ہے ظاہر ہے اس کی بے حد ضرورت ہے کہ قرآنِ کریم کی دعوت اُس کے سامنے پیش کی جائے اور اس کی نفسیات کو متاثر کرنے کے لیے اس کی دعوت کو اس کے لیے مانوس ترین قالب میں ڈھالنے کی کوشش کی جائے۔ نصف صدی سے مفکرینِ اسلام کو اس کا شدید احساس ہو رہا ہے قرآنی دعوت قرآنی تشریحات قرآنی تفسیریں پیش کی جارہی ہیں ہمارے محترم گرامی قدر جناب ڈاکٹر حامد حسن بلگرامی زید مجدہٗ ہماری شکر گزاری کے مستحق ہیں جن کی کوششوں سے "فیوض القرآن" کے نام سے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ایک کامیاب کوشش فرمائی گئی ہے۔

زبان شگفتہ تعبیر موثر اسلوب جاذب طباعت عمدہ نستعلیق بہت خوبصورت تشریح نہ اتنی کہ طبیعت اُکتا جائے نہ اتنی مختصر کہ تشنگی باقی رہے۔ ماخذ قابل اعتماد۔ سلف صالحین ؒ کے عقیدے کی پابندی۔ نہ آزادی نہ آزاد خیالی ربط قرآنی کا التزام موضوع سورت کا اجمالی خاکہ۔ جتنے مقامات نظر سے گزرے انہیں صفات سے موصوف پایا۔ حق تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے اور نئی نسل کی رہنمائی کے لیے موثر و نافع فرمائے۔ آمین۔

محمد یوسف بنوری عفی عنہ

مدرسۃ العربیہ اسلامیہ کراچی ۵

۱۵ جمادی الاخری ۱۳۹۱ھ ۸ اگست ۱۹۷۲ء

ارشاداتِ گرامی :-

حضرت مولانا سید محمد ہاشم صاحب فاضل شمسی نوّر اللہ مرقدہٗ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فیوض القرآن مؤلفہ ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی حقیر کے مطالعہ میں ہے۔ موجودہ لادینی ماحول میں اسلام کا تحفظ اور اس کی اشاعت کا صحیح ذریعہ قرآنی مضامین کو لوگوں تک پہنچانا ہے۔ اس نسخۂ کیمیا نے انسانیت فراموش عربوں کو اکسیرِ انسانیت بنادیا تھا۔ جس چیز سے اُمت کے اوائل فیضیاب ہوئے اواخر بھی اُس سے نفع اُٹھا سکتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب موصوف امراضِ جسمانی کے ڈاکٹر نہیں وہ الٰہ آباد یونیورسٹی کے پی، ایچ۔ ڈی ہیں لیکن 'فیوض القرآن' کی تالیف سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ دورِ حاضر کے روحانی امراض سے واقف ہوگئے۔ یہ اُن کے مرشد مولانا احمد عبدالصمد صاحب فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض تھا یا محض اللہ رب العزت کا فضل کہ قرآن مجید کی خدمت کی توفیق ہوئی اور سہل سلیس اور بامحاورہ اُردو ترجمہ اور مختصر الفاظ میں اس کی تشریح کرکے اُردو داں عوام وخواص کو دین کے منبع تک رہنمائی کی۔ اس کا مطالعہ کرنے والا اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ زبان و محاورہ عہدِ حاضر کا ہے مفہوم و مضمون سلفِ صالحین کا۔ اِس ترجمہ میں نہ موجودہ زمانے کی بے جا نکتہ سنجیاں نہ ندرت طرازیاں، نہ تجدد پسندی دبے جا تاویلات کا اظہار بلکہ دورِ حاضر کے تقاضے کے مطابق ڈاکٹر صاحب نے ترجمہ مختصر تشریحات کے ساتھ اِس طرح پیش کیا ہے کہ پڑھنے والے کو اس کا سمجھنا دشوار نہ ہو، اور آیاتِ قرآنی کے ربط و تسلسل اور کیف و اثر سے لُطف اندوز ہوسکے۔ ترجمہ کا انداز بتاتا ہے کہ مترجم نے صاحبِ قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھ کر ترجمہ کا فرض ادا کیا ہے۔ حضور علیہ السلام ہی وہ نور ہیں جن کی روشنی میں کلام اللہ کی تجلیات مومن پر منکشف ہوتی ہیں اور رُوح میں سرور و نشاط پیدا ہوتا ہے۔ اللہ ربّ العزت سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں اس ترجمہ کو قبول فرمائے اور مؤلف وقاری کو اپنے رضوان سے نوازے۔ آمین

سید محمد ہاشم فضلی شمسی

شیخ الحدیث دار العلوم احسن البرکات۔ حیدر آباد (سندھ)

ارشادات گرامی :

ڈاکٹر پروفیسر غلام مصطفےٰ خان ایم اے۔ ایل ایل بی۔ پی ایچ ڈی۔ ڈی لٹ۔ یونیورسٹی سندھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فیوض القرآن (مرتبہ محترم ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی صاحب) کی تینوں جلدوں کے مطالعے کی سعادت حاصل ہوئی۔ متن اور ترجمہ وغیرہ کی کتابت جناب حافظ محمد اعظم صاحب "رئیس القلم" نے کی ہے اور لاہور کے "جدید پریس" نے نہایت پاکیزہ اور دیدہ زیب طباعت کی ہے۔ اللہ پاک کا بے پایاں احسان ہے کہ اس نے ڈاکٹر بلگرامی جیسے انگریزی طرز کے عالم اور پی ایچ ڈی کو اپنے دین کی خدمت کے لیے منتخب فرمایا اور ایک اہلِ دل بزرگ سے ان کو استفادہ کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس بزرگ سے معارفِ قرآنیہ اور مسالکِ روحانیہ کی تحصیل کر کے دَورِ جدید کے لیے ایک بیش بہا دینی سرمایہ بہم پہنچایا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ انہوں نے سلف صالحین کے مسلک کو شروع سے آخر تک قائم رکھا ہے ورنہ آجکل قرآنی تاویلات اس طرح کی جاتی ہیں کہ بقولِ اقبالؒ

ع خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

ڈاکٹر صاحب نے دَورِ حاضرہ کے ذوق کی تسکین بھی کر دی ہے اور صحیح معارف کا دامن بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ اندازِ بیان میں سلاست روانی اور برجستگی اس قدر ہے کہ پڑھنے والا بڑی دلبستگی اور جاذبیت محسوس کرتا ہے۔ سورتوں اور آیتوں کے ربط کا بھی خاص خیال رکھا گیا ہے اور ضروری باتوں کی تشریح بھی کر دی گئی ہے۔ پھر ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے جگہ جگہ اللہ پاک کی "یاد" پر زور دیا ہے اور اُس کے حبیبِ پاک (رحمۃٌ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم) کا "صدقہ" مانگا ہے۔ آخر میں لکھتے ہیں :۔

حضور! ایک گدائے بے نوا جس کو اسی آستانۂ فیض و کرم
سے قرآن پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی، جس کو حضور ہی کی

نظرِ التفات نے اپنے گدایانِ محبت میں سے ایک شفیق استاد
عطا فرمایا اور پھر اِسی عاصی کے لیے فہمِ دین اور مطالبِ قرآن
آسان فرمائے اور اس خطاکار کے قلم سے وہ لکھوا لیا جو اس کے
بس کی بات نہ تھی - پھر اپنے دربار میں حاضر ہونے کی سعادت
بخشی اور اسے پیش کرنے کی نعمت سے سرفراز فرمایا - اب
اپنے اسی کرم و رحمت کے صدقہ میں اسے قبولیت کی نعمت سے
بھی سرفراز فرمائیے کہ آپ ہی رحمۃ للعالمین، رؤف رحیم ہیں ...."

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت سے جو شخص اس قدر سرشار ہو اس کی "مقبولیت" میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے - میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے مراتبِ دارین کے لیے یہ محبت بالکل کافی ہے - ع وَجَلَّ مِقْدَادُ مَا وُلِّیتَ مِنْ رُتَبٍ

احقر الانام

غلام مصطفٰے خان

حیدر آباد
۱۷ ر رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ ہجری

دُعَـاء

از عارف کامل حضرت مخدوم و محترم حافظ مولوی سید حمایت علی شاہ صاحب قاسمی قدس اللہ سرہٗ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

میری دُعا ہے

بلگرامی سایۂ یزداں بُوَد — سرّ حق را معدن و ہم کاں شود

اور ہاں!

سبزہ بے پانی کہیں ہوتا نہیں — جس جگہ آنسو ہیں رحمت ہے وہیں

حضرت بلگرامی طبیبِ لسانی ہی نہیں بلکہ بحمداللہ وہ حکیم روحانی بھی ہیں۔ خدا کرے ان کے یہ باطنی پرِ وصال حق سے جا ملا ہیں۔ پھر حضور کے فدائی اور خدا کے شیدائی ہیں عجب نہیں یہ اس عصر کے وحید اور اس دور کے فرید بندوں میں سے ایک ہوں۔ اللہ اور رسول کے نام پر ہم نے ان کی آنکھوں سے ابرِ باراں کی طرح رحمتی موتی برستے دیکھے۔ خدا بندہ نواز ان کے قرآنی ترجمہ کو بین التراجم ممتاز فرمائے۔ آمین

اُردو ترجموں میں اس ترجمے کی بڑی فوقیت یہ ہے کہ ایک آیت کا دوسری آیت سے مسلسل ربط و تعلق پڑھنے والے کو بہ آسانی معلوم ہوتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ ترجمہ ایک عبدِ ربانی کا کیا ہوا ہے اس لیے فیض رسانی میں ان شاء اللہ اپنا نظیر آپ ہوگا۔ اللہ کریم عوام و خواص کو اس طرف توجہ کی توفیق عطا فرمائے کہ مستفیض ہونے کا موقع ملے۔ مولا یہ ترجمہ!

طائرِ جاں کے لیے ہو پَر و بال
لے اُڑے بندوں کو سُوئے ذوالجلال

اور ہو جائیں حقیقت و عرفاں کے دروازے وا۔
آمین

القرآن الحکیم

فیوض القرآن جلد اوّل

فہرست

سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعُ اٰيَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ۙ

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ۙ مٰلِكِ يَوْمِ

الدِّيْنِ ○ؕ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ

نَسْتَعِيْنُ ○ؕ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ۙ

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۵

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ

وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○ع   ع ۷ ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منزلِ اوّل

سُورَۃُ الفَاتِحَۃِ

مکی ، ایک رکوع ، سات آیتیں

اِسی مہتم بالشان سورت سے قرآن پاک شروع ہوتا ہے۔ یہی سورت قرآنِ پاک کا خلاصہ ہے۔ یہی قرآن کے سربستہ راز کی کنجی ہے، اِسی کو سبعِ مثانی بھی کہتے ہیں (یعنی سات آیتوں پر مشتمل سورت جو بار بار دہرائی جاتی ہے) اور اِسی کو الشفاء بھی کہتے ہیں کہ یہ روحانی اور جسمانی اَمراض کا علاج ہے۔ ہرچند یہ ایک مختصر سورت ہے لیکن حقائق و معارف سے لبریز ہے۔ اِس میں اللہ تعالےٰ نے اپنے بندے کو عبادت کرنا سکھاتا ہے اور بتاتا ہے کہ کیا مانگو اور کیسے مانگو؟

پہلی تین آیات میں حمد کے آداب سکھائے گئے ہیں، چوتھی آیت میں عبد و معبود کا تعلق اور دُعا کے اِستحقاق کی راہ دکھائی گئی ہے اور آخر کی تین آیات میں ایک مختصر لیکن نہایت جامع دعا عطا ہوئی ہے۔ وہ دعا جو تمام اُمور، تمام رُموز، تمام کیفیات، تمام واردات، تمام مَعارف پر حاوی ہے۔ یہ دعا طلبِ ہدایت ہے۔ باقی اِسی کی شرح ہے۔ ہدایت ہی وہ مختصر اور جامع لفظ ہے جو انسان کی جملہ تمناؤں اور کیفیات کا متحمل ہوسکتا ہے۔ اسی ہدایت کے لیے انبیاء علیہم السّلام آئے، وَحی وکتبِ آسمانی کا سلسلہ قائم ہوا۔

سمجھنے کی بات یہ ہے کہ جب ہدایت کا ذکر فرمایا تو اپنے بندہ کی توجہ کتاب سے اپنے مقبول بندوں کی طرف پھیر دی۔ یہ فرمایا کہ اُن لوگوں کی راہ دکھا جن پر تُونے انعام فرمایا۔ یہ اِس لیے ہے کہ ہر دَور میں طالبِ حق کی نظر صاحبِ کتاب، سَرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین ہی پر رہے۔ اور اُن اُمور سے جو عقل کی اُلجھنوں پر مبنی ہیں انسان محفوظ رہے۔ آج بھی اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے موجود ہیں جو زبانِ حال و قال سے یہی راہِ ہدایت دکھا رہے ہیں جس کو ہدایت کی تمنا ہو، اُن کو دیکھے اور کتاب پڑھے۔!

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان ، نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ

سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے ، جو سارے جہانوں کا پالنے والا (ہے)۔ (تمام تعریفیں قولی ، فعلی ، حالی ، اللہ ہی کے لیے ہیں کہ جو کچھ ہے وہ اُس کی شانِ ربوبیت کا مظہر ہے۔ ہر نعمت اور ہر چیز اور ہر کیفیت کا عطا کرنے والا وہی ہے ، خواہ بلاواسطہ عطا فرمائے یا بالواسطہ۔)

۲۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ

بے حد مہربان ، نہایت رحم والا (جو تعلق خالق کو مخلوق سے ہے وہ "رحمٰن" ہیں ، اور جو مخصوص محبت کرنے والوں سے ہے وہ "رحیم" میں مضمر ہے۔ رحمٰن دنیا میں اور رحیم آخرت میں ہر دو صیغے مُبالغے پُر اثر ہیں۔ ہر دو جگہ اُس کی رحمت کارفرما ہے۔ اس کی رحمت سے مایوس ہونا کفر ہے۔)

۳۔ مٰلِكِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ

(وہی) روزِ جزا کا مالک ہے ۔ (تجلّیات کے دن کا مالک ہے" لِمَنِ الۡمُلۡكُ الۡیَوۡمَ ؕ لِلّٰهِ الۡوَاحِدِ الۡقَهَّارِ" اُسی دن کے لیے ہے۔ وہاں اللہ ہی اللہ ہے۔)

۴۔ اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ

(اے اللہ) ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں (تو ہمارا رب ہے ، ہم تیرے بندے ہیں ، تیرے فرماں بردار ہیں ، تیری مدد کے خواستگار ہیں۔ اللہ کی رحمٰنیت و رحیمیت دیکھو کہ بندے کو سکھا رہا ہے کہ تُو جتلا کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں۔ اپنی قابلیتِ ایمان کو بتلا ۔ اسی کو تقویت دے ، دونوں "نعبد" اور "نستعین" کا کیا صلہ مانگ ؟ ، یہ مانگ ۔)

بِسۡمِ اللّٰهِ : اسم کے ساتھ مسمّٰی کا فیضان لے کر شروع کرتا ہے کہ وہی خالق وہی قادر مطلق ہے۔ جو کر رہا ہے اللہ کر رہا ہے۔ اُسکے نام سے شروع کرنا نام والے کی طرف جانا۔ قرآن شریف میں پہلی بات قابل یافت یہ ہے کہ "بسم اللہ" پر بس نہ کیا بلکہ الرحمٰن الرحیم فرمایا۔

رَحۡمٰن : بے حد مہربان۔ خالق کا جو تعلق خلق سے ہے اس کو "رحمٰن" میں ظاہر فرمایا ، دنیا میں وہ رحمٰن ہے ، اُس کی عطا و بخشش سے کوئی محروم نہیں ، اُس نے اپنے لطفِ قدیم کا دامن انسانوں کے گناہوں اور عیبوں پر پھیلا رکھا ہے ۔

رَحِیۡم : لیکن آخرت میں وہ مخصوص محبت کرنے والوں کے لیے رحیم ہے ، وہ اَجسام کی تربیت میں رحمٰن ہے ، رُوح کی تقویت پر رحیم ہے ۔

رَبّ : تربیت دینے والا ، پیدا کرنے والا ، کام بنانے والا ، کمال کو پہونچانے والا۔ چاروں معنوں میں آیا ہے ۔

مٰلِك : اُس سے کوئی پُوچھنے والا نہ ہوگا ، مالک جو کرے گا حق کرے گا۔

الدِّیۡن : شریعت ، انصاف ۔

اِیَّاكَ نَعۡبُدُ : ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اسلام میں عبادت کا مفہوم زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے۔ نماز ، روزہ ، حج ، زکوٰۃ سے لے کر جملہ اَخلاق و آداب وغیرہ سب اسی کے اجزا ہیں۔

۵۔ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝ بتلا ہم کو سیدھی راہ (ہمیں سیدھی راہ دکھا اور چلا۔ یعنی اپنی ذات کی محبت عطا فرما اور مُشاہدے سے مشرف رکھ، اقوال، اعمال، احوال ہر ایک میں اسی سیدھی راہ پر قائم رکھ کہ نعمت پاکر پھر غضب میں نہ پڑیں۔)

۶۔ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ۬ اُن لوگوں کا راستہ جن پر تُو نے اپنا (فضل اور) انعام کیا (جو لوگ قبولِ شریعت کے ساتھ چلے، سلوکِ حقّہ میں رہے۔ جمالِ نعمتِ باطن سے فیض یاب ہوئے، محمدیت میں آگئے یعنی یکسو ہوکر، خدا کا نام لے کر، خدا کے حکم پر چلتے رہے۔)

۷۔ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ۝ ع جن پر نہ تیرا غصہ ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔ (مغضوب سے عاصی اور ضالّین سے بدعقیدہ ناواقف لوگ مراد ہیں۔)

"اٰمِیۡن" دل سے کہنا ہے، اس لیے تحریر میں نہیں آیا۔

سُوۡرَةُ الۡبَقَرَةِ

"مدنی" "۴۰ رکوع" "۲۸۶ آیتیں"

سورۂ فاتحہ میں بندے نے اپنے رب سے ہدایت کی دعا کی تھی۔ الٓمّٓ سے وَالنَّاس تک گویا اُسی دعا کا جواب ہے۔ جو سرتا سر ہدایت ہے۔ ترتیبِ تلاوت میں یہ سورہ قرآن مجید کا دوسرا سورہ ہے۔ جو تمام سورتوں سے بڑا ہے۔ اور قرآن پاک کی اہم ترین سورتوں میں سے ہے۔ یہ سورہ قرآنی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔ احکامِ شرعی کا تعارف ہے، توحید کے رُموز کا مرکز ہے۔ رسالت کے فیوض کا مخزن ہے اور انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوہان سے تعبیر فرمایا۔ حضرت خالد بن معدان نے اسے قرآن کا خیمہ فرمایا۔ حقیقت یہ ہے کہ شریعت کے متعلق جملہ احکامات خواہ ان کا تعلق اعتقادات سے ہو یا عبادات، معاشرہ وراثت، ازدواجی زندگی، اخلاق و تصوّف سے سب کا ذکر اس سورت میں اجمالاً کردیا گیا ہے۔ یہ اس لیے بھی ضروری تھا کہ سرکارِ دوعالم ؐ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد ایک نئی زندگی کا آغاز ہوا اور اس کی تنظیم و تربیت کے لیے اللہ کے عطا کیے ہوئے قواعد و ضوابط ہی حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قابلِ اتباع ہو سکتے تھے۔

تعلیمی حیثیت سے خود سورہ کا نام خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ سورہ کا نام "البقرہ" رکھا۔ بقرہ کے معنی لغت میں گائے کے ہیں۔ یہ واقعہ سورہ کے آٹھویں رکوع میں بیان ہوا ہے جو حضرتِ موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم کے درمیان ایک مکالمہ کی صورت میں ہے۔ قرآن کریم اس مکالمہ کو

اپنے معجزانہ انداز بیان میں ذکر کرنے کے بعد فرماتا ہے کہ اُن لوگوں نے گائے تو ذبح کر دی لیکن یہ اپنی کج بحثیوں سے باز نہ آتے تھے۔ ان کا دل اطاعت کی طرف مائل ہی نہ ہوتا تھا۔ مگر حالات نے کچھ ایسا رُخ اختیار کیا کہ مجبور ہو گئے۔ اسی واقعہ سے سورہ کا نام اختیار کرنے میں بڑی حکمت یہ ہے کہ یہ بات ہمیشہ امتِ مسلمہ کے پیشِ نظر رہے کہ فیوض و برکات کے حصول کا ذریعہ ادب و اطاعت ہے۔ اگر بندۂ مومن ہدایت کا خواہاں ہے تو اُسے سب سے پہلے "یؤمنون بالغیب" کا خوگر ہونا چاہیے اس کو اپنی نیت کو خالص کرنا ہوگا۔ اور یقین و ایمان کے ساتھ اللہ اور رسول کے احکامات کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا ہوگا۔ جب تک نیتوں کی اصلاح نہیں ہوتی نہ اعمال سنورتے ہیں نہ شخصیت نکھرتی ہے۔

حضرت قبلہؒ نے خوب فرمایا کہ "یہ سورت جسم و جسمانیت سے نکالتی اور اتباع میں لاتی ہے۔ نفس انسان کے ساتھ ضرور لگا دیا گیا ہے لیکن اس کی بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ عادت پذیر ہے اگر اس کی تربیت کر لی جائے تو یہی انسان کے حصولِ مدارج میں مُعاون بن جاتا ہے۔" یہ سورت اسی انفرادی اور اجتماعی تربیت کی سورت ہے جس میں جملہ احکامات کو صاف اور واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی میں تعینِ قبلہ بھی فرما دیا گیا تاکہ مسلمانوں کو یک جہتی کے ساتھ انفرادیت اور یکسوئی حاصل ہو اور سُنتِ ابراہیمی کی یادیں تازہ رہیں۔

سورت کی ابتدا ہی میں تین قسم کے لوگوں کا بیان ہے، مومن، کافر اور منافق۔ لیکن درحقیقت یہیں سے عقائدِ اسلامی کی تعلیم، مومن، کافر اور منافق کا فرق نمایاں کیا جاتا ہے کہ بندۂ مومن جو طالبِ حق ہے کافر و منافق کی کیفیات سے ہوشیار رہے اور جن امور کی طرف اسے ہدایت کی گئی ہے ان پر قائم ہو جائے۔ پہلے مومن کا ذکر ہے۔ پانچ آیتیں ایمان والوں کے عقائد اور اعمال کے بارے میں ہیں، پھر دو کفار کی کیفیات کے متعلق اور تیرہ منافقین کے حال میں ہیں۔

چونکہ مسلمانوں کو اپنی مدنی زندگی میں سب سے پہلے یہود ہی سے دوچار ہونا پڑا اس لیے سورت میں یہود کی کیفیات کو نہایت وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ اس لیے بھی کہ امتِ مسلمہ ان باتوں سے ہوشیار رہے جو قوموں کی تباہی کا باعث ہوتی ہیں اور سمجھ لے کہ ان میں سب سے بُری چیز نفاق ہے۔ ساتھ ہی علم کی اہمیت سے رُوشناس کیا گیا ہے کہ دنیا میں خلافت کا راز اسی کے حصول میں پنہاں ہے۔ پھر علم کو معتبر بنانے، علم سے حاصل کی ہوئی قدرت کو صحیح راستوں پر صرف کرنے کی تربیت ہے۔ اس سلسلہ میں کہیں انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے، کہیں عقائد، کہیں اخلاص، کہیں رجوع الی اللہ، کہیں اصلاحِ معاشرہ کہیں حسنِ معاشرت کی تربیت دی گئی ہے تاکہ مسلمان ایک طرف اللہ کے حقوق کے نگہبان رہیں اور دوسری جانب بندوں کے حقوق کی ادائیگی میں کبھی کوتاہی نہ کریں۔ احکامات و معاملات سے گزر کر آخر کی دو آیتوں میں جسم و جسمانیت سے نکلنے، عفو و مغفرت اور رحم کی دُعا ہے۔ اور اسی پر سورہ ختم ہوتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان، نہایت رحم والا (ہے)

۱- الٓمّٓ ۝

الف - لام - میم (حروفِ مقطعات سے ہیں۔ یہ اللہ اور رسول کے درمیان ایک بھید ہے۔ اس کے اصلی معانی تک کسی کی رسائی نہیں، ان کے معانی جس حد تک جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اُس حد تک اسے اس کا علم ہے۔ اس کے علاوہ بزرگوں نے اپنی کیفیات کے مطابق بالکشف کچھ سمجھا ہے جس کا واقعی ہونا تحقیق سے نہیں کہا جا سکتا)

۲- ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۚۛ فِیۡہِ ۚۛ

(یہی) وہ (ذی مرتبت) کتاب ہے (جس کا وعدہ اللہ نے پہلی کتبِ سماویہ میں کیا) اس میں قطعاً شبہ نہیں (کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔)

(یعنی یہی وہ کتاب ہے جو لوحِ محفوظ پر اُتری۔ جس کی پیغمبروں نے پیشین گوئی کی جو جستہ جستہ نازل ہوئی)

هُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ۝

اس کتاب میں راہِ ہدایت دکھانے اور دل پر اثر کرنے کی جو کیفیات ہیں، اس میں بھی کچھ شبہ نہیں، اسی لیے خدا سے ڈرنے والوں کے لیے ہدایت ہے۔ (یہ پرہیزگاروں کے لیے راہ نما ہے جن میں پرہیزگار بننے کی صلاحیت ہے جن کو فکرِ نجات ہو اُن ہی کو اس سے ہدایت حاصل ہوتی ہے۔)

ع ۱ - عند المتاخرین

یہ حروفِ مقطعات کئی ترکیبوں سے ہیں۔ ایک حرفی۔ دو حرفی۔ سہ حرفی۔ چہار حرفی۔ پنج حرفی۔

ایک حرفی : ق - ن - ص

دو حرفی : طس - حم - طٰہٰ - یس

سہ حرفی : الم - طسم - الر

چہار حرفی : المص - المر

پنج حرفی : کھیعص - حمعسق

یہ حروف کل چودہ ہیں ان میں سے ترکیب بالا میں بعض ایک بار اور بعض ایک سے زیادہ بار آئے ہیں۔

ق	ن	ص	ط	س
۲ بار	۱ بار	۳ بار	۳ بار	۴ بار

ح	م	ہ	ی	ا
۲ بار	۲ بار	۲ بار	۲ بار	۴ بار

ل	ر	ک	ع
۴ بار	۲ بار	۱ بار	۲ بار

الم یہ سورہ کی سرخی اور اجمال ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا گیا۔

یہ خدا سے ڈرنے والے، طالب نجات کون ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں

۳- الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ

جو غیب پر ایمان لاتے ہیں (جو اِس کتاب کے وحی الٰہی ہونے پر یقین رکھتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برحق مانتے ہیں آپ کے فرمانے پر اُن تمام حقائق پر جو نظروں سے اوجھل ہیں ایسا یقین رکھتے ہیں گویا آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔)

وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

اور (یہ وہ لوگ ہیں) جو نماز قائم کرتے ہیں (پابندی کے ساتھ اور اچھی طرح نماز پڑھتے ہیں) اور جو کچھ ہم نے ان کو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں (یہ روزی غذا اور مال و دولت ہی پر موقوف نہیں بلکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے علم، ہنر وغیرہ ان کو عطا فرمایا ہے، اس سے دوسروں کو فائدہ پہونچاتے ہیں۔)

۴- وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝

اور یہ وہ لوگ ہیں جو اس پر ایمان لائے ہیں جو کچھ کہ (اے رسول آپ کے رب کی طرف سے) آپ پر نازل ہوا (یعنی کلام اللہ اور وحی الٰہی) اور (اس پر بھی) جو کچھ آپ سے پہلے نازل ہوا (یعنی اُن کتب اور صحیفوں پر جو پہلے پیغمبروں پر اُتارے گئے)[۵] اور وہ (لوگ) آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں۔

۵- اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

یہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے (اللہ کی توفیق سے) ہدایت پر ہیں اور یہی مراد کو پہونچنے والے ہیں (ان کے یہ اعتقادات اور اعمال ان کی کامیابیوں کے ضامن ہیں۔)

یہ پانچ آیتیں مومنوں کے بارے میں ہیں جو اللہ تعالٰے کی توفیق سے ایمان و ایقان والے ہیں، جو بامراد ہیں

ایمان : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باور پر باور کا نام ایمان ہے۔

غیب : قضا و قدر ہے جس پر لوگ ایمان لاتے ہیں۔ غیب جو دیکھنے میں نہ آئے یعنی وہ چیزیں جو عقل و حواس سے مخفی ہوں، غیب کی تین صورتیں ہیں غیبِ مطلق، غیبِ جزوی۔ غیبِ اضافی

غیبِ مطلق : جو کسی کو اللہ کے سوا معلوم نہ ہو۔ جیسے حقیقۃ الحقائق

غیبِ جزوی : وہ غیب جو پیغمبروں کو معلوم کرایا جاتا ہے جیسے فرمایا "فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (الآیۃ)"

غیبِ اضافی : جو کسی ایک شخص کے لحاظ سے غیب ہو دوسرے کے لحاظ سے نہ ہو۔

ف۵ پیچھے وحی کا نزول نہیں اس لیے ذکر میں نہیں آیا۔

اور آخرت میں بھی فلاح اور کامیابی انہیں کا حصہ ہوگی۔ اب آئندہ دو آیتیں ۶ ـ ۷ اُن کفار کے بارے میں ہیں جو اپنے کفر پر سختی سے قائم ہیں۔ حق سے بیزاری جن کی عادتِ ثانیہ بن چکی ہے گویا حق کے قبول کرنے کی صلاحیت ہی ان میں فنا ہو چکی ہے چنانچہ یہ لوگ دولتِ ایمان سے ہمیشہ کے لیے محروم کر دیے گئے۔ جیسے ابوجہل، ابولہب وغیرہ، ان میں وہ تمام کافر آگئے جن کا خاتمہ کفر پر ہوگا۔

۶۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○

بے شک جو لوگ کافر ہوئے (جنھوں نے قبولِ اسلام سے صاف انکار کیا اور راہِ کفر اختیار کرلی) اُن کے حق میں یکساں ہے کہ آپ اُن کو (عذابِ الٰہی سے) ڈرائیں یا نہ ڈرائیں، وہ ایمان نہ لائیں گے۔

ان کفار کی اسی شقاوتِ قلبی کے باعث

۷۔ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰٓی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ز وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ○ ع

اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر کر دی اور ان کی آنکھوں پر پردہ (ڈال دیا) ہے اور ان کے لیے (آخرت میں) بڑا عذاب ہے۔ (مُہر کرنے سے یہ مراد ہے کہ اندر کی چیز باہر اور باہر کی اندر نہیں جا سکتی، اب یہ کافر نہ حق بات سمجھتے ہیں نہ سچی باتوں کی طرف متوجہ ہو کر ان کو سنتے ہیں اور نہ حق کو دیکھتے ہیں یہ محرومِ ازلی ہیں۔ انہوں نے نورِ ایمان کو کفر کی تاریکی میں چھپا ڈالا ان کا خاتمہ بھی کفر ہی پر ہوگا جو انہیں پسند ہے)۔

دُوسرا رُکوع

مومنوں اور کفار کا بیان ختم ہوا۔ اب یہاں سے رکوع کے آخر تک انسانوں کی تیسری قسم یعنی منافقوں کا بیان ہے۔ منافق کون ہیں؟ ان کی کیفیات کیا ہوتی ہیں؟ ان کے قول و فعل کا کیا عالم ہوتا ہے؟ نتیجہ میں انہیں کیا ملتا ہے؟ گویا مسلمانوں کو منافقین اور نفاق سے بچنے کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہمیں ان دونوں سے بچانے والا ہے۔ ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اور اسی کی پناہ میں آتے ہیں۔

۸۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ○

اور لوگوں میں بعض ایسے (بھی) ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے حالانکہ وہ ہرگز مومن نہیں (یعنی یہ لوگ کہنے کو تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور روزِ آخرت پر ایمان لائے لیکن جب ان کا رسول ہی پر ایمان نہیں تو یہ لوگ اللہ اور آخرت پر کیا ایمان لائیں گے۔ مومن تو رسول اللہ پر ایمان لاتا ہے اور اُنہیں سے اللہ و آخرت کو پاتا ہے، جو رسول پر ایمان نہ لائے اور سمجھے کہ وہ اللہ و آخرت پر ایمان لے آیا وہ خود فریبی میں مبتلا ہو سکتا ہے مومن نہیں ہو سکتا۔)

۹۔ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِیْنَ

(اپنے نزدیک یہ منافقین) اللہ کو اور ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں (یا اللہ اور مومنین سے

	اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝	دغابازی اور فریب کرتے ہیں) لیکن (دراصل) وہ اپنے سوا کسی کو دھوکہ نہیں دیتے اور سمجھتے بھی نہیں ۔ (درحقیقت ان منافقوں کی دغابازی ان کو صحیح دل ودماغ کے ساتھ حقیقت کی طرف آنے نہیں دیتی کہ وہ غور وفکر سے کام لے سکیں ۔)

رکوع کی پہلی آیت میں بتایا گیا کہ منافق کون ہے؟ دوسری میں اس کے فعل کا ذکر کیا گیا جو فریب اور دھوکہ دینا ہے ۔ ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا گیا کہ اس کا وبال خود اس کی گردن پر ہے ۔ اب آئندہ آیات میں اُن کی قلبی کیفیت اور ان کی پہچان بتائی جارہی ہے تاکہ مسلمان ان سے ہوشیار رہیں اور اپنے قلوب اور معاشرے کو نفاق سے پاک رکھیں ۔

۱۰۔	فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝	ان کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے پھر اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھادی اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے اس بات پر کہ جھوٹ کہتے ہیں (دل سے منکر ہیں، منافقت کرتے ہیں اور ان کا دعویٰ ایمان جھوٹا ہے)
۱۱۔	وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝	اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ملک میں فساد مت پھیلاؤ تو (اپنے زعم باطل میں) کہتے ہیں کہ اصلاح تو ہم ہی کرنے والے ہیں (انھیں اصلاح کا تصور ہی نہیں کہ اصلاح کہتے کس کو ہیں؟ ۔)
۱۲۔	اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝	آگاہ ہوجاؤ کہ وہی فساد کرنے والے ہیں لیکن (درحقیقت وہ) سمجھتے نہیں (اپنے افعال و کردار پر غور ہی نہیں کرتے ۔)
۱۳۔	وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَاۗءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاۗءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝	اور جب ان (منافقوں) سے کہا جاتا ہے کہ تم (بھی) ایمان لے آؤ جس طرح سب (مسلمان) ایمان لے آئے ۔ تو کہتے ہیں کیا ہم (اس طرح) ایمان لائیں جس طرح بے وقوف ایمان لائے رہیں) جان لو! وہی بے وقوف ہیں ، مگر انھیں (اپنی بے وقوفی اور نادانی کا) علم نہیں ۔

منافق : زبان دل کی ترجمان نہ ہو اور فعل امر کے تحت نہ ہو ۔
مرضًا : ان کے دلوں میں دین اسلام سے نفرت کی بیماری تھی جو شوکت اسلام سے اور بڑھ گئی ۔
سفہاء : سفیہ کی جمع ہے ، سفیہ جسے اپنے نفع و نقصان کی کماحقہ تمیز نہ ہو ، اگر ان کو اپنے فائدے اور نقصان کا علم ہوتا تو مسلمانوں کو بے وقوف نہ کہتے ۔ اپنی حماقت کو سمجھتے ، اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے اہل ایمان پر طنز کا رد فرمایا ہے ۔

۱۴- وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا ۚ وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَٰطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُونَ ○

اور (منافق) جب مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب اپنے شیطانوں کے ساتھ (یعنی کافروں اور منافقوں کے ساتھ) تنہا ہوتے ہیں تو کہتے ہیں — "بے شک ہم تمھارے ساتھ ہیں، ہم تو (مسلمانوں کا) مذاق اُڑاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا کرم دیکھو کہ منافقوں کی اس ہنسی اڑانے کو خود اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور خود ان کے ساتھ مکافات کرتا ہے، فرماتا ہے

۱۵ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ○

اللہ ان سے ہنسی کرتا ہے اور ان کو ان کی سرکشی میں ڈھیل دیتا ہے (اور) حالت یہ ہے کہ وہ عقل کے اندھے ہیں (اگر عقل کے اندھے سفیہ، بے وقوف نہ ہوتے تو اس ڈھیل کو سمجھتے اور اپنے زعم باطل سے اسے نفع خیال نہ کرتے اور راہ سے بے راہ نہ ہوتے۔ اِس استہزار کے لفظ کی بلاغت کو پانا مشکل ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مکافاتِ استہزار کو استہزار کہا گیا ہو)

۱۶- أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَٰلَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ○

یہی لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لے لی سو ان کی تجارت نے انھیں کوئی فائدہ نہ دیا اور نہ وہ ہدایت پانے والے ہوئے۔

منافقوں کے متعلق دو مثالیں بیان فرمائی ہیں :

۱۷- مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَٰتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ○

اِن کی مثال اُس شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی جب اس (آگ) نے اس کے ماحول کو روشن کر دیا تو اللہ نے ان کی روشنی (خود ان کے نور) کو زائل کر دیا اور تاریکیوں میں ان کو (یوں) چھوڑ دیا کہ نہ (اب) ان کو کچھ دکھائی دیتا ہے (نہ سُجھائی دیتا ہے)۔ (ایمان سے روشنی آئی، اس ایمان کے نور نے ماحول کو روشن کیا لیکن قلبی کفر نے اس سے مستفید نہ ہونے دیا۔ انہوں نے اس نورِ ایمان کی قدر نہ کی اللہ تعالیٰ نے اس نورِ بصیرت کو زائل کر دیا، اور ان کو ان کے کفر کی تاریکیوں میں چھوڑ دیا۔

۱۸- صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ○

وہ بہرے، گونگے (اور) اندھے ہیں وہ (راہِ حق کی طرف) لَوٹ ہی نہیں سکتے (بہرے اس لیے کہ وہ سچی بات نہیں سنتے، گونگے اس لیے کہ سچی بات نہیں کہتے، اندھے اس لیے کہ اپنے نفع اور نقصان کو نہیں دیکھتے)۔

۱۹۔ اَوۡ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيۡهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعۡدٌ وَّبَرۡقٌ‌ ۚ يَجۡعَلُوۡنَ اَصَابِعَهُمۡ فِىۡٓ اٰذَانِهِمۡ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الۡمَوۡتِ‌ؕ وَاللّٰهُ مُحِيۡطٌۢ بِالۡكٰفِرِيۡنَ

یا (ان کی مثال ایسی ہے) جیسے زور سے آسمان سے بارش ہورہی ہو۔ اس میں اندھیرے (بھی) ہوں اور کڑک (بھی) اور بجلی (بھی)، وہ اپنے کانوں میں کڑک کے مارے موت کے ڈر سے انگلیاں دے لیں اور اللہ (ان) کافروں کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے (یہاں دینِ اسلام کو بارش سے تشبیہ دی ہے۔ اس میں بجلی، کڑک وغیرہ گویا نفس کی ناگوار قربانیاں ہیں لیکن یہ سب انسان کے فائدے کے لیے ہے، اسلام کی قوتوں سے منکر ڈرتا ہے لیکن اللہ سے بھاگ نہیں سکتا۔ کلمے کی روشنی میں دن گزار رہا ہے لیکن موت کے بعد اس کے لیے سخت اندھیرا ہے۔ دیکھو اس آیت میں منافقوں کو کافروں میں شامل کرلیا گیا ہے)۔

۲۰۔ يَكَادُ الۡبَرۡقُ يَخۡطَفُ اَبۡصَارَهُمۡ‌ؕ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمۡ مَّشَوۡا فِيۡهِ ۙ وَاِذَآ اَظۡلَمَ عَلَيۡهِمۡ قَامُوۡا‌ ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمۡعِهِمۡ وَاَبۡصَارِهِمۡ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ

قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھیں اُچک لے (یعنی ان کی بصارت اُڑالے جائے) جب بھی بجلی چمکتی ہے وہ اس کی روشنی میں چلنے لگتے ہیں اور جب اندھیرا ہوتا ہے تو کھڑے رہ جاتے ہیں (ٹھٹک کر رہ جاتے ہیں) اور اگر خدا چاہتا تو ان کی سماعت اور بصارت کو نیست و نابود کر دیتا، بیشک اللہ ہر شے پر قادر ہے (اِس تمثیل سے یہ بتایا گیا ہے کہ بعض آیاتِ قرآنی منافقین کی سمجھ میں آتی ہیں تو قبول کر لیتے ہیں اور جو سمجھ میں نہیں آتیں وہاں شک و شبہ میں پڑ جاتے ہیں یا کم عقلی سے انکار کر بیٹھتے ہیں اس طرح سماعت اور بصارت سے محروم ہو جاتے ہیں)

(تینوں گروہوں کا ذکر یہاں تک ختم ہوا، منافقوں کی حالت ان کی کیفیات کو اس رکوع کی تیرہ آیات میں اچھی طرح ذہن نشین کیا گیا کہ مسلمانوں کو سب سے زیادہ خطرہ نفاق سے تھا اور ہے)۔

تیسرا رکوع

اب سب بندوں کو مومن ہوں، کافر یا منافق توحیدِ باری تعالیٰ سمجھائی جارہی ہے تاکہ ان میں ذوقِ عبادت پیدا ہو، وہ اپنا اچھا بُرا سمجھیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند رہیں۔

۲۱۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ وَالَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ۙ

اے لوگو اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور اُن کو (بھی پیدا کیا) جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ (تم میں تمیزِ خوش و ناخوش پیدا ہو جائے، امر کے پابند ہوکر جادۂ شریعت پر رہنے والے، عبادت کو خوبی سے ادا کرنے والے بن جاؤ، دین و دنیا کی فلاح تمہارا نصیبہ ہو)۔

اگلی آیت میں انسان میں عبادت کا ذوق پیدا کرنے کے لیے اس کے رب کی عظمت کا تصور دیا جارہا ہے

النّاس: ناس میں انس والے اور نسیان والے دونوں شامل ہیں، اسی لیے مترجمین نے ترجمہ "لوگو" کیا ہے۔

انسان سے اس کی محبت کا ذکر ہے۔ جسم کی پرورش کے سامان کا حوالہ دے کر روحانی نشوونما کی طرف رغبت دلائی جا رہی ہے۔

۲۲۔ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ص وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

(تمہارا رب) وہ (ہے) جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش بنایا اور آسمان کو چھت۔ اور آسمان سے پانی برسایا پھر اس (بارش) سے تمہارے لیے پھل پیدا کیے جو تمہارا رزق ہیں پس (اس کا احسان مانو اور ان آثارِ قدرت کو دیکھنے کے بعد کسی کو) خدا کا (شریک نہ مانو اور اس کا) مقابل نہ ٹھیراؤ۔ اور تم (خوب) جانتے ہو (کہ تمہارے بنائے ہوئے ہمسر یہ خدائی کام نہیں کرتے۔ مخلوق خالق نہیں ہوا کرتی)۔

رہا کتاب کے متعلق تمہارا شک و شبہ جس میں منافق، کافر، یہود وغیرہ سب شامل ہیں۔ اس کا ازالہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے صراحت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

۲۳۔ وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ص وَادْعُوْا شُهَدَآءَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○

اور اگر اس (قرآن کے من جانب اللہ ہونے) کے متعلق، جو ہم نے اپنے بندے پر اُتارا، تم شک و شبہ میں ہو تو اِس کی جیسی ایک چھوٹی سورت تم (بھی) بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جو تمہارے مددگار ہوں (ماہرِ فن ہوں، زبان داں ہوں اُن سب کو بھی) بلا لو اگر تم (اپنے شک اور انکار میں) سچے ہو۔

رَیْب : ریب کی دو صورتیں ہیں، یا تو خود کلام میں کوئی بات ایسی ہو جو کھٹکے اس کے لیے "لَا رَیْبَ فِیْهِ" خود فرما دیا۔ ریب کی دوسری صورت، کوتاہی فہم یا بغض و عناد کے سبب سے شبہ پیدا ہوتا ہے اس کو دور کرنے کے لیے فرماتا ہے کہ اگر سمجھتے ہو کہ کلام، اللہ کا نہیں اور کسی بندے کا ہے تو جتنے تمہارے مددگار ہوں سب کو جمع کر لو اور اگر اس کے بعد بھی اِس جیسی ایک سورت نہ بنا سکو تو شک کو دل سے نکال دو اور اس کو حق مان لو۔

سُوْرَة : قرآن میں سب سے مختصر سورۃ کوثر ہے جس میں صرف تین آیتیں ہیں۔

۲۴۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ۝

پس اگر تم ایسا نہ کر سکو، اور (یقین جانو کہ) تم ہرگز نہ کر سکو گے تو پھر اُس آگ سے بچو، جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں (اور) جو کافروں کے واسطے تیار کی گئی ہے۔
(جسے حق کا شعور ادراک نہ رہا ہو وہ پتھر یعنی جمادات کی کیفیت والا ہو گیا، اس کا حشر بھی پتھر اور اس کی کیفیت والے لوگوں کے ساتھ ہو گا)۔

۲۵۔ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِیْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙۗ وَّهُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

اور جو (خدا کی توفیق سے) ایمان لے آئیں اور اچھے کام کریں اُن کو خوش خبری دیدیجیے کہ اُن کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جب انھیں وہاں (جنت کا) کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے یہ تو وہی پھل ہے جو ہم کو اس سے پہلے دیا جا چکا ہے اور واقعی) اُن کو ملتے جلتے (پھل) دیے جائیں گے (صورت ملتی جلتی ہوگی لیکن ذائقے مختلف) اور ان کے واسطے جنت میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے۔

جب یہود کلام اللہ کی آیات کی طرح آیات پیش نہ کرسکے تو یہ دلیل لائے کہ بزرگ ذی شان اپنے کلام میں حقیر چیزوں کے ذکر سے اجتناب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس احمقانہ دلیل کا نہایت واضح انداز سے رد فرمایا ہے۔

آیت (۲۵) ابتدا رکوع سے اس آیت نمبر ۲۵ تک انسان کی تین بنیادی حالتوں کا ذکر فرمایا :

مبدأ : اس کی ابتدا کہاں سے اور کیسے ہوئی

معاش : موجودہ زندگی ! اس کا مقصد و منہاج !

معاد : انجام اور آخرت

رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ : جنت کے ایک پھل میں سب پھلوں کا مزہ ہوگا۔ اس لیے کہیں گے کہ یہ تو پہلے بھی دیا گیا ہے۔ (مُتَشَابِهًا) سے یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ میوے باہم ملتی جلتی شکل کے ہوں گے گو مزہ جُدا جُدا ہوگا۔

اَنْهَار : نہر کی جمع ہے۔ نہر اسے کہتے ہیں جو کھود کر بنائی جائے گویا یہ نہر عمل صالح نے کھودی اور اس نے ایمان کے باغ کو شاداب کیا۔

۲۶ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَن يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ ۖ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا ۚ وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ۙ

وقف لازم

بے شک اللہ اس بات سے نہیں شرماتا کہ کوئی مثال مچھر کی یا اس چیز کی جو اس سے بڑھ کر ہو (یعنی مچھر سے بھی حقیر ہو اس کی مثال) بیان کرے پھر جو ایمان دار ہیں وہ خوب سمجھتے ہیں کہ یہ مثال جو اُن کے رب کی طرف سے نازل ہوئی بالکل ٹھیک ہے (حق ہے) (مثال سے وضاحت مطلوب ہوتی ہے۔ وہ ان امثال سے جو خالق کائنات بیان فرماتا ہے بخوبی ہو جاتی ہے اور حقیقت کُھل جاتی ہے)، لیکن جو کافر ہیں (حقیقت کو چھپانے والے منکر، ایمان سے خالی ہیں وہ مثال سے مطلب کی تلاش کرنے کی بجائے خود الفاظ میں اُلجھتے ہیں) وہ کہتے ہیں خدا کو اس مثال کے دینے سے کیا فائدہ؟ ("یہ کیا مثال ہے؟ یہ کیسی مثال ہے"، نعوذ باللہ۔ دیکھو ایک ہی مثال ہے لیکن اثرات مختلف ہیں ایک ہی مثال سے خدا تعالےٰ) بہتوں کو گمراہ کرتا ہے (بہت سے بے سمجھ، ہٹ دھرم گمراہ ہو رہے ہیں) اور بہتوں کو راہِ ہدایت دکھاتا ہے (بہت سے حق شناس ہدایت پاتے ہیں) اور اس (مثال) سے کسی کو بھی گمراہ نہیں کرتا بجز فاسقوں کے (وہی گمراہ ہوتے ہیں جو فاسق ہیں، بدکار ہیں، مقامِ فرماں برداری سے نکل گئے ہیں۔)

فاسق کون ہیں؟

۲۷۔ الَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ○

جو اللہ کے معاہدہ کو اس کے استحکام کے بعد توڑتے ہیں (یعنی جو اللہ اور رسول سے عہد و پیمان کرتے ہیں، لیکن کسی حقیر فائدے کے لیے اس عہد کو توڑ ڈالتے ہیں) اور جن (تعلقات) کو جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے ان کو کاٹتے (توڑتے اور قطع کرتے) ہیں اور زمین پر (شر اور) فساد پھیلاتے ہیں۔ یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں (خود نقصان اٹھائیں گے)

ذرا سوچو تو سہی

۲۸۔ كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ۖ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○

تم اللہ کا کس طرح انکار کرتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے پھر اُس نے تم کو حیات (زندگی) بخشی پھر تم کو موت دے گا پھر تم کو (قیامت کے دن) جلائے گا (یاد رکھو) تم کو پھر اُسی کے پاس جانا ہے (تم اپنی پہلی حالت پر غور کرو جو بے حس و حرکت حالت، موت کے مماثل تھی پھر کس طرح تم میں پہلے تحرک آیا اور رفتہ رفتہ تم کو دنیا کی زندگی ملی۔ وہاں موت کے بعد حیات تھی، یہاں حیات کے بعد موت ہے اس نکتہ کو سمجھ لو اور کفر میں مبتلا نہ ہو۔)

اب پھر اپنی نعمتوں کا بیان فرماتا ہے کہ بھولے ہوئے انکار سے اقرار پر آجائیں دیکھو رحمت کس طرح کس درجہ، ہدایت کے لیے بے تاب ہے کیسے کیسے سمجھایا جارہا ہے۔

٢٩۔ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۠

وہی ہے جس نے تمہارے (فائدے، بقا اور زیست کے) واسطے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب پیدا کیا، پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور ان کو درست کر کے سات آسمان بنا دیا اور (خوب سمجھ لو کہ) اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بخوبی آگاہ ہے۔ (سماء کی حقیقت کیا ہے یہ سات آسمان کہاں ہیں کیسے ہیں وہی خوب جانتا ہے یہ وہ رفعت ہے جہاں تمہاری نظر کی رسائی نہیں)۔

چوتھا رکوع

گذشتہ آیات میں انسان کی تخلیق اور تخلیقِ کائنات کا ذکر تھا۔ یہاں انسان کی تخلیق کی غایت اور اس کی فضیلت کے سبب کا بیان ہے۔ بتایا جارہا ہے کہ انسان کی ملائکہ پر برتری کا سبب علم ہے تاکہ مسلمان مہد سے لحد تک اس کے حصول میں کوشاں رہیں اور دین کی برتری کا یہ سررشتہ ان کے ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

٣٠۔ وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىٕكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ

اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں۔ فرشتوں نے عرض کیا (اے پروردگار) کیا تو زمین میں ایسے کو (نائب) بنائیگا جو شر و فساد پھیلائے، اور خوں ریزی کرے گا حالانکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح اور

سمٰوٰت : سماء کی جمع ہے۔ ہر پست کو ارض اور ہر بلند کو "سماء" کہتے ہیں جس قدر بلند ہو جاؤ "سماء" اس سے بلند تر ہے۔ وہ مقام جہاں قیام کیا ارض ہو گیا جہاں تخلیق دنیا اور اس کے قوانین ختم ہو جاتے ہیں ارضیت کا سوال باقی نہیں رہتا ستارے اور سیارے پیچھے رہ جاتے ہیں پہلا سماء اس کو بلند تر ہے (واللہ اعلم)

(آیت ٣٠) ملائکہ نے معلم ملکوت سے تعلیم پائی تھی اس سے انسان کا شر و فساد سنا ہوگا یا یہ کہ اجنّہ کا شر و فساد دیکھا تھا اس لیے خلیفہ کے متعلق کچھ ایسا ہی قیاس کیا۔

فرشتے علم نہ رکھتے تھے اس لیے خلیفہ کے معنی نہ سمجھے ان کی نظر صرف تقدس اور تحمید پر گئی آدم کی جامعیت پر ان کی نظر نہ پڑی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہماری مصلحت کچھ اور ہے۔ خوبی کے لیے عروج اور نزول ضروری ہے معیشت ضروری ہے۔ فرشتوں کا تصور تھا کہ تسبیح و ثنا کے لیے ہم کافی ہیں۔ یہ سب علم کے فقدان کے باعث تھا۔ اسرار سے ناواقف صبر کیسے کرتے۔ فرشتوں کا یہ سوال بطریقِ استفادہ تھا نہ کہ بطریقِ اعتراض۔

خَلِيْفَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاۗءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۭ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

کمال پاکیزگی کو بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں (ان اسرار کو) جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

۳۱۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاۗءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَھُمْ عَلَي الْمَلٰۗىِٕكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِــُٔـوْنِىْ بِاَسْمَاۗءِ ھٰٓؤُلَاۗءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

اور اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کے نام آدم (علیہ السلام) کو سکھا دیئے پھر انھیں (چیزوں) کو ملائکہ کے سامنے پیش کیا اور فرمایا کہ مجھ کو ان (چیزوں) کے نام بتاؤ اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو (کہ مستحق خلافت تم ہو، آدم نہیں)۔

علم الٰہی سے فرشتوں کو صرف توصیف کا علم ملا تھا چنانچہ

۳۲۔ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○

انھوں نے عرض کیا "تیری ذات پاک ہے ہم کو علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا بیشک تُو ہی (اصل) جاننے والا حکمت والا ہے" (تو ہی آدم کی استعداد، سرِّ خلافت کو جانتا ہے تیرا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں)۔

خَلِیْفَہ : نائب، قائم مقام۔ احکام کے اجراء اور دیگر تصرفات میں اصل کا نائب ہوتا ہے۔ اللہ کی طرف سے اُسے شانِ حکومت عطا ہوتی ہے اور باطنی قوتوں سے نوازا جاتا ہے۔ وہ متصل بملائک متشکل بخلائق ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام موجودات کا نمونہ اور عالمِ روحانی اور عالمِ جسمانی کا مجموعہ بنایا۔

واضح رہے کہ خلافت کے لیے اللہ کی اطاعت ضروری ہے دنیوی انتظامات اور مادی آئین وقانون کا علم اور اس پر عمل انسان کو بادشاہت دے سکتا ہے۔ خلافت نہیں دیتا۔ یہ بھی واضح رہے کہ محض تقدس سے بھی خلافت کا کوئی حقدار نہیں ہوتا۔ اس کے لیے انتظامی صلاحیتوں کی ضرورت ہوتی ہے، جب تک اس کے لوازمات سے آگاہی نہیں ہوتی دنیا کی حکومت نہیں ملتی۔

آیت (۳۱) اَسْمَاءَ : اسماء سے اشیاء کے اسماء مراد ہیں "کلّھا" اور "ھُم" ضمائر غور طلب ہیں۔ ذی عقل اور غیر ذی عقل دونوں سامنے آئے تو غیر ذی عقل کی کثرت کے پیشِ نظر..... (بقیہ صفحہ...)

فرشتوں نے اپنے عجز وقصور کا اقرار کیا تو آدم کو حکم ہوا :

۳۳۔ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ○

فرمایا اے آدم اب تم انھیں ان (چیزوں) کے نام بتلاؤ، پھر جب اس نے (آدم نے) فرشتوں کو ان کے نام بتلا دیے (تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے) فرمایا کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں آسمان و زمین کی سب پوشیدہ باتیں جانتا ہوں۔ اور (وہ بھی) جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو (یہاں "مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ" فرما کر متنبہ بھی کر دیا کہ دل میں بات نہ چھپاؤ۔ دراصل شیطان کو ہی متنبہ کرنا منظور تھا جو دل میں خطرہ لیے بیٹھا تھا۔ یہ اللہ کا کرم اور اس کی رحمت تھی، بدبخت نے اس تنبیہ سے بھی فائدہ نہ اٹھایا اور وقتِ امتحان آگیا)۔

۳۴۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۤ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ○

اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو (سجدۂ تعظیمی[ع] بجالاؤ) تو (سب) سجدے میں گر گئے سوائے شیطان کے، اُس نے انکار کیا اور اپنے کو (اپنی ذات کو) بڑا سمجھا اور (وہ تھا) ہی) کافروں میں سے۔ (اللہ تعالیٰ دل کے حالات سے واقف ہے۔ شیطان کی عبادات کی غرض سے واقف تھا)۔ (معلوم ہوا کہ جو غرض سے عبادت کرے اور غرض کے پورے نہ ہونے پر ترک کر دے وہ شیطان ہے۔ جو بہر حال عبادت کرے وہ آدم ہے)۔

۳۵۔ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○

اور ہم نے کہا اے آدم! تم اور تمھاری بیوی جنت میں رہا کرو اور تم دونوں جو چاہو (اور) جہاں کہیں سے چاہو کھاؤ مگر اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ تم ظالموں سے ہو جاؤ گے۔

بقیہ حاشیہ صلا) "ہا" کی ضمیر لایا، جب صفت کا امتحان لیا تو ذوی عقل کی رعایت سے "ہُم" کی ضمیر لایا۔

ع اب جب تم لاجواب ہوگئے تو تم اپنا سرِ تسلیم خم کر دو۔ تعظیم بجالاؤ۔ جُھک جاؤ، آدم کی نیابت کو مان لو اس کو جہتِ قبلہ بنالو، اللہ کے حکم کا سجدہ ہے، رُخ آدم کی طرف ہے، یاد رکھو "آدم" کی پاسبانی کرنے والا سبحان ہے، اللہ کا حکم پاتے ہی جن میں ملکہ تھا وہ سب جھک گئے۔

آیت (۳۴) اَبٰى : انکار قولی و فعلی۔ اِبْلِيْسَ : ناامید

آیت (۳۵) جَنَّة : جنت تین ہیں۔ (۱) جنتِ ارضی (۲) جنتِ سماوی (۳) اور جنتِ دیدار۔

آدم کو ہدایت کی کہ جنتِ سماوی میں رہا کرو۔ دیکھو حُبّ ِاصل پر قائم رہنا جس درخت کے قریب جانے سے روک دیا ہے اس سے دور رہنا۔ ورنہ حُبّ ِنسل میں پڑ جاؤ گے اور جسم و جسمانیت میں پھنس جاؤ گے اور اس راہ سے پھر جنت پانا ذرا دشوار ہوگا۔

۳۶۔ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَ لَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ○

پھر شیطان نے ان دونوں کو ان کی جگہ سے پھسلا دیا (بہکا دیا) پھر ان کو اس (عزت وراحت) سے جہاں (وہ) تھے نکلوا دیا اور ہم نے حکم دیا کہ تم سب نیچے اُترو (جنت سے چلے جاؤ) تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے۔ اور (اب) زمین تمھاری قیام گاہ ہے اور (وہیں رہ کر تم کو) ایک وقتِ معیّنہ تک نفع اٹھانا ہے۔ (خواہ دنیا بنالو، یا دین و دنیا دونوں)۔

۳۷۔ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○

پھر آدم نے (گریہ وزاری کرکے) اپنے رب سے چند کلمات سیکھ لیے (اور معافی مانگی)، پس (اللہ تعالیٰ نے) ان کی توبہ قبول فرمائی بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا، بے حد مہربان ہے۔

توبہ تو قبول ہوئی لیکن زمین پر اُترنے کا حکم بحال رہا۔

۳۸۔ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

ہم نے کہا تم سب اُتر جاؤ، سو پھر اگر تم کو میری طرف سے ہدایت پہونچے (تو اُس کی پیروی کرنا پھر) جو میری ہدایت پر چلے گا (اُس کے لیے جنت ہے یہ وہ لوگ ہوں گے کہ) نہ تو اُن کو کوئی خوف ہی ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

توبہ : کی اصل رجوع الی اللہ ہے۔ ہم کیسے اس کی طرف رجوع ہوں؟ پھر وہ کیسے ہماری طرف توجہ فرمائے، توبہ کے تین رکن ہیں؟ ایک اعتراف، دوسرا ندامت، تیسرا ترک۔

خوف : صدمہ یا اندیشہ جو کسی مصیبت پر اس کے واقع ہونے سے قبل ہو۔

حُزن : وقوع کے بعد جو غم اور رنج لاحق ہو۔

۳۹۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ ع

اور جن لوگوں نے کفر (وانکار) کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو وہی دوزخی ہوں گے وہ اس (دوزخ) میں ہمیشہ رہیں گے۔

(اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی دعا سُنی لیکن جنت میں فوراً نہ بھیج دیا، پہلا حکم "اِھْبِطُوْا" نیچے اُتر جانے کا، زمین میں بسنے، دنیا میں رہنے کا دیا۔ آدم، حوّا اور شیطان تینوں کو حکم ہوا۔ وجہ ظاہر ہے کہ انسان کو زمین پر خلیفہ بنایا تھا نہ کہ آسمان پر البتہ اللہ تعالیٰ نے یہ احسان فرمایا کہ جو لوگ زمین پر رہ کر اُسکی ہدایت پر چلیں گے اور اللہ کے مطیع ہوں گے، دنیا کا قیام اُن کے لیے مضر نہ ہوگا بلکہ مفید ہوگا وہ کھوئی ہوئی جنت پا جائیں گے ان کا رب ان سے راضی ہوگا البتہ جو کفر وانکار میں پڑیں گے ان کے لیے جہنم ہوگی)۔

پانچواں رُکوع

یہاں تک قرآن کا کتابُ اللہ ہونا، انسان کی بنیادی قسمیں۔ ان کی صفات، انسان کے فرائض، ربّ العالمین کی عنایات، تخلیقِ آدم، فضیلتِ آدم، غرض کی عبادت اور بے غرض عبادت کے ثمرات، خلافت اور رازِ خلافت، لغزش سے احتیاط، وقوع ہونے پر رجوع کا طریقہ اور کھوئی ہوئی جنت کو پانے کا ذریعہ بتایا گیا۔

یہاں تک خطاب مجموعی حیثیت سے تھا۔ اب اس رکوع میں بنی اسرائیل سے خطاب ہے۔ جن کو اپنے زمانہ میں اقوامِ عالم پر فضیلت دی گئی تھی۔ اس رکوع میں اُن رُموز کو آشکارا کیا جا رہا ہے جو افراد اور اقوام کے عروج وزوال کا باعث بنتی ہیں۔ اللہ کو اللہ سمجھانے کے لیے مشاہدات کی طرف توجہ دلائی جارہی ہے۔ بندہ کو بندگی کے لیے تاریخ کی طرف رجوع کیا جارہا ہے۔

بنی اسرائیل سے خطاب کے سلسلہ میں ابتدائی پانچ آیتوں میں چند بنیادی اُمور کا ذکر ہے، چھٹی اور ساتویں میں ان پر استقامت کا طریقہ، اور طالبِ ہدایت کی کیفیتِ ایمانی کا بیان ہے، گو خطاب بنی اسرائیل سے ہے لیکن اس میں اہلِ ایمان کے لیے بڑی نصیحتیں ہیں۔

۴۰۔ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ○

اے آلِ یعقوب میرے وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیے تھے اور اُس اقرار کو پورا کرو جو تم نے مجھ سے کیا تھا تو میں بھی اُس عہد کو پورا کروں گا جو میں نے تم سے کیا تھا (بنی اسرائیل کا عہد اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانا، اللہ کا عہد ان کو نعمتوں سے سرفراز فرمانا) اور مجھی سے ڈرتے رہو (میرے مقابلے میں اپنے کسی ساتھی یا کسی منفعتِ دنیوی کی پروا نہ کیا کرو)

۴۱۔ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِىْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّاىَ فَاتَّقُوْنِ ○

اور اس (کتاب) پر ایمان لاؤ جو میں نے (اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر) اُتاری، (اور) جو اس (کتاب) کو (یعنی توریت کو) جو تمھارے پاس ہے سچا بتاتی ہے اور تمھیں سب سے پہلے اس (قرآن) کے منکر نہ بنو۔ اور میری آیتوں کو تھوڑی سی قیمت پر فروخت نہ کرو (یعنی میری آیات میں تحریف کر کے ان سے دنیوی منفعت حاصل نہ کرو۔ کیوں کہ ہر دنیوی منفعت خواہ کتنی ہی عظیم ہو آخرت کے مقابلہ میں حقیر ہے) اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔

۴۲۔ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

اور حق کی باطل کے ساتھ آمیزش نہ کرو۔ اور حق کو جان بُوجھ کر نہ چُھپاؤ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق جانو اس حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش نہ کرو)۔

۴۳۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ○

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور خدا کے آگے جُھکنے والوں کے ساتھ جُھکا کرو۔ (یعنی تم بھی مسلمان ہو جاؤ، مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھو)۔

۴۴۔ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

کیا تم لوگوں کو نیکوکاری کا حکم دیتے ہو اور خود کو بھول جاتے ہو۔ حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو (توریت کی تلاوت کرتے ہو) پھر سوچتے کیوں نہیں (کیا پڑھنا اسی کو کہتے ہیں کہ عقل سے کام نہ لیا جائے، عقل تو تم کو اسی لیے دی گئی ہے کہ تم اپنے خدا، اپنے خالق کو سمجھو، اُس کی اطاعت کرو)۔

مسلمانو! تم اس سے سبق لو۔

خوب سمجھ لو کہ زندگی کی جدّ و جہد میں ہر مشکل کا علاج عزم، استقامت اور رجوع الی اللہ ہے۔

۴۵۔ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ○ لا

اور (ہر حال میں اللہ سے) مدد چاہو، صبر سے اور نماز سے۔ اور بے شک یہ (نماز یہ طلبِ استعانت) گراں ہے مگر اُن عاجزوں پر گراں نہیں)

آیت (۴۵) كَبِيْرَةٌ : بھاری، ایسا بوجھ جو امرِ الٰہی کے سوا اُٹھ نہ سکے۔

۴۶۔ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ○

جو یقین رکھتے ہیں کہ ان کو اپنے رب سے ملنا ہے اور ان کو اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

(تہذیبِ نفس کے لیے صبر و صلوٰۃ دونوں ضروری ہیں اپنی قوتِ ارادی کو تقویت پہونچانے کا نام صبر ہے، صبر ناگوارِ طبعی کو گوارا بنانا تکلیفِ شرعیہ پر قائم رہنا ہے۔ صلوٰۃ: فکرِ صحیح سے اللہ کے دربار میں حاضر ہونا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشکل کے وقت اطمینان سے وضو فرماتے اور دو رکعت نماز پڑھتے۔ اس طرح سرکارِ دوعالم نے امت کو اِس آیتِ کریمہ سے استفادہ کا طریقہ بتا دیا)

چھٹا رکوع

بنی اسرائیل سے خطاب جاری ہے۔ گزشتہ رکوع میں ایمان و تقویٰ کی دعوت دی گئی، اور ثابت قدم رہنا بتایا گیا، صبر دشوار تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمادیا ہے، اس لیے ایمان پر ثابت قدم رہنے کا ایک سہل طریقہ تعلیم کیا جارہا ہے، یہ طریقہ شکرگزاری کا ہے، یہاں ان نو انعامات کا ذکر ہے جو حضرت موسٰی علیہ السلام کی امت پر کیے گئے، اس میں بھی مجموعی حیثیت سے مسلمانوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔

۴۷۔ يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○

اے بنی اسرائیل میرے وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیے، اور (اس خصوصی نعمت کو بھی کہ) میں نے تم کو "عالمین" پر فضیلت دی۔

(یہ خصوصی انعام وہ "فضیلت" تھی جو ایمان اور عملِ صالح سے حاصل ہوتی ہے۔ جب تک یہ دونوں، ایمان اور عمل، باقی رہتے ہیں فضیلت بھی باقی رہتی ہے۔ جب یہ نہیں رہتے تو فضیلت بھی جاتی رہتی ہے)۔

بنی اسرائیل کو نعمت کی یاد اس لیے دلائی جارہی ہے کہ وہ اپنی پہلی حالت کو یاد کریں اور سوچیں کہ منعم کی محبت اور اطاعت کے ترک سے کس ذلت میں پہونچے)۔

ارشاد ہوتا ہے لوگو!

۴۸۔ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْــًٔـا وَّلَا

اور اُس دن سے ڈرو جس دن کوئی شخص کسی کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ اس کی طرف سے (کسی کی) سفارش قبول ہوگی اور نہ اس کی جانب سے کوئی عوض (یا بدلہ) قبول کیا جائیگا

يظنون : جو گمان غالب رکھتے ہیں، جانتے ہیں، ہمارے یقین کو ظن و گمان فرماتا ہے اس کے یقین کا اندازہ کرو، ظن، علم اور گمانِ غالب دونوں معنوں میں آتا ہے۔

خشوع : دل سے متعلق ہے خٰشعین، جن کے دل پگھلتے ہیں۔

رٰجعون : جو خیالِ حضوری میں چلتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اُسی کی طرف جانا ہے۔

يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○

اور نہ اُن کی امداد کی جائے گی۔

(اے یہود جان لو کہ غضب الٰہی سے نجات کے دونوں طریقے سفارش اور بدلہ، وہاں تمہارے کام نہ آئیں گے۔ درحقیقت تم نے اُن کو پہچانا ہی نہیں جو مقام اذن پر فائز ہیں۔ اور اللہ کی بات اُسی کا اذن پاکر اُسی سے اس طرح کہتے ہیں، جیسے کہ وہ چاہتا ہے تو وہ سُن لیتا ہے)۔

۴۹۔ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِىْ ذٰلِكُمْ بَلَاۤءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ○

اور (اے آلِ یعقوب اپنی قومی تاریخ کا وہ واقعہ بھی یاد کرو) جب ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے رہائی دی، جو تم کو سخت عذاب دیتے تھے، تمہارے لڑکوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے۔ اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی (سخت) آزمائش تھی۔

(لڑکوں کو ذبح کرتے تھے، مرد کو مارتے تھے کمزور کو چھوڑتے تھے، آج بھی یہ انداز دنیا والوں کی بادشاہت میں جاری ہے)

۵۰۔ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ○

اور (اُس وقت کو بھی یاد کرو) جب کہ ہم نے تمہارے لیے دریا کو پھاڑ دیا، پھر ہم نے تم کو بچالیا اور فرعون کے لوگوں کو تمہارے دیکھتے دیکھتے غرق کر دیا۔

۵۱۔ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ○

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا تھا۔ (موسیٰ علیہ السّلام چالیس دن رات اعتکاف میں بیٹھے تھے اس کے بعد اُنھیں طُور پر توریت ملی تھی)۔ پھر تم نے موسیٰ (کے اعتکاف میں جانے) کے بعد بچھڑے کو خدا ٹھیرالیا اور (تم نے بڑی ناانصافی بڑا ظلم کیا درحقیقت) تم بڑے ظالم تھے۔

۵۲ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

پھر اس کے بعد ہم نے تمہارا قصور معاف کیا تاکہ تم احسان مانو۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے چلّہ کھینچا تو وہ کتاب ملی جو فرق کرتی ہے، ہدایت دیتی ہے۔

۵۳۔ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

اور (یاد کرو) جب ہم نے موسیٰ (علیہ السّلام) کو (تمہاری ہدایت کے لیے) کتاب دی اور

آیت (۴۹) اٰل : آل اور اہل ایک ہی لفظ کی دو صورتیں ہیں اہل اور آل دونوں کی تصغیر اہیل آتی ہے مگر آل کا لفظ بڑے اور خاندانی لوگوں کے لیے بولا جاتا ہے۔

اٰل، یئول : رجوع کرنا، تابع متبوع کی طرف رجوع کرتا ہے لہذا متبعین کو بھی آل کہتے ہیں۔

وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

حق و ناحق میں فرق کرنے والے احکام (عطا کیے یعنی شریعت دی) تاکہ تم سیدھی راہ پر آجاؤ، (اللہ کی عبادت کرو اور اپنے نبی کے فرمانبردار رہو)۔

۵۴- وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

اور (یاد کرو) جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا اے قوم تم نے اپنی جانوں، (اپنی حقیقتوں) پر ظلم کیا کہ (اس خدائی رشتہ کو چھوڑ دیا جو روح اور تن دونوں کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے۔ جو ہمہ گیر رشتہ ہے۔ اس رشتہ سے الگ ہو کر) اس بچھڑے کو (اپنا معبود) بنا لیا۔ (تم نے کیسا ظلم کیا اس کا سہارا ڈھونڈا جو خود محتاج ہے) پس اب (توبہ کرو اور) اپنے خالق کی طرف رجوع کرو۔ اور اپنے آپ کو مار ڈالو (اپنی جانوں کو ہلاک کر دو یعنی جنھوں نے بچھڑے کو سجدہ نہ کیا وہ بچھڑے کو سجدہ کرنے والوں کو قتل کریں) یہ (عمل) تمہارے خالق کے نزدیک بہتر ہے۔ بالآخر اُس نے تمہاری توبہ قبول کر لی بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے۔

۵۵- وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝

اور (یاد کرو) جب تم نے (رویت بالعین کی تمنا کی) کہا اے موسیٰ ہم تم پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہم اللہ تعالیٰ کو آمنے سامنے (بالکل واضح طور پر) نہ دیکھ لیں۔ پھر (تمہاری اس گستاخی پر) تم کو بجلی (کی کڑک) نے آلیا اور تم دیکھ رہے تھے (تم دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے)

۵۶- ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

پھر ہم نے تمہارے مرنے کے بعد تم کو زندہ کر دیا تاکہ تم احسان مانو (فنا کے بعد بقا پا کر اس نعمتِ عظمیٰ کی قدر کرو اور شکر گزار رہو)۔

۵۷- وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

اور (یاد کرو کہ فرعون کے دریائے نیل میں غرق ہونے کے بعد جب تم شام کو روانہ ہوئے، اور میدانِ تیہ میں سرگرداں پھر رہے تھے تو) ہم نے تم پر بادلوں کا سایہ کیا اور تمہارے لیے مَن و سلویٰ اُتارا (مَن۔ ترنجبین اور سلویٰ ایک چھوٹا سا پرندہ بٹیر کا سا) کہ تم ہماری دی ہوئی پاک چیزوں سے کھاؤ۔ (لیکن انہوں نے نافرمانی کی) اور (درحقیقت اس عدول حکمی سے) اُنہوں نے ہمارا تو کچھ نہیں بگاڑا بلکہ اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔

۵۸۔ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اور (وہ واقعہ بھی یاد کرو) جب ہم نے کہا کہ اس گاؤں میں داخل ہو جاؤ اور اس میں جہاں سے چاہو جی بھر کے کھاؤ (پیو) اور (خیال رہے کہ) دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے داخل ہونا (اے ہمارے رب ہمارے گناہ) معاف فرما۔ ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے۔ اور نیکو کاروں کو (یعنی دل سے اطاعت کرنے والوں کو) اور زیادہ دیں گے۔

۵۹۔ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِىْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاۗءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ ع

پھر (ان) ظالموں نے اس قول کو جو بتایا گیا تھا بدل ڈالا۔ تو ہم نے (بھی ان) ظالموں پر ان کی عدول حکمی کے سبب ایک بلائے آسمانی نازل کی (ان کو طاعون نے آلیا اور وہ کثیر تعداد میں ہلاک ہوئے)

ساتواں رکوع

بنی اسرائیل کے واقعات کا سلسلہ جاری ہے۔

۶۰۔ وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۭ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا

اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی کے واسطے دعا کی تو ہم نے کہا کہ اپنا عصا پتھر پر مارو۔ تو اس (پتھر) سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے (اور اس طرح بنی اسرائیل کے) ہر قبیلہ نے اپنا اپنا گھاٹ پہچان لیا (اور ہم نے ان سے کہا کہ) اللہ کے دیے ہوئے رزق سے کھاؤ اور پیو لیکن زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو۔

آیت (۵۹) حِطَّةٌ : بوجھ اُتار دینا، گناہوں کو معاف فرما دینا، یہود نے "حطۃ" کی جگہ ازراہِ تمسخر حنطۃ (گیہوں) کہا اور سجدہ کی جگہ سُرینوں پر پھسلنا شروع کیا، تو اُن پر طاعون پڑا اور ستر ہزار یہود مر گئے۔

آیت (۶۰) الحجر : حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک چوکور پتھر تھا جو ان کے ساتھ رہتا تھا یا عام پتھر مراد ہے اس پر عصا مارنے سے بارہ چشمے پھوٹے۔ جو بنی اسرائیل کے بارہ قبائل میں سے ہر ایک کے لیے الگ الگ ان کی ضروریات کے مطابق کافی تھے۔

مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝

۶۱- وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۗ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ ع

اور (یاد کرو) جب تم نے کہا اے موسٰی ہم ایک کھانے پر ہرگز صبر نہیں کریں گے، لہٰذا اپنے رب سے ہمارے لیے دعا کرو کہ وہ ہمارے لیے زمین کی پیداوار سے ترکاری، ککڑی، گیہوں، مسور اور پیاز پیدا کر دے۔ (حضرت موسٰی نے) فرمایا کیا تم اس چیز کو جو بہتر ہے ادنیٰ سے بدلنا چاہتے ہو۔ (روٹی اور گوشت مکمل غذا ہے۔ ترکاریوں میں وہ مکمل حیات بخش اجزاء نہیں لیکن اگر تم یہی چاہتے ہو تو) کسی شہر میں اُتر پڑو تو بے شک تم کو وہ مل جائیگا جو تم مانگتے ہو۔ اور ان پر ذلّت اور محتاجی مسلّط کر دی گئی۔ (ایک طرف وہ احساسِ کمتری میں مبتلا ہیں دوسری طرف ان کی احتیاج اور دولت کی حرص کبھی پوری نہیں ہوتی۔ یاد رکھو کہ جو ہر وقت دولت کی گھات میں لگا رہے، وہ محتاج ہے خواہ اس کے پاس کتنی دولت کیوں نہ ہو، ان یہودیوں کا یہی حال ہے) اور وہ اللہ کا غصہ لے کر پھرے (اللہ کے غضب کے مستحق ہوئے بڑا غضب یادِ الٰہی سے دوری ہے) (اور یہ (سب) اس لیے (ہوا) کہ وہ اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے تھے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے تھے (اور) یہ اس لیے (بھی) ہوا کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے نکل جاتے تھے۔

آٹھواں رکوع

اللہ تعالیٰ نے یہود پر بے شمار فضل فرمائے۔ کھانے میں مَنّ و سلوٰی دیا۔ پانی کے چشمے بہائے۔ ان کو اسباب پر سہارا کرنے سے اٹھالیا پھر بھی وہ اسباب پر گرتے رہے۔ ادنیٰ کے متلاشی ہوئے، اعلیٰ کو چھوڑا اللہ تعالیٰ نے ان کے نبی کے صدقے میں ان کی متعدد آرزوئیں پوری کیں۔ بنی اسرائیل کو یہ غلط فہمی رہی کہ

وہ کچھ بھی کریں، فضیلت انھیں کو حاصل رہے گی۔ اس لیے یہاں ایک بنیادی نکتہ بیان کیا جارہا ہے، تاکہ سب اہلِ کتاب جان لیں کہ عزت وفضیلت اقوام کے نام سے وابستہ نہیں ایمان وعمل سے وابستہ ہے۔ ایمان نام ہے نبی کے فرمان پریقین لانے کا اور عمل نام ہے اتباعِ رسول یعنی امرِالٰہی کے تحت کام کرنے کا۔ اب اس کسوٹی پر سب اہلِ ایمان اور اہلِ کتاب اپنے عقیدہ اور عمل کو پرکھیں۔ جو پورا اُترے گا اللہ کی رحمت اُس کے ساتھ ہے۔ آئندہ آیت میں "اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیْنَ" سے غلط فہمی نہ ہو۔ سرکارِ دوعالم کی تبلیغ کے بعد جوآپؐ پر ایمان نہ لایا وہ لاالٰہ الااللہ کو نہ سمجھا اور جس نے حضورؐ کا حکم نہ مانا اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اس کا عمل حکمِ الٰہی کے تحت نہ ہوا اور عملِ صالح نہ رہا۔

۶۲۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

بے شک جو لوگ مسلمان ہوئے اور (اسی طرح) یہود، نصاریٰ اور صابئین سے جو لوگ بھی اللہ پر ایمان لائے (جیساکہ ایمان لانے کا حق ہے اس ایمان کے ذیل میں اس کے تمام لوازم، داخل ہیں جس میں سب سے مقدم ایمان بررسول ہے) اور (یہ لوگ) آخرت پر بھی (ایمان لائے) اور نیک عمل کیے (یعنی وہ عمل جو حکمِ الٰہی کے تحت تھے) تو ان سب کے لیے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے اور (قیامت کے دن) نہ ان کے لیے کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

۶۳۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ ۭ خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّۃٍ

اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد لیا اور تمہارے اوپر کوہِ طور کو بلند کیا (اور تم کو حکم دیا کہ) جو کتاب ہم نے تم کو دی ہے اس کو (کمال) مضبوطی سے پکڑو۔ اور جو کچھ اس میں (لکھا) ہے اس کو یاد رکھو تاکہ تم پرہیزگار بنو (عذابِ الٰہی سے بچو اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو)

صابی : صابی کے لفظی معنیٰ ہیں ہر وہ شخص جو اپنا دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرے۔ اصطلاح میں صابئون ایک مذہبی فرقہ کا نام تھا جو جزیرۃ العرب کے شمال مشرق میں شام وعراق کی سرحد پر آباد تھا، یہ لوگ توحید ورسالت کے قائل اور اپنے کو نصاریٰ یحییٰ یعنی حضرت یحییٰ علیہ السلام کا امتی کہتے تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے انھیں اہلِ کتاب میں شمار کیا ہے۔ فاروقِ اعظم کا فرمان ہے کہ جس طرح دوسرے اہلِ کتاب کا ذبیحہ حلال ہے اسی طرح ان کا ذبیحہ بھی حلال ہے۔

عملِ صالح : اچھے کام، اچھے کام کا معیار خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم ہے، اس لیے وہ عمل جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاکر کیا گیا اس کا شمار آیت (۶۳) عملِ صالح میں ہوگا امر کے تحت جو کام کیے جائیں گے وہی عملِ صالح ہوں گے۔ اس طرح یہ آیت ہر زمانہ کے لیے ہے۔

جب توریت نازل ہوئی یہود نے اسے بھاری کہا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر پہاڑ معلق کیا (کانہ ظلۃ جیسے سائبان ہو) تو انھوں نے مجبوراً توریت کے احکام قبول کیے۔ کوہِ طور کا بنی اسرائیل کے سرپر معلق ہونا "اکراہ فی الدین" کے باعث نہ تھا۔ وہ ایمان لاچکے تھے عدول حکمی کرتے تھے اسکی تنبیہ تھی۔ اگر سرے سے انکار کرنے والوں پر پہاڑ معلق ہوتا تو اکراہ وزبردستی کا شبہ ہوسکتا تھا۔

وَاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

۶۴۔ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

پھر اس (قول وقرار اور تنبیہ) کے بعد بھی تم پھر گئے (تم نے رُوگردانی کی) پس اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم ضرور تباہ ہو جاتے۔

۶۵۔ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ۝

اور (اے یہود) تم اُن لوگوں کو خوب جانتے ہو جنھوں نے تم میں سے ہفتہ کے دن زیادتی کی تھی (یعنی سنیچر کا دن عبادت کے لیے تھا اس دن مچھلی کا شکار منع تھا۔ اُنھوں نے حیلہ سے اس دن شکار کرنا شروع کیا اور عدول حکمی کی)، تو ہم نے اُن سے کہا تم ذلیل (پھٹکارے ہوئے) بندر ہو جاؤ۔ (تم اپنی قوم کا وہ واقعہ بھولے نہیں ہو لیکن تم اپنے انکار سے باز نہیں آتے)۔

۶۶۔ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

سو ہم نے اس واقعہ کو اُن کے ہم عصروں کے لیے اور جو بعد میں آنے والے تھے (باعثِ) عبرت بنا دیا اور خدا ترسوں کے لیے (اس کو موجب) نصیحت بنا دیا۔
(دیکھو ایک ہی واقعہ باعثِ عبرت بھی ہے اور موجبِ نصیحت بھی لیکن نصیحت وہی حاصل کرتا ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے)۔

۶۷۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۭ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو، انھوں نے کہا کہ کیا تم ہم سے ہنسی کرتے ہو۔ (حضرت موسیٰ نے) فرمایا اللہ کی پناہ کہ میں جاہلوں سے ہوں (یہ تو جہالت کی انتہا ہے کہ غم واندوہ کے موقعہ پر دل لگی کی جائے اور پھر اس مذاق کو خدا کی طرف منسوب کیا جائے۔)

۶۸۔ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۭ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ

(وہ لاجواب ہو کر) بولے کہ اپنے رب سے ہمارے واسطے دعا کیجیے کہ وہ ہم کو بتا دے، کہ وہ (گائے) کیسی ہو، کہا کہ وہ فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ بوڑھی ہو اور نہ کم عمر بلکہ درمیانی عمر کی ہو۔ (اچھا) اب جو حکم دیا گیا وہ کر ڈالو۔

آیت (۶۵) كُوْنُوْا قِرَدَةً : "بندر ہو جاؤ" یہ بندر ہو گئے تین دن زندہ رہے پھر مر گئے ان کی نسل نہیں چلی۔ کہ موجودہ بندروں کو اُن کی یا ان کو ان کی نسل سمجھا جائے، یہ کوئی بیماری نہیں عذاب تھا جس سے جسمانی ہیئت بدل کر بندر کی سی ہو گئی، آج بھی عدول حکمی اور حد سے تجاوز کرنے کے باعث لوگوں کے قلب مسخ ہو جاتے ہیں۔

آیت (۶۷) تَذْبَحُوْا بَقَرَةً : بنی اسرائیل میں ایک شخص جس کا نام "عاجیل" تھا مارا گیا جس کے قاتل کا پتہ نہ چلتا تھا، حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ ایک گائے ذبح کرو جس کا ذکر آئندہ رکوع میں آرہا ہے۔

إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ
عَوَانٌ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا
مَا تُؤْمَرُوْنَ ۝

بنی اسرائیل کی کج بحثی ختم نہ ہوئی۔

۶۹۔ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ إِنَّهٗ يَقُوْلُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ۝

بولے کہ اپنے رب سے ہمارے واسطے دعا کیجیے کہ ہمیں بتادے کہ اُس کا رنگ کیسا ہے (موسیٰ نے) کہا کہ وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گہرے زرد رنگ کی گائے ہو۔ اس کا رنگ دیکھنے والوں کو بھلا معلوم ہوتا ہو (جاذبِ نظر ہو)۔

۷۰۔ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ إِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ؕ وَإِنَّآ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ۝

(بنی اسرائیل سوال پر سوال کیے جارہے تھے اب) کہا کہ اپنے رب سے ہمارے واسطے درخواست کیجیے کہ وہ ہم کو (ذرا اور تفصیل سے) بتادے کہ وہ کیسی ہو، ہم اس گائے کے متعلق شبہ میں پڑ گئے ہیں اور اگر اللہ نے چاہا تو ہم ضرور (ٹھیک بات کی طرف) راہ پالیں گے۔

۷۱۔ قَالَ إِنَّهٗ يَقُوْلُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ؕ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ ع

(حضرت موسیٰ نے) کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے نہ (تو) محنت کرنے والی ہو۔ نہ زمین کو جوتتی ہو اور نہ کھیتی کو پانی دیتی ہو۔ وہ ایک بے عیب گائے ہو اُس میں کوئی داغ (دھبہ) نہ ہو۔ بولے اب آپ نے ٹھیک بات بتائی۔ غرض انھوں نے اس گائے کو ذبح کیا اور (اُن کے انداز سے) معلوم نہ ہوتا تھا کہ وہ ایسا کریں گے۔

نواں رکوع

حکم کی مصلحت بتائی جارہی ہے۔ اور بنی اسرائیل کی قلبی کیفیات اور حالات کا بیان جاری ہے۔

۷۲۔ وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ ج

اور (یاد کرو) جب تم نے ایک شخص کو مار ڈالا پھر ایک دوسرے پر (الزامِ قتل) دھرنے لگے اور اللہ کو وہ ظاہر کرنا تھا جو تم چھپاتے تھے۔

۷۳۔ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○

پھر ہم نے حکم دیا کہ اس (مقتول) پر اس (گائے) کا ایک حصہ مارو (جب ایک ٹکڑا مارا گیا تو وہ مقتول زندہ ہوگیا اور اپنے قاتل کا نام بتلا کر گر پڑا اور پھر مرگیا۔ تم نے یہ واقعہ دیکھا یاد رکھو) اسی طرح اللہ مُردوں کو زندہ کرتا ہے (یا قیامت کے دن زندہ کرے گا) اور تم کو اپنی قدرت کے نمونے دکھاتا ہے۔ تاکہ تم سمجھو (عقل سے کام لو، غور کرو، ایک حیوان سے حیوانِ ناطق کو زندہ کیا گیا تو کیا اللہ موت کے بعد مُردوں کو زندہ نہیں کرسکتا۔ آثارِ قدرت سے صاحبِ قدرت کو پاؤ)

۷۴۔ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

اتنا سب ہونے پر بھی تمہارے دل سخت ہوگئے۔ گویا وہ پتھر کے مانند ہیں یا اس سے بھی زیادہ سخت۔ اور پتھروں میں (بھی) بعض پتھر ایسے ہوتے ہیں کہ ان سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ پھٹ جاتے ہیں۔ تو ان سے پانی نکلتا ہے (پانی رِستا ہے، اُبلتا ہے) اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو خوفِ خدا سے گر پڑتے ہیں اور اللہ تعالےٰ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں۔

(آیت بالا میں تین قسم کے افراد کی تمثیل ہے ایک وہ جو سخت دل ہیں اور ان کے دل ذرا نہیں پسیجتے دوسرے وہ جو سخت دل تو ہیں ان کی کیفیتِ قلب نہیں بدلتی لیکن بسا اوقات ان کے دل پسیج جاتے ہیں۔ ان پر کچھ اثر ہوتا ہے۔ بعض وہ ہیں کہ وہ خوفِ خدا سے گر پڑتے ہیں ان کا ادراکِ خودی اور شعور باقی نہیں رہتا وہ اپنے کو اللہ کے لیے فنا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان تینوں قسم کے لوگوں کی نیت عمل اور احوال سے بخوبی واقف ہے)

اے مسلمانو! یہود کے دل تو سخت پتھر ہیں جو نہیں پسیجتے تو

۷۵۔ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○

کیا اب تم توقع رکھتے ہو کہ وہ تمہاری بات مانیں گے حالانکہ ان میں سے ایک گروہ ایسا تھا جو اللہ کا کلام (توریت کو) سنتا تھا پھر اس کو جان بُوجھ کر بدل ڈالتا تھا اور وہ (خوب) جانتے تھے (کہ اللہ کی طرف سے کیا اُترا ہے اس کے معنیٰ و منشا کیا ہیں۔ انہوں نے اس کی تحریف کس لیے اور کہاں کی ہے۔ مسلمانوں کو آگاہ کیا جارہا ہے کہ یہود سے کوئی امید نہ رکھیں۔ بھلا جو قوم اپنے رب کی بات اپنے ذاتی اغراض کی خاطر بدل ڈالے وہ مسلمانوں کی بات کیا سنے گی)۔

۷۶۔ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ

اور (یہود کا تو یہ حال ہے کہ) جب وہ مسلمانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب ایک دوسرے کے پاس (اپنے گروہ میں) تنہا ہوتے ہیں (تو اپنے کمزور، خوشامدی، منافق یہودیوں سے) کہتے ہیں جو اللہ نے تم پر ظاہر کیا (یعنی جو شہادتیں پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ

بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

علیہ وسلم کے متعلق توریت میں ہیں وہ تم) مسلمانوں سے کیوں کہہ دیتے ہو۔ کہ وہ (روزِ قیامت) تمہارے رب کے آگے (تمہارے ہی الفاظ سے) تم کو جھٹلائیں کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔

۷۷۔ اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝

کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں۔

۷۸۔ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِىَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۝

اور ان میں بعض اَن پڑھ ہیں کہ انھیں بجز جھوٹی امیدوں کے اللہ کی کتاب کی خبر ہی نہیں، اور اُن کے پاس غلط گمان (اور بے بنیاد خیالات) کے سوا کیا ہے۔

النصف

آگے ان کی قیاس آرائیوں اور جھوٹی باتوں کا ذکر آتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ان کا رد فرماتا ہے اور ان کے اور اہلِ ایمان کے بارے میں اپنا فیصلہ سُناتا ہے۔

۷۹۔ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ۝

پس تُف ہے ان لوگوں پر جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ (حکم) خدا کی طرف سے ہے۔ تاکہ اس سے تھوڑا سا معاوضہ وصول کریں۔ پس تُف ہے ان پر، اس کی بدولت جو انہوں نے ہاتھوں سے لکھا اور تُف ہے ان پر، اس کی بدولت، جو انہوں نے کمایا۔ (یعنی ان کے اس لکھنے اور اس کمانے پر تُف ہے، انھیں جلدی معلوم ہوجائے گا کہ انہوں نے کیا کمایا ہے)

۸۰۔ وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۭ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

اور (یہود) کہتے ہیں کہ ہم کو تو (دوزخ کی) آگ چھوئے گی (بھی) نہیں مگر چند دن گنے چُنے (یہ ان کی خام خیالی ہے ذرا) آپ ان سے پوچھیے کیا تم اللہ سے کوئی اقرار لے چکے ہو کہ اب اللہ اپنے اقرار کے خلاف نہ کرے گا یا تم اللہ (پر یوں ہی بہتان باندھتے ہو، اور اس) کے متعلق وہ کہتے ہو جو تم (قطعاً) نہیں جانتے۔

۸۱۔ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّ

ہاں (یاد رکھو کہ) جس نے گناہ کمایا (یعنی قصداً بُرائی کی) اور اس کے گناہوں نے اسے گھیر لیا،

اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

تو وہی دوزخی ہیں اور اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

۸۲۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ ع ۹ ۱۱

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے وہی اہلِ جنت ہیں (اور) اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (یعنی جو لوگ سرفراز ایمان ہوئے اور حقیقتِ ایمان کا اظہار کیا وہی صاحب جنت اور مالکِ جنت ہوئے)

دسواں رکوع

ایمان و حقیقتِ ایمان کے اظہار کا ذکر ہوا تو عملِ صالح کا بیان وضاحت سے کیا جارہا ہے۔ چونکہ ان امور کا بیان بنی اسرائیل کے ذکر کے ساتھ آرہا ہے۔ اس لیے ایمان اور عملِ صالح کی تشریح بھی اسی سلسلہ کے ساتھ جاری ہے۔

۸۳۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۟ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا

اور (یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا (وہ اللہ جس کا ہونا ثابت ہے جس کا پانا ذوق وجدان سے ہے، جس کا تصرف کائنات پر ہے وہی قابلِ بندگی ہے؛ بجز اُس کے کسی کی عبادت نہ کرنا) اور ماں باپ سے نیک سلوک کرنا (ان کی خدمت سے غافل نہ ہونا ان کی مرضی کے مطابق اُن کی دیکھ بھال کرنا) اور اپنے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ (نیک سلوک کرنا) اور عام لوگوں سے (بھی خوش اخلاقی سے) نیک بات کہنا (یعنی بات اس طرح کرنا کہ تمہارے قول سے اُنھیں رغبت پیدا ہو وہ تمہاری بات سنیں)

اب بندوں کے حقوق کے بعد اسی آیت میں فرائض کا ذکر فرماتا ہے۔

وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۗ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○

اور (دیکھو) نماز کو قائم رکھنا، زکوٰۃ دیتے رہنا، پھر تم میں چند کے سوا سب (اس عہد سے) پھر گئے۔ اور تم نافرمان ہوہی۔

(اس آیت میں مسلمانوں کو وحدت میں رہنے کی تلقین ہے اور اشارۃً ہدایت ہے کہ اللہ کے انوارِ ذات وصفات پر نظر رکھیں، اور بندوں کے حقوق اور اپنے فرائض سے غافل نہ ہوں)

۸۴۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ

اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ آپس میں خوں ریزی نہ کروگے اور اپنے لوگوں کو جلاوطن نہ کروگے پھر تم نے (اس بات کا) اقرار کیا اور تم خود شاہد ہو (مانتے ہو)۔

ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ○

۸۵- ثُمَّ أَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَإِنْ يَّأْتُوكُمْ أُسٰرٰى تُفٰدُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّونَ إِلٰٓى أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ○

پھر تم وہی لوگ ہو جو خود اپنوں کو قتل کرتے ہو اور اپنے ایک فرقہ کو اُن کے وطن سے نکال دیتے ہو اور (اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ) اُن کے خلاف (اُن کے دشمنوں کی) گناہ اور تعدی سے مدد بھی کرتے ہو اور (لطف یہ کہ) اگر وہی تمہارے پاس قید ہو کر آتے ہیں تو فدیہ دے کر چھڑا (بھی) لیتے ہو حالانکہ اُن کا جلا وطن کرنا (ہی) تم پر حرام تھا (ذرا انصاف کرو) کیا تم کتاب کے بعض (احکام) پر ایمان رکھتے ہو اور بعض سے انکار کرتے ہو پھر تم میں سے جو کوئی یہ حرکت کرتا ہے اُس کے لیے اس کے علاوہ کیا سزا ہے کہ دنیا کی زندگی میں بھی (اُسے) رُسوائی ہو اور قیامت کے دن (ایسے ہی لوگ) سخت عذاب میں ڈالے جائیں گے اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں۔ (اللہ تمہارے کرتوتوں کو خوب جانتا ہے)

۸۶- أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ○ ع

یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے عوض خرید لیا (کیا بُرا سودا کیا) پس (آخرت میں) نہ تو ان کا عذاب ہلکا ہوگا اور نہ ان کو (کسی کی کہیں سے) مدد پہونچے گی۔

گیارھواں رکوع

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی شریعت کی ترویج کے لیے متعدد انبیا علیہم السلام مثلاً حضرت زکریا علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السّلام تشریف لائے ان کو یہود نے قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو یاد دلاتا اور فرماتا ہے۔

تَظٰهَرُونَ عَلَيْهِمْ اور ان کی (یعنی اپنوں کے مقابلے میں گناہ اور ظلم کے ساتھ ان کے مخالفین کی) امداد بھی کرتے ہو (جیسا کہ جنگِ بعاث میں بنی قینقاع اور بنی قریظہ اور بنی نضیر کے حالات سے واضح ہے)

۸۷۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۫ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ اَفَكُلَّمَا جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ۡ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ○

اور بے شک ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب دی اور اُن کے بعد پے درپے (یکے بعد دیگرے) ہم پیغمبروں کو بھیجتے رہے۔ اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو صریح معجزے عطا کیے اور روح القدس (یعنی جبریل علیہ السلام) سے ان کو مدد پہونچائی (جو ہر وقت ان کے ساتھ رہتے تھے یا اسم اعظم سے ان کی مدد یا انجیل سے ان کی تائید کی) پھر کیا (بارہا ایسا نہ ہوا کہ) جب کبھی تمہارے پاس کوئی رسول ایسا حکم لایا جو تمہارے جی کو نہ بھایا تو تم تکبر کرنے لگے۔ پھر ایک جماعت کو تم نے جھٹلایا (مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی) اور ایک گروہ کو تم نے قتل کر ڈالا (مثلاً حضرت زکریا و حضرت یحییٰ علیہما السلام کو قتل کیا)۔

باں ہمہ تم اپنے زعم باطل میں افتخاراً یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ تمہارے دل پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں اور وہ جملہ اثرات سے محفوظ ہیں۔

۸۸۔ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ○

اور (یہود) کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہے (یوں نہیں) بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب سے ان پر لعنت کی (لعنت یہ کہ کوئی اچھی بات دل میں نہیں اترتی۔ دراصل یہی لعنت ان کے قلوب کا غلاف ہے) لہذا یہ لوگ بہت کم ایمان لاتے ہیں۔

۸۹۔ وَلَمَّا جَاۗءَھُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَھُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَي الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ښ فَلَمَّا جَاۗءَھُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۡ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ○

اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے کتاب (بصورت قرآن) آئی جو اُس کو جو ان کے پاس ہے (یعنی توریت اور اس کی بشارتوں کو) سچا بتاتی ہے (ان کی تصدیق کرتی ہے) اور وہ (یہود) اس کے نازل ہونے سے قبل اس (صاحب کتاب ہی کے وسیلہ) سے کافروں پر فتح کی دعا مانگا کرتے تھے۔ پھر جب وہ آیا جسے پہچان چکے تھے (جس کی صداقت کے ان کو ثبوت مل چکے تھے) تو اس سے منکر ہو گئے پس ایسے منکرین پر خدا کی پھٹکار ہے۔

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے تو دعائیں مانگا کرتے تھے لیکن جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفسِ نفیس تشریف لائے اور قرآن ان پر نازل ہوا تو قرآن اور صاحبِ قرآن دونوں سے انکار کر بیٹھے۔)

۹۰۔ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَھُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

کیا بُرا سودا کیا اپنی جانوں کا (کیا بُرے داموں اپنے آپ کو بیچا) کہ اللہ کے نازل کیے ہوئے، کلام کے منکر ہوئے (محض) اس ضد پر کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے (کتاب) نازل فرمائے لہذا وہ غضب پر غضب کے مستحق ہوئے اور کافروں کے لیے ذلیل و خوار کرنے والا عذاب ہے (یہود کو حسد ہوا کہ کتاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ
فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۭ
وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○

کیوں نازل ہوئی۔ اس لیے پہلے کتاب کی بشارت کے منکر ہوئے پھر قرآن اور پیغمبرِ وقت کا انکار کیا اور اللہ تعالیٰ کے غضب میں پڑے)۔

٩١- وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ
اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ
اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا
وَرَآءَهٗ ۚ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا
لِّمَا مَعَهُمْ ۭ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ
اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ○

اور (ان یہود کا تو یہ حال ہے کہ) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ان (تمام کتابوں) کو مانو! جو اللہ نے اتاری ہیں (یعنی قرآن پاک پر بھی ایمان لاؤ) تو وہ کہتے ہیں کہ ہم (توصرف) اُس کو مانتے ہیں جو ہم پر اتری ہے (یعنی توریت) اور اس کے علاوہ (جو کتبِ سماویہ ہیں) ان کو وہ نہیں مانتے حالانکہ وہ (قرآن خود بھی) حق ہے۔ اس کتاب کی بھی تصدیق کرتا ہے جو ان (یہود) کے پاس ہے۔ (اچھا اگر واقعی وہ توریت کو مانتے ہیں تو کیا وہ توریت کے احکام پر عمل کرتے رہے)۔ ان سے یہ تو پوچھیے کہ اگر ایمان والے تھے تو پھر اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو کیوں قتل کیا کرتے تھے۔

٩٢- وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ
ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهٖ
وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ○

اور بے شک موسیٰ (علیہ السلام) تمہارے پاس صریح معجزے (واضح دلائل اور نشانیاں) لے کر آئے پھر تم نے ان کے (کوہِ طور پر جانے کے) بعد بچھڑے کو معبود بنا لیا اور تم بڑے ظالم ہو (ظلم و تعدّی تمہاری فطرتِ ثانیہ بن گئی ہے، تمہاری قوم نافرمانی کی عادی ہے۔ اگر تم بھی نافرمانی کر رہے ہو تو یہ کوئی نئی بات نہیں)

٩٣- وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا
فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۭ خُذُوْا مَآ
اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ۭ قَالُوْا
سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۤ وَاُشْرِبُوْا
فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ۭ
قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ
اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

اور (یاد کرو) جب ہم نے تم سے عہد و اقرار لیا اور کوہِ طور کو تمہارے سر پر معلق کیا (اور کہا کہ) جو (احکامِ توریت) ہم نے تم کو دیے ہیں ان کو مضبوطی (درست ارادے) سے پکڑو (سامعہ کو تعلیم کی طرف لاؤ) اور سُنو (لیکن) انہوں نے (زبان سے) سمعنا (ہم نے سُنا) کہا اور (دل سے) عصینا (ہم نے نہ مانا) کہا (یا زبان سے سمعنا اور عمل سے عصینا کہا) اور (حقیقت یہ ہے کہ) گوسالہ کی محبت ان کے کفر کے باعث ان کے دل میں سرایت کر گئی تھی (دراصل ان کے برابر انکار کے باعث صورت پرستی ان کے دل میں گھر کر چکی تھی) اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم ایمان والے ہو (اور تمہارا یہی ایمان ہے تو) تمہارا ایمان تم کو (کیسی) بُری باتیں سکھاتا ہے۔

٩٤- قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیجیے اگر اللہ کے یہاں آخرت کا گھر اور لوگوں (یعنی

الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

مسلمانوں) کے لیے نہیں محض تمہارے لیے ہے تو ذرا موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو (اگر واقعی تم لقائے حق کے متمنی ہو تو پھر راہِ حق میں جان دینے سے کیوں ڈرتے ہو، دنیا کی زندگی کے حریص کیوں بنے بیٹھے ہو)

۹۵- وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ○

اور یہ (یہود) موت کی ہرگز آرزو نہ کریں گے اُن گناہوں کے باعث جو ان کے ہاتھ، پہلے بھیج چکے ہیں (جو بُرے اعمال وہ کرتے رہے ہیں) اور اللہ تعالیٰ گنہ گاروں کو خوب جانتا ہے۔

۹۶- وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ○ ع

مع (عند المتأخرین)

اور آپ ان کو زندگی کا سب سے زیادہ حریص پائیں گے اور مشرکوں سے بھی زیادہ (جو آخرت کے قائل ہی نہیں) ان میں کا ہر ایک چاہتا ہے کہ (کاش) وہ ایک ہزار برس کی عمر پاوے۔ اور یہ (طویل) عمر بھی ان کو عذاب (الٰہی) سے بچانے والی نہیں اور اللہ دیکھتا ہے جو وہ کرتے ہیں (اللہ ان کے اعمال دیکھ رہا ہے)

بارھواں رکوع

۹۷- قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○

آپ کہہ دیجیے کہ جو کوئی جبریل (علیہ السلام) کا دشمن ہے (یہ اُس کی حماقت ہے) کیونکہ انہوں نے تو یہ کلام آپ کے دل پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُتارا ہے (اور یہ قرآن تو) تصدیق کرنے والا ہے۔ اُس کلام کا جو اس سے پہلے اُترا (مثلاً توریت، انجیل وغیرہ) اور (یہ تو) ایمان والوں کو راہ ہدایت دکھاتا اور خوش خبری سُناتا ہے (یہ تو مؤمنوں کے لیے سر تا سر ہدایت و بشارت ہے پھر جبریل سے دشمنی نادانی نہیں تو کیا ہے)

۹۸- مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ○

(اور) جو کوئی اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے پیغمبروں کا اور جبریل کا اور میکائیل کا دشمن ہو تو بے شک اللہ (ان) کافروں کا دشمن ہے۔ (دیکھو انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں کی دشمنی کو اللہ اپنی دشمنی قرار دیتا ہے اس سے اُن کی عظمت کو سمجھو)۔

۹۹- وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ

اور بے شک ہم نے آپ پر واضح آیتیں (روشن دلائل، ظاہر نشانیاں) اُتاریں اور ان آیات کا

وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ۝

سوائے بدکرداروں کے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ (حق کا انکار فاسق ہی کیا کرتے ہیں)۔

۱۰۰۔ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

اور کیا یہ حقیقت نہیں کہ) جب کبھی انہوں نے (اللہ تعالیٰ سے) کوئی عہد کیا تو ان میں سے ایک فریق نے اس کو (توڑ کر) پھینک دیا بلکہ (اصل بات تو یہ ہے کہ) ان میں سے اکثر (اللہ کے کلام توریت پر) یقین ہی نہیں رکھتے۔

۱۰۱۔ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائے (وہ رسول) جو تصدیق فرماتے ہیں اس (توریت) کی جو ان (یہود) کے پاس ہے۔ تو اہلِ کتاب میں سے ایک گروہ نے (خود) کتابُ اللہ (یعنی تورات) کو پسِ پشت ڈال دیا۔ گویا وہ (اس کو) جانتے ہی نہیں۔ (نہ اس کے احکام سے آگاہ ہیں نہ اس کی بشارتوں سے واقف)

وہ کتابُ اللہ کی کیا قدر کرتے، وہ تو اصل دین، اس کی شریعت اور واضح احکامات کو پسِ پشت ڈال کر ایسے علوم کے پیچھے پڑ گئے تھے جو تھوڑی دیر کے لیے انھیں نفع یا نقصان پہونچانے کی قوت دیدیں۔

۱۰۲۔ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ؕ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ وَمَا

اور (یہود جب قید ہو کر بابل پہونچے تو) اُس علم کے پیچھے پڑ گئے جو سُلیمان کے عہدِ سلطنت میں شیاطین پڑھتے تھے (اور یاد رہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طاقت کسی جادو کے باعث نہ تھی وہ تو اللہ تعالیٰ کے نبی تھے طاقت تو اُس کے حکم سے تھی) اور سلیمان نے کفر نہیں کیا (وہ سحر سکھانے نہیں، دین سکھانے آئے تھے) مگر ہاں کفر شیطانوں نے کیا، جو لوگوں کو جادو (ٹونکے) سکھلاتے تھے۔ اور (اُس علم کے پیچھے ہولیے) جو شہر بابل میں اُن دو فرشتوں پر اُترا تھا جن کا نام ہاروت و ماروت تھا۔ اور وہ دونوں فرشتے کسی کو (سحر) نہیں سکھاتے تھے جب تک (صاف طور سے یہ نہ) کہہ دیتے کہ ہم تو (ذریعہ) آزمائش ہیں۔ پس (اے طالب سحر) تو کافر نہ بن (کفر میں نہ پڑ) پھر (باوجود اُن کے اس کہنے کے یہود) ان سے وہ چیز سیکھتے جس سے میاں بی بی کے درمیان جدائی ڈال دیں اور وہ اس (سحر) سے اللہ کے حکم کے بغیر کسی کو ضرر نہیں پہونچا سکتے تھے۔ اور وہ ان سے وہ چیز سیکھتے جو اُن کو ضرر تو پہونچاتی ہے لیکن نفع نہیں دیتی۔ اور وہ خوب جانتے تھے کہ جو کوئی اس (سحر) کا خریدار ہو اُس کے لیے آخرت میں کچھ حصہ نہیں، اور بیشک وہ بہت بُری شے ہے جس کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچا۔ (جادو ٹوٹکے سے معمولی فائدہ کی خاطر آخرت تباہ کی) کاش اُن کو اس کا علم ہوتا۔

هُم بِضَآرِّينَ بِهِۦ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۚ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ ۚ وَلَقَدْ عَلِمُوا۟ لَمَنِ ٱشْتَرَىٰهُ مَا لَهُۥ فِى ٱلْـَٔاخِرَةِ مِنْ خَلَـٰقٍ ۚ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا۟ بِهِۦٓ أَنفُسَهُمْ ۚ لَوْ كَانُوا۟ يَعْلَمُونَ ○

علم کیسے ہوتا جب کتابُ اللہ پر یقین ہوتا تو دائمی خسارے پر نظر پڑتی۔ جب ادھر سے آنکھیں بند کرلیں اور کتابُ اللہ کو پس پشت ڈال دیا تو اپنی تباہی کا بھی ہوش نہ رہا۔ لیکن

۱۰۳۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ ءَامَنُوا۟ وَٱتَّقَوْا۟ لَمَثُوبَةٌ مِّنْ عِندِ ٱللَّهِ خَيْرٌ ۖ لَّوْ كَانُوا۟ يَعْلَمُونَ ○ ع ۱۲

اور اگر وہ ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو اللہ (جو منبعِ خیر ہے اس) کے ہاں سے خیر پاتے (خیر کیا ہے؟ اللہ کا فضل و کرم، رحمت للعالمین کا دامنِ رحمت) کاش وہ اسکو جانتے۔

تیرھواں رکوع

خیر کے ذکر کے ساتھ رحمۃ للعالمین کا تصور آیا رحمت کا ذکر چھڑ گیا سب سے پہلے آدابِ تخاطب سکھائے جارہے ہیں۔ صورتِ ایمان سے ایمان، ایمان سے صلوٰۃ، صلوٰۃ کے ساتھ حضوری کا تصور دیا جارہا ہے۔ دین و دنیا میں پُرسکون زندگی کا وعدہ کیا جارہا ہے۔

۱۰۴۔ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَقُولُوا۟ رَٰعِنَا وَقُولُوا۟ ٱنظُرْنَا وَٱسْمَعُوا۟ ۗ وَلِلْكَـٰفِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○

اے ایمان والو! (ایسے ذومعنیٰ الفاظ استعمال نہ کیا کرو جن سے کوئی دشمنِ دین توہین کا پہلو نکال سکتا ہو، مثلاً اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو متوجہ کرتے وقت) تم "رَاعِنَا" نہ کہا کرو، اُنظُرْنَا (ہماری طرف نظر فرمایئے۔ ہماری طرف توجہ فرمایئے) کہا کرو اور تم ہمہ تن گوش رہا کرو (جو فرمائیں سُنتے رہو محض سُننے کے لیے نہیں سمجھنے اور عمل کرنے کے لیے تاکہ اللہ تعالیٰ تمھیں سمعِ حقیقی عطا فرمادے۔ آپ کی زبانِ اقدس سے نکلے ہوئے کلمات دل میں گھر کر جائیں، قلب کو اُجاگر کر دیں، جو قبول کرنے کے لیے نہیں سُنتے وہ کافر ہیں) اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

۱۰۵۔ مَّا يَوَدُّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ مِنْ

(اے مسلمانو خوب سمجھ لو کہ) نہ اہلِ کتاب میں سے منکر پسند کرتے ہیں اور نہ مشرکین (چاہتے ہیں)

اَهۡلِ الۡكِتٰبِ وَلَا الۡمُشۡرِكِيۡنَ اَنۡ يُّنَزَّلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡ خَيۡرٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ يَخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ ○

کہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر کوئی نیک بات اُترے (یعنی وحی نیکی، قرآن تم کو عطا ہو لیکن ان کے چاہنے نہ چاہنے سے کیا ہوتا ہے) اور اللہ تو اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہے مختص کر لیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

(مسلمانو! اُس کی رحمتِ نبوت سے فیض یاب ہوتے رہو۔)

یہ صحیح ہے کہ اہل کتاب پر کتاب نازل کی گئی۔ اُن میں بھی اللہ ہی کے احکام تھے۔ قرآن بھی اللہ ہی کا نازل کیا ہوا ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ قدیم کتبِ سماویہ کے جو ہمہ گیر قوانین تھے جو آئندہ بھی کام آئیں گے وہ برقرار رکھے گئے اور باقی کو منسوخ کر دیا گیا یہ مسئلہ ان یہود کی تمناؤں کا نہیں تکمیلِ دین کا مسئلہ تھا۔ رہا یہ سوال کہ جب یہود کی کتابوں کی تنسیخ کی گئی تو قرآن بھی اُنھیں پر کیوں نہ اُتارا گیا تو اس کا جواب دیا گیا کہ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے کلام کے لیے مختص کرتا ہے۔ تم کو اُس کے فضل کی تلاش کرنا چاہیے جہاں اور جس صورت سے ہو۔

۱۰۶۔ مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰيَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا نَاۡتِ بِخَيۡرٍ مِّنۡهَآ اَوۡ مِثۡلِهَا ؕ اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ○

(یاد رکھو کہ) ہم جو کوئی آیت منسوخ کر دیتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اُس سے بہتر یا ویسی ہی (جو اپنے زمانے سے ہم آہنگ ہو) کوئی آیت بھیج دیتے ہیں۔ (جو صراطِ مستقیم کی نشان دہی کرتی ہے، اور اے اعتراض کرنے والے) کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۱۰۷۔ اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَمَا لَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ○

کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ آسمانوں اور زمین کی حکمرانی اللہ ہی کی ہے (اللہ ہی کے لیے آسمان اور زمین کی سلطنت ہے) اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں۔

آدابِ تخاطب کے سلسلہ میں پہلے ذو معنی الفاظ سے منع کیا گیا۔ اب یہود کی طرح کج بحثی سے منع کیا جا رہا ہے۔ تعلیم یہ دی جا رہی ہے کہ حکم پا کر سوال کرنا ہی چھوڑ دو۔ اتباع میں رہو، یہ سمجھو کہ کہنے والا اتنا بہتر ہے کہ اب پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں، اکتساب اور انجذاب چاہیے۔ تاکہ کلام سے دل میں ایک خیال جم جائے اور رفتہ رفتہ بات کھلے۔ فہم کے لیے سوال کرنا اور بات ہے۔ لیکن پہلے اتباع کرو فوراً مانو، حکم کی تعمیل کرو۔ کج بحثی کے

طور پر سوال کرنا یہودیت کی علامت ہے، شعارِ اسلامی نہیں۔

۱۰۸ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝

(اے مسلمانو) کیا تم بھی چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے سوال کرو جیسے کہ پہلے موسٰی سے سوال کیے گئے تھے (یاد رکھو کہ یہود کی موسٰی علیہ السلام سے یہ کج بحثی انحرافِ قلبی کے باعث تھی) اور جو کوئی ایمان (چھوڑ کر اس) کے بدلے کفر حاصل کرے تو وہ (بدنصیب) سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔

(لہٰذا اے مسلمانو! تم ایمانِ اجمالی پر جمے رہو، عملِ صالح کے پابند رہو ناحق فروعات میں پڑ کر ایمان نہ کھو بیٹھو کہ گمراہ ہو جاؤ اپنے دشمنوں سے ہوشیار رہو وہ تمہارے فروعی اختلافات سے غلط فائدہ اٹھائیں گے)

۱۰۹۔ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

(دیکھو) اکثر اہلِ کتاب کی تو یہ دلی تمنا ہے کہ تم کو ایمان لاچکنے کے بعد پھر کفر کی طرف پھیر دیں، (کافر بنا دیں ان کی یہ آرزو) اس حسد کے باعث (ہے) جو ان کے دلوں میں (موج زن) ہے (وہ تو تم کو دیکھ کر جلتے ہیں) حالانکہ ان پر حق ظاہر ہو چکا ہے (وہ خوب جانتے ہیں کہ تم حق پر ہو) سو (اے مسلمانو) تم درگزر کرو اور خیال میں نہ لاؤ۔ یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم نازل فرمائے، (یا تم کو طاقت و غلبہ دے یا اُن پر عذاب نازل فرمائے) (اور اللہ ہر بات پر قادر ہے (جو چاہے کر سکتا ہے)

تم صبر و استقامت کا دامن نہ چھوڑو اللہ کی مدد تمہارے ساتھ ہے اس کا ذریعہ نماز ہے۔

۱۱۰۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور جو کچھ بھلائی (نماز، زکوٰۃ، تلاوتِ قرآن، ذکر شغل، دیگر نیکیاں) اپنے واسطے آگے بھیج دو گے اُس کو (یوم جزاء) اللہ کے پاس (موجود) پاؤ گے اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو سب دیکھتا ہے (تمہارے اعمال کا پھل تم کو جنت میں ملے گا)

جو لوگ لذتِ سعی و عمل نہیں جانتے وہ اس دھوکے میں ہیں کہ بس نام کا تعلق کافی ہے، جیسے یہود و نصاریٰ۔

۱۱۱۔ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا

اور وہ کہتے ہیں کہ جنت میں ہرگز کوئی داخل نہ ہوگا سوائے اس کے جو یہودی ہو یا نصرانی۔ یہ

مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

ان کی (محض خوش فہمی اور باطل) آرزوئیں ہیں۔ آپ فرما دیجیے کہ اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو تو (بھلا کوئی) سند تو لے آؤ۔

ان کا دعویٰ سچا نہیں۔

۱۱۲۔ بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ ع ۱۳ ۹

بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) جس نے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا (اپنا رُخ اللہ کی طرف کر دیا، اس کا ہو رہا) اور وہ نیکی کرنے والا (بھی) ہو، تو اس کے لیے اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے اور (قیامت کے دن) نہ ان کو خوف ہے اور نہ غمگین ہوں گے۔

(دیکھو آیتِ بالا میں "مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ" فرما کر مسلمانوں کو راز کی بات بتا دی کہ "اسوۂ حسنہ" کے پابند ہو کر اللہ کی عبادت میں لگ جاؤ۔ اپنے کو اُس کے حوالہ کر دو پھر وہ تم کو ہر خوف و غم سے بے نیاز کر دے گا)۔

چودھواں رکوع

اس رکوع سے قبل یہود و نصاریٰ کی کج بحثیوں اور بے راہ روی کا ذکر تھا درمیان میں ان امور سے متنبہ کیا گیا جو یہودیوں کا شعار تھے اور وہ آداب سکھائے گئے جو مسلمانوں کے شایانِ شان تھے اب کلام پھر یہود و نصاریٰ کی طرف رجوع ہوتا ہے اور ان کی بنیادی کمزوریوں کی پردہ دری کی جا رہی ہے۔ تاکہ مسلمان اس قسم کی گمراہیوں سے محفوظ رہیں جو جہل اور تعصب کا نتیجہ ہیں۔

۱۱۳۔ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۪ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○

(یہود اور نصاریٰ کے اختلاف کا باعث بڑی حد تک ان کی جہالت اور خود اپنی کتاب سے لاعلمی تھا) اور یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ کسی صحیح عقیدہ پر نہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود کسی صحیح عقیدہ (صحیح مذہب یا سچے راستہ) پر نہیں، حالانکہ وہ سب کتاب (الٰہی) پڑھتے ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ جن کو کچھ بھی علم نہیں (یعنی مشرک) وہ بھی انھیں کی سی بات کہتے ہیں (اور اپنے سوا تمام فرقوں کو گمراہ بتلاتے ہیں) پس قیامت کے دن، ان امور میں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں اللہ فیصلہ کرے گا (ان کے عقائد کی حقیقت ان پر آشکارا ہو جائے گی اُس وقت ان کی ندامت بھی ان کے کام نہ آسکے گی)۔

غلط عقیدہ خود ایک عذاب ہے لیکن اس سے بڑا ظلم یہ ہے کہ غلط عقیدہ کی بنا پر کسی کو راہِ راست سے رُکا جائے۔

۱۱۴- وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ
اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى
فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ
لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ
لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ
فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

اور اُس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جس نے اللہ کی مسجدوں میں اللہ کا نام لینے (اور اہلِ ایمان کو اُس کا ذکر کرنے) سے روکا اور ان کے اُجاڑنے (اور ویران کرنے) کی کوشش کی (ان کو ایسا کرنا سزاوار نہ تھا) اُن کو (تو) چاہیے تھا کہ (جھجکتے ہوئے اور) ڈرتے ہوئے مسجدوں میں داخل ہوتے (کہ اللہ کے خوف اور ادب سے شاید کچھ نصیبہ پاتے، ایمان ہی لے آتے اور (ان کی ان حرکتوں کے باعث) ان کے لیے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں سخت عذاب ہے۔

۱۱۵- وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ
فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○

(مسلمانو! تم کو مسجد سے روکا جاتا ہے۔ لیکن تمہارا اللہ ہر جگہ ہے مشرق و مغرب سب اُس کا ہے۔ جدھر دیکھو اُدھر اللہ ہی اللہ ہے) اور مشرق و مغرب اللہ ہی کا ہے۔ سو تم جس طرف رُخ کرو (توجہ کرو) وہیں اللہ متوجہ ہے (یا وہیں اللہ کی ذات ہے وہی محلِ توجہ ہے) بے شک اللہ بڑی وسعت والا (بے انتہا بخشش کرنے والا) سب کچھ جاننے والا ہے۔

۱۱۶- وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ
بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ○

اور وہ کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے (نہیں) وہ تو ان سب باتوں سے پاک ہے (زمان و مکان، توالد و تناسل ہر شے سے پاک ہے)، بلکہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب کے سب اُسی کے مملوک ہیں (پھر کوئی اس کا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے جب کہ تم سب اہلِ عرب جانتے ہو کہ بیٹا باپ کا مملوک نہیں ہو سکتا)

۱۱۷- بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ
لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○

وہ (موجد ہے) آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا ہے (اُس نے کچھ نہیں سے سب کچھ بنا دیا)، اور جب وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اس کو یہی فرماتا ہے کہ "ہو جا" بس ہو جاتا ہے (قضاءِ الٰہی جب متعلق ہو جاتی ہے تو وجودِ علمی کو وجودِ خارجی میں لاتی ہے وہ چیز بطون سے ظہور میں آجاتی ہے ان معلومات کو اعیانِ ثابتہ کہتے ہیں۔ جو نقشہ علم میں ہے اسی پر حکم کیا وہ وجود میں آگیا اُسے علل و اسباب کی کیا حاجت)۔

۱۱۸- وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ
لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ
اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ

اور ان لوگوں (یہود و نصاریٰ یا دیگر جاہل مشرکین) نے جن کو کچھ علم نہیں، کہا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے (براہِ راست) کیوں گفتگو نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی اسی طرح اُن لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے ان ہی کی سی (فضول) باتیں کیں (اے رسول ان کا اس طرح آپ سے سوال کرنا یا کج بحثی کوئی نئی بات نہ تھی۔ در اصل) اِن کے اور اُن کے دل ملتے جلتے ہیں (حقیقت یہ ہے جو کام جس طرح کرنے کا تھا وہ اسی طرح کیا گیا اور) بے شک ہم نے ان لوگوں کے لیے نشانیاں

تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ○

واضح طور سے بیان کر دیں جو صاحب ایمان ہیں (جو آپ کے گرویدہ ہیں آپ کی باتوں کو حق جانتے ہیں اور بے چون و چرا قبول کرتے ہیں)۔

۱۱۹۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْـَٔـلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ○

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک ہم نے آپ کو (دین) حق کے ساتھ (رسول بنا کر) بھیجا۔ بشارت دینے والے (خوش خبری سنانے والے نیکوکار اہلِ ایمان کو) اور (عام لوگوں کو آنے والی مضر چیزوں اور کیفیات سے) ڈرانے والے۔ اور آپ سے اہلِ دوزخ کے متعلق سوال تک نہ کیا جائے گا۔

لہٰذا آپ کے ذہن مبارک میں ان کے ایمان نہ لانے پر یہ خیال تک نہ گزرے کہ تبلیغ میں کوئی کمی رہ گئی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ

۱۲۰۔ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَھُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ○ وقف منزل

اور یہود و نصاریٰ آپ سے ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک آپ ان کے دین کے تابع نہ ہوں، آپ فرما دیجیے بے شک خدا کی دی ہوئی ہدایت ہی ہدایت ہے (اس کے سوا جو ہے ضلالت و گمراہی ہے) اور (اے مخاطب) اگر تو نے اس علم (وحی) کے بعد جو تجھے پہونچا ان کی (باطل) خواہشات کی پیروی کی تو تیرے لیے اللہ (کے عذاب) سے بچانے والا (تیرا) نہ کوئی دوست ہوگا نہ مددگار۔

۱۲۱۔ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰھُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ ع ۱۴

(اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی وہ اس کو اس طرح پڑھتے ہیں جو پڑھنے کا حق ہے (یعنی زبان اور دل کی یکسانیت کے ساتھ پڑھتے ہیں) وہی اس پر یقین لاتے ہیں، (کتاب، صاحب کتاب اور اللہ پر ایمان لاتے ہیں) اور جو کوئی اس سے منکر ہوگا سو انہی کو نقصان ہے (وہی خسارے میں رہیں گے)

پندرھواں رکوع

اب اس رکوع میں ایک صاحب ایقان و ایمان اور اس کی دعاؤں کا ذکر آیا ہے پہلی آیت ربطِ کلام کا انداز بھی لیے ہوئے ہے کہ اگر اہلِ کتاب اپنے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہی ایمان رکھتے ہیں تو انھیں تاریخ کی

روشنی میں دیکھنا چاہیے کہ ان کی اولاد میں اسرائیل اور اسمٰعیل دونوں شامل ہیں اور سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس طرح اللہ کی یاد کی۔ کیسے نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعائیں کیں۔

یاد رہے کہ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام مقام صفا پر، نوح علیہ السلام مقام نجا پر فائز ہیں اسی طرح سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام مقام خلت پر فائز ہیں۔ مقام خلت اُنس اور حُب کے درمیان میں ہے۔ یہاں دوست بنانا پڑتا ہے۔ دوستی کے حقوق کی ادائیگی طرفین سے ہوتی ہے۔ اس مقام خلت پر فائز ہستی ہی مقام حب پر فائز نبی کے لیے دست بدعا ہوسکتی تھی۔

۱۲۲- يٰبَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○

اے اولادِ یعقوب! ہمارے وہ احسان یاد کرو جو ہم نے تم پر کیے (وہ نعمتیں جو تم کو عطا کیں) اور (اُس خصوصی نعمت کو بھی یاد کرو کہ) ہم نے تم کو اہلِ عالم پر بڑائی بخشی (اور عرصۂ دراز تک بنی اسرائیل میں انبیا بھیج کر تم کو فضیلت دی)

۱۲۳- وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○

اور (اے منکرین) ڈرو اُس دن سے جب کہ کوئی شخص کسی شخص کے کچھ کام نہ آئے گا۔ اور نہ اُس سے بدلہ قبول کیا جائے گا اور نہ کوئی سفارش اسکے کام آئے گی اور نہ اُنھیں کوئی مدد پہونچے گی (اس طرح آیت میں عذاب الٰہی سے بچنے کی سب صورتوں کی نفی کر دی گئی۔ یعنی نہ تو کوئی کسی کے کام آسکے گا نہ بدلہ دے کر کوئی نجات پاسکے گا نہ کسی کی سفارش کام آئے گی اور نہ کسی کو کوئی مدد پہونچ سکے گی وہاں تو صرف اللہ کا حکم ہوگا اور بس)۔

۱۲۴- وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۭ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ۭ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ○

اور (یاد کرو) جب (حضرت) ابراہیم کو اُن کے رب نے کئی باتوں میں آزمایا تو وہ اُن میں پورے اُترے (تب اللہ تعالیٰ نے) فرمایا میں تم کو سب لوگوں کا پیشوا بناؤں گا۔ (حضرت ابراہیم علیہ السلام نے) عرض کیا اور میری اولاد میں سے بھی؟ فرمایا (ابراہیم) میرا عہد ظالموں کو نہ پہونچے گا

(بے شک امامت آپ کے خاندان میں رہے گی لیکن جس کو چاہوں گا اس نعمت سے سرفراز کروں گا۔ پھر جو نافرمانی کرے گا اُس سے یہ فضیلت لے لی جائے گی۔ کیوں کہ یہ فضیلت انبیاء علیہم السلام کی امتوں کے ساتھ وابستہ رہے گی۔ پھر جب سلسلۂ نبوت ختم ہوگا تو یہ فضیلت نبی آخر الزماں کی امت کے لیے خاص رہے گی)

۱۲۵- وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ۭ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ۭ وَ

اور (یاد کرو) جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لیے (اللہ کی طرف) رجوع ہونے اور امن کی جگہ بنایا اور (حکم دیا کہ) ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ بناؤ (مقام ابراہیم کو مصلّٰے بناؤ) اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل کو حکم دیا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے لیے، پاک کر رکھو (تاکہ جس نبی کے لیے دست بدعا

عَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْمَٰعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِينَ وَٱلْعَٰكِفِينَ وَٱلرُّكَّعِ ٱلسُّجُودِ ۝

اُسی کی امت اسے یادِ الٰہی کا مرکز بنائے اور سُنّتِ ابراہیمی کی یادوں کو تازہ کرتی رہے)۔

۱۲۶- وَإِذْ قَالَ إِبْرَٰهِيمُ رَبِّ ٱجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا ءَامِنًا وَٱرْزُقْ أَهْلَهُۥ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ مَنْ ءَامَنَ مِنْهُم بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ ۖ قَالَ وَمَن كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُۥ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُۥٓ إِلَىٰ عَذَابِ ٱلنَّارِ ۖ وَبِئْسَ ٱلْمَصِيرُ ۝

اور (وہ وقت بھی یاد رکھنے کے لائق ہے) جب ابراہیم نے دعا کی اے میرے رب اِس جگہ کو امن (واَمان) والا شہر بنادے (جہاں بھوک اور خوف دونوں سے امن ہو، دل کو سکون حاصل رہے) اور اس کے رہنے والوں کو میوے عطا فرما (یعنی) اُن کو جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان لائیں (دیکھو نبی کی دعا میں کتنی احتیاط، کتنا ادب ہے!) اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ابراہیم) جو کوئی کفر کرے اس کو بھی میں تھوڑے دنوں نفع پہونچاؤں گا اور پھر اس کو بے بس کرکے (مجبور کرکے) دوزخ کے عذاب کی طرف بُلاؤں گا اور (دوزخ) بُرا ٹھکانا ہے۔

۱۲۷- وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَٰهِيمُ ٱلْقَوَاعِدَ مِنَ ٱلْبَيْتِ وَإِسْمَٰعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ ۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ۝

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ابراہیم اور اسمٰعیل خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے (اور دعا کر رہے تھے) اے ہمارے پروردگار ہماری یہ سعی قبول فرما، بے شک تُو (ہماری التجاؤں کا) سُننے والا اور ہماری نیتوں کا) جاننے والا ہے۔

۱۲۸- رَبَّنَا وَٱجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَآ أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَآ ۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلتَّوَّابُ ٱلرَّحِيمُ ۝

اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنا حکم بردار بنا اور ہماری اولاد میں بھی ایک جماعت اپنی فرمانبردار بنا اور ہم کو حج کرنے کے طریقے (شرائطِ حصول، شرائطِ قبول) سکھا اور ہم کو معاف فرما بیشک تُو ہی توبہ قبول کرنے والا (لطف وکرم سے متوجہ ہونے والا) مہربان ہے (اے اللہ ہم پر اپنے علم سے نہیں بلکہ رحمت سے رجوع ہو۔ علم سے فعل پر نظر جاتی ہے۔ ہم تو رحمت کے بھکاری ہیں)

۱۲۹- رَبَّنَا وَٱبْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا۟ عَلَيْهِمْ ءَايَٰتِكَ

اے ہمارے رب انھیں (گدایانِ محبت) میں ایک رسول خود ان ہی میں کا مبعوث فرما جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سُنائے (تیرے تحفے دے) اور ان کو کتاب سکھائے (کتاب کی تعلیم دے اور)

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ع ۱۵

دانائے راز بنائے (اسرار کی باتیں بتائے) اور ان (کے قلوب) کو (غیر اللہ سے) پاک (صاف) کر دے بے شک تو بڑا زبردست بڑی حکمت والا ہے۔

سولھواں رکوع

غرض ابراہیم علیہ السلام نے جب اس طرح سعی فرمائی، اِس طرح گڑگڑا کر دعا کی، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعائیں سُن لیں اور ان کی سعی مشکور فرمائی اور ملّتِ ابراہیم کی اتباع کو معیارِ ایمان و دانش قرار دیا

۱۳۰- وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اور دینِ ابراہیمی سے کون رُوگردانی کرے گا سوائے اُس کے جس نے اپنے کو احمق بنالیا۔ (یعنی بجز اُس کے جو خود حماقت میں مبتلا ہو اور اس میں انجذاب اور اکتساب کی کیفیت باقی نہ رہے) اور بیشک ہم نے ان کو دنیا میں برگزیدہ کیا (منتخب کرلیا، چُن لیا) اور وہ آخرت میں (زمرہ) صالحین (صاحبانِ تصور) میں سے ہیں۔

صالح کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ جو کہا جائے کر گزرے۔

۱۳۱- اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

جب ان کے رب نے ان سے کہا کہ تابع فرمان ہو جاؤ تو انھوں نے (بلا توقف) کہا میں تمام عالَم کے پروردگار کا مطیع ہوا (خود کو اُس کے حوالے کر دیا، اطاعت و بندگی اختیار کرلی)۔ (مقامِ خلّت پر خلّت کا اعتبار ضروری ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم کو مان، ہمہ تن تسلیم ہو جا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فوراً عرض کیا تجھ کو مانتا ہوں کہ تُو ہی خالقِ کائنات ہے۔ مخلوق کے ساتھ خوشی اور رنج کا تصور آیا لیکن اس یقین کے ساتھ کہ "ہرچہ از دوست می رسد نیکوست)

۱۳۲- وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا

اور (یہی نہیں بلکہ ابراہیم (علیہ السلام) نے اور یعقوب (علیہ السلام) نے اپنے بیٹوں کو اسی (تسلیم و رضا) کی وصیت کی (یعنی یہ وہ حکم تھا جو زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی باقی رہے اور کہا) اے بیٹو! بے شک اللہ نے تم کو دین چُن کر دیا ہے (ہم نے جو ملّتِ ابراہیمی قائم کی ہے اسی پر قائم رہو۔ یہی ذریعۂ حب و محبت ہے۔ یہیں سے آنے والے کے سلسلے کا مقام ملا ہے۔

۱۲۹- آیت میں آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار مناصب کا ذکر فرمایا گیا

مبلغِ اعظم .... يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ — معلمِ اعظم .... وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ

مُرشدِ اعظم .... وَالْحِكْمَةَ — مصلحِ اعظم .... وَيُزَكِّيْهِمْ

تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

ہرگز انکار میں نہ پڑنا اثبات وعمل میں رہنا۔ جینا تو اسلام پر جینا مرنا تو اسلام پر مرنا) سو تم ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان (جب موت آئے تو اسلام پر موت آئے۔ مرنا منع نہیں، مرنا تو سب کو ہے ترک اسلام منع ہے۔)

دیکھو ابراہیم علیہ السلام کی وصیت کو آپ کی اولاد نے کتنی مضبوطی سے پکڑے رکھا۔ جو گیا یہی وصیت اپنی اولاد کو کرتا گیا اور اقرار لیتا گیا۔

۱۳۳- اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○

(اے بنی اسرائیل) کیا تم (اُس وقت) موجود تھے جب یعقوب کے پاس موت حاضر ہوگئی تھی (وہ قریب المرگ تھے) اور اس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا تم میرے بعد کس کی عبادت کروگے (کس کو اپنا رب جان کر اس کی عبادت کروگے) انہوں نے کہا ہم عبادت کریں گے (سلامتی ایمان میں، کیفیات نجات وعبادات میں، حصول کیفیات میں، مشاہدات میں) آپ کے رب کی اور آپ کے باپ دادا ابراہیم و اسماعیل اور اسحٰق کے معبود کی (کہ) وہی تو خدائے واحد ہے، اور ہم اسی کے فرماں بردار رہیں گے۔

۱۳۴- تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

وہ ایک جماعت تھی (صالح اور نیک لوگوں کی) جو گزر چکی اُن کے واسطے ہے جو انہوں نے کمایا اور تمہارے واسطے ہے جو تم نے کمایا۔ اور اُن کے اعمال کی تم سے پرسش نہ ہوگی۔ (وہاں تو ہر ایک کو اُس کے عمل کا بدلہ ملے گا)

اب اللہ تعالیٰ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

۱۳۵- وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ۗ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ۗ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

اور (یہود ونصاریٰ عام مسلمانوں سے) کہتے ہیں کہ تم یہودی یا نصرانی ہو جاؤ تو ہدایت پالوگے (لیکن) آپ فرما دیجیے (نہیں ہرگز نہیں) بلکہ ہم نے تو ابراہیم کی راہ اختیار کی جو یکسوئی کے ساتھ اللہ کے ہو رہے اور وہ تو (تمہاری طرح) مشرک نہ تھے۔

۱۳۶- قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ

(اے مسلمانو) تم کہہ دو کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اُترا ہم پر (یعنی قرآن) اور جو اُترا ابراہیم اور اسماعیل و اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر اور جو عطا ہوا موسیٰ اور عیسیٰ کو اور جو دوسرے پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے ملا۔ ہم ان سب (پیغمبروں) میں کسی ایک

وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَاۤ اُوْتِیَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ مَاۤ اُوْتِیَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○

میں بھی فرق نہیں کرتے (ہم تو کلامُ اللہ اور پیغمبروں کے تابع ہیں سب کو واجبُ التعظیم جانتے ہیں لیکن واجبُ التعمیل صرف اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کو جانتے ہیں) ہم تو اللہ تعالیٰ کے (مطیع اور) فرماں بردار ہیں۔ (کیونکہ عبادت ہی سے تسلیم کی خُو پیدا ہوتی ہے اور یہی حقیقی اسلام ہے)

اے مسلمانو! شاید تمہاری یہ شہادت ان کو گزشتہ انبیاء علیہم السّلام کی یاد دلا دے۔

۱۳۷۔ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَاۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

پھر اگر وہ اسی طرح ایمان لے آئیں جس طرح تم ایمان لائے ہو تو وہ بھی ہدایت یافتہ ہو گئے اور اگر اُنہوں نے رُوگردانی کی (پھر گئے اور نہ مانا) تو سوائے اس کے کہ یہ ان کی ضد اور ہٹ دھرمی ہے اور کچھ نہیں (اے رسول اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کی اس مخالفتِ دین سے آزردہ خاطر نہ ہوں) پس ان کے مقابلہ میں آپ کی طرف سے اللہ کافی ہے (وہ سمجھ لیگا) اور وہ (اُنکی باتیں) سُنتا ہے (اور آپ کے دردمند قلب پر جو گزرتی ہے) جانتا ہے۔

یہود کہتے ہیں ہمارے ہاں اصطباغ (بپتسمہ) ہے جو آپ کے پاس نہیں آپ فرما دیجیے۔

۱۳۸۔ صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّ نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ○

ہم نے اللہ کا رنگ قبول کیا (یعنی اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایمان اور تسلیم و رضا کے رنگ میں رنگ دیا) اور اللہ سے بہتر کون رنگ دینے والا ہو سکتا ہے اور ہم تو اُسی کے عبادت گزار ہیں (اسی کی تجلیات میں رہتے ہیں)

۱۳۹۔ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِی اللّٰهِ وَ هُوَ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ ۚ وَ لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَ نَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ○

فرما دیجیے! کیا تم ہم سے اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو حالانکہ وہی ہمارا بھی پروردگار ہے اور وہی تمہارا رب بھی ہے اور ہمارے لیے ہمارے اعمال (کا بدلہ) اور تمہارے لیے تمہارے اعمال کا بدلہ ہے) اور ہم تو خالص اُسی کے ہو رہے۔

یہ لوگ اللہ کی ذات و صفات کے بارے میں بحث و مباحثہ کرتے ہیں حالانکہ ان کے عقائد خود بگڑ گئے اور یہ لوگ شرک میں مبتلا ہو چکے ہیں اور مسلمان تو اُس توحید کے پرستار ہیں جو تمام انبیاء علیہم السّلام کی تعلیم تھی۔

۱۴۰۔ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَ

(اور اے یہود و نصاریٰ) کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب (علیہم السّلام)

اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

اور (ان کی) اولاد سب یہودی تھے یا نصرانی آپ فرمادیجیے کہ (اُن کے دین وملت کو) تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ اور اُس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جس نے (وہ) گواہی چھپائی جو اُس کے پاس اللہ کی طرف سے آچکی ہے (یعنی نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت جو اُن کی کتابوں میں موجود ہے) اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں۔ (وہ تمہاری حرکتوں سے خوب آگاہ ہے)۔

۱۴۱۔ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ ع ۱۶

(غرض) وہ ایک امت تھی جو گزر چکی۔ ان کے لیے تھا جو انہوں نے کمایا اور تمہارے لیے ہے جو تم نے کمایا اور جو کچھ وہ کرتے رہے اس کی پرسش تم سے نہیں ہوگی۔

اس آیت کا تکرار قابل غور ہے پہلے صالحین کے سلسلہ میں اس کا بیان ہوا تاکہ بات ذہن نشین ہو جائے کہ اُن کے "اُسوۂ حسنہ" تمہارے لیے قابلِ تقلید ہیں لیکن ان کے اعمال کی جزاء انھیں کے لیے۔ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق سوال ہوگا۔

دوسری بار نافرمانوں کے ذکر میں اس کا بیان ہوا تاکہ اہلِ ایمان طاعت وفرمانبرداری میں ثابت قدم رہیں۔ مشرکوں سے ان کے اعمال کی پرسش ہوگی اہلِ ایمان کو اُن کے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ دنیا میں جو ہو سو ہو لیکن یہ یاد رہے کہ نجاتِ اُخروی کا دارو مدار صحتِ عقیدہ اور عملِ صالح پر ہے۔

پارہ ۲

سَیَقُوْلُ

پہلے پارہ میں زیادہ تر صحتِ عقیدہ پر زور تھا دوسرے پارہ میں اعمالِ صالح پر زور ہے، بتایا جارہا ہے کہ عملِ صالح کسے کہتے ہیں۔

اس سے قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی خانہ کعبہ کی تعمیر اور ان کی دعاؤں کا ذکر گزر چکا ہے۔ اور ان کی سب سے بڑی خوبی کا ذکر کیا گیا کہ وہ "امر ربی" پر بلا توقف سرِ تسلیم خم کرتے تھے زبان سے اقرار کرتے عمل سے ثبوت دیتے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کی دعوت دیتے رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مقامِ خلّت و امامت اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مقامِ رضا پر فائز فرمایا۔ جس قوم نے ان کی تعلیم کو پسِ پشت ڈال دیا اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی نظرِ التفات اُن سے ہٹالی اور جس قوم نے ان کی سعی کو مشکور اور ان کی دعاؤں کو مقبول جانا اللہ تعالیٰ نے اُس کو تمام امتوں میں ممتاز کر دیا اور ابراہیم و اسماعیل کی بیتُ اللہ کی بنیادوں پر تعمیر کی ہوئی عمارت کو پسندیدہ و برگزیدہ فرما کر اُسے جہتِ توجہ بنا دیا۔ اصل بات اللہ کے حکم کو بلا چون و چرا مان لینا ہے۔ اس کی حکمت کے کھلنے کا انتظار نہ کرنا ہے۔ کہ یہی عملِ صالح کی روح ہے۔

مدینہ منورہ میں آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تشریف آوری کے بعد سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے رہے لیکن جب رجب کے درمیانِ ماہ میں ظہر کے وقت تحویلِ قبلہ کا حکم ملا، جس کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم منتظر تھے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے عین نماز کی حالت میں اپنا رُخ بیت المقدس سے خانہ کعبہ کی طرف پھیر لیا۔ صف آگے ہوگئی امام پیچھے، امر کے اتباع میں ذرا بھی تاخیر نہ کی۔ یہود کو حیرت تھی کہ جب اتنے عرصہ تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہے تو اب اس کو کیوں چھوڑا۔ وہ بحث کے عادی تھے اُن کی نظر رسم پر تھی اور مسلمانوں کی نظر امر پر تھی اور جو امر پر آگیا ہدایت پاگیا۔

۱۴۲- سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا ۚ قُلْ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ○

عن قریب یہ بے وقوف لوگ کہیں گے (اعتراض کریں گے) کہ مسلمانوں کو اُن کے قبلے (بیت المقدس) سے جس پر وہ تھے کس چیز نے پھیر دیا۔ (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیجیے کہ مشرق و مغرب (سب) اللہ ہی کا ہے (جہت کو کیا دیکھتے ہو، جہت اُسی کی بنائی ہوئی ہے۔ جدھر وہ کہے ہم اُدھر رُخ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور) اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھا دیتا ہے۔ (سیدھی راہ پر چلا دیتا ہے)۔

۱۴۳- وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۗ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ۚ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ ۗ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ○

اور (اب لوگوں کو ہدایت پر لانا اپنے عمل کو دوسرے کے لیے نمونہ بنانا آپ ہی کی امت کے لیے خاص ہے کیونکہ جس طرح ہم نے تحویلِ قبلہ کیا ہے) اسی طرح ہم نے (اے مسلمانو) تم کو ایک اعتدال پر رہنے والی امت بنایا تاکہ (افراط و تفریط سے پاک ہو کر کعبہ کی طرح اُممِ عالم کے لیے مرکز و محورِ ہدایت بنو اور) تم لوگوں پر نگراں رہو اور (تمہارا) رسول تم پر نگراں رہے (تمہارا نگرانِ حال ہو تمہارے عملِ صالح پر گواہ ہو) اور (اے رسول) جس (جہتِ قبلہ یعنی کعبہ مکرمہ) پر آپ (ہجرت سے پہلے) تھے اس کو ہم نے (پھر دوبارہ) اس لیے قبلہ مقرر کیا کہ معلوم کریں (ذرا لوگوں کی آزمائش ہو جائے کہ) کون تابع رسول رہتا ہے اور کون اُلٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور بے شک یہ (قبلہ کی تبدیلی) بہت دشوار تھی سوائے اُن کے جن کو اللہ نے ہدایت بخشی اور (اے مسلمانو جو نماز تم اب تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھتے رہے وہ سب قبول ہیں) اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ تمہارا ایمان ضائع کر دے بے شک اللہ تعالیٰ (ایسے) لوگوں پر نہایت شفیق (اور) بڑا مہربان ہے۔ (وہ تو تم کو تمہاری امیدوں سے زیادہ اجر دے گا)۔

۱۴۴- قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ۖ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا ۚ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک ہم نے آپ کے چہرہ (مبارک) کا (وحی کے انتظار میں) آسمان کی طرف بار بار اُٹھنا دیکھ لیا (ہم آپ کی تڑپ سے باخبر ہیں) پس بے شک ہم آپ کو اُس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس کو آپ پسند کرتے ہیں (جس سے آپ راضی ہیں۔ لیجیے) اب اپنا منہ (نماز میں) مسجد الحرام (خانہ کعبہ) کی طرف پھیر لیجیے اور (اے مسلمانو!) جہاں کہیں بھی تم ہو اپنا منہ اس کی طرف پھیر لیا کرو (یعنی اب خانہ کعبہ کو جہتِ توجہ بناؤ

كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝

اسی کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کرو) اور بے شک یہ اہلِ کتاب خوب جانتے ہیں کہ (تحویلِ قبلہ کا یہ حکم) ان کے رب کی طرف سے برحق ہے (بالکل ٹھیک اور واقعی ہے) اور اللہ اُن کاموں سے بے خبر نہیں جو وہ کرتے ہیں (اللہ ان کی حرکتوں کو دیکھتا ہے اور انھیں اپنے کیے کی سزا ضرور بھگتنا پڑے گی)

۱۴۵۔ وَلَىِٕنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (وقف لازم)

اور اگر آپ ان اہلِ کتاب کے پاس ساری نشانیاں (عقلی ونقلی) لے آئیں (پھر بھی) یہ آپ کے قبلہ کو نہیں مانیں گے (ادھر رُخ نہیں کریں گے) اور آپ بھی ان کے قبلہ کی پیروی کرنے والے نہیں اور (وہ خود بھی) ایک دوسرے کے قبلہ کو تسلیم کرنے والے نہیں اور (بفرضِ محال) اگر آپ (اپنی فطرت کی معصومیت اور کمالِ ایقان وایمان کے باوجود) بھی (نعوذ باللہ) ان کی خواہشوں پر اس علم (وحیِ الٰہی کے) بعد جو آپ کو پہونچا، چلیں، تو آپ بھی ظالموں میں سے ہو جائیں (ایسی تمام آیات میں جہاں کسی گناہِ عظیم سے منع کرنا ہوتا ہے تو خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہے لیکن مراد امت ہوتی ہے۔ تاکہ اس کی اہمیت خوب ذہن نشین ہو جاتے اور کسی ایسی غلطی کے ارتکاب کا خیال بھی ان کے دلوں میں نہ آئے)

۱۴۶۔ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰھُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاۗءَھُمْ ۭ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْھُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ (وقف منزل)

جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے بے شک وہ اس کو (تحویلِ قبلہ، قرآن، نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو) ایسا پہچانتے ہیں جیسے اپنی اولاد کو اور بے شک ان میں سے ایک فرقہ جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے۔

۱۴۷۔ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ ع

(حالانکہ) حق وہی ہے جو آپ کا رب فرمائے۔ پس آپ ہرگز شک وشبہ کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔

اٹھارواں رکوع

گو حق کا ذکر تحویلِ قبلہ کے سلسلہ میں ہے لیکن آیتِ بالا سے گزشتہ اور آئندہ تمام کج بحثیوں کا خاتمہ کر دیا گیا اور مسلمان کو حق پر یقین کے ساتھ بلا کسی شک وشبہ کے قائم رہنے کا حکم دیدیا گیا، بتایا جا رہا ہے کہ:

۱۴۸۔ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○

(وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اور ہر ایک (قوم، ہر اُمت، ہر توجہ کرنے والے) کے واسطے ایک جہت ہے جدھر وہ متوجہ ہوتا ہے۔ (پس تم نے جس کی طرف رُخ کیا ہے اُسی کے ہو جاؤ) پس (اے مسلمانو!) تم (دوسروں پر) نیکی کرنے میں پیش قدمی کرو (قبلہ کو قبلہ نما بناؤ کعبہ سمت توجہ ہے۔ مادّی قبلہ سے روحی قبلہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ رُخ قبلہ کی طرف ہو اور قلب نورِ قبلہ کی جانب۔ یاد رکھو!) تم جہاں کہیں ہو گے (جس جگہ جس مرتبہ جس حالت میں بھی ہو گے) اللہ تم (سب) کو جمع کرے گا (جب اُس کے سامنے حاضر ہونا برحق ہے تو اُس کے کیوں نہ ہو جاؤ، کیا تم جانتے نہیں کہ) اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

۱۴۹۔ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ○

اور آپ جہاں بھی تشریف لے جائیں اپنا منہ (نماز میں) مسجدِ حرام کی سمت کر لیا کیجئے اور بے شک یہی (حکم قبلہ کے متعلق) آپ کے رب کی طرف سے حق ہے اور (اے مسلمانو) اللہ تمہارے کاموں سے ہرگز بے خبر نہیں۔

تمہارا قبلہ ہی تمہارا مرکزِ اتحاد ہے اسے یاد رکھنا مزید تاکید ہو رہی ہے۔

۱۵۰۔ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ○

اور (اے رسول) آپ جس جگہ تشریف لے جائیں (مکہ میں ہوں، یا مدینہ میں، سفر میں ہوں یا حضر میں، جہاں ہوں، نماز میں) اپنا رُخ خانہ کعبہ کی سمت کر لیا کیجیے اور (اے مسلمانو!) جس جگہ بھی تم ہوا کرو تم بھی اسی سمت اپنا منہ پھیر لیا کرو تاکہ (یہودی) لوگوں کو تم سے جھگڑنے کا موقع نہ رہے۔ (اور ان کو یہ کہنے کی گنجائش نہ رہے کہ ہماری توریت کے مطابق تو نبی آخر الزماں کا قبلہ، قبلۂ ابراہیمی ہوگا اور یہ تو بیت المقدس ہی کو قبلہ بنائے ہوئے ہیں) سوائے اُن کے جو بے انصاف ہیں (جو حق پوشی کرتے ہیں) سو تم (ان کے اعتراضوں سے) مت ڈرو۔ اور مجھ سے ڈرو۔ (جو حق ہے سو کرتے رہو۔ لوگوں کے کہنے سننے پر مت جاؤ) (جب قبلہ کو قبلہ نما بناؤ گے تب قبلہ کا قبلہ بھی مل جائے گا۔ یہی تکمیلِ نعمت ہے) اور اس لیے (ہے) کہ میں تم پر اپنا فضل کامل کروں اور تاکہ (اس کمالِ نعمت کے باعث) تم راہِ حق پا جاؤ!

اور نعمتِ کعبہ کو ایک ایسی ہی عنایتِ خصوصی سمجھو

۱۵۱۔ كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا

جیسا کہ ہم نے تم میں تم ہی میں کا ایک رسول بھیجا۔ جو تم کو ہماری آیتیں پڑھ کر سُناتا ہے۔

مِنْكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝

(ہمارے احکام، ہمارے وعدے وعید تم تک پہونچاتا ہے۔) اور تم کو پاک کرتا ہے (تمہاری اصلاح کرتا ہے۔ تمہارے لیے اللہ سے مغفرت چاہتا ہے اور تمہارے قلوب کو پاک صاف کرنے کے بعد تم کو) کتاب اللہ کی تعلیم دیتا ہے اور اس کے اسرار و حکم (تم پر واضح کرتا ہے، تم کو دانائے راز بناتا ہے) اور تم کو وہ سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے (جان ہی نہ سکتے تھے)

اب جب بتانے والا آگیا تو تمہارا کام ہے کہ تصورِ حضوری میں رہو۔

۱۵۲۔ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۝

پس تم مجھ کو یاد کرو، میں تم کو یاد رکھوں گا اور تم میرا احسان مانو اور (دیکھو) میری ناشکری مت کرنا۔

خلاصہ۔ تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔ تم مجھ کو محبت کے ساتھ یاد رکھو گے، میں تم پر رحمت سے متوجہ ہوں گا۔ ذکر فرض ہے اس ذکر کا نتیجہ دیکھو۔ یعنی محبت میں محبت کا تماشا دیکھنے نکلو، تمہارے سینہ پر فیوض کی بارش ہوگی۔ تم پر ہر لحہ نئی نئی عنایتیں اور رحمتیں ہوتی رہیں گی۔ لیکن یہاں ادب شرط ہے ہمارا احسان مانتے رہنا اور جو کام جس طرح کرنے کا ہے اسی طرح کرتے رہنا۔ کہیں جذبہ میں بہہ کر ناشکر گزار نہ ہو جانا۔

انیسواں رکوع

یادِ الٰہی کا ذکر تھا، یادِ الٰہی کا سب سے مقدم ذریعہ نماز ہے۔ اس پر ثابت قدم رہنا۔ آزمائشوں پر پورا اُترنا۔ امر کے تحت ناگوارہ کو گوارا کرنا اور رضا سے متصف ہو کر اللہ کی طرف رجوع کرنا صبر ہے۔ اور اس کا ثمرہ اللہ کی نعمتوں سے مالا مال ہونا ہے۔

۱۵۳۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

اے ایمان والو! ثابت قدمی سے (تلخی کو برداشت کرو) اور نماز سے مدد لو۔ (یہ تمہارا بہترین سہارا ہے اس سے اللہ کی معیت حاصل ہوگی۔ اس سے معیتِ علمی مل جائے گی۔ ہونے کا ایقان ہو جائے گا پھر کوئی مشکل مشکل نہ رہے گی۔ خوب جان لو کہ) بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (صبر مجاہدہ کے ساتھ خاص ہے خواہ وہ میدان کا ہو، یا محراب کا۔)

۱۵۴۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ

اور (پھر) جو اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں اُن کو مُردہ نہ کہو (وہ مردہ نہیں) بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم کو اُن کی حیات کا شعور نہیں۔ (کیوں کہ ناسوتی حواس عالم برزخ کی اس لطیف زندگی کے ادراک سے قاصر ہیں)۔

اَحۡيَآءٌ وَّلٰكِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ ○

۱۵۵- وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَىۡءٍ مِّنَ الۡخَـوۡفِ وَالۡجُـوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ‌ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيۡنَ ○

اور ہم تم کو کچھ خوف سے، کچھ بھوک سے، کچھ مالوں، جانوں اور پھلوں کے نقصان سے آزمائیں گے اور (پھر جو اس آزمائش میں پورا اُترا تو لے حبیب آپ) ان صبر کرنے والوں کو (اس کی رحمت اور اس کے انعام کی) بشارت سُنا دیجیے۔

یہ صابرین کون ہیں یہ

۱۵۶- الَّذِيۡنَ اِذَآ اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِيۡبَةٌ ۙ قَالُوۡٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّـآ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ ○

وہ لوگ ہیں کہ جب اُن پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو (رضائے الٰہی سے متصف ہو کر اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور) کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کے (مال) ہیں ہم کو اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

۱۵۷- اُولٰٓـئِكَ عَلَيۡهِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٌ ‌ وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُهۡتَدُوۡنَ ○

ایسے لوگوں پر اُن کے پروردگار کی طرف سے نوازشیں ہیں (لطف وکرم، مژدۂ قربت ہے) اور رحمت ہے (یعنی فیضانِ نورِ رسالت) اور وہی سیدھی راہ پر ہیں (کامیاب اور فلاح یافتہ)۔

راہِ رضا میں صبر کرنے والوں کا بیان تھا یہاں صبر کی ایک ایسی ہی مثال بیان کی جا رہی ہے:

۱۵۸- اِنَّ الصَّفَا وَالۡمَرۡوَةَ مِنۡ شَعَآئِرِ اللّٰهِ‌ ۚ فَمَنۡ حَجَّ الۡبَيۡتَ اَوِ اعۡتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِ اَنۡ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ‌ؕ وَمَنۡ تَطَوَّعَ خَيۡرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيۡمٌ ○

بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں (جہاں خدا کی یاد پیدا ہوتی ہے۔ قائم ہوتی ہے۔ ان کے درمیان حضرت ہاجرہ کا پانی کی تلاش میں دوڑنا اُن کی بے قراری کی یاد کو تازہ کرتا ہے۔ یہاں صبر اور انعاماتِ صبر کی بہترین مثالیں ہیں) پس جب کوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے (یعنی زیارتِ کعبہ کی طرف متوجہ ہو) تو اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان کا طواف کرے (صفا مروہ کے درمیان پھیرے کرے۔ یعنی سعی بین الصفا والمروہ بجالائے) اور پھر جو کوئی خوشی سے کچھ نیکی کرے (یعنی سعی ذوق وشوق کے ساتھ والہانہ محبت سے ادا کرے یا کوئی اور نیک کام کرے) تو اللہ قدر دان ہے۔ (سعی کو مشکور فرماتا ہے اور نیت واخلاص) سب کچھ جاننے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور تحویلِ قبلہ وغیرہ کو یہود و نصاریٰ باوجود اُس علم کے جو انھیں توریت وانجیل سے تھا، چھپاتے تھے۔ چونکہ یہ لوگ اللہ کا قول چھپاتے تھے، اس لیے اس کی مخلوق جس کو اس کلام کے فیض سے محروم رکھتے تھے، ان سے بیزاری کا اظہار کرتی اور لعنت بھیجتی۔

۱۵۹۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَ الْھُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰهُ وَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۙ

بے شک جو لوگ واضح احکام اور ہدایت کی باتوں کو جو ہم نے نازل کی ہیں، چھپاتے ہیں اس کے بعد کہ ہم نے ان کو لوگوں کے لیے کتاب اللہ (یعنی توریت و انجیل) میں بیان کر دیا ہے ان پر اللہ لعنت کرتا ہے اور سب لعنت کرنے والے (جن و انس، ملائکہ اور حیوانات) لعنت کرتے ہیں (کسی اچھی چیز کو نہ سمجھ کر جو لوگ اس کے توڑنے میں لگ جاتے ہیں ان پر لعنت ہوتی ہے)۔

اِسی طرح اللہ اور اہل اللہ کی تجلی کے ظہور کے بعد ان کا انکار لعنت ہے۔

۱۶۰۔ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ بَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَیْھِمْ ۚ وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝

مگر جنھوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کر لی (اپنی نیت اور عمل کو درست کر لیا) (اور حق بات کو) بیان کر دیا۔ تو میں اُن کو معاف کر دیتا ہوں اور میں تو اپنے بندوں کی طرف نہایت شفقت سے متوجہ ہونے والا (معاف کرنے والا اور) رحمت والا ہوں۔

۱۶۱۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ مَاتُوْا وَ ھُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓئِکَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۝

بے شک جو لوگ کافر ہوئے (حق پوشی کی اور اس پر قائم رہے) اور کافر ہی مرے، اُن پر اللہ تعالیٰ کی، تمام فرشتوں کی، تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

۱۶۲۔ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ۚ لَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَ لَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ ۝

ہمیشہ اسی (لعنت) میں رہیں گے نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہوگا۔ نہ انھیں مہلت ہی دی جائیگی۔

۱۶۳۔ وَ اِلٰھُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝ ع ۱۹ / ۱۱ / ۲

اور (خوب یاد رکھو کہ) تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے۔ (احد ہے ذات میں، واحد ہے کمالِ صفات میں) اس کے سوا کوئی معبود نہیں (وہ وحدہٗ لاشریک ہے، اس کا وجود، وجود بالذات ہے وہی علۃُ العِلَل ہے، مسبّب الاسباب ہے) وہ رحمان ہے اور رحیم بھی (رحمٰن ہے اجسام کی تربیت میں اور رحیم ہے ارواح کی تقویت پر)

بیسواں رکوع

گزشتہ رکوع اللہ کی وحدانیت اس کے رحمٰن و رحیم ہونے پر ختم ہوا یہ رکوع اس کی صفتِ رحمانیت کی

تفسیر ہے پہلی آیت میں سات نشانیوں کا ذکر فرمایا گیا۔ یہ سب نشانیاں غیر متشابہ ہیں اور ایک ہی راہِ حق کی جانب رہبری کرتی ہیں تاکہ انسان جان لے کہ خالقِ کائنات ایک ہے۔ یکتا ہے۔ یگانہ ہے اور اسی کی عبادت اور محبت کو سرمایۂ حیات سمجھے۔

۱۶۴۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ
اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَ
الْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ
بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ
الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ
فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِیْفِ
الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ
بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ
لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ○

بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں، اور رات اور دن کے بدلتے رہنے میں اور کشتیوں میں جو دریا میں لوگوں کے فائدے کی چیزیں لے کر چلتی ہیں اور اُس پانی میں جو اللہ تعالیٰ آسمان سے اُتارتا ہے (برساتا ہے) پھر اس سے مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے (یعنی خشک ہو جانے کے بعد سرسبز و شاداب کرتا ہے) اور زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلانے میں اور ہواؤں کے بدلنے میں اور بادلوں میں جو آسمان و زمین کے درمیان اس کے تابعِ فرمان ہیں۔ (ان سب چیزوں میں) بے شک عقل مندوں کے لیے (اللہ کی وحدانیت رحمانیت اور قدرت و حکمت کی) بڑی نشانیاں ہیں۔

ان نشانیوں کے بعد بھی ایسے بے وقوف ہیں جو غیر اللہ کو اللہ کے برابر ٹھیراتے ہیں۔

۱۶۵۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَهُمْ
كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا
اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ وَلَوْ یَرَی
الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ یَرَوْنَ
الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا
وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعَذَابِ ○

اور بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اُس کا ہمسر ٹھیراتے ہیں (دوسروں کو اللہ کا شریک، ہم رُتبہ، مقابل بناتے ہیں) اور اُن سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے (رکھنا چاہیے) لیکن جو ایمان والے ہیں ان کو (تو صرف) اللہ کی محبت سب سے زیادہ ہے۔ (وہ اللہ سے شدت کے ساتھ محبت کرتے ہیں) اور کاش یہ ظالم (اسی وقت) جان لیتے جس وقت انہوں نے (دنیا میں کسی) مصیبت کو دیکھا کہ ساری قوت اللہ ہی کے لیے ہے۔ اور یہ کہ اللہ کی مار سخت ہے۔

یہ وہ سخت گھڑی ہوگی :

۱۶۶- اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ○

جب کہ وہ (کفر و عصیان کے) پیشوا اپنی پیروی کرنے والوں سے بے زاری کا اظہار کریں گے۔ اور (دونوں فریق) عذاب کو دیکھیں گے اور ان کے آپس کے تعلقات منقطع ہو جائیں گے۔

۱۶۷- وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ۭ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ○ ع

اور (اس وقت ان باطل پرستوں کی) پیروی کرنے والے کہیں گے کہ کاش ہم کو پھر (دنیا میں) واپس جانا نصیب ہوتا تو ہم ان سے (ایسے ہی) بے زار ہو جاتے جیسے (آج) وہ ہم سے بیزار ہیں۔ اس طرح اللہ ان کو ان کے سب کام (صورتِ) حسرت بنا کر دکھلائے گا (ان کے اعمال ان کے لیے سر تا سر موجبِ پشیمانی ہوں گے) اور ان کو آتشِ (عذاب) سے نکلنا نصیب نہ ہوگا۔

اکیسواں رکوع

ماقبل رکوع میں اللہ کی وحدانیت، اس کی شانِ رحمانیت، اور اُن لوگوں کا ذکر ہوا جو اللہ سے محبت رکھتے ہیں اور اُن کا بھی جو اللہ کے ہمسر ٹھہراتے ہیں۔ اب مسلمانوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے معاشرے کو سنواریں، شیطان سے بچیں، برائیوں سے محفوظ رہیں، حلال و طیب غذا سے قوت حاصل کریں، حرام و حلال کے بنیادی فرق کو سمجھیں اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے احکام پر عمل پیرا ہو کر راہ ہدایت پائیں تاکہ انھیں انفرادی اور اجتماعی فلاح و بہبود حاصل ہو۔

۱۶۸- يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ڮ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○

اے لوگو! (قوی کا دارو مدار بڑی حد تک کھانے پینے پر ہے اس لیے) زمین کی چیزوں میں سے حلال و پاکیزہ چیزیں کھایا کرو اور شیطان کی پیروی نہ کرو۔ (وہ تو تم کو ایسی ہی باتوں کی ترغیب دے گا جو اللہ نے منع کی ہیں) بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

شیطنت کیا ہے؟ برائی کی طرف بہلا پھسلا کر لے جانا۔

۱۶۹- اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

وہ تو تم کو بس برائی اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور (یہی سکھاتا ہے کہ) اللہ پر وہ باتیں جوڑو جو تم (قطعی) نہیں جانتے۔ (یعنی اللہ پر وہ بہتان باندھو جس کا تمہارے پاس کوئی جواز نہیں)۔

۱۷۰- وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۗ أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ○

اورجب (ان منکرینِ اسلام سے) کہا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے (یعنی احکامِ قرآنی)، تو وہ کہتے ہیں نہیں ہم تو اُس پر چلیں گے جس پر ہم نے باپ دادا کو (چلتے) پایا، (ہم تو اپنے آبائی رسوم اپنائیں گے، ہمارا ماحول ہی وہ بن گیا ہے، جو ہم دیکھتے رہے اور کرتے آئے ہیں۔ ہم تو اس ماحول سے لپٹ کر رہ گئے ہیں۔ اس میں ہمارا دل لگ گیا ہے۔ اب اس کو چھوڑنا کیسا!) (ان سے پوچھو) بھلا اگر ان کے باپ دادا کچھ نہ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھی راہ جانتے ہوں (کیا پھر بھی وہ ان کی اندھی تقلید کرتے رہیں گے)

۱۷۱- وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً ۚ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ○

اور ان کافروں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص ایک ایسی چیز کو پکارے جو سوائے پکارنے اور چلّانے کے کچھ نہ سُنے (جیسے جنگل کے چرند، پرند کہ ایک آواز تو ضرور سُن سکتے ہیں لیکن آواز کے مفہوم سے بے خبر ہیں۔ کافروں کا بھی یہی حال ہے سمعِ قبول سے محروم اور فہم سے قاصر ہیں، اور اپنے بتوں کی طرح یہ خود بھی) بہرے گونگے اور اندھے ہیں۔ سو وہ کچھ بھی نہیں سمجھتے۔

۱۷۲- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ○

اے ایمان والو۔ ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں کھاؤ (اس سے قبل زمین سے جو چیزیں پیدا ہوتی ہیں ان کا ذکر ہو چکا تھا یہاں غذائے جسمانی اور روحانی دونوں کو طیّبات کے عنوان میں شامل فرما کر ارشاد ہوا) اور (اس انعام پر) اللہ کا شکر ادا کرو (شکر یہ کہ جو چیزیں جہاں جس طرح برتنے یا صرف کرنے کی ہیں ان کو وہاں اُسی طرح برتو یا صرف کرو اور اللہ تعالیٰ کے احسان مانو) اگر تم خاص اُسی کی عبادت کرتے ہو۔

پچھلی آیت میں طیّبات کے کھانے کا حکم دیا گیا جس سے معلوم ہوا کہ کچھ چیزیں حرام ہیں جن کا کھانا ناجائز اور مومن کی فطرتِ نورانی سے قطعاً ناموافق ہے۔ اب اُن حرام چیزوں کا بیان ہوتا ہے۔

۱۷۳- إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ

اس نے تم پر یہی حرام کیا ہے۔ مُردہ جانور، لہو، سور کا گوشت، اور وہ چیز جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو۔ پھر جو کوئی بے بس ہو جائے (حرام چیز کھانے پر مجبور ہو جائے اور نہ کھانے سے زندگی خطرہ میں ہو) نافرمانی کرنے والا نہ ہو (طالبِ لذت نہ ہو) اور نہ (ضرورت کی) حد سے بڑھ جانے والا (ہو)۔ (بلکہ محض زندگی برقرار رکھنے کے لیے کھائے) تو اس پر کچھ گناہ نہیں بے شک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے (یہ اس کی مہربانی ہے کہ اضطرار میں[۱۵]

---

[۱۵] اضطرار کی دو حالتیں ہیں:

۱- حلال غذا سرے سے دستیاب نہ ہو رہی ہو اور دم نکلا جا رہا ہو۔

۲- کوئی ظالم حاکم اس غذا کے استعمال پر مجبور کر رہا ہو۔

عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ کچھ حرام بھی کھانے کی اجازت دی اور یہ کرم ہے کہ بخشش سے نوازا۔)

لیکن یاد رہے کہ جو لوگ نافرمانی پر ہی بس نہیں کرتے بلکہ دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں ان سے حق پوشی کرتے ہیں، تھوڑے سے فائدے کے لیے اللہ کے احکامات کو مسخ کرتے ہیں ان کا حال تو بہت ہی بُرا ہے۔ فرماتا ہے:

۱۷۴۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۖ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

بے شک جو لوگ اللہ کی کتاب سے ان (آیتوں، ہدایتوں) کو چھپاتے ہیں جو اس نے نازل فرمائی ہیں اور ان کے بدلے حقیر قیمت (دنیاوی منفعت) حاصل کرتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں محض آگ بھر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُن سے بات (بھی) نہیں کرے گا۔ (یعنی ایسی بات نہ کرے گا جس سے وہ تسکین پائیں۔ وہ تو غضب کے مستحق ہو چکے) اور نہ (اپنے الطافِ کریمانہ ہی سے) ان کو پاک کرے گا (یعنی ان کے گناہ بھی معاف نہ ہوں گے) اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

۱۷۵۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ۝

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی اور بخشش کے بدلے عذاب، پس آتشِ دوزخ میں یہ کیسے مجبور ہیں۔ (دنیا میں تو یہ بڑے ظالم بڑے تنک مزاج تھے آج قیامت کے دن کس چیز نے ان کو اتنا صابر بنا دیا۔ یہ صبر نہیں ان کی مجبوری اور بے بسی ہے)

۱۷۶۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ۝ ع ۲۱ ۵

یہ (عذاب) اس واسطے (ہے) کہ اللہ تعالیٰ نے حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی (اور انہوں نے اس سے انکار کیا) اور جنہوں نے کتاب میں اختلافات (شروع) کیے (نئی نئی راہیں نکالیں) تو وہ (اپنی) ضد میں حق سے بہت دور جا پڑے۔ (یعنی اللہ اور اس کے رسول سے دور ہو گئے)

بائیسواں رکوع

اکثر قومیں اپنی ضد اور اختلاف کے باعث راہِ حق سے دور جا پڑیں۔ مسلمانوں کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ محض رسم پرستی اسلام نہیں۔ درحقیقت اسلام تین جزؤں سے عبارت ہے۔ صحتِ عقیدہ، حسنِ معاشرہ اور تہذیبِ نفس۔ اس رکوع کی پہلی ہی آیت میں ان تینوں کا بیان نہایت واضح اور صاف

اندازسے کیا گیاہے تاکہ ان تینوں کامفہوم ان کا ربط اوران کی اہمیت ہر مسلمان کے بخوبی ذہن نشین ہوجائے کیوں کہ انھیں تینوں کے مجموعہ کا نام تقویٰ ہے۔ واضح ہو کہ صحتِ عقیدہ اور تہذیبِ نفس کی درمیانی کڑی حسن معاشرہ ہے جس نے اس وسیلہ کو نہ سمجھا وہ اسلام کی حقیقت کو نہ پاسکا۔ انبیاء علیہم السلام کا دنیا میں تشریف لانا انھیں تینوں امور کے لیے تھا۔ تاکہ لوگ ان کی اتباع اور نظر التفات سے متقی بن جائیں۔ اللہ کو پالیں۔ وسیلہ کو سمجھ لیں اور قلب کو یادِ الٰہی سے منور رکھیں۔

۱۷۷۔ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۭ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۭ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝

محض نیکی یہ نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرلو (مشرق و مغرب کے گرویدہ رہو اور رب المشرقین اور مغربین کو نہ سمجھو) بلکہ (حقیقی) نیکی یہ ہے کہ ایک شخص ایمان لائے اللہ (کی وحدانیتِ ذات) پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر (یعنی قرآن پر اور اُن آسمانی کتابوں پر جن کی یہ تصدیق کرتا ہے) اور پیغمبروں پر (کہ وہ سب ہی نبی آخر الزماں کی تصدیق کرتے رہے اور حضور نے ان سب کی تصدیق فرمائی۔)

اور (اس صحتِ عقیدہ کے بعد) اپنا مال عزیز رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور مانگنے والوں کو دے اور گردنوں (کے آزاد کرانے) میں (خرچ کرے) اور (اس کی بڑی خوبی اپنے نفس کو اللہ کے سپرد کرنا ہو یعنی)

وہ پابندی کے ساتھ نماز ادا کیا کرے۔ اور زکوٰۃ دیا کرے (تاکہ اس کے دل میں اللہ کی محبت رچ جائے اور مال کی محبت دل پر غلبہ نہ پاسکے) اور (ایسے سب لوگوں کا طرزِ زندگی یہ ہو کہ) جب وعدہ کرلیں تو اپنے وعدہ کو پورا کرنے والے اور مصیبت میں اور تکلیف (و بیماری) میں اور لڑائی میں صبر کرنے والے (ہوں) (یعنی اپنی عبادت میں ثابت قدم رہتے ہوئے بھی معاشرہ کے تقاضوں میں کوتاہی نہ کریں یہاں تک کہ لڑائی جنگ یا کسی ہل چل کے وقت بھی اپنی اقدار کی حفاظت سے غافل نہ ہوں)

یہی لوگ راستباز ہیں (یہی سچ کی تصدیق کرنے والے سچ پر قائم رہنے والے) اور یہی لوگ پرہیز گار ہیں (درحقیقت صحیح معنوں میں یہی متقی ہیں اور اللہ کی نظر میں بزرگی پائے ہوئے ہیں)

آیتِ بالا میں جس تفصیل سے تقویٰ کے معنیٰ بیان کیے گئے اس پر جس درجہ غور کیا جائے انفرادی اور اجتماعی اصلاح کے دریچے کھلتے جائیں گے۔

اصلاح کی تینوں حالتوں کے ذکر کے بعد اہلِ ایمان کو حسنِ معاشرت کی مزید تعلیم دی جارہی ہے۔

روحانی آلودگی سے بچنے اور بیدار معاشرہ کے قواعد و ضوابط بیان کیے جا رہے ہیں۔

۱۷۸۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ۭ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ۭ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاۗءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ۭ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

اے ایمان والو! مقتولوں کے بارے میں تم پر قصاص (یعنی خون کا بدلہ خون) فرض کیا گیا ہے، آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام، عورت کے بدلے عورت (جو قاتل ہو وہی قتل کیا جائے۔ یہ قصاص تو اصولِ مساوات کی بنا پر ہے) پھر اگر اس کو (یعنی قاتل کو) اس کے (مقتول) بھائی (کے قصاص میں) سے (اس مقتول کے ورثاء کی طرف سے) کچھ معاف کر دیا جائے لیکن مال لازم کر دیا جائے)، تو (مقتول کے ورثاء کو) پسندیدہ طریقہ سے تقاضا کرنا چاہیے۔ اور (قاتل کی جانب سے مال کی) ادائیگی خوش اسلوبی کے ساتھ ہونا چاہیے۔ یہ حکم تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے لیے ایک رعایت و مہربانی ہے۔ پھر جو کوئی اس کے بعد بھی زیادتی کرے تو اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔

۱۷۹۔ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○

اور اے عقل مندو! تمہارے لیے قصاص میں بڑی زندگی ہے۔ تاکہ تم (قتل و خوں ریزی سے) بچتے رہو۔ (اگر قصاص میں برابری اور مساوات نہ ہوتی تو قتل و خون عام ہو جاتا۔ غریب و کمزور مارے جاتے اور قاتل کے بجائے بھی انھیں میں سے آگے کیے جاتے۔ آج دنیا قاتل کے متعلق اسی مساوات پر قائم ہے)

قصاص کے حکم کے بعد ایک اور رسمِ قبیح کی اصلاح کی جا رہی ہے جو عرب میں عام تھی۔ اہلِ عرب مرتے وقت اپنا مال اُن لوگوں کے نام وصیت کرتے جن سے ان کا دور کا بھی تعلق نہ ہوتا اور اسے سخاوت سمجھا کرتے تھے اور اگر وہ وصیت کرنا بھول جاتے تو یہ حق ان کی بی بی بچوں کا ہوتا دوسرے قریبی عزیز محروم رہتے۔

۱۸۰۔ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ

تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت قریب آ جائے (اور) اگر وہ مال

آیت نمبر (۱۷۸) دیکھو اس آیت میں قاتل کو مقتول کا بھائی فرما کر ایک بلیغ اشارہ اخوتِ اسلامی کی طرف کیا گیا حالانکہ یہ نہایت ہیجان اور باہمی کشمکش کا وقت تھا۔ قرآن کا یہ انداز اس کا خصوصی اعجاز ہے

اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۚ ۖ اِلْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ۝

چھوڑ رہا ہے تو ماں باپ، اور رشتہ داروں کے لیے انصاف اور دستور کے مطابق وصیت کر جائے۔ (سورۂ نساء میں آیاتِ میراث اترنے کے بعد انصاف و دستور وہی ٹھیرا جن امور کے متعلق وہاں وضاحت نہیں تھی اس آیت کا تعلق ان سے رہا) یہ حکم پرہیزگاروں پر لازم ہے

پرہیزگار ہی معروف کے صحیح معنی سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ معروف وہی ہے جسے عقل پسند کرے اور شرع کے خلاف نہ ہو۔ یہی لوگ معروفات کو عام کرنے والے ہیں مگر عرفِ شرعی کے قیام کا حق صرف شارع کو ہے۔

۱۸۱- فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ۗ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

پھر جو کوئی (زبانی) وصیت کو سننے کے بعد اسے بدل ڈالے تو اس کا گناہ انھیں پر ہے جنھوں نے بدل ڈالا۔ بے شک اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔ (وہ وصیت کو بھی سنتا ہے اور حقیقتِ حال سے بھی آگاہ ہے)

۱۸۲- فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ع ۲۲

ہاں اگر کسی کو وصیت کرنے والے کی طرف سے (کسی وارث کی طرف داری یا حق تلفی کا) یا گناہ کا (جو معاشرتی ناچاقیوں کو جنم دے یا جس سے نقضِ امن کا) اندیشہ ہو اور وہ (اس وصیت میں شرع اور عرفِ اسلامی کے مطابق ترمیم کرکے) ان میں باہم صلح کرادے تو اس پر کچھ گناہ نہیں بے شک اللہ بڑا بخشنے والا، بے حد مہربان ہے۔

تیئیسواں رکوع

گزشتہ رکوع میں بتایا گیا کہ متقی کون ہیں، پھر ایمان والوں کو معیشت اور آدابِ معیشت کے اصول بتائے گئے۔ اس رکوع میں خصوصیت کے ساتھ اس تقویٰ کے حصول کا ذریعہ بتایا جا رہا ہے۔ گویا حسنِ معاشرہ کے بعد تہذیبِ نفس اور تزکیۂ نفس کے آداب سکھائے جا رہے ہیں۔ معاشرہ سے الگ رہ کر نہیں معاشرہ میں رہ کر۔ زندگی کو ہمہ تن عبادت بنانے کا ذریعہ روزہ ہے اس لیے رکوع میں ماہِ صیام کی عظمت، روزے کے آداب کا بیان ہے۔ اکلِ حلال پر زور دیا گیا ہے تاکہ مومن کی روحانی قوتیں اس کی جسمانی قوتوں کی معاون ہوں یہاں خطاب مومنوں سے کیا جا رہا ہے۔ پانے کی بات یہ ہے کہ متقی کو متقی بنایا جا رہا ہے۔ جو مشاہدے کا چاند دیکھنا چاہتے ہیں ان کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کا خیال

دل میں نہ آنے دو۔ کیوں کہ تم اللہ کی طلب میں ہو اس لیے ہر اس چیز سے جو اس طلب میں ہارج ہو، تم کو اس سے بچنا چاہیے۔

۱۸۳- يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے کہ ان پر فرض کیے گئے تھے جو تم سے پہلے تھے۔ (اور ایسا کرنا خود تمہاری بھلائی اور بہبودی کے لیے ہے) تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ (متقی بن جاؤ اپنے حیوانی جذبات پر غلبہ پا جاؤ ان کے حاکم بن جاؤ ان کی محکومی سے نکل جاؤ)

۱۸۴- أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ○

یہ (روزے) گنتی کے چند دن ہیں (کوئی بڑی بات نہیں) پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اور دنوں میں ان کا شمار پورا کرلے (ان قضا روزوں کی تکمیل کسی اور مہینہ میں کرلے) اور جو لوگ اسے بڑی مشکل سے برداشت کرسکیں ان کے ذمہ فدیہ ہے (یعنی) ایک مسکین کا کھانا اور جو شوق سے نیکی کرے (ہمت کرکے روزہ رکھ لے یا زیادہ محتاجوں کو کھلائے یا کچھ اور خیر و خیرات کرے) تو اس کے لیے اور بھی اچھا ہے اور اگر تم سمجھو تو روزہ رکھنا ہی تمہارے لیے بہتر ہے۔

اگر تم کو روزے کی فضیلت کا علم ہے تو اس موقع کو ہاتھ سے کبھی نہ جانے دو۔ یہ رحمتیں اور نوازشیں رمضان کے ساتھ خاص ہیں جس ماہ میں تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے وہ یہی رمضان کا مہینہ ہے۔

۱۸۵- شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جو (روح کی غذا ہے) لوگوں کے لیے (در د مندوں کے لیے مکمل) ہدایت ہے اور (جس میں) راہِ حق پانے کی اور (حق و باطل کے) امتیاز کی روشن نشانیاں ہیں پس جو کوئی تم میں سے یہ مہینہ پاوے (رمضان میں زندہ ہو) تو وہ اس ماہ کے پورے روزے رکھے (ذرا خوشی سے اتنا تو کرے کہ کھانا پینا چھوڑ دے، پھر انسانی جبلت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو اجازت دیتا ہے فرماتا ہے) اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں (قضا روزے رکھ کر) ان کا شمار پورا کرلے۔ اللہ (تو) تمہارے لیے سہولت چاہتا ہے اور تمہارے لیے دشواری (اور سختی) نہیں چاہتا اور یہ (سہولت) اس لیے (دی گئی) کہ تم روزوں کا شمار پورا کرلو اور تاکہ اللہ کی اس بات پر کہ اس نے تم کو راہِ حق دکھائی اللہ کی

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ز وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

بڑائی بیان کیا کرو اور تاکہ تم شکر گزار رہو۔

١٨٦- وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ○

اور (اے میرے رسول) جب آپ سے میرے بندے میرے (قُرب اور بُعد کے) متعلق سوال کریں (تو آپ فرما دیجیے مجھے حاضر ناظر سمجھیں اپنے کو محضرِ رب میں جانیں) پس میں تو (ان کے) قریب ہی ہوں، میں تو دعا مانگنے والے کی التجاؤں کو جب وہ مجھ سے دعا مانگے قبول کرتا ہوں پس (بندوں کو بھی) چاہیے کہ وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پہ ایمان رکھیں تاکہ نیک راہ پر آئیں (نیک بختوں میں داخل ہو جائیں)

روزے کے ضمن میں اس قربِ الٰہی اور قبولیتِ دعا کے بعد ماہِ صیام میں مزید سہولتوں کا ذکر جاری ہے۔

١٨٧- أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلٰى نِسَآئِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۚ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى الَّيْلِ ۚ وَ

تم کو روزوں کی رات میں عورتوں سے رغبت کرنا (جنسی حظ حاصل کرنا) جائز کر دیا گیا۔ وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو (تم تو ایک دوسرے کی زینت اور ایک دوسرے کے پردہ پوش ہو) خدا کو معلوم ہے کہ (تم اس سابقہ حکم کی پابندی نہ کر سکے اور) تم اپنے حق میں خیانت کرتے رہتے تھے لیکن تم اپنی غلطی پر نادم ہو) تو اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول فرمائی اور تمہارے گناہ سے درگزر فرمایا۔ (یہی نہیں بلکہ) اب اپنی عورتوں سے (راتوں کو) ملو ملاؤ اور اللہ سے (وہ اولاد) طلب کرو، جو اس نے تمہارے لیے (لوحِ محفوظ میں) لکھ دی ہے، اور کھاؤ پیو، یہاں تک کہ تم پر صبح کی سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے (اور) پھر (طلوعِ صبح صادق سے) رات تک روزہ پورا کرو۔ اور ان (اپنی بیویوں) سے اس حال میں صحبت نہ کرو جب تم مسجدوں میں اعتکاف میں بیٹھے ہو (اب خدا ہی کا تصور رکھو اب نفسانیت میں نہ پڑو) یہ اللہ کی قائم کی ہوئی حدیں ہیں۔ پس ان کے نزدیک نہ جاؤ (ان حدود سے تجاوز نہ کرو، خیال رکھو کہ یہ ٹوٹنے نہ پائیں) اس طرح اللہ اپنی آیتیں (اور نشانیاں) لوگوں سے بیان فرماتا ہے تاکہ وہ متقی ہو جائیں۔

لَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِى الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○

حدود کا ذکر تھا اس سلسلہ میں ان امور کا بیان کیا جا رہا ہے جو روح کی پرواز میں حائل ہیں۔

۱۸۸۔ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ ع ۲۳

اور (یاد رکھو کہ) ایک دوسرے کا ناحق مال نہ کھاؤ (حرام چھوڑو) اور نہ اس (اپنے مال) کو (رشوت کے طور پر) حاکموں کے پاس لے جاؤ۔ کہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ ناجائز طور پر یوں کھا جاؤ حالانکہ تم کو علم ہے (کہ روزہ میں اپنے مال سے باز رہنے کا حقیقی منشا دوسروں کے مال سے بطریق اولیٰ باز رہنا ہے۔ اگر روزہ کے بعد بھی یہ مقصد حاصل نہ ہوا تو روزہ کی معنویت کھو بیٹھو گے)۔

چوبیسواں رکوع

گزشتہ رکوع میں ماہِ صیام کی عظمت اور روزے کے متعلق احکام کا بیان ہوا اب یہ رکوع ہلال کے ذکر سے شروع ہوتا ہے کہ روزہ کا تعلق ہلال سے ہے۔ لوگوں نے اس خیال سے کہ چاند کی صورت بدلتی رہتی ہے اور سورج کی قائم رہتی ہے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے چاند کے بارے میں استفسار کیا۔ اس سلسلہ میں حج کا ذکر فرما کر چاند کے مہینوں کے تعین کی مصلحت کی طرف بھی اشارہ کر دیا گیا۔ کہ حج رویتِ ہلال سے وابستہ ہے اور پھر ذہنی الجھنوں سے نکال کر عملی جد وجہد کی طرف رجوع کیا گیا جہاد کی تعلیم دی گئی تاکہ مسلمان حیاتِ جاودانی کے لیے جینا مرنا سیکھیں۔

۱۸۹۔ يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا

(اے رسول) آپ سے لوگ نئے چاند کے متعلق دریافت کرتے ہیں (یہ گھٹتا بڑھتا کیوں ہے؟) آپ فرما دیجیے کہ لوگوں کے لیے یہ پیمانۂ زمان ہے اور حج کے وقت کو معلوم کرنے کا ذریعہ ہے۔ (اس پر سال کا تعین کیا گیا تاکہ تم اپنے معاملات لین دین وغیرہ اور عباداتِ مخصوصہ مثلاً روزہ، حج وغیرہ اسی سے متعین کرو اور یہ سمجھ لو کہ جیسے چاند کے معاملہ میں ترتیب ہے اسی طرح شریعت میں بھی حکمت و تدبیر ہے جس کی حقیقت عمل سے کھلتی ہے اور اسی طرح یہ

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

بھی یاد رکھو کہ اگر احرام باندھ لیا اور گھر میں داخل ہونے کی ضرورت ہوئی تو) نیکی یہ نہیں کہ گھر کی پشت سے (دیوار توڑ کر یا چھت پر سے جاہلیت کے لوگوں کی طرح) اندر آؤ۔ بلکہ نیکی تو یہ ہے کہ اللہ (کے غضب) سے ڈرو (اور زمانۂ جاہلیت کی باتوں سے تم پرہیز کرو) اور گھروں میں دروازوں سے داخل ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم اپنی مراد کو پہونچو۔

خوفِ خدا ضرور رکھو لیکن دشمنِ خدا سے قطعی نہ ڈرو۔

۱۹۰- وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ○

اور اللہ کی راہ میں اُن لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں (ہاں) اور حدودِ شرعی سے تجاوز نہ کرو، بے شک اللہ تعالےٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (یعنی لڑائی میں اول تو نفس کو دخل نہ ہو لڑنا مرنا اللہ کے لیے ہو پھر لڑائی اس کے امر کے تحت رہے اس میں زیادتی نہ ہو)۔

۱۹۱ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ۭ كَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ○

اور جن لوگوں سے تم راہِ خدا میں جنگ کر رہے ہو) تم ان کو جہاں پاؤ مار ڈالو۔ اور جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا (یعنی تمہارے وطن سے) تم (بھی) ان کو (وہاں سے) نکال دو اور (یاد رکھو کہ دین سے برگشتگی اور گمراہی کا) فتنہ۔ قتل (اور خوں ریزی) سے کہیں بڑھ کر ہے اور تم ان سے مسجدِ حرام کے پاس نہ لڑو جب تک وہ تم سے اس جگہ نہ لڑیں پھر اگر وہ خود ہی تم سے لڑیں تو تم ان کو قتل کرو (ایسے کافروں کی یہی سزا ہے۔

۱۹۲- فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

پھر اگر وہ (قتل و خوں ریزی اور فتنہ سے) باز آجائیں تو بے شک اللہ بہت بخشنے والا (اور) بڑا مہربان ہے۔

۱۹۳- وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَي الظّٰلِمِيْنَ ○

اور تم ان سے یہاں تک لڑو کہ فتنہ نہ رہے (یعنی شرک کا اثر بھی باقی نہ رہے) اور (ملک میں) دین (خالص) اللہ ہی کا ہو جائے پھر اگر وہ (اپنے شر و فساد سے) باز آجائیں تو ظالموں کے سوا کسی پر سختی نہیں (کرنی چاہیے)

۱۹۴- اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ

حرمت والا مہینہ (تو) حرمت والے مہینہ کا بدلہ ہے (ہر ماہ کی جو حرمت ہے وہ باقی رہتی ہے

وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ○

لیکن اگر ایک شخص اس ماہ کی حرمت کی عزت نہ کرے تو دوسرے پر اس کا لحاظ رکھنا ضروری نہیں) اور ہر ادب کا ایک بدلہ ہے (اور ہر بے ادبی کی ایک سزا ہے) پھر جس نے تم پر زیادتی کی تم اس پر بعینہٖ اسی طرح زیادتی کرو جس طرح اس نے تم پر کی اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ انہیں کا ہے جو اللہ کا لحاظ و پاسِ ادب رکھتے ہیں۔ (کفر کا مقابلہ اس ارادہ کے تحت ہے کہ ایک ہی خدا کا حکم چلے، شریعتِ اسلامیہ جاری ہو۔ یہ بھی سبق ملتا ہے کہ انسانی کیفیات و جذبات پر قابو پانے ہی سے معیشت بنتی ہے۔ یہی بنیادِ تقویٰ ہے)۔

۱۹۵- وَاَنْفِقُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○ مع

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو (اس بلاغتِ کلام کے دو رُخ ہیں ایک یہ کہ فی سبیل اللہ لڑنے والوں کی امداد نہ کرنا۔ اپنی قوم کی مدد نہ کرنا خودکشی کے مترادف ہے، خود کو تباہ کرنا ہے۔ یعنی غازیوں کی مدد کر کے اپنے دفاع کو مضبوط کرو اور دوسرے اس طرح بلا سوچے سمجھے مال لٹانا کہ خود تباہ ہو جاؤ اس سے بچو کہ یہ اسراف ہے مفسرین نے اول معنیٰ کو ترجیح دی ہے) اور احسان کرو بے شک اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

منشا یہ ہے کہ تصورِ صلح پیدا کرو اس کے تحت تمہارے عمل ہوں کیونکہ خدا کو حاضر ناظر جان کر عبادت کرنے والے کو اللہ پسند کرتا ہے۔

۱۹۶- وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۭ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ

اور حج اور عمرہ اللہ کے واسطے پورا کرو (یعنی تمہارے حج کی اصل غایت رضائے الٰہی ہونی چاہیے) پھر اگر تم روکے جاؤ (یعنی راستہ میں بیمار ہو جاؤ، یا دشمن راستہ روکیں یا کوئی اور مجبوری ہو اور حج کے دنوں میں وہاں نہ پہونچ سکو) تو جو بھی قربانی کا جانور میسر آئے (اس کو حرم مکہ میں بھیج دو تاکہ وہاں اس کی قربانی کر دی جائے) اور جب تک قربانی اپنے مقام پر پہونچ (نہ) جائے اپنا سر نہ منڈواؤ (کہ یہ مناسکِ حج کے تمام ہونے کی علامت ہے) لیکن اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو (جس کی وجہ سے اس نے قبل از وقت سر منڈوالیا) تو (شرع کے مطابق) اس کے بدلے روزہ رکھے یا خیرات دے یا قربانی کرے۔ پھر جب تم کو (دشمن یا بیماری کی طرف سے) اطمینان ہو جائے پس تو جو کوئی (ایک ہی سفر میں عمرہ اور حج

آیت نمبر (۱۹۴) اہلِ عرب ہرچند کہ جنگ جو تھے اور خوں ریزی ان کا شعار تھا لیکن انہوں نے آپس میں معاہدہ کر رکھا تھا کہ محرم، رجب، ذی قعد اور ذی الحج میں کوئی جنگ نہ کریں گے۔ یہ چار ماہ ان کے لیے گویا صلح اور امن کے مہینے تھے۔ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ ذیقعد میں عمرہ کے لیے روانہ ہوئے تو اہلِ عرب نے اس دستور کا بھی لحاظ نہ کیا اور جنگ کے لیے تیار ہو گئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بھی اجازت دی کہ اگر وہ چاہیں تو وہ بھی جنگ کر سکتے ہیں۔ اصولِ مساوات ہر جگہ ہے۔ قصاص میں بھی اور حرمت کے مہینوں کے پاسِ ادب یا جنگ میں بھی۔

مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۥ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ع ۲۴ ۸

دونوں عملوں کے ثواب سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے) عمرہ کو حج سے ملاکر "تمتع" کرے۔ توجو قربانی اسے میسر ہو وہ کر ڈالے۔ پھر جو کوئی قربانی نہ کرسکے تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب واپس ہو (تو) یہ پورے دس (روزے) ہوئے۔ یہ (رعایت) اُس کے لیے (درست) ہے جس کے گھر والے مسجدِ حرام کے پاس (میقات کے اندر) نہ رہتے ہوں اور (ان تمام آداب اور احکامات کی بجاآوری میں رضاء الٰہی کا تصور رہے) اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔

پچیسواں رکوع

حج کا بیان جاری ہے :-

۱۹۷- اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِى الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ (وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم) وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۚ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِى الْاَلْبَابِ ۝

حج کے چند معلوم (مشہور) مہینے (شوّال، ذی قعد، ذی الحج کے دس دن) ہیں تو جس نے ان مہینوں میں حج کی ٹھان لی تو پھر حج کے دوران کوئی بے ہودہ (اور فحش) بات نہ ہونے پائے۔ اور نہ حدِ شرع سے گزرے اور نہ لڑائی جھگڑا کرے (کہ مصیبت و تباہ کاری میں پڑے) اور جو تم (بھلائی اور) نیکی کرتے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے۔ اور زادِ راہ (ضرور) لے لیا کرو (اس طرح نہ نکلو کہ راستہ بھر بھیک مانگتے جاؤ) اور سب سے بہتر توشہ تقوٰی ہے۔ (آخرت کے مسافر کے لیے زادِ راہ کی ضرورت ہے توشہ کے بغیر راہِ عشق بسر نہیں ہوسکتی۔ اس راہ کے لیے شوق کا توشہ ضروری ہے) اور اے عقل مندو! مجھ سے ڈرو (کہ خوفِ خدا تقوٰی کی ابتدا ہے)۔

۱۹۸- لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ○

تم پر کچھ گناہ نہیں کہ حج کے ایام میں) اپنے رب کا فضل (تجارت، رزق، معاشی منفعت) تلاش کرو۔ پھر جب تم عرفات سے جوق در جوق واپس ہو (یعنی عرفات سے طوافِ زیارت کو چلو، ادراکِ عقلی اور ادراکِ روحانی سے فیضانِ معرفت حاصل کرکے طواف کے لیے روانہ ہو) تو مشعرِ حرام (مزدلفہ) میں اللہ کا ذکر کیا کرو۔ اور اس کا ذکر اس طرح کیا کرو جس طرح اس نے تم کو سکھایا ہے۔ اور بے شک اس سے قبل تم محض گمراہ تھے (یعنی عبادت کے طریقے نہیں جانتے تھے۔ اپنی رَو میں بہ چکے تھے)۔

۱۹۹- ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(اور یہ بھی یاد رکھو کہ) پھر جہاں سے لوگ واپس آتے ہیں تم بھی (وہاں جاکر) واپس آؤ، (ایسا نہ ہو کہ قریش کی طرح "مزدلفہ" میں ٹھہر جاؤ اور وہیں سے واپس آؤ۔ اس طرح حج نہ ہوگا گویا وقوفِ عرفات کی فرضیت و اہمیت کو واضح فرمادیا اور انسانی مساوات کا بھی حکم دیا) اور اللہ سے مغفرت طلب کرو۔ بے شک اللہ نہایت بخشنے والا مہربان ہے (تم بھی اس کے "غفران" میں آجاؤ۔ لباسِ ابراہیمی پہن کر خلّتِ ابراہیمی میں آجاؤ۔ اور اسی طرح دل سے بخشش مانگو اللہ تعالےٰ تم کو بے انتہا بخشش اور رحمتوں میں ڈھانپ لے گا، عنایات سے نوازے گا)۔

۲۰۰- فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ○

پھر جب تم حج کے "ارکان" ادا کر چکو تو اللہ کو اس طرح (محبت وعقیدت) اسے یاد کرو جس طرح تم باپ دادوں کو یاد کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ (تڑپ جذب، والہانہ سرمستیوں سے اللہ کا ذکر کرو)۔

(زمانۂ جاہلیت میں اعمالِ حج سے فراغت کے بعد منیٰ میں اہلِ عرب اپنے آباؤ اجداد کی یاد میں اشعار پڑھتے، قصیدے سناتے، مسلمانوں کو قیامِ منیٰ میں اخلاص و محبت کے ساتھ ذکرِ عزوجل کا حکم فرمایا گیا اور بتایا گیا کہ اپنے رب سے کیا مانگو) اور لوگوں میں سے کچھ (تو محض دنیا کے طالب ہوتے ہیں اور) کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں دے اور اسکے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

۲۰۱- وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

اور ان میں سے کچھ عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہم کو دنیا میں بھی خیر و برکت (عملِ صالح نیکی و خوبی) عطا فرما اور آخرت میں بھی اپنی عنایات سے نواز اور ہم کو دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھ (یہاں بُرے رفیق سے بچاؤ ہاں اپنی دوری اور مہجوری سے باز رکھ)

۲۰۲- أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا ۚ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ○

النصف

یہی لوگ ہیں جن کو اپنی (دنیا کی) کمائی (اعمالِ صالحہ) کا حصہ (آخرت میں) ملے گا۔ اور اللہ (کا قانون، اعمال کی) جانچ میں نہایت تیز ہے (وہاں ہر ایک کو اس کے اعمال کا قرار واقعی بدلہ ملے گا)۔

وہاں کے لیے زادِ راہ کچھ عمل خیر جمع کر لو۔

۲۰۳- وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ ۚ فَمَن تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَن تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ لِمَنِ اتَّقَىٰ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ○

اور اللہ کو (ان) گنتی کے چند دنوں میں یاد کیا کرو (یعنی قیام منیٰ میں ذی الحج کی دس، گیارہ، بارہ، تیرہ کی تاریخوں میں اللہ کو خوب یاد کرو اور ذکر الٰہی کی کثرت کرو) پھر جو کوئی (منیٰ سے) دو ہی دن میں (بارہ کی شام تک مکہ واپس ہو گیا تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جس نے تاخیر کی (یعنی تیرہ کو بھی قیام کیا) تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں (اور اللہ کے قواعد اور ضوابط تو اسی کے لیے ہیں) جو پرہیزگاری کرے (یعنی جو اللہ سے ڈرتا ہو، رضائے الٰہی کا متلاشی ہو، پس مسلمانو! حج کا مقصد سمجھو) اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ (یعنی حج کے بعد تقویٰ طہارت کی خو پیدا کرو) اور جان لو کہ تم سب اسی کے پاس جمع کیے جاؤ گے (اس کے روبرو تمہاری سب قلعی کھل جائے گی، حقیقتِ حال خود بخود آشکارا ہو جائے گی۔ ظاہر پر نہ جاؤ باطن کا خیال رکھو۔ مبادا نقصان اٹھاؤ)۔

چونکہ ظاہر اور باطن کے فرق کا ذکر آیا اس لیے یہیں سے کلام کا رُخ منافق کی حالت کے بیان کی طرف پھر رہا ہے۔ بتایا جا رہا ہے کہ صورتِ تقویٰ میں کیسے کیسے لوگ ہوتے ہیں۔

۲۰۴- وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللَّهَ عَلَىٰ مَا فِي قَلْبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ ○

اور (اے مخاطب، لوگوں میں ایک شخص ایسا ہوتا ہے کہ تجھ کو اس کی دنیاداری کی باتیں (اس کی ظاہرداری اور چرب زبانی کی وجہ سے) دلکش معلوم ہوتی ہیں اور وہ اللہ کو اپنے دل کی بات پر گواہ کرتا ہے (اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے کہ اس میں نفاق کے علاوہ کچھ نہیں) اور (یہ کہ) وہ (منافق) بڑا ہی جھگڑالو ہے۔ (حق کا شدید ترین دشمن ہے)۔

۲۰۵- وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ○

اور جب (یہ منافق تمہارے پاس سے) پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے تو زمین میں دوڑتا پھرتا ہے تاکہ اس میں فساد پھیلائے (لوٹ مار کرے) اور کھیتیاں برباد کرے اور نسل (انسانی و حیوانی) کو ہلاک کر دے حالانکہ اللہ تعالیٰ شر و فساد کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔

حج کے بیان کے بعد متصلاً ایسے کردار کی تصویر کھینچنے "امرؔ" شعائر اللہ" کے نام نہاد زائرین کی

تاریخ کا ایک نہایت صحیح اور عبرت آموز پس منظر لیے ہوئے ہے جن کا حال یہ ہے کہ ظاہری تقویٰ سے آراستہ ہیں لیکن ان کے قلب سیاہ ہیں ان کی زبان میں نرمی عمل میں فساد ہے۔

۲۰۶- وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ○

اور (اس پر طرہ یہ کہ) جب اس سے کہا جاتا ہے (ذرا) خدا سے ڈر تو (ڈرنا تو الگ رہا) اس کا غرور (اور تکبر) اسے اور زیادہ گناہ پر آمادہ کرتا ہے پس اس کے لیے جہنم کافی ہے اور بیشک وہ بُرا ٹھکانا ہے۔

گویا جس میں خوفِ خدا نہیں اور "شعائر اللہ" کی عظمت و عقیدت کے باوجود اس کے دل کی حالت نہیں بدلی تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور یقیناً وہ بُری جگہ ہے۔

لیکن کیا سب لوگ ایک جیسے ہیں۔ نہیں بہت ایسے بھی مومن کامل ہیں جن کے دلوں میں "شعائر اللہ" کی عظمت گھر کر گئی ہے ان کا صرف ایک مقصد ہے "رضاء الٰہی" یہی وہ لوگ ہیں جن کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔

۲۰۷- وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ○

اور لوگوں میں ایک شخص ایسا بھی ہوتا ہے جو اللہ کی خوشنودی (حاصل کرنے) کے لیے اپنی جان کو بھی بیچ ڈالتا ہے (جو اللہ کی مرضی چاہتا ہے، اپنے نفس کو قربان کرتا ہے جان کی بازی لگاتا ہے "یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ" کے درجے پر فائز ہوتا ہے، اور اللہ اپنے بندوں پر شفقت کرنے والا (نہایت مہربان) ہے۔

۲۰۸- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ○

اے ایمان والو! کلیۃً (پورے پورے) اسلام میں داخل ہو جاؤ (تمہاری زندگی کے تمام شعبے اسلام کے رنگ میں رنگے ہوئے ہوں اور اس کے ہر حکم پر تم اپنا سر تسلیم خم کر دو) اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ (یاد رکھو کہ صورتِ فتنہ کا نام شیطان ہے۔ شیطان کے وسوسے سے خبردار رہو) بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے

۲۰۹- فَإِنْ زَلَلْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمُ الْبَيِّنَاتُ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ○

پھر اگر تم سے لغزش ہوئی (تم ڈگمگا گئے استقامت کا مظاہرہ نہ کر سکے، دھوکے میں آگئے) اس کے بعد کہ تمہارے پاس واضح نشانیاں پہونچ چکیں (یعنی نبوت، کتاب و معجزات کا ظہور ہو چکا) تو تم خوب جان لو کہ اللہ غالب حکمت والا ہے (اس کی گرفت سے کوئی تم کو بچا نہیں سکتا اور اگر وہ تم کو ڈھیل دے تو یہ اس کی مصلحت ہے غرض اس کے جملہ کام حکمت پر مبنی ہیں)۔

۲۱۰- هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ وَ

کیا یہ (یہود) اسی بات کے منتظر ہیں کہ (قرآن اور صاحب شریعت کے آنے کے بعد) اللہ اور اس کے فرشتے بادلوں کے سائبانوں میں آئیں (یعنی اللہ کا عذاب ان پر مسلط ہو جائے اور فرشتے نازل ہوں) اور ان کا فیصلہ ہو جائے اور بالآخر سب کام اللہ ہی کی طرف رجوع کیے جائیں گے

الْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ (جس اللہ نے انسان کو اس دنیا میں بھیجا وہی ان کو اپنے سامنے حاضر کرے گا)۔

چھبیسواں رکوع

انحرافِ حکم پر سزا کا بیان تھا اس کی تائید میں فرمایا جارہا ہے کہ خود بنی اسرائیل سے پوچھ لو کہ جس عذاب کے یہ شکار ہوئے ہیں یہ عدولِ حکمی کے بعد ہوا یا پہلے۔ رکوع ایک تنبیہ سے شروع ہوتا ہے تاکہ امت مسلمہ اپنے نبی اور اپنی کتاب کو جان سے زیادہ عزیز رکھیں اور کبھی ان سے انحراف کا تصور بھی نہ کریں۔

۲۱۱- سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰھُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

(اے رسول) آپ بنی اسرائیل سے پوچھ لیجیے کہ ہم نے ان کو کیسی کیسی واضح نشانیاں دیں (کتب سماویہ سے نوازا، ان میں رسول بھیجے، معجزات دکھائے لیکن انہوں نے ان نعمتوں کی ذرا قدر نہ کی) اور جو کوئی اللہ کی نعمت کو اس کے پہونچنے کے بعد بدل ڈالے، تو یقیناً اللہ کی مار بڑی سخت ہے۔

کفار کی ظاہری زندگی پر دھوکا نہ کھاؤ۔

۲۱۲- زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

کافروں کے لیے دنیا کی زندگی خوشنما کر دی گئی (ان کو دنیا کی زندگی پر فریفتہ کر دیا گیا ہے) اور (ان کا تو یہ حال ہے کہ) یہ ایمان والوں کا مذاق اڑاتے ہیں (ان پر ہنستے ہیں کہ یہ تو فکرِ عقبیٰ میں گھلے جاتے ہیں لیکن یاد رکھو کہ مومنین کی یہ تکالیف شرعی اور اللہ پر ایمان لانا ہرگز بے فائدہ نہ رہے گا) اور جو پرہیزگار ہیں (اللہ سے ڈرتے ہیں طالب نجات ہیں) وہ قیامت کے دن کافروں سے بالاتر ہوں گے اور اللہ جس کو چاہے بے حساب روزی دیتا ہے (دنیا میں بھی بے انتہا دولت دیتا ہے اور آخرت میں بھی بے حساب رحمتیں فرماتا ہے)۔

اور یہ دینِ اسلام کوئی نیا دین نہیں۔

۲۱۳- كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۣ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ

(ابتدا میں) سب لوگ ایک ہی دین (حق) پر تھے (پھر ان میں اختلاف پیدا ہونا شروع ہوا) تو اللہ تعالیٰ نے (کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار) پیغمبر بھیجے (جو) بشارت دینے والے اور ڈرانے والے (تھے) اور ان کے ساتھ سچی کتاب بھی نازل فرمائی تاکہ جن امور میں لوگ اختلاف کرتے ہیں ان کا ان باتوں میں فیصلہ کر دے اور (واضح رہے کہ دینِ حق میں) اختلاف بھی انہیں نے کیا جن کو کتاب ملی تھی باوجود یکہ ان کے پاس صاف احکامات آچکے تھے۔ اور (ان کے

بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۖ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ ۗ وَاللَّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ○

یہ اختلافات بھی) آپس کی ضد اور خود غرضیوں کی وجہ سے (تھے) پھر اللہ نے ایمان والوں کو (یعنی جن میں صلاحیتِ ایمان تھی) اس سچی بات (امرِ حق) کی ہدایت کی جس میں وہ اختلاف کر رہے تھے (اور مسلمانوں کو کلمۂ توحید کا شیدائی بنادیا اور اس کا یہ ہدایت فرمانا اس کے) اپنے فضل (وکرم اور توفیق) سے (تھا) اور اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھا دیتا ہے۔

مسلمانو! اللہ نے تم پر کرم فرمایا کہ سیدھی راہ دکھادی لیکن

۲۱۴۔ أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُم ۖ مَّسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ ۗ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ ○

کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تم (بلا محنت و مشقت یا بلا آزمائش کے) جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تک تم پر ان لوگوں کی سی حالت نہ گزری جو تم سے پہلے دنیا سے کوچ کر گئے (تم کو معلوم ہے کہ ان کو کن کن آزمائشوں سے گزرنا پڑا) ان لوگوں کو (طرح طرح کی) سختیاں اور تکلیفیں (ظاہری ناکامی، بیماری، غربت اور شکستہ حالی) پہونچیں اور انھیں جھنجھوڑ ڈالا گیا، یہاں تک کہ (ان امتوں کے) پیغمبر اور اس کے ساتھ ایمان لانے والے پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔ (جب نوبت یہاں تک پہونچی تو رحمتِ الٰہی متوجہ ہوئی) سُن رکھو کہ اللہ کی مدد قریب ہے۔

آیتِ بالا میں بشارت ہے کہ مسلمان اگر تکلیف و آزمائش میں ذرا ثابت قدم رہیں تو رحمت للعالمین کے صدقہ میں ان کے معمولی سے اضطراب پر اللہ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے۔ ہاں ہراساں نہ ہوں، ہمت سے کام لیں اور اللہ پر نظر رکھیں۔ جان و مال سے دریغ نہ کریں۔

۲۱۵۔ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ ۖ قُلْ مَا أَنفَقْتُم مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَ

(اے رسول) آپ سے لوگ سوال کرتے ہیں کہ (اللہ کی راہ میں) کیا خرچ کریں (یعنی کیا اور کہاں خرچ کریں) آپ فرما دیجیے کہ جو کچھ مال تم صرف کرو تو (اس میں) تمہارے ماں باپ کا حق ہے اور (پھر درجہ بدرجہ) قرابت داروں اور مسکینوں کا اور راہ کے مسافر کا اور جو کچھ بھی تم نیکی کرو گے اللہ اسے خوب جانتا ہے۔

الْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ○

راہِ حق میں مال کے خرچ کے بعد جان سے دریغ نہ کرنے کا ذکر آتا ہے ۔

۲۱۶۔ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَھُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـــًٔـا وَّھُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـــًٔـا وَّھُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ ع ۲۶

(اے مسلمانو!) تم پر جہاد فرض کیا گیا حالانکہ وہ تم پر شاق گزرتا ہے اور کیا عجب ہے کہ ایک چیز تم کو ناگوار ہو (ایک چیز کے متعلق تم تصور کرو کہ شاید بُری ہے) اور وہ (دراصل) تمہارے حق میں بھلی ہو (بہتر ہو، نیک سے نیک راہ پر لے جائے) اور ہو سکتا ہے کہ تم کو ایک چیز بھلی لگے اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو (اس میں تمہارے لیے فتنہ و فساد ہو) اور (جب تم ہی نہیں جانتے کہ تمہارے لیے خود کیا اچھا اور کیا بُرا ہے تو اس انتخاب خیر و شر کو محض اللہ ہی کے حوالے کر دو کیونکہ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ۔

ستائیسواں رکوع

قتال کے ذکر کے ساتھ حرمت کے مہینہ میں جنگ کرنے اور نہ کرنے کا سوال پیدا ہوا۔ اسکا جواب دیا جا رہا ہے، ساتھ ہی یہ امر بھی واضح کر دیا گیا کہ دیکھو راہِ حق میں گھر بار بھی چھوڑنا ہوتا ہے ور جنگ بھی کرنا ہوتی ہے لیکن اگر اللہ کے لیے ترکِ وطن کیا جائے تو اللہ اس کا اجر ضرور دے گا۔ جنگ کے ضمن میں شراب و جوئے کی ممانعت کا بھی ذکر آتا ہے کہ مردِ مجاہد کے لیے یہ دل بہلانے کی چیزیں نہیں یہ تو عام راہ زنوں، ماں سے غافل لوگوں کی دل جوئی کی چیزیں ہیں۔ اسی سلسلہ میں یتیم اور مشرک عورتوں سے نکاح کا بھی ذکر آ گیا۔ گو ان احکامات کا بیان جہاد کے سلسلہ میں ہے لیکن ان کا اطلاق عمومی حیثیت سے ہوتا ہے ۔

۲۱۷۔ يَسْــَٔـلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۭ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۭ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ

(اے رسول) لوگ آپ سے حرمت والے مہینوں میں جنگ کرنے کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجیے کہ ان میں جنگ کرنا بڑا گناہ ہے لیکن اللہ کی راہ سے روکنا اور اس کو نہ ماننا، اور مسجدِ حرام سے روکنا اور وہاں کے رہنے والوں کو نکال دینا اللہ کے نزدیک اس سے (یعنی حرمت کے مہینوں میں قتال کرنے سے بھی)

اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ

کہیں زیادہ گناہ ہے اور "فتنہ" (کفر و فساد، دین حق سے برگشتہ کرنا) قتل سے بڑھ کر ہے۔

مسلمانو! کفار کے دھوکے میں نہ آؤ کہ شہر حرام میں وہ تم کو ماریں اور تم چپ رہو اللہ فتنہ و فساد کو روکنا چاہتا ہے۔ قتال، فساد کو روکنے کے لیے ہے اگر وہ فساد برپا کرنے اور دین سے منحرف کرنے کے لیے لڑائی برپا کریں تو اس لڑائی کا جواب لڑائی سے دو تاکہ انسداد فساد ہو۔

وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

اور کفار تو ہمیشہ تم سے لڑتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ اگر قابو پائیں تو تم کو تمہارے دین سے برگشتہ کر دیں اور (ان کی اس چال بازی سے بہت ہوشیار رہو۔ دین سے پھرنے کا خمیازہ بہت سخت ہے) جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے اور (حالت) کفر ہی میں مرجائے تو ایسے لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت (دونوں) میں ضائع ہوئے اور یہی لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے (یعنی مرتدگروہ کے اعمال باطل ہو جائیں گے جب کوئی عمل مرکز خیر سے پھر گیا تو "خیر" کہاں رہا)۔

۲۱۸- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(اور) بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جن لوگوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں لڑے وہی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے

۲۱۹- يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۭ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ڛ قُلِ الْعَفْوَ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝

(اے رسول) لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق دریافت کرتے ہیں (یعنی شراب پینا اور جوا کھیلنا کیسا ہے ؟) آپ فرما دیجیے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے (ایسا گناہ جس سے معیشت کو دھکا لگتا ہے، عقل پر پردے پڑ جاتے ہیں) اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں مگر ان دونوں کے نقصان ان کے فائدہ سے کہیں زیادہ ہیں۔ اور لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں۔ (خیر و خیرات کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہ کون سا مال کتنا خرچ کریں) آپ فرما دیجیے کہ جو ضرورت سے زائد ہو (وہ خرچ کرو، سب نہ لٹا دو کہ تم خود دنیا میں محتاج بن جاؤ) اس طرح اللہ تعالیٰ اپنے احکامات واضح طور پر بیان فرماتا ہے تاکہ تم غور کرو۔

نہ دنیا کی خاطر ایسے کاموں میں پڑ جاؤ کہ آخرت تباہ کر لو اور نہ آخرت کے لیے ترکِ دنیا کرو۔
وہ کام کرو کہ دونوں سنور جائیں۔ آخرت بہر حال ہاتھ سے نہ جائے۔

۲۲۰- فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ۭ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّھُمْ خَيْرٌ ۭ وَاِنْ تُخَالِطُوْھُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

(تمہارا غور و فکر) دنیا اور آخرت (دونوں) کے متعلق (رہے) اور آپ سے یتیموں کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجیے کہ ان کا (اور ان کے معاملات کا) سنوارنا بہتر ہے (ہمیشہ پیشِ نظر یتیموں کی اصلاح اور ان کی بہبود ہونی چاہیے اور اگر یہ اصلاح اُن کو ساتھ رکھ کر بہتر طور پر ہو سکتی ہے تو ان کو ساتھ رکھو) اور ان کا خرچ اگر چاہو تو ملا لو وہ تمہارے بھائی ہیں (اللہ تو تمہاری نیت دیکھتا ہے کہ کس مصلحت کے تحت کام کر رہے ہو) اور اللہ بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے الگ پہچانتا ہے، اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو مشکل میں ڈال دیتا۔ (یتیموں کے مال کو اپنے مال کے ساتھ خرچ کرنے کی اجازت ہی نہ دیتا یا سختی سے مؤاخذہ کرتا۔ سخت شرائط لگا دیتا لیکن اس نے ایسا نہ کیا) بے شک اللہ تعالیٰ بہت قدرت والا بڑی حکمت والا ہے۔

مسلمانو! اگر تم کو اللہ سے محبت ہے تو تم اپنے نفس کو مشرکوں کے تعلق سے پاک رکھو۔

۲۲۱- وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ

اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور البتہ مسلمان لونڈی (آزاد) مشرکہ سے بہتر ہے ہر چند وہ (مشرکہ) تم کو بھلی معلوم ہو اور (اسی طرح) مسلمان عورتوں کا نکاح مشرکین سے نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں یقیناً مشرک (مرد) کے

خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ښ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَ الْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ ع ۵ ۲۷ ۱۱

مومن غلام بہتر ہے خواہ وہ (مشرک) تم کو کیسا ہی بھلا معلوم ہو۔ یہ (مشرک اور کافر تو لوگوں کو) دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنی توفیق (اور لطف و کرم) سے جنت اور مغفرت کی طرف دعوت دیتا ہے (بلاتا ہے) اور اپنی نشانیاں اور احکامات واضح طور پر بیان کرتا ہے۔ تاکہ لوگ نصیحت قبول کریں۔

اٹھائیسواں رکوع

قومی زندگی کے چند اہم اصولوں کے بیان کے بعد مسلمانوں کو طہارت، پاکیزگی اور لغویات سے بچنے کے احکام دیے جا رہے ہیں چونکہ معاشرہ کو خوشگوار بنانے میں ازدواجی زندگی کو بڑا دخل ہے اس لیے مرد و عورت کے تعلقات کی بنیادوں کو بھی پاکیزگی پر استوار کیا جا رہا ہے۔ یاد دلایا جا رہا ہے کہ نیت اور ارادہ کو اعمال کے مقبول اور مردود بنانے میں بڑا دخل ہے۔ کسی کے حق کو پامال کر کے کوئی اللہ سے بچ نہیں سکتا۔ اسی سلسلہ میں طلاق کا ذکر آتا ہے کہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے یہاں بھی حقوق کے لحاظ کی تاکید ہے۔

۲۲۲- وَيَسْــَٔـلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ ھُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْھُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْھُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ

اور (اے رسول) آپ سے حیض (ایام ماہواری) کے متعلق لوگ دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجیے وہ گندگی ہے (طبعی آلائش اور ناپاکی ہے) سو تم ایام حیض میں عورتوں سے الگ رہا کرو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان سے مباشرت نہ کیا کرو۔ پھر جب وہ خوب پاک ہو جائیں (خون بند ہو جائے اور غسل کرلیں) تو جس (فطری) طریق سے خدا نے ارشاد فرمایا ہے (اُس طرح) اُن کے پاس جاؤ۔ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (یہود حیض کے ایام میں اپنی عورتوں پر نظر تک نہ ڈالتے تھے۔ نصاریٰ اُن سے مباشرت تک کرتے تھے۔ اسلام نے درمیان کا راستہ اختیار کیا ہے۔ کہ اس کے متبعین ایذاء سے بھی محفوظ رہیں اور پاکی و طہارت کا

وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ○

بھی لحاظ رہے)۔

اسی پاکیزگی اور لطافت کے ساتھ ازدواجی تعلقات کا ذکر بھی نہایت بلیغ انداز سے کیا گیا ہے۔

۲۲۳- نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں پس تم اپنے کھیت میں جس طرح چاہو جاؤ (وہاں کھیتی میں جانا مقصد کے تحت ہو۔ جہاں یہ مقصد حاصل ہو اُس طرف جانا ہے دوسری طرف جانا حرام ہے) اور اپنے واسطے آئندہ کے لیے کچھ کر لو (تمہاری مباشرت اولادِ صالح کے لیے، خواہش رفع کرنے کے لیے یا خطرہ کو دور کرنے کے لیے ہو محض حظِ نفس مقصود نہ ہو۔ یاد رہے کہ دنیا بھی ایک کھیتی ہے اس کے بھی آداب ہیں جس طرح تمہاری بیویاں تمہارے لیے اولاد اور سکون کی ضامن ہیں اسی طرح تمہارا حسنِ عمل آخرت کی فلاح کا ضامن ہے لہٰذا احکامِ الٰہی کی فرماں برداری کرو) اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ تم کو اُس سے ملنا ہے اور (اے رسول) آپ ایمان والوں کو خوش خبری سُنا دیجیے (کہ آخرت میں اللہ کا دیدار ان کا حصہ ہوگا)۔

میاں بیوی کے تعلقات کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے قسم کا ذکر فرمایا کہ اس سے احتیاط ضروری ہے خصوصاً اُس وقت جب کہ ان قسموں کو کارِ خیر سے دور رہنے کا بہانہ بنا لیا جائے، پھر چھوٹی چھوٹی باتوں پر قسم کھا لینے سے تعلقات پر بُرا اثر پڑتا ہے اور خود انسان کی سیرت پر بھی۔

۲۲۴- وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

اور (مسلمانو) اللہ کے نام کو اپنی قسمیں کھانے کے لیے آڑ مت بناؤ (نیک کاموں سے الگ رہنے کے لیے قسمیں نہ کھایا کرو) کہ (اس طرح اپنی مجبوریوں کا اظہار کر کے) لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور پرہیزگاری اور لوگوں میں صلح (ان کی اصلاح) کرنے سے رُکے رہو۔ اور اللہ بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے (وہ تمہاری باتوں کو بھی سُنتا اور تمہاری نیت کو بھی جانتا ہے)۔

۲۲۵- لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ○

اللہ تمہاری لایعنی قسموں پر مؤاخذہ نہیں کرتا۔ لیکن اُن قسموں پر ضرور مؤاخذہ ہوگا جن کا ارادہ تمہارے دلوں نے کیا ہے (یعنی جب تم نے جان بُوجھ کر دل و زبان کی یکسانیت کے ساتھ قسم کھائی ہو) اور (اس کے باوجود) اللہ بخشنے والا اور تحمل کرنے والا ہے (مؤاخذہ میں جلدی نہیں فرماتا کہ شاید بندہ توبہ کرے)۔

زمانۂ جاہلیت میں جب کوئی شخص اپنی بیوی کو پسند نہ کرتا اور نہ یہ چاہتا کہ کوئی دوسرا اس سے شادی

کرے تو قسم کھالیتا کہ کبھی اپنی بیوی کے پاس نہ جاؤں گا اس طرح وہ غریب عورت تڑپ تڑپ کر زندگی کے دن کاٹتی نہ شوہر والی شمار ہوتی نہ بیوہ، اللہ تعالٰی نے اس ظالمانہ طریق کو ناپسند فرماتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ :

۲۲۶- لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

جو لوگ اپنی عورتوں کے پاس جانے سے قسم کھا لیتے ہیں ان کے لیے چار ماہ کی مدت ہے۔ (کہ اس میں رجوع کریں) پھر اگر وہ باہم مل گئے (رجوع کرلیا) تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

۲۲۷- وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

اور اگر انہوں نے طلاق کی ٹھان ہی لی (طلاق کا پختہ ارادہ کرلیا) تو (جو کچھ انہوں نے حق یا ناحق کہا) اللہ سنتا (اور جو کچھ ان کے دلوں میں ہے وہ) جانتا ہے ۔

۲۲۸- وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ ع ۲۸ / ۱۲

اور وہ عورتیں جنہیں طلاق دی گئی ہے تین حیض اپنے کو روکے رکھیں (انتظار کریں) اور اُن کو جائز نہیں کہ جو کچھ خدا نے ان کے پیٹ میں پیدا کیا اس کو چھپائے رکھیں اگر وہ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہیں۔ اور انکے خاوند اس مدت میں ان کو لوٹا لینے کے زیادہ حق دار ہیں اگر وہ اصلاح چاہیں (اور حسنِ سلوک سے رہنا چاہیں) اور عورتوں کے لیے بھی دستور کے موافق ویسے ہی حقوق ہیں جیسے کہ (مردوں کے) اُن پر۔ البتہ مردوں کو اُن پر کسی قدر فضیلت (معاشرتی نظام اور جسمانی ساخت کی وجہ سے) حاصل ہے۔ (لیکن اس وقت تک جب تک اپنی جسمانی طاقت سے عورت کی حفاظت کرتا اور دولت سے اس کی پرورش کرتا ہے اور اگر ایسا نہیں کرتا تو عورت پر فوقیت کا حق نہیں رکھتا۔ اگر ایسی عورت چاہے تو شرعی ضوابط کے مطابق مرد سے علٰحدگی حاصل کرسکتی ہے اور عورت اور مردوں کے الگ مقامات متعین کرنے میں بڑے اسرار محبت اور حکمتیں پوشیدہ ہیں) اور اللہ بڑا زبردست تدبیر والا ہے (یہ کارخانۂ قدرت عورت مرد کے باہمی تعاون سے چلایا جارہا ہے۔ اس لطیف توازن کو توڑنا جب تک مجبوری نہ ہو مناسب نہیں)۔

انتیسواں رکوع

اس رکوع سے طلاق کا ذکر تفصیلاً شروع ہوتا ہے۔ اسلام میں نکاح کا مقصد میاں بیوی کے لیے ایک خوش گوار اور فطرت کے مطابق ایک ماحول پیدا کرنا ہے نہ کہ ایک کو دوسرے کا قیدی بنانا۔ اللہ تعالیٰ میاں بیوی کا صلح و صفائی کے ساتھ رہنا پسند فرماتا ہے تاکہ معاشرہ خوشگوار ہو اور اللہ کے قائم کیے ہوئے حدود قائم رہیں اور دونوں اس کی رحمتوں سے سرفراز ہوں لیکن اگر جدائی کے بغیر چارہ نہیں تو حسنِ سلوک کا دامن اس وقت بھی کسی کے ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ لیکن بہر حال طلاق تفریحِ طبع کا ذریعہ نہ بنے اس لیے چند اُن حدود کا ذکر ہوا جو دونوں پر سخت ہوں تاکہ وہ جو کچھ فیصلہ کریں سوچ سمجھ کر کریں محض خدشات میں نہ بہہ جائیں۔

۲۲۹۔ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

طلاق دو بار (رجعی) ہے (یعنی شوہر بغیر تجدیدِ نکاح کے رجوع کر سکتا ہے) پھر (یعنی پہلی دوسری طلاق دینے کے بعد) یا تو بی بی کو قاعدہ کے مطابق روک لینا ہے (اپنی زوجیت میں رکھنا ہے) یا اس کو نیکی (بھلائی) کے ساتھ چھوڑ دینا ہے اور تم کو یہ روا نہیں کہ جو کچھ تم انھیں (مہر وغیرہ) دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لے لو۔ بجز اس کے کہ دونوں کو اندیشہ ہو کہ وہ اللہ کے حدود قائم نہ رکھ سکیں گے (یعنی وہ ایک دوسرے کے ساتھ رواداری اور خوش گوار تعلقات باقی نہ رکھ سکیں گے یا دیگر فرائضِ شرعیہ میں کوتاہی ہوگی یا مناسبتِ طبعی نہ ہوگی) پھر اگر تمہیں ڈر ہو کہ وہ اللہ کے حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں کہ بیوی (اسکے بعد مہر معاف کر کے یا کچھ دیکر) اپنی جان چھڑا لے۔ یہ اللہ کی قائم کی ہوئی حدیں ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اور جو اللہ کی قائم کی ہوئی حدود سے تجاوز کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

۲۳۰۔ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ

پھر اگر (شوہر نے بی بی کو تیسری) طلاق دے دی تو اب وہ عورت اس کے لیے اس (طلاق) کے بعد حلال نہ ہوگی اس (طلاق) کے بعد (اس سے نکاح نہ ہو سکے گا) جب تک کہ کسی

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○

دوسرے "خاوند" سے "نکاح" نہ کرے (خاوند سے "نکاح"! خاوند سے تو "عقدِ نکاح" پہلے سے ہوتا ہے جبھی تو خاوند کہا گیا۔ خاوند سے "عقدِ نکاح" کے بعد "نکاح" کیا لطیف انداز بیان ہے۔ یعنی مباشرت) تو (اسکے بعد) اگر دوسرا خاوند طلاق دیدے تو کچھ مضائقہ (گناہ) نہیں دونوں پر کہ وہ پھر آپس میں (عدت گزر جانے کے بعد) شادی کر لیں بشرطیکہ وہ خیال کرتے ہوں کہ اللہ کے حدود کو قائم رکھیں گے اور یہ اللہ کی قائم کی ہوئی حدیں ہیں (دساتیر ہیں) جو اللہ اُن لوگوں کے لیے بیان فرماتا ہے جو جانتے ہیں (کہ اللہ کے احکامات خود انسان کی بھلائی کے لیے ہیں)۔

۲۳۱۔ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ؗ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ ع ۲۹ ۱۳

اور جب تم عورتوں کو (دو دفعہ یا ایک دفعہ) طلاق دے چکو اور وہ اپنی عدت کو پورا کرنے کے قریب پہونچیں تو انھیں عزت کے ساتھ نکاح میں رہنے دو یا شرافت کے ساتھ رخصت کر دو اور (محض) ایذا دینے کے لیے (ان کے دل کو ٹھیس لگانے کے لیے) ان کو مت روکے رکھو کہ ان پر زیادتی کرو (نہ طلاق دو، نہ رجوع کرو) اور جو ایسا کرے گا تو وہ خود اپنی جان پر (اپنے آپ پر) ظلم کرے گا (تم یہ نہ سمجھو کہ میں نے اپنی جان پر کیا ظلم کیا میں نے تو اس عورت کو تکلیف دی) اور تم اللہ کی آیتوں کو مذاق نہ سمجھو اور اللہ کی عنایات کو یاد کرو جو تم پر ہیں اور (بالخصوص) اس کتاب اور حکمت کو بھی جو اس نے تم پر نازل فرمائیں جن سے وہ تم کو نصیحت فرماتا ہے اور تم اللہ سے ڈرتے رہو اور یقین رکھو کہ اللہ سب کچھ خوب جانتا ہے۔

تیسواں رکوع

طلاق کا بیان جاری ہے :-

۲۳۲۔ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ

اور جب تم نے عورتوں کو طلاق دیدی (اور) پھر وہ اپنی عدت کو پورا کر چکیں پھر ان کو اس سے

أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ
يَّنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا
تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ
ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ
مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ ذٰلِكُمْ أَزْكٰى لَكُمْ وَأَطْهَرُ
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا
تَعْلَمُوْنَ ۝

نہ روکو کہ وہ اپنے شوہروں سے (یا دوسرے مرد کو بطور شوہر پسند کرکے) باہمی رضامندی اور شرع کے مطابق شادی کرلیں اس (بیان) سے تم میں سے ایسے شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ پر اور روزِ قیامت پر یقین رکھتا ہو۔ یہ تمہارے لیے بہت پاکیزہ اور نہایت ستھری بات ہے اور اللہ تعالیٰ (تمہاری بھلائی بہبود کو) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

۲۳۳- وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ
حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ
أَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۭ وَعَلَى
الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ
كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ
لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ۚ
لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا
وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۤ
وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ
فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ
تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا
جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۭ وَإِنْ أَرَدْتُّمْ

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں (یہ حکم) اس کے لیے ہے جو دودھ کی مدت پوری کرنا چاہے اور اگر عورت کو طلاق بھی ہو چکی ہے تو بچے والے (یعنی باپ یا بچے کے ورثاء) کے ذمہ ماؤں کو دستور کے موافق کھانا کپڑا دینا ہوگا (ماں کی ضروریات کو دستور کے موافق حسن و خوبی سے ادا کرنا ہوگا اس حکم کا مقصد کسی کو بے جا تکلیف دینا نہیں بلکہ جائز ضروریات اور حسن معاشرہ کا قرار و قیام ہے کہ ایک دوسرے سے غلط فائدہ نہ اٹھائیں) کسی شخص کو اس کی گنجائش (طاقت) سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی نہ ماں کو اس کے بچہ کی وجہ سے نقصان پہونچایا جائے اور نہ باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے (نقصان پہونچے) اور یہی (حکم) اس کے وارثوں پر عائد ہوگا (یعنی اگر باپ مر جائے تو بچہ کے وارثوں پر بھی یہی لازم ہے کہ دودھ پلانے کی مدت تک ماں کے نان و نفقہ کا خرچ برداشت کریں) پھر اگر دونوں (یعنی ماں باپ یا ماں اور وارث) چاہیں کہ دو برس کے اندر ہی باہمی رضا و مشورہ سے دودھ چھڑا دیں تو ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں۔ اور اگر تم چاہو کہ (دایہ کو) دودھ پلواؤ تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں (بشرطیکہ) تم (دودھ پلانے والی کو) اس کا حق دستور کے مطابق دیدو (اور ماں کے حق میں بھی تخفیف نہ ہو) اور (اپنی نیت، اپنے اعمال و افعال میں) اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ جو کچھ تم کر رہے ہو بلاشبہ اللہ اس کو دیکھ رہا ہے۔ (نہ اس سے تمہاری نیت چھپی ہے اور نہ عمل)

اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ
مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَ
اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

۲۳۴- وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ
يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ
بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ
عَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ
فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَ
اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

اور جو لوگ تم میں وفات پا جائیں اور اپنی بیویاں چھوڑ جائیں تو ان بیویوں کو چاہیے کہ چار ماہ اور دس دن انتظار کریں (گھومنے، پھرنے، بناؤ سنگھار اور نکاح سے دور رہیں) پھر جب اپنی عدت (چار ماہ دس دن غیر حاملہ کے لیے اور "وضع حمل" حاملہ کے لیے) پوری کر لیں تو تم پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ اپنے حق میں جو مناسب سمجھیں کریں (خواہ نکاح کریں، یا زیب و زینت سے رہیں اس دوران عدت یا اس کے بعد تمہارا رویہ ان عورتوں کے ساتھ کیسا ہے) اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے (اس کو حاضر، ناظر جانو اور یقین جانو کہ وہ تمہاری تمام باتوں سے باخبر ہے)۔

۲۳۵- وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ
بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ
اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ
اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَ
لٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا
اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ؕ
وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ
حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَ

اور اگر تم اشارۃً ان عورتوں کو نکاح کا پیغام دیدو تو کچھ حرج نہیں یا (نکاح کی خواہش) اپنے دل میں مخفی رکھو (تب بھی کوئی مضائقہ نہیں) اللہ کو معلوم ہے کہ ان عورتوں کا تم کو خیال لگا رہے گا (یا تم ان سے نکاح کا ذکر کروگے) لیکن ان سے (عدت کے دوران) پوشیدہ طور پر (نکاح کا) وعدہ نہ کر بیٹھنا ہاں اگر (اپنے نکاح کے ارادے کو ظاہر کرنا چاہتے ہو تو اشارۃً) کوئی بات شریعت و رواج کے مطابق کہدو (تاکہ تم بھی ان کے ذہن میں رہو اور وہ تمہارے متعلق بھی غور کریں) لیکن جب تک مقررہ عدت انتہا کو نہ پہونچ جائے نکاح کا قصد ہرگز نہ کرنا اور اللہ کو معلوم ہے جو کچھ تمہارے دل میں ہے پس اس سے ڈرتے رہو (اپنی غرض کو آڑ نہ بناؤ، یہ دیکھو کہ اس کا دین کیسا اچھا ہے، نفس پرستی پر نہ جاؤ، معاشرت کو نہ بگاڑو، اگر ناجائز ارادہ بھی ہوگیا تو توبہ کر لو) اور جان لو کہ اللہ بڑا بخشنے والا ہے (اگر گناہ پر نہیں پکڑتا تو اس لیے کہ وہ) تحمل کرنے والا (حلیم) ہے (اس کے حلم سے فائدہ اٹھاؤ اور توبہ میں جلدی کرو)

اَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ ع ۱۴

اکتیسواں رکوع

طلاق کا بیان جاری ہے :-

۲۳۶- لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚۖ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ۝

(اور تم پر (اس بات میں بھی) گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو اُس وقت طلاق دیدو کہ نہ تم نے اُن کو ہاتھ لگایا ہو اور نہ تم نے ان کے لیے مہر ہی مقرر کیا ہو (یعنی نکاح کے وقت مہر کا ذکر نہ آیا ہو، کیونکہ بلا ذکرِ مہر بھی نکاح درست ہے) اور (اگرچہ ایسی طلاق کے وقت مہر واجب نہیں پھر بھی) ان کو دستور کے مطابق کچھ خرچ دیدو، صاحبِ حیثیت اپنی حیثیت کے مطابق اور تنگ دست اپنی حیثیت کے مطابق (اس حق کی ادائیگی کو ضروری سمجھے، دراصل نیک لوگوں پر یہ ایک لازمی حق ہے۔

۲۳۷- وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۚ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

اور اگر تم ان عورتوں کو ان کے پاس جانے سے پہلے طلاق دیدو حالانکہ تم ان کا مہر مقرر کر چکے ہو تو جو کچھ تم نے مہر مقرر کیا اس کا آدھا ادا کرو۔ ہاں اگر عورتیں خود مہر سے درگزر کریں (دست بردار ہو جائیں) یا وہ شخص جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے (یعنی مرد) درگزر کرے (مرد کے لیے درگزر کرنا یہ ہے کہ اگر ادا کر چکا ہے تو نصف واپس نہ لے اور عدم ادائیگی کی صورت میں نصف کی بجائے پورا پورا دیدے) اور اگر تم درگزر کرو تو یہ بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ (اللہ کو یہ بات زیادہ پسند ہے کہ یہ کمزور کے ساتھ حسنِ سلوک کا مظاہرہ ہے) اور ایک دوسرے کے ساتھ احسان کرنا (حسنِ سلوک کرنا) نہ بھولو (آپس میں ذوالفضل رہو۔ ایک دوسرے کا خیال رکھو) بے شک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو خوب دیکھتا ہے۔

فضل کے ساتھ ہی عبادات کا ذکر آتا ہے، حقوق کی ادائیگی، حسنِ سلوک، رواداری، سب کا دار و مدار اس بات پر ہے کہ ہر ایسے معرکے میں خواہ وہ نفس سے متعلق ہو یا دوسروں سے، انسان، اللہ کو یاد رکھے، اسے حاضر و ناظر جانے خصوصاً اُس نماز کا خیال رکھے جو کسی معرکے کے وقت آجانے والی ہے تاکہ اللہ کی یاد اسے راہِ حق سے بھٹکنے نہ دے۔

۲۳۸- حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ○

(مسلمانو!) اپنی نمازسے خبردار رہو۔ خصوصاً صلوٰۃِ وُسطیٰ (عصر کی نماز، معاملے کے وقت کی نماز وہ نماز جس کے ادا کرنے میں کاروبار آڑے آتے ہیں، اس نماز) کا خیال رکھو۔ (خاص طور سے اس کی ادائیگی اس کے وقت پر کرو) (بعض بزرگوں نے صلوٰۃ وسطیٰ سے فجر کو مراد لیا ہے، بعض نے مغرب اور بعض نے عشاء) اور (نماز میں) اللہ کے سامنے ادب سے کھڑے رہا کرو (اس کے ہو کر اس کی تعریف کیا کرو)۔

۲۳۹- فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ○

پھر اگر تم کو (کسی دشمن کا) خوف ہو تو (خواہ تم) پیادہ ہو یا سوار، (جس حال میں ہو نماز پڑھ لو خواہ قبلہ رُخ بھی نہ ہو نماز اشارہ ہی سے کیوں نہ ہو) پھر جب تم کو امن حاصل ہو جائے تو خدا کو اُس طرح یاد کرو جس طرح اس نے تم کو (نماز پڑھنا) سکھایا ہے۔ جو تم (پہلے) نہیں جانتے تھے۔

طلاق کا ذکر تھا، درمیان میں صلوٰۃِ وسطےٰ کا ذکر ہوا، پھر طلاق کے موضوع کی طرف کلام کا رُخ پھر جاتا ہے تاکہ عبادات اور معاملات کا تعلق نمایاں رہے۔

۲۴۰- وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○

اور جو لوگ تم میں مر جائیں اور اپنی بیویاں چھوڑ جائیں وہ اپنی بیویوں کے لیے وصیت کریں کہ ایک سال تک، ان کو خرچ دیا جائے اور گھر سے بے گھر نہ کی جائیں۔ پھر اگر وہ عورتیں خود گھر سے نکل جائیں تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ اپنے بارے میں شرع کے مطابق جو بہتر سمجھتی ہیں کریں۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (اس کے احکام کی خلاف ورزی سے ڈرو اور یہ یقین جانو کہ اس کے جملہ کام بڑی مصلحت پر مبنی ہیں)۔

۲۴۱- وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ

اور (حسنِ سلوک یہی ہے کہ) طلاق دی ہوئی عورتوں کو دستور کے مطابق خرچ دینا چاہیے۔

حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ○ پرہیز گاروں پر (عورتوں کے اس حق کی بجا آوری) لازم ہے۔

۲۴۲- كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ ع ۳۱ ۱۵

اس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنے احکام واضح طور پر بیان فرماتا ہے۔ تاکہ تم عقل سے کام لو (اور احکامات کی خوبیوں کو سمجھو اور جہالت میں نہ پڑو)۔

بتیسواں رکوع

گزشتہ چند رکوع میں طلاق کا مضمون تفصیل سے بیان ہوا تاکہ مسلمانوں کے معاشرہ میں رواداری اور حسن سلوک نمایاں رہے، اخوتِ اسلامی ہمیشہ ان کے پیش نظر رہے، ان کے قلب محبت کے آئینہ دار ہوں ان کے اعمال حسن اخلاق کا مرقع ہوں۔ اور وہ بہرحال اللہ سے ڈرتے رہیں۔

اب ازدواجی زندگی کی گتھیوں کو سلجھانے کے بعد، یعنی گھر کی زندگی خوشگوار بنانے کے بعد مسلمانوں کی قومی اور ملی زندگی کو مستحکم اور منظم بنانے کے لیے پہلے قوم کے دل سے موت کا خوف سلب کیا جارہا ہے۔ پھر جہاد یعنی حیاتِ تازہ کی طرف راغب کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں چند واقعات کا ذکر ہے جو ہر زمانہ میں مسلمانوں کے لیے عبرت آموز بھی ہوں، اور موجب نصیحت بھی۔ چونکہ امر واقعہ پر زور دینا ہے اس لیے ان میں سے بعض واقعات کی تاریخی حیثیت کو حجاب میں رکھا گیا ہے۔

۲۴۳- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ○

(اے مخاطب) کیا تونے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا (ان کی حالت پر غور نہیں کیا) جو باوجودیکہ تعداد میں ہزاروں تھے لیکن موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے (دشمن سے ڈر کر اور موت کے خوف سے گھر بار چھوڑ دیا۔ اور حق کی خاطر جہاد سے جی چرایا۔ گویہ واقعہ اگلی امت کا ہے جس کے بارے میں مختلف آراء ہیں لیکن یہاں امر واقعہ کی طرف متوجہ کیا جارہا ہے) پس اللہ نے ان کو حکم دیا کہ مرجاؤ (وہ سب کے سب مرگئے۔ بزدلی اور جہاد سے گریز کی یہ پہلی سزا تھی۔ کچھ دن بعد جب حضرت حزقیل علیہ السلام کا اُدھر سے گزر ہوا انہوں نے عرض کی اے اللہ جس طرح تونے اپنے جلال سے انھیں ختم کر دیا اسی طرح اپنی رحمۃ کی نظر سے انھیں زندہ کردے) پھر اللہ نے اُن کو زندہ کر دیا۔ بے شک اللہ لوگوں پر (فضل پہ) فضل (انتہائی فضل) فرمانے والا ہے۔ لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے (اس کا حق ادا نہیں کرتے جو کام جس محل پر جس طرح کرنے کا ہے وہ اُس طرح نہیں کرتے یہی ناشکری ہے)۔

۲۴۴- وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

اور (اے مسلمانو! اس واقعہ سے سبق لو) تم خدا کا دین ظاہر کرنے کے لیے لڑو (جہاد و قتال کرو) اور جان لو کہ اللہ خوب سنتا ہے (اور) سب کچھ جانتا ہے۔

۲۴۵۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ
قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ
اَضْعَافًا كَثِیْرَةً ؕ وَ اللّٰهُ یَقْبِضُ
وَ یَبْصُۜطُ ۪ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

(نظرِ رحمت نے مُردوں کو زندہ کر دیا تھا اب صدائے رحمت بھی سُن لو) ہے کوئی شخص جو اللہ کو قرضِ "حسنہ" دے پس اللہ اس کو دُگنا بلکہ کئی گُنا کر دے۔ اور اللہ ہی روزی کو تنگ کرتا ہے اور وہی کشادہ کرتا ہے۔ اور (مرنے کے بعد) تم اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ (جب اللہ کے پاس بالآخر لوٹنا ہے تو کیوں نہ خوش دلی کے ساتھ اللہ کی راہ میں جان و مال خرچ کیا جائے)۔

۲۴۶۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْۤ
اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ
اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا
مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ
قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ
عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ
قَالُوْا وَ مَا لَنَاۤ اَلَّا نُقَاتِلَ
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ قَدْ اُخْرِجْنَا
مِنْ دِیَارِنَا وَ اَبْنَآىٕنَا ؕ فَلَمَّا
كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ
تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ
وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ○

کیا تم نے موسٰی (علیہ السلام کی وفات) کے بعد بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو نہ دیکھا (جو اپنی بدکرداری اور خدا کے احکام سے رُوگردانی کے سبب ذلت و رُسوائی سے ہم کنار ہو چکی تھی اور عجیب کس مپرسی کے عالم میں تھی۔ اُن کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ساحلِ روم پر بسنے والی کافر قوم عمالقہ نے لشکر کشی کر دی سیکڑوں کو قتل کیا، بے شمار کو غلام بنایا اور ان پر جزیہ لگا کر ذلت و مسکنت کی مہر چسپاں کر دی ایک عرصہ ظلم سہنے کے بعد) جب انہوں نے اپنے نبی (حضرت شموئیل علیہ السلام) سے کہا کہ ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کیجیے (جس کی سرکردگی میں) ہم فی سبیل اللہ جہاد کریں۔ پیغمبر نے فرمایا کیا ایسا تو نہ ہوگا کہ اگر تم کو لڑائی کا حکم دیا جائے تو تم نہ لڑو۔ وہ بولے ہم کو کیا ہوا (بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے) کہ ہم راہِ خدا میں نہ لڑیں اور جب کہ ہم گھر سے بے گھر اور بچوں سے جدا کر دیے گئے ہیں پھر جب اُن لوگوں کو جہاد کا حکم ہوا تو اُن میں سے چند کے سوا سب پھر گئے (بزدلی کا ثبوت دیا اور پیٹھ دکھائی) اور اللہ ظالموں سے خوب واقف ہے۔

۲۴۷۔ وَ قَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ
قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا

اور (خود ان کے اصرار پر) ان کے نبی نے ان سے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا ہے۔ (آپ ایک غریب جفاکش انسان تھے مال

عہ طالوت : آپ بن یامین کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کا نام توریت میں ساؤل آیا ہے دراز قد ہونے کی وجہ سے آپ کا نام طالوت پڑا۔ آپ کا زمانۂ حکومت ۱۰۲۶ ق۔م سے ۱۰۱۲ ق۔م تک ہے۔

قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ
عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ
مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ
الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ
عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِى
الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ
يُؤْتِىْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ
وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

دولت والے نہ تھے اس لیے) لوگوں نے کہا وہ ہمارا حاکم (بادشاہ) کیسے ہوسکتا ہے اور اس سے زیادہ بادشاہی کے مستحق تو ہم ہیں اور اس کو تو مال کی کشائش بھی حاصل نہیں۔ (وہ صاحبِ دولت وثروت نہیں ایک غریب انسان ہم دولت مندوں پر بادشاہ کیونکر بن سکتا ہے۔ حضرت شموئیل علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو جواب دیا) فرمایا بے شک اللہ نے ان کو تم پر (حکومت کے لیے) پسند فرمایا اور علم اور جسم (قوتِ ذہنی وجسمانی دونوں میں (تمہارے مقابلے میں) زیادہ فراخی (اور آسائش) عطا فرمائی۔ اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنا ملک دیتا ہے (بادشاہت عطا فرماتا ہے) اور اللہ بڑی وسعت والا بڑے علم والا ہے۔ (نہ اس کی کشائش وفضل کی انتہا ہے نہ علم کی، اس کا ہر کام مصلحت پر مبنی ہوتا ہے)۔

پھر بھی وہ لوگ عقلی ثبوت کے طالب ہوئے۔

۲۴۸- وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ
مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ
فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى
وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ
اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ
كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ع

ع ۳۳ ۶ ۱۶

اور بنی اسرائیل سے ان کے نبی نے فرمایا کہ طالوت کے من جانب اللہ بادشاہ ہونے کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس (تمہارا کھویا ہوا) تابوت (صندوق خود بخود) واپس آجائیگا جس میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لیے تسلیِ خاطر (سرمایۂ تسکین) ہے اور آلِ موسیٰ اور آلِ ہارون کی چھوڑی ہوئی چیزیں (یعنی تبرکات) ہیں جس کو فرشتے اٹھا کر لائیں گے۔ بے شک اگر تم ایمان رکھتے ہو تو اس میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے۔ (چنانچہ ایسا ہی ہوا۔)

تابوت :- یہ ایک صندوق تھا جو بنی اسرائیل کا اہم ترین قومی اور ملی سرمایہ تھا۔ اس میں اصل تورات کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کے تبرکات محفوظ تھے۔ بنی اسرائیل اس کا بڑا احترام کرتے۔ عرصہ ہوا اُن سے یہ صندوق چھن چکا تھا۔ ان کی بڑی تمنا تھی کہ وہ ان کو واپس مل جائے تاکہ وہ ان کی فتح ونصرت کا بھی ضامن ہو، طالوت کے زمانہ میں یہ تابوتِ سکینہ اللہ کے حکم سے واپس آیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام (متوفی ۹۳۳ ق م) کے بعد تک بنی اسرائیل کے پاس رہا۔

تینتیسواں رکوع

بنی اسرائیل کے لیے اس سے بڑھ کر طالوت کی حاکمیت کا کیا ثبوت ہوسکتا تھا کہ تابوتِ سکینہ گھر بیٹھے واپس آجائے، چنانچہ انہوں نے طالوت کو اپنا بادشاہ تو تسلیم کرلیا لیکن حکم عدولی جو اُن کی فطرت میں رچ گئی تھی اس پر قابو نہ پاسکے۔ اور ان میں سے اکثر آزمائش میں پورے نہ اُترے پھر بھی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی مختصر جماعت کو فتح یاب فرمایا اور داؤد علیہ السّلام نے جالوت کو قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح فتنہ و فساد کا انسداد فرماتا ہے اور اللہ پر بھروسہ رکھنے والوں کی مدد فرماتا ہے اس کے بعد چند عام اصولوں کے بیان کے ساتھ ذکرِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر پارہ ختم ہوتا ہے اور فضیلت کے ذکر سے تیسرے پارہ کی ابتداء ہوتی ہے۔

۲۴۹- فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْۤ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۗ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ۗ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

پھر جب طالوت اپنی فوجیں لے کر باہر نکلا (تو) اس نے (اپنی فوجوں سے) کہا کہ اللہ تعالیٰ ایک نہر سے تمہارا امتحان لے گا پس جس نے اس کا پانی (پیاس کے برابر) پیا تو وہ میرا نہیں (جس کیفیت کا میں ہوں اس کیفیت کا نہ ہوگا) اور جس نے اس کو نہ چکھا تو وہ بے شک میرا ہے (میں مجاہد فی سبیل اللہ ہوں اور وہ بھی اسی مجاہدانہ کیفیت کا آدمی ہوگا) مگر ہاں! اگر کوئی چُلّو بھر اپنے ہاتھ سے پی لے (تو مضائقہ نہیں) سو سوائے چند لوگوں کے سب نے (سیر ہوکر) اس کا پانی پی لیا۔ پھر جب طالوت اور اس کے ساتھ ایمان والے نہر کے پار ہوئے تو (ان میں سے بعض لوگ دشمن کی کثرتِ تعداد دیکھ کر اپنی طبعی کمزوری کے پیشِ نظر) کہنے لگے آج ہم میں جالوت اور اس کے لشکر سے لڑنے کی سکت نہیں (لیکن) وہ لوگ جو یقین رکھتے تھے کہ ان کو اللہ سے ملنا ہے (اللہ کے روبرو حاضر ہونا ہے) کہنے لگے بارہا ایسا ہوا ہے کہ چھوٹی جماعت بڑی جماعت پر اللہ کے حکم سے غالب آگئی (لہٰذا ہم کو ہمت نہ ہارنا چاہیے۔ اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے) اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے (یعنی جو لوگ جم کر مقابلہ کرتے ہیں اللہ ان کی غیب سے مدد کرتا ہے)۔

۲۵۰ وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور جب وہ جالوت اور اس کے لشکر کے مقابل ہوئے کہنے لگے (اپنے اللہ سے دعا مانگنے لگے کہ) اے ہمارے پروردگار ہمیں سرتاپا استقامت بنادے اور ہمارے قدم (ہمارے دل ودماغ، خیال سب) کو مضبوطی سے قائم رکھ (کہ ہم جم کر لڑ سکیں) اور ہم کو ان کافروں پر (جو حق پر پردے ڈالے ہوئے ہیں) فتح یاب فرما (کہ کلمہ حق بلند ہو)۔

ان کی سعی اور اللہ پر بھروسہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ

۲۵۱- فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝

پھر مومنوں نے اُن کو اللہ کے حکم سے شکست دی (اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے) اور داؤد نے جالوت کو مار ڈالا۔ اور اللہ نے داؤد کو سلطنت اور حکمت عطا فرمائی اور جو مناسب سمجھا اسے سکھایا۔ (حکومت وسیاست کے علوم جو حق کی حفاظت کرنے اور حق کو بلند کرنے میں معاون تھے عطا کیے کہ یہی ان کی دعا تھی) اور اگر اللہ ایک (گروہ) کو دوسرے (گروہ) سے ہٹاتا نہ رہتا تو زمین پر فساد برپا ہو جاتا۔ (بغاوت پھیل جاتی، ملک تباہ وبرباد ہو جاتے) لیکن اللہ تعالیٰ جہان والوں پر (اپنی تمام مخلوق پر انتہائی مہربان ہے) بڑا فضل فرمانے والا ہے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ رسولوں کے رسول ہیں۔

۲۵۲- تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

یہ آیتیں اللہ کی ہیں (ہماری ہیں) ہم آپ پر ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سنا رہے ہیں، (آپ تک پہونچا رہے ہیں) اور بے شک آپ ہمارے رسولوں میں سے ہیں۔

پارہ ۳

تِلْكَ الرُّسُلُ

۲۵۳- تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ۭ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۣ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝

(اے رسولوں کے رسول) یہ سب پیغمبر (جو ہم بھیجتے رہے ہیں)۔ ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی (رسولوں میں ایک سے ایک بڑا رسول پیدا ہوا ہر ایک اپنے کردار اپنی اپنی خوبیوں میں ایک فضیلت کا حامل تھا۔ یہ فضیلتِ جزوی رسولوں کا حصہ تھی فضیلتِ اتم آپ کے لیے ہے)، ان میں سے بعض وہ ہیں جن سے اللہ نے (بہ راہِ راست) باتیں کیں (جیسے حضرت آدم، حضرت موسیٰ علیہما السلام) اور بعض کے مدارج (دوسری طرح) بلند کیے۔ اور (حضرت) عیسیٰ ابن مریم کو ہم نے واضح معجزے دیے (کہ مُردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کرتے، مادر زاد اندھوں کو بینا کرتے۔ یہی کیا! خود اُن کی تخلیق ایک معجزہ ہے) اور ہم نے اُن کی مدد ایک پاکیزہ روح (یعنی جبرائیل علیہ السلام) سے کی (خطرہ آسکتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی امت اُن کے رخصت ہونے کے بعد کیوں آپس کے لڑائی جھگڑے میں پڑ گئی ہاں ایسا ہوا) اور اگر اللہ چاہتا تو وہ لوگ جو پیغمبروں کے بعد آئے صاف واضح نشانیوں کے پہونچ چکنے کے بعد، آپس میں نہ لڑتے جھگڑتے لیکن ان میں اختلاف پڑ گیا پھر ان میں سے کوئی تو (اُس بات پر جو پیغمبر فرما گئے تھے) ایمان لے آیا اور کوئی منکر ہوا (کافر ہوا) اور اگر اللہ چاہتا تو وہ باہم نہ لڑتے لیکن اللہ (اللہ ہے وہ) جو چاہتا ہے کرتا ہے (کبھی ایسے حالات پیدا کر دیتا ہے کہ انسان غلطی کا ارتکاب کرنے سے رُک جائے کبھی اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے کبھی انتہائی کرم سے اس کو گناہ سے روک دیتا ہے کبھی معاف کر دیتا ہے کبھی اُس کی آزمائش کے لیے اس کو چھوڑ دیتا ہے۔ اُس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں لیکن یہ باتیں ہر کس و ناکس کے سمجھنے کی نہیں انھیں نہ سمجھاؤ۔ ہاں انھیں بتانے کی بات یہ ہے کہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ تم کو جو توفیقِ ارادہ دی ہے تم اُس کو کام میں لاؤ)۔

چونتیسواں رکوع

اللہ کی حکمت اگر سمجھ میں آتی ہے تو اُس وقت جب بندۂ مومن اُس کا ہو کر اپنے ارادہ کو اس کے حکم کا تابع کر دے اور عمل میں لگ جائے پھر اللہ کا فضل اگر شاملِ حال ہو تو اللہ کی صفاتِ کاملہ کی تجلیاں اس کے قلب پر جلوہ فگن ہونے لگتی ہیں۔ علماً ہی نہیں بلکہ نوراً سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ ایک ہے ذات میں، واحد ہے صفات میں، اور اس طرح اُس کے حی و قیوم ہونے کا، اس کی وسعتِ علم اور قدرتِ کاملہ کا ایک ہلکا تصوّر مل جاتا ہے۔ واضح رہے کہ اللہ ایک ایسا وجودِ مطلق "ہستِ محض" ہے جو ہمارے وہم و گمان سے بھی بالا و برتر ہے اسی لیے اہلِ عرفان نے کہا ہے "مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ" یعنی ہم نے تجھ کو نہیں پہچانا جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے۔ یہ بات اگر ذہن نشین رہے تو آیتِ کرسی کی فہم کے ساتھ اس کے فیوض سے بندۂ مومن ان شاء اللہ محروم نہ رہے گا۔ ان فیوض و برکات کا سرچشمہ ارادہ اور عمل ہے جیسا کہ گزشتہ رکوع میں گزر چکا ہے۔

۲۵۴- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

اے ایمان والو! (جو کرنا ہے ابھی کر لو نفس کو مجاہدہ میں لگا لو، کام کی جگہ یہ دنیا ہے۔ آخرت میں اعمال نہیں بکتے، جو توفیقِ ارادہ دی ہے اسے کام میں لاؤ۔ تم سے اُس ارادہ پر سوال ہوگا جو تم کو دیا گیا ہے اور) اُس روزی میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو جو ہم نے تم کو دی ہے (یہ روزی علم کی ہو، مال کی ہو یا فیوض و برکات کی) قبل اس کے کہ وہ دن (روزِ قیامت) آ جائے جس دن نہ (اعمال کا) سودا ہوگا نہ کسی کی دوستی و سفارش کام آئے گی۔ اور جو منکرِ حق ہیں وہی ظالم ہیں۔

ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو، سُنو اور سمجھو کہ کیا کہا جا رہا ہے۔ اس نعمت کو لو۔ یہ آیت الکرسی ہے، فیوض و برکات کا چشمہ ہے۔ اس میں توحیدِ باری تعالےٰ کا بیان اس کی عظمت و شان کا ذکر ہے۔

۲۵۵- اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا

اللہ (اُلوہیت میں، وحدت میں، ذات میں، غرض ہر شان میں) اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ ہے (اور زندہ رکھنے والا) وہ قائم ہے (اور قائم رکھنے والا سب کو تھامنے والا ہے) نہ تو اُسے اُونگھ آتی ہے اور نہ نیند (یعنی نہ تو اس پر نیند کے پہلے کی کیفیات طاری ہو سکتی ہیں مثلاً حواس کا سمٹ جانا، کسل کا ظاہر ہو جانا، سُستی وغیرہ اور نہ نیند آ سکتی ہے جس سے ظاہری حواس زائل ہو جاتے ہیں۔ ہاتھ سے چیز چھوٹ جاتی ہے جو غفلت کی نشانی ہے،

خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ ۚ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ○

اللہ اس غفلت اور نیند سے پاک ہے) اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے (مبدئیاتِ علویہ اور کائناتِ سفلیہ سب اُسی کے ہیں) کون ہے جو اُس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر سفارش (بھی) کرسکے۔ جو کچھ خلقت کے روبرو ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے (جو ان کے سامنے ہے اور جو گزر چکا ہے) سب جانتا ہے اور جمیع مخلوقات اس کی معلومات سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتی مگر جس قدر کہ وہ چاہے (اُسی قدر اُن کو معلوم ہو سکتا ہے) (یاد رکھو کہ احاطتِ علمی بندہ کو نہیں مگر وہ احاطتِ علمی سے بندہ کے ساتھ ہے) اُسی کی کرسی (سلطنت نے (اس کی وسعتِ علم اور قدرت نے) تمام آسمانوں اور زمینوں کو اپنے میں سمولیا ہے (اس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین پر محیط ہے) اور اُس پر ان کی حفاظت (و نگرانی) قطعاً گراں نہیں اور وہ بلند مرتبہ بڑی عظمت والا ہے (وہ مدرکات و محسوسات میں نہیں آتا)۔

آیتِ بالا جس کو اعظم آیات کتاب اللہ کہا گیا ہے، "آیت الکرسی" کہلاتی ہے اس میں توحیدِ ذات، اس کے تقدس اور عظمت کو نہایت بلیغ انداز سے سمجھایا گیا ہے۔ صوفیاء کرام نے آخر رکوع تک کی آیات کو آیت الکرسی میں شامل فرمایا ہے۔

اللہ کے ان صفات و کمالات کو دیکھ کر بھی اگر کوئی اس کی عظمت کا قائل نہیں ہوتا اور محسوسات و معقولات میں اس کی لامتناہی ذات کو لائے بغیر اسلام قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتا تو وہ فطرتِ صحیحہ کا مالک نہیں ہے اور اسلام دینِ فطرت ہے۔ جو فطرت سے ہٹ گیا ہو اُس کو زبردستی اسلام پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

۲۵۶- لَآ إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۖ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ

دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں (قرآن اور صاحبِ قرآن کے آنے کے بعد) بے شک ہدایت کی راہ گمراہی سے صاف جدا ہو چکی ہے اب جو کوئی گمراہ کرنے والوں کو نہ مانے (اُن کے کہنے پر نہ چلے) اور اللہ پر ایمان لے آئے تو اُس نے ایک ایسا مضبوط حلقہ پکڑ لیا جو ٹوٹنے والا ہی نہیں (ابتداء میں توفیق اور انتہاء میں سعادت عروۃ الوثقیٰ ہے۔ عوام کے لیے توفیق، اطاعت ہے اور خواص

ف۷ وہاں تو لب کشائی کی بھی کسی کو ہمت نہ ہوگی۔ زبان، ہاتھ، پیر سب ہی اللہ کے اختیار میں ہوں گے ارادہ سلب ہو چکا ہوگا وہاں مقام اذن پر وہی فائز ہوں گے، جن کا ارادہ اللہ کا ارادہ ہے جن کا کلام اللہ کا کلام، جن کا ہر فعل اللہ کے اذن کے تحت تھا یعنی سرکارِ دو عالم سرورِ کائنات خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔

لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

کے لیے توفیق، محبت ہے) اور اللہ تعالیٰ (تمہارے اقوال) سُننا (اور تمہاری نیتوں کو خوب) جانتا ہے۔ (وہ جانتا ہے کون دل سے ایمان لایا ہے اور کون نفاق میں پڑا ہے)۔

۲۵۷- اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ڛ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗـــُٔــھُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ ع ۳۴

اللہ ایمان والوں کا مددگار ہے (ان کا کام بنانے والا، ان کا دوست ہے) وہ انکو تاریکیوں میں سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے (صفاتِ بشریت سے اخلاقِ ربوبیت تک، شک سے نکال کر یقین تک، نفس سے دل تک پہونچاتا ہے) اور جو لوگ کافر ہیں (جو وہمے میں مبتلا ہیں) ان کے رفیق کار (بھی) شیطان ہیں (مفسد لوگ ہیں) جو ان کو روشنی سے نکال کر تاریکیوں میں لے جاتے ہیں یہی لوگ دوزخی ہیں (اور) دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

پینتیسواں رکوع

گزشتہ رکوع میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اس کے حی اور قیوم ہونے کا بیان تھا ساتھ ہی اہلِ ایمان کے نور، کفار کی ظلمت کا بیان ہوا، اِس رکوع میں اللہ تعالیٰ کے حی و قیوم ہونے کو، اسکی عظمتِ شان کو، اس کی قدرتِ کاملہ کو، چند مثالوں سے سمجھایا جارہا ہے۔ پہلی مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کے واقعہ سے لی گئی جہاں نمرود اللہ کے حی و قیوم ہونے کا منکر تھا۔ دوسری مثال ایک پیغمبر کی پیش ہوئی جس میں ایک خطرہ کا ازالہ کیا گیا اور ویرانوں کو آباد کرنے کا نقشہ انھیں آنکھوں سے دکھادیا گیا تیسری مثال مقامِ خلت پر فائز سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ہے جہاں دوست کی خاطر مُردہ چڑیوں کو زندہ کرکے اللہ تعالیٰ نے اپنے حی و قیوم ہونے کے مظاہر پیش فرمائے یہ سب گویا آیت الکرسی ہی کی مزید تفسیر ہے۔

۲۵۸- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَاۗجَّ اِبْرٰھٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُـحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ۭ قَالَ اِبْرٰھٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ

کیا آپ نے اُس (شخص یعنی نمرود) کو نہیں دیکھا جس نے ابراہیم (علیہ السلام) سے ان کے پروردگار کے متعلق بحث کی (اللہ کی ذات وصفات اور حقیقت کے بارے میں اُن سے اُلجھا) اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سلطنت عطا فرمائی تھی۔ (حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب عام لوگوں کی طرح اُسے سجدہ نہ کیا۔ اس نے حیرت سے پوچھا تیرا رب کون ہے اس کے جواب میں) جب (حضرت) ابراہیم نے کہا میرا پروردگار وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ تو اس نے کہا کہ میں بھی جلاتا ہوں اور مارتا ہوں، (کیونکہ آئے دن میرے ہاتھوں سیکڑوں

فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۚ۝

بے گناہ شہری موت کی نیند سو جاتے ہیں اور مجرم و واجب القتل لوگ بری ہوتے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کلام کا رُخ اس کی لایعنی بحث سے دلیلِ روشن کی طرف پھیر دیا) ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ تو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے اب تو اُسے مغرب کی طرف سے نکال دے۔ تو (یہ سُن کر) وہ کافر حیران رہ گیا (لاجواب ہوگیا لیکن ایمان نہ لایا) اور اللہ بھی (ایسے) بے انصافوں کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔

٢٥٩- اَوْ کَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ کَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِکَ وَشَرَابِکَ لَمْ یَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِکَ وَلِنَجْعَلَکَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ کَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَکْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

یا (دوسرا واقعہ لیجیے کہ یہ بھی حیات و موت سے متعلق ہے) کیا آپ نے اُس شخص کو نہیں دیکھا۔ (یعنی حضرت عُزَیر یا حضرت یرمیاہ کو) جو ایک شہر (بیت المقدس) سے گزرا (جسے بخت نصر نے تباہ کیا تھا) اور جو اپنی چھتوں پر گرا پڑا تھا (تو انہوں نے اپنے دل میں) کہا اللہ اس (بستی) کو اس کے برباد ہوجانے کے بعد کیوں کر زندہ کرے گا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو سو سال مُردہ رکھا (اس درمیان میں بخت نصر مر گیا۔ کسی اور بادشاہ نے بیت المقدس کو آباد کرایا) پھر اللہ نے اُس (پیغمبر) کو زندہ کیا۔ دریافت کیا تو کتنی دیر یہاں رہا (ہوگا) انہوں نے کہا ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ۔ فرمایا نہیں، بلکہ تو سو سال (مردہ) رہا اب تو اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ وہ سڑا نہیں (سو سال کے بعد وہ جُوں کا تُوں ہے اس پر زمانے کا اثر نہیں ہوا) اور اپنے گدھے کو دیکھ (جو کھانے پینے کی اشیاء کے مقابلے میں زیادہ دیرپا ہے اس کی ہڈیاں بوسیدہ ہوگئیں، حیات و ممات کے یہ نظارے دیکھ) اور اس سے مقصد یہ ہے کہ ہم تجھے لوگوں کے سامنے اپنی قدرت کا نمونہ بنائیں اور (یہ کہ جب ان کے دلوں میں اللہ کے حی و قیوم ہونے کے متعلق کوئی خطرہ آئے تو ایک نبی کا واقعہ ان کو یاد آجائے۔ اچھا۔ تو زندہ ہوچکا اب اس گدھے کی) ہڈیوں کی طرف دیکھ کہ ہم ان کو کس طرح اُبھار کر جوڑتے ہیں پھر (کس طرح) ان پر گوشت (پوست) چڑھاتے ہیں پھر جب یہ حال اس پر ظاہر ہوا (اس نے اپنی آنکھوں سے اللہ کی قدرت دیکھ لی) تو بول اٹھا میں خوب جانتا ہوں کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اب ایک اور واقعہ سے حیات و ممات، نبی کی نظر سے دکھائی جا رہی ہے۔

۲۶۰- وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ۖ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۖ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي ۖ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا ۚ وَاعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ ع ۳۵ ۳

اور (اُس واقعہ کو بھی یاد کیجیے) جب ابراہیم (علیہ السّلام) نے کہا اے میرے پروردگار مجھے دکھادے کہ تُو مُردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ (یا مُردوں کو کیسے زندہ کرے گا) فرمایا (ابراہیم) کیا تم یقین نہیں کرتے۔ عرض کیا کیوں نہیں۔ اور (میں تو اس لیے دریافت کر رہا ہوں) تاکہ میرے قلب کو اطمینان کامل ہو جائے (مجھے علم الیقین تو ہے عین الیقین بھی حاصل ہو جائے زندگی اور موت عملاً کھل کر ظاہر ہو جائے) فرمایا تُو چار پرندے لے پھر ان کو ہلالے (اپنے سے مانوس کرلے) پھر (ان کو ذبح کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈال اور) ایک ایک پہاڑ پر ان کے بدن کا ایک ایک ٹکڑا رکھ دے پھر اُن کو بُلا وہ تیرے پاس دوڑتے چلے آئیں گے۔ اور جان لے کہ بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے ایسا ہی کیا ایک مور، ایک مرغ، ایک کوّا، ایک کبوتر چاروں کو اپنے ساتھ ہلالیا پھر ان کو ذبح کر دیا ایک پہاڑ پر چاروں کے سروں کو دوسرے پر چاروں کے پر تیسرے پر سب کے دھڑ، چوتھے پر چاروں کے پیر رکھے پھر بیچ میں کھڑے ہو کر ایک پرند کو پکارا، اسی کے سر، دھڑ، پر، پیر سب ہوا میں جُڑ گئے اور وہ دوڑ کر چلا آیا۔ اسی طرح سب دوڑتے ہوئے آ گئے۔

چھتیسواں رکوع

حیات و موت کا ذکر تھا، اب بتلایا جا رہا ہے کہ انسان جو زندگی میں خوش و خرم اور موت کے بعد انعاماتِ الٰہی کا خواہاں ہے اس کے لیے عملی طور پر خوشی و خرمی اور فلاح و کامیابی کے کیا طریقے ہو سکتے ہیں۔

۲۶۱- مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝

جو اللہ کی راہ میں اپنا مال (روپیہ، پیسہ، علم، ہنر) خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ جس سے سات بالیاں اُگیں اور ہر بالی میں سو سو دانے ہوں (یعنی وہ ایک کی جگہ سات سو گنا اجر پائیں گے) اور اللہ جس کو چاہتا ہے کئی گنا اجر (یا مال میں برکت) دیتا ہے (یعنی سات سو سے بھی زیادہ کئی ہزار گنا اجر دیتا ہے) اور (دراصل) اللہ نہایت کشائش والا اور علم والا ہے۔

وہ عمل اور نیت دونوں سے باخبر ہے۔ دینے والے کی نیت، اس کے مال کی مقدار و کیفیت ہر چیز سے خوب واقف ہے، وہ اس کے مناسب معاملہ فرماتا ہے۔

۲۶۲- اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○

جو لوگ اپنے مال راہِ خدا میں صرف کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان رکھتے ہیں اور نہ (دے کر) تکلیف دیتے ہیں (نہ دل جلاتے ہیں) ان کے لیے ان کے رب کے پاس ان کا صلہ ہے۔ اور (قیامت کے دن) ان کو نہ کچھ خوف ہوگا، اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

۲۶۳- قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُهَاۤ اَذًى وَاللّٰهُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ ○

نرمی سے جواب دینا اور (سائل کے اصرار، بدخوئی وغیرہ سے) درگزر کرنا اُس خیرات سے کہیں بہتر ہے جس کے بعد دل آزاری ہو اور اللہ تعالیٰ بے نیاز، بڑا بردبار ہے۔ (اُسے نہ تمہاری خیرات کی ضرورت ہے اور نہ وہ مؤاخذہ میں جلدی کرتا ہے۔ بار بار تم کو نیکی کرنے کا موقع دیتا ہے جس کا اجر خود تم کو ملے گا۔

گزشتہ آیت میں اللہ کی راہ میں دینے والوں کے اجر کا ذکر تھا، ساتھ ہی چند ہدایات تھیں۔ اس آیت میں دوسری قسم کے دینے والوں کا ذکر ہے جو اللہ کی راہ میں نہیں بلکہ لوگوں کے دکھانے، اپنی بڑائی کے لیے خرچ کرتے ہیں۔ یہ بدنصیبوں کا گروہ ہے۔ ان کے صدقات باطل ہیں۔ ہدایت کی جارہی ہے کہ تم بھی کوئی ایسی بات نہ کرنا کہ تمہارا صدقہ بھی باطل ہو جائے اور تمہارا شمار بھی اس گروہ میں ہو جائے۔

۲۶۴- یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ

اے ایمان والو! تم اپنے صدقات (خیرات) کو احسان رکھ کر اور دل آزاری کر کے باطل (برباد) نہ کرو (دیکھو تم بھی کہیں) اُس شخص کی طرح (نہ ہو جانا) جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتا ہے اور نہ اللہ پر یقین رکھتا ہے اور نہ قیامت کے دن پر (یہ مومن کی صفت نہیں کہ قیامت کے دن پر ایمان لانے کے باوجود مرکز توجہ اپنی بڑائی یا عوام الناس کو بنائے) پس (جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتا ہے) اس کی مثال ایسی ہے جیسے صاف پتھر (یا چٹان) جس پر ریت پڑی ہو پھر اس پر زور کا پانی برسے (تو رہی سہی مٹی بھی دُھل گئی اور مینہ نے) پھر اُسے بالکل صاف (چکنا پتھر) کر دیا۔ انھیں (ایسے لوگوں کو) اپنی کمائی سے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ گویا انھوں نے پتھر پر جمی ہوئی مٹی میں خیرات کا

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

دانہ بویا جس سے وہ بھی ضائع ہوا اور اس کا صلہ بھی نہ ملا۔ بلکہ خود ان کی حقیقت کھل گئی) اور اللہ کافروں کو راہِ ہدایت نہیں دکھاتا (ہدایت کے لیے ایمان و اخلاص شرط ہے)۔

اب تیسری مثال اُن مومنین کی ہے جو اخلاص کے ساتھ اللہ کی رضا کے لیے خیرات کرتے ہیں۔

۲۶۵۔ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

اور جو لوگ اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اور اپنی جانوں کو اللہ کی راہ میں، لگائے رکھنے کو خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسے باغ کی ہے جو ہموار اونچی زمین پر واقع ہو (جب) اس پر زور دار بارش ہوئی تو دوچند پھل لایا، اور اگر بارش نہ ہوئی تو شبنم ہی کافی ہے (یعنی بارش ہو یا پھوار و شبنم اس میں روئیدگی ہوتی ہے) اور اللہ تمہارے کاموں کو خوب دیکھتا ہے۔ (وہ نیک نیتی اور اخلاص کا صلہ دیتا ہے)۔

اب اللہ تعالیٰ ایک مثال سے ریاکارانہ صدقہ کی مذمت فرماتا ہے اور اس کی حقیقت واضح فرماتا ہے۔

۲۶۶۔ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ ع ۳۶

کیا تم میں کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کا کھجوروں کا اور انگوروں کا ایک باغ ہو اس کے نیچے نہریں بہتی ہوں۔ اس کے واسطے اس میں سب طرح کے میوے موجود ہوں (یعنی وہ باغ عین شباب پر ہو اور اس کی افادیت کمال پر ہو) اور (پھر) اس شخص پر بڑھاپا آپڑے اور اس کی اولاد بھی ناتواں ہو کہ نہ خود اس میں باغ بنانے کی سکت باقی رہے اور نہ لڑکوں میں باغ کی نگہداشت کی طاقت ہو) تو اُس وقت اس باغ پر ایک بگولا جس میں آگ ہو آپڑے اور وہ جل جائے (اس شخص کی حرماں نصیبی اور مایوسی کا تم خوب اندازہ کرسکتے ہو سوچو کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے اعمال کے باغ کو قیامت کے دن ریاکاری کے بگولوں سے جلا ہوا پاؤ، یاد رکھو جو عمل دکھاوے کے لیے اپنی بڑائی کے لیے کیے جاتے ہیں جن اعمال میں ایمان واخلاص کا کوئی پر تو نہیں ہوتا وہ برباد ہو جاتے ہیں، یہ اللہ کا کرم ہے کہ) اس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے (یہ) نشانیاں (یہ مثالیں) کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم سوچو۔ (اور زندگی میں غور و فکر سے کام لو)

سینتیسواں رکوع

اللہ کی راہ میں اس کی رضا کے لیے خرچ کرنے کا ذکر جاری ہے کیا خرچ کرو؟ شیطان کیا وسوسے اور خطرات ڈالتا ہے؟ اللہ کیا وعدہ کرتا ہے؟ صدقہ جو بھی دو اس کا اجر ہے، لیکن ایک اُس کو دینا ہے جو مانگتا ہے، ایک وہ ہے جسے ڈھونڈ کر دینا ہوتا ہے۔

۲۶۷- يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝

اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور اُن چیزوں میں سے جو ہم تمہارے لیے زمین سے نکالتے ہیں (پاکیزہ اور عمدہ چیزیں) اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرو اور خراب (ناپاک اور بُری) چیزوں میں سے اللہ کی راہ میں دینے کا ارادہ (بھی) نہ کیا کرو اور (اگر وہی چیزیں تم کو دی جائیں تو) تم خود اس کو کبھی نہ لو، سوائے اس کے کہ چشم پوشی کر جاؤ (جان بُوجھ کر انجان بن جاؤ پھر جو چیز تم خود اپنے لیے پسند نہیں کرتے دوسروں کو کیوں دیتے ہو، کیا اللہ پر احسان رکھتے ہو) اور جان لو کہ اللہ بڑا بے نیاز (اور) بڑی خوبیوں والا ہے۔

۲۶۸- اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

(اور دیکھو شیطان سے ہوشیار رہنا) شیطان تم کو تنگ دستی سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کے کام کرنے کا حکم دیتا ہے (دل میں وسوسے ڈالتا ہے کہ "اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے تو خود محتاج ہو جاؤ گے، خرچ کرنا ہے تو لذتِ نفس کے لیے خرچ کرو") اور اللہ تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ فرماتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا ہے، (اس کے خزانۂ قدرت میں کسی چیز کی کمی نہیں وہ تم کو وہ چیز دے گا جو کسی دولت سے نہیں مل سکتی یعنی گناہوں کی بخشش اور اس کے علاوہ مزید عنایات اور اللہ سب کچھ) جانتا ہے (تمہاری نیت اور مجبوری دونوں سے باخبر ہے)۔

۲۶۹- يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

اللہ جس کو چاہتا ہے حکمت عطا فرماتا ہے (ایسا علم دیتا ہے جو آدمی کو عمل خیر پر لگا دے اور وہ سمجھ عطا کرتا ہے جو القاءِ رحمانی اور وسوسۂ شیطانی پر متنبہ کرے اور جس سے خطرات و واردات کی تمیز ہاتھ آجائے) اور جسے حکمت (دانش و بینش، معاملات کی سمجھ، عقلِ معاد و معاش) سے نوازا گیا اُسے خیرِ کثیر عطا ہوئی (ایسی بھلائی ملی جس کی حد نہیں ایک ثوابِ جاریہ میسر آگیا) اور اس بیان سے وہی لوگ نصیحت قبول کرتے ہیں جو صاحبِ عقل ہیں (جن کی عقلِ سلیم، وہم اور

اتباعِ ہوائے نفس سے پاک ہے، حق کو حق سمجھتے ہیں اس پر ایمان لاتے ہیں اور عمل پیرا ہوجاتے ہیں)۔

۲۷۰- وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○

اور جو کچھ بھی تم خیرات کرتے ہو یا کوئی منت مانتے ہو تو یقیناً اللہ اس کو خوب جانتا ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں (یعنی جس طرح کام کرنے کا حکم ہے جو اس طرح نہیں کرتا وہ اپنے اوپر آپ ظلم کرتا ہے اس کا کوئی معاون و مددگار نہ ہوگا)۔

۲۷۱- اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○

اگر تم خیرات ظاہر کر کے دو تو وہ (بھی) اچھا ہے (کہ دوسروں کو رغبت ہو) اور اگر تم پوشیدہ طور پر فقیروں کو پہونچاؤ تو وہ تمہارے لیے (اور بھی) اچھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے کچھ گناہ (اس خیرات کے باعث) دور فرما دے گا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے (جو ظاہر میں اللہ کے لیے دیتا ہے اس کو ظاہر میں دیتا ہے، جو چھپا کر دیتا ہے اللہ اسے جس طرح چاہتا ہے نوازتا ہے اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اپنے یہاں سے اجر دیتا ہے۔ انسان جو کچھ جس نیت سے کرتا ہے اللہ اس سے باخبر ہے)۔

اے رسول آپ لوگوں کو خیرات سے بے اعتنائی برتتے دیکھ کر رنجیدہ خاطر نہ ہوں۔

۲۷۲- لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ○

ان کو ہدایت دینا آپ کے ذمہ نہیں (پہونچانا آپ کے ذمّے ہے) بلکہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے (امت کو آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک فرما کر خطاب ہوتا ہے اور اے ایمان والو!) اور جو کچھ مال تم خرچ کرو گے (خیرات دو گے) اس کا فائدہ تمہیں کو ہے اور تم تو جو کچھ خرچ کرتے ہو محض اللہ ہی کی رضاجوئی کے لیے خرچ کرتے ہو اور تم جو کچھ مالی خیرات کرو گے (اس کا اجر) تم کو پورا پورا دیا جائے گا۔ اور تمہارا حق (ذرا باقی) نہ رہے گا۔ (کوئی ناانصافی نہ ہوگی)۔

۲۷۳- لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ

خیرات اُن فقراء کا حق ہے جو اللہ کی راہ میں رُکے ہوئے ہیں (کسب کے قابل نہیں رہے، دین کے کاموں میں ہمہ تن مشغول ہیں) وہ زمین پر چل پھر نہیں سکتے ناواقف اُن کو سوال نہ کرنے کے باعث تونگر اور دولتمند سمجھتے ہیں (حالانکہ ان کا دستِ سوال نہ بڑھانا ان کے زہد اور خُلق سے

اَغۡنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ‌ۚ تَعۡرِفُهُمۡ بِسِيۡمٰهُمۡ‌ۚ لَا يَسۡـئَلُوۡنَ النَّاسَ اِلۡحَـافًا ‌ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ

لاپروائی کے باعث ہے) تم ان کو ان کے چہرے (بشرے) سے پہچان لیتے ہو وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے (سائل کی صورت خود سوال ہوتی ہے) اور جو کچھ (تم (ان خود دار اللہ والوں کے لیے) خرچ کروگے تو بے شک اللہ اس سے واقف ہے۔

(اس قسم کے فقرا کی مثال اصحابِ صُفّہ کی تھی جنھوں نے تعلیم و تعلّم دین کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا فقر و فاقہ سے جن کے چہرے زرد تھے اور نورِ ایمان سے جن کی پیشانیاں منور تھیں)۔

اڑتیسواں رکوع

گزشتہ رکوع میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کرنے کے فیوض و برکات کا ذکر ہوا اور خیرات کرنے کے طریقے بتائے گئے کیوں کہ معاشرہ کی بہبود کا دارومدار بڑی حد تک دوسروں کی جائز ضرورتوں کو پورا کرنے پر مبنی ہے۔ اِس رکوع میں اس مضمون کو جاری رکھتے ہوئے لین دین کی ایسی صورت سے جو معاشرے کے لیے مہلک ہے روکا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ صاف اور واضح انداز میں بیان فرماتا ہے کہ معاشرہ کی بہبودی خیر و خیرات اور زراعت و تجارت وغیرہ سے ہے نہ کہ سُود و بیاج سے، مسلمانوں کو سود سے بچنا ضروری ہے تاکہ وہ سود کی حرمت کو سمجھیں اور اس کے نقصان سے بچیں۔ معیشت کو تباہ کرنا خدا سے جنگ کرنا ہے، لینا دینا معیشت برتنے آخرت کے سنوارنے کی غرض سے ہے نہ کہ تھوڑے سے فائدہ کے لیے اپنی جانوں پر ظلم کرنے کی خاطر۔

۲۷۴- اَلَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ بِالَّيۡلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ‌ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ

جو لوگ رات اور دن کو پوشیدہ اور ظاہر اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں تو ان کا صلہ ان کے رب کے پاس ہے (اس سے "عندیت" ملتی ہے) اور ان کو نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (نہ اس کا خوف کہ خرچ کرنا کام نہ آئے گا نہ اس کا غم کہ مال ضائع بے کار ہو جائے گا۔ اس دنیا میں بھی وہ اس کے کچھ نتائج دیکھیں گے اور آخرت میں اس کا پورا اجر پائیں گے)۔

لیکن جن لوگوں نے انفرادی اور اجتماعی ترقی کے لیے سود کو ذریعہ بنایا اور

۲۷۵- اَلَّذِيۡنَ يَاۡكُلُوۡنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوۡمُوۡنَ

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن اپنی قبروں سے) اس طرح

إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۚ فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهٰى فَلَهُ مَا سَلَفَ ۖ وَأَمْرُهُ إِلَى اللّٰهِ ۖ وَمَنْ عَادَ فَأُولٰئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ○

اٹھیں گے جیسے کسی کو شیطان نے چھو کر اسے مخبوط (حواس باختہ) بنا دیا ہو (یعنی اس کی عقل خبط ہو جائے گی، حواس اعتدال پر نہ رہیں گے) یہ حالت ان کی اس واسطے ہوگی کہ انہوں نے (حلال حرام کو یکساں کر دیا ہے) کہا جیسے سودا ہے ویسے ہی سود ہے (جیسے بیع ہے ویسے ربا ہے دونوں میں فرق کیا ہے۔ دونوں جگہ منافع لیا جاتا ہے۔ نہیں بڑا فرق ہے) اور (سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ) اللہ نے تو تجارت (سوداگری) کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ پس جس کے پاس اپنے رب کی طرف سے نصیحت پہونچی اور وہ (سود لینے سے) باز آگیا تو جو پہلے ہو چکا (وہ ہو چکا) وہ اس کے واسطے ہے اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے (اللہ ظاہر و باطن سے واقف ہے اور رحمٰن و رحیم ہے) اور جو کوئی (اس حکم کے آنے کے بعد سود) پھر لینے لگے (اس حرمت کو خاطر میں نہ لائے) تو ایسے ہی لوگ دوزخی ہیں (اور) اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

دوسرا فرق سود و تجارت میں یہ ہے کہ

۲۷۶۔ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ ○

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے (اس نے اس سے برکت اٹھالی ہے۔ مال تو بظاہر بڑھتا ہے لیکن نیکی اور اخلاق مٹتے جاتے ہیں) اور خیرات کو بڑھاتا ہے (اس میں برکت دیتا ہے) اور اللہ کسی ناشکر گزار گنہ گار کو دوست نہیں رکھتا (انھیں پسند نہیں فرماتا، اللہ نے اس کو دولت دی تھی اس نے بلا سود لیے کسی کی حاجت روائی نہ کی یہ کفرانِ نعمت ہے پھر جوازِ سود کا قائل رہا اور سود کی معصیت میں گرفتار ہوا، ایسے گنہ گار سے اس کا مالک کیسے خوش رہ سکتا ہے)۔

۲۷۷۔ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○

البتہ جو لوگ ایمان لائے اور (انہوں نے نیک نیتی سے) اچھے کام کیے (یعنی ارکانِ اسلام پر قائم رہے) اور نماز قائم رکھی اور زکوٰۃ دیتے رہے ان کے لیے ان کے رب کے پاس ان کاموں کا صلہ ہے (ثواب ہے) اور نہ اُن پر کوئی خوف ہے نہ وہ آزردہ خاطر ہوں گے۔

۲۷۸۔ يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور جو کچھ سود باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو

ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ (ایمان تو یہ ہے کہ اپنا فائدہ اس کی اطاعت میں سمجھو سود کی حرمت پر یقین کر و تبھی تو نقصان کے تصور سے نکلو گے)

۲۷۹- فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ○

پھر اگر ایسا نہ کرو گے تو اللہ اور رسول سے لڑنے کے لیے آمادہ رہو تیار ہو جاؤ، خبردار رہو) اور اگر تم توبہ کر لیتے ہو (اور سود چھوڑ دیتے ہو) تو تمہارے لیے تمہارا اصل مال ہے (اس طرح) نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ کوئی تم پر ظلم کرے۔

جو سود تم لے چکے ہو اس کو واپس کرنے کو نہیں کہا جاتا لہٰذا تم پر ظلم نہیں اور اگر اب سود کے حرام ہونے کے بعد تم سود لو تو دوسروں پر ظلم کرو گے اس سے تم کو منع کیا جاتا ہے۔

۲۸۰- وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۚ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

اور اگر (کوئی قرض دار) تنگ دست ہو تو اس کو فراخ دستی تک مہلت دو (کہ وہ مال ادا کرنے کے قابل ہو جائے) اور اگر تم قرض معاف کر دو تو یہ تمہارے لیے اور بھی اچھا ہے اگر تم کو سمجھ ہو (تم یہ سمجھ سکو کہ غریب کی مدد اور اس کی دل جوئی اللہ کی نظر میں کیا قیمت رکھتی ہے، تم کو اس کا بڑا اجر ملے گا)

آج اس عالم الغیب کے فرمان پر ایمان رکھو، کل روزِ جزا اس کی حقیقت خود بخود کھل جائے گی۔

۲۸۱- وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○ ع ۳۸

اور اُس دن سے ڈرتے رہو جس دن اللہ کے سامنے لوٹائے جاؤ گے پھر اُس دن ہر شخص کو جو کچھ اس نے کمایا اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا (اس کے عدل کے ساتھ ظلم کا تصور ہی نہ لاؤ البتہ کاموں کو اس طرح انجام دینے کی عادت ڈالو کہ تم اُس کے سامنے ہو تاکہ اجر کثیر پاؤ)۔

انتالیسواں رکوع

معاملاتِ زندگی میں سود کی نفی کرنے کے بعد ان احتیاطوں کا ذکر ہے جو معاملات کی صفائی، نفع رسانی اور ضرر سے بچنے کے لیے ضروری ہیں۔ اسلامی معاشرہ کی یہ اہم تعلیم کلام اللہ کی سب سے بڑی آیت میں ایک ممتاز حیثیت سے بیان کی جارہی ہے۔

٢٨٢- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ
بِدَيْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ
وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ
بِالْعَدْلِ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ
يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ
وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَ
لْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ
مِنْهُ شَيْـًٔا فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ
الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا
يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ
وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوْا
شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ
لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّ
امْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ
الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا
فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى وَ
لَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا
وَلَا تَسْـَٔمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا
اَوْ كَبِيْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ
عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰۤى
اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ

اے ایمان والو! جب تم آپس میں کسی مقررہ مدت کے لیے لین دین کا معاملہ کرو تو اس کو لکھ لیا کرو (تاکہ غلط فہمی نہ ہو) اور لکھنے والے کو چاہیے کہ تمہارے درمیان معاملہ کو انصاف سے (قانونی کیفیت سے یا غیر جانب داری سے) لکھ دے (تاکہ جھگڑے کا امکان نہ ہو) اور لکھنے والے کو چاہیے کہ لکھنے سے انکار بھی نہ کرے جیسا کہ اس کو اللہ نے سکھایا (جیسا کہ اللہ نے ملکی زبان میں دستور و شرع کے مطابق لکھنا سکھایا) پس اس کو چاہیے کہ (معاملہ صحت کے ساتھ) لکھ دے۔ اور جو شخص قرض لے وہی مضمون بتلاتا جائے اور اللہ سے جو اس کا رب ہے ڈرتا رہے (تاکہ ایک طرف اس کو اپنے فائدے اور سہولتوں کا خیال رہے، تو دوسری طرف اس کے مضمون سے دوسرے فریق کا نقصان نہ ہو) اور اس (عہد و پیمان) میں کوئی کمی نہ کرے، پھر اگر وہ شخص جس پر قرض ہے (جو قرض لے رہا ہے) بے وقوف ہو (کم سمجھ یا کم سن ہے) یا ضعیف ہو یا اپنا مضمون خود نہ لکھوا سکتا ہو تو اس کا ولی (سرپرست) انصاف کے ساتھ لکھوا دے اور (ان لین دین کے معاملات میں) اپنے لوگوں میں سے دو مردوں کو گواہ کر لیا کرو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو اُن لوگوں میں سے جن کو تم گواہی کے لیے پسند کرتے ہو (قابلِ اعتماد سمجھتے ہو ان میں سے) ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بنا لو) تاکہ ان دونوں میں سے اگر ایک (عورت) بھول جائے تو دوسری یاد دلا دے۔ اور گواہ جس وقت بُلائے جائیں انھیں چاہیے کہ گواہی دینے سے انکار نہ کریں اور معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کی میعاد کے اندر لکھ لینے میں کاہلی نہ کرو (یہ نہ سوچو کہ چھوٹی سی بات ہے لکھنے سے کیا فائدہ آپس میں ناچاقی اکثر چھوٹی سی باتوں سے ہو جاتی ہے) یہ لکھ لینا اللہ کے نزدیک نہایت منصفانہ بات ہے اور شہادت کی درستی (مضبوطی) کا موجب ہے۔ اور تم کو شک سے بچانے کا ایک آسان طریقہ ہے۔ ہاں اگر ایک سودا ہاتھوں ہاتھ ہو جیسے تم آپس میں لیتے دیتے ہو (جیسا کہ روزمرہ کی خرید و فروخت میں ہوتا رہتا ہے) تو اگر تم اس کو نہ لکھو تو تم پر کوئی گناہ نہیں اور (اگر کوئی معاملہ ہو جس میں نزاع کا امکان ہو تو) جب تم سودا کرو تو گواہ کر لیا کرو۔ اور (ہمیشہ پیشِ نظر رکھو کہ) کاتب اور گواہ کسی کو ایذا نہ پہونچائی جائے اور اگر تم ایسا کرو گے تو بے شک تمہارے لیے یہ گناہ کی بات ہے۔ اور اللہ

تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا ۗ وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ ۚ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ ۚ وَإِن تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ○

ڈرتے رہو اور یہ تعلیم (باہمی معاملات کی) تم کو اللہ دے رہا ہے۔ اور اللہ کو ہر شے کا علم ہے۔ (اس لیے معاملات میں ان امور کا پورا خیال رکھو تاکہ کسی کو نقصان نہ پہونچے اور معیشت نہ بگڑے)

گزشتہ آیت میں مقیم لوگوں کے لیے معاملتی اصول تھے اب مسافروں کے لیے چند ہدایات ہیں۔

۲۸۳- وَإِن كُنتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَّقْبُوضَةٌ ۖ فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ ۗ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ○ ع ۳۹

اور اگر تم سفر میں ہو (اور قرض کی ضرورت پیش آئے) اور تم کوئی لکھنے والا نہ پاؤ تو کوئی چیز گروی رکھ کر قبضہ میں دیدو۔ (اور قرض لے لیا کرو) پھر اگر تم میں سے ایک دوسرے کا اعتبار کرے تو اس شخص کو جس پر اعتبار کیا گیا ہو اس کو چاہیے کہ اپنی امانت (کما حقہ) ادا کرے اور اللہ سے جو اس کا رب ہے ڈرتا رہے اور (اے لوگو) گواہی کو (کسی حال میں) مت چھپاؤ اور جو شخص اسے چھپاتا ہے تو بے شک اس کا قلب گنہگار ہے (وہ دل کا کھوٹا اور ایمان کا کمزور ہے) اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے۔ (اس سے کہیں بھاگ نہ سکوگے۔ اُس سے ڈرو جس سے کوئی راز راز نہیں)

چالیسواں رکوع

سورۂ بقرہ کو جس شان کے ساتھ شروع کیا گیا تھا اسی شان و جامعیت سے ختم کیا جارہا ہے۔ ابتدا میں کتاب اللہ کی حقانیت، توحید باری تعالیٰ اور مومن کی صفات کا بیان ہوا پھر صحت عقیدہ کے ساتھ حسن معاشرہ۔ تہذیب و تمدن کے انفرادی و اجتماعی اصول اور اُن قوانین کا ذکر ہوا جن کا تعلق عبادات، معاملات، اخلاقِ حمیدہ سے ہے۔ اب ظاہر کی آراستگی سے باطن کی پاکیزگی پر لارہا ہے کہ مومن کا سینہ انوار تجلیات کا مرکز بنے۔ دل کے گناہ سخت ہیں ان سے بھی بچنے کی ضرورت ہے۔ قلب کا ذکر آتے ہی ایک عظیم الشان اصول کے تحت زندگی بسر کرنے کا در کھول دیا گیا۔ بتایا گیا

کہ دنیا اور دنیا کی دولت کو اپنا مال سمجھ کر نہ برتو اللہ کا مال سمجھ کر برتو۔ ظاہر اور باطن دونوں پر نظر رکھو، تاکہ نفاق میں نہ آؤ، جسم و جسمانیت کی کوتاہیوں سے گلو خلاصی پاؤ۔ اور امن و امان میں آجاؤ۔

۲۸۴۔ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور اگر تم اس کو جو تمہارے دلوں میں ہے ظاہر کرو یا اس کو چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔ (دل میں جو بات آتی ہے وہ منہ سے کہی نہیں جاسکتی لیکن اسے بھی اللہ جانتا ہے) پھر جسے چاہے گا بخشش دے گا اور جس کو چاہے گا عذاب دے گا، اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

اس آیت کے نزول پر صحابۂ کرام بھی کانپ اٹھے کہ دل کے خیالات پر حساب بہت سخت چیز ہے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہم میں اس آیت پر عمل کرنے کی طاقت نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کی توجہ شیوۂ تسلیم و رضا کی طرف پھیر دی اور فرمایا کہو "سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا" (ہم نے سُنا اور اطاعت کی) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا سمعنا واطعنا، اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ اندازِ اطاعتِ رسول اس درجہ پسند فرمایا کہ ذیل کی دو آیتوں سے نوازا جو رہتی دنیا تک تمام مسلمانوں کے لیے وسیلۂ رحمت اور نجات ہیں۔

۲۸۵۔ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○

مان لیا رسول نے جو اُس پر اس کے رب کی طرف سے اُترا اور مسلمانوں نے بھی مان لیا۔ جس پر رسول ایمان لایا یہ بھی ایمان لائے) سب نے اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو مانا (اور سب کا کہنا ہے کہ) ہم اس کے رسولوں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے (سب کی عصمتِ رسالت پر یکساں ایمان رکھتے ہیں) اور (اللہ کا حکم پاتے ہی) بول اٹھے ہم نے سُنا اور قبول کیا۔ اے رب ہمارے، ہم تیری بخشش چاہتے ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اے اللہ ہمارا کام سُننا اور اطاعت کرنا ہے ہم نے تیرے رسول کی زبان سے وہ آیات جو اُن پر نازل ہوئیں سُنیں، سنتے ہی ہم نے اقرار کیا، اور فرماں برداری و طاعت میں آگئے، ہماری نظر اپنی عبادات اور اپنی طاقت پر نہیں بلکہ تیرے فضل پر ہے تُو اپنے لطف و کرم سے ہم کو بخش دے۔ اللہ کی طرف سے قلبِ مومن کو تسکین بخشی جارہی ہے اور اطمینان دلایا جارہا ہے کہ:

۲۸۶- لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ

اللہ کسی کو اس کی طاقت (یا گنجائش) سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، جو جس نے کمایا وہ اس کو ملتا ہے (خیر کا بدلہ خیر ہے) اور جو اس نے کیا وہ اس پر پڑتا ہے (اس کے گناہوں کا خمیازہ اسی کو بھگتنا ہوگا)۔

(لطیف انداز میں یہ بات ظاہر فرما دی کہ گناہوں کا مؤاخذہ کسب یعنی عمل پر ہے البتہ راہ سلوک کے طے کرنے والے کو چاہیے کہ جب کوئی اچھا خیال دل میں آئے تو اس پر عمل پیرا ہو جائے، اور جب کوئی بُرا خیال یا وسوسہ دل میں آئے تو اسے دل سے نکال دے، دل کی حفاظت بہت ضروری ہے کہ دل مسخ ہونے کے بعد درست نہیں ہوتا۔ اور اب رہ روانِ راہِ محبت کو یہ دعا سکھائی جارہی ہے۔)

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ٙ وَاغْفِرْ لَنَا ٙ وَارْحَمْنَا ٙ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اے ہمارے رب ہم سے بھول چُوک یا خطا (لغزش) ہو جائے تو ہم سے اس کا مؤاخذہ نہ فرما۔ اے ہمارے رب ہم پر اتنا بھاری بوجھ نہ ڈال جیسا کہ تو نے ہم سے پیشتر کی امتوں پر ڈالا تھا۔ اے ہمارے رب ہم سے وہ بوجھ (بھی) نہ اٹھوا جس کی ہم میں سکت نہیں (تو ہم کو ہماری طاقت پر نہ چھوڑ، اپنے فضل سے لے چل) اور (اے ہمارے رب) ہم سے (یعنی ہمارے گناہوں سے) درگزر فرما اور ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارا مولیٰ ہے (ولایت عطا فرما) پس ہمیں کافروں پر غالب فرما (خواہ یہ کافر بیرونی ہوں یا اندرونی، کفار ہی ہوں یا خود ہماری خواہشاتِ نفس)۔

یہ سورہ چوں کہ جسم و جسمانیت سے نکالتا اور اتباع میں لاتا ہے اس لیے سورت کے آخر میں وہ دعا عطا ہوئی جو ایمان والوں کو جسم و جسمانیت کی کمزوریوں سے نکالے اور ان کی بخشش اور رحمت کی ضامن ہو، دعا میں پہلے عفو کا لفظ ہے کہ گناہ معاف ہونا بھی بڑی بات ہے، پھر مغفرت کا ذکر ہے کہ معافی و درگزر کے بعد اللہ کی بخشش اور عنایات بھی شامل ہوں، اس کے بعد رحم کا لفظ ہے کہ دامنِ رحمت میں پھر سکون ہی سکون، رحمت ہی رحمت ہے اس کے بعد مولا کی یاد، ولایت کی تمنا اور نصرتِ الٰہی کی دعا پر سورہ ختم ہوتا ہے، ان الفاظ کی ترکیب پر جس درجہ غور کیا جائے گا اور جہاں تک رسائی ہوگی اُسی قدر ان کا لطف بڑھتا جائے گا، ان شاء اللہ۔

سورۃ آل عمرٰن

مدنی ۲۰۰، آیتیں ۲۰ رکوع

سورۂ بقرہ، حیوانیت سے انسانیت، کفر سے اسلام میں لایا۔ اتباع میں رہنے کے آداب سکھائے، اُن شبہات کا ازالہ کیا جو گمراہی کے موجب ہوتے ہیں۔ اللہ کے جلال وجمال کا بیان ہوا۔ احکامات سے نوازا گیا، دعا پر سورہ ختم ہوا۔ یہ سورۂ آل عمرٰن نفس سے نکال کر رب کی معرفت عطا کرتا ہے، حقوق اللہ کی طرف لے جاتا ہے سورۂ بقرہ نے یہود کی کج بحثیوں سے آگاہ کیا یہ نصاریٰ کی گمراہیوں سے باخبر کرتا ہے۔ وہ مغضوب (یہود) کو غیر المغضوب میں لانے کی راہ دکھاتا ہے، یہ ضالین (نصاریٰ) کو ولا الضالین میں لانے کے لیے ان کی گمراہیوں پر اُن کو متنبہ کرتا ہے، تقویٰ کے مفہوم کو واضح کرتا ہے، بتاتا ہے کہ انسانیت کا مرتبہ کیا ہے، انسانِ کامل کو نتیجہ میں کیا ملتا ہے۔

نجران کے ساٹھ عیسائیوں کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ ان میں عیسائی مذہب کے بڑے جید علماء تھے منشا یہ تھا کہ متنازع فیہ مسائل میں حضور سے گفتگو کریں۔ سورۂ آل عمران کا ابتدائی حصہ تقریباً اسی نوے آیت تک اسی سلسلہ میں نازل ہوا۔ سورہ کی ابتداء اُلوہیت، حیات، قیومیت سے ہوئی ہے، اور توحید، نبوت اور معاد کے مسائل کو جو اصلِ دین ہیں ذہن نشین کرانے کے بعد ان امور کی طرف خصوصی توجہ دلائی گئی جو معاشرہ کو اُستوار بنانے، اخوتِ اسلامی کو پیدا کرنے اور برقرار رکھنے میں معاون ہوتے ہیں۔ تاکہ مسلمان ہر حال میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کامل رکھنے کے ساتھ صبر، ثابت قدمی، مستعدی اور ہمت کے ساتھ خدمتِ دین اور خدمتِ خلق میں مصروف رہیں اور اسی میں اپنی انفرادی اور اجتماعی فلاح سمجھیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان، نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ الٓـمّٓ ○ الف۔ لام۔ میم (حروفِ مقطعات ہیں یہ اللہ اور رسول کے درمیان ایک بھید ہیں۔ یہ سورت کی کنجی ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ الف، اللہ کے لیے، ل لقا اور م محبت کی نعمت کے لیے ہو لیکن وثوق کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا)

سورۃ بقرہ میں الٓمّٓ کے بعد کتاب کا ذکر تھا، یہاں " الحیّ القیّوم " کو سمجھایا گیا ہے۔ اس کے لامتناہی علم، قدرت، حکمت اور اٹل فیصلوں کا ذکر ہے۔

۲- اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝

اللہ (وہ ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ ہے سب کا تھامنے والا، (اللہ زندہ ہے اس کے لیے زوال نہیں اور ہر زندہ رہنے والے کی زندگی اسی سے ہے۔ وہ قائم رہنے والا ہے اور ہر قائم رہنے والے کا قیام اس کو ہے)۔

۳- نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اسی نے آپ (کے قلب مبارک) پر (یہ) کتاب حق کے ساتھ (ٹھیک طور پر) اُتاری، اُن (سب کتابوں) کی تصدیق کرنے والی ہے۔ جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہیں۔ اور اسی نے توریت و انجیل کو نازل کیا۔

۴- مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۗ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝

اس سے قبل۔ لوگوں کی ہدایت کے لیے۔ اور (اب آپ پر) حق و باطل میں فرق کرنے والا (فرقان، قرآن، دین) بھی اتارا۔ بے شک جو لوگ اللہ کی آیتوں کو منکر ہوئے (اس کی کتاب اس کے رسول کا انکار کیا) ان کے لیے سخت عذاب ہے اور اللہ زبردست بدلہ لینے والا ہے۔ (ایسا انتقام لینے والا ہے جو مبنی بر عدل ہے کسی غصہ کا نتیجہ نہیں۔)

(گزشتہ آیت میں اللہ کے حی و قیوم ہونے کا ذکر تھا، یہاں عزیز اور ذو انتقام فرمایا)

اب اقتدار کامل کے ساتھ اپنے کمالِ علمی کا ذکر بھی فرماتا ہے کہ منکرین کے دل میں اس کا عزیز ذو انتقام ہونا، خوب بیٹھ جائے اور نصاریٰ اپنی غلط توجیہات سے باز آئیں۔

۵- اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝

بے شک اللہ (ایسا دانا و بینا ہے کہ) اس پر زمین و آسمان کی کوئی چیز چھپی نہیں۔

اشیاءِ ظاہر کا تو ذکر ہی کیا

۶- هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ۗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

وہی (ذاتِ مطلق) ہے جو تمہارا نقشہ ماں کے پیٹ میں جس طرح چاہتا ہے، بناتا ہے، (جس کی شانِ ربوبیت، قدرتِ کاملہ اور کمالِ علم کی یہ انتہا ہو وہی اللہ ہے) اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں) وہ بڑا صاحبِ قدرت و حکمت ہے۔

غور کرو کہ خالقِ کائنات کی شانِ الوہیت کا ذکر کس جلیل القدر انداز سے اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ سے شروع ہو کر چھٹی آیت لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ، پر ختم ہوا جس نے جھلی پر

نقش بنانے پانی میں صورت اُتاری، جس سے زمین و آسمان دل و دماغ کی کوئی بھی بات پوشیدہ نہیں جس نے جسم کی پرورش کے سامان ارض سے پیدا کیے، وہی روح کی پرورش اور بالیدگی کے سامان بھی آسمان سے مہیا فرما رہا ہے۔ کس درجہ ربط ہے ایک طرف انکشافِ حق، دوسری طرف بندگی کی تلقین، ساتھ ہی بندگی کا سامان۔

۷۔ هُوَ الَّذِيٓ أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتٰبِ وَأُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشٰبَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَأْوِيلِهِ ۗ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُٓ إِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ اٰمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّآ أُولُوا الْأَلْبٰبِ ○

وقف النبی علیہ السلام ، وقف لازم ، وقف غفران

وہی (ذاتِ مطلق) ہے جس نے (اے رسول) آپ پر کتاب نازل فرمائی اس میں بعض آیتیں محکم ہیں (یعنی ان کے معنیٰ صاف واضح ہیں، جو عقل جانتی ہے، عمومی طور سے سمجھ میں آجاتے ہیں) یہی کتاب کی جڑ ہیں (احکامِ شرعی کا انھیں پر دار و مدار ہے) اور دوسری (یعنی بعض آیات) متشابہ ہیں (یعنی جن کے معنیٰ معلوم یا متعین نہیں یا ان میں کئی وجوہ کا احتمال ہے، عقل بلانقل کی مدد کے ان کو سمجھ نہیں پاتی) پس جن کے دلوں میں کجی ہے تو وہ ان آیاتِ متشابہات کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ (محض) گمراہی اور (غلط) معنیٰ کی تلاش کی خاطر (جو ان کے خیال میں درست ہوں) اور (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ کے سوا کوئی ان کے اصل معنیٰ و مطلب نہیں جانتا۔ اور جو علم میں ثابت قدم ہیں وہ لوگ (الجھنوں اور شک شبہ میں نہیں پڑتے) کہتے ہیں کہ ہم اس پر یقین لائے (یہ) سب ہمارے رب کی طرف سے (اُتری) ہیں (جو مراد بھی اللہ جل شانہٗ کی ہو اس پر ہمارا ایمان ہے) اور (سمجھانے سے) وہی سمجھتے ہیں جن کو سمجھ ہے۔ (جن کی عقل، وہم کے شائبوں سے صاف ہوتی ہے اور دقائق اور آثار کے پہچاننے اور سمجھنے کی صلاحیت رکھتی ہے)۔

ان سات آیات میں تخلیق کا بیان تھا، ساتھ ہی قرآن کے حق اور رسول کے برحق ہونے کا ذکر ہوا۔ تاکہ لوگ خیر کو سمجھیں۔ خیر کو پائیں اور راسخون فی العلم بن جائیں، عقل والے بنیں، عبد رہیں اور عمل سے عمل کے نتائج پائیں۔ اللہ کے رنگ میں رنگ جائیں۔ مامور جب امر میں لگ جاتا ہے عبد بن جاتا ہے۔ مسلمان عالمِ نور میں رہتا ہے کیا یہ مقام قابلِ رشک نہیں یہ سورہ اسی طرف لا رہا ہے سمجھو۔ یہ حق ہے اسی کے لیے دعا سکھائی جا رہی ہے۔

ان عقل والوں کی دعا یہ ہوتی ہے کہ

۸۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ

اے ہمارے پروردگار جب تو نے ہمیں ہدایت بخشی ہے تو اس کے بعد ہمارے دلوں کو (ہدایت سے) نہ پھیر، اور اپنے پاس سے رحمت (توفیقِ استقامت و

رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ — حضوری) عطا فرما۔ بے شک تو ہی سب کچھ دینے والا ہے۔

۹۔ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ — اے ہمارے رب تو بے شک ایک روز جس میں کچھ شبہ نہیں لوگوں کو جمع کرنے والا ہے، بے شک اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

دوسرا رکوع

جو لوگ ہدایت سے بے بہرہ ہو کر دولت میں پھنسے ہوئے ہیں، اور اسی کو منفعت سمجھتے ہیں۔ ان پر اس کی حقیقت کھل جائے گی۔ یہ دولت انھیں عذاب الٰہی سے نہ بچا سکے گی۔

۱۰۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَـيْـــًٔـا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝ — بے شک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کی دولت اور ان کی اولاد (قیامت کے دن) اللہ (کے عذاب) سے ان کو ذرا نہ بچا سکے گی اور وہی دوزخ کی آگ کا ایندھن بنیں گے

۱۱۔ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَھُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ — فرعون والوں اور ان سے اگلوں کی طرح (کہ) انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو اللہ نے بھی ان کے گناہوں پر ان کو پکڑا اور اللہ کا عذاب سخت ہے (کسی کے ٹالے ٹل نہیں سکتا)

(فرعون مر چکا، فرعونیت باقی ہے۔ ہر زمانہ میں فرعونیت کے اقدار کو روشن کرنے والوں کا یہی حال ہوتا رہا ہے اور نتیجہ سب کا ایک ہوگا)۔

۱۲۔ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ — آپ (ان) کافروں سے کہہ دیجیے کہ عن قریب تم (اس دنیا میں بھی) مغلوب کیے جاؤ گے اور (آخرت میں) جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

آیت (۸)۔ وَهَّاب : بڑا ہبہ کرنے والا، عطا کرنے والا، ایسی بخشش کرنے والا جو واپس نہ ہو۔

آیت (۱۱) آج بھی فرعونیت سے مراد، مادیت اور انکار حق کی ہر صورت ہوگی۔

کافروں کے مغلوب و پسپا ہونے کا حال دنیا نے جنگِ بدر ہی میں دیکھ لیا جس میں ابوجہل جیسا کافر بھی مارا گیا اور یہ جنگ رہتی دنیا تک ایک نشانی بن گئی۔

۱۳- قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِیْ فِئَتَیْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ اُخْرٰی كَافِرَةٌ یَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَیْهِمْ رَاْیَ الْعَیْنِ ؕ وَ اللّٰهُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ ۝

بے شک تمہارے لیے ان دو جماعتوں میں جو (میدانِ بدر میں) باہم مقابل ہوئیں (اللہ کی قدرت اور اس کا وعدہ حق ہونے کی) ایک نشانی ہے۔ ایک جماعت (یعنی مسلمانوں کی فوج) اللہ کی راہ میں لڑ رہی تھی اور دوسری کافروں کی جماعت تھی اور وہ (یعنی کافر) اپنی آنکھوں سے انھیں اپنے سے دوچند دیکھ رہے تھے (مسلمان ثابت قدم رہے) اور اللہ اپنی نصرت سے جس کی چاہتا ہے تائید فرماتا ہے۔ بےشک اس (واقعہ) میں اہلِ بصیرت کے لیے بڑی عبرت ہے (یقیناً یہ بڑا سبق آموز واقعہ ہے لیکن انھیں کے لیے جو اہلِ بصیرت ہوں جو اللہ کی اس نصرت کو بھی نہ دیکھ سکیں وہ اللہ کو کیا پہچانیں گے)۔

۱۴- زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِیْنَ وَ الْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَیْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝

لوگوں کے لیے (ان کی) مرغوب چیزوں کی محبت خوشنما بنا دی گئی (بالعموم لوگ لذت پسند ہوتے ہیں، ان چیزوں کے طالب ہوتے ہیں جو نفس چاہتا ہے) یعنی عورتیں اور اولاد اور سونے چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان کیے ہوئے (اعلیٰ قسم کے) گھوڑے (منتخب، جنگ کے گھوڑوں پر نشان لگا دیتے ہیں، ایسے تربیت یافتہ جن میں انسان کی سی خصلت آجاتی ہے۔) اور مویشی اور کھیتی (اس میں وہ تمام چیزیں آگئیں جو نتیجہ میں ملتی ہیں) یہی (ان لوگوں کی) دنیوی زندگی کا سرمایہ ہے اور (جو لوگ دنیا کو اللہ کے لیے برتتے ہیں ان کے لیے) اللہ کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔

۱۵- قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَیْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

(اے رسول) آپ فرما دیجیے (اے لوگو) کیا میں تم کو ان سب سے (جن کے تم گرویدہ ہو رہے ہو) کہیں بہتر چیز بتا دوں (سنو) پرہیزگاروں کے لیے، ان کے رب کے یہاں جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور ان کے لیے (جنت میں) پاک بیویاں ہوں گی اور (سب سے بڑی چیز جو انھیں حاصل ہوگی وہ) اللہ کی خوشنودی (اور رضامندی ہے) اور (یاد رکھو کہ) اللہ اپنے بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے (وہ ان کے ظاہر و باطن سب سے خوب واقف و خبردار ہے)۔

اللہ کے نیک بندے جو جنت میں رہیں گے وہ ہیں

۱۶- اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۚ

جو کہتے ہیں (التجا کرتے ہیں) اے ہمارے رب بے شک ہم ایمان لے آئے ہیں سو تُو ہم کو ہمارے گناہ معاف فرما اور ہم کو آگ کے عذاب (عذابِ دوزخ، عذابِ فراق، عذابِ مہجوری) سے بچالے

جانتے ہو یہ لوگ کون ہیں؟ یہ احکام کے تحت زندگی بسر کرنے والوں کا ایک پاکیزہ گروہ ہے جو۔

۱۷- اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ○

(تکالیف پر) صبر کرنے والے۔ (ناگوار کو اللہ کے لیے گوارہ کرنے والے، انتظارِ کرم میں رہنے والے) اور سچے (راست باز، صداقت پر قائم، حکم کو ایسا بجالانے والے جو اس کی مرضی کے مطابق ہو) اور با ادب (عبادت گزار) اور (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے والے۔ اور راتوں کے پچھلے پہر (اللہ کی بارگاہ میں) مغفرت طلب کرنے والے (یہی اس کی رضا کے جویا، یہی اس کی رضا کو پانے والے ہیں "لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا" کے مصداق یہی ہیں)۔

۱۸- شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۭ

النصف

اللہ نے (اس بات پر) گواہی دی (گویا آسمان و زمین پر منادی ہوتی) کہ کسی کی بندگی نہیں سوائے اُس کے (یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) اور فرشتوں اور اہلِ علم نے بھی (اپنے اپنے مقام پر یہ گواہی بھی دی کہ اللہ ہی عدل قائم فرمانے والا ہے۔ (اللہ تعالیٰ انصاف کے ساتھ کارخانۂ عالم کو سنبھالے ہوئے ہے) اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زبردست حکمت والا ہے۔

حکمت یعنی آلِ قدرت سے جو چیز آئی وہ دین ہے۔

۱۹- اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۣ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

بے شک دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔ (یعنی اللہ کے حکم پر گردن ڈال دینا۔ اپنے کو سونپ دینا، پس اللہ کے نزدیک سچا مذہب یہی ہے۔ ہر زمانہ میں انبیاء علیہم السلام اسی پر کاربند رہے اور اسی کی تبلیغ فرمائی، سب یہی دین لے کر آئے، لیکن اُسی قدر جو اُس زمانہ کے مطابق تھا۔ البتہ جامع و اکمل دین جو اسلام کہلایا وہ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے) اور اہلِ کتاب نے جو (اس دین سے) اختلاف کیا تو علم حاصل ہونے ہی کے بعد (جان بُوجھ کر محض) آپس کی ضد سے کیا۔ اور جو کوئی اللہ کی آیات (یعنی اس کے احکام، اس کے پیغمبر، اس کی نشانیوں) کا انکار کرے تو اللہ یقیناً ان سے بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ (ان کو اس انکار کی سزا جلد ہی بھگتنا ہوگی)۔

۲۰۔ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ
لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَ الْاُمِّيّٖنَ
ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ
اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا
عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۞ ع ۱۱

پس (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ اپنی ضد کے باعث) اگر آپ سے کج بحثی کریں تو آپ کہہ دیجیے میں نے تو اپنا رُخ اللہ کی طرف کر لیا (میں نے اپنے افعال و کیفیات کو اللہ کے تابع کر لیا، ہمہ تن اللہ کے حکم کے تابع ہو گیا۔ جو کچھ مجھ میں "مَیں پَن تھا" سب چھوڑ کر محض اُس کا ہو گیا ہوں) اور (ایسے ہی) اُن لوگوں نے بھی جو میرے پیرو ہیں (اپنا سر اللہ کے حکم کے آگے جھکا دیا ہے) اور آپ اہلِ کتاب اور (عرب کے) اَن پڑھ لوگوں سے کہہ دیجیے کیا تم بھی اتباع میں آتے ہو (اللہ کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہو؟) پھر اگر وہ تابع ہو گئے تو انہوں نے راہِ ہدایت پالی۔ اور اگر انہوں نے رُوگردانی کی (اتباع میں نہ آئے، حق سے منہ پھیر لیا) تو آپ کے ذمہ صرف (احکامِ الٰہی کا) پہونچا دینا ہے۔ اور اللہ اپنے بندوں کو خوب دیکھ رہا ہے (سب اس کی نگاہ میں ہیں وہ سب کے حال سے واقف ہے)۔

تیسرا رکوع

نجران کے وفد کو سُنایا جا رہا ہے کہ حق سے انحراف بنی اسرائیل کی قدیم عادت ہے یہی نہیں بلکہ وہ انبیاء اور صالحین کو اُن کی تبلیغِ حق کے باعث قتل کرتے رہے، مفسرین نے فرمایا کہ بنی اسرائیل نے ایک دن میں تینتالیس یا ایک سو ستر یا ایک سو بارہ صالحین کو شہید کیا، کیسا شدید گناہ ہے، کیا اس کے خمیازہ سے وہ بچ سکتے ہیں، ہرگز نہیں ان کے اعمال غارت ہوئے۔ اسلام، اللہ کا آخری پیغام، سرورِ کائنات، اللہ کے آخری رسول ہیں۔ اللہ کے ہاتھ میں سررشتۂ خیر و شر ہے جس کو چاہے عزت دے جس کو چاہے ذلت دے۔ وہ ہر بات پر قادر ہے۔ کاش لوگ سمجھیں اور ایمان کے مقابلہ میں کفر کی طرف راغب نہ ہوں۔ جان لیں کہ اللہ کو ہر بات کا علم ہے اور ان کے اعمال کا بدلہ ان کو ضرور ملے گا۔

۲۱۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ
يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ
الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ
النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

جو لوگ آیاتِ الٰہی (اس کے احکام انبیاء اور نشانیوں) کا انکار کرتے ہیں اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے ہیں اور (نیز) لوگوں میں سے ان لوگوں کو مار ڈالتے ہیں جو (انھیں) انصاف کرنے کا حکم دیتے ہیں پس ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سُنا دیجیے۔

آیت (۲۰) مقامِ خلت میں حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کی دعا "اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ" تھی (زمین آسمان بنانے والے کی طرف ان کا رُخ تھا۔ یہاں مقامِ حُب میں "اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ" جو کچھ "مَیں پَن" ہے اس کو بھی ترک کیا جاتا ہے، رخ اللہ کی طرف ہوتا ہے، توجہ ذات پر رہتی ہے۔

۲۲۔ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ○

یہی لوگ ہیں جن کے عمل غارت گئے (محنت اکارت گئی) دنیا میں (بھی) اور آخرت میں (بھی)، اور (اللہ کے سامنے) ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ (جیسا کہ وہ آج اپنی نازیبا حرکتوں پر اترا رہے ہیں، ان کے اِترانے کی ویسی ہی سزا ہوگی اور دہاں ان کا مددگار کوئی نہ ہوگا)۔

۲۳۔ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ وَهُم مُّعْرِضُونَ ○

کیا آپ نے ان (علماء یہود کے حال) پر نظر نہ کی جنھیں اللہ کی کتاب (توریت) کا کچھ حصہ ملا تھا (جو تحریف سے بچ گیا تھا) انھیں (اسی) کتاب اللہ (یعنی قرآن یا تورات) کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ (وہی) ان کے درمیان فیصلہ کردے (ان کو حق پر رہنے کا حکم کرے)، لیکن ان کا ایک گروہ (اپنی فہم نارسا پر اِتراکر) اس سے رُوگردانی کرتا ہے (اس کے احکام یا بشارت سے تغافل برتتا اور انجان ہوجاتا ہے)، اور وہ (درحقیقت) تغافل برتنے والے ہیں ہی۔

۲۴۔ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ○

یہ (ان کا تغافل) اس لیے ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ سوائے گنتی کے چند دن کے ہمیں دوزخ کی آگ ہرگز نہ لگے گی (ان کو دراصل بخشش کی ایک عام آیت سے جو انھیں تورات میں مل گئی تھی مغالطہ ہوا ہے جو خود ان کی اپنی غلط توجیہات کا نتیجہ ہے) اور ان کی افترا پردازیوں نے انھیں اپنے دین کے متعلق دھوکے میں ڈال رکھا ہے (مغرور بنادیا ہے خود فریبی میں مبتلا کر دیا ہے)

اس زندگی میں تو وہ خود فریبی میں مبتلا ہولیں مگر ذرا سوچیں کہ

۲۵۔ فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنَاهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ○

پھر اس دن جس میں ذرا شبہ نہیں ان کا کیا حال ہوگا جب ہم ان کو جمع کرینگے اور ہر شخص کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر (کسی قسم کا) ظلم نہ ہوگا (کسی کی حق تلفی نہ ہوگی)

یاد رکھو جو قیامت کے دن جمع کرنے والا ہے، تجلّیات کے دن کا مالک ہے وہی یہاں کا بھی مالک ہے۔ سزا و جزا قیامت پر منحصر نہیں یہاں بھی جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

۲۶۔ قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ

آپ فرما دیجیے! اے اللہ۔ مالک الملک (سارے ملکوں کے مالک، توفیق و استطاعت کے مالک) تُو (ہی) جس کو چاہے سلطنت (بادشاہی) عطا فرمائے اور تو (ہی) جس سے چاہے سلطنت (وبادشاہی) چھین لے اور تو ہی جس کو چاہے عزت دے (شہود ولقا کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے)، اور تو (ہی) جس کو چاہے ذلّت دے (حجاب، بُعد اور دُوری میں ڈال دے) سب بھلائی (خیر و خوبی) تیرے

شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ○

ہی قبضۂ قدرت میں ہے۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ (تُو ایسا مالک ہے کہ جسے جو چاہے دے سکتا ہے۔)

۲۷۔ تُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی النَّہَارِ وَ تُوۡلِجُ النَّہَارَ فِی الَّیۡلِ وَ تُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ وَ تُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ ۫ وَ تَرۡزُقُ مَنۡ تَشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ○

(تُو وہ صاحبِ قدرت ہے کہ) تُو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور تو ہی جان دار کو بے جان سے نکالتا ہے اور بے جان کو جان دار سے پیدا کرتا ہے (نور و ظلمت، حیات و موت، عزت و ذلت، فراخی و تنگ دستی سب کچھ تیرے ہی قبضۂ قدرت میں ہے) اور تو ہی جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔ (نعمت سے، عزت سے، دبدبے سے سرفراز فرماتا ہے)

گزشتہ آیت میں بتایا گیا کہ عزت و ذلت فراخی و تنگ دستی اللہ کے ہاتھ میں ہے، اب مسلمانوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ وہ بھی دنیا کی دولت، جاہ طلبی یا کسی اور غرض سے کفار کو اپنا دلی دوست نہ سمجھیں کہ ان کا ایمان ہی خطرہ میں پڑ جائے۔

۲۸۔ لَا یَتَّخِذِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الۡکٰفِرِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۚ وَ مَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ فَلَیۡسَ مِنَ اللّٰہِ فِیۡ شَیۡءٍ اِلَّاۤ اَنۡ تَتَّقُوۡا مِنۡہُمۡ تُقٰىۃً ؕ وَ یُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفۡسَہٗ ؕ وَ اِلَی اللّٰہِ الۡمَصِیۡرُ ○

مسلمانوں کو چاہیے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو (اپنا) دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا تو اس کا اللہ سے کوئی واسطہ (ربط و تعلق) نہیں۔ (کفار سے دلی تعلق نہ ہو) مگر ہاں ان کے شر سے بچنے کے لیے (اپنی حفاظت کے لیے اِن کفار سے تعلقات رکھ سکتے ہو۔ گویا تعلقات، دنیا کے برتنے کے لیے ہوں آخرت بگاڑنے کے لیے نہ ہوں) اور اللہ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے (اس غیرت سے ڈراتا ہے جو اس کے احکام نہ ماننے، اس کے رسول کی نافرمانی سے اس کو ہوتی ہے۔) اور (آخر تم کو) اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (کیوں اس کی غیرت کو مشتعل کرو کیوں اپنے میں وہ نفس پیدا کرو جو اس کے حکم کے نہ ماننے پر تم کو اُبھارے)۔

اور یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ تمہارے ظاہر تمہارے باطن دونوں سے خوب واقف ہے غیر کو اپنا بنا کر اپنے کو دھوکہ نہ دو۔ اللہ سے کوئی راز راز نہیں۔

۲۹۔ قُلۡ اِنۡ تُخۡفُوۡا مَا فِیۡ صُدُوۡرِکُمۡ اَوۡ تُبۡدُوۡہُ یَعۡلَمۡہُ اللّٰہُ ؕ وَ یَعۡلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ○

آپ فرما دیجیے! (کہ) تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے تم اسے چھپاؤ یا ظاہر کرو (بہرحال) اللہ اس کو جانتا ہے اور (یہی نہیں بلکہ) آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اس کو معلوم ہے۔ اور (محض اللہ کو علم ہی نہیں ہے بلکہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۳۰۔ یَوۡمَ تَجِدُ کُلُّ نَفۡسٍ مَّا عَمِلَتۡ

(مسلمانو اُس دن کو نہ بھولو) جس دن ہر شخص، جو کچھ کہ اس نے نیکی کی ہے اور جو کچھ

مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗۤ اَمَدًا ۢ بَعِيْدًا ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ ۢ بِالْعِبَادِ ۟

کہ اس نے برائی کی ہے، اپنے سامنے موجود پائے گا۔ (جس دن عمل اس کے سامنے صورت لیں گے اچھے اور برے عمل سامنے آئیں گے اس دن برے اعمال کو دیکھ کر) وہ آرزو کرے گا، کاش اس کے اور اس (کے اعمالِ بد یا اس دن) کے درمیان بڑا فاصلہ ہوجاتا (اتنا فاصلہ ہوجاتا کہ کبھی اس تک رسائی نہ ہوتی) اور اللہ تو (تمہاری بہتری کے لیے) تم کو اپنے آپ سے ڈراتا ہے اور اللہ تو اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔

چوتھا رکوع

اللہ کی محبت کا اندازہ کرو کہ اپنے نفس اپنی ذات سے ڈرانے کے ساتھ ہی رحمت کا تصور آگیا۔ اپنی حقیقتِ جمال پر نظر گئی۔ مہربانی و شفقت کا ذکر شروع ہوگیا۔ عبدِ محبوب کو حکم ہوا۔

۳۱۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم!) آپ فرمادیجیے! اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو (تمام کیفیات و حالات میں میری اتباع کرو، اپنا کردار ایسا بناؤ جیسا میرا ہے تو) اللہ تم کو محبوب رکھے گا۔ (اللہ تم سے محبت کرے گا، اور (اس محبت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ تو بڑا بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

۳۲۔ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝

آپ فرما دیجیے کہ اللہ اور (اس کے) رسول کا حکم مانو (احکام میں اللہ کی اطاعت، عمل میں اُسوۂ کاملہ کی پیروی) پھر اگر وہ نہ مانیں (نورِ نبوت سے نورِ ہدایت کو نہ لیں، رُوگردانی کریں) تو اللہ کافروں سے (ذرا) محبت نہیں کرتا۔ (دیکھو لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ فرمایا، سرکارِ دوعالم سے روگردانی کو کفر کہا ہے)۔

سلسلۂ نبوت آج سے نہیں ابتدائے آفرینش سے چلا آرہا ہے، یہ دینِ اسلام نیا دین نہیں ابتدائے آفرینش ہی سے ایک منتخب دین ہے، اللہ نے جس کو چاہا پسند فرمایا۔ پسندیدہ گروہ کا سردار بنایا پسندیدگی تک لایا۔

۳۳۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝

بے شک اللہ نے آدم، نوح و آلِ ابراہیم اور آلِ عمران کو (اپنے اپنے زمانے میں سارے جہان پر (فضیلت کے لیے) چُن لیا (ان کو نبوت کے لیے منتخب کیا، اور برگزیدہ بنایا)

یہ سب انبیاءؑ ایک ہی سلسلہ کی کڑی ہیں ایک ہی لڑی کے منتخب موتی ہیں۔

۳۴- ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

ان میں سے بعض بعض کی اولاد ہیں، اور اللہ (سب کی دعاؤں کا) سننے والا، (اور) جاننے والا ہے (اس کو معلوم ہے کہ کس کے لیے کیا کس وقت مناسب ہے)۔

۳۵- إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۚ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

(اور یاد کرو) جب عمران کی بیوی نے (اپنے زمانہ کے رواج کے مطابق) دعا مانگی۔ اے میرے رب جو کچھ میرے پیٹ میں ہے اس کو میں نے (سب اشغالِ دنیاوی وقیدِ تعلقات سے) آزاد کرکے تیری نذر کیا (کہ وہ تیری عبادت اور مسجدِ قدس کی خدمت میں لگا رہے) پس اس (نذر) کو میری طرف سے قبول فرما بے شک تو ہی (دعاؤں کا) سننے والا ہے (اور آرزوؤں اور تمناؤں کا) جاننے والا ہے۔

دعا کا لطیف پہلو یہ تھا کہ لڑکا ہو تاکہ یہ خدمت انجام دے سکے۔ لیکن

۳۶- فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ ۖ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝

پھر جب اُس نے لڑکی جنی (یعنی اُس کے لڑکی پیدا ہوئی) تو عرض کیا اے رب میں نے لڑکی جنی ہے۔ اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ اُس نے جنا اور بیٹا تو بیٹی جیسا نہیں (کیونکہ لڑکا تو آزادی کے ساتھ بیت المقدس کی خدمت کرسکتا ہے لڑکی کے لیے اس درجہ آزادی ممکن نہیں) اور (بیٹے کی تمنا تھی وہ تو نہ ہوا بہرحال) میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود (کے شر) سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے عمران کی بیوی کی دعا سن لی

۳۷- فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۖ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۖ قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۖ

پھر اُس (لڑکی) کے رب نے اس کو بہت اچھی طرح قبول فرمالیا۔ اور اس کی نشوونما بڑی حسن و خوبی سے کی اور زکریا کو (جو بیت المقدس کے محافظ اور حضرت مریم کے قرابت دار تھے) ان کا کفیل بنایا (وہ ان کی سپردگی میں آگئیں لیکن اصل پرورش و نگہداشت اُسی رب کی تھی جو اُن کا نگرانِ حال تھا) جب بھی زکریا ان کے پاس محراب میں آتے (جہاں وہ مشغولِ عبادت رہتیں) تو وہ ان کے پاس کچھ رزق (کھانے کی چیزیں جو خلافِ موسم ہوتیں) پاتے۔ (آپ حیرت سے

عمران: - دو ہیں، ایک حضرت موسیٰؑ کے والد۔ دوسرے حضرت مریمؑ کے والد۔ یہاں حضرت مریمؑ کے والد، عمران مراد ہیں انھیں کے گھر والوں کا ذکر بھی تفصیل سے آگے آیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○

ایک دن) پوچھنے لگے اے مریم! یہ تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے (مریم) بولیں یہ اللہ کے پاس سے (آتا ہے) بے شک اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

جب حضرت زکریاؑ نے حضرت مریمؑ کی ولائت کے یہ انوار دیکھے یعنی بے فصل کے میوے، تو باوجود بڑھاپے کے خود بھی پھل کی توقع کرنے لگے پس۔

۳۸۔ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ○

وہیں زکریا نے اپنے رب سے دعا کی، عرض کیا اے میرے رب تو مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بے شک تو دعا کا سننے والا ہے (مجھے بھی بے فصل کا میوہ مل جائے بڑھاپے میں اولاد مرحمت ہو)۔

۳۹۔ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

ابھی وہ محراب میں کھڑے نماز ہی پڑھ رہے تھے (عبادت گاہ میں کھڑے دعا ہی مانگ رہے تھے) کہ ان کو فرشتوں نے آواز دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو (ایک فرزند) یحییٰ (کے پیدا ہونے) کی خوش خبری دیتا ہے جو "کلمۃ اللہ" کی تصدیق کرنے والا ہوگا (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جو اللہ کے حکم "کُن" سے پیدا ہوں گے ان کی تصدیق کرے گا) اور وہ (لوگوں کا) پیشوا (ان کا سردار) ہوگا اور (اس کی ایک یہ خوبی بھی ہوگی کہ وہ) عورتوں کے پاس نہ جائے گا۔ اور (اس کی بڑی فضیلت یہ ہوگی کہ) خدا کے نیکوکار بندوں میں سے نبی ہوگا (یعنی وہ نیکوکار فرض شناس، خالق و مخلوق کے حقوق کو ادا کرنے کے علاوہ وہ ایک برگزیدہ نبی بھی ہوگا جس کی وجہ سے اس کے باپ کا دین زندہ ہوگا)۔

لیکن حضرت زکریاؑ نے جب تقاضائے بشریت سے اسباب پر نظر ڈالی تو

۴۰۔ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ۚ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ○

عرض کیا اے میرے رب میرے لڑکا کیونکر ہوگا۔ مجھے بڑھاپے نے آلیا ہے اور میری بیوی (بھی) بانجھ ہے فرمایا اسی طرح اللہ کرتا ہے جو چاہے (تم مسبب پر بھروسہ کرو اسباب پر مت جاؤ)۔

۴۱۔ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۚ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۚ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ

(زکریا نے) عرض کیا اے میرے پروردگار (اس حالت کرم کی صورت میں) میرے لیے کچھ نشانی مقرر فرما دے۔ فرمایا تیرے لیے نشانی یہ ہے کہ تو لوگوں سے تین دن (تک) بجز اشارہ کے بات نہ کر سکے گا اور (یہ تو ایک اضطراری نشانی ہے لیکن تم اس حال میں دل و زبان سے) اپنے رب کو بہت یاد کرتے

ع ۴ كَثِيرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۝ — رہو اور اس کی تسبیح صبح و شام کرتے رہو۔

(ذکرِ کثیر خیال بندی ہے قلب سے متعلق ہے۔ جب قال ختم ہو کر حال کی کیفیت طاری ہونے لگتی ہے تو زبان بند ہو جاتی ہے۔ یہ اللہ کی دین ہے۔ تسبیح زبان سے ہے اور ذکر قلب سے ہے)۔

پانچواں رکوع

حضرت یحییٰؑ کی پیدائش یقیناً اللہ کی قدرت کا ایک نمونہ تھی لیکن حضرت مریمؑ کا واقعہ اس کی قدرتِ کاملہ کا اس سے زیادہ روشن ثبوت ہے۔ اس رکوع میں جناب مریمؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق صحیح عقائد، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ، ان کی عظمت، نبوت اور معجزات کا واضح انداز سے بیان کیا جا رہا ہے تاکہ نجران کے وفد کو بھی ان حقائق سے مطلع کیا جائے اور تا قیامِ قیامت حق روشن رہے۔

۴۲- وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَٰٓئِكَةُ يَٰمَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَىٰكِ عَلَىٰ نِسَآءِ الْعَٰلَمِينَ ۝

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب فرشتوں نے کہا اے مریم اللہ نے تم کو چن لیا ہے اور (ظاہری اور باطنی دونوں طرح) خوب پاک کر دیا (یہود کی جھوٹی تہمتوں سے بھی پاک صاف رکھا) اور تم کو سب جہان کی عورتوں پر (اپنے زمانہ میں) فضیلت دی۔

ایک فضیلت اور برگزیدگی تو اُن کے زمانہ تک خاص تھی ایک یہ فضیلت کہ بدون مَسِّ بشر حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر کو پیدا کیا یہ فضیلت ہمیشہ کے لیے خاص ہے۔

۴۳- يَٰمَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّٰكِعِينَ ۝

(ان عنایات کا تقاضا ہے کہ) اے مریم (انتہائی ادب سے) اپنے رب کی بندگی کرو (اس کو حاضر ناظر جان کر اس کے سامنے ادب سے کھڑی رہو) اور سجدہ کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو (بیت المقدس میں جو عبادت گزار ہیں ان کے ساتھ تم بھی قیام، رکوع و سجود بجالاؤ تاکہ ادب کے ساتھ تعظیم و تعمیل کی نعمت میسر ہو۔ سجدہ میں قرب پاؤ، رکوع میں حضوری میسر ہو، یہ شرائطِ بندگی ہیں انھیں بجالاؤ اجزائے نماز کی لطافت کو کھول کر بیان کیا گیا دراصل اس سے مراد کُل نماز ہی ہے۔)

۴۴- ذَٰلِكَ مِنْ أَنۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ

(اے رسول) یہ (واقعات) غیب کی خبروں میں سے ہیں جو ہم آپ کو وحی کے ذریعہ پہونچاتے ہیں اور آپ (اُس وقت بھی) ان کے پاس موجود نہ تھے جب (مریم کی ماں مریم کو لے کر آئیں اور ہیکلِ مقدس کے مجاور، (قرعہ اندازی کے طور پر) اپنے اپنے قلم

يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ○

(دریا میں) پھینک رہے تھے کہ مریم (کی تعلیم و تربیت، پالنے پوسنے) کا ذمہ دار کون بنے۔ اور نہ آپ اس وقت ان کے پاس تھے جب (اس کفالت اور ذمہ داری کے متعلق) وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ (کیا یہ باتیں جو اللہ تعالیٰ آپ پر وحی فرما رہا ہے اس امر کا بیّن ثبوت نہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ پر نازل کی ہوئی کتاب حق ہے)۔

بہر حال عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا مسئلہ بھی نجران کے وفد اور آنے والی قوموں پر مخفی نہ رہے آپ وہ بھی بیان فرما دیں۔

۴۵۔ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○

(وہ واقعہ بھی یاد دلائیے) جب فرشتوں نے کہا اے مریم اللہ تعالیٰ تم کو اپنے ایک حکم کی (ایک کلمہ کُن کی) بشارت دیتا ہے (یعنی خدا کے حکم سے تمہارے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوگا) جس کا نام مسیح، عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔ (اور وہ) دنیا اور آخرت میں بڑے مرتبہ والا (باعزت باآبرو) ہوگا اور اللہ کے مقربوں میں سے ہوگا۔ (اُسے دنیا والے بھی چاہیں گے اور وہ مقرب بارگاہ بھی ہوگا)۔

وہ بڑا باوقار اور لوگوں کے طعن اور تشنیع سے بَری ہوگا اور یہ بھی اطمینان رکھو کہ وہ اپنے متعلق خود ہی لوگوں کو بتا دے گا۔

۴۶۔ وَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

اور وہ لوگوں سے باتیں کرے گا گہوارہ میں اور پختہ عمر میں بھی (یعنی جب کہ ماں کی گود میں ہوگا اُس وقت بھی لوگوں سے ہم کلام ہوگا اور یہی معجزانہ اندازِ کلام اُس وقت بھی ہوگا جب وہ دوبارہ دنیا میں نازل ہوگا) اور وہ صالحین میں سے ہوگا (ان کے متعلق ایک عبدِ صالح ہی کا تصوّر رکھنا، غلط خطرات کو نہ دل میں جگہ دینا نہ دوسروں کے کہنے سے اثر لینا)۔

یہ کلام حضرت مریمؑ کے اطمینانِ قلبی کے لیے کافی وشافی تھا۔ پھر بھی فطرتِ انسانی دلیل کی طالب رہتی ہے اس کے آثار یہاں بھی پائے جاتے ہیں۔

۴۷۔ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ وَلَدٌ

(مریم) بولیں اے میرے رب میرے لڑکا کیوں کر ہوگا حالاں کہ مجھ کو کسی انسان

مسیح : اصل عبرانی زبان میں ماشیخ یا مشیخا تھا جس کے معنی مبارک کے ہیں معرب ہو کر مسیح بن گیا۔

عیسیٰ : اصل عبرانی زبان میں الیشوع تھا معرب بن کر عیسیٰ بنا جس کے معنی سید کے ہیں ابن مریمؑ کی اضافت یہاں نام کا جزو بنا دی گئی ہے تاکہ حضرت مریمؑ کی بزرگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بلا باپ کے پیدا ہونا یاد رہے۔

وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ ۖ قَالَ كَذَٰلِكِ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ○

نے ہاتھ تک نہیں لگایا (مجھے بشر نے چھوا تک نہیں) فرمایا اللہ یوں ہی پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے جب (اللہ) کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو یہی کہتا ہے "ہو جا" سو وہ ہو جاتا ہے۔ (وہ اسباب کا محتاج نہیں اس کی قدرت کی حد بندی نہیں، وہ جس طرح چاہے اور جو چاہے پیدا کر سکتا ہے)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل کا ذکر تھا درمیان میں جناب مریمؑ کے اطمینان کے لیے ایک بات آگئی اب پھر عیسیٰ علیہ السلام پر عنایات کا ذکر جاری ہے۔

۴۸۔ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ ○

اور اللہ (تمہارے بیٹے) عیسیٰ کو کتاب اور حکمت (کی باتیں) اور تورات و انجیل (سب کچھ) سکھا دے گا۔

۴۹۔ وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ○

اور (اللہ) اُن کو بنی اسرائیل کی طرف (یہ) پیغام پہونچانے والا بنا کر بھیجے گا کہ بے شک میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نشانی لے کر آیا ہوں (پھر ان پانچ معجزات کا ذکر کرے گا جو کلمۃ اللہ کے اثر کو ظاہر کرتے ہیں تو وہ ان سے کہے گا، دیکھو) میں تمہارے لیے مٹی سے پرندہ کی شکل کا ایک پُتلا بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے ایک پرندہ بن جاتا ہے اور میں اللہ کے حکم سے مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو اچھا کرتا اور مُردے کو جِلاتا ہوں۔ اور تم جو کچھ کھا کر آؤ یا اپنے گھروں میں رکھ کر آؤ میں تم کو بتا دیتا ہوں۔ اس میں (میرے کلمۃ اللہ ہونے، اللہ کے رسول ہونے اور مسیح عیسیٰ ابن مریم ہونے کی) تمہارے لیے پوری (پوری) نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو (اگر تمہارے قلب میں ایمان کی جھلک ہو، دل مُردہ نہ ہو چکا ہو، تو یہ وہ نشانیاں ہیں جن سے ہر طرح کے شکوک و شبہات کی تلافی ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت اور عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور عظمت بخوبی واضح ہو جاتی ہے)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صفات کا بیان جاری ہے۔

۵۰۔ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ ۚ وَجِئْتُكُم

اور (لوگو) میں تصدیق کرنے والا ہوں اپنے سے پہلے آئی ہوئی کتاب کی جو توریت ہے اور (میں) اس واسطے (آیا ہوں) کہ بعض وہ چیزیں، جو تم پر (توریت کے حکم کے بموجب) حرام تھیں وہ (اب اللہ ہی کے حکم سے) حلال کر دوں (اور یہ سب میں خود نہیں کرتا۔ میں تو اللہ کا رسول ہوں) اور تمہارے پاس

بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ — تمہارے رب کی ایک نشانی لے کر آیا ہوں (اور سراپا نشانی بن کر آیا ہوں تاکہ تم اللہ کی قدرت و حکمت کو سمجھو) سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔

وہی خالق ارواح، خالق کائنات ہے تم سب اس کے بندے ہیں۔

۵۱- اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ — بے شک اللہ ہی میرا (بھی) رب ہے اور تمہارا (بھی) رب ہے سو اُسی کی بندگی کرو یہی سیدھی راہ ہے۔ (یہی اس کے قرب کا راستہ ہے۔ اس سے تم بھی مرتبۂ کمال پر پہونچ سکتے ہو اور میں بھی)

۵۲- فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ — پھر (ان معجزات اور دین میں سہولتوں کے باوجود) جب عیسیٰ (علیہ السلام) نے ان (بنی اسرائیل) کا کفر (وانکار) محسوس[1] کیا (تو) فرمایا "کون ہے کہ اللہ کی راہ میں میری مدد کرے" (اس پر آپ کے چند جاں نثار) حواریوں نے جواب دیا اللہ کے (کلمہ حق کے) مددکرنے والے ہم ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور آپ گواہ رہیے کہ ہم فرماں بردار ہیں (یہاں آپ ہماری اس فرماں برداری کا، مشاہدہ فرمائیں اور اللہ کے سامنے آپ ہماری اس فرماں برداری کی تصدیق فرمائیں)۔

۵۳- رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ — (نیز ہماری دعا ہے) اے ہمارے رب ہم ایمان لائے اس پر جو تونے نازل کیا ہے اور ہم (تیرے) رسول کے فرماں بردار ہوئے ہیں پس تُو ہم کو (حق کی) شہادت دینے والوں میں لکھ لے۔ (یعنی اُن مسلمانوں کی فہرست میں ہمارا نام درج فرما جن کا طرۂ امتیاز کلمۂ شہادت ہے۔ واضح رہے کہ نبی آخر الزماں پر ہر نبی اور ان کا سچا متبع ایمان لایا)

۵۴- وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ — پھر ان کافروں نے (عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے لیے) خفیہ تدبیریں کیں اور اللہ نے بھی

وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ: آیت (۵۰) میں تو سراپا نشان بن کر آیا ہوں، روح کا، امر کا، تقوے کا۔

روح: حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ روح الروح سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، خالق ارواح، اللہ جل شانہٗ۔

آیت (۵۲) حواریین: حور سے مشتق ہے جس کے معنی گردش کرنا، واپس آنا، سپید ہونا، حواری دھوبی کو بھی کہتے ہیں۔

(۱) یہاں حس متعلق بفراستِ نبوی ہے یعنی وہ روحانی کیفیات جن سے بیرونی کیفیات کا پتہ چلتا ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰؑ نے جب یہود کا انکار ان کی سازشیں اور ان کے ناپاک ارادۂ قتل کو محسوس کیا۔

(عیسیٰ علیہ السلام کو بچانے کی) خفیہ تدبیر کی (یعنی کفار کی تدبیر کار د کیا) اور اللہ سب خفیہ تدبیر کرنے والوں سے بہتر خفیہ تدبیر کرنے والا ہے۔ (خدا کا انتقام غالب ہے۔ اللہ ان مکاروں کو خوب سزا دینے والا ہے)۔

چھٹا رکوع

یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف سازشیں جاری رکھیں اور آخر یہ طے کیا کہ آپ کو قتل کر دیا جائے چنانچہ مذہبی عدالت میں آپ پر الحاد کا الزام لگا کر واجب قتل قرار دیا گیا پھر رومی حکومت میں رومی حاکموں کی عدالت میں ان پر بغاوت کا مقدمہ چلایا گیا۔ یہ ملک شام کا واقعہ ہے جو اُس وقت رومی سلطنت کا جزو تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان الزامات کے ظاہری عواقب کو سمجھ رہے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اطمینان دلاتا ہے۔ کہ میں نے جو وعدہ کیا ہے جس قدر زندگی عطا کی ہے وہ پوری پوری دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے ویسا ہی کیا۔ ایک یہودی جو آپ کا سخت دشمن تھا اس کی صورت حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہوگئی اسی کو یہود نے سُولی دی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ملائکہ آسمان پر لے گئے۔

۵۵- اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ○

جس وقت (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا منصوبہ یہود کر رہے تھے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تم کو پوری عمر کو پہونچاؤں گا (یہود تم کو قتل نہ کر سکیں گے) اور (پھر) تم کو اپنی طرف اٹھالوں گا اور (ان) کافروں (کی صحبت بد اور ان کے گندے ماحول) سے تم کو پاک کر دوں گا۔ اور (تم کو ناسوتی کیفیت سے نکال کر ملکوتی کیفیت میں لاؤنگا اور) جو تمہارے پیرو ہیں (ان کے لیے بھی انعام ہے کہ) ان کو قیامت تک ان لوگوں پر جو کافر (منکر) ہیں غالب رکھوں گا۔ پھر (اے لوگو) تم سب کو میری ہی طرف پھر کر آنا ہے۔ پھر جس بات میں تم جھگڑتے تھے (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جن غلط فہمیوں میں مبتلا تھے) اس کا فیصلہ کر دوں گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خطاب جاری ہے۔

۵۶- فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○

(اور) پھر (یہ بھی اطمینان رکھو کہ) جو لوگ کافر ہوئے (جنہوں نے تمہاری نبوت سے انکار کیا) تو ان کو (دونوں جہان میں) دنیا میں اور آخرت میں سخت عذاب دوں گا اور اُن کا کوئی مددگار نہ ہوگا (میرے اس عذاب سے ان کو بچانے والا اور ان کا معاون کوئی نہ ہوگا)۔

۵۷- وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کیے تو (اللہ) اُن کو پورے پورے اجر دیگا

فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّلِمِينَ ۝

(ان کو ان کے حسنِ عمل کے خوب ہی خوب بدلے دے گا) اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

(یہ پروردگار کی پروردگاری ہے کہ عملِ صالح میں بھی شرع کی حدود سے بڑھنا پسند نہیں فرماتا۔ عملِ صالح میں اسی سے تو کھوٹ پیدا ہوتا ہے۔ عملِ صالح کیا ہے۔ اللہ کی دی ہوئی چیزوں کو اللہ کے لیے برتنا۔ اللہ کا ہو کر رہنا، اسی کے لیے جینا، اسی کے لیے مرنا۔)

۵۸- ذٰلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ ۝

(اے رسول) یہ جو ہم آپ کو پڑھ کر سناتے ہیں (یہ ہماری) آیات اور پُر حکمت نصیحتیں ہیں۔

(اندازِ بیان دیکھو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو خود پڑھ کر سناتا ہے جبرئیلؑ کا نام نہیں آیا)۔

فرماتا ہے کہ بدگمانوں کو بتا دیجیے کہ

۵۹- اِنَّ مَثَلَ عِيسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُونُ ۝

بے شک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی سی ہے کہ اس کو مٹی سے بنایا پھر اس سے کہا کہ ہو جا وہ ہو گیا۔

یہ بات کہ آدمؑ کو بلا ماں باپ کے اور عیسیٰؑ کو بلا باپ کے پیدا کیا، حق ہے یعنی اللہ جیسا چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔

۶۰- اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِينَ ۝

یہ حق (بات) تو تیرے پروردگار کی طرف سے ہے (کہ عیسیٰ آدم کی طرح انسان ہیں) پس تُو ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہو (کسی شک میں نہ جا)

(حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر شک سے بالاتر ہیں یہاں خطاب آپؐ کی امت کے ہر فرد اور قرآن کی تلاوت کرنے والے سے ہے، قرآن میں جہاں کسی اہم حقیقت کا بیان کیا گیا ہے وہاں امت کو اسی معجزانہ انداز سے خطاب کیا گیا ہے)۔

۶۱- فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَ

(اے رسول) پھر جو کوئی آپ سے اس (مسیح کی عبدیت اور اللہ کی ربوبیت) کے بارے میں حجت کرے اس کے بعد کہ آپ کے پاس سچی خبر آ چکی ہے تو کہہ دیجیے (کہ اب فیصلہ اللہ پر چھوڑ دو) آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بھی بلائیں اور تمہارے بیٹوں کو بھی اور اپنی عورتوں کو بھی، اور تمہاری عورتوں کو بھی، اور اپنے آپ کو اور تم کو بھی

نِسَآءَکُمۡ وَ اَنۡفُسَنَا وَ اَنۡفُسَکُمۡ ثُمَّ نَبۡتَہِلۡ فَنَجۡعَلۡ لَّعۡنَتَ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ ○

(یعنی ہم خود بھی آئیں اور تم خود بھی آؤ) پھر ہم نہایت عاجزی سے (اللہ کے حضور) دعا کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت بھیجیں۔ (تاکہ اللہ تعالیٰ کی لعنت جھوٹوں پر پڑے اور حق و باطل کا ابھی فیصلہ ہو جائے۔ یہ آیتِ مباہلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مباہلہ کا حکم فرمایا)۔

اس مباہلہ کے لیے جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے چلے تو انوارِ جلال و جمال کا ایک عجیب سماں تھا۔ آپؐ کے جسمِ اطہر پر سیاہ چادر تھی جو آفتابِ رسالتؐ کی شعاؤں کو اپنے آغوش میں لیے تھی اور خود سرورِ کائناتؐ اپنے آغوشِ مبارک میں اپنے معصوم نواسے، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ کو لیے اپنے سینے مبارک سے چمٹائے ہوئے تھے کہ دنیا دیکھ لے کہ حق کا یہ معصوم پاسبان ہی وقت پڑنے پر آگے ہوگا۔ اور حضور، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہٗ کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے۔ جگر گوشۂ رسول، حضرت فاطمۃ الزہرہؓ حضور کے پیچھے پیچھے گویا حضورؐ کے نقشِ قدم پر چل رہی تھیں اور مولائے کائنات اس نورِ محمدیؐ کے پیچھے تھے۔ حسنِ ادب کے یہ نظارے جس درجہ پُر وقار تھے اسی قدر تابناک۔ حضورؐ فرماتے تھے کہ جب میں دعا کروں تم سب آمین کہنا۔ جب اس حلقۂ نور پر نجران کے لاٹ پادری کی نظر پڑی تو وہ گھبرا کر بول اٹھا اے نصرانیو! میں آج وہ معصوم نورانی چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے کہیں کہ پہاڑ کو ہٹا دے تو پہاڑ ہٹا دیے جائیں گے۔ لہٰذا تم ان سے مباہلہ کی ہمت نہ کرو ورنہ سب ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت کے دن تک کسی عیسائی کا نام و نشان باقی نہ رہے گا۔ چنانچہ وہ مباہلہ کی تاب نہ لا سکے اور سب واپس چلے گئے۔

۶۲۔ اِنَّ ہٰذَا لَہُوَ الۡقَصَصُ الۡحَقُّ ۚ وَ مَا مِنۡ اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہُ ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ لَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ○

بے شک یہی بیان واقعی ہے (یہ بیان سچا ہے اور اس کا کہنے والا بھی سچا ہے) اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک اللہ ہی زبردست حکمت والا ہے۔ (یہ اس کی حکمت کے ادنیٰ کرشمے ہیں اگر منکرینِ حق اس کو سمجھنے کی کوشش کریں تو جھگڑوں میں نہ پڑیں شک و شبہ میں نہ الجھیں)۔

ان حقائق کے بیان کے بعد بھی

۶۳۔ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌۢ بِالۡمُفۡسِدِیۡنَ ○ ع

پھر اگر یہ لوگ (حق بات سے) رُوگردانی کریں (حق کو قبول نہ کریں اپنی ضد پر قائم رہیں) تو اللہ فساد کرنے والوں کو خوب جانتا ہے (وہ جانتا ہے کہ ان کا مقصد صرف فتنہ و فساد پیدا کرنا تھا ورنہ یہ لوگ بات سمجھتے اور اگر اپنے کو سچا ہی سمجھتے تھے تو مباہلہ کرتے۔)

ساتواں رکوع

اہلِ کتاب سے خطاب جاری ہے۔ اسی توحید کی طرف دعوت دی جا رہی ہے جس کی تعلیم تمام انبیاء علیہم

اپنی اپنی امتوں کو دی اور اُس نبی عمر پر ایمان لانے کی طرف اشارہ ہے جس کی بشارت ہر نبی نے دی۔ ہر نبی نے اپنے اپنے زمانہ میں ایک نبی آخر الزماں کی بشارت دی اور حضور سرور کائنات نے تمام انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کی اور ان سب کو دینِ اسلام اور عقیدۂ توحید کا داعی فرمایا اسی توحیدِ مطلقہ کی طرف جملہ اہلِ کتاب کو دعوت دی جارہی ہے۔

۶۴۔ قُلۡ یٰۤاَهۡلَ الۡکِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَکُمۡ اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشۡرِكَ بِهٖ شَیۡـًٔا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُوۡلُوا اشۡهَدُوۡا بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ ○

(اے پیغبر) آپ اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) سے کہہ دیجیے۔ (کہ اس کج بحثی اور فضول کے اختلاف کو چھوڑ کر) ایک کلمہ (یعنی اللہ کے حکم کی اتباع) کی طرف آجاؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں (مانا جاتا) ہے۔ (یعنی) ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور (ہم میں سے) کوئی کسی کو اللہ کے سوا پروردگا نہ بناوے۔ پھر اگر وہ (یہ بات) قبول نہ کریں تو آپ فرمادیجیے۔ کہ گواہ رہو کہ ہم تو اللہ کے حکم کے تابع ہیں (ہمارا اس کلمہ پر پورا یقین ہے تم اپنے اللہ کا کہا مانو یا نہ مانو ہم تو اس کے حکم کے بموجب کلمہ شہادت پڑھتے ہیں)۔

یہ وہی دین ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین تھا جن کو تم بھی مانتے ہو۔

۶۵۔ یٰۤاَهۡلَ الۡکِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوۡنَ فِیۡۤ اِبۡرٰهِیۡمَ وَمَاۤ اُنۡزِلَتِ التَّوۡرٰىةُ وَالۡاِنۡجِیۡلُ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ○

اے اہلِ کتاب (یہود و نصریٰ) تم ابراہیم کے (دین و مذہب کے بارے میں) کیوں جھگڑتے ہو (انھیں خواہ مخواہ یہودی نصرانی کیوں ٹھہرا رہے ہو) حالانکہ توریت و انجیل (جس کو تم اپنی یہودیت و نصرانیت کی بنیاد قرار دیتے ہو) ان کے بعد اتری گئیں کیا تم (اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے۔

۶۶۔ هٰۤاَنۡتُمۡ هٰۤؤُلَآءِ حَاجَجۡتُمۡ فِیۡمَا لَکُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوۡنَ فِیۡمَا لَیۡسَ لَکُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ ؕ وَاللّٰهُ یَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ○

(ہاں) تم تو وہی لوگ ہو جو ان باتوں میں جھگڑتے رہے ہو جن کا تم کو کچھ علم تھا، (لیکن) اب تم اس بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمھیں کچھ (بھی) علم نہیں۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (اتنا تو سمجھو کہ جو جانتا ہے اس کا کہنا مانو اور اس پر چلو)۔

۶۷۔ مَا کَانَ اِبۡرٰهِیۡمُ یَهُوۡدِیًّا وَّلَا نَصۡرَانِیًّا وَّلٰکِنۡ کَانَ حَنِیۡفًا مُّسۡلِمًا ؕ وَمَا کَانَ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ○

(سنو) ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی تھے وہ تو (جھوٹے مذہبوں سے بیزار) سیدھی راہ چلنے والے مسلمان تھے (وہ تو اللہ کے ایسے حکم بردار تھے کہ تمام ادیانِ باطلہ سے منہ موڑ کر دینِ حق کی طرف متوجہ رہے) اور وہ ہرگز مشرکوں میں سے نہ تھے۔

۶۸۔ اِنَّ اَوۡلَی النَّاسِ بِاِبۡرٰهِیۡمَ لَلَّذِیۡنَ

بے شک لوگوں میں ابراہیم کے ساتھ زیادہ نزدیک وہ لوگ ہیں جنھوں نے

اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

ان کی پیروی کی اور (ابراہیم علیہ السلام سے نسبتِ خصوصی کے مستحق) یہ نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) اور وہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے ہیں (کہ آج بھی یہ دینِ ابراہیمی سے مناسبت والے کعبہ کو قبلہ بنائے ہوئے ہیں) اور اللہ ایمان داروں کا دوست (حامی و مددگار) ہے۔

۶۹۔ وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ یُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا یُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ۝

اہلِ کتاب میں سے ایک گروہ کی تو دلی آرزو ہے کہ کسی طرح تم کو گمراہ کر دیں، حالانکہ (اپنی ہر اس کوشش سے جس سے وہ تم کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں) بجز اپنے وہ کسی کو گمراہ نہیں کرتے اور ان کو اس کا شعور نہیں (وہ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے، کیسے ناسمجھ ہیں)۔

۷۰۔ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝

اے اہلِ کتاب تم اللہ کی آیتوں سے (اس کے کلام، اس کے نبی، اس کی نشانیوں سے) کیوں انکار کرتے ہو حالانکہ (تمہاری کتاب خود اس نبی کی صداقت پر شاہد ہے اور اپنی خلوتوں میں، تم خود (بھی) اس پر گواہی دیتے ہو۔ (جب دل میں قائل ہو تو انکار کے کیا معنیٰ)

۷۱۔ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ ع ۸ / ۱۵

اے اہلِ کتاب (اے یہود و نصریٰ) تم حق کو باطل سے کیوں ملاتے ہو (اپنی کتابوں میں تحریف کیوں کرتے ہو) اور حق کو کیوں چھپاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو (کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں جو حق و حقانیت لے کر آئے ہیں اللہ کا کلام سناتے ہیں اللہ کی طرف تم کو بلاتے ہیں)۔

آٹھواں رکوع

یہود و نصریٰ کی کیفیات کا بیان جاری ہے۔

۷۲۔ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْۤا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ۝ ۚ

اور اہلِ کتاب کے ایک گروہ نے (مسلمانوں کو بہکانے، ان میں تذبذب پیدا کرنے کی یہ صورت نکالی کہ اپنے لوگوں سے) کہا کہ جو کچھ مسلمانوں پر اُترا ہے (ان کا دین، اللہ کا کلام)، اس پر دن چڑھے ایمان لے آؤ اور آخر دن میں اس سے منکر ہو جاؤ تاکہ وہ (مسلمان ان پلٹنے والوں کے دیکھا دیکھی خود بھی اسلام سے) برگشتہ ہو جائیں۔

اہلِ کتاب نے اپنے ساتھیوں سے یہ بھی کہا۔

۷۳۔ وَلَا تُؤْمِنُوْۤا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِیْنَكُمْ ؕ

اور اُن لوگوں کے سوا جو تمہارے دین پر ہیں کسی اور کا کہنا نہ مانو۔ آپ ان سے کہہ دیجئے

قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰۤى اَحَدٌ مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۚۙ

ہدایت وہی جو اللہ ہدایت کرے (علم الٰہی سے جو ہدایت ملے وہی ہدایت ہے۔ اب یہود و نصرے کی دو اور کج بحثیوں کا ذکر فرما کر اس کا رد کیا جا رہا ہے وہ اپنے ساتھیوں سے کہتے ہیں کہ یہ باتیں بھی نہ مانو) کہ جیسا (دین) تم کو دیا گیا ہے کسی اور کو بھی دیا گیا ہے یا کوئی تمہارے پروردگار کے متعلق تم پر حجت اور دلیل میں غالب آسکتا ہے۔ (اے رسول) آپ فرما دیجیے۔ (کہ ہدایت اور نبوت جس کے متعلق جھگڑ لے ہے کسی کی میراث نہیں) بلا شبہ فضل (و کرم سب) اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہے دیتا ہے۔ اور اللہ بہت ہی وسعت والا علم والا ہے۔ (اس کے علم و ہدایت کی وسعتیں لامحدود ہیں)۔

یہود! تم نے یہ کیوں سمجھ رکھا ہے کہ نبوت اولادِ اسحاق کی میراث ہے بنی اسمٰعیل میں کوئی نبی نہیں آسکتا سُن لو۔

۷۴۔ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

(اللہ) جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت سے خاص کر لیتا ہے اور اللہ بڑا ہی فضل و کرم والا ہے (رحمت میں خاص کرنا فضل عظیم ہے۔ ارحم الراحمین نے جسے خود پسند فرمایا۔ رحمت للعالمین بنا دیا۔ اب اسی وسیلہ سے قرآن، اسلام اور ہدایت کی نعمتیں عام فرما رہا ہے۔ اس میں تعجب کی کیا بات ہے)۔

گزشتہ آیت میں اللہ کی عطاء بے حساب، فضلِ بے پایاں کا ذکر تھا۔ یہاں یہود کی دینی خیانت اور نفاق کے سلسلہ میں دنیوی خیانت کا بھی ذکر فرما دیا گیا تاکہ ان کے ظاہر سے ان کی باطن کی خیانت پر قیاس کیا جا سکے۔

۷۵۔ وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

اور بعض اہلِ کتاب میں ایسے (دیانت دار بھی) ہیں کہ اگر ان کے پاس (دولت کا) ایک ڈھیر امانت رکھ دو تو تم کو واپس کر دیں (یہ وہ ہیں جو یہودیت سے بیزار ہو کر اسلام قبول کرتے جاتے ہیں) اور بعض ان میں وہ ہیں کہ اگر تم ان کے پاس ایک دینار (سونے کا ایک سکہ) بھی امانت رکھو تو جب تک ان کے سر پر کھڑے نہ ہو تمہیں واپس نہ کریں۔ (اور یہ) (خیانت۔ ناحق کا مال کھانا) اس لیے ہے کہ انہوں نے کہا (انہوں نے یہ اصول بنا لیا ہے) کہ (عرب کے) اُمّی (ان پڑھوں کا حق مار لینے) کے بارے میں، ہم پر کچھ گناہ نہیں اور وہ خدا کی طرف جھوٹ بات منسوب کرتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں (کہ اللہ نے کسی کی بھی امانت میں خیانت کو جائز قرار نہیں دیا، نہ یہ تورات میں جو اللہ کی کتاب ہے اس کا جواز دکھا سکتے ہیں یہ اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے)۔

۷۶- بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ○

کیوں نہیں (ان سے بدمعاملگی اور جھوٹ کی باز پُرس ضرور ہوگی ہاں) جو کوئی اپنا اقرار پورا کرتا ہے اور پرہیزگاری کرتا ہے (بدمعاملگی سے بچتا ہے) تو اللہ پرہیزگاروں کو محبوب رکھتا ہے۔

(اس آیت میں بتلا دیا کہ اگر فضل کی تلاش ہے تو معاملات میں دیانت داری اور امانت داری اختیار کرو)

۷۷- اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۪ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

بے شک جو لوگ اپنے عہد اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑا سا مال (دنیاوی منفعت) حاصل کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور ان سے اللہ تعالیٰ نہ تو کلام کرے گا (ایسی بات نہ فرمائے گا جس سے وہ خوش ہوں) اور نہ قیامت کے روز (نظرِ رحمت سے) ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا (اُن گناہوں سے جو اُن کے لیے عذاب بن جائیں گے) اور ان کے واسطے دردناک عذاب ہے۔

۷۸- وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○

اور البتہ ان (اہل کتاب) میں ایک فریق ایسا بھی ہے کہ زبان مروڑ کر کتاب پڑھتے ہیں (زبان دبا کر کچھ کا کچھ پڑھ جاتے ہیں کلام کو اپنا رنگ دیتے ہیں) تاکہ تم سمجھو کہ وہ (بھی) کتاب میں ہے حالانکہ وہ کتاب میں نہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ (جو کچھ انہوں نے زبان توڑ مروڑ کر پڑھا) خدا کی طرف سے ہے۔ حالانکہ وہ خدا کی طرف سے نہیں۔ اور (اس طرح) وہ اللہ پر جھوٹ گھڑتے ہیں اور وہ جانتے ہیں (کہ جھوٹ بول رہے ہیں)۔

۷۹- مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّىْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ

کسی بشر کو حق نہیں (نہ ہے، نہ تھا، نہ ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے) کہ اللہ اس کو کتاب اور حکمت (یعنی عقلِ سلیم) اور نبوت عطا کرے پھر وہ لوگوں سے یہ کہنے لگے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے عبادت گزار بن جاؤ (کیا تمہاری عقلِ سلیم تسلیم کرتی ہے۔ کہ کوئی بھی نبی ایسے کہہ سکتا ہے) بلکہ (وہ تو یوں کہے گا کہ تم اللہ والے ہو جاؤ (عبدِ خدا نما بن جاؤ یہ) اس لیے کہ تم کتاب (الہی) پڑھاتے بھی ہو اور

آیت (۷۹) رَبّٰنِيّٖنَ : رب کو ماننے والے۔ بڑے عبادت گزار، خدا پرست، (ربانی کے لفظی معنیٰ: وہ جو اللہ کی جانب منسوب ہو یعنی جو اپنی عبادت اور ریاضت کی وجہ سے اللہ والا کہلائے۔)

تَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝

اسے خود پڑھتے بھی ہو۔

۸۰۔ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

اور وہ تم کو ہرگز یہ حکم نہ دے گا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو خدا مانو۔ فرشتوں اور نبیوں کی تخصیص اس لیے کہ بعض نے فرشتوں کی اور بعض نے پیغمبروں کی پرستش کی۔ ذرا سوچو تو) کیا وہ تم کو کفر کا حکم دے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو چکے ہو۔

نواں رکوع

تخلیقِ کائنات کا راز اللہ کی شانِ وحدانیت کو منظرِ عام پر لانے، اور نبوت کا راز اللہ کی معرفت کو عام کرنے میں مضمر ہے۔ دنیا میں جو درس توحید دیا جا رہا ہے یہ ایک میثاق کی یاد ہے جو خالقِ کائنات کے سامنے ارواح کی تخلیق کے وقت ان سے لیا گیا۔ یہاں اس رکوع میں اسی خصوصی میثاق کی یاد تازہ کی جا رہی ہے جو انبیاء علیہم السلام اور ان کے ذریعہ ان کی امتوں سے لیا گیا تاکہ وہ جس طرح دینِ اسلام کی تبلیغ کرتے آرہے ہیں اس کے تکمیلی پہلو سے دنیا محروم نہ رہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب خاتم النبیین ﷺ پر ہر نبی کا امتی اسی طرح ایمان لائے جس طرح ان کے پیغمبروں ؑ نے ان کو ہدایت کی اور جو خود بھی ان کی تصدیق کرنے والے تھے اور انؐ کے نام ہی کو وسیلۂ رحمت سمجھتے رہے۔

۸۱۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

اور (وہ وقت یاد کرو) جب اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں سے عہد لیا (عام لوگوں کا تو ذکر کیا خود پیغمبروں سے عہد لیا) کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت سے سرفراز کروں پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے اس کتاب کی تصدیق کرنے والا جو تم کو دی گئی ہے تو تم اس رسول پر ضرور ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد لازماً کرو گے۔ (مزید تاکید کے طور پر) فرمایا کیا تم (سب پیغمبروں) نے اقرار کیا اور اس پر میرا عہد قبول کیا (یعنی اگر تم خود اُس نبی کو پاؤ تو اس کی تصدیق کرو ورنہ اپنی امت کو تاکید کر جاؤ کہ بعد میں آنے والے پیغمبر کی تصدیق کریں۔ پیغمبروں کے میثاق میں ان کی امت شامل ہے۔ سب پیغمبروں نے) عرض کیا ہم نے اقرار کیا (کہ ہم اپنے عہد پر ثابت قدم رہیں گے اور اپنی امت کو اس عہد پر قائم رہنے کی تاکید کریں گے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو (اس عہد و پیمان کے) تم گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

۸۲- فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

پھر جو کوئی اس کے بعد رُوگردانی کرے (پھر جائے) تو وہی لوگ بے حکمے (فاسق نافرمان) ہیں۔

یہ لوگ جو کج بختی اور کفر کے درپے ہیں۔

۸۳- اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ○

کیا یہ اللہ کے دین (اسلام) کے سوا کسی اور دین کی تلاش میں ہیں حالاں کہ (اللہ کا دین تو ہمیشہ اسلام رہا ہے جس کے معنی حکم برداری، فرماں برداری کے ہیں اور آج بھی دیکھ لو کہ) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے خوشی (اور رغبت کے ساتھ) یا لاچاری (کراہت اور بے اختیاری) کے ساتھ سب اللہ ہی کے حکم کے تابع ہیں، (اُس کے فرماں بردار ہیں) اور اس کی طرف سب لوٹائے جائیں گے۔

آسمان و زمین میں جو کچھ ہے خواہ فرشتے اور نیک بندے کہ خوشی سے اطاعت میں لگے ہیں یا ذراتِ عالم کہ حق تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں، اسی کے زیرِ تصرف ہیں اور سب کو اللہ کی طرف جو ان کا پروردگار ہے واپس جانا ہے۔ اس سے کسی کو مفر نہیں۔ عقل مندی کا تقاضا تھا کہ یہ لوگ ایمان لے آتے بہرحال۔

۸۴- قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○

آپ فرما دیجیے کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم پر اُتارا گیا (یعنی قرآن) اور جو کچھ (خواہ کلام کی صورت میں یا احکام کی صورت میں) ابراہیم، اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر اتارا گیا۔ اور جو موسیٰ اور عیسیٰ اور سب نبیوں کو اُن کے پروردگار سے ملا (ہم سب پر ایمان رکھتے ہیں اور ہم انبیا میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے (اصولاً سب ایک ہیں نبوت ایک ہی چیز ہے جو تبلیغ کے لیے آئی) اور ہم اس کے (یعنی اللہ، اس کے پیغمبر اور اس کی کتاب کے) تابع فرمان ہیں۔

۸۵- وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

اور جب ایک مکمل صورت میں ایک مکمل دین آگیا تو) جو کوئی اسلام کے سوا اور کسی دین کی خواہش کرے گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں رہے گا۔

بعض نادان مسلمان یہود و نصاریٰ کے دامِ فریب میں آگئے اور دینِ حق سے مرتد ہوگئے اُن کے متعلق اللہ کا فیصلہ ہے۔

۸۶- كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○

اللہ ایسے لوگوں کو کس طرح ہدایت دے گا جو ایمان لاکر اور گواہی دے کر کہ بے شک (اللہ کا) رسول سچا ہے، کافر ہوگئے اور ان کے پاس کھلی نشانیاں بھی آچکی تھیں (یعنی رسول اللہ کی صداقت کی نشانیاں ان کے معجزات وہ سب دیکھ چکے تھے، دامنِ رحمت میں آچکے تھے لیکن بدبخت تھے کہ جدا ہوگئے) اور اللہ (ایسے) ظالموں کو (جو خود اپنے نفس پر ظلم کریں، اور حق سے برگشتہ ہو جائیں) ہدایت نہیں دیتا۔

۸۷- اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ○

ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی (یعنی ساری کائنات کی) لعنت ہوتی ہے، (جب کوئی بدنصیب اللہ کی رحمت سے محروم ہوتا ہے تو ہر چیز اس سے بیزاری کا اظہار کرتی ہے)

۸۸- خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ○

(اور وہ) اس (لعنت و محرومیِ رحمت) میں ہمیشہ رہیں گے (اور) نہ ان پر (آخرت میں) عذاب ہی ہلکا کیا جائے گا اور نہ ان کو (عذاب سے ذرا دیر کے لیے بھی) مہلت دی جائے گی۔

۸۹- اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۫ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

مگر جنھوں نے اس کے بعد توبہ کرلی اور اپنی اصلاح کرلی (صحتِ عقیدہ کے ساتھ عملِ صالح پر آگئے) تو بے شک اللہ انتہائی خطا پوش (اور) رحم فرمانے والا بھی ہے (سب گناہوں کو یک قلم معاف فرما کر دامنِ رحمت میں چھپانے والا ہے)۔

لیکن یہ رحمت کا وعدہ اسی وقت ہے کہ توبہ، توبہ ہو، زبان سے توبہ اور دل سے کفر نہ ہو۔

۹۰- اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ○

بے شک جنھوں نے ایمان لانے کے بعد کفر (اختیار) کیا (زبان سے ایمان لائے دل میں کافر ہی رہے) پھر کفر میں بڑھتے (ہی) رہے۔ تو ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی اور یہی لوگ تو گمراہ ہیں۔ (ان کو راہِ ہدایت کبھی نصیب نہ ہوگی)۔

۹۱- اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○ ع ۹ / ۱۷

بے شک جنھوں نے کفر (اختیار) کیا اور کفر ہی کی حالت میں مرگئے، تو ان میں کے کسی سے زمین بھر (بھی) سونا قبول نہ ہوگا اگرچہ وہ اس کو نجات حاصل کرنے کے (معاوضہ میں دینا چاہیں۔ ان لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے اور ان کے معاونوں میں سے) ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا نہ ان کے دوست ہی ان کے کام آئیں گے نہ ان کی دوستی ان کو عذابِ الٰہی سے بچا سکے گی)۔

(الجزء ۴)

پارہ ۴

لَنۡ تَنَالُوۡا

دسواں رکوع

گزشتہ چند رکوع میں یہود و نصریٰ کی کج بحثیوں کا جواب دیا گیا اور اسلام کے بنیادی اصول توحید، نبوّت اور آخرت کا بیان ہوا تاکہ یہ امر خوب واضح ہوجائے کہ تمام انبیاءؑ ایک ہی سلسلہ کی کڑی ہیں اور سرکارِ دوعالمؐ اسی دین کی تکمیل کے لیے تشریف لائے، جو سب انبیاءؑ کا دین تھا۔

یہاں یہود کے دو اعتراضوں کا جواب دیا جارہا ہے۔

(۱) اگر دین ایک ہی ہے تو قرآن نے اُن چیزوں کو حرام کیوں کیا جو یہود کے یہاں حرام نہیں۔

(۲) دوسرے بیت المقدس سے ہٹا کر خانہ کعبہ کو کیوں قبلہ بنا دیا گیا۔

دینِ اسلام کی ہر حکمت کو سمجھنے سے پہلے رضائے الٰہی کے تصور کو مقدم رکھنا ضروری ہے جو لوگ مال و دولت کی حرص میں گرفتار ہیں وہ حقائق کو کیا سمجھ سکتے ہیں۔ اس رکوع کی ابتداء اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے ہوتی ہے۔ تاکہ نیکی کا صحیح تصور دل میں قائم ہوسکے اور حلال و حرام کی حقیقت اور خانہ کعبہ کی عظمت سمجھ میں آئے۔

۹۲- لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَىۡءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ ۝

(لوگو) تم نیکی (میں کمال) ہرگز حاصل نہ کرسکوگے جب تک اپنی پیاری چیزوں سے کچھ (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو۔ (نیکی درجۂ کمال کو نہیں پہنچتی، نیکی نیکی نہیں ہوتی جب تک جو چیز محبوب ہے اس میں سے کچھ رضائے الٰہی کے لیے دوسرے کو نہ دو)۔ اور تم جو چیز (اپنی جان، مال، استعداد، صلاحیتیں، اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہو سو اللہ کو اسکا خوب علم ہے۔

۹۳- كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِىۡۤ

کھانے کی سب چیزیں (جو اسلام نے جائز قرار دیں اور بالعموم کھائی

اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

بھی جاتی ہیں)، بنی اسرائیل کے لیے حلال تھیں سوائے اُن چیزوں کے جو خود اسرائیل نے (یعنی حضرت یعقوب نے تقویٰ کے تحت یا طبعی ضرورتوں سے) تورات نازل ہونے سے قبل اپنے پر حرام کرلی تھیں (وہ ان کے کھانے سے رُک گئے تھے لیکن اللہ کی طرف سے وہ حرام قرار نہیں دی گئی تھیں یہود کو خود توریت سے اپنے دعوے کا کوئی ثبوت نہ ملے گا) آپ ان سے کہیے توریت لاؤ اور اسے پڑھو اگر تم (اپنے قول میں) سچے ہو۔

تم خود اپنی کتاب میں اس کے خلاف کچھ نہ پاؤ گے۔ اس کے بعد بھی اگر کج بحثی اور افتراء کرو تو یاد رکھو۔

۹۴۔ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

پس جو شخص اس کے بعد بھی اللہ پر جھوٹ باندھے تو بس وہی لوگ ظالم (بے انصاف) ہیں۔

۹۵۔ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۫ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

آپ فرما دیجیے کہ اللہ نے سچ فرمایا (اس نے جو کچھ حلال و حرام، دینِ اسلام، نبوت و آخرت کے متعلق فرمایا سب حق ہے) پس تم ابراہیم کے دین کی پوری طرح پیروی کرو جو ایک ہی خدا کے ہو رہے تھے۔ اور وہ ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔

حضرت ابراہیمؑ کی اتباع کی پہلی نشانی خود خانہ کعبہ ہے جو آدمؑ کا بھی قبلہ تھا۔

۹۶۔ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لیے تعمیر کیا گیا یہی ہے جو مکہ میں ہے (جو) بڑا برکت والا (ہے یہی شمعِ توحید کا پہلا مینارِ نور ہے) اور تمام جہان (کے لوگوں) کے لیے ہدایت ہے

(اہلِ عالم کو ہدایت۔ قبلہ کی معرفت ہی سے ملتی ہے جب قبلہ کو جانو گے تو قبلہ کا قبلہ پا لوگے)۔

خانہ کعبہ کی بے شمار برکتوں کا اجمالاً ذکر ہو رہا ہے۔

۹۷۔ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى

اس میں اللہ کی کھلی ہوئی نشانیاں ہیں (یہ ظاہری، باطنی، حسی، معنوی برکات سے معمور ہے انھیں ظاہری نشانیوں میں سے ایک) مقامِ ابراہیم

آیت (۹۷) صوفیا کرامؒ انسان کو مکہ، قلب کو خانہ کعبہ تصور کرتے ہیں اور ہر وقت اللہ کی یاد میں مشغول رہ کر اس کا طواف کرتے رہتے ہیں، مقامِ ابراہیم، مقامِ خلّت میں رہ کر دوست کی تلوار سے امن میں آئے ہوئے ہیں۔

النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ○

(ان کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے یعنی وہ پتھر جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر فرمائی اور جس پر آپ کے قدم مبارک کے نشان پڑ گئے تھے) اور (باطنی نشانیوں میں سے یہ کہ) جو کوئی اس میں داخل ہوا امن پا گیا۔ (یوں تو ہر طرح کا امن وہاں حاصل ہے لیکن اصل یہ ہے کہ وہ آگ سے چھٹکارا پا گیا۔ آج بھی جو کوئی خانہ کعبہ کو دیکھتا ہے اس کا دل گداز ہو جاتا ہے آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ یہ اسی امن کا فیض ہے) اور لوگوں پر اللہ کے لیے اس کے گھر کا حج لازم ہے (یہ اُس شخص کے ذمہ ہے) جو شخص اس کی طرف راہ چلنے کی قدرت رکھتا ہو (اللہ کے لیے سب کو چھوڑ کر عشق کے انداز سے نکل کھڑا ہو لب پر اس کا ذکر ۔ دل میں اس کی یاد) اور جو شخص نہ مانے (انکار کرے) تو اللہ سارے جہانوں سے مستغنی (بے پروا اور بے نیاز) ہے۔

۹۸- قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ○

آپ فرما دیجیے اے اہلِ کتاب تم اللہ کی آیتوں کا کیوں انکار کرتے ہو (اس کی نشانیوں کے کیوں منکر ہو) حالانکہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ دیکھ رہا ہے۔ (کیا اس کے عذاب سے بچ جاؤ گے)۔

اے یہود و نصاریٰ تم نہ صرف ایمان کی سعادت سے محروم ہو بلکہ دوسروں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہو اور اسلام میں فرضی عیب نکال کر جو لوگ ایمان لا چکے ہیں انھیں بھی بھٹکاتے رہتے ہو۔ ان لوگوں سے

۹۹- قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

آپ فرما دیجیے۔ اے اہلِ کتاب تم ایمان والوں کو اللہ کی راہ سے (ناحق) کجی نکال کر کیوں روکتے ہو حالانکہ تم خود (اس کے حق ہونے پر) شاہد ہو۔ (پھر دیدہ و دانستہ مومنوں کو بھٹکانا کیا معنی) اور اللہ تمہاری حرکتوں سے بے خبر نہیں۔

۱۰۰- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ○

اے ایمان والو اگر تم اہلِ کتاب کے کسی فریق کا کہا مان لو گے تو تمہارے ایمان لانے کے بعد وہ تم کو پھر کافر بنا دیں گے۔ (اے ایمان والو، جن لوگوں میں ایمان کی کوئی جھلک نہیں تم ان کے کہنے میں نہ آؤ کہ وہ تمہارے دل میں شبہ ڈال دیں)۔

جس کے دل میں ایمان آگیا وہ کیسے پلٹ سکتا ہے۔

۱۰۱۔ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

اور تم کیوں کر کفر کر سکتے ہو جب کہ تم کو اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور تم میں اس کا رسول (موجود) ہے اور جو اللہ (کے دامن رحمت) کو مضبوط پکڑتا ہے تو اسے ضرور سیدھے راستہ کی طرف ہدایت ہوتی ہے (گویا جس نے اللہ کا دامنِ رحمت پکڑا اس نے ہدایت کی راہ پالی)

گیارھواں رکوع

بتایا جارہا ہے کہ اللہ کے دامنِ رحمت کو پکڑنے کے کیا معنی ہیں۔ مسلمان ہونے کے شرائط کیا ہیں۔ ایمان اور عملِ صالح کے نتائج میں کیا ملتا ہے، ایمان کا نتیجہ عملِ صالح ہے اور عملِ صالح کا نتیجہ استقامت وتقویٰ ہے۔

۱۰۲۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو جیسا کہ اس سے ڈرنا چاہیے اور (یاد رکھو کہ) مرو تو مسلمان ہی مرو۔

(اے ایمان والو سلامتی میں آجاؤ۔ اور سلامتی میں زندگی بسر کرو۔ احکام کو برابر پیش نظر رکھو گناہ کا تصور نہ لاؤ ایمان کے ساتھ جیو، ایمان کے ساتھ مرو، آخری لمحہ وہ نہ ہو کہ لغزش کر جاؤ۔ یقین رکھو کہ میں مسلمان ہوں مسلمان مر رہا ہوں۔ اللہ میرے گناہ معاف فرمانے والا ہے۔)

۱۰۳۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ

اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو۔ (اللہ کی پناہ کے دائرہ میں آجاؤ۔ اسی کا حکم مانو اسی کی یاد میں رہو) اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔ (ایک دوسرے سے الگ نہ ہو، فرقہ بندی میں مبتلا نہ ہو جاؤ) اور اپنے اوپر اللہ کی اس نعمت (واحسان) کو یاد کرو کہ جب تم (آپس میں) دشمن تھے پھر اس نے تمہارے قلوب میں الفت (ومحبت) ڈال دی (اخوتِ اسلامی پیدا کی، قبائلی عصبیت سے نجات دی، نسلی چیزوں سے نکال لایا) پس تم رحمتِ الٰہی سے (اس کے فضل وکرم سے) بھائی بھائی ہوگئے۔ اور تم (اپنے کفر وعصیان کے باعث) دوزخ کے گڑھے کے بالکل کنارے پر تھے (کہ موت آئے اور آگ میں پہونچ جاؤ لیکن اللہ نے تمہارا ہاتھ پکڑا) تو اس نے تم کو اس سے

اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

نجات دی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کھول کھول کر اپنی نشانیاں تمہارے لیے بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

۱۰۴۔ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

اور (ہدایت کے لیے ضروری ہے کہ) تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلایا کرے اور نیک کاموں کی طرف (اعمالِ روح کی طرف، دینِ اسلام کی طرف) حکم دیا کرے اور برائی سے (اعمالِ نفس سے) منع کیا کرے (تم اپنی اس تنظیم سے غافل نہ رہو۔ تمہاری ایک جماعت اس کام کے لیے اپنے کو وقف کر دے تاکہ تم سب فلاح پاؤ) اور یہی لوگ (ایسے ہی مسلمان) کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔

۱۰۵۔ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَھُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

اور تم اُن لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جو متفرق ہو گئے (پھوٹ میں پڑ گئے، فرقہ بندیاں کرنے لگے) اور اختلاف کرنے لگے اس کے بعد کہ اُن کے پاس صاف احکام الٰہی پہونچ چکے۔ اور یہی لوگ ہیں جن کو (آخرت میں) سخت عذاب ہوگا۔

(یعنی یہود و نصاریٰ کی طرح تم دین کی اصولی باتوں میں فرق نہ کرنے لگو، بلکہ اُن فروعی اختلافات سے بھی بچو جو تم کو فرق میں، فرقہ بندی میں ڈالنے اور ایک دوسرے سے الگ کر دینے کا باعث ہوتے ہیں۔ یہاں ان اختلافات سے مراد نہیں جو دین کی وسعتوں کا باعث ہوئے بلکہ وہ فروعی اختلافات مراد ہیں جو عصبیت اور کوتاہ نظری اور کوتاہ قلبی کا سبب بنتے ہیں۔)

یاد رکھو قیامت کا دن وہ دن ہوگا کہ

۱۰۶۔ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْھُھُمْ ۣ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝

جس دن بعض چہرے سفید (نورانی) ہوں گے اور بعض چہرے سیاہ (بھیانک بے نور) ہوں گے۔ پس جن کے چہرے سیاہ (بے نور) ہوں گے (ان سے کہا جائے گا) کیا تم ایمان لاکر کافر ہو گئے تھے (تم ہی تو ہو جنہوں نے ایمان کے بعد کفر کیا) پس اب اس کفر کے بدلے عذاب کا مزہ چکھو۔

۱۰۷۔ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْھُھُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۭ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

اور جن کے چہرے نورانی ہوں گے (جن کے چہروں سے نورِ ایمان چمک رہا ہوگا) تو وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے (ان کی روح مشاہدۂ جمال میں رہے گی اور) وہ ہمیشہ رحمت ہی میں رہیں گے۔

۱۰۸۔ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْھَا عَلَيْكَ

(اے رسول) یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم (جبرئیل کی معرفت) آپ کو پڑھ کر ٹھیک

بِالْحَقِّ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ○

ٹھیک سُناتے ہیں۔ (یعنی یہ ہمارے ہی احکام ہیں جو جبرائیل بالکل ٹھیک ٹھیک آپ تک پہونچاتے ہیں۔ اور ان کا منشا ہرگز مخلوق پر کسی قسم کی زیادتی نہیں۔ یہ تکالیفِ شرعیہ جو ان کو بظاہر تکلیفیں نظر آتی ہیں لوگوں کی بھلائی کے لیے ہیں) اور اللہ جہان والوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا۔

اور ظلم کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے، ظلم تو ایک دوسرے پر کیا جاتا ہے یہاں تو سب کچھ اسی کا ہے، وہی مالک ہے اسی کی طرف سب کو جانا ہے۔

۱۰۹- وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ○

اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے۔ اور سب کاموں کا رجوع (اور انجام) اللہ ہی کی طرف ہے۔ (اس لیے سمجھدار وہ ہے کہ اسی زندگی میں اللہ کی طرف رجوع رہے یہی تقوٰی ہے)۔

بارھواں رکوع

مسلمانوں کی، متقیوں کی، انجام سے باخبر رہنے والوں کی، ایمان والوں کی نضیلت کا ذکر آرہا ہے۔ تقوٰی تو مسلمانوں کا طرۂ امتیاز ہے۔ مسلمان پیدا ہی اس لیے کیا گیا ہے کہ وہ دوسروں کو اپنے علم سے، عمل سے، اسوۂ حسنہ کا نمونہ بن کر ہدایت دے۔ اجر سے نظر اٹھالے۔ فضل کا طالب ہے۔ اللہ کا اس سے نصرت اور عزت کا وعدہ ہے۔ اہلِ کتاب بھی جنہوں نے اللہ کی یاد میں وقت گزارا، اللہ کی طرف بلایا۔ ان کے لیے بھی اللہ کے یہاں اجر ہے لیکن یاد رہے کہ منکرِ حق کے لیے سوائے دوری اور مجبوری کے کچھ نہیں۔

۱۱۰- كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

(مسلمانو سب امتوں میں) تم بہترین امت ہو جسے سب لوگوں (کی ہدایت) کے لیے پیدا کیا گیا ہے، تم اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو (اور خود عمل سے لوگوں کو ترغیب دلاتے ہو) اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو (یہی ایمان و عمل تمہاری برتری کا باعث ہے اور رہے گا) اور اگر اہلِ کتاب (بھی) ایمان لاتے تو ان کے لیے بہتر تھا (لیکن) ان میں سے کچھ تو ایمان پر ہیں اور اکثر فاسق (بدکار و نافرمانبردار) ہیں۔

یہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے، تم اسباب پر نہ جاؤ ہمارے وعدہ پر یقین رکھو ہمارا وعدہ سچا ہے۔

۱۱۱- لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ○

تمہارا (یہ یہود ونصاریٰ) کچھ نہ بگاڑ سکیں گے سوائے اس کے کہ کچھ ستائیں (کچھ رنج پہونچائیں، دھمکیاں دیں) اور اگر وہ تم سے لڑیں گے تو تمہارے سامنے سے پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ پھر انھیں (کہیں سے) امداد نہ ملے گی۔

(اللہ تعالیٰ نے آیاتِ بالا میں نبیؐ کی امت کی عظمت کا ذکر فرمایا یہ صدقہ ہے اُس نبیؐ کا جس کی عظمت کے ذکر سے قرآن پاک بھرا ہوا ہے)۔

پہلے پابند امر یعنی مسلمانوں کا ذکر تھا اب نا فرمانوں کے حال کا بیان ہے خواہ وہ اہلِ کتاب ہی کیوں نہ ہوں۔ یہود کو لو۔

۱۱۲- ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ○

ان پر، جہاں کہیں وہ ہوں، ذلت (بصورتِ قتل، قید، غلامی، رسوائی) مسلط کر دی گئی مگر اللہ کی رسی (یعنی جزیہ) اور لوگوں کی رسی (یعنی حاکم کے حسبِ منشا جرمانے) سے (وہ قتل، قید اور غلامی سے تو نجات پا سکیں گے لیکن، رسوائی سے کہیں ان کو پناہ نہ ملے گی)۔ اور (حقیقت یہ ہے کہ) انہوں نے اللہ کا غصہ کمایا (وہ اللہ کے غضب کے مستحق ہوئے) اور محتاجی ان پر مسلط کر دی گئی (باوجود دولت کے دولت کی احتیاج سے نہیں نکلتے دولت کی حرص انھیں چین نہیں لینے دیتی) یہ اس واسطے کہ وہ اللہ کی آیات (اس کے احکام) کا انکار کرتے رہے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے رہے ہیں۔ (نیز) یہ اس لیے کہ انہوں نے نا فرمانیاں کیں اور حد سے بڑھ گئے۔

۱۱۳- لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ○

(لیکن) وہ (سب اہلِ کتاب) ایک سے نہیں ان اہلِ کتاب میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو سیدھی راہ پر ہے، یہ لوگ راتوں کے وقت اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرتے اور سر بسجود رہتے ہیں (یعنی نصاریٰ اور یہود کے گروہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو جادۂ حق پر قائم ہیں وہ اللہ کی عبادت کرتے ہیں، نماز میں اس کا کلام پڑھتے اور اس کے سامنے سجدہ کرتے ہیں)۔

یہ لوگ اسلامی عقائد، توحیدِ خالص، اور آخرت کے قائل ہیں یہاں رسول کا ذکر نہیں آیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ رسول پر ایمان نہیں لائے۔ انھیں کے باور پر باور کرنے سے تو انھیں آخرت، قیامت، توحیدِ خالص میسر آئی۔

۱۱۴- يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

(یہ لوگ) اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور بھلی بات کرنے کو کہتے ہیں اور برے کاموں سے منع کرتے ہیں۔ اور (خود بھی) نیک کاموں کی طرف تیزی سے بڑھتے ہیں اور یہی صالحین میں سے ہیں (نیکوکار، نیک بخت ہیں)۔

۱۱۵- وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ ○

اور جو بھی نیک کام یہ کریں گے اس کو (یوم قیامت) نظر انداز نہ کیا جائیگا، (اس کی قدر دانی ہوگی، دوگنا ثواب ملے گا) اور اللہ (جو غیب کو عالم شہادت بنانے والا ہے) پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے۔ (دیکھو یہود میں چند لوگ جو حق پرست تھے اور مسلمان ہوگئے اللہ تعالیٰ ہر جگہ اہل کتاب کی مذمت میں انھیں نکال لیتا ہے)۔

ان نیک لوگوں کو جدا کر دینے کے بعد اب سب کو، جو یہود و نصاریٰ میں بھی کفر کرتے ہیں، کفار ہی میں شامل کیا جارہا ہے۔

۱۱۶- اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

بے شک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کو، اللہ (کے عذاب) سے بچانے میں نہ ان کا مال (ہی) کام آوے گا اور نہ ان کی اولاد۔ اور یہی لوگ دوزخ کی آگ میں رہنے والے ہیں وہ ہمیشہ اس آگ میں رہیں گے۔

آخرت میں کسی نیکی کی حفاظت کا سامان ایمان اور ایقان ہے اگر وہ محرومی ایمان کے ساتھ دولت خرچ کررہے ہیں تو۔

۱۱۷- مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَ

اس مال کی مثال جس کو وہ اس دنیا کی زندگی میں (دکھاوے کیلئے) خرچ کررہے ہیں۔ ایسی ہے جیسے کہ ایک ہوا جس میں سخت ٹھنڈک (یا آگ) ہو (یعنی بادسموم کا جھونکا یا پالا جس سے زراعت کو نقصان پہونچتا ہے) جو ایسی قوم کی کھیتی کو جا لگے جنھوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا پھر یہ ہوا اس کھیتی کو تباہ (برباد) کردے اور اللہ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ یہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

لٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○

(انہوں نے کھیتی یا باغ لگایا، وہ سرسبز و شاداب ہوا لیکن وہ لُو یا پالا جو اس وقت ان کو نظر نہ آرہا تھا اس سے حفاظت کا سامان نہ کیا تو وہ کھیتی و باغ برباد ہوگئے۔ یہ ان کی اپنی ناعاقبت اندیشی تھی اگر ان کے پاس ان کے اعمال کو آخرت کی بادِ صرصر سے بچانے کے لیے ایمان کا سرمایہ نہیں تو وہ بھی قیامت کے دن ان کو کیسے بار آور دیکھ سکیں گے۔ حسرت کے سوا انہیں کیا ملے گا۔)

گزشتہ آیت میں کفار کو آخرت کے خسارے سے آگاہ کیا گیا، یہاں مومن کو منافق، کافر، مشرک وغیرہ کے ضرر سے محفوظ رہنے کا ایک اصول بیان کیا جا رہا ہے۔ تاکہ اُن کو دنیا میں ان سے نقصان نہ پہونچے۔

۱۱۸- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖۚ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ○

اے ایمان والو! تم اپنوں کے سوا کسی کو بھیدی (رازدار) نہ بناؤ (مسلمان مسلمان میں غیریت نہیں، منافق، یہود اور کفار سے بچو) وہ تمہاری خرابی میں کوتاہی نہیں کرتے۔ (اور چاہتے ہیں (جس طرح ہو) تمھیں تکلیف پہونچے۔ ان کی دشمنی ان کے منہ سے نکلی پڑتی ہے اور جو کچھ (کینہ، بغض، شر و فساد، نقصان پہونچانے کی تمناؤں کو) انہوں نے اپنے سینوں میں چھپا رکھا ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے (جو ظاہر ہو رہا ہے)، ہم نے تم کو صاف صاف نشانیاں (پتے کی باتیں) بتا دیں اگر تم عقل مند ہو (تو یہ اشارہ کافی ہے، تم سیاسی اور عملی زندگی میں فراست سے کام لو تاکہ دشمن کے شر سے محفوظ رہو اور اپنے عمل کے نتائج دنیا میں بھی پاؤ)۔

اب مسلمانوں کو ان کفار اور اہلِ کتاب کی قلبی کیفیات اور خود ان کی اپنی سادہ لوحی سے آگاہ کیا جارہا ہے۔

۱۱۹- هٰۤاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ

دیکھو (مسلمانو) تم لوگ وہ ہو کہ (اپنی صاف دلی سے) ان (کفار اور اہلِ کتاب) سے محبت کرتے ہو اور (ایک وہ ہیں کہ) وہ تم سے (قطعی) محبت نہیں رکھتے۔ اور تم سب کتابوں کو مانتے ہو (تم ان کو اہلِ کتاب سمجھ کر محبت کرتے ہو وہ تمہاری کتاب کے باعث تم سے نفرت کرتے ہیں) اور وہ جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور جب (تم سے الگ) تنہا ہوتے ہیں تو تم پر غصہ کے مارے اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں تم کہہ دو کہ تم لوگ اپنے غصہ میں آپ مرو (ابھی تو

إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

تم غصہ میں اپنی انگلیاں چبا رہے ہو آگے چل کر آگ میں جلو گے، تمہارے دلوں کی باتیں اللہ خوب جانتا ہے (اس سے بھاگ کر کہاں جاؤ گے)۔

۱۲۰- إِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا إِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝ ع ۱۳ ۱۱

(مسلمانو تم ان منافقوں کی قلبی کیفیت کو خوب سمجھ لو) اگر تم کو کچھ بھلائی پہونچ تو انھیں بُری لگتی ہے۔ اور اگر تم کو رنج پہونچے تو اس سے خوش ہوتے ہیں اور اگر تم (ان کی باتوں پر) صبر سے کام لو اور اللہ سے ڈرتے رہو (اللہ کو نہ بھولو) تو ان کے فریب (مکاری اور بدخواہی) سے تمہارا کچھ نہ بگڑے گا۔ بے شک اللہ ان کے اعمال (سے آگاہ ہے ان) کا پورا پورا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

(تم اپنی لغزشوں سے بچو، دوسرے تم کو نقصان نہ پہونچا سکیں گے)۔

تیرھواں رکوع

گزشتہ رکوع میں مخالفینِ اسلام کے بارے میں ضروری احتیاطوں کا ذکر ہوا یہاں مسلمانوں کو خود اپنی لغزشوں سے بچنے، بزدلی، خودغرضی، نافرمانی کے عواقب سے آگاہ کیا جارہا ہے۔ اس سلسلہ میں واقعاتِ بدر اور اُحُد سے شکر اور صبر کا سبق دیا جارہا ہے۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ تشریف لائے تو آپ کی ہجرت کے ڈیڑھ سال بعد جنگِ بدر ہوئی، مکہ والوں کی کثیر افواج پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی قلیل تعداد کو فتحیاب کیا ستر آدمی اسیر ہوئے اور ستر ہی شقی القلب کفار مارے گئے۔ اس کے دوسرے ہی سال ۳ھ میں کافروں نے جمع ہوکر پھر مدینہ منورہ پر چڑھائی کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ کیا۔ اکثر کی رائے ہوئی کہ ہم شہر میں لڑیں لیکن چند نوجوانوں نے چاہا کہ لڑائی مدینہ کے باہر ہو۔ ہرچند یہ بات اصولِ جنگ کے خلاف تھی لیکن کثیر تعداد میں لوگوں کی یہی رائے ہوئی اس لیے حضورؐ مدینہ سے باہر نکلے۔ اس مشورہ میں عبداللہ بن اُبَی جو مشہور منافق تھا وہ بھی شامل تھا، وہ اس بہانہ سے کہ میری رائے کے خلاف فیصلہ ہوا اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس ہوگیا اور انصار کے دو قبیلوں کو میدانِ جنگ سے واپس لانے کی کوشش کی۔ وہ واپس بھی ہونے لگے لیکن ان کے سردار ان کو سمجھا کر لے آئے اور اللہ نے ان کو لغزش سے بچالیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیں آراستہ کیں پہاڑ کی ایک گھاٹی پر جہاں سے دشمن اچانک حملہ آور ہوسکتا تھا حضورؐ نے پچاس مجاہدین کے ایک دستے کو مقرر فرمایا کہ وہاں سے ہرگز نہ ہٹیں۔ مسلمانوں کو جب فتح نصیب ہوئی تو ان میں سے بیشتر لوگوں نے مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لیے درہ کو چھوڑ دیا۔ خالد بن ولیدؓ جو اس وقت تک مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے انہوں نے اسی جانب سے حملہ کر دیا اور مسلمانوں کو شدید نقصان اٹھانا پڑا۔

گو بدر کا واقعہ اُحد سے پہلے کا ہے لیکن رکوع میں احد کے واقعہ کا بیان بدر سے پہلے کیا جاتا ہے تاکہ مسلمان ہمیشہ نافرمانی سے بچیں اور اللہ پر توکل کریں۔

۱۲۱- وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○

اور (اے پیغمبر اس وقت کو یاد دلایئے) جب آپ صبح اپنے گھر سے نکلے (اور غزوۂ احد کے موقع پر مدینہ کے باہر) مسلمانوں کو لڑائی کے ٹھکانوں پر ٹھیرا رہے تھے۔ (اس وقت منافقین کی بعض تدبیروں کے باعث چند مسلمانوں کے ہاتھ سے دامنِ صبر و تقویٰ چھوٹنے والا تھا اور مخالفین جو کچھ کہہ رہے تھے اللہ اس سے باخبر تھا) اور اللہ سب کچھ سُنتا جانتا ہے۔

۱۲۲- إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ○

جب تم میں سے دو جماعتوں نے بزدلی دکھانے (ہمت ہار جانے) کا ارادہ کیا، (یعنی دو قبیلے بنو حارثہ اور بنو سلمہ نے مسلمانوں کی قلیل تعداد اور منافقوں کی باتوں سے متاثر ہو کر خیال کیا کہ میدان سے چلے جائیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی دستگیری کی اور ان کو اس لغزش سے بچالیا) اور اللہ ان کا مددگار تھا اور اللہ ہی پر مسلمانوں کو بھروسہ کرنا چاہیے۔

۱۲۳- وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○

اور بے شک اللہ نے (جنگ) بدر میں بھی تمہاری مدد کی تھی۔ (تمہیں فتح و نصرت عطا فرمائی تھی) حالانکہ تم (اس وقت) بہت کمزور تھے (بے سروسامان، شمار میں نہ آتے تھے) پس تم اللہ سے ڈرتے رہو (پیغمبر کے حکم کی نافرمانی سے بچتے رہو) تاکہ تم احسان مانو (اس کے احسانوں کو یاد کر کے شکر کرو)۔

اور وہ وقت بھی یاد دلایئے جب مسلمان جنگِ بدر میں بے سروسامانی کی حالت میں لڑ رہے تھے تو یہ خبر مشہور ہوگئی کہ کرز بن جابر کی فوجیں بھی کفار کے ساتھ شامل ہوگئیں اس وقت حضور ؐ نے فرمایا کہ اگر اس کی فوجیں آئیں تو اللہ تمہاری مدد کے لیے آسمان سے تین ہزار فرشتے اُتارے گا اور اگر تم نے صبر کیا تو اُن کی تعداد بڑھا کر پانچ ہزار کر دی جائے گی۔

۱۲۴- إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِينَ ○

جب آپ مسلمانوں سے یہ کہہ رہے تھے۔ کیا تمہارے لیے یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب آسمان سے تین ہزار اُترنے والے فرشتوں سے تمہاری مدد فرمائے۔

۱۲۵- بَلَىٰ ۚ إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ

کیوں نہیں اگر تم صبر اور تقویٰ پر قائم رہو (دل کو مضبوط رکھو اور اللہ کے لیے لڑنے پر مستعد رہو) اور وہ (یعنی تمہارے دشمن) تم پر (جوش کے ساتھ) دفعۃً حملہ کردیں تو

بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۝

(اے مسلمانو!) تمہارا رب پانچ ہزار شان والے (سخت عذاب دینے والے) فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا (یا اُن فرشتوں سے جن کے گھوڑے نشان کیے ہوئے ہوں گے، سدھے ہوئے اشارہ پر چلنے والے ہوں گے)۔

انسان کی نظر سبب اور اسباب سے نہیں ہٹتی اس لیے ملائکہ سے مسلمانوں کو ڈھارس دلائی گئی ورنہ تمام امور کے لیے اللہ کافی تھا۔

۱۲۶- وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۭ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝

اور یہ (فرشتوں کی بشارت دے کر) تو اللہ نے محض تمہاری خوشی کی اور (اس لیے بھی) تاکہ تمہارے دلوں کو اس سے اطمینان ہو (یہ تمہارے اطمینانِ خاطر کے لیے تھا) ورنہ (اصل) مدد تو اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست حکمت والا ہے۔

ایک طرف ان فرشتوں کی بشارت کا مقصد مسلمانوں کی دل جمعی تھی تو دوسری طرف کافروں کو ہلاک کرنا اور ان کا زور توڑنا تھا۔

۱۲۷- لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ۝

تاکہ کافروں کی ایک جماعت کو ہلاک یا انھیں ذلیل (و مغلوب) کر دے کہ وہ (لڑائی کے میدان سے یا اس دنیا سے) ناکام (اور محروم) واپس جائیں۔

غزوۂ اُحد میں ستر صحابہؓ شہید ہوئے۔ ان میں حضور کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ان کے ساتھ کافروں نے نہایت وحشیانہ سلوک کیا ناک کان کاٹے حضرت حمزہؓ کا جگر نکال کر ہندہ نے چبایا۔ خود حضورؐ کے دندانِ مبارک شہید ہوئے۔ رخسارِ اقدس پر خود کی کڑیاں کُھب گئیں آپؐ بے ہوش ہوگئے، لیکن جوں ہی ہوش آیا فرمایا "وہ قوم کیوں کر فلاح پائے گی جس نے اپنے نبیؐ کا چہرہ زخمی کیا۔" خیال ہوا کہ سرزنش کی دعا کی جائے لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ ان لوگوں کو حضورؐ کے قدموں پر ڈال دیا جائے چنانچہ یہی ہوا ان میں اکثر مسلمان ہوئے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی اس حکمت کا ذکر ہے۔

۱۲۸- لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝

(اے حبیب) یہ معاملہ آپ کے ہاتھ میں نہیں (اب اللہ کے بس میں ہے کہ) یا (تو) ان کی توبہ قبول کرے یا ان کو عذاب دے کہ بے شک وہ ظالم ہیں۔

۱۲۹- وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ ع ۱۳

اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے جس کو چاہے بخش دے اور جس کو چاہے عذاب دے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (اشارۃً فرمادیا کہ بخشش کا ارادہ ہے تاکہ یہ سب بھی آپ کے حلقہ بگوش ہوجائیں)۔

چودھواں رکوع

اس رکوع میں بزدلی کے اصل سبب حُبِ مال، بالخصوص سُود سے منع کیا جارہا ہے لوگو! ایک بار تو جان بچانے کے لیے میدانِ اُحد میں تم نے حکم عدولی اور نافرمانی کی اور نقصان اٹھایا اب مال کو بڑھانے کے لیے دوسری غلطی نہ کرنا۔ تم اطاعت کے لیے بنائے گئے ہو، تم ہر معیارِ اطاعت پر پورے اُترو کہ فلاح پاؤ۔

۱۳۰- یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اے ایمان والو، سود مت کھاؤ (بڑھا بڑھا کر) دوگنا اور چوگنا کر کے (اس سے یہ مراد نہیں کہ سود کم کھانا جائز ہے بلکہ یہ وہ اندازِ بیان ہے کہ انسان کو شرم آئے۔ دورِ جہالت میں یہی طریقہ عرب میں رائج تھا۔ آج بھی سود دنیا میں رائج ہے۔ مسلمانو تمہارا مقصدِ حیات مال بڑھانا نہیں بلکہ اللہ کی محبت بڑھانا ہے) اور تم اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ (دین و دنیا دونوں جگہ کامیاب ہو، انعامات سے نوازے جاؤ)۔

۱۳۱- وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْۤ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ۝

اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے (دوزخ بالذات کافروں کے لیے ہے بالعرض عام لوگوں کے لیے)

۱۳۲- وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

اور (اس آگ سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ) اللہ اور رسول کی اطاعت کرو (اور ان کا حکم مانو) تاکہ تم پر رحم کیا جائے (دیکھو رحم کیے جانے کے لیے اطاعت شرط ہے، اطاعت ہی عبادت ہے اطاعت کے باعث رحم کیے جاؤ گے)۔

پس اللہ کے اسی رحم و کرم سے فائدہ اٹھاؤ۔

۱۳۳- وَسَارِعُوْۤا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ

اور (اپنے خیال، ذہن، فعل سب کے ساتھ) اپنے رب کی بخشش اور جنت کی طرف سبقت کرو (جلدی کرو کہ وہ اپنی مغفرت میں تم کو ڈھانپ لے

أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

اور وہ جنت عطا فرمائے (جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے پھیلاؤ کے جتنی ہے (اور) وہ پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

جس طرح دوزخ بالذات کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے اسی طرح جنت محض متقیوں کے لیے ہے، اس کی کشادگی اور وسعتوں کا تصور بھی انسان نہیں کرسکتا۔

یہ خوش نصیب، یہ متقی اور پرہیزگار کون ہیں یہ وہ لوگ ہیں :-

۱۳۴- الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

جو (علم و دولت مال و متاع) فراخی اور تنگ دستی (ہر حال) میں (راہ خدا میں) خرچ کرتے ہیں (خوشی اور تکلیف میں انسان بہت سی باتوں میں ضبط سے کام نہیں لیتا ہے اس لیے پہلے غصہ کے ضبط کا بیان آیا اور یہ بھی متقین کی صفت ہے) اور وہ غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں (کی خطاؤں) کو معاف کرتے ہیں (اور ان تینوں باتوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ محسن بن جاتے ہیں) اور اللہ ان احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

۱۳۵- وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

اور یہ وہ لوگ ہیں (جو تقاضائے بشریت سے) جب کچھ کھلا گناہ (معاشرے کے سلسلہ میں کوئی برائی) کر جاتے ہیں یا اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں (ایسی بات کرتے ہیں جن سے خود ان کی ذات کو نقصان پہونچتا ہے) تو (فوراً) خدا کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگتے ہیں، اور گناہوں کو اللہ کے سوا کون بخشنے والا ہے، اور (ان کی یہ توبہ دل سے ہوتی ہے) وہ اپنی لغزشوں پر اصرار نہیں کیا کرتے۔ دراں حالے کہ وہ جان رہے ہوں (یعنی وہ جان بوجھ کر اپنی غلطی پر اڑا نہیں کرتے اور نہ ان کو بار بار دہراتے ہیں)۔

۱۳۶- اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝

یہی وہ (خوش نصیب) لوگ ہیں جن کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے بخشش (اور خطاپوشی) ہے۔ اور باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ لوگ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے اور (ان) نیک کام کرنے والوں کا کیا خوب اجر ہے۔

متقیوں کی یہ جنت تمہاری نظروں کے سامنے نہ سہی لیکن سرکشوں کی ہلاکت تو تمہاری نظروں کے سامنے ہے۔ یقیناً جنگِ احد میں تم کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عدول حکمی کی وجہ سے نقصان پہونچا۔ ذرا تاریخ عالم پر نظر ڈالو اور اُن امتوں کے عروج و زوال کو دیکھو جنہوں نے

اپنے نبیؑ کی نافرمانی کی اور اس سے سبق لو۔

۱۳۷۔ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ○

تم سے پہلے بہت سے واقعات گزر چکے ہیں (مختلف قوموں کو شریعتیں دی گئیں، پھر جنہوں نے اپنے نبی کی اطاعت نہ کی ان کا کیا حشر ہوا) پس دنیا کی سیر کرو اور دیکھو کہ (دعوتِ حق کے) جھٹلانے والوں کا کیا حال ہوا۔

۱۳۸۔ هَٰذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِينَ ○

یہ (قرآن عام) لوگوں کے لیے (واقعات کا) بیان ہے اور ڈرنے والوں (یعنی مسلمانوں) کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے۔

۱۳۹۔ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ○

اور (مسلمانو دیکھو) تم ہمت نہ ہارو اور حزن و ملال میں نہ پڑو (نہ کام کرنے میں سستی دکھاؤ نہ آیندہ کے متعلق فکر مند ہو) اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان رکھتے ہو (اگر تم کو خدا پر یقین ہے تو خدا سے ڈرنے کے بعد کسی سے مت ڈرو ہمت سے کام لو، تم اپنی ذاتی طاقت سے نہیں قوتِ ایمانی سے غالب آؤ گے)

اللہ کی نصرت کے یہ معنی نہیں کہ تم ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہو یا تم کو کچھ تکلیف نہ پہونچے، فتح و نصرت کسی عمل کا نتیجہ ہے اس کے لیے شرط، ایمان و ہمت سے وقت پر کام کرنا ہے۔

۱۴۰۔ إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُهُ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ○

اگر تم کو (ایک موقع یعنی جنگ احد میں) زخم لگے (یا تم کو نقصان ہوا) تو (دوسرے موقع پر یعنی بدر میں) اُن کو ویسے ہی زخم لگ چکا ہے (وہ بھی نقصان اٹھا چکے ہیں) اور زمانہ کی یہ گردش بنی نوعِ انسان کے درمیان ہم ہی لاتے رہتے ہیں اور اس لئے (ہے) کہ اللہ ایمان والوں کو جان لے (ان کے ایمان کی آزمائش ہو اور لوگوں میں ان کو ممتاز فرما دے) اور تم میں بعض کو شہادت عطا فرمائے۔ (خواہ مومن کو دنیا کی زندگی عطا ہو یا شہادت، اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ مومن کی جگہ ظالم سے محبت کرنے لگا ہر گز نہیں) اور اللہ کو ظلم کرنے والوں سے (قطعی) محبت نہیں ہے۔

۱۴۱۔ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ○

اور (یہ) اس واسطے (ہے) کہ اللہ ایمان والوں کو پاک و صاف فرمائے اور کافروں کو مٹا دے۔ (ایمان والوں کی یہ آزمائش ان کے جمال کو نکھار دے اور یہی کافروں کی ہلاکت اور تباہی کا موجب بنے)۔

یاد رکھو یہ دنیا پر تو رحمانیت ہے۔ یہاں آزمائش ہے، مختلف استعداد کے لوگوں کا

مختلف انداز سے امتحان ہوتا ہے، ہر ایک کی استعداد جدا ہر ایک کا امتحان الگ۔

۱۴۲- اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا یَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ یَعْلَمَ الصّٰبِرِیْنَ۝

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم (بلا آزمائش) جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی تک اللہ نے معلوم نہیں کیا (ممتاز نہیں کیا) اُن لوگوں کو جنھوں نے تم میں سے جہاد کیا۔ اور (نہ) جانچا ان لوگوں کو جو صبر کرنے والے ہیں۔ (امتحان دو ہیں ایک مجاہدہ، دوسرا صبر)۔

جو صحابۂ کرام بدر کی شرکت سے محروم رہ گئے تھے وہ اہلِ بدر کے فضائل سُن سُن کر ایک غزوہ کے متمنی تھے کہ وہ بھی جہاد و صبر کے امتحان میں پورے اتر کر وہی مقام حاصل کریں لیکن احد میں جب وقت آیا تو معدودے چند ہی اس معیار پر پورے اترے۔ اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے بارے میں جو اس وقت کے متمنی تھے اور اسی لیے مدینہ کے باہر لڑنے کا مشورہ دے رہے تھے۔ فرماتا ہے۔

۱۴۳- وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَیْتُمُوْهُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ۝ ع ۱۴ ۵

اور تم تو اس (جنگ) کا سامنا کرنے سے پہلے (راہِ خدا میں) مرنے کے آرزومند تھے (یا تم تو موت کے آنے سے پہلے شہادت کے متمنی تھے) اب تو تم نے اس کو آنکھوں کے سامنے دیکھ لیا (پھر اب شہادت سے کیوں جی چُراتے ہو)۔

پندرھواں رکوع

غزوۂ احد میں مسلمانوں کی سراسیمگی، حضورؐ کی عدول حکمی کے باعث فتح کا شکست کی صورت میں بدل جانا، مسلمانوں کا سخت نقصان ہونا، حضور کے دندان مبارک کا شہید ہونا اور پھر چند صحابۂ کرام کا آپ کے گرد جمع ہو کر دشمن کا مقابلہ کرنا ایک ایسا واقعہ ہے جس میں ملت کے لیے بے شمار عبرت کے اسباق ہیں۔ جن کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے ساتھ ہی بتایا جا رہا ہے کہ رسولؐ خود اسی جسم و جسمانیت کے ساتھ تم میں ہمیشہ نہ رہیں گے ان کا اسوۂ حسنہ، ان کا حکم ہی تمہارے ساتھ رہے گا، جو در اصل اللہ کا حکم ہے۔ آج تم نے ایک حکم نہ مانا (یعنی درہ چھوڑ دیا) اور نقصان اٹھایا لیکن چونکہ وہ خود بہ نفسِ نفیس تم میں موجود تھے تم سنبھل گئے کل جب وہ تمہارے درمیان اس صورت سے نہ ہوں گے اور تم حکم عدولی کرو گے تو کیسے سنبھلوگے۔ اگر رسولؐ نے تم کو کسی بات کا حکم دیا تو خوب یاد رکھو کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حکم دیا۔ وہ وہی کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کہتا ہے وہ بشریت کے جذبات سے کام نہیں کرتے ان کی ذاتی کیفیت کچھ نہیں۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

۱۴۴- وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ

اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو (صرف) اللہ کے ایک رسول ہی ہیں،

خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ○

(ان میں بشریت اور بشریت کے تقاضے ضرور ہیں اگر وہ زخمی ہوئے یا یحیٰی علیہ السلام شہید ہوئے یا زکریا علیہ السلام پر آرا چلایا گیا تو اس سے ان کی پیغمبری پر کیا اثر پڑا۔ اسباب کا اثر جسم پر ہے نہ کہ ذات پر) بے شک ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں (جنھوں نے سختیاں اٹھائیں اور تکلیف پر صبر کے طریقے سکھائے۔ اللہ کو یاد رکھنے کے آداب بتائے۔ ہمت اور جواں مردی سے کام لیا) پس اگر وہ وفات فرمائیں یا قتل کیے جائیں (یعنی شہید ہوں) تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤگے (دین اسلام سے کفر کی طرف واپس جاؤگے) اور جو کوئی الٹے پاؤں پھر جائے گا تو وہ ہرگز اللہ کا کچھ نہ بگاڑے گا۔ اور اللہ تو عن قریب شکر گزاروں کو (امر الٰہی کے تحت برمحل کام کرنے والوں کو) جزائے خیر دے گا۔

مسلمانو تم بزدل مت بنو، موت سے مت گھبراؤ۔

۱۴۵- وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُؤَجَّلًا ۗ وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا ج وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ ○

اور کوئی شخص اللہ کے حکم کے بغیر مر نہیں سکتا (ہر ایک کی موت کا) ایک مقررہ وقت لکھا ہوا ہے (موت اسی وقت آئے گی نہ پہلے نہ بعد تو پھر اس سے گھبرانا کیا) اور جو شخص دنیا میں (اپنے عمل کا بدلہ چاہتا ہے ہم اس کو (اس کا بدلہ) اس دنیا سے (یہیں) دے دیں گے اور جو آخرت کا بدلہ چاہتا ہے ہم اس کو اس میں سے (وہاں) دیں گے۔ اور ہم احسان ماننے والوں کو عن قریب (ان کے حسن عمل کا) بدلہ دیں گے (ان کی قدر دانی انھیں کی خواہش کے مطابق ہوگی)۔

مسلمانو تم آج پہلی قوم نہیں ہو جو اپنے نبی ؐ کے ساتھ احد میں لڑ رہے ہو۔

۱۴۶- وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ ج فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ○

اور بہت سے نبی ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت سے اللہ والے (اللہ کے طالب) لڑے ہیں۔ (اور ثابت قدمی سے لڑے ہیں) پس نہ اس مصیبت کے باعث جو ان کو راہ خدا میں پہونچی وہ سست ہوئے اور نہ ہمت ہاری (یعنی انہوں نے ہرگز کمزوری اور سستی نہ دکھائی) اور نہ (دشمنوں کے سامنے) عاجزی کا اظہار کیا اور اللہ (مصیبت میں) ثابت قدم رہنے والوں سے محبت کرتا ہے (صبر کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے)

صابر کی شناخت کیا ہے؟ حکم پر قائم رہے اصل منشا۔ اللہ پر چھوڑ دے وہ کیا چاہتا ہے وہی جانتا ہے اس کا گڑگڑانا، التجائیں کرنا سب اللہ کے سامنے ہے۔

۱۴۷- وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّآ أَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِيْٓ أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○

اور (سختیوں اور مصیبتوں میں) ان کا کہنا کچھ نہ تھا سوائے اس دعا کے کہ" اے ہمارے رب ہمارے گناہ بخش دے، اور ہمارے کام میں ہم سے جو زیادتیاں ہوئی ہیں ان سے درگزر فرما اور (راہِ حق پر) ہمیں ثابت قدم رکھ اور ھم کو کافروں پر فتح یاب فرما"۔

اُن کی اس قوتِ ایمانی اور مجاہدہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ

۱۴۸- فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ع ۱۵

پھر اللہ نے اُن کو دنیا میں بھی بدلہ دیا (یعنی فتح و کامرانی ان کے حصہ میں آئی) اور آخرت کا عمدہ بدلہ بھی (یعنی جنتِ نعیم اور لطفِ دیدار) اور اللہ خلوصِ دل سے کام کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

سولھواں رکوع

جب خلوصِ دل سے کام کرنے لگے، جب اللہ کو حاضر و ناظر جان لیا اور ایک صلاحیت پر آگئے تو اس کے حکم پر چلو جو تمہارا خیرخواہ ہے جس کی محبت تمہارا سہارا ہے اس کی اتباع میں رہو۔ کافروں کی طرف جھکنا کیا وہ تو تم کو نقصان ہی پہونچانے کے درپے رہیں گے۔

غزوۂ احد میں بظاہر کفار کو فتح ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے مخلص مسلمانوں کی دعا سُن لی، کمزور اور زخم خوردہ مسلمان حضورؐ کے گرد جمع ہو گئے اور کفار اپنے اونٹوں پر سوار مکہ کو چل دیے ان کو یہ بھی خیال نہ آیا کہ مدینہ کو لوٹ لیں۔ راستہ میں ان کو اپنی غلطی کا احساس بھی ہوا لیکن وہ ہمت ہار چکے تھے در حقیقت نصرتِ الٰہی پھر مسلمانوں کے ساتھ تھی۔ اس رکوع سے ان سبق آموز واقعات کا ذکر شروع ہوتا ہے۔

۱۴۹- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ○

اے ایمان والو اگر تم نے کافروں کا کہا مانا تو وہ تم کو الٹے پاؤں (کفر کی طرف) پھیر دیں گے۔ پھر تم نقصان میں پڑ جاؤ گے۔

۱۵۰- بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ○

بلکہ اللہ (ہی) تمہارا معاون ہے اور وہ سب سے بہتر مدد فرمانے والا ہے۔ (وہ کبھی اپنی حکمتِ کاملہ سے مدد فرماتا ہے کبھی اپنی قدرتِ کاملہ سے)

غزوۂ احد میں یہ تمہارا امتحان تھا۔ دیکھو

۱۵۱- سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۚ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ○

ابھی ہم کافروں کے دل میں (تمہارا) رعب ڈال دیں گے (کہ باوجود تمہارے کمزور ہوجانے کے پلٹ کر وہ تم پر ظلم نہ کرسکیں گے) اس واسطے کہ انہوں نے اللہ کا اس کو شریک ٹھیرایا جس کے لیے (اللہ نے) کوئی سند نہیں اتاری اور ان (مشرکین) کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ ظالموں کے لیے بہت بری جگہ ہے۔

۱۵۲- وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ ○

اور (مسلمانو احد کے موقع پر ابتدا میں تم نے رسول کا حکم مانا تو) اللہ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا جب تم اللہ کے حکم سے ان کو قتل کرنے لگے (تم نے کفار کو مارا ان کے سرداروں کو تہ تیغ کیا پھر تم نے مالِ غنیمت کو سامنے دیکھا) یہاں تک کہ تم بزدل ہوگئے اور (رسول کے) حکم کے بارے میں جھگڑنے لگے اور نافرمانی کی (رسول نے فرمایا تھا کہ کچھ ہوجائے جن لوگوں کو اس درہ پر کھڑا کیا جارہا ہے وہ جگہ سے نہ ہٹیں، بعض نے کہا کہ اب لڑائی ختم ہوئی اس حکم کا اطلاق نہ رہا۔ بعض نے اصرار کیا کہ ہم کو اس حکم پر قائم رہنا چاہیے۔ تیر انداز درہ چھوڑ کر مالِ غنیمت کی طرف دوڑ پڑے۔ دشمن نے فائدہ اٹھایا اور لڑائی کا نقشہ بدل گیا) اس کے بعد کہ تم جو چاہتے تھے (اللہ نے) وہ تمھیں دکھادیا تھا (تم کو فتح ہوچکی تھی لیکن) تم میں سے بعض وہ تھے جو دنیا کے خواستگار تھے (جنھوں نے مورچہ چھوڑ دیا) اور بعض تم میں ایسے تھے جو آخرت کے طالب تھے (مورچہ پر قائم رہے) پھر ہم نے تم کو تمہارے دشمنوں سے روکا (اور تمہارا غلبہ جاتا رہا یہ سب کیوں ہوا اس لیے) تاکہ تمہارا امتحان لیا جائے۔ (تمہاری آزمائش ہو کہ تم میں پکے اور سچے مسلمان کون ہیں) اور بلاشبہ اللہ نے تمہاری خطاؤں سے درگزر کیا (دیکھو چند کی خاطر سب کی معافیاں ہوتی رہتی ہیں) اور اللہ تو ایمان والوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔

اور احد کے اس سبق آموز واقعہ کو بھی یاد کرو۔

آیت نمبر (۱۵۰) شرک: شرک کا تجزیہ کیا جائے تو یہ ایک قسم کی بزدلی بھی ہے کہ ایک اللہ پر بھروسہ نہ کیا دو اور دو سے زائد کو پکارا۔

۱۵۳۔ إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ ۗ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ○

جب تم (سراسیمگی کے عالم میں) بھاگے چلے جارہے تھے اور کسی کو مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے حالانکہ رسول تمہارے پیچھے سے تم کو پکار رہے تھے پس (اس رنج کے باعث جو تمہاری وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا، اللہ نے) تم پر غم پر غم ڈالا۔ (ایک تو رسول کے تصورِ شہادت کا غم، دوسرے ناکامیابی کا غم یا ایک غم ہزیمت، دوسرا غم ذلت اور یہ سب کچھ تمہاری تربیت اور آنے والی قوموں کی تربیت کے لیے تھا) تاکہ تم نہ کسی چیز کے ہاتھ سے نکل جانے پر غم کرو اور نہ مصیبت کے پڑنے پر (غمگین ہو، تم تصورِ غم سے نکل جاؤ اپنی خوشی اور غم سب اللہ کے حوالہ کردو) اور اللہ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے (وہ دانا و بینا ہے، تمہارے عمل سے بھی واقف ہے اور تمہاری نیتوں کو بھی جانتا ہے)۔

جب احد کے موقع پر مجاہدین شکستہ حال ہوگئے بہت سے مسلمان شہید ہوئے بہت سے زخمی ہوئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید ہونے کی افواہ اڑ گئی اس وقت اللہ کی طرف سے ایک نیند کا جھونکا رحمت بن کر پیغام بیداری لایا، اور بقیہ مسلمان پھر حضورؐ کے گرد تازہ دم ہو کر حملہ کے لیے تیار ہوگئے۔

۱۵۴۔ ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا يَغْشَىٰ طَائِفَةً مِنْكُمْ ۖ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۖ يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۗ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ ۗ يُخْفُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ مَا لَا يُبْدُونَ لَكَ ۖ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا هَاهُنَا ۗ قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ

پھر اس تنگی (غم و رنج) کے بعد اللہ نے تم پر امن و امان (ایک سکون و اطمینان) نازل فرمایا (یعنی) غنودگی جو (سچے مسلمانوں کی) ایک جماعت پر چھا گئی (نیند کا ایسا جھونکا آیا جس سے بدن کا کسل نکل گیا) اور ایک جماعت کو (جو منافقین کی تھی اس وقت صرف) اپنی جانوں کی فکر پڑی تھی وہ اللہ پر ناحق جاہلوں کی طرح بدگمانیاں کر رہے تھے (اللہ پر طرح طرح کے بے بنیاد خیالات قائم کر رہے تھے مثلاً وہ اللہ کے وعدے کہاں گئے، معلوم ہوتا ہے اسلام ختم ہوا وغیرہ وغیرہ اور ناامیدی کے عالم میں) کہتے تھے ہمارے بس کی کیا بات ہے؟ (جو کیا اللہ نے کیا، ان کاموں میں ہمارا کیا دخل؟) آپ فرما دیجیے بے شک سب کام اللہ کے ہاتھ میں ہیں (وہی قادرِ مطلق ہے اور ان بری باتوں کے علاوہ) وہ اپنے دل میں وہ باتیں چھپاتے ہیں جو آپ سے ظاہر نہیں کرتے وہ (طعنہ دیتے ہیں) کہتے ہیں کہ اگر کچھ ہمارے بس میں ہوتا (یعنی ہمارے کہے پر عمل کیا گیا ہوتا) تو ہم اس جگہ (یوں) مارے نہ جاتے۔ (ان کا کہنا ہے کہ ہم نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ مدینہ کے اندر لڑا جائے لیکن ہماری کسی نے نہ سنی) آپ فرما دیجیے (مدینہ کیا) اگر تم اپنے

كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ ۖ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

گھروں کے اندر ہوتے تو جن کے لیے مارا جانا لکھا جا چکا تھا وہ (اپنے گھروں سے خود) اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل آتے اور (غزوۂ احد میں جو ہوا اس لیے ہوا) تاکہ اللہ تمہارے سینوں کی (چھپی) باتوں کو آزمائے اور جو کچھ (وسوسے یا کدورتیں) تمہارے دلوں میں ہیں ان سے (دلوں کو) پاک وصاف کر دے اور اللہ دلوں کے بھید خوب جانتا ہے۔ (سینہ غلافِ دل ہے۔ دل کے اندر جو بھی حقیقت ہے وہ اس پر آشکارا ہے، اس سے کوئی راز راز نہیں)

۱۵۵- إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۖ وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝ ع ۱۶

(اور احد کی جنگ میں) جس دن (کافروں اور مومنوں کی) دو جماعتیں آپس میں مقابل ہوئیں (تو) تم میں سے جن لوگوں نے پیٹھ پھیر دی تھی ان کو (دراصل) شیطان نے ان کے بعض اعمال (مثلاً لالچ وغیرہ) کے باعث ڈگمگا دیا تھا اور (پھر بھی) اللہ نے ان کا قصور معاف فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا (اور) بردبار ہے۔

سترھواں رکوع

مسلمانوں کو پھر ہمت دلائی جا رہی ہے۔ موت کے غلط تصور سے نکالا جا رہا ہے کہ یہی بزدلی کا سبب اول ہے۔

۱۵۶- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًّى لَّوْ كَانُوا عِندَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝

اے ایمان والو تم ان لوگوں کی طرح (بزدل اور توہم پرست) نہ ہو جانا جنہوں نے کفر کیا اور جو اپنے بھائیوں کے متعلق کہتے ہیں جب کہ وہ ملک میں سفر کو نکلتے ہیں یا جنگ کرتے ہیں (اور مرجاتے ہیں) کہ اگر وہ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے نہ قتل ہوتے (ان کے یہ خیالات اس لیے ہو گئے) تاکہ اللہ اس (خیالِ باطل) کو ان کے دلوں میں (موجب) حسرت بنا دے اور اللہ ہی مارتا اور جلاتا ہے، (موت وزندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے جہاں جس کی موت آنی ہے وہیں آئے گی۔ سفر حضر پر مبنی نہیں) اور خدا تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے (کہ منافقین کس راستہ پر ہیں مسلمان کس حد تک راہِ حق میں کوشاں ہیں تاکہ ہر ایک کو اللہ اس کے حسبِ حال سزا وجزا دے)۔

۱۵۷- وَلَئِن قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ

اور (مسلمانو) اگر تم اللہ کی راہ میں مارے گئے یا مر گئے (تمہیں موت آگئی) تو

مُّتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝

اللہ کی بخشش اور رحمت (جو ہونے والی ہے)، اس (مال ومتاع) سے کہیں بہتر ہے جسے لوگ جمع کرتے ہیں (جو ان کے آخرت میں کچھ کام نہ آئے گا)۔

زندگی کی خواہش یا تو نیک عمل کرنے اور اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کی جاتی ہے
یا مال و دولت کی غرض سے۔ محض مال و دولت کے لیے زندگی کی تمنا کرنا مسلمان کا شیوہ نہیں۔

۱۵۸۔ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِ۟لَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

(پھر یہ بھی یاد رکھو) اور اگر تم مرگئے یا مارے گئے تو (اپنے رب ہی کے پاس تو جاؤ گے اور جو لوگ خوشی سے نہیں آنا چاہتے انھیں بھی آنا ہوگا) البتہ تم سب ہی اللہ کے حضور جمع کیے جاؤ گے۔

۱۵۹۔ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝

پس (اے رسول یہ) سب کچھ اللہ ہی کی رحمت ہے کہ آپ ان کے لیے (اس درجہ) نرم (دل) ہوگئے ہیں اور اگر (کہیں) آپ تندخو اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے منتشر ہوجاتے (چلے جاتے) تو آپ ان کی حالت پر غمگین نہ ہوں) انھیں معاف فرمادیں اور (اللہ سے) ان کے لیے بخشش طلب فرمائیں۔ اور (جس طرح آپ ان سے پہلے مشورہ لیتے تھے اسی طرح) ان سے (اہم) معاملہ میں مشورہ لیتے رہیے (ان سے مشورہ کرنا ان کی دل جوئی ان کی تربیت کے لیے ہے عزم وارادہ آپ ہی کا ہے خواہ ان کے مشورہ کو آپ قبول فرمائیں یا نہ فرمائیں) پھر جب آپ کسی کام کا پختہ ارادہ کریں تو اللہ ہی پر بھروسہ کیجیے۔ بے شک اللہ بھروسہ رکھنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

متوکل حقیقی وہ شخص ہے جو خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرے۔ توکل یہ ہے کہ اسباب مہیا کرکے
ان سے کام لے۔ نتیجہ اللہ کے حوالہ کردے۔ اس کو اپنا کارساز جانے۔

۱۶۰۔ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

(مسلمانو) اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا تو کوئی تم پر غالب نہ آسکے گا۔ اور اگر وہ (تمہاری مدد نہ کرے) تم کو چھوڑ دے تو پھر کون ہے کہ اس (کی نظر التفات پھر جانے) کے بعد تمہاری مدد کرسکے۔ اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ (اپنے کو اس کے حوالہ کردینا چاہیے اپنے ارادے کو اس کے ارادے کا تابع کر دینا چاہیے)۔

اپنے ارادے کو اللہ کے ارادے کے تابع کرنے کے کیا معنی ہیں؟
یہی کہ رسول اللہ پر کامل بھروسہ کرنا ہے۔ ان کے متعلق کسی غلط فہمی میں مبتلا ہونا، خود ہلاک ہونا ہے۔

بایں ہمہ غزوۂ بدر میں بعض قلوب میں کچھ وسوسے پیدا ہوئے، عالم الغیب ان وسوسوں کا ازالہ فرماتا ہے، اور مسلمانوں کو مردِ کامل پر بھروسہ کرنا سکھاتا ہے۔

۱۶۱۔ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ ۚ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○

اور نبی کی یہ شان نہیں کہ (مالِ غنیمت تقسیم کرنے میں) کچھ چھپا رکھے (کسی نبی نے نہ اب تک یہ خیانت کی ہے نہ کرتا ہے اور مسلمانو امانت اور دیانت کا جو اعلیٰ معیار رسول نے سکھایا ہے اس پر قائم رہو) اور جو کوئی خیانت کرے گا وہ قیامت کے دن خیانت کی ہوئی چیز کو (اللہ کے سامنے) حاضر کرے گا۔ پھر ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر (کسی پر کسی طرح کا) ظلم نہ کیا جائے گا (جس نے جتنی خطا کی ہے اتنی ہی سزا ملے گی یہ انسان کا فیصلہ نہیں کہ جو اپنے غصہ میں حد سے بڑھ جاتا ہے)۔

مسلمانو! رسولِ کریم کا مقام اور ان کی قدر و منزلت کا تو کہنا ہی کیا ہے آپ کے متبعین میں بھی۔

۱۶۲۔ أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَأْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○

بھلا جو شخص اللہ کی مرضی کا تابع ہو (اپنی مرضی کا ترک، اور اس کے حکم، اس کی خوشنودی کی طلب میں اعمال کرتا ہو جو خدا کی مرضی میں ڈھل گیا ہو، رضی اللہ عنہ جس کی شان ہو) کیا اُس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس نے اللہ کا غصہ کمایا (غضبِ الٰہی کا مستحق ہوا) اور جس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور یہ کیا ہی بُری جگہ ہے (پھر رسول کے متعلق ایسی بدگمانی کہ وہ نعوذ باللہ کچھ چھپا رکھیں کیسا مہمل خیال ہے)۔

۱۶۳۔ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ○

(اور) اللہ کے یہاں لوگوں کے مختلف درجے ہیں (اتباع والوں کے مدارج ہیں۔ انبیاء کے درجے ہیں انبیاء میں بھی سردارِ انبیاء کا مقام الگ ہے) اور اللہ ان کے اعمال کو دیکھتا (اور ان سے باخبر) ہے۔ (ان بزرگ ہستیوں کو تم اپنے پر قیاس نہ کرو اس کو سب کے حال کی خبر ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ذہن نشین کرائی جا رہی ہے، حضور کی بعثت کے مقصد کا ذکر کیا جا رہا ہے اور پہلی بار اللہ تعالیٰ مومنوں پر اپنا احسان جتاتا ہے تاکہ اس منبعِ فیض کے انوار سے مومنین اپنے قلوب منور کرتے رہیں اور حضور کی محبت اور اطاعت ہی کو عین ایمان جانیں۔

۱۶۴۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَ

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر بڑا (ہی) احسان فرمایا کہ ان میں انہیں میں سے (انہیں کی شکل و صورت کا) ایک رسول بھیجا جو ان کو اس کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا ہے (پڑھنا ہے پڑھاتا ہے سمجھتا ہے سمجھاتا ہے۔ عمل کرتا ہے) اور ان کو پاک کرتا ہے (عقل و نظر کی اور علم و عمل کی پاکی عطا فرماتا ہے) اور ان کو

يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ النصف

کتاب وحکمت (قرآن وحدیث) کی تعلیم دیتا ہے۔ اور (رسول کے آنے سے) پہلے تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔ (اتباعِ نفس ونفسانیت میں مبتلا تھے اور ہر صلاحیت سے محروم تھے، نہ صحیح علم تھا، نہ صحیح عمل، ایک ظلمت میں گھرے ہوئے تھے اب اسی رسولِ برحق اسی احسانِ مجسّم کی اتباع اور محبت، اللہ کا احسان ماننا ہے)۔

احد کے واقعہ کے سلسلہ میں ایک غلط فہمی کا ازالہ اور ایک نعمتِ عظمٰی کا ذکر کیا گیا.... مسلمانوں کے قلوب کو اس ذاتِ مقدسہ کی محبت سے وابستہ کرکے پھر احد کے واقعہ کا ذکر آتا ہے اور اس بار احد کی مصیبت کا سبب پوچھنے والوں کو بتایا جارہا ہے کہ وہ خود غور کریں کہ غلطی کس کی ہے، تیر اندازوں نے مورچہ چھوڑا یہ کس کی لغزش تھی، اور پھر یوں بھی سوچو کہ بدر کی لڑائی میں کیا تم سے کفار کو دوچند تکلیف نہیں پہونچ چکی۔ تم مصیبت کے آنے جانے کو نہ دیکھو۔ نظر اپنی نیت اور عمل پر رکھو یہی مصیبت، کبھی مصیبت ہے، کبھی آزمائش۔

۱۶۵- اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

اور کیا جس وقت تم کو ایک تکلیف (احد میں) پہونچی حالانکہ تم اس سے دوچند تکلیف (بدر میں) پہونچا چکے تھے تو تم بول اٹھے کہ یہ (مصیبت ہم پر) کہاں سے آئی آپ کہہ دیجیے یہ تکلیف تم کو تمہارے ہی نفس (ونفسانیت) کی طرف سے پہونچی (تمہاری ہی شامتِ اعمال کا نتیجہ ہے) بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (لیکن اس کی قدرتِ مطلقہ کے یہ معنی نہیں کہ تم اس سے غلط فائدہ اٹھاسکو اس کی قدرت اس کے رسول کی اتباع، ان کے نظم ونسق کے تحت تمہارے ساتھ ہے)۔

۱۶۶- وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

جو کچھ مصیبت تم کو اس دن پہونچی جب دونوں فوجیں مقابل ہوئیں (یعنی جنگِ احد میں جب انکا مقابلہ ہوگیا) تو وہ اللہ کے حکم (اس کی مشیّت) سے پہونچی ہے) اور (اس لیے پہونچی) تاکہ اللہ مومنوں کو جان لے۔

۱۶۷- وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ښ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ۭ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا

اور ان لوگوں کو (بھی) جان لے جو منافق ہیں (یعنی دونوں میں کھلا امتیاز کر دے۔) اور ان (منافقوں) سے (جب) کہا گیا آؤ اللہ کی راہ میں لڑ دیا اگر فی سبیل اللہ ان دشمنوں سے جنگ کرنے کے لیے تیار نہیں تو کم از کم اپنی جان ومال کی حفاظت کے لیے دشمن کی) مدافعت کرو (تو انہوں نے یہ حیلہ تراشا)

آیت نمبر (۱۶۷) یہ اُس وقت کا ذکر ہے جب جنگِ احد کے آغاز میں منافقوں کا تین سو کا گروہ مسلمانوں سے الگ ہو کر مدینہ کو واپس ہو رہا تھا۔

لَّاتَّبَعْنٰكُمْ ۭ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ۝

بولے اگر ہم سمجھتے کہ لڑائی ہو گی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ رہتے (لیکن یہ لڑائی کیا یہ تو موت کے منہ میں جانا ہوا۔ منافق کی ایک ایک بات میں کئی کئی پہلو نکلتے ہیں درحقیقت ان کی قلعی کھل گئی اور صاف ظاہر ہو گیا کہ) اس دن وہ ایمان کی بہ نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے۔ (در اصل) یہ لوگ اپنے منہ سے ایسی بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں، اور جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اللہ خوب جانتا ہے۔ (اللہ جانتا ہے کہ ان کے دلوں میں مسلمانوں سے کس قدر بغض، عناد ہے اور یہ کیسے بہانے تراش رہے ہیں)۔

۱۶۸۔ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ۭ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

(یہ وہی لوگ ہیں) جو (خود تو گھر میں بیٹھ رہے اور اپنے بھائیوں کے متعلق (جو میدانِ جنگ میں شہید ہوئے) کہنے لگے اگر وہ ہمارا کہا مانتے (اور جنگ کے لیے نہ نکل کھڑے ہوتے) تو نہ مارے جاتے (یہ ان کی خام خیالی ہے۔ اے پیغمبر) آپ کہہ دیجیے کہ (اگر تمہارے بس میں موت ہو تو جب تمہارا وقت ہو تو) اپنے کو موت سے بچا لینا اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو۔

۱۶۹۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝

اور ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں مارے گئے تم (اپنے خیال و گمان میں) مُردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس (کیفیتِ حیات کے لطف اٹھا رہے ہیں) کھاتے پیتے ہیں (اللہ کی نعمتوں سے شادکام ہیں)۔

۱۷۰۔ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

خوش ہیں (مسرور ہیں خوشیاں منا رہے ہیں) ان (نعمتوں) پر جو انہیں اللہ نے اپنے فضل (و کرم) سے عطا کی ہیں۔ اور (خود بھی اللہ کی طرف سے) بشارتیں پاتے ہیں (اور بشارتیں دیتے ہیں) ان لوگوں کے متعلق جو ابھی ان سے نہیں ملے (اور) پیچھے رہ گئے ہیں (یعنی جن لوگوں کو ابھی شہادت حاصل نہیں ہوئی لیکن اللہ کے علم میں ان کی شہادت ہے) کہ اُن پر نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ غم و ملال (نہ عذابِ آخرت کا خوف ہوگا نہ دنیا چھوٹنے کا غم، مامون اور مطمئن سیدھے خدا کی رحمت میں داخل ہو جائیں گے)۔

۱۷۱۔ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ

(اور ان کے علاوہ) اللہ کے انعام اور اس کے فضل سے خوش و شاداں ہیں (کہ اللہ نے حیاتِ جاوداں تو ابھی عطا فرما دی جس میں رہنا دنیا میں

ع۱۷ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ رہنے سے بھی بہتر ہے اور آخرت کے متعلق اس کا وعدہ ہے) اور بیشک اللہ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔

(دیکھو یہاں قیام، قول و اقرار پر ہے اس لیے مومن فرمایا۔ جہاں عمل پر ہے وہاں محسن فرماتا ہے)۔

اٹھارواں رکوع

اِس رکوع میں دو واقعات کا بیان آرہا ہے۔ پہلی آیت کا تعلق اس واقعہ سے ہے جب ابوسفیان کو غزوۂ احد میں اپنی مہم ادھوری چھوڑنے پر سخت ندامت ہوئی تو اس نے فیصلہ کیا کہ زخم خوردہ مسلمانوں پر پھر حملہ کرے۔ یہ خبر حضورؐ کو پہونچی اور آپؐ نے صحابۂ کرامؓ کو پھر جنگ کے لیے آمادہ فرمایا۔ لیکن کفار کے دل میں اللہ نے ایسا رعب ڈالا کہ وہ دوبارہ حملہ کرنے کی جرأت نہ کرسکے۔

دوسری آیت کا تعلق غزوۂ بدرِ صغریٰ سے ہے جب کہ ابوسفیان نے غزوۂ احد سے جاتے وقت اعلان کیا تھا کہ اب آئندہ سال وہ بدر ہی میں مسلمانوں سے پھر معرکہ آرا ہوگا۔ چنانچہ اس موقع پر حضورؐ صحابۂ کرامؓ کو لے کر میدان میں تشریف لے گئے۔ ہرچند کفار نے ان کو اپنی کثرتِ افواج سے متاثر کرنے کی کوشش کی لیکن وہ ان کے مقابلہ کے لیے تیار رہے۔ آخر کفار ان کی ہمت کے آگے خود ہی مرعوب ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابۂ کرامؓ کی یہ جرأت اور اندازِ اطاعت پسند فرمایا۔

۱۷۲- اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

جن لوگوں نے (احد کی لڑائی میں) زخم کھانے کے باوجود (جب حضور سرورِ کائنات نے ان سے لڑنے کا حکم دیا تو انہوں نے) اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانا (لڑنے کے لیے نکل کھڑے ہوئے)، ان میں جو نیکوکار (صاحبانِ تصوّ احسان میں ڈوبے ہوئے) اور پرہیزگار ہیں ان کے لیے اجرِ عظیم ہے (خواہ ان کو دنیا میں شہادت نصیب ہو یا وفات کے بعد رویتِ الٰہی)۔

۱۷۳- اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖۗ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝

(یہ) وہ لوگ (ہیں) جن سے لوگوں نے کہا کہ تمہارے مقابلہ کے لیے (مکہ کے) لوگوں نے بڑا سامان (جنگ) جمع کیا ہے ذرا ان سے ڈرتے رہنا تو (بجائے خوف کے) ان کے ایمان میں اور تازگی پیدا ہوئی اور انہوں نے (برجستہ) جواب دیا کہ ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

کفار ہمت ہار چکے تھے، شکست کا خوف ان کے دلوں پر غالب تھا پھر پلٹ کر حملہ کرنے کی

ان کو جرأت نہ ہوئی۔

۱۷۴۔ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ○

پس مسلمان اللہ کے انعام اور اس کے فضل کے ساتھ (خوش خوش) واپس آئے (تجارت سے نفع کمایا، اپنی جرأت سے کفار کے دل اور بٹھادیے اور خود) ان کو کسی طرح کا ضرر نہ پہونچا۔ اور (اس نعمتِ عظمیٰ سے شادکام رہے کہ) اللہ کی رضاجوئی کے تابع (سرگرم عمل) رہے اور (اللہ کے فضل سے نوازے گئے کہ) اللہ بڑا ہی فضل والا ہے۔

مرعوب کُن خبریں پہونچاکر لوگوں کو ڈرانا اور طرح طرح کے خیالاتِ پراگندہ پیدا کرنے کی کوشش کرنا یہ سب شیطان کی حرکتیں ہیں۔

۱۷۵۔ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

یہ تو شیطان ہی ہے جو (تم کو) اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے پس تم ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرتے رہو اگر تم صاحبِ ایمان ہو (سچے مسلمان ہو تو ان سے مت ڈرنا مجھ سے ڈرتے رہنا مومن کی تو دو ہی کیفیات ہیں، ایک اللہ کا خوف، دوسری اللہ کی رضا)۔

۱۷۶۔ وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِى الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۗ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِى الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

اور (اے حبیب) وہ لوگ جو کفر کی طرف (بڑھتے ہیں) جلد باز ہیں آپ کو غمگین نہ کریں، وہ لوگ اللہ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے (دنیا میں ان کو تھوڑی بہت جو ڈھیل ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ) اللہ چاہتا ہے کہ ان کو آخرت (کی نعمتوں) سے کوئی حصہ نہ دے۔ (آخرت میں ان کو ہر لطف اور خیر سے محروم رکھے) اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

اس حقیقت کو واضح کرنے کے بعد بھی۔

۱۷۷۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

جن لوگوں نے ایمان کے بدلے کفر مول لیا وہ اللہ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

۱۷۸۔ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِىْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِىْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ

اور کافر یہ نہ سمجھیں (اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں) کہ ہم جو ان کو کچھ مہلت دیے جاتے ہیں یہ ان کے حق میں خوب ہے ان کو ڈھیل دینا (مہلت دینا) تو صرف اس لیے ہے کہ وہ اور گناہ کریں (گناہ میں اور بڑھتے جائیں) اور (بالآخر) ان کے لیے ذلیل و خوار کرنے والا عذاب (تیار) ہے۔

عَذَابٌ مُّهِينٌ ○

(اوپر کی تین آیتوں میں عذابِ عظیم، عذابِ الیم، عذابِ مہین کا ذکر آیا ہے، شریعت کے مقابلہ میں کفر کرنا "عذابِ عظیم" کو دعوت دیتا ہے۔ ایمان کے بدلہ کفر مول لینا، عذاب کو اور دردناک "عذابِ الیم" بنا دیتا ہے۔ کفر کو خیر سمجھنا، اور اس دنیا کی راحتوں سے یہ قیاس کرنا کہ عذابِ آخرت سب ڈھکوسلا ہے، "عذابِ مہین" رسواکن عذاب کا مستحق بنا دیتا ہے۔ اللہ ہی ہر عذاب سے محفوظ رکھے)۔

جس طرح کفار کا مال و دولت اس بات کی دلیل نہیں کہ آخرت میں ان کو عذاب نہ ہوگا اسی طرح مسلمان کو دنیا میں تکلیف پہونچنے کے بھی یہ معنی نہیں کہ ان پر اللہ کا غضب ہے بلکہ یہ آزمائش کے لیے ہے مومن و منافق کو الگ کرنے کے لیے ہے۔

۱۷۹- مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○

(لوگو) اللہ ایسا نہیں کہ مسلمانوں کو اس حالت میں جس میں تم ہو چھوڑے رکھے جب تک کہ وہ ناپاک کو پاک سے جدا نہ کر دے۔ (یہ جدا کرنا یا تو جہاد سے ہوتا ہے کہ منافق اپنی جان بچا کر بھاگتے ہیں اور مومن جان کی بازی لگاتے ہیں یا وحی الٰہی سے ہے، لیکن یہ وحی ہر کس و ناکس پر نہیں اترتی) اور اللہ ایسا (بھی) نہیں کہ تم کو (براہِ راست) غیب کی باتوں سے مطلع کر دے بلکہ وہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے برگزیدہ (اور منتخب) کرتا ہے (تاکہ ان کے ذریعہ تم کو وہ علمِ غیب جو تمہارے لیے ضروری ہے عطا فرمائے، مثلاً قیامت، آخرت، جنت دوزخ وغیرہ) پس تم (تو) اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ (جو وہ فرمائیں اسے اللہ ہی کا حکم سمجھو) اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور پرہیزگاری اختیار کرو گے (یعنی ایمان کو اطاعت سے تازہ کرتے جاؤ گے) تو تم کو بہت بڑا اجر ملے گا (ایسا اجرِ عظیم جو تمہارے قیاس و گمان میں بھی نہیں آسکتا جب کھلے گا تب جانو گے)۔

۱۸۰- وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ

اور وہ لوگ (جو دنیاوی سرمایہ کو سینہ سے لگائے بیٹھے ہیں اور) جو اللہ نے اپنے فضل سے ان کو دے رکھا ہے اس میں سے (زکوٰۃ، خیرات) دینے میں بخل کرتے ہیں ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ یہ (بخل) ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ یہ ان کے لیے بہت برا ہے عنقریب قیامت کے دن اس مال کا جس کا انہیں بخل تھا طوق بنا کر ان کے گلوں میں ڈالا جائے گا۔ (اس وقت ان کو محسوس ہوگا کہ جس چیز پر

مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ ع ۱۸ ۹

اختیار تھا اسے روک لینا اور اللہ کی راہ میں نہ خرچ کرنا ان کے حق میں کیسا عذاب بن گیا۔ کاش وہ حق، حق دار کو دیتے رہتے مال تو آخر چھوٹنا تھا)، اور آسمان و زمین کا والی (وارث) تو خدا ہی ہے۔ (وہی لینے والا وہی دینے والا) اور جو تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔

انیسواں رکوع

یہی نہیں کہ یہود بخیل ہیں بلکہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کا مذاق بھی اڑاتے ہیں وہ ترغیبِ سخاوت کو نہیں سمجھتے اور گستاخانہ کلمہ کہنے کی جرأت کرتے ہیں جو کچھ وہ کہتے ہیں اللہ سب سُنتا ہے۔

۱۸۱- لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ (وقف لازم)

بے شک اللہ نے ان لوگوں کی بات (بکواس) سُن لی جو کہتے ہیں "کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں" (گویا اللہ ان کو غنی سمجھ کر نعوذ باللہ راہِ حق میں خرچ کرنے کو کہتا ہے) ہم ان کی (ان ناروا) باتوں کو لکھے لیتے ہیں اور انہوں نے ناحق جو انبیاء کو قتل کیا (وہ بھی ان کے نامۂ اعمال میں لکھا ہے) اور ہم ان سے (قیامت کے روز) کہیں گے کہ اب جلتی آگ کا مزہ چکھو۔

۱۸۲- ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

یہ بدلہ اس کا ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں آگے بھیجا (یہ تمہارے کیے کی سزا ہے) اور اللہ اپنے بندوں پر ہرگز ظلم نہیں کرتا۔

جب کسی بات کے ماننے کا ارادہ ہی نہ ہو تو لوگ طرح طرح کے بہانے تراشتے ہیں، یہی یہود کی عادت تھی۔

۱۸۳- اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ

یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم سے اقرار لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک وہ ایسی قربانی نہ لائے جس کو آگ کھا جائے (یعنی اپنی رسالت کے ثبوت میں اللہ کی راہ میں کوئی چیز تیار کرے اور آسمان سے آگ آکر اسے کھا جائے۔ ہر چند اللہ تعالیٰ نے اس طرح کا نہ کوئی عہد لیا تھا، نہ دیا تھا لیکن ان کی کج بحثی کو ختم کرنے کے لیے حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ کو

وَبِالَّذِیْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○

ان معجزوں سے بھی نوازا پھر بھی کیا ہوا؟ آپ ان سے ارشاد فرمائیں کہ تمہارے پاس کتنے رسول مجھ سے پہلے واضح دلائل کے ساتھ آئے اور اس (معجزے) کے ساتھ بھی جو تم کہہ رہے ہو پھر تم نے انھیں کیوں قتل کر ڈالا اگر تم سچے ہو۔ (اور اپنے عہد کے پابند)۔

خواجۂ عالم آپ کیوں رنجیدہ ہوتے ہیں۔

۱۸۴۔ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِیْرِ ○

پس اگر وہ لوگ آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو آپ سے پہلے بھی بہت سے پیغمبروں کو جھٹلایا گیا ہے جو واضح دلائل (معجزات) اور صحیفے اور کتابِ روشن (تورات وانجیل) لے کر آئے۔

یہ ان لوگوں کی بدنصیبی اور کج فہمی ہے کہ اس دنیا کے خواہاں ہیں اور آخرت سے غافل ہیں حالانکہ۔

۱۸۵۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○

ہر جان دار کو (ہر شخص کو ایک دن) موت کا مزہ چکھنا ہے اور (لوگو یاد رکھو کہ ایک دن تم کو اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے جہاں) تم کو قیامت کے دن ہر حال پورا بدلہ دیا جائے گا۔ پھر جس کو آتشِ دوزخ سے دور رکھا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہ بامراد ہوا (کامیاب وکامران ہوا اور جس نے دنیا ہی کو سب کچھ سمجھا وہ دھوکے میں پڑا ہے) اور دنیا کی زندگی دھوکے کے سوا کچھ نہیں (یہ تو صرف امتحان وآزمائش کی جگہ ہے۔)

۱۸۶۔ لَتُبْلَوُنَّ فِیْۤ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۫ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا اَذًى كَثِیْرًا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○

البتہ (اس دنیا میں) تمہاری آزمائش تمہارے مالوں اور تمہاری جانوں میں ہوگی اور یقیناً تم کو ان لوگوں سے جن کو پہلے کتاب دی جا چکی ہے (یعنی یہود ونصاریٰ) اور ان سے بھی جنہوں نے شرک کیا، بہت سی تکلیف دہ باتیں سننا پڑیں گی (وہ باتیں جن سے تم کو روحانی تکلیف اور جسمانی اذیت کا اندیشہ ہوگا جس سے تمہارے احساس کو ٹھیس لگے گی) اور اگر تم (ان کی دل آزاری پر) صبر کرو گے اور پرہیز گاری اختیار کرو گے (ان سے بچتے بھی رہو گے اور دل کی پاکی کو ہاتھ سے جانے بھی نہ دو گے) تو یہ بڑے حوصلہ کی بات ہے (یہ بڑی ہمت کا کام ہے)۔

۱۸۷۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ

(اے پیغمبر ان کو یاد دلائیے) اور جب اللہ نے اہلِ کتاب سے (نبیوں کے ذریعہ) پختہ وعدہ لیا کہ اس (کے حقائق) کو لوگوں سے صاف صاف بیان کرو گے

وَلَا تَكْتُمُونَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ۝

اور اس کو (یعنی بشارتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نہ چھپاؤ گے مگر انہوں نے (اس عہد سے تغافل برتا اور) اسے پس پشت ڈال دیا اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ذکر کو چھپا کر یا احکام الٰہی میں کچھ تحریف کر کے) اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت (دنیاوی منفعت) حاصل کی۔ کیا ہی بُرا (سودا) ہے جو یہ (لوگ آخرت کے عوض) خرید رہے ہیں۔

۱۸۸۔ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

(اے پیغمبر!) آپ یہ نہ سمجھیں کہ جو لوگ (آپ کی بشارت کو چھپاتے اور) اپنے کیے پر خوش ہوتے ہیں اور اپنے بن کیے کاموں پر تعریفیں چاہتے ہیں (اللہ ان کو چھوڑ دے گا) آپ ہرگز خیال نہ فرمائیں کہ وہ عذاب سے چھوٹ جائیں گے۔ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ چند ہی سال کے اندر یہود گرفتار ہوئے جلاوطن کیے گئے اور منافقین اور یہود ذلیل و رسوا ہوئے۔

۱۸۹۔ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ع ۱۹

اور آسمانوں اور زمین کا سب اختیار اللہ ہی کو ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (وہی قادرِ مطلق ہے خوش نصیب ہیں جو اس قادرِ مطلق کی یاد میں رہتے ہیں)۔

بیسواں رکوع

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں قادرِ مطلق ہوں، میرے تصرف میں دین و دنیا زمین و آسمان سب کچھ ہیں۔ آئندہ آیات میں بتا رہا ہے کہ میری قدرت کا تماشہ دیکھنے والے اور ان کو دیکھ کر مجھے قادرِ مطلق ماننے والے کیسے ہوتے ہیں۔ وہ صاحبِ عقل کون ہیں ان کی نشانیاں کیا ہیں۔

۱۹۰۔ اِنَّ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى الْاَلْبَابِ ۝ ۚ

بے شک آسمان و زمین کی پیدائش اور رات دن کے آنے جانے میں عقلِ سلیم والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔

یہ صاحبانِ فکر، جو حقیقت کی تلاش میں رہتے ہیں دانش و بینش جن کا نصیبہ ہے، جو چیزیں منقولی طور پر آئی ہیں ان کو پرکھتے ہیں۔ متضاد کیفیات کو سمجھتے ہیں، جن کی عقل حس و وہم کے شائبوں سے صاف اور دقائق اور آثار پہچاننے میں کامل ہوتی ہے۔ یہ تو ان کی نظر ہے۔ ان کا طریقۂ عمل ان کی زندگی کیا ہے ؟۔

۱۹۱- الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

(ان کے دل یادِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں) جو کھڑے، بیٹھے، اور پہلو پر لیٹے (ہر حال میں)، اللہ کی یاد میں لگے رہتے ہیں۔ ("کھڑے ہیں آستانۂ خدمت پر، بیٹھے ہیں فرشِ قربت پر، لیٹے ہیں بارگاہِ وجد وحال میں" زبان پر اللہ کا نام دل میں اللہ کی یاد، ذہن معارف میں غوطہ زن) اور (جب) آسمان وزمین (بلند وپست، روح وتن) میں غور وفکر کرتے ہیں (تو کہہ اٹھتے ہیں) اے ہمارے رب تونے یہ (سب کچھ عبث اور) باطل تو نہیں بنایا (یہ تیرا کارخانۂ قدرت جو تیری ہی ذات وصفات کی طرف نشان دہی کر رہا ہے اور) تو تمام عیبوں، (اور کوتاہیوں) سے پاک ہے پس (اے ہمارے پاک پروردگار) تو ہم کو آگ کے عذاب سے (دوری ومجبوری کے عذاب سے) بچالے (یہ جو حق کا بطلان کرتے ہیں، حق کو محض عقل سے پانا چاہتے ہیں ان سے بچا، اسلامی زاویہ میں لا تو تمام بطلان سے پاک، ہر مادیت سے پاک ہے)۔

۱۹۲- رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○

اے ہمارے پروردگار بے شک جس کو تونے دوزخ میں ڈال دیا تو اس کو تونے رسوا کردیا۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں (ان کو تیرے عذاب سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا)۔

۱۹۳- رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ○

اے ہمارے رب ہم نے ایک ندا دینے والے کو ایمان کی ندا دیتے سُنا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے (ہم نے رسول کے باور پہ باور کیا) اے ہمارے پروردگار پس ہمارے گناہ بخش دے (ہمارے گناہوں کو اپنے دامنِ رحمت سے ڈھانپ لے) اور ہم سے ہماری برائیوں کو دور کردے اور ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ (نیک لوگوں کے سرداروں کے ساتھ کامل ایمان والوں کے ساتھ) موت دے۔

۱۹۴- رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ

اے ہمارے پروردگار اور تو (روزِ قیامت) ہم کو وہ (سب) عطا فرمادے جس کا

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا .... مِنْ اَنْصَارٍ — دعائے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہے۔

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا .... فَاٰمَنَّا — دعائے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہے۔

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا........... مَعَ الْاَبْرَارِ — دعائے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہے

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا.......... الْمِيْعَادَ — دعائے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہے

وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

تونے اپنے رسولوں کے ذریعہ ہم سے وعدہ کیا تھا اور قیامت کے دن ہم کو رسوا نہ کر بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ دعائیں جو ان آیات میں مذکور ہیں سب برابر کی ہیں یہ گویا خلفائے راشدینؓ کی دعائیں ہیں۔ جو ان کی کیفیات کی حامل ہیں حضرت صدیق اکبرؓ نے مرتبۂ ایمان و تصدیق پر قیام و قرار فرمایا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے مرتبۂ خوف میں، حضرت عثمان غنیؓ نے مرتبۂ دعا میں، حضرت علی کرّم اللہ وجہہ نے ہمت کی، اور وعدہ پر قرار فرمایا ہے۔ واضح ہو کہ "ایمان" پر بنیاد ہے "خوفِ خدا" پر زندہ رہنا ہے، دعا پر بخشش و فضل ہے اور آخرت میں دیدار کی تمنا زندگی کی کشتی کو کشاں کشاں لیے جارہی ہے۔

۱۹۵۔ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝

پھر ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمائی (اور فرمایا کہ) میں تم میں سے کسی محنت کرنے والے کی محنت کو ضائع نہیں کرتا خواہ مرد ہو یا عورت تم دونوں ایک ہی ہو (ایک ہی نوعِ انسانی کے اجزاء ہو) پھر وہ لوگ جنہوں نے اپنے گھروں سے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور (وہ اللہ کی راہ میں) لڑے اور مارے گئے (شہید ہوئے) تو بے شک میں ان (کے نامۂ اعمال) سے ان کی برائیاں دور کر دوں گا (ان کو گناہوں سے پاک و صاف کر دوں گا) اور ان کو (اپنی رضا کی) جنتوں میں داخل کروں گا کہ جن کے نیچے (رحمت کی) نہریں بہتی ہوں گی یہ (ان کے نیک کاموں کا) اللہ کے یہاں سے بدلہ ہے اور اللہ کے پاس ان کے لیے اور بھی بہتر انعام ہے (جو مقامِ قرب میں رویت اور دیدارِ الٰہی کی صورت میں ظاہر ہوگا)۔

۱۹۶۔ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ۝

(اور اے مسلمان) کافروں کا (بے فکری کے ساتھ) ملک میں آنا جانا تجھ کو دھوکے میں نہ ڈالے۔

۱۹۷۔ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۫ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝

(ان کے) یہ (دنیاوی) فائدے تھوڑے ہی دنوں کے لیے ہیں پھر (آخر کار) ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

۱۹۸۔ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ

لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے

جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ○

نہریں بہتی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ کے یہاں سے (اپنے مہمانوں کی) مہمانی (وضیافت) ہے اور (اس کے علاوہ) جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ نیکوکاروں کے لیے بہت اچھا ہے ۔

دیکھو اللہ تعالیٰ اس پُر خلوص دعا کا جو اس نے مومن کی زبان سے کہلوائی کس بلیغ انداز میں، جواب دے رہا ہے ۔ اوپر کی دعا کی آخری آیت میں وعدہ کا ذکر آیا تھا ، یہاں ایفائے عہد کی بشارت دی گئی اور ان مہمان نوازیوں کا ذکر کفار کے حقیر دنیاوی فائدوں کے بعد کیا گیا تاکہ مومن اپنے دل و دماغ میں ان مسرتوں کا بخوبی اندازہ کر سکے ۔

ساتھ ہی یہ عنایاتِ الٰہی جن کا ذکر آیتِ بالا میں کیا گیا ان اہلِ کتاب کے لیے بھی ہیں جنھوں نے حق کو حق سمجھا ، حق پر قائم رہے ۔

۱۹۹- وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ خٰشِعِیْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا یَشْتَرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ○

اور اہلِ کتاب میں بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ پر ، اور اس (قرآن) پر جو تم پر اترا اور اس پر جو (صحیفے اور کتبِ آسمانی) ان پر نازل ہوئیں ایمان رکھتے ہیں (اور) اللہ کے آگے عاجزی کرتے ہیں وہ اللہ کی آیات بیچ کر تھوڑی سی قیمت حاصل نہیں کرتے (یعنی کل کائنات کو اس کے مقابلہ میں حقیر سمجھتے ہیں) یہی لوگ ہیں جن کے لیے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے ، بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے ۔

قیامت دور نہیں ، تم تیار رہو ، تیار ہو جاؤ ۔ اس زندگی کی جدوجہد میں تمہارا طریقۂ کار کیا ہو اس پر سورہ ختم ہوتا ہے ۔

۲۰۰- یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ ع ۲۰

اے ایمان والو (یہ دنیا اللہ کے اسمِ صبور کا مظہر ہے یہاں ایمان کے بیج کی حفاظت کرنا ہے اس کی آبیاری کرنا ہے ، اور ادائیگی فرائض ، عمل میں لگے رہنا ہے ، اور پھل کا انتظار کرنا ہے اس لیے صبر سے کام لو اور) صبر کرو اور (زندگی کی ہر جدوجہد میں محض جسمانی طور سے نہیں بلکہ قلب کو بھی مضبوط رکھو اور ہر حال میں) ثابت قدم رہو اور (آپس میں مل جل کر رہو ربطِ باہمی کے ساتھ دل و جان سے حصولِ مقاصد کے لیے) مستعد رہو اور (پھر ایمان ، استقامت ، دنیاوی تعلقات ، باہمی ہمدردی ، اور اخوت کے ساتھ اس تعلق اور ربط کو ،

جو روح کو روح الروح اور خالقِ ارواح سے ہے اسے نہ بھولو اور بہر حال) اللہ سے ڈرتے رہو (خشیتِ الٰہی کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے اس کی یاد سے غفلت نہ ہو۔ یہ دنیا اُس کی سمجھ کر برتو، جو برتنے کا حق ہے اس طرح برتو) تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو۔ (دین و دنیا تمہارے لیئے اور تم اللہ کے لیے ہو)۔

سورۂ آل عمران ختم ہوا! اس میں اللہ کی صفات ذہن نشین کی گئیں، اللہ کی ذات، صفات، آخرت کے متعلق جو شبہات تھے ان کا ازالہ کیا گیا، مسلمانوں کو ان باتوں سے روکا گیا جو نفس کو نفسانیت میں ڈالتی ہیں ان کو وہ دعائیں سکھائی گئیں جو ان کی زندگی کو فلاح کی راہ پر لگا دیں۔ ایمان، خوفِ خدا، طلبِ بخشش، آخرت کے وعدوں سے حوصلہ افزائی کی گئی۔ تقویٰ کی ہر کیفیت کو خوب ظاہر کیا گیا۔ صبر، استقامت، ربط کی تعلیم دی گئی اب اسی ربط سے جو ایک طرف حُسنِ معاشرہ کی جان ہے تو دوسری طرف توجہ الی اللہ کی روح، ایک نئے سورہ کا آغاز ہوتا ہے۔

سُوۡرَةُ النِّسَآءِ

مدنی ایک سو چھتّر آیات چوبیس رکوع

سورۂ بقرہ نے حیوانیت سے نکالا۔ سورۂ آل عمران نے نفسانیت سے بچنے کے آداب سکھائے۔ اب یہ سورہ نفس و نفسانیت سے پاک کرنے کے بعد معاشرت کے آداب سکھا رہا ہے۔ عامۃ الناس کے معاملات، دستورِ عمل بیان کیے جارہے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ لوگ صحتِ عقیدہ کے ساتھ، علم و عمل سے کام لیں، زندگی سنواریں، آدابِ زندگی سیکھیں اور ربطِ معاشرت کا پہلا سبق یعنی نکاح اور میراث کے آئین مرتب ہو جائیں۔ یتیموں کی خبر گیری انسانیت کی تکمیل کا موجب ہو، عورتوں کی نگہداشت، معاشرہ میں ان کی قدر، ان کے فرائض و حقوق کے حدود کا تعین ہو جائے۔ تاکہ معاشرہ سدھرے اور مسلمانوں میں رسول کی اتباع اور فرماں برداری کا وہ جوہر پیدا ہو جائے جو دین و دنیا میں ان کی فلاح کا ضامن ہو۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان رحم والا (ہے)۔

۱۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ اے لوگو (اُنس والے ہو یا نسیان والے) اپنے رب سے ڈرتے رہو (اہتمام

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝

فریضہ میں لگے رہو) (وہی تو ہے) جس نے تم کو نفسِ واحد سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا (یعنی عورت کو) پیدا کیا۔ اور (پھر) ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت (دنیا میں) پھیلا دیے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو۔ اور (بالخصوص) اپنے قرابت والوں کے انکے تعلقات کے سلسلہ میں خوفِ خدا کو پیشِ نظر رکھو ان کے ساتھ نیک سلوک کیا کرو) بے شک اللہ تمہارا نگرانِ حال ہے (اس نے تم کو چھوڑ نہیں دیا ہے وہ تمہارے حسنِ سلوک اور بدسلوکی دونوں دیکھ رہا ہے)

معاشرہ میں پہلا فرضِ انسانی، امانت ہے، لین دین میں احتیاط، یتیموں کے مال کی حفاظت :-

۲- وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝

اور یتیموں کو (ان بچوں کو جن کے باپ مرگئے ہیں جو بلاقوت والے ہیں) ان کے مال دے دو۔ (یتیم کو اس کا حق دو) اور (اپنے) برے مال کو (ان کے) اچھے مال سے بدل نہ لو۔ (یعنی امانت میں خیانت نہ کرو) اور ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ ملاکر نہ کھاجاؤ۔ (ان کی چیز کو احتیاط سے استعمال کرو، ان کا مال خرچ کرنے، اپنے مال کے ساتھ ملانے میں ان کا فائدہ مدنظر ہو نہ کہ ذاتی منفعت) واقعی یہ بڑا وبال ہے۔ (اس کے نتائج خوفناک ہیں یہ انسان، اور اس کے خالق دونوں سے ٹکر لینا ہے۔ اس سے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے)۔

معاشرہ میں یتیم کے بعد عورت کا ذکر آیا ہے کہ وہ بھی کمزور ہے۔ شادی کرو، شادیاں کرو۔ لیکن آدابِ شریعت ملحوظ خاطر رہیں۔ یہاں بھی غرض نفس پرستی نہ ہو معاشرت منظور ہو۔ شادیاں نفسانیت و جذبات کے تحت نہ ہوں عقل کے تحت ہوں کہ عدل قائم رہ سکے۔

یتیم لڑکیوں سے نکاح ناجائز نہیں بشرطیکہ ان کے جملہ حقوق کی حفاظت بہ طریقِ احسن ہو سکے

۳- وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ

اور اگر تم کو اس بات کا ڈر ہے کہ تم یتیم لڑکیوں کے حق میں عدل و انصاف نہ کرسکو گے (خواہ یہ بات ان کی صورت شکل یا مزاج یا کسی وجہ سے ہو تو تم ان سے نکاح کرتے ہی کیوں ہو) پھر (تو اتم کو جو عورتیں (ان کے علاوہ) پسند ہیں ان سے نکاح کرو (ایک چھوڑ) دو دو اور تین تین اور چار چار (وہ بھی

آیت نمبر (۳) (الف) ایک سے زائد شادی میں ذمہ داری مرد کی ہے کہ وہ عدل کرسکے صحابۂ کرامؓ کی کیفیت میں ایسا اعتدال آگیا تھا کہ رغبت اور نفرت کا اظہار تک نہ ہوسکتا تھا۔ آج بھی اکثر حالات پیش آتے ہیں۔ جہاں ایک سے زیادہ شادی انفرادی اور معاشرتی مسائل کا آسان ترین

أَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ ذٰلِكَ اَدْنٰىٓ اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝

اس وقت کہ عدل و مساوات قائم رکھ سکو) پھر اگر تم کو خوف ہو (کھٹکا ہو، اندیشہ ہو) کہ تم (دو، تین یا چار بیویوں میں) عدل و مساوات قائم نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی (پر اکتفا کرو) یا لونڈی جو تمہاری ملک ہو، اس سے تم بے انصافی سے بچ جاؤ گے (یعنی اس طرح تم ایک ہی طرف نہ جھک جاؤ گے۔ جب ایک ہی بیوی ہو گی تو آپس کے تعلقات، پرورش اولاد سب میں سہولت ہو گی، ظلم و زیادتی کے امکانات ہی بہت کم ہو جائیں گے)

۴- وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۚ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ۝

۔ اور عورتوں کو ان کے مہر خوش دلی سے دیا کرو (جیسے ایک رفیق کو دیا جاتا ہے) پھر اگر وہ (خود) اپنی خوشی سے اس (مہر) میں سے تم کو کچھ چھوڑ دیں تو اسے شوق سے، مزے سے کھاؤ۔

۵- وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

اور تم کم سمجھ یتیموں کے حوالہ اپنا مال نہ کرو (جو دراصل یتیموں ہی کا ہے لیکن تم اس کے نگراں ہو اور) جس کو اللہ نے تمہارے گزران کا سبب بنایا ہے۔ البتہ اس میں سے ان (یتیموں) کو کھلاتے اور پہناتے رہو اور ان سے معقول بات کہو، (ان کی سمجھ کے مطابق ان سے بات کہو کہ شرع کے موافق بھی ہو اور ان کے دل کو لگنے والی بھی)۔

حل ہوتا ہے۔

(ب) تاریخ شاہد ہے کہ اسلام نے لونڈی اور غلاموں کو آزاد کرنے کی رسم ڈالی، ان کے ساتھ بہتر سلوک کی تعلیم فرمائی تاکہ جب تک معاشرہ میں ان کا کسی صورت سے بھی وجود رہے تو ان کے ساتھ انسانوں کا سلوک ہو وہ ظالمانہ سلوک نہ ہو جو اکثر اقوام مغرب کرتی رہی ہیں۔ پھر بھی اسلام نے لونڈیوں اور غلاموں کو خریدنے سے منع نہیں فرمایا بلکہ اجازت دی۔ وجہ ظاہر ہے۔ کہ بعض رسومات تعلیم کے ساتھ آہستہ آہستہ بتدریج بدلتی ہیں ان کو یک قلم روکا نہیں جاتا۔ دوسرے بعض حالات میں اس کی ضرورت باقی رہتی ہے، مثلاً بعض اوقات جنگ کے قیدی اتنی تعداد میں آتے ہیں کہ ملک کے لیے وہ بار ہو جاتے ہیں۔ اکثر حکومتیں ان سے سخت کام لیتی ہیں۔ عورتوں کے ساتھ بڑی بدسلوکی کی جاتی ہے، اسلام نے ان سے نیک سلوک کا حکم دیا بلکہ بیوی کی حیثیت سے رکھنے کی بھی اجازت دی کیونکہ جہاں زن و شو کے سے تعلقات قائم ہو جائیں بدسلوکی اور ظلم کے امکانات کم ہو جاتے ہیں، پھر ان دونوں کی اولاد کے حقوق متعین فرمائے اور ان سے رواداری، ہمدردی کا حکم دیا تاکہ غیر معمولی حالات کے لیے اسلامی معاشرہ میں ایک راہ کھلی رہے۔ واضح رہے کہ یہ اجازت ہے حکم نہیں ہے۔

آیت نمبر (۴) نِحْلَةً = عطیہ، بلا معاوضہ دینا، خوش دلی سے دینا، نحل شہد کی مکھی۔ جس سے شہد حاصل ہوتا ہے۔ "هَنِيْ" جو دل کو لگے، وہ کھانا جو رغبت سے کھایا جائے، لذیذ ہو کہ ابتداء میں کھانے میں لذت ہی دیکھی جاتی ہے۔ "مَرِيْ" وہ کھانا جو ہضم ہو کر جزو بدن ہو۔

۶- وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ۭ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ○

اور یتیموں کو آزماتے رہو (کچھ مال دے کر، کسی کار و بار میں لگا کر۔ حوصلہ بڑھاؤ ان کو سدھارتے رہو) یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہونچیں (سن بلوغ کو پہونچیں) پھر اگر تم دیکھو کہ وہ سمجھ دار ہیں (کام کاج کے لائق ہیں ان میں معیشت کی صلاحیت پیدا ہوگئی ہے) تو ان کا مال ان کے حوالے کر دو اور (یہ خیال رہے کہ جس زمانہ میں وہ تمہارے زیر تربیت ہوں اس زمانہ میں) ان کا مال بلا ضرورت (بلا سوچے سمجھے) اور جلدی جلدی نہ اڑا ڈالو کہ کہیں وہ بڑے نہ ہو جائیں (بے شک یتیم کو پرورش کرنے والا اس کا کچھ مال اپنے پر خرچ کر سکتا ہے) اور جو آسودہ حال (دولت مند) ہو تو اسے (یتیم کے مال سے) پرہیز کرنا چاہیے اور جو (ولی منتظم خود) محتاج ہو تو وہ صرف عام انصاف (شرع اور دستور) کے موافق کھائے (کچھ لے لے) پھر جب تم ان کو ان کے مال حوالے کرو تو ان پر گواہ کر لیا کرو اور اللہ حساب لینے کو کافی ہے (اس سے ڈرتے رہو۔ وہ بہت نزاکت اور باریک بینی سے حساب کرتا ہے)۔

یتیموں کو، یعنی نابالغ بچوں اور عورتوں کو ایام جہالت میں میراث سے محروم رکھا جاتا تھا یہ ان کی حق تلفی تھی جس کا ازالہ اسلام نے کیا، ان حقوق کو اجمالاً یہاں بتایا گیا تفصیل اگلے رکوع میں آئے گی۔

۷- لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ۭ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ○

مردوں کے لیے بھی (خواہ بالغ ہوں یا نابالغ) ماں باپ اور رشتہ داروں کے ترکہ میں، حصہ ہے اور (ایسا ہی) عورتوں کے لیے بھی (خواہ بالغ ہوں یا نابالغ) ماں باپ اور رشتہ داروں کے ترکے میں حصہ ہے تھوڑا ہو یا بہت یہ (اللہ کا) مقرر کیا ہوا حصہ ہے۔

یہ حقوق، کتاب اور صاحب کتاب نے واضح کر دیے ہیں ان فرائض کا خیال رکھنا ضروری ہے حسن سلوک اور بات ہے۔

۸- وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى

اور (حسن سلوک یہ ہے کہ) جب (میراث کی) تقسیم کے وقت، رشتہ دار

آیت نمبر (۶) بِدَارًا = سرعت سے۔ جھٹ پٹ۔ پورے چاند کو بدر اس لیے کہتے ہیں کہ آفتاب کے غروب ہوتے ہی فوراً نکلتا ہے۔

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ○

یتیم اور محتاج موجود ہوں تو ان کو بھی اس میں سے کچھ دے دو۔ اور ان سے بات دستور کے مطابق (اخلاق سے) کرو۔ (اگر تم ان کو کچھ بھی نہ دے سکو پھر بھی تمہارے انداز گفتگو میں تلخی اور جھنجلاہٹ نہ ہو۔)

یتیموں سے ہمدردی اور محبت سکھائی جارہی ہے۔

۹۔ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ○

اور (جو یتیموں کے سرپرست ہیں) ان کو ڈرنا چاہیے کہ اگر وہ اپنے پیچھے ناتواں (اور بیحد کمزور یا ننھے ننھے) بچے چھوڑ جاتے تو انھیں ان کا کیسا خطرہ ہوتا (انکی تباہی کے خیال سے بھی کتنے فکر مند ہوتے، ایسے ہی دوسرے کے یتیم بچہ کا خیال کرنا چاہیے) پس ان کو چاہیے کہ اللہ سے ڈریں اور (ان بچوں سے) سیدھی (معقول) بات کہیں (جو بالکل درست ہو اور ان کے انداز بیان میں سختی، ترش روئی نہ ہو)۔

یاد رہے کہ۔

۱۰۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ○ ع ۱۰ / ۱۲

بلاشبہ جو لوگ یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھاتے ہیں وہ لوگ گویا اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں اور عن قریب بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالے جائیں گے۔

دوسرا رکوع

گزشتہ رکوع میں یتیموں کے حقوق نگہداشت اور عورتوں کے حقوق، حسن سلوک، اور میراث کے متعلق اجمالاً ذکر کیا گیا تھا، اب اس رکوع میں اس اجمال کی تفصیل ہے۔ میراث کے قوانین صاف اور واضح انداز سے بیان کیے جارہے ہیں۔ ان حدود کی حفاظت کرنے والوں کیلیے اللہ کے یہاں انعام ہیں اور ان سے انحراف کرنے والوں کے لیے سزائیں۔

۱۱۔ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَاۗءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً

(مسلمانو) اللہ تم کو تمہاری اولاد (کے حصوں) کے بارے میں حکم فرماتا ہے۔ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر ہے پھر اگر (مرنے والے کے لڑکے نہ ہوں بلکہ صرف) لڑکیاں ہی ہوں (دو یا) دو سے زیادہ تو ترکے میں ان کا دو تہائی (حصہ ہے) اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کے لیے نصف (حصہ ہوگا) اور اگر میت کے اولاد ہے تو اس کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو ترکے میں چھٹا حصہ (ملے گا)

فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ
وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ
اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ
لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ
الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ
فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ
يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَ
اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ
اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ
اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

اور اگر میت کے اولاد نہ ہو اور صرف ماں باپ ہی اس کے وارث ہوں تو ایک تہائی ماں کا حصہ (اور دو تہائی باپ کا حصہ) ہے، اور اگر میت کے کئی بھائی بہن ہوں (خواہ سگے ہوں یا سوتیلے) تو ماں کا (صرف) چھٹا حصہ ہے اور یہ (تقسیمِ میراث) میت کی وصیت (کی تعمیل) کے بعد جو اس نے کی ہو، اور ادائیگی قرض کے بعد (جو اس کے ذمہ ہو عمل میں آئے گی)، تم کو معلوم نہیں تمہارے باپ دادوں میں سے اور تمہارے بیٹے (اور پوتوں) میں سے نفع رسانی کے اعتبار سے کون سا تم سے زیادہ قریب ہے۔ یہ (اصول) خدا کا مقرر کیا ہوا ہے۔ بیشک خدا سب کچھ جانتا ہے، بڑی حکمت والا ہے (اس کا ہر فعل حکمت پر مبنی ہے اس کے حکم کی اتباع ہی میں تمہارا فائدہ ہے، نہ تمہارا علم کامل ہے نہ تم کو مستقبل کا حال معلوم ہے، پھر کیوں نہ اسی کے احکام کی اطاعت کیا کرو تاکہ تمہارا فائدہ ہو)

۱۲- وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ
اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ
لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ
مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ
اَوْ دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ
اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ
وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ
مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ
اَوْ دَيْنٍ ؕ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ
كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ

اور تم کو تمہاری بیویوں کے ترکہ میں نصف ملے گا اگر ان کے کوئی اولاد نہ ہو۔ اور اگر ان کے اولاد ہو تو تمہارے لیے چوتھائی حصہ ہے اس میں سے جو وہ چھوڑ جائیں مگر وصیت جو وہ کر جائیں یا قرض کی ادائیگی کے بعد (یہ تقسیم عمل میں آئے گی) اور تمہاری بیویوں کے لیے، جو تم نے چھوڑا اس میں سے چوتھائی حصہ ہے اگر تمہارے اولاد نہ ہو، اور اگر تمہارے اولاد ہے تو ان کے لیے آٹھواں حصہ ہے اس میں سے جو تم نے چھوڑا (یہ تقسیم بھی) تمہاری وصیت (کی تعمیل) اور قرض ادا کرنے کے بعد (ہوگی جو تم نے چھوڑا ہو) اور اگر وہ مرد یا عورت جس کی میراث ہے، اس کے نہ ماں باپ ہوں نہ بیٹا، بیٹی اور اس (میت) کا (ماں کی طرف سے) ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو دونوں میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے۔ اور اگر اس (ایک) سے زیادہ ہوں (یعنی دو ہوں یا دو سے زیادہ بھائی بہن ہوں) تو ایک تہائی میں (برابر کے) سب شریک ہیں۔ (یہ تقسیم بھی اس) وصیت کو پورا کرنے کے بعد ہے جو کی گئی اور ادائیگی قرض کے بعد بشرطیکہ (وصیت سے) کسی (جائز حق دار) کو نقصان

أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَإِنْ كَانُوٓا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝

نہ پہونچایا گیا ہو (یعنی بہرحال حدودِ شرعی سے تجاوز نہ کیا جائے) یہ (تقسیم میراث) اللہ کا حکم ہے (فرمانِ الٰہی ہے) اور اللہ سب کچھ جانتا ہے بڑا بردبار ہے (لوگوں کی غلطیوں کے باوجود تحمل اور بردباری سے کام لیتا ہے)۔

۱۳- تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا، اللہ اس کو باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہی (سب سے) بڑی کامیابی ہے۔

۱۴- وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ ع ۲ ۱۳

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کریگا اور اس کے حدود سے تجاوز کرے گا اللہ اس کو آتشِ دوزخ میں ڈال دے گا۔ (وہ) اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے رسواکن (ذلیل وخوار کرنے والا) عذاب ہوگا۔

تیسرا رکوع

پہلے میراث کا ذکر آچکا ہے اور اب چند اُن اہم حدود کا ذکر آتا ہے جو معاشرہ کی خرابی کی جڑ اور خاندانوں کی تباہی کا باعث ہیں۔ اس سے سختی سے روکا جارہا ہے۔

۱۵- وَالّٰتِيْ يَأْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَإِنْ شَهِدُوْا فَأَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ

اور (مسلمانو) تمہاری عورتوں میں سے جو کوئی بدکاری کرے (یعنی شادی شدہ عورتیں جو خواہشاتِ نفسانی کی وجہ سے بدکاری کی مرتکب ہوں) تو اُن پر (یعنی ان کی بدفعلی پر) اپنوں میں سے چار شخصوں کی شہادت لو پھر اگر وہ شہادت دیں تو ان کو (تادیب کے طور پر) گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ ان کی وفات ہو جائے یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے اور کوئی راستہ (حدِ شرعی)

الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ○

مقرر فرمائے۔

۱۶- وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○

اور جب تم میں سے دو شخص (مرد عورت) بدکاری کریں تو ان کو ایذا دو (وہ سزا دو جو عبرت اور تادیب کے لیے مناسب ہو) پھر اگر وہ دونوں توبہ کریں اور اپنی اصلاح کر لیں تو ان سے رفع دفع کرو بے شک خدا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (یہ ابتدائی دور کا حکم ہے جب سورۂ نور میں کوڑے لگانے کا حکم ہوا تو مرد عورت کی بدکاری کی عبرت آموز سزا مقرر ہو گئی)

۱۷- اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○

اللہ تو اُن ہی لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو نادانی سے کوئی بُری حرکت کر بیٹھیں پھر جلدی ہی توبہ کر لیں (غلطی پر متنبہ ہوتے ہی اللہ کے سامنے اپنی غلطی کا اعتراف کر کے معافی مانگ لیں۔ پھر اس کام کی طرف رجوع نہ ہوں) تو اللہ اُن کو معاف کر دیتا ہے۔ اور اللہ سب کچھ جانتا (اور) حکمت والا ہے (وہ حالات گناہ اور نیت دونوں سے واقف ہے اور اس کا ہر فعل حکمت پر مبنی ہے)۔

۱۸- وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ○

اور ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو برابر بُرے کام کیے جاتے ہیں، (اور باز نہیں آتے) یہاں تک جب ان میں سے کسی کے سامنے موت آکھڑی ہوتی ہے تو کہنے لگتے ہیں اب میں توبہ کرتا ہوں۔ اور نہ ایسے لوگوں کی (توبہ قبول ہوتی ہے) جو حالتِ کفر میں مرجاتے ہیں۔ انہی کے لیے (تو) ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

۱۹- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ

اے ایمان والو تم کو جائز نہیں کہ عورتوں کو (جن کے شوہر مر چکے ہیں ان کو) زبردستی میراث میں لے لو (کہ ان کے جسم اور مال کے مالک بن بیٹھو) اور نہ اس غرض سے ان کو (گھروں میں) روک رکھو کہ جو کچھ تم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ لے لو سوائے اس صورت کے کہ وہ صریح بے حیائی

مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ○

کے کام کریں (تو ان کو روک رکھنا درست ہے)۔ اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے رہو (یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ اچھی طرح گذر بسر کرو) پھر اگر تم کو (کسی وجہ سے اپنی بیویاں) پسند نہ آئیں تو عجب نہیں کہ تم کو ایک چیز پسند نہ آوے اور اللہ نے اسی میں تمہارے لیے بہت بھلائی رکھی ہو (اس لیے محض پسند ناپسند اور نفس کے تحت بیوی پر زیادتی نہ کرو بلکہ اس کو اللہ کی رحمت سمجھو)۔

اسلام سے پہلے یہ بھی رواج تھا کہ جب چاہتے ایک عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نکاح کر لیتے اور پہلی پر تہمت لگا کر اور زیادتی کر کے مہر واپس لے لیتے اس کی بھی ممانعت آگئی ، فرمایا مسلمانو! -

۲۰- وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا ۭ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ○

اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی کو بدلنا چاہتے ہو (یعنی ایک بیوی کو چھوڑ کر دوسری عورت سے شادی کرنا چاہتے ہو) اور تم نے ان میں سے ایک کو (یعنی پہلی بیوی کو) بہت سا مال بھی دیا ہو پھر بھی اس میں سے کچھ واپس نہ لو۔ کیا تم اس پر بہتان باندھ کر، اور (اپنے سر پر) صریح گناہ لے کر (اس کا مال مہر وغیرہ) واپس لینا چاہتے ہو۔ (جہالت کی ان رسموں سے جو سراسر ظلم ہیں بچتے رہو)۔

۲۱- وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ○

اور تم اسے (یعنی ان کا مہر) کیوں کر لے سکتے ہو جب کہ تم میں سے ایک، دوسرے تک پہونچ چکا ہے (ایک دوسرے کے ساتھ صحبت کر چکے ہو) اور وہ (تمہاری بیویاں) تم سے پختہ عہد (نکاح کے وقت) لے چکی ہیں (کیا عہد توڑ دینا، اور عورتوں کے حقوق پر دست درازی کرنا تمہارا شعار ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں)۔

اور مسلمانو دیکھو جہالت کی اس گندی رسم سے کہ لوگ سوتیلی ماں یا دوسری محرمات سے شادی کر لیتے تھے اس سے بھی بچتے رہنا۔

۲۲- وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَاۗؤُكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۭ

اور جن عورتوں کو تمہارے باپ نکاح میں لائے تم ان کو اپنے نکاح میں (ہرگز) نہ لاؤ مگر جو ہو چکا سو ہو چکا۔ بے شک یہ تو بڑی بے حیائی اور عیب کی بات ہے،

اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۟ ع ۸ ۳ ۱۴

اور بڑا بُرا چلن ہے (عقلی، شرعی، عرفی ہر اعتبار سے یہ بہت بری رسم ہے)۔

چوتھا رکوع

جہالت کی رسومات سے منع کرنے کے بعد تفصیلاً بتایا جارہا ہے کہ کن عورتوں سے نکاح حرام ہے

۲۳- حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ؗ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ؗ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۟

(مسلمانو) حرام کر دی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپیاں اور تمہاری خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں (بھتیجیاں) اور بہن کی بیٹیاں (بھانجیاں) اور تمہاری مائیں جنھوں نے تم کو دودھ پلایا (یعنی وہ دائیاں جو دودھ پلانے کے لحاظ سے تمہاری مائیں ہوئیں) اور تمہاری دودھ شریک بہنیں، اور تمہاری بیویوں کی مائیں (یعنی ساسیں) اور تمہاری آغوش میں پرورش پائی ہوئی لڑکیاں (جو) ان بیویوں سے (ہیں) جن سے تم صحبت کر چکے ہو۔ ہاں اگر تم نے ان سے (یعنی ان بیویوں سے) مباشرت نہیں کی تو (ان کی لڑکیوں سے نکاح کر لینے میں) تم پر کچھ گناہ نہیں۔ اور (دیکھو) ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری پشت (تمہارے نطفہ) سے پیدا ہوئے (یعنی بہوئیں وہ بھی حرام کی گئی ہیں) اور دو بہنوں کو (نکاح میں) جمع کرنا (یعنی دو بہنوں سے بہ یک وقت شادی کرنا، یہ بھی حرام ہے) مگر جو پہلے ہو چکا سو ہو چکا۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (اس پر مؤاخذہ نہ فرمائے گا)۔

نوٹ اگر بیوی کا انتقال یا مفارقت ہو جائے تو اس کی بہن سے شادی جائز ہے لیکن دو بہنوں کو نکاح میں جمع نہ کیا جائے۔

پارہ ۵

وَّالْمُحْصَنٰتُ

گزشتہ آیت میں ان محرمات کا ذکر ہوا جن کا رشتہ نسبی یا رضاعی تھا اب ان دیگر عورتوں کا بیان ہے، جن سے شادیاں حرام کی گئیں۔

۲۴۔ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۚ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○

اور خاوند والی عورتیں (تم پر حرام ہیں) مگر وہ لونڈیاں جو تمہارے مِلک میں آجائیں (حرام نہیں) یہ (احکام) اللہ نے تمہارے لیے فرض کیے ہیں۔ اور ان (محرمات) کے علاوہ (جن کا ذکر اوپر کی آیت میں کیا جا چکا ہے) تمہارے لیے سب عورتیں حلال ہیں (ان سے نکاح ہو سکتا ہے) بشرطیکہ ان کو تم اپنے مالوں کے ذریعہ طلب کرو (زبان سے ایجاب وقبول ہو، مہر دینا قبول کرو) اور نیک نیتی کے ساتھ تم (عفت قائم رکھنے والے ہو، مستی نکالنے والے نہ ہو۔ پھر (جب کہ) تم نے ان سے اس (مال) کے سبب جو فائدہ اٹھایا ہے تو ان کا جو مہر مقرر کیا ہے ادا کر دو۔ اور اگر مقررہ مہر میں تمہاری آپس کی رضامندی ہو جائے (یعنی رضامندی سے کچھ کمی بیشی کر لو) تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے بڑا حکمت والا ہے (اس کا کوئی کام اور کوئی حکم، حکمت سے خالی نہیں ہوتا وہ جانتا ہے کہ تمہارا فائدہ کس بات میں ہے)۔

محصنٰت: جمع محصنہ کی = شادی شدہ عورت، پاک دامن بیوی۔

حصن کے معنی ہیں روکنا۔ حصن، وہ قلعہ جو دشمن سے بچاتا ہے۔

حصان = وہ گھوڑا جو اپنی تیز رفتاری کی وجہ سے دشمن سے بچاتا ہے۔

آیت نمبر (۲۴) نکاح کے سلسلہ میں تین شرطوں کا ذکر اس آیت میں آگیا ان شرائط کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ مخفی طور سے دوستی نہ ہو بلکہ کم از کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں اس امر کی شاہد ہوں کہ نکاح ہو گیا ہے۔

۲۵- وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ
يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ
مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ
الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ
بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ
بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ
بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ
مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ
اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ
بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا
عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ
ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ
وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ع ۴

اور تم میں سے جسے مقدور نہ ہو کہ (آزاد) مسلمان پاک دامن عورتوں سے نکاح کر سکے۔ تو وہ تمہاری مسلمان لونڈیوں میں سے (نکاح کرلے) اور اللہ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے۔ تم آپس میں ایک ہو۔ (ایک اصل سے پیدا ہوئے ایک دین پر قائم ہو۔ رہا ایمان اس کی اصلی کیفیت کا علم اللہ ہی کو ہے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ایک آزاد کا ایمان بہتر ہے یا ایک لونڈی کا۔ اس لیے اگر چاہو) تو ان کے مالکوں کی اجازت سے ان سے نکاح کرلو اور دستور کے موافق ان کے مہر ادا کرو۔ (لیکن یہ خیال رہے کہ یہ لونڈیاں) عفت والی ہوں (پاک دامن ہوں) نہ کہ اوباش (کھلم کھلا بدکاری کرنے والی مستی نکالنے والی) ہوں اور نہ درپردہ آشنائی کرنے والی ہوں۔ پھر جب وہ (لونڈیاں) نکاح میں آچکیں پھر اگر وہ بے حیائی کا کام کر بیٹھیں تو ان پر آزاد عورتوں کی سزا کی آدھی سزا ہے۔ یہ (لونڈی سے نکاح کی اجازت بھی) اس کے واسطے ہے جس کو تم میں سے گناہ میں پڑنے کا خوف ہے (یہ ڈر ہو کہ نکاح نہ کیا تو کہیں گناہِ کبیرہ کے مرتکب نہ ہو جائیں لیکن آزاد مسلمان کے شایانِ شان نہیں کہ اس کی اولاد غلامی کا داغ لیے ہو) اور اگر تم صبر کرو (لونڈی سے نکاح نہ کرو) تو تمہارے حق میں بہتر ہے (کسی شریف بیوی سے ہم کلامی کا لطف ہی اور ہے) اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (صبر والوں پر اس کے انعامات ہیں)۔

پانچواں رکوع

اللہ تعالیٰ نے حلال و حرام کے جو قانون مقرر فرمائے اس کا مقصد انسان ہی کی فلاح ہے۔
بندے کا کام رب کے اشارہ پر چلنا ہے۔ رب کی عادت بندہ پر رحم کرنا ہے۔ بندہ خود ہی عدل حکمی پر

آیت نمبر (۲۵) یہاں چند باتیں معلوم ہوئیں جس کو آزاد عورت سے نکاح کی مقدرت ہو وہ لونڈی سے شادی نہ کرے۔ بعضوں نے اسے حرام اور بعض نے مکروہ بھی قرار دیا ہے لیکن اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر کسی کے نکاح میں آزاد عورت ہو تو اس کا لونڈی سے نکاح کرنا حرام ہے۔

اسلام ہر فرد میں آزادی کی زیادہ سے زیادہ روح باقی رکھنا چاہتا ہے۔ سوائے اس حالت کے کہ گناہِ کبیرہ کے ارتکاب کا اندیشہ ہو، لونڈی سے نکاح کی اجازت مجبوری کے تحت دی۔ اپنی مملوکہ لونڈی سے نکاح نہیں دوسرے مسلمان کی مملوکہ لونڈی سے نکاح ہو سکتا ہے۔

اُتر آئے تو یہ اس کی بدنصیبی ہے۔ اس کو تو اپنے رب سے اس کا فضل تلاش کرنا چاہیے۔ اور معاملات ومعاشرت میں صلح جوئی کے ساتھ رہ کر اس دنیا کو بھی جنت کا نمونہ بنانا چاہیے۔

۲۶- يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○

اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے واسطے (اپنے احکامات) صاف واضح انداز سے بیان فرمادے اور ان لوگوں کی راہوں کی طرف جو تم سے پہلے گزر گئے (یعنی انبیاء وصالحین) تمہاری راہ نمائی کرے (جس فطرت پر ہمیشہ صالحین رہے ہیں تم کو بھی اسی راہ پر لے آئے) اور تم کو معاف کرے (تم پر مہربانی فرمائے، توبہ کی توفیق عنایت فرمائے یا ایسی چیز بتائے جو سببِ توبہ بن جائے) اور خدا جاننے والا۔ حکمت والا ہے (وہ کس طرح ہدایت پر لائے گا اس کی حکمت وہی جانتا ہے)۔

۲۷- وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ قف وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ○

اور اللہ چاہتا ہے کہ تم پر (لطف وکرم سے) متوجہ ہو۔ (تم اس کے پسندیدہ گروہ میں آجاؤ) اور جو لوگ اپنی خواہشاتِ نفسانی میں پڑے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم راہِ راست سے بھٹک کر دور جا پڑو (کج روی اختیار کرو اور مقصد سے دور ہو جاؤ)۔

یہ احکاماتِ حلال وحرام جو بیان ہوئے، ان کا مقصد تمہارے فطری تقاضوں کے پیشِ نظر تمہارے لیے سہولتیں بہم پہونچانا ہے۔

۲۸- يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ○

اللہ چاہتا ہے کہ تم پر سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان (طبعاً) کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ (وہ کسی شئے کے پانے، اٹھانے اور اس سے ٹکرانے کی قوت نہیں رکھتا اس لیے قوانین الٰہی میں انسان کی فطری کمزوریوں کا اور انسان کی بہبود کا پورا خیال رکھا گیا ہے حصول لذت اور معیشت دونوں میں)۔

۲۹- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ قف وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ○

اے ایمان والو تم ایک دوسرے کا مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ، ہاں اگر تمہاری باہمی رضامندی سے تجارت ہو تو کوئی مضائقہ نہیں؛ اور آپس میں خونریزی نہ کرو۔ (کہ نفس پرستی اور مال ودولت پر ناجائز قبضہ کرنے کا یہ بہت ہی برا طریقہ ہے۔ اور اللہ تم کو یہ اس لیے بتاتا ہے کہ) بےشک اللہ تم پر مہربان ہے۔

۳۰- وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّ

اور جو یہ (حق تلفی اُن صریح احکامات کے بعد بھی) تعدی اور ظلم کرے (دوسروں

ظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ○

کے لیے وبال بنے یا خود کو نقصان پہونچائے) تو ہم اس کو عن قریب دوزخ میں ڈالیں گے (اس کا ٹھکانا آگ ہے) اور اللہ پر یہ بات آسان ہے۔

۳۱۔ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَاۗىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ○

اگر تم ان بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا گیا بچتے رہو تو ہم تمہارے (چھوٹے چھوٹے) گناہ معاف کر دیں گے۔ (تم کو نکھار کر نکال لیں گے) اور تم کو عزت کے مقام میں داخل کریں گے (مقام کریم، عرشِ اعظم کے نیچے ہے۔ وہ جو اللہ کے لیے جیے اللہ کے لیے مرے وہ اس کی عنایات سے نوازے جائیں گے)۔

۳۲۔ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ۭ وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۭ وَسْـَٔـلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ○

اور جس چیز میں اللہ نے تم میں سے ایک کو ایک پر بڑائی (فضیلت) عطا فرمائی اس کی تمنا نہ کرو (اس کی ہوس نہ کرو۔ اس کو اللہ نے اپنے فضل سے دیا ہے۔ فضل بدلہ نہیں ہے اس کی عنایتِ خصوصی ہے۔ دینے کے بعد اس کے قابل بھی بنا دیتا ہے) مردوں کے لیے ان کی کمائی سے ان کا حصہ ہے اور عورتوں کے لیے ان کی کمائی سے ان کا حصہ ہے (ان کے عمل کا بدلہ اُن نیک کاموں کا ثواب ان کو ملے گا اس لیے کسی مسئلہ میں یہ خلش نہ لانا چاہیے کہ مردوں کا ذکر قرآن میں کیوں زیادہ ہے یا عورت کا حصہ کیوں کم ہے وغیرہ۔ عبادت، معاملت، لین دین، ہر معاملہ میں مرد عورت سب کو ان کے اعمال کا پورا پورا اجر ملے گا۔ اللہ کا ہر کام، علم و حکمت پر مبنی ہے۔ اس کے فضل کی تلاش عمل سے کرو۔ وہ تمہاری امید سے بھی تم کو زیادہ دے گا) اور اللہ سے اس کا فضل مانگو (جو دیا ہے اس سے اور بھی زیادہ مانگو) بے شک اللہ کو ہر چیز کا علم ہے (تمہارے عمل سے بھی باخبر ہے۔ تمہاری ہوا و ہوس کو بھی جانتا ہے یہ بھی جانتا ہے کہ تمہارے لیے کیا بہتر ہے۔ اس لیے بھی فضل کی تمنا کر و حرص و حسد میں نہ پڑو)۔

۳۳۔ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ

اور (اے مسلمانو) ہم نے، ماں باپ اور قرابت والوں کے ترکہ میں سے ہر کسی

آیت نمبر (۳۱) اس آیت سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اگر گناہِ کبیرہ نہ کیا تو گناہِ صغیرہ کتنے ہی ہوں اللہ ضرور معاف کرے گا۔ اللہ تعالیٰ مالک و مختار ہے۔ وہ جس پر مؤاخذہ کرے جس سے چاہے نہ کرے۔

کبائر وہ گناہ ہیں جن پر سختی سے ممانعت کا حکم آیا ہے۔ وہ گناہ جن پر شرع نے حد مقرر کی ہے۔

اَلْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝ع

کے لیے وارث مقرر کر دیے ہیں۔ (یہ ترکہ اللہ کے حکم کے مطابق تقسیم ہو) اور جن لوگوں سے تمہارا معاہدہ ہوا ہے تو ان کو ان کا حصہ (ضرور) دیدو۔ بیشک ہر چیز اللہ کے پیشِ نظر ہے (وہ ہر چیز سے آگاہ ہے، دیکھ رہا ہے کہ وارث کا کیا حصہ ہونا چاہیے کس سے کیا معاہدہ ہے، کون فرمانبردار ہے۔ کون نافرمان ہے)۔

چھٹا رکوع

گزشتہ رکوع میں ترکہ اور وراثت کا بیان ہوا۔ یہ بھی بتایا گیا کہ مرد عورت سب کے لیے ان کے اعمال کا خاطر خواہ بدلہ ہے، انسان کو چاہیے کہ عمل پر نازاں نہ ہو۔ اللہ کے فضل کا متلاشی رہے۔ تاکہ اس کی بے حساب عنایات سے نوازا جائے اس سلسلہ میں یہ بھی اشارۃً ظاہر کر دیا گیا کہ اگر کسی پر کسی طرح اللہ تعالےٰ اپنا فضل فرمائے تو دوسرے کو اس پر رشک و حسد نہ کرنا چاہیے۔ اللہ جانتا ہے کہ کس کے لیے کیا مناسب ہے اور اس کارخانۂ قدرت میں ہر ایک کی ذمہ داریاں کیا ہیں۔ اب انھیں فضیلتوں میں سے ایک اہم فضیلت کا ذکر آتا ہے جو دنیاوی انتظام اور معاشرتی نظام کے تحت بظاہر مرد کی برتری میں ظاہر ہوتا ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو اس کے ساتھ مرد کی ذمہ داریوں میں بھی اضافہ ہے، اس کے فرائض میں ایک طرف عورت کی حفاظت اور نگہبانی ہے تو دوسری طرف اپنا مال اس کی ضروریات اور آرام کے لیے خرچ کرنا ہے۔ پھر اُخروی برتری کی ان دونوں کے لیے مساوی طور پر راہیں کھلی ہیں۔ یہی نہیں بلکہ مومن، کافر سب کے لیے ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ہے۔

۳۴۔ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ

مرد عورتوں کے محافظ ہیں (ان کی معیشت کے ضامن، ان کی حفاظت و نگہبانی کرنے والے، ان کو معاشرہ میں عزت دینے والے، خود نظم و ضبط کے پابند رہنے والے، ان کو اپنا بنانے والے، خود ان کے ہو کر رہنے والے ہیں یہی ان کی برتری کا سبب ہے) اس لیے کہ اللہ نے بعض کو بعض پر بڑائی دی ہے (بعض باتوں پر بعض کو فضیلت ہے مثلاً مرد کے قویٰ مضبوط، علم و عمل کی

آیت نمبر (۳۴) اس آیت میں تین حدود ہیں :۔

(۱) نافرمانی کا ڈر ہو تو سمجھاؤ (۲) نافرمانی کا ظہور ہو تو جدائی، محبت سے علٰحدگی۔

(۳) نافرمانی مطلق ہو تو تنبیہ و تادیب۔ واضح ہو کہ اس آیت میں نافرمانی سے مراد اخلاقی بے راہ روی کا میلان اور شرعی حدود سے تجاوز کرنا ہے۔

لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ○

صلاحیتیں زیادہ ہیں۔ عورت میں محبت، رحم دلی، لطافت، نزاہت جیسی صفات کی فراوانی ہے۔ لیکن دنیاوی کاروبار میں مجموعی حیثیت سے فضیلت مرد کو ہے)۔ اور یہ اس واسطے ہے کہ مرد اپنا مال عورتوں (کی ضروریات اور آرام) پر خرچ کرتے ہیں پس نیک عورتیں (نیک بیویاں) اطاعت شعار، (خاوند کی) غیر موجودگی میں (بھی ان کی) عزت و آبرو کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں (پاک دامن، پاک دل ہوتی ہیں یہ ان پر اللہ کا کرم ہے) یہ نتیجہ ہے اللہ کی حفاظت کا اور جن عورتوں سے تم کو کسی بدخوئی کا ڈر ہو تو ان کو (پہلے نرمی سے) سمجھاؤ اور (اگر پھر بھی نافرمانی کا ظہور ہو تو) خواب گاہوں میں ان سے الگ رہو (یہ بھی بڑی سزا ہے) اور (اگر پھر بھی ان کی خوئے بد نہ بدلے تو) انھیں تنبیہ (تادیب) کرو۔ پھر اگر وہ تمہارا کہنا ماننے لگیں تو (خواہ مخواہ) ان پر (ظلم کرنے کی) راہ نہ تلاش کرتے رہو۔ بے شک اللہ سب پر بڑا غالب ہے (بڑا زبردست ہے اس سے ڈرتے رہو اس کی کبریائی کا تصور کرو اپنی بڑائی کا خیال چھوڑ دو)۔

٣٥- وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ○

اور (مسلمانو) اگر تم کو اندیشہ ہو کہ دونوں (میاں بی بی) میں ضد سے بات بڑھتی جاتی ہے تو ایک منصف، شوہر کے اقارب میں سے اور ایک منصف اس کی بیوی کے اقارب میں سے مقرر کرو۔ اگر وہ (انصاف کے ساتھ) دونوں میں صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان دونوں کے تعلقات کو استوار کر دے گا۔ بے شک اللہ سب کچھ جانتا، خبردار ہے۔ (نااتفاقی کی وجہ بھی جانتا ہے، اتفاق کے طریقے، ان کے اسباب و کیفیات سے باخبر ہے۔ دونوں میں میل ہونے میں دشواری نہ ہوگی)۔

مختصر یہ کہ تم اللہ کے فرماں بردار رہو، مرد ہو یا عورت۔

٣٦- وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰى

اور اللہ کی بندگی کرو۔ اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو اور قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں اور قرابت والے پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں، اور ہم مجلس لوگوں کے ساتھ اور مسافروں

آیت نمبر (٣٦) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا پڑوسی اس سے امن میں نہ رہا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ جو تیرا پڑوسی ہے اس کا خیال رکھ۔ صوفیا کا قول ہے کہ دل بھی تیرا پڑوسی ہے، برے خیالات اور وہم دل میں نہ آنے دے، دل کا پڑوسی روح ہے اس کے مشاہدات میں معاون ہو۔ روح کا پڑوسی سِر ہے اس کا معاون ہو۔

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ

کے ساتھ اور جن کے تم مالک ہوگئے (یعنی لونڈی غلاموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ کہ اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور) بے شک اللہ کو اترانے، اکڑنے والے پسند نہیں آتے۔

غرور وگھمنڈ کے بعد جو چیز انسانی سیرت کو کھوکھلا کر دیتی ہے وہ بخل ہے۔

۳۷۔ اِلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ

جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل (کرنے) کا حکم دیتے ہیں (بخل کی ترغیب دیتے ہیں) اور جو کچھ اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دیا ہے اس کو چھپاتے ہیں۔ (مستحقین پر خرچ نہیں کرتے وہ کفرانِ نعمت کرتے ہیں) اور ہم نے ناشکروں کے لیے ذلیل وخوار کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

۳۸۔ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ۞

اور جو لوگ اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے (تو دراصل شیطان ان کا مصاحب بن گیا ہے) اور جس کا ساتھی شیطان ہو تو (کچھ شک نہیں کہ) وہ برا ساتھی ہے۔

۳۹۔ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۞

اور ان (منکروں) کا کیا نقصان تھا اگر وہ اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان لاتے اور اللہ کے دیے ہوئے (مال و دولت) میں سے خرچ کرتے۔ (کہ دنیا میں بھی نیک نام ہوتے اور آخرت میں بھی ثواب پاتے) اور اللہ کو ان (کے حال) کا خوب علم ہے۔

بخیل دولت ہی کو مقصدِ حیات سمجھے بیٹھا ہے، اور فضول خرچ لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتا ہے، کاش دونوں اللہ رسول پر ایمان لاکر اللہ کی دی ہوئی نعمت کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے تو کیا کچھ نہ پاتے۔

۴۰- اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

بے شک اللہ (کسی پر) ایک ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا (ذرہ برابر حق تلفی نہیں کرتا) اور (یہی نہیں بلکہ کسی نے، اگر ایک نیکی (بھی کی) ہوگی تو اس کو دوچند کردے گا اور اپنے پاس سے اجرِ عظیم عطا فرمائے گا (جو عمل سے ملے گا وہ تو ملے ہی گا، جو اس کے فضل سے ملے گا وہ بہت زیادہ ہوگا)۔

یہ لوگ تکذیبِ حق پر لگے ہیں ذرا نہیں سوچتے کہ

۴۱- فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝

(وقف النبی علیہ السلام)

پھر ان کا کیا حال ہوگا جب (قیامت کے دن) ہم ہر امت میں سے ایک گواہ (یعنی ان کے نبی کو) لائیں گے (جو ان کے اعمال پر شاہد ہوں گے) اور (اے رسول کریمؐ) آپ کو ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے۔ (کیا یہ منکر ان صادق القول گواہوں کی شہادت کا انکار کرسکیں گے جن کو ہم نے ان کے عمل کا، بالواسطہ علم دے رکھا تھا اور پھر سب پر آپ کی شہادت سے بڑھ کر کون سی شہادت ہوسکتی ہے۔)

۴۲- يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝ ع ۶

اس دن، کفر کرنے والے اور پیغمبروں کی نافرمانی کرنے والے آرزو کریں گے کہ کاش زمین ان پر برابر ہوجاتی (وہ مٹی میں مل جاتے) اور (وہ ایسا دن ہوگا کہ) وہ اللہ سے کوئی بات نہ چھپا سکیں گے۔

ساتواں رکوع

اس سورہ کی ابتداء حفاظتِ حقوق سے ہوئی اور جانی و مالی نقصان پہونچانے کی ممانعت فرمائی گئی۔ معیشت کی تعلیم دی گئی، حسنِ سلوک کے طریقے بتائے گئے۔ جو چیزیں انسان کی سیرت کی بربادی کا باعث ہیں ان سے روکا گیا۔ اس سلسلہ میں تکبر، بخل، ریا سے ڈرایا گیا، ایمان نہ لانے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ نہ کرنے کے مضر نتائج سے آگاہ کیا گیا۔ جس طرح ایمان نہ لانے سے جہل کا غلبہ ہوتا ہے۔ اسی طرح بخل، نفس پرستی کو ترقی دیتا ہے۔ اب نماز کے آداب، حضوری، طہارت کی طرف رجوع کیا جارہا ہے تاکہ نماز عبادت بنے غفلت نہ ہو۔

اس رکوع کی پہلی آیت کریمہ میں نماز کے دوران سُکر کے چھوڑنے کا حکم دے کر مطلقاً ترکِ سُکر کے لیے تیار کیا جارہا ہے۔ جس کا تکملہ کچھ عرصہ بعد ایک اور آیت سے ہوا۔ بعض امور میں اصلاح رفتہ رفتہ

اور بتدریج ہی مناسب ہوتی ہے۔

۴۳- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ○

اے ایمان والو (تم تو نماز کی حلاوت سے واقف ہوگئے ہو اس کی ترقی میں کوشاں رہو، کوئی ایسی بات نہ کرو کہ نماز ہی باطل ہو جائے) جب تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ تم جو (زبان سے) کہتے ہو وہ سمجھنے لگو۔ (جس چیز کے غلبہ سے قوتِ ارادی کا احساس جاتا رہے، حق و باطل کا فرق نہ رہ جائے ایسی چیزوں سے گریز کرو) اور نہ ناپاکی کی حالت میں (نماز کے نزدیک جاؤ) سوائے اس (حالت) کے کہ تم سفر میں ہو یہاں تک کہ غسل کرلو۔ اور اگر تم بیمار ہو، یا سفر میں ہو یا تم میں کوئی رفع حاجت کرکے آئے یا تم عورتوں کے پاس گئے ہو اور پھر تم کو پانی نہ ملے تو پاک زمین پر تیمم کرلو۔ پس (زمین پر ہاتھ مارکر) اپنے چہروں پر اور (پھر زمین پر مارکر) اپنے بازوؤں پر (یعنی دونوں ہاتھوں کی کہنیوں تک) پھیرلو۔ (اور جو ہوچکا سو ہوچکا) بے شک اللہ معاف کرنے والا، بڑا بخشنے والا ہے۔

۴۴- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ○

(اور اے مومن) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھیں کتاب (آسمانی) سے کچھ حصہ دیا گیا تھا (یہود کو کتابِ آسمانی کے الفاظ پہونچے، لیکن عمل بیشتر کی قسمت میں نہ تھا۔ اس کتاب سے، بجائے استفادہ کے) وہ گمراہی خریدتے ہیں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور بشارتوں کو دنیاوی عزت اور حصولِ مال کے لیے چھپاتے ہیں اور جان بوجھ کر انکار کرتے ہیں) اور چاہتے ہیں کہ تم بھی راستے سے بھٹک جاؤ۔

۴۵- وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَاۗىِٕكُمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ڭ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ○

اور اللہ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے اور اللہ کافی ہے (تمہاری) حمایت کے لیے اور (تمہاری) مدد (فتح و نصرت) کے لیے (بھی) اللہ کافی ہے۔

سُکر کی تعریف خود کلام اللہ نے کر دی " حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ " یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو۔ بعض نے صلوٰۃ کہہ کر ظرف مراد لیا ہے کہ مسجد کے قریب نہ جاؤ۔

تیمم : تیمم کے معنی ہی ارادے کے ہیں۔ پاک ہونے کا ارادہ یعنی نیت کرنا ضروری ہے۔

ولایت علم سے متعلق ہے اور نصرت کفالت سے جب اللہ کی نصرت ساتھ ہو تو ان جاہلوں اور حریصوں سے کیا ڈرنا۔ یہ تو موت کے تصور سے مرے جاتے ہیں۔

۴۶۔ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

یہود میں ایسے بھی ہیں جو کلام کو اس کے مقام سے پھیرتے رہتے ہیں (کلام میں تحریف کرتے ہیں کچھ بڑھاتے ہیں کچھ گھٹاتے ہیں) اور کہتے ہیں ہم نے سُن لیا اور نہیں مانا، (یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ حکم دیتے تو یہود زور سے کہتے ہم نے سُن لیا اور آہستہ سے کہتے نہ مانا۔ یا صرف کان نے سُنا دل نے قبول نہ کیا) اور (اسی طرح ذو معنیٰ الفاظ استعمال کرتے ہیں) ہماری سُنو تم کو سُننا نصیب نہ ہو۔ اور اپنی زبان موڑ کر "رَاعِنَا"[1] کہتے ہیں اور (ان کی یہ تمام حرکتیں) دین میں عیب لگانے کے لیے (ہوتی ہیں۔ یہ ظاہر کرنا مراد ہوتا ہے کہ نبی نے ظاہری بات کو سمجھا، دلی مراد کو نہ پایا نعوذ باللہ) اگر وہ (صاف الفاظ، صاف دل سے) کہتے ہم نے سُنا اور مانا اور (حضور ہماری بات) سُنیے اور ہم پر نظر (التفات) فرمائیے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا اور مناسب ہوتا لیکن ان پر ان کے کفر کی وجہ سے اللہ کی پھٹکار ہے پس ان میں تو بہت کم ایمان لاتے ہیں۔

۴۷۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓي اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝

اے وہ لوگو جن کو کتاب دی گئی ہے اس (قرآن) پر ایمان لے آؤ جو ہم نے نازل کیا۔ اس کتاب کی تصدیق کرتا ہے جو تمہارے پاس ہے (اس کے احکام سُنو، ان پر غور کرو) قبل اس کے کہ ہم بہت سے چہروں کو مٹا دیں پھر ان (چہروں) کو پیٹھ کی طرف پھیر دیں (یعنی چہرہ پیچھے اور گُدی آگے ہو جائے یہ لعنت کیے ہوئے کی نشانی ہوگی) یا ان پر ہم ایسی لعنت کریں جیسی لعنت ہم نے "ہفتہ" کے دن والوں پر کی (یعنی یہود پر جو ہفتہ کا دن مانتے تھے اور اس کا احترام نہ کرتے تھے) اور جو خدا کو منظور ہے وہ ہو کر رہے گا۔

اگر تم اس کتاب پر ایمان لاؤ گے جو تمہاری کتابوں کی اور جو کچھ اس میں حق باقی رہ گیا ہے اس کی

---

[1] "رَاعِنَا" ایک معنی تو یہ ہیں کہ ہماری رعایت کرو لیکن دوسرے معنی یہ ہیں کہ اے ہمارے چرواہے۔ اے نادان (نعوذ باللہ)

آیت نمبر (۴۶) یہود کا دین، طعن و تشنیع ذو معنیٰ الفاظ بولنا سورۂ بقرہ میں بھی گزر چکا ہے یہاں بھی یہود پر نعمت رسول کو بدلنے کے باعث اللہ کی پھٹکار پڑ رہی ہے۔

تصدیق کرتی ہے تو ہم سب کچھ معاف کر دیں گے لیکن شرک معاف نہ کریں گے۔ شرک سے نکل آؤ کتاب والے ہو، قرآن والے ہو جاؤ سن لو۔

۴۸۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ○

بے شک اللہ اس (گناہِ عظیم) کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرایا جائے (فاعلِ حقیقی خدا کے سوا کسی اور کو بھی مانے، ایک کو دو ٹھیرائے، خدا کی خدائی سے ہٹ کر بندے کی بندگی میں آئے) اور اس کے علاوہ (جو گناہ صغائر یا کبائر ہوں) جسکو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھیرایا تو اس نے اللہ پر بڑا بہتان باندھا۔ (دراصل شرک اللہ سے بغاوت ہے یہ اللہ پر بہتان باندھنا ہے)۔

اور اے مخاطب، اے مسلمان۔

۴۹۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ○

کیا تو نے ان (یہود) کو نہ دیکھا جو (باوجود بے شمار خرابیوں کے، اور شرک میں مبتلا ہونے کے) اپنے آپ کو پاکیزہ (و مقدس) بتاتے ہیں (دولت، ثروت، دنیاوی جاہ و مرتبت ہرگز تقدس کا ثبوت نہیں) بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جس کو چاہتا ہے پاک کرتا ہے۔ (پاکیزگی وہ ہے جو اللہ دے۔ انسان کے اپنے زعم باطل میں اپنے کو پاکیزہ و مقدس سمجھنے سے کیا ہوتا ہے اس سے وہ عذاب سے تو نہ بچ سکے گا) اور ان پر ایک تاگے کے برابر بھی ظلم نہ ہوگا (اسی قدر پوری پوری سزا ملے گی جس کے وہ حق دار ہیں)۔

یہود نے جب یہ سنا کہ شرک کے سوا سب گناہ معاف ہو جائیں گے تو کہنے لگے ہمارے پیغمبر اللہ کے بیٹے ہیں ہم تو پیغمبر زادے ہیں، اللہ کے خاص بندے ہیں ہم کو کیا اندیشہ، اللہ کو یہ بات ناپسند ہوئی۔ فرمایا۔

۵۰۔ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ○ ع ۵

دیکھو (یہ یہود) اللہ پر کیسا جھوٹ باندھ رہے ہیں اور یہ صریح گناہ (ان کو دوزخ کا ایندھن بنانے کے لیے) کافی ہے۔

آیت نمبر (۴۸) اللہ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک کرنا شرک ہے یعنی اللہ کی ذات اور اس کی صفات اس کی ذات سے ہیں۔ دوسروں کی ذات و صفات اللہ کا عطیہ ہے وہ بالذات نہیں۔ ایک صفت بھی کسی بندے میں بالذات سمجھنا شرک ہے یوں تو ہر بندہ سنتا ہے، دیکھتا ہے اللہ بھی سمیع و بصیر ہے لیکن ہمارے سننے اور دیکھنے کی صفت اللہ کی دی ہوئی ہے ہماری ذاتی نہیں جب چاہے لے لے۔ جب یہ سمجھ گئے تو جان لو کہ کسی کو خدا سمجھ کر کچھ بھی مانگنا شرک ہے۔ لیکن اللہ نے جس کو جو دیا ہے اس کو وہ مانگنا شرک نہیں۔ روز ہی دنیا میں ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ مانگتے رہتے ہو اللہ غنی ہے ہم سب محتاج ہیں۔ اللہ علت اور سبب سے پاک ہے۔ (باقی برص۲۰۹)

آٹھواں رکوع

مسلمانوں پر اللہ کا کرم ہے کہ ان کی ہدایت دوسروں کے واقعات کے بیان سے کی جاتی ہے، مراد یہ ہوتی ہے کہ یہی وہ باتیں ہیں جنھوں نے قوموں کو تباہ و برباد کر دیا دیکھو تم ان سے بچتے رہنا۔ ان کے چہرے مسخ ہوئے تھے، دل اب بھی مسخ ہوتے ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ جو اللہ اور رسول پر ایمان لائیں اور نیک عمل کریں اور اللہ تعالیٰ ان کو قبول فرمائے۔

۵۱- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ○

(اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کو نہ دیکھا جن کو (اللہ کی) کتاب سے کچھ حصہ دیا گیا (پھر بھی) وہ بتوں اور شیطان پر ایمان رکھتے ہیں (ان کا حکم مانتے ہیں ان سے متاثر ہوتے ہیں) اور کافروں (یعنی مشرکین مکہ) کے متعلق کہتے ہیں کہ مسلمانوں سے تو یہ لوگ زیادہ راہِ راست پر ہیں (ان کا منشا یہ ہے کہ جب کافر ان سے بہتر ہیں تو یہود تو ان سے بہت بہتر ہوئے کہ وہ اللہ کے منتخب لوگوں میں ہیں)۔

ان کا یہ خیال غلط ہے کہ یہود اللہ کے منتخب پسندیدہ بندے ہیں۔ بلکہ۔

۵۲- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ○

یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے، اور جس پر اللہ لعنت کرے تو تم ہرگز کسی کو اس کا مددگار نہ پاؤ گے۔

۵۳- اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ○

(یہود جو ملک و سلطنت کو اپنا حق اور ورثہ سمجھتے ہیں) کیا (واقعی اللہ کی) سلطنت میں ان کا کچھ حصہ ہے اگر ایسا ہوتا تو یہ لوگوں کو (اس میں سے) تل برابر نہ دیتے (یہ تو ان کا محض خیالِ خام ہے اس کارخانۂ قدرت کا مالک اللہ ہے جس کو جو چاہتا ہے دیتا ہے)۔

۵۴- اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ

کیا یہ لوگوں پر حسد کرتے ہیں (الناس سے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں) ان

ہمیں اسباب کی ضرورت ہے، اسباب میں پڑ نا گناہ نہیں مسبب الاسباب کو بھول جانا گناہ ہے۔

آیت نمبر (۵۱) طاغوت: وہ ہے جو تجھے اللہ کی طرف جانے سے روکے۔

شیطان: وہ ہے جو برائی کی طرف لے جائے۔

آیت نمبر (۵۴) الناس: الناس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ اہلِ عرب جمع کا صیغہ ایسے شخص پر بولتے جہاں بہت سے لوگوں کی خوبیاں جمع کرنا منظور ہوتا ہے۔

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ○

(نعمتوں) پر جو اللہ نے اپنے فضل سے ان کو دی ہیں (کیا یہود، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کے فضل و کرم کو دیکھ کر بغض و حسد سے مرے جاتے ہیں کہ یہ تو وہی خاندانِ ابراہیم کے لوگ ہیں جن کو اللہ نے عزت دی) پس ہم نے (تو) ابراہیم (ہی) کے خاندان کو کتاب اور حکمت دی (قرآن اور احکام شرعیہ عطا فرمائے) اور ان کو ہم نے بڑی سلطنت (بھی) دی۔ (پھر آپ کی نبوت اور عزت پر یہ بغض و حسد کیسا یہ تو بڑی بے انصافی کی بات ہے)۔

۵۵- فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ○

(اور اہلِ کتاب میں بھی سب ایک سے نہیں) پس ان میں سے کوئی تو کتاب اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور کوئی اس سے رُکا ہوا ہے (اسے نہیں مانتا) اور (نہ ماننے والوں کے لیے) دوزخ کی بھڑکتی آگ کافی ہے۔

۵۶- اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ○ رکوع

بے شک جو لوگ ہماری آیتوں سے منکر ہوئے (جنھوں نے نبی، کتاب اور معجزات کا انکار کیا) ہم ان کو عن قریب آگ میں ڈال دیں گے۔ جب ان کی کھالیں جل جائیں گی (چمڑی باقی نہ رہے گی) تو ہم ان کی اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ عذاب کا خوب مزہ چکھتے رہیں۔ بے شک اللہ زبردست (اور حکمت والا ہے (کافروں پر عذاب دینے میں غالب ہے، اور بدلے لینے میں بھی اس کی حکمت کارفرما رہے گی۔ لوگ عذاب کے عادی نہ بن سکیں گے، احساس مٹنے نہ پائے گا)۔

۵۷- وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ؗ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ○

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، عن قریب ہم ان کو ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہ ان میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے۔ ان کے لیے ان (باغوں) میں پاک (صاف ستھری) بیویاں ہوں گی (کہ احساسِ تنہائی نہ ہو) اور ہم ان کو گھنے سایہ میں داخل کریں گے (جو عنایاتِ الٰہی کا پرتو ہوگا)۔

یہود کی خیانت اور ناانصافی کے بعد مسلمانوں کو حکم ہوتا ہے کہ امانت، دیانت اور عدل کو طرۂ امتیاز بنائیں۔

۵۸- اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ

بے شک اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کو واپس کردو۔ (امانت، اللہ کی بھی ہے اور بندوں کی بھی۔ سب واپس کرنا ہے، امانتِ الٰہی،

اَنۡ تَحۡكُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمۡ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيۡعًۢا بَصِيۡرًا ○

کتاب اللہ، احکام شرعیہ، علم الٰہی کی فہم، اللہ کی وحدانیت جان کر سمجھ کر اس کے بندوں تک پہونچانا، امانت کے ساتھ عدل ضروری ہے، دراصل امین ہی عادل ہوتا ہے) اور جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو عدل (انصاف) کے ساتھ فیصلہ کرو۔ اللہ تو تم کو کیسی اچھی نصیحت کرتا ہے۔ (امانت اور عدل پر رہنا ہی نعمت ہے) بے شک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ (عدل میں سماعت اور بصارت دونوں کو دخل ہے)۔

جو حاکم عدل و انصاف سے کام لیتے ہیں اللہ ان کا مرتبہ یہاں بھی بڑھاتا ہے لوگوں کو ان کی اطاعت کا حکم دیتا ہے۔

۵۹- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ‌ۚ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِىۡ شَىۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ‌ؕ ذٰ لِكَ خَيۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا ○ ع ۵

اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور (اللہ کے) رسول کی اطاعت کرو اور تم میں جو حاکم ہوں (ان کا حکم مانو، فرائض میں اللہ کی اطاعت، سنت میں رسول کی اطاعت، صاحبِ امر، خلفاء اربعہ، صحابہ، اربابِ عقول، پیرانِ طریقت، اربابِ حکومت اور لشکروں کے حاکم وغیرہ سب شامل ہیں خود کتاب و سنت کے تابع رہو، جو اس پر چلتا چلاتا ہے اس کا کہنا مانو تو نفسِ مطمئنہ پا جاؤگے۔ یہاں کوئی نزاع نہ ہوگا، دل برائی کی طرف نہ کھنچے گا) پھر اگر کسی مسئلہ میں تمہارا اختلاف ہو جائے (حق بات واضح نہ ہو) تو (ایسی صورت میں) اس کو خدا اور رسول کی طرف رجوع کرو۔ اگر تم اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتے ہو (یہ جو کہا گیا) یہی بہتر ہے اور اس کا انجام اور بھی نیک ہے۔

(یاد رکھو خدا اور رسول ؐ کے خلاف کسی کا حکم ماننے کے قابل نہیں، خدا و رسول ؐ کی اطاعت ابدالآباد تک ہے باقی سب کی ایک حد تک محدود ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو یہاں رسول کا لفظ مکرر ستایا بات یہ ہے کہ کتاب کے ساتھ سنت، اللہ کی اطاعت کے ساتھ شریعت، لازم ملزوم ہیں اور یہ اصول جو بتا دیا گیا یہ نہایت خوب ہے اور اس کا انجام اور بھی اچھا ہے)۔

نواں رکوع

گزشتہ رکوع میں اطاعت، عدل و انصاف کا ذکر تھا۔ یہاں ایک واقعہ کی طرف اشارہ کر کے بتایا گیا کہ عدل و اطاعت کسے کہتے ہیں۔ منافقت کیا ہے، منافق کی کیفیات کیا ہیں۔ حضور کی عظمت، کس حد تک ذہن نشین ہونی چاہیے۔ حضور کے اصحاب کی صداقت، عدل اور محبت کا کیا عالم تھا۔ اسی رکوع میں وہ آیت نازل ہوئی جس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ نبوت سے فاروق کا

لقب دلوایا۔ اس میں وہ آیتِ کریمہ بھی ہے جہاں امت کو حکم ہے کہ اپنی غلطیوں پر ندامت کا اظہار سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کریں اور اللہ کی بخشش طلب کریں۔ کہ حضور ہی کی شفاعت پر بخشش کا دارو مدار ہے۔

منافقین کی کیفیات سرکارِ دوعالم کے وسیلہ سے امت کو بتائی جا رہی ہیں۔

۶۰۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ○

کیا آپ نے ان (منافقوں) کو نہیں دیکھا جو (اپنے منہ سے تو) دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے اس پر جو آپ پر اُتارا گیا (یعنی قرآن پر) اور (ان کتبِ سماویہ پر) جو آپ سے پہلے اتاری گئیں (لیکن) چاہتے ہیں کہ اپنا قضیہ شیطان کی طرف (ایک شریر آدمی کعب بن اشرف یہودی کی طرف) لے جائیں، حالانکہ ان کو حکم دیا جا چکا ہے کہ اس کی بات نہ مانیں اور شیطان تو (یہی) چاہتا ہے کہ ان کو راہِ راست سے دور جا ڈالے۔ (لعنت میں گرفتار کرے)۔

۶۱۔ وَاِذَا قِيْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ○ۚ

اور جب ان (منافقین) سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس (قرآن) کی طرف جو اللہ نے اتارا اور رسول کی طرف (رجوع کرو) تو آپ منافقوں کو دیکھیں گے کہ وہ آپ سے کھنچ جاتے ہیں (آپ کا حکم ماننے کو تیار نہیں ہوتے)۔

یہ منافق یوں تو آپ سے کتراتے ہیں۔

۶۲۔ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِيْبَةٌۢ

لیکن (اس وقت) ان کا کیا حال ہوتا ہے جب اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے ان پر

آیت نمبر (۶۰) ان آیات کا شانِ نزول یہ ہے کہ ایک بار ایک یہودی اور ایک منافق کے درمیان جو اپنے کو مسلمان کہتا تھا ایک معاملہ میں جھگڑا ہو گیا یہودی حق پر تھا۔ اس نے چاہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے معاملہ کا فیصلہ ہو جائے لیکن منافق جو حق پر نہ تھا اس نے کہا کہ چلو تمہارے کعب بن اشرف کے پاس چلیں۔ یہودی اس پر راضی نہ ہوا اور دونوں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فیصلہ یہودی کے حق میں ہوا۔ منافق کو فیصلہ پسند نہ آیا۔ وہ حضرت عمر فاروقؓ کے پاس پہنچا۔ یہودی نے حضرت عمر فاروقؓ سے عرض کیا کہ حضور سرورِ کائناتؐ میرے حق میں فیصلہ کر چکے ہیں لیکن اس مسلمان کی تشفی نہیں ہوئی۔ اب آپؓ کی خدمت میں لایا ہے۔ آپؓ نے حکم دیا ذرا ٹھیرو یہ کہہ کر گھر میں تشریف لے گئے اور ننگی تلوار لے کر واپس آئے اور منافق کا سر قلم کر دیا اور فرمایا کہ جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے فیصلہ کو نہ مانے اس کے لیے یہی بہترین فیصلہ ہے۔

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ○

مصیبت آجاتی ہے پھر آپ کے پاس اللہ کی قسمیں کھاتے (دوڑے) آتے ہیں (اور یہ سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ) بخدا ہماری غرض تو (ان تمام باتوں میں جو ہم نے کیں یا کہیں) محض بھلائی اور میل ملاپ تھا۔

۶۳- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا ○

یہ وہ (منافق و مفسد) لوگ ہیں کہ اللہ ان کے دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے پس آپ ان سے اعراض برتیں (چشم پوشی فرمائیں درگزر کریں) اور ان کو نصیحت فرماتے رہیں اور ان سے ان کے بارے میں مؤثر باتیں کہتے رہیں۔ (اللہ نے آپ کو اپنا کلام بھی عطا فرمایا ہے پھر خود آپ کی زبان اور انداز گفتگو میں اثر دیا ہے اسی سے ان کو متاثر کرتے رہیں نتائج ہم پر چھوڑ دیں ہم ان کے حال سے خوب واقف ہیں)۔

لوگو یاد رکھو۔

۶۴- وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○

ہم نے تو ہر رسول کو اس لیے بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے (لوگ اللہ اور رسول کے فرمان یعنی قرآن وحدیث کے پابند ہو جائیں) اور (اے حبیب) اگر وہ لوگ جنہوں نے اپنے آپ پر (آپ کی نافرمانی کر کے) ظلم کیا تھا آپ کے پاس (نادم ہو کر) آتے پھر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (یعنی آپ بھی) ان کے لیے معافی طلب فرماتے تو (یہ لوگ) اللہ کو بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔

منشا یہ ہے کہ جو ہم سے مانگنا ہے ان سے کہو وہ ہمارے محبوب ہیں۔ جب ان کے پاس جاؤ گے، ان کا دامن پکڑ لو گے، ان کے وسیلہ سے مانگو گے، وہ بھی دعا فرمائیں گے، تو اللہ کی بخشش اور مہر سے مالا مال ہو جاؤ گے۔

۶۵- فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○

پس (اے حبیب) آپ کے پروردگار کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپس کے ہر اختلاف میں یہ لوگ آپ کو (دل وجان سے) حکم نہ بنائیں پھر جو فیصلہ آپ کر دیں اس سے کسی طرح دل گیر بھی نہ ہوں اور اسے دل سے خوشی خوشی قبول کریں۔

اور ان منافقوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ انھیں جو احکام دیے گئے ہیں وہ ان کی بھلائی کے لیے ہیں۔ ان کو کوئی ایسا حکم مثلاً جلاوطنی، یا اپنی جانوں کو ہلاک کرنے کا نہ دیا گیا جیسا کہ بنی اسرائیل کو دیا گیا تھا، ان کو محبت سے سمجھایا جاتا ہے لیکن ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ دین پر ثابت قدم رہنا خود ان کے لیے بہتر ہے۔

۶۶۔ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ۝

اور اگر ہم ان پر فرض کر دیتے کہ اپنی جانوں کو ہلاک کر دو یا اپنے گھروں کو چھوڑ کر نکل جاؤ (جلاوطن ہو جاؤ) تو ان میں سے سوائے چند کے اس پر عمل نہ کرتے اور جو نصیحت انھیں کی جاتی ہے اگر وہ اس پر کاربند ہو جاتے تو یہ ان (ہی) کے حق میں بہتر ہوتا اور (ان کو دین پر) زیادہ ثابت قدم رکھتا۔

۶۷۔ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

اور اس وقت ہم بھی ان کو اپنے پاس سے بہت اچھا بدلہ (بڑا ثواب) عطا کرتے۔

۶۸۔ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝

اور ان کو سیدھی راہ بھی دکھا دیتے (کہ وہ فیض یاب و کامیاب ہوتے)

۶۹۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰۗىِٕكَ رَفِيْقًا ۝

اور جو اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں (اللہ پر ایمان لائے، سرکار کی اتباع میں آگئے) تو یہی لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے (اپنا خاص) انعام کیا (نعمت قرب و رضا سے سرفراز فرمایا) (یعنی) انبیاء (علیہم السلام) صدیقین، شہداء اور دوسرے نیک بندے۔ اور یہ لوگ (کیسے) اچھے ساتھی ہیں (کیسے ہمدرد رفیق ہیں جو جانے بوجھے راستہ پر حفاظت سے لے جاتے ہیں)۔

جو جس سے محبت کرتا ہے اس کا حشر بھی اسی کے ساتھ ہوگا، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کا حشر مقام محمدی میں ہوگا۔ اور جو اتباع میں رہتے ہیں انھیں بھی حضورؐ کے صدقہ میں وہ نعمت دستیاب ہو جائے گی جو اصل مہمان کے لیے ہے۔

۷۰۔ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ ع ۹ / ۱۱

یہ فضل (و کرم رسول کے سہارے پر جینے والوں کے لیے) اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ جاننے والا کافی ہے۔ (ہر شخص کی ظاہری و باطنی کیفیات اور اس کی

تمناؤں سے باخبر ہے)۔

دسواں رکوع

ماقبل آیت میں اللہ اور رسول کی اطاعت کا ذکر تھا، اب اس اطاعت کا امتحان ہے، جہاد جو اللہ کی راہ میں جان و مال کی قربانی ہے۔ اس کے احکام بیان ہو رہے ہیں۔ لیکن جہاد کا منشاً محض جان دینا نہیں بلکہ اللہ و رسول کا بول بالا کرنا ہے اس لیے جان کا بہترین صرف ہونا چاہیے۔ دشمن سے بچنے کی ہر احتیاط ضروری ہے۔ نہایت ہوشیاری اور مستعدی سے جہاد کے لیے نکلا جائے۔

۷۱۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝

اے ایمان والو (جب جہاد کے لیے نکلو تو) اپنے ہتھیار لے لیا کرو (اپنی حفاظت کا سامان کر لیا کرو) پھر جماعت جماعت (چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں) نکلو یا سب اکٹھے کوچ کرو۔ (بہرحال جس طرح مناسب ہو نکلو اور راہ خدا میں نکلو، دنیاوی منفعت کے لیے نہ نکلو)۔

۷۲۔ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝

اور بے شک تم میں بعض (منافق) ایسے بھی ہیں جو (جہاد کا حکم پاکر سستی کرتے ہیں (عمداً دیر لگاتے ہیں) پھر اگر (جنگ میں) تم کو کوئی مصیبت پہونچے تو (یہی جنگ میں شریک نہ ہونے والا شخص) کہتا ہے کہ اللہ نے مجھ پر فضل فرمایا کہ میں ان (مسلمانوں) کے ساتھ (میدان جنگ میں) شریک نہ تھا۔

۷۳۔ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

اور اگر تم پر خدا فضل فرمائے (تم کو فتح نصیب ہو) تو (یہی منافق) گویا تم میں اس میں کچھ دوستی ہی نہ تھی (افسوس کرتا اور) کہتا ہے اے کاش میں (بھی) ان کے ساتھ ہوتا تو میں بھی بڑی کامیابی حاصل کرتا (جان بھی بچتی مال غنیمت بھی پاتا)۔

۷۴۔ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ

پس (منافق لڑیں یا نہ لڑیں لیکن) جو لوگ دنیا کی زندگی کو آخرت کے عوض بیچ دیتے ہیں (یعنی مسلمان۔ انھیں چاہیے کہ) اللہ کی راہ میں (دشمن سے) لڑیں (وہ کبھی تذبذب، سستی میں نہ پڑیں) اور جو اللہ کی راہ میں لڑے، پھر مارا جائے (یعنی شہید ہو) یا غلبہ پائے تو (دونوں صورتوں میں) ہم (قیامت

اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ○

کے دن) اس کو اجرِ عظیم دیں گے (یعنی جس کے لیے شہید ہوا، اسی کے دیدار سے سرفراز ہوگا)۔

کافروں سے کب لڑنا چاہیے۔ ایک تو اللہ کے دین کو غالب اور بلند کرنے کے لیے، دوسرے مظلوم مسلمانوں کو کافروں سے چھڑانے کے لیے۔

۷۵۔ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ○

اور (مسلمانو!) تم کو کیا ہوگیا ہے کہ اللہ کی راہ میں نہیں لڑتے اور بے بس مردوں عورتوں اور بچوں کی خاطر (جہاد نہیں کرتے) جو ظلم سے عاجز آ کر بارگاہِ خداوندی میں) عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہم کو اس بستی سے نکال کہ یہاں کے لوگ ظالم ہیں اور کسی کو اپنے پاس سے ہمارا حمایتی (صاحبِ تصرف) بنا دے، اور ہمارے واسطے اپنے پاس سے کسی کو مددگار بنا دے (تاکہ اس آفت سے ہمیں نکالے، جو تیرا بھیجا ہوا ہوگا وہی تیرے حکم سے حالات پر قابو پا سکے گا اور ہماری دستگیری کر سکے گا)۔

۷۶۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ○ ع

جو صاحبِ ایمان ہیں وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، اور وہ جو کافر ہیں وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں (جو تجھے اللہ کے کام سے روکے رکھے)۔ پس تم شیطان کے حمائتیوں سے لڑو (ہر گمراہ کرنے والی صورت سے ہوشیار رہو، فتنہ کی جو صورت ہو اس کا مقابلہ عزم کے ساتھ کرو اور اطمینان رکھو کہ وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے کہ) بے شک شیطان کا فریب (بھی شیطان کی طرح) بودا (اور کمزور) ہے۔

گیارھواں رکوع

یاد رکھو افعال کا دار و مدار، نیت و تربیت پر، تربیت کا انحصار توفیق پر اور توفیق ہمت سے پیدا ہوتی ہے۔ جب تک محراب کے فرائض بیان ہوئے، سب نے مانا۔ ان سے مومن، منافق کی تفریق مشکل تھی لیکن جب جان کا مطالبہ ہوا تو منافقین ظاہر ہوگئے اور چند بودے مسلمانوں کے دل میں بھی خدشہ آیا کہ مذہب کو لڑائی سے کیا کام، وہ سمجھتے تھے کہ مذہب کے معنی تو سب سے الگ رہ کر

رہبانیت کی زندگی بسر کرنا ہے۔ مذہب کے قدیم تصور اور اسلام کا ٹکراؤ ہوا بعض لوگ جہاد سے ڈر گئے۔ لوگوں کی وحشت دل میں سمائی۔ دراصل وہ موت سے ڈر گئے۔ وہ یہ بھول گئے کہ موت بہرحال آئے گی جہاں آنا ہے وہیں آئے گی۔ خوش نصیب وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیں، اللہ پر بھروسہ رکھیں، ایک دوسرے کے ساتھ حسنِ سلوک سے زندگی گزاریں تاکہ دینی، دنیوی فلاح پالیں۔

۷۷۔ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ ۗ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِمَنِ اتَّقَىٰ وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا ○

(اے رسول) کیا آپ نے ان لوگوں کی حالت نہیں دیکھی جن کو حکم دیا گیا تھا کہ (چند دن) اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔ اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو (وہ اس پر راضی رہے) پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا تو ایک گروہ ان میں (ایسا ہو انکلا کہ) لوگوں سے ڈرنے لگا جیسے کوئی اللہ سے ڈرتا ہے یا اس سے بھی بڑھ کر اور کہنے لگے کہ اے ہمارے رب تونے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا تونے ہم کو تھوڑے دنوں (دنیا میں زندہ رہنے کی) مہلت اور کیوں نہ دی۔ (ملے راز دارِ حقائق ان سے) آپ فرما دیجیے کہ دنیا کا فائدہ بہت تھوڑا ہے اور آخرت (کی نعمت) پرہیزگاروں کے لیے بہتر ہے اور (آخرت دنیا سے بہت بہتر ہے وہاں) ایک دھاگے کے برابر بھی تمہاری حق تلفی نہ ہوگی (اللہ کے یہاں تم کو امید سے زیادہ اجر ملے گا)۔

۷۸۔ أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ ۗ وَإِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِنْدِكَ ۚ قُلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۖ فَمَالِ هَٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ○

(اے جہاد سے ڈرنے والو، اے لوگو) تم جہاں کہیں ہوگے موت تم کو آپکڑے گی اور (موت سے ملک الموت مراد ہیں کہ اور اکی کیفیت کے ساتھ جس کی جان لینا ہے اس کی روح قبض کرتے ہیں، موت آکر رہے گی) اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں (کیوں نہ) ہو اور (ان منافقین کی باتوں میں نہ آؤ۔ ان کا تو یہ حال ہے کہ) اگر انھیں کچھ بھلائی پہنچتی ہے (کچھ فائدہ ہوتا ہے) تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ (مراد یہ لیتے ہیں کہ یہ بھلائی، امر اتفاقی ہے) اور اگر انھیں کچھ برائی (نقصان) پہونچے تو کہتے ہیں کہ یہ آپ کی طرف سے ہے (یعنی آپ کے حسنِ تدبیر پر الزام رکھتے ہیں)۔ آپ فرما دیجیے (کہ کچھ بھی اتفاقی طور پر نہیں ہوتا حقیقۃً) سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے

اکہ وہی خالق خیر و شر ہے اور اس کا رسول ہر تدبیر اس کے حکم سے کرتا ہے جس سے کبھی حوصلہ افزائی اور کبھی آزمائش مراد ہوتی ہے)پس اس (بدبخت) قوم کو کیا ہوا کہ ان کی سمجھ میں کوئی بات ہی نہیں آتی۔ (جو اس درجہ کم فہم ہوں تو وہ خیر و شر کے راز اور منشا کو کیا سمجھ سکیں گے)۔

۷۹۔ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۚ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

(بہرحال آپ فرمادیں کہ اے انسان) جب تجھے کوئی فائدہ پہونچے تو (سمجھ لے کہ) وہ اللہ ہی کی طرف سے ہے اور جب کوئی برائی پہونچے تو (سمجھ لے کہ) وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے (تیرے اعمالِ بد کا نتیجہ ہے پس اللہ کا ہو جا۔ لذتِ نفس کو چھوڑ دے) اور (اے رسول) ہم نے تو آپ کو سب لوگوں کی طرف پیغامبر بنا کر بھیجا ہے (آپ منافقین و کفار کی باتوں سے غمگین نہ ہوں وہ آپ کے کارِ رسالت کے انہماک اور ان بدبختوں کی بداعمالیوں کو خوب دیکھ رہا ہے) اور (آپ کی رسالت پر) اللہ کی گواہی کافی ہے۔

ان لوگوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ اللہ خالقِ افعال ہے، فاعلِ افعال نہیں، اس نے انسان کو تمیزِ خیر و شر عطا فرمائی ہے۔ غلطیاں نفس کی طرف سے ہوتی ہیں۔ اور اَمرُ اللہ ہمیشہ حق ہوتا ہے۔ اکتسابِ فیض، ارادہ اور نیت سے ہے رسول منبعِ فیض و انوار و برکات ہیں۔ اللہ کو رسول، رسول کو اللہ کافی ہے۔ اب اللہ تعالےٰ اعلان فرماتا ہے۔

۸۰۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝

جس نے رسول کا حکم مانا اس نے اللہ ہی کا حکم مانا (کتاب و سنت لازم ملزوم ہیں، احکامِ الٰہی کو صحیح طور پر جاننے کے لیے قول و فعل دونوں کا جاننا ضروری ہے) اور (اس اعلان کے بعد بھی) جس نے رُو گردانی کی تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا (وہ اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے آپ سے ان کی بازپرس نہ ہوگی)۔

۸۱۔ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۚ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ

اور (ان منافقوں کا تو یہ حال ہے کہ آپ کے روبرو تو) کہتے ہیں کہ (آپ کا فرمان) قبول ہے (لیکن ان کا دل نہیں مانتا) پھر جب آپ کے پاس سے (اٹھ کر) باہر جاتے ہیں تو بعض لوگ آپس میں بیٹھ کر جو آپ نے فرمایا اس کے خلاف باتوں کی سازشیں (اور باہمی مشورے) کرتے ہیں۔ اور جو مشورے یہ کرتے ہیں۔ اللہ (کا فرشتہ) سب لکھتا جاتا ہے۔ پس آپ ان سے چشم پوشی کریں (ان کی

وَ تَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيۡلًا ۝

کچھ پروا نہ کریں، اور (اپنی سی کوشش کرکے نتائج کو اللہ کے سپرد کر دیں اور اللہ کارساز کافی ہے۔

اللہ کو کافی سمجھنے کے لیے کیا ضروری ہے؟ تدبرِ قرآن۔

۸۲۔ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ ؕ وَلَوۡ كَانَ مِنۡ عِنۡدِ غَيۡرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوۡا فِيۡهِ اخۡتِلَافًا كَثِيۡرًا ۝

کیا وہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے (اگر غور کرتے تو حق کی نشانیاں ڈھونڈتے، شبانہ سازشوں میں وقت نہ گزارتے، اور اگر یہ خدا کے سوا کسی اور کا (کلام) ہوتا تو ضرور اس میں (وہ لوگ) بڑا اختلاف پاتے (لیکن قرآن میں تو سرِ مو تضاد و اختلاف نہیں ہے)۔

لوگوں کی اکثر کمزوریوں کی وجہ، فقدانِ ایمان یا ناسمجھی ہوتی ہے جو تنظیم میں حارج ہوتی ہے اس سے باخبر کیا جا رہا ہے۔

۸۳۔ وَاِذَا جَآءَهُمۡ اَمۡرٌ مِّنَ الۡاَمۡنِ اَوِ الۡخَـوۡفِ اَذَاعُوۡا بِهٖ ؕ وَلَوۡ رَدُّوۡهُ اِلَى الرَّسُوۡلِ وَاِلٰٓى اُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡهُمۡ لَعَلِمَهُ الَّذِيۡنَ يَسۡتَنۡۢبِطُوۡنَهٗ مِنۡهُمۡ ؕ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ لَاتَّبَعۡتُمُ الشَّيۡطٰنَ اِلَّا قَلِيۡلًا ۝

اور جب ان لوگوں کو کوئی امن یا خوف کی اطلاع ملتی ہے تو اس کو (بلا تحقیق کیے) مشہور کر دیتے ہیں اور اگر (بجائے شہرت دینے کے) اس کو رسول اور اپنے حاکموں تک لے جاتے تو جو ان میں تحقیق کرنے والے ہیں وہ اس خبر کی تحقیق کر لیتے (جو بات مشہور کرنے والی ہوتی مشہور کر دی جاتی اور جس کو راز میں رکھنا ہوتا وہ بات راز میں رہتی) اور (مسلمانو!) اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو چند کے سوا سب شیطان کے پیچھے ہو لیتے (پس اس فضل و رحمت کو پہچانو اس کی قدر کرو۔ فضل متعلق بہ ارسالِ رُسل۔ ذاتِ سرکارِ دو عالم مراد ہے اور رحمت متعلق بہ نزولِ قرآن۔ پس قرآن کو اسی صاحبِ قرآن کے آئینۂ علم و عمل میں پڑھو تدبرِ قرآن سے یہی مراد ہے)۔

اور اے رسول اگر یہ منافق اور بعض کم ہمت مسلمان آپ کا ساتھ نہ دیں۔

۸۴۔ فَقَاتِلۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ

تو آپ (تنہا) راہِ خدا میں جہاد کریں آپ پر اپنی ذات کے سوا کسی کی ذمہ داری

آیت نمبر (۸۲) حضرت قبلہؒ نے فرمایا:۔ قرآن محبت نامۂ محمدیؐ ہے، آپؐ خدا کی محبت اور اطاعت میں ایسے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مکتوب لکھا اس میں آپؐ کے ہر خطرہ کا جواب لکھا اور رہتی دنیا تک اس کے حرف حرف کو نعمتِ عظمیٰ کا وسیلہ بنا دیا۔ اس پر جتنا غور و خوض کر د حقائق کھلتے چلے جائیں گے۔

آیت نمبر (۸۳) فضل : ذاتِ سرکارِ دو عالم ، رحمۃ : قرآن، توفیق، اسلام۔

آیت نمبر (۸۴) اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ آپ تنہا نہیں آپؐ کے جاں نثار یہ آیت سنتے ہی تڑپ کر ساتھ ہو جائیں گے، یہی ہوا آپؐ نے بدرِ صغریٰ میں فرمایا۔ (باقی ص ۲۰۰)

اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ۝

نہیں ڈالی جاتی اور آپ مسلمانوں کو (بھی جہاد کی) ترغیب دیتے رہیے عجب نہیں کہ اللہ کافروں کی لڑائی کو روک دے (ان پر ایسا رعب چھا جائے کہ وہ لڑنے کے لیے نکل ہی نہ سکیں) اور اللہ گرفت کرنے میں بہت سخت اور عذاب دینے میں بھی بڑا سخت ہے۔ (آپ اللہ کے رسول ہیں آپ سے جنگ گویا اللہ سے جنگ ہے، اور اللہ کے دبدبے اور اللہ کی پکڑ کی بھلا وہ کیا تاب لا سکیں گے)۔

اور لوگو اگر تم جنگ نہیں کر سکتے، کمزور ہو، نادار ہو، تو کم از کم زبان سے تو اچھی بات کہو۔

۸۵۔ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۝

جو کوئی (کسی کی) نیک بات کی سفارش کرے گا اس کو اس (کے اجر میں) سے ایک حصہ ملے گا اور جو کوئی (کسی کی) بری بات کی سفارش کریگا تو اس کو اس (برائی کے وبال) سے ایک حصہ ملے گا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ (قیامت کے دن نہ کسی کی نیکی ضائع ہوگی نہ بدی کے نتائج سے بچ سکے گا، یوں اللہ معاف کرنا چاہے تو وہ مالک و مختار ہے)۔

مسلمانو تم اخلاق کا نمونہ بنو۔ کم از کم اخلاق میں کسی سے کم تو نہ ہو۔

۸۶۔ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْھَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝ (النصف)

اور (اے مسلمانو) جب تم کو سلام کیا جائے (دعا دی جائے) تو تم اس سے بہتر طور پر سلام کرو یا (کم از کم یہ تو ہو کہ) وہی الفاظ دہرا دو (اتنی بھلائی تو کرو جتنی اس نے کی ہے) بے شک اللہ ہر چیز کا حساب کرنے والا ہے (تمہاری نیک بات میں تمہارا حصہ ہے، اور کوتاہیوں میں پاداشِ عمل جس کا بیان اوپر گزر چکا ہے)۔

۸۷۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۝ ع ۱۱

اللہ (وہ پاک ذات ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں بے شک وہ تم (سب) کو قیامت کے دن جمع کرے گا اس میں کچھ شک نہیں۔ اور اللہ سے بڑھ کر سچی بات کس کی ہے (یعنی اللہ کا فرمان حق ہے، قیامت کا آنا، سزا و جزا اس کے وعدہ وعید سب حق ہیں)۔

بارھواں رکوع

مسلمانو! منافقوں کے معاملہ میں انھیں راہ پر لانے کی فکر نہ کرو۔ راہ پر وہ آئے گا، جو

بقیہ صفحہ ۱۹۹ کہ میں تنہا جہاد کروں گا اگر میرے ساتھ کوئی نہ ہو، جاں نثاروں کی ستر کی تعداد آپ کے ساتھ ہولی مگر کفار جنگ کے لیے نہ آئے۔

تذبذب میں مبتلا نہ ہو، جس کے قول و فعل میں یکسانیت ہو۔ منافق، کافر تو دنیا میں پیدا ہی ہوتے رہیں گے۔ تم اس کے اصلاحِ حال کی کوشش کرو جس کو ہدایت کی خواہش ہو۔ اس رکوع میں یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ کن لوگوں سے کب نہ لڑو اور کن سے جہاد کرو۔

۸۸۔ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝

(مسلمانو) پھر تم کو کیا ہوا کہ منافقوں کے بارے میں دو فریق بن گئے ہو (ایک کہتا ہے کہ منافقوں سے ملنا جلنا ترک کر دینا چاہیے دوسرا کہتا ہے کہ نہیں ملتے رہنا چاہیے تاکہ یہ راہِ راست پر آ جائیں) حالانکہ اللہ نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان (کی عقلوں) کو اوندھا کر دیا ہے۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جس کو خدا نے گمراہ کر دیا تم اس کو راہِ راست پر لے آؤ اور (یاد رکھو کہ) جس کو اللہ گمراہ کرے تو ممکن نہیں کہ (اے مخاطب) تُو اس کے لیے کوئی راستہ نکال سکے (جو لوگ اپنی ذاتی ضلالت اور گمراہی کے باعث کفر و شرک میں مبتلا ہیں یا دینِ حق پر آکر پھر مرتد ہو گئے تو اللہ کو کیا پڑی ہے کہ انھیں زبردستی ہدایت پر لائے۔ جب اس نے ان کو ان کی خوشی پر چھوڑ دیا تو پھر کون ہے جو ان کو راہِ راست پر لا سکے)۔

۸۹۔ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَاۗءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ حَتّٰي يُھَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْھُمْ وَاقْتُلُوْھُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْھُمْ ۠ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْھُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝

(یہ منافق تو یہ) چاہتے ہیں کہ جیسے وہ کافر ہو گئے ہیں تم بھی کافر ہو جاؤ تاکہ تم سب برابر ہو جاؤ (ایک ہی کفر کی حالت میں تم سب ہو جاؤ) پس تم ان میں سے کسی کو اپنا دوست (رازدار) نہ بناؤ یہاں تک کہ (وہ اپنی دوستی کا یہ ثبوت دیں کہ وہ اپنا طور طریقہ چھوڑ کر) اللہ کی راہ میں ہجرت کریں۔ پھر اگر وہ (ایمان و ہجرت سے) منہ موڑیں (یعنی اپنے ایمان لانے کا ثبوت ہجرت سے نہ دیں اور ایمان قبول نہ کریں) تو تم ان کو پکڑو اور جہاں پاؤ ان کو قتل کر دو اور ان میں سے (کسی کو) نہ اپنا دوست بناؤ اور نہ مددگار۔

۹۰۔ اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَھُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَاۗءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُھُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ

سوائے ان لوگوں کے جو ایسی قوم سے جا ملے ہوں (یا میل و ملاپ رکھتے ہوں) جن کا تم سے (صلح کا) عہد و پیمان ہے یا تمہارے پاس وہ اس حال میں آ جائیں کہ ان کے سینے تمہارے ساتھ یا اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے تنگ ہو رہے ہوں (یعنی یہ عہد کریں کہ نہ اپنی قوم کی طرف سے ہو کر تم سے لڑیں گے اور نہ

اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ۗ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ○

تمہارے ساتھ ہو کر اپنی قوم سے لڑیں گے وہ دل تنگ ہو کر تمہارے پاس آئیں تو ان لوگوں سے مت لڑو بلکہ ان سے مصالحت کر لو ان سے ملو جلو) اور اگر اللہ چاہتا تو ان لوگوں کو تم پر غالب کر دیتا تو وہ تم سے ضرور لڑتے پھر اگر وہ تم سے کنارہ کریں اور تم سے نہ لڑیں اور تمہاری طرف صلح (کا پیغام) بھیجیں تو ایسے لوگوں پر (دست درازی کرنے کا) تمہارے لیے اللہ نے کوئی راستہ نہیں رکھا (ان سے لڑنے کا تم کو کسی طرح حق نہیں پہونچتا)۔

۹۱۔ سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ○ ع ۱۲

تم کچھ ایسے لوگ بھی پاؤ گے جو چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں (ان کی حالت یہ ہے کہ) جب بھی انہیں فتنہ (وفساد) کی طرف لگایا جاتا ہے (فتنہ وفساد کا انہیں موقع مل جاتا ہے) تو اس میں کود پڑتے ہیں پھر (ایسے لوگ) اگر تم سے کنارہ کش نہ رہیں، اور صلح (کا پیغام) نہ بھیجیں، اور (لڑائی سے) اپنے ہاتھ نہ روکیں تو ان کو پکڑو اور جہاں پاؤ ان کو قتل کرو اور یہی لوگ ہیں جن پر (جنگ وقتال کے لیے) ہم نے تم کو ان پر کھلا اختیار دے رکھا ہے۔

تیرھواں رکوع

لڑائی دین کی حفاظت کے لیے ہے مسلمانوں کو مارنے کے لیے نہیں۔ لیکن اگر سہواً کسی مسلمان کو نقصان پہونچ جائے تو اس کے احکام بھی بتا دیے گئے۔

۹۲۔ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا

اور کسی مسلمان کو روا نہیں کہ کسی مسلمان کو مار ڈالے مگر غلطی سے (عمداً کسی مسلمان کو

آیت نمبر (۹۰) اسلامی کیفیت یہ ہے جس کو تم امن دے دو اس پر ہاتھ نہ اٹھاؤ جو ان سے مل گئے جن سے تمہاری صلح ہے وہ بھی امن میں آگئے۔

آیت نمبر (۹۱) سلطٰنا مبینا: واضح حجت۔ صاف غلبہ۔ کھلی سند۔ گویا اللہ کی طرف سے اجازت بھی ملی اور غلبہ کا اشارہ بھی ہوا، مولانا محمد کرم شاہ صاحب نے ترجمہ کھلا اختیار کیا ہے جو نہایت خوب ہے۔

إِلَّا خَطَأً ۚ وَمَن قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَن يَصَّدَّقُوا ۚ فَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۖ وَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۖ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ○

مار ڈالنا مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔ اور اگر بھولے سے کوئی مسلمان کو قتل کر ڈالے (یعنی ارادہ کسی اور کو مارنے کا ہو نشانہ اس کے لگ جائے)، تو (ایسی صورت میں) ایک مسلمان غلام آزاد کرے اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا بھی ادا کرے، سوائے اس کے کہ وہ لوگ (خود ہی) معاف کر دیں پھر اگر مقتول ایسی قوم میں سے ہو جو تمہاری دشمن ہے اور وہ (مقتول) خود مسلمان ہو تو صرف ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیے اور اگر (مقتول) اُس قوم سے ہو کہ تم میں اور ان میں (صلح کا) عہد و پیمان ہو تو مقتول کے وارثوں کو خوں بہا دینا اور ایک مسلمان غلام آزاد کرنا ہوگا۔ پھر جس کو یہ (غلام) میسر نہ ہو تو دو ماہ لگاتار روزے رکھے یہ توبہ (کا طریقہ) اللہ کی طرف سے ہے (بندۂ مومن اس طرح روزے رکھ کر اپنے گناہ اپنے اللہ سے بخشوا لے) اور اللہ جاننے والا، حکمت والا ہے (اس کو اپنے بندہ کی نیت اور عمل دونوں کا علم ہے اور اس کفارہ میں جو مال مقرر کیا گیا اس میں بڑی حکمت ہے، غلام کو آزاد کرنا ایک شخص کو گویا نئی زندگی دینے کا حکم رکھتا ہے، پھر غلامی مٹتی ہے، انسانیت سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ وارثوں کی اشک شوئی ہو جاتی ہے وغیرہ)۔

٩٣۔ وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ○

اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر (عمداً) قتل کرے تو اس کی سزا دوزخ ہے اس میں وہ ہمیشہ پڑا رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب ہوگا اور اس کی لعنت ہوگی اور اس نے (یعنی اللہ نے) اس کے لیے بڑا سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اس سلسلہ میں خوب سمجھ لو کہ جو اپنے کو مسلمان کہے اُسے مسلمان سمجھو تاکہ مسلمان کے قتل اور عذابِ عظیم سے بچو۔

٩٤۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ

اے ایمان والو جب اللہ کی راہ میں سفر کرو (جہاد کے لیے نکلو) تو تحقیق کر لیا کرو اور جو شخص تم کو سلام کرے تو اس سے یہ مت کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے (یہ نہ سمجھو کہ وہ کافر ہے اور تم کو دھوکا دے رہا ہے۔ تم اس کے کہنے پر اس کو مسلمان سمجھو تم نیتوں کے محتسب نہیں ہو) تم دنیا کی زندگی کا ساز و سامان

مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۚ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

چاہتے ہو (ایک مسلمان کو مار کر مالِ غنیمت سمیٹنا چاہتے ہو) پس اللہ کے پاس (تو) بہت سی غنیمتیں ہیں (جو دنیا میں بھی ملیں گی اور آخرت میں بھی) تم بھی تو پہلے ایسے ہی تھے (ایمان کی دولت سے محروم تھے) پھر اللہ نے تم پر فضل کیا (تم مسلمان ہوئے، ایسے ہی دوسرا بھی مسلمان ہو سکتا ہے پس تم جب کوئی کام کرو) تو تحقیق کر لیا کرو بے شک اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے (جو ظاہر کرتے ہو وہ بھی جانتا ہے، جو چھپاتے ہو وہ بھی جانتا ہے)

۹۵۔ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۚ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۚ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

وہ لوگ جو بے عذر (گھر میں) بیٹھ رہتے ہیں (اور جہاد سے جان چُراتے ہیں) اور وہ جو خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرتے ہیں وہ (دونوں) برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ نے مال و جان سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر، درجے کے اعتبار سے فضیلت بخشی ہے۔ اور (یوں تو) اللہ نے ہر ایک (مسلمان) سے بھلائی کا وعدہ کیا ہے لیکن اللہ نے جہاد کرنے والوں کو، (گھر پر) بیٹھ رہنے والوں پر اجرِ عظیم کے اعتبار سے بڑی فوقیت دی ہے۔

(یہاں اس گروہ کا ذکر نہ آیا جو جنگ کرنے سے معذور و مجبور رہیں اور ہمہ وقت اپنے نفس کے تزکیہ میں لگے ہوئے ہیں یہ بھی جہاد کر رہے ہیں ان کا شمار بھی مجاہدین میں ہوگا اور اجرِ عظیم پائیں گے)

اور یہ اجرِ عظیم کیا ہے؟

۹۶۔ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ع

اللہ کی طرف سے (ان کے لیے) درجات ہیں اور بخشش ہے اور رحمت ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

چودھواں رکوع

گزشتہ رکوع میں مجاہدین کی فضیلت کا بیان ہوا۔ اس رکوع میں مہاجرین کا بیان ہے۔

اور اس سلسلہ میں تین قسم کے لوگوں کا ذکر آتا ہے۔ پہلے ان کمتر لوگوں کا ذکر ہے جو دنیوی تعلقات اور دولت کے پیش نظر ہجرت کے فرض ہونے کے بعد مکہ میں رہ گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ نہ آئے۔ ان کی موت کا نقشہ پیش کر کے عبرت دلائی جاتی ہے۔

دوسرے اُن لوگوں کا ذکر ہے جو اپنی ضعیفی، مجبوری، اور معذوریوں کے باعث ہجرت نہ کر سکے۔ ان کے لیے بھی بخشش کی بشارت ہے۔

تیسرے وہ خوش نصیب لوگ ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہجرت کی، ان کے لیے کشادگی، فراخی اور وسعتوں کے وعدے ہیں، یہاں تک کہ اگر ہجرت کی غرض سے نکلے اور راہ میں انھیں موت آگئی تب بھی اللہ کے یہاں ان کا اجر مقرر ہوگیا۔

۹۷۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَفّٰىهُمُ الۡمَلٰٓـئِكَةُ ظَالِمِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ قَالُوۡا فِيۡمَ كُنۡتُمۡ‌ؕ قَالُوۡا كُنَّا مُسۡتَضۡعَفِيۡنَ فِى الۡاَرۡضِ‌ؕ قَالُوۡۤا اَلَمۡ تَكُنۡ اَرۡضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوۡا فِيۡهَا‌ؕ فَاُولٰٓـئِكَ مَاۡوٰٮهُمۡ جَهَنَّمُ‌ؕ وَسَآءَتۡ مَصِيۡرًا ۙ

جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں (اور ہجرت سے گریز کرتے ہیں) جب ان کی روح فرشتے قبض کرتے ہیں تو ان سے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے (کیوں وطن نہ چھوڑا) وہ کہتے ہیں ہم ملک میں بے بس تھے۔ فرشتے کہتے ہیں (جواب دیتے ہیں) کہ کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے۔ (وطن چھوڑ کر کسی اور جگہ چلے جاتے۔ ان کے پاس اس کا کچھ جواب نہیں ہوتا) پس ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔

۹۸۔ اِلَّا الۡمُسۡتَضۡعَفِيۡنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالۡوِلۡدَانِ لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ حِيۡلَةً وَّلَا يَهۡتَدُوۡنَ سَبِيۡلًا ۙ

مگر وہ جو مردوں، عورتوں اور بچوں میں سے (واقعی) بے بس ہیں، نہ تو کوئی تدبیر کر سکتے ہیں نہ کوئی اور راستہ نکال پاتے ہیں (سفر کی استطاعت نہیں رکھتے اور حالات کے مقابلہ کی کوئی سبیل نہیں پاتے ہیں)۔

۹۹۔ فَاُولٰٓـئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّعۡفُوَ عَنۡهُمۡ‌ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوۡرًا‏ ۙ

تو عجب نہیں کہ ایسے لوگوں کو اللہ معاف فرما دے اور اللہ (بڑا) معاف کرنے والا، بخشش فرمانے والا ہے۔

۱۰۰۔ وَمَنۡ يُّهَاجِرۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ

اور جو اللہ کی راہ میں ہجرت کرے وہ زمین میں بہت آرام و آسائش کی

يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۗ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ع

جگہ اور فراخی پائے گا (ایسی جگہ پائے گا جہاں قلب کشادہ ہو جائے، اظہار دین میں وسعت اور روزی میں فراخی ہو) اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی خاطر ہجرت کرکے نکلے پھر اس کو موت آپکڑے (یعنی راستہ میں مرجائے) تو اس کا اجر اللہ کے یہاں مقرر ہو گیا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (غرض ہجرت میں ہر طرح فائدہ ہی فائدہ ہے بشرطیکہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہو)۔

پندرھواں رکوع

ہجرت اور جہاد کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نماز کے قصر کرنے کی رعایت عطا کی گئی اور صلوٰۃِ خوف بھی بتا دی گئی کہ یادِ الٰہی جو روح کی غذا اور مقصدِ حیات ہے اس سے غفلت نہ ہو۔ پھر جب خاطر جمع ہو تو جس طرح نماز پڑھتے ہو اسی طرح پابندیٔ وقت کے ساتھ نماز ادا کرتے رہو کہ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کی ٹھنڈک ہے اور یہی مومن کو دیدارِ الٰہی کی لذتوں کے لیے تیار کرتی ہے۔

۱۰۱۔ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝

اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ نماز کو قصر کرو اگر تم کو ڈر ہے کہ کافر تم کو ستائیں گے بے شک کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔ (یہ حکم اُس وقت نازل ہوا تھا کہ دشمن سے خوف تھا۔ لیکن قصرِ صلوٰۃ کا حکم ہر سفر کے لیے عام ہے خواہ خوف ہو یا نہ ہو۔ یہ اللہ کا فضل ہے)۔

نماز مسلمانوں کی تنظیم کا بھی مظاہرہ ہے کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ جنگ میں یہ تنظیمی شیرازہ منتشر ہو جائے، خوف کی حالت میں بھی نمازِ خوف کی تعلیم دی جا رہی ہے۔

۱۰۲۔ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ

اور (اے پیغمبر) جب آپ ان (مسلمانوں کی فوج) کے ہمراہ ہوں اور

قصر۔ جہاں چار رکعت فرض ہیں اس کی جگہ دو رکعت سفر میں پڑھنا کافی ہے سفر تین منزل، اڑتالیس میل کا ہو۔

الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ
وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ قف فَاِذَا
سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ
وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا
فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ
وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ
اَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ
مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ
اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ
كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ
وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ
لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ○

(امامت فرمائیں) ان کو نماز پڑھانے لگیں تو ان (مسلمانوں) کی ایک جماعت کو چاہیے کہ آپ کے ساتھ کھڑی ہو جائے اور اپنے ہتیار لیے رہیں پھر جب یہ سجدہ کر چکیں تو وہ تم لوگوں کے پیچھے ہو جائیں (سجدہ ہوتے ہی ان کی ایک رکعت نماز ہو گئی) اور دوسری جماعت آجائے جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی تو وہ آپ کے ساتھ نماز پڑھیں اور (وہ بھی) اپنا بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتیار لیے رہیں (یعنی جب آپ امام ہوں تو آپ قائم رہیں مقتدی آتے جاتے رہیں لیکن وہ بھی مسلح اور ہوشیار رہیں) کافر تو تمنا کرتے ہیں کہ کسی طرح تم اپنے ہتیاروں اور اسباب سے بے خبر ہو تو وہ تم پر یک بارگی چھاپہ ماریں اور اگر تم کو بارش کے سبب سے تکلیف ہو رہی ہو یا تم بیمار ہو تو اپنے اسلحہ اتار رکھنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں لیکن اپنے بچاؤ کا سامان ساتھ رکھو (غرض تم تدبیر سے غافل نہ ہو دشمن سے ہوشیار رہو اور اللہ کی رحمت تمہارے ساتھ ہے اور کافروں کو یہاں دنیا میں تمہارے ہاتھوں ذلیل و خوار ہونا ہے اور وہاں بھی) بے شک اللہ نے کافروں کے لیے ذلیل و خوار کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

۱۰۳- فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا
اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ
فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ
اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ○

پھر (مسلمانو) جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے یاد کرو۔ (یعنی ہر چند خوف کی حالت میں تم نے کسی قدر بے اطمینانی سے نماز پڑھی لیکن نمازِ خوف سے فارغ ہو کر بھی اللہ کو ہر حال میں یاد رکھو۔ اس کی یاد سے غافل نہ ہو) پھر جب تم کو اطمینان ہو جائے (لڑائی ختم ہو جائے، خوف جاتا رہے)، تو (اسی طرح جیسے امن کی حالت میں نماز پڑھتے ہو) نماز کو قائم کرو بے شک مسلمانوں پر نماز بہ قیدِ وقت فرض ہے۔

۱۰۴- وَلَا تَهِنُوْا فِى ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ
تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ

اور کفار کا پیچھا کرنے میں ہمت نہ ہارو۔ (کوتاہی و سستی نہ کرو) اگر تم کو (جنگ میں) تکلیف پہونچتی ہے تو انھیں بھی (ویسے ہی) تکلیف پہونچتی ہے

كَمَا تَأْلَمُونَ ۚ وَتَرْجُونَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُونَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

جیسے تم کو پہونچتی ہے لیکن (تمہاری کامیابی یہ ہے کہ) تم خدا سے (ایسی ایسی) امیدیں رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھتے۔ اور اللہ تعالیٰ (تمہارا رنج والم، دُکھ درد، امیدیں، ارمان) سب کچھ جانتا (اور) بڑی حکمت والا ہے۔

سولھواں رکوع

حضورؐ کے زمانہ میں ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کے گھر میں نقب لگائی اور آٹے کی ایک تھیلی اور کچھ ہتیار چُرائے گیا پھر اسی رات اس مال کو ایک یہودی کے یہاں امانت رکھ آیا لیکن چونکہ تھیلی میں ذراسا سوراخ تھا آٹا گرتا گیا اور چور کے گھر کا پتہ مل گیا، اور اُس یہودی کے گھر کا بھی پتہ چل گیا جہاں سامان تھا، مسلمان چور نے خود بچنے کے لیے یہودی کو چور ٹھیرایا، اور ہر طرح کی قسم وغیرہ سے اپنی براءت ثابت کی، اسے خیال تھا کہ وہ مسلمان ہونے کی وجہ سے بچ جائے گا۔ اور سزا یہودی کو ملے گی لیکن اللہ تعالیٰ دغابازوں سے بیزار ہے۔ اپنے حبیبؐ کو بھی اس مسلمان کی دغابازی سے باخبر فرمایا۔ اور جن صحابہؓ نے اس مسلمان کی قسم پر یقین کیا تھا ان کو توبہ کی طرف ہدایت فرمائی۔ درحقیقت توبہ کا دروازہ سب ہی کے لیے کھلا ہے۔

یہاں دو امور کی طرف اشارہ ہے ایک یہ کہ قوم کی عزت کسی ایک فرد سے نہیں جاتی، ایک بُرے آدمی کی حمایت دین کی حمایت نہیں، دوسرے یہ کہ معقول شہادت کے ہوتے ہوئے قسم وغیرہ پر بھروسہ نہ کرنا چاہیے۔

۱۰۵۔ إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرٰىكَ اللّٰهُ ۚ وَلَا تَكُن لِّلْخَائِنِينَ خَصِيمًا ۝

(اے رسول) ہم نے آپ پر سچی کتاب نازل کی ہے تاکہ جو (حق کا راستہ) اللہ نے آپ کو دکھا دیا اس کے مطابق آپ لوگوں میں انصاف کریں (ان کے قضیے چکائیں اور فیصلے کریں) اور آپ (یعنی آپ کے امتی) دغابازوں کی طرفداری کرنے والے نہ ہوں۔ (خواہ یہ دغاباز مسلمان ہی کیوں نہ ہوں)۔

۱۰۶۔ وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۖ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

اور (جن لوگوں سے غلطی ہوئی ان کے لیے آپ) اللہ سے بخشش چاہیں، (جب آپ اللہ سے کسی مسلمان کے گناہوں کی بخشش کے لیے اس کے اقرارِ گناہ کے بعد دعا فرمائیں گے تو) بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

۱۰۷- وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ۝

اور آپ اُن کی طرف سے بحث نہ کریں جو اپنے آپ سے (یعنی خود اپنی ذات سے) خیانت کرتے ہیں بے شک اللہ دغاباز گنہ گار کو پسند نہیں فرماتا۔

(جو شخص کسی کی خیانت میں اس کا حمایتی ہوتا ہے وہ دراصل خود اپنے نفس کے ساتھ خیانت کرتا ہے کہ باطل کا ساتھ دے کر اپنی قوتِ ارادی اور حق پرستی کو مجروح کرتا ہے)۔

۱۰۸- يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ۝

(یہ دغاباز) لوگوں سے (تو) شرماتے ہیں اور اللہ سے نہیں شرماتے حالانکہ وہ (اُس وقت بھی) ان کے ساتھ ہوتا ہے جب وہ راتوں کو ایسی باتوں کا مشورہ کیا کرتے ہیں جن کو وہ (یعنی اللہ) پسند نہیں کرتا اور جو کچھ وہ کرتے ہیں وہ سب اللہ کے احاطۂ علمی میں ہے۔

۱۰۹- هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۟ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝

(مسلمانو) دیکھو تم نے دنیا کی زندگی میں تو ان کی طرف سے جھگڑا (بحث و مباحثہ) کر لیا (بھلا بتاؤ) تو قیامت کے دن ان کی طرف سے اللہ سے کون بحث (مباحثہ) کرنے والا ہوگا۔ یا کون ان کا وکیل بنے گا۔

۱۱۰- وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

اور جو کوئی برا کام کرے (جس سے دوسروں کو تکلیف پہونچے) یا (خود) اپنے حق میں ظلم کرے (یعنی ایسا گناہ کر بیٹھے جس سے اس کی اپنی ذات کو نقصان پہنچے) پھر وہ اللہ سے معافی چاہے (اقرارِ گناہ کر کے توبہ کرے تو) وہ اللہ کو بڑا بخشنے والا مہربان پائے گا۔ (اللہ اسے معاف کر دے گا)۔

۱۱۱- وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰي نَفْسِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِــيْمًا حَكِـيْمًا ۝

اور جو کوئی گناہ کرتا ہے تو وہ اپنے ہی نفس کے لیے وبال کماتا ہے (اپنے ہی حق میں برا کرتا ہے) اور اللہ (تو سب کا حال) جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (اس کا ہر حکم اور ہر فعل حکمت پر مبنی ہے)۔

۱۱۲- وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْۗـــــَٔةً اَوْ اِثْمًا

اور جو شخص کسی خطا یا گناہ کا مرتکب ہو پھر اسے کسی بے گناہ پر ڈال دے

ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۟ ع ۱۶ ۸

(اس پر تہمت لگائے) تو اس نے ایک بہتان اور صریح گناہ کا وبال اپنے سر لیا۔

سترھواں رکوع

گزشتہ رکوع میں نہایت واضح طور پر مسلمانوں کو کسی کی بے جا حمایت اور اپنے الزام کو دوسرے کے سر تھوپنے سے منع کیا گیا۔ مغفرت اور سزا کے احکام عمومیت کے ساتھ بیان کیے گئے۔

اس رکوع میں اس فضل کا ذکر ہے جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے یعنی وہ سب عصمتِ الٰہی کی پناہ میں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت کے علاوہ آپؐ کی عظمتِ شان اور کمالِ علمی کا بھی ذکر ہے۔ آپؐ نے فرمایا جب میں معراج شریف میں عرش کے نیچے پہونچا تو ایک قطرہ میرے حلق میں ڈالا گیا تو میں نے وہ سب جان لیا جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حضورؐ پر سب سے بڑا فضل، نبوت اور ختمِ نبوت ہے۔ اس سلسلہ میں لوگوں کو منافقانہ سرگوشیوں سے منع فرمایا گیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کے مہلک انجام سے ڈرایا گیا ہے۔

۱۱۳- وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۟ النصف

اور (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ پر اللہ کا فضل (عنایتِ خاص، نبوت، قرآن) اور اس کی رحمت (عنایتِ عام اور وہ خصوصی رحمت جو آپ کے ساتھ مخص ہے) نہ ہوتی تو ان (منافقوں) کی ایک جماعت نے (اپنے طور پر تو) قصد کر ہی لیا تھا کہ وہ آپ کو بہکائیں (لیکن وہ اپنے مصمم ارادہ کے باوجود آپ کو متزلزل کر سکیں یہ ممکن ہی نہ تھا) اور (در اصل) وہ خود اپنے کو گمراہ کر رہے ہیں، اور آپ کا (تو خیر) کچھ بگاڑ ہی نہیں سکتے۔ (آپ کے ساتھ تو اللہ کا وہ فضل ہے جس کا یہ تصور بھی نہیں کر سکتے، آپ کو تو اللہ نے گرتوں کو سنبھالنے والا، ڈوبتوں کو بچانے والا، بنا کر بھیجا ہے اور اس فضلِ عظیم سے نوازا ہے جس میں آپ کا کوئی شریک نہیں) اور اللہ نے آپ پر کتاب نازل فرمائی اور حکمت (حدیث، تعلیمِ قدسی عطا فرمائی) اور وہ (تمام) باتیں بتا دیں جو آپ نہ جانتے تھے۔ اور آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔

اول تو آپؐ کا وجودِ مبارک خود عالم کے لیے اللہ کا فضلِ خاص ہے سو اس نے آپ کو

کتاب کے ساتھ حکمت عطا فرمائی ہے۔ جب آپ اللہ تعالیٰ کی شانِ الوہیت میں محو ہوتے اس وقت جو جبرئیلؑ کے ذریعہ ملتا اس کا نام قرآن ہے اور جب آپ بندگی اور عبدیت کے عالم میں ہوتے اس وقت جو کیفیات نازل ہوتیں ان کا نام حدیث ہے اسی حدیث سے اللہ کے کلام کی وضاحت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے ساتھ رہنے سے خیرِ کثیر ملتا ہے۔ اور رسول ﷺ کے خلاف مشوروں میں کچھ بھلائی نہیں۔

۱۱۴- لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوٰهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

(اے رسول آپ کے خلاف) ان کی اکثر سرگوشیوں میں کوئی بھلائی نہیں۔ مگر جس نے کسی خیرات یا کسی نیک کام کا یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم دیا۔ (تو اس میں اس کے لیے خیر اور یقیناً بھلائی ہے) اور جو کوئی یہ (نیک کام) اللہ کی خوشی حاصل کرنے کیلئے کرے (کوئی اور جذبہ، اپنی نام آوری کا خیال، دیانت کا غرّہ بھی نہ آنے دے، اپنے کاموں کو محض اللہ کے حکم کے تحت انجام دے) تو ہم اس کو عنقریب اجرِ عظیم عطا کریں گے (ایک بہت بڑا ثواب جس کی عظمت کو جب پائیگا تب سمجھے گا)۔

۱۱۵- وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝ ع ۱۷/۳ ۱۴

اور جو کوئی رسول کی نافرمانی کرے اس کے بعد کہ اس پر راہِ ہدایت کھل چکی، (حق ظاہر ہو چکا) اور مسلمانوں کی راہ سے ہٹ کر ایک الگ راہ پر چلے، تو ہم اس کو اسی راہ پر ڈال دیں گے جو اس نے اختیار کی ہے اور ہم اس کو دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت ہی برا مقام ہے۔ (جو مسلمانوں کی راہ سے ہٹا وہ جہنم میں گیا۔ جب مومن کوئی برا کام کرتا ہے ایمان الگ ہو جاتا ہے مومن کا کام ہے کہ ایمان پر قائم رہے اور ایقان تک لے جائے)۔

اٹھارواں رکوع

گزشتہ رکوع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کے عواقب کا ذکر تھا۔ گویا جو شخص اللہ کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور ان کی پسندیدہ راہ سے ہٹ کر کسی اور ڈگر پر چلتا ہے اور اسے بہتر سمجھتا ہے وہ اللہ کے حکم کی توہین کرتا ہے۔ یہ بھی شرک ہو جاتا ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو آگاہ کیا جا رہا ہے کہ شرک سے ہمیشہ بچتے رہیں کہ شرک صریح انحراف ہے، بغاوت ہے اس لیے عمومی حیثیت سے اس حکم کا بیان ہے۔ اور ہدایت ہے کہ اللہ کے حکم کے آگے سرِ تسلیم خم رکھیں۔ اور جو مانگنا ہے اس سے مانگیں جس کے قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہے۔

۱۱۶۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ مَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیۡدًا ۝

بے شک اللہ اس (بات) کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرایا جائے (اللہ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک کرنا یا خدا کی صفات بندے میں بالذات ثابت کرنا شرک ہے۔ اس سے بہر حال بچنا ہے)۔ اور اس کے علاوہ جو (گناہ) جس کو چاہے گا بخش دے گا۔ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھیرایا (اس نے جرم ہی نہیں کیا بلکہ اللہ سے بغاوت کی) تو وہ راہ راست سے ہٹ کر بے انتہا دور جا پڑا۔

یاد رکھو کہ قادر مطلق اللہ ہی ہے اس کے سوا ہر چیز انتہائی کمزور ہے۔

۱۱۷۔ اِنۡ یَّدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَ اِنۡ یَّدۡعُوۡنَ اِلَّا شَیۡطٰنًا مَّرِیۡدًا ۝

یہ (مشرک) اللہ کے سوا (بس) عورتوں ہی کو پکارتے ہیں (ان کے لات، منات، عزیٰ سب مؤنث ہیں خواہش دنیا میں مبتلا ہیں فرشتوں کو بھی عورت ہی سمجھتے ہیں) اور بس سرکش (اور مردود) شیطان ہی کو پکارتے رہتے ہیں (اس کے پجاری بنے ہوئے ہیں، اسی کے گرویدہ ہیں، حالانکہ)

۱۱۸۔ لَّعَنَہُ اللّٰہُ ۘ وَ قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنۡ عِبَادِکَ نَصِیۡبًا مَّفۡرُوۡضًا ۝

اللہ نے اس پر لعنت کر دی ہے (مردود بنا دیا ہے) اور (شیطان نے جب اسے راندۂ درگاہ کیا گیا) کہا کہ (میں تو نکالا ہی جا رہا ہوں لیکن) میں تیرے بندوں میں سے ضرور ایک معین حصہ لے لوں گا۔ (ان کو تیری راہ سے ہٹا کر اپنی طرف متوجہ رکھوں گا)۔

۱۱۹۔ وَّ لَاُضِلَّنَّہُمۡ وَ لَاُمَنِّیَنَّہُمۡ وَ لَاٰمُرَنَّہُمۡ فَلَیُبَتِّکُنَّ اٰذَانَ الۡاَنۡعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّہُمۡ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلۡقَ اللّٰہِ ؕ وَ مَنۡ یَّتَّخِذِ الشَّیۡطٰنَ وَلِیًّا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ فَقَدۡ خَسِرَ خُسۡرَانًا مُّبِیۡنًا ۝

اور ان کو بہکاؤں گا اور ان کو امیدیں دلاؤں گا اور ان کو سکھلاؤں گا کہ جانوروں کے کان چیریں اور ان کو سکھلاؤں گا کہ اللہ کی بنائی ہوئی صورتیں بدل ڈالیں (کسی کے کان چھیدیں کسی کے داغ ڈالیں غرض حکم عدولی کریں) اور جو کوئی اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے تو وہ صریح نقصان میں رہا۔

جو امیدیں دلائے اور پورا نہ کرے بلکہ دھوکہ دے وہ دوست کب ہوا۔

۱۲۰۔ یَعِدُہُمۡ وَ یُمَنِّیۡہِمۡ ؕ وَ مَا یَعِدُہُمُ

(شیطان تو) ان سے وعدہ کرتا ہے اور ان کو امیدیں دلاتا ہے اور شیطان

الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ ان سے جو کچھ وعدہ کرتا ہے وہ دھوکہ ہی دھوکہ ہے۔

شیطان انسان کا دشمن ہے وہ اسے سب گناہوں سے زیادہ شرک میں مبتلا کرنے کا خواہش مند رہتا ہے۔

۱۲۱۔ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؗ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ۝

یہی (شیطان کی پیروی کرنے والے) وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ وہاں سے کہیں بھاگنے کا راستہ نہ پائیں گے۔ (کوئی نکل بھاگنے کی جگہ نہ ملے گی)۔

۱۲۲۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۝

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے عن قریب ان کو ہم باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ (یہ) اللہ کا سچا وعدہ ہے اور اللہ سے زیادہ بات کا سچا اور کون ہوسکتا ہے۔ (رسول کا فرمانا اللہ کا فرمانا ہے وہی اللہ کا وعدہ بندوں تک پہونچاتے ہیں)۔

۱۲۳۔ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝

(لوگو! فلاح عاقبت) نہ تمہاری آرزوؤں پر (موقوف ہے) نہ اہلِ کتاب کی آرزوؤں پر (بلکہ عمل پر موقوف ہے) جو کوئی برا کام کرے گا اس کی سزا پائیگا، اور اللہ کے سوا وہ کسی کو اپنا حمایتی اور مددگار نہ پائے گا۔ (جو اس کو اللہ کے عذاب سے بچا سکے، یا اس کی حمایت میں زبان تک کھول سکے)۔

۱۲۴۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝

اور جو کوئی نیک کام کرے (خواہ) مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو، تو وہ (صاحبِ ایمان اور عملِ صالح کرنے والے) لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ذرہ برابر بھی ان کی حق تلفی نہ ہوگی۔

آیت نمبر (۱۲۴) نقیرًا : گڑھا سا یا دھاگہ جو کھجور کی گٹھلی کی پشت پر ہوتا ہے۔

۱۲۵- وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَ اتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝

اور اس شخص سے بہتر کس کا دین ہوگا جس نے اپنی ذات کو اللہ کے حوالہ کر دیا (جس نے اللہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا) اور وہ نیک کاموں میں لگا رہا۔ (اخلاص کے ساتھ اللہ کو حاضر ناظر جان کر اُسوۂ حسنہ کی اتباع میں لگا رہا) اور یکسو ہو کر (ہر تذبذب سے بلند رہ کر) ابراہیم (علیہ السلام) کے دین کی پیروی کرتا رہا (تو وہ ابراہیم علیہ السلام کا دوست بن گیا) اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا دوست بنالیا ہے۔ (دوست کا دوست، دوست ہے)

(خلیل وہ ہے جس کے دل میں اللہ کے سوا کوئی خطرہ ہی نہ آئے۔ جس کے دل میں اللہ کی محبت گھر کرلے، صحیح معنوں میں دلی دوست)۔

۱۲۶- وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ۝ ع ۱۸ ۱۱ ۱۵

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

(یہ دمِ بالا اور زیریں، اس کی حیات کے اسباب، اِس کی فراخی کے سامان سب اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اُسی کو اپنا دوست بناؤ اس مضمون کو بار بار اسی سورہ میں ذہن نشین کیا گیا ہے)۔

انیسواں رکوع

ماقبل رکوع اللہ کی قدرتِ کاملہ پر ختم ہوا۔ چونکہ یہ سورہ اس کی ایک کمزور لیکن عزیز مخلوق سے متعلق ہے اس لیے اس کے حقوق کی حفاظت کا ہر طرح سامان کیا گیا ہے اور بار بار آیتِ بالا کے مضمون کو سورت میں دہرایا گیا ہے اور حسنِ سلوک کی ترغیب دی گئی ہے۔

مسلمانوں میں عام اصول یہی تھا کہ عورتوں سے ان کے والی نکاح نہ کریں لیکن بعض حالتوں میں عورتوں کے حق میں یہ بہتر تھا کہ وارث ہی نکاح کریں تاکہ ان کی بہتر طور پر نگہداشت ہو سکے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا، اللہ نے وحی نازل فرمائی۔

۱۲۷- وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ

اور (اے پیغمبر) لوگ آپ سے (یتیم) عورتوں (سے نکاح) کے متعلق وضاحت چاہتے ہیں۔ آپ فرما دیجیے کہ اللہ تم کو ان سے نکاح کی اجازت دیتا ہے

فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ○

اور (پہلے) قرآن میں جو (حکم) تم کو سُنایا جا چکا ہے وہ (درحقیقت) ان یتیم عورتوں کے بارے میں ہے جن کو تم ان کا مقرر کیا ہوا حق نہیں دیتے اور چاہتے ہو کہ ان کے ساتھ خود نکاح کرلو۔ اور نیز (خدا) بے بس بچوں کے بارے میں (بھی حکم دیتا ہے کہ ان کے حقوق کی حفاظت کرو) اور (خاص کر) یتیموں کے حق میں انصاف کو ملحوظ رکھو۔ اور (عورتوں اور یتیموں کے ساتھ) جو بھی بھلائی تم کرو گے تو اللہ اس کو جانتا ہے (اس کا اجر تم کو دے گا)۔

۱۲۸- وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۭ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۭ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ۭ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ○

اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی طرف سے زیادتی یا بے پروائی کا اندیشہ ہو، تو میاں، بیوی) دونوں (میں کسی) پر کچھ گناہ نہیں کہ آپس میں کسی بات پر صلح کرلیں۔ اور صلح (فی الحقیقت) خوب چیز ہے اور (تھوڑا بہت) بخل تو سب ہی کی طبیعت میں ہوتا ہے (یہ خلقتِ انسانی میں اسی طرح ہے جس طرح جلد بازی ہے) اور اگر (اس حرص سے قطع نظر کرکے) تم (ایک دوسرے کے ساتھ) نیکی کرو اور پرہیزگاری سے کام لو تو اللہ تمہارے سب کاموں سے باخبر ہے۔ (وہ تمہاری نیک نیتی اور حسنِ سلوک کا تم کو اچھا اجر دے گا)۔

۱۲۹- وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○

اور تم کتنا ہی چاہو لیکن یہ تم سے ہرگز نہیں ہو سکتا کہ (سب) بیویوں کو بالکل برابر رکھ سکو۔ (سب کی طرف میلانِ طبع ایک سا ہو) لیکن ایسے بھی نہ ہو کہ تم ایک کی طرف پورے جھک جاؤ کہ دوسری درمیان میں لٹکتی رہے (نہ خود ہی آرام سے رکھو نہ طلاق دو کہ دوسرے سے نکاح کرے) اور اگر تم آپس میں موافقت کرلو اور (تعدی اور حق تلفی سے حتی المقدور) بچتے رہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے (دنیا میں بھی معاف کر دے گا اور آخرت میں بھی عنایت رحمت اور مہربانی فرمائے گا)۔

۱۳۰- وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ○

اور اگر (میاں بیوی میں موافقت نہ ہو سکے) ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو اللہ اپنی وسیع رحمت سے ہر ایک کو غنی کر دے گا۔ اور اللہ بڑی کشایش والا

صاحب تدبیر ہے۔ (وہ سب کو ذریعہ و اسباب سے دیتا ہے لیکن اس کے خزانۂ قدرت میں کسی چیز کی کمی نہیں)۔

(غرض جو کچھ کرو خواہ موافقت وصلاح یا جدائی و فراق، سب اللہ پر بھروسہ کر کے کرو۔ جو کچھ خوفِ خدا کے ساتھ حق سمجھ کر کرو گے اللہ تعالےٰ اس سے اپنی رحمت اور کشایش کے پہلو پیدا کر دے گا)۔

۱۳۱- وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے۔ (تم اس کی فرمانبرداری کرو گے تو اپنے ہی فائدہ کے لیے کرو گے) اور ہم نے تم سے پہلے کتاب والوں کو حکم دیا ہے اور تم کو بھی (یہی تاکیدی حکم دیا ہے) کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور اگر تم نافرمانی کرو گے تو (اللہ بے نیاز اور مستغنی ہے اُسے تمہاری اطاعت کی ضرورت نہیں، تم اس کے محتاج ہو اور) اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور اللہ بے پروا، بڑی خوبیوں والا ہے۔

۱۳۲- وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

اور (خوب یاد رکھو کہ) اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ کا کارساز ہونا کافی ہے۔

لوگو تم کیا اور تمہاری حقیقت کیا

۱۳۳- اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝

اے لوگو! اگر اللہ چاہے تو تم (سب) کو اٹھالے اور دوسروں کو لا بٹھائے اور اللہ اس پر قادر ہے (کہ تم کو فنا کر کے دوسرے مطیع و فرمانبردار لوگوں کو پیدا کر دے)۔

۱۳۴- مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝ ع ۱۹ ۸ ۱۶

جو کوئی دنیا (میں عمل) کا بدلہ چاہتا ہو تو (وہ اپنے دنیاوی فائدہ کے ساتھ اللہ سے تعلق بھی کیوں نہ پیدا کرلے کہ) اللہ کے پاس دنیا اور آخرت دونوں کا اجر (و ثواب) ہے (دونوں کمائے، آخرت چھوڑ کر صرف دنیا کی طرف جھکنا تو بڑی نادانی ہے) اور اللہ سب کچھ سُنتا، دیکھتا ہے۔

(لہٰذا جو کچھ کرے وہ نیک نیتی اور اخلاص سے کرے کہ اللہ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں جو جیسی

نیت کرے گا وہ پائے گا۔ نیت کا سننے اور دیکھنے والا اللہ ہے دیکھو اللہ بار بار یہ فرما رہا ہے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ ہمارا ہے گویا تمہارا صرف ایک کلمہ " لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ہے)۔

بیسواں رکوع

گزشتہ رکوع نیت کے ذکر پر ختم ہوا تھا اب معیشت و کار و بار کا ذکر آرہا ہے یہاں بھی جیسی نیت ہوگی ویسا پھل ملے گا۔ معیشت میں سب سے پہلی چیز عدل و انصاف، پھر حقوق کی ادائیگی، سچائی اور راست بازی ہے۔

۱۳۵- يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَن تَعْدِلُوا ۚ وَإِن تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ○

اے ایمان والو (مضبوطی سے) انصاف پر قائم رہو اور اللہ کے لیے گواہی دو (ہمیشہ سچی خدا لگتی بات کہو) خواہ یہ (شہادت) خود تمہارے نفس، یا تمہارے والدین اور قرابت داروں کے خلاف ہی ہو۔ اگر کوئی غنی ہے یا فقیر (محتاج) تو (اس کے غنا اور فقر سے متاثر ہو کر اس کی طرف داری نہ کرو) اللہ ان دونوں کا (تم سے) زیادہ خیر خواہ ہے۔ (وہ کسی کے لیے بے انصافی کو پسند نہیں کرتا جھوٹ خیر خواہی نہیں ہے) پس تم انصاف کرنے میں اپنے دل کی خواہش کی پیروی نہ کرو (اپنے مشاہدات کو غلط بیان نہ کرو جو دیکھو وہی کہو) اور اگر تم گھما پھرا کر بات کہو گے یا (گواہی دینے سے) پہلوتہی کرو گے تو اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے، (اُس سے نہ کوئی بات چھپ سکتی ہے نہ چھپا سکتے ہو)۔

مؤمنو! ایمان میں اور مضبوطی پیدا کرو عمل سے استحکام پیدا کرو۔ اللہ پر ایمان اعتقادی ایمان ہے رسول پر ایمان عملی ایمان ہے، لہٰذا۔

۱۳۶- يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ

اے ایمان والو (قول و عمل دونوں سے) اللہ پر اور اس کے رسول پر اور

آیت نمبر (۱۳۶) " ایمان والو، ایمان لاؤ " سے بعضوں نے یہ مراد لیا ہے کہ جو اجمالاً ایمان لائے وہ مفصلاً ایمان لائیں وہ مسلمان جنہوں نے زبان سے کلمہ پڑھا ان کو چاہیے دل سے رسول کے حکم پر قائم رہیں۔ بعضوں نے کہا جو لوگ بعض کتابوں پر ایمان لائے اور تلاش حق میں ہیں وہ رسول پر ایمان لائیں یا جو لوگ ایمان لے آئے ہیں وہ تحقیق سے ایمان بھی لائیں۔ علم و عرفان سے اپنے کو مزین کریں۔

وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ۝

اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی (یعنی قرآن) اور اس کتاب پر بھی جس کو اس نے اس سے پہلے نازل کیا تھا (سب پر) ایمان لاؤ اور جو اللہ سے اور اسکے فرشتوں سے اور اس کی کتابوں سے اور اس کے رسولوں کو اور قیامت کے دن سے انکار کرتا ہے تو وہ بھٹک کر (راہِ حق سے) بہت دُر جا پڑا (بالکل گمراہ ہوگیا)۔

اور ان لوگوں کی بدنصیبی سے عبرت حاصل کرو

۱۳۷۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ یَكُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِیَهْدِیَهُمْ سَبِیْلًا ۝ؕ

جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوگئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوگئے، پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے ان کو اللہ تعالیٰ ہرگز نہ بخشے گا اور نہ ان کو سیدھا رستہ دکھائے گا۔

یعنی جو لوگ ظاہر میں مسلمان اور دل میں مذبذب رہے اور پھر بلا ایمان لائے مر گئے یا ظاہر میں مسلمان اور دل میں منافق رہے اور دل سے ایمان نہ لائے اور اسی حالت میں مر گئے ایسے لوگ کفر کی حالت میں مرے۔ اور ان کی بخشش نہ ہوگی۔

۱۳۸۔ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمَا ۝ؗ

(اے پیغمبر) آپ ان منافقوں کو خوش خبری سُنادیں کہ ان کے واسطے (آخرت میں) دردناک عذاب ہے۔

۱۳۹۔ الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ۝ؕ

وہ (منافق) جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں کیا اُن کے پاس عزت کی تلاش کرتے ہیں۔ پس (ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ) ساری عزت تو اللہ ہی کے واسطے ہے (اللہ جسے چاہے عزت دے اس نے اپنے دوستوں کو عزت کا پروانہ دیا ہے۔ عزت اللہ کے واسطے، اس کے

آیت نمبر (۱۳۸) بَشِّرْ ، بطور تہکم و استہزاء ہے یعنی آپ اعلان فرمادیں، حکم سُنادیں، خبر دیں۔

رسول کے واسطے اور مسلمانوں کے لیے ہے)۔

۱۴۰۔ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا ۨ

اور حالانکہ (مسلمانو) تم پر یہ حکم کتاب اللہ میں نازل ہو چکا ہے کہ جب آیاتِ الٰہی سے لوگوں کو انکار کرتے ہوئے اور تمسخر کرتے ہوئے سُنو تو ان کے ساتھ نہ بیٹھو۔ یہاں تک کہ وہ (تمسخر چھوڑ کر) دوسری باتوں میں (نہ) لگ جائیں ورنہ تم بھی انھیں کے جیسے ہو جاؤ گے (یہ ترکِ موالات کی تعلیم ہے، سُنی کو اَن سُنی کر دو، ایسے لوگوں سے جو دین کا انکار، دین کا مذاق کرتے ہیں ان سے الگ ہو جاؤ، جب وہ دوسری باتوں میں لگ جائیں تب بات کرو) بے شک اللہ منافقوں کو (جو اللہ کے چھپے دشمن ہیں) اور کافروں کو (جو اللہ کے کھلے دشمن ہیں) سب کو جہنم میں جمع کر دے گا۔

۱۴۱۔ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ڮ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۧ

ع ۲۰ / ۱۷

وہ (منافق) جو تمہاری تاک میں ہیں (تمہاری برائی کے منتظر ہیں) پھر اگر تم کو اللہ کی طرف سے (ان کی تمناؤں اور کوششوں کے خلاف) فتح (و کامیابی نصیب) ہو تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ اور اگر کافروں کو (فتح) نصیب ہو (تو اپنا تعلق ان سے جتانے کے لیے) کہتے ہیں کیا ہم تم پر غالب نہ ہو گئے تھے اور (اس کے باوجود) تم کو مسلمانوں کے ہاتھ سے ہم نے نہ بچایا تھا پس اللہ قیامت کے دن تم میں فیصلہ کر دے گا، اور اللہ کافروں کو مومنوں پر ہرگز غالب نہ ہونے دے گا۔

(ان منافقوں کو سوائے حسرت کے کچھ نصیب نہ ہوگا، یاد رکھو دنیا میں بھی مومن سے غلبہ کا وعدہ ہے اور قیامت کے دن تو اللہ مومن، کافر اور منافق کے درمیان قطعی فیصلہ فرما ہی دے گا۔ منافق اور کافروں کو ان کی سیاست راس نہ آئے گی۔ ان کی سیاست کا انجام بھی دوزخ ہے کوئی نہ بچے گا)۔

اکیسواں رکوع

مختصر یہ کہ منافق جو کفر و ایمان کے درمیان میں بھٹک رہے ہیں، بدترین حالت میں ہیں ان کی نمازیں لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے ہیں، وہ جو کچھ کرتے ہیں فریب دینے کے لیے کرتے ہیں۔

دراصل اس سے ان کو اپنی شہرت منظور ہوتی ہے۔ یہ کیفیت جہاں تک ان کے ارادہ کا تعلق ہے ان کی ہے لیکن ان کی سیاہ قلبی کی وجہ یہ ہے کہ ان کی بدنیتی کی وجہ سے انھیں توفیقِ خیر نصیب نہ ہوئی۔

اسی رکوع میں منافقین کی حالت کا وضاحت سے بیان ہے تاکہ مسلمان ان سے ہوشیار رہیں اور نفاق سے بچتے رہیں۔ کہ آخرت میں منافقین کے لیے دردناک عذاب ہے۔

۱۴۲۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ○

بے شک یہ منافق (مسلمانوں کو دھوکا دے کر گویا اپنے نزدیک) اللہ کو دھوکا دے رہے ہیں۔ اور (درحقیقت) اللہ (خود) ان کو ان کے دھوکے میں ڈالے ہوئے ہے اور (منافق کی پہچان یہ ہے کہ) جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو بے رغبتی سے (ہمت ہارے ہوئے) لوگوں کو دکھانے کے لیے نماز پڑھتے ہیں اور یہ لوگ اللہ کا ذکر (اس کی یاد) بہت کم کرتے ہیں (چونکہ ان کے دل یادِ الٰہی سے غافل ہیں اور لوگوں کو سنانے کے لیے زبان سے اللہ اللہ کرتے ہیں۔ اس لیے اس کو کم یاد سے تعبیر کیا گیا)۔

۱۴۳۔ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۗ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا○

(یہ منافق) کفر و ایمان کے درمیان تذبذب میں پڑے ہوئے ہیں۔ نہ ان (مسلمانوں) کی طرف ہیں نہ ان (کافروں) کی طرف (انہوں نے نفاق کا ارادہ کیا ہے اللہ نے بھی انھیں توفیقِ ایمان سے محروم کر دیا ہے) اور جس کو اللہ گمراہ کرے تو تم اس کے لیے کوئی راہ (نجات) نہ پاؤ گے۔ (جو ہدایت، وجدانِ قلبی سے محروم ہے اسے راستہ کہاں ملے گا)۔

۱۴۴۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا○

اے ایمان والو، مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق (رازدار، دلی دوست) نہ بناؤ (صحبت کا اثر قلب پر ہوتا ہے، ایسے لوگوں کے ساتھ نہ ہو جن کے ایمان کمزور ہیں، ایسوں کے ساتھ ہو جو ایمان کے ساتھ ایقان و عمل والے ہیں تاکہ تمہارے نیک ارادے بھی مضبوط ہوں اور تم راہ پاؤ) کیا تم چاہتے ہو کہ (ان منافقوں کی محبت کو دل میں جگہ دے کر) تم اپنے اوپر اللہ کی صریح حجت قائم کر لو (اور تمہاری معافی کی کوئی صورت ہی باقی نہ رہے)۔

۱۴۵۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ○

بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقے میں ہوں گے اور تم ان کا کوئی یار و مددگار نہ پاؤ گے (کہ ان کو اس طبقہ سے نکال سکے یا عذاب میں کچھ کمی کرا سکے)۔

۱۴۶۔ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ○

مگر (وہ لوگ) جنہوں نے توبہ کی (اللہ کی طرف رجوع کیا) اور اپنی اصلاح کی (صلاحیتِ عملی پیدا کی)، اور (اپنی حالت درست کر کے) اللہ کا سہارا پکڑا (اللہ کی پناہ میں آگئے) اور اپنے دین میں خلوص اور للّٰہیت پیدا کر لی۔ (تنظیم و شریعت پر قائم ہوگئے خالص اللہ کے حکم بردار ہوگئے) تو ایسے لوگ مومنوں کے ساتھ ہوں گے۔ اور عن قریب اللہ مومنوں کو اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔

۱۴۷۔ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ○

اللہ تم کو عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم حق کو مانو اور یقین رکھو (حق کی بجا آوری کرو، برمحل کام کرو ہر حق دار کا حق تسلیم کرو اور حق دینے پر آمادہ رہو) اور اللہ قدردان ہے (اور) سب کچھ جاننے والا ہے (جن حالات میں تم اس کے کام کر رہے ہو وہ ان سے خوب واقف ہے۔ وہ بہترین قدردانی کرے گا)۔

پارہ ۶

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ

۱۴۸- لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝

اللہ کو پسند نہیں کہ کوئی کسی کی بُری بات (خرابی، برائی یا گناہ) کو ظاہر کرے (علانیہ کسی کو برا کہے) مگر (ہاں) جس پر ظلم ہوا ہے (وہ لوگوں میں ظالم کے ظلم کا اظہار کر سکتا ہے) اور اللہ سننے والا، جاننے والا ہے (جب اللہ سُن کر، جان کر پردہ پوشی کرتا ہے تو تم بھی کیوں ایسا نہیں کرتے، دوسروں کی برائیوں کا کیوں ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہو)۔

جو اللہ کے نیک بندے ہیں وہ تو اپنی عبادتوں کو بھی چھپاتے ہیں، کسی کو برا کہنا تو الگ رہا۔

۱۴۹- اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝

اگر تم بھلائی ظاہر کرو یا اس کو چھپاؤ یا (کسی کی) برائی سے درگزر کرو، (معاف کر دو) تو اللہ بھی معاف کرنے والا بڑی قدرت والا ہے (وہ تمھاری برائیوں سے درگزر کرے گا۔ اور اپنی قدرتِ کاملہ سے بھلائی کی صورت نکال دے گا)۔

۱۵۰- اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝

جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں سے انکار کرتے ہیں اور اللہ اور اسکے رسولوں میں فرق نکالنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض رسولوں کو مانتے ہیں، اور بعضوں کو نہیں مانتے اور (اللہ اور اس کے رسولوں کی راہ سے ہٹ کر) کوئی نئی درمیانی راہ نکالنا چاہتے ہیں

۱۵۱- اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَ

ایسے ہی لوگ بلاشبہ کافر ہیں۔ اور کافروں کے لیے ہم نے ذلت دینے والا

اَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابًا مُّهِيۡنًا ○ عذاب تیار کر رکھا ہے۔

جو لوگ اللہ اور رسول سے ہٹ کر اپنی ایک الگ راہ نکالتے ہیں کسی کو مانتے ہیں کسی کو نہیں مانتے، یعنی جامعیت اور کلیت کے ساتھ ایمان نہیں لاتے وہ لوگ کفر میں مبتلا ہیں اور یقیناً ایک رسواکن عذاب ان کا منتظر ہے۔

۱۵۱- وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمۡ يُفَرِّقُوۡا بَيۡنَ اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ اُولٰٓئِكَ سَوۡفَ يُؤۡتِيۡهِمۡ اُجُوۡرَهُمۡ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ○ ع ۲۱ / ۱۱

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی کو ایک دوسرے سے جدا نہ سمجھا (اللہ کا جو حکم آتا گیا اس پر ایمان لاتے گئے۔ اس کے حکم کے آگے کسی کی رائے کو نہ اپنی رائے کو دخل دیا اس پر عمل پیرا رہے تو) یہی لوگ ہیں جن کو اللہ عن قریب ان (کی نیکیوں) کے صلے عطا فرمائے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے (تم پر کیسی مہربانی فرمائے گا یہ قیامت کے دن کھل جائے گی)۔

بائیسواں رکوع

یہودیوں کے چند سرداروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی نبوت کے ثبوت میں، آسمان سے ایک لکھی لکھائی کتاب لانے کا لغو سوال کیا، اللہ تعالیٰ ان کے اس سوال اور اس سے قبل جو سوالات انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کیے ان کا ذکر فرما کر اپنے نبی کو تسکین دیتا ہے اور بتاتا ہے کہ یہ یہود جو ہمیشہ انکار پر آمادہ رہے ہیں آپ کی نبوت کا اقرار نہ کریں گے۔ در اصل ظلم ان کی فطرتِ ثانیہ، انکار ان کی عادت، حق کشی ان کا وطیرہ، ربا اور ناحق مال کھانا ان کی سرشت بن گئی ہے اور اس کے بدلہ میں دردناک عذاب ان کا منتظر ہے۔ البتہ مسلمانوں کو ان سے یہ سبق لینا چاہیے کہ وہ اپنے قلوب کو یہودیت سے بچائیں، احکام کی خلاف ورزی نہ کریں، تعمیلِ حکم سے قلب کو منور کرتے چلے جائیں۔ تاکہ مؤمنین کی صف میں رہیں جن کے ذکر پر ماقبل رکوع ختم ہوا تھا اور جس پر یہ رکوع بھی ختم ہوا ہے۔

۱۵۳- يَسۡئَلُكَ اَهۡلُ الۡكِتٰبِ اَنۡ تُنَزِّلَ عَلَيۡهِمۡ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدۡ سَاَلُوۡا مُوۡسٰٓى اَكۡبَرَ مِنۡ ذٰلِكَ فَقَالُوۡٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهۡرَةً

(اے نبی) اہلِ کتاب (یہود) آپ سے سوال کرتے ہیں (ان کا یہ لغو مطالبہ ہے) کہ آپ ان پر آسمان سے کوئی (لکھی لکھائی) کتاب اتار لائیں۔ (یہ کج بحثی اور انکار ان کی عادت ہے) پس یہ لوگ (خود اپنے پیغمبر) موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بڑھ کر (لغو) مطالبات کر چکے ہیں۔ (ایک بار یہ مطالبہ کیا) اور کہا کہ اللہ کو ہمیں ظاہر طور پر (آنکھوں سے) دکھاؤ۔ پس ان کے اس گناہ (اس

فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ○

جسارت و گستاخی) کے باعث ان کو بجلی نے آلیا۔ (اور وہ مر گئے اور موسٰی کی دعاؤں سے اللہ نے پھر انھیں زندگی بخشی لیکن وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے) پھر انہوں نے بچھڑے کو اپنا لیا۔ (اس کی محبت کو دل میں جگہ دی اس کی پرستش کرنے لگے) بعد اس کے کہ ان کے پاس (اللہ کی وحدانیت کی) کھلی نشانیاں آچکی تھیں پھر ہم نے وہ بھی معاف کیا۔ (اس قصور سے بھی درگزر کیا) اور ہم نے موسٰی کو صریح غلبہ دیا (غلبہ یہ کہ حضرت موسٰی علیہ السلام نے اس بچھڑے کو تو ذبح کر کے آگ میں جلا دیا اور اس کی راکھ دریا میں ڈال دی اور ستر ہزار آدمی بچھڑے کو سجدہ کرنے والے قتل کیے گئے)۔

۱۵۴۔ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِى السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ○

اور (جب یہود نے توریت کے احکام ماننے سے انکار کیا تو) ہم نے ان سے عہد لینے کے لیے (کہ وہ توریت کے احکام پر عمل کریں گے) کوہِ طور ان پر اٹھایا (معلق کیا) اور ہم نے ان (یہود) سے کہا کہ (شہر کے) دروازہ میں سجدۂ (شکر) کرتے ہوئے داخل ہو (لیکن انہوں نے پھر عدول حکمی کی) اور ہم نے ان (یہود) کو حکم دیا کہ ہفتہ کے دن زیادتی نہ کریں اور ہم نے ان سے پکا قول لے لیا (لیکن انہوں نے قول و اقرار کی کچھ پروا نہ کی)۔

۱۵۵۔ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۚ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ○

پس (جو کچھ سزا ان کو ملی وہ) ان کی عہد شکنی پر اور احکام الٰہی کے انکار کرنے کے سبب اور ناحق پیغمبروں کو قتل کرنے کے باعث، نیز ان کے اس کہنے پر (ملی) کہ ہمارے دلوں پر غلاف چڑھا ہوا ہے (کہ ان پر اثر ہی نہیں ہوتا، یوں نہیں) بلکہ اللہ نے ان کے دل پر ان کے کفر کے سبب سے مہر کر دی پس معدودے چند کے سوا (اکثر) ایمان نہیں لاتے۔

۱۵٦۔ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ○

اور (جو کچھ سزا ان کو ملی وہ) ان کے کفر کے باعث اور مریم پر بڑا بہتان باندھنے کے سبب (سے ملی)

۱۵۷۔ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا

اور ان کے اس کہنے پر (اس فخریہ دعوے پر ملی) کہ مسیح عیسی ابن مریم کو جو اللہ کے رسول تھے ہم نے قتل کیا حالانکہ نہ انہوں نے ان کو قتل کیا اور نہ سولی دی

قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝

البتہ ان کے لیے ایک اشتباہ کی صورت پیدا ہوگئی (جس کو قتل کیا وہ عیسیٰ نہ تھے بلکہ جو شخص ان کو نکالنے کے لیے گھر میں داخل ہوا تھا اس کی صورت عیسیٰ علیہ السلام کی سی ہوگئی اور انہوں نے اسی کو قتل کیا) اور جو لوگ اس (ضمن) میں مختلف قیاس آرائیاں کرتے ہیں وہ اس کے متعلق دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کو اس (حقیقتِ حال) کی کچھ خبر نہیں۔ (وہ تو) محض اپنے گمان کی پیروی کر رہے ہیں اور (ان کا ظن غلط تھا) انہوں نے ہرگز عیسیٰ (علیہ السلام) کو قتل نہیں کیا۔

۱۵۸- بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا (اور آسمانوں پر متمکن فرمایا) اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

یہ اس کی حکمتِ کاملہ تھی کہ وہ آدمی جو پکڑنے گیا انھیں کی ظاہری صورت کا ہوگیا۔ وہ بار بار کہتا میرا نام یہ ہے میں عیسیٰ نہیں ہوں لیکن کوئی یقین نہ کرتا۔ آخر وہ سولی دیا گیا اور اللہ تعالیٰ کا عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالینا اس کی زبردست حکمت کا مظاہرہ ہے اس حقیقت کا یقین مسلمانوں کو ہے لیکن غیر اقوام کو بھی ہو کر رہے گا۔

۱۵۹- وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۝

اور (قیامت کے قریب جب عیسیٰ علیہ السلام، دنیا میں آئیں گے تو) اہلِ کتاب کے جتنے فرقے ہیں عیسیٰ پر ان کی موت سے پہلے ایمان لائیں گے (جس طرح آج مسلمان یقین رکھتے ہیں) اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے (ان کے حالات و اعمال کو ظاہر کریں گے کہ کس طرح ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی اور اتہام لگائے)۔

۱۶۰- فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۝

الغرض ہم نے یہودیوں کی بے اعتدالیوں (اور گناہوں پر دلیر ہونے) کے سبب ان پر بہت سی پاکیزہ چیزیں جو ان پر حلال تھیں، حرام کر دیں۔ (اور رزق کا دائرہ ان پر تنگ کر دیا گیا) اور اس وجہ سے بھی (ایسا ہوا) کہ وہ اکثر لوگوں کو اللہ کے راستہ سے روکا کرتے تھے۔

آیت نمبر (۱۵۷) یہودیوں کو اپنی غلطی کا احساس بھی ہوا کیونکہ اس شخص کا چہرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سا، باقی بدن انھیں کے ساتھی کا تھا۔ ان کو خیال بھی ہوا کہ اگر عیسیٰؑ یہ تھے تو ساتھی کیا ہوا اور اگر ساتھی یہ ہے تو عیسیٰؑ کہاں گئے۔ دراصل عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے آسمان پر اٹھالیا تھا۔

حضرت عیسیٰؑ ہرگز قتل نہیں ہوئے نہ سولی دیے گئے۔ بلکہ یہود کو شبہ میں ڈال دیا گیا۔

۱۶۱۔ وَّاَخۡذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدۡ نُهُوۡا عَنۡهُ وَاَكۡلِهِمۡ اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ‌ؕ وَاَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ مِنۡهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ۝

اور اس وجہ سے (بھی) کہ وہ سُود لیتے تھے باوجودیکہ سود کی ممانعت کر دی گئی تھی۔ اور اس وجہ سے کہ لوگوں کا ناحق مال کھاتے تھے۔ اور ان میں جو کافر ہیں ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

۱۶۲۔ لٰكِنِ الرّٰسِخُوۡنَ فِى الۡعِلۡمِ مِنۡهُمۡ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ‌ وَالۡمُقِيۡمِيۡنَ الصَّلٰوةَ‌ وَالۡمُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ‌ؕ اُولٰۤئِكَ سَنُؤۡتِيۡهِمۡ اَجۡرًا عَظِيۡمًا ۝ ع

لیکن ان میں جو علم میں پختہ ہیں (جن میں عالمانہ پختگی پیدا ہوگئی ہے جو عالمانہ نزاکت اور لطافت کو سمجھ سکتے ہیں) اور مومنین (یہ دونوں فریق) اس (کتاب) پر جو آپ پر اتری ہے اور ان (کتابوں) پر جو آپ سے قبل (پیغمبروں پر) اتریں ایمان رکھتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کو ہم عن قریب اجرِ عظیم عطا کریں گے۔

تیئیسواں رکوع

گزشتہ رکوع میں مجملاً یہود کی کج بحثی اور بے راہ روی کا ذکر، اور ان کے عواقب کا بیان تھا۔ اس رکوع میں مسلمانوں کو ایمان، اور عمل کی تعلیم دی جارہی ہے۔ بتایا جارہا ہے کہ مسلمانوں کو اللہ اور اس کے رسول کا فرماں بردار رہنا چاہیے تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان رکھنا چاہیے کہ سب اللہ ہی کی طرف سے ایک ہی دینِ برحق کی طرف رہ نمائی کرتے آئے جس نے اللہ اور اس کے رسولوں کو مانا مسلمان جیا، مسلمان مرا، اس نے اس خالقِ کائنات کی رضا حاصل کرلی جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے۔ جس کے سب محتاج ہیں اور وہ پاک بے نیاز ہے۔

۱۶۳۔ اِنَّاۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ كَمَاۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى نُوۡحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ‌ۚ وَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطِ وَعِيۡسٰى وَ

(اے رسول) ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی بھیجی جس طرح ہم نے نوح کی طرف وحی بھیجی اور ان نبیوں کی طرف جو نوح کے بعد آئے۔ اور (جس طرح) ہم نے وحی بھیجی ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کی اولاد اور عیسٰی اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سُلیمان کی طرف اور ہم نے داؤد کو زبور عطا فرمائی۔

اَیُّوْبَ وَیُوْنُسَ وَھٰرُوْنَ وَ سُلَیْمٰنَ ۚ وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۚ

۱۶۴۔ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰھُمْ عَلَیْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْھُمْ عَلَیْكَ ؕ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِیْمًا ۚ

اور (جیسے ہم دوسرے) پیغمبروں پر جن کے احوال ہم آپ کو اس سے پہلے سُنا چکے ہیں اور ان پیغمبروں پر جن کے احوال ہم نے اب تک آپ کو نہیں سُنائے (وحی بھیجتے رہے ہیں) اور اللہ نے موسٰی سے (تو) باتیں (بھی) کیں (غرض اللہ نے اپنے رسولوں کو طرح طرح سے نوازا، کسی سے بالواسطہ، کسی سے بلا واسطہ اور کسی کو خلوت خانۂ نور میں لے گیا اور بلا واسطۂ جبرائیل ہم کلام ہوا)۔

۱۶۵۔ رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ۚ

سب پیغمبروں کو (اللہ نے) خوشخبری سُنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کو اللہ پر الزام کا موقع نہ رہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے

کتبِ سماویہ کا سلسلہ آپؐ سے قبل بھی جاری تھا، اور آپ پر بھی وحی کا نزول ہوا۔ لوگ اس کی تصدیق کریں یا نہ کریں۔

۱۶۶۔ لٰكِنِ اللّٰهُ یَشْهَدُ بِمَاۤ اَنْزَلَ اِلَیْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ یَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ؕ

لیکن جو کچھ آپ پر نازل ہوا ہے اس پر اللہ شاہد ہے کہ اس نے اُس کو اپنے علم سے نازل کیا ہے اور اس کے فرشتے بھی اس پر گواہ ہیں اور (یوں تو) اللہ ہی شہادت دینے والا (حق کو ظاہر کرنے والا) کافی ہے۔

۱۶۷۔ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ۚ

بے شک جن لوگوں نے (دین اسلام سے) انکار کیا اور (دوسروں کو) اللہ کی راہ سے روکا (دین کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کیں) تو وہ لوگ (راہِ راست سے) بھٹک کر بہت دور جا پڑے۔

۱۶۸۔ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ یَكُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِیَهْدِیَهُمْ طَرِیْقًا ۙ

(اور) بے شک جن لوگوں نے کفر کیا (حق کو دبا رکھا) اور ظلم کیا اللہ ہرگز ان کو نہ بخشے گا اور نہ ان کو (دین حق کی) راہ دکھائے گا۔

۱۶۹۔ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝

سوائے جہنم کی راہ کے، جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہا کریں گے اور اللہ کے لیے یہ بات بہت آسان ہے۔

۱۷۰۔ يٰٓاَيُّھَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِــيْمًا حَكِـيْمًا ۝

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے رسول حق کے ساتھ آچکا (اللہ کی طرف سے اللہ کا رسول، حق و سچائی کے ساتھ، للّٰیت کے ساتھ، معیتِ حق پر قائم، مظہرِ حق بن کر آچکا) پس (اگر ان پر، تم ایمان لاؤ تو تمہارا ہی بھلا ہوگا اور اگر تم نے انکار کیا تو (اللہ بے نیاز ہے تم خود ہی حق اور جادۂ حق سے محروم رہوگے) اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا، حکمت والا ہے۔ (شریعت، اللہ کے رسول پر ایمان اور رسول کی اتباع سے وابستہ ہے۔ اللہ وہی ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ ہے، جو رسول ہی کو نہ مانے گا وہ اللہ کو کیا سمجھے گا)۔

۱۷۱۔ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰي مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۡ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ڟ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ۭ اِنْتَھُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰي بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ ع ۲۳

اے اہلِ کتاب اپنے دین کی باتوں میں مبالغہ مت کرو (افراط وتفریط میں نہ جاؤ، بڑھ بڑھ کر باتیں نہ بناؤ، شریعت کی حدود میں رہو، غلبہ میں نہ جاؤ، حال میں رہو،) اور اللہ کی شان میں حق کے سوا کچھ نہ کہو (یاد رکھو) بے شک مسیح جو مریم کے بیٹے عیسیٰ ہیں وہ (نہ تو خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے محض) اللہ کے رسول ہیں اور اس کا ایک کلمہ (اسی کلمۂ کُن کی بشارت) جو مریم کو پہونچایا (کہ تم بلا شوہر حاملہ ہو جاؤ وہ حاملہ ہوگئیں) اور مسیح اس (اللہ) کے یہاں کی ایک روح ہیں۔ (جو اللہ کی طرف سے دنیا میں آئی) پس اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور یہ نہ کہو کہ (خدا) تین ہیں۔ (اس تثلیث کے عقیدہ سے) باز آؤ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے بے شک سب کا معبود ایک اللہ ہی ہے وہ اس سے پاک ہے کہ اس کے اولاد ہو، اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (سب اسی کی ملک ہیں وہ خالق ہے سب مخلوق ہیں) اور (اپنی تمام مخلوق کے لیے) اللہ کارساز (اور) کافی ہے۔ (اسے کسی ساتھی، اولاد، معاون کی ضرورت نہیں)۔

چوبیسواں رکوع

یہ رکوع سورہ کا آخری رکوع ہے اور یہی پہلی منزل کا آخری رکوع ہے، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ذکر ہے۔ بھلا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی عبدیت اور اعترافِ بندگی سے کیوں کر عار ہوسکتا ہے جب کہ ہر بندے کے لیے اس کا بندہ ہونے کا اعتراف ہی باعثِ صد ہزار فخر و ناز ہے۔ جو عبدیت میں نہیں آیا وہ کافر ہوگیا۔ بتایا جارہا ہے کہ عبدیت کا مرتبہ کیا ہے، عبد کو کیا ملتا ہے۔ اللہ کی کن عنایات سے نوازا جاتا ہے۔ اس پر کیسا فضل و کرم ہوتا ہے۔ اہلِ ایمان کو مژدہ ہو کہ اللہ کی یہ عنایتِ خاص. برہان اور نور کی صورت میں نازل ہوچکی ہے یہی سب کا سہارا ہے، اسی کی پناہ میں رہنا ہے۔ اللہ کا کلام، اس کے رسول کا فرمان ہی رحمت ہے۔ اللہ کا فضل اس دامن رحمت تک پہونچا دیتا ہے. وہی توفیق کو رفیق فرماتا ہے تو صراطِ مستقیم مل جاتی ہے۔ اللہ تک پہونچنے کی سیدھی راہ دکھادی جاتی ہے۔

۱۷۲۔ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ○

مسیح کو اللہ کا بندہ ہونے سے ہرگز عار نہیں۔ اور نہ اللہ کے مقرب فرشتوں کو (عار ہوسکتا ہے) اور جس کو اللہ کی بندگی سے عار ہو اور وہ تکبر کرے تو وہ ان سب کو اپنے پاس کھینچ بلائے گا۔ (اس دن ان کو اپنا حشر معلوم ہوجائے گا)

۱۷۳۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۵

پھر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے تو (اللہ) ان کو ان کا پورا اجر دے گا۔ اور اپنے فضل (و کرم) سے اور زیادہ دے گا۔ اور جنہوں نے، (اس کا بندہ ہونے سے) عار اور تکبر کیا تو ان کو وہ دردناک عذاب دے گا۔

وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ○

اور (ایسے لوگ) اللہ کے سوا اپنے واسطے نہ کوئی حمایتی پائیں گے اور نہ مددگار۔

۱۷۴- يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ○

اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک صریح دلیل پہونچ چکی (ایک برزخ کبریٰ جو نظر آتا ہے یعنی رسولِ برحق) اور ہم نے تم پر ایک واضح نور (نور قرآن) نازل کیا (جو اللہ کی طرف سے رسول پر نازل ہوا اور رہتی دنیا تک لوگوں کے لیے نور ہدایت ہے)۔

۱۷۵- فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ فَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ○ ط

پس جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اس (اللہ، رسول اور کتاب اللہ) کو مضبوط پکڑا (اس کی پناہ میں آگئے) تو ان کو اللہ اپنی رحمت میں اور فضل میں داخل فرمائے گا۔ (ہدایت سے نوازے گا، توفیق کو رفیق کرے گا) اور ان کو اپنی طرف پہونچنے والا سیدھا راستہ دکھادے گا۔

اس نورِ حق کو پانے کے لیے حقوق کی حفاظت ضروری ہے، اس سلسلہ میں ایک اور اہم مسئلہ کے بیان پر سورہ ختم ہوتا ہے۔

۱۷۶- يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ ع

(اے پیغمبر کلالہ کے متعلق) لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجیے کہ اللہ کلالہ کے بارے میں (یعنی جس کے اُصول و فروع نہ ہوں اصول یعنی باپ، دادا۔ فروع یعنی بال بچے نہ ہوں۔ یوں) حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص مرجائے جس کے اولاد نہ ہو (اور نہ ماں باپ) اور اس کے صرف ایک بہن ہو تو بہن کو اس کے ترکہ کا آدھا ملے گا) اور اگر بہن مرجائے اور اس کے اولاد نہ ہو تو اس (کے سارے مال) کا وارث بھائی ہوگا۔ اور اگر (کلالہ کی) دو بہنیں ہوں تو دونوں کو (بھائی کے) ترکہ میں دو تہائی حصہ ملے گا اور اگر اس شخص کے بھائی اور بہن (یعنی) کچھ مرد کچھ عورتیں وارث ہوں تو ایک مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا۔ اللہ تمہارے لیے واضح احکام بیان کرتا ہے تاکہ تم راہ سے نہ بھٹکو۔ اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

پہلی منزل بحمد اللہ ختم ہوئی

۲۰ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ مطابق یکم جولائی ۱۹۶۴ء بروز چہارشنبہ بوقت عصر

آج ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق یکم اگست ۱۹۶۶ء بروز سہ شنبہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی گئی۔

مدینہ منورہ حرم شریف بین المنبر و روضۃ مکرمۃ

دوسری منزل

سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ

مدنی ایک سو بیس آیات سولہ رکوع

سورۂ بقرہ احکاماتِ الٰہی، کا خلاصہ تھا۔ جس سے عقائد کی اصلاح، حسنِ عمل کی تعلیم اِس انداز سے دی گئی کہ انسان، حیوانیت کی کیفیات سے نکلے۔ اور شاہراہِ ایمان پر آجائے۔ پھر سورۂ آلِ عمران میں توحیدِ باری تعالیٰ کا بیان ہوا تثلیث کی گمراہیوں سے آگاہ کر کے توحید کی لذتوں سے آشنا کیا گیا۔ سورۂ نسا۔ میں معاشرت کے اصول سکھائے گئے، معاملات کا ذکر ہوا تاکہ حقوق کی حفاظت، ترکہ و وراثت کے قاعدے، یتیموں کی نگہداشت کے آداب سے سیرتِ مومن مزین ہو جائے۔ یہ پہلی منزل تھی۔

اب دوسری منزل کے پہلے ہی سورہ میں مردِ مومن کے لیے گویا نعمت کے دسترخوان سجائے جا رہے ہیں جس میں جسمانی، ذہنی اور روحانی غذاؤں کی فراوانی ہے۔ اس نعمت کدہ سے فیضیاب ہونے کے ضوابط مرتب کیے جا رہے ہیں۔ پہلا ہی قاعدہ یہ بتایا جا رہا ہے کہ ایمان والو، جو عہد کرو پورا کرو۔ جو اقرار کرتے جاؤ پورا کرتے جاؤ۔ خواہ یہ تمہارا اقرار اپنے رب سے ہو یا اس کے بندوں سے تاکہ تمہاری زندگی پاک سے پاک تر ہوتی جائے۔ دوسری تعلیم حلال و طیب پر نظر رکھنے کی ہے تاکہ تمہارا باطن منور ہوتا جائے۔ یہ سورہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے دل کی آنکھیں کھول دے۔ یہی وہ بابرکت سورہ ہے جس میں "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ" کا مژدہ سنایا گیا۔ جس نے حج وداع میں مومنین کی آنکھیں مسرت کے آنسوؤں سے پُرنم کر دیں جس نے ان کے نورانی چہروں کو منور سے منور تر کر دیا۔ سچ ہے کہ جب اللہ عنایات کے دسترخوان سجاتا ہے تو تکمیلِ نعمت سے محروم نہیں رکھتا۔ یہی اس کی شانِ ربوبیت ہے۔

غرض یہ سورہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ان اصولوں کی طرف جن کا بیان اجمالاً گزر چکا ہے مردِ مومن کی توجہ مبذول کرتا ہے اور جستہ جستہ ان کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ منشا یہ ہے کہ انسان، اور بالخصوص مومن خواہش اور نفسانیت سے نکل کر امر پر آجائے۔ جو کہا گیا وہ کرتا جائے جس سے منع کیا گیا اس سے رک جائے تاکہ ابدی زندگی کی ابدی نعمتیں اس کا حصہ ہوں اور دنیا کی کوئی لذت،

کوئی طاقت، اس کی فطرتِ بیدار کو غفلت اور جہالت میں مبتلا نہ کر سکے۔ قرآن اس کے لیے تمام کتبِ سماویہ کی تعلیمات کا خزانہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ رحمتِ الٰہی کا منبع رہے۔ آپ کی عطا کردہ شریعت ہمیشہ اس کے پیشِ نظر رہے اور نصرتِ الٰہی اس کی معاون ہو۔ اور مالکِ ارض و سما کی قدرت کا تماشہ دیکھنے والا، جب اپنے رب کے پاس واپس جائے تو اس کو ان بزرگ ہستیوں کی زیارت کا شرف حاصل ہو جنھیں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کے خطاب سے نوازا گیا جو اس نعمت کے اولین حق دار بنے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدِ ؕ اُحِلَّتۡ لَکُمۡ بَهِیۡمَۃُ الۡاَنۡعَامِ اِلَّا مَا یُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ غَیۡرَ مُحِلِّی الصَّیۡدِ وَ اَنۡتُمۡ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَحۡکُمُ مَا یُرِیۡدُ ○

اے ایمان والو! (اپنے) عہدوں کو پورا کرو۔ (اگر یہ عہد کرو کہ یہ ناپسندیدہ کام چھوڑ دوں گا۔ تو اس کو چھوڑ دو، راہِ تقوٰی پر جو معاہدہ کرتے جاؤ اس کو پورا کرتے جاؤ چونکہ عہد کے پورا نہ ہونے کا دارومدار حیوانیت پر ہے اس لیے حیوانیت کا ذکر آگیا) تمہارے لیے چوپائے جانور (بے زبان مویشی) حلال کیے گئے سوائے ان کے جن (کی ممانعت) کا حکم تم کو پڑھ کر سُنایا جاتا ہے، لیکن احرام کی حالت میں (یعنی حج میں جب اللہ کی محبت کا دم بھر رہے ہو، ان پر بھی نظر نہ ڈالو اور) شکار کرنے کو حلال نہ جانو بے شک اللہ جو چاہتا ہے حکم فرماتا ہے (اس کے حکم کے خلاف نہ کرو، خواہشات وحیوانیت میں نہ جاؤ، اس کے امر پر چلتے رہو)۔

۲۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحِلُّوۡا شَعَآئِرَ اللّٰہِ وَ لَا الشَّهۡرَ الۡحَرَامَ وَ لَا الۡهَدۡیَ وَ لَا الۡقَلَآئِدَ وَ لَاۤ آٰمِّیۡنَ الۡبَیۡتَ الۡحَرَامَ یَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَ رِضۡوَانًا ؕ وَ اِذَا حَلَلۡتُمۡ فَاصۡطَادُوۡا ؕ وَ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ اَنۡ صَدُّوۡکُمۡ عَنِ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اَنۡ تَعۡتَدُوۡا ۘ وَ تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡبِرِّ

اے ایمان والو! اللہ کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو (اس کے مقرر کیے ہوئے آداب وارکان کی توہین نہ کرو اس کے خلاف نہ کرو، حج کے ارکان کے لیے جو وقت مقرر کر دیا گیا ہے ان ارکان کو اس وقت میں اسی طرح ادا کرو) اور نہ (کسی) ادب والے مہینے کی (بے حرمتی کرو یہ چار ماہ ذوالقعدہ ذوالحجہ، محرم اور رجب ادب کے مہینے ہیں، تم ایک ماہ کو دوسرے ماہ سے بدل بھی نہیں سکتے کہ محرم کو صفر اور صفر کو محرم بنا دو) اور نہ قربانی کے جانور کی (بے حرمتی کرو) اور نہ ان جانوروں کی (جو خدا کی نذر کیے گئے ہوں اور شناخت کے طور پر) جن کے گلے میں پٹے بندھے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو عزت والے گھر (یعنی خانہ کعبہ) کی زیارت کو جا رہے ہیں جو اپنے رب کے فضل اور رضامندی کے طالب ہیں۔ ہاں جب احرام سے باہر آجاؤ

وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

(حج کرلو) تو تم شکار کرسکتے ہو (اب اس کی ممانعت نہیں) اور تمھیں ان لوگوں کی دشمنی جنھوں نے تم کو عزت والی مسجد (بیت الحرام) سے روکا تھا، اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم (بھی) ان پر زیادتی کرنے لگو (زیادتی مسلمان کا شیوہ نہیں اس کا کام تو نیک باتوں میں تعاون اور مدد کرنا ہے) اور نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں باہم مددگار نہ بنو. اور اللہ سے ڈرتے رہو (پرہیزگاری اختیار کرو) بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ (اللہ کے عذاب سے جو جرم کی سزا میں دیا جائے بھاگ نہ سکوگے)۔

۳- حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۣ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ۭ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۭ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

تم پر حرام کر دیا گیا مردار جانور اور خون اور سور کا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے اور وہ جانور جو گلا گھونٹنے سے یا چوٹ سے یا اوپر سے گر کر مرگیا ہو یا کسی جانور کے سینگ مارنے سے مرا ہو اور (وہ جانور بھی حرام ہے) جس کو درندہ نے کھایا ہو (ہاں) مگر جس جانور کو تم نے (مرنے سے پہلے) ذبح کرلیا ہو (تو وہ ذبح کے بعد حلال ہوگا) اور وہ (جانور بھی حرام ہے) جو کسی قربان گاہ پر ذبح کیا گیا ہو (یعنی بتوں کی تعظیم و تقرب کے لیے ذبح کیا گیا ہو) اور (کھانے کی ان چیزوں کے سوا جن کا ذکر کیا گیا) یہ (بھی حرام قرار دیا گیا) کہ پانسوں اور تیروں کے ذریعے تقسیم کرو یہ سب گناہ کے کام ہیں۔ (بڑی نافرمانی کی باتیں ہیں)۔ (مسلمانو!) آج (جمعہ کے دن حجۃ الوداع کے موقعہ پر نزولِ آیت کے وقت جب کفار نے اسلام کا فروغ آنکھوں سے دیکھ لیا تو) کافر تمہارے دین کی طرف سے مایوس ہوگئے، پس تم ان سے مت ڈرو! (ان سے ڈرنا گیا) مجھ سے ڈرو (جس کے قبضہ قدرت میں ساری کائنات ہے یہ بشارت بھی سُن لو کہ) آج میں نے تمہارا دین تمہارے لیے مکمل کر دیا اور تم پر میں نے اپنی نعمت پوری کردی (یہ نعمت قرآن ہے اور اسوۂ حسنہ جو رہتی دنیا تک عالمِ اسلام کے لیے مشعلِ ہدایت ہے) اور میں نے تمہارے واسطے اسلام کو بطور دین کے پسند کرلیا (مزید احسان کا ذکر فرماتے ہوئے کہتا ہے کہ گو تمام حرام چیزیں حرام ہیں) ہاں جو بھوک سے بے قرار ہوجائے (بشرطیکہ گناہ پر مائل نہ ہو اور نہ اسے عدول حکمی ہی مقصود ہو اور مجبوراً کچھ حرام چیز کھالے) تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

گزشتہ آیت میں حرام چیزوں کا ذکر تھا قدرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حلال کیا چیزیں ہیں، اس کا جواب دیا جا رہا ہے۔

۴۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۡ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○

(اے رسول) آپ سے سوال کرتے ہیں کہ ان کے لیے کیا چیزیں حلال کی گئی ہیں آپ فرما دیجیے کہ تمہارے لیے تمام ستھری اور پاکیزہ چیزیں حلال ہیں، (منع تو صرف ان چیزوں سے کیا گیا ہے جو جسمانی نقصان کا باعث ہوں یا ذہنی اور روحانی کیفیات کو برباد کرنے والی ہوں اور درندگی وبہیمیت کا سبب بنتی ہیں باقی سب پاک چیزیں حلال ہیں یہی نہیں بلکہ سکھائے ہوئے کتے بھی اگر قاعدہ کے مطابق شکار کریں وہ بھی حلال ہے) اور وہ شکار بھی جو تمہارے ان شکاری جانوروں کا کیا ہوا ہو۔ جن کو تم نے شکار کرنے کی تعلیم دی ہو جس طرح تم کو اللہ نے (ان کے شکار کرنے کا طریقہ سکھایا ہے تم ابھی) اسی طرح ان کو شکار کرنا سکھاتے ہو پس جو شکار وہ تمہارے لیے پکڑ رکھیں وہ کھا لو۔ (شکاری جانوروں کا یہ شکار تعمیل حکم میں ہے اس لیے حلال ہے) اور (شکاری جانور کو چھوڑتے وقت) اس پر خدا کا نام لے لیا کرو (بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ لیا کرو)۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو (اللہ سے ڈرنا یہی ہے کہ اس کی حکم عدولی سے بچو جیسا شکار کرنا سکھایا ہے اسی طرح شکار کرو اور اسی کے حکم کے مطابق کھاؤ، پیو) بے شک اللہ (تمہارے افعال و اعمال کا) جلد حساب لینے والا ہے (اس لیے آخرت کے دن کو ہمیشہ پیش نظر رکھو کہ یہی تقویٰ کی کنجی ہے)۔

۵۔ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

آج تمام پاکیزہ چیزیں تمہارے لیے حلال کر دی گئیں اور اہل کتاب کا کھانا (بھی) تمہارے لیے حلال ہے (مراد ان کے ذبیحہ سے ہے۔ بشرطیکہ وہ

آیت نمبر (۴) فقہاء نے اس آیتِ کریمہ سے شکاری کتے یا باز کے شکار کے شرائط مرتب فرمائے ہیں۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ علم وہ چیز ہے کہ جب وہ کتے کو دیا گیا تو اس نے کتے کے شکار کو بھی حلال کر دیا بشرطیکہ اس تعلیم میں چند امور کا خیال رکھا گیا ہو۔ (شکاری جانور مسلمان کا ہو اور اس کو تعلیم دی گئی ہو۔ اور اسے اسی طرح سکھایا گیا ہو جس طرح تعلیم دینے کا حکم ہے۔ اس تعلیم کی پہچان یہ ہے کہ حکم پر شکار کرے۔ خود نہ کھائے۔ اور جس وقت بھی رکنے کا حکم دیا جائے رک جائے (۲) اس نے شکار کو زخم لگا کر مارا ہو (۳) شکاری جانور کو بسم اللہ کہہ کر چھوڑا جائے (۴) اگر شکار زندہ ہو تو اسے بسم اللہ کہہ کر ذبح کر لیا جائے اور ان جملہ شرائط کے بعد وہ زندہ نہ بھی ہو تب بھی حلال سمجھا جائے گا البتہ کوئی شرط پوری نہ ہو تو حلال نہ ہوگا۔

حِلٌّ لَّكُمْ ۖ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۖ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ ع ٥

حلال چیزوں سے ہو، اور یہ اہل کتاب مزید بھی نہ ہوں کیونکہ مرتد اہل کتاب کا حکم جدا ہے) اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے (کھانے کے ساتھ ساتھ ایک اور حلال کا ذکر آگیا) اور (حلال ہیں تم کو) مسلمان پاک دامن عورتیں اور ان لوگوں کی پاک دامن عورتیں (بھی) جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی (ان سے تم شرعی قواعد کے مطابق شادی کرسکتے ہو) بشرطیکہ ان کا مہر ادا کردو اور تمہارا مقصد ان کو قید نکاح میں لانا ہو (محض) بدکاری (شہوت رانی) نہ ہو اور نہ چھپے چھپے آشنائی کرنا (مقصود ہو) اور جو ایمان (کی ان باتوں کو نہ ماننے ان) کا منکر ہو، اس کا سب کیا کرایا غارت گیا، اور آخرت میں بھی وہ نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔

دوسرا رکوع

گزشتہ رکوع میں اللہ تعالٰی کی ان نعمتوں کا ذکر تھا جن کا تعلق کھانے پینے اور ازدواجی زندگی سے تھا، اللہ نے ہر کشادگی اور فراخی کے دروازے مسلمان کے لیے کھول دیے، البتہ مومن کو کھانے، پینے میں پاکیزہ اور ستھری چیزوں کی اور شادی بیاہ میں عفت اور پاک دامنی کی تعلیم دی گئی۔ اب اس رکوع میں جسمانی لذت کی تشفی کے بعد روحانی غذا اور اس کی لذتوں کا ذکر آرہا ہے کہ وہ انسانیت کے لازمی تقاضوں میں سے ہے، اور یہ نماز ہے، کیونکہ روح کی غذا مشاہدۃ حق ہے۔ یہی انسان کو فحش و منکر سے بچاتی اور راہِ ہدایت پر قائم کرتی ہے۔

٦- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۭ وَاِنْ

اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو (نماز کا قصد کرو، تاکہ ہمارے دربار میں حاضر ہوتے وقت بہیمیت کے اثرات اور اکل و شرب کے پیدا کیے ہوئے تکدرات سے وضو اور غسل کرکے پاک و صاف ہوکر متوجہ ہو)۔ تو اپنے منہ (چہرہ) اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ دھولو اور اپنے سر کا مسح کرلو۔ اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک (دھولو) اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو (نہاکر) خوب پاک صاف ہوجاؤ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو (پانی میسر نہیں ہے) یا

كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

تم جائے ضرورت سے (فارغ ہوکر) آئے ہو یا اپنی عورتوں سے ہم بستر ہوئے ہو اور تم کو پانی نہیں ملا تو پاک مٹی سے پاکی کا ارادہ کرو (یعنی تیمم کرو، تیمم[1] در اصل پاکی کا قصد ہے پاک ہونے کی نیت ہے) پس اس سے اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو (مسلمانو! اللہ کی عنایت پر غور کرو کہ غذائے روحانی کی فراہمی میں بھی ہر ممکن سہولت دیا جاتا ہے لیکن یہ نہیں چاہتا کہ روحِ مومن اس کے قرب سے محروم رہے) اللہ تم پر کسی طرح کی تنگی نہیں کرنا چاہتا بلکہ وہ تو تم کو پاک کرنا چاہتا ہے (اگر تم پاک ہو، باوضو ہو، تو پاکی کی طرف، نماز کی طرف متوجہ ہو سکتے ہو لیکن اگر پاک نہ ہو تو پاک ہوکر "صلوٰۃ" میں آؤ، یہ کسی سختی کے لیے نہیں بلکہ عمل کی بجاآوری کے لیے وضو، غسل و تیمم بتایا گیا ہے، تاکہ پاکی کا ایک تصور تم میں قائم ہو جائے) اور تاکہ اللہ تم پر اپنا احسان پورا فرمائے تاکہ تم شکر کرو (احسان مانو اور احسان میں آکر احسان کا لطف اٹھاؤ، اس کا لطف جب ہی پاؤ گے جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ثابت قدم ہوکر عہد پر قائم رہو)۔

سورہ کی ابتدا میں " اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ " فرمایا تھا، درمیان میں متعدد احسانات کا ذکر آیا اب پھر اسی عہد کو پورا کرنے کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے۔

۷۔ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

اور (اے مسلمانو!) اللہ نے جو تم پر احسان کیے ہیں انھیں یاد کرو اور اس کے عہد و پیمان کو (بھی یاد کرو) جو تم سے ٹھیرایا تھا، جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے سُنا اور ہم نے مانا (جب صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت فرماتے تو وعدہ کرتے کہ ہم حتی المقدور آپ کی ہر بات کو بغور سُنیں گے اور مانیں گے۔ اب وہی اقرار انھیں یاد دلایا جا رہا ہے اب اس عہد پر پورے اترو) اور اللہ سے ڈرتے رہو (اس کی اطاعت میں فرق نہ آنے پائے) بے شک اللہ دلوں کی بات کو خوب جانتا ہے (اس سے کوئی بات مخفی نہیں)۔

۸۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ

اے ایمان والو! اللہ کے لیے (اس کے حکم پر) مضبوطی سے قائم ہو جاؤ، حق و انصاف کی گواہی دیتے ہوئے (حق گوئی اختیار کرتے ہوئے سرتاپا

تیمم[1] :- اس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پاک مٹی پر مار کر ایک بار منہ پر مسح کیا اور دوسری بار اسی طرح ہاتھوں سمیت کہنیوں تک مسح کیا۔

شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

اللہ والے بن جاؤ۔ تمہارے منہ سے انصاف ہی کی بات نکلے، تمہاری گواہی اللہ کے لیے ہو، غلبہ میں نہ ہو، انصاف میں غلبہ نہیں ہوتا، جتنا واقعہ ہو اتنی شہادت دی جاتی ہے) اور تم کو کسی قوم کی دشمنی ہرگز اس بات پر نہ اُبھارے کہ تم انصاف نہ کرو (تم ہمیشہ) عدل کرو (انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ دو کہ) یہی (شیوۂ انصاف) پرہیزگاری سے قریب تر ہے، (یعنی احکامِ الٰہی کو احکامِ الٰہی کی طرح ادا کرو، کسی کی دشمنی میں اپنا رویّہ نہ بدلو کیونکہ ہر عمل پروردگارِ عالم کی نظر میں ہے وہ نیت اور عمل دونوں کو جانتا ہے) اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خوب باخبر ہے۔

۹۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

اللہ نے وعدہ فرمایا ہے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے واسطے بخشش اور بڑا ثواب ہے (خود اس کا دیدار ہے)

۱۰۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

اور جن لوگوں نے کفر کیا، (نہ ایمان لائے اور نہ نیک عمل کیے) اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی دوزخی ہیں (دوری اور مہجوری ان کا نصیب ہے)۔

۱۱۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ ع

اے ایمان والو! (تمام احسانات کے ساتھ) اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو، جو اس نے تم پر کی جب کچھ لوگوں نے تم پر دست درازی کرنے کا قصد کیا (اس غرض سے کہ تم کو مٹا کر اسلام کو مٹادیں) اُس نے (یعنی اللہ نے) ان کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا (اور وہ کسی قسم کی ایذا تم کو نہ پہونچا سکے۔ بتارہا ہے کہ جب تم اسلام پر پکے ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کی دستبرد سے تم کو بچالیا، اس کی یہ نعمت آج بھی جاری ہے تم اپنے عہد پر قائم رہو اللہ تو اپنے وعدہ پر قائم ہی ہے) اور اللہ سے ڈرتے رہو (حقوق اللہ اور حقوق العباد جن کا اشارہ اوپر بھی گزر چکا ہے۔ ان سے غافل نہ ہو، جب تقویٰ کی راہ پر آگئے تو دوست دشمن سے ڈرنا کیسا) اور ایمان والوں کو (تو) اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ (وہی ان کا والی اور وہی ان کا محافظ و مددگار ہے)۔

تیسرا رکوع

مسلمانوں کے میثاق اور عہد و پیمان کے ساتھ بنی اسرائیل کے میثاق کا تصور آتا ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نعمتِ خاص اس کا رسول، اس کی کتاب ہے، یہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا نتیجہ تھا کہ گیارہ سال کی مختصر مدت میں اس میثاق پر عمل کرنے والوں کی اتنی بڑی تعداد پیدا ہوگئی جو ہزاروں برس میں بنی اسرائیل پیدا نہ کرسکے اور آج بھی اس انحطاط کے باوجود ایسے بزرگانِ دین کی کمی نہیں جو اس میثاق پر قائم ہیں۔

۱۲- وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ○

اور بے شک اللہ نے بنی اسرائیل سے پختہ وعدہ لیا تھا اور ہم نے ان میں سے بارہ سردار مقرر کیے تھے اور اللہ نے فرمادیا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم رکھو گے اور زکوٰۃ دیتے رہو گے اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد (و تعظیم) کرو گے اور اللہ کو خوش دلی سے قرض دو گے (یعنی ضرورت کے وقت دین کی حمایت میں مال و دولت سے بھی دریغ نہ کرو گے) تو میں ضرور تمہارے گناہوں کو تم سے دور کر دوں گا تمہارے ان اعمالِ صالحہ کو تمہارے گناہوں کا کفارہ بنا دوں گا) اور تم کو جنت کے، ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی (لیکن اس عہد کے ساتھ یہ بھی خوب یاد رکھو کہ) پھر جو کوئی تم میں سے اس کے بعد انحراف کریگا تو وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گیا (گمراہ ہوگیا)۔

یہود نے عہد شکنی کی۔ عہد توڑنے میں لعنت گلے پڑتی ہے۔ خطرات آتے ہیں، خطرات سے روکنے والی روشنی نہیں آتی۔

۱۳- فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰي

پس ان کے عہد توڑنے کے سبب ہم نے ان پر لعنت کی (ان کی غداری کے باعث اپنی رحمت سے انہیں دور پھینکا) اور ہم نے ان کے دلوں کو، سخت کردیا (ان میں اثر قبول کرنے کی کوئی قابلیت باقی نہ رہی، دل میں نرمی رحمت سے آتی ہے، رحمت سے دور ہوئے تو قلب میں نرمی کیسے رہتی۔ ان کا تو یہ حال ہے کہ) وہ (تورات کے) لفظوں کو ان کے مقام

خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○

سے پھیرتے ہیں (کہ معنی کچھ کے کچھ ہو جائیں) اور (اس پر مزید بدنصیبی ان کی یہ ہوئی کہ) جو نصیحتیں ان کو کی گئی تھیں (ان کی کتاب میں موجود تھیں) ان کا بڑا حصہ انہوں نے بھلا دیا۔ اور آپ برابران (یہود) کی خیانت پر مطلع ہوتے رہیں گے سوائے ان میں سے چند کے (جو مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے کیونکہ وہ خیانت نہیں کرتے) سو آپ انھیں معاف کر دیجیے اور ان سے درگزر فرمایئے بے شک اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو یہ حکم باعثِ طمانیتِ قلب ہوگا کہ رحمت ان کی فطرت کے عین مطابق ہے، لیکن اس میں امت کے لیے بڑی نصیحت ہے)۔

اور یہود کی طرح نصاریٰ سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا عہد لیا گیا تھا، لیکن وہ بھی اپنا عہد بھول بیٹھے۔

١٤- وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ○

اور جو لوگ اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں، ہم نے ان سے (بھی) عہد لیا۔ سو وہ (بھی) اس نصیحت کا بڑا حصہ جو ان کو کی گئی تھی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننا اور ان پر ایمان لانا) بھلا بیٹھے، تو (اس بدعہدی کے باعث) ہم نے ان میں آپس کی دشمنی اور کینہ قیامت تک کے لیے ڈال دیا، اور عن قریب (قیامت کے دن) اللہ انھیں بتا دے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔

١٥- يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ○

اے اہلِ کتاب (اے یہود و نصاریٰ گو تم اپنی کتابوں کی تحریف سے باز نہ آئے پھر بھی کسی نہ کسی عنوان سے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کی خبر تمہاری کتابوں میں باقی رہی اب دیکھو) بلاشبہ ہمارے پیغمبر (آخر الزمان) تمہارے پاس آگئے۔ وہ تم سے بہت سی باتیں صاف صاف بیان فرماتے ہیں جن کو تم اللہ کی کتاب میں سے (جو تم کو دی گئی تھی) چھپاتے (رہتے) ہو۔ اور وہ تمہاری بہت سی باتوں سے درگزر بھی کرتے ہیں بے شک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور آچکا (یعنی نبی آخر الزمان) اور کتابِ روشن (یعنی قرآنِ پاک)۔

١٦- يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ

اس (نورِ مجسم اور نورِ کتاب) سے اللہ اپنی رضا پر چلنے والوں کو سلامتی (اور

سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۝

نجات) کی راہوں پرلے جاتا ہے اور انہیں (گمراہی اور کفر و شرک کے) اندھیرے سے (اپنی توفیق) اپنے حکم سے روشنی میں نکال لاتا ہے (یعنی نورِ ایمان اور نورِ علم سے سرفراز کرتا ہے) اور ان کو سیدھے راستے کی طرف راہ نمائی فرماتا ہے۔

نور، خود قائم نہیں، نور عرض ہے، صفت ہے اس لیے نور، اللہ تعالیٰ کے حکم سے کام کرے گا، بے شک اللہ تعالیٰ اپنے رسول ؐ، اس نورِ مجسم ہی سے اپنے بندوں کو راہِ ہدایت دکھاتا ہے لیکن دیکھو غلو میں نہ آجانا اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ ہے، نور صفت ہے۔ جن لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کہا وہ کافر ہوگئے۔

۱۷- لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۭ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝

بے شک جو لوگ کہتے ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم خدا ہیں وہ کافر ہوگئے۔ آپ فرما دیجیے بھلا اللہ کے آگے کس کا بس چل سکتا ہے اگر وہ مریم کے بیٹے مسیح یا ان کی ماں کو اور زمین پر جتنے لوگ ہیں سب کو ہلاک کر دینے کا ارادہ کرلے (یہ سب مخلوق ہیں انھیں خدا کہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اگر عیسیٰ نے اللہ کے حکم سے مردہ کو زندہ کر دیا تو خدا کہاں سے ہوگئے۔ تملیک کس کو حاصل ہے، روکنے کی قدرت کس میں ہے۔ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے کس کا ہے) اور آسمان، زمین اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے سب پر اللہ کی حکومت ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (چاہتا ہے تو ماں باپ سے پیدا کرتا ہے اور چاہتا ہے تو بلا ماں باپ کے پیدا کر دیتا ہے یا محض ایک سے تخلیق فرماتا ہے، وہی قادرِ مطلق ہے)۔

۱۸- وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰۗؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّاۗؤُهٗ ۭ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۡ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ۝

اور یہود و نصاریٰ کہتے رہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں آپ فرما دیجیے (اگر تم واقعی اللہ کے چہیتے ہو تو) پھر وہ (وقتاً فوقتاً) تمہارے گناہوں پر تم کو سزا کیوں دیتا رہتا ہے (اے یہود و نصاریٰ ایسا نہیں) بلکہ تم بھی اس کی مخلوق میں (اور آدمیوں کی طرح) آدمی ہو۔ وہ جسے چاہے بخشے، جسے چاہے عذاب دے۔ اور آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب پر اللہ ہی کی حکومت ہے اور اسی کی طرف (سب کو واپس جانا ہے۔ کس کی مجال ہے کہ اس کی قلمرو سے باہر ہو سکے لہٰذا اے یہود و نصاریٰ جاہل نہ بنو سوچ سمجھ کر دعویٰ کیا کرو)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد تقریباً چھ سو سال کوئی نبی نہ آیا پھر نبی آخر الزماں علیہ الصلوٰت والتسلیمات تشریف لائے۔

۱۹۔ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ع ۳/۸

اے اہل کتاب بے شک تمہارے پاس ہمارا رسول آیا ہے جو تمہارے لیے (احکام الٰہی) صاف بیان کرتا ہے بعد اس کے کہ رسولوں کا آنا بند تھا، تاکہ تم یہ نہ کہنے لگو کہ ہمارے پاس نہ کوئی خوش خبری دینے والا اور نہ کوئی ڈرانے والا آیا پس (اب تو) تمہارے پاس ایک خوش خبری سنانے والا اور (اللہ سے) ڈرانے والا آچکا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یہ ذاتِ گرامی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ جو خاتم النبیین ہیں اور جن کے تشریف لانے کے بعد کسی کج بحثی اور حیلہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ جو چاہے اس دامن رحمت سے لپٹ جائے جو نہ سمجھے اس کی اپنی بدنصیبی ہے۔ اللہ نے اپنا فضل فرما دیا اپنی رحمت عام کر دی۔ اب ان سے فیضیاب ہونا یا محروم رہنا تمہارا کام ہے۔ وہ تمہارے محتاج نہیں تم ان کے محتاج ہو، تم ان پر ایمان نہ لاؤ گے تو دوسرے ایمان لائیں گے، وہ دوسری قوموں کو ان کا معاون بنا دیگا وہ ہر بات پر قادر ہے۔

چوتھا رکوع

ذرا سوچو کہ جن قوموں نے احسان فراموشی کی اور اپنے نبی کی قدر نہ جانی، ان کے حکم پر نہ چلے ان کا کیا حال ہوا۔

۲۰ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور (اس واقعہ کو بھی یاد کرو) جب موسٰی نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! خدا نے تم پر جو احسان کیے ہیں ان کو یاد کرو جب کہ (من جملہ اور احسانات کے یہ کیا کم احسان ہے کہ) اس نے تم میں نبی پیدا کیے (حضرت یعقوب علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسٰی علیہ السلام تک یہ سلسلہ جاری کیا) اور تم کو بادشاہ بنا دیا (یعنی نبوت اور بادشاہت دونوں سے نوازا) اور تم کو وہ دیا جو دنیا میں کسی کو نہ دیا (مثلاً فرعون کی غلامی سے آزادی من و سلوٰی وغیرہ)۔

۲۱- يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ○

اے میری قوم! تم اس ارضِ مقدس میں، جس کو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، داخل ہو جاؤ اور (دیکھو! مقابلہ کے وقت) پیٹھ نہ پھیر ورنہ بالآخر تم نقصان اٹھاؤ گے (اور یہ بھی اللہ کا وعدہ ہے کہ تم شام پر حکمرانی کرو گے، اس پر یقین کرو اور اللہ اور اس کے پیغمبر کے فرمان پر استقامت سے عمل پیرا ہو جاؤ)۔

لیکن یہود جو احساسِ کمتری کا شکار ہو چکے تھے ان کو کسی دشمن کے مقابلہ کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ خواہ فتح و نصرت کا وعدہ اللہ ہی کی طرف سے کیوں نہ ہو۔

۲۲- قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ○

وہ بولے اے موسیٰ! وہاں تو بڑے زبردست (طاقت ور) لوگ رہتے ہیں۔ اور جب تک وہ اس ملک سے نہ نکل جائیں ہم ہرگز وہاں داخل نہ ہوں گے۔ ہاں اگر وہ نکل جائیں گے تو ہم یقیناً داخل ہو جائیں گے۔

ان کی نظریں دشمن کے بلند و بالا قد و قامت اور ان کی ظاہری شان و شوکت پر پڑیں اور وہ ان کو طاقت ور سمجھے لیکن جو لوگ ان کی قلبی کیفیات سے واقف تھے وہ جانتے تھے کہ یہ بودے اور کم ہمت ہیں۔

۲۳- قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ۬ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

(لیکن) خوفِ خدا رکھنے والوں میں سے دو آدمیوں نے، جن پر اللہ کی نوازشیں تھیں، بول اٹھے کہ ان (شام کے رہنے والوں) پر چڑھائی کرکے دروازہ میں گھس پڑو، پھر جب تم اس میں داخل ہو جاؤ گے تو بے شک تم ہی غالب رہو گے اور اگر تم مومن ہو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرو۔

۲۴- قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ○

وہ بولے اے موسیٰ! ہم تو کبھی بھی وہاں نہ جائیں گے جب تک وہ لوگ وہاں ہیں پس (لڑنا ہے تو) تم جاؤ اور تمہارا رب اور تم دونوں (ان لوگوں سے ضرور جا کر) لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔

ان کی بزدلی اور ہٹ دھرمی پر موسیٰ علیہ السلام کے پاس اپنے رب کی طرف رجوع کرنے کے علاوہ چارہ ہی کیا تھا۔

۲۵- قَالَ رَبِّ إِنِّي لَآ أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِينَ ○

(موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے) التجا کی۔ اے میرے رب! میں اپنی ذات اور اپنے بھائی کے سوا کسی پر کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ سو تو ہم میں اور اس نافرمان قوم میں جدائی کر دے (اس بدنصیب اور نافرمان قوم سے ہم کو الگ کر دے)۔

۲۶- قَالَ فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً ۚ يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِينَ ○ ع

(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا بے شک وہ (زمین شام) ان پر چالیس برس کے لیے حرام کر دی گئی ہے (وہ ہرگز وہاں نہ جا سکیں گے) وہ زمین میں سرگرداں پھرتے رہیں گے، پس تو ان نافرمان لوگوں کی حالت پر افسوس نہ کر۔

پانچواں رکوع

یہود کی ان متواتر نافرمانیوں پر خیال آتا ہے کہ ان لوگوں کو کیا ہو گیا تھا، کہ اس طرح اللہ کی عنایات سے روگرداں تھے، جواب ملتا ہے کہ اولادِ آدم میں دو طرح کے لوگ ہمیشہ سے ہوتے آئے ہیں، ایک وہ جو قربِ الٰہی ڈھونڈتے ہیں، دوسرے وہ جو نافرمانی پر تُلے رہتے ہیں، اسی طرح فطرتِ انسانی میں جھگڑا فتنہ چلا آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے اطمینان کی خاطر رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ آپ ذرا حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں، ہابیل اور قابیل کا قصہ بھی یہود کو سُنا دیں کہ شاید ان کو بھی اپنے حسد کا احساس ہو اور انکارِ حق سے باز آئیں۔

۲۷- وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ ۘ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ ۖ

اور (اے رسول آپ) ان کو آدم کے دو بیٹوں کا قصہ بھی ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سُنا دیجیے جب ان دونوں نے (بارگاہِ خداوندی میں) نیاز پیش کیں (قربانی کے ذریعے تقربِ الٰہی تلاش کیا) تو ان دونوں میں سے ایک کی نیاز قبول ہو گئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی (اس پر غصہ میں آ کر حسد کے باعث

آیت نمبر (۲۷) آدمؑ اور حواؑ سے ہر روز ایک لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوتا تھا۔ حضرتِ آدمؑ حسبِ فرمانِ خداوندی، ایک حمل کی اولاد کا دوسرے حمل کی اولاد سے نکاح کرتے تھے۔ اسی قاعدہ کی رو سے آپ نے ایک لڑکی ہابیل کے عقد میں دینا چاہی، لیکن آپ کا دوسرا لڑکا قابیل، جو اس لڑکی کا طالب تھا، مزاحم ہوا۔ حضرت آدمؑ نے، بحکمِ خداوندی، دونوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور نیاز گزارنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس قربانی کی اللہ کے ہاں مقبولیت ہی اس لڑکی کے صحیح مستحق کی علامت ہوگی۔ قربانی کی مقبولیت کی پہچان آگ کا آسمان سے آ کر اس قربانی کو کھانا تھا۔ القصہ، قربانی پیش کی گئی، اور ہابیل کی قربانی نے مقبولیت پائی۔ جس پر قابیل کی آتشِ حسد و انتقام بھڑک اٹھی۔

قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ○

ہابیل سے قابیل نے، کہا میں تجھے مار ڈالوں گا (ہابیل نے) جواب دیا (اس میں غصہ کی کیا بات ہے) اللہ تو پرہیزگاروں سے (قربانی) قبول فرماتا ہے (یعنی قربانی میں نیت کا خلوص دیکھتا ہے)۔

۲۸۔ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَکَ لِتَقْتُلَنِیْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْکَ لِاَقْتُلَکَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ○

(بھائی) اگر تو مجھے مار ڈالنے کے لیے ہاتھ بڑھائے گا تو (میں ایسی نادانی میں مبتلا نہ ہوں گا۔ ہرگز) میں تیرے مار ڈالنے کے لیے اپنا ہاتھ نہ بڑھاؤں گا (بات یہ ہے کہ بھائی کا بھائی کو قتل کرنا بہت بُرا ہے) میں تو اللہ سے جو سارے جہان کا پروردگار ہے ڈرتا ہوں۔

۲۹۔ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓءَ بِاِثْمِیْ وَ اِثْمِکَ فَتَکُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ وَذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ ○

میں چاہتا ہوں کہ تو میرے گناہ (قتل) اور اپنے (دوسرے) گناہ کا خمیازہ بھگتے اور تو دوزخ والوں میں سے ہو جائے اور ظالموں کی (جو دوسروں کا حق مارتے ہیں اور اپنی حدود سے تجاوز کرتے ہیں) یہی سزا ہے۔

۳۰۔ فَطَوَّعَتْ لَہٗ نَفْسُہٗ قَتْلَ اَخِیْہِ فَقَتَلَہٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ○

پھر (قابیل) کے نفس نے اسے اپنے بھائی (ہابیل) کے قتل پر آمادہ کر لیا پس اس نے اس کو مار ڈالا۔ اور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گیا۔

قتل کے بعد ندامت ہوتی ہے۔ ہر بُرے فعل کے بعد ضمیر ملامت کرتا ہے، اس سے قبل کوئی مرا نہ تھا۔ دفن کرنے کا تصور نہ تھا۔ دو کوّے لڑتے ہوئے آئے۔ ایک نے دوسرے کو مار ڈالا اور زمین کرید کر اس کو دفن کر دیا۔

۳۱۔ فَبَعَثَ اللّٰہُ غُرَابًا یَّبْحَثُ فِی الْاَرْضِ لِیُرِیَہٗ کَیْفَ یُوَارِیْ سَوْءَةَ اَخِیْہِ قَالَ یٰوَیْلَتٰٓی اَعَجَزْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِثْلَ ھٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوْءَةَ اَخِیْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِیْنَ ○

پس اللہ نے ایک کوّا بھیجا جو زمین کرید تا تھا تاکہ اس کو دکھائے کہ وہ کس طرح اپنے بھائی کی لاش کو چھپائے (قابیل یہ دیکھ کر نادم ہوا) بولا ہائے افسوس کیا میں اس کوّے کی طرح بھی نہ ہو سکا کہ اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دیتا۔ پس وہ (اپنے کیے پر بہت پچھتایا اور) نادم ہونے والوں میں سے ہو گیا۔

٣٢- مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًاۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِى الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ○

(حاشیہ: النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر حکم نازل کیا (تورات میں واضح طور پر لکھ دیا) کہ جو کوئی (نفس کی خواہش کے ضمن میں) کسی کو مار ڈالے، سوائے (جان کے بدلے) قصاص کے یا ملک میں فساد پھیلانے کے۔ تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کیا۔ اور جس نے کسی جان کو قتل سے بچا لیا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو بچا لیا۔ (ناحق کسی ایک کو قتل کرنا گویا سب کو قتل کرنا ہے اور ایک کو زندہ بچا لینا گویا پوری قوم کو زندگی بخشنا ہے۔ بات یہ ہے کہ اچھے برے کی رسم پڑ جاتی ہے) اور (اے خواجۂ عالم) ان (بنی اسرائیل) کے پاس ہمارے رسول کھلی نشانیاں (معجزات، احکامات) لاچکے ہیں، پھر اس کے بعد (بھی) ان میں اکثر لوگ ملک میں فساد ہی پھیلاتے پھرتے ہیں۔

گزشتہ آیت میں ناحق قتل کو برا فرمایا تھا۔ یہاں جن حالات میں قتل کی سزا دینا ضروری ہے ان کی وضاحت فرمائی جارہی ہے۔

٣٣- اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْۤا اَوْ يُصَلَّبُوْۤا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْىٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں (فساد پھیلانے میں کوشاں رہتے ہیں) ان کی یہی سزا ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا ان کو سولی پر چڑھا دیا جائے۔ یا ان کے ہاتھ پیر (ایک) ادھر (دوسرا) ادھر سے کاٹ دیے جائیں۔ یا ان کو اس سرزمین سے نکال دیا جائے۔ یہ تو ان کی دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔

٣٤- اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ ع ٥ / ٩

مگر جن لوگوں نے تمہارے قابو پانے سے پہلے توبہ کر لی (اپنے فعل کی لغزش سے توبہ کر کے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع ہوئے اور ایسا انہوں نے اپنی گرفتاری اور تمہارے قابو پانے سے قبل خود دل سے کیا) تو یقین جانو کہ اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے (اور اس کے یہاں موت سے پہلے قبل توبہ کا در کھلا ہے)

چھٹا رکوع

گزشتہ رکوع میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ سے برسر پیکار رہنے والے گروہ کا ذکر تھا اب ان اللہ والوں کا ذکر آرہا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے قرب کے متلاشی ہیں، ان کو بتایا جارہا ہے کہ یہ چیز چار باتوں سے حاصل ہوتی ہے، ایمان، تقویٰ، وسیلہ اور جہاد، تاکہ یہ اللہ والے امن کو قائم کرنے، اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی اور معاشرہ کو حسنِ اخلاق سے آراستہ کرنے میں مشغول رہیں اور رسولؐ کے معاون بن کر اللہ کا قرب حاصل کریں۔

۳۵۔ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو (ایمان بین الخوف والرجا پیدا کرو، یہ کھٹکا لگا رہے کہ کہیں اس کی خوشنودی اور رحمت سے دور نہ جا پڑو) اور اس تک پہونچنے کا وسیلہ تلاش کرو (ایمان میں آراستگی پیدا کر کے کسی صالح سے رجوع ہوجاؤ، عالم، عابد، عارف کے لیے وسیلے الگ الگ ہیں) اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو (اس کا قرب حاصل کرنے میں جان لڑا دو۔ جہاد یہ بھی ہے کہ انانیت کو مٹایا جائے) تاکہ تم فلاح پاؤ (دین دُنیا کی کامیابی، کامرانی کے امیدوار بنو)۔

یاد رکھو کہ قربِ الٰہی کا یہی راستہ ہے دولت نہ اس کا بدل ہے اور نہ بن سکتی ہے اور یوم حساب تو وہ بالکل کوئی کام نہ آوے گی۔

۳۶۔ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

بے شک جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور ہو تاکہ قیامت کے دن اسے بدلہ میں دے کر عذاب سے چھوٹ جائیں تو وہ ان سے قبول نہ کیا جائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے (اللہ کے یہاں تو ایمان، تقویٰ، قربِ الٰہی کے لیے وسیلہ، رضاءِ الٰہی کے لیے جہاد و سعی پیہم ہی مقبول ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دولت عذابِ الٰہی سے چھٹکارا نہیں دلا سکتی)۔

۳۷۔ يُرِيدُونَ أَنْ يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنْهَا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُقِيمٌ ۝

(قیامت کے دن کافر) چاہیں گے کہ وہ (کسی طرح) آگ سے نکل جائیں مگر وہ اس سے نکل نہ سکیں گے اور ان کے لیے (تو) دائمی عذاب ہے (وہ عذاب سے چھٹکارا پا کیسے سکتے ہیں)۔

گزشتہ رکوع میں ڈاکوؤں کی سزا کا ذکر تھا، اس جگہ چوروں کی سزا کا بیان ہے تاکہ جان کے ساتھ مال کی حفاظت بھی ہو سکے۔

۳۸۔ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

اور چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔ (یعنی داہنا ہاتھ کلائی پر سے کاٹ دو) یہ ان کے کیے کی سزا ہے (اور) اللہ کی طرف سے تنبیہ (وعبرت دوسروں کے لیے بھی ہے) اور اللہ غالب حکمت والا ہے (اس سزا کے متعلق کسی وہم میں نہ پڑو اس میں اللہ کی بڑی حکمت ہے۔ معاشرہ کو درست کرنے کا راز چوروں کی پرورش کرنے میں نہیں عبرت ناک سزا دینے میں ہے)۔

۳۹۔ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

پھر جس نے اپنے ظلم (اور دست درازی) کے بعد توبہ کی اور اپنی اصلاح کر لی تو بے شک اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا، بے شک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے (چور توبہ کرے لیکن ہاتھ کاٹنا باقی رہتا ہے، امید ہے کہ آخرت کے عذاب سے اللہ اسے معاف فرما دے۔

اوپر کی آیات میں چوری اور اس سے قبل ڈاکوؤں کی سزا کا ذکر تھا، کم علم انسان کے ذہن میں یہ تصور آسکتا ہے کہ یہ سزائیں بہت سخت ہیں حالانکہ پیشِ نظر یہ امر رکھنا چاہیے کہ اسلام پہلے ایک اسلامی معاشرہ کی تشکیل چاہتا ہے اور پھر سختی سے اس کا قیام۔ اگر ایک معاشرہ سرے سے غیر اسلامی ہو تو محض ہاتھ کاٹ دینا اصلاح معاشرہ کا باعث نہ ہوگا۔ اور نہ اس سے اسلام کا مقصد پورا ہوگا، بایں ہمہ ذہن انسانی کو ہر خلش سے نکالنے کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ دنیا اور جہان سب ہمارے ہیں ہم جس طرح چاہتے ہیں یہاں جزاء وسزا کے قوانین نافذ کرتے ہیں بندے کو تردد یا تنقید کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس لیے کہ ان تمام امور میں اللہ کو اپنی مخلوق کی، انفرادی اور اجتماعی فلاح وبہبود مقصود ہوتی ہے، جس تک ہر انسان کی رسائی نہیں ہوتی۔

۴۰۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

(اے انسان) کیا تو نہیں جانتا کہ آسمان و زمین کی سلطنت اللہ ہی کے واسطے ہے۔ جس کو چاہے عذاب کرے اور جس کو چاہے بخش دے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ڈاکہ، سرقہ کی سزا کے بعد اب ان لوگوں پر عذاب کا ذکر فرما رہا ہے جو "حدود اللہ" میں تحریف کے مرتکب ہوں یعنی اللہ کی قائم کی ہوئی سزاؤں کو کم یا زیادہ کر ڈالیں۔ چند یہود نے اس قسم کی تحریف کی تھی اس کی طرف بھی اشارہ ہے۔

۴۱- يَآيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ۭ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ۭ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْــــًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۭ لَهُمْ فِي

(ع ۶ — عند المتقدمین الوقف علی الاول اجوز)

اے رسول جو لوگ کفر کی طرف بڑھتے ہیں (پیش قدمی کرتے ہیں) آپ ان کے لیے آزردہ خاطر نہ ہوں ان میں (دو قسم کے لوگ ہیں ایک) وہ لوگ (یعنی منافق) جو زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں لیکن ان کے دل مسلمان نہیں اور (دوسرے) وہ یہودی ہیں جو جھوٹ بولنے کے لیے (غلط باتیں بنانے کے لیے) جاسوسی کرتے ہیں۔ وہ (دراصل) دوسری جماعت کے جاسوس ہیں جو آپ تک نہیں آئی (یہ لوگ صحیح باتوں کو ان کے مقام سے بدل ڈالتے ہیں (مثلاً کہیں سنگساری کا حکم ہے تو بدل کر کوڑے لگانے کا حکم دے دیا اور وہ اپنے جاسوسوں سے یہ بھی) کہتے ہیں اگر تم کو یہ حکم ملے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر تمہارے سوال کے جواب میں یہی فرمائیں جو ہم کہہ رہے ہیں) تو قبول کر لینا اور اگر یہ حکم نہ ملے (ان کا جواب بھی وہی ہو جو تورات میں سے ہم نے چھپا ڈالا ہے) تو احتراز کرنا (غرض یہ دونوں جماعتیں منافق ہوں یا کافر وہ راہ سے بھٹک گئے ہیں، جو سراسر عصیان ہے، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سراپا رحمت آپ ان کے لیے غمگین نہ ہوں) اور جس کو اللہ نے گمراہ کرنا چاہا تو آپ اس کے لیے اللہ کے یہاں (ہدایت کا کچھ بھی) اختیار نہیں رکھتے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے اللہ کو منظور نہیں کہ ان کے دلوں کو پاک کرے، ان کے لیے تو

آیت نمبر (۴۱) اس آیت میں ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ یہودیوں میں سے ایک شادی شدہ مرد و عورت زنا کے مرتکب ہوئے، دونوں اعلیٰ خاندان کے افراد تھے اس لیے علماء یہود نے ان کو رجم کی سزا دینے سے گریز کیا اور مدینہ منورہ سرکار دوعالمؐ کے پاس ایک وفد کے ساتھ بھیجا۔ اور مشورہ دیا کہ اگر حضورؐ کوڑے لگانے یا منہ کالا کرنے کا حکم دیں تو مان لینا اور اگر رجم کا حکم فرمائیں تو انکار کرنا۔ حضورؐ نے توریت کے حکم کے بموجب رجم ہی کا حکم فرمایا۔ انہوں نے نہ مانا۔ آپ نے فرمایا کہ تم نوجوان ابن صوریا کو پہچانتے ہو انہوں نے کہا کہ اس سے بڑھ کر یہود میں کوئی عالم نہیں۔ چنانچہ اس کو حَکَم مقرر کیا گیا جب وہ آیا تو حضورؐ نے کہا کہ اُس اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے دریا کو شق کیا اور بنی اسرائیل کو نجات دی، فرعون کو غرق کیا جس نے تم پر توریت نازل فرمائی، کیا توریت میں شادی شدہ زانی کے لیے رجم کی سزا ہے یا نہیں وہ انکار نہ کر سکا۔ چنانچہ ان دونوں زانی اور زانیہ کو رجم کیا گیا۔ یہودی سے دریافت کیا گیا کہ اس نے کیوں اقرار کیا، اس نے جواب دیا کہ اگر میں رسولِ برحق کے سامنے جھوٹ بولتا تو مجھے سخت عذاب کا اندیشہ تھا۔

الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں بھی بڑا عذاب ہے۔

۴۲- سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْئًا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ○

(یہ لوگ، جھوٹی باتیں بنانے کے لیے جاسوسی کرنے والے (اور) ناجائز مال کھانے والے ہیں، پس اگر یہ آپ کے پاس آئیں تو آپ ان کے درمیان فیصلہ فرمادیں یا آپ ان سے منہ موڑلیں (یعنی فیصلہ فرمائیں یا ان کے معاملات سے کنارہ کش رہیں، آپ کو اختیار ہے) اور اگر آپ ان سے اعراض فرمائیں تب بھی وہ آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور اگر آپ فیصلہ کریں ان کے درمیان تو انصاف سے فیصلہ کریں بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

۴۳- وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ○ ع ۹/۱۰

اور (اے رسول) وہ آپ کو انصاف کرنے والا کیوں کر بنا رہے ہیں، جب کہ خود ان کے پاس تورات موجود ہے جس میں (ان معاملات کے بارے میں جس کا فیصلہ وہ آپ سے چاہتے ہیں) اللہ کا حکم موجود ہے (بات یہ ہے کہ حکم سے تو واقف ہیں) پھر اس کے باوجود اس سے رُوگردانی کر رہے ہیں اور (دراصل) وہ (سرے سے) ایمان دار ہی نہیں۔

ساتواں رکوع

یہود، آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ مسئلہ دریافت کر رہے تھے جس کے متعلق تورات میں صاف حکم موجود تھا، اللہ فرماتا ہے کہ زنا کی سزا رجم، جو آپ فرما رہے ہیں، اور دیگر وہ ہدایت کی باتیں جو آپ فرماتے ہیں، ان میں سے اکثر تورات میں موجود ہیں بلکہ خود، آپ کا ذکرِ گرامی بھی ان کی کتاب میں موجود ہے، یہی نہیں، بلکہ پیغمبران اور انبیاء کرام علیہم السلام کے وہ احکام بھی موجود ہیں جو وہ دیتے آئے، اور ان کے درویش اور عالم ان احکامات سے، باخبر ہیں۔ بہرحال ان کی باتوں سے آپ آزردہ خاطر نہ ہوں، آپ بے خطر رہیں، آپ اللہ کے ہیں اور اللہ آپ کا۔ تورات آخری کتاب نہ تھی قرآن آخری کتاب ہے۔ قیامت تک کے لیے مشعلِ ہدایت ہے اس کے محافظ ہم خود ہیں، آپ مطمئن رہیں اس میں تحریف نہ ہو سکے گی۔

٤٤- إِنَّآ أَنزَلْنَا ٱلتَّوْرَىٰةَ فِيهَا هُدًى وَّ
نُورٌ يَحْكُمُ بِهَا ٱلنَّبِيُّونَ ٱلَّذِينَ
أَسْلَمُوا۟ لِلَّذِينَ هَادُوا۟ وَٱلرَّبَّـٰنِيُّونَ
وَٱلْأَحْبَارُ بِمَا ٱسْتُحْفِظُوا۟ مِن
كِتَـٰبِ ٱللَّهِ وَكَانُوا۟ عَلَيْهِ شُهَدَآءَ
فَلَا تَخْشَوُا۟ ٱلنَّاسَ وَٱخْشَوْنِ وَلَا
تَشْتَرُوا۟ بِـَٔايَـٰتِى ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ وَمَن
لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ
هُمُ ٱلْكَـٰفِرُونَ ○

بے شک ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی ہے (وہ اللہ کے نیک بندوں کو اللہ کے قرب کا راستہ بتاتی ہے اور ظلمت سے نور میں لاتی ہے) اس (تورات) سے پیغمبر جو (ہمارے) فرماں بردار تھے یہود کو حکم دیتے رہے، اور (یہود کے) مشائخ اور علما (بھی اسی کے مطابق یہود کی ہدایت کرتے رہے اور اس کے احکام پر ان کو چلانے کے لیے کوشاں رہے) اس لیے کہ وہ اللہ کی کتاب کے محافظ ٹھیرائے گئے تھے۔ اور وہ خود (اپنے قول و فعل سے) اس پر گواہ تھے، (اس کے احکام کی اتباع کرتے اور کتاب کی حفاظت کو اپنا فرض سمجھتے تھے) پس (اے اہلِ کتاب! یہود) تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کے بدلے معمولی سا (دنیاوی) فائدہ نہ لو (یعنی کسی خوف اور طمع کے باعث تورات میں تبدیلی یا تحریف نہ کرو، نہ آیات چھپاؤ، اپنی ذمہ داری کا احساس کرو، یہ خطاب یہود کے رؤسا اور علماءِ سُوء سے ہے جو تورات کے احکام کے منکر ہو رہے تھے، ساتھ ہی اس پاداش کی بھی یاد دلائی جا رہی ہے) اور جو کوئی اللہ کے نازل کیے ہوئے (احکام) کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو وہی لوگ کافر ہیں (حق کو چھپانے والے ہیں)۔

٤٥- وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ أَنَّ ٱلنَّفْسَ
بِٱلنَّفْسِ وَٱلْعَيْنَ بِٱلْعَيْنِ وَٱلْأَنفَ
بِٱلْأَنفِ وَٱلْأُذُنَ بِٱلْأُذُنِ وَٱلسِّنَّ
بِٱلسِّنِّ وَٱلْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۚ فَمَن
تَصَدَّقَ بِهِۦ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُۥ ۚ وَ
مَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ
فَأُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّـٰلِمُونَ ○

اور ہم نے اس (کتاب تورات) میں ان پر یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان، اور دانت کے بدلے دانت اور دیگر زخموں کا ان کے برابر بدلہ ہے۔ البتہ جو شخص اسے معاف کر دے تو یہ (معافی) اس کے گناہ کا کفارہ ہوگی اور جو اللہ کے نازل کیے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں (جنھوں نے عمل میں حد سے تجاوز کیا)۔

٤٦- وَقَفَّيْنَا عَلَىٰٓ ءَاثَـٰرِهِم بِعِيسَى ٱبْنِ
مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ
مِنَ ٱلتَّوْرَىٰةِ ۖ وَءَاتَيْنَـٰهُ ٱلْإِنجِيلَ

اور ان پیغمبروں کے بعد (انہیں کی نسل سے) انہیں کے نقشِ قدم پر ہم نے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا جو کتاب تورات کی جو (ان سے) پہلے سے موجود تھی، تصدیق کرتے تھے، اور ہم نے ان کو انجیل (بھی) دی، جس میں ہدایت اور روشنی تھی اور یہ کتاب (انجیل خود بھی) اپنے سے قبل والی کتاب تورات کی تصدیق کرتی تھی، اور پرہیزگاروں

فِيهِ هُدًى وَّنُورٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۝

(اور طالبانِ نجات) کے لیے ہدایت اور نصیحت تھی۔

۴۷- وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهِ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

اور (اب انجیل کے نازل ہونے کے بعد) انجیل پر ایمان لانے والوں کو چاہیے کہ اللہ نے جو اس میں احکام نازل فرمائے ہیں ان کے مطابق فیصلہ دیا کریں، اور جو کوئی (اس کی خلاف ورزی کرے اور) اللہ کے نازل کیے ہوئے (احکام) کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے (ہی) لوگ نافرمان ہیں۔

توراۃ اور انجیل کے ماننے والوں پر ہی کیا موقوف ہے اگر قرآن مجید کے نازل ہونے کے بعد قرآن کو ماننے والے اس کے احکام کو نہ مانیں تو وہ بھی نافرمانوں کے زمرہ میں ہوں گے۔

۴۸- وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۭ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝

اور (اے رسول) ہم نے آپ پر سچی کتاب نازل کی، جو سابقہ کتابوں کی تصدیق کرنے والی اور ان (کے مضامین) کی محافظ ہے، پس جو احکام اللہ نے نازل فرمائے ہیں آپ ان کے مطابق حکم دیں (فیصلہ فرمائیں) اور جو حق بات اللہ کی طرف سے آپ کو پہونچی ہے اس کو چھوڑ کر ان کی خواہشات پر نہ چلیں ہم نے تم میں سے ہر ایک (فرقہ) کے لیے ایک دستور اور طریقہ مقرر کیا تھا۔ اور اگر اللہ چاہتا تو تم (سب) کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن وہ اپنے دیے ہوئے احکام میں تمہاری آزمائش کرنا چاہتا ہے پس تم نیک کاموں میں جلدی کرو (دوسروں سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو بالآخر) تم سب کو اللہ کے پاس پہونچنا ہے (وہاں ان اختلافات کا فیصلہ ہو جائے گا) پس وہ تم سب کو بتا دے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہے (یہ عمل کی جگہ ہے عمل کیے جاؤ فیصلے وہاں ہوں گے۔ وہاں حقیقت ظاہر ہوگی)۔

۴۹- وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ

اور (بہر حال دنیا اختلافات میں کتنی ہی دست و گریباں رہے آپ کے لیے یہی حکم ہے کہ) جو (حکم) خدا نے نازل فرمایا ہے آپ ان میں اسی کے مطابق

اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۝

فیصلے کریں اور ان کی خواہشوں پر نہ چلیں اور ان سے بچتے رہیں کہ کہیں کسی حکم سے جو خدا نے آپ پر اُتارا ہے، آپ کو بہکا (نہ) دیں۔ پھر اگر وہ نہ مانیں تو سمجھ لیجیے کہ اللہ کو یہی منظور ہے کہ ان کے بعض گناہوں کی وجہ سے ان کو مصیبت میں گرفتار کرے اور لوگوں میں تو اکثر نافرمان ہی ہیں (ان میں سے اکثر آپ کے حکم سے روگردانی کریں گے)۔

۵۰۔ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ ع ۷ / ۱۱

(یہ جو لوگ روگردانی کرتے ہیں) کیا یہ زمانۂ جاہلیت کے حکم (احکام) کے خواہش مند ہیں (ان کو پھر رواج دینا چاہتے ہیں) اور یقین رکھنے والی قوم کے لیے اللہ سے بہتر کس کا حکم ہو سکتا ہے۔

آٹھواں رکوع

گزشتہ آیات میں مسلمانوں کو متنبہ کیا گیا تھا، کہ وہ ان لوگوں سے جو احکام الٰہی سے روگردانی کرتے ہیں، بچتے رہیں اور اللہ کے حکم کو دل و جان سے بجا لائیں، ان احکامات کی پورے طور سے بجا آوری میں یہود اور نصاریٰ کی چال بازیاں مانع ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں کو ہوشیار کیا جارہا ہے کہ ان سے قلبی لگاؤ پیدا نہ کریں۔ دنیا برتیں، اس طرح دنیاوی خسارہ بھی نہ ہوگا اور نہ ان کے تعلقاتِ دنیوی آخرت ہی پر اثر انداز ہوں گے۔

۵۱۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

(ق ۔ منزل ۔ عند البعض ۔ غفران)

اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا (دلی) دوست نہ بناؤ، (وہ تمہارے دوست نہیں) وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور (اس کے بعد بھی) جو کوئی تم میں ان سے دوستی کا دم بھرے تو وہ انھیں میں سے ہے۔ (وہ ظالم ہے کہ خود اپنی جان پر اور مسلمانوں پر ستم ڈھا رہا ہے) بے شک اللہ ظالموں کو کبھی ہدایت نہیں دیتا۔

۵۲۔ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى

پس (اے رسول) آپ اُن لوگوں کو جن کے دلوں میں (نفاق، بغض اور حسد کی) بیماری ہے دیکھیں گے کہ ان (یہود اور نصاریٰ) سے کیسے دوڑ کر

أَنْ تُصِيبَنَا دَآئِرَةٌ ۚ فَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوا عَلٰى مَآ أَسَرُّوا فِيْٓ أَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ۝

ملتے ہیں (پھر اپنے نفس کو اور دوسرے لوگوں کو یوں دھوکہ دیتے ہیں اور) کہتے ہیں کہ ہم کو ڈر ہے کہ (کہیں اگر ہم ان یہود سے الگ رہیں تو) کسی گردش میں نہ آجائیں (یہی تو قحط اور مصیبت میں ہمارے ساتھ ہوکار ہیں) پس وہ وقت قریب ہے کہ اللہ فتح بھیجے (مسلمانوں کو فتح یاب کرے) یا کوئی اور بات اپنے یہاں سے (ان کے مناسب حال نازل فرما دے) تو (یہ منافق) اپنے دل کی باتوں پر جنھیں پوشیدہ رکھا تھا پچھتاتے رہ جائیں۔

٥٣۔ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا أَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ أَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ۙ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ۚ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ۝

اور (اس وقت) مسلمان ان کو (تعجب سے دیکھ کر) کہیں گے کیا یہ وہی لوگ ہیں جو خدا کی سخت سے سخت قسمیں کھایا کرتے تھے (ہمیں یقین دلاتے تھے) کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں (آج) ان کے اعمال برباد ہوگئے اور وہ خسارہ میں پڑ گئے (ہمارا تو کچھ نہ گیا، انہیں کی کوششیں رائیگاں گئیں اور انہیں کو نقصان پہونچا)۔

الثلثة

٥٤۔ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ۚ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

اے ایمان والو! جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا (مرتد ہو جائے گا) تو عن قریب اللہ ایک ایسی قوم لے آئے گا (ایسے محبانِ دین پیدا ہوں گے) جن کو وہ محبوب رکھے گا اور وہ اسے محبوب رکھیں گے، جو مسلمانوں کے لیے نرم دل اور کافروں کے لیے سخت مزاج ہوں گے اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہ کرینگے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے۔ اور اللہ بڑی کشائش علم والا ہے۔ (اس کی رحمت کا دامن وسیع ہے اور وہ ہر چیز سے پوری طرح آگاہ ہے)۔

مسلمانو! تمہارے دوست یہود و نصاریٰ نہیں۔

٥٥۔ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ

بے شک تمہارا دوست (رفیق) تو اللہ اور اس کا رسول ہی ہے اور وہ ایمان والے ہیں (جن کی توجہ ہمیشہ اللہ اور رسول کی طرف رہتی ہے) جو

الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ ○

نماز کے پابند ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا کے سامنے (ہر حال میں) عاجزی سے جھکے رہتے ہیں۔

۵۶۔ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ○ ع ۸ / ۱۲

اور جو کوئی اللہ کو اور اس کے رسول کو اور ایمان والوں کو دوست رکھے (تو یہ اللہ کی جماعت میں داخل ہوگیا) سو اللہ والوں کی جماعت ہی غالب رہے گی۔ (کیونکہ فتح و نصرت تعداد پر نہیں امرِ الٰہی کے تابع ہے)۔

نواں رکوع

گزشتہ رکوع میں یہود و نصاریٰ سے ترکِ موالات کا ذکر تھا۔ یہاں خود ان کے حقارت آمیز انداز کا بیان فرمایا جارہا ہے جو اسلام اور مسلمانوں سے وہ روا رکھا کرتے تھے۔ مسلمانوں کی غیرتِ اسلامی کو بیدار کیا جارہا ہے تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں خود ہی ان سے ایک بےتعلقی اور بیزاری کا جذبہ پیدا ہوجائے۔

۵۷۔ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَکُمْ ھُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَالْکُفَّارَ اَوْلِیَآءَ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○

اے ایمان والو! ان لوگوں کو جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے (یعنی یہود و نصاریٰ) جن کو تم سے پہلے کتاب دی جاچکی ہے اور کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ، اور اگر تم ایمان والے ہو تو اللہ سے ڈرو (اس کا تصور بھی نہ لاؤ کہ مشرک و کافر تم کو کوئی فائدہ یا نقصان پہونچا سکتے ہیں ایسا تصور بھی مومن کی شان سے بعید ہے)۔

تم دیکھتے ہو کہ یہ لوگ تمہاری اذان اور تمہاری نماز کا کس طرح مذاق اڑاتے ہیں، شعائر اللہ کی کس طرح توہین کرتے ہیں۔ مسلمانو! سوچو کیا یہ دشمنِ اسلام تمہارے دوست ہوسکتے ہیں۔

۵۸۔ وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوْھَا ھُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ○

اور جب تم لوگ نماز کے لیے اذان دیتے ہو (لوگوں کو نماز کی طرف بلاتے ہو) تو وہ اس کو (بھی) ہنسی اور کھیل ٹھیراتے ہیں۔ یہ اس لیے ہے کہ وہ بےعقل لوگ (ناعاقبت اندیش) ہیں (اگر وہ عقل کے دشمن نہ ہوتے تو اس اذان کا مذاق نہ اڑاتے جس کا مقصد اللہ کی بڑائی اور

اس کی عظمت کو یاد دلانا اور اس کی عبادت کی طرف رجوع کرنا ہے)۔

٥٩- قُلْ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ○

آپ فرما دیجیے کہ، اے اہلِ کتاب تم کو ہماری کیا بات بُری معلوم ہوئی، (تم کو ہم سے کیوں ضد ہے آخر اس دشمنی کا کیا سبب ہے) سوائے اس کے کہ ہم اللہ پر اور جو ہم پر نازل ہوا (قرآن مجید) اور جو ہم سے پہلے نازل ہوچکا (یعنی تورات و انجیل اور دیگر آسمانی کتب) اس پر ایمان لائے، اور (اصل دشمنی کی تو وجہ ہے) یہ کہ تم میں سے اکثر نافرمان ہیں (اور اللہ نے ہم کو جو توفیقِ ایمان عطا فرمائی ہے وہ تم سے دیکھی نہیں جاتی)۔

دراصل اس طعن وتشنیع کے اصل مستحق تو تم خود ہو کیوں کہ تم پر اللہ تعالےٰ کا تمہاری نافرمانیوں کے سبب، بارہا عتاب آچکا لیکن تمہاری آنکھیں نہ کھلیں۔

٦٠- قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ○

(اے رسول) آپ کہہ دیجیے، کیا میں تم کو بتاؤں کہ (فی الواقع) اللہ کے یہاں کس کا بُرا بدلہ ہے (ان کا جن کو تم نے بُرا فرض کرلیا ہے یا ان کا جو فی الواقع بُرے ہیں یعنی تم خود، سنو!) وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور ان پر اپنا غضب نازل کیا اور جن میں بعض کو (ان کے اعمال اور کردارِ بد کے باعث اللہ نے) بندر و سور بنا دیا اور جنھوں نے شیطان کی پرستش کی (یہی لوگ درحقیقت بُرے لوگ ہیں اور) انھیں لوگوں کا بُرا ٹھکانا ہے اور وہ راہِ راست سے بہت بھٹکے ہوئے ہیں۔

٦١- وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ○

اور (اے مسلمانو!) جب یہ لوگ (یہود و نصاریٰ) تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے حالانکہ وہ کافر ہی آتے ہیں اور کافر ہی چلے جاتے ہیں (نہ ایمان و یقین سے آتے ہیں اور نہ تمہاری تلقین کا ان پر کوئی اثر ہی ہوتا ہے) اور جو کچھ وہ چھپایا کرتے ہیں اللہ اس کو خوب جانتا ہے (وہ ان کی منافقت، ان کی تمناؤں اور چال بازیوں سے اچھی طرح واقف ہے)۔

٦٢- وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

اور (یہود و نصاریٰ کا تو یہ حال ہے کہ) آپ ان میں سے بہتوں کو دیکھتے ہیں کہ گناہ، ظلم اور حرام کھانے پر گرے پڑے ہیں (گناہوں سے انھیں رغبت ہے انھیں کی طرف تیزی سے بڑھ رہے ہیں اور ان ہی کے پیچھے پڑتے ہیں اور یہ تو) بہت بُرے کام ہیں جو وہ کر رہے ہیں۔

لطف یہ ہے کہ خود ان کے علماء اور درویش ان کو ان بُرے کاموں سے نہیں روکتے، گویا عوام و خواص دونوں نافرمانیوں میں غرق ہیں مسلمانو! دیکھو تم نہ صرف ان سے بلکہ ان کے اس برے فعل سے بھی ہوشیار رہو اور اپنے منصبِ تبلیغ پر کاربند رہو اور شریعت کے پاسبان بنے رہو۔

۶۳- لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ○

ان کے درویش اور علماء ان کو گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے کیوں نہیں روکتے (افسوس) بہت ہی بُرے عمل ہیں جو وہ کر رہے ہیں۔

۶۴- وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ○

اور یہود (اس درجہ گستاخ ہیں) کہتے ہیں کہ خدا کا ہاتھ بند ہے (تنگ ہے، نعوذ باللہ، خدا بخیل ہے) (اس گستاخی پر) انھیں کے ہاتھ تنگ ہو جائیں اور ان کے اس کہنے پر ان پر لعنت ہو (اللہ کے ہاتھ بند نہیں) بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں جس طرح چاہتا ہے صرف کرتا ہے۔ اور (اے رسول آپ دیکھیں گے کہ) جو کلام آپ کے رب کی طرف سے آپ پر اُترا ہے اس سے ان کی شرارت اور انکار اور بڑھ جائیگا اور (بات یہ ہے کہ) ہم نے ان (کے سینوں) میں عداوت اور بغض تا قیام قیامت ڈال دیا ہے (اور اس بغض و حسد اور اپنی فطری شرارتوں کے باعث) جب بھی وہ لڑائی کی آگ سُلگاتے ہیں تو اللہ اسے بجھا دیتا ہے (اپنی مخلوق کو ان کے شر سے بچا لیتا ہے) اور یہ لوگ ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں اور اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا (اس لیے یہ خود ہی اپنے مکر و فریب کا شکار ہوتے رہتے ہیں)۔

۶۵- وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ○

اور اگر (یہ) اہلِ کتاب ایمان لاتے اور اللہ سے ڈرتے تو ہم ان کے گناہ ان سے یقیناً دور کر دیتے اور ان کو اپنی نعمت کے باغوں میں داخل کرتے۔

۶۶- وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ○ ع

اور اگر وہ تورات و انجیل پر اور اس پر جو کچھ اللہ کی طرف سے (دیگر کتابیں) ان پر اُتاری گئیں، کاربند رہتے (یعنی ان میں جو اصولِ دین تھے ان کو قائم رکھتے اور ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی جو بشارت تھی اس کو نہ چھپاتے تو (ان پر رزقِ طیب کی بارش ہوتی، اور) وہ اپنے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے (طرح طرح کی نعمتیں) کھاتے (لیکن) ان میں سے کچھ لوگ اعتدال پسند ہیں (ان کے عمل میں ریا اور شہرت کا شائبہ نہیں اور وہ صراطِ مستقیم پر ہیں) اور ان میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو بُرے کام کر رہے ہیں (یعنی نہ ان میں صحتِ عقیدہ ہے اور نہ حسنِ عمل)

دسواں رکوع

گزشتہ رکوع میں یہود کی گستاخیوں کا ذکر ہوا۔ بتایا گیا کہ وہ کس طرح دین کا مذاق اڑاتے اور اسلام سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اپنی ناعاقبت اندیشی کا ثبوت دیتے ہیں اس رکوع میں مسلمانوں کو باخبر کیا جا رہا ہے کہ وہ اپنے دین کی حفاظت اور اس کی تبلیغ سے غافل نہ ہوں، راہ حق کی تبلیغ میں اللہ ان کی حفاظت کریگا، یہاں خطاب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن ہر زمانے میں اس سے امت کے مبلغین مراد ہیں کہ وہ مبلغ اعظم کے اندازِ تبلیغ سے سبق لیں اور تبلیغ حق میں ہمیشہ سرگرم رہیں۔ اور توحیدِ باری تعالیٰ ہی کو مرکزِ یقین بنائے رکھیں۔ اللہ انکو ہر فتنہ پر غالب کریگا خواہ وہ اہل کتاب کی طرف سے ہو یا کفار کی جانب سے۔

۶۷- يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ○

اے رسول (اے مظہر امر ربانی) جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے اترا ہے (سب کا سب لوگوں کو) پہنچا دیجیے (ذرا بھی نرمی اختیار نہ کیجیے جو بات جس سختی سے کہنی ہے ویسے ہی کہیے تاکہ قرآنی احکام ویسے ہی ثابت ہو جائیں جیسے پہلی کتابوں میں تھے رحمت آپ کی سرشت سہی، لیکن آپ کا کام تبلیغ ہی ہے) اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو اللہ کا پیغام پہونچایا ہی نہیں اور (جہاں تک خطرے کا تعلق ہے) اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا (رہی ہدایت۔ تو ہدایت دینا اللہ کا کام ہے جو اپنی برتری کے تصور میں رہ کر انکار کرے وہ کافر ہے اور) بیشک اللہ منکروں کو ہدایت نہیں دیتا۔

۶۸- قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَىْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○

(آپ ان اہلِ کتاب کو صاف صاف) فرما دیجیے اے اہلِ کتاب تم بالکل راہِ (ہدایت) پر نہیں جب تک تم توراۃ و انجیل کو اور جو کتابیں) تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوئیں ان کو (اپنے ایمان و عمل سے) قائم نہ کرو (اور تم مسلمانوں کی طرح بلا خوف و تردد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کا اقرار نہ کرو، کہ یہی محبتِ رسول ایمان کی روح ہے) اور (یہ قرآن جو توراۃ و انجیل اور دیگر کتبِ سماویہ کی تصدیق کرنے والا ہے) جو آپ پر آپ کے رب کی طرف سے اترا ہے ان میں سے اکثر کی سرکشی اور کفر کو بڑھا دے گا پس (آپ کبیدہ خاطر نہ ہوں) ان کافروں کی حالت پر افسوس نہ فرمائیں۔

۶۹- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

بیشک جو لوگ مسلمان (نما) ہیں (بظاہر ایمان لائے ہیں لیکن دل سے اسلام پر قائم نہیں) اور جو یہود ہیں یا صابی (لادین) یا نصرانی ہیں (یا کسی اور فرقے سے تعلق رکھتے ہیں) ان میں سے جو (بھی صحیح طور سے) اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو ان کو نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (فلاح و بہبود کا دار و مدار صحتِ عقیدہ اور حسنِ عمل پر ہے، صرف چرب زبانی سے کوئی مامون نہیں ہو سکتا جس قوم کو اپنی صداقت کا دعویٰ ہے وہ اس کسوٹی پر پوری اترے)

اوپر کی آیت سے دھوکہ نہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری نہیں، رسول ہی کے باور رہنے کا نام ایمان ہے، رسول ہی سے اللہ کو پہچانا جاتا ہے، وہی اس کے احکام لاتا ہے۔ اس کے لائے ہوئے احکام حق ہوتے ہیں کسی نبی کو ماننا کسی نبی کا انکار کرنا، گویا بھیجنے والے کا انکار کرنا ہے۔ ہر نبی نے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا مژدہ سنایا اور آپ کے منصب کا

اقرار کیا ۔ ان رسولوں کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے ۔

۷۰۔ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ۭ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ۝

بیشک ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ قول و اقرار لیا اور ان کی طرف پیغمبر بھیجے (لیکن ان کا یہ حال تھا کہ) جب بھی کوئی پیغمبر ان کے پاس کوئی ایسا حکم لاتا جو انھیں خوش نہ آتا ، (ان کے نفس اور مرضی کے خلاف ہوتا) تو بعض انبیاء کو جھٹلا دیتے اور بعض (پیغمبروں) کو قتل کر دیتے ۔

۷۱۔ وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝

اور (اس پر طرہ یہ کہ وہ) خیال کرتے کہ (اللہ کے پیغمبروں کے قتل اور ان کی تکذیب سے ان پر) کوئی آفت نہ آئے گی (نہ اس کا وبال پڑے گا نہ کوئی عذاب آئے گا) پس وہ اندھے (ہوگئے اپنے اعمال بد کے خمیازہ سے) اور بہرے ہوگئے (سمع قبول سے ، اور آخر ان پر پاداش عمل میں ظالم بادشاہ مسلط ہوئے) پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کی (اور ذلت و رسوائی کے گڑھے سے نکالا لیکن یہ یہود اپنی نازیبا اور ناروا حرکتوں سے باز نہ آئے) پھر ان میں سے اکثر اندھے اور بہرے ہوگئے (احکامِ الٰہی سے اعراض و روگردانی ان کا شعار بن گیا) اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ سب دیکھتا ہے (وہ اللہ کے عذاب سے بچ نہ سکیں گے) ۔

یہاں تک یہود کا ذکر تھا ۔ اب اُس مسیحی فرقہ کا ذکر آرہا ہے جن کو اپنے صحتِ عقیدہ اور حسنِ عمل پر بڑا ناز تھا اور وہ گمراہی میں پڑے ہوئے تھے ۔

۷۲۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝

بے شک انہوں نے کفر کیا جن لوگوں نے کہا کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے ، حالانکہ خود (حضرت) مسیح یہ کہا کرتے تھے اے بنی اسرائیل اللہ کی بندگی کرو جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے خوب سمجھ لو کہ جس نے اللہ کا شریک ٹھیرایا تو بلاشبہ اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی ، اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی معاون (اور مددگار) نہ ہوگا ۔

۷۳۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ

بے شک ان لوگوں نے (بھی) کفر کیا (وہ بھی کافر ہوئے) جنھوں نے یہ کہا کہ اللہ

آیت نمبر ۷۳ ۔ نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ باپ بیٹا ، اور روح القدس تینوں مل کر بھی خدا ہیں اور الگ الگ بھی خدا ہیں ۔

ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

تین میں کا تیسرا ہے حالانکہ بجز اس ایک معبود (یکتا اور یگانہ) کے کوئی معبود نہیں اور اگر (یہ نصاریٰ) اپنے اس کہنے سے باز نہ آئے تو ان میں کا فروں کے لیے (یعنی ان لوگوں کے لیے جو اس عقیدۂ تثلیث پر قائم رہیں گے) دردناک عذاب ہوگا۔

۷۴ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(ان لوگوں کو کیا ہو گیا) کیوں خدائے (عزوجل) کے حضور توبہ نہیں کرتے اور اس سے بخشش طلب نہیں کرتے (تاکہ عذابِ آخرت سے بچ جائیں) اور اللہ تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

۷۵۔ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝

مسیح ابن مریم تو (دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح) اللہ کے ایک پیغمبر ہی ہیں، بے شک ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے اور ان کی ماں ایک صادق القول خاتون تھیں (پاکیزہ، سچی، پارسا، فرمانبردار خاتون تھیں لیکن وہ اور ان کے بیٹے مسیح دونوں دیگر مخلوقِ خدا کی طرح بقاءِ زیست کے لیے رزق کے حاجتمند تھے) دونوں کھانا کھاتے تھے۔ دیکھیے ہم ان (نصاریٰ) کے لیے اپنی کیسی کھلی کھلی دلیلیں (سامنے کی مثالوں سے) بیان کرتے ہیں پھر (یہ بھی) دیکھیے کہ یہ کدھر اُلٹے بھاگ رہے ہیں (کیسے راہِ ضلالت پر بڑھے چلے جا رہے ہیں)۔

۷۶۔ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

(اے پیغمبر ان لوگوں سے) آپ فرما دیجیے (اے لوگو تم کو کیا ہو گیا ہے) کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ایسے کی بندگی کرتے ہو جو تمہارے بُرے اور بھلے کا مالک نہیں (نہ تم کو نفع پہونچانا اس کے مقدور میں ہے اور نہ تم کو نقصان ہی پہونچانا اس کے اختیار میں۔ اس کو تو تمہاری خبر تک نہیں) اور اللہ ہی (سب کی دعائیں) سنتا (اور سب کا حال) جانتا ہے۔

۷۷۔ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝ ع ۱۱ / ۱۴

آپ کہہ دیجیے، اے اہلِ کتاب! اپنے دین (کی باتوں) میں ناحق مبالغہ نہ کیا کرو اور ان لوگوں کی خواہشوں پر نہ چلو جو پہلے (خود) ہی گمراہ ہو چکے ہیں اور بہتوں کو گمراہ کر چکے ہیں اور سیدھے راستہ سے بھٹک گئے ہیں۔
(جو خود گم کردہ راہ ہے وہ دوسرے کو راہ کیا دکھائے گا سوائے اس کے کہ اگر وہ راہِ راست پر ہوں بھی تو ان کو گمراہ کر دے)۔

گیارھواں رکوع

غرض جب یہود و مشرکین کے گناہ، فتنے، مظالم حد سے بڑھ گئے، معاشرہ برباد ہو گیا، جرائم عام ہو گئے، جرم جرم ہی نہ رہا۔ ارتکابِ جرم سے کوئی کسی کو نہ روکتا، عصمت و عفت کی کوئی قیمت نہ رہی سب کچھ نفس پر قربان

کیا جانے لگا تو اللہ نے حضرت داؤد اور حضرت مسیح علیہما السلام کی زبان سے ان پر لعنت کی شکل انسانی مسخ کر کے اُن کو بندر و سور بنا دیا گیا۔ قوم کے دلوں کو بھی مسخ کر دیا گیا ان میں بھی بندر کی سی خود غرضی، لالچ اور بے حیائی پیدا ہو گئی۔ جو آج تک قائم ہے۔ البتہ یہود اور نصاریٰ میں سے نصاریٰ نسبتاً اسلام کی طرف مائل ہوئے، کچھ اس وجہ سے بھی کہ ابھی ان میں حق کے متلاشی، خدا ترس علماء اور درویش موجود تھے، اس رکوع میں اللہ کے قانون توڑنے والوں اور احکامات الٰہی کی توہین کرنے والوں پر عذاب کے نزول کا ذکر ہے اور جن لوگوں میں قبولیت حق کی استعداد و صلاحیت باقی ہے، ان کی تعریف کی گئی ہے۔

۷۸۔ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝

جو لوگ بنی اسرائیل میں سے کافر ہوئے ان پر (حضرت) داؤد اور (حضرت) عیسیٰ بن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی، یہ اس لیے ہوا کہ وہ نافرمان تھے اور (نافرمانی میں بھی) حد سے گزر گئے تھے۔

۷۹۔ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝

(انکی یہ حالت ہو چکی تھی کہ) جو بُرے کام وہ کرتے تھے ان کو ایک دوسرے کو منع نہ کرتے تھے (گویا انکی نگاہ میں جرم جرم ہی نہ رہا) بیشک بہت ہی بُرے افعال ہیں جو وہ کیا کرتے تھے۔

۸۰۔ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝

(اے رسول) آپ ان میں سے بہتوں کو دیکھتے ہیں کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں بیشک انہوں نے خود اپنے لیے (اللہ کے سامنے پیش ہونے سے قبل) اپنے آگے بُرا سامان بھیجا کہ (اسی کے نتیجہ میں) خدا ان سے ناراض ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

۸۱۔ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

اور اگر یہ لوگ اللہ پر اور رسول پر اور جو کچھ آپ پر اترا اس پر ایمان رکھتے تو ان (کافروں) کو دوست نہ بناتے، (اگر اللہ والے ہوتے تو اللہ والوں ہی سے محبت کرتے کافروں سے محبت نہ کرتے) لیکن (حقیقت یہ ہے کہ) ان میں سے اکثر نافرمان (اور بدکار) ہیں۔

۸۲۔ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَھُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

(اے رسول) آپ لوگوں میں سے مسلمانوں کا شدید ترین دشمن یہود اور مشرکین کو پائیں گے اور لوگوں میں مسلمانوں سے محبت میں قریب ان کو پائیں گے جو اپنے کو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں (یہاں نجاشی، ان کے دوست اور نصاریٰ کے وہ علماء اور درویش مراد ہیں جو مسلمان ہوئے۔ جیسا کہ اگلی آیت سے واضح ہو جائے گا) یہ اس وجہ سے کہ ان میں علماء اور درویش ہیں اور اس واسطے کہ وہ تکبر نہیں کرتے (اسی کا نتیجہ ہے کہ جب وہ حق بات سنتے ہیں تو ان کے قلوب عرفان حق سے لبریز ہو جاتے ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں)۔

پارہ ۷

وَاِذَا سَمِعُوْا

۸۳- وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○

اور جب (بعض سچے عیسائی) اس (قرآن) کو سنتے ہیں جو رسول پر اتارا گیا تو آپ دیکھتے ہیں کہ اس حق کے سبب جسے انہوں نے جان لیا ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں (کلام سے یہ اثر پذیری اس لیے ہے کہ ان میں تکبّر نہیں وہ گوشِ دل سے سُنتے ہیں اور صرف متاثر ہی نہیں ہوتے بلکہ) عرض کرتے ہیں، اے ہمارے رب ہم ایمان لائے۔ تو اس حق پر ایمان لانے والوں کے ساتھ تُو ہمارا نام (بھی) لکھ لے (جن کے یہ شاہد ہیں ہم کو بھی ان کا شاہد بنا دے)

یہ وہ لوگ تھے جو منبع صدق وصفا سے حق و صداقت کا پیام سُن کر ایمان لائے اور بول اُٹھے۔

۸۴- وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ○

اور ہم کو کیا ہوا کہ ہم اللہ پر ایمان نہ لائیں اور اس حق پر جو ہمارے پاس آچکا ہے (یعنی کتاب اور صاحبِ کتاب پر یقین نہ کریں) اور (پھر یہ توقع کریں کہ ہم کو ہمارا رب نیک بختوں کے ساتھ (صاحبانِ بصیرت، صاحبِ عمل لوگوں کے ساتھ اپنی رضا کی جنّت میں) داخل کرے گا (حق کو نہ ماننا اور انعام کی امید کرنا یہ تو سراسر حماقت ہے)

جب اللہ مغفرت میں لانا چاہتا ہے تو بندے کی آنکھوں سے آنسو امڈنے لگتے ہیں
عیسائیوں کے اس گروہ پر جو طالبِ حق تھے یہ کیفیت تو طاری ہو چکی تھی، اب غفران کے ساتھ انعام کا وعدہ بھی آگیا۔

۸۵- فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزَآءُ

پھر اللہ نے ان کی اس التجا پر اس کے بدلے میں ایسے باغ عطا فرمائے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور نیکو کاروں کا یہی صلہ ہے۔ (اللہ ان لوگوں کو جن کا ایقان مکمل فرماتا ہے یہی بدلہ

الْمُحْسِنِيْنَ ○ دیتا ہے۔

(دیکھو گزشتہ آیات میں جب ان نیک بندوں نے پہلے شاہدین میں شامل ہونے کی دُعا کی تو ایمان کے ساتھ عمل کی لذت پائی، تصورِ صالح پیدا ہوا، پھر جب یہ صاحب ایقان، صلاحیتِ کار کو اُجاگر کرنے کے طالب ہوئے، تو حُسنِ عمل کی نعمت ملی، دل پر سے حجابات اُٹھنے لگے اور محسنین میں شامل ہو گئے جن کے لیے یہاں بھی راحت ہے اور وہاں بھی جنّت)۔

۸۶- وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ○ ع

اور (برخلاف اس کے) جن لوگوں نے حق کا انکار کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا، وہی لوگ دوزخی ہیں۔

بارھواں رکوع

جب نصاریٰ کے چند علماء اور درویشوں کی تعریف میں یہ آیات نازل ہوئیں تو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، جو خالص محبّت کے بندے اور رضاءِ حق کے جویا تھے، ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور یہ سمجھ کر کہ شاید اللہ کو نصاریٰ کی رہبانیت پسند ہے خود بھی رہبانیت کی طرف مائل ہونے لگے، اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت فرماتا ہے۔ کہ رہبانیت اسلام کا شعار نہیں اسلام کا شعار تو اعتدال ہے اس لیے پیروانِ اسلام کو جسم و جسمانیت اور روحانیت کے درمیان ایک صراطِ مستقیم پر چلنا ہوگا۔

آنے والی آیت میں انہیں کھانے، پینے کی لذّت کی طرف متوجہ کیا جا رہا ہے۔ سورہ کے ابتدا میں بھی اسی کا ذکر تھا، یہاں کھانے کے آداب کے ساتھ، حرام اور ناپاک اشیاء سے روکا جا رہا ہے۔ یہ بھی بتایا جا رہا ہے کہ کسی حلال اور طیّب چیز کو اللہ کی قسم کھا کر اپنے اوپر حرام نہ کرو اس کے بعد اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت پر زور دیا گیا ہے، اور بتایا گیا ہے کہ تم مُحسن کیونکر بنو۔

۸۷- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ○

اے ایمان والو! جو پاکیزہ (اور لذیذ) چیزیں اللہ نے تمہارے لیے حلال کردیں، ان کو اپنے اوپر حرام نہ کرلو۔ اور نہ حد سے بڑھو (عیش میں نہ پڑجاؤ) بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

نہ تو تم نصرانی راہبوں کی طرح ترکِ لذات پر اُتر آؤ نہ ان کے عوام کی طرح محض لذت کے لیے کھانے پینے میں لگے رہو۔ تمہاری زندگی اعتدال اور تقویٰ سے عبارت ہے اللہ کی پاک اور حلال چیزوں کو اس کے عطا کیے ہوئے قانون کے حدود میں رہ کر استعمال کرو۔

۸۸ - وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِيٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ○

اور اللہ نے جو تم کو حلال پاکیزہ روزی دی ہے اسے کھاؤ (نہ دوسرے کے مال پر نظر پڑے اور نہ حلال وطیب سے نظر ہٹے) اور اللہ سے جس پر تم ایمان رکھتے ہو ڈرتے رہو۔

اور دیکھو قسمیں نہ کھایا کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے کہ

۸۹ - لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِيٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۖ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۚ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۚ وَاحْفَظُوٓا اَيْمَانَكُمْ ۚ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

اللہ تم لوگوں کی فضول قسموں پر تمہاری گرفت نہیں کرتا (یعنی ان قسموں پر جو تم عادۃً یا بے اختیاری سے یا تکیہ کلام کے طور پر کھا لیتے ہو تم کو ان پر نہیں پکڑتا) لیکن اللہ ایسی قسموں پر ضرور مواخذہ کرتا ہے جن کو تم نے مستحکم کیا ہے (جن کو تم نے بالقصد کھایا ہے بہر حال اگر تم ایسی قسموں کو توڑ دو یا ایسی قسمیں تم کو توڑنا پڑ جائیں) تو اس کا کفارہ دس محتاجوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلانا ہے (اوسط درجہ کے کھانے سے مراد یہ ہے کہ) جو تم اپنے گھر والوں کو (معمولاً) کھلاتے ہو (ان محتاجوں کو بھی ایسا ہی کھانا کھلاؤ۔ تھوڑی دیر کے لیے ان کی دل جوئی ہو جائے، کیا حسین کفارہ ہے) یا دس محتاجوں کو کپڑے پہنانا یا ایک لونڈی یا غلام کو آزاد کرنا پھر جس کو یہ میسر نہ ہو (یعنی اس کو اس کفارہ کی استطاعت نہ ہو) تو وہ تین دن کے روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم کھا بیٹھو اور (دیکھو اس کفارہ کا غلط فائدہ نہ اٹھاؤ) اپنی قسموں کا پاس و لحاظ رکھا کرو (یعنی ذرا ذرا سی بات پر قسم کھانے سے گریز کیا کرو یا یہ کہ قسم کھا کر اس کو بغیر کسی شرعی عذر کے نہ توڑا کرو) اس طرح اللہ تمہارے لیے اپنی آیتیں صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ (تم پر یہ نشانیاں کھلتی جائیں اور) تم (زبان سے، دل سے، جوارح سے) اللہ کا شکر ادا کرو۔

اللہ تعالیٰ نے حلال و پاکیزہ چیزوں کا دسترخوان اپنے بندوں کے لیے بچھا دیا لیکن یہ اس لیے کہ یہ بندے اس کی بندگی سے غافل نہ ہوں، جو چیز ذکر و صلوٰۃ کی لذت سے روکتی ہے

اس کو منع بھی اس اہتمام کے ساتھ فرما رہا ہے کہ اس سے اور اس کے ماحول دونوں سے انسان رُک جائے، حُرمتِ شراب کا بیان آرہا ہے اللہ تعالیٰ شراب کو جوئے کے ساتھ، جوئے کو بُت پرستی کے ساتھ جو حرام ہے، بیان فرماتا ہے۔ پھر ان سب کو شیطان کے گندے کاموں سے تعبیر کرتا ہے اور ان سے الگ رہنے کا حکم دیتا ہے۔

۹۰- یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

اے ایمان والو! بہرکیف شراب اور جوا اور بت اور پانسے (یہ سب) شیطان کے گندے کام ہیں پس ان سے بچتے رہو (ان سے دُور ہی رہو، اور پرہیز کرتے رہو) تاکہ تم نجات پاؤ۔

۹۱- اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ○

بے شک شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تم میں دشمنی اور کینہ ڈالے اور تم کو اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے (غافل کرے) تو کیا اب بھی تم باز آؤ گے (یا نہیں) (کیا نماز جیسی نعمت کو شراب کے لیے چھوڑ دو گے؟)

(فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ سنتے ہی مسلمانوں نے شراب کے مٹکے توڑ ڈالے، گلی کوچے میں شراب بہہ رہی تھی۔ اور مسلمان اس سے کنارہ کش ہو چکے تھے اور اپنے حال و قال سے اپنی فرمانبرداری کا ثبوت دے رہے تھے۔)

۹۲- وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ○

اور اللہ کا حکم مانو اور (اللہ کے) رسول کا حکم مانو اور (نافرمانی سے) بچتے رہو پھر اگر تم روگردانی کرو گے تو جان لو کہ ہمارے رسول کے ذمہ صرف (ہمارا حکم) واضح طور پر پہنچا دینا ہے (تم اپنے اعمال کے آپ ذمہ دار ہو گے)

۹۳- لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے تو (اس ممانعت سے

الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ع

قبل) جو وہ کھا (پی) چکے اس میں ان پر کوئی گناہ نہیں جب وہ (آئندہ کے لیے) ڈر گئے (کہ اللہ کا ڈر تقویٰ کی بنیاد ہے) (پھر جب اس بنیاد پر وہ ثابت قدم ہو گئے) اور ایمان لائے اور نیک عمل کئے پھر تقویٰ اختیار کیا (یعنی تقویٰ میں ترقی کی) اور ایمان لے آئے (ایقان میں پختگی پیدا کی اور) پھر تقویٰ اختیار کیا (یعنی تقویٰ کی منزلیں طے کیں) اور نیکیاں کیں (تو احسان تک پہنچے اور محسن بن گئے) اور اللہ نیک کام کرنے والوں کو (محسنین کو) دوست رکھتا ہے۔

اس آیت شریفہ میں پرہیزگاروں کی منزلوں کا ذکر ہے پہلے "توبہ" کی، ایمان لائے، نیک عمل کیے، تقویٰ حاصل کیا، تقویٰ سے حسنات، حسنات سے صلاحیت، صلاحیت سے احسان میں آئے اور محسن ہوئے یعنی ایمان بالغیب سے ترقی کر کے عین الیقین تک پہنچے۔

تیرھواں رکوع

گزشتہ رکوع میں بعض ان چیزوں کا ذکر تھا جو دائمی طور پر حرام ہیں، حرام ہونے کی یہ وجہ تھی کہ وہ اللہ کی یاد سے غافل کرتی ہیں۔ یہاں ان چیزوں کا ذکر ہے جو دائمی طور پر حرام نہیں لیکن بعض حالتوں میں منع ہیں۔ ان میں سب سے اہم احرام کی حالت میں شکار کرنا ہے۔ یہ شاید اس وجہ سے ہو کہ قلب، رزق جسمانی کی طرف متوجہ نہ ہونے پائے، بلکہ ہمہ تن اللہ کی یاد میں مصروف رہے، اس کی یاد سے نہ ہٹے، تھوڑے سے فائدہ کے لیے اِدھر اُدھر متوجہ نہ ہو۔ اس میں محبت کا امتحان و آزمائش بھی ہے۔ چونکہ انسان سے غلطی بھی ہو سکتی ہے اس لیے کفارہ بھی بتا دیا گیا۔ لیکن یہ بات ہمیشہ یاد رہے کہ اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اس کی رضا جوئی میں لگا رہنا ہی عین ایمان ہے۔

۹۴۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

اے ایمان والو! بے شک اللہ ایک (ذرا سی) بات یعنی اس شکار سے جس کو تمہارے ہاتھ اور نیزے پکڑ سکتے ہیں تم کو آزمائے گا (کہ کون احرام کے ادب کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے شکار سے باز رہ کر ایمان میں پورا اُترتا ہے) تاکہ اللہ معلوم کرے کہ اس سے بن دیکھے کون ڈرتا ہے (کون اس کو حاضر و ناظر جانتا اور اس کی نافرمانی سے کانپتا ہے) پھر جس نے اس (ممانعت) کے بعد زیادتی کی تو اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔

۹۵- يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ط وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ط عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ط وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ○

اے ایمان والو! تم احرام کی حالت میں شکار کو مت مارو اور جو کوئی تم میں سے جان (بوجھ) کر اس (شکار) کو مار ڈالے تو اس کا بدلہ ویسا ہی مواشی ہے جیسا کہ اس نے قتل کیا جس کو تم میں سے دو معتبر آدمی تجویز کریں (اور) یہ قربانی کعبہ پہنچائی جائے (اور وہاں ذبح کر کے گوشت غریبوں میں تقسیم کر دیا جائے) یا اس کے ذمہ) کفارہ میں محتاجوں کو کھانا (کھلانا)، یا اس کے (یعنی محتاجوں کی گنتی کے) برابر روزے (رکھنا ہے) تاکہ اپنے کیے کا مزہ چکھے (اس ممانعت سے قبل) جو کچھ ہو چکا اس کو اللہ نے معاف کیا مگر جو کوئی پھر (ایسا کام) کرے گا اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ زبردست بدلہ لینے والا ہے۔

۹۶- اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ج وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ○

(مسلمانو! احرام کی حالت میں) تمہارے لیے دریا کا شکار اور اس کا کھانا حلال کر دیا گیا یہ تمہارے اور سب مسافروں کے فائدہ کی خاطر ہے۔ اور خشکی کا شکار جب تک تم احرام کی حالت میں ہو حرام ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم جمع کیے جاؤ گے (میدانِ عرفات سے میدانِ حشر کو یاد کرو جان لو کہ یہاں بخشش اور رحمت کے لیے جمع ہونا ہے وہاں سزا و جزا کے لیے)

۹۷- جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ط

(اور) اللہ نے کعبہ کو جو عزت کا گھر ہے، لوگوں کے لیے قیام (امن) کا باعث بنا دیا، (خانہ کعبہ کو بزرگی عطا فرمائی، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مولد و مسکن بنایا، نماز میں استقبالِ قبلہ فرض کر کے لوگوں کے لیے روحانی

آیت نمبر (۹۶) احرام کی حالت میں خشکی کے شکار کی ممانعت شاید اس لیے بھی ہے کہ حرم میں شکار یوں بھی منع ہے پھر مسافر جنگل میں شکار کے علاوہ پھلوں سے یا کسی اور سبزی سے پیٹ بھر سکتا ہے لیکن سمندر میں کوئی سبزی، پھل نہیں ہوتا وہاں تو مچھلیاں ہی ہیں۔ ان ہی سے غذا میسر آ سکتی ہے۔

ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

بقائے حیات کا مرکز بنا دیا اور حرم کو دنیا میں امن کا مقام بنایا ظاہری امن عطا فرما کر قلبی امن کی تلاش میں لگایا اور عزت والے مہینے کو اور قربانی کو جو نیازِ کعبہ کے لیے ہو، اور ان جانوروں کو جن کے گلے میں پٹے ڈالتے ہیں (ان سب کا ایک کعبۃ اللہ کے تعلق کے باعث احترام مقرر فرمایا) یہ اس لیے کیا کہ تم جان لو کہ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے اللہ سب کو جانتا ہے اور بے شک اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔ (وہ تمہاری خواہشات، تحرکِ قلبی، اور تحرکِ جسمانی سب سے آگاہ ہے)

۹۸- اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(اور) خوب جان لو کہ بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے اور بے شک اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔

۹۹- مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝

رسول کے ذمہ تو صرف (خدا کا حکم) پہنچا دینا ہے۔ اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اللہ کو (سب) معلوم ہے۔

۱۰۰- قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ ع ۱۳

(اور اے رسول) آپ فرما دیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں (ہو سکتے) ہر چند کہ تم کو ناپاک چیزوں کی کثرت بھلی ہی (کیوں نہ) معلوم ہو پس اے عقلمندو! اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ (بری چیزوں کی بہتات اور ان کی ظاہری خوبی تم کو اپنا گرویدہ نہ بنا سکے)

چودھواں رکوع

جب اللہ کے فرمانبردار ہو گئے، رخ اللہ کی طرف کر لیا ہے۔ تب دو باتیں یاد رہیں:

(۱) فضول سوال نہ کرو، اس میں گزشتہ قومیں تباہ ہو گئیں، تم مسلمان ہو فرمانبرداری تمہارا شعار ہے۔

(۲) امر کے پابند رہو کوئی اختراع کر کے اللہ کی طرف منسوب نہ کرو۔ تم شارع نہیں، شرع دینے والا وہ ہے۔

یہاں یہ وسوسہ کرنا کہ یہ بات باپ دادا سے ہوتی آئی ہے جہالت ہے، اگر وہ جہالت میں جا پڑے تو کیا تم بھی وہی راہ پسند کرو گے، یہ سمجھداروں، پاک باطنوں کا طریقہ نہیں۔

۱۰۱- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ ۖ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ○

اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کردی جائیں تو تم پر شاق گزریں ۔ اور اگر تم یہ باتیں ایسی حالت میں پوچھوگے جب کہ قرآن مجید نازل ہو رہا ہے تو وہ تم پر ظاہر کردی جائیں گی ۔ (اللہ کی طرف سے جو حکم مل گیا ہے اس کو قبول کرلو، بحث اور سوال نہ کرو، کہ اس سے سختیاں بڑھ جاتی ہیں، آزادی اور اختیار کی راہیں تنگ ہو جاتی ہیں جو تم سوال کرچکے) اللہ نے ان سے درگزر کیا اور اللہ بخشنے والا بردبار ہے (انسان کی بے شمار غلطیاں اور خطائیں معاف فرماتا ہے اور تحمّل سے کام لیتا ہے)

۱۰۲- قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ مِنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا كَافِرِينَ ○

تم سے پہلے بھی ایک جماعت نے ایسی باتیں پوچھی تھیں (اس طرح کے فضول سوال کیے تھے مگر جب وہ باتیں بتادی گئیں تو) پھر وہ ان باتوں سے منکر ہو گئے ۔

ایمان والوں کا یہ کام ہے جو ان کو بتا دیا گیا اس پر عمل کرنے لگیں ان کو جہالت کی رسموں سے کیا کام۔

۱۰۳- مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ ۙ وَلَٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۖ وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ○

اللہ نے نہ تو بحیرہ مقرر کیا ہے (نہ کسی جانور کا نام بحیرہ رکھا) اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حامی (ان کے متعلق جو رسومات کفّار نے قائم کرلی ہیں وہ ان کا اپنا اختراع ہے) بلکہ کافر اللہ پر جھوٹے بہتان باندھتے ہیں اور ان میں اکثر لوگ کچھ سمجھتے ہی نہیں (عقل سے کام ہی نہیں لیتے)

۱۰۴- وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا

اور (ان کی ناسمجھی کا تو یہ عالم ہے) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو (قرآن) اللہ نے اتارا ہے اس کی طرف آؤ، اور رسول کی طرف (اللہ کے احکام

آیت نمبر (۱۰۳) البحيرة = وہ اونٹنی جس کا دودھ بتوں کی نذر کردیتے تھے اور کوئی اسے نہیں دوہتا تھا ۔
السآئبة = وہ اونٹنی جسے بتوں کے نام پر آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا اس پر کوئی چیز نہیں لادی جاتی تھی ۔
الوصيلة = وہ اونٹنی جو پہلی اور دوسری مرتبہ پے درپے مادہ جنے (درمیان میں کوئی نر نہ ہو ۔ اسے بھی بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا۔
الحامی = وہ نر اونٹ جس کی جفتی سے چند معیّن بچّے پیدا ہو چکے ہوں اسے بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور اس کی سواری وغیرہ اپنے اوپر حرام کرلیتے ۔ غرض ان سب جانوروں سے وہ کسی قسم کا فائدہ اٹھانا اپنے پر حرام کرلیتے تھے ۔

حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ○

اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو اپناؤ اور ان پر چلو تو) وہ کہتے ہیں کہ جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا وہی (راہ) ہم کو کافی ہے۔ بھلا اگران کے باپ دادا نہ کچھ علم رکھتے ہوں اور نہ راہ جانتے ہوں (جاہل اور گمراہ ہوں تب بھی وہ ان کی راہ پر چلیں گے)۔

مسلمانو! ان نافہموں کو ان کے حال پر چھوڑو اور اپنی جانوں کی فکر کرو۔

۱۰۵۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

اے ایمان والو! تم پر اپنی جان کی فکر لازم ہے۔ (تم اپنی فکر کرو وہ کرو جس میں تمہاری منفعت ہو یعنی حکمِ الٰہی پر چلو، تصورِ صالح میں رہو) جو کوئی گمراہ ہوا وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، جب کہ تم راہ راست پر ہو۔ (دیکھو) تم سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر جو کچھ تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے وہ سب تم کو بتا دے گا (سب تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا)

۱۰۶۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِىْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ○

اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کو موت آ پہنچے (موت کے آثار نمایاں ہوں اور وصیت کرنے لگے) تو وصیت کرتے وقت تم (مسلمانوں) میں سے دو معتبر گواہ ہوں۔ یا اگر تم سفر کر رہے ہو (اور حالتِ سفر میں) تم کو موت کی مصیبت آ پہنچے (اور مسلمان گواہ نہ ملیں) تو اپنوں کے سوا دو گواہ (بنا لو غیر مسلم ہی سہی) اگر تم کو ان گواہوں (کی صداقت) کی نسبت کچھ شک ہو تو ان دونوں کو نماز کے بعد روک لو کہ وہ دونوں اللہ کی قسمیں کھائیں کہ ہم اس قسم کے عوض کچھ مول نہ لیں گے (یعنی کسی دام پر غلط شہادت نہ دیں گے) اور اگرچہ وہ (ہمارا) رشتہ دار ہی (کیوں نہ) ہو اور نہ ہم اللہ کی گواہی (حق بات) کو چھپائیں گے (اور) اگر ہم ایسا کریں تو ہم یقیناً گناہگار ہوں۔

۱۰۷۔ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَاۤ ۖ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

پھر اگر معلوم ہو جائے کہ وہ دونوں (گواہ) گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں (یعنی انہوں نے حق بات چھپا ڈالی اور میّت کا کچھ مال چھپا لیا) تو ان کی جگہ دو گواہ اور کھڑے ہو جائیں ان لوگوں میں سے جن کا پہلے گواہوں نے حق دبایا ہے۔ (اور جو میّت کے سب سے زیادہ قریب ہوں (یعنی جو قریب ترین عزیز ہوں اور ان گواہوں کو جھوٹا سمجھنے میں خود کو حق بجانب سمجھتے ہوں) پھر اللہ کی قسم کھاویں کہ ان دو (پہلوں) کی گواہی سے ہماری گواہی زیادہ سچی ہے۔ اور ہم نے زیادتی نہیں کی (حق سے تجاوز نہیں کیا) اگر ہم نے زیادتی کی ہو تو بے شک ہم ظالموں میں سے ہوں۔

۱۰۸۔ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَاۤ اَوْ يَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ ع

اس طرح امید ہے کہ (لوگ) اپنی شہادت کو ٹھیک طرح پر ادا کریں یا (اس بات سے) ڈریں کہ ہماری قسم ان (ورثا) کی قسموں کے سامنے رد نہ کر دی جائے (یعنی قبول نہ کی جائے اور اُن کا جھوٹ کھل جائے) اور اللہ سے ڈرتے رہو اور (اس کے احکام خوب) سُن رکھو اور (اگر تم ہدایت کے طالب ہو تو یاد رکھو کہ) اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

پندرھواں رکوع

اللہ تعالیٰ کے احکام حکمت پر مبنی ہیں۔ اس کا علم ماضی، حال اور مستقبل سب پر محیط ہے۔ وہ علّام الغیوب ہے لہٰذا فلاح اسی میں ہے کہ اس کی فرمانبرداری کی جائے۔ قیامت کے دن جب

آیت نمبر (۱۰۸) ان آیات کے شانِ نزول کے متعلق حضرت شاہ صاحبؒ موضح القرآن میں تحریر فرماتے ہیں:

حضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) کے وقت میں ایک مسلمان تجارت کو گیا، راہ میں مرنے سے پہلے قافلے میں سے دو نصرانیوں کو اپنا مال سپرد کیا کہ میرے وارثوں کو دیدیجو جب وہ مال کو دینے لگے تو وارثوں نے ایک کٹورہ اس میں نہ دیکھا (دراصل اس مسلمان نے اپنے مال کی فہرست بنا کر اپنے سامان کے ساتھ رکھ دی تھی جس کی نصرانیوں کو اطلاع نہ تھی) وہ کٹورہ سونے کا تھا (یعنی چاندی کا جس پر سونے کے نقش تھے) مکلفین نے اس کا دعویٰ کیا وہ دونوں قسم کھا گئے کہ ہم کو یہی دیا تھا، پر وارثوں نے وہ کٹورہ سنار کے پاس پایا، پوچھا تو معلوم ہوا کہ چاندی کا تھا، سونے کا ملمع تھا کہ ان نصرانیوں نے بیچا تھا، ان پر ثابت کیا تو کہنے لگے کہ میّت نے زندگی میں ہمارے ہاتھ بیچا اور قیمت لے چکا تھا۔ پھر وارثوں میں سے دو شخص اس میّت کے زیادہ قریب تھے قسم کھا گئے ہم کو بیچنا معلوم نہیں اور میّت کے ہاتھ کی فہرست بھی نکلی اور کٹورہ اس میں داخل تھا، آخر نصرانیوں نے پھیر لیا (نصرانیوں کو اس کی قیمت وارثوں کو ادا کرنا پڑی)۔

اللہ تعالیٰ اپنے سب پیغمبروںؑ کو جمع کرے گا اور ان کی امتوں کے متعلق ان سے سوال کرے گا۔ تو سب جواب دیں گے اے اللہ تیرے علم کے سامنے ہمارا علم کیا ہے۔ تو علام الغیوب ہے۔ ہمارا علم عطیہ ہے، صفاتی ہے تیرا ذاتی ہے بے کراں ہے۔

گزشتہ رکوع میں امانت کی ادائیگی، اللہ کے قانون کا پاس اور اس کے طریق کار کا ذکر تھا، اب یہاں قیامت کے دن سے ہوشیار کیا جا رہا ہے کہ وہاں جواب دینے کے لیے بھی تیار رہو، اس کی تیاری یہیں کر لو۔ اس سے غافل نہ رہو۔

۱۰۹۔ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ○

(مسلمانو! اس دن کے لیے تیار رہو) جس دن اللہ سب پیغمبروں کو جمع کرے گا پھر ان سے پوچھے گا کہ تم کو (اپنی اپنی امتوں سے ہمارے احکام کے متعلق) کیا جواب ملا تھا (کہاں تک انہوں نے پیغام حق قبول کیا) وہ کہیں گے کہ ہم کو کچھ علم نہیں، بے شک تو ہی غیب کی سب باتوں کا جاننے والا ہے۔

(علام الغیوب تو ہی ہے۔ حاکم اعلیٰ کی عدالت میں سب ہی خاموش ہوں گے۔ جس سے سوال ہو گا وہی جواب دے گا)۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے سوال کرنے سے قبل احسانات کا ذکر فرماتا ہے۔

۱۱۰۔ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۟ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا

(وقف لازم)

جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اے عیسیٰ ابن مریم میرے ان احسانات کو یاد کرو جو میں نے تم پر اور تمہاری ماں پر کیے۔ جب میں نے ایک روح پاک سے تمہاری مدد کی (ایک مرکز حرکت، جبرائیل علیہ السلام سے تمہاری تائید فرمائی جب کہ) تم گود میں اور بڑی عمر میں لوگوں سے (ایک ہی طرح) باتیں کرتے تھے اور جب کہ میں نے تم کو کتاب اور حکمت اور توراۃ اور انجیل کی تعلیم دی اور جب تم پرندے کی شکل کا جانور میرے حکم سے مٹی سے بناتے تھے پھر اس میں پھونک مارتے تھے تو وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا، اور تم مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کرتے تھے اور تم مُردوں کو میرے حکم سے زندہ کر کے نکالتے تھے۔ اور جب (ان معجزات کے انکار نے بنی اسرائیل کو تمہارے قتل کرنے اور نقصان پہنچانے پر آمادہ کیا تو

بِاِذۡنِیۡ وَتُبۡرِئُ الۡاَکۡمَہَ وَالۡاَبۡرَصَ بِاِذۡنِیۡ ۚ وَاِذۡ تُخۡرِجُ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِیۡ ۚ وَاِذۡ کَفَفۡتُ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ عَنۡکَ اِذۡ جِئۡتَہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡہُمۡ اِنۡ ہٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ ○

یاد کرو کہ) میں نے بنی اسرائیل (کے ہاتھوں) کو تم سے روک دیا تھا جب تم ان کے پاس کھلی نشانیاں (یہ واضح دلائل) لے کر گئے تو جوان میں کافر تھے کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔

(آیت بالا میں اشارہ ہے کہ جب تم نے ہمارے حکم سے پرندہ کی صورت کا جانور بنا کر پھونک ماری تو وہ اُڑنے لگا۔ انہوں نے ان پرندوں کو تیری اولاد نہ سمجھا، پھر نفخ جبریل پر کیوں دھوکا کھایا تم بھی جو کرتے رہے میرے حکم سے کرتے تھے جبریلؑ نے بھی جو کیا میرے حکم سے کیا ایک ہی قادر مطلق کا حکم دونوں جگہ کارفرما تھا۔)

۱۱۱- وَاِذۡ اَوۡحَیۡتُ اِلَی الۡحَوَارِیّٖنَ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِیۡ وَبِرَسُوۡلِیۡ ۚ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا وَاشۡہَدۡ بِاَنَّنَا مُسۡلِمُوۡنَ ○

اور جب ہم نے حواریوں کے دل میں ڈال دیا کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ تو (حواری) کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے اور (اے اللہ) تو گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہیں (تیرے حکم پر گردن ڈالے ہوئے ہیں)

۱۱۲- اِذۡ قَالَ الۡحَوَارِیُّوۡنَ یٰعِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ ہَلۡ یَسۡتَطِیۡعُ رَبُّکَ اَنۡ یُّنَزِّلَ عَلَیۡنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰہَ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ○

(یاد کرو) جب حواریوں نے کہا اے عیسٰی ابن مریم کیا تمہارا پروردگار یہ کر سکتا ہے کہ وہ ہم پر آسمان سے ایک بھرا ہوا خوان اتارے (کہ ہم کو آسمان سے بے محنت غذا مہیا ہو جائے۔ اس پر حضرت عیسٰی نے کہا کیسی فضول باتیں کرتے ہو) فرمایا اگر تم ایمان رکھتے ہو تو اللہ سے ڈرو۔

۱۱۳- قَالُوۡا نُرِیۡدُ اَنۡ نَّاۡکُلَ مِنۡہَا وَتَطۡمَئِنَّ قُلُوۡبُنَا وَنَعۡلَمَ اَنۡ قَدۡ صَدَقۡتَنَا وَنَکُوۡنَ عَلَیۡہَا

وہ بولے ہماری تو (بس) یہ خواہش ہے کہ ہم اس (خوانِ نعمت) میں سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں اور ہم جان لیں کہ آپ نے ہم سے سچ کہا ہے اور ہم اس (خوانِ نعمت کے اترنے) پر گواہ رہیں۔

مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ○

۱۱۴- قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○

(حواریوں کی اس درخواست پر حضرت) عیسٰی ابن مریم نے دعا کی اے اللہ، (اے) ہمارے پروردگار ہم پر آسمان سے خوانِ نعمت نازل فرما کہ ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لیے وہ عید (یعنی خوشی کا دن) ہو اور (یہ خوان) تیری طرف سے (تیری قدرت کاملہ کی) نشانی ہو اور تو ہمیں روزی عطا فرما اور تو ہی سب سے بہتر روزی عطا فرمانے والا ہے۔

۱۱۵- قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○ ع

اللہ نے فرمایا کہ میں بے شک تم پر وہ خوان اتاروں گا (لیکن ان کو تنبیہ کردو کہ) پھر جو کوئی تم میں سے اس کے بعد ناشکری کرے گا تو میں اس کو ایسا عذاب دوں گا کہ کسی کو بھی دنیا میں ویسا عذاب نہ دوں گا۔

سولھواں رکوع

گزشتہ رکوع میں قیامت کے دن پیغمبروں کو جمع کرنے اور ان سے سوال کرنے کا ذکر تھا پھر حضرت عیسٰی علیہ السلام سے سوال کرنے سے قبل ان بے شمار احسانات کا ذکر کیا گیا جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر کیے۔ اس خوانِ نعمت ہی پر اگر بنی اسرائیل غور کرتے تو اللہ کی قدرت کے قائل اور اس کی عنایات کے شکر گزار رہتے اور اس کے سوا کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراتے لیکن ان احسانات کے باوجود نصاریٰ نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہما السلام کو خدا ٹھہرایا، اب سوال ہوتا ہے۔

۱۱۶ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ

اور (قیامت کے دن) جب اللہ فرمائے گا اے عیسٰی، مریم کے بیٹے کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود (اور) ٹھہرالو (حضرت عیسٰی جواب میں) کہیں گے (اے اللہ) تو پاک ہے میری کیا مجال کہ (تیرا پیغمبر ہو کر) ایسی بات کہوں جس کا مجھ کو حق نہیں

آیت نمبر (۱۱۵) اللہ تعالیٰ نے قبولِ دُعا کے لیے یہ شرط لگائی کہ تیس دن کے روزے رکھو پھر دعا کرو گے تو قبول ہوگی۔ حواریوں نے روزے رکھے اور دُعا کی خوانِ نعمت اتوار کے دن نازل ہوا۔ یہی نصاریٰ کے یہاں عید کا دن تھا۔

قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۚ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ○

(قف النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

گر میں نے ایسا کہا ہوگا تو تجھے اس کا علم ضرور ہوگا (کہنا تو درکنار اگر جی میں خطرہ تک بھی آیا ہوگا تب بھی) تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور جو تیرے دل میں ہے میں نہیں جانتا بے شک تو ہی غیب کی باتوں کا بڑا جاننے والا ہے۔

۱۱۷- مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○

(اے میرے رب) میں نے ان سے بجز اس کے جس کا تو نے مجھے حکم دیا کچھ نہیں کہا (یہی کہا) کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے اور جب تک میں ان میں رہا ان کا نگران کار رہا پھر جب تو نے مجھ کو (آسمان پر) اٹھا لیا (اور میں ان کے درمیان نہ رہا تو) تو ہی ان کا نگہبان تھا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے۔

۱۱۸- اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

(اے اللہ) اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو زبردست حکمت والا ہے (نیز افیصلہ ان کے حق میں حکمت پر موقوف ہوگا خواہ تو عذاب دے یا معاف فرما۔ بہرحال تو ان کا رب ہے یہ سب تیرے ہی بندے ہیں)۔

۱۱۹- قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ (قیامت کا دن) وہ دن ہے کہ سچوں کو ان کی سچائی (صداقت) کام آئے گی ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے ۔ یہی (رضاءِ الٰہی) سب سے بڑی کامیابی ہے (یہ شانِ بندگی کا خلاصہ ہے کہ بندہ اس کی رضا پر راضی رہے ۔ کہ اس کی رضا کی جنّت اور دیدارِ الٰہی نصیب ہو)۔

۱۲۰- لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؏

آسمانوں اور زمین کی سلطنت اور جو کچھ ان میں ہے سب اللہ ہی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (فیض، قدرت، اقتدارِ کلی سب اس کو حاصل ہے)۔

اس طرح سورہ، اللہ کی قدرتِ کاملہ پر ختم ہوتا ہے تاکہ بندۂ مومن کی نظر ہمیشہ مالکِ کون و مکان پر ہے۔ سمجھ لے کہ اس دنیا میں انسان کے لیے جس خوانِ نعمت کی فراہمی کی گئی ہے وہ مقصدِ حیات نہیں مقصدِ حیات اس کی رضا، اس کا دیدار ہے جہاں ہو جس طرح ہو۔

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ

مکی | ایک سو پینسٹھ یا ایک سو چھیاسٹھ آیات | بیس رکوع

گزشتہ سورت میں نصاریٰ کی درخواست پر آسمان سے خوانِ نعمت اترنے کا ذکر تھا، بارگاہِ ربُّ العزّت میں نبی کی دُعا پر اُن کی اُمت کی اس التجا کو قبولیت حاصل ہوئی تھی۔ اس سلسلہ میں اللہ کی حکم عدولی پر اس کی شانِ قدرت، سزاؤ جزاء کا بیان ہوا اور مزید تنبیہہ کے لیے آخرت کے اس سوال و جواب کا ذکر ہوا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ جل شانہ کے دربار میں کیے جائیں گے تاکہ عقیدۂ توحید کے متعلق کسی قسم کا شک و شبہ نصاریٰ کو بھی باقی نہ رہے۔

اس سورہ کا عنوان اَنعام ہے جس کے معنی مویشی، چوپائے کے ہیں۔ کیونکہ اس میں حلال و حرام کے متعلق ان خیالاتِ فاسدہ کی تردید کی گئی ہے جو مشرکینِ مکّہ کے عقائدِ راسخہ بن گئے تھے شاید اِسی رعایت سے اس کا نام "الانعام" ہے درحقیقت اس سورت میں حلال طیّب کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی جارہی ہے۔ تاکہ وہ اللہ کے اس وسیع دسترخوان سے ان نعمتوں کو منتخب کریں جو حصولِ مقاصد کا ذریعہ بنیں۔ گویا اُمّتِ مسلمہ کو بتایا جا رہا ہے کہ غذا کا مقصد بقائے حیات ہے نہ کہ بہیمیت کے اثرات پیدا کرنا۔ بہیمیت کے مضر اثرات سے بچنے کا ذریعہ محض حلال طیّب اور پاک غذا ہے یہ وہ غذا ہے جو مومن کی پروازِ روحانی میں اس کی معاون ہوتی ہے۔ جو حلال و حرام کے تصوّر سے محروم ہیں وہ حیوانیت میں پڑے ہیں۔

سورت کی ابتدا توحید کے مضمون سے ہوتی ہے۔ درحقیقت تمام سورہ توحید کے مضامین سے معمور اور منوّر ہے۔ کہیں ان حقائق کی نقاب کشائی کی گئی ہے جو نور و انوار میں لے جاتے ہیں کہیں ان رسوماتِ مشرکانہ سے باخبر کیا گیا ہے جو دائمی ظلمت اور تاریکی کا موجب ہوتے ہیں۔

غرض ہر طرح نشانیوں سے، بصیرت افروز دلائل سے توحید کو ذہن نشین کیا گیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ اگر اللہ جل شانہ کی توحید مطلقہ کو سمجھنا چاہتے ہو تو اس کے کلام، اس کے رسولوں کی حیاتِ طیبہ کو دیکھو اور سمجھو۔ ان گمراہیوں اور غلطیوں سے بچو جو قوموں کی تباہی کا باعث ہوئی ہیں۔ ان تعلیمات اسلامی کو آئینۂ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم میں دیکھو تو سمجھ لوگے کہ ان تعلیمات کا خلاصہ توحید مطلقہ ہی ہے۔

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ۬ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

ان آیات کی جس درجہ فہم، توفیق الٰہی سے ملتی جائے گی اسی قدر حجابات اٹھتے جائیں گے انوار و تجلیات کی فراوانی ہوگی۔ سمجھ جاؤ گے کہ "فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ" کے کیا معنیٰ ہیں۔ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں۔ روایت ہے کہ یہ سورت بیک وقت بے شمار فرشتوں کے جلو میں نازل ہوئی۔ بعض مفسرین نے اس شانِ نزول میں شبہ بھی کیا ہے لیکن اگر یوں سمجھا جائے کہ یہ توحید کا خوانِ نعمت مسلمانوں کی ابدی مسرتوں کے لیے رُوحانی غذا بن کر نازل ہوا تو فرشتوں کا اسے بیک وقت لے کر آنا اس امر کی دلیل ہوگا۔ اور قرآن پاک کی تعلیمی ترتیب میں اس سورت کا مقام واضح ہو جائے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ۬ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ۝

تمام تعریفیں (قولی، فعلی، حالی) اللہ ہی کے لیے ہیں، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیاں اور اُجالا بنایا (زمین و آسمان، نور و ظلمت، خیر و شر سب کا خالق وہی قادرِ مطلق ہے، وہی بندگی کے لائق ہے) پھر کافر (اوروں کو) اپنے رب کے ساتھ برابر ٹھہرا رہے ہیں (کوئی آسمان و زمین کو دیوتا مان کر پرستش کرتا ہے، کوئی مادہ اور روح کو خالق سمجھتا ہے، کوئی نور و ظلمت کی پرستش کرتا ہے لیکن بندگی کے لائق اللہ ہی ہے)۔

۲۔ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤی اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ

وہی ہے جس نے تم کو مٹی (گارے) سے پیدا کیا پھر (موت کا) ایک وقت مقرر فرما دیا اور ایک مدت اس کے یہاں (قیامت کے لیے بھی) مقرر ہے (جس طرح اس عالم میں تم کو موت آتی ہے گویا یہ تمہاری

تَمْتَرُوْنَ ○

قیامتِ صغریٰ ہے، اسی طرح کائنات کی بھی ایک مدّت مقرر ہے۔ قیامت کے دن یہ سب فنا کر دی جائے گی، یہ جانتے ہوئے) پھر بھی تم شک کرتے ہو۔

۳۔ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ۗ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ○

اور وہی اللہ آسمانوں اور زمین میں ہے (جو تم سب کا خالق اور قادر مطلق ہے) جو تمہارے باطن اور تمہارے ظاہر سے آگاہ ہے اور تم جو کماتے ہو (جو اچھے اور بُرے کام کرتے ہو) اس سے بھی واقف ہے۔

پھر اللہ کے علاوہ کون بندگی کے لائق ہو سکتا ہے لیکن جب بھی اللہ کے پیغمبر آئے اور اس کی نشانیاں لائے تو اکثر لوگوں نے روگردانی کی۔

۴۔ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ○

اور (ان منکرین کا یہ حال ہے کہ ان کے پاس ان کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی نہیں آتی مگر یہ اس سے تغافل برتتے ہیں (جب بھی اللہ کی کوئی نشانی آیت، حکم، اس کا پیغمبر لاتا ہے تو اس سے انکار کرتے ہیں)۔

۵۔ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۭ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰۗؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○

بے شک انہوں نے حق کو (کتاب کو، پیغمبر کو) جھٹلایا جب وہ ان کے پاس پہنچا، سو جس بات پر یہ ہنسی اڑاتے ہیں اس کی خبریں عنقریب ہی ان کے سامنے آجائیں گی (انہیں معلوم ہو جائے گا کہ حق کا مذاق اڑانے والوں کا کیا حشر ہوتا ہے)۔

۶۔ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۠ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ○

کیا (یہ منکرین اتنا بھی) نہیں دیکھتے کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی امتوں کو ہلاک کر دیا (جن کو اپنی طاقت پر ناز تھا اور جو عیش و عشرت میں ڈوبی ہوئی تھیں) جن کو ہم نے زمین پر ایسا تسلط دیا تھا کہ جیسا (اے منکرو) ہم نے تم کو نہیں دیا ہے اور آسمان سے ہم نے ان کے لیے بارش کی فراوانی کی۔ اور ان کے نیچے (زمین پر) نہریں رواں کیں (لیکن اس سرسبزی و شادابی نے انہیں تکبر و سرکشی پر مائل کر دیا وہ اس راہ معصیت پر چل کھڑے ہوئے اور بدستور بڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ) پھر ہم نے ان کے گناہوں کے باعث انہیں ہلاک کر دیا اور ان کے بعد (ان کی جگہ) ہم نے اور اُمتوں کو پیدا کیا۔

یہ منکرین کہتے ہیں کہ آسمان سے ایک لکھی ہوئی کتاب لے کر فرشتے کیوں نہیں اترتے کہ ہاتھ سے چھو کر دیکھ لیں کہ یہ کتاب ہے اور کتاب بھی آسمانی کتاب۔

۷- وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○

اور (اے رسول) اگر ہم آپ پر کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب (بھی) نازل کرتے اور یہ لوگ اسے اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے پھر بھی یہ کافر یہی کہتے کہ یہ صریح جادو ہے۔

کبھی یہ کفار حق کی تصدیق فرشتے سے چاہتے ہیں۔

۸- وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ○

اور کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) پر کوئی فرشتہ کیوں نہ اترا (جو ان کی تصدیق کرتا) اور اگر ہم فرشتہ اتارتے تو سب قصہ ہی طے ہو جاتا پھر ان کو مہلت بھی نہ ملتی۔

(فرشتے کی آمد ایک ایسی بدیہی دلیل ہوتی کہ اگر اس کے بعد بھی یہ انکار کرتے تو انہیں کوئی مہلت نہ دی جاتی اور اسی وقت عذابِ الٰہی میں گرفتار کر دیئے جاتے۔ فرشتے کا ان کی آنکھوں کے سامنے نہ اُترنا انہی کے حق میں بہتر ہے مگر یہ عقل کے دشمن سمجھتے نہیں)

۹- وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ○

اور (رہا یہ سوال کہ ہم نے انسان کے بجائے فرشتے ہی کو رسول بنا کر کیوں نہ بھیج دیا تو) اگر ہم کسی فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتے تو اسے بھی ہم آدمی ہی کی صورت میں بھیجتے اور جس (طرح) شبہ میں وہ اب پڑے ہیں اسی شبہ (والتباس) میں پھر پڑ جاتے۔

یعنی انسانوں کی ہدایت کے لیے فرشتے کی بعثت بھی صورتِ انسانی ہی میں ہوتی ورنہ انسان اس سے مانوس ہی نہ ہوتے پھر رہنمائی کیسے حاصل کرتے اور نتیجہ یہ نکلتا کہ انسانی ہدایت کا عظیم مقصد فوت ہو جاتا اس لیے فرشتے کو بھی صورت انسانی ہی میں آکر ہدایت کرنی تھی اور یہاں بھی یہ سوال پیدا ہو جاتا کہ ہمارے جیسا انسان کیسے رسول بن گیا۔ پس فرشتے کا مطالبہ بے معنی ہے انہیں ان صداقتوں پر نظر رکھنی چاہیئے جو خدا کی طرف سے رسول کے ذریعے ان تک پہنچائی جا رہی ہیں حقیقت یہ ہے کہ جس بدبخت کے حصہ میں ہدایت نہیں ہوتی اس کا شبہ

کبھی نہیں ٹلتا۔

۱۰- وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ ع

اور (اے رسول صلے اللہ علیہ وسلم منکرین حق کی طرف سے) یقیناً آپ سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا جاتا رہا۔ پھر ان تمسخر کرنے والوں کو اس چیز نے (یعنی اس عذاب نے) جس کا یہ مذاق اڑاتے تھے گھیر لیا۔

دوسرا رکوع

گزشتہ رکوع میں حق سے انکار اور احکام الٰہی سے روگردانی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے ایسی قوتوں کو ان کی بغاوت اور تکذیب کے باعث نیست و نابود کر دیا جنہوں نے اپنے انبیاء کی قدر نہ کی اور ان کے ارشادات پر عمل پیرا نہ ہوئے۔ اس رکوع میں تاریخی واقعات کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے جو اس امر کا ثبوت ہیں۔ حکم ہوتا ہے کہ لوگو! ملک کی سیاحت کرو اور دیکھو کہ تباہ شدہ اقوام کے آثار تم کو کیا درس عبرت دے رہے ہیں پھر اللہ کی طرف رجوع ہو جاؤ اس کی مہربانی اور عنایت سے یہ دھوکا نہ کھاؤ کہ تمہاری پکڑ نہ ہوگی۔ قیامت، حشر و نشر، سوال و جواب، جزا و سزا سب برحق ہیں۔

۱۱- قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝

(اے رسول) آپ فرما دیجئے کہ (لوگو) زمین میں سیر (و سیاحت) کرو پھر دیکھو کہ (حق کو) جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا (پیغمبروں سے روگردانی کے کیا نتائج ہوتے ہیں)۔

۱۲- قُلْ لِّمَنْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

(اے رسول آپ ان سے) پوچھیے کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے؟ آپ (ہی) فرما دیجیے "اللہ ہی کا" (اس نے جو منکرین کو ڈھیل دے رکھی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ) اس نے اپنے ذمہ مہربانی لکھ لی ہے (لیکن یہ ڈھیل زیادہ سے زیادہ دنیا تک ہے پھر) وہ ضرور تم کو قیامت کے دن جس میں کچھ شک نہیں جمع کرے گا (یاد رکھو کہ) جنہوں نے اپنی جانوں کو نقصان میں ڈال رکھا ہے وہی ایمان نہیں لاتے۔

۱۳- وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِى الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ

اور جو (بھی مخلوق) رات دن میں بستی ہے سب اسی کی ہے (اس کی

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

خدائی میں جو بھی ہے جو کچھ ہے سب اسی کی ملک ہے) اور وہ سب کچھ سُننے والا جاننے والا ہے (وہ سب کی التجاؤں کو سُنتا ہے اور سب کے حال سے باخبر ہے) ۔

۱۴۔ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

(اے رسول) آپ فرما دیجیے کیا میں اس اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا کارساز بناؤں جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے ۔ اور وہ (سب کو) کھلاتا ہے اور (اس کو کوئی نہیں کھلاتا (وہ سب کی حاجت روائی کرتا ہے اور وہ خود کسی کا محتاج نہیں نہ اسے کسی چیز کی حاجت ہے) آپ فرما دیجیے کہ مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے میں (خود) فرمانبردار ہو جاؤں اور (مجھے یہ حکم ہے کہ) تم ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہ ہونا ۔

میں اللہ کا رسول ہوں میرا سرِ تسلیم تو اللہ ہی کے سامنے خم ہے ۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں دوسروں کو تلقین کروں ، جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں دوسروں کے لیے بھی پسند کروں ۔

۱۵۔ قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّیْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○

آپ فرما دیجیے کہ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک بڑے دن (یوم قیامت) کے عذاب کا ڈر ہے ۔

(کلام اللہ میں جب کسی اہم نکتہ کو ذہن نشین کرانا ہوتا ہے تو اس طرح کا خطاب نبی معصوم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے کیا جاتا ہے کہ دوسروں کے رونگٹے کھڑے ہوں اور اُمت ایسی غلطی کا ارتکاب نہ کرے ۔)

۱۶۔ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ○

اور جس شخص سے اُس دن کا عذاب ٹال دیا گیا تو یقیناً اس پر اللہ نے رحم فرمایا اور یہی کھلی کامیابی ہے ۔

۱۷۔ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ

اور اگر اللہ تجھے کوئی سختی پہنچائے (کسی ضرر، تکلیف یا تردد میں مبتلا

فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

کرے) تو اس کے سوا کوئی دُور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تجھے کوئی بھلائی پہنچائے (خیر اور نعمت کے در کھول دے عنایات سے نوازے) تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

۱۸۔ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ○

اور وہی اپنے بندوں پر غالب (اور ضابط) ہے اور وہی بڑی حکمت والا اور بڑا باخبر ہے۔

جب یہ معلوم ہوگیا کہ نفع اور نقصان کا مالک وہی اللہ ہے اور وہ اپنے بندوں کے حال سے باخبر ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے خود کو گواہ ٹھہرایا تاکہ لوگ رسولؐ کی نافرمانی کر کے اللہ کے نافرمان نہ بنیں اور رسولؐ کی عظمت ان کے دلوں میں قائم ہو۔

۱۹۔ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْۤءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ○

(اے پیغمبر ان لوگوں سے) پوچھیے کہ سب سے بڑی (اور معتبر) گواہی کس کی ہے؟ (یہ حق بات کیا بتائیں گے آپ ہی) کہہ دیجیے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے (اسی کی شہادت حق ہے) اور (اسی کی طرف سے) یہ قرآن مجھ پر اتارا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ تم کو اور ان کو بھی جس کے پاس یہ پہنچے (اعمال بد کے وبال سے) ڈراؤں (اور باخبر کردوں) (لوگو تم کو کیا ہوا ہے) کیا تم اس بات کی شہادت دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہیں؟ (اے رسول) آپ کہہ دیں میں تو ایسی شہادت نہ دوں گا (اور ان پر حق بھی واضح کر دیجئے) کہہ دیجئے وہی (اللہ) ایک معبود ہے اور میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔

اوپر کی آیت کا انداز بیان نہایت بلیغ ہے اس میں اللہ کی وحدانیت، رسولؐ کی صداقت، ان کا اندازِ تبلیغ، قرآن کا اعجاز سب ایک مخصوص انداز سے جلوہ گر ہے۔ نیز "وَمَنْۢ بَلَغَ" میں آپؐ کی تبلیغ کا عالمگیر ہونا عجب شان سے واضح کیا گیا ہے۔ سوال اور جواب اور جواب سے قبل جواب، اللہ کی عظمت، پیغام کی صداقت اور حکمت پر دال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب اور صاحبِ کتابؐ کی صداقت پر خود ان کے ضمیر شاہد ہیں وہ ان کو خوب پہچانتے ہیں

مانیں یا نہ مانیں ۔

۲۰۔ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۠

وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی ہے (جو اہلِ کتاب ہیں) وہ اسے (اسی نبی کو) ایسا پہچانتے ہیں جیسے کہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں (مگر) جو لوگ اپنی جانوں کو خود خسارے میں ڈال چکے وہی ایمان نہیں لاتے (ہر نبی نے نبی آخرالزماں کی بشارت دی۔ وہ لوگ جو اپنے ہی نبی کا کہنا نہ مانیں انہیں صورتِ ہدایت کیسے نظر آئے اور وہ کیوں کر ایمان لائیں)۔

تیسرا رکوع

گزشتہ آیت میں بتایا گیا کہ اہلِ کتاب، نبی آخرالزماںؐ کو خوب پہچانتے ہیں لیکن ان کا حسد، کبر، حُبِّ جاہ انہیں رسولِ کریمؐ پر ایمان لانے کی طرف راغب نہیں ہونے دیتا اس رکوع میں ان ہی لوگوں کی بدنصیبی کا ذکر ہے جو اللہ پر افترا ڈالتے اور حق اور مظہرِ حق کو جھٹلاتے ہیں۔

۲۱۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر بہتان باندھے یا اس کی نشانیوں کو جھٹلائے (کلام اللہ اور رسول کی تکذیب کرے اور رہتلائے شرک رہے) حقیقت یہ ہے کہ ظالموں کو فلاح نصیب نہیں ہوتی۔ (انہیں ضرور اپنے شرک و کذب کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا)۔

۲۲۔ وَیَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْٓا اَیْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝

اور جس دن ہم ان سب کو (اپنے حضور) جمع کریں گے پھر ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا تھا سوال کریں گے کہ تمہارے (وہ) شریک کہاں ہیں جن کا تم دعویٰ کیا کرتے تھے۔

۲۳۔ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ ۝

پھر ان کے پاس کوئی عذر نہ رہے گا سوائے اس کے کہ کہیں گے قسم ہے اللہ کی جو ہمارا رب ہے کہ ہم مشرک نہ تھے (ہم تیرے سوا کسی کو معبود حقیقی نہ جانتے تھے)۔

۲۴۔ اُنْظُرْ كَیْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ

دیکھیے یہ اپنے آپ پر کیسا جھوٹ لگا رہے ہیں۔ (وہاں شرک کیا کرتے

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○

تھے اور یہاں انکار کرتے ہیں) اور جو باتیں وہ بنایا کرتے تھے سب ان سے جاتی رہیں (نہ ان کے شریک ان کے کام آتے ہیں نہ ان کی افترا پردازیاں)

۲۵- وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ○

اور (اے رسول آپ دیکھیں گے کہ جب آپ تبلیغ فرماتے ہیں تو بظاہر) ان میں سے بعض آپ کی طرف کان لگائے رہتے ہیں۔ اور ہم نے (ان کی اس نفرت کے باعث جو انہیں آپ سے اور آپ کے پیغام سے ہے) ان کے دلوں پر پردے ڈال رکھے ہیں تاکہ اس کو (جو آپ فرماتے ہیں) نہ سمجھیں۔ اور ان کے کانوں پر گرانی (چھا گئی) ہے (کہ بہت کم سنتے ہیں) اور اگر یہ (اللہ کی) تمام نشانیاں بھی دیکھ لیں تو بھی ان پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ جب آپ کے پاس جھگڑنے (اور بحث کرنے) کو آتے ہیں تو جو کافر ہیں (یہی) کہتے ہیں کہ یہ (قرآنی واقعات) تو محض گزرے ہوئے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔

۲۶- وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ○

اور یہ لوگ (اوروں کو بھی) اس (قرآن) سے روکتے ہیں اور (خود بھی) اس سے (دور) بھاگتے ہیں مگر (ان باتوں سے) وہ اپنے ہی آپ کو ہلاک کرتے ہیں اور (اس ہلاکت کا) ان کو شعور بھی نہیں (نہیں جانتے کہ ایمان ہی سے حیات ہے ایمان ہی سے نجات ہے جب ایمان ہی نہ ملا تو قیامت میں کیا حشر ہوگا)۔

۲۷- وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

اور (اے رسول) اگر آپ (ان کو اس وقت) دیکھیں جب کہ یہ دوزخ کے کنارے کھڑے کیے جائیں گے پھر کہیں گے اے کاش ہم پھر (دنیا میں) واپس بھیج دیئے جائیں تو ہم اپنے پروردگار کی نشانیاں (اب کبھی) نہ جھٹلائیں گے اور ہم ایمان والوں میں سے ہو جائیں گے (یہ منکرین جب کتاب اور صاحب کتاب کا مذاق اڑانے کی سزا آنکھوں سے دیکھیں گے، تب ان کو اس ایمان کی قدر و قیمت معلوم ہوگی)

۲۸- بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا

(ان کی یہ ندامت اب بھی دل سے نہیں) بلکہ جو کچھ یہ پہلے چھپایا کرتے تھے (آج جب اس کا نتیجہ) ان پر ظاہر ہو گیا (تو ایمان کی تمنا کرنے لگے

لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○

ان کو ایمان اب بھی عزیز نہیں) اور اگر یہ پھر (دنیا میں) بھیجے جائیں تو پھر بھی یہ وہی کام کریں گے جس سے منع کیے گئے تھے۔ اور بے شک وہ جھوٹے ہیں (اگر وہ دنیا میں دوبارہ بھیج بھی دیئے جائیں تو بھی ایمان نہ لائیں گے)۔

۲۹- وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ○

اور (کافر تو یہ) کہتے ہیں کہ کوئی زندگی بجز اس ہماری دنیاوی زندگی کے (ہے ہی) نہیں اور ہم (مرنے کے بعد) پھر زندہ نہ کیئے جائیں گے (ہم تو حشر کے قائل ہی نہیں)۔

لیکن اس انکارِ حق کے باعث وہ قیامت کے دن سوال و جواب سے بچ نہ جائیں گے بلکہ جو ان کا حال ہو گا وہ دیکھنے سے تعلق رکھے گا۔

۳۰- وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۭ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○ ع ۳ ۱۰ ۹

اور کاش آپ (ان کو اس وقت) دیکھیں جب وہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے۔ (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا کیا یہ (مرنے کے بعد پھر زندہ کیا جانا) سچ نہیں۔ وہ کہیں گے کیوں نہیں، قسم ہے اپنے پروردگار کی (بالکل سچ ہے) وہ فرمائے گا کہ اب کفر کے بدلے میں (اس انکار کے باعث جو تم حشر و نشر کا کرتے تھے) اس عذاب کا مزہ چکھو۔

چوتھا رکوع

کفار، حشر و نشر، سزا و جزا کا اقرار قیامت کے دن کریں گے، اور عذاب کے ڈر سے اپنے کیے پر نادم ہوں گے، کیسا بدنصیب ہے وہ انسان جو قیامت اور قیامت میں اللہ کے سامنے حاضری اور دیدارِ الٰہی سے انکار کرے، اُس لذتِ ابدی کو نہ جانے جو حاصلِ حیات ہے۔ جس کے مقابلہ میں ہر وہ شے جو انسان کو دنیا میں اس سے دُور کرے محض لہو و لعب ہے۔

۳۱- قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰي مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ

یقیناً خسارے (اور نقصان) میں آ گئے وہ لوگ جنہوں نے (قیامت کے دن) اللہ کے ملنے کو جھٹلایا۔ (اس کا اندازہ خود ان کو بھی ہو جائیگا) یہاں تک کہ جب ان پر اچانک قیامت آ پہنچے گی تو کہیں گے ہائے افسوس ہم نے اس (قیامت) کے بارے میں کیسی کوتاہی کی (دنیا میں جو کرنے کا کام تھا وہ نہ کیا) اور وہ اپنے (اعمال بد کے) بوجھ اپنی پیٹھوں پر

يَحۡمِلُوۡنَ اَوۡزَارَهُمۡ عَلٰى ظُهُوۡرِهِمۡ‌ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوۡنَ ۝

اٹھائے ہوں گے ۔ خبردار رہو جاؤ کہ بُرا بوجھ ہے جسے وہ اُٹھائیں گے۔

۳۲۔ وَمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهۡوٌ‌ ؕ وَلَلدَّارُ الۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لِّلَّذِيۡنَ يَتَّقُوۡنَ‌ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ۝

اور دنیا کی زندگانی (یعنی اس کی وہ دلفریبیاں جو تم کو غفلت میں ڈالے ہوئے ہیں) سوا کھیل اور جی بہلانے کے کچھ نہیں۔ اور آخرت کا گھر بہتر ہے ان لوگوں کے لیے جو خدا سے ڈرتے ہیں۔ کیا تم سمجھتے نہیں (عقل سے کام نہیں لیتے عقل متعلق بہ شریعت ہے۔ اچھے، بُرے کی تمیز اسی سے حاصل کرتی ہے۔ بدنصیب ہیں جو شریعتِ محمدی کو پا کر ادھر اُدھر سرگرداں پھریں اور حق کی تکذیب کریں)۔

۳۳۔ قَدۡ نَـعۡلَمُ اِنَّهٗ لَيَحۡزُنُكَ الَّذِىۡ يَقُوۡلُوۡنَ‌ فَاِنَّهُمۡ لَا يُكَذِّبُوۡنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجۡحَدُوۡنَ ۝

(اے رسول) ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ کو ان (کافروں اور مشرکوں) کی وہ بات غمگین کرتی ہے جو وہ کہتے رہتے ہیں تو (اے پیارے رسول) وہ آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم اللہ کی آیتوں (اس کی نشانیوں) ہی کا انکار کرتے ہیں (آپ کا انکار ہمارے حکم کا انکار ہے آپ کبیدۂ خاطر نہ ہوں)۔

اور ان کا انکار کوئی نئی بات نہیں۔

۳۴۔ وَلَقَدۡ كُذِّبَتۡ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِكَ فَصَبَرُوۡا عَلٰى مَا كُذِّبُوۡا وَاُوۡذُوۡا حَتّٰٓى اَتٰٮهُمۡ نَصۡرُنَا‌ ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ‌ ۚ وَلَقَدۡ جَآءَكَ مِنۡ نَّبَاِى الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۝

اور آپ سے پہلے (بھی) بہت سے رسول جھٹلائے گئے تو وہ اس جھٹلائے جانے اور تکلیف پر صبر کرتے رہے یہاں تک کہ ان کو ہماری مدد پہنچی اور اللہ کی باتیں کوئی بدل نہیں سکتا۔ (اللہ کا فتح و نصرت کا وعدہ جو اے رسول آپ کے ساتھ ہے وہ پورا ہو کر رہے گا اسے کوئی بدلنے والا نہیں، اس کی مثالیں آپ کے سامنے ہیں) اور بیشک آپ کو کچھ پیغمبروں کے حالات پہنچ چکے ہیں (آپ نے دیکھا اللہ نے انہیں منکرین پر کیسی کامیابی و نصرت عطا فرمائی)

اے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان کی حالت پر غمگین نہ ہوں اور ان کے بے جا مطالبات کو پورا کرنے کی فکر نہ کریں، سب امور اللہ ہی کے حکم کے تابع ہیں یہاں اسی کی مشیت کارفرما ہے۔

۳۵- وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ○

النصف

اور اگر ان کی روگردانی آپ پر شاق گزرتی ہے تو (ان کا مہمل مطالبہ پورا کرنے کے لیے) اگر آپ سے ہوسکے تو زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان پر کوئی سیڑھی ڈھونڈھ نکالیے پھر (زمین کی تہہ سے آسمان کی بلندیوں پر سے) ان کے لیے ایک معجزہ لائیں ۔ (اے پیارے حبیب آپ کی رحمت کا تقاضا ہے کہ ہر شخص مسلمان ہوجائے لیکن اللہ کی مشیت یہ نہیں) اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو راہِ ہدایت پر جمع کر دیتا پس آپ ان نادانوں میں نہ ہوں (ان کی خواہشوں کو پورا کرنے کی تمنا نہ کریں یہ تو چاہتے ہیں کہ نبی کے ساتھ ہمیشہ ایک نشانی رہے کہ ہر کوئی دیکھے اور یقین لائے اللہ چاہتا تو بلا کسی نشانی کے بلا کسی پیغمبر کے سب کو ایک راہ پر لگا دیتا لیکن اس کی یہ مشیت نہیں)

اے پیارے رسول آپ سب کو راہِ ہدایت پر لانے کے لیے بے تاب ہیں، لیکن ان میں بہت سے تو وہ ہیں جو آپ کے ارشادات پر کان بھی نہیں دھرتے، ایمان کیا لائیں گے ۔

۳۶- اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؕ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ○

وقف غفران ۱ وقف منزل

مانتے تو وہی ہیں جو سنتے ہیں ۔ (مگر جن کے قلب مردہ ہیں جن کی سماعت مرچکی ہے وہ کیا سنیں گے وہ تو قیامت کے دن آنکھوں سے دیکھ کر سمجھیں گے) اور اللہ مردوں کو (تو قیامت ہی کے دن) زندہ کرے گا پھر سب اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے ۔

۳۷- وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

اور (یہ کافر) کہتے ہیں کہ اس پر (یعنی پیغمبر پر) اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی (جو یہ کافر طلب کرتے تھے) کیوں نہ اتری ۔ آپ فرما دیجئے کہ بے شک اللہ اس بات پر قادر ہے کہ نشانی اتارے لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے (وہ اسلام اور ایمان کا مفہوم ہی نہیں سمجھتے، ورنہ اس قسم کے مطالبات نہ کرتے ۔ یا یہ کہ وہ اللہ کی حکمت کو سمجھنے سے قاصر ہیں، ایک معجزہ ظاہر بھی کیا جائے تو دوسرا طلب کرتے ہیں مطالبات تو انکار کے بہانے ہیں اگر فکر کرتے تو ہر شے کو اپنے پروردگار کی نشانی پاتے) ۔

آیت نمبر (۳۵) جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت بے پایاں جوش میں ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس انداز سے متوجہ ہوتا کہ رحمت مشیتِ الٰہی کی طرف رجوع ہو جائے اور مقامِ اذن پر فائز نبی اتباع کا اندازا جاگر کرتا جائے ۔ یہ جھڑکی نہیں محبت ہے، الفت ہے، فطرتِ رسول کو ظاہر کرتی ہے ۔

۳۸- وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ○

اور (غور کرو اور دیکھو کہ) زمین پر چلنے والے جانور اور اپنے دو بازوؤں سے اڑنے والے پرندے ہر ایک تمہارے ہی جیسی ایک امت (مخلوق) ہے (ہم کو اپنی ہر مخلوق کا پورا پورا علم ہے اور ہم سب کی ضروریات ان کی فطرت کے مطابق پوری کرتے ہیں یہی نہیں بلکہ ہمارے یہاں ہر چیز ضبط تحریر میں ہے)۔ ہم نے کتاب (یعنی لوح محفوظ میں لکھنے میں) کوئی چیز نہیں چھوڑی (اور تمہارے وجود سے قبل تمہاری ضروریات کی تکمیل میں کوئی کمی نہیں کی) پھر سب اپنے رب کے سامنے جمع کیے جائیں گے (اس وقت ان پر یہ حقیقت کھل جائے گی کہ اس نے جس کو جو دیا وہی درست اور اس کی استعداد کے مطابق تھا)۔

۳۹- وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

اور جو ہماری نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں وہ بہرے اور گونگے ہیں (اور وہ) اندھیروں میں (پڑے ہیں) (کفر کی تاریکی ان کے قلوب پر اس درجہ چھائی ہے کہ نہ حق بات سنتے ہیں اور نہ پوچھتے ہیں) اللہ جس کو چاہے گمراہ کرے (اس کو اس کی حالت میں سرگرداں رہنے دے) اور جس کو چاہے سیدھی راہ پر ڈال دے (یہ اس کا کرم ہوگا)۔

۴۰- قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

آپ (ان منکرین سے ذرا یہ تو) کہیے کہ بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر تم پر اللہ کا عذاب آپڑے یا تم پر قیامت ٹوٹے (کوئی مصیبت کی گھڑی آن پڑے) تو کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے اگر تم سچے ہو۔

۴۱- بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ○ ع ۱۱/۱۰

(نہیں) بلکہ (مصیبت کے وقت) تم اسی کو پکارو گے پھر جس مصیبت (کو دور کرنے) کے لیے تم اس کو پکارتے ہو اگر وہ چاہتا ہے تو اس کو دور کر دیتا ہے اور تم (اس مصیبت کے وقت) ان سب کو بھول جاتے ہو جن کو (اللہ کا) شریک ٹھہراتے ہو۔

پانچواں رکوع

ہر زمانے میں لوگوں کو ان کے اعمالِ بد کے باعث آفتیں اور مصیبتیں آئیں لیکن انہوں

نے ان سے کوئی سبق نہ لیا بلکہ اپنی ضد پر قائم رہے یہ منکرین حق کی فطرت بن گئی ہے تاریخ کے اوراق اس پر گواہ ہیں اور اس میں اہل ایمان کے لیے بڑی عبرت ہے۔ اس رکوع میں نکتۂ توحید کو اسی تاریخی پس منظر میں سمجھایا گیا ہے۔

۴۲- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ○

اور آپ سے پہلے بھی ہم نے بہت سی امتوں پر رسول بھیجے پھر ہم نے ان (امتوں) کو (ان کی نافرمانی کے باعث) سختی اور تکلیف میں ڈالا تاکہ وہ (ہمارے سامنے) گڑگڑائیں (اپنی غلطیوں کی معافی مانگ لیں۔ ہماری طرف رجوع ہوں)

۴۳- فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

پھر جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو وہ کیوں نہ گڑگڑائے (کہ عذاب و تکلیف دُور کر دیتے) لیکن ان کے (تو) دل سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نظروں میں اچھے کر دکھائے۔ (وہ اپنی بداعمالیوں پر نازاں رہے اور ہم کو بُھلا بیٹھے)

۴۴- فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ○

پھر جب وہ اس نصیحت کو جو انہیں (کتاب اللہ اور پیغمبروں کے ذریعے) کی گئی تھی فراموش کر بیٹھے تو (ہم نے بھی ان کو ڈھیل دی اور ان کے حال پر چھوڑا اور) ہم نے ان پر ہر چیز (عیش و عشرت، فراوانی رزق) کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ اس پر جو انہیں ملا اترانے لگے (عیش و عشرت میں پڑ گئے) تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا (بلا آثار کے اُن پر عذاب آیا) سو وہ ناامید ہو کر رہ گئے۔

یہی نہیں کہ ان پر عذاب آیا بلکہ ان کو نیست و نابود کر دیا گیا۔

۴۵- فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

پھر ان ظالم لوگوں کی جڑ ہی کاٹ دی گئی (اور شر کا انسداد کر دیا گیا یہ اللہ کی اپنے بندوں پر عنایت ہے) اور سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

ذرا یہ نکتۂ توحید ان کو یوں سمجھائیے

۴۶- قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ

آپ فرما دیجئے دیکھو تو (ذرا اتنا تو سوچو کہ) اگر اللہ تمہارے کان اور

سَمْعَكُمْ وَأَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلَىٰ قُلُوبِكُم مَّنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُم بِهِ ۗ انظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُونَ ○

آنکھیں چھین لے (تمہاری شنوائی، بینائی اور ادراکات و مدرکات سلب کرلے) اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے تو اللہ کے سوا کون ایسا معبود ہے جو تم کو یہ چیزیں (یہ صلاحیتیں واپس) لا دے۔ دیکھو ہم کس کس طرح سے اپنی آیتیں بیان کرتے ہیں (کیسی کیسی مثالوں سے انہیں نکتۂ توحید سمجھاتے ہیں) پھر بھی وہ روگردانی کرتے جاتے ہیں۔ (ان پر توجہ نہیں کرتے)

۴۷- قُلْ أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ بَغْتَةً أَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الظَّالِمُونَ ○

آپ (ان کافروں سے) کہیے دیکھو تو اگر تم پر اللہ کا عذاب اچانک آجائے (کہ تم کو اس کی خبر بھی نہ ہو) یا کھلم کھلا (کوئی آفت آ پڑے) تو ظالموں کے سوا، کون ہلاک کیا جائے گا (کیا یہ مناسب نہیں کہ تم اس عذاب سے قبل ہی توبہ کرلو تاکہ اس سے بچ جاؤ)۔

۴۸- وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ۖ فَمَنْ آمَنَ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○

اور ہم نے رسولوں کو صرف اس لیے بھیجا کہ (نیک عمل کرنے والوں کو) خوشخبری سنائیں اور (نافرمانوں کو عذابِ الٰہی سے) ڈرائیں، پھر جو ایمان لایا اور اصلاح کرلی تو (وہ سنور گیا، تصوّرِ صالح پر قائم ہوگیا) ایسے لوگوں کو نہ تو خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (یہاں توفیقِ الٰہی ان کے شاملِ حال رہے گی وہاں ہر خوف و غم سے وہ مامون ہوں گے)۔

۴۹- وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ○

اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، ان کو عذاب پہنچے گا اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔

۵۰- قُلْ لَّا أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ ۚ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ

آپ کہدیجئے میں تم سے (یہ تو) نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ (یہ کہتا ہوں کہ) میں غیب کی بات جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں (میں تو بذاتِ خود کسی بات پر قادر نہیں اور نہ بشریت کے تقاضوں سے خالی ہوں البتہ ہمہ تن اس کا ہوں، اسی کی عطا سے عطا، اسی کے علم سے علم پایا ہوا اور اس کے فرمان کا ترجمان ہوں) میں تو اسی پر چلتا ہوں جو میرے پاس اللہ کا حکم آتا ہے۔ (میری

آیت نمبر (۴٦) حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ "توبہ میں دیر نہ کرے جو کان اور آنکھ اور دل اس وقت ہے شاید پھر نہ رہے۔"

وَالْبَصِيْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ ع

کوئی بات اس کے حکم کے بغیر، میرا کوئی کام اس کی تلقین کے بغیر نہیں ہوتا) (اب) فرما دیجیئے (ذرا سوچو تو) کیا اندھا اور آنکھ والا (کہیں) برابر ہو سکتا ہے ۔ کیا تم غور نہیں کرتے ۔

کیا وہ شخص جو حقائق سے نا آشنا ہو جس کے دل پر پردے پڑے ہوئے ہیں اس کے برابر ہو سکتا ہے جس کی چشم بینا مرضیاتِ الٰہی اور تجلّیاتِ ربّانی کے لیے ہر وقت کھلی ہوئی ہے، جس کی حیات کا ہر لمحہ امرِالٰہی کے تابع ہے ۔ ذرا سوچو کہ اس منبعِ فیض کو پا کر اس سے فیض حاصل نہ کرنا کیسی نادانی کیسی محرومی ہے ۔

چھٹا رکوع

اس رکوع میں حکم دیا جا رہا ہے کہ جو لوگ منکرِ حق ہیں ان کو ان کے حال پر چھوڑیں اور ان لوگوں کی طرف رجوع ہوں جن کو خوفِ خدا ہے جو حشر و نشر پر یقین رکھتے ہیں ۔ تاکہ وہ لوگ گناہ سے بچیں اور عبادت میں مشغول رہیں اور اگر ان سے غلطی ہو جائے اور وہ توبہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما دے گا ۔

۵۱ - وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝

اور (اے رسول) آپ ان لوگوں کو اس (قرآن) کے ذریعہ خبردار کیجیے جن کو اس بات کا ڈر ہے کہ وہ (قیامت کے دن) اللہ کے سامنے جمع کئے جائیں گے (اور) اللہ کے سوا ان کا نہ کوئی حمائتی ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا، تاکہ وہ (گناہ سے) بچتے رہیں ۔

اے رسول آپ ان کافروں کی بات نہ مانیں جو آپ کو مسلمان غریبوں سے دُور کرنا چاہتے ہیں اور اسلام کی برادری میں رخنہ ڈالنا چاہتے ہیں ۔

۵۲ - وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ

اور ان لوگوں کو اپنے پاس سے دُور نہ کیجیئے جو صبح و شام اللہ کو پکارتے ہیں (ہمہ وقت اللہ کی یاد میں مشغول رہتے ہیں اور اسی کی رضا کے

آیت نمبر (۵۲) اس آیت کے شانِ نزول کے متعلق حضرت شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں "کافروں میں بعضے سرداروں نے حضرت سے کہا کہ تمہاری بات سننے کو جی چاہتا ہے لیکن تمہارے پاس بیٹھتے ہیں غریب، نیچے درجے کے لوگ ہم ان کے برابر نہیں بیٹھ سکتے اس پر آیت اتری یعنی خدا کے طالب اگرچہ غریب ہیں لیکن انہی کا خیر مقدم ہے"۔ موضح القرآن

يُرِيدُونَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○

طالب ہیں (آپ ہی کا منہ تکا کرتے ہیں کہ آپ کے ہو کر اللہ کو راضی کریں۔ آپ نے اپنا فریضۂ تبلیغ پورا کیا اب کفّار مانیں یا نہ مانیں) نہ ان کے (اعمال کے) حساب میں سے کچھ آپ پر ہے اور نہ آپ کے حساب میں سے کچھ ان پر ہے۔ (قیامت میں ہر شخص اپنے کیے کا ذمہ دار ہوگا ان کفّار کی ہدایت کی تمنا میں کہیں ایسا نہ ہو) کہ آپ ان (غریبوں) کو دُور کرنے لگیں تو آپ کا شمار بے انصافوں میں ہو جائے (رسول کے ذریعہ امتِ رسول کے ہر مبلّغ اسلام سے خطاب ہے تاکہ وہ اس عظیم فتنے سے باخبر ہو جائے جو بظاہر خیر کے راستے پھیل سکتا ہے)

اللہ کے یہاں انسان کی قدر اس کے دل، اس کے ایمان و عمل سے ہے نہ کہ دولت و ثروت سے۔

۵۳- وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ○

اور اسی طرح ہم نے بعض کا بعض سے امتحان لیا (ایک سے دوسرے کی آزمائش کی ہے) تاکہ (جو دولت مند ہیں وہ غریبوں کے متعلق تعجب سے) کہیں کیا یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے ہم میں سے (انتخاب کر کے اپنا) فضل کیا۔ (ان سے پوچھو) کیا اللہ شکر کرنے والوں سے خوب واقف نہیں (کیا اللہ کو خوب علم نہیں کہ اس کے کون بندے شکر گزار ہیں اور کون خود سر اور ناشکرے؟ وہ دلوں کے حال سے واقف ہے اور شکر گزاروں کا قدر داں ہے اس کے یہاں معیارِ بزرگی خوفِ خدا ہے نہ کہ مال و دولت)۔

۵۴- وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ ۙ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

اور (اے رسول) جب آپ کے پاس ہماری آیتوں کو ماننے والے آئیں تو (ان سے) کہہ دیجیے تم پر سلام ہو، تمہارے پروردگار نے اپنے آپ پر (تمہارے لیے) رحمت لازم کر رکھی ہے کہ جو کوئی تم میں سے نادانستگی سے کوئی بُرائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کر لے (بُرائی کا احساس ہوتے ہی اللہ کی طرف رجوع کرے) اور اپنے کو سنوار لے تو بے شک وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ (اپنے بندوں کے گناہ معاف فرما دیتا ہے)۔

۵۵۔ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ ع ۶/۵ ۱۲

اور اسی طرح ہم تفصیل سے اپنی آیتوں کو بیان کرتے ہیں اور تاکہ گنہگاروں کا طریقہ واضح ہو جائے (اور تم اس سے بچتے رہو)۔

کافر اور مومن کا طریق کار سب پر ظاہر ہو جائے، مومن سے بھی غلطی ہوتی ہے لیکن وہ جان بوجھ کر غلطی نہیں کرتا در اصل کچھ دیر کے لیے وہ انجام سے بے خبر سا ہو جاتا ہے لیکن جب ہوشیار ہوتا ہے تو اپنے رب ہی کی طرف رجوع کرتا ہے اور کافر کا کفر اسے خدا کی طرف رجوع ہی نہیں ہونے دیتا۔ اس لیے وہ ہمیشہ رحمت سے محروم ہی رہتا ہے۔

ساتواں رکوع

گزشتہ رکوع میں اللہ کی اس رحمت کا ذکر تھا جو مومنوں کے لیے ہے، خواہ غریب ہوں یا امیر۔ اسی سورۂ انعام ہی میں دوسری بار اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا ذکر فرمایا اور مومنوں کی دلجوئی کی۔ اس رکوع میں کافروں اور مشرکوں کے انکارِ حق، چالبازی اور مسلمانوں کو بہکانے کی شیطانی کوشش، اور اس کا انجام بیان کیا جا رہا ہے۔ اگر پہلا رکوع بشارت سے متعلق تھا تو یہ رکوع انذار (خوفِ خدا) سے متعلق ہے۔

۵۶۔ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَاۗءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝

آپ (کافروں سے) کہہ دیجئے کہ مجھ کو ان کی بندگی سے روکا گیا ہے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ میں تمہاری خواہش پر نہیں چلتا (یہ راستہ میری فطرت ہی کے خلاف ہے اگر بفرض محال) ایسا کروں تو بے شک میں بھٹک جاؤں گا اور ہدایت پانے والوں میں نہ رہوں گا۔ (میں خود دوسروں کو ہدایت دینے آیا ہوں دوسروں کی خوشی کے لیے جادۂ ہدایت سے ہٹنا نبی کی شان نہیں)۔

۵۷۔ قُلْ اِنِّيْ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ۭ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ۝

آپ فرما دیجئے میں تو اپنے پروردگار کی صریح نشانی پر قائم ہوں (اللہ کا پورا شاہد ہوں) اور تم اسی (دلیلِ روشن، نورِ حق) کی تکذیب کرتے ہو۔ میرے پاس وہ (عذابِ الٰہی) نہیں ہے جس کی تم کو جلدی ہے (یہ تو سب اللہ کے اختیار میں ہے میں تو محض اس کی رحمت کا پرتو ہوں عذاب لانے والا نہیں۔ ایسا) حکم تو صرف اللہ ہی کا (ہوتا) ہے وہ حق بات بیان فرماتا ہے اور وہ (ہی) سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ (اسی کا فرمانا حق

اسی کا فیصلہ بہتر ہے)

۵۸- قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝

آپ فرما دیجئے اگر میرے پاس وہ (عذاب) ہوتا جس کی تم جلدی کر رہے ہو تو میرے تمہارے درمیان جھگڑا ہی طے ہو چکا ہوتا۔ (اب تک تم پر عذاب نازل ہو چکا ہوتا) اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

اگر اللہ نے عذاب میں تاخیر کی تو یہ اس کی حکمت، اس کا تحمل ہے ورنہ اسے علم بھی ہے اور اسے عذاب کی قدرت بھی۔ پہلے اس کے علم کا بیان ہے۔

۵۹- وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝

اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں ان کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، (اللہ کو باطن اور ظاہر دونوں کا کامل علم ہے) اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے۔ اور (شاخ سے) کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور نہ زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ اور نہ کوئی ہری اور نہ سوکھی چیز ہے مگر وہ سب ایک روشن کتاب (لوحِ محفوظ) میں (موجود) ہے۔ (اس کا علم اس درجہ کامل ہے کہ کائنات کی ہر چیز ضبطِ تحریر تک میں آ چکی ہے)

اور علمِ کامل کے ساتھ اُس کو قدرتِ کاملہ بھی حاصل ہے۔

۶۰- وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰۤی اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ ع

اور وہی تو ہے جو تمہیں رات کو قبضہ میں لے لیتا ہے (تم پر نیند طاری ہوتی ہے اور تمہاری قوتِ ارادی معطل ہو جاتی ہے) اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اس کو جانتا ہے۔ پھر تم کو (نیند سے) دن میں اٹھا دیتا ہے (چلاتا پھراتا ہے) تاکہ معینہ وقت پورا ہو (یعنی تمہاری عمر معینہ کی تکمیل ہو جائے) پھر تم (سب) کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر تم جو (اعمال یہاں) کرتے رہے تم کو اس سے باخبر کر دے گا (اس لیے اگر عذاب میں دیر ہے تو یہ اس کی مشیت کے تحت ہے، اپنی غلطی پر نہ اتراؤ اللہ کے

عذاب سے بچ نہ سکو گے)۔

آٹھواں رکوع

رات کا سونا، دن کا اٹھنا، پھر راتوں کو سونا، کیا یہ اس امر کی دلیل نہیں کہ اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں سب کی جان ہے اور جس طرح ہر روز سب کو سلاتا اور جگاتا ہے ویسے ہی مرنے کے بعد قیامت کے دن سب کو زندہ کر کے اُٹھائے گا۔

۶۱- وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ○

اور اللہ اپنے بندوں پر غالب (ضابط) ہے (اس کا ہر کام ایک نظام کے تحت ہے) اور وہ تم پر اپنے نگران کار (محافظ) بھیجتا ہے (یعنی وہ فرشتے جو تمہاری اور تمہارے اعمال کی نگہداشت کرتے ہیں) یہاں تک کہ جب تم میں کسی کی موت (کی گھڑی) آجاتی ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) اس کی رُوح قبض کر لیتے ہیں اور وہ (اللہ کے حکم کی بجا آوری میں) کوئی کوتاہی نہیں کرتے۔

۶۲- ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ۭ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۣ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ○

پھر (قیامت کے دن) تمام لوگ اپنے سچے مالک (اور آقا) کے سامنے واپس لائے جائیں گے۔ سن لو (یاد رکھو) حکم اسی کا ہے اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ (نہ قیامت کے دن سے مفر ہے، نہ اس کے حکم کے سوا کسی کا حکم چلتا ہے اور اس کی قدرتِ کاملہ کا یہ عالم ہے کہ ایک لمحہ میں عمر بھر کی بُرائی بھلائی کو واضح کر دیتا ہے۔)

غفلت سے بیدار ہو اور سوچو

۶۳- قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَىِٕنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ○

آپ فرما دیجئے (دیکھو، جنگل اور سمندر کے اندھیروں سے (ان کی آفتوں اور مصیبتوں سے) تم کو کون نجات دیتا ہے (جب) تم اس کو گڑگڑا کر اور آہستہ آہستہ پکارتے ہو (اور التجا کرتے ہو) کہ اگر وہ ہم کو اس آفت سے بچالے تو ہم ضرور اس کے شکر گزار ہو جائیں گے۔ (جو کام جس طرح اور جس وقت کرنے کا ہے اسی طرح انجام دیا کریں گے)

۶۴- قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ

آپ فرما دیجئے اللہ ہی تم کو اس (آفت) سے اور ہر سختی سے (جس میں پھنس کر پھر نکل نہ سکو) بچاتا ہے پھر بھی تم شرک کرتے ہو (اللہ کا

تُشْرِكُوْنَ ۝ احسان نہیں مانتے بلکہ اللہ سے بغاوت کرتے ہو)

اگر عذاب میں جلدی نہیں تو یہ نہ سمجھو کہ اللہ عذاب پر قادر ہی نہیں۔

۶۵ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۝

آپ کہہ دیجئے کہ وہ اس (بات) پر بھی قدرت رکھتا ہے کہ تم پر عذاب بھیجے تمہارے اوپر (آسمان) سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے (زمین) سے یا تم کو مختلف فرقوں میں تقسیم کر کے آپس میں لڑا دے (کہ یہ بھی عذاب الٰہی کی ایک صورت ہے) اور تم کو ایک دوسرے کی لڑائی کا مزہ چکھا دے دیکھو ہم اپنی آیتوں کو کس کس طرح (مختلف اور واضح انداز سے) بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ (اب بھی) سمجھ جائیں۔

۶۶ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ؕ۝

اور آپ کی قوم (کفار مکہ) نے اس (قرآن) کو جھٹلایا حالانکہ وہی حق ہے آپ کہہ دیجئے میں تمہارا ذمہ دار نہیں (کہ تم کو انکار و کفر کرنے ہی نہ دوں میرا کام تو حق کی تبلیغ ہے)۔

جو ہونے والا ہے تم خود جان جاؤ گے

۶۷ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ؗ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝

ہر ایک خبر (کے واقع ہونے) کا ایک وقت مقرر ہے اور عنقریب (جب وہ وقت آجائیگا) تم خود جان لوگے (کہ جس عذاب سے تم کو ڈرایا جاتا تھا وہ سچ ہے یا نہیں)۔

۶۸ وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ

اور (اے مخاطب) جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیتوں (کی توہین) میں لگے ہوئے ہیں تو ان سے کنارہ کش ہو جا یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں اور اگر شیطان تجھ کو بھلا دے (اور تو ان کے پاس سے اٹھ جانا بھول جائے) تو یاد آنے پر ظالم

آیت نمبر (۶۵) حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں:
قرآن شریف میں اکثر کافروں کو عذاب کا وعدہ دیا۔ یہاں کھول دیا کہ عذاب وہ بھی ہے جو اگلی امتوں پر آیا آسمان سے یا زمین سے اور یہ بھی ہے کہ آدمیوں کو آپس میں لڑا دے اور ایک کو قتل قید یا ذلیل کرے۔ حضور (سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم) نے سمجھ لیا کہ اس پر یہی ہو گا کہ اکثر "عذاب الیم" "عذاب مہین" اور "عذاب شدید" اور عذاب عظیم انہی باتوں کو فرمایا ہے۔ اور آخرت کا عذاب بھی ہے ان پر جو کافر ہی مرے۔" (موضح القرآن)

وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○

قوم کے ساتھ نہ بیٹھ ۔

۶۹- وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○

اور پرہیزگاروں پر ان (کج بحثوں) کے حساب کی کچھ بھی ذمہ داری نہیں اور ہاں (ان کا کام حتی المقدور) نصیحت کرنا ہے تاکہ (یہ ظالم بھی اللہ سے) ڈریں (ممکن ہے کہ ہدایت پا جائیں)

۷۰- وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ○ ع ۸ ۱۴

اور جنھوں نے اپنے دین کو کھیل اور دل لگی بنا رکھا ہے ان کو چھوڑ دو (ان سے دلی انس پیدا نہ کرو) اور ان کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے اور (البتہ) ان کو قرآن سے نصیحت کرتے رہو تاکہ (قیامت کے دن) کوئی بھی اپنے کئے پر ہلاک نہ ہو (یہیں دنیا میں سنبھل جائے، ایمان و اعمال سے زندگی سنوار لے سمجھ لے کہ) اللہ کے سوا نہ اس کا کوئی حمایتی ہوگا اور نہ سفارشی اور (قیامت کے دن) اگر وہ (دنیا بھر کا) ہر معاوضہ دینا چاہے تو (بھی) اس سے قبول نہ کیا جائے، یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے اپنے اعمال (کے وبال) میں گرفتار ہوئے۔ ان کے لیے پینے کو کھولتا ہوا پانی اور دردناک عذاب ہوگا اس لیے کہ وہ کفر کرتے رہے۔

نواں رکوع

مسلمانوں کی خواہش اور کوشش یہی ہوتی ہے کہ دوسرے سنور جائیں اور عذاب الٰہی سے بچ جائیں ان سے یہ توقع کرنا عبث ہے کہ وہ خود گمراہ ہو جائیں اور ان بتوں کے سامنے سربسجود ہوں جن کے قبضۂ قدرت میں خود ان کی زندگی نہیں۔ جو اپنے نفع نقصان کا مالک نہ ہو وہ دوسرے کو کیا نفع نقصان پہنچا سکے گا۔ اس رکوع میں مسلمانوں کے جذبۂ ایمانی، تلاش حق اور اسلام کو

عام کرنے کی تمناؤں کا ذکر آرہا ہے۔

۷۱- قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

آپ کہہ دیجئے کیا ہم (لوگ) اللہ کے سوا اس کو پکاریں جو ہم کو نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور جب اللہ نے ہمیں سیدھا راستہ دکھایا (تو کیا) اس کے بعد ہم اُلٹے پاؤں پھر جائیں (کافرو تمہاری کیسی عبث تمنا ہے اگر ہم ایسا کریں تو ہماری مثال) اس شخص کی طرح (ہوگی) جس کو شیطان نے جنگل میں راستہ بھلا کر حیران (و پریشان) کر دیا ہے۔ اس کے رفیق اس کو سیدھے راستہ کی طرف بلاتے ہوں کہ ہمارے پاس چلا آ (لیکن وہ ایسا حواس باختہ ہو کہ کسی کی نہ سنتا ہو نہ سمجھتا ہو) آپ فرما دیجئے بے شک جو راہ اللہ نے بتلا دی ہے وہی سیدھی راہ ہے اور ہم (مسلمانوں) کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم پروردگار عالم کے فرمانبردار رہیں۔ (ہم کو تو سیدھا رستہ مل گیا ہم سے یہ امید کرنا کہ ہم راہ سے بھٹک جائیں گے عبث اور فضول ہے البتہ اگر تم راہ ہدایت چاہتے ہو تو اسی سیدھے راستہ پر آجاؤ)

۷۲- وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِىْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

اور یہ (بھی ہم کو حکم ملا ہے) کہ نمازوں کو قائم رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور وہی ہے جس کے پاس تم جمع کیئے جاؤگے (اس حضوری کے لیے تیار ہو جاؤ ایک دن دوسرے دن سے بہتر گزارو کہ مرنے سے قبل اس کی یاد دل میں قائم ہو جائے، جان جائے اللہ کا حکم ہاتھ سے نہ جانے پائے)

۷۳- وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ؕ

اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ (ٹھیک طور پر) پیدا کیا (یہ سب اسی کے حکم سے قائم ہیں) اور جس دن وہ کہے گا ہو جا (یعنی "اے حشر برپا ہو جا") تو وہ ہو جائے گا۔

۷۴- قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝

اسی کا فرمان حق ہے (اسی کی بات سچی ہے) اور اسی کی بادشاہت ہوگی جس دن صور پھونکا جائے گا (حکومتوں کی ظاہری تقسیم بھی ختم ہو جائے گی ایک اللہ کی حکومت ہوگی) وہ چھپی اور کھلی سب باتوں کا جاننے والا ہے اور وہ حکمت والا خبردار ہے (اس کا ہر فعل علم اور حکمت پر مبنی ہوتا ہے)۔

آیت نمبر (۷۳) بعض نے آیت ۷۳ اور ۷۴ کو ایک ہی آیت قرار دیا ہے۔

گزشتہ آیت میں توحید کا ذکر مکذبینِ اسلام سے الگ رہنے کا حکم تھا، یہاں "موحدِ اعظم" "امام الموحدین" حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توحید و تبلیغ دونوں کا ذکر ہے کہ مسلمانوں کے لیے راہِ ہدایت واضح ہو جائے اور اہلِ کتاب کے مقابلہ میں حجت بنے۔

۷۵- وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

اور (یاد کرو) جب ابراہیم نے اپنے بابا آزر سے کہا کیا تم بتوں کو خدا مانتے ہو، میں دیکھتا ہوں کہ تم اور تمہاری قوم کھلی گمراہی میں ہے۔

۷۶- وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ○

اور اسی طرح ہم نے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کے عجائبات دکھا دیئے اور (تمام اشیاء کی حقیقتوں سے انہیں آگاہ کر دیا، اپنی خدائی انہیں آنکھوں سے دکھا دی) تاکہ وہ کامل یقین والوں میں سے ہو جائیں (علم الیقین، عین الیقین کے درجہ پر پہنچ جائے)۔

۷۷- فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ○

پھر جب رات نے ان کو تاریکی میں لے لیا (رات کا اندھیرا چھا گیا تو) انہوں نے ایک (چمکتا ہوا) ستارہ دیکھا۔ کہا (کیا) یہ میرا رب ہے؟ (ہرگز نہیں، غروب ہو جانے والا، ڈھل جانے والا رب کیسے ہو سکتا ہے) پھر جب وہ غائب ہو گیا تو کہا میں غائب ہو جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

۷۸- فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ

پھر جب چاند کو چمکتا ہوا دیکھا کہا (کیا) یہ میرا رب ہے (اس کی نورانی تجلیات سے لوگوں نے دھوکہ کھایا ہے) پھر جب وہ (بھی) غائب ہو گیا تو بول اٹھے کہ اگر میرا پروردگار مجھے سیدھا راستہ نہ دکھائے گا تو میں بھی

آیت نمبر (۷۵) آزر = حضرت ابراہیم کے والد کا نام تارخ تھا جیسا کہ بائبل تکوین ۱۱ : ۲۷ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ آزر آپ کے چچا کا نام تھا جیسا کہ صاحب قاموس اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ وغیرہ نے تصریح کی ہے۔ اور پھر کتاب و سنت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آزر آپؑ کا والد نہیں تھا کیونکہ یہ بت پرست تھا اور رسول اللہﷺ کے آباء میں جناب آدمؑ تک کوئی بت پرست نہیں ہوا قرآن میں ہے" و تقلبك فی السـاجدین" اور ایک حدیث میں حضورؐ کا فرمان ہے کہ میں پاک اصلاب سے پاک ارحام کی طرف منتقل ہوتا آیا ہوں۔ باقی رہا اس آیت میں آزر کو لفظِ اب سے تعبیر کرنا تو یہ اس سبب سے ہے کہ عربی میں عموماً چچا کو اب کہہ دیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے حضرت یعقوبؑ کو ان کے بیٹوں نے کہا "نعبد الٰهك و الٰه اٰبآئك ابراهیم و اسمٰعیل و اسحٰق" اور حدیث میں ہے کہ حضرت عباسؓ کے متعلق حضور نے فرمایا "ردوا الیّ ابی"

آیت نمبر (۷۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام مقامِ خلت (دوستی) پر فائز تھے خلیل اللہ تھے، مقامِ خلت میں کشفِ اعلیٰ اور کشف اسفل ہوتا ہے لیکن مقامِ حُبّ میں جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے، اسیر ہوتی ہے۔

الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ ○

گمراہوں کے گروہ میں پڑ جاؤں گا (یہ چاند کے رب ہونے کا انکار بھی ہے اور باری تعالیٰ سے استقامتِ دین و ہدایت کی دعا بھی)

۷۹۔ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ○

پھر جب سورج کو چمکتا ہوا دیکھا (کہ اس کی روشنی کے سامنے آنکھ نہیں ٹھہرتی) تو کہا (کیا) یہ میرا رب ہے۔ یہ سب سے بڑا ہے پھر جب وہ غروب ہوگیا تو بول اٹھے اے میری قوم (میں نے ان سب کو دیکھ لیا جن کو تم اپنا معبود قرار دیتے ہو ان کی حقیقت تو زوال ہے، اللہ لازوال ہے) میں ان سب سے جن کو تم اس کا شریک ٹھہراتے ہو بیزار ہوں۔

میرا رُخ، میری توجہ تو اس ذات کی طرف ہے جو ان سب کا خالق ہے اور وہی میرا رب ہے۔

۸۰۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○ۚ

میں نے تو اپنا منہ اسی ذات کی طرف یکسو ہو کر کر لیا (ہمہ تن اسی کی طرف متوجہ ہوگیا) جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

جب منکرین لاجواب ہوگئے تو ان کے پاس فضول بحث کرنے جھگڑنے اور اپنے جھوٹے معبودوں سے ڈرانے کے سوا چارہ ہی کیا تھا۔

۸۱۔ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ○

اور ان کی قوم نے ان سے جھگڑا کیا (کہ تم نے جو توہین ہمارے معبودوں کی کی ہے اس کا وبال تم پر ضرور پڑے گا آپ نے) کہا کیا تم اللہ (کے ایک ہونے) میں مجھ سے جھگڑا کرتے ہو حالانکہ وہ مجھے ہدایت فرما چکا ہے (اس نے ہر زوال پذیر چیز کی حقیقت مجھ پر کھول دی ہے کشفِ اعلیٰ و کشفِ اسفل سے سرفراز فرمایا ہے) اور میں ان سے نہیں ڈرتا جن کو تم اس کا شریک ٹھہراتے ہو (وہ مجھے کیا نفع نقصان پہنچا سکتے ہیں) سوا اس کے کہ میرا رب ہی کوئی بات چاہے (یعنی مجھے کوئی تکلیف پہنچانی چاہے تو اور بات ہے) میرے رب کے علم نے سب چیزوں کا احاطہ کر لیا ہے (اسے سب باتوں کا علم ہے تم کو کیا ہوگیا ہے) کیا تم سوچتے نہیں (عقل سے کام نہیں لیتے)

۸۲۔ وَكَیْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ

اور (ذرا غور تو کرو) میں تمہارے شریکوں سے کیا ڈروں (جن کے قبضۂ قدرت میں کچھ بھی نہیں) جبکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ اس کو

مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو جس کی تم پر (اللہ تعالیٰ نے) کوئی دلیل نہیں اتاری۔ اب (تم ہی بتاؤ کہ) دونوں فریقوں میں (مجھ میں اور تم میں) کون امن (وسلامتی) کا زیادہ حق دار ہے اگر تم کو علم ہو (تم سمجھ سکتے ہو)

۸۲۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ ع

(یاد رکھو) جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے اپنے ایمان میں شرک کی آمیزش نہیں کی۔ دلجمعی (اور امن کلی) انہیں کو حاصل ہے اور وہی سیدھی راہ پر ہیں۔

دسواں رکوع

گزشتہ رکوع میں توحید باری تعالیٰ کے متعلق ان دلائل و براہین کا ذکر ہوا جس سے اللہ رب العزت نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سرفراز فرمایا اور ان کو اپنی قوم پر غلبہ دیا۔ رہا ماننا نہ ماننا وہ توفیق سے ہے نہ کہ تبلیغ سے، لیکن یہ سلسلۂ تبلیغ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کے خاندان میں جاری رہا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحاق پھر حضرت اسحاق کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام اور اس طرح آپ کے بعد دیگر انبیاء علیہم السلام اسی سلسلہ سے متعلق ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان سب کی تبلیغ و ہدایت کو پسند فرمایا اور اس کا اظہار بڑی پسندیدگی کے ساتھ اس رکوع میں فرمایا۔

۸۳۔ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝

اور یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلہ میں دی تھی (کہ جس دلیل نے ان کو لاجواب کر دیا) ہم جس کے چاہیں درجے بلند کرتے ہیں۔ (یہ درجات کی بلندی اور اس کی صحیح حکمت اللہ ہی جانتا ہے) بیشک آپکا رب حکمت والا جاننے والا ہے۔

اور اس دلیل صریح کے علاوہ رشد و ہدایت ان کے خاندان کے ساتھ متعلق کر دی۔

۸۵۔ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ

اور ہم نے ابراہیم کو اسحٰق (سا بیٹا) اور یعقوب (سا پوتا) بخشا۔ سب کو ہم نے ہدایت سے نوازا۔ اور ان سے قبل نوح کو (جو حضرت ابراہیم کے جد و پیغمبر تھے ان کو بھی) ہم نے ہدایت دی اور ہم نے ان کی (یعنی ابراہیم کی) اولاد میں داؤد کو اور سلیمان کو اور ایوب کو اور یوسف کو اور موسیٰ کو اور

وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۙ

ہارون کو بھی (اپنی ایک ایک صفتِ خاص کا مظہر بنایا اور ہدایت سے سرفراز کیا) اسی طرح ہم نیک کام کرنے والوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔

اسی طرح ذریتِ ابراہیمی کے دیگر پیغمبر اپنے اپنے اوصاف میں خاص ہیں۔

۸۶- وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۙ

اور زکریا، و یحییٰ و عیسیٰ و الیاس سب ہی نیک بختوں میں سے تھے۔

۸۷- وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۙ

اور اسمٰعیل اور الیسع کو اور یونس اور لوط کو اور ان سب (پیغمبروں) کو ہم نے ہدایت دے کر (ان کے زمانے کے) سارے جہان والوں پر فضیلت بخشی۔

۸۸- وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

اور ان (پیغمبروں) کے باپ دادوں میں سے اور ان کی اولاد میں سے اور ان کے بھائیوں میں سے بعضوں کو (ہدایت دی) اور ہم نے ان کو پسند کیا اور ہم نے ان کو سیدھی راہ دکھائی۔

۸۹- ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

یہ اللہ کی ہدایت ہے اس کے ذریعہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے رہنمائی فرماتا ہے (ان کو راہ پر چلنے کی توفیق دیتا ہے اور اپنے فضل وکرم سے ان کے رتبے بلند فرماتا ہے، ان برگزیدہ لوگوں کے متعلق تو شرک کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا) اور (دیکھو) اگر یہ لوگ شرک کرتے (اس ظلم عظیم کے مرتکب ہوتے) تو جو کچھ انہوں نے نیک کام کیے تھے بے شک سب ضائع ہو جاتے۔ (لیکن وہ تو اخلاق کا بہترین نمونہ، توحید کے پرستار تھے)

۹۰- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ۝

یہی وہ (اولوالعزم پیغمبر) ہیں جن کو ہم نے کتاب اور شریعت اور نبوت عطا کی پھر اگر یہ (کتے والے) لوگ اس (کتاب، شریعت اور نبوت) کو نہ مانیں تو ہم نے (آنے والی نسلوں میں) ان پر ایمان لانے کے لیے ایسے لوگ بھی مقرر کر دیئے ہیں جو ان (امور حق) کے منکر نہیں۔ (دنیا نے دیکھ لیا کہ کفارِ مکہ کی اولاد ہوئی اور مومنین کی صفِ اوّل میں اکثر نے جگہ پائی)۔

زندگی کا مقصد ان کے صفاتِ کاملہ کی پیروی ہے جن کے انبیاء علیہم السلام مظہر تھے۔

۹۱۔ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ۗ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ ○ ع

یہ وہ لوگ تھے جن کو اللہ نے ہدایت دی تھی پس تم بھی ان کے طریقہ پر چلو (دین اسلام انبیاء علیہم السلام کے دین سے اصولی طور پر الگ دین نہیں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو اسی دین کی تکمیل فرمائی ہے۔ اے رسول) آپ فرما دیجئے میں اس (تبلیغ) پر تم سے کچھ معاوضہ نہیں چاہتا یہ (قرآن) تو محض سارے جہان کے لیے نصیحت ہے (میں ہدایت پر مامور ہوں ہدایت کرتا ہوں تبلیغ میرا مقصدِ حیات ہے)

گیارھواں رکوع

ان واضح آیات اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی مخلصانہ تبلیغ کے بعد بھی جو انکار پر مصر ہے اس کو سوچنا چاہیے کہ سلسلہ وحی وکتب کوئی نیا سلسلہ نہیں۔ انبیاء معصومین ایسا کیسے کر سکتے ہیں کہ فرمان الٰہی کو اپنی طرف منسوب کرلیں، یا وحی نہ اترے اور کہیں کہ وحی نازل ہوئی یہ تو سراسر ظلم اور اللہ پر بہتان ہوگا، عصمتِ انبیاءؑ کا انکار نورِ ہدایت کو جھٹلانا ہے خود کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

۹۲ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِذْ قَالُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ بَشَرٍ مِنْ شَيْءٍ ۗ قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَىٰ نُورًا وَهُدًى لِلنَّاسِ ۖ تَجْعَلُونَهُ قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا ۖ وَعُلِّمْتُمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ ۖ قُلِ اللَّهُ ۖ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ ○

اور انہوں نے اللہ کو جیسا پہچاننا چاہئے تھا نہیں پہچانا (یعنی اللہ کی وہ قدر نہ کی جو کرنا چاہیے تھی) جب انہوں نے (یہ) کہا کہ اللہ نے کسی انسان پر کوئی چیز نہیں اتاری۔ (ذرا ان سے) پوچھیے وہ کتاب کس نے اتاری تھی جو موسٰی لے کر آئے تھے جو لوگوں کے لیے نور وہدایت تھی جس کو تم نے الگ الگ اوراق میں (لکھ) رکھا ہے (جو باتیں مناسب سمجھتے ہو) ان کو لوگوں کو دکھاتے ہو اور اکثر (ان باتوں) کو چھپاتے ہو (جو تمہاری مصلحتوں کے خلاف ہیں)۔ اور (اس توریت کے ذریعہ) تم کو وہ باتیں سکھا دی گئیں جن کو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادا۔ (اب آپ ان سے) فرما دیجیے کہ اللہ ہی نے کتابیں نازل کیں نبیوں کو بھیجا۔ آج بھی اسی قادرِ مطلق نے تمہاری ہدایت کے لیے قرآن بھیجا) پھر ان کو (ان کے حال پر) چھوڑ دیجیے کہ اپنی خرافات باتوں میں وقت ضائع کرتے رہیں۔

۹۳۔ وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ

اور یہ (قرآن بھی پہلی کتب آسمانی کی طرح) کتاب ہے برکت والی جو ہم

مُّصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا ۚ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَهُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ○

نے نازل کی (یہ) ان (کتب سماویہ) کی جو اس سے پہلے تھیں تصدیق کرنے والی ہے۔ اور (اس لیے بھی اسے نازل کیا ہے) تاکہ آپ اس مرکزی مقام (مکہ مکرمہ) اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو ڈرائیں، اور جن کو آخرت کا یقین ہے وہ اس (قرآن) پر (بھی) ایمان رکھتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں (پابندی سے ان کو ادا کرتے ہیں)

یہ خیال کرنا کہ قرآن اللہ کا نازل کیا ہوا نہیں بلکہ کسی انسان کا بنایا ہے یہ اللہ پر بہتان باندھنا اور اس کے رسول کو جھٹلانا ہے۔

۹۴- وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَن قَالَ سَأُنزِلُ مِثْلَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ ۗ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنفُسَكُمُ ۖ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ ○

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر بہتان باندھے یا کہے کہ مجھ پر وحی آئی ہے حالانکہ اس پر کچھ وحی نہیں کی گئی ہے اور جو یہ کہے کہ اس (کلام) کی طرح جو اللہ نے اتارا ہے، میں بھی نازل کروں گا (اس دنیا میں جو آزمائش کی جگہ ہے وہ جس طرح چاہیں اپنا دل خوش کرلیں درحقیقت یہ جھوٹے اور مشرک ہیں)۔ اور کاش آپ ان ظالموں کو (اس وقت) دیکھیں جب یہ موت کی سختیوں میں (مبتلا) ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے (اور کہہ رہے ہوں گے) کہ نکالو اپنی جانیں آج تم کو (تمہاری حرکتوں کے) بدلے میں ذلت کا عذاب دیا جائیگا، اس لیے کہ تم اللہ پر جھوٹ باندھتے اور اللہ کی نشانیوں سے تکبر کیا کرتے تھے (تم اپنی بڑائی کے نشے میں چور تھے، خدا اور خدا کے رسول کی عزت تمہارے دل میں نہ تھی تو آج اس عذاب کے لیے بھی تیار ہو جاؤ)

۹۵- وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُم مَّا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ ۚ

اور (جب اللہ کے سامنے اسی حالت میں حاضر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا) اب تو تم فرداً فرداً (ایک ایک، اکیلے اکیلے) ہمارے پاس آگئے جس طرح (فرداً فرداً) ہم نے تم کو پہلی بار (دنیا میں) پیدا کیا تھا اور جو ساز و سامان ہم نے تم کو دیا تھا اپنے پیچھے (دنیا ہی میں) چھوڑ آئے

وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝ؑ

اور ہم (آج) تمہارے ساتھ وہ سفارشی بھی نہیں دیکھتے جن کے متعلق تمہارا خیال تھا کہ وہ تم ہیں (ہمارے) شریک ہیں یقیناً تمہارے سب تعلقات (جملہ عزیز داریاں، دوستی اور دیگر علاقہ) منقطع ہوگئے اور (تمہارے) وہ سب دعوے جاتے رہے جو تم کیا کرتے تھے۔ (دیکھو آج تم تن تنہا ہو، نہ وہ ساز و سامان کام آرہا ہے نہ تمہارے حامی و مددگار، اور تمہارے غلط دعوی کی حقیقت بھی تم پر ظاہر ہوگئی)

بارھواں رکوع

اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ کی طرف اپنے بندوں کو اپنی نشانیوں سے متوجہ کر رہا ہے تاکہ وہ اِدھر اُدھر بھٹکتے نہ پھریں، اور اسی کے ہو کر رہیں۔ ان نشانیوں سے اس کو پہچانیں اور اس پاک ذات کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔

۹۶۔ اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ؕ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝

(ذرا اللہ کی قدرت کاملہ کی طرف تو نظر ڈالو) بے شک اللہ دانہ اور گٹھلی کو پھاڑنے والا ہے (اس سے درخت پودے وغیرہ اگاتا ہے اور وہی) مُردہ سے زندہ کو (یعنی بے جان سے جاندار کو) نکالتا ہے اور زندہ سے مُردہ (یعنی جاندار سے بے جان) کو نکالتا ہے۔ وہی تمہارا اللہ ہے پھر تم کدھر بہکے چلے جا رہے ہو۔

۹۷۔ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝

(وہی چادرِ شب سے) صبح کو نکالنے والا ہے اور اسی نے رات کو آرام کے لیے اور سورج اور چاند کو حساب کے لیے بنایا یہ (دن و رات، ماہ و سال) اس کا ٹھہرایا ہوا اندازہ ہے جو غالب بڑے علم والا ہے۔ (ان کی ترتیب، تنظیم، تقسیم، کسی میں سرمو فرق نہیں ہوتا)

۹۸۔ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ

اور اسی نے تمہارے واسطے ستارے بنا دیئے کہ خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں تم ان کے ذریعہ رہنمائی حاصل کر سکو۔ بے شک ہم نے کھول کر اپنی نشانیاں بیان کر دیں ان لوگوں کے لیے جو جانتے ہیں (کچھ علم رکھتے ہیں)

آیت نمبر (۹۶) حضرت ابن عباسؓ نے جاندار کو بے جان سے اور بے جان کو جاندار سے نکالنے کی مثال یہ بیان فرمائی ہے جیسے نطفہ سے انسان کو اور انسان سے نطفہ کو۔

لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ ○

(جب ظلمتِ نفس گھیرتی ہے، رکاوٹیں لاتی ہے گمراہ کرنا چاہتی ہے تو اسی منبع نورِ ہدایت کے درخشاں ستارے تبعین رسول تمہاری رہبری فرماتے ہیں - اور ظلمت سے نور کی طرف لاتے ہیں)۔

۹۹- وَهُوَ الَّذِيۡۤ اَنۡشَاَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسۡتَقَرٌّ وَّمُسۡتَوۡدَعٌ ؕ قَدۡ فَصَّلۡنَا الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يَّفۡقَهُوۡنَ ○

اور وہی ہے جس نے تم سب کو ایک نفس واحد (ایک اکیلی جان، حضرت آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا پھر ایک تو تمہارے ٹھہرنے کی جگہ ہے اور ایک امانت رکھنے کی جگہ - بلاشبہ ہم نے اپنی نشانیوں کو کھول کر بیان کر دیا ان لوگوں کے لیے جو سوچتے ہیں (کچھ غور و فکر کے عادی ہیں)

۱۰۰- وَهُوَ الَّذِيۡۤ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَىۡءٍ فَاَخۡرَجۡنَا مِنۡهُ خَضِرًا نُّخۡرِجُ مِنۡهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخۡلِ مِنۡ طَلۡعِهَا قِنۡوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنۡ اَعۡنَابٍ وَّالزَّيۡتُوۡنَ وَالرُّمَّانَ مُشۡتَبِهًا وَّغَيۡرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنۡظُرُوۡۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثۡمَرَ وَيَنۡعِهٖ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰ لِكُمۡ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ○

اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا (مینہ برسایا) پھر اس سے ہم نے ہر اُگنے والی چیز نکالی پھر اس میں سے ہم نے ہری ہری بالیاں نکالیں جن سے ہم ایک پر ایک چڑھے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے گابھے میں سے کھجور کے خوشے (پیدا کرتے ہیں جو مارے بوجھ کے) جھکے پڑتے ہیں اور (ہم نے) انگور کے باغ اور زیتون اور انار کے باغ (پیدا کیے - کہ بعض پھل شکل اور ذائقہ کے اعتبار سے) ملتے جلتے ہیں اور (بعض) مختلف بھی ہوتے ہیں - (اب ذرا) ہر درخت کے پھل کو دیکھو - (اوّل اس وقت) جب وہ پھولتے ہیں اور (پھر اس وقت) جب وہ پکتے ہیں (تم کو خود معلوم ہو جائے گا کہ یہ سب اللہ کی قدرت کے کرشمے ہیں) ان سب چیزوں میں ایمان والوں کے لیے نشانیاں ہیں - (سمجھ لو گے کہ سب کچھ ابرِ رحمت سے ملتا ہے بالیدگی اور روئیدگی سب اسی سے ہے)۔

آیت نمبر (۹۹) : مستقر = ٹھہرنے کی جگہ، ٹھکانا، مستودع = سپرد کئے جانے کی جگہ، امانت رکھنے کی جگہ - اس آیت میں مستقر اور مستودع سے کیا مراد ہے حضرت شاہ صاحب نے نہایت اچھی وضاحت فرمائی ہے :-

"اوّل سپرد ہوتا ہے ماں کے پیٹ میں کہ آہستہ آہستہ دنیا کے اثر پیدا کرے - پھر آکر ٹھہرتا ہے دنیا میں - پھر سپرد ہو گا قبر میں کہ آہستہ آہستہ اثر آخرت کے پیدا کرے پھر جا ٹھہرے گا جنت میں یا دوزخ میں" (موضح القرآن)

۱۰۱- وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ ع

اور (ان کافروں کا یہ حال ہے کہ) جنّوں کو (یا شیطانوں کو) اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں حالانکہ اس نے ان کو پیدا کیا ہے اور (یہی نہیں بلکہ یہ کفّار) خدا کے لیے بیٹے اور بیٹیاں بھی اپنی جہالت سے گڑھ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پاک اور برتر ہے ان باتوں سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔

تیرھواں رکوع

ذرا سوچو، تمہاری جسم وجسمانیت کی دنیا میں بقائے نسل کے لیے زن وشو کی ضرورت ہے۔ یہ دنیائے حیوانیت ہے تم نے دیکھا کہ اللہ بی بی بچّے سے پاک ہے اس کا وجود بالذات ہے وہ ہر چیز کو بلا نمونے کے پیدا کرتا ہے اور وہ ہر شئے کا خالق ہے۔ وہ ہر علّت، سبب اور پابندی سے بھی پاک ہے۔ تمہیں کیا ہوگیا ہے حیوانیت اور ارضیت کے تصور سے جو اس کی ادنیٰ ترین خلقت ہے اس پر اس ذاتِ باری کا قیاس کرتے ہو، جب کہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ وہ تمہاری سب باتوں کا علم بھی رکھتا ہے پھر کیوں نہیں ڈرتے، کیوں احتیاط نہیں کرتے، اس رکوع میں ذات باری کے صفات، اس کا ادراک، اس کی لطافت، اس کا علم، اس کی حکمت اس کی قدرت کا بیان ہے تاکہ توحید کے اصول قلب میں راسخ ہو جائیں۔

۱۰۲- بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

(وہی اللہ سبحانہ تعالیٰ ہے جس نے) آسمانوں اور زمین کو (بلا نمونے کے) پیدا کیا۔ اس کے کوئی بیٹا کیوں کر ہو سکتا ہے جبکہ اس کے بیوی ہی نہیں اور اس نے (ہی تو) سب کو پیدا کیا۔ (خالق وہ ہے جو عدم سے ظہور میں لائے اور تم اس کو اس کی مخلوق کا محتاج تصوّر کرتے ہو! یاد رکھو) اور وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

۱۰۳- ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝

یہی اللہ تمہارا رب ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے پس تم اسی کی عبادت کرو۔ (اس کے ہو کر رہو۔ اس کی فرمانبرداری کو اپنا نصب العین بنا لو وہی ہر چیز کا خالق ہے) اور وہ ہر چیز کا نگہبان (کارساز) ہے۔

فضول خیالات سے نکلو اس کی لطافت کا تصوّر کرو۔

۱۰۴ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ○

نگاہیں اس کو پا نہیں سکتیں (اس کا ادراک نہیں کرسکتیں اس کا احاطہ نہیں کرسکتیں) اور وہ (لوگوں کی) نگاہوں کو پا سکتا ہے (اس کا ادراک کرسکتا ہے ان کی بصارت و بصیرت سب ہی کا احاطہ کیے ہوئے ہے)۔ اور وہ بڑا باریک بین بڑا باخبر ہے۔

ہر چند تم اللہ کو دیکھ نہیں سکتے لیکن اس کی نشانیاں تمہارے سامنے ہیں جو دیدہ بینا رکھتے ہیں ایمان لاتے ہیں۔

۱۰۵ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ○

بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے (بصیرت افروز) دلائل پہنچ چکے پس جس نے (آنکھیں کھول کر ان کو) دیکھا (اور سمجھا) تو اس نے اپنے ہی فائدہ کے لیے (ایسا کیا) اور جو اندھا بنا رہا اس نے خود اپنا نقصان کیا اور میں تمہارا نگہبان نہیں (کہ زبردستی تم کو راہ راست پر لاؤں)۔

(اللہ نظر میں نہیں آتا لیکن اس کی بصیرت افروز نشانیاں اس کا پتہ دے رہی ہیں، وہ لطیف ہے لیکن اپنے لطف و کرم سے اپنے کو دکھانا چاہے تو نظر کو لطیف بنا کر نظر نظر میں دکھا دیتا ہے۔ اب بھی اگر کوئی آنکھ کھول کر نہ دیکھے اور اندھا بنا رہے تو وہ اپنا نقصان آپ کر رہا ہے رسول کے ذمہ یہ نہیں کہ کسی کو دیکھنے پر مجبور کریں)۔

۱۰۶ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○

اور ہم یوں طرح طرح سے اپنی آیتیں سمجھاتے جاتے ہیں اور تاکہ وہ منکرین کہنے لگیں کہ آپ نے (کسی اہل علم سے) پڑھ لیا ہے (یہ خدا کی طرف سے اترا ہوا کلام نہیں) اور تاکہ ہم اس کو واضح طور پر ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں بیان کردیں (کہ وہ ان حقائق سے مستفید ہوں)

۱۰۷ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ○

(اے رسول) آپکے پاس آپکے رب کا جو حکم آیا اس پر چلتے رہیے اسکے سوا کوئی معبود نہیں اور ان مشرکین سے کنارہ کشی کیجئے (کب تک ان کے لیے آپ بے چین ہوں گے ان میں صلاحیت ہی نہیں، اللہ پر ایمان کیا لائیں گے آپ کی محبت کو کیا سمجھیں گے)۔

۱۰۸ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ؕ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ○

اور اگر اللہ چاہتا تو وہ شرک ہی نہ کرتے، اور ہم نے آپ کو ان پر محافظ نہیں بنایا، اور نہ آپ ان کے ذمہ دار ہیں۔ (اگر تخلیق کے وقت اللہ کی مشیت یہی ہوتی تو کوئی شرک کر ہی نہ سکتا لیکن وہ تخلیق کے وقت ارادہ دینے بیٹھا تھا نہ کہ ارادہ سلب کرنے۔ آپ نے فرائض تبلیغ ادا کیے آپ ان کے کاموں کے ذمہ دار نہیں نہ ہم نے اسلیے آپ کو بھیجا ہے)۔

آیت نمبر (۱۰۴، ۱۰۵) بصر = نظر اور محل نظر دونوں کے لیے استعمال کیا ہے، انسان کے جسم میں سب سے لطیف چیز آنکھ ہے۔ اس سے اپنی بصر کی مجبوریاں اور اس کی لطافتوں کا تصور کرو۔ بصارت = آنکھوں کا نور، بصیرت = دل کا نور۔

اے مسلمانو! ان منکرین کی باتوں پر صبر کرو ان کے بتوں کو برا بھلا نہ کہو۔

۱۰۹۔ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

اور تم ان کو برا نہ کہو جن کی یہ اللہ کے سوا پرستش کرتے ہیں کہ کہیں یہ ازراہ عداوت اپنی نادانی سے اللہ کو برا کہنے لگیں۔ (جب انسان کی تخلیق میں ارادہ کا مقام سمجھ گئے تو یہ بھی سمجھ لو کہ) اسی طرح ہم نے ہر ایک فرقہ کی نظر میں ان کے اعمال کو خوشنما کر دکھایا ہے۔ (لیکن یہ انجام کار نہیں) پھر ان سب کو اپنے رب کے پاس واپس جانا ہے۔ تب وہ ان کو بتائے گا کہ وہ کیا کرتے تھے (جیسا کیا وہ پائیں گے)

یہ منکر آپ کے صبر و تحمل کے باوجود آپ کو چین لینے نہیں دیتے۔

۱۱۰۔ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

اور (یہ منکر) بڑی جد و جہد (بڑی کوششوں) سے اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ اگر (اب کی بار) ان کے پاس ایک نشانی آجائے تو وہ اس پر ضرور ایمان لائیں گے۔ (بعض مسلمان بھی ان کی اس قسم سے متاثر ہوئے اس پر حکم ہوا) آپ فرما دیجئے کہ نشانیاں اللہ ہی کے پاس ہیں (جب وہ چاہے گا میرے ہاتھ پر ظاہر فرمادیگا) اور (اے مسلمانو!) تم کو کیا خبر کہ اگر یہ (نشانیاں) آبھی جائیں تو یہ (بدبخت پھر بھی) ایمان نہ لائیں گے۔

بات یہ ہے کہ ان کی فطرت کو ان کے غلط ارادوں نے بگاڑ دیا ہے۔ یہ ہزار نشانیاں دیکھیں پھر بھی ایمان نہ لائیں گے جو یہ چاہتے ہیں ان کو وہی ملے گا یعنی حق سے دوری۔

۱۱۱۔ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِىْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○ ع ۱۳ / ۱۰ / ۱۹

اور ہم ان کے دل اور ان کی آنکھیں (حق سے) پھیر دیں گے جیسا کہ وہ پہلی مرتبہ اس (قرآن) پر ایمان نہ لائے (ویسے ہی پھر بھی نہ لائیں گے) اور ہم ان کو ان کی سرکشی میں بھٹکتا ہوا چھوڑ رکھیں گے۔

آیت نمبر (۱۱۰) کفار مکہ نے ایک بار فرمائش کی کہ اگر آپ بھی کوئی ایسا معجزہ دکھائیں جیسا کہ موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام نے دکھایا یعنی ایک نے عصا مار کر پانی کے چشمے جاری کر دیئے دوسرے نے مردوں کو زندہ کر دیا۔ تو ہم بھی آپؐ پر ایمان لے آئیں گے۔ حضورؐ نے پوچھا کہ کونسی نشانی چاہتے ہو۔ کہا کہ یہ صفا کی پہاڑیاں سونے کی ہو جائیں بعض مسلمان بھی متاثر ہوئے آپؐ نے دعا فرمائی۔ جبریلؑ تشریف لائے فرمایا اے اللہ کے رسولؐ اگر آپ چاہیں تو یہ صفا کی پہاڑی ابھی سونے کی ہو جائے لیکن اگر اس کے بعد بھی کسی نے انکار کیا تو اس پر اللہ کا عذاب آئیگا اور وہ ہلاک ہوگا یا آپ انہیں ان کی حالت پر رہنے دیں کہ ان میں سے جب کسی کو توفیق ہو تو وہ تائب ہو جائے اور وہ مسلمان ہو۔ حضورؐ نے دوسری صورت پسند فرمائی۔

پارہ ٨

وَلَوْ اَنَّنَا

چودھواں رکوع

اے رسول، یہ لوگ، ایک نشانی کے طالب ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر وہ آسمان سے فرشتوں کو بھی اترتا ہوا دیکھیں تب بھی آپ پر، اور کتاب اللہ پر ایمان نہ لائیں گے، آپ غمگین نہ ہوں شیاطین جنّ وانس کی یہی عادت رہی ہے۔ آپ سے قبل بھی پیغمبروں کی راہ ہدایت میں دشواریاں پیدا کرتے رہے ہیں۔ اس دنیا میں یہ جو کچھ انہیں عارضی آزادی حاصل ہے یہ ایک نظامِ تکوینی کے باعث ہے، ایمان والوں کے لئے تو بس اللہ اور رسول اللہ کا رسول کافی ہے۔ جو حکم ملتا جائے مانتے جائیں، جس سے منع کیا جائے رُک جائیں۔

۱۱۲- وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَیْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ○

اور (اے رسول) اگر ہم اُن پر (آسمان سے) فرشتے اتار دیں اور اُن سے مُردے (قبر سے اُٹھ کر) باتیں کریں اور ہم ان کے آمنے سامنے ہر چیز جمع کر دیں، تو بھی یہ لوگ، سوائے اس کے کہ اللہ ہی چاہے ہرگز ایمان لانے والے نہیں۔ اور بات یہ ہے کہ ان میں اکثر جاہل ہیں (اپنے جہل کو علم سمجھ کر اُس پر اڑے ہوئے ہیں)

۱۱۳- وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ط

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بہت سے شریر انسانوں کو اور جنوں کو بنا دیا تھا جو ایک دوسرے کے دل میں وسوسے ڈالتے (اور) دھوکہ دینے کے لیے باتیں گھڑتے تھے۔ اور اگر آپ کا رب چاہتا تو وہ لوگ یہ کام نہ کرتے۔ پس آپ ان کو اور ان کی افترا پردازیوں کو چھوڑئیے (ان کی حق دشمنی پر غمگین

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ○

نہ ہوں)۔

ان شیاطین کا کام ہی لوگوں کو بہکانا ہے۔

۱۱۳- وَلِتَصْغٰۤى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ○

اور (آپ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیجیے) تاکہ اس (جھوٹ اور فریب) کی طرف ان لوگوں کے دل مائل رہیں جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور تاکہ وہ اس کو پسند (بھی) کرلیں اور تاکہ جو (بُرے کام) کر رہے ہیں کئے جائیں۔

۱۱۴- اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ○

(آپ کہہ دیجیے) کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو منصف بناؤں (جو میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے) حالانکہ وہی ہے جس نے تم پر واضح کتاب (جس میں زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق جملہ احکامات درج ہیں) نازل فرمائی۔ اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب (توریت) دی ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ کتاب آپ کے رب کی طرف سے صداقت کے ساتھ اُتری ہے۔ پس تم ہرگز شک (یا جھگڑا) کرنے والوں سے نہ ہونا (رسول کے ذریعہ اُمّت سے خطاب ہے)۔

۱۱۵- وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

اور آپ کے رب کی بات صداقت اور انصاف میں کامل ہے اس کی بات کو کوئی بدلنے والا نہیں۔ (اُس کا ہر قول، اُس کا ہر حکم اٹل ہے) اور وہی سننے والا اور جاننے والا ہے (سب کی باتوں کو سُنتا اور سب کے دلوں کا حال جانتا ہے)۔

آیندہ آیت میں بھی ضمیر واحد حاضر کی ہے لیکن خطاب اُمّت سے ہے یہ وہی مقامات ہیں جہاں امت کے افراد کو کسی سخت گمراہی سے روکنا مقصود ہوتا ہے۔

۱۱۶- وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ

اور اگر تم اکثر لوگوں کا جو دنیا میں ہیں کہنا مان لیا کرو تو وہ تم کو اللہ کی راہ سے بہکا دیں گے۔ وہ تو محض اپنے خیال و گمان پر چلتے ہیں اور سب بے تکی باتیں ہی سوچتے ہیں (جن کی نہ کوئی حقیقت ہے اور نہ اصل، یہاں

وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ○

بھی خطاب عام مسلمانوں سے ہے جن کو یہود طرح طرح کے فریب دیتے تھے)۔

۱۱۸- اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ○

بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے کہ کون راہِ راست سے بھٹکا ہوا ہے اور وہی خوب جانتا ہے کہ کون راہِ ہدایت پر ہیں۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے موضح القرآن میں ان چند آیات، گزشتہ اور آنے والی کے شانِ نزول کو بیان فرما کر ان کے ربط کو واضح کر دیا ہے فرماتے ہیں "یہ کئی آیتیں اس پر اُتریں کہ کافر کہنے لگے کہ مسلمان اپنا مارا ہوا کھاتے ہیں اور اللہ کا مارا ہوا نہیں کھاتے فرمایا کہ ایسے فریب کی باتیں (ملمع کی ہوئی باتیں) شیطان انسانوں کو شبہ ڈالنے کے لیے سکھاتے ہیں۔ عقل کا حکم نہیں، حکم اللہ کا ہے۔ آگے کھول کر سمجھا دیا کہ مارنے والا سب کا اللہ ہے لیکن اس کے نام کی برکت ہے جو اس کے نام پر ذبح ہوا سو حلال ہے جو بغیر اس کے مر گیا سو مردار"

۱۱۹- فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ○

(مسلمانو!) تم کافروں کی ملمع کی ہوئی باتوں میں نہ آؤ) پس جس جانور پر (ذبح کرتے وقت) اللہ کا نام لیا گیا تو اس میں سے کھاؤ اگر تم اللہ کی آیات پر ایمان رکھتے ہو (تم حکم کے بندے ہو، نہ قیاس لڑاؤ، نہ فریب کھاؤ، اس نے جس چیز کو جس طرح حلال کہا، حلال ہو گئی۔ جس کو حرام کہا حرام ہو گئی)۔

۱۲۰- وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ

اور تم اس (ذبیحہ) جانور سے کیوں نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے اور وہ تو واضح کر چکا ہے جو کچھ تم پر حرام ہوا۔ مگر جس کے کھانے کے لیے تم مجبور ہو جاؤ (یعنی جان پر بنی ہو تو مردار بھی جس قدر اجازت ہے اس قدر کھا سکتے ہو لیکن لوگوں کی باتوں میں ہرگز نہ آؤ) اور اکثر لوگ تو اپنی خواہشات کی بنا پر بلا صحیح علم کے لوگوں کو بہکاتے پھرتے ہیں۔ بے شک تمہارا رب (ان) حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا

بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ○

ہے۔

۱۲۱- وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ○

اور کھلے اور چھپے سب گناہ چھوڑ دو (کافروں کے بہکانے پر نہ ظاہر میں کوئی غلط عمل سرزد ہو نہ دل میں شبہ آئے) بیشک جو لوگ گناہ کرتے ہیں وہ عنقریب اپنے کیے کی سزا پائیں گے۔

۱۲۲- وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ○ ع

اور جس پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اس کو تم ہرگز نہ کھاؤ کہ اس کا کھانا تو نافرمانی ہے۔ اور شیاطین (تو) اپنے رفیقوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں۔ اور (لوگو یاد رکھو) اگر تم نے ان کا کہنا مانا (اور حلال وحرام میں شرع کا پاس نہ کیا) تو تم بھی مشرک ہو جاؤ گے۔

پندرھواں رکوع

شیطان ہزار بہکائیں مومن کا دل نورِ ایمان سے منور ہونے کے بعد صراطِ مستقیم سے ہٹنے والا نہیں۔ جس کے سینے کو اللہ ہدایت کے لیے کشادہ فرمادے اسے راہ راست سے کون ہٹا سکتا ہے اور جن کے قلب ہی زنگ آلود ہیں، ان کو ہدایت کی روشنی کہاں سے مل سکتی ہے۔

۱۲۳- اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِى النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِى الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

بھلا وہ شخص جو مُردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کیا (جس کے قلبِ مُردہ کو نورِ ایمان سے حیات بخشی) اور اس کو ہم نے ایک نور (علم، نورِ ایمان) عطا کیا جس کو لے کر وہ لوگوں میں چلتا (پھرتا) ہے۔ (کیا یہ شخص) اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو ظلمتوں میں پڑا ہے (جہل کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ایسا گھرا ہے کہ) وہاں سے نکل نہیں سکتا۔ (لیکن اپنے زعمِ باطل میں اپنے اعمال پر نہایت نازاں ہے) ایسے ہی کافروں کو (ان کی نگاہ میں) ان کے اعمال خوشنما کر کے دکھائے گئے ہیں۔

۱۲۴- وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ۭ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ○

اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں گنہگاروں کے سردار بنائے تاکہ وہاں وہ (اپنے) مکر پھیلائیں اور جو مکر (فریب) یہ لوگ کرتے ہیں سو اپنے ہی کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اور (اس کا خمیازہ خود بھگتیں گے لیکن اس بات کا) انہیں احساس بھی نہیں ہوتا۔

۱۲۵- وَاِذَا جَاۗءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ۭ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ○

وقف لازم

اور (ان کی نادانی اور جہل کا تو یہ عالم ہے کہ یہ منصبِ رسالت کو بھی نہیں سمجھتے۔ رسولوں کو اپنے پر قیاس کرتے ہیں) جب ان کے پاس کوئی آیت (معجزہ یا نشانی) آتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم ہرگز نہ مانیں گے (کہ یہ منجانب اللہ ہے) جب تک کہ ہم کو ویسے ہی (یہ منصب رسالت) نہ دیا جائے جیسے کہ اللہ کے رسولوں کو دیا گیا ہے، اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کو کس (قلب) میں جگہ دے (منصب رسالت کے لائق کون ہے) (جو نا سمجھ رسالت کے مقام کو نہیں سمجھتے) عنقریب (ان) مجرموں کو اللہ کے یہاں سے ذلت نصیب ہوگی اور اس مکر کی وجہ سے جو وہ کرتے رہتے تھے سخت عذاب ہوگا۔

۱۲۶- فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاۗءِ ۭ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَي الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

پس جس کو اللہ ہدایت کرنا چاہتا ہے تو اس کا سینہ اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے (سینہ میں ایک نور نازل فرماتا ہے) اور جس کو گمراہ رکھنا چاہتا ہے تو اس کے سینہ کو تنگ اور انتہائی تنگ کر دیتا ہے۔ گویا وہ آسمان (کی بلندیوں) پر چڑھ رہا ہے (اور اس کی سانس پھول رہی ہے اس کو سوائے تنگ دلی اور احساسِ مجبوری کے کچھ حاصل نہیں ہوتا) اسی طرح اللہ ان لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے لعنت بھیجتا ہے۔ (دیکھو نورِ اسلام، قلبِ مومن پر آسمان سے اترتا ہے اور جہل سے، ارضیت سے، کوئی اس نور کو پانے کی کوشش بھی کرے تو تھک تھک کر بیٹھ جائے گا، سینہ بھنچ جائے گا، لیکن وہ میسّر نہ آئے گا)۔

۱۲۷- وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

اور (نور آنے کے بعد) یہی (اسلام) تمہارے پروردگار کا سیدھا راستہ ہے۔ ہم نے واضح طور پر اپنی نشانیوں کو ان لوگوں

يَذَّكَّرُوْنَ ○

کے لیے بیان کر دیا ہے جو غور کرنے والے ہیں (ذکر و فکر جن کی خو ہے عمل صالح جن کا شغلہ)

۱۲۸- لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

ان ہی کے لیے ان کے رب کے یہاں سلامتی کا گھر ہے۔ اور وہی ان کا دوست (کارساز مددگار) ہے ان نیک کاموں کی وجہ سے جو وہ کیا کرتے تھے۔ (دیکھو ایمان سے ذکر اور ذکر سے عمل مل کر سکینۂ قلب حاصل ہوتا ہے۔ دل اطمینان پاتا ہے۔ اللہ کا نام "سلام" ہے جہاں سلامتی سے پہنچنا ہے اسے دارالسلام کہتے ہیں)۔

یہ تو اللہ کے دوستوں کا حال ہوا اب جن کے دوست شیطان ہیں ان کا حال بھی سُن لو۔

۱۲۹- وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ○

اور جس دن وہ ان (جنّ و انس) سب کو جمع کرے گا (اور فرمائیگا کہ) اے جنوں کے گروہ تم نے آدمیوں میں سے بہتوں کو اپنا لیا (اپنی راہ پر لگا لیا) اور آدمیوں میں جو ان (شیاطین) کو دوست رکھتے ہوں گے کہیں گے کہ اے ہمارے رب (ہمارا منشا کسی کی عبادت کرنا نہ تھا بلکہ) ہم نے ایک دوسرے سے اپنا کام نکالا (اور یوں ہی دنیاوی فائدے حاصل کرتے رہے) اور (بالآخر) اس وعدہ کو پہنچے جو تونے ہمارے لیے مقرر کیا تھا (ہماری موت کا وقت آگیا) (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا تمہارا گھر دوزخ ہے اس میں ہمیشہ رہا کرو گے سوائے اسکے کہ جب اللہ ہی (نکالنا) چاہے (وہ نجات دے سکتا ہے قادرِ مطلق ہے لیکن جب چاہ چکا اور خبر دے چکا تو وہ اٹل ہے) بیشک تمہارا رب بڑی حکمت والا اور علم والا ہے۔ (اس کا ہر فیصلہ حکمت اور مکمل علم پر مبنی ہے ہر مجرم کو اس کے جرم کے مطابق سزا دیتا ہے)۔

۱۳۰- وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ع ○

اور اسی طرح (آخرت میں) ہم گنہگاروں کو ایک دوسرے کے ساتھ ان اعمال بد کی وجہ سے جو وہ کیا کرتے تھے ملا دیں گے۔ (جس طرح منکرین و کافرین کو ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے اسی طرح دیگر گنہگاروں، اور ظالموں کو بھی اپنے اپنے گناہوں کے مطابق اگرچہ ہمیشہ نہیں تاہم کچھ عرصہ کے لیے عذاب میں مبتلا رہنا

ہوگا یہ اور بات ہے کہ خدا انہیں معاف فرمادے)۔

سولھواں رکوع

ماقبل رکوع میں شیاطین جن وانس کی شرارتوں اور ان کی سزا کا بیان تھا۔ اب اس مقدمہ کی تفصیل آتی ہے جس کے بعد وہ اپنی سزا کو پہنچے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے سوال فرمائے گا۔ اے جن وانس کی جماعتو! کیا تمہارے پاس ہمارے رسول ہمارا پیغام لے کر نہیں پہنچے۔ وہ اپنے جرم اور سبب جرم کا اقرار کریں گے۔ جو ہوگا اس کا ایک خاکہ یہیں سنایا جا رہا ہے تاکہ مومن آخرت کی خبر پا جائیں اور ہوشیار رہیں۔

۱۳۱- يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ○

(اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سوال فرمائے گا) اے جنوں اور انسانوں کے گروہ کیا تمہارے پاس پیغمبر تم ہی میں سے نہیں پہنچے تھے جو تم کو میری آیتیں پڑھ کر سناتے اور تم کو اس دن کے پیش آنے سے ڈراتے تھے۔ وہ کہیں گے (پروردگار) ہم اپنی کمزوری کا اعتراف کرتے ہیں اور (دراصل) ان لوگوں کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ (وہ اپنے گناہوں کا اقرار کریں گے) اور خود اپنے اوپر گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے۔

۱۳۲- ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ○

(اور رسولوں کا ہدایت کے لیے برابر مبعوث کیا جانا) یہ اس لیے ہے کہ آپ کا رب بستیوں کو ان (مکینوں) کے ظلم پر اس حال میں ہلاک نہیں کر دیتا کہ وہاں کے باشندے بے خبر ہوں (اور کوئی نبی نہ آیا ہو)۔

۱۳۳- وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ○

اور ہر ایک کے لیے اس کے عمل کے مطابق درجے ہیں اور آپ کا رب ان کے کاموں سے بے خبر نہیں (جس کا جس درجہ کا عمل ہے اس سے ویسا ہی معاملہ ہوگا)

۱۳۴- وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۚ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ مَا يَشَاءُ كَمَا أَنْشَأَكُمْ مِنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ آخَرِينَ ۝

اور (ان نبیوں کو بھیجنا، لوگوں کی ہدایت کے لیے ہے نہ کہ کسی اپنی غرض سے) آپ کا رب (لوگوں کی عبادات سے) مستغنی (ہے اسے کسی چیز کی حاجت نہیں بلکہ ساری دنیا اس کی رحمت کی محتاج ہے اور وہ) بڑی رحمت والا ہے۔ اگر چاہے تو تم (سب) کو اٹھالے (فنا کردے) اور تمہارے بعد جن لوگوں کو چاہے تمہارا قائم مقام کردے جس طرح تم کو ایک دوسری قوم کی نسل سے پیدا کیا۔ (آخر تم سے پہلے بھی تو قومیں تھیں، وہ فنا ہوئیں، تم آئے، ایسے ہی تم بھی فنا کیے جاسکتے ہو)۔

۱۳۵- إِنَّ مَا تُوعَدُونَ لَآتٍ ۖ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ۝

(یاد رکھو) جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے (وہ وعدہ) پورا ہوکر رہے گا۔ اور تم (اللہ کو) عاجز نہیں کرسکتے (اس سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتے اس کا عذاب اٹل ہے)۔

۱۳۶- قُلْ يَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۗ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ۝

آپ فرما دیجیے، اے لوگو تم اپنی جگہ پر کام کرتے رہو میں (اپنا) کام کیے جاتا ہوں۔ سو عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ آخرت کا گھر کس کو ملتا ہے۔ (عاقبت کس کی سنورتی ہے فلاح کون پاتا ہے) یقیناً ظالموں کا بھلا نہ ہوگا۔ (مشرک نجات نہ پائیں گے)

۱۳۷- وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَٰذَا لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَٰذَا لِشُرَكَائِنَا ۖ فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ ۖ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ شُرَكَائِهِمْ ۗ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝

اور (ان کی مشرکانہ عادات میں سے ایک عادت یہ بھی ہے کہ) اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مویشیوں میں سے ایک اللہ کا بھی حصہ مقرر کرتے ہیں پھر اپنے زعم (باطل) سے یہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے لیے ہے اور یہ (دوسرا حصہ) ان کے لیے جن کو ہم نے خدا کا شریک ٹھہرایا ہے۔ (اور جب کوئی چیز یا عمدہ مویشی بتوں کے حصہ میں پہنچ جاتا وہ تو اسی طرف رہنے دیتے) پس شریکوں کا ٹھہرایا ہوا حصہ تو اللہ کی طرف نہ پہنچتا اور (اگر کوئی چیز عمدہ مویشی ان کے زعم باطل میں اللہ کے حصہ میں آتا تو) جو اللہ کا ہے وہ ان کے شریکوں کے حصہ میں پہنچ جاتا (اور یہ کہہ کر کہ اللہ تو غنی ہے اسے اس کی کیا ضرورت اس کو بتوں کے حصہ میں رہنے دیتے) کیا ہی بُرا فیصلہ کرتے ہیں (جو اصول خود مقرر کرتے ہیں اس میں انصاف نہیں کر پاتے، حق کی راہ میں انصاف

کیا کرسکیں گے)۔

۱۳۸- وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ ۖ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ ۖ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ○

اور اس طرح بہت سے مشرکین کی نگاہوں میں ان کی اولاد کے قتل کو ان کے شریکوں نے (جن کو وہ اللہ کا شریک بناتے ہیں) خوشنما بنا کر دکھایا۔ تاکہ ان کو تباہ (و برباد) کر ڈالیں اور ان پر اُن کے دین کو مشتبہ کر ڈالیں۔ (شر کو خیر بنا کر دکھائیں، دھوکے میں ڈال دیں، کہ یہی ابلیسیت ہے) اور اگر اللہ چاہتا تو وہ یہ کام نہ کرتے پس آپ ان کو اور ان کی افترا پردازیوں کو (ان کے حال پر) چھوڑ دیجیے (کہ وہ جانیں اور ان کی افترا پردازیاں)

انھوں نے تو اپنے لیے حلال و حرام بھی الگ مقرر کر رکھے ہیں۔

۱۳۹- وَقَالُوا هَٰذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَن نَّشَاءُ بِزَعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا وَأَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُونَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا افْتِرَاءً عَلَيْهِ ۚ سَيَجْزِيهِم بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ○

اور اپنے زعمِ باطل سے کہتے ہیں کہ یہ مویشی اور کھیتی ممنوع ہے (ان پر کوئی تصرف نہیں کر سکتا) اسے اُس شخص کے سوا جسے ہم چاہیں کوئی نہیں کھا سکتا۔ اور (اسی طرح) بعضے مویشیوں کی پیٹھ پر چڑھنا (انھوں نے) حرام کر دیا ہے اور بعض مویشیوں کے ذبح کے وقت یہ اللہ کا نام نہیں لیتے (ان کا یہ حلال و حرام ٹھیرانا اور ان کے یہ رسومات) اللہ پر بہتان باندھنا ہے عنقریب وہ ان کو ان کے جھوٹ گڑھنے کی سزا دے گا۔

۱۴۰- وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَٰذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلَىٰ أَزْوَاجِنَا ۖ وَإِن يَكُن مَّيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ ۚ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ ۚ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ○

اور (اسی طرح جو مسئلے انھوں نے گڑھ رکھے ہیں، ان میں یہ بھی ہے کہ) کہتے ہیں کہ جو بچہ ان چوپایوں کے پیٹ میں ہے وہ خاص ہمارے مردوں کے لیے ہے اور وہ ہماری عورتوں پر حرام ہے اور اگر وہ بچہ مُردہ (پیدا) ہو تو اس (کے کھانے) میں (مرد و عورتیں) سب شریک ہیں۔ عنقریب اللہ ان کو ان کی (بے بنیاد) باتوں کی سزا دے گا۔ (وہ ان کی حرکتوں سے بے خبر نہیں) وہ حکمت والا، جاننے والا ہے۔

۱۴۱- قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ۭ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ۧ

بے شک وہ خرابی میں پڑ گئے (گھاٹے میں آگئے) جنھوں نے اپنی اولاد کو اپنی حماقت اور جہالت سے قتل کر ڈالا اور اللہ پر بہتان باندھ کر اس رزق کو جو اللہ نے انکو دیا تھا حرام ٹھیرا لیا۔ بے شک وہ گمراہ ہوئے اور راہ ہدایت پر نہ آئے (ان کی فطرت ان کو راہِ راست سے دُور ہی کرتی چلی گئی پھر ہدایت کہاں سے پاتے)

سترھواں رکوع

اگر عقل سے کام لیتے اور اس کی تخلیق کو دیکھتے تو یوں راہِ حق سے گریزاں نہ ہوتے۔

۱۴۲- وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ڮ وَلَا تُسْرِفُوْا ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ۙ

اور وہی تو ہے جس نے (ایسے) باغ پیدا کیے جو ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں (بیلدار انگور کی طرح۔) اور (ایسے باغات بھی) جو ٹٹیوں پر نہیں چڑھائے جاتے (مثلاً آم، انار وغیرہ) اور کھجور کے درخت اور کھیتی کہ ان کے پھل مختلف ہیں اور زیتون اور انار کو پیدا کیا جو ایک دوسرے سے مشابہ بھی ہیں اور جدا جدا بھی (صورت میں ملتے جلتے اور مزہ میں مختلف)۔ جب یہ (درخت اور پودے) پھل لائیں تو اس میں سے کھاؤ اور جس دن ان کو کاٹو اس کا حق ادا کیا کرو۔ (اللہ کے مقرر کردہ حقوق ادا کرو) اور فضول خرچی نہ کرو بیشک اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

۱۴۳- وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ۭ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ۙ

اور (اللہ نے) مویشیوں میں بوجھ اٹھانے والے (قد و قامت والے) اور زمین سے لگے ہوئے (چھوٹے قد والے جانور ذبح کر کے کھانے کے لیے پیدا کیے) ہیں (پس) جو اللہ نے تم کو رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔ (ہمیشہ وسوسے ڈالے گا، حلال کو حرام، حرام کو حلال بنانے کی کوشش کریگا،

اللہ کی راہ سے روکے گا، نفس کی راہ پر لے جائے گا)۔

۱۴۴۔ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۙ

(دیکھو اللہ نے) آٹھ (قسم کے جوڑے نر و مادہ (پیدا کیے) بھیڑ میں سے دُو (دُو) اور بکریوں میں سے دُو (دُو) (ان میں سے ایک ایک نر ہوتا ہے اور ایک ایک مادہ ہوتی ہے) اب (ذرا) ان سے پوچھو کہ (اللہ نے) دونوں نر کو حرام کیا یا دونوں مادہ کو، یا اس (بچہ) کو جس کو دونوں ماداؤں نے اپنے پیٹ میں لپیٹ لیا ہے۔ (جیسا کہ تم نے بعض کو بعض کے لیے حلال اور بعض کے لیے حرام کر لیا ہے جس کا ذکر گزشتہ آیات میں تھا تو بتاؤ کہ تمہارے پاس اس کی کیا سند ہے) اگر تم سچے ہو تو مجھے بھی اپنی سند سے باخبر کرو۔

۱۴۵۔ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۧ ع

اور (اسی طرح) اونٹوں میں سے دُو (دُو) اور گایوں میں سے دُو (دُو) (ایک ایک مادہ پیدا کیے)۔ اب (ذرا) ان سے پوچھیے کہ (اللہ نے) ان میں سے دونوں نر حرام کیے ہیں یا دونوں مادہ یا اس (بچہ) کو جو ماداؤں نے پیٹ میں لپیٹ لیا ہے۔ کیا جس وقت اللہ نے تم کو یہ حکم (حلال و حرام کا) دیا تھا تم اس وقت موجود تھے (اگر نہ تم کو نبی سے خبر ملی نہ تم کو براہِ راست حکم دیا گیا اس کے باوجود تم حلال و حرام ٹھہراؤ تو یہ ظلم نہیں تو کیا ہے) پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے تاکہ علمِ صحیح کے بغیر لوگوں کو گمراہ کرے (ایک تو خود گمراہی میں پڑے پھر دوسروں کو گمراہی میں ڈالے) بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اٹھارواں رکوع

حلال و حرام کے متعلق گزشتہ رکوع میں دو باتیں بتائی گئیں، ایک یہ کہ حلال و حرام اللہ کے حکم سے ہوتا ہے دوسرے اس کی اطلاع بندوں کو مخبرینِ صادق انبیاء علیہم السلام دیتے ہیں، اس کے علاوہ حلال و حرام کی کوئی سند نہیں اگر کوئی غیر نبی یہ کہے کہ مجھے

براہ راست اطلاع ملی ہے تو اس کی بھی قطعی نفی کر دی گئی اب اس رکوع میں حلال و حرام کا واضح طور پر بیان کیا گیا ہے حرام چیزوں کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی گئی ہے تاکہ لوگوں کے بہکانے سے مسلمان حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام نہ کرلیں اور مشرکانہ روایت کا شکار نہ بنیں۔

۱۴۶۔ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

(اے نبی) آپ فرما دیجیے کہ جو وحی مجھ پر اتری ہے ہیں اس میں کسی چیز کو اس کے کھانے والے کے لیے حرام نہیں پاتا سوائے اس کے کہ وہ چیز مردار ہو، یا بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت کہ بے شک وہ ناپاک (اور نجس) ہے یا ناجائز چیز جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ (اور ان حرام چیزوں کے متعلق بھی یہ ہے کہ) پھر جو کوئی بھوک سے لاچار ہو جائے اور نافرمانی اور (حکم الٰہی سے) بغاوت منظور نہ ہو (اور اس میں سے کچھ اضطرار کے عالم میں کھالے) تو آپ کا رب بڑا معاف کرنے والا نہایت مہربان ہے۔

ان مطلقاً حرام چیزوں کے علاوہ بعض ان چیزوں کا جو وقتی مصلحت کی بنا پر یہود پر ان کی شرارتوں کی وجہ سے حرام کی گئی تھیں ان کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

۱۴۷۔ وَعَلَی الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَیْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَایَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِبَغْیِهِمْ ۫ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ○

اور یہودیوں پر ہم نے سب کھُر والے جانور حرام کیے تھے۔ اور گائے اور بکری میں سے ان کی چربی ہم نے ان پر حرام کی تھی سوائے اس (چربی) کے جو ان کی پیٹھ پر لگی ہو یا انتڑیوں پر یا ہڈی کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔ یہ ہم نے ان کو ان کی شرارت کی سزا دی تھی اور ہم سچ کہتے ہیں (یہود کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ حضرت ابراہیم و حضرت یعقوب کے زمانے سے یہ چیزیں حرام چلی آتی ہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ ان کی نافرمانی اور بغاوت کی سزا تھی، اللہ کا قول سچا ہے)۔

۱۴۸۔ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

اگر اس کے باوجود وہ آپ کو جھٹلائیں (اور اپنے دعوی پر اڑے رہیں) تو آپ فرما دیجیے کہ تمہارا رب بڑا وسیع رحمت والا ہے (اگر اس کی رحمت بے پایاں کے سبب سے بچے ہوئے ہو تو یہ نہ سمجھو کہ عذاب ٹل گیا) اور گنہگار لوگوں سے اس کا عذاب نہیں ٹلے گا۔

مشرکین کا یہ شبہ بے بنیاد ہے کہ اگر اللہ کو ہمارے اور ہمارے باپ دادا کے کام ناپسند ہوتے تو اللہ انہیں کرنے ہی کیوں دیتا۔ یاد رکھو اللہ کی مشیت اور اس کی رضا میں فرق ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ جو اس کی مشیت ہو وہ اس کی رضا بھی ہو۔ اور کفار کا یہ شبہ تھا کہ جہاں مشیت ہوگی وہاں رضا بھی ہوگی۔ یہ اس کی رحمت ہے کہ سزا میں تحمل برتتا ہے جیسا اوپر فرمایا۔

۱۴۹۔ سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ۭ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ۭ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ۝

عنقریب مشرک کہیں گے کہ اگر اللہ کی مرضی ہوتی تو نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا شرک کرتے اور نہ ہم کوئی چیز (خود ہی) اپنے پر حرام کر لیتے۔ اسی طرح ان سے قبل کے لوگوں نے بھی تکذیب کی تھی یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھا آپ ان سے کہیے (کہ اپنے اس دعوی کو کہ جہاں مشیت ہوگی وہاں رضا بھی ہوگی کسی علمی، عقلی یا اصولی انداز سے ثابت بھی کر سکتے ہو یا محض اللہ پر اپنی بداعمالیوں کا اتہام رکھتے ہو) کیا تمہارے پاس کوئی دلیل ہے (اگر ہے) تو اس کو ہمارے سامنے ظاہر کرو (حقیقت یہ ہے کہ) تم محض وہم و گمان پر چلتے ہو اور صرف اپنے اندازوں پر کام کرتے ہو (تمہاری کوئی بات علم و یقین پر مبنی نہیں ہوتی)۔

گزشتہ آیات میں اثبات الوہیت کے لیے سند اور دلیل کا ذکر تھا، اس علم و یقین کے ساتھ دلائل پیش کرنے کا حق اللہ ہی کے لیے ہے وہ جو کچھ کہتا ہے ایک دلیل وسند کے ساتھ کہتا ہے جس کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔ اس کے دلائل قوی و زبردست ہیں۔

۱۵۰۔ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ

آپ فرما دیجئے کامل دلیل (اور سند) تو اللہ ہی کے لیے ہے (اللہ

فَلَوۡ شَآءَ لَهَدٰىكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ۝ (کی حجت پوری اور کامل ہے) پس اگر وہ چاہتا تو تم سب کی ہدایت کر دیتا۔

اللہ کی کتابیں، اس کے پیغمبر اور اس کے نیک لوگ دنیا میں اس کے ہونے کی دلیل ہیں۔ حجت تو پوری ہوئی لیکن یہ صحیح ہے کہ اگر وہ چاہتا تو دنیا کے سب لوگوں کو ھدایت کر دیتا۔ مگر وہ اپنے ارادے کو ہر چیز سے اس طرح متعلق نہیں کرتا کہ بندوں کا اختیار ہی سلب کر لے۔

اس اِتمام حجت کے بعد ان کو ایک موقع اور دیا جا رہا ہے کہ عقلی دلائل کے علاوہ اگر کوئی نقلی دلیل اپنے گڑھے ہوئے حلال و حرام کے متعلق ان کے پاس ہو تو وہ بھی لائیں لیکن چند جھوٹے گواہ قابلِ التفات نہیں۔

۱۵۱۔ قُلۡ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيۡنَ يَشۡهَدُوۡنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنۡ شَهِدُوۡا فَلَا تَشۡهَدۡ مَعَهُمۡ ۚ وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ وَهُمۡ بِرَبِّهِمۡ يَعۡدِلُوۡنَ ۝ ع ۱۸ / ۶ / ۵

(اے نبی) آپ فرما دیجئے کہ تم اپنے گواہوں کو لاؤ۔ جو اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ نے اس کو حرام فرمایا ہے۔ پس اگر وہ (جھوٹی) گواہی دے (بھی) دیں تو تم ان کے ساتھ گواہی نہ دینا اور نہ ان کی خواہش پر چلنا جنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا، اور جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور وہ (تو اوروں کو) اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں۔ (وہ قابلِ اعتبار کب ہو سکتے ہیں) (یہ لوگ تو اپنے انبیاء کی تعلیمات سے کوسوں دُور جا پڑے۔ اگر یہ سچے ہوتے تو آپ کی کیفیات پر ہوتے، لیکن وہ تو اپنے گرد و پیش میں ایسے چکر کھا رہے ہیں کہ سب تعلیمات بھلا چکے یہ اپنے نبی کی تعلیمات کیا بتائیں گے)۔

انیسواں رکوع

مشرکین نے جن چیزوں کو حلال و حرام ٹھیرایا اس کی تردید کے بعد یہ بتایا جا رہا ہے کہ حرام کیا ہے، اچھا کیا ہے، بُرا کیا ہے، کیا کرنا ہے، کیا نہیں کرنا ہے۔ اسباب کو، سبب کو، اثر کو، موثر کو حدِ اعتبارات میں رکھنا ہے ان میں رکھو۔ اس کے صفات میں کسی کو اس کا ساتھی نہ بناؤ اطاعت جب رب کی ہو جائے تو اپنے مربی یعنی والدین کی اطاعت میں کوتاہی نہ کرو۔ اللہ کے ساتھ حُسنِ عقیدت، والدین کے ساتھ حُسنِ عمل، احسان، دیکھ بھال کی کیفیات، قائم رکھو، اولاد کی پرورش، یتیم کا خیال، ناپ تول میں انصاف' غرض افعال حسنہ کو اپناؤ، پراگندہ خیالات سے بچو۔

۱۵۲- قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○

آپ فرما دیجئے آؤ میں تم کو سُنا دوں جو کچھ تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے۔ (وہ یہ ہے) کہ تم کسی چیز کو اللہ کے ساتھ شریک نہ کرو۔ (کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ) اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو (حُسن سلوک سے پیش آؤ جس طرح دیکھ بھال کرنا چاہیے اس طرح دیکھ بھال کرو کہ ان کا دل خوش ہو جائے) اور مفلسی کی وجہ سے (یا مفلسی کے ڈر سے) اپنی اولاد کو مار نہ ڈالو۔ ہم تم کو بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی۔ اور بے حیائی کی باتوں کے قریب بھی مت جاؤ خواہ ظاہری ہوں یا پوشیدہ، (اپنے گھر میں تو مفلسی کے ڈر سے اولاد ہونے نہ دو، ہو جائے تو قتل کرو اور باہر فواحش میں مبتلا ہو، یہ کون سی عقلمندی ہے) اور جس جان کو اللہ نے حرام کر دیا تم اس کو بجز حق کے مت مار ڈالو (یعنی سوائے اس کے کہ یہ جان لینا حق ہو جیسے قصاص وغیرہ) یہ وہ باتیں ہیں جن کا (اللہ نے) تم کو حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو (کہ فرد و جماعت کی بہبود کے لیے یہ کس درجہ اہم احکامات ہیں اور ان کی حقیقت سے آگاہ ہو۔ غرض بُرے کاموں سے باز آؤ۔ جو تمہاری غرض میں حائل ہو اس کو کاٹ کر پھینک دینا چھوڑ دو، امر الٰہی میں جو کرنا ہے وہ بہر حال کرو)۔

۱۵۳- وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ ۙ

اور تم یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر اس طرح سے جو بہت اچھا ہے (جس طرح سے یتیم کو فائدہ پہنچے) یہاں تک کہ وہ اپنے سن بلوغ کو پہنچ جائے اور ناپ تول انصاف کے ساتھ پورا پورا کیا کرو۔ (یہ احکامات جو عدل پر مبنی ہیں اور جن میں ناجائز مال سے احتیاط بتائی جا رہی ہے ان کو اپنے اوپر بوجھ نہ جانو یہ تو بوجھ ہلکا کرنا ہے) ہم کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔ اور (یاد رکھو کہ) جب بات کرو تو حق (و انصاف) سے کرو خواہ وہ رشتہ دار ہی (کیوں نہ) ہو۔ اور اللہ کے عہد (اس کے احکام) کو پورا کرو (تاکہ لوگ تم کو دنیا میں بھی نیکی کے ساتھ یاد کریں)۔ ان ہی (باتوں) کا (اللہ نے) تم کو حکم دیا ہے (تاکید کی ہے) تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ (پہلی آیت کے آخر میں فرمایا تھا تاکہ تم سمجھو، جب انسان سوچتا سمجھتا ہے تبھی نصیحت قبول کرتا ہے)۔

۱۵۴- وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○

اور بے شک یہی میرا سیدھا راستہ ہے پس اس پر چلو اور دوسرے راستوں پر مت چلو کہ وہ تم کو اللہ کے راستہ سے جدا کر دیں گے (اللہ تعالیٰ نے) تم کو ان باتوں کی وصیت کی ہے (تاکیدی حکم دیا ہے) تاکہ تم تقوٰی حاصل کرو۔ (ان نصیحتوں کو قبول کرنے ہی سے تم متقی ہوگے۔ یعنی یہ تمام افعال حسنہ، حسن معاشرہ، یادِ الٰہی، یہ سیدھی راہ ہے اس پر چلو، اس راہ پر نہ جاؤ جو تم کو پراگندگی میں ڈالے شک و شبہ میں مبتلا کرے دیکھو انبیاء علیہم السلام کا طریقہ یہی تھا جو تم کو پڑھ کر سنایا گیا اسی پر چلو۔ یعنی پہلے سمجھو، پھر نصیحت حاصل کرو اور بالآخر متقی بن جاؤ)۔

ہم نے موسیٰؑ کو ایک مکمل کتاب بیک وقت نے دی مگر یہ کتاب تدریجاً دی جا رہی ہے وہ کتاب اپنے زمانے کے لیے تھی۔ یہ کتاب ہر زمانے کے لیے ہے لیکن کتاب توریت کے اصولی حکم یہی تھے جن کا ذکر اجمالاً اوپر کیا گیا۔

۱۵۵- ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ○ ع ۱۹

پھر ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی تاکہ جو لوگ نیک کام کرنے والے ہیں ان پر اپنی نعمت کو پورا کریں اور (اس میں) ہر چیز کی تفصیل ہے اور (یہ کتاب اقوام عالم کے لیے) ہدایت اور رحمت (ہے) تاکہ وہ لوگ (جو اس کتاب کو سنیں اور سمجھیں وہ) اپنے رب کے ملنے کا یقین کریں۔

بیسواں رکوع

موسیٰ علیہ السلام کو بیک وقت کل احکامات کتاب کی صورت میں نے دیئے گئے۔ ان کی امت کو جملہ ضروری تفصیلات بھی بتا دی گئیں لیکن جو ایمان لانے والے تھے وہی ایمان لائے۔ اکثر آخرت کے منکر رہے۔ بے شمار نافرمان تھے۔ نہ وہ سمجھے، نہ انہوں نے نصیحت حاصل کی۔ نہ پرہیزگار رہے۔ اب یہ کتاب جو تدریجاً نازل کی جا رہی ہے جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ بیشمار رحمتوں کا مژدہ لیکر آئی ہے۔ اس کی برکت اور فیض سے اسکے ماننے والوں اور اس کی ہدایت پر چلنے والوں کے لیے بے انتہا رحمتوں کا وعدہ ہے۔ جو بڑا وعدہ ہے اس رکوع میں رحمتوں کا ذکر ہے۔ رحمت للعالمین کا ذکر ہے۔ گویا رحمت کے ہر پہلو کا ذکر ہے۔

۱۵۶- وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

اور یہ (بھی) ایک کتاب ہے جو ہم نے نازل کی ہے (یہ بڑی) برکت والی (کتاب ہے) پس اس پر چلو اور (اللہ سے) ڈرو تاکہ تم پر رحمت ہو۔ (تم اسی کی رحمت میں آجاؤ)

۱۵۷- اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝

(اور یہ کتاب اس لیے بھی اُتری ہے کہ) ایسا نہ ہو کہ تم یوں کہنے لگو کہ کتاب تو ان ہی دو گروہوں پر اُتری تھی جو ہم سے پہلے تھے اور ہم کو تو ان کے پڑھنے پڑھانے کی خبر ہی نہ تھی (یعنی یہود و نصاریٰ کی طرح کوئی آسمانی کتاب و شریعت ہم پر نہ اتری اور نہ ہم کو اس کی خبر ہے کہ ہم اس کی اتباع کرتے)۔

۱۵۸- اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۗ سَنَجْزِى الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۝

یا (یوں) کہنے لگو کہ اگر ہم پر (یہود و نصاریٰ کی طرح) کتاب اُترتی تو ہم اُن سے بہتر (طور پر) راہِ ہدایت پر چلتے۔ پس تمہارے پاس بھی تمہارے رب کی طرف سے دلیل واضح، اور ہدایت اور رحمت آگئی۔ پس اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جس نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا، اور ان سے روگردانی کی۔ (یا دوسروں کو اس سے روکا) عنقریب ہم ان لوگوں کو جو ہماری آیتوں سے کتراتے ہیں سخت عذاب دیں گے اس روگردانی کے باعث (جو وہ کرتے رہے ہیں)۔

اب اس ہدایت، کتاب رحمت کے آجانے کے بعد لوگ کس چیز کے منتظر ہیں۔

۱۵۹- هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِىَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِىَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ۗ يَوْمَ يَاْتِىْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا

کیا یہ لوگ اسی بات کے منتظر ہیں کہ فرشتے ان کے پاس آئیں یا آپ کا رب خود آئے یا آپ کے رب کی کوئی نشانی آئے۔ (اگر یہی تمنا ہے تو بہت بُری تمنا ہے کیونکہ) جس دن (آثار قیامت ظاہر ہوں گے یا جب فرشتے حکم عذاب لے کر آجائیں گے اور) آپ کے رب کی کوئی نشانی آجائیگی (اس وقت) کسی (ایسے) شخص کو ایمان لانا اس کے کام نہ آئے گا جو اس

يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ○

سے پہلے ایمان نہ لایا تھا یا ایمان کے ساتھ کوئی نیکی نہ کرلی تھی ۔ (اچھا۔ اگر یہ اسی نشانی کے منتظر ہیں جس کے بعد نہ ایمان قابلِ قبول ہے اور نہ توبہ تو آپ) کہہ دیجئے تم (بھی ان آثار کی) راہ دیکھو اور ہم بھی (اللہ کے حکم کا) انتظار کرتے ہیں ۔

۱۶۰۔ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ○

بے شک جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا (نئے نئے راستے پیدا کیے) اور گروہ گروہ ہوگئے تو آپ کو اُن سے کوئی سروکار نہیں ۔ ان کا معاملہ بھی اللہ ہی کے حوالے ہے پھر وہی ان کو بتادے گا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے ۔ (ان کو اصولِ دین میں فرق ڈالنے اور فرقہ بندی کی سزا یقیناً ملے گی اگر ایک اصولی بات کے کرنے کے کئی طریقے ہیں تو یہ فرق نہیں اختلاف ہے ، محبت کے مختلف طریقے ہیں ، نیکی کے کئی طور ہیں)۔

اور اللہ کے یہاں نیکی کا اجر ہے ، بلکہ ایک کی جگہ دس نیکیوں کا ثواب ہے ۔

۱۶۱۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○

(اور اللہ کے دربار میں) جو کوئی ایک نیکی لاتا ہے تو اس کے لیے اس کا دس گُنا (ثواب) ہے اور جو کوئی ایک بُرائی لاتا ہے تو اُسی کے برابر سزا پائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا (جتنی بُرائی کی اتنی ہی سزا ہوگی ، یہ عدل ہے ، نیکی میں اضافہ رحمت ہے اور یہ اللہ کا وعدہ ہے)۔

رحمت کے ذکر کے ساتھ رحمت للعٰلمینؐ کا تصور آتا ہے پیکر رحمت کی ہر ادا سامنے آجاتی ہے اور حکم ہوتا ہے کہ فرما دیجئے کہ میرے پروردگار نے مجھے سیدھی راہ پر لگا دیا چل رہا ہوں ، چلا جا رہا ہوں یہ دین ایک مضبوط چٹان کی طرح قائم ہے ، بنیاد اس کی محبت پر ہے ۔ ہم ہر چیز کو اس کے مرتبہ میں اس کے اعتبار پر رکھتے ہیں الوہیتِ مطلقہ اور الوہیتِ کاملہ میں کسی کا دخل نہیں سمجھتے ، البتہ اگر وہ خود کسی کو مامور فرمائے ، اثر دے تو اسے ہم مامور من اللہ سمجھتے ہیں ۔ اس کا مقابل یا شریک نہیں سمجھتے ، ہم کو شرک سے سروکار ہی نہیں ۔ ہمارا موروثی کام تو صرف یہ ہے کہ جو راستہ پانے کا طریقہ ہم نے ملّتِ ابراہیمی سے پایا ہے اسی پر رہ کر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تلقین کیے جائیں ۔ ہم نے تو اپنے ارادے اپنے تحرک سب کو اس کے حوالے کر دیا ہے ۔ اپنی تمام خواہشات اور تمام چیزیں اس پر قربان

کر دی ہیں، ہمارا جینا مرنا، متحرک رہنا، غیر متحرک ہونا سب اسی کے لیے ہیں۔ ہمیں اس امر کا یقین ہے کہ اس کا بوجھ اُٹھانے والا کوئی نہیں۔ وہی سب کو تھامے ہے ان تمام باتوں پر جو بیان کرتا آرہا ہوں مجھے یقینِ کامل عطا کیا گیا ہے۔ جس اخلاقِ حسنہ پر پیدا کیا گیا ہوں اسی پر چلتا چلا جا رہا ہوں۔

۱۶۲۔ قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ۬ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○

آپ کہہ دیجئے مجھے میرے رب نے سیدھے راستہ پر لگا دیا ہے۔ دین صحیح (دین مستقیم جو) ابراہیم کا مذہب (ہے) جو محض اللہ والے تھے (ایک سو ،ایک رُخ) اور جو شرک کرنے والوں میں سے (بھی) نہ تھے۔ (ایک تو دین مستقیم جس کے استحکام، قائم ہونے میں شبہ نہیں پھر وہ دین بھی ابراہیم کا دین جو ہمہ تن رضا و تسلیم تھے، یک سو، یک رُخ ہو کر جو اللہ کے ہو رہے، جن کو یہود و نصٰری بھی مانتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ وہ ہرگز مشرک نہ تھے)۔

۱۶۳۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

آپ فرما دیجئے (کہ میں اللہ والا ہو گیا ہوں۔ بندہ ہوں بندگی میں رہتا ہوں) میری نماز اور میری قربانی (مناسکِ حج) اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے،

۱۶۴۔ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ○

اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اسی کا مجھ کو حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں (ہمہ تن اس کا فرمانبردار ہوں، انبیاء میں اولیت سے نوازا گیا ہوں، اسلام کی مکمل صورت میں بھی پہلا مسلمان ہوں)۔

اسباب و علل غیر و غیریت کا احساس کیسے پیدا ہوا ہے یہ بھی سمجھ لو، تم ہر ایک کو جدا جدا دیکھ رہے ہو کہ وہ کیا کر رہا ہے، ان کو چھوڑ کر اپنے ہوا و ہوس سے بلند ہو کر ذرا خدا کو سمجھو، اس کی تجلیات کو دیکھو اپنے تخیّلات میں رُک نہ جاؤ۔ خالق ایک ہی نظر آئے گا اس کی مخلوق کے افعال جدا جدا ہیں، جو جیسا کرتا ہے اس کا بدلہ پائے گا۔ پروردگار کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔

۱۶۵۔ قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَیْءٍ ؕ وَلَا تَكْسِبُ

آپ فرما دیجئے کہ کیا اب اللہ کے سوا کوئی اور رب تلاش کروں حالانکہ وہی ہر چیز کا رب ہے۔ اور جو کوئی (برا) کام کرتا ہے تو اس کا وبال اسی پر

كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ○

پڑتا ہے اور (آخرت میں) ایک شخص دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ (یہ بھی یاد رکھو کہ) پھر سب کو تمہارے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ پس (اس دن) جس بات میں تم جھگڑتے تھے (اختلاف کرتے تھے) وہ تم کو بتا دے گا۔ (حقیقت کھل جائے گی۔ سزا و جزا کے مرتب ہونے سے قبل نظر کو نظر بنا لو، اصلاح کر لو، غیر اللہ کو اللہ نہ کہو)۔

امر کو پورا کرانے کے لیے آمر کچھ صفات ودیعت کرتا ہے، اس پر چلاتا اس پر کاربند بناتا ہے اور اسی کے اخلاق میں جب وہ ڈھل جاتا ہے تو اس کا نائب ہو جاتا ہے۔

۱۶۶- وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ڮ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ ع ۲۰ النصف

اور وہی ہے جس نے تم کو زمین میں (اپنا) نائب بنایا اور تم میں ایک دوسرے کے رتبے بلند کیے تاکہ تمہیں ان چیزوں میں آزمائے جو تمہیں دے رکھی ہیں۔ (اس پر چلنے کا طریقہ کیا بناتے ہو، اس کے قواعد و ضوابط کیا مرتب کرتے ہو؟ اسی آزمائش میں تمہاری کامیابی و ناکامیابی کا راز مضمر ہے) بے شک آپ کا رب جلد عذاب کرنے والا اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ

مکی ۲۰۶ آیتیں ۲۴ رکوع

ماقبل سورۂ توحید اور باری تعالیٰ کے صفات پر مشتمل تھا، یہ سورہ مکی ہے جو ہجرت سے چند سال قبل نازل ہوا، یہ وہ وقت تھا کہ کفار کی اسلام دشمنی حد سے بڑھ چکی تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دل آزاری ان کا مقصد حیات بن چکا تھا۔ اس لیے اس سورت میں تبلیغی جد وجہد کی تاکید کے ساتھ صداقت وحی کا بصیرت افروز بیان ہے۔ "ا۔ل۔م۔ص" حروف مقطعات سے ہیں جن کا علم اللہ اور اس کے رسول کو ہے، بزرگوں نے فرمایا "ص" عین کی صورت ہے نظر سے تعلق ہے، جو دیکھتے ہو اس پر نہ رک جاؤ۔ جو نظر نہیں آتا اس کی معرفت حاصل کرو۔ وحی اس کا ذریعہ، رسول اس کا

وسیلہ، اس سورہ میں بعض انبیاء علیہم السلام کی تبلیغی جدو جہد کا ذکر بھی اس مناسبت سے ایک معنیٰ رکھتا ہے۔ اللہ کی معرفت کے لیے تزکیۂ نفس تصفیۂ باطن ضروری ہے۔ نفس کو پاک کرنے والا صاحب قرآن، باطن کو منور رکھنے والا قرآن، جس کا سینہ ان کے لیے کشادہ ہو گیا وہ نور میں آ گیا۔ پھر جس کو جو توفیق ملے وہ منجانب اللہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ الٓمّٓصٓ ۝

الف۔ لام میم صاد (حروف مقطعات سے ہیں جن کا ذکر سورۂ بقرہ میں گزر چکا)۔

۲۔ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(اے رسول) یہ کتاب (جو) آپ پر اتری ہے (حق ہے کفار کے الجھے ہوئے اذہان اور اسلام دشمنی کے باعث آپ کبیدہ خاطر نہ ہوں اور جو کچھ ہم نے آپ پر نازل کیا ہے کفار کی شدید مخالفت کے باوجود) اس (کے بیان) سے ذرا تنگدل نہ ہوں (یہ نازل ہی اس لیے کی گئی ہے) تاکہ آپ اس سے (لوگوں کو) متنبہ کریں اور (یہ تو) ایمان والوں کے لیے نصیحت ہے۔ (جو اسفل ہیں اسفل ہی کی طرف جائیں گے آپ ان کے لیے کیوں غمگین ہوں نصیحت تو وہی حاصل کرتے ہیں جو ایمان رکھتے ہیں، یاد الٰہی میں رہتے ہیں، نماز و صلوٰۃ میں جو پاتے ہیں لینے جاتے ہیں)۔

۳۔ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۗ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝

(پس اے لوگو) جو تمہارے رب کے پاس سے تم پر نازل ہوا ہے (یعنی قرآن) تم اسی پر چلتے رہو۔ اور (اس کے علاوہ تم اور رفیقوں کی پیروی نہ کرو (افسوس) تم بہت ہی کم نصیحت قبول کرتے ہو (بہت کم ہیں جو اللہ کا خیال رکھتے ہیں، دھیان کرتے ہیں)

۴۔ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝

اور کتنی ہی بستیاں ہیں کہ ہم نے ان کو ہلاک کر دیا پس راتوں کو یا دو پہر کو سوتے ہوئے ان پر ہمارا عذاب آیا اور وہ اپنے عیش و آرام میں عذاب سے بھی بے خبر ہو چکے تھے)

آیت نمبر (۳) صوفیاء کرام اتباع شریعت کے ساتھ ساتھ اللہ کے ذکر میں تصور حضوری کے ساتھ اسے اپنے میں پلتے رہنا اپنے پر لازم رکھتے ہیں۔

۵۔ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○

پھر جب ان پر ہمارا عذاب پہنچا تو اس وقت وہ کچھ نہ بول سکے سوائے اس کے کہ کہنے لگے بے شک ہم ظالم تھے۔ (ہمیں حد سے بڑھ گئے تھے گناہوں کی حد کر دی تھی لیکن ان کی یہ پکار اب عذابِ الٰہی سے ان کو بچا نہ سکتی تھی)

۶۔ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ○

پس جن لوگوں کے پاس (رسول) بھیجے گئے ہم ان سے ضرور پوچھیں گے (کہ انہوں نے رسولوں کی دعوتِ ہدایت کو کہاں تک قبول کیا) اور ہم رسولوں سے بھی ضرور سوال کریں گے (کہ تم کو امت کی طرف سے کیا جواب ملا تھا)

۷۔ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ○

پھر ہم ان کو اپنے علم سے (ان کے) احوال سنائیں گے (کہ یہ کیا کیا کرتے تھے) اور ہم کہیں غائب (تو) نہ تھے۔

اللہ کے علم سے کون سی بات چھپی ہے، لوگوں کا ظاہر و باطن اور ان کا ہر ارادہ اور ہر فعل اس پر روشن ہے، وہ لوگوں کے حال ان پر کھول دے گا وہ خود اپنے اعمال کی حقیقت میزانِ عدل میں دیکھ لیں گے۔

۸۔ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِۨالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

اور اس روز (اعمال کا) تلنا برحق ہے پس جس کی تولیں بھاری ہوئیں (جن کی نیکی کے پلّے وزنی ہوئے کہ اللہ ہی کی پسند سے عمل میں وزن پیدا ہوتا ہے تو) وہی لوگ نجات پانے والے ہوں گے۔

۹۔ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ○

اور جس کی تولیں ہلکی ہوئیں (جن کے اعمال میں وزن نہ ہوا) سو وہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنا نقصان کیا اس وجہ سے کہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔

کیا یہ مناسب نہیں کہ اس روزِ قیامت سے قبل جو وقت دنیا میں میسر ہے زندگی کو سنوار لیا جائے، مقصدِ حیات کو سمجھا جائے اور اس کے تحت زندگی بسر کی جائے حقوق کی اس طرح حفاظت ہو کہ معیشت کو عبادت بنا دیا جائے۔

۱۰۔ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِى الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ

اور ہم نے تم کو زمین پر قرار و قیام دیا اور اس میں تمہارے لیے زندگی کے سامان مہیا کیے (کہ تم معیشت کے طریقے سیکھو اور زندگی خوشگوار بناؤ

ع ۸ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝

لیکن) تم بہت کم شکر کرتے ہو (یعنی معیشت کو اچھی طرح نہیں برتتے کیونکہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا صحیح صرف ہی شکر ہے)۔

دوسرا رکوع

پہلے رکوع کے آخر میں بطور تمہید زندگی کو سنوارنے اور اس کے مقصد کو سمجھنے کی طرف توجہ دلائی گئی تھی۔ اب انسان کی پیدائش، فرشتوں کا آدم کو سجدہ کرنا ابلیس کا انکار کرنا بتایا جا رہا ہے تاکہ انسان فرشتوں سے جذبہ شکر گزاری سیکھے، قویٰ کو مضبوط بنائے اور شیطان سے دور رہے کہ واہمے اسی سے پیدا ہوتے ہیں، جو زندگی کو سنورنے نہیں دیتے تاکہ روز قیامت وہ اپنے رب کے سامنے سرخرو ہو۔

۱۱۔ وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝

اور ہم نے تم کو پیدا کیا (یعنی نوع انسانی کے آغاز کا سامان کیا) پھر تمہاری (دلکش) صورتیں بنائیں (یعنی حضرت آدم کی شکل و صورت ایک جانب نوع انسانی کی نمائندگی کر رہی تھی تو دوسری جانب ان کے خلیفۃ اللہ ہونے کی نشانی تھی۔ اسی عظیم الشان مقصد کے باعث) پھر ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ پس سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے کہ وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ تھا (گویا صورت دی تو قویٰ کو پابند کیا، نہیں پابند ہوا تو واہمہ)۔

۱۲۔ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝

(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا (اے ابلیس) تجھ کو کیا چیز مانع ہوئی کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب کہ میں نے تجھے حکم دیا، وہ بولا میں اس (پُتلۂ خاکی) سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے بنایا ہے (لیکن یہ اس کا مغالطہ تھا، اپنی حقیقت کا غلط دعویٰ تھا، نہ آگ خاک سے بہتر ہے، نہ اللہ کی حکم عدولی کسی منطق سے جواز پا سکتی ہے)۔

۱۳۔ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝

فرمایا تو یہاں سے (اس جنت، اس مقام قرب، مقام دید سے) اتر جا تو اس لائق نہیں کہ یہاں (جنت میں رہ کر) تکبر کرے پس تو نکل جا تو ذلیلوں میں سے ہے۔

علم الٰہی میں تھا کہ اس کی ذریت اسی کی سی ہوگی نافرمان، حاسد، مغرور، چنانچہ اس نے اللہ

سے دعا بھی بخشش کی نہ مانگی بلکہ کہا)۔

۱۴۔ قَالَ اَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ○

بولا مجھے اس دن تک مہلت دے (ڈھیل دے) کہ لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں۔

۱۵۔ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ○

فرمایا تجھ کو مہلت دی گئی۔

۱۶۔ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِیْمَ ○

بولا۔ چونکہ تو نے مجھ کو گمراہ کیا ہے میں بھی تیرے سیدھے راستہ پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا (کہ رہزنوں کی طرح ان کے ایمان پر ڈاکہ ڈالوں اور ان کو راہ ہدایت سے بہکاؤں)۔

اپنی غلطی پر نادم نہ ہونا، اور اس کو دوسرے کے سر تھوپنا یہی شیطنت ہے شیطان نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ انسان کو جس کی وجہ سے اسے یہ روزِ بد دیکھنا پڑا ہر طرح ذلیل و خوار کرنے کی ٹھان لی اور کہا کہ۔

۱۷۔ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ مِّنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَیْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِیْنَ ○

پھر ان (لوگوں) پر ان کے آگے سے ان کے پیچھے سے ان کے داہنے سے ان کے بائیں (ہر چہار طرف) سے آؤں گا (ان کو گمراہ کروں گا) اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔

(شیطان کی نظر ہر چہار طرف پڑی لیکن اس کی نگاہیں بلندی سے قاصر رہیں، اللہ کی رحمت اوپر سے آتی ہے، اس تک اس کی رسائی نہیں ہوتی، اس کے بہکانے میں وہی آتے ہیں جو محروم رحمت ہوتے ہیں)۔

۱۸۔ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِیْنَ ○

فرمایا نکل جا یہاں سے ذلیل (و خوار) مردود ہو کر۔ (اور) جو کوئی ان میں سے تیری راہ چلے گا تو میں دوزخ کو تم سب سے ضرور بھر دوں گا۔ (ان کی ناشکری کا خمیازہ انہیں کو بھگتنا پڑے گا، اللہ اور اہل اللہ کا کیا نقصان ہوگا)

۱۹۔ وَیٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَیْثُ

اور (آدمؑ کو حکم ہوا کہ) اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں ٹھہرے رہو۔ اور جہاں سے جو چاہو کھاؤ لیکن اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ

شِئۡتُمَا وَلَا تَقۡرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوۡنَا مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ○ — تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

جب اس پھل کو کھالیا تو حُبِ اصل سے حُبِ نسل میں آئے ، اسفل پر نظر پڑی۔

۲۰۔ فَوَسۡوَسَ لَهُمَا الشَّيۡطٰنُ لِيُبۡدِىَ لَهُمَا مَاوٗرِىَ عَنۡهُمَا مِنۡ سَوۡاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنۡ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنۡ تَكُوۡنَا مَلَكَيۡنِ اَوۡ تَكُوۡنَا مِنَ الۡخٰلِدِيۡنَ ○ — پھر ان کو شیطان نے بہکایا تاکہ ان کے ستر کی چیزیں جو ان سے پوشیدہ تھیں ان پر کھول دے اور کہنے لگا تم کو تمہارے رب نے اس درخت سے نہیں روکا بجز اس کے کہ (کہیں) تم فرشتہ نہ بن جاؤ یا (کہیں تم) ہمیشہ زندہ (نہ) رہو۔

۲۱۔ وَقَاسَمَهُمَاۤ اِنِّىۡ لَـكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيۡنَ ○ — اور ان کے سامنے قسمیں کھانے لگا کہ بے شک میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں۔

حضرت آدم و حواؑ اس خیال سے کہ اللہ کی جھوٹی قسم کون کھا سکتا ہے اس کے دھوکہ میں آگئے، اور اللہ کے منع کرنے کو شریعت کا منع کرنا نہیں بلکہ شفقت و محبت کا منع کرنا تصور کیا جو اُن کے رتبہ کے اعتبار سے لغزش قرار پایا۔

۲۲۔ فَدَلّٰٮهُمَا بِغُرُوۡرٍ‌ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتۡ لَهُمَا سَوۡاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخۡصِفٰنِ عَلَيۡهِمَا مِنۡ — پھر (شیطان نے آدم و حوا) دونوں کو دھوکہ دے کر (اپنی طرف) کھینچ ہی لیا پھر جب ان دونوں نے اس درخت (کے پھل) کو چکھا تو ان کے ستر اُن پر کھل گئے۔ اور وہ (سراسیمگی سے) بہشت کے پتے اپنے اوپر جوڑنے (اور چپکانے)

فدلّٰہما بغرور - دھوکے میں ڈال دیا۔ جس طرح پانی حاصل کرنے کا ذریعہ ڈول ہوتا ہے اس طرح شیطان دھوکہ دینے کا ذریعہ بن گیا۔

وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۭ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○

لگے (تاکہ ستر چھپ جائیں) اور (اس وقت) ان کے پروردگار نے ان کو ندا دی کیا میں نے تم کو اس درخت (کے پاس جانے) سے روکا نہ تھا اور تم سے کہہ نہ دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے، (پھر بھی تم اس کے فریب میں آ گئے)

آدمؑ و حوّاؑ کو ایک طرف اپنی حالت پر ندامت تھی دوسری طرف شیطان کے دھوکہ میں آجانے کا غم، اپنے پروردگار کی پکار سنتے ہی محبت کا اشارہ پاگئے، گریہ و بکا و توبہ و استغفار میں لگ گئے

۲۳- قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

دونوں التجا کرنے لگے کہ ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہم کو نہ بخشے (ہماری پردہ پوشی نہ کرے) اور ہم پر رحم نہ فرمائے تو ہم بڑے خسارے میں پڑ جائیں گے۔

آدمؑ و حوّاؑ اور ابلیس کو زمین پر جانے کا حکم ہوا، جو آدم کی خلافت کے لیے مقرر تھی۔ اور خیر و شر سے گزر کر پھر خیرِ محض کی جانب آنے کی راہیں انسانیت پر کھولنے کے اسباب مہیا کیے گئے کہ یہ عالَم اسباب ہے۔

۲۴- قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ○

(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا تم (اس جنت سے) اتر جاؤ تم (تا قیامِ قیامت) ایک دوسرے کے دشمن رہو گے۔ اور تمہارے واسطے زمین میں ٹھہرنا ہے اور اس سے ایک وقت مقررہ تک نفع حاصل کرنا ہے۔

۲۵- قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ○ ع ۲ ۱۵ ۹

(یہ بھی) فرمایا اسی (زمین) میں تم زندہ رہو گے اور اسی میں تم مرو گے اور اسی سے تم نکالے جاؤ گے۔

گویا اللہ تک پہنچنے کا راستہ ارض پر، ارضیت کے مہلک اثرات سے محفوظ رہنے کو قرار دیا گیا۔ یہی مشیت ایزدی تھی اور یہی انسان کے مراتبِ اعلیٰ کا زینہ۔

تیسرا رکوع

حضرت آدمؑ کا جنت میں لباس اتر گیا تھا، دنیا میں بھیجتے ہوئے سب سے پہلے اسی کا ذکر ہے، اولادِ آدمؑ کے لیے اللہ نے طرح طرح کے لباس پیدا کیے لیکن جس لباس سے آخرت میں وہ نوازے

جائیں گے وہ لباس تقویٰ ہے، بشرطیکہ انہوں نے زندگی میں تقویٰ حاصل کیا ہو۔ جنّت کے پھل، وہاں کا لباس، سب تقویٰ کی محسوس صورتیں ہیں۔ اولادِ آدم کو ہدایت کی جارہی ہے کہ وہ پرہیزگاری اختیار کریں فحش اور بدکاری سے بچتے رہیں شیطان کے بہکانے میں نہ آئیں لیکن اس دنیا میں جو ایک طریقہ، کھوئی ہوئی جنت کے حاصل کرنے کا پیدا کیا گیا ہے اس سے فائدہ اٹھائیں، دنیا میں کھائیں، پئیں آرام سے رہیں لیکن کسی نعمت کا بے جا صرف نہ کریں۔

۲۶- يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○

اے اولادِ آدم ہم نے تمہارے لیے ایسا لباس اتارا ہے جو تمہارے ستر کو چھپائے اور تمہارے لیے زینت ہو۔ اور جو پرہیزگاری کا لباس ہے (جو لباس زہد و تقویٰ ہے) وہ سب سے بہتر ہے۔ (بندگی میں انسان اللہ سے کیا کچھ نہیں پاتا لیکن اس کا طرۂ امتیاز عبادت ہے اسی سے عبدیت ملتی ہے) یہ اللہ کی (قدرت کی) نشانیاں ہیں تاکہ لوگ غور کریں۔

۲۷- يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

اے اولادِ آدم! (دیکھو کہیں) تم کو شیطان بہکا نہ دے جس طرح اس نے تمہارے ماں باپ کو جنّت سے نکالا (یعنی ان کے نکلنے کا سبب بنا) اس طرح کہ ان کے کپڑے اتروا دیئے تاکہ اُن کے ستر اُن کو دکھا دے۔ (دیکھو) وہ اور اس کے بھائی بند تم کو (ایسی جگہ سے) دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ ہم نے (ان) شیطانوں کو ان لوگوں کا رفیق بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔ (اگر تم صاحب ایمان ہو اور ایمان پر قائم ہو تو اس کا دیکھنا نہ دیکھنا تم کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ بس یہ خیال رہے کہ جو کہا ہے کیے جاؤ جس سے منع کیا ہے باز آجاؤ۔ نہ تاویلوں میں پڑو، نہ دھوکا کھاؤ)۔

کفار نے اپنی تاویلوں ہی سے فحش کا جواز ڈھونڈھا تھا جس کی کوئی حقیقت نہ تھی۔

۲۸- وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ

اور جب وہ کوئی بے حیائی کا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے باپ دادوں کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے اور (یہاں تک جھوٹ و گستاخی پر اُتر آتے

اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

ہیں کہ کہتے ہیں) اللہ نے بھی ہم کو اسی کا حکم دیا ہے۔آپ فرما دیجئے کہ اللہ بے حیائی کے کام کا حکم ہرگز نہیں دیتا کیا تم اللہ کے ذمہ وہ باتیں لگاتے ہو جو تم نہیں جانتے۔

اللہ بُرے کاموں کا حکم نہیں دیتا اس کے احکام تو حق و انصاف کے ساتھ ہیں۔

۲۹۔ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۫ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۬ؕ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ؕ ○

آپ فرما دیجئے میرے رب نے (تو) انصاف کا حکم دیا ہے (ہر چیز کو اس کے اندازہ سے برتنا بتایا ہے عبادت کے انداز یوں سکھائے ہیں فرمایا ہے) اور (اے مسلمانو) ہر نماز کے وقت اپنی توجہ اس کی طرف کر لیا کرو (تمہارا رُخ بیت اللہ کی طرف۔ تمہارا قلب اللہ کی طرف ہو) اور اس کے خالص فرمانبردار ہو کر اس کو پکارو (جب اس کو یاد کرو تو خالص اس کے ہو کر یاد کرو، کسی کا دھیان نہ آنے خود اپنے کو بھول جاؤ۔ یاد رکھو یہ زندگی آخری زندگی نہیں) جیسا تم کو پہلے پیدا کیا دوسری بار پھر پیدا ہوگے۔

۳۰۔ فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○

(اللہ نے) ایک فریق کو تو ہدایت دی اور ایک فریق وہ ہے کہ گمراہی ان پر مقرر ہو چکی۔(یہ ان کی بدنصیبی تھی کہ) انھوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا رفیق بنایا اور ان کو (اپنی نسبت) مغالطہ یہ ہے کہ وہ ہدایت پر ہیں۔

کعبہ کا برہنہ طواف یہ سمجھ کر کرنا کہ باپ دادا نے کیا ہے تو درست ہی ہوگا اور اسے قربِ الٰہی کا ذریعہ سمجھنا اسی بدنصیبی و جہل کا ثبوت تھا چنانچہ آیندہ آیت میں مسلمانوں کو اس قبیح رسم سے منع کیا جارہا ہے اور کھانے پینے کی غلط پابندیوں سے جو کفار نے ایامِ حج میں لگائی تھیں انہیں روکا جا رہا ہے تاکہ نہ وہ دنیا میں نعمتوں سے محروم ہوں نہ آخرت میں ان سے محروم رہیں۔

۳۱۔ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ

اے اولادِ آدم! (جب طواف کے لیے مسجد میں آؤ تو لباس پہن کر آؤ یہی نہیں بلکہ) ہر نماز کے وقت اپنا لباس درست رکھو (خوبی، صفائی ستھرائی کے ساتھ نماز میں آؤ) اور (ایام حج میں بعض چیزوں کا کفار کی طرح ترک ضروری نہیں تم بشوق) کھاؤ اور پیو اور بے جا خرچ نہ کرو۔ بے شک وہ

لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ (یعنی اللہ تعالیٰ) بے جا خرچ کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

چوتھا رکوع

کفار کی رسم قبیح تھی کہ طواف کعبہ کرتے وقت لباس اتار دیتے، جس پر گزشتہ آیت میں متنبہ کیا گیا، یہاں اسی مضمون کو جاری رکھتے ہوئے بتایا جا رہا ہے کہ اللہ کی نعمتیں ہیں کس کے لیے۔ یہ انہیں کے لیے ہیں جو اللہ کے بندے ہیں، اہل ایمان ہیں۔ یہاں ممکن ہے کہ اہل ایمان کی کمزوری یا اپنی صلاحیتوں کو صرف نہ کرنے کے سبب دوسرے ان نعمتوں سے ان کے مقابلہ میں زیادہ مستفید ہوں لیکن قیامت کے دن جملہ نعمتیں خالص ایمان والوں ہی کے لیے ہوں گی۔ ضرورت ہے کہ اس کے حکم کا احترام کیا جائے۔ جس کام کی اجازت دی ہے وہ کیا جائے، اللہ پر بہتان نہ باندھا جائے آخر تو ایک دن فیصلہ ہو جائے گا۔ وہاں عذاب الٰہی سے گلو خلاصی ممکن نہ ہوگی۔

۳۲۔ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

آپ فرما دیجئے۔ اللہ کی زینت کو اور کھانے کی پاکیزہ چیزوں کو جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کیں کس نے حرام کیا۔ (اللہ نے تو حرام نہیں کیا بلکہ) آپ کہہ دیجئے کہ یہ نعمتیں تو (دراصل) دنیا کی زندگی میں ایمان والوں کے واسطے ہیں (باقی طفیلی ہیں اور) قیامت کے دن تو خالص انہی کے واسطے (ہوں گی)۔ (وہاں محض علم محسوسات کام نہ آئے گا) اسی طرح اپنی آیتوں کو واضح طور سے علم والوں کے لیے بیان کرتے ہیں (علم والے، علم کی وسعتوں سے آشنا ہیں، جانتے ہیں کہ محسوسات کی دنیا محدود ہے، لامحدود کو اسی کے کلام سے سمجھا اور پایا جا سکتا ہے)۔

اگر روح کو تقویت پہنچانا ہے تو امر کی پابندی ضروری ہے اور منہیات سے بچنا لازم۔ اتباع امر ہی روح کی غذا ہے۔

۳۳۔ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا

آپ فرما دیجئے کہ میرے رب نے تو حرام کر دیا ہے بےحیائی کی باتوں کو، ظاہر ہوں، یا پوشیدہ۔ اور گناہ کو اور ناحق کی زیادتی کو۔ اور اس کو بھی کہ تم کسی کو اللہ کا شریک بناؤ جس کی اس نے کوئی سند نہیں اتاری (اس کی کوئی دلیل اس کے کلام میں نہ ملے گی) اور اس بات کو بھی (منع فرمایا) کہ تم اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کہو جن کا تم کو علم تک نہیں۔

وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

مانا کہ تم کو اپنی بے راہ روی کے باوجود یہاں کچھ دن کی مہلت مل جائے لیکن آخر تم کو اس کے سامنے جانا ہے۔

۳۴- وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ○

اور ہر امت کے واسطے ایک وقت مقرر ہے پس جب وہ (نہ ٹلنے والا) وقت آجاتا ہے تو (اس سے) وہ ایک لمحہ کی بھی تاخیر وتقدیم نہیں کرسکتے (نہ جانکنی کی تکلیف سے ایک لمحہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں نہ اپنی کوششوں سے ایک ساعت آگے بڑھ سکتے ہیں موت بہر حال وقت پر آئے گی)۔

۳۵- يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

اے بنی آدم! (پابندی امر کے سلسلہ میں یہ اصولی بات یاد رکھو کہ) اگر ہمارے پیغمبر تمہارے پاس تم ہی میں سے آئیں (اور) تم کو میری آیتیں سنائیں (تو تم ان پر ایمان لاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو)۔ پس جو کوئی اللہ سے ڈرا اور اپنی اصلاح کرلی تو ایسے لوگوں پر نہ خوف ہی ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (ایمان سے وہ اللہ کے امن میں آجائیں گے۔ نیک عمل سے مرتبہ پائیں گے)۔

۳۶- وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

اور جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا (یعنی ان پر عمل نہ کرنے میں اپنی بڑائی سمجھی تو) وہی لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں (اور) وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

۳۷- فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ

پھر (سوچو کہ) اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ، بہتان باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے (پیغمبری کا جھوٹا دعویٰ کرکے جھوٹی آیتیں گھڑ کر اللہ پر افترا کرے اور اللہ کی سچی آیتوں کو جھٹلائے) وہی لوگ ہیں کہ ان کو ان کے نصیب کا لکھا (دنیا میں) ملتا رہے گا (لیکن جان کنی کے وقت ان کو اپنے کفر کا خود یقین ہو جائے گا)۔ یہاں تک کہ جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی جان لینے کے لیے ان کے پاس پہنچیں گے (تو) کہیں گے کہ جن کو تم خدا

دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ○

کے سوا پکارا کرتے تھے وہ کہاں ہیں۔ وہ کہیں گے ہمیں چھوڑ کر (نہ جانے کہاں) غائب ہو گئے۔ اور وہ خود اپنے پر گواہی دیں گے (اعتراف کریں گے) کہ وہ کافر تھے۔

۳۸ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ۬ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ○

(اللہ تعالیٰ) فرمائے گا، جن و انس میں سے جو امتیں تم سے پہلے گزر چکی ہیں تم بھی ان کے ہمراہ دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔ جب ایک امت داخل ہوگی تو وہ دوسری امت پر (جو گناہوں میں) اس جیسی ہوگی لعنت بھیجے گی۔ یہاں تک جب سب (امتیں) اس میں (یعنی دوزخ میں) گر چکیں گی تو ان کی پچھلی امت پہلی امت کے متعلق کہے گی کہ اے ہمارے رب انہیں نے ہم کو گمراہ کیا۔ پس تو ان کو آتشِ جہنم کا دونا عذاب دے (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا کہ ہر ایک کے لیے دوگنا (عذاب) ہے لیکن تم جانتے نہیں (ایک نے گمراہی کی راہ ڈالی دوسرے اس پر چلے انہوں نے ان سے عبرت نہ لی۔ تم کو ایک دوسرے کا علم نہیں)

۳۹۔ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ○ ع

اور ان کی پہلی امت پچھلی امت سے کہے گی کہ تم کو ہم پر کوئی فضیلت تو نہ ہوئی تم بھی اپنے اعمال بد کی کمائی کا مزہ چکھے جاؤ۔ (دوزخ میں لعن طعن ہی ہوگا ایک دوسرے کا کوئی بھی خواہ نہ ہوگا۔)

پانچواں رکوع

اس رکوع میں تین قسم کے لوگوں کا ذکر ہے۔ ایک، وہ جو آیات کو جھٹلاتے رہے اور انہوں نے تکبر کیا وہ عذابِ دوزخ کے مستحق ٹھہریں گے، دوسرے وہ جو اللہ سے ڈرتے رہے اور نیک عمل کرتے رہے وہ اس کے فضل سے جنّت میں پہنچیں گے، تیسرے وہ جو اہلِ ایمان سے تو ہوں گے لیکن جن کے نیک و بد اعمال بالکل مساوی ہوں گے، وہ اہلِ جنّت کو ان کے نورانی چہرے اور اہلِ دوزخ کو ان کی سیاہی سے پہچانیں گے۔ جب اہلِ جنّت کو دیکھیں گے سلامتی

بھیجیں گے اور جب اہل دوزخ پر نظر پڑے گی تو اللہ سے پناہ مانگیں گے۔ منشا یہ ہے کہ انسان کی کوشش یہ ہونا چاہیے کہ اولوالعزمی سے زندگی بسر کرے اور اصحاب یمین میں شامل رہے جس نے یہ بات سمجھ لی وہ حق کی راہ پہچان گیا۔

۴۰۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُجْرِمِيْنَ ○

بے شک جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان کے مقابلہ میں تکبر کیا۔ (احکام الٰہی پر اپنی رائے اور اپنی ذات کو فوقیت دی) ان کے لیے نہ آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے نکل جائے (جو ایک امر محال ہے) اور ہم گنہگاروں کو یوں ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ (تاکہ وہ جان لیں کہ ان کے انکار اور تکبر کا نتیجہ کیا ہوتا ہے)۔

۴۱۔ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ ○

ان کے واسطے دوزخ کا بچھونا اور اوپر سے دوزخ کا اوڑھنا ہوگا (دوزخ کی آگ ہر طرف سے انہیں گھیرے ہوگی نیچے سے بھی اور اوپر سے بھی اور کسی طرح انہیں چین نہ ہوگا) اور ہم ظالموں کو یوں ہی سزا دیتے ہیں (تاکہ وہ حدود سے تجاوز کرنے کے نتائج جان لیں)۔

۴۲۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ز اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے (کہ) ہم کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف دیتے ہی نہیں، وہی جنت میں رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

۴۳۔ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۟ وَمَا كُنَّا

اور ہم ان (اہل جنت) کے سینوں میں سے جو کچھ کینہ تھا (یعنی رنج، کینہ و حسد جو ایک دوسرے کے مقام کی بلندی سے پیدا ہوسکتا ہے وہ) نکال لیں گے۔ (اور وہ جنت میں اس طرح رہتے ہوں گے کہ) ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو یہاں تک پہنچا دیا اور اگر اللہ ہی ہدایت نہ فرماتا تو ہم راہ (ہدایت)

لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَ نُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

پر نہ لگتے ۔ بے شک ہمارے پروردگار کے رسول حق بات (سچا دین) لے کر آئے تھے ۔ (ایمان و عمل کا جو ثمرہ بتایا تھا ویسا ہی پایا، اس سے بھی زیادہ ملا ۔ ہر شخص محو تشکر ہو گا) اور ندا دی جائے گی کہ اب جنّت تمہاری ہے تم اس کے وارث بنائے گئے، ان نیک اعمال کے بدلہ جو تم کیا کرتے تھے ۔

اللہ کا یہ حکم ان کے لیے اور زیادہ مسرت، اور اطمینان کا باعث ہو گا اور اس وقت انہیں ان نافرمانوں کا خیال آئے گا کہ ان کے ساتھ کیسا سلوک ہوا ۔ انہوں نے اپنے رب کا وعدہ کیسا پایا ۔

۴۴۔ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور اہلِ جنت، دوزخ والوں کو پکار کر کہیں گے کہ ہمارے رب نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا ہم نے تو سچا پایا ۔ ذرا بتاؤ کیا تم نے بھی اپنے رب کے وعدہ کو سچا پایا ؟ وہ کہیں گے کہ ہاں ۔ پھر ان کے درمیان ایک پکارنے والا پکارے گا کہ بے شک اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر ۔

۴۵۔ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ۝

جو لوگ اللہ کی راہ سے روکتے اور اس میں کجی ڈھونڈھتے اور وہ آخرت کے (بھی) منکر تھے ۔ (اب ان کی بداعمالیوں اور انکار کا یہی ثمرہ ہے)

۴۶۔ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّاۢ بِسِيْمٰهُمْ ۚ

اور (اس مکالمہ کے بعد جس کا ذکر اُوپر کی آیات میں ہوا) ان دونوں (فریق یا دونوں مقام) کے درمیان ایک حجاب آجائے گا (جس کو آڑ، دیوار،

الاعراف = لفظی معنی بلند مقام، اونچی جگہ جنت اور دوزخ کے درمیان کی دیوار کا اوپری حصہ یا ٹیلہ جس سے دونوں طرف دیکھ سکیں گے، اصحاب اعراف کون لوگ ہیں ان کے متعلق مختلف قول ہیں راجح قول یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور برائیاں وزن اعمال میں برابر ہوں گی ۔

وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ○

یا پردہ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے) اور اعراف (یعنی بلند مقام) پر ایسے لوگ ہوں گے جو سب (اہلِ جنت اور اہلِ دوزخ) کو ان کی پیشانیوں سے پہچان لیں گے اور اہلِ جنت کو پکار کر کہیں گے اللہ کی تم پر رحمت ہو اور یہ لوگ (ابھی) اس (جنت) میں داخل نہ ہوئے ہوں گے اور اس کے آرزومند ہوں گے۔

۴۷- وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ ع ۵ ۱۲

اور جب ان کی نگاہیں اہلِ دوزخ کی طرف پھیری جائیں گی (جب وہ اہلِ دوزخ کو دیکھیں گے تو گڑگڑا کر) کہیں گے اے ہمارے رب ہم کو ظالموں میں شامل نہ کر (ہم کو اس گروہ سے الگ ہی رکھ)۔

چھٹا رکوع

اللہ تعالیٰ ان اعراف والوں کی آرزو پوری فرمائے گا لیکن اس رکوع میں چند اور حقائق کا اظہار انہیں کی زبان سے کیا جا رہا ہے تاکہ جو لوگ قیامت کے دن کافروں کو ان کے اعمالِ بد یاد دلائیں گے ان ہی کی زبان سے حقائق کا اظہار اسی دنیا میں ہو جائے اور منکروں کے لیے کوئی حجت باقی نہ رہے۔

۴۸- وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ○

اور اعراف والے ان (دوزخی) لوگوں کو پکاریں گے جن کو وہ ان کی پیشانیوں سے پہچان لیں گے (اور) کہیں گے کہ (آج) تمہاری جماعتیں تمہارے کام نہ آئیں! اور جو تکبّر تم کیا کرتے تھے (وہ کہاں گیا)۔

۴۹- اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ط اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ○

(پھر غریب مسلمانوں کی طرف اشارہ کر کے کہیں گے) کیا یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق تم قسم کھایا کرتے تھے کہ ان کو اللہ کی رحمت نہ پہنچے گی (اللہ ان حقیر لوگوں پر کبھی رحمت نہ فرمائے گا۔ دیکھو اللہ نے تو ان سے فرما دیا) تم جنت میں داخل ہو جاؤ (جہاں) نہ تم کو خوف ہوگا اور نہ تم غمگین ہو گے۔ (وہ جنت کا لطف اٹھا رہے ہیں اور تم یہیں پڑے ہو)۔ جب دوزخی اپنے عزیزوں اور جاننے والوں کو جنت میں دیکھیں گے تو ان کا نام لے کر اُن سے

کھانا پینا طلب کریں گے۔

۵۰- وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور دوزخ والے اہلِ جنت کو پکاریں گے (اور منتیں کریں گے) کہ تھوڑا سا پانی ہماری طرف بھی بہا دو، یا اللہ نے جو تم کو رزق دیا ہے اس میں سے کچھ (ہم کو بھی دے دو) وہ کہیں گے کہ اللہ نے (بہشت کے پانی اور رزق) ان دونوں کو کفار پر حرام کر دیا ہے (کفار کے لیے روک دیا ہے، کہ انکارِ حق کے بعد ان نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کی صلاحیت ہی ان سے مفقود ہو چکی ہے)۔

۵۱- الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝

(یہ وہ بدنصیب لوگ ہیں) جنھوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا لیا تھا، اور دنیا کی زندگی نے ان کو دھوکے میں ڈال دیا تھا۔ (وہ دنیا کے عیش میں آخرت کو فراموش کر چکے تھے) پس آج ہم ان کو (اسی طرح) بھلا دیں گے جس طرح انہوں نے اس دن کے ملنے کو بھلا دیا تھا اور جس طرح وہ ہماری آیتوں کے منکر تھے (آج ہم انکی طلبِ رزق کی درخواست کو منظور کرنے سے انکار کرتے ہیں)

۵۲- وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

اور بے شک ہم ان لوگوں کے پاس ایسی کتاب (یعنی قرآن) لائے جس کو ہم نے علم کے ساتھ نہایت واضح کر دیا ہے۔ اور (جو) ایمان والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔ (جو ایمان ہی نہ لایا وہ ہدایت کیا پاتا جس نے دنیا میں منبعِ رحمت سے خود مُنہ موڑا اس کے لیے آخرت میں رحمت کی تمنا بے سود ہے)۔

بہر حال کیا منکرینِ اسلام اس کے منتظر ہیں کہ قرآن نے جس عذاب کا ذکر کیا ہے وہ آ ہی جائے تب یہ ایمان لائیں۔

۵۳- هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ

(آخر یہ لوگ کس بات کا انتظار کر رہے ہیں) کیا اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ اس کے فرمائے ہوئے (وعدوں) کا انجام ظاہر ہو جائے جس دن اس کا انجام ظاہر ہو جائے گا، تو وہ لوگ جو اس (کتاب) کو پہلے سے بھولے ہوئے تھے کہنے لگیں گے کہ بے شک ہمارے رب کے رسول ہمارے پاس پیغامِ حق ہی لے کر آئے تھے۔ پس (کیا اس مجمع میں آج) ہمارے

لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۠

ع ۶ ۱۳

کوئی سفارشی نہیں جو ہماری سفارش کریں ؟ یا ہم کو (دنیا میں) واپس کر دیا جائے تاکہ جیسا ہم عمل کرتے تھے اس کے خلاف عمل کریں ۔ ان کی طبیعت میں قبولِ حق سے جو بیزاری پیدا ہو چکی تھی وہ اس وقت بھی ان کے مُنہ سے اسلام کا لفظ نکلنے نہیں دیتی بلکہ عذاب کے ڈر سے اپنے کیے کے خلاف ، کرنے کو تیار ہو رہے ہیں لیکن اب اس تمنّا سے کیا حاصل ہو سکتا ہے) بے شک انہوں نے اپنے آپ کو تباہ کیا اور ان کی اِفترا پردازیاں اکارت گئیں ۔

ساتواں رکوع

گزشتہ رکوع میں آخرت کا ذکر تھا ، اعراف والوں کی زبان سے جو حالات وہ آنکھوں سے دیکھیں گے ، بیان ہوئے ، بتایا گیا کہ اس دن کافر بھی دنیا میں واپس جانے کی تمنا کریں گے ۔ اس بیان سے دل میں آخرت کی تصویر ، اللہ کا خوف پیدا ہوتا ہے ۔

اب اس رکوع میں نہایت حکیمانہ انداز سے تخلیقِ کائنات خلق و امر کا ذکر ہے ۔ معاد سے مبدے کی طرف ذہن منتقل کیا جا رہا ہے تاکہ انسان اللہ کے اس کارخانہ قدرت کو بنظرِ غور دیکھے اور اسی زندگی میں اپنے رب کی یاد سے دل کو منوّر کر لے ۔ اس کی نعمتوں سے سرفراز ہو ، اور شکر گزار بندہ بنے ۔

۵۴- اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۫ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

بے شک تمہارا رب وہی اللہ ہے جس نے چھ دن میں آسمان اور زمین پیدا کیے ، پھر عرش پر جلوہ گر ہوا ۔ (اس تختِ حکومت ، اس عزت و جلال کے تخت پر رونق افروز ہوا جو ہر مادی کیفیت سے پاک ، اور اللہ جس پر محیط وہ اللہ پر محیط نہیں یہ اسی کا کام ہے کہ) رات سے دن کو ڈھانپ لیتا ہے (رات پر دن کی روشنی چھا جاتی ہے یہاں دونوں صورتیں ممکن ہیں یعنی دن کی روشنی سے رات کو ، یا رات کی تاریکی سے دن کو ، ڈھانپا جاتا ہے اس طرح) کہ وہ (دن ہو یا رات) اس کے پیچھے دوڑتی آتی ہے (ایک دوسرے کے پیچھے لگے ہوئے ہیں ، کبھی دن ہے تو کبھی رات ہے ، کبھی نور ہے ، کبھی ظلمت ، کبھی تجلیاں ہیں ، کبھی پردہ پوشی) اور (اسی نے) سورج ، چاند اور ستاروں کو اپنے حکم کے تحت مسخر

(اور فرمانبردار) بنا رکھا ہے سن لو اسی کا کام پیدا کرنا اور حکم دینا ہے۔ اللہ جو سارے جہان کا رب ہے بڑی برکت والا ہے (جملہ خیر و برکت اسی کی بابرکت ذات سے ظہور پذیر ہے)۔

۵۵- اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۞

(لوگو) اپنے پروردگار کو (نہایت) عاجزی سے (گڑگڑا کر) اور چپکے چپکے پکارا کرو۔ بلاشبہ اس کو حد سے تجاوز کرنے والے پسند نہیں آتے۔ (اس سے وہ مانگو جو تمہارے مناسب حال ہے)۔

۵۶- وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۞

اور زمین پر اس کی اصلاح کے بعد (شرو) فساد نہ پھیلاؤ اور اس کو (اپنے گناہوں سے) ڈرتے ہوئے اور (اس کے فضل کی) امید کرتے ہوئے (خوف و رجاء کے ساتھ) پکارا کرو (اس کی عبادت کیا کرو) بیشک اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں سے قریب ہے۔ (جو لوگ اس کے تصورِ حضوری کے ساتھ عمل خیر کرتے ہیں وہ اللہ کی رحمت یعنی سرکارِ دو عالم کے قرب سے نوازے جاتے ہیں)۔

دنیا میں رحمت کی پہلی چیز ٹھنڈی ہوا اور بادل ہیں۔

۵۷- وَهُوَ الَّذِىْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۞

اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت (یعنی بارش) سے پہلے خوش خبری لانے والی (ٹھنڈی ٹھنڈی) ہوائیں چلاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب (وہ ہوائیں) بھاری بھاری بادلوں کو اٹھا لاتی ہیں۔ تو ہم ان کو ایک مُردہ بستی کی طرف روانہ کر دیتے ہیں۔ پھر ہم اس بادل سے پانی برساتے ہیں۔ پھر ہم اس سے (مُردہ زمین میں) ہر طرح کے پھل پیدا کرتے ہیں۔ (جس طرح تم یہ روئیدگی اور بالیدگی اس دنیا میں دیکھ رہے ہو) اسی طرح ہم (اپنے حکم سے زمین سے) مُردوں کو نکالیں گے (یہ مثالیں اس لیے ہیں) تاکہ تم غور کرو۔

انسان اگر غور کرے تو یہ بھی سمجھ جائے گا کہ اکثر جسم و تن پر جب رحمت الٰہی کا پرتو پڑتا

ہے تو روح میں بالیدگی پیدا ہوتی ہے، حُسنِ عمل سے سیرت بنتی ہے اور مُردہ قلب زندہ ہو جاتا ہے۔ اگر یہاں مُردہ قلب زندہ ہو جاتا ہے تو وہاں جسم کا زندہ ہونا کیا مشکل بات ہے۔

۵۸- وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ۟ ع ۱۴ / ۵

اور جو بستی پاکیزہ (یا جو قلب پاکیزہ) ہے وہاں اس کے رب کے حکم سے (خوب) سبزہ نکلتا ہے۔ (قلب میں انوار و تجلیات پیدا ہوتے ہیں) اور جو (زمین) خراب ہے اس میں (سبزہ) کم تر (و ناقص) ہی نکلتا ہے (یا جو قلب خراب ہے اس میں حقیر وسوسوں کے سوا کچھ نہیں ظاہر ہوتا) اس طرح ہم اپنی آیتوں کو مختلف طور سے بیان کرتے ہیں، ان کے لیے جو شکر گزار ہیں (تاکہ پاک سے پاک تر بنتے جائیں)۔

آٹھواں رکوع

اوپر کی آیات میں رحمت کا ذکر تھا، رحمت للعٰلمین کا تصوّر آیا اس تصورِ رحمت کے ساتھ ہی آسمانِ نبوت پر انسان کی ہدایت کے لیے جو بے شمار ستارے چمکے، ان کا ذکر شروع ہوتا ہے، اس سلسلہ میں پہلے حضرت نوح علیہ السلام کا بیان ہے جن کو آدمِ ثانی بھی کہتے ہیں۔ پھر چند انبیاء یعنی حضرت ہودؑ و حضرت صالحؑ پھر حضرت لوط، حضرت شعیبؑ، حضرت موسیٰؑ و ہارون علیہم السلام اور دیگر انبیاء کی کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے نبی امی کی امت کا ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ صدقہ ہے حضورؐ کی ذاتِ بابرکات کا کہ انبیاء علیہم السلام کے ذکر کے ساتھ امتِ محمدی کے ان درخشاں ستاروں کا ذکر کیا گیا ہے جو نیکی میں ثابت قدم رہے۔ اور فلاح پانے والوں میں شامل ہو گئے۔ گویا اس آٹھویں رکوع سے انیسویں رکوع تک ایک ہی سلسلہ ہے۔ ان میں مختلف انبیاء کا الگ الگ ذکر کیا گیا ہے اور حقائق کا بیان ہوا ہے۔ بیسویں رکوع میں پھر ابرِ رحمت، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرما کر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی توحید اور اپنے رسول، نبی اُمّی پر ایمان لانے کا حکم فرماتا ہے۔ تاکہ توحید کا پیغام دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیل جائے اور اس کی رحمت عام ہو۔ اس ترتیب کو پیشِ نظر رکھ کر اس آٹھویں رکوع میں حضرت نوح علیہ السلام کا بیان ہے جو اللہ کے برگزیدہ نبی تھے حضرت آدم علیہ السلام کے بعد عرصہ تک اولادِ آدم کلمۂ توحید پر قائم رہی پھر لوگ بہکنے لگے یہاں تک کہ حضرت نوحؑ نے پھر توحید کا پیغام اپنی قوم کو پہنچایا، لیکن سوائے چند کے سب نے ان کے پیغام کو جھٹلایا۔ اور سوائے ایمان والوں کے سب کے سب ہلاک کیے گئے۔ اس میں عوام کے لیے عبرت اور شاکرین کے لیے مژدہ ہے۔

۵۹- لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ

بے شک ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا پس انہوں نے کہا کہ اے میری

فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○

قوم (تم صرف) اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا اور کوئی تمہارا معبود نہیں۔ (جن مجسموں اور تصویروں کو تم نے اللہ سمجھ لیا ہے یہ اللہ نہیں اور نہ عبادت کے لائق ہیں۔ اگر تمہاری یہ مشرکانہ حرکتیں باقی رہیں تو) میں ڈرتا ہوں کہ تم پر بڑے (سخت) دن کا عذاب نہ آجائے۔

۶۰۔ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

(حضرت نوح کے اس عذاب سے ڈرانے پر) ان کی قوم کے سردار کہنے لگے کہ ہم تو تم کو کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں (تم تو بالکل بہکے ہوئے گمراہ معلوم ہوتے ہو)۔

۶۱۔ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

انہوں نے کہا اے میری قوم میں ہرگز بہکا ہوا نہیں ہوں بلکہ سارے جہان کے پروردگار کا رسول ہوں۔ (اللہ کا بھیجا ہوا اس کا پیغمبر ہوں گمراہی کا سوال میرے لیے پیدا ہی نہیں ہوتا)۔

۶۲۔ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

میں تم کو اپنے رب کا پیغام پہنچاتا ہوں اور تم کو نصیحت کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے مجھے ان باتوں کا علم ہے جو تم نہیں جانتے۔

۶۳۔ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○

کیا تم کو اس بات پر تعجب ہو رہا ہے کہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد (رسولِ خدا) کے ذریعہ نصیحت آئی تاکہ وہ تم کو (گناہ کے مواخذہ سے) ڈرائے اور تم (اس کی نصیحتوں پر عمل کرکے) پرہیزگار بن جاؤ اور (اس لیے بھی) تاکہ تم پر (اللہ تعالیٰ کا) رحم ہو۔

۶۴۔ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ○ ع ۸ ۱۵

پھر بھی ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی۔ تو ہم نے ان کو (یعنی نوح کو) اور جو لوگ ان کے ساتھ کشتی میں (سوار) تھے بچا لیا اور ہم نے ان لوگوں کو جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے غرق کر دیا۔ بے شک وہ ایک اندھی قوم تھی (جس کو اپنا نفع نقصان نظر ہی نہ آتا تھا، جن کی سرکشی نے ان کی عقلوں پر پردہ ڈال دیا تھا، ان کی سوجھ بوجھ سلب کر لی تھی)۔

نواں رکوع

آٹھویں رکوع کے ذیل میں تمہید گزر چکی ہے یہاں قوم عاد کا ذکر شروع ہوتا ہے جن کے پاس حضرت ہود علیہ السلام کو بھیجا گیا، جو اسی قوم کے تھے۔ گویا اس قوم کے قومی وطنی بھائی تھے انہوں نے بھی اللہ کی توحید، اپنے رسول ہونے کا بیان فرمایا۔ اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دی برائیوں سے منع فرمایا اور ڈرایا، بالآخر جو ایمان نہ لائے وہ تباہ و برباد ہوئے۔ یہ سب اس لیے بیان ہو رہا ہے کہ لوگ اللہ کی آیتوں کی تکذیب نہ کریں اور فرمانبرداری میں ثابت قدم رہیں تاکہ عذاب الٰہی سے محفوظ رہیں۔

۶۵- وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝

اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو (رسول بنا کر) بھیجا۔ انہوں نے کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو تمہارا معبود اس کے سوا کوئی نہیں۔ کیا تم (اللہ کے غضب سے) ڈرتے نہیں۔

۶۶- قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝

ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے تم ہمیں نادان (کم عقل) نظر آتے ہو اور ہم تم کو جھوٹا خیال کرتے ہیں۔

۶۷- قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝

انہوں نے کہا اے میری قوم مجھ میں تو کوئی کم عقلی (کی بات) ہی نہیں بلکہ میں تو سب جہانوں کے پروردگار کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔

تم نے میری کون سی بات بے عقلی کی پائی، کیا تمہاری سمجھ خالق کائنات کی سمجھ سے زیادہ ہے۔ میں تو اس کا پیغام امانت کے ساتھ پہنچاتا ہوں تمہارا خیر خواہ ہوں۔

۶۸- أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ ۝

میں (تو) اپنے رب کا پیغام تم کو پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا (سچا) خیر خواہ (اور) امانت دار ہوں۔

کیوں غلط فہمی میں پڑتے ہو۔

عاد = یہ قوم "احقاف" یعنی موجودہ یمن میں سکونت پذیر تھی۔

۶۹- اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِى الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

کیا تم کو اس بات پر تعجب ہو رہا ہے کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد (رسولِ خدا) کے ذریعہ تمہارے پاس نصیحت آئی تاکہ وہ تم کو متنبہ کرے اور ذرا یاد کرو (اللہ تعالیٰ کا وہ احسان مانو) کہ جب اُس نے قوم نوح کے بعد تم کو جانشین بنا دیا۔ اور تم کو ڈیل ڈول میں، زیادہ وسعت دی (یعنی تم کو کشادہ قد و قامت اور قوی جسم بھی عطا کیا) پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو۔ تاکہ تمہارا بھلا ہو۔ (تم فلاح پاؤ)

۷۰- قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○

وہ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم (صرف) ایک اللہ کی بندگی کریں اور اُن (سب) کو چھوڑ دیں جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے رہے؟ (یہ تو ہم نہ کریں گے) البتہ جس چیز سے تم ہم کو ڈراتے ہو وہ (یعنی عذابِ الٰہی) لے آؤ۔ اگر تم سچے ہو۔

۷۱- قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ○

(ہود علیہ السلام نے) کہا تم پر تمہارے رب کی طرف سے عذاب اور اس کا غضب مقرر ہو چکا ہے (کسی وقت بھی نازل ہو جائے) کیا تم مجھ سے ان ناموں کے متعلق جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے (اپنے بتوں کے) رکھ لیے ہیں حالانکہ اللہ نے اس کی (یعنی ان کے معبود ہونے کی) کوئی سند نہیں اتاری پس (اگر تم نہیں مانتے تو عذابِ الٰہی کا) انتظار کرو میں تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔

اللہ کا حکم ہو کر رہا اور عذاب آیا۔

۷۲- فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○ ع

پھر ہم نے ان کو (یعنی ہود کو) اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے اپنی رحمت سے بچا لیا۔ (مومنین کے ساتھ اللہ کی رحمت ہمیشہ شاملِ حال رہی ہے) اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور مومن نہ تھے ہم نے ان کی جڑ کاٹ ڈالی (نیست و نابود کر ڈالا)۔

دسواں رکوع

اس رکوع میں پہلے قوم ثمود کا ذکر ہے جن کی ہدایت کے لیے حضرت صالحؑ مبعوث ہوئے کہ قوم عاد کی بربادی کے بعد سرداری اسی قوم کو ملی تھی ۔ اللہ نے ان پر اپنے انعامات فرمائے لیکن اس قوم کے متکبّروں نے ان عنایات کی قدر نہ کی ان کو زلزلہ نے آلیا ، اسی طرح شام کی چند بستیوں میں حضرت لوطؑ نے اللہ کے احکامات پہنچائے لیکن وہاں کے لوگ بھی نافرمانی سے باز نہ آئے ۔ رحمتِ الٰہی کی بے قدری کی اور آخر وہ بھی تباہ و برباد ہوئے ۔

۷۳۔ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

اور ثمود کی طرف ہم نے ان کے (قومی) بھائی صالح کو (بھیجا) (صالح نے) کہا کہ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ (دیکھو تم صداقتِ حق کی دلیل طلب کر رہے تھے) بے شک وہ دلیل تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس آچکی ہے ۔[1] یہ اللہ کی اونٹنی ہے تمہارے لیے (اس کی قدرت کاملہ کی ایک چلتی پھرتی) نشانی ہے۔ پس اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں (آزادی سے) کھائے اور تم اس کو بُری نیت (نقصان پہنچانے کے ارادہ) سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ تم کو دردناک عذاب آپکڑے گا ۔

۷۴۔ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِى الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ

اور (ہمارے اس احسان کو) یاد کرو جب (اللہ نے) عاد کے بعد تم کو ان کا جانشین کیا (تم کو سرداری عطا کی) اور تم کو زمین پر آباد کیا اور نرم زمین میں (میدانی علاقوں میں جہاں پیداوار، سرسبزی اور آبادیاں ہوں) تم محل بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے ہو ۔ (یہ نعمتیں اللہ ہی نے تم کو عطا کیں) پس تم اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو اور (اس کی) زمین میں

---

[1] قوم ثمود کے سردار جندع بن عمرو بن حراش نے حضرت صالحؑ سے کہا کہ اگر آپ اس چٹان کے کنارے سے ایک ایسی حاملہ اونٹنی نکال دیں جو بخت نصری اونٹوں کی ہم شکل ہو تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے آپ نے ان سے پختہ عہد لینے کے بعد دو رکعت نماز پڑھی پھر دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت صالحؑ کی دُعا سے اس اونٹنی کو ظاہر فرمایا ۔ چنانچہ جندع بن عمرو اور بہت سے دوسرے لوگ ایمان لے آئے تاہم بعض بدبخت پھر بھی جہالت پر اڑے رہے ۔

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ○

فساد مت مچاتے پھرو۔

۷۵۔ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ○

ان کی قوم میں جو متکبر سردار تھے وہ ان غریب لوگوں سے جو ایمان لا چکے تھے کہنے لگے کیا تم کو یقین ہے کہ صالح اپنے رب کے بھیجے ہوئے رسول ہیں (کیا تمہارے نزدیک وہ واقعی اللہ کے سچے رسول ہیں) انہوں نے کہا کہ ہم تو اس پر جو وہ لائے ایمان رکھتے ہیں۔ (ہم تو ان کو اور ان کے دین کو سچا سمجھتے ہیں۔ ہم سے یہ سوال کیا کرتے ہو ہمارا عمل ہی اس کا جواب دے رہا ہے)۔

۷۶۔ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِيْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○

وہ متکبر لوگ کہنے لگے بے شک ہم تو اس (دین) کو نہیں مانتے جس پر تم ایمان لائے ہو۔

بعض وقت انسان اپنی بڑائی جتانے اور اپنی ضد پر قائم رہنے کے سلسلہ میں ایک ایسے امر کی توہین کرتا ہے جو غضبِ الٰہی کا محرک بن جاتا ہے ان متکبر سرداروں نے بھی اپنے تکبر کا اظہار ناقۃ" اللہ کی توہین سے کیا اور عذاب کے مستحق ٹھہرے۔

۷۷۔ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○

آخر انہوں نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں (اور اس طرح اس کو مار ڈالا) اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرتابی کی۔ اور کہنے لگے اے صالح جس (عذاب) سے تم ہم کو ڈراتے تھے اگر تم (اللہ کے) رسول ہو تو وہ لے آؤ۔

۷۸۔ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○

پھر (ان کی اس نافرمانی اور گستاخی پر) ان کو زلزلہ نے آپکڑا اور وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے

۷۹۔ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ○

پھر (صالح علیہ السلام نے ان سے افسردہ دل ہو کر) ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور (بڑی حسرت سے) کہا اے میری قوم بے شک میں نے تم کو اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا اور تمہاری خیر خواہی کی لیکن (تم نے رحمتِ الٰہی کی قدر نہ جانی) تم کو خیر خواہوں سے محبت (ہی) نہیں (یہ خطاب حضرت صالح علیہ السلام نے قوم سے یا عذاب کے بعد لاشوں کے انبار دیکھ کر فرمایا اور مکۂ معظمہ کی طرف روانہ ہو گئے)۔

۸۰- وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ○

اور (اسی طرح ہم نے) لوط کو (پیغمبر بنا کر بھیجا) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم ایسا بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا بھر میں کسی نے نہ کیا۔

۸۱- اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ○

بیشک تم تو عورتوں کو چھوڑ کر (خلاف فطرت) مردوں پر خواہش نفسانی کو پورا کرنے کے لیے دوڑتے ہو، بلکہ تم لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہو۔

۸۲- وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْیَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَهَّرُوْنَ ○

اور ان کی قوم کے پاس اس کا کچھ جواب نہ تھا سوائے اس کے کہ (آپس میں) کہنے لگے کہ ان کو اپنے شہر سے نکال دو۔ یہ لوگ بہت ہی پاک باز بنتے ہیں (ایسے پاک بازوں کی اس بستی کو ضرورت نہیں)

بے شک یہ بستی پاک لوگوں کے لیے نہ رہ گئی تھی، اس کی تباہی کا وقت آچکا تھا اللہ نے ان کو بچا دیا جو پاک تھے اور بدکاروں کو پتھروں سے ہلاک کیا گیا۔

۸۳- فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ○

پھر ہم نے اس کو (یعنی لوط کو) اور ان کے گھر والوں کو بچا لیا سوائے ان کی بی بی کے کہ وہ (اپنے کفر کے سبب) پیچھے رہنے والوں میں رہ گئی۔

۸۴- وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ؕ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِیْنَ ○ ع ۱۲/۱۷

اور ان پر ہم نے (پتھروں کا) مینہ برسایا پس دیکھو کہ بدکاروں کا کیا انجام ہوا۔ (آج بھی یہ کھنڈرات درس عبرت دے رہے ہیں)۔

گیارھواں رکوع

انبیاء کے ذکر کا سلسلہ جاری ہے۔ بحر احمر کے کنارے عرب میں مدین نام کی بستی تھی یہاں حضرت شعیبؑ ہدایت کے لیے مبعوث ہوئے۔ حضرت شعیبؑ علیہ السلام نے توحید اور اصلاح معاشرہ، حقوق العباد پر زور دیا۔

۸۵- وَاِلٰى مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ

اور مدین کی طرف (ہم نے) ان کے بھائی شعیبؑ کو (پیغمبر بنا کر بھیجا) انہوں نے کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے

بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿﴾

روشن دلیل آچکی ۔ سو (تم نے میری امانت و دیانت کو دیکھا ہے تم بھی اپنے معاملات میں محتاط رہو) ناپ تول پورا کیا کرو، اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر مت دو (کم نہ تولو) اور زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ، یہ بات تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم صاحب ایمان ہو (آخرت پر تمکو یقین ہو)

۸۶- وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوا إِذْ كُنتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ ۖ وَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿﴾

اور ہر راستے میں (اس لیے) مت بیٹھا کرو کہ جو ایمان لائے اس کو ڈراتے (دھمکاتے) اور اللہ کی راہ سے روکتے رہو اور اس میں کجی ڈھونڈھتے رہو۔ (ذرا تم اپنی حالت پر تو غور کرو) اور (اس وقت کو) یاد کرو جب تم تھوڑے سے (لوگ) تھے پھر اللہ نے تم کو بڑھا دیا (تمہاری بڑی جماعت ہوگئی اور جماعت کی کثرت بھی تم کو غلط فہمی میں نہ ڈالے ۔ یہ بھی غور کرو) اور دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیا ہوا ۔ (اللہ کے عذاب سے ان کو کوئی چیز بچا نہ سکی نہ ان کی کثرت، نہ ان کی تہذیب و تمدن نہ مال و دولت) ۔

۸۷- وَإِن كَانَ طَائِفَةٌ مِّنكُمْ آمَنُوا بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ وَطَائِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوا فَاصْبِرُوا حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿﴾

اور (اے لوگو) اگر تم میں ایک فرقہ اس پر ایمان لاچکا ہے جسے دے کر مجھے بھیجا گیا اور ایک فرقہ ایمان نہ لایا تو (اے ایمان والے گروہ ذرا) صبر کرو (صبر سے کام لو) یہاں تک کہ اللہ ہمارے (اور ان کے) درمیان فیصلہ کردے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ۔

الجزء ۹

پارہ ۹

قَالَ الْمَلَاُ

حضرت شعیب علیہ السلام کی اس پُرخلوص تبلیغ کا بھی اُن پر کچھ اثر نہ ہوا۔ ان کے دل ذرا نہ پسیجے اور وہ اپنی شقاوتِ قلبی کے اظہار سے باز نہ آسکے۔ دھمکیاں دینے لگے۔

۸۸ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْیَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِیْنَ ۟ۚ

ان کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا اے شعیب ہم تم کو اور اُنہیں جو تمہارے ساتھ ایمان لائے اپنے شہر سے ضرور نکال دیں گے یا یہ کہ تم ہمارے دین میں واپس آجاؤ [1] (جس طرح تم پہلے خاموشی سے رہتے تھے اب بھی رہو) انہوں نے کہا کیا اگر ہم (تمہارے دین سے) بیزار ہوں (تب بھی۔ کیا تم ہم کو اپنے دین پر چلنے کے لیے مجبور کرو گے؟ یہ تو ممکن نہیں)

۸۹ قَدِ افْتَرَیْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا یَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّعُوْدَ فِیْهَاۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ ۟

بلاشبہ اگر ہم (تمہارے بہکانے اور دھمکانے سے) تمہارے دین میں لوٹ آئیں تو ہم نے اللہ پر بہتان باندھا بعد اس کے کہ اللہ نے ہم کو اس سے بچا لیا۔ (بھلا پیغمبر یہ کب کر سکتا ہے کہ اپنے رب کے علاوہ کسی حال میں بھی کسی غیر کی طرف متوجہ ہو یہ تو نعوذ باللہ اللہ کو جھٹلانا ہوا) اور ہم (میں کسی) سے یہ نہیں ہو سکتا کہ تمہارے دین میں لوٹ آئیں ہاں اگر اللہ ہی چاہے (تو بیڑا دوسری بات ہے) وہ ہمارا رب ہے ہمارا رب سب چیزوں کو اپنے علم سے گھیرے ہوئے ہے۔ (اسی قادرِ مطلق) اللہ پر ہم نے بھروسہ کیا ہے (اے میری قوم کے مغرور و کافر لوگو اگر تم نہیں مانتے تو بس اب میرے رب سے میری یہی دعا ہے) اے ہمارے رب ہم میں اور ہماری قوم میں انصاف کے ساتھ فیصلہ فرما دے اور تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

پیغمبر کی دعا سے بجائے اس کے کہ وہ کافر سردار ڈرتے انہوں نے دریدہ دلیری سے لوگوں کو بہکانا شروع کیا۔

---

[1] حضرت شعیب علیہ السلام نے جب تک تبلیغ شروع نہ فرمائی تھی کفار انہیں اپنے ہی جیسا تصور کرتے تھے۔

۹۰- وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ○

اور ان کی قوم کے وہ سردار جو کافر تھے کہنے لگے (اے لوگو) اگر تم نے شعیب کی پیروی کی تو بلاشبہ تم اس وقت نقصان اٹھاؤ گے۔

یہ ڈینگیں مارنا ان کے کچھ کام نہ آیا، آسمان سے آگ برسی، بادلوں سے ہولناک آوازیں آئیں اور زمین پر زلزلہ آیا اور اس طرح اللہ کے عذاب نے انہیں گھیر لیا۔

۹۱- فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○

پس ان کو زلزلہ نے آلیا۔ پھر وہ گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

۹۲- الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَأَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۚ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ○

جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا (وہ ایسے مٹے) گویا کبھی وہاں آباد ہی نہ تھے (غرض) جنہوں نے شعیب کی تکذیب کی انہی کا نقصان ہوا۔ (شعیب اور ان کے ساتھیوں کا تو کچھ نہ بگڑا)

۹۳- فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ○ ع

پھر (اس تباہی و بربادی کے بعد شعیب) ان سے منہ پھیر کر چلے اور (ان لاشوں کے انبار کو مخاطب کر کے) کہا اے میری قوم میں نے تم کو اپنے رب کے پیغام پہنچا دیے تھے اور (جس قدر) تمہاری خیر خواہی (ممکن تھی) کر چکا۔ اب (اس کے بعد) میں (تم) نہ ماننے والوں پر کیا غم کروں۔ (تم نے جیسا کیا تم کو اس کی سزا ملی)

بارھواں رکوع

یہ اللہ تعالیٰ کی صفت دیرینہ رہی ہے کہ اس نے کسی قوم کے لوگوں کو نہ پکڑا جب تک پہلے نبی نہ بھیجا، صبر اور شکر سے ان کو آزمایا، جو لوگ ایمان لائے ان پر رحمت کے دروازے کھولے، جنہوں نے انکار کیا عذاب میں گرفتار ہوئے۔ اگر عارضی طور پر انہیں فراخی و کشادگی میسر ہوئی تو اس سے ان کو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ وہ بچ گئے۔ جب وقت آجائیگا وہ بچ نہ سکیں گے۔ یہی ماقبل کے چند رکوع کا ماحصل تھا اسی کا ذکر آگے انبیاء کے سلسلے میں آئے گا اس لیے اس مرکزی خیال کی وضاحت ایک الگ رکوع میں کی گئی۔

۹۴- وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ

اور ہم نے کسی شہر میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر ہم نے وہاں کے

إِلَّآ أَخَذْنَآ أَهْلَهَا بِالْبَأْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُونَ ○

رہنے والوں کو (جو ایمان نہ لائے) تکلیف اور مصیبت میں مبتلا کیا تاکہ وہ گڑگڑائیں (اللہ کے سامنے تضرع اور زاری کریں اور اپنی اصلاح کی فکر کریں) ۔

۹۵- ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

پھر ہم نے اس بدحالی کو خوش حالی سے بدل دیا یہاں تک وہ خوب بڑھے (خوب پھلے پھولے، کہیں اللہ کا دھیان تک نہ آیا ۔ اور اس تکلیف اور راحت کو دنیا کا ایک قانون سمجھا جو ہوتا چلا آتا ہے) اور کہنے لگے کہ (اس طرح کا) رنج اور آرام تو ہمارے باپ دادا کو بھی پہنچتا رہا ہے (اس کا تعلق ہمارے اعمال سے کچھ نہیں گویا ہدایت کا دروازہ ہی اپنے اوپر بند کر لیا) پھر ہم نے ان کو ناگہاں پکڑ لیا اور ان کو خبر (تک بھی) نہ ہوئی ۔ (ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اس انداز سے عذاب آئے گا) ۔

۹۶- وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○

اور اگر (اس امتحان صبر میں جو تھوڑی سی تکلیف کی صورت میں آیا تھا، یا حالتِ فراخی میں اللہ کے احسانات سے متاثر ہو کر) بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم زمین و آسمان سے نعمتوں (کے دروازوں) کو ان پر کھول دیتے ۔ لیکن انہوں نے (تو) تکذیب کی (ہمارے پیغمبر، ہماری آیات کو جھٹلایا) پس ان کے عمل کی پاداش میں ہم نے ان کو پکڑ لیا۔

کیا بار بار سمجھانے کے بعد بھی لوگوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں ؟ ۔

۹۷- اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ○

کیا یہ بستیوں والے اس بات سے بےفکر ہیں کہ ہمارا عذاب ان پر راتوں رات آپڑے جبکہ وہ (پڑے) سوتے ہوں ۔

۹۸- اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ○

یا یہ بستیوں والے اس بات سے بےخوف ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے نازل ہو جائے اور وہ کھیلوں میں مشغول ہوں ۔

۹۹- اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ ع ۱۲

کیا یہ اللہ کی تدبیروں سے بےفکر (بےخوف) ہو گئے ہیں (یاد رکھو کہ) اللہ کی تدبیروں سے سوائے خرابی میں پڑنے والوں کے کوئی بےخوف نہیں ہوتا ۔

تیرھواں رکوع

نافرمانوں کی عہد شکنی، اپنی بڑائی، خدا کا انکار اور اس کے پیغمبروںؑ کو جھٹلانا ان کی وہ دیرینہ عادتیں ہیں جو ان سے کبھی نہیں چھوٹتیں، اللہ کی رحمت کا سلسلہ بایں ہمہ جاری رہتا ہے اس سلسلہ میں تیرھویں اور چودھویں، پندرھویں اور سولھویں رکوع میں حضرت موسٰی علیہ السلام کی بعثت اور فرعون کا ذکر کس قدر تفصیل سے کیا جا رہا ہے تاکہ انسانیت عبرت لے۔

۱۰۰۔ اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ○

(کیا پچھلی قوموں کے انکارِ حق اور اللہ کے عذاب کے بعد بھی یہ عقلِ سلیم سے کام نہیں لیتے) کیا ان لوگوں پر جو زمین کے وارث ہوئے وہاں کے اصلی لوگوں کے (ہلاک ہونے کے) بعد یہ (حقیقت) واضح نہ ہوئی کہ اگر ہم چاہیں تو ان کو بھی ان کے گناہوں کے سبب سزا دیں (یہ لوگ کیسے نادان ہیں کہ گناہوں پر دلیر ہیں۔ ان ہی اعمال کے باعث ان کے قلب سیاہ ہو گئے اور استعدادِ ہدایت جاتی رہی) اور ہم (چاہیں تو) ان کے دلوں پر مُہر کر دیں تاکہ وہ (حق بات) سُن ہی نہ سکیں

۱۰۱۔ تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ○

(اے رسول) یہ وہ بستیاں ہیں جن کے کچھ حالات ہم آپ کو سُنا رہے ہیں۔ اور بے شک ان (سب) کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں (معجزے واضح دلائل) لے کر آئے تھے، مگر یہ لوگ ایسے نہ تھے کہ جس چیز کو پہلے جھٹلا چکے ہیں (معجزہ دیکھ کر) اس پر ایمان لے آئیں۔ اللہ کافروں کے دلوں پر (اُن کے اصرارِ کفر کے باعث) یوں ہی مُہر لگا دیتا ہے۔

۱۰۲۔ وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ○

اور ہم نے ان میں سے اکثر کو عہد پر (قائم) نہ پایا اور ہم نے ان میں اکثر نافرمان ہی پائے۔

ان نافرمانوں میں ایک نافرمان باغی کا ذکر کیا جا رہا ہے یہ فرعون اور اس کی قوم ہے، جس کی نافرمانیاں حد سے بڑھ گئی تھیں اور بتایا جا رہا ہے کہ کس طرح نافرمان اللہ کی نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی ایمان سے محروم رہتے ہیں۔

۱۰۳۔ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ○

پھر ہم نے ان (پیغمبروں) کے بعد (جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے یعنی نوح علیہ السلام، ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام، شعیب علیہ السلام) موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا۔ (کیا انہوں نے پیغمبر اور معجزات کی قدر کی؟ نہیں بلکہ ان کو جھٹلایا) پس انہوں نے ان کے ساتھ ظلم کیا (یعنی آیات کے ساتھ کفر) تو دیکھ لو کہ مفسدوں کا کیا انجام ہوا۔

۱۰۴۔ وَقَالَ مُوسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اور موسیٰ نے کہا اے فرعون بے شک میں پروردگار عالم کا رسول ہوں۔

۱۰۵۔ حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ○

میرا فرض منصبی ہے کہ میں اللہ پر کوئی بات سوائے سچ کے نہ کہوں، بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانیاں لایا ہوں پس (میرے قول پر اعتماد کرو اور اللہ کے حکموں میں یہ حکم بھی بجا لاؤ یعنی) بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دو۔ (اور اپنے ظلم سے ان کو نجات دو)۔

۱۰۶۔ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○

(فرعون) بولا اگر تو (واقعی) کوئی معجزہ لے کر آیا ہے تو اس کو لا (دکھا) اگر تو سچا ہے۔

۱۰۷۔ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ○

پس (موسیٰ نے) اپنا عصا ڈال دیا تو وہ اسی وقت ایک صریح اژدہا بن گیا۔

۱۰۸۔ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ○ ع

اور (یوں ہی) اپنا ہاتھ (گریبان میں سے بغل میں باکر) نکالا تو وہ دیکھنے والوں کو سفید (منور) نظر آنے لگا۔

چودھواں رکوع

۱۰۹۔ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ○

فرعون کی قوم کے سردار (یہ معجزے دیکھ کر) کہنے لگے یہ تو کوئی بڑا ماہر جادوگر ہے۔

۱۱۰۔ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ

(لوگو) اس کا ارادہ یہ ہے کہ تم کو تمہارے ملک سے نکال دے (بولو) اب

فَمَاذَا تَأْمُرُوْنَ ○ — تمہاری کیا صلاح ہے۔

۱۱۱- قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ ○ — (ان) لوگوں نے کہا ان کو اور ان کے بھائی کو (ذرا) ڈھیل دو (شہر میں رو کے رکھو) اور شہروں میں جمع کرنے والوں کو بھیج دو۔

۱۱۲- یَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ ○ — (تاکہ) وہ ہر ماہر (فن) جادوگر کو تیرے پاس لے آئیں۔

اس مشورہ پر عمل ہوا۔

۱۱۳- وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ ○ — اور جادوگر فرعون کے پاس آگئے بولے اگر ہم (موسیٰ پر) غالب ہوئے تو کیا ہمارے لیے کوئی بدلہ ہے (ہمارے اس فن کی کچھ قدر دانی ہوگی ؟)

۱۱۴- قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ○ — (فرعون) نے کہا ہاں (ضرور) اور (قدر دانی یہ ہوگی کہ) بیشک تم ہمارے مقرب ہو جاؤ گے (بے روک ٹوک ہمارے پاس آؤ گے)

چنانچہ مقابلہ کے دن میدان میں لوگ جمع ہوئے، فرعون اور ان کے سردار بڑے کروفر سے آئے جملہ ساحرین حضرت موسیٰؑ کو اپنا جیسا ساحر سمجھ کر مقابلہ پر تیار ہوئے۔

۱۱۵- قَالُوْا یٰمُوْسٰٓی اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِیْنَ ○ — (جادوگر موسیٰ کے عصا کے متعلق سن چکے تھے چنانچہ) انہوں نے کہا، اے موسیٰ یا تو تم (پہلے اپنا عصا) ڈالو یا (تم کہو تو) ہم ڈالتے ہیں۔

۱۱۶- قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْیُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِیْمٍ ○ — (موسیٰ نے) کہا تم ڈالو۔ (تاکہ باطل کا قلع قمع لوگ آنکھوں سے دیکھیں) پس جب انہوں نے (اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو زمین پر) ڈالا تو لوگوں کی نظر بندی کر دی اور (ان فرضی سانپوں سے) انہیں ڈرایا اور (اپنے خیال میں) ایک بڑا جادو کر دکھایا (یہ ان کا سب سے بڑا جادو تھا جس کی حقیقت فریب نظر کے سوا کچھ نہ تھی)۔

ایک طرف باطل کی نظر فریبیاں تھیں دوسری طرف اللہ پر ایمان و ایقان۔

۱۱۵-۱۱۶- پیغمبر سے پیش قدمی نہ کرنا ہی ادب بن گیا اور ساحروں کو ادب موسیٰؑ ملحوظ رکھنے سے ایمان ملا۔ پیغمبرؑ کا ادب وسیلۂ ایمان ہے۔

۱۱۷- وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۚ

اور (اس وقت) ہم نے موسیٰؑ کو حکم بھیجا کہ تم اپنا عصا ڈال دو (عبد امر پر چلتا ہے انہوں نے حکم پاتے ہی اپنا عصا پھینک دیا اور منتظر کرم رہے۔ عصا اژدہا بنا) سو وہ اسی وقت ان کی بناوٹی چیزوں کو نگلنے لگا۔ (دیکھتے دیکھتے ان شعبدوں کو نگل گیا)۔

۱۱۸- فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۚ

پس حق ظاہر ہوگیا اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ غلط (ثابت) ہوا (مٹ کر رہا)

حق کے سامنے باطل یوں ہی مٹ جاتا ہے، اور اہل حق کے سامنے اہل باطل ذلیل ہوتے ہیں۔

۱۱۹- فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ۚ

یوں وہاں وہ (جادوگر) مغلوب ہوگئے (ہار گئے) اور ذلیل و خوار ہوکر رہے (ساحر بھی ذلیل ہونے اور مجمع ذلیل ہوکر پلٹا)۔

جب عصائے موسیٰ سانپ بنا اور نگلنے لگا تو ساحروں نے حضرت موسیٰ کے چہرہ پر ایک عجیب حیرت دیکھی، ساحروں نے جان لیا کہ یہ جادو نہیں ہوسکتا، کیونکہ ساحر اپنے سحر سے متحیر نہیں ہوتا بلکہ نازاں ہوتا ہے۔ اب اپنی نظر فریبیوں کے مقابلے میں حق کے مظاہرے نے انہیں ذہنی طور پر بھی بالکل مغلوب کر دیا۔ اور ان کو یقین ہوگیا کہ موسیٰؑ جادوگر نہیں یہ اللہ کا بندہ اللہ کا رسول ہی ہوسکتا ہے۔

۱۲۰- وَاُلْقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۚ

اور جادوگر سجدے میں گر پڑے۔

۱۲۱- قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ

کہہ اُٹھے ہم ایمان لائے پروردگار عالم پر۔

۱۲۲- رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ○

جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے۔

۱۲۳- قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ

فرعون بولا (اے جادوگرو) کیا تم میری اجازت سے قبل ایمان لے آئے

آیت نمبر (۱۲۱) ہر زمانہ میں جو بھی نبی آتا ہے اس کی رسالت کا اقرار توحید کے ساتھ ضروری ہے۔ تاکہ اللہ جیسا خود ہے اور جیسا اس نے اپنے نبی کے ذریعہ اپنے کو بتایا اس پر لوگ ایمان لائیں اور اللہ کو ویسا ہی جانیں۔ اس طرح بزرگوں نے سات اولوالعزم پیغمبر وں کے زمانے کے سات کلمے فرمائے ہیں جو یہ ہیں:-

(۱) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اٰدَمُ صَفِىُّ اللّٰهِ
(۲) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نُوْحٌ نَّجِىُّ اللّٰهِ
(۳) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ
(۴) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُوْسٰى كَلِيْمُ اللّٰهِ
(۵) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَاوٗدُ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ
(۶) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عِيْسٰى رُوْحُ اللّٰهِ
(۷) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اس آیت میں بھی جادوگروں نے رب موسیٰ و ہارون کہا۔

أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۚ إِنَّ هَٰذَا لَمَكْرٌ مَكَرْتُمُوهُ فِي الْمَدِينَةِ لِتُخْرِجُوا مِنْهَا أَهْلَهَا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ○

یہ تو ایک (سیاسی) چال ہے جو تم نے اس شہر میں اس لیے چلی ہے تاکہ اس شہر سے اس کے (اصل) رہنے والوں کو نکال دو سو اب تم کو معلوم ہو جائے گا (کہ ایسی باغیانہ سازشوں کی کیا سزا ہوتی ہے)

۱۲۴- لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ○

میں تمہارے (ایک طرف کے) ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ ڈالوں گا پھر تم سب کو سولی پر چڑھا دوں گا۔

۱۲۵- قَالُوا إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ ○

وہ (جادوگر) بولے ہم کو تو (بالآخر) اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے (وہ جس طرح چاہے بلالے)

۱۲۶- وَمَا تَنْقِمُ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِآيَاتِ رَبِّنَا لَمَّا جَاءَتْنَا ۚ رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ ○ ع ۱۴/۱۸/۱۴

اور (اے فرعون) تجھ کو بس اسی بات پر ہم سے عداوت ہے (اس کا انتقام لینا ہے) کہ اپنے رب کی نشانیوں کو جب وہ ہم تک پہنچیں ہم نے مان لیا۔ (ہم اللہ پر اور اس کے نبی پر ایمان لے آئے۔ بس ہماری اللہ سے دعا ہے) اے ہمارے رب تو ہم پر صبر کے دہانے کھول دے اور ہم کو مسلمان مار (ایمان کے ساتھ موت آئے، جب اللہ چاہتا ہے فنائیت نامہ عطا کرتا ہے سجدہ میں فنائیت آئی تھی، وہی مانگ رہے ہیں "تاکہ ہمہ تن تسلیم و رضا ہو جائیں)۔

پندرھواں رکوع

۱۲۷- وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ ۚ قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ ○

اور قوم فرعون کے سرداروں نے (فرعون کو اشتعال دلایا اور) کہا کہ کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو اس لیے چھوڑ دے گا کہ وہ ملک میں (یونہی) فساد پھیلاتے پھریں اور تجھ کو اور تیرے معبودوں کو چھوڑ دیں (ذلیل کریں) (فرعون نے) کہا (نہیں ہم اپنی اسی پرانی رسم پر عمل کریں گے تاکہ اس قوم کا خاتمہ ہی ہو جائے یعنی) ہم ان کے لڑکوں کو قتل کریں گے اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھیں گے (تاکہ ہم ان سے خدمت لیں) اور ہم ان پر (ہر طرح) زور آور رہیں۔

بنی اسرائیل فرعون کے اس فیصلہ سے گھبرا گئے لیکن حضرت موسیٰ نے یوں تلقین فرمائی اور ہمت بڑھائی۔

۱۲۸- قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا

موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو (شکل صبر یعنی صلوٰۃ"

بِاللّٰہِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ ۟ۙ یُوْرِثُہَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ ؕ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ○

پر قیام و قرار رکھو، عمل پیدا کرو، اللہ والے کو دیکھتے رہو) - بے شک زمین اللہ کی ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کا وارث کر دے اور (یہ یاد رکھو کہ) انجام میں بھلائی اللہ کی مرضی پر چلنے والوں ہی کے لیے ہے۔

۱۲۹- قَالُوْٓا اُوْذِیْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِیَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّہْلِکَ عَدُوَّکُمْ وَیَسْتَخْلِفَکُمْ فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرَ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ ○ ع ۱۵

(بنی اسرائیل جو مصیبتوں کا شکار تھے) کہنے لگے (اے موسیٰ) ہم کو تمہارے آنے سے پہلے بھی تکلیفیں پہنچتی رہیں اور تمہارے آنے کے بعد بھی (یہی سلسلہ جاری ہے دیکھیں ہماری قسمت کب پھرتی ہے - موسیٰؑ نے) کہا کہ (وہ وقت دُور نہیں -) عنقریب تمہارا پروردگار تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا اور تم کو زمین پر قائم مقام بنا دے گا پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ (اللہ تعالیٰ کی سنتِ دیرینہ ہے کہ وہ ایک کو ایک کا جانشین کرتا ہے پھر دیکھتا ہے کہ اس کا عمل کیسا ہے، کہاں تک وہ اس کے کہنے پر قائم، اس کے منع کیے سے باز رہتا ہے، باز رکھتا ہے -)

سولھواں رکوع

دنیا، افراد اور اقوام، کی آزمائش گاہ ہے، پہلے معمولی تکلیف دے کر رجوع الی اللہ کا موقع دیا جاتا ہے یہ تعلیم صبر ہے، پھر فراخی وکشادگی عطا فرما کر شکر کی تربیت ہوتی ہے جو لوگ اللہ کی رحمت سے دُور ہیں اس خوش حالی کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں اور تکلیف کو اللہ اور اللہ والوں کی طرف سے ان پر ادبار آتا ہے، اور اللہ اپنے نیک بندوں کو اپنے فضل وکرم سے نوازتا ہے - اس رکوع میں فرعون ہی کے واقعہ سے اس کی تشریح کی جا رہی ہے - اور حضرت موسیٰؑ کا کہنا اللہ سچا کر دکھاتا ہے۔

۱۳۰- وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِیْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمْ یَذَّکَّرُوْنَ ○

اور ہم نے فرعون کے لوگوں کو قحط سالی اور میووں کے نقصان میں مبتلا کیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں - (شاید اللہ کو یاد کریں) -

۱۳۱- فَاِذَا جَآءَتْہُمُ الْحَسَنَۃُ قَالُوْا لَنَا ہٰذِہٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْہُمْ سَیِّئَۃٌ یَّطَّیَّرُوْا بِمُوْسٰی وَمَنْ مَّعَہٗ ؕ اَلَآ

پھر جب ان کو بھلائی پہنچتی (خوشحالی حاصل ہوتی) تو کہتے یہ ہمارے ہی لیے ہے (ہم ہی اس کے مستحق ہیں، یہ ہماری تحقیقوں اور کاوشوں کا ثمرہ ہے) اور اگر ان کو بُرائی (سختی، بد حالی) پہنچتی تو اس کو موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست بتاتے سُن لو۔ (تم پر واضح ہو جانا چاہیے) کہ اُن کی نحوست

اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(شامتِ اعمال) تو اللہ ہی کے پاس ہے لیکن ان میں اکثر (اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے (اس حقیقت کو نہیں جانتے)

۱۳۲- وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ○

اور کہنے لگے کہ (موسیٰ) تم کیسی ہی نشانی لے آؤ جس سے ہم پر جادو کرو لیکن ہم تو تم پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔

۱۳۳- فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۣ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ○

پس (ان کی اس سرکشی کے باعث) ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور خون (یہ سب) واضح نشانیاں (عذابِ الٰہی کی) بھیجیں پھر بھی وہ تکبر ہی کرتے رہے اور (دراصل) وہ بڑے نافرمان لوگ تھے۔

غرض گناہ ان کی عادتِ ثانیہ بن چکا تھا، ہر عذاب کے بعد موسیٰ کے پاس دوڑتے جب ایک آفت ٹل جاتی پھر سرکشی پر اتر آتے اور بنی اسرائیل کو موسیٰؑ کے ساتھ بھیجنے کا جو وعدہ کرتے اس کو پورا نہ کرتے۔

۱۳۴- وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ ○

اور جب ان (فرعون والوں) پر کوئی عذاب نازل ہوتا تو (موسیٰ کے پاس آتے اور) کہتے اے موسیٰ اپنے رب سے ہمارے واسطے دعا کرو اس عہد کے سبب جو اُس نے تم سے (قبولیتِ دعا کا) کر رکھا ہے۔ اگر تو نے ہم سے یہ عذاب دُور کر دیا تو ہم ضرور تم پر ایمان لے آئیں گے اور تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو جانے دیں گے۔

۱۳۵- فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى

پھر جب ہم ایک مدت کے لیے اُن سے عذاب دُور کر دیتے جس (مدت)

آیت نمبر (۱۳۳) طوفان - بعضوں نے بارش، بعض نے سیلاب، بعض نے کہا کہ ایسی ہوا جس سے حلق رندھتا تھا۔
جراد ٹڈی، (جب طوفان، موسیٰ کی دعا سے ختم ہوا تو پھر فرعون کے لوگوں نے سرکشی شروع کی اور بنی اسرائیل کو آزاد کرنے کا وعدہ پورا نہ کیا۔ ٹڈی، آئیں)
القمل = جوئیں، گھن، کلونی،
دم = خون (قبطی پانی پیتے تو خون ہو جاتا)۔

أَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ إِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ○

معیّنہ) تک ان کو پہنچنا تھا تو اسی وقت وہ (عہد) توڑنے لگتے ہیں۔

١٣٦- فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ○

بالآخر ہم نے ان سے بدلہ لیا اور انہیں اس لیے دریا میں ڈبو دیا کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے اور ان سے تغافل برتتے تھے۔

١٣٧- وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ط وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ط وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ○ ع

اور ہم نے ان لوگوں (یعنی بنی اسرائیل) کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے اسی سرزمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جس میں ہم نے برکت رکھی ہے۔ (جس سرزمین کو اپنی برکتوں سے نوازا ہے) اور بنی اسرائیل کے حق میں آپ کے رب کا نیک وعدہ (فراخی و خوشحالی کا وعدہ) ان کے صبر کی وجہ سے پورا ہو گیا، اور فرعون اور اس کی قوم نے جو (عالی شان محل) بنائے تھے اور جو کچھ (انگور کے باغ) چھتریوں پر چڑھائے تھے سب کو ہمنے تباہ و برباد کر دیا (یعنی وہ جو بلند ہو کر چھائے ہوئے تھے پیروں کے نیچے روند دیئے گئے)۔

١٣٨- وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى أَصْنَامٍ لَّهُمْ ج قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ إِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ط قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ○

اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے پار اتارا (جب وہ بحرِ قلزم کے شمالی سرے سے عبور کر کے سینا پہنچے) تو ان کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جو اپنے بتوں کو پوجنے میں منہمک تھی (یعنی لوگ بتوں کے سامنے آسن مارے بیٹھے تھے تو بنی اسرائیل کے دل میں بھی بت پرستی کی تمنا عود کر آئی) کہنے لگے اے موسیٰ جیسے ان کے بت ہیں ایک بت ہماری عبادت کے لیے بھی بنا دو، موسیٰ نے کہا تم بڑی جاہل قوم ہو (معبودِ حقیقی، خالق ہے مخلوق نہیں۔ مخلوق کو کہیں معبود بنایا جاتا ہے اتنی بات بھی نہیں سمجھتے ہو)

١٣٩ إِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

یہ لوگ جس کام میں لگے ہوئے ہیں (وہ دین وہ طریق جس میں یہ مشغول ہیں) تباہ (و برباد) ہو کر رہے گا۔ اور جو کام وہ کر رہے ہیں وہ (بالکل) غلط ہے۔

١٤٠- قَالَ أَغَيْرَ اللّٰهِ أَبْغِيْكُمْ إِلٰهًا

(نیز) فرمایا کیا اللہ کے سوا تمہارے واسطے کوئی اور معبود تلاش کروں حالانکہ

وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○

(تمہارا رب وہ رب ہے کہ) اس نے تم کو تمام جہان پر بڑائی عطا فرمائی۔ (نادانو! کیا اس کے سوا کسی اور کی تم عبادت کرنا چاہتے ہو)۔

کیا تم کو اپنی ذلت و خواری کے دن یاد نہیں رہے، اللہ نے تم پر کیا کیا فضل فرمایا۔

۱۴۱۔ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ○ ع ۱۲

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے (یعنی اللہ نے) تم کو فرعون کے لوگوں سے نجات دی۔ جو تم کو بڑا ہی سخت عذاب دیتے تھے۔ تمہارے بیٹوں کو مار ڈالتے تھے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے۔ اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی آزمائش تھی۔ (کیا اللہ کے ان احسانوں کو فراموش کر کے پھر عذاب میں مبتلا ہونا چاہتے ہو)۔

سترھواں رکوع

موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ ان کے دشمن فرعون کو ہلاک کرے گا تو انہیں رہنمائی کے لیے کتاب دے گا چنانچہ جب فرعون ہلاک ہو گیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اب کتاب موعود عطا فرمائی جائے تو ان کو تیس سے چالیس دن کوہ طور پر معتکف ہونے کا حکم ہوا، کلیت کے ساتھ حضرت موسیٰ سے کلام ہوا، کلیت کے طاری ہونے پر انہیں خیال نہ رہا کہ یہ کیفیات عالم ارواح کی ہیں انہوں نے انہیں جسمانیت کے ساتھ تصور کیا اور "رب ارنی" کی التجا کی۔ مگر تجلیوں کے متحمل نہ ہو سکے۔ بے ہوش ہوئے، ہوش آنے پر، اپنی التجا پر معذرت خواہ ہوئے۔ لطف کلام و پیغمبری کی نعمتوں کے ساتھ تورات عطا کی گئی۔ اور اسی بنیادی نکتہ پر کہ زندگی ایمان اور حسن عمل سے عبارت ہے اور اسی پر انسان کی فلاح کا دار و مدار ہے۔ رکوع ختم ہوتا ہے اس رکوع میں جن معارف کی پردہ کشائی کی گئی ہے وہ امت محمدیہ کے لیے نعمت عظمیٰ ہیں۔

۱۴۲۔ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ

اور (جب موسیٰ نے شریعت طلب کی تو) ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا اور ان (راتوں) کی تکمیل مزید دس راتوں سے کی (یعنی چالیس دن کا ایک چلہ مقرر کیا کہ اس میں عبادت کریں، اللہ کا وعدہ تھا کہ اللہ ان سے کلام کرے گا اور مشاہدات و مکاشفات ہوں گے) پس ان کے رب کی چالیس رات کی میعاد پوری ہو گئی (موسیٰ لطف کلامی کی تمنا لیے ہوئے طور کی طرف روانہ ہوئے) اور (چلتے چلتے) اپنے بھائی ہارون سے کہہ

الْمُفْسِدِيْنَ ۝

گئے تھے کہ میرے بعد تم میری قوم میں میرے جانشیں ہوا ور (دیکھو) ان کی اصلاح کرتے رہنا، اور مفسدوں کی روش پر مت چلنا۔

۱۴۳- وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور جب موسیٰ ہمارے مقررہ وقت پر (کوہِ طور پر) پہنچے اور اُن سے اُن کے ربنے کلام کیا۔ (موسیٰ علیہ السلام کو لطفِ کلام میں متکلم کے دیدار کی آرزو ہوئی) کہا اے میرے رب تو مجھ کو (اپنا جلوہ) دکھا دے تا کہ میں تجھ کو دیکھ (بھی) لوں۔ (اے میرے رب اپنے حجاباتِ عظمت کا پردہ اٹھا دے اور میری بصیرت کو مرتبۂ کمال پر پہنچا کر دیدار کے قابل بنا دے) فرمایا (دیدِ ممکنات سے ہے لیکن) تم مجھ کو ہرگز نہ دیکھ سکو گے (اور یہ مقامِ دید تمہارا حصہ نہیں) لیکن تم پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو اگر وہ اپنی جگہ پر ٹھیرا رہا تو تم مجھ کو دیکھ لوگے۔ پھر جب اُن کے ربنے (طور کے) پہاڑ پر تجلی فرمائی تو (تجلیاتِ الٰہی نے) اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ (موسیٰ کے حواس قائم نہ رہے لیکن ارواحی کیفیت کھلی) پھر جب حواس سنبھال ہوئے تو کہا (اے اللہ) تیری ذات پاک ہے (بے شک مقامِ تنزیہ میں تجھ کو نظر نہیں پاسکتی۔ اب) میں تیری طرف رجوع ہوتا ہوں (عینِ صفات میں لوٹ کر آرہا ہوں تیری عظمت و جلال کا یقین رکھتا ہوں) اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں۔

۱۴۴- قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَبِكَلَامِيْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝

(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا اے موسیٰ میں نے تم کو لوگوں میں اپنی پیغامبری اور ہمکلامی سے امتیاز بخشا پس جو میں نے تم کو دیا ہے وہ لے لو اور شکرگزار رہو (جو کچھ سرفرازی ہوئی ہے اس پر بہترین طور پر عمل پیرا ہو جاؤ)

۱۴۵- وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَىْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ

اور ہم نے تختیوں پر اُن کے لیے ہر چیز سے متعلق نصیحت اور تفصیل لکھ دی (ان تختیوں پر توراۃ کے احکام درج تھے) پھر (فرمایا) اسے مضبوطی سے پکڑے رہو (جیسا عطیہ ہے ویسی ہی تعمیل ہو) اور اپنی قوم کو (بھی) حکم دو کہ اس کی (ان) بہترین باتوں پر کاربند رہیں۔ (اگر تمہاری قوم کے

آیت ۱۴۳ - حضرت قبلہؒ نے فرمایا تجلیِ جمالِ الٰہی صرف آئینہ نورِ محمدیؐ میں نظر آتی ہے جس کی نظریں حضورؐ کی رفعتِ شان سے آشنا ہوئیں اور محلِ قبول و نزول پر بھی رہیں تو عجب نہیں کہ اس کو دیدار سے سرفرازی نصیب ہو۔

قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا ؕ سَأُورِيكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

لوگوں نے تمہارا حکم نہ مانا تو) عنقریب میں تم کو ان نافرمان لوگوں کا (دوزخ میں) مقام دکھا دوں گا۔

اے موسیٰ اگر ان نافرمانوں کے تکبر اور نخوت نے ان کو ہماری آیتوں کی طرف مائل نہ ہونے دیا تو۔

۱۴۶۔ سَأَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ۝

میں بھی ان لوگوں کو جو ناحق زمین پر تکبر کیا کرتے ہیں اپنی آیتوں سے پھیر دوں گا۔ (کسی نشانی سے بھی ان کی توجہ حق کی طرف مبذول نہ ہوگی) اور اگر وہ (ہماری) سب نشانیاں بھی دیکھ لیں تب بھی ان پر ایمان نہ لائیں اور اگر راہ ہدایت دیکھیں (بھی) تو اسے اختیار نہ کریں، اور اگر گمراہی کی راہ دیکھ لیں تو اسے (اپنا) رستہ بنا لیں (اس پر بخوشی چلنے لگیں) یہ (بات ان کی طبیعت میں) اس لیے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور وہ ان کی طرف سے غفلت برتنے والے تھے ہی۔

راہ ہدایت پر چلنے سے قلب کی کیفیت کھلتی ہے نہ کہ باتیں بنانے سے۔

۱۴۷۔ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ع

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو (اللہ کے روبرو حاضر ہونے کو) جھٹلایا، ان کے عمل برباد ہوگئے، ان کو ویسا ہی بدلہ ملے گا جیسے کہ وہ عمل کرتے رہے تھے (اگر کوئی دنیا میں اچھا کام کیا ہوگا تو اس کا اجر دنیا میں دے دیا جائیگا اور کفر کا خمیازہ آخرت میں بھگتنا پڑے گا)۔

اٹھارواں رکوع

حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کا بیان جاری ہے۔

۱۴۸۔ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ

اور (جب موسیٰ علیہ السلام طور پر گئے اور قوم کی نگہبانی اپنے بھائی ہارون کو سونپ گئے تو) موسیٰ کی قوم نے ان کے (طور پر جانے کے) بعد اپنے زیوروں سے ایک بچھڑا بنا لیا۔ (یعنی) ایک ڈھانچہ جس میں گائے کی آواز تھی۔ (اور اس کی پرستش کرنے لگے، اسے خدا سمجھ لیا) کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا

وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝

کہ وہ ان سے بات بھی نہیں کرتا اور نہ ان کو راستہ دکھاتا ہے (اور یہ نہیں کہ) انہوں نے اس کو (اپنا معبود) بنا لیا اور یہ بڑے ظالم تھے (شرک و کفر سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہوگا)۔

موسیٰ جو لطفِ کلام اور ہدایت سے سرفراز ہوئے تھے ان کے لیے اس استدلالِ ربانی میں بڑی بصیرت و حقائق مضمر تھے۔

۱۴۹۔ وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

اور جب وہ (یعنی موسیٰ کی قوم کے لوگ اپنی حماقت پر نادم ہوئے اور انہوں نے دیکھ لیا کہ بے شک وہ گمراہ ہو گئے تو کہنے لگے کہ اگر ہمارا پروردگار ہم پر رحم نہ فرمائے اور بخشش نہ فرمائے تو بے شک ہم تباہ (و برباد) ہو جائینگے۔ (اللہ کے عذاب سے ہمیں کوئی چیز بچا نہ سکے گی)۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے باخبر کر دیا تھا کہ سامری نے ان کی قوم کو گمراہ کر دیا ہے اس لیے طور سے موسیٰ علیہ السلام بہت غصہ میں واپس ہوئے۔

۱۵۰۔ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ۭ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ڮ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَاۗءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور جب موسیٰ (غصہ میں بھرے ہوئے) جھنجھلاہٹ اور رنج کے ساتھ اپنی قوم کی طرف واپس ہوئے تو (ان لوگوں سے) کہا تم نے میرے بعد بہت ہی برا کام کیا۔ (جب تم نے مجھ سے شریعت طلب کی تھی اور شریعت ہی لینے گیا تھا تو پھر تم نے اپنے رب کے حکم کا انتظار کیوں نہ کیا) کیا تم نے اپنے پروردگار کے حکم سے پہلے جلد بازی کی (اور جو نہ کرنا تھا کیا) اور (اسی غصہ میں مقدس) تختیاں زمین پر ڈال دیں اور اپنے بھائی (ہارون) کا سر (یعنی سر کے بال) پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹنے لگے۔ (ہارون نے) کہا اے میرے ماں جائے (میرے بھائی۔ ان لوگوں کی حرکتوں کو میری تساہلی پر محمول نہ کرو) بلاشبہ قوم کے لوگوں نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے مار ڈالیں سو (تم بھی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر) مجھ پر دشمنوں کا مذاق نہ اڑواؤ، اور مجھے ان ظالموں (کے زمرے) میں شامل نہ کرو۔

آیت نمبر (۱۴۸) ۔ اس آواز کی دو تاویلیں کی جاتی ہیں ۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام گھوڑے پر جا رہے تھے ان کے گھوڑے کے سم کی مٹی سے زمین سرسبز ہوتی جاتی تھی ۔ سامری نے وہ مٹی اس بت میں ڈال دی وہ جیسی صورت تھی ویسی آواز کرنے لگا ۔ دوسری یہ کہ اس کی حقیقت ایک بجتے ہوئے کھلونے سے زیادہ نہ تھی ، بہر حال بت تھا ، خود ساختہ تھا ۔

موسٰی علیہ السلام حقیقتِ حال سمجھ گئے اور اللہ سے دُعا کی۔

۱۵۱- قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ ۖ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝ ع

کہا اے میرے رب مجھ کو اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما۔ اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے ۔

انیسواں رکوع

حضرت موسٰی علیہ السلام کی قوم کی نافرمانیوں کے ذکر کے ساتھ ان کے متبعین کے لیے بشارت کا پیغام دیا جارہا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ان برگزیدہ لوگوں کا ذکر کیا جارہا ہے جو حکم کے بندے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت جن کا شیوہ ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنی مراد پالی۔ انبیاء علیہم السلام کے ذکر کے ساتھ حضور کے صحابہ کا ذکر ان کے مرتبہ کو نمایاں کرتا ہے بے شک یہ آسمانِ ہدایت کے ستارے ہیں جس نے ان کی اتباع کی فلاح پائی۔

۱۵۲- إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ۝

البتہ جنھوں نے بچھڑے کو معبود بنایا ان کو عنقریب (اسی) دنیا کی زندگی میں ان کے پروردگار کی طرف سے غضب اور ذلت پہنچے گی، اور ہم بہتان باندھنے والوں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں ۔

۱۵۳- وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

اور جن لوگوں نے بُرے کام کیے پھر اس کے بعد توبہ کرلی اور ایمان لے آئے تو بے شک آپ کا رب اس (ایمان لانے) کے بعد بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ (توبہ اور ایمان کے بعد وہ گناہوں کو بخش دے گا)۔

حضرت موسٰی کی دُعا کے سلسلہ میں سزا و جزا کا ذکر آیا پھر اصل واقعہ کا بیان جاری ہے ۔

۱۵۴- وَلَمَّا سَكَتَ عَن مُّوسَى الْغَضَبُ

اور جب موسٰی کا غصہ اُتر گیا انہوں نے تختیوں کو اٹھا لیا (یہ وہی نورانی

آیت نمبر (۱۵۴) حضرت قبلہ نے فرمایا: مادہ میں بھی نور کو تلاش کرو نور ہوتا ہے، یہ ایک سائنٹیفک حقیقت بھی ہے نور ہی ایک ایسا جز ہے جو ہر چیز میں شامل ہے ۔

أَخَذَ الْأَلْوَاحَ ۖ وَفِي نُسْخَتِهَا هُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ ○

تختیاں تھیں جن کو انہوں نے غصہ میں پھینک دیا تھا) اور جو کچھ ان تختیوں پر لکھا تھا اس میں خدا سے ڈرنے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت تھی۔

۱۵۵- وَاخْتَارَ مُوسَىٰ قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِّمِيقَاتِنَا ۖ فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ أَهْلَكْتَهُم مِّن قَبْلُ وَإِيَّايَ ۖ أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا ۖ إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَن تَشَاءُ وَتَهْدِي مَن تَشَاءُ ۖ أَنتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ۖ وَأَنتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ ○

اور موسٰی نے اپنی قوم کے ستر مرد ہمارے معینہ وقت (پر کوہ طور پر لانے) کے لیے چن لیے، پس جب (یہ لوگ قوم کی نمائندگی کرنے اور ان کی طرف سے اظہارِ ندامت کے لیے منتخب ہوئے اور موسٰی کے ساتھ اعتکاف میں بیٹھے اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہوئے، لیکن وہاں بھی انہوں نے حضرت موسٰی علیہ السلام کے کہنے پر باور نہ کیا اور خود اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کی تمنا کرنے لگے۔ ان کی اس گستاخی پر) ان کو زلزلہ نے آپکڑا (موسٰی نے) کہا اے میرے رب اگر تو چاہتا تو ان کو اور مجھ کو پہلے ہی ہلاک کر دیتا (اے ہمارے رب) کیا تو ہم کو ان کاموں پر ہلاک کرتا ہے جو ہماری قوم کے احمقوں نے کیے۔ یہ سب کچھ (تو در اصل) تیری آزمائش ہے (تیرے کرشمے ہیں)۔ تو اس سے جس کو چاہے گمراہی میں ڈال دے اور جس کو چاہے ہدایت فرمائے، تو ہی ہمارا آقا (ہمارا مالک، کارساز) ہے پس ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما، اور تو بہترین بخشنے والا ہے۔

۱۵۶- وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ ۚ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ ۖ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ○

اور (اے ہمارے رب) تو ہمارے لیے اس دنیا میں (بھی) بھلائی لکھ دے اور آخرت میں (بھی)۔ ہم نے (بہر حال) تیری طرف رجوع کیا ہے۔ فرمایا، میں جس پر چاہتا ہوں اُسی پر اپنا عذاب ڈالتا ہوں (وہی عذاب میں گرفتا ہوتا ہے) لیکن میری رحمت ہر چیز پر شامل ہے (اس کی وسعتیں لامحدود ہیں) سو میں اس (رحمت) کو ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا جو خوفِ خدا رکھتے ہیں، اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔

آیت نمبر (۱۵۶) واکتب: اور لکھ دے ہمارے لیے، مقدر فرمادے، ضبط تحریر میں لے آ۔ لازم فرمادے۔

ایمان اور اہلِ ایمان کے ساتھ نورِ ایمان، نورِ حق نورِ عرفان والی امت کے لوگوں کا ذکر آرہا ہے۔

۱۵۷- الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ ع

وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی اُمّی ہے۔ جس (کے ذکر مبارک) کو وہ اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ (اے موسیٰ یہ دُعا جو تم اپنی امت کے لیے مانگ رہے ہو یعنی دین و دنیا دونوں کی بھلائی یہ ان کی امت کا نصیبہ ہے۔ اور نبی اُمّی کی یہ شان ہے کہ) وہ ان کو نیک کام کا حکم فرماتے ہیں اور بُرے کاموں سے روکتے ہیں۔ اور سب پاک چیزیں ان کے لیے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتے ہیں اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ طوق (یعنی قیود) جو اُن پر (ان کی نافرمانیوں کے باعث) لگائے گئے تھے اتار دیتے ہیں (یہ سب ان کی شانِ رحمت ہے وہ رحمت للعٰلمین ہیں) پس جو لوگ ان پر ایمان لے آئے اور ان کی تعظیم (و رفاقت) کی (ان کے دست و بازو بن گئے) اور ان کی مدد کی اور اس نورِ (ہدایت، قرآن و سنّت) کی اتباع کی جو اس (ہمہ تن نور) کے ساتھ اترا تھا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنی مراد کو پہنچے (تمام امتوں میں بہتر امت ہونا دین و دنیا کی سرفرازیاں ان کے حصہ میں آئیں)۔

بیسواں رکوع

جس نبی امی کے اسمِ مبارک، ذاتِ مقدس کا پتہ کتبِ سماویہ دے رہی تھیں جب وہ تشریف لائے تو، اسی وحدہٗ لاشریک کی شہادت دیتے ہوئے جس نے آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجا تھا، خود کلمۂ شہادت پڑھا اور ہر چیز نے گواہی دی کہ ہم ان کے نور سے یعنی نبی امی کے نور سے ہیں۔ نور بنو تو نور کو پا سکتے ہو، رسالت ایک نور ہے جو درمیان خدا اور بندے کے کام کرتا ہے ایک ہمجنس بشر متکلم کی صورت میں آتا ہے وہ راہ دکھاتا ہے، سمٰوٰت و ارض کے حاکم کا بندہ ہوتا ہے۔ جسمانیت و روحانیت کے آداب سکھاتا ہے، شریعت پر لاتا ہے، جن لوگوں نے شریعت کی

آیت نمبر (۱۵۷) امی۔ جڑ، بنیاد، اصل۔ یہی حقیقت ہے روبرو جسم اس کے فرمان کا تابع، نہ نظر جھپکتی ہے نہ دل سیر ہوتا ہے۔ رب زدنی علما کی مسلسل دعا زبان پر ہے۔

حضرت قبلہ نے فرمایا: دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کی اور صحابہ بن گئے، صحابہ وہ ہیں کہ لوگ کو شانِ نزول میں پا کر وابستۂ نور ہو گئے اور خود نورِ ہدایت بن گئے۔ رفیقِ اول پہلو میں ہوتا ہے۔

توہین کی، برباد ہوئے، یہ سنت دیرینہ ہے اس کا ذکر موسیٰؑ ہی کے ذکر کے ساتھ ہے کہ وہ ہمہ تن شریعت تھے۔

۱۵۸۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ِۨالَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْیٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○

آپ فرما دیجئے اے لوگو (انس والے ہو یا بھولے ہوئے، مانوس ہو یا غیر مانوس) میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا (رسول) ہوں (وہ اللہ) جس کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی جلاتا اور مارتا ہے سو اللہ پر اور اس کے رسول نبی امی پر ایمان لاؤ (جو بنیادِ ایمان ہیں) جو اللہ پر اور اس کے کلام پر ایمان رکھتے ہیں اور تم ان کی پیروی کرو تاکہ تم راہ (ہدایت) پاؤ۔

۱۵۹۔ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓی اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ○

اور موسیٰ کی قوم میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو (لوگوں کو) راہ حق بتاتے ہیں اور اسی کے مطابق (لوگوں کے معاملات میں) انصاف کرتے ہیں (جو دوسروں سے کہتے ہیں وہ خود کر کے دکھلاتے ہیں)۔

اتباع میں آکر پھر کیسے رہنا چاہیے۔ اس کے لیے تنظیم، نظم ونسق ضروری ہے چنانچہ موسیٰؑ کی قوم میں بھی بارہ قبائل تھے ان کے لیے جدا جدا چشمے بنے، منّ وسلویٰ اُترا لیکن ان کی حرص اور ذخیرہ اندوزی ان کی ہلاکت کا باعث بنی، مسلمانوں کو گزشتہ آیت میں اخلاق کی تعلیم دی گئی تھی یہاں موسیٰؑ ہی کے واقعہ سے نظم ونسق کی تربیت دی جارہی ہے۔

۱۶۰۔ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اِذِ اسْتَسْقٰهُ قَوْمُهٗٓ

اور ہم نے انہیں (قوم موسیٰ کے بارہ داداؤں کی اولاد کو) بارہ قبیلوں میں تقسیم کر دیا۔ اور جب ان سے ان کی قوم نے پانی مانگا تو ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا کہ اپنے عصا کو پتھر پر ماریں (انہوں نے ایسا ہی کیا) چنانچہ اس

آیت نمبر (۱۵۸) (۱) عالم انوار میں مبلغ ہو کر صاحب تبلیغ ہو جاؤ، حضرت قبلہؒ کے یہ الفاظ ان بزرگ حضرات کے لیے ہیں جو اس منزل پر پہنچے اور اس کی فہم رکھتے ہیں۔

اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۗ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۗ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۗ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۗ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○

(پتھر) سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے (اور) ہر قبیلہ نے اپنا گھاٹ معلوم کر لیا۔ (انہوں نے محسوس کر لیا کہ ان کے لیے کونسے چشمہ کا پانی مناسب ہے یا کافی ہے جسے وہ استعمال کریں) اور (اس گرم علاقہ میں جہاں آفتاب کی تابش ان کے لیے باعثِ اذیت تھی) ان پر ہم نے ابر کا سایہ کیا۔ اور ہم نے ان پر من وسلوٰی اُتارا۔ (اور یہ حکم دیا کہ) پاک چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں کھاؤ (پیئو اور سکون کی زندگی بسر کرو، لیکن انہوں نے ذخیرہ اندوزی شروع کر دی، جس سے طاعون پھیلا اور لوگ مرنے لگے) اور انہوں نے ہمارا کچھ نہ بگاڑا البتہ وہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے۔

۱۶۱۔ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ۗ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ○

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ان کو حکم ہوا کہ اس شہر (اریحا یا بیت المقدس) میں جا بسو (اب وہاں سکونت اختیار کرو) اور (اس میں جہاں سے جی چاہے کھاؤ (پیئو) اور (یہ خیال رہے کہ) حطۃ (یعنی ہمیں بخش دے) کہتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے (شہر کے) دروازہ میں داخل ہونا، تو ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے۔ (اور) نیکو کاروں کو (اس سے بھی) زیادہ دیں گے۔

لیکن یہ یہود ہمیشہ فطرت اللہ پر نہیں حیوانیت ہی کی طرف جاتے تھے انہوں نے حطۃ کے لفظ کو حنطۃ یعنی (گیہوں) کہنا شروع کیا اور بجائے سجدہ کرنے کے زمین پر بیٹھ کر گھسٹنے لگے۔

۱۶۲۔ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ○ ع ۲۰ / ۵ / ۱۰

پس ان میں سے ظالموں نے جو بات ان سے کہی گئی تھی اس کو بدل ڈالا (جو حکم دیا گیا تھا اس میں من مانی تبدیلی کر لی) پس (ان کی عدول حکمی پر) ہم نے ان پر آسمان سے عذاب نازل کیا کیونکہ وہ حد سے بڑھ گئے تھے۔

اکیسواں رکوع

یہود کی زندگی میں نافرمانی، حق پوشی، حق فراموشی، افتراپردازی، حیلہ جوئی، حیلہ سازی، فخرِ ذاتی، فخرِ قومی، رشوت ستانی، بے حیائی اور گستاخی، غرض انفرادی اور معاشرتی زندگی کو تباہ کرنے کی جس قدر مثالیں بیک جا موجود ہیں، دوسری قوموں میں آسانی سے نہ ملیں گی۔ امت محمدیہ پر اللہ کا یہ احسان ہے کہ وہ ان کی اصلاح ان قصص اور واقعات سے فرماتا ہے تاکہ ان پر راہِ غضب، راہِ ہدایت صاف نمایاں ہو جائے۔ اور وہ ان حرکاتِ قبیحہ کا شکار نہ بنیں جو قوموں کی تباہی کا باعث ہوتی ہیں۔

اس رکوع میں یہود کی نافرمانیوں کے متعدد واقعات ہیں۔ یہ تاریخی واقعات ہیں جن میں سے بعض کی شہادت دینے والے بعض بستیوں میں موجود تھے، جنہوں نے یا خود ان کی تباہی دیکھی تھی یا اپنے بڑوں سے سُنی تھی۔

اے رسول ﷺ، آپ ذرا یہود کا وہ قصہ جو حضرت داؤدؑ کے زمانے میں پیش آیا اپنے زمانے کے یہود سے دریافت کیجئے جن کی داستان یہ سنتے چلے آتے ہیں۔ کہ "شہر ایلہ" جو بحرِ قلزم کے کنارے لابن اور طور کے درمیان واقع تھا، اس بستی کے لوگوں پر ان کی نافرمانی سے کیا گزرا تھا شاید یہ عبرت حاصل کریں۔

۱۶۳۔ وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۛ كَذٰلِكَ ۛ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝

(وقف لازم) (معانقة) (النصف قرآن)

اور (اے رسول) آپ ان سے اس بستی (کے رہنے والوں) کے متعلق دریافت کریں جو سمندر کے کنارے واقع تھی۔ (کہ) جب ہفتہ کے حکم میں یہ (لوگ) حد سے بڑھنے لگے تھے، جب ہفتہ کے دن مچھلیاں پانی کے اوپر آتیں اور جب ہفتہ نہ ہوتا تو نہ آتی تھیں، اس طرح، ہم نے ان کو آزمایا کیونکہ وہ نافرمان تھے۔ (نافرمان نافرمانی کے لئے بہانہ تلاش کرتا ہے، حکم کا بندہ حکم پر قائم رہتا ہے)۔

آیت نمبر (۱۶۳) اس کا واقعہ یہ ہے کہ یہود کو ہفتہ کے دن شکار کرنے سے منع کیا گیا تھا۔ اور ہفتہ ہی کے دن ان کی آزمائش کے لیے پانی کی سطح پر بکثرت مچھلیاں آتیں، جب ہفتہ نہ ہوتا نہ آتیں۔ یہود نے طریقہ یہ اختیار کیا کہ دریا کے پانی کو سنیچر کے دن ایک طرف کاٹ لیتے اور اس کے ساتھ مچھلیاں آجاتیں اور بند باندھ لیتے دوسرے دن ان کو پکڑ لیتے، اس طرح اللہ کے حکم کی نافرمانی کے لئے ایک بہانہ نکال لیا تھا۔ دراصل یہ ان کی آزمائش تھی۔

۱۶۴- وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○

اور جب (یہود کی اس حیلہ بازی پر، ان میں سے لوگوں کی ایک جماعت نے (نصیحت کرنے والوں سے) کہا کہ ان (نافرمان) لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جن کو اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا ان کو سخت عذاب دینے والا ہے۔ (یہ گناہ کے عادی ہو چکے ہیں ان سے قبول حق کی توقع فضول ہے) ان لوگوں نے جواب دیا (بھائی ہم صرف اس لیے ان کو نصیحت کرتے ہیں) کہ تمہارے رب کے سامنے معذرت (اپنی صفائی) پیش کر سکیں۔ (کہ ہم فریضۂ تبلیغ بہرحال ادا کرتے رہے) اور (اس لیے بھی کہ) شاید وہ اللہ سے ڈریں (اور پرہیزگاری اختیار کریں)۔

۱۶۵- فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖۤ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَئِيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ○

پھر جب انہوں نے ان نصیحتوں کو جو انہیں کی گئی تھیں بھلا دیا (ان نصیحتوں کو پس پشت ڈال دیا) تو ہم نے ان لوگوں کو جو برائی سے منع کیا کرتے تھے نجات دی، اور ان لوگوں کو جو ظلم کرتے تھے (حد سے تجاوز کرتے تھے) ہم نے سخت عذاب میں مبتلا کیا اس لیے کہ وہ نافرمانی کرتے رہتے تھے۔

۱۶۶- فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ○

پھر جب وہ اس کام میں جس سے روکے گئے تھے حد سے تجاوز کرنے لگے (انتہائی سرکشی پر اتر آئے تو) ہم نے حکم دیا کہ (اب تم) ذلیل (خوار) بندر ہو جاؤ۔ (اور بقیہ زندگی کے دن اسی حالت میں گزارو یہ لوگ تین دن اسی حال میں زندہ رہ کر مر گئے)۔

۱۶۷- وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۚ

اور (ان کو وہ وقت یاد دلایئے) جب آپ کے رب نے (یہود کو) آگاہ کر دیا تھا کہ وہ ان پر قیامت کے دن تک ایسے (کسی نہ کسی) شخص کو مسلط رکھے گا جو ان کو سخت تکلیف میں مبتلا رکھے۔ (یہ عذاب و تکلیف جو یہود کو پہنچے گی وہ خود ان کی نافرمانی کے باعث ہے اور) بیشک آپ کا رب جلد سزا دینے والا ہے اور بیشک

آیت نمبر (۱۶۶) حضرت شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں: منع کرنے والوں نے شکار کرنے والوں سے ملنا چھوڑ دیا اور بیچ میں دیوار اٹھائی۔ ایک دن صبح کو اٹھے تو دوسروں کی آواز نہ سنی دیوار پر سے دیکھا، ہر گھر میں بندر تھے۔ وہ آدمیوں کو پہچان کر اپنے قرابت والوں کے پاؤں پر سر رکھنے لگے اور رونے لگے۔ آخر اسی برے حال سے تین دن میں مر گئے۔

وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

۱۶۸- وَقَطَّعْنٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ز وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○

اور ہم نے ان کو مختلف جماعتوں میں روئے زمین پر منتشر کر دیا ان (یہود) میں بعض نیک (صالح) ہیں اور بعض دوسری طرح کے (یعنی بدکار، واقع ہوئے ہیں) اور ہم ان کی آزمائش انعامات اور تکالیف سے کرتے رہے ہیں تاکہ وہ (ہماری طرف) رجوع کریں (اور پرہیزگاری اور فرمانبرداری اختیار کریں)۔

یہود کی ان گزشتہ قوموں میں تو کچھ صالح لوگ بھی تھے لیکن ۔

۱۶۹- فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

پھر ان کے بعد ایسے ناخلف گئے کہ (جس) کتاب (تورات) کے وارث بنے (اسی میں سے کچھ چھپا کر کچھ بدل بدلا کر اس کے عوض) اس دنیا کی چیزیں (مال و متاع) لے لیتے ہیں اور کہتے ہیں ضرور ہماری مغفرت ہو جائیگی (ان کے زعم باطل میں وہ اللہ کے ایسے محبوب ہیں کہ ان کی بخشش یقینی ہے اس باطل عقیدہ نے انہیں اتنا دلیر کر دیا تھا کہ گناہ پر نادم ہونا تو الگ رہا وہ اس کے ارتکاب سے باز نہ آتے) اور اگر ان کے پاس (دنیا کا) ایسا ہی اور مال و متاع آجائے تو اس کو (بھی) لے لیں (ان بدبختوں کو کیا ہو گیا ہے) کیا ان سے کتاب (تورات) میں عہد نہیں لیا گیا کہ اللہ پر سچ کے سوا کچھ نہ کہیں اور جو کچھ اس (کتاب تورات) میں (لکھا) ہے انہوں نے (خوب) پڑھا ہے (وہ جانتے ہیں کہ اللہ کے احکام کیا ہیں لیکن بدنصیب گناہ دانستہ کر رہے ہیں) اور اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے آخرت ہی کا گھر بہتر ہے۔ (اے یہود) کیا تم لوگ (اتنا بھی) نہیں سمجھتے ۔

۱۷۰- وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ○

اور جو لوگ مضبوطی سے (آسمانی) کتاب پکڑے ہوئے ہیں (اس کے احکام پابندی سے بجا لاتے ہیں) اور نماز کو قائم رکھتے ہیں، ہم اصلاح حال کرنے والوں کا اجر ضائع نہ کرینگے (جنہوں نے اپنی اصلاح کر لی بلاشبہ ان کی نیکیوں کا اجر و ثواب ان کے رب کے پاس بے حساب ہے۔)

یہود کو ان کا عہد و اقرار یاد دلایا جا رہا ہے جو اس اہتمام سے لیا گیا تھا کہ پہاڑ کو ان کے سر پر معلق کر دیا گیا تھا اور حکم ہوا تھا کہ جو کچھ تم کو دیا جا رہا ہے یعنی تورات اسے مضبوطی سے پکڑے رہنا اور اسی پر ہمیشہ کاربند رہنا انہوں نے اقرار کیا تھا لیکن آج وہ بھول گئے ۔

۱۷۱- وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ ع

اور (ان کو وہ وقت یاد دلائیے) جب ہم نے ان کے سر پر پہاڑ مثل سائبان کے معلق کر دیا تھا اور انہوں نے یہ سمجھا کہ وہ ان پر گرنے والا ہے (وہ ڈرے کہ وہ ان پر گر ہی نہ پڑے) اس حال میں ہم نے ان کو حکم دیا) جو ہم نے تم کو دیا ہے اسے مضبوطی سے پکڑے رہو اور جو کچھ اس میں ہے اس کو یاد رکھو تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

بائیسواں رکوع

گزشتہ رکوع، بنی اسرائیل کے عہدِ توحید پر ختم ہوا تھا، یہاں اس عہد کا ذکر کیا جا رہا ہے جو تمام بنی نوع انسان سے عالمِ ارواح میں لیا گیا، گویا اللہ کی وحدانیت کا احساس انسان کی فطرت میں راسخ کر دیا گیا۔ تاکہ انسانیت مرکزِ توحید سے وابستہ رہے، قلب تلاشِ حق میں رہے اور ذہن کو "یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ" کے لیے تیار کرلے اور روزِ قیامت انسان یہ نہ کہے کہ ہمیں اپنے رب کی خبر نہ تھی۔ عالمِ ارواح میں جب نورِ سرکارِ دو عالمؐ سے آدمؑ اور آدمؑ سے ان کی اولادوں کی روحیں تخلیق فرمائیں تو ان سے ان کی حقیقت پر گواہی دلوائی تاکہ اللہ کو پانے کا راستہ یاد رہے جس نے اپنی حقیقت یعنی حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو جان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا۔ ضمیر کی آواز حضورؐ کی آواز ہے تاکہ میثاق یاد رہے۔ اس پر کان لگائے رہنا ہے لیکن جب بھی کوئی اس سے غفلت برتتا ہے خواہ وہ کسی منزل پر ہو اس کا زوال شروع ہو جاتا ہے، نفس ونفسانیت کا غلبہ ہوتا ہے، توفیق سلب ہو جاتی ہے عمل شیطنت کی صورت بنتا ہے، اس کی زندگی انحطاطِ انسانیت کی تصویر بن جاتی ہے۔ زندگی کو عمل، عملِ رسول کے سانچہ میں ڈھالنا حیات ہے، اللہ کی صفات اس کی نشانیوں میں فکر مقصدِ حیات ہے۔ اسماءِ حسنیٰ کا وِرد رحمت ہے، جس نے ڈھونڈھا اُس نے پایا۔

۱۷۲- وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ

اور اے رسول آپ ان کو وہ واقعہ یاد دلائیے) جب آپ کے رب نے (عالم ارواح میں) بنی آدم کی پشت در پشت (نسلوں سے ان کی) اولاد کو نکالا۔ اور خود ان سے ان کے نفسوں پر گواہی دلوائی۔ (فرمایا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ (سب نے) کہا۔ کیوں نہیں (تو ہمارا رب ہے) ہم اقرار

بقوۃ = مضبوطی سے، طاقت سے، اپنے قلب پر بھی قابو رکھو، دل سے عبادت کرو، رفع جبل کا واقعہ سورۂ البقر رکوع نمبر (۸) میں گزر چکا ہے۔ حضورؐ کی امت میں لاکھوں اپنے عہد پر قائم ہیں۔ ایک نورِ محمدی نے وفاشعاروں سے جو کروا لیا وہ شانِ رحمت نہیں تو کیا ہے۔

قَالُوْا بَلٰى ۛۚ شَهِدْنَا ۛۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۙ

کرتے ہیں۔ (یہ عہد اس لیے تھا) کہ قیامت کے دن تم یہ نہ کہنے لگو کہ ہم کو اس کی خبر ہی نہ تھی۔

۱۷۳- اَوْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ○

یا (یوں) کہنے لگو کہ شرک تو پہلے ہمارے باپ دادوں نے کیا تھا اور ہم انکی اولاد میں ان کے بعد ہوئے، تو کیا جو کام گمراہوں نے (ہم سے پہلے شروع) کیا اس پر تو ہم کو ہلاک کرتا ہے (اس کا مواخذہ ہم سے کرتا ہے)۔

۱۷۴- وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○

اور اس طرح ہم اپنی آیتوں کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں اور (اس عہد کو یاد دلانے کے لئے نبی، کتاب و دیگر نشانیاں صریح طور پر بھیجتے ہیں) تاکہ وہ (ہماری طرف) رجوع کریں۔ (نافرمانیاں چھوڑ کر فرمانبرداری اختیار کریں)۔

۱۷۵- وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْۤ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ○

اور (اے رسول ذرا آپ) ان کو اس شخص کا حال سنا دیجئے جسے ہم نے اپنی آیتیں دی تھیں پھر وہ ان سے (صاف) نکل گیا (یعنی اُن پر عمل نہ کیا) پس شیطان اس کے پیچھے پڑ گیا تو وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔

۱۷۶- وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ

اور اگر ہم چاہتے تو ان آیات کی بدولت ہم اس کا رتبہ بلند کرتے لیکن (اس نے تو ہماری آیات پر توجہ ہی نہ دی) وہ تو ہمیشہ پستی کی طرف ہی مائل رہا۔ (دنیا کا ہو رہا) اور اپنی خواہشات (نفسانی) کے پیچھے پڑا رہا تو اس کا حال ایسا (سمجھو) جیسا کہ کتا (ہوتا ہے) کہ اگر تم اس پر بوجھ لاد دو تب ہانپے۔ نہ لادو (آزاد چھوڑ دو) تب ہانپے۔ (جب حرص اور حرام کی لذت میں انسان مبتلا ہو جاتا ہے تو علم کا ہونا نہ ہونا سب برابر ہو جاتا ہے) یہ مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ پس آپ یہ واقعات ان کے سامنے بیان کریں تاکہ وہ غور (و فکر) کریں۔

يَتَفَكَّرُوْنَ ○

۱۷۷- سَآءَ مَثَلَاۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ○

(کتنی) بُری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، اور خود اپنے آپ پر ظلم کرتے رہے۔

اپنے پر اس سے بڑھ کر اور ظلم کیا کرتے کہ عمل سے محروم رہتے رہتے توفیق عمل سے بھی محروم ہو گئے اور اس طرح انہوں نے اپنے پر ہدایت کے دروازے بند کر لئے۔

۱۷۸- مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○

جس کو اللہ ہدایت دے (توفیق رفیق فرمائے) وہی ہدایت پاوے اور جس کو بھکائے (راہِ ہدایت نہ دکھلائے توفیق نہ دے)، تو وہی لوگ نقصان میں رہنے والے ہیں۔

اس تخلیق ناپسندیدہ کے متعلق فرما رہا ہے۔

۱۷۹- وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ○

اور ہم نے بہت سے جن و انس کو جہنم کے لیے پیدا کیا ہے (اس لیے کہ) ان کے دل ہیں لیکن اس سے وہ فکر نہیں کرتے (قرآن و حدیث پر غور نہیں کرتے کہ کسی نتیجہ پر پہنچیں) اور ان کی آنکھیں ہیں لیکن ان سے وہ (اخلاقِ محمدی) دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں لیکن ان سے (وہ حضور کا بیان) سنتے (تک) نہیں (عمل کرنا تو درکنار) یہ لوگ جانوروں کے جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ ہیں (مقصد حیات سے ناواقف جہل میں مبتلا ہیں) یہی لوگ غافل ہیں۔

جہل کیسے دُور ہوتا، علم کیونکر آتا، ہدایت کیسے ملتی، توفیق عمل کیوں کر میسر ہوتی، انہوں نے تو اسماءِ الٰہی کے ورد سے جو کلام و حدیث سے ثابت ہیں جنہیں اسماء توصیفی بھی کہتے ہیں، کبھی فیض حاصل ہی نہ کیا۔

۱۸۰- وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ

اور اللہ کے اسماءِ حسنیٰ (اچھے اچھے نام) ہیں سو اس کو ان ہی (ناموں) سے پکارو اور جو لوگ اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں (جو لوگ اس کے

فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

نام وصفات کے بارے میں ملحدانہ طریقہ استعمال کرتے ہیں) ان کو چھوڑ دو وہ عنقریب اپنے کیے کی سزا پائیں گے۔

۱۸۱۔ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ○ ع ۲۲/۱۲

اور ان لوگوں میں جن کو ہم نے پیدا کیا ہے ایک جماعت ہے جو لوگوں کو راہِ حق بتاتی ہے اور اسی کے موافق انصاف کرتی ہے (یعنی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے متبعین کی جماعت جو دین پر قائم رہی)۔

تیئسواں رکوع

لیکن اللہ کی آیتوں کو جھٹلانے والے چند دن خواہ مہلت پالیں لیکن آخر ان کو اپنے کیے کی سزا جھیلنا ہوگی، انہوں نے عالمِ ناسوت پر غور نہ کیا، عالمِ ملکوت پر ایمان نہ لائے، آخرت کو مذاق سمجھا، قیامت کے آنے کا وقت پوچھتے ہیں، سب حقیقت وقت آنے پر کھل جائے گی، علمِ غیب، بالذات اللہ ہی کو ہے، رسول کو جو ملتا ہے وہ اللہ سے ملتا ہے عطیہ صفاتی ہے، وہ تو اس کے حکم پر قائم، اس کی خبر سنانے والے ہیں، یہ حقائق ایمان والے جانتے ہیں۔

۱۸۲۔ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ ج

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کو ہم آہستہ آہستہ ایسی جگہ سے پکڑیں گے کہ ان کو خبر تک نہ ہوگی۔

۱۸۳۔ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ○

اور (اے رسول) میں ان کو ڈھیل دوں گا (درازی عمر یا معمولی دنیاوی آسائش سے لیکن اس سے ان کو مطمئن نہ ہونا چاہئے) بیشک میری تدبیر بڑی مستحکم (بڑی باوقار) ہے۔

۱۸۴۔ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ٚ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○

کیا یہ لوگ اتنا غور نہیں کرتے کہ ان کے رفیق (اللہ کے رسول) کو ذرا بھی جنون نہیں، وہ تو صرف (نافرمانی کے عواقب سے لوگوں کو) صاف صاف ڈرانیوالے ہیں۔

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ "بصاحبھم" کہہ کر حضور کو عمر بھر کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ کر دیا، راستہ بتانے والے، مراد تک پہنچانے والے جو عمر بھر کے لیے اللہ کی طرف

سے انسان کا رفیق ہو نعوذ باللہ اس کے متعلق جنون کا شائبہ تک کیسے ہو سکتا ہے وہ تو ہمہ تن رحمت ہیں نافرمانی سے لوگوں کو ڈراتے ہیں کہ لوگ عذاب سے بچیں، رحمت میں آئیں لیکن جب تک غور ہی نہ کریں گے تو یہ حقائق کیسے سمجھیں گے۔

۱۸۵- اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِیْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰۤی اَنْ یَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ ○

کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کی حکومت پر نظر نہیں کی (کیا وہ عالم ملکوت عالم ناسوت کو نہیں دیکھتے) اور جو کچھ اللہ نے پیدا کیا ہے (اس پر غور نہیں کرتے) اور اس بات پر کہ شاید ان کا مقررہ وقت (ان کی موت یا قیامت کا وقت) قریب آگیا ہو (اگر یہ واضح حقیقتیں وہ نہیں سمجھتے) تو اب اس کے بعد کونسی بات ہے جس پر وہ ایمان لائیں گے (درحقیقت یہ لوگ ایمان سے محروم ہیں)

۱۸۶- مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ؕ وَیَذَرُهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ○

جسکو اللہ گمراہ کرے تو اسکو کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور (یہ لوگ جو شیطان کی اتباع میں اپنی فطری صلاحیتوں کو تباہ کر کے نعمتِ ہدایت سے محروم ہو جاتے ہیں) اللہ تعالیٰ ان کو ان کی سرکشی میں چھوڑے رکھتا ہے کہ وہ بھٹکتے رہیں (ان پر جبر نہیں کرتا کہ ایمان ضرور لائیں)۔

۱۸۷- یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ ۚ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِیْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ یَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ○

(وقف منزل) (وقف لازم)

(اے رسول) آپ سے لوگ قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ اس کے واقع ہونے کا وقت کب ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ اس کی خبر تو میرے رب ہی کے پاس ہے وہی اس کو اس کے وقت پر ظاہر کرے گا (اسکے علاوہ کوئی اسے ظاہر نہیں کر سکتا ہے) وہ آسمانوں اور زمینوں میں ایک زبردست حادثہ ہوگا (اور کوئی بھی اس کی تاب نہ لا سکے گا) وہ تو تم پر اچانک ہی آئے گی۔ وہ آپ سے اس طرح دریافت کرتے ہیں گویا آپ اس کی کھوج میں لگے ہوئے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (قیامت کے متعلق فضول سوال کرتے رہتے ہیں)

۱۸۸- قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ

(اے رسول) آپ فرما دیجئے میں (خود) اپنی جان کے بھلے و برے کا مالک نہیں۔ مگر جو (جتنا) اللہ چاہے (میں ایک فرض منصبی کے لیے بھیجا گیا ہوں

اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ لَاسۡتَكۡثَرۡتُ مِنَ الۡخَيۡرِ ۖۛ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوۡٓءُ ۚۛ اِنۡ اَنَا اِلَّا نَذِيۡرٌ وَّبَشِيۡرٌ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ○ ع ۷ ۱۳

معانقة عند المتأخرین

میں اس کا بندہ اس کا رسول ہوں) اگر مجھے غیب کا علم (تعلیم الٰہی کے بغیر) ہوتا تو میں بہت بہت کچھ خیر حاصل کر لیتا (تم سب کو مسلمان بنا کر اپنے ساتھ شامل کر چکا ہوتا) اور مجھ کو (تم سے یا کسی سے) کوئی برائی نہ پہنچتی لیکن میں تو (نافرمانوں کو) ڈرانے والا ہوں اور ان لوگوں کو خوشخبری سنانے والا ہوں جو ایمان لائے ہیں۔ (یہ خوشخبریاں مراتب کے اعتبار سے ہیں جن کے جس درجہ مراتب ہیں ان پر اسی درجہ حقائق منکشف ہوتے ہیں)۔

گزشتہ سے پیوستہ آیت "لَا يَعۡلَمُوۡنَ" پر ختم تھی۔ وہ لوگ جو حضورؐ سے الجھ رہے تھے ان کے مقام کو کیا سمجھتے۔ آیت بالا "لِقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ" پر ختم ہے جو جس حد تک اتباع اور محبت میں سرشار ہے اسی قدر حقیقت کا راز داں ہے۔

چوبیسواں رکوع

ماقبل رکوع کی آخری آیت میں علم غیب کے سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اللہ کی حاکمیت و قدرت کا اظہار کیا گیا تھا، یہاں بنی نوع انسان کی تخلیق کی طرف ذہن منتقل کیا جا رہا ہے۔ پہلے آدم علیہ السلام پھر عام انسانوں کی پیدائش کا حال ہے دوسری طرح یوں سمجھئے کہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے آپ کے بالکلیہ امر ربی کے تابع ہونے کا ذکر تھا جہاں نفع و نقصان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب اس رکوع میں اس ذات کو پھر سمجھایا جا رہا ہے جو خالق کائنات ہے، جس کی طرف سب رجوع کرتے ہیں۔ جو ہم سب کو عدم سے وجود میں لایا۔ جسم و روح کا قلب سے ایک تعلق پیدا کیا۔

۱۸۹۔ هُوَ الَّذِيۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا لِيَسۡكُنَ اِلَيۡهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰٮهَا حَمَلَتۡ حَمۡلًا خَفِيۡفًا فَمَرَّتۡ بِهٖ ۚ فَلَمَّاۤ اَثۡقَلَتۡ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنۡ اٰتَيۡتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوۡنَنَّ

وہی ہے جس نے تم سب کو ایک جان (ایک آدم) سے پیدا کیا اور اس کی جنس سے اس کا جوڑا بھی بنایا تاکہ (انسان) اس سے تسکین حاصل کرے (جسم و روح میں یکسانیت پیدا ہو) پھر جب وہ اسے ڈھانپ لیتا ہے (اس کے پاس جاتا ہے) تو (ابتداً) ایک ہلکا سا حمل رہتا ہے جسے لے کر وہ چلتی پھرتی ہے پھر جب بوجھل ہو جاتی ہے (حمل بڑھ جاتا ہے) تو دونوں اللہ سے جو ان کا رب ہے دعا کرنے لگتے ہیں (اے اللہ) اگر تو ہم کو صحیح سالم (بچہ) دے تو ہم تیرا شکر کریں۔

آیت نمبر (۱۸۹)۔ حضرات صوفیائے کرام نے "حوا" سے جسم اور "آدم" سے روح بھی مراد لی ہے۔

مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ○

اللہ نے ان کی دعا سنی

۱۹۰- فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

پھر جب (اللہ) ان کو تندرست بچہ عطا فرماتا ہے تو (مرد و عورت) دونوں اللہ کی دی ہوئی چیز میں اللہ کے ساتھ شریک بنانے لگتے ہیں۔ (حالانکہ) اللہ تو ان سے جنہیں وہ شریک بناتے ہیں بلند و برتر ہے۔

۱۹۱- اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ○

کیا (یہ لوگ) اللہ کا ایسوں کو شریک ٹھہراتے ہیں جو ایک چیز (بھی) پیدا نہ کر سکیں اور وہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔

۱۹۲- وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ○

اور نہ وہ ان کی مدد کر سکتے ہیں اور نہ آپ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں۔

۱۹۳- وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۭ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ○

اور اگر تم ان کو ہدایت کی طرف بلاؤ تو تمہاری اتباع نہ کریں گے (تمہاری ایک نہ سنیں گے) تمہارے لیے برابر ہے کہ تم ان کو پکارو یا خاموش رہو (جن کو اختیار ہی نہیں ان کو پکارنا نہ پکارنا سب برابر ہے)۔

۱۹۴- اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

بیشک جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو وہ تمہارے جیسے بندے ہیں، پس تم انہیں پکارو پھر انہیں چاہئے کہ وہ تمہیں جواب دیں (تمہاری پکار کو قبول کریں) اگر تم (اپنے دعوی میں) سچے ہو۔

۱۹۵- اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ

(ان بتوں کو دیکھو) کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑتے ہیں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہیں یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں آپ کہئے (آپ ان مشرکوں سے کہہ دیجیے کہ اگر تم ان بتوں کی

آیت نمبر (۱۹۴) (۱) مومن ذکر و شغل میں مداومت کرنے سے متحرک باللہ ہو جاتا ہے اس کا رابطہ ہر قدم پر اللہ کے ساتھ رہتا ہے۔ اس ذکر مسلسل عمل پیہم سے اسے حقائق کی گرفت نصیب ہوتی ہے۔ کافر، مشرک بت کی طرح بے پاؤں، بے ہاتھ، بے آنکھ ہوتا ہے اس معاملہ میں اللہ کے نزدیک بت اور بت پرست دونوں برابر ہیں۔

اَذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ○

بے بسی سے واقف نہیں بلکہ ان کی قدرت پر اعتبار رکھتے ہو تو تم اپنے تمام شریکوں کو بلا لو۔ پھر (میرے حق میں دل بھر کر) تم سازشیں کرو پھر مجھے (قطعی) ڈھیل نہ دو۔ (تم کو خود اپنی اور اپنے بتوں کی بے بسی کا احساس ہو جائے گا)۔

۱۹۶- اِنَّ وَلِیِّ َ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ○

یقیناً میرا حمایتی (ناصر، دوست، کارساز) اللہ ہے جس نے (مجھ پر) قرآن نازل فرمایا۔ اور وہ نیک بندوں کی حمایت کرتا ہے (جن لوگوں کو تصور صالح دیا گیا ہے انکو نگرانی میں لے لیتا ہے)۔

۱۹۷- وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ○

اور جن کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں نہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں۔

اور ان بت پرستوں کو دیکھو بظاہر ان کے بھی بتوں کی طرح کان ہیں اور آنکھیں ہیں، لیکن نہ وہ سنتے ہیں نہ دیکھتے۔ بت پرست اور بتوں کا ایک سا حال ہے، ان کی بت پرستی نے ان کو بھی بے حس، غیر متحرک، جامد بنا دیا ہے۔ ہدایت کی صلاحیت سے محروم ہو گئے ہیں۔

۱۹۸- وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ؕ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ○

اور (اے پیغمبر) اگر آپ ان (بت پرستوں) کو ہدایت کی طرف بلائیں تو وہ (آپکی ایک بات بھی) نہ سنیں اور آپ انہیں دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ کچھ نہیں دیکھتے۔ (وہ باطل خیالات میں کھوئے ہوئے ہیں)۔

۱۹۹- خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ○

(اے رسول) درگزر سے کام لیجئے اور نیک کام کرنے کا حکم دیجئے، اور جاہلوں سے کنارہ کش رہیئے، (جاہل وہ جنہیں دین سے سروکار نہ ہو، جو علم الٰہی سے بیزار ہوں، خود پرستی اور بت پرستی میں مبتلا ہوں)

جاہلوں سے اس لیے الگ رہنا چاہیے کہ وہ کسی بات کو تو مانیں گے اور اکثر باتوں کو نہ مانیں گے، یہاں خطاب امت سے ہے کہ انہیں اس پر خوامخواہ غصہ آئیگا اور وہ کبیدہ خاطر ہونگے۔

۲۰۰- وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

اور (اے مخاطب) اگر شیطان کی طرف سے تجھ کو کوئی وسوسہ آنے لگے تو اللہ سے پناہ مانگ (وہی سننے والا، جاننے والا ہے۔

۲۰۱- اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝

جو لوگ پرہیز گار ہیں، جب شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ ان (کے دل) پر گزرتا ہے، چونک پڑتے ہیں (متنبہ ہو جاتے ہیں)، تو فوراً انہیں سمجھ آجاتی ہے ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں حق و باطل میں تمیز کر لیتے ہیں)۔

۲۰۲- وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِى الْغَىِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ۝

اور ان کے (قومی) بھائی (جو شیطان کے تابع ہیں) ان کو گمراہی کی طرف کھینچتے چلے جاتے ہیں، پھر وہ (ان کو بہکانے میں) ذرا کمی نہیں کرتے۔

۲۰۳- وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَىَّ مِنْ رَّبِّىْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

اور جب (وحی آنے میں تاخیر ہو جس وقت وحی نازل نہ ہوئی ہو اور) آپ ان کے پاس کوئی آیت (یا نشانی) لیکر تشریف نہ لے جائیں تو یہ (گستاخ) کہتے ہیں کہ تم نے کیوں نہ چھانٹ لئے۔ آپ فرما دیجئے میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پروردگار کی طرف سے مجھ پر وحی کی جاتی ہے، یہ سوجھ (بوجھ) کی باتیں (یہ دلیلیں اور نشانیاں جو ظاہری اور باطنی آنکھیں کھول دیں یعنی قرآن، صاحب قرآن معجزے وغیرہ سب) تمہارے رب کی طرف سے ہیں، ہدایت و رحمت ہیں ان لوگوں کیلئے جو ایمان رکھتے ہیں (تم جو ایمان ہی نہیں لاتے تو ہماری ہدایت و رحمت کو کیسے پاؤ)۔

بات یہ ہے کہ ان منکرین حق کی آنکھیں اور کان تو ہیں لیکن نہ وہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں تو پھر قرآن اور صاحب قرآن سے کیا فیض پائیں۔ مسلمانو! تم قرآن کا ادب کرو، غور سے سنو۔ تاکہ تم رحمت سے نوازے جاؤ۔

۲۰۴- وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور چپ رہو، تاکہ تم پر رحم ہو (تم پر رحمت الٰہی نازل ہو، فہم قرآن عطا ہو)

۲۰۵- وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝

اور اپنے پروردگار کو اپنے دل میں گڑگڑاتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے اور پست آواز سے صبح و شام یاد کیا کرو (یعنی ایسی آواز سے یاد کرو جو پکارنے سے کم ہو، یہ اذان نہیں کہ لوگوں کو بلانا ہے یہ تو اللہ کو یاد کرنا ہے) اور (اس کی یاد سے) غافل نہ ہو۔

آیت نمبر (۲۰۴) ۔ حضرت قبلہ نے فرمایا، نزول قرآن کی رحمت حضرت سرکار دو عالم کے لیے مخصوص تھی ان کے تبعین کو فہم قرآن اور فیوض القرآن سے نوازا جاتا ہے۔

۲۰۶- إِنَّ الَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ ۞ ۲۴ ع ۱۸

بے شک جو لوگ آپ کے رب کے نزدیک ہیں (جنہیں اس کا قرب نصیب ہوا ہے) وہ اس کی بندگی سے تکبر نہیں کرتے اور اسی کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں (اسی کی تسبیح کرتے ہیں) اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں (جبینِ نیاز اسی کے آگے جھکا دیتے ہیں یہ مقام سجدہ ہے)۔

دیکھو کس لطف کے ساتھ مقام سجدہ تک اپنے بندہ کو لایا ہے، پہلے ہدائت و رحمت، اور قرآن اور صاحبِ قرآن کی طرف متوجہ فرمایا پھر ادبِ قرآن، سے سمعِ حقیقی کو نوازا، پھر دل کو عجز اور خوفِ خدا سے سجایا، پھر صبح و شام کی عبادت میں زبان کھلوائی، پھر صلوٰۃ میں جوارح کو متحرک کیا، آخر، جسم، قلب، روح سب کو یکساں طور پر اپنے حضور میں سجدہ ریز ہونے کا شرف بخشا اور رَوح و ریحان کی رحمتوں سے نوازا۔

یہ سورت صداقتِ وحی کے بیان سے معمور تھی، تمام انبیاء جو پیغام لائے، اس کی صداقت کا ذکر چند مثالوں سے واضح طور پر کیا گیا۔ ہدائت کی راہ بتائی گئی، گمراہی کی راہ سے روکا گیا، آخر میں امتِ مسلمہ کے برگزیدہ بندوں کا ذکر ان کے نبی اُمّی کے تعلق سے ہوا۔ مقام رسالت سمجھایا گیا اور پھر قرآن، اور صداقتِ قرآن کے جلوے عام ہوئے، کافر گونگے، بہرے، اندھے ہی رہے۔ مومن نے عبادت کے انداز سیکھے اور اپنے رب کے آگے جبینِ نیاز رکھ کر ہدائت اور رحمت کی نعمتیں پالیں۔ زبان کو ذکر، قلب کو فکر اور رُوح کو کیفیتِ شہود کی نعمت میسر ہوئی۔ سبحان ربی الاعلیٰ۔

سُورَةُ الْأَنْفَالِ

مدنی   پچھتر آیتیں   دس رکوع

گزشتہ سورتوں میں توحید باری تعالیٰ، انبیاء علیہم السلام اور صداقتِ وحی کا بیان ہوا، قلوب کو فہمِ قرآن، اور فیوضِ قرآن سے نوازا گیا۔ جب تزکیۂ نفس ہو چکا، تصفیۂ باطن ہو گیا، ایمان جلوہ گر ہوا، اس ایمان کے بعد معاشرتی مسائل سے جو خلجان پیدا ہوتا ہے اس کو دور کرنے کے لیے یہ سورہ نازل ہوا۔ غزوۂ بدر میں پہلی بار مسلمانوں کو عظیم الشان فتح نصیب ہوئی کثرت سے مال و دولت ہاتھ آیا، فطرتاً یہ سوال پیدا ہوا کہ اس مالِ غنیمت کو کس طرح صرف کیا جائے، فرد کا حصہ کیا ہو، مختلف جماعتیں غزوہ میں شریک رہیں ان میں کس کو کس پر ترجیح دی جا سکتی ہے۔ دولت کا آنا پہلے دل میں سوالات قائم کرتا ہے پھر نزاع کا باعث بنتا ہے۔ پہلی چیز جو سورۃ میں سمجھائی جا رہی ہے یہ ہے کہ جس طرح

مومن نے خود اپنی جان و مال کو اللہ کے سپرد کر دیا تھا اسی طرح وہ مالِ غنیمت کو بھی اللہ و رسول ہی کا مال سمجھے، اس کی نظر دولت پر نہ جائے، تقوی پر رہے وہ انعکاس ذات جو اس کے قلب پر ہو رہا ہے اس کو پائے۔ دل کو "میں" اور "میرا" کے جھگڑے سے بچائے کہ یہ محلِ نزولِ ذاتِ اقدس ہے، پھر مومن کی تعریف کی جاتی ہے، ان باتوں کو سمجھایا جاتا ہے جو ایقان کو بڑھاتی ہیں۔ بتایا جا رہا ہے کہ ابن الوقت نہ بنو، بحث و مباحثہ میں نہ پڑو رسول کے اذن کو پانے کی کوشش کرو۔ جو اشارہ پاؤ اس پر قائم ہو جاؤ، اپنی انفرادی و اجتماعی بے سرو سامانی کا مداوا اللہ پر چھوڑ دو وہ غیب سے سامان مہیا کرے گا، اللہ کی راہ میں ثابت قدمی سے لگے رہو۔ مال و دولت تمہارے قدموں پر لوٹے گا گویا سورۂ اعراف تک مومن پر علم الیقین کے در کھلے اب یہاں عمل وایقان سے ایمان کو تقویت دی جا رہی ہے تاکہ مومن اللہ کی راہ میں مٹ کر عین الیقین کے درجہ پر فائز ہو۔ جو شہادت زبان سے دی وہی عمل سے دے۔ اور بخشش اور رزقِ کریم کی نعمت سے مالامال ہو۔ یاد رہے ایمان ہی رزقِ کریم ہے اسی نکتۂ ایمانی پر رہنا ہے اور اسی کو پانا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۠ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

(اے رسول لوگ) آپ سے مالِ غنیمت کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ (یہ حق کس کا ہے، اس کی تقسیم کیونکر ہو) آپ فرما دیجئے کہ مالِ غنیمت اللہ اور رسول کا ہے، (کسی کی ملکیت نہیں رسول جیسے چاہیں گے اسے تقسیم فرمائیں گے، تم اس بحث میں نہ پڑو) پس تم اللہ سے ڈرو۔ (تمہاری نظر تقوی پر رہے) اور آپس میں صلح رکھو۔ (دل کو آپس کے جھگڑوں سے بچاؤ) اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلو۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

مومن کون ہیں، ایمان والوں کی کیا شان ہے۔ سنو حقیقی

۲۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ

ایمان والے تو صرف وہی (لوگ) ہیں کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے (اس کا ذکر کیا جاتا ہے، اس کا حکم مل جاتا ہے) تو ان کے دل کانپ جاتے ہیں (ڈرتے رہتے ہیں کہ معلوم نہیں جو عمل کیا ہے وہ اللہ کو پسند بھی آتا ہے

آیت نمبر (۲) وجلت قلوبہم = ذکر اللہ میں پہلی کیفیت ڈر کی ہوتی ہے پھر اس ذکر میں، جو ادب، پاس ادب ابھر کر آتا ہے اسے وجلت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اِیۡمَانًا وَّعَلٰی رَبِّہِمۡ یَتَوَکَّلُوۡنَ ۚ

یا نہیں) اور جب اس کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان اور بڑھ جاتا ہے (ایمان فروزاں ہوتا ہے، دل میں جلا آتی ہے۔ ایقان اور بڑھ جاتا ہے، ان کی نظر اسباب سے ہٹ کر مسبب ہی پر ٹھہرتی ہے) اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

۳۔ الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ؕ

(یہ وہ لوگ ہیں) جو نماز کو قائم رکھتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔

۴۔ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا ؕ لَہُمۡ دَرَجٰتٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ وَمَغۡفِرَۃٌ وَّرِزۡقٌ کَرِیۡمٌ ۚ

بلاشبہ یہی لوگ سچے مومن ہیں، ان کے لیے ان کے رب کے پاس بڑے مراتب ہیں اور مغفرت اور باعزت روزی ہے (ان کو اللہ رزق وہاں سے دیتا ہے جہاں سے ان کا سان دگمان بھی نہیں ہوتا اور عزّت کے ساتھ روزی عطا فرماتا ہے، سب سے بڑا رزق خود ان کا ایمان ہے، جس نے ان پر رحمتوں کے سب دروازے کھول دیئے ہیں)۔

مسلمانوں پر رزق کے در، حضور ﷺ کے یقین پر یقین کرنے ہی سے کھلے، اللہ رزق، عزّت، فتح ونصرت بھی مومن کو یوں ہی عطا کرتا ہے۔

۵۔ کَمَاۤ اَخۡرَجَکَ رَبُّکَ مِنۡۢ بَیۡتِکَ بِالۡحَقِّ ۪ وَاِنَّ فَرِیۡقًا مِّنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ لَکٰرِہُوۡنَ ۙ

جس طرح کہ آپ کا رب آپ کو آپ کے گھر (مدینہ) سے ایک حق کام کے لیے (ایک مقصد اعلیٰ کے لیے جس میں بے شمار حکمتیں مضمر تھیں) نکال لایا حالانکہ مسلمانوں کی ایک جماعت (اس سے) خوش نہ تھی۔ (ان کی طبیعتوں پر گھر سے نکلنا بار تھا)۔

آیت نمبر (۳) قائم کرنا یہ کہ نماز پر استقرار واستقامت آجائے۔ کوئی وقت ایسا نہ ہو کہ اللہ کو حاضر ناظر نہ جانیں۔ قلب ذکرِ دوام میں لگ جائے۔

آیت نمبر (۵) = اس سورۃ میں غزوۂ بدر کے واقعات کا بیان اس انداز سے ہے کہ مسلمان اپنی کوتاہیوں سے آگاہ ہوجائیں اور اصلاحِ حال کی طرف متوجہ ہوں۔ سرکار دوعالم ﷺ کی مکّی زندگی ظلم وستم کو صبر وسکون سے برداشت کرنے میں گزری۔ جب مدینہ ہجرت فرمائی تو وہاں مسلمانوں کی مدنی زندگی کا آغاز ہوا۔ اہلِ مکہ کی نظروں میں مسلمانوں کی یہ روزافزوں ترقیاں خار کی طرح کھٹکتی تھیں۔ وہ مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے کسی حیلہ کے منتظر تھے۔ ان کی سازشوں سے بچنے کا یہی طریقہ تھا کہ تجارتی شاہراہوں سے مسلمان ہمیشہ ہوشیار رہیں تاکہ تجارت کے بہانے حملہ نہ ہوسکے۔ یا کفار اپنی تجارت کے ذریعے اس قدر مضبوط ومستحکم نہ بن جائیں کہ مسلمانوں کو زک اٹھانا پڑے۔ چنانچہ ہجرت کے دوسرے سال ابوسفیان کی قیادت میں ایک قافلہ شام سے مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ یہ تجارتی مال و دولت سے لدا ہوا تھا۔ ابوسفیان کو اندیشہ تھا کہ مسلمان اس پر حملہ نہ کردیں اس لیے اس نے اہلِ مکہ کو دعوت دی کہ وہ ان کو مسلمانوں سے بچائیں سیکڑوں کفارِ مکہ جن کا تجارتی مال میں کچھ نہ کچھ حصہ تھا ابوجہل کی قیادت میں مسلح نکل کھڑے ہوئے۔ ایک جانب ابوسفیان کا قافلہ مال و دولت سے لدا ہوا۔ ایک جانب ابوجہل کی فوج۔ حضور مدینہ منورہ سے تین سو تیرہ مسلمانوں کے ساتھ نکلے۔ ابوجہل کی فوج تیزی سے مدینہ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ مسلمانوں کا مقابلہ اب اسی فوج سے تھا۔ بعض مسلمانوں کو اب بھی خیال ہوا کہ قافلہ لوٹ لیا جائے لیکن حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے حق کے مقابلہ میں باطل کو نیست ونابود کرنا تھا۔ اس آیت میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ مسلمان نکلے اور جو ہوا اس پر تاریخ شاہد ہے۔ اس سورت میں بدر کے متعدد عبرت آموز اور مسرّت آمیز واقعات کا ذکر آنے گا۔

جب جسم وجسمانیت سے زیادہ تعلق بڑھ جاتا ہے روحانیت کم ہو جاتی ہے۔

۶۔ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۞

وہ آپ سے حق بات میں اس (حق) کے ظاہر ہو جانے کے بعد جھگڑا (بحث مباحثہ) کرتے ہیں (یعنی جنگ بدر تو برحق تھی لیکن ان کا یہ عالم تھا) گویا وہ موت کی طرف ہانکے جا رہے ہیں اور (اس کو آنکھوں سے) دیکھ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا کہ وہ مسلمانوں کو ایک جماعت پر کامیابی عطا فرمائے گا، خواہ مسلح فوج سے مقابلہ کرلیں یا غیر مسلح دولت سے لدے ہوئے قافلہ سے۔ حضور کی خواہش کفار سے مقابلہ ہی کی تھی۔

۷۔ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۞

اور (وہ وقت یاد کرو) جس وقت اللہ تم سے (ابوسفیان اور ابوجہل کی) دو جماعتوں میں سے ایک (جماعت) کا وعدہ کر رہا تھا کہ وہ تمہارے ہاتھ لگے گی۔ اور تم چاہتے تھے کہ غیر مسلح جماعت تم کو ملے (یعنی ابوسفیان کے بے ہتھیار قافلہ پر حملہ کر کے مالِ غنیمت حاصل کرلو) اور اللہ چاہتا تھا کہ (مسلمان کافروں سے لڑیں اور حق باطل پر غالب آئے اور وہ) اپنے حکم سے حق کو حق کر دکھائے اور کافروں کی جڑ کاٹ ڈالے (ان کو نیست و نابود کر ڈالے)۔

۸۔ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۞

تاکہ حق کا حق اور باطل کا باطل ہونا ثابت ہو جائے اور خواہ یہ (ان) مجرموں پر کتنا ہی شاق گزرے۔

۹۔ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۞

(اور وہ وقت یاد کرو) جبکہ تم (دشمن کی فوج کی کثرت دیکھ کر) اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے پھر اس نے تمہاری فریاد رسی کی (اور فرمایا) کہ میں ایک ہزار لگاتار آنے والے فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔

۱۰۔ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ

اور یہ (فرشتوں کا بھیجنا) تو اللہ کی طرف سے ایک بشارت (خوشخبری) تھی۔ اور تاکہ اس سے تمہارے دلوں کو اطمینان ہو جائے (قوی طاقت پائیں) اور (یاد رکھو فرشتوں کا آنا تو ایک ظاہری سبب بنا دیا گیا ورنہ اصل فتح (و نصرت) اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ بے شک اللہ بڑا

عۡ ۱۰ ۱۵ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ۝ع زور آور حکمت والا ہے۔

(وہ اپنی حکمت سے جس سبب کو چاہے کامیابی کا ذریعہ بنا دے اصل میں غالب، زور آور وہی ہے اور یہ کارخانہ وہ اپنی قدرت وحکمت ہی سے چلاتا ہے)۔

دوسرا رکوع

گزشتہ رکوع اللہ کی حکمت پر ختم ہوا، اللہ تعالیٰ نے مومن کے اطمینانِ قلبی کے لیے فرشتوں کو بشارتوں کا حامل یا ان کا معاون بنایا۔ اب عالمِ قلب سے عالمِ ناسوت کا بیان ہوتا ہے۔ دلوں پر انوارِ الوہیت پڑے، اور ظاہر میں بھی رحمت آئی، پانی بھی برسا، ظاہری سبب مہیا کیے گئے، لیکن یہ صرف اس لیے تھا کہ اس کی ذات سے ایک "ربط" قائم ہو جائے۔ اس کی رحمت، اس کے تصوّر کے لیے وسیلہ بن جائے۔ قدم جمے رہیں، مومن کا رعب کافر کے دل پر چھا جائے اور رسول کا مقام قلبِ مومن پر منکشف ہو جائے اور یہ احسان ہے اللہ کا اہلِ ایمان پر۔ جو لوگ اب بھی رسالت کے منکر ہیں تو ان کو فیصلہ کا انتظار کرنا چاہیے اور جنھوں نے اس نکتہ ایمانی کو پالیا اللہ کا کرم ان کے ساتھ ہوگیا۔

۱۱۔ اِذۡ يُغَشِّيۡكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنۡهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيۡكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمۡ بِهٖ وَيُذۡهِبَ عَنۡكُمۡ رِجۡزَ الشَّيۡطٰنِ وَلِيَرۡبِطَ عَلٰى قُلُوۡبِكُمۡ وَيُثَبِّتَ بِهِ الۡاَقۡدَامَ ۝

(اور وہ وقت یاد کرو جب تم ریتلے میدان میں پانی نہ ہونے کے باعث پریشان تھے اور شیطان تمہارے دلوں میں طرح طرح کے وسوسے ڈال رہا تھا اس وقت کس طرح اللہ نے تمہاری دلجمعی اور اعانت فرمائی) جبکہ اس نے اپنی طرف سے تسکین کے واسطے تم پر غنودگی طاری کر دی اور (پھر جب تم کو غسل، وضو کے لیے پانی درکار ہوا تو) تم پر آسمان سے پانی اتارا۔ (بارش ہوئی) تاکہ اس کے ذریعہ تم کو پاک کر دے اور تم سے شیطانی نجاست (گندگی، اور وسوسے) دُور فرما دے۔ اور تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور

آیت نمبر (۱۱) جب اہل اسلام کا لشکر میدان میں پہنچا تو کفار نے پہلے سے اچھی جگہ اور پانی پر قبضہ جما رکھا تھا مسلمانوں کو ایسے ریگستان میں پڑاؤ ڈالنا پڑا جہاں پانی نہ گھاس۔ ریت ایسی کہ پاؤں دھنسے جاتے تھے۔ ادھر دشمن ہر قسم کی سہولت سے بہرہ ور اور تعداد میں بھی بہت زیادہ۔ مسلمان پیاسے اور تھکے ہوئے تھے۔ ساتھ ہی دشمن کا خوف بھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تکلیف کم فرمانے کے لئے ان سب پر ہلکی سی نیند طاری فرما دی جس سے ان کی تھکاوٹ دور ہوئی اور پیاس کا احساس کم ہوا۔ جب بیدار ہوئے تو نہانے دھونے، وضو کرنے اور پینے کے لئے پانی کی ضرورت محسوس ہوئی تو شیطان نے آکر ان کے دلوں میں وسوسے ڈالنے شروع کیے کہ تم خیال کرتے ہو کہ تم حق پر ہو اور تم میں خدا کا نبی ہے اور تم اولیاء اللہ ہو حالانکہ تمہارا حال یہ ہو رہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے بارش نازل فرمائی اتنی بارش ہوئی کہ وادی میں پانی ہی پانی ہوگیا۔ ریت بیٹھ گئی اور اس پر چلنا پھرنا آسان ہوگیا مگر جہاں کافر تھے وہاں کیچڑ ہی کیچڑ ہوگیا جس سے چلنا پھرنا دشوار ہوگیا۔ مسلمان خوب نہائے دھوئے، مشکیزے بھرے، جانوروں کو پلایا۔ اللہ کی اس خاص رحمت سے ان کے وسوسے دُور ہوئے اور دل کو اطمینان نصیب ہوا۔ بارش کا نزول اس رات میں ہوا جس کی صبح کو بدر کی لڑائی ہوئی۔

اس سے تمہارے قدم جمائے رکھے۔ (ریت پر قدم پھسلتے تھے پانی پڑنے سے جمنے لگے، اللہ کی رحمت کو دیکھ کر اس کی حضوری کا تصور آیا، دل مضبوط ہوگئے)۔

۱۲- اِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ اٰمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۚ

(اور وہ وقت بھی یاد دلایئے) جب آپ کا رب فرشتوں کو حکم دے رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس تم مسلمانوں کو ثابت قدم رکھو (ان کے دلوں کو اطمینان دلاؤ تاکہ وہ مستعدی سے لڑتے جائیں) عنقریب میں کافروں کے دلوں میں (مسلمانوں کی) دہشت ڈال دوں گا (وہ پریشان ہوجائیں گے) پس (اے مسلمانو!) تم ان (کافروں) کی گردنوں پر مارو اور ان کے پور پور پر مارو (گردنیں اڑا دو کہ فنا ہی ہوجائیں یا جوڑوں پر مارو کہ قیام و قرار جاتا رہے)۔

۱۳- ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ ۚ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَإِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ○

یہ (کافروں کو مارنا) اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی، اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو بیشک اللہ (اس پر) سخت عذاب کرنے والا ہے۔

اور اے کافرو

۱۴- ذٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكٰفِرِينَ عَذَابَ النَّارِ ○

اس (شکست) کا مزہ تم یہاں چکھ لو اور یاد رکھو کہ) کافروں کے لیے (آخرت میں) دوزخ کا عذاب (بھی تیار) ہے۔

۱۵- يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ۚ

اے ایمان والو جب میدانِ جنگ میں کافروں سے تمہارا مقابلہ ہوجائے تو ان سے پیٹھ مت پھیرو (جہاد میں پیٹھ دکھانا اور دشمن سے بھاگنا مسلمان کو روا نہیں)۔

۱۶- وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللّٰهِ وَمَأْوٰهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ

اور جو کوئی (جہاد میں) اس روز ان سے پشت پھیرے گا، بجز اس صورت کے کہ (اصولِ جنگ کے تحت) یہ ہنر ہو یا اپنی فوج میں جا ملنا (منظور) ہو، تو وہ اللہ کا غضب لے کر لوٹے گا۔ اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔

الْمَصِيرُ ○

۱۷- فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ ۚ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○

پس (اے مسلمانوں جنگِ بدر میں) تم نے ان کو نہیں مارا بلکہ اللہ نے انہیں مارا (قتل کیا) اور (اے رسول) جس وقت آپ نے مٹھی بھر خاک دشمن پر پھینکی تھی، آپ نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی (آپ اس کی تجلیوں کا مظہر ہیں اس لیے آپ کی بات کو اپنی کہتا ہے) اور (یہ سب اس لیے ہو رہا تھا) تاکہ ایمان والوں پر اپنی طرف سے خوب احسان فرمائے۔ بیشک اللہ بڑا سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے احسان ہی سے آزمائش کی کہ کس کے مشاہدہ میں اس وقت کیا آیا۔ یہ نفی و اثبات کے جلوے تھے جو بدر میں عام ہوئے "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ"

۱۸- ذَٰلِكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ مُوهِنُ كَيْدِ الْكَافِرِينَ ○

(اور بدر ہی پر کیا موقوف ہے) یہ تو ہو چکا آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا اگر تم نے سبب سے نظر اٹھا کر مسبب پر بھروسہ رکھا) اور (جان لو کہ) اللہ کافروں کی تدابیر کو ناکارہ کر دے گا۔ (سب ان کے منصوبے خاک میں ملا دے گا)

اے کفارِ مکہ تم پوچھا کرتے تھے کہ فیصلہ کب ہوگا سو تم نے ایک فیصلہ تو اس شکست کی صورت میں بدر میں دیکھ لیا۔

۱۹- إِن تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ ۖ وَإِن تَنتَهُوا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَإِن تَعُودُوا نَعُدْ وَلَن تُغْنِيَ عَنكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ○ ع ۹ ۱۶

اگر تم فیصلہ چاہتے ہو تو فیصلہ تو تمہارے پاس آپہنچا۔ اور (اب بھی) اگر باز آجاؤ تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اور اگر تم یہی (حرکتیں) کرو گے تو ہم پھر یہی (سزا) دیں گے، اور تمہاری جماعت تمہارے کچھ کام نہ آئے گی خواہ (کتنے ہی) زیادہ (لوگ) ہوں اور بے شک اللہ ایمان والوں کے ساتھ ہے۔

(یعنی جس طرح آج تمہارے مقابلہ میں مومنوں کی مدد فرما رہا ہے ایسے ہی ایمان والوں کی ہمیشہ مدد فرماتا رہے گا، اور تم کو اور تمہارے بعد آنے والے کافروں کو ان کے ہاتھوں دنیا میں بھی ذلیل ہونا

پڑے گا اور آخرت میں تو بہرحال رسواکن عذاب بھگتنا ہوگا۔

تیسرا رکوع

کافروں کی بدحالی اور رسوائی کے بعد ایمان والوں کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا حکم مانیں۔ رسول کے ساتھ رہیں کہ آپ ﷺ ہی کی صحبت سے صحابہ صحابہ ہو گئے۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا مقام پایا۔ ایمان کی دو شرطیں ہیں۔

(۱) اللہ کو ایک، یکتا، یگانہ ماننا، اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا۔

(۲) محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ کا سچا پیغمبر آخری نبی اور صاحب کتاب جاننا۔ اور اقرار باللسان، تصدیق بالقلب اور عمل بالارکان کرنا۔ اللہ و رسول کی اطاعت میں سر جھکائے رہنا، ہر آزمائش میں پورے اترنا، مال اولاد یا کسی چیز کو اللہ کی یاد میں حارج نہ ہونے دینا۔ دنیا کو آخرت کی کھیتی سمجھنا ظلم سے کنارہ کشی، کمزوروں کی امداد، امانت کی پاسداری بہر صورت قائم رکھنا تاکہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی ادائیگی حسن و خوبی کے ساتھ ہوتی رہے۔

۲۰۔ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ أَطِيعُوا۟ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَلَا تَوَلَّوْا۟ عَنْهُ وَأَنتُمْ تَسْمَعُونَ ۝

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور تم (ان کے احکام) سُن کر، (ان کی اطاعت سے) روگردانی نہ کرو۔ (آپ کے قول کو فعل میں لاؤ کہ سننا یہی ہے)۔

تم ان بت پرستوں کی طرح نہ ہو جاؤ جن کے کانوں میں آواز تو جاتی ہے لیکن وہ سنتے ہی نہیں۔

۲۱۔ وَلَا تَكُونُوا۟ كَٱلَّذِينَ قَالُوا۟ سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۝

اور (اے مسلمانو!) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور (درحقیقت) نہیں سنتے۔

وہ دراصل بہرے اور گونگے ہیں نہ ہدایت کی بات سنتے ہیں نہ زبان ہی سے تصدیق کرتے ہیں، ان کا حال تو جانوروں سے بھی بدتر ہے۔

آیت نمبر (۲۰) عنہ۔ کی ضمیر اللہ اور رسول ﷺ دونوں کے لیے ہے، گو مراد یہی ہے کہ رسول ﷺ سے جو اللہ کا حکم لاتا ہے روگردانی نہ کرو۔ سمع حقیقی کھلنے کے بعد مومن جو سنتا ہے وہ اس کے دل میں نقش ہو جاتا ہے۔

۲۲- اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ○

بے شک سب جانوروں سے بدتر اللہ کے نزدیک وہی بہرے گونگے (انسان) ہیں جو (حق بات کو) نہیں سمجھتے۔

۲۳- وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○

اور اگر اللہ ان (کے قلوب) میں خیر (نیکی و بھلائی) جانتا تو ان کو سنا دیتا (سننے کی توفیق بخشتا) اور اگر (ان کی اس بے رخی کے باوجود) سنا بھی دیتا تو وہ پھر اُلٹے پھرتے اور وہ بے رخی (ہی) سے کام لیتے۔

۲۴- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ○

اے ایمان والو اللہ اور رسول کا حکم مانو (اللہ اور رسول کی جو آواز تمہارے قلب میں ہے اس کو بھی سنو یعنی) جب وہ تم کو اس کام کی طرف بلائیں جس میں تمہاری زندگی ہے (تو ان کی آواز پر کان رکھو، ان کی طرف آجاؤ تاکہ حیاتِ جاودانی پاؤ، مستجاب الدعوات ہو جاؤ۔ جو مانگو اللہ عطا فرمائے گا زندۂ جاوید کیسے ہونا ہے؟ سلوک کیسے مکمل ہونا ہے؟) اور جان لو کہ اللہ انسان اور اس کے دل کے (ارادوں کے) درمیان حائل ہو جاتا ہے (اس کی خواہشات کو اس سے روک لیتا ہے اور رفتہ رفتہ انسان اپنے ارادہ کو اس کا تابع بناتا جاتا ہے، یہی سلوک حقہ ہے) اور یہ (بھی سمجھ لو) کہ تم (سب) اسی کے حضور حاضر کیے جاؤ گے۔ (وہاں تم کو اپنے اعمال کا جواب دینا ہو گا)

۲۵- وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○

اور (مسلمانو!) تم اس فتنے سے ڈرتے رہو جو خصوصیت کے ساتھ ان ہی لوگوں پر واقع نہ ہو گا جو تم میں سے گنہگار ہیں۔ (فتنہ و فساد کی حالت میں اچھے بُرے سب ہی مصیبت میں آجاتے ہیں) اور جان لو کہ بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

۲۶- وَاذْكُرُوْۤا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ

اور (وہ وقت بھی) یاد کرو جب تم (مکہ کی) زمین میں تھوڑی تعداد میں تھے اور کمزور شمار کیے جاتے تھے۔ تم (ہر وقت) ڈرتے رہتے تھے کہ لوگ (تمہارے دشمن) تم کو اچک (نہ) لیں (لوٹ کھسوٹ کر کے بے گھر نہ کر دیں) پھر اس نے تم کو (مدینہ میں) ٹھکانا دیا۔ اور اپنی مدد سے تم کو قوت بخشی اور پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں (یہ فراخی اور خوشحالی کی زندگی اس لیے عطا ہوئی) تاکہ تم (اللہ کا) شکر ادا کرو۔

تَشْكُرُوْنَ ○

سب سے بڑی شکر گزاری یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے حقوق جس طرح ادا کرنا چاہئیں اس طرح ادا کیے جائیں، حقوقِ الوہیت اور حقوقِ رسالت میں کہیں بے جا تصرف نہ کیا جائے۔

۲۷- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

اے ایمان والو اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرو (جو امانت تم کو اللہ اور رسول سے ملی ہے، قرآن، حدیث، احکامِ قرآن تمام دین کی باتیں۔ اس امانت کو اسی طرح اپنے بھائیوں کو اور قوموں کو پہنچاؤ۔ یہ اللہ اور رسول کا تم پر حق ہے) اور آپس کی امانتوں میں (بھی) خیانت نہ کرو (یہ تم پر اللہ کی مخلوق کا حق ہے) حالانکہ تم (حقوق اللہ وحقوق العباد دونوں خوب) جانتے ہو۔

سب سے پہلی چیز جو انسان کو غرور میں لاتی ہے وہ مال و دولت ہے اور جو آزمائش میں ڈالتی ہے وہ اولاد ہے۔

۲۸- وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○ ع ۳ ۹ ۱۷

اور جان لو کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں۔ اور (یاد رکھو کہ) بے شک اللہ کے پاس (تمہاری نیکیوں کا) بڑا اجر ہے (اگر مال کو اللہ کی راہ میں صرف کرو گے، اولاد کو اللہ کی ودیعت سمجھ کر پرورش کرو گے اور اپنے کو ان کا مربی سمجھ کر اس کا حکم بجالاؤ گے تو اجرِ عظیم پاؤ گے۔ ورنہ یہی چیزیں تم کو خرابی میں ڈال دیں گی)۔

چوتھا رکوع

گزشتہ رکوع میں آزمائش اور آزمائش میں کامیابی پر اجرِ عظیم کا ذکر تھا، یہاں ایمان والوں کو بتایا جا رہا ہے کہ اگر وہ اللہ سے ڈرتے رہیں گے تو انہیں حق و باطل میں فرق کرنے والی تمیز نصیب ہوگی، ہمیشہ فیصلہ ان کے حق میں ہوگا، بخشش ہوگی، اور اجر کے علاوہ فضل سے نوازے جائیں گے، ان کے دشمنوں کے مکر و فریب ان کو نقصان نہ پہنچا سکیں گے، ان کی مہمل طعنہ زنی خود ان کو حقیر کرے گی۔ وہ جس عذاب کے منتظر ہیں، وہ تو اس وقت تک نہ آئے گا جب تک حضور موجود ہیں اور مسلمان اللہ سے مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں لیکن ان کو دوسری صورت سے ذلیل و خوار کیا جائیگا، موت کے گھاٹ اتارے جائیں گے۔ غلبہ مسلمانوں ہی کو رہے گا۔ دنیا میں ان کی خباثت سے لوگ نالاں رہیں گے آخرت میں دوزخ ان کا

ٹھکانا ہوگی۔

۲۹- يَٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○

اے ایمان والو اگر تم اللہ سے ڈرتے رہوگے (ہر چیز کی ادائیگی سلیقہ سے کرنے لگوگے) تو تم کو تمیز فارق نصیب فرمائے گا۔ (حق و باطل میں فرق کرنے کی صلاحیت عطا ہوگی، اللہ کا فیصلہ تمہارے حق میں ہوگا، تمہارے دشمن ذلیل ہوں گے) اور تم سے تمہارے گناہ دُور کر دے گا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ بڑا ہی فضل کرنے والا ہے۔

اس سورہ میں چند آیات مکی ہیں، منجملہ یہ آیت " وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ ... " ہے جب کفارِ مکہ نے جمع ہو کر حضورؐ کو قتل کرنے کا ناپاک ارادہ کیا۔ اللہ نے آپؐ کو بذریعہ وحی آگاہ فرمایا آپ نے ہجرت فرمائی اور مدینہ تشریف لے آئے ان کی سب تدبیریں دھری رہ گئیں اور وہ جنھوں نے قتل کی سازش کی تھی خود ہی بدر میں قتل کئے گئے۔

۳۰- وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ○

اور (وہ واقعہ یاد کیجئے) جب کافر آپ کے متعلق تدبیریں کر رہے تھے کہ آپ کو قید کر دیں یا قتل کر دیں، یا (وطن سے) نکال دیں اور وہ اپنی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ اپنی تدبیر، اور اللہ کی تدبیر سب سے بہتر ہے۔ (کفار کی تدابیر، مکر و فریب، دھوکا تھا، اللہ کی تدبیر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانا کفار کو سزا دینا تھا، وہ خود اپنے جال میں پھنسے اور اپنے آپ کو بدر میں قتل کروایا، یہ ہے اللہ کی غالب تدبیر)۔

۳۱- وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ○

اور (اے رسول ان کفار کا تو یہ حال ہے کہ) جب ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سُنائی جاتی ہیں۔ تو کہتے ہیں (بس بس) ہم نے سُن لیا۔ اگر ہم چاہیں تو ہم بھی ایسی (آیتیں) کہہ لیں۔ یہ سوائے اگلے زمانے کے قصّوں (اور کہانیوں) کے ہے ہی کیا۔

۳۲- وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ

اور (ان کو یہ بات بھی یاد دلائیے) جب انہوں نے کہا تھا اے اللہ اگر یہی (دین، کتاب و صاحب کتاب) تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا ہم پر کوئی اور دردناک عذاب لے آ۔

اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○

یہ کمبخت اتنا نہیں سمجھتے کہ جب تک آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس اس دنیا میں موجود ہیں، اور آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تو بہت بڑی چیز ہے جب تک ان کے غلام کلمہ گو موجود ہیں اور گنہگار گنا ہوں پر نادم بخشش کے طلب گار ہیں اس طرح کا عذاب جیسا کہ دیگر قوموں پر آیا نہ آئے گا۔

۳۳۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○

اور (اے رسول) اللہ ایسا نہیں کہ جب تک آپ ان میں موجود ہیں اللہ ان پر عذاب کرے۔ اور اللہ ایسا بھی نہیں کہ انہیں عذاب دے درآنحالیکہ وہ بخشش کے طلبگار رہوں۔

اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر رحمت فرض نہ کرلی ہوتی۔ اور رحمت للعلمین کا پرتو رحمت اس درجہ عام نہ کردیا ہوتا تو تمہاری شقاوت قلبی اور ظلم نے اس کے عذاب کو دعوت دینے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔

۳۴۔ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْۤا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

اور (اب آپ کی ہجرت کے بعد) ان کے لیے کیا وجہ ہے کہ اللہ ان پر عذاب نہ کرے حالانکہ وہ (لوگوں کو) مسجد حرام (میں جانے) سے روکتے ہیں اور (جب کہ) وہ اس کے متولی بھی نہیں ہیں۔ اس کے متولی تو متقی ہی لوگ ہوتے ہیں لیکن ان میں اکثروں کو اس کی خبر نہیں۔ (نہ وہ اللہ کو پہچانیں اور نہ اس کے دوستوں کو جانیں)۔

اللہ کی معرفت تو اللہ والوں کے لیے ہے جو اس کی یاد میں مشغول رہتے ہیں لیکن جو اللہ اور اللہ والوں کی توہین کریں وہ اللہ کو کیا پائیں گے، کیا پہچانیں گے۔

۳۵۔ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○

اور ان لوگوں کی نماز خانہ کعبہ کے پاس بجز سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے نہ تھی، (یہ نہ خود عبادت کرتے ہیں نہ دوسروں کو عبادت کرنے دیتے ہیں) پس (روز قیامت ان سے کہا جائے گا کہ) جو کفر تم کیا کرتے تھے اس کے بدلہ عذاب (کا مزہ) چکھو۔

۳۶- إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ۝

بے شک جو لوگ کافر ہیں وہ اپنا مال اس لیے خرچ کرتے ہیں تاکہ وہ اللہ کی راہ سے (اسی کے بندوں کو) روکیں پس وہ (یوں ہی) ابھی اور خرچ کرتے رہیں گے۔ پھر یہ (مال کا خرچ کرنا) ان کے لیے (موجب) حسرت بن جائیگا پھر (آخر کار) وہ مغلوب ہوں گے اور جو کافر ہیں وہ (روز قیامت) دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے۔

۳۷- لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ ع ۹ ۱۸

تاکہ اللہ ناپاک کو پاک سے (کافر کو مومن سے) جدا کر دے۔ اور ناپاک (کافروں) کو ایک پر ایک رکھ کر ڈھیر لگا دے پھر اس مجموعہ (کفر) کو دوزخ میں جھونک دے۔ (جن کا حشر یہ ہوا) وہی لوگ خسارے (اور نقصان) میں رہے۔ (کہ دنیا میں بھی ذلت اٹھائی اور آخرت میں بھی عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے۔ دنیا و آخرت دونوں جگہ خسارہ میں رہے)۔

پانچواں رکوع

دنیا آزمائش اور مہلت کا مقام ہے، کافر اگر ایمان لائیں تو ان کے حق میں اچھا ہے، اگر وہ دین کی مخالفت میں سرگرم رہیں تو ان سے مسلمانوں کو جہاد کرنا ہے، حکمتِ عملی سے بھی مقابلہ کرنا ہے، بہر حال دین پھیلانے میں کوشاں رہنا ہے، اور اسی پر اللہ اپنی حمایت اور مدد کا وعدہ فرماتا ہے۔
اس رکوع میں نواں پارہ ختم ہوتا ہے دسویں کی ابتدا اسی چیز سے ہوتی ہے جس کے متعلق سورہ نازل ہوا، یعنی مالِ غنیمت، اس کے ضوابط کا بیان ہے اور مسلمانوں کی فتح کے سلسلہ میں جو اللہ کے احسانات اس کی مدد و نصرت ان کے ساتھ رہی ہے اس کا ذکر ہے۔

۳۸- قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ ج وَإِنْ يَعُودُوا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ ۝

آپ کافروں سے فرما دیجئے کہ اگر وہ (دین کی مخالفت، اصرارِ کفر سے) باز آجائیں تو جو کچھ ہو چکا ہے وہ (سب) انہیں معاف کر دیا جائیگا۔ اور اگر وہ پھر وہی کریں گے تو (ان کے ساتھ بھی وہ ہوگا جو) گزشتہ اقوام کا طریق پڑ چکا۔

۳۹۔ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

اور (اے مسلمانو!) تم ان (کافروں) سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فساد (باقی ہی) نہ رہے اور دین سب اللہ ہی کا ہو جائے، پھر اگر یہ (اپنی نافرمانیوں سے) باز آجائیں تو اللہ ان کے کاموں کو دیکھتا ہے (ان کی نیتوں کا محتسب تو اللہ ہے لیکن اگر وہ بظاہر بھی دین کی مخاصمت سے باز آجائیں تو ان سے قتال کی ضرورت نہیں)۔

۴۰۔ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ○

اور (اے مسلمانو!) اگر وہ روگردانی کریں۔ تو (خوب) جان لو کہ اللہ تمہارا مولا (کارساز، پروردگار، حمایتی) ہے کیا اچھا کارساز اور کیسا اچھا مددگار ہے۔

آیت نمبر (۳۹) صوفیائے کرام کی اصطلاح میں نفس اور روح کی لڑائی میں، نفس کو کافر، روح کو مومن کہتے ہیں مومن کو اپنے نفس کے خلاف برابر جد و جہد جاری رکھنا چاہیئے تاکہ وہ سراپا دین ہو جائے، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا دین مل جائے۔ حواس کو کافر اس لیے کہتے ہیں کہ وہ عادت پر لے جاتے ہیں۔ یہ نکتہ حضرت نے درس کے ساتھ فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ اس جہاد کی بھی توفیق دے۔ تاکہ باطل کے مقابلہ میں حق پر قیام و قرار نصیب ہو اور استقامت بر شریعت مل جائے۔

پارہ ۱۰

وَاعْلَمُوْٓا

۴۱ - وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

اور (اے مسلمانو!) جان لو کہ جو کچھ تم کو (مال) غنیمت حاصل ہو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کے واسطے اور (رسول کے) قرابت والوں کے لیے اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے لیے ہے، اگر تم کو اللہ پر اور اس چیز پر ایمان ہے جو ہم نے اپنے بندے پر (حق و باطل کے درمیان) فیصلہ کے دن، (یعنی جنگِ بدر کے دن فتح و نصرت) اتاری جس دن دونوں فوجوں میں مقابلہ ہوا اور (مسلمان تعداد میں کم، ہتھیار بھی ان کے پاس نہ ہونے کے برابر، کفار تعداد میں بھی زیادہ، ہتھیاروں سے لیس، لیکن فتح مسلمانوں ہی کی ہوئی، حقیقت یہ ہے کہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اگر مسلمانوں کو یہ یقین رہے کہ فتح اللہ کے حکم سے اور اس کی مدد ہی سے ہو سکتی ہے اور ہوئی ہے تو یہ خمس نکالنا ان پر بار نہ ہوگا۔ اس مالِ غنیمت کا بہر حال پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا ہے' دنیا میں جنگِ بدر نے حق و باطل میں تمیز کی۔ نفس و روح میں جب ٹکر ہوتی ہے جو غالب ہوتا ہے قلب اس کے ساتھ ہوتا ہے، اس وقت اللہ مردِ مومن اور اس کے ارادہ کے درمیان میں حائل ہوتا ہے اور اس کو نفس پر فتح ملتی ہے۔ یہ کامیابی بھی اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

ذرا یہ بھی غور کرو کہ کفار کو بدر میں کیسے پسپا کیا گیا، وہ کس ارادہ سے نکلے تھے، پھر کس طرح فوج لے کر آ گئے، تم کس ارادہ سے چلے تھے، مالِ غنیمت کی فکر میں تھے لیکن اللہ نے یہ صورت پیدا کی، تم ان کی تعداد اور سامانِ حرب سے خائف وہ تمہارے تقوی اور ایمان سے مرعوب، تم اس کنارہ پر وہ اس کنارہ پر۔ یہ صرف ظاہری طور پر نہ تھا بلکہ قلوب میں بھی یہ فرق تھا۔ سوچو اگر اللہ تم کو توفیقِ ارادہ بخش کر خود مدد نہ فرماتا تو حق و باطل کا یہ فیصلہ کیسے ہوتا یہ تاریخی یادگار کا دن، مسلمانوں کے لیے ہمیشہ کے واسطے حوصلہ افزائی کا دن کیسے بنتا۔

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ

جس وقت تم وادی کے اس کنارے پر تھے اور وہ (کفار) وادی کے

بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ۬ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ۝

دوسری جانب اور قافلہ (جس پر تم حملہ کرنے اور مال غنیمت لوٹنے کے لیے نکلے تھے وہ) تم سے نیچے تھا (تم سے بچتا ہوا چلا جا رہا تھا) اور اگر تم لڑائی کے لیے وقت (بھی) مقرر کرتے تو تم وقت مقررہ سے آگے پیچھے پہنچتے۔ (تمہارا ایک ساتھ وعدہ پر پہنچنا اور یوں جمع ہونا حُسنِ اتفاق نہ تھا) لیکن خدا کو منظور تھا کہ جو کام ہو کر رہنے والا تھا اسے پورا کر دے۔ تاکہ جس کو مرنا ہے وہ حجّت تمام ہونے کے بعد مرے اور جس کو جینا ہے وہ اتمامِ حجّت کے بعد جیے (کافر دیکھ لیں کہ اللہ اور اس کا رسول برحق ہے مسلمان "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پر ایمان و عمل سے حجّت قائم کر دیں) اور بےشک اللہ (مظلوموں کی، ایمان والوں کی فریاد) سننے والا جاننے والا ہے۔ (وہ صاحبِ قدرت، صاحبِ حکمت ہے جس کو جس طرح چاہتا ہے کامیابی عطا فرماتا ہے)۔

۴۳- اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ؕ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

(مثال کے طور پر وہ واقعہ یاد دلا دیجئے) جب اللہ نے وہ (کافر) آپ کو خواب میں تھوڑے سے دکھلائے اور اگر آپ کو بہت دکھلاتا تو (اے مسلمانو!) تم ہمت ہار جاتے (سستی اور بزدلی دکھلاتے) اور اس امر (یعنی لڑائی کے متعلق جھگڑا کرتے لیکن اللہ نے (مسلمانوں کو) بچا لیا بیشک اس کو دلوں کی بات خوب معلوم ہے۔

۴۴- وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ ع

اور (وہ وقت بھی یاد کیے جانے کے قابل ہے) جبکہ اس نے مقابلہ کے وقت (بھی) تمہاری آنکھوں میں وہ فوج تھوڑی سی دکھائی اور ان کی آنکھوں میں تم کو تھوڑا دکھلایا تاکہ (تم دونوں جنگ لڑنے میں مستعد رہو اور اس طرح) جو کام مقرر ہو چکا ہے وہ اللہ پورا کر ڈالے اور (بالآخر) سب کاموں کو (سب معاملات کو) اللہ ہی کی طرف رجوع ہونا ہے۔

چھٹا رکوع

مسلمانوں کا ایمان قائم ضرور رہتا ہے، لیکن ایمان کی کیفیات بڑھتی اور گھٹتی رہتی ہیں۔ اس

لیے مسلمانوں کو حکم ہے کہ ایمان کی حفاظت عمل سے کریں تاکہ ایمان فروزاں ہو۔ میدانِ جنگ میں بھی ہمت نہ ہاریں جب کہ بالآخر سب کو اللہ کے روبرو جانا ہے تو کیوں نہ جان کی بازی لگا کر ایمان کی حفاظت کریں تاکہ دشمنوں کے دلوں پر بھی ان کی دھاک بیٹھ جائے۔

مسلمانو! جس طرح میدانِ جنگ میں کفار کو مارتے ہو اسی طرح نفس کے تمام خطرات اور وسوسوں کو اللہ کے ذکر سے مار کر اللہ کی یاد قائم کرو۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، آپس کے تنازع اور بزدلی سے بچو۔ غرور کو کبھی پاس نہ آنے دو۔ شیطان کے فریب سے ہوشیار رہو۔

۴۵۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

اے ایمان والو! جب (کافروں کی) کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (کامیابی و کامرانی حاصل ہو)

۴۶۔ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ۖ وَاصْبِرُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝

اور اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تمہاری ہمت ٹوٹ جائے گی اور (کفار کے دل سے) تمہارا رُعب جاتا رہیگا۔ اور (ثابت قدمی میں جو گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے، اس وقت بھی) صبر سے کام لو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

۴۷۔ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝

اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو (اپنی عظمت) دکھانے کے لیے نکلے اور اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں (وہ اپنے غرور و تکبر و نمائش سے ہرگز اللہ کے فیصلے کو بدل نہیں سکتے) اور جو وہ کرتے ہیں اللہ اسے (اپنے علم و قدرت سے) گھیرے ہوئے ہے (سب کچھ اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ وہ ان کے اعمال کا احاطہ کیے ہوئے ہے اس سے نکل کر کہاں جائیں گے۔)

بدر میں اللہ نے دکھا دیا کہ کافروں کے غلط دعوے ان کی نمائش، ان کا رقص و سرود ان کا ناز و گھمنڈ کام نہ آیا، وہ موت کے گھاٹ اترے مسلمان غالب ہوئے لیکن مسلمان کو جو درس دیا جا رہا ہے وہ یہ کہ تم اپنے اعمال، اپنی نیتوں پر نظر رکھو اور تکبر سے بہرحال بچو۔

۴۸۔ وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ

اور جب شیطان نے ان (کافروں) کی نظر میں ان کے اعمال خوشنما کر دکھائے اور کہہ دیا کہ آج کے دن لوگوں میں سے تم پر کوئی غالب نہیں ہو سکتا

النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتَانِ نَكَصَ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكُمْ إِنِّي أَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ ۚ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ○ ع

اور میں تمہارا حمایتی ہوں پھر جب دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا تو وہ اُلٹے پاؤں بھاگ کھڑا ہوا اور بولا کہ میں تم سے بیزار ہوں میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہیں تو اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے ۔ (تم نے دیکھ لیا کہ بدر میں کیا ہوا شیطان کیسا بھاگا شیطان بھاگتا ہے ، اللہ کا بندہ سر دے دیتا ہے عہد کا پکا ہوتا ہے) ۔

ساتواں رکوع

منافقوں کو حیرت تھی کہ مسلمان ، جو اتنی بے سروسامانی کی حالت میں تھے ، کیسے کامیاب ہوئے ان منافقوں کو جو نہ اللہ تعالیٰ اور رسول صلعم پر بھروسہ کرتے ہیں اور نہ وہ اس کے ملائکہ پر ایمان رکھتے ہیں ، موت کے وقت جب توبہ کے در بند ہو چکے ہوں گے اپنے تکبّر اور انکار کی حقیقت معلوم ہو جائے گی ۔ یہ لوگ جانوروں سے بھی بدتر ہیں اگر یہ عہد شکنی کریں اور جنگ کے لیے آمادہ ہو جائیں تو انہیں ایسی سزا دی جائے کہ پھر یہ لوگ اس طرح عہد شکنی کی ہمت نہ کریں اللہ تعالیٰ کو دغا باز قطعی پسند نہیں ۔

۴۹ ۔ إِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ غَرَّ هَٰؤُلَاءِ دِينُهُمْ ۗ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ○

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب منافقین اور جن کے دل میں (کفر کی) بیماری ہے کہہ رہے تھے کہ ان (مسلمانوں) کو اپنے دین پر بڑا غرور ہے ، اور (حقیقت یہ ہے کہ) جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو (اللہ اس کے سب کام بنا دیتا ہے) اللہ زبردست حکمت والا ہے ۔

۵۰ ۔ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا ۙ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ○

اور اگر تم اس وقت دیکھو جب فرشتے کافروں کی جان قبض کرتے ہیں ، ان کے منہ اور ان کی پشت پر مارتے جاتے ہیں اور (کہتے جاتے ہیں لو ، اب) آگ کا مزہ چکھو ۔

اُس وقت ان سے کہا جائے گا ۔

آیت نمبر (۴۸) = شیطان سراقہ بن مالک کی صورت میں آیا پہلے ساتھ دیا پھر جب جنگ شروع ہوئی تو بھاگ کھڑا ہوا ۔ لوگ کہتے رہے کہ ہمیں سراقہ بن مالک نے ہرایا ۔

۵۱- ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

یہ بدلہ ہے اس کا جو تم نے اپنے ہاتھوں آگے بھیجا (تمہاری سزا خود تمہاری بداعمالیوں کا نتیجہ ہے) اور اللہ تعالیٰ ہرگز اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

کفر، شرک اور بداعمالیوں کی سزا کوئی نئی چیز نہیں، جب بھی قوموں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا ان کو گرفتارِ عذاب کیا گیا ہے۔

۵۲- كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

(ان کا حال بھی ایسا ہی ہے) جیسا حال فرعون کے لوگوں اور ان سے قبل کے لوگوں کا (ہوا) انہوں نے اللہ کی آیات سے انکار کیا سو اللہ نے ان کو ان کے گناہوں پر پکڑا بے شک اللہ بڑی طاقت والا اور سخت عذاب دینے والا ہے۔ (جس طرح مسلسل نافرمانیوں کے باعث فرعونیوں پر عذاب آیا تھا ویسا ہی انجام ان کا بھی ہوگا)

۵۳- ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ ۝

اس (عذابِ الٰہی) کا سبب یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کو ایک نعمت دے کر اس نعمت کو نہیں بدلتا (اس سے محروم نہیں کرتا) جب تک وہ خود اپنی حالت کو بدل نہ ڈالے (جب تک ایک قوم میں احساسات اور ادراکات قائم رہتے ہیں اس پر زوال نہیں آتا لیکن جب یہی بدل جاتے ہیں تو تغیّر آنا برحق ہو جاتا ہے کیونکہ تمام کارخانۂ عالم اللہ کی قدرت و حکمت سے چل رہا ہے) اور بیشک اللہ (مظلوم کی فریاد کو) سننے والا (اور سب کے دل کا حال) جاننے والا ہے۔

۵۴- كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝

(ان کا حال بھی ایسا ہی ہوا) جیسا حال فرعون کے لوگوں اور ان سے قبل کے لوگوں کا (ہوا۔ کہ) انہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں کو جھٹلایا (اس کے کلام، اس کے نبی، اس کی نشانیوں کی تکذیب کی) پس ہم نے ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کو ہلاک کر دیا اور فرعون کے لوگوں کو غرق کر دیا اور وہ سب (کے سب بڑے) ظالم تھے۔

در اصل ان کو انسان نہیں جانور سمجھنا چاہیے۔

۵۵- اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

بے شک اللہ کے نزدیک بدترین جانور وہ لوگ ہیں جو کفر کرتے ہیں، پھر وہ ایمان نہیں لاتے۔

ان میں تمیز حق و باطل بالکل مٹ چکی ہے، اب یہ ایمان کیا لائیں گے۔ اللہ کے نزدیک ایسے کافر جانوروں سے بھی بدتر ہیں کہ مقصدِ تخلیق ہی سے نا آشنا ہیں یہ عہد و پاسِ عہد کیا جانیں

۵۶- اَلَّذِیْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِیْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا یَتَّقُوْنَ ○

یہ وہ لوگ ہیں جن سے آپ نے (بارہا) معاہدہ کیا پھر وہ ہر مرتبہ اپنا عہد توڑ ڈالتے ہیں اور وہ اللہ سے نہیں ڈرتے۔

ان میں نیکی اور بھلائی کے احساسات بالکل فنا ہو چکے ہیں وہ معاہدہ کی عزت کو قائم رکھنا نہیں چاہتے۔

۵۷- فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِی الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ○

پس (اے مسلمانو) اگر تم کبھی ان (عہد شکنوں) کو لڑائی میں پاؤ (یعنی تم سے جنگ کے لیے تیار ہو جائیں) تو انہیں ایسی سزا دو کہ جو لوگ ان کے پشت پناہ ہیں وہ (بھی) بھاگ جائیں تاکہ ان کو عبرت ہو۔

۵۸- وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَیْهِمْ عَلٰی سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ ○ ع

اور اگر تم کو کسی قوم سے خیانت کا خوف ہو (دغا بازی کا خدشہ ہو) تو ان کا عہد ان کی طرف پھینک دو (اور عہد کا ہونا نہ ہونا باقی نہ رہے تم اور وہ) برابر (ہو جاؤ دغا بازوں کو ان کی دغا بازی کی سزا دو) بے شک اللہ دغا بازوں کو پسند نہیں کرتا۔

آٹھواں رکوع

کافر ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ وہ بچ کر نکل جائیں گے مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ جہاد کے لیے ہر ضروری تیاری کرتے رہیں خواہ وہ تربیت سے متعلق ہو یا سامانِ حرب سے یا سواری وغیرہ جمع کرنے سے۔ اس سب کی اللہ کے یہاں قدر ہے۔ تاکہ میدانِ جنگ میں ان کی دھاک بیٹھ جائے۔ وہ ظاہر کی اصلاح کریں اللہ سے لو لگائیں اللہ باطن کو سنوار دے گا مسلمانوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت ڈال دے گا۔ تاکہ بغض و عناد کی آگ بھی سینہ سے نکل جائے۔

۵۹- وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا یُعْجِزُوْنَ ○

اور کافر یہ نہ سمجھیں کہ وہ بچ کر نکل گئے ہیں (وہ اپنی دغا بازیوں سے مسلمانوں کو دھوکہ دے کر بھاگ نکلے) وہ لوگ (اللہ کو) عاجز نہیں کر سکتے۔

بدر و احد کا واقعہ ملا کر ذکر ہو رہا ہے۔ جب سامان نہ ہو اور میدان میں آجانا پڑے تو اللہ کافی ہے۔ جہاں تک ہو سکے سامان و اسباب کا مہیا کرنا ضروری ہے۔ فنونِ جنگ سیکھو، سامانِ حرب مہیا کرو تاکہ تمہاری دھاک دشمنوں پر بیٹھ جائے اسلام کا بول بالا ہو۔

۶۰- وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝

اور (مسلمانو!) جس قدر تم سے ہو سکے (اپنی) قوت سے اور سدھے ہوئے گھوڑوں سے (مقابلہ کے لیے) سامان تیار رکھو کہ اس (جنگی تیاری) سے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر تمہاری دھاک جم جائے اور ان کے سوا دوسروں پر جن کو تم نہیں جانتے (لیکن) اللہ ان کو جانتا ہے (ان پر تمہاری دھاک بیٹھ جائے) (اس مقصد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ انفرادی و اجتماعی قوت کو بڑھانے کے لیے مال و دولت خرچ کیا جائے) اور جو کچھ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اس کا تم کو پورا پورا بدلہ ملے گا اور تم پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا (نہ دنیا میں تمہارا حق روکا جائے گا اور نہ آخرت میں انعاماتِ فضل سے محروم رہو گے، جو خرچ کیا ہوگا اس سے کہیں زیادہ معاوضہ پاؤ گے۔)

۶۱- وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں (مائل ہوں) تو تم بھی صلح کی طرف جھکو (صلح اختیار کر سکتے ہو) اور اللہ پر بھروسہ کرو وہی سننے والا جاننے والا ہے۔

بات پانے کی یہ ہے کہ صلح ہو یا جنگ مسلمان کو بھروسہ اللہ ہی پر کرنا چاہیے۔

۶۲- وَاِنْ يُّرِيْدُوْا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور (اے رسول یہ دغا باز) اگر یہ چاہیں کہ آپ کو دھوکہ دیں تو آپ کے لیے اللہ کافی ہے اسی نے اپنی مدد سے اور ایمان والوں کے ذریعہ آپ کو طاقت بخشی۔

۶۳- وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

اور اسی نے ان کے (یعنی مومنین کے) دلوں میں (ایک دوسرے کی محبت) پیدا کر دی۔ اگر آپ جو کچھ زمین میں ہے سب (کچھ بھی) خرچ کر ڈالتے تب بھی ان کے دلوں میں الفت نہ ڈال سکتے، لیکن اللہ نے ان میں الفت پیدا کر دی، بے شک وہ بڑا زور آور حکمت والا ہے۔ (قلوب کو پھیرنا یہ اللہ ہی کا کام ہے، یہ اسی سے دعا کرنے سے پھرتے ہیں)۔

۶۴ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۟ ع

اے نبی! آپ کے لیے اللہ کافی ہے اور جو آپ کی پیروی کرنے والے مسلمان ہیں ان کے لیے بھی۔ (کہ اللہ اور بندے کے درمیان رسول ہی وسیلہ ہیں۔ رسالت پر ایمان ضروری ہے یہ خود ان کی نجات کے لیے ہے)۔

نواں رکوع

یہ سورہ تمام تر ترغیبِ جہاد اور قتال سے متعلق ہے، دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنے کے طریقے، اللہ پر بھروسہ، رضائے الٰہی کے لیے لڑنا، مال و دولت سے قطع نظر کرنا یہ وہ باتیں ہیں جو مسلمانوں کی قلیل تعداد کو دشمنوں کی کثرت پر غالب کرتی ہیں، بتایا گیا ہے کہ اللہ کی اعانت کس کس انداز سے آتی ہے، اس کی حکمت کس طرح کفّار کی قسمتوں کا فیصلہ کرتی ہے۔ اس رکوع میں خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کو جہاد کا شوق دلایا جارہا ہے اور اعانت کے وعدے کیے جارہے ہیں خصوصیت کے ساتھ اہم معاملات میں مشورہ کی تعلیم ہے۔

۶۵- يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۟

اے نبی، مسلمانوں کو لڑائی کی ترغیب دلائیے (ان سے فرما دیجئے کہ) اگر تم میں بیس (مسلمان) ثابت قدم رہنے والے ہوں تو وہ دو سو پر غالب ہوں گے اور اگر تم میں سو (مسلمان ثابت قدم رہنے والے) ہوں تو وہ ہزار کافروں پر غالب ہوں گے اس لیے کہ وہ (اہلِ کفر معاد کی) سمجھ نہیں رکھتے۔ (یہ لوگ موت سے ڈرتے ہیں ان کا اثاثہ دنیا کا مال ہے مسلمان سے اس حیاتِ مستعار کی جگہ جنّت اور حیاتِ جاودانی کے وعدے ہیں)۔

گزشتہ آیت میں جہاں ایک طرف مسلمانوں کو دس گنے پر فتح کا مژدہ تھا تو اسی قدر دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدم رہنے کا حکم، جو مسلمانوں کے لیے بڑی آزمائش تھی، اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ بوجھ ہلکا کر دیا اور ثابت قدم رہنے کا حکم اور فتح کا مژدہ دوگنی تعداد تک مقرر فرمایا۔

۶۶- اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا

اب اللہ تعالیٰ نے تم پر بوجھ ہلکا کر دیا اور جان لیا کہ (ابھی) تم میں کمزوری ہے پس اگر تم میں سو شخص ثابت قدم رہنے والے ہوں تو وہ دو سو پر غالب ہونگے اور اگر تم میں ہزار ہوں تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب ہوں گے اور اللہ

مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ہے۔ (وہ چاہے گا تو دس ہزار پر بھی فتح دے گا)۔

بدر میں جو ستر کافر مسلمانوں کے ہاتھ قید ہو کر آئے ان کے متعلق دو رائے تھیں ایک یہ کہ فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دیا جائے کہ اس وقت مسلمانوں کی مالی حالت بہت خراب تھی۔ اس وقت یہ اجازت تھی کہ کافروں کی طاقت توڑنے کے بعد پھر فدیہ لیا جا سکتا ہے۔ دوسری رائے یہ تھی کہ ان کو قتل کیا جائے۔ صلہ رحمی کی بنا پر اکثر صحابہؓ نے پہلی صورت پسند فرمائی حضرت عمرؓ نے دوسری رائے سے اتفاق فرمایا اللہ تعالیٰ بھی یہی فرماتا ہے۔

۶۷- مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ڰ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

نبی کے شایان شان نہیں کہ اس کے قبضہ میں قیدی (باقی) رہیں جب تک (کافروں کو قتل کر کے) وہ زمین پر (ایسا) خون نہ بہا دے (جس سے مسلمانوں کی دھاک بیٹھ جائے) تم لوگ دنیا کا مال و متاع چاہتے ہو اور اللہ تمہارے لیے آخرت (کی نعمتیں) چاہتا ہے اور اللہ زور آور حکمت والا ہے۔

باوجود اس خلاف اولیٰ بات کرنے کے جو نیک نیتی پر مبنی تھی اس نے درگزر کیا تم صاحب بدر ہو، تم کو پسند کر چکا ہے، جنت تمہارے لیے لکھ چکا ہے، لیکن ابھی کفار کا زور نہیں ٹوٹا اس لیے فدیہ لینا ذرا قبل از وقت ہے۔

۶۸- لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

اگر اللہ ایک بات پہلے سے لکھ نہ چکا ہوتا تو اس (فدیہ) لینے پر تم کو بڑی تکلیف پہنچتی۔

صحابہؓ محبت کے بندے تھے، کانپ گئے، مال و دولت سے دست بردار ہونے لگے کہ جس سے اللہ راضی نہ ہو وہ لے کر کیا کریں گے، اللہ کو یہی بات پسند آگئی، پچھلا بھی معاف ہوا، رحم کا وعدہ کیا گیا، اور اس مال کے متعلق بھی حکم ہوا کہ ضرور کھاؤ پیو۔

۶۹- فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ڮ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

سو جو کچھ تم کو غنیمت میں مال ملا ہے وہ کھاؤ حلال اور پاک سمجھو، کیوں اس سے ہاتھ کھینچتے ہو) اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

ع ۵ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ع

(نیت درست ہو، مقصد عزیز رہے تو مال و دولت سے نقصان نہیں پہنچتا۔ اسلام معاشرہ کی اصلاح، اصلاح تصوّر اور نیت پر قائم کرتا ہے "انما الاعمال بالنیات")

دسواں رکوع

ترغیب ہجرت، اور جہاد فی سبیل اللہ کے برکات کے بعد بدر کے قیدیوں میں بھی جو اسلام سے قلبی تعلق رکھنے والے تھے ان سے بھی وعدہ کیا جارہا ہے کہ اگر تمہارے دل میں واقعی اسلام کی محبت ہو تو وہ اللہ سے پوشیدہ نہیں ہوسکتی اس کا اجر ضرور ملے گا۔ اور جنھوں نے دغابازی اپنی عادتِ ثانیہ بنالی ہے انہیں اس کی سزا ملے گی، اس کے بعد مہاجرین اور انصار سے دین و دنیا کی فلاح وبہبود، کامیابی، کامرانی، بخشش اور عطا کے وعدہ پر سورہ ختم ہو رہا ہے۔

۷۰۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اے نبی! آپ ان قیدیوں سے جو آپ کے ہاتھ میں ہیں فرما دیجئے کہ اگر اللہ تمہارے دلوں میں نیکی جانے گا (یعنی اگر تمہارے دل میں نیک ارادے ہوں گے جن کا علم اللہ کو ہے) تو جو کچھ تم سے (فدیہ میں) لیا گیا ہے اس سے بہتر تم کو دے گا اور تمہیں بخش دے گا۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے (دنیا میں بھی تم کو نعمتوں سے نوازے گا اور آخرت میں بھی اپنی بخشش اور رحمت سے سرفراز فرمائے گا)۔

(اس آیت میں حضرت عباس کی طرف اشارہ ہے جنہوں نے اپنے اسلام کا اعلان کیا تھا۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ زندگی میں انہیں زرِ فدیہ سے کہیں زیادہ دولت ملی اور ان کی بزرگی ان کی آخرت پر شاہد ہے)۔

۷۱۔ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

اور اگر (ان قیدیوں کے ارادے بد ہیں اور) یہ آپ سے دغا کرنا چاہتے ہیں تو (آپ متعجب و کبیدہ خاطر نہ ہوں۔ ان کا تو یہ حال ہے کہ) وہ اس سے قبل اللہ سے دغا کرچکے ہیں، پس اس نے ان پر (آپ کو) قابو دے دیا اور اللہ سب کچھ جاننے والا بڑی حکمت والا ہے (وہ سب کے دلوں کا حال جانتا ہے اور اپنی حکمتِ کاملہ سے جو مناسب سمجھتا ہے کرتا ہے)۔

آنے والوں میں یہ بدر کے قیدی بھی ہیں جن میں اچھے بھی ہیں اور برے بھی یہ سب ہی مکہ سے آئے ہیں لیکن ایک وہ تھے جنہوں نے اسلام کے لیے وطن عزیز چھوڑا تھا دیکھو ان کا مرتبہ کیا ہے۔

۷۲- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰي قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور گھر بار چھوڑا، اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے لڑے، اور جن لوگوں نے (مہاجروں کو) جگہ دی اور (ان کی) مدد کی وہ لوگ ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور جو لوگ ایمان تو لائے لیکن گھر بار نہ چھوڑا تو جب تک وہ ہجرت نہ کریں تم کو ان کی رفاقت سے کوئی سروکار نہیں۔ (ہاں) اور اگر وہ دین کے کاموں میں تمہاری مدد چاہیں تو تم کو ان کی مدد کرنا لازم ہے سوائے ایسی صورت کے کہ اس قوم میں اور تمہارے درمیان معاہدہ ہو (جس کے مقابلہ میں وہ مدد کے طلبگار ہیں) اور اللہ جو تم کرتے ہو اس کو دیکھ رہا ہے (وہ تمہاری نیت و عمل دونوں سے واقف ہے)۔

۷۳- وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ۝

اور جو لوگ کافر ہیں وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں (مومن اور کافر میں فرق کرنا اور اپنے عہد کا پاس رکھنا ضروری ہے) اگر تم یہ نہ کرو گے تو زمین میں فساد پھیل جائے گا اور بڑی خرابی ہوگی۔ (ظلم پھیلے گا مظلوم کی داد رسی نہ ہوگی)۔

اس کے بعد مسلمانوں مہاجرین، انصار، کی پھر حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے، ان سے رزقِ کریم کے وعدے ہیں، جو دین و دنیا دونوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

۷۴- وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ

اور جو لوگ ایمان لائے اور گھر بار چھوڑا (یعنی ہجرت کی) اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جن لوگوں نے (مہاجروں کو) جگہ دی اور (ان کی) مدد کی بیشک وہی لوگ سچے مسلمان ہیں (گویا اللہ قسم کھا کر ان کے سچے مسلمان ہونے کی

حَقًّا ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ○

تصدیق فرماتا ہے اور وعدہ فرماتا ہے کہ) ان کے لیے (اللہ کے یہاں) بخشش اور (دین و دنیا دونوں جگہ) عزت کی روزی ہے ۔

اور یہ وعدہ انہیں کے لیے نہیں بلکہ جو بھی اور جب بھی اس فہرست مہاجرین وانصار میں شامل ہوتا جائے سب کے لیے یہی وعدہ ہے ۔

٧٥- وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ مِنْكُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○

اور جو لوگ اس (وقت یا زمانہ) کے بعد ایمان لائے اور گھر بار چھوڑا (ہجرت کی)، اور تمہارے ساتھ ہو کر لڑے وہ بھی تم ہی میں شامل ہیں بیشک تم سب بھائی بھائی ہو گئے اور تمہارے مال ایک دوسرے کے لیے اللہ نے جائز فرما دیئے جو حقوق مقرر کیے جا چکے ہیں ان میں سرمو فرق نہ آئیگا اور اللہ کے حکم کے مطابق (وراثت میں) رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں (ایک تمہارا عزیز ہجرت کر کے بعد میں آیا تو اس کا حق وہی ہو گا جو کتاب اللہ میں ہے بعد میں آنے سے اس کا حق مارا نہ جائے) بیشک اللہ ہر چیز سے خبردار ہے ۔

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ

مدنی ۔۔۔ ایک سو انتیس آیات ۔۔۔ سولہ رکوع

سورہ انفال جہاد اور قتال پر مشتمل تھا، جنگ کی حالت میں خواہ کتنے ہی نیک مقصد کے لیے ہو انسان کے قلب پر ایک جوش، تحرک، اور ایک طرح کے غصہ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے یہ سورۂ توبہ مومنوں کے قلب کی گھٹن اور ان کے غصہ کو دُور فرماتا ہے، دلوں کو ٹھنڈا کرتا رہے گا گویا توبہ مومنوں کے جی کی ٹھنڈک ہے ۔ انسان جب عملی جدوجہد میں ہوتا ہے اسے اپنے افعال کا بروقت جائزہ لینے کا موقع نہیں ملتا، فراغت کے بعد جب اپنے اعمال کا جائزہ لیتا ہے خیال آتا ہے کہ فلاں موقع پر فلاں لفظ، فلاں بات، فلاں حرکت، کچھ غلط تو نہیں ہوئی اس کا قلب مکدّر ہونے لگتا ہے ۔ اس وقت توبہ اس کے قلبی انتشار کو دُور کرتی ہے وہ اللہ سے اپنے ہر قول و فعل سے استغفار کرتا ہے اور اس کے دل کو سکون نصیب ہو جاتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے استغفار کی طرف ہر مسلمان کو خصوصی توجہ دلائی اور اس اشارہ کو پا کر صوفیائے کرام نے

اسے سلوک کا پہلا اہم زینہ تصوّر فرمایا۔ اور کسی منزل میں بھی اس کو نہ بھولے۔

اس سورت کو سورہ براءۃ بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں ان معاہدوں کے منسوخ ہونے کا بھی ذکر ہے جو مشرکین عرب کے ساتھ کیے گئے تھے۔ کلام پاک کی یہ واحد سورت ہے کہ اس سے قبل بسم اللہ نہ لکھی گئی حضور نے اس کا حکم نہ دیا لیکن حکم نہ فرمانا بھی مصلحت پر مبنی ہے۔ درحقیقت یہ سورۂ توبہ سورۂ انفال کا ضمیمہ یا تکملہ ہے۔ مضامین کے اعتبار سے بھی دونوں سورتوں میں ایک خاص ربط ہے جنگ کے واقعات، منافقوں کی دغابازیاں، صحابہ کی جاں نثاریاں اور اسلام کی فتح کے وہ نقشے ہیں جو قلوب میں ایمان کو تازہ کرتے ہیں۔ اور منافقانہ اور مشرکانہ سازشوں کے مقابلہ میں عملی طریقۂ کار کو واضح کرتے ہیں تاکہ لوگ اخلاق محمدی سے غلط فائدہ نہ اٹھا سکیں۔

۱۔ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ؕ

(مسلمانو!) جن مشرکین سے تم نے (صلح کا) معاہدہ کیا تھا۔ اب اللہ اور رسول کی طرف سے ان کے لیے صاف جواب ہے (تم اب اپنے عہد سے بری الذمہ ہو)

قریش مکہ نے خود بدعہدی کی، مسلمانوں کو قتل کیا لیکن اس کے باوجود درگزر سے کام لیا جارہا ہے، چار ماہ تک کفار کو مہلت دی جارہی ہے آیت کے نزول کے بعد آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کے امیرالحج بن کر روانہ ہو جانے کے بعد ان آیات کے اُترنے پر یہ آیات دے کر حضرت علی کو مکہ بھیجا تاکہ اعلان کر دیں کہ ان پر اچانک حملہ نہیں کیا جائیگا چار ماہ کی مہلت ہے، اب بھی موقع ہے کہ کفار اپنی شرمناک بدعہدیوں اور اللہ کی نافرمانیوں سے باز آجائیں وہ اللہ اور اس کے رسول کو عاجز نہیں کرسکتے۔

۲۔ فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ ○

پس (اے مشرکو) چار مہینے زمین پر (اور گھوم) پھر لو (اس کے بعد جنگ کا سامنا ہوگا) اور جان لو کہ تم اللہ کو ہرگز عاجز نہ کرسکوگے اور بلاشبہ اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔

۳۔ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِىْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ۵ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا

اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن لوگوں کو اعلان عام ہے کہ اللہ مشرکین سے الگ ہے اور اس کا رسول بھی۔ اب بھی (اے قریش مکہ) اگر تم توبہ کرلو تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر تم نے روگردانی کی تو جان لو کہ تم اللہ کو ہرگز عاجز نہ کرسکوگے اور کافروں کو دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دو (خوش خبری طنزاً فرمایا گیا کہ وہ دراصل اسی کے کوشاں ہیں جب کوشش ہی

أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ ۙ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ○

اسی کی کر رہے ہیں تو مطلوب کے ملنے کی خبر، خوشی کا باعث ہونا چاہیے۔)

۴۔ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ○

مگر ہاں جن (مشرکوں) سے تم نے عہد کیا تھا پھر انہوں نے اس عہد (کے پورا کرنے) میں تمہارے ساتھ کوئی کوتاہی نہ کی اور نہ تمہارے مقابلہ میں کسی (مخالف) کی مدد کی تو ان سے ان کی مدتِ معینہ تک ان کے معاہدہ کو پورا کرو بے شک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے (ایک حد پر آکر ٹھہر جانے کی تمیز رکھنے والے، ایمان کے اقرار کے بعد اس کے ارکان کو ادا کرنیوالے، متقی ہیں جن کو اللہ پسند فرماتا ہے)۔

۵۔ فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○

پس جب وہ حرمت کے مہینے (جس میں جنگ کی ممانعت کی گئی ہے) گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور ان کو پکڑو اور ان کو گھیرو اور ہر جگہ (ہر راستہ کے موڑ پر) ان کی تاک میں بیٹھو۔ پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیا کریں تو ان کا راستہ نہ روکو (ان کو آزاد رہنے دو) بے شک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے (دیکھو آیت میں توبہ کے بعد ارکانِ ایمان، یعنی نماز و زکوٰۃ سے ایمان کا ذکر فرمایا گیا)۔

۶۔ وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ ○ ع

اور اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے دو تاکہ وہ اللہ کا کلام سُن لے۔ پھر اس کو اس کی امن کی جگہ (اس کے گھر) پہنچا دو۔ یہ اس لیے کہ وہ لوگ ایک بے علم قوم ہیں (ان کو موقع دو کہ اسلامی تعلیم سنیں سمجھیں اور غور کریں)۔

دوسرا رکوع

مسلمانوں کو ہر طرح صبر، تحمل سے کام لینے، معاہدہ کی ایک حد تک پابندی، حکمت کے

ساتھ تبلیغ، کا درس دیا گیا اب یہ امر واضح کیا جا رہا ہے کہ مؤمن کا مشرک سے معاہدہ کیونکر ہو سکتا ہے دونوں بہرحال اپنی اپنی کیفیات پر رہیں گے اور ان دونوں کے درمیان نور و ظلمت، حق و باطل کا فرق ہے۔

۷۔ كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ○

(ذرا سوچو کہ) اللہ کے نزدیک اور اس کے رسول کے نزدیک مشرکین کا عہد کیونکر (قائم) رہے گا (جب کہ وہ خود اپنا عہد توڑتے رہتے ہیں) البتہ جن لوگوں سے تم نے مسجد حرام کے پاس عہد کیا تھا جب تک وہ تمہارے لیے (اپنے عہد پر) قائم رہیں تم بھی ان کے لیے (عہد پر) قائم رہو بیشک اللہ پرہیزگاروں کو (احتیاط کرنے والوں کو) پسند کرتا ہے۔

آئندہ آیت میں ان مشرکوں کے قول و قرار کا راز فاش کیا جا رہا ہے۔

۸۔ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ○

(بھلا ان عہد شکنوں سے کیونکر (پاس عہد کی توقع ہو سکتی ہے) حالانکہ اگر وہ تم پر قابو پا جائیں تو نہ تمہاری قرابت کا لحاظ کریں اور نہ (اپنے) عہد کا (ان کا تو یہ حال ہے کہ وہ زبانی باتوں سے تم کو راضی رکھتے ہیں اور (خود) ان کے دل (ان کی باتوں سے) انکار کرتے ہیں، اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔ (عہد کرتے ہیں پورا نہیں کرتے، جھوٹ بولتے ہیں، ان کے دل میں کچھ اور زبان پر کچھ ہوتا ہے)۔

۹۔ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

(یہ مشرکین وہ ہیں کہ) انہوں نے آیات الٰہی (کو بیچ کر ان) کے بدلے میں (دنیا کا) تھوڑا سا فائدہ خریدا پھر لوگوں کو اس کے راستہ سے روکا بیشک بہت برا ہے جو کچھ یہ کر رہے ہیں۔

۱۰۔ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ○

(یہ مشرک اور فاسق) کسی مومن کے حق میں نہ رشتہ داری کا پاس (و لحاظ) کرتے ہیں اور نہ عہد کا۔ اور یہ تو حد سے تجاوز کرنے والے لوگ ہیں۔

۱۱۔ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

پھر (بھی) اگر یہ توبہ کر لیں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں تو (ان

وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○

کو معاف کر دو) یہ دین میں تمہارے بھائی ہیں (تمہارے ساتھ ایک راہ پر روشنی حاصل کرنے، تجلّی پانے کے لیے چل رہے ہیں ان کو ساتھ لیے چلو) اور ہم اپنی آیتوں کو سمجھنے والوں کے لیے کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔

۱۲- وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِىْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ○

اور اگر وہ عہد کرنے کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین پر طعن (تشنیع) کریں تو ان کافروں کے سرداروں سے لڑو بے شک ان کی قسموں کا کچھ اعتبار نہیں تاکہ وہ لوگ اپنی حرکتوں سے باز آجائیں۔

۱۳- اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

(بھلا) تم ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور رسول کو وطن سے نکالنا چاہا، اور انہوں نے تم سے پہلے چھیڑ کی کیا تم ان سے ڈرتے ہو۔ حالانکہ اللہ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر تم صاحب ایمان ہو۔ (جب اہل مکہ نے چھیڑ چھاڑ کی، اور صلح حدیبیہ کے بعد عہد شکنی کی تو دورِ نبوی کے مسلمانوں نے قتال سے دریغ نہ کیا۔ آج بھی مسلمانوں کے لیے اس میں بڑی نصیحت ہے)

یہ اندازِ بیان اس لیے بھی ہے کہ ہر زمانہ میں مسلمان ایسے موقعوں پر بہت ہوشیار رہیں، خوفِ خدا کو ہاتھ سے جانے نہ دیں، دوسروں کا خوف دل میں نہ آنے دیں تاکہ غیر اقوام ان پر ظلم نہ کر سکیں۔

۱۴- قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ○

تم ان (کافروں) سے لڑو اللہ تمہارے ہاتھوں ان کو عذاب دے گا اور اُن کو رسوا کرے گا اور تم کو ان پر غالب کرے گا اور (بڑا انعام یہ ہے کہ) ایمان والوں کا جی ٹھنڈا کر دے گا۔

۱۵- وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○

اور ان کے دل کی جلن دُور فرمائے گا اور اللہ جس پر چاہے گا رحمت سے توجہ فرمائے گا اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔

۱۶- اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ ع ۲/۱۰ ۸

کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم یوں ہی چھوڑ دیئے جاؤ گے ۔ حالانکہ ابھی اللہ نے ان لوگوں کو جنھوں نے تم میں سے جہاد کیا (ان کے عمل سے) جانا ہی نہیں اور (نہ یہ آزمائش ہوئی کہ) اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو چھوڑ کر کسی (اور) کو تو انہوں نے دلی دوست نہیں بنایا اور اللہ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے ۔(تم جو کچھ کرتے ہو جس ارادہ سے کرتے ہو اللہ اس سے واقف ہے البتہ دنیا میں آزمائش ضروری ہے دیکھنا چاہتا ہے کہ کون اپنے عمل سے اس آزمائش میں پورا اترتا ہے)

تیسرا رکوع

سورہ کی ابتداء میں کفار سے برأت کا ذکر ہوا اور اس کی تائید کی گئی پھر ان کی وہ برائیاں بیان کی گئیں جن کے پیش نظر یہ برأت ضروری ہوئی اس کے بعد مشرکین کے شبہات کا جواب دیا جا رہا ہے ۔ مشرکوں نے اپنے بعض اچھے کاموں کا ذکر کرکے اس برأت کو ناجائز ٹھہرانے کی کوشش کی انہوں نے کہنا شروع کیا کہ چونکہ ہم حاجیوں کو پانی پلانے والے ، مسجد حرام کو بنانے اور آباد رکھنے والے ہیں اس لیے کعبہ میں مسلمانوں سے ہمارا اختلاط برقرار رہنا چاہیے ۔اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ۔

۱۷- مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝

(یہ) مشرکوں کا کام نہیں کہ خدا کی مسجدوں کو آباد کریں جب کہ وہ خود اپنے اوپر کفر (یعنی اپنے کو کافر) تسلیم کر رہے ہیں ان لوگوں کے (سب) اعمال اکارت گئے ، اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے ۔(نارِ دوزخ ، نارِ جدائی ان کا نصیبہ ہے)

۱۸- اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ قف فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝

اللہ کی مسجدیں (تو) وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے ، اور نماز کو قائم رکھتا اور زکوٰۃ دیتا ہے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا ۔(دل سے اللہ کو یاد کرنے والا شخص ہی مسجد کی رونق اس کی آبادی کا موجب بن جاتا ہے) پس امید ہے کہ یہی لوگ ہدایت پائیں (مقصود کو پہنچیں) ۔

شانِ علی مرتضیٰ کا ذکر کیا جارہا ہے جب کہ بعض لوگوں نے جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے اپنی خدماتِ کعبہ پر فخر کیا تھا، ماقبل آیت سے عجب لطیف تعلق ہے۔

۱۹۔ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاۗجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور خانۂ کعبہ کو آباد کرنا (یعنی وہاں لوگوں کے لیے عبادت کا بندوبست کرنا) اس (عابد کی عبادات) کے برابر کردیا جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ اللہ کے نزدیک یہ (دونوں قسم کے) لوگ برابر نہیں ہیں ۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

وقف لازم

۲۰۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝

(یاد رکھو کہ) جو لوگ ایمان لائے، اور انھوں نے گھر چھوڑے اور اللہ کی راہ میں مال و جان سے جہاد کرتے رہے، اللہ کے یہاں ان کے درجے بہت بڑے ہیں اور وہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں (کسی مقام پر پہنچے ہوئے ہیں)۔

ان کی مراد، ان کے مقام کی بشارت اللہ دیتا ہے۔

۲۱۔ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝ۙ

خوش خبری دیتا ہے ان کو، ان کا پروردگار اپنی طرف سے رحمت کی، اور (اپنی) رضا کی اور ان باغوں کی جن میں ان کے لئے دائمی نعمتیں ہیں۔

۲۲۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ بے شک اللہ کے پاس (ان کے لیے) اجرِ عظیم ہے (دیدار کی نعمت ہے)

۲۳۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَاۗءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَاۗءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَي الْاِيْمَانِ ۭ

اے ایمان والو اگر تمہارے باپ (دادا) بھائی (بہن) کو ایمان کے بجائے کفر عزیز ہو تو تم ان کو اپنا رفیق نہ بناؤ۔ (کفر کو دوست رکھنے والا مومن کا دوست کیسے ہوسکتا ہے کفر و ایمان میں تو بَیر ہے) اور جو کوئی تم میں سے ان کو دوست رکھے گا سو وہی لوگ ظالم ہیں جو رفاقت کا صَرف غلط جگہ پر کر رہے

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

ہیں دین و دنیا کا خسارہ لے رہے ہیں۔

۲۴۔ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ٱقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○ ع

(اے رسول آپ ان لوگوں سے، فرما دیجئے، اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے خاندان کے لوگ (معاشرے والے) اور وہ مال جو تم کماتے ہو اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تم کو خوف ہے اور وہ مکانات جو تم پسند کرتے ہو، تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو تم منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے اور (خوب سمجھ لو کہ) اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

چوتھا رکوع

مسلمانوں کی جو تائید غیبی بدر اور حدیبیہ وغیرہ میں ہوئی اس سے بعد اب غزوۂ حنین کا ذکر ہے۔ حنین ایک وادی مکّہ اور طائف کے درمیان تھی، مسلمانوں کے لیے جنگِ حنین سبق آموز بھی ہے اور نصرتِ الٰہی کی بہترین مثال بھی۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کو اپنی کثرتِ تعداد پر ناز ہو گیا، پہلے فتح بھی ہوئی لیکن پھر فتح نے شکست کی صورت اختیار کی حضور کے ہزاروں ساتھیوں کے پیر اکھڑ گئے ان کی ہمت ٹوٹ گئی۔ صرف رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلّم اور حضور کے کچھ صحابہ، میدانِ کارزار میں چٹان کی طرح جمے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر آگے بڑھتے رہے اور مسلمانوں کو اپنے پیغام کی صداقت اور اللہ کی طرف بلاتے رہے مسلمان واپس ہوئے اللہ تعالیٰ نے غیب سے مدد کے سامان مہیّا فرما دیئے اور مسلمانوں کو کامیابی نصیب ہوئی اور شکست فتح کی صورت میں بدل گئی۔

۲۵۔ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ

بے شک اللہ نے بہت سے موقعوں پر تمہاری مدد فرمائی اور (جنگِ) حنین کے دن (بھی) جب کہ تم اپنی (فوج کی) کثرت پر اترا گئے پھر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی۔ اور زمین باوجود اپنی کشادگی کے تم پر تنگ

عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝

ہوگئی تھی (تمہیں بھاگنے کا راستہ نہ مل رہا تھا اور دشمن کی تیروں کی بوچھار سے تم کو پناہ کی جگہ نہ مل رہی تھی) آخر تم پیٹھ دکھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

۲۶۔ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝

پھر اللہ نے اپنی طرف سے اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر تسکین نازل فرمائی اور (ایسی ملائکہ کی) فوجیں اتاریں جن کو تم دیکھ نہ سکے اور (اس طرح) کافروں کو عذاب دیا اور کافروں کی یہی سزا ہے۔ (تم نے جماعت کی کثرت پر ناز کیا تھا، وہ جماعت تمہارے کام نہ آئی، اللہ کے رسول کو اللہ بس تھا اس نے اس کی غیب سے مدد فرمائی اور کافروں کو وہ سزا دی جس کے وہ مستحق تھے)۔

بہت سا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا، جس میں ہزاروں اونٹ بھیڑ بکری تھے اور بڑی تعداد میں کافر قید ہوئے۔ بہت سے کافر یہ حیرت انگیز فتح دیکھ کر اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے انہوں نے ایمان کی دولت پائی۔

۲۷۔ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

پھر اللہ جس کو چاہتا ہے اس کے بعد توبہ نصیب فرماتا ہے (مہربانی سے اس کی طرف توجہ فرماتا ہے) اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

خانۂ کعبہ کی فتح کے بعد سنہ ۹ ہجری میں اعلانِ عام ہوگیا۔

۲۸۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اے ایمان والو! یہ مشرک پلید (گندے ناپاک) ہیں پس اس سال (نویں ہجری) کے بعد وہ مسجدِ حرام کے نزدیک نہ آنے پائیں، اور اگر تم کو مفلسی کا ڈر ہے (یعنی اگر وہ نہ آئے تو پھر یہاں مال و دولت کون خرچ کرے گا تو اس خیال کو دل سے نکال دو) اگر اللہ چاہے گا تو تم کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔ (اس کی عطا کو کون روک سکتا ہے) بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے (جزیرۃ العرب کو کفار سے پاک کرنے کا یہ پہلا حکم تھا)۔

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○

افلاس کا خوف تو الگ رہا تم ان منکرینِ حق سے لڑنے میں دریغ نہ کرو یہاں تک کہ وہ جزیہ دیں اور تمہارے دست نگر ہوں۔

۲۹۔ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ○ ع ۵

(اے مسلمانو!) اہلِ کتاب میں سے ان لوگوں سے لڑو جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور جس کو اللہ اور اُس کے رسول نے حرام کیا ہے اسے حرام نہیں جانتے اور نہ سچا دین (ہی) قبول کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے (تم کو) جزیہ دیں۔

پانچواں رکوع

اہلِ کتاب میں منکرینِ حق کا تو یہ حال ہے کہ یہود نے حضرت عُزیر کو اور نصرانیوں نے حضرت مسیح کو اللہ کا بیٹا بنا لیا ہے، حالانکہ وہ اپنے انبیاء کی تعلیم سے واقف ہیں اور جانتے ہیں کہ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے وہ پاک بے نیاز ہے، اس کے ساتھ کسی کو ملانا کیا معنی، یہ تو بڑا ہی ظلم ہے۔ یاد رہے کہ وہ اپنی پھونکوں سے اسلام کا چراغ بجھا نہیں سکتے۔ دینِ اسلام کا غلبہ برحق ہے اگر اہلِ کتاب کے عوام اور درویش حرام کی طرف مائل ہو گئے تو اس کی سزا ان کو مل کر رہے گی۔

۳۰۔ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ٌابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○

اور یہود نے کہا کہ عُزیرؑ اللہ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ نے کہا مسیحؑ اللہ کے بیٹے ہیں، (ان کے پاس عقلی و نقلی کوئی دلیل نہیں، جس کی بنا پر وہ ان پیغمبروں کو خدا کا بیٹا کہہ سکیں) یہ ان کی مہمل باتیں ہیں۔ اُن ہی کافروں کی طرح یہ باتیں بنانے لگے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں (جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں مانتے تھے) اللہ ان کو غارت کرے یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ -۳۱

ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو اپنا پروردگار بنا یا ہے اور مسیح ابن مریم کو بھی (اسی فہرست میں لے آئے ہیں) حالانکہ ان کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ ایک ہی خدا کی بندگی کریں ، اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ وہ اس سے پاک ہے جسے وہ اس کا شریک بناتے ہیں۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِــُٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝

(دشمنانِ اسلام) چاہتے ہیں کہ اپنی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں (اسلام کے چراغ کو گل کر دیں) اور اللہ اپنے اس نور (اسلام) کو پھیلائے بغیر نہ رہے گا۔ خواہ یہ کافروں پر کتنا ہی شاق گزرے۔

دین اسلام کے پھیلنے کا تو مکمل انتظام ہو چکا ہے۔

-۳۲ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

(اللہ) وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق (یعنی اسلام) کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کر دے خواہ مشرکین پر کتنا ہی شاق گزرے۔ (یہ ٹکڑا دوبارہ آیا۔ پہلے ان کی ناکامیابی کے سلسلہ میں پھر اسلام کے فروغ کے بعد کہ دونوں باتیں کافروں پر شاق ہیں)۔

-۳۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ

-۳۴ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

النصف

اے ایمان والو! (اہل کتاب کے) بہت سے عالم اور درویش لوگوں کا مال ناحق کھاتے ہیں اور (لوگوں کو) خدا کی راہ سے روکتے ہیں۔ اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے رہتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے سو ان کو درد ناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔ (اس عذاب سے ان کا مال و دولت ان کو نہ بچا سکے گا)

۳۵- يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ○

جس دن (دوزخ کے فرشتے) سونے اور چاندی کو دوزخ کی آگ میں تپائیں گے پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغیں گے (اور کہیں گے) یہ وہ (خزانہ) ہے جو تم نے اپنے واسطے جمع کر کے رکھا تھا اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔ (پیشانی اس لیے داغی جائے گی کہ اس نے اس کو بندگی کی حلاوت سے محروم رکھا، پہلو اور پیٹھ اس لیے کہ دولت کے نشہ میں دوسروں کے دکھ درد سے غافل پڑا رہا)۔

گزشتہ آیات میں اہل کتاب کے باطل عقائد، حصول معاش کے مہلک طریقے اور ان کے اثرات سے متنبہ کیا گیا، چونکہ یہ سورہ جہاد سے متعلق ہے اور اس سلسلہ میں ان حرمت کے مہینوں کا ذکر ضروری تھا جن میں اہل عرب قتال و جدال سے باز رہتے لیکن انہوں نے یہ طریقہ نکال لیا تھا کہ ایک ماہ کی جگہ دوسرے ماہ کو حرمت کا مہینہ قرار دے دیتے تھے اس نے ایک طرف مہینوں کی ترتیب و تنظیم بدلی، دوسری طرف اس تبدیلی کا حق کفار کے سرداروں کو دے دیا۔ حالانکہ دن، مہینہ اور سال اللہ کے مقرر کردہ ہیں۔ اور جب سے دنیا قائم ہے ایک ہی طرح پر ہیں، مسلمانوں کو حکم ہوا کہ حرمت کے جو مقرر مہینے جس طرح ہیں ان کا احترام اسی طرح کیا جائے اس میں مشرکانہ رسم آنے نہ پائے۔

۳۶- اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ ۚ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَاۤفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَاۤفَّةً ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ○

بے شک اللہ کے یہاں جس دن سے اس نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا (اسی دن سے) اللہ کی کتاب (نوشتۂ قدرت) میں مہینوں کی گنتی بارہ ہے ان میں چار مہینے (رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم) لائق احترام ہیں (جن میں عبادت کثرت سے کرنا چاہیے اور ہر برائی سے بچنے کی ممکن کوشش کرنا چاہیے، تاکہ مسلمان نفس پر غلبہ پا جائیں کہ یہ محراب کا جہاد ہے۔ اور اسی سے وہ قوّتِ ایمانی حاصل ہوتی ہے جو جہاد فی سبیل اللہ میں معاون ہوتی ہے۔ مشرکوں نے ہر چیز کو اللہ کے حکم سے ہٹا کر اپنا تابع کر لیا تھا مسلمان کو حکم ہے کہ بندگی میں سب کچھ اس کے حکم کے تابع رہے) یہی دین مستقیم ہے سو تم ان (مہینوں) میں اپنے اوپر ظلم نہ کرو۔ (ان مہینوں کا اور دین کے اصولوں کا ادب کرو لیکن اگر منکرین جنگ پر آمادہ ہوں یا وہ ان ماہ کا احترام نہ کریں تو ان سے نہ لڑنا اپنے پر ظلم ہوگا) اور تم (بھی) سب مل کر مشرکوں سے لڑو جیسے وہ تم لوگوں سے اکٹھے ہو کر لڑتے رہتے ہیں، اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں

کے ساتھ ہے۔ (جو اس کے دین، اس کے حکم کے تابع ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرتا ہے)۔

۳۷۔ اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الْکُفْرِ یُضَلُّ بِہِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُحِلُّوْنَہٗ عَامًا وَّیُحَرِّمُوْنَہٗ عَامًا لِّیُوَاطِئُوْا عِدَّۃَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ فَیُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰہُ ؕ زُیِّنَ لَہُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِہِمْ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَہْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ ۝ ع ۵ ۱۱

(حرمت کے) مہینوں کا ہٹا دینا (ان کو آگے پیچھے کر دینا) کفر کو اور بڑھانا ہے۔ (اس رسمِ باطل کو قائم رکھنا گویا کفر کو ترقی دینا ہے) اس سے کفار گمراہ کیے جاتے ہیں وہ ایک (ہی حرمت والے) مہینہ کو ایک سال حلال کر لیتے ہیں اور دوسرے سال (اسی ماہ کو) حرام کر لیتے ہیں۔ تاکہ وہ ان مہینوں کی گنتی پوری کر لیں جنہیں اللہ نے حرام قرار دیا۔ اور اسی طرح اللہ کے حرام کیے ہوئے مہینہ کو حلال کر لیں۔ (یہ سب اس لیے ہے کہ) ان کے برے اعمال ان کو بھلے دکھائی دیتے ہیں اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (اس کے قانون کے خلاف کرنے کا ان کے پاس کوئی جواز نہیں)۔

چھٹا رکوع

چوتھے رکوع میں حنین کی جنگ کا ذکر تھا، پانچویں میں باطل عقائد اور اعمال کی تردید کی گئی اب غزوۂ تبوک کا ذکر ہے، یہ حضورؐ کی حیاتِ طیبہ کا آخری غزوہ ہے، آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا کہ شام کا نصرانی بادشاہ، قیصرِ روم کی مدد سے مدینہ پر چڑھائی کرنا چاہتا اور مقام تبوک پر فوجیں جمع کر چکا ہے آپ نے خیال فرمایا کہ خود بڑھ کر ان پر حملہ کیا جائے، رجب کا مہینہ تھا، آپ نے مسلمانوں کو جنگ کے لیے تیاری کا حکم دیا، گرمی، قحط سالی اور کھجور پکنے کے دن تھے، پھر ایک مسلح فوج سے دور دراز کا سفر طے کر کے لڑنا تھا، مخلصین کی جماعت فوراً تیار ہو گئی یہ لوگ نفیر کی آواز کے ساتھ ہی نکل کھڑے ہوئے، منافقین نے حیلے تراشے، اور شرکت سے محروم رہے، بہت سے مسلمان پہلے ان منافقین سے متاثر ہوئے اور تذبذب و کسل میں پڑے بالآخر حضورؐ کے ساتھ ہو لیے، تیس ہزار کی فوج کے ساتھ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاد فرمایا، اس جنگ کے واقعات، منافقین کی حالت اور متعلقہ امور کا اس رکوع میں ذکر آرہا ہے۔

۳۸۔ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَکُمْ اِذَا قِیْلَ لَکُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَی الْاَرْضِ ؕ اَرَضِیْتُمْ

اے ایمان والو، تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں کوچ کرو تو تم زمین پر گرے پڑتے ہو، کیا تم آخرت کی زندگی کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر خوش (و راضی) ہو گئے؟ پس دنیا

بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ○

کی زندگی کا (عارضی) سامان تو آخرت (کی ابدی نعمتوں) کے مقابلہ میں بہت تھوڑا ہے ۔

۳۹ ۔ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(مسلمانو! تم کسل ونافرمانی میں نہ پڑو) اگر تم (جہاد کے لیے) نہ نکلوگے تو اللہ تم کو دردناک عذاب دے گا۔ اور تمہاری جگہ دوسرے لوگ پیدا کردے گا (جو اس کے مطیع ہوں گے) اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۔

۴۰ ۔ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الْعُلْيَا ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○

اگر تم ان کی (یعنی اللہ کے رسول کی) مدد نہ کرو گے تو (ان کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا کیا تم کو یاد نہیں کہ) اللہ نے ان کی اس وقت مدد فرمائی جب کہ ان کو کافروں نے (مکہ سے) نکالا تھا (یعنی کافر نکلنے کا سبب بنے تھے، آپ کے قتل کا ناپاک ارادہ کیا تھا اور آپ حضرت ابوبکر کو ساتھ لے کر ان کی آنکھوں میں خاک جھونکتے ہوئے صاف نکل گئے، اور ایک غار میں پناہ لی اور) جبکہ (رسول) دو میں دوسرے تھے (یعنی ایک صدیق اکبر دوسرے رسول اکرم) جب دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے رفیق کو تسلی فرما رہے تھے کہ غم نہ کرو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے، پس اللہ نے ان (کے دل) پر (اور ان کے صدقہ میں صدیق اکبر کے قلب پر) تسکین نازل فرمائی اور ان کی مدد (ملائکہ کی) ایسی فوجوں سے کی جن کو تم نے نہ دیکھا (جو نظر نہ آتے تھے) اور (اس طرح) اللہ نے کافروں کی بات کو نیچا کر دیا (ان کے منصوبے خاک میں ملا دیئے وہ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے) اور اللہ ہی کی بات بلند ہے (یعنی اللہ کے رسول کا بول بالا ہوا) اور اللہ زبردست حکمت والا ہے ۔

دیکھو کس طرح دشمن سے نکال کر غار میں پہنچایا، کس طرح غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا، کبوتر نے انڈے دیئے، اور مکڑی کا جالا جو سب سے کمزور چیز ہے اسے حصار عافیت کا در بنا دیا۔ یہ پروردگار کی پروردگاری ہے، ماقبل آیت اس کی قدرت پر شاہد تھی یہ حکمت پر شاہد ہے جو مآل قدرت ہے ۔

۴۱۔ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

مسلمانو! تم کسی حال میں ہو، اسلحہ کے ساتھ ہو یا بلا اسلحہ، خوش حال ہو یا تنگ دست، سوار ہو یا پیادہ جوان ہو یا بڑھے) ہلکے اور بوجھل نکلو اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم (آخرت کی بھی) سمجھ رکھتے ہو۔ (جانتے ہو کہ دنیا متاعِ قلیل ہے اور فلاحِ دائمی آخرت ہی سے وابستہ ہے)۔

اے رسول ان منافقوں کا آپ کے ساتھ جنگ کے لیے نہ نکلنا باعثِ تعجب نہیں اگر تھوڑی دُور چلنا ہوتا اور کافی مالِ غنیمت کی امید ہوتی تو یہ آگے آگے ہوتے۔

۴۲۔ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ ع ۶ ۵ ۱۲

اگر مال نزدیک (آسانی سے ملنے والا) اور سفر معمولی ہوتا تو وہ لوگ (یعنی منافقین) ضرور آپ کے ساتھ ہو لیتے۔ لیکن ان کو مسافت طویل نظر آئی اور (دیکھئے گا کہ) اب یہ اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہم سے ہو سکتا تو ضرور آپ کے ساتھ چلتے، یہ لوگ (جہاد سے الگ رہ کر اور جھوٹی قسمیں کھاکر) اپنی جانوں کو وبال میں ڈال رہے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں (منافق ہیں)

ساتواں رکوع

استقامت کا ثمرہ تائید غیبی اور نصرتِ الٰہی ہے، منافق اخلاقِ محمدی سے بے جا فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن یہ عارضی فائدہ دائمی عذاب کا پیش خیمہ ہے۔ جو لوگ جہاد سے بھاگتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ وہ کس نعمت سے بھاگ رہے ہیں۔ ان کے حیلے اور بہانے، جھوٹے تقوے سب ان کی ظاہری اور باطنی حالت کے ترجمان ہیں۔ متاعِ دنیا کی ہوس ان کو طعن و تشنیع سے بھی باز نہیں آنے دیتی، کاش وہ سمجھتے کہ رضائے الٰہی اور وسیلہ رحمت کیا چیز ہے۔

منافق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور جنگِ تبوک میں شریک نہ ہونے کے بہانے تراشتے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم ان کی بد دلی کے باعث اجازت دے دیتے اللہ تعالیٰ آپ کے اندازِ رحمت پر تکریم و محبت سے کلام فرما رہا ہے تاکہ لوگ اخلاقِ محمدی سے غلط فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہ کیا کریں۔

۴۳- عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ○

اللہ نے آپ کو معاف کیا (اللہ آپ کا بھلا کرے) آپ نے ان کو اجازت (ہی) کیوں دے دی (کہ وہ شریکِ جنگ نہ ہوں) یہاں تک کہ آپ پر ظاہر ہو جاتا کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے (حیلہ باز) کون؟

۴۴- لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ○

وہ لوگ جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لے آئے آپ سے رخصت نہ طلب کریں گے اس بات کی کہ اپنے مال و جان سے جہاد (نہ) کریں اور اللہ انہیں خوب جانتا ہے جو خوفِ خدا رکھتے ہیں (یعنی وہ جنگ سے فرار کی کوشش نہ کریں گے بلکہ جہاد کے متمنّی ہوں گے)۔

۴۵- اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ○

(جنگ میں شریک نہ ہونے کی) اجازت تو وہ طلب کرتے ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور جن کے دل شک میں پڑے ہوتے ہیں (ان کا یہ شک و تردد ان کے قدم اٹھنے ہی نہیں دیتا) پس وہ اپنے شک میں سرگرداں ہیں۔

۴۶- وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ○

اور اگر وہ (واقعی جنگ کے لیے) نکلنا چاہتے تو اس کے لیے کچھ ساز و سامان ضرور تیار کرتے لیکن (ان کی منافقت، کذب، خود غرضی اور کم ہمتی کے باعث) اللہ نے ان کا جنگ پر جانا پسند ہی نہ فرمایا۔ سو ان کو وہیں روک دیا اور حکم ہوا کہ تم بیٹھنے والوں کے ساتھ (جنگ سے جی چرانے والوں کے ساتھ معذوروں کے ساتھ) بیٹھے رہو (انہیں اللہ نے ہلنے کی توفیق ہی نہ دی)

آیتِ بالا سے یہ بات بھی ظاہر ہو جاتی ہے کہ نبیِ امی کا منافقوں کو اجازت دینا اسی کے اذن سے تھا، یہ رموزِ محبت ہیں۔ مقامِ اذن ہے اور کیفِ محبت۔

۴۷- لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا

اگر (یہ منافقین جنگ کے لیے) تمہارے ساتھ نکلتے تو تمہارے درمیان

آیت نمبر (۴۳) یہ تو اللہ ہی فرما رہا ہے، یہ اس کا اندازِ محبت ہے۔ کلامِ محبت ہے۔ اندازِ بیان کی متانت کو پاؤ، بیان کا انداز سمجھو، معنویت کو پاؤ۔

خَبَالًا وَّلَاۡ اَوۡضَعُوۡا خِلٰلَكُمۡ يَبۡغُوۡنَكُمُ الۡفِتۡنَةَ ‌ۚ وَفِيۡكُمۡ سَمّٰعُوۡنَ لَهُمۡ‌ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ ۢ بِالظّٰلِمِيۡنَ ○

فتنہ (فساد) ہی بڑھاتے اور بگاڑ (پیدا کرنے) کی تلاش میں تمہارے درمیان دوڑتے پھرتے۔ اور تم میں ان کے جاسوس ہیں اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

۴۸- لَقَدِ ابۡتَغَوُا الۡفِتۡنَةَ مِنۡ قَبۡلُ وَقَلَّبُوۡا لَكَ الۡاُمُوۡرَ حَتّٰى جَآءَ الۡحَـقُّ وَظَهَرَ اَمۡرُ اللّٰهِ وَهُمۡ كٰرِهُوۡنَ ○

(اور یہ کوئی نئی بات نہیں) وہ بگاڑ (کی صورتیں) پہلے بھی تلاش کرتے رہے ہیں اور آپ کے کام پلٹنے (کی فکر) میں لگے رہے ہیں (لیکن وہ کچھ نہ کر سکے یہاں تک کہ (بدر میں) حق آپہنچا۔ (ان کے سردار مارے گئے) اور اللہ کا حکم غالب ہو کر رہا ہر چند کہ وہ ان کو ناگوار گزرتا رہا۔

۴۹- وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ ائۡذَنۡ لِّىۡ وَلَا تَفۡتِنِّىۡ‌ ؕ اَلَا فِى الۡفِتۡنَةِ سَقَطُوۡا‌ ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيۡطَةٌ ۢ بِالۡكٰفِرِيۡنَ ○

اور (ان منافقین میں) بعض کہتے ہیں کہ مجھے تو (جنگ سے الگ رہنے کی) اجازت دیجئے (مجھے معاف ہی کیجئے) اور مجھے آفت میں نہ ڈالیے۔ (ہم مال غنیمت اور دیگر آزمائشوں میں کیوں پڑیں گویا اپنے نفاق پر تقویٰ کا پردہ ڈال رہے ہیں) خوب سُن لو کہ وہ گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور بے شک دوزخ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ (یہاں گمراہی وہاں نارِ جہنم ان کا حصہ ہے)۔

۵۰- اِنۡ تُصِبۡكَ حَسَنَةٌ تَسُؤۡهُمۡ‌ ۚ وَاِنۡ تُصِبۡكَ مُصِيۡبَةٌ يَّقُوۡلُوۡا قَدۡ اَخَذۡنَاۤ اَمۡرَنَا مِنۡ قَبۡلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمۡ فَرِحُوۡنَ ○

اور (اے رسول) اگر آپ کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو وہ ان کو بُری لگتی ہے اور اگر آپ کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو (اپنی فہم پر ناز کرتے ہیں اور) کہتے ہیں کہ ہم نے تو اپنا کام پہلے ہی درست کر لیا تھا اور خوشیاں مناتے واپس جاتے ہیں۔

۵۱- قُلْ لَّنۡ يُّصِيۡبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا‌ ۚ هُوَ مَوۡلٰٮنَا‌ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ○

آپ فرما دیجئے کہ ہم کو ہرگز کچھ نہ پہنچے گا (نہ بھلا نہ بُرا) مگر وہی جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا ہے، وہی ہمارا کارساز ہے اور مسلمانوں کو چاہیے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں (کوئی چیز بلا مالک و متولی کے نہیں پہنچ سکتی اس لیے اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے)۔

۵۲- قُلۡ هَلۡ تَرَبَّصُوۡنَ بِنَاۤ اِلَّاۤ اِحۡدَى

آپ فرما دیجئے کہ تم تو ہمارے حق میں دو بھلائیوں میں سے ایک کے منتظر

الْحُسْنَيَيْنِ ۭ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ڮ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ○

ہو (کہ ہم شہید ہوتے ہیں یا غازی) اور ہم منتظر ہیں کہ اللہ اپنے پاس سے تم پر عذاب (نازل) کرے گا یا ہمارے ہاتھوں (تم کو گرفتارِ بلا کرے گا) سو تم بھی منتظر رہو اور ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہیں۔

۵۳- قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۭ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ○

آپ کہہ دیجیے (کہ اے کافرو) تم (اپنا مال) خوشی سے یا ناخوشی سے خرچ کرو (اللہ کے یہاں) تم سے ہرگز قبول نہ ہوگا۔ (اس لیے کہ) بلاشبہ تم نافرمان لوگ ہو۔

۵۴- وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ○

اور ان (منافقوں) کے خرچ (صدقات) کے قبول ہونے سے کوئی (اور) چیز مانع نہیں سوا اس کے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے منکر ہیں اور (یہ تو ان کی قلبی حالت ہے ان کی ظاہری حالت یہ ہے کہ) نمازوں میں بے رغبتی کے ساتھ آتے ہیں اور اللہ کی راہ میں بددلی سے خرچ کرتے ہیں۔

۵۵- فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ○

پس تم کو ان کے اموال اور اولاد تعجب میں نہ ڈالیں یہی اللہ چاہتا ہے کہ ان چیزوں سے ان کو دنیا کی زندگی میں عذاب دے اور ان کی جان اس حال میں نکلے کہ وہ کفر ہی میں مبتلا ہوں۔

۵۶- وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ۭ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ○

اور یہ لوگ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں۔ کہ وہ تم ہی میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں بلکہ یہ ڈرپوک لوگ ہیں (نہ یہ مسلمان ہیں نہ تم جیسے باہمت، بہادر)۔

۵۷- لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ

(ان کی تو یہ حالت ہے کہ) اگر ان کو کوئی پناہ کی جگہ، یا غار، یا سر چھپانے کی جگہ مل جائے تو بے تحاشا اس کی طرف بھاگیں (تمہاری طرف مخاطب

يَجْمَحُوْنَ ○

بھی نہ ہوں، چونکہ ہر طرف سے مجبور رہیں اس لیے جھوٹی قسمیں کھا کر اور طرح طرح سے تم کو مطمئن کر رہے ہیں)۔

۵۸- وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ○

اور ان میں بعض ایسے ہیں کہ آپ پر خیرات کے بانٹنے (کے سلسلہ) میں طعن کرتے ہیں (ان کا یہ طعن تشنیع تو خود غرضی کی بنا پر ہے) پس اگر ان کو اس (مال غنیمت) میں سے کچھ مل جائے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر اس میں سے کچھ نہ ملے تو بس بگڑ جاتے ہیں۔

۵۹- وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ○ ع ۱۳

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہو جاتے جو ان کو اللہ اور اس کے رسول نے دیا اور کہتے کہ ہم کو اللہ کافی ہے۔ عنقریب ہمیں اللہ اپنے فضل سے دے گا اور اس کا رسول (اس فضل ربی کا وسیلہ ہوگا) ہم کو تو اللہ ہی کی طرف رغبت ہے (ہم کو تو اللہ ہی چاہیے ہمارے لیے اسی کا قرب، آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ کافی ہے، جو ظاہری و باطنی دولت اس واسطہ سے ملے تو وہ بہترین نعمت ہے)۔

آٹھواں رکوع

چونکہ منکرین، صدقات و خیرات کے متعلق طعن و تشنیع سے باز نہ رہتے اس لیے اس رکوع کے ابتداء ہی میں صدقات کے مصارف کا تعین فرما کر مسلمانوں کو بتا دیا گیا کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم جو کرتے ہیں وہ اللہ کے حکم کے تحت کرتے ہیں۔ وہ امین بھی ہیں اور عطا کرنے والے بھی، وہ اللہ کی امانت اس کے حکم کے بموجب پہنچاتے ہیں۔ اور اس کی مصلحتوں کو وہی جانتے ہیں۔ تم تو ان کو دیکھا کرو، شیطانی وسوسہ سے ہوشیار رہا کرو۔ دیکھو منافقوں کا کیا حال ہوا۔

۶۰- اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ

بے شک صدقات (زکوٰۃ) تو صرف فقرا کا (جن کے پاس کھانے کیلئے نہ ہو) اور مسکینوں کا (ایسے محتاجوں کا جو سوال نہ کرتے ہوں) اور زکوٰۃ

آیت نمبر (۶۰) صدقٰت = جو کچھ نیک نیتی سے اللہ کی راہ میں دیا جائے صدقہ ہے لیکن یہاں زکوٰۃ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○

کے محصلین (منتظمین) کا حق ہے اور ان کا جن کی دل جوئی منظور ہے۔ اور گردنوں کو (مصیبت سے) چھڑانے کے لیے، اور قرضداروں کا قرض ادا کرنے کے لیے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور مسافروں (کی امداد) کے لیے (ہیں) یہ (طریقۂ کار) اللہ کا مقرر کردہ ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔

اللہ کا رسول اللہ ہی کے حکم کے بموجب حالات کی مناسبت سے صدقات کا صرف کرتا ہے۔

٦١۔ وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ۭ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

اور (اس کے باوجود) ان میں سے بعض نبی کو ایذا پہنچاتے ہیں (بدگوئی کرتے ہیں) اور کہتے ہیں وہ ہر کسی کی بات کان دھر کر سُن لیتا ہے آپ فرما دیجئے (کہ ہاں، تمہاری بھلائی ہی کے واسطے وہ کان لگا کر سنتے ہیں، (اللہ نے انہیں سمع حقیقی سے نوازا ہے جو خیر محض ہے) وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی بات کا یقین کرتے ہیں، اور تم میں ایمان والوں کیلئے (سراپا) رحمت ہیں۔ اور جو لوگ اللہ کے رسول کو (اپنی بدگوئی، کج فہمی سے) ایذا پہنچاتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

یہ لوگ ایک طرف تو آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بدگوئی کرتے ہیں ایذا پہنچاتے ہیں اور دوسری جانب۔

٦٢۔ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○

(مسلمانو!) یہ تمہارے سامنے تمہیں راضی رکھنے کے لیے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں حالانکہ اگر یہ ایمان رکھتے تو (سمجھتے کہ) اللہ اور اس کا رسول اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ یہ (کافر) ان کو خوش رکھیں (یعنی یہ اللہ اور اس کے رسول کا حق ہے کہ ان کی فرمانبرداری کی جائے اور خوش رکھا جائے)۔

٦٣۔ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ○

کیا وہ نہیں جانتے کہ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو اس کے واسطے دوزخ کی آگ ہے اس میں وہ ہمیشہ رہے گا، یہ تو بڑی رسوائی ہے۔

ہرچند منافق مخالفت پر آمادہ رہتے ہیں لیکن ان کو بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ اللہ نے مسلمانوں پر ان کی منافقت ظاہر کر دی۔

۶۴- يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ○

منافق اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ ان (مسلمانوں کے پیغمبر) پر کوئی ایسی سورت نازل (نہ) ہو جائے جو ان (منافقوں) کے دل کی بات ان پر ظاہر کر دے۔ (بایں ہمہ وہ اخلاق محمدی کی قدر نہ کرتے، ان کی کریم النفسی سے غلط فائدہ اٹھاتے اور ہر طرح کا مذاق اڑانے سے باز نہ آتے اللہ تعالیٰ انہیں آگاہ کر رہا ہے) آپ فرما دیجئے تم مذاق اڑاتے رہو، (لیکن یاد رکھو کہ) جس بات کا تم کو خدشہ لگا ہوا ہے اللہ اسے ضرور کھول کر رہے گا۔

۶۵- وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ○

اور (ان منافقوں کے اس استہزا پر) اگر ان سے آپ سوال کریں تو وہ کہیں گے ہم تو یوں ہی بات چیت اور دل لگی کرتے تھے آپ فرما دیجئے کیا اللہ سے اور اس کی آیات سے اور اس کے رسول سے ہنسی کرتے تھے؟

۶۶- لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً ۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ○ ع ۱۴

بہانے مت بناؤ۔ (بیکار باتیں بنانے اور جھوٹ بولنے کی کوشش نہ کرو) تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔ (تمہارا کفر ظاہر ہو گیا) اگر ہم تم میں سے ایک گروہ کو (جو استہزا سے باز رہا، یا توبہ کر لی) معاف کر دینگے تو دوسرے گروہ کو سزا بھی ضرور دیں گے کیونکہ وہ مجرم تھے، (اپنی گستاخیوں سے باز نہ آئے)۔

نواں رکوع

منافقین کی حالت کا بیان جاری ہے

۶۷- اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ

منافق مردوں اور منافق عورتوں کی حالت ایک سی ہے وہ بُری باتوں کا حکم کرتے ہیں اور اچھی باتوں سے روکتے ہیں، اور اپنی مٹھی بند رکھتے ہیں (یعنی اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے) یہ لوگ اللہ کو بھلا بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا۔ بے شک منافق ہی فاسق ہیں۔

أَيْدِيَهُمْ ۚ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ ۗ
٦٨- إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ○
وَعَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُقِيمٌ ○

اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے دوزخ کی آگ کا وعدہ کیا ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ وہی ان کے لیے کافی (سزا) ہے۔ اور (مزید برآں) ان پر اللہ کی لعنت ہے اور ان کے لیے مستقل عذاب ہے۔

٦٩- كَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوا أَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَأَكْثَرَ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا فَاسْتَمْتَعُوا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِي خَاضُوا ۚ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ○

(اے منافقو! تم) ان لوگوں کی طرح ہو جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ وہ تم سے قوی اور بہت زیادہ مال اور اولاد والے تھے پھر انہوں نے اپنے (دنیاوی لذات کے) حصہ کا فائدہ اٹھایا، پھر تم نے بھی (لذات دنیا میں سے) اپنے حصہ کا فائدہ اٹھایا جس طرح تم سے پہلوں نے اپنے (دنیوی) حصہ سے فائدہ اٹھایا تھا۔ اور تم بھی ان ہی کی چال چل رہے ہو (انجام سے غافل، دنیاوی مال و دولت کی فکر میں غلطاں ہو دیکھو ان کا حشر کیا ہوا یہ) وہ لوگ ہیں جن کے عمل دنیا اور آخرت میں اکارت گئے۔ اور وہی لوگ خسارے میں ہیں۔

کیا ان لوگوں نے گزشتہ اقوام کے حالات سے سبق نہیں لیا۔

٧٠- أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ۙ وَقَوْمِ إِبْرَاهِيمَ وَأَصْحَابِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكَاتِ ۚ أَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

کیا ان کو لوگوں کی خبر نہ پہنچی جو ان سے قبل (نفاق و کفر میں مبتلا تھے۔ مثلاً نوح اور عاد اور ثمود کی قوم، ابراہیم کی قوم اور مدین والوں کی، اور ان لوگوں کی جن کی بستیاں تہ و بالا کر دی گئیں۔ ان کے پاس (بھی) ان کے رسول اللہ کے کھلے ہوئے احکام لے کر پہنچے (لیکن انہوں نے نہ ان احکام کی پروا کی نہ ان رسولوں کی، آخر وہ تباہ و برباد کیے گئے) پس اللہ تو ایسا نہ تھا کہ

بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○

ان پر ظلم کرتا دراصل وہ اپنے پر خود ہی ظلم کر رہے تھے۔ (یعنی ایسے کام کرتے رہے کہ ان کا نتیجہ یہی ہونا تھا جو ہوا)۔

منافقین کی اس حالت کے مقابلہ میں مومنوں کی حالت بیان کی جا رہی ہے۔

۷۱۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○

اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں (یہ لوگ) اچھے کاموں کا حکم کرتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں۔ اور نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے اور اس کے رسول کے حکم پر چلتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ ضرور رحم فرمائے گا۔ بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

یہ اللہ کی شانِ رحمت ہے کہ اس نے مومنوں کو پہلے ہی مغفرت میں لے لیا ہے۔

۷۲۔ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ ع ۱۵

اللہ نے مومن مرد اور مومن عورتوں سے باغوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہا کریں گے، اور بہشت جاودانی میں ستھرے مکانوں کا (وعدہ ہے) اور (مزید برآں) اللہ کی خوشنودی (اس کا قرب) سب سے بڑی نعمت ہے۔ (اور) یہی بڑی کامیابی ہے۔ (یعنی اللہ ان سے راضی ہے وہ اس سے راضی ہیں اور ان کے رب کی طرف سے ان کو دائمی رضا اور خوشنودی میسر ہے)۔

دسواں رکوع

منافقین کی حالت مومنین کی تعریف بیان کرنے کے بعد، مومنوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ کافروں، منافقوں کا مقابلہ ہمت سے کرتے رہیں۔ ان کی باتوں پر نہ جائیں، ان کی قسموں سے دھوکا نہ کھائیں ان کی حالت کا مزید بیان ہو رہا ہے اور جس طرح گزشتہ رکوع میں مومنوں کو دائمی رضا و خوشنودی کی بشارت دی گئی تھی یہاں منافقوں کے متعلق فرمایا گیا کہ ان کی بخشش کبھی نہ ہوگی یہ نافرمان ہیں، کافر ہیں۔

۷۳ يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ○

اے نبی (کریم) آپ کافروں اور منافقوں سے لڑیں اور ان پر سختی کیجئے، اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

کافر اسلام کے کھلے دشمن ہیں، منافق چھپے دشمن ہیں، کافر سے ہتھیار استعمال کرو کافر کے لیے قتل ہے، منافق کے لیے دلیل استعمال کرو، جھڑک کر نکال دو۔

منافق پیغمبر اسلام اور دین کی اہانت کرتے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی صفائی کے لیے جھوٹی قسمیں کھاتے، اللہ ان کا راز مسلمانوں پر ظاہر کر رہا ہے۔

۷۴ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا ۚ وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ خَيْرًا لَهُمْ ۖ وَإِنْ يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَمَا

(منافق) اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے (یہ لفظ منہ سے) نہیں کہا حالانکہ انہوں نے کفر کا کلمہ یقیناً کہا۔ اور وہ اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے۔ اور (یہ بھی حقیقت ہے کہ) انہوں نے اس بات کا (یعنی آپ کو گزند پہنچانے کا) پکا ارادہ کیا تھا جس میں کامیاب نہ ہوئے۔ اور یہ دشمنی کس بات کی تھی؟ سوائے اس کے کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے دولتمند کر دیا تھا (حالانکہ رسول کریم ان منافقوں کے نام سے بھی واقف تھے اور ان کا جھوٹ آپ پر عیاں تھا پھر بھی ان پر مہربانی فرماتے کہ شائد توبہ کر لیں) پس اگر یہ توبہ کر لیں تو انہیں کے حق میں بہتر ہے اور اگر (اپنے نفاق پر اڑے رہیں) نہ مانیں تو اللہ ان کو دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب دے گا۔ اور روئے زمین پر ان کا کوئی حمایتی اور مددگار نہ ہوگا۔

لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ○

۷۵- وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

اوران (منافقین) میں بعض وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا کہ اگر اللہ ہم کو اپنے فضل سے (مال دولت) عطا فرمائے تو ہم ضرور (خیرو) خیرات کریں گے اور نیکو کاروں میں ہو جائیں گے ۔

۷۶- فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○

پھر جب اللہ نے ان کو اپنے فضل سے (مال و دولت) عطا فرمایا تو اس میں بخل کرنے لگے ، اور (اپنے عہد سے) پھر گئے اور روگردانی کرنے والوں میں ہو گئے ۔

۷۷- فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ○

انجام کار یہ ہوا کہ اللہ نے ان کے دلوں میں ان کے ملنے کے دن تک (مرتے دم تک یا قیامت تک) نفاق ڈال دیا اس لیے کہ انہوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا اور اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے ۔

۷۸- اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ○ۚ

کیا وہ جانتے نہیں کہ اللہ ان کے بھید اور ان کی سرگوشیوں کو (خوب) جانتا ہے اور یہ کہ اللہ تمام غیب کی باتوں کا خوب جاننے والا ہے ۔

۷۹ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ۭ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

جو لوگ ان مسلمانوں پر جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں (ریا کاری کا الزام) لگاتے ہیں اور (ان غریبوں پر) جو محنت (مزدوری) سے تھوڑا (بہت) حاصل کرتے ہیں (اور اس میں سے صدقات نکالتے ہیں) تو ان کا مذاق اڑاتے ہیں ۔ (ان کی غربت اور غربت کے باوجود اللہ کی راہ میں خرچ کے جذبہ پر منافق تمسخر کرتے ہیں) اللہ بھی ان (منافقوں) پر ہنستا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے ۔

۸۰۔ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۠ ع

(اے رسول) آپ ان کے لیے مغفرت طلب کریں یا نہ کریں (ان کے متعلق اللہ کا فیصلہ ہو چکا ہے) اگر آپ ان کے لیے ستر بار بھی بخشش طلب فرمائیں تب بھی اللہ ان کو نہ بخشے گا۔ (جس نے سرکار دو عالم سے منافقت کی اس کو بخشش سے محروم کر دیا جاتا ہے) یہ (محرومی) اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں فرماتا۔

گیارھواں رکوع

منافق عقل معاش رکھتے ہیں، عقل معاد انہیں نہیں ملتی۔ وہ حق سے منہ موڑے، گھروں میں بیٹھا رہنا پسند کرتے ہیں۔ ایسوں کے لیے دعائے مغفرت بھی کرنا منع ہے۔ انہوں نے اپنی راہ اختیار کر لی، اپنی غرض کے بندے اپنے خیال میں محو ہیں۔ فلاح مومن کے لیے ہے جو عقل معاد رکھتا ہے، اللہ کے لیے جیتا، اللہ کے لیے مرتا ہے، ان کے لیے بڑی کامیابی ہے۔

غزوۂ تبوک میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گئے۔ منافقین لڑائی سے گھبرا کر پیچھے رہ گئے، خوش تھے کہ ہم گرمی و جہاد سے بچ گئے یہ نہ سمجھے کہ دوزخ سے نہ بچے، یہی عقل معاد سے محرومی ہے۔

۸۱۔ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ كَرِهُوْۤا اَنْ یُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ

وہ لوگ جو (غزوۂ تبوک میں ساتھ نہ گئے بہانے کر کے) پیچھے رہ گئے رسولِ خدا سے جدا ہو کر بیٹھ رہنے پر شاداں ہیں اور ان پر اللہ کی راہ میں اپنے مال اپنی جانوں سے جہاد کرنا گراں گزرا اور (لوگوں سے) کہنے لگے کہ گرمی میں لڑائی کے لیے نہ نکلو۔ (وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے بڑی کامیابی حاصل

آیت نمبر (۸۰) اس آیت میں مشہور منافق عبداللہ بن ابی کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس کے ساتھ حضورؐ نے تلطف فرمایا تاکہ لوگوں میں محبت و مروت کا جذبہ پیدا ہو، اور آپؐ کی شفقت اور وسعت اخلاق سے کافروں اور منافقوں کے دل پسیجیں کہ شاید وہ توبہ کریں اور مسلمان ہوں۔

فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۗ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۗ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ○

کر لی، نہیں) کہہ دیجئے کہ دوزخ کی آگ اس سے زیادہ گرم ہے کاش ان کو سمجھ ہوتی۔

۸۲۔ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○

بس (وہ اپنی ناسمجھی پر یہاں) تھوڑا سا ہنس لیں اور ان کو (آخرت میں) بہت رونا ہے یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے جو وہ کرتے تھے۔

اے رسولؐ اس غزوۂ تبوک کے بعد اگر پھر غزوہ ہو اور یہ منافقین جو زندہ رہ جائیں لڑنے کی اجازت چاہیں تو آپؐ ان سے فرما دیجئے تمہاری حالت تو تبوک میں ظاہر ہو چکی اب تم عورتوں کے ساتھ گھر ہی میں بیٹھو۔

۸۳۔ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ۗ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ○

اور (اے رسول) اگر اللہ آپ کو ان (منافقین) کے ایک گروہ کی طرف (جو اس وقت بھی زندہ ہوں) واپس لائے۔ پھر وہ آپ سے جنگ میں (ساتھ) نکلنے کی اجازت طلب کریں تو فرما دیجئے گا کہ تم میرے ساتھ ہرگز نہ نکلو اور نہ میرے ساتھ ہو کر کسی دشمن سے لڑو گے (تمہاری حالت تو ظاہر ہو چکی) تم کو پہلی مرتبہ (جنگ تبوک میں) گھر بیٹھ رہنا پسند آیا تو اب بھی پیچھے رہنے والوں کے ساتھ ہی بیٹھے رہو۔

ان منافقین نے کبھی زندگی میں ساتھ نہ دیا۔ اسلام کی بیخ کنی کرتے رہے اللہ ان سے ناراض ہے آپؐ ان کے لیے دُعائے مغفرت نہ فرمائیں۔ زندگی میں آپؐ ان کی رعایت کرتے رہے بظاہر کلمہ گو تھے اب یہ مر چکے حقیقت کھُل گئی، اب ان کی نمازِ جنازہ بھی نہ پڑھیں یہ اللہ کا منافقین پر عتاب ہے۔

۸۴۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى

اور (اے رسول) اگر ان میں سے کوئی مر جائے تو کبھی اس کی نماز (جنازہ) نہ پڑھیے اور نہ اس کی قبر پر (کبھی) کھڑے ہوئیے (کہ آپ کا کسی جگہ ہونا نزول

قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ○

رحمت کا باعث ہے اور یہ اس سے محروم کر دیئے گئے ہیں) یہ تو اللہ اور اس کے رسول کے منکر تھے اور منکر ہی مرگئے۔

۸۵۔ وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ○

اور (اے رسول) آپ ان کے مال اور اولاد پر تعجب نہ کریں۔ ان چیزوں سے اللہ چاہتا ہے کہ دنیا میں (بھی) ان پر عذاب فرمائے اور ان کی جان نکلے اس حال میں کہ وہ کافر ہی ہوں۔

۸۶۔ وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ○

اور (منافقوں کا یہ حال ہے کہ) جب کوئی سورت (اس مضمون کی) نازل ہوتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ مل کر جہاد کرو تو ان میں سے اہلِ مقدرت (مالدار لوگ) آپ سے رخصت طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو چھوڑ دیجئے کہ ہم یہاں ٹھیرنے والوں کے ساتھ رہ جائیں۔

۸۷۔ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ○

وہ اس بات پر خوش ہو گئے کہ پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ (گھر میں بیٹھنے والی عورتوں اور بچوں کے ساتھ) ٹھیرے رہیں اور (ان کی ان ہی حرکتوں کی وجہ سے) ان کے دل پر مہر کر دی گئی، لہٰذا وہ کچھ نہیں سمجھتے (ان کے سوچنے سمجھنے کی قوت ہی نہ رہی)

۸۸۔ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ؗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

لیکن رسول اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے وہ اپنے مال اور اپنی جان سے لڑتے ہیں اور انہیں لوگوں کے لیے خوبیاں ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔

۸۹- اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۠

اللہ نے ان (اہل ایمان) کے لیے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے ۔

بارھواں رکوع

جہاں ان لوگوں پر جو مقدرت کے باوجود جہاد سے بھاگتے ہیں اللہ کی لعنت ہے وہاں ان مجبوروں پر جو طبعی ضعف یا سواری نہ ہونے کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہو سکیں اور جہاد میں شریک نہ ہونا ان پر بار گزرے ان کو اللہ کی طرف سے رخصت ہے اور ان سے بھی بخشش اور رحم کا وعدہ ہے ۔ اس رکوع میں دسواں پارہ ختم ہوتا ہے ۔ رکوع میں منافقین کی حالت کا بیان جاری ہے ۔ چونکہ اسلام کو سب سے بڑا خطرہ نفاق ہی سے تھا اس لیے بہانہ باز اور منافقین کی حالت ، ان کی پہچان ، ان کی حیلہ سازی ، اور اس کی سزا نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کی گئی ہے کہ مسلمان ہر دور میں ان آیات سے عبرت لیں اور نفاق کے تصور سے ان کے دل کانپ جائیں یہ منافقین صرف اہل مدینہ میں ہی نہیں بلکہ دیہاتیوں اور صحرا نوردوں میں بھی موجود تھے ۔

۹۰- وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

اور (رسول کے پاس) دیہاتیوں میں سے بہانہ ساز لوگ آئے کہ ان کو بھی رخصت مل جائے (کہ شریک جنگ نہ ہوں) اور جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا تھا وہ (گھر میں) بیٹھ رہے ، عنقریب ان میں سے جو کافر ہیں (جو راہِ حق سے منکر ہوئے) انہیں دردناک عذاب پہنچے گا ۔

۹۱- لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ

نہ تو ضعیفوں پر گناہ ہے اور نہ مریضوں پر اور نہ ان لوگوں پر جن کے پاس خرچ کرنے کو کچھ نہیں ۔ (کہ وہ جہاد میں شریک نہ ہوں ۔ ایسے لوگ جہاد کے مکلف

حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

نہیں) بشرطیکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے خیر خواہ رہیں (ایسے پاک دل، پاک عمل) نیکو کاروں پر کسی طرح کا الزام نہیں۔ اور اللہ (تو) بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

۹۲- وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ۝

اور نہ ان لوگوں پر (جہاد کرنا لازم ہے) جو آپ کے پاس آئے کہ آپ انہیں کوئی سواری عطا کریں (تاکہ وہ بھی شریکِ سفر ہوں اور) آپ نے فرمایا (کہ بھائی) میرے پاس (تو خود) کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ تم کو اس پر سوار کروں (تو ان کے دل بھر آئے) وہ لوٹ گئے اور اس غم سے کہ ان کے پاس کچھ نہیں جسے (اللہ کی راہ میں) خرچ کریں، آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

۹۳- اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

راہِ الزام تو ان لوگوں پر ہے جو آپ سے رخصت طلب کرتے ہیں حالانکہ وہ مالدار ہیں، خوش ہیں کہ عورتوں کے ساتھ پیچھے رہ جائیں (تاکہ جنگ میں شریک نہ ہونا پڑے ان کی بداعمالیوں نے ان کے قلب کو مسخ کر دیا) اور اللہ نے (بھی) ان کے دلوں پر مہر لگا دی، پس وہ کچھ نہیں جانتے (انہیں اپنے اچھے بُرے کا ہوش ہی نہیں ہے)

پارہ - ۱۱

۱۔ رکوع ۱ ۱۱

یَعْتَذِرُوْنَ

دسویں پارے کے آخری رکوع میں منافقین کا ذکر تھا یہ اُسی بارھویں رکوع کی بقیہ آیتیں ہیں جن میں منافقین کی حیلہ سازیوں کا بیان جاری ہے۔ غزوۂ تبوک میں منافق بیٹھے رہ گئے اور طرح طرح کے بہانے کیے، تبوک سے واپسی پر بھی جب مسلمان واپس ہوئے تو اللہ نے اپنے رسول کو باخبر کر دیا کہ منافق پھر بہانے بنائیں گے اور غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہونے پر طرح طرح کی مجبوریوں کا اظہار کریں گے تاکہ ان کو آپ معذور ہی سمجھیں یہ سب اُن کا فریب ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ستر (۷۰) آدمیوں کو ہٹا دیا اور فرمایا کہ تم منافق ہو اذیت نہ پہنچاؤ۔ تمہاری آئندہ زندگی تمہارے اعمال سے جانچی جائے گی۔

۹۴- يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ۭ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ۭ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

(مسلمانو!) جب تم (تبوک سے) ان کے پاس واپس ہو گے تو تم سے (یہ منافق طرح طرح کے) عذر پیش کریں گے۔ (اے رسول) آپ فرمادیجئے (کہ) بہانے مت بناؤ ہم (مسلمان) ہرگز تمہاری بات نہ مانیں گے بے شک تمہارے حالات سے اللہ نے ہم کو باخبر کر دیا ہے اور ابھی اللہ اور اُس کا رسول تمہارے اعمال کو (اور بھی) دیکھ لیں گے (یعنی تمہارا آئندہ عمل بھی اس بات کو ثابت کر دیں گے کہ تم منافق ہو، حیلہ ساز ہو، تم ہرگز اللہ اور رسول کے ساتھ نہیں) پھر (بالآخر تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے (وحدہٗ لاشریک) کی طرف واپس کیئے جاؤ گے (حشر میں اس کے روبرو پیش ہو گے) تو وہ تم کو بتائیگا کہ تم کیا کرتے رہتے تھے۔

۹۵- سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا

(اور اے مسلمانو!) جب تم (تبوک سے) ان کے پاس واپس ہو گے تو (یہ منافق) تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم اُن سے درگذر

عَنْهُمْ ۭ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۡ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○

کرو، پس تم ان سے درگذر کرو (وہ قابل اعتنا نہیں) بے شک وہ لوگ ناپاک ہیں اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے یہ بدلہ ہے اُن کاموں کا جو وہ کرتے رہے ہیں۔

۹۶- يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ○

وہ لوگ تمہارے سامنے قسمیں (بھی) کھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ، سو اگر تم اُن سے راضی ہو (بھی) جاؤ تو اللہ اُن نافرمان لوگوں سے راضی نہیں ہوتا۔

۹۷- اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○

یہ دیہاتی (گنوار) لوگ (اپنے) کفر اور (اپنے) نفاق میں بہت سخت (واقع ہوئے) ہیں اور (اس لائق ہیں کہ جو احکام اللہ نے اپنے رسول پر نازل فرمائے ان سے واقف (ہی) نہ ہوں (یہ دین کی لطافتوں کو کیا سمجھیں) اور اللہ سب کچھ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (وہ جانتا ہے کہ انہیں توفیقِ ہدایت کیوں نہیں ملے گی، اور ان کے اس نفاق کے باوجود دین کے ستون کیونکر مضبوط ہوں گے)۔

۹۸- وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَاۗىِٕرَ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

اور ان (منافق) دیہاتیوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ جو کچھ وہ خرچ کرتے ہیں اسے تاوان سمجھتے ہیں اور تم (مسلمانوں) پر زمانہ کی گردش کے منتظر رہتے ہیں۔ (درحقیقت) بُری گردش تو اُنہیں پر آنے والی ہے اور اللہ سُننے والا (اور) جاننے والا ہے (ان کی بد دُعا سُن رہا ہے اور جانتا ہے کہ کون عزت اور کامیابی کا اہل ہے اور کون ذلت و رسوائی کا مستحق)

۹۹- وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ۭ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۭ سَيُدْخِلُهُمُ

اور دیہاتیوں میں سے بعض وہ ہیں کہ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے ہیں اور اپنے خرچ کرنے کو (اپنی خیرات کو) اللہ کے قرب اور رسول کی دُعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ سو بے شک وہ (خرچ کرنا) ان کے لیے قرب ہی کا موجب ہے، عنقریب اللہ ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا (یعنی رسول کی دُعاؤں میں انہیں شامل کر دیگا) بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۠ ع

تیرھواں رکوع

یہ رحمت میں داخل ہونا، ان دُعاؤں کا صدقہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مانگی جاتی ہیں۔ اللہ جن سے راضی ہوگیا ان کی خوشی کو اپنی خوشی بنالیتا ہے۔ اس لیے کہ مومنوں نے اللہ کی خوشی کو اپنی خوشی بنا لیا ہے۔ انہیں کے لیے سرفرازیاں ہیں، دنیا میں نورِ ہدایت ان ہی کے لیے ہے، اور آخرت کی نعمتوں سے یہی مالا مال ہیں۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو اپنے نفاق پر قائم ہے اُس نے اپنی آخرت کی کھیتی اجاڑ دی، جس نے توبہ کرلی، وہ رحمت میں داخل کر دیا گیا۔ اللہ کو بندہ کی توبہ بہت پسند ہے۔ شرط یہی ہے کہ توبہ کے بعد عمل میں نفاق نہ ہو، عمل کی بنیاد پرہیز گاری اور خوفِ خدا پر ہو۔ جو عمل اس معیار سے گرگیا، ٹھکرا دیا گیا خواہ مسجد ہی کیوں نہ بنائی گئی ہو۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝

اور مہاجرین اور انصار میں سے سب سے پہلے سبقت لے جانے والے (صحابۂ کرام جو سب سے پہلے دین کی حمایت میں کھڑے ہوتے ہجرت کی یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اور مسلمانوں کا خیر مقدم کیا) اور جو ان (سبقت لے جانے والوں) کے نقشِ قدم پر خوبی کے ساتھ چلے، (جو ان کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں) اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے اور (اللہ نے) ان کے واسطے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں (یہ رضائے الٰہی کے باغ ہیں جو رحمتِ الٰہی سے سرسبز و شاداب ہیں) ان میں وہ ہمیشہ رہا کریں گے یہی بڑی کامیابی ہے (دامن رحمتِ الٰہی میں پناہ لینے والوں کا مقصد حصولِ رضاءِ الٰہی ہوتا ہے جو ان کو حاصل ہوگیا اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے)۔

۱۰۰۔ مع عند المتقدمین وقف غفران

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ ۛ

اور (مسلمانو!) تمہارے گرد و پیش کے بعض دیہاتی منافق ہیں اور بعض مدینے والے بھی نفاق پر اڑے ہیں۔ آپ نہیں نہیں جانتے ہم ان کو جانتے ہیں

مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ قف لَا تَعْلَمُهُمْ ط نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ط سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۝

ہم ان کو دوبار عذاب دیں گے (ایک بار دنیا میں، ایک بار قبر میں) پھر وہ بڑے (سخت) عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے، (یعنی دوزخ کے سب سے نیچے حصہ میں پھینکے جائیں گے)۔

۱۰۲- وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ط عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اور بعض لوگ ہیں کہ انہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کرلیا انہوں نے نیک و بد عمل ملا جُلا دیئے (یہ وہی مسلمان تھے جو جنگ تبوک میں کسل کی وجہ سے نہ گئے لیکن اب ان کو سخت ندامت تھی اور توبہ کر رہے تھے) قریب ہے کہ اللہ انہیں معاف فرمائے، اللہ تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

جب ان لوگوں کو اللہ نے معاف فرما دیا اور رسول نے بھی معاف فرمایا تو یہ کچھ صدقہ لے کر آئے کہ صدقہ انسان کو پاک کرتا اور بابرکت کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسے قبول کرلیا کیجئے۔

۱۰۳- خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ط اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

آپ ان کے مال میں سے صدقہ لے لیں کہ اس سے آپ ان (کے ظاہر و باطن) کو پاک اور صاف فرمائیں اور ان کے لیے دُعا فرمائیں بے شک آپ کی دُعا ان کے لیے (باعثِ) تسکین ہے۔ اور اللہ سب کچھ سنتا (اور) جانتا ہے۔

۱۰۴- اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ ہی اپنے بندوں سے توبہ قبول فرماتا ہے اور وہی صدقات کو قبول فرماتا ہے اور یہ کہ اللہ اپنے بندوں کی طرف بہت رجوع ہونے والا (اور) مہربان ہے (وہ ان کی ہر طرح کی عبادات جو اس کے لیے ہوں قبول فرماتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے)۔

١٠٥- وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

اور آپ فرما دیجئے (کہ توبہ و صدقات وغیرہ سے تمہارے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے لیکن اللہ دیکھے گا کہ تم نے توبہ کے بعد کیسے عمل کیے) تم عمل کیے جاؤ، پھر تمہارے عمل کو اللہ، اور اس کا رسول اور مومنین (سب ہی) دیکھ لیں گے اور تم جلدی اس کے پاس لوٹائے جاؤ گے جو چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے پھر وہ تم کو، جو کچھ تم کیا کرتے ہو، بتا دے گا۔ (اس سے کوئی راز، راز نہیں وہ عمل کو بھی دیکھتا ہے اور نیت کو بھی جانتا ہے)

١٠٦- وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

اور دوسرے لوگ (یعنی جنگ تبوک میں شریک نہ ہونے والے لوگوں میں چند ایسے بھی تھے کہ انہوں نے اللہ کے رسول سے صاف صاف بات کہہ دی نہ انہوں نے اپنے پر سختیاں کیں اور نہ حیلے تراشے، ان کے متعلق حکم ہوا کہ) ان کا معاملہ خدا کے حکم پر موقوف ہے، خواہ انہیں عذاب دے خواہ انہیں معاف فرمائے اور اللہ سب کچھ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (اس کا سزا دینا یا معاف فرمانا دونوں علم و حکمت پر مبنی ہوں گے)۔

گزشتہ آیات میں دو طرح کے مسلمانوں کا ذکر تھا، ایک وہ جو جنگ میں شریک نہ ہوئے اپنے کو ایذائیں دیں اور توبہ کی، اللہ نے انہیں معاف فرمایا دوسرے وہ جنہوں نے صاف صاف اپنے گناہ کا اقرار آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم سے کر لیا اور اپنے کو کوئی اذیت نہ دی ان کا معاملہ اللہ نے ملتوی رکھا۔

اب آئندہ آیات میں منافقوں کی ایک اور حیلہ سازی کا ذکر آ رہا ہے۔ ہجرت کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے قبل قبا میں مختصر قیام فرمایا اور مسجد قبا کی بنیاد ڈالی جس کی تعمیر بڑی عظمت و اہمیت کی حامل ہوئی، منافقین نے اس کے قریب ایک اور مسجد کی تشکیل کی کہ وہاں مسلمانوں کے خلاف سازشیں ہوں اور ان میں نفاق ڈالا جائے، اللہ نے ان کے اس فعل کی مذمت فرمائی۔

١٠٧- وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ

اور جن لوگوں نے ایک مسجد (مسلمانوں کو) ضرر پہنچانے کے لیے اور کفر (پھیلانے کی غرض سے) اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے بنائی اور ان لوگوں کو پناہ دینے کے لیے جو اللہ اور رسول سے پہلے ہی لڑ چکے ہیں اور

وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّھُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

(اے رسول) وہ قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو (اسلام کی) بھلائی ہی چاہی تھی لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

۱۰۸۔ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ۭ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَي التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۭ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝

آپ اس (عمارت) میں کبھی بھی کھڑے نہ ہوں، البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد اوّل دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی وہ اس لائق ہے کہ آپ اُس میں کھڑے ہوں (وہاں تشریف لے جائیں یا نماز پڑھیں) اس (مسجد) میں ایسے لوگ (آتے) ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

۱۰۹۔ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰي تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰي شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

بھلا وہ (شخص) جس نے اپنی عمارت کی بنیاد خوفِ خدا اور اس کی رضامندی پر رکھی وہ بہتر ہے یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد ایک کھائی کے کنارے پر رکھی جو گرنے ہی کو ہے۔ پھر وہ (عمارت) اس کو آتشِ دوزخ میں لے گئی۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

۱۱۰۔ لَا يَزَالُ بُنْيَانُھُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُھُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ ع ۱۳ / ۲

یہ عمارت جو انہوں نے (یعنی منافقین نے) بنائی ان کے دلوں میں برابر کھٹکتی رہے گی (ان کا ضمیر ان کو ملامت کرتا رہے گا) سوا اس کے کہ ان کے دل ہی پاش پاش ہو جائیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

اوپر کی آیات میں منافقین کی اس سازش کی طرف اشارہ ہے جو انہوں نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی خاطر کی۔ مسجد قُبا کے نزدیک ایک راہب خزرجی کی تحریک پر انہوں نے

ایک عمارت مسجد کے نام سے بنالی جس کو اللہ تعالیٰ نے مسجد ضرار کا نام دیا (ضرار کے معنی تکلیف پہنچانے کے ہیں) اس کا منشا یہ تھا کہ جو لوگ اسلام کی بیخ کنی کر رہے ہیں ان کو پناہ دی جائے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو بہکایا جائے۔ اس کی بنیاد نفاق، کفر، عداوتِ اسلام پر قائم کی گئی جب یہ مسجد تیار ہوگئی تو چند منافق رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے خواہش ظاہر کی کہ وہاں نماز پڑھیں، آپ نے فرمایا کہ اس وقت ہم غزوۂ تبوک پر جا رہے ہیں واپسی پر انشاء اللہ نماز پڑھیں گے جب واپس ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس مسجد کی حقیقت سے باخبر کر دیا آپ نے حکم دیا کہ آپ کے وہاں پہنچنے سے پہلے وہ ڈھا دی جائے اور جلا دی جائے اس حکم کی تعمیل ہوئی۔

چودھواں رکوع

اب اللہ تعالیٰ نیک بندوں کا ذکر فرماتا ہے ان مومنین کا جن سے ایک مخصوص سودا کیا ہے، اور سودا بھی عجیب و غریب ہے اللہ تعالیٰ نے خود ہی مومنوں کو جان و مال سے نوازا خود ہی اس کو ان سے جنّت کے عوض مول لے رہا ہے، ایک وعدہ پر معاملہ ہو گیا، ادھر سے یہ عہد کہ "ہم تیرے ہیں تیرے رسول کے حکم پر چلیں گے ان کے ہو کر رہیں گے" اِدھر سے یہ انعام کہ بس تمہارے اس عہد پر بات پکی ہوگئی، جنت کی وہ نعمتیں جن کا نہ کوئی تصوّر کر سکتا ہے نہ اندازہ کیا جاسکتا ہے تمہارے لیے ہوگئیں۔ یہ اللہ کا رہتی دنیا تک مسلمانوں سے وعدہ ہے۔ یہ وعدہ کن لوگوں سے کیا گیا! ان کے اوصاف بیان کیے جاتے ہیں لیکن اس جماعت کو بھی یہ حکم نہیں کہ مشرک جو اللہ کا باغی ہے اس کے لیے دعائے مغفرت کرے۔ باقی سب کے لیے وہ رؤف و رحیم ہے۔ البتہ اگر موت سے پہلے وہ بھی توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ توّاب و رحیم ہے۔ یہاں بھی معاف کرے گا اور آخرت میں بھی نوازے گا۔

١١١- اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ

بے شک اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لیے ہیں۔ اس قیمت پر کہ ان کے لیے جنت ہے۔ یہ (مومنین) اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں۔ پھر مارتے (بھی) ہیں اور شہید (بھی) ہوتے ہیں یہ اللہ کا پختہ وعدہ (مومنین سے ہو چکا ہے اور وعدہ بھی تحریری جو) توریت اور انجیل اور قرآن میں (ہے) اور اللہ

وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ۭ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

سے بڑھ کر کون وعدہ کا پکا (صادق القول) ہو سکتا ہے۔ (کوئی نہیں، ہرگز نہیں) پس (اے مومنو!) اس سودے پر جو تم نے اس سے کیا ہے خوشیاں مناؤ۔ اور (ہر چند یہ جنت اس وقت نظر نہیں آتی لیکن) بڑی کامیابی یہی ہے۔ (دائمی مسرت اور دامنِ رحمت میں جگہ پاؤ)

اب ان مومنین کے صفات بیان کیے جا رہے ہیں۔ توبہ کرنے والے، عابد، حامد، سائح، راکع، ساجد، آمر، ناہی، حافظ۔ غرض روزانہ کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ان توصفات سے مزین اور پھر اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے مستعد

۱۱۲۔ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ

(یہ مومنین) توبہ کرنے والے، بندگی کرنے والے، شکر کرنے والے، بے تعلق رہنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے،

آیت نمبر (۱۱۲) ۱۔ تائبون = لوٹ آنے والے، رجوع کرنے والے، توفیق پائے ہوئے، مہربانی کرنے والے۔

۲۔ عابدون = عبادت کرنے والے۔ بندگی کرنے والے۔ یعنی اس کی یکتائی اور بسط، اور رسالت کے فیوض کو آنکھوں سے دیکھنے والے۔

۳۔ حامدون = اس کی تعریف کرنے والے یعنی برمحل فعل کرنے والے۔ شکر گزار۔ حمد وثنا کرنے والے۔

۴۔ سائحون = تارک، بے تعلق، دنیا میں رہ کر دنیا سے بے تعلق۔ سفر کرنے والے، ایک مقام چھوڑ کر دوسرے مقام پر جانے والے، روزہ رکھنے والے۔

۵۔ راکعون = رکوع کرنے والے، خشوع والے۔

۶۔ ساجدون = خضوع والے۔ سجدہ کرنے والے۔

۷۔ آمرون بالمعروف = نیکی کا حکم کرنے والے۔

۸۔ ناھون عن المنکر = برائیوں سے روکنے والے۔

۹۔ والحٰفظون = حفاظت کرنے والے، الوہیت ذات مراتبِ صفات کی، رسالت کی حقیقت کو جاننے والے، اس کو اپنے سینوں میں رکھنے والے، اور اعضاء سے عمل کرنے والے، اور اللہ کے مقرر کیے ہوئے اصولوں پر چلنے والے۔ تابع نبی ہو جانے والے، محمدیت میں جینے اور مرنے والے۔

(ہر چند کہ ان توصفات کا ذکر الگ الگ ہے لیکن یہ سب ایک مومن کی صفات ہیں)

الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

نیک بات کا حکم کرنے والے اور بُری بات سے منع کرنے والے، اور ان حدود (شریعت) کی جو اللہ نے قائم کی ہیں حفاظت کرنے والے ہیں اور (اے رسول آپ ان) ایمان والوں کو خوشخبری سنا دیجیے۔ (کہ آپ کا رب ان سے راضی ہے دنیا میں آپ کی محبت ان کا انعام، آخرت میں اس محبت کا انعام رضائے الٰہی اور دیدار)۔

۱۱۳۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ○

نبی کے لیے اور جو لوگ ایمان لائے ہیں (یعنی آپ کی امّت کے لیے) یہ جائز نہیں کہ مشرکوں کے لیے (اللہ سے) بخشش مانگیں اگرچہ وہ (مشرکین) قرابت والے ہی (کیوں نہ) ہوں۔ جب کہ ان پر کھل جائے کہ وہ (مشرکین) دوزخی ہیں۔

رہی یہ غلط فہمی کہ حضرت ابراہیم نے بھی تو اپنے باپ کے لیے دُعا کی تھی وہ معاملہ اور تھا۔

۱۱۴۔ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ○

اور ابراہیم کا اپنے باپ کے واسطے بخشش طلب کرنا تو وہ ایک وعدے کے سبب تھا جو وہ اس سے کر چکے تھے۔ پھر جب ان پر ظاہر ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے بیشک ابراہیم بہت نرم دل (بہت گریہ و زاری کرنے والے اور) بہت بردبار ہیں۔

رہا جو لوگ اس سے قبل مشرکین کے لیے دُعا کر چکے یا کسی حکم سے واقف

آیت ۱۱۴۔ عربی زبان میں لفظ "اَبْ" کا اطلاق چچا پر بھی ہوتا ہے۔ یہاں اس سے مراد آپ کا چچا آذر ہے۔ حضرت ابراہیم کے والد کا نام تارخ تھا حضور کے آباو اجداد میں کوئی کافر نہ تھا۔ آذر نے باپ کی طرح حضرت ابراہیم کی پرورش کی اس سے آپ نے وعدہ کیا تھا کہ اس کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کریں گے۔ لیکن یہ مغفرت طلب کرنا اس لیے تھا کہ اللہ اسے توفیق اسلام عطا فرمائے اور پچھلے گناہ معاف کرے جب اس کی موت کفر پر ہوئی تو آپ نے بیزاری ظاہر فرمائی، گو آپ نرم دل تھے لیکن پیغمبرانہ تحمل کی شان موجود تھی۔

ہونے سے قبل ان سے اس کی خلاف ورزی ہوئی تو اس پر مواخذہ نہیں ہوتا اللہ معاف کر دیتا ہے۔

۱۱۵۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○

اور اللہ ایسا نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد گمراہ کر دے جب تک ان پر یہ ظاہر نہ کر دے کہ ان کو کن چیزوں (یا باتوں) سے بچنا چاہیئے۔ بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے (وہ جانتا ہے کہ کس نے لاعلمی سے ایک غلطی کی اور کس نے نافرمانی کی)۔

۱۱۶۔ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ○

بے شک آسمانوں اور زمین پر اللہ ہی کی حکومت ہے وہی جلاتا اور (وہی) مارتا ہے اور تمہارا اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں۔

۱۱۷۔ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○

بے شک اللہ نے پیغمبر پر اور (ان) مہاجرین پر اور انصار پر بڑا فضل کیا جو (غزوۂ تبوک میں) مشکل کے وقت نبی کے ساتھ رہے، ہرچند کہ قریب تھا کہ ان میں سے کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں لیکن وہ (یعنی اللہ) ان کی طرف (مہربانی کے ساتھ) رجوع ہوا بے شک وہ ان پر نہایت شفقت کرنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔

غزوۂ تبوک میں گرمی کی شدّت، بے سروسامانی، زبردست فوج کے مقابلہ کے باعث بعض مسلمانوں کی ہمّت پست تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق جہاد کے ساتھ ہمّت بھی عطا فرمائی اور اپنے فضل و کرم سے ان کے ارادے مضبوط کیے اور دوبارہ جب ان کے قدم ڈگمگا گئے انہیں سنبھالا یہ اللہ ہی کی مدد تھی کہ مسلمانوں کو کامیابی ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے اسی طرح ان تین آدمیوں پر (یعنی کعب بن مالک، ہلال

بن امیہ اور مرارہ بن ربیع پر) اپنا فضل فرمایا جو غزوۂ تبوک میں محض سہل انگاری کی وجہ سے شریک نہ ہوئے تھے گو مسلمان تھے اور منافق بھی نہ تھے۔ نبی اکرمؐ کی تبوک سے واپسی پر چند مسلمانوں نے جو شریک نہ ہوئے تھے اپنے کو مسجد کے ستونوں سے باندھ لیا تھا کہ جب تک رسول اللہ معاف نہ فرمائیں گے وہ اپنے کو نہ کھولیں گے ان کی توبہ اللہ نے قبول فرمائی لیکن ان تین آدمیوں نے نہ بہانے کیے نہ بعض صحابہ کی طرح اپنے کو ستونوں سے باندھا بلکہ صاف صاف بات آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم سے کہہ دی ان کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا یہاں تک کہ پچاس دن کے بعد ان کی توبہ قبول ہوئی۔ یہ پچاس دن جس طرح ان کے گزرے وہی جانتے ہوں گے۔ ان کے لیے یہ سزا بھی کافی تھی۔ یہ بھی اسی کا فضل تھا کہ اُنہیں معاف کیا۔

۱۱۸۔ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ ع ۴ ۳

اور (اسی طرح) ان تین شخصوں پر جن کا معاملہ ملتوی رکھا گیا تھا (توجّہ فرمائی) یہاں تک کہ اُن پر زمین باوجود کشادگی کے تنگ ہوگئی اور ان کی جانیں (بھی) خود اُن پر بوجھ بن گئیں (زندگی دوبھر ہوگئی) اور انہوں نے (خوب) جان لیا کہ اللہ سے خود اس کے سوا کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔ پھر اللہ ان پر رحمت سے رجوع ہوا (ان کو بھی رجوع الی اللہ کی سعادت بخشی) تاکہ وہ بھی توبہ کریں۔ بے شک اللہ ہی توبہ قبول فرمانے والا (اور) مہربان ہے۔

پندرھواں رکوع

مسلمانو! تم نے دیکھا کہ اگر یہ تین آدمی صداقت سے کام نہ لیتے تو یہ منافقوں میں ہو جاتے، ان کے سچ بولنے سے اللہ نے ان کی سُن لی، تم بھی پرہیزگار بنو اور صداقت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ کبھی رسول کی مدد میں کسی سے پیچھے نہ رہو۔ اللہ نے تمہاری جان و مال کو جنّت اور اپنی رضا کے عوض خرید لیا ہے کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارا کوئی عمل اس کی راہ میں ایسا نہیں جس کا کثیر بدلہ تمہارے لیے نہ لکھا جاتا ہو۔ ہاں جہاد میں بھی ایک تنظیم ہے، ہر قبیلہ کے چند لوگ ساتھ ہونے چاہئیں اس تنظیم کا

پاس ضروری ہے یہ بھی حکمِ الٰہی ہے۔

۱۱۹- يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ○

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو (اس کی مرضی پر چلو) اور اہلِ صدق کے ساتھ رہا کرو۔

۱۲۰- مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۙ○

اہلِ مدینہ اور ان کے گرد کے دیہات کے لوگوں کو یہ نہ چاہیے کہ رسول اللہ کے ساتھ (ہونے) سے پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو ان کی جان سے عزیز سمجھیں۔ یہ اس لیے کہ انہیں (یعنی مجاہدین کو) جب بھی اللہ کی راہ میں پیاس لگتی ہے اور محنت (کی سختی) اور بھوک کی تکلیف پہنچتی ہے یا ایسی جگہ ان کا قدم اٹھتا ہے کہ کافروں کو غصہ آئے یا دشمنوں سے کوئی چیز چھینتے ہیں تو ہر بات پر (ہر فعل پر) ان کے لیے ایک نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ (جب قدم قدم اور بات بات پر نیکیوں کا یہ ذخیرہ ملے تو سوچو کہ جان چرانا کیسی محرومی ہوگا اور یاد رکھو کہ) بیشک اللہ نیکی کرنے والوں کا حق ضائع نہیں کرتا۔

۱۲۱- وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

اور (مجاہدین اسی طرح) جو کم یا زیادہ خرچ کرتے ہیں یا کوئی میدان طے کرتے ہیں تو یہ سب ان کے لیے (نیک اعمال کے ساتھ) لکھ لیا جاتا ہے تاکہ اللہ ان کو ان کے اعمال کا بہتر بدلہ دے (جو کچھ کیا اس سے کہیں زیادہ انعام فرمائے)۔

جہاد کی فضیلت کے ساتھ جہاد کی ایک تنظیم بھی ہے جس کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کیا جا رہا ہے۔

۱۲۲- وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝

اور مسلمانوں کو نہ چاہیے کہ (جہاد کے لیے) سب کے سب نکل کھڑے ہوں۔ ایسا کیوں نہ کیا کہ ہر فرقہ میں سے ایک جماعت نکلی ہوتی (جو جہاد کرتی اور باقی دوسری ضروریات میں مشغول ہوتے۔ اس طرح جو جماعت آپ کے ساتھ ہوتی وہ آپ کی صحبت میں علوم وفیوض سے مستفید ہوتی) تاکہ وہ دین کے علم کی فہم پیدا کرتی اور جب ان کی طرف واپس جاتی تو اپنی قوم کو اعمالِ بد کے نتائج سے ڈراتی۔ تاکہ وہ (بھی جن باتوں سے احتیاط اور پرہیز کی ضرورت ہے ان سے) بچتے رہتے۔ (اور اصلاحِ قوم میں معاون ہوتے)

سولھواں رکوع

یہ سورہ تمامتر جہاد، اس کے فضائل، قواعد وضوابط پر مشتمل تھا، مرکزی تصوّر یہ رہا کہ اسلام کا احترام، اللہ کی وحدانیت کا اقرار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت وعظمت دلوں میں بیٹھ جائے، آخری رکوع مقصد کو اجمالی طور پر بیان کرنے مسلمانوں کو جہاد جاری رکھنے، کفر پر غلبہ پانے اور پرہیزگاری کو بہرحال پیشِ نظر رکھنے پر زور دیتا ہے۔ بتاتا ہے کہ اللہ کا کلام کس طرح مومن کے فروغِ ایمان کا باعث اور کافر ومنافق کے قلب پر بارِ گراں کا موجب بنتا ہے، اور پھر رسالت کی فہم، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت، ان کے مقام، ان کی کیفیت، امّت سے محبّت، اور آخر میں سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے اسماءِ خاص "رؤف رحیم" سے یاد فرماتا ہے۔ اس کے بعد بھی جو اس پرتوِ رحمت سے منہ موڑیں تو پھر فرماتا ہے، آپ کے لیے آپ کا رب کافی ہے اور اس آیت پر رکوع ختم ہوتا ہے جس کا حضوری کے ساتھ وِرد حصولِ عرفان کا ضامن ہے۔

۱۲۳- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ

اے ایمان والو! ان کافروں سے جو تمہارے نزدیک ہیں، جہاد کرو (جب مسلمانوں کی یہ جماعت اپنے نزدیک کے کافروں سے جہاد کرے گی تو حلقۂ جہاد وسیع ہوتا جائے گا) اور (تمہارا جہاد اس انداز کا ہونا چاہیے کہ) ان کو تمہاری سختی معلوم ہو۔ اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ (جہاد میں خوفِ خدا اور حدودِ

الْمُتَّقِيْنَ ○ — شریعت کا پاس ضروری ہے تاکہ اللہ کی مدد شامل حال رہے۔)

١٢۴- وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○

اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو بعض (منافق مذاق اڑاتے ہیں اور) کہتے ہیں کہ اس (سورت) نے تم میں سے کس کے ایمان کو بڑھا دیا۔ (انہوں نے تو یہ شرارتاً کہا لیکن حقیقت یہ ہے کہ) پھر جو ایمان لانے والے ہیں تو اس نے ان کا ایمان اور بڑھا دیا اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں (کہ ان کے لیے بشارتیں ہیں)

١٢۵- وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ○

اور جن کے دلوں میں (کفر و نفاق کی) بیماری ہے سو اس (سورت) نے ان کی خباثت (نفس) پر اور گندگی بڑھا دی اور مرتے دم تک وہ کافر ہی رہے۔

جب کسی سورت سے ان کو اپنے عیب کا حال اور اس کی سزا کا علم ہوا تو ان کے نفاق یا کفر میں اور سختی آگئی چاہیئے تو یہ تھا کہ اس سے توبہ کرتے لیکن اپنی بداعمالیوں سے یہ استعداد ہی کھو بیٹھے۔

١٢٦- اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○

کیا یہ (منافق یا کافر) یہ نہیں دیکھتے کہ یہ ہر سال ایک یا دو بار آزمائے جاتے ہیں (کسی نہ کسی مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں) پھر بھی یہ توبہ نہیں کرتے اور نہ نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

منافقوں کا یہ حال ہے کہ مسجد نبوی میں آتے ہیں کوئی سورہ، کوئی آیت نازل ہوتی ہے وہ سنتے ہیں تو دین سے محبت پیدا ہونے کے بجائے اس سے تنفر پیدا ہوتا ہے وہ مجلس سے اٹھتے وقت دیکھتے بھی رہتے ہیں کہ کہیں کوئی مسلمان انہیں دیکھ تو نہیں رہا ہے، اس جہل کی وجہ سے وہ ایمان و عرفان سے محروم رہتے ہیں۔

١٢٧- وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ — اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو (منافق) ایک دوسرے

بَعۡضُهُمۡ اِلٰى بَعۡضٍؕ هَلۡ يَرٰٮكُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوۡاؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ بِاَنَّهُمۡ قَوۡمٌ لَّا يَفۡقَهُوۡنَ ○

کی طرف دیکھنے لگتے ہیں (گویا نظر نظر میں پوچھتے ہیں) کیا تم کو کوئی (مسلمان) دیکھ رہا ہے ۔ پھر چل دیتے ہیں ۔ (یہ اللہ کے رسول کے پاس سے اٹھنا نہیں، یہ ایمان و عرفان سے محرومی و مہجوری ہے) اللہ نے ان کے دل پھیر دیئے اس لیے کہ یہ لوگ سمجھ سے کام ہی نہیں لیتے ۔

مومنو! مسلمانو! گنہگارو! سنو یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں، کیا ہیں، اللہ کی محبت اور شفقت کا پیغام، خلق عظیم کا پیکر، امت کے لیے سرتاپا رحمت، مسلمانوں کی تکلیف آپ پر بار، ان کے لیے اللہ سے خیر کے لئے ہر وقت دست بدعا، شفقت اور رحمت الٰہی کا پرتو رؤف و رحیم ہیں۔

۱۲۸۔ لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيۡصٌ عَلَيۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ○

(اے مسلمانو!) بیشک تمہارے پاس تم ہی میں سے (شریف تر پاک نفوس ہی سے) ایک رسول آئے ہیں (تم ان کے اخلاق، اطوار، دیانت، امانت سے واقف ہو لیکن پاس عبدہٗ و رسولہٗ کی قلبی کیفیت بھی جانتے ہو سنو) جو تکلیف تم کو پہنچتی ہے (وہ تم سے زیادہ) ان پر (ان کے قلب اطہر پر) گراں گزرتی ہے ۔ (اور) تمہارے لیے (تو وہ رحمت و خیر کی) فراوانی کے طالب رہتے ہیں (اور) مومنوں کے حق میں تو نہایت شفیق و مہربان ہیں (آپکی رسالت پر ایمان، آپ پر نظر رکھنے والوں کے لیے تو رؤف و رحیم ہیں ۔ فیضان معرفت سے ان کے قلوب منور سے منور تر کرتے جاتے ہیں)۔

۱۲۹۔ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِىَ اللّٰهُ ۖ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَهُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمِ ○ ع ۱۶ / ۵

پھر اسکے بعد بھی، اگر یہ لوگ روگردانی کریں (آپکا حکم نہ مانیں آپکو نہ سمجھیں آپکی قدر نہ کریں)، تو آپ فرما دیجئے کہ میرے لیے تو اللہ کافی ہے (میں اللہ کے بندوں سے اللہ ہی کے لیے محبت کرتا ہوں) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے ۔ (کارخانۂ عالم میں جو ہوتا ہے سب اسکے حکم سے ہوتا ہے وہ عظیم الشان، قدرت و حکمت والا ہے ۔ اسکے تخت سلطنت کے جلال و جمال کا کیا کہنا ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ)

بحمد اللہ دوسری منزل کا ترجمہ ختم ہوا
یکشنبہ ۶۔ دسمبر ۱۹۶۴ء

آج ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۔ اگست ۱۹۶۷ء بروز چہار شنبہ دربار رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم "رؤف و رحیم" میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی گئی ۔
مدینہ منورہ حرم شریف بین المنبر والروضۃ المکرمۃ

تیسری منزل

سُوۡرَۃُ یُوۡنُسَ

مکّی ۱۰۹ آیتیں ۱۱ رکوع

تیسری منزل کا پہلا سورہ ہے جو کتاب حکیم کے ذکر سے شروع ہوتا ہے ۔ وہ کتاب جو ایمان والوں کو اُنس میں لاتی ہے ۔ ہر درد و غم میں ان کی مونس و غمخوار بنتی ہے اور پیغمبر کی عظمتوں سے قلوب کو آشنا کر کے توحید کے رموز، باری تعالیٰ کے صفات اور انعامات سے نوازتی ہے ۔

سورۂ توبہ اہلِ ایمان کے لیے رحمتِ ایزدی کا مژدہ لے کر آیا اور توحید باری تعالیٰ اور توکّل پر ختم ہوا ۔ یہ سورہ توحید کے مضامین کے ساتھ خاص ہے ۔ وہ توحید جس کی لذّت توبہ کے بعد کچھ اور ہی ہو جاتی ہے ۔ اس سلسلہ میں حضرت یونس علیہ السلام کی توبہ کا ذکر آتا ہے ۔ اور امّتِ مسلمہ کو اس آیت کریمہ سے نوازا جاتا ہے جو ہر مشکل میں ان کی معاون بن جائے ، ہمیشہ ہر حال میں ان کے لیے توبہ کی قبولیت کی ضامن ہو۔ اور ان کے قلوب کو لذّتِ توبہ سے سرشار کرے ۔

یہ سورہ آدابِ بندگی سکھاتا ہے اور قَدَمَ صِدۡقٍ میں لاتا ، بلندیٔ درجات کے در کھولتا ہے اور صبر کے ساتھ کاموں میں لگے رہنے کی تلقین کرتا ہے کہ یہی رفعتوں کے حاصل کرنے کا زینہ ہے ۔

اس سورت کے بعد ہی سورۂ ہود میں ان اقوام کا ذکر آتا ہے جنہوں نے نافرمانیاں کیں اور ہلاک ہوئیں پھر سورۂ یوسف میں جلال و جمال کے ملے جلے نقشے ہیں انسانی کمزوریوں سے آگاہ کر کے صبرِ جمیل کی تلقین ہے ۔ بتایا گیا ہے کہ صابروں کو دنیا میں بھی کیا کچھ نہیں ملتا۔ اسی سورت میں توکّل کے اسلامی مفہوم کو واضح کیا گیا ہے ۔ گویا سورۂ یوسف بندۂ مومن کو خوف و رجاء کی درمیانی کیفیات میں لے جاتا اور توحید کو کہ تمام کتب سماوی کا خلاصہ ہے ، امثال سے سمجھاتا ہے ۔ اس کے بعد ہی توحید کے پرستار مبلّغِ اعظم سیّدنا ابراہیم علیہ السلام

کا ذکر سورۂ ابراہیم میں ہوتا ہے ۔ پھر سورۂ حجر میں ان لوگوں کا حال ہے جو اسی نام کی وادی میں رہتے تھے جن کے دل بھی پتھر کی طرح سخت تھے اور ان کی کیفیات کو واضح کرکے مومن کو ہدایت کی جاتی ہے کہ مرتے دم تک اپنے پروردگار کی عبادت میں مشغول رہے کہ یہی مآلِ زندگی ہے ۔ اس کے بعد ہی مومن کو تنظیم سے زندگی بسر کرنے کے فوائد، وحی الٰہی پر قرار و قیام کی تعلیم ہے ۔ اور سورہ تقویٰ اور احسان پر ختم ہوتا ہے تاکہ مردِ مومن اس کا صلہ پائے، یہاں بھی اور وہاں بھی ۔

سورۂ حجر اور سورۂ نحل کی آخری دو آیتیں سورۂ بنی اسرائیل سے مربوط ہیں جس کا ذکر آگے آئے گا ۔

اس اجمال کی تفصیل، منزل کی مختلف سورتوں کی ابتداء اور آیات کے ربط کے ساتھ ساتھ آتی رہے گی گویا یہ تیسری منزل اُنس سے احسان تک لے جاتی ہے ۔

غور طلب بات یہ ہے کہ اس منزل کی ہر سورت سوائے آخری سورت یعنی النحل کے الٓرٰ سے شروع ہوتی ہے ۔ دیکھو یہ کن واقعات، کن حقائق کی ترجمانی ہے کن مشاہدات کی طرف دعوتِ فکر و نظر ہے ۔ اللہ تعالیٰ اس فہم سے نوازے ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ الٓرٰ تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡحَكِيۡمِ ۝

الٓرٰ ۔ (حروف مقطعات میں سے ہیں جن کا ذکر گزر چکا ہے) یہ بڑی حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں ۔ (جن کی صداقت اور حکمت سے کوئی عاقل انکار نہیں کرسکتا، یہ سالکانِ راہِ حقیقت کے لیے نورِ ہدایت ہیں جو ان کو حقیقت الحقائق تک پہنچاتی ہیں)

۲۔ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنۡ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى رَجُلٍ مِّنۡهُمۡ اَنۡ اَنۡذِرِ النَّاسَ

کیا لوگوں کو (جو بھول میں پڑے ہوئے ہیں اس بات سے) تعجب ہوا کہ ہم نے ان ہی (یعنی بنی نوع انسان) میں سے ایک مرد (کامل) پر وحی نازل کی کہ لوگوں کو (بھولے ہوؤں کو عذابِ الٰہی سے)

الٓرٰ = الف ۔ لام ۔ را ۔ سورہ کا اجمال و خلاصہ ہے حضرت قبلہ نے فرمایا الف سے اللہ ۔ ل سے لقاء ۔ ر سے رویت اللہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے الٓرٰ کو "انا اللہ اریٰ" (میں اللہ سب کو دیکھتا ہوں) کا اختصار قرار دیا ہے ۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝

ڈرائیے اور ایمان والوں کو خوشخبری سنا دیجئے کہ ان کے پروردگار کے یہاں ان کا پایہ سچا (ان کا مرتبہ بلند) ہے۔ (جس نبی پر ایمان لانے والے اصحاب کی بلندی درجات کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا اس نبی کے متعلق) کافر کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادوگر ہے۔ (یہ کیسا جہل اور کیسی غفلت ہے)

ایک نبی کا بھیجنا، اس پر وحی والقا فرمانا اس پروردگار کے لیے کیا دشوار ہے جو تمام کائنات کا خالق ہے اور مخلوقات کے جمیع امور حسب اقتضائے حکمت سرانجام دیتا رہتا ہے۔

۳۔ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝

(لوگو!) بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا۔ (ان کو چھ مدتوں میں چھ مرحلوں میں تدریجاً پیدا کیا) پھر عرش پر جلوہ افروز ہوا (اور تخلیق عالم کرکے اس میں اپنا امر و قانون جاری کیا) وہی ہر کام کی تدبیر فرماتا ہے۔ (وہی تمام امور حسب اقتضائے حکمت سرانجام دے رہا ہے اور اس کے پاس) اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کرسکتا یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے پس اسی کی عبادت کرو (کیوں وہم میں پڑے ہو فہم سے کام کیوں نہیں لیتے) تم کیوں دھیان نہیں کرتے۔

یہ معاملہ اس دنیا میں ختم ہونے کا نہیں قیامت کا دن بڑا سخت دن ہوگا جہاں اعمال کی تول، حساب وکتاب سے سامنا پڑے گا۔

۴۔ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ

(لوگو!) تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے بے شک اسی نے پہلی بار (مخلوق کو) پیدا کیا ہے پھر (قیامت کے دن) اس کو دوبارہ پیدا کرے گا تاکہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے انہیں عدل (وانصاف) کے ساتھ (نیک) اجر عطا فرمائے اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے کھولتا پانی پینے کو ہوگا اور ان کے لیے) دردناک عذاب ہوگا کیونکہ وہ کفر کرتے تھے (اللہ کے انکار پر

مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝

مصر رہے)۔

اللہ کی تخلیق پر نظر ڈالو، زمین و آسمانوں کو دیکھو ستاروں اور سیاروں کو بھی دیکھو، نظامِ شمسی پر غور کرو اور اس سے گزر کر اس نورِ وحدانیت کو سمجھو دیکھو قمر میں روشنی، آفتاب میں چمک، کہاں سے آئی۔ اور سورج چاند اور جملہ کائنات کس کی تخلیق ہے۔

۵۔ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاۗءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

وہی ہے جس نے سورج کو چمکتا (جگمگاتا) اور چاند کو منور (روشن) بنایا اور اس کی منزلیں مقرر کیں تاکہ اسی سے تم سالوں کی گنتی اور (مہینوں اور دنوں کا) حساب معلوم کر لیا کرو اللہ نے یہ سب تدبیر (و مصلحت) ہی سے پیدا کیا ہے وہ اپنی نشانیاں، سمجھنے والوں کے لیے کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔

(لوگ اگر غور کریں تو سمجھیں گے کہ جب اس دنیا میں سورج کی دھوپ اور چاند کی چاندنی سے مخلوق کے لیے اس کے فیوض و برکات کا یہ عالم ہے تو پھر اُس عالم میں اللہ تعالیٰ کی تجلیات و انوار کا کیا عالم ہوگا!)۔

ذرا دن رات کے اختلاف پر غور کرو۔

۶۔ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝

بے شک رات و دن کے بدلنے میں اور جو کچھ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے (سب میں) اللہ سے ڈرنے والوں (حق کے پرستاروں) کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔

۷۔ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا

البتہ جو لوگ ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے اور اس دنیا کی زندگی پر خوش اور اسی پر مطمئن ہو گئے اور وہ لوگ جو ہماری نشانیوں سے غافل ہو گئے (وہ مرکزِ تجلی سے ہٹ گئے انہیں نظر ہی کیا آئے گا۔ جب دنیا

غٰفِلُوْنَ ۝ میں رہ کر مرکزِ توجہ اللہ ہو تو اللہ ملے، جب دنیا سے دنیا ہی مطلوب ہو تو ایسوں کو کیا ملے گا۔)

۸۔ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ ایسوں کا ٹھکانا (تو دوزخ کی) آگ ہے ان (اعمال) کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے۔

۹۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کا رب ان کو ان کے ایمان کے سبب ہدایت کرے گا (ان کو منزلِ مقصود تک پہنچا دے گا)۔ ان کے (محلوں کے) نیچے نعمت کے باغوں میں نہریں بہتی ہوں گی۔ (یہ وہ مقام ہو گا جہاں انہیں نعمتِ دیدار حاصل ہو گی)۔

یہ ان کا حصہ ہے جنہوں نے ایمان، علم اور عمل سے اپنے قلوب کو منور کر لیا۔ ان کی مرادیں بر آئیں۔

۱۰۔ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ع۱۰ اس (جنتِ نعیم) میں ان کی دعا ہو گی، اے ہمارے اللہ تیری ذات پاک ہے۔ (سبحانک اللّٰھم ان کے وردِ زبان ہو گا جو ان پر انعامات کا ہر در کھول دے گا) اور وہاں (بوقتِ ملاقات) ان کی آپس کی دعا "سلام" ہو گا اور آخری دعا ان کی یہی ہو گی کہ سب خوبی اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہان کا پروردگار ہے۔ (اور اس طرح وہ اللہ کا شکر ادا کرتے رہیں گے)

(آخرت کی ان لذتوں کا کچھ تصور کرنا چاہو تو اپنی نماز کو یاد کرو جو "سبحنک اللّٰھم" سے شروع ہوتی اور سلام پر ختم ہوتی ہے۔ اللہ کے مقبول بندے جو صدق دل سے اللہ کی یاد میں مصروف رہتے ہیں جن کی زبانوں پر بہرحال الحمد للہ رب العٰلمین ہی رہتا ہے جو تصورِ حضوری میں زندگی بسر کرتے ہیں اور اللہ کے یہاں بلندی پائے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دنیا ہی میں اپنے انوار کے جلوے دکھا دیتا ہے لیکن یہ اللہ والے اسے اللہ ہی کی امانت سمجھتے اور اسی کے حکم پر زبان کھولتے ہیں۔ ان ہی مقبولین کی دعاؤں کے صدقے میں گنہگار بخشے جاتے ہیں)

دوسرا رکوع

گزشتہ رکوع کی ساتویں اور آٹھویں آیت میں ان لوگوں کا ذکر آیا تھا جو دنیا کی زندگی سے خوش اور مطمئن ہیں اور غفلت میں پڑے ہوئے ہیں، لیکن آخرت میں دوزخ ان کا ٹھکانا ہے۔ یہاں ان کے مہمل تصورات، توہمات، کج بحثی، اور بودے پن کا ذکر کیا جا رہا ہے، اگر اللہ ان کے اعمال پر جلدی مؤاخذہ کرے تو زندگی کا خاتمہ ہی ہو جائے، لیکن اللہ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ اگر کافروں کو کچھ مہلت ملتی ہے تو یہ بھی اس کی شفقت کے تحت ہے اگر تعلیماتِ اسلامی کے بعد بھی لوگوں میں اختلافات باقی ہیں تو یہ بھی اس کی مصلحت پر مبنی ہے، آزمائش کے لیے آزادی فکر و عمل ایک حد تک ضروری ہے دین کو قبول کرنے کی دعوت ہے، یہاں تشدد نہیں۔ عدل کے لیے آخرت ہے۔

۱۱- وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ۭ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝

اور جس طرح لوگ بھلائی کے لیے جلدی کیا کرتے ہیں اگر (اسی طرح) اللہ ان کو برائیاں پہنچانے میں جلدی کرتا (ان کی برائیوں پر ان کو مہلت نہ دیتا) تو ان کی عمر (جلد ہی) ختم ہو چکی ہوتی (ان کی لغزشوں کے باعث ان کو فنا کر دیا گیا ہوتا) بات یہ ہے کہ جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی امید ہی نہیں ان کو ہم چھوڑے رکھتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔

۱۲- وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَاۗىِٕمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

اور (حالت یہ ہے کہ) جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو لیٹے بھی اور بیٹھے بھی اور کھڑے بھی (ہر طرح) ہم کو پکارتا ہے (دعا کرتا ہے) اور جب ہم اس کی وہ تکلیف دور کر دیتے ہیں (کھٹکا نکل جاتا ہے تو ہمیں بھول جاتا ہے اور) اس طرح گذر جاتا ہے گویا کسی تکلیف پہنچنے پر اس نے کبھی ہمیں پکارا ہی نہ تھا۔ اس طرح بے باک لوگوں کو جو کچھ وہ کر رہے ہیں خوشنما کر کے دکھایا گیا ہے۔

۱۳- وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ

اور یقیناً ہم تم سے پہلے کئی جماعتوں کو جب انہوں نے ظلم (اختیار) کیا

قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

ہلاک کرچکے ہیں۔ حالانکہ ان کے پاس ان کے رسول کھُلی نشانیاں لے کر آئے تھے لیکن وہ ایمان لانے والے ہی نہ تھے۔ (پھر یہ نشانیاں کس کام آتیں) یوں ہی ہم گنہگاروں کو سزا دیا کرتے ہیں۔

۱۴- ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰۗىِٕفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝

پھر ہم نے ان کے بعد تم کو زمین میں نائب مقرر کیا (خلیفہ بنایا) تاکہ دیکھیں کہ تم کیا کرتے ہو۔ (اور احکامِ الٰہی پر کس درجہ کاربند رہتے ہو)۔

۱۵- وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ۭ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَاۗئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

اور (اب خلافت فی الارض کے بعد) جب ان لوگوں کو ہماری واضح آیات سنائی جاتی ہیں (اور ان میں وہ احکام ہوتے ہیں جو ان کی عادات و رسوم کے منافی ہیں) تو وہ لوگ جن کو ہم سے ملنے کا یقین ہی نہیں ہے کہنے لگتے ہیں کہ آپ اس کے علاوہ (یا تو) کوئی اور قرآن لے آئیں یا اس کو بدل ڈالیں (اس کے کفر و بت پرستی وغیرہ کے تردیدی مضامین میں ترمیم کردیں۔ یہ ناسمجھ حق کو نہ سمجھتے ہیں نہ دیکھتے ہیں) آپ ان سے فرمادیں کہ مجھ کو اختیار نہیں کہ اپنی طرف سے اسے بدل ڈالوں میں تو اسی حکم کا تابع ہوں جو میری طرف (بذریعہ وحی) آتا ہے۔ (نبوت تو حق و صداقت کی آئینہ دار ہوتی ہے اس لیے وہ حق ہی کی عکاسی کرے گی۔ تبدیلی کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے البتہ ان عام ذہن کے لوگوں کو یوں سمجھا دیجئے) اگر میں (کلام میں تحریف کرکے) اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے (قیامت کے) بڑے (ہولناک) دن کے عذاب سے ڈر لگتا ہے۔

۱۶- قُلْ لَّوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ڮ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

آپ فرمادیجئے (بدلنا تو الگ رہا) اگر اللہ چاہتا تو میں نہ تو اس کو تم کو پڑھ کر سُنا سکتا نہ (اللہ تعالیٰ) اس (حق) کی تم کو خبر کرتا (کہاں تم اور کہاں اللہ کا کلام، رہا یہ خیال کہ میں کتاب بناؤں کتنا غلط اور مہمل تصور ہے۔) پھر میں تو ایک عمر (چالیس سال کی طویل مدت تک) اس سے قبل تم میں رہ چکا ہوں (تم نے کبھی میرے صدق و امانت

میں شبہ نہ کیا، کیا تم نے میری زبان سے کوئی کلمہ سُنا جس کو میں نے کلام اللہ کہا ہو اگر نہیں سُنا تو اب تم کو کیا ہو گیا ہے اس وحیِ الٰہی پر یقین کیوں نہیں کرتے) کیا تم (بالکل) نہیں سمجھتے۔ (عقل سے ذرا کام نہیں لیتے)

۱۷۔ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ ؕ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ○

پھر اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے یا اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے، اس میں ذرا شک نہیں کہ (ایسے) بدکار فلاح نہ پائیں گے۔

جو احکامِ الٰہی کی نافرمانی کرتے ہیں وہ ذرا اپنے تصورات و اعمال کا جائزہ لیں کہ وہ کیا کرتے رہتے ہیں۔

۱۸۔ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ وَیَقُوْلُوْنَ ھٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰہِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰہَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ○

اور وہ (تو) اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ ان کو نقصان پہنچا سکتی ہیں نہ نفع پہنچا سکتی ہیں اور (ان بتوں کے متعلق یہ لوگ) کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کیا تم اللہ کو وہ بتا رہے ہو (یعنی بتوں کی شفاعت) جس کا وجود اُسے نہ آسمانوں میں معلوم ہوتا ہے اور نہ زمین میں (مقصد یہ ہے کہ اگر وہ سفارش کر سکتے تو مالکِ ارض و سما کو ضرور اس کا علم ہوتا مگر وہ تو سفارش کر ہی نہیں سکتے) وہ (رب العزت) پاک ہے اور ان لوگوں کے شرک سے بہت بلند و برتر ہے۔

منکرو! جس کی خبر اللہ تعالیٰ کو نہ ہو اس کی خبر تم کو ہوئی اور اس کو اللہ کا شریک بنا لیا۔ یہ فقدانِ عقل نہیں تو کیا ہے۔ رہا یہ خیال کہ سب لوگ ایک ہی خدا کو کیوں نہیں مانتے، الگ الگ خدا کیوں بن گئے اس کا جواب یہ ہے۔

۱۹۔ وَمَا کَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّۃً

اور (سب) لوگ (پہلے) ایک ہی امت (یعنی ایک ہی ملت) تھے

وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○

پھر وہ جدا جدا ہوگئے (ان میں اختلافات پیدا ہوئے وہ راہ سے بھٹکتے گئے تو انبیاء ان کی اصلاح کے لیے آتے رہے، چونکہ دنیا میں آزادیِ عمل و آزادیِ فکر انسان کو دی گئی ہے اس لیے یہ اختلاف رونما ہوا)۔ اور اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ٹھہر چکی ہوتی (یعنی دنیا میں مہلت اور آخرت میں بدلہ نہ مقرر ہو چکا ہوتا) تو جن باتوں میں وہ اختلاف کر رہے ہیں ان کا فیصلہ کر دیا گیا ہوتا۔

ان کی کج بحثیوں کی تو انتہا نہیں ہے، دین اسلام کا فروغ اور ان کی تباہی خود ان پر اسلام کی صداقت روشن کر دے گی۔ ان سے کہیئے انتظار کریں۔

۲۰۔ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ○ ع ۱۰

اور (کفار) کہتے ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی (خاص) نشانی کیوں نہ اُتری (کہ وہ سمجھ لیتے کہ یہ کلام اور صاحبِ کلام حق ہیں) پس آپ فرما دیجئے کہ غیب کی بات تو اللہ ہی کو معلوم ہے، سو تم بھی انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں (کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے)۔

تیسرا رکوع

چنانچہ مکہ میں قحط پڑا۔ سات سال یہ حالت رہی، لوگ پریشان ہوگئے رسول کریم کے پاس آئے اور طالب دعا ہوئے، رحمت للعلمین کی دعاؤں سے قحط جاتا رہا، لیکن کفار اپنی شرارتوں اور حیلہ سازیوں سے باز نہ آئے اس رکوع میں ان کا اور ان جیسے اور لوگوں کا بیان ہے جو تکلیف میں تو خدا کو یاد کرتے ہیں لیکن جب مصیبت ٹل جاتی ہے تو پھر غرور و سرکشی پر اُتر آتے ہیں۔ ان کی دو مثالیں دی جارہی ہیں۔ ایک کشتی اور سمندر کی اور دوسری سرسبز کھیتی اور اس کی دفعتًہ تباہی کی، ایک مثال سے بتایا گیا ہے کہ انسان تکلیف میں اللہ تعالیٰ کو کیسے یاد کرتا ہے دوسری میں اشارہ ہے کہ انسان راحت میں کیسا غافل ہو جاتا ہے، حقیقت یہی ہے کہ یہ دنیا ایک آزمائش گاہ ہے، اللہ کی راہ میں ثابت قدم رہنے والوں کے لیے بھلائی اور سرخروئی اور اس سے انحراف کرنے والوں کے لیے رسوائی اور روسیاہی ہے اللہ بہترین جانچنے والا ہے اور وہی قادرِ مطلق ہے۔

۲۱۔ وَإِذَآ أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُم مَّكْرٌ فِىٓ ءَايَاتِنَا ۚ قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا ۚ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ۝

اور ہم جب لوگوں کو (جو بھول میں پڑے ہوئے ہیں) تکلیف پہنچنے کے بعد رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں (ان کی تکلیف کو دُور کرتے ہیں ، فراخی وکشادگی عطا کرتے ہیں) تو (بجائے اس کے کہ وہ شکرگزار ہوں) وہ ہماری نشانیوں (کی مخالفت اور ان کی تردید) میں حیلہ سازی کرنے لگتے ہیں۔ (اور اپنے کفر ، اور سازشوں سے باز نہیں آتے) آپ ان سے فرما دیجئے کہ اللہ کی تدبیر (ان کے حیلوں کے مقابلے میں) جلد کارگر ہونے والی ہے ۔ بے شک ہمارے فرشتے تمہاری حیلہ سازیاں لکھتے جاتے ہیں (تم اپنی ہی سازشوں کے جال میں خود پھنسو گے)۔

۲۲۔ هُوَ الَّذِى يُسَيِّرُكُمْ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۖ حَتَّىٰٓ إِذَا كُنتُمْ فِى الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَآءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوٓا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِۦ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّٰكِرِينَ ۝

وہ (اللہ) ہی ہے جو تم کو خشکی اور سمندر میں سیر کراتا ہے۔ یہاں تک جب تم کشتیوں میں بیٹھتے ہو اور وہ لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعہ لیکر چلنے لگتی ہیں اور وہ لوگ اس سے خوش ہوتے ہیں ، کہ (ناگہاں) تیز ہوا ان (کشتیوں) کو آلیتی ہے اور ہر طرف سے ان پر موجیں اٹھنے لگتی ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ (اب) وہ ان (لہروں) میں گھر گئے (تو اس وقت) اللہ کی بندگی میں خالص اللہ کے ہو کر اسے پکارنے (اور اس کے حضور میں گڑگڑانے) لگتے ہیں (اور عہد کرتے ہیں کہ اے اللہ) اگر تو نے ہم کو اس (آفت) سے بچا لیا تو بیشک ہم تیرے شکرگزار رہیں گے ۔

۲۳۔ فَلَمَّآ أَنجَىٰهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِى الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ يَٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰٓ أَنفُسِكُم ۖ مَّتَٰعَ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا ۖ

پھر جب اس نے (یعنی اللہ نے) ان کو اس (آفت) سے بچا لیا تو زمین میں (پہنچتے ہی) ناحق شرارتیں کرنے لگتے ہیں۔ لوگو! (یاد رکھو) تمہاری شرارت کا وبال تمہاری ہی جانوں پر پڑے گا۔ دنیا کی زندگی سے (تھوڑا) فائدہ اٹھا لو پھر تو ہمارے پاس ہی تم کو لوٹ کر آنا ہے ، پھر ہم تمہیں بتائیں گے جو کچھ تم کیا کرتے تھے ۔

ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

دنیا اور دنیا کا فائدہ ہی کیا اس کی مثال یوں سمجھو ۔

۲۴- اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ
فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا
يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ
حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ
زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ
اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ لا
اَتٰهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا
فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ
تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ
الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○

دنیا کی زندگی کی مثال پانی کی سی ہے جسے ہم نے آسمان سے برسایا پھر اس سے زمین میں سبزہ گنجان ہوکر نکلا جسے آدمی اور جانور کھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب (اس سبزے سے) زمین خوشنما اور پر رونق ہوگئی (کھیت لہلہانے لگے، درخت بار آور ہوگئے، طرح طرح کے پھل پھول دلوں میں مسرت پیدا کرنے لگے) اور ان کے مالکوں نے خیال کیا کہ بس اب یہ ہمارے ہیں (ہم عنقریب ان سے پورا نفع اٹھائیں گے) ناگہاں رات کو یا دن میں (کسی وقت) ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا۔ پھر ہم نے اس کو کاٹ کر (اس طرح) ڈھیر کر ڈالا گویا کل وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ (وہ جگہ جو اس درجہ پُر رونق اور دلفریب تھی ایسی ویران ہوئی کہ پہچانی نہیں جاتی) اس طرح (ان مثالوں سے) ہم اپنی نشانیاں غور کرنے والے لوگوں کے لیے کھول کھول کر بیان کرتے ہیں (تاکہ وہ دنیا اور دنیا کی حقیقت کو سمجھیں)۔

۲۵- وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ
وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

اور (یہ کلام کا نازل ہونا، پیغمبروں کا تشریف لانا آیات کا واضح بیان اس لیے ہے کہ) اللہ (لوگوں کو) سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے ۔

۲۶- لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى
وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ
قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

جو لوگ بھلائی کرتے ہیں، ان کے لیے بھلائی ہے اور زیادہ (بھلائی ہے) (جنت تو ان کو انعام ہی کی گئی وہ جنت میں دیدارِ الٰہی سے بھی نوازے جائیں گے) اور (اللہ کے فضل وکرم سے) نہ ان کے چہروں پر سیاہی چھائے گی اور نہ رسوائی (ان کو کوئی خدشہ نہ رہے گا) یہی لوگ اہلِ جنت ہیں، اس میں ہمیشہ رہیں گے (اہلِ دیدار جنت میں ہوں گے اور محلِ دیدار

جنت ہوگی)۔

(اس آیتِ کریمہ میں دیدار کے بعد چہروں پر سے سیاہی اور رسوائی کی نفی سے شاید یہ مراد ہے کہ دیدار کے بعد دائمی طور پر مقامِ رضا مل جائے گا، اللہ کی نظرِ کرم ان پر ہمیشہ رہیگی ایسا کبھی نہ ہوگا کہ یہ لطف وکرم ایک لمحہ کے لیے بھی ہٹے کہ چہرہ مکدر و سیاہ ہو اور اہل جنت میں رُسوائی ہو۔ یہ خوشی ابدی خوشی اور یہ قیام ابدی قیام ہوگا۔)

۲۷۔ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۭ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَاۤ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

اور جنہوں نے بُرائیاں کمائیں تو برائی کا بدلہ ویسا ہی ملے گا، اور ذلت ان پر چھا جائے گی۔ (اس دن) اللہ (کے عذاب) سے ان کو بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔ (ان کے چہروں پر تاریکی کا یہ عالم ہوگا) گویا ان کے چہرے اندھیری رات کے ٹکڑوں سے ڈھانک دیئے گئے۔ یہی لوگ دوزخی ہیں اس میں وہ ہمیشہ رہا کریں گے۔

۲۸۔ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ○

اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر شرک کرنے والوں کو کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک (جن کو تم نے خدا بنا رکھا تھا) اپنی اپنی جگہ ٹھیرے رہو۔ پھر ہم ان میں آپس میں تفرقہ ڈال دیں گے۔ اور ان کے وہ شریک (جن کی وہ پرستش کیا کرتے تھے ان سے) کہیں گے تم ہماری تو پرستش نہ کرتے تھے۔

۲۹۔ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ○

پس ہمارے تمہارے درمیان اللہ (ہی) گواہ کافی ہے۔ (کہ) ہم کو تو تمہاری پرستش کی خبر تک نہ تھی۔

۳۰۔ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّاۤ

وہاں (روزِ قیامت سب کے اعمال ان کے سامنے آجائیں گے) ہر

اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ ع

شخص جو اس نے (دنیا میں) پہلے کیا تھا اس کو جانچ لے گا (کہ اس کے اعمال میں کس حد تک اخلاص اور للّٰہیت تھی اور کتنی دنیا داری اور ذاتی نمود) اور سب اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے جو ان کا مالکِ حقیقی ہے اور جو جھوٹ وہ باندھا کرتے تھے سب جاتا رہے گا۔

(مشرکین کی یہ افتراپردازیاں اسی دنیا تک ہیں جہاں اللہ نے ان کو مہلت دے رکھی ہے قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے پیش ہوں گے، سب حقیقت کھل جائے گی کچھ نہ بن پڑے گا)۔

چوتھا رکوع

یہ مشرکین شرک پر تلے ہوئے ہیں، لیکن انہوں نے کبھی یہ بھی سوچا کہ ان کو پیدا کس نے کیا ہے کون مارتا، کون جلاتا اور کون تدبیر امور کرتا ہے۔ ان سے پوچھو تو یہی کہیں گے کہ اللہ۔ لیکن عبادت غیراللہ کی کیے جائیں گے۔ ان سے کہو کہ تم کو کیا ہو گیا ہے کدھر جا رہے ہو، کیوں جھوٹ، بہتان باندھتے ہو، اگر یہ کلام اللہ بشر کا کلام ہے تو تم بھی تو بشر ہو سب مل کر ایک سورہ ہی بنا لاؤ۔ فضول تاویلوں سے کیا فائدہ، تمہارا رب تو وہ ہے جو یہ بھی جانتا ہے کہ اس نزول قرآن کے بعد بھی تم میں کون ایمان لائے گا کون نہ لائے گا۔

۳۱- قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

آپ (ذرا ان مشرکین سے) پوچھیے تم کو آسمان اور زمین سے رزق کون دیتا ہے یا (تمہارے) کان اور آنکھوں کا مالک کون ہے (کہ جب چاہے تمہاری قوتِ سمع و بصر سلب کرلے اور چاہے تو کسی کو سمعِ حقیقی عطا فرمادے) اور کون جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے اور بے جان کو جاندار سے نکالتا ہے اور (پھر) امور (کائنات) کی تدبیر کون کرتا ہے پس (یقیناً) وہ بول اٹھیں گے کہ اللہ۔ تو آپ ان سے کہیے کہ (پھر اللہ سے) ڈرتے کیوں نہیں۔

۳۲- فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ښ

پس یہی اللہ تمہارا حقیقی رب ہے۔ حق (بات کے ظاہر ہو جانے) کے بعد بجز گمراہی کے کیا رہ گیا۔ پھر تم کہاں پھرے جاتے ہو۔ (حق سے کیوں

فَاَنّٰی تُصْرَفُوْنَ ○ بھاگتے ہو، حق سے بھاگ کر کہاں جاؤ گے)۔

۳۳۔ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

اس طرح آپ کے رب کی بات ان نافرمانوں کے حق میں سچ (ثابت) ہوئی کہ وہ ایمان نہ لائیں گے۔

لیکن اللہ ان کی گرفت اپنے علم کی بنا پر نہیں بلکہ مشرکین کے عمل کی بنا پر کرے گا

۳۴۔ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۚ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○

آپ (ان سے) پوچھیے کہ تمہارے شریکوں میں کوئی ہے جو مخلوق کو پیدا کرے۔پھر دوبارہ زندہ کرے؟ آپ کہہ دیجئے (دیکھو) اللہ ہی پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی کرے گا۔ تو (تم اس سے) کہاں پھرے چلے جا رہے ہو۔

۳۵۔ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ۭ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ○

آپ پوچھیے کہ تمہارے شریکوں میں سے کوئی (ایسا) ہے کہ صحیح راہ بتائے (صحیح راہ پر ہدایت کرے) آپ فرما دیجئے کہ صحیح راہ تو اللہ ہی دکھاتا ہے۔ تو اب (تم ہی غور کرو کہ) جو کوئی صحیح راہ بتائے اس کی بات ماننا چاہیے یا اس کی جو (خود اس وقت تک) راہ نہ پائے جب تک کوئی اور اس کو راستہ نہ بتائے۔ سو تم کو کیا ہوا ہے کیسا انصاف کرتے ہو (انصاف تو یہ تھا کہ یہ لوگ حق بتانے والے کی قدر کرتے اس کے حکم پر چلتے نہ کہ ان گم کردہ راہ لوگوں کی اتباع میں لگے رہتے جو خود رہنمائی کے لیے محتاج ہیں)۔

۳۶۔ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ۭ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔـا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ○

اور ان (لوگوں) میں اکثر محض ظن کی پیروی کرتے ہیں (وہم پر کام کرتے ہیں فہم سے کام نہیں لیتے) بے شک حق بات میں ظن (اٹکل اور لایعنی قیاس) کچھ کام نہیں آتا (یقیناً) اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔

ظن کی پیروی سے متنبہ کر کے اس کتاب الحقائق یعنی قرآن عظیم کی حقانیت

کی طرف متوجہ کیا گیا ہے جو جملہ کتب سماویہ کی تصدیق کرتا ہے اور اوہام کے مقابلے میں حقیقت اور صداقت کو پیش کرتا ہے تاکہ لوگ ہدایت پائیں ۔

۳۷۔ وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور یہ قرآن وہ نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اسے بنالے (کوئی اسے گڑھ لے، یہ تو وہم کی چیز نہیں یہ حقیقت کا بیان حقیقت کی تصدیق ہے، اللہ کے سوا اس کو کون بیان کر سکتا ہے) اور (یہی نہیں بلکہ) اپنے سے پہلے کے کلام کی (یعنی کتب آسمانی کی بھی) تصدیق کرتا ہے اور لکھے ہوئے (احکام) کی تفصیل بیان کرتا ہے۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ یہ رب العٰلمین کی طرف سے (نازل ہوا) ہے (اللہ تعالیٰ تمام عالم کا خالق ہے۔ وہ زمانے کی ضروریات سے واقف ہے، اسی کے مطابق تدبیر فرماتا اور مناسب احکام اور تفصیلات بیان فرماتا ہے)۔

۳۸۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

(اسکے باوجود) کیا لوگ (یہ) کہتے ہیں کہ اس پیغمبر نے اسے ازخود بنا لیا۔ آپ فرما دیجئے اگر تم سچے ہو تو تم ایک ہی سورت (بنا کر) لے آؤ اور اللہ کے سوا جس کو بلا سکو بلا لو۔

قرآن کا یہ کھلا چیلنج ہے پھر بھی اگر لوگ غور سے کام نہ لیں اور جھٹلانے پر آمادہ رہیں تو یہ اُن کی ضد اور عناد نہیں تو کیا ہے ۔

۳۹۔ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ۝

بات یہ ہے کہ جس چیز کو سمجھ نہ سکے (اس کی حقیقت تک ان کی رسائی نہ ہوئی تو) اُسے جھٹلانے لگے ۔ اور ابھی ان کے پاس اس کی حقیقت نہیں پہنچی ۔ اسی طرح اس سے قبل بھی لوگ جھٹلاتے رہے سو دیکھ لو کہ ان گنہگاروں کا کیا انجام ہوا۔

۴۰۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ۝ ع

اور ان میں بعض ایسے ہیں جو اس (قرآن) کا یقین کریں گے اور بعض یقین نہ کریں گے اور آپ کا رب فساد کرنے والوں کو خوب جانتا ہے۔ (وہ جانتا ہے کہ ناسمجھی کی بنا پر کون ایمان لانے میں تامل کر رہا ہے اور کون فتنہ و فساد پھیلانے میں مشغول ہے)۔

سب ہی شر یر اس کی نظر میں ہیں)۔

پانچواں رکوع

منکرین کی کیفیات کا بیان جاری ہے

۴۱۔ وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّیْ عَمَلِیْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِیْٓـُٔوْنَ مِمَّاۤ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

اور (اے رسول) اگر یہ آپ کو جھٹلائیں تو فرما دیجئے کہ میرا عمل میرے لیے اور تمہارا عمل تمہارے لیے۔ تم میرے عمل کے ذمہ دار نہیں اور میں تمہارے عمل کا ذمہ دار نہیں۔

۴۲۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُوْنَ اِلَیْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا یَعْقِلُوْنَ ۝

اور ان (منکروں) میں بعض (بظاہر) آپ کی طرف کان لگاتے ہیں (گویا آپ کی باتوں کو سن رہے ہیں اور سمجھ رہے ہیں لیکن ان کے دل کہیں اور ہیں۔ توپھر) کیا آپ (ان) بہروں کو (نصیحت) سنائیںگے اور جبکہ وہ عقل سے بھی بے بہرہ ہوں؟۔

۴۳۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْظُرُ اِلَیْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تَهْدِی الْعُمْیَ وَلَوْ كَانُوْا لَا یُبْصِرُوْنَ ۝

اور ان میں سے بعض آپ کی طرف دیکھتے ہیں (گویا ہمہ تن متوجہ ہیں لیکن ان کے دل پھرے ہوئے ہیں، توپھر) کیا آپ ان اندھوں کو راہ دکھائیں گے اور جبکہ وہ بصیرت سے (بھی) محروم ہیں؟۔

آپ ان اندھے بہروں کو کیسے راہ دکھائیںگے جبکہ وہ کچھ دیکھنا سننا چاہتے ہی نہیں۔

۴۴۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ شَیْـًٔا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ۝

بیشک اللہ تو لوگوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا البتہ لوگ اپنے اوپر آپ (ہی) ظلم کرتے ہیں۔ (انہوں نے اپنی فطری استعداد کو آپ ہی اپنے برے افعال سے تباہ کر لیا ہے)۔

۴۵۔ وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ یَلْبَثُوْۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ یَتَعَارَفُوْنَ بَیْنَهُمْ ؕ قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ ۝

اور جس دن (اللہ) ان کو جمع کرے گا (تو وہ دنیا کی زندگی کے متعلق خیال کریں گے) گویا وہ ایک گھڑی دن سے زیادہ نہ رہے تھے۔ (اور وہ) ایک دوسرے کو پہچانیں گے۔ (باوجود عالم برزخ کی طویل مدت گزر جانے کے ان کے حافظہ میں فرق نہ آئے گا۔ انہیں ان کے اعمال بھی یاد ہوں گے اور سب صورتیں بھی لیکن) جن لوگوں نے خدا کے ملنے (آخرت میں اس کے روبرو حاضر ہونے) کو جھٹلایا وہ یقیناً خسارہ میں پڑ گئے۔ اور وہ ہدایت پانے

والے (ہی) نہ تھے۔

۴۶۔ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ ○

اور اگر ہم آپ کو ان وعدوں میں سے جو (کفر کو مٹانے اور کافروں کو عذاب دینے کے متعلق) ان سے کیے ہیں (آپ کے سامنے) دکھادیں یا آپ کو وفات دیں (اور اس کے بعد وہ وعدے پورے ہوں۔ بہرحال وعدے پورے ہوں گے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی) تو (بہرحال) ان کو ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے۔ پھر اللہ (خود) ان کاموں پر شاہد ہے جو یہ کر رہے ہیں (اس سے بھاگ کر کہاں جائیں گے)۔

سزا و جزا لوگوں کو ان کے فائدے اور نقصان سے آگاہ کرنے کے بعد ہوتی ہے۔

۴۷۔ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○

اور ہر امت کے لیے (اللہ کا) ایک رسول آتا رہا ہے۔ (اس زمانہ کے مطابق اللہ کے احکام لاتا ہے۔) پھر جب ان کا رسول آچکتا ہے (لوگوں کو ان کے نفع و نقصان کی باتوں سے آگاہ کر دیتا ہے اور پھر بھی وہ نہیں مانتے تو) ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قانون روز آفرینش سے جاری ہے ہمیشہ اس کے نبی اور رسول لوگوں کی ہدایت کے لیے آتے رہے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ سلسلہ ختم ہوا اور آپ کو قیامت تک کے لیے ایک مکمل دین دے کر بھیجا گیا منکر و منافق یہ کہتے ہیں کہ حسبِ وعدہ عذابِ الٰہی آکیوں نہیں جاتا ان کے سوال کا جواب دیا جا رہا ہے۔

۴۸۔ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ (عذاب کا) وعدہ کب پورا ہوگا (وہ عذاب کب آئیگا، آکیوں نہیں جاتا)۔

۴۹۔ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۗ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا

آپ فرما دیجئے (یہ میرے اختیار کی بات نہیں) میں (تو خود) اپنے نفع و نقصان کا بھی مالک نہیں سوائے اس کے کہ جو اللہ چاہے (جو عذاب، ثواب اس کے قبضۂ قدرت میں ہے مجھے اس کا اختیار کہاں ۔ اس کے حکم کے بموجب) ہر امت کے لیے (موت کا) ایک وقت مقرر ہے۔ جب ان کا وقت آپہنچتا ہے تو ایک گھڑی بھی نہ (لوگ) دیر کر سکتے ہیں نہ جلدی کر سکتے ہیں۔ (جب عذاب آنے گا

یَسْتَقْدِمُوْنَ ○

دیکھ لوگے جا ہو گے کہ موت پہلے ہی آجائے لیکن نہ آئے گی)۔

۵۰۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ○

آپ کہئے بھلا دیکھو اگر اس کا عذاب رات کو یا دن کو آپہنچے، تو مجرم جلدی کرکے کیا بچاؤ کرسکیں گے۔ (یا مجرم کس خوفناک چیز کے لیے جلدی مچا رہے ہیں۔

۵۱۔ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ○

(ان سے پوچھئے) کیا جب عذاب واقع ہو چکے گا تب اس پر یقین کروگے (جب عذاب آچکا تو کہا جائے گا) ہاں اب (قائل ہوئے) اور تم تو اس کا تقاضا کیا کرتے تھے۔ (اب وہ تمسخر کہاں گیا! کیوں بدحواس ہو؟)۔

۵۲۔ ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ○

پھر ظالم لوگوں سے (روز قیامت) کہا جائے گا کہ اب دائمی عذاب (کا مزہ) چکھو۔ یہ بدلہ اسی کا ہے جو تم (اعمالِ بد دنیا میں) کرتے رہے۔

۵۳۔ وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؔ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ۚ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ○ ع ۱۳

اور (یہ لوگ) آپ سے دریافت کرتے ہیں کیا یہ بات سچ ہے (واقعی قیامت آئے گی؟ ہم مرنے کے بعد زندہ کیسے جائیں گے؟ اور عذاب جھیلنا ہوگا؟) آپ کہہ دیجئے ہاں اپنے پروردگار کی قسم یہ سچ ہے۔ اور تم (اللہ کو) عاجز نہ کرسکو گے۔ (تم مر کر خاک ہو جاؤ گے لیکن زندہ کیے جاؤ گے، حساب کتاب ہوگا اور دائمی عذاب تمہارا حصہ ہوگا)۔

چھٹا رکوع

قیامت کے واقع ہونے میں تو کچھ شبہ نہیں البتہ منکرین کو بھی خوب جان لینا چاہیے کہ اس روز رشوت اور معاوضہ سے کچھ کام نہ چلے گا۔ ان کی دولت ان کے کچھ کام نہ آئے گی، روئے زمین کے خزانے دے کر بھی، اگر ان کے قبضہ میں ہوں، تب بھی ان کو نجات نہ ملے گی۔

نجات کی تو بس ایک ہی صورت ہے کہ شافع محشر ؐ کا دامن تھام لو۔ اللہ کے فضل (قرآن پاک) اللہ کی رحمت (یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم) کے ہو جاؤ۔ دل کے ہر روگ، ذہن کی ہر خلش ہر وسوسۂ شیطانی سے بچ جاؤ گے۔ ان کو چھوڑ کر وہم میں پڑوگے تو کہیں کے نہ رہو گے۔

---

۵ حضور کی حیات میں، نورِ ظاہر حضور، نورِ باطن قرآن تھا حضور ؐ کے وصال کے بعد نورِ ظاہر قرآن ہے اور نورِ باطن حضور کی ذاتِ مقدسہ ہے۔

۵۴- وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○

اور (قیامت کا دن تو وہ ہولناک دن ہوگا کہ) اگر ہر ایک گنہگار شخص کے پاس روئے زمین کی تمام دولتیں ہوں تو یقیناً وہ اپنے (گناہوں کے) بدلے میں دے ڈالے (لیکن وہ عذاب سے نہ بچے گا)۔ اور جب (منکرین حق) عذاب دیکھیں گے تو اپنی ندامت کو چھپائیں گے (اور پچھتائیں گے) اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور (باوجود اس قدرت کے) ان میں کسی پر (ذرا بھی) ظلم نہ ہوگا۔

۵۵- اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

غور سے سن لو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے۔ (اور یہ بھی) غور سے سن لو کہ (قیامت کے متعلق) اللہ کا وعدہ برحق ہے (بالکل سچا ہے) لیکن اکثر لوگ (اس بات کو) نہیں جانتے۔

۵۶- هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

(سن لو) وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

جب اسی کے پاس جانا ہے تو اس کی تیاری کرو اس کی کتاب تمہارے پاس نصیحتوں اور رحمتوں کے ساتھ آگئی۔ یہ اس تمام اثاثہ سے بہتر ہے جو لوگ جمع کرتے ہیں۔

۵٧- يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَاۗءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ڏ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○

اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آگئی۔ اور (اب اس کو سینہ سے لگالو۔ اس کو اپنالو) یہ دل کی بیماریوں کے لیے شفا ہے اور ایمان والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے (یہ قلب کو فاسد عقائد اور سب بری باتوں سے پاک کرتی ہے، اور صحت عقیدہ کے بعد ایمان والوں کو دنیا میں اللہ کے ہو کر رہنے سہنے کے آداب سکھاتی ہے اور رحمت میں لے لیتی ہے)۔

۵۸- قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ○

آپ فرما دیں کہ اللہ کے فضل سے اور اس کی رحمت سے (یہ کتاب نازل ہوئی ہے) تو اس پر ان کو خوش ہونا چاہیئے۔ (نہ یہ کہ اس سے روگردانی کریں اور مال و دولت کی حرص میں پڑے رہیں) یہ (تو) ان چیزوں سے جو وہ جمع کر رہے ہیں کہیں بہتر ہے۔

اب اس کے بعد بھی جو مصر ہیں اپنی ہی رائے پر چلتے ہیں، ان کی ناشکری پر انہیں متنبہ فرمائیں۔

۵۹- قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ

آپ فرما دیجئے دیکھو تو اللہ نے تمہارے لیے جو رزق نازل فرمایا، تو تم نے اس

مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ۭ قُلْ اٰۗللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ○

میں سے بعض چیزوں کو حرام اور بعض کو حلال ٹھہرالیا (تو ذرا آپ ان سے) پوچھیے، کیا اللہ نے (اس کا) تم کو حکم دیا ہے یا تم اللہ پر افترا کر رہے ہو۔

۶۰۔ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَھُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ○ ع ۱۱

اور اللہ پر جھوٹ باندھنے والوں کا قیامت کے دن کے بارے میں کیا خیال ہے۔ (وہ اس کے متعلق کن قیاس آرائیوں میں مبتلا ہیں۔ یاد رکھیں کہ قیامت میں جزا و سزا برحق ہے)۔ بے شک اللہ لوگوں پر نہایت مہربان ہے (انتہائی فضل فرماتا ہے) لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ (اللہ کی ان عنایات کی قدر کرنا نہیں جانتے، ورنہ اللہ کے فضل یعنی قرآن اور اللہ کی رحمت یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے ان کے سینے خالی نہ ہوتے اور اس طرح نافرمانی میں بھٹکتے نہ پھرتے)۔

ساتواں رکوع

اس رکوع میں ان متبعین سرکارِ دو عالم کا ذکر ہے جو اللہ کے ہو رہے۔ تاکہ ایقان بڑھے اور مومن تصورِ حضوری میں رہ کر کام کرے۔ بتایا جا رہا ہے کہ جن لوگوں نے اس کے تصورِ حضوری میں زندگی بسر کی وہ اللہ کے ولی ہو گئے، خوف و حزن سے نکل گئے، امن میں آ گئے۔ جنھوں نے اللہ، اللہ والوں کا راستہ چھوڑ دیا وہ بھٹکتے رہیں گے وہ دنیا میں کچھ نفع اٹھالیں بالآخر ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

مخاطب حضور ہوتے ہیں گفتگو سب سے ہوتی ہے۔ امت کو ایک سمجھ کر حضور کے واسطہ سے خطاب ہو رہا ہے۔ ایک حقیقت کا اجمالاً بیان ہے۔

۶۱۔ وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ

اور آپ جس حال میں ہوں اور آپ قرآن (بھی) کیوں نہ پڑھ رہے ہوں۔ اور آپ لوگ کوئی کام کیوں نہ کرتے ہوں مگر (ان تمام حالات میں) جب تم اس میں مصروف ہوتے ہو، ہم تمہارے پاس موجود ہوتے ہیں (تمہارے اعمال پر گواہ رہتے ہیں) اور آپ کے رب سے ایک ذرہ برابر بھی کوئی شے پوشیدہ نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ بڑی (کوئی ایسی چیز نہیں) جو اس کی روشن کتاب میں (لکھی ہوئی) نہ ہو

فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝

(اللہ تعالیٰ اپنے احاطۂ علمی سے ساتھ ہے، لوحِ محفوظ اس کی کتابِ مبین ہے۔)

جو اللہ والے اپنے قول، فعل اور حال سے اس کے ہو گئے، خدا نما بن گئے، جن کو دیکھ کر اللہ یاد آنے لگے، وہ اللہ کے ولی، اس خوف و حزن سے نکل جاتے ہیں جس میں دنیا گرفتار ہے۔

۶۲- اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

سن لو (جو) اللہ والے (ہو گئے ہیں، جنہوں نے اپنے کو اللہ کے سپرد کر دیا) ان کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

۶۳- اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝

یہ کون ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں) جو ایمان لائے اور اللہ کے فرمانبردار رہے (اور اس کے اشاروں پر چلتے رہے)

(یہ وہ ہیں کہ قرآن ان کے لیے عشق نامۂ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے، کتاب کو صاحبِ کتاب سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی نظروں سے دیکھتے، پڑھتے، سمجھتے رہتے ہیں پھر کہاں کا خوف، کہاں کا حزن۔)

۶۴- لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ؕ

ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی بشارت ہے اور آخرت میں بھی۔ اللہ کی باتیں بدلا نہیں کرتیں۔ (اللہ کی اس بشارت میں آجانا) یہی تو بڑی کامیابی ہے (یعنی فی الحقیقت وہی خوشخبری کامیابی کی آئینہ دار ہوتی ہے جس میں تبدیلی کا شائبہ تک نہ ہو)

۶۵- وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

اور آپ کو ان (منکروں) کی باتیں غمگین نہ کریں (یہ آپ کا یا آپ کے دین اسلام کا کیا بگاڑ سکتے ہیں) بلاشبہ زور (و غلبہ) سب اللہ (ہی) کے لیے ہے وہی سننے والا، جاننے والا ہے۔ (وہ ان کی باتوں کو بھی سنتا ہے اور ان کے عمل اور تدابیر سے بھی خوب واقف ہے ان کے کہنے سننے سے کیا ہوتا ہے)۔

آیت نمبر (۶۱) "شان" سے حال کی کیفیت، ارادہ سے توفیق ملتی ہے۔ بندۂ مومن جب عمل کرتا ہے عبادت میں آتا ہے اللہ شاہد ہوتا ہے۔

۶۶۔ أَلَآ إِنَّ لِلَّهِ مَن فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَن فِى ٱلْأَرْضِ ۗ وَمَا يَتَّبِعُ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ شُرَكَآءَ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا ٱلظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ○

سُن لیجئے! جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے (جو بھی ہے سب) اللہ کا ہے۔ (تمام مخلوق اس کی ملک ہے اس کے قبضۂ قدرت میں ہے) اور (یہ لوگ) جو اللہ کے سوا شریکوں کو پکارتے رہتے ہیں وہ کس کی پیروی کر رہے ہیں؟ یہ لوگ محض اپنے ظن (وہم و خیال) کے پیرو ہیں اور اپنے اپنے خبط میں گمراہ ہیں۔ (نہ ان کی بات میں صداقت ہے نہ اس کے پورا کرنے کی ان میں قدرت، پھر ان کی بات کی کیا وقعت)

اللہ تعالیٰ کا کوئی امر حکمت سے خالی نہیں، نور و ظلمت، دن و رات، خیر و شر کی تخلیق میں بڑی حکمتیں ہیں۔ انسان کو عقل دی، نورِ قرآن سے نوازا تاکہ اس کی روشنی میں ہر معاملہ میں ٹھنڈے دل سے غور کرے اور اس کے نتائج دل میں پائے۔

۶۷۔ هُوَ ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلَّيْلَ لِتَسْكُنُوا۟ فِيهِ وَٱلنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ○

وہی تو ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں سکون حاصل کرو۔ اور دن (حقیقتوں کو) دکھانے والا بنایا) (لیکن منکرات دن سے سبق لینا نہیں جانتے، حقائق پر غور ہی نہیں کرتے دیکھیں گے کیا۔ وہ سمع قبول ہی سے محروم ہیں) بے شک جو لوگ (غور سے آپ کی بات) سنتے ہیں ان کے لیے اس میں (بڑی) نشانیاں ہیں (وہی سمجھتے وہی لطف اندوز ہوتے ہیں)

یہ منکرین سنیں گے کیا، ان کا تو یہ عالم ہے کہ

۶۸۔ قَالُوا۟ ٱتَّخَذَ ٱللَّهُ وَلَدًا ۗ سُبْحَٰنَهُۥ ۖ هُوَ ٱلْغَنِىُّ ۖ لَهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ ۚ إِنْ عِندَكُم مِّن سُلْطَٰنٍۭ بِهَٰذَآ ۚ أَتَقُولُونَ عَلَى ٱللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ○

کہتے ہیں اللہ نے بیٹا بنا لیا ہے۔ وہ ذات (ایسی تمام کمزوریوں سے) پاک ہے (اور) وہ (اولاد وغیرہ ہر چیز سے) بے نیاز ہے۔ اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ (اور ان سے کہیئے کہ) تمہارے پاس اس (افترا پردازی) کی کوئی سند نہیں (پھر) اللہ کے متعلق ایسی بات کیوں کہتے ہو جس کا تم کو علم نہیں۔

۶۹۔ قُلْ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى

آپ (صاف) کہہ دیجئے کہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ (ہرگز)

اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ○

فلاح نہ پائیں گے۔

۷۰۔ مَتَاعٌ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِیْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِیْدَ بِمَا کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ ○ ع

(ہاں) دنیا میں کچھ فائدہ اُٹھالیں پھر ان کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے پھر (اس وقت) ان کو ہم ان کے کفر کے بدلے میں سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

آٹھواں رکوع

دنیا کی یہ مہلت ان کو دھوکے میں نہ ڈالے، ابتدائے آفرینش سے اللہ تعالیٰ نے اقوام کو مہلت دی ہے، انبیاء بھیجے، انہوں نے ہدایت فرمائی لیکن جب وہ اپنے کفر پر مُصر رہے تو اللہ کا عذاب آیا۔ یہ دنیا میں ہوا ہے، آخرت کا عذاب تو بہرحال ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت نوح کا واقعہ یاد دلایا جا رہا ہے۔ حضرت موسیٰ و ہارون کا ذکر ہو رہا ہے اور بتایا جا رہا ہے کہ حق ہمیشہ فتح یاب ہوتا ہے، اللہ کا بول بالا ہے، مجرم سزا پاتے ہیں۔

۷۱۔ وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اِنْ کَانَ کَبُرَ عَلَیْکُمْ مَّقَامِیْ وَتَذْکِیْرِیْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَعَلَی اللّٰهِ تَوَکَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَکُمْ وَشُرَکَآءَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُنْ اَمْرُکُمْ عَلَیْکُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَیَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ○

اور آپ ان پر نوح کا حال پڑھ کر سُنا دیں۔ (شاید انہیں عبرت ہو اور وہ واقعہ یاد دلائیے) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم اگر میرا تم میں رہنا اور اللہ کی آیتوں سے نصیحت کرنا تم پر گراں گزرتا ہے تو میں نے اللہ پر بھروسہ کیا (مجھے تمہاری پروا نہیں، تم شوق سے جو چاہو کر گزرو) پس تم اپنے شریکوں کے ساتھ مل کر اپنا کام (کوئی پختہ تجویز) مقرر کرو پھر تم سب کو اپنی رائے میں شبہ باقی نہ رہے (اپنی تجویز کو تمام پہلوؤں سے مکمل کر لو، کوئی بات شک وشبہ کی نہ رہے، تمہارے سب ساتھیوں کو بھی معلوم ہو جائے) پھر (سب مل کر وہ تدبیریں) میرے ساتھ کر گزرو۔ اور مجھے (قطعی) مہلت نہ دو۔ (تم دیکھ لوگے کہ اللہ پر بھروسہ کے کیا نتائج ہیں، تمہاری جملہ تدبیریں اور تم خود کیسے پاش پاش ہو جاتے ہو)۔

۷۲۔ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَمَا سَاَلْتُکُمْ مِّنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ وَاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ

پھر اگر تم منہ پھیر لو (نصیحت پر کان ہی نہ دھرو، اپنے انکار پر مصر رہو) تو (تم جانتے ہو کہ) میں نے تم سے کچھ معاوضہ نہیں چاہا۔ (اپنا فریضۂ تبلیغ انجام دیئے جا رہا ہوں) میرا معاوضہ تو اللہ ہی کے ذمّے ہے۔ اور مجھے

مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝

(تو) یہی حکم ہے کہ (اس کے) فرمانبرداروں میں رہوں (اور بلا خوف و خطر تبلیغ کرتا رہوں)۔

۷۳۔ فَكَذَّبُوهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَمَنْ مَّعَهُ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنَاهُمْ خَلَائِفَ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ۝

پھر (بھی) انہوں نے اس کو جھٹلایا۔ (اور نوح کی نصیحت کو نہ مانا) تو ہم نے اس کو اور ان کو جو کشتی میں اس کے ساتھ تھے (طوفان سے) بچالیا۔ اور ان (نجات پانے والوں) کو ہم نے ان کی جگہ آباد کیا اور ان (لوگوں) کو جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے غرق کر دیا۔ پس دیکھ لو کہ جو ڈرائے گئے تھے (جن کے پاس پیغمبر آیا اور انہوں نے اس کا کہنا نہ مانا) ان کا کیا حشر ہوا۔

۷۴۔ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ ۚ كَذَٰلِكَ نَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِ الْمُعْتَدِينَ ۝

پھر ہم نے اس کے (یعنی نوح کے) بعد کتنے (اور) پیغمبران کی (اپنی اپنی) قوم کی طرف بھیجے، پھر وہ ان کے پاس (اللہ کی) کھلی نشانیاں لائے، مگر ان سے یہ نہ ہوا کہ جس بات کو پہلے جھٹلا چکے تھے اس پر ایمان لے آتے (جب ایک بار "نہیں" کہہ چکے تو پھر "ہاں" کبھی نہ نکلا اپنی ضد اور تکذیب پر اڑے ہی رہے) اسی طرح، حد سے بڑھنے والوں (ہی) کے دلوں پر تو ہم مُہر لگا دیا کرتے ہیں۔

۷۵۔ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوسَىٰ وَهَارُونَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ بِآيَاتِنَا فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ۝

پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا۔ تو وہ (بھی) تکبر کرنے لگے (اور اپنی بڑائی کے سامنے پیغمبر اور اس کے پیغام کی عظمت کو خاطر میں نہ لائے) اور وہ لوگ مجرم تھے ہی۔ (ان کی عادت ہی حق کو جھٹلانا تھی)۔

۷۶۔ فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا إِنَّ هَٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِينٌ ۝

پھر جب ان کو ہمارے پاس سے حق بات پہنچی تو کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔ (انہوں نے اللہ کی آیات اور معجزات کو جادو ٹھیرایا)۔

آیت نمبر ۷۲۔ حضرت نبلہ نے فرمایا "توکل" اللہ پر بھروسہ کرنا ہے، ایمان کا مقتضا ہے ایمان کے ساتھ توکل متعلق ہے، اسلام کے ساتھ اس کا ظہور متعلق ہے حقیقتِ توکل خدا کے سوا سب کا ڈر اور غیر سے امید کا قطع کر دینا ہے "ان اللہ یحب المتوکلین"۔

۷۷۔ قَالَ مُوسَىٰ أَتَقُولُونَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَكُمْ ۖ أَسِحْرٌ هَٰذَا وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُونَ ○

موسیٰ نے کہا کیا تم حق بات کے متعلق جب وہ تمہارے پاس پہنچ گئی یہ کہتے ہو کیا یہ جادو ہے؟ (کیا تم حق کو جادو کہتے ہو، بھلا جادو ایسا ہوتا ہے؟ حق و باطل کا کیا تعلق، پیغمبر حق بات کہتا ہے راہ نجات دکھاتا ہے) اور جادو کرنے والے تو (خود) نجات نہیں پاتے (راہ نجات کیا دکھائیں گے)۔

۷۸۔ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا وَتَكُونَ لَكُمَا الْكِبْرِيَاءُ فِي الْأَرْضِ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِينَ ○

وہ بولے کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم کو اس راہ سے پھیر دو جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو (زندگی بسر کرتے) پایا۔ اور ملک میں تم دونوں کی سرداری ہو جائے (ملک کی قیادت تمہارے ہاتھ آئے) اور ہم (تو) تم دونوں پر ایمان لانے والے نہیں (نہ ہم تمہاری کوئی بات مانیں گے نہ تم کو پیغمبر تسلیم کریں گے)۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ جواب دینے کے بعد انہوں نے طے کیا کہ انہیں ساحر ثابت بھی کر دیں۔ تاکہ یہ جھگڑا ہی ختم ہو۔

۷۹۔ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ○

اور فرعون نے کہا (یعنی یہ حکم جاری کیا کہ) ہر ماہر جادوگر کو میرے پاس لے آؤ۔ (تاکہ موسیٰ سے ان کا مقابلہ ہو جائے)۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جادوگر جمع ہوئے، اور بھرے مجمع کے سامنے ساحر اپنا جادو دکھانے کے لیے تیار ہو گئے۔

۸۰۔ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنتُم مُّلْقُونَ ○

پھر جب جادوگر آئے موسیٰ نے ان سے کہا۔ ڈالو جو تم ڈالتے ہو۔ (جو تم کو دکھانا ہے دکھاؤ)۔

۸۱۔ فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُم بِهِ السِّحْرُ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ○

پھر جب انہوں نے (اپنی رسیاں اور لاٹھیاں) ڈالیں (اور وہ سانپ کی طرح نظر آنے لگیں تو) موسیٰ نے کہا۔ جو چیزیں تم (بنا کر) لائے جادو ہے۔ (دیکھو) اللہ اس کو ابھی نیست و نابود کرتا ہے۔ یقیناً اللہ مفسدوں کے کام سنوارا نہیں کرتا۔

آیت نمبر ۸۱۔ اعراف میں گزر چکا ہے کہ جب ساحر جمع ہوئے تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ شروع کریں یا ہم، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم ہی ڈالو جو تم کو ڈالنا ہے۔

(جہاں کسی عمل کے نتیجہ میں قومیں بگڑنے والی ہوتی ہیں اور وہ بڑائی بظاہر لوگوں کو مسخر کر لیتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے مقابلہ میں حق کو فتحیاب کرتا ہے ۔)

۸۲۔ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ ع ۱۲ ۱۳

اور اللہ اپنے حکم سے حق کو حق (ثابت) کر دکھاتا ہے خواہ گنہگاروں کو (کتنا ہی) ناگوار گزرے ۔

نواں رکوع

اس امتحان میں حق کو فتح ہوئی ، حضرت موسیٰ کی نبوت لوگوں پر ظاہر ہوگئی لیکن ابتداء میں فرعون کے غضب واقتدار کے آگے سوائے چند لوگوں کے کوئی ایمان نہ لایا ۔ اس میں ایمان والوں کی بڑی آزمائش تھی ۔ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے حکم سے اللہ پر بھروسہ کیا اللہ نے انہیں نجات دلائی ، ہر خوف وخطر سے بچایا ، بلکہ فرعون اور ان کے سرداروں کو غرق دریا کیا ، اور اس کی لاش کو رہتی دنیا تک عبرت بنا کر چھوڑ دیا ۔ آج بھی مصر کے میوزیم میں اس سرکش کی لاش درس عبرت دے رہی ہے ۔

۸۳۔ فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝

پھر (اس معجزہ کو دیکھنے کے باوجود ابتداء میں) اس قوم کے چند نوجوانوں کے علاوہ کوئی موسیٰ پر اس خوف سے ایمان نہ لایا کہ فرعون اور ان کے سردار انہیں مصیبت میں نہ ڈال دیں ۔ (انہیں تباہ وبرباد نہ کر ڈالیں) اور (ان کا یہ خوف بے جا بھی نہ تھا کیونکہ) ملک میں فرعون (کا اقتدار) عروج پر تھا اور وہ (کفر، غرور اور بے کسوں کو ستانے اور ایذا دینے میں) حد سے بڑھا ہوا تھا ۔

۸۴۔ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ۝

اور موسیٰ نے کہا اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اسی پر بھروسہ کرو ، اگر (واقعی دل سے) تم فرمانبردار ہو ۔ (ایمان لانا اللہ کے سامنے سر ڈال دینا ہے ، اسی پر بہر حال بھروسہ کرنا ہے ۔ انسان اپنی سی کوششیں کرتا ہے اللہ اپنی قدرتِ کاملہ سے کامیاب فرماتا ہے)۔

۸۵۔ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ

تب وہ (فوراً) بول اٹھے ہم نے (صرف) اللہ پر بھروسہ کیا ۔ اے ہمارے پروردگار تو ہم کو ظالم لوگوں کی زور آزمائی کا ذریعہ (اور تختۂ مشق) نہ بنا ۔

الظّٰلِمِيْنَ ۝

۸۶- وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور اپنی رحمت سے ہمیں ان کافر لوگوں سے نجات دے۔

۸۷- وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور ہم نے موسٰی اور اس کے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی قوم کے واسطے مصر میں مکان برقرار رکھو (مراد یہ ہے کہ وہیں ٹھیرے رہو) اور تم لوگ اپنے گھروں (ہی) کو قبلہ (یعنی عبادت گاہ) بنالو۔ اور (بہر صورت) نماز قائم رکھو۔ اور ایمان والوں کو (جو ہمارے حکم پر چلتے ہیں) خوشخبری دے دو (کہ دنیا اور آخرت کی کامیابی ان کا حصہ ہے)۔

(جب فرعون کی ہلاکت کا وقت آیا تو حضرت شاہ صاحب کی تفسیر کے مطابق بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ وہ لوگ مکان الگ بنائیں اور قبلہ رو بنائیں بعض مفسرین نے یہ مراد لی ہے کہ وہ مکان میں ٹھیرے رہیں اور بعض عمارتوں کو عبادت کے لیے مخصوص کرلیں۔ یا یہ کہ خود گھر میں نماز پڑھیں تاکہ فرعون کی قوم سے بچے رہیں، بہر صورت نماز کے قیام کی تاکید تھی، اور مومنین کے لیے فتح و نصرت کا وعدہ۔)

۸۸- وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓي اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝

اور موسٰی نے عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو (تو) سب عیش کی چیزیں اور دنیا کی زندگی میں مال (و متاع) دیا ہے۔ اے ہمارے پروردگار (کیا یہ) اس واسطے کہ یہ تیری راہ سے (لوگوں کو) بہکادیں (نہیں، یہ ان کا کفرانِ نعمت ہے) اے پروردگار ان کے مال (و متاع) کو برباد کردے اور ان کے دلوں کو سخت کردے کہ جب تک یہ دردناک عذاب دیکھ نہ لیں ایمان نہ لائیں (تاکہ انہیں اپنی ان حرکتوں کی پوری پوری سزا ملے)۔

۸۹- قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

(اللہ نے) فرمایا (موسٰی و ہارون) تم دونوں کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشا جاچکا پس تم ثابت قدم رہنا اور ناداں کی راہ نہ چلنا۔ (دیکھنا ان منکروں کا کیا حشر ہوتا ہے)۔

٩٠- وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰٓی اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا کے پار کر دیا۔ پھر فرعون اور اس کے لشکر نے (بڑی) سرکشی اور ظالمانہ انداز سے ان کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ جب وہ (اپنی فوج سمیت) ڈوبنے لگا تو (گھبرا کر) بولا کہ میں ایمان لایا کہ اس (خدا) کے سوا جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے کوئی معبود نہیں اور میں فرمانبرداروں میں (شامل ہوتا) ہوں۔ (اس کو جادو اور معجزہ کا فرق اب معلوم ہوا، جب جان پر بنی تب حقیقت کھلی، لیکن اب درِ توبہ بند ہو چکا تھا۔)

اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ تجھے شرم نہیں آتی۔

٩١- آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝

اب (یہ کہتا ہے کہ میں ایمان لایا) اور اس سے قبل نافرمانی پر تلا رہا۔ (تو مسلمانوں میں شامل نہیں) اور تو (ہمیشہ) مفسدوں میں (شامل) رہا۔ (دنیا نے تیسرا انجام دیکھ لیا آخرت میں تو اپنا انجام دیکھے گا)۔

٩٢- فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً ؕ وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝ ع ٩ / ١٠ / ١٤

پس آج ہم تیرا جسم بچائے دیتے ہیں (دریا تیرے جسم کو باہر پھینک دے گا) تاکہ تو بعد میں آنے والی امتوں کے لیے ایک نشان (عبرت) بن جائے۔ اور بے شک اکثر لوگ ہماری نشانیوں پر توجہ نہیں کرتے۔

آج بھی اس کی اونچی گردن، چہرے کی کھنچی ہوئی نسیں اسکے ظلم اور سرکشی پر شاہد ہیں، اور اس کی لاش اسی مصر کے میوزیم میں جہاں اہرام مصر اس کی حکومت کی یاد دلاتے ہیں ایک مجسمۂ عبرت بنی پڑی ہے۔

دسواں رکوع

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے اس طرح نجات دلا کر پہلے مصر اور اس کے بعد فلسطین اور شام کے سرسبز و شاداب ملک عطا فرمائے۔ اور ان کے لیے اپنی نعمتوں کی فراوانی کر دی۔ ان کے لیے لذیذ میوے، حلال و طیب غذائیں بھی مہیا فرما دیں اور ان کی روحانی اور اخلاقی بالیدگی کے لیے توریت کا علم دیا، لیکن ان کی بدنصیبی کہ اللہ کی

طرف سے علم ہونے کے باوجود انہوں نے مختلف امور میں آپس میں اختلاف کیا اور حق پوشی کی۔ سب سے بڑا ظلم ان کا یہ تھا کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر ہی کو بدل ڈالا۔ ان واقعات کے بیان کے بعد رکوع میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بنا کر امت کے لیے حقائق کا بیان ہے تاکہ وہ کتابُ اللہ اور صاحبِ کتاب کے متعلق کسی شک و شبہ میں نہ پڑیں۔

۹۳۔ وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰی جَآءَهُمُ الْعِلْمُ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ○

اور (فرعونیوں کی بربادی کے بعد) ہم نے بنی اسرائیل کو (رہنے کے لیے خوبصورت اور) عمدہ جگہ اور کھانے کو (پاکیزہ اور) ستھری چیزیں عطا کیں۔ لیکن وہ باوجود علم حق کے پہنچنے کے اختلاف کرتے رہے بیشک جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں آپ کا رب قیامت کے دن ان کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ فرما دے گا۔ (اللہ ان کے دلوں کے حال سے واقف ہے جانتا ہے کہ ان کے اختلاف کی بنیادی بات آنحضور کی بعثت ہے اس حق کو چھپانا بڑا ظلم ہے۔ قیامت میں اس ظلم کا پتہ چلے گا)۔

۹۴۔ فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ فَسْئَلِ الَّذِیْنَ یَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ○

اور اگر (بالفرض) آپ کو (یعنی آپ کی امت کے کسی فرد کو) اس (کتاب یا اس کی کسی بات) میں جو ہم نے آپ پر نازل فرمائی کچھ شک ہو تو ان لوگوں سے پوچھ لیجئے جو آپ سے قبل کی (نازل کی ہوئی) کتابوں کو پڑھتے ہیں۔ (یعنی جن کے پاس ان کتبِ سماویہ کا کچھ صحیح علم باقی ہے) بے شک آپ کے رب کی طرف سے آپ کے پاس حق آپہنچا ہے پس (اے امت محمدیہ اس آئینۂ جمالِ الٰہی کے متعلق دیگر اقوام کی طرح) تم کبھی شک میں نہ پڑنا۔

۹۵۔ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ○

اور ان لوگوں میں شامل نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ کی نشانیوں کو جھٹلایا ورنہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

۹۶۔ اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○

بیشک جن لوگوں پر آپ کے رب کی بات ثابت ہو چکی ہے (یعنی جن کے لیے عذاب مقدر ہو چکا ہے اور جن لوگوں کی بدبختی، سوء استعداد اور شامتِ اعمال سے یہ بات علمِ الٰہی میں ثابت ہو چکی ہے) وہ ایمان نہ لائیں گے

۹۷۔ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝

خواہ ان کے پاس ساری نشانیاں (ہی کیوں نہ) پہنچ جائیں جب تک وہ دردناک عذاب (نہ) دیکھ لیں۔

۹۸۔ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝

پس کوئی بستی ایسی کیوں نہ ہوئی کہ (عذابِ خداوندی کو دیکھ کر) ایمان لاتی، پھر اس کا ایمان لانا اسے نفع دیتا۔ سوائے قوم یونس کے (کہ) جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے ان پر سے دنیا کی زندگی میں ذلت کا عذاب اٹھا لیا (جو ان کے سروں پر منڈلا رہا تھا) اور ایک (خاص) مدت تک ان کو (دنیاوی زندگی کے فیوض و برکات اور راحت و آرام سے) مستفید کیا۔

۹۹۔ وَلَوْ شَاۗءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّھُمْ جَمِيْعًا ۭ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝

اور اگر آپ کا رب چاہتا تو زمین پر جتنے لوگ ہیں سب کے سب ایمان لے آتے۔ پھر کیا آپ لوگوں پر زبردستی کریں گے کہ وہ ایمان لے آئیں۔

قلوب میں زبردستی ایمان نہیں ڈالا جاتا اگر اللہ چاہتا تو سب کو مومن ہی کر دیتا لیکن یہ اس کی حکمت تکوینی نہیں تشریعی ہے۔ آپ اپنے فریضۂ تبلیغ اور اس کی مخلوق کی محبت میں سب کے لیے اس درجہ مضطرب نہ ہوں، بایں ہمہ ان کے اعمال و افعال کی دنیا اس کے نظام تکوینی سے کلی طور پر آزاد بھی نہیں۔

۱۰۰۔ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَي الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝

اور کسی شخص کو یہ قدرت نہیں کہ اللہ کے حکم کے بغیر ایمان لائے (اور یہ توفیق ان کو ہوتی ہے جو اللہ کی طرف بڑھتے ہیں، اس کی نشانیوں پر غور کرتے ہیں) اور جو لوگ غور ہی نہیں کرتے اللہ ان کو (کفر کی) نجاست میں پڑا رہنے دیتا ہے۔

۱۰۱۔ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ

آپ فرما دیجئے، دیکھو تو آسمانوں اور زمین میں کیا کچھ ہے لیکن (اللہ کی

وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِی الْاٰیٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ○

گوناگوں) نشانیاں اور (عذاب الٰہی سے) ڈرانے والے (اس کے رسول) ان لوگوں کے کچھ کام نہیں آتے جو ایمان ہی نہیں رکھتے (ایمان لانا ہی نہیں چاہتے)

۱۰۲۔ فَهَلْ یَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَیَّامِ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ○

پس یہ ان ہی (بُرے) دنوں کے منتظر ہیں جو ان سے قبل کی قوموں پر گزر چکے ہیں۔ (اچھا) آپ فرما دیجئے کہ تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔

۱۰۳۔ ثُمَّ نُنَجِّیْ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَیْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ ع ۱۱ ۱۵

پھر (جب عذاب آجاتا ہے تو) ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو بچا لیتے ہیں، اسی طرح ایمان والوں کو بچا لینا ہمارے ذمہ ہے۔

جس طرح یہ لوگ اپنی ضد پر قائم ہیں کہ اللہ کو نہ مانیں گے اللہ بھی اپنی سنت پر قائم ہے کہ وہ اپنے رسول اور ان پر ایمان لانے والوں کو ہر آفت و مصیبت سے نجات دیتا رہیگا "لاتخف" و "لاتحزن" کی صدائیں مومنوں کے قلوب سنتے رہیں گے۔

گیارھواں رکوع

اس آخری رکوع میں، دین کا خلاصہ، توحیدِ خالص کا بیان ہے، دل و جان سے اللہ کی بندگی مومن کا ایمان ہے۔ یہی سیدھی راہ ہے، نفع و ضرر اللہ کے قبضہ میں ہے، اسی کو پکارنا اسی سے ہر حال میں مدد مانگنا ہے۔ وہ فضل و کرم سے اپنے بندوں کو نوازتا ہے، وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ حق آ پہنچا اب جو چاہے اس حق پر چلے۔ اور راہِ ہدایت سے سرفراز ہو، اور جو چاہے بھٹکتا پھرے۔ اور مستحق عذاب بنے۔ ان بشارتوں سے مومن خوش ہوتے کافر ڈرتے ہیں۔

۱۰۴۔ قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ دِیْنِیْ فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

(اے رسول اب انہیں دین کی اصل حقیقت بتا دیجئے) کہہ دیجئے اے لوگو اگر تم کو میرے دین کے متعلق کچھ شک ہے تو (میں تم کو صاف بتا دوں کہ) اللہ کے سوا جن (خداؤں) کی تم عبادت کرتے ہو میں ان کی عبادت

اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۚ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

نہیں کرتا بلکہ میں اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری روح قبض کرتا ہے، اور مجھے حکم ہے کہ ایمان والوں میں سے رہوں۔

۱۰۵- وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

اور یہ کہ (اے محمد یعنی اے امت محمد تو) اپنا رخ یکسو ہو کر سچے دین (دین اسلام) کی طرف کر لے اور شرک کرنے والوں میں نہ ہو۔

۱۰۶- وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو جو (فی الحقیقت) نہ تو تجھے نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان، مت پکارنا پس اگر تو نے ایسا کیا تو ظالموں میں سے ہو جائیگا (خطاب رسول سے مگر مقصود امت کو تعلیم دینا ہے)

۱۰۷- وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

اور اگر اللہ تجھ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کو سوائے اس کے کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر تجھ کو کوئی بھلائی پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روک نہیں سکتا (وہ قادر مطلق ہے)۔ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل فرماتا ہے اور وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

۱۰۸- قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝ۭ

(بس) آپ فرما دیجئے! اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تم کو حق پہنچ چکا۔ اب جو کوئی راہ ہدایت اختیار کرتا ہے تو وہ ہدایت سے اپنے ہی حق میں بھلائی کرتا ہے اور جو گمراہی اختیار کرتا ہے تو وہ گمراہی سے اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور مجھ پر تمہارے کاموں کی ذمہ داری نہیں ہے۔ (میں تمہارا وکیل نہیں کہ اچھا کر دیا برا تو میں تمہاری طرف سے اللہ کے حضور ذمہ دار اور جواب دہ ہوں۔)

۱۰۹- وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ

اور آپ اسی کی پیروی کیے جائیے جو آپ پر وحی ہوتی ہے اور صبر

حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ ۚ وَھُوَ خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ ؏ ۱۶

کیجئے یہاں تک کہ اللہ (رب العزت) اپنا فیصلہ (صادر) فرمادے۔ (اور حق و باطل، نور و ظلمت، اسلام و کفر کی حقیقت لوگوں پر آشکارا ہو جائے) اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

سُوْرَۃُ ھُوْدٍ

مکّی ایک سو تیئیس آیتیں ۱۰ رکوع

سورۂ یونس کے آخری رکوع میں دین کے اصل الاصول، توحید خالص کا ذکر تھا، انس میں رہنے والوں کو ہر شرک سے بچنے کی تعلیم دی گئی تھی۔ سورہ "وھو خیر الحکمین" کے الفاظ پر ختم ہوا کہ انسان آخرت کو پیشِ نظر رکھے، اب سورۂ ہود میں باری تعالیٰ کی ذات و صفات کا بیان ہے، مختلف انبیاء کرام کی طرف سے دعوتِ حق کی تفصیل، اور مختلف امتوں کی نافرمانیوں کا حال ہے۔ ساتھ ہی مومن و کافر کی کیفیات کو ظاہر کیا گیا ہے۔ منکرینِ توحید کا بیان اور عذابِ الٰہی کا ذکر کچھ اس انداز سے ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سورت نے مجھے بوڑھا کر دیا۔

سورہ کی ابتدا نزولِ قرآن، اور اس کی حکمت سے ہوتی ہے کہ طالبِ ہدایت کے لیے راہِ حق کی تلاش آسان ہو جائے۔ یاد رہے اللہ تعالیٰ کی حکمت: کائنات کی تخلیق، رزق کی فراہمی اور جملہ امور میں حسبِ مصالح تدبیر و تصرف فرمانا ہے۔ بندہ کی حکمت: موجودات کا جاننا، علم و عقل کے ذریعہ حق تک پہنچنا، عمل صالح کرنا ہے۔ حکمتِ دین: فہم معاد اور اس کے مطابق عمل کرنا ہے۔ یہ ایک محمود ملکہ، ایک نورِ حق ہے جو خیر الحاکمین کے سامنے سر بسجود کرتا ہے، معرفتِ حق کے دریچے کھولتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ — شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ الٓرٰ تف کِتٰبٌ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُہٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ ○ — الف، لام، را، - یہ (قرآن) وہ کتاب ہے جس کی آیتیں مستحکم ہیں (حکمت پر مبنی ہیں) پھر (خدائے) حکیم و خبیر کی طرف سے کھول کر بیان کر دی گئی ہیں

اے رسول آپ فرما دیجئے یہ قرآن حکمت پر مبنی ہے پھر ندریجاً اُترا ہے کہیں مجملاً کہیں مفصل احکامات کا بیان ہے اس کا ماحصل کیا ہے؟

۲۔ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ ؕ اِنَّنِیْ لَکُمْ — (یہ) کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو کسی اور کو لائقِ بندگی نہ سمجھو اور مجھے

مِّنۡهُ نَذِيۡرٌ وَّبَشِيۡرٌ ۝

اس کا رسول جانو) ہیں اس کی طرف سے تم کو ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں۔ (جو کہتا ہوں اس کی طرف سے کہتا ہوں)۔

۳- وَّاَنِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَيۡهِ يُمَتِّعۡكُمۡ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤۡتِ كُلَّ ذِىۡ فَضۡلٍ فَضۡلَهٗ‌ ؕ وَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ كَبِيۡرٍ ۝

اور یہ کہ اپنے پروردگار سے بخشش مانگو (گناہ بخشوالو) پھر اس کی طرف رجوع کیے رہو (گویا راہ سلوک کی تین منزلیں ہیں۔ پہلے بخشش کی طلب، پھر اس کی طرف رجوع ہونا، پھر جو کام بتائے وہ کرتے رہنا، اگر اس پر عمل پیرا ہو گے تو اللہ) تم کو ایک وقت مقرر تک (دنیا میں بھی) سرمایۂ فلاح عطا فرمائیگا اور (آئندہ بھی) زیادہ اچھے کام کرنے والے کو مزید اجر پہنچاتا جائیگا۔ (یعنی جس نے اللہ کیلئے عمل کیا اللہ تعالیٰ آئندہ کے لیے اسے اطاعت اور عمل نیک کی توفیق دیتا رہیگا، اور ہر شخص کے اخلاص و مرتبہ کے مطابق اسے اپنی رحمتوں سے نوازتا جائیگا) اور اگر تم روگردانی کر دگے (یعنی میری بات نہ مانو گے) تو مجھے تمہارے بارے میں (قیامت کے) بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔ (قیامت کا آنا برحق ہے تمہارے ماننے نہ ماننے سے وہ دن ٹل نہ جائیگا لیکن اس کا انکار تمہارے لیے ہلاکت کا باعث ہوگا)۔

۴- اِلَى اللّٰهِ مَرۡجِعُكُمۡ‌ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۝

(یاد رکھو) اللہ ہی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (صاحبِ قدرت سے آج روگردانی کر لو لیکن کل بھاگ نہ سکو گے)۔

ایک طرف مومنوں کی جماعت ہے جو اللہ سے ملنے پر یقین رکھتے اور اسے حاضر و ناظر جانتے ہیں ان کی حیا کا یہ عالم ہے کہ

۵- اَلَاۤ اِنَّهُمۡ يَثۡنُوۡنَ صُدُوۡرَهُمۡ لِيَسۡتَخۡفُوۡا مِنۡهُ‌ ؕ اَلَا حِيۡنَ يَسۡتَغۡشُوۡنَ ثِيَابَهُمۡ ۙ يَعۡلَمُ مَا يُسِرُّوۡنَ وَمَا يُعۡلِنُوۡنَ‌ۚ اِنَّهٗ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ۝

دیکھو یہ اپنے کو جھک جھک کر دوہرا کیے ڈالتے ہیں (بشری ضروریات کے وقت بھی کپڑے ہٹاتے ہوئے انہیں اللہ سے شرم آتی ہے) تاکہ اس سے (اپنے ستر کو) چھپائیں (شرع میں اس غلو کی ضرورت نہیں انہیں اس طرح سمجھا دیا جائے کہ) دیکھو جب وہ اپنے کپڑے میں لپٹے ہوتے ہیں (اس وقت بھی تو اللہ) ان کی چھپی اور کھلی باتوں کو جانتا ہے وہ تو دلوں کی باتوں کو جاننے والا ہے (اس سے کوئی حقیقت چھپی نہیں مومن ہو یا کافر وہ سب کے عمل، ارادہ اور نیت سے واقف ہے اور اسی کے مطابق وہ جزا و سزا دے گا نہ مومن محروم رہیں گے نہ کافر بھاگ سکیں گے)۔

پارہ - ۱۲

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ

گزشتہ آیات میں علمِ الٰہی کی وسعتوں کا بیان تھا آئندہ آیات میں اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا ذکر ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمے ہے وہ اس کی ضروریات سے بھی آگاہ ہے اور ان کے حال سے بھی با خبر۔ اس کا علم نہ صرف انسان کی دنیاوی زندگی پر محیط ہے بلکہ مرنے کے بعد اس کے سونپے جانے کی جگہ اور آخرت میں اس کے اصل مقام جنت یا جہنم سے بھی وہ واقف ہے۔

۶۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○

اور روئے زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا (جاندار) ایسا نہیں کہ جس کی روزی اللہ نے (اپنے لطف و کرم سے) اپنے پر واجب نہ کرلی ہو۔ اور وہ (دنیا میں) اس کے ٹھیرنے اور (موت کے بعد) اس کے سونپے جانے کی جگہ جانتا ہے (اس کا علم اس قدر محیط ہے کہ وہ دنیا اور برزخ کی زندگی کی تمام تفصیلات جانتا ہے اور یہ) سب کچھ (اس کی) روشن کتاب (لوحِ محفوظ، صحیفۂ علمِ الٰہی) میں (لکھا ہوا) ہے۔

انسان کو اپنی جد و جہد سے غافل نہ ہونا چاہیے لیکن اپنی نظر کو اسباب سے گزار کر مسبب پر رکھنا چاہیے، کافر اسباب پر، مومن مسبب الاسباب پر تکیہ کرتا ہے ایک محض متاعِ دنیا لیتا ہے دوسرا آخرت بھی سنوار لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مومن پر تھوڑی سی مشقت سے بے شمار انعام فرماتا ہے یہ اس کا کرم ہے وہ علیم بھی ہے اور قدیر بھی۔

۷۔ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِيْ سِتَّةِ أَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۗ وَلَئِنْ قُلْتَ

اور (دیکھو) وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن (چھ منازل، چھ مراتب) میں پیدا کیا۔ اور (اس وقت) اس کا عرش پانی پر تھا (زمین کی تخلیق سے قبل اس کی قدرت و حکمت کی نشاندہی پانی کر رہا تھا۔ پھر اس نے اپنی قدرتِ کاملہ سے زمین و آسمان ہی نہیں بلکہ انسان کو پیدا فرمایا اور اس کی تخلیق میں بھی پانی کے لطیف تعلق کو باقی رکھا) تاکہ تم کو آزمائے کہ کون (اللہ اور اس کے

إِنَّكُم مَّبْعُوثُونَ مِن بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝

رسول پر ایمان لاکر) تم ہیں سے نیک عمل کرتا ہے۔ اور (مسلمان) تو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں لیکن) اگر آپ (کافروں سے) کہیں کہ تم مرنے کے بعد پھر اٹھائے جاؤ گے تو کافر کہدیں گے کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔ (اس میں اثر ضرور ہے لیکن اس میں صداقت نہیں یہ ہم پر چلنے والا نہیں)

یہ دنیا آزمائش گاہ ہے۔ انہیں آخرت پر یقین آئے یا نہ آئے لیکن اس کا علم انہیں ہو کر رہے گا۔ عذاب کا جلد نہ آنا، عذاب کے برحق نہ ہونے کا ثبوت نہیں۔

۸۔ وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَىٰ أُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ لَّيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ ۗ أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ ع

اور اگر ایک مدت معینہ تک ہم ان سے عذاب ملتوی (بھی) کئے رہیں، تو یہ لوگ فوراً کہنے لگیں گے کہ اس (عذاب) کو کون سی چیز روک رہی ہے (نہ ہمارے عقیدے بدلے نہ عمل، پھر عذاب آ کیوں نہیں جاتا) سُن لو کہ جس دن وہ (عذاب) آئیگا، ان سے ٹالا نہیں جائیگا۔ اور جس چیز کا یہ مذاق اڑایا کرتے تھے (یعنی روزِ قیامت، نارِ دوزخ) وہ ان کو گھیر کر رہے گی۔

دوسرا رکوع

انسان کی عام کمزوریوں کے ساتھ منکرین حق کی کیفیات کا بیان جاری ہے حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جارہی ہے کہ آپ ان کی وجہ سے آزردہ نہ ہوں، آپ نے اللہ کے عذاب سے انہیں ڈرایا آپ نے تبلیغ کا فرض ادا فرمایا، آپ کی ذمہ داری ختم ہوگئی، وہ دنیا کا عیش چاہتے ہیں، کچھ دن یہاں عیش کرلیں، لیکن انکا مقابلہ ان صاحبانِ ہوش وبصیرت سے نہیں کیا جاسکتا جو عقلِ معاد بھی رکھتے ہیں، دل میں خوفِ خدا لیے ہوئے ہیں۔ کافر اللہ کے عذاب کے مستحق ہو چکے، مومن اس کے فضل کے لیے منتخب ہو گئے، ایک دُوری کی لعنت میں گرفتار دوسرا قربِ الٰہی کی نعمت سے سرفراز۔ بھلا یہ دونوں کیسے برابر ہو سکتے ہیں کہیں بہرا اندھے اور سمع وبصر والے برابر ہوئے ہیں؟۔

۹۔ وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ إِنَّهُ لَيَئُوسٌ كَفُورٌ ۝

اور اگر ہم انسان کو اپنی رحمت کا مزہ چکھائیں (کسی نعمت سے نوازیں) پھر اس سے وہ چھین لیں تو وہ مایوس (اور) ناشکر گزار ہو جاتا ہے (گزشتہ نعمتوں پر "ناشکری آئندہ سے مایوسی اس کی زندگی کا حاصل بن جاتی ہے")

۱۰۔ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝

اور اگر ہم اسے اس تکلیف کے بعد جو اسے پہنچی کسی نعمت کا مزہ چکھائیں تو کہنے لگتا ہے کہ مجھ سے میری سب برائیاں (اور تکالیف ہمیشہ کیلئے) دُور ہو گئیں بے شک وہ تو (بڑی جلدی) خوش ہو جانے والا اور شیخی مارنے والا ہے (حالانکہ اگر عاقل ہوتا تو اللہ کا شکر ادا کرتا اور اس کی ناراضگی سے ڈرتا رہتا)۔

۱۱۔ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝

البتہ جو لوگ صابر ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے (اللہ تعالیٰ ان کے صبر اور استقامت اور حُسنِ عمل کے بدلے میں انہیں اپنی بخشش اور عظیم الشان انعام سے نوازے گا)۔

اے پیغمبر! یہ کافر تو آپ کو زچ کرنا چاہتے ہیں اور یہ آپ سے نامناسب سوالات اس لیے کرتے ہیں کہ آپ تنگ دل اور افسردہ خاطر ہوں ۔ یہ اپنی سازشوں کی بنا پر یہ امید باندھے بیٹھے ہیں :

۱۲۔ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝

شاید جو کچھ آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اس میں سے آپ کچھ حصہ چھوڑ دیں (یہ ان کی خام خیالی ہے ۔) اور آپ کا دل اس سے تنگ ہو کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس (نبی) پر کوئی خزانہ کیوں نہ اترا، یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ آیا (اس طرح کی مہمل باتوں سے وہ آپ کی حوصلہ شکنی کرنا چاہتے ہیں یہ نبی کی ذات کو نہیں پہچانتے بہرحال) آپ تو (ان کو عذابِ الٰہی سے) ڈرانے والے ہیں اور ہر چیز کا ذمہ دار اللہ ہے (آپ ان کے ایمان لانے نہ لانے کے ذمہ دار نہیں)۔

۱۳۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

کیا یہ کافر و مشرک، کہتے ہیں کہ قرآن کو آپ نے خود بنا لیا ہے آپ فرما دیجئے تم ایسی دس ہی سورتیں بنا کر لے آؤ اور (خود ہی نہیں بلکہ) اللہ کے سوا جن کو بلا سکو (اپنی مدد کے لیے) بلا لو۔ اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو۔

اور کلام اللہ کا یہ معجزہ تو ہر زمانے کے لیے ہے ۔

۱۴۔ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

پس (اے مسلمانو!) اگر وہ (منکر) تمہاری بات قبول نہ کریں تو (ان سے کہو کہ) جان لو کہ یہ (قرآن) اللہ ہی کے علم سے اترا ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں (جب تم ایسی دس آیتیں نہ بنا سکے) تو اب مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے۔ (اسلام قبول کرنے میں کیا انتظار ہے کیا اس سے بڑھ کر کوئی معجزہ ہو سکتا ہے)۔

اب اس کے بعد بھی اگر وہ ایمان نہ لائیں تو ثابت ہو گیا کہ انہیں دین مطلوب نہیں، دنیا مطلوب ہے۔ قانونِ قدرت یہ ہے کہ

۱۵۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ○

جو کوئی دنیا کی زندگی اور اس کی آسائش کا طالب ہے ہم ان لوگوں کو ان کے عمل کا بدلہ اس دنیا میں پورا پورا دے دیتے ہیں اور ان کے لیے اس میں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔

۱۶۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

(لیکن) یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت (کی زندگی) میں بجز آگ کے کچھ نہیں۔ اور جو کچھ انہوں نے اس (دنیا) میں کیا وہ برباد ہوا اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں سب بے اثر ہے (جو کام دنیا کی غرض سے کئے گئے دنیا میں اس کا اجر مل گیا اب آخرت میں وہ کس کام کے)۔

۱۷۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

بھلا جو شخص اپنے رب کے کھلے راستہ پر ہو (جو نور کو دیکھ کر، نور کو پا کر اپنے رب کی طرف جا رہا ہو) اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ کی طرف سے ایک گواہ (قرآن بھی موجود) ہو، اور اس (قرآن) سے قبل موسیٰ کی کتاب (ان کے لیے) راہنما اور (موجب) رحمت ہو (وہ یہ سب کچھ دیکھ کر اور سمجھ کر کس طرح انکار کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں، بلکہ) یہی لوگ ہیں جو (پہلے تورات کو مانتے تھے اب) اس (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جو کوئی اس (کتاب، صاحبِ کتاب) کا کسی بھی فرقے میں سے منکر ہو تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے، پس (اے مخاطب، صاحبِ قرآن کی زبان سے قرآن سننے کے بعد) تجھ کو اس میں شبہ نہیں ہونا چاہیئے بیشک وہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے لیکن اکثر لوگ اس پر ایمان

النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ○

نہیں لاتے ۔

١٨۔ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۚ أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ○

اوراس سے بڑھ کرظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔ یہی لوگ اپنے رب کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور (سب ہی)، گواہی دینے والے کہیں گے کہ یہی ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا۔ سُن رکھو کہ ظالموں پر (ناانصاف اور حد سے تجاوز کرنے والوں پر) اللہ کی لعنت ہے۔ (یہ مقامِ قُرب سے دُور پھینک دیئے گئے، اوران پر اللہ کی پھٹکار ہے اور)۔

١٩۔ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ○

(یہی لوگ ہیں) جو اللہ کی راہ سے (لوگوں کو) روکتے ہیں اور اس میں کجی ڈھونڈھتے ہیں۔ (اس کوشش میں رہتے ہیں کہ اس سیدھی راہ کو ٹیڑھا ثابت کریں خود تو گمراہ ہیں دوسروں کو بھی گمراہ کریں) اور وہی آخرت سے انکار کرتے ہیں (جہاں جانا ہے اس منزل ہی کے منکر ہیں)۔

٢٠۔ أُولَٰئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ۘ يُضَاعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوا يُبْصِرُونَ ○

وقف لازم

یہ لوگ زمین میں (بھاگ کر، چھپ کر) عاجز نہیں کرسکتے اور اللہ کے سوا ان کے کوئی حمایتی (اور مددگار) نہیں (جو انہیں عذابِ الٰہی سے بچاسکیں) ان کے لیے دونا عذاب ہے (ایک خود گمراہ ہونے کا دوسرا لوگوں کو گمراہ کرنے کا۔ کیونکہ) نہ وہ (حق بات) سُن سکتے تھے اور نہ وہ (راہِ حق) دیکھ سکتے تھے۔

٢١۔ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ○

یہی ہیں جنہوں نے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالا۔ اور (جب خدا کے روبرو ہوئے تو) سب (جھوٹ) جو انہوں نے از خود گڑھ لیے تھے ان سے گم ہوگئے (ہوا ہوگئے)

٢٢۔ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ○

اس میں (ذرا بھی) شک نہیں کہ یہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہوں گے۔

٢٣۔ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

البتہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور انہوں نے اپنے

الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

رب کے سامنے عاجزی کی (خضوع وخشوع سے اس کی بندگی کرتے رہے) وہی لوگ جنتی ہیں (اور) اس میں وہی ہمیشہ رہیں گے۔

گزشتہ آیات میں کافر اور مومن دونوں گروہوں کا ذکر ہوا اب ایک مثال کے ذریعہ اس فرق کو واضح کیا جارہا ہے۔

۲۴۔ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ ع

ان دونوں فریقوں کی مثال ایسی ہے جیسے (ایک فریق یعنی کافر) اندھا اور بہرا اور (دوسرا فریق یعنی مومن) دیکھتا اور سنتا (یعنی چشم بصیرت اور سمع قبول رکھنے والا) کیا ان دونوں کا حال یکساں ہوسکتا ہے۔ کیا تم غور نہیں کرتے۔ (کفر کی تاریکیوں کو ایمان کی روشنی سے کیا نسبت)۔

تیسرا رکوع

گزشتہ رکوع دو فریقوں کی حالت پر ختم ہوا، ایک کافر، دوسرے مومن، چونکہ ذکر منکرین ہی کا چلا آرہا تھا اس لیے کافروں کا ذکر پہلے کیا، اب حضرت نوح علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی قوموں کی حالت اس کی تائید میں بیان کی جارہی ہے اور بتایا جارہا ہے کہ عذاب الٰہی کیوں آیا کن صورتوں سے آیا۔ عذاب کی ہر صورت لوگوں کے حال کے بموجب تھی حضرت نوح علیہ السلام نے پچاس سال کی عمر سے تبلیغ شروع کی برسہا برس تبلیغ فرمائی۔ سوائے چند لوگوں کے کوئی ایمان نہ لایا۔ ایمان کیسے لاتے نہ ان کی بات سنتے تھے نہ ان کی پاک زندگی پر نظر کرتے تھے، گویا بہرے اور اندھے تھے۔ تیسرے اور چوتھے رکوع میں حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر تفصیلاً کیا جارہا ہے

۲۵۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ ۡ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۙ ○

اور ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ (جو اپنی قوم سے یہ کہتے تھے) کہ میں تم کو واضح طور سے (تمہارے برے اعمال کے نتائج سے) ڈرانے والا ہوں (اللہ کی طرف سے تمہاری ہدایت کے لئے آیا ہوں، کہ تم ان باتوں سے

بچو جو اس کی ناراضگی کا باعث اور اس کے عذاب کا موجب بنتی ہیں)۔

اہم ترین بات یہ ہے

۲۶۔ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ۝

کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو (غیر اللہ کی پرستش کی صورت میں) مجھے تم پر ایک دردناک دن کے عذاب کا ڈر ہے۔ (کہیں اپنی حرکتوں کے باعث کسی دن تم عذابِ الٰہی میں گرفتار نہ ہو جاؤ)

۲۷۔ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَ مَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ وَ مَا نَرٰى لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ ۝

اس پر ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے، (نوح تم کو کیا ہو گیا ہے، ہم تو تم کو پیغمبر نہیں سمجھتے کیونکہ) ہم کو تو تم ہم ہی جیسے ایک انسان نظر آتے ہو، اور ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی تمہارا پیرو بھی نہ ہوا بجز ہمارے چند رذیل سطحی رائے والے لوگوں کے۔ (جو بلا سوچے سمجھے ظاہری اور سطحی طور پر ایمان لے آئے) اور (اے نوح) ہم تم میں اپنے اوپر فضیلت کی کوئی وجہ نہیں پاتے (کیونکہ نہ تم مافوق الفطرت طاقت کے مالک ہو نہ جاہ و اقتدار کے نہ تمہارے ساتھ ہم جیسے شرفا کی کوئی جماعت ہے جو اثر و رسوخ کی مالک ہو اور نہ فرشتے، پھر تم کہاں کے نبی ہو گئے) بلکہ ہم تو تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔

حضرت نوح نے جواب دیا نبوت اور رسالت کے لیے ان میں سے کسی چیز کی ضرورت نہیں البتہ نبوت کے لیے ہدایت و رحمتِ خداوندی کی ضرورت ہے جو تمہاری نگاہ سے اوجھل رہی۔

۲۸۔ قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَ اٰتٰىنِیْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّیَتْ عَلَیْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَ اَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ۝

کہا، اے قوم دیکھو تو اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے ایک روشن دلیل (ایک سیدھے راستہ) پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت (نبوت) عطا فرمائی ہے پھر اس (حقیقت) کو تمہاری نظروں سے پوشیدہ رکھا گیا تو کیا ہم اسے تمہارے ذہن میں زبردستی ڈال سکتے ہیں جبکہ تم اس (حقیقت کو تسلیم کرنے) سے بیزار ہو رہے ہو۔ (تم سننے سمجھنے ہی کو تیار نہیں تو تمہارے ذہن میں ہم کس طرح حق و حقانیت ڈال سکتے ہیں)۔

رہا مال و دولت اور اثر و رسوخ کا سوال تو مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

۲۹۔ وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ○

اور اے میری قوم! میں اس (نصیحت) کے بدلے میں تم سے مال (و دولت) کا طالب نہیں۔ میرا اجر تو بس اللہ کے ذمہ ہے اور میں (تمہاری خاطر اپنے غریب) ایمان والوں کو (ان کی خستہ حالی پر اپنے پاس سے) نکالنے والا نہیں (ان کو نکال کر میں اپنے رب کو کل قیامت میں کیا جواب دوں گا) یہ لوگ تو اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں البتہ میں تم لوگوں کو مبتلائے جہالت دیکھتا ہوں۔

۳۰۔ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○

اور اے میری قوم! اگر (آج) میں ان کو (تمہارے کہنے سے) نکال دوں تو اللہ (کی ناراضگی) سے مجھے کون بچائے گا۔ کیا تم سمجھتے نہیں (اگر تم ذرا سوچ سمجھ سے کام لو تو اس طرح کی حماقت کی باتیں نہ کرو)۔

۳۱۔ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّيْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○

اور (دیکھو تم یہ کہتے ہو کہ میں تمہارے جیسا بشر ہوں، صاحب دولت و ثروت نہیں اور یہ لوگ ظاہری طور سے ایمان لائے ہیں تو) میں تم سے یہ تو نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں (میں بے حد دولت مند ہوں) اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ اور نہ ان لوگوں کے متعلق جو تمہاری نگاہ میں حقیر ہیں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اللہ ان کو بھلائی نہ دے گا (اجر نیک سے محروم رکھے گا) اس طرح کی بات میں کہہ کیسے سکتا ہوں جب کہ فیضانِ رحمتِ الٰہی، باطنی کیفیات اور قلبی احوال پر مبنی ہے اور) اللہ ہی خوب جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے۔ (اگر میں بھی تمہاری طرح یہ کہوں) تو اس وقت میں بھی ناانصافوں میں ہو جاؤں۔ (کہ مستحق رحمت کو محروم رحمت بتاؤں)۔

جب نوح کی قوم کے لوگ لاجواب ہوئے اور کوئی دلیل ان سے بن نہ پڑی تو

۳۲۔ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ

کہنے لگے۔ اے نوح تم ہم سے جھگڑ چکے، اور بہت جھگڑ چکے اب (اس بحث مباحثہ کو الگ رکھو اور) وہ چیز جس سے ہمیں ڈراتے

اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ ہو (یعنی عذابِ الٰہی) لے آؤ اگر تم سچے ہو۔

۳۳۔ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ (نوح نے) کہا اسے تو بس اللہ ہی تم پر لائے گا اگر وہ چاہے گا اور تم اس کو عاجز نہ کرسکو گے۔

تم کس جسارت سے عذاب طلب کر رہے ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا دل سیاہ ہو چکا ہے اور اللہ نے بھی تم کو تمہاری حالت پر چھوڑ دیا ہے، پھر میری نصیحت کیونکر کارگر ہو سکتی ہے۔

۳۴۔ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۣ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ؕ اور اگر میں تمہاری خیر خواہی کا ارادہ کروں جب کہ اللہ چاہے کہ تم گمراہ ہی رہو تو میری خیر خواہی تمہارے کچھ کام نہیں آسکتی وہی تمہارا پروردگار ہے (جو چاہے کرے) اور اسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے۔

یہاں تک حضرت نوح کی قوم کے سوالات کا جواب تھا جو بقول شاہ صاحبؒ ہر نبی کے متعلق لوگوں نے کیے اب اس خاص اعتراض کا جواب، جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے قرآن کے متعلق کفارِ مکہ نے کیا تھا، بطورِ اتمامِ حجت کے دیا جا رہا ہے کہ

۳۵۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ۝ع ۳ کیا (منکرین) یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس (قرآن) کو از خود بنا لیا ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ اگر میں نے اسے بنا لیا ہوگا تو میرا گناہ مجھ پر ہے اور تم جو گناہ (کی باتیں) کر رہے ہو میں ان سے بری الذمہ ہوں (کیونکہ یہ کلام بہرحال اللہ کا کلام ہے لیکن جو تکذیب تم کر رہے ہو اس کا خمیازہ تم کو ضرور اٹھانا پڑے گا)۔

چوتھا رکوع

حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ کا بیان ہو رہا تھا، آخر کی آیت میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی منکرین کے الزام کا ذکر آگیا اور اب حضرت نوح اور ان کی قوم کا ذکر پھر کیا جا رہا ہے، اور بتایا جا رہا ہے کہ اتمامِ حجت کے بعد عذابِ الٰہی کیونکر آتا ہے، تا کہ لوگ

عبرت حاصل کریں۔

۳۶۔ وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۝

اور نوح کی طرف وحی ہوئی کہ جو لوگ ایمان لا چکے ان کے علاوہ اب کوئی تمہاری قوم میں ایمان نہ لائے گا۔ پس جو کچھ یہ لوگ (ایذائیں پہنچاتے رہے ہیں اور تکذیب حق) کرتے رہے ہیں، اس کی وجہ سے کچھ غم نہ کرو (عنقریب اللہ ان سے شدید انتقام لے گا)۔

۳۷۔ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝

اور (اے نوح) ایک کشتی تیار کرو ہمارے روبرو اور ہمارے حکم کے مطابق (یہ کام بھی امر کے تحت عبادت سمجھ کر انجام دو اللہ تمہارا نگران حال ہے) اور اب ظالموں کے حق میں مجھ سے بات نہ کرنا (ان کے لیے اب مجھ سے دعا نہ مانگنا، جو عذاب یہ طلب کر رہے ہیں ان کو مل کر رہیگا) بے شک یہ غرق ہو کر رہیں گے۔

۳۸۔ وَیَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَیْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ۝

چنانچہ نوح نے کشتی بنانی شروع کر دی۔ اور جب بھی ان کی قوم کے سرداران کے پاس سے گزرتے (اور ان کو کشتی بناتے دیکھتے تو طرح طرح کے سوالات کرتے اور) ان کا مذاق اڑاتے، (نوح نے) کہا کہ اگر (آج) تم ہم پر ہنستے ہو (تو عنقریب) ہم تم پر ہنسینگے جیسے تم ہنستے ہو۔

آج بھی ہم کو تمہاری حماقت پر افسوس کی ہنسی آتی ہے اور تم پر ہمارا دل روتا ہے کہ کاش تم اس وقت حقیقتِ حال کو سمجھ لیتے۔

۳۹۔ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ وَیَحِلُّ عَلَیْهِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۝

پس (اے میری قوم کے لوگو) تم عنقریب جان لوگے کہ (دنیا کا) رسوا کرنے والا عذاب کس پر آتا ہے اور (آخرت کا) دائمی عذاب کس پر نازل ہوتا ہے۔

نبی کا فرمان ہمیشہ سچ ہوتا ہے، اس کا کوئی فعل عبث نہیں ہوتا آخر تکذیب اور ایذا رسانی کی سزا ملنے کا وقت آگیا۔

۴۰۔ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ۭ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ○

یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آپہنچا اور تنور (پانی کے چشموں کی طرح) اُبلنے لگا تو ہم نے (نوح کو) حکم دیا کہ ہر ایک (جنس) میں سے ایک جوڑا (یعنی) دو عدد (ایک نر اور ایک مادہ) اس (کشتی) میں سوار کرلو اور اپنے گھر کے لوگوں کو، سوائے اس کے جس کے متعلق حکم (عذاب) ہو چکا ہے اور سب ایمان والوں کو (بھی کشتی پر بٹھالو) اور (اس کشتی میں بہت زیادہ لوگ نہ تھے کیونکہ) ان کے ساتھ بہت کم لوگ ایمان لانے تھے۔

طوفان کا یہ عالم تھا کہ ہر طرف سے پانی ہی پانی جوش مار رہا تھا، یہ عذاب الٰہی تھا، تنور کے متعلق مختلف معنیٰ مفسرین نے لکھے ہیں بہرحال یہ تنور بلا تھا، خواہ تنور ہی ہو، یا زمین کا کوئی چشمہ غرض جو لوگ مافوق الفطرت طاقتوں کے سوا کسی بات کے سننے کے لیے تیار نہ تھے انہیں مافوق الفطرت کرشمہ دکھایا گیا۔

۴۱۔ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖ۪ىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(حفص بفتح المیم و امالۃ الراء)

اور (اس وقت نوح نے) کہا کہ اس (کشتی) میں سوار ہو جاؤ۔ اس کا چلنا اور اس کا ٹھیرنا (سب) اللہ کے نام (کی برکت) سے ہے۔ (یہ کشتی اللہ کے نام سے چلے گی اللہ کے نام سے ٹھیرے گی) بیشک میرا رب بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ (وہ انسان کی کوتاہیوں کو نظرانداز فرماتا ہے)۔

۴۲۔ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۣ وَنَادٰي نُوْحُۨ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ○

اور وہ (کشتی) ان کو پہاڑ جیسی لہروں میں (بے خوف و خطر) لیے چلی جا رہی تھی۔ اور (اس وقت) نوح نے اپنے بیٹے کو کہ وہ (نوح کے کنبہ سے الگ کافروں کے ساتھ) کنارے ہو رہا تھا، پکارا (اور کہا) اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور ان کافروں کے ساتھ نہ رہ۔

نوح علیہ السلام کا اپنے بیٹے کو پکارنا شفقت پدری کے باعث تھا مگر اس نے اس وقت بھی اللہ کے نبی کا کہنا نہ مانا اور اپنی قوت بازو پر اعتماد کر کے یوں

۴۳۔ قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ

بولا (آپ میری فکر نہ کریں) میں ابھی کسی پہاڑی کی پناہ لے لوں گا

مِنَ الْمَآءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ○

جو مجھے پانی سے بچالے گا۔ (پیغمبر کی حقیقت آشنا نظریں جانتی تھیں کہ یہ کوئی معمولی سیلاب نہیں یہ قہر الٰہی ہے) فرمایا ارے بیٹے) آج کوئی اللہ کے عذاب سے بچانے والا نہیں، مگر جس پر وہی رحم فرمائے، اور (اتنی ہی دیر میں) دونوں کے درمیان میں ایک موج حائل ہوگئی تو وہ ڈوب کر رہ گیا۔

جب پہاڑ کے بلند درخت تک ڈوب گئے اور سفینۂ نوح کے انسان اور چرند و پرند کے علاوہ کوئی نہ بچا تو قہر الٰہی رکا۔

۴۴۔ وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ ركوع

اور حکم دیا گیا اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا، اور پانی خشک کر دیا گیا اور (سب) کام تمام ہوا۔ اور کشتی کوہ جودی پر جا کر ٹھہری۔ اور کہا گیا کہ ظالموں کے لیے (اللہ کی رحمت سے) دُوری ہے (اب اس قعر ذلت و ہلاکت میں سڑو اور گلو)۔

طوفان نوح کب تک رہا اس میں اختلاف ہے بعض نے چالیس دن، بعض نے پانچ ماہ اور بعض نے اس سے زیادہ بتایا ہے، کہا جاتا ہے کہ حضرت نوح کشتی میں ۱۰ رجب کو بیٹھے اور ۱۰ محرم کو جودی کی پہاڑی پر اترے۔ کوہ جودی موصل یا شام کے قریب ایک پہاڑ ہے۔

۴۵۔ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ○

اور نوح نے اپنے پروردگار کو ندا دی پس کہا اے میرے پروردگار میرا بیٹا (بھی تو) میرے اہل میں سے ہے (اس کو غرق ہونے سے بچالے) اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو (تو) سب حاکموں سے اعلیٰ حاکم ہے۔

۴۶۔ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ

فرمایا اے نوح وہ تمہارے اہل میں سے نہیں (نبی کی آل وہ ہے جس کے اعمال صالح ہوں) اس کے اعمال نیک نہیں۔ لہٰذا مجھ سے ایسی چیز

فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّىْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ○

کے متعلق سوال ہی نہ کر جس کی حقیقت تم کو معلوم نہیں ۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں نہ ہو جاؤ جو حقیقت سے ناآشنا ہیں ۔

۴۷۔ قَالَ رَبِّ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

(نوح نے) عرض کیا اے پروردگار میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ ایسی چیز کے متعلق سوال کروں جس کی حقیقت مجھے معلوم نہیں ۔ اور اگر تو مجھے معاف نہ فرمادے اور مجھ پر رحم نہ فرمائے تو میں بڑے خسارے میں پڑ جاؤں گا ۔ (حضرت نوح علیہ السلام نے یہ نہ فرمایا کہ آئندہ ایسا نہ کروں گا بلکہ اللہ سے پناہ چاہی کہ میرے منہ سے اب ایسا نہ نکلے اس انداز بیان میں بڑا عجز اور ادب ہے)۔

جب کشتی جودی کی پہاڑی پر ٹھیری تو نوح علیہ السلام اللہ کے حکم کے منتظر تھے

۴۸۔ قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓي اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ۭ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

حکم ہوا اے نوح ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ اور ان برکتوں کے ساتھ اترو جو تم پر اور ان جماعتوں پر ہیں جو تمہارے ساتھ ہیں ۔ اور (تم لوگوں کی اولاد میں سے) بعض دوسری جماعتوں کو ہم (دنیا کو دوبارہ آباد کرنے کی غرض سے) فائدہ پہنچائیں گے ، پھر ان کو (ان کی نافرمانی کے سبب) ہمارا دردناک عذاب پہنچے گا (جس سے وہ بچ نہ سکیں گے)

۴۹۔ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۭ فَاصْبِرْ ۭ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ ع

(اے رسول) یہ باتیں منجملہ غیب کی باتوں کے ہیں جن کو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں ۔ انہیں اس سے پہلے نہ آپ جانتے تھے نہ آپ کی قوم ۔ پس صبر کیجئے ۔ بے شک انجام کار (میں فلاح و بہبود) پرہیزگاروں ہی کے لیے ہے ۔ (جس طرح حضرت نوح کی مختصر امت کو کامیابی ہوئی اسی طرح آپ کو اور آپ کی امت کو کامیابی و کامرانی نصیب ہوگی اور آخرت میں ان مومنوں کے بڑے مراتب ہیں) ۔

معانقۃ ع ۴ عند المتاخرین الوقف علی فاصبر احسن والیق

پانچواں رکوع

حضرت نوح کے بعد حضرت ہود علیہ السلام کا ذکر آتا ہے کہ ان کی قوم مادی ترقیٔ

میں بہت آگے بڑھ گئی تھی، یہ قوم یمن کے جنوبی اور شمالی حصہ میں آباد تھی ۔ یہ تندرست اور قوی لوگ تھے ۔ ان کے بلند محل، عالی شان عمارتیں عیش و عشرت کے سامان، ان کی مادی ترقی اور جسمانی قوتوں پر شاہد تھے، لیکن ان کی بدنصیبی یہ تھی کہ بتوں کو پوجتے تھے ۔ اور اپنی عقل وفراست پر غلط طور پر نازاں تھے ۔ حضرت ہود علیہ السلام نے تبلیغ کے فرائض ہر طرح انجام دیئے لیکن ان میں اکثر ہدایت پر نہ آئے اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے ۔

۵۰۔ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ○

اور (قوم) عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا انہوں نے کہا اے میری قوم تم (صرف) اللہ (ہی) کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ۔ (پھر تم اس کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہو، بتوں کو خدا کہتے ہو) یہ تمہارا محض اللہ پر بہتان باندھنا ہے ۔

۵۱۔ يٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

اے میری قوم میں تم سے اس (تبلیغ اور نصیحت) پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا، میرا اجر تو اسی کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے ۔ تو کیا تم (اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے، (کیوں میری نصیحت کو قبول کرکے خود فائدہ نہیں اٹھاتے ۔ میں تمہارے بھلے کے لیے کہتا ہوں اس میں میری کوئی غرض شامل نہیں)۔

۵۲۔ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ○

اور اے میری قوم اپنے رب سے بخشش مانگو پھر اس کی طرف رجوع کرو (اللہ سے گناہ بخشوانے کے بعد پھر اللہ کے ہوکر رہو) اللہ تعالیٰ تم پر آسمان سے موسلا دھار مینہ برسائے گا ۔ اور تم کو قوی سے قوی تر کردیگا، (اگر تم نے بخشش نہ طلب کی تو تم تباہ و برباد ہوجاؤ گے میری نصیحت مان لو) اور گنہگار بن کر روگردانی نہ کیا کرو ۔

۵۳۔ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ

وہ بولے اے ہود تم ہمارے پاس (اللہ کی) کوئی سند لیکر نہیں آئے اور محض تمہارے کہنے سے نہ ہم اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے ہیں اور نہ ہم تم پر ایمان لانے والے ہیں ۔

بِمُؤْمِنِيْنَ ○

۵۴- اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ○

ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے (ہی) کسی معبود نے (جن کی عبادت سے ہم کو منع کرتے ہو) تم کو بری طرح آسیب زدہ کیا ہے۔ (ہود نے) کہا (اگر تمہاری یہی ذہنیت ہے اور تمہارا یہی خیال ہے تو) میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں ان سے بیزار ہوں جن کو تم شریک بناتے ہو

۵۵- مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ○

اس (اللہ) کے سوا جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور جس کی عبادت کی طرف تم کو بلاتا ہوں) تم سب مل کر (یعنی تم اور تمہارے دیگر معبود) میرے بارے میں جو برائی (جو تدبیر) کرنی چاہو کر لو پھر مجھ کو ذرا ہرگز) مہلت نہ دو۔ (تم میرا کچھ نہ بگاڑ سکو گے)۔

یہ میری اپنی بڑائی نہیں بات یہ ہے کہ

۵۶- اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

میں نے تو اللہ پر بھروسہ کیا، جو میرا اور تمہارا رب ہے، (وہ قادر مطلق ہے اور روئے زمین پر) ہر چلنے پھرنے والے کی چوٹی اس کے ہاتھ میں ہے (ہر شے اس کے قبضۂ قدرت میں ہے) بے شک میرا رب سیدھے راستہ پر ہے (یعنی دین کا جو راستہ اللہ تعالیٰ نے دکھایا ہے وہی سیدھا راستہ ہے)

۵۷- فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ؕ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْئًا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ○

اب (اس کے بعد) اگر تم روگردانی کرتے رہے تو جو (پیغام) مجھے دیکر بھیجا گیا ہے میں نے وہ تم کو پہنچا دیا ہے اور (میں نے اپنا فریضۂ تبلیغ ادا کیا، یاد رکھو کہ اگر اب بھی تم نہ مانتے تو) میرا پروردگار تمہاری جگہ کسی اور قوم کو قائم مقام بنائے گا، اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے بے شک میرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے (اس کی دنیا آباد رہے گی تم نہ سہی اور سہی اور وہ جس چیز کی حفاظت کرنا چاہے گا وہ محفوظ رہے گی، میرا پروردگار تو قادر مطلق ہے)۔

۵۸- وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ

اور جب ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا تو ہم نے ہود کو اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے تھے (ان کو) اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور ایک

مِّنَّا ج وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝

سخت عذاب سے ہم نے ان کو نجات دی۔

٥٩- وَتِلْكَ عَادٌ ۖ قف جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝

اور یہ تھی قوم عاد جس نے اپنے رب کی نشانیوں سے انکار کیا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی، اور ہر سرکش و متکبر کی فرمانبرداری کی۔ (لیکن وہ سرکش انہیں اللہ کے عذاب سے بچا نہ سکے)

٦٠- وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ط اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ۝ ع ٥ ١١ ٥

اور اس دنیا میں بھی لعنت ان کے پیچھے لگی رہی اور قیامت کے دن بھی لگی رہے گی۔ دنیا کی لعنت تو دیکھ لی کہ اس قوم عاد کے کھنڈرات ان کے کفرانِ نعمت اور بربادی کے شاہد ہیں، قیامت کے دن بھی یہ رحمتِ الٰہی سے دور ہوں گے) دیکھو عاد نے اپنے پروردگار سے کفر کیا (اس کے منکر ہوئے) خوب سن لو (یاد رکھو کہ) ہود کی قوم عاد پر پھٹکار ہے۔ (وہ رحمت سے دُور پھینک دیئے گئے)۔

چھٹا رکوع

اس رکوع میں حضرت صالح ؑ اور ان کی قوم کا ذکر آرہا ہے، سورۂ اعراف میں ان کا واقعہ گزر چکا ہے، اس دنیا میں اس سے بڑی بدنصیبی اور کوئی نہیں کہ انسان اپنے اس خالق ہی کو نہ پہچانے جس نے اسے پیدا کیا، اس کی زندگی کے اسباب بنائے، اس کو زمین پر آباد کیا۔ اور پروان چڑھایا۔ قوم ثمود بھی اسی بدنصیبی میں مبتلا تھی، بتوں کی پرستش کرتی، اور شدت سے اپنے باطل عقیدہ پر قائم رہی اپنے پیغمبر حضرت صالح ؑ کی کسی بات کو ماننے کو تیار نہ ہوئی یہ لوگ بھی قوم عاد کی طرح اللہ کی وحدانیت کے منکر ہوئے، ہمیشہ حضرت صالح ؑ سے کج بحثی کرتے اور نافرمانی پر آمادہ رہے، آخر عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوئے۔

٦١- وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ

اور (ہم نے قوم) ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح ؑ کو (بھیجا) انہوں نے

آیت نمبر ٥٨ - سات رات اور آٹھ دن ایسا آندھی کا طوفان آیا جس نے مکان کی چھتوں اور درختوں تک کو اکھاڑ پھینکا، اس ہوا میں وہ زہر تھا جس نے آدمیوں کو پارہ پارہ کر دیا قوم عاد تباہ و برباد ہوئی لیکن اس عذاب سے جس کی نوعیت تک سمجھ میں نہ آئی اللہ تعالٰی نے حضرت ہود ؑ اور ان کے چالیس ہزار مسلمان ساتھیوں کو محفوظ رکھا۔

قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ ھُوَ اَنْشَاَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَکُمْ فِیْھَا فَاسْتَغْفِرُوْہُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ○

کہا۔ کہ اے میری قوم اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اسی نے تم کو زمین سے پیدا کیا۔ (یعنی مٹی سے پیدا کرکے زمین سے غذائیں فراہم فرمائیں) اور اس میں تم کو بسایا (اور پروان چڑھایا) پس اس سے اپنے گناہ بخشواؤ پھر اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ بے شک میرا رب (سب کے) قریب ہے (اور سب کی دعاؤں، التجاؤں کا) قبول کرنے والا (بھی) ہے۔

۶۲۔ قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ کُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ ھٰذَآ اَتَنْھٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِیْ شَکٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْہِ مُرِیْبٍ ○

انہوں نے کہا کہ اے صالح، اس سے قبل ہم کو تم سے تو (بڑی) امیدیں (وابستہ) تھیں (تم ہم میں ہونہار معلوم ہوتے تھے، امید ہوتی تھی کہ باپ دادا کا نام روشن کرو گے لیکن تم ہمارے دین ہی کو مٹانے لگے) کیا تم ہم کو ان چیزوں کی پرستش سے منع کرتے ہو جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں اور جس (بات) کی طرف تم بلا رہے ہو ہم تو اس کے بارے میں بڑے شبہ میں پڑے ہیں (ہمارا دل تو یہ بات کسی طرح قبول نہیں کرتا کہ سب کو چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کی جائے)۔

۶۳۔ قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ کُنْتُ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰنِیْ مِنْہُ رَحْمَۃً فَمَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰہِ اِنْ عَصَیْتُہٗ ۫ فَمَا تَزِیْدُوْنَنِیْ غَیْرَ تَخْسِیْرٍ ○

(صالح نے) کہا اے میری قوم بھلا دیکھو اگر مجھ کو اپنے رب کی طرف سے (دین کی) سمجھ ملی ہے، اور اس نے مجھ کو اپنی طرف سے (نبوت جیسی) رحمت عطا فرمائی ہے، (اس کے بعد) پھر اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو مجھے اللہ سے کون بچائے گا۔ تم تو (اپنی غلط رائے سے) سراسر میرا نقصان ہی کر رہے ہو (یعنی اگر تمہاری رائے خدانخواستہ قبول کر لوں تو بجز نقصان کے اور کیا ہاتھ آئے گا)

۶۴۔ وَیٰقَوْمِ ھٰذِہٖ نَاقَۃُ اللّٰہِ لَکُمْ اٰیَۃً فَذَرُوْھَا تَاْکُلْ فِیْٓ اَرْضِ اللّٰہِ وَلَا تَمَسُّوْھَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَکُمْ عَذَابٌ قَرِیْبٌ ○

اور اے میری قوم یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لیے ایک نشانی (ایک معجزہ) ہے۔ (تم نے یہ معجزہ طلب کیا تھا اللہ تعالیٰ نے دکھا دیا) اب اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں چرتی پھرے اور اس کو ضرر (پہنچانے) کے ارادہ سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ بہت جلد تم کو عذاب آپکڑے گا۔

۶۵۔ فَعَقَرُوْھَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِیْ

پھر (قوم ثمود نے نافرمانی کی اور) اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں تب (صالح

دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ○

نے) کہا کہ تم تین دن تک اپنے گھروں میں زندگی سے فائدہ حاصل کر لو (پھر تم عذاب میں گرفتار ہو گے) یہ (اللہ کا) وعدہ ہے جو (کبھی) جھوٹا نہیں ہوتا۔

۶۶۔ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ○

پھر جب ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا تو ہم نے صالح کو اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور (محض دنیا ہی کے عذاب سے نہیں بلکہ) اس دن کی رسوائی سے بھی (بچا دیا جب حشر ہوگا اور تمام مخلوق اپنے رب کے روبرو جمع ہوگی۔ یہ شانِ رحمت ہے) بے شک آپ کا رب ہی بڑی طاقت والا (اور) غلبہ والا ہے (جسے چاہے بچالے اور جس کو چاہے ہلاک کر دے)۔

۶۷۔ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○ۙ

اور جو لوگ ظلم کرتے تھے ان کو ایک ہولناک (جگر پاش) آواز نے آپکڑا پس وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

۶۸۔ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۠ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ○ ع

گویا کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے، سن لو کہ ثمود نے اپنے پروردگار سے کفر کیا (اس کے منکر ہوئے) سُن لو کہ ثمود پر پھٹکار ہے (وہ لوگ اللہ کی رحمت سے دُور پھینک دیئے گئے)۔

ساتواں رکوع

انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ کے لیے تڑپ، ان کی جدوجہد اور قوموں کی طرف سے انکار کی کیفیات کا بیان جاری ہے، پہلے ابراہیم علیہ السلام کا ذکر آتا ہے جن کے مقام کی عظمت کا اندازہ اس دعا سے کیا جا سکتا ہے جو مقام خلت پر فائز پیغمبر ہی کر سکتا تھا جس دعا نے کائنات کو رحمت للعٰلمین جیسے نوازا۔ "اللّٰھم صل علی سیدنا محمد وعلی اٰل سیدنا محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انك حمید مجید"

پھر اس پاک برگزیدہ نبیؑ کے بھانجے حضرت لوطؑ کی قوم کا ذکر ہے، چونکہ فرشتے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تھے اس لیے ان کا ذکر پہلے ہوا، ساتھ ہی حضرت ابراہیمؑ کو اشارہ ہوا کہ قوم لوطؑ کے واسطے دعا کے لیے بھی ہاتھ نہ اٹھائیں قوم لوطؑ جن غلاظتوں میں آلودہ ہو چکی تھی اس کی کوئی انتہا نہ تھی۔ خود حضرت لوطؑ ان سے عاجز ہو گئے، اور ان کی حرکتوں پر پشیمان ہوتے اور کڑھتے رہتے۔ گزشتہ اقوام کے ان واقعات میں چشم عبرت کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔

۶۹۔ وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ

اور (ابراہیم کا واقعہ لیجئے) ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس خوش خبری لیکر پہنچے

بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ○

تو کہا سلام (ہو آپ پر) (ابراہیمؑ نے بھی) کہا سلام (ہو تم پر) پھر کچھ دیر نہ کی اور ایک بھنا تلا ہوا بچھڑا اپنے ان مہمانوں کے لیے) لے آئے۔

۷۰۔ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ؕ ○

پھر جب (ابراہیم نے) دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس (بھنے بچھڑے) کی طرف نہیں بڑھ رہے ہیں تو کھٹک گئے اور (فرشتوں کا گمان پیدا ہوتے ہی ان کے اندازِ انتقام اور نشانِ غضب کو جو فرشتگانِ عذاب کا خاصہ ہے بھانپ لیا اور) ان سے ڈرے۔ (فرشتوں نے) کہا ڈریئے نہیں، ہم (تو اللہ کی طرف سے) قومِ لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں (آپ کی امت سے تعلق نہیں)

۷۱۔ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ○

اور ان کی بی بی (سارہ جو مہمانی کی خاطر یا کسی اور وجہ سے وہاں) کھڑی تھیں (اس ڈر کے رفع ہونے سے خوش ہو گئیں اور) ہنس پڑیں۔ پھر ہم نے ان کو اسحاقؑ کی اور اسحاق کے بعد (ان کی نسل سے) یعقوبؑ کی بشارت دی

بی بی سارہ کی دلی تمنا تھی کہ ان کے اولاد ہو۔ گو اب عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے وہ بظاہر مایوس ہو چکی تھیں، یہ تمنا اس لیے اور بھی تھی کہ حضرت ہاجرہؓ کے بطن سے حضرت اسمٰعیل پیدا ہو چکے تھے۔

۷۲۔ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ○

(سارہ نے) کہا اے ہے (کس قدر تعجب کی بات ہے) کیا (اب) میرے اولاد ہو گی جبکہ میں بڑھیا ہوں اور یہ میرا میاں بھی (بالکل) بوڑھا ہو چکا ہے یہ تو ایک عجیب بات ہے۔

۷۳۔ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

وہ (فرشتے) بولے کیا تم اللہ کے امر (اس کی قدرت) پر تعجب کرتی ہو۔ اے (ابراہیم کے گھر والو تم پر تو اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں (نازل ہوتی) ہیں۔ بے شک وہ (اللہ) لائقِ تعریف اور بڑی بزرگی والا ہے۔

۷۴۔ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ

پھر جب ابراہیم سے ڈر جاتا رہا اور ان کو خوشخبری (بھی) ملی (تو اطمینان ہوا

وَجَآءَتۡهُ الۡبُشۡرٰى يُجَادِلُنَا فِىۡ قَوۡمِ لُوۡطٍؕ ○

کہ فرشتوں کا ان کے پاس آنا رضائے الٰہی کی نشانی ہے البتہ جب انہوں نے قوم لوط کی طرف جانے اور ان کی بستیوں کو ہلاک کرنے کا ذکر کیا) تو قوم لوط کے بارے میں ہم سے جھگڑنے لگے۔

۷۵۔ اِنَّ اِبۡرٰهِيۡمَ لَحَلِيۡمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيۡبٌ ○

بے شک ابراہیم بڑے بردبار، رقیق القلب (نرم دل) اور ہر وقت خدا کی طرف رجوع ہونے والے تھے۔

یہ مقام خلت کی تین خوبیاں ہیں، حلیم، اواہ، منیب، مفسرین نے سعادت کی بھی پانچ علامتیں بتائی ہیں (۱) دل کی نرمی (۲) کثرت گریہ (۳) دنیا سے نفرت (۴) امیدوں کا کوتاہ ہونا (۵) حیا۔

۷۶۔ يٰۤاِبۡرٰهِيۡمُ اَعۡرِضۡ عَنۡ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدۡ جَآءَ اَمۡرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمۡ اٰتِيۡهِمۡ عَذَابٌ غَيۡرُ مَرۡدُوۡدٍ ○

(حضرت ابراہیم اپنی نرم دلی اور حلم کے باعث اللہ کی جناب میں یہ عرض کرنا چاہتے تھے کہ ان لوگوں سے عذاب ٹل جائے لیکن ارشاد ہوا) اے ابراہیم یہ خیال چھوڑو۔ اب تو تمہارے رب کا حکم آچکا ہے اور ان لوگوں پر (یعنی قوم لوط پر) یقیناً وہ عذاب آنے والا ہے جو ٹلنے والا نہیں۔

۷۷۔ وَلَمَّا جَآءَتۡ رُسُلُنَا لُوۡطًا سِىۡٓءَ بِهِمۡ وَضَاقَ بِهِمۡ ذَرۡعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوۡمٌ عَصِيۡبٌ ○

اور جب ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) لوط کے پاس پہنچے تو وہ (اپنی قوم کی بے حیائیوں کے باعث) ان کے (آنے کے) سبب غمگین ہوئے، (قوم کی حالت پر پریشان اور عذابِ الٰہی کے تصور سے سہم گئے) اور تنگدل ہوئے (سوچا کہ افسوس یہ کیوں آئے) اور کہا کہ آج کا دن بڑا سخت دن ہے۔

۷۸۔ وَجَآءَهٗ قَوۡمُهٗ يُهۡرَعُوۡنَ اِلَيۡهِؕ وَمِنۡ قَبۡلُ كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ السَّيِّاٰتِؕ قَالَ يٰقَوۡمِ هٰٓؤُلَۤاءِ

اور جیسے ہی لوگوں کو ان حسین ہستیوں کی آمد کی اطلاع ملی) ان کے پاس ان کی قوم بے تحاشا دوڑتی ہوئی آئی۔ اور یہ لوگ بُرے فعل میں پہلے سے مبتلا تھے، (قوم کے لوگوں نے لوط سے کہا کہ ان کو ہمیں دو کہ ہم جو چاہیں کریں لوٹنے) کہا اے میری قوم یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں (یعنی میری

آیت نمبر ۷۴۔ ابراہیم علیہ السلام اور فرشتوں کی بحث سورۃ عنکبوت میں آئے گی۔ فرشتوں سے بحث کو اللہ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے اور کہا کہ ابراہیم ہم سے جھگڑنے لگے۔

بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي ۖ أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ ○

یا میری قوم کی بیٹیاں کہ وہ بھی گویا میری بیٹیاں ہیں ان سے نکاح کر لو، ان کو گھر لے جاؤ) یہ تمہارے لیے (جائز و) پاک ہیں اور (ذرا) اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں (کے بارے) میں مجھے رسوا نہ کرو۔ (افسوس) کیا تم میں ایک بھی نیک چلن آدمی (باقی) نہیں۔

۷۹۔ قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيدُ ○

وہ بولے تم تو جانتے ہو کہ تمہاری بیٹیوں سے ہمیں کچھ غرض نہیں، اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔

۸۰۔ قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ ○

(حضرت لوطؑ نے) فرمایا اے کاش میں تمہارے مقابلہ میں زور آور ہوتا (کہ تنہا تمہارا مقابلہ کر سکتا) یا کسی مستحکم پناہ میں جا بیٹھتا۔ (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یرحم اللہ لوطا لقد کان یاوی الی رکن شدید" خدا لوط پر رحم فرمائے بے شک وہ مضبوط و مستحکم پناہ حاصل کر چکے تھے یعنی خداوندِ قدوس کی۔ مگر شاید اضطراب میں "اوی الی رکن شدید" فرمایا)۔

حضرت لوطؑ کے اضطراب پر فرشتوں نے اطمینان دلایا کہ ہم فرشتے ہیں آپ مضطرب نہ ہوں یہ ہمارا آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، لوگ دیوار پھاند کر اندر گھسنے لگے اور اللہ کے حکم سے یہ سب کے سب اندھے ہو گئے اور یہ کہتے بھاگے کہ لوطؑ کے مہمان بڑے جادوگر ہیں۔

۸۱۔ قَالُوا يَا لُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَصِلُوا إِلَيْكَ ۖ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا امْرَأَتَكَ ۖ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ ۚ إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۚ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ ○

وہ بولے اے لوط (گھبراؤ نہیں) ہم تمہارے پروردگار کے بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں یہ تم تک (بھی) نہ پہنچ سکیں گے (ہم کو نقصان پہنچانا تو الگ رہا) لہٰذا کچھ رات رہے اپنے گھر والوں کو لے کر چلے جاؤ اور تم میں کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے ہاں تمہاری عورت (پیچھے مڑ کر دیکھے گی) تو جو آفت ان پر پڑنے والی ہے اس پر (بھی) پڑے گی۔ (وہ بھی انہیں کی طرح ہلاک ہو گی) ان (پر عذاب) کے وعدہ کا وقت صبح کا ہے۔ اور صبح میں اب دیر (ہی) کیا ہے۔

۸۲۔ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ ۝

پھر جب ہمارا حکم (عذاب) پہنچا، تو ہم نے اس (بستی) کا اوپر کا حصہ نیچے کر ڈالا (اس کو تہ و بالا کر ڈالا) اور (اور اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ) اس پر (مسلسل) پتھر کے کنکر برسائے تہ بہ تہ۔

۸۳۔ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ۝

(اور پتھر بھی وہ پتھر جو الگ پہچانے جائیں) آپ کے پروردگار کے ہاں سے نشان کیے ہوئے، اور ظالموں سے وہ (یعنی اس طرح کا عذاب) اب بھی دُور نہیں۔

یا یہ مراد ہے کہ بستی جو بحر مردار کے کنارے واقع تھی جس کے کھنڈرات قریش مکہ اپنے سفر شام میں برابر دیکھتے ہیں، آج بھی ان ظالموں سے دُور نہیں، چاہیے کہ یہ دیکھیں اور عبرت حاصل کریں۔

آٹھواں رکوع

اسی طرح حضرت شعیبؑ علیہ السلام تشریف لائے، اللہ کی وحدانیت اور اصلاح معاشرہ کے متعلق قوم کو نصیحت فرمائی یہ لوگ ناپ تول میں کمی کرتے، ڈاکہ ڈالتے، لوگوں کے حقوق تلف کرتے، اور اللہ کی مخلوق کو ایذا پہنچاتے، حضرت شعیبؑ نے انہیں حقوق العباد کی طرف متوجہ کیا لیکن انہوں نے بھی ان کی ایک نہ سُنی اور گرفتار عذاب ہوئے۔ ہر چند سورۂ اعراف میں یہ ذکر آیا ہے لیکن یہاں دوسری نوعیت سے ہے، یہاں حضرت شعیبؑ کی تبلیغی تعلیمات کے ساتھ قوم کی ذہنی کیفیت کا بیان ہے اور یہ سمجھایا گیا ہے کہ جب قومیں نافرمان ہو جاتی ہیں تو کیونکر تباہ و برباد کر دی جاتی ہیں۔

۸۴۔ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۚ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ۝

اور (اہل) مدین کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب کو (بھیجا۔ انہوں نے) کہا اے میری قوم اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ (حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا بھی خیال رکھو) اور ناپ اور تول میں کمی نہ کیا کرو۔ میں تم کو آسودہ حال دیکھتا ہوں اور (تم اللہ کے فضل سے بافراغت آرام کی زندگی بسر کر رہے ہو اگر انہیں معاشی بے اعتدالیوں میں مبتلا رہو گے تو گویا اللہ کی ناشکری کرتے رہو گے اور اگر تم ایماندار نہ بنو گے تو) مجھے تم پر ایک گھیر لینے والے دن کے عذاب (کے مسلط ہونے)

کاڈر ہے۔ (تم اس سے نکل نہ سکو گے۔ دنیا اور آخرت دونوں جگہ تباہ ورسوا ہو گے)

٨٥- وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ○

اور اے میری قوم (اپنی معاشی و معاشرتی زندگی کو سنوارو) ناپ و تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کو (کبھی) ان کی چیزیں کم (تول کر) نہ دیا کرو اور زمین میں فساد مت پھیلاتے پھرو۔ (یہ امانت، دیانت ہی اصلاحِ معاشرہ کا راز ہے۔ اور اس قسم کی بد دیانتی کرنا زمین میں فساد پھیلانا ہے)

٨٦- بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ○

(امانت اور دیانت کے اصول پر قائم رہتے ہوئے) جو اللہ کا دیا تمہارے پاس بچ رہے وہ تمہارے حق میں کہیں بہتر ہے اگر تم کو (میرے کہنے کا) یقین ہے (کہ نبی کے باور پر باور کرنے ہی کا نام ایمان ہے) اور میں تم پر نگراں نہیں ہوں (کہ تم کو زبردستی تمہارے عمل سے روک دوں)۔

٨٧- قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ○

وہ (گستاخ) بولے اے شعیب کیا تمہاری نماز (جو تم کثرت سے پڑھا کرتے ہو) تم کو یہ سکھاتی ہے کہ ہم ان کی پرستش چھوڑ دیں جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں یا یہ (چھوڑ دیں) کہ ہم اپنے مال میں جس طرح چاہیں تصرف کریں (جاؤ اپنی راہ لو، اپنا دین اپنے پاس رکھو) تم ہی تو بڑے باوقار نیک چلن (رہ گئے) ہو۔

٨٨- قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ○

کہا اے میری قوم! دیکھو تو اگر اللہ کی طرف سے میں ایک دلیل روشن (دین مبین) پر قائم ہوں اور اس نے مجھ کو اپنے ہاں سے نیک روزی عطا فرمائی (حلال وطیب روزی اور فہم و بصیرتِ نبویہ سے نوازا تو کیا میں بھی تمہاری طرح ناشکر گزار بن جاؤں) اور میں یہ نہیں چاہتا کہ جو کام تم سے چھڑاؤں وہ بعد کو خود کرنے لگوں۔ میں تو جہاں تک مجھ سے ہو سکے (تمہاری) اصلاح چاہتا ہوں (کہ تمہاری زندگی سنور جائے) اور (یہ میرے اختیار کی بات نہیں اس میں) میرا کامیاب ہونا تو بس اللہ ہی (کے فضل و کرم) سے ہے۔ (وہی جب کامیابی دینا چاہتا ہو توفیق کو رفیق کر دیتا ہے) میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

۸۹- وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ۭ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ۝

اور اے میری قوم (دیکھو کہیں) میری مخالفت (اور مجھ سے دشمنی) تم کو (نافرمانیوں پر) برانگیختہ نہ کرے کہ تم پر بھی ویسی ہی مصیبت نازل ہو جیسی قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح (یا قوم لوط) پر نازل ہوئی اور لوط کی قوم (کا زمانہ) تو تم سے کچھ بہت دور بھی نہیں (ان کے کھنڈرات بھی تم کو درس عبرت دینے کے لیے کچھ بہت دور نہیں)۔

۹۰- وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ۝

اور اپنے رب سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہو پھر اسی کی طرف رجوع رہو (پھر وہ گناہ نہ کرو اور اس کی اطاعت میں رہو اور اپنے گزشتہ گناہوں کی کثرت سے نہ گھبراؤ) بے شک میرا رب بڑا بخشنے والا (اور) محبت کرنے والا ہے (وہ تمہارے گناہ بخشوانے پر محض تمہارے گناہ ہی نہ بخشے گا بلکہ تمہاری اطاعت کے باعث تم سے محبت بھی کرنے لگے گا)۔

لیکن قوم شعیب کے لوگ اللہ کی بخشش اور محبت کے اس تحفہ کو لینے کے بجائے خود حضرت شعیب کی توہین پر آمادہ ہو گئے۔

۹۱- قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۡ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ۝

وہ کہنے لگے اے شعیب جو باتیں تم کہتے ہو ان میں اکثر ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور (اس کے علاوہ) ہم تم کو اپنے لوگوں میں ایک کمزور (اور بے بس انسان) پاتے ہیں۔ اور اگر تمہارے بھائی بند نہ ہوتے تو ہم تم کو سنگسار کر چکے ہوتے، اور ہماری نگاہ میں (خود) تمہاری کوئی عزت نہیں (جو کچھ خیال ہے وہ تمہاری برادری کا)۔

۹۲- قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَاۗءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝

انہوں نے فرمایا اے میری قوم کیا میرے کنبہ کا دباؤ تم پر (میرے) اللہ سے زیادہ ہے۔ اور اسی (اللہ) کو تم نے پس پشت ڈال رکھا ہے (اسی کو بھول گئے جو واقعی غلبہ والا ہے) بیشک میرے رب کے علم (یعنی قابو) میں ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ (وہ غالب بھی ہے اور اپنے علم سے تم کو گھیرے ہوئے بھی)۔

۹۳- وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّیْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ۝

اور اے میری قوم کے لوگو تم اپنی جگہ کام کیے جاؤ میں اپنی جگہ کام کیے جاتا ہوں، تم کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ رسوا کن عذاب کس پر آتا ہے اور جھوٹا کون ہے؟۔ اور تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔

۹۴- وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝

اور جب ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا تو ہم نے شعیب کو اور ان کے ساتھ جو ایمان لائے تھے (ان کو) اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان کو ایک زور کے کڑاکے (ایک ہولناک و جگر پاش آواز) نے آلیا پس وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

۹۵- كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ۝ ع ۸

گویا وہ کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے سن لو کہ مدین (والوں) پر اللہ کی پھٹکار ہے جیسے کہ (قوم) ثمود پر پھٹکار تھی۔

دونوں پر ایک طرح کا عذاب آیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی دو قومیں ایک طرح برباد نہیں ہوئیں سوائے حضرت صالحؑ اور حضرت شعیبؑ کی قوم یعنی قوم ثمود اور اہل مدین کے۔ دونوں ایک کڑک کی آواز سے تباہ ہوئے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ آواز جبریل کی تھی۔

نواں رکوع

اس رکوع میں موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ حق کا ذکر ہے۔ دو چیزیں حضرت موسیٰؑ کے ساتھ خاص ہیں۔ (۱) کھلا غلبہ (۲) کلام

فرعون اور اس کے ساحروں پر ہزاروں انسانوں کے سامنے کامیابی آپکے غلبہ پر شاہد ہے اور ضرب المثل ہو گئی ہے "ہر فرعونے را موسیٰ" اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے جس ہم کلامی سے سرفراز فرمایا وہ آپ کی مخصوص صفت اور نام کا جزو بن گئی ہے حضرت موسیٰؑ کو کلیم اللہ ہی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

۹۶۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور دلیل روشن دے کر بھیجا۔

۹۷۔ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ۝

(یعنی) فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف پھر وہ (خیر و شر کی تمیز نہ کر سکے اور) فرعون ہی کے حکم پر چلے حالانکہ فرعون کا حکم درست نہ تھا۔ (اس کی کوئی بات معقول نہ تھی، جس سے کسی صحیح نتیجہ پر پہنچا جا سکے)

البتہ اس کی سرکشی کا یہ نتیجہ ضرور ہو گا کہ فرعون جس طرح دنیا میں ان کو کفر کی راہ دکھاتا رہا اسی طرح

۹۸۔ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۭ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ۝

قیامت کے دن (بھی) اپنی قوم کے آگے آگے ہو گا پھر ان کو دوزخ میں جا پہنچائے گا۔ اور وہ برا گھاٹ ہے جہاں پہنچے۔

۹۹۔ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ۝

اور اس (دنیا) میں بھی لعنت اُن کے پیچھے لگا دی گئی اور قیامت کے دن بھی (ان کے پیچھے لگی رہے گی) برا بدلہ ہے جو اُن کو ملا۔

۱۰۰۔ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَاۗىِٕمٌ وَّحَصِيْدٌ ۝

یہ ان بستیوں کے کچھ حالات ہیں جو ہم آپ سے بیان کرتے ہیں بعض ان میں سے اب تک موجود ہیں اور بعض نیست و نابود ہو گئیں۔

۱۰۱۔ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَاۗءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ۝

اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا پس (اے رسول) جب آپ کے رب کا حکم (یعنی وہ عذاب جس سے قومیں تباہ ہوتی ہیں) آپہنچا تو، جن معبودوں کو وہ اللہ کے سوا پکارا کرتے تھے وہ ان کے کچھ کام نہ آئے اور رسوائے ہلاک کرنے کے ان کے حق میں کچھ نہ کر سکے۔ (یعنی ان کی پرستش کر کے انہوں نے خود اپنے کو مزید ہلاکت میں ڈالا۔ یوں ہی اللہ کی عبادت سے روگردانی اور پیغمبروں کی نافرمانی کیا کم گناہ تھی کہ شرک کا بھی اضافہ کیا)۔

۱۰۲۔ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ

اور (یہ) محض ماضی کی داستان نہیں بلکہ یہ بات بھی واضح کرنا ہے کہ) آپ کا رب جب (کسی) بستی والوں کو پکڑتا ہے جو ظلم کرتے رہتے ہیں تو اس کی

اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۝ — گرفت اسی طرح کی ہوا کرتی ہے بے شک اس کی گرفت بڑی دردناک (اور) بہت سخت ہے۔

۱۰۳- اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ۝ — ان (واقعات) میں اس شخص کے لیے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہے بڑی عبرت ہے۔ وہ (آخرت کا دن) ایسا دن ہوگا کہ جس میں سب لوگ جمع کئے جائیں گے اور یہی (خدا کے روبرو) حاضر ہونے کا دن ہوگا (یہی پیشی کا دن ہوگا یہی گواہی کا دن اور یہی دید کا دن ہوگا)۔

۱۰۴- وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ۝ — اور ہم اس (دن) کے آنے میں جو تاخیر کر رہے ہیں وہ اس لیے کہ اس کا ایک وقت مقرر ہے۔

۱۰۵- يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ۝ — جب وہ دن آپہنچے گا تو کوئی متنفس خدا کے حکم کے بغیر بول (بھی) نہ سکے گا۔ پھر ان میں (کچھ) بدبخت ہوں گے (جو خدا کے سوا دوسروں کو خدا ٹھہراتے تھے) اور (کچھ) خوش بخت (جو ایک خدا کو مانتے اور اسکے رسول کو پہچانتے تھے)۔ ظاہر ہے کہ بدبخت اور نیک بخت برابر نہیں ہو سکتے۔

۱۰۶- فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ۝ — پس جو لوگ بدبخت ہیں وہ دوزخ میں (پڑے) ہوں گے اس میں ان کو چیخنا اور دھاڑنا ہوگا۔

۱۰۷- خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَاۗءَ رَبُّكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝ — (اور) جب تک آسمان و زمین ہیں وہ اسی میں رہیں گے سوائے اس کے کہ آپ کا پروردگار (ہی) چاہے بیشک آپ کا رب جو چاہے کر سکتا ہے۔ (اس کو پوری قدرت حاصل ہے جن کو چاہے دوزخ سے نکال لے۔ یہ بھی اس کا احسان ہے کہ جنت انعام کرنے کے بعد دوزخ میں نہ ڈالے گا)

۱۰۸- وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ — اور جو لوگ نیک بخت ہیں وہ جب تک آسمان و زمین ہیں ہمیشہ جنت میں رہیں گے مگر جو آپ کا پروردگار چاہے (توان کے مدارج بلند

آیت نمبر (۱۰۶) زفیر = گدھے کی پہلی آواز جو نکالتا ہے = شہیق = گدھے کی آخری آواز۔ دونوں آوازیں نہایت کرخت ہوتی ہیں۔

آیت نمبر (۱۰۷) البتہ اس نے پہلے ہی بتا دیا کہ وہ کافر و مشرک کو آگ سے نکالنے کا ارادہ ہی نہ کرے گا۔ ان الله لا یغفر ان یشرك به ویغفر ما دون ذٰلك لمن یشاء یہاں نکالنا "یغفر ما دون ذٰلك" کے تحت ہوگا۔

السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ۝ ۱۰۹- فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰۤؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ۝ ع ۹ ۱۴

سے بلند تر فرما دے اس کو روکنے والا کون ہے) اس کی بخشش منقطع ہونے والی نہیں (رحمت کا ایک لامتناہی سلسلہ ہوگا)۔

(پس (اے مخاطب، خطاب رسول سے ہے اور مخاطب امت ہے) جس کو یہ کافر پوجتے ہیں تم اس سے خلجان میں نہ پڑنا۔ یہ (بھی) اسی طرح (ان بتوں کی) پرستش کرتے ہیں جس طرح پہلے سے ان کے باپ دادا پرستش کرتے آئے ہیں (ان لوگوں کا پتھروں کو پوجنا قابلِ حیرت بھی اور قابلِ افسوس بھی، لیکن اس سے یہ دھوکا نہ ہونا چاہیئے کہ یہ لوگ بچ گئے یا بچ جائیں گے) اور بے شک ہم ان (کی بت پرستی پر ان) کا پورا پورا حصہ بے کم وکاست دینے والے ہیں۔ (دنیا میں جو ان کے لیے مقدر کیا ہے وہ بھی ملے گا لیکن آخرت میں جو عذاب ان کے لیے تیار ہے اس میں بھی قطعی کمی نہ ہوگی)۔

دسواں رکوع

عام انسانوں کو یہ خلجان ہوتا ہے کہ آخر کافر اور مشرک جبکہ اتنے ہی بُرے ہیں تو پھر دنیا میں عیش کیوں کر رہے ہیں، اللہ کے کتنے ہی نام لیوا، بے کسی کے عالم میں کیوں زندگی بسر کر رہے ہیں، اگر زندگی کا مقصد ایک خدا کی عبادت کی طرف ہی بندوں کو لانا تھا تو یہ اختلاف کیوں؟ اللہ تعالیٰ اس آخری رکوع میں جو اس سورہ کا نچوڑ ہے اس خلجان کو دفع فرماتا ہے، اس دنیا میں انسان کو ایک حد تک آزادی دی گئی ہے کہ اپنے لیے جو راہ چاہے اختیار کرے۔ ہر عمل کا کچھ حاصل ہے اور ہر حاصل کی ایک فطرت، اگر انسان ان لذتوں پر قانع ہوگیا جو جسم وجسمانیت تک محدود ہیں تو یہ اس کی کوتاہ اندیشی ہے، جس نے ہمتِ مردانہ سے ایک قدم آگے بڑھایا، اور جسم وذہن کے ساتھ روح کی بالیدگی کو بھی نہ بھولا وہ دونوں جگہ کامیاب رہا۔ بقول مولانا عبدالحق محدث دہلوی انسان کی چار قسمیں ہیں، "دنیا کا بادشاہ، آخرت کا گدا۔ دنیا کا گدا، آخرت کا بادشاہ۔ دنیا کا بادشاہ، آخرت کا بادشاہ۔ دنیا کا گدا، آخرت کا گدا"۔ کامیابی وناکامیابی کا اندازہ محض قبر تک کی زندگی کی مادی خوشی پر لگانا عقل مندی نہیں، ان پر دھوکا کھانا تعجب کی بات نہیں، لیکن شک میں پڑا رہنا محرومی ہے، جب تک شک یقین کی صورت نہیں لیتا ایمان نہیں آتا۔ عقلمندی یہ ہے کہ شک سے گزر کر ایمان پر قیام وثبات ہو، کہ دین و دنیا

آیت نمبر (۱۰۸) ما دامت السمٰوٰت والارض، عربی زبان میں یہ محاورہ ہمیشگی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ سماوات وارض دنیا کے ہوں یا آخرت کے ہر اسفل کے لیے ایک اعلیٰ کا نام سماء ہوتا ہے۔ جب تک جنت رہے گی عذاب وثواب رہے گا۔

دونوں بن جائیں، اسی رکوع میں اس ایمان پر قائم رہنے کی صورت یعنی نماز، اور اس میں لذت یعنی حضوری کے رموز عام فہم انداز سے بتائے گئے ہیں کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خصوصی خطاب ہے کبھی امت کی تسلی و تشفی ہے۔ اور سب کچھ اس انداز سے سمجھایا جارہا ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت مومن کے قلب کو میسر آجائے تاکہ اس کی عبادت اور اس پر بھروسہ کے بعد کوئی مشکل مشکل نہ رہے اور ذہن کسی خلجان میں مبتلا ہی نہ ہو

۱۱۰- وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ○

اور (اختلاف ہونا کوئی نئی بات نہیں) بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو اس میں اختلاف کیا گیا، اور اگر آپ کے پروردگار کی طرف سے ایک بات پہلے ہی نہ ٹھہر چکی ہوتی (کہ خلق کے پورے حساب و جزا کا دن، روز قیامت ہے) تو ان میں فیصلہ ہو چکا ہوتا اور ان (عام انسانوں) کو اس میں سخت شبہ ہے (کہ آئندہ بھی فیصلہ ہوتا ہے یا نہیں)۔

یاد رہے کہ جب تک شک و شبہ رہتا ہے ایمان نہیں آتا۔ کیونکہ ایمان تو یقین کا نام ہے۔

۱۱۱- وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۭ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○

اور (دنیا میں بدلہ نہ ملنے پر شبہ میں نہ پڑو) بے شک آپ کا رب سب ہی کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ (آخرت میں) دے گا۔ یقیناً جو کچھ یہ لوگ کرتے ہیں وہ اس سے (خوب) واقف ہے۔

۱۱۲- فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۭ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

پس (اے رسول آپ ان منکرین کے باعث پریشان نہ ہوں) جیسا آپ کو حکم ہوا ہے آپ اور آپ کے ساتھ جنہوں نے (خدا کی طرف) رجوع کیا ہے (اس ایمان پر) قائم رہیں۔ (امت کو ہدایت ہو رہی ہے کہ افراط و تفریط میں آئے بغیر استقامت کی راہ اختیار کیے رہیں وہ کریں جس سے نیکیاں پیدا ہوتی ہیں کہ استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے)۔ اور حد سے تجاوز نہ کریں۔ بے شک جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب دیکھ رہا ہے۔ (کہ آپ کے لوگ آپ کی اتباع میں آکر کلام پاک اور سیرت پاک کو لے کر کیسے چلے جا رہے ہیں دراصل یہ آپ کی نور و نورانیت ہے جو ان کو لیے جا رہی ہے)۔

۱۱۳- وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝

اور (اے مسلمانو!) جو ظالم ہیں تم ان کی طرف مائل نہ ہونا ورنہ (جس آگ میں وہ جل رہے ہیں اس) آگ (کی لپیٹ) تم کو بھی آلگے گی اور (اس وقت) اللہ کے سوا تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا پھر نہ تم کو (اللہ کی طرف سے) کچھ مدد پہنچے گی۔

۱۱۴- وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۝

اور (اے مسلمانو!) نماز قائم رکھو دن کے دونوں جانب اور رات کے کچھ حصہ میں (دن کے دو کنارے یعنی صبح و شام زوال سے قبل کے وقت صبح میں اور بعد کے شام میں داخل ہیں، صبح کی نماز = فجر۔ شام کی نماز = ظہر و عصر، رات کے حصوں کی نماز = مغرب و عشا ہیں۔ تمہاری یہ عبادت تمہارے ہی کام آئے گی) بے شک نیکیاں (اطاعت کے انوار و برکات) گناہوں (کی ظلمت) کو دُور کر دیتی ہیں۔ یہ ان کے لیے نصیحت ہے جو نصیحت قبول کرنے والے ہیں۔

۱۱۵- وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اور (مسلمانو!) صبر کرو (نماز کو شرائط نماز کے ساتھ ادا کرو جو نیکیاں کرتے ہو استقامت کے ساتھ کرتے جاؤ) بے شک اللہ نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا (تم اپنی عبادات اور اطاعت میں ثابت قدمی سے لگے رہو۔ تم اپنے نیک اعمال کے نتائج خود دیکھ لوگے، وہ پاؤگے کہ دل خوش ہو جائے گا)۔

مسلمانوں کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ گزشتہ قوموں کے حالات سے سبق لیں اور ان میں بکثرت ایسے لوگ موجود رہیں جو لوگوں کو نیکی کی ترغیب دیں اور برائیوں سے روکیں، کیونکہ جب تک نیک لوگ غالب رہتے ہیں قومیں ہلاک نہیں ہوتیں۔

۱۱۶- فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ

پھر تم سے پہلی امتوں میں ایسے سمجھدار لوگ کیوں نہ ہوئے جو زمین

آیت نمبر (۱۱۴) زلف = ٹکڑا۔ اس میں مغرب و عشا کے ساتھ تہجد کو بھی بزرگوں نے شامل کیا ہے لیکن بحیثیت فرض نہیں، وہ اس میں تہجد کا اشارہ پاتے ہیں، مفسرین نے دن کے دو کنارے اور رات کے حصوں کے، مختلف معنی لیے ہیں لیکن سب نے ان سے پانچ نمازیں جو فرض ہیں بیان کی ہیں۔

قَبْلِكُمْ أُولُوا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّنْ أَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا فِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ ○

میں فساد سے روکتے (فساد پیدا ہی نہ ہونے دیتے) ہاں ان (اگلی امتوں) میں چند ایسے (نیکوکار، صاحب ایمان) تھے جنہیں ہم نے (اپنے عذاب سے) بچا لیا اور ظالم تو عیش و عشرت ہی کے پیچھے پڑے رہے اور وہ گنہگار تھے ہی ۔ (جرم کرنا ان کی عادت ثانیہ بن چکا تھا)۔

۱۱۷۔ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَّأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ ○

اور آپ کا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو ناحق (خواہ مخواہ) ہلاک کر دے جبکہ وہاں کے رہنے والے نیک ہوں۔ (جو اپنی اور دوسروں کی اصلاح میں لگے ہوں)

۱۱۸۔ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ○

اور اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا (سب کو نیکی کی راہ پر لگا دیتا) لیکن (حکمت تشریعی سے مقصود آزمائش ہے اسی لیے) لوگ ہمیشہ (آپس میں) اختلاف کرتے رہیں گے۔

۱۱۹۔ إِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۚ وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۗ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ○

سوائے اس کے جس پر آپ کے رب کی رحمت ہو (کہ آپ کی اتباع میں آجائے) اور (جو اتباع کے لیے تیار ہی نہیں ہوتے تو یہ جہنمی ہیں ۔ گویا) اسی لیے اس نے انہیں پیدا کیا ہے ۔ اور (اسی اختلاف سے تو) آپ کے پروردگار کا قول پورا ہو گا کہ میں دوزخ جنوں اور انسانوں سے بھر دوں گا۔

۱۲۰۔ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ ۚ وَجَاءَكَ فِي هَٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ○

اور (اے رسول) ہم آپ کو سب حالات (دوسرے پیغمبروں کے) سناتے ہیں تاکہ آپ کے دل کو قائم (اور برقرار) رکھیں۔ (آپ کو اطمینان ہو جائے کہ اہل حق کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے) اور اس (سورت میں اور ان واقعات) میں آپ کے پاس حق پہنچا ہے (تاکہ آپ پیغمبروں کی اصل کیفیات تحقیقی طور پر پہنچ جائیں) اور ایمان والوں کے لیے (ان قصص میں) نصیحت اور یاد دہانی ہے (تاکہ وہ ان سے عبرت حاصل کریں اور راہ پائیں)

آیت نمبر (۱۱۹) بے شک جن اور انسان کی تخلیق کی غرض یہی تھی کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، لیکن جب انسان کو ارادہ کی آزادی دی کہ جو راہ چاہے اپنے لیے اختیار کرے بھلی یا بری۔ تو اس علیم و خبیر کو یہ بھی معلوم تھا کہ بیشتر لوگ دنیاوی لذت میں پھنس کر رہ جائیں گے دوزخ کو جن اور انسان سے بھر دینے کا قول اسی حکمت کے باعث ہے۔

غرض یہ قصص، محض قصص نہیں بلکہ یہ انکشاف حق کا ایک مؤثر انداز ہے تاکہ مومن جن کے لیے سب حق ہی حق ہے، اللہ تعالیٰ حق، رسول حق، کلام حق سب ہی انبیاء حق وہ اپنے ان پیغمبروں کی امتوں سے عبرت حاصل کرتے رہیں اور راہ ہدایت پر ثابت قدمی سے گامزن رہیں وہ کفر کی بظاہر کامیابی سے ہراساں نہ ہوں، اپنا کام کیے جائیں اور نتائج اللہ پر چھوڑ دیں۔

۱۲۱- وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ۙ

اور جو ایمان نہیں لاتے آپ ان سے فرما دیجئے کہ تم اپنی جگہ کام کیے جاؤ ہم (اپنی جگہ) اپنا کام (یعنی عمل صالح اور تبلیغ) کیے جا رہے ہیں۔

۱۲۲- وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝

اور تم بھی انتظار کرو (اور) ہم بھی انتظار کرتے ہیں (کہ کس کے اعمال کیا پھل لاتے ہیں)۔

۱۲۳- وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ ع

اور (انسان کے اعمال کے جو نتائج ہیں اللہ کو اس کا علم ہے اور) آسمانوں اور زمین کی چھپی باتوں کا علم اللہ ہی کو ہے اور سب کاموں کا رجوع اسی کی طرف ہے (ہر چیز بالآخر اسی کی طرف لوٹے گی) پس اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو اور جو کچھ تم کرتے ہو تمہارا رب اس سے بے خبر نہیں۔

مسلمانو! غیب پر ایمان لا کر تم اللہ کی عبادت، اس کے رسول کی فرمانبرداری میں لگے ہو، اسی سے تمہاری لو لگی ہوئی ہے، تو کیا تمہارا رب، تمہارے کاموں سے غافل ہو سکتا ہے وہی عالم الغیب ہے، کارساز ہے، قوی ہے، متین ہے، تمہارا والی ہے، قابل ستائش و بندگی ہے، سب حمد اسی کے لیے ہے اور وہ ہر شے کا احاطہ کیے ہوئے ہے، مومن اس کی رحمت سے محروم نہ رہیں گے، کافر اس سے بھاگ نہ سکیں گے کیا سورۂ ہود کا ہر واقعہ اس کی طرف نشاندہی نہیں کر رہا ہے؟ بے شک ایمان والوں کے لیے اس میں بڑی نصیحت اور یاد دہانی ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حق تعالیٰ نے اس سورت میں دو بڑے کام بیان کیے ہیں۔ ایک سیاستِ جباری و سطوتِ قہاری۔ دوسرے حکم ازلی جو خلق کی شقاوت و سعادت کے باب میں نافذ ہوا۔

بہرحال مومن اللہ کی عبادت، اللہ پر بھروسہ کے بعد اپنے تمام اُمور اُسی کے سپرد کر دیتا

ہے۔ اور اللہ اس کا نگرانِ حال بن جاتا ہے اور اپنی رحمت کا دامن اس کے لیے کشادہ فرما دیتا ہے۔

سُوْرَۃُ یُوْسُف

مکّی ایک سو گیارہ آیتیں بارہ رکوع

سورۃ ہود میں گزشتہ امتوں کے عبرت آموز قصص بیان ہوئے جن میں سیاستِ جباری اور سطوتِ قہاری کا وہ مظاہرہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ سورہ اس آیت پر ختم ہوا کہ اللہ ہی کو غیب کا علم ہے۔ وہ تمہاری حالت سے باخبر ہے، تم اس کی عبادت کیے جاؤ اور اس پر بھروسہ رکھو۔ اس آخری آیت کے ہر لفظ سے سورۂ یوسف کا ایک ربطِ خاص ہے۔

قصہ کی ابتدا میں یہ بات واضح کر دی گئی کہ اللہ ہی عالم الغیب ہے اور وہ جس قدر مغیبات کا علم اپنے برگزیدہ بندوں کو خواب، وحی سے یا جس طرح چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور وہی ہر ایک کے ظاہری اور باطنی حالات سے واقف ہے ساتھ ہی اس سورت میں ایک جانب اللہ کے برگزیدہ نبی حضرت یعقوب علیہ السلام کی عبادت، صبر، استقامت، صلوٰۃ دائمی میں رہنے اور یوسف علیہ السلام کے جدا ہو جانے کے باوجود اللہ سے امید، اللہ پر بھروسہ کا مؤثر ترین انداز سے بیان ہے تو دوسری جانب یہ سورت اللہ کے "العزیز الحکیم" ہونے اس کے نگرانِ حال ہونے، اس کی سیاستِ رحمانی اور رحیمی کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔ اس کو خود اللہ تعالیٰ نے احسن القصص فرمایا ہے۔ یہ وہ قصہ ہے جو دل میں اللہ کی عظمت و جلال پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ مومن کو فطرت انسانی کے مختلف گوشوں سے آگاہ کرتا ہے تاکہ حتی الامکان وہ ہوشمندی سے زندگی بسر کرے اور بہر حال اللہ پر بھروسہ رکھے اور اس کی عبادت سے غافل نہ ہو سمجھتا ہے کہ جو توفیق اسے نصیب ہوئی ہے وہ اللہ ہی کی جانب سے ہے۔ اس طرح اس پر یہ امر بھی واضح ہو جائے گا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی پر فضل کرنا چاہتا ہے تو دنیا کی ساری قوتیں مل کر بھی اس کو روک نہیں سکتیں۔ نہ بھائیوں کا حسد۔ نہ دشمنوں کی دشمنی اور نہ زلیخا کے ناپاک ارادے اور نہ زنداں کی کال کوٹھڑی اللہ اس کو ہر شر سے محفوظ رکھتا ہے۔

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ دیکھو حضرت یوسف کے بھائی اللہ کی حضوری کا یقین رکھنے کے باوجود ان سے الگ ہوئے جا رہے ہیں، اسی طرح سے روح، دل، حواس کے تعلق کو سمجھو۔ روح بھی دل پر قابو چاہتی ہے اور حواس بھی۔ روح للّٰہیت کی طرف لے جانا چاہتی ہے اور

حواس نفس کی طرف۔ فرمایا اس سورت پاک میں حضرت یعقوب علیہ السلام مثل روح کے، حضرت یوسف مثل دل کے اور حواس مثل یوسف کے بھائیوں کے ہیں۔ حواس کی بے راہ روی کا نام ہی نفس ہے۔

یہ سورت بتاتی ہے کہ انسان کو اپنے ہمجنسوں سے، اپنی خواہشاتِ نفس سے کیسے بچ کر رہنا ہے۔ رحمتِ خداوندی دستگیر نہ ہو تو نفس سے بچنا مشکل ہے۔ رحمتِ الٰہی کو پانے کا ذریعہ توکل، وسیلہ علم و عمل ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ — شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان، نہایت رحم والا (ہے)

۱- الٓرٰ ۟ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ۟ ○ — الف۔ لام۔ را۔ (اس کی مراد اللہ ہی کو معلوم ہے) (سنو) یہ واضح کتاب کی آیتیں ہیں (مطالب میں واضح و صاف، حقیقت کی روشن ترجمان، قلب کو منور کرنے والی یہ آئینۂ فطرتِ انسانی ہیں)۔

اور ان کو ہم نے نازل کیا ہے

۲- اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ قُرۡءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ○ — بے شک اس قرآن کو ہم نے عربی (زبان) میں نازل کیا ہے (جو ایک خالص زبان ہے اور اثر کیے بغیر نہیں رہتی) تاکہ تم سمجھ سکو (اور دوسروں کو سمجھا سکو)۔

۳- نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡکَ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ بِمَاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنَ ٭ۖ وَ اِنۡ کُنۡتَ مِنۡ قَبۡلِہٖ لَمِنَ الۡغٰفِلِیۡنَ ○ — (اور اے رسول) اس قرآن کے ذریعہ جو ہم نے آپ کی طرف بھیجا ہے ایک نہایت اچھا قصہ (نہایت چنا ہوا اور کیفیات میں ڈوبا ہوا قصہ) ہم آپ کو سناتے ہیں (جو گزشتہ مذاہب میں افسانہ بن کر رہ گیا تھا) اور اس (تنزیل) سے پہلے آپ کو اس کی خبر نہ تھی۔

۴- اِذۡ قَالَ یُوۡسُفُ لِاَبِیۡہِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡ رَاَیۡتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوۡکَبًا — (یہ وہ واقعہ ہے) جب یوسف نے اپنے باپ (حضرت یعقوب) سے کہا کہ اے میرے باپ میں نے (خواب میں) گیارہ ستاروں اور سورج

آیت نمبر (۱) الٓرٰ = حروفِ مقطعات میں سے ہیں جن کا ذکر سورۂ بقرہ میں گزر چکا ہے۔ حضرت ابن عباس سے ان حروف کے معنیٰ انا اللہ اریٰ منقول ہیں (یعنی میں اللہ، دیکھتا ہوں)

وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ○

اور چاند کو دیکھا اور دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔

۵- قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○

(حضرت یعقوب نے) کہا اے بیٹے (اپنا یہ) خواب اپنے بھائیوں کے سامنے مت بیان کرنا، ورنہ وہ تمہارے لیے کوئی فریب بنالیں گے (یعنی وہ اس خواب کا منشا پا جائیں گے اور شیطان ان کے دل میں حسد کی آگ بھڑکا دے گا) بیشک شیطان انسان کا صریح دشمن ہے

۶- وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ ع

اور (جس طرح اے یوسف تم نے لڑکپن ہی میں یہ اچھا سا خواب دیکھا ہے) اسی طرح (بڑے ہونے پر) تمہارا رب تم کو چن لے گا (برگزیدہ کرے گا اور نبوت سے نوازے گا) اور تم کو خوابوں کی تعبیر سکھائے گا اور تم پر اور آل یعقوب پر اپنا انعام ایسے ہی پورا فرمائے گا جس طرح تم سے قبل اپنا انعام تمہارے دادا، پردادا، ابراہیم و اسحاق پر پورا کیا بیشک تمہارا پروردگار بڑا علم والا (اور) بڑا حکمت والا ہے۔

دوسرا رکوع

امام بغویؒ نے معالم التنزیل میں اس سورہ کے شانِ نزول کے متعلق لکھا ہے کہ یہود نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کس سبب سے یعقوبؑ کی اولاد کنعان سے مصر میں منتقل ہوئی تو اس کے جواب میں آپ نے یہ سورہ پیش کیا جسے سن کر یہودی بہت متعجب ہوئے کیونکہ یہ بیان توراۃ کے مطابق تھا جبکہ آنحضور نے کتب سابقہ نہیں پڑھی تھیں۔

اس سورہ میں صرف اسی سوال ہی کا جواب نہیں بلکہ گوناگوں سبق آموز اور عبرت انگیز واقعات اور اللہ کی حکمت وعظمت کی بے شمار نشانیاں ہیں۔

سورہ کے پہلے رکوع میں حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کا ذکر تھا، اس رکوع میں اس کے فوراً بعد ہی اللہ کی نشانیوں کی طرف توجہ مبذول کی جارہی ہے تاکہ مسلمان اس کو محض قصہ نہ سمجھیں بلکہ ان تاریخی واقعات کے آئینہ میں وہ فطرتِ انسانی کا مشاہدہ کریں اور اس سے عبرت اور رہدایت حاصل کریں۔

۷۔ لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ ○

یقیناً یوسف کے اور ان کے بھائیوں کے قصہ میں پوچھنے والوں کے لیے (بے شمار) نشانیاں ہیں۔

۸۔ إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَى أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ○

(بات یوں شروع ہوئی کہ) جب (یوسف کے سوتیلے بھائیوں نے آپس میں) کہا کہ یوسف اور اس کا (حقیقی) بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارا ہے، حالانکہ ہم ایک (اچھی خاصی) جماعت ہیں (ہم دس ہیں ہماری قوت ان سے کہیں زیادہ ہے) بے شک ہمارے باپ صریح خطا پر ہیں (یعنی محبت میں بالکل ڈوبے ہوئے ہیں انہیں اپنے نفع نقصان کا صحیح احساس نہیں ہے کہ ہم کو چھوڑ کر کمزوروں سے محبت کرتے ہیں)۔

۹۔ اقْتُلُوا يُوسُفَ أَوِ اطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ ○

(بس اب یہی صورت باقی ہے کہ) یوسف کو (یا تو جان سے) مار ڈالو یا انہیں کسی (دُور دراز) ملک میں پھینک آؤ کہ تمہارے باپ کی توجہ صرف تمہاری ہی طرف رہے۔ اس کے بعد پھر (توبہ کر لینا اور ایک) نیک جماعت بن کر رہنا۔ (تمہارے باپ بھی تم سے خود ہی محبت کرنے لگیں گے سب معاملات سدھر جائیں گے)۔

ان مشوروں کے دوران

۱۰۔ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَلْقُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ ○

ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا یوسف کو مار مت ڈالو البتہ اس کو کسی اندھیرے (گھرے و تاریک) کنویں میں ڈال دو تاکہ کوئی مسافر (چلکر کھاتا ادھر پہنچ جائے تو) اس کو نکال لے۔ اگر تم کو کرنا ہے (اور یوسف سے گلو خلاصی پانا ہی ہے تو یہ کرو)۔

اس مشورہ پر فیصلہ ہو گیا اور یہ لوگ حضرت یعقوبؑ کے پاس پہنچے اور یوسفؑ کی محبت جتا کر کہنے لگے۔

۱۱۔ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَى يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ لَنَاصِحُونَ ○

انہوں نے کہا اے ہمارے باپ (یہ) کیا بات ہے کہ آپ یوسف کے بارے میں ہم پر اعتبار نہیں کرتے حالانکہ ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں۔

۱۲۔ أَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَرْتَعْ وَيَلْعَبْ

(اچھا یہ کیجئے) کل اس کو ہمارے ساتھ بھیجئے کہ خوب میوے کھائے اور

وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ○

کھیلے کودے اور (آپ کوئی خوف و خطر دل میں نہ لائیے) ہم اس کے نگہبان ہیں۔

۱۳- قَالَ إِنِّي لَيَحْزُنُنِي أَنْ تَذْهَبُوا بِهِ وَأَخَافُ أَنْ يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ وَأَنْتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ ○

انہوں نے کہا کہ اول تو تمہارا اسے لے جانا (ہی) مجھے غم میں ڈالتا ہے (کہ وہ مجھ سے جدا ہو) اور (پھر) مجھے (یہ بھی) اندیشہ ہے کہ (تم کو اپنی پڑی رہے) اسے بھیڑیا کھا جائے اور تم اس سے غافل رہو (نبی کے قلب پر وہی خطرہ گزرا جو بہانہ وہ کرنے والے تھے)۔

۱۴- قَالُوا لَئِنْ أَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّا إِذًا لَخَاسِرُونَ ○

وہ بولے کہ ہم ایک (اچھی خاصی) طاقتور جماعت ہیں ہماری موجودگی میں اگر اسے بھیڑیا کھا گیا تو ہم تو بالکل ناکارہ (نکمے ثابت) ہوئے (دس قوی بھائیوں کی موجودگی میں چھوٹے بھائی کو بھیڑیا کھا جائے اس سے بڑا خسارہ اور کیا ہوگا)۔

غرض وہ لوگ حضرت یوسفؑ کو لے گئے ان کے مظالم کا ذکر مفسرین نے کیا ہے قرآن جذبہ برین نہیں حال میں لاتا ہے، درمیانی واقعات کو حذف کر کے آخری بات کا ذکر کرتا ہے۔

۱۵- فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَأَجْمَعُوا أَنْ يَجْعَلُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ ج وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِأَمْرِهِمْ هَٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ○

پھر جب اس کو لے کر چلے اور اس بات پر متفق ہو گئے کہ اس کو اندھیرے کنویں میں ڈالیں تو (تو یوسف کے دل کی تسکین کے خاطر) ہم نے اس کی طرف وحی بھیجی کہ (تم گھبراؤ نہیں ایک وقت وہ آئے گا) تم ان کو ان کی یہ کارروائی جتاؤ گے اور وہ (تم کو) پہچان (بھی) نہ سکیں گے۔ (ان کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوگا کہ یوسف اب تک زندہ ہے اور ایسے اعلیٰ مقام پر فائز ہو سکتا ہے)۔

غرض یوسف کے بازو باندھے، کمر میں رسی باندھی اور ان کو اندھیرے کنویں میں ڈال دیا۔

۱۶- وَجَاءُوا أَبَاهُمْ عِشَاءً يَبْكُونَ ○

اور عشا کے وقت (یعنی اندھیرا ہونے پر) روتے ہوئے اپنے باپ کے پاس آئے۔

کہ رات کی تاریکی میں ان کا چہرہ دکھائی نہ دے اور ان کے مکر پر تاریکی مزید پردہ بن جائے۔

۱۷- قَالُوا يَا أَبَانَا إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا

(یوں) کہنے لگے اے ہمارے باپ ہم تو دوڑنے بھاگنے (ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں) لگ گئے اور یوسف کو ہم نے اپنے سامان کے

آیت نمبر ۱۷، ۱ یوسف کے بھائیوں کی پہلی تقریر ان تمام نفسیاتی کیفیات کو لیے ہوئے ہے جو ایک مجرم کی زبان اور اس کے بیان سے ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتیں۔

فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ○

پاس چھوڑ دیا اتنے میں ایک بھیڑیا اس کو کھا گیا۔ اور آپ ہماری بات کا کبھی یقین نہ کریں گے خواہ ہم سچ ہی (کیوں نہ) کہتے ہوں۔

اپنے بیان کے ثبوت میں انہوں نے یوسف کا پیراہن کسی جانور کے خون سے رنگ لیا تھا وہ بھی لے کر آئے کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ بڑا سمجھدار بھیڑیا تھا کہ یوسف کو کھا گیا اور پیراہن پھٹنے نہ پایا۔

۱۸۔ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۗ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۗ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۗ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ○

اور (یہ لوگ) ان کے کرتے پر جھوٹ موٹ کا خون لگا کر لائے (کہ باپ کو یقین آجائے لیکن انہوں نے کہا (یہ بات تو ہرگز نہیں ہے) بلکہ تم نے اپنے جی سے ایک بات گڑھ لی ہے بہر حال اب صبر ہی بہتر ہے (تم سے گلہ شکوہ نہیں انتقام کا جذبہ نہیں اللہ ہی میرے صبر جمیل کا پھل دینے والا ہے)۔ اور اللہ ہی سے، اس بات پر جو تم ظاہر کر رہے ہو، مدد کا طالب ہوں (اسی سے دعا ہے کہ وہ اس راز کو فاش کرے اور یوسف سے پھر ملائے، جب بھی چاہے)

اِدھر حضرت یعقوب نے صبر جمیل فرمایا اُدھر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے یوسف کو عروج دینے کے اسباب مہیا فرمانا شروع کر دیئے تاکہ یوسف کے خواب کی حقیقت آشکارا ہو، جس کا حضرت یعقوب کو انتظار تھا۔

۱۹۔ وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ۗ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ۗ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ○

اور (ادھر) ایک قافلہ آنکلا تو ان لوگوں نے اپنا پانی بھرنے والا (کنویں سے پانی لانے کے لیے) بھیجا، پس اس نے اپنا ڈول لٹکایا (نکالا تو) چلا اٹھا کیا خوشی کی بات ہے (کیا خوش قسمتی ہے کیا بشارت ہے) یہ (تو) ایک لڑکا ہے۔ اور قافلہ والوں نے اسکو اپنا سرمایۂ تجارت سمجھ کر چھپا لیا۔ اور جو تدبیریں وہ کر رہے تھے اللہ اس سے خوب واقف تھا۔

کلام اللہ تفصیلات سے گریز کرتا ہے، مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت یوسف تین دن کنویں میں رہے اور ان کے بھائی اس خیال سے کہ وہ بھوک سے مر نہ جائیں کچھ کھانا کنویں میں ڈال دیتے تھے، جب قافلہ کا گزر ہوا تو وہ دیکھتے رہے اور یوسفؑ کے نکلنے پر انہوں نے اپنا غلام کہہ کر واپس مانگا، ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ چونکہ یہ بھگوڑا ہے اس لیے ہم اس کو رکھنا نہیں چاہتے

تم خریدنا چاہو تو خرید لو البتہ اس کی نگرانی رکھنا۔

۲۰۔ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ ۚ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ۝

اور ان کو انہوں نے (یعنی بھائیوں نے) بہت تھوڑی قیمت گنتی کے چند درہموں کے عوض فروخت کر ڈالا، اور (یہ قلیل رقم بھی انہوں نے بہت سمجھی کیونکہ) وہ ان سے بیزار تھے (کہتے ہیں کہ ۱۸ درہم میں ان لوگوں نے یوسف کو قافلے والوں کے ہاتھ فروخت کیا)۔

تیسرا رکوع

قافلے والوں نے مصر پہنچ کر حضرت یوسفؑ کو فروخت کر دیا، اور انہیں مصر کے بڑے مالدار امیر نے جس کا لقب عزیز تھا خرید لیا، عزیز مصر کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اس طرح حضرت یوسف علیہ السلام ایک معزز خاندان میں پہنچ گئے، جہاں اللہ تعالیٰ کو انہیں امورِ سلطنت کی تربیت دینا، ان کا مرتبہ بلند کرنا اور ان کے ذریعہ بنی اسرائیل کو مصر میں آباد کرنا تھا۔

۲۱۔ وَقَالَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِن مِّصْرَ لِامْرَأَتِهِ أَكْرِمِي مَثْوَاهُ عَسَىٰ أَن يَنفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا ۚ وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۚ وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝

اور مصر (کے بازار) سے جس شخص نے اس کو خریدا اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس کو عزت و آبرو کے ساتھ رکھو شاید (آگے چل کر) یہ ہمارے کام آئے یا ہم اس کو اپنا بیٹا (ہی) بنالیں۔ اور اس طرح ہم نے یوسف کو اس سرزمین (مصر) میں جگہ دی اور تاکہ ہم اسے (علوم الٰہیہ کی تعلیم اور روزمرہ کے معاملات، واقعات اور خواب کی) باتوں سے صحیح نتائج اخذ کرنا سکھائیں۔ (تاکہ ان میں پیغمبرانہ فراست اور بصیرت پیدا ہو جائے)۔ اور اللہ اپنے تمام کاموں پر غالب ہے۔ (وہ جو چاہتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے) لیکن (یہ بات) اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

۲۲۔ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝

اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے تو ہم نے ان کو حکومت اور علم سے نوازا اور ہم نیکو کاروں کو اسی طرح (ان کے اعمال صالح کا) بدلہ دیا کرتے ہیں۔

اب آزمائش کی دوسری سخت گھڑی آتی ہے، لیکن یہاں بھی رحمتِ ایزدی دستگیری

کرتی ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے یوسف کو ایک بار اندھیرے کنویں سے نکالا تھا یہاں اس جال سے جس میں عورت نے گرفتار کرنا چاہا اس نے پھر ان کو پاک وصاف طور سے نکال لیا۔ جب اس کا کرم نگرانِ حال بن جاتا ہے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا پاتی۔

۲۳۔ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۚ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ۚ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ○

اور جس عورت کے گھر میں وہ تھے (یعنی عزیز مصر کی بی بی) وہ ان کو ان کے نفس کے بارے میں بہلانے لگی (یعنی اس نے ان کو اپنی خواہش نفس کی طرف مائل کرنا چاہا) اور دروازے بند کر لیے اور بولی بس آجاؤ (یوسف نے) کہا (معاذ اللہ) اللہ کی پناہ (تو کیسی باتیں کر رہی ہے) وہ (تیرا شوہر) میرا مربی ہے اس نے مجھے (کتنی) اچھی طرح سے رکھا ہے (یاد رکھ) بے شک جو لوگ بے انصاف ہوں (محسن کش ہوں حد سے تجاوز کرنے والے ہوں) وہ فلاح نہیں پاتے۔

۲۴۔ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْۗءَ وَالْفَحْشَاۗءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ○

اور البتہ اس عورت نے ان کا ارادہ کیا (اس خیال کے لیے جو اس کے دل میں تھا) اور وہ بھی اس کا ارادہ کر لیتے اگر انہوں نے اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لی ہوتی۔ (ان حالات میں شیطان کے جال سے بچنا انسان کے لیے مشکل تھا دراصل یہ "معاذ اللہ" کا لفظ تھا، جس نے بچا لیا، اللہ کی توفیق شامل حال ہوگئی، برہان آگیا) اس طرح (ہم نے ان کو بچا لیا) تاکہ ہم ان سے برائی اور بے حیائی کو دُور رکھیں بے شک وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔

بچنے کے لیے در کی طرف بھاگنا پڑتا ہے، یہ تصور مل گیا وہ اللہ پر بھروسہ کر کے دروازہ کی طرف بھاگے، عورت نے پیچھا کیا۔

۲۵۔ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۭ قَالَتْ مَا جَزَاۗءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْۗءًا

اور دونوں دروازے کی طرف بھاگے (آگے آگے یوسف اور پیچھے پیچھے یہ عورت۔ اس نے دامن پکڑ کر یوسف کو روکنا چاہا) اور (اس طرح) اس عورت نے اس کا کرتہ پیچھے سے چاک کر ڈالا۔ اور دونوں نے عورت کے آقا کو دروازہ پر (کھڑا) پایا (یہ محض اتفاق نہ تھا، اس میں اللہ کی حکمت تھی کہ دونوں کی کیفیات خود دیکھ لے چنانچہ عورت نے

آیت نمبر (۲۴) برھان = دلیل، نشانی، حضرت یوسفؑ نے حضرت یعقوبؑ کو دانتوں میں انگلی دبائے دیکھا۔

اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

بات بنائی) بولی کہ جو شخص تیری بیوی کے ساتھ برا ارادہ کرے اس کی اس کے سوا اور کیا سزا ہو سکتی ہے کہ یا تو اسے قید کیا جائے یا دردناک عذاب دیا جائے ۔

۲۶- قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○

(یوسف نے) کہا یہ (خود ہی) تو مجھے اپنی خواہش نفس کی طرف مائل کر رہی تھی ۔ اور (اس جھگڑے کے سلسلہ میں) عورت کے گھر والوں میں سے ایک گواہ نے گواہی دی کہ اگر ان کا کرتہ آگے سے پھٹا ہو تو وہ سچی اور یہ جھوٹے ۔

۲۷- وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○

اور اگر ان کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہو تو یہ (عورت) جھوٹی اور وہ سچا ہے ۔

۲۸- فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ○

پس جب (عزیز نے) اس کا کرتہ پیچھے سے پھٹا دیکھا تو بول اٹھا بیشک (اے عورت تو ہی مجرم ہے) یہ تمہارا ہی (عورتوں والا) فریب ہے بے شک تم عورتوں کا فریب غضب کا ہوتا ہے ۔

اور یوسف سے مخاطب ہو کر کہا

۲۹- يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۫ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ښ

یوسف اس بات کو جانے دو ، (اس کا خیال نہ کرو ، اس کو معاف کر دو) اور (عورت سے کہا کہ) تو (یوسف سے یا خدا سے) اپنے گناہ کی معافی مانگ بیشک

آیت نمبر (۲۶ - ۲۷) نوٹ ؛ معتبر روایات میں ہے کہ ایک شیر خوار بچہ تھا ، جس کا اس عمر میں بولنا خود یوسفؑ کی برأت کا بڑا ثبوت ہے ، اور گواہی بھی اس دانائی سے دینا یہ سب من جانب اللہ تھا روایت میں ہے کہ چار لڑکوں نے عہد طفلی میں بات کی ۔

(۱) ایک حضرت عیسیٰؑ کے دور یعنی اصحاب الاخدود کے زمانہ میں ایک شیر خوار بچے نے جس وقت اس کو معہ اس کی ماں کے آگ میں ڈالا جا رہا تھا اور ماں بیتاب تھی تو اس نے اپنی ماں سے کہا کہ اے ماں صبر کر کہ بیشک تو حق پر ہے ۔

(۲) بنی اسرائیل کے ایک چرواہے کے لڑکے نے ایک عابد کی براءت کی گواہی دی ۔

(۳) تیسرے یوسفؑ کے قصہ میں اس عورت (جو بالعموم زلیخا کے نام سے مشہور ہے) اس کے چچا یا ماموں کا لڑکا ، اور

(۴) چوتھے حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام ۔

ع ۹ ۱۳ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ۠ ۝ خطا تیری ہی ہے۔

چوتھا رکوع

ہرچند عزیز مصر نے درگذر سے کام لیا، لیکن شدہ شدہ اس کی اطلاع عورتوں میں ہوگئی، انہوں نے چہ میگوئیاں شروع کیں۔

۳۰۔ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۭ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

اور شہر میں (امراء کی) عورتوں نے کہنا شروع کیا کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اپنی خواہش نفس کی طرف مائل کرنا چاہتی ہے اس (غلام) کی محبت اسکے دل (کی گہرائیوں) میں گھر کر چکی ہے (ذرا دیکھو تو عزیز مصر کی بی بی ہوکر ایک غلام کے عشق میں پاگل ہو رہی ہے کتنی شرمناک بات ہے) ہم تو اس معاملہ میں اسی کو علانیہ غلطی پر پاتے ہیں۔

جب عزیز کی بیوی کے کانوں تک ان کے طعن و تشنیع پہنچے جن کا منشا زلیخا کی توہین اور اپنی پارسائی کا اظہار تھا تو اس نے سوچا کہ ان کو ذرا یوسف کا جمال دکھانا چاہیے تاکہ ان پر اس کی محبت کی مجبوریاں عیاں ہوں۔

۳۱۔ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ۭ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۝

پس جب اس نے ان کی (مکاری کی) باتیں سنیں تو ان کو بلا بھیجا۔ اور ان کے لیے ایک محفل آراستہ کی اور (میوے سامنے چن کر) ہر ایک کے ہاتھ میں ایک چھری دی (کہ بے تکلف پھل تراش کر کھائیں ابھی انہوں نے پھل ہاتھوں میں لیا تھا کہ اس نے یوسف کو آواز دی) اور بولی (ذرا ادھر) ان کے سامنے نکل آؤ۔ اب جب انہوں نے یوسف کو دیکھا تو ششدر رہ گئیں اور (مبہوت ہوکر پھل کی جگہ) اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور بے ساختہ بول اٹھیں خدا کی پناہ یہ آدمی نہیں یہ تو کوئی بزرگ (نورانی) فرشتہ ہے۔

یوسف علیہ السلام کا ان کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھنا ان کی معصومیت، بزرگی اور

جمال باطنی کا بھی ثبوت تھا۔ خود عزیز کی بیوی نے اس کی پارسائی پر شہادت دی اور اپنے جرم کا اعتراف کیا، اللہ تعالیٰ معصوموں کی اس طرح مدد فرماتا ہے۔

۳۲۔ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ۭ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ۭ وَلَىِٕنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝

بولی یہ وہی (یوسف) ہے کہ جس کے واسطے تم مجھ کو طعنہ دیتی تھیں اور بیشک (خطا میری ہے) میں نے اس کو اپنی خواہش نفس کی طرف مائل کرنا چاہا مگر یہ بچا رہا (یہ یقیناً معصوم ہے) اور اگر یہ میرا کہنا نہ مانے گا تو یقیناً (میں اس کو یوں چھوڑنے والی نہیں) اسے قید کر دیا جائے گا اور بے عزت کیا جائے گا (بدنام کر کے اس کی وقعت و پارسائی کو خاک میں ملا دیا جائے گا)۔

امراء کی عورتوں کو یوسفؑ سے بات کرنے کا موقع ملا موضوع بھی زلیخا کی دلچسپی کا تھا، سب ہی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کبھی زلیخا کی محبت کبھی اس کے غیظ و غضب سے متاثر کرنا چاہا۔ آپ نے ان کے اس جال سے بچنے کے لیے اپنے رب ہی کا دامن رحمت پکڑ لیا اور دعا فرمائی۔

۳۳۔ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝

عرض کیا اے (میرے) پروردگار جس بات کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں اس سے تو قید زیادہ پسند ہے۔ (میں اس معصیت سے قید کو ترجیح دیتا ہوں لیکن مجھ کو ان کے جال سے بچالے) اور اگر تو ان کا فریب مجھ سے دور نہ کریگا (اپنی رحمت خاص سے میری دستگیری نہ فرمائے گا) تو (ڈرتا ہوں کہ کہیں ان کے جال میں پھنس جاؤں اور) ان کی طرف مائل (نہ) ہو جاؤں اور (عقل کھو کر) نادانوں میں ہو جاؤں۔

۳۴۔ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

پس ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول فرمائی اور عورتوں کا مکر و فریب) ان سے دور فرما دیا۔ بے شک وہ (دعاؤں کا) سننے والا (اور سب کچھ) جاننے والا ہے۔

باوجودیکہ یوسفؑ کی براءت اور معصومیت کے ثبوت ہر طرح مل چکے تھے پھر بھی عام لوگوں کو یہ بتانے کے لیے کہ خطا یوسف علیہ السلام کی تھی نہ کہ عزیز کی بیوی کی یوسفؑ کو قید

کر دینے میں مصلحت سمجھی گئی ۔ زلیخا نے جو کہا وہ کر کے چھوڑا اس کا شاید اب بھی یہ خیال تھا کہ قید کی سختیاں یوسفؑ کو اپنے عزم سے متزلزل کر دیں گی، لیکن نبی کا عزم توفیقِ الٰہی کی شان لیے ہوتا ہے جس میں رتی برابر فرق نہیں آتا۔

۳۵۔ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ ع ۱۴

پھر باوجودیکہ وہ (یوسف کی پاکی اور براءت کی) نشانیاں دیکھ چکے تھے ان لوگوں کی یہی مصلحت ہوئی کہ یوسف کو ایک مدت تک قید میں رکھا جائے (تاکہ عوام میں یہ چرچے ختم ہوں)۔

پانچواں رکوع

حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ دو قیدی اور بھی جیل خانہ میں لائے گئے، ان میں ایک نان بائی اور ایک ساقی تھا دونوں بادشاہ کو زہر دینے کے الزام میں ماخوذ تھے، ایک ان میں مجرم تھا اور دوسرا بے قصور۔ حضرت یوسفؑ کی قید کی زندگی تزکیۂ نفس اور تبلیغ میں گزرتی ۔ عبادت اور خدمتِ خلق یہی ان کے دلچسپ مشغلے تھے جو قید کی مشقت میں بھی ان کی طمانیتِ قلب کا ذریعہ بنے رہے، آپ کے حُسنِ ظاہری اور جمالِ باطنی کے علاوہ خواب کی تعبیر کا علم سب طرح کے قیدیوں کو آپ کے پاس لے آتا، آپ ان کو دین کی تعلیم دیتے اور خواب کی تعبیریں بتاتے دوسرے الفاظ میں افراد و جماعت کو بدلتے ہوئے حالات کی خبر دیتے کہ اپنے رب کی عظمت ان کے دلوں میں قائم ہو۔

۳۶۔ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ط قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اور اس (یوسف) کے ساتھ دو اور جوان بھی قید خانہ میں داخل ہوئے ان میں سے ایک نے (یوسف سے) کہا میں نے (خواب) دیکھا کہ (انگور سے) شراب نچوڑ رہا ہوں، دوسرے نے کہا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں اور اس میں سے پرندے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں ۔ (اے یوسف) ہم کو اس کی تعبیر بتائیے کہ ہم تو آپ کو بزرگ پاتے ہیں (آپ اللہ کے برگزیدہ بندوں میں ہیں)

۳۷۔ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ

(یوسفؑ نے) کہا کہ جو کھانا روز تمہارے لیے آتا ہے وہ آنے بھی نہ پائے گا کہ میں تم کو اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے بتا دوں گا اور اس میں

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّىْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ○

میری کوئی بڑائی نہیں) یہ ان علوم میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے سکھائے۔(چاہو تو تم بھی میرے رب پر ایمان لے آؤ اور گناہوں سے توبہ کر لو) میں نے تو ان لوگوں کا دین قبول نہ کیا جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔

۳۸- وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَاۗءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ○

اور میں نے (تو) اپنے باپ داداؤں کا (یعنی) ابراہیم اسحٰق اور یعقوب کا دین اختیار کر رکھا ہے۔(جس کے خاندان میں اللہ کے فضل وکرم سے نبوت ہو اس کو شرک سے کیا واسطہ) ہم کو کسی طرح زیب نہیں دیتا کہ ہم کسی شئے کو خدا کے ساتھ شریک ٹھہرائیں (اور) یہ خدا کا فضل ہے ہم پر بھی (در ملت ابراہیمی کی وساطت سے) عام لوگوں پر بھی (جو اس خاندانِ نبوت کے ذریعہ توحید کی نعمت حاصل کرتے یا کر سکتے ہیں) لیکن (افسوس یہ ہے کہ) اکثر لوگ (اللہ کا) شکر ادا نہیں کرتے (ملتِ ابراہیمی پر چلنا تو الگ رہا ہنوز شرک میں مبتلا ہیں)۔

خواب کی تعبیر بتانے سے قبل تبلیغ وتعلیم دین کا درس حکمت کے ساتھ جاری ہے

۳۹- يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○

اے میرے قید خانے کے رفیقو! (بھلا یہ تو بتاؤ کہ) کئی جدا جدا معبود اچھے یا ایک (یکتا و یگانہ) زبردست اللہ۔(جس کے قبضۂ تصرف میں سب کچھ ہے، جو سب پر غالب ہے، نظم وضبط کے ساتھ کارخانۂ قدرت کو چلا رہا ہے)۔

۴۰- مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَاۗءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

تم اللہ کو چھوڑ کر محض ان ناموں ہی کی (جن کی حقیقت کچھ نہیں) عبادت کرتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے رکھ لیے ہیں، اللہ نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری (تم نے اور تمہارے باپ دادا نے ان کا لائق عبادت ہونا کہاں سے حاصل کیا ان کو کیا قدرت حاصل ہے) اللہ کے سوا کسی کی حکومت نہیں اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوائے کسی کی عبادت نہ کرو۔یہی سیدھا راستہ ہے (جو بندہ کو اللہ تک پہنچاتا ہے) لیکن اکثر لوگ (اپنے تعصب یا حماقت کے باعث اس سیدھی بات کو بھی)

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ نہیں سمجھتے۔

دین کی تبلیغ برمحل اور موثر انداز سے فرمانے کے بعد خواب کی تعبیر بتائی جارہی ہے
منشایہ تھا کہ جو ہونا ہے وہ ہوگا کیوں نہ ایمان کے ساتھ مرو یا جیو۔

۴۱۔ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ۭ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ۝

اے میرے قید خانہ کے رفیقو! تم دونوں میں سے ایک تو اپنے آقا کو شراب پلایا کرے گا اور دوسرا (جس نے سر پر روٹیاں دیکھی ہیں) وہ سولی دیا جائیگا پھر پرندے اس کے سر سے (نوچ نوچ کر) کھائیں گے۔ یہ بات یوں ہی مقدر ہو چکی ہے جس کو تم دریافت کرتے تھے (یہ قضا و قدر کا طے شدہ فیصلہ ہے جس میں سر مو فرق نہ ہوگا چنانچہ یہی ہوا)۔

۴۲۔ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۡ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ۝ ع ۱۵

اور (یوسف نے) دونوں شخصوں میں سے جس کے متعلق یہ جانتا تھا کہ وہ رہائی پائے گا اس سے کہا کہ میرا ذکر اپنے آقا کے سامنے کرنا (کہ شاید اس کو یاد آئے کہ ایک اور بھی بے گناہ قید میں پڑا ہے لیکن اللہ کو یہ بات بھی منظور نہ ہوئی کہ نبی کی نظر اسباب پر ٹھہرے) پس شیطان نے اسے اپنے آقا سے ذکر کرنا بھلا دیا تو (نتیجہ یہ ہوا کہ یوسف) کئی سال تک قید خانہ میں رہے۔

چھٹا رکوع

حضرت یوسف علیہ السلام زندان میں نو سال رہے، جس نوجوان سے فرمایا تھا کہ وہ اپنے آقا سے ان کا ذکر کرے وہ اپنا وعدہ بھول چکا تھا، اور حضرت یوسف علیہ السلام کے ذہن سے اس کا خیال بھی جاتا رہا تھا۔ اب سبب پر نہیں مسبب ہی پر توکل تھا کہ خود بادشاہ نے ایک عجیب و غریب خواب دیکھا جس کی تعبیر دینے سے لوگ قاصر رہے اور اب اس شخص کو خواب کی تعبیر کے تعلق سے حضرت یوسف علیہ السلام کا خیال آیا۔

۴۳۔ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّىْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ

اور بادشاہ نے کہا میں (خواب میں کیا) دیکھتا ہوں کہ سات موٹی (چکنی) گائے ہیں جن کو سات دبلی (پتلی) گائیں کھا رہی ہیں، اور سات بالیاں سبز ہیں اور دوسری (سات ہی) خشک سے سردارو میرے اس خواب کی

وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِىْ فِىْ رُءْيَاىَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ○

تعبیر بیان کرو اگر تم خواب کی تعبیر دے سکتے ہو۔

ان کاہنوں اور سرداروں کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔

۴۴۔ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ○

وہ بولے یہ پریشان خواب ہیں اور ہمیں ان پریشان خوابوں کی تعبیر نہیں آتی۔ (خواب میں ایک ترتیب ہوتی ہے جس سے ہم نتیجہ نکالتے ہیں یہ پریشان بے تکے سے خیالات ہیں ان سے کوئی نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا)۔

ان کاہنوں، اور ماہرین فن کی عاجزی دیکھ کر اسی جوان کو جس کے خواب کی تعبیر یوسف علیہ السلام نے بتائی تھی ان کی یاد آئی اس نے بادشاہ سے اجازت چاہی کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام سے خواب کی تعبیر دریافت کرے۔

۴۵۔ وَقَالَ الَّذِىْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ○

اور وہ جو ان دونوں (قیدیوں) میں سے رہائی پا چکا تھا اور ایک مدت کے بعد اسے (دفعتہً اپنا وعدہ) یاد آ گیا، بول اٹھا کہ مجھے (قید خانہ تک) جانے دو میں تم کو اس کی تعبیر بتاتا ہوں۔

وہ یوسف کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا

۴۶۔ يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِىْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّىْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○

اے یوسف صادق (اے صدق مجسم، کیونکہ آپ نے جو کہا وہی ہوا، ذرا) ہم کو اس (خواب) کی تعبیر بتائیے کہ سات موٹی گائیوں کو سات دبلی (گائیں) کھا رہی ہیں اور سات سبز بالیاں ہیں اور دوسری (سات ہی) سوکھی (بالیاں) تاکہ میں (یہ تعبیر لے کر) لوگوں کے پاس جاؤں (جو اسکے سمجھنے سے قاصر ہیں) تاکہ ان کو (آپ کی قدر و منزلت) معلوم ہو۔

۴۷۔ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِىْ

(یوسف نے) کہا تم لوگ سات سال متواتر کھیتی کرتے رہو گے تو پھر جب فصل کاٹو تو بجز تھوڑی مقدار کے کہ جو کھانے کے لیے ہے باقی

سُنۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِیۡلًا مِّمَّا تَاۡكُلُوۡنَ ۝ — انہیں بالیوں میں چھوڑ دینا۔

۴۸۔ ثُمَّ یَاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ سَبۡعٌ شِدَادٌ یَّاۡكُلۡنَ مَا قَدَّمۡتُمۡ لَهُنَّ اِلَّا قَلِیۡلًا مِّمَّا تُحۡصِنُوۡنَ ۝ — پھر اس کے بعد سات سال سختی (یعنی خشک سالی) کے ہوں گے کہ اس (ذخیرہ) کو کھا جائیں گے جو تم نے ان (سالوں) کے لیے جمع کر رکھا ہوگا سوائے اسکے جو تم (بیج کے واسطے) روک رکھو گے۔

۴۹۔ ثُمَّ یَاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِیۡهِ یُغَاثُ النَّاسُ وَفِیۡهِ یَعۡصِرُوۡنَ ۝ ع ۷ / ۱۶ — پھر اس کے بعد ایک سال ایسا آئے گا کہ لوگوں کے لیے خوب بارش ہوگی اور (اس درجہ میوے اور انگور وغیرہ پیدا ہوں گے کہ لوگ) اس میں خوب رس نچوڑیں گے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے نہ صرف خواب کی تعبیر بتائی بلکہ یہ بھی بتاتے گئے کہ اس زمانہ میں ان لوگوں کو کیا کرنا چاہیے تاکہ قحط سالی کی سختیوں سے بچ جائیں آپ نے اپنے پیغمبرانہ اخلاق کا ثبوت یوں بھی دیا کہ اس جوان کو نہ اُس کا وعدہ یاد دلایا نہ اور کوئی وعدہ لیا، بلکہ جو اس نے پوچھا تھا اس سے زیادہ ہی بتایا اور دل کھول کر بتایا۔

ساتواں رکوع

بادشاہ مصر نے جب اس خواب کی تعبیر اور تدبیر سنی تو حضرت یوسف علیہ السلام کے حسنِ اخلاق اور علم، دانش و تدبر سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو اس نے بلایا لیکن آپ کے پیشِ نظر اصل مسئلہ اب بھی ان غلط فہمیوں کو دُور کرنا تھا جو عوام و خواص کے دل میں پیدا کی گئی تھیں آپ نے نہایت عزم و استقلال سے اشارہ فرمایا کہ پہلے اس مقدمہ کا فیصلہ ہو جانا چاہیے، اس فیصلہ سے قبل قید سے میرا باہر آنا نا سمجھوں کے لیے بڑی آزمائش بن جائے گا اور حاسدوں کو نکتہ چینی کا موقع ملے گا۔ آخر وہ عورتیں طلب ہوئیں، اور انہوں نے یوسف علیہ السلام کی عظمت، عفت، پاکیزگی کی شہادت دی۔ یوسف علیہ السلام قید سے تشریف لائے لیکن جس طرح قید میں رہ کر اپنے صبر و تحمل کا ثبوت دیا تھا۔ باہر نکل کر اپنی انکساری، عاجزی، اللہ پر بھروسہ کے اظہار کے لیے وہ الفاظ فرمائے کہ اپنے نفس کو کوئی بھی اچھا کہنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ چنانچہ نفس سے بچنے اور ہمیشہ اللہ ہی کی پناہ میں رہنے کی اہم تعلیم اس پارہ کے آخر اور دوسرے پارہ کی ابتدا کا اہم جزو ہے۔

۵۰۔ وَقَالَ الۡمَلِكُ ائۡتُوۡنِیۡ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوۡلُ قَالَ ارۡجِعۡ اِلٰی — اور بادشاہ نے (اپنے خواب کی یہ دانشمندانہ تعبیر سُن کر کہا کہ ان کو میرے پاس لے آؤ۔ پھر جب قاصد ان کے پاس پہنچا (تو بجائے اس کے آپ فوراً ساتھ

رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ۝

ہو لیتے ، پیغمبرانہ صبر و تحمل اور فراست سے کام لیتے ہوئے) آپ نے کہا اپنے آقا کے پاس واپس جاؤ اور اس سے دریافت کرو کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے ۔ بیشک میرا رب تو ان کے فریب سے خوب واقف ہے (لیکن عوام پر بھی اس واقعہ کی اصل حقیقت عیاں ہونا ضروری ہے تاکہ انہیں بھی غلط فہمی نہ رہ جائے ۔ جب تک ایسا نہ ہو میرا ساتھ چلنا مناسب نہیں) ۔

بادشاہ نے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی بات سمجھ لی کہ ان کو اپنی دانشمندی کا اجر نہیں چاہیے بلکہ پاکدامنی ثابت کرنا ہے چنانچہ بادشاہ نے ان عورتوں کو طلب فرمایا اور اس انداز سے گفتگو کی کہ کوئی راز راز نہ رہے ۔

۵۱۔ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۫ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

کہا ۔ (اے عورتو!) بتاؤ تو تمہارا وہ کیا واقعہ ہے جب تم نے یوسف کو اپنی (خواہش نفس کی) طرف مائل کرنا چاہا ۔ وہ بول اٹھیں اللہ کی قسم ، ہم نے اس میں کوئی برائی نہ پائی ۔ عزیز کی بیوی نے کہا کہ اب حق بات تو سب پر ظاہر ہو چکی ہے (درحقیقت) میں نے ہی (خود) اس کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تھا اور اس کا ذرہ برابر بھی قصور نہ تھا) بے شک وہی سچا ہے ۔

۵۲۔ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ۝

(یوسف نے کہا اس انکشاف حق پر میرا اصرار) یہ اس واسطے تھا کہ (میرے محسن عزیز مصر کو) معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی پس پشت اس کی (امانت میں) خیانت نہیں کی اور (تمام لوگوں پر یہ بات واضح ہو جائے کہ) بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کا فریب چلنے نہیں دیتا (حق ظاہر ہو کر رہتا ہے)

پارہ — ۱۳

وَمَآ اُبَرِّئُ

حق کے ظاہر ہونے کے بعد حضرت یوسفؑ نے انتہائی شان دلجوئی، انکسار اور مبلّغانہ انداز سے خود اپنے متعلق یوں فرمایا:

۵۳۔ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

اور میں اپنے نفس کو پاک نہیں کہتا کیونکہ نفس تو (انسان کو) برائی ہی سکھاتا ہے بجز اس (نفس) کے جس پر میرا پروردگار رحم فرمائے (واضح رہے کہ پیغمبروں کی عصمت کا اللہ ضامن ہوتا ہے، وہ بشر ہیں لیکن ان کو نفسِ مطمئنہ سے نوازا جاتا ہے۔ وہ اس قسم کی غلطیوں سے پاک ہوتے ہیں اور یہ اللہ کی عطا ہوتی ہے جس پر چاہے رحم فرمائے) بیشک میرا رب بڑا بخشنے والا اور رحم فرمانیوالا ہے۔

۵۴۔ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ○

اور (یہ سُن کر) بادشاہ نے کہا کہ ان کو میرے پاس لے آؤ۔ میں انہیں اپنا مشیر خاص بناؤں گا (ان کی دانشمندی اور تدبّر کا گرویدہ تو پہلے ہی ہو چکا تھا) پھر جب (بالمشافہ) ان سے بات چیت کی تو حکم دے دیا کہ آج سے آپ ہمارے یہاں (نہایت) معزز و معتبر ہو کر رہیں گے (گویا انہیں اپنا وزیر خاص بنایا)۔

۵۵۔ قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ○

(یوسف نے) کہا اگر واقعی مجھ سے خاص ہی کام لینا ہے تو) مجھے ملک کے خزانوں پر مامور کر دیجیے (کیونکہ) میں (دولت کی) حفاظت کر سکتا ہوں (اور اس کا صحیح صرف بھی) خوب جانتا ہوں۔

۵۶۔ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

اور اس طرح ہم نے یوسف کو ملک (مصر) میں جگہ دی کہ جہاں چاہتے قیام کرتے (اور جو چاہتے تصرّف کرتے گویا وہی بادشاہ تھے، بادشاہ برائے نام بادشاہ تھا) ہم اپنی رحمت جسے چاہتے ہیں پہنچا دیتے ہیں اور بھلائی کرنے والوں کا بدلہ ہم ضائع نہیں کیا کرتے۔

حضرت یوسف کے مصر آنے کے متعلق یہاں یہود کے سوال کا جواب بھی پورا ہوا۔ ساتھ ہی یہ امر بھی واضح کر دیا گیا کہ عزت، اللہ ہی دیتا ہے جسے چاہتا ہے، جیسے چاہتا ہے اور جہاں چاہتا ہے، پھر جس کو وہ معزز بنانا چاہے اس کا بال بیکا نہیں ہوتا، خواہ کنوئیں میں ڈال دو، یا نفس کے خطرناک جال میں پھانسنا چاہو، اللہ کی رحمت اس کے ساتھ ہوتی ہے اور اجر جلو میں۔ یہ ان کا اجر اس دنیا میں تھا

۵۷۔ وَلَاَجۡرُ الۡاٰخِرَةِ خَيۡرٌ لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَكَانُوۡا يَتَّقُوۡنَ ۝ ع ۸/۱

اور آخرت کا اجر (اس سے کہیں) بہتر ہے (اور مخصوص ہے) ان کے لیے جو ایمان لائے اور بھلائی اور نیکی کی راہ اختیار کیے رہے (وہاں حضرت یوسف کا کیا مقام ہوگا یہ مخلوق خدا آخرت ہی میں دیکھے گی)

آٹھواں رکوع

کلام اللہ جذبہ میں جانے نہیں دیتا، یہاں عام انسان کا دل چاہتا ہے کہ حضرت یوسفؑ کے مدارج اور ان کے جمال باطنی کے تصور میں ڈوب جائے، لیکن کلام اللہ یہاں معاشرت کے اصلاحی پہلو کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور اس سلسلہ میں حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کے ذکر سے اصلاح کے طریق کار پر روشنی ڈالتا ہے

سخت قحط پڑ چکا ہے، جس کے اثرات نہ صرف مصر پر بلکہ دوسرے ملکوں پر بھی پڑے ہیں مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کی حسن تدبیر سے ملک قحط کے مضر اثرات سے محفوظ ہے اور دوسرے ممالک سے بھی لوگ غلہ خریدنے کے لیے آتے تھے۔

۵۸۔ وَجَآءَ اِخۡوَةُ يُوۡسُفَ فَدَخَلُوۡا عَلَيۡهِ فَعَرَفَهُمۡ وَهُمۡ لَهٗ مُنۡكِرُوۡنَ ۝

اور یوسف کے بھائی (کنعان سے غلہ لینے کے لیے آئے تو آپ کے پاس پہنچے، پس آپ نے انہیں پہچان لیا اور وہ آپ کو نہ پہچان سکے۔

حضرت یوسفؑ نے اپنے سوتیلے بھائیوں کی بڑی مدارات کی اور قاعدہ کے مطابق ہر ایک کو ایک ایک اونٹ غلہ بھی دیا، آپ کے اخلاق سے وہ اس درجہ متاثر ہوئے کہ اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کا ذکر کیا اور خواہش کی کہ اس کے حصہ کا غلہ بھی مرحمت ہو حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ غائب کا حصہ تو نہیں مل سکتا ہاں اس کو لے آؤ تم تو میری طبیعت سے واقف ہو چکے ہو اس کو بھی اسی طرح غلہ دوں گا۔

۵۹۔ وَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي بِأَخٍ لَّكُم مِّنْ أَبِيكُمْ ۚ أَلَا تَرَوْنَ أَنِّي أُوفِي الْكَيْلَ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنزِلِينَ ○

اور جب (یوسف نے) ان کا سامان تیار کر دیا تو کہا کہ (اب جب آنا تو اپنے بھائی کو جو تمہارے باپ کی طرف سے ہے میرے پاس لیتے آنا (میں اس کا حصہ ضرور دوں گا) کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں ناپ پوری پوری دیتا ہوں اور میں خوب مہمان نوازی کرتا ہوں۔

حضرت یوسفؑ بھائیوں کی طبیعت اور باپ کی فراست سے خوب واقف تھے اسلیئے یہ بھی فرما دیا۔

۶۰۔ فَإِن لَّمْ تَأْتُونِي بِهِ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِندِي وَلَا تَقْرَبُونِ ○

لیکن اگر تم اسے میرے پاس نہ لائے تو میرے پاس تمہارے لیے ناپ (تول یعنی غلہ) نہیں اور تم میرے قریب بھی مت آنا۔

۶۱۔ قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ○

انہوں نے کہا (ہمارے اختیار میں تو نہیں لیکن) ہم اس کے باپ سے اس کے متعلق کوئی حیلہ کریں گے اور (اگرچہ باپ کا اسے جدا کرنا بہت مشکل ہے لیکن) ہم (یہ کام) کر کے رہیں گے۔

۶۲۔ وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا إِذَا انقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ○

اور (ان بھائیوں کے دل میں مزید کشش پیدا کرنے کے لیے اور اپنی اس شفقت مروت سے باپ کو مزید اشارہ دینے کی خاطر) اپنے خدمتگاروں سے کہہ دیا کہ ان کی پونجی (یعنی جو قیمت انہوں نے ادا کی ہے) انہیں کے سامان میں رکھ دو۔ ممکن ہے کہ جب اپنے گھر والوں میں واپس پہنچیں (اسباب کھولیں تو) اس کو پہچان لیں (اس طرح) شاید وہ پھر آجائیں۔

۶۳۔ فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ أَبِيهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَا أَخَانَا نَكْتَلْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ○

غرض جب وہ لوگ اپنے باپ کے پاس واپس پہنچے تو بولے اے باپ (جب تک ہم بن یامین کو ساتھ نہ لے جائیں) ہمارے لیے غلہ بند کر دیا گیا ہے پس ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیج دیجئے تاکہ ہم غلہ بھر لائیں اور (ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ) ہم اس کے محافظ ہیں۔

۶۴۔ قَالَ هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا أَمِنتُكُمْ عَلَىٰ أَخِيهِ مِن قَبْلُ ۖ فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ

(حضرت یعقوب نے) فرمایا کیا میں اس پر تم کو یونہی امین سمجھ لوں جیسے اس سے قبل اس کے بھائی پر تم کو امین دیکھ چکا ہوں (تم پر کیا اعتماد۔ تمہاری حفاظت میں تو نہیں البتہ خدا کی حفاظت میں اس کو دیتا ہوں) پس

الرّٰحِمِیْنَ ○

اللہ ہی سب سے بہتر نگہبان ہے اور وہی ہر مہربان سے بڑھ کر مہربان ہے۔

۶۵۔ وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ۗ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مَا نَبْغِىْ ۗ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ۗ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ○

اور جب انہوں نے اپنا سامان کھولا۔ تو (اس میں) اپنی پونجی (یعنی رقم) پائی جو انہیں واپس کر دی گئی تھی۔ (یہ دیکھتے ہی) وہ بولے اے باپ ہم کو اور کیا چاہیے، ہماری یہ رقم بھی تو ہم کو واپس کر دی گئی ہے اور ہم اپنے گھر والوں کے لیے غلہ لائیں گے، اور اپنے بھائی کی نگہبانی کریں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ غلہ اور لائیں گے اور یہ غلہ (جو ہم لائے ہیں) تھوڑا ہے۔ (یا یہ مراد ہے کہ بادشاہ کے لیے اس کا دینا، آسان ہے ہم کو آسانی سے ایک حصہ اور مل سکتا ہے کیوں نہ لیں)۔

رقم واپس کرنے کی حکمتوں میں غالباً بھائی کی حفاظت بھی منظور تھی وہی ہوا اور انہوں نے دل سے اس کی نگہبانی کا ارادہ کیا۔

۶۶۔ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِىْ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ○

(حضرت یعقوبؑ نے) کہا میں تمہارے ساتھ اس کو ہرگز نہ بھیجوں گا جب تک تم پختہ عہد خدا کا نہ دو کہ تم اس کو ضرور میرے پاس (خیریت کے ساتھ واپس) لے آؤ گے بجز اس (صورت) کے کہ تم سب ہی (کہیں) گھر جاؤ۔ پھر جب سب نے ان کو عہد دیا (قول و قرار کر چکے تو) آپ نے کہا ہمارے قول (و قرار) پر اللہ ہی نگہبان ہے (ہم یہ معاملہ اسی کے حوالے کرتے ہیں وہی کارساز، محافظت کرنے والا ہے)۔

۶۷۔ وَقَالَ يٰبَنِىَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۗ وَمَاۤ اُغْنِىْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَىْءٍ ۗ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۗ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○

(اس ہدایت کے ساتھ رخصت کیا) اور کہا اے میرے بیٹو! تم سب ایک دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا۔ اور (ہر چند میں تم کو دعاؤں کے ساتھ رخصت کر رہا ہوں) لیکن میں تم کو اللہ کی کسی بات سے بچا نہیں سکتا (تم کو اسی کی ضمانت میں دیا ہے بے شک) اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں (چلتا) میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے اور (تم بھی اسی پر بھروسہ رکھو کیونکہ) بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔

آیت بالا میں بے شمار حکمتیں ہیں، جس طرح حضرت یوسفؑ نے بھائیوں کی طبیعت کی مناسبت

سے کچھ لالچ کچھ تنبیہ فرمائی تھی اور اپنے باپ کے لیے کچھ اشارہ اس بات کا دیا تھا کہ وہ بنیامین کو بھیجنے میں متردد نہ ہوں اسی طرح اس آیت میں ان تینوں امور کا لحاظ ہے۔ حضرت یعقوبؑ نے بیٹوں کو متنبہ فرمایا کہ ایک دروازہ سے داخل نہ ہوں، لالچ کا پہلو ان کے لیے یہ تھا کہ نظر بد سے محفوظ رہیں، جس کا اس زمانہ میں عام چرچا تھا۔ دوسری اصل حکمت یہ تھی کہ وہ اپنے لڑکوں کی طبیعت کو جانتے تھے، یوسف کے دربار کے چھ ہی دروازے ہیں جیسا کہ لڑکوں نے بتایا تھا چونکہ ان سے الگ الگ دروازوں سے داخل ہونے کو کہا گیا ہے اس لیے دو دو ساتھ داخل ہوں گے اور بنیامین تنہا رہ جائے گا۔ بنیامین یوں بھی رقیق القلب ہے اور بھائی یوسفؑ کو یاد کر کے روتا رہتا ہے اس وقت بھی اس کو ان کی یاد آئے گی اور دروازہ میں داخل ہونے کے بجائے وہ دروازہ پر رونے لگے گا یہ امر یوسفؑ کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا وہ اس کو پہچان لے گا۔ ہر چند یہ تدبیر بتائی لیکن بھروسہ اللہ ہی پر کیا اور توکل کا پھل پایا۔ وہ اللہ پر بھروسہ کیے اس کے کرم کے منتظر تھے۔ چنانچہ اگلی آیت میں اس کی طرف لطیف اشارہ موجود ہے۔ لیکن ان امور سے اکثر لوگ واقف نہ تھے۔

۶۸- وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا ۚ وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ع

اور جب (یوسف کے دربار میں مختلف دروازوں سے) جس طرح انہیں ان کے باپ نے حکم دیا تھا داخل ہوئے (تو ان کے باپ کا ارمان پورا ہو گیا لیکن وہ ان کو تقدیر الٰہی سے بچا نہ سکتے تھے، البتہ یعقوب کے دل کی ایک خواہش تھی جو انہوں نے پوری کی اور بیشک وہ صاحب علم تھے کیونکہ ہم نے ان کو علم دیا تھا لیکن اکثر لوگ (یہ بات) نہیں جانتے۔ (کہ انسان کو اپنی سی تدبیر کرنا چاہیے اور نتائج کو اللہ کے سپرد کرنا چاہیئے)۔

حضرت یعقوبؑ نے جو کیا، وہی کیا جو ایک "عارف باخبر" کو کرنا چاہیے، ہر چند اللہ تعالیٰ نے ان کو جو علم دیا تھا اس کی بنا پر ان پر حقیقت روشن ہو چکی تھی لیکن نہ بندگی کا تقاضا یعنی تدبیر چھوڑی نہ زبان کھولی نہ اللہ کے سوا کسی پر بھروسہ کیا۔

نواں رکوع

حضرت یعقوبؑ نے جو تدبیر کی تھی وہ خدا کے حکم سے پوری ہوئی۔ جب مختلف دروازوں سے یہ بھائی داخل ہوئے تو دو دو ساتھ ہو گئے بنیامین کو تنہا ایک دروازہ سے داخل ہونا پڑا ان پر بے ساختہ بھائی کی یاد میں گریہ طاری ہو گیا یوسفؑ نے ان کو بھائیوں سے الگ بلایا ان کا حال پوچھا اطمینان

دلایا اس طرح بھائی پاس آگیا اب انہیں ماں باپ کو پاس بلانے کا خیال آیا تو وہ حضرت یعقوبؑ کا یہ اشارہ پاگئے کہ بندے کو تدبیر سے غافل نہ ہونا چاہیئے چنانچہ انہوں نے بھی ایک تدبیر کی جس کا ذکر اس رکوع میں آتا ہے۔

۶۹۔ وَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى يُوسُفَ اٰوٰى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

اور جب یہ لوگ یوسفؑ کے پاس پہنچے تو (یوسف نے) اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی (اور یہ راز کی بات اسے بتادی) کہا میں ہی تمہارا (حقیقی) بھائی ہوں بس جو کچھ یہ (تمہارے ساتھ) کرتے رہے ہیں (تم کو تکلیفیں دیتے رہے یا راستہ بھر طعن و تشنیع کرتے آئے) اس پر غمگین مت ہو۔ (اللہ تعالیٰ نے آزمائش کا وقت کاٹ دیا ہے)۔

چنانچہ ایک چاندی کا پیالہ بنیامین کو بتا کر سامان میں رکھا دیا گیا، جب قافلہ چلا اور کچھ دُور نکل گیا تو ایک شخص کو بھیج کر ان کو کہلوایا گیا کہ تم چور ہو غیر کا سامان چھپاتے اور بیچتے ہو انہوں نے صفائی پیش کرنا چاہی لیکن یہ بھی کہہ گئے کہ ہم میں سے جس کے پاس یہ پیالہ نکلے تو شریعتِ ابراہیمی کے مطابق اسے اس کے بدلے میں غلام بنالیا جائے اس طرح انہوں نے تو اپنی سزا تجویز کردی، اللہ کا حکم یوں ہی پورا ہونا تھا۔ ورنہ مصر میں چوری کی یہ سزا رائج نہ تھی اور اس کے تحت بنیامین کو روکا نہ جاسکتا تھا ان امور کی طرف آئندہ آیات میں اشارہ ہے۔

۷۰۔ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ○

پس جب ان کا سامان تیار کر دیا تو (بادشاہ کے پانی پینے کا) پیالہ اپنے بھائی کے سامان میں رکھ دیا، پھر (جب پیالہ کی تلاش ہوئی لوگوں کو ان بھائیوں پر شبہ ہوا کیونکہ یہی حضرت یوسف کے پاس رہتے تھے، یہ کچھ دُور جاچکے تھے چنانچہ) ایک پکارنے والے نے آواز دی اے قافلہ والو! (ٹھیرو!) تم لوگ یقیناً چور معلوم ہوتے ہو۔

۷۱۔ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ○

وہ ان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے تمہاری کیا چیز گم ہوگئی ہے (جو ہم کو چور بتاتے ہو)۔

۷۲۔ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ

وہ بولے شاہی پیالہ گم ہوگیا ہے اور (اعلان کیا گیا ہے کہ) جو کوئی اس کو لے آئے گا اس کے لیے ایک بوجھ اونٹ کا (غلہ) ہے۔ اگر تم تلاش کر دو تو یہ

آیت نمبر (۷۱) شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں "حضرت یوسفؑ نے ان کو چور کہا جھوٹ نہیں حضرت یوسفؑ کو باپ کی چوری سے بیچ ڈالا۔"

وَاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ○ — انعام پاؤ گے) اور میں اس کا ذمہ دار ہوں۔

۷۳۔ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِى الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ○ — انہوں نے کہا خدا کی قسم تم جانتے ہو، ہم (تمہارے) ملک میں اس لیے نہیں آئے کہ فساد پھیلائیں (چوری کریں) اور نہ ہم کبھی چور رہتے ہیں۔

۷۴۔ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ○ — وہ بولے اگر تم جھوٹے نکلے تو اس (چور) کی کیا سزا ہو (جس نے تم میں سے چوری کی ہو)۔

۷۵۔ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِىْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ ○ — انہوں نے کہا کہ اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے اسباب میں وہ (پیالہ) ملے وہی اس کا بدلہ (ہو گا۔ یعنی شریعتِ ابراہیمی کے مطابق ایک سال تک غلامی میں رہے گا، اپنی شریعت میں، ہم چوروں کو یہی سزا دیا کرتے ہیں۔

چنانچہ لوگ انہیں یوسف علیہ السلام کے پاس لے گئے۔

۷۶۔ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِىْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ○ — پھر یوسف علیہ السلام نے اپنے (حقیقی) بھائی کے تھیلے سے پہلے ان کی تھیلیاں دیکھنی شروع کیں پھر اس کو اپنے بھائی (بن یامین) کے تھیلے سے (ڈھونڈھ) نکالا۔ یوں ہم نے یوسف کو تدبیر بتائی (ورنہ) بلا تائید خداوندی وہ ہرگز اپنے بھائی کو بادشاہ (مصر) کے قانون کے رو سے روک نہ سکتے تھے۔ (بھائیوں کے منہ سے خود ہی سزا مقرر کرا دی) ہم جس کے چاہتے ہیں درجے بلند کرتے ہیں اور (ان مدارج کی کوئی گنتی اور کوئی حساب نہیں اس دنیا میں) ایک عالم سے بڑھ کر ایک عالم (موجود) ہے۔

قبل اس کے کہ بن یامین جس کے تھیلے سے پیالہ نکلا وہ کچھ بولے یا کہے اس کے بھائی خود ہی۔

۷۷۔ قَالُوْۤا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِىْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ — کہنے لگے اگر اس نے چوری کی ہے تو (کوئی تعجب کی بات نہیں) اس کے (حقیقی) بھائی نے بھی اس سے پہلے چوری کی تھی تو یوسف نے (بجائے اس اتہام کے جواب دینے کے) خاموشی اختیار کی اور ان پر حقیقتِ حال ظاہر نہ کی (اور

قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ○

اپنے جی میں) کہا تم بڑے بداطوار ہو (سراپا شر ہو تم نے بہت غلط موقف اختیار کیا ہے) اور جو باتیں تم بنا رہے ہو اللہ خوب جانتا ہے۔

۷۸۔ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

وہ کہنے لگے اے عزیز اس (بنیامین) کا باپ ضعیف اور معمر ہے (وہ اس کی جدائی کی تاب نہ لا سکے گا) پس ہم میں سے ایک اس کی جگہ رکھ لیجئے (اس کو جانے دیجئے۔ یہ آپ کا احسان ہوگا) ہم تو آپ کو بہت احسان کرنے والا پاتے ہیں۔

۷۹۔ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ○ ع

(یوسف نے) کہا، اللہ کی پناہ (اس بات سے) کہ ہم سوائے اس کے جس کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی کسی اور کو پکڑ لیں۔ (یعنی اگر ہم مجرم کی جگہ بے قصور کو پکڑیں) تب تو ہم بڑے بے انصاف ٹھہریں گے (قانوناً بھی اور تمہاری نظر میں بھی)۔

دسواں رکوع

۸۰۔ فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ۗ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْۤ اَبِيْۤ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ○

پھر جب وہ ان سے ناامید ہوئے (کہ وہ بنیامین کو چھوڑ دیں گے) تو علیحدہ آپس میں مشورہ کرنے بیٹھے۔ (یہودا جو) ان میں سب سے بڑا (تھا) بولا کیا تم جانتے نہیں کہ تمہارے باپ نے تم سے اللہ کا عہد لیا تھا (کہ اس کو واپس لانا) اور اس سے قبل جو کچھ یوسف کے حق میں تم ظلم کر چکے ہو (وہ بھی تم جانتے ہو) سو میں تو اس ملک سے ہرگز نہ ٹلوں گا جب تک میرا باپ مجھے (یہاں سے واپس آجانے کی) اجازت نہ دے یا اللہ (تعالیٰ) ہی میرے حق میں فیصلہ کر دے اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

۸۱۔ اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ

(مجھ کو یہاں چھوڑ دو اور تم لوگ) اپنے باپ کے پاس لوٹ جاؤ اور ان سے کہو کہ اے ہمارے باپ آپ کے بیٹے نے چوری کی اور (آپ مانیں یا نہ مانیں) ہم نے تو وہی کہا تھا جو ہم جانتے تھے اور ہم غیب کے نگہبان نہ تھے (جو ہونیوالی

حٰفِظِيْنَ ○

بات تھی ہو کر رہی یعنی بنیامین کے ساتھ جو صورت پیش آئی وہ تو ہمارے قیاس وگمان سے باہر ہے بہر حال اس معاملہ میں ہم بے قصور ہیں)۔

۸۲- وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْۤ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ○

اور (اگر آپ کو اب بھی یقین نہ آئے تو) آپ اس بستی (کے لوگوں) سے جس میں ہم تھے دریافت کرلیں اور اس قافلہ (کے لوگوں) سے جس کے ساتھ ہم آئے ہیں (معلوم کرلیں) اور بے شک ہم (اپنے قول میں) بالکل سچے ہیں (یعنی جو آپ سے اقرار کیا تھا اس میں کوتاہی نہ کی اور جو واقعہ ہے وہ سچ سچ بیان کر رہے ہیں)۔

۸۳- قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○

(یعقوبؑ نے) کہا (یہ کوئی واقعہ نہیں ہے) بلکہ تمہارے نفسوں نے ایک بات بنالی ہے (بہر حال میں نے اللہ پر بھروسہ کیا تھا اس سے لو لگائے رہوں گا) اب صبر ہی بہتر ہے (تم سے نہ شکوہ ہے نہ گلہ ۔ صبر جمیل نتیجہ لاتا ہے) شاید اللہ ان سب ہی کو میرے پاس پہنچا دے ۔ بیشک وہ بڑا علم والا بڑا حکمت والا ہے۔

ہر چند حضرت یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ یہ بھائیوں کی بنائی ہوئی بات ہے ، لیکن بھائیوں کا یہ کہہ دینا کہ اس کا بھائی چور تھا ، اس کے الزام کو قبول کرنا تھا ورنہ وہ یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ ہمارا بھائی چور نہیں پیالہ کسی اور نے رکھ دیا ہوگا اس کا رنج حضرت یعقوبؑ کو بہت ہوا ، یوسفؑ کی بھی پھر یاد تازہ ہوگئی "ہائے یوسف" زبان پر آیا۔

۸۴- وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰي يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ○

اور ان سے منہ پھیر لیا (یا ان کے پاس سے اٹھ کر الگ جا بیٹھے) اور بولے ہائے افسوس یوسف پر اور (ہر چند زبان پر شکوہ نہ تھا لیکن روتے روتے) غم سے آنکھیں سفید (بے رونق یا بے نور) ہوگئیں ۔ پس (اس روح فرسا صدمہ سے) وہ اپنے کو گھلائے ڈالتے تھے ۔

بیٹوں نے جب باپ کی یہ حالت دیکھی کہ زبان سے نہ شکوہ ہے نہ شکایت دل ہی دل میں گھٹتے رہتے ہیں تو الٹے باپ ہی پر بگڑ کر بولے ۔

۸۵- قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ

کہا خدا کی قسم تم تو مسلسل یوسفؑ ہی کی یاد میں لگے رہو گے یہاں تک یا گھل جاؤ گے یا ہلاک ہی ہو جاؤ گے (یا غم سے جاں بلب ہو جاؤ گے یا

مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ○

جان بحق ہو جاؤ گے۔

۸۶۔ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

(یعقوب علیہ السلام نے جواب دیا) کہا (میں تم سے تو کچھ نہیں کہتا) میں تو اپنا اضطراب و غم (اپنے) اللہ ہی سے کہہ سناتا ہوں اور (اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

دل میں کہا مجھے یقین ہے کہ یوسف کا خواب سچا ہوگا یوسف ضرور ملے گا، تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ نے اس سے بھی مجھے باخبر رکھا ہے مجھے صبر کی کیا تلقین کرتے ہو اپنے اعمال سنوارو۔

۸۷۔ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ○

(اچھا) اے بیٹو! (یوسف کے متعلق غلط بیانیوں پر اڑے نہ رہو) جاؤ اور یوسف کی اور اس کے بھائی کی تلاش کرو (اللہ کے کرم (اس کی رحمت) سے مایوس مت ہو اور اللہ کے فیضان رحمت سے وہی لوگ مایوس ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔ (جو حق کو چھپانے والے منکر ہیں ان کے قلوب رحمت الٰہی کی ان حیات بخش ہواؤں کی تازگی سے محروم رہتے ہیں)۔

چنانچہ یہ لوگ پھر عزیز مصر (یوسف علیہ السلام) کے پاس واپس آئے کہ بن یامین کا پتہ معلوم کرنا تھا اور غلہ بھی لینا تھا۔ عرض کی کہ ہم اپنا سب اثاثہ بیچ چکے ہیں قحط سے ہماری حالت خراب ہے اگر کچھ غلہ اس ناقص قیمت کے بدلے میں جو ہمارے پاس ہے عنایت ہو تو یہ آپ کا کرم ہوگا پہلے بات چیت غلہ کے متعلق کی، کہ اگر مناسب ہو تو پھر بھائی بن یامین کے متعلق درخواست کریں۔

۸۸۔ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ○

پھر جب وہ اس (عزیز مصر، یوسف) کے پاس پہنچے تو عرض کی اے عزیز! ہم پر اور ہمارے گھر والوں پر بڑی مصیبت پڑی ہے اور (ہم لوگ قحط سے مر رہے ہیں، رہا سہا سامان بیچ کر) ہم یہ تھوڑی سی رقم لے کر آئے ہیں سو آپ ہمیں غلہ پورا پورا عنایت کریں اور (قیمت کو نہ دیکھیں رعایت کے طور پر) ہم پر خیرات کریں بے شک اللہ خیرات کرنے والوں کو جزائے خیر دیتا ہے۔

گھر والوں کا یہ حال سن کر حضرت یوسف علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اللہ کے حکم سے انہوں نے اپنے آپ کو ظاہر کیا۔

۸۹۔ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ○

فرمایا کیا تم کو معلوم ہے (تم کو یاد ہے) کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا (برتاؤ) کیا جب تم کو سمجھ نہ تھی۔

بھائیوں کی نظروں کے سامنے یوسفؑ کے لڑکپن کی تصویر گھوم گئی یوسفؑ کو بغور دیکھا تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔

۹۰۔ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ز قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

بولے کیا واقعی تم ہی یوسف ہو۔ انہوں نے کہا ہاں میں ہی یوسف ہوں اور (بنیامین کی طرف اشارہ کر کے) یہ میرا بھائی ہے۔ واقعی اللہ نے ہم پر بڑا احسان کیا (کہ ہم کو اس عزت کے ساتھ ملایا اور جدائی کی گھڑیاں ختم ہوئیں) بے شک جو اللہ سے ڈرتا اور صبر کرتا ہے تو اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

۹۱۔ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِئِيْنَ ○

وہ بولے (بے شک یوسفؑ تم ہی کامیاب رہے) خدا کی قسم اللہ نے تم کو ہم پر فضیلت دی اور بے شک ہم ہی خطا کار تھے۔

بھائی اپنی غلطیوں پر نادم ہوئے حضرت یوسفؑ سے بھائیوں کی یہ شرمندگی دیکھی نہ گئی فوراً

۹۲۔ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ز وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ○

فرمایا (اب اس بات کو چھوڑو) آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں (میری طرف سے تم پر کوئی مؤاخذہ نہیں جو ہونا تھا ہو گیا میں تمہاری سب غلطیاں پہلے ہی سے معاف کر چکا ہوں آج اللہ کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ) اللہ تم کو معاف فرمائے اور وہ تو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ تم مل گئے لیکن ابھی میرے باپ وہاں ہیں جو میری یاد میں بے تاب ہیں انہوں نے تم کو میرے پاس بھیجا ہے، میں تم کو پھر ان کے پاس بھیجتا ہوں۔

۹۳۔ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ج

یہ میرا کرتہ لے جاؤ اور اس کو میرے باپ کے چہرہ پر ڈال دینا وہ بینا ہو جائیں گے (آنکھوں کی روشنی واپس آجائے گی کھویا ہوا نور مل جائے گا)

ع وَاْتُوْنِیْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ اور اپنے سب گھر والوں کو میرے پاس لے آؤ۔

گیارھواں رکوع

ادھر حضرت یوسفؑ کے بھائی، پیراہن یوسفؑ لیکر مصر سے روانہ ہوئے ادھر شام میں حضرت یعقوبؑ نے ان کے پیراہن کی خوشبو محسوس کی، جب اللہ تعالیٰ کسی امر کو ظاہر کرنا چاہتا ہے تو کوئی چیز مانع نہیں ہوتی، وہی حضرت یوسفؑ کنویں میں تھے لیکن آپ نے اس طرح کا کوئی کلمہ نہ فرمایا، انہیں کیفیات کو نبی کے ساتھ معجزہ اور اولیاء کے ساتھ کشف و کرامت کہتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ اے لوگو اگر تم باور کرو اور مجھ کو ہنوز بہکا ہوا نہ کہو تو میں تم کو بتاؤں کہ میں پیراہن یوسفؑ کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں ان کے گھر والے یہی سمجھے کہ یہ سب محبت کی وارفتگی ہے آخر خوشبو اللہ کے حکم سے پہنچی تھی وہ حق ثابت ہوئی، آنکھ میں نور بھی آیا، نور چشم کو بھی پایا اور خواب کی تعبیر بھی پوری ہوئی۔

۹۴۔ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِیْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ لَوْ لَاۤ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ۝

اور جب قافلہ (مصر سے) روانہ ہوا تو (وہاں شام میں) ان کے باپ نے کہا (اے گھر والو!) اگر تم مجھ کو یہ نہ سمجھو کہ (بوڑھا) بہک گیا ہے تو مجھے تو یوسف کی بو آرہی ہے۔

۹۵۔ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ ۝ (لازم)

(گھر والے یا گرد و پیش کے لوگ) بولے خدا کی قسم تم تو اپنے اسی پرانے خیال میں (پڑے) ہو (یوسف اب کہاں یہ تمہارا اپنا وہم ہے جو خوشبو بنکر دماغ میں سما رہا ہے)۔

۹۶۔ فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

پھر جب خوشخبری دینے والا (پیراہن یوسف لے کر) آپہنچا (اور) اس نے وہ (کرتا ان کے منہ پر ڈال دیا تو ان کی بصارت واپس آگئی (وہ بینا ہو گئے) فرمایا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ جاؤ یوسف کو تلاش کرو پھر مجھے یہاں بھی یوسف کے پیراہن کی خوشبو محسوس ہوئی بات یہ ہے) کہ میں خدا (کے حکم) سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

۹۷۔ قَالُوْا یٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا خٰطِئِیْنَ ۝

(بیٹے) بولے اے ہمارے باپ (ہمیں معاف فرمائیے اور ہمارے لیے دعا فرمائیے) ہمارے گناہوں کو بخشوائیے، بے شک ہم سے بڑی خطائیں ہوئی ہیں۔

۹۸- قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

(یعقوب علیہ السلام نے) کہا، (ذرا توقف کرو وقت دعا بھی آتا ہے) میں عنقریب اپنے رب سے تمہارے لیے مغفرت کی دُعا کروں گا بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ (بعض مفسرین نے عنقریب سے قبولیت کا وقت، شب جمعہ یا تہجد مراد لیا ہے)۔

۹۹- فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ؕ ○

پھر جب یہ (سب لوگ) یوسف کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے والدین کو اپنے پاس بٹھایا، اور کہا آپ سب مصر میں قیام فرمائیے، انشاءاللہ آپ یہاں سکون پائیں گے۔

حضرت یوسف علیہ السلام اپنے والدین کی پیشوائی کے لیے سرحد مصر تک گئے ان کا استقبال کیا اور مصر میں بے کھٹکے داخل ہونے کی درخواست کی ان کو تخت پر بٹھایا لیکن اس زمانہ کے دستور کے موافق آپ کے والدین بھائی سب حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے تعظیماً جھک گئے، جسے سجدہ سے تعبیر کیا گیا ہے یا حقیقی طور پر سجدہ ہی کیا یعنی زمین پر پیشانی رکھی تعظیم کے لیے زمین پر پیشانی رکھنا ان کی شریعت میں جائز تھا۔ شریعتِ محمدی میں غیر خدا کے لیے سجدۂ تعظیمی حرام اور سجدۂ عبادت کفر ہے۔

۱۰۰ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۡ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ؕ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○

اور یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا (اور اس طرح اپنے پاس تخت پر بٹھا کر ان کی تعظیم کی لیکن اللہ تعالیٰ کو اس وقت ان سے یوسف کے صبر و استقلال، اور نبوت پر فائز ہونے کی تعظیم کروانا تھی) اور سب ان کے سامنے سجدہ میں گر پڑے (حضرت یوسف نے ماں باپ بھائیوں کی اس تعظیم کو اپنی بڑائی کی طرف نہیں بلکہ اللہ کے حکم کی طرف محمول فرمایا) اور کہا اے میرے باپ یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے۔ جس کو میرے رب نے سچا کر دکھایا (یوسف علیہ السلام کو اپنی عاجزی اور اللہ کے احسانات یاد آنا شروع ہو گئے) اور اللہ نے تو مجھ پر اس وقت (بھی) کرم فرمایا جب مجھے قید خانہ سے نکالا۔ اور (آج) آپ سب کو (ہمارے قدیم) گاؤں سے لے آیا۔ (اور یہ) اس کے بعد (ہے) کہ شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں فساد ڈلوا دیا تھا بیشک میرا رب جو چاہتا ہے بڑی خوش تدبیری سے کرتا ہے۔ بے شک وہ بڑا علم والا بڑا حکمت والا ہے (ہر چیز اس پر ظاہر ہے اور اس کو

ہر چیز پر پوری قدرت ہے پھر وہی یہ خوب جانتا ہے کہ کس بات کو کس طرح کرنا انتہائی مناسب ہے)۔

جذبۂ شکر گزاری کا اظہار جاری ہے اور یوسف علیہ السلام اللہ کی بارگاہ میں دست بدعا ہیں۔

۱۰۱۔ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝

اے میرے رب (میں تیرا کس طرح شکر ادا کروں) تو نے مجھے حکومت عطا فرمائی اور (امور مملکت اور) خوابوں کی تعبیر بھی سکھائی۔ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا کارساز ہے (یہاں دنیا میں تو نے عزت بخشی ہے، مجھے اسلام سے نوازا ہے اپنی رضا پر رہنے کی توفیق دی ہے اب) میرا خاتمہ بھی بالخیر فرما اور مجھے (آخرت میں بھی) نیک بختوں میں جگہ دے۔

۱۰۲۔ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ۝

(اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں اور آپ ان کے پاس (تو کھڑے) نہ تھے جب (برادران یوسف) اپنی باتوں پر متفق ہو رہے تھے (باہم مشورے اور تدبیریں کر رہے تھے) اور وہ سازشیں بھی کر رہے تھے (مگر آپ ان تمام واقعات کی خبر دے رہے ہیں یہ بات خود آپ کی نبوت و رسالت کی روشن دلیل ہے)

۱۰۳۔ وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور (اے حبیب آپ غمگین نہ ہوں) اکثر لوگ ایمان نہ لائیں گے آپ کتنا ہی چاہیں (وہ لوگ آپ کی صداقت پر باور نہ کریں گے اور آپ کے باور پر باور کرنا ہی ایمان ہے)

بہر حال وہ نہیں مانتے نہ مانیں

۱۰۴۔ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ ع ۱۱ ۵

آپ ان سے اس (تبلیغ) پر کچھ معاوضہ تو مانگتے نہیں یہ (قرآن) تو اور کچھ نہیں بس دنیا جہان کے لیے ایک نصیحت ہے (سو آپ نے نصیحت فہمائش فرما دی، اور فرماتے رہیں گے ان کے ماننے نہ ماننے سے کیا ہوتا ہے)۔

بارھواں رکوع

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جا رہی ہے کہ آپ کفار کے ماننے نہ ماننے، ایمان لانے نہ لانے سے آزردہ خاطر نہ ہوں۔ یہ لوگ آیات سن کر اللہ کی نشانیاں دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے ان کی

نظریں حقیقت شناس نہیں ان کے دل حق کے متلاشی نہیں، اپنے زعم میں انہوں نے وصول الی اللہ کی راہ پالی ہے فی الحقیقت وہ کفر و شرک کی گھٹا ٹوپ وادیوں میں سرگرداں ہیں۔ بہرحال آپ درس توحید دیتے رہیں نعمۂ توحید سے وہی سرشار ہوں گے جن کو توفیقِ ہدایت نصیب ہے۔ کافر و مشرک نافرمانی کا خمیازہ خود بھگتیں گے یہ قرآن تو مومنوں ہی کے لیے ہدایت و رحمت ہے۔

۱۰۵ وَكَأَيِّن مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ ○

اور (اے رسول یہ آپ کا کہنا کیا سنیں گے ان کا تو یہ حال ہے کہ) آسمانوں اور زمین میں کتنی ہی نشانیاں ہیں جن پر ان کا گزر ہوتا رہتا ہے اور وہ ان پر دھیان نہیں کرتے (توحید کا سبق نہیں لیتے، حقیقت سے منہ پھیرے چلتے چلے جاتے ہیں)۔

۱۰۶ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ ○

اور ان میں سے اکثر لوگ اللہ پر ایمان لاتے ہیں تو ساتھ ہی شرک بھی کرتے رہتے ہیں۔ (اللہ کے ساتھ شریک ٹھیراتے ہیں یا زبان سے ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن عملی طور پر شرک کے مرتکب ہوتے ہیں)۔

۱۰۷ أَفَأَمِنُوا أَن تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللَّهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ○

کیا یہ اس (بات) سے بے فکر ہیں کہ خدا کے عذاب محیط میں مبتلا ہو جائیں یا ان پر ناگہاں قیامت آجائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔ (کیا انہوں نے کوئی ایسا انتظام کر لیا ہے کہ ہر آفت سے بے خوف و بے فکر ہو جائیں)۔

اگر عذاب الٰہی سے واقعی محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو اس کا صرف ایک ہی راستہ ہے اللہ اور رسول کی اطاعت یعنی دین اسلام۔

۱۰۸ قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ ۚ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي ۖ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○

آپ فرما دیجئے یہ (دین اسلام ہی) میری راہ ہے میں تو اللہ کی طرف بلاتا ہوں (اللہ کی طرف یعنی توحید خالص کی طرف جانے کا طریقہ بتاتا ہوں اور حق و صداقت کی) پوری بصیرت پر ہوں میں (بھی) اور میرے پیرو بھی۔ اور (ہمارا ایمان ہے کہ) اللہ پاک ہے اور میں شریک ٹھیرانے والوں میں نہیں ہوں۔ (صداقت کی اسی بصیرت کی برکت ہے کہ میرے تصورِ ذات و صفات میں شرک کا شائبہ تک نہیں)۔

۱۰۹ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِم مِّنْ أَهْلِ

اور (اے رسول) آپ سے قبل ہم نے بستیوں کے رہنے والوں میں سے مرد ہی نبی چن کر بھیجے تھے (جو حق و باطل میں امتیاز کرنے والے) انس میں زندگی بسر

الْقُرٰىؕ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اتَّقَوْاؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ○

کرنے والے تھے صاحب ارادہ لوگ تھے فرشتہ نہ تھے) جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔ (پھر جن لوگوں نے ان کا انکار کیا اور تخریب میں لگے رہے ان کا کیا حشر ہوا)۔ کیا یہ لوگ زمین پر گھومے پھرے نہیں کہ ان لوگوں کا انجام دیکھ لیتے جو ان سے پہلے (کفر و شرک میں مبتلا رہ چکے) تھے۔ (انہیں دنیا میں کچھ عیش و طرب کی گھڑیاں میسر رہیں لیکن وہ آخرت کی کامیابیوں سے محروم رہے) اور آخرت کا گھر ان کے لیے بہتر ہے جو اللہ کے فرمان بجا لاتے ہیں کیا تم (اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے۔

اگلوں کی طرح ہمارے نبی کو جھٹلانے پر آمادہ ہو۔ یاد رکھو کہ یہ تکذیب تمہیں عذاب الٰہی میں مبتلا کر دیگی۔ خدا کی طرف سے مؤاخذہ ضرور ہوتا ہے گو اس میں تاخیر ہو جائے۔ بعض اوقات تو حکمت خداوندی کے پیش نظر اتنی تاخیر ہو گئی کہ بعض پیغمبروں میں بظاہر ناامیدی کی جھلک سی پیدا ہو گئی۔

١١٠۔ حَتّٰۤى اِذَا اسْتَیْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّیَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَلَا یُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ○

(اگلے لوگوں کو بھی مہلت دی گئی تھی) یہاں تک کہ جب رسول ناامید ہونے لگے (کہ نہ جانے منکروں پر کب عذاب آئے گا) اور (مشرکین اور مذبذبین یہ) گمان کرنے لگے کہ (انبیاء کرام سے ان کی نصرت کا جو وعدہ کیا گیا تھا) وہ صحیح نہ نکلا (اسی وقت) ان کے پاس ہماری مدد آ پہنچی پھر جن کو ہم نے (عذاب سے بچانا) چاہا بچا لیا (یعنی ایمان والوں کو) اور گنہگاروں سے ہمارا عذاب پھرا نہیں کرتا (وہ اس میں گرفتار کیئے گئے اور اپنی سزا کو پہنچے)۔

یہ احسن القصص ہے اس میں چشم بینا کے لیے بڑی عبرت ہے۔

١١١۔ لَقَدْ كَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِؕ مَا كَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَتَفْصِیْلَ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ○ ع ٧

بیشک ان کے حالات میں سمجھ بوجھ والوں کے لیے (بڑی) عبرت ہے (اس سے پیغمبروں کی پاکیزہ ذہنیت اور عام لوگوں کی حالت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے ان سے انسان کو سبق لینا ہے، کہ ہدایت پائے اور یہ قرآن) کوئی (انسان کی اپنی) بنائی ہوئی بات تو ہے نہیں، بلکہ تمام پہلی صداقتوں کی تصدیق کرنے والا اور ہر (ضروری) بات کو کھول کر بیان کرنے والا ہے اور ایمان والوں کے لیے (تو) ہدایت و رحمت ہے۔

یہ سورۃ اس انداز سے ختم ہوتا ہے کہ قصہ کا نچوڑ، لب لباب چار لفظوں میں بیان کر دیا گیا۔ تصدیق۔ وضاحت۔ ہدایت۔ رحمت اور یہی قرآن کے امتیازات ہیں۔

سُوْرَةُ الرَّعْدِ

مکی تینتالیس آیتیں چھ رکوع

گزشتہ سورہ، احسن القصص تھا، جمال میں جلال کے پہلو اور جلال میں جمال کے انداز لیے ہوئے تھا۔ یہود کی کج بحثیوں کا احسن ترین انداز سے جواب، یوسفؑ کے جمال باطنی کا نورانی بیان، فطرتِ انسانی کی مہلک کمزوریوں کا مرقع، روح کی عظمت، قلب کی حرکت اور حواس کی سراسیمگی کا عبرت آموز بیان، اور سورہ کلام اللہ کی چار بنیادی صفات کے ذکر پر ختم ہوا۔ کلام اللہ ہونے کی حیثیت سے گزشتہ کتب سماوی کی تصدیق کرنے والا۔ خاتم النبیینؐ کے لیے آخری جامع کتاب ہونے کے باعث ہر شے کی تفصیل سے مزین، اور ایمان والوں کے لیے سراپا ہدایت و رحمت۔ سورہ کا آخری لفظ "یؤمنون" تھا۔

اب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اسی ایمان کی دعوت دیتا ہے، توحید خالص کو ذہن نشین کرانے کے لیے مختلف دلائل و شواہد پیش فرماتا ہے۔ اسی کے جلال و جمال کی نشانیوں میں سے بجلی اور بارش ہے۔ سورہ کا نام اسی مناسبت سے "الرعد" پسند فرمایا کہ یہ بے شمار تحرکات کی موجب ہے۔ تاکہ یہ سورت مومن کے لیے اللہ کے جلال و جمال پر شاہد ہو اور کافر اس خالق کائنات کی قدرت کاملہ کی جانب متوجہ ہوں اور اس دن سے ڈریں جب اس کا عذاب ہزارہا بجلیوں سے زیادہ دہشت ناک ہوگا، اور اس کتاب پر جسے کتاب مبین فرمایا جا رہا ہے غور کریں۔

تمام کتبِ سماویہ کی تعلیمات کا نچوڑ توحید اور توحیدِ خالص ہی تھا۔ اس تعلق سے اور اس لیے بھی کہ اسلام کا مقصد ہی کلمۂ توحید کی تلقین ہے، صفاتِ باری تعالیٰ کا بیان ہے، اس کی عظمت مومن کے قلب میں راسخ کی جارہی ہے۔ کائنات کی ہر شے اپنے خالق کی فرمانبردار ہے، بتایا جارہا ہے کہ وہ جن کے قلوب نورِ توحید سے منور ہوتے ہیں، ان کی کیفیات کیا ہوتی ہیں، جو اس سے محروم ہیں ان کی حالت کیا ہوتی ہے۔ آخر میں ہدایت و رحمت کا پیغام رحمت للعلمینؐ کی زبان سے عام کیا گیا ہے کہ بندہ کا مقصدِ زیست، بندگی اور خالق کا منشا اپنے بندوں پر لطف و رحمت ہے گویا یہ سورہ، قرآن (یعنی ہدایت و رحمت) اور صاحب قرآن (یعنی ہادی برحق، رحمتِ عالم) کے انوار، توحید کی روشنی میں دکھاتا ہے اور ایمانی بصیرت کو جلا بخشتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ الٓمّٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ط الف، لام، میم، را۔ (اے رسول) یہ کتاب (الہی) کی آیتیں ہیں، اور

وَالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○

جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل ہوا وہی حق ہے مگر اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

ان منکروں کو یوں متوجہ فرمایئے کہ دیکھو خالق کائنات کی ہر چیز کس طرح اپنے خالق کی وحدانیت کا ثبوت دے رہی ہے، قرآن کہتا ہے کیا ان کو ارض و سماء میں اس کی نشانیاں نظر نہیں آتیں پھر اس کے حق ہونے میں اور آپ کے برحق ہونے میں انہیں کیا شبہ ہے۔

۲- اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ○

(کتاب وہ جو مُنَزّل مِن اللہ ہے اور) اللہ وہ ہے جس نے بلا ستونوں کے آسمانوں کو بلند کر رکھا ہے (جیسا کہ) تم دیکھ رہے ہو، پھر عرش پر قائم ہوا (کائنات میں اپنا قانون جاری کیا) اور سورج اور چاند کو (جو اس کائنات کیلئے مرکز و محور ہیں، اپنے اپنے) کام پر لگا دیا۔ ہر ایک وقت معین پر چلتا رہتا ہے (جس سے شمسی، قمری نظام کا قیام ہے یا وقتِ معیّن یعنی قیامت تک یوں ہی گردش کرتا رہے گا غرض کائنات کی ہر شے اس کے تابع فرمان ہے اور وہی) ہر بات کا انتظام کرتا ہے (خلق اور امر سب اللہ ہی کے لیے ہے اور) وہ اپنی نشانیاں (اسلیے) ظاہر فرماتا ہے تاکہ شاید تم کو خدا کے سامنے حاضر ہونے پر یقین آجائے۔ (سمجھ لو کہ جس نے ہمیں پیدا کیا اور ہمارے لیے سب کچھ پیدا کیا، اس کے لیے دوبارہ ہمیں پیدا کر دینا کیا بڑی بات ہے۔ دیکھو جن کو اس سے ملنے کا یقین ہے کائنات کی ہر شے ان کے اس ایقان کو کس طرح تقویت بخشتی رہتی ہے۔

۳- وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ

اور (اللہ) وہی ہے جس نے زمین پھیلائی اور اس میں پہاڑ و دریا رکھ دیئے۔ اور ہر طرح کے پھلوں کی اس میں دو دو قسمیں بنائیں (جوڑے پیدا کیے پھلوں

آیت نمبر (۳) زمین کے پھیلاؤ سے اس کے گول یا سطح ہونے سے بحث نہیں بلکہ ایک عام انسان کے مشاہدات میں جس طرح یہ نظر آرہی ہے اس کا ذکر ہے، جیسے سورج کا نکلنا اور ڈوبنا، ہر زبان میں رائج ہے۔ کیا اہل فکر و نظر کے لیے ان مشاہدات کی تحلیل، ان کی کیفیات کے تجسس سے بے شمار اور بھی نشانیاں ظاہر نہیں ہو رہیں، جب تک انسان میں فکر کی صلاحیت باقی ہے وہ ان سے نت نئے نتائج اخذ کرتا رہے گا۔

كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○

میں نر و مادہ پاتے ہو، ترش و شیریں گرم و سرد، یہ سب اللہ ہی کی تخلیق ہے، اور اللہ ہی ہے جو) دن کو رات کا لباس (یا رات کو دن کا لباس) پہناتا ہے (ایک کے بعد ایک آتے رہتے ہیں اور اسی گردش لیل و نہار کی بدولت دنیا میں کیا کچھ ہو رہا ہے، اور ان کے اسباب، کیفیت اور افادیت کو ہر اہل علم اپنے انداز سے دیکھتا اور سمجھتا رہتا ہے) بے شک اس میں فکر کرنے والوں کے لیے (بے شمار) نشانیاں ہیں۔

۴- وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۬ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○

اور (زمین ہی کو لو) زمین میں (طرح طرح کے) قطعات ہیں ایک دوسرے سے ملے ہوئے، اور انگور کے باغ اور کھیتیاں ہیں اور کھجور کے درخت ایک کی جڑیں دوسرے سے ملی ہوئیں (جھنڈ کے جھنڈ) اور بعض دُور دُور (یعنی بکھرے ہوئے حالانکہ) ان کو پانی ایک ہی (نہر، دریا، یا بارش سے) ملتا ہے اور (یہ فرق و امتیاز جو تم دیکھتے ہو اتفاقی نہیں) ہم ہیں کہ پھلوں میں ایک کو دوسرے سے بڑھا دیتے ہیں (کہیں ایک میوہ دوسرے سے بہتر، کہیں ایک باغ دوسرے سے زیادہ شاداب) بے شک ان چیزوں میں عقل سے کام لینے والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔ (جو صفات سے ذات کو پہچانے وہی عاقل ہے یاد رہے کہ فکر صانع کی طرف لے جاتی ہے عقل اس کی صفت کی طرف لاتی ہے)۔

غرض کائنات کی ہر شئے اللہ کے وجود پر شاہد ہے یہاں دنیاوی سرسبزی اور روحانی بالیدگی کا سبب، ابر اور ابر رحمت کو بنایا گیا ہے اور جملہ امور ایک خالق کائنات کے زیر فرمان ہیں۔ کیا اس مٹی سے اُگتے ہوئے دانہ کو دیکھنے کے بعد بھی لوگوں کو اپنے دوبارہ پیدا کیے جانے پر تعجب محسوس ہوتا ہے۔

۵- وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ

اور اگر آپ کو (کفار کی ناسمجھی پر) تعجب ہو تو (واقعی) ان (کافروں) کا یہ کہنا عجیب ہے کہ جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیا از سرِ نو زندہ کیے جائیں گے؟ (اس سے بڑھ کر جہالت اور کیا ہوگی) یہی لوگ ہیں جو اپنے رب (کی قدرتِ کاملہ) کے منکر ہو گئے اور یہی ہیں جن کی گردنوں میں طوق (ضلالت) ہوں گے اور یہی اہلِ دوزخ ہیں، اس میں وہ ہمیشہ پڑے رہیں گے۔

الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○

۶۔ وَیَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّیِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِیْدُ الْعِقَابِ ○

اور (ان کا یہ حال ہے کہ ایمان لانے کے بجائے کہ فلاح پاتے) آپ سے یہ لوگ بھلائی سے قبل برائی کے خواہاں ہیں۔ (انکارِ حق کر کے چاہتے ہیں کہ عذاب آئے اور جلد آئے) حالانکہ اس سے پہلے (منکرینِ حق پر) بہت سے (عبرتناک) عذاب گزر چکے ہیں۔ (چاہتے تو ان سے عبرت لیتے) اور آپ کا پروردگار لوگوں کو ان کی زیادتیوں کے باوجود معاف کرنے والا ہے اور بے شک آپ کے رب کا عذاب بہت سخت ہے۔

۷۔ وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ○ ع

اور کافر کہتے ہیں کہ (اللہ کے نبی پر) اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہ اتری؟ (کوئی ایسا معجزہ ہوتا کہ ہم سب سمجھ لیتے کہ یہ اللہ کے رسول ہیں آپ فرما دیجئے کہ) آپ کا کام تو لوگوں کو (غلط عقیدہ اور غلط کاموں کے نتائج سے) ڈرانا ہے (نہ کہ ان کے فرمائشی معجزات پیش کرتے رہنا) اور (رہا معجزہ کا سوال تو) ہر قوم کا ایک ہادی ہوتا ہے (جو اس قوم کی ایک مخصوص احسن صورت سے اس کی رہبری کرتا ہے، اہلِ عرب فصاحت کے دلدادہ تھے ان میں قرآن جیسا کلام نازل ہوا جس کی ہر چھوٹی سے چھوٹی سورت بھی عظیم معجزہ ہے۔ اب اتنے معجزات کے ہوتے ہوئے مزید نشانیوں کو طلب کرنا محض کج بحثی نہیں تو اور کیا ہے)۔

دوسرا رکوع

توحید باری تعالیٰ، اس کے کمالِ علمی، اس کی قدرت و حکمتِ کاملہ کا بیان جاری ہے، اللہ ہر شے کی جزئیات تک سے واقف اور اس پر محیط ہے، ہر شے اسی کے آگے سربسجود، اسی کے حکم کے تابع ہے۔ البتہ انسان کو کسی قدر آزادی حاصل ہے، چاہے تو اپنی حالت بنالے یا بگاڑ لے۔ اللہ اور رسولؐ پر ایمان لا کر احکامِ الٰہی کے تابع رہنا، زندگی بنا لینا ہے، ان سے روگردانی تباہی و ہلاکت ہے۔

۸۔ اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى

اللہ (کے علم محیط سے کوئی شے پوشیدہ نہیں وہ) جانتا ہے اس کو جو ہر

وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۚ وَكُلُّ شَيْءٍ عِندَهُ بِمِقْدَارٍ ○

مادہ اپنے پیٹ میں اُٹھائے ہوئے ہے۔ (حمل میں لڑکا ہو یا لڑکی، پورا ہے یا ادھورا، اچھا ہو یا بُرا وغیرہ) اور پیٹ کے سکڑنے اور پھیلنے سے بھی (خوب واقف ہے، اسی پر قیاس کر لو کہ کائنات کی تمام جزئیات سے وہ کس قدر باخبر اور ان پر کس درجہ محیط ہے) اور ہر چیز کا اس کے یہاں ایک اندازہ مقرر ہے، (اس کے سب کام حکمت کے تحت، ایک بڑے منصوبہ کے مطابق یوں ہی ہوتے رہتے ہیں)۔

۹- عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ○

(اس کے کمالِ علمی کا تو یہ عالم ہے کہ وہ ہر) پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے سب سے بڑا (اور) برتر ہے (ایسی بڑائی جس کا ہم ادراک نہیں کر سکتے)

۱۰- سَوَاءٌ مِّنكُم مَّنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَن جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ○

(اور اس کا علم اس درجہ محیط ہے کہ) تم میں سے کوئی چپکے سے بات کہے یا زور سے کہے یا کوئی رات (کی تاریکی) میں چھپ جائے یا دن (کی روشنی) میں چلتا پھرتا ہے (اس کے علم کے اعتبار سے) سب برابر ہے۔

غیب و شہادت، چھپے اور کھلے کا ذکر تھا، اس عالمِ اسباب میں جس طرح ظاہری طور پر اسباب کا سلسلہ ہے اگرچہ کرنے والا وہی مسبب الاسباب ہے اسی طرح پوشیدہ طور پر بھی اس مسبب الاسباب نے انسان کی حفاظت کا نظام قائم کر رکھا ہے، کہیں انسان کی ودیعت کی ہوئی قوت مدافعت کرتی ہے، کہیں اللہ کی مدد اس طرح آتی ہے کہ اس کا سان وگمان نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار مخلوق میں بے شمار فرشتے بھی شامل ہیں جو اس کے حکم سے متصرف رہتے ہیں، انسان کی حفاظت اس کے حکم سے کرتے ہیں، انسان سعی کرتا ہے اللہ کی مدد شامل حال رہتی ہے۔

۱۱- لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ ۗ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ ۚ وَمَا لَهُم مِّن دُونِهِ

اللہ کے پہرہ دینے والے (ہر بندہ کے ساتھ) اس کے آگے اور اس کے پیچھے (مامور) ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں (روح کو بھی توفیقِ الٰہی ہی لے کر چلتی ہے، جب تک انسان اللہ پر نظر جمائے مصروف کار رہتا ہے وہ انس میں رہتا ہے، انس کی غیر فانی لذتیں اس کا نصیبہ ہوتی ہیں، جب وہ کیفیت حضوری کو ترک کر کے نفس کو مرکزِ نظر بناتا ہے اس کی کیفیت بدل جاتی ہے وہ نسیان میں آجاتا ہے اسی کو عیش سمجھتا ہے روحانی بالیدگی موقوف ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جس قوم میں خوفِ خدا نہ ہو، توحید خالص سے محروم ہو جائے اس کی کیفیت

مِنْ وَّالٍ ۝

بدل دی جاتی ہے ۔ وہ دنیا کے عیش میں کھو جاتی ہے) بے شک اللہ کسی قوم کی (صالح) حالت کو بدل نہیں دیتا جب تک وہ اپنی حالت کو خود بدل نہیں ڈالتے ۔ (یہ عام قاعدہ ہے اللہ چاہے تو ان کو اسی حالت میں پڑا رہنے دے لیکن بسا اوقات ، وہ ایسی قوموں کو جن میں غیر صالح افراد کا غلبہ ہو جاتا ہے ہلاک کر دیتا ہے) اور جب اللہ کسی قوم پر مصیبت ڈالنا چاہتا ہے تو پھر نہ وہ ٹل سکتی ہے اور نہ اس کے سوا کوئی ان کا مددگار ہو سکتا ہے ۔

اس خالق کائنات کو حاضر و ناظر جانو اس کے تصورِ حضوری میں رہو، کیا تم کو بجلی کی کڑک اور پانی سے لدے ہوئے بادل اللہ کے جلال و جمال کی طرف متوجّہ نہیں کرتے رہتے ۔

۱۲۔ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝ۚ

وہی ہے جو تم کو (صاعقہ کا) خوف دلانے اور (بارش کی) امید دلانے کے لیے بجلی دکھاتا ہے اور بھاری بادل اٹھاتا ہے (ایک طرف ان کو دیکھ کر تم پر ہیبت طاری ہوتی ہے دل کانپ جاتا ہے تو دوسری طرف ان سے نشو و نما کی امیدیں وابستہ ہو جاتی ہیں)

دیکھو کائنات کی ہر شے اللہ کی تسبیح کر رہی ہے جس کام پر جس طرح لگا دی گئی اسی طرح ، بلا کم و کاست معروف ہے اس کی حمد کو تم نہیں سمجھتے اللہ سنتا ہے ۔

۱۳۔ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ۝ؕ

اور (بادلوں کی) گرج (یا فرشتہ جو منتظم سحاب ہے وہ) اور جملہ فرشتے اس کے خوف سے تسبیح و تحمید میں مشغول ہیں اور (اللہ) بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے ان کو گرا دیتا ہے ۔ (غرض دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے سب اس کے حکم سے ہو رہا ہے ، سوائے اللہ کے کوئی نہیں جو اس کائنات کے انتظام میں دخیل ہو ، اللہ کی مخلوق کو اللہ سمجھنا اور اس پر جھگڑنا جہالت و نادانی نہیں تو کیا ہے ۔ یہ لوگ ان نشانیوں کو روز ہی دیکھتے ہیں) اور وہ اللہ کے بارے میں (مسلمانوں سے) جھگڑتے ہیں ، حالانکہ اللہ بڑی ہی زبردست قوّت والا ہے ۔

یہ منکرین اس قوی اور حکیم رب کو چھوڑ کر ان کو پکارتے ہیں جن میں بذاتِ خود حرکت کی بھی صلاحیت نہیں ، ان کے لیے کیا اچھا ہوتا کہ انتظارِ عذاب کی جگہ اللہ کی عبادت کرتے کہ

آیت نمبر (۱۳) رعد = بجلی ، بجلی کی کڑک ، ایک فرشتہ کا نام جو ابر و سحاب کا منتظم ہے ۔

۱۴۔ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّیْهِ اِلَى الْمَآءِ لِیَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ۝

اُسی کا پکارنا حق ہے، اور اس کے سوا جن (بتوں) کو یہ پکارتے ہیں وہ انہیں کوئی جواب نہیں دے سکتے، (ان کا پکارنا) اس کے سوا کچھ نہیں جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے (اور اس کو پکارے) تاکہ وہ (اس کی آواز پر) اس کے منہ تک آپہنچے۔ حالانکہ وہ اس تک (اس طرح) کبھی نہیں پہنچ سکتا اور کافروں کی پکار گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔

کیونکہ جواہر ہوں یا اعراض سب اس کے حکم کے تابع ہیں۔

۱۵ وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ ۩

اور آسمانوں اور زمین میں جتنی مخلوق ہے خوشی سے یا لاچاری سے سب اسی کے سامنے سربسجود ہیں اور ان کے سائے بھی صبح و شام (زمین پر پھیل کر گویا اپنے خالق کو سجدہ کرتے ہیں، شے ہو یا اس کا سایہ سب اسی کے تابع فرمان ہیں)۔

جس رب کی قدرتِ کاملہ کا یہ حال ہو، کیا اِنسان جس کو اس نے بہترین انداز سے پیدا کیا، وہ خوشی سے اس کو سجدہ نہ کرے، اس کا تابعِ فرمان نہ ہو جائے۔

۱۶۔ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ لَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَالْبَصِیْرُ ۙ۬ اَمْ هَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ۬ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ

آپ ان سے پوچھیئے کہ آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے۔ آپ (ہی) کہہ دیجئے اللہ۔ (وہ اس سے انکار نہ کرسکیں گے پھر آپ ان سے) کہئے (اس کی ربوبیت کا اقرار کرتے ہو) پھر بھی تم اس کو چھوڑ کر ایسوں کو کیوں حمایتی (اور معبود) بناتے ہو جو اپنے نفع و نقصان کے بھی مالک (ومختار) نہیں۔ آپ (یہ بھی) پوچھیے کیا نابینا و بینا برابر ہیں، یا تاریکی و نور برابر ہوسکتے ہیں۔ (جب ایسا نہیں اور ہرگز ایسا نہیں تو پھر ایک تاریکیوں میں پھنسے ہوئے کافر کا اس "موحد" سے کیا تعلق جس کی نظر بصیرت افروز ہے جو ایمان کی روشنی میں راہِ راست پر گامزن ہے)۔
کیا ان لوگوں نے اللہ کے لیے ایسے شریک ٹھہرا لیئے ہیں کہ انہوں نے (بھی) کچھ

آیت نمبر (۱۶) نوٹ = حضرت قبلہؒ نے فرمایا کفر و ایمان، ظلمت و نور کے تقابل سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں۔ اول تو یہ کہ جب تک کوئی روحانیت کو نہ اپنائے وہ جسمانیت سے فیضیاب نہیں ہوسکتا دوسرے یہ کہ جب مومن بصر کو نظر سے ملا کر اللہ کے وجود پر نظر لگائے رہتا ہے تو اس پر سب راز کھل جاتا ہے، وہ اسباب کو دیکھتا ہے لیکن اس کی نظر میں مسبب ہی رہتا ہے، ہر شے اس کو خالق کائنات ہی سے قریب کرتی ہے۔

خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۚ قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○

پیدا کیا ہے جیسا اللہ نے پیدا کیا ہے تو انہیں ان کا اور اس کا بنانا ایک سا معلوم ہوا (اور ان پر خدا کا شبہ ہونے لگا) آپ فرما دیجئے اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے (وہی خالق کائنات ہے) اور وہی اکیلا زبردست (قدرت و حکمت والا) ہے۔

حق و باطل کو یوں سمجھو۔

۱۷۔ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَابِيًا ۚ وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِثْلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۚ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۖ وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ ○

اسی (اللہ) نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے ندی نالے اپنے اپنے ظرف (اور گنجائش) کے مطابق بہ نکلے پھر (جب پانی موجیں مارتا بڑھا تو کوڑا کرکٹ ملنے سے گدلا ہو گیا اور) سیلاب میں پھولا ہوا جھاگ اوپر آ گیا، (یہ تو پانی میں جھاگ کا ظاہر ہونا ہے) اور (لوگ) آگ میں بھی جس چیز کو زیور یا (کوئی اور) سامان بنانے کے لیے تپاتے ہیں اس میں ایسا ہی (ایک) جھاگ ہوتا ہے (تم نے غور کیا، پانی پر جھاگ آیا طوفان میں غائب ہو گیا، صاف شفاف پانی نکل آیا، آگ نے بھی کھوٹ ہی کو دور کیا اصل چیز تو زیور بن گئی) اللہ تعالیٰ یوں ہی حق و باطل کی مثال بیان فرماتا ہے (حق و باطل کے فرق کو سمجھاتا ہے، گدلے پانی اور معدنیات میں جو جھاگ پیدا ہوا تھا) تو وہ جھاگ تو منتشر ہو کر زائل ہو جاتا ہے اور جو چیز (ان میں) لوگوں کیلئے کارآمد ہوتی ہے وہ دنیا میں باقی رہتی ہے۔ اسی طرح اللہ (حق و باطل کی) مثالیں بیان کرتا ہے (تاکہ لوگ باطل کی فنا اور حق کی بقا کو سمجھ جائیں اور باطل کے ظاہری ابھار پر اس کی رفعت کا دھوکا نہ کھائیں)۔

حق کے پانے کی راہ اللہ کی اطاعت ہے

۱۸۔ لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنَىٰ ۚ (وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم) وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ ۵ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ○ ع (النصف)

جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا ان کے لیے بھلائی ہے (فلاح دارین ہے، مسرتِ قلبی ہے، اللہ کے یہاں لامتناہی اجر ہے) اور جن لوگوں نے اللہ کا حکم نہ مانا، اگر ان کے پاس دنیا بھر کے تمام خزانے اور اتنے ہی اس کے ساتھ اور ہوں تو سب کچھ (نجات حاصل کرنے کے لیے) صرف کر ڈالیں (لیکن پھر بھی نجات ان کو میسر نہیں آ سکتی) ایسے ہی لوگوں کا حساب برا ہوگا اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے (یہ منکرین سمجھتے ہیں کہ ان کا تصورِ حیات و عمل انکو کسی پرسکون مقام میں پہنچا دیگا۔

نہیں۔ ان کا ٹھکانا دوزخ ہوگا جس سے وہ نجات پانا چاہیں گے اور کسی داموں نہ پاسکیں گے)

تیسرا رکوع

گزشتہ رکوع میں توحید کا بیان تھا، حق و باطل کا فرق روزمرہ کی مثالوں سے سمجھایا گیا، اس کے عواقب سے آگاہ کیا گیا، اب بتایا جا رہا ہے کہ بینا کون ہے اور نابینا کون، صاحب عقل کون ہیں اور محروم عقل کون؟۔ ان کی کیفیات کیا ہوتی ہیں، نتیجہ میں ان کو کیا ملتا ہے، اگر دنیا میں باطل کی طرح وہ ابھرتے معلوم بھی ہوتے ہیں تو اس ابھار پر حقیقت کا دھوکا نہ کھانا، باطل کو فنا اور حق ہی کو بقا ہے سالکان راہ حق جن کو اولوالالباب کہتے ہیں ان پر یہ حقیقت دنیا ہی میں منکشف ہوجاتی ہے، وہی بینا ہیں۔

۱۹۔ اَفَمَنۡ يَّعۡلَمُ اَنَّمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ الۡحَـقُّ كَمَنۡ هُوَ اَعۡمٰى‌ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِۙ‏

بھلا جو شخص یہ جانتا ہے کہ جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے (وہی) حق ہے اس شخص کے برابر ہوسکتا ہے جو اندھا ہے، (جس کو بصیرت حاصل نہیں وہ کیا جانے نور بصیرت کیا ہے، حق، باطن کو منور کرتا، دل کی آنکھوں کو کھول دیتا ہے لیکن یہ بات) وہی سمجھتے ہیں جو صاحبان عقل ہیں (جن کی عقل تلاش حق میں لگی ہے اور جو حق سے بقدر ظرف نوازے جاتے ہیں)۔

یہ اولوالالباب کون ہیں ان کی پہچان کیا ہے؟

۲۰۔ الَّذِيۡنَ يُوۡفُوۡنَ بِعَهۡدِ اللّٰهِ وَلَا يَنۡقُضُوۡنَ الۡمِيۡثَاقَۙ‏

(یہ وہ لوگ ہیں) جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں۔ (یعنی یوم الست کا عہد اور انبیاء کرام کے ذریعہ جو عہد لیے گئے سب کو پورا کرتے ہیں) اور اپنے عہد کو نہیں توڑتے (اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہیں، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی حفاظت کرنے والے، زبان کے سچے عہد کے پکے ہیں)۔

۲۱۔ وَالَّذِيۡنَ يَصِلُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنۡ يُّوۡصَلَ وَيَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ وَيَخَافُوۡنَ سُوۡۤءَ

اور (یہ وہ ہیں) جو اسے ملاتے ہیں جسکو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے (خواہ یہ جوڑنا اور ملانا اعتقاد ہیں، کلمہ میں لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کا ہو یا رسول کے ساتھ انبیاء سابقین کا، یا عمل میں ماں باپ، بھائی، بہن وغیرہ اقارب کے حقوق کی ادائیگی اور رشتوں کا جوڑنا ہو یا حقوق اللہ

الْحِسَابِ ۞

کے ساتھ حقوق العباد کی تکمیل ہو، سب اس کا حکم سمجھ کر کرتے رہتے ہیں جس کے سامنے حاضر ہونا ہے) اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور (روز قیامت کے) بُرے عذاب سے خوف کھاتے ہیں (کہ وہ بُرا دن ہے، دیکھیں اعمال قبول بھی ہوتے ہیں یا نہیں)۔

۲۲- وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۞

اور (یہ وہ لوگ ہیں) جو اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے صبر کرتے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں اور جو ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور نیکی کر کے بُرائی کو دُور کرتے ہیں (یا بدسلوکی کے مقابلہ میں حُسنِ اخلاق سے پیش آتے ہیں) انہیں کے لیے آخرت کا گھر ہے۔

۲۳- جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۞

ہمیشگی کے باغ جن میں وہ (خود بھی) داخل ہوں گے اور (ان کے آباؤاجداد، بیویوں اور اولاد میں سے وہ بھی جو صالح ہوں گے اور فرشتے ان کے پاس (بہشت کے) ہر دروازہ سے داخل ہوں گے۔

۲۴- سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۞

(اور کہیں گے) سلامتی ہو تم پر یہ تمہارے صبر کا اجر ہے سو کیا اچھا گھر آخرت میں (تم کو) ملا۔

۲۵- وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ

اور جو لوگ اللہ کے عہد کو اس کی پختگی کے بعد توڑ ڈالتے ہیں (اللہ و رسول سے بدعہدی کرتے ہیں) اور جس کو اللہ نے ملانے کا حکم دیا ہے اس کو قطع کر ڈالتے ہیں۔ اور زمین میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں (دوسروں کے لیے وبال جان بنتے ہیں دراصل وہ خود اپنے پر ظلم کر رہے ہیں) یہی لوگ ہیں جو اللہ کی رحمت سے دُور پھینک دیئے گئے اور (دوزخ) ان کے لیے بُرا ٹھکانا ہے۔

آیت نمبر (۲۴) (نوٹ) حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم جب شہداء کی قبروں پر تشریف لے جاتے تو پڑھا کرتے سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ، حضورؐ کی اتباع میں یہی انداز خلفاءِ راشدینؓ کا تھا۔

لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ○

ان کا دنیا میں فساد پھیلانا، اللہ کے حکم سے روگردانی کرنا اسی لیے تو ہے کہ ان کو دنیا کی دولت مل جائے، حالانکہ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ اس کا دینے والا بھی اللہ ہے دین و دنیا دونوں کی دولت وہی دیتا ہے۔

۲۶- اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ○ ع

اللہ جس پر چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس پر چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اور وہ دنیا کی زندگی پر فریفتہ ہیں حالانکہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی (اس کے رزق، اس کے آرام و تکلیف کی حقیقت کیا ہے) ایک متاعِ حقیر کے سوا کچھ نہیں (اس پر جان دینا اور خیرِ کثیر سے روگردانی کرنا کیسی نادانی ہے)۔

چوتھا رکوع

گزشتہ رکوع میں، نیک بختوں اور بدبختوں کا ذکر تھا، کفارِ مکہ کا یہ عالم تھا کہ سب سنتے لیکن اپنی کج بحثی سے باز نہ آتے، کبھی یہ کہا کرتے کہ مکہ کے پہاڑوں کو ہٹا کر کھیت بنا دو، کبھی یہ خواہش کرتے کہ ہمارے مردہ آباؤ اجداد کو زندہ کر کے ہم سے بات چیت کروا دو، غرض کوئی نشانی لاؤ کہ ہمارے دل کو اطمینان ہو جائے، اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ وہ چاہے تو یہ سب کچھ کر سکتا ہے لیکن رسول بھیجنے کا مقصد تمہاری فرمائش پورا کرنا نہیں بلکہ ہدایت اور نزولِ رحمت ہے، جب اس نکتۂ ایمانی پر قائم ہو کر اللہ کو یاد کرو گے تب ہی اطمینانِ قلبی حاصل ہوگا، ورنہ گزشتہ امتوں کی مثالیں تمہارے سامنے ہیں۔

۲۷- وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ○

اور کافر کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) پر اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی (ہمارا فرمائشی) معجزہ کیوں نہ اترا، آپ فرما دیجئے (اللہ چاہے تو سب کچھ کر سکتا ہے لیکن یہاں کچھ آزمائش منظور ہے، یہاں وہ کسی کو مجبور نہیں کرتا) بیشک اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ رکھتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرے اس کو راہ ہدایت دکھا دیتا ہے۔

جو اللہ کی طرف رجوع رہتے ہیں وہی اہل ایمان ہیں۔

۲۸- اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ

(یعنی) جو لوگ ایمان لا چکے اور جن کے دل اللہ کی یاد سے تسکین پاتے ہیں (وہی اس حقیقی سکون سے ہم آغوش ہیں جو کسی دوسری طرح حاصل نہیں

تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ؕ ○ کیا جا سکتا) سن لو اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے (یادِ الٰہی قلب کی غذا ہے اسی سے اس کو تسکین ہوتی ہے)۔

اگر یہ لوگ آپ کو دیکھتے اور آپ کی بات سنتے تو یہ بھی جان لیتے کہ دولت اور فرمائشی معجزے تسکین کا باعث نہیں ہوتے۔ یادِ الٰہی سے اضطرابِ قلب دُور ہوتا ہے اور اللہ کے ساتھ ایک تعلق پیدا ہو جاتا ہے جنہوں نے یہ سمجھا ہے۔ ایمان لے آئے ہیں، ان کی مسرت اور جمعیتِ خاطر کا کیا ٹھکانا۔

۲۹۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰی لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ○ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لیے خوشی ہے (یہاں بھی اور وہاں بھی) اور بہترین ٹھکانا (آخرت میں)

رجوع الی اللہ کا طریقہ کیا ہے؟ یہی کہ اس کے رسول کی طرف متوجہ رہا جائے اور یہ کوئی نئی بات نہیں گزشتہ امتوں میں رسول آتے ہی رہے ہیں۔

۳۰۔ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِیْۤ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَاۤ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَاۡ عَلَیْهِمُ الَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ وَهُمْ یَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ مَتَابِ ○ (جس طرح ہم اور پیغمبر بھیجتے رہے ہیں) اسی طرح ہم نے آپ کو ایک امت میں جس سے قبل (اور بھی) امتیں گزر چکی ہیں (رسول بنا کر) بھیجا ہے۔ تاکہ جو وحی ہم نے آپ پر نازل کی، آپ انہیں سنا دیں (جس طرح پہلے انبیاء کی تبلیغ پر لوگ حق سے منکر ہوئے اسی طرح اگر یہ بھی منکر ہوں تو آپ متردد نہ ہوں) اور یہ لوگ رحمٰن کو نہیں مانتے (رحمٰن کی رحمانیت اور رحیمیت کو نہیں دیکھتے، قرآن سنتے ہیں، اور رحمت للعلمین کی زبان سے سنتے ہیں پھر بھی رحمٰن کی رحمت سے انکار کرتے ہیں) آپ فرما دیجئے میرا رب تو وہی (رحمٰن و رحیم) ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف مجھے رجوع ہونا ہے۔

رکوع کے شروع میں کفار کا مطالبہ کسی معجزہ کا تھا رب العزت نہایت بلیغ انداز میں قرآن ہی کے معجزہ ہونے کی طرف اشارہ فرما رہا ہے، فرمایا کہ اگر کوئی کتاب ایسی ہوتی جس سے پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے مُردے بولنے لگتے تو وہ قرآن کے علاوہ کیا اور کوئی کتاب ہو سکتی تھی۔ لیکن قرآن سے یہ فیض اٹھانا تمہارے اختیار میں نہیں اللہ کے اختیار کی چیز ہے اسی کتاب سے یہیں جسے اللہ چاہتا ہے فیوض و برکات کی اور نعمتوں سے نوازتا ہے۔

۳۱۔ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ اور اگر کوئی اور قرآن ہوتا جس سے پہاڑ چلنے لگتے یا اس سے زمین ٹکڑے

الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَىٰ ۗ بَل لِّلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا ۗ أَفَلَمْ يَيْأَسِ الَّذِينَ آمَنُوا أَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا ۗ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُم بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّن دَارِهِمْ حَتَّىٰ يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ○ ع ۵

ٹکڑے ہو جاتی یا اس سے مُردے بولنے لگتے (اور اس طرح ان کے فرمائشی نشان پورے ہو جاتے تو بجز اس قرآن کے اور کونسی کتاب ہو سکتی تھی۔ یہی قرآن ہے جس نے پتھر دل پگھلا دیئے۔ قلوب انسانی میں معرفت کے چشمے جاری کر دیئے، مُردہ دلوں اور قوموں کو حیات ابدی عطا کر دی) اصل بات یہ ہے کہ سب کچھ (ہدایت و گمراہی) اللہ ہی کے اختیار میں ہے (وہ اسی کو ہدایت دیتا ہے جو تلاش حق کی تڑپ اور قبول حق کی استعداد رکھتا ہو۔ ورنہ قیامت تک ہدایت میسّر نہیں ہو سکتی) پس کیا مومنوں کو اطمینان خاطر نہیں ہوا کہ اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو راہ ہدایت پر لگا دیتا (لیکن یہ سنت اللہ اور حکمت الٰہیہ کے خلاف ہے۔ انسان کو کسب و اختیار کی آزادی حاصل ہے۔ ہدایت کے اسباب مہیا کر دیئے گئے جو چاہے ان سے فائدہ اٹھائے۔ بیہودہ فرمائشوں کی طرف توجہ کی ضرورت نہیں)۔ اور کافروں پر ان کی بداعمالیوں کے باعث آفت آتی ہی رہے گی یا ان کی بستی کے آس پاس پڑتی رہے گی (جس سے ان کے دل میں ایک دھڑکا لگا رہے) یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ پورا ہو (یعنی کافر کفر کی سزا پائیں، مسلمان کامیاب ہوں) بے شک اللہ (اپنے) وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

پانچواں رکوع

اللہ کا وعدہ حق ہے، تاریخ کے صفحات اس حقانیت پر گواہ ہیں، جب بھی رسولوں کے ساتھ ان کی امت کے لوگوں نے استہزا کیا، ان کا مذاق اڑایا، نافرمانی کی تو پہلے مہلت دی گئی پھر گرفتار عذاب ہوئے۔ رسول تو اپنا فریضۂ تبلیغ ادا کرتے رہے آپ بھی انہیں سمجھاتے رہیں جو جیسا کریگا ویسا پائیگا۔

۳۲۔ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ○

اور آپ سے قبل کتنے رسولوں کے ساتھ تمسخر کیا گیا ہے لیکن میں نے کافروں کو مہلت دی پھر ان کو پکڑ لیا تو (دیکھ لو کہ) میری گرفت کیسی رہی (ان قوموں کا کیا حشر ہوا)۔

۳۳۔ أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ

(کیا یہ منکرین اللہ کی قدرت کاملہ کے مظاہرے دیکھتے نہیں رہتے پھر)

بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ○

بھلا کیا وہ ذات جو ہر ایک کے عمل سے باخبر ہے (ہر ایک کی نگراں حال ہے یہ لوگ اس کو اپنی طرح مجبور سمجھتے ہیں) اور اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں (اگر اس قدرت و حکمت کا مالک کوئی اور معبود اُن کے خیال میں ہے) تو فرمائیے ذرا اُن کے نام تو لو (ہم بھی سنیں وہ کون ہے) کیا تم اللہ کو وہ چیز بتاتے ہو جسے وہ زمین میں نہیں جانتا؟ یا محض بے حقیقت باتیں کر رہے ہو۔ (یہ تمہارا تعصب، کورانہ تقلید اور ہٹ دھرمی ہے۔ کافر پتھر کو پتھر دیکھ رہے ہیں، لیکن ان کی عقل پر پتھر پڑ گئے ہیں کہ اس کو اپنا معبود سمجھتے ہیں اور خدا کا شریک کرتے ہیں) بات یہ ہے کہ ان کافروں کو ان کے فریب، خوشنما دکھائی دیتے ہیں اور (اسی سبب سے) وہ راہ (حق) سے روک لیے گئے ہیں۔ اور جس کو اللہ گمراہ کرے (یعنی ان کو ان کی گمراہی میں ڈھیل دیتا چلا جائے) اسے کوئی راہ پر لا نہیں سکتا۔

۳۴۔ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ○

ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب تو کہیں زیادہ سخت ہوگا۔ اور اللہ کے عذاب) سے کوئی ان کو بچانے والا نہیں۔ (اور اس کے عذاب سے انہیں کہیں مفر نہ ہوگا)۔

عذاب کے ساتھ اہلِ ایمان کے لیے رحمتوں کا بھی مژدہ ہے

۳۵۔ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ○

(اور) اس جنت کا حال جس کا وعدہ اللہ کے نیک بندوں سے کیا گیا (یہ ہے کہ) اس کے نیچے نہریں رواں ہیں اس کا پھل بھی دائمی ہوگا اور اس کا سایہ (بھی) یہ (پر کیف اور پرسکون مقام) انجام ہے پرہیزگاروں کا اور کفار کا انجام آگ ہے (اور آگ بھی دوزخ کی آگ)

اس قرآن عظیم سے وہی ہدایت پاتے ہیں جن کو اس سے ایک مسرت قلبی حاصل ہوتی ہے۔

۳۶۔ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ

اور وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس (قرآن عظیم) سے جو آپ پر نازل ہوا خوش ہوتے ہیں۔ اور (ہاں) ان کے بعض گروہ اس (قرآن) کی چند

مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ○

باتوں کو نہیں مانتے (کیونکہ ان کے ناجائز مفادات سے ان آیات کا تصادم ہوتا ہے) آپ فرمادیں کہ مجھے یہی حکم ملا ہے کہ میں اللہ کی بندگی کروں اور (کسی کو) اس کا شریک نہ بناؤں۔ (مجھے تمہاری خوشی و ناخوشی سے غرض نہیں میں جس کا بندہ ہوں) اسی کی طرف تم کو بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھے لوٹنا ہے۔

۳۷۔ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ○ ع

اور (جس طرح پہلے کتابیں نازل ہوئیں) ہم نے یہ قرآن عربی زبان میں (محمد کی زبان میں) نازل کیا اور اگر آپ (مراد امت کے افراد سے ہے) ان کی خواہشوں پر چلنے لگیں اس کے بعد کہ یہ علم (صحیح) آپ کے پاس آچکا ہے تو اللہ کے سامنے نہ کوئی آپ کا مددگار ہوگا نہ حمایتی۔

یہ ہے کتاب اور صاحب کتاب کے آئینہ میں درس توحید، عبد کو عبد کہہ کر بھیجا، تو خطاب بھی عبد ہی سے ہے، عبدیت کا اعتبار دیا ہے اپنے تمام نیک بندوں کو انہیں کے دامن رحمت میں ایک جان کر خطاب فرمایا اور اس طرح امت کو ان امور سے متنبہ فرمادیا جن کے باعث وہ اپنے نبی سے جدا ہوجاتی رہیں یہ تنبیہ بھی ہے اور محبت بھی، تنبیہ امت کو محبت حبیب سے۔

چھٹا رکوع

گزشتہ رکوع میں حضورؐ کی امت کو برائیوں کے عواقب سے متنبہ کیا گیا اب حضورؐ سے ان کفار کا ذکر ہے جو انکار حق سے باز نہیں آتے، حضورؐ کو تسلی دی جارہی ہے کہ کفار کا یہ انداز انبیاءؑ کے ساتھ ہمیشہ رہا ہے آپؐ اپنا فریضۂ تبلیغ ادا کررہے ہیں ان کے ایمان نہ لانے پر غمگین نہ ہوں، وہ دن دور نہیں جب ان کو اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہوگا اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ یہ آپؐ کی رسالت سے انکار کرتے ہیں آپ فرمادیں کہ اس کی صداقت پر اللہ اور اس کا کلام کافی گواہ ہے۔

۳۸۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

اور (اے رسول) ہم آپ سے قبل کتنے ہی پیغمبر بھیج چکے ہیں اور ہم نے ان کو بیویاں اور بچے بھی دیئے تھے۔ (وہ فرشتے نہ تھے اس دنیا کے رہنے والے انسان تھے گو اللہ کے رسول تھے) اور کسی رسول کو یہ قدرت نہ تھی کہ خدا کے حکم کے بغیر کوئی نشانی لاسکے (وہ سب بھی آپ کی طرح اللہ کے حکم کے منتظر رہتے تھے۔ فرمائشی معجزہ نہیں دکھایا کرتے تھے) ہر وعدہ کی

لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ○

ایک تحریر ہوتی ہے (ہر بات کے لیے ایک وقت معین ہے)۔

۳۹۔ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ○

(زمانے کی مناسبت سے) اللہ جس (حکم) کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے) باقی رکھتا ہے (لیکن حقائق بدلا نہیں کرتے) اور بنیادی کتاب اسی کے پاس ہے (جو لوح محفوظ میں محفوظ ہے اور جس کے حقائق جستہ جستہ زمانہ اور فہم انسانی کے مطابق انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ بھیجے گئے اور بالآخر جو قلبِ مؤمن کو سپرد کی گئی)۔

سمجھایا جا رہا ہے کہ جس طرح آیاتِ قرآنی اور کائنات کی نشانیوں میں کوئی تناقض نہ پاؤگے اسی طرح سابق انبیاءؑ کی تعلیم اور آنحضور ﷺ کی تعلیم میں کوئی بنیادی فرق نہ ہوگا صرف زمانے کے اعتبار سے احکامات بدلے گئے، حقائق بدلا نہیں کرتے۔

۴۰۔ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ○

اور اگر ہم بعض (عذاب کے) وعدے جو ہم نے ان سے کئے ہیں (آپ کی زندگی میں) آپ کو دکھا دیں یا (یہ عذاب ان پر اس وقت آئے جب) ہم آپ کو اٹھا لیں (دونوں صورتوں میں ان کی تعجیل و تاخیر کی تمنا سے کچھ نہ ہوگا) پس آپ کا کام (ہمارے احکام کا) پہنچا دینا ہے اور حساب لینا ہمارے ذمہ ہے (جب چاہیں گے اور جیسے چاہینگے لے لیں گے)۔

۴۱۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۭ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ (ان پر عرصۂ حیات تنگ ہوتا چلا جا رہا ہے، کفر کا حلقۂ اثر کم ہو رہا ہے گویا ان کے لیے) ہم زمین کو اس کے کناروں سے کم کرتے چلے آتے ہیں اور اللہ (جیسا چاہتا ہے) حکم کرتا ہے کوئی اس کے حکم کو (ملتوی کرکے) پیچھے نہیں ڈال سکتا۔ (اس کا تکوینی حکم اٹل ہے) اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔ (جس کا ہونا یقینی ہے سمجھو کہ قیامت آ ہی گئی)۔

۴۲۔ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ۭ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۭ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ○

اور یقیناً ان سے قبل بھی (کفار اسی طرح) فریب کرتے آئے ہیں (یہ ڈھیل اللہ کی طرف سے تھی کیونکہ یہاں آزمائش منظور ہے ورنہ کسی کی کیا مجال کہ مخالفت کا ارادہ بھی کر سکے) پس ہر تدبیر (جو یہ کیا کرتے ہیں ان سب کا رشتہ) اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ہر متنفس (اس دنیا میں) اپنے لیے کیا کما رہا ہے۔ اور عنقریب کافروں کو معلوم ہو جائے گا کہ آخرت کا گھر کس کے لیے ہے (کس کا انجام بخیر ہے، خوش انجام کون ہوئے اور

بدنصیبی کن کے حصہ میں آئی)۔

رکوع اور سورہ ختم ہو رہا ہے، اس سورہ میں توحید خالص کا بیان تھا، اس بیان کو اس بلیغ انداز پر ختم کیا جا رہا ہے کہ دنیا جان لے کہ پورا کلمۂ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" توحید خالص ہے۔ لا الٰہ الا اللہ ماننا اور محمد رسول اللہ نہ ماننا کفر ہے۔ یہود و نصاریٰ سے تمام جھگڑا محمد رسول اللہ پر تھا، کافر تو اللہ کو بھی نہیں مانتے۔ یہاں محمد رسول اللہ کو نہ ماننے والوں کو کفار کے ساتھ شامل کر کے فرمایا۔

۴۳۔ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ۝

اور (اے رسول) منکر کہتے ہیں کہ آپ رسول نہیں ہیں (معاملہ ختم ہوا جو "رسول اللہ" کو نہ مانے وہ اللہ کو کیا سمجھے گا بس افہام و تفہیم بے سود ہے ان کا فیصلہ ہو چکا) آپ فرما دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان بس اللہ گواہ ہے اور جن کو قرآن کا علم ہے (وہ بھی دل سے میری رسالت پر شاہد ہیں)

ع ۱۲

اس طرح یہ سورہ کلمۂ توحید کی صداقت پر ختم ہوا ہے، گویا مکمل سورہ کا خلاصہ ہے:۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ

سُورَةُ إِبْرٰهِيمَ

مکی　　　باون آیتیں　　　سات رکوع

سورۂ ہود میں توحید کا بیان تھا، رسالت کی تصدیق پر سورہ ختم ہوا۔ یہاں اس کلمۂ توحید کے مبلغ اعظم حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا بیان ہو رہا ہے جن کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشا اور جن کے مبارک ہاتھوں اسلام کی موجودہ صورت کی ابتداء ہوئی، جنہوں نے خانۂ کعبہ کو از سر نو تعمیر فرمایا اور نماز کے قائم رکھنے کی دعا فرمائی۔ اسی بزرگ ہستی نے مقام خلت (مقام دوستی، خلیل اللہی) پر فائز ہو کر اپنی ذریت میں مقام حب، کی درخواست پیش کی، اور اللہ نے ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اسی کلمۂ توحید کے ساتھ بھیجا جو رہتی دنیا تک کے لیے توحید خالص کا کلمۂ طیبہ ہے۔

اس سورہ میں اس کلمۂ طیبہ کا بھی بیان ہے، بتایا جا رہا ہے کہ جس کی عبادت کی جاتی ہے وہ اللہ ہے اور جس کی اطاعت کا حکم ہے وہ رسول اللہ ہیں، تاکہ حضورؐ کی رفعتِ شان اور وسعتِ رحمت سے مومن اللہ وحدہٗ لاشریک کی رفعت و عظمت اور اس کی رحمانیت اور رحیمیت کا اندازہ

کرے، اور محض اسی کی عبادت کرے۔ تاکہ مومن، پھر صدیق بنے۔ یعنی مومن مصدق، اس کے بعد جو مقام ہے وہ مقامِ خلت ہے، جو پیش آئے اس پر راضی رہنا، اللہ کی دوستی پر ثابت قدم رہنا یہی مقامِ ابراہیمی ہے۔ اگر چاہتے ہو کہ اس راہ پر جس پر چلنے والوں کے لیے انعامات کی انتہا نہیں جس پر سالکان راہِ محبت گامزن ہیں، آجاؤ، تو اس کے لیے یہی کتاب، یہی قرآن ہے جو منزل من اللہ ہے۔ جو رسول پر اُترا ہے، یہی نورِ رسالت یہی فیضانِ محبت، یہی نورِ قرآن ہے جو لوگوں کو اندھیرے سے نکال کر، معرفت کی راہ پر لے آتا ہے، البتہ صلاحیت ہو تو رسالت کارگر ہوتی ہے، توفیق رفیق ہو تو ارادہ ساتھ دیتا ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

۱- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ الٓرٰ قف

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

الف۔ لام۔ را۔ (وہی حروفِ مقطعات ہیں جن سے سورۂ رعد کی ابتدا ہوئی تھی۔ توحید کا مضمون جاری ہے، توحید کو پانے کے لیے، کتاب اور صاحبِ کتاب کی طرف انسانیت کو متوجہ کیا جا رہا ہے تاکہ لوگ تاریکی سے نکلیں، نور میں آئیں۔ دیکھو)۔

کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّھِمْ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ○

یہ ایک (پُرنور) کتاب ہے۔ اس کو ہم نے آپ پر اُتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کو (بھولے ہوؤں کو) ان کے رب کے حکم سے اندھیروں سے اُجالے کی طرف نکالیں (اور) غالب اور قابلِ تعریف (خدا) کے راستہ کی طرف (لے جائیں)۔

۲- اللّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَوَیْلٌ لِّلْکٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِیْدِ ○

(یعنی) اللہ کے راستہ کی طرف لے جائیں) جس کا وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے (لیکن جو خدا کی خدائی کو دیکھ کر، پیغامِ توحید پا کر بھی ایمان نہ لائے تو آپ ان کے لیے کیا کر سکتے ہیں۔ یہ ناشکرگزار رہیں) اور کافروں کے لیے سخت عذاب کے باعث بڑی ہلاکت ہے۔

۳- اِلَّذِیْنَ یَسْتَحِبُّوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَۃِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَیَبْغُوْنَھَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِکَ

(یہ وہ لوگ ہیں) جو دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں پسند کرتے ہیں (ترجیح دیتے ہیں) اور دوسروں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور (دینِ حق میں) کجی تلاش کرتے رہتے ہیں۔ یہ (بدنصیب) بڑی گمراہی میں پڑے ہیں (راہِ حق سے بہت دُور ہو گئے ہیں)۔

آیت نمبر (۱) اللہ کو العزیز الحمید تصور کرو۔ عزیز:۔ زبردست۔ پستی و بلندی ذلت عزت وغیرہ سب وہی دیتا ہے، دل کی پاسداری کرنا، معاشرت کو اچھا رکھنا اسی "عزیز" کا کام ہے۔

فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝

چونکہ رسول کسی نہ کسی قوم میں پیدا ہوتا ہے اس لیے اس کی ایک قومی زبان ہوتی ہے جس میں اس قوم والے ہر کیفیت اور ہر بات بآسانی سمجھ سکتے ہیں جب اس قوم کی ایک کثیر تعداد تیار ہو جاتی ہے تو اس کے مبلغین کی جماعت اپنے عمل و کردار، آداب معیشت، خدا ترسی، خوش اخلاقی، کسر نفسی اور محبت سے دوسری اقوام کو متاثر کرنا شروع کرتی ہے زبان کی خلیج حارج نہیں ہوتی بلکہ معاون بنتی جاتی ہے دیگر زبانوں کے خزانے ان کے تصورات سے مزین اور معمور ہوتے جاتے ہیں۔ اس طرح ایک چراغ سے دوسرا چراغ جلتا جاتا ہے البتہ فرق یہ ہے کہ سب زبانوں کے چراغ بجھ سکتے ہیں، ترجمے ختم ہو سکتے ہیں لیکن نور قرآن تا ابد الاباد عربی ہی زبان میں فروزاں و منور رہے گا۔ یہ محمد عربی کی زبان ہے جس کی پاسداری خاطر، خالق کائنات کو منظور ہے اور یہ کام وہ بڑی حکمت سے کر رہا ہے ھو العزیز الحکیم۔

۴۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۭ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر وہ اپنی قوم کی زبان بولتا تھا (اور اسی میں تبلیغ کرتا) تاکہ ان کو (ہمارے احکام بآسانی) سمجھا سکے پھر اللہ جس کو چاہتا ہے راہ (حق) بھلا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے (اپنی) راہ دکھا دیتا ہے (جو کج رو ہیں ان کو ڈھیل دیتا ہے، جو حق جو ہیں ان کو راہ حق دکھاتا ہے اور یہ سب کچھ ایک زبردست نظام و حکمت کے تحت ہے) اور وہ بڑا زبردست حکمت والا ہے۔ (اس حکمت میں دنیا اور آخرت کی سب حکمت شامل ہے)۔

۵۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ڏ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝

اور یقیناً (ہم آپ سے قبل رسول بھیجتے آئے ہیں، رسالت کے اعتبار سے سب کا کام ایک ہی تھا مثلاً) ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ (یہ حکم دے کر) بھیجا کہ اپنی قوم کو ظلمت سے نور کی طرف نکالو۔ (انہیں اطاعت کا درس دو) اور انہیں اللہ کے دنوں کی یاد دلاؤ (گزشتہ قوموں کے وہ واقعات یاد دلاؤ جو قوموں پر گزرے ان معاملات کی یاد دلاؤ جو اللہ نے کافر اور مومن کے ساتھ کئے جو تاریخ کا جزو بن چکے ہیں) بے شک اس میں ہر صابر و شاکر کے لیے (اللہ جل شانہ کی قدرت و کبریائی کی) بڑی نشانیاں ہیں (ان واقعات سے عاقل سبق لیتے ہیں، تعلیمات اسلامی کے مطابق ہر کام جس طرح کرنا ہے کرتے رہتے ہیں اور اس کے فضل کے منتظر رہتے ہیں)۔

اس سلسلہ میں حضرت موسیٰؑ کے واقعات میں سے ایک واقعہ کی یاد دلائی جا رہی ہے جو لوگوں کے

ذہن سے ابھی فراموش نہیں ہوئے تھے۔

۶۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۟ ع

اور (وہ وقت بھی یاد رکھنے کے لائق ہے) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اپنے اوپر اللہ کا وہ احسان یاد کرو جب اس نے تم کو فرعون کے لوگوں سے نجات دلائی جو تم کو سخت تکلیف پہنچاتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے۔ اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی آزمائش تھی (آخر اللہ تعالیٰ نے تمہاری اعانت فرمائی اور اس کی غلامی سے نکال کر آزادی عطا فرمائی۔ کیا ہر صابر و شاکر کے لیے اس میں ایک بڑی نشانی نہیں)۔

دوسرا رکوع

ایام اللہ کی مثالیں جاری ہیں

۷۔ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب تمہارے پروردگار نے سنا دیا تھا کہ اگر تم شکر کرو گے تو تم کو اور بھی دوں گا (تمہاری نیکیوں میں نعمتوں میں اور درجات میں ترقی دوں گا) اور اگر تم ناشکری کرو گے تو بے شک میرا عذاب سخت ہے (کفران نعمت کی سزا خود بھگتو گے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری شکر گزاری اور ناشکری دونوں سے بے نیاز ہے)۔

۸۔ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝

اور موسیٰ نے کہا کہ اگر تم اور روئے زمین کے تمام لوگ (اللہ کی) ناشکری کریں تو (اس کو کوئی پروا نہیں) بے شک اللہ بے نیاز بڑا خوبیوں والا ہے (کائنات کی ہر شے اس کی حمد و ثنا میں ہے وہ ہر حمد و ثنا سے بالاتر ہے)

آنے والی آیات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کلام کے تتمہ کے طور پر سمجھی جائیں یا اللہ کا خطاب امت کو، دونوں صورتوں میں، منشا امت کو گزشتہ اقوام کی یاد دلا کر ہدایت کرنا ہے۔

۹۔ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۬ۛ

کیا تم کو ان لوگوں (کے حالات) کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں (یعنی) قوم نوح اور قوم عاد اور قوم ثمود۔ اور (ان اقوام کی) جو ان کے بعد

م عند المتقدمین

وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ۭ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝

الثلثة

ہوئی ہیں ۔ ان کو اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا ۔ ان کے پاس ان کے پیغمبر (اللہ کی) نشانیاں لے کر آئے (تو ان کی قوم کے منکروں کا رویہ ان پیغمبروں کے ساتھ ہمیشہ نہایت گستاخانہ اور تمسخر آمیز ہی رہا ۔ انہوں نے ان کا پیغام سنا) تو انہوں نے (تعجب، غصہ یا خاموش کرنے کے لیے) اپنے ہاتھ اپنے منہ میں لوٹا لیے (یعنی بیزاری کا اظہار کیا) اور کہا جو تم (اللہ کی طرف سے) دے کر بھیجے گئے ہم نے اس کا انکار کیا اور ہم کو تو اس راہ ہی میں بڑا شبہ ہے جس کی طرف تم ہم کو بلا رہے ہو جو ہم کو تردد میں ڈالے ہوئے ہے ۔ (دراصل تمہاری گفتگو سے ہمارا شبہ قوی تر ہوتا جاتا ہے) ۔

اور انبیاء علیہم السلام کو اس پر تعجب ہوتا کہ اس درجہ واضح، اور حق بات ماننے میں ان کفار کو اس درجہ تردد، خلجان، ہوتا ہی کیوں ہے ۔

۱۰۔ قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۭ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝

ان کے رسولوں نے فرمایا کیا (تم کو) اللہ (کی ہستی اور وحدانیت) میں شک ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے (حالانکہ) وہ تم کو (راہ حق کی طرف) بلا رہا ہے تاکہ وہ تمہارے گناہ بخشے اور تم کو ایک وقت معینہ تک (حصولِ خیر کی) مہلت دے ۔ (اور تم خیر کو پہچان کر خیر پر زندگی بسر کرو اور تمہارا خاتمہ بالخیر ہو) وہ کہتے (تم ہم کو راہ بتانے والے کون ہوتے ہو) تم بھی تو ہم ہی جیسے ایک آدمی ہو تم یہ چاہتے ہو کہ ہم کو ان چیزوں سے روک دو جن کی ہمارے آباو اجداد پرستش کرتے چلے آئے ہیں پس (اگر تمہارے پاس تمہارے رسول ہونے کی) کوئی واضح دلیل (معجزہ ہے تو) ہمارے سامنے لے آؤ (تاکہ ہم بھی دیکھیں کہ تم کو ہم پر کیا برتری حاصل ہے اور تم کو تمہارے رب نے کیا دے دیا ہے جو ہمارے پاس نہیں ہے) ۔

۱۱۔ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ

ان کے پیغمبروں نے ان کو جواب دیا (ہاں نفسِ بشریت میں) ہم بھی تمہارے جیسے آدمی ہیں ۔ لیکن (فرق صرف یہ ہے کہ) اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا ہے (اس کو روحانی کمالات، باطنی قرب سے نوازتا ہے اور مقامِ نبوت و رسالت پر فائز فرماتا ہے) اور (رہا کسی سند و دلیل کا پیش کرنا تو یہ) ہمارے اختیار میں نہیں کہ بلا اللہ کے اذن کے ہم کوئی معجزہ

بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ؕ وَعَلَى اللّٰہِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○

تمہارے پاس لے آئیں ۔ اور (بہر حال) ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے (یاد رہے کہ ہم مومن بنائے گئے ہیں، اللہ ہی ہمارا کارساز ہے ہمارے نتائج اچھے ہی ہوں گے)۔

۱۲۔ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰہِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى اللّٰہِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○ ع

اور ہم اللہ پر بھروسہ کیوں نہ کریں حالانکہ اس نے تو ہمیں (فلاح و کامیابی کے) راستے دکھا دیئے اور البتہ ہم تمہاری ایذا پر صبر کریں گے ۔ اور بھروسہ کرنے والوں کو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے ۔ (کہ مومن تو فطرتاً اللہ ہی پر بھروسہ کرنے والا ہوتا ہے)۔

ع ۲ ۱۴

تیسرا رکوع

توحید کی راہ میں اذیتیں اٹھانا، تکلیفیں جھیلنا یہ رسولوںؑ کی سنت ہے اور جب کفار کی دل آزاریاں اور شرارتیں حد سے بڑھ جائیں تو ان کو تباہ و برباد کر ڈالنا یہ قانونِ الٰہی ہے ، اگر ایسا نہ ہو تو یہ زمین بسنے کے قابل نہ رہ جائے ۔ رسولوں کے ساتھ کفار نے ہمیشہ گستاخیاں کیں ۔ ان کو تکلیفیں پہنچائیں ظلم کیے اور بالآخر کفار غارت کیے گئے ، ان امور کا ذکر سورۂ ہود میں ہو چکا ہے یہاں ان کا اجمالاً بیان ہے ۔ اور ان ظالموں کے دنیوی اور اخروی احوال کا ذکر ہے تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں ۔

۱۳۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِىْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ○ لا

اور کافروں نے اپنے اپنے پیغمبروں سے کہا کہ (تمہاری ان نصیحت کی باتوں پر کان دھرنا تو در کنار) ہم (تو تمہیں) اپنی زمین سے نکال باہر کریں گے یا (اگر تم نے اپنی خیر چاہی تو تم) ہمارے (آبا و اجداد کے) دین میں واپس آجاؤ گے، تب (ان کی اس گستاخی کی وجہ سے) ان (رسولوں) پر ان کے پروردگار نے وحی بھیجی کہ ہم ظالموں کو ہلاک کر دیں گے (کہ یہ زمین ہماری ہے ان کی نہیں)۔

۱۴۔ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِىْ وَخَافَ وَعِيْدِ ○

اور ہم اس زمین میں ان کے بعد تم کو (یعنی ایمان لانے والوں کو) آباد کریں گے یہ (انعام) اس شخص کے لیے ہے جو میرے روبرو حاضر ہونے سے ڈرتا ہے اور میرے عذاب سے (خوف کے مارے) سہم جاتا ہے ۔

جب کفار کی طرف سے عذاب کا تقاضا اور ان کی دل آزاریاں بڑھیں اور پیغمبروںؑ نے اللہؔ کے سامنے ہاتھ اٹھا دیئے

۱۵۔ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝

اور وہ (اللہ سے) فتح کے طالب ہوئے اور (نتیجہ ظاہر تھا کہ) ہر سرکش ضدی نامراد ہوا۔ (اللہ کا وعدہ پورا ہوا)۔

دنیا میں بھی ذلیل و خوار، تباہ و برباد ہوا اور آخرت میں بھی اس کے لیے رسوائی اور دردناک عذاب ہے۔

۱۶۔ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۝

اور اس (زندگی) کے بعد اس کے لیے) دوزخ ہے۔ اور اسے پیپ کا دریا پیپ جیسا) پانی پلایا جائے گا۔

۱۷۔ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝

وہ اسے گھونٹ گھونٹ پیئے گا اور گلے سے نہ اتار سکے گا اور ہر سمت سے اسے موت (کی اذیت) گھیرے گی پھر بھی وہ مر نہ سکے گا (کہ اس اذیت سے نجات پائے) اور اس کے پیچھے ایک سخت عذاب ہوگا

۱۸۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝

وہ لوگ جو اپنے رب سے منکر ہوئے ان کے اعمال کی مثال اس راکھ کی سی ہے جس پہ آندھی کے دن ہوا تیزی سے چلے (یعنی اڑا لے جائے عمل تو اللہ کے تعلق سے گراں قدر ہوتا ہے جب اللہ ہی کا انکار کیا تو عمل میں وزن کہاں سے آئے وہ کفِ افسوس ملیں گے) ان کو اپنی کمائی سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ (جن اعمال پر ناز تھا سب اکارت گئے) یہی تو بھٹک کر دُور جا پڑنا ہے۔ (اور اسی سے تو اللہ کے پیغمبران کو متنبہ کرتے تھے لیکن وہ نہ مانے)۔

کفار اس بھول میں ہیں کہ اب مرنے کے بعد پھر زندہ ہونے کا کیا سوال، مر گئے، مٹی میں مل گئے لیکن وہ بھول جاتے ہیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے، اور دنیا کی تخلیق ایک نظام کے ساتھ ہے، اس نے جس طرح یہ نظام قائم فرمایا اسی طرح جو نظام وہ چاہے قائم کر سکتا ہے اس کے حق ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے، ذرا غور کرو۔

۱۹۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا جیسا پیدا کرنے

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ۙ

کا حق ہے اگر چاہے تو تم کو فنا کر دے۔ اور (تمہاری جگہ) نئی مخلوق لے آئے۔

۲۰- وَّمَا ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝

اور یہ اللہ کے لیے کچھ بھی مشکل نہیں (بہت آسان ہے)

۲۱- وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ۝ۧ

ع ۳ ۹ ۱۵

اور (تم قیامت کے دن دیکھو گے کہ) سب لوگ اللہ کے سامنے نکل آئیں گے (اللہ کے روبرو پیش ہوں گے اس روز ان فرضی معبودوں کی مجبوری دیکھنا) پس جو لوگ (دنیا میں) کمزور تھے (اپنے کافر سرداروں کے اشاروں پر چلتے تھے) ان متکبرین سے کہیں گے ہم تو تمہارے تابع تھے تو کیا (آج) تم اس عذاب الٰہی میں سے کچھ تھوڑا سا ہم سے ہٹا سکتے ہو؟ (آج اس مصیبت میں کچھ تو کام آؤ) وہ کہیں گے (کہ ہم تو خود ہی عذاب میں گرفتار ہیں اس سے گلو خلاصی کی) اگر اللہ ہم کو کوئی راہ دکھاتا تو یقیناً ہم تم کو (وہی) راہ دکھا دیتے۔ (اب تو ہمارا یہ حال ہے کہ) ہم تڑپیں یا صبر کریں ہمارے حق میں یکساں ہے، ہمارے لیے اس عذاب سے نجات (کی کوئی جگہ کوئی صورت) نہیں۔ (بعض مفسرین نے یوں بھی اس آیت کے معنیٰ فرمائے ہیں کہ "اگر اللہ ہم کو (دنیا میں) ہدایت دیتا تو ہم تم کو ہدایت دیتے" ہم تو خود گمراہ تھے تم کو ہدایت کہاں سے کرتے اور اب تمہاری طرح عذاب میں گرفتار ہیں)۔

چوتھا رکوع

ایک طرف باطل معبود، جھوٹے سردار، اپنی مجبوری اور گمراہی کا اعتراف کریں گے دوسری طرف شیطان بھی تمام الزامات سے دامن جھاڑ کر الگ کھڑا ہو گا اور کہے گا کہ میں تو محض ایک جذبہ میں ڈالتا، ابھارتا رہتا تھا، تم خود ہی جذبہ میں آگئے اب تم جانو اور تمہارا کام۔ میں نہ تمہاری مدد کر سکتا ہوں نہ تم میری ہی کچھ مدد کر سکتے ہو۔ ہاں کامیاب اس دن وہی لوگ ہوں گے جو حق پر ایمان لائے اور اسی کو اپنایا۔ ان کے لیے ان کے رب کی ملاقاتیں اور سلام ہیں، اس دن سب پر حق و باطل کا فرق کھل جائے گا۔

۲۲- وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا

اور جب (حساب کتاب کے بعد ہر) کام کا فیصلہ ہو چکے گا (انسانوں کو ان کے اعمال کی سزا و جزا کا حکم مل جائے گا اس وقت) شیطان کہے گا بے شک اللہ نے تم سے سچا (ہی) وعدہ کیا تھا (اس نے اپنا وعدہ پورا کیا) اور میں نے (بھی)

كَانَ لِيَ عَلَيْكُم مِّن سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

تم سے وعدہ کیا (وہ جھوٹا تھا) پس میں نے تم سے وعدہ خلافی کی۔ اور میرا تم پر کچھ زور تو تھا نہیں سوائے اس کے کہ میں نے تم کو (گناہ کی طرف) بلایا تو تم نے (خوشی سے) میرا کہنا مان لیا (کیونکہ یہ خود تمہارے نفس کا تقاضا تھا) تو اب مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے نفس پر ملامت کرو (آج مجھ پر الزام رکھنا اور مجھ سے کسی مدد کی امید کرنا بے سود ہے)۔ نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچ سکتا ہوں نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکتے ہو۔ (تم مجھ پر الزام رکھنا چاہتے ہو کہ میں نے تم کو شرک کی ترغیب دی) میں اس بات سے (خود) تم سے منکر (و بیزار) ہوں کہ تم نے اس سے قبل (دنیا میں) مجھے (خدا کا) شریک ٹھہرایا (اور مجھ کو مزید مصیبت میں ڈالا بہرحال اب عذاب سے چھٹکارا نہیں) بیشک جو ظالم ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

کفار کی گفتگو، ان کے اوہام کا جواب اور اس سلسلہ میں ان سب کے سردار یعنی ابلیس کی بیزاری کا ذکر کیا گیا کہ انسان کو معلوم رہے کہ آخرت میں کسی کا کوئی عذر کام نہ آئے گا البتہ کام آئے گا تو ایمان و عمل۔

۲۳۔ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۭ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ○

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے وہ ایسی جنتوں میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ اپنے رب کے حکم سے ان میں ہمیشہ رہیں گے، وہاں ان کی (ایک دوسرے کی) ملاقات سلام ہے۔

کافر و مومن میں یہ عظیم الشان فرق کیسے ہوا، وہ بنیادی بات کیا تھی جس نے نتائج میں اس درجہ فرق پیدا کر دیا کہ یہ کلمۂ حق کا بیج تھا جس نے مومن کے قلب میں جگہ پائی اور بارآور ہوا۔ وہ شرک کی پُرخار جھاڑیاں تھیں جو کافر کی تباہی کا باعث ہوئیں۔

آیت نمبر (۲۳) نوٹ = جس طرح دنیا میں ایک دوسرے کو سلام بطور دعا کے کرتے تھے وہاں بطور مبارکباد کریں گے (حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ) یا ترقی مراتب کے لیے ایک دوسرے کے دعاگو ہوں گے

۲۴- اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝

کیا آپ نے غور نہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کلمۂ طیبہ (توحید و ایمان) کی کیسی (اچھی) مثال بیان فرمائی (اس کی مثال یوں ہے) جیسے ایک پاکیزہ درخت کہ اسکی جڑ مضبوطی سے قائم ہے اور ڈالیاں آسمان میں (پھیلی ہوئی) ہیں۔

سدا بہار سدا بار آور

۲۵- تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝

ہر فصل میں اپنے رب کے حکم (اپنے رب کے فضل) سے پھل لاتا رہتا ہے اور اللہ یہ مثالیں لوگوں کے واسطے (اس لیے) بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں (اللہ کو یاد کرتے رہیں)

برخلاف اس کے

۲۶- وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ِۨاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝

اور ناپاک (شرک و کفر) بات کی مثال (ایسی ہے) جیسے ایک ناپاک (گندا) درخت کہ (اس میں نہ افادیت نہ استحکام اور) اس کو زمین کے اوپر ہی سے اکھاڑ پھینکا گیا اور اس کو ذرا بھی قرار (وثبات) نہیں۔

ان دونوں مثالوں سے کلمۂ حق کی برکتیں اور شرک و کفر کی حقیقت کو واضح کیا گیا اور اب اہل ایمان سے وعدہ کیا جا رہا ہے کہ یہ دنیا جو مزرعِ آخرت ہے یہاں ایمان کا بیج ان کے لیے استحکام اور فلاحِ دارین کا ضامن ہے، اور کفار کے نصیبہ میں بالآخر ضلالت ہے۔

۲۷- يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۝ ع

اللہ ایمان والوں کو اس مضبوط بات (توحید و ایمان کی برکت) سے دنیا کی زندگی میں استحکام عطا فرماتا ہے اور آخرت میں (بھی اسی کلمۂ حق کے باعث استقرار عطا فرمائے گا) اور اللہ مشرکوں کو (ان کی بدبختی سے) گمراہ ہی رکھتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ (اپنی حکمت و مصلحت وہ آپ جانتا ہے۔)

پانچواں رکوع

کفار کا ذکر تھا، جنہوں نے اپنی ناشکری سے اللہ کے احسانات کو فراموش کیا ان کے مقام اور ان کی کیفیات کا بیان کر کے، مومنوں کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ وہ کلمہ پڑھنے کے بعد کلمہ پر قائم رہیں، یعنی اللہ سے لو لگائے رہیں، اللہ کی عبادت اور اس کے رسول کی محبت و اطاعت میں ثابت قدم رہیں اور کوئی مال و دولت اس کی یاد سے ان کو غافل نہ کرے، اللہ کی راہ میں لینے دینے ہی سے محبت بڑھتی ہے دوستی پیدا ہوتی ہے، ان کا شمار شکر گزاروں میں ہوتا ہے اور اللہ ان پر مزید احسان فرماتا ہے۔ اللہ کی پیدا کی ہوئی ہر شے اس کو اپنے رب کی یاد دلاتی رہتی ہے، پھر بھی ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔

گمراہوں کا مآل بتایا جا رہا ہے

۲۸- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝

(اے رسول) کیا آپ نے ان (کافر سرداروں) کو نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو ناشکری سے بدل ڈالا اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں لا اتارا۔

۲۹- جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۗ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝

(یعنی) جہنم جس میں وہ داخل ہوں گے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

۳۰- وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۗ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ۝

اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے لیے شریک ٹھہرائے تاکہ (لوگوں کو) اس کی راہ (ہدایت) سے بھٹکائیں۔ ان سے کہہ دیجئے۔ (تم دنیا میں چند دن) مزے اڑالو۔ بالآخر تم کو دوزخ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اور اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میرے نیک بندوں کو جو ان خوف دلانے والی آیات سے کانپ جاتے ہیں جو ایمان لے آئے ہیں انہیں بھی ہدایت فرمائیں کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے خیر پر نظر رکھ کر خیر میں لگے رہیں عبادت اور باہمی محبت اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے غافل نہ ہوں اس سے دوستی پیدا ہوتی ہے یہی جب خالص اللہ کے لیے ہو تو مقام خلت سے قریب کرتا ہے بیشک قیامت کا دن وہ ہولناک دن ہے کہ اس سے دل کانپتے ہیں۔

۳۱- قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا

آپ میرے ان مومن بندوں سے فرما دیجئے کہ نماز کو قائم رکھیں (کلمہ کی بالیدگی اور نیکی پر استقامت کی توفیق اسی سے ملتی ہے) اور ہم نے جو

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ○

کچھ ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر (مستحقین پر) خرچ کرتے رہیں قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس میں نہ (اعمال کی) خرید وفروخت ہوگی نہ دوستی (کام آئے گی)۔

اس دنیا میں جو خدا ترسی سے مال صرف کرتے ہیں ان کے قلوب میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت قائم ہو جاتی ہے یہ دوستی و محبت خلت میں لاتی ہے۔ رہی شانِ رحمٰنیت، وہ سب کے لیے عام ہے کافر ہو یا مومن، کافر اللہ کے احسانات کے بعد ناشکری کرتا ہے، مومن سر جھکا دیتا ہے بندگی میں رہتا ہے بہر صورت اللہ کی نشانیاں انسان کے سامنے ہیں تاکہ وہ اپنے خالق کو پہچانے۔

۳۲- اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ○

اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو (اپنی قدرتِ کاملہ سے) بنایا اور آسمان سے مینہ برسایا پھر اس سے پھل پیدا کیے جو تمہاری غذا ہیں اور (یہی نہیں بلکہ کشتیوں (یا جہازوں) کو تمہارے زیر فرمان کر دیا تاکہ اس کے حکم سے وہ دریا (یا سمندر) میں چلیں اور دریاؤں کو تمہارے کام میں لگا دیا۔

۳۳- وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ○

اور سورج اور چاند کو (ایک قاعدے کے مطابق) تمہارے لیے مسخر کیا جو برابر چل رہے ہیں (تمہارے کاموں میں مصروف ہیں) اور (اسی طرح) رات و دن کو تمہارے کام پر لگا رکھا ہے۔

غرض اللہ نے یہ سب چیزیں انسان کے لیے پیدا کیں، سب کو کسی نہ کسی طرح ایک حد تک انسان کا تابع فرمان بنا دیا اور یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ انسان اللہ کا تابع فرمان رہے، دل و جان سے اس کا حکم بجا لائے، اس کے احسان مانے لیکن انسان بڑا ناشکر گزار رہے۔

۳۴- وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا

اور جو کچھ تم نے مانگا اس نے تم کو اس سب میں سے (بہت کچھ) دیا اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو ان کو شمار نہ کر سکو گے (لیکن کیا تمام

تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝ ع

انسان ایمان لے آئے، نہیں، انسانوں کی ایک کثیر تعداد نے اللہ کا انکار کیا اور اپنے پر ظلم ہی کرتے رہے) بے شک انسان بڑا بے انصاف ناشکرگزار ہے (انسان کی تو یہ عادت ہے کہ تکلیف کی حالت میں شکوہ کرتا ہے اور فراغت میں ناشکری کرتا ہے)۔

چھٹا رکوع

گزشتہ رکوع میں بتایا گیا تھا کہ جب انسان جذبۂ شکرگزاری میں آتا ہے، اللہ کے احسانات کو یاد کرتا ہے، اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اپنے مزید احسانات فرماتا ہے۔ اب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعائے جلیلہ کا بیان ہے جو مقام ملت پر فائز ہوئے، اور خانۂ کعبہ میں مانگی ہوئی جن کی دعاؤں نے دنیا کو دین اسلام کی موجودہ شکل عطا فرمائی۔ آج یہ مضطرب قلوب کے لیے سکون، اجاڑ بستیوں کے لیے آبادی کا مژدہ، گمراہوں کے لیے ہدایت، متقی کے لیے قرب الٰہی اور گنہگاروں کے لیے اللہ کی بخشش و کرم کا وسیلہ ہے۔ یہ تشکیلِ انسانیت کی دعا ہے تاکہ انسانیت سنور جائے، کافر متنبہ ہوں، مومن کا دل پاک ہو اور دیدار کا اہل ہو جائے۔

۳۵- وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝ؕ

اور (اے رسول ذرا ان مکہ والوں کو جو آج آپ کی مخالفت پر آمادہ ہیں وہ وقت بھی یاد دلائیے) جب ابراہیم (علیہ السلام) نے دعا کی کہ میرے رب اس شہر (مکہ) کو امن کی جگہ بنا دے۔ اور مجھ کو اور میری اولاد کو اس بات سے دُور رکھ کہ ہم بتوں کی پرستش کرنے لگیں (جب نبی اپنے دامنِ رحمت میں لیکر اپنی اولاد یا قوم کے لیے دعا فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ جس حد تک چاہتا ہے دعا کو شرفِ قبولیت بخشتا ہے)۔

۳۶- رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اے میرے رب انہوں نے (یعنی ان بتوں نے اس مادیت پرستی، نفس پرستی نے) بہت لوگوں کو گمراہ کیا ہے پس جس نے میری پیروی کی تو وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو (اے اللہ اس کو بھی توفیق توبہ عطا فرما تو اس کو بھی اپنے دامنِ رحمت میں جگہ دے سکتا ہے) بے شک تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

۳۷- رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ

اے ہمارے رب (گھر والوں کو شامل فرما کر دعا فرما رہے ہیں) میں نے (تیرے ہی حکم تیرے ہی اذن سے) اپنی ایک اولاد (اسمٰعیل) کو تیرے بزرگ

الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ○

(اور محترم) گھر کے نزدیک جہاں کھیتی (تک) نہیں لا بسایا ہے۔ اے ہمارے رب (ہم نے یہ سب تیری رضا، تیرے طرف رجوع رہنے، تیرے فرمانبردار بنے رہنے کے لیے کیا ہے) تاکہ وہ نماز قائم رکھیں (الٰہ العٰلمین ایسے اسباب مہیا فرما دے کہ یہ زمین تیری عبادت کے لیے مرجع خلائق بن جائے اور اس کی بظاہر ویرانی باطنی انوار سے مالا مال ہو جائے، لوگ اس کی طرف کھنچتے چلے آئیں) پس تو (اپنے فضل سے) بعض لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے اور ان (سب) کو (اپنے لطف وکرم سے) پھل بطور رزق عطا فرما تاکہ وہ شکر گزار ہوں (دلجمعی کے ساتھ ہر عبادت کا حق ادا کریں)۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا کو سُنا اور ایسا سُنا کہ آج جب ان آیات کا ترجمہ ہو رہا ہے ہزارہا انسان بیت اللہ کی طرف رُخ کیے، ہزارہا قلوب اس روزِ سعید کے منتظر، اور ہزارہا اس کی یاد میں آنسو بہا رہے ہیں۔

۳۸۔ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۭ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ○

اے ہمارے رب تُو تو جانتا ہے جو کچھ ہم چھپاتے ہیں اور جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں اور اللہ سے کوئی چیز چھپی نہیں رہتی (نہ) زمین میں اور نہ آسمان میں۔

۳۹۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَي الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ ○

اللہ کا شکر ہے جس نے اس بڑھاپے میں مجھے اسمٰعیل اور اسحاق (دو بیٹے) بخشے بے شک میرا رب دعاؤں کا سننے والا ہے۔

۴۰۔ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ڰ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاۗءِ ○

اے میرے رب مجھے نماز پر (دائم وا) قائم رکھ اور میری ذریت میں سے بھی ایسے لوگ ہوں جو نمازوں کی پابندی کرنے والے، اس کا اہتمام کرنے والے ہوں، اے ہمارے رب (تو نے سب دعاؤں کو قبول فرمایا ہے) اور میری (یہ) دعا (بھی) قبول فرما۔

۴۱۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ○ ع ۱۸

اے ہمارے رب جس دن حساب قائم ہو تو مجھے اور میرے والدین اور جملہ مومنوں کو بخش دے (اور اپنے دامن رحمت میں ڈھانپ لے)۔

آیت نمبر (۳۹) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ۱۰۱ اور ۱۱۷ سال کی عمر میں حضرت اسمٰعیلؑ و حضرت اسحٰقؑ پیدا ہوئے، دونوں کی عمر میں ۱۷ سال کا فرق تھا۔

انبیاء علیہم السلام باوجود معصوم ہونے کے اللہ کے سامنے عاجزی کے ساتھ سربسجود رہتے اور اس کی رحمت و بخشش کے طلبگار ہوتے اور اپنے اس دامن رحمت میں اپنی امت کو بھی لیکر ان کے لیے دعا فرماتے آج ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا ہر مومن کی زبان پر ہے۔

ساتواں رکوع

گزشتہ رکوع میں موحد اعظم سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ذکر تھا۔ درسِ توحید کے مبلغین کو جن دشواریوں کا سامنا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان سے واقف ہے، جہاں ایک جانب مبلغینِ اسلام پر احسانات کی بارش ہوتی ہے وہیں منکرین کے لیے عبرت ناک عذاب ہے، ممکن ہے کہ اس عذاب میں تاخیر کی جائے، لوگوں کو اصلاح کا موقع دیا جائے، لیکن ان لوگوں کو ان کے انکار کی سزا ملنا برحق ہے اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ زمین و آسمان بدل جائیں گے اس کا وعدہ پورا ہوگا، عذاب اور دردناک عذاب سے ان کو دوچار ہونا پڑے گا، یہ سب خود ان کے اعمال کا بدلہ ہے۔ قیامت سے قبل ہی اس کا بیان فرما رہا ہے یہ بھی اس کی رحمت ہے تاکہ لوگ خوابِ غفلت سے بیدار ہو جائیں، اور اللہ کی وحدانیت پر ایمان لا کر عذابِ نار سے محفوظ ہو جائیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال ان کے سامنے ہے اگر وہ ذرا غور کریں تو تمام ادیانِ سماوی کا لب لباب سمجھ جائیں، یعنی اللہ ایک ہے، یکتا ہے، وہی ایک معبود ہے جو لائق حمد و ثنا اور لائق پرستش ہے اور ہر زمانہ میں اس کے پیغمبروں نے لوگوں کو اسی "وحدہٗ لا شریک" کی طرف دعوت دی ہے۔

۴۲۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۥ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ۝

اور (اے مخاطب) ہرگز خیال مت کرنا کہ ظالم جو کچھ کرتے ہیں اللہ ان (کے اعمال) سے بے خبر ہے (ان کی حرکتوں پر جلد مواخذہ نہ ہونا بے خبری کی وجہ سے نہیں بلکہ) اللہ نے ان کو ڈھیل دے رکھی ہے اس دن تک کے لیے جبکہ (عذاب الٰہی کی دہشت سے) ان کی آنکھیں پتھرا جائیں گی۔

۴۳۔ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ۝

(اور اس دن) وہ اپنے سروں کو اوپر اٹھائے (بدحواس میدانِ قیامت کی طرف) دوڑ رہے ہوں گے (ان کی ٹکٹکی بندھی ہوگی) ان کی نظریں (جدھر اٹھ گئیں پھر ادھر سے) ان کی طرف واپس نہ آئیں گی اور ان کے دل (سینوں سے باہر اڑتے) جا رہے ہوں گے۔

ان کے دلوں کی دھڑکن، بدحواسی، سراسیمگی، خوف و ہراس، ناکامی و محرومی کا کیسا عبرتناک مرقع ہے۔

۴۴- وَ اَنۡذِرِ النَّاسَ یَوۡمَ یَاۡتِیۡہِمُ الۡعَذَابُ فَیَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا رَبَّنَاۤ اَخِّرۡنَاۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ ۙ نُّجِبۡ دَعۡوَتَکَ وَ نَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَ لَمۡ تَکُوۡنُوۡۤا اَقۡسَمۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ مَا لَکُمۡ مِّنۡ زَوَالٍ ۙ

اور (ان بھول میں پڑے ہوئے) لوگوں کو اس دن سے (یعنی موت کے دن یا روزِ قیامت سے) ڈرائیے جب ان پر عذاب (الٰہی) آجائے گا پھر یہ ظالم التجا کریں گے کہ اے ہمارے رب ہم کو کچھ دنوں کی (اور) مہلت دے دے کہ ہم تیری دعوت (حق دنیا میں رہ کر) قبول کریں اور (تیرے) رسولوں کی اتباع کریں (لیکن ان کو ان کی بددماغی، بیباکی اور گستاخی یاد دلائی جائیگی اور کہا جائے گا) کیا تم لوگ اس سے قبل قسمیں نہیں کھایا کرتے تھے کہ تم کو زوال نہیں (نہ دنیا میں تمہارا عروج زائل ہوگا، نہ تم کو اللہ کے روبرو حاضر ہونا ہے)۔

۴۵- وَّ سَکَنۡتُمۡ فِیۡ مَسٰکِنِ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ وَ تَبَیَّنَ لَکُمۡ کَیۡفَ فَعَلۡنَا بِہِمۡ وَ ضَرَبۡنَا لَکُمُ الۡاَمۡثَالَ ﴿۴۵﴾

حالانکہ تم انہیں لوگوں کی بستیوں میں آباد تھے جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا (اور جو تم سے پہلے وہیں تباہ کی جاچکی تھیں) اور تم پر (یہ امر) واضح ہوچکا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیسا معاملہ کیا (پھر گزشتہ اقوام کے یہ واقعات تم پر راز نہیں رکھے) اور (انبیاء علیہم السلام کی زبانی تم کو عواقب سے آگاہ کرنے کے لیے) ہم نے یہ قصے تم سے بیان کردیئے۔

لیکن کیا تم نے ان سے درسِ عبرت لیا، کیا تم اپنی سرکشی سے باز آئے ؟ اب باتیں بنانے سے کوئی فائدہ نہیں وہ مکر و فریب کا وقت ختم ہوا۔

۴۶- وَ قَدۡ مَکَرُوۡا مَکۡرَہُمۡ وَ عِنۡدَ اللّٰہِ مَکۡرُہُمۡ ؕ وَ اِنۡ کَانَ مَکۡرُہُمۡ لِتَزُوۡلَ مِنۡہُ الۡجِبَالُ ﴿۴۶﴾

اور (ہر دور میں منکرینِ حق اور ظالموں نے بڑی بڑی چالیں چلیں) انہوں نے (ہر طرح کی) تدبیریں کیں اور ان کی تمام تدابیر (ان کے مکر و فریب) اللہ کے سامنے ہیں (یا اللہ کے یہاں لکھی ہوئی ہیں)، اور (واقعی) ان کی تدبیریں ایسی تھیں کہ ان سے پہاڑ ٹل جاتے۔

ان ظالموں نے حق کو چھپانے اور مٹانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا، یاد رہے کہ ان کے بارے میں اللہ کا وعدہ جو اس نے اپنے رسولوں سے کیا اور جس کی ان کو خبر تھی، پورا ہو کر رہے گا۔

۴۷- فَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰہَ مُخۡلِفَ وَعۡدِہٖ رُسُلَہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ ﴿ؕ۴۷﴾

پس ہرگز نہ سمجھنا کہ اللہ نے اپنے رسولوں سے جو وعدہ کیا ہے اس کے خلاف کرے گا، بیشک اللہ زبردست (اور) بدلہ لینے والا ہے۔

اور یہ سب اس دن ہوگا

۴۸- يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝

جس دن (یہ دنیا کی) زمین (عقبیٰ کی) دوسری زمین سے بدلی جائے گی (یہ ارضیت نہ ہوگی بلکہ اس وقت جو کچھ پیر کے نیچے ہوگا جس پر قیام وقرار ہوگا وہ اور ہی زمین ہوگی) اور آسمان بھی (بدل دیئے جائیں گے) اور (یہ وہ دن ہوگا کہ سب) لوگ خدائے واحد زبردست کے سامنے (پیش ہونے کے لیے اپنی اپنی جگہ سے) نکل کھڑے ہوں گے۔

۴۹- وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِى الْاَصْفَادِ ۝

اور اس دن تو مجرموں کو ایک دوسرے کے ساتھ زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھے گا۔

۵۰- سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۝

ان کے کُرتے گندھک کے ہوں گے (جس میں آگ بہت تیزی سے اثر کرتی ہے یا وہ پگھلے ہوئے تانبے کے ہوں گے جو دوزخ کی آگ کی تپش کو اور بڑھا دیں گے) اور آگ اُن کے چہروں کو ڈھانک رہی ہوگی۔

۵۱- لِيَجْزِىَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

تاکہ اللہ ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دے۔ بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ (اس دن کو دُور نہ سمجھو)

۵۲- هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ ع ۱۱/۱۹

یہ (بیان) لوگوں کے لیے (اللہ کا) پیغام ہے اور (اس لیے ہے) تاکہ اس کے ذریعہ وہ ڈرائے جائیں (متنبہ کر دیئے جائیں) اور تاکہ وہ جان لیں کہ وہی ایک معبود ہے (اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں) اور تاکہ عقل (وفہم) والے اس سے نصیحت حاصل کریں (اور اس کی یاد میں مشغول رہیں)۔

یہ آخری آیت اس تفصیل کا اجمال ہے جس کا بیان سورہ میں ہوا یعنی توحید خالص اور اسّ ایمان وایقان۔

سُورَةُ الحِجرِ

مکی نناوے آیتیں چھ رکوع

گزشتہ سورت میں توحید کا مضمون اور موحد اعظم سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں اور سعی جمیلہ کا ذکر تھا، اس سورہ میں بھی توحید و رسالت کے متعلق عام غلط فہمیوں کے ازالہ کے بعد ان نافرمانوں کا بیان ہے جن کے دل پتھر سے زیادہ سخت تھے۔ حجر شام اور مدینہ کے درمیان ایک وادی ہے جس میں قوم ثمود آباد تھی، اس رعایت سے سورت کا نام حجر ہے اور شاید اس لیے بھی کہ ان نافرمان اقوام کے قلوب کی سختی پتھر کے دور کی یاد تازہ کرتی ہے۔ ان کی یہی سرکشی ان کی تباہی اور ہلاکت کا موجب ہوئی، ہرچند سرزمین کہ کفر کا مسکن بن رہی تھی لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سعی اور دعائیں قبول ہو چکی تھیں مشیت ایزدی کو خلق کی زمین پر محبت کی دنیا آباد کرنا تھی، اس سورہ میں رسالت اور دنیا درکھنے والے کی کیفیت کا بیان ہو رہا ہے۔ نورِ رسالت یعنی کتاب اور نورِ کتاب کا ذکر ہے، رسالت کے فرائض بیان کیے جا رہے ہیں، وحدانیت کو دلائل سے ثابت کیا جا رہا ہے یہ دلائل مادی بھی ہیں اور روحانی بھی، بتایا جا رہا ہے کہ نا امید کی امید کیسے پوری کی جاتی ہے گویا قدرت و حکمت کے باب کھولے جا رہے ہیں تاکہ عقل سلیم راہبری پائے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱- الٓرٰ قف تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ وَ قُرۡاٰنٍ مُّبِیۡنٍ ○ الف۔ لام۔ را۔ یہ کتابِ (الٰہی) اور قرآنِ واضح کی آیتیں ہیں۔

(غور سے سنو اور دیکھو تو اس قرآن عظیم کا واضح و شگفتہ بیان، اس کے روشن دلائل اس کے تاریخی واقعات، مستقبل کے متعلق اس کی بشارتیں، اس کے احکامات و تعلیمات سب کے سب اس کے کتابِ الٰہی ہونے پر شاہد ہیں، اور یہی وہ کتاب ہے جو عقل سلیم کی رہبری کے لیے انسانیت کو عطا ہوئی۔)

پارہ — ۱۴

رُبَمَا

ربع

۲۔ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ○

کافر (روز قیامت) بار بار آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔

اے رسول جو لوگ اب آپ کی بات نہیں سنتے، ان کے متعلق آپ غمگین نہ ہوں۔

۳۔ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ○

ان کو (ان کے حال پر) چھوڑ دیجئے کہ (اس دنیا میں کچھ عرصہ) کھا (پی) لیں اور مزے اڑالیں اور (عمر کی درازی اور دولت کی زیادتی کی) امید میں لگے رہیں (آج برا نجام کار سے غافل ہیں)، پس عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا (کہ ان کا کیا حشر ہوا)۔

دنیا میں منکرین کو ایک حد تک موقع دیا گیا کہ وہ اپنی اصلاح کرلیں، اللہ کی مخلوق پر اور خود اپنی جانوں پر ظلم نہ کریں لیکن انہوں نے اپنی راہ نہ بدلی، اللہ کے علم میں ان کی یہ نافرمانیاں ہمیشہ سے تھیں، اب اتمامِ حجت کے بعد فیصلہ ہو گیا۔

۴۔ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ○

اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہیں کی مگر (اس کی تباہی سے قبل) اس کا وقت لکھا ہوا (اور) معین تھا، (اللہ کے علم محیط کو اس کی خبر تھی وہ جانتا تھا کہ اس کے بعد ایک لمحہ کی بھی مہلت دینا اس کی حکمت تکوینی کے خلاف ہوگا)۔

۵۔ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ○

کوئی قوم اپنی میعادِ مقررہ سے نہ آگے نکل سکتی ہے نہ پیچھے رہ سکتی ہے (افراد کی طرح اقوامِ عالم کی بھی عروج و زوال کی ایک حد ہے۔ ان کے لیے ایک میعاد مقرر ہے جو علمِ الٰہی میں ہے اور اس میں ایک لمحہ تقدیم و تاخیر ممکن نہیں)۔

چونکہ کفار پر عذاب نہیں آرہا ہے، اس لیے وہ گستاخ ہوتے چلے جاتے ہیں اور طرح طرح کی بیہودہ باتیں کہتے ہیں۔

۶۔ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ

اور کہتے ہیں کہ اے وہ شخص جس پر قرآن اُترا ہے تُو تو دیوانہ ہے۔

عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝

اگر صداقت کا دعویٰ ہے تو کیوں وہ فرشتے نہیں آتے جو اللہ کا عذاب لے آئیں۔

۷۔ لَوْمَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

(یہ گستاخ کہتے ہیں، اگر تو (اپنے دعوے میں) سچا ہے تو ہمارے پاس (اللہ کے عذاب دینے والے) فرشتے کیوں نہیں لے آتا۔

۸۔ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۝

(ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ) ہم فرشتوں کو نہیں بھیجا کرتے مگر (فیصلۂ) حق کے لیے اور اس وقت ان کو مہلت نہ ملے گی۔ (یہ ڈھیل اس لیے ہے کہ ابھی عذاب کا وقت نہیں آیا۔)

لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ پیغامِ حق کو کچھ نقصان پہنچا سکیں۔

۹۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝

ہم ہی نے یہ (کتابِ) نصیحت آپ پر اتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں (اس کی ترتیب، تدوین، الفاظ، معانی و مطالب سب کی حفاظت ہم خود کریں گے)۔

منکرینِ حق کی یہ گستاخیاں خود ان کی ہلاکت کا باعث ہوئی ہیں، آپ غمگین نہ ہوں۔

۱۰۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ۝

اور آپ سے قبل ہم گزشتہ گروہوں میں پیغمبر بھیج چکے ہیں۔

۱۱۔ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

اور کوئی پیغمبر ان کے پاس ایسا نہیں آیا کہ انہوں نے اس کا مذاق نہ اڑایا ہو۔

۱۲۔ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

اس طرح ہم اس (تکذیبِ حق اور گمراہی) کو ان مجرموں کے دلوں میں بٹھا دیتے ہیں۔

۱۳۔ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

(اور یہ لوگ) اس (قرآن) پر ایمان نہ لائیں گے اور پہلوں کی بھی یہی رسم رہی ہے (گزشتہ اقوام اپنے اپنے پیغمبروں کو یوں ہی جھٹلاتی اور مسنی

آیت نمبر (۹) ذکر کے معنی نصیحت کے ہیں، یہاں کتابِ نصیحت یعنی قرآن مراد ہے۔

اڑاتی رہیں اور محروم ایمان رہیں)

١٤۔ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ۝

اور اگر ہم ان (کافروں) پر (بطور معجزہ) کوئی دروازہ آسمان سے کھول دیں اور (ان کے لیے وہ صورت بھی پیدا کر دیں کہ) وہ اس میں تمام دن چڑھتے رہیں

١٥۔ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ۝ ع ١٥

تو بھی وہ یہی کہیں گے کہ ہماری نظر بندی کر دی گئی ہے بلکہ ہم لوگوں پر جادو کر دیا گیا ہے۔

(جن کی نظریں حقیقت آشنا نہیں انہیں کچھ بھی دیا جائے، کچھ بھی دکھایا جائے وہ حق کی تعبیر اپنے فہم کے مطابق ہی کریں گے، حیرت کریں گے، سحر کہیں گے ایمان نہ لائیں گے)۔

دوسرا رکوع

قرآن اور مسئلۂ نبوت کے بعد اب مسئلۂ توحید کا ذکر ہے۔

١٦۔ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ۝

اور ہم نے آسمان میں (اعلیٰ بلندیوں پر) برج (یا بڑے بڑے ستارے) بنائے اور اس کو دیکھنے والوں کی نظر میں زینت بخشی۔

١٧۔ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝

اور اس (آسمانِ دنیا) کو ہم نے ہر شیطان مردود سے محفوظ رکھا

١٨۔ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ۝

ہاں اگر کوئی (شیطان ان کیفیاتِ آسمانی کو جو جبریل کے ذریعہ فرشتوں کو دی جاتی ہیں) چوری سے سن بھاگے تو اس کے پیچھے ایک چمکتا ہوا انگارا ہو لیتا ہے۔

١٩۔ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا

اور (دیکھو) ہم نے زمین کو پھیلایا اور اس پر سخت وزن کے پہاڑ رکھ دیئے

آیت نمبر (١٧) رجیم، رجم سے مشتق ہے جس کے معنی سنگسار کرنے کے ہیں، شیطان کو آسمان کی اعلیٰ فضاؤں سے دور پھینک دیا گیا اب بھی اس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ ان رازہائے سربستہ کی جو تکوین عالم کے لیے فرشتوں کو ملتے رہتے ہیں خبر پا کر اپنے انداز سے لوگوں کو بہکائے لیکن نظامِ کائنات میں اللہ تعالیٰ نے اس کی بھی حفاظت کے سامان کر رکھے ہیں، البتہ انسان کی آزمائش کے لیے شیطان کو جس قدر علم ملا ہے، یا چوری چھپے حاصل کرنے کا موقع ملتا رہتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ کے نظامِ تکوینی میں فرق نہیں آتا۔ وہ قادرِ مطلق ہے۔ شیطان بھی اسی کی مخلوق ہے جسے ایک خاص مقصد کی خاطر کچھ قدرت و مہلت دی گئی ہے لیکن اتنی نہیں کہ وہ کائنات کو درہم برہم کر سکے۔

فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُونٍ ○

اور اس میں ہر طرح کی چیز معین (ترکیب اور مناسب) مقدار میں اگائی۔ (کیا یہ سب اس کی عظیم الشان قدرت وحکمت کی روشن دلیلیں نہیں۔ یہی نہیں)

۲۰- وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهُ بِرٰزِقِينَ ○

اور ہم نے اس میں تمہارے اور ان لوگوں کے لیے جن کو تم روزی نہیں دیتے معیشت کے اسباب (غلے، ترکاریاں، پھل وغیرہ) پیدا کیئے۔

اور جو کچھ تم کو نظر آتا ہے یہ تو اللہ کی قدرت کے کرشمہ اور ہر طرح کی اشیاء کی بہتات کا ایک ادنیٰ ظہور ہے۔

۲۱- وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ ○

اور ہمارے پاس تو ہر چیز کے (بے شمار) خزانے ہیں اور ہم ان کو (وقت وحالات کے مطابق) معین مقدار میں اتارتے رہتے ہیں۔

تم نے آسمانوں پر نظر ڈالی، تم نے زمین کو دیکھا ذرا اپنے ارد گرد کی ہوا اور فضا کو بھی دیکھو کیا اس میں تمہاری حیات وبالیدگی کے وہ اسباب موجود نہیں جو تم کو تمہارے رب کی یاد دلاتے رہیں۔

۲۲- وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ فَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَسْقَيْنَاكُمُوهُ وَمَا أَنْتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ ○

اور ہم نے ابر اٹھانے والی ہوائیں چلائیں (جو پانی سے لدے ہوئے بادلوں کو لیے چلی جاتی ہیں) پھر آسمان سے مینہ برسایا (جو دریاؤں اور چشموں میں بہا، زمین کی گہرائیوں میں محفوظ کیا گیا، اس سے ہر ذی حیات کی بالیدگی کے اسباب مہیا کیے گئے) پھر تم کو وہ پلایا، (کیا تم خود یہ لطیف و شیریں پانی اپنے لیے مہیا کر سکتے تھے اور ہزارہا حیوان بے شمار نباتات جو تمہاری غذا ہیں ان کے لیے یہ پانی فراہم کر سکتے تھے ہرگز نہیں) اور تمہارے پاس تو اس کا خزانہ نہیں۔

زمین وآسمان، حیوان ونباتات ہر شے اپنے خالق کی قدرت وحکمت پر شاہد ہے تم خود اپنی حقیقت پر غور کرو۔

۲۳- وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ

اور (دیکھو) ہم ہی زندگی بخشتے اور موت دیتے ہیں اور ہم ہی سب کے

الْوٰرِثُوْنَ ○ وارث ہیں۔ (کائنات کی ہر چیز کو فنا ہے، ایک اللہ ہی کی ذات باقی رہنے والی ہے جو خالق کائنات ہے۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی اس کا مالک اور بالآخر وہی اس کا وارث ہے)۔

اگر اللہ کی اس قدرت وحکمت کی نشانیاں یا خود تمہاری تخلیق تم کو اس کی یاد نہیں دلاتی تو سن لو کہ اللہ کو غیب وشہادت کا علم ہے اس سے کوئی چیز نہ پوشیدہ ہے نہ کبھی نہ ہو سکتی ہے۔ وہ ہر انسان کی حالت وکیفیت سے واقف ہے۔ فرماتا ہے۔

۲۴- وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ○ اور یقیناً ہم تمہارے اگلوں کو بھی خوب جانتے ہیں اور تمہارے بعد آنے والوں سے بھی خوب واقف ہیں

اب بھی اگر کفار نہ مانیں تو وہ جانیں اور ان کا کام، لیکن یہ یاد رکھیں۔

۲۵- وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ○ ع ۲ اور بے شک آپ کا رب ان سب کو (میدان حشر میں) جمع کرے گا۔ بے شک وہ بڑا حکمت والا، بڑا علم والا ہے۔

تیسرا رکوع

انسان کو اس کی تخلیق سے آگاہ کیا جا رہا ہے اور بتایا جا رہا ہے کہ اس کا ایک دشمن ہے جو اللہ کی قدرتِ کاملہ سے واقف ہونے کے باوجود اپنے کبر اور حرص کے باعث اس کا نافرمان بنا۔ وہ پہلا منکر تھا جس نے ادب کو بھی ملحوظ نہ رکھا، جو آج بھی انسان کو انکار پر آمادہ کرتا رہتا ہے لیکن یہ یاد رہے کہ اس کا زور اللہ کے مخلص بندوں پر نہیں چلتا۔ وہ مردود ہے، وہ اور اس کے ساتھی اور اس کے حکم پر چلنے والے سب داخلِ جہنم ہوں گے۔

۲۶- وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ○ اور بے شک ہم نے انسان کو کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے سے (جس سے بو آتی ہے اور جو خشک ہو کر آواز دینے لگے اس سے) پیدا کیا۔

۲۷- وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ○ اور انسان سے بھی قبل ہم نے جنوں کو بے دھوئیں کی آگ سے پیدا کیا تھا۔

اس طرح انسان، مٹی کے ساتھ دیگر عناصر سے بنا، جو نظر آتا ہے اور جنوں کو، گرم، بے دھوئیں کی آگ سے بنایا گیا جو نظر نہیں آتے۔ انسان کا پُتلا قدرت و حکمت کے ہاتھوں تیار ہوا، مٹی سے اس کا خمیر تیار ہوا اور جب اللہ کے فیضانِ نور سے مشرف ہوا تب مسجودِ ملائکہ بنا۔

۲۸۔ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝

اور (وہ وقت یاد دلائیے) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں کھنکھناتے سڑے ہوئے گارے سے ایک انسان بناؤں گا۔

۲۹۔ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ۝

پھر جب اس کو (پوری طرح انسان بنا کر) ٹھیک کرلوں اور اس میں اپنی روح سے (فیضانِ نور) پھونک دوں (اور وہ جی اُٹھے) تو تم اس کے سامنے سجدہ میں گر پڑنا۔

۳۰۔ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝

چنانچہ (اس فیضانِ نور کے بعد ہی) تمام فرشتوں نے مل کر آدم کو سجدہ کیا

۳۱۔ اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰٓی اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ۝

سوائے ابلیس کے۔ کہ اس نے سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہونے سے انکار کیا۔

معلوم ہوا کہ انسان کی عظمت فیضانِ نور ہی کے باعث ہے جس کا ظہور اخلاق ہے، ابلیس نے اس فیضانِ نور کو سجدہ نہ کیا کافر ہوا، انسان کے لیے بھی اس فیضانِ نور کے حصول کا ذریعہ اپنے خالق کو سجدہ کرنا ہے، جس نے اس سے منہ موڑا، اس کی ذات و صفات میں تفریق کی، اسم میں مسمّٰی کو نہ پایا وہ شیطان کی راہ پر لگ گیا۔

اللہ نے شیطان کی عدولِ حکمی پر جواب طلب کیا۔

۳۲۔ قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ۝

فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا؟۔

۳۳۔ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ

بولا میں وہ نہیں کہ ایسے انسان کو سجدہ کروں جسے تو نے کھنکھناتے ہوئے

خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ سڑے گارے سے بنایا۔

۳۴۔ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝ فرمایا تو یہاں سے نکل جا اس مرتبہ اور مقام سے جہاں تو پہنچ گیا (دُور ہو) تو راندۂ درگاہ ہے۔

۳۵۔ وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اور تجھ پر قیامت کے دن تک پھٹکار ہے۔

شیطان بجائے اس کے کہ اپنی غلطی پر اب بھی نادم ہوتا درازیٔ عمر اور بہکانے کی مہلت کا طلبگار ہوا، گویا انسان سے مقابلہ کے لیے آمادہ ہو گیا۔

۳۶۔ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ (شیطان نے) التجا کی اے میرے رب تو مجھے اس دن تک مہلت دے جب لوگ اٹھائے جائیں گے۔

۳۷۔ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ فرمایا اچھا (جا) تجھے مہلت ہے

۳۸۔ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝ وقت معین کے دن تک (یعنی قیامت تک)۔

شیطان نے ادب کو بھی ملحوظ نہ رکھا

۳۹۔ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ کہا اے رب جیسا تو نے مجھے بہکایا ہے (اپنی جگہ پر رہنے نہ دیا) میں بھی یقیناً (دنیا بھر کے گناہ) زمین میں ان کو حسین بنا کر دکھاؤں گا اور ان سب کو گمراہ کروں گا

۴۰۔ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ بجز ان میں سے تیرے چنے ہوئے بندوں کے۔

یعنی جو تیرے مخلص بندے ہیں، جو خلوص میں بڑھتے چلے جاتے ہیں، جن کے دل میں کسی کی طرف سے میل ہی نہیں آتا، جو تیرے ہو کر رہ گئے ہیں، بے شک وہ میرے دامِ فریب میں نہ آئیں گے، لیکن اور کوئی بچ بھی نہ سکے گا۔

۴۱۔ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ (اللہ نے) فرمایا (اے ابلیس) یہی (اخلاص کی) راہ مجھ تک سیدھی

مُّسْتَقِيمٌ ۝ (پہنچتی) ہے۔ (اور اس راہ پر چلنے والے کا تو کچھ نہیں بگاڑ سکتا)۔

۴۲- إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ۝ بے شک میرے بندوں پر (جو مخلص ہیں) تیرا کچھ بھی زور نہ چلے گا سوائے ان بھٹکے ہوؤں کے جنہوں نے تیری راہ اختیار کی۔

۴۳- وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ اور بے شک ان سب کے وعدہ کی جگہ جہنم ہے (جو ان سب کی منتظر ہے)۔

۴۴- لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ ۝ اس کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازہ کے واسطے ان میں سے (کافروں کا) ایک حصہ بٹا ہوا ہے، (طرح طرح کے کفر میں مبتلا دوزخی اپنے اپنے دروازوں سے داخل ہوں گے)۔

چوتھا رکوع

جس طرح دوزخ کے سات دروازے ہیں جن سے کافر داخل کیے جائیں گے، ان دروازوں سے دوزخ کے سات طبق بھی مراد لیے جا سکتے ہیں، اور یہ تقسیم سات اوصافِ رذیلہ کی بناء پر بھی ممکن ہے۔ اسی طرح جنت میں داخل ہونے کے آٹھ دروازے ہیں۔ سات اوصافِ طیبہ کے باعث ہوں گے اور ایک محض اللہ کے فضل سے داخل کیے جانے والوں کے لیے ہوگا۔ یہاں سلامتی سے داخل ہونا ہے۔ سلامتی کے تصور کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے اور انہیں کے بھانجے لوط کا بیان آتا ہے جن کی قوم نے انکار کیا اور عذاب کی مستحق بنی۔

۴۵- إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ بیشک (اس دن) پرہیزگار (جنت کے) باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔

۴۶- ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ۝ (فرشتے ان کو ندا دیتے ہوں گے کہ) تم ان میں امن و سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ (تم پر اللہ کی رحمت و سلامتی ہے)

نہ صرف خارجی طور پر انہیں امن حاصل ہوگا بلکہ ان کے قلوب بھی ہر گرانی اور ہر خلش سے پاک ہوں گے۔

۴۷- وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ اور ہم ان کے سینوں میں جو کدورت ہوگی اس کو بھی نکال ڈالیں گے (تاکہ ان کے دل بھی پاک صاف ہو جائیں اور دل جمعی سے ایک دوسرے کے

مُّتَقٰبِلِيْنَ ○ — ساتھ رہیں اور وہ) بھائی بھائی کی طرح تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

۴۸۔ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ○ — وہاں ان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے کبھی نکالے جائینگے (جس قرار و قیام کے لیے انہوں نے دنیا میں سعی کی تھی اللہ جنت میں انہیں عطا فرما دے گا، کوئی تمنا باقی نہ رہے گی)۔

۴۹۔ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ — (اے رسول) میرے بندوں کو مطلع کر دیجئے کہ اصل بخشنے والا بڑا مہربان میں ہوں (یہی وقت ہے بخشش مانگ لو رجوع ہو جاؤ کہ میری رحمت کا دامن بہت بہت کشادہ ہے)۔

۵۰۔ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ○ — اور (اگر انکار اور کفر پر قائم رہے تو) بلاشبہ میرا عذاب بھی بڑا دردناک عذاب ہے۔

جہاں رحمت اور عذاب کا ذکر آیا فوراً اس کی مثال انبیاء علیہم السلام اور ان کے زمانہ کے واقعات سے پیش کی جاتی ہے تاکہ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہے بتایا جا رہا ہے کہ رحمت اسباب کی محتاج نہیں وہ اسباب پیدا کر دیتی ہے لیکن جب رحمت دستگیری نہ کرے تو ہلاکت لازمی ہے۔ پھر اس سلسلہ میں حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا ذکر ہے جس کو اللہ کے بھیجے ہوئے دردناک عذاب سے کوئی چیز بچا نہ سکی۔

۵۱۔ (وقف لازم) وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ○ — اور ان لوگوں کو ابراہیم کے مہمانوں کا حال سنا دیجئے (یعنی ان فرشتوں کا جو انسان کی صورت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تھے اور جن کو انہوں نے مہمان سمجھ کر خاطر مدارات کرنا چاہی)۔

۵۲۔ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ○ — جب وہ ان کے پاس آئے تو سلام کہا۔ (لیکن فراستِ پیغمبری نے جان لیا کہ عذاب کے فرشتے ہیں اور) کہا ہم کو تم سے ڈر لگ رہا ہے۔

۵۳۔ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ○ — وہ بولے آپ ڈریے نہیں ہم آپ کو ایک صاحب علم (یعنی صاحب نبوت) فرزند کی خوشخبری دیتے ہیں۔

۵۴۔ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ — (ابراہیم نے) کہا، جب میرا بڑھاپا حد کو پہنچ گیا تب خوشخبری

الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ○ — سناتے ہو؟ (ذرا سوچو) اب کاہے کی خوشخبری سُناتے ہو (جس کا بظاہر امکان ہی نہیں اس کی خوشخبری سنانا کیا)۔

۵۵۔ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ○ — وہ بولے ہم آپ کو واقعی (اللہ کی قدرت وحکمت، اس کے فیصلہ کے مطابق) خوشخبری دے رہے ہیں (ہم فرشتے ہیں۔ عام انسان نہیں)پس آپ ناامید نہ ہوں۔

۵۶۔ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّاۗلُّوْنَ ○ — (ابراہیم نے، کہا (ناامیدی نہیں ہے، حیرت ہے) اور اپنے پروردگار کی رحمت سے ناامید ہی کون ہوتا ہے سوائے گمراہوں کے۔

لیکن اس مکالمہ کے باوجود حضرت ابراہیمؑ کے قلب پر جو گھبراہٹ کے آثار پیدا ہوئے تھے اس کا جواب نہ ملا۔ اس لیے دریافت فرمایا کہ آخر کس کام کے لیے بھیجے گئے ہو۔

۵۷۔ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ○ — (ابراہیم نے) کہا پھر اے فرشتو تمہیں کیا کام ہے۔ (تم کس مہم کے لیے بھیجے گئے ہو)

۵۸۔ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ○ — (فرشتے) بولے ہم ایک بدکار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ (جن کو ہم نیست ونابود کرڈالیں گے)۔

۵۹۔ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ — بجز لوط کے گھر والوں کے کہ ہم ان سب کو (ہلاکت وبربادی سے) بچا لیں گے۔

۶۰۔ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ○ ع — البتہ ان کی عورت (لوط کی بی بی کہ) اس کے لیے ہم نے طے کرلیا ہے کہ وہ (عذاب میں ہلاک ہونے والوں کے ساتھ) پیچھے رہ جائے گی۔

پانچواں رکوع

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے۔

۶۱۔ فَلَمَّا جَاۗءَ اٰلَ لُوْطِۨ الْمُرْسَلُوْنَ ○ — پھر جب وہ بھیجے ہوئے (فرشتے) لوط کے گھر پہنچے

تو فرشتے کی فطرت اور بشر کی صورت تھی، عام انسانوں سے الگ انداز، پھر انوارِ جمال،

تسکین و بے نیازی، یہ سب لوط علیہ السلام کے لیے طرح طرح کے خیالات، قلبی گھبراہٹ اور ذہنی کشمکش کا باعث بن گئے، آپ کا ایک مختصر جملہ تمام کیفیات کا آئینہ دار ہے۔

۶۲۔ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝ (لوط نے) کہا تم تو اجنبی لوگ معلوم ہوتے ہو۔

۶۳۔ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝ وہ بولے (آپ کا خیال صحیح ہے، ہم انسان نہیں فرشتے ہیں) بلکہ ہم آپ کے پاس وہ چیز (یعنی عذاب الٰہی) لے کر آئے ہیں جس کے بارے میں یہ لوگ شک کرتے (آپ سے جھگڑتے رہتے) تھے۔

۶۴۔ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ اور ہم آپ کے پاس ایک حتمی فیصلہ لیکر آئے ہیں اور بے شک ہم بالکل سچے ہیں۔

۶۵۔ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ۝ پس (فیصلہ یہ ہوا ہے کہ) آپ کچھ رات رہے اپنے گھر والوں کو (بستی سے) لے کر نکل جائیے اور آپ ان کے پیچھے چلیے اور آپ میں سے کوئی مڑ کر (پیچھے) نہ دیکھے اور (اسی طرح اپنے اس قافلے کی حفاظت کرتے ہوئے) جہاں کا آپ کو حکم ملا ہے چلے جائیے۔

۶۶۔ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ۝ اور ہم نے (لوط کو ملائکہ کے توسط سے) اپنا یہ فیصلہ بھیج دیا کہ صبح ہوتے ان (نافرمان لوگوں) کی جڑ ہی کٹ جائے گی۔

اِدھر ان کی تقدیر کا یہ فیصلہ ہو چکا تھا اُدھر وہ اپنی غفلت اور بے حیائی میں سرشار تھے۔

۶۷۔ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ اور (یہ خبر پاتے ہی کہ یہ پُرجمال ہستیاں لوط کے گھر آئی ہیں) شہر والے (اپنی بدخوئی کے مطابق) خوشیاں مناتے (دوڑے) آئے۔

اور لوطؑ سے مطالبہ کیا کہ ان کو ہمارے حوالے کر دو۔

۶۸۔ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ۝ (لوط نے) کہا یہ لوگ میرے مہمان ہیں پس (ان کے سامنے اور اس طرح کی باتیں کرکے) مجھ کو رسوا نہ کرو۔

۶۹۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ۝ اور (ذرا) خوفِ خدا کرو اور میری بے آبروئی نہ کرو۔

۷۰۔ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وہ بولے کیا ہم نے تم کو دنیا بھر کے لوگوں کی حمایت سے منع نہیں کیا؟

(تمہیں پہلے ہی بتا نہ دیا کہ کسی کو اپنا مہمان نہ ٹھہرایا کرو اور ہماری راہ میں رکاوٹ نہ بنو، تم خود ہی اپنے سر آفت مول لیتے ہو)۔

۷۱۔ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝

(لوطؑ نے) کہا (تم کیا بیہودہ باتیں کر رہے ہو تسکینِ نفس کی جائز راہیں ہیں، جس کا طریقہ شادی ہے) اگر تم کو (کچھ) کرنا ہی ہے تو یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں (یعنی تمہاری بیویاں جو تمہارے گھروں میں ہیں یا میری یا میری قوم کی بیٹیاں جن سے تم اب شادی کر سکتے ہو)۔

حضرت لوطؑ کا واقعہ بیان ہو رہا ہے لیکن حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر جو کیفیات گزر رہی تھیں اللہ رب العزت ان کا جواب دے رہا ہے اور کس محبت سے خطاب ہے۔

۷۲۔ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝

اے (احمد، محمد، محمود) آپ کی جان کی قسم وہ اپنی مستی میں مدہوش ہو رہے تھے (یہ جہنم کے کنارے سے آ لگے تھے۔ اب تباہی ان کا علاج تھا۔ تباہی و ہلاکت ان کے سروں پر منڈلا رہی تھی)۔

۷۳۔ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ۝

پس طلوعِ آفتاب کے ساتھ ہی ان کو ایک چنگھاڑ (ایک سخت آتشیں آواز) نے آ پکڑا۔

۷۴۔ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝

پھر ہم نے اس بستی کو تہ و بالا کر ڈالا، اور (آسمان سے) ان پر کنکر کے پتھر (یعنی جھانوے اور پتھر) برسائے۔

۷۵۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ۝

اور بے شک اس (واقعہ) میں اہلِ فراست (دھیان کرنے والے اور حق تک پہنچنے والوں) کے لیے (بڑی) نشانیاں ہیں۔

۷۶۔ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ۝

اور (آج بھی مکہ سے شام کی) سیدھی راہ پر وہ بستی واقع ہے (جس کے کھنڈرات درسِ عبرت دے رہے ہیں)۔

۷۷۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

بے شک اس میں ایمان والوں کے لیے (اللہ کی سخت گرفت کی بڑی) نشانی ہے۔

نافرمانوں کی ایک اور مثال کا بیان کیا جا رہا ہے

۷۸۔ وَإِنْ كَانَ أَصْحٰبُ الْأَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ۝

اور بے شک درختوں کے جھنڈ والی بستی کے رہنے والے بڑے بدکار تھے (جن کی اصلاح کے لیے حضرت شعیب مبعوث ہوئے۔ یہ لوگ گھنے جنگلوں میں راہزنی ڈاکہ زنی کرتے اور شرک و بت پرستی میں مبتلا تھے)۔

۷۹۔ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝

پس ہم نے ان سے (ان کی بدعقیدگی اور بدکرداری کا) بدلہ لیا اور یہ دونوں (بستیاں لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ نہیں بلکہ) کھلے راستہ پر واقع ہیں (یعنی جس پر لوط کی بستیاں ہیں انہیں سے ذرا نیچے قوم شعیب کی یہ بستیاں ان راستوں کے گزرنے والوں کے سامنے موجود ہیں)۔

چھٹا رکوع

سورت کا آخری رکوع ہے، سورہ میں ملت ابراہیمیہ کی بنیاد رکھنے والوں کی کیفیات اور منکرین حق کی حالت کا بیان تھا، توحید کے مسئلہ کو ذہن نشین کیا گیا۔ اب اس بیان کا خلاصہ ہے۔ اور حجر کی بستی کی رہنے والی قوم ثمود کا بیان فرما کر تخلیق کی حکمت سے آگاہ کیا جا رہا ہے انسان کا مقصد حیات اپنے رب کی عبادت اس کی معرفت ہے۔ اس مقصد سے غافل ہو کر زندگی بسر کرنا ہلاکت ہے۔ منکرین انبیاء کو جھٹلاتے آئے ہیں اور انبیاء علیہم السلام ان پر غم کھاتے اور صبر کرتے رہے ہیں مسلمانوں کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ دنیا کے مال و متاع پر نظر نہ ڈالیں مقصد پر نظر رہے اور رحمت سے وابستہ رہیں منکرین کی کیفیت سے جو گرانی حضورؐ کے قلب نے محسوس فرمائی اس غم کو آپ کے قلب مبارک سے دور کیا جا رہا ہے اور صبر کی تلقین اور لذت تسبیح و بندگی بیان کر سورہ کو ختم فرمایا جا رہا ہے۔

۸۰۔ وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

اور (انبیاء کو جھٹلانا منکرین کی رسم قدیم ہے) حجر (کی بستی) کے رہنے والوں نے (یعنی قوم ثمود نے حضرت صالح کو جھٹلایا گویا تمام) انبیاء کو جھٹلایا (ایک کڑی کو توڑنا گویا پورے سلسلے کو منقطع کرنا ہے اور ایک پیغمبر کو نہ ماننا گویا سب کا انکار کرنا ہے)۔

۸۱۔ وَآتَيْنٰهُمْ آيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝

اور ان کو ہم نے اپنی نشانیاں عطا فرمائیں (معجزات دکھائے پتھر سے اونٹنی نکالی) تب بھی وہ روگردانی کرتے رہے۔ (نہ حضرت صالح کی رسالت کے قائل ہوئے نہ اللہ کی توحید کے بلکہ اپنی نافرمانی اور نبی کی دل آزاری پر قائم رہے)۔

٨٢- وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا اٰمِنِيْنَ ○

اور (ان کا طریقہ تھا کہ) پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے تھے کہ (ان میں) سکون و اطمینان سے رہیں۔

لیکن کیا مضبوط اور مستحکم مکان انہیں عذابِ الٰہی سے بچا سکے ؟ انہیں وہاں سکون ملا؟ نہیں۔

٨٣- فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ○

البتہ صبح ہوتے ہوتے ان کو ایک (آتشیں) چنگھاڑ (سخت آواز) نے آپکڑا (یہ امر اتفاقی نہ تھا، کوئی زلزلہ نہ تھا یہ اللہ کے حکم سے جبریل کا اس خطۂ زمین کو اٹھا کر پٹک دینا تھا جس نے ان کے مضبوط قلعوں کو الٹ دیا، اور یہ محل ان کو عذاب سے بچا نہ سکے)۔

٨٤- فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○

پھر (اس وقت) ان کا کیا (دھرا) ان کے کچھ کام نہ آیا۔

٨٥- وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ○

اور (جو کچھ تخلیق کے مناظر نظر آتے ہیں اور یہ) آسمان اور زمین اور اس کے درمیان جو کچھ ہے ہم نے بلا حکمت کے پیدا نہیں کیا (ان کی تخلیق کا ایک مقصد ہے اور وہ حق ہے) اور (یہ زندگی یہاں ختم نہیں ہوتی) بے شک قیامت آنے والی ہے پس (یہاں) خوش خلقی سے درگذر کیجئے (آخر ان کو اللہ کے سامنے جانا ہے)۔

٨٦- اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ○

بے شک آپ کا رب ہی تو سب کا پیدا کرنے والا، بڑا علم والا ہے (اس سے ان کے حرکات پوشیدہ نہیں۔ یہ اور ان کی دنیاوی دولت و ثروت سب کی قدر و قیمت ان کو معلوم ہو جائے گی)۔

٨٧- وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ○

اور بے شک ہم نے آپ کو (تو) یہ (الحمد کی) سات آیتیں جو (نماز میں) بار بار پڑھی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن عطا کیا ہے۔

حضورؐ کی امت کے لیے یہ وظیفہ دینی و دنیاوی فلاح کا ضامن اور سرکارِ دو عالمؐ اور ان کے متبعین کی پُر انوار راہوں کو پانے کے لیے شمعِ ہدایت ہے، اسی سورۂ فاتحہ سے نماز میں نماز کے انوار، تلاوت میں تلاوت کے انوار، زندگی میں حقیقت کے انوار، آخرت میں رحمت کے انوار

کھلتے ہیں ۔ یہی وہ کلید معرفت ہے جو قرآن کی عظمتوں سے مومن کو آگاہ کرتی اور قلب مومن کو اس کی جلوہ گاہ بناتی ہے لہذا

۸۸۔ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِۦٓ أَزْوَٰجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَٱخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ○

آپ آنکھ اٹھا کر بھی ان چیزوں کو نہ دیکھئے جو ہم نے ان میں سے کافروں کی مختلف جماعتوں کو دنیا برتنے کے لیے دی ہیں اور نہ آپ ان کے حال پر تاسف فرمائیں (آپ کو ان سے کیا غرض کیا واسطہ۔ آپ کے لیے تو آپ کے چنے ہوئے مومن کافی ہیں کافروں کو ان کے حال پر چھوڑیئے) اور اپنے بازو ایمان والوں کے لیے جھکائے رکھیے، (یہی آپکی شفقت و التفات کریمانہ کے مستحق اور محتاج ہیں)۔

۸۹۔ وَقُلْ إِنِّىٓ أَنَا ٱلنَّذِيرُ ٱلْمُبِينُ ○

اور آپ فرما دیں کہ میں تو (بد اعمالیوں کے عواقب سے) ڈرانے والا (اللہ کے احکام علانیہ) کھول کر بیان کرنے والا ہوں۔ (اب ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے ۔ نہ مانوگے تو اس کا خمیازہ خود بھگتو گے)

۹۰۔ كَمَآ أَنزَلْنَا عَلَى ٱلْمُقْتَسِمِينَ ○

(اور اسی طرح ہم کفار پر عذاب نازل کریں گے) جس طرح ہم نے ان حصے بخرے کرنے والوں پر نازل کیا

۹۱۔ ٱلَّذِينَ جَعَلُوا۟ ٱلْقُرْءَانَ عِضِينَ ○

جنہوں نے قرآن کو (یعنی کتب سماویہ کو یا مشرکین کی طرح خود قرآن کو) ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا

(جو مناسب سمجھا قبول کیا جو نفس پر بار ہوا ترک کیا یہ خوشی کا سودا نہیں اللہ کا پیغام ہے جو سورۂ فاتحہ سے لے کر والناس تک آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل ہوا ہے، کل پر ایمان لانا ہے اگر کسی نے ایسا نہ کیا)

۹۲۔ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ○

تو قسم ہے آپ کے رب کی ہم ان سب سے ضرور پرسش کریں گے

۹۳۔ عَمَّا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ○

ان سب (باتوں) کے متعلق جو کچھ یہ کیا کرتے تھے ۔

۹۴۔ فَٱصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ ٱلْمُشْرِكِينَ ○

پس آپ (وہ سب) خوب کھول کر سنا دیں جس کا آپ کو حکم ہوا، اور مشرکوں کی ذرا پروا نہ کریں ۔

یہ آپ کا مذاق اڑائیں آپ کی سنیں یا نہ سنیں، اے حبیب آپ تو ان کو کچھ نہ کہیں گے لیکن

۹۵- اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۝

ہم آپ کی طرف سے ان مذاق اڑانے والوں کے لیے کافی ہیں (آپ کا مذاق اڑا کر نہ دنیا میں آپ کا کچھ بگاڑ سکیں گے، نہ آخرت میں اپنے کو اس تمسخر کے عذاب سے بچا سکیں گے)۔

۹۶- الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝

(اور یہ تمسخر کرنے والے) جو اللہ کے ساتھ اور معبود بھی قرار دیتے ہیں تو ان کو عنقریب ہی معلوم ہو جائے گا (کہ وہ کس حماقت میں مبتلا تھے)۔

اللہ تعالیٰ دردمند قلوب کی کیفیات سے آگاہ ہے۔

۹۷- وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ۝

اور (اے رسول) ہم جانتے ہیں کہ ان کی باتوں پر آپ کا جی تنگ ہوتا ہے (دل مکدر ہوتا ہے)۔

۹۸- فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝

پس (ایسی حالت میں "انشراح" قلب کے لیے) آپ اپنے پروردگار کی تسبیح و حمد کرتے رہیے، اور (جو آپ کا معمول ہے کہ حالتِ غم میں نماز میں مشغول ہو جاتے ہیں اسی طرح) سجدہ کرنے والوں میں رہیے۔

۹۹- وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝ ع

اور اپنے رب کی عبادت وصال بالرفیق الاعلیٰ تک کیے جائیے۔

آپ کے ایمان پر ایمان لا کر آپ کی امت مومن بن جائے گی آپ کی عبادات، بالخصوص سجدوں سے امت فنائیت تامہ کا راز پا جائے گی اور اجرِ عظیم سے نوازی جائے گی۔

سُوْرَةُ النَّحْلِ

مکی ایک سو اٹھائیس آیتیں سولہ رکوع

سورۂ حجر میں ملت ابراہیمیہ کی بنیاد رکھنے والے کی کیفیت کا بیان ہوا ساتھ ہی ان نافرمانوں کی حالت بیان کی گئی جن کو اپنی عالی شان عمارتوں پر ناز رہا جن کے قلوب پتھر کی طرح سخت ہو گئے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور رسولوں کو دیکھ کر بھی ان پر ایمان نہ لائے، ان کی نافرمانی کرتے رہے اور عذاب میں مبتلا ہوئے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کے حالات کے بیان کے بعد تشفی دی گئی کہ ان نافرمانوں کی گستاخیوں اور متواتر انکار سے کبیدہ خاطر نہ ہوں، اور اپنے مومنوں کو اپنے دامن رحمت میں لیے ہوئے،

ان کے ساتھ عبادات اور بندگی بجالا کر ان کے قلوب منور فرماتے رہیں، تاکہ ان کے دلوں میں بھی ان کے خالق و مالک کی محبت جاگزیں ہو جائے۔ وہ تمام اوصافِ رذیلہ سے بیزار ہوں اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق آپ کے انوار کا مظہر بنتے جائیں۔ اللہ کی پاکی اس کے نام کے ساتھ بیان کر کے انشراحِ قلب حاصل کریں اور سجدوں میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى" کی برکتوں سے فنائیتِ تامہ کا راز پا جائیں۔

اس سورہ میں بتایا جا رہا ہے کہ فنائیتِ تامہ کے بعد کیا چیزیں ظاہر ہوتی ہیں، مومن کو چاہیے کہ تمام آیاتِ الٰہیہ سے اثر پذیر ہو کر قربِ الٰہی کا وہ مقام حاصل کرے کہ جو منہ سے نکلے وہ "شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ" ہو جائے۔ اس سورہ میں ایمان کے مدار یعنی وحی کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح مادی جسم کے لیے مادی زمین سے غذا کی فراہمی فرمائی اسی طرح سماوی روح کے لیے وحی، قرآن نازل فرمایا جو پاک دلوں کو زندہ کرتا ہے اور قربِ الٰہی کا موجب بنتا ہے۔

سورہ میں توحید کا بیان ہے کہ مومن کے ایقان میں اضافہ ہو اور کافر متنبہ ہوں کلامُ اللہ لوگوں کو برائیوں سے روکتا ہے، اس لیے نافرمانوں کا ذکر اکثر آتا ہے، ان کی گستاخیوں اور بداعمالیوں کے عواقب سے ڈراتا ہے۔ توحید کو واضح دلائل سے سمجھاتا، مثالیں دیکر واضح کرتا ہے۔ سب اس کی مخلوق ہے جس کو جہاں چاہتا ہے بٹھاتا ہے۔ سورہ کا نام نحل دیا ہے کہ ایک جانب شہد کی مکھی، رس چوس کر شہد اکٹھا کرتی ہے تو دوسری جانب اس کی تنظیم، سعی پیہم۔ نفع بخش سرمایۂ حیات سب قلبِ مومن کو بتا رہے ہیں کہ قرآن میں کلام کی ایک حلاوت ہے اسی سے تاثیرِ کلام کے انداز آشکارا ہوتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

اللہ کے نبی پر طعن و تشنیع کرنا اور عذابِ الٰہی کا مذاق اڑانا اور جلدی کرنا منکروں کی عادت ہے ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ

١۔ أَتٰى أَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ۚ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○

اللہ کا حکم آپہنچا پس اس کے لیے جلدی نہ کرو (جو مراس کی قیامت قائم ہو گئی، مسلمان مجاہدین کے ہاتھوں یہ مارے جائیں گے اور موت کے بعد ہی عذاب سے بھی انہیں دوچار ہونا پڑے گا۔ امر آیا تو آمر کا ذکر آیا) وہ (اللہ) اس شرک سے پاک و برتر ہے جو یہ کیا کرتے ہیں (اللہ تعالیٰ پاک اور اس کی حقیقت ناقابلِ ادراک ہے اس کا کوئی کسی طرح شریک نہیں)۔

۲- يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝

(اللہ) اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے روح (یعنی جانِ ایمان وحی الٰہی) کے ساتھ فرشتوں کو اتارتا ہے کہ (اے انبیاء و رسل) تم اعلان عام کرو کہ میرے سوا کوئی لائق بندگی نہیں پس مجھی سے ڈرو (سمجھ داری سے عمل کرو عبادت میں مقصدِ زندگی یعنی وصول الی اللہ پاؤ)

۳- خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

اس نے (تو) آسمانوں اور زمین کو حکمت کے ساتھ پیدا کیا (کوئی چیز اس کی شریک کیسے ہوسکتی ہے) وہ ان کے شریک بنانے سے بالا و برتر ہے۔

اللہ نے زمین و آسمان اور انسان کے قیام و قرار کے اسباب پیدا کرنے کے بعد

۴- خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝

آدمی کو نطفہ سے پیدا کیا مگر اس کی یہ کجروی تو دیکھو کہ اپنے معبود کے سامنے سربسجود ہونے کے بجائے) اس (خالق) کے بارے میں وہ کھلم کھلا جھگڑنے لگا۔

انسان جانوروں کے حرکات اختیار کرے یہ اس کو زیب نہیں دیتا۔ اللہ نے جانور انسان کے لیے اور انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

۵- وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝

اور چوپائے (تو) اس نے تمہارے واسطے پیدا کیے ان میں تمہارے لیے گرم لباس اور بہت سے فائدے ہیں (اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو۔

۶- وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝

اور جب (تم ان چوپاؤں کو) شام کے وقت چرا کر لاتے ہو اور (صبح) چرانے لے جاتے ہو تو اس میں تمہاری عزت و شان ہے۔

۷- وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

اور (ان میں بہت سے چوپائے) تمہارے بوجھ اٹھا کر (دور دراز) شہروں میں لے جاتے ہیں جہاں تم نفس کی انتہائی مشقت کے بغیر نہیں پہنچ سکتے۔ (یہ اللہ کی شفقت و رحمت نہیں تو کیا ہے) بے شک تمہارا رب نہایت شفقت والا (اور) بہت مہربان ہے۔

۸ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ

اور (اس نے تمہارے لیے) گھوڑے، خچر اور گدھے (پیدا کئے) تاکہ تم

لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً ۚ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ○

ان پر سوار ہو اور (وہ تمہارے لیے) باعث رونق و زینت (ہوں) اور وہ (ایسی چیزیں بھی) پیدا کرتا ہے یا کرے گا، جو تم نہیں جانتے۔

یہ سب ظاہری و باطنی سیر میں معاون ہیں یا ہوں گی۔ اور آج تک جو چیزیں بنی ہیں وہ بھی اس میں آجاتی ہیں۔

۹۔ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ ۚ وَلَوْ شَاءَ لَهَدٰكُمْ أَجْمَعِينَ ○ ع

اور سیدھی راہ (صراط مستقیم) تو اللہ تک پہنچتی ہے اور اس سے بعض پگڈنڈیاں (نکلتی) ہیں (مقصد سے پھری ہوئی کہ انسان اپنی اوہام پرستی کے باعث انہیں میں بھٹکتا رہتا ہے)، اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو ہدایت کر دیتا (لیکن وہ کسی کو دنیا میں مجبور نہیں کرتا اس نے جس قدر ارادہ دیا ہے اسی قدر آزادی عطا کی ہے البتہ ہدایت کے دروازے کھلے ہیں سیدھی راہ سامنے ہے، اس پر آنا نہ آنا انسان کا کام ہے)۔

دوسرا رکوع

اللہ کے انعامات کا ذکر جاری ہے اور اس کی الوہیت ذہن نشین کرائی جا رہی ہے۔

۱۰۔ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ ○

وہی ہے جس نے آسمان سے تمہارے لیے پانی اتارا کہ اسے تم پینے ہو اور اسی سے درخت (یعنی کل نباتات چراگاہ وغیرہ سرسبز و شاداب) ہوتے ہیں جس میں تم (اپنے مویشی) چراتے ہو۔

شجر کہہ کر عام نباتات مراد لی، ابر رحمت سے نباتات و انسان سب کی حیات ہے اسی سے شادابی و بالیدگی ہے۔

۱۱۔ يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۗ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ○

اسی (پانی) سے وہ تمہارے لیے کھیتی، اور زیتون اور کھجوریں اور انگور اور ہر طرح کے میوے اگاتا ہے۔ (کیا یہ سب اللہ کی قدرت و حکمت پر شاہد نہیں) بے شک اس میں غور کرنے والوں کے لیے بڑی نشانی ہے۔

۱۲۔ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ

اور اسی نے رات و دن اور سورج اور چاند کو تمہارے کام میں لگا دیا

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

اور (اسی کے حکم سے ستارے (اپنے) کام میں لگے ہوئے ہیں۔ بیشک اس (عظیم الشان عمل تسخیر) میں ان لوگوں کے لیے جو سمجھ رکھتے ہیں (بڑی) نشانیاں ہیں۔

۱۳۔ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝

اور (اسی طرح) جو رنگ برنگ کی چیزیں تمہارے لیے زمین میں بکھیری ہیں اس میں نصیحت حاصل کرنے والے لوگوں کے لیے (ایک) نشانی ہے۔

۱۴۔ وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

اور (اللہ) وہی ہے جس نے سمندر کو مسخر کر رکھا ہے تاکہ تم اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ اور (اس میں سے زیور (موتی وغیرہ) نکالو جو تم پہنتے ہو۔ اور (اے انسان) تو دیکھتا ہے کہ سمندر کے پانی کو پھاڑ کر کشتیاں اس میں چلتی (جا رہی) ہیں اور (یہ تمام چیزیں تخلیق کر کے، تم کو عقل و فہم دی ہے) تاکہ تم اس کا فضل (اپنی معاش) تلاش کرو اور (اس لیے بھی) تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو۔

محض روزی حاصل کرنے، عیش و طرب میں پڑ جانے کو زندگی نہ سمجھو، زندگی کو اپنے رب کی احسانمندی اور شکر گزاری سے متعلق رکھو۔ جنہوں نے صرف معاشی فائدے حاصل کیے، ذہن سے کام لے کر اشیاء کے اوصاف معلوم کر کے انہیں اپنے کام میں لگایا وہ یقیناً ایک عارضی قدرت کے مالک بن گئے لیکن ان کی یہ طاقت و قدرت اللہ کی مخلوق کے لیے آفت بن گئی، البتہ جنہوں نے اس قدرت کے ساتھ جذبۂ شکر گزاری کو نہ چھوڑا، جس چیز کو جس طرح اور جس جگہ صرف کرنے کا حکم ہے صرف کیا، وہی عاقل ہیں اور ان کی قوت و قدرت دنیا کے لیے رحمت ہے۔ قرآن بار بار سمجھاتا ہے کہ دنیا میں رہو سب کچھ حاصل کرو، صاحب قدرت و ثروت بنو لیکن قادر کے بندے ہو کر زندہ رہو۔ یہی شکر گزاری ہے، کائنات کی ہر شے اسی کی طرف ہدایت کر رہی ہے۔

آیت نمبر ۱۳ (نوٹ) تمام کائنات کو بغور دیکھتے چلے جاؤ کوئی دو چیزیں ایک سی نہ ملیں گی کوئی دو چیونٹیاں، کوئی دو درخت، کوئی دو پروانے، کوئی دو انسان بالکل ایک جیسے نہیں۔ کیا صرف یہی ایک نشانی اس کے ایک یکتا یگانہ ہونے کی کافی دلیل و شہادت نہیں۔ اگر یہ دیکھ کر بھی انسان نصیحت حاصل نہ کرے تو یہ اس کی کوتاہ نظری ہے۔

۱۵۔ وَ اَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَ اَنْهٰرًا وَّ سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

اور اسی نے زمین پر پہاڑ رکھ دیئے ہیں تاکہ کہیں وہ تم کو لے کر جھک نہ جائے اور (ان پہاڑوں سے) ندیاں اور (ان پہاڑوں میں درے اور) راستے (بنا دیئے) تاکہ تم (بہ آسانی) آجا سکو (اور ہدایت پاؤ)

۱۶۔ وَ عَلٰمٰتٍ ؕ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝

اور (راہِ ہدایت کے بے شمار) نشانات (بنا دیئے) اور (ہمالے) ستاروں سے بھی لوگ راہ ہدایت پاتے ہیں۔

زندگی کے ظاہری سفر میں سنگِ میل اور ستارے راہ دکھاتے ہیں اور باطنی اور روحانی سفر میں، نجمِ وحدت کی تجلیاں راہنما ہیں یعنی حضور کے صحابہ اور اہلِ بیت جو آسمانِ ہدایت کے ستارے اور سفینۂ نجات ہیں۔

۱۷۔ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝

(اب ذرا خود سوچو) کیا جو (اتنی اور ایسی مخلوق کو) پیدا کرے اس کے برابر ہے جو کچھ بھی پیدا نہ کرے (نہ کر سکے) کیا تم سوچتے نہیں۔

(نہیں سوچتے۔ تو سوچو اور کسی کو اللہ کا مقابل نہ ٹھہراؤ اسی کی عبادت کرو اسی کے ہو کر رہو، تم اس کے ہو جاؤ اس کی مخلوق تمہاری ہو جائے گی۔)

یہ تو چند نعمتیں ہیں جن کا ذکر ہوا

۱۸۔ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو شمار نہ کر سکو گے (یہی نہیں بلکہ وہ نعمتیں دے کر بھی تمہاری غلطیوں و کوتاہیوں سے درگذر کرتا ہے) بے شک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

۱۹۔ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ ۝

اور (تم یہ نہ سمجھو کہ تمہارا کوئی فعل کوئی حرکت کوئی ارادہ اس سے پوشیدہ ہے) اللہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو۔

۲۰۔ وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّ هُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝

اور یہ (کافر) جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں (اپنا مالک و خالق سمجھتے ہیں) وہ تو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود ہی مخلوق ہیں۔

۲۱- اَمۡوَاتٌ غَيۡرُ اَحۡيَآءٍ ۚ وَمَا يَشۡعُرُوۡنَ ۙ اَيَّانَ يُبۡعَثُوۡنَ ؏

(بلکہ) وہ مُردے ہیں نہ کہ زندہ (بے جان، بے حس، جن کا وجود خود مستعار ہو وہ خدا کیسے ہو سکتے ہیں) اور ان کو تو یہ تک شعور نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔

تیسرا رکوع

اللہ ایک، یکتا و یگانہ ہے۔ وہی عبادت کے لائق ہے۔ جو اتنی بات بھی نہیں سمجھتے وہ دراصل ایمان سے خالی مغرور، متکبر ہیں۔ ان کے ظاہر و باطن کا حال اللہ خوب جانتا ہے۔ منکرین کی ایک ایسی جماعت ہر زمانہ میں رہی ہے، ان کو ان کا حشر جلد معلوم ہو جائے گا۔ قیامت تو الگ رہی، مرتے وقت ہی ان کی قیامت قائم ہو جائے گی۔ اور آخرت میں تو بہر حال انہیں ان بداعمالیوں کی سزا بھگتنا ہے۔ مومن ان کی ظاہری ڈھیل سے متاثر نہ ہوں۔ عمل میں لگے رہیں اللہ کا وعدہ ان کے لیے سچا ہے۔ منکرین جس وقت کے منتظر ہیں اور جس کا مذاق اڑا رہے ہیں وہ وقت ان سے دُور نہیں۔

۲۲- اِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ قُلُوۡبُهُمۡ مُّنۡكِرَةٌ وَّهُمۡ مُّسۡتَكۡبِرُوۡنَ ۞

(یاد رکھو) تمہارا معبود ایک ہی (یکتا و یگانہ) معبود ہے۔ (یہ ایک واضح حقیقت ہے) لیکن جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے قلوب (اس واضح حقیقت کی) نہیں مانتے اور وہ مغرور ہیں۔

ان کی ظاہری اور قلبی کیفیت سے اللہ خوب واقف ہے۔

۲۳- لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ مَا يُسِرُّوۡنَ وَمَا يُعۡلِنُوۡنَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الۡمُسۡتَكۡبِرِيۡنَ ۞

درحقیقت اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں بے شک وہ غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا، (مغرور کا سر اللہ کے سامنے نہیں جھکتا اس کی سرکشی اس کی ہلاکت کا باعث ہوتی ہے)۔

۲۴- وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ مَّاذَاۤ اَنۡزَلَ رَبُّكُمۡ ۙ قَالُوۡۤا اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ ۙ ۞

اور جب ان (کافروں) سے پوچھا جاتا ہے کہ (کہو) تمہارے رب نے کیا اتارا ہے (یعنی حضور پر جو قرآن نازل ہوا ہے اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے تو بلا سوچے سمجھے) بول اٹھتے ہیں وہی اگلے لوگوں کی کہانیاں (یعنی گزرے ہوئے یہود و نصاریٰ کے کچھ قصے، کچھ توریت و انجیل کی حکایتیں ہیں اور کیا)۔

دراصل ان کے ناپاک قلوب اس کی فہم سے قاصر ہیں اور وہ اپنے لیے بدنصیبیوں کا ایک

اثاثہ اکٹھا کر رہے ہیں

۲۵۔ لِيَحْمِلُوٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۟ ع

تاکہ قیامت کے دن یہ اپنا بوجھ پورا پورا اٹھائیں اور کچھ ان کے بوجھ بھی جن کو وہ اپنی نادانی (اور جہالت) سے گمراہ کر رہے ہیں، سن رکھو کیسا بُرا بوجھ ہے جو یہ اٹھا رہے ہیں۔ (قیامت کے دن بلکہ مرتے ہی ان کو اپنی جہالت کا علم ہو جائے گا)۔

چوتھا رکوع

۲۶۔ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

(اگر اے رسول یہ آپ سے گستاخیاں کرتے ہیں تو) جو لوگ ان سے پہلے تھے وہ بھی (ایسی ہی) مکاریاں کر چکے ہیں، پس اللہ (کا قہر) ان کی عمارتوں پر بنیادوں کی طرف سے آپہنچا (اللہ نے ان کی عمارت کو جڑ بنیاد سے ہلا دیا) تو ان پر ان کے اوپر سے چھت آپڑی اور (وہ ہلاک ہوئے۔ الغرض) ان پر وہاں سے عذاب آیا جہاں سے انہیں خیال تک نہ تھا۔

اور ان کی تباہی کی داستان یہاں ختم نہیں ہوتی۔

۲۷۔ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِىَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ۙ

پھر (اللہ تعالیٰ) قیامت کے دن انہیں رُسوا کرے گا اور پوچھے گا میرے وہ شریک کہاں گئے جن کے بارے میں تم (میرے پیغمبروں سے) جھگڑتے رہتے تھے (اس وقت) علم والے بول اٹھیں گے کہ آج کے دن کافروں پر (بڑی) رُسوائی اور بُرائی ہے (بے شک اللہ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ انہیں ان کے شرک وکفر پر متنبہ کر دیا تھا لیکن وہاں وہ اس کو مذاق ہی سمجھتے رہے آخر حرف بحرف وہی ہوا جو اللہ کے پیغمبروں نے فرمایا تھا)۔

۲۸۔ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِىْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ

وہ لوگ جن کی جانیں فرشتے اس حالت میں قبض کرتے ہیں جب وہ اپنے حق میں ظلم کرتے ہوتے ہیں (مبتلائے کفر ہوتے ہیں) تب وہ اپنی اطاعت (فرمانبرداری) کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم تو کوئی بُرائی نہ کرتے تھے۔ کیوں

سُوٓءٍ ؕ بَلٰۤی اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌۢ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ○

نہیں، اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔

اب تمہارا جھوٹ و فریب تم کو بچا نہیں سکتا حکم ہوگا۔

۲۹۔ فَادۡخُلُوۡۤا اَبۡوَابَ جَہَنَّمَ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ فَلَبِئۡسَ مَثۡوَی الۡمُتَکَبِّرِیۡنَ ○

پس دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ اور اسی میں ہمیشہ رہا کرو سو تم نے دیکھ لیا کہ تکبّر کرنے والوں کا کیا بُرا ٹھکانا ہے (یہی تمہارا تکبّر تھا جس نے اللہ کے سامنے تمہیں سر نہ جھکانے دیا اور تم کو اپنی ضد پر قائم رکھا، شیطان نے بھی یہی کیا تھا، انکار اور تکبّر)

۳۰۔ وَقِیۡلَ لِلَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا مَاذَاۤ اَنۡزَلَ رَبُّکُمۡ ؕ قَالُوۡا خَیۡرًا ؕ لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوۡا فِیۡ ہٰذِہِ الدُّنۡیَا حَسَنَۃٌ ؕ وَلَدَارُ الۡاٰخِرَۃِ خَیۡرٌ ؕ وَلَنِعۡمَ دَارُ الۡمُتَّقِیۡنَ ○

اور (جب) پرہیز گاروں سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا نازل فرمایا وہ کہتے ہیں خیر (یعنی قرآن، خیر المرسلین، دین و دنیا کی دولت نیکی و بھلائی پس) جن لوگوں نے (اسی دنیا میں) نیکی کی (اللہ کو حاضر و ناظر مان کر اس کی عبادت و اطاعت کی) ان کے لیے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت میں تو خیر (ہی خیر) ہے اور متقیوں کے گھر کا کیا کہنا۔

ان کے لیے

۳۱۔ جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَہَا تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ لَہُمۡ فِیۡہَا مَا یَشَآءُوۡنَ ؕ کَذٰلِکَ یَجۡزِی اللّٰہُ الۡمُتَّقِیۡنَ ○

جنت (فردوس، جنت عدن) کے باغ، ہمیشہ رہنے کے لیے ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے، ان (باغات) کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جو وہ چاہیں گے وہاں ان کو میسر ہوگا، پرہیز گاروں کو اللہ ایسا ہی بدلہ دیتا ہے۔

۳۲۔ الَّذِیۡنَ تَتَوَفّٰہُمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ طَیِّبِیۡنَ ۙ یَقُوۡلُوۡنَ سَلٰمٌ عَلَیۡکُمُ ۙ ادۡخُلُوا الۡجَنَّۃَ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ○

(یہ متقی وہ لوگ ہیں کہ جب) فرشتے ان کی جانیں نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ (شرک و کفر فسق و فجور سے) پاک ہوتے ہیں تو ان (پاک ہستیوں) سے کہتے ہیں تم پر (اللہ کی) سلامتی ہو تم بہشت میں داخل ہو جاؤ اس (حُسنِ عمل) کے بدلہ میں جو تم کیا کرتے تھے (اللہ کو تمہاری نیت، تمہارا ارادہ، تمہارا خلوص پسند آگیا اس نے تم کو اپنی رحمت

میں لے لیا ہے یہ اس کا فضل ہے)۔

کافروں ومنکروں کے لیے بھی ابھی وقت ہے کہ توبہ کریں اور ایمان لائیں اور اللہ کی نعمتوں کے امیدوار بنیں، یہ اللہ کی رحمت ہے کہ بار بار متنبہ فرماتا ہے تاکہ لوگ ایمان کی راہ پر آجائیں، کلمۂ توحید کی برکتوں کو پائیں محض دنیاوی راحت اور ضد میں ہلاکت مول نہ لیں۔

۳۳۔ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ○

کیا یہ (کافر) اس بات کے منتظر ہیں کہ فرشتے ان کے پاس (ان کی روح قبض کرنے) آجائیں یا آپ کے پروردگار کا حکم (عذاب ان پر) آپہنچے (تب یہ ایمان لائیں گے، اس وقت ایمان کا لانا کام نہ آئے گا۔ ان کی یہ ضد، یہ تکبر اور سرکشی کوئی نئی بات نہیں) ایسا ہی ان لوگوں نے کیا تھا جو ان سے پہلے تھے، (وہ بھی انبیاء سے گستاخی کرتے رہے، عذاب کو مذاق جانا آخر تباہی اور ہلاکت میں پڑے) اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے رہے (اللہ نے تو ان کو قوت ارادی دی تھی انہوں نے خود اس کا بے جا صرف کر کے اپنے پر ظلم کیا)۔

۳۴۔ فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ○ ع

آخر ان کی بداعمالیاں ان کے سر پڑیں اور جس (عذاب) پر وہ ہنسا کرتے تھے اسی نے انہیں گھیر لیا۔

پانچواں رکوع

اس رکوع میں مشرکانہ کیفیات کا بیان ہے جس سے ہر داعی حق کو سامنا کرنا پڑا۔ ان کج بحثیوں کا جواب ہے جو منکرین حق کیا کرتے تھے تاکہ اللہ کی قدرت کاملہ، رسولوں کی عظمت انسان کے ذہن نشین ہو اور وہ حیات بعد الموت کی اہمیت کو سمجھے۔

۳۵۔ وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ ۚ

اور (اے رسول آپ سے) مشرک کہتے ہیں (کہ اگر سب کام آپ کے اللہ کے حکم سے ہوتا ہے تب تو پھر) اگر اللہ چاہتا تو ہم اس کے سوا کسی چیز کی پرستش نہ کرتے نہ ہم اور نہ ہمارے آباؤ اجداد ہی (کسی اور کی پرستش کرتے) اور نہ ہم اس کے (حکم کے) بغیر کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔ (ان کی یہ تقریر محض ان کی کج بحثی اور آپ کی دل آزاری کے لیے ہے

كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○

اور یہ کوئی نئی بات نہیں) اسی طرح کی باتیں ان سے قبل کے لوگوں نے بھی کہی تھیں۔ پس رسولوں کے ذمہ تو صرف اللہ کا پیغام صاف صاف (واضح انداز سے) پہنچا دینا ہے (نہ کہ ان کو جبراً کفر سے روک دینا)۔

تمیز حق و باطل کے لیے ہر زمانہ میں ہر گروہ کے لیے رسولوں کا سلسلہ جاری رہا جب تک اللہ کی آخری کتاب اور آخری نبی نہ آگئے اور دین مکمل نہ کر دیا گیا۔

۳۶۔ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۭ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ○

اور بے شک ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا (اسی تعلیم اور اس تبلیغ کے لیے) کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور (ہر وہ شی جو تم کو خدا کی عبادت سے روکے، فتنہ و فساد میں ڈالے، بتوں کی پرستش پر آمادہ کرے، شیطان ہے پس) شیطان سے بچو۔ (اس تبلیغ کے بعد، جن کے قلوب میں سعادت کی توفیق تھی وہ بار آور ہوئی) پس بعض کو ان میں سے اللہ نے ہدایت دی اور بعضوں پر گمراہی ثابت ہو کر رہی (یہ وہ لوگ تھے کہ کسی تبلیغ و تعلیم نے ان کے قلوب پر اثر نہ کیا۔ وہ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے) پس زمین میں سفر کر و پھر دیکھو کہ (حق و حقانیت کے) جھٹلانے والوں کا کیا (برا) انجام ہوا

لہذا اے رسولؐ آپ ان سخت دل منکرین، مشرکین کو اپنے دامن رحمت میں لینے کے لیے مضطرب نہ ہوں

۳۷۔ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○

اگر آپ ان کو راہِ راست پر لانے کی تمنا کریں تو (یہ مادیت اور شغل مادیت میں اس درجہ گرفتار ہیں کہ اس سے نکل ہی نہیں سکتے) ایسے گمراہوں کو اللہ راہِ (ہدایت کبھی) نہیں دکھاتا اور ان کا کوئی معاون (و مددگار) نہیں ہو سکتا۔

۳۸۔ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ۭ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

اور (یہ کافر تو) اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں (سخت سے) سخت قسمیں کہ جو مر گیا اللہ اسے پھر (قیامت کے دن) نہ اٹھائے گا۔ کیوں نہیں (ضرور اٹھائیگا) اس پر پختہ وعدہ ہو چکا ہے (اس نے اپنا وعدہ اپنے پر لازم کر لیا ہے، وہ اسے ضرور پورا کرے گا) لیکن اکثر لوگ اس کو نہیں مانتے (اور ان حقائق کا انکار کر کے خود اپنی جہالت کا ثبوت دیتے ہیں)

قیامت کا آنا اور لوگوں کا پھر زندہ کیا جانا برحق ہے

۳۹۔ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يَخْتَلِفُونَ فِيهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا كَاذِبِينَ ○

تاکہ جس بات میں یہ جھگڑتے رہتے تھے (وہ حقائق جو ان کی نظروں سے پوشیدہ تھے اور جن پر وہ کسی طرح ایمان نہ لاتے تھے) ان پر ظاہر کردے اور تاکہ کافروں کو یقین ہو جائے کہ وہ جھوٹے تھے۔

منکرین کی بدنصیبی یہ ہے کہ وہ اللہ کی قدرتِ کاملہ ہی پر یقین نہیں رکھتے اس کے لیے پیدا کرنا، مارنا جلانا کچھ مشکل نہیں وہاں تو اللہ نے اپنے معلوم پر حکم کیا اور اس نے صورت لے لی۔

۴۰۔ إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ○ ع

جب ہم کسی شے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہمارا اس کو اتنا کہنا کافی ہوتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

چھٹا رکوع

کفار کے بعد مومنین کی کیفیات کا بیان ہے اور مشرکانہ توہمات کی تردید۔

۴۱۔ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ○ (وقف لازم)

(اور جو ایمان لائے، رسول خدا کے فرمان کو سچ جانا) اور جن لوگوں نے ظلم (وستم) اٹھانے کے بعد اللہ کے واسطے ہجرت کی (آرام تن چھوڑا۔ اپنے نفس کو امر کا پابند بنایا) ان کو بے شک ہم دنیا میں بھی اچھا مقام دیں گے (دنیاوی فلاح کے ساتھ نیک ارادہ، نیک عمل، اللہ پر بھروسہ ان کا شعار ہوگا) اور آخرت (میں تو ان) کا اجر بہت بڑا ہے (وہاں کے سکون وراحت، لذتِ دیدار کا کیا کہنا) کاش ان (کافروں) کو بھی خبر ہوتی (اس ہجرت کا اجر معلوم ہوتا)

۴۲۔ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ○

(یہ انعامات ان کے لیے ہیں) جو صبر کرتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

۴۳۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ ۚ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا

اور ہم نے آپ سے قبل مردوں ہی کو (رسول بنا کر) بھیجا جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے پس (ان سے کہیے کہ) اگر تم کو اس کا علم نہیں تو صاحبانِ کتاب (یعنی کتب سابقہ کا علم رکھنے والوں) سے پوچھ لو (یا یاد رکھنے والوں سے

تَعۡلَمُوۡنَ ۝ (دریافت کرلو)

۴۴۔ بِالۡبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ‌ؕ وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ وَلَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُوۡنَ ۝ النصف

(یہ پیغمبر ہمارے وہ پیغمبر تھے جن کو ہم نے) نشانیاں اور کتابیں دے کر (بھیجا تھا)۔ اور ہم ہی نے آپ پر یہ کتاب نازل کی ہے (یاد دلانے والی یادیں رکھنے والی) تاکہ آپ لوگوں کے سامنے بیان فرمادیں جو کچھ ان کی طرف نازل ہوا اور تاکہ وہ غور و فکر سے کام لیں (اٹکل پچو باتیں اڑا کر خود بھی گمراہ نہ ہوں اور دوسروں کو گمراہ نہ کریں)۔

۴۵۔ اَفَاَمِنَ الَّذِيۡنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنۡ يَّخۡسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الۡاَرۡضَ اَوۡ يَاۡتِيَهُمُ الۡعَذَابُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ۝

(ان حقائق کے پہنچ جانے کے بعد بھی) کیا وہ لوگ جو مکر و فریب کرتے رہتے ہیں اس بات سے بے خوف ہوگئے کہ اللہ انہیں زمین میں دھنسا دے یا (ایسی طرف سے) کوئی آفت بھیج دے جہاں سے انہیں وہم و گمان بھی نہ ہو۔

۴۶۔ اَوۡ يَاۡخُذَهُمۡ فِىۡ تَقَلُّبِهِمۡ فَمَا هُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ ۝

یا (اچانک) انہیں چلتے پھرتے پکڑلے تو وہ اس کو عاجز نہیں کرسکتے۔

۴۷۔ اَوۡ يَاۡخُذَهُمۡ عَلٰى تَخَوُّفٍ ؕ فَاِنَّ رَبَّكُمۡ لَرَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ۝

یا ڈرانے کے بعد ہی انہیں پکڑلے (غرض اللہ ہر طرح قادر ہے لیکن وہ عذاب میں جلدی نہیں کرتا) بے شک تمہارا پروردگار تو بڑا شفیق بے حد مہربان ہے۔

کائنات کی ہر شے اپنے رب کے حکم کے تابع ہے اور اپنی عاجزی کا اظہار کرتی رہتی ہے
کاش یہ منکران ہی سے جذبۂ شکرگزاری سیکھتے۔

۴۸۔ اَوَلَمۡ يَرَوۡا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنۡ شَىۡءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الۡيَمِيۡنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمۡ دٰخِرُوۡنَ ۝

کیا ان لوگوں نے اللہ کی پیدا کی ہوئی ان چیزوں میں سے ایسی چیزیں نہیں دیکھیں جن کے سائے داہنی طرف سے (بائیں جانب) اور بائیں طرف سے (داہنی جانب روشنی کے اعتبار سے) جھکتے رہتے ہیں (گویا) وہ اللہ کو سجدہ کرتے ہیں اور (زمین پر بچھ کر) اپنی عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔

آیت نمبر ۴۸۔ نوٹ : بقول شاہ صاحبؒ دوپہر کو سایہ کھڑا ہوتا ہے یہ اس کا قیام ہے پھر تیسرے پہر تک جھک جاتا ہے یہ اس کا رکوع، پھر شام تک زمین پر پھیل جاتا ہے یہی اس کا سجدہ ہے یہی اس کی عاجزی کا اعتراف۔

۴۹۔ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ○

اور (اشیاء کے سائے ہی نہیں بلکہ) آسمانوں اور زمین میں جتنے جاندار ہیں سب اسی کو سجدہ کرتے ہیں اور (اللہ کی مقرب ومعزز ہستیاں) فرشتے بھی (اسی کے سامنے سربسجود ہیں) اور وہ (ذرا) تکبر نہیں کرتے (بندگی میں سرشار، عاجزی میں ڈوبے ہوئے، حکم کے منتظر رہتے ہیں)

۵۰۔ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ○

وہ اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے (ان کا مالک، ان کا آقا ہے، اس کے جلال سے) ڈرتے رہتے ہیں اور جو حکم پاتے ہیں فوراً بجا لاتے ہیں۔

ساتواں رکوع

پوری کائنات اللہ کے سامنے سربسجود ہے، اے انسان تو بھی اسی کے سامنے سربسجود رہ۔

۵۱۔ وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ○

اور اللہ نے فرمایا کہ دو معبود نہ بناؤ۔ وہی ایک معبود ہے (وہی احد ہے ذات میں، اور بے مثال ہے صفات میں، عبادت بھی اسی وحدہٗ لاشریک کی ہونا چاہیے) پس مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔ (دیکھو غیر کے سامنے کبھی سر نہ جھکانا)۔

۵۲۔ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ○

اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور اسی کی عبادت ہمیشہ لازم ہے۔ (جب یہ سمجھ لیا) تو تم اللہ کے سوا دوسروں سے کیوں ڈرتے ہو؟۔

دیکھو جب تک کسی کے سامنے پیش ہونے کا خیال نہ رہے گا ڈر نہ آئے گا۔ محض دُکھ درد میں نہیں، ہر حال میں اللہ زبان سے کہنا اس پر دل کو لگائے رہنا، یہی لطفِ بندگی ہے۔
خوف و رجا کے درمیان ایمان ہے۔ جو نعمت ہے اُدھر ہی سے ہے، دینے والا بھی وہی لینے والا بھی وہی پھر غیر سے ڈرنا کیا۔

۵۳۔ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ

اور جو کچھ نعمتیں تم کو میسر ہیں تو وہ اللہ ہی کی طرف سے ہیں پھر جب تم کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو تم (سب سہارے چھوڑ کر) اسی کے آگے فریاد کرتے ہو۔

آیت نمبر ۵۲ دین = شریعت، بندگی شریعت کے تابع ہے۔ واصباً = تکلف کے ساتھ آنا۔

تَجْـَٔرُوْنَ ۝

۵۴- ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝

پھر جب وہ تم سے تکلیف کو دُور کر دیتا ہے تو تم میں سے ایک گروہ (کے افراد) اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگتے ہیں

۵۵- لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝

تاکہ جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس کی ناشکری کریں تو (مشرکو!) ان نعمتوں سے دنیا میں چند دن) فائدہ اٹھا لو پھر تم کو (اپنا انجام کار) عنقریب معلوم ہو جائے گا۔

۵۶- وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ۝

اور (کافروں کا تو یہ حال ہے کہ) ہماری دی ہوئی روزی میں سے ان کا حصہ لگاتے ہیں جن کے بارے میں انہیں کچھ علم نہیں (یہ کفار اپنی کھیتی اور اپنے مال میں سے بتوں کا حصہ نکالتے ہیں تاکہ ان کے ضرر سے محفوظ رہیں یا ان سے فائدہ اٹھائیں۔ انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ بھلا یہ بُت ان کی کیا مدد کر سکتے ہیں خود محتاج ہیں، پھر بھی وہ ان کی قدرت کے متعلق طرح طرح کے افسانے گڑھتے رہتے ہیں۔ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں)۔ قسم ہے اللہ کی کہ جو کچھ تم گڑھتے رہتے ہو اس پر تم سے پُرسش ضرور ہو گی۔

ان کافروں کی بدنصیبی اور گستاخی تو دیکھو کہ غیر اللہ میں خدائی صفات و خصوصیات تلاش کرتے ہیں اور دوسری طرف خدا کی طرف انسانی کمزوریوں کو منسوب کرتے ہیں۔

۵۷- وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ۝

اور (یہ کافر) اللہ کے لیے تو بیٹیاں قرار دیتے ہیں حالانکہ وہ اس سے پاک ہے اور اپنے لیے وہ (چنا ہے) جسے وہ پسند کرتے ہیں (یعنی بیٹے)

(اس سے بڑھ کر اور گستاخی کیا ہو گی کہ اول تو اس کے لیے اولاد قرار دیتے ہیں پھر لڑکیاں جو ان کے نزدیک ناقص ہیں ادھر منسوب کرتے ہیں، فرشتوں کو بیٹیاں قرار دیتے ہیں۔ اور لڑکے اپنی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہ سب اس اللہ کے لیے جو پاک اور بے نیاز ہے)

۵۸- وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى

اور (صورتِ حال یہ ہے کہ) جب ان میں سے کسی کو بیٹی (کے پیدا

ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝

ہونے) کی بشارت ملتی ہے تو اس کا چہرہ (اضمحلالِ قلبی سے) سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ غصہ پی کر رہ جاتا ہے (دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے)

۵۹۔ يَتَوٰرٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝

(اور) اس خبر بد پر (کہ اس کے یہاں لڑکی پیدا ہوئی) وہ اپنی قوم کے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے (کہ ان کو کیا منہ دکھائے اور سوچتا ہے) کہ آیا اسے ذلت کے ساتھ لئے رہے یا اسے مٹی میں دبا دے۔ دیکھو تو یہ کیسی بُری تجویز کرتے رہتے ہیں۔

ان لوگوں میں جو اللہ کا ڈر پیدا نہیں ہو رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔

۶۰۔ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ ع۱۰ ۱۳

جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ان کا بُرا حال ہے (ہر طرح کے عیوب میں گرفتار انجام سے بے خبر) اور اللہ تو بڑی شان والا اور بڑا زبردست حکمت والا ہے۔ (بھلا وہ اللہ کو کیا تھکا سکیں گے)۔

آٹھواں رکوع

لوگوں کو دنیا میں ڈھیل دینا یہ اس کی حکمتِ تکوینی ہے۔

۶۱۔ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝

اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے ظلم (بے انصافی، کفر و شرک) پر (بلا مہلت دیئے) پکڑنے لگتا تو کسی جاندار کو زمین پر نہ چھوڑتا (عذابِ الٰہی میں سب گنہگاروں کا خاتمہ ہو جاتا۔ چند نیک لوگ بھی اللہ کے پیارے ہو جاتے تخلیق کا مقصد فوت ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ دنیا میں فوری گرفت نہیں کرتا) لیکن وہ انہیں ایک مدّتِ معیّنہ تک مہلت دیتا ہے۔ پھر جب وقت مقرر آ جاتا ہے تو پھر وہ نہ ایک لمحہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں (جس کو جہاں جس طرح جس لمحہ چاہتا ہے پکڑتا ہے اس میں تقدیم و تاخیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا)۔

اللہ تعالیٰ کافروں کو یہاں ڈھیل دیتا ہے لیکن آخرت میں وہ عذابِ الٰہی میں آگے ہی ہونگے پھر مہلت کا سوال نہ ہوگا اللہ تعالیٰ ان کی سب حرکتوں سے باخبر ہے۔

۶۲- وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ○

اور یہ (کافر) اللہ کے لیے وہ کچھ ٹھہراتے رہتے ہیں جسے خود پسند نہیں کرتے اور ان کی زبانیں جھوٹ کہتی ہیں کہ ان کے لیے بھلائی ہے (وہ قولاً اور فعلاً ہر طرح عذاب کے مستحق بنتے رہتے ہیں) یقیناً ان کیلئے (دوزخ کی) آگ ہے اور یہ اس میں سب سے پہلے بھیجے جائیں گے۔

۶۳- تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

خدا کی قسم ہم آپ سے پہلے بھی امتوں کی طرف پیغمبر بھیجتے رہے ہیں تو (ان کی امتوں نے ان کی قدر نہ کی، برائیوں میں مبتلا رہیں) شیطان نے ان کے اعمال ان کی نظر میں پسندیدہ بنا کر دکھائے، سو وہ آج بھی (قیامت کے دن) ان کا رفیق ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

بہر حال ان کے استہزاء، گستاخی، کج بحثی، انکار کسی بات سے آپ پریشان، غمگین نہ ہوں آپ تو اللہ کے احکام صاف صاف پہنچاتے جائیں کہ بندوں پر اللہ کی حجت تمام ہو، آپ کے لیے آپ کے مومن کافی ہیں۔ قرآن سے وہی ہدایت پاتے ہیں۔

۶۴- وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

اور ہم نے تو قرآن آپ پر اس لیے نازل کیا کہ آپ ان پر وہ باتیں واضح فرما دیں جن کے بارے میں وہ اختلاف کرتے ہیں (مثلاً توحید، رسالت، آخرت، حلال و حرام وغیرہ) اور (قرآن تو) ہدایت و رحمت ان ہی کے لیے ہے جو ایمان والے ہیں۔ (وہ اللہ سے ہدایت، رسول اللہ سے رحمت پاتے ہیں)

خواہ وہ آسمان سے بارش برسائے، یا وحی الٰہی کو بھیج کر مردہ قلوب کو زندہ کرے سب اسی کا کرم ہے۔ کیا پیارا اللہ ہے۔

۶۵- وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ○ ع ۵ ۱۴

اور اللہ نے آسمان سے مینہ برسایا پھر اس سے زمین کو اس کے مُردہ ہونے کے بعد زندہ کیا۔ بے شک اس میں سننے والوں کے لیے (بڑی) نشانی ہے۔

رجو لوگ توجہ سے اللہ کا کلام سنتے ہیں، ہمہ تن گوش بن جاتے ہیں ان کے قلوب زندگی پاتے ہیں، گوشۂ چشم سے آنسو پانی کی طرح بہنے لگتے ہیں، یہی فیضانِ رحمت ہے)

نواں رکوع

رحمت کے ذکر کے ساتھ ہی اللہ کی نعمتوں کا ذکر آتا ہے اُس نے انسان کو کیا کچھ نہیں دیا۔ دودھ، پھل اور لطیف پھولوں سے شہد، جسم کے علاوہ روح کے لیے غذائے وحی، وحی کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ اور پھر حضورؐ کی امت کو آپ کے صدقہ میں فہم وحی اور الہام یعنی تزکیۂ نفس کے بعد ایک بات اللہ کی طرف سے دل میں آجانا، یہ سب اس کا کرم ہی کرم ہے وہ صاحبِ قدرت ہے۔

۶۶۔ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهِ مِن بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشَّارِبِينَ ○

اور تمہارے لیے چوپاؤں میں بھی بڑا سبق ہے (وہ زندہ ہیں لیکن تمہارے فائدے کے لیے) ان کے پیٹ میں سے گوبر اور خون کے درمیان سے ہم خالص دودھ (نکال کر) تم کو پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے (بچے ہوں یا بڑھے، نہایت) خوشگوار ہے (غذا کا بھی کام دیتا ہے)۔

۶۷۔ وَمِن ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ○

اور کھجور اور انگور کے میووں میں سے بھی (تم پینے کی چیزیں تیار کرتے ہو) تم ان سے نشہ کی چیزیں بناتے ہو اور کھانے کی عمدہ غذائیں (تیار کرتے ہو، لیکن سوچو کہ ان کا خالق کون ہے ان کی تخلیق کا منشا کیا ہے) بے شک اس میں عقلمندوں کے لیے بڑی نشانی ہے۔

(عقلمند سمجھتے ہیں کہ ایسی چیز کا پینا کیا جو عقل ہی کو سلب کرے پینے کے لیے تو فطری چیز دودھ موجود ہے اور کھانے کے لیے خود انگور اور کھجور پھر ان سے شراب بنانا اور تعیش میں پڑنا کیا حکم الٰہی کے مطابق ہو سکتا ہے۔ خیال رہے کہ یہ آیت حرمتِ شراب کے نازل ہونے سے قبل کی ہے، سورۂ مائدہ کی آیت ۹۰ میں شراب کے حرام ہونے کا واضح حکم آگیا)۔

اللہ نے ایک طرف فطری غذا دودھ عطا فرمائی، دوسری طرف پھل اور میوے بعض لوگ ان کا غلط صرف کرنے لگے، ان سے فائدہ حاصل کرنا بُرا نہ تھا لیکن انسان وہ کرتا کہ حلاوت ملتی، سکر میں نہ آنے پاتا اس کی بہترین مثال شہد ہے، تمام پھلوں کا پاک رس، اور وہ

بھی ایک شہد کی مکھی بناتی ہے اس کو یہ کس نے سکھایا۔ جس نے اس کو اشارہ کیا وہی تمہارے لیے بھی غذائے روحانی کی فراہمی ایک واسطہ سے کر رہا ہے، ایک فرشتہ سے ایک نبی تک اپنی وحی پہنچا رہا ہے۔ تاکہ تم اس پر ایمان لاؤ، اس کو بار بار پڑھو، سنو اور اس کی حلاوت پاؤ یہی عقلمندی ہے اور یہی فراست۔

۶۸۔ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۝

اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں القا کیا (یوں تعلیم دی) کہ پہاڑوں پر، درختوں پر اور ان اونچی ٹٹیوں پر (یا عمارتوں پر) جو لوگ بناتے ہیں گھر بنا

۶۹۔ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۭ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

پھر ہر قسم کے پھل میں سے کھا اور اپنے پروردگار کے (تعلیم کیے ہوئے) صاف راستوں پر (جو تیرے لیے آسان ہیں) چلی چل۔ (دیکھو اس نے حکم مانا وحی پر عمل کیا، ارشاد بجا لائی، تو اس سے کیا نکلا) اس کے بطن سے وہ پینے کی چیز نکلتی ہے جس کے رنگ مختلف ہیں (لیکن فائدہ یکساں وہ آتش سیال نہیں جو عقل سلب کرتی ہے بلکہ وہ غذا) جس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔ بے شک اس میں (اللہ کی صفات میں) غور کرنے والوں کے لیے (بڑی) نشانی ہے۔

شہد کی مکھی الہام پر عمل پیرا ہوگئی دنیا کو شہد دیا جو لوگوں کے امراض کے لیے شفا بنا تم بھی وحی اور کلام اللہ پر عمل پیرا ہو جاؤ رحمت کی صاف و آسان راہ تمہارے سامنے ہے اسی پر چلو، وحی الٰہی کو سنو اس کی حلاوت کو پاؤ، دیکھو پھر تم بھی جو منہ سے کہو گے وہی ہوگا۔ یہ عطیۂ الٰہی ہوگا، نتیجہ شکر گزاری ہوگا۔

۷۰۔ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ڐ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَـيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ ع ۹ ۵ ۱۵

اور اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا پھر وہی تم کو موت دیتا ہے اور تم میں سے بعض کو ناقص عمر کی طرف پہنچایا جاتا ہے (انسان ہر شے کے لیے دوسرے کا محتاج ہو جاتا ہے عقل اوندھی ہو جاتی ہے بہت کچھ) جاننے کے بعد بھی کچھ نہیں جانتا۔ بے شک اللہ بڑا علم والا۔ بڑا قدرت والا ہے (جس کو چاہتا ہے سب کچھ عطا کرتا ہے جس کو چاہتا محتاج لاچار بنا دیتا ہے۔ کیوں نہ اسی کے سامنے سر جھکائے رہو اسی کا

دامنِ رحمت تھامے رہو کہ شاید اللہ اپنا فضل فرمائے)۔

دسواں رکوع

اللہ کا فضل یہ ہے کہ دولتِ ایمان دے، رزق دے، جس کشادگی سے اللہ دیتا ہے انسان انسان کو نہیں دے سکتا۔ پھر معیشت کا قیام بیویوں سے ہے یہ بھی اللہ کی نعمت ہیں جن سے اولاد ہوتی ہے خاندان باقی رہتے ہیں۔ انسان جس طرح چاہے غور کرے تمام کائنات اسے ایک ہی رشتہ سے منسلک نظر آئے گی، وہ رشتۂ توحید ہے۔ اس ذات کو چھوڑ کر غیر کی عبادت کرنا، دوسروں کو اللہ کا شریک ٹھہرانا ظلم ہے، نادانی ہے۔ اللہ تو اللہ جو اللہ والا ہو گیا اس کے سامنے کافر و مشرک ایک گونگے انسان سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔

۷۱۔ وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعۡضَكُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ فِى الرِّزۡقِ‌ۚ فَمَا الَّذِيۡنَ فُضِّلُوۡا بِرَآدِّىۡ رِزۡقِهِمۡ عَلٰى مَا مَلَـكَتۡ اَيۡمَانُهُمۡ فَهُمۡ فِيۡهِ سَوَآءٌ‌ ؕ اَفَبِنِعۡمَةِ اللّٰهِ يَجۡحَدُوۡنَ ○

اور اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق کے معاملہ میں فضیلت دی ہے لیکن وہ لوگ جن کو یہ فضیلت حاصل ہے اپنا مال (و دولت) اپنے غلاموں میں تو تقسیم نہیں کر دیتے کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں۔ (تم غلاموں کو تو اپنا شریک نہیں بناتے لیکن بتوں کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو یہ کہاں کا انصاف ہے) کیا پھر بھی اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں (اس کی دی ہوئی نعمت کو دوسرے کی طرف منسوب کرتے ہیں یہ کفرانِ نعمت نہیں تو کیا ہے)۔

۷۲۔ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَـكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا وَّجَعَلَ لَـكُمۡ مِّنۡ اَزۡوَاجِكُمۡ بَنِيۡنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمۡ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ‌ ؕ اَفَبِالۡبَاطِلِ يُؤۡمِنُوۡنَ وَبِنِعۡمَتِ اللّٰهِ هُمۡ يَكۡفُرُوۡنَ ○

اور اللہ نے تم ہی میں سے تمہارے لیے بیویاں بنائیں اور تمہاری بیویوں سے بیٹے اور پوتے پیدا کیے اور تم کو پاک روزی عطا فرمائی (ان معیشت کے اسباب پر یہ کیوں غور نہیں کرتے، کیا یہ اتنا نہیں سمجھتے) کیا پھر بھی وہ باطل ہی پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے رہتے ہیں

۷۳۔ وَيَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمۡلِكُ لَهُمۡ رِزۡقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ شَيۡـًٔـا وَّلَا

اور اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو ان کو آسمانوں اور زمین سے روزی دینے کا ذرا بھی اختیار نہیں رکھتیں اور نہ ان کو (کسی قسم کے نفع و ضرر کی) قدرت ہی ہے۔

يَسْتَطِيعُونَ ○

۷۴۔ فَلَا تَضْرِبُوا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

پس اللہ کا مثل نہ ٹھہراؤ (اللہ کا مانند نہ بناؤ اس پر بہتان نہ باندھو اس کے بارے میں غلط قسم کی مثالیں بیان نہ کرو، حقیقت کا علم اللہ ہی کو ہے) بے شک اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ۔

اللہ کس طرح مثالوں سے ایک بات سمجھاتا ہے اسے سمجھو تو مسئلہ شرک تمہاری سمجھ میں بخوبی آجائیگا اور اس سے بچ سکو گے ۔

۷۵۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے ایک غلام ہے کہ دوسرے کی ملک ہے (اس کی اپنی کوئی چیز نہیں ہوتی) وہ کسی چیز پر اختیار نہیں رکھتا۔ اور وہ (یعنی اس کا آقا بھی ہمارا بندہ ہے) جس کو ہم نے اپنی طرف سے خاص روزی عطا فرمائی۔ سو وہ اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ طور پر خرچ کرتا رہتا ہے۔ (ایک مجبور محض، دوسرے کا محتاج، ایک اللہ کی طرف سے روزی دیا ہوا سخی، مخیر۔ ایک غلام ایک آزاد) کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔ (عطا کو پاکر حق کو سمجھو۔ اللہ ہی کے لیے سب خوبیاں ہیں) سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے لیکن ان لوگوں میں سے اکثر نہیں جانتے (سیکھنا سمجھنا ہی نہیں چاہتے)۔

۷۶۔ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ ع

اور اللہ (ایک دوسری) مثال بیان فرماتا ہے۔ دو ایسے آدمیوں کی جن میں سے ایک گونگا (اس لیے بہرا بھی اور) کسی چیز پر کوئی قدرت نہیں رکھتا (دوسرے اس کی مدد کرتے رہیں وہ خود محتاج ہے) اور وہ اپنے مالک پر ایک بوجھ (بنا ہوا) ہے وہ جہاں اسے بھیجتا ہے وہ کوئی بھلائی لے کر نہیں آتا۔ کیا وہ اس کے برابر ہو سکتا ہے جو (ایک منتخب بندہ ہے، صاحب قدرت نے جسے اپنی طرف سے قدرت دے کر بھیجا ہے، جو اسی کا تابع ہے، اسی کے حکم پر چلتا، اسی کا کام کرتا ہے) لوگوں کو انصاف کے ساتھ (کام کرنے کا) حکم دیتا ہے اور خود بھی راہ حق پر (عدل و انصاف کے ساتھ) گامزن ہے۔ (پہلے کی طرف دوڑنا اس سے آس لگانا نادانی ہے دوسرے کی طرف آنا، حق کو پانا ہے بشرطیکہ

اس کی اتباع میں آجائے)۔

گیارھواں رکوع

شہادت کے بعد غیب کا ذکر ہے، سب صفات اللہ ہی کے لیے ہیں لوگ شرک میں اس لیے پڑ گئے کہ ظاہری بادشاہت پر اللہ کا قیاس کیا، یہ نہ سمجھے کہ اللہ عالم الغیب ہے وہ ہر جگہ ہے، دل کے حال بھی جانتا ہے ظاہر سے بھی بلاواسطہ واقف ہے لہٰذا اس کے یہاں خود اس کے محتاج اس کے شریک نہیں ہو سکتے۔ البتہ اس نے دنیا میں انسان کو بھٹکتا نہ چھوڑا اپنے بندے بھیجے، اپنے قانون کے ساتھ بھیجے۔ ان کو اپنی قدرت و حکمت سے نوازا، انہیں اپنا بنا کر بھیجا، وہ تم کو اللہ والا ہی بنائیں گے۔ اللہ ہی کی نشانیاں سمجھائیں گے۔ تم ان نشانیوں پر ذرا غور تو کرو اس کا ایک، یکتا ہونا سمجھ جاؤ گے۔

۷۷۔ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

اور (اللہ ظاہر و باطن کی تمام کیفیات سے واقف ہے) آسمانوں اور زمین کے سارے بھید اللہ ہی کے علم میں ہیں اور قیامت کا آنا یوں ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا یا اس سے بھی جلد تر ہے (اس سے بھی زیادہ نزدیک ہے اور اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں) بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (قیامت برپا ہوگی اور سب مخلوق پھر پیدا کی جائے گی)

۷۸۔ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

اور (آخر) اللہ ہی نے تو تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے پیدا کیا تم (اس وقت) ناسمجھ تھے، اور اس نے تم کو کان، آنکھیں اور دل عطا کیے تاکہ تم شکر گزار بنو۔ (اور ہر نعمت جو تم کو عطا کی گئی ہے اس کا صحیح صرف کرو)۔

۷۹۔ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

کیا انہوں نے فضائے آسمانی میں پرندوں کو اڑتے ہوئے اس کے حکم کا تابع نہیں دیکھا۔ ان کو اللہ کے سوا کسی نے نہیں تھام رکھا ہے (یہ سب اللہ کی قدرت کے کرشمے ہیں اور) بلاشبہ اس میں ایمان والوں کے لیے (بڑی) نشانیاں ہیں۔

۸۰۔ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ

اور اللہ نے تمہارے لیے تمہارے گھروں کو بسنے کی جگہ بنا دیا اور جانوروں

سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝

کی کھالوں کے ڈیرے عطا کیے جنہیں تم اپنے سفر کے دن اور اپنے قیام کے دن سبک (اور ہلکا) پاتے ہو۔ (یہ جہاں چاہو منتقل کرلو، اٹھانے اور لگانے میں یہ ہلکے پھلکے رہتے ہیں) اور (ان کے علاوہ اور بھی آسائش کی چیزیں تم کو میسر ہیں مثلاً بھیڑوں اونٹوں اور بکریوں وغیرہ میں) ان کے اون اور ان کے روئیں اور ان کے بالوں سے تمہارے لیے (تمہارے گھر کا) سامان اور ایک وقت تک فائدہ حاصل کرنے کی چیزیں بنائیں۔ (پھر تمہاری ہی عقل و فہم سے ان میں نت نئے اضافے ہوتے رہتے ہیں)۔

۸۱۔ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ۝

اور اللہ نے تمہارے (آرام کے) لیے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کے سائے بنا دیئے اور پہاڑوں میں تمہارے لیے (دشمن سے، دھوپ سردی، گرمی وغیرہ سے) چھپنے کی جگہیں بنائیں اور (وہ کپاس دی جس سے) ایسے کرتے بنائے جو تم کو گرمی سے بچائیں اور (لوہے کے) وہ کرتے (یعنی زرہ) بھی جو تم کو لڑائی میں محفوظ رکھیں، اسی طرح (تم کو بے شمار نعمتیں دے کر) وہ اپنا احسان تم پر پورا کرتا ہے تاکہ تم اس کے فرمانبردار بنو (اس کا احسان مانو اس کے سامنے سر جھکا دو۔ تم جس قدر احسان مانو گے وہ اس سے زیادہ تم کو اپنی نعمتوں سے نوازتا رہے گا)۔

۸۲۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝

پھر اگر یہ لوگ (ان نعمتوں کے بعد بھی) روگردانی کریں (ایمان نہ لائیں) تو آپ کے ذمے صرف صاف صاف اللہ کا حکم پہنچا دینا ہے (اس کے علاوہ کچھ نہیں)۔

یہ لوگ انجان نہیں

۸۳۔ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ ع

وہ اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہیں (جانتے ہیں کہ اسلام اللہ کی بڑی نعمت ہے اور حق ہے) پھر بھی اس سے انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر (قطعاً) کافر ہیں (زبان ہی سے انکارِ حق نہیں کرتے بلکہ دل سے بھی منکر ہیں)۔

بارھواں رکوع

حق و حقانیت سے انکار کرنا، اللہ سے منکر ہونا خود اپنے کو تباہی اور مصیبت میں ڈالنا ہے۔
قیامت تو بہر حال برحق ہے اس پر ایمان لانے نہ لانے سے وہ ٹل نہ جائے گی اور اس وقت اس پر ایمان

لانا کام بھی نہ آئے گا، اللہ پر یقین کرنا اس کے احکام کو ماننا ہے۔

۸۴۔ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ○

اور جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گواہ (ایک پیغمبر) اٹھائیں گے (جو اپنی امت کے لوگوں پر شہادت دیں گے) پھر کافروں کو نہ تو دبولنے کی) اجازت ہوگی اور نہ ان سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا (آخرت دار الجزاء ہے دار العمل نہیں)۔

۸۵۔ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ○

اور جب ظالم لوگ عذاب دیکھ لیں گے (اس وقت ان کی چیخ پکار، توبہ کرنا ایمان لانا کچھ کام نہ آئے گا) پھر نہ تو ان کا عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ ان کو (کسی قسم کی ذرا بھی) مہلت دی جائے گی۔

۸۶۔ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُوا مِنْ دُونِكَ ۖ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ○

اور جب مشرک اپنے شریکوں کو (جن کو وہ اللہ کے ساتھ شریک کیا کرتے تھے) دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے رب یہ تو وہی ہمارے شریک ہیں جن کو ہم تیرے سوا پکارا کرتے تھے (جن سے اپنے دکھ درد میں مدد مانگتے تھے آج تو یہ بھی ہمارے ساتھ مبتلائے عذاب ہیں) پھر وہ (شریک)، ان سے الٹا کہیں گے کہ تم تو جھوٹے ہو (ہم نے تم سے کب کہا تھا کہ ہم کو اللہ کا شریک بناؤ)

الثلثة

۸۷۔ وَأَلْقَوْا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ ۖ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ○

اور (یہ مشرکین) اس دن اللہ کے سامنے عاجزی سے گر پڑیں گے (اپنی مجبوری اور اللہ کی اطاعت کا اظہار کریں گے) اور ان سے سب افترا پردازیاں جاتی رہیں گی۔

۸۸۔ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ○

جو لوگ کفر کرتے رہے اور اللہ کی راہ سے دوسروں کو روکتے رہے ہم ان کے عذاب پر اور عذاب کا اضافہ کریں گے (یہ) اس لیے کہ وہ فساد پھیلاتے رہے، (خود کفر کیا اور دوسروں کو کفر میں مبتلا کیا، اور اس طرح ان کی بداعمالیوں میں ان کے شریک بنے اور عذاب پر عذاب کے مستحق ٹھہرے)۔

۸۹۔ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ۖ وَجِئْنَا بِكَ

اور (اے رسول انہیں اس دن سے آگاہ کر دیجیے) جس دن ہر امت پر ہم ایک گواہ ان میں سے اٹھائیں گے (یہ وہی پیغمبر ہوں گے جو ان پر ان

شَهِيدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۧ ع ۱۸

میں سے بھیجے گئے جو اللہ کے سامنے اپنی امت کے نیک و بد اعمال و عقیدہ پر گواہی دیں گے) اور ان سب پر ہم آپ کو گواہ بنائیں گے (کہ آپ نہ صرف اپنی امت کے نگران حال ہیں بلکہ ان تمام پیغمبروں کی صداقت پر شہادت دینے والے ہیں جو آپ سے قبل گزرے تھے، غرض جو کچھ قیامت میں ہونے والا ہے اللہ نے اس کو پوشیدہ نہیں رکھا) اور آپ پر (وہ) کتاب نازل فرمائی جو ہر ہر بات نہایت وضاحت سے (کھول کھول کر) بیان کرتی ہے (تاکہ لوگوں کو نیک و بد، خیر و شر کی تمیز ہو جائے اور وہ عذاب سے بچیں، رحمت میں آئیں) اور مسلمانوں کے لیے تو یہ ہدایت ہے (ان کو راہِ حق پر لے جاتی ہے) اور رحمت ہے (رحمت سے وابستہ کر دیتی ہے) اور بشارت ہے (جنتِ فردوس اور دیدارِ الٰہی کی خوشخبری سناتی ہے جو فرمانبرداروں کا آخرت میں نصیبہ ہے)۔

تیرھواں رکوع

آخری آیت میں مسلمانوں پر اللہ کی خصوصی عنایات کا ذکر تھا، اللہ نے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم پر کتاب نازل فرما کر مسلمانوں کو تین نعمتوں سے نوازا، ہدایت، رحمت، بشارت جن میں عام مسلمانوں کو بھی وہ دنیا ہی میں مل جاتی ہیں ایک آخرت کے ساتھ خاص ہے۔ اب یہ رکوع ان فرائض کے ذکر سے شروع ہوتا ہے جو مسلمانوں کو ان نعمتوں سے بہرہ ور کرتے ہیں، جس طرح تین لفظ ہدایت، رحمت اور بشارت تمام نعمتوں کا خلاصہ ہیں اسی طرح یہ آیتِ کریمہ جس سے یہ رکوع شروع ہے اس میں تین باتوں کا حکم دیا جاتا ہے اور تین سے منع کیا جاتا ہے جو تمام احکامات کا خلاصہ ہیں، خواہ ان کا تعلق اوامر سے ہو یا نواہی سے۔ دراصل سب کا تعلق ایک عہد سے ہے، وہ اللہ کے ساتھ ہو یا اس کے بندوں کے ساتھ، باقی رکوع میں اسی عہد پر زور دیا گیا ہے۔

۹۰۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ

(اے مسلمانو!) بے شک اللہ تم کو انصاف، احسان اور رشتہ داروں کو دیتے رہنے کا حکم دیتا ہے (اللہ، رسالت کے ذریعہ جو حکم پہنچاتا ہے اس میں عدل مقدم ہے، انصاف کے ساتھ، حکم کے مطابق عمل کرنا، خود کے لیے جو پسند کرنا وہ دوسرے کے لیے پسند کرنا، پھر یادِ الٰہی میں ظاہر و باطن یکساں کر دینا، تمیز کفر و اسلام میں رہنا اور حکم شرعی کے مطابق

۱ تَذَكَّرُوْنَ ○

حسنِ سلوک، نیک برتاؤ، مروت، دینا دلانا، سب دیکھ بھال کے کرنا، جو جس انداز کا ہے اس کی کیفیت کے مطابق عمل کرنا یہ تین اوامر تھے اب نواہی کا ذکر آتا ہے) اور کھلی بے حیائی (جو بہیمیت اور درندگی کی دلیل ہے اور نامعقول کاموں سے (جو تم کو انسانیت کے درجہ سے گرا دیتے ہیں) اور ظلم (وسرکشی جس کا اثر دوسروں پر پڑتا ہے ان سب باتوں) سے منع فرماتا ہے، تم کو سمجھاتا ہے تاکہ تم (ان نصیحتوں کو) یاد رکھو۔

یاد رکھو ایفائے عہد مسلمان کا شعار ہے خواہ اللہ سے ہو یا اس کی مخلوق سے۔

۹۱۔ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ○

اور جب تم خدا سے عہد کرو تو اسے پورا کرو اور اپنی قسموں کو پکا کرنے کے بعد نہ توڑا کرو اور (تم نہیں جانتے کہ تم نے اللہ کی قسم کھائی اس کے معنی یہ ہیں کہ) تم نے اللہ کو اپنے پر شاہد بنایا ہے۔ بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو (اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں پھر تم کیا یہ سمجھتے ہو کہ جسے تم نے اپنے معاملات میں شاہد اور ضامن بنایا ہے وہ تمہاری بدعہدی پر تم سے مؤاخذہ نہ کرے گا)۔

قسم کھا کر توڑ دینا ایسا ہی ہے جیسے کہ ایک دیوانی عورت جو محنت مشقت سے سوت کاتے اور پھر تاگے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔

۹۲۔ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ

اور اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنا کاتا ہوا سوت تمام محنت کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ تم اپنی قسموں کو (دغا بازی اور فریب کاری کا) ایک بہانہ (آلۂ کار) بناتے ہو کہ ایک گروہ دوسرے سے غالب (نظر) آئے (تاکہ تم ایک کے ساتھ اپنا عہد توڑ کر دوسرے کے ساتھ ہو جاؤ۔ یہ بدعہدی ہے۔) در اصل اللہ تو تم کو اس کے ذریعہ آزماتا ہے (کہ تم اپنے قول و قرار میں کس قدر ثابت قدم رہتے ہو) اور البتہ جن باتوں میں تم جھگڑ رہے ہو اللہ تعالیٰ ان کو قیامت کے دن تم پر آشکارا کر دے گا (تم کو

آیت نمبر ۹۰ (حضرت عمر عبدالعزیزؒ نے جمعہ کے خطبہ میں اس آیت کو شامل فرمایا تاکہ مسلمان ان احکامات کو گوشِ دل سے سُنتے رہیں اور یاد رکھیں)

الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ○

اس کی مصلحت اور مشیت اس دن معلوم ہوگی کہ یہ آزمائش بھی نعمت تھی)۔

۹۳۔ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

اور اگر اللہ چاہتا تو تم (سب) کو ایک امت بنا دیتا (گمراہ اور غیر گمراہ کا فرق ہی نہ رہتا) لیکن وہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے (توفیقِ ہدایت سے محروم کر دیتا ہے) اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور تم سے جو تم کرتے ہو اس کے بارے میں پوچھا جائے گا (مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ کافر و مشرک سے بھی کسی معاملہ میں بدعہدی کرے)۔

۹۴۔ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

اور اپنی قسموں کو آپس میں دھوکا دینے کا ذریعہ نہ بناؤ کہ (تمہارے آپس کے لڑائی جھگڑے کے سبب) کہیں جمے ہوئے قدم اکھڑ نہ جائیں اور اس بات کا خمیازہ تم کو بھگتنا پڑے کہ تم نے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا اور تم پر سخت عذاب ہو (کہیں تمہاری بدعہدی اور بُری سیرت کا اثر لوگوں پر یہ نہ پڑے کہ مسلمان بدعہد ہوتے ہیں۔ اور لوگوں کو اسلام کی صداقت میں شبہ ہونے لگے اور غیر اقوام اسلام میں داخل ہونے سے رُک جائیں۔ یہ بات تو اللہ کی ناراضگی کا سبب ہوگی)۔

یہ بھی یاد رکھو کہ محض عہد توڑنا ہی برا نہیں مال و دولت، دنیاوی عزت وغیرہ کے لیے دین کو بیچنا اس سے بھی بُرا ہے۔

۹۵۔ وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

اور اللہ کے عہد کو کچھ حقیر نفع کے بدلے نہ بیچ ڈالو (کہ دنیا کی ہر دولت آخرت کے مقابلہ میں حقیر ہے) جو (اجر) اللہ کے پاس ہے وہ تمہارے لیے کہیں بہتر ہے اگر تم کو علم ہے۔

اللہ کے پاس "خیر" ہے جب دیکھو گے تب سمجھو گے۔

۹۶۔ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا

جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے وہ رہنے والا ہے (کبھی ختم نہ ہوگا) اور ہم ضرور صبر کرنے والوں کو ان کے اچھے کاموں پر جو وہ کیا کرتے تھے ان کا (پورا) حق دیں گے۔ (انہوں نے حضوری اور حُسنِ خوبی سے جو کام انجام دیئے، ثابت قدمی سے لگے رہے، اور

يَعْمَلُوْنَ ○

اس راہ میں جن تلخیوں کو برداشت کیا وہ انہیں کے قابل انعامات بھی پائیں گے)۔

پس اس خیر کے حاصل کرنے کی راہ، ایمان، عمل اور ذکر ہے انسان ایقانِ قلبی سے مومن اور اعمالِ صالحہ سے مسلم بنتا ہے ایک نئی زندگی، ایک حیاتِ تازہ اسے عطا ہوتی ہے۔ مرد و عورت کی شرط نہیں۔

۹۷۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

جو بھی نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو، (یعنی ایمان اور عمل صالح پر قائم ہو) تو ہم اسے ایک پاکیزہ (آرام کی) زندگی (دنیا ہی میں) ضرور عطا کریں گے اور جو کام وہ (اخلاص سے) کیا کرتے تھے ہم انہیں ان کا (آخرت میں پورا پورا) حق دیں گے۔

ایقان ہی سے انسان مومن اور اعمالِ صالحہ سے مسلم بنا لیکن جو چیز اسے مقامِ توکل میں لے جاتی ہے، مراتب کی بلندی کی ضامن ہے، وہ کلامِ الٰہی ہے۔ پس آدابِ تلاوت کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

۹۸۔ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

پس جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود (کے شر) سے اللہ کی پناہ طلب کیا کرو۔ (تاکہ وسوسۂ شیطانی فہم قرآنی میں حارج نہ ہو، اور قلب میں عظمت اور محبت آئے)۔

۹۹۔ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ○

بیشک اس کا قطعاً ان لوگوں پر کوئی زور نہیں چلتا جو مومن ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

۱۰۰۔ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ○ ع ۱۳ / ۱۱ / ۱۹

اس کا قابو تو بس انہیں پر چلتا ہے جو اس کو اپنا رفیق سمجھتے ہیں اور جو (اس کو یا دوسروں کو) اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔

آیت نمبر ۹۸ - حضرت قبلہؒ نے فرمایا داہمہ کے متشکلہ کا نام بھی شیطان ہے۔

چودھواں رکوع

ایمان، عمل صالح پر ثابت قدم رہنے کے لیے جن امور سے احتیاط کی ضرورت ہے اس میں سب سے پہلے شیطان کے شر سے بچنا اور اللہ کی پناہ میں آنا ہے تاکہ واہمہ فہم قرآنی میں حائل نہ ہو، چونکہ گزشتہ رکوع مشرکین پر ختم ہوا تھا اس لیے اس رکوع میں ان مشرکین کی کیفیات کا بیان ہے اور ان کی غلطیوں سے آگاہ کیا جارہا ہے تاکہ وہ بھی متنبہ ہوں اور اہلِ ایمان ان کے شبہات سے متاثر نہ ہوں۔

۱۰۱۔ وَإِذَا بَدَّلْنَآ ءَايَةً مَّكَانَ ءَايَةٍ ۙ وَٱللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوٓا۟ إِنَّمَآ أَنتَ مُفْتَرٍۭ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○

اور ان مشرکین اور کفار کا تو یہ حال ہے کہ) جب ہم کوئی آیت کسی آیت کی جگہ (موقع اور وقت کی مناسبت سے) تبدیل کرتے ہیں اور اللہ جو نازل کرتا ہے اس سے بخوبی واقف ہے (وہ سمجھتا ہے کہ اس تبدیلی میں اس کی مصلحت کیا ہے، لیکن جو اللہ ہی پر ایمان نہیں رکھتے وہ اس کی مصلحت کو کیا سمجھیں گے وہ جاہل آپ کو موردِ الزام قرار دیتے ہیں اور) کہنے لگتے ہیں کہ آپ تو گھڑ لاتے ہیں بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر نادان ہیں (ان کے اعتراضات بھی ان کے جہل پر مبنی ہیں)۔

۱۰۲۔ قُلْ نَزَّلَهُۥ رُوحُ ٱلْقُدُسِ مِن رَّبِّكَ بِٱلْحَقِّ لِيُثَبِّتَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ○

آپ فرما دیجئے (کہ قرآن آپ کا بنایا ہوا نہیں) اس کو تو آپ کے رب کی طرف سے حق کے ساتھ روح القدس لے کر نازل ہوئے ہیں تاکہ جو مومن ہیں ان کو ثابت قدم بنائے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور بشارت ہے (راہ حق بھی دکھاتا ہے اور اجر سے زیادہ فضل کے وعدوں سے حوصلہ افزائی بھی کرتا ہے)

۱۰۳۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُۥ بَشَرٌ ۗ لِّسَانُ ٱلَّذِى يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِىٌّ وَهَٰذَا لِسَانٌ عَرَبِىٌّ مُّبِينٌ ○

اور یقیناً ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ (جس شخص نے کبھی ایک شعر تک نہ کہا لکھنا پڑھنا کسی استاد سے نہ سیکھا وہ قرآن جیسی کتاب کیا لکھے گا، ضرور) اسے کوئی شخص سکھا جاتا ہے لیکن جس کی طرف سکھانے کی نسبت کرتے ہیں، اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ (قرآن) تو صاف عربی زبان میں ہے۔

(یعنی انہوں نے ایک بات کا حل تلاش کیا کہ رسولِ امّی خود لکھ پڑھ نہیں سکتے تو کوئی اور شخص لکھ کر دیتا ہے لیکن جس کا نام بتاتے وہ عجمی زبان کا جاننے والا تھا بھلا فصیح عربی میں کیسے

کلام کرسکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک حق کو نہ ماننے سے سب الجھنیں پیدا کرتے ہیں۔ بے شک کلام، رسولؐ کا نہیں، اللہ کا ہے۔ بھیجنے والا اللہ، لانے والے جبریلؑ، البتہ جس قلب پر نازل ہو رہا ہے وہ رسولِ کریمؐ کا قلب ہے، جس زبان میں لوگ سنتے ہیں وہ رسول کریمؐ کی زبان ہے)۔

یہ ہدایت و رحمت سے محروم عذابِ الٰہی کی بشارت کے مستحق ہیں۔

۱۰۴۔ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○

بے شک جو لوگ اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اللہ انہیں ہدایت نہیں دیتا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

۱۰۵۔ إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ ○

بیشک جھوٹ بہتان تو بس وہی لوگ باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے، اور وہی لوگ جھوٹے ہیں۔ (وہ سچوں کو جھوٹا کہتے ہیں یہ تو سب سے بڑا جھوٹ ہے بلکہ بہتان بھی۔ ہدایت و رحمت سے محروم نہ ہوں گے تو کیا ہوگا)۔

۱۰۶۔ مَن كَفَرَ بِاللَّهِ مِن بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِن مَّن شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○

(اور) جو کوئی اللہ پر ایمان لانے کے بعد منکر ہو جائے سوائے اس حالت کے کہ اس پر زبردستی کی گئی اور اس کا قلب ایمان (کی لذتوں) سے مطمئن ہے (اس پر الزام نہیں) بلکہ وہ (جو قصد و اختیار سے) دل کھول کر کفر کرے تو ان لوگوں پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے (دنیا میں اللہ کی ناراضگی اور آخرت میں اللہ کا عذاب)۔

یہاں دنیا میں اللہ کی رحمٰنیت سے جو کچھ انہیں ملا ہوا ہے وہ اسی پر نازاں رہے، اسباب پر نظر رکی رہی، مسبب کو نہ پہچانا، اور اس کے سامنے حاضر ہونے کا بھی انکار کیا پھر ہدایت کیسے ملے۔

۱۰۷۔ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللَّهَ

یہ اس واسطے ہے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت (کی زندگی) کے مقابلہ میں عزیز رکھا۔ اور (جب وہ خود ہی ایک مکمل کامیاب زندگی

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ○

کے خواہاں نہیں تو) بے شک اللہ کفر اختیار کرنے والوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

۱۰۸۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ○

یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر اللہ نے مہر لگادی (قلب مردہ ہوگیا، سمع وبصر محروم ہدایت ہوگئے) اور یہی لوگ غفلت میں پڑے ہیں (مقصدِ حیات سے بے خبر، انجام سے غافل ہیں)

۱۰۹۔ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○

ظاہر ہے کہ یہی لوگ آخرت میں نقصان اٹھانے والے ہوں گے (رحمت سے محروم، عذاب دائمی میں مبتلا ہوں گے)۔

مسلمانوں پر جب ظلم ڈھایا جائے تو ان کے لیے تین ہی صورتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ ایک مسلمان ظلم کے ہاتھوں مجبور ہو کر زبان سے کلمۂ کفر کہہ کر جان بچائے اور دل میں عقائد حقہ کی پوری صداقت موجود ہو۔ یہ صورت عند اللہ معاف ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ مرتد ہو جائے اس کے لیے دردناک عذاب ہے اس کا بیان ہو چکا ہے۔ تیسری صورت ہجرت ہے یہ پسندیدہ طریقہ ہے۔ حضور کی یہ سنت قائم ہے وطن تو چھوڑا لیکن اسلام کے لیے مصیبت بھی اٹھائی اور جہاد سے بھی دریغ نہ کیا، ان کے لیے اللہ کی مغفرت اور رحمت کے وعدے ہیں۔

۱۱۰۔ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ ع

پھر جن لوگوں نے تکلیفیں برداشت کرنے کے بعد ہجرت کی پھر جہاد کیا اور (ہر حال میں اسلام پر) قائم رہے (تو) بے شک آپ کا رب ان (آزمائشوں) کے بعد (ان کو) بخشنے والا مہربان ہے۔
(یہاں رَبَّكَ کی تکرار اللہ کی رحمت پر رحمت کی دلیل ہے)۔

ع ۱۴ / ۲۰

پندرھواں رکوع

تینوں حالتوں کا ذکر کرنے کے بعد فرما رہا ہے جس شخص نے جو کچھ کمایا آخرت میں اس کا بدلہ اسے پورا پورا ملے گا اس دن نہ کسی کے کوئی کام آسکے گا نہ بہانہ بازی اور جھوٹ کام دے گا، شکرگزاری کا صلہ ہوگا، غفلت کی پاداش۔

۱۱۱۔ يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا

(یہ انعام اور سزا آخرت کے ساتھ ہے) جس دن ہر نفس اپنے ہی متعلق جھگڑا کرنے (جھوٹے سچے بہانے تراشنے اللہ کے سامنے) حاضر ہوگا۔

عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○

(ہر ایک کو اپنی اپنی فکر لگی ہوگی) اور ہر شخص کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ ملے گا اور ان پر کسی طرح کا ظلم نہ ہوگا (کسی کو اس کی غلطی سے زیادہ سزا نہ ملے گی معافی ہی مل جائے یہ اور بات ہے)۔

۱۱۲۔ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ○

اور اللہ نے (اس کی) مثال ایک بستی (کے رہنے والوں) کی دی کہ وہ چین و اطمینان سے رہتے تھے ہر طرف سے وہاں (ان کے لیے) بافراغت روزی چلی آتی تھی (ہر چیز کی افراط تھی گھر بیٹھے طرح طرح کی نعمتیں میسر تھیں) پھر انہوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی۔ تو اللہ نے ان کو بھوک اور خوف کا مزہ چکھایا (گویا بھوک و خوف ان کی جانوں کے ساتھ لباس کی طرح لپٹ گئے) یہ بدلہ تھا اس کا جو وہ کیا کرتے تھے۔ (جب شکر گزاری کو انہوں نے ناشکری میں بدلا تو اللہ نے بھی ان کا لباسِ امن بدل کر لباس خوف وجوع پہنا دیا)۔

ان کی ناشکری کی انتہا یہ تھی کہ انہوں نے اللہ کی رحمتِ مجسم ہی کو نہ پہچانا اس کی قدر نہ جانی۔

۱۱۳۔ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ○

اور بے شک ان کے پاس ان ہی میں سے (اللہ کا ایک) رسول آیا پھر انہوں نے اس کی تکذیب کی پس ان کو عذاب نے آپکڑا اور وہ واقعی ظالم تھے۔ (حق کو نہ ماننا یا حق پوشی کرنا، یہ وہ ظلم ہے کہ جس کی سزا افراد اور اقوام دونوں کو ملتی اور ضرور ملتی ہے)۔

۱۱۴۔ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ○

پس (اے ایمان والو) اللہ نے تم کو جو حلال اور پاک روزی عطا فرمائی ہے اس میں سے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر بجا لاؤ اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو (اسی کو اپنا معبودِ حقیقی جانتے ہو اسی کی محبت کا دم بھرتے ہو)۔

دیکھو جو چیزیں تم پر حرام کر دی گئی ہیں ان سے ہمیشہ بچتے رہنا جس سے منع کیا جائے اس کے قریب نہ جانا کہ یہی شکر گزاری ہے۔

۱۱۵- اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

اس نے تو تم پر حرام کر دیا ہے مردار اور خون ، اور سور کا گوشت اور (وہ جانور) جس پر (ذبح کرتے وقت) غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو، پھر جو کوئی مجبور ہو جائے (جان کے لالے پڑ جائیں تو بقدر ضرورت کھا سکتا ہے بشرطیکہ) ضرورت سے نہ بڑھے اور نہ عدول حکمی کرے تو اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے ۔

حلال و حرام، حکم الٰہی کے تابع ہے جو وہ کہے کھاؤ، جس سے وہ منع کرے رک جاؤ، بندے کی زندگی کا مقصد بندہ بننا ہے ۔ یہ بات اتباع اور فرمانبرداری سے حاصل ہوتی ہے ، نہ کہ خود ساختہ اصولوں پر عمل کرنے سے ۔

۱۱۶- وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ؕ○

اور یوں ہی جھوٹ جو تمہاری زبان پر آجائے مت کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے ۔ کہ (اس طرح) تم اللہ پر جھوٹ بہتان باندھنے لگو۔ (یاد رکھو) جو لوگ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں وہ کبھی فلاح نہیں پاتے (جس کو اللہ نے حلال یا حرام نہ کہا اسے تم حلال و حرام کہو یہ واقعتاً جھوٹ ہی ہوگا اور حلال و حرام چونکہ اللہ کے حکم سے ہوا کرتا ہے اس لیے اللہ پر بہتان بھی ٹھہرا)

جو لوگ اس طرح جھوٹ اور افترا پردازیوں سے کام لیتے ہیں وہ محض دنیا کی لذتوں کے لیے اور نفس کی خاطر ایسا کرتے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ

۱۱۷- مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۖ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

(ان افترا پردازیوں کا دنیا میں) فائدہ تو تھوڑا سا ہے اور (آخرت میں) ان کے لیے دردناک عذاب ہے (لامتناہی اور مسلسل)۔

۱۱۸- وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○

اور وہ چیزیں ہم نے (خاص طور پر) یہود پر حرام کر دی تھیں جن کا ذکر ہم پہلے آپ سے کر چکے ہیں اور (ان کو حرام قرار دینے میں ان ہی کی بھلائی منظور تھی) ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود (حرام چیزوں کو حلال قرار دے کر) اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے ۔

ہوسکتا ہے کہ انسان نادانی سے کوئی غلطی کرے تو اس کے لیے درِ توبہ کھلا ہے جب چاہے گناہوں سے توبہ کرلے اللہ کی طرف رجوع ہو جائے وہ اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ گناہوں کا بخشنے والا ہی نہیں بلکہ مزید رحم کرنے والا بھی پائے گا۔

۱۱۹۔ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

پھر آپ کا رب ان لوگوں کے حق میں جو کوئی بُرا کام نادانی سے کر گزریں پھر اس کے بعد توبہ کرلیں اور اپنی حالت درست کرلیں (تو) بے شک اس (رجوع الی اللہ اور اصلاح حال) کے بعد آپ کا رب بخشنے والا اور ان پر مزید) رحمت کرنے والا ہے۔

سولھواں رکوع

غرض ہر کام کے کرنے کا طریقہ اور نتیجہ ہے، طریقہ شریعت اور نتیجہ فلاحِ دارین ہے۔ اس فلاح کے مراتب ہیں۔ اسلام کی موجودہ صورت کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں پڑی اسلام اصولی طور پر ملت ابراہیمی ہے، خدمت، عاجزی، یکسوئی، یک روئی کے آداب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سکھانا شروع کیے۔ مقامِ خلت پر فائز ہو کر محبوب رب العالمین سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ، احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے بارگاہ حق میں انہیں کا سر نیاز جُھکا انہیں کی دُعا قبول ہوئی۔ تیسری منزل کے ختم کا مہتم بالشان رکوع ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کی یادیں تازہ کی جارہی ہیں، ان کے خالص دین اور اس دین کی مؤثر تبلیغ کا ذکر ہے۔ بتایا جارہا ہے کہ اگر اللہ کو چاہتے ہو تو اللہ والے ہو کر محض اللہ کے ہو جاؤ۔ انبیاءؑ، صدیقینؓ، شہداءؒ، صالحینؒ سب اسی راہ پر چلے ہیں۔ سب نے اپنے اپنے مرتبہ کے مطابق مقام پائے ہیں۔

دین اسلام کی بنیاد رکھنے والے ابراہیم علیہ السلام ہی تھے ان کے بعد جتنے مذاہب آئے ان میں ملت ابراہیمیؑ کے بنیادی اصولوں کی شرح وبسط کی گئی، اسلام نے اسے مکمل کیا۔ حلال و حرام، اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا، آخرت، سوال جواب وغیرہ سب ان مذاہب میں یکساں چلے آتے ہیں۔ پھر ان کی امت میں آنے والوں کو زیب نہیں دیتا کہ وہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرائیں اور مشرکانہ باتیں کریں۔

۱۲۰۔ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا

بے شک ابراہیم ہی (دین اسلام کے) بڑے مقتدا اللہ کے فرمانبردار (اور) اسی

لِلّٰهِ حَنِيفًا ۭ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝

کے ہو کر رہنے والے تھے اور (اہل عرب ان پر شرک کا جھوٹا الزام رکھتے ہیں ہرگز) وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔

۱۲۱۔ شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ ۭ اجْتَبٰهُ وَهَدٰىهُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝

(وہ تو) اس کی نعمتوں کے بڑے شکر گزار تھے۔ اللہ نے بھی) ان کو (اپنی نبوت اور مقام خلت کے لیے) چن لیا تھا اور ان کو سیدھی راہ پر چلایا تھا۔ (یہی صراط مستقیم اسلام دکھا رہا ہے، ہر مذہب کے لوگوں کو انہیں کے نقش قدم پر چل کر یہ راہ نصیب ہو سکتی ہے)۔

۱۲۲۔ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَإِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِينَ ۝

اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی بھلائی دی (ہر فرقہ انہیں سے اپنا تعلق قائم کرتا ہے، اور ان کے صفات حمیدہ کا ذکر کرتا رہتا ہے) اور بے شک وہ آخرت میں بھی صالحین میں ہوں گے۔

۱۲۳۔ ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرٰهِيمَ حَنِيفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝

پھر (اے رسول) ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ آپ ملت ابراہیم (ہی) کی اتباع کریں جو یک رُخ رہنے والے (خالص اللہ کی عبادت کرنے والے) تھے اور (ہرگز) مشرکین میں سے نہ تھے۔

رہا یہود کا یہ اختلاف کہ وہ سنیچر کے دن کو اہمیت دیتے تھے جو ملت ابراہیمیؑ میں نہ تھا
حضرت موسیٰؑ نے بھی اسے پسند نہ کیا لیکن یہود نے اسے اپنایا، ان کی آزمائش اسی سے ہوئی۔

۱۲۴۔ إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ ۭ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝

ہفتہ (کے دن کا احترام) انہیں لوگوں کے لیے مقرر ہوا جنہوں نے (خود اپنے پیغمبر سے) اس کے بارے میں اختلاف کیا اور بے شک آپ کا رب قیامت کے دن ان کے درمیان (ایک کیا تمام ہی جھگڑوں کا) فیصلہ کر دے گا ان چیزوں میں جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔

بہرحال آپ انہیں اسی محبت و شفقت سے جو آپ کی فطرت ہے بلاتے جائیں
ہدایت پانا نہ پانا یہ ان کا نصیبہ ہے۔

۱۲۵۔ اُدْعُ إِلٰى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ

(اے رسول) آپ ان کو اپنے پروردگار کے راستے کی طرف دعوت دیتے

وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝

رہیے حکیمانہ اور مشفقانہ نصیحتوں کے ساتھ (بلاتے رہیے) اور اگر ان سے بحث کرنا ہی پڑے تو یہ) مباحثہ بہتر انداز میں کیجئے (آپ جانتے ہیں کہ کس کو کس طرح راہ پر لانا ہے) بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور ان سے بھی خوب واقف ہے جو اس کی راہ ہدایت پر ہیں۔

عام مسلمانوں کو ہدایت کی جا رہی ہے۔

۱۲۶۔ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝

اور اگر تم کسی سے بدلہ لو تو اسی قدر جس قدر تم کو ان سے تکلیف پہنچی۔ اور اگر تم صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے حق میں یہ بہت اچھا ہے۔

عام مبلغین اور معلمین کو راہِ حق میں صعوبتیں اٹھانا پڑتی ہیں تکلیفیں جھیلنا پڑتی ہیں، انسان کے دل میں بارہا انتقامی جذبہ بیدار ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو جذبہ میں جانے نہیں دیتا، حال میں رہنے کا حکم دیتا ہے صبر کی تلقین فرماتا ہے۔ یہ صبر مجبوروں کا صبر نہیں مختاروں کا صبر ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو تشفی دیتا ہے کہ آپ کی بلند حوصلگی اور اللہ کی مخلوق سے آپ کی بے پایاں محبت کے باعث صبر میں آپ کو دشواری نہ ہوگی۔ آپ کے صبر سے امت صبر و شکر کے آداب سیکھے گی۔

یہ دنیا اللہ کے اسم صبور کا مظہر ہے۔ یہاں صبر ہی سے نتائج مرتب ہوتے ہیں، حق روشن ہوتا ہے، باطل کی فریب کاریاں خود اس کی ہلاکت کا موجب بنتی ہیں۔

۱۲۷۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝

اور (اے رسول جو مظالم آپ پر ہو رہے ہیں اُن پر) آپ صبر کیے جائیں اور آپ کا صبر بھی اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور (جنھوں نے آپ کو اذیتیں پہنچائی ہیں) ان پر غم نہ کیجئے اور ان کے فریب (جعلسازیوں) سے تنگ دل نہ ہوئیے۔ (ان کا فریب خود ان کی بربادی کا باعث ہوگا اور صابرین کے مراتب بلند ہوں گے)۔

بتایا جا رہا ہے کہ یہاں صبر کے ساتھ ہر کام میں لگا رہنا ہے خالقِ کائنات

کی دنیا میں، سب میں رہ کر، سب سے الگ ہو کر اللہ کے بتائے ہوئے راستے پر چلے چلنا یہی انسان کو متقی بنا دیتا ہے اور اللہ سے قریب کر دیتا ہے۔

۱۲۸- اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝ ع

بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو پرہیزگار ہیں اور جو نیکوکار ہیں۔ (اللہ کے ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اس کی حضوری سے ان کا کوئی لمحہ خالی نہیں ہوتا تو اللہ ان کے قلوب میں جلوہ گر رہتا ہے)۔

الحمد للہ تیسری منزل ختم ہوئی

جمعہ ۲۷ مارچ ۱۹۶۵ء

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ آج بتاریخ ۳- اگست ۱۹۶۷ء مطابق ۲۷ ربیع الثانی بروز پنجشنبہ دربار سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم میں پیش کرنے کی سعادت و نعمت حاصل کی گئی۔

حرم مبارک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بین المنبر والروضۃ المبارکۃ۔

چوتھی منزل

پارہ - ۱۵

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ

سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ

مکی ایک سو گیارہ آیتیں بارہ رکوع

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ ﷺ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ ﷺ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ ﷺ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ ﷺ

یہ سورہ، سورۂ حجر اور سورۂ نحل کے آخری دو آیتوں سے مربوط ہے، سورۂ حجر کی آخری آیت تھی: وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ اور سورۂ نحل کی آخری آیت تھی: اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔

اس سورہ کی ابتداء سرورِ کائنات فخرِ دو عالم حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ سلم کے ذکر سے ہوتی ہے جو ایمان، تقویٰ اور بندگی کا نقطۂ کمال ہیں یہاں اس عبد کامل پر اپنے معبود کے انعام خصوصی کا بیان ہے۔

مقام خلت سے آگے مقام حُب ہے اور اس کا ثمرہ سیر و معراج ہے وہ رفعتیں جو ادراک سے بلند، وہ عظمتیں جو حضور کے لیے مخصوص ہیں وہ محبتیں جو عبادت قرار پائیں وہ قُرب کہ "قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى" سے سمجھایا گیا۔ سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ یہی سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت، یہی سورہ کا اجمال یہی چوتھی منزل کا عنوان ہے۔ اسی میں عقیدتمند دلوں کے لیے تصورات کی سیریں، واردات اور کیفیات کے خزینے اور وصول الی اللہ کی نعمتیں ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اگر جوارح سے ادب، جان سے فرائض، دل سے خوف، روح سے معرفت اور مقامِ قُرب سے دُوری نہ ہو، تو شاید قلبِ مومن کے نصیبے میں بھی اس تجلی کی کوئی جھلک آجائے، جو سرمایۂ حیاتِ ابدی بن جائے، حقائق سے پردے اٹھادے، نور و انوار کے عالم میں لا بٹھائے۔ نظر نظر میں دکھادے۔

یاد رہے کہ عالم کے لیے سرکارِ دو عالم وسیلہ ہیں اور سرکار دو عالم کا رفیقِ اعلیٰ، اللہ ہے جو پاک ہے، زمان و مکان اس کے ہیں، زمین و آسمان اسکے ہیں، سب اس کے محتاج ہیں وہ مستغنی و بے نیاز ہے۔ اس نے جس طرح چاہا اپنے بندہ کو مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ لے گیا، پھر جس طرح چاہا آسمانوں پر بھی اپنی قدرت اور حکمت کے نمونے دکھائے، حضرت آدمؑ کی دیکھی ہوئی جنت سے لے کر اس مقامِ قُربت تک جہاں لانا منظور تھا لے آیا اور اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو احدیت و واحدیت کا راز بتا دیا۔ عبد نے معبود کو پالیا۔

نبوت کے بارہ سال بعد ہجرت سے ایک سال قبل ایک رات حضرت سرورِ کائناتؐ اپنی چچازاد بہن حضرت ام ہانیؓ کے مکان پر آرام فرمارہے تھے۔ حضرت جبرئیلؑ مع براق کے حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہمراہ مسجدِ حرام اور وہاں سے مسجد اقصیٰ لے گئے۔ یہی مسجدِ اقصیٰ یعنی بیت المقدس جو بیشتر انبیاء علیہم السلام کا قبلہ اور انبیاءؑ بنی اسرائیل کے انوار و برکات کا چشمہ تھا، جس سے اسلام کے ماضی کی تاریخ وابستہ تھی، یہاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم جملہ انبیاء علیہم السلام سے ملے۔ اور سب نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ گویا جس رسول کی تصدیق انہوں نے زبان سے کی تھی، عمل سے بھی اس نجمِ وحدت کو اپنا پیشوا مان کر اس کی تصدیق فرمائی۔

پھر بلانے والے کی پاک ذات اپنے بندے کو آسمانوں پر لے گئی۔ جبرئیلؑ ساتھ تھے، ہر آسمان پر دروازوں کو کھلواتے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے۔ اس کے آگے جبرئیل کی رسائی نہ تھی، ایک سواری ختم ہوجاتی ہے ایک دوسری سواری ملتی ہے جسے رَفْ رَفْ کہتے ہیں۔ سفر ہنوز جاری ہے، اِلَیَّ اِلَیَّ کی صدائیں گوش مبارک سُن رہے ہیں، عرش سے بالائے عرش کا سفر ہے، سطح نور پر، نورانی سواری پر ایک نور السمٰوات والارض کا رسول اس کا عبد، حضوری کے منازل طے کر رہا ہے۔ اور اس قُرب اور اس دید سے نوازا جاتا ہے جس کا ذکر سورۂ نجم میں آئے گا، جس کی طرف "هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ" میں اشارہ ہے۔ یہ بلانے والے کا بلانا، خالقِ کائنات کا بلانا ہے اور بلانا بھی اپنے خاص، چنے ہوئے، عبد اور رسول کو بلانا ہے۔ زمین و آسمان کی فضا اور اس کی جملہ مخلوقات کی کیا مجال کہ کوئی شے کسی طرح حارج ہوسکے۔ وہاں تو حقیقت الحقائق، اپنے عبد کو حقائق ہی دکھانے لے گیا ہے۔ مثال سے سمجھانے کی ضرورت ہی کیا ہے، یہاں مثال کا گذر ہی نہیں، بے مثال رب کی بے مثال نوازش ہے۔ البتہ پروردگار نے امتِ محمدیؐ پر یہ احسان فرمایا کہ اگر وہ چاہیں تو ان کیفیات کی جھلک نماز میں پاسکتے ہیں کہ معراج میں امت کے لیے اسی نماز کا تحفہ ملا اور معراج ہی میں سورۂ بقر کی آخر کی دو آیتیں عطا ہوئیں تاکہ بندۂ مومن نفسانیت پر غلبہ پاسکے اور معراج کی ان کیفیات سے جو اس کا نصیبہ ہوں محروم نہ رہے۔

یاد رہے کہ ایک مظہر حق ہے، ایک تجلی حق ہے، مظہر حق حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے جو جس قدر اس ذات سے وابستہ ہو گیا، اسی قدر ان کا آئینہ بنا۔ اسی قدر محمدی بنا۔ باقی جس نے جو دیکھا اس نے تجلی حق کو دیکھا۔ اسی لیے فوراً ہی بعد تجلیات کا ذکر آتا ہے، جملہ انبیاء علیہم السلام کو انہیں تجلیات سے نوازا گیا ہے۔ اس سورت میں ان تمام اہم امور کا ذکر ہے جو اس سیر میں معاون یا حارج ہیں تاکہ بندۂ مومن تسبیح کے آداب سیکھے، حمد کا منشا پائے، اور فضل و کرم کا مستحق بنے۔

رات کے ایک حصے میں یہ معراج ہوئی، امت کو بھی رات ہی کے ایک حصہ میں غفلت سے بیداری کا درس دیا جا رہا ہے کہ رات عاشقوں کے لیے بنی ہے، جلوہ ذات ایسی ہی مبارک شب میں کھلتے ہیں، پھر فجر ہوتی ہے نورِ کلام معاون بن جاتا ہے، اس حال میں صدق ساتھ دیتا ہے، حق ظاہر ہوتا ہے باطل بھاگ جاتا ہے، قرآن رحمت بن کر مرد مومن کو گھیر لیتا ہے، خشیتِ الٰہی اس کو اس کے رب سے قریب کر دیتی ہے اور سورہ جو اللہ کی پاکی سے شروع ہوا تھا اللہ کی کبریائی پر ختم ہوتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

۱- سُبۡحٰنَ الَّذِىۡۤ اَسۡرٰى بِعَبۡدِهٖ لَيۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ اِلَى الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِىۡ بٰرَكۡنَا حَوۡلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنۡ اٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ ۝

پاک ہے وہ ذات (وہ اللہ) جو اپنے بندے کو (مقامِ بندگی کی رفعتوں سے نوازنے کے لیے) ایک رات خانۂ کعبہ سے بیت المقدس تک لے گیا جس کے گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں (اور یہ لے جانا اس لیے تھا) تاکہ ہم اس (برگزیدہ عبد، اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم) کو اپنی قدرت کی نشانیاں آنکھوں سے دکھائیں، بے شک وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے (حقیقت میں تو سمع اور بصر دونوں صفات اللہ ہی کی ہیں لیکن اپنے بندہ کو انہیں صفات کا آئینہ بنا دیا۔ مقامِ قُرب میں لا کر قوسِ احدیت اور واحدیت کو ملا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں عالم کے لیے رسول بنایا، سمجھا دیا کہ فاعلِ حقیقی مجھے سمجھو اپنے کو مجاز ہی رکھو)۔

یہ تو خصوصی عطا تھی، جو خاتم النبیین، حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص تھی لیکن عنایاتِ الٰہی کا سلسلہ تمام انبیاء کے ساتھ رہا ہے ان میں کسی کو اپنی جانب بلایا گیا ہے اور ہدایت و رحمت کے ساتھ رخصت کیا گیا، کسی کو سفینۂ رحمت میں لے لیا۔ غرض حضرت یعقوب علیہ السلام سے لے کر حضرت موسیٰ اور پھر حضرت عیسےٰ علیہم السلام تک انبیاء کا سلسلہ بنی اسرائیل ہی میں رہا۔ ہرچند

ان نورانی جماعت انبیاء نے تبلیغ دین کا حق ادا کیا لیکن ان کی امت، چند لوگوں کے سوا گمراہی میں پڑی رہی۔
ان انبیاء کے ذکر کے ساتھ ان کی امتوں کی نافرمانیوں کا ذکر آتا ہے تاکہ امت محمدی مقام شکر گزاری میں ثابت قدم رہے۔

۲۔ وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ۝ؕ

اور (اے رسول) ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور ہم نے اس (کتاب) کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا (جس کا خلاصہ یہ تھا) کہ تم میرے سوا کسی کو (اپنا) کارساز نہ ٹھیراؤ۔ (جب بھی بنی اسرائیل نے غیر اللہ کا سہارا لیا انہیں ذلیل و خوار ہونا پڑا۔ اب یہ آخری موقع ہے کہ خاتم النبیین کی فضیلت اور عظمت کو سمجھیں اور توحید خالص کو اپنا شعار بنائیں)۔

اور حضرت موسیٰ کی قوم ہی پر کیا موقوف ہے یہ سب بھی تو حضرت نوح ہی کی اولاد ہیں اور نوح اللہ کے پیغمبر اور شکر گزار بندے تھے کاش یہ ان کے نقش قدم پر چلتے۔

۳۔ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝

(تم جو) ان لوگوں کی اولاد (ہو)، جن کو ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا (تم انہیں کی طرح بنو، حق کہو، حق سمجھو، یہی معیت حق سفینۂ نجات بن جائے گی) بے شک وہ بڑا شکر گزار بندہ تھا (ہر کام برمحل کرتا تھا)۔

لیکن اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کی فطرت سے واقف تھا۔

۴۔ وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝

اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں بتا دیا تھا (خود ان کی کتاب توریت یا دوسری کتابوں میں، یہ پیشینگوئی کی گئی تھی)، کہ تم ملک میں دوبار فساد برپا کرو گے، اور بڑی سرکشی کرو گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا، لوح محفوظ اور قضائے مبرم میں جو تھا جس طرح ہونا تھا وہ ہو کر رہا اسی کا ذکر آرہا ہے۔

۵۔ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ

پھر جب پہلے (وعدے) کا وقت آیا تو ہم نے تم پر اپنے سخت جنگجو بندوں کو مسلط کر دیا پس وہ (تمہارے) شہروں میں پھیل گئے (تمہاری

شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ؕ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝

تلاش میں تمہارے گھروں میں گھس کر تم کو تباہ و برباد کیا) اور یہ وعدہ پورا ہو کر رہا۔
(چنانچہ بخت نصر کی خون آشامی سے تاریخ کے صفحات رنگے پڑے ہیں)

۶۔ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝

پھر (تم نے توبہ کی اور ہماری طرف رجوع کیا تو) ہم نے ان پر تمہاری باری پھیر دی (اور ایک بار پھر تم کو دشمنوں پر غالب کر دیا) اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کی اور تمہاری تعداد بڑھا دی (اس طرح دشمن کے مقابلہ میں تم ایک بڑی جماعت بن گئے)۔

۷۔ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۟ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝

(اب) اگر تم بھلائی کرتے رہو گے تو اپنا ہی بھلا کرو گے اور اگر برائی کرو گے تو بھی اپنے ہی لیے (برا کرو گے، اس کا خمیازہ تم خود بھگتو گے) پھر جب دوسری بار اللہ کا وعدہ آجائے گا (پھر ہم دوسرے لوگوں کو مسلط کر دیں گے) تاکہ (مار مار کر) تمہارے چہرے بگاڑ دیں (تمہاری سراسیمگی، پریشانی، مجبوری، معذوری تمہارے چہروں سے عیاں ہو) اور وہ پھر بیت المقدس میں اسی طرح داخل ہوں جس طرح پہلے داخل ہوئے تھے اور جہاں غلبہ پائیں اسے پوری طرح تباہ و برباد کر دیں

بنی اسرائیل کی ان دو تباہیوں سے مفسرین نے مختلف مرادیں لی ہیں حضرت شاہ صاحبؒ نے پہلی بربادی جالوت کے ہاتھوں، پھر داؤد علیہ السلام کے بعد ان کی خوش حالی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ تک ان کی طاقت و قوت کا دور اور دوسری بار بخت نصر کے ہاتھوں تباہ و برباد ہونا مراد لیا ہے۔ بعض نے پہلے سے بخت نصر دوسرے سے طیطوس رومی کا حملہ مراد لیا ہے اور یہی صورت تاریخ کے اعتبار سے زیادہ قرین قیاس ہے۔ یہ حال تو ان یہودیوں کا ہوا جو گزر چکے اور اب سرکار دو عالم ﷺ کے زمانہ کے یہود سے خطاب ہو رہا ہے کہ

۸۔ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝ (وقف لازم)

تمہارے رب سے دور نہیں کہ وہ تم پر رحم فرمائے اور اگر (تم اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے) تم نے پھر وہی (طرز عمل اختیار) کیا تو ہم بھی وہی (رویہ اختیار) کریں گے (جو پہلے کر چکے ہیں، یہ سزا تو دنیا کی ہوگی) اور دوزخ کو (تو آخرت میں) ہم نے کافروں کے لیے (دائمی) قید خانہ بنا ہی رکھا ہے۔

لہذا اپنی جانوں پر رحم کھاؤ اور اللہ سے لڑائی مول نہ لو، اس کے رسول نبی آخرالزماں اس کی کتاب پر ایمان لاؤ۔ یہی ہدایت ہے اور یہی راہ نجات ۔

۹۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا ۝

بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور ان ایمان والوں کو جو اس کی حقانیت پر اس کے فرمان پر یقین رکھتے ہیں اور عمل صالح کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کے لیے (اللہ کے ہاں) بہت بڑا اجر ہے (دنیا اور آخرت کے بیشتر حقائق ان پر کھل جاتے ہیں)

۱۰۔ وَّاَنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝ ع

اور جو لوگ آخرت پر ایمان (ہی) نہیں رکھتے ان کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (اس سے ان کو دوچار ہونا پڑے گا)۔

دوسرا رکوع

اللہ کے یہاں نیکی کا اجر بہت زیادہ ہے لیکن گناہوں کی پاداش بھی ہے ۔انسان جلد باز واقع ہوا ہے جسے اپنے اچھے برے کا شعور نہیں وہ جو منہ میں آتا ہے مانگتا ہے ۔اسے پتہ نہیں کہ اس کے لیے خیر کیا ہے اور شر کیا ۔یہ انقباض اور یہ انبساط، یہ لیل و نہار، یہ سب اس کو اس کی منزل مقصود کی طرف لیے جارہے ہیں ۔ ہدایت کی تلاش ہو تو کلام کی حقیقت قلب میں پاؤ ۔جو ہدایت پاتا ہے وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے ہدایت پاتا ہے اور جو بھکا رہتا ہے وہ دراصل اپنے نفس و نفسانیت کا شکار رہتا ہے ، ہدایت کے لیے رسول آتے ہیں ، ہدایت کرتے ہیں ، ماننا نہ ماننا لوگوں کا کام ہے ۔رہی اللہ کی دین ، تو جس کو جس طرح چاہتا ہے رزق عطا فرماتا ہے ، خواہ یہ رزق محض جسم کی پرداخت سے متعلق ہو یا جسم و روح دونوں کی بالیدگی سے ، یہ سب اس کی رحمانیت اور رحیمیت کے مظاہر ہیں ، تم سے جو کہا جائے وہ کیے جاؤ اس کے منشا کی تلاش میں نہ الجھو اس کے حکم پر سر جھکا دو۔ سیر و طیر سب اسی سے ہے ۔

۱۱۔ وَیَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَیْرِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝

اور (دھول میں پڑا ہوا) انسان (اللہ سے) برائی کا بھی اسی طرح طالب ہوتا ہے جیسے بھلائی کا ۔ اور انسان تو (حقیقت سے ناآشنا) بہت جلد باز واقع ہوا ہے ۔

۱۲۔ وَجَعَلْنَا الَّیْلَ وَالنَّهَارَ اٰیَتَیْنِ

اور ہم نے رات دن کو (اپنی قدرت و حکمت کی) دو نشانیاں بنایا ہے

فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ۝

پھر ہم نے رات کی نشانی کو مٹا دیا اور دن کی نشانی کو روشن کر دیا، تاکہ تم (دن میں) اپنے رب کا فضل تلاش کرو (سعیِ معاش کے ساتھ اس کے کرم سے لَو لگاؤ) اور برسوں کا شمار اور حساب جانو (نظرِ حیاتِ مستعار پر رہے۔ سوچو کتنی گزر گئی، کیا جانے کتنی باقی ہے) اور ہر شئے کو ہم نے تفصیل سے بیان کر دیا ہے (اگر نورِ ہدایت سے قلب مزین کروگے تو یہ اجمال و تفصیل سب پا جاؤ گے، غیر کے تصور سے گریزاں ہوگے۔ خدا کی خدائی سمجھ جاؤ گے خیر و شر خدا کے حوالہ کروگے۔ قضا و قدر، اللہ کی حاکمیت اس کی مصلحت سے قلب میں کوئی خلجان پیدا نہ ہوگا)

۱۳- وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝

اور ہر انسان کے اعمال ہم نے اس کے گلے لگا دیئے (اس کے اعمال اس کے گلے کا ہار بنا دیئے ہیں) اور قیامت کے دن (یہ) نامۂ اعمال ہم اسے نکال کر دکھائیں گے۔ جسے وہ (اپنی آنکھوں کے سامنے) کھلا ہوا دیکھے گا۔ (ہر عمل نظر کے سامنے ہوگا اور حکم ہوگا)

۱۴- اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝

(دیکھ) اپنا نامۂ اعمال پڑھ لے (اور تو ہی اپنا ان اعمال کے پیشِ نظر فیصلہ کرلے) آج کے دن اپنا حساب کرنے کے لیے تو خود کافی ہے۔

انسان کو چاہیے کہ نورِ الٰہی کو دل میں اتارے اپنی کتاب آپ ہو جائے، اپنا محاسب آپ بنے۔

۱۵- مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝

جو کوئی راہِ ہدایت اختیار کرتا ہے اپنے ہی فائدے کیلئے ایسا کرتا ہے اور جو گمراہی میں پڑتا ہے تو اس کا نقصان بھی اسی کو ہوتا ہے، اور کسی پر کسی دوسر کا بوجھ نہیں پڑتا۔ (خیر و شر گو اللہ کی تخلیق ہے لیکن اس کا اکتساب انسان خود کرتا ہے جو چاہے اختیار کرے جیسا کرے گا ویسا بھرے گا، اور یہ سزا بھی سزا سے آگاہ کرنے کے بعد ہے) اور ہم ہرگز سزا نہیں دیتے جب تک ہم کوئی رسول نہ بھیج لیں۔

۱۶- وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا

اور جب ہم کسی بستی کو (اس کی بداعمالیوں کے سبب سے) تباہ کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم اس کے عیش پسند لوگوں کو حکم دیتے ہیں (انکو رسولوں کے ذریعہ احکام پہنچا دیتے ہیں تاکہ وہ خود درست ہوں اور ان کے اثر سے

تَدۡمِيۡرًا ۝ عوام اپنی بداعمالیوں سے متنبہ ہوں) پھر وہ نافرمانی کرتے ہیں اس طرح ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے پھر ہم اس (بستی) کو تباہ (و برباد) کر ڈالتے ہیں۔

دیکھ لو حضرت آدمؑ سے حضرت نوحؑ سے قبل تک لوگ اسلام پر رہے، پھر وہ شرک و کفر میں مبتلا ہوئے۔ حضرت نوح علیہ السلام ہدایت کے لیے آئے جو ان پر ایمان نہ لائے تباہ و برباد ہوئے اور حضرت نوح علیہ السلام کے بعد سے نافرمان کافروں، مفسدوں کے ساتھ یہ تباہی و بربادی کا سلسلہ جاری رہا۔

۱۷- وَكَمۡ اَهۡلَكۡنَا مِنَ الۡقُرُوۡنِ مِنۡۢ بَعۡدِ نُوۡحٍ‌ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوۡبِ عِبَادِهٖ خَبِيۡرًۢا بَصِيۡرًا ۝ اور ہم نے نوح (کی بعثت) کے بعد سے کتنی ہی امتوں کو ہلاک کر ڈالا (ان کی طاقت، ان کی سینہ زوری اور رنج بخشی انکو عذاب سے بچا نہ سکی بات یہ ہے کہ) آپ کا رب اپنے بندوں کے گناہوں کو جاننے والا (اور) دیکھنے والا کافی ہے (وہ ہر ایک کو اس کے گناہ کے مطابق سزا دیتا ہے)۔

لیکن اللہ کے جملہ امور اس کی حکمتِ تکوینی کے تحت ہیں۔

۱۸- مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ الۡعَاجِلَةَ عَجَّلۡنَا لَهٗ فِيۡهَا مَا نَشَآءُ لِمَنۡ نُّرِيۡدُ ثُمَّ جَعَلۡنَا لَهٗ جَهَنَّمَ‌ۚ يَصۡلٰٮهَا مَذۡمُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا ۝ جو کوئی دنیا (میں اپنی سعی کا بدلہ) چاہتا ہے ہم اس کو دنیا ہی میں جتنا چاہتے ہیں (اور) جسے چاہتے ہیں دے دیتے ہیں (اس طرح اسے دنیا کے لیے سعی کا بدلہ دنیا میں مل جاتا ہے) پھر اس (محروم آخرت) کے لیے ہم نے دوزخ بنا دی ہے جس میں وہ راندۂ (بارگاہ) ہو کر داخل ہوگا۔

۱۹- وَمَنۡ اَرَادَ الۡاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعۡيَهَا وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓـئِكَ كَانَ سَعۡيُهُمۡ مَّشۡكُوۡرًا ۝ اور جو کوئی آخرت کا (دل سے) خواہاں ہوتا ہے اور اس کے لیے پوری کوشش کرتا ہے اور وہ صاحب ایمان بھی ہوتا ہے تو ایسے لوگوں کی کوشش ٹھکانے لگتی ہے (یہ سعی مقبولِ بارگاہ ہوتی ہے یعنی جب نیت، عمل، ایمان تینوں ہوں تب سعی مشکور ہوتی ہے۔ الغرض)

۲۰- كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَاۤءِ وَهٰٓؤُلَاۤءِ مِنۡ عَطَآءِ رَبِّكَ‌ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحۡظُوۡرًا ۝ ہم ہر ایک کی مدد کرتے ہیں (جو طالبِ دنیا ہیں) ان کی بھی اور (جو طالبِ آخرت ہیں) ان کی بھی۔ (یہ عطیات ہیں) آپ کے پروردگار کی بخشش میں سے۔ اور آپ کے رب کی بخشش میں کوئی (مانع و) مزاحم نہیں ہو سکتا۔ (جب کافر کو دنیا میں دیتا ہے تو مومن کو دین و دنیا میں کیا کچھ نہ دے گا

اور اسے کون روک سکتا ہے)۔

اللہ کا فضل عام ہے

۲۱- اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ۝

دیکھو (دنیا میں) ہم نے بعض کو بعض پر کس طرح فضیلت دے رکھی ہے اور (اس پر آخرت کی فضیلتوں کا قیاس کرو اگرچہ) آخرت تو درجات میں بہت بڑی اور فضل میں بہت اعلیٰ ہے۔

دیکھو اسباب پر مت جاؤ، اور اسباب کو چھوڑو بھی نہیں لیکن

۲۲- لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝ ع ۱۲ ۲

اللہ کے ساتھ کسی کو معبود نہ بناؤ۔ ورنہ الزام کھا کر بیکسی کے عالم میں بیٹھ جاؤ گے۔ (شرک وہ چیز ہے جو انسان کو کسی دین کا نہیں رکھتا، ہر ذی عقل کی نظر میں تم ذلیل ہوگے، اور کسی میں طاقت نہیں جو تمہاری مدد کر سکے)۔

تیسرا رکوع

گزشتہ رکوع میں ہدایت کی یافت اور سعیِ مشکور کا ذکر تھا۔ بتایا گیا کہ سرچشمۂ ہدایت انبیاء علیہم السلام ہیں جو اللہ کے حکم کو لوگوں تک پہنچاتے اور اپنی پاک زندگی سے اس پاک بے نیاز کی طرف لے جاتے ہیں۔ نیت، عمل اور ایمان ہو تو انسان کی سعی بھی مشکور ہوتی ہے۔ اب ہدایت کی راہ بتائی جا رہی ہے ان امور کا ذکر ہے جن پر عمل پیرا ہو کر انسان آخرت کی نعمتیں حاصل کر سکتا ہے۔ یہ بارہ امور ہیں، یہی طریقۂ محمدی ہے انہیں کے اجزا گزشتہ انبیاء علیہم السلام عام کرتے آئے ہیں اور اب ان مکمل ہدایات کا حامل قرآن ہے۔

پہلا حکم اور اسی کے ساتھ دوسرا تاکہ دوسرے کی اہمیت بھی نمایاں ہو۔

۲۳- وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا

اور آپ کے پروردگار کا یہ فرمان (عام) ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کیا کرو (کہ اللہ تمہارا رب ہے اور تمہارے پالنے والے دنیا میں یہی ماں باپ ہیں) اگر تمہارے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اُف تک نہ کہو (کوئی معمولی سی بات "ہوں" "ہاں" بھی اس طرح زبان پر نہ آئے کہ انہیں ناگوار ہو) اور نہ ان کو جھڑکو، بلکہ ان سے ادب کے ساتھ بات

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ○

کرو (تمہارے ہر قول وفعل سے ادب نمایاں ہو۔ کہ یہی ادب حُسنِ سلوک کی جان ہے)۔

۲۴۔ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ○

اور اپنے بازو نہایت عاجزی اور نیازمندی سے ان کے سامنے جھکا دو اور ان کے لیے دعا کرو کہ اے میرے پروردگار تو ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں (محبت وشفقت سے) پالا تھا

بڑھاپے میں بچپن کے سے تصور پیدا ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس وقت بوڑھے والدین کے ساتھ ان کی خدمت کا ادب سکھا رہا ہے کہ تمہارے لیے ان کی جھڑکی بھی شفقت تھی، لیکن تم کو یہی حکم ہے کہ سراپا ادب بن کر محبت اور نیازمندی کے ساتھ خدمت کرو اور اللہ سے اس خدمت کا حوصلہ طلب کیا کرو کہ حقوق العباد میں سب سے بڑی نیکی یہی ہے اور رضائے الٰہی کا سب سے آسان وسیلہ بھی یہی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ پہلی آیت ہی میں اس کا ذکر شروع ہوا اور دوسری میں اس کی مزید وضاحت ہوئی۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "وہ شخص خاک میں مل گیا جس نے اپنے والدین کو پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی"۔

انسان کے عمل کا بدلہ اس کی نیت پر ہے، اللہ کی عبادت اور والدین کی خدمت میں دونوں جگہ نیت، خوش کرنا، راضی کرنا ہونا چاہیے ایک جگہ خالص اللہ کو، دوسری جگہ اللہ کے لیے ماں باپ کو۔

۲۵۔ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ○

تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔ اگر تم (دل سے ان کی تواضع اور خدمت کرتے ہو، واقعی) نیک ہو تو بے شک وہ رجوع کرنے والوں کو بخشنے والا ہے (تمہاری یہ نیکیاں تمہاری مغفرت کا وسیلہ بن جائیں گی)۔

اب تیسرا حکم دیا جا رہا ہے۔

۲۶۔ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ○

اور رشتہ دار کو اس کا حق ادا کرو اور مسکین اور مسافر کو (اس کا حق) اور (اپنا مال) فضول (بے موقع) نہ اڑاؤ۔ (کہ خود محتاج ہو جاؤ)۔

۲۷- اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِؕ وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا○

بے شک فضول خرچ شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب (کی نعمتوں) کا (سب سے بھلا) ناشکر گزار ہے۔ (انسان کے لیے شکر گزاری یہ ہے کہ اللہ کی نعمتوں کو اللہ کے بتائے ہوئے طریقے سے اللہ کے لیے خرچ کرے، دکھاوا نہ ہو، صرف ہو اسراف نہ ہو)۔

۲۸- وَ اِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا○

اور اگر تم کو اپنے پروردگار کی طرف سے رحمت (یعنی فراخ دستی) کے انتظار میں جس کی تمہیں امید ہو ان سے تغافل برتنا پڑے تو ان سے نرمی سے بات کر دیا کرو۔

چوتھا حکم

۲۹- وَ لَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا○

اور نہ اپنا ہاتھ گردن سے باندھ لو (اور بخل پر اُتر آؤ) اور نہ اس کو بالکل کھول ہی دو (کہ سخاوت سمجھ کر کچھ پاس نہ رکھو) کہ تم ملامت زدہ اور شکستہ حال ہو کر رہ جاؤ (لوگ تمہاری غلط قسم کی سخاوت کا مذاق اڑائیں اور تم تہی دست ہو جاؤ)۔

۳۰- اِنَّ رَبَّكَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا○ ع ۳ ۸

بے شک تمہارا رب جس کے لیے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور (جس کے لیے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے۔ بے شک (وہ جانتا ہے کہ کس کے ساتھ کیا کرنا ہے) وہ اپنے بندوں (کے ظاہری اور باطنی احوال) کا جاننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔

چوتھا رکوع

احکامات جاری ہیں۔ البتہ چونکہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم تھا، اور اسراف سے روکا گیا تھا اس لیے اولاد کی پرورش جو انسان کے فرائض میں سے ہے، اس کی طرف متوجہ کیا جا رہا ہے اور محض تنگ دستی کی وجہ سے ان کو مار ڈالنا ایک بہت بڑا گناہ قرار دیا جا رہا ہے۔ اس کے بعد دیگر اہم معاملات کا ذکر آ رہا ہے جن پر معاشرہ کی اصلاح اور فلاح و بہبود کا دار و مدار ہے۔

پانچواں حکم

۳۱- وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْیَةَ

اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے مت مار ڈالو۔ (کیونکہ) ہم ہی ان کو

اِملَاقٍ ؕ نَحنُ نَرزُقُهُم وَاِیَّاکُم ؕ اِنَّ قَتلَهُم کَانَ خِطاً کَبِیرًا ○

روزی دیتے ہیں اور تم کو بھی ۔ بے شک ان کو مار ڈالنا بہت بڑا گناہ ہے ۔ (جان لینے کا اختیار تم کو نہیں پہنچتا ۔ جو پیدا کرتا ہے ، زندگی دیتا ہے ، رزق کا بھی وہی ضامن ہے)۔

چھٹا حکم

۳۲- وَلَا تَقرَبُوا الزِّنٰٓی اِنَّهٗ کَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِیلًا ○

اور زنا کے قریب (بھی) مت جاؤ یقیناً وہ بے حیائی اور بڑی بُری راہ ہے (معاشرہ اسی سے بگڑتا ، فرد اسی سے تباہ ہوتا ہے اور اقدار اسی سے پامال ہوتے ہیں)۔

ساتواں حکم

۳۳- وَلَا تَقتُلُوا النَّفسَ الَّتِی حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالحَقِّ ؕ وَمَن قُتِلَ مَظلُومًا فَقَد جَعَلنَا لِوَلِیِّهٖ سُلطٰنًا فَلَا یُسرِف فِّی القَتلِ ؕ اِنَّهٗ کَانَ مَنصُورًا ○

اور جس جان کو اللہ نے (قتل سے) منع فرما دیا اسے مت مارو مگر جائز طور پر (کہ شرعاً تم مجبور ہو جاؤ کہ وہ قاتل ہو یا مرتد ہو وغیرہ) اور جو کوئی ناحق مارا جائے ، تو ہم نے اس کے وارثوں کو حق دیا ہے (کہ قتل کا بدلہ طلب کریں) لیکن قتل کرنے (یعنی قصاص لینے) میں حد سے تجاوز نہ کریں بیشک اس کو (اللہ اور اس کے نیک بندوں کی) مدد حاصل ہے (اللہ کا حکم ہے کہ قاتل کی حمایت نہ کی جائے لیکن بدلہ لینے میں کوئی زیادتی بھی نہ ہو)

آٹھواں اور نواں حکم

۳۴- وَلَا تَقرَبُوا مَالَ الیَتِیمِ اِلَّا بِالَّتِی هِیَ اَحسَنُ حَتّٰی یَبلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَاَوفُوا بِالعَهدِ ۚ اِنَّ العَهدَ کَانَ مَسـُٔولًا ○

اور یتیم کے مال کے قریب (بھی) نہ جاؤ (اس میں بے جا تصرف نہ کرو) بجز ایک احسن طریقہ کے (کہ اس کے لیے مفید ثابت ہو) یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچے ۔ (پھر اس کا مال اس کے حوالے کر دیا جائے یا اس کی اجازت سے اس کی بھلائی کے لیے صرف ہو) اور وعدہ پورا کرو ۔ (اللہ سے جو وعدہ کیا ہے وہ پورا کرو ۔ اس کے وعدے میں اس کے بندوں کے حقوق بخوبی شامل ہیں) بے شک (اللہ کے یہاں) عہد کی پوچھ گچھ ہوگی (بدعہدی کا وبال ضرور پڑے گا)۔

دسواں حکم

۳۵- وَاَوفُوا الکَیلَ اِذَا کِلتُم وَزِنُوا

اور جب ناپ کر دو تو ناپ پوری رکھو اور (جب) تولو تو (برابر تولو) ترازو

بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ○

سیدھی رہے ۔ یہ بہت اچھی بات ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی بہت بہتر ہے (معاشرہ کی اصلاح میں لین دین ، ناپ تول میں دیانتداری کو بڑا دخل ہے اسی طرح اصلاحِ قلب کے لیے ضروری ہے کہ دل ایسا ہو کہ سب خیر و شر برابر تلتے چلے جائیں ۔ فرائض کے تحت کام ہوں نفس کا غلبہ نہ ہونے پائے)۔

گیارھواں حُکم

۳۶۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ○

اور جس بات کی تم کو (صحیح) خبر نہیں اس کے پیچھے نہ پڑو ۔ (سنی سنائی باتوں پر نہ جاؤ یاد رکھو کہ) بلاشبہ کان اور آنکھ اور دل ان سب سے پوچھ گچھ ہوگی ۔ (اس بازپرس کے دن سے غافل نہ ہو، اور اس ڈھیل پر جو دنیا میں لوگوں کو دی جاتی ہے اترا نہ جائی ۔

بارھواں حُکم

۳۷۔ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ○

اور زمین پر اکڑ کر (اتراتے ہوئے) مت چلو ۔ نہ تم زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ پہاڑوں کی بلندیوں کو پہنچ سکتے ہو (تم جو ہو وہی رہو گے ، تمہاری اکڑ فوں سے تمہاری حقیقت بدل نہ جائے گی)۔

الغرض

۳۸۔ كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ○

یہ سب بری باتیں (جن سے تم کو منع کیا گیا ہے) تمہارے رب کے نزدیک بڑی بیزاری کی ہیں (اس کی رضا چاہتے ہو تو خود ان باتوں سے بیزار رہو اور جس کام کے کرنے کا جس طرح حکم دیا گیا ہے وہ کئے جاؤ)۔

۳۹۔ ذَٰلِكَ مِمَّا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتُلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا مَدْحُورًا ○

یہ ہدایت کی باتیں اس حکمت سے ہیں جو آپ کے رب نے آپ کی طرف وحی فرمائی (تاکہ لوگ قولِ حق، کلمۂ حق اور رسولِ برحق کو سمجھیں) اور (خوب یاد رکھ کہ) اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ ٹھہرا ورنہ (اے مخاطب، تو ملامت زدہ راندۂ (بارگاہ) ہو کر جہنم میں پھینکا جائے گا ۔

اے مشرکو! تم کو کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی طرف لڑکیوں کی نسبت کرتے ہو فرشتوں کو نعوذ باللہ اللہ کی بیٹیاں کہتے ہو اور لڑکوں کو جو تم اچھا سمجھتے ہو ان کی نسبت اپنی جانب کرتے ہو، ذرا سوچو تو کہ خالق کائنات "لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ" کے متعلق تم کتنی بڑی گستاخی کر رہے ہو۔

۴۰۔ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۟ ع

(مشرکو!) کیا تم کو تمہارے رب نے چن کر بیٹے دے دیئے اور اپنے لیے فرشتوں کو بیٹیاں بنالیا؟ (یہ احمقانہ بات کس طرح کہتے ہو) تم تو بڑی (نامعقول) بات کہہ رہے ہو، (کیسے نادان ہو)۔

پانچواں رکوع

تیسرا رکوع توحید سے شروع ہوا تھا درمیان میں اہم پند و نصائح بیان ہوئے پھر چوتھے رکوع میں توحید کا بیان ختم کرتے ہوئے مشرکانہ عقائد سے متنبہ کیا گیا، اب وحی اور قرآن کی عظمت کا بیان کیا جارہا ہے۔ بتایا جارہا ہے کہ قرآن شریف کیا ہے۔ ایک بات کو پھیر پھیر کر سمجھایا جاتا ہے، ایک ہی مصدر سے مختلف مشتقات بتائے جاتے ہیں، اور ہر ہر بات کو اچھی طرح ذہن نشین کیا جاتا ہے، جو قرآن کہتا ہے، صاحبِ قرآن اپنے قول و فعل اور ہر ہر ادا سے اس کی ترجمانی فرماتے ہیں، تاکہ لوگ سبق لیں، پند و نصائح ذہن میں لائیں، دل سے قبول کریں۔ جان لیں کہ جو حق سے گریزاں ہیں، حق ان سے بیزار ہے۔

۴۱۔ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۝

اور ہم نے قرآن میں (تمام اہم امور) پھیر پھیر کر (طرح طرح سے) بیان کیئے ہیں تاکہ (لوگ) نصیحت حاصل کریں مگر (افسوس کہ وہ ان حقائق پر کان نہیں دھرتے بر خلاف اس کے) وہ اور بدک جاتے ہیں (ان کی نفرت اور بڑھ جاتی ہے)۔

۴۲۔ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ۝

آپ فرما دیجئے کہ اگر اس (خدا) کے ساتھ اور معبود ہوتے جیسا کہ (مشرکین) کہتے ہیں تو اس وقت وہ صاحبِ عرش کی طرف (پہنچنے کا کوئی) رستہ نکالتے (کہ اس کی خدائی میں شریک ہوں اور اس کی حکومت و تنظیم کو درہم برہم کر دیں، لیکن کیا وہ ایسا کر سکتے ہیں؟ کیا کسی کو اس کی قدرت و حکمت میں دخل دینے کا مجاز ہے؟ اگر نہیں تو پھر کیوں نہیں سمجھتے کہ)

۴۳۔ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ○

وہ پاک ہے اور جو کچھ یہ کہتے ہیں اس سے وہ بہت بلند اور برتر ہے۔

فرما دیجئے کہ

۴۴۔ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ○

ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان (آسمانوں اور زمین) میں ہے سب کے سب اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور (عرش سے فرش تک) کوئی ایسی شے نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو لیکن تم اس کی تسبیح کو نہیں سمجھتے (زبان حال اور زبانِ قال سے سب اللہ کو یاد کرتے ہیں پھر بھی منکر اللہ کو نہیں مانتے) بیشک وہ بردبار (تحمل والا اور درگذر کرنے والا اور) بخشنے والا ہے (ورنہ کسی کی کیا مجال کہ لب ہلا سکے)۔

اللہ کا کلام! آپ پڑھنے والے! پھر بھی یہ منکر ایمان نہ لائیں۔

۴۵۔ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ○

اور بات یہ ہے کہ جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپکے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک نظر نہ آنے والا حجاب حائل کر دیتے ہیں۔

۴۶۔ وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ○

اور ہم ان کے دلوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں کہ وہ اس کو سمجھ ہی نہ سکیں، اور ان کے کانوں میں ایک بوجھ پیدا کر دیتے ہیں (کہ سُن بھی نہ سکیں) اور جب آپ قرآن میں (قرآن پڑھتے ہوئے) اپنے پروردگار یکتا کا ذکر کرتے ہیں تو (ان کا جذبۂ کفر و انکار ان کو وہاں ٹھیرنے نہیں دیتا اور) یہ پیٹھ پھیر کر نفرت سے چل دیتے ہیں (ان کے کان تو اپنے جھوٹے معبودوں کے نام سننے کے متمنی رہتے ہیں، سمع تو ہے لیکن حق بات ان پر گراں گزرتی ہے، یہ حق سے بدکتے ہیں اور حق ان سے نفرت کرتا ہے)

۴۷۔ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ

جس وقت یہ لوگ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں تو جس نیت سے یہ سنتے ہیں ہم اسے خوب جانتے ہیں اور (ہم اس سے بھی خوب واقف ہیں)

نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝

جب یہ سرگوشیاں کرتے ہیں (اور) جب یہ ظالم کہتے ہیں کہ تم تو ایک ایسے شخص کی پیروی کرتے ہو جو سحر زدہ (جادو کیا ہوا) ہے۔

۴۸- اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ ع

ذرا دیکھئے کہ یہ آپ پر کس کس طرح کی باتیں بناتے ہیں پس گمراہ ہو گئے ہیں۔ اس لیے یہ راستہ نہیں پا سکتے۔ (توہینِ رسول سے ہدایت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں)

۴۹- وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝

اور یہ کہتے ہیں کہ کیا جب ہم (مرکھپ کر) ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائینگے (اور مٹی میں مل جائیں گے تو) کیا ہم از سرِ نو زندہ کر کے اٹھائے جائینگے (ان کے نزدیک یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے)۔

۵۰- قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ۝ۙ

آپ فرما دیجئے (تمہاری مٹی نے تو حیات کا اثر کبھی قبول بھی کیا تھا اس کو چھوڑ کر اگر) تم پتھر یا لوہا ہو جاؤ (جس میں حیات کے قبول کرنے کی بظاہر تمہارے نزدیک کوئی صلاحیت ہی نہیں تب بھی تم زندہ کیئے جاؤ گے اور اس کے سامنے حاضر کیے جاؤ گے)۔

۵۱- اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِیْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِیْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ۝

یا کوئی اور چیز (ہو جاؤ) جس کو تم اپنے دل میں (پتھر اور لوہے سے زیادہ قبولِ حیات کے لئے) مشکل سمجھو (وہ اس خیال سے اور زیادہ خوش ہو جائیں گے) پھر وہ کہیں گے کہ اب ہم کو کون دوبارہ زندہ کریگا، فرما دیجئے وہی جس نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا پھر (یہ لاجواب ہوں گے تو انکار کے طور پر) آپ کے آگے سر ہلائیں گے اور (تعجب و تمسخر سے) پوچھیں گے وہ کب ہو گا! فرما دیجئے (اس کو مذاق نہ سمجھو) شاید وہ قریب ہی ہو گا (جو مرا اس کی قیامت قائم ہو گئی، موت کی گھڑی کب آ جائے کسی کو معلوم نہیں۔ آنا بہر حال یقینی ہے پھر قیامت کی گھڑی سے بھی کوئی واقف نہیں اس کا نزدیک ہونا اس کے برپا ہونے پر کھل جائے گا)

سُن لو یہ اس دن ہو گا

۵۲- يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ

جس دن وہ تم کو پکارے گا تو تم اس کی تعریف کرتے ہوئے (قبروں سے

بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ ع ۵

اُٹھ کر) چلے آؤ گے اور خیال کرو گے کہ (دنیا میں) تم بہت تھوڑی دیر رہے۔

چھٹا رکوع

لہذا اللہ کے نیک بندوں کو ہر ایسی بات سے احتراز کرنا چاہیئے جو مہمل ہو، ہلکی ہو۔ ان کو ہمیشہ اچھی بات، احسن انداز سے کہنا چاہیے، جو دیکھا ہے وہی کہیں۔ ذکر و فکر میں رہیں، یقیناً شیطان انسان کا دشمن ہے، اللہ سب کے حال سے واقف، سب کا حسبِ حال مددگار و معاون ہے لیکن جو اللہ کو نہ پکاریں وہ اللہ کو کیا پائیں گے، وہ تو گمراہی کی راہ پر ہیں اور یہی ان کو مل جائیگی۔

۵۳۔ وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝

اور آپ میرے بندوں سے فرما دیجئے کہ بات ایسی کیا کریں جو احسن ہو (بہتر بھی ہو اور پسندیدہ بھی اور فلاحِ دارین کا ذریعہ اور خیر پر مبنی ہو۔ جس کو یاد کریں نیکی سے یاد کریں)، بیشک شیطان ان میں فساد ڈلواتا ہے شیطان تو انسان کا صریح دشمن ہے (وہ تو یہی چاہتا ہے کہ انسان دنیا میں الجھ جائے ایسی بات کہے جو جھگڑے کا سبب بنے جس میں ایک کا فائدہ دوسرے کا نقصان ہو اور وہ شر و فساد میں مبتلا ہو جائے)۔

۵۴۔ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝

تمہارا رب تمہارے حال سے خوب واقف ہے اگر چاہے تو تم پر رحم فرمائے (تمہاری غلطیوں سے درگذر کرے) اور اگر چاہے تو تم کو عذاب میں مبتلا کرے۔ اور (اے رسول) ہم نے آپ کو ان کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا (آپ ہر ایک کے لیے رحمت کے خواہاں ہیں، لیکن ان میں سے بیشتر شانِ رحمت کی قدر نہیں جانتے، آپ اُن کے ذمہ دار نہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ اسے اپنی رحمت کا نزول کہاں کرنا ہے)۔

۵۵۔ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝

اور آپ کا رب ان کو خوب جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں (وہ انسانوں کو ان کی صلاحیتوں کے مطابق نوازتا ہے۔ کسی کو پیغمبر بناتا ہے کسی کو پیغمبروں میں بھی فضیلت دیتا ہے اور صاحبِ کتاب کرتا ہے۔ کہیں صالحین کی وہ اُمت پیدا کرتا ہے جس کا ذکر زبور میں ہے یعنی اُمتِ مسلمہ۔ یہ سب اسی کا انتخاب ہے) اور بیشک ہم نے بعض انبیاء کو دوسرے انبیاء پر فضیلت دی ہے اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی (غرض جس امت سے

جو وعدے کیے وہ پورے ہوئے)۔

۵۶- قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝

آپ فرما دیجئے (کہ اے مشرکو!) جن کو تم نے اللہ کے سوا (خدا) سمجھ رکھا ہے (ذرا) ان کو پکارو (ان کی مدد چاہو) تو (تم دیکھو گے کہ) ان کو تمہاری تکلیف دُور کرنے یا بدل دینے کا قطعی اختیار نہیں۔ (وہ تو خود مجبور ہیں کسی کی مدد کیا کریں گے)۔

۵۷- أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝

وہ لوگ جن کو یہ پکارتے ہیں وہ خود اپنے پروردگار کے ہاں وسیلہ تلاش کر رہے ہیں (یعنی یہ مشرکین جن ملائکہ، اجنہ یا انبیاء کے متعلق الوہیت کا دعویٰ کرتے تھے وہ خود اس فکر میں ہیں)، کہ ان میں کون (اللہ سے) زیادہ قریب ہوتا ہے اور وہ اس کی رحمت کے متمنی ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بیشک آپ کے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے (انسان وہ نہ کرے کہ عذاب سے بچ ہی نہ سکے)۔

(آیت بالا میں ان جنوں کی طرف اشارہ ہے جو مسلمان ہو چکے تھے لیکن کفار ان کی عبادت کرتے رہے اور ان ملائکہ اور انبیاءؑ کی طرف جن کی لوگوں نے پرستش شروع کر دی تھی)۔

۵۸- وَإِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ أَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝

اور ایسی کوئی بستی نہیں جسے ہم یوم قیامت سے قبل نیست و نابود نہ کر دیں یا اس (کے رہنے والوں) کو سخت عذاب نہ دیں (یہ بستیاں خواہ کفار کی ہوں یا وہ جن میں شعائر اللہ کی توہین علی الاعلان کی جا رہی ہو، اللہ کو سب کے حال و نیت کا علم ہے اور) یہ (قطعی فیصلہ اللہ کی) کتاب (لوحِ محفوظ) میں لکھا ہوا ہے۔

۵۹- وَمَا مَنَعَنَآ أَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ إِلَّآ أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ

اور ہم نے (ایسی مخصوص) نشانیاں (جن کے لوگ طالب ہوا کرتے تھے) اس لیے بھیجنا بند کر دیں کہ پہلے لوگ اس کی تکذیب کر چکے ہیں اور (مثال کے طور پر)، ہم نے قوم ثمود کو (ان کی فرمائشی نشانی یعنی پتھر سے) اونٹنی دی جو باعث بصیرت تھی (کہ ان کی آنکھیں کھلیں اور وہ اللہ اور اس کے پیغمبر حضرت صالحؑ پر ایمان لائیں)، لیکن انہوں نے اس پر (بڑا) ظلم کیا

بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝

اور (اس طرح کی) نشانیاں تو ہم ڈرانے ہی کو بھیجا کرتے ہیں (تاکہ لوگ اللہ کی قدرت کو دیکھیں اور اس کے عذاب سے ڈریں)۔

کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خواہش ظاہر کی کہ مکہ کی پہاڑیوں کو سونے کا کر دیا جائے یہاں کی زمین ہموار سرسبز و شاداب ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی خواہش کے مطابق یہ معجزات نہ دکھلائے، کیونکہ جب فرمائشی معجزہ ظاہر کیا جائے اور لوگ ایمان نہ لائیں تو پھر اللہ کا عذاب آتا ہے، اللہ تعالیٰ کفار کی نیت سے واقف تھا اس کو منظور نہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کوئی عمومی عذاب نازل ہو۔ البتہ حضورؐ کی دلجوئی کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ ان کے طعن و تشنیع کی طرف التفات نہ کریں۔

۶۰۔ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ۭ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ۭ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝ ع

اور (وہ وقت یاد کیجیے) جب ہم نے آپ سے کہا کہ آپ کے پروردگار نے لوگوں کو ہر طرف سے گھیر لیا ہے (کہ نہ تو آپ کو کفار ضرر پہنچا سکتے ہیں، نہ اپنی جانوں کو خود اپنے اعمالِ بد کے انجام سے بچا سکتے ہیں) اور جو منظر ہم نے آپ کو (شبِ معراج میں) دکھایا وہ تو لوگوں کے لئے ایک آزمائش ہے (صادق ایمان لائیں گے عقل پرناز اں الجھے رہ جائیں گے)، اور وہ (تھوہڑ کا) درخت (بھی ایک آزمائش ہی ہے) جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے (کفار نے جس پر اعتراض کیا کہ دوزخ میں تھوہڑ کے درخت بھی ہوں گے! وہ کیسی آگ ہے کہ آدمی اور پتھر جلیں گے اور درخت اگیں گے یہ دراصل بڑی آزمائش ہے یہ وہی سمجھتے ہیں جو اللہ کی قدرت اور دوزخ کی حقیقت کو جانتے ہیں یا ایمان بالغیب رکھتے ہیں) اور ہم (طرح طرح سے) ان کو ڈراتے ہیں لیکن (وہ محرومِ ایمان ہیں)، ان کی سرکشی بڑھتی ہی جاتی ہے۔

ساتواں رکوع

سخت عذاب کا ذکر لوگوں کو ڈرانے کے لیے ہوتا ہے لیکن جن کے دل پھرے ہوئے ہیں ان میں اللہ کے کلام سے سرکشی پیدا ہوتی ہے اس کی اوّلین اور بہترین مثال خود شیطان ہے جس کا واقعہ یاد دلایا جا رہا ہے، جس نے اللہ کے حکم سے انکار کیا اور اپنی اس گستاخی پر معافی نہ مانگی بلکہ سرکشی کے لیے مہلت طلب کی لیکن اس کی جملہ سرکشی نہ اللہ کے عذاب کو کم کر سکتی ہے نہ بحیثیت مجموعی انسان کی عظمت کو گرا سکتی ہے۔

۶۱۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۚ

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو توسب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے (یہی نہیں بلکہ اللہ سے بحث شروع کی اور بحث بھی اپنی بڑائی اور آدم کی پستی سے متعلق) بولا کیا میں اس کو سجدہ کروں جس کو تونے مٹی سے پیدا کیا (اور مٹی تو آگ سے پست چیز ہے۔ بلند پست کو سجدہ کیسے کرسکتا ہے یہ شیطانی بحث کا لُبِّ لُباب تھا، اللہ تعالیٰ اس کی نیت سے خوب باخبر تھا لیکن پکڑ عمل کے بعد ہے۔ جو شیطان کا حال ہوا وہی اس کی پیروی کرنے والوں کا حال ہوگا اس کی ڈھیل لوگوں کی آزمائش کے لئے ہے)۔

۶۲۔ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِىْ كَرَّمْتَ عَلَىَّ ؗ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

(شیطان) بولا ذرا دیکھ تو اس شخص کو جس کو تونے میرے مقابلہ میں بلند مرتبہ دیا ہے (اس کا کیا برا حال کرتا ہوں) اگر تو مجھے قیامت کے دن تک ڈھیل دے تو اس کی ساری اولاد کو قبضہ میں کرلوں (ایسا قابو کروں جیسے سائیس گھوڑے کو کرتا ہے یا اس طرح برباد کردوں جیسے جڑ کاٹ کر رکھ دیتے ہیں) سوائے چند لوگوں کے (جو تیرے نیک بندے ہیں جو کسی کے پھندے میں نہیں آتے)۔

۶۳۔ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۝

فرمایا۔ جا (تجھ کو مہلت ہے) پھر جو ان (لوگوں) میں سے تیری پیروی کرے گا، تو بے شک تم سب کی سزا دوزخ ہے (اور سزا بھی) پوری۔ (تُو دنیا میں ان کو بہکا، آخرت میں ان کا حشر بھی تیرے ساتھ دوزخ میں ہوگا)

شیطانی چالوں کا ذکر ہے: بے بنیاد باتیں۔ افواجِ شیاطین۔ معاشی اور معاشرتی فساد۔ جھوٹے وعدے۔

۶۴۔ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ

اور ان میں سے جس کو تو بہکا سکے اپنی (شیطانی) آواز سے (جو برائی کی طرف لے جاتی ہے اور دنیا کی محبت پیدا کرتی ہے) بہکالے۔ اور (یہی نہیں بلکہ اپنے شیاطین کی پوری فوج) اپنے سوار و پیادے ان پر چڑھا لا۔ اور (ہر طرح ان کو بہکا اور) ان کے مال و اولاد میں ان کا شریک ہو۔ اور (خوب سبز باغ انہیں دکھا) خوب ان سے (جھوٹے) وعدے کر، اور (شیطان کے وعدے

وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ○

سچے کب ہو سکتے ہیں) شیطان تو ان سے بس جھوٹے وعدے ہی کرتا ہے۔

شیطان نے اللہ سے مہلت طلب کی، مکمل طور پر اسے مہلت دی گئی، ساتھ ہی یہ بھی بتادیا گیا کہ جو اللہ کے ہو گئے شیطان کا کوئی قابو ان پر چل نہیں سکتا۔

۶۵- اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ○

بیشک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا قابو نہیں چل سکتا اور (ان مخلص بندوں کی مخلص جماعت کے لیے) آپ کا رب کارساز کافی ہے۔

جب خالق کائنات کی رحمت اور نصرت ساتھ ہو تو ہر خطرہ سے نجات ملتی ہے اور اس کا فضل شامل حال ہو جاتا ہے۔

۶۶- رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ○

تمہارا رب تو وہ ہے جو تمہارے لیے دریاؤں میں کشتی (سمندروں میں جہاز) چلاتا ہے تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو بے شک وہ تم پر بہت مہربان ہے۔

دنیا میں اس کی رحمت عام ہے لیکن تکلیف میں لوگ اللہ کو بالعموم یاد کرتے ہیں اور راحت میں بھول جاتے ہیں یہ ان کی ناسمجھی اور ناشکر گزاری ہے۔

۶۷- وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ○

اور جب تم (لوگوں) پر دریا میں کوئی آفت آتی ہے تو جن کو تم پکارا کرتے ہو، سب اللہ کے سوا غائب ہو جاتے ہیں (اس وقت موت کے خوف سے سب کی زبان پر اللہ ہی اللہ ہوتا ہے) پھر جوں ہی وہ تم کو خشکی میں بچا لاتا ہے تو پھر (اللہ سے) منہ پھیر لیتے ہو اور بیشک انسان بڑا ناشکرا واقع ہوا ہے۔

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ آفت صرف سمندر میں آسکتی ہے خشکی میں نہیں آیا کرتی۔ کیسی ناسمجھی ہے۔

۶۸- اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ

کیا تم بے خوف ہو گئے ہو اس بات سے کہ اللہ تم کو خشکی کی طرف لا کر

جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ۝

(زمین میں) دھنسا دے یا تم پر کوئی پتھر برسانے والی سخت آندھی چلا دے (جو تمہاری غارت گری کا سبب بنے) پھر تم کوئی اپنا مددگار نہ پاؤ۔

۶۹۔ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ۝

یا تم اس بات سے بے خوف ہوگئے کہ وہ تم کو پھر دوسری بار سمندر میں لے جائے پھر تم پر تیز ہوا چلائے پھر تمہارے کفر (و ناشکری) کے باعث تم کو ڈبو دے پھر تم کو اس بات پر اپنے لیے ہم سے باز پرس کرنے والا کوئی نہ ملے۔ (کون ہے جو اللہ سے باز پرس کر سکے یا اس کی بھیجی ہوئی آفت کو ٹال سکے اور اس کے مقابلہ کی جرأت و ہمت کر سکے۔ یقیناً کوئی نہیں)

پھر تمہاری معاشرتی فضیلت اور معاشی برتری ہمارے فضل و کرم سے ہے۔

۷۰۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝ ع

اور بیشک ہم نے بنی آدم کو بزرگی بخشی ہے اور (ایک معزز مخلوق بنایا ہے جس کو ہم نے خشکی و تری پر قابو پانے کی صلاحیت دی ہے) ہم نے خشکی اور سمندر میں ان کو سواری دی ہے اور ہم نے ان کو پاک روزی عطا کی ہے اور ہم نے اپنی بہت سی مخلوق پر ان کو فضیلت بخشی ہے

آٹھواں رکوع

انسان کی بزرگی اور فضیلت کا ذکر تھا، کوئی اس کو قائم رکھتا ہے، اور یہاں اور وہاں دونوں جگہ سرخرو ہوتا ہے، کوئی اسے بھول جاتا ہے اور اپنے رب کی نظروں سے گر جاتا ہے۔ قیامت کے دن ہر شخص اسی کے ساتھ ہوگا جس کی پیروی دنیا میں وہ کرتا رہا جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے رسول کو اپنا پیشوا، اللہ کے نیک بندوں، اس کے دوستوں کو اپنا رہبر بنا لیا، وہ قیامت میں ان کے ساتھ ہونگے، ان کے نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں ہوں گے جو قبولیتِ عمل کی نشانی ہوگی، جن کے نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے وہ نادم ہوں گے۔

کیفیت معراج کے متمنی، نفسانی وسوسے، شیطانی خطرے سے خوب ہوشیار رہیں کہ کہیں آئی ہوئی دولت جاتی نہ رہے۔ خوب دل پاک رکھیں، خوب لو لگائے رہیں، عزم و استقلال کے ساتھ، سراپا عنایت و رحمت کے دامن سے لپٹے رہیں، شاید اللہ اپنے حبیب ﷺ پاک کے صدقہ

میں نہیں بھی اپنی رحمت اور ان کی معراج یعنی حضورؐ کے دیدار سے نوازے۔

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِيْ مِنْ زِيَارَةِ رَسُوْلِكَ مَا رَزَقْتَ اَوْلِيَآئَكَ وَاَهْلَ طَاعَتِكَ وَاغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ يَاخَيْرَ مَسْئُوْلٍ۔

۷۱۔ يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝

جس روز ہم ہر فرقہ کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے پھر جس کو اسکا اعمال نامہ اسکے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ لوگ اپنا نامۂ اعمال (خوشی خوشی) پڑھیں گے (وہ اس دن مسرور ہوں گے اللہ کی رحمتوں سے نوازے جائیں گے) اور ان پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا (اتنا بھی نہیں جتنا کہ کھجور کی گٹھلی کے درمیان ایک باریک دھاگہ سا ہوتا ہے)۔

۷۲۔ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝

اور وہ (بدنصیب جس کا نامۂ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں ہوگا وہ ہے) جو دنیا میں اندھا رہا (حق کو نہ دیکھا، نہ اپنایا) تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا اور راہِ (نجات) سے بہت دُور جا پڑے گا۔

ان بدبخت کفار مکہ کا تو یہ حال ہے کہ وہ سرورِ کائنات رحمتہ للعلمینؐ کو پھسلانے کی احمقانہ جسارت سے باز نہ آئے۔

۷۳۔ وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ۝

اور یہ لوگ (کفارِ مکہ) تو چاہتے تھے کہ جو وحی ہم نے آپ کی طرف بھیجی اس سے آپ کو پھسلائیں (یہ لالچ دیں کہ ہم مسلمان ہو جائیں گے آپ فلاں فلاں احکام نکال دیں) تاکہ آپ وحی کے علاوہ کوئی اور باتیں ہماری نسبت بنا لائیں (جیسا کہ ان ناسمجھوں کا خیال تھا کہ وحی نازل تو ہوتی نہیں رسول خود ہی وحی بنالیتے ہیں تو چلو دوسری بنوالیں) اور (اگر ایسا ہو سکتا جس کا تصور بھی ممکن نہیں) تب تو وہ آپ کو اپنا پکا دوست بنالیتے۔

۷۴۔ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيْلًا ۝

اور اگر (آپ کوئی غیر ہوتے ہمارے نہ ہوتے، ہمارے نبی نہ ہوتے، اگر آپ کی قوتِ ارادی، ہماری قوتِ ارادی سے متعلق نہ ہوتی) ہم ہی آپ کو سنبھالے نہ ہوتے (ثابت قدم نہ رکھتے) تو قریب تھا کہ (خیر کے نام پر) آپ کسی قدر ان کی طرف مائل ہو جاتے۔

۷۵۔ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ

ایسی حالت میں ہم آپ کو زندگی میں بھی دوگنا اور مرنے کے بعد بھی دوگنا

وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا ○

مزہ چکھاتے پھر آپ ہمارے مقابلہ میں کسی کو مددگار نہ پاتے۔

حالانکہ آپ کے کفار کی طرف مائل ہونے کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے آپ تو سراپا عزم و استقلال، سراپا نور وہدایت ہیں، آپ گرتوں کو سنبھالنے کے لیے تشریف لائے ہیں، بتانا یہ مقصود ہے کہ شیطانی چالوں سے بچ نکلنا محض نبوت اور فیضانِ نبوت کے باعث ہے۔

٧٦- وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا وَإِذًا لَا يَلْبَثُونَ خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيلًا ○

اور ان کی تو خواہش تھی کہ اس سرزمین (مکہ) سے (کسی طرح) آپ کے قدم اکھیڑ دیں تاکہ آپ کو اس سے باہر کر دیں (جلاوطن کر دیں) اور اگر ایسا ہوتا تو وہ بھی آپ کے بعد بہت کم ٹھہر پاتے۔

یاد رہے کہ جس بستی سے لوگ رسولوں کو نکلنے پر مجبور کرتے ہیں تو وہ بستی بھی تباہ ہوتی ہے اور رسول ؑ کو عاجز کرنے والے خود ہلاک ہوتے ہیں یہی قانونِ الٰہی ہے۔

٧٧- سُنَّةَ مَنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ○ ع ٨

اپنے پیغمبروں کے متعلق جو ہم نے آپ سے پہلے بھیجے ہمارا یہ دستور چلا آ رہا ہے اور آپ ہماری اس سنت میں کوئی تبدیلی نہ پائیں گے (مکہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی لیکن وہاں کے قبیلوں کے سرداروں کو بھی بدر میں خود مرنے کے لیے جانا پڑا اور کچھ عرصہ بعد مکہ پر اسلام کا غلبہ ہوگیا)

نواں رکوع

بہرحال منکرین اپنے منصوبوں میں لگے ہوئے ہیں، آپ اپنے کاموں میں مشغول رہیں ان کا کام نبیؐ کو اذیت دینا، اللہ و رسولؐ کا انکار کرنا، حق کی راہ میں مانع ہونا ہے، آپکا کام اللہ کی یاد میں لگے رہنا، اللہ کی طرف بلاتے رہنا، صدق میں جینا، صدق میں گزرنا، اور اس شفاعتِ عظمیٰ کے مقام پر پہنچنا ہے جسے مقامِ محمود کہتے ہیں جہاں زبانیں بند ہوں گی، جملہ پیغمبر بھی خاموش ہوں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خلق کو تکلیفوں سے چھڑانے کیلئے دعا فرمائیں گے اسوقت ہر شخص آپ کی مدح کرتا ہوگا اور اللہ خود آپ کی تعریف فرمائے گا شاید اس مقام کی وجہ تسمیہ یہی ہے اور یہی مقام سب مقاموں کا مرجع ہے، پھر آپ کے مشاغل کا بیان ہے اور انہیں پر قائم رہنے کی تاکید۔ یہ صلوٰۃ پنجگانہ اور صلوٰۃ تہجد ہیں، اسی میں کہ

سے مدینہ کی جانب ہجرت کا اشارہ ہے اور اسی میں نصرتِ حق کی بشارت ، اور قرآن کے جملہ امراض جسمانی ذہنی ، روحانی کے لیے شفا و رحمت ہونے کا مژدہ ہے ، شرط ایمان ہے جو کفر یا تذبذب میں مبتلا ہوں وہ یہ کیا سمجھیں گے ۔

۷۸۔ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝

(اے رسول) آپ سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک (ظہر، عصر، مغرب، عشاء کی) نماز قائم رکھیں اور صبح کی نماز (بھی) بیشک نمازِ فجر حضوری کا وقت ہے (صبح کے وقت کی حاضری سے ملائکہ حاضر ہوتے ہیں۔ اسرارِ حضوری کھلتے ہیں)۔

۷۹۔ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝

اور رات کے کچھ حصہ میں (نماز، تہجد پڑھا کیجئے یہ (حکم) آپ کے لئے زائد ہے۔ (کیونکہ آپ کے مرتبے بہت بلند ہیں) قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود عطا فرمائے (کہ آپ سب کی شفاعت فرمائیں اور اللہ اور اس کی جملہ مخلوق آپ کی تعریف کر رہی ہو سوچو کہ وہ مقام کیا ہوگا کہ جب شانِ محمدیت کا پورا پورا ظہور ہوگا اور جہاں جملہ اشیاء اور خود خالقِ کائنات ثنائے محمد فرمائے گا۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)

۸۰۔ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝

اور آپ (تو اپنے رب سے بس یہی) کہتے رہیے کہ اے (میرے) رب (جہاں مجھے پہنچانا ہے مثلاً مدینے میں وہاں) مجھے خوش اسلوبی کے ساتھ (نہایت آبرو اور سچائی سے) داخل فرما اور (جہاں سے مجھے نکالنا ہو مثلاً مکہ ہی سے تو وہاں سے بھی) مجھے خوش اسلوبی سے نکال۔ اور مجھے وہ غلبہ (وہ زور و قوت) عطا ہو جو (محض) تیری طرف سے ہو (اور مجھے فتح مبین عطا فرما)

۸۱۔ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ

اور آپ (علی الاعلان) فرما دیجئے کہ حق آگیا اور باطل بھاگا (بھلا باطل کی

آیت نمبر ۷۹ = تہجد = ہجود سونے کو کہتے ہیں۔ ہاجد سونے والا، چونکہ سو کر اٹھنے کے بعد اس کو پڑھتے ہیں اس لیے اس کو تہجد کہتے ہیں، تیسرا حصہ رات کا باقی رہنے سے وقت فجر شروع ہونے تک تہجد کا وقت ہے حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ ہر بیداری جو غفلت کے بعد ہو وہ گویا تہجد ہے۔ رات عاشقوں کا دن ہے۔ نصف رات کے بعد اللہ تعالیٰ سماء دنیا پر نزولِ اجلال فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ کوئی بندہ ہے کہ مجھ سے مانگے میں دوں، تہجد ۲ رکعت سے بارہ رکعت تک ہے نیند کے بعد نماز پڑھنا، خدا کے لیے نیند کو چھوڑنا بڑی سعادت ہے۔

آیت نمبر ۷۸ = دیکھتے ہیں فجر کی نماز کو فرشتے رات اور دن کے (موضح القرآن)

الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ○

کیا حقیقت کہ نصرتِ الٰہی کے سامنے ٹھیر سکے) بے شک باطل تو نکل بھاگنے والا ہے۔

۸۲۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ○

اور ہم قرآن میں (تو، وہ چیز نازل کرتے ہیں جو ایمان والوں کے لئے (دکھ درد میں، شفا اور (ہر حال میں) رحمت ہے اور (یہ محض انہیں کے لئے سرمایۂ تسکین و فیض ہے نہ کہ ظالموں کے لیے) ظالموں کا تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے۔

اور عام انسانوں کا تو یہ حال ہے

۸۳۔ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا ○

اور جب ہم انسان کو نعمت عطا کرتے ہیں تو وہ روگردانی اور پہلوتہی کرتا ہے اور جب اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو مایوس ہو جاتا ہے (نہ وہ جذبۂ شکرگزاری سے کام لیتا ہے نہ صبر کا مطلب سمجھتا ہے اس کو تو بس شکایت کرنا آتی ہے)۔

۸۴۔ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ○ ع

آپ فرما دیجئے کہ (جو ہوتا ہے یہ تمہارے اعمال کا نتیجہ ہے) ہر شخص اپنے طریقے کے مطابق کام کرتا ہے لیکن یہ علم آپ کے پروردگار ہی کو ہے کہ کون زیادہ صحیح راہ پر ہے (مومن، کافر سب اپنے اپنے انداز سے اپنے کاموں میں لگے ہیں اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے کہ ان میں راہِ نجات کس کا حصہ ہے اور کون تباہی کی طرف جا رہا ہے)۔

دسواں رکوع

سابقہ رکوع میں قرآن کے جسم، ذہن اور روح کے لیے شفا و رحمت ہونے کا ذکر آیا تھا۔ یہود و کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ روح انسانی کیا ہے؟ اس کی ماہیت اور حقیقت کیا ہے؟ تورات و انجیل میں روح کے متعلق موجود تھا کہ یہ اللہ کا ایک حکم ہے لیکن ان کا سوال اسی آزمائشی انداز سے تھا جو کفار کا شیوہ رہا ہے

۸۵۔ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ

اور آپ سے لوگ روح کے متعلق سوال کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے (اس کا تعلق امر رب سے ہے،

اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ○

وہ پروردگار کی قدرت کا ایک مظہر ہے) اور تم لوگوں کو تو (روح کے متعلق) بہت تھوڑا سا ہی علم دیا گیا ہے۔

بات یہ ہے کہ ایک علم وہ ہے جو بتایا جا سکتا ہے ایک وہ ہے جو قلب پر کھلتا اور روشن ہوتا ہے پھر ہر شخص کو اس کی استعداد کے مطابق علم دیا جا سکتا ہے، اگر روح کی حقیقت اور اسکی ماہیت سمجھنا چاہتے ہو تو اس راز کو سمجھو کہ روح کا تعلق "امرِ رب" سے ہے جس طرح جسم کا تعلق مٹی سے تھا اس کی غذا اور بالیدگی کے سامان مٹی سے پیدا کیے گئے، روح امرِ رب سے متعلق ہے تو اس کی غذا بھی سماوی ہے یعنی وحی الٰہی اور حکمِ الٰہی۔ "امرِ رب" کی غذا امرِ رب کے سوا ہو ہی کیا سکتی ہے۔ اپنی روح کو اس حکمِ الٰہی سے متعلق رکھو، روح کی ماہیت، اس کے اسرار تم پر خود تمہاری استعداد اور عمل کے مطابق کھلتے جائیں گے یہ بتانے کی چیز نہیں پانے کی چیز ہے۔ امر سے آمر کی شان کا پتہ چلتا ہے۔

آمر کی شان یہ ہے کہ وہ جہاں چاہتا ہے اپنا امر ظاہر کرتا ہے، وحی سے جس قدر باقی رکھنا چاہتا ہے اس کا خود محافظ بن جاتا ہے جو حکم وقتی ضرورت کے لئے خاص، ہو اسے منسوخ بھی کر دیتا ہے اور محو بھی کر دیتا ہے۔

۸۶۔ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ○

اور (اے رسول) اگر ہم چاہیں تو جو وحی ہم نے آپ کی طرف بھیجی وہ (دلوں سے) محو کر دیں پھر آپ کو ہمارے مقابلہ میں کوئی حمایت کرنیوالا بھی نہ ملے (کہ آپ اس کو واپس لا سکیں)۔

۸۷۔ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ○

(ہاں) سوائے آپکے رب کی رحمت کے (کہ اللہ نے آپ کو رحمت للعالمین بنایا ہے، آپ اللہ کے حبیب ہیں۔ اس نے آپ کو فضل خاص سے نوازا ہے) بے شک اس کا آپ پر بڑا فضل ہے (یہ لوگ سوال کرنے کے بجائے آپ کو دیکھیں، تو روح، رحمت، حق سب سمجھ جائیں۔ کیسے بدنصیب ہیں کہ فضلِ کبیر کے دامنِ رحمت سے قریب آکر محرومِ رحمت ہیں)۔

جب تک یہ لوگ وحی پر ایمان نہ لائیں گے، روح کو کیا سمجھیں گے، یہ انسان کی بنائی ہوئی چیز تو نہیں کہ سب مل کر بنالیں۔ ایک آیت بنانا ایک مردہ جلانا یہ سب اللہ کے امر سے ہے۔ انسان کی جماعتیں اس پر قادر نہیں۔

۸۸۔ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ○

آپ فرما دیجئے اگر (تمام) انسان اور جن اس بات پر جمع ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا (قرآن) لے آئیں تو اس جیسا نہ لاسکیں گے خواہ وہ ایک دوسرے کی (کتنی ہی) مدد کیوں نہ کریں۔ (امر تو روح سے بھی زیادہ لطیف ہے ہزار ہا کثیف مل کر لطافت کا موجب کیسے بن سکتے ہیں)۔

۸۹۔ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ○

اور ہم نے قرآن میں لوگوں کے لیے ہر قسم کی (بنیادی) باتیں طرح طرح سے بیان کر دیں لیکن اکثر لوگ ناشکرگزاری کیے بغیر نہیں رہتے۔

۹۰۔ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ○

اور (اللہ کا حکم ماننے کے لیے طرح طرح کی شرطیں پیش کرتے ہیں) کہتے ہیں ہم تو آپ کا کہا نہ مانیں گے جب تک آپ ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ نہ جاری کر دیں۔

۹۱۔ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ○

یا آپ کے پاس کھجور اور انگوروں کا کوئی باغ ہو پھر آپ اس کے بیچ بیچ میں نہریں رواں (نہ) کر دیں۔

۹۲۔ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ○

یا (اگر ہم ایسے ہی برے ہیں تو) آپ ہم پر آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرا (نہ) دیں جیسا آپ کہا کرتے ہیں (کہ آسمان سے کوئی ٹکڑا گرا کر تم کو ہلاک کر دیا جائے گا) یا اللہ اور اس کے فرشتوں کو ہمارے سامنے (نہ) لے آئیں۔

۹۳۔ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ

یا (یہ بھی نہیں تو) آپ کے لئے ایک سونے کا گھر (نمودار) ہو جائے یا آپ آسمان میں چڑھ جائیں اور ہم آپ کے چڑھنے کو بھی نہ مانیں گے جب تک آپ آسمان سے ہم پر ایک کتاب نہ اتار لائیں جس کو ہم پڑھ بھی لیں (یعنی صرف آسمان پر چڑھ جانا کافی نہیں بلکہ آسمان سے ایک تحفہ کتاب بھی لانا ضروری ہے جو ہم پڑھ سکیں) آپ فرما دیجئے کہ اللہ پاک ہے میں تو صرف

ع ۹ هَلۡ كُنۡتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوۡلًا ۝ (اس کا بھیجا ہوا) ایک پیغمبر ہوں ایک انسان ہوں۔

(تمام قدرتیں تمام حکمت اس کی ہے، میں اس کا رسول ہوں، جو وہ چاہتا ہے کرتا ہوں، تمہاری خواہشوں کی تکمیل اور تمہاری فرمائشوں کی تعمیل کے لئے میں نہیں آیا ہوں میں تو اس پاک پروردگار کے احکام تم تک پہنچانے آیا ہوں)۔

گیارھواں رکوع

پاک ہے وہ ذات جو اپنے رسولوں کو انسان کی ہدایت کے لیے مبعوث فرماتی ہے پھر اپنے خاص عبد اور رسول کو جن کو رحمتوں کے ساتھ مختص کر لیا ہے ان کی بزرگی، برتری، عروج سے مقامِ عبدیت کو کھولتی ہے۔ یہ وہ مقام ہے جو مقام ملائکہ سے بھی بالاتر ہے، نور و انوارِ الٰہی کا پرتو ہے۔ اس کے نور و انوار کو نہ سمجھنا، اسے اپنے جیسا انسان کہنا، یہ خیال کرنا کہ ایک آدمی کیا ہدایت کرے گا یہی تو کفر ہے۔ دیکھو کفار کی نظر صرف بشریت پر پڑی، جن کی نظریں پیکرِ بشریت میں انوارِ الٰہی دیکھنے سے عاجز ہیں وہ ایمان نہیں لاتے۔

۹۴۔ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنۡ يُّؤۡمِنُوۡۤا اِذۡ جَآءَهُمُ الۡهُدٰٓى اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوۡلًا ۝

اور لوگوں کو، جب ان کے پاس (اللہ کے پاس سے) ہدایت پہنچی تو صرف اس بات نے انہیں ایمان لانے سے روکا کہ انہوں نے کہا کہ کیا اللہ نے ایک آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ (گویا ان کے نزدیک رسالت اور بشریت کا ایک ذات میں جمع ہونا ممکن ہی نہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان کا یہ غلط تصور بھی محرومیٔ ایمان کا باعث بنا)۔

۹۵۔ قُلۡ لَّوۡ كَانَ فِى الۡاَرۡضِ مَلٰۤـئِكَةٌ يَّمۡشُوۡنَ مُطۡمَئِنِّيۡنَ لَنَزَّلۡنَا عَلَيۡهِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوۡلًا ۝

آپ فرما دیجئے اگر فرشتے زمین پر چلتے (پھرتے اور رہتے) بستے ہوتے تو ہم ضرور کسی فرشتہ ہی کو آسمان سے ان کے پاس رسول بنا کر بھیجتے (اصلاحِ فرد و معاشرہ کے لیے قوانینِ فطرت پر نظر رکھی جاتی ہے لیکن اصلاح وہی پاتے ہیں جو قول کی عظمت، کہنے والے کے مرتبے کو سمجھتے ہیں)۔

۹۶۔ قُلۡ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًۢا بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَكُمۡ‌ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيۡرًۢا بَصِيۡرًا ۝

آپ فرما دیں (تم سمجھو یا نہ سمجھو) میرے اور تمہارے درمیان (حق کی) گواہی کے لیے اللہ کافی ہے بے شک وہ اپنے بندوں (کی نیت) سے باخبر اور (ان کے اعمال کا) دیکھنے والا ہے۔

۹۷۔ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰي وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ۝

اور اللہ جس کو ہدایت دے وہی ہدایت پاتا ہے اور جن کو بے راہ کر دے (ان کے حال پر چھوڑ دے۔ توفیق ہدایت سے نہ نوازے) تو اللہ کے سوا آپ ان کے لیے کوئی مددگار نہ پائیں گے۔ اور ہم ان (گمراہوں) کو قیامت کے دن اندھے، گونگے اور بہرے (بنا کر) منہ کے بل اٹھائیں گے۔ ان کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور جب (دوزخ کی) آگ ذرا بجھنے لگے گی تو ہم ان کو اور بھڑکا دیں گے (ان کے لیے آگ اور تیز ہو جائے گی)۔

النصف

۹۸۔ ذٰلِكَ جَزَاۗؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝

یہ ان کی سزا اس واسطے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں سے انکار کیا تھا اور (یوں) کہا تھا کہ کیا جب ہم ہڈیاں ہو جائیں گے اور (بوسیدگی سے) ہم چورا چورا ہو جائیں گے تو کیا از سر نو پیدا کر کے اٹھائے جائیں گے؟

۹۹۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ۝

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ جس اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا وہ اس (بات) پر بھی قادر ہے کہ ان جیسوں کو (پھر) پیدا کر دے۔ اور اس نے ان کے لیے (حشر و نشر کا) ایک وقت مقرر کر دیا ہے جس میں ذرا شک نہیں اس پر بھی ان کافروں سے بلا ناشکری کیے رہا نہیں جاتا۔ (ان کی عادت ثانیہ ہی کفر اور ناشکر گزاری ہے۔ اور یہ دنیا میں بھی کچھ بڑے فیاض واقع نہیں ہوئے یہ حقیقتاً بڑے تنگ دل لوگ ہیں)۔

۱۰۰۔ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَاۗىِٕنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ۝ ع ۱۱

آپ فرما دیجئے کہ اگر تم میرے رب کی رحمتوں کے خزانوں کے مالک ہوتے تو خرچ ہو جانے کے ڈر سے یقیناً تم ان کو بند رکھتے (مخلوق خدا کو ہرگز اس سے کوئی فیض پہنچنے نہ دیتے) اور انسان تنگ دل واقع ہوا ہے۔ (دنیا کی حرص میں گرفتار ہے لیکن مومن کے لئے اصل دولت ایمان ہے جس میں وہ مخلوق خدا کو شریک کرنے کے لئے بے تاب رہتا ہے اور کسی دولت کو اس دولت پر عزیز نہیں رکھتا)۔

بارھواں رکوع

جس طرح کی فرمائشیں یہ منکرین کر رہے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بنی اسرائیل نے بار بار اس طرح کے سوال کیے، اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نو نشانیاں اور معجزات عطا فرمائے لیکن کیا بنی اسرائیل ایمان لے آئے۔ نہیں۔ وہ یہ سمجھے کہ موسیٰ پر جادو کر دیا گیا ہے یا خود انہیں ساحر سمجھے اور آخر برباد ہوئے، اگر یہ لوگ اس طرح کے سوال کرنے اور ہر معاملہ میں شک و شبہ کا اظہار کرنے کے بجائے قرآن کو سمجھیں تو اسکے اسرار و رموز ان پر کھلیں۔ ہر طرح کا خلجان خود دور ہو جائے، بہت سی باتیں خود سمجھ میں آ جائیں جن لوگوں نے بھی اس وحی الٰہی کو دل سے حق جانا اور پڑھا تو ان کے قلوب خشیتِ الٰہی سے ہل گئے وہ سربسجود ہو گئے اور اللہ کی پاکی اور اس کی حمد میں زار و قطار آنسو بہانے لگے۔ یہاں وہ عجز سے آنسو بہاتے ہیں وہاں دریائے رحمت جوش میں آتا ہے دین و دنیا سب بن جاتی ہے۔ مومن کے لئے یہی سجدہ کیفیت معراج کا حامل ہے۔

۱۰۱۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ فَسْئَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ○

اور ہم نے موسیٰ کو نو واضح معجزات عطا کیے پھر بنی اسرائیل سے پوچھیے (کہ کیا ان معجزات کی بنا پر وہ ایمان لے آئے ہرگز نہیں بلکہ) جب وہ ان کے پاس پہنچے تو فرعون نے موسیٰ سے (یہی) کہا اے موسیٰ میرا تمہارے متعلق یہی خیال ہے کہ تم پر جادو کیا گیا ہے۔

۱۰۲۔ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ○

(موسیٰ نے) فرمایا کہ (اے فرعون) تو خوب جانتا ہے کہ یہ سب (یعنی معجزات تیرے) سمجھانے کو (اور لوگوں کو راہ ہدایت پر لگانے کے لیے) آسمانوں اور زمین کے پروردگار نے نازل فرمائے ہیں اور اے فرعون میرا بھی تیرے متعلق یہی خیال ہے کہ تو شامت کا مارا ہے (تیری ہلاکت کا وقت آ ہی پہنچا ہے)۔

۱۰۳۔ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ۙ○

پھر اس نے چاہا کہ ان (بنی اسرائیل) کو زمین میں چین نہ لینے دے (تاکہ وہ عاجز آ کر ملک سے نکل جائیں، لیکن ایسا نہ ہوا) تو ہم نے اس کو اور جو اس کے ساتھ تھے سب کو ڈبو دیا۔

۱۰۴۔ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

اور اسکے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم اس سرزمین میں (آزادی سے)

اسۡكُنُوا الۡاَرۡضَ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ جِئۡنَا بِكُمۡ لَفِيۡفًا ؕ﴿۱۰۴﴾

آباد ہو جاؤ پھر جب آخرت کا وعدہ آجائے گا تو ہم تم (سب) کو جمع کر کے لے آئیں گے۔ (اچھے بُرے سب ہمارے دربار میں حاضر ہوں گے)۔

یاد رہے کہ یہ قرآن معجزات موسوی نہیں، جن کی افادیت ایک وقت معینہ کے لیے تھی یہ کلام حق ہے، یہ سرچشمۂ اسرار الٰہی ہے۔

۱۰۵۔ وَبِالۡحَقِّ اَنۡزَلۡنٰهُ وَبِالۡحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا ۘ﴿۱۰۵﴾ (وقف لازم)

اور ہم نے اس کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے اور وہ حق کے ساتھ نازل ہوا ہے (جیسا بھیجا، ویسا ہی پہنچا، اور انہیں انوار کے ساتھ قائم ہے) اور (اے رسول) ہم نے آپ کو (مظہر حق بنا کر) اسی لیے بھیجا ہے کہ آپ (اس کلام پر ایمان لانے والوں کو) خوشخبری دیں اور (اس کے منکروں کو عذاب الٰہی سے) ڈرا دیں (یہ حق پر آ بھی جائیں، حق کو پا بھی جائیں یہ آپ کا ذمہ نہیں)۔

یہ قرآن آپ پر نازل ہوا ہے۔ آپ ہی اس کی لطافتوں اور اسرار و رموز سے پوری طرح آگاہ ہیں اور آپ ہی اس کی تشریح اور ترجمانی کر سکتے ہیں۔ اس کے نازل کرنے سے لوگوں کی تعمیر مقصود ہے اسلئے اسے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے تاکہ اس کے مضمون ذہن نشین ہوتے جائیں۔

۱۰۶۔ وَقُرۡاٰنًا فَرَقۡنٰهُ لِتَقۡرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكۡثٍ وَّنَزَّلۡنٰهُ تَنۡزِيۡلًا ﴿۱۰۶﴾

اور قرآن کو تو ہم نے جزو جزو بنایا ہے (اجزاء میں تقسیم کیا ہے) تاکہ (تعمیر ہوتی جائے) آپ لوگوں کو اسے ٹھہر ٹھہر کر سنائیں اور اسے ہم نے (حالات کے مطابق بڑی حکمت کے ساتھ) بتدریج اتارا ہے۔ (اس میں عوام کے لیے ہدایت اور خواص کے لیے حلاوتِ ایمان ہے)۔

۱۰۷۔ قُلۡ اٰمِنُوۡا بِهٖۤ اَوۡ لَا تُؤۡمِنُوۡا ؕ اِنَّ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ مِنۡ قَبۡلِهٖۤ اِذَا يُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ يَخِرُّوۡنَ لِلۡاَذۡقَانِ سُجَّدًا ۙ﴿۱۰۷﴾

آپ فرما دیجئے، تم اس کو مانو یا نہ مانو (بہر حال یہ حق ہے) البتہ جن لوگوں کو اس کے نازل ہونے سے قبل علم دیا جا چکا ہے (کتب سماویہ سے نوازا گیا وہ جانتے ہیں کہ ایسی کتاب نازل ہوگی۔) جب یہ انہیں پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں

۱۰۸۔ وَّيَقُوۡلُوۡنَ سُبۡحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنۡ

اور کہتے ہیں ہمارا پروردگار پاک ہے (سب پاکی اسی کے لیے ہے)

وَكَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ○

بے شک میرے پروردگار کا وعدہ ضرور پورا ہو کر رہتا ہے۔

۱۰۹- وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ○ السجدة

اور وہ ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں روتے جاتے ہیں، اور ان کا خشوع بڑھتا جاتا ہے (ان سے اللہ کی طرف رجوع ہوتے ہیں ان کے قلوب کی عاجزی ہیں اور اضافہ ہوتا جاتا ہے)۔

عروج دینے اور حقائق کو دکھا دینے کے بعد اپنی ذات و صفات کی تعلیم دیتا ہے کہ بندہ اس کی کبریائی جان کر اس کی بڑائی بیان کرتا ہے۔

۱۱۰- قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۖ أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ

آپ فرما دیجیے کہ (اللہ کو) اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن (کہہ کر) جس نام سے پکارو تو اس کے سب کے سب نام اچھے ہیں (سمجھ لو کہ ذات کے ساتھ اس کے صفات کا ذکر کرنا شرک نہیں ہے) اور اپنی نماز نہ بہت زور سے پڑھو اور نہ بہت آہستہ

اسمآء الحسنیٰ = بروایت ترمذی ننانوے نام یہ ہیں:

ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو	(۱) الرحمٰن	(۲) الرحیم	(۳) الملک	(۴) القدوس	
(۵) السلام	(۶) المؤمن	(۷) المھیمن	(۸) العزیز	(۹) الجبار	(۱۰) المتکبر
(۱۱) الخالق	(۱۲) البارئ	(۱۳) المصور	(۱۴) الغفار	(۱۵) القھار	(۱۶) الوھاب
(۱۷) الرزاق	(۱۸) الفتاح	(۱۹) العلیم	(۲۰) القابض	(۲۱) الباسط	(۲۲) الخافض
(۲۳) الرافع	(۲۴) المعز	(۲۵) المذل	(۲۶) السمیع	(۲۷) البصیر	(۲۸) الحکم
(۲۹) العدل	(۳۰) اللطیف	(۳۱) الخبیر	(۳۲) الحلیم	(۳۳) العظیم	(۳۴) الغفور
(۳۵) الشکور	(۳۶) العلی	(۳۷) الکبیر	(۳۸) الحفیظ	(۳۹) المقیت	(۴۰) الحسیب
(۴۱) الجلیل	(۴۲) الکریم	(۴۳) الرقیب	(۴۴) المجیب	(۴۵) الواسع	(۴۶) الحکیم
(۴۷) الودود	(۴۸) المجید	(۴۹) الباعث	(۵۰) الشھید	(۵۱) الحق	(۵۲) الوکیل
(۵۳) القوی	(۵۴) المتین	(۵۵) الولی	(۵۶) الحمید	(۵۷) المحصی	(۵۸) المبدی
(۵۹) المعید	(۶۰) المحی	(۶۱) الممیت	(۶۲) الحی	(۶۳) القیوم	(۶۴) الواجد
(۶۵) الماجد	(۶۶) الواحد	(۶۷) الاحد	(۶۸) الصمد	(۶۹) القادر	(۷۰) المقتدر
(۷۱) المقدم	(۷۲) المؤخر	(۷۳) الاول	(۷۴) الاٰخر	(۷۵) الظاھر	(۷۶) الباطن
(۷۷) الوالی	(۷۸) المتعالی	(۷۹) البر	(۸۰) التواب	(۸۱) المنتقم	(۸۲) العفو
(۸۳) الرءوف	(۸۴) مالک الملک	(۸۵) ذوالجلال والاکرام	(۸۶) المقسط	(۸۷) الجامع	(۸۸) الغنی
(۸۹) المغنی	(۹۰) الضار	(۹۱) النافع	(۹۲) النور	(۹۳) الھادی	(۹۴) البدیع
(۹۵) الباقی	(۹۶) الوارث	(۹۷) الرشید	(۹۸) الصبور	(۹۹) الستار	

ایک دوسری حدیث میں المغنی کے بعد المانع آیا ہے اور الستار کو ان ۹۹ ناموں میں شامل نہیں کیا گیا ہے۔

بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا۝

بلکہ درمیان کا راستہ اختیار کرو (یاد میں بھی ادب ملحوظ رہے در حقیقت یہ امت کو ہدایت ہے کہ ہر یاد کا جو طریقہ حضور نے بتایا اور جس طرح بتا دیا اسی پر قائم رہے)۔

جملہ عبادات کا اصل مقصد اللہ کی حمد، اس کی تعریف اس کی کبریائی کا بیان ہے، یہ وہی مقصد ہے جس کے لیے انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔

۱۱۱۔ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا۝ ع ۱۲ ۱۱ ۱۲

اور فرما دیجئے کہ تمام تعریف (قولی، فعلی، حالی) اللہ ہی کے لیے ہے جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ اس کی سلطنت میں اس کا کوئی شریک ہے۔ اور نہ کسی کمزوری کے باعث اس کا کوئی مددگار ہے (وہ ہر قسم کے عیب وقصور سے پاک ہے) اور (اے حبیب) آپ اس کو بڑا جان کر اس کی بڑائی (بیان) کرتے رہیئے۔
سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر و للہ الحمد۔

سُوْرَةُ الْكَهْفِ

مکی ایک سو دس آیتیں بارہ رکوع

سورۂ بنی اسرائیل، سبحٰن سے شروع ہوا تھا جس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و تنزیہ کا بیان تھا، اور اس تعلیم پر ختم ہوا کہ اللہ کو بڑا جان کر اس کی بڑائی بیان کرو۔ سورۂ بنی اسرائیل میں عروج کی شان تھی سورۂ کہف میں حمد کی برکات کا بیان ہے۔ پاکی سے سیر وطیر ہے اور حمد سے قیام و قرار، دونوں علم و معرفت کے چشمے ہیں ایک سے علم تنزیہی کا راز کھلتا ہے اور دوسرے سے علم لدنی کا۔ ایک مظاہر قدرت دکھاتا ہے ایک حکمت کے راز سکھاتا ہے۔ سورۂ بنی اسرائیل میں اللہ کی قدرت کے نمونے دکھائے گئے۔ روح کو مشاہدہ کی لذت سے آشنا کیا گیا۔ بتایا گیا کہ روح کیا ہے، روح کی ماہیت کیا ہے سورۂ کہف میں بتایا جا رہا ہے کہ حمد ہی سے علم و عرفان، شریعت و طریقت کے دروازے کھلتے ہیں وہ علم عطا ہوتا ہے جو حجابات اٹھا دیتا ہے۔ حزن وخوف سے مستغنی کر دیتا ہے جہاں سارے اسباب کے سہارے ٹوٹ جاتے ہیں وہاں اللہ پر بھروسہ، اسکی دستگیری کرتا ہے۔

علم اللہ کی صفتِ خاص ہے، علم ہی مقصدِ حیات ہے، جو فردِ مقدس حمد سے حامد، پھر احمد اور محمد و محمود ہو گیا اس کو اُمّی تو کہا لیکن لا محدود علم سے نوازا۔ معلم اور ہادئ برحق بنایا، اللہ کا کلام اس کی

زبان اقدس سے مخلوقِ خدا تک پہنچایا، حقائق کی پردہ کشائی انہیں کے معجز نما لبوں سے ہوئی خواہ یہ یہود اور قریش کے سوالوں کے جواب میں ہو یا مومنوں کے لیے معرفت ربانی کی اعجاز بیانیوں میں۔ سورۂ کہف میں اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے واقعے کی تشریح، یہود و قریش کے سوالوں کے جواب کے سلسلے میں ہے۔ اور حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقام کا بیان مومنوں کے انشراح صدر کے لیے ہے تاکہ وہ شریعت کو شریعت کے مقام پر رکھیں اور منتہائے شریعت اللہ کے فضل کو سمجھیں۔ ایک کو وسیلہ دوسرے کو مقصد حیات جانیں۔ مقصد حیات سبحان سے قرب، وسیلہ حمد، اور اس کو پانے کا طریقہ اللہ کو بڑا جان کر اس کی بڑائی بیان کرنا "وکبرہ تکبیرا"

اشارہ ہے کہ حمد میں جانے سے قبل "اللہ اکبر" کہو، پھر مقصد حیات "سبحان" کو پیش نظر رکھ کر اس کی حمد جس طرح سکھائی گئی ہے کرو، پہلے صلوٰۃ اور پھر صلوٰۃ دائمی میں رہو لیکن یہ نہ سمجھو کہ مدارج معرفت طے کر لو گے یقطعی ضروری نہیں، کماحقہٗ اس کی حمد ثنا کون کر سکتا ہے تمام دریا سیاہی ہو جائیں تمام درخت قلم بن جائیں پھر بھی اس کی شان پوری طرح رقم نہ ہو سکے۔ ہاں وہ کریم ہے اگر اس کی توفیق رفیق ہو جائے اور اس کی رحمت دستگیری کرے تو پا جانا ایک لمحہ کی بات ہے۔ اسی آس پر عمل صالح میں لگے رہو منتظر کرم رہو۔

"فمن کان یرجوا لقآء ربہٖ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہٖ احداً۝"

پھر جس کو اپنے رب سے ملنے کی امید ہو تو وہ عمل صالح کیے جائے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔ اور اسی پر سورہ ختم ہوتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰى عَبۡدِهِ الۡكِتٰبَ وَلَمۡ يَجۡعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝ؔ

سب تعریف اللہ ہی (کی ذات) کے لئے ہے جس نے اپنے بندہ (اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر (یہ) کتاب نازل فرمائی اور جس میں کوئی بھی کجی نہ رکھی

کہ انسان کو اس کے مفہوم کے پانے، اس کی حلاوت سے لطف اندوز ہونے میں کوئی بھی دشواری ہو۔ جو بات جہاں، جس طرح کہنے کی ہے اسی طرح کہی گئی ہے، ہر لفظ ایک نگینہ، ہر سورت ایک موتی، ہر نقش دل پر نقش ہو جانے والا ہے ذرا پڑھو تو! ذرا دیکھو تو!

۲۔ قَيِّمًا لِّيُنۡذِرَ بَاۡسًا شَدِيۡدًا

(کتاب کیسی) ٹھیک (جس میں بندوں کے لئے وہ تمام اصول و ضوابط موجود ہیں جو معاش و معاد کی اصلاح کے ضامن ہیں) تاکہ وہ (کفار و مشرکین اور

مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ

منکرین کو) ایک سخت عذاب سے متنبہ کر دے جو اللہ کی طرف سے (ان پر آنے والا) ہے (خواہ دنیا میں آئے یا آخرت میں) اور ایمان والوں کو (جو تصورِ صالح میں آگئے) جو نیک عمل کرتے ہیں خوشخبری سنا دے کہ ان کے لئے (ان کے ایمان وعمل کا) نیک بدلہ ہے۔ (یعنی مقامِ دید، جنتِ فردوس)

۳۔ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۙ

جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے (اور ایک ابدی، دائمی پرلطف وپرکیف زندگی اُنہیں عطا ہوگی)۔

۴۔ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ

اور ان لوگوں کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے (کسی کو اپنا) بیٹا بنا لیا۔

۵۔ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ؕ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝

اس کی خبر نہ تو ان کو ہے نہ ان کے باپ دادوں کو، یہ ایک بڑی (گستاخانہ) بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے۔ یہ سب جھوٹ ہے جو یہ کہتے ہیں۔

ان کی اس یادہ گوئی اور خالقِ کائنات کے متعلق ایسی بے ہودہ باتوں سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اطہر پر جو رنج وغم کی کیفیت طاری ہوتی اس کا علم سوائے اللہ کے کس کو ہوسکتا تھا وہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دلجوئی فرماتا ہے۔

۶۔ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝

پس (اے حبیب) کہیں آپ ان کے پیچھے غم سے اپنی جان گھلا نہ ڈالیں کہ وہ اس بات پر (یعنی توحیدِ خالص پر جو زبانِ اقدس سے بیان ہورہی ہے) ایمان کیوں نہ لائے (آپ نے تبلیغ فرمائی نہایت موثر اور حکیمانہ انداز سے پھر اگر اثر نہ ہوا تو یہ ان کی شقاوتِ قلبی ہے آپ اسے کیا کریں گے یہ تو آزمائشیں ہیں ہم نے دنیا کو بنایا ہی اسی لیے ہے)۔

۷۔ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ

اور جو کچھ زمین پر ہے ہم نے اس کو ان کے لیے باعثِ رونق بنایا ہے تاکہ ہم لوگوں کی آزمائش کریں کہ کون (دنیا سے محبت کرتا ہے اور کون مالکِ دنیا سے محبت کر کے) نیک عمل کرتا ہے۔

اَحۡسَنُ عَمَلًا ○

۸- وَاِنَّا لَجٰعِلُوۡنَ مَا عَلَيۡهَا صَعِيۡدًا جُرُزًا ○

اور (یہ رونقِ ارض تو کوئی باقی رہنے کی چیز نہیں نہ اس سے کوئی ابدی مسرت اور طمانیت قلب ہی حاصل کی جا سکتی ہے ایک وہ وقت بھی آئے گا کہ) ہم اس کی تمام چیزوں کو چھانٹ کر چٹیل میدان کر دیں گے ۔

اس کی ظاہری زیب و زینت جو لوگوں کو اپنی محبت میں بتلا کیے ہوئے ہے وہ نیست و نابود کر دی جائے گی ، یہ بنجر زمین نظروں کے سامنے ہو گی ۔ اس وقت ان لوگوں کو معلوم ہو گا کہ فانی چیز کی محبت بھی ثمر نہیں لاتی۔
مثال کے طور پر اصحاب کہف کو لے لو جن کے متعلق یہ لوگ سوال کر رہے ہیں ان اللہ کے بندوں نے دنیا سے نہیں مالکِ دنیا سے محبت کی ، لوگوں نے دنیا کو ان پر تنگ کیا ، مالکِ دنیا نے اسی دنیا میں انہیں ایک نئی زندگی عجب انداز سے عطا کر دی انہوں نے اسے بھی افسانہ بنا لیا کاش لوگ درسِ عبرت لیتے۔

۹- اَمۡ حَسِبۡتَ اَنَّ اَصۡحٰبَ الۡكَهۡفِ وَالرَّقِيۡمِ ۙ كَانُوۡا مِنۡ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ○

کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ غار (میں پناہ لینے) والے اور رکتبہ والے یعنی رقیم کے لفظ سے یاد کیے جانے والے) یہ ہماری (قدرت کی) نشانیوں میں سے عجوبہ چیز تھے

جیسا کہ یہ لوگ آپ کو بتا رہے ہیں ، جن کے افسانے ان کے زبان زد ہیں یہ جغرافیہ کی حدود پر جان دینے والے تعداد کے درپے ، تین چار پانچ کے جھگڑے میں گرفتار ان باتوں میں الجھ رہے ہیں جو واقعہ کی اصل روح نہیں ۔ پانے اور سمجھنے کی اصل بات یہ ہے کہ اصحابِ کہف نے کس کی محبت میں دنیا کو چھوڑا اور اس نے ان کے ساتھ کیا احسان فرمایا۔
یہ وہ لوگ تھے جن سے ظالم کا ظلم دیکھا نہ گیا ۔ اور انہوں نے ایک باضمیر مخلص ایمان دار کی طرح فیصلہ کیا کہ کیوں نہ ظلم کی زمین سے وہاں ہجرت کر جلیں جہاں دین محفوظ رہے۔

۱۰- اِذۡ اَوَى الۡفِتۡيَةُ اِلَى الۡكَهۡفِ فَقَالُوۡا رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً وَّهَيِّئۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا

جب وہ جوان غار میں پناہ گزیں ہوئے ، تو ملتجی ہوئے (کہ) اے ہمارے رب ہم کو اپنی رحمتِ خاص سے نواز اور ہمارے معاملے کے سنوارنے کا سامان کر دے ۔

آیت نمبر ۹ (۱) کہف = غار - اصحاب کہف غار والے ۔
رقیم سے ابن عباسؓ نے کتبہ یا لوح مزار مراد لیا ہے ، بعد کے مفسرین نے اسے ایک شہر بتایا ہے مولانا ابوالکلام آزاد نے اس پر تفصیل سے بحث کی ہے۔

رَشَدًا ۝

رحمت کا وسیلہ وہ وسیلہ ہے جو مجبور کو مایوس نہیں کرتا، ادھر رحمت پر نظر ڈالی اُدھر قلب کو سکون ملا، ایک پرکیف وجد طاری ہوگیا

۱۱- فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝

پھر اس غار میں ہم نے سالہا سال تک کے لیے انکے کان پر پردہ ڈال دیا (یعنی ہم نے دستِ قدرت سے ان کو تھپک کر سلا دیا تاکہ مسموم معاشرے کی ہواؤں سے محفوظ رہیں، اس طرح وہ اس غار میں کئی سال رہے)۔

۱۲- ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَىُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝ ع

پھر ہم نے ان کو اٹھایا تاکہ معلوم کریں کہ دونوں جماعتوں میں (یعنی اصحاب کہف اور ان کی قوم کے لوگوں میں) سے کس نے (اس حالت کا) صحیح اندازہ لگایا کہ کتنی مدت وہ غار میں رہے۔

اصحاب کہف سے ان کی قوم کا اختلاف اللہ کی وحدانیت اور حیات بعد الموت پر تھا۔ پس اللہ کے سوا اگر کوئی طاقت ہوتی تو انہیں ڈھونڈ کر نکال لاتی اس طرح عقیدۂ توحید کو تقویت بخشی۔ اور برسہا برس ان کو ایک حال پر رکھنے کے بعد بیدار کرنے سے اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ جو اب اٹھا سکتا ہے وہ آخرت میں بھی اٹھائے گا اور سب کو جمع کرے گا، سب نے دیکھ لیا کہ اللہ نے ان کو بیدار کیا اور وہ ایسے اُٹھے جیسے کہ کل سوئے تھے، یہ اصحاب کہف کے ایمان کی تصدیق ہے۔

دوسرا رکوع

اس رکوع میں اصحابِ کہف کا واقعہ بیان کیا جارہا ہے یہ ایک موحدین کی جماعت تھی جنہوں نے اپنے زمانہ کے جابر اور بت پرست بادشاہ کے سامنے جاکر اعلان توحید کیا اور اس طرح اسے توحید کی دعوت دی ان کی اس جرأت پر لوگ مبہوت رہ گئے، اللہ نے بادشاہ کے دل میں ان کا کچھ ایسا خوف پیدا کیا کہ اس نے انہیں فوراً قتل کیے جانے کا حکم نہ دیا اور ادھر اصحابِ کہف نے یہ طے کرلیا کہ انہیں اب اس مقام کو چھوڑ کر کسی غار میں روپوش ہو جانا چاہیے تاکہ اللہ کی عبادت کریں اس کی رحمت پر بھروسہ رکھیں، چنانچہ انہوں نے یہی کیا ایک غار میں گئے، غار ایسا تھا جہاں روشنی و ہوا تو پہنچتی لیکن دھوپ نہ پڑتی تھی۔ گویا عام راستہ سے الگ تھا اور جیسا بیان ہو چکا ہے کہ وہاں وہ تھپک کر سلا دیئے گئے جو نیند اور موت کے درمیان کی ایک کیفیت تھی اور یہاں سے وہ اسی طرح اٹھے جس طرح مردے قبر سے اٹھیں گے۔ اللہ جس کو ہدایت دے وہی ہدایت پائے۔

۱۳۔ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝

ہم آپ کو ان کا (اصلی) حال صحیح صحیح سناتے ہیں (وہ حالات جو اصل واقعہ کی روح ہیں۔ اصحاب کہف) وہ چند نوجوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے اور ہم نے ان کو اور زیادہ ہدایت دی۔

یعنی انہیں ربطِ قلبی، استقامت اور حق گوئی سے نوازا۔

۱۴۔ وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ۝

اور ہم نے (اپنی یاد سے) ان کے دل مضبوط کر دیئے (ہمت بڑھائی اور) جب وہ (ظالم بادشاہ کے سامنے) کھڑے ہوئے تو انہوں نے (بڑی جراتِ ایمانی کے ساتھ) کہا کہ ہمارا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے، ورنہ پھر تو ہم بڑی بے جا بات کے مرتکب ہوں گے (یہ تو ہماری بڑی بے عقلی اور حماقت کی بات ہوگی)۔

اور ان نوجوانوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا

۱۵۔ هٰۤؤُلَاۤءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝

یہ ہماری قوم ہے۔ جس نے اللہ کے سوا اور معبود ٹھہرائے ہیں (اگر یہ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو ہم موحدین کی طرح) یہ لوگ کیوں ان کے معبود ہونے پر کوئی واضح دلیل نہیں لاتے (بات یہ ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں) پس اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو خدا پر جھوٹ باندھے۔

اور انہوں نے یہ تجویز پیش کی

۱۶۔ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝

اور جب تم ان سے اور ان کے معبودوں سے الگ ہوگئے جنہیں وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں تو اب (فلاں) غار میں چل کر پناہ لو، تمہارا رب اپنی رحمت (کا دامن) تمہارے لیے کشادہ کر دے گا اور تمہارے (جملہ) امور میں سہولت کے سامان فراہم کر دے گا۔

(اصحاب کہف پر ان کی قلبی کیفیات سے یہ اثر آیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کفارِ مکہ نے پریشان کیا تو آپ نے بھی غار میں گزر فرمایا)

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اسی نیک خیال پر جو اللہ کی طرف سے ان کے دل میں آیا تھا انہوں نے عمل کیا غار میں جاکر پناہ لی یہ غار شمال رویہ واقع ہوا تھا اس میں روشنی تو جاتی دھوپ نہ جاتی۔

۱۷۔ وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَت تَّزَاوَرُ عَن كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَت تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ ۗ مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝ ع ۵ ۱۴

اور (اے رسول) آپ سورج کو دیکھیں گے کہ جب وہ نکلتا ہے تو ان کے غار سے داہنی جانب بچ کر نکل جاتا ہے اور جب ڈوبتا ہے تو ان سے بائیں جانب کترا (کر نکل) جاتا ہے اور وہ اس (غار) کے ایک کشادہ میدان میں تھے (جو پہاڑیوں کے درمیان میں تھا اور ان پر ایک خاص کیفیت طاری رہتی تھی جس کے لیے تازہ ہوا ہی موجب حیات تھی اور یہ جو کچھ بیان ہوا) یہ اللہ کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ہے اللہ جس کو ہدایت دیتا ہے وہی ہدایت پاتا ہے (اللہ کی قدرت وحکمت پر ایمان لاتا ہے) اور جس کو حالتِ گمراہی میں چھوڑ دے تو پھر آپ اس کے لئے کوئی رفیق راہ بتانے والا نہ پائیں گے (جب آپ ہی کی بات نہ مانیں تو پھر ان کی ہدایت کون کرسکتا ہے)۔

تیسرا رکوع

اصحابِ کہف کا بیان جاری ہے

۱۸۔ وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ ۚ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝

اور (اے مخاطب ان کی کیفیت غار میں یہ تھی کہ) تو خیال کرے گا کہ وہ جاگ رہے ہیں (آنکھیں کھلی ہیں اور کروٹ لیتے ہیں) حالانکہ وہ سوئے ہوئے تھے اور ہم ان کو داہنی طرف اور بائیں طرف کروٹیں دلاتے رہتے تھے، اور ان کا کتّا چوکھٹ (یعنی غار کے دہانے) پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے (بیٹھا) تھا (اور) اگر تو انہیں جھانک کر دیکھتا تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگتا اور ان کی (ایک) دہشت تیرے دل میں بیٹھ جاتی۔

قدرت کی طرف سے یہ انتظام اس لیے تھا کہ لوگ انہیں تماشہ نہ بنائیں اور ان کے آرام میں خلل نہ آئے۔ باہر جلال اندر جمال اس شان سے انہیں پروردگار نے رکھا تھا۔ انبیاء، صدیقین، صالحین سب اس کے جلال سے اس کے جمال ہی کی طرف بھاگتے ہیں، عام لوگوں میں بھی جس نے اپنے باطن کو پاک کرلیا اسے جذبۂ وفاداری اور فرمانبرداری سے آراستہ کرلیا وہ ظاہری بے سروسامانی کے باوجود امن

میں آگیا۔ نفس کے اس کتے کو اگر خدا کی قدرت کی طرف لگا دیں تو وہ بھی زندگی پا جاتا ہے۔

۱۹- وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۖ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۖ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ۝

اور اسی طرح (ایک عرصۂ دراز کے بعد) ہم نے ان کو اٹھا دیا تاکہ وہ آپس میں پوچھیں (کہ ہم کتنی مدت سوتے رہے چنانچہ) ان میں ایک کہنے والے نے کہا (یعنی ان میں سے ایک نے سبقت کی اور دوسروں سے پوچھا) تم کتنا (عرصہ) رہے ہوگے؟ وہ بولے ہم (یہی) ایک دن یا ایک دن سے کم رہے ہونگے (بعض) بولے تمہارے رب ہی کو علم ہے کہ تم کتنی مدت (یہاں) رہے بہرحال (اس بحث کو چھوڑو اور پہلا کام یہ کرو کہ) اپنے میں سے کسی ایک کو شہر کی طرف یہ سکہ دے کر بھیجو کہ وہ ذرا دیکھے کہ کون سا کھانا پاکیزہ ہے سو اس میں سے تمہارے پاس کچھ کھانا لے آئے اور (آنے جانے اور چیز کے خریدنے میں بڑی احتیاط، نرمی اور حسنِ تدبیر سے کام لے اور تمہاری خبر کسی اور کو نہ ہونے دے۔

نصف القرآن باعتبار عدد الحروف بالتاء من ولیتلطف الخ والنصف الآخر اللام ۱۲

کیونکہ

۲۰- اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۝

اگر ان (ظالم) لوگوں نے تم پر قابو پالیا تو تم کو سنگسار کر ڈالیں گے یا ظلم و زیادتی سے، تم کو اپنے دین پر واپس لائیں گے اور (اگر ایسا ہوا تو) تم کبھی فلاح نہ پاؤ گے۔

انہوں نے اپنے کو چھپانے کے مشورے کیے اور اللہ کو منظور تھا کہ وہ ظاہر کیے جائیں، زمانہ بدل چکا تھا، خود سکہ پرانا ہو چکا تھا ان کا لباس و انداز لوگوں سے جدا گانہ تھا۔

۲۱- وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ

اور اسی طرح ہم نے (اس بستی کے تمام لوگوں کو) ان (کے حال) سے مطلع

کہتے ہیں کہ اصحاب کہف کے کتے کا نام قطمیر تھا، تعلیم وہ چیز ہے جو جانوروں میں بھی انسان کے خصائل پیدا کر دیتی ہے اسی تعلیم کی بنا پر کتے کا کیا ہوا شکار بھی حلال ہے بشرطیکہ اصول فرمانبرداری پر وہ قائم ہو اور شرائط شرع پورے ہوں۔ بزرگوں کی صحبت سے سگ بھا دنیا بھی ہدایت پا جاتے ہیں۔

لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ

کر دیا تاکہ وہ جان لیں کہ (جس طرح تقریباً تین سو سال بعد یہ لوگ اسی طرح اٹھا کر لائے گئے گویا ان کی عمر میں بھی اضافہ نہیں ہوا تو قیامت کے متعلق بھی) اللہ کا وعدہ حق ہے اور یہ کہ قیامت (کے آنے) میں کوئی شبہ نہیں۔

زمانہ بدل چکا تھا، بت پرست ظالموں کا خاتمہ ہو چکا تھا، عیسائیت غالب آچکی تھی اس وقت بھی حیات بعد الممات کے متعلق ان میں اختلافات تھے۔ لوگ ان اصحاب کہف کے حالات اور اللہ کی قدرت سے متأثر ہوئے بغیر نہ رہے اور قیامت پر ایمان لائے ان کی بڑی قدر و منزلت کی لیکن اصحاب کہف اسی غار میں واپس چلے گئے، لوگوں نے بہر حال اظہار عقیدت کے طور پر اس غار پر ایک یادگار عمارت بنانے کا ارادہ کیا جس کا بیان اسی آیت میں جاری ہے

اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓي اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ۝

(یہ وہ وقت تھا) جب کہ اس زمانہ کے لوگ ان کے بارے میں جھگڑ رہے تھے (کہ یہ لوگ غار میں زندہ ہیں یا انتقال کر گئے وغیرہ) پھر کہنے لگے کہ ان (کی یاد میں اس غار) کے پاس ایک عمارت بنا دو (رہا یہ کہ غار میں ان کی زندگی کیا تھی وہ کب تک زندہ رہے) ان کا پروردگار ہی ان (کے حال) سے بخوبی واقف ہے (الغرض) جو لوگ ان میں صاحب غلبہ (ذی اقتدار) تھے انہوں نے کہا کہ ہم ان کے پاس ایک عبادت خانہ بنا دیں گے۔

قرآن ان حقائق کو بیان کرتا ہے لیکن خارجی باتوں میں الجھی ہوئی ذہنیت اسی تعداد اور زمانہ کے تعین میں الجھی رہے گی، اصحاب کہف کا یہ واقعہ اللہ کی قدرت اور حیات بعد الممات کی ایک شہادت ہے اور اسی اعتبار سے اس کو سمجھنا چاہیئے۔

۲۲- سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ڢ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا

لوگ (تو یوں ہی) کہتے رہیں گے کہ وہ تین تھے چوتھا ان کا کتا تھا، اور (بعض) کہیں گے وہ پانچ تھے چھٹا ان کا کتا تھا یہ ان کی اٹکل پچو باتیں ہیں (گویا بلا نشانہ پر نظر کیے پتھر مار رہے ہیں) اور (بعض) کہیں گے کہ وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا، آپ فرما دیجئے میرا رب ہی ان کی تعداد سے خوب واقف ہے (اور) سوائے چند لوگوں کے ان (کی صحیح تعداد) کو کوئی نہیں جانتا۔ لہٰذا آپ ان کے بارے میں ان لوگوں سے بجز سرسری بحث کے زیادہ بحث نہ کیجئے اور ان (کی تعداد، زمانہ، اصل واقعات) کے متعلق ان میں سے کسی سے بھی دریافت حال نہ کیجئے۔

مِرَآءً ظَاهِرًا ۖ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا ۝ ع ۳ ۵ ۱۵

چوتھا رکوع

اصحابِ کہف کے واقعہ کا بیان تھا، اس سلسلہ میں یہ بتایا گیا کہ جن امور پر قرآن نے زور دیا ہے اہمیت انہیں کو دی جائے، غیر ضروری باتوں میں نہ الجھا جائے، البتہ مومن کے پیش نظر اللہ ہی رہے یہاں تک کہ اگر کوئی کام بظاہر کر بھی سکتا ہے تب بھی انشاء اللہ کہنا نہ بھولے۔ مسبب الاسباب تو وہی ہے۔ حضورؐ جانتے تھے کہ جوبات ان سے پوچھی جاتی ہے اللہ ان پر اپنی وحی کے ذریعے واضح فرماتا ہے۔ یہود نے بھی اصحابِ کہف کے متعلق سوال کیا تو اللہ ہی پر بھروسہ کر کے آپ نے فرمایا کہ کل بتادوں گا اس وقت تک انشاء اللہ کہنے کا حکم نہ تھا اس لیے انشاء اللہ نہ فرمایا جبرئیلؑ پندرہ دن تک نہ آئے اور آپ متردد ہوئے، اللہ تعالیٰ کو ایک بنیادی بات بتانا تھی چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی جو اس رکوع کی پہلی آیت ہے اور اس رکوع میں امت کے لئے اور بھی ہدایات ہیں جو اصحابِ کہف کے واقعہ کی رعایت سے ہیں۔

۲۳۔ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ۝

اور آپ کسی کام کے متعلق یہ نہ کہیے کہ میں اس کو کل کر دوں گا

۲۴۔ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَن يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ۝

مگر یہ کہ اگر اللہ نے چاہا (یعنی انشاء اللہ کہہ کر)، اور جب آپ (یہ کہنا) بھول جائیں تو (یاد آنے پر)، اپنے رب کو یاد (کر لیا) کیجئے (کہ توفیق رفیق ہو اور مقصد سے بھی بہتر مقصد ملنے کی صورت نکل آئے)، اور (یہ بھی فرما دیجئے کہ امید ہے کہ میرا رب مجھے بھلائی کی اس سے قریب تر راہ بتادے۔

مومن ہر اختیاری فعل میں جب سعی کرتا ہے اور بذاتِ خود اللہ کی طرف رجوع رہتا ہے تو ہر مشکل آسان ہوجاتی ہے۔ انشاء اللہ کہنا، گویا اللہ کی ذات کو اپنے کاموں میں اپنا معاون بنا لینا ہے، یہ امدادِ غیبی عجیب چیز ہے۔

تین سو نو برس کی مدت کا کسی پر ایک غار میں گزر جانا اور وہ بھی اس طرح کہ آرام سے سو رہے ہیں نہ عمر بڑھتی ہے نہ غذا کی ضرورت ہے کیا یہ کوئی معمولی بات ہے۔

۲۵۔ وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ

اور وہ (یعنی اصحابِ کہف) اپنے غار میں نو اوپر تین سو سال رہے (شمسی

مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ○ حساب سے تین سو سال اور قمری سے ۹ سال زیادہ)

یہود جن کی طبیعت میں انکار اور بحث مباحثہ راسخ تھا کہنے لگے کہ تین سو سال تو ٹھیک ہیں لیکن یہ ۹ سال اور زیادہ کیسے، یعنی اس اجمال کی تفصیل کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے راز رکھا کہ وہ کس قدر سوئے، کتنا جاگے، کب تک زندہ رہے کب وفات پائی، ہر بات ان کی سمجھ سے بالاتر تھی، وہاں زندگی کا، موت کا نظام ہی دوسرا تھا ان سے تفصیل کیا بیان کی جاتی اس لئے حکم ہوا

۲۶- قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ز وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ○

آپ فرما دیجئے جتنی مدت وہ غار میں رہے، اللہ ہی خوب جانتا ہے آسمانوں اور زمین کے تمام پوشیدہ راز اسی کے علم میں ہیں وہ کیا خوب دیکھنے والا اور کیا اچھا سننے والا ہے (اس سے کوئی راز پوشیدہ نہیں۔ اور جس طرح اس کا علم محیط ہے اسی طرح اس کے اختیارات اور قدرت کاملہ میں کوئی اس کا شریک نہیں)۔ اس کے سوا نہ کوئی ان (آسمان و زمین کے رہنے والوں) کا کارساز ہے اور نہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم میں کسی کو شریک کرتا ہے (وہی وحدہٗ لاشریک، مالک حقیقی اور مختار کل ہے)۔

بہر حال جس قدر ضروری تھا اصحاب کہف کے سلسلے میں یہود کو جواب دیدیا گیا۔ یہ جواب واقعہ کی صداقت اور رسول ﷺ کی شہادت کے لیے کافی ہے۔ لیکن چونکہ یہ لوگ ہدایت کی بات سننا ہی نہیں چاہتے بحث میں الجھانا چاہتے ہیں، لہٰذا ارشاد ہوا کہ آپ ﷺ تبلیغ میں مصروف رہیں۔

۲۷- وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ○

اور آپ کے پروردگار کی طرف سے جو کتاب وحی کے ذریعے آپ پر نازل کی گئی ہے اسے پڑھ دیا کیجئے (پڑھتے رہیے سناتے رہیے)، اس کی باتیں (اس کے وعدہ اور وعید اور اس کے احکام اس کے حقائق) کوئی بدل نہیں سکتا اور آپ ہرگز اس کے سوا کہیں پناہ نہ پائیں گے۔

آپ ﷺ کے قلب کی تسکین، آپ ﷺ کی روح کی تشفی، وحیِ الٰہی سے ہے۔ اُمت کے لیے اس میں یہ اشارہ ہے کہ کفار کے فریب میں نہ آئیں اور دولت، طاقت، ثروت کے غرور میں آکر اللہ کے مجرم نہ بنیں ورنہ ان کے لیے کہیں پناہ نہ ہوگی۔ البتہ جنہوں نے اللہ کا سہارا پکڑا ان کا کوئی بال بیکا کرنے والا نہیں۔

۲۸- وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ

اور (اے رسول ﷺ آپ کے لیے یہ چنے ہوئے مومن کافی ہیں یہ آپ کی تبلیغ اسلام کا بہترین نتیجہ ہیں) آپ اپنے کو انہیں کے ساتھ روکے رہیے (انہیں کیساتھ صبر و استقامت کے ساتھ لگے رہیے)، جو اپنے پروردگار کو صبح و شام (رات

وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ○

دن بھر وقت) یاد کرتے رہتے ہیں۔ جو اس کی رضا کے طالب ہیں (اس کی ذات، اس کی دید کے متمنی آپ کا چہرہ تکتے رہتے ہیں اللہ کی یاد میں لگے ہیں) اور آپ بھی اپنی آنکھیں (اپنی نظرِ التفات) دنیاوی زندگی کی رونق کے خیال سے ان سے نہ ہٹائیں (دنیا ان ہی کے اخلاقِ حمیدہ میں آپ کے اخلاق کا پرتو دیکھتی ہے اور انہیں آپ کی ذات میں پرتوِ باری تعالیٰ کے جلوے نظر آتے ہیں۔ آپ آئینۂ صفاتِ الٰہی ہیں تو یہ آئینۂ جمالِ محمدی۔) اور آپ اس (شخص) کا کہنا نہ مانیں (جو یہ چاہتا ہے کہ آپ غریب مسلمانوں کو چھوڑ دیں یہ تو وہ شخص ہے) جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا (جو ربطِ قلبی سے محروم کر دیا گیا) اور جو اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا معاملہ حد سے بڑھ گیا ہے۔

یہود کی خواہش تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے الگ مخاطب ہوں، غریب مسلمانوں کو چھوڑ دیں جن کو وہ بُرے الفاظ سے یاد کرتے، یہود کے نزدیک عظمت دولت سے تھی اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک عظمت ایمان سے۔

۲۹۔ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۖ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۭ بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ○

اور آپ فرما دیجئے کہ یہ (دین) حق تمہارے رب کی طرف سے ہے پس جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کافر رہے (لیکن ان کو کفر کا انجام معلوم ہونا چاہیئے) بے شک ہم نے ظالموں کے لیے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے جس (آگ) کی قناتیں ان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوں گی اور جب وہ (پیاس اور تکلیف سے) فریاد کریں گے تو تیل کی تلچھٹ یا پیپ جیسے پانی سے ان کی فریاد رسی کی جائے گی جو (سخت حرارت اور تیزی کی وجہ سے ان کے) چہروں کو بھون ڈالے گا۔ (یہی وہ سرمایۂ حیات ہے جو یہود اور کفار اپنے دولت کے نشہ میں اپنے لیے جمع کر رہے ہیں، کاش وہ سوچیں کہ) کیا ہی بُرا وہ پانی ہوگا اور کیا ہی بُری وہ جگہ ہوگی۔

اور اس کے مقابلہ میں ان کو دیکھو جو ایمان لائے خواہ وہ امیر ہیں یا غریب، کالے ہیں یا گورے، مشرقی ہیں یا مغربی وہ کسی کے سمجھنے سے ذلیل و خوار نہیں ہو سکتے اللہ کے یہاں ان کے مراتب ہیں۔

۳۰۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ہم (ایسے) نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

عَمَلًا ۚ

انہیں ان کے حُسنِ عمل کا بدلہ ضرور ملے گا۔

۳۱۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ؕ نِعْمَ الثَّوَابُ ؕ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝

انہیں لوگوں کے لئے رہنے (بسنے) کو باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی (اور) وہاں ان کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے (گویا ہاتھوں کو بھی حُسنِ عمل کے صلہ میں ایک تحفہ بارگاہِ الٰہی سے عطا ہوگا) اور وہ لوگ سبز رنگ کے باریک اور دبیز ریشمی کپڑے پہنے ہوں گے (اور) اس (جنتِ عدن) میں وہ اپنے تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے (انہوں نے دنیا میں زندگی سادگی اور اخلاص سے بسر کی اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی جنت میں ان کی کیا خوب دلجوئی ہوئی جنت بھی مومن کے لیے) کیا ہی حسین بدلہ ہے اور کیا خوب آرام گاہ ہے

ع

پانچواں رکوع

گزشتہ رکوع میں کافر اور مومن کے صلہ کا ذکر تھا، یہاں غنی کافر اور مومن فقیر کی مثال سے بھی ذہن نشین کرایا جا رہا ہے کہ اصل دولت دولتِ ایمان ہی ہے اور اس ضمن میں دنیا کی بے ثباتی، کفر و تکبّر کی بدانجامی، اور ایمان و تقوٰی کی مقبولیت سے آگاہ کیا جا رہا ہے۔

۳۲۔ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝

اور ان سے دو شخصوں کی مثال بیان کیجئے۔ کہ ان میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ دیئے اور جن کے چاروں طرف ہم نے کھجوروں کے درختوں کا احاطہ بنا رکھا تھا۔ اور ان کے بیچ میں (سرسبز و شاداب) کھیتیاں تھیں۔

گویا یہ نہایت ترتیب سے آراستہ باغ تھے۔ درمیان میں سرسبز کھیت اور کثرت سے انگور کی بیلیں، جن کے باعث انہیں انگور ہی کا باغ کہا گیا۔

۳۳۔ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا ۙ وَّفَجَّرْنَا

دونوں باغ (خوب) اپنے اپنے پھل لائے اور اس میں کچھ کمی نہ کی گئی اور (مزید براں) ہم نے دونوں (باغوں) کے درمیان نہریں بھی جاری کر دیں۔

خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۝

گویا ذوقِ نظر سے لے کر افادیت تک کے سب سامان مہیا تھے اور بکثرت پیداوار ہوتی لیکن وہ انجام سے غافل ہو گیا۔

۳۴۔ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ۝

اور اس (شخص) کے پاس (اور بھی) پھل (یعنی تموّل کا سامان) تھا تو اس نے اپنے ساتھی سے کہا اور وہ اس سے باتیں کرتے کرتے (اپنی شان جتانے کے لیے) کہنے لگا کہ میں تجھ سے مال و دولت میں زیادہ ہوں اور جتھے کے لحاظ سے بھی زیادہ عزت والا ہوں۔

منشا یہ تھا کہ میں ایمان لا کر کیا کروں گا جملہ راحت کے سامان اور عزت و آبرو مجھے حاصل ہے بلکہ حاصل رہے گی۔

۳۵۔ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ۝

اور (اسی تکبرانہ انداز سے) وہ اپنے باغ میں داخل ہوا حالانکہ وہ اپنے آپ پر (خود) ظلم کر رہا تھا (زبان سے ایسی باتیں کہہ رہا تھا جو اللہ کو پسند نہیں) بولا میں نہیں سمجھتا کہ یہ (میرا سرسبز و شاداب باغ) کبھی بھی برباد ہو۔

۳۶۔ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۝

اور میرے خیال میں قیامت کبھی بھی نہ آئے گی اور (بالفرض) اگر میں اپنے پروردگار کی طرف واپس بھی کیا گیا تو وہاں پہنچ کر اس (باغ) سے بہتر جگہ پاؤں گا۔

اس کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ اگر موت کے بعد کی زندگی ہوئی تو مجھے وہاں بھی یہی عیش و عشرت کا سامان ملے گا کیونکہ اگر اللہ کو میری حرکات ناپسند ہوتیں تو یہیں کیوں دیتا۔ اور یہی وہ ظلم تھا جو اس نے اپنی جان پر خود کیا۔ برخلاف اس کے

۳۷۔ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۝

اس کے ساتھی نے (جس کی نظریں خالقِ کائنات پر تھیں) اس سے (اللہ کی شان جتلاتے ہوئے) جواب کے طور پر کہا، کیا تو اس (خدا) سے منکر ہو گیا جس نے تجھ کو (پہلے) مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ (قطرہ) سے، پھر تجھ کو (پورا) آدمی بنایا۔

٣٨- لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ○

(تو مانے یا نہ مانے) لیکن (میں تو یہی کہتا ہوں کہ) اللہ ہی میرا پروردگار ہے اور میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

٣٩- وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۚ

اور (یہ تونے تکبر کی باتیں خواہ مخواہ کیوں کیں کیوں اللہ کو ناراض کیا۔) ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تھا (تو اس کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کرتا اور) کہتا "مَا شَاۗءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (یہ عطا بھی کیا خوب ہے وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے اور اللہ کے سوا کسی میں دینے کی طاقت نہیں اور اگر تو (اس وقت) مجھ کو مال اور اولاد میں (اپنے سے) کمتر دیکھتا ہے

٤٠- فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاۗءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ○

تو کیا عجب ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے بہتر (باغ) عطا فرمائے اور (تیرے) اس (باغ) پر گرم لو کا ایک جھونکا (یا کوئی آفت) آسمان سے بھیج دے پھر وہ (تباہ و برباد ہو کر) صاف میدان ہو جائے (کہیں برائے نام بھی سبزہ باقی نہ رہے)۔

٤١- اَوْ يُصْبِحَ مَاۗؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ○

یا صرف یہی ہو جائے کہ) اس کا پانی (زمین میں اتر کر) گہرا ہو جائے (اتنا گہرا کہ) پھر تو ہرگز اسے تلاش نہ کر سکے (اور یہ تیرا سرسبز باغ تباہ و برباد ہو جائے)۔

اس کے مغرور ساتھی کو جو سزا ملنے والی تھی اللہ تعالیٰ نے مومن کی زبان سے اس کی طرف اشارہ کروا دیا تاکہ وہ آفتِ سماوی کو محض اتفاق پر محمول نہ کر سکے، دیکھو جو اللہ چاہتا ہے وہ مومن سے کہلواتا ہے پھر جو مومن سے کہلواتا ہے اسے پورا کر دکھاتا ہے۔

٤٢- وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰي مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰي عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ○

اور (جو خطرۂ رحمانی قلب مومن میں گزرا تھا وہی ہوا) اس کے پھلوں کو (آفتِ سماوی نے) آگھیرا پھر صبح کو (جو دیکھا تو حسرت سے) ہاتھ ملتا رہ گیا (اوّل تو) اس پونجی پر جو (اس باغ کے بنانے میں) اس پر صرف کی تھی اور (پھر اس تباہی پر جو نظروں کے سامنے تھی یعنی) وہ اپنی چھتریوں پر گرا پڑا تھا اور وہ (بڑی حسرت و ندامت سے) کہنے لگا کہ کاش میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا۔

(کافر سے بھی نیک بات کہو تو کسی نہ کسی وقت اس کا کچھ نہ کچھ اثر ہو ہی جاتا ہے اسی لیے

حکم ہے کہ نیکی کی باتیں کہتے رہو شاید کوئی فلاح پائے)

اس تباہی میں اللہ کے سوا اس کا معاون کون ہو سکتا تھا ۔

۴۳۔ وَلَمْ تَكُن لَّهُۥ فِئَةٌ يَنصُرُونَهُۥ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَمَا كَانَ مُنتَصِرًا ۝

اور یوں تو اس کو اپنی جماعت اور با آبرو جتھے پر بڑا ناز تھا لیکن اس وقت) اللہ کے سوا کوئی جماعت اس کی مددگار نہ ہو سکی اور نہ وہ بدلہ لے سکا۔

۴۴۔ هُنَالِكَ ٱلْوَلَٰيَةُ لِلَّهِ ٱلْحَقِّ ۚ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا ۝ ع ۱۷

یہاں (سمجھنے اور یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ) سب اختیار اللہ برحق ہی کو ہے۔ (اللہ ہی حق ہے اور وہی کاموں کو بنانے والا ہے) اسی کا انعام بہتر اور اسی کا بدلہ اچھا ہے ۔

چھٹا رکوع

یہ مثالیں مال و اولاد، جاہ و مرتبت اور دنیا کی جملہ زینتوں کی ناپائیداری ثابت کر رہی تھیں ۔ اب ان کی ایک اور مثال مجموعی حیثیت سے دینے کے بعد، دینِ اسلام کی بنیادی تعلیم، توحید و آخرت کی طرف متوجہ کیا جا رہا ہے کہ آخرت کی کامیابی ہی سچی کامیابی ہے لیکن اس روز بیشتر لوگ اپنے نامۂ اعمال کو دیکھ کر شرمندہ و نادم ہوں گے ۔

۴۵۔ وَٱضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا كَمَآءٍ أَنزَلْنَٰهُ مِنَ ٱلسَّمَآءِ فَٱخْتَلَطَ بِهِۦ نَبَاتُ ٱلْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ ٱلرِّيَٰحُ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝

اور آپ ان لوگوں سے دنیا کی زندگی کی مثال (بھی) بیان کر دیجئے (یہ ایسی ہے) جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ملنے سے زمین میں خوب روئیدگی ہوئی (پانی اور مٹی کی قوتِ نمو کے ملنے سے سبزہ لہلہا اٹھا لیکن چند ہی دنوں میں یہ خشک ہو گیا اور) پھر وہ (سوکھ کر) چورا چورا ہو گیا جس کو ہوائیں اڑائے پھرتی ہیں ۔ (یہی حال دنیا کی رونقوں کا ہے، چند دن کی دلفریبی کے بعد اس کا بھی یہی انجام ہوتا ہے ، اور یہ تمہارا روز کا مشاہدہ ہے کوئی نئی بات نہیں) اور اللہ تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے (وہ بڑا صاحبِ اقتدار، ہر شے پر حاوی سب کا مالک ہے) ۔

۴۶۔ ٱلْمَالُ وَٱلْبَنُونَ زِينَةُ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ۖ وَٱلْبَٰقِيَٰتُ ٱلصَّٰلِحَٰتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ

مال اور اولاد (تو محض) دنیوی زندگی کی زینت ہیں ۔ اور (حقیقی سرمایۂ حیات تو وہ) باقی رہنے والی نیکیاں ہیں جو آپ کے رب کے یہاں ثواب کے اعتبار سے بہت اچھی اور امید کے اعتبار سے بہت بہتر ہیں ۔

اَمَلًا ○

یہ امید کیا ہے؟ قیامت اور آخرت کا معاملہ۔

۴۷۔ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا ○

اور (قیامت کا دن وہی دن ہوگا) جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور آپ زمین کو صاف میدان دیکھیں گے (نہ پہاڑ ہوں گے نہ چٹانیں. کھلا ہوا ایک لق ودق میدان) اور ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر ہم ان میں سے کسی ایک کو نہ چھوڑیں گے۔ (سب کو آپ کے رب کے روبرو حاضر ہونا پڑے گا)۔

۴۸۔ وَعُرِضُوا عَلَىٰ رَبِّكَ صَفًّا ۖ لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّنْ نَجْعَلَ لَكُمْ مَوْعِدًا ○

اور سب آپ کے رب کے حضور میں صف بستہ (قطار در قطار) پیش ہوں گے (تو ہم ان سے کہیں گے) بے شک تم ہمارے پاس ایسے ہی آپہنچے جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا، بلکہ تم نے تو یہ خیال کر رکھا تھا کہ ہم نے تمہارے لیے (قیامت کا) کوئی وقت مقرر ہی نہیں کیا۔

قیامت تو آنکھوں سے دیکھ لی اب نامۂ اعمال بھی دیکھو۔

۴۹۔ وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا ۚ وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ○ ع ۵/۱۸

اور (ان کا) نامۂ اعمال (کھول کر) رکھ دیا جائے گا۔ (یعنی ان کا نامۂ اعمال ان کے ہاتھ میں دیا جائے گا) پھر آپ دیکھیں گے کہ گنہگار جو کچھ کہ اس میں (لکھا) ہے اس سے ڈر رہے ہوں گے۔ (اس کا لکھا دیکھ کر اپنے گناہوں کی فہرست پر نظر ڈال کر خوف زدہ ہوں گے، ان کا بُرا حال ہوگا) اور کہیں گے اف ری ہماری بدنصیبی، یہ کیا نامۂ اعمال ہے کہ جس نے نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا جو گنوا نہ دیا ہو (جو اس میں درج نہ ہو) اور جو عمل انہوں نے (دنیا میں) کیے ہوں گے وہ (نظروں کے) سامنے پائیں گے (عدل کے ساتھ معاملہ ہوگا) اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا (کسی کو اس کی غلطی سے زیادہ سزا نہ ملے گی)

ساتواں رکوع

کیا انسان کو زیب دیتا ہے کہ وہ دنیا میں رہ کر اس درجہ سرکشی اختیار کرے، کیا وہ اپنی عظمت کی داستان بھول گیا، کیا اسی کو مسجودِ ملائکہ نہ بنایا گیا تھا کیا اسے اسی کے دشمن ابلیس سے آگاہ نہ کیا گیا تھا، انبیاء کی ایک کثیر جماعت ہدایت کے لیے نہ آتی رہی تھی، لیکن یہ شرک میں مبتلا ہوا۔ کون اللہ کے سامنے

ان مشرکوں اور کافروں کی فریاد کو پہنچ سکتا ہے۔

۵۰۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ○

اور (کیا انسان کو وہ دن یاد نہیں رہا) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا وہ جنات میں سے تھا، پس اس نے اپنے رب کے حکم سے نافرمانی کی۔ کیا پھر (ہمارے اس احسان کے باوجود) تم مجھ کو چھوڑ کر اس کو اور اس کی اولاد کو دوست بناتے ہو، حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ (یہ تو سراسر ظلم ہے، کفر ہے اور یاد رکھو کہ) ظالموں کے لیے بہت بُرا بدلہ ہے۔

تخلیق عالم کے وقت سوائے خدا کے کچھ نہ تھا، جو ظاہر ہوا وہ اس کی تخلیق ہے۔ کیسے جاہل ہیں کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی مخلوق کو اس کا شریک کار سمجھتے ہیں! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

۵۱۔ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ○

میں نے ان کو (یعنی شیاطین اور اس کی ذریت کو) آسمانوں اور زمین کو پیدا کرتے وقت (ہرگز) نہ بلایا تھا (کہ ذرا آکر دیکھ جائیں اور مشورہ دے جائیں) اور نہ خود ان کی پیدائش کے وقت (ان سے پوچھا گیا ہو کہ تم کیسے بنائے جاؤ) اور میں ایسا نہ تھا کہ گمراہ کرنے والوں کو اپنا (دست و) بازو بناتا (جیسا کہ جاہل انسان کرتا ہے کہ شیاطین جو اسے راہ سے بے راہ کرتے ہیں انہیں کو وہ اپنا رفیق سمجھتا ہے۔ اللہ کے دوست تو اس کے نیک بندے ہیں جو اس کے ہو گئے)۔

۵۲۔ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ○

اور (قیامت کے اس دن کو نہ بھولو) جس دن (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا جن کو تم اپنے خیال میں میرا شریک سمجھتے تھے ان کو پکارو (کہ آکر تمہاری مدد کریں) پھر وہ (نادان) پکاریں گے لیکن وہ ان کو کچھ جواب نہ دیں گے اور ہم ان کے (اور ان کے رفیقوں کے) درمیان ایک مہلک جگہ بنا دیں گے۔ (جہنم کی آگ ان کے درمیان ہو گی)۔

آیت نمبر ۵۲۔ موبقاً = موبق نام ہے وادیٔ جہنم کا، یہ وبق کا اسم ظرف ہے، وبق کے معنی ہلاکت، آڑ، حائل کے ہیں، موبق اسم مکان ہے بمعنی دوزخ یا مصدر ہے وبق یبق سے، وہ مقام تمیز و جدائی جہاں مومن و کافر کو علیحدہ علیحدہ صف میں کھڑا کر کے جدا کریں گے۔

۵۳- وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝ ع ۱۹

اور گنہگار آتش دوزخ کو دیکھیں گے تو یقین کرلیں گے کہ انھیں اس میں گرنا ہے، اور اس سے پھرنے (اور بچنے) کی کوئی راہ نہ پائیں گے۔ (رہی سہی اُمیدیں بھی منقطع ہوجائیں گی اور دوزخ ان کا ٹھکانہ ہوگی)۔

آٹھواں رکوع

اسلام کے بنیادی اصول، واضح انداز سے مثالوں سے ہر طرح سمجھائے گئے، رسولوں نے تبلیغ فرمائی عواقب سے ڈرایا، نیک عمل پر بشارتیں دیں لیکن جو نہ ماننے پر تُلے بیٹھے تھے وہ جھگڑتے ہی رہے۔ آج بھی ان کا یہی انداز ہے یہ سب ناسمجھی کی باتیں ہیں، ان کی ضد اور دین سے بیزاری نے ان کو محرومِ ہدایت کردیا ہے۔

۵۴- وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۝

اور بے شک ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے (دین کے تمام بنیادی اصول اور فلاح کے طریقوں کو) ہر طرح کی مثال سے سمجھایا ہے (خوب خوب واضح کیا ہے) لیکن انسان سب سے بڑھ کر جھگڑالو ہے (بڑا ناعاقبت اندیش واقع ہوا ہے جو اپنا فائدہ خود نہیں سمجھتا اور جھگڑتا رہتا ہے)۔

اس سے بڑھ کر ناعاقبت اندیشی اور کیا ہوگی کہ اللہ خود رسول بھیجے، وحی نازل فرمائے لیکن لوگ نہ مانیں۔

۵۵- وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝

اور لوگوں کو کس چیز نے روکا کہ ایمان لاتے جب ان کے پاس ہدایت پہنچ چکی اور اپنے رب سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے۔ بجز اس کے (کہ وہ بھی منتظر ہوں کہ) انہیں بھی اگلوں کا سا معاملہ پیش آئے یا عذابِ (الٰہی) ان کے رُوبرو ہو۔

ان رسولوںؑ کو بھیجنے کا منشا لوگوں کی فرمائشیں پورا کرنا نہیں بلکہ ہدایت کرنا ہے، لوگوں کو بُری باتوں کے عواقب سے ڈرانا، نیک عمل پر بشارت دینا ہے تاکہ وہ حق کو پائیں، حق کو سمجھیں نہ کہ حق کے مٹانے پر تُل جائیں۔

۵۶- وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ

اور ہم تو رسول بھیجتے ہی اس لیے ہیں کہ وہ (نیک لوگوں کو) خوشخبریاں سنائیں اور (گنہگار لوگوں کو عذابِ الٰہی سے) ڈرائیں اور جو کافر ہیں (جنہوں نے کفر کو اپنا شعار بنا لیا ہے) جھوٹی باتوں کی سند لے کر جھگڑتے رہتے ہیں تاکہ اس

كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ○

کے ذریعے حق کو دبادیں (حق کے قدم ڈگمگادیں، ایسا نہیں ہوسکتا، یہ کلام الٰہی ہے) اور انہوں نے میرے کلام کو اور اس (عذاب) کو جس سے وہ ڈرائے گئے تھے مذاق ٹھہرالیا ہے۔

ان لوگوں نے خود اپنے پرظلم کیا ہے اللہ نے بھی ان کے اصرارِ کفر پر ان کے قلوب پر پردے ڈال دیئے، ان کے دل سخت ہوگئے۔

۵۷۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ○

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جس کو اس کے پروردگار کے کلام سے نصیحت کی جائے پس وہ اس سے منہ پھیرلے اور جو کچھ وہ اپنے ہاتھوں (تکذیب حق اور انبیاء سے استہزاء کا ذخیرہ) آگے بھیج چکا ہے وہ بھی بھلادے (کبھی بھولے سے بھی خیال نہ آئے کہ ان کی سزا بھی بھگتنا پڑے گی) ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں کہ اس (قرآن) کو سمجھ ہی نہ سکیں اور ان کے کانوں میں بوجھ ہے (نہ دل نصیحت پذیر ہوتا ہے نہ کان سماعت پذیر ہوتے ہیں) اور اگر آپ انہیں (راہِ) ہدایت کی طرف بلائیں تو وہ کبھی راہ پر نہ آئیں۔

پھر بھی ان کی فوری گرفت نہیں ہوتی اس میں اللہ کی حکمت ہے یہاں بار بار موقع دیتا ہے یہ اس کی رحمت ہے جب وقت آجائے گا کہیں بچ کر نہ جاسکیں گے۔

۵۸۔ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ○

اور آپ کا رب تو بڑا بخشنے والا (اور) رحمت والا ہے۔ اگر وہ ان کے کیئے پر ان کو پکڑنے لگے تو فوراً ہی ان پر عذاب بھیج دے لیکن ان کے لیے (عذاب کا) ایک وقت مقرر ہے (جب وہ وقت آجائے گا تو) وہ اس سے بچ کر پناہ کی جگہ نہ پائیں گے۔

تاخیرِ عذاب سے لوگ سمجھتے ہیں کہ کچھ نہ ہوگا۔ ایسا نہیں ہے اللہ کا جب بھی عذاب آیا ہے بستیوں کی بستیاں تباہ و برباد ہوگئی ہیں۔

۵۹۔ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ○ ع

اور یہ بستیاں (جو ویران پڑی ہیں) جب انہوں نے (یعنی ان کے رہنے والوں نے) ظلم کیا (کفر سے باز نہ آئے) تو ہم نے ان کو تباہ کردیا اور ہم نے ان کی ہلاکت کا ایک وقت مقرر کردیا تھا۔ (جب وہ وقت آگیا کوئی نہ بچ سکا)۔

نواں رکوع

اصحاب کہف کے سلسلہ میں ماضی کے واقعات سے نقاب کشائی کی گئی اب مستقبل کے علوم سے حجابات اٹھائے جارہے ہیں۔ سمجھایا جارہا ہے کہ عالم اسرار کونیہ اور اسرار شریعت میں کیا فرق ہے۔ شاہ صاحب نے خوب فرمایا کہ "حضرت موسیٰ علیہ السلام کا علم وہ کہ خلق اس کی پیروی کرے تو اس کا بھلا ہو۔ حضرت خضر کا علم وہ کہ دوسروں سے اس کی پیروی بن نہ آئے" ایک علم نبوت ہے جو مخلوق کی ہدایت کے لئے ہے دوسرا امر رب جہاں مامور کو دم مارنے کی گنجائش نہیں۔ روایت ہے کہ "کسی نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ سب سے زیادہ عالم کون ہے انہوں نے کہا کہ میں ہوں۔ خدا نے وحی کی کہ میرا ایک بندہ مجمع البحرین میں ہے وہ تم سے زیادہ علم رکھتا ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے اس سے ملنے اور علم حاصل کرنے کی غرض سے عزم سفر کیا، پتہ یہ دیا گیا کہ دو دریاؤں کے ملنے کے قریب اس کا مقام ہے تم تلی ہوئی مچھلی ساتھ رکھو جہاں گم ہو جائے وہیں وہ تمکو ملیگا۔ مچھلی کے زندہ ہوکر اس طرح غائب ہونے میں یہ اشارہ تھا کہ جس علم کی تلاش میں جا رہے ہو وہ کچھ بظاہر ماورائے فطرت ہے۔ اس کا تعلق رموز و اسرار سے ہے۔ جہاں صبر مشکل ہوتا ہے"۔

۶۰۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِىَ حُقُبًا ○

اور (وہ وقت یاد کیجئے) جب موسیٰ نے اپنے جوان (سال شاگرد حضرت یوشع بن نون) سے کہا کہ میں برابر سفر کرتا رہوں گا یہاں تک کہ (منزل مقصود یعنی) دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر پہنچ جاؤں یا (یوں ہی) سالہا سال چلتا رہوں۔

چنانچہ تلی ہوئی مچھلی جوان شاگرد کے حوالہ ہوئی اس ہدایت کے ساتھ کہ مچھلی کا برابر خیال رکھے اور پیغمبرانہ عزم اور اشتیاق کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے۔

۶۱۔ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ سَرَبًا ○

پھر جب وہ دونوں ان دریاؤں کے سنگم پر پہنچے تو وہ اپنی مچھلی بھول گئے پھر اس نے سرنگ بناتے ہوئے دریا میں اپنی راہ لی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پتھر پر سر رکھ کر سو رہے تھے، جوان شاگرد پاس بیٹھا تھا یہ عجیب و غریب واقعہ یعنی مچھلی کا زندہ ہونا دریا میں جانا دیکھا۔ حضرت موسیٰ کو بیدار نہ کیا اور ان کے بیدار ہونے پر کسی خیال میں ایسا کھویا کہ واقعہ بیان کرنا بھی بھول گیا۔

۶۲۔ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ۡ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا

پھر جب وہ دونوں آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ نے اپنے جوان (شاگرد) سے کہا (ذرا) ہمارا ناشتہ (تو) لانا (آج) اس سفر میں ہم کو (خلاف معمول)

هٰذَا نَصَبًا ○ بہت تکان ہو گیا ہے۔

یہ تکان، یہ اشتہا بھی خدا کی طرف سے ایک یاد تھی کہ موسیٰ بہت دُور نہ نکل جائیں۔

۶۳۔ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ○

(نوجوان) بولا۔ کیا (عرض کروں) دیکھئے تو جب ہم لوگ اس چٹان کے پاس ٹھیرے تھے تو (ایسا ہوا کہ) میں اس مچھلی کو (بالکل) بھول گیا اور مجھکو شیطان ہی نے بھلا دیا کہ میں (آپ سے) اس کا ذکر کروں اور اس نے تو عجیب طرح سے دریا میں اپنا راستہ بنالیا۔

غور طلب بات یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کچھ کہا نہ واقعہ کی تفصیل پوچھی بلکہ اصل مدعا کی طرف رجوع ہوئے، ایسا معلوم ہوا جیسے اس بات کے سننے ہی کے منتظر تھے۔

۶۴۔ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ○

فرمایا یہی (وہ مقام) ہے جس کی ہم تلاش میں تھے، پھر اپنے پیروں کے نشان دیکھتے دونوں اُلٹے پھرے۔

۶۵۔ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ○

تو انہوں نے ہمارے (مقبول) بندوں میں سے ایک بندہ کو پایا جس کو ہم نے اپنی رحمت خاص عطا کی تھی (یعنی نعمت ولایت دی تھی) اور اپنے پاس سے ان کو ایک علم (لدنی) بھی تعلیم کیا تھا (یہ علم اسرار کونیہ سے متعلق تھا)

۶۶۔ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ○

موسیٰ نے ان سے کہا کیا میں آپ کے ساتھ اس شرط پر رہ سکتا ہوں کہ جو مخصوص علم آپ کو عطا ہوا ہے آپ اس میں سے کچھ مجھے بھی سکھادیں۔

۶۷۔ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ○

(خضر علیہ السلام نے) کہا تم میرے ساتھ رہ کر (میرے بہتیرے کاموں پر) صبر نہ کرسکو گے۔

۶۸۔ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ○

اور (موسیٰ) اس معاملہ میں تم مجبور بھی ہو جس بات کو تم پوری طرح نہیں جانتے (یعنی جو بظاہر اصول شریعت سے ٹکرائے اس پر تم صبر کر بھی کیسے سکتے ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا حکم ملا تھا، ان کی عظمت دل میں جگہ کر چکی تھی ہر چند اپنی شریعت پر مامور تھے لیکن اس علم کے بھی خواہاں تھے جسے اللہ نے رحمت اور علم لدنی فرمایا ہو۔

۶۹۔ قَالَ سَتَجِدُنِىْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِىْ لَكَ اَمْرًا ○

فرمایا آپ مجھے انشاءاللہ صابر پائیں گے اور میں آپ کے حکم کے خلاف کروں گا (یعنی فرمانبرداری اور اطاعت میں رہوں گا کہ جانتا ہوں کہ حصولِ علم کی اولین شرط یہی ہے)۔

۷۰۔ قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝ ع ۹/۱۱ ۲۱

(حضرت خضر نے، کہا اچھا اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو (شرط یہ ہے کہ) تم مجھ سے کسی بات پر سوال نہ کروگے جب تک میں خود اس کا ذکر تم سے نہ چھیڑوں۔ (ارادت اور اتباع میں خاموشی شرط ہے جب تک ابتدار خود میری طرف سے نہ ہو۔ گویا یہ پہلا سبق تھا جو حضرت خضر نے دیا)۔

دسواں رکوع

موسیٰ علیہ السلام نے خاموشی سے شرط منظور کرلی اور حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ ہولیے اس مقام تک وہ نوجوان (شاگرد) موسیٰ کے ساتھ تھا اب خود موسیٰ خضر علیہ السلام کے ساتھ روانہ ہوتے ہیں۔ وہ بھی ایک علم کی عظمت تھی، یہ بھی ایک علم کی عظمت ہے۔

۷۱۔ فَانْطَلَقَا ۖ حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا ۖ قَالَ أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا ۝

غرض دونوں روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو اس نے (یعنی خضر علیہ السلام نے) اس میں سوراخ کردیا (ایک آدھا تختہ نکال دیا نبی کی فطرت میں تبلیغ ہوتی ہے فوراً) بولے (یہ آپ نے کیا کیا) کیا آپ نے اس (کشتی) کو اس لئے توڑ ڈالا (اس میں سوراخ کردیا) تاکہ اس کے بیٹھنے والوں کو آپ ڈبودیں۔ بے شک یہ تو آپ نے بہت بھاری بات کی (یہ تو ناقابلِ برداشت ہے)

۷۲۔ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝

(خضر علیہ السلام نے) کہا میں نے نہ کہا تھا کہ تم میرے ساتھ (میرے کاموں پر) صبر نہ کرسکوگے۔

۷۳۔ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا ۝

(موسیٰ علیہ السلام کو یاد آگیا کہ میں مامور من اللہ ہوں اور خاموش رہنے کا وعدہ کرچکا ہوں) فرمایا جو بھول مجھ سے ہوئی اس پر گرفت نہ کیجئے اور میرے معاملے میں مجھ پر مشکل نہ ڈالیے (یعنی اگر معمولی بھول چوک پر آپ نے مؤاخذہ فرمایا تو پھر آپ کے ساتھ رہ کر علم حاصل کرنا میرے لیے مشکل ہوجائے گا)۔

۷۴۔ فَانْطَلَقَا ۖ حَتَّىٰ إِذَا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ قَالَ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا ۝

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب وہ (راہ میں) ایک لڑکے سے ملے (جو اس وقت کسی قابلِ الزام گناہ کا بھی مرتکب نہ ہوا تھا) تو اس نے (یعنی خضر نے) اس کو مار ڈالا (ناحق کے اس قتل نے اصولِ شریعت، موسیٰ کے سامنے آئے اور ان سے نہ رہا گیا) کہا کیا آپ نے ایک معصوم جان بلا کسی قصاص کے لے لی (بلا کسی شرعی وجہ کے قتل کر ڈالا) بے شک یہ تو آپ نے (بڑی) بے جا حرکت کی (اس پر تو سب ہی ملامت کریں گے)۔

فیوض القرآن

جلد دوم

مترجمہ

ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی

فیروز سنز

إن هذه تذكرة فمن شاء اتخذ إلى ربه سبيلا

فیوض القرآن

جلد دوم

ترجمہ و تشریح مع ربطِ آیات و ضروری حواشی

از افادات

اُستادِ محترم حضرت احمد عبد الصمد فاروقی قادری چشتی

مُرتّبہ

(ڈاکٹر) سید حامد حسن بلگرامی

(سابق) رئیس الجامعہ، جامعہ اسلامیہ بہاولپور

فیروزسنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فیوض القرآن ترجمہ وتفسیر قرآنِ کریم اور حضرت علامہ ڈاکٹر حامد حسن بلگرامی صاحب مدظلہٗ کو اوّل تا آخر مع متن قرآنِ کریم حرف بحرف بغور دیکھا بحمدہٖ سبحانہ وتعالیٰ وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ اب اس میں قرآنِ کریم کے متن، ترجمہ وتفسیر کی کوئی غلطی نہیں ہے۔

الحافظ القاری فضل خالق عفا اللہ عنہ
فاضل جامعہ علوم اسلامیہ علامہ ابنوری ٹاؤن
ورجسٹرڈ پروف ریڈر حکومت پاکستان صوبہ سندھ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

امابعد

میں نے جناب سید حامد حسن صاحب بلگرامی زید مجدہٗ

"رئیس الجامعہ الاسلامیہ بہاول پور" کی تفسیر" فیوض القرآن کے متون کو اوّل تا آخر حرفاً حرفاً بغور مطالعہ کیا لہٰذا میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس کے متون میں کوئی کمی بیشی اور رسم الخط میں کوئی غلطی نہیں ہے۔

بندہ دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس عظیم خدمت کو عام فرمائیں اور ان کی نجات کا ذریعہ بنائیں آمین یارب العالمین۔

احقر
محمد عبدالستار غنی عنہ
امام مسجد بیت السلام ڈیفنس۔ فیز ۴
۲۳ر رجب المرجب ۱۴۰۹ھ ۲ر مارچ ۱۹۸۹ء

ناشر

فیروز سنز لمیٹڈ

راولپنڈی	لاہور	کراچی
277- پشاور روڈ	60- شاہراہ قائداعظم	پہلی منزل، مہران ہائٹس مین کلفٹن روڈ
فون:5564273,5563503	فون:111-62-62-62	فون:35830467,35867239

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور باہتمام ظہیر اسلام پرنٹر و پبلشر

فیوض القرآن جلد دوم

فہرست

منتخب اشاریہ قرآن حکیم

مرتبہ: ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی

(از صفحہ ۱۵۱۴ تا ۱۵۶۰)

پارہ - ۱۶

قَالَ اَلَمْ

۷۵- قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ۝

(حضرت خضرنے) فرمایا کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ (اے موسیٰ) تم میرے ساتھ (رہ کر) صبر نہ کرسکو گے۔

یہ دوسری بار تھی، پہلی مرتبہ تو سوال بھولے سے تھا کوئی اعتراض منظور نہ تھا، اس بار شریعت کے بظاہر ٹکراؤ سے سخت بےچینی اور اضطراب کے تحت یہ سوال کر بیٹھے۔

۷۶- قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَىْءٍۢ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِىْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّىْ عُذْرًا ۝

(موسیٰ نے) کہا، اگر اس کے بعد (پھر) آپ سے کسی بارے میں کچھ پوچھوں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیے گا۔ بےشک میری طرف سے آپ کا عذر پورا ہوا۔

یعنی آپ مجھے ساتھ نہ رکھنے میں معذور ہوں گے اور میری طرف سے آپ پر کوئی الزام نہ ہوگا۔
بہرحال ایک بار اور معاف فرمائیں، تیسری بار اصولِ شریعت کے تحت الگ کردیں۔ آپ اپنے علم کے پابند ہیں میں اپنی شرع کا پابند۔

۷۷- فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ ِۨ اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ۝

پھر دونوں روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے (اور) ان سے (کچھ) کھانے کو مانگا تو وہاں کے لوگوں نے ان کو مہمان رکھنے سے انکار کردیا، پھر ان دونوں نے ایک دیوار پائی جو گرنے ہی والی تھی پس اس (بندۂ خدا) نے اس کو سیدھا کر دیا (محنت مشقت سے دیوار درست کی تاکہ گرنے سے بچ جائے۔ حضرت موسیٰ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوچکا تھا) فرمایا اگر آپ چاہتے تو اس (کام) پر آپ (کچھ) معاوضہ لے لیتے (تاکہ کچھ غذا ہی میسر آجاتی)۔

حضرت خضرؑ نے سمجھ لیا کہ یہ بنیادی اختلاف ہے موسیٰؑ بھی مجبور ہیں۔

۷۸- قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِىْ وَبَيْنِكَ ۚ

(خضر نے) کہا (بس) اب میرے اور تمہارے درمیان جدائی ہے (حقیقت

سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ○ | یہ ہے کہ جب تک تم پر یہ راز آشکارا نہ ہو تم صبر بھی کیسے کر سکتے ہو!) اب میں تم کو ان باتوں کی حقیقت سے آگاہ کیے دیتا ہوں جن پر تم صبر نہ کر سکے۔

٧٩۔ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ○ | وہ جو کشتی تھی وہ (چند) غریبوں کی تھی جو دریا میں کام کرتے (اور اس سے روزی حاصل کرتے) تھے پس میں نے چاہا کہ اس میں نقص پیدا کر دوں اور (بات یہ تھی کہ جدھر ان کو جانا تھا) ان کے آگے (کی طرف) ایک بادشاہ تھا کہ ہر (ثابت) کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا (اس طرح یہ کشتی اس کے ہاتھوں سے بچ جائے گی اور ان کے رزق کا یہ سہارا باقی رہے گا آپ تو اللہ کے حکم کے مطابق تشریعی طور پر لوگوں کے کام سنوارتے ہیں اور ہم تکوینی طور پر بمنشاء ایزدی لوگوں کے تکوینی امور کی اصلاح کرتے ہیں)۔

٨٠۔ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ○ | اور جو لڑکا تھا (جس کو میں نے مار ڈالا) اس کا واقعہ یہ ہے کہ اس کے ماں باپ صاحب ایمان (اطاعت گزار اور اللہ کے فرمانبردار بندے) تھے پس ہم کو اندیشہ ہوا کہ یہ اپنی سرکشی اور کفر سے انہیں عاجز کر دے گا۔

اس کے اطوار اچھے نہ تھے اس کا باطن پاک نہ تھا، ایک طرف اس کی زندگی اس کے والدین کے لیے ضیق اور تنگی کا سبب بنتی جو اللہ کو پسند نہ تھا دوسری طرف یہ لڑکا دنیا میں ذلیل اور اللہ کے یہاں رسوا کن عذاب میں مبتلا ہوتا جو نہ اس کے والدین پسند کرتے نہ یہ خود۔ اس لیے میں نے اس کی جان ارتکاب گناہ سے قبل اس کے جان دینے والے کو سپرد کر دی پھر یہ سمجھ کر کہ اولاد کی موت پر ماں باپ کو غم ہوگا

٨١۔ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ○ | تو ہم نے چاہا کہ ان کا رب اس کے بدلہ میں ان کو اس سے بہتر (ایسی اولاد) دے جو (قلب کی) پاکیزگی میں اس سے بہتر اور (والدین کی اطاعت اور) محبت میں اس سے بڑھ کر ہو۔

٨٢۔ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ | اور وہ جو دیوار تھی تو وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس (دیوار) کے نیچے ان دونوں کا مال (مدفون) تھا۔ اور ان کا باپ بڑا نیک آدمی تھا پس تمہارے رب نے چاہا کہ یہ لڑکے جوان ہو جائیں اور اپنا مال (دیوار کے نیچے سے) نکال لیں (اس وقت تک یہ مال محفوظ رہے اور کوئی شخص دست اندازی نہ کرنے پائے اس لیے میں نے دیوار سیدھی کر دی) یہ تمہارے رب کی مہربانی ہے۔ اور

اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ اَمْرِىْ ۗ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝ ع

میں نے (یہ کام) از خود نہ کیا (سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوا) یہ حقیقت ہے ان امور کی جن پر تم صبر نہ کر سکے۔

گیارھواں رکوع

اصحابِ کہف اور موسیٰؑ اور خضرؑ کا واقعہ اور اس کے حقائق بیان ہو چکے اب یہود کے تیسرے سوال یعنی ذوالقرنین کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

۸۳۔ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ۗ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۝

اور (اے رسول یہ لوگ) آپ سے ذوالقرنین کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے (لو) میں تمہارے سامنے اس کا بھی ذکر (کتاب اللہ ہی سے) پڑھ کر سُناتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

۸۴۔ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِى الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ۝

ہم نے (زمانۂ قدیم میں ایک نیک مرد کو جس کو یہود کے ہاں ذوالقرنین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے) اس کو زمین پر تسلط دیا تھا (ایک بڑی حکومت عطا کی تھی) اور (اس کے انتظام و انصرام کے لیے) ہم نے ہر طرح کے وسائل اس کو دیئے تھے۔

۸۵۔ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۝

پس اس نے ایک منزل کی راہ لی۔

اور ایک منصوبہ کے تحت مغرب کی جانب روانہ ہوا۔

۸۶۔ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِىْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۝

یہاں تک کہ جب وہ غروب آفتاب کی جگہ پہنچا (یعنی ایک ایسے مقام پر جہاں آبادی ختم تھی اور اس کے آگے کیچڑ اور پانی تھا جس سے گزرنا ممکن نہ تھا) تو اس نے سورج کو (افق مغرب میں) سیاہ رنگ کے پانی میں ڈوبتا ہوا پایا اور اس کے قریب ایک قوم کو بھی (آباد) پایا۔ (گویا مغرب کی جانب اس حد تک جہاں اسباب و وسائل سے اس زمانہ میں پہنچنا ممکن تھا ذوالقرنین فاتحانہ انداز سے پہنچا اور) ہم نے کہا اے ذوالقرنین (تجھ کو اختیار ہے کہ اب بطور دنیاوی حاکم کے ان کے حسبِ حال) تو (ان کو) تکلیف پہنچا یا ان کے ساتھ

حسنِ سلوک سے پیش آ ۔

٨٧۔ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ○

(ذوالقرنین نے علی الاعلان) کہا جو ظلم کرے گا (کفر اور بدکاری کو اپنا شعار بنائے گا) تو ہم اسکو ضرور سزا دینگے پھر (جب) وہ اپنے پروردگار کے پاس لوٹایا جائے گا تو وہ بھی اس کو سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔

٨٨۔ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ِۨالْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ۗ○

اور جو کوئی (اللہ پر) ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا تو اس کے لیے اچھا بدلہ ہے (وہ آخرت میں اچھا اجر پائے گا) اور ہم (دنیا میں بھی) اس کے ساتھ اپنے برتاؤ میں نرم (اور آسان) بات کہیں گے (اپنی عنایات و شفقتوں سے نوازیں گے)

مغرب میں اس کامیابی کے بعد اس نے مشرقی ممالک کا ارادہ کیا اور

٨٩۔ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ○

پھر اس نے ایک اور منزل کی راہ لی ۔

٩٠۔ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۙ○

یہاں تک کہ وہ طلوع آفتاب کے مقام پر پہنچا ۔ وہاں اس نے سورج کو ایک (ایسی) قوم پر طلوع ہوتے پایا (جو کسی قسم کے گھر بنا کر نہ رہتی تھی) جن کے لیے ہم نے سورج کے اس طرف کوئی آڑ نہیں بنائی تھی (جو آبادی پر سایہ کرتی یعنی وہاں نہ درخت تھے نہ جھاڑیاں ، یہاں بھی آبادی ختم تھی) ۔

تم سوچو گے کہ ذوالقرنین نے اتنی مسافت طے کیسے کی ۔

٩١۔ كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ○

(بس یہ سمجھ لو کہ یہ واقعہ) یوں ہی ہے (اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں) اور جو کچھ ذوالقرنین کے پاس تھا اس کی ہم کو پوری خبر ہے (وہ ہمارے احاطۂ علمی میں ہے ، اللہ صاحب قدرت ہے ، جس کو جو دینا چاہتا ہے دیتا ہے جس طرح رکھنا چاہتا ہے رکھتا ہے ۔ زندگی و موت ، کامیابی و کامرانی سب اس کے ہاتھ ہے ناممکن کو ممکن وہی بنا دیتا ہے) ۔

٩٢۔ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ○

پھر اس نے ایک اور منزل کی راہ لی ۔

٩٣۔ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا

یہاں تک کہ جب وہ دو پہاڑوں کے درمیان (ایک مقام پر) پہنچا تو اس نے پہاڑوں کے اس طرف ایک قوم کو آباد پایا جو کوئی بات سمجھ نہ سکتے تھے ۔

يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا ۝

ان کی زبان بھی مختلف تھی اور انداز بیان بھی۔ لیکن بہرحال انہوں نے اپنا مافی الضمیر بیان کیا اور ذوالقرنین نے بالواسطہ یا بلا واسطہ سمجھ لیا، جو کچھ انہوں نے کہا وہ یہ تھا۔

۹۴۔ قَالُوا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۝

انہوں نے کہا، اے ذوالقرنین! یاجوج و ماجوج نے ملک میں ایک آفت مچا رکھی ہے (ہم سب ان کے شر و فساد سے عاجز آگئے ہیں اور اگر آپ اجازت دیں) تو کیا ہم آپ کے لیے کچھ محصول (کے طور پر رقم) مقرر کر دیں تاکہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دیں (اور ہم ان کی غارت گری اور لوٹ مار سے محفوظ ہو جائیں)۔

۹۵۔ قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۝

(ذوالقرنین نے) کہا (مجھے تمہاری دولت کی ضرورت نہیں) جو کچھ مجھے میرے رب نے بخشا ہے وہ (تمہاری دولت سے بہت) بہتر ہے۔ البتہ (اس کام میں) تم (بھی) اپنی محنت (و مشقت) سے میری مدد کرو، میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک ہی مستحکم دیوار بنا دوں گا۔

۹۶۔ اٰتُوْنِىْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِىْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ۝ؕ

(جاؤ زمین سے لوہا کھودو اور) لوہے کے بڑے بڑے ٹکڑے میرے پاس لے آؤ۔ (غرض کام شروع ہو گیا) یہاں تک کہ جب پہاڑوں کے دونوں کناروں تک (لوہے کے ٹکڑوں کو بھر کر) برابر کر دیا تو (ذوالقرنین نے) کہا (اچھا اب اس میں آگ لگا کر اسے) دھونکو (چنانچہ ایسا ہی کیا گیا) یہاں تک کہ (لوہا) آگ ہو گیا تو (ذوالقرنین نے) کہا اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ تو میں اس پر ڈال دوں۔

۹۷۔ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ۝

غرض (اس طرح ایک ایسی دیوار تیار ہو گئی کہ) وہ (یاجوج و ماجوج) نہ تو اس پر چڑھ سکتے تھے نہ اس میں نقب ہی لگا سکتے تھے۔

کام ختم ہونے پر ذوالقرنین نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

۹۸۔ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّىْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّىْ جَعَلَهٗ

کہا یہ میرے رب کی رحمت ہے (کہ ایک ایسی دیوار قائم ہو گئی اور ایک فتنہ کا سدباب ہو گیا جب تک اللہ کو منظور ہے یہ دیوار یوں ہی قائم رہے گی) البتہ

دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّىْ حَقًّا ۝

جب میرے رب کا وعدہ آپہنچے گا تو اس کو ڈھا کر برابر کر دے گا اور بے شک میرے پروردگار کا وعدہ سچا ہے۔

۹۹۔ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِىْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۝

اور (جس دن اس کے منہدم ہونے کا وقت آجائے گا) ہم اس دن ان (قوموں) کو چھوڑ دیں گے کہ ایک (قوم) دوسری (قوم) کے درمیان (موجوں کی طرح) گھس پڑے گی۔ (دیوار ٹوٹ جائے گی اور قوم یاجوج وماجوج لہروں کی طرح لوگوں پر ٹوٹ پڑے گی۔ یہ وقت قرب قیامت کا ہوگا) اور صور پھونکا جائے گا (قیامت برپا ہوگی) پس ہم ان تمام لوگوں کو (میدان حشر میں) جمع کرینگے

۱۰۰۔ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ۝

اور اس دن ہم دوزخ کو کافروں کے سامنے لائیں گے۔

دوزخ ان کافروں کے سامنے ہوگی۔

۱۰۱۔ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِىْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِىْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۝ ع ۱۱/۱۹ ۲

جن کی آنکھوں پر میری یاد سے (غفلت کا) پردہ پڑا ہوا تھا اور جن کے کان محروم سماعت تھے (یعنی اپنی ضد اور جہالت کی وجہ سے جو کسی نصیحت کو نہ غور سے سنتے نہ قبول کرتے تھے)۔

بارھواں رکوع

سورۃ کہف کا آخری رکوع ہے، یہود و قریش کے سوالوں کے جواب کے بعد توحید خالص کے منکروں کو عذاب الٰہی کی دھمکی اور مومنین کو جنت فردوس، مقام دید کی بشارت دی جارہی ہے۔ بتایا جارہا ہے کہ جو کچھ علم، قرآن اور کتب سماویہ کے ذریعہ انہیں دیا گیا وہ علم الٰہی کے بحر بے کراں کا ایک قطرہ بھی نہیں۔ یہی نہیں بلکہ اگر سمندر سیاہی بنتے چلے جائیں اور سمندر پر سمندر پیدا ہوں، تب بھی اللہ کی حمد و ثنا ضبط تحریر میں نہ لائی جاسکے۔ اس طرح سورۃ کہف "ولا یشرك بعبادة ربه احدا" کی عظیم الشان تعلیم، تصور صالح اور حضوری کے ساتھ عبادت کے آداب پر ختم ہوتا ہے۔

اے رسول۔ یہ کافر آپ سے سوال کیے جاتے ہیں آپ ان کا جواب دیتے، حق کی تلقین فرماتے ہیں لیکن یہ ہیں کہ اپنی ضد پر قائم، کفر پر جمے ہوئے ہیں۔

۱۰۲۔ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ

کیا یہ منکرین (حق یہ) سمجھتے ہیں کہ وہ میرے سوا میرے بندوں کو اپنا حمایتی

يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِن دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ۝

(اور مددگار) ٹھہرالیں (اور میں ان سے خفا نہ ہوں، انہیں ان کے اس ظلم عظیم کی سزا نہ دوں ایسا نہیں ہوسکتا) بے شک ہم نے کافروں کی مہمانی کے لئے دوزخ تیار کر رکھی ہے (جہاں ان کو عذاب الٰہی سے ان کا کوئی حمایتی بچا نہ سکے گا)۔

١٠٣ - قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝

(آپ ان منکرین حق سے یہ بھی) فرما دیجیے کیا ہم تم کو بتائیں کہ کون لوگ اپنے اعمال کے اعتبار سے بالکل گھاٹے میں رہے۔

١٠٤ - الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝

(یہ) وہ لوگ (ہیں) جن کی ساری کوششیں دنیا کی زندگی میں اکارت ہوئیں اور وہ یہی سمجھتے رہے کہ وہ بڑے اچھے کام کر رہے ہیں (جو کام کیے دنیاوی فائدہ کی غرض سے کیے۔ توحید کے علمبرداروں سے درس توحید نہ لیا، اور خلوص نیّت سے کوئی کام نہ کیا)۔

١٠٥ - أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں سے اور اس کے روبرو حاضر ہونے سے انکار کیا پس (اسی انکار کے باعث) ان کے تمام اعمال اکارت گئے تو ہم قیامت کے دن ان کے (اعمال کے) لئے کچھ بھی وزن قائم نہ کریں گے (اعمال میں وزن تو ایمان سے پیدا ہوتا ہے، جب ایمان ہی نہیں تو عمل صالح کہاں سے ہوتا۔ جو عمل دنیا کے لیے کیے ان کا اجر دنیا ہی میں مل گیا تو آخرت کے لیے کیا رہا کہ اعمال میں وزن پیدا ہو)۔

١٠٦ - ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۝

(بس، یہ) جہنم ہی ان (کے دنیاوی اعمال) کا بدلہ ہے اس لیے کہ انہوں نے کفر کیا (اللہ کے ایک، یکتا، یگانہ ہونے کو تسلیم ہی نہ کیا) اور ہماری آیتوں اور ہمارے رسولوں کا مذاق اڑایا (نہ قرآن پر ایمان لائے نہ صاحب قرآن پر بلکہ ان سب کی ہنسی اڑاتے رہے)۔

ان کے مقابلہ میں نعمت و رحمت مومنین کا حصہ ہوگی۔

١٠٧ - إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے ان کی مہمان نوازی کے لیے فردوس کے باغ (منتظر) ہیں (یہی ٹھنڈی چھاؤں کے باغات، مقام دید ہوں گے)۔

۱۰۸- خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ۝

ان میں وہ ہمیشہ رہا کریں گے (ان کی نعمتوں سے کبھی دل نہ بھرے گا) اور وہاں سے وہ کسی دوسری جگہ جانے کی تمنا نہ کریں گے۔

یہ اللہ کی باتیں ہیں کہاں تک بیان ہوں گی۔ اگر شوق ہے کہ علم الٰہی کے جلوے، توحید خالص میں رہ کر دیکھو تو مثال تمہارے سامنے ہے، حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تصورِ صالح اور حضوری کے ساتھ عبادت کرنا سیکھو، کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اسی دنیا میں بہت کچھ پا جاؤ گے، یہیں آنے والی زندگی کی بشارتیں پا لوگے۔

۱۰۹- قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝

آپ فرما دیجئے اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لئے سمندر (کا پانی) سیاہی ہو جائے تو قبل اس کے کہ میرے رب کی باتیں ختم ہوں سمندر ختم ہو جائے گا، اور (ایک سمندر کیا) اگر ویسا ہی دوسرا (سمندر) اس کی مدد کو لے آئیں (تو بھی اللہ کی باتیں ضبطِ تحریر میں نہ آ سکیں گی، ایک محدود، کتنا ہی وسیع سے وسیع تر کیوں نہ ہو جائے لامحدود کو کیسے محیط ہو سکتا ہے)

۱۱۰- قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝ ع

آپ فرما دیجئے (میرا پروردگار ایک، یکتا، یگانہ ہے میں توحید خالص میں ہوں یوں تو) میں بھی تم جیسا ایک بشر ہوں (بشری کیفیات مجھ پر بھی طاری ہوتی ہیں بشر کی ہدایت کے لیے بشر بنا کر بھیجا گیا ہوں البتہ میرا باطن، میری روح، اللہ سے قریب ہے، اسی کی ذات مجھے علوم حقہ، اور معرفت قدسیہ سے نوازتی ہے اسی کی میں عبادت کرتا ہوں اسی کی طرف تم کو دعوت دیتا ہوں) مجھ پر وحی آتی ہے (میری تمام تبلیغ کا خلاصہ یہ ہے) کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ پس جس کو اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو تو اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے (تصورِ صالح اور حضوری کے ساتھ عبادت کرے) اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔

حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ یہ بات خوب ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ عبادت صرف اللہ ہی کی کی جاتی ہے، اللہ کا بندہ شریعت کی پابندی کے ساتھ اپنی عبادات میں ظاہراً اور باطناً کسی کو شریک نہیں کرتا۔ عبادت کی غرض رضائے الٰہی ہے اور اس کا محرک شوق دید ہے جو ہر صالح قلب میں موجود ہے، جس نے تصورِ صالح اور حضوری کے ساتھ عبادت کی، اللہ اس کی عبادت قبول فرماتا ہے۔ اس کو رحمتوں سے نوازتا ہے۔

سُوْرَةُ مَرْيَمَ

مکی اٹھانوے آیات چھ رکوع

سورۂ کہف میں بتایا گیا کہ جو لوگ تصورِ صالح اور حضوری کے ساتھ عبادت کرتے ہیں اللہ ان کی عبادت قبول فرماتا رحمتوں سے نوازتا ہے۔ سورۂ مریم میں اللہ کی رحمتوں کا ذکر ہے۔ حروفِ مقطعات ک۔ ہ۔ ی۔ ع۔ ص میں ع و ص حضور سرکار دو عالم ہی کے دو نام ہیں۔ آپ ہی وسیلۂ رحمت ہیں جن کو جو ملا اسی وسیلۂ رحمت سے ملا ہے۔

پھر ان انبیاء علیہم السلام میں سے چند کا ذکر آتا ہے جن کی دعاؤں کو جس طرح اللہ نے چاہا قبول فرمایا۔ اور جس طرح چاہا اپنی رحمت سے نوازا۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو بڑھاپے میں اولاد دی حضرت مریم علیہا السلام کو عیسیٰ علیہ السلام عطا ہوئے۔ روح القدس سے تقویت بخشی گئی۔ اسی طرح دیگر انبیاء کا ذکر ہے۔ بتایا جارہا ہے کہ اسباب سے غافل نہ ہو لیکن اسباب ہی کو سب کچھ نہ سمجھو، نظر مسبب الاسباب ہی پر ہے، رحمت قویٰ کی محتاج نہیں قویٰ رحمت کے محتاج ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ ظاہری صورت پر اصل حقیقت کا دھوکہ نہ کھاؤ فرشتہ شکل انسان میں بھی آئے پھر بھی فرشتہ ہے، عیسیٰ علیہ السلام بلا باپ کے پیدا ہوں پھر بھی اللہ کے بندے اس کے نبی ہیں۔ حضرت مریم علیہا السلام کی پاک اور معصوم زندگی کی صداقت کی گواہی بھی اپنے گہوارہ میں دیتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندہ، اللہ کے نبی ہیں۔ ان کی پیدائش، زندگی اور آسمان کی طرف اٹھایا جانا سب ہی معجزہ ہے۔ یہ سب اللہ کے ایک امرِ کُن کا کرشمہ ہے اس پر خدا کا دھوکہ کھانا نادانی ہے۔ اللہ، اللہ ہے، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، کیوں دھوکہ کھاؤ، کیوں ہلاکت میں پڑو۔ اس کی رحمت کو سمجھو، یاد کہ یہی موجب فلاح ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان، نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ كٓهٰيٰعٓصٓ ۝ؔ تفخ کاف۔ ہا۔ یا۔ عین۔ صاد (حروف مقطعات ہیں)

رحمت کا ذکر انہیں حروف سے شروع کیا، رحمت کے خواستگار ان کا ورد کرتے ہیں۔

۲۔ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝ؔ یہ آپ کے پروردگار کی رحمت کا بیان ہے (جو اس نے) اپنے (برگزیدہ) بندے زکریا پر (کی تھی)

۳۔ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝ (یہ رحمت اس وقت ہوئی) جب انہوں نے اپنے پروردگار کو دبی آواز سے

پکارا (خشیتِ قلبی اور عاجزی کے ساتھ)

۴- قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآىِٕكَ رَبِّ شَقِیًّا ○

(انہوں نے) عرض کی، اے میرے رب (میں بالکل بوڑھا اور ضعیف ہو گیا ہوں) میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور بڑھاپے کا شعلہ سر سے نکلا ہے (جس نے سر کے سب بال بالکل سفید کر دیئے ہیں۔ اے اللہ تو نے ہر حال میں میری دعاؤں کو قبول کیا ہے) اور (اے میرے پروردگار میں تجھ سے مانگ کر کبھی محروم نہیں رہا (میری یہ دعا بھی سُن لے کہ مجھے اس کی ضرورت ہے)۔

۵- وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ○

اور میں اپنے قرابت والوں سے ڈرتا ہوں (کہ یہ میراثِ نبوّت اور روحانی اثاثۂ رحمت جو حضرت یعقوب علیہ السلام سے مجھ تک پہنچا ہے کہیں ان بھائی بندوں کی بداعمالیوں کے باعث برباد نہ ہو جائے، ان پر میرا زور نہیں، اور نہ اب میری یہ عمر ہے کہ بیٹے کی امید ہو) اور میری بی بی (بھی) بانجھ ہے (بہرحال اسباب تو منقطع ہو چکے البتہ تیری رحمت کا سہارا ہے) پس تو (ہی) اپنے پاس سے ایک وارث عطا فرما (جو میری تبلیغ کا بوجھ اُٹھالے)

۶- یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ ﷺ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا ○

جو میری اور آلِ یعقوبؑ کی میراث (نبوت) کا وارث ہو، اور اے میرے رب اسے (اخلاقِ حسنہ سے آراستہ فرما کر) پسندیدہ بنا (کہ تمام اخلاق کی روح تیری رضا ہے)۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریاؑ کی دُعا سُن لی۔

۷- یٰزَكَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨاسْمُهٗ یَحْیٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ○

(فرمایا) اے زکریا ہم تم کو ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے (اور) اس سے پہلے ہم نے اس کا کوئی ہم نام نہیں بنایا۔

انسان کو سبب و اسباب میں ڈالا ہے، ہر چند مومن کو اللہ پر بھروسہ ہوتا ہے پھر بھی سبب کا متلاشی ہوتا ہے، سوچتا ہے کہ دیکھیں یہ کیسے ہوتا ہے، حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں " انوکھی چیز مانگتے تعجب نہ آیا جب سنانے لگی تب تعجب کیا "

۸- قَالَ رَبِّ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ

کہا میرے پروردگار میرے بچہ کس طرح سے ہو گا حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں انتہائی بوڑھا ہو گیا ہوں (ہڈیاں تک اکڑ گئیں مفاصل میں

مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝ — خشکی آگئی ہے)۔

۹۔ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ۝

فرمایا (اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں جو کہا ہے) یوں ہی ہوگا تمہارا رب فرماتا ہے کہ یہ کام (یعنی اس عمر میں بھی بیٹا دینا) میرے لیے آسان ہے اور (آخر) اس سے پہلے میں نے ہی تو تم کو پیدا کیا تھا حالانکہ (اسوقت تو) تم کچھ بھی نہ تھے۔

۱۰۔ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝

(حضرت زکریاؑ نے) عرض کیا میرے رب میرے لیے کوئی نشانی مقرر فرما۔ فرمایا تمہارے لیے نشانی یہ ہے کہ تم تین رات (اور تین دن) لوگوں سے بات چیت نہ کرسکو گے باوجودیکہ تم تندرست ہوگے۔

۱۱۔ فَخَرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝

پھر وہ اپنے (عبادت کے) حجرے سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے تو ان سے اشارہ سے کہا کہ اللہ کی پاکی صبح و شام بیان کرتے رہو۔

حضرت زکریاؑ کو اللہ نے یحییٰؑ سا بیٹا عطا فرمایا جن کا تقویٰ، بزرگی، علم، شفقت، رقتِ قلبی کا یہ عالم تھا کہ خوفِ خدا سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری رہتے تھے۔

۱۲۔ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝ ۙ

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اے یحییٰؑ (کارِ نبوت کو مضبوطی سے سنبھالو اور جو کتاب بھی نازل ہو چکی ہے اس) کتاب کو مضبوطی سے پکڑے رہو (اور پورے ذوق وشوق اور ہر ممکن کوشش سے تبلیغ کرو تاکہ بوڑھے باپ کے صحیح معاون بن سکو) اور (اس طرح) ہم نے ان کو بچپن ہی میں دین کی سمجھ دی۔

۱۳۔ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ۝ ۙ

اور اپنے لطف خاص سے انہیں (ذوق و) شوق اور پاکیزگی عطا کی، اور وہ بہت پرہیزگار تھے۔

۱۴۔ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝

اور اپنے والدین کے ساتھ بڑی نیکی کرنیوالے (بڑے خدمت گزار) تھے اور (وہ عام لڑکوں کی طرح) سرکش و نافرمان نہ تھے۔

۱۵۔ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ

اور (وہ ان برگزیدہ ہستیوں میں تھے کہ اللہ کی طرف سے) ان پر سلامتی ہے

يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝ ع ١٥

جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن وفات پائیں گے اور جس دن زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے (یعنی دنیا اور آخرت دونوں جگہ اللہ کے امن اور اسکی رحمت میں رہیں گے۔ جس کی سلامتی کا اللہ ضامن ہو اس کی بزرگی کا کیا کہنا)۔

دوسرا رکوع

حضرت زکریاؑ کا ذکر تھا یہ رحمت کی ایک صورت تھی، قدرتِ الٰہی کا ایک کرشمہ تھا، اسباب منقطع ہو جاتے ہیں رحمت منقطع نہیں ہوتی۔ اللہ کا کرم اس کی رحمت اپنے نیک و برگزیدہ بندوں کی معاون رہتی ہے یہ فیض ادھر کا فیض ہے۔ اسی فیضانِ رحمت کی دوسری مثال لو ایک معصوم خاتون جسکو اپنے زمانہ کی معصوم ترین خاتون کہا گیا ان کا ذکر سنو۔ اور اللہ کی رحمت کی قدر سیکھو۔ ظاہری صورت پر نہ جاؤ۔ حقیقت کو پاؤ۔ اسی کا امر کام کرتا ہے اسی کی رحمت کارفرما ہے۔ صورت جو بھی ہو حق کو سمجھو، حق کے قدردان بنو۔

١٦۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝

اور اس کتاب (یعنی قرآن) میں مریم کا حال (لوگوں سے) بیان فرمائیے (کہ شاید صورت پرستی اور اسباب پرستی جو ان کے ذہن میں بیٹھ گئی ہے نکل سکے اور وہ وقت یاد دلائیے) جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر ایک ایسے مکان میں جو مشرق کی جانب تھا (غسل کرنے) گئیں۔

١٧۔ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝

پھر انہوں نے ان کی طرف سے پردہ کر لیا، پھر ہم نے ان کے پاس اپنے فرشتے (جبرئیل) کو بھیجا پس وہ ان کے سامنے تندرست آدمی کی صورت میں ظاہر ہوا (یعنی بشر کی صورت میں نظر آیا)۔

١٨۔ قَالَتْ اِنِّيْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝

وہ بولیں کہ میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو پرہیزگار ہے (جیسا کہ تیری شکل و صورت سے معلوم ہوتا ہے)۔

(دیکھو حضرت مریمؑ نے اللہ کو رحمٰن کے نام سے یاد فرمایا کہ اس کی رحمت سب کا احاطہ کیے ہوئے ہے)۔

١٩۔ قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝

(جبرئیل نے) کہا (میں عام انسان نہیں) میں تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں (اس کا فرستادہ، اس کا فرشتہ ہوں) تاکہ تمہیں ایک پاکیزہ بیٹا دوں۔

مریمؑ کے قلب کی تسلی کے لیے فرشتہ کے قول میں لفظ "غلاماً زکیاً" تھا البتہ تقاضائے بشریت

سے ان کی نظر بھی اسباب پر پڑی اور تعجب سے دریافت فرمایا۔

۲۰۔ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ○

بولیں میرے لڑکا کیسے ہوگا مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ تک نہیں لگایا (یعنی میں خاوند والی نہیں) اور نہ میں بدکار ہی ہوں۔

۲۱۔ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ○

(فرشتہ) بولا (واقعی) یوں ہی ہے (اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں) تمہارے رب نے فرمایا ہے (کہ اسباب سے قطع نظر کرکے بھی) یہ کام میرے لیے آسان ہے اور (ایسا اس لیے ہوگا) تاکہ ہم اس کو لوگوں کے لیے ایک نشانی بنا دیں (کہ کون گمراہ ہوتا ہے کون ہدایت پاتا ہے) اور (ہدایت یافتہ کے لیے اس کو) اپنی طرف سے ایک (ذریعہ) رحمت بنا دیں اور یہ ایک طے شدہ امر ہے (اللہ کا حکم یوں ہی ہو چکا ہے)۔

اور جس طرح مٹی کے پتلے میں ایک پھونک مارنے سے جان آگئی تھی اسی طرح جبرئیلؑ نے ایک پھونک ماری حمل قرار پاگیا یہی کن فیکون ہے۔

۲۲۔ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ○

پس (جس کو پیدا کرنا منظور تھا) وہ بطن (مادر) میں قرار پاگیا پس اسے لیے ہوئے وہ ایک دور مقام پر چلی گئیں (اور اللہ ہی کے حکم سے حضرت مریم علیہا السلام بیت اللحم میں تشریف لے گئیں جو بیت المقدس سے آٹھ میل ہے، تاکہ لوگوں کے فضول سوالات سے محفوظ رہیں)

۲۳۔ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ○

پھر دردِ زہ کے مارے کھجور کے درخت کی طرف آئیں (اور انہیں ایک بار لوگوں کی طعن و تشنیع کے خیال سے بے چینی ہوئی) بولیں اے کاش میں اس سے پہلے ہی مر چکی ہوتی (کہ یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا) اور میں بھولی بسری ہو چکی ہوتی (ایسی نیست و نابود ہوتی کہ بھول کر بھی مجھے کوئی یاد نہ کرتا)

۲۴۔ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ○

پھر (فرشتہ نے ڈھارس دی) نیچے (زمین کی طرف) سے ان کو پکارا (زمین کی طرف سے ایک آواز آئی کہ) تم غمگین مت ہو۔ (نیچے دیکھو) تمہارے پروردگار نے تمہارے نیچے (پاس ہی) ایک چشمہ پیدا کر دیا ہے (یہ بھی اسی کی قدرت کا ایک کرشمہ ہے)۔

۲۵۔ وَهُزِّىْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ

اور کھجور کے تنہ کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ، تم پر تازی پکی ہوئی کھجوریں گریں گی۔

تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ○

گویا بتایا کہ اللہ کی نعمتوں کا شکر کرو۔ یہ مصیبت نہیں رحمت ہے تمہارے لیے اور دنیا کے لیے۔ اور آزمائش ہے لوگوں کے لیے۔

۲۶۔ فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا ۚ فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا ۙ فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا ○

پس کھاؤ اور پیو اور (بچہ کو دیکھ کر) آنکھیں ٹھنڈی کرو (رہا رسوائی کا خیال) تو اگر تم کسی آدمی کو دیکھو تو (اشارہ سے) کہہ دینا کہ میں نے آج رحمٰن کا روزہ مانا ہے۔ سو میں کسی شخص سے بات نہ کروں گی۔ (یعنی میں نے وہ روزہ رکھا ہے جس میں بات نہیں کی جاتی تم دیکھو گی کہ کیا ہوتا ہے۔)

۲۷۔ فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۖ قَالُوا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ○

پس (فرشتے سے تسلی اور راہ ہدایت پانے کے بعد) وہ بچہ کو لیے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں۔ وہ لوگ کہنے لگے اے مریم یہ تو نے بڑی بُری بات کی۔

۲۸۔ يٰأُخْتَ هٰرُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ○

اے ہارون کی بہن نہ تیرا باپ بُرا آدمی تھا نہ تیری ماں بدکار تھی (یہ تو نے خاندانی شرافت اور روایات کے خلاف کیا کیا)

۲۹۔ فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ○

(حضرت مریم خود نہ بولیں) پھر اس (بچہ) کی طرف اشارہ کر دیا، انہوں نے کہا ہم اس بچہ سے کیسے بات کریں جو ابھی گہوارہ میں ہے۔

اُن کے اس سوال کا جواب بچہ نے خود دیا:

۳۰۔ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ ۖ آتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ○

وہ بولا میں اللہ کا بندہ ہوں مجھ کو اس نے کتاب دی ہے اور مجھ کو اس نے نبی بنایا ہے۔

۳۱۔ وَجَعَلَنِي مُبٰرَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ

اور میں جہاں کہیں بھی ہوں مجھے بابرکت بنایا ہے (اللہ نے اپنی برکتوں سے

وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝ مجھے نوازا ہے) اور جب تک میں زندہ رہوں (ہر حال میں) مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے۔

۳۲- وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ۝ اور مجھے اپنی ماں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا (بنایا ہے) اور مجھے (میرے رب نے) سرکش و بدبخت نہیں بنایا۔

یعنی میں اللہ کا بندہ اس کے حکم کا تابع اور اپنی ماں کا خدمت گزار بچہ ہوں، جو بڑی برکتوں کے ساتھ بھیجا گیا ہوں میں اللہ کی قدرت کی ایک نشانی ہوں۔

۳۳- وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ۝ اور (اللہ کی طرف سے) مجھ پر سلامتی (و رحمت) ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن زندہ کرکے اٹھایا جاؤں گا۔

یہ الفاظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عالم طفلی میں فرمائے اور پھر عمر گویائی تک بات نہ کی۔

۳۴- ذٰلِكَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ ۝ یہ مریمؑ کے بیٹے عیسیٰؑ ہیں (اور یہ) وہ حق بات ہے (یعنی حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کا واقعہ) جس میں لوگ شک کرتے ہیں۔

رکوع کے شروع میں حکم دیا گیا تھا کہ ان لوگوں کو مریم کا سچا سچا حال جو قرآن میں مذکور ہے سنا دیجئے اور اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ بیان فرما دیا اب اصل مقصد یعنی توحید باری تعالیٰ کی طرف رجوع فرمایا گیا ہے، جس سے واقعہ کی بھی مزید وضاحت ہو جاتی ہے۔

۳۵- مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ اِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۝ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے۔ وہ تو (اس سے) پاک ہے (وہ تو الحی القیوم ہے، خالق کائنات ہے، وہ اپنا نبی اور اپنا رسول بھیجتا ہے اولاد نہیں بناتا۔ اور ان کو جیسا اور جس طرح چاہتا ہے پیدا کرتا اور جس طرح چاہتا ہے۔ اٹھاتا ہے۔ اس کے لئے یہ کیا مشکل ہے) جب وہ کسی کام کو کرنے کا فیصلہ کرتا ہے، بس اس کو یہی کہتا ہے "کن" (ہو جا) تو وہ ہو جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم بھی یہی تھی جو اسلام کی ہے انھوں نے کہا

۳۶- وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ اور بے شک اللہ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے پس اسی کی عبادت کرو یہی

هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○ (امن وسلامتی کی) سیدھی راہ ہے۔

لیکن افسوس ان اہل کتاب میں بہت سے فرقے بن گئے اور یہ سیدھی راہ چھوڑ کر بھٹکنے لگے۔

۳۷۔ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○

پس (ان اہل کتاب کی) جماعتوں نے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق) باہم اختلاف کیا (اور ان کے بے شمار فرقے بن گئے) پس جو لوگ (توحید کے) منکر ہیں ان کے لیے (قیامت کے اس) بڑے دن میں جب (انہیں خدا کے سامنے) حاضر ہونا پڑے گا بڑی خرابی ہے۔

وہ اس وقت قیامت کے ہولناک مناظر آنکھوں سے دیکھیں گے اور جن کے کان دنیا میں حق کی طرف سے بند رہے جن کی آنکھوں پر پردہ پڑا رہا وہ بھی

۳۸۔ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

جس دن ہمارے روبرو حاضر ہوں گے تو کیسے (کان کھول کر) سنتے اور (آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر) دیکھتے ہوں گے لیکن (یہاں ان کا سننا اور دیکھنا کچھ کام نہ آئے گا) یہ ظالم لوگ آج کے دن (بھی) کھلی گمراہی میں ہیں (انہیں اپنے اعمال پر ندامت نہیں صورتِ حال پر حیرت ہے)۔

۳۹۔ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ (وقف لازم)

اور (اے رسول) آپ انہیں اس حسرت کے دن (روزِ قیامت) سے ڈرائیے جب ہر کام کا (ایک اٹل) فیصلہ ہو چکے گا اور (اس وقت کو) وہ بھول رہے ہیں (غفلت کے نشہ میں چور ہیں) اور (آخرت پر) ایمان نہیں لاتے۔

حالانکہ مالکِ حقیقی اللہ ہے، سب کائنات اس کی، سب اس کے بندے، سب کو اسی کی طرف جانا ہے۔

۴۰۔ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ○ ع ۲ ۲۵ ۵

بے شک ہم ہی زمین کے اور اس پر رہنے والوں کے (حقیقی) وارث ہونگے اور ہماری ہی طرف سب کو لوٹنا ہو گا۔

(ایک دن یہ حقیقت بھی کھل جائے گی، سب رخصت ہوں گے، اللہ کے روبرو حاضر کیے جائینگے وہی مالک ہے وہی وارث ہو گا)

تیسرا رکوع

گذشتہ رکوع میں حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہوا۔ بتایا گیا کہ وہ بھی اللہ کے

بندے تھے۔ انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی نہ عبادت کی اور نہ عبادت کی تلقین کی۔ مشرکین کا دعویٰ تھا کہ وہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد سے ہیں، انہیں حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ سنا کر بتایا جا رہا ہے کہ اگر واقعی تم کو حضرت ابراہیمؑ سے نسبت ہے تو تم بھی ان کی طرح موحد بن جاؤ، صورت پرستی سے نکلو، حضرت ابراہیمؑ بھی تو تصدیق کرنے والے نبی تھے پھر تم نے صدق کو کیوں چھوڑا۔

۴۱۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ○

اور (اس) کتاب (قرآن پاک) میں (جو) ابراہیم کا حال (مذکور ہو چکا ہے وہ بھی) سُنا دیجئے (شاید یہ مشرکین مکہ بھی بت پرستی سے باز آئیں کہ) بیشک وہ بہت ہی سچے نبی تھے۔

آپؑ نے سب سے پہلے پیغامِ توحید خود اپنے باپ کو دیا۔

۴۲۔ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ○

جب انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ ایسی چیز کی پرستش کیوں کرتے ہیں جو نہ سنے نہ دیکھے نہ آپ کے کچھ کام آسکے (یعنی جو مشکلات میں کچھ کام آسکے اللہ کے سوا اس کی عبادت بھی حرام ہے چہ جائیکہ بے جان پتھر جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں، عقلِ سلیم ان کی پرستش کب برداشت کر سکتی ہے)

اس کے بعد یوں نصیحت فرمائی۔

۴۳۔ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ○

اے میرے باپ میرے پاس وہ علم آچکا ہے جو آپ کو نہیں ملا (مجھے وہ خبر صحیح بذریعہ وحی ملتی ہے جو آپ کو نہیں ملتی) پس میری پیروی کیجئے میں آپ کو سیدھی راہ دکھا دوں گا۔

۴۴۔ يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ○

اے میرے باپ شیطان کی پرستش نہ کیجئے (اپنے ہوا و ہوس کو خدا نہ بنائیے اس کے حکم پر نہ چلیے) بے شک شیطان (اس) رحمٰن (درحیم خدا) کا نافرمان ہے۔

۴۵۔ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ○

اے میرے باپ (یہ صحیح ہے کہ اللہ الرحمٰن الرحیم ہے لیکن) مجھے خوف ہے کہ کہیں آپ اللہ کے کسی عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں تو آپ شیطان کے رفیق ہو جائیں (عذاب سے نکلنا مشکل ہو جائے کہ عذاب نافرمانوں ہی کے لیے ہے)۔

آزر کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس تقریر پر تعجب ہی نہ ہوا بلکہ غصہ آیا۔ شیطان پہلے طیش میں لاتا ہے پھر اپنا کام کراتا ہے۔

۴۶۔ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِىْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِىْ مَلِيًّا ۝

اس نے کہا اے ابراہیم کیا تو میرے خداؤں سے برگشتہ ہے۔ اگر تو (اپنی اس تبلیغ سے) باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔ اور (بہتر یہی ہے کہ) تو ایک مدت کے لیے (تمام عمر کے لیے) مجھ سے الگ ہو جا (میں تیری صورت دیکھنا نہیں چاہتا)

۴۷۔ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّىْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِىْ حَفِيًّا ۝

(ابراہیم نے) کہا (بابا خدا حافظ) آپ پر اللہ کی سلامتی ہو (اللہ آپ کو ہدایت فرمائے) میں تو اپنے رب سے آپ کے لیے بخشش طلب کروں گا بے شک وہ مجھ پر بے حد مہربان ہے (مجھے انتہائی پیار کرتا ہے مجھے مقامِ خلت سے نوازا ہے۔ علمِ خلت دیا ہے)۔

۴۸۔ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّىْ ۖ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّىْ شَقِيًّا ۝

اور میں (اللہ کے لیے) آپ کو اور ان سب کو جن کو آپ اللہ کے سوا پوجتے ہیں چھوڑتا ہوں اور میں اپنے رب کی بندگی کرتا رہوں گا میں جانتا ہوں کہ اس کی بندگی کر کے میں محروم نہ رہوں گا۔

میرا سہارا میرا ہادی، میرا رب مجھے کافی ہے، میں جانتا ہوں کہ بتوں کی عبادت کا نتیجہ محرومی اور اللہ کی عبادت کا ثمرہ مراد کو پانا ہے یہ کہا اور رخصت ہو گئے۔

۴۹۔ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝

پھر جب وہ ان سے (یعنی اپنے گھر والوں سے) اور جن کو وہ لوگ اللہ کے سوا پوجا کرتے تھے جدا ہو گئے تو ہم نے ان کو (بے گھر نہ چھوڑا ان کا گھر آباد ہوا اور اسے نورِ نبوّت سے معمور کیا انہیں) اسحاق اور یعقوب بخشے (یعنی ابراہیم کو اسحاق اور اسحاق کو یعقوب) اور سب کو نبی بنایا۔

۵۰۔ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝ ع ۱۰ / ۶

اور ہم نے ان کو اپنی رحمت (خاص) سے نوازا اور ان کا ذکرِ خیر بلند کیا (انہیں سراپا صدق بنایا، ان کے ذکرِ جمیل کو رضائے الٰہی کا وسیلہ بنا دیا)۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

چوتھا رکوع

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذکر کے ساتھ حضرت موسیٰ، حضرت اسمٰعیل، حضرت ادریس علیہم السلام کا بیان بھی کتاب میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر کیسے کیسے انعام فرمائے کن کن عنایات سے نوازا کیا یہ سب عطیات کسی ظاہری سبب و اسباب کا نتیجہ تھے؟ نہیں۔ یہ سب اللہ ﷻ کی رحمت تھی جو خاندانِ نوح کے چند برگزیدہ افراد حضرت ابراہیمؑ کی ذریت کے لئے مخصوص ہوئی۔ ان کی پیشانیاں جذبۂ شکر سے سرشار رہیں اور ان کے متبعین آج بھی اللہ کی اس رحمت پر سربسجود ہیں، جو ان کی عظمت نہ سمجھے وہ خود خسارے میں رہے جو لوگ ان کے بتائے ہوئے دین حنیف پر قائم ہیں ان کے لیے اللہ کے یہاں مدارج ہیں۔ پس انسان کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی پر قائم رہ کر عبادت کرتا رہے اور اس میں استقامت اور مداومت پیدا کرے۔

۵۱- وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰىٓ ۡ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ○

اور کتاب میں موسیٰ کا حال (بھی) سنا دیجئے، بے شک وہ (ہمارے) برگزیدہ بندے اور نبی مرسل تھے۔

۵۲- وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ○

اور ہم نے ان کو (یعنی حضرت موسیٰ کو کوہ) طور کے داہنی سمت سے ندا دی اور انہیں راز کی باتیں کرنے کیلئے نزدیک بلایا (محل قرب میں لاکر لطفِ کلام سے سرفراز کیا)۔

۵۳- وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ○

اور ہم نے اپنی رحمت سے ان کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر انہیں عطا کیا (انہیں بھی نبی بنایا کہ کارِ نبوت میں موسیٰ کے لیے قوت بازو ہوں)

۵۴- وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ○ ج

اور آپ (اس) کتاب میں اسمٰعیل کا ذکر (بھی) سنا دیجئے۔ بیشک وہ وعدے کے سچے (بات کے پکے) اور نبی مرسل تھے۔

۵۵- وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ

اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کی تاکید فرماتے رہتے اور وہ (خود)

آیت نمبر ۵۱ = رسولًا نبیًا = نبی وہ ہیں جن پر اللہ کی طرف سے وحی آئے اور رسول وہ ہیں جن کو خصوصی امتیاز حاصل ہو کوئی نئی کتاب یا مستقل شریعت رکھتے ہوں، یا کسی جداگانہ امت کی طرف مبعوث ہوئے ہوں نبی کے لئے رسول ہونا ضروری نہیں لیکن رسول نبی بھی ہوتا ہے ان کو رسول نبی یا نبی رسول کہتے ہیں۔

وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ○

اپنے رب کے ہاں پسندیدہ تھے (مقامِ رضا میں پورے اترے ہوئے تھے)

۵۶۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ○

اور (اس) کتاب (قرآن) میں ادریس کا ذکر فرمائیے بے شک وہ (بھی) نہایت سچے نبی تھے۔

۵۷۔ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ○

اور ہم نے ان کو (علم و عرفان کے) بلند مقام پر پہنچایا (وہ جو جانتے تھے ان کو آنکھوں سے دکھا دیا)۔

۵۸۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۗ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۡ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ ۡ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۭ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ○ (سجدہ)

یہی وہ (برگزیدہ ہستیاں) ہیں جن پر اللہ نے اپنے پیغمبروں میں سے انعام فرمایا (یعنی) اولادِ آدم میں سے اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا اور ابراہیم اور اسرائیل کی اولاد میں سے اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے ہدایت دی اور برگزیدہ کیا (اور اپنے انعامات سے سرفراز کیا۔ یہ ہمارے وہ شکرگزار بندے ہیں کہ) جب ان کے سامنے (اللہ) رحمٰن (ورحیم) کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور (زار و قطار) روتے ہیں (ان کی روح مقامِ قرب میں پہنچتی ہے اور فیضیاب ہوتی ہے)

۵۹۔ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ○

پھر ان کی جگہ ایسے ناخلف آئے کہ نماز (یعنی تمام عملِ خیر) کھو بیٹھے اور خواہشات (نفس) کے پیچھے پڑ گئے۔ پس عنقریب وہ خرابی سے دوچار ہوں گے (اپنی گمراہی کی سزا پائیں گے اور اس دوزخ میں ڈالے جائیں گے جس کا نام غی ہے)۔

۶۰۔ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ○

البتہ جس نے توبہ کر لی اور ایمان لے آیا اور نیک کام کیے تو یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کا حق قطعی ضائع نہ کیا جائے گا (جو گناہ ایمان لانے سے قبل کیے گئے وہ توبہ سے معاف کیے گئے، اور سابق جرائم کی بنا پر ان کے اجر میں کوئی کمی نہ کی جائے گی)۔

آیت نمبر ۵۷ حضرت ادریسؑ کا زمانہ حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ کے درمیان کا ہے، آپ نے خواہش ظاہر فرمائی کہ ہم جنت کو آنکھوں سے دیکھیں گے اللہ نے حکم دیا لے آؤ، جب پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ ہم یہیں رہیں گے اللہ نے فرمایا رہنے دو، قیامت کے قریب زمین پر لے جا کر ان کا دم نکال لیا جائے، بعض نے کہا کہ آسمان پر ان کی روح قبض ہوگی، شبِ معراج میں چوتھے آسمان پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔

اور اللہ کے جس وعدے پر بن دیکھے یقین کیا تھا، وہ نظروں کے سامنے ہوگا۔

٦١۔ جَنّٰتِ عَدۡنِ ۣ الَّتِیۡ وَعَدَ الرَّحۡمٰنُ عِبَادَهٗ بِالۡغَیۡبِ ؕ اِنَّهٗ کَانَ وَعۡدُهٗ مَاۡتِیًّا ○

(یعنی) جنت کے باغ رہنے کے لیے ہوں گے جس کا وعدہ (اس) رحمٰن (و رحیم) نے اپنے (نیک) بندوں سے غائبانہ کر رکھا تھا۔ بے شک اس کا وعدہ ہو کر رہنے والا ہے۔

٦٢۔ لَا یَسۡمَعُوۡنَ فِیۡهَا لَغۡوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَ لَهُمۡ رِزۡقُهُمۡ فِیۡهَا بُکۡرَةً وَّ عَشِیًّا ○

(جنت والے) وہاں کوئی بے ہودہ (اور لغو) بات نہ سنیں گے ہاں فرشتوں اور دیگر مومنین کی طرف سے) سلام (اور سلامتی کے نغمے سنتے رہیں گے) اور ان کے لئے وہاں صبح و شام ان کی روزی ہے (اس نورانی صبح و شام کے تصوّر ہی سے ان کی تسکینِ خاطر کے سامان کا قیاس کیا جا سکتا ہے)

٦٣۔ تِلۡکَ الۡجَنَّةُ الَّتِیۡ نُوۡرِثُ مِنۡ عِبَادِنَا مَنۡ کَانَ تَقِیًّا ○

یہ وہ جنت ہوگی جس کا ہم اپنے بندوں میں سے ایسوں کو وارث بنا دیں گے جو پرہیزگار رہیں۔

عبدِ حقیقی کا اطلاق سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ ہی پر ہوتا ہے جس سے چوتھی منزل کا آغاز ہوا پھر عبد میں انبیاءؑ، اولیاءؒ، شہداءؓ، صالحینؒ سب ہی شامل ہیں اب مقامِ عبدیت کی خصوصی عظمت کا بیان فرشتوں کی زبان سے کیا جا رہا ہے۔

٦٤۔ وَ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمۡرِ رَبِّکَ ۚ لَهٗ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡنَا وَ مَا خَلۡفَنَا وَ مَا بَیۡنَ ذٰلِکَ ۚ وَ مَا کَانَ رَبُّکَ نَسِیًّا ○

اور (جبرئیل سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہیں کہ) ہم فرشتوں کا آنا تو آپ کے رب کے حکم ہی سے ہوتا ہے۔ اسی کا ہے جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے اور جو کچھ اس کے درمیان ہے۔ (اگر ہمارے آنے میں دیر ہو تو اس میں ہماری بھول نہیں ہم تو آپ کے رب کے حکم کے تابع ہیں) اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں (پھر اگر آنے میں ہمارے تاخیر ہوتی ہے تو اس میں اسی کی مصلحت ہے، علم کی کیفیات اور واردات اللہ کے حکم کے بغیر نہیں اترتیں خواہ فرشتوں کے واسطہ سے ہوں یا بلاواسطہ۔)

٦٥۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ مَا

(اللہ ہی) آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان سب

آیت ٦٤ کا شانِ نزول یہ ہے کہ ایک بار جبرئیل علیہ السلام کئی دن حاضر نہ ہوئے، کفار نے طعن شروع کیا حضور تو بہرحال اپنے رب کے کلام کے منتظر رہتے جبرئیل کے حاضر ہونے پر استفسار کیا، جیسا کہ دیر میں کسی کے آنے پر کرتے ہیں آپ نے وہی جواب دیا جو حضور جانتے تھے کہ ہم تو اللہ کے حکم سے آتے ہیں۔ لیکن اس سوال و جواب کا منشاء توحید کو قلبِ مومن میں راسخ کرنا اور اللہ کی کبریائی کو سمجھانا ہے تاکہ مردِ مومن ہمیشہ اللہ ہی سے رجوع کرے اور اسی کے حکم کا منتظر رہے

بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ۭ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ۝ ع ۱۵

کا پروردگار ہے پس اس کی بندگی کرو اور صبر و استقلال سے اس کی عبادت کرتے رہو۔ کیا تم کسی کو اس کا ہم نام (ہم صفت) بتا سکتے ہو؟ (جب کوئی نہیں تو بندگی کے لائق اور کون ہو سکتا ہے مومن وہی ہے جو ہر حال میں اللہ کی عبادت کرے)۔

پانچواں رکوع

کلام اللہ بار بار آخرت کی طرف انسان کو متوجہ کرتا ہے تاکہ وہ فلاح اور بہبود کے صحیح مقصد سے غافل نہ ہو اور چار دن کی زندگی پر ابدی زندگی کی مسرتوں کو قربان نہ کر دے، مثال سے سمجھاتا ہے، روز قیامت، عذاب آخرت سے ڈراتا ہے۔ یہ سب اس کا کرم ہے کہ بندہ راہ پر آجائے۔

۶۶۔ وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ۝

اور (بھول میں پڑا ہوا) انسان کہا کرتا ہے کہ کیا جب میں مرجاؤں گا تو پھر زندہ کرکے نکالا جاؤں گا؟ (یہ تو عجیب بات ہے)

۶۷۔ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ۝

کیا انسان کو یاد نہیں (کیا وہ یہ بات بھول گیا) کہ ہم ہی نے اس کو اس سے قبل پیدا کیا ہے اور (اس وقت تو) وہ کچھ بھی نہ تھا (جب عدم سے وجود میں لے آیا تو ریزہ ریزہ ہڈیوں کو پھر اسی شکل میں بنا دینا اللہ کے لئے کیا مشکل بات ہے۔ اللہ کے لئے نہ وہ مشکل تھا نہ یہ مشکل ہے)۔

۶۸۔ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۝ ج

پس آپ کے رب کی قسم ہم ان سب (یعنی کفار اور منکرین حق) کو اور شیاطین کو جمع کریں گے (جو ان کو اس انکار کی ترغیب دیتے اور ان کے دل بڑھاتے ہیں) پھر ہم ان سب کو دوزخ کے گرد لائیں گے (اور اس وقت وہ) گھٹنوں کے بل گرے ہوئے (ہوں گے)۔

۶۹۔ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ۝ ج

پھر ہم ہر فرقہ میں سے ان کو الگ کرلیں گے جو (خدائے) رحمٰن سے سب سے زیادہ اکڑتے تھے (جو سب سے زیادہ سرکش تھے)

۷۰۔ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ۝

پھر ہم ہی (یہ خوب) جانتے ہیں کہ ان میں سے کون اس (دوزخ) میں جلنے کے زیادہ مستحق ہیں۔

۷۱۔ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ

اور تم میں سے کوئی (شخص مومن ہو یا کافر) ایسا نہیں جو اس (گزرگاہ) سے

عَلٰی رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِیًّا ۝

نہ گزرے (جنت کا راستہ ہی دوزخ کی طرف سے ہے تاکہ مومن کو جنت کی مزید قدر ہو اور) آپ کے رب نے یہ اپنے پر لازم کرلیا جو ہو کر رہے گا۔

٧٢۔ ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْهَا جِثِیًّا ۝

پھر جو اللہ سے ڈرتے رہے ہم انہیں (دوزخ سے) بچالیں گے (وہ ادھر سے گزرتے چلے جائیں گے ان پر دوزخ کی آنچ تک نہ آئے گی) اور ظالموں کو اس میں گھٹنے کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔

٧٣۔ وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ خَیْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِیًّا ۝

اور جب ہماری واضح آیتیں انہیں سنائی جاتی ہیں تو جو لوگ کافر ہیں وہ (اپنی موجودہ زندگی پر آخرت کا قیاس کرکے بطور استہزا) مومنوں سے کہتے ہیں کہ (ہم) دونوں فریقوں میں (اسی دنیا میں دیکھ لو) کس کے مکان اچھے اور کس کی مجلس بہتر ہے (اگر یہاں ہمارے محل تمہارے محل سے اور ہماری مجلسیں تمہاری مجلسوں سے زیادہ پُررونق اور بہتر ہیں تو وہاں تم کو اعلیٰ محل اور فرشتوں کی صحبت کہاں سے مل جائے گی)۔

لیکن وہ بھول جاتے ہیں کہ دنیا میں کسی کا عیش دائمی نہیں ان سے بڑھ کر جاہ و دولت پر فخر کرنے والے گزرے لیکن کیا دنیا میں ان کو تباہ و برباد نہ کردیا گیا۔

٧٤۔ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْیًا ۝

اور ہم ان سے پہلے کتنی جماعتوں کو ہلاک کرچکے ہیں جو اپنے سامان اور نمود میں ان سے بڑھ کر تھیں

٧٥۔ قُلْ مَنْ كَانَ فِی الضَّلٰلَةِ فَلْیَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰۤی اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ۝

آپ فرما دیجئے کہ جو لوگ گمراہی میں مبتلا ہیں تو (وہ) رحمٰن (ورحیم) بھی انہیں خوب ڈھیل دیئے جاتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اس وعدہ کو جوان سے کیا گیا تھا آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ خواہ (یہ وعدہ) عذاب (الٰہی) ہو یا قیامت تو (اس وقت یہ لوگ) جان لیں گے کہ کس کا مکان برا اور لشکر کمزور ہے (آج ان کو اپنی مجلس کے صاحب ثروت واقتدار لوگوں پر فخر ہے قیامت میں وہ ان کی بےکسی اور کس مپرسی خود دیکھ لیں گے)۔

٧٦۔ وَیَزِیْدُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اهْتَدَوْا

اور جو لوگ راہِ ہدایت پر ہیں اللہ تعالیٰ ان کی ہدایت (فہم وبصیرت) بڑھاتا

هُدًى ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ○

ہے اور آپ کے رب کے یہاں (ان کی) باقی رہنے والی نیکیاں ثواب کے لحاظ سے (بھی) بہتر ہیں اور انجام کار کے لحاظ سے (بھی) خوب ہیں۔

۷۷۔ اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ○

بھلا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو ہماری آیتوں کا منکر ہے اور (اپنے زعم میں یہ) کہتا ہے کہ (آخرت میں) میرا مال اور میری اولاد مجھے مل کر رہے گی۔

۷۸۔ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ○

کیا اس نے غیب کی خبر پالی ہے یا اس نے اللہ کے ہاں کوئی عہد لے لیا ہے (کہ وہ اس کے کفر کے باوجود اس کو آخرت میں عیش سے رکھے گا اور مال و اسباب اور اولاد سب اسے وہاں حوالہ کر دے گا)۔

۷۹۔ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ○

ہرگز نہیں (ہرگز اللہ نے کوئی ایسا وعدہ نہیں کیا) جو وہ (منکرِ حق) کہتا ہے ہم اسے بھی لکھ لیتے ہیں اور (آخرت میں) اس کے لیے عذاب اور بڑھاتے جائیں گے۔

۸۰۔ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ○

اور جو کچھ یہ کہتا ہے (یعنی جس کو یہ اپنا بتاتا ہے اس کے مرنے پر) ہم ہی اس کے وارث ہوں گے۔ اور یہ ہمارے سامنے تنہا آئے گا۔

۸۱۔ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ○

اور ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اوروں کو معبود بنا رکھا ہے تاکہ وہ ان کے معاون (اور مددگار) ہوں۔

۸۲۔ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ○ ع

ہرگز نہیں (اللہ کے روبرو کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا بلکہ) وہ خود ان کی بندگی سے منکر ہوں گے اور ان کے مخالف ہوں گے (ان کے باطل معبود ان کے کام تو کیا آئیں گے اللہ کے سامنے ان سے اپنی بیزاری ظاہر کریں گے اور ان کی مخالفت پر آمادہ ہوں گے)۔

چھٹا رکوع

ان کافروں کو اگر یہاں تھوڑی سی مہلت ملی اور ان کو ان کے اعمال اچھے نظر آرہے ہیں تو یہ اللہ کی طرف سے ڈھیل ہے۔ شیطان بھی اپنی سعی میں لگا ہے۔ اس نے بھی تو انسان کو بہکانے کی قسم کھا رکھی ہے لہٰذا فطری طور پر کافر اور شیاطین کا تعلق قائم ہے۔ وہ اس کی سنتے ہیں وہ ان کو بہکاتا ہے لیکن حشر کے دن سب فیصلہ ہو جائے گا۔ یہ شرک و کفر کے کلمے ان کو مبتلائے عذاب کریں گے اور مومن امن

پائیں گے ۔ اللہ کے یہاں ان کی مہمانی ہو گی ، آخرت تو الگ رہی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھی کبھی کفرو ظلم کو دائمی فروغ نہ دیا ، کتنی بستیاں تباہ ہوگئیں اور ہوتی چلی جاتی ہیں ، اگر منکرین حق اسی سے درس عبرت لیں تو یہی ان کے لئے کافی ہے ۔

۸۳۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ۝

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ ہم نے شیطانوں کو کافروں پر چھوڑ رکھا ہے ، وہ ان کو (برائیوں پر) خوب ابھارتے رہتے ہیں ۔

۸۴۔ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ۝

پس آپ ان کے متعلق جلدی نہ فرمائیں (ان لوگوں کے لیے ان کی بداعمالیوں کی سزا مقرر ہے لیکن یہاں مصلحتاً انہیں مہلت دی گئی ہے) ہم ان کی گنتی (کے دن) شمار کر رہے ہیں (ان کی میعادِ حیات کے ختم ہوتے ہی انکو اپنا حشر آپ معلوم ہو جائے گا) ۔

آخر قیامت کے دن پورا پورا فیصلہ ہو جائے گا یہ اس دن ہو گا ۔

۸۵۔ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۝

جس دن ہم پرہیزگاروں کو (خدائے) رحمٰن کی جانب مہمان بنا کر (قدر و منزلت کے ساتھ) لے جائیں گے ۔

۸۶۔ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝ (وقف لازم)

اور گنہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے (جانوروں کی طرح) ہانک لے جائیں گے (اور انہیں دوزخ کے گھاٹ اتاریں گے) ۔

یاد رہے

۸۷۔ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝ (وقف لازم)

(اس دن اللہ کے سامنے) لوگوں کو شفاعت کا اختیار نہ ہو گا بجز اس کے جس نے (خدائے) رحمٰن سے (شفاعت کا) وعدہ لے لیا ہو (جس کو جس حد تک شفاعت کی اجازت ہو گی اسی حد تک وہ شفاعت کرے گا) ۔

کیا یہ جاہل یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ اللہ کے نعوذ باللہ بیٹا ہے جو اس کا ہاتھ پکڑے گا ۔

۸۸۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝

اور (یہ گستاخ) کہتے ہیں کہ (اللہ) رحمٰن (و رحیم) اولاد رکھتا ہے ۔

آپ فرما دیجئے

۸۹۔ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ۝

بیشک تم بہت بھاری (بہت بری) بات (زبان پر) لاتے ہو ۔

٩٠- تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝

کچھ بعید نہیں کہ اس (گستاخی) کے باعث آسمان ٹوٹ پڑیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑیں۔

یعنی

٩١- اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝

اس بات پر کہ انہوں نے اللہ کے اولاد بتائی۔

٩٢- وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ۝

اور (اس) رحمٰن (ورحیم) کی یہ شان نہیں کہ وہ کسی کو اولاد بنائے (یہ تو اس کی شانِ تقدیس اور تنزیہ اور کمالات کے منافی ہے)۔

٩٣- اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝

(حقیقت تو یہ ہے کہ) آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے (طوقِ بندگی سے کوئی باہر نہیں۔ سب اس کے بنائے ہوئے ہیں اور سب (اللہ) رحمٰن کے روبرو بندے کی حیثیت سے حاضر ہوں گے۔

٩٤- لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝

بے شک اس نے ان کو احاطہ میں لے رکھا ہے (سب اس کے احاطۂ علمی میں ہیں) اور اس نے سب کو گن رکھا ہے (کوئی چھوٹا ہوا نہیں کہ اللہ کے روبرو حاضر ہونے سے بچ سکے)۔

٩٥- وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝

اور ان میں سے ہر ایک روزِ قیامت اس کے سامنے تنہا پیش ہوگا۔

ہر ایک کو فرداً فرداً حاضر ہونا پڑے گا اور ہر ایک کا الگ الگ حساب ہوگا۔

٩٦- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کو (خدائے) رحمٰن (اپنی) محبت دے گا (دنیا میں بھی انہیں اپنے رسول کی محبت دے گا اور مخلوق کے دل میں ان کی محبت پیدا کر دے گا۔ یہ دنیا ہی میں ان کے ایمان اور عملِ صالح کا بدلہ ہوگا)۔

گزشتہ آیت میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنے والوں کا ذکر تھا، ان دردمندوں کی غذائے روحانی اور تسکینِ قلب قرآن ہی ہے۔

٩٧- فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ

پس ہم نے آپ کی زبان میں اس (قرآن) کو آسان کر دیا ہے (اور آپ کے وسیلہ

لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنْذِرَ بِهِ قَوْمًا لُّدًّا ۝

سے قلب مومن کے لئے اس کی فہم آسان کر دی ہے) تاکہ آپ اس سے پرہیزگاروں کو بشارت دیں اور جھگڑنے والوں کو اس سے ڈرائیں (شاید وہ بھی اس کی صاف اور واضح آیتوں پر غور کریں اور ہدایت پائیں)

۹۸- وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝ ع ٦

اور (اگر یہ سمجھنے کے لیے تیار ہی نہ ہوں اپنی ضد پر قائم رہیں تو) ہم ان سے پہلے کتنی ہی جماعتوں کو ہلاک کر چکے ہیں (تو) کیا (آج) آپ ان میں سے کسی کی آہٹ پاتے ہیں یا کسی کی بھنک تک سنتے ہیں ؟ (وہ رسولوں کا مذاق اڑانے والے کہاں گئے ؟ سب تباہ و برباد ہو گئے) ۔

وہ تباہ و برباد ہوئے لیکن رحمتِ الٰہی ہنوز اصلاحِ انسانیت کے لیے مضطرب ہے جس کا ذکر آئندہ سورت میں آتا ہے ۔

طٰہٰ

مکی ایک سو پینتیس آیتیں آٹھ رکوع

سورۂ مریم میں سمجھایا گیا کہ اسباب محتاجِ رحمت ہیں رحمت محتاجِ اسباب نہیں ، بتایا گیا کہ قرآن محبت سے معموردلوں کیلئے غذائے روحانی ہے جس کی فہم مومن کے لیے آسان اور جس کی آیات کافر کے لیے واضح ہیں ۔ آپ اسی سے مومن کو بشارتیں دیتے جائیں اور منکروں کو ان کے اعمال کے نتائج سے ڈراتے جائیں ، سرکار دو عالم کا یہ حال تھا کہ رات رات بھر نماز میں مشغول رہتے ، گنہگاروں کے لیے دعائیں فرماتے اور ان کی ہدایت کے لیے توفیق چاہتے یہ سورت سرکار دو عالم کی فطری کیفیتِ تبلیغ کی آئینہ دار ہے یہ وہ مہتابِ رحمت ہے جو ہر فرد بشر کو انوارِ توحید ، انوارِ ایمان اور فیوض و برکات سے منور کرنے کے لیے بے تاب ہے ۔ اسی مہتابِ نبوت سے جس نے جو روشنی پائی ہے وہ اسے مخلوق تک پہنچانے میں مصروف ہے ۔ اسی نورِ معرفت کی کرنیں ماضی میں انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ عالم تک پہنچیں ۔ اور یہی نور ایمان اللہ کے برگزیدہ بندوں کے ہاتھوں آج بھی قلوب میں اپنا گھر کرتا چلا جاتا ہے ۔ سب اللہ کی دین ہے ۔ دنیا کی روشنی ، سورج اور چاند اور ستاروں سے ہے اور قلوب کی زندگی دلوں کی ٹھنڈک اس ماہِ تاباں اس چودھویں کے چاند سے ہے جسے طٰہٰ کہہ کر خطاب کیا گیا ہے ۔ عرش سے فرش تک جو بھی احکامات جاری ہیں وہ سب اللہ کی رحمٰنیت سے متعلق ہیں ۔ سچ ہے ارض و سماء جسم و دل ، ظاہر و باطن سب اسی کے ہیں ، اللہ ہی اللہ ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں ، محبت والوں کے لیے یہ راہِ سلوک کا اہم سورہ ہے اس راہِ سلوک میں جس کو جو مل جائے وہ اس کی عطا ہے اور ان کا صدقہ ہے جنہیں طٰہٰ کہا گیا ۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ طٰهٰ ○ طا۔ ھا (حضور کے ناموں میں سے ایک نام ہے)۔

۲۔ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى ○ (اے میرے محبوب) ہم نے آپ پر یہ قرآن اس لیے تو نہیں اتارا کہ آپ محنتِ شاقہ میں پڑ جائیں۔

کافروں کے انکار سے اس درجہ متاثر و غمگین ہوں اور اللہ کی بارگاہ میں رات رات بھر کھڑے مصروفِ عبادت رہیں یہ تو آپ کی امت کے لیے ایک یاد ہے ایک ذکر ہے کیفیاتِ روحانی کے پانے کے لیے ہے۔

۳۔ اِلَّا تَذۡكِرَةً لِّمَنۡ يَّخۡشٰى ○ بلکہ یہ تو نصیحت ہے اس کے لیے جس میں خضوع و خشوع ہو۔

۴۔ تَنۡزِيۡلًا مِّمَّنۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ وَالسَّمٰوٰتِ الۡعُلٰى ○ یہ اس (ذاتِ برتر) کا اتارا ہوا ہے جس نے زمین کو پیدا کیا اور بلند آسمانوں کو بنایا۔ ان کو اس ذات مقدس کی معرفت کا ذریعہ بنایا ہے جو فنا و بقا اور تغیرات و تصرفات کی مالک ہے)۔

۵۔ اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى ○ وہ (تو اپنی مخلوق کے لیے) انتہائی مہربان اپنے تختِ (حکمت و قدرت) پر قائم ہوا (اور اپنی شانِ رحمانیت سے ہر ایک کی ضروریات کا کفیل اس کا نگہبان ہے)۔

۶۔ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا وَمَا تَحۡتَ الثَّرٰى ○ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اور جو کچھ زمین کے نیچے ہے۔ (عرش سے فرش تک بلکہ تحت الثریٰ تک سب اسی کی حکومت ہے۔ اسی کا حکم جاری ہے۔ یہ سب اس کی رحمانیت سے متعلق ہے)۔

۷۔ وَاِنۡ تَجۡهَرۡ بِالۡقَوۡلِ فَاِنَّهٗ يَعۡلَمُ السِّرَّ وَاَخۡفٰى ○ اور اگر تم کوئی بات پکار کر کہو تو وہ چپکے سے کہی ہوئی بات سے بھی باخبر ہے اور اس سے بھی جو تمہارے دل کی گہرائیوں میں ہے (جو تمہارے دل میں ہے یا جس سے ابھی تم خود بھی واقف نہیں بلکہ جس کا تم ارادہ کروگے وہ جو کچھ کرتا ہے پورے علم کے ساتھ کرتا ہے، گذشتہ آیت میں اللہ کی قدرت و تصرف کی ہمہ گیری کا بیان تھا یہاں علم الٰہی کی وسعت کا بیان ہے)۔

وہی ایک، یکتا و یگانہ معبودِ برحق ہے

۸۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ○ (اللہ ہی) اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کے اچھے اچھے نام ہیں (جملہ صفات حمیدہ سے وہ متصف ہے)۔

یہ سورہ راہِ سلوک کا سورہ ہے ذاکر خدا کو کیسے پہچانتا ہے کہ خدا ہے اس کے لئے موسیٰ کا قصہ بیان کیا جارہا ہے بتایا جارہا ہے کہ سلوک میں ایک حس پیدا ہو جاتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔

۹۔ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ○ اور آپ کو کیا موسیٰ (کے احوال) کی خبر پہنچی ہے۔

(انبیاء علیہم السلام کی جس عبادت اور ریاضت کو دیکھ کر کفار طعن کرتے ہیں وہی تو ان کے لئے سرچشمۂ حیات، سرتا سر تسکین ہے شریعت اور راہِ سلوک پر چل کر موسیٰ علیہ السلام نے جس استقامت سے کام کیا انہیں اس کا اجر اس سے زیادہ عطا ہوا۔ کلیم اللہ نے ہر موئے تن سے اللہ کا کلام سنا)

ان لوگوں کو موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ یاد دلائیے

۱۰۔ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ○ جب انہوں نے ایک آگ دیکھی تو انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم یہاں ٹھیرو۔ میں نے ایک آگ دیکھی ہے (میں ادھر جاتا ہوں) شاید میں تمہارے لیے ایک شعلہ (یا انگارا) لے آؤں یا (اگر آگ تک نہ بھی پہنچ سکوں تو) آگ کے قریب پہنچ کر میں راستہ ہی پالوں (مجھے منزل مقصود کی طرف راہنمائی مل جائے)۔

۱۱۔ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ○ پھر جب اس (آگ) کے پاس پہنچے تو آواز آئی اے موسیٰ

۱۲۔ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ بیشک میں ہی تمہارا رب ہوں پس (یہ مقامِ ادب ہے) تم اپنے جوتے اتار ڈالو۔

آیت نمبر (۱۰) واقعہ یوں ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کئی سال حضرت شعیب علیہ السلام کے ساتھ رہنے کے بعد اپنی بی بی کو رخصت کرا کے بکریوں کے ساتھ مدین سے مصر کی جانب روانہ ہوئے۔ اور راستہ بھول گئے۔ سردی کا زمانہ تھا، رات کو بی بی کو دردِ زہ کی تکلیف ہوئی سامنے آگ نظر آئی آپ ادھر کو بڑھے۔ وہ آگ نہ تھی اللہ کا نورِ جلال تھا، جب اس سے نزدیک ہوئے تو دیکھا کہ ایک درخت میں آگ لگی ہوئی ہے۔ آگ جس قدر بھڑکتی ہے درخت سرسبز و شاداب ہوتا ہے۔ جب موسیٰ رک جاتے ہیں وہ قریب آتا ہے موسیٰ علیہ السلام جوں جوں اس کی طرف بڑھتے ہیں وہ دور ہوتا جاتا ہے۔ راہِ سلوک پر چلنے والے کو یہ سب اشارے سمجھا دیے جاتے ہیں، جب دیکھی چیز نظر آتی ہے انسان اس کی طرف بڑھتا ہے۔ نار، تجلیٔ جلالِ الٰہی ہے لیکن نار میں کیفیتِ نور موجود ہے، سلوک میں پہلے جلال ہے پھر جمال۔ جوں جوں نارِ عشق نفس و نفسانیت سے انسان کو پاک و صاف کرتی جاتی ہے اسی قدر اس کی شخصیت، اس کی انفرادیت اور نمایاں ہوتی جاتی ہے۔ غرض موسیٰ علیہ السلام نے سوچا کہ روشنی آئے تو میں روشن ہو کر آگے بڑھوں گا۔ حضرت موسیٰؑ ادھر بڑھے۔ رحمتِ الٰہی نے ان کی بیوی کو ان کے باپ حضرت شعیبؑ کے پاس پہنچا دیا اور سالک کے سلوک کے فیض سے اس کے اہل کو محروم نہ رکھا۔

اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ — بیشک تم طوٰی کی مقدس وادی میں ہو۔

۱۳- وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝ — اور میں نے تم کو منتخب فرمایا (نبوت کے لیے انتخاب کر لیا ہے) پس جو حکم تم کو ملے وہ سنتے رہو۔

(بصارت سے تم نے آگ دیکھی اب ہم نے سماعت بھی کھول دی جو ہم تم سے کہیں وہ سنتے رہو وحی صرف نبی سنتا ہے۔ ان روحانی کیفیات سے اسی کو نوازا جاتا ہے)

اللہ تعالیٰ کلام فرماتا ہے اور موسیٰ علیہ السلام متحیر ہیں کہ یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیرے اوپر ہوں تیرے ساتھ ہوں تیرے سامنے ہوں تیرے پیچھے ہوں اور تیری جان سے زیادہ تجھ سے نزدیک ہوں، غرض آپ نے ہر بُن مو سے یہ آواز سنی۔

۱۴- اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝ — بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کرو (مجھی میں گم ہو جاؤ، اپنا اختیار چھوڑ دو) اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھو۔

سالک سلوک میں ہو تو ایک وقت ضرور آتا ہے کہ وہ صاحبِ وقت ہو جاتا ہے وہ گھڑی چھپی ہوئی ہے، اللہ کے حکم سے ملتی ہے۔ جب فنائیت طاری ہوتی ہے حقائق کھلنے لگتے ہیں۔ مومن جس حقیقت پر ایمان لایا تھا آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے۔ عین الیقین کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

۱۵- اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ۝ — بے شک قیامت آنے والی ہے۔ میں اسے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ (اس روز) ہر شخص اپنی کوششوں کا بدلہ پالے (اسے اس کے اعمال کی جزا، اس کے سلوک کا انعام مل جائے۔ جنت کا انتظار ہو تو انتظار کرنا پڑتا ہے اللہ کے لیے عبادت ہو تو اللہ یہیں مل جاتا ہے)۔

۱۶- فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ۝ — پس (دیکھو خیال رکھنا کہ) کہیں وہ شخص جو اس (قیامت) پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی خواہش کا پیرو ہے تم کو اس (راہِ حق) سے روک نہ دے۔ سو تم ہلاک ہو جاؤ (جب ایمان، جو دین کی بنیاد ہے متزلزل ہو جاتا ہے تو عمارت گر جاتی ہے اس کی حفاظت ضروری ہے)۔

احکامات کے بعد دلجوئی کی جاتی ہے اور عنایات سے نوازا جاتا ہے

آیت نمبر (۱۲) = طوٰی = وہ مقام ہے جو جزیرہ نما سینا میں کوہ سینا کے دامن میں واقع ہے۔

۱۷۔ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ○ اور اے موسٰی یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا سوال فرمانا موسٰی کی دلجوئی کے لیے تھا بات کرنے کا موقع دینا ہے۔

۱۸۔ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ○ کہا یہ میری لاٹھی ہے اس پر میں ٹیک لگاتا ہوں، اور اس سے اپنی بکریوں کے لیے پتے جھاڑتا ہوں اور اس سے میری اور بھی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں

موسٰی علیہ السلام نے لاٹھی کے سب فوائد گنوا دیئے جو عام طور پر اس سے حاصل ہو سکتے تھے لیکن اسی عام لاٹھی سے معجزانہ کیفیات و اثرات ظاہر کرنے کا حکم ہو رہا ہے۔

۱۹۔ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ○ فرمایا اے موسٰی اس کو (زمین پر) پھینک دو۔

۲۰۔ فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ○ پس انہوں نے اس کو پھینک دیا تو وہ دوڑتا ہوا سانپ بن گیا۔

۲۱۔ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ٚ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ○ (حکم) فرمایا اس کو پکڑ لو اور مت ڈرو۔ ہم اس کو ابھی اس کی پہلی حالت پر لوٹا دیں گے (اسی شکل و صورت میں کر دیں گے جس میں وہ تھی)

(گویا یہ اشارہ بھی کر دیا گیا کہ نفس کو جب تک قابو میں رکھو وہ لاٹھی ہے جہاں چھوڑا اژدہا بن جاتا ہے)۔

۲۲۔ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ○ لا اور (موسٰی ذرا) اپنی بغل میں اپنا ہاتھ تو دباؤ (دیکھو) وہ بغیر کسی بیماری کے سفید (چمکتا ہوا) نکلے گا یہ دوسری نشانی ہوئی۔

یہ سب اس لیے ہے

۲۳۔ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ○ۚ تاکہ ہم تم کو اپنی بڑی بڑی نشانیاں دکھائیں۔

۲۴۔ ع اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ○ ع (حکم ہوتا ہے کہ اے موسٰی) تم فرعون کی طرف جاؤ کہ اس نے بہت سر اٹھایا ہے (تاکہ جو لوگ مادیت میں پھنسے ہیں ان کو نکالو۔ یہ احساس رہے کہ میں سفیر بنا کر بھیجا گیا ہوں)۔

دوسرا رکوع

حضرت موسٰیؑ دست بدعا ہو جاتے ہیں دُعا قبول ہوتی ہے اور اپنے مشن پر روانہ ہوتے ہیں۔

۲۵- قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝
(موسیٰ نے) کہا اے میرے پروردگار (میری التجا ہے کہ) میرا سینہ کشادہ فرمادے (غلافِ دل نکل جائے دل ہی دل ہو جاؤں تاکہ حلم و بردباری سے تبلیغ کے فرائض ادا کروں، اور کشادہ دلی اور خندہ پیشانی سے اس راہ کی تکلیفیں اٹھاؤں)۔

۲۶- وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝
اور میرا کام آسان کر دے (مجھے اپنے امر کی طرف متوجہ رکھ وہ سامان فراہم کر دے کہ عظیم الشان کام آسان ہو جائے)۔

۲۷- وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ۝
اور (یہ زبان جو بچپن میں جل گئی تھی کہ اب صاف بول بھی نہیں پاتا یہ کمزوری بھی رفع فرما دے) میری زبان سے یہ گرہ کھول دے (تاکہ ان کیفیات قلبی و روحانی کو بخوبی ادا کر سکوں اور)

۲۸- يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝
(سب لوگ) میری بات سمجھ سکیں (وہ انداز بیان دے کہ زبان کہے اور میری بات دلوں میں گھر کر جائے)۔

۲۹- وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ۝
اور میرے گھر والوں میں سے مجھے ایک کام بٹانے والا عطا فرما۔(جس میں کام کی اہلیت ہو جو میرا مددگار و معاون بن سکے)۔

۳۰- هَارُونَ أَخِي ۝
(یعنی) میرے بھائی ہارون (کہ عمر میں مجھ سے بڑے ہیں اور فہم بھی اچھی رکھتے ہیں)

۳۱- اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ۝
ان سے میری کمر مضبوط فرما (مجھے تقویت بخش)۔

۳۲- وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ۝
اور ان کو میرے کام میں (میرا) شریک بنا دے۔

۳۳- كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ۝
تاکہ ہم تیری ذات کی پاکی خوب بیان کریں (جیسے آسمانوں پر فرشتے)

۳۴- وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ۝
اور تیرا ذکر کثرت سے کریں۔

۳۵- إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيرًا ۝
(اے ہمارے پروردگار) بے شک تو ہم کو خوب دیکھ رہا ہے۔

(ہمارے اقوال و احوال سے خوب واقف ہے ہماری یہ التجا اس لیے ہے کہ تیرا پیغام لوگوں تک پہنچے اور تیری یہ نصرت ہر حال میں ہماری معاون رہے)

۳۶- قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ۝
(اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے جواب ملتا ہے) فرمایا۔ اے موسیٰ تمہاری (ہر) درخواست قبول کی گئی (تم کو ملا جو تم نے مانگا)۔

۳۷۔ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرٰىٓ ۙ

اور (اے موسیٰؑ اس سے قبل بھی) ہم نے ایک بار تم پر اور بھی احسان کیا تھا۔

۳۸۔ إِذْ أَوْحَيْنَآ إِلٰىٓ أُمِّكَ مَا يُوحٰىٓ ۙ

جب ہم نے تمہاری ماں کو وہ بات الہام کی جس کا الہام مناسب تھا۔

اس کے دل میں ایک تدبیر ڈالی وہ یہ تھی۔

۳۹۔ أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيٓ ۘ (وقف لازم)

کہ اسے (یعنی اپنے بچہ موسیٰ کو) ایک صندوق میں رکھو پھر اسے دریا میں ڈال دو۔ پھر دریا اس کو کنارے سے لگا دے تو اس کو وہ (شخص) اٹھالے جو میرا بھی دشمن ہے اور اس کا بھی دشمن ہے۔ اور (میں نے اے موسیٰ پھر تمہاری حفاظت کا یہ سامان کیا کہ) میں نے تم پر اپنی طرف سے (ایک ایسی) محبت ڈال دی (کہ جو دیکھتا محبت کرتا یہ اس لیے تھا) تاکہ تم میری نگرانی میں پرورش پاؤ۔

حضرت موسیٰؑ فرعون کے گھر پہنچ گئے لیکن ماں کا دل بے قرار تھا، اللہ نے اس کا بھی انتظام فرمایا جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

۴۰۔ إِذْ تَمْشِيٓ أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَن يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنٰكَ إِلٰىٓ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ

جب تمہاری بہن (فرعون کے یہاں) گئیں پھر کہنے لگیں کیا میں تم کو اس (عورت) کا پتہ دوں جو اسے اچھی طرح پالے (اس طرح موسیٰ علیہ السلام کی ماں وہاں پہنچیں اور ان کی پرورش ان کے ذمہ ہوئی) پس (اس طرح) ہم نے تم کو تمہاری ماں کے پاس پہنچا دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غمگین نہ ہو۔ اور (اے موسیٰ وہ بھی احسان یاد کرو جب تم نے غصہ میں ایک شخص کو مکا مارا اور وہ مرگیا) تم نے ایک آدمی کو مار ڈالا پھر ہم نے تم کو اس غم سے بھی نجات دی (یعنی یہ غم کہ اللہ ناراض ہوگا اور لوگ قاتل کہیں گے مارا جاؤں گا دونوں سے

آیت نمبر (۳۹) حضرت موسیٰؑ کی پیدائش کے وقت نجومیوں نے پیشگوئی کی تھی کہ اسرائیلیوں میں ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جو فرعون کی ہلاکت اور اس کی حکومت کے زوال کا باعث ہوگا، چنانچہ فرعون نے حکم دے دیا کہ اسرائیلیوں کا ہر لڑکا جو پیدا ہو مار ڈالا جائے۔ حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے ماں کو فکر ہوئی اللہ کی طرف سے ان کے قلب پر الہام ہوا کہ اسے صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دو ہم اس کی حفاظت کا سامان خود کریں گے۔ موسیٰؑ کو دریا میں ڈال دیا گیا۔ صندوق فرعون ہی کے مکان کے کنارے پہنچا جہاں اس کی بیوی حضرت آسیہ نے جو خدا ترس عورت تھیں ان کو اٹھا لیا اور فرعون کی اجازت لے کر بیٹے کی طرح پالا۔

سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ۙ۬ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ○

اللہ نے بچا لیا۔ حضرت موسیٰ مصر سے مدین کی طرف روانہ ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کے فضل کو معاف ہی نہیں کیا بلکہ ایک پیغمبر کے پاس پہنچا کر ان کی ذہنی اور روحانی تربیت کا انتظام کیا) اور ہم نے تمہاری خوب خوب آزمائش کی (تم اس میں پورے اترے) پھر تم کئی سال اہل مدین میں ٹھیرے رہے (اور مدین سے نکل کر راستہ بھولے) پھر اے موسیٰ تم ایک وقتِ خاص پر یہاں پہنچے (منصبِ رسالت پر فائز ہوئے)

یہ سب اللہ کا کرم تھا اللہ جسے اپنا بنالے اور تربیت دے وہی بندہ 'بندہ' ہے۔

۴۱۔ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ۚ

اور میں نے تم کو اپنے واسطے بنایا ہے (اپنے کام کے لیے پیدا کیا ہے۔ جاؤ اور اسی کام کو انجام دو)۔

۴۲۔ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ۚ

تم اور تمہارا بھائی دونوں میری نشانیاں لے کر جاؤ اور (دیکھو) تم دونوں میری یاد میں سستی نہ کرنا۔

۴۳۔ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۚ

تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ بیشک وہ بہت سرکش ہو گیا ہے۔

۴۴۔ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ○

سو تم دونوں اس سے نرمی (اور سنجیدگی) سے بات کرنا شاید وہ نصیحت قبول کرے یا (عذابِ الٰہی سے) ڈر جائے (شاید اس کے دل میں اللہ کی یاد یا اللہ کا خوف پیدا ہو)۔

۴۵۔ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ○

دونوں نے کہا اے ہمارے رب ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں وہ ہم پر زیادتی نہ کرے یا زیادہ سرکشی نہ کرنے لگے۔

۴۶۔ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ○

فرمایا تم مت ڈرو، میں تم دونوں کے ساتھ ہوں میں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں (جو کچھ وہ کہے گا اور جو حالات پیش آئیں گے میں سب سے باخبر ہوں)۔

۴۷۔ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰى

پس اس کے پاس جاؤ پھر اس سے کہو کہ ہم دونوں تمہارے پاس تمہارے رب کے بھیجے ہوئے آئے ہیں۔ پس بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دو اور ان کو تکلیفیں نہ دو (ان کو اپنی ذلیل ترین غلامی سے آزاد کر کے ہمارے ساتھ کر دو کہ جہاں چاہیں چلے جائیں اور ان پر ظلم نہ ڈھاؤ) بے شک ہم تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانیاں لے کر آئے ہیں (جو ہماری نبوت کا مزید ثبوت ہیں) اور جو

مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ۝ ہدایت کی بات مان لے (ایمان لے آئے) اسی پر سلامتی ہے۔

(گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کی آزادی کے متعلق پہلا ہی سوال فرعون کو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے کی دعوت تھی جسے تسلیم کرنے پر سلامتی کا وعدہ ہوا)

۴۸۔ اِنَّا قَدْ اُوْحِىَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ (موسیٰ کو یہ بھی حکم ہوا کہ فرعون سے کہو) بے شک ہمارے پاس وحی آئی ہے کہ (اللہ کا) عذاب اس پر ہے جو (اللہ اور اس کے رسولوں کے فرمان کو) جھٹلائے اور روگردانی کرے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس گئے اور جس طرح ارشاد ہوا تھا اس کی تعمیل فرمائی اور اللہ کا پیغام پہنچایا۔

۴۹۔ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ۝ (فرعون نے کہا اے موسیٰ تم دونوں کا رب کون ہے (جس کی طرف تم مجھے دعوت دینے کی جسارت کرتے ہو)۔

۵۰۔ قَالَ رَبُّنَا الَّذِىْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَىْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ۝ فرمایا ہمارا رب وہ ہے کہ جس نے ہر شے کو اس کا وجود بخشا پھر اس کی استعداد کے مطابق اس کی رہنمائی کی (اس طرح حضرت موسیٰ نے اللہ کی ذات کے بجائے اس کے صفات کی طرف فرعون کو متوجہ کیا کہ انسان یہی سمجھ سکتا ہے)۔

۵۱۔ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ۝ (فرعون نے) کہا اچھا پہلی قوموں کا کیا حال ہوا (جنہوں نے تمہارے خدا کو نہ مانا یعنی ہم سے پہلے بھی تو لوگ اللہ کو نہ مانتے تھے آخران پر کیا گزری)۔

۵۲۔ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّىْ فِىْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّىْ وَلَا يَنْسَى ۝ فرمایا اس کا علم میرے پروردگار کے پاس (اس کی) کتاب (لوح محفوظ) میں ہے (اور میں یہ جانتا ہوں کہ) میرا رب نہ بھٹکتا ہے نہ بھولتا ہے۔

جو کچھ بھی ہوا اس کا حرف حرف نہ صرف اس کے علم میں ہے بلکہ تحریر میں بھی محفوظ ہے۔

اس کی ذات

۵۳۔ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ وہ ہے جس نے تمہارے واسطے زمین کو بچھونا بنا دیا (جس پر بلا کسی پریشانی کے چلتے پھرتے ہو) اور اس میں تمہارے لیے (ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے نیز دنیا سے عقبیٰ تک پہنچنے کے) راستے بنا دیے اور (تمہاری حیات کے سامان فراہم کیے یعنی) آسمان سے پانی برسایا (پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) ہم نے (اس

فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۝ طرح) اس (زمین) سے طرح طرح کی نباتات کے جوڑے پیدا کئے۔

۵۴- كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰى ۝ (تاکہ، تم کھاؤ (پیو) اور اپنے مویشیوں کو چراؤ (اور ہماری دی ہوئی نعمتوں سے استفادہ کرو) بے شک اس (نظامِ عالم) میں عقل والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔

حضرت موسیٰ نے دولت میں پھنسے ہوئے فرعون کو مادیت ہی کے حیات بخش اجزاء کی طرف متوجہ کرکے اس کی نظریں خالقِ کائنات کی قدرت وحکمت کی طرف پھیرنا چاہیں تاکہ اگر واقعی اس میں عقل اور بصیرت ہے تو ان کھلی ہوئی نشانیوں سے خالقِ کائنات کے وجود کو تسلیم کرنے میں تامل نہ کرے گا۔

تیسرا رکوع

اندازِ تعلیم یہی ہے کہ جس بات کو سمجھایا جائے اس کے ان گوشوں کو بھی اجاگر کیا جائے جس سے ذہن میں بالیدگی اور فہم میں وسعت پیدا ہو، حقائق کھلیں۔

گذشتہ آیت میں بتایا گیا تھا کہ یہ زمین کا فرش اللہ کا عطیہ ہے، اس پر اس کے پانے کی راہیں ہیں جب بارشِ رحمت ہوتی ہے جس سے سرسبزی اور شادابی ہے تو ہر مادہ جو مادیت کو چھوڑ کر اس کی طرف بڑھتا ہے سرسبز ہوتا ہے۔ انسان کے لیے بھی تین حالتیں ہیں، اول پیدا ہونا اور اس زمین پر زندگی بسر کرکے اپنے لیے ایک راستہ متعین کرنا، پھر مرنا ہے۔ اور آخر میں اس کو اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ اسکے بعد کے رکوع میں اللہ کی خاص عنایات کی کیفیات کا بیان ہے۔ جسے عرفِ عام میں معجزہ کہتے ہیں۔ یہ اللہ کی دین ہے اگر اس رکوع کو غور سے پڑھا جائے تو انشاء اللہ معجزہ کے معنی اور اس کی حقیقت کھل جائے گی۔

۵۵- مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝ (اور اللہ کا فرمان ہے کہ) ہم ہی نے تم کو اسی (زمین) میں سے پیدا کیا اور اسی میں تم کو واپس لے جائیں گے (تم خاک ہو کر خاک میں مل جاؤ گے)، اور اسی سے ہم (بالآخر) تم کو پھر دوبارہ نکالیں گے (پھر تم اللہ کے سامنے حاضر ہوگے)۔

بہتر ہے کہ انسان دنیا میں رہ کر اپنی حقیقت اور اپنے نفس کو سمجھے تاکہ جب اس کی طرف لوٹے تو سرخرو جائے، اور سرخرو نکلے۔

۵۶- وَلَقَدْ اَرَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ اور (اس طرح موسیٰ کے ذریعہ) ہم نے فرعون کو اپنی سب نشانیاں (جن کا

وَاَبٰی ۝

دکھانا مناسب تھا) دکھا دیں (عصا اور ید بیضا کا سا معجزہ جو اس کی آنکھوں کے سامنے تھا۔ جس کو وہ بھی حیرت اور دہشت سے دیکھتا اور اس کے جادوگر بھی۔ اس کی نظریں تخلیق کی طرف مائل کی گئیں کہ زمین، آسمان، بارش، زندگی یہ سب اللہ کی قدرت و حکمت سہی لیکن ایک ذی فہم کے لیے یہ سب اللہ کا اعجاز ہے۔ پھر آخرت کی طرف بھی فرعون کو متوجہ کیا گیا) لیکن اس نے (سب کچھ) جھٹلایا اور (ہر حقیقت کا) انکار کیا۔

بولا تو یہ بولا

۵۷۔ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ۝

کہنے لگا کہ اے موسیٰ کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہمارے وطن سے ہم کو اپنے جادو (کے زور) سے نکال باہر کرو۔

۵۸۔ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ۝

تو ہم بھی تمہارے مقابلہ میں ایک ایسا ہی جادو لائیں گے پس (اس بحث کو ختم کرو اور مقابلہ کے لیے) ہمارے اور اپنے درمیان ایک وقت کا تعین کر لو کہ جس کے خلاف نہ ہم کریں نہ تم کرو ایک ہموار میدان میں (یہ مقابلہ ہو کہ سب دیکھ سکیں)۔

۵۹۔ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۝

(حضرت موسیٰ علیہ السلام نے) فرمایا کہ تم سے تمہارے جشن کے دن کا وعدہ طے رہا (اس دن سب ہی جمع ہوتے ہیں) اور یہ (انتظام بھی کر لو) کہ لوگ دن چڑھے جمع ہو جائیں (تاکہ ہر شخص یہ مقابلہ اپنی آنکھوں سے دیکھے اور حقائق روز روشن کی طرح ظاہر ہوں)

۶۰۔ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ۝

پس فرعون واپس گیا پھر (تمام تدابیر مکمل کر کے اور مشیروں اور ساحروں کو بلا کر) اپنے جملہ مکر و فریب (کے سامان) کو جمع کرنا شروع کیا اور پھر (وعدہ کے مطابق میدان میں) آیا۔

۶۱۔ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ۝

موسیٰ علیہ السلام نے (تمام ساحروں اور مجمع کو مخاطب کر کے) ان سے کہا، خرابی ہے تم پر۔ تم اللہ پر جھوٹ نہ باندھو کہ (اپنی چالبازیوں کو حقیقت نہ بتاؤ اگر تم اپنے اس باطل سحر سے اور لوگوں کو دھوکہ دینے سے باز نہ آئے اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے تو) کہیں وہ (یعنی اللہ) تم کو اپنے عذاب سے ہلاک ہی نہ کر دے

اور جس نے بھی (اللہ پر) جھوٹ تراشا وہی نامراد ہوا۔

موسیٰ علیہ السلام کی حق گوئی اور قوت ایمانی نے جادوگروں میں ہیجان پیدا کر دیا سوچنے لگے کہ یہ جادوگر کا اندازِ کلام نہیں ہو سکتا، وہ جانتے تھے کہ جادو صرف نظر بندی ہے۔ جادو کسی شے کی حقیقت کو نہیں بدل سکتا، موسیٰ کے قول کی صداقت نے ان کو عجیب الجھن میں ڈال دیا آپس میں سرگوشیاں کیں۔

۶۲۔ فَتَنَازَعُوٓا اَمۡرَهُمۡ بَيۡنَهُمۡ وَاَسَرُّوا النَّجۡوٰى ○

پس وہ اپنی رائے میں باہم اختلاف کرنے لگے اور چپکے چپکے مشورے کرتے رہے۔

اور آخر فرعون کے دبدبہ سے متاثر ہو کر فرعون کی جماعت سے یوں مخاطب ہوئے۔

۶۳۔ قَالُوٓا اِنۡ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيۡدٰنِ اَنۡ يُّخۡرِجٰكُمۡ مِّنۡ اَرۡضِكُمۡ بِسِحۡرِهِمَا وَيَذۡهَبَا بِطَرِيۡقَتِكُمُ الۡمُثۡلٰى ○

بولے بے شک یہ دونوں جادوگر ہیں۔ چاہتے ہیں کہ اپنے جادو (کے زور) سے تم کو تمہارے ملک سے نکال دیں اور تمہاری اچھی خاصی روایات (یعنی تمہاری تہذیب اور شائستہ رسومات کو اس سرزمین سے) نیست و نابود کر دیں۔

جادوگروں نے طے کیا کہ آج پوری پوری قوت اور پوری آن بان کے ساتھ اس نئے حریف کا مقابلہ کیا جائے اور کہا کہ

۶۴۔ فَاَجۡمِعُوۡا كَيۡدَكُمۡ ثُمَّ ائۡتُوۡا صَفًّا ۚ وَقَدۡ اَفۡلَحَ الۡيَوۡمَ مَنِ اسۡتَعۡلٰى ○

پس اپنی جملہ تدابیر مکمل کر لو پھر قطار باندھ کر آؤ، (دفعۃً اور ایک ساتھ حملہ کرو تاکہ حریف کے قدم اکھڑ جائیں) اور (ایسا کرنا اس لیے ضروری ہے کہ) آج وہی کامیاب (و کامران) ہے جو غالب آئے۔

یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کی ہمت بندھا رہے تھے فرعون کو خوش کرنے کے لیے پوری تیاری سے آئے تھے لیکن ان کے دل میں یہ خیال آ چکا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام جادوگر نہیں یہ تصور غیر شعوری طور پر ساحروں کو موسیٰ علیہ السلام کے ادب پر مجبور کرتا تھا، چنانچہ یہاں بھی وہ موسیٰ علیہ السلام سے یوں مخاطب ہوئے۔

۶۵۔ قَالُوۡا يٰمُوۡسٰٓى اِمَّاۤ اَنۡ تُلۡقِىَ وَاِمَّاۤ اَنۡ نَّكُوۡنَ اَوَّلَ مَنۡ

وہ بولے اے موسیٰ یا تو آپ (اپنا جادو) ڈالیں یا (اپنا سحر) ڈالنے والے پہلے ہم ہوں؟۔

اَتٰی ○

ساحروں نے جو پیغمبر کا ادب کیا اس کا بدلہ اللہ نے انہیں دیا۔

۶۶۔ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ○

(موسیٰ نے) کہا نہیں تم ہی ڈالو، پس (جیسے ہی انہوں نے اپنی رسیاں ڈالیں) وہ رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو کے زور سے (موسیٰ کو بھی) یوں دکھائی دینے لگیں جیسے ادھر ادھر دوڑ رہی ہیں۔

موسیٰ جادوگر نہ تھے انہیں کھٹکا گزرا معجزہ اور سحر میں فرق کیسے معلوم ہوگا بظاہر یہ لاٹھیاں اور رسیاں بھی سانپ بن گئی ہیں۔

۶۷۔ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ○

پس موسیٰ نے اپنے دل میں (ایک طرح کا) ڈر محسوس کیا۔

۶۸۔ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ○

ہم نے کہا کہ تم گھبراؤ نہیں (ظاہری ڈھکوسلوں سے متردد نہ ہو) یقیناً تم ہی غالب رہوگے۔ (سحر نظروں کو متاثر کر رہا ہے معجزہ دلوں میں گھر کر جائیگا)۔

۶۹۔ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۗ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۗ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى ○

اور (اے موسیٰ) جو تمہارے داہنے ہاتھ میں (عصا) ہے وہ ڈال دو۔ وہ ان کا بنایا ہوا فریب نگل جائے گا (اور) جو کچھ انہوں نے (سوانگ) بنایا ہے وہ جادوگروں کا (عام) فریب ہے (یعنی نظر بندی کر کے کچھ کا کچھ دکھاتے ہیں) اور جادوگر جہاں بھی جائے فلاح نہیں پاتا۔

الغرض موسیٰ نے عصا ڈالا جو سب رسیوں اور لاٹھیوں کو نگل گیا، جادوگر سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں ہوسکتا، محض اللہ کی قدرت سے ایسا ہوسکتا ہے۔

۷۰۔ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ○

چنانچہ سب جادوگر سجدہ میں گر گئے (اور) بول اٹھے ہم ہارون اور موسیٰ کے پروردگار پر ایمان لائے۔

(ان باطل خداؤں کو چھوڑا اور رب کے سامنے سربسجود ہوئے جو ان برگزیدہ رسولوں کا خدا ہے۔ دیکھو جب تک پیغمبر پر ایمان نہ لایا جائے ایمان مکمل نہیں ہوتا)

ساحروں کے اس بلا تردد ایمان لانے پر فرعون کو غصہ آیا۔

۷۱ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۭ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۡ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰي ○

بولا، تم اس پر ایمان لے آئے قبل اس کے کہ میں تم کو (اس کی) اجازت دوں یقیناً وہ تمہارا بڑا (جادوگر) ہے (وہ تمہارا استاد ہے) جس نے تم کو سحر سکھایا ہے۔ پس (تمہاری اس حرکت پر) میں ضرور تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا اور تمہیں کھجور کے تنوں پر سولی چڑھاؤں گا اور (تب تم کو اپنی حماقت کا پتہ چلے گا) تم جان لوگے کہ کس کا عذاب سخت اور دیرپا ہے۔

جب کشف قلبی ہو جاتا ہے پھر انسان کسی سے نہیں ڈرتا۔

۷۲۔ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰي مَا جَاۗءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ۭ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ○

وہ بولے ہم ان صاف دلائل (اور نشانیوں) کے مقابلہ میں جو ہم کو مل چکے ہیں اور جس نے ہم کو پیدا کیا ہے (اس کی قدرت کاملہ کے سامنے) ہم تجھے (یعنی تیرے کہنے کو) ہرگز ترجیح نہ دیں گے (تجھ سے ڈر کر ہرگز صاف اور واضح دلائل اور اپنے خالق حقیقی کو نہ چھوڑیں گے) پس تجھ کو جو کرنا ہو وہ کر گزر (تو زیادہ سے زیادہ ہم کو مار ہی تو ڈالے گا، تو جو کرے گا اسی دنیا کی زندگی میں کریگا (مرنے کے بعد ابدالآباد کی زندگی تک تیری رسائی نہیں ہمارا خالق وہاں اپنی رحمت سے نوازے گا)۔

اور اے فرعون خوب سمجھ لے کہ

۷۳۔ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰي ○

ہم تو اپنے رب پر ایمان لائے ہیں تاکہ وہ ہمارے گناہ بخش دے اور یہ جادو جو تو نے ہم سے زبردستی کرایا ہے (وہ معاف فرما دے) اور اللہ ہی سب سے بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے (وہی سرچشمۂ خیر و بقا ہے۔ نہ تو باقی رہے گا نہ تیرا عذاب جس پر تجھ کو ناز ہے)

۷۴۔ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا

بات یہ ہے کہ جو کوئی اپنے رب کے حضور مجرم ہو کر حاضر ہوگا پس اس کے لیے جہنم

آیت نمبر (۷۳) بعض مفسرین نے بیان کیا ہے کہ جب فرعون نے ساحروں کو موسیٰؑ کے مقابلہ میں بلایا تو انہوں نے کہا کہ ہم موسیٰؑ کو سوتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں چنانچہ انہوں نے رات کو موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ سو رہے ہیں اور عصا سانپ بنا ہوا حفاظت کر رہا ہے، جادوگر جانتے تھے کہ جب جادوگر سوتا ہے تو اس کا جادو سو جاتا ہے بے اثر ہو جاتا ہے، انہوں نے فرعون سے کہا کہ موسیٰ کچھ ہوں جادوگر نہیں۔ فرعون نہ مانا اور انہیں جادو پر آمادہ کر لیا۔

فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ○

ہے۔ جس میں نہ وہ مرے گا اور نہ جیے گا (نہ عذاب سے موت آئے گی نہ اس کی زندگی کوئی زندگی ہوگی)۔

۷۵۔ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ○

اور جو اس کے پاس ایمان لے کر حاضر ہوگا اور نیک عمل بھی کیے ہوں گے پس یہی لوگ ہیں جن کے لیے بلند درجات ہیں۔

۷۶۔ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ○ ع ۲۲/۱۲

(یعنی) ہمیشہ رہنے کے باغ جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ اس شخص کا بدلہ ہے جو پاک ہوا۔

یعنی فاسد عقائد اور برے اخلاق سے پاک ہو کر، عمل صالح میں آگیا۔ عمل صالح کے اجزا تزکیۂ نفس و تصفیۂ باطن ہیں۔

چوتھا رکوع

مقابلہ ختم ہوا۔ موسیٰؑ کو فتح و نصرت حاصل ہوئی، فرعون ناکام ہوا اس سلسلہ میں سچی فلاح اور کامیابی کی طرف توجہ دلائی گئی، بتایا گیا کہ حقیقی بھلائی کیا ہے جس کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی تکلیف کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ عمل کے درجات ہیں۔ یہی موقع ہے کہ تزکیۂ نفس اور تصفیۂ باطن اسی عالم فانی میں کر لیا جائے، تاکہ رضائے الٰہی اور دیدارِ الٰہی نصیب ہو۔ دنیا ہمیشہ رہنے کا مقام نہیں سلوک میں رک جانا ترقی کو مسدود کرنا ہے۔ موسیٰؑ کو حکم ہوتا ہے کہ اسرائیلیوں کو لے کر نکلو اور اللہ کی قدرت اور اس کی نصرت کے نئے مظاہرے دیکھو۔

۷۷۔ وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ○

اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے (کر نکل) جاؤ۔ پس (جب راہ میں سمندر پڑے تو عصا کو پانی پر مارنا اور ہمارے حکم سے) ان کے لیے سمندر میں خشک راستہ بنا لینا۔ تم کو نہ (فرعون کے) آپکڑنے کا خوف ہوگا اور نہ (ڈوبنے کا) ڈر (یعنی اللہ کی رحمت اور نصرت تمہارے ساتھ ہے تم اپنی قوت سے نہیں اللہ کی قوت سے کام کر رہے ہو، تم اپنے ارادے کے نہیں اللہ کے ارادے کے تابع ہو)۔

بندہ جب اپنا ارادہ اللہ کے حوالہ کر دیتا ہے تو اسے ایک قدرت عطا ہوتی ہے جس کا کوئی

مقابلہ نہیں کرسکتا۔

۷۸۔ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُم مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۝

پھر فرعون نے اپنے لشکروں کو لے کر ان کا پیچھا کیا (سمندر میں وہی خشک راستہ جس کے دونوں طرف پانی کے پہاڑ کھڑے ہوئے تھے اس پر موسیٰ علیہ السلام کا قافلہ تو پار نکل گیا لیکن جوں ہی فرعون اور اس کا لشکر سمندر کے بیچوں بیچ پہنچا) تو سمندر کے پانی نے ان کو ڈھانپ لیا جیسا کہ ڈھانپ لیا (وہ سمندر میں غرق ہوئے اور منکرین حق کا یہ قافلہ تباہ و برباد ہوا)۔

دنیا میں بھی فرعون نے ان کو اپنے ساتھ ڈبویا اور آخرت میں بھی جہنم میں اپنے ساتھ لے جائے گا۔

۷۹۔ وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ ۝

اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ ہی کیا اور راہِ ہدایت نہ دکھائی۔

اور بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے بار ہا کرم فرمایا۔ ان احسانات کو یاد دلایا جارہا ہے کہ وہ شکر گزار رہیں۔

۸۰۔ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ قَدْ أَنجَيْنَاكُم مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوَاعَدْنَاكُمْ جَانِبَ الطُّورِ الْأَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ ۝

اے بنی اسرائیل بے شک ہم نے تم کو تمہارے دشمن (فرعون) سے نجات دی اور ہم نے تم سے (یعنی تمہارے پیغمبر سے) کوہ طور کی داہنی جانب آنے کا وعدہ کیا (کہ وہاں قیام کرو تو تم کو توریت عطا ہوگی) اور (وادیٔ تیہ میں) ہم نے تم پر (تمہارے کھانے کے لیے) من و سلویٰ اتارا۔

کیا ان احسانات کا یہ حق نہیں کہ

۸۱۔ كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي ۖ وَمَن يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ ۝

جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں ان میں سے کھاؤ (پیو) اور اس معاملہ میں حد سے نہ بڑھو (حدود کے اندر ہی زندگی بسر کرنا شکر گزاری ہے اور دیکھو تم زیادتی نہ کرنا) ورنہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب اترا تو وہ (ذلت و رسوائی کے غار میں) پڑ گیا۔

۸۲۔ وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ ۝

اور بے شک میں بڑا بخشنے والا ہوں اس کو جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے پھر راہ (ہدایت) پر (قائم) رہے۔

حضرت موسیٰ شوق میں بڑھتے چلے گئے کچھ ساتھی بھی تھے جو پیچھے رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

۸۳۔ وَمَا أَعْجَلَكَ عَن قَوْمِكَ يَا مُوسَىٰ ۝

اے موسیٰ تم نے اپنی قوم سے (پہلے پہنچنے میں) جلدی کیوں کی۔

٨٤۔ قَالَ هُمْ أُولَاءِ عَلَىٰ أَثَرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ ○

(موسیٰ نے) کہا وہ میرے پیچھے چلی آرہی ہے اور اے میرے رب میں تیری طرف جلدی (جلدی) حاضر ہوا کہ تو راضی ہو۔

اشتیاق میں موسیٰ علیہ السلام تو آگے بڑھ گئے لیکن قوم کو سامری نے بہکا دیا

٨٥۔ قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ○

(خدا نے) فرمایا کہ تمہاری قوم کو تو ہم نے تمہارے بعد ایک آزمائش میں ڈال دیا اور ان کو سامری نے بہکا دیا۔

٨٦۔ فَرَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَرَدْتُمْ أَنْ يَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُمْ مَوْعِدِي ○

پھر موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصہ میں بھرے ہوئے (ان کی حالت پر) افسوس کرتے واپس ہوئے۔ (ان کو بچھڑے کی پرستش کرتے پایا تو) کہا اے میری قوم کیا تم سے تمہارے پروردگار نے ایک اچھا وعدہ نہ کیا تھا (کہ کوہ طور کے قریب توریت عطا ہوگی پھر تم سے صبر نہ ہوا) کیا تم پر (میرے کوہ طور پر چالیس دن رہنے کی) مدت طویل ہوگئی یا تم نے یہ چاہا کہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر غضب نازل ہو اس لیے تم نے مجھ سے وعدہ خلافی کی (اور اللہ کی ناشکری پر اتر آئے)۔

٨٧۔ قَالُوا مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلَٰكِنَّا حُمِّلْنَا أَوْزَارًا مِنْ زِينَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنَاهَا فَكَذَٰلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ ○

وہ بولے ہم نے جو وعدہ تم سے کیا تھا اس کے خلاف ہم نے اپنے اختیار سے کچھ نہ کیا لیکن (ہم سے یہ حرکت سامری نے کروائی یوں ہوا کہ فرعون کی) قوم کے زیورات کے بھاری بوجھ جو ہم اٹھائے ہوئے تھے (ہم نے چاہا اسے پھینک دیں) پس ہم نے اس کو پھینک دیا پھر اسی طرح (اس منافق) سامری نے بھی (کوئی چیز اس میں) ڈال دی۔

٨٨۔ فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَهُ خُوَارٌ فَقَالُوا هَٰذَا إِلَٰهُكُمْ وَإِلَٰهُ مُوسَىٰ فَنَسِيَ ○

پھر اس نے ان کے لئے ایک بچھڑا بنا دیا وہ ایک قالب تھا جس سے گائے کی سی آواز نکلتی تھی۔ پھر لوگ کہنے لگے کہ یہی تمہارا معبود ہے اور (یہی) موسیٰ کا معبود۔ موسیٰ تو بھول گئے (یعنی موسیٰ سے بھول ہوئی کہ خدا کی تلاش میں طور پر گئے۔ حالانکہ خود قوم شیطانی آواز پر رحمٰن کا دھوکہ کھا گئی تھی۔ سلوک میں خطرات شیطانی سے ہر قدم پر احتیاط ضروری ہے۔ اس کا طریقہ نبی کا اتباع اور اللہ کی رحمت پر نظر رکھنا ہے)۔

اگر قوم ذرا سمجھ سے کام لیتی تو ایسی شیطانی حرکت سے اس طرح متاثر نہ ہوتی۔

۸۹۔ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۝ ع ۱۳

بھلا کیا وہ (اتنی بات) نہیں سمجھتے تھے کہ وہ (بچھڑا انہیں کسی بات کا) نہ تو جواب دے سکتا ہے اور نہ (کسی قسم کا) انہیں نفع و نقصان پہنچانے کی قدرت رکھتا ہے۔

پانچواں رکوع

حضرت موسیٰ نے قوم سے بصورت مجموعی دریافت حال کرنے کے بعد پہلے ہارون علیہ السلام سے پرسش کی، پھر سامری سے اس بچھڑے کے متعلق سوال کیا اور جس طرح اس نے لوگوں کو دھوکا دیا تھا اس سے قوم کو باخبر کیا۔ سامری عذاب میں مبتلا ہوا اس طرح رکوع میں اس واقعہ کا بیان ختم ہوا اور پھر انہیں بنیادی عقائد کو قلوب میں راسخ کیا جا رہا ہے جن پر سیرت کی تعمیر اور حیات ابدی کی فلاح کا دارومدار ہے یعنی توحید رسالت اور آخرت۔

۹۰۔ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ۝

اور بے شک ہارون نے پہلے ہی (ان کو بچھڑے کی پرستش سے منع کیا تھا) ان سے کہا تھا، اے میری قوم تم تو اس سے فتنہ میں پڑ گئے ہو، اور (ذرا سمجھو تو) تمہارا رب تو رحمٰن ہے (یہ بچھڑا رب کیسے ہو سکتا ہے) پس تم میری پیروی کرو اور میرا حکم مانو۔

۹۱۔ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ۝

انہوں نے کہا اے ہارونؑ ہم تو اسی (بچھڑے کی پرستش) پر جمے رہیں گے جب تک کہ موسیٰؑ پھر ہمارے پاس واپس نہ آئیں۔

چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام واپس آئے تو انہوں نے اپنے بھائی ہارون سے استفسار حال کیا۔

۹۲۔ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۙ

(موسیٰؑ نے) کہا۔ اے ہارون جب تم نے ان کو گمراہ ہوتے دیکھا تو تم کو کیا امر مانع ہوا

۹۳۔ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ۝

کہ تم میرے پیچھے چلے نہ آئے، تو کیا تم نے میرے حکم کے خلاف کیا (یعنی اگر انہوں نے تمہارا کہنا نہ مانا تھا تو تم ان کو چھوڑ کر میرے پاس آجاتے)۔

۹۴۔ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ

وہ بولے اے میرے ماں جائے (بھائی مجھ کو مورد الزام قرار نہ دو اور) میری ڈاڑھی اور میرے سر کے بالوں کو نہ پکڑو۔ مجھے تو یہ اندیشہ ہوا کہ (اگر میں ان

تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ۝

کو چھوڑ کر نکلوں تو) تم یہ نہ کہو کہ تم نے آلِ یعقوب میں تفرقہ ڈال دیا (کچھ کو لے کر یہاں آگئے اور بعضوں کو وہاں چھوڑ دیا) اور میری نصیحت کو یاد نہ رکھا ۔ (اس لیے میں نے یہی بہتر سمجھا کہ حتی الامکان ان کو مجموعی طور پر سمجھاتا رہوں اور تمہارا انتظار کروں) ۔

اب موسیٰ علیہ السلام سامری سے مخاطب ہوئے :

٩٥- قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ۝

فرمایا اے سامری (بول) تیرا قصہ کیا ہے (تو نے یہ کیا ڈھونگ رچایا تھا) ۔

٩٦- قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ۝

اس نے کہا ، میں نے وہ دیکھا جو اوروں نے نہ دیکھا (میری نظروں نے جبریل کو دیکھا تھا جو موسیٰ اور فرعون کی فوج کے درمیان آگئے تھے) پس میں نے اس (اللہ کے) بھیجے ہوئے (فرشتے) کے نقشِ قدم کی ایک مٹھی (خاک) اٹھالی تھی پس میں نے یہی (خاک اس بچھڑے میں) ڈال دی (وہ آواز دینے لگا) اور میرے نفس نے مجھے یہی مشورہ دیا (یہ ترکیب مجھے بہت اچھی معلوم ہوئی) ۔

٩٧- قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۠ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝

(موسیٰ نے) کہا اچھا جا (دور ہو) تیرے لیے زندگی بھر یہ سزا ہے کہ تو کہا کرے " مجھے ہاتھ مت لگاؤ " (مجھ سے الگ رہو) اور بے شک تیرے لیے ایک وعدہ ہے جو تجھ سے ٹل نہ سکے گا (خواہ یہ وعدہ اس دنیا کے عذاب کا تھا یا آخرت کے عذاب کا) اور (اب ذرا) اپنے معبود (یعنی بچھڑے کے انجام) کو دیکھ جس پر تو جما بیٹھا ہے (جس کا تو نے سہارا اپنے لیے کافی سمجھا) ہم اس کو جلا ڈالیں گے پھر (اس کو راکھ کر کے) دریا میں بکھیر دیں گے ۔ (تو دیکھ لے گا کہ تیرا یہ معبود بھی تیری طرح کس قدر مجبور و معذور ہے) ۔

٩٨- اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝

(یاد رکھو) تمہارا معبود تو وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی (اور) معبود نہیں اس کے احاطۂ علمی نے ہر شے کو گھیر رکھا ہے ۔

٩٩- كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۝

(اور اے رسول) ہم آپ کو اس طرح ان لوگوں کا حال سناتے ہیں جو پہلے گزر چکے ، اور ہم نے آپ کو اپنے پاس سے ایک کتاب دی (ایک سرمایۂ یادِ الٰہی عطا کیا ہے ۔ یہ وہ کتاب ہے جو اللہ کی یاد دل میں قائم کر کے ہوا و ہوس سے بے نیاز کر دیتی ہے اور جس میں گذشتہ امتوں کے عبرت آموز واقعات مذکور ہیں)

١٠٠- مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۙ

جس نے اس سے روگردانی کی تو وہ قیامت کے دن (عذاب کا) ایک بوجھ اٹھائے ہوگا (اور اپنی نافرمانی کا خمیازہ بھگتے گا)

١٠١- خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۭ وَسَاۗءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۙ

وہ لوگ اس (عذاب جہنم) میں ہمیشہ رہیں گے اور قیامت میں ان کے لیے برا بوجھ ہوگا۔ (جو وہ اٹھائے پھرتے ہوں گے)۔

١٠٢- يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ښ

(قیامت کا دن وہ دن ہوگا) جس دن صور پھونکا جائے گا اور تمام گنہگاروں کو ہم اس دن گھیر لائیں گے اس حال میں کہ (دہشت کے مارے ان کی) آنکھیں نیلی ہوں گی۔

١٠٣- يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ۔

(اور آخرت کے ہولناک مناظر اور طویل مدت کو دیکھ کر) وہ آپس میں چپکے چپکے کہتے ہوں گے کہ تم تو (دنیا میں بمشکل) دس ہی دن رہے۔

١٠٤- نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ۧ

(ان کی سرگوشیاں ہم سے پوشیدہ نہیں) ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ وہ لوگ کہتے ہیں جبکہ ان میں سب سے زیادہ صائب الرائے (عاقل، ہوشمند) یہ کہتا ہوگا کہ تم تو بس ایک دن ہی رہے۔

ع ۵ ١٤

چھٹا رکوع

جب قیامت کا ذکر ہوتا ہے تو انسانی فطرت طرح طرح کے سوال تراشتی ہے مثلاً ان پہاڑوں وغیرہ کا کیا ہوگا اس کا جواب دیا جا رہا ہے۔

١٠٥- وَيَسْــَٔـلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۙ

اور (اے رسول) آپ سے لوگ پہاڑوں کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ (قیامت کے دن) میرا رب ان کو اڑا کر بکھیر دے گا۔ (وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے)۔

١٠٦- فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۙ

پھر اس طرح اس (زمین) کو ایک صاف میدان کر دے گا۔

١٠٧- لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ۭ

(پھر اے مخاطب نہ تو) تو اس میں کجی دیکھے گا نہ ٹیلے (سب اونچ نیچ، سب کھینچ تان، جو دنیا میں ہے جاتی رہے گی ایک ہموار سطح ہوگی اس پر جو جیسا ہے ویسا ہی اس کے ساتھ برتاؤ ہوگا یہ ایک عالمگیر عدل کا دن ہوگا)۔

١٠٨- يَوْمَىِٕذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ

(اور) اس دن لوگ پکارنے والے (فرشتہ اسرافیل) کے پیچھے ہو لیں گے (جو ان کو اللہ کے سامنے حاضر ہونے کے لیے بلائے گا) جس (کی پیروی) سے

لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ۝

انحراف (ممکن) نہ ہوگا (اس کی آواز پر کوئی انحراف کی جرأت نہ کر سکے گا) اور اللہ کے سامنے (مارے ڈر کے) تمام آوازیں دب کر رہ جائیں گی (پست ہو جائیں گی) پھر تم (لوگوں کے چلنے پھرنے کی) ہلکی سی آواز کے سوا کوئی آواز نہ سنو گے۔

١٠٩- يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ۝

اس دن کسی کی شفاعت کام نہ آئے گی بجز اس کے جسکو (اللہ) رحمٰن نے (شفاعت کی) اجازت دی (جو مقامِ اذن و شفاعت پر فائز ہو، وہی کسے جو اللہ چاہتا ہے) اور جس کی بات اللہ نے پسند کی (بس اسی کی سفارش چلے گی جو سفارش کے مستحق کی سفارش کرے گا)۔

اس سفارش کا موقع بھی اللہ ہی عطا فرمائے گا جس کا علم سب کو محیط ہے اور جانتا ہے کہ کس کو کس کی سفارش کی اجازت دے۔

١١٠- يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ۝

وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے (وہ سب کے اگلے پچھلے حالات سے باخبر ہے) اور ان کا علم اسے نہیں گھیر سکتا (دنیا جہان کے سب لوگ اللہ کی شان کا احاطہ نہیں کر سکتے البتہ اس کو سب کی اور سب کے ہر حال کی خبر ہے)۔

١١١- وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ؕ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝

اور اس حی و قیوم کے سامنے (جو ہمیشہ زندہ ہے اور قائم رکھنے والا ہے) سب کے چہرے جھک جائیں گے (سب کی اندرونی کیفیات، مراتبِ تسلیم میں آجائیں گی) اور جس نے ظلم (یعنی کفر) کا بوجھ اٹھایا ہے وہ یقیناً نامراد (اور ناکام) رہا۔

١١٢- وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ۝

اور جو نیک کام کرے اور صاحبِ ایمان بھی ہو تو اسکو نہ کسی زیادتی کا خوف ہو گا اور نہ نقصان کا۔ (نہ اس کی کوئی نیکی رائیگاں جائے گی نہ کسی ناکردہ گناہ پر پکڑا جائے گا اور وہ دنیا سے جانے کے قبل تسکینِ قلب کے ساتھ اپنے رب کی طرف رجوع ہوگا)۔

١١٣- وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۝

اور جس طرح ہم حشر و نشر کے واقعات کھول کر بیان کر رہے ہیں) اسی طرح ہم نے (پورا) قرآن (صاف) عربی زبان میں نازل کیا اور طرح طرح سے اس میں (عذاب سے) ڈرانے کی باتیں بیان کیں تاکہ (جو اس کے مخاطب ہیں) وہ پرہیزگار بنیں یا ان کے دل میں (اللہ اپنی) یاد ڈال دے (کہ قلب

اللہ کے ذکر سے معمور ہو جائے ان میں ایک غور و فکر کی صلاحیت پیدا کر دے جو ترقی کے مدارج کی ضامن بنے)۔

۱۱۴۔ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ○

پس بڑا عالی مرتبہ ہے (وہ) اللہ جو مالک حقیقی ہے (جس نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور اس کی ہدایت کے لیے قرآن جیسی عظیم الشان کتاب نازل فرمائی) اور (اے رسول قرآن سے جو تعلق آپ کے قلب کو ہے وہ ہم جانتے ہیں آپ نزولِ قرآن کے ساتھ ساتھ ہر لفظ کو اپنی زبان سے دہرانے اور سینہ میں محفوظ کرنے کے لیے بےتاب ہوتے ہیں) آپ قرآن کے لینے میں جلدی نہ کیا کیجئے جب تک آپ پر پوری وحی نازل نہ ہو چکے ۔ (یہ الفاظِ وحی ، یہ انوارِ وحی تو آپ کے قلبِ اقدس میں منکشف ہی ہو جاتے ہیں آپ تو حقیقتِ علم ، حقیقتِ انوارِ علم کے منکشف ہوتے رہنے کی دعا کیا کیجئے) اور دعا کیا کیجیے اے میرے رب میرے علم کو اور بڑھا (اس کی روشنی کو بڑھاتا ہی جا) ۔

کہ آپؐ کے انوارِ علم امت کے قلوب میں بھی چمکیں

۱۱۵۔ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ○ ع ۱۱ / ۶ / ۱۵

اور ہم نے پہلے ہی آدم سے عہد کیا تھا (جب اسے علم کی دولت سے نوازا تھا کہ عظمت ، اولادِ آدم ہی کے لیے ہے) لیکن (انسان تھا) وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں (نافرمانی کا) کوئی عزم نہ پایا (حضرت آدمؑ سے لغزش ہوئی وہ ایک بھول تھی جو نیک نیتی پر مبنی تھی قصداً نہ تھی۔ آج بھی اعمال کی سزا و جزا میں نیت ہی کو بڑا دخل ہے)

ساتواں رکوع

حضرت آدمؑ اور اولادِ آدمؑ سے جو وعدہ ہے وہ اب بھی قائم ہے ، آدم علیہ السلام کی عظمتوں کو یاد دلانے کے لئے ان کے جنت سے زمین کی طرف آنے کا واقعہ اور اللہ تعالیٰ کا اولادِ آدمؑ سے وعدہ یاد دلایا جا رہا ہے کہ جو کوئی ہدایت کی راہ پر گامزن رہے گا وہ پھر جنت پالے گا ۔ جو بھٹکے گا وہ یہاں چند دن خواہ عیش کے ساتھ ہی کیوں نہ بسر کر لے لیکن اس کے بعد ہمیشہ باقی رہنے والے عذاب سے اس کو دوچار ہونا پڑے گا ، اقوامِ عالم کی مثالیں لوگوں کی نظر کے سامنے ہیں ۔

۱۱۶۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى ○

اور (وہ وقت بھی یاد رکھنے کے قابل ہے) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو ، تو وہ سجدہ میں گر پڑے سوائے ابلیس کے ، وہ نہ مانا ۔ (انکار کیا ،

اور گھمنڈ میں آگیا)۔

١١٧- فَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ○

پس ہم نے کہہ دیا اے آدم (دیکھو) یہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے تو کہیں یہ تم دونوں کو جنت سے نکلوا نہ دے کہ تم مصیبت ہی میں پڑجاؤ (کہ پھر یہ جنت حاصل کرنے کے لئے تم کو بڑی آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑے گا)۔

یہ بہشت کا آرام پھر دنیا میں نہ ملے گا

١١٨- اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ○

یہاں تمہارے لیے یہ (اطمینان) ہے کہ نہ بھوک محسوس کروگے اور نہ ننگے ہوگے۔

١١٩- وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ○

اور (یہاں) نہ تو تم پیاسے ہوگے نہ دھوپ میں جلوگے (غرض جنت میں تم کو کوئی تکلیف نہ ہوگی)۔

اس سمجھانے اور نعمتوں کے باوجود

١٢٠- فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ○

پھر شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا، کہا۔ اے آدم بھلا میں تم کو ایسا درخت بتاؤں (جس کا پھل تم کو) ہمیشہ کی زندگی اور لازوال بادشاہت کا (مالک بنادے)

١٢١- فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ○

پس ان دونوں نے اس (درخت کے پھل) میں سے کچھ کھالیا (اس کا کھانا تھا کہ جنت کا لباس نوری ان کے جسم سے اتر گیا) سو ان کی شرمگاہیں ان پر کھل گئیں اور وہ اپنے (مقام ستر) پر جنت کے پتے چپکانے لگے اور آدم سے ان کے رب کے حکم میں کوتاہی ہوئی پس وہ راہ سے بھٹک گئے۔

١٢٢- ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ○

پھر ان کے رب نے ان کو مقبول بنالیا (برگزیدہ کیا) پس ان کی طرف (رحمت سے) متوجہ ہوا اور راہ ہدایت سے نوازا۔

١٢٣- قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ

فرمایا تم دونوں کے دونوں (ایک ساتھ) جنت سے اترو تمہارے بعض بعض کے دشمن ہوں گے پھر اگر تم کو (یعنی تمہاری نسل کو) ہماری طرف سے ہدایت پہنچے

مِّنِّیْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَ لَا یَشْقٰی ○

(اللہ کا فرمان اس کے رسول اور پیغمبرے کر آئیں) تو جو (ان کا اتباع کرکے میری راہِ ہدایت پر چلے گا وہ نہ کبھی) گمراہ ہوگا اور نہ تکلیف (دمشقت) میں پڑے گا۔

۱۲۴۔ وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی ○

اور جس نے میری یاد سے روگردانی کی تو اس پر معیشت تنگ کردی جائیگی (اس کو دنیا کی کسی دولت سے تسکین خاطر حاصل نہ ہوگی)۔ اور اس کو ہم قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔

۱۲۵۔ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْۤ اَعْمٰی وَ قَدْ كُنْتُ بَصِیْرًا ○

وہ کہے گا اے میرے پروردگار تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا اور میں (دنیا میں) تو آنکھوں والا تھا۔

فرمایا جائے گا وہاں یعنی دنیا میں تو اسرارِ باطن سے اندھا رہا۔ اس آخرت کو نہ سمجھا اللہؑ اور اس کے رسولؐ پر ایمان نہ لایا۔ یہ باطن کی دنیا ہے اس لیے تو اندھا اٹھا ہے۔

۱۲۶۔ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا ۚ وَ كَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰی ○

(اللہ تعالیٰ) فرمائے گا یوں ہی تیرے پاس ہماری آیتیں (ہماری کتابیں ہمارے رسول ہماری نشانیاں) پہنچی تھیں پھر تو نے انہیں بھلا دیا (ان کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھا ان کا کچھ خیال نہ کیا) اسی طرح آج تجھ کو بھلا دیا جائے گا (کوئی تیرا خیال نہ کرے گا)۔

یہاں ظاہری آنکھوں کی نہیں باطنی نور کی جزا ہے

۱۲۷۔ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِیْ مَنْ اَسْرَفَ وَ لَمْ یُؤْمِنْۢ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَ اَبْقٰی ○

اور اس طرح ہم اس کو سزا دیں گے جو حد سے نکلا (یعنی کفر کیا) اور اپنے رب کی آیتوں پر (اس کی بات پر) ایمان نہ لایا۔ اور آخرت کا عذاب تو بڑا سخت اور دیرپا ہے۔ (جس سختی اور تکلیف کا دنیا میں کوئی تصور بھی کرے آخرت کا عذاب اس سے بھی سخت تر اور بہت باقی رہنے والا ہے)

آخرت کے عذاب کے تو یہ منکر ہیں

۱۲۸۔ اَفَلَمْ یَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ یَمْشُوْنَ فِیْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰی ○ ع ۱۳/۱۶

کیا انہوں نے اس بات سے سبق نہ لیا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی امتوں کو غارت کر دیا، جن کی (قدیم) آبادیوں میں یہ لوگ چلتے پھرتے ہیں (اگر یہ لوگ ذرا غور کریں تو) بے شک اس میں عقل والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔

آٹھواں رکوع

منکرین کی یہ ضدیں ان کو لے ڈوبیں گی۔ اگر دنیا میں ان کو چند دنوں کے لیے ڈھیل دی جا رہی ہے تو اس لیے کہ اللہ نے ہر کام کا ایک وقت مقرر کر رکھا ہے۔ یہ آزمائش کی دنیا ہے یہاں بھی لوگوں کو اُن کے اعمال کے لیے پورے طور پر وقت دیا گیا ہے البتہ نگران دیکھ رہا ہے کہ لوگ کیا کر رہے ہیں راہ سلوک پر چلنے والوں کو چاہیے کہ نظر اسی اپنے نگران حال پر رکھیں، حالات پر صبر سے کام لیں۔ صبر، عبادت و نماز سے حاصل ہوتا ہے، صبح و شام، دوپہر، تیسرے پہر رات غرض ہر گھڑی اپنے کو اللہ کی یاد میں مشغول رکھیں پانچ وقت کی نماز پڑھیں۔ دنیا کی اس دولت کو جو اللہ سے غافل کرنے والی ہو نظر اٹھا کر نہ دیکھیں خود بھی اسی راہ پر لگ جائیں، ساتھیوں کو بھی اسی راہ پر لگائیں اس کے بعد بھی لوگ اعتراض سے باز نہ آئیں گے۔ ان کو بھی صبر کی تلقین کی جائے اگر اعتبارِ عبادت نہیں تو انتظارِ عذاب ہی سہی۔ وہ خود دیکھ لیں گے کہ نورِ رحمت سے گریزاں رہنے کی سزا نار ہے۔

۱۲۹۔ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّى ۝ٙ

اور اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک بات پہلے ہی (طے) نہ ہو چکی ہوتی اور ایک خاص وقت (عذاب کا) مقرر نہ ہو چکا ہوتا تو عذاب لازمی طور پر ہوتا۔

۱۳۰۔ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۝

پس ان کی باتوں پر آپ صبر کرتے رہئے اور (اپنے معمول کے مطابق) اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید سورج نکلنے سے قبل اور غروب ہونے سے پہلے کرتے رہئے (یعنی نمازِ صبح و نمازِ عصر پڑھئے) اور رات کی کچھ گھڑیوں میں (بھی) تسبیح کیجئے (یعنی نمازِ مغرب و عشاء اور بعض مفسرین کے نزدیک نمازِ تہجد بھی پڑھئے) اور انکی حدوں پر (یعنی ظہر کے وقت بھی جب کہ دن کے دونوں کنارے ملتے ہیں) تاکہ (اللہ آپ کی امت کے ساتھ وہ سلوک کرے کہ) آپ راضی ہو جائیں۔

حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ نماز سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہے۔ مسلمان آپ ہی کی اتباع میں نماز پڑھتے ہیں جیسے بھی ہو نماز قائم رکھو کہ ان کی عبادات کے صدقے میں یہ بھی مقبول ہو جائے اور اللہ تم کو بخش دے۔

راہ سلوک یاد سے عبارت ہے، پنجگانہ نماز پانچ ستون ہیں، باقی تسبیح و حمد، ہر حال میں اللہ پر نظر، یہ سلوک کی جان ہے جو شے اللہ سے غافل کرنے والی ہو، مسلمان کو اس سے بچتے رہنا چاہیئے

۱۳۱۔ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا

اور (اے مخاطب و مومن) ان (چیزوں) پر کبھی نگاہ نہ اٹھانا جو محض دنیاوی

مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ۬ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝

زندگی کی رونق کے طور پر ہم نے مختلف (مزاج کے) لوگوں کے لیے دنیا کی زندگی میں ان کو دے رکھی ہیں تاکہ (وہ ان سے جس طرح چاہیں فائدہ اٹھائیں اور) ہم اس سے ان کی اس دنیا میں آزمائش کریں اور تیرے رب کا دیا ہوا رزق سب سے بہتر اور بہت باقی رہنے والا ہے (یعنی کہیں بہتر نتائج بخشنے والا ہے)۔

اہل دنیا کی اس ظاہری زینت پر نہ جاؤ۔ دنیا مکر و فریب ہے بلا مکر و فریب کے حاصل نہیں ہوتی ان کی دلی کیفیات پر غور کرو، ہزار ہا کھٹکے انہیں چین لینے نہیں دیتے، مسلمانو یاد رکھو دیانت و امانت میں ایک سکون ہے اللہ کے دیے ہوئے رزق حلال سے ایک طاقت آتی ہے بہرحال امر پر قائم رہو اس لیے اے مخاطب اے مسلم

۱۳۲۔ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝

اور اپنے گھر والوں کو نماز کی تاکید کر اور خود بھی اس پر قائم رہ۔ ہم تجھ سے رزق طلب نہیں کرتے (بلکہ) ہم تجھ کو رزق دیتے ہیں (لیکن رزق رزق میں فرق ہے بہترین رزق وہ ہے جو قلب و نظر کو ملے) اور انجام کار، پرہیزگاری ہی کے لیے ہے (اور پرہیزگاروں ہی کا انجام بخیر ہے)۔

۱۳۳۔ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝

اور (منکرین تو) کہتے (ہی) ہیں کہ یہ (رسول) اپنے رب کی طرف سے ہمارے پاس کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں لے آتے۔ (کیا رسول خود ایک روشن دلیل نہیں) کیا ان کے پاس ایک روشن دلیل جس کا ذکر پچھلی کتب سماویہ میں تھا نہیں آچکی (کیا خاتم النبیین کے تشریف لانے کی بشارت گذشتہ آسمانی کتابوں میں موجود نہیں کیا قرآن عظیم خود ایک معجزہ نہیں کیا حضور سرور کائنات خود ایک سراپا معجزہ نہیں)۔

وہ رحمت کی ان نشانیوں کو کیوں نہیں دیکھتے کیوں قہر الٰہی کے متمنی ہیں۔

۱۳۴۔ وَلَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ۝

اور اگر ہم ان کو اس (نبی آخر الزماں کے پیغام ہدایت یعنی قرآن) سے قبل ہی کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو وہ کہتے کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہماری طرف رسول کیوں نہ بھیجا (جو ہماری ہدایت کرتا) پس ہم تیرے احکام کی پیروی کرتے قبل اس کے کہ ہم ذلیل اور رسوا ہوں۔

بات یہ ہے کہ ان کی یہ سب کج بحثیاں ہیں انہوں نے جو طے کر لیا ہے بس اسی پر جمے ہوئے ہیں در اصل اب اس کا فیصلہ وقت ہی کرے گا۔

۱۳۵۔ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ۠

آپ فرما دیجیے کہ سب ہی انتظار کر رہے ہیں (کہ دیکھیں مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے)، پس تم بھی انتظار کرو۔ عنقریب ہی تم کو معلوم ہو جائے گا کہ سیدھے راستہ (پر چلنے) والے کون ہیں اور ہدایت یافتہ کون (مومن یا منکر)۔

سورہ اس پر ختم ہوا کہ ہدایت یافتہ کون ہیں، وہ جنہوں نے منازلِ سلوک طے کیے یا وہ جو انکار پر قائم رہے۔ دنیا میں یہ فیصلہ ممکن نہیں اس فیصلہ کا بھی وقت مقرر ہے یعنی روزِ حشر جس کا ذکر آ رہا ہے۔

پارہ — ۱۷

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآءِ

مکی ایک سو بارہ آیتیں سات رکوع

سورۂ طٰہٰ سلوک کا سورہ تھا، رحمت پانے، رحمت سے مستفید ہونے کے انداز سکھائے گئے تاکہ باطل پر غلبہ رہے۔ باطل پر فتح یاب ہونے کے لیے نفس پر قابو ضروری ہے۔ اگر یہ قابو میں رہا تو گویا لاٹھی ہے اگر یہ چھوٹ گیا تو گویا اژدہا ہے اس سورہ میں اسی مضمون کو جاری رکھتے ہوئے بتایا جا رہا ہے کہ مادی دنیا کے حالات اور کیفیات میں روحانیت کو کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ انبیاء کی اتباع میں صبر و شکر ہو تو انسان ہر حالت پر قابو پا جاتا ہے، آزمائشوں میں پورا اترتا ہے اللہ کی رحمت اس کی دستگیری کرتی ہے۔ اس سورت سے قبل بیشتر سورتوں کی ابتداء توحید باری تعالیٰ، صداقت وحی اور عظمتِ رسول سے ہوئی لیکن یہ سورہ آخرت کے بیان سے شروع ہوتا ہے جس سے منکر غافل ہیں تاکہ آخرت کی اہمیت ذہن نشین رہے، دیگر ارکان کا ذکر بعد میں آتا ہے۔ اور مختلف انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کو یاد دلایا جا رہا ہے تاکہ یہ بنیادی حقیقت بھی ذہن نشین رہے کہ جملہ انبیاء ایک ہی پیغامِ حق لے کر آئے اور سب نے اسی کی دعوت دی ان کی دینی تعلیمات کا مقصد ہمیشہ یہی رہا کہ لوگ اپنے رب کو پہچانیں اس کے رسول کی عظمت کو سمجھیں تاکہ توحید کا مرکزی تصور اور نبوت کی عملی روشنی ان کی انفرادی اور اجتماعی فلاح اور بہبود کی ضامن ہو وہ جان لیں کہ حق شناسی خود ان کے فائدے کے لیے ہے اور حق پر پردہ ڈالنا گویا عقل پر پردے ڈالنا ہے اور ہلاکت میں مبتلا ہونا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان، نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۚ

لوگوں سے ان کا حساب (لیے جانے کا دن) قریب آپہنچا اور وہ (اب بھی) غفلت میں پڑے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ (نہ ان کو حساب و کتاب کا خیال آتا ہے نہ اس دن کے ہولناک مناظر سے ڈرتے ہیں۔ وہ یہ خیال کیے بیٹھے ہیں کہ ان کے لیے نہ قیامت آئے گی نہ ان کو اپنے رب کے سامنے حاضر ہونا پڑیگا)

بات یہ ہے کہ انہوں نے احکام الٰہی کو کھیل سمجھ رکھا ہے۔

٢- مَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّن رَّبِّهِم مُّحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ ○

ان کو ان کے رب کی طرف سے جب بھی کوئی نئی نصیحت پہنچتی ہے تو سنتے ہی نہیں سوائے کھیلتے ہوئے (اور اس کا مذاق اڑاتے ہوئے۔ گویا دل سے نہیں سُننے دل دنیا ہی میں لگا رہتا ہے)۔

٣- لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ ۗ وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۖ أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ○

ان کے دل کھیل میں پڑے ہیں اور یہ ظالم (نا عاقبت اندیش۔ آپس میں) چپکے چپکے باتیں کرتے ہیں (اور اپنی حماقت سے انوارِ رسالت پر یوں پردے ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں) کہ یہ تو محض تم جیسے ایک آدمی ہیں پھر تم دیکھتے بھالتے ان کے جادو میں کیوں پھنستے ہو۔

(جس نے محض حضور کی بشریت پر نظر رکھی اسرارِ رسالت اور انوارِ حق سے محروم رہا ہے)

٤- قَالَ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○

(رسول نے) کہا کہ میرے رب کو آسمان و زمین میں جو بات بھی ہو اسکی خبر ہے اور وہ سُننے والا، جاننے والا ہے (اس سے نہ تمہاری سرگوشیاں پوشیدہ ہیں نہ تمہاری قلبی کیفیات)

٥- بَلْ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ بَلِ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ ○

(یہی نہیں، بلکہ وہ یہ (بھی) کہتے ہیں کہ (قرآن میں) پریشان خواب (کی سی باتیں) ہیں (کبھی کہتے ہیں یہ بھی نہیں) بلکہ انہوں نے (اسے) خود گڑھ لیا ہے (کبھی اس کی بھی تردید کر کے کہتے ہیں) نہیں وہ تو ایک شاعر ہیں (غرض حق سے روگردانی پر آمادہ، اپنے خیالات میں مست، غفلت میں ڈوبے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر صاحبِ قرآن بھی نبی برحق ہیں) تو گزشتہ پیغمبروں کی طرح ہمارے پاس کوئی نشانی (کوئی معجزہ) لائیں۔

لیکن کیا معجزہ دیکھ کر گزشتہ قومیں ایمان لے آتی تھیں نہیں بلکہ اکثر اپنے انکار کے باعث ہلاک ہوئیں۔

٦- مَا آمَنَتْ قَبْلَهُم مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا ۖ أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ ○

ان سے قبل بھی، جن بستی والوں کو ہم نے ہلاک کیا ہے وہ (معجزہ دیکھ کر) ایمان تو نہیں لائے تھے پھر کیا یہ لوگ ایمان لے آئیں گے؟۔

رہا بشر کی صورت میں نبی کا آنا جو ان کے لیے خلجان کا باعث بنا ہوا ہے تو یہ گزشتہ انبیاء علیہم السلام کو کیوں نہیں دیکھتے کیا وہ انسان نہ تھے۔

۷۔ وَمَآ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ○

اور ہم نے آپ سے قبل مردوں ہی کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا (اور) انہیں پر وحی کرتے رہے ہیں اگر تم (یہ واضح حقیقتیں بھی بھول گئے ہو تم) کو یہ بھی نہیں معلوم تو جو اہل علم ہیں (جو اللہ کو یاد رکھنے والے ہیں) ان سے پوچھ لو۔ (انسانوں کی ہدایت کے لیے کوئی مرد کامل ہی آتا ہے وہی بھولوں کو رستہ بتاتا اور یاد والوں کے مراتب بلند کرتا ہے)۔

۸۔ وَمَا جَعَلۡنٰهُمۡ جَسَدًا لَّا يَاۡكُلُوۡنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوۡا خٰلِدِيۡنَ ○

اور (ذرا غور کرو کہ) ہم نے ان (پیغمبروں) کے جسم ایسے نہ بنائے تھے کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور نہ ان کے جسد ایسے تھے کہ) دنیا میں (اسی طرح) ہمیشہ رہیں (اور ان کو موت نہ آئے)

ان کا طرۂ امتیاز یہ نہیں کہ وہ بشر نہیں بلکہ یہ تھا کہ ان کا تعلق اللہ سے قائم تھا۔ وہ اللہ کے رسول اس کے پیغمبر تھے اس کا پیغام لے کر بندوں کے پاس آتے، ہر حال میں تبلیغ کرتے اور ہر حال میں اللہ کی نصرت ان کے ساتھ رہتی۔

۹۔ ثُمَّ صَدَقۡنٰهُمُ الۡوَعۡدَ فَاَنۡجَيۡنٰهُمۡ وَمَنۡ نَّشَآءُ وَاَهۡلَكۡنَا الۡمُسۡرِفِيۡنَ ○

پھر (ان کے دشمنوں کو غارت کرنے اور انہیں فتح یاب کرنے میں) ہم نے ان سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا پھر انہیں اور جن کو ہم نے چاہا نجات دے دی اور حد سے بڑھنے والوں کو ہم نے ہلاک کر دیا۔

۱۰۔ لَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ كِتٰبًا فِيۡهِ ذِكۡرُكُمۡ‌ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ○ ع

بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارے لیے نصیحت ہے۔ کیا تم سمجھتے نہیں۔

قرآن کو غور سے پڑھو کس کے فائدہ کے لیے ہے، یہ تمہاری ہی ہدایت کے لیے نازل ہوا ہے پھر عقل سے کام کیوں نہیں لیتے۔

دوسرا رکوع

اگر تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لاتے تو امم سابقہ کی تاریخ کی ورق گردانی کرو۔ دیکھو کتنی قومیں اسی انکار پر ہلاک کر دی گئیں ان کی جاہ و حشمت، دولت و طاقت ان کے کچھ کام نہ آئی۔

۱۱۔ وَكَمۡ قَصَمۡنَا مِنۡ قَرۡيَةٍ كَانَتۡ ظَالِمَةً وَّاَنۡشَاۡنَا بَعۡدَهَا قَوۡمًا اٰخَرِيۡنَ ○

اور کتنی ہی بستیوں کو جو ظلم ڈھاتی تھیں (یعنی جن کے رہنے والے ظالم تھے) ہم نے نیست و نابود کر ڈالا اور ان کے بعد دوسری قوم پیدا کر دی۔

۱۲۔ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ۝

پھر جب ان کو ہمارے عذاب کا احساس ہوا تو وہ اس سے بھاگنے لگے۔

۱۳۔ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْئَلُوْنَ ۝

(ان سے کہو) مت بھاگو۔ اور جس شئے کی لذت میں تم پڑے ہوئے تھے اس کی طرف اور اپنے گھروں کی طرف واپس جاؤ، شاید (ہمیشہ کی طرح وہاں) لوگ تم سے مشورہ کریں (تم سے کچھ دریافت حال کرنا چاہیں کہ حضرت آپ تو ہمارے راہنما تھے اب ان حالات میں کیا حکم ہے یہ کیا ہوگیا، کچھ تم بھی تو شرمندہ ہو، اس وقت ان کو اپنی غلطی کا احساس ہوگا)۔

غرض جب ان سے پوچھا گیا تو

۱۴۔ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝

کہنے لگے ہائے ہماری بدبختی۔ ہم بے شک گنہگار تھے۔

۱۵۔ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ۝

پھر وہ اسی طرح (اپنے گناہوں کے احساس سے) فریاد کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے ان کو (کھیتی کی طرح) کاٹ کر (اور آگ کی طرح) بجھا کر ڈھیر کردیا۔ (ان کی سب شیخی نکل گئی)۔

۱۶۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝

اور (انسان کو سمجھنا چاہیئے کہ اس تخلیق کا ایک مقصد ہے) ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے تفریحاً نہیں بنایا۔

۱۷۔ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝

اگر ہمیں کچھ کھلونا ہی بنانا ہوتا (اور) اگر ہم کو یہی کرنا ہوتا تو اپنے پاس (کی چیزوں) سے (اپنی ہی ذات و صفات کے مشاہدہ کو اپنا مشغلہ) بنا لیتے (جیسے تم اپنی تفریح کی چیزیں اپنے پاس رکھتے ہو)۔

یہ زمین و آسمان یہ تخلیق کائنات کچھ کھیل نہیں یہ تو آخرت کے لیے ایک آزمائش گاہ ہے حق کو فتح اس دنیا میں بھی ہوتی ہے۔

۱۸۔ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا

بلکہ ہم حق کو باطل پر کھینچ مارتے ہیں تو وہ اس کا بھیجا نکال دیتا ہے۔ پس وہ مٹ کر رہ جاتا ہے اور (یاد رکھو) جو باتیں تم بنایا کرتے ہو (جو جھوٹ تم گھڑتے رہتے ہو) اس میں تمہارے لیے ہی تباہی ہے

تَصِفُوْنَ ۝

۱۹۔ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۝

اور اسی کا ہے جو کوئی بھی آسمانوں اور زمین میں ہے (یہاں ایک طرف وہ منکر ہیں جو حق سے گریزاں ہیں تو دوسری طرف وہ صالحین بھی ہیں جو پست و بلند کو دیکھتے ہیں اور اللہ کی طرف رجوع ہوتے ہیں) اور جو (فرشتے) اس کے نزدیک رہتے ہیں وہ اس کی عبادت سے نہ تو تکبر کرتے ہیں اور نہ اکتاتے اور (نہ) تھکتے ہیں

بلکہ قرب کے بعد عزم میں آتے ہیں اور

۲۰۔ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝

رات دن ذکر میں رہتے ہیں (اور) نہیں تھکتے (وہ ذکر دوام میں ہیں صاحبِ وقت بن گئے ہیں)

(جب مقربین بارگاہ کی عبادت کا یہ عالم ہے تو انسان کو ہمیشہ اپنے رب کی طرف رجوع رہنا چاہیے)

۲۱۔ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ۝

(رہے یہ منکرین تو) کیا انہوں نے (اللہ کے سوا) زمین میں سے کچھ ایسے خدا بنائے ہیں جو (کسی کو) زندہ کرتے ہوں۔

کیا یہ اتنا نہیں سمجھتے کہ

۲۲۔ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝

اگر ان دونوں (یعنی زمین آسمان) میں اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہوتے تو دونوں درہم برہم ہو چکے ہوتے۔ پس (معبود ایک اللہ ہی ہے) اللہ مالک عرش ان باتوں سے پاک ہے جو وہ گڑھا کرتے ہیں۔ (یہ کارخانۂ عالم اسی کی قدرت و حکمت سے چل رہا ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے نہ اس کے کوئی اولاد۔ اس کے فرشتے اُس کے مقبول بندے اس کا حکم پہنچاتے رہتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ ہی مالک حقیقی ہے۔

۲۳۔ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ۝

جو کچھ وہ کرتا ہے اس سے پوچھا نہ جا سکے گا اور ان (لوگوں) سے (ان کے اعمال کے متعلق) باز پرس ہوگی۔

۲۴۔ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ

کیا انہوں نے اللہ کے سوا اور معبود بنا لیے ہیں آپ پوچھیے (ذرا اپنے عقائد پر) تم اپنی دلیل پیش کرو (جیسے کہ میں نے اپنے رب کے متعلق دلیل پیش کی اس کا مزید

مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِي ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُونَ ○

ثبوت، یہ کتاب (موجود ہے) جو میرے ساتھیوں کی ہے اور مجھ سے قبل کے لوگوں کی کتاب (جو اس کی شاہد ہیں ۔ تکمیل حجت ہو چکی) بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر حق کو سمجھتے ہی نہیں (سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے) پس وہ اس سے روگردانی کرتے ہیں ۔

۲۵۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ○

اور (اے رسول) ہم نے آپ سے پہلے بھی جو پیغمبر بھیجے تو ان کی طرف یہی وحی نازل کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ۔ پس میری ہی عبادت کرو ۔

ان منکرین اور مشرکین کو کیا ہو گیا ہے کہ اللہ پر اتہام لگاتے ہیں ۔

۲۶۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهُ ۗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ۙ ○

اور کہتے ہیں کہ (اللہ) رحمٰن نے بیٹا بنا لیا ۔ (گویا اسے کسی کی مدد اور استعانت کی ضرورت ہے کیا مہمل خیال ہے) وہ تو (ایسے تصور سے بھی) پاک ہے بلکہ وہ بھی (جن کو یہ بیٹا اور بیٹیاں کہتے ہیں) اس کے معزز بندے ہیں (وہ بھی اسی کی عبادت کرتے ہیں اسی کے مطیع و فرمانبردار ہیں)

۲۷۔ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ○

اس سے آگے بڑھ کر بات نہیں کر سکتے (یعنی بات میں اس سے سبقت نہیں کر سکتے) اور وہ اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں (ان مقبول بندگان حق کا یہ عالم ہے کہ وہ وہی کہتے ہیں جو اللہ کہتا ہے اپنی طرف سے کچھ نہ کہتے اور نہ کرتے ہیں) ۔

۲۸۔ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ ۙ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ○

(اور) وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور وہ صرف اسی کی سفارش کرتے ہیں جن کی سفارش سے اللہ خوش ہو اور وہ اس کی ہیبت (اور جلال) سے ڈرتے رہتے ہیں

۲۹۔ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلٰهٌ مِّنْ دُونِهِ فَذٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ ۗ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِينَ ○ ع ۲ / ۱۹ / ۲

اور (بالفرض) جو کوئی ان میں سے یہ کہے کہ اس (اللہ) کے سوا میں معبود ہوں (تو وہ مردود بارگاہ ہے) پس اس کو ہم (اس گستاخی کے بدلے) جہنم کی سزا دیں گے اور ہم اسی طرح حد سے بڑھنے والوں کو سزا دیا کرتے ہیں ۔

تیسرا رکوع

اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کو سمجھنے کے لیے اس کی تخلیق اور صفات پر غور کرنا ضروری ہے۔ دیکھو کائنات کیسے وجود میں لائی گئی، آسمان و زمین کیسے اپنے کاموں میں لگائے گئے، زمین کو کیسے کشادہ کیا گیا، اس میں کیسی راہیں پیدا کی گئیں، دریا، پہاڑ کیونکر بنے۔ یہ شمس و قمر، دن رات کیوں کر گردش میں ہیں۔ یہ مادیت سے روحانیت کی طرف جانے والی راہیں ہیں، پھر ہر حقیقت کو اس کی موت کا مزہ چکھنا یہ سب کیسے اور کیوں ہو رہا ہے بات یہی ہے کہ یہ دنیا آزمائش گاہ ہے اسکے بعد اسکے روبرو حاضر ہونا ہے قیامت برحق ہے۔ مذاق سمجھ کر ٹالنے سے ٹل نہیں سکتی۔ آئے گی اور ضرور آئے گی۔

۳۰- اَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ○

کیا جو لوگ کافر ہیں انہوں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ (یہ) آسمان و زمین ملے جلے تھے (دونوں میں امتیاز نہ تھا) پھر ہم نے ان کو جدا جدا کر دیا (دونوں کو جدا جدا خواص بخشے ارض میں قبولیت کی صلاحیت دی، آسمان سے بارش ہوئی) اور ہم نے ہر جاندار شئے کی تخلیق پانی سے کی۔ پھر یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے (کیوں ان کے قلوب کائنات کو دیکھ کر خالق کائنات کی طرف رجوع نہیں ہوتے)

اور یہ لوگ اپنی زمین ہی کو دیکھ لیں۔

۳۱- وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۠ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ○

اور ہم نے زمین پر بھاری پہاڑ اس لیے رکھ دیئے تاکہ وہ لوگوں کو لے کر ہلنے (اور جھکنے) نہ لگے (اس میں ایک ثبات اور استحکام آ جائے) اور ہم نے اس میں کشادہ راستے بھی بنائے تاکہ لوگ راہ پائیں۔

جس طرح یہ راستے انسان کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر لے جاتے ہیں اسی طرح یہاں ہدایت کی بھی وہ راہیں پیدا کر دیں جو اس کو مادیت کے باوجود روحانیت کی طرف لے جائیں اور قرب الٰہی کا موجب بنیں۔

۳۲- وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚۖ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ○

اور ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنا دیا (جو نہ ٹوٹتا ہے نہ گرتا ہے) اور اس کے باوجود لوگ اس کی نشانیوں سے منہ پھیرے ہوئے ہیں (ان پر ذرا غور نہیں کرتے کہ ہدایت پائیں)۔

۳۳- وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ

اور (اللہ) وہی تو ہے جس نے رات و دن اور سورج اور چاند کو تخلیق فرمایا

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ○

(دیکھ لو) سب اپنے اپنے دائرے میں (کیسے) تیر رہے ہیں۔

یہ کافر بجائے غور کرنے اور ایمان لانے کے اپنے طعن و تشنیع سے باز نہیں آتے ان سے کہہ دیجیئے

۳۴- وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ اَفَاْئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ○

اور ہم نے آپ سے قبل بھی کسی بشر کو ہمیشگی (کی زندگی اس دنیا میں) نہیں بخشی (ان سے پوچھیئے) کہ اگر آپ انتقال فرما گئے تو کیا یہ ہمیشہ زندہ رہینگے (آپ کی موت کے تصور سے انہیں کیوں مسرت ہوتی ہے)

موت سے کسی کو چھٹکارا نہیں۔

۳۵- كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۗ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ○

ہر جان کو (ہر متنفس کو) موت کا مزہ چکھنا ہے اور ہم تم لوگوں کو برائی اور بھلائی میں آزمائش کے لیے مبتلا کرتے ہیں اور (بالآخر) تم سب ہماری طرف واپس ہوگے (جہاں تم کو تمہارے اعمال کا بدلہ ملے گا)۔

۳۶- وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ○

اور منکروں (کا تو یہ حال ہے کہ انہوں) نے جہاں آپ کو دیکھا تو بس آپ سے ہنسی مذاق کرنے لگتے ہیں (اور آپس میں کہتے ہیں) کیا یہی ہیں جو تمہارے معبودوں کا نام (برائی کے ساتھ) لیتے ہیں اور (ان منکروں کو شرم نہیں آتی کہ وہ خود خدائے) رحمٰن کے نام سے منکر ہیں (جس کی رحمٰنیت کے طفیل میں وہ زندہ ہیں)۔

۳۷- خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۭ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ○

انسان کی خلقت ہی میں (گویا) جلدی ہے (انسان جلد باز ہے وہ جس طرح نیکی کے لیے بے تاب ہوتا ہے ویسا ہی عذاب کے لیے بھی۔ اے منکرو) میں تم کو عنقریب اپنی نشانیاں دکھاؤں گا پس تم (عذاب کے لیے) مجھ سے جلدی مت کرو

۳۸- وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

اور (یہ کافر) کہتے ہیں یہ وعدہ (قیامت کا جس سے ہم کو ڈرایا جاتا ہے) کب پورا ہوگا۔ اگر تم سچے ہو (تو قیامت آ کیوں نہیں جاتی)

۳۹- لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ

کاش ان منکروں کو اس وقت کا علم ہوتا جب (عذاب الٰہی انہیں واقعتاً آگھیریگا اور) وہ اپنے منہ پر سے (جس سے یہ گستاخانہ الفاظ بکتے رہتے ہیں) اور اپنی

وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○

پیٹھوں سے (کہ وہ منہ پھیر کر چل دیتے ہیں دوزخ کی) آگ کو روک نہ سکیں گے اور (اس وقت) ان کا کوئی مددگار نہ ہو گا (ان کے جھوٹے معبود اور انکے احمق دوست سب مجبور رہوں گے)۔

قیامت وقت بتا کر آیا نہیں کرتی

۴۰۔ بَلْ تَأْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ○

بلکہ وہ ان پر ناگہاں آموجود ہو گی۔ پھر ان کے ہوش (حواس) کھو دے گی پھر نہ اس کو دور کرنے کی ان میں سکت ہوگی اور نہ (اس کے عذاب سے) انہیں مہلت ہی دی جائیگی۔

۴۱۔ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ ع

ع ۳/۴

اور آپ سے قبل بھی پیغمبروں کے ساتھ تمسخر ہوتا رہا ہے پھر اسی (عذاب الٰہی) نے جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے انہیں آگھیرا (وہی عذاب ان پر نازل ہوا)۔

چوتھا رکوع

عذاب تو بہر حال اپنے وقت پر آئے گا لیکن کاش یہ منکر سوچتے کہ دنیا میں ان کو رزق دینے والا، ان کا نگہبان کون ہے اللہ یا ان کے جھوٹے معبود۔ ان کی ہر کوشش کے باوجود اسلام کیوں پھیلتا جاتا ہے ابھی یہ رسول کے کہنے پر کان نہیں دھرتے لیکن عذاب کی ایک معمولی سی لہر بھی آجائے تو چیخ پڑیں گے، ان کو بہر حال اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے، آخرت کی سزا و جزا تو بہر حال برحق ہے لیکن جن کے دل میں اللہ کا ڈر ہے وہ وہاں بھی اس کی رحمت کے سایہ میں ہوں گے۔

۴۲۔ قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ○

آپ ان لوگوں سے پوچھیے کہ خدائے رحمٰن (کے عذاب سے اس کی ہر آفت و مصیبت) سے رات اور دن میں (اللہ کے سوا) تمہاری کون نگہبانی کرتا ہے بایں ہمہ وہ اپنے رب کی یاد سے منہ پھیرے ہوئے ہیں (غفلت میں پڑے ہیں)۔

۴۳۔ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ

کیا ہمارے سوا ان کے کوئی اور معبود ہیں جو ان کو (ہمارے عذاب سے) بچا سکیں (وہ ان کو کیا بچائیں گے) وہ خود اپنی ہی جانوں کی مدد نہیں

اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ○ کر سکتے، اور نہ ہمارے مقابلہ میں کوئی ان کا ساتھ دے سکتا ہے۔

۴۴- بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۗ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۗ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ○

بات یہ ہے کہ ہم نے ان لوگوں کو اور ان کے باپ دادوں کو بہت کچھ ساز و سامان دیا (اور انہیں خوب ڈھیل دی کہ جو کرنا ہے دل بھر کر کر لیں) یہاں تک کہ ان پر ایک زمانہ گزر گیا (لیکن نتیجہ میں کیا ہوا) پھر کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم (ان پر عرصہ حیات تنگ کرتے چلے جاتے ہیں) زمین کو چاروں طرف سے گھٹاتے چلے آتے ہیں پھر کیا یہ لوگ غلبہ پا رہے ہیں (یا مسلمان؟)

۴۵- قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ○

آپ فرما دیجئے کہ میں تو وحی کے مطابق تم کو (تمہارے اعمال بد پر) عذاب سے ڈراتا ہوں اور (کافروں کی مثال تو بہروں کی سی ہے کہ) جب ان کو (عذاب سے) ڈرایا جائے تو بہرے پکار نہیں سنتے (پھر نصیحت کیا قبول کریں گے)۔

البتہ معمولی عذاب بھی ان کے ہوش ٹھکانے کر سکتا ہے۔

۴۶- وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○

اور اگر ان کو آپ کے رب کے عذاب کی ذرا سی ہوا بھی چھو جائے تو خود پکار اٹھیں گے کہ اف ری ہماری کمبختی بے شک ہم ہی قصوروار تھے۔

۴۷- وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۗ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ○

اور (عذاب یوں ہی نہ ہوگا بلکہ) ہم قیامت کے دن میزان عدل قائم کریں گے پھر کسی شخص پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی (کسی کا کوئی عمل ہوگا) تو ہم اس کو بھی (میزان عدل پر) لے آئیں گے (یہ سب انتظامات تو اس لیے ہوں گے کہ کسی قسم کا شبہ تمہارے دل میں پیدا نہ ہو) اور حساب کرنے کے لیے ہم ہی کافی ہیں (ہمارا فیصلہ حق اور اٹل ہوگا)

آخرت میں میزان عدل قائم ہوگی دنیا میں قوموں کو حق و باطل کی تمیز کے لیے کتب آسمانی دی جا چکیں تاکہ وہ یہ نہ کہیں کہ ہم کو معلوم ہی نہ تھا کہ اچھا کیا ہے اور برا کیا۔

۴۸- وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا

اور یقیناً ہم نے موسیٰ اور ہارون کو (بھی) وہ (کتاب) عطا کی جو حق و باطل میں فرق کرنیوالی اور (سراسر) روشن اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت (تھی)۔

لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

جانتے ہو کہ پرہیزگار کون ہیں ؟ پرہیزگار وہ ہیں

۴۹۔ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ۝

جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اور انہیں قیامت کا بھی اندیشہ لگا ہوا ہے۔

۵۰۔ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ ع

اور یہ (قرآن) تو ایک بابرکت ذکر ہے جس کو ہم نے (اے حبیب آپ پر) اتارا ہے۔پس (ان سے پوچھئے) کیا تم اس سے انکار کرتے ہو۔

(توریت تو ایک روشنی تھی جس سے راہ نجات ملتی تھی اور قرآن تو نورِ ہدایت ہے، اس میں ٹھنڈک ہے، جمال ہے، راحت ہے سکون ہے)۔

پانچواں رکوع

قرآن پاک تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا جو ہر زمانے کے لیے ہدایت ہے لیکن حضور سے قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب مبارک کو بے شمار انوار و تجلیاتِ الٰہی کا مظہر بنایا گیا، دین کی فہم سے نوازا گیا اور ان کے لیے ہدایت کی وہ راہیں کھول دی گئیں جن کا اسلام سے خصوصی تعلق ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی توحید خالص کی دعوت دی، لوگوں نے ان سے کج بحثیاں کیں۔انہیں آگ میں ڈالا گیا لیکن آگ ان کے لیے گلزار بن گئی۔خسارہ میں منکر ہی رہے۔اس طرح رشد و ہدایت کا سلسلہ ان کی اولاد میں انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ جاری رہا۔اور ہر بار نافرمانوں کو ہلاک کیا گیا متبعین کو رحمت میں داخل کیا گیا۔

۵۱۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝

اور یقیناً ہم نے اس سے پہلے ابراہیم کو بھی (ان کے مرتبہ کے مطابق دین اسلام کی) فہم و ہدایت عطا کی تھی اور ہم ان (کی استعداد و اہلیت) سے خوب واقف تھے۔

۵۲۔ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝

(خصوصاً وہ وقت یاد کیجیے) جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کیسی مورتیں (کیسی شکل و صورتیں) ہیں جن پر تم جمے بیٹھے ہو (ان میں کیا خوبی ہے کہ تم ان کی پرستش کرتے ہو)

انہوں نے جواب دیا کہ ان کے کمالات تو ہم جانتے نہیں البتہ ہمارے باپ دادا ایسا ہی کرتے چلے آئے ہیں وہ اس کی مصلحت سے واقف ہوں گے۔

۵۳۔ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ ○
بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو انہیں کی پرستش کرتے پایا ہے۔

۵۴۔ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ○
(ابراہیم نے) کہا بلاشبہ تم اور تمہارے باپ دادا صریح گمراہی میں مبتلا رہے۔

۵۵۔ قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ○
ان لوگوں نے کہا کیا تم ہمارے پاس (واقعی کوئی) سچا پیغام لے کر آئے ہو یا تم مذاق کر رہے ہو۔

۵۶۔ قَالَ بَل رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ ۖ وَأَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِينَ ○
فرمایا (نبی کی بات مذاق نہیں ہوتی یہ بت تمہارے رب نہیں) بلکہ تمہارا رب وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے (اور) جس نے ان کو پیدا کیا اور میں (یقینِ کامل کے ساتھ) اس (عقیدۂ توحید) کے گواہوں میں سے ہوں۔

۵۷۔ وَتَاللّٰهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُمْ بَعْدَ أَنْ تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ ○
اور (آہستہ سے یہ بھی کہا) قسم خدا کی جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے میں تمہارے بتوں کے متعلق (وہ) چال چلوں گا (کہ تم اپنے بتوں کی مجبوری اور بے کسی خود سمجھ لو)۔

۵۸۔ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا إِلَّا كَبِيرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ○
پھر (جب وہ لوگ چلے گئے تو ابراہیم نے ان بتوں کو) ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا سوائے ان کے بڑے (بت) کے تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔

جب وہ لوگ آئے اور بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے پایا۔

۵۹۔ قَالُوا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظّٰلِمِينَ ○
کہنے لگے، ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ (ظلم) کس نے کیا (ہمارے معبودوں کا یہ حشر!) بے شک وہ تو کوئی ظالم ہے (جس نے یہ غضب ڈھایا)۔

۶۰۔ قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرٰهِيمُ ○
(ان میں سے بعض لوگ) کہنے لگے کہ ہم نے ایک نوجوان کو جس کو ابراہیم کہتے ہیں ان (بتوں) کا تذکرہ کرتے سنا ہے۔

۶۱۔ قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلٰى أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ ○
وہ بولے اس (نوجوان) کو سب لوگوں کے سامنے لے آؤ تاکہ وہ (اس کے افعال اور انجام پر) گواہی دیں۔

غرض حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مجمع میں لایا گیا اور

۶۲۔ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝

لوگوں نے کہا اے ابراہیمؑ کیا تو ہی نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کام کیا۔

۶۳۔ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝

(ابراہیم نے) کہا بلکہ یہ تو کیا ہے (جس نے کیا ہے) لیکن ان (بتوں) میں بڑا یہ ہے پس اگر یہ بول سکتے ہوں تو ان سے پوچھ لو۔

۶۴۔ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

(وہ بتوں سے کیا پوچھتے) البتہ اپنے دل ہی دل میں سوچنے لگے (کہ بھلا جو بات کرنے اور اپنے آپ کو بچانے پر قادر نہیں وہ معبود کیسے ہو سکتے ہیں) پھر بولے لوگو ظالم تم ہی ہو (کہ ایسے عاجزوں کو اپنا معبود بناتے ہو)

۶۵۔ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ۝

پھر (ندامت سے) سر جھکا لیا (اور کہا اے ابراہیم) تم تو جانتے ہو کہ یہ بت بولتے نہیں (یعنی یہ تو صاف ظاہر ہے کہ پتھر بولا نہیں کرتے پھر ہم ان سے کیا پوچھیں ضرور تم ہی نے یہ بت توڑے ہیں)۔

حضرت ابراہیمؑ یہی احساس پیدا کرنا چاہتے تھے اللہ نے ان کو جو فہم و صلاحیت عطا فرمائی تھی انہوں نے اس سے کام لے کر بت پرستوں کی حماقت کو ان پر روشن کر دیا اور ایک جملہ میں یوں تبلیغ فرمائی۔

۶۶۔ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ۝

فرمایا تو کیا تم اللہ کے سوا ایسوں کی عبادت کرتے ہو جو نہ تم کو نفع پہنچا سکیں اور نہ نقصان۔

۶۷۔ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

تف ہے تم پر۔ اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو۔ کیا تمہاری عقل ماری گئی ہے۔

۶۸۔ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝

انہوں نے (آپس میں) کہا (کہ بحث مباحثہ سے تو فائدہ نہیں اسی نوجوان نے ان بتوں کو توڑا ہے اس کو یہ سزا ملنا چاہیئے کہ اس کو) آگ میں جلا دو اور (اس طرح) اپنے ان معبودوں کی مدد کرو اگر تمہیں کرنا ہے (تو یہی کرو)

انھوں نے آگ دہکائی اور جب شعلے بلند ہوئے تو حضرت ابراہیم کو آگ میں پھینکا لیکن اللہ کو یہ بھی دکھانا منظور تھا کہ ابراہیم جس خدا کی عبادت کرتے ہیں وہی نفع اور نقصان کا مالک ہے۔

۶۹۔ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝

ہم نے حکم دیا اے آگ تو ابراہیم پر ٹھنڈی اور آرام دہ بن جا۔

۷۰۔ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۝

اور (انھوں نے یعنی کفار نے) تو انکے ساتھ برائی کرنا چاہی تھی لیکن ہم نے (الٹا) ان ہی کو خسارہ میں ڈال دیا (حق وحقانیت روشن ہوئی اور کفر کو ذلیل ہونا پڑا)۔

۷۱۔ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۝

اور ہم نے ان کو (یعنی حضرت ابراہیمؑ کو) اور (ان کے بھتیجے) لوط کو بھی (ہر آفت ومصیبت سے) بچا کر اس سرزمین کی طرف پہنچا دیا جس کو ہم نے دنیا جہان کے واسطے بابرکت بنایا ہے۔ (یعنی حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ کو صحیح وسالم ملک شام میں داخل کر دیا)۔

حضرت ابراہیم نے حضرت اسمٰعیل کے لیے دعا فرمائی تھی جو قبول ہوئی

۷۲۔ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ؕ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ۝

مزید براں ہم نے ان کو اسحاق (کا سا بیٹا) اور یعقوب (کا سا پوتا بھی) انعام میں عطا کیا اور ہم نے ان سب کو صالح بنایا (سب ہی صاحبانِ تصور اور خدا کے شاہد تھے)۔

۷۳۔ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ۝

اور (یہی نہیں بلکہ) ہم نے ان کو (اپنی اپنی امتوں کا) پیشوا بنایا۔ جو ان کو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ہم نے ان کی طرف بھی (یہی) وحی بھیجی تھی کہ نیک کام کرنا اور نماز قائم رکھنا اور زکوٰۃ دیتے رہنا اور وہ (ان احکام پر قائم رہے اور) ہماری بندگی میں (دل وجان سے) لگے رہے۔

۷۴۔ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ۝

اور لوط کو بھی ہم نے (نبوت کے ساتھ) حکمت (دی) اور علم عطا کیا اور ان کو اس بستی سے جہاں لوگ گندے کاموں میں لگے تھے نجات دی اس میں شک نہیں کہ وہ لوگ بدکار نافرمان تھے۔

۷۵۔ وَاَدْخَلْنٰهُ فِیْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۟ع

اور ہم نے ان کو (یعنی لوط علیہ السلام کو) اپنی (آغوشِ) رحمت میں لے لیا (کہ) بلاشبہ وہ نیکوکاروں میں تھے۔

چھٹا رکوع

صالحین کا ذکر آیا اس سلسلہ میں حضرت نوح، داؤد، سلیمان، ایوب، اسمٰعیل، ادریس، زکریا، مریم، عیسٰی علیہم السلام کے واقعات کی طرف اشارہ کرکے یہ ذہن نشین کرایا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو ہر طرح اپنی عنایات سے نوازتا رہتا ہے اور ان کو عالم میں برتری دیتا ہے۔ یہ صالحین کی جماعت ہے جو سب کے سب اپنے رب ہی کی عبادت کرنے والے اس کے حکم پر چلنے والے ہیں اور دراصل یہ ایک ہی جماعت ہے گو یہ اپنے اپنے زمانہ میں آئے، لیکن سب اللہ کے نبی اللہ کے رسول تھے اور سب کو اپنی اپنی امتوں کے ساتھ اللہ کے روبرو حاضر ہونا ہے۔

۷۶۔ وَنُوْحًا اِذْ نَادٰی مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ۟ۚ

اور (اے رسولِ کریم لوگوں کو نوح کا واقعہ یاد دلائیے) جب نوح نے اس سے قبل (ہم کو) پکارا تو ہم نے ان کی دُعا قبول کرلی پھر ان کو اور ان کے گھر والوں کو سخت گھبراہٹ سے نجات دی۔

۷۷۔ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۟

اور ہم نے ان لوگوں کے مقابلہ میں جنہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا تھا ان کی مدد کی (انہوں نے اللہ کا قہر آنکھوں سے دیکھ لیا) بے شک وہ بہت ہی بُرے لوگ تھے پس ہم نے ان سب کو (طوفان میں) غرق کردیا۔

یہاں واقعات کا بیان منظور نہیں مقصود لوگوں کی توجہ مبذول کرنا ہے کہ پیغمبر کے حکم سے انحراف کرنا اللہ کے عذاب میں مبتلا ہونا ہے، اللہ کی نصرت پیغمبروں کے ساتھ ہے۔ نافرمان تباہ ہوتے ہیں۔

صالحین کے ساتھ اللہ کی عنایات کی دیگر مثالیں بیان ہورہی ہیں۔

۷۸۔ وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْكُمٰنِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِیْنَ ۟ۙ

اور داؤد اور (ان کے بیٹے) سلیمان (کا واقعہ یاد دلائیے) جب وہ دونوں کھیتی کے ایک جھگڑے کا فیصلہ کررہے تھے جب کہ (رات کو) قوم کی بکریوں نے اس (کھیت) کو روند ڈالا (یعنی کھیت چرگئیں) اور ہم ان کے فیصلہ کو دیکھ رہے تھے۔

چونکہ بکریوں کی قیمت اس سے زیادہ نہ تھی جتنا کہ کھیت والے کا نقصان ہوا اس لیے حضرت داؤدؑ نے فیصلہ کیا کہ بکریاں کھیت والے کو دے دی جائیں۔

۷۹۔ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۡ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ؕ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ○

پھر ہم نے سلیمان کو اس (معاملہ) کی فہم دی[1] (اور انہوں نے ایک بہتر فیصلہ کر دیا جو ہر طرح مناسب تھا) اور (یوں تو) دونوں ہی کو ہم نے حکمت و علم بخشا تھا اور ہم نے پہاڑوں کو داؤد کے تابع کر دیا تھا کہ (جب داؤد زبور پڑھتے تو ان کے ساتھ) یہ (پہاڑ) اور پرند اللہ کی تسبیح کرتے (یہ تسبیح سب کے سننے میں آتی تھی) اور (یہ سب) کرنے والے (فاعل مختار) ہم ہی تھے (یہ ہماری ہی قدرت کا کرشمہ تھا)۔

۸۰۔ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ○

اور ہم نے ان کو (یعنی داؤد کو ایک طرح کا) لباس (یعنی زرہ) بنانا سکھا دیا تاکہ تم کو تمہاری لڑائی میں بچائے (حضرت داؤد کو یہ معجزہ دیا تھا کہ لوہا ان کے ہاتھ میں موم ہو جاتا اور اس سے نہایت عمدہ زرہ تیار کرتے) پس (سوچو) کیا تم لوگ (اس نعمت کا) شکر ادا کرتے ہو؟۔

۸۱۔ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ○

اور ہم نے زور دار ہواؤں کو سلیمان کا تابع فرمان بنا دیا تھا جو ان کے حکم سے چلتی تھیں (اور ان کے تخت کو) اس سرزمین کی طرف جس میں ہم نے برکتیں رکھی تھیں (اُڑائے جاتیں) اور ہم کو ہر چیز کا علم ہے (ہم جانتے ہیں کہ کس کو کیا دینا ہے اور کس سے کیا کام لینا ہے جس طرح اجسام کو حضرت داؤد کے تابع کیا تھا، ہواؤں کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع فرمان بنا دیا)۔

۸۲۔ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ○

اور شیاطین کی ایک ایسی جماعت (خواہ سرکش اجنہ ہوں یا دیگر غیر مرئی طاقتور مخلوق سب) کو ان کا تابع فرمان بنا دیا تھا جو ان کے لیے (سمندر میں) غوطہ لگاتے (اور قیمتی پتھر اور موتی ان کے حکم سے نکال کر لاتے) اور اس کے سوا بہت سے دوسرے کام کرتے (مثلاً عمارتوں کے لیے بھاری پتھر، تانبے کی زبردست دیگوں کو اٹھانا وغیرہ) اور (دراصل) ہم ہی ان کی حفاظت کرتے تھے (انکو سلیمان کا تابع اس طرح بنا دیا تھا کہ وہ ان کو کسی قسم کا ضرر پہنچانے کی جسارت بھی نہ

---

[1] حضرت سلیمانؑ کا فیصلہ یہ تھا کہ کھیتی والا بکریوں کو اپنے پاس رکھے اور ان کا دودھ پیئے اور بکریوں والا کھیت کی آبپاشی اور دیکھ بھال کرے جب تک یہ کھیتی اتنی ہی ہری بھری نہ ہو جائے جتنا کہ اس کا نقصان ہوا ہے حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی یہ فیصلہ پسند کیا۔ اور بکریوں والے کی بکریاں ہمیشہ کے لیے اس سے نہ گئیں۔

کرسکتے تھے اور ان کا حکم بلاچون وچرا بجا لاتے)۔

۸۳۔ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

اور (ان عنایات کے ذکر کے ساتھ) ایوب (کا وہ واقعہ بھی یاد دلائیے) جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچ رہی ہے اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے (میرے حال پر رحم فرما)۔

۸۴۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۝

پس ہم نے ان کی دعا قبول کرلی اور انہیں جو تکلیف تھی وہ دور کردی۔ اور ان کو ان کے اہل (وعیال) اور ان کے ساتھ اتنا ہی اور (کنبہ) اپنی رحمت خاص سے عطا کیا تاکہ یہ عبادت کرنے والوں کے لیے نصیحت رہے (یہ اللہ کی عنایت کی یادگار بھی رہے اور حضرت ایوب کا یہ واقعہ تمام عابدین اور صالحین کے لیے ایک مثال بھی بن جائے اور وہ یہ نہ سمجھیں کہ عابد کی آزمائش نہیں ہوتی یا آزمائش میں دعا نہ کرنا چاہیے)

۸۵۔ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

اور (اسی طرح) اسمٰعیل، ادریس اور ذوالکفل علیہم السلام (کا واقعہ بھی یاد کیجیے کہ انہوں نے کس طرح ہر حال میں صبر کیا) یہ سب صبر کرنے والے تھے۔

ہم ہی آزماتے ہیں اور جب پورے اُترتے ہیں تو ہم ہی نوازتے ہیں۔

۸۶۔ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِىْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اور ہم نے ان کو (بھی) اپنی رحمت میں داخل کیا کہ بے شک وہ صالحین میں سے تھے (ان نیک بختوں اور نیکوکاروں میں سے تھے جو ہر حال میں اللہ کو یاد رکھتے تھے)۔

بتایا جارہا ہے کہ کس طرح اللہ کی رحمت اپنے نیک بندوں کو گھیرے رہتی ہے اور کیسے کیسے ان کی دستگیری کرتی ہے

۸۷۔ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا

اور مچھلی والے (پیغمبر یونس کا واقعہ یاد کیجئے) جب وہ (اللہ کے حکم کا انتظا

آیت نمبر ۸۳ = اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ = آج بھی ہر تکلیف و آزمائش میں حضرت ایوب علیہ السلام کی یہ دعا امت محمدیہ میں رائج ہے، کہ تمام انبیاء کرام سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے صفات حمیدہ کے پرتو ہیں۔

آیت نمبر ۸۵ = ذوالکفل = مفسرین میں اختلاف ہے کہ آپ نبی تھے یا مرد صالح، بہرحال انبیاءؑ کے ساتھ ذکر ہے اس لیے ترجیح اسی کو ہے کہ آپ نبی تھے۔

فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

کیے بغیر) ناراض ہو کر (بستی سے) نکل کھڑے ہوئے۔ اور یہ سمجھے (یہ گمان کیا) کہ ہم ان پر تنگی نہ کریں گے۔ آخر مچھلی کے پیٹ میں جس نے آپ کو نگل لیا تھا آپ کو احساس ہوا کہ میں نے بستی چھوڑنے میں جلدی کی) پھر (مچھلی کے پیٹ کی)، ان تاریکیوں میں اللہ سے التجا کی کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہی (تمام نقائص سے) پاک ہے (اور) میں قصور وار لوگوں میں سے تھا۔

۸۸- فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُـنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

پس ہم نے ان کی فریاد سن لی اور ہم نے ان کو اس غم سے نجات دی اور (یہ ہماری سنت آج تک قائم ہے) ہم ایمان والوں کو یوں ہی نجات دیا کرتے ہیں۔

۸۹- وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝

اور (اسی طرح) زکریا (کا واقعہ یاد کیجئے) جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا (اور دعا کی کہ) اے رب تو مجھ کو اکیلا (لاوارث) نہ چھوڑ، اور (یوں تو درحقیقت) تو ہی سب سے بہتر وارث ہے (جس کو فنا نہیں اور اپنے کام جس سے جس طرح چاہتا ہے لیتا ہے لیکن اپنے بندے کی اس تمنا کو پورا فرما)۔

۹۰- فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَــيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝

پھر ہم نے ان کی فریاد سن لی اور ان کو یحییٰ (سا صالح وارث) بخشا اور ان کی بیوی کو اچھا کر دیا (اولاد کے قابل بنا دیا) بے شک یہ (اللہ کے سب مقبول بندے) نیک کاموں میں جلدی کرتے (خیال آتے ہی امر کے پابند ہو جاتے)، اور ہم کو رغبت اور خوف کے ساتھ پکارتے رہتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کیا کرتے (ان کے سر نیاز ہمارے سامنے جھکے رہتے ان کے دل اس خوف سے کہ عمل پسند بھی آتا ہے یا نہیں کانپتے رہتے ان کا ایمان اللہ کی محبت اور جوش عمل میں انہیں مصروف رکھتا)۔

۹۱- وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ

اور ان خاتون (یعنی مریم) کو (یاد کیجیے) جنہوں نے اپنی عفت کو محفوظ رکھا تھا پھر ہم نے ان میں اپنی روح پھونک دی اور ہم نے ان کو اور ان کے بیٹے (عیسیٰ) کو دنیا

آیت نمبر ۸۷ چنانچہ اس آیت کریمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ کا ورد مختلف غم اور پریشانیوں کے وقت آج تک امت محمدیہ میں جاری ہے اور اس کی برکت سے غم دور ہوتے ہیں۔

اٰیَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ والوں کے لیے ایک نشانی بنا دیا (تاکہ وہ سمجھیں کہ ان کا رب قادرِ مطلق ہے وہ مسبب الاسباب، اسباب کا پابند نہیں سب اس کی مخلوق ہیں وہ پاک بے نیاز ہے)

غرض مختلف انبیاءؑ کی یہ امتیں ایک ہی زنجیر کی کڑیاں ہیں۔

۹۲۔ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ○ (پس دین کے اعتبار سے) تمہاری یہ جماعتیں ایک ہی گروہ ہیں (ان سب کو ایک ہی طریقۂ کار کی پابندی کا حکم تھا) اور (وہ یہ کہ) میں تمہارا پروردگار ہوں پس میری عبادت کرو۔

۹۳۔ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ○ ع ۱۸ اور (یہ لوگوں کی غلطی تھی) انہوں نے آپس میں (اختلاف کر کے) اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (اور آپس میں پھوٹ ڈال لی، لیکن ان اختلافات کا فیصلہ ہو جائے گا بالآخر) سب ہمارے پاس واپس آنے والے ہیں۔

ساتواں رکوع

آخری رکوع اعمال کے محاسبہ، اس کی سزا اور جزا پر ختم ہوتا ہے، کہ قیامت اسی لیے ہے، نزولِ قیامت کی نشانیوں کے ذکر کے بعد قیامت کی کیفیات و حالات کا بیان ہے، ابتدائے آفرینش سے قیامت تک چشمۂ خیر انبیاء علیہم السلام ہی رہے ہیں انہیں کی اتباع پر اخروی زندگی میں راحت و سکون کا وعدہ ہے جنہوں نے ان سے روگردانی کی انہوں نے اللہ سے منہ پھیرا اور سزا کے مستحق ہوئے۔ البتہ آخر دور میں خاتم النبیینؐ تشریف لائے جو تمام عالم کے لیے رحمت ہیں، جس نے آپ کا دامن پکڑا نجات پائی۔ آپ کا دامن رحمت توحید خالص ہے آپ کی بعثت ذکرِ الٰہی ہے اب اگر اس کے بعد بھی اقوام عالم نہ سمجھیں تو وہ جانیں اور ان کا کام۔

۹۴۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ○ پس جو نیک عمل کرے گا اور وہ صاحبِ ایمان بھی ہوگا تو اس کی کوشش اکارت نہ جائے گی اور ہم اس (کی نیکیوں) کو لکھتے جاتے ہیں (کوئی چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی ضائع نہ ہوگی، اس کا اس کو اجر ملے گا)۔

اور جس طرح مومنوں کو اجر ملے گا اسی طرح کافروں کو سزا۔

۹۵۔ وَحَرٰمٌ عَلٰي قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ○ اور جس بستی کو ہم نے ہلاک کر دیا اس کے لوگوں کے لیے ممکن نہیں کہ وہ (دنیا میں) پھر واپس ہوں (کہ اپنے اعمالِ بد کی تلافی کر سکیں یا توبہ سے ہماری طرف رجوع کریں)۔

٩٦- حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ○

یہاں تک کہ جب یاجوج وماجوج (گویا قید سے) کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے پھسلتے چلے آئیں گے (ان کا چلنا دکھائی نہ دے گا معلوم ہوگا کہ بلندی سے ایک ریلا پھسلتا چلا آرہا ہے یہ قربِ قیامت کی نشانی ہوگی)۔

٩٧- وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○

اور (قیامت کا) سچا وعدہ قریب آپہنچا (ہوگا) تو اس وقت منکرین کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ (اس وقت وہ کفِ افسوس ملیں گے اور کہیں گے) اف ری ہماری بدبختی ہم اس (دن) سے غافل رہے، بلکہ (درحقیقت) ہم ہی قصوروار تھے۔ (کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے اور ہم نے آخرت کو مذاق سمجھا)

اے رسول ان منکروں کو جتا دیجئے کہ

٩٨- اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ○

بے شک تم (خود) اور (تمہارے وہ معبود) جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو (سب کے سب) دوزخ کا ایندھن ہیں اور تم (سب) کو وہاں پہنچنا ہے۔

٩٩- لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

(اور) اگر یہ (واقعی) قابل بندگی ہوتے تو وہ اس (جہنم) میں کیوں جاتے، اور وہ تو اس میں ہمیشہ پڑے (جلتے) رہیں گے۔

١٠٠- لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ○

وہاں ان کو (چیخنا اور) چلانا ہوگا اور (اپنے ہی شور وغل کے سبب) وہ اس میں کچھ نہ سُن سکیں گے۔

١٠١- اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۙ○

بے شک وہ (جو ہماری رحمت میں آچکے ہیں اور) جن کے لیے ہماری طرف سے بھلائی مقدر ہوچکی ہے وہ اس (جہنم) سے دُور رکھے جائیں گے (انہیں قیامت کی آزمائشوں سے نجات ملے گی)۔

١٠٢- لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۚ○

وہ (پل صراط سے ایک بار گزر چکنے کے بعد دوزخ سے اس قدر دُور ہوں گے کہ وہاں کے شور وغل کے باوجود) اس کی آہٹ تک نہ سنیں گے اور اپنی

پسندیدہ زندگی میں (اپنی پسند کی چیزوں میں آرام سے)، ہمیشہ رہیں گے۔

۱۰۳۔ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝

ان کو قیامت کے دن کی) بڑی گھبراہٹ (اور پریشانی ذرا) غمگین نہ کرے گی (ان کو قلبی سکون میسر ہوگا) اور ان کا استقبال فرشتے کریں گے (اور کہیں گے) یہی تمہارا وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا (اللہ کی طرف سے تمہارے لیے دائمی مسرت، راحت وسکون کا دن آ گیا)۔

قیامت آئے گی آسمان وزمین لپیٹ لیے جائیں گے اور جس سہولت سے دنیا کی تخلیق پہلے ہوئی تھی پھر کی جائے گی۔

۱۰۴۔ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۭ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۭ وَعْدًا عَلَيْنَا ۭ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝

(یہ وہ دن ہوگا) جس دن کہ ہم آسمان کو لپیٹ دیں گے جس طرح لکھے ہوئے کاغذات لپیٹ لیے جاتے ہیں (اور) جس طرح ہم نے (کائنات کو) پہلی بار پیدا کیا تھا دوبارہ پیدا کر دیں گے۔ یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے بے شک ہم (اس کو) ضرور (پورا) کریں گے۔

۱۰۵۔ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ۝

اور (جملہ) نصیحتوں کے بعد ہم نے (داؤد علیہ السلام کی کتاب) زبور میں (صاف) لکھ دیا تھا کہ بے شک میرے نیک بندے ہی زمین کے وارث ہوں گے۔

یہ بشارت اس لیے دی گئی کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ نیکوکاروں کے لیے صرف آخرت ہے اور جان لیں کہ اللہ کے نیک بندے جو سیاستِ الٰہیہ اور انصاف سے کام لیتے ہیں وہی یہاں اس پر بھی قابض ہوں گے۔

۱۰۶۔ اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ۝ۭ

بے شک اس (بشارت) میں اللہ کی بندگی کرنے والوں کو مطلب تک پہنچانا ہے (دین ودنیا کی فلاح کی ضمانت ہے)۔

اللہ تعالیٰ کے وعدے جو کسی آسمانی کتاب میں کسی نبی کے ذریعہ اس کے نیک بندوں کے لیے کیے گئے وہ سب اس کے ایک بر نورِ رحمت ہی کا فیض تھے۔ یہ چشمۂ فیض ہنوز جاری ہے۔ حضور سرکارِ دوعالم

صلی اللہ علیہ وسلم رحمت للعٰلمین ہیں کسی ایک قبیلہ کے نہیں سب کے، تمام عالم کے، شرط ایمان ہے۔

۱۰۷۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○

اور (اے رسول) ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے (آپ ہی ہمارا پر تو رحمت ہیں)۔

۱۰۸۔ قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

(الغرض) آپ فرما دیجئے کہ میری طرف تو یہی وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ پھر کیا تم (اس خدائے واحد کے) فرمانبردار بنتے ہو؟ (یا نہیں)

۱۰۹۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۗ وَاِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ○

پھر بھی اگر یہ لوگ نافرمانی کریں تو آپ فرما دیجئے کہ میں نے تم کو (اچھی بُری بات سے) خوب باخبر کر دیا (ہر بات کے دونوں پہلو واضح کر دیئے تعمیل اور عدم تعمیل کے نتائج تمہیں سمجھا دیئے اب ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے) اور میں نہیں جانتا کہ جس (عذاب یا قیامت) کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ نزدیک ہے یا دُور ہے۔ (بہرحال یہ یاد رہے کہ قیامت برحق ہے)۔

اللہ کا عذاب، یا قیامت تمہارے ماننے نہ ماننے سے نہ دور ہو گی، نہ ٹل جائے گی۔

۱۱۰۔ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ○

بیشک وہ جانتا ہے جو کچھ علی الاعلان کہا جائے اور (وہ بھی) جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو (اسلام کے خلاف تمہارے طعن و تشنیع بھی سنتا ہے اور تمہارے دل میں جو نفرت اور حسد ہے وہ اس سے بھی واقف ہے)۔

۱۱۱۔ وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ○

اور (یہ بھی جتا دیجئے کہ) میں نہیں جانتا (کہ تاخیر عذاب میں کیا مصلحت ہے) ممکن ہے اس میں تمہارا امتحان ہی ہو (کہ تم اصلاحِ حال کر لو) اور تم کو ایک وقت معینہ تک (دنیا میں) فائدہ (اٹھانے کی کچھ اور مہلت) دینا ہو (کہ اس کے بعد تم گرفتار عذاب ہو)۔

بالآخر کفار کے برابر اصرار اور ضد پر

۱۱۲۔ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى

(نبی نے) کہا کہ اے میرے رب تو حق کے ساتھ فیصلہ فرما دے اور ہمارا رب (ہی) رحمٰن (الرحیم) ہے ان تمام باتوں پر جو تم بیان کرتے ہو اسی کی

ع ۱۹ مَا تَصِفُوْنَ ۝ ع

مدد درکار ہے ۔

سُوْرَةُ الْحَجِّ

مدنی اٹھتّر آیتیں دس رکوع

گزشتہ سورہ میں عقیدۂ آخرت کا بیان ہوا، قیامت کا یقیناً وقوع پذیر ہونا، میزان عدل کا قائم ہونا، مومن و کافر کے لیے اس کے عمل کا بدلہ ملنا لوگوں کا قیامت کے دن کا مذاق اڑانا وغیرہ مضامین کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کا ذکر کیا گیا کہ وہ سب اسی اصول توحید اور اور آخرت کے مبلغ تھے۔ ان اقوام کی طرف اشارہ کیا گیا جنہوں نے ان کی رسالت کا انکار کیا یا نافرمانی پر اتر آئے، اور مستحق عذاب بنے، ساتھ ہی ان انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عنایات کا بیان ہوا، تاکہ لوگ دیکھ لیں کہ مومن کے لیے آخرت تو ہے ہی لیکن دنیا میں بھی اللہ اسے اپنی عنایات سے محروم نہیں رکھتا بلکہ ان کو صاحبِ وقت بناتا ہے، اور پھر سورۃ انبیاء حضور سرکار دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام عالم کے لیے رحمت بن کر آنے، اور عالم کو توحیدِ باری تعالیٰ کا پیغام سنانے پر ختم ہوا۔ بتایا گیا اگر لوگ نہیں مانتے تو حق کا فیصلہ ہو کر رہے گا۔ جلدی ہو یا کسی قدر مہلت دی جائے یہ سب اللہ کی مصلحت پر مبنی ہے۔ سورہ کی اس آخری آیت کے تعلق سے سورۂ حج کی پہلی آیت یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ سے اسے خاص ربط ہے۔ یہ آیت مبارکہ قیامت کے آثار اور اصل قیامت دونوں کے ہولناک مناظر سے متنبہ کرتی ہے اور اسی سے سورۂ حج شروع ہوتا ہے اور قیامت کے برحق ہونے پر یہاں بھی زور دیا جارہا ہے تاکہ لوگ اللہ سے ڈریں اور اس کی فرمانبرداری میں سعی کریں۔ اس سورت میں حج کا خصوصی بیان ہے۔ اللہ کی محبت اور اس کی رضا کی تمنا ہی مومن کو قطع علائق میں ڈالتی ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں بی بی بچے، گھربار سب کچھ چھوڑ کر احرام باندھے اللہ کے گھر پہنچتا ہے اور اپنی حاضری اپنی فرمانبرداری کا اظہار والہانہ انداز سے کرتا ہے، میدانِ عرفات بھی اہل ایمان کے لیے حشر کا ایک منظر ہے یہ دردمندوں کا اجتماع ہے گویا یہ مومن کے لیے اللہ کی رضا اس کی عنایات کے تحت جمع ہونے کی ایک صورت ہے۔ اللہ کی محبت کا ایک اظہار ہے۔ بلکہ دل سے احکام الٰہی کی تعمیل کر کے قلب کو منور کرنا ہے، قربانی دے کر اللہ کی راہ میں جینے اور مرنے کا بیان ہے، صبر وشکر کا مرقع ہے، مومن کے لیے یہ دعوتِ اخلاص ہے، یہ مقام خلت پر فائز نبی کی یادگار ہے، حضور سرکار دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پر بھروسہ کرنے والوں کے لیے عقبیٰ کی مسرتوں اور کامیابیوں

کا پیش خیمہ ہے۔ یہی مومن کے لیے فلاح کا ضامن ہے جس سے آئندہ سورہ یعنی سورۂ مومنون شروع ہوتا ہے۔

پہلا رکوع

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱۔ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمۡ ۚ اِنَّ زَلۡزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیۡءٌ عَظِیۡمٌ ○ اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو (کہ) بے شک قیامت (کے دن) کا زلزلہ ایک عظیم حادثہ ہوگا (ایک ایسا واقعہ ہوگا جو ہر شے کی کیفیت کو بدل دیگا یہ زمین و آسمان تہ و بالا ہوں گے۔ مائیں محبت بھول جائیں گی۔ عذاب کے تصور سے لوگوں کے ہوش گم ہوں گے)

(واضح رہے کہ بھول میں پڑے ہوئے لوگوں کے لیے قیامت قیامت ہے۔ انس والوں کے لیے قیامت قرب دید ہے)۔

۲۔ یَوۡمَ تَرَوۡنَہَا تَذۡہَلُ کُلُّ مُرۡضِعَۃٍ عَمَّاۤ اَرۡضَعَتۡ وَ تَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمۡلٍ حَمۡلَہَا وَ تَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی وَ مَا ہُمۡ بِسُکٰرٰی وَ لٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیۡدٌ ○ جس دن تم (جو آج بھول میں پڑے ہوئے ہو) اسے دیکھو گے (اس دن یہ کیفیت ہوگی کہ) تمام دودھ پلانے والی (مائیں) اپنے دودھ پیتے ہوئے (بچہ) کو بھول جائیں گی اور ہر حاملہ کا حمل ساقط ہو جائے گا اور (اے مخاطب اس دن) لوگ تجھے نشہ (کی سی حالت) میں نظر آئیں گے حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے بلکہ (عذاب الٰہی سے ان کے ہوش گم ہوں گے بے شک) اللہ کا عذاب (اس کی گرفت) بہت سخت ہے (بڑی سخت چیز ہے)۔

۳۔ وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ وَّ یَتَّبِعُ کُلَّ شَیۡطٰنٍ مَّرِیۡدٍ ۙ○ اور کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو اللہ کے معاملہ میں بلا جانے بوجھے (اللہ کی بتائی ہوئی باتوں میں کج بحثی کرتے ہیں، احمقانہ شبہات پھیلاتے ہیں) جھگڑتے ہیں اور ہر سرکش شیطان کے پیچھے ہو لیتے ہیں (اس کی پیروی میں ذرا تامل نہیں کرتے، نہیں سوچتے کہ ان کا کیا حشر ہوگا)۔

۴۔ کُتِبَ عَلَیۡہِ اَنَّہٗ مَنۡ تَوَلَّاہُ فَاَنَّہٗ یُضِلُّہٗ وَ یَہۡدِیۡہِ اِلٰی (حالانکہ شیطان کے متعلق اللہ کا کھلا فیصلہ ہے) اس کے بارے میں لکھ دیا گیا ہے کہ جو اس سے دوستی کرے گا تو وہ اسے ضرور گمراہ کرے گا اور (بالآخر)

عَذَابِ السَّعِيْرِ ○

اسے دوزخ کے عذاب تک پہنچا دے گا۔

۵۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ؕ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ○

اے لوگو! اگر تم کو دوبارہ جی اٹھنے میں کچھ شک ہے تو (خود اپنی پیدائش پر غور کرو دیکھو) ہم نے تم کو (پہلی بار بھی تو) پیدا کیا (پہلے) مٹی سے پھر ایک قطرہ سے، پھر جمے ہوئے خون سے، پھر ایک نقشہ بنی ہوئی گوشت کی بوٹی سے اور کبھی بلا نقشہ کی بوٹی سے (تمہاری تخلیق کی) تاکہ ہم (تخلیق کی نشانیاں) تمہارے لیے ظاہر کریں اور ایک مدت تک رحم (مادر) میں جسے ہم چاہتے ہیں ٹھیرائے رکھتے ہیں۔ پھر تم کو بچہ بنا کر نکالتے ہیں۔ پھر (تمہاری پرورش کا سلسلہ یہاں بھی جاری رہتا ہے یہاں تک کہ) تم اپنی پوری جوانی کو پہنچ جاؤ اور (ہاں) تم میں بعض (جوانی سے قبل ہی) مرجاتے ہیں اور تم میں سے بعض کو (بڑھاپے کی) نہایت نکمی عمر تک لوٹایا جاتا ہے کہ بہت کچھ جاننے کے بعد بھی کچھ نہ جانیں (گویا جوانی کا علم، اس کا زور یہیں ختم ہوجاتا ہے اور وہ اپنے علم سے بھی بے خبر ہوجاتے ہیں)

(انسان کو اس کے بعد موت آتی ہے وہ زمین میں دفن کر دیا جاتا ہے یا مٹی میں مل جاتا ہے۔ کافر حیران ہیں کہ اب اس کو کیونکر زندہ کیا جائے گا۔ کیا انہوں نے خشک زمین کو نہیں دیکھا جس کے دبے ہوئے دانے، فنا ہونے کے بعد بھی ایک ہی بارش سے سرسبز و شاداب ہونے لگتے ہیں، زمین میں روئیدگی کہاں سے آئی، یہ اسی کا امر اسی کی قدرت کاملہ کا ظہور ہے)۔ اور (اے انسان) تو دیکھتا ہے کہ زمین خشک پڑی ہے۔ پھر جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو وہ تروتازہ ہوجاتی ہے اور پھولتی ہے اور طرح طرح کی خوشنما چیزیں اگاتی ہے۔ (اسی طرح انسان کا پھر پیدا کیا جانا یا جی اٹھنا کیا مشکل بات ہے)۔

۶۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

یہ (سب کچھ جو لوگ آنکھوں سے روز دیکھتے ہیں) اس لیے ہے کہ اللہ ہی (کی ذات) حق ہے اور وہی مُردوں کو جلاتا ہے اور وہی ہر شے پر قادر ہے (جو چاہتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے)۔

آیت نمبر (۵) ؎ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ قرآن کا پڑھنے والا ارذل عمر کو نہیں پہنچتا، نسیان میں نہیں آتا۔

۷۔ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ○

اور یہ (بھی حق ہے) کہ قیامت آنے والی ہے جس (کے ہونے) میں کچھ شک نہیں اور یہ (بھی حقیقت ہے) کہ جو قبروں میں ہیں اللہ ان کو دوبارہ زندہ کرے گا۔

ان حقائق کو جاننے اور سمجھنے کے لیے وحی الٰہی اور فرمودات رسولؐ ہیں جو لوگ اس علم سے محروم ہیں اور کتاب و پیغمبر پر ایمان ہی نہیں رکھتے وہ اللہ کی بات پر جھگڑتے اور اس سے منکر ہیں۔

۸۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ○

اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جو اللہ کے معاملے (اس کی ذات، صفات قدرت و حکمت) میں بلا علم بلا دلیل اور بلا کسی روشن کتاب کے جھگڑتا رہتا ہے

۹۔ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ○

تکبر سے گردن موڑے ہوئے تاکہ (دوسروں کو بھی) اللہ کی راہ سے بیراہ کردے۔ ایسے شخص کے لیے دنیا میں (بھی) رسوائی ہے اور روز قیامت ہم اسے جہنم کے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

۱۰۔ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ○ ع ۸/۱۰

(اور بتا دیں گے کہ) یہ (عذاب) اس کی وجہ سے ہے جو تیرے ہی ہاتھوں نے آگے بھیجا۔ اور اللہ تو اپنے بندوں پر ہرگز ظلم نہیں کرتا۔ (اگر تو نے دنیا میں عمل صالح کو سمجھا ہوتا تو آج یہ دن کیوں دیکھنا پڑتا یہ تو تیری ہی کھیتی ہے جو تو کاٹ رہا ہے)۔

دوسرا رکوع

گزشتہ رکوع کا مضمون جاری ہے

۱۱۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰي حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ

اور لوگوں میں کوئی (آدمی) ایسا بھی ہوتا ہے جو کنارہ پر (کھڑا ہو کر) اللہ کی عبادت کرتا ہے (تذبذب میں اکھڑا اکھڑا اور شک و شبہ میں پڑا رہتا

اِطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ قف خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ○

ہے) پس اگر اس کو کوئی (دنیاوی) فائدہ پہنچا تو اس سے مطمئن ہو گیا (بندگی پر قائم رہا) اور اگر اس پر کوئی آزمائش آ پڑی تو منہ اٹھا کر (حالتِ کفر کی طرف) لوٹ گیا۔ (یعنی) دنیا میں بھی نقصان اٹھایا اور آخرت میں بھی۔ یہی صریح گھاٹا ہے۔

١٢- يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ○

وہ (بدنصیب) اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کو پکار رہا ہے جو نہ اسے نقصان پہنچا سکے اور نہ اسے فائدہ پہنچا سکے، یہی تو انتہائی گمراہی ہے۔

١٣- يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ○

(اس کی کج فہمی کا تو یہ حال ہے کہ) وہ ایسے کو پکارتا ہے جس کا ضرر اس کے فائدے سے زیادہ قریب ہے (یعنی فائدہ تو کیا پہنچاتا یہاں بھی نقصان پہنچاتا ہے اور قیامت میں اسے دیکھ کر انہیں کفِ افسوس ہی ملنا ہو گا) بے شک کیا برا ہے ایسا دوست، کیا ہی برا ہے ایسا رفیق (کہ خود بھی آگ میں پڑا ہے اور ہم کو بھی اسی میں کھینچ لایا)

برخلاف اسکے جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کیے ان کے لیے مسرت ہی مسرت ہے۔

١٤- اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ○

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اللہ انہیں جنتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی، بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

١٥- مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَاۗءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ○

جو شخص یہ گمان رکھتا ہے کہ اللہ اس کی (یعنی اپنے رسول کی) مدد دنیا اور آخرت میں نہ کرے گا اس کو چاہیے کہ آسمان کی طرف (کسی چیز سے باندھ کر) ایک رسی تان لے پھر (رسی سے لٹک کر) اسے کاٹ ڈالے۔ (یعنی سلسلۂ وحی اور امداد کو منقطع کر دے یا خود اپنے کو پھانسی دے لے) پھر دیکھے کہ کیا اس تدبیر سے اس کا غصہ جاتا رہا (کیا وہ رشتۂ امید کو مومن کے دل سے منقطع کرنے پر قادر ہوا ہرگز نہیں، خود ہلاک ہوا)

۱۶- وَكَذٰلِكَ اَنۡزَلۡنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يُّرِيۡدُ ○

اور بات یہ ہے کہ ہم نے (اپنے رسول پر) یہ (قرآن) روشن دلائل کے ساتھ نازل کیا۔ بے شک اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے (آیات کے فہم اور ان کے انوار سے دل و دماغ روشن کرتا ہے)۔

تمام فہم اور تمام انوار کا سرچشمہ ذات سرکار دو عالم ﷺ ہے آپ ہی کے باور پر باور کا نام ایمان ہے آپ ہی کی محبت آپ ہی کی اتباع سے اللہ ملتا ہے جس نے آپ کو نہ سمجھا سرچشمۂ ہدایت کھو بیٹھا، ایک دن فیصلہ بھی دیکھ لے گا۔

۱۷- اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِيۡنَ هَادُوۡا وَالصّٰبِـِٕـيۡنَ وَالنَّصٰرٰى وَالۡمَجُوۡسَ وَالَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡٓا ‌ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفۡصِلُ بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدٌ ○

بے شک جو لوگ مومن ہیں اور جو یہود اور صابی اور نصرانی اور آتش پرست ہیں اور جو مشرک ہیں اللہ ان سب کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کردیگا (کہ کون حق پر ہے) بے شک اللہ ہر شے سے واقف ہے (جو کچھ بھی لوگ کرتے ہیں اللہ کی نظر میں ہے)۔

بتایا جارہا ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ ہی کو سجدہ کرتا ہے۔

۱۸- اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسۡجُدُ لَهٗ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ وَالشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ وَالنُّجُوۡمُ وَالۡجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيۡرٌ مِّنَ النَّاسِ‌ ؕ وَكَثِيۡرٌ حَقَّ عَلَيۡهِ الۡعَذَابُ‌ ؕ وَمَنۡ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ مُّكۡرِمٍ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفۡعَلُ مَا يَشَآءُ ؕ ○ السجدة

(اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت سے انسان بھی (اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں) اور بہت سے (لوگ) ایسے ہیں کہ ان پر اللہ کا عذاب (ان کے کفر کے باعث) لازم ہو چکا ہے، اور جسے اللہ ذلیل کرے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں۔ بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، (جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے، سرچشمۂ خیر و برکت اسی کے ہاتھ میں ہے)۔

آیت نمبر ۱۸ = السجدة = فتوحات مکیہ میں ہے کہ یہ سجدہ مشاہدہ کا ہے عبرت لینے کا ہے۔

۱۹۔ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۡ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۚ

(حق و باطل کی حیثیت سے) یہ دو مدعی ہیں (ایک مومن اور دوسرے کافر اور ان کے تمام اقسام) جنھوں نے اپنے رب کے متعلق ایک دوسرے سے جھگڑا کیا (اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ) پس جو کافر ہیں ان کے لیے آگ کے کپڑے قطع کیے جائیں گے۔ ان کے سروں پر کھولتا پانی ڈالا جائے گا۔

۲۰۔ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ۚ

اس سے جو کچھ ان کے پیٹ میں ہے گل جائے گا اور (ان کی) کھالیں بھی (گل کر گر پڑیں گی، لیکن عذاب کم نہ ہوگا)۔

۲۱۔ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ

اور ان کے (سر کچلنے کے) لیے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے۔

اس جہنم سے ان کے لیے بھاگنے کا راستہ نہ ہوگا۔

۲۲۔ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۧ

وہ لوگ جب گھٹن کے باعث نکل بھاگنا چاہیں گے تو پھر اسی کے اندر جھونک دیئے جائیں گے اور (کہا جائے گا کہ) جلنے کا عذاب چکھتے رہو۔

ع ۲ ۱۲ ۹

تیسرا رکوع

قیامت کے اس ہولناک منظر میں آخرت سے انکار کرنے والوں کی حالت پر گزشتہ رکوع ختم ہوا اب اس کے مقابلہ میں مومنین کی حالت کا مختصر بیان ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو کلمۂ طیبہ کو سمجھتے ہیں، محمد، حامد، محمود صلے اللہ علیہ وسلم سے اللہ کا راستہ پاتے ہیں ہدایت یافتہ ہیں، یہی نہیں بلکہ اللہ کا فیصلہ ہے کہ جو بھی ان کی راہ عبادت میں حائل ہوگا وہ اللہ کے عذاب سے بچ نہ سکے گا۔

۲۳۔ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اللہ ان کو بہشت کے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان کو وہاں (بڑی زیب و زینت سے رکھا جائیگا) سونے اور موتی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کی پوشاک ریشم کی ہوگی۔

فِيْهَا حَرِيْرٌ ○

۲۴- وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚۖ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ○

اور یہ وہ لوگ ہیں کہ اس دنیا میں) انہوں نے پاکیزہ بات کی طرف راہ پائی (اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کی توفیق نصیب ہوئی) اور (اسلام کا راستہ پا کر) اس حمد والے (خدا) کی راہ (بھی) پائی (یعنی جنت بھی ملی اور مقام دید میں بھی پہنچے)۔

۲۵- اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ۭ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ ع

بے شک وہ لوگ جو کافر ہیں اور (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے اور اس مسجد حرام (میں داخل ہونے) سے روکتے ہیں جس کو ہم نے سب لوگوں کے لیے یکساں (قابلِ احترام) بنایا ہے۔ خواہ وہ وہاں کا رہنے والا ہو یا باہر سے آنے والا۔ اور جو اس میں کج روی کا ناحق ارادہ کرے گا اُسے ہم دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

چوتھا رکوع

قیامت کے حالات کے بعد مومن کا مقام بتایا گیا۔ مسجد حرام کا ذکر ہوا اور اس کے بانی کے ذکر کے ساتھ حج کا ذکر شروع ہوتا ہے جو مومن کے لیے دنیا میں رہ کر دنیا کی محبت سے بیزاری اور خالق کی محبت کا مرقع ہے۔

۲۶ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ○

اور (اس واقعہ کا بھی ذکر کیجیے) جب ہم نے ابراہیم کے لیے خانۂ کعبہ کی جگہ بتلا دی (ایک ابر کا ٹکڑا آیا بیت المعمور کا عکس ڈالا گیا، اس طرح اس بزرگ مقام کو ظاہر فرمایا گیا اور حکم دیا) کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا (یعنی اس گھر کی بنیاد توحید خالص پر ہے کوئی شخص اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرے) اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے واسطے، اور قیام، رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھنا۔

۲۷- وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ

اور (اے ابراہیم) لوگوں میں حج کا اعلان کر دو۔ لوگ تمہارے پاس پیدل اور دُبلے پتلے اونٹوں پر دُور (دراز) راستوں سے چلے آئیں گے۔ (حضرت ابراہیم

آیت ۲۶۔ ۱؎ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے لیے خاص تھا۔ ان کی طرف اشارہ فرما دیا کہ اسے آباد کریں گے۔

ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝

نے حکم کی تعمیل فرمائی ایک پہاڑی پر کھڑے ہوکر فرمایا لوگو تم پر حج فرض کیا گیا حج کے لیے آؤ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ آواز ہر طرف ہر ایک روح کو پہنچا دی)

۲۸- لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰي مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَاۗىِٕسَ الْفَقِيْرَ ۝

(یہ اعلان حج اس لیے ہے) تاکہ لوگ اپنے فائدے کے مقامات پر پہنچ جائیں (مناسک حج ادا کرکے اللہ کے یہاں درجات پائیں اور اس کی رضا انہیں حاصل ہو جو سب سے بڑا فائدہ ہے) اور (وہ اس لیے آویں) تاکہ (قربانی کے) مقررہ دنوں میں ان چرپایوں اور مویشیوں پر جو اللہ نے انہیں دیئے ہیں (ان کے ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیں پس (فرمادیجئے کہ اس (قربانی کے گوشت) میں سے (خود بھی) کھاؤ اور (دوسروں کو بھی) کھلاؤ (خصوصاً) مصیبت زدہ محتاج کو۔

۲۹- ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝

پھر (اس عاشقانہ حالت سے جس میں احرام کے دن گزارے نہ بال بنائے نہ ناخن تراشے ایک اللہ کے ذکر کے سوا کسی بات کا ہوش نہ رہا، باطن کو منور کر لیا اب ذرا جسم کا بھی) اپنا میل کچیل دُور کردیں (احرام اتاریں نہائیں دھوئیں دوسرا لباس پہنیں اس سے نہ ڈریں کہ قلب پاک نہ رہے گا ندامت کے آنسو قلب کو پاک رکھنے کے لیے کافی ہیں)۔ اور اپنی منتیں (جو مانی ہیں) پوری کریں (یا بقیہ مناسک پوری کریں) اور اس قدیم گھر کا طواف کریں (جو لوگوں کی ملک ہونے سے آزاد ہے جس کو کوئی طاقت برباد نہ کرسکے گی)۔

۳۰- ذٰلِكَ ۤ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝

یہ (تو حج کے متعلق خصوصی احکام تھے) اور (اجمالاً بات یہ ہے کہ) جو کوئی بھی اللہ کے محترم احکام کی تعظیم کرے گا تو یہ اس کے پروردگار کے نزدیک اس کے حق میں بہتر ہے (اللہ تعالیٰ اسے اپنی بخشش اور انعامات سے نوازیگا) اور (جو پابندیاں مناسک حج کے ساتھ تھیں وہ ایک خاص حالت کے لیے مخصوص تھیں ورنہ اللہ تعالیٰ نے جو حلال فرما دیا وہ حلال ہے) تمہارے لیے چوپائے حلال کر دیئے گئے بجز ان کے جو تم کو پڑھ کر سنا دیئے گئے (جن کا حرام ہونا وقتاً فوقتاً تم کو بتا دیا گیا۔ جن جانوروں کو حرام کیا گیا

ہے ان میں کسی نہ کسی طرح کی نجاست ہے لیکن سب سے بڑی اور بُری نجاست بُت اور وہ جانور ہے جو بتوں کے نام پر ان کے لیے ذبح کیا گیا وہ تو مُردار ہے) پس بتوں کی گندگی سے بچتے رہو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔

۳۱۔ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝

ایک اللہ کے ہو کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیراتے ہوئے (یعنی سب سے ہٹ کر اللہ والے ہو کر رہو) اور جس نے اللہ کا شریک بنایا تو (اس کی حالت کا اندازہ یوں کرو) گویا وہ آسمان سے گرا پھر (مردار خور) پرندوں نے اسے نوچ کھایا۔ یا ہوا کے جھونکے) نے اسے دُور دراز جگہ میں جا پھینکا (وادیٔ ضلالت میں لاڈالا جہاں اس کی ہڈی پسلی بھی نظر نہ آئے)۔

یہ شرک کا انجام تھا جو رفعتِ توحید کی بلندیوں سے محروم رہا اور ذلّت و رسوائی کے ساتھ ہلاک ہوا۔

۳۲۔ ذٰلِكَ ۤ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝

یہ (تو ان کا حال ہوا) اور جو کوئی خدا کی مقرر کی ہوئی چیزوں کا احترام کرے (دین خداوندی کی یادگاروں کا پورا لحاظ رکھے) تو یہ (اس کے) قلب کی پاکی کی بات (اس کے تقویٰ کا ثبوت) ہے (اللہ کی محبت اسے شعائراللہ سے قریب کرتی ہے ان کے ادب پر مائل کرتی ہے یہ توحید ہے، توحید خالص ہے اسے ہرگز شرک نہ سمجھنا)۔

یہ اصول توحید حدود حرم میں قربانی کے وقت بھی پیش نظر رہیں، قربانی اللہ کے لیے ہے۔ اور مویشیوں سے فائدہ اٹھانا شرعی حدود میں رہ کر تمہارا حق ہے۔

۳۳۔ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝ ع ۸ | ۱۱

تمہارے لیے ان (چوپایوں) میں ایک مقررہ میعاد تک فائدہ حاصل کرنا (جائز) ہے پھر ان کو اس قدیم (اور آزاد) گھر تک پہنچنا ہے (جسے بیت العتیق بھی کہتے ہیں اور جہاں ان کو تم ذبح کرتے ہو)۔

پانچواں رکوع

اس رکوع میں خصوصیت کے ساتھ قربانی کا ذکر ہے۔ بتایا جارہا ہے کہ قربانی میں بھی سب سے

اہم چیز اخلاص نیت ہے اللہ تعالیٰ انہیں مخلصوں کو محسن قرار دیتا ہے۔

۳۴۔ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ۝

اور ہم نے ہر امت کے لیے قربانی مقرر کر دی ہے تاکہ جو چوپائے اللہ نے انہیں عطا فرمائے ہیں (ان کے ذبح کے وقت) ان پر اللہ کا نام لیں پس (یاد رکھو کہ) تمہارا معبود تو وہی ایک خدا ہے تم اسی کی فرمانبرداری کرو۔ اور (اے رسول جو دین اسلام کا مطیع و فرمانبردار ہو جائے تو ان) عاجزی کرنے والوں کو آپ (اللہ کی خوشنودی کی) بشارت سُنا دیجئے۔

۳۵۔ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝

یہی وہ لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور (جب) انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو صبر کرتے ہیں، اور (ہر حال) نماز کے پابند رہتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے (اللہ کی خوشنودی کے لیے) خرچ کرتے رہتے ہیں۔

قربانی کے جانوروں کو بھی شعائر اللہ ہی میں داخل کیا گیا ہے اونٹ کی قربانی کا بہترین طریقہ نحر ہے۔ اس میں بھی انسان کے لیے دینی اور دنیوی بھلائیاں ہیں۔

۳۶۔ وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

اور ہم نے قربانی کے جانوروں کو بھی تمہارے لیے اللہ (کے دین) کی نشانیوں میں سے بنایا ہے ان میں (بھی) تمہارے لیے (دینی و دنیوی) فائدہ ہے۔ (ہر کام کے کرنے کا ایک احسن طریقہ ہے ایک نیت ہے اس پر اس کام کے حُسن و خوبی کا دار و مدار ہے۔ قربانی کے بھی آداب ہیں) پس تم (ان اونٹوں کی قربانی کرتے وقت) قطار باندھ کر (انہیں کھڑا کر کے اور ذبح کی نیت سے) ان پر اللہ کا نام لو۔ پھر جب (نیزہ مار کر نحر کرنے سے) وہ کروٹ کے بل گر پڑیں تو اس میں سے کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والوں اور بے قراری ظاہر کرنے والوں کو (یعنی بھیک مانگنے والوں کو) کھلاؤ۔ اس طرح ہم نے ان (بڑے بڑے جانوروں) کو تمہارے قابو میں کر دیا ہے تاکہ تم شکر گزار بنو (حصولِ خیر کے لیے ان سے استفادہ کرو اور استفادہ حکم کے تحت ہو تاکہ دنیوی فلاح کے ساتھ آخرت بھی بن جائے یاد رہے کہ آخرت

کا توشہ تقویٰ یعنی اخلاص ہے)۔

۳۷۔ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ○

(جو قربانیاں تم کرتے ہو) اللہ کو ان کے گوشت اور ان کے خون نہیں پہنچتے مگر ہاں اس کو تمہارا اخلاص پہنچتا ہے (جو دل سے اللہ کے لیے کرتے ہو وہ اللہ کے پاس آتا ہے اور) اس طرح ان (جانوروں) کو تمہارے قابو میں کر دیا تاکہ تم اللہ کی بڑائی (اس کی کبریائی) بیان کیا کرو اس بات پر کہ اس نے تم کو (کارِ خیر کی) ہدایت بخشی۔ اور (اے رسول) آپ نیکو کاروں کو بشارت سُنا دیں (کہ ان کے اندازِ عبودیت اللہ نے پسند فرمائے)۔

۳۸۔ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ○ ع

بے شک اللہ ایمان والوں سے دُور فرماتا رہتا ہے (ان کی بلائیں اور ان کے دشمن اور) بے شک اللہ کفرانِ نعمت کرنے والوں، دغا بازوں کو دوست نہیں رکھتا (ان کے ظاہری اقتدار سے مسلمان دھوکہ نہ کھائیں جب بھی اخلاص سے اللہ کے دربار میں گڑگڑائیں گے فتح و نصرت انہیں کا حصہ ہوگی)۔

چھٹا رکوع

مسلمان جب تک مکہ معظمہ میں تھے انہیں کفار کے مظالم کے مقابلہ میں صبر کا حکم تھا۔ جب مدینہ منورہ میں ان کی ایک مرکزی صورت قائم ہوگئی تو گو وہ قلیل تھے لیکن انہیں کفار سے مقابلہ اور جنگ کی پہلی بار اجازت ملی۔ ان کی بے سرو سامانی ان کی کامیابی میں حارج نہ ہوئی۔ یہ اللہ کی عنایت تھی وہ جان کی بازی لگا کر لڑے اللہ پر بھروسہ کیا۔ مسلمانوں کے لیے فتح و کامیابی کا یہ دروازہ آج بھی کھلا ہے۔

۳۹۔ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ○

ان (مسلمانوں) کو جن سے کافر (خواہ مخواہ) جنگ کرتے ہیں (لڑائی کی) اجازت دی جاتی ہے اس لیے کہ ان پر بہت ظلم کیا گیا اور (گو مسلمانوں کے پاس جنگ کا وہ ساز و سامان نہیں لیکن ان کے ساتھ زبردست قدرت والا اللہ تو ہے) بے شک اللہ ان کی مدد پر قادر ہے، (وہ ان کی ضرور مدد کرے گا)۔

۴۰۔ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ

(یہی وہ لوگ ہیں) جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے محض اس بات پر کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا، تو (راہبوں کی) خانقاہیں اور (عیسائیوں کے) گرجے

بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۭ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝

اور یہودیوں کے) عبادت خانے (جو زمانۂ قدیم میں اللہ کے ذکر کا مرکز رہے ہیں) اور مسجدیں جن میں (آج بھی) اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے سب منہدم ہو چکے ہوتے اور اللہ یقیناً اس کی مدد کرے گا جو اس (کے دین) کی حمایت کرتا ہے، بے شک اللہ زبردست ہے (اور) غلبہ والا ہے۔

۴۱۔ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝

(اور اہلِ مدینہ گو اس وقت مظلوم ہیں لیکن) یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک پر تسلط بخشیں تو یہ لوگ نمازوں کو قائم کریں، زکوٰۃ دیں اور (دوسروں کو بھی جملہ) نیک کاموں کا حکم دیں اور بری باتوں سے روکیں اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

۴۲۔ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ۝

اور (اے رسول) اگر یہ (کافر) آپ کو جھٹلاتے ہیں تو (کوئی تعجب کی بات نہیں) ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد و ثمود بھی (اپنے پیغمبروں کو) جھٹلا چکے ہیں۔

۴۳۔ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۝

اور ابراہیم (جیسے جلیل القدر پیغمبر) کی قوم اور لوط کی قوم بھی۔

۴۴۔ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝

اور مدین کے لوگ (اپنے پیغمبر شعیب کو جھٹلاتے رہے) اور موسیٰ بھی جھٹلائے جا چکے (مصر کے قبطیوں نے ان کی تکذیب کی۔ غرض منکرین کا یہی طریقہ رہا ہے) لیکن میں کافروں کو ڈھیل دیتا رہا بالآخر ان کو پکڑ لیا پھر (تم ہی دیکھو کہ) میرا عذاب کیسا سخت تھا۔

ان منکرینِ حق کی بداعمالیاں ان کے سامنے آئیں۔

۴۵۔ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ

غرض کتنی ہی بستیاں ہیں جن کو ہم نے ہلاک کر ڈالا کہ وہ نافرمان تھیں سو وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور کتنے ہی کنویں بیکار اور کتنے ہی

عَلٰی عُرُوۡشِہَا وَ بِئۡرٍ مُّعَطَّلَۃٍ وَّ قَصۡرٍ مَّشِیۡدٍ ۝

(بڑے بڑے قلعے) چونے کے محل (برباد پڑے ہیں)۔

۴۶۔ اَفَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَتَکُوۡنَ لَہُمۡ قُلُوۡبٌ یَّعۡقِلُوۡنَ بِہَاۤ اَوۡ اٰذَانٌ یَّسۡمَعُوۡنَ بِہَا ۚ فَاِنَّہَا لَا تَعۡمَی الۡاَبۡصَارُ وَ لٰکِنۡ تَعۡمَی الۡقُلُوۡبُ الَّتِیۡ فِی الصُّدُوۡرِ ۝

کیا ان لوگوں نے زمین کی سیر نہیں کی (کہ تباہ شدہ بستیوں کو دیکھ کر عبرت حاصل کرتے لیکن یہ تو تبھی ممکن تھا) کہ ان کے دل ایسے ہوتے جن سے یہ سمجھتے یا کان ایسے ہوتے جن سے سن سکتے (نصیحت کو سُن کر قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے) بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں (وہ) اندھے ہوتے ہیں (جو نہ حق کو سمجھتے ہیں نہ قبول کرتے ہیں)۔

۴۷۔ وَ یَسۡتَعۡجِلُوۡنَکَ بِالۡعَذَابِ وَ لَنۡ یُّخۡلِفَ اللّٰہُ وَعۡدَہٗ ؕ وَ اِنَّ یَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّکَ کَاَلۡفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ ۝

اور (یہ منکرین حق کو قبول کرنے کے بجائے) آپ سے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں (عذاب یقیناً آئے گا) اور اللہ ہرگز اپنے وعدہ کے خلاف نہ کرے گا (اللہ کے یہاں بھی عذاب کا ایک دن مقرر ہے لیکن عام دنوں پر اس دن کا قیاس نہ کرنا چاہیے) اور بے شک آپ کے پروردگار کے یہاں ایک دن عام لوگوں کے حساب کے مطابق ایک ہزار سال کا ہوتا ہے (اس حساب سے قربِ قیامت کا مفہوم ان کی سمجھ میں آئے گا)۔

لیکن اللہ کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ قیامت تک ڈھیل دے وہ دنیا والوں کے حساب سے بھی ان کی قیامت برپا کر دیتا ہے جب اس کا عذاب آتا ہے کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔

۴۸۔ وَ کَاَیِّنۡ مِّنۡ قَرۡیَۃٍ اَمۡلَیۡتُ لَہَا وَ ہِیَ ظَالِمَۃٌ ثُمَّ اَخَذۡتُہَا ۚ وَ اِلَیَّ الۡمَصِیۡرُ ۝ ع

اور دیکھ لو کتنی ہی بستیاں ہیں جنکو میں نے ڈھیل دی حالانکہ وہ نافرمان تھیں پھر میں نے ان کو پکڑ لیا (میرے عذاب نے ان کو آگھیرا اور وہ ہلاک ہوئے) اور (حقیقت یہ ہے کہ سب ہی کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے (لیکن کافر کے آنے اور اہلِ محبت کے واپس ہونے میں بڑا فرق ہے)۔

ع ۱۰ / ۱۳

ساتواں رکوع

اللہ کا کام ہدایت کرنا ہے رسول کا کام اللہ کا پیغام پہنچانا ہے۔ بڑی باتوں کے عواقب سے ڈرانا، نیک عمل کے نتائج کی خوشخبری سُنانا، غرض ہر طرح اللہ کی طرف بلانا ہے۔ جو خواہشاتِ

نفسانی میں پڑا رہا اس نے ہلاکت مول لی، جس نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر نظر رکھی، آپ کی حالت کو سمجھا آپ سے محبت کی اللہ والا ہو گیا جنتِ نعیم، مقام دید میں پہنچا۔

۴۹۔ قُلْ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ — آپ فرما دیجئے کہ اے لوگو میں تو تم کو صاف (اور واضح طور پر برُے اعمال کے نتائج سے) ڈرانے والا ہوں۔

تم کو نیکی کی طرف بلاتا ہوں تمہارے فائدہ کے لیے۔

۵۰۔ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ — پس جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک کام کرنے لگے ان کے لیے بخشش اور عزت کی روزی ہے (دنیا میں بھی عزت سے رزق ملے گا اور آخرت میں لذتِ دیدار سے سرفراز ہوں گے)۔

اور جو اپنی ہٹ پر قائم رہے تو نقصان انہیں کا ہے۔

۵۱۔ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ — اور جو لوگ ہماری آیتوں کے متعلق (باطل قرار دینے کی) کوشش کرتے رہے (نبی اور اہلِ ایمان کو) عاجز کرنے کے لیے (گویا حق کو عاجز کرنے میں کوشاں رہے) وہی اہلِ دوزخ ہیں۔

رسول کے فرمان میں شک کرنا غلطی ہے اللہ اپنے کلام کا محافظ اور اپنے رسول کا معاون ہے، شیطان کی تو یہ کوشش رہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے دل میں بھی وسوسہ ڈالے لیکن اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان وسوسوں کو دُور کرتا رہا اور حق کو روشن کرتا رہا۔

۵۲۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ — اور ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول اور نبی بھیجے (تو بعض اوقات ایسا ہوا) کہ جب نبی اللہ کی آیات (متشابہات) پڑھ کر سناتا شیطان اس کی سنائی ہوئی آیات (یا بیان کی ہوئی بات) میں کچھ (شبہات و وساوس) ڈال دیتا۔ پس اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے (شبہات) کو (آیات محکمات کے ذریعہ) مٹا دیتا ہے پھر اللہ اپنی آیتوں کو مستحکم کر دیتا ہے

آیت نمبر ۵۲ ۔ مثلاً نبی نے میتہ کی حرمت کی آیت سنائی شیطان نے شبہ ڈالا کہ اپنی ماری ہوئی کو حلال کہتا ہے اور خدا کی ماری ہوئی کو حرام کہتا ہے یا نبی نے حضرت عیسیٰؑ کے متعلق آیت سنائی کلمته القٰها الٰی مریم و روح منه "شیطان نے شبہ ڈالا کہ اس سے حضرت عیسیٰؑ کی الوہیت اور بیٹا ہونا ثابت ہوتا ہے۔

ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

(یعنی متشابہات کے ظاہری مفہوم کو لے کر شیطان جو گمراہ کرتا ہے آیات محکمات اس کی جڑ کاٹ کر تمام شبہات و شکوک کو رفع کر دیتی ہیں) اور اللہ تعالیٰ خبر رکھنے والا حکمت والا ہے (یعنی متشابہات کو شیطانی وساوس کا ذریعہ بنا کر حکمتِ الٰہیہ علماً و عملاً بندوں کی آزمائش کرتی ہے کہ کون شیطانی شبہات کا شکار ہوتا ہے اور کون ایمان و ایقان کا بلند مقام حاصل کرتا ہے ورنہ ابتدا ہی سے آیات محکمات نازل کی جا سکتی تھیں)۔

اللہ کی کوئی بات حکمت سے خالی نہیں، دنیا میں سب کو خیر و شر کے درمیان انتخاب کا اختیار دیا انبیاء علیہم السلام تبلیغ حق میں سرگرم ہیں شیطان اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتا، لوگوں کے دلوں میں شبہ ڈالتا رہتا ہے، اس کو یہ ڈھیل اس لیے ہے۔

۵۳۔ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ۝

تاکہ جن کے دلوں میں بیماری ہے (جو لوگ تذبذب اور الجھن میں پڑتے ہیں اور حق کو قبول کرنے میں تردد کرتے رہتے ہیں) اور جن کے دل سخت ہیں ان کی ان شیطانی شبہات سے آزمائش کرے۔ اور بلا شبہ ظالم اپنی مخالفت میں بہت دور جا پڑے ہیں۔

۵۴۔ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

اور یہ اس واسطے (بھی) ہے کہ جن کو (اللہ نے) دین کی سمجھ دی ہے (ان کی بھی مزید آزمائش ہو جائے اور) وہ (خوب) جان لیں کہ وہ (وحی جو آپ پر نازل ہوتی ہے) آپ کے پروردگار کی طرف سے حق ہے پھر اس پر ایمان لائیں پھر (اس ایمان کے فیض سے) ان کے دل اس (رب) کے سامنے عاجزی کریں اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں بے شک اللہ ان کو راہ ہدایت دکھا دیتا ہے۔

۵۵۔ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ۝

اور (رہا حق و باطل کا فیصلہ تو) منکرین (حق) کو اس میں ہمیشہ شبہ ہی رہے گا یہاں تک کہ قیامت ان پر ناگہاں آپہنچے گی یا (دنیا ہی میں) ایک ایسے دن کی آفت ان پر آ پڑے جس میں ان کے لیے کوئی خیر و برکت نہ ہو۔

قیامت کا دن تو بہرحال آئے گا اور یہ وہ دن ہوگا کہ سب اللہ کے سامنے ہوں گے کسی کی ظاہری اور مجازی حکومت بھی نہ رہے گی، اور سب فیصلے ہو جائیں گے۔

۵۶۔ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ○

اس دن اللہ ہی کی حکومت ہوگی (وہ اللہ کا دن ہوگا) وہ (اس دن حق و باطل کا) ان میں فیصلہ کر دے گا پس جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ نعمت کے باغوں میں ہوں گے۔

۵۷۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○ ع ۹ / ۱۴

اور جو لوگ منکر ہوئے اور ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہی رہے، تو ان کے لیے ذلت والا عذاب ہوگا (جو نہایت رسوا کن اور سخت ہوگا)۔

آٹھواں رکوع

اللہ کے انعام، اس کی قدرت و حکمت کا بیان جاری ہے، اس کے بعد بھی جو انکار ہی پر تلا رہے وہ خالق کائنات کا انکار کر کے خود اپنے پر ظلم کر رہا ہے۔ اللہ سب کی تعریفوں سے غنی اور بے نیاز ہے۔

۵۸۔ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○

اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں اپنا گھر بار چھوڑا پھر وہ مارے گئے یا مر گئے تو یقیناً اللہ ان کو اچھی روزی دے گا (جو نہ منقطع ہونے والی ہوگی نہ اس کے لیے کسی قسم کی تکلیف ہی اٹھانا پڑے گی) اور بے شک اللہ ہی ہے جو سب سے بہترین رزق دینے والا ہے۔ (ایسا رزاق ہے جو اپنے دامن خیر سے وابستہ کرتا اور لطف دید سے نوازتا ہے)۔

۵۹۔ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ○

(اور اللہ) یقیناً ان (مومنین) کو ایسے مقام میں داخل کرے گا جسے وہ (بہت) پسند کریں گے، اور بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے (وہ خوب جانتا ہے کہ کون کس چیز سے خوش ہوگا) بڑا تحمل والا (بھی) ہے (لوگوں کو اصلاح حال کا موقع دیتا رہتا ہے فوراً غلطی پر نہیں پکڑتا یا یوں سمجھیں کہ علم سے ہماری لغزشوں کو جانتا اور حلم سے درگذر کرتا ہے)

۶۰۔ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا

یہ (جو مقرر ہو چکا وہ تو ہو کر رہے گا) اور (اس دنیا میں بھی) جو شخص (کسی

عُوقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ○

دوسرے کو اتنی ہی) تکلیف پہنچائے جتنی تکلیف (اس شخص سے) اسے پہنچی (اور) پھر اس پر زیادتی کی جائے تو اللہ اس (مظلوم) کی ضرور مدد کریگا، بیشک اللہ بڑا درگذر کرنے والا بخشنے والا ہے (اللہ اس طرح بندوں کو عفو اور درگذر کی تعلیم فرماتا ہے تاکہ معاشرہ سدھرے اور زندگی سنورے)۔

۶۱۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ○

یہ (تغیر و تبدل) اس لیے ہے کہ اللہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں - (یہ دنیا تغیرات ہی سے عبارت ہے، لیکن خالق کائنات کے لیے مظلوم کی مدد کرنا مومن کو غلبہ بخشنا کوئی بڑی بات نہیں) اور بے شک اللہ سب کچھ سنتا (اور) دیکھتا ہے (کفار کے طعنے مظلوم کی فریاد سب سنتا ہے اور سب کے احوال سے واقف ہے وہ وقت دُور نہیں کہ اسلام کی روشنی عالم میں پھیل جائے)۔

۶۲۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ○

یہ (غلبہ جو اسلام کو حاصل ہوا اور ہوگا) اس واسطے ہے کہ اللہ ہی سچا ہے (جسے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رب کہا ہے) اور اس کے سوا جس کو یہ لوگ (اپنا خدا بنا کر) پکارتے ہیں وہ سراسر (لغو) باطل ہے اور اللہ ہی تو بڑی شان والا سب سے بڑا (اور برتر) ہے۔

اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں سب کچھ اس کی مشیت کے تابع ہے اور اے مخاطب

۶۳۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۡ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ○

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا جس سے زمین سرسبز ہو جاتی ہے، بیشک اللہ باریک بیں (اور) خبردار ہے (جانتا ہے کہ کس زمین میں کتنی استعداد ہے کس میں سبزہ اگتا ہے اور کون بنجر ہے جو حالت زمین کی ہے وہی قلوبِ انسانی کی بھی ہے - جب عرب کی خشک سرزمین پر اسلام کی شادابیاں ظاہر کرنا چاہے گا اس کے لیے ویسے ہی اسباب مہیا کر دے گا)۔

سب اس کے محتاج ہیں وہ سب سے بے نیاز۔

۶۴۔ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ

اسی کا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے (کوئی کسی معاملہ میں اس کا مزاحم نہیں ہو سکتا - ہر چیز اس کے تابع فرمان ہے) اور اللہ ہی بے نیاز

الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ ع ۱۵ اور لائق حمد و ثنا ہے ۔

نواں رکوع

اس کی قدرت کی نشانیاں آشکارا ہیں، یہ انسان پر اس کی کرم فرمائیاں ہیں، وہی جلاتا ہے، وہی مارتا ہے۔ پھر بھی اسی کے باب میں لوگ جھگڑتے ہیں، اس کے سوا دوسروں کی بندگی کرتے ہیں اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے ہیں۔ اس تکذیبِ حق اور کفرانِ نعمت کا بدلہ سوائے دوزخ کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

۶۵۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

کیا تو نے نہیں دیکھا (اس بات پر غور نہیں کیا) کہ جو کچھ زمین میں ہے اور جو جہاز سمندر میں اس کے حکم سے چلتے ہیں سب کو تم لوگوں کے تابع فرمان کر دیا ہے اور (یہ اسی کی ذات ہے جس نے) آسمان کو زمین پر گر پڑنے سے روک رکھا ہے سوائے اس کے کہ اسی کا حکم ہو جائے (تو آسمان بھی زمین پر پھٹ پڑے) بے شک اللہ لوگوں پر نہایت شفیق (اور) مہربان ہے۔

۶۶۔ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ؗ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ۝

اور وہی ہے جس نے تم کو زندگی بخشی پھر تم کو موت دے گا پھر تم کو (قیامت کے دن) زندہ کرے گا بے شک انسان بڑا ہی ناشکرا ہے (کہ اللہ کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتا)۔

انسان کو اپنے رب کا شکر گزار ہونا چاہیے تھا شکر گزاری یہی تھی کہ اپنے خالق کی اس کے بتائے ہوئے طریقہ پر عبادت کرتا سب انبیاء علیہم السلام نے ایک ہی اللہ کی عبادت سکھائی۔ طریقے مختلف تھے۔ اب ظہور اسلام کے بعد طریقۂ شکر گزاری اتباع سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہے ۔

۶۷۔ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ۝

ہم نے ہر امت کے لیے ایک راہ عبادت مقرر کر دی ہے جس پر وہ چلیں (آپ کی تشریف آوری کے بعد) لوگوں کو آپ کے اس (وحی الٰہی کے) معاملے میں جھگڑنا نہ چاہیے (کم از کم یہی سمجھیں کہ یہ بھی اللہ کی دی ہوئی شریعت ہے پھر تبلیغ نبی سے ان کے دل نرم ہو جائیں گے اور قبولیت کی استعداد بھی پیدا ہو جائے گی) بہرحال آپ (ان کو) اپنے رب کی طرف بلاتے رہیں۔ بلاشبہ آپ ہی صحیح ہدایت پر ہیں۔

٦٨- وَإِنْ جٰدَلُوكَ فَقُلِ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ○

اور اگر وہ (نہ مانیں) آپ سے جھگڑنے لگیں تو آپ فرما دیجیے کہ جو تم کرتے رہتے ہو اللہ خوب جانتا ہے

٦٩- اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ○

اللہ تمہارے درمیان ان باتوں میں جن میں تم اختلاف کرتے رہتے ہو قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا۔

٧٠- أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ۗ إِنَّ ذٰلِكَ فِي كِتٰبٍ ۗ إِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ ○

(اے مخاطب) کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے، بلا شبہ یہ (سب اس کی) کتاب (لوح محفوظ) میں (لکھا ہوا) ہے۔ بے شک یہ (سب کچھ) اللہ کے لیے آسان ہے۔

٧١- وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ ۗ وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ نَّصِيرٍ ○

اور (کافر) اللہ کے سوا اس چیز کی پرستش کرتے ہیں جس کی اس نے کوئی سند نہیں نازل فرمائی، اور نہ ان کے پاس (خود) کوئی اس کی خبر ہے (کہ وہ نقلی یا عقلی دلائل سے ثابت کر سکیں کہ یہ چیزیں قابل پرستش ہیں) اور (قیامت کے دن ان) ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

٧٢- وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ۗ يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۗ قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمُ ۗ اَلنَّارُ ۗ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۗ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ○ ع

اور جب ان (کافروں) کو ہماری واضح آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو (ان کو قبول کرنے اور حق کو پا کر خوش ہونے کے بجائے ان کے چہرے بگڑ جاتے ہیں اور) آپ ان منکروں کے چہروں پر ناخوشی (کے آثار) دیکھیں گے (یہی نہیں بلکہ) قریب ہے کہ جو لوگ ہماری آیتیں پڑھ کر انہیں سناتے ہیں یہ ان پر حملہ کر دیں۔ (اے رسول ان سے) آپ فرما دیجیے کیا میں تم کو اس (طیش و غضب) سے بھی ایک بری چیز بتاؤں۔ وہ آگ ہے (دوزخ کی آگ) جس کا اللہ نے کافروں سے وعدہ کیا ہے۔ اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

ع ٩ ٨ ١٦

دسواں رکوع

یہ اس سورہ کا آخری رکوع سورت کا نچوڑ و خلاصہ ہے، اللہ کے سوا نہ کوئی لائق عبادت ہے اور نہ

کسی میں کوئی طاقت و قدرت جو ایک مکھی تک پیدا کرسکے، اس کو خالق سمجھنا کیسی نادانی و جہل ہے۔ جیسے بت پرست بودے ویسے ہی ان کے بت بھی بودے اور کمزور ہیں۔ اللہ کی قدرت اور غلبہ کے سامنے جلیل القدر انبیاء اور فرشتے بھی مجبور ہیں، وہی سب کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے، اور ہر ایک کے حال سے باخبر ہے، سب کو اسی کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ قیامت برحق ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اس کلمۂ طیبہ پر دل و جان سے ایمان لانے والے ہی مومن ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا دین ان پر آسان فرمایا۔ اسی نے ہم کو مسلمان فرمایا۔ یہ پیارا نام اسی کا دیا ہوا ہے اور پھر قرآن سے نوازا۔ جو سراپا ہدایت، رحمت اور نور ہے۔ تاکہ حضور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے عقیدہ اور اعمال پر شاہد ہوں اور آپ کی امت، لوگوں کے احوال کی شاہد رہے۔ اور ایمان والوں کا طریقہ کار یہی ہے کہ نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں اور اللہ کے دین کو مضبوطی سے پکڑے رہیں اور یقین رکھیں کہ ان کا پیارا رب بہرحال ان کا معاون اور مددگار ہے "هو مولٰكم فنعم المولٰى ونعم النصير" یہی تصور ان کی زندگی کا سہارا عافیت کا اثاثہ ہے۔ اس مالک حقیقی کے سامنے سرنیاز خم کرنے والا کبھی مایوس و ناکام نہیں ہوتا۔ اللہ کی نصرت اس کے ساتھ رہتی ہے اور وہ فلاح پاتا ہے۔

۷۳۔ يَآاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ○

اے لوگو۔ ایک مثال بیان کی جاتی ہے (جو بالکل واضح ہے اور ہر طرح بآسانی سمجھ میں آجانے والی ہے) پس اس کو (غور سے) سنو۔ کہ جن (معبودوں) کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی (تک) ہرگز پیدا نہیں کرسکیں گے اور اگرچہ اس (چھوٹی سی چیز کے پیدا کرنے) کے لیے سب کے سب جمع ہو جائیں۔ اور (پیدا کرنا تو الگ رہا) اگر مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے تو اس کو اس سے چھڑا (تک) نہ سکیں گے (بات یہ ہے کہ جیسے ان معبودوں کے) طالب بودے (اور کمزور) ہیں اور (ویسے ہی ان کے) مطلوب بھی۔ (جیسے یہ کافر گئے گزرے ہیں ایسے ہی ان کے بت بھی)۔

۷۴۔ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ○

(ان بدنصیب کافروں نے) اللہ کی قدر نہ جانی جیسی (جاننا) چاہیے تھی (ورنہ کم از کم اس کی عظمت سے انکار نہ کرتے اور اس کا ہمسر نہ ٹھہراتے۔ بہرحال اللہ کو ان کی عبادت کی ضرورت نہیں بلکہ خود بندہ کو اپنی بھلائی کے لیے اس رشتۂ بندگی کو قائم رکھنے کی ضرورت ہے) بے شک اللہ (تو) بہت زور آور (اور) غالب ہے۔

وہ اپنا پیغام بندوں تک اپنے رسولوں کے ذریعہ پہنچاتا ہے۔ اور اس کی عظمت کا جو جتنا قدرداں ہے اتنا ہی وہ اللہ سے قریب ہے۔

۷۵۔ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۚ

اللہ فرشتوں میں سے اور آدمیوں میں سے پیغام پہنچانے والے چن لیتا ہے۔ بےشک اللہ (سب کی) سنتا (اور) دیکھتا ہے۔

چونکہ کفار نے کہا تھا کہ رسول بشر کیسے ہو سکتا ہے۔ اس لیے ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی کہ فرشتوں اور انسانوں میں اللہ جسے چاہتا ہے اس جلیل القدر منصب پر فائز کرتا ہے فرشتوں میں جبرئیلؑ اور انسانوں میں جملہ انبیاء علیہم السلام اس کی مثال ہیں۔

۷۶۔ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝

(اللہ تعالیٰ) جانتا ہے جو کچھ ان (فرشتوں اور رسولوں) کے آگے اور جو ان کے پیچھے ہے (وہ بھی اپنے اختیار سے نہیں اللہ ہی کے اختیار سے کام کرتے ہیں) اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کا رجوع ہے۔

اب مومنوں سے خصوصی خطاب ہے۔

۷۷ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اے ایمان والو (تم دنیا میں ایک منتخب مقام رکھتے ہو عبادت تمہارا شعار ہے) تم رکوع کرو اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور (دیگر) نیکیاں کرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (اللہ کی پناہ میں آجاؤ)۔

السجدۃ عند الشافعی

۷۸۔ وَجَاهِدُوْا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ۬ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے (تم اس کے ہو) اس نے تم کو پسند فرمایا ہے اور تم پر دین میں کوئی تنگی (روا) نہ رکھی (بلکہ تمہارا دین اپنے جلو میں وہ عالمگیر وسعتیں لیے ہوئے ہے جو ملت ابراہیمی کا طرۂ امتیاز ہیں۔ ضروری ہے کہ وہی اخلاص وہی صبر و شکر وہی جدوجہد، وہی سعی پیہم تمہارا بھی شعار ہو یہی) تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے (اللہ نے ان کو مسلمان فرمایا ہے) اللہ نے تمہارا نام (بھی) اگلی کتابوں اور اس (قرآن پاک) میں مسلمان رکھا ہے (تم جانتے ہو یہ کیوں ہے اس لیے تاکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رسول اللہ صلی

الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۖۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝ ع ١٠ ١٧

اللہ علیہ وسلم تک ایک گھر ایک قبلہ ایک دین قرار دیا جائے) تاکہ رسول تم پر گواہ ہو (تمہارا نگرانِ حال ہو) اور تم لوگوں پر (ان کے اعمال کے متعلق قیامت کے دن اللہ کے سامنے) گواہی دو (تم مسلمان ہو تم حق پر ہو تم ہی سچے گواہ بن سکتے ہو۔ اپنے اس مقام پر فائز رہو) پس نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ (کی رسی) کو مضبوط پکڑے رہو۔ وہی تمہارا مولیٰ (تمہارا کارساز) ہے پس کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

پارہ — ۱۸

قَدْ اَفْلَحَ

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ

مکی ایک سو اٹھارہ آیتیں چھ رکوع

گزشتہ سورہ مومنوں سے خصوصی خطاب پر ختم ہوا تھا، ان کو ان کا مقام بتایا گیا۔ دین و دنیا میں ان کی سربلندی کا ذریعہ اللہ کی بندگی، حق گوئی اور حق جوئی کو قرار دیا گیا۔ ان کو پسندیدگی کی خلعت سے نوازا گیا۔ دیگر امتوں کے لیے انہیں گواہ قرار دیا گیا۔ اس سورہ میں بتایا جا رہا ہے کہ مومن کون ہیں ان کی صفات کیا ہیں ان کی پندرہ نشانیاں یہاں بیان ہو رہی ہیں۔ یا یوں سمجھو کہ مومن نے اللہ کو سمجھا کہ میرا مولیٰ اور میرا مددگار ہے۔ جب یہ ہو گیا تو اس کے لیے منشور آ رہا ہے بندۂ مومن اپنے رب کی حمد میں مصروف ہے، اللہ تعالیٰ اپنے کلامِ پاک میں جگہ جگہ اس کے صفات کا ذکر فرماتا ہے۔ یہ صفات کسی خاص عدد پر محدود نہیں۔

سورہ " قد افلح المومنون " کی بشارتوں سے شروع ہوتا ہے ان کے صفات و استقامت کا ذکر کرتے ہوئے بہترین مومنین یعنی انبیاء علیہم السلام کی مثالیں دے کر ہر مومن کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے اور سورہ کے اختتام پر یہ بتاتے ہوئے کہ کافر کے نصیب میں ہرگز فلاح نہیں، مومن کو وہ دعا سکھائی جاتی ہے جو اس کو اللہ کے دامنِ رحمت سے ہمیشہ ہمیشہ وابستہ رکھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ یقیناً ایمان والے (اپنی) مراد کو پہنچے۔

یہ وہ لوگ ہیں۔

۲۔ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ○ جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں (اللہ کے ہو کر اسی کی طرف لگے رہتے ہیں)۔

۳۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ○ اور جو بیکار (و بیہودہ) باتوں پر (ذرا) دھیان نہیں کرتے (ان سے منہ موڑے، کنارہ کش رہتے ہیں)۔

۴۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ○ اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں (اپنے مال، جسم اور قلب کو پاک کرنے میں لگے رہتے ہیں)۔

۵- وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ

اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں (اپنی خواہشات اور خیالاتِ باطلہ کو انتہائی صبر کے ساتھ روکتے اور اپنے کو ہر برائی سے بچاتے ہیں)

البتہ اگر نفس کی جائز طور پر کچھ خواہشیں پوری کریں تو ان پر الزام نہیں۔

۶- اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۚ

مگر اپنی بیویوں یا ان (باندیوں) سے جو ملک ہوتی ہیں پس (ان کے پاس جانے میں) ان پر کچھ الزام نہیں۔

۷- فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ

پھر جو اس کے علاوہ (لذتِ نفس کے لیے کوئی اور راہ ڈھونڈھے) کچھ اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں۔

۸- وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ

اور (مومن وہ ہیں) جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد سے خبردار رہتے ہیں۔ (ایسے ہی جیسے کہ ایک چرواہا اپنے گلہ کی نگہبانی اور خبرگیری میں مستعد رہتا ہے)۔

۹- وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۘ

اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں (جن کے دل میں نماز کا کھٹکا لگا رہتا ہے گویا نماز ان کے دل میں اتر گئی ہے)

نماز، یعنی قربِ الٰہی کی اس محبت کے باعث انہیں انبیاء علیہم السلام کی میراث عطا ہوتی ہے، یعنی حُبِّ مولا اور خدمتِ خلق۔

۱۰- اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ

یہی لوگ وارث ہونے والے ہیں

۱۱- الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

جو (آخرت میں) جنت فردوس کے وارث ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ کی معرفت کے حاصل کرنے کے دو ذرائع ہیں ایک نفس یعنی افراد کی اپنی ذات، ایک آفاق یعنی یہ کائنات، انسان خود اپنی تخلیق پر غور کرکے اپنے تغیرِ حال پر نظر جمائے تو اپنے رب کی عنایات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اسی طرح اگر کائنات پر نظر ڈالے جس سے خود اس کی زندگی و حیات وابستہ ہے تب بھی اللہ کے انکار کی گنجائش نہیں رہتی لیکن ہر انسان مومن نہیں ہوتا، انسانوں میں انس والوں کے ساتھ بھول میں

فردوس = وہ ٹھنڈی چھاؤں کی جنت ہے جہاں گویا رضائے الٰہی کا ایک تبسم الطافِ کریمانہ کے ساتھ سایہ فگن ہوگا۔

پڑے ہوئے لوگوں کی بھی کثیر تعداد ہے، جو اللہ، رسول، آخرت پر ایمان نہیں لاتے، تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ ان کے انکار سے خود ان ہی پر تباہی آئی اس کی خدائی میں فرق نہ آیا، یہاں ان کا بیان پھر ہو رہا ہے تاکہ مومن کے ایقان میں اضافہ ہو۔ وہ ترقی کے مدارج طے کرے اور یہ واقعات عوام کے لیے موجب ہدایت ہوں۔

۱۲- وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ — اور بے شک ہم نے انسان کو مٹی کے (مختلف و منتخب اجزاء کے خلاصے اس کے) جوہر سے پیدا کیا۔

۱۳- ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ — پھر ہم نے اسے ایک محفوظ مقام (رحم مادر) میں نطفہ بنا کر رکھا۔

۱۴- ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ — پھر ہم نے اس نطفے کا جما ہوا خون بنا دیا پھر اسی جمے ہوئے خون کو ایک گوشت کی بوٹی بنا دیا، پھر اسی بوٹی سے ہڈیاں بنائیں (اور) پھر ہڈیوں پر گوشت (پوست) چڑھایا، پھر اسکو (اسی طرح بتدریج ایک ایک صورت عطا کر کے اس میں روح حیات پھونک دی اور) نئی صورت میں (انفرادیت کے ساتھ) اٹھا کھڑا کیا۔ پس بڑی برکت والا ہے (وہ) اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے (کہ ہر انسان دوسرے سے مختلف اور اس ایک یکتا یگانہ کی قدرت و حکمت کا شاہد ہے)۔

۱۵- ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ — پھر (یہ بھی یاد رکھو کہ) تم اس کے بعد مرو گے۔

۱۶- ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝ — پھر تم قیامت کے دن اٹھا کھڑے کیے جاؤ گے۔

اب ذرا اس کائنات پر نظر ڈالو

۱۷- وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ۝ — اور یقیناً ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے اور ہم (اپنی) خلقت سے غافل نہیں ہیں (اس میں ادھر بھی اشارہ ہے کہ جو کوئی ترقی کے مراتب طے کرنا چاہتا ہے، اللہ کے سات صفات: حیات، علم، ارادہ، قدرت سمع، بصر، کلام سے اللہ کی معرفت حاصل کرنا چاہتا ہے اللہ اس کی مدد فرماتا ہے ساتوں مراتب طے کراتا ہے)۔

وہ اس کی روحانی اور جسمانی بالیدگی کے اسباب مہیا فرماتا ہے۔

۱۸- وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِی الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰی ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ۚ

اور ہم نے آسمان سے ایک اندازے کے ساتھ پانی برسایا۔ پھر اس کو زمین میں ٹھہرا دیا (جو زمین کی گہرائیوں میں چشموں اور کنوؤں میں محفوظ ہے اور انسان کی ضروریات کا کفیل ہے) اور ہم اس پر قادر ہیں کہ اس کو نابود کر دیں (اور انسان کو ایک بوند پانی میسر نہ ہو)۔

آخر اسی پانی سے روئیدگی ہے

۱۹- فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِیْهَا فَوَاكِهُ كَثِیْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۙ

پھر اسی (بارش) سے ہم نے تمہارے لیے کھجور اور انگوروں کے باغ اگائے جس میں تمہارے لیے کثرت سے میوے (پیدا ہوتے) ہیں اور ان میں سے تم کھاتے ہو۔

کیا یہ سب کچھ اللہ کی قدرت کی نشانیاں نہیں۔

۲۰- وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَیْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِیْنَ ۝

اور (وہ زیتون کا) درخت (بھی ہم ہی نے پیدا کیا) جو طور سینا پر پیدا ہوتا ہے (جو عجیب صفات کا حامل ہے وہ اپنے اندر) تیل لیے ہوئے اگتا ہے۔ (جو انسان کی بے شمار ضروریات کو پورا کرتا ہے، جو جلانے سے لے کر کھانے تک کے کام میں آتا ہے) اور (گویا وہ) کھانے والوں کے لیے سالن (بھی) لیے ہوئے ہے۔ (اس میں وہ روٹی ڈبو کر کھاتے ہیں)۔

اور انسان و نباتات کے بعد ذرا حیوانوں کو دیکھو کیا یہ چوپائے تمہیں اپنے خالق کی ربوبیت کی طرف زبانِ حال سے دعوت نہیں دے رہے ہیں۔

۲۱- وَاِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ كَثِیْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۙ

اور تمہارے لیے چوپایوں میں بھی (ہماری قدرت و حکمت کی) نشانی ہے۔ ہم تم کو ان کے پیٹ کی چیز (یعنی دودھ) پینے کو دیتے ہیں اور تمہارے لیے ان میں بے شمار فائدے ہیں اور ان میں سے (بعض کو) تم کھاتے بھی ہو۔

۲۲- ع وَعَلَیْهَا وَعَلَی الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝

اور (خشکی میں) ان (چوپایوں) پر اور (تری میں) کشتیوں پر تم سوار ہوتے ہو۔

(گویا اللہ نے تمہارے لیے اپنے فضل و کرم سے زیست بسر کرنے کی بے شمار راہیں پیدا کیں اور کھول دی ہیں۔

دوسرا رکوع

شکر گزار بندوں کے لیے یہی کشتی رحمت سفینہ نجات بن جاتی ہے حضرت نوحؑ کے واقعہ کو یاد کرو۔

۲۳- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○

اور بے شک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ تو انہوں نے ان سے کہا۔ اے میری قوم تم اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں کیا تم کو خوف (خدا) نہیں (کہ دوسروں کو اس کا شریک بناتے ہو)

۲۴- فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰۗىِٕكَةً ښ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَاۗىِٕنَا الْاَوَّلِيْنَ ○

پس ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے کہ (لوگو تم اس شخص کی طرف التفات مت کرو) یہ تمہارے جیسا ایک انسان ہی تو ہے۔ جو (اپنے کو نبی بتا کر تم پر برتری حاصل کرنا چاہتا ہے اور اللہ اگر (نبی ہی بھیجنا) چاہتا تو کوئی فرشتہ اتارتا (آدمی کا نبی ہو کر آنا تو عجیب بات ہے) ہم نے تو اپنے پہلے باپ دادوں سے یہ سنا نہیں (کہ انسان بھی نبی ہوتا ہے)

۲۵- اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ○

یہ تو بس ایک دیوانہ آدمی ہے پس کچھ مدت تک اس کا انتظار کرتے رہو (تاکہ وہ اپنے ہوش و حواس میں واپس آجائے پھر اس قسم کا دعویٰ نہ کرے گا)۔

نو سو سال سے زائد تبلیغ کے بعد کفار کے اس انکار حق پر حضرت نوح کو رنج ہوا اور اپنے رب کے سامنے فریاد کی۔

۲۶- قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ○

عرض کی اے میرے رب تو میری مدد فرما کہ انہوں نے میری تکذیب کی (بظاہر یہ حق پر مائل ہونے والے نہیں دوسروں کو بھی خراب ہی کریں گے)۔

ایمان والوں کی دعا میں بڑا اثر ہوتا ہے یہاں مومنین کے ذیل میں انبیاء کا ذکر ہے کہ بہترین مومن وہی ہیں

۲۷۔ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ○

پس ہم نے ان کی طرف وحی کی کہ ہماری آنکھوں کے سامنے (ہماری نگرانی میں) اور ہمارے حکم سے ایک کشتی بناؤ، پھر جب ہمارا حکم (عذاب) آپہنچے اور تنور (سے پانی) ابلنے لگے تو (حیوانات کے) ہر جوڑے میں سے دو دو اس (کشتی) میں رکھ لو اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی (یعنی ان گھر والوں کو جو اہلِ ایمان ہوں اور تمام مومنین کو بھی بٹھا لو) سوائے ان کے جن پر (غرق ہونے کا) حکم پہلے ہی (صادر) ہو چکا ہے (خواہ وہ کافر تمہارے کنبہ ہی میں سے کیوں نہ ہو) اور ایسے کافروں (کی نجات) کے متعلق ہم سے کچھ نہ کہنا کیونکہ وہ سب غرق کیے جائیں گے (ان کا ڈوبنا یقینی ہے)۔

مومن کی دعا ہی سفینۂ نجات ہے، مومن طوفان میں ہو یا حالتِ امن میں اس کی تسبیح اللہ کی حمد، اس کا سرمایۂ حیات' اللہ کی یاد ہے۔

۲۸۔ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○

پھر جب تم اور تمہارے ساتھی کشتی میں بیٹھ جائیں تو (اللہ کا احسان ماننا اور) کہنا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو ان ظالموں سے نجات بخشی۔

۲۹۔ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ○

اور عرض کرنا کہ اے میرے پروردگار تو مجھے برکتوں کی جگہ پر اتار، اور تو بہترین اتارنے والا ہے (ہمیں اس منزل میں قرار دے جو بہترین منزل ہے۔ تو خیر ہے اور خیر کی منزل میں اتار)۔

نوحؑ کا قصہ یا واقعہ بیان کرنا منظور نہیں بلکہ اس کے ماحصل کی طرف اشارہ ہے۔

۳۰۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ○

بے شک اس (قصہ) میں (اللہ کی قدرت و حکمت کی بے شمار) نشانیاں ہیں اور ہم (اپنے بندوں کی) آزمائش کیا کرتے ہیں۔

حضرت نوحؑ کی قوم پر کیا منحصر ہے، اس کے بعد عاد یا ثمود کی بھی آزمائش ہوئی ان کا واقعہ بھی گزر چکا ہے۔

۳۱۔ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝

پھر ہم نے ان کے بعد ایک اور امت پیدا کی۔

۳۲۔ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

پھر ان ہی میں سے ان میں ایک رسول بھیجا (جن کی تعلیم بھی یہی تھی) کہ اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تو کیا تم ڈرتے نہیں (کہ تمہارا حشر کیا ہوگا)۔

تیسرا رکوع

مومنوں کے صفات کے بیان سے پہلا رکوع شروع ہوا تھا۔ ان کی چند صفات کا ذکر کیا گیا، جو ان کے وارث جنت ہونے کے ضامن ہیں، پھر عوام کو ان مومنوں کے عقیدۂ توحید کی طرف دعوت دینے کے لیے ان کی توجہ انفس و آفاق کی طرف مبذول کرائی گئی ان قوموں کا حال بیان ہوا جو منکر ہوگئیں۔ اس سلسلہ میں خصوصیت کے ساتھ حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر ہوا کہ انہیں کے سفینۂ نجات میں مومنوں کو اللہ تعالیٰ نے منزل خیر و برکت تک پہنچایا اور اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی ایک صفت "خیر المنزلین" کا ذکر آیا۔ مومنوں کے رہنما انبیاء علیہم السلام کا ذکر، اس تیسرے رکوع میں بھی جاری ہے، ان ہی کے تعلق سے بندۂ مومن، مومن ہے اور فلاح پاتا ہے اور ان ہی کے انکار سے لوگ تباہ ہوتے ہیں۔

۳۳۔ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝

اور ان (ثمود کے نبی یعنی صالح) کی قوم کے سردار جو کافر تھے، اور آخرت کے آنے (اللہ کے سامنے حاضر ہونے) کو جھٹلانے والے تھے اور ہم نے ان کو دنیا کی زندگی میں چین (و آرام بھی) دے رکھا تھا کہنے لگے کہ یہ (نبی) تو کچھ نہیں مگر تم جیسا ایک آدمی ہے، جس قسم کا کھانا تم کھاتے ہو ویسا کھانا وہ کھاتا ہے اور جس قسم کا (پانی) تم پیتے ہو وہی وہ پیتا ہے (جب تمہاری طرح کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرتا ہے تو پھر یہ نبی کیسے ہو سکتا ہے)۔

۳۴۔ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ ۙ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝

اور اگر تم نے اپنے جیسے آدمی کی اطاعت قبول کر لی تب تو تم (ہی) گھاٹے میں رہے (کہ خواہ مخواہ اپنی آزادی اس کے سپرد کر دی اور اس کے غلام بن گئے)۔

ان کے اعتراضات کی بوچھار جاری رہتی ہے کہتے ہیں۔

۳۵- اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ○

کیا (نبی) تم سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ تم جب مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو تم (پھر) نکالے جاؤ گے (ایسا نہیں ہو سکتا کہاں ہو سکتا ہے)

۳۶- هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ○

بہت دُور، بہت دُور (بعید از عقل وقیاس) ہے وہ بات جو تم سے کہی جاتی ہے۔

۳۷- اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ○

بات کچھ نہیں سوائے اس کے کہ یہی دنیا کی زندگی ہے کہ (اسی دنیا میں) ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم کو پھر اُٹھنا (اٹھانا) نہیں۔

رہا حضرت صالحؑ کا قولِ آخرت

۳۸- اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ نِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ○

تو وہ بھی (تمہاری ہی طرح) ایک آدمی ہے جس نے خدا پر بہتان باندھا ہے اور ہم تو اس کو ماننے والے نہیں (ہم تو اس کو سچا نہیں سمجھتے)۔

کفار انبیاء علیہم السلام کی صداقت، ان کے پیغامِ حق کو جھٹلاتے رہے۔ دنیا کو حق و باطل کی آزمائش ہی کے لیے بنایا گیا ہے نہ اس لیے کہ باطل ہی کو فروغ رہے۔ جب قومیں انکار کی آخری حد کو پہنچ جاتی ہیں تو مومنوں کے سردار انبیاء علیہم السلام کے ہاتھ دعا کے لیے بارگاہِ رب العزت میں اُٹھ جاتے ہیں چنانچہ

۳۹- قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ○

(پیغمبر صالح نے) التجا کی اے میرے رب میری مدد فرما کہ انہوں نے مجھ کو جھٹلایا (یہ اپنے کفر سے ہٹنے والے نہیں)

۴۰- قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ○

(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا اے نبی وقت آگیا ہے، بس تھوڑے ہی دنوں میں (ایسا عذاب آئے گا کہ) ایک صبح یہ پشیمان ہو کر رہ جائیں گے۔

۴۱- فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○

چنانچہ (ایسا ہی ہوا اور) ان کو ایک سخت آواز نے وعدۂ برحق کے مطابق آپکڑا تو ہم نے ان کو (ہلاک کر کے، خس و خاشاک (کی طرح پامال) کر دیا۔ پس (خوب سمجھ لو کہ) ظالموں کے لیے (اللہ کی رحمت سے) دوری ہے (ان پر اللہ کی لعنت ہے)۔

قوم ثمود کے بعد بھی دیگر قومیں آباد کی گئیں انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری رہا جب

منکرینِ حق اپنی حد سے بڑھے ہلاک ہوئے کوئی طاقت انہیں عذابِ الٰہی سے بچا نہ سکی۔

۴۲۔ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ۝ پھر ہم نے ان کے بعد دیگر امتیں پیدا کیں۔

ہر قوم جس نے اپنے نبیؐ کی تکذیب کی وہ اپنے وقت پر ہلاک ہوتی ہے۔

۴۳۔ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝ نہ کوئی قوم اپنے مقرر وقت سے آگے بڑھ سکتی ہے نہ پیچھے رہ سکتی ہے۔

۴۴۔ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا جَاۗءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ پھر ہم لگاتار (ہر قوم میں فرداً فرداً) اپنے پیغمبر بھیجتے رہے (لیکن) جب بھی کسی امت کے پاس اس کا رسول آتا تو (لوگوں کا طریقہ یہی رہا کہ) وہ اس کو جھٹلاتے تو (ہمارا بھی طریقہ یہی رہا کہ ان کے انکارِ حق کے باعث) ہم ایک کے بعد ایک (کو ہلاک کرتے اور دوسری قوم کو) لاتے رہے۔ اور ہم نے ان (منکرین کی جماعتوں) کو (نیست و نابود کرکے انہیں دنیا کے لیے سبق آموز) کہانیاں بنا ڈالا۔ پس (خوب سمجھ لو کہ) ایمان نہ لانے والوں کے لیے (رحمت سے) دوری ہے (ان پر ہماری لعنت ہے)۔

اقوام کے جھٹلانے اور تباہ و برباد ہونے اور انبیاء علیہم السلام کے پے در پے آنے کی مثالوں کی کمی نہیں۔

۴۵۔ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ڏ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ پھر (ایک مدت کے بعد) ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیاں اور واضح دلیل دے کر بھیجا

۴۶۔ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ۝ فرعون اور اسکے (بد دماغ) سرداروں کی طرف، تو وہ (بجائے اسکے کہ ان پر ایمان لاتے ان کو بظاہر کمزور اور غریب سمجھ کر) شیخی مارنے لگے اور وہ لوگ متکبر تھے ہی۔

۴۷۔ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ۝ پس وہ کہنے لگے کیا ہم ان دونوں شخصوں پر جو ہمارے جیسے آدمی ہیں ایمان لے آئیں حالانکہ ان دونوں کی قوم (بنی اسرائیل) ہماری غلام ہے۔

۴۸۔ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ۝ غرض ان لوگوں نے ان دونوں کو جھٹلایا تو وہ ہلاک کر دیئے گئے۔

۴۹- وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝

اور (فرعون کی ہلاکت کے بعد) بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب (توریت) عطا کی تاکہ وہ لوگ (جن پر اللہ نے اپنا فضل فرمایا تھا یعنی بنی اسرائیل) ہدایت پائیں ۔

لیکن یہود کی نافرمانی کا نتیجہ کیا ہوا! یہود کے بعد نصاریٰ کو دیکھو وہ بھی راہ حق میں ثابت قدم نہ رہے حالانکہ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش خود اللہ کی قدرت کی ایک نشانی تھی ۔

۵۰- وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۝ ع ۱۸ ۳

اور ہم نے ابن مریم (یعنی حضرت عیسٰے) اور ان کی ماں کو (دنیا کے لیے اپنی قدرت کاملہ کی) ایک نشانی بنایا اور ان دونوں کو ایسی بلند زمین پر لیجا کر پناہ دی جو قیام (و قرار) کے قابل اور سرسبز اور شاداب تھی ۔

چوتھا رکوع

انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اللہ کی عنایات کا سلسلہ جاری رہا ہے ، انبیاء علیہم السلام کی تشریف آوری اس لیے تھی کہ وہ اپنی قوموں کو ایک اللہ کی طرف رجوع کریں اور ان میں اچھے اور برے ، حلال و حرام کی تمیز پیدا کریں ۔ آج یہ فریضہ مومنین کے سپرد ہے کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور ان کے اولیاء اور علماء ان کے وارث ہیں سرکار دو عالم، انبیاء علیہم السلام کے سردار، اور ان کی امت ان سب پر ایمان لانے والی اور ان کی تعلیمات کو زندہ رکھنے والی ہے ۔ گویا سب ادیان کا خلاصہ عقیدۂ توحید اور اس کی مکمل تشریح اسلام ہی ہے ۔ اس رکوع میں مومنین کے آٹھ مزید اوصاف بیان کیے جا رہے ہیں ۔

۵۱- يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝

(اور تمام پیغمبروں کو ایک سا حکم دیا گیا ہے یعنی) اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھایا کرو اور نیک عمل کیا کرو، جو تم کرتے ہو میں جانتا ہوں ۔

۵۲- وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝

اور یہ کہ تمہاری یہ امت ایک ہی امت ہے (سب کا دین اسلام ہی رہا اور تمام ادیانِ حق اسلام ہی کی کڑیاں ہیں گویا سب امتیں حضور ہی کی امتیں ہیں درحقیقت ایک ہی جماعت ہیں) اور (سب پیغمبروں نے یہی تعلیم دی کہ) میں (یعنی اللہ ہی) تمہارا رب ہوں پس مجھ سے ڈرتے رہو (یعنی اللہ کے احکام پر نظر رکھو اس کی محبت سے غافل نہ ہو تاکہ خود تم فلاح پاؤ) ۔

۵۳- فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۞

لیکن ان لوگوں نے آپس میں (اختلاف کر کے) اپنے دین کے الگ الگ ٹکڑے کر ڈالے (اور) سب فرقے اسی میں خوش ہیں جو ان کے پاس ہے (یہ لوگ دین کی وحدت کو نہیں سمجھتے ذاتی امتیازات پر نازاں ہیں اس لیے سرکار دو عالم پر ایمان نہیں لاتے)۔

۵۴- فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۞

پس (اے حبیب) آپ بھی ان کو ایک خاص وقت تک ان کی غفلت (گمراہی) میں پڑا رہنے دیجئے۔

۵۵- اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۙ

کیا (یہ لوگ) یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو ان کو (دنیا میں) مال و اولاد دیتے چلے جارہے ہیں

۵۶- نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۞

(تو گویا) ہم ان کے لیے خیر کی فراہمی میں جلدی کر رہے ہیں (نہیں یہ بات نہیں۔ یہ ان کی آزمائش ہے یا ان کو ڈھیل دی جارہی ہے) بلکہ یہ لوگ سمجھتے نہیں (اپنی غفلت میں مدہوش ہیں جہل نے ان کی عقل و شعور پر پردے ڈال دیئے ہیں)۔

آپ ان کا غم نہ کریں آپ کے لیے آپ کے پسند کیے ہوئے، چھنے ہوئے مومن کافی ہیں جن کے سینوں میں آپ کے رب کی محبت موجزن ہے۔

۵۷- اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۙ

بیشک (مومن وہی ہیں) جو اپنے پروردگار کی ہیبت سے (ہمیشہ) ڈرتے رہتے ہیں (ان کے قلوب اس کے تصور سے لرز جاتے ہیں)۔

۵۸- وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۙ

اور (یہ وہ لوگ ہیں) جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں (اس کے کلام، اس کے پیغمبر اس کی نشانیوں پر یقین رکھتے ہیں)۔

۵۹- وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۙ

اور (یہ وہ ہیں) جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو (کبھی) شریک نہیں کرتے۔

۶۰- وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۙ

اور (یہ وہ ہیں) جو جتنا دے سکتے ہیں (اللہ کی راہ میں) دیتے رہتے ہیں (یعنی جو اللہ ان کو دیتا ہے وہ اس میں سے دوسروں کو دیتے ہیں) اور ان کے دل ڈرتے رہتے ہیں (کہ معلوم نہیں ہمارے اعمال پسند بھی آتے ہیں یا

نہیں یعنی مقامِ ہیبت پر رہتے ہیں) کیونکہ ان کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے ۔

٦١۔ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ○

یہی لوگ نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں اور وہی ان کی طرف سبقت کرنے والے ہیں (اعمالِ صالحہ کی طرف لپکے چلے جاتے ہیں)۔

٦٢۔ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ○

اور (مومنوں کے یہ فرائض ان کے حوصلے ان کے مزاج کے مطابق ہیں)، ہم کسی شخص پر اس کی وسعت (اور ہمت) سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے ۔ اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو گویائے حق ہے (ہمارے پاس سب کے اعمال کے دفتر ٹھیک ٹھیک لکھے ہوئے ہیں جن کے مطابق ان کو جزا و سزا دی جائے گی) ۔ اور ان پر (ذرا) ظلم نہ ہوگا ۔

٦٣۔ بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّن دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ ○

بلکہ (یہ کافر ذرا نہیں سمجھتے) ان کے دل اس (دینِ حق) کی طرف سے غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور اس کے علاوہ ان کے اعمال (بد) ہیں جو یہ کیا کرتے ہیں (یہی ان کی ہلاکت کا موجب ہیں) ۔

٦٤۔ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِم بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْأَرُونَ ○ؕ

(ان منکرین کی یہ حرکتیں جاری رہیں گی) یہاں تک کہ ہم جب ان کے آسودہ حال لوگوں کو عذاب میں گرفتار کریں گے تو یہ چلّا اٹھیں گے (کہ ہمیں اس آفت، اس عذاب سے بچاؤ)۔

ندا آئے گی

٦٥۔ لَا تَجْأَرُوا الْيَوْمَ إِنَّكُم مِّنَّا لَا تُنصَرُونَ ○

مت (چیخو) چلاؤ، آج کے دن ہماری طرف سے تمہاری کوئی مدد نہ ہوگی (پھر کسی کی کیا مجال کہ تم کو ہمارے عذاب سے چھڑا سکے) ۔

٦٦۔ قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنكِصُونَ ○ؙ

(تم وہی ہو کہ) تم کو میری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی تھیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاتے تھے (روگردانی کرتے بھاگتے تھے اور)

٦٧۔ مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ ○

ان سے سرکشی کرتے تھے (یہی نہیں بلکہ) رات کو (حرم میں بیٹھ کر پیغمبر اور قرآن کے متعلق طرح طرح کے) قصے گڑھتے اور بیہودہ بکواس کرتے تھے ۔

(وہاں تم حق سے بھاگتے تھے اب اس آفت، اس عذاب سے بھی بھاگ سکو تو بھاگ جاؤ) ۔

۶۸۔ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

کیا ان لوگوں نے اس کلام (پاک) پر غور نہیں کیا (کہ کس کا کلام ہے اور کون سنا رہا ہے) یا (یہ بات ہے کہ) ان کے پاس وہ چیز آئی جو ان کے اگلے باپ دادوں کے پاس نہ آئی تھی (اس لیے ایمان نہیں لاتے اگر ذرا غور سے کام لیتے تو اس نعمت عظمیٰ کی قدر کرتے، احسان مانتے)۔

۶۹۔ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝

یا انہوں نے اپنے رسول کو پہچانا ہی نہیں، اس لیے ان کا انکار کیے جا رہے ہیں۔

۷۰۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ۝

یا ان کی نسبت جنون کے قائل ہیں، نہیں (یہ سب سراسر غلط ہیں) بلکہ وہ تو ان کے پاس حق لے کر آئے ہیں اور ان میں سے اکثر لوگ (دین) حق کو ناپسند کرتے ہیں۔ (اسی لیے سرکار دوعالم اور ان کے متبعین سے تنفر رہتے ہیں۔ دراصل وہ خود معیت حق سے محروم ہیں حق ان کا ساتھ کیسے دے سکتا ہے)۔

۷۱۔ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ؕ

اور اگر اللہ تعالیٰ ان کی خواہشوں پر چلتا تو آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب درہم برہم ہو جاتا بلکہ ہم نے تو ان کے پاس نصیحت (یعنی وہ کتاب جو انہیں اعلیٰ مراتب پر لے جائے) پہنچا دی سو وہ اس سے بھی روگردانی کرتے ہیں۔

ان منکرین حق نے کبھی یہ بھی نہ سوچا کہ آپ ان سے کوئی اپنا فائدہ نہیں چاہتے، ہمیشہ انہیں کے لیے خیر کے طالب رہتے ہیں۔

۷۲۔ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

کیا آپ ان سے کچھ اجرت طلب فرماتے ہیں تو (اس کا سوال ہی کیا پیدا ہوتا ہے۔) آپ کے رب کا اجر بہترین اجر ہے اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

اس سے قبل اللہ کی صفت خیر المنزلین کا ذکر ہو چکا ہے اب قیام و قرار کے بعد اس کی صفت خیر الرازقین کا ذکر آیا۔ اللہ ہی انسان کو دنیا میں لاتا اور جسمانی اور روحانی رزق سے نوازتا ہے۔

۷۳۔ وَاِنَّكَ لَتَدۡعُوۡهُمۡ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ۞

اور آپ قرآن کو (تمام بنی نوع انسان کو اللہ کی اسی نعمتِ عظمٰی یعنی) راہِ ہدایت کی طرف بلاتے رہتے ہیں (تاکہ وہ دینی و دنیوی مرادوں کو پہنچیں)۔

۷۴۔ وَاِنَّ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوۡنَ ۞

اور (اے حبیب) جو لوگ آخرت ہی پر ایمان نہیں رکھتے وہ (اس سیدھے راستہ پر کیا آئیں گے وہ) تو راہِ راست سے ہٹتے جاتے ہیں۔

۷۵۔ وَلَوۡ رَحِمۡنٰهُمۡ وَكَشَفۡنَا مَا بِهِمۡ مِّنۡ ضُرٍّ لَّلَجُّوۡا فِىۡ طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ ۞

اور (اے رسول) اگر ہم ان پر رحم فرمائیں اور جو مصیبت ان پر پڑ رہی ہے ٹال دیں تو بھی وہ بہکے ہوئے اپنی سرکشی میں برابر لگے رہیں گے۔

بارہا ایسا ہوا کہ قوموں پر آفت آئی، انہوں نے سب کچھ کیا لیکن اللہ کو یاد نہ کیا۔

۷۶۔ وَلَقَدۡ اَخَذۡنٰهُمۡ بِالۡعَذَابِ فَمَا اسۡتَكَانُوۡا لِرَبِّهِمۡ وَمَا يَتَضَرَّعُوۡنَ ۞

اور بے شک ہم نے ان کو آفت میں بھی گرفتار کیا تب بھی انہوں نے اپنے پروردگار کے سامنے نہ عاجزی کی اور نہ گڑگڑائے۔

۷۷۔ حَتّٰۤى اِذَا فَتَحۡنَا عَلَيۡهِمۡ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيۡدٍ اِذَا هُمۡ فِيۡهِ مُبۡلِسُوۡنَ ۞ ع

یہاں تک کہ جب ہم ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھول دیں گے (تو وہ اپنی سب سرکشی بھول جائیں گے اور) تب وہ اس میں (مبتلا ہوتے ہی) ناامید ہو کر رہ جائیں گے۔

پانچواں رکوع

گذشتہ رکوع میں کافروں کی حالت کا بیان ہوا تھا یہاں عمومی حیثیت سے اقوامِ عالم کو اللہ کی قدرت و حکمت کی طرف متوجہ کرکے انہیں اللہ کی یاد اور پرہیزگاری کی طرف بلایا جا رہا ہے اور منکرین کو ان کے کذب اور افتراپردازیوں سے باخبر کیا جا رہا ہے کہ شاید اپنے شرک سے باز آئیں۔

۷۸۔ وَهُوَ الَّذِىۡۤ اَنۡشَاَ لَـكُمُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡـئِدَةَ ‌ؕ قَلِيۡلًا

اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور (سب سے بڑی نعمت) دل بنایا (لیکن) تم (ان نعمتوں کا) بہت کم شکر کرتے ہو (ان

مَّا تَشْكُرُوْنَ ○ سے وہ کام نہیں لیتے جس کے لیے اللہ نے تم کو یہ سب کچھ عطا کیا)

۷۹۔ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ○ اور وہی تو ہے جس نے تم کو زمین پر پھیلا رکھا ہے اور اسی کے پاس جمع ہو کر جاؤ گے (اس وقت ناشکری کا خمیازہ تم ہی کو بھگتنا پڑے گا)۔

۸۰۔ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ اور وہی تو ہے جو جلاتا اور مارتا ہے اور رات و دن کا بدلتے رہنا اسی کا (کرشمۂ قدرت) ہے۔ تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ (جو روز مارتا اور جلاتا ہے اس کے لیے تم کو پھر اٹھا کر کھڑا کر دینا کیا بڑی بات ہے لیکن یہ وہی کیے جاتے ہیں جو گذشتہ منکرین حق کا طریقہ تھا)۔

یہ کیا سمجھیں گے۔

۸۱۔ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ○ بلکہ انہوں نے بھی وہی کہا جو ان سے قبل کے (کافر) لوگ کہتے چلے آئے ہیں۔

۸۲۔ قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ○ (یعنی یہ بھی یوں) کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے؟۔

۸۳۔ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ○ (یہ وعدۂ حشر کوئی نئی بات نہیں) یہ وعدہ تو ہم سے اور ہمارے باپ دادوں سے پہلے ہی سے ہوتا چلا آیا ہے یہ تو بجز قدیم داستانوں کے اور کچھ نہیں۔

۸۴۔ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم جانتے ہو (تو بھلا یہ تو بتاؤ کہ) زمین اور اس میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے۔

۸۵۔ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ فوراً بول اٹھیں گے اللہ کا تو کہیے کہ پھر کیوں نہیں سوچتے (اس کی مخلوق ہو کر اس کی یاد سے کیوں غافل ہو)۔

۸۶۔ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ آپ (ذرا یہ تو) کہیے کہ ساتوں آسمانوں کا مالک اور عالی شان تخت (قدرت و حکمت) کا مالک کون ہے۔

۸۷۔ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ فوراً بول اٹھیں گے (یہ سب کچھ) اللہ کا (ہے) فرمائیے تو پھر (اس سے)

ڈرتے کیوں نہیں ۔

۸۸۔ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

(ذرا) پوچھیے کہ کس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے اور وہی (جس کو چاہتا ہے) پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا (ہے کوئی اس کا مقابل، اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ)

۸۹۔ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ○

بے ساختہ کہیں گے اللہ ہی کے ہیں (یہ سب کمالات و صفات) فرمائیے پھر تم مخبوط الحواس کیوں ہو جاتے ہو (اور اس مالک و مختار کو چھوڑ کر وہم و خام خیالی میں کیوں مبتلا ہو)۔

۹۰۔ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○

اصل بات یہ ہے کہ ہم نے ان کو حق پہنچا دیا (لیکن وہ اپنی ضد پر قائم ہیں) اور بلاشبہ وہ جھوٹے ہیں ۔

اللہ پر جھوٹے اتہام لگاتے اور غلط بیانی کرتے رہتے ہیں

۹۱۔ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○

اللہ نے کسی کو بھی اپنا بیٹا نہیں بنایا اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے اگر ایسا ہوتا (اور اس کے ساتھ خدائی کا کوئی شریک ہوتا) تو ہر معبود اپنی مخلوق کو لے کر الگ ہو جاتا اور وہ یقیناً ایک دوسرے پر چڑھائی کرتے (لیکن حقیقت یہ ہے کہ) اللہ ان تمام باتوں سے پاک ہے جو وہ بیان کرتے ہیں ۔

۹۲۔ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ ع ۱۵ ۵

(اور) وہ سب چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے پس وہ ان (تمام مشرکین) کے شرک سے بہت بلند (و بالا) ہے ۔

چھٹا رکوع

سورۂ مومنون کا آخری رکوع ہے، مومنوں کو دعائیں سکھائی جارہی ہیں تاکہ وہ ہر آفت و مصیبت سے بچیں اور شیطان کی چھیڑ چھاڑ سے محفوظ رہیں ساتھ ہی اخلاق حمیدہ اور عمل صالح کی ترغیب ہے، آخرت میں اعمال کی تول کا پھر ذکر ہے کہ اس کی طرف سے غفلت نہ آنے پائے، کیونکہ زندگی کا مقصد ہی یہ ہے کہ انسان کی آزمائش ہو کہ کون اپنے رب کو یاد رکھتا ہے اور بالآخر اسے اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے ۔

سورہ اللہ کی وحدانیت، اسکی یکتائی، اس کی حکومت اس کی قدرت وحکمت پر ختم ہوتا ہے لیکن اس انداز سے کہ مومن کو اس مالک الملک سے حصول فلاح کی ایک اور دعا سکھا دی جاتی ہے، جو کفار کا نصیبہ نہیں۔

۹۳۔ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ۝
(اے رسول) آپ دُعا کیجئے کہ اے میرے رب جس (عذاب) کا ان کافروں سے وعدہ کیا جارہا ہے اگر تو مجھے (وہ) دکھا دے

۹۴۔ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝
تو اے میرے رب مجھ کو ان گنہگاروں میں شامل نہ کیجیو۔

۹۵۔ وَاِنَّا عَلٰٓي اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ۝
اور (اے رسول) ہم کو (اس پر بھی) قدرت ہے کہ (آپ کی زندگی ہی میں عذاب نازل ہو) جو ان سے وعدہ کر دیا ہے وہ آپ کو دکھا دیں۔

لیکن اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی موجودگی میں ان کی برائیوں کو بھلائی سے دفع کیا جاتا ہے، آپ ہمہ تن رحمت ہیں۔

۹۶۔ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۭ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ۝
آپ ان کی بُری باتوں کے جواب میں اچھی ہی بات کہا کیجئے ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں یہ بیان کرتے رہتے ہیں۔

۹۷۔ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۝
اور آپ کہیے کہ اے میرے رب میں شیاطین کی چھیڑ چھاڑ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

۹۸۔ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝
اور اے میرے رب میں اس سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں۔

(اوپر کی آیات میں مومنوں کو تین باتیں سکھائی گئیں:۔
۱۔ اللہ سے یہ دعا کہ وہ ہر آفت ومصیبت سے انہیں محفوظ رکھے۔
۲۔ انسانوں کو مسخر کرنے کا طریقہ اخلاق حمیدہ۔
۳۔ شیاطین سے بچنے کا طریقہ اللہ کی پناہ میں آنا کہ وہ کبھی اخلاق سے متاثر نہیں ہوتے)
مومن کو ترغیب دی جارہی ہے کہ وہ اخلاق حمیدہ سے کام لیتا رہے کفار کی باتوں سے بددل نہ ہو۔ وہ تو مرنے کے بعد ہی اخلاق کی قدر جانیں گے۔

۹۹۔ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ
یہاں تک کہ جب ان (کفار) میں سے کسی پر موت آ کھڑی ہوتی ہے (تو) کہتا

قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۙ

ہے کہ اے میرے رب مجھے (دنیا میں) واپس بھیج دے

١٠٠- لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۭ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَاۗىِٕلُهَا ۭ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝

تاکہ میں اس (دنیا) میں جسے چھوڑ آیا ہوں کچھ نیک کام کروں۔ ہرگز نہیں (نہ وہ بھیجے جائیں گے اور نہ وہ دنیا میں واپس جاکر بھی کبھی نیکی کی طرف مائل ہوں گے)۔ یہ بھی اس کی ایک بات ہی بات ہے جو وہ کہہ رہا ہے (اس میں کچھ بھی اصلیت نہیں) اور (درحقیقت) ان کے دوبارہ اٹھائے جانے کے دن تک ان کے سامنے ایک حجاب ہے (یعنی عالم برزخ کہ ایک طرف دنیا آنکھوں سے اوجھل ہو گئی اور دوسری طرف جو قیامت میں ہوگا وہ بھی نظر نہیں آتا۔ بس اپنے اعمال بد کے عذاب کا کچھ مزہ چکھتے رہیں گے)۔

١٠١- فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ وَّلَا يَتَسَاۗءَلُوْنَ ۝

پھر جب صور پھونکا جائے گا (اور وہ اس دن اس عالم برزخ سے نکلیں گے) تو نہ اس روز ان میں قرابتیں رہیں گی اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا۔

١٠٢- فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

البتہ (اس دن لوگوں کے اپنے ہی عقائد و اعمال ان کے کام آئیں گے) جس کا وزن (اعمال) بھاری ہوگا تو وہی لوگ مراد کو پہنچیں گے۔

١٠٣- وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝

اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا (یعنی جن کے اعمال کی قدر اللہ کے نزدیک نہیں) تو وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کو گھاٹے میں ڈالا (اور) وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

١٠٤- تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝

ان کے چہروں کو آگ جھلس دے گی اور اسی (جہنم) میں وہ بدشکل ہو کر رہ جائیں گے۔

اللہ رب العزت فرمائے گا۔

١٠٥- اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝

کیا تم کو میری آیتیں پڑھ کر نہ سنائی جاتی تھیں پھر تم ان کو جھٹلاتے (نہ) رہتے تھے؟۔

وہ جواب دیں گے

١٠٦- قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا

کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہماری بدبختی ہم پر غالب آئی اور رہے ہم ہی

وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ○ گمراہ لوگ تھے۔

۱۰۷۔ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ○ اے ہمارے رب (بیشک ہم سے گناہ ہوا) ہم کو اس (آگ) سے نکال دے اگر پھر ہم ویسا ہی کریں تو بیشک ہم ہی قصور وار (قرار دیئے جائیں)۔

۱۰۸۔ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ○ (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا اس (دوزخ) میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو (اس کے بعد اہل دوزخ کو فریاد کا موقع نہ ملے گا اور وہ جہنم میں پڑے چیختے چلاّتے رہیں گے)۔

ان کفار کے مقابلہ میں مومنین کی جماعت کو دیکھو کہ یہ سورۂ مومنون ایمان والوں کی فلاح کے ساتھ مخصوص ہے۔

۱۰۹۔ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ○ (وہ) ایک فرقہ تھا، میرے بندوں میں جو کہا کرتے تھے اے ہمارے رب ہم ایمان لائے پس تو ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے۔

۱۱۰۔ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ○ لیکن (اے کافرو) تم نے ان کا مذاق بنا لیا یہاں تک کہ (ان کے پیچھے اس تمسخر میں) تم میری یاد سے بھی غافل ہو گئے اور تم کو تو بس ان کا مذاق اڑانے سے کام تھا۔

۱۱۱۔ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ میں نے آج ان کے صبر کا ان کو یہ بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہوئے (تم جہنم میں پڑے چلاّ رہے ہو وہ جنت میں ہیں جہاں وہ ہر طرح کامیاب اور مسرور ہیں)۔

اس روز کفار سے پوچھا جائے گا کہ جس زندگی پر تم نازاں تھے، مومن سے تمسخر کرتے اور خوش ہوتے تھے وہ زندگی تھی کتنی؟

۱۱۲۔ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ○ (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا تم زمین میں کتنے برس رہے؟ (کچھ اندازہ ہے!)

۱۱۳۔ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ○ کہیں گے ہم (رہے) ایک دن یا ایک دن سے بھی کم رہے ہوں گے (ہم کو صحیح خیال نہیں) تو گنتی والوں سے پوچھ لے (یعنی اپنے فرشتوں سے

جن کے پاس ہر چیز کا حساب موجود ہے)۔

۱۱۴۔ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

ارشاد ہوگا تم (واقعی) دنیا میں بہت تھوڑی سی مدت رہے کاش تم جانتے ہوتے۔

اے لوگو!

۱۱۵۔ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ○

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ (بلا مقصد کے) پیدا کیا اور تم ہماری طرف واپس نہ آؤ گے۔

حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسی چیز کے ساتھ مشغول ہونا جو حق تعالیٰ سے باز رکھے اس کا نام عبث ہے۔

۱۱۶۔ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ○

پس (یاد رکھو کہ) بڑی شان والا اللہ ہی مالکِ حقیقی ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہی بڑی عزت والے عرش کا مالک ہے (تمام عزت اسی کے دستِ قدرت میں ہے، جس پر چاہتا ہے کرم فرماتا ہے عزت سے نوازتا ہے)۔

۱۱۷۔ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ○

اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود قرار دے کہ جس کی اس کے پاس کوئی سند نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے یہاں ہوگا۔ بلاشبہ کافروں کا (اس روز) بھلا نہ ہوگا۔ (ان کو اللہ کے عذاب سے چھٹکارا نہ ملے گا)۔

۱۱۸۔ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ○ ع ۶

اور آپ فرما دیجئے اے میرے رب (مجھے) بخش دے اور (مجھ پر) رحم فرما اور تو ہی سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے۔

سورۂ مبارک اس دعا پر ختم ہوا ہے جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو سکھائی گئی تاکہ اس کا ورد ان کے لیے دنیوی سرفرازی اور اخروی فلاح دونوں کا ضامن ہو۔ ان کے گناہ بخشے جائیں۔ ان پر رحم کیا جائے اور ان کو دامنِ رحمت سے وابستہ کرکے آغوشِ رحمت میں لے لیا جائے، وہ رحمت کیا ہوگی اللہ ہی دکھائے گا۔

اس سورہ میں مومنین مفلحین کے چند صفات بیان ہوئے اور بعض وہ امور جو ہمیشہ مومن کے پیش نظر رہتے ہیں، مومن کے چند صفات :۔

۱۔ خشوع وخضوع سے نماز پڑھنا (یعنی جسم ودل سے اللہ کی طرف جھکے رہنا)
۲۔ باطل اور لغو، نکمی باتوں سے علیحدہ رہنا۔
۳۔ زکوٰۃ یعنی مالی حقوق ادا کرنا۔
۴۔ شہوات نفسانی کو قابو میں رکھنا (حرام سے بچنا)
۵۔ امانت وعہد کی حفاظت کرنا۔
۶۔ نماز کی پابندی کرنا وقت پر آداب وشرائط کے ساتھ ادا کرنا۔

مومنین جن باتوں کا ہمیشہ خیال رکھتے ہیں وہ یہ ہیں :۔

۱۔ اللہ کی ناراضگی سے ڈرتے رہتے ہیں
۲۔ اللہ تعالیٰ کی ہر بات پر یقین رکھتے ہیں
۳۔ شرک میں مبتلا نہیں ہوتے
۴۔ جو دینا ہے اس کی رضا کے لیے دیتے ہیں
۵۔ خیرات (یعنی نیکیوں) میں بڑھتے چلے جاتے ہیں
۶۔ ان کے دل دھڑکتے رہتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

اس سورہ میں اللہ کے تین خیر ہونے کا ذکر ہوا :۔

۱۔ خیرالمنزلین
۲۔ خیرالرازقین
۳۔ خیرالراحمین

گویا پہلے اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کو ان کی بھلائی کی جگہ پہنچاتا ہے پھر ان کی استعداد اور صلاحیتوں کے مطابق ان کو غذائے جسمانی اور روحانی سے سرفراز فرماتا ہے اور بالآخر آخرت کی لازوال اور ابدی برکات وعنایات سے نوازتا ہے۔ اس طرح سورہ اللہ کی صفت خیرالراحمین پر ختم ہوا۔ کہ مومن کا خاتمہ بالخیر ہی ہوتا ہے۔ موت حجابات اٹھاتی ہے اور اسے نور وانوار میں لے آتی ہے۔

سُورَۃُ النُّور

مدنی چونسٹھ آیتیں نو رکوع

سورۂ مومنون میں ایمان والوں کے صفات کا بیان ہوا۔ جب مومن کا قلب ہمہ تن روح سے متعلق

ہوجاتا ہے تو وہ نور ہوجاتا ہے۔ قلب عرفان کی منزل بنتا ہے۔ اس نور کو پانے کا ذریعہ اللہ کی یاد ہے۔ اس کا وسیلہ سرکار دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس منزل نورِ عرفان میں پہنچنے، "نور علیٰ نور" کے انوار سے مستفیض ہونے کے آداب ہیں۔ ہر قدم پر احتیاطیں ہیں۔

یوں سمجھو کہ مومن کی صفات اور ادائیگی فرائض کے بعد جو ایمان کی روشنی اسے میسر ہوئی اس کا بیان سورۂ نور میں آرہا ہے۔ بتایا جارہا ہے کہ مومن کا قیاس وگمان کس قسم کا ہونا چاہیے کسی کی غلط بیانیوں سے متاثر ہوکر پاسِ مراتب نہ کرنا اتہام لگانا بہت بڑا گناہ ہے۔ اس سورے میں خصوصیت کے ساتھ ان امور کا ذکر ہے جو حصولِ نور کے لیے دائمی حجاب بن جاتے ہیں اور انسان کو ابدی ظلمت میں لے جاتے ہیں۔ یہ امور نہایت وضاحت کے ساتھ صاف صاف لفظوں میں بیان کیے گئے ہیں تاکہ انفرادی اور اجتماعی اصلاح کے بنیادی اصول خوب ذہن نشین رہیں اور انسان غفلت میں نہ پڑے۔

اس سورت کے احکامات اور معارف کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو کتاب اللہ کے متعلق بحیثیت مجموعی فرمایا تھا وہ اس سورت کے متعلق بطور خاص ابتدا ہی میں بیان فرمایا ہے یعنی یہ سورت ہم نے نازل کی ہے اور اس کے احکام کو لازم قرار دیا ہے۔

اس سورت کے مضامین عورت کے ساتھ بھی خاص طور پر متعلق ہیں چونکہ معاشرہ مرد اور عورت دونوں سے عبارت ہے اور معاشرہ کی اصلاح انہیں کی اصلاح سے وابستہ ہے اس لیے اجتماعی طور پر ان قوانین کا بیان ہوا جن سے معاشرہ سنورتا ہے اور ان امور پر سختی سے حدود عائد کیے گئے ہیں جن سے خاندان تباہ و برباد ہوتے ہیں، قوانینِ قدرت ٹوٹتے ہیں اور لاقانونیت اور حیوانیت پھیلنے کے امکان پیدا ہوتے ہیں۔

یہی وہ اہم سورہ ہے جس میں " اللہ نور السمٰوٰت والارض " کی مہتم بالشان آیت سے انسانیت کو نوازا گیا اور حقائق اور معرفت کے حجابات اٹھائے گئے ہیں جس کا جو نصیبہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنے سرشارِ محبت بندوں کو حسبِ توفیق نورِ ایمان سے نورِ معرفت میں لاتا ہے کبھی سمجھا کر، کبھی تنبیہ فرما کر کبھی معرفت کے مراتب کی نشاندہی کرکے۔

واضح رہے کہ " سورۂ نور " اسرار معرفت الٰہی کا خزینہ ہے یہاں جس کو جو ملتا ہے نبی کے ادب اور نبی کی دعا سے ملتا ہے اللہ کا علم تنہا ہی ہر قلب کی تڑپ ہر دل کی تمنا سے خوب باخبر ہے جس کو چاہتا ہے اس نعمت سے نوازتا ہے۔

اللّٰھم نوّر قلبی بنور معرفتک حتّٰی لا یبقی فیہ شیئ غیرک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱۔ سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا (یہ ایک) سورت ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم (ہی) نے اس

فِيهَا آيٰتٍ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ○

(کے احکامات) کو فرض قرار دیا ہے اور اس میں کھلی (اور واضح) آیتیں نازل کی ہیں تاکہ تم یاد رکھو (اور دوسروں کو یاد رکھنے کا سبق دو۔ کیونکہ یہ مومن کے لوازمات میں سے ہے)

معاشرہ میں پہلی چیز جو اس کو خراب کرتی ہے وہ غیر کی ملکیت پر تصرّف ہے اس کی سب سے بُری صورت زنا ہے۔

۲۔ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللّٰهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ○

بدکار عورت اور بدکار مرد تو (ان کے متعلق حکم یہ ہے کہ) دونوں میں سے ہر ایک کے (سو) سو درّے مارو اور تم کو اللہ کے دین (کی اس حد کے قائم کرنے) میں ان دونوں پر ترس نہ آئے (یعنی ان کا جذبۂ ترس شریعت کی حد قائم کرنے میں حارج نہ ہو) اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور دونوں کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیے (تاکہ وہ دیکھے اور عبرت حاصل کرے اور دوسروں کو بتائے)۔

جو مرد و عورت اس فعل قبیح میں مبتلا ہیں وہ دراصل اس قابل نہیں کہ کسی پاک دامن مسلمان سے ان کا نکاح کیا جائے، بلکہ وہ تو اس لائق ہیں کہ مشرک سے ان کا نکاح ہو۔

۳۔ اَلزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ○

بدکار مرد تو (فطرتاً) بدکار عورت یا مشرکہ ہی سے نکاح کرتا ہے اور (اسی طرح) زانیہ سے مشرک یا زانی کے سوا کوئی نکاح نہیں کرتا اور یہ (زنا تو) مومنوں پر حرام کر دیا گیا ہے (یہ مومن کی شان نہیں کہ وہ اس فعلِ بد میں پڑے یا زانیہ عورت سے نکاح کرے)۔

۴۔ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمٰنِينَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا ۚ

اور جو لوگ پاکدامن عورتوں کو تہمت لگائیں اور چار گواہ نہ لائیں تو (ان کی سزا یہ ہے کہ) ان کے اسی درّے لگاؤ اور (آئندہ) کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور یہی لوگ نافرمان ہیں (کہ دوسروں پر تہمت لگاتے ہیں)۔

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

٥- اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

البتہ جن لوگوں نے اس کے بعد (اللہ کے حضور میں) توبہ کرلی اور اپنی اصلاح کرلی تو بیشک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے (نافرمان بندوں میں تو ان کا شمار نہ رہے گا لیکن ان کی شہادت قبول نہ ہوگی)۔

٦- وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

اور جو لوگ اپنی بیویوں پر (زنا کی) تہمت لگائیں اور ان کا بجز اپنے کوئی گواہ نہ ہو۔ تو ایسے شخص کی گواہی کی صورت یہ ہے کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ بلاشبہ وہ (اپنے دعوے میں) سچا ہے۔

٧- وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝

اور پانچویں مرتبہ یہ (کہے)، کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر وہ جھوٹا ہو۔

٨- وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝

اور عورت سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ (پہلے) چار مرتبہ خدا کی قسم کھا کر کہے کہ بلاشبہ یہ شخص جھوٹا ہے (دروغ گوئی سے کام لے رہا ہے)

٩- وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

اور پانچویں مرتبہ یہ (کہے)، کہ اس (عورت) پر اللہ کا غضب نازل ہو اگر وہ (مرد اپنے دعوے میں) سچا ہے۔

جہاں اللہ نے زنا کے انسداد اور تہمت لگانے میں سختی فرمائی ہے وہیں جھوٹ کی راہیں بند فرمائیں کہ محض ایک کا جھوٹ دوسرے کے لیے عذاب نہ ہو سکے، اگر مرد عورت دونوں قسم کھائیں اور لعنت و عذاب کے بھی طلبگار ہوں تو عورت کو سزا نہ ملے گی اگر مرد اس کو طلاق نہ بھی دے تو قاضی ان دونوں میں تفریق کردے گا۔ سب اللہ کی عنایت ہے۔

١٠- وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ

اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور (یہ بات نہ ہوتی کہ) اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا (اور) حکمت والا ہے (تو تم بھی مصیبت میں پڑتے اور تمہارا معاشرہ بھی بگڑ جاتا)۔

ع حَكِيْمٌ ۝

دوسرا رکوع

گذشتہ رکوع میں، زنا کی سزا، بازاری مرد عورتوں کا مزاج، تہمت لگانے کی سزا، اپنی بیویوں پر اتہام لگانے کا ذکر ان کی براءت کے طریقے کا بیان ہوا۔ اس رکوع میں مومن کو یہ تعلیم دی جارہی ہے کہ تم برے لوگوں کی باتوں سے ہرگز متاثر نہ ہوا کرو اور ان کی ایسی باتوں کی برجستہ اور بروقت سختی سے تردید کردیا کرو جو تمہارے نزدیک مہمل ہیں۔ یہ صدیق اکبر کے خاندان کا صدقہ ہے کہ پاک دامن بیویوں کی صداقت پر اللہ کا کلام گواہی دیتا ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹی تہمت لگانے والوں پر اللہ کا غضب نازل ہوا اور لوگوں کو ان کے قصور کے مطابق سزا ملی۔

۱۱۔ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۭ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

(اے مسلمانو) جن لوگوں نے (حضرت عائشہ صدیقہ پر) یہ طوفان اٹھایا ہے وہ تم ہی میں سے (بہک جانے والا) ایک گروہ ہے (ان سے ہوشیار رہا کرو، ان کی باتوں میں مت آیا کرو۔ بہرحال جو کچھ ہوا) تم اس کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ تمہارے حق میں بہتر ہی ہے (تم اپنے صبر کے باعث اللہ کے کلام میں خیر کے ساتھ ذکر کیے گئے، امت کو یہ سبق ملا کہ نورِ عرفان اصلاحِ تصور سے ملتا ہے، غلط تصورات ہی ظلمت میں ڈالتے ہیں پھر جن لوگوں نے اتہام لگایا تھا) ان میں سے ہر شخص نے جتنا گناہ کمایا (جس قدر غلط بیانی اور شک و شبہ سے کام لیا) اتنا ہی اس کے لیے وبال ہے اور جس نے ان میں سے (اس بہتان میں) سب سے بڑا حصہ لیا (عبداللہ بن ابی منافقوں کا سردار) اس کے لئے (اتنا) بڑا عذاب

مسلمانو! مانا کہ تم کو علم غیب نہ تھا لیکن عقل تو تھی۔ سوچا تو ہوتا کہ کس ہستی کے متعلق شبہ کیا جارہا ہے تم نے ظاہر احوال ہی پر حکم لگا کر کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ طوفان ہے سراسر جھوٹ ہے۔

۱۲۔ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ۝

(مسلمانو) جب تم نے اس (قسم کے اتہام) کو سنا تھا تو مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں نے اپنے لوگوں کے متعلق نیک گمان کیوں نہ کیا اور کیوں نہ کہا کہ یہ تو صریح طوفان ہے (سرتاسر جھوٹ ہے)۔

اور وہ لوگ جو افواہیں اڑا رہے تھے

۱۳۔ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ

وہ اس بات پر چار شاہد کیوں نہ لائے، پھر جب وہ (چار) گواہ نہ لاسکے

فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ○

تو وہی لوگ اللہ کے یہاں بھی جھوٹے ہیں۔

۱۴- وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِىْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت دنیا اور آخرت میں نہ ہوتی تو تم پر (محض) اس کا چرچا کرنے (ہی کی سزا) میں کوئی بڑا (سخت) عذاب آپڑتا۔

تم کو خبر نہیں کہ تم اس وقت کیسے گناہ عظیم کا ارتکاب کر رہے تھے

۱۵- اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ○

جب تم ان (افواہوں) کو اپنی زبانوں پر لا رہے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات نکالتے تھے جس کا تم کو ہرگز علم نہ تھا۔ اور تم اس کو معمولی بات سمجھتے تھے حالانکہ اللہ کے نزدیک وہ بہت بڑی بات تھی۔

۱۶- وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ○

اور جب تم نے اسے سنا تھا تو کیوں نہ کہہ دیا کہ ہم کو زیب نہیں دیتا کہ ایسی (گستاخانہ اور مہمل) بات زبان پر لائیں۔ (اے اللہ) تو پاک ہے (اور تیری پاک ہستیوں کے متعلق اس طرح کی بات) یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔

مسلمانوں کو آئندہ کے لیے متنبہ کیا جاتا ہے کہ احتیاط برتیں اور اس معاملہ میں کچھ نہ کہیں۔

۱۷- يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ اس قسم کی بات پھر کبھی نہ کرنا اگر تم صاحب ایمان ہو۔

۱۸- وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○

اور اللہ تمہارے (سمجھانے کے) لیے اپنے احکامات واضح طور پر بیان کرتا ہے اور اللہ بڑا علم والا بڑا حکمت والا ہے (اس کے معارف اتباع ہی سے کھلتے ہیں)۔

۱۹- اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ

جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ مومنوں میں بدکاریوں کے چرچے ہوں ان کے لیے دنیا

الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ○

اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور (ایسے فتنہ پردازوں کو اور جس قسم کا ان پر عذاب ہوگا اس کو) اللہ ہی خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

۲۰۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ○ ع

اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ (بات نہ ہوتی) کہ اللہ (اپنے بندوں پر) شفقت فرمانے والا مہربان ہے (تو جانے کیا ہوچکا ہوتا)۔

النصف

اس سورہ کا پہلا رکوع بھی اللہ کے فضل و رحمت کے بیان کے ساتھ اس کی بخشش اور حکمت پر ختم ہوا تھا۔ درمیان میں بھی اسی فضل و رحمت کا ذکر آیا پھر اس کے عذاب سے ڈرایا گیا اور بالآخر یہ دوسرا رکوع بھی اس کے فضل و رحمت کے ذکر کے ساتھ اس کی شان رحیمی پر ختم ہوا ہے یہ اسی دعا کا ثمرہ ہے جو سورۃ مومنون میں سکھائی ہے یعنی رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ

تیسرا رکوع

احکامات کا بیان، ساتھ ہی اللہ کے فضل و کرم کا ذکر جاری ہے۔

۲۱۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۚ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَىٰ مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○

اے ایمان والو! تم شیطان کے قدم بقدم نہ چلنے لگنا (شیطانی وسوسوں بدگمانی اور بے حیائیوں میں نہ پڑجانا) اور جو شیطان کی پیروی کرے گا تو وہ تو اس کو بے حیائی اور بیہودگی ہی کا حکم دے گا (دیکھو اس نے مومنوں کے خلاف کیسا طوفان کھڑا کر دیا یہ طوفان ایسا تھا کہ تم پر عذاب آجاتا) اور اگر اللہ کا تم پر فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے ایک شخص بھی کبھی سنور نہ سکتا لیکن اللہ ہی جس کو چاہتا ہے سنوار دیتا ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے (وہ لوگوں کی فریادوں کو سنتا اور ان کی دلی ندامت کو جانتا ہے)۔

۲۲۔ وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ

اور (جن لوگوں نے یہ قسم کھائی ہے کہ اس مسلمان کی مدد نہ کروں گا جو اس طوفان

وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

میں شریک ہوا، تو یہ قسم ان کے شایان شان نہیں بعض نیک مسلمان بھی دھوکہ کھا جایا کرتے ہیں اس لیے) جو لوگ تم میں صاحب فضل اور (صاحب) مقدرت ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ اپنے عزیزوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو (اب) کچھ نہ دیں گے (اگر قسم کھالی ہے تو کفارہ دیں لیکن اعانت بند نہ کریں) اور وہ ان کو معاف کر دیں اور ان سے در گذر کریں۔ کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ (بھی) تم کو بخش دے اور اللہ تو بڑا ہی بخشنے والا (اور) رحم فرمانے والا ہے۔

۲۳۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

(اور یاد رکھو کہ) جو لوگ پاک دامن، (بدکاریوں سے) بےخبر اور (ایمان والی عورتوں پر اتہام لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور ان کیلئے بڑا (سخت) عذاب ہے۔

۲۴۔ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

(یعنی قیامت کا دن وہ ہوگا) جس دن ان کے خلاف ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پیر (سب ہی) ان کاموں کی گواہی دیں گے جو یہ کیا کرتے تھے (اور وہ اللہ سے بھاگ نہ سکیں گے)۔

۲۵۔ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ○

اس دن اللہ ان کو پوری پوری (اور) جرم کے مطابق سزا دے گا اور وہ جان لیں گے کہ اللہ ہی سچا (اور حق کو) ظاہر کرنے والا ہے۔

یاد رکھو

۲۶۔ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰۗىِٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ○ ع ۹

ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لائق اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لائق ہیں۔ اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لائق اور پاک مرد پاک عورتوں کے لائق ہیں یہ لوگ ان (خرافات اور گندی باتوں) سے پاک ہیں جو یہ (بدگو) کہتے ہیں۔ ان کے واسطے تو اللہ کی بخشش اور عزت کی روزی ہے (کسی کے اتہام لگانے اور برا کہنے سے کوئی برا نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے صبر کے باعث اللہ کے یہاں اس کے لیے بڑی بخشش اور عنایات ہیں)۔

چوتھا رکوع

مومنوں کو مزید ہدایات کی جا رہی ہیں تاکہ حسنِ اخلاق سے آراستہ ہوں، آنے جانے کے آداب سیکھنے کے ساتھ تربیتِ نظر کریں کہ معاشرہ میں صدہا برائیوں کی جڑ یہی نظر ہے مخزنِ لذت یہی ہے اس کو با ادب بنانے کا طریقہ اس کو نیچا رکھنا ہے، البتہ اس کو ایک حد تک آزادی دینا روا ہے۔

مرد و عورت دونوں کے لیے تربیتِ نظر ضروری ہے البتہ عورت کے لیے وہ احتیاطیں بھی ضروری ہیں جو اس کی عفت کی ضامن ہوں۔ غرض اللہ تعالیٰ نے ان تمام امور سے جو انسان کو انسانیت کے لیے ایک اعلیٰ نمونہ بننے سے محروم رکھتے ہیں صاف اور کھلے انداز میں منع فرما دیا تاکہ وہ اللہ سے ڈریں، اپنی زندگی کے مقصد کو سمجھیں اور اللہ کے نور کو پائیں۔

۲۷۔ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۚ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○

اے ایمان والو! اپنے گھر کے علاوہ دوسرے گھروں میں مت داخل ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے تاکہ تم (اس نصیحت کو) یاد رکھو۔

۲۸۔ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ○

پھر اگر تم اس (گھر) میں (بظاہر) کسی کو موجود نہ پاؤ تب بھی اس میں مت جاؤ جب تک کہ تم کو (اندر جانے کی) اجازت نہ ملے۔ اور اگر تم کو (یہ) جواب ملے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس ہو جاؤ۔ یہ تمہارے لیے بہت پاکیزہ (طریقہ) ہے اور جو کام تم (جس نیت سے) کرتے ہو اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

۲۹۔ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ○

(البتہ) تم پر ایسے مکان میں داخل ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں جس میں کوئی رہتا نہ ہو (اور) اس میں تمہارا سامان ہو اور اللہ خوب جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ چھپاتے ہو (تمہارے کسی جگہ جانے کی اصل غرض و غایت اور تمہاری ظاہرداریاں سب سے اللہ باخبر ہے)۔

۳۰۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ
اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ
ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ
بِمَا يَصْنَعُوْنَ ○

(اے رسول)، آپ ایمان والوں سے فرمادیں کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ (بات) ان کے لیے بڑی پاکیزہ ہے بیشک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے (وہ خوب جانتا ہے کہ کون کیا کرتا ہے، کس لیے کرتا ہے)۔

۳۱۔ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ
اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ
وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا
ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ
عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ
زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ
اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ
اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ
اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِىْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ
بَنِىْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ
مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ
غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ
الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى
عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ
بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ
مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ
جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ

اور آپ ایمان والیوں سے (بھی) فرما دیجیے کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیں سوائے (جسم کے) اس (حصہ) کے جو اس میں کھلا ہی رہتا ہے (یعنی جس کے کھلے رہنے میں کوئی مضائقہ نہیں) اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں اور اپنی زیبائش کسی پر ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوند کے یا اپنے باپ کے یا اپنے خاوند کے باپ (یعنی اپنے خسر) کے یا اپنے بیٹوں کے، یا اپنے خاوند کے بیٹوں کے، یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے، یا اپنی (ہم جنس) عورتوں کے یا اپنی باندیوں کے یا ان ملازموں کے جو (عورت کی زیب و زینت سے) غرض نہیں رکھتے (انہیں اپنے کام سے کام ہے) یا لڑکوں کے جو عورتوں کے اسرار سے بے خبر ہیں۔ (غرض عورتیں نہ صرف اپنی زینت کے اظہار میں محتاط رہیں بلکہ یہ بھی خیال رکھیں کہ دل کش آوازوں سے لوگوں کو بلاوجہ اپنی طرف متوجہ ہونے کا موقع نہ دیں) اور اپنے پیروں کو (اس طرح زمین پر نہ ماریں کہ جس زیبائش کو وہ چھپا رہی ہیں وہ آشکارا ہو جائے، اور اے ایمان والو (اگر اس سے قبل تم سے کوئی غلطی ہو گئی ہے یا تم نے ان امور کا پورا پورا خیال نہیں رکھا ہے تو) سب مل کر اللہ کے آگے توبہ کر لو تاکہ (تمہاری گذشتہ غلطیاں معاف کی جائیں اور) تم فلاح پا جاؤ۔

تُفْلِحُوْنَ ○

۳۲- وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○

اور تم اپنے بے نکاح لوگوں کا نکاح کر دیا کرو (خواہ مرد ہو یا عورت بیوہ ہو یا مطلقہ) اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں میں سے (بھی) جو نیک ہوں (ان کا بھی نکاح کر دیا کرو) اگر وہ مفلس ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا اور اللہ بڑا وسعت والا (اور) علم والا ہے (وہ سب کی ضرورتوں سے واقف ہے اور اس کے کارخانۂ قدرت میں کسی چیز کی کمی نہیں)۔

۳۳- وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

اور جن لوگوں کو نکاح کا مقدور نہ ہو ان کو چاہیے کہ ضبط سے کام لیں یہاں تک کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے۔ اور تمہارے غلاموں میں سے جو تم سے مکاتبت چاہیں (یعنی یہ معاہدہ چاہیں کہ ہم اتنی مدت میں اس قدر مال تم کو دے دیں تو آزاد ہو جائیں گے) تو ان سے یہ عہد نامہ کر لو (مزید احتیاط کے لیے لکھ کر دے دو) بشرطیکہ تم ان میں یہ صلاحیت پاؤ اور جو مال اللہ نے تم کو دیا ہے اس میں سے تم ان کو (تجارت کے لیے) دے دو اور اپنی ان لونڈیوں کو جو پاکدامن رہنا چاہتی ہیں دنیا کے مال و اسباب کے لیے بدکاری پر مجبور نہ کرو۔ اور جو انہیں مجبور کرے گا تو اللہ ان کی بے بسی کے بعد (ان کو) بخشنے والا مہربان ہے۔

آیت نمبر ۳۳ سے یہاں یہ نکتہ واضح کیا گیا ہے کہ ایک عورت فطرتاً پاک دامن ہی رہنا چاہتی ہے۔ یہ قانونِ قدرت ہے البتہ حالات اسے برائی کی طرف مائل کرتے ہیں۔ ایامِ جاہلیت میں غلامی عام تھی، عبداللہ بن ابی منافق اپنی لونڈیوں کو حرامکاری سے دولت کمانے پر مجبور کرتا تھا لونڈیوں نے حضورؐ سے شکایت کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۳۴- وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ؏

اور بے شک ہم نے تم پر اپنی واضح آیتیں (احکام، نشانیاں) نازل کی ہیں اور جو لوگ تم سے قبل گزر چکے ہیں کچھ ان کے واقعات (بیان کیے گئے تاکہ تم ان سے سبق لو) اور اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے نصیحت کی باتیں (نازل فرمائی ہیں)

پانچواں رکوع

اللہ کی روشن آیات اس کا کلام، اس کی روشن نشانیاں، اس کی کائنات، اس کے انبیاء اور اس کے معجزات وغیرہ ہیں۔ انسانیت پر یہ اللہ کا فضل وکرم تھا کہ اس نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے انبیاء کو مبعوث فرمایا، انہیں اپنی نشانیوں سے نوازا، تاکہ حق وحقانیت اجاگر ہو۔ جب مومن کے قلب میں ایمان کی روشنی جگہ پا جاتی ہے، تصورِ صانع قائم ہو جاتا ہے نظریں مہذب بن جاتی ہیں تو اس کا شغل اللہ ہی اللہ رہ جاتا ہے، اس وقت اس کا قلب اپنے ظرف واستعداد کے مطابق انوارِ الٰہی سے فیض یاب ہونا شروع ہوتا ہے۔

جس آیت کریمہ سے یہ رکوع شروع ہو رہا ہے اس کی تفسیر علماء و اولیاء علیہم الرحمۃ کرتے آئے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ وما توفیقی الا باللہ اس آیت سے جس کو جو فیض ملا یہ اس کا نصیبہ ہے۔

۳۵- اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْۗءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

اللہ (ہی) آسمان وزمین کا نور ہے (تمام کائنات کو اسی کے نورِ وجود اسی کے فیضانِ نور سے ایک وجود ملا ہے) اس کا نور ایک ایسے طاق جیسا ہے جس میں ایک چراغ ہے، وہ چراغ ایک فانوس میں ہے، وہ فانوس (ایسا صاف وشفاف ہے) گویا موتی کی طرح چمکتا ہوا ایک ستارہ ہے (اور) وہ چراغ شجرِ مبارکہ (یعنی) زیتون (کے تیل) سے روشن رہتا ہے (ایسا شجرِ زیتون) جو نہ مشرق کے رخ واقع ہے اور نہ مغرب کے رُخ (یعنی بڑی لطیف مخصوص صفات کا حامل ہے) اس کا تیل (اس قدر لطیف وصاف ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ) اگر آگ اسے نہ بھی چھوئے تو بھی وہ (خود بخود) بھڑک اٹھے گا۔ (پھر ان منور فضاؤں میں عجب) نور پر نور (کا عالم) ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے نور کی راہ دکھاتا ہے (اپنی روشنی میں کھینچ لیتا ہے) اور اللہ لوگوں (کو سمجھانے) کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے اور اللہ کو ہر چیز کا (پورا پورا) علم ہے (وہ جانتا ہے کہ کس قلب میں قبولیتِ انوارِ الٰہی کی کس حد تک صلاحیت ہے)۔

ہر بلندی و پستی کا وجود اللہ ہی کے نور سے ہے، انسان اس کی بہترین تخلیق ہے، ایک مرد کامل ہی اس نورِ حقیقت کا آئینہ ہے، گویا جسم انسانی ایک طاق ہے، جسم انسانی میں جو کچھ ہے وہ اس کا دل ہے اسی میں انوارِ الٰہی کا چراغ روشن ہے، اس کا تیل یادِ الٰہی ہے جب یاد میں تڑپ پیدا ہوتی ہے جھٹ اٹھ جاتی ہے، نور ہی نور کا عالم ہوتا ہے، اللہ ہی جسے چاہتا ہے یہ روشنی دکھاتا اور اپنی روشنی میں کھینچ لیتا ہے۔

مومن وہی ہے کہ اسی کے ذکر اسی کی یاد میں رہے اسی کا نام دنیا میں روشن کرنے میں لگا رہے، اور اپنا معاملہ اسی پر چھوڑ دے، بلکہ خود کو بھول جائے، خدا ہی کو یاد رکھے۔

یہ قندیلِ معرفت یہ نورِ الٰہی

۳۶- فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ۝

انہیں گھروں میں (انہیں مساجد و عبادت کدوں میں پایا جاتا ہے) جنکے بارے میں اللہ (تعالیٰ) نے حکم دیا ہے کہ ان کی عظمت کی جائے (انہیں بلند و بالا رکھا جائے) اور ان میں اس کا نام لیا جائے وہاں لوگ صبح شام اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں

۳۷- رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ۝

(ایسے) مرد (مومن) کہ جن کو سوداگری، خرید و فروخت اللہ کی یاد اور ادائیگی نماز، اور ادائیگی زکوٰۃ سے غافل نہیں کرتی (یہ وہ لوگ ہیں) جو اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس (روز) میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔

۳۸- لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

(یہ منتظر کرم، مصروف یادِ الٰہی ہیں) تاکہ اللہ ان کو ان کے نیک عمل کا (جس کو اس نے پسند فرما لیا ہو) بدلہ دے اور اللہ اپنے فضل سے انہیں زیادہ (انعام) دے۔ اور اللہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے (دیدار سے نوازتا ہے کہ یہی رزق بے حساب ہے)۔

۳۹- وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّى إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهَ عِنْدَهُ فَوَفَّاهُ حِسَابَهُ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝

اور جو لوگ کافر ہیں (اور کچھ اچھے کام بھی کرتے رہتے ہیں لیکن ان کے یہ اعمال آخرت میں ان کے کام نہ آئیں گے) ان کے اعمال کی مثال بیابان میں سراب کی طرح ہے کہ پیاسا اس کو پانی سمجھتا ہے یہاں تک کہ جب اس کے پاس (شدتِ تشنگی سے بیتاب بڑی جد و جہد سے) پہنچتا ہے تو کچھ نہیں پاتا اور اپنے پاس اللہ (یعنی قضائے الٰہی) کو موجود پاتا ہے (جس پر دنیا میں ایمان نہ لایا تھا اور آخرت کو کھیل سمجھا تھا) بالآخر اللہ نے اس کا حساب پورا پورا چکا دیا اور اللہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔

۴۰۔ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝ ع

یا (ان کفار کے اعمال کی مثال ایسی ہے)، جیسے کسی گہرے سمندر کی (اندرونی) تاریکیاں۔ اس کے اوپر موج، اور موج کے اوپر اور موج چڑھی آتی ہے (گویا لہریں ہیں کہ یکے بعد دیگرے چڑھتی ہی چلی آتی ہیں اور یہی نہیں بلکہ) اس پر سیاہ بادل ہیں (غرض تہ بہ تہ) ایک پر ایک تاریکیاں ہی تاریکیاں ہیں (اس درجہ تاریکی کہ) جب کوئی اپنا ہاتھ نکالے تو اسے دیکھ نہ پائے اور (حق یہ ہے کہ) جسے اللہ ہی نورِ (ہدایت) نہ دے اس کے لیے کہیں بھی روشنی نہیں (نہ دنیا میں نہ آخرت میں)۔

چھٹا رکوع

کائنات کی ہر شے اللہ ہی کے فیضانِ نور کا پرتو ہے۔ اس کی ہر شے اللہ تعالیٰ ہی کی شانِ یکتائی پر شاہد ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے فرمانہ دیا کہ اللہ ہی آسمان اور زمین کا نور ہے۔ اس نور کے پانے کا ذریعہ اللہ کی یاد ہے۔ حمد میں ایسا مصروف ہونا ہے کہ بندہ محمدی بن جائے۔ اسے دیکھ کر اللہ یاد آئے۔ انسان کو تو پیدا ہی اس لیے کیا گیا کہ اپنے رب کی عبادت کرے۔ کائنات کی ہر شے کو اپنی تسبیح کا طریقہ معلوم ہے سب اپنے اپنے انداز سے اس کی یاد میں مصروف ہیں اور اللہ کو ہر ایک کی نیت و عمل کا علم ہے۔

۴۱۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین کی تمام مخلوق اللہ کی تسبیح میں مصروف ہے اور پرندے بھی پر پھیلائے (مصروفِ بندگی) ہیں۔ ہر ایک کو اپنی نماز اور اپنی تسبیح (کا طریقہ) معلوم ہے اور اللہ کو (بھی) علم ہے جو کچھ یہ کرتے رہتے ہیں (وہ ان کی تسبیح و تقدیس سے باخبر ہے)۔

۴۲۔ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝

اور آسمانوں اور زمین میں حکومت اللہ ہی کی ہے اور اللہ ہی کی طرف (سب کو) پھر کر جانا ہے۔

ذرا اس کے کارخانۂ قدرت کو دیکھو

۴۳۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بادلوں کو اللہ ہی (سبک انداز سے) چلاتا ہے پھر ان کو آپس میں ملا دیتا ہے۔ پھر ان کو تہ بہ تہ کر دیتا ہے پھر تو دیکھتا ہے کہ ان

فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ۝

(بادلوں) کے درمیان سے مینہ نکلتا (اور برستا) ہے اور آسمان میں جو پہاڑ (نما بادل پانی اور اولوں سے لدے ہوئے) ہیں ان میں سے اولے برساتا ہے پھر ان (اولوں) کو جن پر چاہتا ہے گراتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ان کو ہٹائے رکھتا ہے (وہ اس سے محفوظ رہتے ہیں۔ آسمان پر بادلوں کی گرج اور چمک کا وہ عالم ہوتا ہے) گویا اس کی بجلی کی چمک آنکھوں کی بصارت ہی اڑا لے جائے گی۔

۴۴۔ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝

(اور) اللہ ہی رات و دن بدلتا رہتا ہے (ہر صبح ایک نئی صبح اور ہر شام ایک نئی شام آتی ہے، دنیا انہیں تغیرات سے عبارت ہے) بے شک اس میں اہل بصیرت کے لیے بڑی عبرت ہے۔

۴۵۔ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَاۗبَّةٍ مِّنْ مَّاۗءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓي اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

اور اللہ نے ہر چلنے والے جانور کو پانی (کے جوہر) سے پیدا کیا۔ پس ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعض ان میں وہ بھی ہیں جو دو پیروں پر چلتے ہیں اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو چار پیروں پر چلتے ہیں۔ اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے بے شک اللہ ہر چیز پر (پوری) قدرت رکھتا ہے۔

۴۶۔ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

بے شک ہم نے صاف اور واضح آیتیں نازل فرمائی ہیں (یہ اللہ کا کلام، اس کی کائنات، سب ہی انسان کے لیے اللہ کی قدرت اور حکمت کی کھلی نشانیاں ہیں لیکن ہر شخص ان سے حق کو نہیں پاتا) اور اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھا دیتا ہے۔

یہ راہ ہدایت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے ہی سے ملتی ہے

۴۷۔ وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ

اور (بعض) لوگ کہتے (تو) ہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور ہم نے ان کا حکم مانا (لیکن وہ مومنوں کے جیسے نہیں ہوتے مومنوں کے شرائط نہیں رکھتے) پھر ان میں سے ایک گروہ اس (کہنے) کے بعد پھر جاتا ہے اور وہ تو مسلمان ہی نہیں (وہ تو منافق ہیں)۔

بِالْمُؤْمِنِيْنَ ○

۴۸- وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○

اور ان کا تو یہ حال ہے کہ) جب ان کو خدا اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ (رسول اللہ) ان کے درمیان (ان کے آپس کے جھگڑے میں) فیصلہ فرما دیں تو ان میں سے ایک گروہ (حضور کے سامنے جانے سے) کترا تا ہے۔

۴۹- وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ○ؕ

اور اگر حق ان کی جانب ہو (یعنی وہ اپنے معاملہ میں حق پر ہوں) تو ان کی طرف سر جھکائے حاضر ہو جاتے ہیں (گویا بڑے مطیع و فرمانبردار ہیں)۔

تم نے سوچا کہ وہ ایسے کیوں ہیں

۵۰- اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ع

کیا (تمہارے خیال میں) ان کے دل میں کوئی بیماری ہے یا وہ (نبوت کے متعلق شک میں پڑے ہوئے ہیں، یا ان کو ڈر ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان پر ظلم کرے گا (نہیں یہ بات نہیں) بلکہ وہی ظالم ہیں (انہوں نے اپنے پر خود ظلم کیا ہے کہ حق سے گریزاں ہیں)۔

ساتواں رکوع

برخلاف اس کے مومن اللہ اور اس کے رسول کا فرمانبردار، اطاعت گزار ہوتا ہے، منافق مومن نہیں ہوتا، وہ جھوٹی قسمیں کھاتا ہے، حق سے روگردانی کرتا ہے، اس کو اپنے دنیاوی فائدے سے غرض ہوتی ہے، رسول کا کام ان کو اطاعت پر مجبور کرنا نہیں، وہ تو اللہ کا پیغام پہنچاتا ہے اللہ کے نیک بندے اس کی اطاعت کرتے ہیں، سرگرم عمل رہتے ہیں، اللہ کی یاد سے ان کے دل خالی نہیں ہوتے۔ یہی اللہ کی رحمت میں آئے ہوئے لوگ ہیں اگر دنیا میں کفار کو کچھ دن کے لیے راحت ہے تو وہ عارضی چیز ہے، وہ اللہ سے بھاگ نہ سکیں گے ان کا ٹھکانا بالآخر دوزخ ہی ہوگا۔

۵۱- اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

مومنوں کو جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف (کسی بھی معاملہ میں) بلایا جائے تاکہ اللہ کے رسول انکے درمیان فیصلہ فرما دیں ان کا قول یہی ہوتا ہے کہ وہ کہہ اٹھتے ہیں کہ ہم نے (فرمانِ رسول) سن لیا اور (اللہ کا) حکم مان لیا۔ یہی (اللہ و رسول کے حکم پر سر تسلیم خم کرنے والے) فلاح پانے والے ہیں۔

الْمُفْلِحُوْنَ ○

۵۲- وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا رہتا ہے اور اس (کی نافرمانی) سے بچتا ہے تو یہی لوگ مراد کو پہنچتے ہیں

۵۳- وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۭ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○

اور یہ (منافقین) اللہ کی بڑی سخت تاکیدی قسمیں کھاتے (اور آپ کو یقین دلاتے رہتے) ہیں کہ اگر آپ انہیں حکم دیں تو (وہ ابھی گھر بار چھوڑ کر جہاد کے لئے) نکل کھڑے ہوں۔ آپ فرما دیجیے کہ قسمیں مت کھاؤ صحیح اطاعت و فرمانبرداری چاہیے (اطاعت کا تعلق قول سے نہیں عمل سے ہے) بے شک اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ (وہ تمہارے قول و فعل سب سے واقف ہے)۔

۵۴- قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۭ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○

آپ فرما دیجیے کہ تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کا حکم مانو پھر (اس حکم کے بعد بھی) اگر تم (ان کی اطاعت سے) منہ موڑو گے تو ان کو تو اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا ہے اور تم کو تمہاری ذمہ داری سے اور اگر تم ان کی اطاعت کرو گے (اپنی ذمہ داری بجا لاؤ گے) تو ہدایت پاؤ گے۔ اور رسول کے ذمہ تو (اللہ کے احکام تم تک) صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

۵۵- وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا

اللہ کا وعدہ ہے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ وہ ان کو ملک کا حاکم بنا دے گا، جیسا کہ ان سے قبل کے لوگوں کو حاکم بنا چکا ہے اور ان کا دین جس کو اس نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے مستحکم کر دے گا اور ان کے اس خوف کے بعد (جس سے وہ قومی و معاشرتی زندگی میں دوچار ہیں) ان کو امن بخشے گا وہ میری عبادت کریں گے (اور اپنے مقصدِ حیات یعنی اپنے فکر و عمل میں) میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔ اور جو اس کے بعد بھی (میری اور میرے رسول کی اطاعت سے) انکار کرے پس وہی لوگ بدکردار ہیں (ان کے لیے نہ دین ہے نہ ایمان)۔

يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

۵۶۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○

اور (اے مسلمانو!) نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور رسول کی فرمانبرداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے (تم پراس کی رحمت ہو)

۵۷۔ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○ ع ۱۲

(اور اے مخاطب) یہ ہرگز خیال نہ کرنا کہ یہ کافر (اللہ کو) زمین میں تھکا دینگے (یہ نہ تم کو مغلوب کرسکتے ہیں نہ اللہ کے عذاب سے بھاگ سکتے ہیں) اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

آٹھواں رکوع

چند رکوع قبل پردہ کا ذکر تھا، پھر اللہ کے نور و انوار کا ذکر ہوا اور اس کی مناسبت سے دوسرے مضامین آتے گئے اب ان چند امور کا ذکر کیا جارہا ہے جو معاشرہ کو خوشگوار بنانے کے لیے ضروری ہیں تاکہ لوگ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی پابندی کا بھی خیال رکھیں، اس سلسلہ میں چند احتیاطوں کا خصوصی ذکر ہے۔

۵۸۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۫ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا

اے ایمان والو تمہارے لونڈی غلام اور وہ بچے جو سن بلوغ کو نہیں پہنچے انہیں تین وقتوں میں (تمہارے پاس آنے کی) تم سے اجازت لینی چاہیے (ایک) فجر کی نماز سے قبل اور (دوسرے) دوپہر میں جب تم اپنے (بعض) کپڑے اتار دیا کرتے ہو اور (تیسرے) عشاء کی نماز کے بعد (یہ) تین وقت تمہارے پردے کے ہیں (جب تم آزادانہ سوتے ہو) ان (تین وقتوں) کے علاوہ تم پر اور ان پر (بے تکلف آنے جانے میں)، کوئی مضائقہ نہیں (کیونکہ ان اوقات کے علاوہ) وہ تمہارے پاس اور تم ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے ہی رہتے ہو۔ اسی طرح اللہ اپنے احکامات کھول کر بیان کرتا ہے (تاکہ تم بآسانی سمجھ سکو کہ یہ سب کچھ تم ہی کو شائستہ و مہذب بنانے کے لیے ہے) اور اللہ سب کچھ جاننا (اور) بڑی حکمت والا ہے۔

عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○

۵۹۔ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○

اور جب تمہارے لڑکے (سن) بلوغ کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اسی طرح اجازت لیں جس طرح ان سے قبل (ان کے بڑے) اجازت لیتے رہے ہیں (یعنی اب ان کو بھی آنے جانے میں وہی پابندیاں کرنا چاہیے جو ان کے بڑے کرتے رہے ہیں۔) اس طرح اللہ اپنے احکام صاف اور واضح طور سے بیان کرتا ہے (تاکہ لوگ سمجھیں اور اس کے پابند رہیں) اور اللہ بڑا علم والا اور حکمت والا ہے (اس کے تمام احکامات، علم وحکمت پر مبنی ہیں)۔

۶۰۔ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِيْنَةٍ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

اور (وہ) بیٹھ رہنے والی (معمر) عورتیں جنہیں نکاح کی توقع نہیں (جو بڑھاپے کی وجہ سے نکاح کی اہل نہ رہیں) ان پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے فالتو کپڑے اتار لیں بشرطیکہ اپنی زینت (اپنا سنگھار) دکھانا مقصود نہ ہو۔ (جن کے چھپانے کا حکم دیا جا چکا ہے) اور اگر (اس سے بھی) احتیاط برتیں (یعنی زائد کپڑوں کی بھی پابندی کرتے رہیں) تو یہ ان کے لیے بہتر ہے اور اللہ سننے (اور) جاننے والا ہے

ان عام پابندیوں کے ساتھ اسلام تم کو ان تمام امور کی اجازت دیتا ہے جو زندگی کو خوش اسلوبی سے بسر کرنے کے لیے اور معاشرہ کو سنوارنے کے لیے ضروری ہیں۔

۶۱۔ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ

نہ اندھے کے لیے کوئی حرج ہے اور نہ لنگڑے کے لیے کوئی مضائقہ اور نہ بیمار کے لیے کوئی گناہ اور نہ خود تم پر (کوئی الزام) کہ اپنے گھروں سے کھانا کھاؤ یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا (ان گھروں سے) جس کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہوں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے،

بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۟ ع ۱۴

(اور اس بات میں بھی) تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم آپس میں مل بیٹھ کر کھانا کھاؤ یا الگ الگ۔ غرض (یہ وہ گھر ہیں جن میں تم بے تکلفی سے آجا سکتے ہو اور ایک دوسرے کے ساتھ کھا پی سکتے ہو۔ لیکن یہ ضرور خیال رکھا کرو کہ) جب تم اپنے گھروں میں (بھی) داخل ہوا کرو تو ایک دوسرے کو سلام کر لیا کرو (یہ) اللہ کی طرف سے (تمہارے لیے) مبارک (اور) پاکیزہ تحفہ ہے۔ (جو معاشرہ کو برکتوں سے اور قلوب کو پاکیزگی سے مزین کرتا ہے) اس طرح اللہ اپنی آیتیں صاف اور واضح طور پر تم سے بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھو (اور ان نصیحتوں سے فائدہ اٹھاؤ)۔

نواں رکوع

اجازت کا مضمون جاری ہے کہ معاشرتی زندگی کی اصلاح اور فرد کی اپنی آزادی کا اس مسئلہ سے گہرا تعلق ہے۔

۶۲۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ

بے شک مومن تو وہی لوگ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب کبھی رسول کے ساتھ کسی ایسے کام کے لیے جمع ہوتے ہیں جو مل کر کرنے کا ہو تو جب تک ان سے اجازت نہیں لے لیتے چلے نہیں جاتے (اور اے رسول) بے شک جو لوگ آپ سے اجازت حاصل کرتے ہیں وہی لوگ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ پس جب وہ آپ سے اپنے کسی کام کے لیے اجازت طلب کریں تو ان میں سے آپ جسے چاہیں اجازت دے دیں، اور آپ اللہ سے ان کے لیے بخشش طلب فرمائیں۔ بے شک اللہ بڑا بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے (آپ کی دعائیں ان کے حق میں بڑی نعمت ہوں گی)۔

فَأْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

مسلمانو! خوب یاد رکھو کہ

۶۳۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَاۗءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاۗءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

تم لوگ رسول کے بلانے کو ایسا (ہرگز) نہ سمجھنا جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ بے شک اللہ کو ان لوگوں کا علم ہے جو تم میں سے آنکھ بچا کر نکل جاتے ہیں پس ان لوگوں کو جو آپ کی حکم عدولی کر رہے ہیں ڈرنا چاہیے کہ کہیں ان پر (دنیا ہی میں) کوئی آفت نہ آجائے یا (آخرت میں) ان کو دردناک عذاب پہنچے۔

۶۴۔ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۭ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ ع ۳ ۱۵

(خوب) یاد رکھو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (سب) اللہ ہی کا ہے، اس کو معلوم ہے تم جس حال میں ہو اور جس دن اللہ کی طرف لوگ واپس کیے جائیں گے تو (اس دن) وہ ان کو بتا دے گا جو کچھ عمل وہ کیا کرتے تھے (ان کی آنکھیں کھل جائیں گی اور ان کو اپنا حشر نظر آجائے گا) اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے (اس سے کوئی امر چھوٹا ہو یا بڑا پوشیدہ نہیں)۔

آیت نمبر ۶۳ = فِتْنَةٌ = حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ فتنہ وہ ہے جو دل کو سخت بنا دے اور گمراہی اور پریشانی کی طرف لے جائے خواہ یہ اولاد سے ہو یا بادشاہ کی طرف سے۔ بالآخر دو ہی طرح کے لوگ رہ جائیں گے ایک وہ جو ایمان والے تھے اور دوسرے وہ جو بہرحال کفر میں رہے، ایک کو نعمت سے نوازا جائے گا دوسرے کے نصیبہ میں رحمت سے محرومی ہوگی۔ جنہوں نے اسی دنیا میں دامنِ رحمت تھام لیا اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو دل و جان سے قبول کیا وہ یہیں انوار کی دنیا پا جاتے ہیں جو اس سے محروم ہیں ان کی آنکھیں حشر میں کھلتی ہیں۔ واپس سب کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے ایک جمال میں جاتا ہے دوسرا جلال کی نذر ہو جاتا ہے۔

سُورَةُ الفُرقَان

مکی ستر آیتیں چھ رکوع

گذشتہ سورہ نور و نورانیت میں لانے کا سورہ تھا۔ اللہ کو پانے اور اللہ کو سمجھنے کا سورہ تھا۔

اللہ کے سات صفات ہیں جن کو ام الصفات کہتے ہیں۔ حیات، علم، ارادہ، قدرت، سمع، بصر، کلام۔ کلام ہی وہ ڈوری ہے جس سے مالک الملک کی صفات کھلتے ہیں، یہی انسان کو ادب، تعظیم سے گزار کر تعمیل کی منزل میں لاتا ہے اور نور و انوار کے عالم میں پہنچاتا ہے۔

اللہ کا انسانیت پر سب سے بڑا احسان تھا کہ اس نے اپنے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر اپنا کلام نازل فرمایا جو حق و باطل میں تمیز کرنے والا اور آخری فیصلہ کرنے والا "الفرقان" ہے۔ جنہوں نے اس پر زندگی بسر کی، اور اتباع اور محبت میں آگئے، حق و باطل کا فرق پا گئے، ان کے سامنے جب بھی نظروں کو خیرہ کرنے والے، یا دل کو لبھانے والے جلوے آتے ہیں تو وہ ان کو اسی کسوٹی پر پرکھتے ہیں، نور و نار الگ نظر آتے ہیں یہاں تک کہ قلب اس کی برکتوں سے منور ہو جاتا ہے اور اس کی حلاوت کے بعد کسی لذت کا خواہشمند ہی نہیں ہوتا۔ یہ رسول الثقلینؐ کے ذریعہ سے جن و انس کو اللہ کا تحفہ ہے۔ صاحبِ بصیرت، قرآن صامت کو قرآن ناطق ہی کے منور وجود کی روشنی میں سمجھتے اور پڑھتے ہیں تو انوارِ قرآن ان پر کھل جاتے ہیں۔ کلام، اللہ کی صفت ہے یہی اللہ کو پانے کا ذریعہ ہے یہی حَبْلُ اللہ ہے۔ اسی لیے یہ مبارک سورہ تبارک الذی سے شروع ہوتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ تَبٰرَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝

بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے عبد (سرورِ کائنات سرکارِ دو عالم) پر قرآن نازل فرمایا (جو حق و باطل میں آخری فیصلہ کی کتاب ہے) تاکہ وہ دنیا جہان والوں کو (اللہ کی نافرمانی کے عواقب سے) ڈرانے والے ہوں

۲۔ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى

یہ وہ ذات ہے جس کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے اور (وہ جمیع اختیارات کی مالک اور ہر سہارے سے مستغنی ہے) نہ اس نے کسی کو اپنا بیٹا قرار دیا نہ اس کی بادشاہت میں کوئی اس کا شریک ہے۔ اور اس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا۔ پھر ہر چیز کا (اس کے خواص کے اعتبار سے) اندازہ ٹھیرایا

الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا ۝

(اس کی مناسبت اور حالات کے لحاظ سے جو مناسب سمجھا، دیا)۔

۳۔ وَاتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً لَّا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُورًا ۝

اور (کافروں کی ناسمجھی دیکھو کہ) انہوں نے اللہ کے سوا اور معبود اختیار کر رکھے ہیں جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں، اور وہ خود اپنے حق میں برے اور بھلے کے مالک نہیں اور نہ مرنا ان کے اختیار میں ہے اور نہ جینا اور نہ (مرکر) اٹھ کھڑے ہونا (وہ تو مجبور محض ہیں، ایک مختارِ کُل، قادرِ مطلق، خالقِ کائنات کے مقابلہ میں اُن کی عبادت کتنا جہل ہے)۔

۴۔ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ ۖ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا ۝

معانقة عند المتأخرين

اور کافر (قرآن کی نسبت) کہتے ہیں کہ یہ تو ایک بہتان ہے جو اس نے (یعنی رسول نے خود ہی) بنا لیا ہے اور دوسرے لوگوں نے اس میں اس کی مدد کی ہے۔ پس (اس طرح سے قرآن اور ہادی برحق کے انکار کے باعث) وہ بڑی بے انصافی اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے۔

۵۔ وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝

اور وہ (یہ بھی) کہتے ہیں کہ (یہ قرآن) اگلے لوگوں کی (قصہ) کہانیاں ہیں جن کو اس (مدعی رسالت) نے لکھ لیا (یا لکھوا لیا ہے) وہی صبح و شام ان (لوگوں) کے سامنے (جو ایمان لے آئے ہیں) پڑھا اور دہرایا[1] جاتا ہے۔

۶۔ قُلْ أَنزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

آپ فرما دیجئے (یہ قصہ کہانیاں نہیں) اس کو اس (ذات) نے نازل فرمایا ہے جو آسمانوں اور زمین کا بھید جانتا ہے، بیشک وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ (اب بھی اپنے گناہوں کی بخشش چاہو تو وہ غفور رحیم معاف فرمانے والا ہے)۔

۷۔ وَقَالُوا مَالِ هَٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي

اور (کافر یہ بھی) کہتے ہیں کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے (اگر وہ رسول ہی تھا تو) اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہ بھیجا

آیت نمبر (۵) [1] حضرت شاہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں "اول نماز کے دو وقت مقرر تھے صبح و شام۔ مسلمان حضرتؐ کے پاس جمع ہوتے جو نیا قرآن اترا ہوتا لکھ لیتے، یاد کرنے کو، اسی کو کافر یوں کہنے لگے (موضح القرآن)

الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَلَكٌ فَیَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِیْرًا ۟ۙ

گیا کہ وہ اس کے ساتھ رہ کر ڈراتا (کہ لوگ خود سمجھ جاتے کہ یہ رسول ہے اور احکام الٰہی سے انکار کی جرأت ہی نہ ہوتی)۔

۸۔ اَوْ یُلْقٰۤی اِلَیْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ یَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۟

یا ان کے پاس کوئی خزانہ (آسمان سے) اترا ہوتا یا (زیادہ نہیں تو) ان کے پاس (ایک) باغ (ہی) ہوتا کہ اس میں سے (پھل وغیرہ) کھایا کرتے اور (اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ) یہ ظالم (مسلمانوں سے) کہتے ہیں کہ تم تو ایک ایسے شخص کی پیروی کر رہے ہو جس پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔

یعنی گویا ان کے نزدیک سیادت اور اطاعت کا اہل ہونے کی تین صورتیں ہیں کہ رسول کے پاس (۱) مافوق الفطرت کوئی طاقت ہو۔ (۲) یا وہ سرمایہ دار ہو (۳) یا پھر وہ ایک زمیندار ہو۔

۹۔ اُنْظُرْ كَیْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا ۟۠ ع ۹/۱۶

(اے رسول آپ) دیکھیے یہ (کافر) لوگ آپ کے متعلق (کیسی) کیسی باتیں بناتے ہیں۔ پس یہ لوگ گمراہ ہو گئے اور اب کسی طرح راہ (ہدایت) نہیں پا سکتے۔ (راہ ہدایت کا ذریعہ آپ ہیں جب آپ ہی کو نہ سمجھا تو ہدایت کیسے میسّر آ سکتی ہے)۔

دوسرا رکوع

گذشتہ رکوع کا مضمون جاری ہے

۱۰۔ تَبٰرَكَ الَّذِیْۤ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَیَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۟

بڑی بابرکت ہے وہ ذات کہ اگر وہ چاہے تو آپ کے لیے ان (کے تصوّر کے باغات) سے بہتر چیز دیدے (ایسے) باغ جن کے نیچے نہریں جاری ہوں اور آپ کے لیے (بہت سے) محل (تیار) کر دے (کہ ان کفار کی آنکھیں دیکھتی کی دیکھتی رہ جائیں لیکن انہیں نہیں معلوم کہ دنیا میں استغنا، دولت میں نہیں قناعت میں ہے)۔

۱۱۔ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۫ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِیْرًا ۟ۚ

حقیقت یہ ہے (کہ ان چیزوں کے مطالبہ سے ان کا مقصد اپنی اصلاح نہیں بلکہ مسلمانوں کا اور ان کے معتقدات کا مذاق اڑانا ہے) یہ لوگ قیامت کو جھٹلاتے ہیں اور ہم نے منکرین قیامت کے لیے (دوزخ کی) آگ تیار کر رکھی ہے۔

۱۲۔ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِیْدٍ

جب وہ (آگ) انہیں دُور سے دیکھے گی تو یہ (کافر) اس کا غیظ (وغضب)

سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيرًا ۝

اور جوش (وخروش) سنیں گے۔

۱۳۔ وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ۝

اور جب یہ اس کی کسی تنگ جگہ میں (زنجیروں سے ہاتھ پاؤں) جکڑ کر ڈالے جائیں گے تو وہ اس وقت (چلا چلا کر) موت کو پکاریں گے (لیکن اب موت کہاں)۔

۱۴۔ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَّاحِدًا وَّادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ۝

(ان کو ندا دی جائیگی) آج کے دن ایک ہی موت کو نہیں بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو۔

۱۵۔ قُلْ أَذٰلِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۚ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيرًا ۝

آپ (ان سے) کہئے کیا یہ (دوزخ) بہتر ہے یا (وہ) دائمی جنت جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے کیا جا چکا ہے۔ جو ان (کے ایمان وعمل) کا صلہ ہے اور (ان کے رہنے کا) ٹھکانا ہے۔

۱۶۔ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَآءُونَ خٰلِدِينَ ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُولًا ۝

ان کے واسطے وہاں وہ ہوگا جو وہ چاہیں گے (وہاں) وہ ہمیشہ رہیں گے (اور) یہ وعدہ آپ کے رب پر لازم ہے (اور) مانگے جانے کے لائق (انسان وہ ہے کہ بار بار اللہ کے حضور اس کی درخواست کرے اور مانگنے سے نہ جھکے)۔

۱۷۔ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ فَيَقُولُ ءَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هٰٓؤُلَآءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ۝

اور (لوگو وہ دن یاد رکھو) جس دن (اللہ) ان کو اور جن کی وہ اللہ کے سوا پرستش کرتے تھے جمع کرے گا پھر ان سے پوچھے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا یا وہ خود راہ سے بھٹک گئے۔

۱۸۔ قَالُوا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنبَغِي لَنَآ أَن نَّتَّخِذَ مِن دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَآءَ وَلٰكِن مَّتَّعْتَهُمْ وَآبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوا قَوْمًۢا بُورًا ۝

وہ کہیں گے، تو پاک ہے، ہماری مجال نہ تھی کہ ہم کسی کو تیرے سوا دوست بناتے لیکن تو نے (اے اللہ ان کو ڈھیل دی) ان کو اور ان کے باپ دادا کو (دنیاوی) فائدہ سے مالا مال کیا یہاں تک کہ وہ تیری یاد ہی بھلا بیٹھے، اور یہ لوگ تھے ہی تباہ و برباد ہونے والے۔ (ورنہ وہاں تیری نعمتوں پر شکر کرتے اور آج انہیں اس عذاب سے دوچار ہونا نہ پڑتا)۔

۱۹- فَقَدْ كَذَّبُوكُمْ بِمَا تَقُولُونَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا ۝

پس (اے کافرو تم نے دیکھ لیا کہ انہیں) جنوں نے تمہاری باتوں کی تکذیب کر دی سو (اب) تم (عذاب کو) نہ ٹال سکتے ہو نہ (کسی سے) مدد لے سکتے ہو اور جو شخص تم میں ظلم کرے گا (شرک وکفر میں گرفتار ہو گا) اس کو ہم بڑے (سخت) عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

۲۰- وَمَآ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّآ إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۗ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۗ أَتَصْبِرُونَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ۝ ع ۱۱/۱۷

اور ہم نے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں سب کے سب (انسان تھے انسانوں کی طرح) کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے اور (لوگو) ہم نے (اس دنیا میں) تم کو ایک دوسرے کے لیے آزمائش بنایا ہے (کہ کون راہ حق میں ایک دوسرے کا معاون اور کون مزاحم ہے۔ اور یہ جانچنے کو کہ) آیا تم ثابت (قدم) بھی رہتے ہو (یا نہیں) اور بے شک آپ کا رب سب کچھ دیکھتا ہے (کافروں کا انکار اور حضور کا صبر اور یہ بھی دیکھتا ہے کہ امت میں کون کس حد تک صبر کر سکے گا)

پارہ — ۱۹

وَقَالَ الَّذِيْنَ

الجزء ۱۹

تیسرا رکوع

۲۱- وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ۭ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ○

اور جو لوگ (آخرت میں) ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے کہتے ہیں کہ ہم پر فرشتے کیوں نہ نازل ہوئے یا ہم اپنے رب (ہی) کو دیکھ لیتے (یہ رسول کے ذریعہ احکام و پیام کی ضرورت ہی کیا تھی) بے شک یہ اپنے دلوں میں اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھ رہے ہیں اور (اسی لیے) بڑے سرکش (و خود سر) ہو رہے ہیں -

۲۲- يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ○

(یہ نافرمان لوگ فرشتوں کا دیکھنا معمولی بات سمجھتے ہیں) جس دن یہ فرشتوں کو دیکھیں گے وہ دن مجرموں کے لیے کوئی خوشی کا دن نہ ہوگا (جس روز آسمان پھٹیں گے اور جوق در جوق فرشتے اترنا شروع ہوں گے اس دن تو وہ یوں فریاد کریں گے) اور کہیں گے (خداوندا) ہمارے ان کے درمیان کوئی مضبوط آڑ کر دے (تاکہ ان کا یہ ہجوم ہمیں نظر نہ آئے) -

۲۳- وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ○

اور (فرشتے کہیں گے کہ یہ لوگ ہم کو بلایا کرتے تھے پس) ہم ان کے کاموں پر جن کو وہ کیا کرتے تھے آ پہنچے (ان کی عزت افزائی کے لیے نہیں بلکہ ان کے اخلاص و ایمان سے خالی عمل کا مزہ چکھانے کو) پھر ہم ان (کے اعمال) کو خاک کے ذروں کی طرح اڑا دیں گے -

اور اہلِ بہشت جن کا یہ مذاق اڑاتے رہتے تھے آرام سے ان تمام ہنگاموں سے بے خبر ہوں گے -

۲۴- اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ○

(اور) اہلِ جنت کا اس دن ٹھکانا بھی اچھا ہوگا اور (اس قیامت کی گرمی میں) آرام گاہ بھی خوب ہوگی -

۲۵- وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ○

اور جس دن آسمان بادلوں سے پھٹ جائے گا (یعنی آسمان کے پھٹنے کے بعد ہی اوپر سے بادل کی طرح ایک چیز اترتی نظر آئے گی جس میں حق تعالیٰ کی ایک خاص تجلی ہوگی، جس کے ساتھ بے شمار فرشتوں کا ہجوم ہوگا) اور فرشتے

جوق در جوق اتارے جائیں گے

۲۶۔ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ۨالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۭ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ○

اس دن حقیقی بادشاہی (خدائے) رحمٰن ہی کی ہوگی، اور وہ دن کافروں پر بڑا سخت ہوگا۔

۲۷۔ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰي يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ○

اور (یہ وہ دن ہوگا) جس روز ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا (اور) کہے گا اے کاش میں نے رسول کے ساتھ (دین حق کی) راہ اختیار کی ہوتی (تو یہ گھڑی دیکھنا نصیب نہ ہوتی)۔

۲۸۔ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ○

اُف ری بدنصیبی! کاش میں نے فلاں (شخص) کو دوست نہ بنایا ہوتا۔

۲۹۔ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَاۗءَنِيْ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ○

یقیناً اس (شخص) نے میرے پاس نصیحت آنے کے بعد مجھے بہکا دیا، اور شیطان آدمی کو وقت پر دھوکا دینے والا ہے۔

۳۰۔ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ○

اور رسول فرمائیں گے اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا ہے (جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے یہ شور کرتے ہیں اور اسے سننے کی بھی تکلیف گوارا نہیں کرتے)۔

مسلمانوں کے نبی آخر الزماںؐ ہی کو نہیں بلکہ ہر زمانہ میں انبیاء علیہم السلام کو ایسے سرکشوں سے سامنا کرنا پڑا ہے کم یا زیادہ جو اشاعتِ دین میں رکاوٹیں ڈالتے، اور لوگوں کو حق سے روکتے۔

۳۱۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ○

اور اس طرح ہم نے ہر نبی کے لیے گنہگاروں میں سے دشمن بنا دئے اور (ان کی دشمنی راہ حق میں رکاوٹ نہیں بن سکتی) آپ کا رب (لوگوں کی) ہدایت کرنے اور آپ کی مدد فرمانے کے لیے کافی ہے۔

۳۲۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا

اور کافر کہتے ہیں کہ اس (شخص) پر قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہ نازل کیا گیا،

نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚۛ كَذٰلِكَ ۚۛ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ○

اس طرح (ضرورت کے مطابق تھوڑا تھوڑا نازل ہوا) تاکہ ہم اس سے آپ کے دل کو قوی رکھیں اور ہم نے اسے بتدریج نازل کیا ہے۔

معانقۃ عند المتقدمین

۳۳۔ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ○ؕ

اور (اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ) لوگ آپکے پاس جو بھی مثال (اعتراض کی بات) لاتے ہیں ہم اس کا جواب (بروقت) ٹھیک ٹھیک اور وضاحت کے ساتھ بھیج دیتے ہیں۔

۳۴۔ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ○ ع

(جو لوگ اس قسم کے اعتراض کرنے اور راہ حق سے روکنے پر مصر ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو (قیامت کے دن اوندھے) منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ کی طرف لائے جائیں گے، ان کا ٹھکانا بھی برا ہے اور یہ راہ سے (بھی) بھٹکے ہوئے ہیں۔

ع ۳

چوتھا رکوع

حضورؐ سے قبل موسیٰ علیہ السلام ہی کے حالات زندگی دیکھو، یا نوح یا دیگر انبیاء علیہم السلام کے کس طرح ان کی قوم نے ان کی راہوں میں رکاوٹیں ڈالیں ان کی تکذیب کی، بالآخر ان قوموں پر عذاب آیا۔ اسی طرح جو لوگ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب و مذاق پر آمادہ ہیں وہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔ ان کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ انکار حق کی سزا کیا ہے۔

۳۵۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ○ۚ

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو (بھی) کتاب دی اور ہم نے ان کے بھائی ہارون کو ان کا معاون بنایا۔

۳۶۔ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ○ؕ

پھر ہم نے ان دونوں سے کہا کہ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جنہوں نے ہماری باتوں کو جھٹلایا ہے (یہ اپنا فریضہ بجا لائے لیکن قوم نے ان کا کہنا نہ مانا نتیجہ یہ ہوا کہ) پھر ہم نے ان کو نیست و نابود کر ڈالا

۳۷۔ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ

اور قوم نوح (ہی کو لے لیجیے) جب انہوں نے رسولوں کی تکذیب کی ہم نے ان کو غرق کر دیا اور (خود)، ان کو دنیا کے لیے ایک (سبق آموز) نشانی، بنا دیا اور

اٰیَةً ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝ۚۖ

(انکی سزا یہیں ختم نہیں ہوتی بلکہ) ہم نے ان ظالموں کے لیے دردناک عذاب تیار رکھا ہے۔

۳۸۔ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَیْنَ ذٰلِكَ كَثِیْرًا ۝

اور (یہی حال دیگر منکرین حق کا ہوا مثلاً) عاد و ثمود اور اصحاب الرس[1] اور ان کے درمیان میں بے شمار امتوں کو (اپنے پیغمبروں کے جھٹلانے اور ان کی نافرمانی کے باعث ہلاک کیا گیا)

۳۹۔ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۫ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِیْرًا ۝

اور (یہی اقوام کیا) ہم نے (طرح طرح کی) مثالیں ہر ایک کے لیے بیان کیں اور (جب وہ نہ مانے تو) سب کو نیست و نابود کر ڈالا۔

۴۰۔ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَی الْقَرْیَةِ الَّتِیْۤ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ یَكُوْنُوْا یَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا یَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ۝

اور یہ لوگ (توقوم لوط کی) اس بستی کے پاس سے (اپنے ملک شام کے سفر میں) گزرتے رہتے ہیں جس پر (پتھروں کا) برا مینہ برسایا گیا تھا کیا یہ اس (بستی کے انجام) کو دیکھتے نہیں رہتے۔ (دیکھتے تو ہیں) لیکن بات یہ ہے کہ یہ لوگ ہرگز پھر جی اٹھنے کی توقع ہی نہیں رکھتے (اس لیے اس سے عبرت حاصل نہیں کرتے)

۴۱۔ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ یَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ۝

اور (ان منکرین حق کا تو یہ حال ہے کہ) جب بھی آپ کو دیکھتے ہیں تو بس انہیں مذاق اڑانے سے کام رہتا ہے (تمسخر کے ساتھ کہتے ہیں کہ) کیا یہی (وہ شخص) ہیں جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

۴۲۔ اِنْ كَادَ لَیُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَاۤ اَنْ صَبَرْنَا عَلَیْهَا ؕ وَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ حِیْنَ یَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ۝

(ان کا کہنا ہے کہ) اس (شخص) نے ہمیں ہمارے معبودوں سے ہٹا ہی دیا تھا اگر ہم (ثابت قدمی سے) ان (کی عبادت) پر جمے نہ رہتے۔ اور (یہ ان کا خیال خام ہے) عنقریب جب یہ عذاب (الٰہی) دیکھیں گے تو جان لیں گے کہ کون راہ سے بھٹکا ہوا تھا۔

۴۳۔ اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ

(اے رسول آپ ان کفار کے متعلق غمگین نہ ہوں) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا

آیت نمبر (۳۸) [1] اصحٰب الرس (کنویں والے) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ ایک امت نے اپنے رسولؑ کو کنویں میں بند کر دیا پھر ان پر عذاب آیا تب رسول کو نجات ملی مفسرین نے فرمایا کہ یہ مقام شام کے قریب ہے۔

اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۝

جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنالیا تو کیا آپ اس کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں (آپ ان کو حق پر لانے کے لیے بیتاب اور وہ حق سے گریزاں - جو آپ کی بات ہی نہ سنے نہ سمجھے وہ ایمان کیا لائے گا) -

۴۴- اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ ع

یا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان میں اکثر (آپ کی بات کو) سنتے یا سمجھتے ہیں - (نہیں وہ آپ کی نصیحت پر کان ہی نہیں دھرتے) یہ تو بس چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ یہ تو ان سے زیادہ راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں (جانوروں کی بھی ایک زندگی ہے وہ اپنی فطرت پر رہتے ہیں یہ تو ان سے بھی گئے گزرے ہیں کہ اپنی فطرت ہی کو بھول گئے) -

پانچواں رکوع

فطرتِ انسانی کو ایک معبودِ حقیقی کی جستجو رہتی ہے ، تلاشِ حق کے اس فطری تقاضے کی تسکین کے لیے پیغمبر آئے ، اور انہوں نے لوگوں کی کائنات سے خالقِ کائنات کی طرف نشان دہی کی - یہ اللہ کی تخلیق ، اس کی جملہ کائنات اس کی قدرت و حکمت آج بھی انسان کو دعوتِ فکر و عمل دے رہی ہے - اور ہر شے اس کو اس کے معبودِ حقیقی سے قریب کرنے کا وسیلہ بنی ہوئی ہے بشرطیکہ چشمِ بینا اور سمعِ قبول ہو -

۴۵- اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ۝

(اے انسان) کیا تو نے اپنے پروردگار (کی قدرت) کو نہیں دیکھا کہ اس نے کس طرح سایہ کو دراز کر دیا اگر وہ چاہتا تو اس کو (ایک ہی حالت پر) ٹھہرا ہوا کر دیتا (یہ اسباب کی دنیا ہے یہاں ہر شے کا ایک ظاہری سبب ہے) چنانچہ ہم نے سورج کو اس (سایہ کے گھٹنے بڑھنے) کے لیے دلیل (ظاہر) بنا دیا ہے -

۴۶- ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ۝

پھر ہم اس (سایہ) کو اپنی طرف آہستہ آہستہ سمیٹ لیتے ہیں (گویا رات کو یہ سایہ غائب ہو جاتا ہے ، ظاہر میں نظر نہیں آتا ، لیکن علمِ الٰہی میں اب بھی موجود ہے نظر سبب سے اٹھا کر مسبب الاسباب پر رکھو تب سایہ سمجھو گے - سایہ غائب ہو گا انوارِ الٰہی ظاہر ہوں گے) -

۴۷- وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ۝

اور (اللہ) وہی ہے جس نے تمہارے لیے رات کو پردہ اور نیند کو راحت (کا سامان) بنا دیا - اور دن کو (پھر) اُٹھ کر (چلنے پھرنے اور) پھیل جانے کا وقت بنا دیا -

دیکھو اور سوچو کر سامانِ حیات کہاں سے آرہے ہیں۔

۴۸۔ وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۚ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ۝

اور وہ (اللہ) ہی ہے جو اپنی (بارش) رحمت سے قبل (ٹھنڈی ٹھنڈی) ہواؤں کو (بارش کی) خوشخبری دینے کے لیے بھیجتا ہے، اور ہم (ہی) نے آسمان سے پاک وصاف پانی اتارا ہے۔

جس طرح رحمتِ باراں سے قبل ہوائیں خوشخبری لاتی ہیں ویسے ہی ہزارہا خوشخبریاں رحمت للعالمین ﷺ کی آمد سے قبل انبیاء علیہم السلام کی تشریف آوریاں لاتی رہیں۔ اس نعمت عظمیٰ سے نفیض نہ اٹھانا کفرانِ نعمت ہے یہ بادل، یہ ہوائیں، یا بارش رحمت، یہ سب اس لیے ہے۔

۴۹۔ لِّنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِيَّ كَثِيرًا ۝

تاکہ ہم اس سے مری ہوئی بستی کو زندہ کردیں (مردہ زمین، مردہ قلوب میں، جان ڈال دیں) اور اپنے پیدا کیے ہوئے چوپاؤں اور بہت سے لوگوں کو اس سے سیراب کردیں۔

۵۰۔ وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ۝

اور بے شک ہم نے اس (بارانِ رحمت یعنی قرآن) کو (بھی) لوگوں کے درمیان (طرح طرح سے) بیان کیا تاکہ لوگ (ہمیں) یاد رکھیں (اور جو نعمت جس طرح ان کو دی گئی ہے اس کے حصول میں کوشاں رہیں اور ہمارے شکر گزار بندے بنیں) لیکن اکثر لوگ (ہماری نعمتوں سے دنیاوی فائدے تو خوب اٹھاتے ہیں پھر بھی) بلا ناشکری کیے نہیں رہتے۔

۵۱۔ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيرًا ۝

اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں کوئی (اللہ سے) ڈرانے والا (نبی) بھیج دیتے (لیکن کیا انبیاء کی تعداد کی کثرت سے یہ ایمان لے آتے، ہرگز نہیں، یہ منکرِ حق ہیں، منکر ہی رہتے۔)

۵۲۔ فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُم بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا ۝

پس آپ ان منکروں کا کہنا نہ مانیے (ان کو کسی قسم کی ڈھیل دینے کی ضرورت نہیں) بلکہ قرآن ہی سے ان کا مقابلہ پوری قوت کے ساتھ کیجیے (کیسے اور بار بار کیجیے جیسا کہ آپ کا دستور ہے البتہ وہ رحمت کے انداز نہیں سمجھتے ان کا تو سختی ہی سے مقابلہ کرتے رہیے)۔

۵۳۔ وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ

اور وہی (قادرِ مطلق) تو ہے جس نے دو دریاؤں کو ملا ہوا بہایا۔ ایک کا پانی شیریں،

هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ○

پیاس بجھانے والا دوسرے کا کھاری (اور) کڑوا ہے اور دونوں (دریاؤں) کے درمیان ایک حجاب رکھ دیا (وہ حجاب ہے جو نظر نہیں آتا) اور (جو) ایک مضبوط آڑ (ہے اور دونوں کے پانی کو ملنے نہیں دیتی)۔

۵۴۔ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۭ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ○

اور وہی (قادر مطلق) ہے جس نے انسان کو پانی (کی ایک بوند) سے پیدا کیا پھر اس کو خاندان والا اور سسرال والا بنا دیا اور آپ کا رب بڑا قدرت والا ہے۔

۵۵۔ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۭ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰي رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ○

اور (کافر اس کے باوجود) اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور نہ نقصان اور کافر نے تو اپنے رب کی طرف سے پیٹھ پھیر لی ہے (یعنی ہر طرح مخالفت پر آمادہ ہے)۔

۵۶۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○

اور (ان کی اس روگردانی کی آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں) آپ کو تو ہم نے صرف (مومنوں کو) خوشخبری دینے والا، اور (گنہگاروں کو ان کے عقائد اور اعمال کے نتائج سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

۵۷۔ قُلْ مَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ○

آپ فرما دیجئے کہ میں تم سے اس (تبلیغ حق) کا کوئی اجر نہیں مانگتا۔ ہاں یہ (ضرور چاہتا ہوں) کہ تم میں جو کوئی چاہے اپنے رب کی راہ اختیار کر لے (اس میں اس کا ہی بھلا ہوگا)۔

۵۸۔ وَتَوَكَّلْ عَلَي الْـحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ۭ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرَۨا ○

اور آپ اس حی (اور قیوم) پر بھروسہ رکھیے جسے کبھی موت نہیں اور اس کی حمد و ثنا کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے رہیے، اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے باخبر رہنے (اور سزا دینے) کو کافی ہے۔

۵۹۔ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَي الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ

معانقۃ عند المتقدمین

(وہی ہے) جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں میں ہے چھ دن میں پیدا کیا۔ پھر (اپنے) عرش (قدرت و حکمت) پر قائم ہوا (وہ) رحمٰن (ہی ہے بڑی رحمت والا)۔ پس اس کے متعلق کسی باخبر (سرور کائنات یا ان کے سچے

فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا ۝ — تبعین ہی) سے پوچھنا چاہیے۔

۶۰۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ۝ ع

اور جب ان (منکرین حق) سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن (یعنی رحمت والے) کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں رحمٰن کیا (شے) ہے۔ کیا تم جسے سجدہ کرنے کو کہو ہم اسی کو سجدہ کرنے لگیں۔ اور اس سے (یعنی اللہ کا نام سنتے ہی) ان کی نفرت میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔

چھٹا رکوع

مومن اپنے معبود حقیقی کو پہچانتا ہے اور اس کے سامنے سربسجود ہوتا ہے، کافر اللہ کا نام ہی سن کر چراغ پا ہوتا ہے ایک ہی نام سے ایک کی محبت اور دوسرے کی نفرت میں اضافہ ہوتا ہے، مومن عمل صالح میں آتا ہے توبہ استغفار کرتا ہے، اللہ سے اپنے لیے اپنی اولاد کے لیے خیر کا طالب ہوتا ہے اور اللہ اس کی دعاؤں کو سنتا اور عنایات سے نوازتا ہے، کافر احکامات الٰہی سے گریزاں ہے اس کے لیے اس کے اعمال کی پاداش ہے۔ اس رکوع کے ساتھ یہ سورہ اللہ کی پاکی اس کے صفات، مومن کی کیفیات اور اس کی دعاؤں پر ختم ہوتا ہے اور کافروں کو صاف لفظوں میں بتا دیا جاتا ہے کہ تم اللہ کو جھٹلا چکے اب نتائج کا انتظار کرو۔

۶۱۔ تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ۝

(بڑی) برکت (اور شان) والا ہے وہ (اللہ) جس نے آسمان میں برج (بڑے بڑے ستارے یا ان کی منزلیں یا نشانیاں و حدود) بنائے اور اس میں (یعنی آسمان میں آفتاب کا چمکتا ہوا) چراغ اور نورانی چاند بنایا۔

۶۲۔ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ۝

اور وہی ہے جس نے ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے رات اور دن بنائے اس شخص کے لیے جو اللہ کی یاد (سے اپنا قلب روشن اور منور) رکھنا چاہے یا (اس کی عبادات میں محو ہو کر) اس کا شکر ادا کرنا چاہے۔

جو اللہ کے بندے لیل و نہار کا یہ راز سمجھ گئے اس لذت کو پا گئے وہ ہر جاہل سے دور رہتے ہیں اور قیام و سجدہ میں رہ کر زندگی بسر کرتے ہیں اور اللہ کے عذاب اس کی دوری سے پناہ مانگتے رہتے ہیں۔ اب ان کی کیفیات کا ذکر ہے۔

۶۳۔ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا

اور اللہ کے (مقبول) بندے وہ ہیں جو زمین پر منکسر مزاجی سے (اور متانت سے) چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں (ان سے جہالت کی

خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝

باتیں کرتے ہیں) تو وہ (ان کو) سلام کرتے ہیں (اور الگ ہو جاتے ہیں ان کے منہ نہیں لگتے) ۔

۶۴۔ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝

اور یہ وہ ہیں جو اپنے رب کے سامنے سجدہ اور قیام کی حالت میں راتیں بسر کرتے ہیں ۔

۶۵۔ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝

اور یہ وہ (لوگ) ہیں جو دعائیں مانگتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے دوزخ کے عذاب کو دُور ہی رکھ بے شک اس کا عذاب بہت چپٹنے کی چیز ہے (اس سے مفر نہیں) ۔

۶۶۔ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝

(اور) بیشک دوزخ ٹھہرنے کے لیے بری جگہ اور رہنے کے لیے برا ٹھکانا ہے ۔

۶۷۔ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝

اور یہ وہ لوگ ہیں جو (اپنے معاملات میں بھی محتاط ہوتے ہیں) جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسرافِ بے جا کرتے ہیں نہ تنگی کرتے ہیں اور میانہ روی (اور اعتدال) پر رہتے ہیں ۔

۶۸۔ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝

اور یہ وہ (لوگ) ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے ۔ اور جس جان کو اللہ نے (قتل سے) منع فرمایا ہے اس کا (بلا حکم شریعت) ناحق قتل نہیں کرتے ۔ اور بدکاری نہیں کرتے اور جو کوئی ایسا کرے گا اسے سخت سزا سے سابقہ پڑے گا (دوزخ کی ایک وادی میں پھینکا جائے گا)

۶۹۔ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝

قیامت کے دن (بھی) اس پر عذاب میں اضافہ ہوگا اور وہ اس میں ہمیشہ ذلت کے ساتھ رہے گا ۔

۷۰۔ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ

مگر جس (کافر) نے توبہ کر لی اور ایمان لایا اور اچھے کام کیے تو اللہ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا ، اور اللہ تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے ۔

آیت نمبر (۶۴) آیت میں قیام وسجدہ کا ذکر فرمایا ، حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ رکوع کو نہیں کہا ، رکوع لمبا نہیں ہوتا ۔

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○

۷۱- وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ○

اور (مسلمانوں میں جس سے گناہ ہو گیا اور) جس نے توبہ کر لی (یعنی برے کام سے تائب ہوا) اور نیک عمل کیے (پھر اس برائی کے قریب نہ گیا) تو اس نے بھی اللہ سے بہترین طور سے رجوع کیا (اور اللہ کے یہاں اچھی جگہ پائی)۔

۷۲- وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ○

اور (مومنوں کی کیفیات یہ ہیں کہ) وہ لوگ جھوٹی (اور بیہودہ) باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور جب لغویات کی طرف سے گزرتے ہیں تو شریفانہ انداز سے (اپنی عزت بچا کر) گزر جاتے ہیں۔

۷۳- وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ○

اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو ان کے رب کی آیتیں یاد دلائی جاتی ہیں تو ان پر بہرے اور گونگے ہو کر نہیں گرتے (بلکہ غور سے سنتے اور ان پر عمل پیرا ہوتے ہیں)۔

۷۴- وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ○

اور یہ وہ لوگ ہیں جو (اللہ سے) عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے (دل کا چین) اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے (ان میں ممتاز کر دے)۔

۷۵- اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ○ۙ

ان (ہی لوگوں) کو جنت میں (رہنے کو) بالاخانے دیئے جائیں گے اس لیے کہ وہ (راہِ ہدایت پر) ثابت قدم رہے اور (فرشتے) دعا و سلام کہتے ان کا استقبال کریں گے۔

۷۶- خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ○

اس (جنت) میں وہ ہمیشہ رہا کریں گے (اور اے مومنو جنت بھی) کیا خوب جگہ ٹھہرنے اور رہنے کی ہے۔

اب رہے وہ کافر جو ایمان نہیں لاتے تو اے رسول ان سے

۷۷- قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا

آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ کو نہیں پکارتے (اس کی عبادت نہیں کرتے) تو

دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ۚ ع

میرا پروردگار بھی تمہاری کچھ پروا نہیں کرتا، بلکہ تم (توجہ بھر کے) اس کی تکذیب کرچکے پس عنقریب تم کو اس کا خمیازہ اٹھانا لازمی ہے۔

اس طرح یہ چوتھی منزل ختم ہوئی جس کا عنوان معراجِ انسانیت تھا اس میں عبد کی تعریف شرعی، اللہ کے ذات و صفات کے بیان، اللہ کی رحمتوں کے ذکر، سرکار دو عالم کی متواتر یاد، انبیاء علیہم السلام کے تذکروں کے ساتھ ان کی عبادات کے اثر پیدا کرنے والے مناسک حج کا بیان ہوا، مومن کی کیفیات کا بالتفصیل ذکر کیا گیا پھر انوار کی راہیں کھول گئیں اور تمیزِ حق و باطل کے لیے الفرقان کی اہمیت سے اسے آگاہ کیا گیا تاکہ وہ بھی بلندی کے ان مقامات کو جو اسکے نصیبہ میں ہوں اپنے رب کے یہاں حاصل کرسکے۔ اور کفر و جہل سے کنارہ کش ہوکر دنیا میں زندگی گزارے۔ اس کے پیش نظر وہ منزل ہو جہاں اسے پہنچنا ہے وہ پیشوائی کی دعا کرے لیکن ہادئ برحق سرکار دو عالم، سرور کائنات کی مثال نظروں کے سامنے رکھے، جن کی رفعتوں کو نہ کسی نے پایا نہ پاسکے گا۔

چوتھی منزل بفضلہ ختم ہوئی

٢٥ ربیع الاول ١٣٨٥ھ مطابق ٢٥ جولائی ١٩٦٥ء

بحمد اللہ آج بتاریخ ٢٨ ربیع الثانی ١٣٨٦ھ مطابق ١٤ اگست ١٩٦٦ء بروز جمعہ سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار مقدسہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی گئی

مسجد نبوی بین المنبر والروضۃ المبارکۃ

پانچویں منزل

سُوْرَۃُ الشُّعَرَآءِ

مکّی دوسوستائیس آیتیں گیارہ رکوع

گذشتہ منزل عروج کی منزل تھی، یہ مومن کی دلی تمناؤں کی تبلیغ حق کی منزل ہے، مومن کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے طرب قلب، اس کے سرود محبت، اس کی مناجات باری تعالیٰ سے مخلوق خدا محروم نہ رہے وہ تبلیغ حق کے لیے کوشاں رہتا ہے لیکن کافر دور بھاگتے ہیں۔ چنانچہ مکہ میں سرور کائنات سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم جو پیکر خلق وصدق وصفا تھے بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح کے لیے بیتاب رہے، لیکن کفار نہ صرف نبوت کا انکار کرتے رہتے بلکہ طرح طرح کے معجزات کے طالب رہتے اور اکثر ایمان نہ لاتے، اللہ تعالیٰ اس سورۃ میں سرکار دوعالم کی دلجوئی فرمارہا ہے کہ آپ کب تک اس قدر دل سوزی اور شفقت فرمائیں گے، بیان اس انداز سے ہے کہ ہر مومن، عارف بھی ایسے حالات سے باخبر رہے اور جب انکار حق عام ہو، تو اس سے اس درجہ متاثر نہ ہو کہ خود اپنی جان کو گھلا ڈالے۔

یہ منزل، سورۂ شعراء سے شروع ہوئی ہے، بتایا جارہا ہے کہ جو دل میں اتارنے کی بات ہے وہ دل میں اتار لو۔ وہ پاؤ جو وجدان اور یافت کے لیے بیان ہوا ہے، یہ حقائق تم پر قرآن سے روشن ہوں گے۔ یہی فرقان ہے حق و باطل میں تمیز کرنے والا ہے، آخری فیصلہ ہے۔ کفار کی دل جلانے والی باتیں ہوں یا شعراء کی مبالغہ آمیزیاں۔ یہ دونوں ہلاکت میں لے جانے والی ہیں۔ ایک غیر کی عبادت میں مصروف، دوسرا اپنی قلبی کیفیات کی ترجمانی میں۔ جو منہ میں آتا ہے کہا جاتا ہے۔ اچھے برے کا فرق اٹھ جاتا ہے فرقان سے دور ہو جاتا ہے جذبہ میں بہ جاتا ہے۔ کافر کی بات پر کان دھرنا شعراء کے مبالغہ آمیز کلام سے خوش ہونا دونوں موجب تباہی ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کی مثالیں دے کر بتایا گیا ہے کہ کفار کی یہ رسم انکار حق اور دل آزاری قدیم ہے۔ لیکن نہ یہ انبیاء کا کچھ بگاڑ سکے اور نہ خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا اور نہ ان کے طفیل میں ان کے متبعین کا کچھ بگاڑ سکیں گے خود غارت ہوں گے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ شعر کے لفظی معنیٰ ہیں جو دل میں اتر جائے، اسی لیے عرب کے لوگ قرآن کو اپنی غلط فہمی سے شعر اور حضورؐ کو شاعر کہنے لگے۔ یہاں شعراء اور شعر کی اسی حیثیت سے مذمت کی گئی ورنہ حمد، نعت، منقبت یا دیگر اشعار میں بھی جو بات دل میں اتار لینے کی ہو، حقائق، خُلق اور خُلق مجسم کی ترجمان ہو وہ شعر نہیں، ترجمان حقیقت ہے۔ اسے دل ہی میں جگہ دینی چاہیے، چونکہ یہ منزل تبلیغ کے مضمون کے ساتھ خاص ہے اس لیے تبلیغ کے طریقہ، صبر و شکر کی تعلیم مختلف انبیاء کے واقعات سے دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ مبلغ کے لیے اللہ کے غالب اور رحیم ہونے کا تصور ہر لمحہ ضروری ہے، جب

العزیز الرحیم پر نظر رہتی ہے، تب ہی تبلیغ حق کے ساتھ رحمت کا پہلو غالب رہتا ہے نیز مبلغ دین کو ہر حال میں اسی العزیز الرحیم ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ طٰسٓمٓ ○ طا سین میم (سہ حرفی ۔ حروف مقطعات ہیں)

۲۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ○ یہ کتاب روشن کی آیتیں ہیں

حقائق کا بیان ہے اسے حق ناشناس کیا سمجھیں، اے حبیب کیا آپ ان کفار کے غم میں اپنے کو ہلاک کر ڈالیں گے۔ آخر یہ دلسوزی اور شفقت کب تک۔ آپ تبلیغ حق کے لیے بیتاب، یہ حق سے گریزاں

۳۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○ شاید اس بات پر کہ وہ ایمان نہیں لاتے آپ اپنے کو (اسی غم میں) ہلاک ہی (نہ) کرلیں۔

یہ کفار آپ سے بات بات پر، آپ کی صداقتِ نبوت پر معجزات طلب کرتے ہیں کیسے بدبخت ہیں۔

۴۔ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ○ اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے ایسی نشانی اتاریں کہ ان کی گردنیں اس کے سامنے جھکی کی جھکی رہ جائیں۔ (وہ قبولِ حق پر مجبور ہو جائیں)۔

ان کفار کا تو یہ حال ہے

۵۔ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ○ اور ان کے پاس (خدائے) رحمٰن کی طرف سے کوئی نئی نصیحت نہیں آتی مگر وہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔

۶۔ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ چنانچہ (اے رسول) یہ جھٹلا چکے پس عنقریب ان کو اس بات کی حقیقت معلوم ہو جائے گی جس کا یہ مذاق اڑاتے تھے۔

۷۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ کیا یہ لوگ زمین کو نہیں دیکھتے کہ ہم نے اس میں ہر اچھی قسم کی کس قدر چیزیں اگائی ہیں۔

كَرِيمٍ ۝

۸۔ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ۝

بے شک اس میں (اللہ کی قدرت وحکمت کی بے شمار) نشانیاں ہیں لیکن ان میں سے اکثر (اللہ پر) ایمان نہیں لاتے۔

۹۔ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

اور آپ کا رب تو غالب (اور) بہت ہی رحم والا ہے۔ (کہ باوجود کامل قدرت کے ان کو موقع دیتا چلا جاتا ہے کہ اصلاحِ حال کرلیں)۔

دوسرا رکوع

اللہ نے کس طرح باوجود زبردست قدرت کے اقوامِ عالم کو اصلاحِ حال کا موقع دیا اس کی ایک مثال قوم فرعون کی ہے جس کی طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا گیا۔ اس رکوع میں حق وباطل کے معرکہ کو ایک مکالمہ کی صورت میں اس انداز سے پیش کیا گیا ہے کہ اس پر جس قدر غور کیا جائے حقائق کھلتے جائیں گے۔ مکالمہ کی ترتیب، اندازِ بیان، صداقت کا معجزانہ بیان، اور اس کے اثرات کا یہ ایک دل کش مرقع ہے۔

۱۰۔ وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝

اور (وہ وقت یاد دلائیے) جب آپ کے رب نے موسیٰ کو ندا دی (حکم فرمایا) کہ تم ان ظالم لوگوں کے پاس جاؤ

۱۱۔ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۚ أَلَا يَتَّقُونَ ۝

(یعنی) قوم فرعون کے پاس۔ (ان کو سمجھاؤ کہ اپنے اعمالِ بد سے باز آئیں) کیا وہ (اللہ سے) ڈرتے نہیں (جس کے قبضۂ قدرت میں ان کی جان ہے)۔

۱۲۔ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَخَافُ أَن يُكَذِّبُونِ ۝

(موسیٰ نے) عرض کیا اے میرے رب مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے (مجھے تیرا پیغامبر نہ مانیں گے، نہ میری بات سنیں گے)۔

۱۳۔ وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَارُونَ ۝

اور (ایسے ناسازگار حالات میں) میرا دل تنگ ہوتا ہے اور میری زبان نہیں کھلتی (یوں بھی میری زبان میں لکنت ہے) پس ہارون (میرے بھائی) کے پاس بھی وحی بھیج دے (یعنی ان کو نبوت عطا کرکے میرا معاون بنا دے)۔

۱۴۔ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنبٌ فَأَخَافُ أَن يَقْتُلُونِ ۝

اور ان (فرعونیوں) کا مجھ پر ایک (قبطی کو مارے ڈالنے کا) الزام بھی ہے پس مجھے یہ بھی اندیشہ ہے کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے۔

۱۵- قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ۝

فرمایا ہرگز نہیں (ایسا کبھی نہیں ہو سکتا اس طرح کا خطرہ دل میں نہ لاؤ) پس تم دونوں ہماری نشانیوں کے ساتھ جاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ (اور) سنتے ہیں (کہ وہ تم سے کیا کچھ بحثیاں کرتے ہیں اور کیسے غضب آلود ہوتے ہیں)۔

۱۶- فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

پس تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم پروردگار عالم کے رسول (اس کا یہ پیغام لے کر آئے) ہیں

۱۷- اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝

(اور اس سے کہو) کہ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے۔

چنانچہ حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ تشریف لے گئے اور فرعون کو اللہ کا پیغام دیا۔

۱۸- قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ۝

(فرعون) بولا (اے موسیٰ) کیا ہم نے تم کو لڑکپن میں پرورش نہیں کیا اور تم اپنی عمر کے کئی برس ہمارے ساتھ رہا کئے۔

۱۹- وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور تم نے اپنا وہ کام کیا جو کیا تھا (تم جانتے ہو ہم اسے بھولے نہیں ہیں یعنی ایک قبطی کا خون) اور بے شک تم بڑے ناشکر گزار ہو (کہ ہمارے ہاں پرورش پائی اور ہمارے ساتھ دشمنی پر آمادہ رہے)

۲۰- قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝

(موسیٰ نے کہا) میں نے اس وقت وہ کام کیا تو تھا (لیکن میں نے دانستہ نہیں کیا) اور مجھ سے (غصہ میں بلا ارادہ) چوک ہوگئی۔ (میں نہ جانتا تھا کہ ایک معمولی گھونسا مارنے میں وہ مر جائے گا)۔

۲۱- فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

چنانچہ جب مجھ کو ڈر لگا تو میں تمہارے ہاں سے بھاگ گیا پھر میرے پروردگار نے (مجھ پر کرم فرمایا) مجھ کو علم عطا فرمایا اور مجھے پیغمبروں میں شامل کر دیا۔

۲۲- وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝

اور کیا وہ (بھی کوئی) احسان ہے جس کو تو جتا رہا ہے (جب) کہ تو نے (میری پوری قوم) بنی اسرائیل کو (آج تک) اپنا غلام بنا رکھا ہے۔ (کیا یہ میرے رب کی خیر خواہی نہیں کہ اس نے مجھے تیری ہی ہدایت کے لیے بھیجا کیا تو میری پرورش کا احسان جتلا کر بنی اسرائیل کے غلام بنائے رکھنے کا جواز پیش کرنا چاہتا ہے)۔

۲۳۔ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ فرعون بولا اور پروردگارِ عالم کی حقیقت کیا ہے (وہ ہے کیا)

فرعون نے گویا طنزاً اللہ کی حقیقت کے متعلق سوال کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عمداً حضرت ابراہیم کی طرح اللہ کی صفات اس کی عظمت کا بیان کیا کہ اللہ کی کبریائی ہر کبر کو توڑنے والی ہے، انسان اس کے صفات ہی سمجھ سکتا ہے ذات کو نہیں پا سکتا۔

۲۴۔ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ ۝ فرمایا وہ) آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اگر تم لوگ یقین کرو (ایمان لاؤ اور عمل سے ایقان پیدا کرو تو اس کو سمجھ جاؤ گے)۔

۲۵۔ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ۝ (فرعون نے) اپنے حاشیہ نشینوں سے کہا کیا تم سنتے نہیں؟ (کہ موسیٰ کیا کہہ رہے ہیں)۔

فرعون سمجھتا تھا کہ اس کے مصاحبین اس کے خدا ہونے کا نعرہ بلند کریں گے لیکن وہ بول نہ سکے

اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

۲۶۔ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ کہا (لوگو! وہ اللہ) تم سب کا اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا پروردگار ہے

۲۷۔ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِیْۤ اُرْسِلَ اِلَیْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ۝ (فرعون نے) کہا کہ (لوگو! تم موسیٰ کی باتوں میں نہ آنا) یہ تمہارا پیغمبر جو (اپنے خیال میں) تمہاری طرف بھیجا گیا ہے ضرور عقل سے خالی ہے۔

فرعون کے گستاخانہ انداز کا جواب پیغمبرانہ آدابِ حکمت سے دیا گیا

۲۸۔ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ (موسیٰ نے) فرمایا (اللہ تو) مشرق اور مغرب کا اور جو کچھ اس کے درمیان ہے سب کا پروردگار ہے اگر تم عقل رکھتے ہو (تو سوچو کہ تم کیا کہہ رہے ہو)۔

۲۹۔ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَیْرِیْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ ۝ (فرعون) بولا کہ اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو معبود ٹھیرایا تو میں تم کو قید کر دوں گا۔

۳۰۔ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَیْءٍ مُّبِیْنٍ ۝ (موسیٰ نے) فرمایا ہر چند کہ میں تمہارے سامنے کوئی کھلی بات (یعنی معجزہ) پیش کروں (کیا تب بھی تم نہ مانو گے؟)۔

۳۱- قَالَ فَأْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○
(فرعون نے) کہا تو وہ پیش کرو اگر تم سچے ہو۔

۳۲- فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ○
تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا پس وہ صاف (سچ مچ کا) اژدہا ہوگیا۔

۳۳- وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ○ ع
اور (جب بغل کے اندر سے) اپنا ہاتھ نکالا تو ناگاہ وہ دیکھنے والوں کی نگاہ میں سفید تھا (جگمگا اٹھا)

تیسرا رکوع

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ان صریح معجزات پر ایمان لانے کے بجائے فرعون نے اپنے جادوگروں کو انعام واکرام کا لالچ دے کر ان کے مقابلہ پر آمادہ کیا جادوگر تو سحر کی حقیقت سے واقف تھے، موسیٰ علیہ السلام اور انکے رب پر ایمان لے آئے لیکن وہ بھی فرعون سے متاثر تھے اور فرعون اپنے انکار اور گستاخیوں سے باز نہ آیا تھا یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کو ہجرت کا حکم ہوا جس کا ذکر چوتھے رکوع میں آئے گا۔

۳۴- قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ○
(فرعون نے) اپنے اردگرد کے لوگوں سے کہا کہ (یہ معجزہ وغیرہ کچھ نہیں) یہ تو کوئی بڑا جاننے والا (ماہر) جادوگر ہے۔

۳۵- يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ○
(یہ تو) چاہتا ہے کہ تم کو تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے نکال دے پس تمہاری کیا رائے ہے۔

۳۶- قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِى الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ○
(مصاحبین) بولے تم اس کے اور اس کے بھائی (کے معاملہ) کو ملتوی رکھو اور شہروں میں نقیب بھیج دو۔

۳۷- يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ○
(تاکہ) وہ بڑے بڑے کاملین فن جادوگروں کو تمہارے پاس لے آئیں۔

اسی رائے پر عمل ہوا

۳۸- فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ○
چنانچہ (تمام) جادوگر ایک معین دن (اور مقررہ وقت) پر (وعدہ کے مطابق) جمع کیے گئے۔

۳۹	وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ۝	اور لوگوں سے کہا گیا کیا تم سب جمع ہو جاؤ گے (یعنی تم کو ضرور جمع ہونا چاہیئے)
۴۰	لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝	تاکہ ہم جادوگروں کی پیروی کریں اگر وہی (موسٰی اور ہارون پر) غالب آجائیں (جادوگروں کی یہ کامیابی ہمارے حق پر ہونے کی بہترین دلیل ثابت ہو جو تم خود آنکھوں سے دیکھ لو)
۴۱	فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ۝	پھر جب جادوگر (میدان میں) آئے (تو) انہوں نے فرعون سے کہا۔ کیا ہمیں بھی کچھ صلہ ملے گا اگر ہم غالب آئے۔
۴۲	قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝	(فرعون نے) کہا ہاں ضرور اور (انعام ہی نہیں بلکہ) تم اس وقت میرے مقربین میں ہو گے۔
۴۳	قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝	موسٰی نے (ساحروں سے) کہا جو تم ڈالنا چاہتے ہو ڈالو۔
۴۴	فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ۝	پس انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور کہا فرعون کی عزّت کی قسم بے شک ہم غالب رہیں گے۔
۴۵	فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ۝	پھر موسٰی نے اپنا عصا ڈالا تو ڈالنے کے ساتھ ہی وہ (اژدھا بن کر) ان کے بنائے ہوئے ڈھونگ کو نگلنے لگا
۴۶	فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ۝	تو (یہ دیکھ کر) جادوگر سجدہ میں گر پڑے۔ (انہوں نے سمجھ لیا کہ موسٰی جادوگر نہیں جادو میں ماہیتِ شے نہیں بدلتی یہ معجزہ ہی بدل سکتا ہے)۔
۴۷	قَالُوْا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝	وہ بول اٹھے ہم پروردگارِ عالم پر ایمان لائے۔
۴۸	رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۝	جو موسٰی اور ہارون کا پروردگار ہے۔
۴۹	قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ	(فرعون نے طیش میں آکر) کہا۔ کیا تم اس پر ایمان لے آئے قبل اس کے کہ

لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِیْرُكُمُ الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬ؕ لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِیْنَ ۚ

میں تم کو (اس کی) اجازت دوں بے شک وہ تمہارا بڑا (کوئی استاد) ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے (تم نے مجھے ذلیل کرنے کے لیے یہ سازش کی ہے) پس تم کو عنقریب (اس غداری کا نتیجہ) معلوم ہو جائے گا، یقیناً میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا اور تم سب کو سولی دوں گا۔

۵۰۔ قَالُوْا لَا ضَیْرَ ۫ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۚ

انہوں نے (سکونِ قلب کے ساتھ) جواب دیا کچھ حرج نہیں (آخر) ہم کو اپنے پروردگار ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (جس طرح چاہے بلالے)۔

۵۱۔ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰیٰنَاۤ اَنْ كُنَّاۤ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۠ؕ ع ۳ / ۱۸

ہم تو (بس اپنے رب سے) یہ تمنا رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہماری خطائیں بخش دے اس بات پر کہ ہم سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں ہیں۔ (یعنی ہماری بخشش کا کوئی سبب اگر ہمارے عمل سے تعلق ہو سکتا ہے تو بس اتنا ہے کہ ہم پہلے ایمان لے آئے ہیں، اللہ ہی قبول فرمائے اور ہماری ساری زندگی کے گناہ بخش دے)۔

چوتھا رکوع

فرعون اور اس کے سردار پھر بھی ایمان نہ لائے ان کے ظلم جاری رہے آخر حضرت موسیٰؑ کو ہجرت کا حکم ہوا۔

۵۲۔ وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْۤ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝

اور (بالآخر) ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں کو لے کر رات کو نکل جاؤ بیشک تمہارا پیچھا کیا جائیگا (دیکھو گھبرانا نہیں)

۵۳۔ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِی الْمَدَآىِٕنِ حٰشِرِیْنَ ۚ

الغرض فرعون نے شہروں میں نقیب (وہرکارے) بھیجے۔

تاکہ تمام قبطیوں کو جمع کیا جائے کہ وہ موسیٰ کا تعاقب کریں اور فرعون نے اپنی قوم کو یوں غیرت دلائی

۵۴۔ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِیْلُوْنَ ۝

بلاشبہ یہ لوگ (تعداد میں) ایک چھوٹی سی جماعت ہیں۔

۵۵۔ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ۝ اور انہوں نے ہم کو بہت غصہ دلایا ہے (ہماری دل آزاری کر کے ہم کو طیش دلانا چاہتے ہیں)۔

۵۶۔ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ۝ لیکن بلاشبہ ہم سب ایک مضبوط جماعت ہیں (با ساز و سامان ہیں اس خطرہ سے ہوشیار ہیں۔ ہم خود ان کو نکال باہر کریں گے)۔

فرعون اور لشکرِ فرعون نکالنے تو موسیٰؑ کو چلا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں کو بے گھر و بے در کر دیا اور وہ خود ہی تباہ و برباد ہوئے۔

۵۷۔ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اس طرح ہم نے ان (فرعون والوں) کو (ان کے پُر فضا) باغات اور چشموں سے نکال باہر کیا۔

۵۸۔ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ اور ان کے خزانوں اور عمدہ مکان سے (ان کو بے در و بے گھر کیا)

۵۹۔ كَذٰلِكَ ؕ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ اسی طرح (قبطی سب چھوڑ بھاگے) اور ہم نے بنی اسرائیل کو ان (باغات و چشموں) کا مالک بنا دیا۔

۶۰۔ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۝ پس (واقعہ یوں ہوا کہ فرعونیوں نے) دن نکلتے ہی ان کا پیچھا کیا (اور موسیٰ کے ساتھیوں کو آلیا)۔

۶۱۔ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۝ پھر جب دونوں جماعتیں مقابل ہوئیں تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا (لو) ہم تو پکڑے گئے۔

۶۲ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝ (موسیٰ نے) فرمایا ہرگز نہیں (ایسا کبھی نہیں ہوسکتا) میرا پروردگار میرے ساتھ ہے وہ مجھے راہ (نجات) بتا دے گا۔

۶۳۔ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۝ چنانچہ ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ اپنا عصا دریا پر مارو (انہوں نے تعمیلِ حکم کی) تو دریا (دو حصوں میں) پھٹ گیا اور ہر ٹکڑا پانی کے ایک بڑے پہاڑ کی طرح ہو گیا۔ (اس طرح دریا نے اللہ کے حکم سے موسیٰ کو راہ دی)۔

۶۴۔ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ۝ اور ہم نے دوسروں کو (یعنی فرعون کی جماعت کو) بھی وہاں پہنچا دیا۔

۶۵۔ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اور ہم نے موسیٰ اور ان کے سب ساتھیوں کو بچا لیا۔

اَجْمَعِيْنَ ۝

۶۶۔ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ — پھر دوسروں کو (یعنی فرعون کے ساتھیوں کو جو ان کے تعاقب میں تھے) ڈبو دیا

۶۷۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ — بیشک اس (واقعہ) میں (اللہ کی قدرت کی) بڑی نشانی ہے اور ان (فرعون کے لوگوں) میں اکثر ایمان لانے والے تھے ہی نہیں ۔

۶۸۔ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ — اور بے شک آپ کا رب ہی بڑا غالب رحم والا ہے

(وہ وقت دُور نہیں کہ مکہ کے فرعون بھی مسلمانوں کے پیچھے نکلیں گے لڑائی کو۔ پھر وطن سے باہر تباہ ہوں گے "بدر" کے دن جیسے فرعون تباہ ہوا" موضح القرآن)

پانچواں رکوع

اس رکوع میں مومنوں کی تشفی کے لیے مبلغ اعظم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بیان ہوتا ہے۔ تاکہ وہ اس واقعہ سے بھی سبق لیں، تبلیغ میں صبر سے کام لیتے رہیں جو ہدایت پانے والے ہیں راہ ہدایت پا جائیں گے جو ایمان لانے والے ہی نہیں ان سے ایمان کی توقع نہ رکھنی چاہیے اور نہ ان کے غم میں گھلنا چاہیئے ۔ حضرت ابراہیمؑ کے بابا ہی کو لے لو۔ ایمان نہ لانا تھا نہ لائے بہرحال اللہ نے سب کے لیے دولت ایمان عام کر رکھی ہے، جو چاہے حاصل کرلے بے شک وہ بڑی قوت والا ہے تاہم بھول میں پڑے ہوئے انسانوں کو اصلاح حال کا بار بار موقع دیتا ہے کیونکہ وہ بڑا رحیم بھی ہے ۔

۶۹۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ۝ — اور لوگوں کو ابراہیم کا واقعہ بھی سنا دیجیے (اس میں بھی اہل ایمان کے لیے تربیت تبلیغ دین اور صبر و شکر کا درس ہے اور کافر کے لیے عبرت کی نشانیاں ہیں)

۷۰۔ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ — جب انہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو۔

۷۱۔ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ۝ — وہ بولے ہم (اپنے) بتوں کی پرستش کرتے ہیں پس ہم انہیں کے پاس لگے بیٹھے رہتے ہیں (انہیں کی عبادت کرتے ہیں انہیں سے مدد مانگتے ہیں)

۷۲۔ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ۝ (ابراہیم نے) کہا جب تم ان کو پکارتے ہو تو کیا وہ تمہاری (آواز) سنتے ہیں؟۔

۷۳۔ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ۝ یا تم کو کچھ نفع دے سکتے یا کچھ نقصان پہنچا سکتے ہیں

۷۴۔ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ انہوں نے جواب دیا (ہم یہ تو کچھ نہیں جانتے) البتہ ہم نے اپنے باپ دادا کو (ان کی) اسی طرح (عبادت) کرتے پایا اور وہی ہم بھی کرتے رہتے ہیں)۔

۷۵۔ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝ (حضرت ابراہیم نے ان بتوں کی مجبوریوں کو یوں ظاہر کیا) فرمایا، کیا تم دیکھتے ہو (کیا تم غور نہیں کرتے) کہ جن کی تم پرستش کرتے ہو

۷۶۔ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ۝ تم اور تمہارے اگلے باپ دادا بھی

۷۷۔ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ یہ تو سب میرے دشمن ہیں بجز (میرے) پروردگارِ عالم کے،

۷۸۔ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ۝ جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی (زندگی کی ہر منزل اور ہر حال میں) میری رہنمائی فرماتا ہے (میں بے خوف و خطر تمہارے بتوں کو بُرا کہتا ہوں اگر وہ مجھے نقصان پہنچا سکتے ہیں تو پہنچائیں)

۷۹۔ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ۝ اور (میرا رب وہ ہے) جو مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔

۸۰۔ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝ اور (وہ ایسا صاحب قدرت ہے کہ) جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی شفا دیتا ہے۔

۸۱۔ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ۝ اور (وہی قادر مطلق ہے) جو مجھے مارے گا اور پھر جلائے گا۔

۸۲۔ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ اور (وہی ہے) جس سے میری آس لگی ہے کہ وہ میری خطائیں قیامت کے دن بخش دے گا۔

۸۳۔ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ اے میرے پروردگار مجھے حکمت (مزید علم و دانش) عطا فرما (تبلیغ کا وہ انداز سکھا کہ لوگ تجھ پر ایمان لائیں)۔ اور مجھے نیکوکاروں میں شامل رکھ (کہ تو غنی ہے، ہر کوئی تیرا محتاج ہے، تیرے ہی فضل و کرم کا طالب ہے نبی

بھی اور ولی بھی)۔

۸۴- وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝
اور (اے میرے رب) میرے بعد کی آنے والی امتوں میں میرا ذکر خیر جاری رکھ۔

۸۵- وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ۝
اور مجھے ان میں شامل فرما دے جو نعمت والی جنت کے وارث ہوں گے (وہ جنت جہاں تیرا دیدار حاصل رہے گا)۔

۸۶- وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝
اور (اے میرے رب) میرے باپ کو بھی بخش دے بے شک وہ گمراہوں میں سے تھا۔

۸۷- وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ۝
اور (اے میرے رب) جس دن لوگ اٹھائے جائینگے مجھے رسوا نہ کیجیو

۸۸- يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝
جس دن (انسان کے) نہ مال کام آئے گا نہ اولاد

۸۹- اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝
مگر جو اللہ کے پاس (شرک و کفر سے) پاک دل لے کر آئے گا (سلامتی پایا ہوا قلب یا اسلام کی محبت سے معمور دل لیکر آئے گا اللہ اسے بخشدیگا)

۹۰- وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝
اور (اس دن) جنت (اپنی تمام آرائش و زیبائش کے ساتھ) پرہیز گاروں کے قریب کر دی جائے گی۔

۹۱- وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ۝
اور دوزخ گمراہوں (کی نظروں) کے سامنے لائی جائے گی۔

۹۲- وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝
اور ان سے کہا جائے گا (بتاؤ) وہ کہاں گئے جن کی تم پرستش کیا کرتے تھے

۹۳- مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝
اللہ کے سوا۔ کیا اب) وہ تمہاری مدد کرسکتے ہیں یا بدلہ لے سکتے ہیں (وہ تو ایسے مجبور ہیں کہ خود کو بھی نہیں بچا سکتے)۔

۹۴- فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ۝
پھر اس (دوزخ) میں وہ اور گمراہ لوگ اوندھے ڈالے جائیں گے (یعنی ان کے جھوٹے معبود اور وہ سب جو ان کی پرستش کیا کرتے تھے)۔

۹۵- وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ۝
اور شیطان کے سارے لشکر بھی (داخل جہنم ہوں گے)۔

۹۶۔	قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ۙ	اور جب وہ وہاں باہم جھگڑنے لگیں گے (تو گمراہ اپنے معبودوں سے) کہیں گے
۹۷۔	تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ	خدا کی قسم ہم تو صریح گمراہی میں تھے
۹۸۔	اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ	جب کہ ہم تم کو تمام جہانوں کے رب کے برابر ٹھیراتے تھے۔
۹۹۔	وَمَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ	اور ہم کو ان مجرموں ہی نے بہکایا (یعنی ان معبودوں نے ان کے پرستاروں نے یا شیطانوں نے جو دوزخ میں ڈالے گئے)۔
۱۰۰۔	فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ۙ	پس اب نہ ہمارا کوئی سفارش کرنے والا ہے
۱۰۱۔	وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ	اور نہ کوئی غمخوار دوست۔
۱۰۲۔	فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ	کاش ہم کو پھر (دنیا میں) جانے کا موقع ملتا تو ہم مسلمان ہو جاتے۔
۱۰۳۔	اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ	بے شک اس میں (یعنی ابراہیم کی تبلیغ حق ان کی دعاؤں اور ان کے واقعات میں) ایک بڑی (سبق آموز) نشانی ہے۔ اور (اس کے باوجود) ان (کی قوم) میں سے اکثر لوگ (اس پر) ایمان لانے والے تھے ہی نہیں۔
۱۰۴۔	وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ع	اور بے شک آپ کا رب ہی زبردست (غلبہ والا ہے اس کے باوجود وہ لوگوں کو اصلاح حال کا موقع دیتا ہے درحقیقت وہ بڑا) رحم کرنے والا ہے۔

چھٹا رکوع

مبلغین حق، انبیاء علیہم السلام کو ہمیشہ اپنے ہی ہم قوم لوگوں سے انکارِ حق کے باعث طرح طرح کی اذیتیں پہنچی ہیں لیکن وہ صبر و استقامت سے اپنے فریضۂ تبلیغ میں لگے رہے۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام نے برسہا برس تبلیغ فرمائی، جن کو ایمان لانا تھا لائے، نجات پائی اور جنہوں نے نہ مانا غرق ہوئے۔ اگر اس طرح اللہ تعالیٰ ظالموں سے دنیا کو پاک نہ کرتا رہتا تو دنیا رہنے کے قابل ہی نہ رہتی۔

۱۰۵۔	كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ۨ الْمُرْسَلِيْنَ ۖ	نوح کی قوم نے (بھی اپنے زمانہ میں) پیغمبروں کو جھٹلایا۔

۱۰۶- اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۚ
جب ان کے بھائی نوح نے ان سے کہا: اے میری قوم کے لوگو کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں۔

۱۰۷- اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۙ
بے شک میں تمہارے لیے (اللہ کا) ایک معتبر پیغام لانے والا ہوں۔

۱۰۸- فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ۚ
پس (تم پر لازم ہے کہ) تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (میرا کہا مانو)۔

۱۰۹- وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۚ
اور میں تم سے اس (تبلیغ حق) کا کوئی صلہ نہیں چاہتا میرا اجر تو سب جہانوں کے پروردگار کے ہی ذمہ ہے۔ (میری تبلیغ بے لوث اور بے غرض ہے، عقل سلیم کا تقاضا ہے کہ ایسے شخص کی بات کو مانا جائے)۔

۱۱۰- فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ؕ
پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

۱۱۱- قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَ اتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ؕ
بولے (کیسی باتیں کرتے ہو) کیا ہم تم پر ایمان لائیں حالانکہ تمہارے پیرو حقیر لوگ ہیں (جن کی معاشرہ میں کوئی عزت نہیں، ان کے ساتھ شامل ہونا کونسی عقلمندی ہے)۔

۱۱۲- قَالَ وَ مَا عِلْمِیْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۚ
فرمایا مجھ کو اس سے کیا غرض کہ وہ لوگ پہلے کیا کرتے تھے (ان کا پیشہ کیا تھا)

عزت کا دارومدار پیشہ پر نہیں بلکہ اس بات پر ہے کہ کام کیسے کیا جاتا ہے، دیانت امانت کے ساتھ یا غیر ذمہ داری و حق کشی سے۔

۱۱۳- اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰی رَبِّیْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ۚ
(تم ان پر فضول اتہام نہ لگاؤ) ان سے (ان کے کاموں کا) حساب لینا میرے پروردگار کے ذمہ ہے کاش تم (یہ بات) سمجھ سکتے۔

۱۱۴- وَ مَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ
اور (محض اس لیے کہ ان کے پیشے تمہاری نظر میں قابل عزت نہیں) میں ایمان لانے والوں کو اپنے سے دُور کرنے والا نہیں۔

۱۱۵- اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ؕ
(مجھے تمہارے ساتھ ہونے نہ ہونے سے غرض نہیں) میں تو بس صاف طور پر ایک نصیحت کرنے والا، اللہ سے، ڈرانے والا ہوں۔

۱۱۶- قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰنُوْحُ
وہ بولے اے نوح اگر تم نے (اپنا یہ طور طریقہ) نہ چھوڑا تو تم کو ضرور

النصف

لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ۝ سنگسار کر دیا جائے گا۔

۱۱۷۔ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ۝ (نوح نے) التجا کی اے میرے رب مجھے میری قوم نے جھٹلایا ہے (جہاں تک ممکن تھا میں نے فریضۂ تبلیغ ادا کیا اب فیصلہ تیرے ہاتھ ہے)۔

۱۱۸۔ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَن مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ سو تو ہی میرے اور ان کے درمیان ایک کھلا فیصلہ فرما دے اور مجھے اور جو میرے ساتھ ایمان لانے والے ہیں ان کو بچا لے۔

۱۱۹۔ فَأَنجَيْنَاهُ وَمَن مَّعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۝ چنانچہ ہم نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو بھری ہوئی کشتی میں (بٹھا کر) بچا لیا۔

۱۲۰۔ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ۝ پھر اس کے بعد باقی رہنے والے لوگوں کو ہم نے ڈبو دیا۔

۱۲۱۔ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ۝ بے شک اس میں (یعنی اس نوح کے واقعہ میں بھی سبق آموز) نشانی ہے (لیکن جن لوگوں میں شعور حق و باطل نہیں ہوتا وہ ایمان نہیں لایا کرتے ہر زمانے میں اس مزاج کے لوگ ہوتے ہیں)۔ اور ان میں (یعنی قوم نوح میں بھی) اکثر لوگ ایمان لانے والے نہ تھے۔

۱۲۲۔ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ ع ۱۸ اور (اے حبیب) بے شک آپ کا رب ہی بڑے غلبہ والا (اور) رحم فرمانے والا ہے۔

(غرض مختلف واقعات سے مومن کو سبق دیا جا رہا ہے کہ ہر چند وہ اپنی سعی سے غافل نہ رہے لیکن نتائج کی ناکامیابی سے بددل و غمگین نہ ہو وہ اللہ کی طرف سے اتمام حجت پر مامور ہے۔ نہ کہ لوگوں کو ایمان لانے کے لئے مجبور کرنے پر۔ فیصلہ اللہ کے ہاتھ ہے جو بڑی قدرت والا ہے اور رحمٰن و رحیم ہے)

ساتواں رکوع

اور اسی طرح قوم عاد، ثمود، لوط، اور "ایکہ" "درخت کی پرستش کرنے والوں نے اپنے اپنے دور میں پیغمبروں کی تکذیب کی اور غارت ہوئے ان کا بیان بالترتیب ساتویں، آٹھویں نویں اور دسویں رکوع میں کیا گیا ہے۔

۱۲۳۔ كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ ۝ (قوم) عاد نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا (یعنی اپنے پیغمبر حضرت ہود

اوران سے قبل جونبی ہو چکے تھے ان کی تکذیب کی)

۱۲۴۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

جب ان کے بھائی (یعنی ان کے ہم قوم) ہود نے ان سے کہا کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں (کہ اس کی ضعیف مخلوق پر ظلم و ستم توڑتے رہتے ہو)۔

۱۲۵۔ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝

بیشک میں تمہارے لیے (اللہ کی طرف سے) امانت دار پیغمبر (بنا کر بھیجا گیا) ہوں (جو وہ فرماتا ہے وہی حکم دیتا ہوں)۔

۱۲۶۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ۝

پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو

۱۲۷۔ وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

اور میں اس (تبلیغ حق) کا تم سے صلہ نہیں چاہتا میرا اجر تو سب جہانوں کے پروردگار ہی کے ذمہ ہے۔

۱۲۸۔ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِیْعٍ اٰیَةً تَعْبَثُوْنَ ۝

کیا تم ہر اونچی زمین (یا ممتاز جگہ) پر ایک نشان (ایک بلند یا مستحکم عمارت) فضول بنایا کرتے ہو (جس کی غرض تفریح طبع اور تضیع اوقات اور مسلمانوں کی دل آزاری کے سوا کچھ نہیں)

۱۲۹۔ وَ تَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ۝

اور تم (پر تکلف) محل بناتے ہو شاید (تم سمجھتے ہو کہ) تم ہمیشہ رہو گے۔

۱۳۰۔ وَ اِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ ۝

اور جب تم کسی کی گرفت کرتے ہو تو بڑی بے دردی سے گرفت کرتے ہو۔

۱۳۱۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ۝

پس (ان ظالمانہ حرکتوں سے باز آؤ) اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (تاکہ تم کو مخلوق خدا سے محبت کرنا آئے)۔

۱۳۲۔ وَ اتَّقُوا الَّذِیْۤ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ۝

اور اس سے ڈرو جس نے تم کو وہ (بے شمار) چیزیں عطا فرمائیں جو تم جانتے ہو۔

مثلاً

۱۳۳۔ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّ بَنِیْنَ ۝

تم کو چوپائے اور بیٹے (تمہاری بقاء زیست اور بقاء نسل کے لیے) عطا کیے

١٣٤۔ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۚ — اور باغات اور چشمے (عطا فرمائے)

کیا ان پر تمہارا کوئی حق تھا، کیا یہ سب محض اللہ کا فضل و کرم نہیں اگر تمہاری سرکشی کا یہی عالم رہا تو

١٣٥۔ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۭ — مجھے تمہارے بارے میں ایک بڑے (سخت) دن کے عذاب کا ڈر ہے (یعنی تم کسی دن سخت آفت میں نہ گرفتار ہو جاؤ)۔

اس تمام تبلیغ کا قوم عاد پر کوئی اثر نہ ہوا۔ بولے تو یہ

١٣٦۔ قَالُوْا سَوَاۗءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ۙ — بولے۔تم ہم کو نصیحت کرو یا نہ کرو ہمارے لیے (سب) یکساں ہے۔ (یہ کوئی نئی بات نہیں)۔

١٣٧۔ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ۙ — یہ تو اگلے لوگوں کی عادت ہے (ورنہ مرنے کے بعد کیسی جنت اور کیسی دوزخ)۔

١٣٨۔ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۚ — اور (بہرحال) ہم کو کوئی عذاب نہ ہوگا۔

١٣٩۔ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ — غرض انہوں نے اس کو (یعنی ہود کو) جھٹلایا پس ہم نے انہیں بھی ہلاک کر دیا۔ بے شک اس (واقعہ) میں (بھی ایک سبق آموز) نشانی ہے اور ان (قوم عاد کے لوگوں) میں (بھی) اکثر لوگ ایمان لانے والے ہی نہ تھے۔

١٤٠۔ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ○ ع — اور بلاشبہ آپ کا رب ہی بڑا غلبہ والا اور مہربان ہے (کہ ایک ظالم قوم کو مٹا کر دوسری بہتر قوم لے آتا ہے)۔

آٹھواں رکوع

تبلیغ حق اور تکذیب حق اور اس کے نتائج کا بیان جاری ہے قوم ثمود کی مثال پیش کی جا رہی ہے۔

١٤١۔ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ○ — (اور عاد کی طرح) ثمود نے پیغمبروں کی تکذیب کی (نہ اپنے پیغمبر حضرت صالح کو مانا اور نہ ان پیغمبروں کو جو ان سے قبل آ چکے تھے)

١٤٢۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا — جب کہ ان کے (ہم وطن) بھائی صالح نے ان سے کہا کیا تم (اللہ سے) ڈرتے

تَتَّقُوْنَ ۝ — نہیں (کہ اس عیش و عشرت میں مدہوش ہو)

۱۴۳- اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝ — میں تمہارے لیے ایک امانت دار پیغمبر ہوں (اللہ کی امانت، دین حق تم کو پہنچانے آیا ہوں)۔

۱۴۴- فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝ — پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

۱۴۵- وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ — اور میں تم سے اس (خیر خواہی) کا کوئی صلہ نہیں چاہتا۔ میرا اجر تو میرے رب کے ذمہ ہے جو سب جہانوں کو پالنے والا ہے (جس کے کارخانہ قدرت میں کسی چیز کی کمی نہیں)۔

۱۴۶- اَتُتْرَكُوْنَ فِیْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِیْنَ ۝ — کیا (تم سمجھتے ہو کہ) جو چیزیں تم کو یہاں میسر ہیں تم ان میں (لطف اٹھانے کے لیے) بے فکری سے چھوڑ دیئے جاؤ گے۔

۱۴۷- فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ۝ — باغوں میں اور چشموں میں (یوں ہی عیش کرتے رہو گے)۔

۱۴۸- وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِیْمٌ ۝ — اور کھیتوں اور کھجوروں میں جن میں نرم نرم کونپلیں پھوٹ رہی ہیں (بہار لوٹتے رہو گے)۔

۱۴۹- وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا فٰرِهِیْنَ ۝ — اور تم پہاڑوں کے پر تکلف گھر تراشتے ہو (اس خیال سے کہ ان میں ہمیشہ عیش و عشرت کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہو گے ان سے کبھی نہ نکلو گے)۔

نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا، زندگی کو جاودانی سمجھنے اور آخرت سے غافل رہنے سے
نہ موت سے بچ سکتے ہو نہ اللہ کے سامنے آخرت میں حاضر ہونے سے۔

۱۵۰- فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝ — پس (عقل کا یہی تقاضا ہے کہ) اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (کیونکہ میں اس کا پیغمبر ہوں)

۱۵۱- وَلَا تُطِیْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِیْنَ ۝ — اور بیباک لوگوں (حد سے تجاوز کرنے والوں) کا کہنا نہ مانو

۱۵۲- الَّذِیْنَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا یُصْلِحُوْنَ ۝ — جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور (معاشرہ کی) اصلاح نہیں کرتے (نہ نیک صلاح دیتے ہیں)۔

۱۵۳۔ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ۝

(قوم کے لوگوں نے) کہا (تم یہ کیا باتیں کر رہے ہو معلوم ہوتا ہے) کہ ضرور تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔

۱۵۴۔ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚۖ فَاْتِ بِاٰیَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝

تم بھی (آخر) ہم جیسے ایک آدمی ہو۔ پس اگر تم (اپنے دعوئے پیغمبری میں) سچے ہو تو کوئی نشانی (معجزہ) پیش کرو۔

۱۵۵۔ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝

(صالح نے) فرمایا (دیکھو) یہ اونٹنی ہے (جو ایک پتھر سے نکلی ہے) اس کے پانی پینے کی باری اور تمہارے پانی پینے کی باری کا دن مقرر ہے (یعنی یہ اونٹنی تالاب سے ایک دن پانی پئے اور تم اپنے مویشیوں کو ایک دن پانی پلاؤ)

۱۵۶۔ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابُ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝

اور اس کو کوئی تکلیف نہ دینا ورنہ تم کو ایک بڑے (سخت) دن کا عذاب آپکڑیگا (تم پر سخت آفت آجائے گی)۔

۱۵۷۔ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِیْنَ ۝

(لیکن وہ نہ مانے) پھر انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں پھر انہیں صبح کو پچھتانا پڑا۔

۱۵۸۔ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝

غرض ان کو عذاب نے آلیا۔ بے شک اس میں (بھی سبق آموز) نشانی ہے اور (اس قوم کا بھی وہی حشر ہوا کیونکہ) ان میں اکثر لوگ ایمان لانے والے تھے ہی نہیں۔

۱۵۹۔ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝ ع ۱۹/۱۲

اور بے شک آپ کا رب ہی بڑی قوت والا، بڑا مہربان ہے۔

نواں رکوع

غالب اور مہربان رب کی قدرت کاملہ کا بیان جاری ہے تبلیغ حق اور ان کے منکروں کے انجام کی ایک اور مثال دی جارہی ہے۔

۱۶۰۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ِۨالْمُرْسَلِیْنَ ۝

(عاد و ثمود کی طرح) قوم لوط نے (بھی) پیغمبروں کو جھٹلایا

۱۶۱۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

جب ان سے ان کے بھائی لوط نے کہا اے قوم کے لوگو! کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں (کہ اس طرح کی گندی بدکاریوں میں مبتلا ہو)۔

۱۶۲۔ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝

بے شک میں (اللہ کی طرف سے) تمہارے لیے ایک معتبر پیغام لانے والا ہوں (جو کچھ کہتا ہوں حق ہے)۔

۱۶۳۔ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝

پس اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔

۱۶۴۔ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

اور میں اس پر (کہ تمہیں ہدایت کر دوں اور تم کو اس ضلالت سے نکالوں) تم سے کوئی صلہ نہیں چاہتا، میرا اجر تو سارے جہانوں کے پروردگار ہی کے ذمہ ہے (جس کا میں رسول ہوں)۔

۱۶۵۔ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ۝

کیا تم (ایسے بداطوار ہو کہ) اہل عالم میں سے لڑکوں پر مائل ہوتے ہو

۱۶۶۔ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ۝

اور اپنی بیویوں کو جو اللہ نے تمہارے لیے بنائی ہیں ان کو چھوڑے رہتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ تم (انسانیت کی) حد ہی سے نکل جانے والے لوگ ہو۔

۱۶۷۔ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ۝

وہ بولے اے لوط اگر تم (اس نصیحت کرنے سے) باز نہ آؤ گے تو (نتیجہ یہ ہوگا کہ) تم شہر سے نکال دیئے جاؤ گے۔

۱۶۸۔ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِينَ ۝

(لوط نے) فرمایا (میں بھی تو تم لوگوں کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتا کیونکہ) میں تمہاری حرکت سے بیزار ہوں۔

۱۶۹۔ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ۝

(اور اپنے رب کے حضور دعا کرتا ہوں کہ) اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے گھر والوں کو ان کے کاموں (کے وبال) سے نجات دے۔

۱۷۰۔ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ۝

پس ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو سب کو نجات دی

۱۷۱۔ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ۝

سوائے ایک بڑھیا کے جو (لوط کی بیوی تھی جو کافر تھی) پیچھے رہ جانیوالوں میں رہ گئی (اور ہلاک ہوئی)۔

۱۷۲۔ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ۝

پھر ہم نے اوروں کو ہلاک کر دیا۔

۱۷۳۔ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ○

اور ان پر ایک مینہ برسایا، سو وہ کتنا برا مینہ تھا ان ڈرائے ہوئے لوگوں پر (جو عذاب الٰہی سے نہ ڈرے۔ یعنی وہ بستیاں الٹ دی گئیں اور آسمان سے پتھروں کی بارش ہوئی کہ ہمیشہ یہ واقعہ لوگوں کے لیے باعث عبرت رہے)۔

۱۷۴۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

بے شک اس (واقعہ) میں (بھی عبرت آموز) نشانی ہے اور (اس قوم کے بھی تباہ ہونے کی یہی وجہ ہوئی کہ) ان میں اکثر لوگ ایمان لانے والے تھے ہی نہیں (ان کو مزید موقع دینا گویا نسل انسانی کو ختم کر دینا تھا)۔

۱۷۵۔ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ○ ع ۱۶ ۱۳

اور بے شک آپ کا رب ہی بڑی قوت والا (اور) رحم والا ہے۔

دسواں رکوع

یا حضرت شعیبؑ کی مثال لو

۱۷۶۔ كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ○ ۚ

(عاد و ثمود و قوم لوط کی طرح مدین کے رہنے والوں یعنی) اصحاب ایکہ نے (اپنے زمانہ کے پیغمبر شعیب اور ان سے قبل کے) رسولوں کی تکذیب کی

۱۷۷۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ○ ۚ

جب ان سے شعیب نے کہا کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں (کہ ناپ تول میں خرابی کرکے معاشرہ ہی کو بگاڑ رہے ہو، جب دیانت نہ رہے گی انسان سے انسان کی قدر اٹھ جائے گی)۔

میں جو کچھ کہہ رہا ہوں حق ہے۔ اللہ کی طرف سے

۱۷۸۔ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ○

میں تمہارے لیے ایک دیانت دار پیغمبر ہوں۔

۱۷۹۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ○ ۚ

پس اللہ سے ڈرو اور میرے کہنے پر چلو۔

۱۸۰۔ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اور میں تم سے اس (خیر خواہی) کا کوئی بدلہ نہیں چاہتا میرا بدلہ تو سارے جہان کے پالنے والے کے ذمہ ہے۔

۱۸۱۔ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا

(دیکھو) پیمانہ پورا بھر کر دیا کرو اور (خلق خدا کو) نقصان پہنچانے والوں

مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ۚ
میں (شامل) نہ ہو جاؤ۔

۱۸۲۔ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۚ
اور سیدھی ترازو رکھ کر تولا کرو (تاکہ تول میں بھی کمی نہ آنے پائے)۔

۱۸۳۔ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۚ
اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو (خواہ یہ ناپ کر دینا ہو، پیمانہ بھر کے دینا ہو یا تول کر دینا ہو، انہوں نے تم کو پورے دام دیے ہیں تم ان کو ان کی پوری چیز دو) اور (لوگوں کے حقوق مار کر) ملک میں خرابی مت مچاتے پھرو

۱۸۴۔ وَاتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ۗ
اور اس (اللہ) سے ڈرو جس نے تم کو اور تم سے قبل ساری خلقت کو پیدا کیا۔

۱۸۵۔ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۙ
وہ بولے تم پر تو کسی نے (سخت) جادو کر دیا ہے (کہ ایسی باتیں کر رہے ہو)۔

۱۸۶۔ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۚ
اور (آخر) تم بھی تو ہماری طرح ایک آدمی ہو۔ اور ہمارے خیال میں تو تم جھوٹے ہو۔

۱۸۷۔ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۗ
(بہر حال) اگر تم (اپنے دعوئے نبوت میں) سچے ہو تو ہم پر آسمان کا ایک ٹکڑا گرا دو (کہ ہم سب ہلاک ہو جائیں)۔

۱۸۸۔ قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝
(شعیب نے) فرمایا (مجھ میں تو طاقت نہیں البتہ) میرا رب خوب جانتا ہے جو تم کرتے رہتے ہو (وہ اگر چاہے تو آسمان سے ہی تم پر عذاب نازل ہو جائے)۔

۱۸۹۔ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝
غرض انہوں نے اس کو جھٹلایا آخر ان کو سائبان والے دن کے عذاب نے آپکڑا (یعنی سائبان کی طرح ابر آیا۔ اس سے آگ برسی۔ نیچے سے زلزلہ اور سخت ہولناک آواز اٹھی۔ اور قوم غارت ہو گئی جو مانگا تھا وہ مل گیا) بے شک وہ بڑے (سخت) دن کا عذاب تھا۔

۱۹۰۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝
بے شک اس (واقعہ) میں (لوگوں کے لیے عبرت آموز) نشانی ہے اور (یہ عذاب بھی اسی لیے آیا کہ) ان میں اکثر لوگ ایمان لانے والے نہ تھے۔

۱۹۱- وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ اور بے شک آپ کا رب بڑی قوت والا (اور) رحم والا ہے ۔

ع ۱۶ ۱۴

گیارھواں رکوع

یہ سورہ کا آخری رکوع ہے جس میں اجمالی طور پر اسلام کی حقانیت اور تبلیغی منازل کا ذکر ہے اور آخر میں مبلغ اور شاعر کا فرق بتایا گیا ہے، بنیادی فرق یہ ہے کہ مومن جو کہتا ہے وہ کرتا ہے، شاعر وہ کہتا ہے جو کرتا نہیں، ایک معبود حقیقی کا پرستار ہے، جو اپنی عبادات و مشاہدات میں صفات باری تعالیٰ کے جلوے دیکھتا ہے دوسرا اپنے تصورات اور اوہام کے میدان میں دوڑتا پھرتا ہے منزل سے ناآشنا، مقصد سے غافل ۔ سورہ انہیں مومنوں کی کیفیات پر ختم ہوتا ہے جو اللہ کی یاد کثرت سے کرتے ہیں، اور عمل صالح میں مصروف ہیں ۔

۱۹۲- وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اور بے شک یہ (قرآن) پروردگارِ عالم کا اتارا ہوا ہے ۔

۱۹۳- نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝ اس کو (ایک) امانت دار فرشتہ لے کر اترا ہے

۱۹۴- عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝ آپ کے قلب پر (یعنی الفاظ و مضامین - سب وحی ربانی سے قلب مبارک پر القا ہوئے ہیں) تاکہ آپ (لوگوں کو اللہ کے عذاب سے) ڈرانے والوں میں سے ہوجائیں (اور فریضۂ تبلیغ میں عین اپنی فطرت کے مطابق مصروف رہیں) ۔

۱۹۵- بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۝ یہ قرآن فصیح اور شگفتہ عربی زبان میں (نازل ہوا ہے)

۱۹۶- وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ۝ اور اس کا ذکر (اس کے نازل ہونے کی پیشینگوئی) اگلی کتابوں میں (موجود) ہے ۔

کتبِ سماویہ کی انہیں پیشینگوئیوں کی وجہ سے بنی اسرائیل کے علماء کو علم ہے کہ رسولِ کریم تشریف لائیں گے اور قرآن نازل ہوگا ۔

۱۹۷- اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ کیا ان (منکرینِ حق) کے واسطے (صرف یہی) ایک بات (اس کی صداقت کی) سند نہیں کہ علماء بنی اسرائیل کو اس (کتاب) کا علم ہے ۔

۱۹۸- وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ۝ اور اگر ہم اسے کسی دوسرے شخص پر اتارتے جس کی زبان عربی نہ ہوتی،

۱۹۹- فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ اور وہ (نبی) اس کو پڑھ کر ان کو سناتا پھر بھی یہ اس پر ایمان نہ لاتے ۔

مُؤْمِنِيْنَ ○

۲۰۰- كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ○ؕ — اسی طرح ہم نے اس (انکارِ حق) کو ان نافرمانوں کے دلوں (کی گہرائیوں) میں داخل کر دیا ہے۔

۲۰۱- لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ○ۙ — یہ لوگ (ہرگز) اس (قرآن) پر ایمان نہ لائیں گے جب تک دردناک عذاب (اپنی آنکھوں سے) دیکھ نہ لیں۔

۲۰۲- فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ۙ — پھر (جب) وہ ان پر اچانک آجائے گا اور انہیں خبر بھی نہ ہوگی (کہ یہ آفت ناگہاں کہاں سے کیسے آگئی)

۲۰۳- فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ○ؕ — تو کہیں گے کیا ہم کو کچھ مہلت ملے گی (کہ اب ہم ایمان لے آئیں)۔

جب حضور اس طرح تبلیغ فرماتے تو کفار تمسخر سے پوچھتے کہ بھلا عذاب کب آئے گا، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

۲۰۴- اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ○ — کیا یہ لوگ ہمارے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں۔

۲۰۵- اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ○ۙ — (تو اے رسول) بھلا دیکھیے کہ اگر ہم ان (منکرینِ حق) کو برسوں فائدہ پہنچاتے رہیں،

۲۰۶- ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ○ۙ — پھر وہ (عذاب) جس کا ان سے وعدہ ہے آجائے،

۲۰۷- مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ○ؕ — تو یہ (دنیاوی) فائدہ جو وہ اٹھا رہے ہیں ان کے کسی کام نہ آئے گا۔

جس طرح سورہ کے شروع میں سرکار دو عالم سے خطاب تھا کہ آپ ان منکرین حق کے متعلق غمگین نہ ہوں کہ یہ ایمان کیوں نہیں لاتے، اسی طرح مختلف انبیاء کے واقعہ کی یاد دلانے کے بعد یہ بتایا جارہا ہے کہ گو کافر عذاب کے لیے بے چین ہیں لیکن جب عذاب آجائے گا تو یہ سارا عیش بھول جائیں گے۔ یہاں بھی گو خطاب حضور سے ہے لیکن مخاطب حضور کے ساتھ ان کی امت کے صالحین ہیں ان کو آگاہ کیا جارہا ہے کہ کافروں کے تمسخر کا جواب کس انداز سے دیں، ان کے ساتھ کس قسم کا برتاؤ ہو۔ ایمان والوں کے ساتھ ان کا انداز کیا ہو وہ ہر حال میں اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں۔

۲۰۸- وَمَآ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَرۡيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنۡذِرُوۡنَ ۛ
اور ہم نے کسی بستی کو غارت نہیں کیا مگر اس کے لیے (عواقب سے) ڈرانے والے (ان بستیوں میں موجود) تھے

۲۰۹- ذِكۡرٰى ۛ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيۡنَ ○
نصیحت کرنے کے لیے۔ اور ہمارا کام ظلم کرنا نہیں (یعنی پہلے ہدایت کے لیے اللہ کے نبی اس کے بندے لوگوں کو بداعمالیوں کے عواقب سے ڈراتے ہیں جب پھر بھی وہ راہ ہدایت پر نہیں آتے تب ہلاک کیے جاتے ہیں)۔

۲۱۰- وَمَا تَنَزَّلَتۡ بِهِ الشَّيٰطِيۡنُ ○
اور (یہ قرآن بھی لوگوں کی ہدایت کے لیے آیا) اس کو شیطان لیکر نہیں اُترے۔

۲۱۱- وَمَا يَنۢۡبَغِىۡ لَهُمۡ وَمَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ ؕ○
اور نہ یہ کام ان کے لائق ہے اور نہ وہ یہ کر سکتے ہیں (ان کی فطرت شر، فساد، انکار۔ قرآن از اول تا آخر ہدایت صداقت اور نور۔ اس کا شیطانوں سے کیا واسطہ)۔

نزولِ وحی کے لیے وہ انتظامات ہیں کہ شیطان کی کہیں رسائی نہیں کہ ایک حرف بھی سُن سکے

۲۱۲- اِنَّهُمۡ عَنِ السَّمۡعِ لَمَعۡزُوۡلُوۡنَ ؕ○
ان (شیاطین) کو تو (نزولِ وحی کے وقت) سننے کے مقام سے بہت دور کر دیا گیا ہے (سرکار دو عالم کے قلبِ منور تک شیطان کی رسائی کہاں وہ تو محروم ازلی ہے)۔

۲۱۳- فَلَا تَدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوۡنَ مِنَ الۡمُعَذَّبِيۡنَ ۚ○
تو (اے مخاطب) تُو اللہ کے ساتھ دوسرے کو معبود نہ پکار ورنہ تجھ پر بھی عذاب ہو گا (یہ خطاب بھی امت سے ہے)۔

اب تبلیغی منازل کا ذکر ہے، تبلیغ گھر والوں سے شروع کی جائے

۲۱۴- وَاَنۡذِرۡ عَشِيۡرَتَكَ الۡاَقۡرَبِيۡنَ ۙ○
اور (اے رسول پہلے) اپنے قریبی رشتہ داروں کو نصیحت کیجیے۔

۲۱۵- وَاخۡفِضۡ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۚ○
اور آپ اپنے متبعین ایمان والوں کے لیے اپنے (دونوں) بازو نیچے رکھیے (یعنی کھول دیجیے جو شفقت، حفاظت، نرمی، تواضع ومحبت کا اظہار ہے)

۲۱۶- فَاِنۡ عَصَوۡكَ فَقُلۡ اِنِّىۡ بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ۚ○
پھر اگر وہ آپ کی نافرمانی کریں تو (اپنا ہو یا پرایا صاف) کہہ دیجیے کہ میں تمہارے ان کاموں سے بیزار ہوں۔

۲۱۷- وَتَوَكَّلۡ عَلَى الۡعَزِيۡزِ الرَّحِيۡمِ ۙ○
اور آپ بڑے غلبہ والے رحیم (خدا) پر بھروسہ رکھیے (جس کے غلبہ اور

رحم کا ذکر گزشتہ رکوع میں بار بار کیا گیا ہے)

۲۱۸- الَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ۟ۙ (وہ اللہ) جو آپ کو دیکھتا ہے جب آپ (تنہائی میں رات کے وقت عبادت کے لیے) اٹھتے ہیں،

۲۱۹- وَ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ۟ اور (جب جلوت میں) نمازیوں کے درمیان آپ پھرتے ہیں (یعنی مقتدیوں کی دیکھ بھال فرماتے ہیں)۔

۲۲۰- اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۟ بے شک وہی (سب کچھ) سنتا (اور) جانتا ہے۔

آپ ان کفار سے فرما دیجئے کہ اللہ کے پیغمبروں کے پاس تو شیطان کا گزر نہیں ہوتا لیکن

۲۲۱- هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰی مَنْ تَنَزَّلُ الشَّیٰطِیْنُ ۟ؕ کیا میں تم کو بتا دوں کہ شیطان کن پر اترتے ہیں۔

۲۲۲- تَنَزَّلُ عَلٰی كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ ۟ۙ وہ ہر جھوٹے گنہگار پر اترا کرتے ہیں

۲۲۳- یُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَ اَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ۟ؕ جو سنی سنائی بات (اپنے مریدوں کے دلوں میں) ڈالتے ہیں اور ان میں سے بھی اکثر جھوٹے ہی ہوتے ہیں (خواہ یہ کاہن ہوں یا اپنے زعم باطل میں کوئی بڑے صاحبِ فراست)۔

اور اکثر لوگ شعراء کے کلام سے متاثر ہونا شروع ہو جاتے ہیں کہ یہ بھی ایک ذہین طبقہ ہے لیکن ان کی ہر بات سچی نہیں ہوا کرتی۔

۲۲۴- وَ الشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۟ؕ اور شعراء کی پیروی گمراہ لوگ ہی کرتے ہیں۔

۲۲۵- اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ ۟ۙ کیا تو نے نہ دیکھا کہ وہ ہر میدان میں سر مارتے پھرتے ہیں (قیاس آرائیاں اور طبع آزمائیاں کرتے رہتے ہیں حق و باطل سے واسطہ نہیں ہوتا۔ وہم جدھر جاتا ہے دوڑ جاتے ہیں۔ خطاب واحد سے مراد سب سے ہے)

۲۲۶- وَ اَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ ۟ۙ اور (لطف یہ ہے کہ) وہ ایسی باتیں کہتے ہیں جو وہ کرتے نہیں۔

۲۲۷- اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَكَرُوا اللّٰهَ مگر (ہاں) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور انہوں نے اللہ کی یاد (دل سے اور) کثرت سے کی اور جب ان پر ظلم کیا گیا اس کے بعد انہوں نے

كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ؑ ۝ ع ٣٦ ١٥

(حدودِ شرع میں رہ کر) بدلہ لیا (اور اگر یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول اور ان سے محبت کرنے والوں کی تعریف میں اشعار کہیں یا منکرینِ حق کی ہجو کریں تو کوئی مضائقہ نہیں) اور جن لوگوں نے ظلم ڈھا رکھا ہے (انکارِ حق پر ہمیشہ آمادہ رہتے ہیں) ان کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ ان کو کس جگہ لوٹ کر جانا ہے (ان کا کیا حشر ہونا ہے)۔

سُوْرَةُ النَّمْلِ

مکی ‏ ‏ ترانوے آیتیں ‏ ‏ سات رکوع

سورۂ شعراء میں طسم ایک آیت تھی، سورۃ النمل طس سے شروع ہوتا ہے جو آیت کا جزو ہے وہاں تلک اٰیٰت الکتٰب المبین تھا یہاں لفظ قرآن کے اضافہ کے ساتھ یوں ارشاد ہوتا ہے تلک اٰیٰت القراٰن وکتٰب مبین۔ خود سورۃ کی تمہید سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دونوں سورتوں کے مضامین میں ایک خاص ربط ہے اور اسی لیے ترتیب قرآنی میں سورۃ شعراء کے بعد سورۃ النمل کو جگہ دی گئی ہے۔

گذشتہ سورت میں مومن کی فطرت یعنی تبلیغ دینِ حق کا ذکر تھا، تبلیغ حق نام ہے ایک نیک خیال ایک اچھی بات کے کسی کے دل میں ڈالنے کی کوشش کا۔ بسا اوقات مبلغین کی تبلیغ کا خاطر خواہ اثر نہیں ہوتا، انہیں اس خیال سے رنج ہوتا ہے کہ شاید خود ان سے تبلیغ حق میں کوتاہی رہ گئی، اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ ایسا نہیں ہے، انبیاء علیہم السلام بھی تبلیغ فرماتے رہے لیکن اکثر لوگ جو ایمان لانے والے نہ تھے ایمان نہ لائے، تبلیغ میں سعی ضروری ہے۔ مسلمانوں سے شفقت و نرمی کا برتاؤ کرنا ہے تاکہ وہ دینِ حق پر مستقیم اور ثابت قدم ہو جائیں۔ منکرینِ حق کو ان کی بداعمالیوں پر خدا سے ڈرانا اور صبر کے ساتھ نصیحت کیے جانا پھر نتائج اللہ پر چھوڑنا ہے۔ جو نکتہ خصوصیت سے سورۂ شعراء میں ذہن نشین کرایا گیا وہ یہ تھا کہ ایسے خطرات سے ہوشیار رہو جو دل میں جاگزیں ہو کر گمراہی کا باعث بنتے ہیں۔ اس ضمن میں شعراء کے اس کلام کی طرف توجہ دلائی گئی جو محض قیاس آرائی اور طبع آزمائی ہوتی ہے حق سے اس کا دور کا واسطہ نہیں ہوتا جو ان کے خیال میں آتا ہے کہتے ہیں اس پر عمل سے ان کا تعلق نہیں ہوتا۔ اب سورۂ نمل میں ایک دوسرے اہم نکتہ کا ذکر ہے اور اسی لیے ترتیب میں یہ سورہ گذشتہ سورہ سے بالکل متصل ہے۔

یہاں بتایا جا رہا ہے کہ تبلیغ حق میں بھی ایک بات دل میں ڈالی جاتی ہے، وہ بات جس پر مومن کا ایمان اور عمل ہے، مومن اس خیال کو لے کر چل نکلتا ہے، یہ نیک خطرہ، کبھی کوئی نصیحت سن کر یا پڑھ کر آتا ہے کبھی

منجانب اللہ ایک خیال دل میں پیدا کیا جاتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے لیئے یہ وحی ہے اور صالحین کے لیے خطرۂ رحمانی، اس خطرۂ رحمانی پر نظر رکھنا ضروری ہے اور اس خطرۂ رحمانی کی صداقت کو ہمیشہ علم و حکمت یعنی قرآن و حدیث کی روشنی میں سمجھنا ضروری ہے۔ یہ واہمہ نہیں ہوتا جو شعراء کے کلام کا خاصہ ہے یہ الہام کی قسم ہے۔ حقیقت پر مبنی ہوتا ہے۔ اس پر عمل کرنے سے اسرار و انوار کھلتے ہیں۔ حقائق کا علم ہوتا ہے۔

گذشتہ رکوع میں انبیاء علیہم السلام کی کیفیت صبر کو نمایاں کیا گیا تھا یہاں ان کی شکر گزاریوں کے پہلو کو روشن کیا جارہا ہے، ہدایت کے ساتھ بشارت ملتی ہے، ایمان کے ساتھ ہی اللہ کی عنایات کی خوشخبری سنائی جاتی ہے اس میں بھی انبیاء علیہم السلام کے واقعات کا ذکر ہے لیکن دوسرے نہج سے، یعنی انہوں نے ہمیشہ وحی الٰہی اور خطرۂ رحمانی پر چل کر اپنی قوم کو احکام الٰہی کی طرف دعوت دی ہے، اسی سلسلہ میں ان کے تبلیغی مراحل کا ذکر آتا ہے اور تبلیغ کے لیے جس علم و حکمت کی ضرورت ہے اس پر روشنی ڈالی جاتی ہے بتایا جاتا ہے کہ اسلامی تصوف و حکمت اسلامیہ کیا ہے۔ ایمان لانے والوں کے لیے وعدے ہیں منکرین کے لیے وعید۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ — شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱۔ طٰسٓ ۚ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡقُرۡاٰنِ وَ کِتَابٍ مُّبِیۡنٍ ○ — طا سین (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) یہ آیتیں (جو آپ پر نازل ہو رہی ہیں، جو سنائی جاتی ہیں) قرآن (عظیم) کی ہیں اور روشن کتاب کی (آیتیں ہیں)

۲۔ هُدًی وَّ بُشۡرٰی لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ○ — (یہ آیتیں یہ قرآن، یہ کتاب) ایمان والوں کے لیے ہدایت اور بشارت ہے۔

گزشتہ سورہ میں منکرین کی کیفیت کے بیان پر زور تھا یہاں مومنین کی کیفیات پر زور ہے۔ سورہ انداز رحمت سے شروع ہوتا ہے، ان کیفیاتِ بشری کا ذکر ہو رہا ہے جو مومن کے ساتھ خاص ہیں یعنی

۳۔ الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ هُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ هُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ○ — جو نماز پڑھتے ہیں (حقوق اللہ کی حفاظت کرتے ہیں) اور زکوٰۃ دیتے ہیں (اللہ کے ساتھ اس کی مخلوق کا خیال رکھتے ہیں) اور آخرت پر یقین (کامل) رکھتے ہیں

۴۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ — جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے اعمال ان کی نظر میں خوشنما کر

زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ ۝ — دکھانے ہیں (وہ برائیوں کو بھلائی سمجھتے ہیں ہم نے بھی ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا ہے) پس وہ بھٹکے پھرتے ہیں (اپنے ہی خیالات میں ڈوبے اور مگن رہتے ہیں)

۵- أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ۝ — یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے بُرا (اور سخت) عذاب ہے اور آخرت میں بھی وہی سب سے زیادہ نقصان میں ہوں گے۔

۶- وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ۝ — اور آپ کو تو قرآن ایک بڑے حکمت والے دانا (یعنی آپ کے رب) کی طرف سے پہنچتا ہے۔

یہ قرآن جس اہتمام سے نازل کیا جارہا ہے، جس طرح آپ کے پاس پہنچایا جاتا ہے یہ چیز ہی اور ہے یہ عطاءِ خاص ہے۔ یوں تو ہر نبی کو وحی سے نوازا گیا لیکن اسی قدر جس کی ضرورت اس زمانہ میں تبلیغ کے لیے تھی۔ رہتی دنیا تک جو کتاب رہے گی وہ آپ کے لیے مخصوص کی گئی۔

موسیٰؑ کا واقعہ یاد دلایا جارہا ہے کس طرح پہلے ان کے دل میں ایک بات ڈالی گئی پھر وہ کس طرح اس پر چل کر منصب نبوت پر فائز ہوئے۔

۷- إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا سَآتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُم بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ۝ — جب موسیٰ نے اپنے گھروالوں سے کہا کہ میں نے ایک آگ دیکھی ہے (وہ آگ جو دوسروں کو نظر نہ آئی) میں عنقریب وہاں سے تمہارے پاس کچھ (راہ کی) خبر لاتا ہوں (شاید اس آگ کے قریب کوئی ہو جو ہم کو راستہ بتادے) یا جلتا ہوا انگارہ لے آؤں تاکہ تم گرما جاؤ (دیکھو نورِ محبت کو نارِ محبت کہا گیا ہے، جو دیکھا اسے انسیت سے تعبیر کیا گیا، جس میں انس و محبت کا پہلو مضمر ہے)۔

۸- فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَن بُورِكَ مَن فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ — پھر جب (موسیٰ) اس (نار) کے قریب پہنچے تو انہیں آواز دی گئی کہ بابرکت ہے وہ (ذات) جو آگ میں (تجلی فرما رہی) ہے اور وہ جو اس کے اردگرد ہے (یعنی زمین کا یہ ٹکڑا اور حضرت موسیٰ اور ملائکہ مقربین۔) اور (دیکھو آگ کو اللہ نہ سمجھنا) اللہ تو تمام جہانوں کا پروردگار پاک (بے نیاز) ہے۔

ہاں جو تم سے مخاطب ہے وہ میں ہوں

آیت نمبر ۷ حضرت موسیٰؑ کا واقعہ سورۂ طٰہٰ میں گزر چکا ہے، وہ مدین سے جاتے ہوئے راستہ بھول گئے، سردی سخت تھی اور رات اندھیری۔ اس آگ سے امید بندھی کہ شاید کوئی راستہ بتا سکے۔

۹۔ يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۙ

اے موسیٰ میں ہی اللہ ہوں زبردست حکمت والا۔ (جس کے تم شیدائی ہو)

۱۰۔ وَاَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۣ اِنِّىْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ڰ

اور اپنا عصا (تو) ڈال دو (موسیٰ نے عصا ڈال دیا) پھر جب اس کو دیکھا کہ وہ تیز حرکت کرنے والے پتلے سانپ کی طرح حرکت کر رہا ہے تو وہ (خوف طبعی سے) پیٹھ پھیر کر بھاگے اور مڑ کر بھی نہ دیکھا (ندا آئی) اے موسیٰ مت ڈرو۔ بے شک میرے پاس رسول ڈرا نہیں کرتے۔ (جب اللہ تمہارے پاس ہے تو خوف کس بات کا)۔

۱۱۔ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْۗءٍ فَاِنِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

مگر (ہاں) جس نے ظلم کیا اور پھر برائی کے بعد نیکی سے اس کی تلافی کی تو بے شک میں بخشنے والا مہربان ہوں (اشارہ یہ تھا کہ ہر چند تم سے ایک کافر کا بھولے سے خون ہوا تھا وہ ہم نے معاف کر دیا)۔

۱۲۔ وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاۗءَ مِنْ غَيْرِ سُوْۗءٍ ۣ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ

اور (اے موسیٰ) اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو (یعنی بغل میں دبا کر نکالو) تو وہ بلا کسی عیب کے سفید (روشن) ہو کر نکلے گا (غرض یہ) نو معجزات میں سے (دو معجزے) ہیں (جو تم کو عطا ہوئے ہیں ان کو لے کر) فرعون اور اس کی قوم کی طرف (جاؤ) بے شک وہ بڑے نافرمان لوگ ہیں۔

۱۳۔ فَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۚ

پھر جب یہ بصیرت افروز نشانیاں ان (نافرمان لوگوں) کے پاس پہنچیں (تو) وہ کہنے لگے یہ تو صریح جادو ہے۔

۱۴۔ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ؏ ۱۴/۱۶

اور ان (معجزات) کا انکار کر دیا (محض اپنی) بے انصافی اور غرور کے باعث، حالانکہ ان کے دلوں نے ان (معجزات) کا یقین کر لیا تھا۔ آخر دیکھئے کہ ان فساد پھیلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔

دوسرا رکوع

اب داؤد و سلیمان علیہما السلام کا ذکر آ رہا ہے جن کو غلبہ، قوت اور علم عطا ہوا اور جن کی

ذات میں اللہ نے نبوت اور بادشاہت دونوں کو جمع کیا۔ آپ کی تبلیغ ایک خاص حکیمانہ انداز لیے ہوئے ہے۔ دیکھو انہوں نے ذہن کو اسلامی تعلیمات سے مسخر کرنے میں علم اور حکمت دونوں سے کس طرح کام لیا۔ ان کو پرندوں سے لے کر جنات تک کی زبان پر قدرت تھی اور ہوائیں تک ان کی تابع تھیں، یہ اللہ کی عنایات ہیں جن سے اس نے اپنے انبیاء کو نوازا تاکہ وہ اللہ کا دین پھیلائیں۔

۱۵۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

اور بے شک ہم نے داؤد اور (ان کے بیٹوں میں سے ان کے جانشین) سلیمان کو ایک علم (خاص) عطا فرمایا اور وہ دونوں (بھی شکر گزار رہے) کہا کرتے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت دی (دیکھو یہ نہ فرمایا کہ سب پر فضیلت دی)۔

۱۶۔ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ○

اور سلیمان داؤد کے جانشین ہوئے۔ اور (انہوں نے علی الاعلان) کہا۔ اے لوگو (میرے رب کی طرف سے) ہم کو اڑتے ہوئے پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہر قسم کی چیزیں (اس عظیم الشان سلطنت کے قیام و تدبیر کے لیے) عطا ہوئی ہیں۔ بے شک یہ (اس کا) کھلا فضل ہے (ایسا واضح فضل ہے جو اظہر من الشمس ہے جس کو سب دیکھتے تھے کہ انسان، جن، پرند سب ہی حضرت سلیمان کے سامنے حاضر ہوتے)۔

۱۷۔ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ○

اور سلیمٰن کے سامنے جن اور انسان اور پرندوں کے لشکر جمع کیے جاتے پھر ان کی جماعتیں بنائی جاتیں (یعنی مختلف دستوں میں تقسیم کیے جاتے اور کاموں پر لگائے جاتے)۔

ان سب کا حضرت سلیمانؑ کے روبرو جمع ہونا ایک حکم کے تابع تھا۔ ایک بار فوجیں یوں ہی جمع ہوئیں ان کو کوچ کا حکم ہوا اور وہ روانہ ہوگئیں۔

۱۸۔ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ

یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کی ایک بستی پر سے گزریں تو ایک چیونٹی نے کہا۔ اے چیونٹیو! اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں سلیمان اور ان کا لشکر تم کو پیس نہ ڈالے اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔

سُلَيۡمٰنُ وَجُنُوۡدُهٗ ۙ وَهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ۝

چیونٹی کی یہ بات ہوانے، جو سلیمانؑ کے قابو میں تھی، حضرت سلیمانؑ کے کانوں تک پہنچا دی کہ نظام حکومت کے لیے ان کا ہر بات سے حتی الامکان باخبر رہنا ضروری تھا۔

۱۹- فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنۡ قَوۡلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوۡزِعۡنِىۡۤ اَنۡ اَشۡكُرَ نِعۡمَتَكَ الَّتِىۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَىَّ وَعَلٰى وَالِدَىَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰٮهُ وَاَدۡخِلۡنِىۡ بِرَحۡمَتِكَ فِىۡ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيۡنَ ۝

چنانچہ سلیمان اس (چیونٹی) کی اس بات پر مسکرا کر ہنس پڑے اور دعا کی کہ اے میرے پروردگار مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری ان نعمتوں کا ہمیشہ شکر گزار رہوں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر فرمائیں اور یہ (بھی توفیق دے) کہ ہمیشہ وہ نیک کام کیا کروں جو تجھے پسند ہو (مجھ سے بلا وجہ تیری مخلوق کو اذیت نہ پہنچے بلکہ فائدہ ہی ہو کہ اسی میں تری رضا ہے) اور مجھ کو (محض) اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل فرما۔

(معلوم ہوا کہ اگر کوئی کسی نیک بندے کے متعلق گمان بد بھی رکھے تو بسا اوقات اس کو باخبر کر دیا جاتا ہے، حضرت سلیمانؑ صالحین کی جماعت میں داخل ہونے کی دعا فرماتے ہیں رحمت کا واسطہ دیتے ہیں)

۲۰- وَتَفَقَّدَ الطَّيۡرَ فَقَالَ مَا لِىَ لَاۤ اَرَى الۡهُدۡهُدَ ۖ اَمۡ كَانَ مِنَ الۡغَآٮِٕبِيۡنَ ۝

اور (جب سلیمان علیہ السلام نے) پرندوں کا جائزہ لیا تو کہنے لگے کیا سبب ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا (کیا کہیں پرندوں کے جھنڈ میں مجھ کو نظر نہیں آتا) یا (حقیقت میں) وہ غائب ہی ہے۔

۲۱- لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيۡدًا اَوۡ لَاۡاَذۡبَحَنَّهٗۤ اَوۡ لَيَاۡتِيَنِّىۡ بِسُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍ ۝

(اگر وہ واقعی غیر حاضر ہے تو) میں اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر ڈالوں گا یا (پھر) وہ میرے سامنے (اپنی غیر حاضری کی) کوئی دلیل صریح (عذر معقول) پیش کرے۔

۲۲- فَمَكَثَ غَيۡرَ بَعِيۡدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمۡ تُحِطۡ بِهٖ وَجِئۡتُكَ مِنۡ سَبَاٍۢ بِنَبَاٍ

پھر تھوڑی ہی دیر میں وہ آگیا اور کہنے لگا کہ مجھے وہ بات معلوم ہوئی ہے جس کو آپ نے (بھی) نہ جانا اور میں آپ کے پاس (ملک) سبا کی ایک تحقیقی خبر لے کر حاضر ہوا ہوں۔

يَّقِيْنٍ ○

۲۳- اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ○

(خبر یہ ہے کہ) میں نے ایک عورت کو پایا کہ وہ ان لوگوں پر حکومت کرتی ہے اور اس کو ہر چیز (مال دولت، فوج وغیرہ سب) میسر ہے۔ اور اس کا ایک عظیم الشان تخت ہے۔

۲۴- وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ○

میں نے اس کو اور اس کی قوم کو اللہ کے سوا سورج کو سجدہ کرتے ہوئے پایا اور (یقیناً یہ ان کی غلطی ہے) ان کو شیطان نے ان کے اعمال خوشنما کر دکھلائے ہیں پس انہیں راہ (حق پر چلنے) سے روک دیا ہے تو وہ راہ ہدایت نہیں پاتے۔

اس طرح ہدہد نے سلیمان کو اس ملک و قوم کا پتہ دیا جس کا ان کو علم نہ تھا۔ ساتھ ہی اس کی اصلاح کی طرف ترغیب دی۔ اللہ جس کو جو علم دے اور جو کام لے وہی قادر مطلق ہے۔
نیز ہدہد نے اپنے وجدان فطری سے کہا۔

۲۵- اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ○

(یہ لوگ) اللہ ہی کو سجدہ کیوں نہیں کرتے جو آسمانوں اور زمین میں چھپی ہوئی چیز کو ظاہر کرتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے یا ظاہر کرتے ہو سب جانتا ہے۔
(ایسے معبود حقیقی کو چھوڑ کر ایک سورج کو سجدہ کرنا کیسی نادانی ہے)۔

۲۶- اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ (السجدۃ)

اللہ ہی (معبود حقیقی) ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عرش عظیم کا مالک ہے (وہ بڑے زبردست تخت حکومت و قدرت کا مالک ہے)

۲۷- قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○

(سلیمان نے) کہا اچھا ہم دیکھتے ہیں کہ تو نے (جو کہا) سچ کہا یا تو جھوٹوں میں سے ہے۔

(نوٹ: "اللھم اھدنا الصراط المستقیم" سجدۂ تلاوت کے بعد بھی پڑھنا چاہیے۔
(ہدہد نے ملکہ سبا کے تخت کو عرش عظیم سمجھا یہ اس کی نادانی تھی۔ اس سجدۂ تلاوت میں اس کی اصلاح بھی کر دی گئی اور یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ معبود حقیقی ایک ذات ہے وہی عرش عظیم کا مالک ہے، وہی سجدہ کے لائق ہے)۔

۲۸۔ اِذۡهَبۡ بِّكِتٰبِیۡ هٰذَا فَاَلۡقِهۡ اِلَیۡهِمۡ ثُمَّ تَوَلَّ عَنۡهُمۡ فَانۡظُرۡ مَاذَا یَرۡجِعُوۡنَ ○

(لے) یہ میرا خط لے جا اور اس کو ان کے پاس ڈال دے پھر ان کے پاس سے ہٹ جا اور دیکھ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

ہدہد خط لے گیا اور دریچہ سے ملکہ سبا کے کمرہ میں جا کر اس کے سینہ پر چپکے سے خط رکھ دیا ملکہ سبا نے جس کا نام مفسرین نے بلقیس لکھا ہے اپنے درباریوں کو جمع کیا اور

۲۹۔ قَالَتۡ یٰۤاَیُّهَا الۡمَلَؤُا اِنِّیۡۤ اُلۡقِیَ اِلَیَّ كِتٰبٌ كَرِیۡمٌ ○

(ملکہ سبا نے) کہا اے دربار والو! میرے پاس ایک بڑی بزرگی والا خط ڈالا گیا ہے۔

۳۰۔ اِنَّهٗ مِنۡ سُلَیۡمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور اس میں یہ ہے کہ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

۳۱۔ ع اَلَّا تَعۡلُوۡا عَلَیَّ وَاۡتُوۡنِیۡ مُسۡلِمِیۡنَ ○

(اور مضمون یوں ہے) کہ میرے (پیغام حق کے) مقابلہ میں سرکشی نہ کرو اور میرے پاس فرمانبردار ہو کر آجاؤ (یعنی مسلمان ہو جاؤ اور میری نبوت کا اقرار کرو)۔

تیسرا رکوع

حضرت سلیمان کا واقعہ جاری ہے، ملکہ نے درباریوں سے مشورہ طلب کیا۔

۳۲۔ قَالَتۡ یٰۤاَیُّهَا الۡمَلَؤُا اَفۡتُوۡنِیۡ فِیۡۤ اَمۡرِیۡ ۚ مَا كُنۡتُ قَاطِعَةً اَمۡرًا حَتّٰی تَشۡهَدُوۡنِ ○

کہا اے دربار والو میرے معاملے میں مجھے مشورہ دو (کہ ہم کو کیا کرنا چاہیے تم جانتے ہو کہ) میں کوئی (قطعی) فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم میرے پاس حاضر نہ ہو (اور صلاح نہ دو)۔

۳۳۔ قَالُوۡا نَحۡنُ اُولُوۡا قُوَّةٍ وَّاُولُوۡا بَاۡسٍ شَدِیۡدٍ ۙ۬ وَّالۡاَمۡرُ اِلَیۡكِ فَانۡظُرِیۡ مَاذَا تَاۡمُرِیۡنَ ○

وہ بولے ہم بڑے زور آور اور جنگجو ہیں (باقی) آپ کو اختیار ہے پس آپ جو حکم دیں اس پر غور فرمالیں۔

۳۴۔ قَالَتۡ اِنَّ الۡمُلُوۡكَ اِذَا دَخَلُوۡا

اس نے کہا (کہ لڑائی بذات خود کوئی اچھی چیز نہیں) جب بادشاہ کسی بستی میں

قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً ۚ وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ○ — داخل ہوتے ہیں تو اس کو تباہ کر دیتے ہیں اور اس کے معزز لوگوں کو ذلیل کرتے ہیں اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے۔

اس لیے مناسب یہ ہے کہ سلیمانؑ کے متعلق صحیح اندازہ کیا جائے کہ انہیں کیا پسند ہے اگر بادشاہ ہوگا تو تحفہ سے راضی ہوگا یا ملک کا خواہشمند ہوگا اور اگر وہ نبی ہیں تو اس پر مصر ہونگے کہ ہم مسلمان ہو جائیں۔

۳۵- وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِم بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ○ — اور (اس لیے) میں ان کے پاس ایک تحفہ بھیجتی ہوں پھر دیکھتی ہوں کہ قاصد کیا جواب لاتے ہیں۔

۳۶- فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِّمَّا آتَاكُم ۚ بَلْ أَنتُم بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ○ — پھر جب (قاصد ملکہ کے تحفہ کے ساتھ) سلیمان کے پاس پہنچا، انہوں نے کہا کیا تم مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو (مجھے یہ مال و دولت درکار نہیں)، مجھے جو اللہ نے دیا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تم کو دیا ہے بلکہ اپنے تحفہ سے تم ہی خوش رہو۔

اور فرمایا

۳۷- ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُم بِجُنُودٍ لَّا قِبَلَ لَهُم بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُم مِّنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ ○ — تم انکے پاس واپس جاؤ، ہم ان پر ایسے لشکروں کے ساتھ حملہ کریں گے کہ جن کا مقابلہ ان سے نہ ہو سکے گا اور ہم ان کو وہاں سے ذلیل کر کے نکالیں گے اور وہ (پسپا اور) خوار ہوں گے۔

ملکۂ سبا سلیمان علیہ السلام کے واضح اندازِ بیان سے سمجھ گئی کہ آپ کو قوتِ خداداد حاصل ہے کہ پرندے تک حکم بجا لاتے ہیں۔ آخر حضرت سلیمانؑ کے روبرو حاضر ہونے کا ارادہ کیا اور بڑے تزک و احتشام سے روانہ ہوئی جب ملک شام کے قریب پہنچی تو حضرت سلیمانؑ نے اپنے درباریوں سے

۳۸- قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَن يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ○ — فرمایا۔ اے سردارو تم میں (ایسا) کون ہے کہ اس کا تخت میرے سامنے لے آئے قبل اسکے کہ وہ فرمانبردار ہو کر میرے سامنے حاضر ہوں (اس طرح اس پر اظہارِ قدرت کے ساتھ یہ راز بھی آشکارا ہو جائے گا کہ اللہ کی معیت سلیمان کے ساتھ ہے یقیناً یہ اس کے نبی ہیں۔)

۳۹- قَالَ عِفْرِيتٌ مِّنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ — جنوں میں سے ایک طاقتور (تیز طرار) جن نے کہا میں اسے حاضر کیے دیتا ہوں

بِهٖ قَبۡلَ اَنۡ تَقُوۡمَ مِنۡ مَّقَامِكَ‌ۚ وَاِنِّىۡ عَلَيۡهِ لَقَوِىٌّ اَمِيۡنٌ ○

قبل اس کے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں (یعنی یہ اجلاس ختم ہو) اور میں اس (کام) کے لیے طاقت ور وامانت دار ہوں (اسے حاضر بھی کروں گا اور کوئی خیانت قطعی نہ ہوگی)۔

۴۰- قَالَ الَّذِىۡ عِنۡدَهٗ عِلۡمٌ مِّنَ الۡكِتٰبِ اَنَا اٰتِيۡكَ بِهٖ قَبۡلَ اَنۡ يَّرۡتَدَّ اِلَيۡكَ طَرۡفُكَ‌ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسۡتَقِرًّا عِنۡدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنۡ فَضۡلِ رَبِّىۡ ۖ لِيَبۡلُوَنِىۡۤ ءَاَشۡكُرُ اَمۡ اَكۡفُرُ‌ؕ وَمَنۡ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشۡكُرُ لِنَفۡسِهٖ‌ۚ وَمَنۡ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّىۡ غَنِىٌّ كَرِيۡمٌ ○

(حضرت سلیمان کے درباریوں میں سے) ایک شخص نے جس کے پاس علم کتاب تھا (یعنی جو نبی کا سچا متبع اور ان کے علم سے فیضیاب تھا خود کوئی نبی یا صاحبِ کتاب نہ تھا اس نے) کہا میں آپ کی آنکھ کے جھپکنے سے قبل ہی اسے حاضر کرسکتا ہوں۔ (اور حضرت سلیمان کا اذن پاتے ہی تعمیل کی) پھر جب (سلیمان علیہ السلام نے) اس (تخت) کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا یہ میرے رب کا فضل ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں اور جو شکر ادا کرتا ہے تو وہ اپنے (ہی فائدہ کے) لیے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو (خود اپنا نقصان کرتا ہے) میرا پروردگار بے نیاز، کرم فرمانے والا ہے (اسے کسی کی کیا حاجت)۔

(اس آیت کریمہ میں چند باتیں قابل غور ہیں:

۱۔ بتایا گیا کہ ناری کو جو طاقت دی گئی ہے اور بندۂ مومن کو جو طاقت عطا ہوئی اس میں کتنا فرق ہے۔
۲۔ جسے جو ملتا ہے وہ نبی کے اتباع سے ملتا ہے، نبی کو بھی اللہ ہی سے ملتا ہے، اس کی نظریں ہمیشہ مسبب پر رہتی ہیں سبب سے اٹھ جاتی ہیں خواہ وہ سبب اسم اعظم ہی کیوں نہ ہو۔
۳۔ اکثر بزرگوں نے "یاحی یاقیوم" اسم اعظم فرمایا ہے حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ صاحبِ کتاب نے جو فرما دیا وہی اسم اعظم ہے۔
۴۔ شکر کرتے رہنا، شکرگزار رہنا، یہی بندگی ہے۔ یہ سورہ ہی شکرگزاری کے مضامین سے معمور ہے۔)

حضرت سلیمانؑ نے بلقیس کی فہم کا اندازہ فرمانے کے لیے حکم دیا

۴۱- قَالَ نَكِّرُوۡا لَهَا عَرۡشَهَا نَـنۡظُرۡ اَتَهۡتَدِىۡۤ اَمۡ تَكُوۡنُ مِنَ الَّذِيۡنَ لَا يَهۡتَدُوۡنَ ○

کہا کہ اسکے تخت کی اس (ملکہ سبا) کے لیے (کچھ) صورت بدل دو، دیکھیں وہ پہچانتی ہے (حقیقت آشنا ہے) یا ان میں سے ہے جو راہ (حق) سے بھٹکے ہوئے ہیں (جن کو ایسی باتوں کا کبھی پتہ نہیں چلتا)۔

۴۲- فَلَمَّا جَآءَتۡ قِيۡلَ اَهٰكَذَا

پھر جب وہ (سفر طے کرتی ہوئی) آ پہنچی (تو اس سے) پوچھا گیا کیا آپ کا تخت

عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ۝

ایسا ہی ہے۔ اس نے جواب دیا گویا یہ وہی ہے۔ اور (اس آزمائش کی ضرورت ہی کیا ہے)، ہم کو اس سے قبل ہی (آپ کی شانِ نبوت کا) علم ہو چکا ہے اور ہم فرمانبردار ہو چکے ہیں۔

۴۳۔ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝

اور سلیمان نے اس کو ان چیزوں سے جن کی وہ اللہ کے سوا پرستش کرتی تھی روک دیا (اور اس سے قبل) وہ کافروں میں سے تھی۔

بلقیس کی تربیتِ دین حضرت سلیمانؑ نے شاہانہ انداز حکمت کے ساتھ جاری رکھی۔ اس کو حقائق کی طرف توجہ دلانا کافی تھا حقائق کے بیان کرنے کی زیادہ ضرورت نہ تھی پھر باطل عقائد دل سے ہمیشہ کے لیے اسی وقت محو ہوتے ہیں جب ذہنی طور سے بھی ان کا فریب کھل جائے۔

۴۴۔ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۬ ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ع ۳ / ۱۸

اس سے کہا گیا کہ دیوان خاص میں چلیے (جس کے فرش شیشوں سے مزین تھے اور جس کے نیچے پانی لہریں مارتا رہتا تھا، ملکہ سبا کی نظر پانی کی لہروں پر پڑی شیشہ کے فرش کا اسے خیال تک نہ گزرا) پھر جب اس (فرش) کو دیکھا تو سمجھی کہ گہرا پانی ہے اور (اس طرح پائنچے اٹھائے کہ) اپنی پنڈلیاں کھول دیں (سلیمانؑ نے) کہا یہ تو ایک محل ہے جس میں شیشے جڑے ہوئے ہیں۔ (جو کچھ نظر آتا ہے وہ فریب نظر ہے حقیقت کو پہچانو۔ ملکہ کو ندامت ہوئی کہ اب تک وہ زندگی میں کس قدر غلط فہمیوں میں مبتلا رہی اس نے سورج کو سجدہ کیا، رب کو نہ پہچانا فوراً) بول اٹھی لے میرے رب میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا (کہ تیرے سوا غیر کی عبادت کی) میں اللہ کے آگے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے (اور) سلیمان کے ساتھ (ان کی اتباع میں آکر) مسلمان ہوئی۔

چوتھا رکوع

انبیاء علیہم السلام پر اللہ کی عنایات کا ذکر تھا حضرت سلیمان کے ذکر میں دین و دنیا کے پُر رونق امتزاج کا ذکر ہوا اہل عالم دین کو چھوڑ کر صرف دنیا چاہتے ہیں تو ان کا وجود رحمت نہیں زحمت بن جاتا ہے وہ ظلم ڈھاتے ہیں، مخلوق خدا کو اذیت پہنچاتے ہیں اور خود سر ہو جاتے ہیں، ان کے پیش نظر صرف اپنے واہمے رہ جاتے ہیں اور وہی ان کے نظریۂ حیات بن جاتے ہیں، انہیں کو وہ حق سمجھنے لگتے ہیں، انسانیت کی

ترقی مسدود ہو جاتی ہے، اینٹ پتھر کی عمارتوں کی ترقیوں کو وہ انسانیت کی ترقی سمجھتے ہیں، ایسی حالت میں نبی کی ہدایت کے باوجود اگر وہ اپنی اصلاح نہ کریں تو تباہ ہو جاتے ہیں، قوموں کو ان سے سبق لینا چاہیے اور اپنا نصب العین محض تسخیر کائنات نہیں بلکہ علم سے حاصل کی ہوئی قوتوں اور صلاحیتوں کو راہ حق میں صرف کرنا ہونا چاہیے تاکہ تکمیل انسانیت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے میں ایک نبی بھیجا تاکہ وہ لوگوں کے لیے نمونہ بنے اور رہتی دنیا کے لیے نمونہ ہمارے آقا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس نکتہ کی وضاحت کے لیے چند قوموں کا ذکر ہے جو اپنی سرکشی اور ناعاقبت اندیشی کے باعث ہلاک ہوئیں۔

۴۵۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ○

اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے (ہم قوم) بھائی صالح کو بھیجا (اس پیغام کے ساتھ) کہ اللہ ہی کی عبادت کرو تو ناگاہ وہ دو فریق ہو کر (یعنی ایک مومن دوسرے منکر) آپس میں (پیغام حق کے بارے میں) جھگڑنے لگے۔

اور ایک گروہ نے طیش میں آکر کہا کہ اگر یہی دین سچا ہے تو پھر عذاب الٰہی آکیوں نہیں جاتا۔ اللہ کے پیغمبر نے انہیں ان کی جلد بازی سے بھی روکا۔

۴۶۔ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○

فرمایا اے میری قوم (تم کو کیا ہوا ہے) تم بھلائی سے پہلے برائی کی کیوں جلدی کرتے ہو۔ (اور) اللہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت کیوں نہیں طلب کرتے ہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے (اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے اور عنایات سے نوازے)۔

نبی قوم سے نحوست دُور کرنا چاہتا ہے اس کو اللہ کے فیوض و برکات کی طرف دعوت دیتا ہے قوم کی شامتِ اعمال کہ اس کو خیر بھی شر نظر آتا ہے۔

۴۷۔ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۚ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ○

انہوں نے (بجائے اصلاح کرنے کے بے گستاخانہ) جواب دیا (صالح!) ہم تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو منحوس (ہی) سمجھتے ہیں (انہوں نے) فرمایا تمہاری ہر نحوست (کا سبب) اللہ کے علم میں ہے بلکہ تم وہ لوگ ہو جن کی آزمائش ہو رہی ہے۔

۴۸۔ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ

اور شہر میں نو شخص (ایسے) تھے جو ملک میں فساد پھیلاتے رہتے اور

۴۸۔ جس طرح حضرت صالح کے زمانے میں ان کے شہر میں نو آدمی ملک میں فساد پھیلاتے رہے، اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مکہ میں نو آدمی اسلام کی بیخکنی پر آمادہ رہے مفسرین نے ان کے نام لکھے ہیں۔

رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ○

اصلاح نہ کرتے تھے (نہ اپنی نہ قوم کی)۔

انہوں نے حضرت صالحؑ کے قتل کا منصوبہ باندھا

۴۹۔ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ○

(کفر کے ان سرغنہ لوگوں نے) کہا کہ آپس میں قسم کھاؤ کہ ہم رات کو اس پر اور اس کے گھر والوں پر شبخون ماریں گے (اور ان کو قتل کر دیں گے) اور پھر ان کے وارثوں سے کہہ دیں گے کہ ہم تو ان کے گھر والوں کی ہلاکت کے وقت موجود ہی نہ تھے اور بیشک ہم سچ کہتے ہیں (اور اس طرح الزام سے بچ جائیں گے)۔

کفار نے سازش کر لی تھی اللہ انہیں ڈھیل دے رہا تھا کہ شرارت کا وبال خود بھگتیں۔

۵۰۔ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

اور انہوں نے ایک خفیہ سازش کی اور ہم نے (بھی) ایک خفیہ تدبیر کی اور ان کو خبر بھی نہ ہوئی (کہ وہ خود اپنے جال میں کیسے پھنسے جا رہے ہیں)۔

۵۱۔ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○

پھر دیکھ لیجئے ان کی سازشوں کا نتیجہ کیا ہوا (یہی) کہ ہم نے ان (سرداروں) کو اور ان کی قوم کو سب کو ہلاک کر ڈالا۔

۵۲۔ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○

اور یہ ان کے گھر ان کے ظلم کے باعث ویران پڑے ہیں۔ بے شک اس میں جاننے والوں کے لیے بڑی نشانی ہے۔

لوگوں کو اس سے سبق لینا چاہیے کہ ایک ہی بستی میں مومن و کافر تھے، کافر تباہ کیے گئے۔

۵۳۔ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ○

اور ہم نے ایمان والوں کو بچا لیا (یہ ان کی شکر گزاری کا صلہ تھا) اور وہ (خدا کی نافرمانی سے) بچتے رہتے تھے۔

اور اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کی ایک مثال ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اپنے نیک بندوں کو بڑی مصیبت اور ہر عذاب سے بچایا ہے۔

۵۴۔ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ

اور لوط کا واقعہ یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم بے حیائی کا کام

الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ○ کرتے ہو حالانکہ تم دیکھتے ہو (کہ یہ کیسا برا اور گندہ کام ہے)۔

۵۵۔ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ○ کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں پر للچا کر دوڑتے ہو۔ درحقیقت تم لوگ بالکل جاہل ہو۔

۵۶۔ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ○ لیکن ان کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ کہنے لگے کہ لوط کے گھر والوں کو اپنے شہر سے نکال باہر کرو یہ لوگ بڑے پاک صاف (پارسا) بنتے ہیں (پھر ہم ناپاکوں میں ان کا کیا کام)۔

۵۷۔ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ؗ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ○ پھر ہم نے ان کو (یعنی لوط کو) اور ان کے گھر والوں کو بچا دیا سوائے ان کی بی بی کے جس کے متعلق فیصلہ ہو چکا تھا کہ وہ رہ جانے والوں میں ہو گی (کیونکہ وہ اسلام نہ لائی تھی)

۵۸۔ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ○ ع اور ان پر ہم نے (خوفناک) مینہ برسایا (یعنی پتھر برسائے) اور یہ بری بارش تھی جو ان لوگوں پر ہوئی جو اللہ کے غضب سے ڈرائے جا چکے تھے۔

غرض بقول شاہ صاحبؒ سرکار دو عالمؐ کے ساتھ جو واقعات پیش آئے ان کا ذکر بالترتیب تین واقعات میں کیا گیا، حضرت سلیمانؑ کے قصہ میں کفار نے کہا "ہم بڑے زور آور اور جنگجو ہیں (ہم سے مقابلہ آسان نہیں)" فتح مکہ کے وقت یہی قریش نے کہا۔ حضرت صالحؑ کو نو سرداروں نے مارنے کا قصد کیا، سرکار دو عالمؐ کے بھی نو سردار دشمن تھے، تمام سرداروں نے چاہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں آپ صاف نکل گئے۔ قوم لوط نے چاہا کہ پیغمبر کو شہر سے نکال دیں، یہی مکہ والے چاہ چکے تھے۔ لیکن اللہ کے حکم سے حضور نے ہجرت کی اور یہی ہجرت فروغ دین اور فتح مکہ کا باعث بنی۔ تبلیغ حق میں ثابت قدم بندوں کو بھی سرکار دو عالمؐ کے صدقہ میں عنایات الٰہی سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ یہ عنایات جس قسم کی ہوں اللہ ہی جانتا ہے۔

پانچواں رکوع

ان شکر گزار بندوں کے ذکر کے بعد جو اللہ کی تسبیح و ثنا میں مشغول راہ حق دکھانے میں سرگرم عمل

ہیں اللہ تعالیٰ اپنے ان نیک بندوں پر سلامتی بھیجتا ہے اور اپنی پسندیدگی کا اظہار فرماتا ہے اور پھر اللہ کی وحدانیت کا بیان شروع ہو جاتا ہے جس سے بیسویں پارہ کا آغاز ہے۔

۵۹۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ۭ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

آپ فرما دیجیے تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے اور اس کے ان بندوں پر سلام ہے جن کو اسی نے چن لیا (پسند فرمالیا، الطاف کریمانہ سے نوازا) بھلا (قادر مطلق) اللہ بہتر ہے یا وہ (مجبور) جنہیں یہ (اس کا) شریک ٹھہراتے ہیں۔

پارہ ۔ ۲۰

اَمَّنْ خَلَقَ

۶۰۔ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝

(لوگو!) بھلا (دیکھو تو) کس نے آسمان وزمین بنائے اور (کس نے) تمہارے لیے آسمان سے پانی اتارا؟ (ہم نے) پھر ہم نے اس کے ذریعہ پُررونق باغ اُگائے (ورنہ اس زمین اور بارش کے باوجود) تمہارا کام نہ تھا کہ تم اس سے درختوں کو اگاتے۔ (اب سوچو) کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے ؟ (اے رسول ان کے پاس اس کا کچھ جواب نہیں) حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ راہِ (حق) سے اعراض کرتے ہیں (دوسروں کو خدا کے برابر ٹھیراتے ہیں)

۶۱۔ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

بھلا (بتاؤ تو) کس نے زمین کو (جائے) قرار (وقیام) بنایا اور (کس نے) اس کے درمیان میں نہریں بنائیں اور (کس نے) اس (زمین کو ٹھیرانے) کے لیے بھاری پہاڑ بنائے اور (کس نے) دو دریاؤں کے درمیان (ایک لطیف) حجاب بنایا۔ (اب بتاؤ) کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے (ان کے پاس اس کا بھی جواب نہیں۔ اے رسول) حقیقت یہ ہے کہ ان میں اکثر (بات) سمجھتے ہی نہیں۔

۶۲۔ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝

(ان سے پوچھیے) بھلا مضطرب کی التجا کو جب وہ اسے پکارتا ہے کون سنتا ہے اور (کون اس کے) دُکھ درد کو دُور کرتا ہے اور (کون) تم کو زمین پر (گزشتہ امتوں کا) جانشین بناتا ہے (پھر پوچھیے) کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے (تم جواب کیا دوگے) تم لوگ غور ہی بہت کم کرتے ہو۔

۶۳۔ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ

بھلا کون تم کو خشکی اور تری کی تاریکیوں میں راستہ بتاتا ہے اور کون اپنی رحمت (بارش) سے قبل ہواؤں کو خوشخبری دے کر بھیجتا ہے (کہ آنے والی رحمت کی

الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ؕ

نشانیاں قلب پر منکشف ہونے لگتی ہیں اب بتاؤ) کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے ؟ (حقیقت یہ ہے کہ اللہ ان کے شرک سے بہت بلند و برتر ہے۔

۶۴- اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

بھلا کون ہے جو مخلوقات کو پہلی بار پیدا کرتا ہے (اور) پھر دوبارہ پیدا فرمائیگا۔ اور کون تم کو آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے (یہ اللہ ہی کی ذات ہے) کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے (ہرگز نہیں) (پھر اگر یہ ایمان نہیں لاتے تو اے رسول ان سے) فرما دیجئے کہ اگر سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو۔

۶۵- قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ

آپ فرما دیجئے اللہ کے سوا جو کوئی بھی آسمانوں اور زمین میں ہے وہ غیب کی بات نہیں جانتا اور نہ وہ یہ جانتے ہیں کہ وہ کب (زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے۔

۶۶- بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ع

بات یہ ہے کہ آخرت کے معاملہ میں ان کا علم تھک کر رہ گیا ہے (ادراکِ حقیقت سے قاصر رہا) بلکہ یہ اس کے متعلق شبہ میں پڑے ہیں، بلکہ (یوں سمجھو کہ) وہ اس کی طرف سے اندھے ہو رہے ہیں۔ (آخرت کا علم ایمان ہی سے حاصل ہوتا ہے اور اس نورِ ایمان سے ان کی چشمِ بصیرت محروم ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ شک میں پڑے ہیں، علم کی ہر صفت سے محروم ہیں، نہ یقین نہ بصیرت، نہ نورانیت)۔

چھٹا رکوع

گزشتہ آیت میں بتایا گیا کہ آخرت کے متعلق ان کا علم ادراکِ حقیقت سے قاصر ہے۔ ان کے شکوک کے ازالہ کے لیے آخرت کے متعلق مزید بیان جاری ہے۔

۶۷- وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ

اور جو لوگ کافر ہیں (حیرت سے) کہتے ہیں کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا خاک ہو جائیں گے تو کیا پھر (زندہ کر کے) نکالے جائیں گے۔

۶۸۔ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ○

(ان منکرینِ آخرت کا کہنا ہے کہ) اس کا وعدہ تو ہم سے اور ہمارے باپ دادوں سے پہلے سے ہوتا چلا آیا ہے (لیکن ہم نے تو قیامت دیکھی نہیں) بس یہ تو اگلے لوگوں کی (ڈرانے دھمکانے کے لیے بنائی ہوئی) کہانیاں ہیں۔

۶۹۔ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ○

(آپ ان سے) فرمائیے ذرا زمین کی سیر کرو پھر دیکھو کہ گنہگاروں کا کیا انجام ہوا۔ (مانا کہ قیامت ابھی نہیں آئی لیکن کیا ان کو نیست و نابود نہ کر دیا گیا)۔

۷۰۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ○

اور (اے رسول) آپ ان (کے احوال) پر غمگین نہ ہوں اور نہ ان کے (مکر و) فریب سے تنگدل ہوں۔

ان کی کج بحثی ختم نہ ہوگی یہ لوگ تو طرح طرح کے سوال کرتے ہی رہیں گے۔

۷۱۔ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

اور یہ کہتے ہیں کہ وہ وعدہ (قیامت) کب (پورا) ہوگا۔ اگر تم سچے ہو (تو وہ عذاب کیوں نہیں آجاتا)۔

۷۲۔ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ○

آپ فرما دیجئے کہ کیا عجب ہے کہ وہ (عذاب) کچھ قریب ہی آپہنچا ہو، جس کی تم جلدی مچا رہے ہو۔

۷۳۔ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ○

اور (اگر عذاب میں دیر ہوتی ہے تو یہ بھی اس کا کرم ہے کہ) بے شک آپ کا رب لوگوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے لیکن ان میں اکثر شکر ادا نہیں کرتے۔

۷۴۔ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ○

اور بے شک آپ کا رب (خوب) جانتا ہے جو کچھ انکے سینوں میں پوشیدہ ہوتا ہے اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں (یعنی کفار کی حق ناشناسی اور ناشکری کے پوشیدہ اور ظاہری اسباب سے بھی وہ واقف ہے)۔

۷۵۔ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○

اور آسمان اور زمین میں (ایسی) کوئی پوشیدہ بات نہیں جو اس کی کتابِ روشن (لوحِ محفوظ) میں (تحریر) نہ ہو۔

سرکارِ دو عالم کی بعثت کے وقت بنی اسرائیل کے علماء مذہبی امور میں سند سمجھے جاتے تھے لیکن وہ خود اکثر امور میں ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے اور حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے۔

قرآن نے ان حقائق کا اظہار فیصلہ کن انداز سے کر دیا جن کا تعلق انبیاء علیہم السلام کی زندگی یا مذہب سے تھا۔

۷۶۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِىْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِىْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ○

بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل سے ان باتوں میں سے اکثر باتیں بیان کر دیتا ہے جن میں وہ اختلاف رکھتے ہیں۔

۷۷۔ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○

اور بے شک ایمان والوں کے لیے (تو) یہ ہدایت اور رحمت ہے (مومن کو حقائق کا علم بھی اسی قرآن سے ہوتا ہے، اور امید رحمت بھی اسی سے ہے)۔

اور یہ اہل کتاب قرآن کی ہدایات اور حقائق پر ایمان نہ لائیں گے لیکن قیامت کے دن

۷۸۔ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِىْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ○

یقیناً آپ کا رب اپنے حکم سے ان میں فیصلہ فرما دے گا اور وہ غلبہ والا، علم والا ہے۔

(اس کے حکیمانہ اور حاکمانہ فیصلہ کے سامنے وہ عاجز ہوں گے یہاں ایک مدت تک ان کو ڈھیل ہے جو چاہیں کہیں)۔

۷۹۔ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ○

پس آپ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں، بے شک آپ ہی صریح حق پر ہیں (جو راستہ آپ نے اختیار فرمایا وہی سیدھا کھلا ہوا صاف حق کا راستہ ہے اہل ایمان، علماء بنی اسرائیل کے کہنے سننے سے متاثر نہ ہوں اللہ پر بھروسہ رکھیں اس کی ہدایت اس کی رحمت مسلمانوں کے ساتھ ہے)۔

۸۰۔ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ○

بے شک (اے رسول) آپ مُردوں کو (یعنی جن کفار کے قلوب مُردہ ہیں ان کو اپنی بات) نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو (یعنی نہ ان کفار کو) جب وہ پیٹھ پھیر کر چل دیتے ہیں آپ اپنی آواز سُنا سکتے ہیں۔

(یعنی اگر بہرہ روبرو ہو تو اشارہ سے کچھ سمجھے مگر جب کہ اس نے پیٹھ دی (پیٹھ پھیر کر چل دیا) تو پھر وہ آواز ہرگز نہیں سنے گا۔ ویسے ہی یہ کافر ہیں کہ ان کے کان بہرے ہیں اور تجھ سے بیزار ہیں پھر کیونکر تیری بات سُنیں گے۔ موضح القرآن)

۸۱۔ وَمَآ اَنۡتَ بِهٰدِى الۡعُمۡىِ عَنۡ ضَلٰلَتِهِمۡ‌ؕ اِنۡ تُسۡمِعُ اِلَّا مَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ‏

اور (اسی طرح) آپ نہ (دل کے) اندھوں کو ان کی گمراہی سے نکال کر راہ (ہدایت) دکھا سکتے ہیں۔ آپ تو انہیں کو (نصیحت کی بات) سنا سکتے ہیں جو ہماری باتوں پر یقین رکھتے ہیں پس وہی فرمانبردار ہیں (وہی ان نصیحتوں پر عمل کرتے ہیں)۔

بتایا یہ جا رہا ہے کہ تبلیغ میں بھی صرف مبلغ کا اخلاص اس کی حکمت اس کا اندازِ بیان کافی نہیں جب تک لوگوں میں بھی قبولِ حق کی استعداد کسی نہ کسی حد تک موجود نہ ہو لیکن جو اس سے بالکل محروم ہیں جن کے قلوب مردہ، آنکھیں نورِ ایمان کے دیکھنے سے قاصر، کان سمع قبول نہیں رکھتے وہ حق پر نہیں آتے یہ تو اس وقت کوئی بات سمجھتے ہیں جب آفت سر پر آجائے۔ مثلاً قیامت سے قبل جب کہ کاصفا پہاڑ پھٹے گا اور اس میں سے ایک جانور نکلے گا اور بتائے گا کہ اب قیامت نزدیک ہے، اور مومن و کافر کو جدا جدا کردے گا تب ان کو ہوش آئے گا، لیکن تب ماننا نہ ماننا برابر ہوگا آئندہ آیت میں اسی کا ذکر ہے

۸۲۔ وَاِذَا وَقَعَ الۡقَوۡلُ عَلَيۡهِمۡ اَخۡرَجۡنَا لَهُمۡ دَآبَّةً مِّنَ الۡاَرۡضِ تُكَلِّمُهُمۡ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوۡا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوۡقِنُوۡنَ ‏(ع ۱۶ / ۲)

اور جب (قیامت کی گھڑی قریب آجائے گی اور) ان پر وعدہ (عذاب) پورا ہونے کو ہوگا (اس وقت) ہم ان کے لیے زمین میں سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گا اس لیے کہ (ایک مردِ مومن کے کہنے سے تو) یہ لوگ ہماری نشانیوں پر یقین نہ کرتے تھے۔ (اب جانور کی بات پر یقین کریں گے)۔

ساتواں رکوع

سورہ کے اس آخری رکوع میں آخرت کے مضمون پر خصوصیت سے زور دیا گیا ہے کہ کفار کو سب سے زیادہ عجیب چیز قیامت اور قیامت میں لوگوں کا حساب و کتاب معلوم ہوتا تھا۔ رکوع میں خدا کی کبریائی کا بیان ہے کہ اس قادرِ مطلق کے لیے کوئی بات مشکل نہیں، حشر و نشر برحق ہے۔ لوگوں کے اعمال کا حساب و کتاب ہوگا اللہ کی جانب سے آخری نبی آچکے جو مخبر صادق ہیں اور آخری کتاب آچکی جو حق ہے، دونوں سراسر ہدایت و رحمت ہیں۔ جو ان کا فرمانبردار ہوا اس نے فلاح پائی، جس نے انکار کیا خود تباہ ہوا۔ اللہ کی قدرت کی نشانیاں تو بہر حال ظاہر ہو کر رہیں گی اور ان کی صداقت ثابت ہو کر رہے گی۔

۸۳۔ وَيَوۡمَ نَحۡشُرُ مِنۡ كُلِّ اُمَّةٍ

اور (اے رسول آپ ان کو وہ دن بھی یاد دلائیے) جس دن ہم ہر امت میں سے

فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ○

ایک جماعت کو جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتی تھی جمع کریں گے پھر (اپنے گناہوں کے اعتبار سے) وہ جماعت در جماعت تقسیم کیے جائینگے۔

۸۴۔ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

یہاں تک کہ جب سب حاضر ہوجائیں گے (اور اللہ ان سے) فرمائے گا کیا تم میری آیتوں کی (یعنی میرے کلام، میرے نبی اور معجزات کی) تکذیب کیا کرتے تھے، اور تم ان کو اپنے احاطۂ علمی میں بھی نہ لائے تھے (بلا سوچے سمجھے انکار پر کمر بستہ رہے) بلکہ (یاد کرو کہ تم) اور بھی کیا کیا کام کرتے رہے۔

۸۵۔ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ○

اور ان پر ان کی شرارتوں کے باعث (عذاب کا) وعدہ پورا ہوکر رہے گا پھر یہ لوگ کچھ نہ بول سکیں گے۔

۸۶۔ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم نے رات کو بنایا تاکہ لوگ اس میں سکون حاصل کریں اور دن کو روشن بنایا (کہ لوگ اپنے کام کاج کریں)، بے شک اس میں ایمان والوں کے لیے (بڑی) نشانیاں ہیں (زندگی اسی لیل و نہار کے تغیرات سے عبارت ہے ہر ظلمت کے بعد نور، ہر عروج کے بعد زوال، ہر زوال کے بعد عروج ہے)۔

۸۷۔ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ○

اور جس دن صور پھونکا جائے گا تو (ہر ذی حیات) جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے گھبرا جائے گا سوائے اس کے جس کو اللہ چاہے (اللہ اس دن بھی جس کو چاہے گا سکون عطا فرمادے گا، شور قیامت بھی مومنوں کے تسکین پائے ہوئے قلوب کو مضطرب نہ کرسکے گا) اور سب ہی (اس دن) اللہ کے سامنے عاجزی سے حاضر ہوجائیں گے۔

۸۸۔ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ○

اور (اے انسان) تو پہاڑوں کو دیکھ کر سمجھتا ہے کہ وہ مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں اور (اپنی جگہ سے) ہل نہیں سکتے لیکن قیامت کے دن یہ عالم ہوگا کہ) وہ بادلوں کی طرح اڑتے پھریں گے (یہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہوکر ہوا میں اڑ رہے ہوں گے حقیقت یہ ہے کہ) یہ اللہ کی کاریگری ہے کہ اس نے ہر چیز کو (اس کی کیفیت کے مطابق) مستحکم بنایا ہے (اس دن کو نہ بھولو) اس کو علم ہے جو کچھ تم کرتے ہو (وہ تمہاری فطرت سے بھی واقف ہے اور تمہارے اعمال سے بھی)۔

یاد رکھو یہ وزنِ اعمال کا دن ہوگا اور اس دن

۸۹- مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ○

جو کوئی نیکی لے کر (یعنی دولتِ ایمان و عمل کے ساتھ) حاضر ہوگا اس کے لیے اس (کی نیکی اور اس کے عمل خیر) سے بہتر اجر ملے گا۔ اور ان کو اس دن گھبراہٹ سے امن ہوگا (کہ ایمان ہی امن میں لاتا ہے)

۹۰- وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ۭ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

اور جو بُرائی لے کر آئے گا (یعنی کفر میں مبتلا ہوگا) تو وہ آگ میں اوندھے منہ ڈالا جائے گا۔ (اور ان سے کہا جائے گا کہ) تم کو انہیں اعمال کا بدلہ مل رہا ہے جو تم (دنیا میں) کرتے رہتے تھے۔

آپ فرما دیجئے، میرا کام بندگی، میری فطرت تبلیغ ہے۔

۹۱- اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ۡ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○

مجھ کو تو یہی حکم ملا ہے کہ اس شہر (مکہ معظمہ) کے رب کی بندگی کروں جس نے اس کو محترم بنایا اور (اگرچہ خانۂ کعبہ کو بیت اللہ کہتے ہیں لیکن حق یہ ہے کہ) ہر ایک شے اسی کی ہے اور مجھ کو یہی حکم ملا ہے کہ (اپنے پروردگار کا) فرمانبردار رہوں

۹۲- وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ○

اور یہ کہ قرآن پڑھ کر سنایا کروں (کہ حقِ تبلیغ ادا ہو) پس جو راہ (حق) اختیار کرتا ہے وہ اپنے ہی بھلے کو راہ پر آتا ہے اور جو (راہِ حق سے) بھٹک گیا تو آپ اس سے فرما دیں کہ میں تو بس (دیگر پیغمبروں کی طرح اعمال اور عقائد فاسدہ کے بُرے نتائج سے) ڈرانے والا ہوں (جو نہ ماننے گا خود نقصان اُٹھائے گا)۔

۹۳- وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ ع ۱۱/۳

اور آپ فرما دیجئے (کہ اللہ کو کسی کی بندگی کی حاجت نہیں وہ سب کی تعریفوں سے بلند و بالا ہے حقیقت یہ ہے) تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، وہ جلد ہی تم کو اپنی (قدرت کاملہ کی) نشانیاں (خواہ تمہارے وجود میں یا خارجی زندگی میں) دکھائے گا تو تم ان کو پہچان لوگے (اور دین حق کی صداقت کی گواہی دوگے پیغمبروں کی عظمت تم پر کھلے گی لیکن وہ تمہارے اس وقت کچھ کام نہ آئے گی) اور (اے انسان) تیرا رب ان کاموں سے بےخبر نہیں جو تم (لوگ) کرتے ہو۔ (وہ خوب جانتا ہے کہ تم کیا کر رہے ہو اور تم کو اس کا کیا خمیازہ اٹھانا پڑے گا)۔

سُورَةُ الْقَصَصِ

مکی اٹھاسی آیتیں نو رکوع

فرقان سے قرآن میں ڈالا گیا، پھر شعر سے الگ کیا اور تبلیغ کی راہوں سے آگاہ کیا۔ اب قصص میں لارہا ہے۔ یہ سورہ بھی طا سین میم۔ تلك آيت الكتب المبين، سے شروع ہوتا ہے، وہی آیتِ کریمہ ہے جس سے اس منزل اور سورۃ الشعراء کی ابتداء ہوئی تھی، انہیں ابدی حقائق کا ذکر ہے جن کی تبلیغ کے لیے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے، وہی صاف صاف عام فہم باتیں ہیں جن سے لوگوں کو آگاہ کرنا منظور رہے۔ غیر اللہ کے پرستاروں کے لیے اور اس شخص کے لیے جس نے حصولِ لذت اور نفسانیت کو اپنا مقصدِ حیات قرار دیا ہے یہ قصص درسِ عبرت ہیں لیکن اہلِ ایمان کے لیے یہ موجبِ تسکین ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ایک قوم مادیت میں بہ جائے خدا کے پرستاروں کی جماعت کو کچھ عرصہ کے لیے کمزور بنا دے، لیکن وہ اس کو فنا نہیں کرسکتی۔ ان کی متحدہ طاقتوں کے مقابلہ کے لیے ایک مردِ مومن کی تربیت کس انداز سے ہوتی ہے اسے کن قوتوں سے آراستہ کیا جاتا ہے اس کی کیفیات کیا ہوتی ہیں، وہ کیسا ہوتا ہے۔ اس کی تفسیر قرآن ہی میں ملے گی۔ اس سلسلہ میں تفصیل سے حضرت موسیٰؑ کے واقعہ کا ذکر کیا گیا کہ حضورؐ سے پہلے کسی کو ان واقعات کا صحیح علم نہ تھا، ساتھ ہی انبیاء علیہم السلام کے مبعوث کرنے کی مصلحت پر روشنی ڈالی گئی اور اہلِ ایمان کو اقوام کی ترقی اور تباہی کا راز بتا دیا گیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ — شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان، نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ طٰسٓمّٓ ○ — طا۔ سین۔ میم۔

۲۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ○ — یہ کتاب روشن کی آیتیں ہیں (حق و باطل کو جدا کرنے والی ہیں۔ یہ سورہ، یہ قرآن کی عام فہم آیتیں ہیں اور ان کے مطالب واضح ہیں)۔

۳۔ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ — (اے رسول)، ہم آپ کو موسیٰ و فرعون کا کچھ واقعہ ان لوگوں کے لیے صحیح صحیح سناتے ہیں جو ایمان رکھتے ہیں (یقین کرتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں۔ تاکہ ہر چند وہ کمزور ہوں لیکن یہ نہ بھولیں کہ اللہ کی نصرت اہلِ ایمان ہی کے ساتھ ہے، مومن ہی کامیاب ہوں گے)۔

۴۔ إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ○

(واقعہ یوں ہوا کہ) فرعون زمین میں (اپنے کفر وانکار میں) بہت بڑھ گیا تھا اور اس نے وہاں کے لوگوں کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر رکھا تھا، ان میں سے ایک گروہ کو کمزور کر رکھا تھا۔ (یہ بنی اسرائیل کا گروہ تھا) جس کے بیٹوں کو وہ ذبح کر دیتا اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا (اس طرح وہ نسائیت اور ارضیت کو ترقی دینے اور جوہر انسانیت کو ختم کرنے کے درپے تھا) بے شک وہ (زمین میں) بڑی خرابی پیدا کرنے والوں میں سے تھا۔

۵۔ وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ○

اور ہم چاہتے تھے کہ ان لوگوں پر احسان کریں جن کو ملک میں بالکل کمزور کر دیا گیا تھا اور یہ کہ ان کو سردار بنا دیں اور (فرعون کے ملک وسلطنت کا) ان کو وارث بنا دیں۔

۶۔ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ ○

اور (ہم نے چاہا کہ) ان کو (ملک میں) قوت بخشیں اور فرعون اور (اس کے ہمنوا) ہامان اور ان دونوں کے لشکروں کو ان (بظاہر کمزور لوگوں) کے ہاتھوں وہ (انجام) دکھا دیں جس کا ان کو ڈر تھا (اور جس کے خطرے کی وجہ سے وہ بنی اسرائیل کی نرینہ اولاد کو مار ڈالتے تھے)

۷۔ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ ۖ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۖ إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ○

چنانچہ ہم نے موسیٰ کی ماں کو حکم بھیجا کہ اس (بچہ) کو دودھ پلاتی رہو پھر جب تم کو اس کے متعلق کچھ اندیشہ پیدا ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور نہ تو اپنی جان کا خوف کرنا اور نہ (موسیٰ ہی پر) غمگین ہونا۔ ہم اس کو تمہارے پاس (زندہ وسلامت) پہنچا دیں گے، اور اس کو پیغمبروں میں سے بنا دیں گے۔

چنانچہ موسیٰؑ کی ماں نے موسیٰؑ کو دریا میں ڈال دیا

۸۔ فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا ۗ إِنَّ

پھر فرعون کے لوگوں نے اس (بچہ) کو اٹھا لیا تاکہ وہ ان کے لیے ان کا دشمن اور (موجب) غم ہو (اتنا نہ سمجھے کہ شاید یہی بچہ ان کا قاتل ہو)

فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِئِيْنَ ○

بے شک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر سے (بڑی) چوک ہوئی (کسی کو خطرے کا احساس تک نہ ہوا)

دیکھو انسانی تدبیروں سے تقدیر الٰہی بدلا نہیں کرتی، درحقیقت وہ سرے سے غلطی پر تھے

۹- وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ۭ لَا تَقْتُلُوْهُ ڰ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

اور فرعون کی بی بی (کے دل میں اس کی محبت پیدا ہوئی اور اس) نے (فرعون سے) کہا کہ یہ (بچہ) تو میرے اور تمہارے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل نہ کرنا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ ہمارے کام آئے یا ہم اسے اپنا بیٹا ہی بنا لیں اور (جب وہ یہ مشورہ کر رہے تھے) ان کو (انجام کی) خبر نہ تھی۔

۱۰- وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ۭ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

اور (ادھر جب موسیٰ کو صندوق میں لٹا کر دریا میں ڈال دیا تو) موسیٰ کی ماں کا دل (صبر و قرار سے) خالی تھا (ان کے دل میں محبت کی وہ تڑپ تھی کہ) قریب تھا کہ وہ اپنی بے قراری کو ظاہر کر دیں (اور یقیناً ان سے صبر ممکن نہ تھا) اگر ہم نے ان کے دل کو مضبوط نہ بنا دیا ہوتا، تاکہ وہ (ہمارے وعدہ پر) یقین کرنے والوں میں رہیں (ثابت قدم رہیں اور ہم پر بھروسہ رکھیں)۔

۱۱- وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۡ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

اور (موسیٰ کی ماں نے صندوق کو دریا میں ڈالتے وقت) موسیٰ کی بہن سے کہا کہ (ذرا) تو اس کے پیچھے (پیچھے) چلی جا (دیکھ تو اس کا کیا ہوا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا) اور وہ انجان ہو کر اس کو دیکھتی رہی اور لوگوں کو اس کی خبر نہ ہوئی۔

۱۲- وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ○

اور ہم نے پہلے ہی سے موسیٰ پر سب دائیوں (کے دودھ) کو حرام کر رکھا تھا (وہ کسی کا دودھ ہی نہ پیتے۔ یہ موقع مناسب سمجھا) تو موسیٰ کی بہن نے کہا کہ میں تم کو ایسے گھر والے بتاؤں جو تمہارے لیے اس بچے کی پرورش کر دیں اور اس کے خیر خواہ ہوں۔

چنانچہ موسیٰؑ کی ماں اس طرح فرعون کے گھر پہنچیں، بچے نے ان کا دودھ پیا، انہوں نے فرعون سے درخواست کی کہ مجھے اجازت ہو کہ بچہ کی پرورش اپنے گھر پر کروں، اجازت ملی

۱۳۔ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ وَ لِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۠ ؏ ۱۳

اس طرح ہم نے ان کو ان کی ماں کے پاس پہنچا دیا کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ (بیٹے کی جدائی سے) غمگین نہ ہوں اور جان لیں کہ بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہوتا ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (اور جب کسی معاملہ میں دیر ہوتی ہے یا کوئی اور صورت پیدا ہوتی ہے تو ان میں تذبذب پیدا ہونے لگتا ہے)۔

دوسرا رکوع

موسیٰؑ کا واقعہ جاری ہے

۱۴۔ وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ اسْتَوٰۤى اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ○

اور جب وہ پورے شباب پر پہنچے اور (ذہنی صلاحیتوں سے) درست ہو گئے تو ہم نے انہیں حکمت (ولایت ماقبل نبوت) اور علم عطا کیا اور اسی طرح ہم نیک کردار لوگوں کو اجر دیا کرتے ہیں۔

۱۵۔ وَ دَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰى حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِیْهَا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلٰنِ ﱪ هٰذَا مِنْ شِیْعَتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَى الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَیْهِ ﱪ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ ○

اور (موسیٰ ایک مرتبہ ایسے وقت) شہر میں آئے جبکہ اس کے باشندے بے خبر تھے (اپنے اپنے گھروں میں ہوں یا ممکن ہے سو رہے ہوں) تو آپ نے اس میں دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے پایا ایک تو ان کی قوم (یعنی بنی اسرائیل) کا اور ایک ان کے دشمنوں (یعنی فرعون کی قوم قبط) کا۔ پس اس نے جو آپ کی قوم کا تھا اس کے خلاف جو آپ کے دشمنوں کی قوم کا تھا فریاد کی، تو موسیٰ نے اس (قبطی) کے گھونسا مارا تو اس کا کام تمام کر دیا، (ہر چند آپ کا ارادہ اس کو مار ڈالنے کا نہ تھا لیکن چونکہ جسمانی طاقت کمال کو پہنچ چکی تھی ایک ہی گھونسے میں وہ مر گیا) موسیٰ (چونک کر) فرمانے لگے یہ تو (غلط کام) شیطانی کام ہو گیا بے شک شیطان (انسان کا) بہکانے والا صریح دشمن ہے۔

یہی نہیں بلکہ اپنی فطری شائستگی اور اس کی موت سے متاثر ہو کر نادم ہوئے اور اللہ سے معافی کے طلبگار ہوئے

۱۶۔ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ

عرض کی اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے پس تو مجھ کو بخش دے تو

فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ○

(اللہ نے) ان کو بخش دیا بے شک وہی بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

۱۷۔ قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ ○

(اللہ تعالیٰ کی اس بخشش اور عفو پر حضرت موسیٰ نے) عرض کی اے میرے رب جیسا تونے مجھ پر فضل فرمایا ہے میں بھی (آئندہ کبھی) مجرموں کی پشت پناہی نہ کروں گا۔

(ممکن ہے حضرت موسیٰؑ کو احساس ہوا ہو کہ شاید وہ آدمی جس کی آپ نے مدد فرمائی کسی حد تک غلطی پر ہو، چنانچہ اس عہد میں شیطان کے حملہ سے بچتے رہنے کا پہلو بھی نمایاں ہو گیا کہ یہی شکر گزاری کی ابتداء ہے)

۱۸۔ فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ ۚ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ ○

الغرض بڑے خوف اور انتظار کی حالت میں (موسیٰ نے) اس شہر میں صبح کی (کہ دیکھیں مقتول کے وارث کیا کرتے ہیں اور ان پر کیا گزرتی ہے) پھر اچانک (دیکھا کہ) وہی شخص جس نے کل ان سے مدد چاہی تھی آج پھر ان کو امداد کے لیے) پکار رہا ہے، موسیٰ نے اس سے (صاف) کہہ دیا کہ تُو تو صریح بدراہ ہے (لوگوں سے جھگڑا مول لیتا پھرتا ہے۔ فرعون والوں سے یعنی قبطیوں سے الجھتا رہتا ہے اور پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے)۔

۱۹۔ فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَن يَبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالَ يَا مُوسَىٰ أَتُرِيدُ أَن تَقْتُلَنِي كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ ۖ إِن تُرِيدُ إِلَّا أَن تَكُونَ جَبَّارًا فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ أَن تَكُونَ مِنَ الْمُصْلِحِينَ ○

پھر (بھی اس کی مظلومانہ حالت پر رحم کھا کر موسیٰ نے) جب چاہا کہ اس (قبطی) کو پکڑ لیں جو ان دونوں کا دشمن تھا۔ (تو جس کی حمایت کرنا چاہی تھی یعنی اسرائیلی کی وہ غلطی سے یہ سمجھا کہ خفا مجھ پر ہوئے ہیں مجھی کو ماریں گے اس لیے) وہ بول اٹھا اے موسیٰ کیا تم چاہتے ہو کہ مجھے بھی مار ڈالو جس طرح کل تم نے ایک آدمی کو مار ڈالا تھا۔ بس تم تو دنیا میں اپنا زور بٹھانا چاہتے ہو (تاکہ لوگ تمہاری طاقت کا سکہ مان لیں) اور تم اصلاح کرنا نہیں چاہتے۔

اس طرح خود اسرائیلی نے قتل کا راز فاش کر دیا قرینِ قیاس یہ بھی ہے کہ قبطی کے قتل کی خبر شہر میں مشہور ہو چکی تھی دوسرے دن صبح ہی جب موسیٰؑ نے قبطی کی طرف ہاتھ بڑھایا ہو تو وہ بول اٹھا ہو جیسا کہ

بعض مفسرین نے لکھا ہے، غرض فرعون نے موسیٰ کے قتل کا حکم دیا اور لوگ ان کی تلاش میں نکلے موسیٰؑ کے ایک ہی خواہ نے انہیں اس کی اطلاع دے دی۔

۲۰۔ وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى قَالَ يٰمُوْسٰۤى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّىْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ○

اور ایک آدمی شہر کے اس کنارے سے (جہاں درباری جمع تھے) بھاگتا ہوا آیا (اور) کہا اے موسیٰ دربار والے تمہارے متعلق مشورہ کر رہے ہیں کہ تم کو مار ڈالیں پس تم (یہاں سے کہیں) نکل جاؤ۔ میں تمہارا خیر خواہ ہوں (اور جو کہہ رہا ہوں اس میں میری اپنی کوئی غرض شامل نہیں)۔

۲۱۔ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِىْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ ع

پس (موسیٰ) ڈرتے ڈرتے شہر سے نکل کھڑے ہوئے اس انتظار میں کہ اب کیا ہوتا ہے۔ (اور اللہ کے حضور) التجا کی اے پروردگار مجھے اس ظالم قوم سے نجات دے۔

ع ۲ ۸ ۵

تیسرا رکوع

حضرت موسیٰ علیہ السلام روانہ ہو جاتے ہیں۔ جسمانی عروج کے بعد انہوں نے اپنے نفس پر قابو پایا لیکن نبوت کی تربیت باقی تھی، تبلیغ حق کے لیے نبی کی تربیت نبی ہی کر سکتا تھا چنانچہ قدرت نے اس تربیت کے انتظام شروع کیے، جسمانی ضروریات کی تشفی کے سامان مہیا کیے گئے لیکن اخلاق کی مکمل تربیت کے لیے کم از کم آٹھ سال خدمت کی شرط لگائی گئی تاکہ ذہنی اور روحانی ہر پہلو کی اصلاح ہو جائے، پھر اگر دو سال اور خدمتِ شیخ میں صرف ہوں تو وہ روحانی مدارج کی بلندی میں معاون ہوں چنانچہ یہ رکوع اس تربیتی دور کے حالات میں ہے جس سے حضرت موسیٰؑ کی شرافتِ نفس اور خدمتِ خلق دونوں کے پیغمبرانہ انداز ظاہر ہیں۔

۲۲۔ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّىْۤ اَنْ يَّهْدِيَنِىْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○

اور جب (موسیٰ علیہ السلام نے توفیقِ الٰہی سے) مدین کی طرف رُخ کیا (تو دل میں) کہا، امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ پر لے جائے گا۔

یقیناً اللہ تعالیٰ نے دُور تک ان کے لیے سیدھی راہ کے اسباب فراہم کر دیے تھے، یہ

راہ نبوت تھی جس پر وہ گامزن تھے اور توفیق الٰہی ہر قدم پر ساتھ تھی۔

۲۳- وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدۡيَنَ وَجَدَ عَلَيۡهِ أُمَّةً مِّنَ ٱلنَّاسِ يَسۡقُونَ وَوَجَدَ مِن دُونِهِمُ ٱمۡرَأَتَيۡنِ تَذُودَانِۖ قَالَ مَا خَطۡبُكُمَاۖ قَالَتَا لَا نَسۡقِي حَتَّىٰ يُصۡدِرَ ٱلرِّعَآءُۖ وَأَبُونَا شَيۡخٞ كَبِيرٞ ۝

اور جب مدین کے پانی پر پہنچے (یعنی اس کنوئیں کے قریب جس سے مدین کے لوگ پانی بھرتے) تو وہاں لوگوں کے ایک ہجوم کو دیکھا کہ (اپنے جانوروں کو) پانی پلا رہے ہیں اور ان کے ایک طرف دو عورتوں کو دیکھا جو (اپنی بکریوں کو) روکے کھڑی ہیں (موسیٰ نے ان سے) کہا تمہارا کیا کام ہے (تم کس لیے یہاں کھڑی ہو) ان دونوں نے جواب دیا کہ جب تک دوسرے چرواہے (اپنے جانور) ہٹا نہ لے جائیں ہم (اپنی بکریوں کو) پانی نہیں پلاتے (یعنی جب گھاٹ یا کنواں خالی ہو جاتا ہے۔ تب جو پانی میسر آتا ہے، خود بھر کر یا بچا ہوا وہ ان کو پلا لیتے ہیں ہمارے یہاں کوئی مرد نہیں جو اس ریوڑ کو لے کر آئے) اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے۔

حضرت موسیٰؑ خود بھوکے اور پیاسے تھے لیکن اخلاق کریمانہ اور غیرت ایمانی سے گوارا نہ ہوا کہ ان بےکسوں کی مدد نہ کی جائے اور یہ بےچاری یہاں یوں کھڑی رہیں

۲۴- فَسَقَىٰ لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّىٰٓ إِلَى ٱلظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَآ أَنزَلۡتَ إِلَيَّ مِنۡ خَيۡرٖ فَقِيرٞ ۝

غرض موسیٰ نے ان کے لیے (ان کے مویشیوں کو) پانی پلا دیا پھر (خاموشی سے) ہٹ کر سایہ میں آ گئے پھر عرض کی اے میرے رب تو جو نعمت مجھے عطا فرمائے میں اس کا محتاج ہوں۔

کئی دن کی بھوک کے باعث اللہ کے خوانِ کرم سے نعمت کی دعا فرمائی تھی اللہ نے اپنی رحمت سے خیر کے جملہ اسباب مہیا فرما دیئے، لڑکیوں نے اپنے باپ سے موسیٰؑ کی ہمدردی کا واقعہ بیان فرمایا، حضرت شعیبؑ نے پیغمبرانہ فراست سے موسیٰؑ کا مقام پہچان لیا اور اپنی لڑکی کو انہیں بلانے کو بھیجا۔

۲۵- فَجَآءَتۡهُ إِحۡدَىٰهُمَا تَمۡشِي عَلَى ٱسۡتِحۡيَآءٖ قَالَتۡ إِنَّ أَبِي يَدۡعُوكَ لِيَجۡزِيَكَ أَجۡرَ مَا سَقَيۡتَ لَنَاۚ فَلَمَّا جَآءَهُۥ وَقَصَّ عَلَيۡهِ ٱلۡقَصَصَ قَالَ

چنانچہ ان (لڑکیوں) میں سے ایک شرم و حیا کے ساتھ چلتی ہوئی ان کے پاس آئی (اور) کہا میرے باپ تم کو بلاتے ہیں تاکہ تم نے جو ہماری خاطر (ہماری بکریوں کو) پانی پلایا تھا تم کو اس کا بدلہ دیں۔ پھر جب (موسیٰ) انکے پاس پہنچے اور ان سے اپنا احوال بیان کیا تو انہوں نے کہا (اب) خوف مت کرو تم ظالم لوگوں سے بچ آئے۔

لَا تَخَفْ ۟ وقفة نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

باپ کو مطمئن پا کر

۲۶- قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۫ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ۝

ان دونوں (لڑکیوں) میں سے ایک نے کہا۔ اے باپ ان کو ملازم رکھ لیجئے کہ بے شک اچھا نوکر وہی ہے جو طاقتور امانت دار ہو۔

(ان کی قوت اور امانت کا واقعہ پہلے ہی بیان کر چکی ہوں گی کہتے ہیں کہ موسیٰؑ جب حضرت شعیبؑ کے پاس آرہے تھے تو ان کی لڑکی سے کہا تم میرے پیچھے چلو تاکہ میری نظر تم پر نہ پڑے)۔

۲۷- قَالَ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ؕ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

(حضرت شعیب نے) کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی دو بیٹیوں میں سے ایک کو تمہارے نکاح میں دے دوں اس شرط پر کہ تم آٹھ سال میری خدمت کرو اور اگر تم دس سال پورے کر دو تو یہ تمہاری اپنی خوشی پر ہے اور میں تم پر کوئی سختی کرنا نہیں چاہتا (یعنی جو کچھ میرے پیش نظر ہے اس کے مقابلہ میں یہ شرائط سخت نہیں اور) انشاء اللہ تم مجھ کو خوش معاملہ پاؤ گے۔

حضرت شعیب کا آٹھ سال کی قید لگانا خود اپنی خدمت کے لیے نہ تھا بلکہ موسیٰ کو علوم نبوت کی تعلیم دینا، اور معرفتِ الٰہی کے لیے تیار کرنا تھا مزید دو سال کی مدت کو حضرت موسیٰ پر چھوڑا کہ وہ اپنی روحانی کیفیات کا اندازہ لگا کر اگر خود خوشی سے خدمتِ شیخ میں رہنا چاہیں گے تو اُن کا قلب ان انوار سے بھی معمور ہو جائے گا جو ذاتی تڑپ سے حاصل ہوتے ہیں، حضرت شعیبؑ نے موسیٰ کی تربیت کی ابتداء ان کی شادی سے کی تاکہ مزاج میں اعتدال اور انس پیدا ہو۔

۲۸- قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ؕ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ

(موسیٰ نے) کہا اچھا میرے اور آپ کے درمیان یہ عہد ہو گیا۔ میں ان دو میں سے جو بھی مدت پوری کروں مجھ پر کوئی زیادتی نہ ہو اور ہم جو معاہدہ

عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۝ ع

کر رہے ہیں اللہ اس کا ذمہ دار ہے (اور اللہ ہی ہمارے کاموں کو بنانے والا ہے)۔

چوتھا رکوع

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس سال کی مدت پوری فرمائی اور انوار و برکات سے فیض یاب ہوکر اپنے اہل و عیال کے ساتھ روانہ ہوئے اور وادیٔ طور میں وہ مانوس سی چیز دیکھی جس کے لیے حضرت شعیبؑ کی تربیت نے ان کے قلب کو تیار کر دیا تھا، اور نبوت سے سرفراز ہوئے۔

۲۹۔ فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝

پھر جب موسیٰ وہ مدت پوری کر چکے اور اپنے گھر والوں کو لے کر چلے تو کوہِ طور کی طرف سے ایک آگ دیکھی (وہ مانوس سا شعلۂ محبت جو کسی اور کو نظر نہ آیا اور) اپنے گھر والوں سے کہا ذرا ٹھیرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔ شاید میں تمہارے پاس وہاں سے کوئی خبر لاؤں (کہ ہم کہاں ہیں اور کدھر جا رہے ہیں) یا آگ کا ایک انگارہ ہی لے آؤں تاکہ تم (اس سردی کی رات میں ہاتھ) سینکو۔

۳۰۔ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

پھر جب اس (روشنی) کے قریب پہنچے تو (پہلی قربت کی علامت یہ تھی کہ) میدان کے داہنی جانب ایک مبارک مقام میں ایک درخت سے یہ آواز آئی کہ اے موسیٰ میں ہی اللہ ہوں سب جہانوں کا پالنے والا۔

۳۱۔ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَاۗنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰٓى

اور (اے موسیٰ) اپنا عصا پھینک دو (انہوں نے ایسا ہی کیا) پھر جب (موسیٰ نے اپنے) اس (عصا) کو پتلے اور تیز سانپ کی طرح حرکت کرتے دیکھا تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے اور مڑ کر بھی نہ دیکھا (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اے موسیٰ آگے بڑھو اور مت ڈرو۔ تم تو امن پائے ہوئے ہو۔ (تم کو کسی چیز

اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ○ کا کیا ڈر)

موسٰیؑ کو ایک معجزہ تو وہ عطا ہوا جو ساحروں کے مقابلے کے لیے ضروری تھا اور دوسرا ان کے حُسنِ عمل اور کردار کی نورانیت سے متعلق ہے اس کا ذکر اب آرہا ہے۔

۳۲- اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۡ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ○

(اور اب) اپنا ہاتھ اپنے گریبان کے اندر ڈالو (اور پھر نکالو) وہ بلا کسی عیب (یعنی بیماری وغیرہ) کے سفید (روشن ہو کر) نکل آئے گا اور خوف (کو دُور کرنے) کے واسطے اپنے بازو پہلو سے ملا لیا کرو (جیسا کہ سردی کی حالت میں لوگ کرتے ہیں تو خوف جاتا رہے گا) پس یہ دو دلیلیں (یعنی دو معجزے) تمہارے پروردگار کی طرف سے (تم کو عطا ہوئے) ہیں (تم ان کے ساتھ) فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف (جاؤ اور ان کو راہِ حق کی دعوت دو کہ) بے شک وہ بڑے نافرمان لوگ ہیں۔

موسٰیؑ کے دل میں قبطی کے قتل کی خلش ہنوز باقی تھی چنانچہ

۳۳- قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ○

(موسٰیؑ نے) کہا اے میرے رب میں نے ان (کی قوم) میں سے ایک کو مار ڈالا ہے پس ڈرتا ہوں کہ وہ مجھ کو نہ مار ڈالیں۔

۳۴- وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ ۡ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ○

اور (اے میرے رب) میرے بھائی ہارون کی زبان مجھ سے زیادہ صاف ہے (ان کی زبان میں لکنت نہیں) اس لیے ان کو میری مدد کے لیے میرے ساتھ رسالت دے تاکہ وہ میری تصدیق کریں، مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لوگ مجھے جھٹلائیں گے۔

۳۵- قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ○

وقف = عند المتأخرین

(اللہ تعالیٰ نے موسٰیؑ کی دعا قبول کی) فرمایا ہم تمہارے بھائی کو تمہارا قوتِ بازو بنائے دیتے ہیں اور تم دونوں کو (ایسا) غلبہ عطا کریں گے کہ وہ تم تک پہنچ بھی نہ سکیں گے (اور تم کو نقصان پہنچانے کی جرأت تک نہ کر سکیں گے) ہماری نشانیوں کے باعث (جو تمہیں عطا ہوئی ہیں) تم دونوں اور تمہارے پیروی غالب رہیں گے۔

۳۶۔ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ○

چنانچہ جب موسیٰ ان (فرعون والوں) کے پاس ہماری روشن (اور کھلی) نشانیاں لے کر پہنچے تو وہ بولے یہ کچھ نہیں یہ تو ایک بنایا ہوا جادو ہے اور (جو باتیں ایک خدا اور اس کی صفات کے متعلق ہم ان سے سُن رہے ہیں) اس کا تذکرہ ہم نے اس سے پہلے اپنے باپ دادوں میں تو سُنا نہیں۔

۳۷۔ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ○

اور موسیٰ نے کہا (تم لوگ کیا جانو یہ تو) میرا رب ہی خوب جانتا ہے کہ اس کے پاس سے کون (پیغام) ہدایت لے کر آیا اور کس کے لیے آخرت کا گھر ہوگا (یعنی جنت جس سے کافر محروم ہیں کہ) بے شک ظالم (کبھی) مراد کو نہیں پہنچتے۔

جب قلب محروم ہدایت ہو جائے تو حق بات بھی اثر نہیں کرتی

۳۸۔ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○

اور فرعون نے کہا اے (میری قوم کے) سردارو (سنتے ہو موسیٰ کیا کہتے ہیں) مجھ کو تو اپنے سوا تمہارا کوئی خدا معلوم نہیں (پھر تمسخر کے ساتھ اپنے وزیر سے کہا) اے ہامان میرے لیے گارے (کی اینٹوں) کو آگ میں پکا پھر (ان سے) میرے لیے ایک (بلند) محل بنا تاکہ میں موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھ آؤں (کہ اگر بلندیوں ہی پر ہے تو کہاں ہے اور کیسا ہے) اور میں تو موسیٰ کو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں۔

۳۹۔ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ○

اور (حقیقت یہ ہے کہ) خود فرعون اور اس کے لشکر ناحق زمین میں مغرور ہو رہے تھے (یعنی ہر جگہ اپنی بڑائی جتاتے پھرتے) اور سمجھ رکھا تھا کہ ان کو ہمارے پاس لوٹ کر ہی نہیں آنا ہے۔

۴۰۔ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ○

چنانچہ ہم نے اس کو اور اس کے تمام لشکروں کو پکڑ لیا پھر ان کو دریا میں پھینک دیا، پس دیکھ لو کہ ظالموں کا انجام کیا ہوا۔

۴۱۔ وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِۚ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یُنْصَرُوْنَ ○

اور (وہ دنیا میں لوگوں کو بُرائی کی طرف بلانے میں پیش پیش تھے) ہم نے ان کو پیشوا بنایا تھا۔ وہ (لوگوں کو) دوزخ کی طرف بلاتے تھے۔ اور قیامت کے دن ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

۴۲۔ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةًۚ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ ○ ع

اور اس دنیا میں ہم نے ان کے پیچھے لعنت لگادی اور وہ قیامت کے دن (بڑے) بد حال لوگوں میں ہوں گے۔ (ان کی بد حالی کا اندازہ یہاں نہیں کیا جاسکتا)۔

پانچواں رکوع

یہ اس قوم کا ذکر ہو رہا ہے جس نے توریت کے ماننے سے انکار کیا۔ حالانکہ قرآن مجید کے بعد ہدایت میں توریت شریف کا درجہ ہے، دونوں کو اللہ تعالےٰ نے ہدایت اور رحمت فرمایا ہے۔

حضرت موسٰیؑ کے واقعات اور سرکار دو عالمؐ کے زمانہ کے واقعات میں بھی ایک قسم کی مماثلت ہے دونوں انبیاء علیہما السلام صاحب کتاب ہیں، دونوں کو ان کی قوم نے ساحر ہی کہا، دونوں سے طرح طرح کے معجزات طلب کیے، ایک کو جبل طور پر اور دوسرے کو جبل نور پر (جس میں غار حرا ہے) جانا اور رہنا پڑا۔ دونوں کو ہجرت کرنا پڑی دونوں دس سال بعد وطن عزیز کو واپس ہوئے۔ اب اگر ایک نبی دوسرے نبی کے واقعات جس میں کئی ہزار سال کا فرق ہے بیان کرتا ہے تو کون ہے جو انکو اس علم کی خبر دے رہا ہے سرکار دو عالمؐ ابھی تشریف نہیں لائے اور موسٰی علیہ السلام ان کے تشریف لانے کی خوشخبری دے رہے ہیں ان کی نشانیاں بتاتے ہیں چنانچہ خود ایک راہب کی ہی زبان سے غار حرا میں پہلی بار نزول قرآن پر ایک نشانی کی تصدیق ہوتی ہے۔ ادھر سرکار دو عالمؐ، موسٰی علیہ السلام کی مکمل زندگی، پیدائش، پرورش اس زمانے کے حالات، فرعون مصر سے معرکہ سب اس انداز سے بیان فرماتے ہیں گویا آنکھوں دیکھے ہوئے واقعات ہیں۔ پھر صحت بیان اور صداقت کا یہ عالم ہے کہ بار بار حضرت موسٰیؑ کا واقعہ مختلف انداز سے آتا ہے لیکن اس میں سر مو فرق نہیں ہوتا۔ یہ ان کی زندگی کے واقعات کس نے حضورؐ کے سامنے کھول کر رکھ دیئے آپؐ تو اُمّی تھے، اور پھر کہیں اس تفصیل سے یہ واقعات درج بھی نہ تھے۔ آخر ماننا پڑیگا کہ آپ کو اللہ ہی سے یہ علم مل رہا ہے یہ اللہ ہی کا کلام ہے جو حضورؐ کی زبان سے بیان ہو رہا ہے یہ وحی الٰہی ہے آج بھی تورات کے حقیقی مضامین کا حامل قرآن ہی ہے

حاصل یہ ہے کہ اس کے بعد بھی اگر یہود اور کفار مکہ انکار پر تلے رہے تو ان کو قوم فرعون کی ہلاکت سے سبق لینا چاہیے، ہلاکت کی جو بھی صورت ہو۔ اور آخرت میں تو بہر حال اللہ کے روبرو سب کو حاضر

ہونا ہے اس سے بھاگ کر کہاں جائیں گے۔ قوموں کا تو یہ حال ہے کہ رسول نہ آئے تو اس کے آنے کے منتظر اور خواہشمند اور آجائے تو اس کے منکر۔ آج بھی لوگ اللہ والے تلاش کرتے ہیں اگر ملے اور راہِ ہدایت دکھائے تو کتراتے ہیں۔

۴۳۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○

اور یقیناً ہم نے، پہلی قوموں کو ہلاک کرنے کے بعد موسٰی کو (ایک ایسی) کتاب دی جو لوگوں کی آنکھیں کھولنے والی، اور ہدایت اور رحمت والی تھی تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں (اللہ کو یاد کریں اور ہر حال میں اسے یاد رکھیں)۔

۴۴۔ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ○

اور (اے رسول) آپ (موسٰی کے ساتھ کوہِ طُور کے) مغرب کی جانب تو نہ تھے، جب موسٰی کی طرف ہم نے حکم بھیجا (جہاں انہیں بلا کر نبوت اور تورات عطا کی) اور آپ (اس واقعہ کے) دیکھنے والوں میں بھی نہ تھے (یعنی آپ وہاں موجود نہ تھے)۔

۴۵۔ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ○

اور (موسٰی کے بعد) ہم نے کئی اور بھی امتیں پیدا کیں پھر ان پر بھی ایک مدت گزر گئی (وہ بھی آئیں، رہیں، بسیں، انکار میں پڑیں تباہ ہوئیں لیکن ان کے واقعات آپ بیان کر رہے ہیں۔ یہ سب آپ کی اپنی آنکھوں کے دیکھے واقعات تو نہیں) اور نہ آپ اہلِ مدین کے ساتھ ہی سکونت پذیر تھے کہ ہماری آیتیں ان کو پڑھ کر سنا رہے ہوں (یعنی آپ تو وہاں موجود نہ تھے، لیکن جو آپ کو پیغمبر بنانے والا ہے وہ سب جگہ موجود ہے اور موجود تھا، موجود رہیگا وہی یہ واقعات آپ کو سنا رہا ہے) اور حقیقت یہ ہے کہ ہم ہی (ہمیشہ سے) رسول بھیجنے والے ہیں (پھر کتاب اور رسول کی صداقت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے)۔

۴۶۔ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ

اور نہ آپ طور کے کنارے اس وقت (موجود) تھے جب ہم نے (موسٰی کو) آواز دی لیکن یہ آپ کے پروردگار کی رحمت ہے (کہ اس نے آپ کو ان باتوں سے باخبر کر دیا) تاکہ آپ اس قوم کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا (یعنی پیغمبر) نہیں آیا۔ کیا عجب ہے کہ وہ نصیحت قبول کریں (اللہ کو یاد کریں، یاد رکھیں)۔

يَتَذَكَّرُوْنَ ۝

۴۷۔ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور (اے رسول ہم نے آپ کو اس لیے بھیجا کہ) ایسا نہ ہو کہ اگر ان پر ان (بداعمالیوں) کے سبب سے جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے کوئی مصیبت آپڑے تو یہ لوگ یہ کہنے لگیں کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہماری طرف کوئی پیغمبر کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیرے احکام کی پیروی کرتے اور ایمان لانے والوں میں ہوتے ۔

۴۸۔ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۟ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ۝

پھر جب ہماری طرف سے ان کے پاس حق پہنچا (یعنی رسول و کتاب) تو کہنے لگے کہ اس (رسول) کو وہ کیوں نہ ملا جو موسیٰ کو ملا تھا (اگر وہی معجزات ان کے پاس ہوتے تو ہم ان کو نبی ضرور مانتے ذرا ان سے پوچھا جائے) کیا جو (کتاب) موسیٰ کو عطا ہوئی تھی اس سے قبل یہ لوگ اس کے منکر نہیں ہوئے، وہ (تو یہی) کہتے رہے کہ دونوں (یعنی موسیٰ اور ہارون ۔ یا حضرت موسیٰ اور سرکارِ دو عالم) جادوگر ہیں ایک دوسرے کے معاون ۔ اور کہنے لگے کہ ہم دونوں کو نہیں مانتے ۔ (پھر اب رسول سے یہ مطالبہ کیسا) ۔

۴۹۔ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

آپ فرما دیجئے کہ (اگر تم توریت اور قرآن دونوں پر ایمان نہیں رکھتے تو) کوئی کتاب اللہ کے پاس سے لے آؤ جو ان دونوں سے بہتر ہو تو میں بھی اس کی پیروی کروں اگر تم سچے ہو۔

۵۰۔ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ع

پھر اگر یہ لوگ آپ کا کہنا قبول نہ کریں تو جان لیجئے کہ یہ صرف اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہو گا جو اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہشوں پر چلے ۔ بے شک بے انصاف لوگوں کو (خواہش کے بندوں کو) اللہ ہدایت نہیں دیتا ۔

چھٹا رکوع

ہدایت تو وہ پاتے ہیں جو ہدایت کی خواہش رکھتے ہیں، کلام کو گوشِ دل سے سُنتے ہیں، توفیقِ الٰہی انکی رفیق ہو جاتی ہے وہ ایمان لاتے ہیں۔

۵۱۔ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝

اور (قرآن سے قبل بھی ہر زمانے میں) ہم اپنا کلام ان لوگوں کے لیے پے درپے بھیجتے رہے (یعنی سابقہ کتب اور ان کے بعد خود قرآن اور قرآن بھی تھوڑا تھوڑا اتارتے رہے) تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں (اور اس پر غور کریں)

۵۲۔ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ ۝ النصف

جن لوگوں کو ہم نے کتاب اس (قرآن) سے قبل دے رکھی ہے وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں (کیونکہ وہ خود نبی آخر الزماں کے منتظر ہیں)

۵۳۔ وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوا آمَنَّا بِهِ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ ۝

اور جب ان پر (یہ قرآن) پڑھا جاتا ہے (تو) وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے، بے شک یہ کلام جو آپ سنا رہے ہیں) ہمارے رب کی طرف سے (بالکل) حق ہے (اور) ہم تو اس سے پہلے ہی فرمانبردار تھے (ہمارا ایمان آخری نبی پر اور ان کی کتاب پر پہلے اجمالاً تھا اب ہم تفصیل سے ایمان لے آئے)۔

۵۴۔ أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝

ان لوگوں کو دوگنا اجر ملے گا اس لیے کہ انہوں نے صبر (سے نبی کا انتظار) کیا اور وہ بھلائی سے برائی کو دُور کرتے ہیں (یعنی برائی کے جواب میں بھلائی کرتے ہیں) اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔

۵۵۔ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ۝

اور (یہ وہ لوگ ہیں کہ) جب (کسی سے) بیہودہ باتیں سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے اعمال ہمارے لیے اور تمہارے اعمال تمہارے لیے (جاؤ اپنی راہ لو) سلامت رہو ہم ناسمجھ لوگوں کے خواستگار نہیں (گویا یہ لوگ جہالت کا جواب جہالت سے نہیں دیتے)۔

۵۶۔ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ

بے شک (اے رسول) آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دیتے اور (آپ تو

اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ○

تبلیغ فرماتے ہیں) لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ جانتا ہے جو راہ پر آئیں گے۔

(آپ تو اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں، جن کو اللہ ہی چاہے گا وہ آپ سے ہدایت پائیں گے یہاں سب اسی کی مشیت کارفرما ہے۔ اگر یوں صاف الفاظ میں حضور کو نہ فرما دیا گیا ہوتا تو معلوم نہیں دوسرے حق کے مبلغین کی لوگوں کے ایمان نہ لانے سے کیا حالت ہوتی یہ سب امت کو درس دیا جا رہا ہے)۔

۵۷۔ وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

اور (یہ لوگ آپ سے) کہتے ہیں کہ اگر ہم آپ کے ساتھ (راہ) ہدایت پر آجائیں تو (ہمارے قبائل ہم کو کب چھوڑیں گے ہم) اپنی سرزمین سے نکال باہر کیے جائیں گے (گویا ان کے خیال سے ان کے رزق اور امن کے ضامن ان کے سردار ان کے قبیلے والے ہیں۔ ان سے پوچھا جائے کہ کیا وہ خود یہاں آباد ہوئے) کیا ہم نے ان کو امن و امان والے حرم میں جگہ نہیں دی۔ جہاں ہر قسم کے میوے کھنچے چلے آتے ہیں یہ رزق ہے ہماری طرف سے (جو ان کو مل رہا ہے) درحقیقت ان میں سے اکثر سمجھ ہی نہیں رکھتے (ورنہ اس قسم کی نادانی کی بات نہ کرتے ان کی زندگی، ان کا رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے بندوں کے ہاتھ میں نہیں)۔

اور افراد ہی پر کیا موقوف قوموں کی خوشحالی اور ان کی بربادی سب اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

۵۸۔ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۢ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ؕ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ○

اور ہم ایسی بہت سی بستیاں ہلاک کر چکے ہیں جن کے رہنے والے اپنی خوشحالی پر نازاں تھے۔ اب ان کے یہ گھر (اجڑے پڑے) ہیں ان کے بعد آباد ہی نہیں ہوئے مگر تھوڑی دیر کے لیے (کہ کوئی یہ عبرت کے نشان دیکھنے چلا جائے یا اپنی کسی ضرورت سے کوئی وہاں ٹھیر جائے) اور ہم ہی سب کے وارث ہوئے (سب فنا ہوئے اللہ ہی باقی رہا بالآخر اللہ ہی مالک ہے)۔

۵۹۔ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا

اور آپ کا رب بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتا جب تک کہ ان کی بڑی (اور مرکزی) بستی میں کسی کو پیغمبر (بنا کر) نہ بھیج لے جو اُن کو ہماری آیتیں پڑھ کر

رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ○

سُنائے اور (ساتھ ہی ہمارا یہ بھی دستور ہے کہ) جب تک ان (بستیوں) کے رہنے والے ظالم نہ ہوں ہم ان بستیوں کو غارت نہیں کیا کرتے۔

۶۰۔ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ ع ۶

اور (یاد رکھو کہ) تم کو (دنیا میں روزی، رزق، مرتبہ، شہرت، عزت، غرض) جو کچھ دیا گیا ہے تو وہ (محض) دنیا کا فائدہ اور اس کی زینت ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ (کہیں) بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔ کیا تم (اس واضح فرق کو) نہیں سمجھتے۔

ساتواں رکوع

گزشتہ آیت میں آخرت کی طرف اشارہ تھا یہاں اس کا بیان ہے

۶۱۔ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ○

بھلا ایک شخص جس سے ہم نے ایک اچھا وعدہ (یعنی وعدۂ جنت) کیا پھر وہ شخص اس وعدۂ (نعمت) کو پانے والا ہے کیا اس کے برابر ہے جس کو ہم نے دنیاوی زندگی کا کچھ فائدہ دے رکھا ہے پھر قیامت کے دن وہ ان لوگوں میں ہوگا جو (اس کے روبرو سوال و جواب کے لیے) حاضر کیے جائینگے۔

۶۲۔ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ○

اور جس دن (اللہ) ان کو پکارے گا اور فرمائے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کو تم (میرا شریک) خیال کرتے تھے (اور جن پر تم کو بڑا مغالطہ تھا)۔

چنانچہ وہ شریک بھی حاضر کیے جائیں گے فردِ جرم سامنے ہوگی اور قبل اس کے کہ

۶۳۔ قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۡ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا

وہ لوگ جن پر فرمان (عذاب) ثابت ہو چکا کچھ کہیں خود ان کے وہ شرکاء بول اٹھیں گے) کہیں گے اے ہمارے رب (بے شک) یہی وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے بہکایا (اور) ہم نے انہیں (ایسا ہی) گمراہ کیا جیسے کہ ہم خود گمراہ ہوئے تھے۔ ہم تیرے سامنے ان سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں (اور یہ عرض کرتے ہیں کہ) یہ ہماری پرستش نہ کرتے تھے (بلکہ یہ خود اپنی خواہشات،

يَعۡبُدُوۡنَ ○ — اپنے گمان کے پرستار تھے ہمارا ان پر کیا زور تھا کہ ہم ان کو کسی بات کے لیے مجبور کر سکتے)۔

۶۴۔ وَقِيۡلَ ادۡعُوۡا شُرَكَآءَكُمۡ فَدَعَوۡهُمۡ فَلَمۡ يَسۡتَجِيۡبُوۡا لَهُمۡ وَرَاَوُا الۡعَذَابَ‌ ۚ لَوۡ اَنَّهُمۡ كَانُوۡا يَهۡتَدُوۡنَ ○ — اور (ان لوگوں سے) کہا جائے گا کہ اپنے (ان) شریکوں کو پکارو پس وہ ان کو پکاریں گے تو وہ ان کو کچھ جواب نہ دیں گے اور (جب) وہ عذاب دیکھ لیںگے (تو تمنا کریں گے کہ) کاش وہ راہِ ہدایت پر ہوتے۔

۶۵۔ وَيَوۡمَ يُنَادِيۡهِمۡ فَيَقُوۡلُ مَاذَآ اَجَبۡتُمُ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ○ — اور جس دن اللہ ان کو پکارے گا تو کہے گا (بتاؤ) تم نے (ہمارے) پیغمبروں کو کیا جواب دیا تھا (ان کے ساتھ تمہارا کیا برتاؤ رہا)۔

۶۶۔ فَعَمِيَتۡ عَلَيۡهِمُ الۡاَنۡۢبَآءُ يَوۡمَئِذٍ فَهُمۡ لَا يَتَسَآءَلُوۡنَ ○ — تو (اس وقت کسی سے جواب بن نہ پڑے گا) اس روز انہیں کوئی بات نہ سوجھے گی اور وہ آپس میں بھی کچھ پوچھ گچھ نہ کرسکیں گے۔ (دماغ معطل ہوگا اور اوسان خطا ہوں گے)۔

۶۷۔ فَاَمَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنۡ يَّكُوۡنَ مِنَ الۡمُفۡلِحِيۡنَ ○ — البتہ جس نے توبہ کی (یعنی دل سے اپنے رب سے معافی چاہی) اور ایمان لایا اور نیک عمل کیے تو کیا عجب کہ وہ فلاح پانے والوں میں ہو (یعنی اللہ کے فضل وکرم سے اپنی مراد کو پہنچے)۔

۶۸۔ وَرَبُّكَ يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخۡتَارُ‌ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الۡخِيَرَةُ‌ ؕ سُبۡحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ○ — اور آپ کا پروردگار جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور (جس کو چاہتا ہے) پسند کرتا ہے۔ ان (مشرکین) کے اختیار میں کسی کو پسند کرنا (یا برگزیدہ بنانا) نہیں۔ اللہ پاک (وبے نیاز) ہے اور ان کے شرک سے (بہت) بالا وبرتر ہے۔

۶۹۔ وَرَبُّكَ يَعۡلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوۡرُهُمۡ وَمَا يُعۡلِنُوۡنَ ○ — اور آپ کا رب خوب جانتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں۔

۷۰۔ وَهُوَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ ؕ لَـهُ الۡحَمۡدُ فِى الۡاُوۡلٰى وَالۡاٰخِرَةِ‌ ز — اور (یاد رکھو کہ) وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تمام تعریف دنیا میں (بھی) اسی کی ہے اور آخرت میں (بھی) اسی کی ہوگی اور اسی کا حکم

وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ (کارفرما) ہے اور اسی کی طرف تم سب کو واپس جانا ہے۔

۷۱۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ○

آپ ان سے کہیے بھلا دیکھو تو اگر اللہ تم پر قیامت کے دن تک ہمیشہ رات ہی رہنے دے تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو تمہارے لیے روشنی لا دے۔ کیا تم سُنتے (سمجھتے) نہیں۔

تاریکی میں سُنائی دیتا ہے اور روشنی میں دکھائی دیتا ہے جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

۷۲۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○

(اور آپ) پوچھیے دیکھو تو اگر اللہ تم پر قیامت کے روز تک ہمیشہ دن ہی رہنے دے تو اللہ کے سوا کون معبود ہے کہ تم پر رات لا سکے جس میں تم آرام کر سکو۔ تو کیا تم دیکھتے نہیں۔

تم اسبابِ معیشت پر نازاں ہو لیکن یہ نہیں سوچتے سمجھتے کہ معیشت کے سامان کس نے دیئے ہیں راحت وسکون کے سامان کس نے پیدا کیے۔

۷۳۔ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

اور (اللہ نے) اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن کو بنایا تاکہ تم اس میں آرام کرو اور (دن کو) اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر ادا کرتے رہو۔

۷۴۔ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ○

اور جس دن (اللہ) ان (مشرکین) کو پکارے گا پھر اللہ کہے گا تمہارے وہ شریک کہاں ہیں جن کا تم کو دعویٰ تھا۔ (جن کے بارے میں تم کو بڑے مغالطے تھے ذرا ان کو بلاؤ تو۔)

وہ تو مجبور ہوں گے۔

۷۵۔ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا

اور ہم ہر امت میں سے ایک گواہ نکالیں گے (یعنی پیغمبر جو ان کے احوال کا

فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَفْتَرُوْنَ ۝ ع ۱۵/۸

شاہد ہوگا یا اس کا سچا پیرو - جو بتائے گا کہ انہوں نے اللہ کے حکم کے ساتھ کیا برتاؤ کیا) پھر ان سے کہیں گے کہ اپنی دلیل پیش کرو (کہ تم نے اپنی خواہش سے ہمارے احکام میں تبدیلیاں کس سند پر کیں) تو وہ جان لیں گے کہ بے شک اللہ ہی کا حکم سچا تھا اور جو کچھ وہ (اپنے دل سے) گڑھتے رہتے تھے وہ سب ان سے جاتا رہے گا (سب جھوٹ کھل جائیگا)۔

آٹھواں رکوع

گزشتہ رکوع میں دنیا کی بے ثباتی کا ذکر تھا، اگر دولت، ایمان کے ساتھ ملے تو وہ دولت بھی ایمان میں معاون بن جاتی ہے لیکن اگر دولت ہو اور ایمان نہ ملے تو وہ بدترین دنیاوی اثاثہ ہے جو انسان کو دائمی ضلالت اور گمراہی میں ڈالتا ہے - اس سلسلہ میں قارون کا ذکر آرہا ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ حضرت موسٰی علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا فرعون نے بنی اسرائیل میں سے اسی شخص کو انتخاب کیا تھا اور اس کے ذریعہ بنی اسرائیل کا خون چوستا تھا فرعون کی ہلاکت کے بعد گو بظاہر وہ ایمان لے آیا تھا لیکن دل سے موسٰی علیہ السلام کی نبوت کا قائل نہ تھا اور ان کی عظمت اور عزت اس کے دل میں نہ تھی - وہ اپنی دولت کے نشہ میں چور، عیش میں سرشار اور اپنی بڑائی پر نازاں رہا، اور بالآخر اپنی افترا پردازیوں اور گستاخیوں کے باعث اپنے کیفر کردار کو پہنچا -

۷۶- اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۖ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ۝

بے شک قارون موسٰی کی قوم (بنی اسرائیل) میں سے تھا پھر وہ ان پر ظلم کرنے لگا حالانکہ ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے کہ اس کی کنجیوں کا اٹھانا زور آور مردوں کی جماعت کے لیے مشکل ہوتا - اس دولت نے اس کو بڑا ناشکرگزار اور بڑا مغرور بنا دیا تھا آخر ایک بار) جب اس کی قوم نے اس سے کہا کہ اتنا گھمنڈ نہ کر اللہ کو اترانے والے پسند نہیں آتے -

۷۷- وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ

اور (یہ بھی کہا کہ) جو اللہ نے تجھے دیا ہے اس سے کچھ آخرت کا سامان کرلے، اور اپنا حصہ دنیا (کی دولت میں) سے فراموش نہ کر (یعنی دولت سے فائدہ ضرور اٹھا لیکن حد سے نہ گزر تاکہ دین اور دنیا دونوں میں کامیاب ہو)

أَحْسَنَ اللّٰهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ○

اور جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی (تجھے دولت دی) تو بھی دوسرں کے ساتھ بھلائی کر (اس کی راہ میں زکوٰۃ، خیرات دے) اور زمین میں فساد کی راہیں نہ نکالتا رہ بیشک اللہ فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

۷۸۔ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْأَلُ عَن ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ○

(اس نصیحت کا اس پر ذرا اثر نہ ہوا) بولا۔ یہ (مال و دولت) تو مجھے اپنی ہنرمندی سے ملا ہے۔ (مجھے دولت حاصل کرنے کا ایک خاص سلیقہ ہے اس میں اللہ کی دین کا کیا سوال۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے)، کیا اسے معلوم نہیں کہ اللہ اس سے پہلے کتنی ہی جماعتوں کو ہلاک کر چکا ہے جو قوت میں بھی اس سے بڑھ کر تھیں اور جتھے میں بھی (یعنی مالی اور اجتماعی دونوں حیثیت میں اس سے زیادہ طاقتور تھیں) اور گنہگاروں سے انکے گناہوں کے متعلق پوچھا نہ جائے گا (اللہ کو ان کے گناہوں کا علم ہے ہاں قیامت میں جب ان کی رسوائی منظور ہوگی تب سوال بھی ہوں گے)۔

۷۹۔ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۖ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ○

پھر (ایک دن قارون) اپنی (زیب و) زینت (تزک و احتشام) سے اپنی قوم والوں کے سامنے نکلا۔ (اس کو دیکھ کر) جو لوگ طالب دنیا تھے بول اٹھے اے کاش جیسا کچھ قارون کو ملا ہمیں بھی ملا ہوتا۔ بے شک وہ بڑا نصیبے والا ہے۔

۸۰۔ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ○

اور جن کو علم (دین) عطا ہوا تھا کہنے لگے۔ تم پر افسوس ہے (کیسی ناپائیدار شے کی تمنا کر رہے ہو جان لو کہ) جو ایمان لایا اور نیک عمل کیے اس کے لیے اللہ کے یہاں کہیں بہتر اجر ہے (اس کے جمال و آرائش کا تم اندازہ بھی نہیں کر سکتے) اور یہ (نعمت) صبر کرنے والوں ہی کو میسر ہوتی ہے (جو ثابت قدمی سے عمل پیہم اور رضائے الٰہی میں لگے ہیں اور ظاہری چمک دمک سے جن کی نگاہیں خیرہ نہیں ہوتیں)۔

جب قارون کا کبر و غرور اس حد تک پہنچا۔

۸۱ ۔ فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ ۚ

تو ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا پھر کوئی ایسی جماعت

فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ○

نہ تھی جو اللہ کے مقابلہ میں اس کی مدد کر سکتی (اللہ کے عذاب سے بچا سکتی)۔ اور نہ وہ خود ہی اپنی مدد کر سکا (کہ اپنے کو بچا سکتا)

۸۲۔ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَاۤ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۭ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ○ ع

اور جو لوگ کل (تک) اس کے رتبے کی تمنا کرتے تھے وہ صبح (ہوتے ہی) کہنے لگے اللہ محفوظ رکھے (بے شک) اللہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے روزی فراخی سے دیتا ہے اور (جسکو چاہتا ہے تنگی سے دیتا ہے (اور) اگر اللہ کا ہم پر احسان نہ ہوتا تو وہ ہم کو بھی (اسی کی طرح) زمین میں دھنسا دیتا۔ اللہ محفوظ رکھے (حق یہ ہے کہ) کافر (واقعی) فلاح نہیں پا سکتے۔

نواں رکوع

موسیٰؑ کے واقعات کے سلسلہ میں قارون جیسے دولت مند کا حال بھی بیان کر کے یہ واضح کیا گیا کہ محض دنیا کا مال و متاع کوئی قیمت نہیں رکھتا جب تک کہ اس سے سرمایۂ آخرت حاصل نہ کیا جائے۔ اور آخر میں تبلیغ کے اس اہم فریضہ کے ذکر پر سورہ ختم ہوتا ہے جس سے اس منزل کی ابتدا ہوئی تھی اور جو اس منزل کا عنوان ہے، اور رسولوں کی فطرت کا ترجمان ہے۔ یہاں بھی سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو اور ان کے ذریعہ امت کو حکم ہو رہا ہے کہ وہ اپنے فریضۂ تبلیغ میں سرگرم رہیں، آخر یہ کائنات درہم برہم ہو جائے گی اور سب کو اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہوگا۔ سب چھوٹ جائیں گے اللہ رہ جائیگا۔ اسی کا جمال و جلال، اسی کا فرمان و حکم، اسی کی طرف واپسی۔

قارون اور فرعون نے دنیا لی اور آخرت کھوئی، برخلاف اس کے مومن آخرت کا گھر کسی قیمت پر ضائع نہیں کرتا۔

۸۳۔ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○

یہ آخرت کا گھر ہم ان ہی لوگوں کو دیں گے جو زمین میں نہ تکبر کا ارادہ کرتے ہیں اور نہ فساد کا۔ اور آخرت تو پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

۸۴- مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

جو (آخرت میں) نیکی لے کر آئے گا تو اس کو اس کی نیکی سے بہتر اجر ملے گا اور جو برائی لے کر آئے گا تو بدکرداروں کو اتنی ہی سزا ملے گی جتنا انہوں نے (برا) کام کیا۔

۸۵- اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّيْۤ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

(اے حبیب) جس (اللہ) نے آپ پر قرآن (یعنی قرآنی تعلیمات کی تبلیغ کو) فرض فرمایا وہی آپ کو پہلی جگہ لے جائے گا (مقام ازل، جہاں سے آپ چلے تھے ہم وہیں آپ کو لے جائیں گے یا دنیا میں مکہ، جہاں سے آپ نے ہجرت فرمائی ہے ہم پھر وہیں واپس لائیں گے) آپ فرما دیجئے (کہ اللہ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں) میرا رب خوب جانتا ہے کہ کون ہدایت لیکر آیا ہے اور کون صریح گمراہی میں مبتلا ہے۔

۸۶- وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْۤا اَنْ يُّلْقٰۤى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ○

اور آپ کو تو امید نہ تھی کہ آپ پر کتاب نازل ہوگی مگر آپ کے پروردگار کی رحمت سے (یہ نازل ہوئی) تو آپ ان کافروں کی ذرا مدد نہ فرمائیں (آپ فطرتاً ان کے بہی خواہ ہیں لیکن وہ اخلاقِ محمدی کے معنی نہیں سمجھتے)۔

۸۷- وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ۚ

اور کہیں (کفار) آپ کو اللہ کی آیات (کی تبلیغ) سے روک نہ دیں جبکہ یہ آپ پر نازل ہو چکی ہیں (یہاں بھی حضور سے خطاب ہے لیکن عمومیت سے امت مراد ہے کہ یہ خطرہ بعد میں آنے والے مسلمانوں سے تھا۔ آج بھی یہ خطرہ بار بار متشکل ہو رہا ہے) اور آپ اپنے رب کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیے اور مشرکین (کے معاونوں) میں نہ ہو جائیے (حضور کو خطاب کر کے بڑے واضح انداز سے آپ کی امت کو مشرکین کی پیروی سے منع فرمایا کہ ہر وہ بات جس سے مشرکوں کو تقویت پہنچے اس سے احتراز ضروری ہے)۔

۸۸- وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۟ قف كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ

اور اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارنا اس کے سوا کوئی معبود نہیں (لوگو! خوب یاد رکھو فانی شے معبود نہیں ہوا کرتی) ہر شے اللہ کی ذات کے سوا فانی ہے۔ اسی کا حکم (ہر جگہ کارفرما) ہے اور اسی کی طرف تم

النّصفُ ۹ ع ۱۲ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ع

لوٹ کر جاؤ گے۔

(اسی کی عبادت کرو۔ اسی کے نام کو بلند کرنے میں تمہاری عزت ہے یہی فریضۂ تبلیغ ہے اور یہی وسیلۂ نجات)۔

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ

مکّی اُنہتر آیتیں سات رکوع

سورۂ قصص حق و حقانیت پر ختم ہوا بتایا گیا کہ ایک اللہ "واجب الوجود" کے سوا ہر شے فانی ہے۔ اسی کو سمجھنا سمجھانا ہے، قرآن اسی کی فہم دیتا ہے، زبان سے اسلام کا دعویٰ کرنا کافی نہیں عمل سے دعوے کا ثبوت دینا ضروری ہے۔

اس سورہ کا نام عنکبوت رکھا جس کے معنی مکڑی کے ہیں، جس کا گھر تمام گھروں میں سب سے زیادہ کمزور ہے تاکہ کفار و مشرکین کے باطل عقائد کی حقیقت ظاہر ہو جائے مومن سمجھ لے کہ اللہ کے سوا ہر سہارا کتنا بودا کتنا کمزور ہے۔

یہ سورہ بھی الٓـمّٓ سے شروع ہوتا ہے، جس طرح سورۂ بقرہ شروع ہوا تھا وہاں ایک حقیقت کے بیان کے ساتھ انسانوں کے اقسام کا ذکر تھا پہلے مومن کے صفات کا بیان تھا، پھر کفار اور منافقین کا۔ یہاں بھی عمومیت کے ساتھ ایک اصول بیان کیا جاتا ہے لیکن اس عمومیت میں بھی پہلے مومنین ہی کی طرف اشارہ ہے اور پھر کفار اور منافقین کا ذکر آتا ہے۔ تبلیغ حق کے سلسلہ میں جو بنیادی بات سمجھائی جارہی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام زبانی جمع خرچ کا نام نہیں یہ ایک سیرت کی تشکیل کا نام ہے۔ وہ سیرت جو بوقتِ آزمائش کھلتی ہے۔ مومن کو اس آزمائش سے گھبرانا نہ چاہیے مبلغین کو اس آزمائش کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ اس آزمائش میں انسان اسی وقت پورا اتر سکتا ہے جب وہ دنیا اور دنیا کی تمام لذتوں کو مکڑی کے جالے کی طرح کمزور بودا اور بے حقیقت سمجھے۔ خود اپنے واہمہ کے جال کو توڑ کر نکل آئے۔ سمجھ لے کہ حرص والے ہی دنیا میں مکھی کی طرح جالے میں پھنستے ہیں۔ یہ حقیقت اہلِ ایمان پر روشن ہے البتہ اس کو دوسروں تک پہنچانا ہے۔ کتاب کو پڑھتے رہنے، صاحبِ کتاب کی سیرتِ طیبہ کو سامنے رکھنے سے نورِ ایمان فروزاں ہوتا ہے، نورِ ایمان اللہ کی یاد کا نام ہے۔ قرآن ہی اللہ کی رحمت ہے، قرآن پڑھنا اللہ کا ذکر کرنا ہے۔ اسی سے شرحِ صدر ہوتا ہے۔ یہ راز کھلتا ہے کہ مومن کا قلب اللہ کا عرش ہے جو ہر منزل کے انوار و برکات کے لیے کشادہ ہے بشرطیکہ نظر کتاب اور صاحبِ کتاب پر رہے، رحمت کی تلاش رحمت للعٰلمین ﷺ

کے دامن رحمت سے وابستہ ہوکر کی جائے۔ جو لوگ اس حقیقت کو سمجھ کر عمل صالح میں آگئے، جو اللہ کی راہ میں اللہ کے لیئے نکل کھڑے ہوئے، خلوص دل سے راہ حق کے متلاشی ہوگئے، سلوک الی اللہ میں رہنے لگے، اللہ ان کے ساتھ ہو جاتا ہے، حق و حقانیت بتا دیتا ہے، آنکھوں سے دکھا دیتا ہے، ان پر معیت ذاتِ پروردگار روشن ہو جاتی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ الٓمّٓ ○ الف ۔ لام ۔ میم

(یہ سورہ اسی طرح شروع ہو رہا ہے جیسے سورۂ بقرہ شروع ہوا تھا، بعض بزرگوں نے الف سے اللہ، م سے محمد مراد لیا ہے اور ل سے جبرئیل جو وحی کے لانے والے تھے۔ الف اور م، ابتدا کے اور ل آخر کا حرف ہے تاکہ اللہ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا صحیح تعلق نمایاں رہے، اور اللہ اور اس کے رسول کا اثبات ایک کلمہ میں ہو۔ اور اسی حقیقت کو زبان اور عمل سے عام کرنا مومن کی زندگی کا نصب العین رہے، یہ سورہ بھی گویا رموز تبلیغ ہی سے شروع ہوتا ہے اور تکمیل ایمان کی راہ بتاتا ہے)۔

پہلی دو آیتوں میں مومنین کی طرف اشارہ ہے۔

۲۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ ○

کیا لوگ اس خیال میں ہیں کہ (محض) یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے، چھوڑ دیئے جائیں گے۔ اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔

۳۔ وَ لَقَدۡ فَتَنَّا الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ فَلَیَعۡلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا وَ لَیَعۡلَمَنَّ الۡکٰذِبِیۡنَ ○

اور (مسلمانوں کی آزمائش کوئی نئی بات نہیں) ہم نے ان کی بھی آزمائش کی ہے جو (امتیں) ان سے قبل گزری ہیں تو اللہ ان لوگوں کو ضرور معلوم کرے گا جو (اپنے دعوئے ایمان میں) سچے ہیں اور ان کو بھی جان کر رہے گا جو جھوٹے ہیں۔

(اللہ تو ان کو جانتا ہی ہے لیکن اس آزمائش سے ان کو خود ان کے حال سے باخبر کرنا ہے، اور حق و باطل کو الگ کر کے دکھانا ہے)۔

آئندہ آیت میں کافروں کی طرف اشارہ ہے

آیت نمبر (۳) لَیَعۡلَمَنَّ سے یہ وہم نہ آنا چاہیے کہ اللہ کو علم نہ تھا، یہ انداز بیان ہے، فی الحقیقت لیعلمن سے مراد حقیقت واصلیت کا ایک ایسا اظہار اور انکشاف ہے، جس کے بعد معذرت کی تمام راہیں بند ہو جائیں۔

۴۔ اَمۡ حَسِبَ الَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السَّيِّاٰتِ اَنۡ يَّسۡبِقُوۡنَا‌ ؕ سَآءَ مَا يَحۡكُمُوۡنَ ○

کیا جو لوگ بُرائیاں کرتے رہتے ہیں (انکارِ حق کرتے ہیں اور مسلمانوں کو ایذا دیتے رہتے ہیں) انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ ہم سے (بچ کر) نکل جائیں گے (اور ہم ان سے انتقام نہ لیں گے) کیا غلط فیصلہ کر رکھا ہے۔

بے شک راہِ حق میں تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن

۵۔ مَنۡ كَانَ يَرۡجُوۡا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ‌ ؕ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ○

جو کوئی اللہ کی ملاقات (یعنی جنت میں اللہ کے دیدار) کی امید رکھتا ہے (اللہ ہی سے عرض معروض کرتا رہتا ہے) تو (اس کو جان لینا چاہیے کہ) اللہ (سے ملنے) کا معین وقت ضرور آئے گا (اس کا وعدہ ضرور پورا ہو کر رہے گا) اور وہی بڑا سننے والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے۔

۶۔ وَمَنۡ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفۡسِهٖ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِىٌّ عَنِ الۡعٰلَمِيۡنَ ○

اور جو کوئی (عاقبت بخیر ہونے کی امید کے ساتھ ساتھ) مجاہدہ کرتا ہے تو اس کا مجاہدہ (اس کی محنت) اپنی ہی ذات کے لیے ہے (اس کا فائدہ اس کا فیض، اس کے برکات خود اس کو حاصل ہوں گے۔ اللہ کو اس کی عبادت کا کیا کرنا) اللہ تو سارے جہانوں سے بے پرواہ ہے۔

۷۔ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَـنُكَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ سَيِّاٰتِهِمۡ وَلَنَجۡزِيَنَّهُمۡ اَحۡسَنَ الَّذِىۡ كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ○

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے تو ہم ان کے گناہ ان سے دُور کر دیں گے اور ان کے اعمال کا ان کو بہتر سے بہتر بدلہ دیں گے۔

اور عمل میں سب سے بہتر عمل والدین کی محبت کے ساتھ خدمت ہے۔

۸۔ وَوَصَّيۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَيۡهِ حُسۡنًا‌ ؕ وَاِنۡ جَاهَدٰكَ لِتُشۡرِكَ بِىۡ مَا لَـيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ فَلَا تُطِعۡهُمَا‌ ؕ اِلَىَّ مَرۡجِعُكُمۡ فَاُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ○

اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے ساتھ حُسنِ سلوک کی تاکید کی۔ (لیکن ماں باپ کی بھی وہ اطاعت جائز نہیں جس میں خدا کی نافرمانی ہو) اور اگر وہ تجھ پر زور دیں کہ تو کسی شے کو میرا شریک بنا جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہیں (جس کی کہیں بھی کوئی سند نہیں) تو (اس معاملہ میں) ان کا کہنا مت مان (تم ماں باپ ہو یا بیٹے خوب سمجھ لو کہ شرک ظلم ہے اور) بالآخر تم سب کو میری طرف واپس آنا ہے پس میں تم کو بتا دونگا جو تم کیا کرتے تھے۔

۹۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ○

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے تو ہم ان کو نیک بندوں میں ضرور داخل کریں گے۔ (قیامت کے دن وہ انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوں گے)۔

۱۰۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ۭ وَلَىِٕنْ جَاۗءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۭ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ○

اور بعض وہ لوگ ہیں جو (کہنے کو تو) کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے، پھر جب اللہ کی راہ میں انہیں تکلیف پہنچتی ہے تو لوگوں کے ستانے کو (یوں) سمجھنے لگتے ہیں جیسے کہ اللہ کا عذاب۔ اور اگر آپکے رب کی طرف سے (مسلمانوں کو کوئی) مدد پہنچتی ہے تو کہنے لگتے ہیں کہ ہم تو (اپنے عقائد میں) تمہارے ہی ساتھ تھے۔ (یہ آخر دھوکہ کس کو دے رہے ہیں) کیا اللہ اس سے بخوبی واقف نہیں جو کچھ جہان والوں کے سینوں میں (پوشیدہ) ہے۔

اور اللہ لوگوں کے حق و باطل کا حال ان پر بھی کھول دے گا۔

۱۱۔ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ○

اور اللہ ان لوگوں کو ضرور معلوم کر کے رہے گا جو ایمان لائے اور ان کو بھی یقیناً معلوم کرے گا (ان کا جھوٹ ان پر کھول دیگا) جو دغا باز ہیں۔

۱۲۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○

اور جو لوگ کافر ہیں (ان کا تو یہ حال ہے کہ) ایمان والوں سے کہتے ہیں کہ تم ہماری پیروی کرو اور ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے (یعنی تمہارے گناہوں کے ذمہ دار ہم ہوں گے) حالانکہ وہ ان کے ذرا بھی گناہ نہ اٹھا سکیں گے وہ تو (سراسر) جھوٹے ہیں۔

وہ تو دوسروں کو بہکا کر خود اپنے گناہوں کے بوجھ میں اضافہ کر رہے ہیں۔

۱۳۔ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۡ وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ

اور یہ لوگ ضرور (اپنے گناہوں کا) بوجھ خود اٹھائے ہوں گے اور اپنے بوجھ کے ساتھ (دوسروں کو گمراہ کرنے کے) کچھ اور بھی بوجھ (لیے ہوں گے)

ع ۱۳ ۱۳ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ اور قیامت کے دن ان سے اس بہتان کی ضرور پرسش ہوگی جو وہ باندھا کرتے تھے۔

دوسرا رکوع

قیامت میں تو بہر حال سزا ملے ہی گی خود دنیا میں کیا ایسی بیشمار مثالیں موجود نہیں کہ منکرین حق کی بری طرح پکڑ ہوئی۔ اللہ کو کوئی عاجز نہیں کرسکتا۔ بہتر ہے کہ خود اپنی اصلاحِ حال کرلے اور خود غلط راہ اختیار کرکے دوسروں کو بھکانے کے بجائے پیغمبروں کی راہ اختیار کرے کہ وہی اللہ کی راہ ہے۔

۱۴۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝

اور بے شک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف (پیغمبر بناکر) بھیجا پھر وہ ان میں پچاس سال کم ایک ہزار سال رہے (اور ان کو سمجھاتے رہے لیکن ان کی قوم ان کو جھٹلاتی رہی) بالآخران کو طوفان نے آپکڑا اسلیے کہ وہ ظالم تھے (جھوٹے تھے، کافر تھے)۔

۱۵۔ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَاۤ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

پھر ہم نے ان کو (یعنی نوح کو) اور کشتی والوں کو بچا لیا۔ اور اس (واقعہ) کو دنیا والوں کے لیے ایک نشانی بنا دیا۔

(یہ واقعہ اہلِ عالم کو سبق دیتا رہے گا کہ فتح و نصرت حق کے ساتھ ہے، حق ہی سفینۂ نجات ہے باطل ڈوب کر رہتا ہے)۔

۱۶۔ وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

اور ابراہیم (علیہ السلام ہی کے واقعے) کو (لو، ان کی تعلیمات اور تبلیغ اور ان کی قوم کے انکار کو دیکھو، یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرتے رہو یہ تمہارے حق میں (بہت) بہتر ہے اگر تم (اپنے برے بھلے کی) کچھ بھی سمجھ رکھتے ہو۔

۱۷۔ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ

(انہوں نے اپنی قوم سے یہ بھی کہا تم کو کیا ہو گیا ہے) تم اللہ کے سوا محض بتوں کو پوجتے ہو اور جھوٹ تراشتے ہو بلا شبہ تم جن کی اللہ

اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

کے سوا پرستش کرتے ہو وہ تم کو رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے (خواہ یہ غذائے جسمانی ہو یا روحانی، ہاں اگر طالب رزق ہو) تو اللہ سے رزق طلب کرو اور اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر ادا کرو (اللہ کا شکر ادا کرنا یہی ہے کہ جو کام اس نے جس طرح بتایا ہے اسی طرح انجام دو، عمل کرو، کسل میں نہ آؤ بالآخر) تم کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

۱۸۔ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○

اور اگر تم جھٹلاتے رہو گے تو تم سے قبل (اور بھی) امتیں (دین حق کو جھٹلاتی رہی ہیں اور رسول کے ذمہ تو بس پیغام (حق) صاف صاف (واضح طور پر) پہنچا دینا ہے۔

ان حقائق کو سمجھنا دشوار نہیں۔خود اپنی تخلیق پر غور کرو۔

۱۹۔ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ○

کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں (غور نہیں کرتے) کہ اللہ نے تخلیق کس طرح شروع کی (انسان کو کیسے پیدا کیا) پھر اس کو دوبارہ پیدا کر دے گا (جس نے پہلی بار پیدا کیا اس کے لیے پھر پیدا کرنا کیا دشوار ہے۔ دراصل حشر و نشر) یہ تو اللہ کے لیے بہت ہی آسان ہے۔

غرض زمین پر اللہ کی قدرت و حکمت کی بے شمار نشانیاں ہیں، سلسلۂ تخلیق جاری ہے، دیدۂ بینا ہو تو خالق کائنات کے وجود سے انکار کون کر سکتا ہے۔

۲۰۔ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

آپ فرما دیجئے زمین میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ اس نے کس طرح مخلوق کو پہلی بار پیدا کیا (جس نے اتنی مخلوق پیدا کی ہے وہ) پھر اسے دوسری بار (یعنی قیامت کے دن بھی) پیدا کر دے گا اور رہا اللہ (تو) ہر شے پر قادر ہے (وہ مختار کل ہے جو چاہے کر سکتا ہے)۔

۲۱۔ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ○

جس کو چاہے عذاب دے اور جس پر چاہے رحم فرمائے اور تم سب اسی کی طرف واپس جاؤ گے۔

۲۲- وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ۫ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

اور (آپ فرمادیں کہ اے منکرو!) تم زمین میں اور آسمان میں (اللہ اور اس کے رسول کو) عاجز نہیں کر سکتے اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں۔

تیسرا رکوع

جب اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور اللہ صاحبِ قدرت ہے، اور اس کے سامنے حاضر ہونا ہے تو پھر اصلاحِ حال کیوں نہیں کرتے منکرینِ حق کو خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ اللہ کے عذاب سے بچ نہ سکیں گے، عذاب آگ ہے، دُوری ہے مہجوری ہے۔ اللہ اپنے مقبول بندوں کا محافظ آپ ہے، وہ تو دوسروں کی ہدایت کے لیے بھیجے گئے ہیں ان کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے۔

۲۳- وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

اور جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا (اس کے احکام اس کے انبیاء اس کی کتاب کا) اور اس سے ملنے کا انکار کیا وہی (روزِ قیامت) میری رحمت سے ناامید ہوں گے۔ (ان کے ہاتھ سے دامنِ رحمت چھوٹ گیا) اور ان ہی کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔

بسا اوقات انسان جب لاجواب ہو جاتا ہے تو طاقت سے کام لیتا ہے، دوسرے کو نقصان پہنچانا، مار ڈالنا چاہتا ہے لیکن جس کا اللہ معاون ہو اسے کون مار سکتا ہے حضرت ابراہیم کی قوم جب ان کے دلائل و براہین کا جواب نہ دے سکی تو اس نے بھی ان کے قتل ہی کا ارادہ کیا۔

۲۴- فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

پس (ابراہیم علیہ السلام کے مدلل بیان کے بعد) ان کی قوم کا جواب یہی تھا کہ کہنے لگے کہ انہیں قتل کر دو یا انہیں جلا دو۔ (لیکن کیا وہ جلا سکے۔ ہرگز نہیں سب اہتمام ہوئے) پھر (بھی) اللہ نے ان کو آگ سے بچا دیا، اس (واقعہ) میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہیں (وہی اس راز کو پاتے ہیں کہ تاثیر، چیزیں میں نہیں بلکہ اللہ کے حکم میں ہے اور نفع و ضرر پر اللہ ہی قادر ہے)۔

۲۵- وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ

اور (ایک دن حضرت ابراہیم نے) کہا اے لوگو، تم نے اللہ کو چھوڑ کر

دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۡ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۙ۝

بتوں کو اپنا لیا ہے (محض) آپس کی دنیاوی زندگی کے تعلقات کی خاطر (نہ تم دنیا میں ہمیشہ رہو گے اور نہ یہ دنیا ہمیشہ رہے گی آخر قیامت آئیگی) پھر قیامت کے دن تم ایک دوسرے (کی دوستی) سے انکار کر دو گے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجو گے اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور تمہارا کوئی معاون (مددگار) نہ ہوگا۔

مجمع میں سے صرف حضرت لوطؑ نے، جو حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے، آپ کی تصدیق کی۔

۲۶- فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

پھر لوط اس پر (علی الاعلان) ایمان لائے اور (ابراہیم یا لوط نے) کہا میں تو اپنے رب کی (بتائی ہوئی جگہ کی) طرف ہجرت کر جاؤں گا (وطن ترک کر دوں گا یہ تعلق بھی منقطع کر لوں گا اور اللہ کا ہو رہوں گا) بیشک وہی زبردست حکمت والا ہے (جہاں جس طرح چاہے گا اپنا دین پھیلا دیگا)

بیشک اللہ نے دین حق کی تبلیغ کے اسباب حضرت ابراہیم کے خاندان میں پیدا کر دیئے۔

۲۷- وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اور ہم نے ان کو اسحٰق اور یعقوب عطا کیے اور ان کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب مقرر کر دی (حضرت ابراہیم کے بعد جملہ انبیاء علیہم السلام آپ ہی کے خاندان سے ہوئے) اور ان کو ہم نے دنیا میں (بھی) ان کا صلہ دیا اور بے شک آخرت میں (بھی) وہ بڑے نیک لوگوں (کی جماعت یعنی انبیاء علیہم السلام اور اللہ کے مقرب بندوں) میں شامل ہوں گے۔

ادھر حضرت لوطؑ نے تبلیغ وہدایت کا کام شروع کیا لیکن ان کی قوم اپنی حرکتوں سے باز نہ آئی۔

۲۸- وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۡ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور لوط نے جب (ان کو پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تو) اپنی قوم سے کہا تم (تو ایسی) بے حیائی کے کام کرتے ہو جو تم سے پہلے کسی نے بھی دنیا والوں میں سے نہ کیے۔

۲۹- اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ

(تم کو کیا ہو گیا ہے) کیا تم مردوں سے بدفعلی کرتے ہو اور (آفرینش

وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَتَأْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○

نسل کی راہ منقطع کرتے ہو۔ اور اپنی مجلسوں میں (علی الاعلان) بُرے کام کرتے ہو۔ تو اس کا جواب ان کے پاس اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ وہ کہہ اٹھے (اچھا) اگر تم سچے ہو تو ہم پر اللہ کا قہر نازل کردو۔

۳۰۔ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ○ ع

(چنانچہ لوطؑ نے) عرض کی اے میرے رب ان مفسد (گندے اور شریر) لوگوں کے خلاف میری مدد فرمانا۔

ع ۳ ۸ ۱۵

چوتھا رکوع

غرض مثالوں پر مثالیں دی جارہی ہیں کہ منکروں کی سرکشی، ان کے ظلم، فطرت کے خلاف انکی بغاوت، ان کی ہلاکت کا باعث ہوئے۔ اللہ کے قہر سے کوئی ان کو بچا نہ سکا۔ ان میں لوطؑ کی قوم بھی تھی عاد و ثمود بھی فرعون و قارون بھی جو حرص دنیا اور لذتِ نفس کے جال میں پھنسے ہوئے تھے اور جس اثاثۂ عیش و عشرت کو وہ دائم و قائم اور مستحکم سمجھتے تھے وہ مکڑی کے جالے کی طرح بودا اور کمزور ثابت ہوا۔ اگر ان کو سمجھ ہوتی تو ان چیزوں پر ناز کرنے کے بجائے خالقِ کائنات کے فرمانبردار رہتے۔

۳۱۔ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ○ ۚ

اور جب ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیمؑ کے پاس (اولاد کی) خوشخبری لے کر آئے (تو اثنائے گفتگو میں لوطؑ کی بستی کے متعلق) انہوں نے کہا کہ ہمیں تو اس بستی کے رہنے والوں کو غارت کرنا ہے بے شک اس کے بسنے والے بڑے بدکار ہو گئے ہیں۔

۳۲۔ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ؕ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ۫ وقفۃ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ○

(ابراہیمؑ نے) کہا اس میں لوطؑ (بھی تو رہتے) ہیں (پھر پیغمبر کے ہوتے یہ عذاب کیسے آئے گا) وہ بولے ہم کو معلوم ہے کہ وہاں کون رہتا ہے۔ (عذاب کے وقت وہ وہاں نہ ہوں گے) ہم ان کو اور ان کے گھر والوں کو بچالیں گے سوائے ان کی بیوی کے کہ وہ (پیچھے) رہ جانے والوں میں ہوگی (اور عذاب میں مبتلا ہوگی)۔

۳۳۔ وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ قف اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ○

اور پھر جب ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) لوط کے پاس پہنچے تو وہ ان کی وجہ سے مغموم ہوئے اور ان کے (آنے کے) سبب سے بہت تنگدل ہوئے۔ (فرشتے لوط کی قلبی کیفیت سمجھ گئے) اور بولے تم کچھ اندیشہ نہ کرو نہ غمگین ہو۔ (وہ نہ ہمارا کچھ بگاڑ سکیں گے اور نہ تمہارا بلکہ) ہم تم کو اور تمہارے گھر والوں کو بچالیں گے سوائے تمہاری بی بی کے کہ وہ (پیچھے) رہ جانے والوں میں ہوگی (اور گرفتار عذاب ہوگی)

۳۴۔ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ○

(ہم اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں اور) بلا شبہ ہم اس بستی کے لوگوں پر آسمان سے ایک عذاب ان کی بداعمالیوں کے باعث نازل کرنے والے ہیں۔

قہر الٰہی نازل ہوا اور ان بستیوں کے کھنڈرات مکہ سے ملک شام کے سفر میں آج بھی نظر آتے ہیں۔

۳۵۔ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰیَةًۢ بَیِّنَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ○

اور ہم نے اسی بستی کے کچھ واضح نشان عقل والوں کے لیے چھوڑ دیئے ہیں (تاکہ وہ اس سے عبرت لیں)۔

۳۶۔ وَاِلٰى مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ○

اور مدین (والوں) کی طرف ہم نے ان کے (ہم وطن) بھائی شعیب کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا۔ پس انہوں نے (بھی توحید ہی کا درس دیا) کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اور آخرت کے دن کی امید رکھو اور زمین پر فساد مت پھیلاتے پھرو۔

۳۷۔ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ○

پھر ان کی قوم نے ان کو جھٹلایا تو ان کو ایک (بھیانک) زلزلے نے آپکڑا پس صبح کے وقت وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

۳۸۔ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَقَدْ تَّبَیَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ قف وَزَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ

اور (تمہارے سامنے عاد و ثمود کی بھی مثالیں ہیں کہ) عاد و ثمود کو (بھی ہم نے ان کی تکذیب حق اور نافرمانیوں کے باعث ہلاک کیا) اور (حقیقت تو) ان کے گھروں سے (جو اب کھنڈر بنے ہوئے ہیں) تم پر روشن ہے۔ اور

فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ۝

(یہ وہ مغرور لوگ تھے) جن کے اعمال کو شیطان نے ان کی نظروں میں خوشنما کر دکھایا تھا پھر ان کو راہ (حق) سے روک رکھا تھا اور وہ (دنیا کے معاملات میں) بڑے ہوشیار تھے (لیکن ان کی یہ ہوشیاری ان کے کسی کام نہ آئی)

۳۹۔ وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا سَابِقِينَ ۝

اور (اسی طرح) قارون اور فرعون اور (اس کے وزیر) ہامان (کی مثال لو کہ وہ بھی اپنی سرکشی اور غرور کے باعث ہلاکت میں مبتلا ہوئے) اور بے شک موسیٰ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے لیکن انہوں نے زمین پر سرکشی کی اور وہ ہم سے نکل کر بھاگ نہ سکے۔

۴۰۔ فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنْبِهِ فَمِنْهُمْ مَنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُمْ مَنْ أَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝

پھر ہر ایک کو ان کے گناہوں پر ہم نے پکڑا، تو ان میں سے بعض پر ہم نے ہوا کے ساتھ پتھر برسائے، اور بعض وہ تھے جن کو ایک (آتشیں) چنگھاڑ نے پکڑ لیا۔ اور ان میں کسی کو ہم نے زمین میں دھنسایا اور کسی کو ہم نے (دریا میں) ڈبویا اور (یہ سب ان کے اپنے اعمالِ بد کے باعث ہوا ورنہ) اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا البتہ یہ خود اپنے پر ظلم کر رہے تھے۔

یہ لذتوں میں، بدکاریوں میں، ہوا و حرص میں، غرور و گھمنڈ میں مبتلا تھے، اللہ کے ساتھ شرک، رسولوں کا انکار ان کا شیوہ تھا۔ وہ اپنی دولت و ثروت پر نازاں تھے۔ دنیا کو دائمی مقامِ راحت سمجھ بیٹھے تھے، دنیا کی حقیقت سے واقف نہ تھے یہاں جو استحکام اور عزت ہے وہ اللہ ہی کے سہارے سے ہے ورنہ یہ دنیا تو مکڑی کے جالے کی طرح کمزور و بودی ہے۔

۴۱۔ مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ

جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے کارساز بنا رکھے ہیں ان کی مثال مکڑی کی سی ہے جس نے گھر بنایا اور بلاشبہ تمام گھروں میں سب سے

الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۖ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○

کمزور مکڑی کا گھر ہوتا ہے۔ کاش وہ (اس مثال پر غور کرتے اور) سمجھتے۔ (تو ان پر اپنی بے راہ روی اور شرک کی حقیقت بالکل روشن ہو جاتی)

۴۲۔ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

بے شک وہ جس چیز کو بھی خدا کے سوا (اپنا معبود سمجھ کر) پکارتے ہیں اللہ اسے جانتا ہے اور وہ بڑا غلبہ والا (اور) بڑا حکمت والا ہے۔ (جان کر انجان رہتا ہے یہی اس کی آزمائش کا طریقہ ہے لیکن اس کی مشیّت کے دائرے سے کوئی باہر نہیں نکل سکتا)۔

۴۳۔ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ○

اور یہ مثالیں ہیں جن کو ہم لوگوں کے (سمجھانے کے) لیے بیان کرتے ہیں اور ان کو وہی سمجھتے ہیں جو علم رکھتے ہیں (اپنے ہادی کو پہچانتے اور ایمان لاتے ہیں)۔

اگر انسان ذرا سمجھ سے کام لے تو شرک کے تصور سے بھی پاک ہو جائے جس قادر مطلق نے زمین و آسمان اور ایک مکمل نظام بنا دیا اس کے لیے لوگوں کے چھوٹے چھوٹے کام بنا دینا کیا بڑی بات ہے۔

۴۴۔ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○ ع

اللہ نے آسمانوں اور زمین کو ایک نظام کے مطابق بنایا (بے شک) اس میں ایمان لانے والوں کے لیے بڑی نشانی ہے۔

پارہ ۲۱

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ

ع ۱ / ۲۱

پانچواں رکوع

اس رکوع سے اکیسواں پارہ شروع ہوتا ہے، گزشتہ آیت میں بتایا گیا کہ اللہ کی تخلیق میں ایمان والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں یہاں بتایا جا رہا ہے کہ ایمان کو فروزاں کرنے کا طریقہ کیا ہے۔ یہ تلاوتِ کلامِ پاک ہے، نماز کو قائم رکھنا ہے اور اللہ کی یاد میں لگے رہنا ہے۔ انسان اگر عملِ صالح میں مصروف رہتا ہے تو وہ لڑائی جھگڑے، شر و فساد سے خود دُور رہتا ہے۔ خواہ اس فساد کے بانی کفار ہوں یا اہلِ کتاب۔ قرآن کا پڑھنا، اس کی آیات کی نورانی شعاعیں، قلب کو پاک سے پاک تر کرتی جاتی ہیں۔ لیکن یہ وہی جانتے ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔ قرآن رحمت ہے، فہم ہے، ایک یاد ہے۔ قرآن پڑھنا اللہ کا ذکر کرنا ہے۔

۴۵۔ اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ○

(خطاب رسولِ کریم سے ہے سمجھانا امت کو ہے۔ اے رسول) جو کتاب آپ پر نازل ہوئی ہے اسے پڑھا کیجیے (پڑھ پڑھ کر سنایا کیجیے) اور نماز کو قائم رکھیے (اس کی پابندی پر بہت زور دیجیے) بے شک نماز (لوگوں کو) بے حیائی اور بُری باتوں سے روکتی ہے اور سب سے بڑی (چیز تو) اللہ کی یاد ہے (نماز کی غرض ہی یہ ہے کہ اللہ کی یاد دل میں گھر کرلے) اور اللہ تو جانتا ہے جو تم کرتے ہو (تمہاری یاد اور تمہاری غفلت اور غفلت نمایاں سب سے خوب واقف ہے، جیسی جس کی عبادت ویسا اللہ کا اس کے ساتھ معاملہ)۔

لوگو! خوب یاد رکھو کہ تبلیغ کا منشا دل میں اللہ کی یاد کو ڈالنا ہے یہ بات خوامخواہ جھگڑنے سے حاصل نہیں ہوتی۔

۴۶۔ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا

اور اہلِ کتاب سے جب بحث و مباحثہ کرو تو بہت شائستہ انداز سے سوائے ان کے جو ان میں سے ظلم (و زیادتی) کریں (ان سے اگر تم کو بھی کچھ کہنا پڑے تو مضائقہ نہیں لیکن اندازِ تبلیغ قائم رہے، نرمی کا پہلو

اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○

غالب رہے) اور ان سے کہو (کہ بھائی) ہم تو جو ہم پر اترا اس پر اور (جو) تم پر اترا اس پر بھی ایمان لائے اور ہمارا معبود اور تمہارا معبود (تو) ایک ہی ہے اور ہم (سب) اسی کے فرمانبردار ہیں (پھر جھگڑنے کی بات ہی کیا ہے)۔

اللہ تعالیٰ تو خود فرماتا ہے

۴۷۔ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ○

اور (جیسے ہم نے توریت وغیرہ اتاری تھی) اسی طرح ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا۔ پس جن کو ہم نے (ان کی) کتاب (کی سمجھ) دی ہے وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور ان (مشرکینِ مکہ) میں سے بھی بعض اس پر ایمان لے آتے ہیں اور ہماری آیتوں سے (تو دراصل) وہی منکر ہیں جو (پکے) کافر ہیں (جن کے تاریک قلب ایمان کی روشنی سے بالکل محروم ہیں)۔

۴۸۔ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ○

اور (آخر ان لوگوں کے شبہ میں پڑنے کی وجہ ہی کیا ہے) آپ نہ تو اس (قرآن کے اُترنے) سے قبل کوئی کتاب (ہی) پڑھتے تھے اور نہ اسے اپنے ہاتھ سے لکھ ہی سکتے تھے، (کیونکہ) اگر ایسا ہوتا تو اہلِ باطل شبہ میں پڑ جاتے (لیکن جب یہ دونوں باتیں نہیں پھر تو یہ ان کی حق ناشناسی ہٹ دھرمی ہے)۔

۴۹۔ بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ○

سچ تو یہ ہے کہ وہ (قرآن پاک ہی کی) منور آیتیں ہیں جو ان کے سینوں میں (محفوظ) ہیں جن کو (صحیح معنوں میں) علم عطا ہوا ہے اور ہماری آیتوں سے وہی منکر ہوتے ہیں جو بے انصاف ہیں۔

۵۰۔ وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ○

اور (یہ کفار اعتراض کرتے ہیں اور) کہتے ہیں کہ اس (نبی) پر اس کے پروردگار کی طرف سے کچھ نشانیاں کیوں نہ اُتریں (جنہیں دیکھتے ہی ہم اس کی صداقت پر ایمان لے آتے) آپ فرما دیجیے یہ نشانیاں (یہ معجزات ظاہر کرنا) اللہ کے اختیار میں ہیں اور میں تو صرف واضح طور پر (اس کے احکام سُنا دینے والا اور عواقب سے) ڈرانے والا ہوں۔

۵۱۔ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ ع

کیا (قرآن خود معجزہ نہیں۔ کیا) ان کے لیے یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمائی جو ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ بے شک ایمان والوں کے لیے اس میں رحمت ہے اور ایک یاد ہے (قرآن کا پڑھنا اللہ کا ذکر ہے)۔

چھٹا رکوع

گزشتہ رکوع میں بتایا گیا کہ کس طرح قرآن کی فہم زندگی میں ایک عظیم الشان انقلاب کا موجب ہوتی ہے، پہلے ایمان کی روشنی آتی ہے پھر سینوں کو منور کر کے اللہ کی یاد سے معمور کرتی ہے۔ اگر یہ سب اعجاز قرآنی دیکھنے کے بعد بھی منکرین حق کسی اور چیز کے طالب ہیں تو ان کو کوئی بات سمجھائی نہیں جا سکتی۔ وہ تو عذاب کے لیے جلدی کرتے ہیں اس کا وقت مقرر ہے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے البتہ مومنوں کو بشارت ہو کہ ان کے لیے اللہ کی زمین کشادہ ہے اللہ کی یہ زمین بھی جس میں وہ بستے ہیں اور وہ قلب بھی جو اللہ کی جلوہ گاہ ہے جس کی وسعتوں کا ٹھکانا نہیں، اس دل میں ذوقِ بندگی ہو تو کیا نہیں ملتا۔ موت قُرب کے لیے ہے اگر ملنے اور پانے کے تصور کو دنیا تک محدود نہ رکھا جائے تو سب سمجھ میں آجائے گا۔

۵۲۔ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○

آپ فرما دیجیے کہ (اے منکرین حق) میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی گواہ کافی ہے (جس سے ظاہر و باطن کچھ پوشیدہ نہیں) وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو لوگ باطل پر ایمان لاتے اور اللہ کا انکار کرتے ہیں وہی لوگ گھاٹے میں ہیں۔ (یہاں حق سے محروم رہے وہاں نعمتِ حق سے محروم رہیں گے)۔

۵۳۔ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ؕ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

اور (یہ کیسے بدبخت لوگ ہیں کہ) آپ سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں اور اگر اس کا ایک وقت متعین نہ ہوتا تو ان پر عذاب آچکا ہوتا، اور (ایک روز عذابِ الٰہی) اچانک ان پر آکر رہے گا اور ان کو خبر بھی نہ ہوگی۔

۵۴۔ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ

یہ آپ سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں (یہ دوزخ کے منکر ہیں) لیکن

وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝

دوزخ ان کی منتظر ہے) اور یقیناً دوزخ کافروں کو گھیر لینے والی ہے (گھیر کر رہے گی)۔

یہ وہ دن ہوگا

۵۵۔ يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

جس روز عذاب ان کو اوپر سے اور ان کے پاؤں کے نیچے سے گھیر لیگا اور (اللہ تعالٰے) فرمائے گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے (اب) اس کا مزہ چکھو۔

ایمان والوں کو نہایت شفقت سے سمجھایا جارہا ہے کہ مقصدِ حیات، بندگی ہے جس زمین میں اللہ کی عبادت آزادی سے نہ کرسکو وہاں سے چلے جاؤ، اللہ کی زمین کشادہ ہے قلب میں کشادگی بھی ایمان و عبادت سے آتی ہے۔

۵۶۔ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ۝

اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو بے شک میری زمین کشادہ ہے پس میری ہی عبادت کرو۔

یاد رکھو

۵۷۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۣ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝

ہر ذی حیات کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر تم سب کو ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

تمہاری یہ عبادت رائیگاں نہ جائے گی بلکہ امید سے بہت زیادہ پاؤگے

۵۸۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کو یقیناً ہم بہشت کے بالاخانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی (جن کا لطف وہ اپنے بالاخانوں سے اٹھائیں گے اور) وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے۔ (دیکھو) کیا اچھا بدلہ ہے نیک عمل کرنے والوں کا۔

۵۹۔ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ○

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے صبر کیا اور اپنے پروردگار (کی رحمت) پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

دنیا میں مال و دولت کی فکر میں لگا رہنا مقصدِ حیات نہیں۔ یہ تو وسیلہ ہے، دیکھو جانوروں کو کون رزق دیتا ہے

۶۰۔ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

اور کتنے جانور ہیں جو اپنی روزی اٹھائے نہیں پھرتے۔ اللہ ہی ان کو رزق دیتا ہے اور تم کو بھی۔ اور وہی (تمہاری دعاؤں کی) سننے والا (تمہاری ضرورتوں کو) جاننے والا ہے۔

۶۱۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو (کس نے) کام پر لگایا، تو وہ کہیں گے کہ اللہ نے۔ پھر (اس اللہ کو چھوڑ کر) کہاں الٹے چلے جا رہے ہیں۔

کیا وہ اپنی کوششوں سے اپنے رزق میں کشادگی پیدا کر سکتے ہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا بلکہ

۶۲۔ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○

اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے۔ اور (جس کے لیے چاہتا ہے اس کے لیے) تنگ کر دیتا ہے۔ بیشک اللہ ہر چیز سے خبردار ہے۔

(وہ جانتا ہے کہ کون کس طرح سعی کر رہا ہے اور اس کے لیے کیا مناسب ہے اس لیے اپنے کو یہاں علیم فرمایا، قدیر یہاں نہ کہا تاکہ تقدیر کا سہارا لے کر لوگ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھ جائیں)۔

۶۳۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان سے پانی کس نے برسایا پھر اس سے مُردہ زمین کو زندگی بخشی (کہ وہ از سرِ نو تر و تازہ ہو گئی) تو وہ کہیں گے

مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ ع

کہ اللہ نے۔ (پس اے رسول آپ) فرما دیجئے تمام تعریف (اسی) اللہ کے لیے ہے (میں بھی اللہ کا، یہ نشانیاں بھی اللہ کی نشانیاں) لیکن اکثر لوگ عقل سے کام نہیں لیتے۔

ساتواں رکوع

اگر لوگ عقل سے کام لیتے، تو خالق کائنات کو چھوڑ کر دنیا سے محبت نہ کرتے، یہ ناسمجھی نہیں تو کیا ہے کہ جب ان سے سوال کرو کہ اس کائنات کا خالق کون ہے تو کہیں گے کہ اللہ، اگر مصیبت میں پڑیں تو دعا اللہ ہی سے کریں کہ ہم کو اس آفت سے بچا، لیکن ذرا سکون ملا تو سب اخلاص ختم ہوگیا شرک وکفر میں مبتلا ہوگئے۔ عاقل وہی ہے جو دنیا میں رہ کر اپنے خالق سے غافل نہ ہو۔ جس نے انکارِ حق کیا اس نے ہلاکت مول لی جس نے اللہ کے دین کے کاموں میں کوشش کی اللہ ضرور اسے راہِ ہدایت دکھائے گا۔ معیتِ الٰہی اس کو حاصل ہوگی وہ اپنے اعمال کا بدلہ آنکھوں سے دیکھ لے گا

۶۴۔ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ (وقف لازم)

اور یہ دنیا کی زندگی تو کھیل اور تماشے کے سوا کچھ نہیں اور اصل زندگی تو آخرت کے گھر کی (زندگی) ہے، کاش یہ (لوگ) سمجھتے۔

ان کا تو یہ حال ہے

۶۵۔ فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۝

کہ جب یہ کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ پر خالص اعتقاد رکھ کر (یعنی خلوصِ دل سے) اسے پکارتے ہیں پھر جب اللہ تعالٰی ان کو (طوفان اور دیگر حوادث سے) نجات دیکر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو فوراً شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

۶۶۔ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۙ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۫ وقفة فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝

تاکہ جو ہم نے ان کو دیا ہے اس کی ناشکری کریں اور مزے اڑاتے رہیں (چند دن یہ عیش کرلیں) پس یہ عنقریب ہی جان لیں گے (کہ ان اعمال

کا نتیجہ کیا ہوا)۔

یہ لوگ سمندر کے طوفان اور بھنور سے توڈرتے ہیں لیکن خشکی میں اپنے شہر مکہ پر نظر نہیں کرتے جس کو اللہ نے دارالامان بنا رکھا ہے، کہ سب طرف تو کشت و خون ہو اور مکہ کے لوگ سکون سے زندگی بسر کریں یہ اللہ کے گھر کی برکت اور اس کے نام کا اثر نہیں تو کیا ہے

۶۷۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ○

کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہم نے حرم (مکہ) کو اپناہ اور امن کی جگہ بنا دیا ہے حالانکہ ان (اہلِ مکہ) کے ارد گرد سے لوگ اچک لیے جاتے ہیں (نہ دن کو محفوظ نہ رات کو محفوظ) پھر کیا (ان باتوں کے باوجود) وہ باطل پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں۔

۶۸۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ○

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے، اور حق کی جب وہ اس کے پاس پہنچ چکا، تکذیب کرے (یعنی دینِ حق اور رسولِ برحق کو جھٹلائے) کیا کافروں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے؟ (کیا یہ کافر اس حقیقت سے اب بھی بے خبر ہیں)۔

کافروں کے جھٹلانے سے نہ نورِ حق کی روشنی بجھے گی نہ آگ کے شعلے سرد ہوں گے۔

حق بہر حال حق ہے۔ جو اس تلاشِ حق میں نکلا اللہ اس کا معاون بن جاتا ہے

۶۹۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ○ ع

اور جو لوگ ہماری راہ میں (ہمارے لیے) کوشش کرتے ہیں ہم ضرور اپنا راستہ انہیں دکھا دیتے ہیں اور بلاشبہ اللہ (کی حمایت و نصرت) نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(حضرت قبلہ نے فرمایا جو سلوکِ الٰہی میں رہتے ہیں اللہ ان کو حق و حقانیت کا راستہ دکھا دیتا ہے، اللہ کی معیت انہیں حاصل رہتی ہے)۔

حضرت قبلہ نے آیتِ بالا کے سلسلہ میں ڈاکٹر نذیر احمد کے اس ترجمہ کی طرف توجہ دلائی اسلیے اسکو نقل کیا جاتا ہے

جن لوگوں نے ہمارے دین کے کاموں میں کوششیں کیں ہم (بھی) ضرور ان کو اپنا راستہ دکھائیں گے اور کچھ شک نہیں کہ اللہ ان (لوگوں) کا ساتھی ہے جو (خلوصِ دل سے) نیک عمل کرتے ہیں۔

سُوۡرَةُ الرُّوۡمِ

مکی ساٹھ آیتیں چھ رکوع

عنکبوت (مکڑی) اور اس کے کمزور و بودے گھر کے بعد ایک مستحکم حکومت کا ذکر آرہا ہے بتایا جا رہا ہے کہ اللہ کا ارادہ اور اس کا امر کس طرح کام کرتا ہے۔ اثر امر میں ہے نہ کہ شئے میں۔ امر ارادہ کے تحت ہے، جو ارادہ فرماتا ہے، اس پر حکم کرتا ہے اور وہ ہو جاتا ہے۔ تبلیغی مراحل میں مشیت ایزدی پر یقین رکھتے ہوئے نہایت فہم و حکمت کے ساتھ حق کا پیغام پہنچانا ہوتا ہے۔ سورۂ عنکبوت میں اہلِ کتاب کو مشرکین پر ترجیح دی گئی تھی۔ فطرتاً مشرک اپنے کو آتش پرست نجومیوں سے قریب سمجھتے اور مسلمان اہلِ کتاب سے ایک قربت پاتے۔ مشرکین کو اس بنا پر اہلِ کتاب سے بھی ایک طرح کی نفرت ہو گئی تھی، چنانچہ جب فارس کے آتش پرست بادشاہ اور روم کی عیسائی حکومت کے درمیان جنگ ہوئی اور اہلِ فارس غالب آئے تو مشرکین مکہ بہت خوش ہوئے اور نتیجہ یہ نکالا کہ جس طرح اہلِ فارس نے روم کو ہرا دیا ہے، ہم مسلمانوں کا قلع قمع کر دینگے، مسلمانوں کو اہلِ روم کی شکست پر یک گونہ افسوس تھا۔ شکست ایسی فاش ہوئی تھی کہ روم کے سر اٹھانے کی کوئی صورت باقی نہ رہی تھی۔ شام، مصر، ایشیائے کوچک وغیرہ سب ممالک ان کے قبضہ سے نکل گئے تھے۔ اس وقت جب ظاہری اسباب کے تحت حکومتِ روم کی پھر کامیابی کی کوئی صورت نہ تھی کلام اللہ پیشینگوئی فرماتا ہے کہ نو سال کے اندر اندر رومی پھر غالب آ جائینگے۔ چنانچہ عین بدر کے دن جب مسلمان مشرکین پر فتحیاب ہوئے انہیں رومیوں کی فتح کی خوشخبری ملی اور قرآن کی پیشینگوئی سچ ہوئی، اور مومنوں نے بدر میں آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ظاہری اسباب ہی سب کچھ نہیں ہوتے، اللہ جس کو چاہتا ہے کامیاب کرتا ہے فتح و نصرت سب اس کے ہاتھ میں ہے اور وہ زبردست غلبہ والا ہے اس کا ہر وعدہ سچا ہے۔ اسی نکتہ سے اللہ کی وحدانیت، اس کی قدرت، امرِ حق، آخرت کا بیان شروع ہوتا ہے۔ اور حقائق کو ذہن نشین کیا جاتا ہے کہ کلام کی ہدایت و رحمت سے صلاحیت رکھنے والے قلوب منور سے منور تر ہوتے جائیں اور کسی حال میں مومنوں کے پائے استقامت کو لغزش نہ ہو۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱۔ الٓـمّٓ ○ الف، لام، میم۔ (وہی حروفِ مقطعات ہیں جو کسی اہم واقعہ کے

بیان سے قبل آتے ہیں)

۲- غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝

رومی مغلوب ہو گئے

۳- فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝

قریب ہی کی سرزمین (یعنی شام وفلسطین) میں اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے۔

۴- فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ڛ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

(یعنی) چند ہی سال میں (بس نو سال کے اندر اندر) اللہ ہی کو اختیار پہلے بھی (تھا جب انکو اپنی حکومت وطاقت پر غرور تھا وہ پسپا ہوئے) اور بعد میں بھی (ہوگا جب وہ ظاہری اسباب سے مایوس ہو چکے ہوں گے تو پھر فتح یاب ہوں گے)۔ اور اس روز مومن خوشی منائیں گے

۵- بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

اللہ کی مدد سے (یعنی مومن اور اہلِ کتاب دونوں غالب آئیں گے رومی اہلِ فارس پر اور مسلمان مشرکینِ مکہ پر بدر میں) (اللہ) جس کی چاہتا ہے مدد فرماتا ہے اور وہ بڑا زبردست، رحم والا ہے۔

۶- وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ (یہ) نہیں جانتے (نہیں سمجھتے کہ غالب ومغلوب کب، کون اور کیوں کیا جاتا ہے)۔

۷- يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ښ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝

یہ لوگ بس دنیا کی ظاہری زندگی کو تو جانتے ہیں اور آخرت سے (جو مآلِ زندگی اور رازِ حیات ہے اس سے بالکل) غافل ہیں۔

۸- اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۣ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝

کیا انہوں نے اپنے دل میں غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اس کے درمیان ہے سب کو (اپنی) مصلحت (اور حکمت) ہی سے ایک وقتِ معینہ کے لیے پیدا کیا ہے (یہ مقصدِ حیات، معرفتِ الٰہی، دیدارِ الٰہی کے سوا کیا ہو سکتا ہے کاش یہ لوگ آخرت کی اہمیت کو سمجھتے) اور اکثر لوگ تو اپنے پروردگار سے (آخرت میں) ملنے ہی کے منکر ہیں (دیدار کی تمنا کیا کریں گے۔ اور کیا سمجھیں گے)۔

۹۔ اَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَثَارُوا الْأَرْضَ وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝

کیا ان لوگوں نے زمین میں سیر نہیں کی (چلے پھرے نہیں)، کہ (خود) دیکھ لیتے کہ ان لوگوں کا انجام کیا ہوا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں وہ لوگ ان سے قوت میں کہیں بڑھ کر تھے، اور انہوں نے زمین کو جوتا تھا اور اس سے کہیں زیادہ اسکو آباد کیا تھا جس قدر انہوں نے اسے آباد کیا ہے (وہ بھی سطحی زندگی کی لذتوں ہی سے آشنا رہے) اور (ان کی اصلاح کے لیے بھی) ان کے پاس رسول (اللہ کی) نشانیاں (اور احکام) لے کر پہنچے۔ (انہوں نے حقیقت ہستی کو پانے اور سمجھنے سے انکار کیا اور ان کا وہی حشر ہوا جو یہ لوگ آنکھوں سے دیکھتے ہیں) پھر اللہ تو ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے۔

۱۰۔ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ أَسَاءُوا السُّوأَىٰ أَنْ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِئُونَ ۝ ع

پھر جن لوگوں نے بُرائی کی ان کا انجام بھی برا ہی ہوا۔ اس لیے کہ انہوں نے خدا کی آیتوں کو جھٹلایا اور ان کی ہنسی اڑاتے تھے۔

دوسرا رکوع

آج یہ ہنسی مذاق اڑالیں جب قیامت قائم ہوگی سب حقیقت روشن ہو جائے گی، ان کی سب امیدیں ٹوٹ جائیں گی۔ عذاب آنکھوں کے سامنے ہوگا، لوگ جماعتوں میں تقسیم ہوں گے، اللہ پر ایمان لانے والوں کا خیر مقدم ہوگا۔ کافر مبتلائے عذاب ہوں گے۔ جس طرح روز زندگی میں دیکھتے ہو کہ مردہ زمین شاداب ہوتی ہے اور شاداب مردہ اسی طرح قیامت کی دوسری زندگی کو بھی سمجھ لو، یہ بات اس کے لیے کیا مشکل ہے۔

۱۱۔ اللَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

اللہ ہی مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے وہی پھر اسے دوسری بار پیدا کرے گا، پھر تم سب اسی کی طرف واپس جاؤ گے۔

۱۲۔ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ

اور جس دن قیامت برپا ہوگی مجرم آس توڑ کر رہ جائیں گے۔

الْمُجْرِمُوْنَ ○

۱۳- وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ○

اور ان کے شریکوں میں سے کوئی ان کے سفارشی نہ ہوں گے، اور وہ لوگ (خود بھی) اپنے شریکوں سے منکر ہو جائیں گے۔

۱۴- وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ○

اور جس روز قیامت قائم ہوگی (نیک و بد) لوگ جدا جدا ہو جائیں گے

۱۵- فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ○

پس جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے تو وہ جنت میں (انعامات سے) نوازے جائیں گے۔ (اعزاز و اکرام پائیں گے)۔

۱۶- وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ○

اور جو لوگ منکر ہوئے اور ہماری آیتوں کو اور آخرت کے ملنے کو جھٹلایا تو وہ لوگ عذاب میں گرفتار رہیں گے۔

۱۷- فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ○

پس (اللہ سے کیوں غافل ہو) پاک اللہ کو یاد کیا کرو جب (صبح سے) شام کرو اور جب (شام سے) صبح کرو (یا جب صبح ہو جائے اور جب شام ہو جائے)

۱۸- وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ○

اور آسمانوں اور زمین میں سب تعریف اسی کی ہے اور تیسرے پہر اور ظہر کے وقت (تم بھی اللہ کی حمد کیا کرو)۔

(یعنی کائنات کی ہر شے اپنے عروج اور زوال غرض ہر وقت اسی کی یاد میں محو ہے تم بھی اسی کی یاد میں لگے رہو۔ زندگی کو ہر طرح عبادت بنا لو۔ ان آیات سے مفسرین نے نماز پنجگانہ مراد لی ہے)

یہی نمازیں انسان کو اللہ کی یاد میں لاتی اور رکھتی ہیں حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ جس نے پنجگانہ

نماز کی ادائیگی کے ساتھ اپنی فکر و عمل میں بھی اللہ کو یاد رکھا وہ صلوٰۃ دائمی میں آ گیا۔

۱۹۔ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۗ وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ۝

وہ (اللہ ہی ہے جو) زندہ کو مردے سے نکالتا ہے اور (وہی) مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور (خشک) زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ (سرسبز و شاداب) کرتا ہے۔ اور اسی طرح (ایک دن اپنی اپنی جگہوں سے) تم نکالے جاؤ گے (یہ اللہ کا وعدہ ہے جو ہو کر رہے گا)۔

ع ۲ ۵

تیسرا رکوع

اللہ کو پہچاننا چاہتے ہو تو اس کے صفات پر غور کرو، خود اپنے کو دیکھو، تم کو کیسے پیدا کیا کیسے تمہارا جوڑا بنایا کہ محبت کے رشتہ میں رہ کر سکھ چین سے رہو، کیا یہ آسمان و زمین، تمہاری زبانیں، تمہارے رنگ، یہ لیل و نہار، برق و باراں، یہ زندگی و موت، یہ زمین و آسمان کا قیام کیا سب اس بلند و برتر اللہ کی قدرت و حکمت پر شاہد نہیں۔ بے شک ہیں، اور یقیناً ہیں لیکن اہلِ فکر کے لیے، ان کے لیے جو ذوقِ سماعت، دیدۂ بینا رکھتے ہیں، ان کے لیے جو عاقل ہیں۔

۲۰۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تم کو مٹی سے بنایا پھر تم اب انسان ہو روئے زمین پر پھیلے ہوئے ہو۔ (کیا یہ اس کے وجود، قدرت اور حکمت کی دلیل نہیں)۔

۲۱۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

اور (نیز) اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے جوڑے بنائے تاکہ تم ان سے سکون پاؤ، اور تمہارے درمیان (یعنی میاں بیوی میں) محبت و ہمدردی پیدا کر دی اس میں ان لوگوں کے لیے جو فکر سے کام لیتے ہیں (بڑی) نشانیاں ہیں۔

۲۲۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف ہے۔ بے شک اس میں علم رکھنے والوں کے لیے (حیرت انگیز اور مستند) نشانیاں ہیں۔

لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ○

۲۳- وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ○

اور اس کی نشانیوں میں سے تمہارا رات کے وقت اور دن کے وقت سونا اور (اسی طرح) اس کا فضل (اپنی روزی) تلاش کرنا ہے۔ بے شک اس میں (بھی) سننے والوں کے لیے (نصیحت کو ماننے والوں کے لیے بڑی) نشانیاں ہیں۔

۲۴- وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْیٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تم کو بجلی (کا چمکنا) دکھاتا ہے خوف و امید دلانے کے لیے (کہ تم اللہ سے ڈرو بھی اور اس کی رحمت پر نظر بھی رکھو کہ شاید یہ بجلی رحمت کا پیش خیمہ ہو) اور آسمان سے پانی برساتا ہے پھر اس (پانی) سے زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ اس میں (بھی) ان لوگوں کے لیے جو صاحب عقل ہیں (بڑی) نشانیاں ہیں۔

۲۵- وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ مِّنَ الْاَرْضِ ۖ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ○

اور اس کی نشانیوں میں سے (یہ کچھ کم نشانی) ہے کہ آسمان و زمین اس کے حکم سے قائم ہیں۔ پھر جب (تمہارے مرنے اور مٹ جانے کے بعد) تم کو زمین سے (نکلنے کے لیے) ایک بار پکارے گا تم اسی وقت نکل پڑو گے (تمہارا اختیار ہی کیا ہے نادان ہو کہ ذرا سا تم کو جو ارادہ دیا ہے اسے اپنا اختیار سمجھے بیٹھے ہو)۔

۲۶- وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ○

اور اسی کا (سب پر اختیار) ہے جو کوئی بھی آسمانوں میں اور زمین میں ہے (یا انسان ہوں یا فرشتے یا جن یا کوئی اور مخلوق) سب اسی کے فرمانبردار ہیں۔

۲۷- وَهُوَ الَّذِیْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ ع

اور وہی (اللہ) ہے جو خلقت کو پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے پھر اس کو دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس پر بہت آسان ہے۔ اور آسمانوں اور زمین میں اسی کی شان (انسانی تصور، فہم و ادراک سے) بہت بلند و بالا ہے اور وہی بڑا غلبہ والا، حکمت والا ہے۔

چوتھا رکوع

گزشتہ رکوع میں صنعت سے صانع کی طرف جانے کا حکم دیا گیا یہاں صانع کی وحدانیت اس کی اطاعت، اس کی فرمانبرداری، اس کی عبادت کا سبق دے کر مومن کو دینِ فطرت پر رہنے کی تلقین کی جارہی ہے تاکہ وہ منیب بنے ۔ انابت حق کی طرف رجوع کرنا ہے منیب وہ ہے جو حق تعالیٰ کے سوا کسی طرف رجوع نہ ہو اور دنیا والوں کا کیا ہے، یہ تو ہوا و ہوس کے بندے ہیں ۔ ہوا کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں ۔ مومن صراطِ مستقیم پر قائم، شرک سے بیزار، پاک دل سے پاکی میں رہ کر رضائے الٰہی میں لگا رہتا ہے جانتا ہے کہ اسے اللہ کے حضور میں حاضر ہونا ہے اور اللہ شرک کے تصور سے بھی بلند و بالا ہے ۔

۲۸۔ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○

(دیکھو توحید کو ایک مثال سے سمجھو اللہ) تمہارے لیے تمہارے (روزمرہ کے حالات) میں سے ایک مثال بیان فرماتا ہے ۔ (بھلا) کیا تمہارے (لونڈی) غلاموں میں سے کوئی تمہارا اس روزی میں شریک ہے جو ہم نے تم کو دی کہ تم سب اس میں برابر کے شریک ہو ۔ (اور کیا) تم ان سے اسی طرح (ان کی برابری اور حقوق کے خیال سے) ڈرتے ہو جیسے تم اپنوں سے ڈرتے ہو (اگر تم اپنا شریک اپنی ملک میں ایک نوکر اور غلام کو پسند نہیں کرتے تو خالق مختار پر شرک کا تصور کر کے کیوں بے انصافی کرتے ہو) اسی طرح ہم (اپنی) نشانیاں کھول کر ان لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں ۔

شرک ظلم ہے، فطرت کے خلاف ہے، اسی لیے دینِ فطرت شرک سے پاک ہے ۔

۲۹۔ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○

بلکہ اس کے باوجود ظالم اپنی خواہشوں پر بلا سمجھے بوجھے چلتے رہتے ہیں ۔ پھر جس کو اللہ گمراہ کر دے (یعنی ان کو ان کے حال پر چھوڑ دے) اسے کون راہ دکھا سکتا ہے اور ان کا کوئی (بھی تو) مددگار نہیں ۔

۳۰۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ

پس (اے مومن) تو یکسو ہو کر اسی دینِ حنیف یعنی دینِ اسلام، دینِ فطرت) کی طرف اپنا رخ کر لے (یعنی) اللہ کی اس فطرت پر جس پر اس نے لوگوں

عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

کو پیدا کیا (قائم رہ) اللہ کی بنائی ہوئی (فطرت) میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا یہی سیدھا دین ہے (جسے دینِ فطرت، دینِ اسلام کہتے ہیں) لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے (کہ اللہ تعالٰے نے ہر انسان کو فطرتاً ذات باری تعالٰے کی ایک تڑپ دی ہے اور اسی فطرتِ اسلامیہ پر سب کو بنایا ہے)۔

۳۱۔ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

(مومنو) اسی (اللہ) کی طرف رجوع رہو اور اسی سے ڈرتے رہو اور نماز قائم رکھو (جو تعلق مع اللہ کا اولین ذریعہ ہے) اور شرک کرنے والوں میں سے مت ہو (یاد رکھو کہ شرک ظلم ہے اللہ سے بغاوت ہے)

اللہ کی طرف رجوع رہنا یہ ہے کہ دل میں اس کا ایک کھٹکا لگا رہے، اس خلش کی تشفی نماز سے ہے یہی موجبِ قرب ہے، جو شے اس مقامِ قرب سے محروم رکھتی ہے وہ شرک ہے، اس سے بیزاری ضروری ہے۔ اسلام کی روح اتحاد، وحدت ہے، شرک کی بنیاد دوئی اور تفرقہ ہے۔ اس لیے

۳۲۔ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝

(مومنو! تم ان لوگوں میں سے بھی نہ ہو) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور (خود) گروہ گروہ ہو گئے (یعنی متعدد جماعتوں میں تقسیم ہو گئے ہر ایک نے ایک الگ عقیدہ الگ راہ اختیار کی اور) ہر فرقہ اس پر خوش ہے جو اس کے پاس ہے۔

ہر چند لوگ فرقوں میں منقسم ہیں لیکن جب تکلیف پہنچتی ہے تو سب اللہ ہی کو پکارتے ہیں۔

۳۳۔ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝

اور جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے (دکھ درد ہو، مفلسی ہو، سختی ہو، شدت ہو) تو اپنے پروردگار کی طرف رجوع ہو کر اس کو پکارنے لگتے ہیں پھر جب وہ اپنی رحمت کا مزہ چکھاتا ہے (کچھ آسانی ہو جاتی ہے، تردد و پریشانی سے ذرا الگ ہوتے ہیں) تو ان میں سے ایک گروہ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے

۳۴۔ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۟ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝

تاکہ جو ہم نے ان کو دیا ہے اس کی ناشکری کریں۔ پس (اے کافرو!۔ کچھ دن اس دنیا میں) مزے اڑا لو پھر تم کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ اس

کفر و ناشکری کا نتیجہ کیا ہوتا ہے)۔

۳۵۔ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَیْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ یَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ یُشْرِكُوْنَ ○

کیا ہم نے ان پر کوئی دلیل اتاری ہے کہ جو انہیں شرک کرنے کو کہہ رہی ہے (یا انہیں ہمارا شریک بتاتی ہے)۔

۳۶۔ وَاِذَاۤ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ اِذَا هُمْ یَقْنَطُوْنَ ○

اور (لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ) جب ہم ان کو اپنی رحمت کا ذرا مزہ چکھائیں تو پھولے نہیں سماتے اور اگر انہیں خود ان کے اعمال کی پاداش میں تکلیف پہنچے (ذرا نقصان پہنچے) (بس ذرا سی بات پر) آس توڑ بیٹھتے ہیں۔

برخلاف اس کے مومن فراخی میں اللہ کا شکر گزار رہتا ہے اور سختی میں صبر سے اس کی رحمت کا منتظر رہتا ہے۔

۳۷۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ○

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور تنگ کرتا ہے (جس پر چاہتا ہے) بے شک اس میں ایمان والوں کے لیے (بڑی) نشانیاں ہیں (جن کی نظریں ہر حال میں رزق دینے والے پر رہتی ہیں اور وہ نا امیدی کے شکار نہیں ہوتے صبر وشکر میں رہ کر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی حفاظت کرتے رہتے ہیں)۔

۳۸۔ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ز وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

پس (اے مومن) تو قرابت دار کو اس کا حق دیا کر اور مسکین اور مسافر کو بھی (ان کا حق) یہ بات ان لوگوں کے حق میں بہت بہتر ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور یہی لوگ (دنیا اور آخرت میں فلاح پانے والے ہیں (وہ اپنی مراد کو پہنچیں گے، یہاں تسکینِ خاطر، وہاں لقائے الٰہی کی نعمت میسر ہوگی)۔

۳۹۔ وَمَاۤ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَاۡ فِیْۤ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَاۤ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ

اور جو تم (اپنے دنیاوی فائدہ کے لیے روپیہ) سود پر دیتے ہو تاکہ لوگوں کے مال میں (مل کر تمہارا اثاثہ) بڑھتا رہے تو وہ اللہ کے یہاں نہیں بڑھتا اور جو تم پاک دل سے اللہ کی رضا مندی کے لیے (زکوٰۃ) دیتے ہو (تو

تُرِيدُونَ وَجْهَ اللّٰهِ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ ○

وہ دینا اللہ کے یہاں کام آتا ہے) پس وہی لوگ ہیں جو اپنے مال کو دوچند کریں گے (یہاں بھی ان کے مال میں خیر و برکت ہوگی اور وہاں بھی انہیں دونا، بلکہ اس سے بھی زیادہ اجر ملے گا)۔

کیا تم غور نہیں کرتے کہ

۴۰۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ ع

اللہ ہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی، پھر تمہیں مارے گا، پھر تم کو جلائے گا۔ کیا تمہارے شریکوں میں سے بھی کوئی ایسا ہے جو اس میں سے کچھ بھی کر سکے (پیدا کرنا رزق دینا، مارنا جلانا سب اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے کسی شریک کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے) وہ تو پاک ہے اور بہت بلند (و بالاتر) ہے ان سے جنہیں وہ شریک ٹھیراتے ہیں۔

پانچواں رکوع

دنیا میں فساد شرک ہی کے باعث ہے، جب مقاصدِ حیات مختلف ہو جاتے ہیں تو تفریق ضروری ہے یہ تفریق جھگڑے و فساد کی صورت اختیار کرتی ہے، اللہ کو وہی پسند ہیں جن کا رُخ اللہ ہی کی طرف رہتا ہے، جو اپنی فکر و عمل میں اللہ کو یاد رکھتے ہیں اور اللہ نے ان کی مدد اپنے ذمے رکھی ہے لیکن جو لوگ اللہ کی قدرت کی نشانیاں دیکھتے ہیں اور اللہ پر ایمان نہیں لاتے، کلام اللہ سنتے ہیں اور یقین نہیں کرتے، ان کے قلب مُردہ ہیں ان کے ایمان نہ لانے سے متردد نہ ہونا چاہیئے، ایمان وہی لاتے ہیں جو قبولیتِ حق کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

۴۱۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○

خشکی و تری میں لوگوں کے اپنے ہاتھ کی کمائی (یعنی اعمال) کے باعث فساد پھیل پڑا ہے تاکہ اللہ ان کو ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھا دے ممکن ہے لوگ (ڈر کر راہِ راست پر) واپس آ جائیں۔

۴۲۔ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ

آپ فرما دیجئے کہ زمین میں چلو پھر و پھر دیکھو کہ جو لوگ تم سے پہلے گزر چکے ہیں ان کا کیسا (بُرا) انجام ہوا۔ ان میں بہت شرک کرنے والے تھے۔

مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ۝

اس خرابی سے بچنے اور نکلنے کی ایک ہی صورت ہے وہ دینِ فطرت کی اتباع ہے

۴۳- فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ۝

پس (اے مخاطب) تو اپنا رُخ دینِ حق (یعنی اسلام کے بتائے ہوئے سچے اور سیدھے راستہ) کی طرف کرلے۔ قبل اس کے کہ اللہ کی طرف سے وہ روز (قیامت) آپہنچے جو (پھر) ہٹنے والا نہیں اس دن لوگ جدا جدا ہو جائینگے۔

۴۴- مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ۝

جو کافر رہا اس پر اس کا کفر (وبال بن کر) پڑے گا اور جو نیک عمل کر رہا ہے تو (ایسے لوگ درحقیقت) اپنے ہی لیے (راحتِ جنت کا) سامان تیار کر رہے ہیں

۴۵- لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝

تاکہ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے (اللہ) انہیں اپنے فضل (وکرم) سے (نیک) بدلہ دے۔ بلاشبہ اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا (جس کو وہ پسند نہ فرمائے اسے اپنا ٹھکانا خود سمجھ لینا چاہیے)۔

۴۶- وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

اور اس کی نشانیوں میں سے (ایک یہ بھی) ہے کہ وہ (بارانِ رحمت کی) خوشخبری لانے والی ہوائیں چلاتا ہے اور تاکہ تم کو اپنی رحمت کے مزے چکھائے اور تاکہ کشتیاں اس کے حکم سے چلیں اور تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر ادا کرو۔ (کیا یہ سب اللہ کے وجود اور اس کی عنایات پر شاہد نہیں)۔

اور منکرینِ حق کو دنیا ہی میں ان کے اعمال کی کچھ سزا مل جاتی ہے اور مومن کی مدد کی جاتی ہے۔

۴۷- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

اور بے شک ہم نے آپ سے قبل ان کی (اپنی اپنی) قوموں کی طرف کتنے پیغمبر بھیجے تو وہ ان کے پاس نشانیاں لے کر پہنچے (لیکن بہتوں نے ان کو جھٹلایا)

فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

پھر ہم نے ان لوگوں سے بدلہ لیا جو مجرم تھے اور مومنوں کی مدد تو ہمارے ہی ذمہ تھی (انہیں کون مغلوب کرسکتا تھا۔ ہر زمانہ میں باطل کو شکست ہوئی اب بھی ہوگی اور دینِ اسلام ابرِ رحمت کی طرح چھا جائے گا)۔

۴۸۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○

اللہ ہی تو ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے تو وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر وہ جس طرح چاہتا ہے اسے آسمان میں پھیلا دیتا ہے۔ اور اس کو تہ بہ تہ کردیتا ہے پھر تم مینہ کو اس کے اندر سے نکلتا دیکھتے ہو، پھر جب (اس بارش کو) اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے پہنچاتا ہے تو وہ خوشیاں منانے لگتے ہیں

۴۹۔ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ○

حالانکہ مینہ برسنے سے قبل وہ بالکل ناامید ہوچکے تھے۔

جس طرح ابر رحمت سے مختلف زمینوں پر آگے اور پیچھے بارش ہوئی اسی طرح دینِ اسلام بھی مختلف ممالک پر مختلف اوقات میں پھیلا ہے اور جس طرح بارانِ رحمت زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ انسانوں کو مرنے کے بعد زندہ کرے گا

۵۰۔ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

پس اللہ کی رحمت کے آثار تو دیکھو کہ وہ کس طرح زمین کو مُردہ ہونے کے بعد زندہ (سرسبز و شاداب) کرتا ہے، بے شک وہی مُردوں کو بھی زندہ کرنے والا ہے (مُردہ دلوں میں جان ڈالنے والا ہے) اور وہ سب کچھ کرسکتا ہے (بڑی قدرت والا ہے)۔

۵۱۔ وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ○

اور اگر ہم کوئی (ایسی) ہوا چلا دیں کہ (جس کے باعث) وہ اپنی کھیتی کو دیکھیں کہ (یک کر) زرد پڑ گئی ہے تو یہ لوگ (فوراً بدل جائیں اور پھر) اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں۔

تقاضائے ایمان یہ ہے کہ انسان ہر حال میں صابر و شاکر رہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے بہت محبت ہے لیکن یہ راز مومن جانتا ہے۔ قلبِ مردہ کو یہ حقیقت بتائی بھی جائے تو وہ نہ سمجھ سکے گا

۵۲- فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ○

پس نہ آپ مُردوں کو (اپنی بات) سنا سکتے ہیں (یعنی وہ لوگ جن کے دل مُردہ ہو چکے ہیں ان کو توفیقِ ایمان دینا آپ کا کام نہیں) اور نہ آپ (سمعِ قبول سے محروم) بہروں کو جب کہ وہ روگردانی کر رہے ہوں اپنی (پیغامِ حق کی) پکار سُنا سکتے ہیں۔

۵۳- وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ ع ۵

اور نہ آپ اندھوں کو (جو راہِ حق دیکھنے کے لیے تیار ہی نہیں) انکی گمراہی سے راہ پر لاسکتے ہیں آپ تو اسی کو سنا سکتے ہیں جو ہماری باتوں پر یقین کرتے ہیں پس وہی مسلمان ہوتے ہیں۔

چھٹا رکوع

گزشتہ رکوع میں مومنوں کو بتایا گیا کہ مارنا اور جلانا اللہ کا کام ہے کوئی کسی کی فطرت اس کی خصلت بدل نہیں سکتا۔ مُردہ دل کو زندہ کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔ توفیق جسے چاہتا ہے اللہ دیتا ہے۔ انسان کا کام سعی ہے، راہِ حق پر لگا رہنا ہے، پھر جن میں قبولِ حق کی صلاحیت ہے وہ مسلمان ہوتے ہیں۔ اس سورت میں ہر قسم کی مادی اور روحانی مثالیں دے کر مبلغِ حق کو استقامت کے ساتھ تبلیغِ حق پر قائم رہنے کی دعوت دی گئی ہے، حضور سے کہا جاتا ہے کہ آپ صبر کریں سب اہلِ مکہ اور ارد گرد کے لوگ مسلمان ہوں گے اور آپ کے صبر و استقامت سے امت کو بھی یہ سبق ملے گا اور اس کے پائے استقامت کو جنبش نہ ہوگی۔

۵۴- اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ

قرء حفص بضم الضاد و فتحها فی الثلاثة لکن الضم مختار ۱۲

اللہ ہی ہے جس نے تم کو (ابتداء میں) کمزور پیدا کیا پھر کمزوری کے بعد قوت عطا فرمائی پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہی بڑا جاننے والا، بڑا قدرت والا ہے (انسان کی تخلیق اس کی نشو و نما، اس کی جوانی، اس کا بڑھاپا ہر منزل کی اسکی حاجتیں اس کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے بے شمار چیزیں جو تم دیکھتے ہو یہ سب اللہ ہی کی تو عنایات ہیں جو صاحبِ علم اور بڑا قدرت والا ہے)۔

الْقَدِيْرُ ○

۵۵۔ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ○

اور جس دن قیامت قائم ہوگی، مجرم قسمیں کھائیں گے کہ ہم (دنیا میں) ایک گھڑی سے زیادہ نہ رہے۔ اسی طرح یہ لوگ (دنیا میں بھی راہِ حق چھوڑ کر) اُلٹے چلا کرتے تھے۔

۵۶۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ز فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

اور جن لوگوں کو علم (حق) و ایمان عطا ہوا ہے کہیں گے کہ کتابِ الٰہی (علمِ الٰہی یا لوحِ محفوظ) کے مطابق تم (دنیا کی سرزمین میں) قیامت تک رہے ہو، اور یہ قیامت کا دن ہے (جی اُٹھنے کا دن ہے وہی دن ہے جس کے تم منکر تھے) اور البتہ تم کو اس کا یقین نہ تھا۔

۵۷۔ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ○

پس اس دن ظالموں کو ان کا عذر کرنا (یا قصور بخشوانا) کچھ نفع نہ دے گا اور نہ ان کی توبہ قبول کی جائے گی (کہ اس کا وقت گزر گیا)۔

۵۸۔ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ○

اور ہم نے لوگوں کے سمجھنے کے لیے اس قرآن میں ہر طرح کی مثالیں (جو مشاہدات تجربات اور کیفیات سے متعلق ہیں) بیان کی ہیں (لیکن ان کفار میں قبولِ حق کی صلاحیت ہی نہیں ہے) اور اگر آپ ان کے پاس کوئی بھی نشانی لے کر آئیں تو جو لوگ کافر ہیں یہی کہیں گے کہ تم سب تو باطل پر ہو۔

۵۹۔ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

اللہ تعالیٰ اسی طرح ان کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے جو سمجھ نہیں رکھتے (ایمان سے محروم ہیں۔ علمِ حق کا انکار ہی محرومی ہے اس سے دل پر مہر لگ جاتی ہے، دل سخت ہو جاتا ہے، قبولیتِ حق کی استعداد ہی جاتی رہتی ہے)۔

یہ حقیقت سرکارِ دو عالم کے وسیلہ سے امت کو بتا دی گئی تاکہ وہ تبلیغِ حق پر قائم رہیں
اور ان کے پائے استقامت کو لوگوں کے کفر، عناد، انکار، ضد کے باعث لغزش بھی نہ ہو

۶۰۔ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ۝ ع ۷ ۹

پس تم صبر کرو بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے (حق ہے) اور (دیکھو) جو لوگ یقین نہیں لاتے کہیں تم کو (تمہارے عزم سے) ہلا نہ دیں ۔

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ

مکی چونتیس آیتیں چار رکوع

گزشتہ سورہ میں اسلام کی صداقت کا ثبوت ایک پیشینگوئی کی صداقت سے بھی دیا گیا، ساتھ ہی مومنوں کو اطمینان دلایا گیا کہ سب اختیار اللہ ہی کا ہے جو ہونا ہے اس کے حکم سے ہوتا ہے، پھر ہر طرح کی مثالوں سے دینِ حق کا حق ہونا اللہ کی وحدانیت، اور آخرت کے مضامین ذہن نشین کیئے گئے، اس کے بعد بھی اگر لوگ ایمان نہیں لاتے تو سرکارِ دو عالمؐ کو اور ان کے وسیلہ سے امت کو بتایا گیا کہ صبر سے کام لیں ابلِ مکہ سب ہی مسلمان ہو جائیں گے ۔ بہر حال ان سے ہوشیار رہیں ۔ ان کی باتوں سے یا طعن و تشنیع سے متاثر نہ ہوں ۔

یہاں تاریخِ عالم سے پھر ایک مثال دے کر یہ بتایا جا رہا ہے کہ اگر یہ لوگ آپ کی طرف توجہ نہیں کرتے تو آپ قطعی فکر نہ کریں ۔ یہ صاحبِ عقل نہیں ورنہ ہر بڑے سے بڑا علم والا انبیاءؑ ہی کا تابع ہوتا ہے علمِ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے بغیر کھلتا ہی نہیں تبلیغی نقطۂ نظر سے یوں سمجھنا چاہیئے کہ سورۂ روم میں توحید کے عنوان پر زور تھا تو یہاں اصلاحِ عقیدہ کے بعد ذاتی صفات اور اخلاقِ حسنہ کی تربیت پر زور دیا جا رہا ہے ۔ یہ سورہ گویا احکامات اور تربیتِ نفس کے اصولوں کا خلاصہ ہے تاکہ بچے سے بوڑھے تک ان اصولوں کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں اور ان پر عمل پیرا ہو کر اپنے اخلاق سنواریں کہ یہی دانائی ہے، کتابِ حکمت اسی کی تعلیم کے لیے نازل کی گئی ہے، گویا مسلمانوں کے لیے یہ وہ کسوٹی ہے جس پر انہیں اپنے اخلاق و اعمال، علم و حکمت کا اندازہ کرنا چاہیئے ۔

سورہ کا نام لقمان ہے ۔ حضرت لقمان علیہ السلام نبی نہ تھے لیکن ان کے نصائح تعلیماتِ اسلامی کا خلاصہ ہیں ۔ آپ کا زمانہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ کے قریب تھا ۔ خود ان کے لڑکے کے متعلق بھی تفاسیر سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ وہ پہلے سے موحد تھے یا ان نصائح کے بعد

موحد ہوئے - دراصل یہاں اخلاقِ حسنہ کی آراستگی کے چند اصولوں کا بیان ہے -

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱- الٓـمّٓ ۝ الف ، لام ، میم (وہی حروفِ مقطعات ہیں جن سے سورۃ بقرہ شروع ہوا تھا)

(غور کرو - جب بھی حق کی صداقت کو دل میں راسخ کرنا منظور ہوتا ہے یا ایک اٹل حقیقت کا بیان ہوتا ہے تو اکثر حروفِ مقطعات میں ا - ل - م - لائے گئے ہیں ، سورۃ بقرہ میں قرآن کے حق ہونے اور اس میں کسی قسم کا شبہ نہ ہونے کے ذکر سے قبل الٓـمّٓ آیا تھا - یہاں بھی ان آیات کے اسی قرآن کی آیات ہونے پر الٓـمّٓ کی مزید مہرِ صداقت ثبت ہے) -

۲- تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡحَكِيۡمِ ۝ یہ حکمت والی کتاب (یعنی قرآن) کی آیتیں ہیں (جن کی صداقت میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں اور جن میں ایک مکمل زندگی کی بالیدگی ، خیر و حکمت کے جملہ مضامین بڑی خوبی سے بیان کیے گئے ہیں) -

۳- هُدًى وَّرَحۡمَةً لِّلۡمُحۡسِنِيۡنَ ۝ (یہ آیات) نیکو کاروں کے لیے ہدایت و رحمت ہیں - (ہدایت عقائد کے اعتبار سے - رحمت ، راہِ ہدایت پر عمل پیرا ہونے کے باعث)

محسن کون ہیں

۴- الَّذِيۡنَ يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ يُوۡقِنُوۡنَ ۝ جو نماز قائم رکھتے ہیں ، زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہی آخرت پر پورا یقین رکھتے ہیں (یعنی جس اللہ کے روبرو انہیں آخرت میں جانا ہے اسے ہمیشہ حاضر و ناظر جان کر اس کی عبادت کرتے ہیں خواہ یہ عبادتِ ذات ، نماز ہو یا اس کا تعلق مال کی پاکیزگی اور معاشرہ کی آراستگی سے ہو) -

اور اللہ پر نظر رکھنے والے ہی اپنی مراد پاتے ہیں

۵- اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝ یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے (مراد کو پہنچنے والے ، نجات پانے والے) ہیں

آیت نمبر (۱) لقمٰن = حضرت لقمان کا پیغمبر ہونا ثابت نہیں آپ کا زمانہ حضرت عیسیٰؑ سے بہت قبل حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ بتایا جاتا ہے ، چونکہ آپ نبی نہ تھے اسلئے حکمت کے معنی مفسرین نے دانائی ، عقل مندی سمجھ بوجھ لکھے ہیں عرب میں لقمان کی حکمت و دانائی کے بڑے چرچے تھے لیکن ان کی صحیح تعلیمات وہی ہیں جو قرآن حکیم میں محفوظ ہیں -

(ان آیات کے حکیمانہ اندازِ بیان پر ذرا رک کر غور کرو، کس خوبی سے سورۃ بقرہ کے ابتدائی مضامین کی طرف جن میں مومن کا بیان تھا ذہن منتقل کیا گیا، ساتھ ہی درمیان میں ہدایت، رحمت، اور احسان کے ذکر سے کتنی سورتوں کے مضامین کی یاد تازہ کی گئی۔ اللہ ہی کو حاضر وناظر جان کر نماز و زکوٰۃ کی ادائیگی میں جو رفعت و بلندی، اخلاص و تلاش حق اور رضائے الٰہی کی طرف اشارات ہیں وہ سب اور دیگر لطائف انہیں آیات پر غور کرنے سے قلب پر کھلتے ہیں اور ان پر عمل پیرا ہو کر ہی کچھ ملتا ہے۔ یہ اللہ کے وہی نیک بندے جانتے ہیں جنہیں یہ نعمت حاصل ہے اور جو نیک سے نیک تر بنتے اور مقامِ احسان کی رفعتوں کو طے کرتے چلے جاتے ہیں وما توفیقی الّا باللہ)

۶۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۗ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○

اور بعض لوگ (غفلت میں ڈالنے والی) کھیل کی باتیں (افسانہ و کہانیاں وغیرہ) خریدتے ہیں تاکہ بے سمجھے بوجھے اللہ کی راہ سے (دوسروں کو) گمراہ کریں اور اس (دین) کا مذاق اڑائیں، ایسے ہی لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

(یعنی یہ عجیب لوگ ہیں کہ افسانے تو سمجھ لیتے ہیں اور کتابِ حکیم کا مذاق اڑاتے ہیں، اور دل کے بہلانے کی باتوں میں خود بھی مشغول ہیں اور دوسروں کو بھی انہیں کی تلقین کرتے ہیں، درحقیقت یہ لوگ خود ہی عذاب مول لے رہے ہیں)۔

۷۔ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِىْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○

اور جب اس (منکرِ حق) کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو غرور سے منہ پھیر لیتا ہے، گویا ان کو سنا ہی نہیں، جیسے اس کے کانوں میں بوجھ ہے۔ (اس کے دونوں کان بہرے ہیں) سو آپ اس کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔

۸۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ○

(البتہ) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، ان کے لیے نعمتوں والی جنتیں ہیں۔

۹۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ کا وعدہ سچا ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

اس کے جملہ کام حکمت پر مبنی ہیں، اس کی حکمت مآل قدرت ہے وہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ دیکھو

۱۰۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ○

اس نے آسمانوں کو بلاستونوں کے بنایا (جیساکہ) تم ان کو دیکھ رہے ہو۔ اور زمین پر پہاڑ رکھ دیئے تاکہ (زمین ایک منظم اعتدالی کیفیت میں رہے اور) تم کو لے کر جھک نہ پڑے اور اس میں ہر قسم کے جاندار پھیلا دیئے۔ اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا، پھر اس (زمین) میں ہر طرح کی نفیس (پر رونق، کارآمد) چیزیں اگائیں۔

۱۱۔ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِىْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ ع ۱۱

یہ سب کچھ تو اللہ نے پیدا کیا، اب (ذرا) مجھے دکھاؤ کہ جو خدا کے سوا ہیں (جن کی تم پرستش کرتے ہو) انہوں نے کیا پیدا کیا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالم صریح گمراہی میں ہیں۔

دوسرا رکوع

توحید کے مضمون کو استدلال اور مشاہدہ کے انداز سے بتانے کے بعد، اور یہ واضح کرنے کے بعد کہ تمام عبادات، نماز زکوٰۃ وغیرہ کی اصل غرض و غایت اللہ ہی کی رضاجوئی ہے لقمان کی زبان سے کچھ نصیحتوں کا ذکر ہو رہا ہے جو اصلاح ذات اور اصلاح معاشرہ کی جان ہیں۔

۱۲۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ

اور لقمان کو (جس کی حکمت کی باتوں کا چرچا ہے) ہم نے دانائی عطا کی۔ (اور کہا) کہ اللہ کا شکر کرتے رہو، اور جو کوئی اللہ کا شکر (ادا) کرتا ہے تو وہ اپنے ہی (فائدہ کے) لیے شکر گزار ہوتا ہے اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے تو اللہ بے نیاز ہے سزاوار

كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ○

حمد (وثنا) ہے۔

۱۳۔ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ○

اور (لقمان کی ان صحیح تعلیمات کو یاد دلائیے) جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا، اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرانا، بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

۱۴۔ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ○

النصف

اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید کی ہے (کہ اللہ کے حقوق کے بعد دنیا میں پہلے ماں اور پھر باپ کے حقوق ہیں اور یوں سمجھایا کہ) اس کی ماں نے تکلیف پر تکلیف اٹھا کر (تھک تھک کر) اسے پیٹ میں رکھا اور (دو سال میں (جا کر کہیں) اس کا دودھ چھوٹتا ہے (اس لیے اے انسان تجھ پر واجب ہے) کہ تو میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کر (اور یاد رکھو) آخر میری ہی طرف (تم سب کو) لوٹ کر آنا ہے۔

۱۵۔ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

اور اگر وہ دونوں (یعنی تیرے ماں باپ) تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرائے جس کا تیرے پاس کوئی علم نہیں (کسی علم عقلی و نقلی سے ایسا ہونا ممکن ہی نہیں) تو تُو ان کا کہنا نہ مان اور (اس کے باوجود) دنیا (کی زندگی) میں تو ان کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آ اور راہ اس کی اختیار کر جو ہماری طرف رجوع ہوا (یعنی اطاعت اس کی کر جو ہمارا ہو کر ہماری بندگی کرتا ہے ہم ہی سے مانگتا ہے ہماری طرف سب کو بُلاتا ہے) پھر (یاد رکھو کہ) تم سب کو میری طرف لوٹنا ہے۔ پھر (اس دن) جو تم کیا کرتے تھے میں تم کو بتا دوں گا۔

لقمانؑ کی دانائی کی باتوں میں سے جو اللہ نے انہیں بخشی تھیں یہ بھی تھیں کہ

۱۶۔ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ

اے میرے بیٹے اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر (چھوٹی ہی کیوں نہ) ہو۔ اور وہ کسی پتھر کے اندر یا آسمانوں میں یا زمین میں (چھپی ہوئی) ہو تو اللہ اسے بھی (قیامت کے دن) موجود کرے گا۔ بے شک اللہ بڑا باریک بیں خبردار ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝

جب چھوٹے بڑے سب اعمال اللہ کے سامنے پیش ہونا ہیں تو اے بیٹے تو بھی اس کے سامنے حاضر ہو کر حضوری پیدا کر۔ نماز پڑھ

۱۷- يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

اے میرے بیٹے نماز قائم رکھ (خود بھی اللہ کی بندگی کا پابند رہ) اور دوسروں کو بھی اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور بُرے کام سے منع کیا کر اور جو تکلیف تجھ کو پہنچے اس پر صبر کر بے شک یہ (صبر و استقامت) بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

اور جو تیرے معاملات اللہ کی مخلوق کے ساتھ ہیں ان میں بھی انسانیت اور رواداری، منکسر مزاجی کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھ

۱۸- وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝

اور لوگوں سے بے رخی (اور غرور و گھمنڈ) سے نہ مل (بلکہ خندہ پیشانی سے بات کیا کر) اور زمین پر اکڑ کر (تکبرانہ انداز سے) نہ چل بے شک اللہ کسی تکبر کرنے والے، خود پسند کو پسند نہیں کرتا

۱۹- وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝ ع ۸/۱۱

اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر (نہ اس درجہ انکسار پر اتر آ کہ لوگ تجھے بے وقوف سمجھیں اور نہ اس انداز سے اکڑ کر چل کہ لوگ تجھے متکبر کہیں، تیری چال میں ایک وقار ہونا چاہیے کہ لوگوں پر اچھا اثر ہو) اور اپنی آواز نیچی رکھ (بہت چلا کر بات نہ کر اس سے دوسرے کے دل میں کراہت پیدا ہوتی ہے جیسے گدھے کی آواز سے) بے شک گدھے کی آواز تمام آوازوں میں زیادہ بُری (اور کرخت آواز) ہوتی ہے۔

تیسرا رکوع

چھوٹی چھوٹی نصیحتوں کے ذریعہ لوگوں کی اصلاح کرنا ایک موثر طریقہ ہے لیکن یہ نصیحتیں اس انداز سے ہوں کہ بنیادی نکتہ جس کو دل نشین کرنا ہے اس کی اہمیت بڑھتی جائے یہاں بھی

سورہ کی ابتداء توحید کے مضمون سے ہوئی تھی اس کے بعد اخلاق حسنہ کی تربیت پر زور دیا گیا اب پھر اللہ کی توحید اس کے احسانات اور انعامات کا بیان شروع ہوتا ہے، منشاء انسان میں غور و فکر، عقل و بصیرت پیدا کرنا ہے اور زندگی کو اللہ کے تابع بنانا ہے

۲۰۔ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَیْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًی وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِیْرٍ ۝

کیا تم لوگوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے سب کو تمہارے ہی کام میں لگا دیا ہے، اور اس نے اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں تم پر پوری کر دی ہیں اور (اس کے باوجود) بعض ایسے لوگ ہیں کہ خدا کے بارے میں بلا علم، بلا بصیرت اور بلا کسی روشن کتاب (کی سند) کے جھگڑتے رہتے ہیں (یہ وہ لوگ ہیں جن میں نہ حسی علم تکمیل کے ساتھ ہے نہ وہ معنوی علوم سے آگاہ ہیں اور نہ انہیں کوئی مستند اور منور کتاب ہی نصیب ہے)۔

۲۱۔ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّیْطٰنُ یَدْعُوْهُمْ اِلٰی عَذَابِ السَّعِیْرِ ۝

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کتاب اللہ نے اتاری ہے اسی کی پیروی کرو۔ تو کہتے ہیں ہم تو اسی کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو (چلتا) پایا۔ بھلا (ان سے پوچھو کہ) اگرچہ انہیں (اور ان کے باپ دادا کو) شیطان (اس طریقہ سے) دوزخ کی طرف بلا رہا ہو (تب بھی کیا یہ انہیں کی پیروی کریں گے)۔

۲۲۔ وَمَنْ یُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَی اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی ؕ وَاِلَی اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝

اور جس نے اپنے کو اللہ کے حوالہ کر دیا اور اس نے (اخلاص کے ساتھ اللہ کو حاضر ناظر جان کر) نیکی کی راہ اختیار کی تو اس نے ایک بڑا مضبوط حلقہ تھام لیا (جس کے ٹوٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا) اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے (اللہ اپنے نیک بندوں کا انجام بخیر کرے گا وہ منزل مراد کو پہنچیں گے)۔

۲۳۔ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا یَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ

اور جو کفر کرے (ایمان نہ لائے) تو اس کا کفر آپ کو غمگین نہ کرے۔ ہماری ہی طرف ان کو واپس آنا ہے پھر جو کام وہ کیا کرتے تھے ہم ان کو جتا دیں گے۔ بیشک اللہ دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے۔

الصُّدُوۡرِ ○

وہ اس ڈھیل پر نازاں نہ ہوں

۲۴- نُمَتِّعُهُمۡ قَلِيۡلًا ثُمَّ نَضۡطَرُّهُمۡ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيۡظٍ ○

ہم ان کو (دنیا میں) تھوڑا سا فائدہ پہنچائیں گے پھر ان کو سخت عذاب کی طرف مجبور کر دیں گے (سوائے نارِ دوزخ کے ان کے لیے کوئی چارۂ کار نہ ہوگا اور وہ دوزخ میں کھینچ لائے جائیں گے)۔

۲۵- وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ لَيَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ ؕ بَلۡ اَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ○

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان اور زمین کس نے بنائے تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے - آپ کہیے سب تعریف (اسی) اللہ کے لیے ہے البتہ ان میں اکثر (اس بات کی بھی) سمجھ نہیں رکھتے (کہ جس نے پیدا کیا ہے عبادت بھی اسی کی کرنا چاہیئے)۔

۲۶- لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡغَنِىُّ الۡحَمِيۡدُ ○

(اللہ کو کسی کی عبادت کی ضرورت نہیں) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے بلاشبہ اللہ ہی بے نیاز لائقِ حمد (وثنا) ہے۔

۲۷- وَلَوۡ اَنَّ مَا فِى الۡاَرۡضِ مِنۡ شَجَرَةٍ اَقۡلَامٌ وَّالۡبَحۡرُ يَمُدُّهٗ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ سَبۡعَةُ اَبۡحُرٍ مَّا نَفِدَتۡ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ○

اور (اس کی حمد وثنا کا حق کون ادا کر سکتا ہے جبکہ اس کی خوبیوں اور صفات کا یہ عالم ہے کہ) اگر تمام درخت جو روئے زمین پر ہیں قلم بن جائیں اور یہ سمندر (یعنی تمام زمین کا پانی) اور اس کے علاوہ سات اور سمندر سیاہی بن جائیں تب بھی اللہ کی باتیں (اللہ کے صفات) ختم نہ ہوں (نہ بیان ہو سکیں نہ ضبطِ تحریر میں آسکیں) بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے (اس کی حکمت وقدرت کا احاطہ ممکن ہی نہیں)۔

جس کی قدرت وحکمت لامتناہی ہے اس کے لیے کسی کو پیدا کرنا یا مارنا کیا بڑی بات ہے

۲۸- مَا خَلۡقُكُمۡ وَلَا بَعۡثُكُمۡ اِلَّا كَنَفۡسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ ۢ بَصِيۡرٌ ○

(اس کے نزدیک) تم (سب) کو پیدا کرنا اور مرنے کے بعد (تم سب کو) زندہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے ایک آدمی کو (پیدا کرنا یا مارنا ہے) بے شک اللہ سننے دیکھنے والا ہے (اس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں)۔

۲۹- اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوۡلِجُ

کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات

الَّيۡلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيۡلِ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ كُلٌّ يَّجۡرِيۡۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ۝

میں داخل کرتا ہے (یہ سلسلہ برابر جاری ہے) اور سورج اور چاند کو (اپنے اپنے) کام پر لگا رکھا ہے ہر ایک اپنے وقت مقررہ تک چلتا ہے اور (یہی نہیں بلکہ) اللہ تمہارے (کبھی) تمام کاموں سے خوب واقف ہے۔ (نہ تمہارا ظاہر اس سے پوشیدہ ہے اور نہ باطن)۔

۳۰۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهِ الۡبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡعَلِيُّ الۡكَبِيۡرُ۝ ع ۱۲

یہ اس لیے کہ اللہ کی ذات ہی حق ہے اور اس کے سوا جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں سب باطل (جھوٹ، لغو، ہیچ) ہیں اور بیشک اللہ بڑی شان (اور بڑے مرتبہ) والا ہے۔

چوتھا رکوع

اس کی شان اور اس کی کبریائی کا ذکر جاری ہے

۳۱۔ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ الۡفُلۡكَ تَجۡرِيۡ فِي الۡبَحۡرِ بِنِعۡمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمۡ مِّنۡ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوۡرٍ۝

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ کے فضل سے کشتیاں سمندر میں چلتی ہیں (پانی کا ایک خاص قسم کا اتنا بھاری بوجھ اٹھائے رہنا اس لیے ہے) تاکہ (اللہ) تم کو اپنی (قدرتِ کاملہ اور حکمتِ کونیہ کی) نشانیاں دکھائے بے شک اس میں ہر صابر (اور) شاکر کے لیے بلاشبہ (بڑی) نشانیاں ہیں (جن پر غور و خوض سے وہ بہت کچھ حاصل کر سکتا ہے)۔

۳۲۔ وَاِذَا غَشِيَهُمۡ مَّوۡجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ ۚ

اور جب ان پر (جو کشتیوں میں سفر کر رہے ہیں) سمندر کی لہریں سائبانوں کی طرح چھا جاتی ہیں تو وہ محض اللہ کے ہو کر اللہ کو پکارنے لگتے ہیں۔ پھر

آیت نمبر (۳۲) (نوٹ) تین قسم کے مسلمان: (۱) سابق = سبقت لے جانے والے مومن، مخلص، منتہائے کمال کو پہنچے ہوئے۔ ان کے لیے جنت میں نعمتِ بے حساب ہے مثلاً عہدِ رسالت کے مخلصین جنہیں جنت کی بشارت دی گئی۔

(۲) مقتصد = میانہ رو۔ اعتدال پر رہنے والے، وہ مومن جن میں ریاکاری کا شائبہ نہ ہو۔ سیدھی راہ پر چلنے والے اگر بتقاضائے بشری کچھ بھول بھی جائیں لیکن بھول اور غفلت میں نہیں رہتے فوراً اصلاح کر لیتے ہیں۔ یہ طبقہ ناجی ہے حساب میں آسانی ہوگی۔ ان میں بہترین گروہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے، جو حضورؐ کے عمل پر عمل کرتے رہے، صحیح عمل میں سلامتی پائے ہوئے رہے۔

(۳) من ظلم نفسہ = وہ طبقہ جس نے اپنی جان پر ظلم کیا، گناہ بھی کیے لیکن ریاضت میں مشغول رہا۔ اللہ سے مغفرت کا طالب رہا، پریشان ہوگا لیکن مغفرت پائے گا یہ عام مسلمان ہیں جن سے لغزشیں ہوئیں۔

فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ۝

جب اللہ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو ان میں سے بعض اعتدال پر رہتے ہیں اور (اکثر ہماری عنایتیں بھول کر پھر ناشکری پر اُتر آتے ہیں اور) ہماری (قدرت کی) نشانیوں سے وہی منکر ہوتے ہیں جو عہد پر قائم نہ رہنے والے (بے وفا) احسان فراموش ہیں۔

۳۳۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۥ وقفة وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو، اور اس دن کا خوف کرو جب باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آسکے گا (اس دن کا آنا برحق ہے) بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے پس (دیکھو کہیں) دنیا کی زندگی تم کو دھوکہ میں نہ ڈال دے اور (دیکھو فریب دینے والوں سے بھی ہوشیار رہا کرو کہیں) وہ فریب دینے والا (شیطان) اللہ کے بارے میں تم کو دھوکہ میں نہ ڈال دے (اللہ کے بارے میں دھوکہ یہ ہے کہ تم کو اس کے احکام، اس کے فرمان سے غافل نہ کر دے)۔

۳۴۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ ع ۱۳

بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے (وہی کریم و کارساز ہے وہی عالم الغیب) اور وہی مینہ برساتا ہے۔ اور وہی جانتا ہے جو کچھ (ماؤں کے) پیٹ میں ہے۔ اور کسی نفس کو علم نہیں کہ کل وہ کیا کام کرے گا۔ اور نہ کسی نفس کو یہ خبر ہے کہ وہ کس سرزمین میں مرے گا، بیشک اللہ بڑا جاننے والا خبردار ہے۔

(اس سے ماضی، حال، مستقبل کی کوئی شے پوشیدہ نہیں۔ دراصل وہ زمان و مکان سے بے نیاز ہے ہر شے اس کے سامنے حاضر، وہ مختارِ کل ہے۔ وہ عطا کرنے والا ہے جن کے ہاتھوں چاہے عطا کرے)۔

سُوْرَةُ السَّجْدَةِ

مکی تیس آیتیں تین رکوع

گزشتہ سورہ میں حکمت کا بیان تھا ۔ یہاں حکیم مطلق کی حکمتِ کاملہ ، اس کی کتاب اور اس کے رسول کا ذکر ہے ۔ ایسی حکمت جو بے مثال ہے ، جس کی نظیر ہی نہیں ملتی جو اپنے آغوش میں جملہ حکمتوں کو سمیٹے ہوئے ہے ۔ جس طرح یہ کتاب بے مثل اور تمام کتبِ سابقہ کی تعلیمات کا خلاصہ ہے اسی طرح جس ذاتِ مقدسہ پر یہ کتاب نازل ہوئی وہ جملہ انبیاء علیہم السلام کے صفات کی جامع اور انوارِ الٰہی کی مظہر ہے ۔ عرب کی سرزمین میں جہاں کی بدحالی اور بداخلاقی اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی لیکن جہاں کسی نے نبوت کا دعویٰ نہ کیا تھا اس سرزمین میں ایک رسولِ امی مبعوث کیا جاتا ہے جو بندوں کو اللہ کی طرف بلا رہا ہے ، اللہ کی حمد و ثنا تحمید و تقدیس بیان کرتا ہے ۔ خود ان سے کوئی اجر نہیں چاہتا ان کو اللہ سے اجر دلانے کے لیے مضطرب ہے ، خود ثنائیتِ تامہ میں سرشار ہے ۔ بندوں کو اسی ثنائیتِ تامہ میں لانے کی راہ بتا رہا ہے ۔ یہ سورہ بھی گزشتہ سورہ اور سورۂ بقرہ کی طرح حروفِ مقطعات الٓمّٓ سے شروع ہوتا ہے ، اور اس میں بھی کتاب کی صداقت سرکارِ دو عالم کی صداقت اور اس دنیائے آب و گل میں آپ کی تشریف آوری کی غرض و غایت کا بیان ہے ، اور لوگوں کو رسولِ برحق سے فضول اور لا حاصل باتوں کے استفسار سے روکا جا رہا ہے اس سورہ کا مرکزی تصور سننا ، دیکھنا اور سمجھنا ہے جس کی تشریح اپنے اپنے مقام پر آئے گی ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ — شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ الٓمّٓ ۝ — الف ، لام ، میم

۲۔ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ — اس میں کچھ شبہ نہیں کہ اس کتاب کا نازل کیا جانا تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہے ۔

(گزشتہ سورہ کے شروع میں لکھا جا چکا ہے کہ جب کسی اہم حقیقت کی تصدیق یا صداقت کا بیان ہوتا ہے تو اکثر حروفِ مقطعات الٓمّٓ کو اس سورہ کا عنوان قرار دیا جاتا ہے ۔ یہاں دو حقیقتوں کی تصدیق ایک مختصر جملہ میں بلیغ انداز سے کی گئی ہے ، ایک کتاب کی اور دوسرے صاحبِ کتاب کی ۔ سورہ بقرۂ میں فرمایا گیا تھا کہ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شبہ نہیں یہاں

فرمایا جا رہا ہے کہ "اس کے نازل کیے جانے ہیں"، کوئی شک وشبہ نہیں - نازل کیے جانے کے لیے ایک وہ شے ہے جس کا نزول مراد ہے اور ایک وہ ذات جس پر کتاب نازل کی گئی دونوں کی تصدیق فرمادی گئی - ساتھ ہی اس حقیقت کی بھی تصدیق کی گئی کہ یہ کتاب اللہ ہی کی طرف سے ہے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے) -

۳- اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ○

(اللہ کی اس تصدیق کے بعد بھی) کیا (یہ کفار) یہ کہتے ہیں کہ اس (اللہ کے رسول) نے اسے خود بنا لیا ہے - نہیں (حقیقت یہ ہے کہ) وہ آپ کے رب کی طرف سے حق ہے تاکہ (اس کتاب کے ذریعہ) آپ اس قوم کو ڈرائیں (ہدایت فرمائیں) جن کے پاس آپ سے قبل کوئی ڈرانے والا نہیں آیا، کہ شاید وہ ہدایت پائیں - (اور راہِ حق پر آجائیں) -

۴- اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ○

اللہ ہی تو ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے چھ دن میں بنایا (یعنی آسمانوں اور زمینوں کو بتدریج چھ ادوار میں پیدا فرمایا) پھر (اپنے) تخت (حکومت) پر (یوں) قیام فرمایا (جو اس کی شان کے لائق ہے) اس کے علاوہ تمہارا کوئی دوست (بہی خواہ، حمایتی) اور سفارش کرنے والا نہیں - کیا پھر بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے - (اپنے محبت کرنے والے رب کی حمایت، عنایت اور رحمت کا دامن کیوں چھوڑتے ہو کیا تم کو اتنی بھی سمجھ نہیں) -

۵- يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ○

وہی آسمان سے زمین تک ہر کام کی تدبیر فرماتا ہے - (ہر شے اس کے امر کے تابع ہے) پھر امر اس کے پاس پہنچ جائے گا ایک ایسے دن میں جو تمہارے شمار کے مطابق ایک ہزار سال کا ہوگا -

۶- ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

وہی (خالقِ کائنات) ہر حاضر و غائب (ظاہر و باطن، کھلے اور چھپے)

آیت نمبر (۵) لے بعض مفسرین نے اس ایک ہزار سال سے قیامت کا دن مراد لیا ہے، حضرت شاہ صاحبؒ نے اسے قوموں کے عروج و زوال سے متعلق کیا ہے اور ان کی ایک ہزار سالہ زندگی کو یا انبیاء علیہم السلام کے اثرات کے باقی رہنے یا بتدریج زائل ہونے کو ایک دن سے تعبیر کیا ہے - بہر حال اقوام کا عروج و زوال ہو یا قیامِ قیامت کا تصور بہر صورت تمام امور کا رجوع اللہ ہی کی طرف ہے -

الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ — کا جاننے والا غالب (اور) رحم والا ہے ۔

۷۔ الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ ۖ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنسَانِ مِن طِينٍ ۝

وہی ہے جس نے جو شے بنائی خوب بنائی (ہر چیز اس کی بہترین شکل اور بہترین جبلت پر تخلیق فرمائی ۔ جس کام کے لیے جو چیز پیدا فرمائی وہ اس کام کے لیے بہترین ہے) اور انسان کی تخلیق کی ابتدا اس نے گارے سے کی (چونکہ تدریجی ترقی کا بیان تھا اس لیے انسان کی پیدائش کے سلسلہ میں بھی پہلے مٹی کا ذکر ہوا) ۔

۸۔ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِن سُلَالَةٍ مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ ۝

پھر اس کی نسل کو ایک حقیر پانی کے نطفہ سے پیدا کیا (جو اس کی غذاؤں کا نچوڑ ہے) ۔

۹۔ ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِن رُّوحِهِ ۖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝

پھر اس کو (شکل و صورت اور اعضاء کے تناسب سے) درست کیا اور اس میں ایک جان اپنی طرف سے پھونکی اور تمہارے لیے کان (سننے کے لیے) اور آنکھیں (دیکھنے کے لیے) اور دل (یادِ الٰہی کے لیے) بنایا (لیکن) تم بہت کم شکر ادا کرتے ہو (کم لوگ ہیں جو اللہ کے احکام کو سنتے اس کی نشانیوں کو دیکھتے اور اس کے کلام کو سمجھتے ہیں) ۔

۱۰۔ وَقَالُوا أَإِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۚ بَلْ هُم بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ كَافِرُونَ ۝

اور کہتے ہیں کہ جب زمین میں (مرنے کے بعد مٹی میں) مل جائیں گے (کوئی امتیاز ہی نہ رہے گا) تو کیا ہم از سرِ نو پیدا کیے جائیں گے حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے پروردگار کے ملنے کے منکر ہیں ۔

۱۱۔ قُلْ يَتَوَفَّاكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ۝ ع ۱۱/۱۴

آپ فرما دیجئے کہ جو موت کا فرشتہ تم پر مقرر ہے وہ تمہاری روحوں کو قبض کرے گا پھر تم اپنے پروردگار کی طرف واپس کیئے جاؤ گے ۔

(مرنے کے بعد زندگی کا مسئلہ ایسا مشکل نہیں جو سمجھ میں نہ آئے ۔ ہاں اس کے لیے تین باتیں ضروری ہیں سننا، دیکھنا، سمجھنا ۔ سنکر یقین کرتے تو قرآن اور فرمانِ رسول کافی تھا، دیکھ کر یقین کرتے تو دیکھتے کہ انسان کیسے بنتا ہے پھر مرنے کے بعد انسان کیسے مٹی ہو جاتا ہے، اور اگر عقل سے کام لیتے تو سمجھ جاتے کہ جس اللہ نے پہلی بار پیدا کیا ہے وہ پھر زندہ بھی کر سکتا ہے آخر سب کو اللہ کی طرف جانا ہے) ۔

دوسرا رکوع

اگر اس دنیا میں کوئی آنکھ کھول کر نہیں دیکھتا اور حق بات کو نہیں سنتا تو مرنے کے بعد اس کا دیکھنا اور سننا کوئی معنٰی نہ رکھے گا وہاں تو سب کچھ نظروں کے سامنے ہوگا سب ہی لوگ فرشتے عذاب، ثواب آنکھوں سے دیکھیں گے اس وقت نہ کوئی توبہ قبول ہوگی نہ پھر دنیا میں آنا ممکن ہوگا۔ انسان کو اللہ نے حصولِ علم کے ذرائع دیئے، علم عطا فرمایا اور ارادہ دیا۔ ارادہ ہی پر توفیق کا دار و مدار ہے۔ ارادہ ہی دیئے جانے کے بعد پرسش، ثواب و عذاب ہے۔ انسان ارادہ کرے اللہ مدد فرماتا ہے اور حساب و کتاب کی بنیاد بھی ارادہ اور کسب ہی پر ہے۔

۱۲۔ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ○

اور اگر آپ گنہگاروں کو (قیامت کے دن) دیکھیں کہ جب وہ اپنے پروردگار کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہوں گے (تو اس وقت وہ کہتے ہوں گے) اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا اور سُن لیا (بیشک قیامت، حشر و نشر سب برحق ہے) پس تو ہم کو ایک بار پھر (دنیا میں) بھیج ہم نیک عمل کریں گے ہم کو (اب تیری سب باتوں کا) پورا یقین آگیا۔

۱۳۔ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ○

اور (اے رسول) اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو اس کی راہ (ہدایت) دکھا دیتے لیکن (روزِ ازل سے) میری طرف سے یہ بات قرار پا چکی ہے کہ میں (منکرینِ حق) جنوں اور انسانوں سب سے دوزخ کو بھر دونگا۔

اس وقت ان سے کہا جائے گا

۱۴۔ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

چونکہ تم نے اس دن کے آنے کو بھلا رکھا تھا تو اب اس کا مزہ چکھو (آج) ہم نے بھی تم کو بھلا دیا، اور اپنے اعمال کے عوض دائمی عذاب کا مزہ چکھو۔

۱۵۔ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۩

ہماری آیتوں پر تو وہی لوگ ایمان لاتے ہیں (جو خوفِ خدا رکھتے ہیں) جب ان کو وہ (آیتیں) یاد دلائی جاتی ہیں تو سجدہ میں گر کر اپنے پروردگار کی حمد و تسبیح کرتے ہیں اور (وہ ہمہ تن عجز ہوتے ہیں)، وہ تکبر نہیں کرتے۔

۱۶۔ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

(یہ وہ لوگ ہیں کہ) ان کے (نرم) بچھونوں سے ان کے پہلو جدا رہتے ہیں (اور تہجد ہیں) وہ اپنے پروردگار کو (اس کے عذاب سے) ڈرتے ہوئے اور (اس کی رحمت سے) امید کرتے ہوئے پکارتے ہیں اور جو ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔

۱۷۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

پس کوئی متنفس نہیں جانتا کہ ان کے لیے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے (ہم نے کس کے لیے کیا چھپا کر رکھا ہے یہ وہ چیزیں ہیں جن کا وہ تصور ہی نہیں کر سکتے) یہ ان کے (نیک) اعمال کا صلہ ہے۔

۱۸۔ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ ۝

بھلا جو صاحبِ ایمان ہے تو کیا وہ اس جیسا ہے جو نافرمان ہے (نہیں مومن و فاسق) برابر نہیں ہو سکتے۔

مومنوں کا تو قدر دان اللہ ہے

۱۹۔ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۡ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے تو ان کے لیے ہمیشہ رہنے کے لئے باغ ہیں یہ (اللہ کی طرف سے) مہمانی ان کے (نیک) اعمال کے بدلہ میں ہوگی (یہاں انہوں نے چھپا کر راتوں کو عبادت کی وہاں اللہ نے ان کے لیے چھپا کر وہ چیزیں رکھیں جس کا یہ تصور بھی نہیں کر سکتے اور پھر انہیں وہاں وہ اپنا مہمان بنا کر قدر و منزلت کے ساتھ رکھے گا، یہ مزدور کی مزدوری ہوگی، محتاج کو بھیک نہ ہوگی، اللہ کی طرف سے انعام و اکرام کا سلسلہ غیر متناہی قائم ہوگا)۔

۲۰۔ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا

اور جو لوگ نافرمان رہے تو ان کا ٹھکانا (دوزخ کی) آگ ہے (جس سے وہ بھاگ نہ سکیں گے) جب بھی اس میں سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی

مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝

میں ڈھکیل دیئے جائیں گے۔ اور ان سے کہا جائے گا (بھاگتے کہاں ہو ذرا) دوزخ کی آگ کے عذاب کا مزہ چکھو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔

۲۱۔ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

اور البتہ ہم ان (نافرمانوں) کو (قیامت کے) بڑے عذاب سے پہلے (دنیا میں بھی) تھوڑا سا عذاب (کا مزہ) چکھائیں گے کہ شاید وہ (ہماری طرف) لوٹ آئیں۔ (اپنی حرکتوں سے باز آئیں اور اللہ کا حکم مانیں۔)

۲۲۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ۭ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۝ ع

اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جس کو (ہر طرح اصلاح کا موقع دیا گیا) اس کے پروردگار کی آیتوں سے سمجھایا گیا پھر اس نے ان سے روگردانی کی۔ یقیناً ہم ان مجرموں سے بدلہ لیں گے۔

ع ۲ / ۱۱ / ۱۵

تیسرا رکوع

مومن کے لیے فلاح اور فاسق کے لیے سزا قانونِ الٰہی ہے، جب فاسقوں اور کافروں کا ظلم انتہا پر ہو، تو اللہ کی طرف سے ہدایت اور رحمت کے سامان مہیا کیے جاتے ہیں انبیاء علیہم السلام، اللہ تعالیٰ کی اسی رحمت مسلسل کی کڑیاں ہیں اور رحمت للعالمین ﷺ، خاتم النبیینؐ تا قیامِ قیامت دنیا میں اسی رحمت کا پرتوِ ایزدی ہیں۔ جب بھی پیغمبر آئے لوگوں نے ان کو جھٹلایا لیکن انہوں نے صبر و استقلال سے اپنا کام جاری رکھا۔ اس رکوع میں سرکارِ دو عالم ﷺ اور ان کے وسیلہ سے امت کے مبلغین کو تسکین دی جا رہی ہے کہ وہ کسی حال میں ہراساں نہ ہوں، اور تبلیغ حق کرتے اور دنیا والوں کو انکی بھلائی کی راہ دکھاتے رہیں۔ اگر وہ نہ مانیں تو وہ خود بھی اللہ کے حکم کے منتظر رہیں اور ان سے کہیں کہ وہ بھی اللہ کے فیصلہ کا انتظار کریں وہ خود دیکھ لیں گے کہ فیصلہ کس کے حق میں کس طرح ہوتا ہے

۲۳۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاۗىِٕهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝ ج

اور یقیناً (ہمارا سلسلۂ ہدایت آپ سے قبل بھی جاری رہا ہے) ہم نے موسیٰ کو (اس سے پہلے) کتاب دی پس آپ اس (کتاب) کے ملنے میں شک نہ کیجئے (خطاب حضور سے ہے مراد امت ہے) اور ہم نے اسکو (یعنی توریت کو) بنی اسرائیل کے لیے (ذریعۂ) ہدایت بنایا (اور یہ

قرآن رہتی دنیا تک سب کے لیے ہدایت ہے)۔

۲۴- وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ ○

اور ہم نے ان (بنی اسرائیل) میں جب تک وہ صبر سے کام لیتے رہے بہت سے پیشوا بنا دیئے تھے جو ہمارے حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔

۲۵- إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ○

بے شک (اے رسول) آپ کا پروردگار ان کے درمیان ان باتوں کا قیامت کے دن فیصلہ کردے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

دنیا میں بھی حق کی صداقت کے ثبوت آج بھی موجود ہیں

۲۶- أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ ۖ أَفَلَا يَسْمَعُونَ ○

کیا ان (فاسقوں، اور کافروں) کی ہدایت کے لیے یہ بات کافی نہیں کہ ہم نے ان سے پہلے (منکرین حق کی) کتنی جماعتوں کو ہلاک کر دیا جن کے مکانوں میں (جواب کھنڈر ہو گئے ہیں) یہ لوگ چلتے پھرتے ہیں، بیشک اس میں (عبرت آموز) نشانیاں ہیں۔ کیا پھر بھی یہ لوگ (آپکی نصیحت غور سے) نہیں سنتے (کہ سمع قبول نصیب ہو، دلوں میں ایمان پیدا ہو اور وہ راہ ہدایت پر آجائیں)۔

۲۷- أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنفُسُهُمْ ۖ أَفَلَا يُبْصِرُونَ ○

کیا انہوں نے (غور نہیں کیا) نہیں دیکھا کہ ہم (کس طرح آئے دن) بالکل خشک زمین کی طرف پانی پہنچاتے رہتے ہیں، پھر اس کے ذریعہ کھیتی اُگاتے ہیں کہ جس سے ان کے مویشی بھی کھاتے ہیں اور وہ خود بھی (کھاتے ہیں) کیا پھر وہ (ان حقائق کو) نہیں دیکھتے (اور اس قادرِ مطلق کی قدرت وحکمت پر ایمان نہیں لاتے)۔

۲۸- وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْفَتْحُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ○

اور (یہ جلدباز) پوچھتے ہیں کہ یہ فیصلہ کب ہوگا (وہ قیامت کب آئیگی) اگر تم سچے ہو (تو آخر آکیوں نہیں جاتی)

۲۹- قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ وَلَا هُمْ

آپ فرما دیجئے (اس قیامت کی جلدی نہ کرو) اس فیصلہ کے دن کافروں کا ایمان لانا ان کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ اس دن ان کو توبہ

يُنظَرُونَ ۞ کی) مہلت دی جائے گی۔

۳۰۔ فَاَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ وَانۡتَظِرۡ اِنَّهُمۡ مُّنۡتَظِرُوۡنَ ۞ ع ۳ ۸ ۱۶

بس (اب ایسے لوگوں کو راہِ ہدایت دکھانے کی کوشش بے سُود ہے جو نہ سُنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے دل مُردہ ہیں) آپ ان کا خیال چھوڑ دیجئے اور (ان کی ہلاکت کے منتظر رہیے، وہ بھی منتظر ہیں (ان پر ان کے انتظار کا نتیجہ خود کھل جائیگا)۔

سُوۡرَةُ الۡاَحۡزَابِ

مدنی تہتّر آیتیں نو رکوع

جیسا اس منزل کے شروع میں لکھا جا چکا ہے اس منزل کا عنوان تبلیغ، منازلِ تبلیغ کی دشواریاں اور اسکی احتیاطیں ہیں، اور سب سے بڑی چیز جو زندگی کی کامیابی، پریشانیوں کا علاج، فتح و نصرت کی کلید ہے وہ اللہ اور صرف اللہ پر بھروسہ ہے۔ جب انسان ہر حال میں اس پر بھروسہ کرلیتا ہے تو اللہ اس کے لیے اپنی رحمت کے در کھول دیتا ہے۔

سورۂ سجدہ فنائیت کا سورہ تھا کہ مومن ہمہ تن اللہ کا ہو جائے اب یہ امتحان کا سورہ ہے یہاں تعلیم دی جا رہی ہے کہ تمہارے جان و مال اللہ نے جنت کے عوض خرید لیے ہیں اب ہمیشہ حق کے مقابلہ میں متحد ہو کر کفار کو پسپا کرنے میں مستعد رہو۔ جان کی بازی لگا دو، تم سب ایک جسم کے مانند ہو، تمہارا رسول تمہاری جان ہے ان کی ازواجِ مطہراتؓ تمہاری مائیں یعنی تم سب بھائی بھائی ہو۔ تمہارا ایک ہی نصب العین یعنی کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اس طرح گو یہ سورہ مدنی ہے لیکن اس کی کیفیات مکّی ہیں ساتھ ہی اس سورہ میں تمدنی اور معاشرتی زندگی کے وہ اہم اصول بھی بتائے گئے ہیں جن پر زندگی میں لذت اور روحانی پالیدگی کا دارومدار ہے۔

اس سورہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ ہجرت کے پانچ سال اور غزوۂ اُحد کے ایک سال بعد یہودیوں کی سازش سے مدینہ منورہ پر دس ہزار کے مسلح گروہ نے ایک ساتھ حملہ کیا۔ جس میں قریشِ مکہ کے علاوہ یہود، نصاریٰ اور دیگر قبائل کے لوگ شامل تھے۔ یہودیوں کا خیال تھا کہ اگر سب مل کر مسلمانوں پر حملہ کریں گے تو یہ تاب نہ لاسکیں گے۔ چنانچہ حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ اور سرکارِ دو عالمؐ کے حکم سے مدینہ منورہ کے مشرقی جانب خندق کھود دی گئی جس میں جلیل القدر صحابہؓ نے حصہ لیا۔ مسلمانوں نے باوجود قلیل تعداد ہونے کے تیر اندازی اور سنگباری سے مقابلہ کیا لیکن حالات ایسے تھے کہ مسلمانوں کی کامیابی بظاہر ممکن نظر نہ آتی تھی لیکن اللہ پر بھروسہ میں

بڑی طاقت ہے سب نے دعا کی۔ سرد ہوا کے جھونکے چلے اور دشمن کو محاصرہ چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ اسی وقت سے یہود و نصاریٰ کو سرزمینِ عرب سے الگ کرنے کا حکم ہوا۔ یہ غزوہ، غزوۂ خندق کے نام سے مشہور ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۞ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

جب کسی اہم بات کو سمجھانا منظور ہوتا ہے تو خطاب سرکارِ دو عالم سے ہوتا ہے لیکن مخاطب امت ہوتی ہے۔

۱- یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَ لَا تُطِعِ الۡكٰفِرِیۡنَ وَ الۡمُنٰفِقِیۡنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیۡمًا حَكِیۡمًا ۙ ۞

اے پیغمبر (یعنی اے سرکارِ دو عالم کی امت والو دیکھو) خدا سے ڈرتے رہنا، اور کافروں اور دغا بازوں کا کہنا نہ ماننا۔ بے شک اللہ (ان کی چالبازیوں کو) خوب جانتا (اور) بڑا حکمت والا ہے۔

۲- وَّ اتَّبِعۡ مَا یُوۡحٰۤی اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرًا ۙ ۞

اور جو کتاب آپ کی طرف آپ کے پروردگار کی طرف سے وحی کی جاتی ہے اسی کی پیروی کرتے رہیے۔ (یعنی آپ کی امت اس سے غافل نہ ہو۔ ان سے فرما دیجئے کہ) بے شک اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

۳- وَّ تَوَكَّلۡ عَلَی اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰی بِاللّٰهِ وَكِیۡلًا ۞

اور اللہ پر بھروسہ رکھیے اور اللہ سب کام بنا دینے کے لیے کافی ہے۔

(تینوں آیتوں میں مسلمانوں کو نہایت اہم طریقہ سے چار اہم امور کا حکم ہوا (۱) خوفِ خدا، تقویٰ کا پاس و لحاظ (۲) کافروں اور منافقوں کی باتوں میں نہ آنا (۳) اللہ کے احکام کی پیروی کرتے رہنا اور (۴) ہر حال میں اللہ پر بھروسہ کرنا۔ جنہوں نے ان چار باتوں کا ہمیشہ خیال رکھا ان کا ہر کام اللہ بنا دے گا غزوۂ خندق میں انہیں چاروں باتوں میں مسلمانوں کی آزمائش ہوئی)

انسان کی طاقت کی بنیاد صداقت ہے نہ کہ اوہام پرستی۔ مسلمانوں کو باخبر کیا جا رہا ہے کہ وہ جاہلیت کی غلطیوں سے ہوشیار رہیں یعنی یہ کہ بیوی کو ماں کہہ دینے سے وہ حرام ہو جاتی ہے اور متبنّیٰ کے وہی حقوق ہیں جو اصل بیٹے کے ہوتے ہیں۔ یہ باتیں بے بنیاد ہیں کسی کو باپ یا ماں یا بیٹا کہہ دینے سے اصل رشتے بدل نہیں جایا کرتے۔

۴- مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنۡ

اللہ نے کسی مرد کے پہلو میں دو دل نہیں بنائے اور تمہاری بیویوں کو

قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ ۚ وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمُ اللَّائِي تُظَاهِرُونَ مِنْهُنَّ أُمَّهَاتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ ۖ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ ○

جن کو تم ماں کہہ بیٹھے ہو تمہاری مائیں نہیں بنا دیا اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا بیٹا بنا دیا، یہ سب تمہارے اپنے منہ کی باتیں ہیں (تمہارے کہنے سے صلبی رشتے بدل نہیں جایا کرتے، حق حق ہے) اور اللہ حق بات کہتا ہے اور وہی راہ (حق) دکھاتا ہے (تاکہ تم اللہ کے بتائے ہوئے راستہ پر آجاؤ ہدایت پاؤ)

۵۔ ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ ۚ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ ۚ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَٰكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ○

(مسلمانو!) تم ان (متبنیٰ بیٹوں) کو انکے باپوں کی طرف (نسبت) کرکے پکارا کرو یہی اللہ کے نزدیک درست بات ہے اور اگر تم ان کے باپوں کو نہیں جانتے ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں اور جو بات تم غلطی سے کر بیٹھو (یا تم سے بھول ہو جائے) تو اس کا تم پر گناہ نہیں لیکن (اس پر گناہ ضرور ہے) جو تم دل سے ارادہ کرکے کہو۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

(واضح رہے کہ یہ امور انسان کو بے جا جذبات میں بہالے جانے میں معاون ہوتے ہیں اور اکثر معاشرتی خرابیوں کا باعث بنتے ہیں، اس لیے ان کا ذکر ابتدا ہی میں کر دیا گیا یہ اس لیے بھی ضروری تھا کہ مسلمانوں کی نگاہ رسم پرستی سے ہٹ کر حق پرستی پر قائم ہو جائے، وہ اپنے رسول کی عظمت کے ساتھ اس روحانی تعلق کو سمجھیں جو بندۂ مومن کو حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم اور امہات المومنین سے ہے)۔

دیکھو اس سورہ میں خطاب نبی سے ہے جو اللہ کا حکم لوگوں تک پہنچاتے اور انہیں اللہ سے ڈراتے ہیں تاکہ امت متنبہ ہو، یہاں نبی کے مقام کا ذکر ہے اس تعلق کا ذکر ہے جو نبی کو اپنی امت سے ہے، امت گویا جسم ہے نبی اس کی جان ہے، جان کی حفاظت فرض ہے پھر امت کی جان کی حفاظت کس درجہ فرض ہوگی ہماری جانیں اس جانِ صد جہاں پر قربان ہوں۔

۶۔ النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ — نبی ایمان والوں کو اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے (زیادہ قریب ہے یا

اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤى اَوْلِیٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝

یوں کہو کہ نبی مومنوں کی جان کا ان سے زیادہ حق دار ہے، دونوں صحیح ہیں) اور اس (نبی) کی بیویاں ان کی مائیں ہیں (یہ قرآن کا فرمان ہے قرآن نے جس کا جو رشتہ قائم کر دیا وہی حق ہے) اور کتاب اللہ کے بموجب رشتہ دار (یعنی جن کا رشتہ خون کا ہے) مسلمانوں اور مہاجروں کے نسبت ایک دوسرے (کے ترکہ) کے زیادہ حقدار ہیں ہاں اگر تم اپنے دوستوں پر احسان کرنا چاہو (انہیں کچھ دے دو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں) یہ بات لوح محفوظ میں لکھی جا چکی ہے (کہ بالآخر شریعت میں ترکہ کی تقسیم نسبی رشتوں کی بنا پر ہے لیکن تعظیم ان کی ہو جو شریعت کے دینے والے ہیں۔ ہر حال میں اتباع ان ہی کی ہو جو لوح محفوظ کے احکام تم تک پہنچاتے ہیں جس کے وہ امین ہیں اور جس کا علمبردار تم کو بنایا ہے ہیں)۔

۷۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰى وَعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ ۪ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ۝

اور (مسلمانوں کو وہ وقت بھی یاد دلائے جانے کے قابل ہے) جب ہم نے (تمام) پیغمبروں سے مستحکم وعدہ لیا اور آپ سے بھی (جس طرح دیگر اولوالعزم پیغمبروں سے مثلاً) نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے اور ہم نے ان سب سے پختہ عہد لیا (کہ وہ اللہ کے احکام کی بجا آوری اور اس کی تبلیغ میں ہمیشہ ثابت قدم اور مستعد رہیں گے)۔

۸۔ لِّیَسْـَٔلَ الصّٰدِقِیْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝ ع

(اور یہ عہد اس لیے لیا گیا) تاکہ صداقت کے علمبرداروں سے اللہ ان کی صداقت کے متعلق سوال کرے اور (اس کا اجر دے انبیاء کو اتباع وحی کا اور ان کی امت کو انبیاء کی اتباع کا۔ اور جن لوگوں نے انکار کیا اللہ نے ان) کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

دوسرا رکوع

غزوۂ خندق کا ذکر آرہا ہے جہاں مومنوں کی آزمائش ہوئی اور باوجود انتہائی قلیل تعداد کے ان کو فتح نصیب ہوئی۔ واقعہ یوں ہوا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی قبیلے بنی نضیر کو مدینہ سے نکال دیا تھا۔ ان لوگوں نے قبائل عرب کو بھڑکایا اور دس بارہ ہزار کی

جماعت لے کر مدینہ پر چڑھائی کی۔ حضورؐ نے مدینہ کے گرد خندق کھدوائی ایک ماہ تک محاصرہ رہا آخر ظاہری طور پر آندھی آئی اور باطنی طور پر ایک لشکر سے مدد فرمائی گئی اور مسلمان فتحیاب ہوئے چونکہ اس میں کثیر لوگ چڑھ آئے تھے اس لیے اسے غزوۂ احزاب کہتے ہیں اور چونکہ اس میں خندق بھی کھودی گئی تھی اس لیے غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں۔

۹۔ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝

اے ایمان والو اپنے اوپر اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جب تم پر فوجیں چڑھ آئی تھیں پھر ہم نے ان پر ایک (تیز سرد) ہوا بھیجی اور ایسے لشکر (نازل کیے) جن کو تم نے نہیں دیکھا، اور جو کچھ تم کرتے تھے اللہ اسے دیکھ رہا تھا (اس نے دیکھا کہ کس طرح مجاہدین نے عشقِ الٰہی اور عشقِ رسول میں سردی اور بھوک کی حالت میں خندق کھودی، کیسے سرکارِ دو عالم نے ان کا ہاتھ بٹایا اور تشفی دی، اللہ اس سب سے آگاہ ہے اور جب بھی کوئی دین کی مدد کرتا ہے اللہ اسے دیکھتا ہے)۔

۱۰۔ إِذْ جَاءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا ۝

جب تم پر (مدینہ کے) اوپر کی طرف سے اور نیچے کی طرف سے (دشمن کے لشکر) آپڑے اور جب (لوگوں کی خوف و دہشت سے) آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے، اور تم لوگ اللہ کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے (کہ دیکھیں اللہ کی نصرت کب اور کیسی آتی ہے کیا ہوتا ہے)۔

۱۱۔ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ۝

(تو یہ مومنوں کی آزمائش کی گھڑی تھی) اس وقت ایمان والوں کا امتحان لیا گیا اور وہ سختی سے جھنجھوڑ دیئے گئے (اس طرح جیسے کہ زلزلہ عمارتوں کو ہلا دیتا ہے)۔

۱۲۔ وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ۝

اور (یہ وہ وقت تھا کہ) جب منافق لوگ، اور جن کے دلوں میں (اسلام کی طرف سے) کدورت تھی۔ کہنے لگے کہ ہم سے تو اللہ اور اس کے رسول نے محض دھوکے کا وعدہ کیا تھا (کہاں یہ کثیر افواج اور کہاں یہ مجبور مسلمان)۔

۱۳۔ وَإِذْ قَالَت طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ

اور جب ان (منافقوں) کی ایک جماعت کہنے لگی اے مدینہ کے رہنے

يَاَهۡلَ يَثۡرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمۡ فَارۡجِعُوۡا ۚ وَيَسۡتَاۡذِنُ فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمُ النَّبِىَّ يَقُوۡلُوۡنَ اِنَّ بُيُوۡتَنَا عَوۡرَةٌ ۛؕ وَمَا هِىَ بِعَوۡرَةٍ ۛۚ اِنۡ يُّرِيۡدُوۡنَ اِلَّا فِرَارًا ○

والو اب یہاں تمہارا ٹھکانا نہیں بس (لشکر کو چھوڑ کر گھر) لوٹ چلو۔ اور (دیکھو تمہاری عورتیں غیر محفوظ حالت میں پڑی ہیں چنانچہ) نبی (کریم) سے ان کی ایک جماعت اجازت مانگنے لگی کہنے لگی کہ ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں (غیر محفوظ ہیں) حالانکہ وہ غیر محفوظ نہ تھے۔ انہیں تو بس بھاگنا مقصود تھا۔

عند المتقدمین

۱۴۔ وَلَوۡ دُخِلَتۡ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ اَقۡطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الۡفِتۡنَةَ لَاٰتَوۡهَا وَمَا تَلَبَّثُوۡا بِهَاۤ اِلَّا يَسِيۡرًا ○

اور (ان کا تو یہ حال ہے کہ) اگر اس (مدینہ) کے اطراف سے (دشمن کی) فوجیں ان پر گھس آئیں پھر ان سے فساد پھیلانے کو کہا جائے (خواہ یہ فساد اسلام چھوڑنے کی صورت میں ہو یا لوگوں کو ہراساں کرنے یا مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے بارے میں ہو) تو یہ (فوراً) اس کو گزریں اور ذرا توقف نہ کریں۔

۱۵۔ وَلَقَدۡ كَانُوۡا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنۡ قَبۡلُ لَا يُوَلُّوۡنَ الۡاَدۡبَارَ ؕ وَكَانَ عَهۡدُ اللّٰهِ مَسۡـُٔوۡلًا ○

حالانکہ یہی لوگ اللہ سے پہلے عہد کر چکے تھے کہ وہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ سے جو عہد کیا جاتا ہے اس کی باز پرس ہوگی۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جنگِ اُحد کے بعد منافقوں نے عہد کیا تھا کہ ہم ایسی حرکت نہ کریں گے وہ باز نہ آئے لیکن وہ اللہ سے بھاگ کر کہاں جا سکتے ہیں۔

۱۶۔ قُلۡ لَّنۡ يَّنۡفَعَكُمُ الۡفِرَارُ اِنۡ فَرَرۡتُمۡ مِّنَ الۡمَوۡتِ اَوِ الۡقَتۡلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوۡنَ اِلَّا قَلِيۡلًا ○

آپ ان سے فرما دیجئے کہ اگر تم مرنے یا مارے جانے سے بھاگتے ہو تو تمہارا بھاگنا تمہارے کچھ کام نہ آئے گا اس صورت میں (دنیا وی) فائدے بھی بس چند روز ہی حاصل کر سکو گے (یعنی اگر ابھی قتل نہ ہوئے یا موت نہ آئی تو چند دن دنیا میں اور رہ لو گے بالآخر مرو گے اور ان گناہوں کا خمیازہ بھگتو گے)۔

ان منافقین کی حرکتیں اللہ سے پوشیدہ نہیں اور اللہ سے ان کو بچانے والا بھی کوئی نہیں۔

۱۷۔ قُلۡ مَنۡ ذَا الَّذِىۡ يَعۡصِمُكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ اِنۡ اَرَادَ بِكُمۡ سُوۡٓءًا

آپ فرما دیجئے کہ کون ہے جو تم کو اللہ سے بچا لے اگر وہ تمہارے ساتھ برائی کرنا چاہے یا (کون ہے جو اسے روک لے) اگر وہ بھلائی کرنا چاہے

اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ○

(سب کچھ اللہ کے ارادہ کے تابع ہے وہ جو چاہتا ہے ہوتا ہے) اور (ان منافقوں کو خبردار کر دیجئے کہ) وہ اللہ کے سوا کسی کو اپنا دوست اور مددگار نہ پائیں گے۔

۱۸۔ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ○

(اور) اللہ تم لوگوں میں سے ان کو بھی خوب جانتا ہے جو (لوگوں کو جہاد میں شریک ہونے سے) روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ (کہاں لڑائی میں مر رہے ہو) ہمارے پاس چلے آؤ۔ اور یہ خود لڑائی میں بہت کم شریک ہوتے ہیں۔

۱۹۔ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ○

(کیونکہ یہ لوگ) تمہارے بارے میں بخیل ہیں (یہ نہیں چاہتے کہ مسلمانوں کو کسی طرح کا بھی فائدہ پہنچے) پھر جب (ان لوگوں پر) خوف کا موقع آتا ہے تو (ڈر کے مارے ان کی جان نکلتی ہے) آپ ان کو دیکھیں گے کہ وہ آپ کی طرف اس طرح تکتے ہیں کہ ان کی آنکھیں (ایسی) چکر کھاتی ہیں جیسے کسی پر موت کی غشی طاری ہوتی ہے۔ (ایک طرف بزدلی، سراسیمگی اور بے ہمتی کی یہ حالت ہوتی ہے اور دوسری طرف) پھر جب ڈر جاتا رہتا ہے تو عنقریب تم (مسلمانوں) کو تیز تیز زبانوں سے (باتیں بناتے اور بہادری کا اظہار کرتے ہوئے) ملیں گے، وہ مالِ (غنیمت) پر گرے پڑتے ہیں (درحقیقت) یہ (منافق) ایمان ہی نہیں لائے تو اللہ نے ان کے تمام اعمال اکارت کر دیئے اور اللہ کے لیے یہ آسان (سی بات) ہے۔

ان ڈرپوک منافقوں کا تو یہ حال ہے کہ گو کفار کی فوجیں واپس جا چکیں لیکن ڈر کے مارے

۲۰۔ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ

یہ خیال کرتے ہیں کہ (کفار کی) فوجیں اب تک نہیں گئیں۔ اور اگر وہ فوجیں پھر آ جائیں تو ان کی تمنا ہوگی کہ کاش کسی طرف (دور) دیہات میں نکل جاتے (اور وہیں سے) تم سب کی خبر پوچھتے رہتے اور اگر (ان کو بھاگنے کا موقع نہ ملے اور) وہ تم میں شامل رہیں تو بھی لڑائی میں برائے نام ہی حصہ لیں (یہ عہد شکن، بزدل لوگ ہیں ان پر کیا بھروسہ)۔

وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ۟ ع ۲ ۱۲ ۱۸

تیسرا رکوع

منافق عہد توڑتے ہیں، مومن عہد پر قائم رہتے ہیں بلکہ کہہ اٹھتے ہیں کہ یہ تو وہی آزمائش ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے، ماننا نہ ماننا سب کا انحصار اس بات پر ہے کہ سرکارِ دوعالمؐ کی ذاتِ مقدسہ کو کس نے اپنے لیے نمونہ بنایا۔ ہر چیز، ہر بات کی ایک بہترین صورت عبدیت کی مکمل ترین صورت وخصلت سرکارِ دوعالمؐ ہی ہیں جو ان کے ہوگئے وہ مومن ہوئے صدیق ہوئے، ان کے لیے اجر ہے، صلہ ہے۔ جو ان سے پھرے کافر ہوئے منافق ہوئے، عذاب میں مبتلا ہوئے۔ البتہ توبہ کا دروازہ کھلا ہے کہ یہی بابِ رحمت ہے اللہ مومنوں کا معاون ومددگار ہے، ان کی دھاک دشمنوں کے دل میں بٹھا دیتا ہے، میدانِ جنگ میں مدد فرماتا ہے اور ان کو کامیابی اور کامرانی سے نوازتا ہے۔

۲۱۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۟

(مومنو!) بے شک تمہارے لیے رسول اللہ (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے (اتباع وپیروی کا بہترین طریقہ یہیں سے ملتا ہے، البتہ اس نمونہ سے فیض حاصل کرنے کے لیے قلبِ مومن چاہیے، یہ نمونہ) اس کیلئے ہے جو اللہ سے ملنے اور یومِ آخرت کے آنے کی امید رکھتا ہے اور اللہ کی یاد کثرت سے کرتا ہے۔

(حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ ذکرِ کثیر، ہر لمحہ اللہ کا دھیان ہے اس کے خیال وتصور کا نام ہے)

یہ لوگ خوفِ خدا سے ہراساں نہیں ہوتے، دشمن کو دیکھ کر ڈرتے نہیں بلکہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ایک آزمائش سمجھتے ہیں اور اس سے ان کے ایمان میں تازگی اور بالیدگی پیدا ہوتی ہے

۲۲۔ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫

اور جب مومنوں نے (کافروں کے) لشکروں کو دیکھا تو (نڈر ہو کر) بول اٹھے یہ تو وہی (آزمائش) ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔ اور (آج اس کی تصدیق ہو رہی ہے بے شک)

وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ○

اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا۔ اور ان حالات سے ان کے ایمان اور طاعت گزاری میں اور ترقی ہی ہوتی ہے (ان کا ایمان مکمل ہوتا ہے وہ اللہ کے حکم پر قربان ہونے کے لیے منتظر رہتے ہیں)۔

۲۳- مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ○

مومنوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جس بات کا عہد کیا تھا وہ سچ کر دکھایا۔ پھر بعض نے تو اپنی ذمہ داری کو (مکمل طور پر) پورا کر دکھایا (یہ جان بحق ہوئے، اور ایمان پر قربان ہو گئے) اور بعض وہ ہیں جو (شہادت کے) منتظر ہیں اور (اپنے عہد و پیمان میں) ذرا نہیں بدلے۔

۲۴- لِّيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِن شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ○

(یہ آزمائش اس لیے ہے) تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا صلہ دے اور منافقوں کو چاہے تو عذاب دے، یا ان کی توبہ قبول فرمائے، بے شک اللہ بڑا بخشنے والا (اور) بڑا رحم فرمانے والا ہے۔

۲۵- وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا ۚ وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا ○

اور اللہ نے کافروں کو (ذلت و ناکامی سے پیچ و تاب کھاتے ہوئے) غصہ میں بھرا ہوا پھیر دیا (اور) انہیں کچھ بھلائی حاصل نہ ہوئی (انہیں اس لڑائی سے کچھ فائدہ نہ پہنچا) اور اللہ تعالیٰ لڑائی میں مومنوں کے لیے آپ ہی کافی ہوا (اس طرح مدد فرمائی کہ دشمن کو لڑائی کی ہمت ہی نہ پڑی) اور اللہ بڑا زور آور (اور) غلبہ والا ہے۔

۲۶- وَأَنزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُم مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِن صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا ○

اور اہل کتاب میں سے جو ان (کافروں) کے پشت پناہ ہوئے تھے (یعنی یہود) اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے قلعوں سے نیچے اتار دیا اور ان کے دلوں میں (ایسی) دہشت ڈال دی (کہ وہ تمہارے مقابلہ کی ہمت ہی نہ کر سکے پھر) بعض کو تم قتل کرنے لگے اور بعض کو قید۔

۲۷- وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۟ ع ۳/۱۹

اور اللہ نے ان کی زمین اور ان کے گھر اور ان کے مال اور اس زمین کا جس پر تم نے پیر بھی نہ رکھا تھا تم کو (اس سب کا) مالک بنا دیا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے)۔

چوتھا رکوع

جہاد کی فضیلت، اللہ کی مدد، مومن کے لیے فتح ونصرت کا ذکر تھا، اس سلسلہ میں عورتوں سے بھی خطاب ہے اور یہاں بھی روئے سخن سرکارِ دو عالمؐ کی ازواجِ مطہراتؓ مومنوں کی ماؤں کی جانب ہے اور اس راز کی گرہ کشائی کی جا رہی ہے کہ مومن کی مجاہدانہ زندگی میں عورت کے صبر وشکر کو کس درجہ دخل ہے۔ یہاں بھی منشا عام مومن عورتوں کی اصلاح ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہی ان کے لیے جہاد ہے اور اسی سے بائیسویں پارہ کی ابتدا ہوتی ہے۔

۲۸- يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ

اے نبی آپ اپنی بیویوں سے فرما دیجیے کہ تم اگر دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کی خواہاں ہو تو آؤ میں تم کو کچھ دولت (دنیا کی) دے کر حسن و خوبی کے ساتھ رخصت کر دوں۔

آیت نمبر (۲۶) چونکہ یہود بنی قریظہ نے اپنے معاہدہ کے برخلاف غزوۂ احزاب میں محاصرین کی مدد کی تھی اس لیے غزوۂ احزاب کے بعد آپؐ ان کے مقابلہ کے لیے تشریف لے گئے پہلے تو انہوں نے اپنے کو قلعہ میں بند رکھا بیس پچیس دن تک وہ قلعہ میں محصور رہے پھر آخر تنگ ہو کر نکلے اور ان میں سے اکثر قید کیے گئے۔ اس موقع پر منافقین نے بہت سی دل آزاری اور بے مروتی کی باتیں کیں۔ کلام اللہ تفصیلات میں نہیں جاتا۔ ان کی کیفیات اور انجام بتاتا ہے۔

آیت نمبر (۲۸ - ۲۹) یہاں ان دو آیتوں کا شانِ نزول جاننا ضروری ہے، موضوع کی اہمیت کے اعتبار سے ایسے مواقع پیش کیے جاتے ہیں کہ امت کی نیک کردار بیویوں کو سبق ملے اور یہ سبق امت کی تمام عورتوں کے ذہن نشین ہو جائے۔ ازواجِ مطہراتؓ نے یہ خواہش ظاہر کی کہ سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے نفقہ میں کچھ اضافہ فرما دیں آپ کو ان کے اس تصور سے بھی تکلیف ہوئی اور ایک ماہ کے لیے سب سے الگ ہو گئے اس زمانہ میں یہ آیات نازل ہوئیں آپ سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس گئے اور ان کو اللہ کا یہ حکم سنایا۔ انہوں نے بخوشی اللہؐ اور رسولؐ کو مقصدِ حیات بنایا۔ اسی طرح سب نے فرمایا۔ اس کے بعد ہی دو آیتیں ہیں جو سزا اور انعام کے سلسلہ میں ہیں۔ یہاں بھی منشا یہی ہے کہ عام عورتیں خوب سمجھ لیں کہ جب نبی کی ازواجِ مطہراتؓ کے لیے اللہ کا یہ حکم ہے جو ہم سب کی مائیں ہیں تو عام عورتوں کو برائیوں سے کس درجہ بچنے اور احتیاط کی ضرورت ہے۔

اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ○

۲۹۔ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ○

اور اگر تم کو اللہ اور اس کا رسول اور عالم آخرت عزیز ہے۔ تو اللہ نے تم میں سے نیکی (یعنی صبر و شکر سے زندگی بسر) کرنے والیوں کے لیے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے (اس اجر کا کوئی اندازہ اس دنیا میں ممکن نہیں ہے، یہ تو ملنے ہی پر کھلے گا)

۳۰۔ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ○

اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو کوئی صریح ناشائستہ بات کریگی، تو اسے (عام عورتوں سے) دوگنی سزا دی جائے گی، اور یہ (بات) اللہ کے لیے (بالکل) آسان ہے (اس میں کسی عدل کی کمی نہیں جہاں سزا دوگنی وہیں ثواب بھی دونا ہے۔ جس کا ذکر آئندہ آیت میں آئے گا)۔

پارہ ۲۲

الجزء ۲۲

وَمَنْ يَّقْنُتْ

۳۱۔ وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَاۤ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ○

اور جو کوئی تم میں سے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور نیک کام کرے تو ہم اس کو اس کا اجر (بھی) دوگنا دیں گے اور ہم نے ان کے واسطے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے (وہ نعمت جو انہیں کے لیے مخصوص ہے)

۳۲۔ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ○

اے نبی کی بیویو۔ تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم احتیاط چاہتی ہو تو (کسی سے) نرم زبان میں (نزاکت سے) بات نہ کیا کرو (بات ایسے کرو جس طرح ماں اولاد سے بات کرتی ہے جس میں وقار ہو) تاکہ وہ شخص جس کے دل میں (کسی طرح کی کجی و) بیماری ہے وہ کسی طمع میں نہ پڑ جائے، اور دستور کے مطابق (حیا، عزت کے ساتھ) بات کیا کرو۔

(دوسری تمام مومن عورتوں کو بھی چاہیئے کہ وہ بات اس طرح کریں کہ ان کے انداز گفتگو سے کسی قسم کی غلط توقعات کسی کے دل میں پیدا نہ ہوں)۔

۳۳۔ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ○

اور اپنے گھروں میں ٹھیری رہو اور اظہار زینت کر کے زمانۂ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو (جاہلیت میں عورتیں نیم عریاں لباس پہنتی اور سینہ نہ ڈھانکتیں اور اپنا بناؤ سنگھار دکھاتی پھرتی تھیں) اور (ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ) نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتی رہو۔ اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرتی رہو۔ اے (نبی کے) گھر والو اللہ چاہتا ہے کہ تم سے (ہر طرح کی) آلودگی دُور کر دے اور تم کو خوب پاک وصاف کر دے۔
(اس آیت تطہیر میں بیویاں، بیٹیاں، اولاد داماد سب شامل ہیں)۔

۳۴- وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝ ع

اور تمہارے گھروں میں جو اللہ کی آیات اور حکمت کی باتیں بیان کی جاتی ہیں ان کو (خوب) یاد رکھو (لوگوں تک ان کو پہنچانا علم کی زکوٰۃ ہوگی) بیشک اللہ بڑا باریک بین (اور) بہت باخبر ہے۔ (وہ خوب جانتا ہے کہ دنیا میں کس قدر دین تمہارے ذریعہ پھیلے گا وہ حقائق اور ان کی لطافت سے بھی خوب واقف ہے)۔

پانچواں رکوع

گزشتہ رکوع میں خصوصیت کے ساتھ ازواج مطہراتؓ سے اور دیگر مومن عورتوں سے ثانوی حیثیت کے انداز سے خطاب تھا۔ یہاں مومنین کے ساتھ عام مومن عورتوں کا ذکر ہے کہ وہ دین کے ذمہ دار رکن ہونے میں اپنے کو مردوں سے کم نہ سمجھیں۔ دنیا میں جن ذمہ داریوں کے ساتھ جس کو بھیجا گیا ہے ان سے اسی قدر اس کی آزمائش ہے لیکن ثواب میں کمی نہ کی جائے گی۔ مرد و عورت دونوں اپنے اپنے اعمال کے کفیل ہیں، دین اسلام رسومات کا پابند نہیں وہ افراد اور انکی رسومات کو دین کے سانچے میں ڈھالنے آیا ہے۔ مومن کے لیے صرف اللہ اور اس کا رسولؐ کافی ہے یعنی وہ رسول جو اللہ کے آخری رسولؐ سلسلۂ نبوت کو ختم کرنے والے اس پر مہر کرنے والے ہیں۔

۳۵- اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ

بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور صادق مرد اور صادق عورتیں اور صابر مرد اور صابر عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور کثرت سے اللہ کو یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں اللہ نے ان (سب) کے واسطے بخشش (کی نعمتیں) اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے (جو کچھ انہیں ملے گا وہ اتنا کچھ ہے کہ اللہ نے اسے عظیم فرمایا ہے۔ اسی لیے صوفیائے کرام نے فرمایا کہ یہ دیدارِ الٰہی ہے)۔

كَثِيرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ○

جن مراتبِ ایمانی کا ذکر ہوا وہ سب اللہ اور اس کے رسول کی اتباع سے ملتے ہیں ۔

مومن تو اپنا ارادہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے تابع کر چکا اب اسے اختیار نہیں کہ اپنی خوشی سے کوئی کام کرے ۔

۳۶- وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؕ○

اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اسکا رسول کسی کام کا فیصلہ فرما دے تو پھر ان کا اپنے معاملے میں کچھ اختیار (باقی) رہ جائے ۔ اور جس نے (اس بات کو نہ سمجھا اور) اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کی تو وہ صریح گمراہی میں مبتلا ہوا ۔

آئندہ آیت میں حضرت زیدؓ کے واقعہ کا ذکر ہے جن کا نکاح حضورؐ کی پھوپھی کی بیٹی زینبؓ کے ساتھ ہوا تھا لیکن دونوں میں نباہ نہ ہوا اور زیدؓ نے طلاق دینا چاہی حضورؐ نے سمجھایا لیکن موافقت نہ ہو سکی درحقیقت اللہ کو ایک رسم قبیح کی اصلاح منظور تھی ۔ زیدؓ نے طلاق دی اور حضرت زینبؓ کا نکاح اللہ کے حکم کے بموجب حضورؐ سے ہوا ۔

آیتِ بالا کی شانِ نزول یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ کا نکاح حضرت زیدؓ سے کرنا چاہتے تھے جو حضورؐ کے آزاد کردہ غلام تھے ۔ حضورؐ حضرت زیدؓ پر اس درجہ التفات فرماتے کہ لوگ زید کو حضورؐ کا متبنیٰ کہتے ۔ دراصل اس نکاح میں مصلحت یہ تھی کہ لوگوں پر واضح ہو جائے کہ مسلمان کی قدر اس کے ایمان و عمل سے ہے نہ کہ پیشہ اور کاروبار سے ۔ اس طرح اس نکاح سے ایک طرف زیدؓ کی دلجوئی منظور تھی تو دوسری طرف ایک اصولِ دین کی تبلیغ ، ہر چند زینبؓ اور ان کے بھائی نے اس نکاح کی منظوری میں تامل کیا لیکن آیتِ بالا کے نازل ہونے پر نکاح منظور کر لیا گیا ۔

اب آئندہ دو آیات میں اس واقعہ کا ذکر آ رہا ہے جب حضرت زینبؓ اور حضرت زیدؓ کے مزاجوں کے اختلاف کے باعث موافقت نہ ہو سکی اور زیدؓ نے طلاق کا ارادہ کیا ، حضورؐ نے سمجھایا لیکن تعلقات کشیدہ ہو چکے تھے اور طلاق کے سوا چارہ نہ تھا ، دراصل اب اللہ تعالیٰ کو حضرت زینبؓ کی

دلجوئی اور ایک رسم قبیح کی اصلاح منظور تھی۔ عرب میں دستور تھا کہ متبنّٰی کی زوجہ سے نکاح جائز نہ سمجھتے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس کی حلت خود سرکارِ دو عالم سے ثابت ہوجائے۔ آپ کے اس کا علم بذریعہ وحی ہوا تھا اس لیے آپ کو خدشہ ہوا کہ لوگ طعن و تشنیع کریں گے۔ لیکن حکم الٰہی کے سامنے کسی تردد کی گنجائش نہ تھی۔

۳۷۔ وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِيٓ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ج وَاللَّهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَاهُ ط فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِيٓ أَزْوَاجِ أَدْعِيَآئِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ط وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ○

اور (وہ واقعہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ) جب آپ اس شخص (یعنی زید) سے کہہ رہے تھے جس پر اللہ نے احسان فرمایا اور آپ نے بھی احسان کیا (یعنی اس کو وہ چیز دی جو اس کے حوصلہ سے زیادہ تھی) کہ اپنی بی بی کو اپنے پاس رکھو اور اللہ سے ڈرو (جو نعمت اس نے عطا فرمائی ہے اس کی قدر کرو) اور (حالات کے تحت جو تصور آپ کے ذہن میں آیا، اور وہ بھی اللہ کا ڈالا ہوا تھا اور) آپ اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا (آپ جانتے تھے کہ اللہ کو یہ قبیح رسم توڑنا ہے) لیکن آپ کو لوگوں (کے طعن) کا ڈر تھا اور اللہ زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔ پھر (عام رسم و رواج کے خلاف) جب زید نے (اپنی) اس (بی بی) سے اپنی غرض پوری کر لی (ان کو طلاق دے دی) تو ہم نے ان کو آپ کے نکاح میں دے دیا تاکہ مسلمانوں پر اپنے لے پالک لڑکوں کی بیویوں (کے ساتھ نکاح کرنے کے بارے) میں کوئی حرج نہ ہو، جبکہ ان کے لے پالک اپنی بیویوں سے اپنی غرض پوری کر لیں (تعلق منقطع کر لیں) اور اللہ کا حکم پورا ہو کر رہنے والا تھا (کہ زید طلاق دیں اور نکاح حضور کے ساتھ ہو اور یہ معاملہ صاف ہو جائے کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی سے طلاق کے بعد شادی کر سکتے ہیں یا نہیں)۔

۳۸۔ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ ط سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلُ ط وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا ○ زلا

نبی کے لیے اس کام میں کوئی مضائقہ نہیں جس کو اللہ نے ان کے لیے مقرر فرما دیا (اللہ تعالیٰ نے نبی کے لیے جن امور پر شادی کو موقوف کیا تھا ان کے پورا ہونے کے بعد شادی کرنے میں تردد کی کیا وجہ۔ اگر لے پالک کی مطلقہ بیوی سے شادی جائز ہے تو اس میں شرم کی کیا بات ہے) جو (پیغمبر آپ سے) پہلے گزر چکے ہیں ان کے بارے میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے (کہ غلط رسومات کو ان کے ذریعہ توڑا جائے) اور (اے نبی آپ کی شرم و حیا بھی بے مثال ہے، آپ کا ارادہ آپ کا فرمان حسب اللہ کے

حکم کا تابع ہے پھر اس نکاح کو آپ اپنے ارادہ کی طرف کیوں منسوب فرما رہے ہیں یہ تو) اللہ کا حکم مقرر ہو چکا تھا (اللہ کا حکم اٹل ہوتا ہے وہ ٹلتا نہیں)۔

۳۹۔ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ○

(اور آپ سے قبل بھی ایسے اولوالعزم پیغمبر گزرے ہیں) جو اللہ کا حکم (بلا تامل) پہنچاتے تھے اور اس سے ڈرتے تھے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے اور (لوگوں کے اعمال کا) حساب لینے کے لیے اللہ کافی ہے۔

اور حضورؐ کے متعلق خود مسلمان بھی یہ بات خوب سمجھ لیں، اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ

۴۰۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ○ ع

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں (یعنی سلسلۂ نبوت کو ختم کرنے والے) اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں کا جاننے والا ہے (اسے علم ہے کہ ختم رسالت اور ختم نبوت کا وقت آگیا ہے)

چھٹا رکوع

مومنوں کو ذکر کثیر کی تعلیم دی جارہی ہے تاکہ وہ ظلمت سے عالم انوار میں آئیں اور کبھی کسی بدگمانی میں ایک لمحہ کے لیے بھی مبتلا نہ ہوں۔ مومنوں کے قلوب میں سرکار دو عالمؐ کی عظمت رچائی جارہی ہے تاکہ مومن مرد اور مومن عورتیں حضورؐ کے مقام کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں ان کی محبت اور اتباع کو اپنا سرمایۂ حیات سمجھیں اور فضل کبیر کے مستحق بنیں، خوب سمجھ لیں کہ جس نور نے انہیں ظلمت سے نکالا ہے وہ یہی نور رسالت ہے۔ اس کے بعد سرکار کی ازواج کا ذکر جاری ہے درمیان میں ضروری اور ضمنی مسائل بھی بیان کیے گئے ہیں۔

۴۱۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ○

اے ایمان والو اللہ کو بہت زیادہ یاد کیا کرو (یہاں تک کہ اللہ کا حاضر و ناظر ہونا تمہارے ذہن میں رچ جائے تمہارا تصور و تخیل ہمیشہ اسی کی یاد سے معمور رہے جب ایسا ہو جاتا ہے تو گناہ سرزد نہیں ہوتا)۔

۴۲۔ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ○

اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرتے رہو (اس طرح تصور کے ساتھ عمل بھی ایمان کے سانچے میں ڈھل جائے گا)۔

اور تمہارا ایسا کرنا تو صرف اظہارِ تشکر، اظہارِ بندگی ہی ہوگا آخر

۴۳۔ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ○

وہی تو ہے جو تم پر اپنی رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی (دُعائے مغفرت کرتے ہیں) تاکہ اللہ تعالیٰ تم کو تاریکیوں سے نور کی طرف لے آئے (ایمان کے بعد عالمِ انوار میں تم کو رواں دواں لے جائے تاکہ کسی ایک مقام میں ٹھیر جانے سے بھی ظلمت نہ آئے) اور اللہ مومنوں پر (آخرت میں بھی) بہت رحم فرمانے والا ہے (وہ ان کے گناہ بخشے گا انہیں بلند سے بلند تر مقام عطا فرمائے گا)۔

۴۴۔ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ښ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ○

جس روز وہ (ایمان والے) اس سے ملیں گے ان کی پیشوائی سلام (اور رحمت) کے ساتھ کی جائے گی اور اس نے ان کے لیے باعزت صلہ تیار کر رکھا ہے (ان کے لیے جنت کے اعلیٰ مقام ہوں گے)۔

اس عالمِ انوار میں مومن کو جو روشنی لے کر آئی ہے وہ نورِ رسالت ہے

۴۵۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ○

اے نبی ہم ہی نے آپ کو گواہ (بنا کر) اور خوشخبری سنانے والا اور نصیحت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

۴۶۔ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ○

اور (آپ کو) اللہ کے اذن (اس کے اشارہ) سے اللہ کی طرف بلانے والا اور ایک روشن چراغ (بنا کر بھیجا ہے۔ آپ نورٌ علیٰ نور ہیں صلی اللہ علیہ وسلم)۔

اسی ذاتِ مقدسہ پر صلوٰۃ و سلام پڑھنا اللہ کے حضور سلامتی میں جانا ہے جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ جس طرح ظلمت سے نور میں آنے کی وجہ یہاں کھل گئی اسی طرح تحیتہم سلام کا منشا بھی وہاں واضح ہو جائے گا یہ سلام مومن اور مومن کے درمیان بھی ہوگا اور اللہ اور مومن کے درمیان بھی۔

۴۷۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ○

اور آپ (اپنے) مومنوں کو خوشخبری سنا دیں کہ اللہ کی طرف سے ان کے لیے بڑا ہی فضل ہے (اللہ کے دیدار کی نعمت ان کو میسر ہوگی)۔

۴۸۔ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

اور آپ کافروں اور منافقین کی بات نہ مانیئے اور ان کی ایذا رسانی سے درگذر فرمایئے اور اللہ پر بھروسہ رکھیے اور اللہ ہی (آپ کے اور آپ کی امت کے) کاموں کا بنانے والا کافی ہے۔

ابتدا میں ازواج مطہرات کا ذکر تھا، وہی مضمون پھر بیان کیا جا رہا ہے اور اس ضمن میں عورتوں کے چند مسائل بھی بیان کر دیئے گئے۔

۴۹۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝

اے ایمان والو جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو، پھر قبل اس کے کہ تم نے ان کو ہاتھ لگایا ہو ان کو طلاق دے دو، تو تمہاری ان پر کوئی عدت (واجب) نہیں جس کو تم شمار کرنے لگو (بلکہ عدت کا انتظار کئے بغیر) ان کو کچھ دے دلا کر حسن و خوبی سے رخصت کر دو۔

۵۰۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْۤ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّاۤ اَفَاۤءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

اے نبی ہم نے آپ کے لیے آپ کی بیویاں، جن کو آپ مہر دے چکے ہیں حلال کر دی ہیں اور وہ عورتیں بھی جو آپ کی ملک ہیں جن کو اللہ نے آپ کو (کفار سے بطور مال غنیمت کے) دلوایا ہے اور آپ کے چچا کی بیٹیاں، اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ وطن چھوڑا اور کوئی مومن عورت (جو بلا کسی مہر کے) اپنے آپ کو پیغمبر کو دے دے بشرطیکہ نبی اسے نکاح میں لانا چاہے (یہ سب آپ کے لیے حلال ہیں) لیکن یہ (آخری رعایت) خاص آپ کے لیے ہے سب مسلمانوں کے لیے نہیں ہے (باقی جن کا ذکر ہوا وہ سب مسلمانوں کے لیے حلال ہیں) یقیناً ہم کو (وہ احکام) معلوم ہیں جو ہم نے ان (عام مسلمانوں) پر ان کی بیویوں اور باندیوں کے متعلق مقرر کر دیئے ہیں تاکہ (ان مخصوص سہولتوں کے باعث تبلیغ دین کی راہیں کشادہ رہیں اور زیادہ سے زیادہ عورتیں ازواج مطہرات سے دین حاصل کر سکیں اور) آپ پر کوئی

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○

تنگی (واقع) نہ ہو اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے (ہر ممکن سہولت بھی دیتا ہے اور اس کے بعد بھی غلطی ہو جائے تو معاف فرما دیتا ہے)۔

اور اے رسول آپ کے لیے خصوصی طور پر یہ بھی اجازت ہے کہ

۵۱- تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ○

ان (بیویوں) میں سے آپ جس کو چاہیں اپنے سے علیحدہ رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے پاس رکھیں۔ اور جس کو آپ نے علیحدہ کر دیا تھا ان میں سے کسی کو اگر طلب کر لیں تو آپ کے لیے کوئی مضائقہ نہیں اس (خصوصی اجازت) سے پوری توقع ہے کہ (آپ پر کوئی اپنا حق نہ سمجھیں گی اور آپ جس طرح ان سے رجوع فرمائیں گے اسی سے) ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی اور (باری کے تصور سے) غمگین نہ ہوں گی اور جو کچھ آپ انہیں دیں گے اس سے سب کی سب خوش رہیں گی۔ اور (لوگو! ان احکامات سے غلط تصورات دل میں نہ لاؤ) جو کچھ تمہارے دل میں ہے اللہ اس سے بخوبی واقف ہے اور اللہ بڑا جاننے والا اور بڑا بردبار ہے۔ (وہ لوگوں کی کمزوریوں سے اور ان کے بیمار قلوب کے توہمات سے خوب واقف ہے لیکن اپنے حلم کے باعث انہیں اصلاحِ حال کا موقع دیتا ہے)۔

۵۲- لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ○ ع ۶

(اور اے رسول جن عورتوں کا ذکر ہو چکا ہے جو حلال کی گئیں) ان کے علاوہ اور عورتیں آپ کو جائز نہیں اور نہ یہ (جائز ہے) کہ آپ ان (بیویوں) کی جگہ دوسری بیویاں کر لیں خواہ ان کا حسن آپ کو (کتنا ہی) اچھا لگے۔ سوائے ان کے کہ آپ کی باندیاں ہیں (ان کے بارے میں آپ کو اختیار ہے) اور اللہ ہر شے پر نگاہ رکھتا ہے (وہ سب کا نگہبان ہے)۔

ساتواں رکوع

ازواج مطہرات کو مومنوں کی ماں فرمایا، لیکن یہ حکم نہیں کہ مومنین بلا اجازت گھر میں داخل ہوں ۔ اللہ جو سب کا نگہبان ہے یہ اصول اس کے مقرر کیے ہوئے ہیں ۔ اس میں احترام اور حکمت دونوں شامل ہیں ۔ اسی سلسلہ میں چند دیگر احکامات کا بیان ہے مثلاً جب بلائے جاؤ تب جاؤ، جب ان سے کچھ مانگو تو کیسے مانگو، پھر مزید کن باتوں میں احتیاط ضروری ہے ان امور کا ذکر اس رکوع میں آرہا ہے اور بتایا جارہا ہے کہ اللہ تمہاری ان باتوں کو دیکھ رہا ہے ، وہ تمہارے ظاہر و باطن سے آگاہ ہے ، خوش نصیب بننا اور رہنا چاہتے ہو تو سرکارِ دو عالم پر درود بھیجا کرو حال و قال سے دل کو، دم کو، اپنی کیفیات کو ان کے مبارک تصور کے ساتھ لگا دو وہ پاؤ گے جو تمہارے تصور سے بلند و بالا ہے ۔ خوب یاد رکھو کہ جو لوگ رسول کو ستاتے ہیں ۔ ان پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے اور وہ مبتلائے عذاب ہوتے ہیں ۔

۵۳ ۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ وَمَا كَانَ لَكُمْ

اے ایمان والو تم نبی کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو بجز اس (صورت) کے کہ تم کو کھانے کے لیے (آنے کی) اجازت دی جائے (الیٰ) نہ اس کی تیاری کے انتظار میں رہو لیکن جب تم بلائے جاؤ تب جایا کرو پھر جب (کھانا) کھا چکو اٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں دل لگائے نہ بیٹھے رہا کرو۔ اس بات سے رسول کو تکلیف پہنچتی ہے ۔ پھر وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں (اور خاموش رہتے ہیں) اور اللہ کو سچی بات کہنے میں حجاب نہیں۔ اور (یہ بھی خیال رکھو کہ) جب تم ان سے (یعنی رسول کی بیویوں سے) کوئی چیز مانگو تو ان سے پردہ کے باہر سے مانگو ۔ یہ تمہارے اور ان کے ، دونوں کے دلوں کے لیے زیادہ پاکیزہ بات ہے اور (خوب یاد رکھو کہ) یہ تمہارے لیے زیبا نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو تکلیف دو (تم کوئی ایسی بات کرو جو حضور کو ناگوار گزرے یہ منافقوں اور کافروں کا شیوہ ہے) اور نہ یہ کہ ان کی بیویوں سے کبھی ان کے بعد نکاح کرو بے شک اللہ کے نزدیک یہ بڑا (گناہ) ہے ۔

اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ○

۵۴۔ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـــًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ○

اگر تم کوئی بات ظاہر کرو یا اس کو چھپاؤ تو اللہ ہر چیز سے خوب آگاہ ہے (یاد رہے کہ کبھی ایسا کوئی وسوسہ دل میں نہ لانا جو حضور کے شایانِ شان نہ ہو یا جس میں نفس شامل ہو)۔

پہلے مردوں کو حکم ہوا کہ ازواجِ مطہراتؓ کے سامنے نہ جاؤ۔ اب ازواجِ مطہراتؓ کو حکم ہو رہا ہے کہ

۵۵۔ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَاۗىِٕهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗىِٕهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَاۗءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَاۗىِٕهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ○

ان پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ اپنے باپوں کے سامنے (یعنی باپ، دادا، چچا، ماموں کے سامنے آیا کریں۔) اور نہ اپنے بیٹوں کے، نہ اپنے بھائیوں کے، نہ اپنے بھتیجوں کے اور نہ اپنے بھانجوں کے، نہ اپنی (قسم کی) عورتوں کے اور نہ باندیوں کے سامنے (آنے میں کوئی مضائقہ ہے۔) اور (اے عورتو) اللہ سے ڈرتی رہو بے شک اللہ ہر شے سے خوب آگاہ ہے (وہ حاضر و ناظر ہے اس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں)۔

بات پوری ہو چکی۔ سرکارِ دو عالم کا مقام سمجھا دیا گیا ان کی ازواجِ مطہراتؓ کی عظمت بھی بتا دی گئی اب وہ وظیفہ بتایا جا رہا ہے جو مومن کو اللہ سے قریب کرتا ہے یہ اس نکتہ ایمانی، اسی محبوبِ ربانی پر درود بھیجنا ہے۔

۵۶۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰۗىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَي النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اللہ اور اس کے فرشتے رسول پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو (یعنی جان بوجھ کر عبادت کے

اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ — طور پر درود و سلام بھیجا کرو)

(اللہ اپنے رسول پر رحمت بھیجتا ہے فرشتے آمین کہتے ہیں تم بھی درود بھیجا کرو۔ ہمہ تن متوجہ ہوکر دل سے انتہائی محبت کی کیفیات کے ساتھ درود پڑھا کرو)۔

خوب یاد رکھو کہ رسول کو اذیت پہنچانا اللہ کو اذیت پہنچانا ہے۔

۵۷۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ○ — بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں ان پر اللہ دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لیے (اس نے) ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

۵۸۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ع — اور جو لوگ مومن مرد اور مومن عورتوں کو بلا ان کے کچھ کیے ایذا پہنچائیں تو وہ جھوٹ اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں (ایذا میں ستانا، تکلیف پہنچانا، غیبت چغلی سب آجاتی ہے)۔

آٹھواں رکوع

منافق مختلف صورتوں سے اذیت پہنچاتے، مومنوں کے متعلق غلط باتیں اڑاتے، مومن عورتوں کو جب وہ کسی ضرورت سے باہر تشریف لاتیں تو چھیڑتے، جب گرفت ہوتی تو عذر کرتے کہ ہم نے لونڈی باندی سمجھ کر چھیڑا تھا چنانچہ ازواج مطہراتؓ اور تمام مومن عورتوں کو ہدایت ہو رہی ہے کہ وہ اس طرح کا لباس پہن کر نکلیں جو ان کی زینتوں کو چھپانے والا اور ان کی عصمت کا محافظ ہو۔ غلط خبریں اڑانے والوں کے لیے بھی واضح طور پر بتا دیا گیا کہ وہ بہت عرصہ تک مدینہ میں نہ رہ سکیں گے۔ اور آخری فیصلہ تو قیامت میں ہوگا۔

۵۹۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ط — اے نبی آپ اپنی ازواج (مطہرات) سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیجئے کہ (جب انہیں باہر جانا ہو تو اپنی زینتوں کو چھپانے کے ساتھ) اپنی چادروں کو اپنے (چہرے) پر

ذٰلِكَ اَدْنٰىٓ اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○

لٹکا لیا کریں (تاکہ وہ عام عورتوں سے نمایاں طور پر الگ معلوم ہوں) اس سے وہ جلد پہچان لی جائیں گی (کہ یہ شریف آزاد عورتیں ہیں) پھر ان کو کوئی نہ ستائے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

۶۰۔ لَىِٕنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ○

البتہ اگر منافقین اور جن کے دلوں میں (نفس پرستی اور ہوس پرستی کی) بیماری ہے اور جو مدینہ میں جھوٹی افواہیں اڑایا کرتے ہیں (اپنی ان حرکتوں سے) باز نہ آئے تو ہم ضرور آپ کو ان کے پیچھے لگا دیں گے پھر وہ آپکے پاس اس (مدینہ) میں بس تھوڑے ہی دن رہ سکیں گے

۶۱۔ مَّلْعُوْنِيْنَ ڔ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ○

(اور وہ بھی اس طرح کہ) پھٹکارے ہوئے، جہاں پائے گئے پکڑے گئے اور جان سے مارے گئے۔

۶۲۔ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ○

(اور) اللہ کا تو یہی دستور ان (منافقین اور کفار) کے بارے میں بھی جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں (چلا آرہا ہے) اور آپ اللہ کے کسی دستور میں کوئی تبدیلی نہ پائیں گے۔ (نہ وہ اللہ کے عذاب سے بچ سکے نہ یہ بچ سکیں گے)۔

جب بھی منکرینِ حق کو عذاب سے ڈرایا جاتا تو برجستہ پوچھتے کہ وہ عذاب کب آئیگا اور وہ قیامت کب برپا ہوگی؟

۶۳۔ يَسْــَٔـلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ○

لوگ آپ سے قیامت کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ (اے سوال کرنے والے) اس کا علم تو خدا ہی کو ہے، اور تو کیا جانے کہ شاید وہ گھڑی قریب ہی ہو۔

(قیامت کے قائم ہونے اور اس کے ظہور کا وقت علم الٰہی ہی میں ہے آدم سے حضور تک قیامت کے متعلق عنقریب ہی کا لفظ فرمایا گیا۔ سچ ہے جو مرا اس کی قیامت قائم ہوئی، احساسات، مدرکات اور تعینات سے نکلنے کا نام موت ہے۔ پھر جب دنیا کی پوری زندگی آخرت کی زندگی کے مقابلہ میں انتہائی مختصر ہے تو قیامت کو قریب ہی کہا جائے گا قیامت کے دن جب لوگوں سے پوچھا جائے گا کہ دنیا میں کتنا رہے تو کہیں گے یہی ایک دو گھڑی۔ اس روز قربِ قیامت کے معنی سمجھ میں آجائیں گے)۔

۶۴- اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ۟ۙ

بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے (دوزخ کی) دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے (ان کے لیے دونوں جگہ عذاب ہے وہ دنیا میں ایک چکر میں پڑے ہیں آخرت میں نارِ جہنم ان کی منتظر ہے)

۶۵- خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۟ۚ

جس میں وہ ہمیشہ رہا کریں گے (اور وہاں) نہ کوئی اپنا دوست پائیں گے نہ مددگار (کہ ان کو اس عذاب سے بچا سکے)۔

وہ دن ان کے لیے بڑا سخت ہوگا

۶۶- يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَاۤ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۟

جس دن وہ اوندھے منہ آگ میں ڈالے جائیں گے (اس وقت وہ) کہیں گے کاش ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور (اس کے) رسول کی فرمانبرداری کی ہوتی۔ (ان کے کہنے پر چلتے تو آج یہ دن دیکھنا نہ پڑتا)۔

۶۷- وَقَالُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۟

اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑے لوگوں کا کہنا مانا (ان کی اطاعت و فرمانبرداری کی) تو انہوں نے ہم کو راہ سے بہکا دیا (اب اگر ہم کو ہمارے اعمال پر سزا ہے تو)

۶۸- رَبَّنَاۤ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۟ ع ۵

اے ہمارے رب تو ان کو (ہم سے) دوگنا عذاب دے اور (جو پھٹکار ہم پر ہے اس سے) بڑی پھٹکار ان کو دے۔

نواں رکوع

حاصل کلام یہ ہے کہ مومنوں کو چاہیے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنا

فرض سمجھیں، کوئی بات ایسی نہ کریں کہ حضورﷺ کو تکلیف پہنچے اور ہمیشہ درست اور سیدھی بات کہا کریں۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ ان کے اعمال سنوار دے گا اور ان کے گناہ بخش دے گا۔ یہ قرآن وہ بارِ امانت ہے جس کے متحمل آسمان وزمین نہ ہو سکے جس کو انسان نے اٹھایا اور اپنے پر ترس نہ کھایا، کیسا نادان ہے۔ کتنا خوش نصیب نادان ہے اس نے دینے والے پر نظر رکھی اپنی قوت کو نہ دیکھا اللہ بھی اس کا نگہبان بن گیا اور جہاں اس نے منافقوں سے سزا کا وعدہ کیا ہے وہیں اہلِ ایمان سے جو ہر حال میں اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں بخشش و رحمت کا وعدہ فرمایا ہے۔ رحمت سے زیادہ کیا چاہیے سب کچھ رحمت میں ہے۔

مختصر یہ ہے کہ جس کی پیروی کریں اس کو اپنا بنالیں کسی عیب کو اس کی طرف مضاف نہ کریں

۶۹۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا ۚ وَكَانَ عِندَ اللَّهِ وَجِيهًا ۝

اے ایمان والو تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے (اپنے نبی) موسیٰ کو ستایا تھا اور ان پر عیب لگائے) پھر اللہ نے ان کی تہمت سے انہیں بری ثابت کر دیا اور اللہ کے نزدیک وہ بڑے باوقار (اور آبرو والے تھے (لوگوں کے کہنے سننے سے نبی کو نقصان نہیں پہنچتا خود انہیں کی عاقبت خراب ہوتی ہے)۔

۷۰۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝

(اور) اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور (ہمیشہ سچی اور سیدھی بات کہا کرو۔

۷۱۔ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝

وہ تمہارے اعمال درست کر دے گا (تم قولِ صحیح پر عمل کرو گے فصلِ صحیح میں آجاؤ گے) اور وہ تمہارے گناہ بخش دے گا (تم کو اپنی مغفرت میں لے لے گا) اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو وہ بڑی مراد کو پہنچے گا (دیدارِ الٰہی سے نوازا جائے گا)۔

وہاں لطفِ دید ہوگا یہاں لطفِ کلام اور حلاوتِ کلام ہے۔ یہ بھی معمولی نعمت نہیں، کلامِ الٰہی ہے۔ اب انسان کی خوبی بیان کر رہا ہے

۷۲۔ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ

ہم نے اس امانت (یعنی قرآن، کلامِ ربانی) کو آسمانوں اور زمین پر اور پہاڑوں پر پیش کیا لیکن انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور

فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۙ

اس سے ڈر گئے (کہ امانت پرائی چیز کو رکھنا ہے اور اس کی حفاظت کرنا ہے) اور اسے انسان نے اٹھا لیا ۔ بے شک وہ اپنے کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے ۔

(اس نے نادانی سے ایک ذمہ داری کا بوجھ اٹھا لیا لیکن اسکا ایسا کرنا نیک نیتی پر مبنی تھا، اس نے اپنی قوتِ بازو پر نہیں امانت پیش کرنے والے کی عظمت پر نظر رکھی انسان کو ظلوماً جہولا تو کہا گیا لیکن وہ مخلوقات میں معظم و مکرم قرار پایا، انسان ظلوم، قوتِ غضبی کے غلبہ سے اور جہول قوتِ شہویہ کے غلبہ سے ہے لیکن دونوں کے اعتدال کا نام عقل ہے اس اعتدال کے باعث وہ معزز بنا) ۔

اور انسان کی اسی میں آزمائش ہے کہ وہ اپنی قوتِ ارادی کو کس طرح صرف کرتا ہے یہ اس لیے ہے

۷۳۔ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ع

تاکہ اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے اور اللہ (تعالیٰ) مومن مردوں اور مومن عورتوں پر (مہربانی کے ساتھ) متوجہ ہو اور اللہ بخشنے والا بڑا مہربان ہے (وہ بندوں کے گناہ معاف بھی فرماتا ہے پھر اپنی رحمت سے ان پر فضل بھی فرماتا ہے ۔ یہاں بارِ امانت اٹھانے میں مدد فرماتا ہے وہاں صلہ و انعام سے نوازتا ہے) ۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے قلوب کو اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت وعظمت سے سرفراز فرمائے کہ امانت کا بوجھ وہی اٹھاتے ہیں ۔ چشمۂ رشد و ہدایت کو عام فرما کر ہمیں عقائدِ صالحہ اور عملِ صالحہ کی توفیق ارزانی فرماتے ہیں خود اجر نہیں چاہتے اجر ہم کو دلواتے ہیں اور ہمارے نگران حال رہتے ہیں ۔ کیا شانِ رحمت ہے سبحان اللہ ۔

سُوْرَةُ سَبَا

مکی چون آیتیں چھ رکوع

کسی مقام پر پہنچ کر بے ساختہ اللہ کی حمد زبان سے اور دل سے نکلتی ہے ۔ یہ اعجاز

کلامِ الٰہی ہے کہ ہر ایسے موقع پر تلاوتِ کلامِ پاک میں سبحان اللہ، الحمد للہ کے الفاظ ملتے ہیں اور خود کلامِ ربانی دل کا ترجمان بن جاتا ہے، جو دل کہنا چاہتا ہے حکماً کہلوا کر انعام و رحمت سے نوازتا ہے۔ یہ سورہ بھی اسی حمد سے شروع ہوتا ہے گزشتہ سورہ کے ختم پر امانت کا ذکر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اُنس میں بہنے والے انسان کو شفقت و محبت سے ظلوماً جہولاً فرمایا، پھر انتہائی رحمت کے عالم میں اللہ کی طرف رجوع رہنے والوں کے لیے خود کو غفور رحیم فرمایا۔ گناہگار قلب کے لیے اس سے بڑھ کر کیا بشارت ہوگی۔ زبان حمد کے لیے بے تاب ہوئی سورۂ سبا حمد ہی سے شروع ہوتا ہے۔ بتایا جا رہا ہے کہ اذکار و اشغال میں لگا رہنا، جس کی پیروی کر رہے ہو اس کی دل و جان سے عظمت کرنا یہی سب کچھ ہے۔ عظمت ہی سے تمام کیفیات مل جاتی ہیں۔ سیر و طیر نصیب ہوتا ہے۔ اور مومن پر یہ راز کھل جاتا ہے کہ اس دنیا میں ہو یا آخرت میں ہر چیز اللہ کے لیے ہے میرے لیے صرف اللہ ہے۔ اس سورہ میں متعدد مثالوں سے بتایا گیا ہے کہ اللہ والوں کے لیے، جب اللہ کا کرم ان کے شاملِ حال ہو جاتا ہے تو ناممکن اور محال کام بھی آسان ہو جاتا ہے، اس سلسلہ میں حضرت داؤدؑ حضرت سلیمانؑ کی مثالیں دی گئی ہیں اور طاغوتی قوتوں کے خلاف ان کے غلبہ کا بیان ہے، منشا یہ ہے کہ انسان ہر حال میں اللہ کے سامنے سر جھکائے منتظرِ کرم رہے غیر کا در نہ دیکھے، غور و فکر کی عادت ڈالے، اپنے اعمال کی اصلاح میں اپنی تمام قوتِ ارادی صرف کر دے۔ شک و شبہ نے قوموں کو ہلاک کر دیا ہے، اللہ والوں کو شک و شبہ سے کیا کام۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ وَ لَہُ الۡحَمۡدُ فِی الۡاٰخِرَۃِ ؕ وَ ہُوَ الۡحَکِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ ۝

سب خوبی (سب تعریف) اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے، اور آخرت میں بھی اسی کی حمد ہے اور وہ بڑا حکمت والا (اور) خبردار ہے (کہ دنیا اس کی حکمت کا نتیجہ ہے اور آخرت میں وہی سب کے حال سے باخبر ہے)۔

۲۔ یَعۡلَمُ مَا یَلِجُ فِی الۡاَرۡضِ وَ مَا یَخۡرُجُ مِنۡہَا وَ مَا یَنۡزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مَا یَعۡرُجُ فِیۡہَا ؕ وَ ہُوَ الرَّحِیۡمُ الۡغَفُوۡرُ ۝

وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے، اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے (سب اس کے علم میں ہے) اور وہ انتہائی رحم کرنے والا، بڑا بخشنے والا ہے۔ (انسان کے اعمال سے باخبر ہے اس کی برائیوں کو دیکھتا اور سمجھتا ہے اور پھر درگذر فرماتا ہے اور بخشتا رہتا ہے یہ اس کی شانِ رحمت ہے)۔

۳۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۙ ○

اور جو لوگ منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہیں آئے گی ۔ آپ فرما دیجیے، کیوں نہیں آئے گی ۔ میرے رب کی قسم وہ تم پر آکر رہیگی وہ رب جو عالم الغیب ہے (جس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں، بلا شبہ) اس سے آسمانوں اور زمین کی کوئی شے ذرہ برابر بھی اوجھل نہیں (اس کے یہاں حضوری ہی حضوری ہے اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں) اور کوئی چھوٹی اور کوئی بڑی ایسی چیز نہیں جو اس کی روشن کتاب میں (درج) نہ ہو۔

(علم اس کا ہے۔ لوحِ محفوظ اس کا ہے ۔ مومن کو بھی ایک قلب بینا اسی نے دیا ہے اسے بھی کتاب مبین کہہ سکتے ہیں)۔

۴۔ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ○

(یہ سب اس لیے ہے) تاکہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے جزائے خیر عطا فرمائے ۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے (اللہ کی طرف سے) بخشش ہے اور عزت کی روزی ہے (روحانی غذائیں میسر ہیں جو ترقیِ درجات میں معاون ہیں یہ سب رزقِ کریم ہی تو ہے)۔

۵۔ وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ○

اور جو لوگ ہماری آیتوں کو (قبول کرنے کے بجائے جھٹلانے) عاجز کرنے میں کوشاں ہوتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے لیے دردناک عذاب کی سزا ہے۔

ذیل کی آیت مدنی ہے

۶۔ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ○

اور اہلِ علم یہود و نصاریٰ جو مدینہ میں تھے، جن کو (دینِ حق کی) سمجھ ملی ہے دیکھ لیں کہ جو آپ پر آپ کے رب کی طرف سے (قرآن) نازل ہوا ہے وہ (کتنا) سچا ہے اور وہ (لوگوں کو) زبردست، خوبیوں والے (رب) کی طرف پہنچنے کا ٹھیک راستہ بتاتا ہے۔

(منشا یہ ہے کہ مسلمان اور اہلِ کتاب سب دیکھ لیں کہ حق کیسا ہوتا ہے۔ صاحبِ کتاب کی شان کیا ہے۔ وہ خود بھی ایک منور کتاب ہیں اور جس طرح وہ خود محمد، حامد، محمود ہیں، تم کو بھی اللہ کی بارگاہ میں معزز مقام پر فائز کرنا چاہتے ہیں۔)

۷۔ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ يُنَبِّئُكُمْ إِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۝

اور (اسی مقدس ہستی رسول کریم کو دیکھ کر منکرِ حق) کہتے ہیں (لوگو) کیا ہم تم کو ایک (ایسا) آدمی بتائیں جو تمہیں (یہ) خبر دیتا ہے کہ جب تم (مرکر) بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو پھر نئے سرے سے پیدا ہو گے۔

۸۔ أَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَم بِهِ جِنَّةٌ ۗ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ ۝

(ان کا کہنا ہے کہ یا تو) اس نے خدا پر جھوٹ باندھا ہے یا اسے جنون ہے (درحقیقت کفار خود جھوٹے ہیں) بات یہ ہے کہ جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے وہ آفت میں (مبتلا) ہیں اور گمراہی میں بہت دُور جا پڑے ہیں۔

۹۔ أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ إِن نَّشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ۝ ع

کیا (کافر اور منافق یہ) دیکھتے نہیں کہ آسمان و زمین میں سے جو کچھ ان کے آگے اور پیچھے ہے (سب اللہ ہی کی تخلیق ہے) اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں یا آسمان سے ایک ٹکڑا ان پر گرا دیں (یہ لوگ سمجھیں یا نہ سمجھیں لیکن) بلاشبہ اس میں اللہ کی طرف رجوع کرنے والے ہر بندے کے لیے (غور و فکر کی) بڑی نشانیاں ہیں۔

دوسرا رکوع

اللہ کی طرف رجوع ہونے والوں میں سے چند کا ذکر آرہا ہے جو اللہ کے شکر گزار بندے تھے جنہیں اللہ نے اپنی دینی اور دنیوی نعمتوں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کی مثال

دیتا ہے اس سلسلہ میں حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

۱۰۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝

اور ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے (مخصوص) بڑائی بخشی تھی (یعنی نبوت کے ساتھ غیر معمولی سلطنت عطا کی تھی اور جب وہ اپنے پُرکیف انداز سے زبور پڑھتے تو شجر و حجر اور چرند و پرند پر ایک کیفیت طاری ہوتی، اس وقت ان پہاڑوں کو ہمارا یہ حکم تھا کہ) اے پہاڑو تم ان کے ساتھ خوش آوازی سے (زبور یا تسبیح) پڑھو اور پرندو (تم بھی ان کے ساتھ مصروف حمد و ثنا رہو) اور ہم نے ان کے لیے لوہے کو نرم کر دیا تھا (گویا لوہے کو ان کے ہاتھ میں موم بنا دیا جس طرح چاہو توڑو موڑو)

۱۱۔ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

کہ تم کشادہ زرہیں بناؤ اور (اس کی) کڑیاں مناسب انداز سے جوڑو اور نیک عمل کرو (یعنی زرہ بنا کر بیچو محنت و مشقت سے رزق حاصل کرو اور یاد رکھو) کہ جو کچھ تم کرتے ہو میں اسے دیکھ رہا ہوں۔

۱۲۔ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝

اور (اسی طرح ہم نے) سلیمان کے لیے ہوا کو (ان کا تابع بنا دیا) کہ اس کی صبح کی منزل ایک ماہ کی اور شام کی منزل ایک ماہ کی ہوتی (یعنی ایک ماہ کی مسافت آدھے دن میں طے ہوتی ان کا تخت ہوا میں اُڑتا جاتا اور جنوں کو ان کے قابو میں کر دیا تھا) اور ہم نے ان کے لیے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہا دیا تھا اور جنات میں کتنے ایسے تھے جو ان کے رب کے حکم سے ان کے سامنے محنت شاقہ کرتے (تانبے سے وہ بڑے بڑے برتن دیگیں وغیرہ بناتے اور کسی کو ان کے حکم سے سرتابی کی ہمت نہ تھی) اور جو کوئی ان میں سے ہمارے حکم سے پھرے ہم اسے دوزخ کا عذاب چکھا دیں

۱۳۔ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ

(اور ان جنوں کا یہ کام تھا کہ) وہ سلیمان کے لیے جو وہ چاہتے بناتے رہتے (مثلاً مستحکم) قلعے اور مجسّمے (یا تراشی اور ڈھالی ہوئی چیزیں) اور لگن جیسے حوض اور (بڑی بڑی) ایک ہی جگہ پر جمی ہوئی دیگیں (اور) اے داؤد کے گھر والو میرا شکر کرو (یعنی جو کام جس طرح بجا لانے کا ہے اس کو اسی طرح بجا لاؤ) اور میرے بندوں میں (میری عنایات و

مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝ احسانات پر) شکر ادا کرنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام مسجد بیت المقدس کی تجدید جنوں سے کروا رہے تھے

۱۴۔ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝

پھر ہم نے جب ان کے لیے موت کا حکم صادر فرمایا تو کسی چیز نے ان (جنات) کو ان کی موت سے آگاہ نہ کیا بجز ایک گھن کے کیڑے کے جو سلیمان کے عصا کو کھاتا رہا (جس کے سہارے وہ عبادت میں مہینوں مشغول رہا کرتے) پھر (جب مسجد کی تعمیر ہوگئی اور) جب وہ گر پڑے تب جنوں کو معلوم ہوا (کہ حضرت سلیمان مر چکے ہیں۔ اور ان پر یہ بھی عقدہ کھلا) کہ اگر وہ غیب (کا علم) جانتے ہوتے تو اس ذلت کی تکلیف میں نہ (پھنسے) رہتے۔

(یہاں یہ راز بھی کھل گیا کہ زندہ تو زندہ اللہ مردوں سے بھی جو کام لینا چاہے لے سکتا ہے، دراصل اس کا امر ہے جو کار فرما ہے)۔

اور جو لوگ ہمارے احسانات اور انعامات کے باوجود ناشکر گزار رہے ان میں ملک سبا کے لوگ تھے۔

۱۵۔ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۭ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ۝

اہل سبا کے لیے ان کی آبادی میں (ہمارے انعامات کی) ایک نشانی تھی (یعنی) دو باغ (جن کے طویل سلسلے) داہنے اور بائیں (پھیلے ہوئے تھے یہ نشانیاں گویا زبان حال سے کہہ رہی تھیں کہ اے سبا کے رہنے والو) اپنے پروردگار کا عطا کیا ہوا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو (کیا ہی) پاکیزہ (تمہارا) شہر اور (کیسا) بخشنے والا (تمہارا) پروردگار (ہے جس نے تم کو دنیا میں نعمتوں سے سرفراز کیا اور آخرت میں جنت کے باغوں کا وعدہ کیا)۔

۱۶۔ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ لیکن انہوں نے (ان نعمتوں کی ذرا قدر نہ کی اور شکر گزاری کی جگہ) روگردانی

آیت نمبر (۱۴) واقعہ یوں ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک مسجد کی تعمیر کروا رہے تھے، جنات کاموں میں مصروف تھے ان کی موت کا وقت قریب آگیا اور مسجد کی تعمیر ختم نہ ہوئی حضرت سلیمان علیہ السلام نے دونوں ہاتھوں سے عصا پکڑا اور اسے ٹھوڑی کے نیچے لگا کر تخت پر بیٹھ گئے اور اس حالت میں ان کی روح قبض ہوگئی وہ اسی طرح سال بھر تک بیٹھے رہے اجنہ ان کو زندہ سمجھ کر کاموں میں مصروف رہے۔ یہاں تک کہ عصا گھن لگ جانے کی وجہ سے ٹوٹ گیا اور وہ گر پڑے اور اجنہ پر ان کی موت کا حال ظاہر ہوگیا انہیں ندامت ہوئی کہ وہ اپنی لاعلمی کی وجہ سے ایک سال خوامخواہ محنتِ شاقہ میں مبتلا رہے۔

سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۝

کی تو ہم نے ان پر ایک زور دار سیلاب چھوڑ دیا (وہ بند جو انہوں نے باندھ رکھا تھا ٹوٹا اور پانی اس زور کا آیا کہ اس نے زمین کی ماہیت کو بھی بدل ڈالا) اور ان کے دو (شاداب اور میووں سے لدے ہوئے) باغوں کے بدلے ہم نے ان کو دو اور باغ دیئے جس میں بدمزہ میوے، جھاؤ اور کچھ (تھوڑے سے) بیری (کے درخت رہ گئے تھے)۔

۱۷- ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۭ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝

یہ ہم نے ان کو ان کی ناشکری کا بدلہ دیا اور ہم ناشکر گزاروں کو ہی ایسی سزا دیا کرتے ہیں (ان کا دنیا میں رزق تنگ ہو جاتا ہے آخرت کا حال تو اللہ ہی جانتا ہے)۔

سبا کی ان ویران بستیوں کے مقابلہ میں ملک شام کی وہ پُر رونق بستیاں تھیں جہاں سفر راحت تھا، ہر منزل پر طعام و قیام کی سہولتیں تھیں اور بے خطر راستے مسافروں کے لیے تسکین کا باعث تھے۔

۱۸- وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ۭ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ۝

اور ہم نے ان کے اور ان آبادیوں کے درمیان جہاں ہم نے برکت دی تھی ایسی بستیاں آباد کی تھیں جو (مسافروں کو دُور سے) نظر آتی تھیں اور انہیں میں ہم نے آنے جانے والوں کے لیے منزلیں مقرر کر دی تھیں (کہ لوگ بے تکلف سفر کیا کرتے گویا ہماری طرف سے مسافروں کو آزادی تھی کہ) ان میں رات دن بے کھٹکے سفر (کیا) کرو۔

یہاں بھی ناشکروں کی کمی نہ تھی ان لوگوں نے بھی دعائیں کیں کہ اے اللہ سفر ایسا ہو کہ منزلیں دور دور کی ہوں، کچھ بھوک پیاس ہو تب سفر کا مزہ ہے اور رحمت کی جگہ زحمت کے طلبگار ہوئے۔

۱۹- فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ

پھر کہنے لگے اے ہمارے رب ہمارے سفروں کو دراز کر دے اور (یہ دعا کر کے) انہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا تو ہم نے بھی (ان کی آبادیوں کو حرفِ غلط کی طرح مٹا ڈالا اور) انہیں افسانہ بنا دیا اور ان کا شیرازہ مکمل طور پر منتشر کر دیا (چنانچہ لوگ بکھر گئے آبادیاں ویران ہو گئیں بس ایک

مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝

نشانِ عبرت باقی رہ گیا کہ آنے والے دیکھیں کہ ناشکر گزاری کی سزا دنیا میں بھی مل جاتی ہے) بے شک اس میں ہر صبر (اور) شکر کرنے والے کے لیے بڑی نشانیاں ہیں (صبر سے کاموں میں مستعد، اللہ کی نعمتوں سے محروم نہیں رکھا جاتا اور اللہ کی نعمت کا شکر گزار کبھی ناامید نہیں کیا جاتا، تباہی و بربادی اسی وقت آتی ہے جب انسان صبر و شکر کا دامن چھوڑ دیتا ہے)۔

۲۰۔ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَیْهِمْ اِبْلِیْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

اور ان (ناشکر گزار لوگوں) کے بارے میں شیطان نے اپنا خیال سچ کر دکھایا (کہ میں اکثر لوگوں کو گمراہ کر دوں گا) پس سوائے مومنوں کی ایک جماعت کے سب اس کے پیچھے ہو لیے۔

۲۱۔ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَیْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِیْ شَكٍّ ؕ وَرَبُّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ۝ ع ۲ ۱۲ ۸

اور (درحقیقت) شیطان کا زور ان لوگوں پر صرف اس لیے تھا تاکہ ہم ان لوگوں کو جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں ان لوگوں سے جو اس کے بارے میں شک میں پڑے ہیں (نمایاں کر کے) الگ کر لیں اور آپ کا رب ہر شے کا نگہبان ہے (اگر انسان خود برائی کا متمنی نہ ہو تو شیطان کی ہمت نہیں کہ اسے گمراہ کر سکے، جو اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں، مشکل میں صبر، نعمت پر شکر کرتے ہیں اللہ ان کا نگہبان ہو جاتا ہے ہر طرح ان کی حفاظت فرماتا ہے)۔

تیسرا رکوع

اللہ کی نعمت کی شکر گزاری کیا ہے، کن خیالاتِ فاسدہ سے بچنا ضروری ہے کس کی اتباع میں رہنا ہے کس پر نظر رکھنا ہے، انہیں امور کی طرف پھر انسان کو متوجہ کیا جا رہا ہے شکر گزاری اللہ کی یاد ہے، اتباعِ سرکارِ دو عالم ﷺ کی فرض ہے اور یہ یقین رکھنا ہے کہ ایک دن اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ جو ان تصورات کے تحت زندگی بسر کرتے ہیں فلاح پاتے ہیں جو ان عقائد سے محروم ہیں برباد ہیں۔

۲۲۔ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا یَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ

آپ (ان کفار سے) کہہ دیجئے، تم اللہ کے سوا جن کو (معبود) خیال کرتے ہو ان کو پکارو وہ ذرہ برابر بھی آسمانوں اور زمین میں کسی چیز کے نہ مالک

ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ○

ہیں نہ ان کی ان (آسمان وزمین) میں کوئی شرکت ہے اور نہ ان میں کوئی اس کا معاون (ومددگار) ہے (اللہ کو کسی کی مدد درکار نہیں بلکہ سب اسی کے محتاج ہیں)۔

۲۳۔ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ○

اور (ان بتوں کی تو کیا حقیقت وہاں تو یہ حال ہے کہ) اس کے پاس (کسی کی) سفارش کام نہیں آتی بجز اس کے کہ جس کو وہ خود (سفارش کے لیے) اجازت دے (سفارش تو کجا جب اللہ کی طرف سے فرشتوں پر کوئی حکم نازل ہوتا ہے تو ان کے دل کانپ جاتے ہیں) یہاں تک کہ جب ان کے دل سے گھبراہٹ دُور ہو جاتی ہے تو (ملائکہ ایک دوسرے سے) پوچھتے ہیں (بتاؤ) تمہارے رب نے کیا فرمایا (اس وقت ملائکۃ المقربین) کہتے ہیں وہی فرمایا جو حق ہے اور وہ تو بڑی شان والا سب سے بڑا ہے۔

جہاں جلال وہیبت کا یہ عالم ہو، وہاں اس کے متعلق شرک کا تصور لانا خود اپنے پر ظلم کرنا نہیں تو کیا ہے۔

۲۴۔ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

آپ (ذرا ان مشرکوں سے) کہیے کہ آسمانوں اور زمین سے تم کو روزی کون دیتا ہے۔ (یہ بھی) کہہ دیجیے کہ اللہ۔ اور (اب دو ہی صورتیں ممکن ہیں کہ) بے شک ہم یا تم ضرور راہ راست پر ہیں یا صریح گمراہی پر۔ (ذرا خود اپنے دل میں فیصلہ کر کے بتا دو۔ اے رسول شاید اس طرح ان کو اپنی حماقت کا احساس ہو جواب کا انتظار نہ فرمائیے بلکہ)

۲۵۔ قُلْ لَّا تُسْئَلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْئَلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

آپ فرما دیجیے (ضد سے کام نہیں چلتا اللہ کے یہاں) نہ ہمارے گناہوں کے بارے میں تم سے سوال ہوگا نہ ہم سے تمہارے اعمال کے بارے میں دریافت کیا جائے گا۔

۲۶۔ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ

(آپ سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے) فرمائیے کہ ہمارا رب ہم سب کو جمع کرے گا پھر ہمارے درمیان حق (وانصاف) کے ساتھ فیصلہ کر دے گا

الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ○

اور وہی بہت خوب فیصلہ کرنے والا صاحب علم ہے۔

۲۷۔ قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

آپ (ان سے یہ بھی) کہیے کہ (ذرا) مجھ کو وہ لوگ تو دکھاؤ جن کو اس کا شریک قرار دے کر اس (اللہ) سے ملاتے ہو۔ ہرگز (اس کا کوئی شریک) نہیں بلکہ وہی اللہ (وحدہٗ لاشریک، غالب (اور) حکمت والا ہے۔

بہر حال آپ کا کام ہدایت کا پہنچا دینا ہے، آپ کی فطرت ہی تبلیغ ہے۔ ہم نے آپ کو دنیا جہان کا درد دے کر بھیجا ہے۔

۲۸۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

اور (اے رسول) ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے خوشخبری سنانے والا اور (اعمال بد سے) ڈرانے والا ہی بنا کر بھیجا ہے (تاکہ آپ نیک عمل کرنے والوں کو جنت کا مژدہ سنائیں اور ان اعمال سے لوگوں کو ڈرائیں جن کا نتیجہ غضب الٰہی ہے)۔ لیکن اکثر لوگ (آپ کی اس فطرت کریمہ کو) نہیں سمجھتے (اور دین حق کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں)۔

۲۹۔ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

اور (بجائے ایمان لانے کے یہ گستاخ) کہتے ہیں کہ وہ (قیامت کا) وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو۔

۳۰۔ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ○ ع

آپ فرما دیجئے کہ تمہارے لیے ایک ایسے دن کا وعدہ ہے (قیامت اپنے مخصوص وقت پر آئے گی اور ضرور آئیگی اور) اس سے ایک گھڑی بھی تم آگے پیچھے نہیں ہو سکتے۔

النصف

چوتھا رکوع

یہ کافر ایمان بھی کیا لائیں یہ تو کسی الہامی کتاب کو ماننے کے لیے تیار ہی نہیں یہ دنیا میں بھی جھگڑتے رہتے ہیں اور آخرت میں بھی اسی طرح ایک دوسرے پر الزام رکھتے رہیں گے، لیکن اس وقت عذاب سے بچنا ممکن نہ ہوگا، تب ان کو انبیاء و مرسلین کی قدر ہوگی اور افسوس کریں گے کہ ان کا کہنا کیوں نہ مانا۔ دنیا کی عارضی دولت انہیں نازاں نہ کرے یہ تو اللہ کی طرف سے آزمائش ہے خواہ کشادگی رزق کی صورت سے ہو یا تنگی رزق سے۔

۳۱- وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚۖ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِۨالْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَاۤ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ○

اور جو کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم نہ اس قرآن کو مانیں گے اور نہ اس سے پہلی (الہامی کتابوں) کو (یہ سب تو وہی اللہ رسول اور آخرت کی باتیں دہراتی ہیں) اور اگر آپ ان گنہگاروں کو اس وقت دیکھیں جب یہ اللہ کے روبرو کھڑے کیے جائیں گے (اور) ایک دوسرے کو موردِ الزام بنا رہے ہوں گے (تو) جو لوگ (دنیا میں) کمزور سمجھے جاتے تھے وہ بڑا بننے والوں سے کہیں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور صاحبِ ایمان ہوتے (ہم کو تم نے بہکایا اور اس جگہ پہنچایا)۔

۳۲- قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْۤا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ○

یہ بڑے لوگ ان کمزوروں سے کہیں گے (تم بھی عجیب باتیں کرتے ہو) کیا ہم نے تم کو ہدایت سے جب وہ تمہارے پاس (اللہ کی طرف سے) آچکی تھی روکا تھا، درحقیقت تم خود گنہگار تھے۔

۳۳- وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَاۤ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ؕ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْۤ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

اور جو کمزور تھے وہ بڑائی کرنے والوں سے (جواب میں یوں) کہیں گے (نہیں) بلکہ (تمہارے ہی) رات دن کے مکر (و فریب) نے (ہم کو حق کے تسلیم کرنے سے روکا تھا) جبکہ تم ہم کو حکم کرتے رہتے تھے کہ ہم اللہ سے کفر کریں اور اس کے شریک ٹھیرائیں۔ اور (یہ ردوکد جاری رہیگی یہاں تک کہ) جب وہ عذاب آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو اپنی ندامت کو چھپائیں گے (اور دل ہی دل میں پشیمان ہوں گے کہ واقعی ہم مجرم تھے) اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے (خواہ چھوٹے ہوں یا ان کے بڑے) ہم ان کی گردنوں میں طوقِ (عذاب) ڈالیں گے (اور) جیسا وہ عمل کرتے تھے ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا۔

٣٤- وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○

اور (ان کفار کا انکار کوئی نئی بات نہیں) ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے آسودہ حال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم تو اس (دین) کا انکار کرتے ہیں جس کو دے کر تم کو بھیجا گیا ہے۔

٣٥- وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ○

اور (اپنے زعم باطل میں) کہنے لگے ہم مال اور اولاد میں (تم سے) زیادہ ہیں (اگر اللہ کو عذاب ہی دینا ہوتا تو یہاں ہم کو خوشحال کیوں بناتا) اور ہم پر تو عذاب آنے کا نہیں (تم اپنی خیر مناؤ)۔

٣٦- قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ ع

آپ فرما دیجئے (کہ یہاں اپنی خوشحالی پر نازاں نہ ہو، یہ دنیا آزمائش گاہ ہے یہاں) میرا رب جس پر چاہتا ہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور (جسکو چاہتا ہے) نپی تلی دیتا ہے (روزی کی فراخی یا تنگی اللہ کے یہاں مقبول ہونے کی نشانی نہیں لیکن (یہ بات) اکثر لوگ نہیں جانتے۔

پانچواں رکوع

اور انسان کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کے مال و اولاد عاقبت میں ان کے کام نہ آئینگے وہاں تو صرف ایمان اور عمل صالح کام دے گا۔

٣٧- وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۡ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ○

اور (یاد رکھو کہ) تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایسی چیزیں نہیں جو تمہارے درجے ہمارے قریب کر دیں (تم کو ہمارا مقرب بنا دیں) ہاں (ہمارا قرب تو اس کو ملتا ہے) جو ایمان لایا اور نیک عمل کرتا رہا تو ایسے لوگوں کے لیے ان کے عمل کا دوگنا صلہ ہے اور وہ (جنت میں) امن و چین سے اپنے بالا خانوں پر بیٹھے ہوں گے (بلندی سے مناظر کا لطف اٹھا رہے ہونگے)۔

٣٨- وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ

اور جو لوگ ہماری آیتوں کو ہرانے (یعنی ان کو جھٹلانے، اور ان کا مذاق اڑانے) میں کوشاں ہیں (تاکہ ایمان کی راہیں روک دیں، وہ دین کو تو

مُحْضَرُونَ ○

نقصان نہیں پہنچا سکتے بلکہ) وہی لوگ عذاب میں گرفتار کر کے (اللہ کے روبرو) حاضر کیے جائیں گے۔

٣٩- قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ ۚ وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ○

آپ فرما دیجئے (یہاں روزی نہ عبادت پر منحصر ہے نہ عقل و دانش پر بلکہ) میرا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کو کشادہ کر دیتا ہے اور (جس پر چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے، اور (اللہ کی دی ہوئی روزی میں سے) تم جو خرچ کرتے ہو اللہ تم کو اس کا بدلہ دیتا ہے اور وہی بہترین رزق دینے والا ہے (جسمانی ہو یا روحانی)۔

٤٠- وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ○

اور جس دن وہ ان سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے پوچھے گا کیا یہ لوگ تمہاری (ہی) عبادت کیا کرتے تھے؟

٤١- قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ ۖ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ ۖ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ ○

وہ عرض کریں گے تیری ذات (ہر شرک سے) پاک ہے، تو ہی ہمارا آقا ہے نہ کہ یہ (ہم کو ان سے کیا غرض) بلکہ وہ لوگ (تو ہمارا نام لیکر) جنوں کی عبادت کیا کرتے تھے (اور) ان میں اکثر انہیں پر اعتقاد رکھتے تھے۔

٤٢- فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا وَنَقُولُ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ○

پس (حکم ہوگا کہ) آج تم میں سے (بندگی کرنے والے اور جن کی تم بندگی کرتے تھے) کوئی کسی کو نفع اور نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا ہے اور (اس روز) ہم کافروں سے کہیں گے کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھٹلایا کرتے تھے (آج) اس کا مزہ چکھو۔

٤٣- وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا

اور جب ہماری واضح آیتیں ان (منکروں) کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں (تو یہ ان پر ایمان لانے کے بجائے) کہتے ہیں کہ یہ شخص تو بس یہی چاہتا

رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○

ہے کہ جن کی تمہارے باپ دادا پرستش کرتے تھے ان سے تم کو روک دے اور (یہ لوگ یہ بھی) کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) تو بس ایک گڑھا ہوا جھوٹ ہے (گویا ان کی نظروں میں نہ صاحبِ قرآن کی عظمت ہے نہ قرآن کی) اور (ان کی بے باکی کا یہ عالم ہوگیا ہے کہ) جب ان کافروں کے پاس حق (یعنی قرآن) پہنچا تو اس کے بارے میں کہتے ہیں یہ کچھ نہیں یہ تو صریح جادو ہے۔

یہ لوگ بڑے عقلمند بن کر طرح طرح کی تاویلیں کرتے ہیں حالانکہ نہ آپ سے پہلے ان کے پاس کوئی رسول آیا نہ کتاب نازل ہوئی نہ ان کو کسی قسم کا علم ہے۔

۴۴۔ وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ○ؕ

اور نہ ہم نے ان (مشرکوں) کو کتابیں دیں کہ جن کو پڑھتے اور نہ ہم نے آپ سے قبل ان کی طرف کوئی ڈرانے والا (پیغمبر ہی) بھیجا (ان کے پاس ان کی بیہودہ باتوں کی کوئی سند نہیں)۔

۴۵۔ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ○ ع

اور (جس طرح آج یہ جھٹلا رہے ہیں اسی طرح) ان سے قبل کے لوگوں نے بھی (اللہ کی آیتوں کو اس کے پیغمبروں کو) جھٹلایا تھا اور (جو کچھ ہم نے ان کو دیا تھا خواہ مال و دولت کی صورت میں یا سمجھ بوجھ میں) یہ تو اس کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچے (نہ ذہن و سمجھ میں نہ ساز و سامان میں) پھر (جب) انہوں نے میرے پیغمبروں کو جھٹلایا تو میرا عذاب کیسا (ہولناک) ہوا (ان کا مال و دولت، ساز و سامان ان کے کچھ کام نہ آیا، پھر یہ لوگ کس بات پر اتنے گستاخ ہو رہے ہیں)

چھٹا رکوع

سورہ کا آخری رکوع ہے، اللہ کی توحید، اس کے رسول اور کتاب کی حقانیت اور آخرت کے بیان اور منکروں کی کوتاہیٔ عقل کا پردہ فاش کرنے کے بعد لوگوں کو سمجھایا جا رہا ہے کہ ذرا اللہ سے ڈرو۔ اس پر یقین لا کر جادۂ حق پر عمل پیرا ہو اور سوچو کہ جس ذاتِ مقدسہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق تم طرح طرح کی باتیں بناتے ہو وہ ہادیٔ برحق ہیں یا تمہارے واہمہ کے مطابق نعوذ باللہ

بتلائے جنون۔ یہ تم کو آخرت کے عذاب سے ڈراتے ہیں اور تم سے تمہاری بھی خواہی پر کوئی صلہ نہیں چاہتے۔ وہ تو تم کو نور و نورانیت کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ دینِ حق تم کو دیتے ہیں۔ اب اگر تم ہدایت حاصل کرو تو اپنے لیے نہ مانو تو اپنے لیے۔ ذرا ان کی بات تو سنو۔ وہ خالص توحید کی طرف تم کو بلا رہے ہیں۔ کیوں فضول باتیں کرتے ہو۔ کیوں شک میں پڑتے ہو۔

۴۶۔ قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۚ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ○

آپ فرما دیجئے میں تم کو ایک ہی نصیحت کرتا ہوں کہ (ذرا) اللہ کے لیے (اللہ کے نام پر) کھڑے ہو جاؤ (خواہ) دو دو (مل کر مشورہ کرو) اور (خواہ) الگ الگ (تنہائی میں غور کرو) پھر سوچو۔ (تم بہرحال اسی نتیجہ پر پہنچو گے کہ) تمہارے اس رفیق (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کو ہرگز جنون نہیں۔ (تم ان کی کوئی بات ایسی نہ پاؤ گے جو محض تمہاری خیر خواہی کے لیے نہ ہو) وہ تو تم کو ایک سخت عذاب کے آنے سے پہلے ڈرانے والے ہیں (تاکہ تم سنبھل جاؤ عقل سے کام لو، اور انکارِ حق سے باز آؤ)۔

تم اتنا نہیں سوچتے کہ وہ تم سے کسی قسم کے صلہ کے بھی طالب نہیں نہ ان کو اس کی ضرورت۔

۴۷۔ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○

آپ فرما دیجئے کہ اگر میں نے تم سے کوئی معاوضہ طلب کیا ہو تو اسے تم ہی رکھو، میرا صلہ تو اللہ ہی کے ذمہ ہے۔ اور وہ ہر چیز سے باخبر ہے (وہ میرے اخلاص و صداقت کو بھی جانتا ہے اور تمہاری ضدوں کو بھی، اس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں)

۴۸۔ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ○

آپ فرما دیجئے (دیکھو) میرا رب حق نازل فرما رہا ہے (یہ بارشِ انوار، یہ حق، دینِ حق ہے، قرآن ہے جو رحمت ہے ہدایت ہے) وہ سب چھپی باتوں کو جانتا ہے (علام الغیوب ہے دیکھو اس نے ایسے موقع سے حق کو نازل فرمایا ہے کہ اس کے مقابلہ میں کوئی باطل ٹھیر نہ سکے گا)۔

۴۹۔ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ○

آپ فرما دیجئے (دیکھو) حق آگیا۔ (اب اس کو کوئی مغلوب نہ کر سکے گا) اور باطل حق کا مقابلہ نہ ابتداء میں کر سکتا ہے نہ دوبارہ پلٹ کر (کچھ بگاڑ سکتا ہے۔ اس میں مقابلہ کی جرأت کہاں وہ تو ہلاک ہونے والا

مٹ جانے کی چیز ہے مٹ کر رہے گی)۔

(فتح مکہ کے دن حضورؐ کی زبان پر یہی آیت مبارکہ تھی)۔

۵۰۔ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِىْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِىْٓ اِلَىَّ رَبِّىْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ۝

آپ فرما دیجئے (دیکھو) اگر میں گمراہ ہوں تو میری گمراہی کا نقصان مجھ پر ہے اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو یہ اس لیے ہے کہ میرا رب میری طرف وحی فرماتا رہتا ہے (یہ محض اس کا کرم ہے۔ وہ مجھ سے دُور بھی نہیں) بے شک وہ سب کچھ سنتا ہے (اور وہ اپنے بندے کے) نزدیک ہے۔

(واضح ہو کہ توفیق اللہ کی جانب سے ہے، کام کا پورا کرانا، بنا دینا، ہو جانا حضور کا عطیہ ہے، بندہ تو بس اپنے کو اللہ اور رسول کو سونپ دے پھر دنیا اس کی ہے)۔

۵۱۔ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝

اور (یہ کفار ڈینگیں مارتے ہیں لیکن) اگر آپ وہ وقت دیکھیں جب یہ (محشر کا ہولناک منظر دیکھ کر) گھبرائیں گے تو پھر کہیں بھاگ بھی نہ سکیں گے اور پاس ہی سے (وہیں فوراً) پکڑ لیے جائیں گے۔

۵۲۔ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ۝

اور کہیں گے ہم اس (نبی) پر ایمان لے آئے اور (آپ کے ہر فرمان کو مان لیا۔ لیکن اب بہت دیر ہو چکی، دنیا یہاں چھوٹ گئی) اب اتنے دُور سے ان کا ہاتھ کہاں پہنچ سکتا ہے (جب یہ لوگ دنیا میں منبعِ خیر سے دور رہے تو آخرت میں تو اور بھی دور ہوں گے)

۵۳۔ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ۝

حالانکہ یہ پہلے اس (دینِ حق) کے منکر تھے (غیب کی باتوں کو ٹھکراتے رہے) اور دُور ہی سے بن دیکھے (خیالی) تیر چلاتے رہے (توفیقِ ہدایت ارادے پر تھی، ارادہ دنیا کے ساتھ تھا۔ آخرت میں جب سب حقائق کھل گئے تو اب ایمان لانے کا کیا سوال)

۵۴۔ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِىْ

اور (اس دن تو) ان میں اور ان کی آرزوؤں کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیا جائے گا (ایسا پردہ کہ دینِ حق کی تمنا بھی نہ کر سکیں) جیسا کہ ان سے قبل ان ہی جیسے (باطل پرست) لوگوں کے ساتھ کیا گیا کیونکہ

شَكٍّ مُّرِيبٍ ۝ وہ لوگ (بھی غیب کی باتوں کے متعلق) ایسے شک میں پڑے ہوئے تھے جس نے ان کو تردد میں ڈال رکھا تھا۔

سُوْرَةُ فَاطِرٍ

مکی پینتالیس آیتیں پانچ رکوع

گزشتہ سورہ میں بتایا گیا کہ مومن کے لیے کیا ہے۔ اس دنیا اور آخرت میں، ہر چیز اللہ کے لیے ہے مومن کے لیے صرف اللہ ہے۔ ساتھ ہی توحیدِ باری تعالیٰ کا بیان ہوا، رسالت اور آخرت کی اہمیت سے آگاہ کیا گیا۔ اس سورہ میں اللہ جل شانہ کی شانِ خالقیت، ربوبیت اور قدرت کا موثر بیان ہے۔ کیونکہ دینِ حق کا بنیادی عقیدہ یہی توحید ہے۔ پھر مومنوں کی کیفیات، ان کا عروج اور عمل صالح کے نتیجہ کا بیان ہے اور مومنوں کو بالغ نظری اور نفس کو پاک کرنے اور پاک رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے تاکہ وہ حقیقت کو سمجھ سکیں دیکھ سکیں۔ یہ سورہ آنے والے سورہ کی تمہید ہے۔ پہلے اللہ کو ماننا ہے پھر اس کے رسول پر ایمان لانا ہے تب کچھ اور سمجھ میں آتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو آسمانوں کو اور زمین کو (بلا نمونے کے ابتداءً) بنانے والا (اور) فرشتوں کو قاصد بنا کر بھیجنے والا ہے (وہ فرشتے) جن کے دو دو تین تین اور چار چار پر دار بازو ہیں۔ (گویا فرشتوں کو بھی ایک خاص قابلیت دی ہے اور) وہ اپنی تخلیق میں جو چاہتا ہے بڑھاتا جاتا ہے (خواہ کسی جنس میں اضافہ فرمائے یا کسی کی قابلیت میں) بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے (ہر شے کو وجود دیکر اس پر قدرتِ کاملہ رکھتا ہے)۔

۲۔ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ

(یاد رکھو کہ) اللہ جو کچھ اپنی رحمت میں سے لوگوں پر کھول دے تو اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جو کچھ وہ روک دے تو اسے اس کے علاوہ کوئی جاری کرنے والا نہیں اور وہی زبردست حکمت والا ہے (اس

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ کا ہر فعل حکمت پر مبنی ہے جانتا ہے کہ لوگوں کو کب کیا دینا ہے)۔

حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ رحمت کے مراتب ہیں۔ وہ ابتداءً رزق میں کشائش یا علم کی برتری کے اسباب فراہم کرتا ہے پھر اپنی مزید رحمتوں سے نوازتا ہے۔ اللہ کی بڑی رحمت خود اس کا کلام اور سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے فیوض ہیں جن کو چاہتا ہے ان سے بھی سرفراز کرتا ہے۔

۳۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ○

اے لوگو! اللہ کے احسانات جو تم پر ہیں ان کو یاد کرو (اللہ کی بڑی نعمت اس کا رسول، اس کا کلام ہے۔ بھلا) کیا اللہ کے سوا کوئی خالق ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے روزی پہنچا سکے۔ (نہیں) اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر (ایسے " رحمٰن و رحیم" کے دامنِ رحمت کو چھوڑ کر) کہاں بہکے جا رہے ہو۔

۴۔ وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ○

اور (اے رسول) اگر یہ (منکرین) آپ کو جھٹلا رہے ہیں تو آپ سے قبل بھی کتنے پیغمبر جھٹلائے گئے اور (لوگوں کا جھٹلانا یا ایمان لانا) اللہ ہی کی طرف سب کام پہنچتے ہیں (اس کے روبرو سب کو حاضر ہونا ہے، سب کے اعمال اس کے سامنے پیش ہوں گے سب باتوں کا فیصلہ ہو جائے گا)۔

۵۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۖ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللَّهِ الْغَرُورُ ○

اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے پس (آخرت کو مت بھولو اور) دنیا کی زندگی تم کو فریب میں مبتلا نہ کر دے اور نہ وہ دغاباز (شیطان) تم کو اللہ کے نام سے دھوکہ دے۔

شیطان اکثر لوگوں کو معمولی نیکیوں کی طرف رجوع کر کے ان کے فرائض سے ان کو غافل کر دیتا ہے۔

۶۔ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ (یاد رکھو کہ) بلاشبہ شیطان تمہارا دشمن ہے پس تم اس کو دشمن

فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝

ہی سمجھتے رہو۔ وہ تو اپنے (دوستوں کے) گروہ کو محض اس لیے بلاتا ہے کہ وہ لوگ دوزخیوں میں سے ہو جائیں۔

شیطان تو دوزخ کے عذاب سے خوب واقف ہے تم بھی سمجھ لو کہ

۷۔ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ڛ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ ع ۱۳

جو لوگ منکر ہوئے ان کے لیے سخت عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے (سب سے بڑا حصہ آخرت میں دیدارِ الٰہی اور دنیا میں سرکارِ دو عالم کی زیارت ہے)۔

دوسرا رکوع

نیک عمل کسے کہتے ہیں۔ سمجھ لو کہ اس کا تعلق اپنی خواہش سے نہیں اللہ کے قائم کیے ہوئے حدود سے ہے۔ توحید، عمل کو بلند کرتی ہے اعمال کا قبول ہونا توحید پر موقوف ہے۔ اس تخلیقِ اولی یعنی دنیا میں، ہدایت و ضلالت کو ساتھ ساتھ رکھ دیا گیا ہے، جو خود پرستی میں پڑ گیا برائی کو بھلائی سمجھنے لگا وہ تباہ ہوا۔ جس نے اپنے ارادے اپنی نیت کی اصلاح کر لی توفیق اس کی رفیق ہو گئی۔ عزت، صحتِ عقیدہ اور عملِ نیک سے نصیب ہوتی ہے، یہی ایمان اور عمل صالح انسان کے مراتب بلند کرتا ہے اور مادیت میں روحانیت کے جلوے دکھا دیتا ہے۔

۸۔ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ۭ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ڮ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝

(بھلا) وہ شخص جس کو اس کے بُرے اعمال (اس کی نظر میں) اچھے دکھائے گئے اور اس نے اسے (اپنے لیے) اچھا سمجھا۔ (اس شخص کی طرح ذی فہم ہو سکتا ہے جو باطل کو باطل سمجھتا ہے۔ ہرگز نہیں انسان کو ارادے کی آزادی ہے جو راہ اختیار کرتا ہے اسی پر اللہ اسے یا تو ڈھیل دیتا ہے یا سیدھی راہ پر لگا دیتا ہے) بس بے شک اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے (اللہ نے کیوں ان کو ان کے کفر میں سرگرداں چھوڑ دیا اللہ ہی جانتا ہے۔

ان سے ہدایت کی امید بے سود ہے) پس (اے رسول) ان پر حسرت (اور افسوس) کر کے آپ اپنی جان ہلکان نہ کیجئے اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

آپ تو وہ ابرِ رحمت ہیں جس سے مردہ دل زندہ ہوتے ہیں بشرطیکہ یہ سمجھنے کو تیار ہوں ان کو سمجھائیے کہ ہمارے بادلوں کو دیکھیں کہ کس طرح خشک زمین کو شاداب کرتے ہیں شاید یہ سمجھ سکیں کہ ایسے ہی اللہ اپنی قدرتِ کاملہ سے مرنے کے بعد لوگوں کو زندہ کرے گا اور انہیں اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہوگا۔

۹۔ وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝

اور اللہ وہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ (ہوائیں) بادلوں کو اٹھالیتی ہیں پھر ہم نے اس (بادل) کو کسی مردہ بستی کی طرف روانہ کر دیا پھر (اسی ابرِ رحمت سے) زمین کو اس کے مرنے (یعنی بے آب و گیاہ ہونے) کے بعد ہم نے زندہ کر دیا (یعنی زمین از سر نو سرسبز و شاداب ہوگئی) اسی طرح (سمجھ لو کہ قیامت کے دن ہمارے حکم سے مردوں کو) جی اٹھنا ہوگا۔

یاد رکھو کہ کلیتاً اور مجموعاً جو عزت ہوسکتی ہے وہ سب اللہ کے لیے ہے سچی عزت اللہ ہی سے تعلق اور اسی کے کرم سے نصیب ہوتی ہے۔

۱۰۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ۭ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ۭ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَمَكْرُ اُولٰۗىِٕكَ هُوَ يَبُوْرُ ۝

جو شخص عزت کا خواہاں ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ تمام عزت اللہ ہی کے لیے ہے اسی کی طرف پاک کلام (ذکر اللہ، کلمہ طیبہ، عبادات، دعائیں و درود) بلند ہوتا ہے اور وہی عمل صالح کے مدارج کو بلند کرتا ہے (توحید عمل کو بلند کرتی ہے اور اعمال کا قبول ہونا توحید پر موقوف ہے، سچی عزت کلمہ طیبہ اور نیک عمل ہی سے نصیب ہوتی ہے یہ انسان کو بلند مرتبہ بنا دیتا ہے) اور جو لوگ بری چالوں میں (مکر و فریب میں) لگے رہتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے۔ اور ان ہی کا مکر (تباہ و) برباد ہو کر رہے گا۔

۱۱۔ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ

اور (تم ذرا اپنی تخلیق پر تو غور کرو) اللہ نے تم کو مٹی سے پھر نطفہ سے

مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ○

پیدا کیا۔ پھر تم کو جوڑے جوڑے بنایا (یعنی مرد و عورت کے جوڑے بنائے کہ تخلیق کا سلسلہ جاری رہے) اور نہ کوئی عورت حاملہ ہوتی ہے اور نہ وہ (بچہ) جنتی ہے مگر (یہ سب) اللہ ہی کے علم (اور اذن) سے ہوتا ہے اور نہ کسی شخص کی عمر زیادہ کی جاتی ہے اور نہ کم کی جاتی ہے مگر (یہ سب بھی اس کی) کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہے (اور) بلا شبہ یہ سب اللہ کے لیے (ایک) آسان (سی بات) ہے۔

انسان اپنی تخلیق کے علاوہ اگر کائنات پر نظر ڈالے تب بھی اس کو اللہ کی قدرت کی عجیب نشانیاں نظر آئیں گی ان سے بھی وہ انسان انسان کا فرق سمجھ سکتا ہے۔

۱۲- وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

اور دو دریا یکساں نہیں ہوتے ایک (ایسا ہوتا ہے کہ اس کا پانی) میٹھا پیاس بجھانے والا اور خوشگوار (ہوتا) ہے اور ایک (ایسا کہ اس کا پانی) کھاری کڑوا (ہوتا) ہے۔ اور تم دونوں سے تازہ گوشت (حاصل کرتے اور) کھاتے ہو اور (ان ہی دریاؤں سے) تم زیور (یعنی موتی اور مونگے وغیرہ) نکالتے ہو جنہیں تم پہنتے ہو (یہ سمندر یا دریا تمہارے اور بھی کام آتے ہیں) اور (اے مخاطب) تو کشتیوں (یا جہازوں) کو دیکھتا ہے کہ پانی کو (میٹھا ہو یا کھاری) پھاڑتی چلی جاتی ہیں (نرم پانی پر ان کا اس طرح رواں ہونا اس لیے ہے) تاکہ تم اللہ کا فضل (اپنی معاش) تلاش کرو اور تاکہ تم اللہ کا شکر ادا کرو۔

۱۳- يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

(دیکھو کس طرح اللہ تعالیٰ) رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ اور اس نے سورج اور چاند کو (اپنے اپنے) کام پر لگا رکھا ہے۔ ہر ایک وقتِ معین تک چلتا رہے گا (یہ سب اس نے انسان ہی کے لیے پیدا فرمائے اور) یہی اللہ (خالق کائنات) تمہارا پروردگار ہے اسی کی بادشاہت ہے اور جن کو تم اس کے سوا (اپنا معبود سمجھ کر) پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کے برابر

دُوْنِهٖ مَا یَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ ۝ — بھی تو اختیار نہیں رکھتے ۔

۱۴۔ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ وَلَا یُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِیْرٍ ۝ ع

اگر (ان کی اس مجبوری کے باوجود) تم ان کو پکارو بھی وہ تمہاری پکار نہ سن سکیں اور اگر (اللہ ان کو سُنا بھی دے اور وہ) سن بھی لیں تو تمہاری فریاد کو نہ پہنچ سکیں اور قیامت کے دن (تمہارے یہ معبود) تمہارے شریک ٹھیرانے سے انکار کریں گے ۔ (اور تمہاری مشرکانہ حرکتوں سے بیزاری کا اظہار کریں گے اور جن امور کا ذکر اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے وہ برحق ہیں) اور (تمام امور سے) باخبر (رب) کی طرح تم کو (حقائق کی) کوئی خبر نہ دے گا (لہٰذا ان حقائق پر ایمان لاؤ اور اللہ کے سوا کسی کو اپنا معبود اور کارساز نہ جانو) ۔

تیسرا رکوع

آخر تمہارا کسی معبود کو پکارنا تمہاری اپنی حاجت روائی کے لیے ہے تو ایسے خدا کو مانو جو حاجت روا ہے ، تم سب اس کے محتاج ہو وہ تمہاری بندگی ، تمہاری تعریفوں سے بے نیاز ستودہ صفات ہے ۔ اگر چاہے تو تمہاری جگہ دوسری مخلوق سے دنیا آباد کر دے ۔ تمہارے حُسنِ عمل کا نتیجہ تمہیں کو ملے گا ، تمہاری عبادت تمہارے ہی کام آئے گی ۔ اللہ کی بندگی کرنے والا ایک نور و نورانیت میں رہتا ہے اس کا اس کافر سے کیا مقابلہ جو ظلمت میں کھویا ہوا ہے ، کہیں زندہ اور مُردہ برابر ہوتے ہیں ۔ اسی طرح انسان کے قلوب بھی زندہ اور مردہ ہوتے ہیں ۔ اگر ان سب امور اور حقائق کے بیان کے بعد بھی لوگ حقائق کو جھٹلاتے ہیں تو خود عذاب مول لیتے ہیں ۔

۱۵۔ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ۝

اے لوگو (اللہ تمہاری عبادت کا محتاج نہیں) تم ہی اللہ کے محتاج ہو ، اور اللہ ہی بے نیاز سزاوارِ حمد (وثنا) ہے ۔

اس درجہ بے نیاز اور ایسا صاحبِ قدرت ہے کہ اس انمول مخلوق سے زیادہ انمول مخلوق پیدا کر سکتا ہے ۔

۱۶۔ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ وَیَاْتِ

اگر وہ چاہے تو تم کو (نیست و نابود کر دے دنیا سے) لے جائے اور ایک

بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ۝ — نئی مخلوق لے آئے، (جو ہمہ وقت اس کی عبادت گزار ہو)۔

۱۷- وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ ۝ — اور یہ بات اللہ کے لیئے کچھ مشکل نہیں۔

۱۸- وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ؕ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ — اور (ان سے کہہ دیجئے کہ لوگو! دنیا میں اپنا بوجھ دوسروں پر ڈال لو لیکن قیامت کے دن) کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور اگر کوئی (گناہوں کے) بوجھ سے لدا ہوا دوسرے کو اپنا بوجھ اٹھانے کے لیئے پکارے گا (بھی) تو کوئی اس میں سے کچھ بھی نہ اٹھائیگا خواہ (وہ اس کا) قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ (اے رسول جو لوگ آپ کا کہنا نہیں مانتے نہ مانیں آپ کو ان سے کیا واسطہ) آپ تو انہیں (مومنوں) کو (اللہ کے جلال وعظمت سے) ڈرانے (اور نصیحت کرنے) آئے ہیں جو بلا دیکھے اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں (اللہ کی یاد میں محو رہتے ہیں) اور جو کوئی (اپنے نفس کو پاک کرتا ہے اور) پاک ہوتا ہے وہ اپنے ہی لیے پاک ہوتا ہے (اس کا فائدہ اسی کو ہوگا) اور (بالآخر سب کو) اللہ ہی کی طرف واپس جانا ہے

قیامت میں ایک مومنوں کی جماعت ہوگی جو کہے گی کہ ہم اللہ کی بخشش اور رسول کی رحمت پر بھروسہ کرکے آئے ہیں، ہمیں اپنے عمل پر بھروسہ نہیں، ہم تو اپنے رب کی نظرِ کرم کے محتاج ہیں۔ دوسری کفار کی جماعت ہوگی جو گناہوں سے لدی ہوگی جنہوں نے حقائق سے چشم پوشی کی۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں، ہرگز نہیں۔

۱۹- وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۝ — اور اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں (ہوا کرتا)۔

۲۰- وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۝ — اور نہ تاریکیاں اور روشنی ہی (برابر ہو سکتی ہیں)۔

۲۱- وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۝ — اور نہ (ٹھنڈا) سایہ اور (گرم) لو کا مقابلہ ہو سکتا ہے۔

۲۲- وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ؕ — اور نہ زندہ لوگ اور مُردے برابر ہو سکتے ہیں

(یعنی مومن اور کافر کا کیا مقابلہ ایک بینا دوسرا نابینا، ایک نور وانوار میں روشن دوسرا

تاریکیوں میں گم ایک پروردۂ رحمت ایک مستحق عذاب، ایک کا قلب زندہ دوسرے کا مردہ، ایک سمعِ قبول سے نوازا ہوا دوسرا سمعِ قبول سے محروم، بھلا دونوں برابر کیسے ہوسکتے ہیں)۔

إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ ○

بے شک اللہ جس کو چاہتا ہے سنا دیتا ہے اور (اے رسول) ان لوگوں کو جو (مردہ قلوب ہیں گویا) مدفون ہیں آپ نہیں سنا سکتے

۲۳- إِنْ أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ ○

آپ تو بس (بد اعمالیوں کے عواقب سے) ڈرانے والے ہیں (دلوں کو پھیرنے کی ذمہ داری آپ پر نہیں)۔

۲۴- إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ○

ہم نے تو آپ کو حق کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور نصیحت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی امت ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی نصیحت کرنے والا (پیغمبر) نہ گزرا ہو۔

۲۵- وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ○

اور اگر یہ (منکر) آپ کو جھٹلائیں تو جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں وہ بھی (اپنے زمانہ میں اپنے پیغمبروں کو) جھٹلا چکے ہیں (حالانکہ) ان کے رسول ان کے پاس (اللہ کی واضح) نشانیاں، صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے تھے۔

۲۶- ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ○ ع ۱۲ ۱۵

پھر میں نے (اس تکذیب و انکار پر) ان کافروں کو پکڑ لیا پس (دیکھو میرا عذاب (ان کے حق میں) کیسا (ثابت) ہوا (ان کو کیسا خمیازہ بھگتنا پڑا)۔

چوتھا رکوع

یہ کافر نہ اللہ کی قدرتِ کاملہ کو دیکھتے ہیں نہ اس کی ربوبیتِ عامہ کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، جن کی نظریں اُدھر اٹھ جاتی ہیں وہ مومن ہو جاتے ہیں ان کی پیشانیاں اس کے روبرو جھک جاتی ہیں۔ اللہ بھی اپنے ان صابر و شاکر بندوں کے ساتھ ان کے حوصلا اور امیدوں سے زیادہ سلوک فرماتا ہے۔ خواہ وہ گنہگار رہوں معمولی گناہوں میں مبتلا رہے ہوں یا اوسط

درجہ کے مومن ہوں یا وہ مخلص مومن ہوں اللہ کی رحمت سب کے لیے ہے گنہگار مومن کے لیے مغفرت، عمل صالح کرنے والے کے لیے امن، مخلص کے لیے قرب کی نعمتیں اور سرفرازیاں ہیں اور جو انکار پر بضد رہا وہ اپنے اعمال کی سزا پائے گا۔

۲۷۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ○

کیا تو نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے ہم نے مختلف رنگوں کے پھل پیدا کیے اور (جس طرح زمین پر طرح طرح کے میووں کے باغات ہیں اسی طرح) پہاڑوں میں بھی مختلف رنگ والی گھاٹیاں ہیں کوئی سفید کوئی سرخ اور کوئی بہت کالی (گویا میدان اور پہاڑ ہر جگہ اس کی قدرت کے نمونے بکھرے ہوئے ہیں)۔

۲۸ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ○

اور اسی طرح انسانوں جانوروں اور چوپاؤں میں بھی مختلف رنگ (ہوتے) ہیں (لیکن ان سب کو دیکھ کر ہر شخص اللہ کی عظمت و جلال سے متاثر نہیں ہوتا) اللہ سے تو اس کے بندوں میں سے علم والے ہی ڈرتے ہیں (جو صاحب بصیرت ہیں) بے شک اللہ غالب (اور) بخشنے والا ہے (اس کو غلبہ بھی حاصل ہے لیکن اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے)۔

جتنا علم زیادہ ہوتا ہے اتنا ہی خوبی سے ہر ایک کام کرنے کی تمنا ہوتی ہے، نہ کر سکنے پر اتنا ہی افسوس ہوتا ہے، اتنا ہی خوفِ خدا بڑھتا جاتا ہے۔ عالم کیا کرتا ہے، کتاب پڑھتا ہے پڑھ کر سناتا ہے، عبادت کرتا ہے نمونہ بن کر دوسروں کو دکھاتا ہے۔

۲۹۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ○

بے شک جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے اور نماز قائم رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت (کے فائدے) کے امیدوار ہیں جس میں کبھی خسارہ نہ ہوگا۔

وہ منتظرِ کرم ہیں

۳۰۔ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُمْ مِّن فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ○

تاکہ (اللہ) ان کو (ان کے عمل کا) پورا پورا صلہ دے اور اپنے فضل سے (کچھ) زیادہ ہی دے۔ بے شک وہ بڑا بخشنے والا قدر داں ہے۔

۳۱۔ وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ ○

اور جو کتاب ہم نے آپ پر اتاری ہے وہی حق ہے اپنے سے قبل کی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ بے شک اللہ اپنے بندوں (کے حال) سے باخبر (اور ان کے ظاہر و باطن کو) دیکھنے والا ہے (وہ جانتا ہے کہ کون اس کو پڑھتا ہے کون اس سے پہلوتہی کرتا ہے)۔

۳۲۔ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۖ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ○

پھر ہم نے ان لوگوں کو اس کتاب کا وارث بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا (پھر ان منتخب مومن بندوں میں بھی تین قسم کے لوگ ہوئے) پس بعض تو اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے ہیں (جو ایمان صحیح رکھتے ہیں لیکن ان سے کچھ عملی لغزشیں ہوئیں) اور بعض درمیان میں رہے (سلوک کے منازل طے کرنے لگے درمیان تک پہنچے) اور بعض اللہ کی توفیق (فضل) سے نیکیوں میں آگے بڑھتے جاتے ہیں (یہ عارفِ کامل اور اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں) (اور) یہی بہت بڑا فضل ہے۔

(ظالم لنفسہ، مقتصد اور سابق بالخیرات کی مختلف تشریحات مفسروں نے کی ہیں۔ حضرت قبلہؒ نے ان الفاظ کے معنی یوں فرمائے پہلا عابد غیر عالم۔ دوسرا عابد عالم، تیسرا عالم عابد یعنی پہلا عبادت میں رہا، دوسرا علم میں، تیسرے نے دونوں کو ملایا، یا یہ کہ ایک مومن جس نے کچھ گناہ کئے، دوسرا درمیانی مومن اور تیسرا نیکیوں میں آگے بڑھا ہوا۔ پہلا مغفور رہے، دوسرا ناجی اور تیسرا مقام رضا پر فائز ہوا)۔

علم کو عمل سے ملانا یہ بڑی خوبی کی بات ہے۔ یہی فضلِ کبیر ہے ایسے ہی لوگ بےحساب کتاب جنت میں جائیں گے۔

۳۳۔ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا

(ان لوگوں کے لیے جنت کے) وہ باغات ہیں جن میں وہ داخل

يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ○

ہوں گے وہاں ان کو (بطورِ اعزازِ خاص) سونے اور موتی کے کنگن (ہاتھوں میں موتی مخصوص مزین انداز سے) پہنائے جائیں گے اور یہاں ان کی پوشاک ریشمی ہوگی ۔

۳۴- وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۖ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ ○

اور وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے (ہر) غم دور کیا (نہ کسی چیز کے چھوٹنے کا افسوس رہا نہ آئندہ کسی رحمت سے محرومی کا غم) بے شک ہمارا رب بڑا بخشنے والا (اور نیک عمل کرنیوالوں کا بڑا) قدر داں ہے۔

۳۵- الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهِ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ ○

(اس اللہ کا شکر ہے) جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ آباد رہنے کے مقام پر پہنچا دیا اس میں ہم کو نہ تکلیف پہنچے گی اور نہ ہم کو (حصولِ رزق کے لیے) یہاں تھکنا ہے ۔

۳۶- وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ ○

اور جو لوگ (اللہ اور رسول کے) منکر ہیں ان کے لیے دوزخ کی آگ ہے (جہاں) نہ ان کو قضا ہی آئے گی کہ مر جائیں اور نہ ان سے عذاب ہی ہلکا کیا جائے گا (یعنی عذاب کی تکلیف میں کمی نہ ہوگی۔ یہ وہ تکلیف نہ ہوگی کہ اس کے خوگر ہو جائیں) اسی طرح ہم ہر کافر کو سزا دیتے ہیں۔ (ایسے ناشکروں کی یہی سزا ہے)۔

۳۷- وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا ۚ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۚ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ ۖ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ ○ ع

اور وہ (کفار) اس میں چلائیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو (اس عذاب دوزخ سے) نکال (اب) ہم نیک کام کیا کریں گے وہ کام نہیں جو ہم (خود اچھا سمجھ کر) کرتے رہے ۔ (اللہ تعالیٰ فرمائے گا) کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی کہ اس میں جس کو سوچنا ہوتا سوچ لیتا۔ اور تمہارے پاس (اللہ سے) ڈرانے والے بھی آئے (جب بھی تم نے نہ عقل سے کام لیا نہ رسول کا کہا مانا تو) اب (عذاب کا) مزہ چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ۔

پانچواں رکوع

اللہ تمام ظاہری اور باطنی باتوں کو جاننے والا ہے، اس نے انسانوں کو پیدا فرمایا تاکہ وہ فرمانبردار رہ کر شکر گزار بنیں اور جزا کے مستحق ہوں، اگر وہ نافرمانبرداری اور ناشکر گزاری کریں گے تو اس کا خمیازہ وہ خود بھگتیں گے۔ سب سے بڑی ناشکری اور گناہ شرک ہے اسی شرک سے روکنے اور اللہ کی طرف بلانے کے لیے انبیاء علیہم السلام آتے رہے، جن لوگوں نے اطاعت کی ہدایت پائی جو نافرمان ہوئے اور مکر و فریب میں پڑے وہ اپنے فریب کا آپ شکار ہوئے۔ تاریخ انسانی اس کی شاہد ہے۔ ان کی عبرت آموز نشانیاں زمین پر بھی باقی ہیں۔ وہ اللہ کو عاجز نہ کر سکے خود نیست و نابود ہوئے، یاد رہے کہ اللہ ہر بات پر گرفت نہیں کرتا ورنہ دنیا میں بہت کم لوگ رہ جاتے۔ لیکن ایک دن آئے گا کہ یہ گرفت ہوگی، قیامت برپا ہوگی، اللہ کے سامنے سب کو حاضر ہونا ہوگا۔ بہتری اسی میں ہے کہ انسان اس کے سامنے اطاعت گزار ہو کر پہنچے۔

۳۸۔ اِنَّ اللّٰہَ عٰلِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّہٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○

بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے۔ بے شک وہ (لوگوں کے) دلوں کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔

۳۹۔ ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ کَفَرَ فَعَلَیْہِ کُفْرُہٗ ؕ وَلَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ کُفْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا یَزِیْدُ الْکٰفِرِیْنَ کُفْرُھُمْ اِلَّا خَسَارًا ○

(اے لوگو یاد رکھو کہ) اسی نے تم کو (گزشتہ قوموں کا) زمین پر قائم مقام بنایا ہے، پس جس نے کفر کیا تو اس کے کفر کا وبال اس پر پڑے گا اور کفر کی وجہ سے کفار کے حق میں پروردگار کے یہاں ناخوشی بڑھتی ہی جائیگی اور کافروں کے لیے ان کا کفر مزید خسارے کا باعث ہوگا۔

۴۰۔ قُلْ اَرَءَیْتُمْ شُرَکَآءَکُمُ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

آپ (ان مشرکوں اور کافروں سے) کہیے بھلا ان شریکوں کے متعلق جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو تمہارا کیا خیال ہے (ذرا) مجھے

اللّٰهِ ۭ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰي بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ۝

(بھی) دکھلاؤ کہ انہوں نے زمین میں کیا پیدا کیا ہے، (بتاؤ) کیا آسمانوں میں ان کا کچھ ساجھا ہے یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے کہ (اپنے اس مشرکانہ فعل کے جواز پر) یہ اس کی سند رکھتے ہیں (ان کے پاس عقلی و نقلی دلائل کچھ بھی نہیں) بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے سے (کامیابی اور فلاح کے) وعدے کرتے ہیں جو محض فریب ہے۔

۴۱۔ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ڬ وَلَىِٕنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝

بے شک اللہ ہی آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ (اپنی جگہ سے) ہٹ نہ جائیں۔ اور اگر یہ ہٹ جائیں تو اس کے سوا کوئی ان کو تھام نہیں سکتا بلاشبہ وہ بڑا بردبار (اور) بخشنے والا ہے (لوگوں کے گناہوں کے باوجود ایک طرف ان کو مہلت دیتا ہے دوسری طرف نظامِ عالم کی ہر شے کو ان کے لیے مسخر کر رکھا ہے، کہ شاید وہ اپنے اللہ پر ایمان لے آئیں اور اللہ ان کو بخش بھی دے)

۴۲۔ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ جَاۗءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۝ ۙ

اور (یہ منکرِ حق) اللہ کی (بڑی بڑی) سخت قسمیں کھاتے تھے کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آیا تو وہ ہر امت سے زیادہ ہدایت قبول کرنے والے ہوں گے۔ پھر جب ان کے پاس (واقعی) اللہ سے ڈرانے والا آیا تو اس سے ان کی نفرت ہی میں اضافہ ہوا۔

۴۳۔ اِسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۭ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۭ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ

(یہ سب کچھ) دنیا میں غرور کرنے اور بری چالوں کے چلنے کی بنا پر (ہوا) اور بری چالوں کا وبال خود مکر کرنے والوں ہی پر پڑتا ہے (یعنی ہلاکت و بربادی) پس کیا یہ لوگ اس دستور کے منتظر ہیں جو اگلی (کافر) امتوں کے ساتھ ہوتا رہا تو آپ اللہ کے دستور کو بدلتا ہوا نہ پائیں گے (ان پر بھی عذاب آئے گا اور ضرور آئے گا، کس طرح اور کب یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے) اور اللہ کے دستور میں آپ کوئی

تَبْدِیْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِیْلًا ○

تغیر نہ پائیں گے۔

۴۴- اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعْجِزَهٗ مِنْ شَیْءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَلِیْمًا قَدِیْرًا ○

کیا ان منکرین نے زمین میں سیر نہیں کی کہ دیکھ لیتے کہ ان سے قبل جو لوگ گزرے ہیں (اور جو انکار پر بضد رہے) ان کا کیا انجام ہوا حالانکہ وہ لوگ ان سے زیادہ زور آور بھی تھے۔ (لیکن کیا وہ اللہ کو عاجز کر سکے؟ ہرگز نہیں) اور اللہ ایسا نہیں ہے جسے آسمانوں اور زمین کی کوئی چیز عاجز کر سکے، بے شک وہ تو بڑا علم والا بڑا قدرت والا ہے (وہ جو چاہے کر سکتا ہے وہ خالق کائنات، قادر مطلق ہے)۔

لیکن اللہ تعالیٰ دنیا میں درگذر سے کام لیتا ہے۔

۴۵- وَلَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰی ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ یُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِیْرًا ○ ع ۵ ۱۷

اور اگر اللہ لوگوں کو (فوراً) ان کے اعمال پر پکڑنے لگتا تو زمین پر ایک بھی چلنے پھرنے والا نہ چھوڑتا۔ (جو گنہگار تھے وہ اپنے گناہوں کے باعث ہلاک ہوتے جو چند نیک افراد رہ جاتے ان کی مزید آزمائش کی ضرورت نہ ہوتی۔ جاندار چیزیں بھی تباہ کر دی جاتیں کہ وہ انسان کے لیے پیدا کی گئیں روئے زمین پر کوئی نہ بچتا) لیکن اللہ لوگوں کو ایک مدتِ معینہ تک مہلت دیتا ہے (کہ وہ اپنی اصلاح کر لیں) پھر جب ان کا وقتِ مقررہ آجاتا ہے (تو اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا) پس بے شک اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کو آپ دیکھ لے گا۔ (اور وہ ان کا فیصلہ جس طرح چاہے فرمائے گا)۔

سُوْرَۃُ یٰسٓ

مکّی تراسی آیتیں پانچ رکوع

پانچویں منزل کا آخری سورہ، آنے والی منزل کی دلکش تمہید ہے۔ دونوں میں ایک خاص ربط ہے پھر مضمون کے اعتبار سے اس منزل کے مرکزی تصور یعنی تبلیغ سے اس کا خصوصی تعلق ہے

چونکہ اس منزل میں تبلیغ اور منازلِ تبلیغ کا ذکر بڑی شرح و بسط سے ہوا، ضروری تھا کہ آخر میں مبلغِ اعظم، رہبرِ کامل سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی تبلیغی شان کا ذکر کیا جائے اور اجمالاً لیکن واضح انداز سے حق و باطل کے فرق کو بیان کر دیا جائے۔ اس طرح یہ سورہ جو تعلیماتِ اسلامی کا خلاصہ ہے سات "مبین" یعنی سات روشن حقائق پر مشتمل ہے۔

۱- امام مبین ، اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے ، انسان جو کرے گا جو اثر چھوڑے گا سب اس کی روشن کتاب د لوحِ محفوظ میں درج ہے ، یہ بات اللہ کی خالقیت، احاطۂ علمی اور قدرت پر شاہد ہے۔

۲- بلغ مبین = رسولوں کا کام اللہ کا پیغام پہنچانا ہے سان کی فرمانبرداری اللہ کی فرمانبرداری ہو۔

۳- ضلٰل مبین = اس قادرِ مطلق کو چھوڑ کر دوسرے کی عبادت کرنا صریح گمراہی ہے۔

۴- ضلٰل مبین = نیک کام سے بھاگنا اور اللہ کی اطاعت سے روگردانی کے لیے بہانے ڈھونڈھنا سب سے بڑی اور کھلی گمراہی ہے۔

۵- عدو مبین = اس گمراہی کی طرف لے جانے والا انسان کا کھلا دشمن شیطان ہے۔

۶- قرآن مبین = اگر ہر آفت سے بچنا چاہتے ہو ، راہِ حق پر رہنا چاہتے ہو ، چاہتے ہو کہ اللہ تمہارا محافظ او رنگران حال بن جائے تو اس قرآن کو جس کا ہر لفظ دل میں گھر کرنے والا ہے کوئی دلچسپ کتاب اور شعر سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو اللہ کا کلام سمجھ کر تلاوت کرو کہ حقیقی اشتیاق پیدا ہو۔ روح سے رُوح حلاوت پائے ، کائنات تابع ہو جائے۔

۷- خصیم مبین = لیکن ہر انسان اس سے فیضیاب نہیں ہوتا ، وہ تو بڑا جھگڑالو واقع ہوا ہے۔ جو سرکارِ دو عالم کو نہ سمجھا وہ قرآن اور فہمِ قرآن اور وحی کے بھیجنے والے اللہ کو کیا سمجھے گا ، وہ تو دین کو اپنی عقل کے تابع کرنا چاہتا ہے ، عقل کو دین کا تابع نہیں کرتا۔ اگر عقل کو دین کا تابع کرتا تو سمجھ لیتا کہ جہاں ایک کُن سے سب کچھ پیدا ہوتا ہے وہاں عقل کی رسائی کہاں ، وہاں تو ایمان کی رسائی ہے۔ صاحبِ ایمان سمجھتا ہے کہ کائنات اللہ کے دستِ قدرت میں ہے اور اپنے خالق کی طرف ہر شے کو واپس جانا ہے۔

دینِ اسلام کی بنیادی تعلیمات کے ان سات روشن حقائق سے قلوب منور کیے گئے کہ آسمان رسالت پر جو ماہتاب طلوع ہوا جس نے جملہ ستاروں کو ماند کر دیا اس کی حقیقت سے مردِ مومن کا قلب محروم نہ رہے۔ جو جس قدر ایمان و عمل ، اخلاص و محبت میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

سے قریب ہوا اسی قدر اس قرب کی حقیقت اس پر روشن سے روشن تر ہوتی گئی جس منزل کا
پیش خیمہ یٰسٓ شریف ہو سوچو کہ وہ منزل کیا ہو گی ۔ اللہ تعالیٰ ہی اس عالم انوار میں لے جائے ۔
اور اس دیدار سے جو مآلِ حیات ہے نوازے ۔

اس سورہ کی اہمیت کو بھی سمجھو ۔ یہ سورہ قرآن کا دل ہے ، دل والا ہی اسے سمجھتا ہے
اللہ کا سب سے بڑا احسان قلب بینا ہے ۔ اس سورہ کو مُعِمّ کہتے ہیں کہ پڑھنے والے پر دو جہان
کی نیکی تمام کرتا ہے ، اس کو دافعہ بھی کہتے ہیں کہ پڑھنے والے کی سب بُرائیاں دفع کرتا ہے اس کو
قاضیہ بھی کہتے ہیں کہ پڑھنے والے کی سب حاجتیں پوری کرتا ہے ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ — شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ یٰسٓ ۝ — یا سین (اے سردارِ دو عالم ، یا سید المرسلین ، اے صاحبِ بشر ۔ اے سراپا راز ، اے سراپا سماعت یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

۲۔ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ ۝ — قسم ہے اس قرآنِ محکم کی (جو باحکمت ہے ، حکمت سے بھرپور ہے ، حق کا حکم کرنے والا ، حکمت و دانائی کی باتیں بتانے والا ہے ۔ یہ کلامِ الٰہی جو سرکارِ دو عالم پر نازل ہوا ، مضامین کے اعتبار سے اپنے محکم ہونے کی دلیل ہے اور نزول کے اعتبار سے آپ کے صاحبِ بشر ہونے کی دلیل ہے)

۳۔ اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ۝ — بے شک آپ (اللہ کے) پیغمبروں میں سے ہیں

بتایا جا رہا ہے کہ اللہ کی تنزیل میں سے آپ بھی ہیں ، کتاب اور صاحبِ کتاب دونوں
اللہ کے بھیجے ہیں ایک بھید ، ایک بھید کا پانے والا ۔ ایک قرآن صامت دوسرا قرآن ناطق ، قرآن
کو صاحبِ قرآن کے قول ، فعل اور حال سے سمجھنا ہے ۔ آپ بلاشک و شبہ

۴۔ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ۝ — سیدھے راستہ پر (ہیں) ۔

۵۔ تَنۡزِیۡلَ الۡعَزِیۡزِ الرَّحِیۡمِ ۝ — (یہ قرآن ، یہ دینِ حق ، خدائے) غالب (اور) مہربان نے نازل کیا ہے ۔

۶۔ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اُنۡذِرَ اٰبَآؤُہُمۡ فَہُمۡ غٰفِلُوۡنَ ۝ — تاکہ آپ ان لوگوں کو جن کے باپ دادوں کو ڈرایا نہیں گیا تھا ڈرائیں کہ وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں ۔

۷ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

بے شک ان میں اکثر لوگوں پر یہ بات (کہ وہ اپنے اصرارِ کفر کے باعث محرومِ ایمان ہیں) ثابت ہو چکی ہے، سو وہ ایمان نہ لائیں گے۔

اور ان کے اسی اصرارِ کفر کے باعث

۸۔ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ○

ہم نے (بھی) ان کی گردنوں میں (لعنت کے) طوق ٹھوڑیوں تک ڈال دیئے ہیں جس سے ان کے سر اوپر کو اٹھ گئے ہیں (یعنی وہ مغرور ہو گئے ہیں اور وہ نخوت و تکبر سے زمین پر نظر نہیں کرتے)

۹۔ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ○

اور ہم نے ان کے آگے بھی دیوار (بنا دی ہے گویا یہ ان کے رسومِ باطلہ، تکبر اور تعصب کی دیوار ہے جو ان کو مستقبل سے بے خبر کیے ہوئے ہے) اور ان کے پیچھے بھی ایک دیوار بنا دی ہے (یہ تکذیب کی وہ دیوار ہے جو انہیں ماضی سے سبق اور درسِ عبرت لینے نہیں دیتی) پھر ہم نے ان کو اوپر سے ڈھانک دیا (کہ حق و حقانیت کی کوئی شعاع ان تک نہیں پہنچتی) پس (اب) ان کو کچھ نہیں سوجھتا۔

(یہ تاریکی، کفر و جہل میں ایسے پڑے ہیں کہ نورِ ایمان سے محروم ہو چکے ہیں۔ نہ یہ دلائل و شواہد کو سمجھتے ہیں نہ نورِ حق کو دیکھتے ہیں)

۱۰۔ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

اور ان کو آپ ڈرائیں یا نہ ڈرائیں ان کے لیے (سب) برابر ہے۔ وہ ایمان نہ لائیں گے۔

۱۱۔ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ○

آپ تو صرف اسی کو ڈرا سکتے ہیں جو آپ کے سمجھانے پر چلے نصیحت کو قبول کرے قرآن کا تابع ہو جائے) اور (خدائے) رحمٰن سے بلا دیکھے ڈرے۔ (آپ اسی کو ذکر و شغل میں لگائیے) پس آپ اس کو مغفرت اور بڑے درجہ کے ثواب کی بشارت دیجئے (جو یہاں اور وہاں اس کے لیے بڑی عزت کا باعث ہوگا)

آیت نمبر (۸) یہ آیت ان کفار کے بارے میں نازل ہوئی، جنھوں نے سرکارِ دو عالم کو عالمِ نماز میں مار ڈالنے کی کوششیں کیں اور خود بے بس، اندھے اور بدحواس ہوئے۔

اللہ کے لیے غیب کو حاضر بنا دینا کیا مشکل بات ہے

۱۲۔ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۚ

بے شک ہم ہی مُردوں کو زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی (یعنی ہمارے فرشتے) وہ سب لکھتے جاتے ہیں جو (اعمال) یہ آگے بھیجتے ہیں اور ان (کے اپنے اعمال) کے اثرات (جو یہ پیچھے چھوڑتے ہیں) اور (یوں تو) ہم نے ہر چیز کو ایک روشن کتاب (لوحِ محفوظ) میں لکھ رکھا تھا (اللہ کو ان کے اعمال کی کیفیت اور کمیت کا علم تھا کہ اللہ علیم بھی ہے اور خبیر بھی لیکن نامۂ اعمال میں ہر عمل، عمل کے بعد فرشتے لکھتے ہیں تاکہ قیامت کے دن نامۂ اعمال سے خود لوگوں کا حال ان پر کھل جائے)۔

دوسرا رکوع

پہلے رکوع میں یہ شہادت دی گئی کہ بے شک سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور یہ قرآن آپ پر نازل ہوا۔ آپ سراپا رحمت و ہدایت ہیں۔ رہا لوگوں کا ماننا نہ ماننا یہ ان کی فطری استعداد پر مبنی ہے۔ اس منبعِ فیض سے وہی فیضیاب ہوگا جو ایمان لائے گا اللہ کے سب بندے اس کی نظر میں ہیں اور وہ ان کے احوال سے آگاہ ہے۔

اس رکوع میں پہلے ایک واقعہ کے ذریعہ بتایا گیا کہ تکذیبِ رسالت کفار کی قدیم عادت ہے۔ وہ اپنی نحوست دوسروں پر ڈالتے ہیں، حالانکہ وہ نحوست و عذاب کا باعث خود ہوتے ہیں اور جو حق کو دوست رکھتے ہیں وہ خود دوڑ کر آتے ہیں اور حق کی تصدیق کرتے ہیں۔

اس رکوع میں ایک نوجوان کا واقعہ بیان ہوا جو علی الاعلان ایمان لایا۔ کفار نے اسے بیدردی سے شہید کیا لیکن اللہ کے یہاں وہ ایسے انعامات سے نوازا گیا کہ اسے خواہش ہوئی کہ کاش میری قوم میری باعزت زندگی کو جان لیتی۔ اس کی تمنا مقبول ہوئی۔ آج بھی کلامِ الٰہی اس کی زندگی کی بہاروں پر شاہد ہے اور روزانہ ہی مومن ان آیاتِ کریمہ کا ورد کرتے رہتے ہیں۔ پھر فرمایا گیا کہ کیسے افسوس کا مقام ہے کہ رسول آئیں اور لوگ ایمان نہ لائیں۔ اس طرح جو رکوع توحید کے بیان سے شروع ہوا تھا رسالت کے بیان پر ختم ہوتا ہے اور وہ بھی اس انداز سے کہ آخرت پیشِ نظر ہے۔

۱۳۔ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۚ

اور (اے رسول) آپ ان سے گاؤں والوں کا قصہ بیان فرمائیے کہ جب ان کے پاس (ہمارے) رسول آئے۔

۱۴۔ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ

(یعنی) جب ہم نے ان کی طرف دو (رسول) بھیجے تو انہوں نے ان دونوں

فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝

کو جھٹلایا پھر ہم نے ایک تیسرے (رسول کو بھیج کر اس) سے ان کی تائید کی پھر ان تینوں نے کہا کہ ہم تمہارے پاس (اللہ کی طرف سے پیغمبر بنا کر) بھیجے گئے ہیں۔

۱۵۔ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۝

وہ بولے تم تو بس ہماری ہی طرح ایک انسان ہو اور (خدائے) رحمٰن نے (پیغمبر وغیرہ) کچھ نہیں اتارا ہے، تم تو محض جھوٹ بول رہے ہو۔

۱۶۔ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ۝

انہوں نے فرمایا ہمارا رب (ہماری صداقت پر گواہ ہے وہ) جانتا ہے کہ بے شک ہم تمہاری طرف (اس کے) بھیجے ہوئے ہیں۔

۱۷۔ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝

اور ہمارے ذمہ تو (اللہ کا پیغام) صاف صاف (تم تک) پہنچا دینا ہی ہے۔

یہ کن مرسلین کا ذکر ہے، کون سا گاؤں ہے، مفسرین کا اختلاف ہے۔ بہر حال ایک مقام کا ذکر ہے جہاں پیغمبر آئے اور ان کی تکذیب اسی انداز سے کی گئی جیسے کفار مکہ نے کی۔ ان کے نزدیک پیغمبروں کے لیے انسان ہونا عجیب بات تھی اور اللہ کے یہاں پیغمبروں کا انسان ہونا ہی ضروری ہے، مقام انسانیت کو بلندی انہیں سے ملی ہے، اور انسانیت کے مقام کو مقام عبدیت تک انہوں نے پہنچایا ہے لیکن ان کے ذمہ لوگوں کو ہدایت پر مجبور کرنا نہیں۔ اللہ کا پیغام پہنچانا ہے۔ آج بھی اللہ کے نیک بندے انہیں کی اتباع میں اسی انداز سے پیغام پہنچاتے رہتے ہیں، یہی تبلیغ ہے۔

۱۸۔ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

وہ (منکرین حق ایمان لانے کے بجائے الٹی تہمت لگانے لگے اور) بولے ہم نے تو تم کو منحوس پایا (جب سے تم آئے ہو ہمارے درمیان فتنہ و فساد برپا ہو گیا اب) اگر تم (اپنی اس تبلیغ سے) باز نہ آئے تو ہم تم کو سنگسار کر ڈالیں گے، اور (یاد رکھو کہ) ہمارے ہاتھوں تم کو دردناک عذاب پہنچے گا۔

۱۹۔ قَالُوْا طَاۗىِٕرُكُمْ مَّعَكُمْ

انہوں نے فرمایا، تمہاری نحوست تو (خود) تمہارے ساتھ ہے (یعنی

أَئِن ذُكِّرْتُم ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ○

تمہارے اعمال کے سبب سے ہے) کیا تم اس کو نحوست سمجھتے ہو کہ تم کو نصیحت کی گئی (تم کو تمہارے بُرے اعمال سے روکا گیا) بلکہ (بات یہ ہے کہ) تم خود حد سے تجاوز کرنے والے لوگ ہو (اپنی کمزوریوں کو نہیں دیکھتے ، انسانیت کی حدود سے گزر چکے ہو، تمہاری عقل پر پردے پڑ گئے ہیں)۔

اس وقت جب یہ منکرین ان پیغمبروں کو جھٹلا رہے تھے ایک مرد مومن جس کو احادیث میں حبیب فرمایا گیا ہے دوڑا ہوا آیا اور ان کی رسالت کی شہادت دی ۔

۲۰۔ وَجَاءَ مِنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَىٰ قَالَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ ○

اور ایک شخص (اپنی فطری صلاحیتوں کے باعث ان پیغمبروں کی تائید کے لیے) شہر کے ایک دُور کے گوشہ سے دوڑا ہوا آیا (اور یوں) کہا اے میری قوم (یہ رسول سچے ہیں) ان رسولوں کی پیروی کرو۔

۲۱۔ اتَّبِعُوا مَن لَّا يَسْأَلُكُمْ أَجْرًا وَهُم مُّهْتَدُونَ ○

ان کی پیروی کرو جو تم سے (تمہاری خیر خواہی پر) کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتے اور وہ سیدھی راہ پر ہیں۔

ایسوں کی بات کو نہ ماننا کہاں کی عقلمندی ہے ۔

پارہ ۲۳

وَمَالِیَ

۲۲۔ وَمَالِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

اور (میں تو کہتا ہوں کہ) مجھے کیا ہوا کہ اس (رب) کی بندگی نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور اسی کی طرف (قیامت کے دن) تم سب کو لوٹنا ہے۔

۲۳۔ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ ○

کیا میں اس (اللہ) کے سوا ایسوں کو معبود بناؤں کہ اگر وہ رحمٰن (ورحیم) مجھے تکلیف پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش میرے کچھ کام نہ آئے اور نہ وہ مجھے (اس کی گرفت سے) بچا سکیں۔

۲۴۔ اِنِّیْۤ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○

(اگر میں اس قسم کی جسارت کروں) تب تو بے شک میں صریح گمراہی میں مبتلا ہو گیا (اللہ مجھے اس گمراہی سے محفوظ رکھے)۔

۲۵۔ اِنِّیْۤ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ○

(میں اس مجمع میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ) میں تو تمہارے پروردگار پر ایمان لایا لہٰذا اسے سب سن رکھو۔

اس کا یہ کہنا تھا کہ لوگوں نے اسے شہید کیا اور بارگاہ رب العزت کی طرف سے اسے جنت کا پروانہ مل گیا

۲۶۔ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ○

حکم ہوا کہ (جا) بہشت میں داخل ہو جا (جنت پر نظر پڑی تو) بولا کاش میری قوم کو معلوم ہو جاتا (کہ مجھے اپنے ایمان کا کیا حسین بدلہ ملا)

۲۷۔ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ ○

کہ میرے رب نے مجھ کو بخش (بھی) دیا اور مجھے عزت والوں میں شامل فرمایا (مومن زندگی میں بھی لوگوں کا خیر خواہ ہوتا ہے اپنے رب کے پاس پہنچ کر اس کی خیر خواہی اور بڑھ جاتی ہے)

منکرین حق کو اپنے ظلم کا خمیازہ اٹھانا پڑا

۲۸۔ وَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ

اور ہم نے اس کی قوم پر اس کے بعد آسمان سے کوئی لشکر نہیں اتارا اور نہ ہم کو اتارنے کی ضرورت تھی۔

وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ۝

۲۹- اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ۝

بس یہی (فرشتوں کی) ایک چنگھاڑ تھی (جس نے ان کو ہلاک کر دیا) بس وہ سب اسی دم بجھ کر رہ گئے۔ (یعنی مرکر بجھے ہوئے کوئلہ کی طرح ہو گئے)۔

۳۰- يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ (وقف غفران)

افسوس ہے ان بندوں (کے حال) پر کہ کبھی ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا جس کی انہوں نے ہنسی نہ اڑائی ہو۔

آخر پیغمبروں اور ان کے متبعین کا مذاق اڑانا انہیں کی ہلاکت کا باعث ہوتا رہا

۳۱- اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ط

کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے قبل ہم کتنی (منکرین حق کی) جماعتوں کو نیست و نابود کر چکے ہیں کہ اب وہ ان کے پاس لوٹ کر نہ آئیں گے۔

۳۲- وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝ ع

اور (یہ لوگ بھی بچ نہ جائیں گے) یہ سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کیے جائیں گے۔

تیسرا رکوع

ہماری قدرت کی بے شمار نشانیاں ہیں جو ان کو شکر گزار بندہ بنانے کے لیے کافی ہیں۔

ذرا یہ کفار اپنے اردگرد نظر ڈالیں، دیکھیں کہ مردہ زمین سے کشت زار کیونکر لہلہاتی ہے، زمین سے میوے کیسے اُگتے ہیں، ذرا یہ لوگ شب و روز کی گردش پر غور کریں، دیکھیں کہ ہم نے ان کی نسل کو کیسے بچایا اور ان پر کس طرح مہربانیاں فرماتے رہے، لیکن انہوں نے ہمیشہ رسولوں کی تکذیب کی۔

یہی نہیں بلکہ جب ان سے کہا گیا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو گستاخانہ بولے کہ اللہ چاہے تو خود اپنے بندوں کو کھلا پلا دے۔ یہ حکم عدولیاں یہ بہانے بازیاں یہی تو صریح گمراہی ہے اس سے بچنا ہے، پھر اس پر قیامت کی تمنا کیسی نادانی ہے۔ جب وہ ہیبت ناک آواز ان کو آپکڑے گی تو اس وقت بھی وہ آپس میں ہر حق بات کے بارے میں جھگڑتے ہی ہوں گے ان کو اتنی مہلت بھی نہ ملے گی کہ وصیت کر سکیں یا گھر پہنچ جائیں جہاں ہوں گے وہیں ہلاک کیے جائیں گے۔

۳۳- وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ صلے

اور ان کے واسطے (ہماری قدرت کاملہ کی کتنی بڑی) ایک نشانی ہے

اَحْیَیْنٰھَا وَاَخْرَجْنَا مِنْھَا حَبًّا فَمِنْهُ یَاْكُلُوْنَ ○

مردہ زمین، جسے ہم نے (آبِ رحمت سے) زندہ کیا اور اس سے اناج اگایا سو وہ اسی میں سے کھاتے ہیں۔

۳۴۔ وَجَعَلْنَا فِیْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِیْهَا مِنَ الْعُیُوْنِ ○

اور ہم نے اس (زمین) میں کھجور اور انگور کے باغ لگائے اور ہم نے اس میں چشمے جاری کر دیئے۔

۳۵۔ لِیَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْهِمْ ؕ اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ ○

تاکہ یہ اس کے پھلوں میں سے کھائیں، اور ان کے ہاتھوں نے تو اس (نظامِ قدرت) کو نہیں بنایا (یہ ان کے دستِ قدرت میں تو نہ تھا کہ یہ باغ یا یہ پھل، یا یہ غلہ پیدا کر سکتے۔ ان سے پوچھئے) پھر وہ (اللہ کا) شکر کیوں نہیں ادا کرتے؟

اور قیامِ کائنات کا ایک ظاہری سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے جوڑے بنائے ہیں لیکن وہ خود ہر سبب و علت سے پاک ہے۔

۳۶۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ○

پاک ہے وہ ذات جس نے زمین سے جملہ اگنے والی چیزوں کے جوڑے بنائے (اور انواع و اقسام کی چیزیں پیدا کیں) اور خود ان لوگوں میں سے بھی اور ان چیزوں میں سے بھی جن کو وہ نہیں جانتے (ان سب کے جوڑے بنائے ہیں۔ انسان و حیوان سے گزر کر نباتات و جمادات میں بھی یہ مثبت و منفی قوتیں موجود ہیں جو نر و مادہ کے سے فرائض انجام دیتی ہیں یہ نظامِ عالم اسی سے قائم ہے)

غرض زمین و آسمان میں اس کی قدرت کی کتنی نشانیاں ہیں

۳۷۔ وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ ۚۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ○

اور ان کے لیے ایک نشانی رات (بھی) ہے کہ ہم اس پر سے دن کو اتار لیتے ہیں (دن کی روشنی جاتی رہتی ہے تاریکی چھا جاتی ہے) پھر اس وقت یہ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں

۳۸۔ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ

اور سورج (کو دیکھو کہ وہ) اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا چلا جاتا ہے یہ

لَهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ (طلوع وغروب کا جملہ نظام بھی) اس صاحبِ قدرت اور باخبر (اللہ) کا ایک مقرر کیا ہوا اندازہ ہے (جس میں سرِمو فرق نہیں آتا)۔

کلام اللہ فطری انداز سے لوگوں کی نظریں سورج کے نکلنے اور ڈوبنے کی طرف متوجہ کرتا ہے جیسا کہ ہر زبان میں سورج ہی کا نکلنا اور ڈوبنا بولا جاتا ہے بلیکن اگر نظامِ شمسی پر بحث کی جائے تب بھی یہ صحیح ہے کہ متعدد نظامِ شمسی میں سورج بھی چلتا رہتا ہے اور اس کا بھی ایک راستہ متعین ہے جیسے اس نظامِ شمسی میں چاند کا۔

۳۹۔ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝ اور چاند کے لیے ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں (وہ ہلال سے بدر بنتا ہے اور پھر گھٹتا جاتا ہے) یہاں تک کہ کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح (باریک، زرد اور خمدار) ہو جاتا ہے۔

سورج اور چاند یعنی دن و رات کے جو حدود مقرر ہیں ان پر ایک دوسرے کا تسلط نہیں ہو سکتا، نہ سورج کی روشنی اپنے مقررہ وقت سے زیادہ ٹھیر سکتی ہے اور نہ چاند اور ستارے سورج کی ضو کو ماند کر سکتے ہیں۔

۴۰۔ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝ نہ آفتاب کی یہ مجال کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن سے پہلے آسکتی ہے، اور سب (سیارے) اپنے اپنے دائرہ میں تیر رہے ہیں (نہ رفتار میں سستی و کمی ہے، نہ کسی قسم کا تصادم، کیا یہ اس کی قدرت کی واضح نشانی نہیں)۔

اس شمس و قمر، اس نظامِ شمسی پر نظر ڈالنے کے بعد ذرا اپنے وسائلِ آمد و رفت اسبابِ حمل و نقل پر غور کرو

۴۱۔ وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ اور (ہماری) ایک نشانی ان کے لیے یہ بھی ہے کہ ہم نے نسلِ انسانی کو

آیت نمبر (۳۸-۳۹) میں شمس کے ساتھ "مستقر" اور قمر کے ساتھ منازل کا ذکر کلام کی بلاغت اور صداقت پر شاہد ہے اس پر تقریر کی ضرورت نہیں اس کی طرف اشارہ کافی ہے یہاں یہ نکتہ بھی قابلِ ذکر ہے کہ اسی آیت کریمہ میں چاند کے منازل کا ذکر بھی لفظ "قدرنا" میں کر دیا گیا، جس کے عدد بھی حروف ابجد کے حساب سے ۳۵۵ ہوتے ہیں۔ ق = ۱۰۰ د = ۴ ر = ۲۰۰ ن = ۵۰ ا = ۱ (۱۰۰ + ۴ + ۲۰۰ + ۵۰ + ۱) کل ۳۵۵۔

فِی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ ۝ (یعنی نسلِ آدم کو حضرت نوح کے زمانہ میں) بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا (اور اس طرح انسان کو زمین پر باقی رکھا)۔

۴۲۔ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ۝ اور ہم نے ان کے لیے اس (کشتی) کی طرح کی اور چیزیں بنا دیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں۔

۴۳۔ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ۝ اور (ہر چند ہم نے اسباب سے استفادہ کرنے کی صلاحیت انسان کو دی ہے لیکن) اگر ہم چاہیں تو ان کو ڈبو دیں پھر نہ ان کی فریاد پر کوئی پہنچنے والا ہو اور نہ وہ رہائی پا سکیں۔

۴۴۔ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝ مگر یہ ہماری مہربانی ہے (کہ ان کو مہلت دے رکھی ہے) اور ایک وقتِ معینہ تک ان کو نفع پہنچانا (مقصود) ہے۔

۴۵۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اور جب ان (منکرینِ حق) سے کہا جاتا ہے (انہیں سمجھایا جاتا ہے) کہ (اللہ کے اس عذاب سے) بچو جو تمہارے سامنے اور جو تمہارے پیچھے ہے تاکہ تم پر رحم کیا جائے (تو ان پر کسی قسم کا اثر نہیں ہوتا نہ ان کو قیامت کا خوف ہے اور نہ ان کو اپنے اعمالِ بد کے مضر نتائج کا خیال، جن کو یہ چھوڑ کر جائیں گے)۔

۴۶۔ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ اور (ان کا تو یہ حال ہے کہ) ان کے رب کے احکام میں سے کوئی حکم (ایسا) نہیں آتا کہ جس سے وہ روگردانی نہ کرتے ہوں۔

روگردانی کی چند مثالیں بیان کی جاتی ہیں۔

۴۷۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے تم کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرو تو کافر مومنوں سے کہتے ہیں کہ کیا ہم ان کو کھانا کھلائیں جن کو اگر اللہ چاہتا تو (خود بہت کچھ) کھلا دیتا (ان سے کہئے) بے شک تم تو کھلی گمراہی میں ہو (کہ ایسی حماقت

آیت نمبر (۴۱) فُلک = ہر سواری جو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائے اہلِ عرب اسے فُلک کہتے ہیں۔

مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ | کی باتیں کرتے ہو)۔

۴۸۔ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ | اور (یہ کفار) کہتے ہیں کہ وہ وعدۂ (قیامت) کب آئے گا اگر تم سچے ہو (آخر آ کیوں نہیں جاتا، کس بات کا انتظار ہے)۔

۴۹۔ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ○ | (اور) یہ لوگ تو ایک چنگھاڑ ہی کے منتظر ہیں جو (آن کی آن میں) ان کو آپکڑے گی جبکہ وہ (دنیا و آخرت، عدم و وجود کے بارے میں جھگڑ رہے) ہوں گے۔

۵۰۔ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ○ ع ۳ | پھر (جب وہ وقت آجائے گا) نہ تو انہیں وصیت ہی کرنے کی مہلت ملے گی اور نہ اپنے گھر والوں ہی میں واپس جا سکیں گے (جہاں ہوں گے وہیں ہلاک ہو جائیں گے)۔

چوتھا رکوع

قیامت کا وہ ہولناک منظر ہوگا کہ پہلے سب فنا ہو جائیں گے پھر دوسری بار جب صور پھونکا جائے گا تو سب اپنی اپنی جگہوں سے اُٹھ پڑیں گے اور فرشتے انہیں میدانِ حشر میں لے جائیں گے۔ یہ حساب و کتاب، سزا و جزا کا دن ہوگا۔ اہلِ جنت سلامتی سے جنت میں ہوں گے، منکرینِ حق جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ شیطان کی دوستی ان کے کچھ کام نہ آئے گی، زبان ساکت ہوگی، ان کے ہاتھ پیر خود ان کی بداعمالیوں کے گواہ ہوں گے۔

۵۱۔ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ○ | اور (پھر دوسری بار جب) صور پھونکا جائے گا تو اسی وقت وہ لوگ (سبھی زندہ ہو کر اپنی قبروں سے (اٹھ کر) اپنے رب کی طرف دوڑ پڑیں گے۔

۵۲۔ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ سكتة هٰذَا مَا وَعَدَ | وہ کہیں گے کہ ہائے ہماری بدنصیبی ہم کو کس نے ہماری خوابگاہ سے اٹھا دیا یہ تو وہی (قیامت) ہے جس کا وعدہ (خدائے) رحمٰن نے کیا تھا اور

الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ○ پیغمبروں نے سچ کہا تھا (کہ قیامت کا آنا برحق ہے)۔

۵۳- اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ○ بس ایک چنگھاڑ ہوگی پھر سب کے سب اسی وقت ہمارے سامنے حاضر کر دیئے جائیں گے۔

۵۴- فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ پس آج (قیامت) کے دن کسی پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا اور تم کو تمہارے اعمال کا پورا بدلہ ملے گا (دنیا، آخرت کی کھیتی تھی وہاں جو بویا تھا وہی یہاں کاٹوگے)۔

۵۵- اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ○ بے شک اہل جنت اس روز (اپنے دلچسپ) مشاغل میں لطف اٹھاتے ہوں گے۔ (جملہ فرحت و سرور کے سامان جو ان کے تصور میں بھی ہوں گے موجود رہیں گے)۔

۵۶- هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِئُوْنَ ○ وہ اور ان کی بیویاں سایہ کے نیچے تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

۵۷- لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ○ ان کے لیے وہاں میوے ہوں گے اور جو وہ چاہیں گے ان کو ملے گا۔

یہ تو بظاہر ان کا حال ہوگا ان کی روحانی لذتوں کا اندازہ اس سے کرو کہ

۵۸- سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ○ (قیامت میں مومنین کو بلا واسطہ) مہربان پروردگار کی طرف سے سلام کہا جائے گا۔ (سوچو یہ سلام کیسی رحمت ہوگا)

اس رحمتِ خاص کے مقابلہ میں جو مومنین کے ساتھ ہوگی، گنہگاروں کے ساتھ کچھ اور ہی برتاؤ ہوگا ان کو حکم ہوگا۔

۵۹- وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ○ اور اے گنہگارو آج تم الگ ہو جاؤ (اہل جنت کے عیش میں تمہارا حصہ نہیں۔ تم دور رہو تمہارا مقام الگ ہے)۔

۶۰۔ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

اے اولادِ آدم! کیا میں نے تم کو (انبیاء علیہم السلام کی زبانی) تاکید نہ کر دی تھی کہ شیطان کی بندگی نہ کرنا (اس کے نہ ہو جانا) بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

۶۱۔ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ (وقف غفران)

اور یہ کہ میری عبادت کرنا۔ یہی صراطِ مستقیم ہے (دین کا سیدھا راستہ، اللہ کو پانے کی راہ، اس کی راہِ رضا یہی ہے)

آگے کی آیات میں مجرمین کی بدحالیوں کا مزید ذکر ہے۔

۶۲۔ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ؕ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ۝

اور بے شک وہ (شیطان) تم میں سے ایک بڑی مخلوق کو گمراہ کر چکا تھا۔ پھر کیا تم کو (اتنی بھی) سمجھ نہیں تھی (کہ ایسے کھلے دشمن کے کہنے میں نہ آتے)۔

۶۳۔ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝

یہی وہ دوزخ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا (کافروں کا یہی ٹھکانا ہے)۔

۶۴۔ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝

آج تم (بھی) اپنے کفر کے باعث اس میں جا پڑو۔ (اور اس جہنم کا مزہ چکھو)۔

۶۵۔ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

آج (کا دن وہ دن ہے کہ) ہم ان (مجرموں) کے منہ پر مہر لگا دینگے اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں اس کی گواہی دیں گے جو یہ لوگ کیا کرتے تھے (بتائیں گے کہ انہوں نے دنیا میں کیسے کیسے گناہ کیے اور کیسی نافرمانی میں مبتلا رہے)۔

۶۶۔ وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ۝

اور اگر ہم چاہتے (تو ان کے اعمالِ بد کی وجہ سے دنیا ہی میں) ان کی آنکھوں کو مٹا (کر برابر کر) دیتے (کہ دیکھنے کا سوال ہی باقی نہ رہتا) پھر یہ راستے کی طرف دوڑتے پھرتے تو وہ کہاں دیکھ سکتے (انہیں راہِ راست کہاں نظر آتی)۔

۶۷۔ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى

اور اگر ہم چاہتے تو (دنیا ہی میں) جہاں وہ ہوتے وہیں ہم ان کی

مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ۝ ع

صورتیں مسخ کر دیتے (ان کو ان کی گمراہی میں مبتلا رہنے دیتے) پھر وہاں سے نہ وہ آگے ہل سکتے نہ پیچھے لوٹ سکتے (لیکن ان کو موقع دیا گیا پھر بھی انہوں نے اپنی حالت کی اصلاح نہ کی اور مبتلائے عذاب ہوئے)۔

پانچواں رکوع

مغرور انسان کس بات پر نازاں ہے۔ وہ اپنی تخلیق پر غور نہیں کرتا کہ کیسے پیدا ہوا، کیسے جوان ہوا، پھر کیسے بوڑھا ہوتا ہے۔ اللہ چاہے تو اس کو شروع سے کمزور وناتواں بنا دے۔ انسان کے پاس ہے کیا کہ جس پر وہ نازاں ہو۔ انسان تو وہ ہے جو اللہ کے حکم پر چلے اس کی مدد ونصرت ہر زمانہ میں اور ہر حال میں اس کی محافظ بنی رہے۔ یہ تبھی ممکن ہے کہ وہ سرکارِ دو عالم کی اتباع میں آجائے، ان کی بات سنے، ان کا کلام سمجھے۔ وہ تو اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں۔ اللہ سے ملاتے ہیں، جو رحمتِ خاص وہ لائے ہیں وہ قرآن مبین ہے۔ یہ وہ غذائے روحانی ہے جو روح کی بالیدگی اس کی حیات کی ضامن ہے۔ لوگ جسم کی آسائش کی چیزوں کو تو دیکھتے ہیں، عاقل ہوتے تو خالق کو پہچانتے، لیکن انسانوں میں اکثر جھگڑالو واقع ہوئے ہیں۔ وہ دنیا میں ہر قسم کی مخلوق کو دیکھنے کے بعد بھی اس کی دوسری بار تخلیق پر شک کرتے ہیں۔ جب تک اللہ پر ویسے ہی ایمان نہ لائیں جیسا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی سمجھ میں کچھ نہ آئے گا۔ اللہ کو ان کی عبادت کی ضرورت نہیں یہ اس کے محتاج ہیں اللہ ہر عیب سے پاک بڑی قدرت والا ہے، ہر شے اسی کے حکم کی تابع ہے سب کو اسی کی طرف واپس ہونا ہے۔

۶۸۔ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۭ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ۝

اور جس کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں تو اس کی طبعی طاقتوں کو گھٹاتے چلے جاتے ہیں (یعنی پھر وہ لڑکپن کی طرح کمزور اور دوسروں کا محتاج ہوتا ہے جیسا روز آنکھوں سے ان حالتوں کو یہ لوگ دیکھتے ہیں) پھر کیا یہ (اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے۔

(جو اللہ بڑھاپے میں طاقت سلب کر سکتا ہے کیا وہ جوانی میں نہیں کر سکتا، یا جس نے ایک بار یہ طاقت دی ہے کیا وہ آخرت میں زندہ نہیں کر سکتا؟ یقیناً کر سکتا ہے، کرے گا)۔

اور یہ جو کچھ کہا جا رہا ہے یہ شعر وافسانہ نہیں، حقائق ہیں۔ اللہ کا پیغام ہے، بیان کرنے والے اللہ کے رسول ہیں۔

۶۹۔ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۙ

اور ہم نے ان کو نہ شعر کہنا سکھایا اور نہ یہ ان کے شایان شان ہے یہ تو خالص نصیحت ہے، واضح (صاف) قرآن ہے (آخری کتاب آسمانی ہے)۔

۷۰۔ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝

تاکہ ایسے شخص کو ڈرائے جو زندہ ہو (جس کا دل مردہ نہ ہوا ہو جس میں ہمت و حوصلہ ہو، جو ہدایت کے قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو) اور منکروں پر حجت تمام کر دے (بات پوری ہو جائے انہیں یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ کوئی ہدایت ان کے پاس نہ آئی)۔

جس طرح اللہ نے مومن کے جسم کے لیے غذا کی فراہمی کی ہے اسی طرح اس نے روح کی غذا بھی مہیا فرمائی۔ اور جسمانی غذا اور اس کی لذتوں سے تو یہ سب بھی خوب واقف ہیں۔ سمجھ ہوتی تو ان سے اپنے خالق کو پہچانتے۔

۷۱۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝

کیا وہ (منکرین حق، مشرک و کافر) دیکھتے نہیں کہ ہم نے اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزوں میں سے (اپنی قدرت و حکمت سے) ان کے لیے مویشی پیدا کیے ہیں پھر یہ ان کے مالک ہیں۔

۷۲۔ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ۝

اور ہم نے ان (مویشیوں) کو ان کے قابو میں کر دیا پھر ان میں سے بعض ان کی سواری کے لیے ہیں اور بعض کو وہ کھاتے ہیں۔

۷۳۔ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝

اور ان لوگوں کے لیے ان (کے مویشیوں) میں (طرح طرح کے اور بھی) فائدے ہیں اور پینے کی چیزیں ہیں۔ پھر یہ لوگ کیوں شکر ادا نہیں کرتے۔

۷۴۔ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ؕ

اور (بجائے شکر گزار ہونے کے) ان لوگوں نے اللہ کے سوا دوسرے معبود قرار دے رکھے ہیں کہ شاید وہ ان کی مدد کریں۔

ان کا یہ خیال غلط ہے

۷۵۔ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ

وہ ان کی مدد نہ کر سکیں گے اور نہ (ان کی شرارتوں میں ان کے معاون)

لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ○

ان کی فوج ہو کر (اللہ کے روبرو جوابدہی کے لیے) حاضر کیے جائیں گے

۷۶۔ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ○

پس (اے رسول) آپ ان کی باتوں سے غمگین نہ ہوں، ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

(وہ آپ کی تبلیغ سے متاثر ہوتے ہیں لیکن ان کا نفس ان کو ایمان نہیں لانے دیتا اور طرح طرح کی تاویلوں میں ڈال دیتا ہے۔ آپ کے دل کا حال، آپ کی شفقت، خیر خواہی بھی ہم پر عیاں ہے، آپ غم نہ کریں، یہ جھگڑالو انسان ہیں)۔

۷۷۔ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ○

کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو ایک نطفے سے پیدا کیا پھر تبھی یہ (گستاخ ہر وقت اعتراض پر آمادہ، اور اللہ اور اس کے رسول کا) کھلا ہوا دشمن بن گیا۔

۷۸۔ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ○

اور (خود) ہمارے بارے میں مثال بیان کرنے لگا اور اپنی پیدائش کو بھول گیا، کہنے لگا کہ (ان) ہڈیوں کو جب وہ بوسیدہ ہو جائینگی کون زندہ کرے گا؟۔

۷۹۔ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ ○

آپ فرما دیجئے ان کو وہی زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ سب طرح کا پیدا کرنا خوب جانتا ہے۔

۸۰۔ اِۨلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ○

وہی (قادر مطلق تو) ہے جس نے تمہارے لیے سبز درخت سے آگ پیدا کر دی پھر تم اس سے آگ جلاتے ہو (اس نے سبز درخت پیدا کیے جو خشک ہو کر ایندھن بنتے ہیں ان سے آگ سلگائی جاتی ہے)۔

(یہ اسی کے کرشمے ہیں کہ مٹی پانی سے درخت، درختوں سے خشک لکڑی اور آگ کا سامان مہیا کر دیا بعض مفسرین نے سبز درخت سے وہ درخت مراد لیا ہے جن کی شاخوں کے

رگڑنے سے آگ پیدا ہوتی ہے)۔

۸۱- اَوَلَيۡسَ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنۡ يَّخۡلُقَ مِثۡلَهُمۡ ؕ بَلٰی ۚ وَهُوَ الۡخَلّٰقُ الۡعَلِيۡمُ ○

کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا وہ اس پر قادر نہیں کہ ان جیسے لوگوں کو (قیامت کے دن پھر) پیدا کر دے یقیناً (وہ قادر ہے) اور وہی تو اصل بنانے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

۸۲- اِنَّمَاۤ اَمۡرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَيۡـئًا اَنۡ يَّقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ ○

(اس کے یہاں تو بس ارادہ کی دیر ہے) اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز (کو پیدا کرنے) کا ارادہ فرماتا ہے اس سے کہتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے (وہاں تو ایک لمحہ کی دیر کا بھی سوال پیدا نہیں ہوتا ایسے قادر مطلق اور علیم خدا کے متعلق یہ خیال بھی کرنا کہ وہ کوئی کام کیسے کرے گا بڑی نادانی ہے)۔

۸۳- فَسُبۡحٰنَ الَّذِىۡ بِيَدِهٖ مَلَكُوۡتُ كُلِّ شَىۡءٍ وَّاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ○ ع ۱۶

پس پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار کامل ہے (اس نے تم سب کو پیدا کیا ہے) اور اسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے۔

الحمد للہ پانچویں منزل ختم ہوئی

۲۵- اکتوبر ۱۹۶۵ء

آج بتاریخ ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ بروز شنبہ مطابق ۵- اگست ۱۹۶۷ء دربار سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین۔

حرم شریف بین المنبر و روضۃ المبارکہ

چھٹی منزل

گزشتہ منزل تبلیغ سے متعلق تھی۔ اس کا آخری سورہ یٰسٓ شریف تھا جس میں علی الاعلان سرکارِ دو عالم کی زبان سے فرمایا گیا "وما علینا الا البلغ المبین" اور بتایا گیا کہ حیات کا مقصد سمجھنا چاہتے ہو تو قرآن مبین کو ذکر اور خالص نصیحت سمجھ کر پڑھا کرو۔

اس منزل میں بتایا جا رہا ہے کہ اگر اللہ کے نازل کیے ہوئے قرآن کریم کو سمجھنا ہے تو اللہ کے رسول کو سمجھو جو قولاً عملاً اور حالاً، قرآن کی تفسیر ہیں، قرآن کی یہ منزل تم کو صاحبِ قرآن، قرآنِ ناطق سے قریب کر دے گی جن کو پانا، حق کو پانا ہے جن کو دیکھنا، حق کو دیکھنا ہے۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

خوب سمجھ لو کہ جب تک توحیدِ خالص کے پرستار نہ بن جاؤ گے، محمد رسول اللہ کو نہ سمجھ سکو گے، وہ اللہ کے رسول ہیں، جس نے جس حد تک توحید کو سمجھا اسی قدر وہ محمد رسول اللہ کی ذات و مقام کو سمجھ سکا اور جس نے جس قدر حضور سرورِ کائناتؐ کی زندگی کو اپنایا اسی قدر اللہ سے قریب ہوا حضرت قبلہ نے حضرت ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے چند اقوال کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا "یاد رہے کلمہ پڑھنے سے انسان مومن ہوتا ہے لیکن جب تک سرکارِ دو عالم کے صفات سے متصف نہیں ہوتا کلمہ کا راز اس پر نہیں کھلتا۔ کلمہ کے تین حال ہیں: بدایت (ابتداء) وسط اور نہایت۔ جب تک کوئی انتہا کو نہ پہنچے اس کو کامل نہیں کہہ سکتے۔ یہ کلمہ جملہ حقائق اور صداقتوں کے چھپے ہوئے خزانوں کی کنجی ہے۔ جو بھی علم ہے اسی سے ہے۔ جو راز بھی ہے اسی سے ہے۔ رہبروانِ راہِ حقیقت کا دار و مدار اور انکی انتہا اسی پر ہے، پہلے کہنا، بعدہٗ جاننا اور آخر میں ہو جانا۔ کلمہ کی حقیقت سمجھنے والوں میں "بعض لا الٰہ کی وادی میں رہ گئے بعض الا اللہ کے دائرہ میں ٹھیر گئے تھوڑے ایسے ہوئے جو محمد رسول اللہ کی حقیقت تک پہنچے"۔

یہ منزل اسی حقیقت کا بیان ہے اس منزل کے عنوان کلمہ کے اسی جزو "محمد رسول اللہ" کو سمجھو اور بڑے غور و فکر سے اس منزل کو پڑھو۔ اللہ کے ہو کر، اللہ کے لیے اللہ کی عبادت میں مصروف ہو جاؤ، والصّٰفّٰت کی صفِ عابدین، زاہدین، مجاہدین اور ذاکرین میں آجاؤ گے۔ تم پر حقیقت کھلے گی سب کچھ سمجھ میں آجائے گا۔ پھر اس منزل کی سورتوں کی ترتیب پر غور کرو۔ والصّٰفّٰت کے بعد سورت "صٓ" ہے۔ یہاں اللہ کی صمدیت کے جلوے ہیں۔ پھر سات سورتیں حٰمٓ سے شروع ہوتی ہیں۔ اس میں پہلا سورہ "المومن" ہے دیکھو سورۃ المومن کلام پاک کا چالیسواں سورہ ہے۔ م محمدی کے عدد پر اس سورہ کو قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جگہ دی ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ کے پانے کی یافت یہیں سے ہے، یہ نورِ محمدی مومن ہی کی نظروں کے لیے ہے۔ جب حٰمٓ کے ساتوں حجاباتِ نورِ قلبِ مومن پر کھول دیئے جاتے ہیں تب محمد رسول اللہ کے نورانی خیمے کی طنابیں نظر آتی ہیں۔ دیکھو انہیں سات انوارِ حامیم کے بعد سورۃ محمد (صلے اللہ علیہ سلم) ہے۔ اسی آئینۂ محمدی میں سب حقائق نظر آتے ہیں اور یہ پارہ ہی خٓتٓمٓ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جن نیک و برگزیدہ بندوں کو اس نورِ پُرسرور سے قریب فرماتا ہے ان کا ذکر بھی سورۃ الفتح میں ان کے ساتھ کرتا ہے "محمد رسول اللہ والذین معہ، اشدّآء علی الکفار رحمآء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ..." بتاتا ہے کہ تابع امر کیسے ہوتے ہیں۔ اتباع کس کو کہتے ہیں، نمونہ کیسے بنا جاتا ہے۔ یہی اللہ کے وہ برگزیدہ بندے ہیں جن کی راہ پر چلنے کے لیے مومن ہر نماز میں راہِ ہدایت کی دعائیں کرتا رہتا ہے۔ دیکھو یہ "معہ" کون ہے، وہی صدیق اکبرؓ۔ اَشِدَّآءُ علی الکفار کون ہے، وہی عمر فاروقؓ۔ رحمآء بینھم کے نمونے کون ہیں، وہی عثمان غنیؓ۔ رکعاً سجداً کی تصویرِ عبادت کون ہے، وہی سیدنا علی مرتضٰے کرم اللہ وجہہ۔ اثرِ سجود میں سرشار حضور کی آل، ازواج اصحاب اور جملہ متبعین اولیاءِ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔ ان کا ماحول خود بتا دے گا یہ کون ہیں یہ دینِ اسلام کے لہلہاتے ہوئے سبزہ زار ہیں۔ سب ہی کے لیے اللہ کا وعدہ ہے اور وعدہ بھی مغفرت اور اجرِ عظیم کا۔ یہ غفر کیا ہے۔ یہ کس نور میں ڈھانپنا ہے، یہ کس اجر سے نوازنا ہے وہی مالکِ حقیقی جانتا ہے۔ منزل کے ختم سے قبل سورۃ الحجرات میں خصوصیات کے ساتھ وہ آداب سکھائے جاتے ہیں جن کا لحاظ ہر لمحہ ضروری ہے تاکہ مومن محمدی بن سکے۔ جتنا ادب کرتے جاؤ گے اتنا ہی علم کھلتا جائے گا۔ جتنا علم آئے گا عظمت آئے گی، جتنی عظمت آئے گی اسی قدر اتباع میں آؤ گے اور یہ اللہ کا تم پر خصوصی احسان ہوگا۔ اے اللہ اپنے احسانِ قدیم اور محض اپنی عنایت سے ہم سب کو توحیدِ خالص کی طرف ہدایت فرمائے۔ یا ھادِی یا ھادِی یا ھادِی یا ھادِی۔

سُوْرَۃُ الصّٰفّٰتِ

مکّی ایک سو بیاسی آیتیں پانچ رکوع

یہ سورہ تمامتر توحید کے مضامین سے معمور ہے۔ درمیان میں انبیاء علیہم السلام بالخصوص حضرت ابراہیمؑ کا ذکر بار بار آتا ہے کیونکہ یہود و نصاریٰ کے یہاں حضرت ابراہیمؑ کے واقعات عام تھے پھر دونوں آپ کو ایک جلیل القدر پیغمبر مانتے تھے۔ اور حضرت ابراہیمؑ خود سابقین انبیاء میں موحدِ اعظم سمجھے گئے۔ اس سورہ میں مسئلۂ توحید کو اس انداز سے سمجھایا گیا ہے کہ باطل

عقائد کی نفی ہو جائے، پہلے لا الٰہ سمجھ میں آئے پھر الا اللہ کے لیے قلب تیار ہو۔ یہ بات بلا نمونہ کے سمجھ میں نہیں آتی انبیاء علیہم السلام نے نمونہ ہی بن کر اپنے کو پیش کیا کہ لوگ کلمہ کے معنی سمجھ سکیں، اور رہتی دنیا تک کے لیے سرکار دو عالم نمونہ ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ — شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝ — قسم ہے قطار در قطار صف باندھنے والوں کی (یہ عابدین ہوں یا فرشتے)

۲۔ فَالزّٰجِرٰتِ زَجۡرًا ۝ — پھر (قسم ہے) ان کی جو جھڑک کر ڈانٹتے ہیں (یہ فرشتے ہوں یا میدانِ کارزار میں گھوڑوں کو ڈانٹنے والے یا دشمنوں کو للکارنے والے یا میدانِ عمل میں لوگوں کو نیکی کا حکم کرنے والے اور برائی سے منع کرنے والے یا اپنے نفس کو بدی سے روکنے والے ہوں)

۳۔ فَالتّٰلِیٰتِ ذِکۡرًا ۝ — پھر (قسم ہے) ان کی جو قرآن کی تلاوت کرتے ہیں (خواہ انسان ہوں یا فرشتے)

قسم اس بات پر کہ

۴۔ اِنَّ اِلٰـہَکُمۡ لَوَاحِدٌ ۝ — بے شک تم سب کا معبود ایک (اللہ ہی) ہے۔

آیاتِ بالا میں اللہ ان کی تعریف فرماتا ہے جو اس کی نظر میں آچکے ہیں پھر ان کی قسم کھاتا ہے یہ اس کی مزید نوازش ہے۔ یہ فرشتے ہیں، وہ عابدین ہیں جو صف بستہ مشغول عبادت ہوتے ہیں، وہ زاہدین اور مجاہدین ہیں جو لوگوں کو راہِ حق کی طرف للکار کر بلاتے ہیں وہ اللہ والے ہیں جو اس کے ذکر میں ہمہ وقت مصروف ہیں۔ ان کی سب عبادت کا ہر رخ اللہ ہی کی طرف ہے۔ وہ اللہ جو ساری کائنات کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہ ایک، یکتا و یگانہ ہے دوئی کے ہر تصور سے پاک ہے۔

۵۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَیۡنَہُمَا وَرَبُّ الۡمَشَارِقِ ۝ — (وہی) پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور ان کا جو کچھ ان کے درمیان ہے اور وہی مشرقوں کا رب ہے (جدھر منہ کرو اسی کو جلوہ گر پاؤ گے" مشرق" کے معنی "نکلنے کی جگہ کے ہیں" ہر روز سورج کی جدا اور سیارے کی جدا مشرق ہے)

۶۔ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ۝
بے شک ہم ہی نے آسمان دنیا کو ستاروں کی آرائش سے مزین کیا

۷۔ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝
اور ہر شیطان سرکش سے (ان کی) حفاظت کی

۸۔ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝
(اس لیے) وہ (شیاطین) ملاءِ اعلیٰ کی کوئی بات بھی نہیں سُن سکتے اور (اگر وہ اوپر جانے اور رازِ سربستہ کو پانے کی کوشش کرتے ہیں تو) ہر طرف سے ان پر (انگارے) پھینکے جاتے ہیں

۹۔ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝
بھگانے کے لیے (وہاں سے ذلت کے ساتھ نکال دینے کیلئے) اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔

۱۰۔ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝
(ہاں) مگر جو (شیطان) کچھ (چھپ چھپا کر) جھپٹ لینا چاہتا ہے تو ایک دہکتا ہوا انگارا اس کا پیچھا کرتا ہے۔

۱۱۔ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ۝
پس آپ ان سے پوچھیے (وہ خود سوچیں کہ) ان لوگوں کا بنانا مشکل ہے یا وہ تمام خلقت جو ہم نے بنائی (جس میں شیاطین سے لے کر فرشتے آسمان و زمین سب ہی شامل ہیں) ہم نے تو ان لوگوں کو ایک چپکتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا

(یہ انسان کیوں شیطنت پر آمادہ ہے اور کیوں اپنے رب کے سامنے گستاخی کرکے گنہگار ہوتا ہے، کاش یہ اپنی فطرت کو سمجھتا تو اللہ کی عظمت اس کی سمجھ میں آتی)۔

۱۲۔ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ۝
ہاں (اے رسول) آپ کو تعجب ہوتا ہے (کہ وہ اپنا صحیح مقام کیوں نہیں سمجھتے) اور وہ (حق کا کیوں) مذاق اڑاتے ہیں۔

بات یہ ہے کہ ان کی عقلوں پر پردے پڑے ہیں۔

۱۳۔ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ۝
اور جب ان کو سمجھایا جاتا ہے تو یہ سمجھتے نہیں (سمجھنے یا غور کرنے کی کوشش ہی نہیں کرتے پھر نصیحت کیا قبول کریں گے)۔

آیت نمبر (۸) ملاءِ اعلیٰ = بلندی کی مجلس، عالمِ فرشتگان، جہاں کلام فرشتوں پر نازل ہوتا ہے۔

۱۴۔ وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخِرُونَ ○ اور جب (اللہ کی) کوئی نشانی (معجزہ وغیرہ) دیکھتے ہیں تو اس کا مذاق اڑاتے ہیں ۔

۱۵۔ وَقَالُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ○ اور کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو ہے ۔

ان کے لیے حیات بعد الممات ایک ڈھکوسلا ہے اور یہ کہتے ہیں

۱۶۔ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ○ کیا جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے ؟

۱۷۔ أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ○ اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی ۔

۱۸۔ قُلْ نَعَمْ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ ○ آپ فرما دیجئے ہاں (ضرور تم سب اٹھائے جاؤ گے) اور (یہی نہیں بلکہ) تم ذلیل (اور رسوا) بھی ہو گے ۔

اور اس زندہ کرنے میں کوئی زیادہ وقت نہ لگے گا ۔

۱۹۔ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنْظُرُونَ ○ پس وہ (قیامت) تو بس ایک ڈانٹ (ایک زور کی آواز) ہو گی پس یہ سب (اٹھ کر) یکدم دیکھنے لگیں گے ۔

آج جس کے منکر ہیں کل وہ منظر آنکھوں کے سامنے ہو گا ۔

۲۰۔ وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَٰذَا يَوْمُ الدِّينِ ○ اور کہیں گے ہائے ہماری بدنصیبی یہ تو جزا کا دن ہے

۲۱۔ هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ○ (اس دن ان سے کہا جائے گا ہاں) یہی وہ فیصلہ کا دن ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے ۔

ع ۵ ۲۱

دوسرا رکوع

اس رکوع میں منکرین حق کی اخروی زندگی کا ایک عبرت آموز نقشہ دکھایا گیا ہے ۔ تاکہ انسان اللہ کے کلام ، اس کے رسولوں کو ، اس کی رحمت کو سمجھ کر اس کے دامن رحمت سے وابستہ ہو جائے

اوراس کے عذاب سے بچ سکے۔ہمیشہ کلمۂ حق کو سمجھانے کے لیے انبیاء علیہم السلام ہادی بنا کر بھیجے گئے لیکن سوائے چند مخلصین کے کسی نے ان کی قدر نہ کی۔

۲۲۔ اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ ○
(قیامت کے دن اللہ رب العزت کا حکم ہوگا کہ جملہ) ظالموں کو اور ان کے ہم مشربوں کو اور ان کے معبودوں کو جمع کرو

۲۳۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِیْمِ ○
(ان سب کو جن کی) اللہ کے سوا (یہ عبادت کرتے تھے) پھر ان سب کو دوزخ کی راہ پر ڈال دو۔

یہ سنتے ہی وہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے پھر حکم ہوگا

۲۴۔ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ○
اور ان کو (ذرا) ٹھہرائے رکھو، (کیونکہ ان سے (کچھ) پوچھ گچھ کیجائیگی

کہا جائے گا آج کے دن تمہارا وہ راہ کفر میں اشتراک عمل کہاں گیا

۲۵۔ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ○
تم کو کیا ہوا کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔

اس دن کوئی کسی کا معاون نہ ہوگا

۲۶۔ بَلْ هُمُ الْیَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ○
بلکہ اس دن (تو) وہ سب (سر جھکائے فرمانبردار (بنے کھڑے) ہوں گے۔

۲۷۔ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ ○
اور ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر سوال و جواب کرنے لگیں گے۔

۲۸۔ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْیَمِیْنِ ○
(اور گمراہ ہونے والے اپنے رہبروں سے) کہیں گے کہ تم ہی (تو) تھے جو ہمارے پاس داہنی طرف سے آیا کرتے تھے (یعنی بزور و قوت ہمیں گمراہی پر آمادہ کرتے اور ہم کو خیر سے محروم رکھتے تھے)۔

۲۹۔ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ○
(ان کے سردار) کہیں گے (ہم کو الزام کیوں دیتے ہو) بلکہ (واقعہ یہ ہے کہ) تم خود ایمان لانے والے نہ تھے۔

۳۰۔ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَیْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا
اور ہمارا تم پر کچھ زور ہی نہ تھا، درحقیقت تم خود سرکش لوگ تھے۔

طٰغِیْنَ ○

یعنی تم نے ہمارا کہا اس لیے مانا کہ وہی تمہارے نفس کی خواہش تھی ۔ ہم کچھ بھی نہ کہتے
تب بھی تم وہی کرتے جو تم نے کیا ، بہرحال اب عذاب سے چھٹکارا نہ تم کو ہے نہ ہم کو

۳۱۔ فَحَقَّ عَلَیْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ﺻﻠﮯ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ○
پس ہم (سب) پر ہمارے رب کی بات ثابت ہوگئی کہ ہم کو بہرحال (دوزخ کا) مزہ چکھنا ہے ۔

۳۲۔ فَاَغْوَیْنٰکُمْ اِنَّا کُنَّا غٰوِیْنَ ○
پس ہم نے تم کو بھی گمراہ کیا (اور) ہم خود بھی گمراہ تھے ۔

۳۳۔ فَاِنَّهُمْ یَوْمَئِذٍ فِی الْعَذَابِ مُشْتَرِکُوْنَ ○
غرض وہ (سب کے سب) اس روز عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے (جیسے دنیا میں جرائم میں شریک رہے) ۔

۳۴۔ اِنَّا کَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِیْنَ ○
ہم گنہگاروں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں ۔

۳۵۔ اِنَّهُمْ کَانُوْٓا اِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لا یَسْتَکْبِرُوْنَ ○ لا
ان (کفار) کا تو یہ حال تھا کہ جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو یہ لوگ تکبر کیا کرتے (اللہ پر ایمان لانا اپنی شان کے خلاف سمجھتے) ۔

۳۶۔ وَیَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِکُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ○ ط
اور کہا کرتے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک مجنون شاعر (کے کہنے) کی وجہ سے چھوڑ دیں گے

۳۷ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِیْنَ ○
(وہ مجنون اور شاعر نہیں) بلکہ وہ (دینِ) حق لے کر آئے ہیں اور (جملہ) پیغمبروں کی تصدیق فرماتے ہیں ۔

۳۸۔ اِنَّکُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِیْمِ ○ ج
بے شک تم (ہی) کو (اپنے اس انکار و تکبر اور بارگاہِ رسالت میں گستاخی کے باعث) دردناک عذاب کا مزہ چکھنا ہے ۔

۳۹۔ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ لا
اور تم کو بدلہ ویسا ہی ملے گا جیسا کہ تم (دنیا میں) عمل کیا کرتے تھے ۔

۴۰۔ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ ○
مگر جو اللہ کے مخلص بندے ہیں (ان پر اللہ کے انعامات و نوازشیں ہوں گی)۔

۴۱۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ○ لا
یہ وہ لوگ ہیں جن کے واسطے (اللہ کے یہاں) روزی مقرر ہے ۔

ان خصوصی انعامات کا اندازہ یوں کرو کہ

۴۲۔ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ۝ (ان کے لیے) میوے ہوں گے اور ان کی عزت کے ساتھ مہمان نوازی ہو گی۔

۴۳۔ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ (وہ) نعمت کے باغوں میں (مقیم ہوں گے)۔

۴۴۔ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝ تختوں پر آمنے سامنے (جلوہ افروز ہوں گے)

۴۵۔ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۝ شرابِ لطیف کا جام ان کے درمیان گردش میں ہو گا۔

۴۶۔ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝ (یہ) سفید (پُرکیف شراب) پینے والوں کے لیے (عجیب) لذت بخشنے والی (ہو گی)۔

۴۷۔ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ۝ نہ اس کو پی کر سر چکرائے گا اور نہ اس کو پی کر لوگ بہکیں گے۔

۴۸۔ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ۝ اور ان کے پاس عورتیں ہوں گی نیچی نگاہ والی (اور) بڑی آنکھوں والی

۴۹۔ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ۝ (خوش رنگ) گویا وہ محفوظ انڈوں کی سی ہیں (جن کو اللہ نے خوش رنگ اور دلکش بنایا ہے اور جن کی دلکشی کا محافظ رہا ہے)۔

اس پُرسرور ماحول میں وہ ایک دوسرے سے ہم کلام ہوں گے۔

۵۰۔ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ پھر ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھیں گے

۵۱۔ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ۝ ان میں ایک کہنے والا کہے گا، میرا ایک ساتھی تھا

۵۲۔ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ۝ کہا کرتا تھا کہ کیا تم بھی (اس حشر و نشر پر) یقین رکھنے والوں میں سے ہو۔

۵۳۔ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور (بوسیدہ) ہڈیاں ہو جائیں گے

ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ○ — توکیا ہم کو (ہمارے اعمال کا) بدلہ ملے گا؟ (میں تو یہ بات ماننے کو تیار نہیں)

۵۴- قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ○ — (اللہ یا اللہ کا کوئی جنتی بندہ) کہے گا کیا تم (اسے) جھانک کر دیکھنا چاہتے ہو

۵۵- فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ○ — پس (اتنے میں) وہ جھانکے گا تو اسے وہ دوزخ کے وسط میں دیکھے گا۔

۵۶- قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ○ — (اور) بول اُٹھے گا، خدا کی قسم تو تو مجھ کو ہلاک ہی کر چکا تھا (تو نے مجھے قعرِ ذلّت میں ڈال ہی دیا تھا لیکن میرے رب نے مجھ پر فضل کیا کہ میں تیری باتوں سے متاثر نہ ہوا۔)

۵۷- وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ○ — اور اگر میرے رب کا (مجھ پر) فضل نہ ہوتا تو میں بھی گرفتار کر کے لائے جانے والوں میں ہوتا۔ (یعنی میں بھی عذاب پانے والوں میں ہوتا)

اور جوشِ مسرت میں اس جنتی کے منہ سے نکلے گا

۵۸- اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ○ — کیا اب تو ہم کو مرنا نہیں

۵۹- اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ○ — سوائے (اس) پہلی بار مرنے کے اور (ہاں اب تو) ہم کو عذاب بھی نہیں ہونے کا۔

(جنت میں دوزخ دیکھ کر جنت کی قدر اور بڑھ گئی بلکہ ایک خیال یہ بھی آگیا کہ کہیں پھر تو مرنا نہیں لیکن اللہ کے وعدہ پر یقین نے اس حزن سے بھی بچا لیا)۔

۶۰- اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ — بے شک یہی (اللہ کی رحمتِ بے پایاں) بڑی کامیابی ہے۔

۶۱- لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ○ — ایسی ہی (رحمت اور ایسی ہی کامیابی) کے لیے محنت کرنے والوں کو محنت کرنا چاہیئے۔

۶۲- اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ○ — بھلا یہ مہمانی (جو خلد میں رب العزت کی طرف سے ہوگی وہ) بہتر ہے یا زقوم کا درخت (جو جہنم میں مجرموں کی غذا ہوگا)۔

۶۳- اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ○ — (اور) ہم نے اس (زقوم کے درخت) کو ظالموں کے لیے ایک فتنہ

بنا دیا ہے (جو کہتے ہیں کہ ایک سبز درخت دوزخ میں کیوں کر آگ سکتا ہے)

۶۴- اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ۝
وہ ایک درخت ہے جو دوزخ کے سب سے نچلے حصہ سے نکلتا ہے۔

۶۵- طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ۝
اس کے خوشے جیسے (بدہیئت) شیطانوں کے سر ایسے جیسے سانپ کے پھن)۔

۶۶- فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝
پس وہ (دوزخی) اسی سے کھائیں گے پھر اسی سے اپنا پیٹ بھریں گے۔

۶۷- ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ۝
پھر ان کو اس (غذائے زقوم) کے ساتھ ملا کر اوپر سے گرم پانی پلایا جائے گا (جو ایسا گرم ہوگا کہ انتڑیاں کٹ کر باہر آجائیں گی)۔

۶۸- ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ۝
پھر ان کو آگ کے انبار میں واپس کیا جائے گا (جس سے وہ کچھ دیر کے لیے زقوم کھانے اور گرم پانی پینے کیلئے الگ کیے گئے تھے)۔

دیکھو یہ وہی لوگ ہیں کہ

۶۹- اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ۝
انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کو گمراہ پایا۔

۷۰- فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ۝
چنانچہ وہ بھی انہیں کے نقش قدم پر دوڑے چلے جاتے ہیں۔

۷۱- وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝
اور ان سے قبل بہت سے اگلے لوگ بھی گمراہ ہو چکے ہیں۔

۷۲- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ۝
اور ہم نے ان میں بھی نصیحت کرنے والے بھیجے تھے (جو ان کو اللہ کے عذاب سے ڈراتے اور راہِ حق کی طرف دعوت دیتے تھے)۔

۷۳- فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝
پھر آپ دیکھ لیجئے کہ جن کو ڈرایا گیا تھا ان کا کیسا (برا) انجام ہوا۔

۷۴۔ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝

سوائے ان کے جو اللہ کے مخلص بندے تھے (وہ تو ہر خوف و حزن سے محفوظ اور ہر آفت سے مامون رہے)۔

تیسرا رکوع

اللہ کے مخلص اور برگزیدہ بندوں میں سے چند کا ذکر کیا جا رہا ہے تاکہ دنیا دیکھے کہ کس طرح انہوں نے فرائض تبلیغ ادا کیے اور کس طرح اللہ اپنے بندوں کو ہر آفتِ ارضی و سماوی سے محفوظ رکھتا ہے، ان میں خصوصیت کے ساتھ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۷۵۔ وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ۝

اور (حضرت نوح کی مثال لو) ہم کو نوح نے پکارا پس (دیکھ لو کہ) ہم کیا خوب فریاد کو پہنچنے والے ہیں۔

۷۶۔ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝

اور ہم نے (کیسے) ان کو اور ان کے گھر والوں کو زبردست مصیبت سے نجات دی (کس طرح ان ظالموں کو ہلاک کیا جن کی دل آزاری اور شرارتیں انتہا کو پہنچ چکی تھیں اور کس طرح حضرت نوح کو اس طوفان سے نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ ان کی اولاد سے دنیا کو آباد کیا)۔

۷۷۔ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ۝

اور ہم نے صرف ان ہی کی نسل کو باقی رہنے دیا۔

۷۸۔ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ۝

اور ہم نے آنے والے لوگوں میں ان کا ذکر (خیر یوں) باقی رکھا

۷۹۔ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِى الْعٰلَمِيْنَ ۝

(کہ ہر زمانہ میں مومنین یہی کہتے ہیں) سارے جہان والوں میں نوح پر سلام ہو۔ (حضرت آدم اور حضرت نوح کے زمانہ میں سب مسلمان ہی مسلمان تھے اس لیے عالمین فرمایا)۔

۸۰۔ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝

ہم (اپنے) نیک بندوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

۸۱۔ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

بے شک وہ (یعنی نوح) ہمارے ایمان دار بندوں میں سے ہیں۔

۸۲۔ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝

پھر ہم نے دوروں کو (جنہوں نے ان کی نافرمانی کی ان کو) غرق کر دیا۔

۸۳۔ وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ۝

اور (ابراہیم (جن کو یہود و نصاریٰ بھی پیغمبر مانتے تھے) انہیں کی پیروی کرنے والوں میں تھے۔ (گویا جملہ انبیاء کی ایک امت ہے)۔

۸۴۔ اِذۡ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلۡبٍ سَلِيۡمٍ ○ (اور وہ وقت یاد کیجئے) جب وہ (یعنی حضرت ابراہیم) اپنے رب کے پاس قلب سلیم لے کر آئے (یعنی وہ اللہ کی طرف رجوع تھے ان کا قلب توحید خالص سے مملو تھا)

۸۵۔ اِذۡ قَالَ لِاَبِيۡهِ وَقَوۡمِهٖ مَاذَا تَعۡبُدُوۡنَ ○ (اور) جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا (ذرا غور تو کرو) تم کن چیزوں کی پرستش کرتے ہو؟

۸۶ اَئِفۡكًا اٰلِهَةً دُوۡنَ اللّٰهِ تُرِيۡدُوۡنَ ○ کیا تم جھوٹ باندھ کر اللہ کے سوا اور معبودوں کے خواستگار ہو۔

۸۷۔ فَمَا ظَنُّكُمۡ بِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ○ آخر تم نے پروردگار عالم کے متعلق کیا سمجھ رکھا ہے (کیا تم کو اس کے غضب و انتقام کی خبر نہیں، اس کے بارے میں کیوں شبہ میں مبتلا ہو کر عذاب مول لیتے ہو)۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لوگوں نے خواہش ظاہر کی کہ وہ ان کے ساتھ ان کے سالانہ میلے میں چلیں رات کا وقت تھا۔

۸۸۔ فَنَظَرَ نَظۡرَةً فِى النُّجُوۡمِ ○ پس انہوں نے ستاروں کی طرف نگاہ اٹھائی

۸۹۔ فَقَالَ اِنِّىۡ سَقِيۡمٌ ○ پھر کہا میری طبیعت مضمحل ہے۔

حضرت ابراہیم کا آسمان کی طرف نظر اٹھانا، اپنے رب کی یاد میں تھا یا وقت معلوم کرنے کے لیے یا کسی اور وجہ سے، لیکن فال دیکھنا نہ تھا جیسا کہ کفار نے خیال کیا کیونکہ اس زمانہ میں نجوم کا زور تھا حضرت ابراہیم تو موقع کے متلاشی تھے کہ ان بتوں کی خبر لیں یہ موقع طبیعت کے اضمحلال سے مل گیا اور میلہ میں شرکت نہ کرنے کے لیے کسی بحث و مباحثہ کی ضرورت ہی نہ پڑی۔

۹۰۔ فَتَوَلَّوۡا عَنۡهُ مُدۡبِرِيۡنَ ○ چنانچہ وہ (لوگ جو میلہ دیکھنے جا رہے تھے) ان کو چھوڑ کر چل دیئے۔

۹۱۔ فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمۡ فَقَالَ اَلَا تَاۡكُلُوۡنَ ○ پھر وہ (یعنی ابراہیم) ان کے بتوں میں جا گھسے اور (ان کے سامنے طرح طرح کے کھانے جو پجاریوں نے چڑھائے تھے دیکھ کر کہنے لگے تم (یہ) کھاتے کیوں نہیں ہو۔

۹۲۔ مَا لَـكُمۡ لَا تَنۡطِقُوۡنَ ○ (اور ہاں تم خدا بنے بیٹھے ہو) تم کو کیا ہوا ہے کہ تم بولتے (بھی) نہیں ہو؟

۹۳۔ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ○ پھر (ابراہیم بڑے زور و قوت کے ساتھ) داہنے ہاتھ سے ان کو مارنے (اور توڑنے) لگے۔

(حضرت ابراہیمؑ کی طبیعت میں جو گرانی تھی اس کا یہی علاج تھا کہ جھوٹے معبودوں کا قلع قمع کر دیا جائے)

۹۴۔ فَاَقْبَلُوْۤا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ○ پھر (جب لوگ میلے سے واپس آئے اور بتوں کو ٹوٹا پڑا پایا تو) وہ ان کے پاس دوڑتے ہوئے آئے۔

اور حضرت ابراہیمؑ سے اپنے بتوں کے ٹوٹنے پر جھگڑنے لگے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

۹۵۔ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ○ فرمایا کیا تم ان (بیجان پتھروں) کی پرستش کرتے ہو جن کو تم (خود) تراشتے ہو جو اپنی حفاظت نہ کر سکے وہ تمہارا پروردگار کیسے ہو سکتا ہے)۔

۹۶۔ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ○ اور اللہ نے تم کو بھی پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو بھی۔ (وہی تمہارا خالق ہے اور وہی خالق کائنات اور خالق افعال ہے)۔

۹۷۔ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ○ ان لوگوں نے (طیش میں آکر) کہا کہ اس کے لیے ایک عمارت بناؤ (یعنی ایک چار دیواری بنا کر لکڑیوں سے بھر دو پھر اس میں آگ لگا دو جب شعلے بلند ہوں) پھر اسے آگ کے ڈھیر میں ڈال دو۔

۹۸ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ○ غرض انہوں نے اس کے ساتھ ایک چال چلنا چاہی اور ہم نے انہیں کو نیچا دکھایا (یعنی وہ آگ حضرت ابراہیم کے لیے گلزار بن گئی اور آپ کا بال بیکا نہ ہوا)۔

آخر لوگوں کی بے حسی اور سختی سے مجبور ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے وطن سے نکل جانے کا ارادہ کیا اور اس ارادے کو اپنے رب کا حکم سمجھا

۹۹۔ وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ○ اور فرمایا میں اپنے پروردگار کی طرف چلا جاتا ہوں (میری ہجرت اس کے لیے ہے) وہ مجھے راہ دکھائے گا (چنانچہ آپ شام کی طرف روانہ ہوئے)

اور آپ نے اس وقت اس ارض مقدس میں یہ دعا مانگی

۱۰۰۔ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ — اے میرے پروردگار مجھ کو نیک بیٹا عطا فرما۔

۱۰۱۔ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ○ — پس ہم نے ان کو ایک بردبار بیٹے کی بشارت دی۔ (انہیں کا نام اسمٰعیل رکھا گیا)

۱۰۲۔ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۭ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ○ — پھر جب وہ (اسمٰعیل) ان کے ساتھ دوڑنے (کی عمر) کو پہنچے (یعنی دوڑ کر ساتھ ساتھ چل سکیں) فرمایا اے میرے بیٹے، میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں پس تم بھی غور کرلو کہ تمہارا کیا خیال ہے۔ (اسمٰعیل نے بلا تردد) عرض کیا اے باپ! (پھر دیر کیا ہے) جو کچھ آپ کو حکم ہوا کر ڈالیے (جہاں تک میرا تعلق ہے) آپ انشاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔

۱۰۳۔ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ○ — پھر جب دونوں نے (اللہ کا) حکم مان لیا اور (ابراہیم نے) ان کو ماتھے کے بل لٹایا

اور چاہا کہ ذبح کر دیں۔ جو منظر ہوگا وہ بیان نہیں کیا گیا البتہ نہ گلا کٹا نہ چھری چلی۔

۱۰۴۔ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ○ — اور ہم نے ان کو ندا دی کہ اے ابراہیم (کیا خوب)

۱۰۵۔ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ — تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا۔ ہم نیکو کاروں کو یوں ہی بدلہ دیتے ہیں۔

(کہ آپ کو مقام خلت پر فائز کیا اور آپ کی دعا کو کائنات کے لیے اللہ کی رحمت کا وسیلہ بنا دیا اور امت محمدیہ میں آپ کی یادوں کو تازہ رکھا)۔

۱۰۶۔ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰۗـؤُا — بے شک (باپ کا بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے تیار ہو جانا) یہ ایک

آیت نمبر (۱۰۱) اسمٰعیل = سمع اور ایل سے مرکب ہے یعنی وہ لڑکا جس کے متعلق اللہ نے دعا سن لی۔ کلام اللہ میں حلیم حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ دونوں کے متعلق آیا ہے۔

الْمُبِيْنُ ○ بڑی صریح آزمائش تھی (حضرت ابراہیم اس آزمائش میں پورے اترے)۔

۱۰۷۔ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ○ اور ہم نے ایک عظیم قربانی کو ان کا فدیہ (بنا) دیا۔

اس ذبح عظیم کی تفسیر میں بہت کچھ لکھا گیا ہے ۔ اللہ کے علم میں سب تھا سب اس کے علم اور مشیت کے مطابق ہوا اللهُ محمودٌ فی جمیع افعاله ۔ وہ اپنی مراد بہتر سمجھتا ہے بہر حال جبرئیل ایک مینڈھا لائے آپ نے اس کو ذبح فرمایا جس کی یاد آج تک تازہ ہے)۔

۱۰۸۔ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ○ اور ہم نے ان کے بعد آنے والوں میں ان (کے ذکر خیر) کو (یوں) باقی رکھا

۱۰۹۔ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ○ (کہ) سلام ہو ابراہیم پر۔

۱۱۰۔ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ ہم اپنے مخلص بندوں کو یوں ہی بدلہ دیا کرتے ہیں ۔

۱۱۱۔ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ○ بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے ہیں ۔

۱۱۲۔ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ اور ہم نے (اسمٰعیل کے بعد جو اب تک حضرت ابراہیم کے اکلوتے بیٹے تھے) ان کو ایک (اور) بیٹے اسحاق کی بشارت دی کہ وہ (بھی) نبی (اور) نیک بخت بندوں میں ہوں گے ۔

(چنانچہ سلسلۂ نبوت حضرت اسحاقؑ کی اولاد سے قائم رکھا گیا لیکن سلسلۂ نبوت حضرت اسمٰعیل کی نسل میں سرکارِ دو عالمؐ پر ختم کیا گیا سرکارِ دو عالم کی بعثت کی دعا، خانہ کعبہ کی تعمیر، قربانی اور حج سے متعلق جملہ مناسک میں حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسمٰعیلؑ کی یادیں بھی شامل ہیں)۔

۱۱۳۔ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ○ اور ہم نے ان پر (یعنی ابراہیم پر) اور اسحاق پر برکتیں نازل کی تھیں اور ان دونوں کی نسل میں نیکوکار بھی ہیں اور وہ بھی جو اپنے پر صریح ظلم کر رہے ہیں ۔

چوتھا رکوع

انبیاء علیہم السلام کا ذکر جاری ہے کہ سرکارِ دو عالم کی ذاتِ گرامی کو سمجھنے کے لیے جملہ انبیاء پر خصوصی انعامات کا ذکر ضروری ہے تاکہ اس مجسم وحدت ، خلاصۂ صفاتِ

انبیاء اور مظہر حق کی ذاتِ مقدسہ کو انسان پہچان سکے اور سمجھ سکے اور اس احسانِ عظیم کا قدر دان بن کر اظہارِ تشکر میں زندگی گزارے ۔

۱۱۴۔ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوسٰى وَهٰرُونَ ۚ اور ہم نے موسیٰ اور ہارون پر (بھی) احسان کیا۔

کہ ان کو اپنا نبی بنا کر بھیجا اور جب وہ قوم فرعون کے ہاتھوں پریشانیوں میں مبتلا ہوئے تو ہم نے ان کی اعانت کی ۔

۱۱۵۔ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ۚ اور ان دونوں کو اور ان کی قوم کو ایک بڑی مصیبت سے نجات دی۔

۱۱۶۔ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوا هُمُ الْغٰلِبِينَ ۚ اور ان سب کی مدد کی تو وہی لوگ غالب رہے ۔

۱۱۷۔ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِينَ ۚ اور ہم نے ان کو ایک واضح کتاب دی (جو حق کی سیدھی راہ دکھاتی تھی) ۔

۱۱۸۔ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۚ اور ہم نے ان دونوں کی سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی کی (اور استقامت کے ساتھ اس پر لگا دیا)

۱۱۹۔ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِينَ ۙ اور ہم نے ان کے بعد آنے والوں میں ان (کے ذکر خیر کو (یوں) باقی رکھا

۱۲۰۔ سَلٰمٌ عَلٰى مُوسٰى وَهٰرُونَ (کہ) موسیٰ اور ہارون پر سلام ہو۔

۱۲۱۔ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ہم اپنے مخلص بندوں کو یوں ہی اجر دیا کرتے ہیں ۔

۱۲۲۔ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ بلاشبہ وہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے ہیں ۔

۱۲۳۔ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۚ اور بے شک الیاس بھی رسولوں میں سے ہیں ۔

۱۲۴۔ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُونَ (ان کا وہ واقعہ یاد کیجئے) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا (کیوں بت پرستی میں مبتلا ہو) کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں ۔

۱۲۵۔ اَتَدْعُونَ بَعْلًا وَّتَذَرُونَ اَحْسَنَ الْخٰلِقِينَ ۙ کیا (یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے کہ اپنے بنائے ہوئے بت) بعل کو (معبود سمجھ کر) پکارتے ہو اور (تمام کائنات کے) بہتر پیدا کرنیوالے

(رب) کو چھوڑ بیٹھے ہو

۱۲۶- اللّٰہَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ (یعنی) اللہ کو جو تمہارا سب کا اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا پروردگار ہے۔

لیکن حضرت الیاسؑ کی تبلیغ کا ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔

۱۲۷- فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ پھر انہوں نے اس (نبی) کو جھٹلایا پس وہ لوگ (آخرت کے دن) پکڑے جائیں گے۔

۱۲۸- اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے (کہ وہ امن میں ہوں گے)

۱۲۹- وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ۝ اور ہم نے ان کے بعد آنے والوں میں (ان کا ذکر خیر یوں) باقی رکھا

۱۳۰- سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ۝ (کہ) الیاس پر سلام ہو۔

۱۳۱- اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ہم مخلص بندوں کو یوں ہی اجر دیا کرتے ہیں۔

۱۳۲- اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے ہیں۔

۱۳۳- وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اور بے شک (موسٰی و ہارون کی طرح) لوط (علیہ السلام) بھی ہمارے رسولوں میں سے تھے۔

۱۳۴- اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ (ان کا واقعہ یاد کیجئے) جب ہم نے ان کو اور انکے سارے گھر والوں کو (اپنے قہر سے) بچا لیا۔

۱۳۵- اِلَّا عَجُوْزًا فِى الْغٰبِرِيْنَ ۝ سوائے ایک بڑھیا کے جو (پیچھے) رہ جانے والوں میں رہ گئی (اور عذاب سے ہلاک ہوئی)۔

۱۳۶- ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو (جو قوم لوط کے نافرمان لوگ تھے) جڑ سے اکھاڑ پھینکا (ان کی بستیوں کو اُلٹ کر رکھ دیا)

۱۳۷- وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۝ اور (مکہ سے شام کو جب تمہارے قافلے آیا جایا کرتے ہیں تو) تم صبح کے وقت ان (کی بستیوں) کے پاس سے گزرتے رہتے ہو،

آیت نمبر (۱۳۰) اِل یاسین = الیاس ہی کا دوسرا تلفظ و طرز تحریر ہے جیسے طورِ سینا سے طورِ سینین۔

۱۳۸۔ وَبِالَّيْلِ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ اور رات کو بھی ۔ پھر تم کیوں عقل سے کام نہیں لیتے (قہرِ الٰہی کی یہ نشانیاں دیکھ کر کیوں عبرت حاصل نہیں کرتے ؟)

پانچواں رکوع

انبیاء علیہم السلام کا ذکر جاری ہے تاکہ آسمانِ نبوت کے ان جگمگاتے ہوئے ستاروں کی سیرت سے حق کی جانب رہبری حاصل کی جائے اور اللہ کی یاد انسان کے فکر، خیال اور عمل میں رچ جائے ۔

۱۳۹۔ وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ اور بے شک یونس (بھی) ہمارے رسولوں میں سے تھے ۔

ان کا واقعہ بھی یاد کیجئے کہ جب عذابِ الٰہی کی خبر لی تو بلا حکم کا انتظار کئے بستی سے نکل پڑے اور عذاب کے دن کا تعین کر دیا اور

۱۴۰۔ إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۝ جب وہ بھاگ کر (ایک) بھری ہوئی کشتی میں پہنچے ۔

لیکن کشتی دریا میں چکر کھانے لگی، لوگوں نے کہا کہ اس میں کوئی غلام ہے جو اپنے آقا سے بھاگا ہے ۔

۱۴۱۔ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ ۝ پھر قرعہ ڈالا (گیا) تو یہی ملزم ٹھیرے ۔

قرعہ حضرت یونسؑ کے نام نکلا، کشتی والوں نے یونس علیہ السلام کو دریا میں پھینک دیا ۔

۱۴۲۔ فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ ۝ پھر مچھلی نے ان کو نگل لیا اور وہ نادم تھے ۔ (ان کا ضمیر خود ان کو موردِ الزام قرار دے رہا تھا) ۔

۱۴۳۔ فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ۝ پس اگر وہ اس (پاک ذات) کو بہت یاد کرنے والے نہ ہوتے

۱۴۴۔ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ تو وہ اس (مچھلی) کے پیٹ میں اس دن تک رہتے جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے (یعنی قیامت تک)

النصف

۱۴۵- فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ۝ — پھر ہم نے ان کو چٹیل میدان میں ڈال دیا اس حالت میں کہ وہ بیمار تھے۔

مچھلی کے پیٹ میں رہنے کے باعث بہت بیمار و نحیف ہوگئے تھے، مچھلی نے ان کو اللہ کے حکم سے ایک کھلے میدان میں ڈال دیا لیکن وہ اس قابل بھی نہ تھے کہ جسم سے مکھی بھی اڑا سکتے، اللہ تعالےٰ نے وہیں رزق کا انتظام فرمایا۔

۱۴۶- وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ۝ — اور ہم نے اس پر ایک بیلدار درخت اگا دیا (جس کے پتوں نے جسم پر سایہ بھی کیا اور غذا بھی دی)۔

۱۴۷- وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ۝ — اور ہم نے ان کو ایک لاکھ یا اس سے کچھ زائد لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا تھا "یعنی عاقل و بالغ ایک لاکھ تھے اور اگر سب کو شامل کیا جائے تو اس سے زیادہ" موضح القرآن)

۱۴۸- فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝ — پس (جب ان کی قوم کے لوگ آثارِ عذاب دیکھ کر) ایمان لے آئے تو ہم نے بھی (ان پر سے عذاب ٹال دیا) ہم نے ان کو (دنیا میں) ایک وقت (مقرر) تک (زندہ رکھا اور دنیا کی چیزوں سے) فائدہ اٹھانے دیا۔

یہاں تک انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہوا، جو اللہ کے مخلص بندے تھے اور جنہیں اللہ کی عنایات حاصل رہیں۔ اب کفار کے عقائدِ فاسدہ کا ذکر ہے جو ملائکہ کو اللہ کی بیٹیاں کہتے، ان کے مشرکانہ خیالات کی اصلاح کی جا رہی ہے تاکہ مردِ مومن ان کے شر سے ہوشیار رہے اور کفار اپنے غلط اور فاسد عقائد کی اصلاح کریں۔

۱۴۹- فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ۝ — اب ذرا آپ ان لوگوں سے پوچھیے کہ کیا آپ کے پروردگار کے لیے بیٹیاں ہیں اور ان کے لیے بیٹے؟

۱۵۰- اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ۝ — یا ہم نے فرشتوں کو عورتیں بنایا اس حال میں کہ وہ (وہاں) موجود تھے (ان کو بنتے ہوئے دیکھ رہے تھے)

یہ ان کا کذب اور افترا حد سے تجاوز کر چکا ہے۔

۱۵۱- اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ — خوب سن لو کہ یہ بہتان باندھ کر (اتہام طرازی کے طور پر) کہہ رہے ہیں

لَيَقُولُونَ ۝

جھوٹ کہہ رہے ہیں کہ نعوذ باللہ

۱۵۲- وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝
اللہ صاحبِ اولاد ہے اور بے شک وہ جھوٹے ہیں۔

۱۵۳- اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ۝ؕ
کیا اللہ تعالیٰ نے بیٹوں کے مقابلہ میں بیٹیوں کو پسند فرمایا ہے۔

۱۵۴- مَا لَكُمْ ۟ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝
تم کو کیا ہو گیا ہے (ایک مہمل عقیدہ پر ایمان رکھتے ہو اور پھر اللہ پر اتہام لگاتے ہو یہ) کیسا فیصلہ کرتے ہو۔

۱۵۵- اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ۚ
کیا تم (ذرا) غور نہیں کرتے۔

۱۵۶- اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ۙ
یا تمہارے پاس (تمہارے ان احمقانہ فیصلوں کی) کوئی صریح دلیل ہے۔

۱۵۷- فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝
اگر تم سچے ہو تو اپنی کتاب پیش کرو (تمہاری یہ دلیل کس آسمانی کتاب میں لکھی ہے)۔

۱۵۸- وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝ۙ
اور (ان کا جہل تو اس حد کو پہنچ گیا ہے کہ) انہوں نے خدا اور جنوں کے درمیان رشتہ (ناتا) قائم کیا ہے۔ حالانکہ جنات کو علم ہے۔ وہ (خدا کے سامنے) حاضر کیے جائیں گے (اور ان کو اپنے اعمال کے متعلق اس طرح جواب دینا ہوگا جیسے انسانوں کو)

۱۵۹- سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ۙ
اللہ ان باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔

۱۶۰- اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝
مگر جو اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں (وہ بھی ان عقائدِ باطلہ سے پاک ہیں اور اپنے رب کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں)۔

۱۶۱- فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ۝ۙ
پس (اے کافرو!) تم اور جن کی تم پرستش کرتے ہو (سب مل کر بھی)

۱۶۲- مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ۝ۙ
کسی (بندۂ مخلص) کو اس (اللہ) کے خلاف بہکا نہیں سکتے۔

۱۶۳- اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ۝
سوائے اس کے جسے جہنم میں داخل ہونا ہے۔

۱۶۴- وَمَا مِنَّاۤ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ۙ
اور (فرشتے جن کے متعلق کافر طرح طرح کی باتیں بناتے ہیں ان فرشتوں کا تو یہ کہنا ہے کہ) ہم میں سے ہر ایک کا ایک مقام متعین ہے (جگہ کے اعتبار سے بھی اور درجہ کے اعتبار سے بھی اور ہم کو حکمِ الٰہی سے ذرا

تجاوز کی مجال نہیں)۔

۱۶۵۔ وَّاِنَّا لَنَحۡنُ الصَّآفُّوۡنَ ۚ

اور ہم صف بستہ (اللہ کی تسبیح میں مشغول یا اس کے حکم کے منتظر) رہتے ہیں۔

۱۶۶۔ وَاِنَّا لَنَحۡنُ الۡمُسَبِّحُوۡنَ ۝

اور ہم سب تو اس کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں (ہمارا کام تو اس کے ذکر اس کی حمد و ثنا میں مصروف رہنا ہے)۔

۱۶۷۔ وَاِنۡ كَانُوۡا لَيَقُوۡلُوۡنَ ۙ

اور یہ (کفارِ مکہ تو) کہا کرتے تھے

۱۶۸۔ لَوۡ اَنَّ عِنۡدَنَا ذِكۡرًا مِّنَ الۡاَوَّلِيۡنَ ۙ

اگر ہمارے پاس اگلے لوگوں کی کوئی نصیحت (کی کتاب) ہوتی

۱۶۹۔ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الۡمُخۡلَصِيۡنَ ۝

تو ہم اللہ کے برگزیدہ بندے ہوتے۔

۱۷۰۔ فَكَفَرُوۡا بِهٖ فَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ ۝

پھر (جب کتاب آئی تو) اس سے منکر ہوگئے پس عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا (کہ انکار کا نتیجہ کیا ہوتا ہے)۔

۱۷۱۔ وَلَقَدۡ سَبَقَتۡ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۖۚ

اور ہمارے پیغام پہنچانے والے بندوں کے حق میں ہمارا پہلے ہی سے حکم ہو چکا ہے

۱۷۲۔ اِنَّهُمۡ لَهُمُ الۡمَنۡصُوۡرُوۡنَ ۖ

کہ انہیں کی مدد کی جائیگی۔

۱۷۳۔ وَاِنَّ جُنۡدَنَا لَهُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ ۝

اور ہمارا ہی لشکر غالب رہے گا۔

۱۷۴۔ فَتَوَلَّ عَنۡهُمۡ حَتّٰى حِيۡنٍ ۙ

سو آپ ان سے کچھ عرصہ تک (ان کی روگردانی اور ایذا رسانی سے) اعراض فرمائیے۔

۱۷۵۔ وَّاَبۡصِرۡهُمۡ فَسَوۡفَ يُبۡصِرُوۡنَ ۝

اور ان کو دیکھتے رہیے (ان کی بگڑتی ہوئی حالت پر نظر رکھیے) پھر عنقریب وہ (خود بھی اپنا انجام) دیکھ لیں گے۔

۱۷۶۔ اَفَبِعَذَابِنَا يَسۡتَعۡجِلُوۡنَ ۝

کیا پھر وہ ہمارے عذاب کے لیے جلدی کر رہے ہیں۔

۱۷۷۔ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمۡ فَسَآءَ صَبَاحُ الۡمُنۡذَرِيۡنَ ۝

پھر جب (وہ عذاب) ان کے سامنے آئے گا تو جن کو (عذابِ الٰہی سے) ڈرایا جا چکا ہے ان کے لیے وہ بہت بُری صبح ہوگی۔

۱۷۸- وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۙ
اور آپ ان سے ایک وقت تک اعراض ہی فرماتے رہیے ۔

۱۷۹- وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝
اور (صبر سے ان کا حال) دیکھتے رہیئے پھر عنقریب وہ (خود بھی اپنا انجام) دیکھ لیں گے ۔

۱۸۰- سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۚ
آپ کا رب، بڑی عظمت والا رب ان تمام باتوں سے پاک ہے جو یہ (منکرینِ حق) بیان کرتے ہیں ۔

۱۸۱- وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۚ
اور (اس کے) رسولوں پر (اللہ اور اللہ والوں کا) سلام ہے ۔

۱۸۲- وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۧ
اور تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے ۔

سورۃ الصّٰفّٰت جو توحید کے مضامین سے مملو تھا آخر کی ان تین آیتوں پر ختم ہوتا ہے جو اسلامی عقیدہ کی روح ہیں یعنی اللہ کی ذات ہر نقص وعیب سے پاک ہے۔ اس کی ربوبیت رحمت بن کر کائنات کو گھیرے ہوئے ہے اور اس کی قدرت اور حکمت اس کی کبریائی پر شاہد ہیں۔ اللہ کے رسول اس کے برگزیدہ چنے ہوئے بندے ہیں، جو ہر گناہ سے پاک ہیں، اللہ کی نصرت ان کے ساتھ ہے۔ اور ہر چند وہ اللہ کی تجلیات، اور صفات کا مظہر ہیں لیکن تمام تعریف تمام حمد وثنا قولی فعلی اور حالی سب اللہ ہی کے لیے ہے، جب یہ عقیدہ قلب میں راسخ ہو جاتا ہے تب انوارِ الٰہی کھلتے ہیں اسی لیے ان آیات کے پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے۔

سُوْرَةُ صٓ

مکّی اٹھاسی آیتیں پانچ رکوع

ص حروف مقطعات میں سے ہے اللہ تعالیٰ ہی اس لفظ کی مراد کو بہتر جانتا ہے بہر حال جن حقائق کا بیان ہے ان کی صداقت اور اہمیت پر اللہ تعالیٰ قرآن کی قسم کھاتا ہے کہ آپ حق پر ہیں تاکہ قرآن اور صاحبِ قرآن کی عظمت جاگزیں ہو جائے۔ یہاں ان آیات کے شانِ نزول کے متعلق کچھ بیان کرنا ضروری ہے تاکہ اس قسم کی اہمیت اور سورہ کا مفہوم واضح ہو۔ ایک بار حضورؐ کے چچا ابو طالب بیمار پڑے، تمام قریشِ مکہ جس میں ابو جہل بھی تھا ان کی عیادت کو آئے اور ابو طالب سے شکایت کی کہ آپ کے بھتیجے (حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم) ہمارے معبودوں کو بُرا کہتے ہیں ان کو سمجھائیے، ابو طالب نے سرکارِ دو عالمؐ سے دریافت

کیا جو حضور نے فرمایا کہ میں ایک ایسی بات کہتا ہوں کہ اگر دل سے وہ اس کو مان لیں، تو تمام عرب ان کا مطیع ہو جائے اور عجم ان کی خدمت میں جزیہ پیش کرے۔ سب نے کہا کہ ایسی ایک بات کیا ہم دس باتیں ماننے کو تیار ہیں، سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صرف اتنا ماننے کی ضرورت ہے کہ لا الٰہ الا اللہ یعنی اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ وہ سب غصہ میں آکر کھڑے ہو گئے۔ سرکارِ دو عالمؐ کی صداقت سے وہ متاثر تھے گو ایمان نہ لائے تھے۔ درحقیقت تعصب، نخوت، تکبر ہی معرفتِ حق پر حجاب ہیں اس سورت میں ان باطل حجابات کی طرف اشارہ ہے جو حصولِ معرفت میں مانع ہوتے ہیں جب تک انسان ان حجاباتِ باطلہ سے نہیں نکلتا نہ توحید اس کی سمجھ میں آتی ہے نہ رسالت۔ جو ان حقائق کو سمجھتے اور ان پر عمل پیرا ہوتے ہیں وہ صبر و تحمل سے کام لیتے ہیں۔ دنیا کو مقصدِ حیات نہیں، حصولِ مقصد کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ آخرت کے جویا رہتے ہیں۔ اللہ کے احکام پر غور کرتے ہیں تکلیفیں اٹھاتے ہیں لیکن مقصد کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ یہی دنیا میں اللہ کے نائب یہی جاودانی راحتوں کے وارث ہیں۔ سرکارِ دو عالمؐ نے جو بات فرمائی کہ دنیا کلمہ کے زیرِ نگیں ہے اس پر صاد کیا جا رہا ہے۔ یہ سورہ اسی حقیقت کی تفسیر ہے۔ عبدِ کامل کی نظر کے سامنے سے حجابات اٹھا دیئے جاتے ہیں۔ ماضی، حال، مستقبل کے واقعات حضورؐ کی زبان سے بیان ہوتے ہیں۔ اس وقت کے حالات جب انسان وجود میں بھی نہ آیا تھا فرشتے اس کے متعلق بحث مباحثہ میں لگے تھے، اس وقت کے حالات جب انبیاء علیہم السلام کا آنا شروع ہوا اور پھر اس وقت کے حالات جو ابھی تک غیب میں ہیں یعنی آخرت۔ اللہ کی صمدیت اور اس کے تقاضائے رحمانیت پر غور کرو تو قرآن اور صاحبِ قرآن کی عظمت دل میں خود گھر کر لے گی، بے نیازِ کون و مکان کی صمدیت۔ خالقِ کائنات کی رحمت اسی ص میں نظر آجائیگی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ صٓ وَالۡقُرۡاٰنِ ذِى الذِّكۡرِؕ ○ ص قسم ہے اس قرآن کی جو نصیحت والا ہے۔

کہ سرکارِ دو عالمؐ کا فرمانا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں بالکل حق اور درست ہے اور کفار کا انکار ان کی عصبیت اور گھمنڈ پر مبنی ہے۔

۲۔ بَلِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فِىۡ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ○ بلکہ (واقعہ یہ ہے کہ) کافر غرور اور مخالفت میں (مبتلا) ہیں (تعصب کے پردے ان کی نظروں پر پڑے ہیں جو ان کو کلمہ کی عظمت سمجھنے

نہیں دیتے)۔

۳۔ كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّن قَرْنٍ فَنَادَوا وَّلَاتَ حِينَ مَنَاصٍ ○

ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی امتوں کو (ان کے انکار کے باعث) ہلاک کر دیا۔ پھر انہوں نے (عذاب کے وقت بہت) فریاد کی (بہت چیخے چلائے) لیکن (اب) رہائی کا وقت کہاں (رہائی کا موقع گزر چکا تھا)۔

۴۔ وَعَجِبُوا أَن جَاءَهُم مُّنذِرٌ مِّنْهُمْ ۖ وَقَالَ الْكَافِرُونَ هَٰذَا سَاحِرٌ كَذَّابٌ ○

اور (یہ لوگ جواب تک ایک ہادی کے منتظر تھے) اس بات پر حیرت کرنے لگے کہ ان کے پاس ان ہی میں سے ایک (کفر و معصیت کے انجام سے) ڈرانے والا آیا اور کفار کہنے لگے کہ یہ شخص جادوگر ہے، جھوٹا ہے۔

۵۔ أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ○

کیا اس نے تمام معبودوں کی جگہ ایک معبود بنا دیا یقیناً یہ تو بڑی تعجب کی بات ہے۔

۶۔ وَانطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَىٰ آلِهَتِكُمْ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ ○

اور جب حضور نے کلمہ کی تلقین فرمائی تو بجائے ایمان لانے کے) ان کے سردار یہ کہتے ہوئے (ابوطالب کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے کہ (لوگو کفر و شرک کی ڈگر پر) چلتے رہو اور اپنے معبودوں پر قائم رہو بے شک اس بات (یعنی تلقین کلمہ) میں ان کی اپنی کوئی غرض ہے۔

۷۔ مَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ ۖ إِنْ هَٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ ○

(اور یہ بات تو ہم نے (اپنے) پچھلے مذہب میں بھی نہیں سنی (کہ ہمارے آباؤ اجداد کبھی ایک خدا کی عبادت کرتے ہوں یا یہ عیسائی لوگ ایک خدا پر اور ان کی رسالت پر ایمان لائے ہوں۔ ضرور یہ تو ایک گڑھی ہوئی بات ہے۔

۸۔ أَأُنزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِن بَيْنِنَا ۚ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّن ذِكْرِي ۖ بَل لَّمَّا يَذُوقُوا عَذَابِ ○

کیا ہم میں سے (تمام رؤسائے عرب کو چھوڑ کر) انہیں پر (کتاب) نصیحت اتاری گئی ہے؟ (حقیقت یہ ہے کہ صرف رسول کی رسالت پر اعتراض نہیں) بلکہ وہ میری وحی کے متعلق شک میں پڑے ہوئے ہیں دراصل انہوں نے ابھی میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا (اگر وحیِ الٰہی پر ان کا ایمان ہوتا تو نہ توحید و رسالت میں شبہ کرتے نہ آخرت میں۔ جب اللہ کا عذاب آجائے گا سب شک و شبہ دور ہو جائے گا۔)

ان کو کس بات پر یہ اعتراض کرنے کی جرأت ہوئی کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو منصب نبوت کے لیے کیوں انتخاب کیا گیا۔

۹۔ أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيزِ الْوَهَّابِ ۝

کیا ان کے پاس آپ کے زبردست (اور) بخشش کرنے والے رب کی رحمت کے خزانے ہیں ؟

۱۰۔ أَمْ لَهُم مُّلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ ۝

یا کیا آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس پر ان کی حکومت ہے ؟ (اگر ہے) تو رسیاں تان کر (ان آسمانوں پر) چڑھ جائیں۔ (اور اپنی منشا کے مطابق کائنات کی تدبیر کریں اور وحیِ الٰہی کو روک دیں)

۱۱۔ جُندٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِّنَ الْأَحْزَابِ ۝

(ان کفارِ مکہ کی حقیقت صرف یہ ہے کہ ہزیمت خوردہ) جماعتوں میں سے یہ بھی ایک ہزیمت خوردہ لشکر ہے (جو نہ اہلِ ایمان کو مغلوب کر سکتا ہے اور نہ اللہ سے بھاگ سکتا ہے)۔

(دیکھو)

۱۲۔ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ ۝

ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور میخوں والے (یعنی دنیاوی شوکت حشمت والے) فرعون نے (رسولوں کی) تکذیب کی تھی۔

۱۳۔ وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ ۚ أُولَٰئِكَ الْأَحْزَابُ ۝

اور ثمود اور قوم لوط اور بن کے رہنے والے بھی وہ بڑے بڑے گروہ ہیں (جو انکارِ حق کرتے رہے)۔

۱۴۔ إِن كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝ ع

ان سب ہی نے رسولوں کو جھٹلایا (جس کی پاداش میں ان پر میرا عذاب واقع ہوا۔ (ان میں کوئی عذابِ الٰہی سے بھاگ نہ سکا پھر یہ کفارِ مکہ کیوں کر بھاگ سکیں گے، چنانچہ بدر سے فتح مکہ تک کفار کی تباہی دنیا نے دیکھ لی)۔

دوسرا رکوع

سردارِ دو عالم ؐ نے ایک بات فرمائی، کہ ایک بات مان لو تو دنیا تمہارے زیرِ نگیں ہو جائے، اللہ نے اس پر صاد فرمایا۔ آٹھ آیتیں اس فرمان کی صداقت پر اسی وقت نازل ہوئیں، تمام سورہ اسی کی تفسیر ہے، چنانچہ اس رکوع میں بیان کیا جا رہا ہے کہ دنیا اس کے امر کے تابع ہے

جن کو اس نے اپنا نائب بنا لیا ان کو بھی وہ صاحب امر بنا دیتا ہے ان کا بھی کوئی بال بیکا نہیں کر سکتا۔ یہ قوت کلمہ گو کو دی جاتی ہے، انہیں میں سے انبیاء کا انتخاب ہوا تھا، مثال کے طور پر حضرت داؤدؑ کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے۔

۱۵- وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ۝

اور یہ لوگ (جو منکر حق ہیں وہ) تو صرف ایک چیخ (آواز صور) کے منتظر ہیں جس میں ذرا دم لینے کی گنجائش نہ ہوگی (ایک ہچکی بھی نہ لے پائیں گے کہ ختم ہو جائیں گے)۔

۱۶- وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝

اور ان لوگوں نے (تمسخر سے) کہا اے ہمارے رب ہمارا حصہ یوم حساب سے قبل ہم کو یہیں دے دے۔

۱۷- اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝

(اے رسول) آپ ان کی باتوں پر صبر کیجئے اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کیجئے جو بڑی قوت والے تھے (اور) بے شک وہ (اللہ کی طرف) بہت رجوع کرنے والے تھے۔

دیکھئے انہوں نے کیسے صبر کیا اور پھر ان کو کس طرح غلبہ عطا کیا گیا دراصل وہ قوتِ علم و عمل اور قوتِ نظم و نسق دونوں رکھتے تھے نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی ہوئے۔

۱۸- اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ۝

ہم نے پہاڑوں کو ان کا تابع فرمان کیا جو صبح و شام ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔

۱۹- وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ۭ كُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝

اور پرندے بھی ان کے ساتھ جمع ہو کر تسبیح کرتے اور سب انکے تابع فرمان تھے۔

۲۰- وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۝

اور ہم نے ان کی حکومت کو بڑا استحکام دیا اور ان کو حکمت اور قولِ فیصل (کا سلیقہ) سکھایا (کہ سننے والا خود ان کے انصاف کا قائل ہو جائے)۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے ایک ایسے ہی فیصلہ کا بیان ہے۔

۲۱- وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ

اور بھلا آپ کو اہل مقدمہ کی خبر بھی پہنچی ہے جب وہ (حضرت داؤد علیہ السلام

اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۝ کے عبادت خانہ میں) دیوار پھاند کر پہنچ گئے۔

حضرت داؤدؑ نے اپنا اصول بنا لیا تھا کہ ایک دن مقدموں کا فیصلہ فرماتے، ایک دن اہل و عیال کے ساتھ رہتے اور ایک دن عبادت کرتے۔ یہ عبادت کا دن تھا جب دو آدمی ان کے پاس دیوار پھاند کر پہنچ گئے۔

۲۲- اِذْ دَخَلُوْا عَلٰی دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ خَصْمٰنِ بَغٰی بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰی سَوَآءِ الصِّرَاطِ ۝

جب وہ داؤدؑ کے پاس (اس طرح غیر متوقع طور پر) پہنچے تو وہ ان سے گھبرا گئے۔ انہوں نے کہا خوف نہ کیجئے ہم (ایک مقدمہ کے) دو فریق ہیں ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے تو آپ ہمارے درمیان انصاف کے موافق فیصلہ فرما دیجئے اور کوئی زیادتی نہ کیجئے اور ہم کو (ہمارے معاملہ میں) سیدھی راہ بتا دیجئے۔

(ان آیات میں اس حرص کی طرف اشارہ ہے جس سے انسانی قلوب اکثر خالی نہیں ہوتے)

۲۳- اِنَّ هٰذَآ اَخِیْ قف لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ قف فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ ۝

(معاملہ یہ ہے) کہ یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دنبی ہے۔ اب یہ کہتا ہے کہ وہ (بھی) میرے حوالہ کر دو اور بات چیت میں یہ مجھ کو دبا لیتا ہے (گفتگو اس انداز سے کرتا ہے کہ مجھ کو چپ ہونا پڑتا ہے سب اسی کی ہاں میں ہاں ملانے لگتے ہیں)۔

۲۴- قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰی نِعَاجِهٖ ط وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِیْ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ط وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا

فرمایا کہ تیری دنبی کو اپنی دنبیوں سے ملانے کا سوال پیدا کر کے اس نے تجھ پر زیادتی کی ہے اور (یہ کوئی نئی بات نہیں) اکثر شریک (کار) ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں سوائے ان کے جو اہل ایمان ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں اور ایسے لوگ کم (ہی) ہوتے ہیں۔ (معاملہ کا فیصلہ تو فرما دیا لیکن خیال آیا کہ فریق ثانی کی بات نہ سنی یا یہ کہ عبادت میں کما حقہ مصروف نہ رہ سکے بے شک عبادت بھی اللہ کی توفیق کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ انسان جس قدر چاہے اپنا نظام اوقات متعین کر لے لیکن اس پر

فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّ اَنَابَ ۝ (السجدۃ)

ثابت قدمی سے عمل پیرا رہنا یہ اس کے بس کی بات نہیں اس حقیقت کا انکشاف اس سے پہلے حضرت داؤد کو اس شدت سے نہ ہوا تھا)۔ اور داؤد کو خیال ہوا کہ ہم نے (یعنی اللہ نے) ان کو آزمایا ہے، چنانچہ وہ اپنے رب کے سامنے سجدہ میں گر پڑے اور توبہ کی۔

۲۵۔ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝

پس ہم نے ان کو معاف کر دیا اور بے شک ان کے لیے ہمارے پاس اعلیٰ مرتبہ اور نیک انجام ہے۔

ہم نے داؤد سے کہا

۲۶۔ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝ ع ۱۲ / ۱۱

اے داؤد! ہم نے تم کو زمین پر (اپنا) نائب بنایا ہے پس تم لوگوں میں انصاف کے ساتھ حکومت کیا کرو۔ اور اپنی خواہش نفس کی پیروی نہ کرو کہ کہیں وہ تم کو اللہ کی راہ سے بھٹکا نہ دے۔ بے شک جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اس لیے کہ انھوں نے روزِ حساب کو بھلا دیا۔

تیسرا رکوع

غرض دنیا میں منکر، مومن سب کی آزمائشیں ہوتی رہتی ہیں۔ وہ بد بخت طبقہ جو سمجھتا ہے کہ دنیا کی تخلیق خالی از حکمت ہے ان کے لیے تو بہر حال عذاب ہے۔ البتہ اس دنیا میں مومنوں کو بھی آزمایا جاتا ہے۔ اور بعض وقت وہ دو خیر میں سے ایک خیر کو انتخاب کرتے ہیں۔ پھر خیال کرتے ہیں کہ شاید دوسرا خیر بہتر تھا۔ برگزیدہ طبقہ اس کو بھی لغزش سمجھ کر اللہ سے رجوع کرتا ہے کبھی ان کے خیال میں ان سے سہو ہو جاتا ہے وہ اس پر تڑپ جاتے ہیں اللہ تعالیٰ

السجدۃ = سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد تین بار یہ دعا احادیث میں مروی ہے۔ اَللّٰھُمَّ تُبْ عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

کو ان کی یہ ادا بھی پسند آتی ہے بخشش کے ساتھ جود وکرم بھی ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت سلیمانؑ کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے، یہاں بھی یہی بات سمجھائی جا رہی ہے کہ اللہ کے برگزیدہ بندے جو ہر حال میں اللہ کی طرف رجوع رہتے ہیں وہی سرفرازی پاتے ہیں اور عالم انہیں کے زیرنگیں ہوتا ہے۔ یہ سب لا الٰہ الا اللہ ہی پر ایمان کا نتیجہ ہے اسی حقیقت کی تصدیق ہے۔

۲۷- وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۭ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ۝

اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ یہ (سمجھنا کہ اس دنیا کی تخلیق میں کوئی حکمت اور مصلحت نہیں) ان لوگوں کا گمان ہے جو منکر ہیں (دنیا مزرعۂ آخرت ہے، ان کو اپنے غلط عقیدہ کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا) چنانچہ منکروں کے لیے دوزخ کے عذاب کی سزا ہے۔

۲۸- اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ۝

بھلا کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے برابر کر دیں گے جو ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کے برابر کر دیں گے۔

(ایک صاحب ایمان، صاحب کتاب دوسرے محروم ایمان، محروم ہدایت دونوں برابر کیسے ہو سکتے ہیں)۔

۲۹- كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

یہ (قرآن) ایک مبارک کتاب ہے جس کو ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور کریں اور تاکہ عقل رکھنے والے اس سے نصیحت حاصل کریں۔

۳۰- وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝ۭ

اور (جس طرح ہم نے داؤد کو اپنا نائب بنایا تھا اور نبوت دی تھی اسی طرح) ہم نے داؤد کو سلیمان (جیسا بیٹا) دیا جو نہایت خوب بندہ تھا (اور بے شک وہ (بھی ہماری طرف) رجوع رہنے والا تھا۔

۳۱- اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۝ۙ

(ایک بار) جب ان کے سامنے شام کے وقت نہایت (سبک رفتار تیز رو) عمدہ گھوڑے پیش کیے گئے (تو وہ ان کو دیکھنے میں مشغول ہو گئے کہ یہ جہاد کے لیے بہترین گھوڑے تھے اور عصر کا وظیفہ قضا

ہوگیا)۔

آپ کو پہلے یہ خیال ہوا کہ شاید مال کی محبت نے عبادت میں خلل ڈال

۳۲۔ فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَن ذِكْرِ رَبِّي حَتَّىٰ تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝ تو کہنے لگے کہ (افسوس) میں اس مال کی محبت میں اپنے پروردگار کی یاد سے غافل ہوگیا یہاں تک کہ (آفتاب رات کے) پردے میں چھپ گیا۔

لیکن جب اپنی نیت کا محاسبہ کیا تو یقین ہوا کہ یہ شوقِ جہاد تھا جس نے انہیں گھوڑوں میں مشغول رکھا اس پر ایک قلبی مسرت محسوس کی اور فرمایا

۳۳۔ رُدُّوهَا عَلَيَّ ۖ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ ۝ (ان گھوڑوں کو) میرے پاس واپس لاؤ، پھر جذبۂ شوقِ جہاد میں غایت محبت سے) ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔

لیکن اس شوقِ جہاد کا ایک دوسرا واقعہ بھی بیان کیا جارہا ہے۔

۳۴۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ۝ اور بے شک ہم نے سلیمان کی آزمائش کی اور ہم نے ان کے تخت پر ایک جسم لاڈالا۔ تب وہ (ہماری طرف) رجوع ہوئے (اور انشاء اللہ نہ کہنے پر استغفار کرنے لگے)

کہتے ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی ازواج کی طرف اس غرض سے رجوع ہوئے کہ جہاد کے لیے نوجوان پیدا ہوں گے اور انشاء اللہ کہنا یاد نہ رہا کہتے ہیں کہ ایک دھڑ جسم والی اولاد پیدا ہوئی ان کا جسم آپ کے تخت پر لاڈالا گیا۔ آپ کو ندامت ہوئی۔ آپ نے انشاء اللہ کیوں نہ کہا اور اللہ کی طرف رجوع کیا۔

اب اللہ کی کبریائی اور اس کا دین پھیلانے کے لیے اللہ ہی پر بھروسہ کیا اور اسی سے دعا مانگی۔

۳۵۔ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّنۢ بَعْدِي ۖ إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ۝ عرض کی اے میرے پروردگار مجھے بخش دے اور مجھے ایسی حکومت عطا فرما کہ میرے علاوہ (میرے زمانہ میں) کسی میسر نہ ہو۔ بے شک تو ہی بڑا دینے والا ہے۔

۳۶۔ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ۝

پھر ہم نے (ان کی اس دعا کو قبول فرمایا اور) ہوا کو ان کا تابع (فرمان) کر دیا کہ وہ ان کے حکم سے جہاں وہ جانا چاہتے نرم انداز سے چلتی ۔

۳۷۔ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ ۝

اور تمام جنوں کو بھی ان کا تابع فرمان کر دیا، ہر عمارت بنانے والا اور ہر غوطہ لگانے والا (ان کے حکم کا تابع تھا)

۳۸۔ وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ۝

اور دوسرے بیڑیوں میں جکڑے ہوئے (جنوں کو بھی اس طرح ان کے تابع کر دیا گیا جن کو قید میں ڈال دیا گیا تھا تاکہ وہ شر و فساد نہ پھیلا سکیں)۔

۳۹۔ هَٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

(اور ہم نے کہا) یہ ہماری عطا ہے (اس کی تقسیم بھی تمہارے صوابدید پر موقوف ہے) پس (جس پر چاہو) احسان کر دو یا (جس سے چاہو) روک لو۔ تم سے کچھ حساب نہ ہوگا۔ (دینے والا بے نیاز ہے دے کر لینا تو الگ رہا تم سے پوچھے گا بھی نہیں کہ تم نے کیا کیا)۔

۴۰۔ وَإِنَّ لَهُ عِندَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ۝ ع ۳ / ۱۴ / ۱۲

اور بے شک ان کا ہمارے یہاں اعلیٰ مرتبہ اور بہتر انجام ہے ۔

چوتھا رکوع

کلمہ کی یہ صداقت ہر زمانہ میں نمایاں رہی ہے اور ہر نبی کی زندگی اس کی صداقت کی آئینہ دار تھی۔ کلمہ گو کی آزمائش ضرور ہوتی ہے لیکن اللہ کی نصرت ہمیشہ اس کے شامل حال رہتی ہے۔ اس سلسلہ میں چند انبیاء کی مثالیں دی جا رہی ہیں اور بتایا جا رہا ہے کہ یہ قرآن اللہ کی یاد ہے، اللہ کی یاد کو دل میں قائم کرتا ہے حقائق سے پردے ہٹا دیتا ہے اور عالم انوار میں لاتا ہے۔ اس کا منکر دنیا میں بے آس اور آخرت میں محروم رحمت ہوتا ہے دوزخ اس کا ٹھکانا بنتا ہے۔ دائمی جدائی اس کا نصیبہ ہوتی ہے ۔

۴۱۔ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ۝

اور ہمارے بندے ایوب (کے واقعہ) کا ذکر کیجئے جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ (اے میرے رب) مجھ کو شیطان نے ایذا اور تکلیف پہنچائی ہے ۔

۴۲۔ ارْكُضْ بِرِجْلِكَ ۖ هَٰذَا

(چنانچہ حکم ہوا) زمین پر ٹھوکر مارو (یہ دیکھو ایک چشمہ پھوٹ نکلا) یہ

مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ○

ٹھنڈا پانی نہانے اور پینے کا ہے۔

۴۳- وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ○

اور (ان کی جملہ تکلیفیں بھی دُور کر دی گئیں) ہم نے ان کو ان کا کنبہ (جو چھت سے دب کر مر گیا تھا) عطا کیا اور (ان کے ساتھ (گنتی میں) ان کے برابر اور بھی (دیئے) اپنے لطفِ خاص کے سبب اور عقلمندوں کے واسطے یادگار رہنے کے باعث۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے کسی بات پر بی بی سے ناراض ہو کر بیماری کی حالت میں قسم کھالی تھی کہ تندرست ہونے کے بعد سو لکڑیاں ماریں گے، اس کی چنداں کوئی خطا بھی نہ تھی لیکن غصہ کی حالت میں کہہ گئے اللہ تعالیٰ نے قسم کو پورا کرنے کی ترکیب بھی بتا دی۔

۴۴- وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۭ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ○

اور اپنے ہاتھ میں ایک مٹھا سینکوں کا لے لو پھر اس سے (بی بی کو) مارو اور قسم نہ توڑو۔ بے شک ہم نے ان کو (ہر تکلیف اور ہر حال میں) ثابت قدم پایا (اور) وہ بہت خوب بندہ تھا درحقیقت وہ (ہر حال میں ہماری طرف) رجوع رہنے والا تھا۔

۴۵- وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ○

اور ہمارے بندے ابراہیم و اسحٰق اور یعقوب کا ذکر کیجیے جو ہاتھوں اور آنکھوں (یعنی قوت عملیہ و قوت نظریہ) کے مالک تھے (اللہ کی بندگی بھی کرتے اور صاحبِ بصیرت بھی تھے)۔

۴۶- اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ○

ہم نے ان (تمام انبیاء) کو بالخصوص (آخرت کے) گھر کی یاد کے لیے چُن لیا تھا۔

۴۷- وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ○

اور وہ (سب) ہماری بارگاہ میں منتخب اور نیک لوگوں میں سے تھے۔

۴۸- وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ○

اور (اسی طرح) اسمٰعیل اور الیسع اور ذوالکفل کا ذکر کیجیے اور یہ سبھی نیک لوگوں میں سے تھے۔

۴۹- هٰذَا ذِكْرٌ ۭ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ

اور یہ (واقعات جن کا بیان کیا گیا ہے بذاتِ خود) نصیحت ہیں۔ اور

لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۙ — (اس بات کی شہادت ہیں کہ) بے شک پرہیزگاروں کے لیے بہت اچھا ٹھکانا ہے۔

۵۰۔ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۚ — (ان کے لیے) ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں جن کے دروازے ان کے لیے کھلے ہوں گے۔

۵۱۔ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝ — وہ وہاں (اپنی مسندوں پر) تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے اور طرح طرح کے میوے اور مشروبات کا حکم کرتے ہوں گے۔

۵۲۔ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۝ — اور ان کے پاس نیچی نگاہوں والی (باحیا) ہم سن (حوریں) ہونگی (ایسی حوریں کہ ایک کو اچھا اور دوسری کو بُرا نہ کہہ سکیں کہ رشک ہو)۔

۵۳۔ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ — (اور تم دیکھ لوگے کہ) یہ وہی (نعمت) ہے جس کا تم سے روزِ حساب آنے پر وعدہ کیا گیا تھا۔

۵۴۔ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ۚۖ — یہ ہمارا دیا ہوا رزق ہے جو (کبھی) ختم ہونے والا نہیں۔

۵۵۔ هٰذَا ۭ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ۙ — یہ (تو ہوا متقیوں کا حال) اور بلاشبہ سرکشوں کے لیے بُرا ٹھکانا ہے۔

۵۶۔ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ — (یعنی) دوزخ جس میں وہ ڈالے جائیں گے وہ تو بہت ہی بُری جگہ ہے۔

ان سے کہا جائے گا

۵۷۔ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ۙ — یہ ہے (وہ) کھولتا ہوا پانی اور پیپ (جو تمہارے اعمال کا بدلہ ہے) اس کا مزہ چکھو۔

۵۸۔ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ۭ — اور (اسی پر کیا منحصر ہے) دوسری بھی اسی قسم کی طرح طرح کی چیزیں (ان کے لیے دوزخ میں موجود ہوں گی)۔

فرشتے دوزخیوں کے پرے کے پرے جہنم کے کنارے جمع کرینگے پہلے منکروں کے سردار ہونگے پھر ان کے تبعین۔ اس وقت سردار، ان تبعین کے ہجوم غفیر کو آتا دیکھ کر کہیں گے۔

۵۹۔ هٰذَا فَوۡجٌ مُّقۡتَحِمٌ مَّعَكُمۡ ۚ لَا مَرۡحَبًۢا بِهِمۡ ؕ اِنَّهُمۡ صَالُوا النَّارِ ○

یہ (لو) ایک اور فوج تمہارے ساتھ (اسی طرف) گھستی چلی آرہی ہے ان پرخدا کی مار بے شک یہ (بھی) دوزخ میں جانے والے ہیں۔

۶۰۔ قَالُوۡا بَلۡ اَنۡتُمۡ ۟ لَا مَرۡحَبًۢا بِكُمۡ ؕ اَنۡتُمۡ قَدَّمۡتُمُوۡهُ لَنَا ۚ فَبِئۡسَ الۡقَرَارُ ○

وہ کہیں گے بلکہ تم ہی پر خدا کی مار ہو تم ہی تو ہو کہ یہ (عذاب) ہمارے آگے لائے (تمہاری ہی وجہ سے ہم کو یہ برا ٹھکانا دیکھنا پڑا) بس (یہ دوزخ تو) بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے (ہمارے لیے بھی اور تمہارے لیے بھی)۔

۶۱۔ قَالُوۡا رَبَّنَا مَنۡ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدۡهُ عَذَابًا ضِعۡفًا فِى النَّارِ ○

وہ عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار جو ہمارے آگے یہ (عذاب) لایا (یعنی اس عذاب کا سبب بنا) اسے دوزخ میں دُگنا عذاب دے۔

۶۲۔ وَقَالُوۡا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمۡ مِّنَ الۡاَشۡرَارِ ؕ

اور وہ (آپس میں) کہیں گے یہ کیا بات ہے کہ ہم (ان میں) ان کو نہیں دیکھتے جن کو ہم بُرے لوگوں میں شمار کرتے تھے (یعنی مسلمانوں کو جو کفار کے نزدیک بُرے تھے)۔

۶۳۔ اَتَّخَذۡنٰهُمۡ سِخۡرِيًّا اَمۡ زَاغَتۡ عَنۡهُمُ الۡاَبۡصَارُ ○

کیا ہم (یوں ہی) ان کا مذاق اڑاتے رہتے تھے (اور وہ دراصل بُرے نہ تھے) یا (وہ اسی مجمع میں ہیں اور ہماری) آنکھیں ان (کے دیکھنے) سے چوک گئی ہیں (وہ نظر نہیں آتے)۔

۶۴۔ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهۡلِ النَّارِ ○ ع ۴ ۲۴ ۱۳

بے شک اہلِ دوزخ کا قیامت کے دن اسی طرح جھگڑنا بالکل سچی بات ہے۔

پانچواں رکوع

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جس کلمہ کی تلقین فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے جس کی تصدیق کی یہ آخری رکوع اس پر تفصیلی شہادت ہے۔ حضورؐ کی تلقین میں محمد رسول اللہ مضمر تھا۔ یہاں اس کی وضاحت اللہ رب العزت فرما رہا ہے، حکم ہوتا ہے کہ آپ فرما دیں کہ میں تم کو نصیحت کرنے، اللہ کی وحدانیت کا درس دینے، آخرت سے ڈرانے آیا ہوں۔ میں تم کو ماضی اور حال اور مستقبل کے وہ واقعات بتاتا ہوں جو اللہ نے مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ اس

سلسلہ میں انسان کو اس کی تخلیق، نفخ روح، ملائکہ کی اتباع، شیطان کی سرکشی کے واقعات یاد دلائے جاتے ہیں۔ حکم ہوتا ہے کہ آپ فرمادیں کہ آپ کو ان سے کوئی اجر درکار نہیں۔ آپ تو ان کی فہمائش کے لیے تشریف لائے ہیں۔ اس وقت یہ ایمان نہ لائیں لیکن ان کو بھی آخرت میں آپ کے فرمان کی صداقت پر یقین آجائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر مومن کے قلب کو سورہ ص کے عرفان سے سرفراز فرمائے اور اپنے انعام سے نوازے۔ آمین۔

۶۵۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝

آپ فرمادیں کہ میں تو (عواقب سے) ڈرانے والا ہوں اور (معبود) (تو) صرف وہی اللہ ہے (جو) اکیلا اور غالب ہے۔

۶۶۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝

(وہی) آسمانوں اور زمین کا اور جو اس کے درمیان ہے اس سب کا پروردگار ہے، بڑا زبردست، بڑا بخشنے والا ہے۔

سنو جس چیز سے تم کو آگاہ کیا جارہا ہے وہ ایک قیامت کی خبر ہے۔

۶۷۔ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ۝

آپ فرمادیجیے کہ وہ بڑی (ہولناک) خبر ہے۔

۶۸۔ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ۝

(اور تم ہو کہ) تم اس کی طرف التفات (بھی) نہیں کرتے۔

اور تم کیا تھے کس لیے آئے تھے ذرا اپنی تخلیق کے واقعات بھی سن لو

۶۹۔ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ ۢ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝

مجھ کو تو (ان واقعات کا) علم نہ تھا جب عالم بالا میں (مقرب فرشتوں کی محفل میں جن کے ذریعہ نظامِ عالم کی فنا و بقا کی تدابیر کی جاتی ہیں) فرشتے (انسان کی تخلیق کے متعلق) جھگڑ رہے تھے۔

۷۰۔ اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

مجھ کو تو (اللہ کی طرف سے) یہی وحی ہوئی ہے کہ میں تو صریح طور سے (تم کو عواقب سے) ڈرانے والا ہوں (اللہ کا رسول ہوں، نذیر ہوں، بشیر ہوں)۔

ان کو وہ واقعہ یاد دلائیے

۷۱۔ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌ ۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ۝

جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا میں مٹی سے ایک انسان پیدا کرنے والا ہوں۔

۷۲۔ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سٰجِدِينَ ۝

پھر جب میں اس (کے ڈھانچہ) کو ٹھیک (طور سے) تیار کر دوں اور اپنی طرف سے اس میں ایک روح پھونکوں تو تم سب اس کے آگے سجدہ میں گر پڑنا (اور تعظیم بجا لانا)۔

حضرت آدم کی تخلیق ہوئی۔

۷۳۔ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ۝

چنانچہ سب ہی فرشتوں نے سجدہ کیا

۷۴۔ إِلَّآ إِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِينَ ۝

سوائے ابلیس کے کہ اس نے غرور کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔

۷۵۔ قَالَ يٰٓإِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ ۝

(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا اے ابلیس تجھے کس چیز نے اس کو سجدہ کرنے سے روک دیا جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے (یعنی اپنے دست حکمت و دست قدرت سے) بنایا۔ کیا تو (بے جا) غرور میں آ گیا یا (واقعی اپنے زعم باطل میں) تو درجہ میں (اس سے) بڑا تھا۔

۷۶۔ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ۝

وہ بولا میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا فرمایا اور اس کو مٹی سے بنایا (اس کی منطق یہ تھی کہ آگ مٹی سے بہتر ہے، اعلیٰ اسفل کو سجدہ نہیں کرتا اس لیے میں نے اس کو سجدہ نہ کیا)

اول تو کمبخت یہ نہ سمجھا کہ فضیلت کا مدار آگ یا مٹی سے پیدا ہونے پر نہیں بلکہ امر رب پر ہے، پھر یہ نہ جانا کہ امر الٰہی کی اتباع سے سرکشی کرنا جہل ہے موجب عذاب ہے۔

۷۷۔ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝

حکم ہوا بس تو یہاں سے نکل جا کہ تو مردود ہے۔

۷۸ وَّإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلٰى يَوْمِ الدِّينِ ۝

اور تجھ پر قیامت کے دن تک میری لعنت (پڑتی) رہے گی۔

۷۹۔ قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ○
بولا (اچھا) اے میرے رب مجھ کو اس دن تک کہ مُردے اٹھائے جائیں مہلت دے (یعنی صور کے پھونکے جانے تک)

۸۰۔ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ○
فرمایا (جا) تجھ کو مہلت دی گئی۔

۸۱۔ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ○
اس وقت کے دن تک جو معلوم ہے (یعنی جب پہلی بار صور پھونکا جائیگا اور مخلوق فنا کر دی جائے گی)۔

۸۲۔ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ○
(شیطان) بولا تیری عزت کی قسم میں ان سب کو ضرور گمراہ کروں گا۔

۸۳۔ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ○
سوائے ان میں سے تیرے مخلص بندوں کے (جو تیری یاد میں محو ہیں، تیرے منتخب بندے ہیں)۔

۸۴۔ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ ○
ارشاد ہوا کہ سچ بات یہ ہے اور میں سچ ہی بات کہتا ہوں۔

(یعنی تجھ کو مہلت ہے اور تو دل بھر کے لوگوں کو بہکانے کی کوشش کر لے بالآخر)

۸۵۔ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكَ وَمِمَّن تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ○
میں دوزخ کو تجھ سے اور جو تیری راہ پر چلے ان سب سے ضرور بھر دوں گا۔

تم نے سن لیا شیطان کس طرح بیشتر انسانوں کو گمراہ کرتا ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کے لیے انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے جو ان کی خیر خواہی کرتے راہ ہدایت دکھلاتے ہیں اور ان سے کوئی اجر نہیں مانگتے۔

۸۶۔ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ○
آپ فرما دیجئے میں (بھی) تم سے (اپنی خیر خواہی کا) کوئی معاوضہ نہیں چاہتا ہوں اور نہ مجھے تصنع آتا ہے (میں تو وہی کہتا ہوں جو حق ہے)۔

نبی کی ذات معصوم ہوا کرتی ہے۔ وہ لوگوں کا بہی خواہ ہوتا ہے اس کی غرض ہی لوگوں کو نصیحت و ہدایت ہے اور یہی قرآن حکیم کا مقصد ہے۔

۸۷۔ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ○
اور یہ (قرآن) تو سارے جہان والوں کے لیے ایک نصیحت ہے (ایک فہمائش ہے)۔

اب ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے۔

۸۸ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ع اور کچھ عرصہ بعد تم کو خود اس کا حال معلوم ہو جائے گا۔

(جو کہا گیا ہے اس کی تصدیق ہو جائے گی لیکن پھر ایمان لانے کا وقت نہ رہے گا۔ رسول کے باور پر باور کر کے کہہ دو" لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" تم پر حقائق کھل جائیں گے انوارِ ایمان نصیب ہوں گے اللہ تعالیٰ تمہارا معاون بن جائے گا اور کیا چاہیئے)۔

سُوْرَةُ الزُّمَرِ

مکی پچھتر آیتیں آٹھ رکوع

سورۃ صٓ میں تصدیقِ کلمہ کا ذکر تھا۔ کلمہ کی وضاحت، توحید کا ذکر، مومنوں کی اللہ کے یہاں کامیابی کا بیان کیا گیا۔ سورۃ صٓ کے آخری رکوع میں تخلیقِ آدم کے ذکر کے ساتھ ابلیس کی نافرمانی کا واقعہ بھی بیان ہوا تھا۔

اب سورۂ زمر میں بتایا جا رہا ہے کہ دنیا والے کتنی جماعتوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ اولادِ آدم کئی قسم کی ہوتی ہے، بلحاظ صفات، بلحاظ تخلیق، بلحاظ تقلید۔ محض اسلاف پرستی، بت پرستی کی طرف لے جاتی ہے، ہر چیز کو اس کے مقام سے بڑھانا کفر کی طرف لے جاتا ہے۔ ہاں کتاب اللہ پر ایمان، انسان کو خالص اللہ والا بنا دیتا ہے۔ اللہ کی شکر گزاری اس کے لیے حصولِ مراتب کا ذریعہ بنتی ہے۔ جو لوگ جذبۂ شکر گزاری سے محروم ہیں وہ ہدایت سے بھی محروم ہیں۔ یاد رہے کہ فرمانِ الٰہی سے سرکشی شیطانی ورثہ ہے، یہ انسان کو عقیدۂ توحید، رسالت و آخرت سب سے نکال کر ظلماتِ ثلاثہ میں ڈالتا ہے۔ جو اتباع میں آجاتے ہیں ان کی نظر اسباب سے ہٹ کر مسبب الاسباب پر ٹھیرتی ہے۔ یہی اولوالالباب ہیں۔ اور وہ تخلیقِ کائنات اور خلاصۂ کائنات کی غرض و غایت کو سمجھتے ہیں۔ اور اپنے رب کی عبادت میں مصروف، اور اس کی طرف لوگوں کو دعوتِ فکر و عمل دیتے رہتے ہیں۔ صبر و شکر ان کی فطرت بن جاتی ہے۔ ان کا سینہ اسلام کے نور سے کشادہ، ان کا قلب نورِ معرفت سے معمور ہوتا ہے وہ سراپا نور بن جاتے ہیں۔

اس سورہ میں توحید، رسالت کے مضامین کے ساتھ کافر و مومن کے مزاج کا بیان پُراثر انداز سے ہوا ہے اور آخر میں ان کی جماعتوں کو گروہ در گروہ اپنے اپنے مستقر کی طرف لے جانے کا بیان نظروں کے سامنے آنے والے واقعات کا مرقع کھینچ دیتا ہے۔ دوزخیوں کے حال کے بعد مومن کا بیان آنے والے سورہ کی تمہید بن جاتا ہے اور مومنوں کے زمرے میں آنے والوں

کو ان کے مراتب اسی دنیا میں بتا دیئے جاتے ہیں کہ وہی اسلام کی صداقت پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کے کرم کے منتظر ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

جن امور کی صداقت کا بیان ہوا، ان پر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔ یہ فرمان خداوندی ہے۔ یہ قرآن ہے۔

۱۔ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ۝

اس کتاب (یعنی قرآن) کا نازل کیا جانا اللہ کی طرف سے ہے جو بڑا غالب (اور) حکمت والا ہے۔ (اس کی قوت کے سامنے کون ہے جو مزاحمت کر سکے اور اس کی حکمت کے سامنے کس کی مجال ہے کہ سزا و جزا کے متعلق زبان کھول سکے)۔

۲۔ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ فَاعۡبُدِ اللّٰہَ مُخۡلِصًا لَّہُ الدِّیۡنَ ؕ

(اے رسول۔ اے حبیب) بے شک ہم نے یہ کتاب آپ پر حق کے ساتھ (ٹھیک ٹھیک صداقت اور ایک مقصدِ عظیم کے ساتھ) نازل کی ہے پس آپ (جس طرح مشغولِ عبادت ہیں اسی طرح) اللہ کے ہو کر خالص اسی کی بندگی کرتے رہیں۔

۳۔ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیۡنُ الۡخَالِصُ ؕ وَ الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اَوۡلِیَآءَ ۘ مَا نَعۡبُدُہُمۡ اِلَّا لِیُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَی اللّٰہِ زُلۡفٰی ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَحۡکُمُ بَیۡنَہُمۡ فِیۡ مَا ہُمۡ فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ۬ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِیۡ مَنۡ ہُوَ کٰذِبٌ کَفَّارٌ ۝

(اور لوگوں کو علی الاعلان سنا دیجئے کہ) یاد رکھو خالص عبادت اللہ ہی کے لیے ہے (جہاں عبادت میں اخلاص نہ ہو اللہ کے یہاں اس کی قدر نہیں ہوتی)۔ اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو معبود بنا رکھا ہے (وہ کہتے ہیں کہ) ہم تو ان کی پرستش محض اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو اللہ کا مقرب بنا دیں۔ بے شک جن باتوں میں یہ اختلاف کر رہے ہیں (یعنی توحید، رسالت وغیرہ) اللہ ان کے درمیان (وقت آنے پر) فیصلہ کر دے گا (وہ اپنی ضد پر اڑے ہیں)، بلاشبہ اللہ ایسے کو راہِ ہدایت نہیں دکھاتا جو جھوٹا اور ناشکرا ہو۔

یہ اللہ پر اتہام لگاتے ہیں اتنا نہیں سمجھتے کہ خالق، مخلوق کو بیٹا نہیں بناتا۔

۴۔ لَوۡ اَرَادَ اللّٰہُ اَنۡ یَّتَّخِذَ وَلَدًا

اگر اللہ کسی کو اولاد بنانا چاہتا تو جس کو چاہتا اپنی مخلوق میں سے چن

لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○

لیتا (حقیقت یہ ہے کہ) وہ (ایسے تمام تصورات سے بھی) پاک ہے۔ وہ اللہ (تو) ایک (یکتا اور) غلبہ والا ہے۔

۵۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ○

اس نے (اپنی قدرتِ کاملہ سے) آسمانوں اور زمین کو صحت تدبیر اور درستی کے ساتھ بنایا، وہ رات کو دن پر لپیٹتا اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے (سب اس کے حکم کے تابع اپنے اپنے کاموں پر لگے ہیں)۔ سب ایک وقتِ معین تک (اسی طرح) چلتے رہیں گے۔ (پھر ان کی پرستش کرنا کہاں کی عقلمندی ہے) یاد رکھو (لائق پرستش) وہی صاحب عزت، بخشنے والا ہے (اس کی پرستش کرو وہ زبردست بھی ہے اور بڑا بخشنے والا بھی)۔

اس کی قدرت و حکمت کا اندازہ اس سے کرو کہ

۶۔ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ؕ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ○

اس نے تم سب کو (جو خلاصہ کائنات ہو) ایک نفس سے (ایک شخص ایک آدم سے) پیدا کیا پھر اسی سے اس کا جوڑا بنایا (یعنی آدم ہی سے حوا کو پیدا کیا) اور تمہارے (کھانے پینے اور سہولت کے) لیے جانوروں میں سے آٹھ نر و مادہ اتارے (یعنی اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری) (ذرا اپنی تخلیق پر غور کرو) وہ تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ میں تین تاریکیوں میں (یعنی شکمِ مادر، پھر رحمِ مادر پھر اس میں بھی جھلی کے اندر) ایک حالت کے بعد دوسری حالت میں (بتدریج) بناتا ہے (جس کی قدرتِ کاملہ کا یہ حال ہے) وہی اللہ تمہارا رب ہے اسی کی حکومت ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر تم کہاں بہکے چلے جاتے ہو۔

۷۔ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۟ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ

اگر تم (اپنے قادرِ مطلق رب کی) ناشکری کرو گے تو اللہ تم سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں کے لیے کفر کو پسند نہیں کرتا ہے اور اگر تم شکر گزاری کرو گے تو اس کو تمہارے لیے پسند فرمائے گا (اس کا اجر

لَكُمْ ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

تم ہی کو ملے گا) اور (قیامت کے دن) کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا (اپنے ہی اعمال انسان کے کام آئیں گے) پھر (یہ بھی یاد رکھو کہ) تم سب کو اپنے پروردگار ہی کی طرف واپس جانا ہے پھر وہ تم کو تمہارے سارے اعمال بتلائے گا وہ تو تمہارے دلوں کے حال سے بھی باخبر ہے۔

۸۔ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ڰ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۝

اور جب انسان پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو وہ اپنے رب کو (تہ دل سے) اس کی طرف رجوع ہو کر پکارتا ہے پھر جب (اللہ) اس کو اپنے پاس سے نعمت بخشتا ہے (اس کی تکلیف دور کرکے راحت دیتا ہے) تو جس کے لیے اس کو پہلے پکار رہا تھا وہ بھول جاتا ہے اور اللہ کے شریک بنانے لگتا ہے تاکہ (لوگوں کو) اس کی راہ سے بہکائے (یہ ہے ناشکرا انسان کا مزاج) آپ (اس سے) فرما دیجئے کہ (اے کافر اس دنیا میں اللہ کی رحمانیت کے صدقہ میں) اپنے کفر کے باوجود کچھ فائدہ اٹھالے (بالآخر) تو دوزخیوں میں سے ہوگا۔

۹۔ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَاۗىِٕمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ ع

بھلا جو شخص بندگی میں لگا ہوا ہے رات کی گھڑیوں میں (بارگاہ رب العزت میں) مصروف سجدہ اور قیام ہے۔ خوف آخرت رکھتا ہے۔ اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہے (بھلا اس بندۂ مومن کا اور کافر کا کیا مقابلہ) آپ فرما دیجئے کہ سمجھ والے اور بے سمجھے کہیں برابر ہوتے ہیں (یاد رہے کہ دین کی صحیح سمجھ ہی علم ہے لیکن یہ بات تو) وہی سوچتے ہیں (اور سمجھتے ہیں) جو صاحب عقل ہیں (وہی حصول علم میں کوشاں اور معرفت الٰہی کے جویا ہیں)۔

ع ۱ ۱۵

دوسرا رکوع

پہلے رکوع میں مومن اور کافر کے فرق کو نمایاں کیا گیا، اور مومن کی کیفیات کا بیان ہوا، یہاں اللہ تعالیٰ صبر، پرہیزگاری اور استقامت کی تلقین فرما رہا ہے، یہاں تک کہ اگر

ضرورت پڑے تو مسلمان جہاد یا ہجرت سے کام لیں۔ بہر حال اللہ کے ہو کر رہیں۔ اللہ کی حضوری کے تصور میں رہیں۔ ان کی نظر انتخاب ہمیشہ اچھی باتوں پر پڑتی رہے۔ برخلاف کافروں کے جو ہمیشہ نافرمانی اور سرکشی کو اپنا شعار بناتے ہیں اور مستحق عذاب ہوتے ہیں مومن تو جب اللہ کی نشانیوں کو دیکھتا ہے اس کی کائنات کا مشاہدہ کرتا ہے تو ہر شے اس کو اس کے خالق سے قریب کرتی ہے۔ ہر شے میں اس کے لیے ایک نصیحت ایک یادِ الٰہی مضمر ہوتی ہے۔

۱۰۔ قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۭ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

آپ (میری طرف سے) فرما دیجئے کہ اے میرے بندو جو ایمان لے آئے ہو اپنے رب سے ڈرتے رہو۔ (یاد رکھو کہ) جن لوگوں نے اس دنیا میں نیک کام کیے ان کے لیے (آخر کار) بھلائی ہے اور اللہ کی زمین (ان کے لیے) کشادہ ہے (وہ صبر سے حالات کا مقابلہ کریں یا ہجرت کریں بہر صورت) بلا شبہ صبر کرنے والوں ہی کو ان کے صبر کا پورا (اور) بے شمار اجر ملے گا۔ (اس دنیا میں تھوڑے صبر کا بڑا اجر ہے۔ اللہ خود صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے)۔

۱۱۔ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝

آپ فرما دیجئے کہ مجھے تو حکم ملا ہے کہ میں خلوص کے ساتھ اللہ کی عبادت محض اس کے لیے کروں۔

۱۲۔ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

اور یہ بھی حکم ملا ہے کہ سب سے پہلے مسلمان میں ہوں (یعنی وحی الٰہی کے ہر نکتہ پر عمل پیرا ہو کر دکھاؤں کہ مسلمان ہر حکم الٰہی کو کس مفہوم میں سمجھیں اور کس طرح اس پر عمل پیرا ہوں اور ان کے لیے ایک نمونہ بنوں عمل کا، اخلاق و محبت کا)۔

۱۳۔ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

آپ (یہ بھی) فرما دیں کہ اگر میں (بھی) حکم نہ مانوں تو مجھے (قیامت کے) اہم دن کے عذاب سے ڈر معلوم ہوتا ہے۔

۱۴۔ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ۝

آپ ارشاد فرما دیں کہ میں تو اللہ کی عبادت خالص اللہ (کا ہو کر اللہ) کے لیے کرتا ہوں۔

۱۵۔ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ

(اور اے کافرو) اب تم اس کے سوا جس کی چاہو پرستش کرو البتہ

دُونِهٖ ۗ قُلْ إِنَّ الْخٰسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوٓا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ أَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ۝

ان سے) آپ فرما دیں کہ سب سے بڑھ کر نقصان میں وہی رہے جنہوں نے اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن نقصان میں ڈالا (یعنی وہ کام کیے کہ خود بھی ہلاک ہوئے اور اپنے متعلقین کو بھی اپنے ساتھ مصیبت میں ڈالا) سن لو کہ یہی صریح نقصان ہے۔

۱۶۔ لَهُم مِّن فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِن تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۚ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ۚ يٰعِبَادِ فَاتَّقُونِ ۝

ان (منکرینِ حق) کے لیے اوپر سے بھی آگ کے سائبان ہوں گے اور ان کے نیچے سے بھی (آگ کے) فرش ہوں گے (گویا آگ ہی ان کا اوڑھنا بچھونا ہوگی) یہی (وہ خوفناک عذاب) ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ پس اے میرے بندو مجھ سے ڈرتے رہو۔

۱۷۔ وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطّٰغُوتَ أَن يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوٓا إِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝

اور وہ لوگ جو بتوں کی پرستش سے بچتے رہے اور اللہ کی طرف رجوع رہے ان کے لیے بشارت ہے۔ پس آپ میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دیجئے

۱۸۔ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهٗ ۚ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ ۖ وَأُولٰٓئِكَ هُمْ أُولُوا الْأَلْبَابِ ۝

جو بات کو سنتے (یعنی قرآن و حدیث کو بغور سنتے) ہیں پھر اس کی اچھی اچھی باتوں کی پیروی کرتے ہیں وہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی اور یہی صاحبِ عقل ہیں (کیونکہ عقل کا تقاضا ہے کہ مستقبل کی راحت کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھا جائے اور زندگی کو ہلاکت میں نہ ڈالا جائے)۔

۱۹۔ أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۗ أَفَأَنتَ تُنقِذُ مَن فِي النَّارِ ۝

بھلا جس پر عذاب کی بات ثابت ہو چکی تو کیا آپ ایسے شخص کو بچا سکتے ہیں جو آگ میں پڑ چکا ہو۔ (حقیقت یہ ہے کہ دوزخ کی آگ سے بچانے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں)۔

۲۰۔ لٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّن فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا

لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لیے (جنت کے محلوں میں) بالاخانے ہیں (اور) ان پر مزید بالاخانے بنے ہوئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں یہ اللہ کا وعدہ ہے (پرہیزگاروں

الْاَنْهٰرُ ۬ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ○ — کے لیے اور بے شک اللہ وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

اللہ کی وحدانیت پر کائنات کی ہر شے شاہد ہے یہ آسمان، یہ بارش، یہ چشمے، یہ لہلہاتے ہوئے کھیت سب اپنے خالق کا پتہ دے رہے ہیں دیدۂ بینا شرط ہے۔

۲۱۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِى الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ۭ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ○ ع ۲ / ۱۲ / ۱۶

(اے مخاطب) کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا۔ پھر زمین میں اس کے چشمے جاری کیے۔ پھر اسی سے مختلف قسم کی کھیتیاں پیدا کرتا ہے۔ پھر (ایک وقت آتا ہے کہ) وہ تیار ہو جاتی ہے تو تُو اس کو زرد دیکھتا ہے۔ پھر (اللہ) اس کو چورا چورا کر ڈالتا ہے بے شک اس میں عقل مندوں کے لیے بڑی نصیحت (اور بڑا سامانِ عبرت) ہے۔

(عقلمند وہ ہیں جو عقلِ معاش کے ساتھ عقلِ معاد بھی رکھتے ہیں، خالقِ کائنات کی دنیا میں اس کے حکم کے مطابق چلتے اور آخرت پر نظر رکھتے ہیں)۔

تیسرا رکوع

درحقیقت اولو الالباب وہ ہیں جن کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کشادہ کر دیا ہے۔ جو یادِ الٰہی سے ہر دم حیاتِ تازہ پاتے رہتے ہیں، سراپا نور ہو گئے ہیں۔ وہ قرآن اور حلاوتِ قرآن کی فہم رکھتے ہیں۔ سات منازل کی حقیقتوں کو اپنے اپنے ظرف کے مطابق اپنے سینوں میں لیے ہوئے ہیں۔ اور سورۂ فاتحہ کی سات آیتوں کی قدر و منزلت اپنے علم کے مطابق جانتے ہیں جو سات منازل کا خلاصہ ہے۔ ان بزرگ ہستیوں کا ان کفار سے کیا مقابلہ جن کے سینے نورِ ایمان سے خالی اور جن کی نظریں انوارِ رحمت کے جلووں سے محروم ہیں۔

۲۲۔ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ فَوَيْلٌ

بھلا جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کشادہ کر دیا ہو وہ تو اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے (سر تا پا ہدایت بن جاتا ہے۔ سراپا نور

لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

ہو جاتا ہے ، اس کا اس کافر سے کیا مقابلہ جو مبتلائے کفر ہے) پس خرابی ہے ان کے لیے جن کے دل اللہ کی یاد کی طرف سے سخت ہوگئے ہیں ۔ یہی لوگ صریح گمراہی میں ہیں ۔

۲۳- اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ○

اللہ نے (تو) بڑا اچھا کلام نازل فرمایا ہے کتاب (یعنی قرآن) جس کی آیتیں ایک دوسری سے ملتی جلتی ہیں (اور) دہرائی جاتی ہیں (گو اس میں اہم مضامین طرح طرح سے بیان ہوئے ہیں تاکہ لوگوں کے دل نشین ہوجائیں لیکن نہ آیات میں تعارض ہے اور نہ اختلاف ، ان کو بار بار پڑھنے سے خوفِ خدا پیدا ہوتا ہے پھر دل کو تسکین اور روح کو حلاوت ملتی ہے ۔ یہ وہ آیتیں ہیں) جن (کو پڑھنے) سے ان لوگوں کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کے چمڑے اور دل نرم (یعنی مطیع) ہوکر اللہ کی یاد میں محو ہو جاتے ہیں ۔ یہی اللہ کی ہدایت ہے ۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اس کے ذریعہ ہدایت دیتا ہے ۔ اور جس کو اللہ گمراہ چھوڑ دے تو اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں ۔

ابوجہل ایمان نہ لایا اپنا سر اللہ کے آگے نہ جھکایا ، قیامت میں اس کے اعمالِ بد اس کے منہ پر مارے جائیں گے ۔

۲۴- اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ○

بھلا وہ شخص جو قیامت کے دن برے عذاب کو اپنے منہ پر روک رہا ہوگا (سوچو کہ اس کا کیا برا حال ہوگا) اور (اس وقت ایسے) ظالموں سے کہا جائیگا کہ (اب اس عذاب کا) مزہ چکھو جو تم کماتے رہے ۔

۲۵- كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

ان سے پہلے بھی لوگ (حق کو) جھٹلا چکے ہیں پھر (آخر) ان پر ایسی جگہ سے عذاب آیا کہ ان کے گمان میں بھی نہ تھا ۔

۲۶- فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○

پھر اللہ نے ان کو دنیا کی زندگی میں رسوائی کا مزہ چکھایا اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی بڑا ہے ۔ کاش یہ سمجھتے ۔ (اور دنیا ہی میں اپنی اصلاح کر لیتے اور اس تکذیبِ انبیاء سے باز آتے) ۔

۲۷- وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۚ

اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے ہر طرح کی مثالیں بیان کی ہیں تاکہ وہ ان پر غور کریں (اور اللہ کی یاد سے غافل نہ رہیں)۔

۲۸- قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○

(یہ) قرآن عربی (زبان میں) ہے (جو تمام زبانوں سے زیادہ صاف اور واضح ہے) اس میں کوئی ٹیڑھی (ترچھی) بات نہیں (اس کی سب باتیں بہ آسانی ذہن نشین ہو جاتی ہیں) تاکہ لوگ (اعتقادی اور عملی غلطی سے) بچتے رہیں۔

مومن، کافر، نیک و بد کو ایک مثال سے سمجھایا جا رہا ہے۔

۲۹- ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان کرتا ہے۔ ایک (غلام) مرد ہے جس میں کئی (لوگ) شریک ہیں (یعنی اس کے متعدد آقا ہیں) مختلف المزاج اور بد سرشت۔ (ہر شخص چاہتا ہے کہ غلام اسی کا کہنا مانے اسی کی خدمت کرتا رہے) اور ایک (دوسرا شخص ہے جو خاص ایک ہی شخص کا (غلام) ہے (اسی سے مشرک و مومن کا اندازہ کر لو) کیا ان دونوں کی حالت یکساں ہو سکتی ہے تمام خوبی اللہ کے لیے ہے (جو مردِ مومن کے ایمان و ایقان میں روز افزوں ترقی دیتا ہے اور اپنی آیات لوگوں کو مثالوں سے سمجھاتا ہے) لیکن اکثر لوگ (ان باتوں کو) سمجھتے ہی نہیں (اور آخرت سے غافل ہیں)۔

۳۰- اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ○

بے شک مرنا آپ کو بھی ہے اور مرنا ان کو بھی۔ (ہر ذی حیات کو اس جسم و جسمانیت کے عالم میں موت کا مزہ چکھنا ہے)۔

۳۱- ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ۚ ع ۱

پھر تم سب قیامت کے دن اللہ کے روبرو اپنے اختلافات پیش کرو گے۔ (اور اللہ تعالیٰ انبیاء اور مومنین اور کافروں کے درمیان فیصلہ کر دے گا)۔

پارہ ۲۴

فَمَنْ اَظْلَمُ

الجزء ۲۴

چوتھا رکوع

اس رکوع سے پارہ شروع ہوتا ہے۔ آخرت کا ذکر تھا۔ جہاں جملہ اختلافات، اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے اور حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اس روز اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کی سزا ملے گی، اللہ و رسول کی تصدیق کرنے والوں کو اس کا صلہ دیا جائے گا۔ دنیا میں جو نیکی کرتا ہے وہ اپنے ہی لیے کرتا ہے، مومن کے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہ اللہ ہی پر بھروسہ کرتا ہے۔ بے شک سرکارِ دو عالم ﷺ پر اس لیے کتاب نازل فرمائی گئی کہ لوگ حق کو پہچان لیں اور دینِ حق کے متعلق کسی مذبذب میں نہ رہیں اور آنے والی زندگی کا علم ہو جائے۔ ماننا نہ ماننا ان کا کام ہے۔

۳۲۔ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ○

پھر اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور جب سچی بات اس کے پاس پہنچ جائے تو اس کو جھٹلائے۔ کیا (ایسے) منکروں کا ٹھکانا دوزخ نہیں ہے۔

اللہ و رسول کو نہ ماننا گویا اللہ پر بہتان باندھنا ہے اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی ذاتِ بابرکات کے آنے کے بعد ان کی تصدیق نہ کرنا گویا جہنم میں گھر بنانا ہے۔ جس نے صدق کے سامنے آتے ہی تصدیق کی، صدیق ہوا، صدق ہی سے عدل، علم، حلم پیدا ہوتا ہے جب تک چاروں نہ ہوں اسلام کامل نہیں ہوتا کسی ایک صفت کا غلبہ ہونا اور بات ہے

۳۳۔ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○

اور جو سچی بات لے کر آیا اور جس نے اس کو سچا مانا وہی لوگ متقی ہیں (سچی بات کے ساتھ سچی بات کے لانے والے کی تصدیق بھی ضروری ہے اسی سے مومن بنتا ہے)۔

۳۴۔ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ○ۚ

ان کے لیے ان کے پروردگار کے پاس وہ سب کچھ ہے جو وہ چاہیں گے (اللہ کو حاضر و ناظر جان کر زندگی بسر کرنے والے) نیکو کاروں کا یہی بدلہ ہے۔

۳۵- لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

تاکہ اللہ ان کے بُرے کام جو انہوں نے کیے ان سے دُور کر دے اور ان کے نیک اعمال کا جو وہ کرتے تھے ان کو بہتر بدلہ دے۔

(یہ اللہ کی رحمت ہے کہ مومنوں کے نیک اعمال کے بدلہ میں بہترین اجر سے بھی نوازتا ہے اور ان کے گناہ بھی معاف فرماتا ہے، اس طرح محض اپنے لطف وکرم سے مومن کو معصیت کے بُرے اثرات سے بچالیتا ہے)۔

جہاں عام مومنین کے ساتھ اسکے لطف وکرم کا یہ عالم ہو وہاں سرکارِ دو عالمؐ، پرتوِ رحمت پر الطافِ خصوصی کا کیا کہنا۔

۳۶- اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۚ○

کیا اللہ اپنے بندۂ (خاص، سرکارِ دو عالم کی حفاظت اور طمانیتِ قلب) کے لیے کافی نہیں ہے اور یہ تنکر آپ کو اس (قادرِ مطلق اللہ) کے سوا اوروں سے ڈراتے ہیں اور یہ ان کی ناسمجھی نہیں تو کیا ہے حقیقت یہ ہے کہ) اللہ جس کو گمراہ کرے اس کو کوئی راہ (ہدایت) دکھانے والا نہیں۔

۳۷- وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ○

اور جس کو اللہ (حق کی) راہ دکھائے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ کیا اللہ غالب (اور ان کافروں سے) بدلہ لینے والا نہیں۔ (یقیناً وہ ان سے انتقام لے گا اور یہ بچ نہ سکیں گے)۔

۳۸- وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو (یہ برجستہ) کہیں گے اللہ نے۔ آپ فرمائیے۔ بھلا بتاؤ کہ جن کی تم اللہ کے سوا پرستش کرتے ہو اگر اللہ مجھ کو کوئی تکلیف دینا چاہے تو کیا وہ اس کی (دی ہوئی) تکلیف کو دُور کر سکتے ہیں، یا اللہ مجھ پر مہربانی فرمانا چاہے تو کیا اس کی عنایت کو وہ روک سکتے ہیں (تمہارے معبود نفع وضرر سب سے عاجز ہیں، قادرِ مطلق وہی اللہ ہے) آپ فرما دیجئے میرے لئے بس اللہ کافی ہے۔ اسی پر بھروسہ کرنے والے بھروسہ کرتے ہیں۔ (مومن متوکل نہ کافروں سے ڈرتے ہیں نہ ان کے بتوں سے)۔

مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ ؕ عَلَیْهِ یَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○

۳۹۔ قُلْ یٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○

آپ فرما دیجئے، کہ اے میری قوم (اے عرب کے ساکنو!) تم اپنی جگہ پر اپنا کام کیے جاؤ (اپنے مکر وفریب جو کرنا ہو کر گزرو) میں بھی (اپنی جگہ) کام کیے جاتا ہوں (یعنی تبلیغ حق اور اللہ پر توکل) پس تم عنقریب جان لوگے

۴۰۔ مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ وَ یَحِلُّ عَلَیْهِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ○

(کہ) کس پر وہ آفت آتی ہے جو اسے (دنیا ہی میں) رسوا کر ڈالے اور کس پر (آخرت میں بھی) مستقل عذاب آتا ہے۔

خوب سمجھ لو کہ حق و باطل میں فیصلہ کرنے والی کتاب نازل ہو چکی۔ اب بھی اگر کوئی راہِ راست اختیار نہ کرے تو وہ خود ذمہ دار ہے، حقائق بدلا نہیں کرتے کفر و انکار کی سزا دائمی عذاب ہے۔

۴۱۔ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا ۚ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَكِیْلٍ ○ ع

ہم نے تو آپ پر یہ کتاب لوگوں کی ہدایت کے لیے حق کے ساتھ نازل کی ہے پس اب جو راہِ ہدایت اختیار کرتا ہے وہ اپنے لیے (اس کا فائدہ اسی کو ہوگا) اور جو گمراہ ہوتا ہے تو گمراہی سے اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ (اس کا خمیازہ خود اسے بھگتنا پڑے گا) اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ (تبلیغ کرنا آپ کا کام ہے ہدایت دینا آپ کے ذمہ نہیں)۔

پانچواں رکوع

اللہ کی قدرتِ کاملہ کا ایک نمونہ خود نیند اور دوسرا موت ہے، نفسِ تمیز اٹھا لیتا ہے تو نیند آجاتی ہے نفسِ حیات اٹھا لیتا ہے تو موت واقع ہوتی ہے۔ موت کا ایک وقت مقرر ہے نیند آتی ہے انسان پھر بیدار ہو جاتا ہے لیکن جب روح کو روک لیا جاتا ہے، حیات ختم ہو جاتی ہے بھلا اس خدا کی خدائی، اس کی قدرت اور حکمت سے ناسمجھ کے سوا کون انکار کر سکتا ہے۔ اور آخرت میں کون اس کو سزا و جزا سے روک سکتا ہے۔ بہر حال انسان آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے کا اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکتا البتہ ایمان لانا نہ لانا یہ اس کا نصیب ہے۔ اس کو اپنے اعمال کی سزا یا جزا ملے گی انسان کا تو یہ حال ہے کہ جہاں تکلیف پہنچی اللہ کو پکارنے لگا اور جب راحت ملی تو اسے بھول گیا۔ بہر حال جو دیا جاتا ہے، جو لیا جاتا ہے دونوں آزمائشیں ہیں، یہ راز اہلِ ایمان

سے مخفی نہیں ۔

۴۲۔ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○

اللہ ہی جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض کرتا ہے اور ان (جانوں) کو بھی جن پر موت طاری نہیں ہوئی نیند کے وقت (کھینچ لیتا ہے) پھر ان (جانوں) کو روک لیتا ہے جن پر موت کا حکم صادر کر چکا ہے اور دوسری (جانوں) کو ایک وقتِ معین تک چھوڑ دیتا ہے بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے جو فکر کرتے ہیں (بڑی) نشانیاں ہیں ۔(وہ اپنے خواب کی زندگی سے عالمِ برزخ اور پھر بیداری سے آخرت کی زندگی کا کچھ اندازہ ضرور لگا سکتے ہیں)۔

اس قادرِ مطلق سے جو انسانوں کو روز ہی زندگی اور موت کی لذت سے آشنا کرتا رہتا ہے بچنے کے لیے اگر کفار نے کوئی سفارشی ڈھونڈھ لیے ہیں تو ان سے پوچھیے

۴۳۔ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ○

کیا انہوں نے اللہ کے سوا اور سفارشی بنا لیے ہیں ۔آپ فرما دیجئے اگرچہ یہ سفارشی نہ قدرت ہی رکھتے ہوں اور نہ کچھ سمجھتے ہی ہوں (کیا پھر بھی یہ مجبور محض معبود اللہ کے سامنے ان کی سفارش کر سکیں گے)۔

۴۴۔ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

آپ فرما دیجئے کہ سفارش تو سب اللہ ہی کے اختیار میں ہے اسی کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے ، پھر تم (سب) اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے ۔

۴۵۔ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○

اور (ان کفار کا تو یہ حال ہے کہ) جب اللہ وحدہٗ (لاشریک لہٗ) کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ان کے قلوب گرانی محسوس کرتے ہیں اور جب اس (اللہ) کے سوا اوروں کا ذکر کیا جائے تو اس وقت یہ خوش ہو جاتے ہیں ۔

۴۶۔ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

آپ فرما دیجئے ، اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے ، تو ہی اپنے بندوں کی ان باتوں میں جن میں یہ

أَنتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ○

جھگڑتے رہتے ہیں فیصلہ فرمائے گا۔

ان کے متعلق یقیناً فیصلے کے دن فیصلہ ہوگا ایسا فیصلہ کہ اس کو کوئی ٹال نہ سکے گا۔

۴۷۔ وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ مِن سُوءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَبَدَا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ ○

اور اگر ظالموں کے پاس وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور بھی ہو تو وہ لوگ قیامت کے دن سخت عذاب سے چھٹکارا پانے کے لیے سب کا سب دے ڈالیں۔ (لیکن یہ عمل کا دن نہیں حساب کا دن ہوگا ان کو ان کی بداعمالیوں کی سزا ملے گی) اور ان پر اللہ کی طرف سے وہ (عذاب) ظاہر ہوگا جس کا ان کو گمان تک نہ تھا۔

۴۸۔ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ○

اور (اس دن) ان پر وہ بُرے کام جو وہ کرتے تھے ظاہر ہو جائیں گے۔ اور جس (عذاب) کا مذاق اڑایا کرتے تھے وہ انہیں آگھیرے گا۔

۴۹۔ فَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ إِذَا خَوَّلْنَاهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ ۚ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○

پس (حقیقت یہ ہے کہ) جس وقت انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارتا ہے پھر جب اسے ہم اپنے پاس سے کوئی نعمت عطا کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ مجھے میرے علم کی بنا پر ملی ہے (میری اہلیت کا تقاضا تھا کہ یہ نعمت مجھے ملتی، مجھے معلوم ہی تھا کہ یہ مجھے ملے گی۔ نہیں یہ اسکی خام خیالی ہے) بلکہ یہ اس کی آزمائش تھی (کہ اس کو ایک نعمت سے سرفراز کیا گیا یہ دیکھنے کے لیے کہ اس کی نظر خود پر پڑتی ہے یا اپنے خدا پر) لیکن اکثر لوگ (یہ بات) نہیں سمجھتے (اور اپنی بڑائی بیان کرتے رہتے ہیں)۔

۵۰۔ قَدْ قَالَهَا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ○

(چنانچہ) ان سے قبل بھی لوگ ایسے ہی کہا کرتے تھے (انہیں بھی اپنی اہلیت اپنی دولت پر ناز تھا) سو ان کا کمایا ان کے کچھ کام نہ آیا۔

۵۱۔ فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا

پھر ان کے اعمال کی بُرائیاں انہیں پر پڑیں (انہیں کو سزا بھگتنا پڑی)

وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَاۤءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ○

اور ان (کفارِ مکہ) میں سے جو ظالم ہیں ان پر عنقریب ان کے اعمالِ بد کا وبال پڑے گا اور وہ (اللہ کو اپنی تدبیروں سے) ہرا نہ سکیں گے۔

اگر ان کو فراخی سے رزق دیا گیا تو یہ اللہ کی ان پر عنایت تھی۔

۵۲- اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۤءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ ع

کیا انہیں علم نہیں کہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے رزق فراخی سے دیتا ہے اور (جس کو چاہتا ہے) نپا تلا دیتا ہے۔ اس میں ایمان والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔ (وہ جانتے ہیں کہ جو دیا جاتا ہے اور لیا جاتا ہے دونوں میں آزمائشیں ہیں)۔

چھٹا رکوع

اللہ کی رحمتِ بے پایاں کا ذکر آ رہا ہے۔ مومنو! اپنے دامن پھیلا لو، عاصیو! اس رحمت کے سائے میں آ جاؤ۔ وہ بدنصیب ہے جو اپنے بے شمار گناہ اور عصیان کے باعث اس آیت کو سننے کے بعد بھی اس کی رحمت سے مایوس ہو۔ اللہ جس کو چاہے جب چاہے معاف فرما دے۔ وہ "الغفور الرحیم" ہے، البتہ انسان پر لازم ہے کہ اس کی طرف رجوع ہو، اس سے گناہ معاف کروائے۔ مغفرت اور رحمت انسان کے لیے اسی رجوع الی اللہ اور توبہ سے ہے اسی لیے اعلان رحمت کے بعد ہی رجوع الی اللہ کی تاکید ہے۔

۵۳- قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

آپ فرما دیجئے (میری طرف سے لوگوں سے کہہ دیجئے) اے میرے بندو جنہوں نے (کچھ الٹے سیدھے کام کر کے) اپنے آپ پر زیادتیاں کی ہیں (حد سے گزر رہے ہیں) اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو بیشک اللہ سب گناہ بخش دے گا بے شک وہ بڑا بخشنے (اور) بڑا رحم فرمانے والا ہے۔

(جب چاہتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اسے اپنی بخشش سے ڈھانپ لیتا ہے اس پر رحم فرماتا ہے انسان اگر طالب بخشش و رحمت ہو تو اس کے لیے رجوع اور توبہ

ہے، اسی لیے سرکارِ دو عالم فرمایا کرتے اُمَّۃٌ مُّذْنِبَۃٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ۔)

۵۴۔ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ○

اور (فرما دیجئے کہ اے اللہ کے بندو) اپنے رب کی طرف رجوع ہو جاؤ (تاکہ وہ تم کو بخش دے) اور اس کی فرمانبرداری کرو (تاکہ وہ تم پر رحم فرمائے) قبل اس کے کہ (تمہاری غفلت سے) تم پر عذاب آجائے پھر (اس وقت) تمہاری مدد نہ کی جائے گی (کوئی تمہارا معاون نہ ہوگا)۔

۵۵۔ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۙ

اور (اے لوگو) اس بہترین (کتاب) کی پیروی کرو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اتاری گئی، قبل اس کے کہ تم پر اچانک آفت آجائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو (کہ مصیبت کہاں سے آگئی)۔

۵۶۔ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۙ

(لوگوں کو عذاب سے اس لیے باخبر کیا جاتا ہے کہ) کہیں کوئی متنفس یہ (نہ) کہنے لگے کہ افسوس ہے اس کوتاہی پر جو میں اللہ کے بارے میں کرتا رہا اور میں تو صرف (دین کی ہر بات کی) ہنسی ہی اڑاتا رہا۔ (رسول کے فرمان پر یقین نہ کیا آخرت کو مذاق سمجھا آخر یہ حشر ہوا اگر مجھے علم ہوتا تو ایسا نہ کرتا)۔

۵۷۔ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۙ

یا کوئی کہنے لگے کہ اگر اللہ مجھ کو راہِ (حق) دکھاتا تو میں بھی پرہیزگاروں میں ہوتا (اور انعام پاتا)۔

۵۸۔ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

یا عذاب کو دیکھ کر یہ کہنے لگے کہ کاش مجھے (دنیا میں) پھر ایک بار واپس جانا ہو تو میں (بڑے) نیک کام کرنے والوں میں ہو جاؤں۔

لیکن اس وقت حسرت اور افسوس سے کچھ حاصل نہ ہوگا حکم ہوگا

۵۹۔ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ○

(یہ) کچھ نہیں (تو جھوٹا ہے یہ تیری خام خیالی ہے) تیرے پاس میرے احکام پہنچے تھے پھر تو نے ان کو (شیخی میں آکر) جھٹلایا، اور گھمنڈ کیا اور تو کافر ہی رہا (شیطان نے بھی تو یہی کیا تھا، یعنی انکار اور تکبر)۔

۶۰- وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ○

اور آپ قیامت کے دن ان لوگوں کے چہرے سیاہ دیکھیں گے جو خدا پر جھوٹ بولتے رہے (اور بہتان باندھتے رہے) کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا دوزخ نہیں؟ (یقیناً دوزخ ہی ہونا چاہیے تھا اور دوزخ ہی ہے)۔

۶۱- وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ز لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

اور جو لوگ اللہ سے ڈرتے رہے اللہ انہیں کامیابی کے ساتھ (جہنم سے) نجات دیگا (وہاں) نہ ان کو کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ وہ غمگین ہوں گے (انہیں جنت میں جگہ ملے گی، یقیناً پرہیزگاروں کا ٹھکانا جنت ہے)۔

۶۲- اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ز وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ○

(جنت و دوزخ، آسمان و زمین، یہ کائنات اللہ کی تخلیق ہے) اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر شے کا نگہبان ہے۔

سب اسی پر توکل کیے بیٹھے ہیں۔

۶۳- لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ ع

اسی کے پاس آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں (جس نے دل سے اللہ کہا یہ کنجیاں اللہ اس کو دے دیتا ہے) اور جو لوگ اللہ کی نشانیوں کے منکر ہوئے (یعنی اس کی کتاب اس کے رسول اس کے دین اس کے احکام کو نہ مانا) وہی لوگ خسارے میں رہے۔

ساتواں رکوع

سوچو کہ ان حقائق سے آگاہ ہونے کے بعد کیسا بدنصیب ہوگا وہ شخص جو اللہ کے سوا کسی اور کی پرستش کرے کہ اس کے اعمال بھی برباد ہوں اور وہ دائمی نقصان میں بھی پڑے۔ عبادت اللہ ہی کے لیے ہے، ہر چند اللہ کی عظمت، اس کی برتری کو جیسا چاہیئے انسان سمجھنے سے قاصر ہے لیکن اس کی قدرت اور اس کی حکمت کے جو جلوے وہ روز دیکھتا ہے وہی اللہ پر یقین دلانے کے لیے کافی ہیں۔ جس طرح آج یہ کائنات اس کی قدرت کا نمونہ بنی پھیلی ہوئی ہے اسی طرح قیامت کے دن بھی زمین اور آسمان اس کے دست قدرت میں ہوں گے پھر دوسری بار صور کے پھونکے جاتے ہی میدان حشر قائم ہو جائے گا۔ انبیاء علیہم السلام سے لیکر تمام لوگ اللہ کے روبرو ہوں گے، اس دن اللہ فیصلے فرمائے گا اور ہر ایک کو اس کے عمل کی

سزا و جزا ملے گی۔ بہتر ہے کہ اللہ کے احکام انسان دل سے سُنے اور ان پر عمل پیرا ہے کہ اس کا پھل پائے۔

۶۴۔ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝

آپ فرما دیجئے۔ اے نادانو کیا تم مجھے (بھی) غیر اللہ کی پرستش کرنے کو کہتے ہو؟۔

حالانکہ میں ہی نہیں بلکہ اللہ کے تمام پیغمبر لوگوں کو شرک سے منع کرتے رہے،

چنانچہ اللہ فرماتا ہے

۶۵۔ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

اور (اے رسول) آپ کی طرف اور آپ سے قبل جو (پیغمبر) گزرے ہیں ان پر یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ (اے مخاطب) اگر تو نے شرک کیا تو تیرے اعمال اکارت جائیں گے اور تو نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا (اس طرح ہر امت کے لوگوں کو شرک سے سختی سے روکا گیا تھا اسلام تو اسی توحید کو قولاً فعلاً عام کرنے کا ایک مکمل نظام کار ہے)۔

۶۶۔ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝

بلکہ (اے انسان تیرا تو فرض ہے کہ) تو اللہ ہی کی پرستش کر اور (اس کے) شکر گزاروں (اور قدر دانوں) میں ہو جا۔

اور گو آدمؑ سے لیکر رسول کریمؐ تک ہر نبی ان کافروں کو توحید ہی کا درس دیتا رہا۔

۶۷۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

لیکن ان لوگوں نے اللہ کی قدر شناسی جیسی کرنا چاہیے تھی نہ کی حالانکہ (اس کی عظمت شان کا تو یہ عالم ہے کہ) قیامت کے دن تمام زمین اس کی ایک مٹھی میں ہوگی اور آسمان (کاغذ کی طرح) لپیٹے ہوئے اس کے داہنے ہاتھ میں ہوں گے (اس سے اس کے دست قدرت اور اقتدار کا اندازہ کرو اور سمجھ لو کہ) وہ (جسم و جسمانیت سے اور ہر تصور دوئی اور عیب سے) پاک ہے اور لوگوں کے شرک سے بہت بالا و برتر ہے۔

مومن، دنیا میں اللہ و رسول کو مانتا، آخرت پر ایمان رکھتا ہے قیامت کے دن وہ اللہ کے امن میں ہوگا۔ کافر دنیا میں منکر حق ہے آخرت میں حقائق کے ظاہر ہو جانے کے بعد اس کا ایمان لانا کام نہ آئے گا اور موجب عذاب بنے گا۔

۶۸۔ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ

اور (جب) صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں میں اور زمین میں جو بھی ہیں

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ○

سب بے ہوش ہو جائیں گے بجز اس کے جس کو اللہ چاہے (ان پر بے ہوشی طاری ہوگی نہ کوئی پریشانی ہوگی وہ مامون ہوں گے) پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو فوراً سب کھڑے ہو جائیں گے (اور حیرت زدہ ہو کر ہر طرف) دیکھنے لگیں گے (کہ وہ کہاں ہیں)۔

اس کے بعد تجلی خصوصی ہوگی

۶۹۔ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○

اور (محشر کی) زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی اور نامۂ اعمال "سامنے" رکھ دیا جائے گا اور پیغمبر اور گواہ (اللہ کے روبرو) حاضر کیے جائیں گے اور لوگوں میں (ہر شخص کے نامۂ اعمال کے مطابق) انصاف کے ساتھ (ٹھیک ٹھیک) فیصلہ ہوگا اور ان (میں کسی) پر (قطعی) ظلم نہ ہوگا۔

۷۰۔ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ○ ع

اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا اور اس کو خوب معلوم ہے جو کچھ یہ کرتے ہیں۔

(یہ گواہ وغیرہ تو لوگوں کو ان کے اعمال جتانے کے لیے ہوں گے ورنہ درحقیقت اللہ کو سب علم ہے اور اسے ہر ایک کا حال معلوم ہے گواہوں میں انسان کے ہاتھ پیر سے لے کر تمام انبیاء اور نیکوکار شامل ہوں گے)

آٹھواں رکوع

سورۂ زمر کا آخری رکوع ہے، زمر کے معنی گروہ کے ہیں دنیا میں کچھ بھی اختلافات ہوں لیکن آخرت میں تمام اختلافات کا فیصلہ بارگاہ رب العزت کی طرف سے کر دیا جائے گا، تمام مخلوق دو حصوں میں تقسیم ہوگی۔ ماننے والے اور نہ ماننے والے، نہ ماننے والے کافر، گروہ در گروہ دوزخ کی طرف لے جائے جائیں گے۔ اس کا مؤثر بیان ہے اور اہل ایمان جنت میں لے جائے جائیں گے فرشتے ان کا خیر مقدم کریں گے، وہ اللہ کے فضل و کرم سے ہمہ تن شکر گزار ہوں گے اور ان کی زبانوں پر الحمد للہ رب العلمین ہوگا۔ آئندہ سورۃ میں انہیں مومنوں کی کیفیات کا بیان ہے۔

۷۱۔ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ○

اور کافروں کو گروہ درگروہ جہنم کی طرف ہانکا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھول دئیے جائیں گے اور ان سے اس (دوزخ) کے محافظ (فرشتے) کہیں گے کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے (تمہارے ہی ہم جنس) رسول نہیں آئے تھے جو تم کو تمہارے پروردگار کی آیتیں پڑھ کر سنایا کرتے تھے اور تم کو اس دن کے پیش آنے سے ڈرایا کرتے تھے۔ وہ (ندامت سے) کہیں گے ہاں لیکن (وہ دیکھ لیں گے کہ بالآخر) عذاب کا وعدہ کافروں پر پورا ہو کر رہا۔

۷۲۔ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ○

حکم ہوگا کہ دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ (اور) اس میں ہمیشہ رہا کرو پس تکبر کرنے والوں کا کیا برا ٹھکانا ہے (تم نے شیخی اور غرور میں آ کر اللہ کی نافرمانی کی اب اس کا مزہ چکھو)۔

۷۳۔ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ○

اور جو لوگ اللہ سے ڈرتے رہے وہ جنت کی طرف (ذوق و شوق سے) گروہ درگروہ لے جائے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھول دئیے جائیں گے (تو ان کا خیر مقدم کیا جائے گا) اور اس کے محافظ (فرشتے) کہیں گے تم پر سلام ہو تم پاکیزہ لوگ ہو پس اس میں ہمیشہ رہنے کے لیے داخل ہو جاؤ۔

۷۴۔ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاۗءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ○

اور وہ کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہم کو اس زمین کا وارث بنایا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں رہیں (جنت میں بھی خاکساری پیش نظر رہی ارض کا ذکر کیا) پس (دنیا میں نیک) عمل کرنے والوں کا کیا خوب بدلہ ہے۔

۷۵۔ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ع ۵

اور آپ (اس دن) فرشتوں کو دیکھیں گے کہ عرش کے گرد حلقہ باندھے ہوئے اپنے پروردگار کی حمد وثنا کے ساتھ پاکی بیان کرتے ہوں گے اور (اس دن) لوگوں کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کردیا جائے گا اور (ہر طرف سے یہی صدا آئے گی، یہی) کہا جائے گا کہ تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِن

مکی پچاسی آیتیں نو رکوع

سورۃ والصّٰفّٰت میں اللہ جل شانہٗ کی وحدانیت کا بیان تھا، سورہ صٓ میں سرکار دو عالم ﷺ کے اس فرمان کی تصدیق ہوئی کہ کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" ہی تمام قدرت وحکمت اور خزائنِ معرفت کی کنجی ہے۔ پھر سورۂ زمر میں سرکار دو عالم ﷺ کے فرمان کی تصدیق کرنے والے اور نہ کرنے والوں کا بیان کیا گیا۔ اب یہ سورۃ "المؤمن" ان کی طرف منسوب کیا جارہا ہے جو اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ خود ایمان لاتے ہیں اور ایمان کی طرف بلاتے ہیں اور جس پر ایمان لاتے ہیں اس کا اقرار کرتے ہیں۔ یہ کلام پاک کا چالیسواں سورہ ہے۔ عدد کے اعتبار سے "م"، محمدی کے عدد سے ہم عدد ہے کہ مومن کو "محمدی" بننے کی تلاش ہے، وہ اسی نسبت کو محکم سے محکم تر کرتا جاتا ہے اور جس قدر یہ نسبت محکم ہوتی جاتی ہے اس کو اللہ کا قرب ملتا جاتا ہے۔ جس قدر "محمد رسول اللہ" پر ایمان وایقان بڑھتا جاتا ہے "لا الٰہ الا اللہ" کی حقانیت اس پر روشن ہوتی جاتی، کھلتی جاتی ہے۔

سورۂ زمر، مومن کے بیان پر ختم ہوا یہاں قلبِ مومن سے۔ حیات وممات کا مالک، ایک حجاب اٹھاتا ہے اور اپنے مخصوص اسماء صفات حکیم، حمید، حی، حلیم، حنان کی جانب اور مالک، مجید، منان کی طرف میم سے اشارہ فرماتا ہے۔ جس نے کائنات کی تخلیق حکمت سے کی وہی قادرِ مطلق اپنی حکمتِ کاملہ کو جانتا ہے۔

سورۂ زمر کی ابتدا تنزیل الکتٰب من اللہ العزیز الحکیم سے ہوئی تھی وہاں اللہ کی حکمتِ کاملہ کی طرف توجہ دلانا تھا، سورۃ "المومن" تنزیل الکتٰب من اللہ العزیز العلیم سے شروع ہوتا ہے، یہاں اللہ کے علم کامل کا بیان ہے جو ظاہر وباطن کا جاننے والا ہے لیکن سب کچھ جانتے ہوئے بھی اس کی رحمتِ کاملہ بخشش وقبولیتِ توبہ کے لیے بے تاب ہے، وہی لائق

بندگی ہے ۔ مومن اسی کی حمد و ثنا کرتا ہے اور قلبِ مومن پاک سے پاک تر بنتا جاتا ہے ۔ مومن کی راہ میں کفر کی طاغوتی قوتیں رکاوٹیں نہیں بنتیں ، وہ فرعونیت کا قلع قمع کرتا ہے ۔ کفر کی ظلمتوں پر قابو محض اللہ کے فضل سے پاکر نور میں آتا ہے اور مخلوقِ خدا کا خادم بنتا ہے ۔ یہ وہ ہے کہ فرشتے اس کی بخشش کی دعائیں کرتے ہیں ۔ وہ اپنے آقا اپنے مولا سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر محمدی بنتا ہے ۔ فرشتگی اس کے جلو میں ، رحمت اس کے سر پر سایہ فگن رہتی ہے اور آخرت میں فوزِ عظیم اسی کا نصیبہ ہوتا ہے ۔

یہ سورہ حٰمٓ سے شروع ہوتا ہے حٰمٓ کو اللہ کا اسمِ اعظم بتایا جاتا ہے ۔ گویا ایک طرف حٰمٓ اللہ کے اسمائے صفاتی کی طرف اشارہ کر رہا ہے تو دوسری طرف حٰمٓ اللہ کی ان صفات کے مظہر سرکارِ دو عالم کی ذات پر کہ حٰمٓ آپ کا اسمِ گرامی بھی ہے ۔ جس طرح سورہ یٰسٓ اور طٰہٰ میں ان محبت کے ناموں سے سرکارِ دو عالم کو اللہ رب العزت نے مخاطب فرمایا تھا یہاں حٰمٓ کے نام سے مخاطب فرما رہا ہے کہ آپ سراپا حمد ہیں مصروفِ حمد ہیں ۔ اللہ کے محبوب ہیں صلے اللہ علیہ وسلم ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ — شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱- حٰمٓ ○ — حا میم (حروفِ مقطعات میں سے ہے جن کا علم اللہ اور اس کے رسول کو ہے)

۲- تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ○ — اس کتاب (یعنی قرآن) کا اتارا جانا اللہ کی طرف سے ہے جو غالب (اور) علم والا ہے ۔

اللہ ہی حیات و ممات کا مالک ہے ، خالقِ کائنات ہے ، زبردست علم والا ہے ، اور یہ کتاب اسی اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے جسے ظاہر ، باطن ، چھوٹی بڑی تمام باتوں کا علم ہے ۔ اس کے باوجود وہ

۳- غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِى الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ○ — گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے ۔ (یقیناً وہ نافرمانوں کو) سخت عذاب دینے والا ہے (اور) بڑی قدرت والا ہے ۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں (اور) اس کی طرف (سب کو) واپس جانا ہے ۔

آیت نمبر (۳) اللہ تعالیٰ کے اسماء صفات ترتیب کے ساتھ صرف ایک جگہ سورہ حشر کے آخر میں آئے ہیں دیگر مقامات پر انکا ذکر الگ الگ ہے ۔

مومنین اللہ کی آیتوں کو مانتے اور ان پر عمل کرتے ہیں البتہ

۴۔ مَا يُجَادِلُ فِيٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ○

اللہ کی آیتوں میں وہی لوگ جھگڑتے ہیں جو کافر ہیں (اس انکار کے باوجود ان کو یہاں ڈھیل دی گئی ہے) پس کہیں آپ کو ان لوگوں کا شہروں میں چلنا پھرنا دھوکے میں نہ ڈال دے۔

(کفر کا انجام یقیناً ہلاکت ہے لیکن یہ دنیا اللہ کی شانِ رحمانیت کا مظہر ہے اور آزمائش کی جگہ ہے، یہاں کفار چند دن عیش کر لیں لیکن وہ اللہ کے عذاب سے بچ نہیں سکتے۔)

اگر کفارِ مکہ قرآن کو جھٹلا رہے ہیں تو ان سے قبل بھی اقوامِ عالم اپنے انبیاء کی تعلیمات کو جھٹلاتی رہی ہیں مثلاً

۵۔ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۠ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ○

ان سے قبل نوح کی قوم جھٹلا چکی ہے اور ان کے بعد اور امتیں بھی۔ اور ہر امت اپنے پیغمبر کو پکڑنے (یا ان کو قتل کرنے) پر تل گئی اور ناحق کے جھگڑے نکالے تاکہ (دینِ) حق کو ناکام بنا دیں۔ بالآخر میں نے ان کی گرفت کی، پھر (دیکھ لو کہ) میری سزا کیسی ہوئی (ان کو کیسے تباہ و برباد کیا گیا، ان کے عالی شان محلوں کے کھنڈرات آج بھی لوگوں کو درسِ عبرت دے رہے ہیں)۔

(معلوم ہوا کہ کفر، دنیا میں اپنی ظاہری رونق سے ناسمجھ انسانوں کو متاثر کر سکتا ہے لیکن حق پر غلبہ نہیں پا سکتا)۔

۶۔ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ○

اور اسی طرح آپ کے رب کی بات کافروں پر ثابت ہو چکی کہ وہ دوزخی ہیں۔

۷۔ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

"اور وہ (فرشتے) جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے ارد گرد ہیں (سب) اپنے رب کی حمد و ثنا کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں (اس کی

وَيُؤْمِنُونَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝

تسبیح پڑھتے رہتے ہیں) اور اس پر (خود بھی) ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے بخشش مانگتے رہتے ہیں (اور بارگاہ احدیت میں یوں عرض کرتے ہیں کہ) اے ہمارے پروردگار تیری رحمت اور علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے پس تو انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کر لی اور تیری راہ پر چلے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

(اشارہ ہے کہ تم بھی اپنے حسن عمل سے فرشتگی کی کیفیات پیدا کرو، جب اللہ کی رحمت عام ہوتی ہے تو ہر چیز میں ایک پھیلاؤ، گنجائش اور وسعت پیدا ہو جاتی ہے)۔

۸۔ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

(فرشتے التجا کریں گے کہ) اے ہمارے پروردگار ان کو ہمیشگی کی جنتوں میں داخل فرما جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا اور ان کو بھی جو ان کے آباؤ اجداد میں سے اور ان کی بیویوں میں سے اور ان کی اولاد میں سے نیک ہوں (جنت فردوس میں ان کے ساتھ داخل فرما دے) بے شک تو بڑا ہی غالب حکمت والا ہے۔

(یعنی بہشت اگرچہ عمل سے ہے لیکن تو کسی کے نیک ارادہ کو بھی شرف قبولیت بخش کر انہیں بھی صالحین میں شامل فرما سکتا ہے۔ تو ہر بات پر قادر ہے اور تیرا ہر فعل حکمت پر مبنی ہے)۔

۹۔ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ع

اور (اے ہمارے پروردگار) ان کو گناہوں (کی شامت) سے بچا لے، اور جس کو تو نے اس دن گناہوں (کے وبال) سے بچا لیا تو اس پر تو نے (بڑی) مہربانی فرمائی اور یہی بڑی کامیابی ہے (کہ تیری رحمت مل جائے، کرم سے ہو، یا فضل سے)

دوسرا رکوع

گزشتہ رکوع میں مومن کے لیے فرشتوں کی دعاؤں کا ذکر تھا جس کسی کو اللہ نے گناہ سے بچا لیا وہ رحمت میں آگیا۔ ان کے لیے دہشت کا سوال ہی نہ رہا۔ ان کے لیے قیامت رحمت بن

گئی۔ البتہ قیامت کے دن کافروں کی حالت خراب ہوگی، وہ دنیا میں اللہ سے بیزار تھے، اللہ ان کے اعمال سے بیزار تھا۔ وہ خواہش کریں گے کہ عذاب الٰہی سے چھٹکارے کی کوئی صورت ہو لیکن عذاب الٰہی ان کا منتظر ہوگا۔ قیامت کے بھیانک اور خوفناک مناظر سے کفار کی آنکھیں پتھرا جائیں گی اور کلیجہ منہ کو آئے گا۔ لیکن اللہ کے عذاب سے ان کو بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سننے اور دیکھنے والا ہے، وہ مومن کی کیفیاتِ قلبی سے آگاہ ہے اور کافر کی بیزاریوں سے بھی۔

۱۰۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ○

جن لوگوں نے کفر کیا ان کو پکار کر کہہ دیا جائے گا کہ جیسی تم کو (آج قیامت کے دن) اپنے آپ سے نفرت ہے اس سے زیادہ اللہ کو تم سے (اس وقت) نفرت تھی جب تم کو (دنیا میں) ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا اور تم انکار کرتے تھے۔

۱۱۔ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ○

وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار تو نے ہم کو دو بار موت دی اور دو بار زندگی دی۔ اب ہم کو اپنے گناہوں کا اعتراف ہے۔ پھر اب (کیا اس عذاب سے بچ) نکلنے کی کوئی راہ ہے؟

ان سے کہا جائے گا۔ یہ عذاب تمہارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے

۱۲۔ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ○

یہ اس واسطے کہ جب اللہ کو ایک کہا جاتا تھا (اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ذکر کیا جاتا تھا) تو تم نہیں مانتے تھے اور جب اس کے ساتھ شریک ٹھیرائے جاتے تو تم (فوراً بخوشی) قبول کر لیتے تھے۔ اب تو فیصلہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے جو سب سے بلند و بالا ہے (دیکھ لو آج اسی واحد و قہار کی حکومت ہے جس کے تم منکر تھے)۔

بلاشبہ آخرت میں اللہ کے واحد و قہار ہونے پر کافر بھی یقین کرے گا لیکن اگر دنیا میں ذرا غور و فکر سے کام لیا جائے تو ہر طرف اس کی وحدانیت و رحمانیت کی نشانیاں عام ہیں، جو ایمان لایا اللہ کی پناہ میں آگیا۔

۱۳۔ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ۭ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ○

(اللہ) وہی ہے جو تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور تمہارے لیے آسمان سے رزق اتارتا ہے (جسمانی بھی اور روحانی بھی) لیکن نصیحت تو وہی قبول کرتا ہے جو اس کی طرف رجوع رہتا ہے (جس کو اللہ کا خوف ہے)

۱۴۔ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○

پس تم خالص اعتقاد کے ساتھ (اللہ کے ہوکر) اللہ کو پکارو ہرچند کافر برا ہی کیوں نہ مانیں (ان کے برا ماننے کی مومن کو کیا پروا ہو سکتی ہے)۔

مومن کا تو ایمان ہے کہ اللہ ہی قادرِ مطلق ہے

۱۵۔ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ○

وہی بلند مرتبہ ہے (اور اپنے نیک بندوں کو بلند مرتبہ دینے والا ہے) عرش کا مالک ہے (قدرتِ کاملہ اسی کے ہاتھ میں ہے وہی جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور) وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے وحی بھیجتا ہے تاکہ وہ (لوگوں کو) ملاقات کے دن سے ڈرائے۔

(قیامت کے مختلف ناموں میں سے یوم التلاق بھی ہے)

۱۶۔ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۭ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۭ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ○

(قیامت کا دن وہ دن ہوگا) جس دن سب لوگ (قبروں سے) نکل پڑیں گے (وہ صاف میدان میں ہوں گے اور) اللہ سے ان کی کوئی بات چھپی نہ ہوگی (وہ اپنے تختِ جلال پر نزول فرمائے گا اس دن تمام حجابات اٹھ جائیں گے اس کی ہی حکومت ہوگی، پوچھا جائے گا) آج کے دن کس کی حکومت ہے (ندا آئے گی کہ) اللہ کی جو واحد ہے (اور) بڑا غالب ہے۔

(تم نے دنیا میں اس کی شانِ رحمانیت دیکھی اب اس کی رحیمیت اور شانِ عدل وانصاف بھی دیکھو)

۱۷۔ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۭ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○

(حکم ہوگا کہ) آج کے دن ہر شخص کو اس کے عمل کا بدلہ دیا جائے گا (اور کسی پر) آج کوئی زیادتی نہ ہوگی۔ بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

۱۸۔ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ

اور (لوگوں کو قیامت سے غافل نہ ہو جانا چاہیئے) آپ ان کو (اس)

إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ ۚ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ ○

نزدیک آنے والے (مصیبت کے) دن سے ڈرائیے، جب (غم و گھبراہٹ سے) گھُٹ کر کلیجے منہ کو آئیں گے اور (اس دن) ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی جس کی بات قابلِ قبول ہو۔

۱۹۔ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ○

(اللہ کے علم کا تو یہ حال ہے کہ) وہ آنکھوں کی چوری کو بھی جانتا ہے اور (جو کچھ (تمہارے) سینوں میں چھپا ہوا ہے (اس سے بھی آگاہ ہے)۔

۲۰۔ وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ○ ع ۱۱

اور اللہ تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے اور اللہ کے سوا جن کو یہ (کافر) پکارتے ہیں وہ تو کچھ بھی فیصلہ نہیں کرسکتے (وہ تو مجبورِ محض ہیں) بے شک اللہ ہی سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

(ہر بات کو سنتا ہے اور ہر فعل کو دیکھتا ہے اور دلوں کے راز بھی جانتا ہے اس سے ظاہر و باطن کچھ پوشیدہ نہیں یہی قادرِ مطلق سزاوارِ حمد وثنا ہے۔ جس نے اس کو حاضر و ناظر مان لیا، جان لیا، اس کی نظروں کے سامنے سے حیات و ممات کا حجاب اُٹھ گیا۔)

تیسرا رکوع

لیکن جن لوگوں نے اس قادرِ مطلق کو نہ مانا، نہ پہچانا، اس کی نافرمانی کی اور تکبر کیا وہ تباہ و برباد ہوئے اور مومن کا کچھ بگاڑ نہ سکے۔

۲۱۔ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ

کیا ان لوگوں نے زمین میں سیاحت نہیں کی کہ یہ دیکھ لیتے کہ ان سے پہلے والوں کا (جو منکرینِ حق تھے) کیسا (بُرا) انجام ہوا حالانکہ وہ لوگ ان سے قوت میں (بھی) زیادہ تھے اور ان نشانیوں میں (بھی) جو وہ زمین میں چھوڑ گئے ہیں۔ (ان کے مضبوط قلعے، عالیشان محل اور دیگر یادگاریں ان کی قوت و ثروت کا پتہ دیتی ہیں لیکن جب عذاب کا وقت آیا وہ اس سے بچ نہ سکے) پس اللہ نے ان کے گناہوں کے سبب ان کی گرفت کی اور اللہ (کے عذاب) سے ان

بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ○

کو کوئی بچانے والا نہ ہوا۔

۲۲۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○

یہ اس لیے ہوا کہ ان کے پاس ان کے پیغمبر کھلی نشانیاں لے کر آتے رہے لیکن یہ کفر ہی کرتے رہے پس اللہ نے ان کو پکڑ لیا بے شک وہ بڑی قوت والا (اور) سخت سزا دینے والا ہے۔

مثال کے طور پر موسیٰؑ اور فرعون کے واقعہ کو دیکھ لو

۲۳۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۙ

اور ہم نے موسیٰ کو اپنے احکام اور کھلی دلیل کے ساتھ بھیجا (جس میں دلائل، معجزات، تائیدِ غیبی، قوتِ روحانی سب ہی شامل ہے)۔

۲۴۔ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ○

(یعنی ہم نے ان کو) فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف (پیغامِ حق کے ساتھ بھیجا) پھر (بھی) وہ یہی کہتے رہے کہ یہ جادوگر ہے جھوٹا (ہے)۔

۲۵۔ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَاۗءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَاۗءَهُمْ ۭ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ○

پھر جب موسیٰ لوگوں کے پاس ہماری طرف سے (دینِ) حق لے کر پہنچے تو وہ بولے کہ جو لوگ ان کے ساتھ (خدا پر) ایمان لائے ہیں ان کے بیٹوں کو قتل کر ڈالو اور ان کی بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دو اور (اس طرح وہ یہ سمجھے کہ موسیٰ کی جماعت کو کمزور کر دیں گے لیکن) کافروں کی تدبیر کو تو رائیگاں ہی جانا ہے (نہ وہ ٹھیک بیٹھتی ہے اور نہ اس سے امیدیں بر آتی ہیں)۔

۲۶۔ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ○

اور فرعون نے (جھنجھلا کر) کہا کہ مجھے چھوڑ دو کہ موسیٰ کو قتل کر ڈالوں (دیکھوں اس کا رب کہاں ہے) اور بے شک وہ اپنے رب کو بلا لے (اس نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا اس کو قتل کرنے کی وجہ میری ذاتی غرض نہیں بلکہ محض اس لیے کہ) مجھ کو اندیشہ ہے کہ وہ تمہارے دین کو بدل نہ ڈالے اور ملک میں فساد نہ پھیلائے۔

۲۷۔ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّىْ عُذْتُ بِرَبِّيْ

اور موسیٰ نے (نہایت اطمینانِ قلب سے) کہا کہ میں تو اپنے اور

وَرَبِّكُم مِّن كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ○ ع

تمہارے پروردگار کی پناہ میں آچکا ہوں ہر (اس) متکبر سے جو حساب کے دن پر یقین نہ رکھے ۔

چوتھا رکوع

حق گو خاموش نہیں رہتا، نتائج کو اللہ پر چھوڑتا ہے، چنانچہ فرعون کے جوشِ غضب کے باوجود ایک مردِ مومن جو ایمان لاچکا تھا فرعون کے لوگوں کو راہِ حق کی دعوت دے رہا ہے۔

۲۸۔ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَن يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُم بِالْبَيِّنَاتِ مِن رَّبِّكُمْ ۖ وَإِن يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ ۖ وَإِن يَكُ صَادِقًا يُصِبْكُم بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ○

اور ایک مردِ مومن جو فرعون ہی کے لوگوں میں سے تھا اور اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا بولا ۔ کیا تم ایک شخص کو (محض) اس بات پر قتل کیے دیتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور (پھر) وہ تمہارے رب کے یہاں سے تمہارے پاس کھلی نشانیاں (بھی) لے کر آیا ہے (اس کا دعویٰ، دلائل اور معجزات سے بھی ثابت ہے پھر ایسے شخص کے قتل میں جلدی کرنا حکمتِ علی اور ذاتی مفاد دونوں کے خلاف ہے) اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اس پر پڑے گا (جس پر جھوٹ لگا رہا ہے وہ خود سزا دے گا) اور اگر وہ سچا ہے تو جو پیشینگوئی وہ کر رہا ہے اس میں سے کچھ تو تم پر پڑ کر رہے گا (تم ذلیل و ناکام ہوگے) بے شک اللہ اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو حد سے گزرنے والا، سراسر جھوٹا ہو۔

۲۹۔ يَا قَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظَاهِرِينَ فِي الْأَرْضِ فَمَن يَنصُرُنَا مِن بَأْسِ اللَّهِ إِن جَاءَنَا ۚ قَالَ فِرْعَوْنُ مَا أُرِيكُمْ إِلَّا مَا أَرَىٰ وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا

اے میری قوم (اتنے مغرور نہ بنو) آج تمہاری حکومت ہے اور اس سرزمین میں تم غالب ہو پھر اگر عذابِ الٰہی آجائے تو ہم کو اس سے کون بچا سکے گا ۔ فرعون بولا ۔ (میں تم سے بحث کرنا نہیں چاہتا) میں تو تم کو وہی بات سمجھاتا ہوں جو خود سمجھتا ہوں (اور جس میں اپنی اور تمہاری دونوں کی بھلائی جانتا ہوں) اور میں تم کو وہی راہ بتاتا ہوں جو (ہر طرح) بھلائی کی ہے (اور مصلحت بھی اسی میں ہے کہ ایسے

آیت نمبر (۲۷) انی عذت بربی وربکم من کل متکبر جبار ہر ظالم سے پناہ کے لیے پڑھتے ہیں ۔

سَبِيلَ الرَّشَادِ ۝ — شخص کو قتل ہی کر دیا جائے)۔

۳۰۔ وَقَالَ الَّذِيٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ۝ — اور اس شخص نے جو ایمان لے آیا تھا کہا اے میری قوم مجھے تم پر (بھی) ایسے روز (بد) کا اندیشہ ہے جو دوسری قوموں پر پڑا (اور وہ تباہ و برباد ہوئیں)۔

۳۱۔ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ۝ — جیسا کہ قوم نوح و عاد و ثمود اور ان کے بعد آنے والوں کا حال ہوا اور اللہ (اپنے) بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا (ان کی تباہی خود ان کے اعمال و افعال کا نتیجہ تھی)۔

۳۲۔ وَيٰقَوْمِ اِنِّيٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۝ — اور اے میری قوم مجھے تمہارے بارے میں پکار کے دن کا اندیشہ ہے (جبکہ محشر میں لوگ ایک دوسرے کو پکار رہے ہوں گے اور شور و غل مچا ہوگا)۔

۳۳۔ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ — اس دن تم پیٹھ پھیر کر بھاگو گے (لیکن تم اس دن عذاب الٰہی میں گرفتار ہو گے) کوئی تم کو اللہ سے بچانے والا نہ ہوگا اور جس کو اللہ راہ راست نہ دکھائے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں (ایسے شخص کو کون سمجھا سکتا ہے جو سمجھنے اور ہدایت قبول کرنے کے لیے تیار ہی نہ ہو)

۳۴۔ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۭ حَتّٰىٓ اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُۨ ۝ — اور (اے میری قوم) تمہارے پاس (موسیٰ علیہ السلام سے) پہلے یوسف (علیہ السلام بھی تو) کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے لیکن تم ان باتوں کے متعلق جو وہ تمہارے پاس لے کر آئے برابر شک ہی میں پڑے رہے (تم نے ان کا کہا نہ مانا) یہاں تک کہ جب وہ وفات پا گئے (اور مصر کی حالت بگڑی تو) تم کہنے لگے بس اب اللہ کوئی رسول انکے بعد نہ بھیجیگا اس طرح اللہ حد سے بڑھنے والوں، شک کرنے والوں کو محروم ہدایت رکھتا ہے

۳۵۔ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝

جو لوگ اللہ کی آیتوں میں بلا کسی سند کے جو ان کے پاس (اللہ کی طرف سے) پہنچی ہو جھگڑتے ہیں۔ (یہ) اللہ کے اور مومنوں کے نزدیک بڑی بیزاری کی بات ہے۔ اس طرح اللہ ہر مغرور، سرکش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے (ان کے پیہم انکار اور تکبر کے باعث قبولِ حق کی صلاحیتیں مردہ ہو جاتی ہیں)۔

فرعون نے یہ سب سنا لیکن اس متکبر، سرکش کے قلب پر مہر لگ چکی تھی۔

۳۶۔ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝

اور فرعون نے (اپنے وزیر سے تمسخر آمیز لہجہ میں) کہا اے ہامان (ذرا) میرے لیے ایک بلند عمارت تو بنا شاید میں (اس پر چڑھ کر ان) راہوں تک پہنچ جاؤں

۳۷۔ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ۝ ع

(جو) آسمانوں کی راہوں میں (جا ملتی ہیں۔) پھر موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھوں اور (حقارت سے بولا کہ) میں اس کو جھوٹا سمجھتا ہوں اور اس طرح فرعون کو اس کے برے اعمال اچھے معلوم ہوتے رہے اور وہ راہ (حق) سے روک دیا گیا اور فرعون کی ہر تدبیر تو (خود اس کی) ہلاکت کے لیے رہی۔

پانچواں رکوع

مردِ مومن طعن و تشنیع، تمسخر و انکار سے بد دل نہیں ہوتا وہ لوگوں کو راہِ ہدایت دکھانے ان کو پروردگارِ عالم سے ملانے کے لیے مضطرب رہتا ہے صبر و تحمل اس کا شیوہ، اور اللہ کی قدرت و حکمت پر بھروسہ اس کا شعار ہوتا ہے۔

۳۸۔ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۝

اور اس (مردِ) مومن نے کہا اے قوم میری پیروی کرو میں تم کو نیکی کی راہ دکھاؤں گا۔

۳۹۔ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ

اے میری قوم (اس زندگی اور یہاں کے عارضی عیش پر مغرور نہ

الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۝

ہو جاؤ) یہ دنیا کی زندگی تو (چند روزہ) فائدہ اٹھا لینے کی چیز ہے اور (اس کے بعد کی زندگی ابدی زندگی ہے) بے شک آخرت ہی قرار و قیام کی جگہ ہے ۔

۴۰۔ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

(یاد رکھو کہ) جس نے (دنیا میں) بُرائی کی تو اس کو اس (بُرائی) کے برابر بدلہ ملے گا اور جس نے نیک عمل کیا خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان (بھی) ہو تو وہ (مرد و عورت سب) جنت میں داخل ہوں گے۔ وہاں ان کو بے حساب رزق ملے گا (نیکی کا بدلہ بے شمار ہو گا ۔ مومن اسی رحمت کے سہارے زندگی بسر کرتا ہے)۔

جب قوم فرعون نے اس مردِ مومن کی یہ تقریر سُنی تو اس کو شرم دلائی کہ تو فرعون کو چھوڑ کر موسیٰؑ کے خدا کو مانتا ہے اور چاہا کہ اس کو دین حق سے ہٹا دے لیکن مردِ مومن ہراساں نہیں ہوتا اس نے اپنی نصیحت کا رخ بدل دیا لیکن راہِ حق کی تبلیغ سے منہ نہ موڑا۔

۴۱۔ وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ۝ (النصف)

اور (کہا) اے میری قوم یہ کیا ہے کہ میں تم کو (راہِ) نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھ کو دوزخ کی طرف دعوت دیتے ہو۔

۴۲۔ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۡ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ۝

تم مجھ کو اس طرف بلاتے ہو کہ اللہ کا انکار کروں اور ایسے کو اس کا شریک کروں جس کی میرے پاس کوئی دلیل نہیں اور میں (تمہاری خیر خواہی کے لیے) تم کو غالب (اور) بخشنے والے (اللہ) کی طرف بلاتا ہوں (کہ تمہارے پچھلے گناہ بھی معاف ہو جائیں اور تم راہِ ہدایت بھی پا جاؤ۔ کیا میری نیکی کا یہی بدلہ ہے جو تم مجھے دے رہے ہو)۔

۴۳۔ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ

حقیقت تو یہ ہے کہ تم جس چیز کی (عبادت کی) طرف مجھ کو بلاتے ہو (وہ تو خود مخلوق ہے ، محتاج محض ہے) وہ نہ تو دنیا میں پکارے جانے کے قابل ہے نہ آخرت میں ۔ اور یہ (بھی حقیقت ہے) کہ ہم کو اللہ ہی کی طرف واپس جانا ہے اور یہ (بھی حق ہے) کہ حد سے گزرنے والے ہی دوزخی ہیں ۔

أَصْحٰبُ النَّارِ ○

اب ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے مجھے جو کہنا تھا وہ کہہ دیا۔

۴۴۔ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ؕ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ○

پس جو بات میں تم سے کہتا ہوں آگے چل کر تم اسے یاد کرو گے (لیکن اس وقت پشیمان ہونے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا یاد رکھو کہ وہ وقت دُور نہیں ہے) اور میں تو اپنا معاملہ (اور خود اپنے آپ کو اپنی روح، امر رب کو جو میرے پاس ہے سب) اللہ کو سونپتا ہوں (اللہ ہی میرا نگہبان ہے) بے شک اللہ کی نظر میں اس کے سب بندے ہیں۔

جو کچھ اس مرد مومن نے کہا قوم فرعون نے قیامت سے پہلے بھی اس کی حقیقت کو دیکھ لیا

۴۵۔ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ○

پس اللہ نے اس (مردِ مومن) کو لوگوں کی بُری تدابیر سے محفوظ رکھا اور آلِ فرعون کو سخت عذاب نے آگھیرا۔

۴۶۔ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۗ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ○

(اور عالم برزخ میں بھی) ان لوگوں کو دوزخ کی آگ کے سامنے صبح وشام لایا جاتا ہے اور جس دن قیامت قائم ہوگی (تو حکم ہوگا کہ) آلِ فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو۔

۴۷۔ وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ

اور جب وہ لوگ دوزخ میں جھگڑیں گے تو ان کے کمزور لوگ ان لوگوں سے جو بڑے بنتے تھے کہیں گے کہ ہم تو تمہاری پیروی کرتے تھے پس کیا تم ہم سے آگ کا کوئی حصہ کم کر سکتے ہو (ہماری مدد کرو اور ہم پر سے کچھ آگ ہٹالو)۔

آیت نمبر (۴۵) مفسرین میں بعض نے حضرت موسیٰؑ کا بچانا بعض نے مرد مومن کا بچانا مراد لیا ہے، حضرت موسیٰؑ کے بچنے کا واقعہ قرآن شریف میں باربار آیا ہے، مرد مومن کے واقعہ کا ذکر مفسرینؒ نے یوں فرمایا ہے کہ جب اس مومن نے فرعونیوں کو نصیحت کی تو وہ اس کے قتل کے درپے ہوئے اس نے ایک پہاڑ کے دامن میں پناہ لی اور مصروف عبادت ہوگیا، لوگوں نے اس کا تعاقب کیا۔ اللہ نے پرندوں کو اس کی حفاظت پر مامور فرمادیا جو ادھر جاتا وہ اسے نوچ ڈالتے۔ جو بچ کر آتا فرعون سے یہ حال بیان کرتا فرعون اسے سولی دے دیتا کہ یہ واقعہ عام نہ ہو۔ بہرحال آیت اجمالی طور پر حضرت موسیٰؑ ان کے متبعین اور اس مرد مومن ہر ایک کے بچنے پر حاوی ہے۔

عَنَّا نَصِيبًا مِّنَ النَّارِ ○

۴۸۔ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ○

اور جو بڑے بنتے تھے کہیں گے ہم سب ہی اسی (آگ) میں پڑے ہیں (ہم اپنی آگ کو نہیں ہٹا سکتے تو تمہاری آگ کو کیا ہٹائیں گے) بیشک اللہ تو بندوں کے درمیان فیصلہ فرما چکا اب اس میں کوئی کمی زیادتی ممکن ہی کہاں ہے)۔

۴۹۔ وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ○

اور جو لوگ دوزخ میں پڑے ہوں گے وہ دوزخ کے محافظوں سے کہیں گے اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ ہم پر کسی دن تو عذاب ہلکا کر دے۔

۵۰۔ قَالُوا أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا بَلَىٰ قَالُوا فَادْعُوا وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ○ ع ۱۳/۱۰

وہ (فرشتے) کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے رسول نشانیاں لے کر نہیں آتے تھے، وہ (کافر) کہیں گے کیوں نہیں۔ (فرشتے) کہیں گے (جب تم اللہ و رسول کا انکار ہی کرتے رہے تو اب تمہارا کون پرسان حال ہو سکتا ہے) پھر تم ہی دعا کرو اور (یاد رکھو کہ) کافروں کی دعا تو بس بیکار ہے۔

چھٹا رکوع

مومن کے ایمان، اس کی ثابت قدمی، اس کے عمل کا، اللہ کے یہاں بڑا اجر ہے، وہ اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ ہمیشہ اس کی مدد فرماتا اس کا نگران حال رہتا ہے، دنیا میں آفات سے بچاتا آخرت میں بخشش اور انعام سے سرفراز فرماتا ہے۔ اللہ کے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم جنکے دامن رحمت سے مومن وابستہ ہیں ان کے لیے دعاء مغفرت فرماتے ہیں۔ اور یقیناً بہ رحمت والے اور اللہ کی رحمت سے محروم، دونوں برابر نہیں ہو سکتے، قیامت کے دن ان کفار کو اپنے انکار کی سزا بھگتنا پڑے گی، ان کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔

۵۱۔ إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ○

بے شک ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور (اس دن بھی مدد کریں گے) جس دن گواہ کھڑے ہوں گے (یعنی قیامت کے دن جبکہ مومنین، رسولوں کی تبلیغ اور کافروں کی تکذیب پر شہادت دیں گے)۔

۵۲۔ يَوْمَ لَا يَنفَعُ الظَّالِمِينَ مَعْذِرَتُهُمْ

(قیامت کا دن وہ دن ہوگا) جس دن بہانے بازیاں منکروں کے

وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْءُ الدَّارِ ۝ کچھ کام نہ آئیں گی اور ان پر (اللہ کی) لعنت ہوگی اور ان کے واسطے (دوزخ کا) بدترین گھر ہوگا۔

اللہ کی مدد پیغمبروں اور ان کے متبعین کے ساتھ رہی ہے اسکی مثال خود موسیٰ علیہ السلام ہیں

۵۳۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ۝ اور ہم نے موسیٰ کو (کتاب) ہدایت دی اور بنی اسرائیل کو اس کتاب کا وارث بنایا

۵۴۔ هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ عقلمندوں کی ہدایت اور نصیحت کے لیے۔

۵۵۔ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ پس (اے محبوب) آپ صبر فرمائیے بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے (اس کی نصرت اس کی مدد یقیناً آپ کے اور آپ کی امت کے ساتھ ہے) اور اپنے (یعنی مومنوں کے) گناہوں کی (اللہ سے) مغفرت طلب کیجئے (کہ بلاشبہ وہ آپ کی جناب میں امیدوار ہیں) اور شام اور صبح اپنے رب کی تعریف و تسبیح کرتے رہیے (کہ یہی آپ کے لیے سرمایۂ تسکین اور یہی آپ کی امت کے لیے موجب ہدایت اور رحمت ہے)۔

۵۶۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِیْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِیْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ بلاشبہ جو لوگ اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے (یعنی تاویلیں نکالتے) ہیں بلا کسی سند (اور دلیل) کے جو ان کے پاس (اللہ کی طرف سے) پہنچی ہو (تو اس کی وجہ یہ ہے کہ) ان کے دلوں میں بس ایک (ایسی) بڑائی کی ہوس ہے جس تک وہ پہنچ نہ سکیں گے پس آپ (حاسدوں کے مکرو فریب سے) اللہ کی پناہ مانگتے رہیے بے شک وہی (سب کچھ) سننے دیکھنے والا ہے۔

مشرکین بھی جانتے ہیں کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے لیکن وہ انسان کی دوبارہ پیدائش سے منکر ہیں۔

۵۷۔ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ البتہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا لوگوں کے (دوبارہ) پیدا کرنے سے بڑا کام ہے لیکن اکثر لوگ (اتنی بات) نہیں سمجھتے۔

۵۸۔ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيرُ ۙ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيءُ ۚ قَلِيلًا مَّا تَتَذَكَّرُونَ ○

اور (راہِ حق سے محروم یعنی) اندھا اور (صاحبِ ایمان یعنی) بینا برابر نہیں ہوسکتے اور نہ صاحبِ ایمان نیکو کار اور نہ (خطاکار و) بدکار (برابر ہوسکتے ہیں۔ ان کفار سے کہیے کہ) تم بہت کم غور کرتے ہو۔

۵۹۔ إِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ○

بے شک قیامت ضرور آئے گی اس میں کچھ شبہ ہی نہیں لیکن (حقیقت یہ ہے کہ) اکثر لوگ (اسکے وقوع پذیر ہونے پر) ایمان نہیں لاتے۔

۶۰۔ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ○ ع ۱۰

اور تمہارے رب کا ارشاد ہے کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بے شک جو لوگ میری بندگی سے تکبر کرتے ہیں عنقریب وہ دوزخ میں ذلیل (وخوار) ہوکر داخل ہوں گے۔

ساتواں رکوع

مومن اپنے رب کا شکر گزار ہوتا ہے، اس کو اس کے رب نے بتا دیا ہے کہ رات سکون حاصل کرنے کے لیے ہے اور دن تلاشِ فضل کے لیے ہے۔ وہ راتوں کو سوتا بھی ہے اور جاگتا بھی، دونوں کا مقصد تسکینِ قلب ہے۔ اللہ کی یاد اس کا سکون، اس کا ذکر اس کا مشغلہ ہوتا ہے۔ دن کی روشنی میں وہ چلتا پھرتا ہے لیکن اللہ کی یاد جو سرمایۂ حیات ہے دل میں بیٹھے رہتا ہے، اللہ کی عبادت سے غافل نہیں ہوتا۔ لیکن اکثر لوگ اپنے معبودِ حقیقی سے گریزاں مارے مارے پھرتے ہیں۔ اللہ کی واحدنیت اس کی قدرت ہر شے سے نمایاں ہے۔ وہی دنیا جہان کا پیدا کرنے والا، وہی لائق عبادت ہے وہی زندگی بخشتا ہے وہی موت دیتا ہے سب اس کے حکم سے ہوتا ہے یہ دنیا اسی کے ایک لفظِ "کُن" کا مظہر ہے۔

۶۱۔ اَللّٰهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ اللّٰهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ○

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے واسطے رات بنائی تاکہ تم اس میں سکون حاصل کرو اور دن کو روشن بنایا (تاکہ اس میں تم اس کا فضل تلاش کرو۔ اپنے کام کاج اس کا فریضہ سمجھ کر بجا لاؤ) بے شک اللہ لوگوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے لیکن اکثر لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے (جو کام جس طرح اور جس وقت کرنا چاہیے اس طرح نہیں کرتے، اللہ کو بھول جاتے ہیں)۔

۶۲- ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○

وہی اللہ تمہارا رب ہے (جو) ہر شے کا پیدا کرنے والا ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر کہاں بہکے پھرتے ہو (کیوں اللہ کی طرف رجوع نہیں ہوتے۔ کیوں اس کے ہو کر نہیں رہتے)۔

۶۳- كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ○

اسی طرح وہ (اگلے) لوگ بھٹکتے پھرتے تھے جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے رہتے تھے (اللہ کی آیتوں میں انکار کی غرض سے بحث کرتے رہتے تھے۔ یہ مومن کی شان نہیں۔ مومن بنو)۔

۶۴- اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ښ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○

(لوگو) اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو قیام کی جگہ اور آسمان کو چھت (کی طرح) بنایا (یعنی آسمان و زمین کو تمہارے قیام و قرار کے لیے درست فرما کر تمہاری تخلیق کی) اور تمہاری صورتیں بنائیں تو کیا اچھی صورتیں بنائیں اور پاکیزہ چیزوں سے تم کو رزق عطا کیا۔ یہ ہے تمہارا رب (سزاوار حمد و ثناء، قابل پرستش و عبادت) سو اللہ سارے جہانوں کا پروردگار بڑی برکت والا ہے (تھوڑے عمل پر بہت انعام فرماتا ہے)۔

۶۵- هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

وہ زندہ رہنے والا ہے (اس کو فنا نہیں) اس کے سوا کوئی معبود نہیں (وہی عبادت کے لائق ہے) پس خالص اعتقاد کے ساتھ (اس کے ہو کر) اس کو پکارو۔ (اور یوں پکارو کہ) تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔

(الحمد للہ رب العلمین یہ عجیب انداز کی ندا ہے مومن تعریف میں محو ہوتا ہے اللہ خود ملتفت ہوتا ہے رب العزت کا خود التفات فرمانا بڑا انعام ہے۔ سبحان اللہ و بحمدہ)۔

۶۶- قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ۡ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ

آپ فرما دیجئے کہ مجھ کو منع کر دیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا تم جن کو پکارتے ہو ان کی عبادت کروں (اور میں ان کی پرستش کیوں کرنے لگا) جبکہ میرے رب کی طرف سے میرے پاس روشن دلیلیں آچکیں (وحی الٰہی کے ذریعہ توحید سمجھا دی گئی) اور مجھے یہ حکم مل چکا ہے کہ میں سارے جہانوں کے پروردگار کا فرمانبردار رہوں۔

الْعٰلَمِيْنَ ○

۶۷- هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○

(لوگو) وہی ہے جس نے تم کو (پہلے) مٹی سے بنایا پھر نطفہ سے، پھر خون کے لوتھڑے سے پھر تم کو (جیتا جاگتا) بچہ بنا کر نکالتا ہے پھر (نشوونما دیتا ہے) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو پھر (مہلت دیتا ہے) تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ اور تم میں سے کچھ پہلے ہی مر جاتے ہیں (لڑکپن ہی میں یا جوانی میں) اور (یہ اس لیے ہے) تاکہ تم اپنے مقررہ وعدہ کو پہنچو (یعنی موت تک جو اللہ کے یہاں مقرر ہے اور تمہارے نقطۂ نظر سے غیر معین) اور (موت کے وقت کا پوشیدہ رہنا اس لیے ہے کہ) شاید تم عقل سے کام لو اور آخرت سے غافل نہ ہو)۔

۶۸- هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ ع ۸ ۱۲

وہی ہے جو جلاتا اور مارتا ہے پھر جب وہ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے پس اس کی نسبت یہی فرما دیتا ہے کہ ہو جا وہ ہو جاتا ہے (اس کو کسی سبب و اسباب کی ضرورت نہیں ہوتی بس حکم کی دیر ہے دنیا اسی کُن فیکون کا مظہر ہے)۔

آٹھواں رکوع

اگرچہ یہ تمام حقائق، جملہ نشانیاں، جو آفاق و انفس میں ہیں دیکھ کر بھی کچھ لوگ انکار پر بضد ہیں تو یہ ان کی بدنصیبی ہے اس رکوع میں ان بدنصیبوں کا کچھ حال بیان کیا گیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ہر چیز میں خواہ مخواہ بحثیں کرتے ہیں۔ انکار کی راہیں نکالتے ہیں۔ اللہ و رسول کے فرمان کو جھٹلاتے ہیں۔ ان کو اپنی تکذیب کا حال اس دن معلوم ہوگا جس روز ان کی گردنوں میں طوق اور پاؤں میں زنجیریں ہوں گی اور وہ دوزخ کی طرف گھسیٹے جائیں گے۔ اس روز ان کو ان کی کج بحثی، نخوت اور سرکشی کی سزا ملے گی۔ دنیا میں ان کو کچھ مہلت دی گئی ہے وہ اپنا وقتِ عزیز رسولوں کو پریشان کرنے اللہ کے نیک بندوں پر ظلم کرنے میں گزارتے ہیں یہ ان کی زمانۂ قدیم سے رسم چلی آ رہی ہے لیکن قیامت میں ہر بات کا فیصلہ ہو جائے گا۔

۶۹- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں (اس

فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ۝

کی نشانیوں کی تکذیب کے لیے طرح طرح کی بحثیں کرتے ہیں) یہ کہاں بھٹک رہے ہیں۔

۷۰۔ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ڐ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝

(یہ وہ لوگ ہیں) جنہوں نے (اللہ کی) اس کتاب کو جھٹلایا اور جو کچھ ہم نے پیغمبروں کو دے کر بھیجا (یعنی کتب سابقہ اور عقائد ایمانی ان کو بھی جھٹلاتے رہے) پس وہ (اپنی اس تکذیب کا نتیجہ) جلد ہی جان لیں گے

۷۱۔ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ۝

جب ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں پڑیں گی۔ وہ (زنجیریں جس کا ایک سرا طوق میں اور دوسرا فرشتوں کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ دوزخ کی طرف) گھسیٹے جائیں گے

۷۲۔ فِي الْحَمِيْمِ ڏ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ۝

(پہلے) جلتے ہوئے پانی میں، پھر آگ میں جھونک دیئے جائیں گے

۷۳۔ ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝

پھر ان سے کہا جائے گا کہ وہ کہاں گئے جن کو تم شریک ٹھیراتے تھے

۷۴۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَـيْــــًٔا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اللہ کے سوا۔ وہ کہیں گے ہم سے چھپ گئے (نظر نہیں آتے۔ یا جب کام نہیں آتے تو ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہے پھر گھبرا کر مکر جائیں گے اور کہیں گے) نہیں ہم تو (اس سے) پہلے کسی شے کو پکارتے ہی نہ تھے (کسی غیر کی عبادت ہی نہ کرتے تھے جھوٹ کے عادی رہے اس وقت بھی جھوٹ ہی بولیں گے) اس طرح اللہ منکروں کو گمراہ کرتا ہے۔

۷۵۔ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ۝

(ان سے کہا جائے گا کہ) یہ بدلہ اس کا ہے کہ تم زمین میں ناحق (باطل پر) خوش ہوا کرتے تھے اور اس بات کا کہ تم اترایا کرتے تھے،

۷۶۔ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝

(جاؤ) دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، اس میں ہمیشہ رہنے کے لیے، پس (دیکھ لو کہ باطل پر نازاں ہونے والے) مغروروں کا کیا برا ٹھکانا ہے۔

۷۷- فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ○

پس (اے رسول آپ منکرینِ حق کی حرکتوں پر) صبر کیجیۓ بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے پس اگر ہم (آپ کی زندگی میں ان کو سزا دیں اور) اس (عذاب) کا کچھ حصہ آپ کو دکھلائیں جس کا ہم ان سے وعدہ کرتے رہے ہیں یا ہم آپ کو وفات دیں (اور اس کے بعد انہیں سزا دیں) بہر حال یہ ہماری ہی طرف واپس آئیں گے (یہ عذاب سے بچ نہ سکیں گے)۔

۷۸- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِىَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِىَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ○ ع

اور ہم نے آپ سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر بھیجے بعض وہ ہیں جن کا حال ہم نے آپ سے (قرآن میں) بیان کیا اور ان میں سے بعض وہ ہیں جن کا حال ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا اور (سب اللہ ہی کے پاس سے ہدایات و احکامات لے کر آئے) کسی رسول کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ کوئی نشانی (کوئی آیت کوئی معجزہ) اللہ کے حکم کے بغیر لے آئے۔ پھر جب اللہ کا حکم آپہنچا تو فیصلہ حق (و انصاف) کے ساتھ ہو گیا اور اس وقت اہلِ باطل خسارے میں رہے۔ (یعنی جس وقت اللہ کا حکم پہنچتا ہے انبیاء اور ان کی قوموں کے درمیان منصفانہ فیصلہ کر دیا جاتا ہے انبیاء کامیاب اور فاتح ہوتے ہیں اور باطل پرست ذلیل و خوار)

ع ۱۰ / ۱۳

نواں رکوع

کفار کے خسارے کا ذکر تھا، سورت کے ختم سے قبل اللہ کی قدرت و حکمت کی طرف پھر توجہ مبذول کی جا رہی ہے تاکہ انسان دیکھے اور غور کرے کہ اس کے رب نے اس پر کیسے کیسے احسانات اور انعامات فرمائے ہیں۔ تاریخ کی ورق گردانی کرے اور سوچے کہ جن قوموں نے انکار کیا ان کا کیا حشر ہوا وہ کیسے تباہ و برباد کی گئیں، رحمت کی قدر نہ کرنے والوں کا کیا حال ہوا۔ اللہ کی یہ سنت اب تک جاری ہے وہی اللہ وہی اس کا دین یہ مسلمان، مومن ہو کر دیکھے! کیا ہے جو اس کو نہیں ملتا۔ کون ہے جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ جس نے رحمت کی قدر جانی۔ جس نے رحمت للعلمین ﷺ کو پہچانا ان کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہو گیا اس سے موت و زندگی کا حجاب اُٹھ گیا قرآن کے انوار اس پر کھلنے لگے۔ وہی اپنے رب کے کلام سے اپنے رب کی معرفت حاصل کرتا ہے جس کا ذکر آئندہ سورت میں آ رہا ہے۔

۷۹- اَللّٰهُ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے مویشی بنائے تاکہ تم ان میں سے بعض پر سوار

الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝

ہو اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو۔

۸۰۔ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝

اور تمہارے لیے ان میں (اور بھی بہت سے) فائدے ہیں (تم ان کے بال، کھال، گوشت پوست وغیرہ سے طرح طرح کے کام لیتے ہو) اور (ان کو سواری کے کام میں لاتے ہو) تاکہ تم ان پر سوار ہوکر اپنے مطلب (یعنی منزل مقصود) تک جو تمہارے دلوں میں ہے پہنچو اور ان پر اور (اسی طرح) کشتیوں پر تم لدے پھرتے ہو۔

ان جانوروں کو تمہارے کام آنے کی استعداد اور لکڑی کو پانی پر تیرنے کی صلاحیت کس نے عطا فرمائی یہ سب اس لیے ہے کہ تم اپنے رب کو پہچانو۔

۸۱۔ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ۝

اور (اللہ) تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے پھر تم اللہ کی کن کن نشانیوں سے انکار کروگے۔

کج بحثی انسان کو ہلاکت میں ڈالتی ہے، حقائق کو سمجھنا اور وقت پر ایمان لانا کام آتا ہے۔

گزشتہ اقوام کی زندگی سے سبق لو۔

۸۲۔ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِى الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

کیا یہ لوگ (جو انکار پر بضد ہیں) زمین پر گھومے پھرے نہیں؟ کہ دیکھ لیتے کہ جو لوگ ان سے پہلے گزرے (اور انکار کرتے رہے) ان کا کیسا (برا) انجام ہوا۔ (حالانکہ) وہ لوگ ان سے (تعداد میں) زیادہ تھے اور قوت میں (بھی) ان سے کہیں زیادہ تھے۔ اور (اس لحاظ سے بھی ان سے بڑھ کر تھے کہ) وہ زمین پر اپنی (عظمت کی) بہت سی نشانیاں چھوڑ گئے لیکن ان کی یہ کمائی ان کے کچھ کام نہ آئی۔

۸۳۔ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

غرض جب ان کے پیغمبران کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو جو علم ان کے پاس تھا اسی پر وہ نازاں رہے اور (رسول کے علم اور مخبر صادق کا مذاق اڑایا نتیجہ یہ ہوا کہ) ان پر وہ (عذاب) آپڑا جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے

يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ | تھے۔

۸۴۔ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ○ | پھر جب انہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھ لیا (تو چلانے اور) کہنے لگے کہ ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور جن چیزوں کو ہم اس کا شریک ٹھہراتے تھے ہم ان سے منکر ہوئے۔

اس وقت ان کے پچھتانے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

۸۵۔ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ○ ع ۱۴ | پھر جب وہ ہمارا عذاب دیکھ چکے (تو اب) ان کا ایمان لانا ان کے کچھ کام نہ آیا۔ (یہ) اللہ کا معمول ہے جو اس کے بندوں میں (ہمیشہ سے) چلا آیا ہے (کہ انکار کی سزا ہلاکت ہے) اور اس وقت منکرینِ حق خراب و برباد ہو کر رہ گئے۔

سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ

مکی چون آیتیں چھ رکوع

سورۃ المومن کے بعد یہ دوسرا حٰمٓ ہے اسے حٰمٓ السجدۃ کہتے ہیں۔ مومن بن جانا بڑی نعمت ہے۔ مومن کے دل سے موت کی دہشت جاتی رہتی ہے۔ وہ ہمہ تن تسلیم بن جاتا ہے اپنے پروردگار کے سامنے سر جھکا کر اپنا ارادہ اس کے حوالہ کرتا ہے، فنائیت کے مقام میں آتا ہے دیکھ لیتا ہے سمجھ لیتا ہے کہ دنیا و آخرت میں جو کچھ ہے وہ خدائے رحمٰن و رحیم کا جلوہ ہے آگے چل کر سورۃ رحمٰن میں رحمٰن سمجھایا جائے گا، یہاں بتایا جا رہا ہے کہ کلام کیا ہے۔ اس سے کیا ملتا ہے۔ امرِ الٰہی پر قائم ہو جانا کرامت سے بڑھ کر ہے اس سے مومن میں ایک ملکہ پیدا ہوتا ہے یا اس پر فرشتے اللہ کی رحمت لے کر نازل ہوتے ہیں۔ صلاحیت رفیق ہو جاتی ہے عملِ مقررہ پر چلنے لگتا ہے، تصورِ حضوری، عملِ صالح میں آجاتا ہے۔ اس پر کھلتا ہے کہ بندۂ مومن کو اللہ سے ملانے والا اللہ کا رسول ہے۔ بندۂ مومن کو سجدۂ عبادت کی لذت عطا کی جاتی ہے۔ قربِ خداوندی سے نوازا جاتا ہے۔ عبادت میں تھکن کسے کہتے ہیں مومن نہیں جانتا۔ اس کے لیے عبادت، راحت بن جاتی ہے۔ اللہ کو حاضر و ناظر جان کر عبادت کرتے کرتے اس کو ایک ذوقِ نظر ملتا ہے، قرآن اور صاحبِ قرآن کی عظمت روح میں سرایت کرتی جاتی ہے، حکیم و حمید نے، محمد و محمود صلے اللہ علیہ وسلم پر جو اتارا اس سے سورہ حٰمٓ سجدۃ کی سُرخی

بنا کر حسن و احسان کا لطف اٹھاتا ہے۔ نہ بھولو کہ یہ وہ اللہ کے مقرب بندے ہیں جن کو دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے جن کی زندگی سرکار دو عالم کی ذات مقدسہ کی طرف نشاندہی کرتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ حٰمٓ ۝ حا میم۔ (یہی حروف رحمٰن و رحیم میں اور یہی احمد و محمد میں شامل ہیں)

گویا قرآن حکیم کو جس نے نفوسِ عوام اور قلوبِ خواص کے لیے اتارا اور جس پر اتارا دونوں کی طرف اشارہ حا۔میم ہی سے ہے۔

۲۔ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ (یہ قرآن) رحمٰن و رحیم کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

یہ اللہ کی مہربانی، بندوں پر اس کی رحمت ہے کہ اس نے کتاب کو عوام و خواص کے لیے ہدایت بنا دیا۔ ہر شخص کی ہدایت اس کے مقام کے مطابق ہے اور کتاب بھی ایسی جو دینی و دنیوی ظاہری و باطنی تمام امور پر حاوی اور دولتِ روحانی کا لازوال و لامتناہی خزینہ ہے۔

۳۔ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں واضح طور پر بیان کر دی گئی ہیں (یعنی یہ) قرآن (اعلیٰ درجہ کی شستہ و واضح) عربی زبان میں ان لوگوں کے لیے ہے جو سمجھدار ہیں (محض عربی داں ہونا کافی نہیں، قرآن کو سمجھنے کے لیے ایک فہم کی ضرورت ہے)۔

۴۔ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝

(یہ قرآن اپنے ماننے والوں کو نجات کی) خوشخبری سنانے والا اور (منکرین حق کو عذاب الٰہی سے) ڈرانے والا ہے۔ لیکن ان میں اکثر لوگوں نے روگردانی کی وہ (رسول کی بات، اللہ کے کلام کو) سنتے ہی نہیں (سمجھیں گے کیا)۔

۵۔ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝ (الثالثة)

اور (اے رسول یہ تو) کہتے ہیں کہ ہمارے دل غلاف میں ہیں (پردے میں لپٹے ہیں) اس بات سے جس کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں (آپ کی بات نہ ہمارے دل تک پہنچتی ہے نہ اثر کرتی ہے) اور (کہتے ہیں کہ) ہمارے کانوں میں ڈاٹ لگی ہوئی ہے (ہم آپ کی بات سنتے کب ہیں) اور ہمارے اور آپ کے درمیان ایک حجاب ہے پس آپ اپنا کام کیے جائیے ہم اپنا کام کیئے جاتے ہیں۔

۶۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝

آپ فرما دیجئے میں بھی تمہاری طرح آدمی ہوں (بظاہر آدمی ہونے میں تمہارے ہی جیسا ہوں البتہ) مجھ پر وحی کی جاتی ہے (میں بندہ ہوں اور مقام عبدیت پر فائز ہوں مجھے حکم ہے کہ اعلان کر دوں) کہ تمہارا (سب کا) معبود ایک ہی معبود ہے پس تم اسی کی طرف (اطاعت کے ساتھ) متوجہ ہو جاؤ (اور اس پر قائم رہو) اور اس سے بخشش طلب کرو۔ اور (جو اللہ کو قادر مطلق جان کر محض اسی کی عبادت نہیں کرتے اس کے ساتھ شریک ٹھیراتے ہیں وہ بدنصیب ہیں) ان مشرکوں کے لیے بڑی خرابی ہے

۷۔ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝

جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے بھی منکر ہیں۔ (کافر شرک میں مبتلا ہوتا ہے اس لیے نہ اس کا ذہن پاک ہوتا ہے نہ قلب۔ آخرت کا انکار اسے حق کی طرف مائل ہی نہیں ہونے دیتا)۔

۸۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ ع

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لیے کبھی نہ ختم ہونے والا اجر ہے (وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے جہاں نہ ان کو فنا ہوگی نہ ان کا ثواب ہی ختم ہوگا)۔

ع ۸ ۱۵

دوسرا رکوع

اس رکوع میں آسمان وزمین کے پیدا کرنیوالے کی قدرت و حکمت کا ذکر ہے کہ کس طرح اس نے دنیا کو بنایا کیسے پہاڑ قائم کیے، آسمانوں کو کیسے آراستہ کیا۔ اگر ایسے قادر مطلق خالق کائنات کی عبادت سے انکار کیا جائے تو تباہی و بربادی کے سوا کیا ہے۔ عاد و ثمود یوں ہی ہلاک ہوئے انسان کی ہدایت کے لیے انسانوں ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجا گیا۔ ملائکہ ان کے لیے نمونۂ حیات کیونکر بن سکتے تھے۔ سرکش و نافرمان انسانوں کو ان کی بداعمالیوں کی سزا ملی ہے اور ملے گی۔ اور خوف خدا رکھنے والے عذاب سے مامون رہے ہیں اور رہیں گے۔

۹۔ قُلْ اَىِٕنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ ذٰلِكَ

آپ (ذرا ان سے) پوچھیے کیا تم لوگ اس (کی ذات) سے منکر ہو جس نے دو دن میں (تھوڑے سے وقفہ میں) زمین بنائی اور تم اسکے (ساتھ دوسروں کو) ہمسر ٹھیراتے ہو (یاد رکھو کہ) وہی تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ

۱۰۔ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۭ سَوَاۗءً لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ○

اور اس نے اس (زمین) میں اوپر سے بھاری پہاڑ رکھے اور اس (زمین) کے اندر بڑی برکت رکھی (قسم قسم کی کانیں اور نشوونما کی قوتیں) اور اس میں (اپنی مخلوق کے لیے) سامانِ معیشت مقرر کیا (یہ سب کچھ اس نے) چار دن کے اندر (یعنی چار ارتقائی منازل میں پیدا کیا)۔ جو تمام طلبگاروں کے لیے یکساں ہے (جو بھی کوشش کرتا ہے اور اللہ کے ان خزینوں کے حصول میں کاوش کرتا ہے اس سے فیض یاب ہوتا ہے)۔

۱۱۔ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ وَهِىَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۭ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَاۗىِٕعِيْنَ ○

پھر (اللہ تعالیٰ زمین کی تخلیق کے بعد) آسمان کی طرف متوجہ ہوا کہ وہ (اس وقت) دھواں (سا) تھا۔ پھر اس کو اور زمین کو حکم دیا کہ تم دونوں خوشی سے آؤ یا ناخوشی سے (مشیّت ایزدی کے مطابق ایک دوسرے کا اثر قبول کرو تاکہ ایک نظام قائم ہو اور دنیا آباد ہو سکے) ان دونوں نے کہا ہم خوشی سے حاضر ہیں (جو خدمت جس طرح سپرد ہو ہم بجا لائیں گے)۔

۱۲۔ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَاۗءٍ اَمْرَهَا ۭ وَزَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ڰ وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ○

پھر دو دن (یعنی دو منازل) میں سات آسمان بنا دیئے۔ (اس طرح چھ دن میں زمین و آسمان بنے جن کا ذکر سورۂ بقرہ میں گزر چکا ہے) اور ہر آسمان کے احکام اس میں بھیج دیئے (جس آسمان کے لیے جو قوانین مناسب سمجھے مرتب کیے اور جس کو چاہا وہاں بسایا۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ ان آسمانوں میں کیا کچھ ہے) اور ہم نے سب سے قریب والے آسمان (یعنی آسمانِ دنیا) کو چراغوں (یعنی ستاروں) سے رونق بخشی۔ اور اس کو محفوظ (بھی) کر دیا (کسی کی مجال نہیں کہ نظامِ قدرت میں رخنہ انداز ہو سکے) یہ انتظام ہے زبردست اور علم والے (پروردگار) کا (کہ نظامِ کائنات میں جو چیز جس انداز سے رکھنے اور لگانے کی تھی اسی طرح وہ مصروفِ کار ہے)۔

۱۳۔ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ۭ ○

پھر اگر وہ (منکرینِ حق نصیحت قبول کرنے سے) روگردانی کریں تو آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں تم کو ایک (ایسے) خوفناک عذاب سے ڈراتا ہوں جس طرح کا خوفناک عذاب عاد و ثمود پر آیا (تھا)۔

ان کفار کا بھی یہی حال تھا کہ پیغمبروں کو جھٹلاتے اور

۱۴- اِذۡ جَآءَتۡهُمُ الرُّسُلُ مِنۡۢ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ‌ ؕ قَالُوۡا لَوۡ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنۡزَلَ مَلٰٓـئِكَةً فَاِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلۡتُمۡ بِهٖ كٰفِرُوۡنَ ○

جب ان کے پاس اللہ کے رسول ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے آئے (یعنی ہر جہت ہر پہلو سے انہیں دین کی باتیں سمجھائیں ماضی سے آگاہ کیا عواقب سے ڈرایا۔ اگلی اور پچھلی قوموں کے حال بیان کرکے عبرت دلائی اور کہا) کہ اللہ کے سوا (کسی) کی عبادت نہ کرو (تو وہ لوگ انکار ہی کرتے رہے اور) کہنے لگے کہ اگر ہمارا رب چاہتا (کہ ہم ہدایت حاصل کریں) تو فرشتے بھیجتا (ہم انکا کہنا مانتے) لیکن (تم تو ہماری طرح آدمی ہو) ہم تمہارا لایا ہوا (پیغام) نہیں مانتے۔ (رسول بشر کیسے ہو سکتا ہے)۔

(یہ ان کی نادانی تھی، رسول بشر ہی ہوتا ہے۔ البتہ اس کی عظمت دل میں اس وقت گھر کرتی ہے جب امر پر نظر جم جائے ظاہری صورت اور اسباب وعوامل سے گزر کر نظر مسبب پر ٹھیرے اس وقت حقائق کی فہم پیدا ہوتی ہے حجابات اٹھتے ہیں، اس کی بنیاد ایمان ہے)۔

۱۵- فَاَمَّا عَادٌ فَاسۡتَكۡبَرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ وَقَالُوۡا مَنۡ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً‌ ؕ اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىۡ خَلَقَهُمۡ هُوَ اَشَدُّ مِنۡهُمۡ قُوَّةً‌ ؕ وَكَانُوۡا بِاٰيٰتِنَا يَجۡحَدُوۡنَ ○

پس (ان کی نادانی کے باعث رسولوں کی اس تفہیم کا ان پر کچھ اثر نہ ہوا اور) جو عاد کے لوگ تھے وہ ملک میں ناحق غرور کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم سے زیادہ زور آور کون ہے (جو ہم پر عذاب لائے انہیں اپنے جسم اور طاقت پر گھمنڈ تھا ان کے لیے یہ تکبر موجب ہلاکت ہوا)۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا (ذرا نہ سوچا) کہ خدا جس نے ان کو بنایا وہ قوت میں ان سے کہیں زیادہ ہے۔ اور وہ ہماری آیتوں سے انکار ہی کرتے رہے۔

(حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ان کا غرور توڑنے کو ایک کمزور مخلوق سے ان کو تباہ کرا دیا۔ سات رات اور آٹھ دن مسلسل ہوا کا طوفان چلتا رہا درخت مکان مویشی کوئی چیز نہ چھوڑی)۔

۱۶- فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ رِيۡحًا صَرۡصَرًا فِىۡۤ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيۡقَهُمۡ عَذَابَ الۡخِزۡىِ فِى الۡحَيٰوةِ

پھر ہم نے ان پر ایک زور کی آندھی (ان کے) نحوست کے دنوں میں بھیجی (یعنی وہ دن ان کے حق میں منحوس ثابت ہوئے) تاکہ ہم انہیں دنیا میں رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھائیں اور آخرت کا عذاب (تو بہرحال)

الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ○

اس سے کہیں زیادہ رسوا کن ہوگا اور ان کی مدد بھی نہ کی جائے گی (جہاں کوئی ان کا معاون و مددگار نہ ہوگا بلکہ اللہ بھی ان کی مدد نہ فرمائے گا)۔

۱۷- وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○

اور جو ثمود کے لوگ تھے ہم نے ان کو (اپنے رسولوں کے ذریعہ) ہدایت کی لیکن انہوں نے ہدایت کے مقابلہ میں (محروم ہدایت اور) اندھا رہنا پسند کیا۔ پھر ان کے اعمال کی پاداش میں (ایک) ذلت کے عذاب نے انہیں ایک ہولناک آواز کی صورت میں آلیا۔

۱۸- وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ○ ع

اور ہم نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور (ہم سے) ڈرتے رہے (اس عذاب سے) بچا لیا۔

تیسرا رکوع

یہ تو دنیا کی سزا، رسوائی اور ذلت تھی اب آخرت کا ایک منظر دکھایا جارہا ہے جب منکروں کو دوزخ کے قریب لے جایا جائے گا۔ نارِ دوزخ ان کے سامنے ہوگی اور نامۂ اعمال ہاتھ میں اور آخرت کے اس ہولناک اور رسوا کن عذاب سے انہیں دوچار ہونا پڑے گا اس وقت ان سے ان حقائق کے متعلق پھر سوال ہوگا جن کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ ان کے اعمالِ بد پر گواہی خود ان کے اعضا دیں گے اور عذاب سے نجات کی کوئی صورت نہ ہوگی۔

۱۹- وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَاۤءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ○

اور (میدانِ حشر میں) جس روز اللہ کے دشمن دوزخ کی جانب جمع کیے جائیں گے پھر وہ (جدا جدا) تقسیم کیے جائیں گے (اور حساب کے انتظار میں جہنم کے قریب ٹھیرائے جائیں گے)

۲۰- حَتّٰۤى اِذَا مَا جَاۤءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

یہاں تک کہ جب وہ اس (دوزخ) کے پاس پہنچیں گے تو ان کے کان، ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان کے اعمال کے متعلق گواہی دیں گی ۔

قیامت کے دن جہاں دوست عزیز کوئی ساتھ نہ دے گا سب آنکھیں پھیر لیں گے وہیں خود انسان کے ہاتھ پیر، اس کے کل اعضا جن کو وہ اپنا سمجھتا رہا وہ بھی اس کی بد اعمالیوں پر اس کے خلاف اپنے رب کے حضور گواہ ہوں گے ۔

۲۱- وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۖ قَالُوا أَنطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○

اور وہ اپنے چمڑوں (یعنی کھالوں) سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی (تم کو بولنے کی کیا ضرورت تھی تم کو بولنا کس نے سکھا دیا) وہ کہیں گے ہم کو اُس اللہ نے گویائی دی جس نے ہر چیز کو گویا کیا ہے اور اسی نے تم کو پہلی بار پیدا کیا اور اسی کے پاس تم واپس کیے جاتے ہو۔

۲۲- وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَن يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِن ظَنَنتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ ○

اور تم (گناہ کرتے وقت اس بات سے) حجاب نہ کرتے تھے (تمہیں شرم نہ آتی تھی) کہ تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں تمہارے خلاف گواہی دیں گی ۔ بلکہ تم تو یہ خیال کرتے تھے کہ اللہ تمہارے بہت سے کام جو تم کرتے ہو جانتا ہی نہیں ہے (تم کو نہ اللہ سے شرم آئی اور نہ خود اپنے اعضا سے جن کے روزِ قیامت گویا ہونے کا تم کو علم تھا)۔

۲۳- وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنتُم بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ ○

اور تمہارے اسی گمان نے جو تم اپنے پروردگار کے متعلق رکھتے تھے تم کو برباد کیا پس تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گئے۔

۲۴- فَإِن يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۖ وَإِن يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُم مِّنَ الْمُعْتَبِينَ ○

اب اگر وہ صبر (بھی) کریں تو (آخرت میں صبر سے کوئی بلا نہ ٹل جائے گی نہ آسان ہو گی) دوزخ ہی ان کا ٹھکانا ہو گی اور اگر وہ عذر کریں (توبہ کریں۔ اللہ کو راضی کرنا چاہیں) تو کوئی منت (سماجت) قبول نہ ہو گی (اللہ ان سے ہرگز راضی نہ ہو گا)

۲۵- وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُم مَّا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ إِنَّهُمْ

اور (چونکہ بداعمالیوں کے وہ عادی ہو گئے تھے اس لیے ان کو بُرے کام بھی بھلے معلوم ہوتے تھے گویا) ہم نے ان کے ساتھ (دنیا میں) بُرے ساتھی لگا دیئے تھے ۔ جو (شیطانوں کی طرح) ان کے اگلے اور پچھلے (گناہوں کو) ان کی نظر میں خوشنما کر کے دکھاتے تھے اور جنوں اور انسانوں میں سے جو امتیں پہلے گزر چکی تھیں ان کے ساتھ ان کے حق میں بھی اللہ کی بات پوری ہوئی (یعنی جیسے ان پر آفتیں آئی تھیں ان پر بھی نازل ہوئیں) بے شک

ع كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ○ وہ سب خسارے میں رہے۔

چوتھا رکوع

حق کو پانے کا پہلا ذریعہ کلام ہے، کلام، اللہ کی صفت ہے اسی صفتِ کلام سے اس کی قدرت، ارادہ، علم اور حیات کو سمجھا جاسکتا ہے۔ جو لوگ محروم ہدایت ہیں وہ کلام ہی سے گریزاں ہیں وہ نہ خود قرآن کو سنتے اور اس کا اثر قبول کرتے ہیں نہ دوسروں کو اس سے مستفید ہونے دینا چاہتے ہیں۔ جب قرآن پڑھا جاتا ہے وہ شور و غل کرتے ہیں تالیاں بجاتے ہیں کہ قرآن کی آواز دب جائے کیسے نادان ہیں۔ بھلا حق کی آواز باطل کی آواز سے دب سکتی ہے باطل کے خواستگار خود آگ کا ایندھن بننے کی تیاری کر رہے ہیں خود سمع قبول سے محروم رہتے ہیں۔ یاد رہے کہ کلام ہی سے سمع قبول حاصل ہوتی ہے اسی سے بصر کر حقائق نظر آتے ہیں۔ یہی امر الٰہی پر قرار و قیام، کا موجب ہوتا ہے۔ صلاحیت رفیق ہو جاتی ہے اللہ کے بندے اللہ کے ہو کر اس کی بندگی میں لگ جاتے ہیں جو وہ مانگتے ہیں ملتا ہے خوب سمجھ لو کہ جن کو بصیرت حاصل نہیں ہوتی وہ مثال ہی میں پھنس کر رہ جاتے ہیں اس کے آگے ان کی رسائی نہیں ہوتی۔

۲۶۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ○

اور کافر کہتے ہیں کہ اس قرآن کو سنا ہی مت کرو۔ اور (جب یہ پڑھا جائے تو) اس کے درمیان شور و غل مچایا کرو (یا اس کی تلاوت کے درمیان اپنے لغویات شروع کر دو) شاید اس طرح تم غالب رہو (تمہارے لغویات لوگوں کو کچھ سننے سمجھنے کا موقع ہی نہ دیں اور لوگ تمہارے ہی باطل دین پر قائم رہیں)۔

کیا یہ کافر سمجھتے ہیں کہ وہ اپنی تدبیروں میں کامیاب ہو جائیں گے ہرگز نہیں دنیا میں بھی حق پھیل کر رہے گا اور آخرت میں ان کو سزا بھگتنا ہی پڑے گی۔

۲۷۔ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

پس ہم بھی (ان) کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور ان کے برے کاموں کی جو وہ کرتے رہے ان کو سزا دیں گے۔

۲۸۔ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ۭ جَزَآءًۢ بِمَا

اللہ کے دشمنوں کی یہی سزا ہے (یعنی) دوزخ، وہی ان کے ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔ یہ اس (بات) کی سزا ہے کہ وہ ہماری آیتوں (میں کج بحثی کرتے

كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ○ اور ان) کا انکار کیا کرتے تھے۔

نبوت سے دشمنی دراصل خدا سے دشمنی ہے قیامت کے دن اپنے اس انکار سے وہ خود بیزار ہوں گے

۲۹۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ○

اور کافر کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں وہ جن اور انسان دونوں دکھا دے جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا تاکہ ہم ان دونوں کو ذلیل کرنے کیلئے انھیں اپنے پیروں کے نیچے روند ڈالیں۔

درحقیقت اللہ مومن ہی سے مخاطب ہے کافر و منکر کا ذکر انسان کو راہ ہدایت دکھانے کے لیے ہے۔

۳۰۔ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○

بے شک جن لوگوں نے اقرار کیا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر (اس پر) قائم رہے (تو ان کو وہ کرامت حاصل ہوئی جس سے بڑھ کر کوئی کرامت نہیں یعنی توفیق استقامت پھر جب وہ امر الٰہی پر قائم ہو جاتے ہیں تو) ان پر فرشتے اترتے ہیں۔ (جو ان سے کہتے ہیں) کہ تم مت ڈرو۔ اور غم نہ کھاؤ (تم اللہ سے ڈرتے رہے اللہ تم سے راضی ہوا) اور تم جنت کی خوشخبری سنو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

جب مومن عمل مقررہ پر چلنے لگتا ہے اس میں الہامی کیفیات پیدا ہوتی ہیں جو مانگے ملتا ہے اور اللہ فرماتا ہے۔ یا فرشتے کہتے ہیں۔

۳۱۔ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۞

اور ہم تمہارے دنیا میں رفیق ہیں اور آخرت میں (بھی تمہارے رفیق رہیں گے) اور تمہارے لیے وہاں وہ سب موجود ہے جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے وہ سب بھی جو تم مانگو موجود ہے۔

جن کی نظر کے سامنے اللہ ہی اللہ ہے جو اللہ کے ہو گئے اللہ ہی کے ہو کر رہے انہیں جنت نگاہ اور تسکین قلب دنیا ہی میں حاصل ہو گئی وہ مقام قرب و رضا دنیا ہی میں پا گئے۔

۳۲ع نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝ — یہ مہمانی ہے بخشنے والے ، رحم فرمانے والے (پروردگار) کی طرف سے

(یہ اس کا کرم ہے کہ اپنے بندوں کو اپنا مہمان بناتا اور مہمانوں کی سی نوازشیں فرماتا ہے)۔

پانچواں رکوع

اللہ کی اس بخشش اور رحمت کے حاصل کرنے کا طریقہ ایمان اور عمل صالح ہے ، مومن رسول ہی کی اتباع میں عمل کرتا ہے اور جانتا ہے کہ عمل میں اخلاص ضروری ہے ۔ وہ برائی کے مقابلہ میں بھی بھلائی کرتا ہے ۔ غصہ کا جواب بردباری سے دیتا ہے ۔ صبر ، صوم و صلوٰۃ ، ذکر و فکر کو مقصدِ زیست بنا لیتا ہے ۔ بندۂ مومن سجدہ میں گر کر ہر شے کی نفی کرتا ہے ایک اللہ کا تصور لیے رہتا ہے اور عبادت کے سجدہ کا مزہ پاتا ہے ۔ وہ نہیں جانتا کہ عبادت میں تھکن کسے کہتے ہیں ، عبادت سے نکلتا ہے تو اللہ کی زمین پر اللہ کے بندوں سے انکساری سے ملتا ہے وہ ان لوگوں سے بہت الگ ، بالکل جدا ہوتا ہے جو مغرور و سرکش ہوتے ہیں محروم ہدایت ہوتے ہیں ، منکر کتاب و رسالت ہوتے ہیں ، باطل جن کا شعار اور عذاب جن کا نصیبہ ہوتا ہے ۔ اہلِ ایمان تو سوجھ بوجھ والے ہوتے ہیں ، قرآن جن کے امراضِ ظاہری و باطنی کے لیے شفا ہے ، ان سے ان کا کیا واسطہ جن کے کانوں پر قرآن کی آواز گراں گزرتی ہے ۔

۳۳- وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ — اور اس سے بہتر کس کا قول ہے جو (دوسروں کو) اللہ کی طرف بلائے اور (خود) عمل صالح کرے اور یہ کہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں (اللہ کا بندہ ہوں ، مسلمان ہوں)۔

۳۴- وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ — اور (اے حبیب) بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی ۔ (آپ حسب معمول لوگوں کی سختی اور برائی کو اپنے) نیک برتاؤ سے ٹال دیا کیجئے تو (آپ دیکھیں گے کہ) جس شخص میں اور آپ میں دشمنی ہے وہ ایسا ہو جائے گا جیسا ایک دلی دوست (اس کی دوستی میں اخلاص کے ساتھ گرم جوشی ہوگی جب سرکار دو عالم نے یہ آیت پڑھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا یہاں "ولی حمیم" سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہے)۔

۳۵- وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ — اور (یہ رفعت) یہ بات انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو تحمل سے کام لیتے

صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْحَظٍّ عَظِيْمٍ ○

ہیں اور یہ بات انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے خوش قسمت ہوتے ہیں (یعنی صبر و صلوٰۃ کی یہ صلاحیت ہر کس و ناکس کو نہیں ملتی اس کا مل جانا بڑی خوش قسمتی ہے)۔

۳۶- وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

اور (اے مومن) اگر تجھ کو شیطان کے بہکانے سے کوئی وسوسہ آجائے (بے اختیار بُرے خیالات آنے لگیں) تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کر اکہ یہ شیطان کا دخل ہے) بے شک اللہ ہی بڑا سننے والا اور اپنے بندے کے ہر حال سے با خبر ہے۔

۳۷- وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ○

اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں رات اور دن اور چاند اور سورج ہیں پس تم نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو اللہ کو سجدہ کرو (اس کی عبادت، اس کی پرستش کرو) جس نے ان کو پیدا کیا، اگر تم اس کے (واقعی) عبادت گزار ہو۔

۳۸- فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ○ السجدة

پس (اے رسول کریم اس تعلیم کے باوجود) اگر وہ سرکشی کریں تو جو آپ کے رب کے پاس ہیں (یعنی فرشتے یا اللہ کے مقرب بندے) رات و دن اس کی تسبیح بیان کرتے رہتے ہیں۔ اور وہ (عبادت و تسبیح سے) کبھی نہیں تھکتے (عبادت میں تھکن کسے کہتے ہیں وہ نہیں جانتے)

۳۹- وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى

اور (اے انسان) اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ زمین ہے جسکو تو دیکھتا ہے کہ دبی پڑی ہے پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ شاداب ہوتی اور لہلہا اٹھتی ہے بے شک جس نے اس (خشک زمین) کو زندہ کیا وہی (قیامت کے دن) مردوں کو زندہ کرے گا، بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

آیت نمبر (۳۷) جب تک توحید دل پر نقش نہیں ہو جاتی تخلیق سمجھ میں نہیں آتی جو لوگ تخلیق کو خالق کائنات کے تعلق کے بغیر سمجھنا چاہتے ہیں تخلیق ان کو الجھن میں ڈالتی جاتی ہے محض ان کے تصورات کی دنیا ان کو حقائق تک پہنچنے نہیں دیتی۔ اسی لیے مومن اللہ کا ہو کر اللہ کی کائنات کو سمجھتا ہے۔

اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(تم بھی دبی زبان سے اللہ کو یاد کرو، عاجزی سے رہو۔ عبادت سے غافل نہ ہو اللہ تمہارے قلب کو دنیا ہی میں بیدار کر دے گا اور جس طرح وہ خشک زمین کو شاداب کرتا ہے اسی طرح وہ مُردوں کو زندہ کرے گا وہ بڑا صاحبِ قدرت ہے جو سب کچھ کر سکتا ہے)۔

۴۰- اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

(یاد رکھو کہ) جو لوگ ہماری آیتوں میں کجروی کرتے ہیں (توڑ مروڑ کر بیان کرتے ہیں) وہ ہم سے پوشیدہ نہیں۔ (وہ اپنی سزا کو پہنچیں گے) بھلا جو شخص دوزخ میں ڈالا جائے وہ بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن و امان سے (جنت میں) آئے (جسے ہر خوف و رنج سے نجات مل جائے اپنے رب کی رحمت کے سایہ میں ہو، ذوقِ نظر جس کا حصہ ہو۔ آپ کافروں سے کہہ دیجئے) تم جو بھی چاہے کرتے رہو، بلا شبہ جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ دیکھ رہا ہے۔

۴۱- اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ○

جو لوگ اس قرآن کا جب کہ وہ ان کے پاس پہنچتا ہے انکار کرتے ہیں (تو یہ ان کی جہالت ہے) حالانکہ یہ (قرآن) بڑی باوقار (بڑی باعزت) کتاب ہے (جسے رب العزت نے رسولِ عزیز صلے اللہ علیہ وسلم پر امتِ عزیز کے لیے اتارا ہے)

۴۲- لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ○

جس پر باطل کا گزر ہی نہیں نہ آگے سے نہ پیچھے سے۔ (باطل کسی حالت سے اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ قرآن) بڑے حکمت اور تعریف والے (اللہ) کا اتارا ہوا ہے۔

۴۳- مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ○

(اور اگر اے رسول یہ آپ کو جھٹلا رہے ہیں تو) آپ سے جو کچھ کہا جاتا ہے وہ وہی ہے جو آپ سے قبل رسولوں سے کہا گیا۔ (ان کی بھی ان کے زمانہ کے لوگوں نے تکذیب کی پھر کبھی ان کو مہلت دی گئی کبھی ان کو سزا دی گئی) بے شک آپ کا رب بہت بخشنے والا ہے اور دردناک عذاب دینے والا (بھی) ہے

کفار کج بحثیاں کیا کرتے قرآن عربی زبان میں ہے تو یہ اعتراض کیا کہ کسی دوسری زبان میں کیوں نہ نازل ہوا

۴۴۔ وَلَوۡ جَعَلۡنٰهُ قُرۡاٰنًا اَعۡجَمِيًّا لَّقَالُوۡا لَوۡلَا فُصِّلَتۡ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعۡجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلۡ هُوَ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ فِىۡۤ اٰذَانِهِمۡ وَقۡرٌ وَّهُوَ عَلَيۡهِمۡ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوۡنَ مِنۡ مَّكَانٍۢ بَعِيۡدٍ ۞ ع ۱۲/۱۹

اور اگر ہم اس قرآن کو عجمی (زبان میں) اتارتے تو یہ لوگ (یوں) کہتے کہ اس کی آیات (ہماری عربی زبان میں) واضح طور سے کیوں نہ بیان کی گئیں اور کیا خوب (قرآن تو) عجمی ہے اور (رسول و مخاطب) عربی۔ آپ فرما دیجئے کہ یہ (قرآن) تو ایمان والوں کے لیے ہدایت ہے اور (انکے ظاہری اور باطنی امراض کے لیے) شفاء اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں بوجھ ہے اور وہ (قرآن) ان کے حق میں محرومیِ بصر ہے (جو دل سے نہ پڑھے اسکی کیا سمجھ میں آئے اور اسے کیا روشنی ملے ان کی مثال ایسی ہے گویا) یہ لوگ دور سے پکارے جا رہے ہیں (اور وہ نہیں سنتے یا کچھ آواز سنتے ہیں اور نہیں سمجھتے)

(الف نیة ۱۲) (وقف بتسہیل الہمزۃ)

چھٹا رکوع

اس سورہ کا آخری رکوع ہے اس سے قبل قرآن کے ماننے نہ ماننے میں کفار مکہ میں اختلاف کا بیان ہوا انہوں نے کج بحثیاں شروع کیں، یہاں بتایا جا رہا ہے کہ اسی قسم کا اختلاف تورات کے متعلق حضرت موسیٰ کے زمانہ میں ہو چکا ہے یہ تو کفار کی عادت رہی ہے لیکن ان کا انجام کیا ہوا، انسان کو چاہیے کہ عمل سے غافل نہ ہو اور اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا۔ آخر سب کو اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے یہیں سے پچیسواں پارہ شروع ہوتا ہے اللہ کو روز قیامت کا علم ہے، وہی عالم الغیب ہے۔ انسان دنیا میں دولت و فراغت مانگنے سے نہیں تھکتا لیکن وہ وقت دور نہیں جب اس کو اپنی اس فراغت کی تمنا پر افسوس ہوگا۔ ان کو اپنے رب کی ملاقات کا یقین نہیں لیکن وہ اس کے قبضۂ قدرت سے نکل کر بھاگ نہیں سکتے۔ انسان وہی ہے جو انس میں رہے نہ کہ وہ جو بھول میں پڑ جائے۔

۴۵۔ وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ فَاخۡتُلِفَ فِيۡهِ ؕ وَلَوۡلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّكَ لَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ ؕ وَاِنَّهُمۡ لَفِىۡ شَكٍّ مِّنۡهُ مُرِيۡبٍ ۞

اور ہم نے موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی پھر اس میں بھی (یہیں کی طرح) اختلاف پڑے۔ اور اگر آپ کے رب کی جانب سے ایک بات پہلے نہ طے ہو چکی ہوتی (کہ مکمل سزا آخرت میں ملے گی) تو ان کے درمیان فیصلہ کب کا ہو چکا ہوتا، اور وہ (اپنی کج فہمیوں کے باعث) اس (قرآن) کی طرف سے ایسے شک میں پڑے ہیں جو ان کو چین نہیں لینے دیتا۔

۴۶۔ مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفۡسِهٖ ۚ وَمَنۡ اَسَآءَ فَعَلَيۡهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِيۡدِ ۞

(بس اے پیغمبر) جس نے نیک عمل کیے اس نے اپنے (فائدے کے) لیے کئے اور جس نے برے کام کیے اس کا وبال (بھی) اس پر پڑے گا اور آپ کا رب ایسا نہیں جو اپنے بندوں پر ظلم کرے (در اصل لوگ حقیقت کا انکار کر کے اپنے پر خود ظلم کرتے ہیں)۔

پارہ ۲۵

اِلَیۡهِ یُرَدُّ

۴۷- اِلَیۡهِ یُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَةِ ؕ وَمَا تَخۡرُجُ مِنۡ ثَمَرٰتٍ مِّنۡ اَکۡمَامِهَا وَمَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِهٖ ؕ وَیَوۡمَ یُنَادِیۡهِمۡ اَیۡنَ شُرَکَآءِیۡ ۙ قَالُوۡۤا اٰذَنّٰکَ ۙ مَا مِنَّا مِنۡ شَهِیۡدٍ ۚ ﴿۴۷﴾

(قیامت کب آئے گی یہ اللہ ہی جانتا ہے) اسی کی طرف قیامت کے علم کا حوالہ ہے (اس کی مخلوق کو اس کا علم نہیں۔ ہر بات کا علم اللہ ہی کو ہے) اور نہ کوئی پھل اپنے غلاف سے نکلتا ہے اور نہ کسی مادہ کو کوئی حمل ٹھہرتا ہے اور نہ وہ بچہ) جنتی ہے مگر (یہ سب کچھ) اللہ ہی کے علم سے (اور اسی کے ارادے سے ہوا کرتا ہے) اور جس دن اللہ ان (مشرکوں) کو ندا دے گا (اور پوچھے گا کہ) وہ میرے شریک کہاں ہیں (جن کو تم پکارا کرتے تھے) وہ کہیں گے کہ ہم تو آپ سے کہہ چکے کہ ہمیں کچھ خبر نہیں (ہمارا اس قسم کا کوئی عقیدہ نہیں۔ غرض وہ لوگ صاف مکر جائیں گے)

نہ صرف یہ ان کے منکر ہوں گے بلکہ ان کے معبود بھی ان کی نظروں سے غائب ہوں گے جن پر انہوں نے بھروسہ کیا تھا۔

۴۸- وَضَلَّ عَنۡهُمۡ مَّا کَانُوۡا یَدۡعُوۡنَ مِنۡ قَبۡلُ وَظَنُّوۡا مَا لَهُمۡ مِّنۡ مَّحِیۡصٍ ﴿۴۸﴾

اور جن کو وہ پہلے (اللہ کے سوا) پکارا کرتے تھے وہ سب ان سے غائب ہو جائیں گے اور وہ سمجھ لیں گے کہ اب ان کو کہیں مفر نہیں۔ (عذاب الٰہی سے گلو خلاصی اور چھٹکارا ممکن ہی نہیں، آخر ان سے بیزاری کا اظہار کرنے لگیں گے اور مایوس ہو جائیں گے)۔

درحقیقت اکثر انسان بہت ناعاقبت اندیش ہوتے ہیں۔

۴۹- لَا یَسۡـَٔمُ الۡاِنۡسَانُ مِنۡ دُعَآءِ الۡخَیۡرِ ۫ وَاِنۡ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَیَـُٔوۡسٌ قَنُوۡطٌ ﴿۴۹﴾

آدمی (دنیا میں) اپنے لیے بھلائی (روپیہ پیسہ مال دولت، اور عزت، شہرت) مانگتے نہیں تھکتا۔ اور اگر اس کو (تنگدستی اور) مصیبت لاحق ہو تو ناامید ہو جاتا ہے (اور) آس توڑ بیٹھتا ہے۔

۵۰- وَلَئِنۡ اَذَقۡنٰهُ رَحۡمَةً مِّنَّا مِنۡۢ بَعۡدِ ضَرَّآءَ مَسَّتۡهُ لَیَقُوۡلَنَّ

اور اگر ہم اس کو تکلیف پہنچنے کے بعد اپنی رحمت کا مزہ چکھائیں تو کہنے لگتا ہے یہ تو میرا حق تھا (یہ سب میری ہی تدابیر، میری ہی قابلیت کا نتیجہ تھا

هَٰذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُّجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِندَهُ لَلْحُسْنَىٰ ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ○

ایسا تو ہونا ہی چاہیے تھا) اور (اس ناشکری پر بس نہیں کرتا بلکہ تکبر سے کہتا ہے کہ) میں نہیں سمجھتا کہ قیامت قائم ہوگی اور اگر (بفرضِ محال) مجھے اپنے پروردگار کی طرف واپس جانا بھی پڑا تو (یقیناً) اس کے پاس بھی میرے لیے بہتری ہوگی (وہاں بھی میرے لیے اسی طرح عیش و آرام کا سامان ہوگا لیکن منکروں اور کافروں کا یہ خیال غلط ہے وہاں پہنچ کر انہیں معلوم ہو جائے گا) اور کافر جو عمل کیا کرتے تھے ہم ان کو ضرور بتائیں گے اور ان کو بہرحال سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

۵۱۔ وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ ۚ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَاءٍ عَرِيضٍ ○

اور جب ہم انسان پر عنایات کرتے ہیں تو وہ (ہم سے) منہ پھیر لیتا ہے اور (بالکل بے پروا ہو جاتا ہے۔ ادھر سے) کروٹ بدل لیتا ہے اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو (لمبی) چوڑی دعائیں کرتا ہے۔

۵۲۔ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِن كَانَ مِنْ عِندِ اللَّهِ ثُمَّ كَفَرْتُم بِهِ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ○

آپ فرما دیجیے (اے لوگو) بھلا دیکھو اگر یہ (قرآن) اللہ کی طرف سے آیا ہو پھر تم اس کا انکار کرو (تو یہ کتنی بڑی گمراہی اور ضلالت ہے لہٰذا اس کے انکار سے باز آؤ) اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اس کی مخالفت میں (حق سے) دُور جا پڑے۔

یہ کتاب جس کے بارے میں پہلے کہا جا چکا ہے کہ اللہ رحمٰن و رحیم نے نازل فرمائی ہے حقائق کو روشن کرنے والی ہے بشرطیکہ انسان تخلیقِ کائنات کا مطالعہ قرآن کی روشنی میں کرے۔ اگر یہ منکرِ حق نہیں دیکھتے تو اللہ اپنی قدرتِ کاملہ کے نمونے اسی کائنات میں اور خود ان کی ذات میں ان کو دکھلائے گا یہ اس کا وعدہ ہے پھر بھی لوگ نہ مانیں اور دھوکے میں پڑے رہیں تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ اپنے رسولؐ کی حقانیت اور اپنے کلام کی صداقت پر وہ خود گواہ ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ

۵۳۔ سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ○

ہم عنقریب ان کو دنیا میں اور خود ان کی ذات میں اپنی (قدرت و حکمت کی) نشانیاں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر کھل جائے گا کہ یہ (قرآن) حق ہے۔ کیا آپ کا رب ہر چیز پر گواہ ہونے کے لیے کافی نہیں (اگر وہ آپ کی نبوت آپ کے دین کا شاہد ہے تو کفار کے انکار سے کیا ہوتا ہے)۔

۵۴- اَلَآ اِنَّهُمْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ؕ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ ۟ ع

دیکھو یہ لوگ اپنے پروردگار کے سامنے حاضر ہونے کے متعلق شک میں پڑے ہیں۔ یاد رکھو کہ اللہ ہر چیز کو (ہر وقت) گھیرے ہوئے ہے۔

(اس کا علم ہر شے کا احاطہ کیے ہوئے ہے یہ منکرین حق اس سے کہیں بھاگ کر نہیں جاسکتے۔ قیامت تو برحق ہے اور ان کو اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ ان کو ان کے حال پر چھوڑیئے۔ آپ کی محبت کے لیے آپ کے مومن کافی ہیں جن کا ذکر پھر آئندہ سورہ میں شروع ہوتا ہے)۔

سُوْرَةُ الشُّوْرٰی

مکی تریپن آیتیں پانچ رکوع

یہ تیسرا حٰمٓ ہے اس میں حٰمٓ کے ساتھ عٓسٓقٓ کا اضافہ ہے۔ گزشتہ سورہ میں کلام کا بیان تھا، اس میں وحی کی کیفیات، نبوت، ولایت اور قرب کا بیان ہے، بتایا جارہا ہے کہ مومن کو مومن کے ساتھ کیا اسلوب اختیار کرنا چاہیئے۔ کس راستہ پر چلنا چاہیئے۔ یہاں توحید کے ساتھ مسئلہ نبوت کو نہایت واضح انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ اور سمجھایا گیا ہے کہ زندگی کو کس نہج پر ڈھالنے سے، رسول کی کس اتباع اور محبت سے قربتِ الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ اس الغفور الرحیم کی رحمت، اس العلی العظیم کی عظمت کا بھید کیا ہے۔ جس طرح اللہ کی قدرت آفاق میں کارفرما ہے اسی طرح وہ انفس میں بھی کارفرما ہے۔ حیاتِ ظاہری و باطنی کا سرچشمہ اللہ ہی اللہ ہے۔ بندوں پر اللہ تعالیٰ کی دو خصوصی عنایات ہیں ایک دین اور دوسرے شریعت یا منہاج۔ دین توحید ہے روشنی ہے، شرع و منہاج توحید کا راستہ معرفتِ الٰہی کا طریقہ ہے۔ اللہ کی توحید اور توحید کے ارکان کو سمجھنا اس پر کاربند رہنا مومن کی شان ہے۔ مومن کو انفراداً بھی اور اجتماعاً بھی اس پر عمل پیرا رہنا ہے۔ زندگی کو حق اور عدل پر لے چلنا ہے۔ اس کے پانے کی راہ اس کا کلام ہے۔ اسی سے قلبِ مومن پر اللہ کے لطیف و خبیر ہونے کا راز کھلتا ہے، اللہ کی خوش تدبیری، اس کی رحمت، اس کی بردباری، اس کا تحمل، اس کی زورآوری اس کی قدرت اس کی حکمت کا سرچشمہ ہاتھ آتا ہے۔ جنتِ نعیم، مقامِ قرب کھل جاتا ہے۔ وہ مستجاب الدعوات بنا دیا جاتا ہے۔ فضلِ کبیر، رویت و دیدارِ الٰہی سے سرفرازی کا وعدہ ہوتا ہے۔ جو اتباع میں جس درجہ افضل ہے اتنا ہی سرکارِ دوعالم سے قریب ہے، اسی قدر اس کو قربِ خداوندی حاصل ہے۔ دنیا میں مومن کی پہچان یہ ہے کہ وہ ہر لغزش سے بچتا ہے خیال کے گناہ سے بھی ڈرتا ہے۔ اپنی برتری کا تصور بھی نہیں آنے دیتا مخلوق کی بہبود و برتری کے لیے کوشاں ہے۔ نہ انصاف سے ہٹتا ہے، نہ ذمہ داریوں

سے گھبراتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ انسان کی طاقت نہیں کہ اللہ سے کلام کرے، وحیِ الٰہی، فیضانِ نبوت اس کا سرمایۂ حیات ہے۔ وہ اللہ کو نہیں دیکھتا لیکن اس کا کلام سنتا ہے، جو اس کو سرورِ کائنات کے وسیلہ سے ملا ہے اور جو کچھ ان سے سنتا ہے اس پر ایسا ایمان ویقین رکھتا ہے گویا آنکھوں سے دیکھ رہا ہے حضور ہی کے صدقہ میں مومن نورانیت میں آتا اور راہِ ہدایت پاتا ہے اور صراطِ مستقیم پر گامزن ہو کر نعمتِ دیدار سے مشرف ہوتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱- حٰمٓ ○ حا میم

۲- عٓسٓقٓ ○ عین۔ سین۔ قاف

اے حبیب، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم، جس طرح یہ سورت اعلیٰ واکمل مضامین پر مشتمل ہے۔

۳- كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ اسی طرح اللہ جو غالب (اور) حکمت والا ہے، آپ کی طرف اور جو آپ سے پہلے (پیغمبر) گزرے ہیں انکی طرف وحی بھیجتا رہا ہے۔ (یعنی جیسے آدم سے عیسیٰ تک سلسلۂ وحی جاری رکھا تھا ایسے ہی آپ پر جاری ہے)۔

۴- لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی بزرگ اور عظمت والا ہے (اللہ ہی اللہ ہے)

اس کے باوجود لوگ شرک کرتے ہیں، انکارِ حق پر آمادہ رہتے ہیں، مظہرِ حق کو نہیں سمجھتے، ان کی عظمت نہیں کرتے، حالانکہ آسمانوں کے گوشہ گوشہ پر فرشتے مشغولِ حمد وثنا ہیں اور چند ہستیوں کی بدولت دنیا عیش کر رہی ہے ورنہ کچھ

۵- تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ بعید نہیں کہ (اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے مغلوب ہو کر) آسمان اوپر کی جانب سے پھٹ پڑیں اور (اگر یہ نہیں پھٹتے تو اس لیے کہ) فرشتے اپنے رب کی تسبیح اور حمد میں مصروف ہیں اور زمین والوں کے لیے بخشش طلب کرتے رہتے ہیں (انسانوں کو موقع دیا جا رہا ہے۔) سن لو (کہ یہ سب اسی کا کرم ہے) بیشک وہ بڑا بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

۶۔ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ○

اور (اے حبیب آپ مشرکین کے متعلق فکرمند نہ ہوں) جن لوگوں نے اللہ کے سوا (کسی اور کو) اپنا کارساز بنا رکھا ہے اللہ ان کو دیکھ رہا ہے (اللہ ان کو موقع دے رہا ہے) اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں۔

۷۔ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ○

اور (جس طرح ہر زمانہ میں حالات کے مطابق پیغمبروں ہی کی زبان میں کتب آسمانی نازل کی گئیں) اسی طرح ہم نے آپ پر قرآن عربی (زبان میں) نازل کیا تاکہ آپ مکہ کے لوگوں کو (جو مرجع خلائق ہے) اور اس کے گرد (و نواح) کے لوگوں کو (بداعمالیوں کے عواقب سے) ڈرائیں اور روزِ محشر سے (بھی) ڈرائیں جس کے (وقوع پذیر) ہونے میں کوئی شبہ نہیں (اس دن) ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ دوزخ میں ہوگا۔

۸۔ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ○

اور اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا، (لیکن اس کی مشیّت نے انسان کو ارادہ کی آزادی عطا کی ہے تاکہ وہ ہدایت تلاش کرے) لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل فرماتا ہے اور (جو اس کی رحمت سے گریزاں ہیں ان) ظالموں کا نہ کوئی دوست ہے اور نہ مددگار۔

۹۔ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ ع

کیا ان (ظالم) لوگوں نے اللہ کے سوا کارساز بنائے ہیں! حالانکہ کارساز تو اللہ ہی ہے اور وہی مُردوں کو زندہ کرتا اور وہی ہر شے پر قادر ہے۔

(جس کو جس طرح چاہے خلق فرمائے جس طرح چاہے اٹھالے، جہاں چاہے لے جائے، جہاں چاہے رکھے۔ مالکِ حقیقی، قادرِ مطلق وہی ہے)۔

دوسرا رکوع

اللہ کا مثل نہیں وہ ایک، یکتا اور یگانہ ہے، اسی کے ہاتھ میں زمین و آسمان کے خزانے،

آیت نمبر (۷)، یاد رہے کہ روحانی حیات کا مرکز مکہ ہے، اس جہت کو نہ بھولنا چاہیے جیسے کعبہ نافِ زمین ہے اسی طرح خود انسان کی تخلیق بھی ناف سے اوپر و نیچے ہوئی۔

خیر و عرفان کی کنجیاں ہیں، وہی جس کو چاہتا ہے جسمانی و روحانی روزی عطا فرماتا ہے۔ سب اسی کے نور کا ظہور ہے، اس نور کو پانے کا ذریعہ نورِ قرآن و نورِ رسالت ہے۔ بندۂ مومن اسی سے فیض پاتا ہے۔ جو اختلاف میں پڑے ہیں وہ خود تباہی مول لے رہے ہیں۔ رسول کا کام ہدایت کرنا ہے، ماننا نہ ماننا ان کا کام ہے۔ اللہ نے دنیا میں میزانِ عدل کتاب اللہ کو بنا دیا، عاقبت میں بھی میزان قائم ہوگی۔ جو لوگ جانتے ہیں کہ انہیں اللہ کے روبرو حاضر ہونا ہے وہ اس سے ڈرتے رہتے ہیں اور جو منکر حق ہیں وہ راہ سے بے راہ ہو جاتے ہیں۔ اللہ ان کی بے رخی سے بے خبر نہیں۔ وہ تو اپنی مہربانی سے سب کو رزق دیئے جاتا ہے درحقیقت وہ تو بڑی قوت والا ہے اور اس کا ہر فعل حکمت پر مبنی ہے۔

۱۰۔ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ○

اور (اے لوگو اللہ کے دین کی) جس بات میں بھی تم اختلاف کرتے ہو اس کا (آخری) فیصلہ اللہ کے حوالے ہے (جس بات میں جو فیصلہ فرما دے وہی قبول کر لو، بندۂ مومن تو اللہ کا ہر حکم مانتا اور کہتا ہے) وہی اللہ میرا پروردگار ہے، اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔

۱۱۔ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا ۖ يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ ۚ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ○

وہ آسمانوں اور زمین کو بنانے والا ہے۔ اسی نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس کے جوڑے بنائے اور چوپاؤں میں سے (ان کے) جوڑے (اور اس طرح) تم کو اس (زمین) میں پھیلاتا رہتا ہے (تاکہ تمام اقوامِ عالم اپنی روزی اور معیشت کے لیے جد و جہد کرتی رہیں) اس کے جیسا کوئی نہیں (وہ ایک یکتا و یگانہ ہے، نہ ذات و صفات میں اس کا کوئی مماثل ہے نہ کوئی اس کا ہمسر نہ ہمجنس، وہ تم کو نظر نہیں آتا تم اس کی آواز نہیں سنتے) اور وہی (سب کی آواز، سب کی فریاد) سننے والا (اور ہر ایک کا حال) دیکھنے والا ہے۔

اس کی قدرت کاملہ کا کیا ٹھکانا

۱۲۔ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں وہی جس کے لیے چاہتا ہے رزق کو کشادہ کرتا ہے (کسی کو بے دریغ دیتا ہے) اور (کسی کو) ناپ تول کر "اور" بے شک وہ ہر شے سے باخبر ہے۔

عَلِيْمٌ ○

ہر زمانے میں پیغمبروں نے انسانیت کو توحید ہی کا درس دیا البتہ ان کی ہدایت کے طریقے اور اللہ کو پانے کا راستہ یعنی شریعت ان کے زمانے کے مطابق رہی، دینِ اسلام بھی کوئی نیا دین نہیں۔

۱۳- شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ○

(اللہ نے) تمہارے لیے وہی دین مقرر فرمایا، جس (دین پر قائم رہنے) کا حکم نوح کو دیا تھا (جن کی اولاد سے اقوامِ عالم پھیلنا اور منتشر ہونا شروع ہوئیں) اور (یہی وہ دین ہے) جو ہم نے آپ کی طرف وحی کیا۔ اور اسی کا حکم ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو دیا تھا کہ (اسی) دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا (لیکن ان کی امتوں نے تفریق، کج بحثی کی بنیا ڈالی - اور اکثر لوگ راہِ حق سے ہٹ گئے درحقیقت) مشرکوں پر (دینِ حق یعنی) وہ بات جس کی طرف آپ انہیں بلا رہے ہیں گراں گزرتی ہے۔ (ہدایت جس کو چاہتا ہے اللہ ہی دیتا ہے اور) اللہ ہی جس کو چاہتا ہے (اس راہِ حق کے لیے) منتخب فرماتا ہے اور ہر شخص، جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اس کو اپنی طرف ہدایت فرماتا ہے (اس پر اللہ کی طرف متوجہ رہنے اس کے پانے کی راہ کھول دیتا ہے)۔

۱۴- وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ○

اور جن لوگوں نے اختلاف ڈالا (یہ ناسمجھی اور لاعلمی کی بنا پر نہ تھا بلکہ) علم (صحیح) آچکنے کے بعد آپس کی ضد کے باعث (تھا) اور اگر ایک وقتِ معینہ تک کے لیے ایک بات آپ کے رب کی طرف سے طے نہ ہو چکی ہوتی تو ان کے درمیان (کب کا) فیصلہ ہو گیا ہوتا اور (اسی اختلاف ہی کا نتیجہ تھا کہ) جن کو ان کے بعد کتاب ملی (یعنی مشرکین عہدِ نبوی، وہ تفرقہ پردازوں کی تاویلات کے باعث) اس کے متعلق شبہ اور الجھن میں پڑ گئے۔

۱۵- فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ

پس (آپ ان کا خیال نہ فرمائیں) آپ ان کو اسی (دینِ حق) کی طرف

أُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَقُلْ آمَنتُ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِن كِتَابٍ ۖ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ۖ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۖ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۖ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ۖ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۖ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝

بلاتے رہیے اور (حسب معمول) آپ اسی پر قائم رہیے جیسا کہ آپ کو حکم ملا ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کیجئے (یعنی امت کو ہدایت فرمائیے کہ جب الحاد و بد دینی کے طوفان ہر طرف سے گھیر رہے ہوں تو وہ دینِ حق کی طرف آپ ہی کے عزم سے سبق لیکر لوگوں کو بلائیں اور راہِ ہدایت کی دعوت دیتے رہیں اور ان کے ارادے میں ذرا تزلزل واقع نہ ہو) اور فرما دیجئے کہ میں تو ہر کتاب پر جو اللہ نے اتاری ہے ایمان رکھتا ہوں اور مجھ کو اس کا حکم ہے کہ تمہارے درمیان (یا اپنے اور تمہارے درمیان اللہ کے حکم کے بموجب) انصاف کروں۔ اللہ ہی ہمارا اور تمہارا پروردگار ہے (اور آخرت میں) ہمارے لیے ہمارے اعمال اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہوں گے۔ ہم میں اور تم میں بحث و تکرار کی ضرورت ہی کیا ہے (آج تم جو چاہو کہو آخرت میں) یقیناً اللہ ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف ہم سب کو واپس جانا ہے (اس روز ہر اختلاف کا قطعی فیصلہ ہو جائے گا۔ اللہ، رسول، آخرت، سب تمہاری سمجھ میں آ جائیگا)۔

۱۶- وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ مِن بَعْدِ مَا اسْتُجِيبَ لَهُ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝

اور جو لوگ اللہ (اس کے کلام، اس کی توحید) کے بارے میں جھگڑتے ہیں بعد اس کے کہ (اکثر حق شناس) اس کو مان چکے ہیں (تو) ان کی بحث و تکرار اللہ کے نزدیک فضول (اور لغو) ہے۔ اور ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

۱۷- اللَّهُ الَّذِي أَنزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ ۗ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ ۝

اللہ ہی ہے جس نے حق (و صداقت) کے ساتھ کتاب نازل فرمائی اور میزان بھی (انسان عقلِ سلیم سے اور مومن قلبِ سلیم سے حق و حقانیت کی صورت اس کے صحیح نمونے دیکھتا، جانچتا اور تولتا ہے اور اسی پر زندگی گزارتا ہے تاکہ قیامت میں میزانِ عدل اس کی نیکو کاری پر شاہد رہے) اور (اے انسان) تجھے کیا معلوم کہ شاید وہ گھڑی (جسے قیامت کہتے ہیں) قریب ہی ہو۔

۱۸- يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا

وہ لوگ جو اس پر ایمان نہیں رکھتے اس کی جلدی مچاتے رہتے ہیں اور

يُؤۡمِنُوۡنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مُشۡفِقُوۡنَ مِنۡهَا ۙ وَيَعۡلَمُوۡنَ اَنَّهَا الۡحَقُّ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الَّذِيۡنَ يُمَارُوۡنَ فِى السَّاعَةِ لَفِىۡ ضَلٰلٍۢ بَعِيۡدٍ ○

وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں وہ اس سے ڈرتے رہتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ بے شک وہ برحق ہے (اس کا آنا یقینی ہے) یاد رکھو کہ جو لوگ اس گھڑی کے آنے میں جھگڑتے ہیں وہ بڑی گمراہی میں ہیں۔

اللہ بڑا باریک بین ہے تمام امور اپنے علم سے جانتے ہوئے بھی بندوں پر لطف فرماتا ہے یہ اس کا کرم نہیں تو کیا ہے۔

۱۹- اَللّٰهُ لَطِيۡفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرۡزُقُ مَنۡ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الۡقَوِىُّ الۡعَزِيۡزُ ○ ع

اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے (کسی کو دین و دنیا دونوں کا بادشاہ بناتا ہے کسی کو دونوں کا فقیر، اور کسی کو ان میں سے صرف دنیا یا دین عطا کرتا ہے) اور وہی بڑا صاحبِ قوت، زبردست ہے۔

تیسرا رکوع

جو لوگ دنیا کے ساتھ آخرت چاہتے ہیں، ان کی دنیا اور آخرت بنا دیتا ہے جو محض دنیا چاہتے ہیں ان کو جس قدر مناسب سمجھتا ہے دنیا میں دے دیتا ہے، آخرت میں وہ محروم رہتے ہیں یہ محرومی لوگوں کے اپنے اعمال، خصوصاً شرک کے باعث ہوتی ہے، اور مومن کو ایمان و عمل کے بدلہ میں اللہ کے فضل سے جنت ملتی ہے، اللہ اسے دنیا میں بھی مستجاب الدعوات بناتا ہے اور بیشمار عنایات سے نوازتا ہے بندہ کا ہر عذر قبول کرتا ہے، قلب کو پاک کرتا ہے اس کی رحمتوں کا کیا ٹھکانا، بڑی قدرت والا رب ہے۔

۲۰- مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ حَرۡثَ الۡاٰخِرَةِ نَزِدۡ لَهٗ فِىۡ حَرۡثِهٖ ۚ وَمَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ حَرۡثَ الدُّنۡيَا نُؤۡتِهٖ مِنۡهَا ۙ وَمَا لَهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنۡ نَّصِيۡبٍ ○

جو آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کی کھیتی (کو اپنے فضل و کرم سے) اور بڑھا دیں گے، اور جو کوئی (محض) دنیا کی کھیتی (اور دنیاوی ثمرات) کا طالب ہے، ہم اس کو اس میں سے (جس قدر مناسب سمجھیں گے) عطا کریں گے اور اس کے لیے آخرت میں کچھ حصہ نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے تو دینِ حق کی راہ انبیاء کے ذریعہ دکھائی جو خود اللہ کے حکم پر چلتے ہیں اور ہم

کو اللہ کے حکم پر چلنے کی تلقین فرماتے ہیں لیکن

۲۱- اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

کیا (اللہ کی خدائی میں) ان (کافروں) کے کچھ شریک ہیں جنہوں نے ان کے لیے دین کی ایسی راہ ڈالی جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا (مخلوق کو خالق کا شریک بنانا یہ تو بڑا ظلم ہے) اور اگر (آخری) فیصلے کی بات (پیش نظر) نہ ہوتی تو ان میں (کب کا) فیصلہ ہو چکا ہوتا۔ اور بے شک ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

۲۲- تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ○

آپ دیکھیں گے کہ (قیامت کے دن) ظالم اپنے اعمال (کے وبال) سے ڈر رہے ہونگے، اور وہ ان پر واقع ہو کر رہے گا اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے وہ جنت کے باغوں میں ہوں گے (سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا انہیں قرب حاصل ہوگا) وہ جو چاہیں گے ان کے پروردگار کے پاس انہیں ملے گا۔ یہی بڑا فضل (حقیقی کامیابی) ہے (جسے جنت دید میسر ہو اسے کیا چاہیے)۔

۲۳- ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ○

یہ ہے جس کی خوشخبری اللہ اپنے ان بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے۔ (اور) آپ (ان مشرکوں سے) کہہ دیں کہ میں تم سے اس (تبلیغِ حق اور خیر خواہی) کا کچھ صلہ نہیں چاہتا بجز پاسِ قرابت (یعنی برادری اور صلہ رحمی کا تو خیال کرو، بھائی بندی کے حق کا لحاظ تو رکھو تاکہ تمہارا کچھ اپنا معاشرہ سنبھل جائے، اسی بہانے کچھ گناہوں سے بچ جاؤ) اور جو کوئی (حضور اور ان کے اقرباء سے محبت کر کے) نیکی حاصل کرے تو ہم اس کی خوبی (اور بزرگی) اور بڑھا دیں گے بے شک اللہ بہت بخشنے والا، بڑا قدر داں ہے۔

۲۴- اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ

کیا یہ لوگ (یہ اتہام لگاتے ہیں اور) کہتے ہیں کہ اس (شخص) نے اللہ پر بہتان باندھا ہے پس اگر اللہ چاہتا تو آپ کے دل پر مہر لگا دیتا (تاکہ آپ مضامین

عَلٰى قَلْبِكَ ۗ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ۗ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

قرآن بیان ہی نہ کر سکیں اور کافروں کو یہ کہنے کا موقع ہی نہ ملے لیکن ان کی بکواس سے کیا ہوتا ہے) اور (اے حبیب) اللہ تو (پیغمبروں کی معرفت) باطل کو مٹاتا ہے اور حق کو اپنے کلام (اپنے احکام، اپنی باتوں) سے ثابت کرتا ہے۔ بے شک وہ تو دلوں کے حال سے آگاہ ہے۔

(کافروں کے دل کی باتیں بھی جانتا ہے کہ وہ سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کو اس درجہ تکلیف کیوں پہنچا رہے ہیں اور یہ بھی جانتا ہے کہ حضور صلعم اور ان کے ساتھی محض اللہ کے لیے ان کو راہِ ہدایت پر لانے کے لیے کس درجہ بیتاب ہیں)۔

۲۵- وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝

اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی غلطیوں سے درگذر کرتا ہے اور (اے لوگو) وہ جانتا ہے جو کچھ تم کیا کرتے ہو۔

۲۶- وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۗ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝

اور (وہی ہے) جو دعائیں سنتا ہے ان کی جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے، اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دیتا ہے اور کافروں کے لیے سخت عذاب ہے۔

۲۷- وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ۗ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝

اور اگر اللہ اپنے بندوں کے لیے رزق میں فراخی کر دیتا تو وہ (عیش میں پڑ کر) زمین پر بغاوت کرنے لگتے، لیکن اللہ تو (ایک) اندازہ سے (لوگوں کے لیے) جس قدر مناسب سمجھتا ہے روزی اتارتا ہے بے شک وہ تو اپنے بندوں (کی ضرورتوں) سے خبردار (اور ان کے حال) دیکھنے والا ہے (جانتا ہے کہ کس کے لیے کب اور کیا اور کس قدر مناسب اور بہتر ہے)۔

۲۸- وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ۗ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ۝

اور وہی ہے کہ لوگوں کے مایوس ہونے کے بعد آسمان سے پانی برساتا ہے اور (جب لوگ اس کی رحمت سے ناامید ہو چکتے ہیں وہ) اپنی رحمت (کا دامن) کشادہ فرماتا ہے (تاکہ لوگ اپنے رب کی طرف رجوع ہوں) اور وہ بڑا کارساز، بڑی تعریفوں کے لائق ہے۔

۲۹- وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ

اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کا پیدا

وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ۝

کرتا ہے اور ان جانداروں کا جو اس نے ان میں پھیلا رکھے ہیں اور وہ جب بھی چاہے ان (سب) کو جمع کر لینے پر قادر ہے ۔

چوتھا رکوع

انفرادی اور اجتماعی زندگی کو سنوارنے سے زندگی سنورتی ہے ، اگر قوانینِ قدرت کا خیال نہ رکھا جائے تو زندگی میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے ، انسان کو اپنے عمل ہی کا نتیجہ ملتا ہے ۔ جو تخلیق کائنات پر غور کرتے ہیں اپنے رب کو پہچانتے ہیں اس کا احسان مانتے ہیں ان کی زندگی سنور جاتی ہے ، اللہ جانتا ہے کہ انسان کے اعمال کی گہرائیوں میں اس کی نیت کیا ہے ۔ اگر اس کے اعمال کی محرک محض دنیا ہے تو دنیا فنا ہو جانے والی ہے اور اگر اسے ایمان کے ساتھ آخرت کی تلاش ہے تو وہ باقی رہنے والی ہے ۔ مومن وہی ہیں جو اللہ اور آخرت کو پیش نظر رکھتے ہیں ۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر بھی زندگی کو بناتے ہیں ، معاملات میں مشورے سے کام لیتے ہیں اور معاشرے کو سنوارنے کے لیے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ، عفو و درگذر کی تعلیم پیش نظر رکھتے ہیں ، یہ اللہ کے نیک بندے ہیں ان پر تو اللہ کا کرم ہی کرم ہوتا ہے عذاب تو ان کے لیے ہے جو ملک میں شر و فساد پھیلاتے ہیں ۔ معاشرے کو بگاڑتے ہیں البتہ ایسے ماحول میں مومن کے لیے صبر و استقامت سے رہنا بڑی ہمت کی بات ہے ۔

۳۰۔ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝

اور جو مصیبت تم پر پڑتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی کا بدلہ (تمہارے ہی برے اعمال کا خمیازہ) ہے اور (اللہ تو) بہت سے گناہ معاف بھی کر دیتا ہے (ان کے وبال سے بچا لیتا ہے) ۔

۳۱۔ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ ۚۖ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

اور تم (اپنی بھاگ دوڑ اور تدابیر سے اللہ کو) زمین میں عاجز نہیں کر سکتے اور (تم اللہ سے بھاگ کر کہاں جا سکتے ہو) اللہ کے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار ہے ہی نہیں ۔

اللہ کی قدرت کو دیکھو اس کی عظمت کو سمجھو ۔ اس سے سرکشی نہ کرو ۔

۳۲۔ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِى الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝

اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے سمندروں میں چلتے ہوئے جہاز ہیں جیسے پہاڑ (یعنی پہاڑوں کی طرح سطح سمندر پر ابھرے ہوئے) ۔

۳۳۔ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۙ

اگر (اللہ) چاہے تو ہوا کو ساکن کر دے پھر جہاز سمندر کی سطح پر کھڑے رہ جائیں۔ (آخر اس پانی اور ہوا کا خالق کون ہے کس نے انسان کو پیدا کیا کس نے ان کو انسان کی خدمت پر لگادیا) بے شک ان (باتوں) میں ہر صبر اور شکر کرنے والے کے لیے (بڑی) نشانیاں ہیں۔

دیکھو انسانوں کے بے شمار گناہوں کے باوجود کائنات انسان کی خدمت میں لگی ہے یہ اللہ کا کرم ہے۔

۳۴۔ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ۙ

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ ان کی بداعمالیوں کے باعث ان کے جہازوں کو تباہ کر دے اور بہت سے لوگوں سے وہ درگذر ہی کرتا ہے۔

۳۵۔ وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِىْٓ اٰيٰتِنَا ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝

اور (یہ اس لیے ہے کہ) جو لوگ ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں وہ جان لیں کہ (اللہ کی گرفت سے) ان کے لیے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔

۳۶۔ فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَىْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۚ

اور (لوگو) تم کو جو (مال و متاع) دیا گیا ہے وہ دنیوی زندگی کو برتنے کے لیے ہے۔ اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے اور (یہ) ان کے لیے (ہے) جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

۳۷۔ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۚ

اور (ان لوگوں کے لیے ہے) جو کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے رہتے ہیں (کہ یہی برائیاں انفرادی اور اجتماعی بربادی کا باعث ہیں) اور جب انہیں غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں۔

۳۸۔ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۚ

اور (ان کے لیے ہے) جو اپنے پروردگار کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور ان کا ہر کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے (بجز فرائض اور ان معاملات کے جن میں مشورے کی ضرورت نہیں ہوتی) اور جو ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں (خواہ مال و دولت ہو، یا علم و عرفان)۔

۳۹۔ وَالَّذِيْنَ إِذَآ أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ○

اور یہ وہ (لوگ) ہیں کہ جب ان پر ظلم کیا جاتا ہے تو (مناسب طور پر) بدلہ لیتے ہیں (لیکن اسی قدر جتنا کہ ظلم کے دفعیہ کے لیے ضروری ہو۔ وہ اس حد سے تجاوز نہیں کرتے)

۴۰۔ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۚ إِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ○

اور (اصولی بات بھی یہی ہے کہ) برائی کا بدلہ اسی قدر برائی ہے (چونکہ بدلہ لینے میں بہر حال کسی کو تکلیف پہنچتی ہے اس لیے مجازاً برا فرمایا اور اسی لیے آگے ارشاد ہوا کہ) پس جو کوئی معاف کر دے اور اصلاح کرلے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے، بے شک اللہ ظالموں کو پسند نہیں فرماتا۔

نہایت بلیغ انداز سے عفو و درگذر کی اہمیت دلنشین کرتے ہوئے یہ اشارہ فرما دیا کہ اگر درگذر سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے، کام سنورتا نہیں بگڑتا جاتا ہے تو بدلہ نہ لینا بھی ظلم ہے، ظلم کی ہر شکل اللہ کو ناپسند ہے، جب بدلہ ظلم کو دُور کرنے کے لیے لیا جاتا ہے تو وہ ظلم نہیں معاونِ خیر ہے۔

۴۱۔ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَأُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ○

اور جو کوئی اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد بدلہ لے تو ایسے لوگوں پر کچھ الزام نہیں (ایسی صورت میں بدلہ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں)

۴۲۔ إِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ○

الزام تو ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ناحق ملک میں سرکشی کرتے (اور فساد پھیلاتے رہتے) ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

۴۳۔ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ ○ ع ۱۴ ۵

اور جو شخص صبر کرے اور (اپنے نفس پر قابو رکھنے کے لیے قدرت کے باوجود چھوڑ دے) معاف کر دے تو بلاشبہ یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا وہ مشہور واقعہ جب آپ نے ایسی ہی ایک حالت میں دشمن کو چھوڑ دیا اور اس کو قتل نہ کیا اسی ہمت کی ایک اعلیٰ مثال ہے۔

پانچواں رکوع

اس ہمت کا پیدا ہونا اس پر قائم رہنا من جانب اللہ ہے، جب تک اللہ ہی معاون و مددگار نہ ہو انسان کو کوئی راہ ہدایت دکھا نہیں سکتا۔ جو لوگ گناہوں میں مبتلا ہیں وہ انجام سے بے خبر ہیں، آخرت میں جب حقائق نظروں کے سامنے ہوں گے تو اللہ کے سوا کوئی کسی کا مددگار نہ ہوگا۔ مومن کا کام تبلیغ کی راہ میں سرگرم عمل رہنا ہے۔ یہ بات انسان کو بار بار یاد دلانے کی ضرورت ہے۔

۴۴۔ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْ بَعْدِهٖ ؕ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۚ

اور جس کو اللہ گمراہ کرے (یعنی گمراہی میں پڑا رہنے دے) تو اس کے بعد اس کا کوئی رفیق نہیں، اور آپ ظالموں کو دیکھیں گے جب وہ (دوزخ کا) عذاب دیکھیں گے تو وہ (اس وقت حسرت سے) کہیں گے کیا (دنیا میں) واپس جانے کی (پھر) کوئی سبیل ہے؟ (کیا دنیا میں واپس جانے کی کوئی صورت ممکن ہے تاکہ واپس جاکر ایمان وعمل کی دولت حاصل کریں)۔

۴۵۔ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ۝

اور آپ (اس روز) انکو دیکھیں گے کہ وہ اس (دوزخ) کے سامنے لائے جائیں گے تو ذلت سے ڈرے سہمے ہوئے چھپی نگاہ (یعنی نیچی نظروں) سے (دوزخ کو) دیکھتے ہونگے۔ اور (اس وقت) ایمان والے کہیں گے کہ واقعی نقصان میں تو وہی ہے جنھوں نے (اپنی بداعمالیوں کے باعث) اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو قیامت کے دن خسارے میں ڈالا۔ خوب سُن لو بیشک کافر دائمی عذاب میں رہیں گے۔

۴۶۔ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ

اور اللہ کے سوا وہاں ان کے لیے کوئی دوست نہ ہوں گے جو ان کی مدد کرسکیں، اور جس کو اللہ گمراہ کرے (گمراہی میں پڑا رہنے دے) اس کے لیے کوئی راہ (نجات) نہیں (نہ دنیا میں نہ آخرت میں)۔

سَبِيلٍ ۝

۴۷- اِسْتَجِيبُوا لِرَبِّكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ۚ مَا لَكُم مِّن مَّلْجَإٍ يَوْمَئِذٍ وَمَا لَكُم مِّن نَّكِيرٍ ۝

(لوگو) اپنے پروردگار کا حکم مانو قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جو اللہ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں اس دن نہ تمہارے لیے کوئی پناہ گاہ ہوگی اور نہ تمہاری طرف سے کوئی روک ٹوک کرنے والا ہوگا۔

۴۸- فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ ۗ وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا الْإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنسَانَ كَفُورٌ ۝

پھر (اے رسول آپ کی دعوتِ حق کے بعد) اگر وہ روگردانی کریں (ایمان نہ لائیں اور آپ کی اطاعت سے منہ موڑیں) تو ہم نے آپ کو ان (کے اعمال) پر ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا، آپ کا کام تو بس (احکام کا) پہنچا دینا ہے۔ اور (لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ) جب ہم انسان کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اس پر خوش ہو جاتا ہے (اترانے لگتا ہے) اور اگر لوگوں کو ان کی اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو (وہ سب نعمتیں بھول جاتے ہیں) درحقیقت انسان بڑا ناشکر گزار ہے۔

ان لوگوں کے ایمان نہ لانے سے حق کے پرستاروں کو غمگین نہ ہونا چاہیے۔ دین تو ایک نعمت ہے اللہ جسے چاہتا ہے دے دیتا ہے۔ دراصل اللہ ہی سب نعمتیں عطا فرماتا ہے۔

۴۹- لِّلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ يَهَبُ لِمَن يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَاءُ الذُّكُورَ ۝

آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ ہی کی ہے۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے

۵۰- أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا ۖ وَيَجْعَلُ مَن يَشَاءُ عَقِيمًا ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ۝

یا ان کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے (یہ اس کی مصلحتیں ہیں ورنہ) وہ سب کچھ جانتا ہے، ہر بات پر قادر ہے۔

جب انسان اللہ کی ان مصلحتوں کو جو اس کی روزمرہ کی زندگی سے وابستہ ہیں نہیں سمجھ سکتا

تو ان امور کو جن کا تعلق عالم آخرت سے ہے کیا سمجھے گا۔ ہاں جس کا مقصود زیست اللہ ہے، اور اللہ اس سے راضی ہے تو اس کے لیے نہ یہاں حجاب ہے نہ وہاں محرومی۔ اللہ اپنے نیک برگزیدہ بندوں سے یعنی انبیاء علیہم السلام سے کلام فرماتا ہے ان پر وحی نازل ہوتی ہے۔ کلام الٰہی وسیلہ ہے۔ کلام ہی سے سمع قبول کھلتی، بصیرت حاصل ہوتی ہے قدرت کے راز منکشف ہوتے ہیں۔

۵۱- وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝

اور کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اللہ اس سے (براہ راست) بات کرے مگر ہاں (اس کی تین صورتیں ہیں یا تو) وحی (کے ذریعے) یا پردے کے پیچھے سے یا (اللہ) کسی فرشتے کو بھیج دے کہ اس کے حکم سے جو اللہ چاہے وحی کرے (غرض اللہ جس طرح چاہے بات کرے خواہ بالواسطہ ہو، بلا واسطہ ہو، فرشتے کے ذریعہ ہو، یا فرشتہ خود جسم وجسد کے ساتھ آئے اور کلام پہنچائے) بے شک وہ بڑے مرتبہ والا حکمت والا ہے۔

۵۲- وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

اور اسی طرح (اے حبیب) ہم نے آپ کی طرف ایک جاں فزا حقیقت (یعنی قرآن) کو اپنے حکم سے بھیجا۔ (وہ کتاب جو تمام کتب سماویہ کا نچوڑ ہے) اور آپ (تو جمال الٰہی کے شیدائی تھے، آپ) نہ یہ جانتے تھے کہ کتاب (اللہ) کیا ہے اور نہ آپ کو یہ خبر تھی کہ (کمال) ایمان کیا ہے (تفصیلات میں اس کے انوار کی لذت کیا ہے) لیکن (اے حبیب) ہم نے اس (کتاب) کو نور وانوار کا خزینہ) بنا دیا ہے اور اس کے ذریعہ ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں (آپ جسے چاہیں نور و نورانیت میں لاکر راہ ہدایت دکھا سکتے ہیں) اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ آپ راہ حق کی ہدایت کر رہے ہیں

۵۳- صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۝ ع

(یعنی) اس اللہ کی راہ جو آسمانوں اور زمین کی سب چیزوں کا مالک ہے (جلال بھی اس کا ہے جمال بھی اسی کا ہے۔ لوگو) یاد رکھو کہ سب کاموں کا انجام اسی کی طرف ہے (کیوں نہ جمال کے متلاشی رہو، کیوں انجام سے غافل ہو۔)

سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ

مکی نواسی آیتیں سات رکوع

گزشتہ سورہ میں بتایا گیا کہ کسی بشر کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ اللہ سے باتیں کرے۔ ہاں اللہ تعالےٰ نے سے کلام کرنے کی تین صورتیں ہیں (۱) بلاواسطہ پردے کے پیچھے سے (۲) بالواسطہ۔ فرشتہ کے ذریعہ (۳) یا فرشتہ جسم وجسد کے ساتھ آئے اور خدا کا کلام پہنچائے، یوں سمجھئے کہ وحی، وحی بھی ہوتی ہے، قلبی بھی، اور مثالی بھی۔ وحی نبی پر آتی ہے، الہامی کیفیات اللہ کے برگزیدہ بندوں پر وارد ہوتے ہیں جن کو ولی اللہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا وہ کلام جسے قرآن مجید کہتے ہیں اس صورت سے نازل ہوا کہ نبی کی ذات پردۂ عظمت کے اِدھر ہے اور فرشتہ حکم لاتا ہے یہ سب فرشتہ کے ذریعہ سے ہوا تاکہ الہامِ عام اور وحیِ خاص میں فرق رہے۔ وحیِ خاص سے قرآن مراد ہے، جو مردہ قلوب کو زندہ کرتا ہے زندہ قلوب کو حیاتِ دائمی سے سرفراز کرتا ہے۔ انسان کو جو ملا ہے کلام ہی سے ملا ہے۔ یہی وہ نکتہ ہے جس سے معرفت کی منزلیں طے ہوتی ہیں سمعِ قبول نصیب ہوتی ہے، بصر کو بصیرت ملتی ہے۔ قدرتِ الٰہی کے جلووں سے زندگی پُرنور ہوجاتی ہے اِس سورہ میں بھی اللہ کی رفیع الشان، برتر کتاب کا ذکر ہے جس کو ام الکتاب کہا گیا ہے۔ جو تمام علوم کا سرچشمہ ہے نبی امی کی عربی زبان میں نازل کی گئی، اور آپ ہی کی مبارک زبان سے اس ذی قدر کتاب کے انوار وتعلیمات دنیا میں عام ہوئیں اور ہوتی رہیں گی۔ کتاب کا نازل فرمانے والا حکیم، حمید، مجید ہے صاحبِ کتاب، سرکارِ دو عالم احمد ومحمد، صلے اللہ علیہ وسلم اور کتاب علیٌ حکیم۔ کتابیں تو پہلے بھی آئیں لیکن یہ وہ کتاب ہے جو لوحِ محفوظ میں ہے جو ہر تغیر سے مامون ہے وہ آخری نبی پر اترا ہوا رہتی دنیا تک کے لئے اللہ کا آخری پیغام ہے۔ ہر چند نزولِ وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا لیکن کرم یہ ہے کہ فہمِ وحی کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کھلا رکھا گیا ہے تاکہ ہر زمانہ اور ہر مقام کے انسان اپنی فہم کے مطابق کلامِ ربانی کے انوار وبرکات سے مستفیض ہوتے رہیں۔ جو اس سے منہ موڑیں وہ خود بدنصیب ہیں تاریخِ عالم میں ان کی داستانیں منتشر ہیں۔ گزشتہ اقوام نے جنہوں نے اس کی تکذیب کی سوائے ہلاکت کے کیا پایا۔ یہاں سے کلام کا رُخ لوگوں کی اصلاح کی طرف پھر جاتا ہے اور اسی کلام سے قلبِ مومن سے حجابات اُٹھتے ہیں۔ انوار کا اور ہی عالَم نظر آتا ہے وہ اللہ کو نہیں دیکھتا، اس کا کلام سنتا ہے اور اپنی توفیق و صلاحیت کے مطابق اپنے رب کو پہچانتا ہے۔ یہ دیکھتا ہے کہ کون کہہ رہا ہے یہ بھی سنتا ہے کہ کیا کہہ رہا ہے۔ نظر کہنے والے پر جمے، یا سماعتِ کلام پہ، دونوں نور ہی نور ہیں۔ اور اللہ ہی

آسمانوں اور زمین کا نور ہے یہیں سے فہمِ قرآن کے در کھل جاتے ہیں صاحبِ قرآن کا مقام سمجھ میں آجاتا ہے ۔مومن اپنے رب کے قریب سے قریب تر ہو جاتا ہے ۔ دیکھو اللہ رفیع الدرجات ذی قدر رسول کے وسیلہ سے مومن کو بھی بلندی بخشتا ہے اور عالمِ روح اس پر کھول دیتا ہے۔ یہاں قرآن کو قرآن نہیں "روحاً من امرنا" فرمایا ہے ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ — شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱۔ حٰمٓ ○ — حا،میم

۲۔ وَالۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ○ — قسم ہے اس روشن کتاب کی

۳۔ اِنَّا جَعَلۡنٰہُ قُرۡءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ○ — کہ ہم نے اس کو (صاف سلجھے ہوئے انداز سے مکمل مفہوم ادا کرنے والا) عربی زبان کا قرآن بنایا ہے، تاکہ تم (اہلِ عرب اسے بآسانی) سمجھو اور دوسروں کو سمجھا سکو اور یہ پیغام عام ہو)۔

۴۔ وَاِنَّہٗ فِیۡۤ اُمِّ الۡکِتٰبِ لَدَیۡنَا لَعَلِیٌّ حَکِیۡمٌ ○ — اور بے شک یہ (قرآن) ہمارے پاس لوحِ محفوظ میں (موجود) ہے۔ جو تمام گزشتہ تعلیمات کا نچوڑ اور اللہ کا آخری مکمل اور جامع پیغام ہے یہ) بلند مرتبہ (جملہ گزشتہ کتابوں پر فائق، رفیع الشان) حکمت والا ہے (بڑا مستحکم، جس سے اگلی کتابوں کو منسوخ کیا گیا لیکن اسے قائم فرمایا گیا)۔

۵۔ اَفَنَضۡرِبُ عَنۡکُمُ الذِّکۡرَ صَفۡحًا اَنۡ کُنۡتُمۡ قَوۡمًا مُّسۡرِفِیۡنَ ○ — (اور اے لوگو) کیا ہم تم سے اس نصیحت (نامہ) کو اس لیے ہٹا لیں گے کہ تم (اپنی نادانی اور سرکشی میں) حد سے بڑھ گئے ہو۔

(یعنی ہر چند تم وحی سے انکار کرتے ہو اور اس کی تکذیب کرتے ہو لیکن ہم اس کو مکمل کریں گے اور اس کو تا قیامت محفوظ رکھیں گے تاکہ اپنے ماننے والوں کے لیے یہ ہدایت ہو)۔

۶۔ وَکَمۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ نَّبِیٍّ فِی الۡاَوَّلِیۡنَ ○ — اور (سلسلہ وحی اور انبیاء کوئی نئی بات نہیں) ہم گزشتہ امتوں میں بہت سے پیغمبر بھیجتے رہے ہیں ۔

۷۔ وَمَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ نَّبِیٍّ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ ○ — اور (ان کفار کا تو یہی حال رہا کہ) جو پیغمبر بھی ان کے پاس آتا وہ اس کا مذاق اڑاتے۔ (لیکن ان کے انکار کے باعث اللہ نے اپنا حکم بھیجنا بند نہ کیا)

۸- فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ○

پس ہم نے ان کو جو ان سے زیادہ زور آور تھے ہلاک کر ڈالا، اور اگلوں کا یہ قصہ (قرآن میں اکثر جگہ) گزر چکا ہے (کہ منکرینِ حق نے پیغمبروں کے ساتھ کیا کیا اور ہم نے ان کو کیا سزا دی)۔

۹- وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ○ۙ

اور ان (کفارِ مکہ) سے اگر آپ پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو یہ ضرور کہیں گے کہ ان کو زبردست علم والے نے پیدا کیا ہے۔

ان سے فرما دیجئے کہ وہی غلبہ والا جس کا تم نام نہیں لیتے وہی اللہ ہے۔

۱۰- الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ۚ

جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش بنایا (اسی نے دنیا میں تم کو ایک مدت کے لیے قیام و قرار دیا اور یہیں تمہاری معیشت و راحت کے اسباب پیدا کیے) اور اسی میں تمہارے لیے (ظاہری اور باطنی ہدایت کی) راہیں رکھیں تاکہ تم راہ پاؤ۔

۱۱- وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ○

اور (وہی ہے) جس نے آسمان سے پانی ایک خاص اندازے سے (لوگوں کی ضرورت اور احتیاج کے مطابق) برسایا پھر ہم نے اس سے مردہ زمین کو زندہ کیا، اسی طرح تم (اس زمین سے پھر) نکالے جاؤ گے (جو پہلے مہد تھی اور پھر لحد بنی)

(آسمان کی بارش مُردہ زمین میں جان ڈالتی ہے اور بارشِ رحمت، وحیِ الٰہی قلبِ مردہ کو زندہ کرتی ہے۔ کلام کا اثر لوگوں کی استعداد، فطری صلاحیتوں کے اعتبار سے مترتب ہوتا ہے، دینے والا ہر ظرف سے واقف ہے، زبردست علم والا ہے)۔

۱۲- وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ○ۙ

اور (وہی ہے) جس نے تمام اقسام کی مخلوق بنائی (متقابل بھی، متماثل بھی، نر بھی مادہ بھی) اور تمہارے لیے کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو۔

۱۳- لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ

تاکہ تم ان کی پیٹھوں پر جم کر (اطمینان سے) بیٹھو۔ پھر جب تم (ٹھیک طور سے) بیٹھ جایا کرو تو (جسم کے ساتھ قلب کی راحت و تسکین کا سامان کرو تو)

عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحٰنَ الَّذِىْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝

اپنے رب کے احسان کو (دل سے) یاد کرو (کہ اللہ ہی نے تم کو یہ توفیق اور یہ نعمت عطا فرمائی نیز زبان سے بھی اس کا احسان مانو) اور کہو کہ پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے زیرِ فرمان کر دیا۔ اور ہم تو اس کو قابو میں نہ لا سکتے تھے۔

جس طرح آج ہم اس سواری پر اپنی منزل کی جانب روانہ ہیں جہاں پہنچ کر ہم سواری کو چھوڑ دیں گے اسی طرح ہماری روح یعنی ہم خود جسم کی سواری پر سوار ہیں اور ہم اپنی منزلِ مقصود کی طرف چلے جا رہے ہیں عنقریب یہ جسم بھی چھوٹ جائے گا۔

۱۴۔ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝

اور (بالآخر) ہم کو اپنے رب کی طرف واپس جانا ہے۔

ناشکر گزار انسان اللہ کی نعمتوں کا شکر کرنے کے بجائے خود اللہ کی جناب میں گستاخیاں کرتا ہے۔ اس کو اسباب وعلل کا پابند بناتا ہے اس کے لیے بھی اولاد تراشتا ہے۔

۱۵۔ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ؑ

اور اس کے لیے اس کے بندوں میں سے جزو (اولاد) ٹھہراتا ہے (جزو تو جنسیت سے ہوتا ہے خدا کا کوئی شریک اور جزو کیسے ہو سکتا ہے) بے شک انسان بڑا ہی ناشکر گزار (واقع ہوا) ہے۔

دوسرا رکوع

پہلے رکوع میں کلام کی اہمیت واضح کرنے کے بعد، خالق کائنات کی عظمت اور منکرِ حق کی کیفیت کا بیان ہوا۔ اس رکوع میں ان عقائدِ باطلہ کی تردید کے ساتھ جو عرب میں عام تھے کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں جنکی وہ پرستش کرتے تھے، کفار کی کج بحثی اور ناعاقبت اندیشی کا بیان ہے، کلامُ اللہ کی بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ مومن کو کیفیتِ حال میں رکھتا ہے جذبات میں بہنے نہیں دیتا، ایک طرف جہاں اپنی قدرت کا بیان اور مومن کی کیفیات کا ذکر تھا وہیں منکرینِ حق کی کیفیت کو بھی بیان کیا جا رہا ہے کہ مومن اعتدال میں رہے اور اس گروہ کی حالت سے جو دینِ حق کا دشمن ہے آگاہ رہے، اور منکرینِ حق کی برائیوں اور ضرر رسانیوں سے بچتا رہے۔

۱۶۔ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ۝

(اے کافرو) کیا (تم سمجھتے ہو کہ) اللہ نے جو کچھ پیدا فرمایا اس میں سے اپنے لیے بیٹیاں منتخب کر لیں اور تم کو بیٹوں کے لیے مخصوص کر دیا (کتنا مہمل تصور ہے)۔

(حالانکہ خود تمہارا یہ حال ہے کہ بیٹی کے نام سے تمہارا چہرہ غم وغصہ سے سیاہ ہو جاتا ہے اور تمہاری گستاخی کا یہ عالم کہ اللہ رحمٰن ورحیم کی طرف ان کو منسوب کرتے ہو)۔

۱۷- وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ○

اور جب ان میں کسی (کافر) کو اس کی خوشخبری ملتی ہے جس کو خدائے رحمٰن کی طرف منسوب کرتا ہے تو (غم اور غصہ سے) اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ (دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے۔

۱۸- اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ○

کیا اللہ ایسی مخلوق کو اپنے لیے تجویز کرے گا) جو زیورات (یعنی آرائش و زیبائش) میں نشو و نما پائے اور جو جھگڑے کے وقت اپنی بات بھی واضح نہ کر سکے۔

ان کفار نے اگر اپنی ناقص عقل پر ذرا بھی زور دیا ہوتا یا اس سے کام بھی لیا ہوتا تو اللہ کے متعلق ایسی فضول بات نہ کہتے اور اس مہمل عقیدہ پر اپنی زندگی کی بنیاد نہ رکھتے۔

۱۹- وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ ○

اور انہوں نے فرشتوں کو جو (اللہ) رحمٰن کے بندے ہیں عورت ٹھیرا لیا ہے (حالانکہ فرشتے ایک علیحدہ جنس ہیں) کیا یہ لوگ ان (فرشتوں) کی تخلیق کے وقت موجود تھے (دیکھ رہے تھے کہ وہ کیسے بنے) اب ان کا یہ دعویٰ لکھ لیا جائے گا اور (آخرت میں اس کے متعلق) ان سے باز پرس ہوگی۔

ان کی گستاخیاں یہاں تک ختم نہیں ہوتیں بلکہ وہ خود کفر والحاد میں مبتلا ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ ہم کو کفر سے روک کیوں نہیں لیتا۔ اشارہ یہ ہے کہ اگر واقعی شرک اللہ کو ناپسند ہوتا یا وہ اتنا صاحب قدرت ہوتا تو ہم کو شرک سے روک دیتا۔ وہ اپنے اس عقیدہ کی دلیل میں اپنے باپ دادا کے عمل کو بطور سند پیش کرتے ہیں۔ اتنا نہیں دیکھتے کہ ان کا کیا حشر ہوا۔

۲۰- وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۗ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ○

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ (خدائے) رحمٰن اگر چاہتا تو ہم ان (بتوں) کی پرستش نہ کرتے۔ اس (احمقانہ قول) پر ان کے پاس کوئی سند نہیں وہ تو (محض) اٹکل سے (بلا تحقیق کے ایک) بات کہہ رہے ہیں (کہ اپنے سب افعال اللہ کی طرف منسوب کر کے ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ یہی اس کی مشیت ہے اور یہی اس کی رضا)۔

ان کے پاس کوئی سند یا دلیل ہو بھی کیسے سکتی ہے۔

۲۱- اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ○

کیا ہم نے اس (قرآن) سے قبل ان کو کوئی کتاب (علیحدہ) دے رکھی ہے جس سے یہ استدلال کرتے ہیں۔

۲۲- بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ○

بلکہ وہ (دلیل کے طور پر یوں) کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو اسی راہ (شرک) پر (چلتا) پایا، اور ہم انہیں کے نقش قدم چل رہے ہیں۔

۲۳- وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ○

اور (یہ کوئی نئی بات نہیں) اسی طرح جب بھی آپ سے قبل ہم نے کسی بستی میں کوئی ہدایت کرنے والا بھیجا تو وہاں کے خوشحال لوگ یہی کہتے رہے کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو (اسی) ایک راہ (اور طریقہ) پر پایا ہے اور ہم تو انہیں کے قدم بہ قدم چلنے والے ہیں (اگر وہ ہدایت یافتہ تھے تو ہم بھی ہیں اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ ہمارے باپ دادا سے بڑھ کر ہمارا خیر خواہ اور ہادی کون ہو سکتا ہے)۔

۲۴- قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○

(اس پر ان کے ہر نبی نے یہی) کہا کہ اگرچہ میں تمہارے پاس اس سے بہتر راہ ہدایت لے آؤں جس پر تم نے اپنے باپ دادوں کو پایا (کیا تب بھی تم میری بات نہ مانو گے) وہ بولے (نہیں پھر بھی نہیں) ہم تو تمہارا لایا ہوا (دین) نہ مانیں گے۔

۲۵- فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ○ ع

پھر ہم نے ان سے (پیغمبر اور شریعت کی مخالفت پر) بدلہ لیا۔ پس دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا (برا) انجام ہوا۔

النصف

تیسرا رکوع

حضرت ابراہیم علیہ السلام جنہوں نے اللہ کی وحدت و یکتائی کی تلقین فرمائی تاکہ لوگ ادھر رجوع ہوتے رہیں کیا ان کی تکذیب نہ کی گئی؟ کیا سب لوگوں نے ان کا کہنا مان لیا؟ لوگوں نے ان کو بھی جھٹلایا، ان کے دین کو بھی سحر کہا، یہ کفار کہ بھی حیرت سے کہہ رہے ہیں کہ یہ قرآن ان میں سے کسی دولت مند پر کیوں نہ اترا جو ان کے نزدیک بڑا ہے۔ بڑا کون ہے۔ بڑائی کسے کہتے ہیں یہ نہیں جانتے۔ یہ دنیاوی جاہ و حشمت پر بلندی کا قیاس کرتے ہیں جس کی اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی قدر نہیں۔ وہ

کیا جانیں کہ رحمت کیا ہے۔ اس کی عظمت کیا ہے اس کی کشادگی اور وسعت کیا ہے جان لو کہ قرآن حق ہے اللہ حق ہے، رسول برحق ہیں، سب ہدایت اللہ ہی کی طرف سے ہے، دنیا میں اللہ نے اپنے رسول اور اپنی کتاب قرآن ہی کو رحمت بنا دیا ہے، اس کے دامن میں آجانا بڑی نعمت ہے۔ یہ نگہبان بن جاتا ہے، مامون بنا دیتا ہے۔

۲۶۔ وَإِذْ قَالَ إِبْرَٰهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِۦٓ إِنَّنِى بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ۝

اور (ان کفار مکہ کو وہ وقت یاد دلائیے) جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم پرستش کرتے ہو

۲۷۔ إِلَّا ٱلَّذِى فَطَرَنِى فَإِنَّهُۥ سَيَهْدِينِ ۝

مگر ہاں (میں تو) اسی کی (عبادت کرتا ہوں) جس نے مجھے پیدا کیا پس وہی مجھے سیدھی راہ دکھائے گا (منشا یہ تھا کہ جس طرح میں نے اپنے بزرگوں کی غلط راہ دیکھ کر چھوڑ دی تم بھی اپنے آبا و اجداد کی غلط راہ چھوڑ کر اللہ کا راستہ اختیار کر لو۔ وہ خود تمہارا نگران حال بن جائے گا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین بھی کلمۂ حق لا الٰہ الا اللہ تھا)۔

۲۸۔ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِى عَقِبِهِۦ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝

اور اسی کلمۂ (توحید) کو وہ اپنی اولاد میں باقی (اور قائم) رہنے کے لیئے چھوڑ گئے، تاکہ وہ (اللہ کی طرف) رجوع رہیں۔

لیکن افسوس کہ ابراہیم کی قوم نے اس ورثہ کی قدر نہ کی ان کی وصیت پر عمل نہ کیا اور دنیا کے عیش میں پڑ گئے۔

۲۹۔ بَلْ مَتَّعْتُ هَٰٓؤُلَآءِ وَءَابَآءَهُمْ حَتَّىٰ جَآءَهُمُ ٱلْحَقُّ وَرَسُولٌ مُّبِينٌ ۝

تو میں بھی ان (قریش مکہ) کو اور ان کے باپ دادوں کو (دنیا کی نعمتوں سے) مستفید کرتا رہا۔ یہاں تک کہ (وہ وقت آگیا کہ رحمتِ الٰہی پھر ہدایت کے لیے بیتاب ہوئی اور) انکے پاس حق (یعنی قرآن) اور واضح طور سے بیان کرنے والا رسول آپہنچا۔

۳۰۔ وَلَمَّا جَآءَهُمُ ٱلْحَقُّ قَالُوا۟ هَٰذَا سِحْرٌ وَإِنَّا بِهِۦ كَٰفِرُونَ ۝

اور جب ان کے پاس کلام حق (یعنی قرآن مجید) آیا تو کہنے لگے یہ (تو) جادو ہے اور ہم تو نہیں مانتے۔

قرآن اللہ کا کلام تھا، جب پڑھا جاتا ان کے قلوب پر اثر کیے بغیر نہ رہتا اسی لیے وہ حق ناشناس اس کو جادو سے تعبیر کرتے اور قرآن کو کلام الٰہی نہ تسلیم کرنے کے لیے خود کو یوں دھوکہ دیتے

۳۱- وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ○

اور کہتے کہ یہ قرآن ان دونوں بستیوں کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ ہوا۔ (مکہ اور طائف کے بڑے بڑے سرداروں کو چھوڑ کر ایسے شخص کا کیوں انتخاب کیا گیا جس کو مال و دولت کچھ حاصل نہیں)

یہ ناسمجھ یہ نہیں جانتے کہ اللہ کی رحمت کو وہ بانٹنے والے نہیں وہ اپنی رحمت کو آپ بانٹتا ہے۔ دراصل دنیا کی روزی بھی دینے والا وہی قادرِ مطلق ہے۔

۳۲- اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۭ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۭ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ○

کیا یہ لوگ آپ کے رب کی رحمت (خاص یعنی نبوت) کو بانٹنا چاہتے ہیں (حالانکہ ہم نے ان کو رحمتِ عام یعنی دنیاوی روزی کی تقسیم کا بھی حق نہیں دیا کیونکہ) دنیوی زندگی میں ان کی روزی ہم (خود) تقسیم کرتے ہیں اور بعض (لوگوں) کے درجے بعض پر بلند کرتے ہیں تاکہ ایک دوسرے سے کام لیتا رہے (اور دنیا کا انتظام چلتا رہے) اور آپ کے رب کی رحمت (یعنی نبوت) ان کے مال و دولت سے کہیں بہتر ہے جس کو یہ جمع کرتے رہتے ہیں (اور یہ رحمتِ خاص تو خیر ہے، ہمہ تن خیر ہے۔ جب کشادہ کیا کائنات اس میں کھو گئی جب سمیٹا رحمت للعالمین بنا دیا۔ صلے اللہ علیہ وسلم)

دیکھو محمد رسول اللہ کو کیسے کیسے سمجھایا جا رہا ہے، مقامِ خلت سے مقامِ حب کی طرف کیسے لایا جا رہا ہے۔ رحمت کا دامن کتنا کشادہ ہے۔ رحمت کا تصور کتنا حسین ہے "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

۳۳- وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا

اور (نبوت کے مقابلہ میں دنیاوی مال و دولت کی حقیقت ہی کیا ہے) اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک ہی طریق پر ہو جائیں گے (یعنی اس کا لحاظ نہ ہوتا کہ کافر کو عیش میں دیکھ کر سب کافر ہو جائیں گے الا ماشاء اللہ) تو جو اللہ سے انکار کرتے ہیں (اس کی شانِ رحمانیت کو نہیں سمجھتے) ہم ان کے گھروں کی چھتوں کو چاندی کی بنا دیتے اور سیڑھیاں بھی (چاندی

يَظْهَرُوْنَ ۝ — کی) جن پر وہ چڑھا کرتے۔

۳۴۔ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ۝ — اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت بھی جن پر وہ تکیہ لگاتے ہیں (چاندی)

۳۵۔ وَزُخْرُفًا ۭ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ ع — اور سونے کے (کر دیتے) اور یہ سب سامان تو صرف دنیا کی زندگی کو برتنے کے لیے ہے۔ (اصل شے تو آخرت ہے) اور آخرت آپ کے رب کے یہاں پرہیزگاروں کے لیے (خاص) ہے (جن کے سامنے سے دنیاوی تزک و احتشام کے پردے اٹھے ہوئے ہیں اور جن کی امیدیں مالک کائنات سے لگی ہوئی ہیں)

چوتھا رکوع

جمال اہل نظر کے لیے ہے، جو اللہ سے آنکھیں چرائے، حق سے کترائے اس کے لیے نور نہیں، نار ہے۔ دنیا میں اہل دنیا اور شیاطین منکرین حق کو راہ ہدایت سے باز رکھتے ہیں اور یہ اپنے کو حق پر سمجھ کر نازاں ہوتے ہیں اور آخرت میں تو ان کے لیے عذاب ہے ہی۔ یہ محروم دید، محروم ہدایت ہیں گویا یہ تو گونگے اور بہرے ہیں سرکار دو عالم ﷺ سے فرمایا جا رہا ہے کہ آپ کے لیے آپ کی قوم کے لیے امر اللہ ہی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اور آپ ہی کا، آپ کی امت کا دنیا و آخرت میں مذکور رہے گا۔ (اے اللہ ہم کو اس مذکور کا اہل بنا دے آمین)

۳۶۔ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ — اور جو (خدا سے) رحمٰن کی یاد سے آنکھیں بند کر لے (غفلت برتے) ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں پس وہ ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے۔

۳۷۔ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ — اور بلاشبہ یہ (شیاطین) ان کو راہ (حق) سے روکتے رہتے ہیں اور یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم راہ راست پر ہیں (ان کے سامنے سے نیکی و بدی کی تمیز ہی مٹ جاتی ہے)

۳۸۔ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ — (اور ایسے شخص کی زندگی غفلت میں گزرتی ہے) یہاں تک کہ وہ ہمارے پاس (قیامت کے روز واپس) آئے گا تو کہے گا (اے میرے ساتھی تیرا بُرا ہو

فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ○

تو مجھ کو کہاں لے آیا) کاش مجھ میں اور تجھ میں مشرق اور مغرب کا فاصلہ ہوتا پس (اللہ کے یہاں پہنچ کر کھلے گا کہ جس کی نصیحت پر وہ عمل کرتے رہے) وہ کیسا برا ساتھی ہے۔

اس دن کافر کہیں گے کہ انہیں نے ہم کو عذاب میں ڈلوایا ہے، اچھا ہوا یہ بھی نہ بچے (لیکن اگر دوسرا بھی پکڑا گیا تو اس سے کیا فائدہ (حضرت شاہ صاحبؒ)

۳۹۔ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ○

اور (اس دن ان سے کہا جائے گا کہ) جب تم دنیا میں ظلم (کفر) کرتے ہی رہے تو آج تم کو اس (حقیقت کے اعتراف) سے (کہ تمہارا ساتھی برا تھا) کچھ حاصل نہیں یقیناً تم سب عذاب میں شریک ہو۔ (دنیا میں تمہارا اشتراک عمل رہا یہاں بھی شریک انجام ہو)۔

اے حبیب ایسے بدنصیب کافروں کی ہدایت کے لئے آپ مضطرب نہ ہوں۔

۴۰۔ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

بھلا کیا آپ بہروں کو سنائیں گے یا اندھوں کو اور ان کو جو صریح گمراہی میں ہیں راہ (ہدایت) دکھائیں گے۔

یہ رحمت کی راہوں سے حق پر آنے والے نہیں یہ تو عذاب کے منتظر ہیں لیکن اس کا وقت ابھی نہیں آیا۔

۴۱۔ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ○

پھر اگر ہم کبھی آپ کو (اس جہان فانی سے) لے گئے تو (آپ کے بعد) ہم ان سے بدلہ ضرور لیں گے

۴۲۔ اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ○

یا ہم (آپ کی زندگی ہی میں) آپ کو وہ (عذاب) جس کا ہم نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے دکھا دیں تو یہ لوگ ہمارے بس میں ہیں (ہم کو ان پر ہر طرح قدرت حاصل ہے ان کو بہر حال اپنے اعمال کی سزا مل کر رہے گی)۔

۴۳۔ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

پس آپ (آپ کے امتی، آپ کے چنے ہوئے مومن تو بس) اس کو جو آپ کی طرف وحی کیا گیا مضبوط پکڑے رہیں بے شک آپ صراط مستقیم پر ہیں (اللہ تک پہنچنے کا سیدھا راستہ جس پر نعمت ہی نعمت ہے وہ آپ ہی کا راستہ ہے)۔

۴۴- وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ○

اور بے شک یہ قرآن آپ کے لیے اور آپ کی امت کے لیے باعث (شرف و) نصیحت ہے (کیونکہ تا قیام قیامت راہِ ہدایت کا یہ شرف آپ ہی کی امت سے وابستہ رہے گا) اور (لوگو) عنقریب تم سے (قیامت کے روز) پوچھا جائے گا کہ تم نے دینِ حق سے اپنا رشتہ کس حد تک جوڑا اپنی زندگی کو نورِ قرآن و نورِ رسالت سے کس حد تک سنوارا)۔

(یہی وجہ ہے کہ مومن دنیا میں بھی نیک نام رہنا چاہتا ہے کہ آخرت میں لوگ اس کی نیکی پر شاہد رہیں)۔

۴۵- وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ○ ع ۱۰

اور جن پیغمبروں کو ہم نے آپ سے قبل بھیجا ہے ان سے پوچھ لیجئے کہ کیا ہم نے (خدائے) رحمٰن کے سوا اور معبود ٹھیرائے ہیں جن کی پرستش کی جائے (یعنی آپ خود شبِ معراج میں ان سے پوچھ لیں یا لوگ تمام انبیاء کی تعلیمات پر نظر ڈال لیں، کیا کسی دین میں بھی اللہ کے سوا کسی کی عبادت کی اجازت ہے۔کیا اس کا جواز ان کے تبعین دکھا سکتے ہیں)۔

پانچواں رکوع

چونکہ گزشتہ رکوع میں انبیاء علیہم السلام اور ان کے دین کا ذکر تھا، اسی مناسبت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالاتِ زندگی کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے جو عام تھے، سوچو! کیا وہ دنیاوی حیثیت سے بڑے دولت مند اور صاحبِ اقتدار تھے؟ نہیں تھے لیکن اللہ نے انکو نبی بنایا اور اس زمانے کے سب سے بڑے صاحبِ اقتدار فرعون ہی کے پاس ہدایت کے لیے بھیجا، حضرت موسیٰ بھی انسان ہی تھے لیکن منکرینِ حق کا مزاج ہر زمانہ میں یکساں رہا ہے، فرعونیوں نے بھی یہی کہا کہ ان کے ساتھ فرشتے کیوں نہ اترے، یہ دولت مند کیوں نہ ہوئے، یہ لوگ بھی اللہ کی آیات کو جھٹلاتے رہے، معجزات کا مذاق اڑاتے رہے نرمی سے وہ بھی کوئی بات نہ مانے اور جو کچھ سختی کی حالت میں قبول کیا اس پر قائم نہ رہے، لیکن کیا ان کی حق ناشناسی اور کج بحثی حق کو دبا سکی؟ نہیں۔حق ہی کامیاب رہا، اور فرعون اور اس کی قوم کو تباہ کیا گیا۔

۴۶- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّىْ

اور ہم نے (آپ سے پہلے) موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا تھا، تو انھوں نے کہا کہ میں تمام جہانوں کے پروردگار کا رسول

رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ ہوں (اس کا بھیجا ہوا ہوں)۔

لیکن فرعونیوں نے ان کا کہنا نہ مانا

۴۷۔ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰیٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا یَضْحَكُوْنَ ○ بلکہ جب وہ ہماری نشانیاں لے کر آئے تو لگے ان کا مذاق اڑانے۔

۴۸۔ وَمَا نُرِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ اِلَّا هِیَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۖ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ○ حالانکہ ہم ان کو (اپنی قدرت اور موسیٰ کی صداقت کی) ایک سے ایک بڑھ کر نشانی دکھاتے رہے اور (جب وہ کسی طرح ایمان نہ لائے اور اپنی سرکشی پر فخر کرتے رہے تو) ہم نے ان کو آفت میں مبتلا کیا تاکہ وہ (اپنی حرکتوں سے) باز آئیں۔

لیکن انہوں نے حق کو پھر بھی نہ پہچانا۔ موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر ہی سمجھا کیے۔ گو اُن سے نجات کے بھی طالب ہوتے۔

۴۹۔ وَقَالُوْا یٰٓاَیُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ○ اور کہنے لگے اے جادوگر (خدارا) اپنے رب سے ہمارے لیے دعا کرو اس عہد کے مطابق جو تمہارے پروردگار نے تم سے کر رکھا ہے (یا اس طریق کے مطابق جو تمہارے رب نے تم کو سکھایا ہے تاکہ وہ ہم کو اس آفت سے نجات دے تو) ہم ضرور راہ پر آجائیں گے (اور تمہارا کہنا مان لیں گے)۔

دیکھو اب بھی کلمۂ حق نہیں پڑھتے صرف ایک مبہم وعدہ کر کے عذاب سے چھٹکارا چاہتے ہیں اور جوں ہی آفت سے نکلتے ہیں سب وعدے توڑ دیتے ہیں۔

۵۰۔ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ یَنْكُثُوْنَ ○ پھر جب بھی ہم نے ان سے عذاب اٹھا لیا، تو وہ فوراً عہد شکنی پر اُتر آئے۔

منکرینِ حق کا یہی مزاج رہا ہے کہ تکلیف میں اللہ کو پکارتے ہیں خوشی میں اپنی دولت و ثروت پر علانیہ فخر کرتے اور عظمت جتاتے ہیں۔

۵۱۔ وَنَادٰی فِرْعَوْنُ فِیْ قَوْمِهٖ قَالَ یٰقَوْمِ اَلَیْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِیْ مِنْ اور فرعون نے (دیکھو کس فخر کے ساتھ) اپنی قوم (کے لوگوں) میں پکار کر کہا اے میری قوم کیا میرے ہاتھ میں مصر کی حکومت نہیں (کیا میں اس کا بادشاہ نہیں ہوں) اور یہ نہریں جو میرے (محل کے) نیچے (یا میرے ملک

تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِیۡ ۚ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ ؕ ؀ — ہیں) بہ رہی ہیں (یہ سب میرے ہی قبضۂ قدرت میں نہیں؟) کیا تم دیکھتے نہیں (کیا یہ سب میری عظمت اور شان پر شاہد نہیں ہیں؟)۔

۵۲۔ اَمۡ اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡ ہٰذَا الَّذِیۡ ہُوَ مَہِیۡنٌ ۬ۙ وَّ لَا یَکَادُ یُبِیۡنُ ؀ — بلکہ میں اس شخص (یعنی موسیٰ) سے کہیں افضل ہوں جس کو (اس دنیا میں) کچھ (قدر د) منزلت حاصل نہیں اور جو صاف بول بھی نہیں سکتا۔

اگر یہ نبی ہوتا تو دولت مند ہوتا، اگر اسے دعوئے نبوت ہے تو

۵۳۔ فَلَوۡ لَاۤ اُلۡقِیَ عَلَیۡہِ اَسۡوِرَۃٌ مِّنۡ ذَہَبٍ اَوۡ جَآءَ مَعَہُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ مُقۡتَرِنِیۡنَ ؀ — پھر اس کے (ہاتھوں میں) سونے کے کنگن کیوں نہیں پڑے ہوئے ہیں یا (یہ اگر غریب ہی تھا اور اللہ کا بھیجا ہوا تھا تو) فرشتے ہی اس کے ساتھ (اس کی تصدیق کے لیے) پُرا جما کر کیوں نہ آئے۔

۵۴۔ فَاسۡتَخَفَّ قَوۡمَہٗ فَاَطَاعُوۡہُ ؕ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِیۡنَ ؀ — غرض اس نے (اس طرح کی تقریروں سے) اپنی قوم کی عقل گم کردی (اور وہ باطل کی طرف پھسل گئے) پس انہوں نے اس کا کہنا مان لیا، بے شک وہ نافرمان لوگ تھے۔

۵۵۔ فَلَمَّاۤ اٰسَفُوۡنَا انۡتَقَمۡنَا مِنۡہُمۡ فَاَغۡرَقۡنٰہُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ۙ؀ — پھر جب انہوں نے (اپنی نافرمانیوں سے) ہم کو خفا کیا تو ہم نے ان سے انتقام لیا پھر ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔

۵۶۔ فَجَعَلۡنٰہُمۡ سَلَفًا وَّ مَثَلًا لِّلۡاٰخِرِیۡنَ ؀ ع — غرض ہم نے (بھی) ان کو گیا گزرا کر ڈالا (وہ تباہ و برباد ہوگئے) اور آنے والوں کے لیے (ان کو) ایک نمونہ (عبرت) بنا دیا۔

چھٹا رکوع

منکرین کی فطرت ہی جھگڑالو ہوا کرتی ہے وہ بات بات میں بحث و تکرار کرتے ہیں، الفاظ میں الجھتے ہیں، مفہوم سے بھاگتے ہیں، سیدھی اور صاف بات ان کے دماغ میں اترتی ہی نہیں۔ قرآن میں حضرت عیسٰے علیہ السلام کا بھی دیگر انبیاء کی طرح ذکر ہے، کفار نے ان سے بھی جھگڑنے کی ایک صورت پیدا کر لی۔ کہا کہ جب مسیح علیہ السلام کو مسلمان اچھا سمجھتے اور اچھے ناموں سے یاد کرتے ہیں تو ہمارے دیوتاؤں کو کیوں برا کہتے ہیں، اس وقت عیسائیت مسخ ہو چکی تھی اور حضرت عیسٰے علیہ السلام کا بھی بت بنا کر لوگ اسکی پرستش کرتے تھے، اسلام نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی تعریف

بحیثیت پیغمبر کے کی ہے نہ کہ اس بت کی جو لوگوں کا معبود تھا۔ دونوں کا مقابلہ ہی کیا، بات یہ ہے کہ جب ذہن پر فاسد خیالات غلبہ پالیتے ہیں، انسان ہدایت سے بھاگنے لگتا ہے۔ انسان وہ ہے جو نہ توہمات میں الجھے نہ ظاہری ماحول سے بہکے بلکہ حق کو پاکر حق پر قائم رہے اور اسی پر زندگی بسر کرے۔ اسلام بتاتا ہے کہ اللہ ہی حق ہے، اور اس کے پانے کا ذریعہ، دینِ حق، اسلام ہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہادیٔ برحق ہیں، دین اور دنیا کی کامیابی کا یہی راستہ ہے، مودت اور محبت انہیں کے قلوب میں جگہ کرتی ہے جو صاحبِ ایمان ہیں اور ایک پاک زندگی بسر کرتے ہیں۔

۵۷۔ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ○

اور جب مریم کے بیٹے (عیسیٰ علیہ السلام) کا (معجزانہ) حال بیان کیا گیا تو آپ کی قوم کے لوگ (یعنی اہلِ مکہ) چلا اٹھے

۵۸۔ وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ○

اور (از راہِ اعتراض) بولے (یہ دیکھو کہ مسیح کی تو تعریف کی جاتی ہے اور ہمارے بتوں کو برا کہا جاتا ہے) بھلا ہمارے بت بہتر ہیں یا وہ (یعنی عیسیٰ، دراصل) انہوں نے آپ سے تو محض جھگڑے کے لیے یہ بات کہی ہے (وہ بھی جانتے ہیں کہ بت اور شے ہیں اور عیسیٰ اور ہی کچھ) درحقیقت یہ لوگ تو جھگڑالو (ہی) ہیں۔

۵۹۔ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ۚ

(اور عیسیٰ) وہ تو محض ہمارے ایک (برگزیدہ) بندہ تھے جس پر ہم نے اپنا (خاص) فضل فرمایا اور ہم نے ان کو بنی اسرائیل کے لیے (عبدیت کے ساتھ روحانیت کا) ایک نمونہ بنا دیا۔

یہ تو ایک عیسیٰ ابن مریم کو بلا باپ کے پیدا کرنا تھا جن پر فرشتگی کے آثار تھے۔

۶۰۔ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ○

اور اگر ہم چاہتے تو زمین میں تمہاری جگہ تم میں سے فرشتے ہی بساتے۔ (خواہ تمہاری نسل سے فرشتہ خصال پیدا کرتے یا آسمان سے فرشتے اتارتے۔)

اللہ میں بڑی قدرت ہے تم ان کی پیدائش پر متحیر ہوا بھی تو حضرت عیسیٰ علیہ پھر آئیں گے اور ان کا نزول قربِ قیامت کی دلیل ہوگا۔

۶۱۔ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا

اور وہ تو قیامت کی ایک نشانی ہیں، پس (آپ فرما دیجئے کہ لوگو حضرت عیسیٰ کی عبدیت، نبوت اور ان کی پیدائش، ان کا اٹھایا جانا قیامت کے قریب ان کا نازل ہونا سب حق ہے) اس میں شک نہ کرو اور میری ہی پیروی

صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ○ — کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔

۶۲۔ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ إِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ○ — اور (دیکھو) شیطان تم کو (راہِ حق پر چلنے سے) ہرگز روکنے نہ پائے بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

۶۳۔ وَلَمَّا جَاۗءَ عِيسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُونِ ○ — اور (دینِ حق کی طرف رسول کا لوگوں کو بلانا کوئی نئی بات نہیں) جب عیسٰے بھی نشانیاں (یعنی معجزات) لے کر آئے تو انہوں نے (بھی یہی) کہا کہ لوگو! میں تمہارے پاس حکمت (کی باتیں) لے کر آیا ہوں اور اس لیے آیا ہوں کہ بعض وہ باتیں جن میں تم جھگڑتے رہتے ہو تم پر واضح کر دوں۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

یہ سب انبیاءؑ ایک ہی کلمہ کی دعوت دیتے تھے۔ ایک ہی دینِ حق کی طرف بلا رہے تھے۔ خدا کی عبادت پر لگاتے تھے اسی کی دعوت عیسٰی علیہ السلام نے بھی دی اور کہا

۶۴۔ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ○ — بے شک اللہ ہی میرا رب اور تمہارا پروردگار ہے پس اسی کی عبادت کرو یہی (راہِ ہدایت ہے یہی) سیدھا راستہ ہے۔

یعنی ایک راہِ حق کے دو نکتے ہیں ایک اللہ اور ایک رسول۔ بندوں کو اللہ کو پانے کے لیے رسولؐ ہی کی اطاعت کرنا چاہیئے۔ رسولؐ تو اللہ کا بھیجا ہوا اس کا عبدؑ اس کا بندہ ہے اور اس کو اللہ کی بندگی سے ذرا عار نہیں لیکن عیسٰی علیہ السلام کی قوم نے بھی ان کا کہا نہ مانا اور شرک سے باز نہ آئے۔

۶۵۔ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيمٍ ○ — پھر ان میں سے ان کے متعدد فرقے بن گئے پس ان ظالموں کے لیے بڑی خرابی ہے ایک دردناک دن کے عذاب سے (ان کو سابقہ ہوگا جس سے وہ بچ نہ سکیں گے)۔

افسوس ہے ان کے حال پر کہ رحمت کی قدر نہیں کرتے اور زحمت کے منتظر ہیں۔

۶۶۔ هَلْ يَنْظُرُونَ اِلَّا السَّاعَةَ — بس یہ لوگ تو قیامت کے منتظر ہیں کہ ان پر اچانک آ کھڑی ہو اور ان کو

اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ خبر تک نہ ہو۔

بھلا اس دن ان کو کیا مل جائے گا، یہ تو وہ دن ہو گا کہ

۶۷۔ اَلْاَخِلَّاۤءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ○ؕ سب ہی (دنیاوی) دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے پرہیز گاروں کے (کہ ان کی باہمی محبت اس دن بھی قائم رہے گی)

ع ۱۱ / ۱۲

ساتواں رکوع

قیامت کے دن پرہیز گار بندوں کو اطمینان دلا دیا جائے گا کہ ان کے لیے کوئی خوف و پریشانی نہیں وہ تو اپنے رب کی رحمت کے سایہ میں ہوں گے جس سے وہ آس لگائے رہے۔ ان کی مہمان نوازیاں ہوں گی۔ عزت ہوگی۔ سرکارِ دو عالم کو مدینہ لے جانے کا اشارہ اسی سورت میں ہے۔ مومن کی جنت مدینہ ہے، یہ بات حسی اور عقلی طور پر نہیں فوراً اور علماً کھلتی ہے۔ بطورِ عشق ہی ہیں، علم کی فضیلت سمجھ میں آتی ہے۔ یہ عشق اللہ کی محبت سے ملتا ہے۔ سبحان کو اپنا رب بنا لینے سے اس کی عبادت میں ڈوب جانے سے یہ مرتبہ میسّر آتا ہے۔ اس یکتا اور یگانہ کی محبت بندے کو یگانۂ روزگار بنا دیتی ہے۔ مقامِ فردیت بخشتی ہے۔

۶۸۔ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ○ۚ (قیامت کے دن پرہیز گاروں سے کہا جائے گا) اے میرے بندو! آج کے دن نہ تو تم کو خوف ہے اور نہ تم غمگین ہو گے۔ (اس کا بھی اندیشہ نہ کرو کہ اب کبھی اس مقامِ راحت سے جدا کیے جاؤ گے)۔

۶۹۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ○ۚ (یہ وہ لوگ ہیں) جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور فرمانبردار رہے۔

۷۰۔ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ○ (حکم ہوگا جاؤ) تم اور تمہاری بیویاں خوش خوش جنت میں داخل ہو جاؤ (وہ مہمان نوازیاں ہوں کہ تمہاری مسرت تمہارے چہروں سے نمایاں ہو، جنت کے شگفتہ پھولوں سے زیادہ تمہارے چہرے شگفتہ ہوں)۔

۷۱۔ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا (خدامِ جنت) ان (معزز مہمانوں) کے پاس سونے کی پلیٹیں اور گلاس لیے پھریں گے اور وہاں جو جی چاہے اور جو آنکھ کو اچھا لگے سب موجود

تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۚ

ہو گا اور (اے اہلِ جنت) تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔

(دیکھو جنت، نفس کے لیے بھی ہے اور آنکھ کے لیے بھی۔ اشتہا کے ساتھ نفس کا، لذت کے ساتھ چشم کا ذکر ہوا، جنتِ نظر دیدارِ الٰہی ہے)۔

۷۲۔ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

اور یہی وہ جنت ہے جس کے اب تم اپنے اعمال کے صلہ میں وارث بنا دیئے گئے (اللہ کے فضل سے اب تم اس کے مالک ہو)۔

۷۳۔ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝

تمہارے لیے اس میں کثرت سے میوے ہیں (اب) اس میں سے (جو دل چاہے) کھاتے رہو (اب کسی پھل پر کوئی پابندی نہیں کسی شجر کا قرب تم کو مغموم نہ کرے گا)۔

آدمؑ کا جنت سے علیحدہ ہونا مشیتِ الٰہی کے تحت تھا، گناہ کے باعث نہیں اگر کوئی لغزش تھی بھی تو وہ معاف کر دی گئی تھی ہاں اس مشیت کے تحت دنیا میں جو آزمائش ہوئی اس پر نافرمانوں کو سزا یقیناً ملے گی۔

۷۴۔ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۚ

بے شک مجرم دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔

۷۵۔ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۚ

وہ (عذابِ الٰہی) ان سے ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ اس میں مایوس ہو کر رہ جائیں گے۔ (رحمت کی امید تک نہ ہو گی)۔

انہوں نے دنیا میں رحمت کا سہارا ہی نہ لیا رحمت کو پہچانا ہی نہیں اس لیے محروم رحمت رہے۔

۷۶۔ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا اور وہ تو خود ہی ظالم تھے (اپنے پر آپ ہی ظلم کرتے رہے)۔

یہ وہ دن ہو گا کہ یہ موت کی تمنا کریں گے اور انہیں موت اب نہ آئے گی۔

۷۷۔ وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ۝

اور وہ پکاریں گے، اے مالک (اے داروغۂ دوزخ) بہتر ہے کہ تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کر دے (ہم کو موت دے دے) وہ کہے گا (تم کو اب موت

کہاں) تم کو تو یہاں ہمیشہ رہنا ہے۔

لوگو اس عذاب سے بچو، دیکھو عذاب کیوں آیا صرف اس لیے کہ

۷۸۔ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ○

بیشک ہم تمہارے پاس (دین) حق لائے (ہم نے دینِ حق پہنچا دیا) لیکن تم میں اکثر حق سے ہمیشہ بیزار ہی رہے۔

لیکن ان کی بیزاری اور نفرت سے کیا ہوتا ہے۔ وہ جو چاہیں تدبیریں کریں ہمارا فیصلہ اٹل ہے۔

۷۹۔ أَمْ أَبْرَمُوْا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُوْنَ ○

کیا انہوں نے کچھ طے کر لیا ہے تو ہم نے بھی طے کر لیا ہے (کہ ان کی ہر تدبیر کا قلع قمع ہو جائے اور حق پھیل کر رہے)۔

۸۰۔ أَمْ يَحْسَبُوْنَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ○

کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں (اس گھمنڈ میں ہیں) کہ ہم ان کی سرگوشیاں اور ان کے مشورے نہیں سنتے۔ ہاں کیوں نہیں حالانکہ (ہم محض باخبر ہی نہیں بلکہ) ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ان کے پاس لکھتے (بھی) جاتے ہیں (تاکہ ان کا نامۂ اعمال بھی مرتب رہے)۔

ایک طرف تو کفار، اللہ، اس کے رسول اور مومنوں کے دشمن ہیں دوسری طرف وہ خود اللہ پر اتہام لگانے سے باز نہیں آتے۔

۸۱۔ قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَأَنَا أَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ○

آپ (ان احمقوں سے) کہیے کہ اگر (خدائے) رحمٰن کے اولاد ہو تو میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے والا ہوں

اللہ کے عبد کو اس کے حکم کی سرتابی کی کیا مجال، لیکن یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمام تصورات مثلاً سببِ اسباب ازواج و اولاد وغیرہ سے پاک، بالا و برتر ہے حقیقت یہ ہے۔

۸۲۔ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○

پاک ہے آسمانوں اور زمین کا پروردگار عرش کا مالک، ان سب باتوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں

۸۳۔ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ○

پس (اے رسول) آپ انہیں لغو باتوں اور کھیلوں میں پڑا رہنے دیں، یہاں تک کہ ان کو اپنے اس دن سے سابقہ پڑے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے (اس وقت ان کو اپنی سرکشی، خفیہ تدبیریں اور علانیہ گستاخیوں کا مزہ معلوم ہو جائے گا)۔

۸۴- وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ○

اور (حقیقت یہی ہے کہ اللہ کے سوا کہیں کوئی معبود نہیں) وہی آسمان میں لائق عبادت ہے اور وہی زمین میں قابلِ پرستش اور وہ بڑا حکمت والا، بڑا علم والا ہے (جو کچھ بھی ہے سب اس کی حکمت کا کرشمہ ہے، جو کچھ ہو رہا ہے جو کچھ ہوگا، جو مخلوق کی زبانوں پر ہے، یا لوگوں کے دل میں ہے وہ سب سے باخبر ہے)۔

۸۵- وَتَبَارَكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَعِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○

اور بڑی بابرکت ہے وہ ذات (اس کے نام میں برکت ہے اس کی یاد میں برکت ہے) جس کے لیے آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کی بادشاہت ہے اور اسی کو قیامت کا علم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے۔

کیوں نہ اسی مالکِ حقیقی کی عبادت کرکے، اس کو راضی کر لو کہ دین و دنیا کی فلاح و بہبود تمہارے حصہ میں آئے۔ یاد رکھو کہ اللہ کے سامنے کسی کو سفارش کرنے کی بھی مجال نہ ہوگی سوائے ان برگزیدہ بندوں کے جو کلمۂ حق کی شہادت دل و جان سے دیتے رہے۔

۸۶- وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَن شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ○

اور جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا (اپنا رب سمجھ کر) پکارتے ہیں وہ تو سفارش کا (بھی) اختیار نہیں رکھتے۔ ہاں جو حق کی گواہی دیں اور اس کا علم بھی رکھیں (یعنی جو کلمۂ شہادت کی حقانیت کا قولاً اقرار کرتے ہوں عملاً بھی اس کی تصدیق کرتے ہوں، ان کو سفارش کی اجازت دی جائے گی)۔

کفار ہر چند اللہ کے منکر ہیں۔

۸۷- وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ○

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ان کو کس نے پیدا کیا تو یہی کہیں گے کہ اللہ نے۔ پھر یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں (اپنے خالق کی عبادت کیوں نہیں کرتے)۔

حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر طرح سمجھایا لیکن جو ازلی کافر تھے اور جن کے قلوب ان کی بداعمالیوں کے باعث سخت ہو چکے تھے انہوں نے کسی طرح اسلام قبول نہ کیا۔ سرکارِ دو عالم کی زبانِ مبارک سے اپنے رب کے حضور جو کلمات نکلے اللہ تعالیٰ قولِ رسول کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے

انہیں الفاظ کی قسم کھاتا ہے۔

۸۸۔ وَقِيلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝

اور (اے حبیب آپ کے) اس کہنے کی قسم کہ اے میرے پروردگار یہ (وہ) لوگ ہیں کہ ایمان (ہی) نہیں لاتے۔

۸۹۔ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ۭ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝

بس (اب) آپ (بھی) ان سے درگذر کیجیے (ان کو ان کے حال میں چھوڑ دیجئے) اور فرما دیجئے کہ تم پر سلام ہو (اللہ تم کو ہدایت دے) پھر عنقریب ان کو حقیقتِ حال معلوم ہو جائے گی (یا آپ پر ایمان ہی لے آئیں گے یا دوزخ کا ایندھن بنیں گے)۔

(جو ایمان لانے والے ہی نہیں ان کو تبلیغ متاثر نہیں کرتی خواہ وہ پیغمبروں کی مخلصانہ دعوتِ حق ہی کیوں نہ ہو۔ مبلغین کا فرض اپنی سی کوشش ہے نتائج اللہ کے سپرد کرنا ہیں۔ خود ہمہ تن اللہ کے ہو کر اللہ کی طرف رجوع رہنے سے یہ امرِ الٰہی کے راز داں بن جاتے ہیں۔ یہ سب صدقہ ہے حبیبِ پاکؐ کا جن کی رحمت، شفقت اور محبت نے ان کے نام لیواؤں کے لیے بھی معرفت کے دریچے کھول دیئے ہیں۔)

سُوْرَةُ الدُّخَانِ

مکی — انسٹھ آیتیں — تین رکوع

سنو معرفت کیا ہے۔ سرکارِ دو عالم کو پہچاننا، جس نے حضورؐ کو پہچان لیا اس نے اللہ کو پہچان لیا۔ قرآن وہ ہے جو رسولِ خداؐ سے قریب کر دیتا ہے اور رسول خدا وہ ہیں جو اللہ سے ملاتے ہیں جن کو اللہ نے ہمہ تن رحمت کی صورت بنایا۔ اور ہر ذی روح کے لیے انہیں کو اپنے حکم سے صاحبِ امر بنا دیا۔ یہ سورہ احساسات، اندرونی کیفیات کا ترجمان ہے۔ عالم کے بیان سے اس کی ابتدا ہے اور اس جلیل القدر کتاب کی قسم کھا کر بتایا جا رہا ہے کہ اللہ ہی نے اسے ایک مبارک رات میں جو خیر و برکت کی رات ہے، لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا کی طرف اتارا۔ اور ۲۳ سال تک جستہ جستہ حضرت جبرئیلؑ کے ذریعہ قلبِ رسولؐ پہ نازل فرماتا رہا۔ یہ قرآن اسرارِ عظیمہ پر مشتمل ہونے سے بلند مرتبہ اور تبدیلی اور تحریف سے محفوظ ہونے کے باعث مستحکم ہے۔ اللہ نے اس کو "اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا" فرمایا اور خود کو اس کا بھیجنے والا کہا۔ اور اس کو بھی رحمت کہا گیا، تاکہ رسولِ اکرم اور قرآنِ عظیم کا وہ تعلق واضح رہے، جس سے سورہ کی ابتدا ہوتی ہے۔ بار بار حٰمٓ سے سورتوں کی ابتداء کی جا رہی ہے کہ اللہ اور رسولؐ کی محبت دل میں سما جائے۔ صفت سے ذات کی فہم پیدا ہو،

تعینات کے پردے دل سے اٹھ جائیں، پہلے یہ تو معلوم ہو کہ "محمد" صلے اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ نے اپنا رسول فرمایا وہ کیا ہیں جب تک محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ سمجھو گے اللہ کیا سمجھ میں آئے گا۔

یہاں ذات سرکارِ دو عالم سے قریب لایا جا رہا ہے۔ جس دن آسمان سے دھواں پیدا ہو، اس دن تو سب پر حقیقت کھل جائے گی۔ بات تو جب ہے کہ قلب مومن پر انوارِ ذاتِ محمدی اس کی حیات میں کھل جائیں۔

قلب و نظر سے وہ دھواں چھٹ جائے جو حجاب ہے وہ نظر آجائے جو صدیق اکبر کی نظروں نے دیکھا تھا،

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

گزشتہ سورہ اس بات پر ختم ہوا تھا کہ آپ اپنی فطری رحمت کے باعث منکرینِ حق سے ان کے حق میں بھی کلمۂ خیر ہی کہہ کر ان سے منہ پھیر لیں، جو اللہ کے نمائندے کو نہیں پہچانتے وہ اللہ کو کیا پہچانیں گے۔ پسندیدہ گروہ میں وہ آتے ہیں جو نمائندے کو پہچانتے ہیں، مقامِ کریم انہیں کا حصہ ہے جو رسولِ کریم کو پہچانیں۔ اس سورہ میں پہچاننے کے طریقہ کی طرف ہدایت ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

رکوع ۱ عند المتقدمین

۱۔ حٰمٓ ۚ حا-میم

(حٰمٓ حروف مقطعات میں سے ہیں، اللہ ہی ان کی مراد بہتر جانتا ہے۔ تاہم بعض صوفیاء نے ح سے حامد اور م سے محمود مراد لیا ہے۔ حٰمٓ حضور کے اسمائے مبارکہ میں سے بھی ہے گویا یہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے کہ اے رسول)

۲۔ وَالۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ۚ قسم ہے اس روشن کتاب کی (جس کے مضامین واضح ہیں)

۳۔ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنۡذِرِیۡنَ ○ (کہ) ہم نے اسے مبارک رات میں نازل فرمایا ہے (جو بڑی خیر و برکت والی رات ہے، جس میں رحمتیں نازل ہوتی رہتی ہیں دعائیں قبول ہوتی ہیں اور) بے شک ہم (اپنے بندوں کو ان کی غلطیوں پر عذاب سے) ڈرانے والے ہیں (تاکہ وہ ان غلطیوں سے بچتے رہیں جو موجب ہلاکت اور باعثِ محرومی رحمت ہیں)۔

۴۔ فِیۡہَا یُفۡرَقُ کُلُّ اَمۡرٍ حَکِیۡمٍ ○ اس اہم رات میں ہر اہم معاملہ کا (جو ایک سال میں ہونے والا ہے) فیصلہ کر دیا جاتا

آیت نمبر (۳) لیلۃ مبٰرکۃ = مبارک رات۔ شعبان کی پندرھویں یا لیلۃ القدر جو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے ہے جس میں قرآن کریم لوح محفوظ سے سماءِ دنیا پر نازل فرمایا گیا۔

ہے (اسی رات میں نعمتیں اور روزی تقسیم ہوتی ہے، حیات و ممات کے فیصلے سے فرشتوں کو باخبر کیا جاتا ہے)۔

۵۔ اَمۡرًا مِّنۡ عِنۡدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرۡسِلِيۡنَ ۚ‏

(اور یہ) احکام ہماری بارگاہ سے جاری ہوتے ہیں کیونکہ ہم ہی (قرآن، صاحبِ قرآن اور فرشتوں کو) بھیجنے والے ہیں (تاکہ انوارِ ذاتِ محمدی سے حق و باطل نمایاں ہو جائے، فرقان ان پر مستند رہے)۔

۶۔ رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ۙ‏

(اور یہ سب) آپ کے رب کی رحمت ہے، بے شک وہ (سب کی دعائیں) سننے والا، (سب کچھ) جاننے والا ہے۔

اور یہی قادرِ مطلق

۷۔ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا ۘ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّوۡقِنِيۡنَ ‏

آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا پروردگار ہے (اللہ، رسول اور قرآن کو تم اسی وقت سمجھ سکو گے) اگر تم یقینِ کامل میں آجاؤ (تم میں یقینِ کامل پیدا ہو جائے اس ایقان کی ابتدا بندگی ہے)۔

خوب جان لو کہ

۸۔ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ ؕ رَبُّكُمۡ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الۡاَوَّلِيۡنَ ‏

اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جلاتا اور مارتا ہے وہی تمہارا پروردگار ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا پروردگار بھی۔

اے رسولؐ اگر وہ آپ ہی کو نہیں سمجھتے تو اللہ اور اس کے کلام پر کیا ایمان لائیں گے۔

۹۔ بَلۡ هُمۡ فِىۡ شَكٍّ يَّلۡعَبُوۡنَ ‏

بات یہ ہے کہ وہ (سنجیدگی سے غور بھی نہیں کرتے حقائق کے بارے میں) شک میں پڑے کھیل میں مصروف ہیں۔

(ہر طرح کے وسوسے ان کو گھیرے ہوئے ہیں۔ جہل نے ان کی نگاہوں پر پردے ڈال دیئے ہیں وہ نہیں سمجھتے کہ قرآن وہ ہے جو رسولِ خداؐ سے قریب کرتا ہے اور رسولِ خداؐ وہ ہیں جو خدا سے ملاتے ہیں)۔

۱۰۔ فَارۡتَقِبۡ يَوۡمَ تَاۡتِى السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيۡنٍ ۙ‏

پس (آپ ان منکرینِ حق سے کنارہ کش رہیئے اور) اس دن کا انتظار کیجئے جس دن آسمان سے ایک نظر آنے والا دھواں ظاہر ہوگا

۱۱۔ يَّغۡشَى النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ○ جو لوگوں کو گھیرلے گا یہی دردناک عذاب (کی ابتدا) ہے۔

کفار کی حالت اسی وقت سے متغیر ہونا شروع ہو جائے گی، تفاسیر میں ہے کہ قیامت کے قریب ایک دھواں اٹھے گا جو لوگوں کو گھیرلے گا، مومنوں پر معمولی سا اثر ہوگا لیکن کافر بے ہوش ہو جائیں گے گویا آسمان اپنی پہلی حالت کی طرف عود کرے گا اس وقت سب ہی کو دامن رحمت کی تلاش ہوگی، لیکن جو یہاں اس سے محروم ہے وہاں بھی محروم رہیں گے، جنہوں نے یہاں پہچاننے سے انکار کیا، وہاں ان کا اقرار قبول نہ ہوگا وہ گڑگڑا کر دعا کریں گے۔

۱۲۔ رَبَّنَا اكۡشِفۡ عَنَّا الۡعَذَابَ اِنَّا مُؤۡمِنُوۡنَ ○ اے ہمارے پروردگار ہم پر سے اس آفت کو دُور کر دے ہم (تجھ پر، تیرے رسول کے ہر فرمان پر) ایمان لاتے ہیں،

۱۳ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكۡرٰى وَقَدۡ جَآءَهُمۡ رَسُوۡلٌ مُّبِيۡنٌ ○ (اب) ان کے لیے نصیحت حاصل کرنے (اور سمجھنے) کا موقع کہاں حالانکہ ان کے پاس ہمارا رسول مبین آچکا تھا (نورِ حق سے منور، آیات واحکامات کو واضح انداز سے بیان کرنے والا، لیکن انہوں نے نمائندہ ہی کو نہ پہچانا، حقائق پر ایمان کیا لاتے)۔

ان کے پاس وہ رسول آیا جس کی شان رسالت ومحبوبیت ہر طرح نمایاں تھی۔

۱۴۔ ثُمَّ تَوَلَّوۡا عَنۡهُ وَقَالُوۡا مُعَلَّمٌ مَّجۡنُوۡنٌ ○ پھر (بھی) انہوں نے اس سے منہ پھیر لیا اور (ان گستاخوں نے یہ) کہا کہ (یہ تو) سکھایا ہوا ہے، مجنون ہے۔

یہ تو وہ لوگ ہیں کہ اگر ان پر سے عذاب ہٹا بھی لیا جائے تب بھی یہ انکار ہی پر جمے رہیں گے

۱۵۔ اِنَّا كَاشِفُوا الۡعَذَابِ قَلِيۡلًا اِنَّكُمۡ عَآئِدُوۡنَ ○ (لو) ہم تھوڑے عرصہ کے لیے عذاب کو دُور کیے دیتے ہیں (دیکھو) تم پھر (اپنی سابقہ روش پر) لوٹ آؤ گے۔

(کفارِ مکہ کی زندگی میں اس کی متعدد مثالیں ہیں۔ ایک بار سخت قحط پڑا لوگ سرکارِ دو عالم کے پاس آئے کہ آپ دُعا فرمائیں ہم ایمان لائیں گے۔ آپ نے دعا فرمائی بارش ہوئی تنگی دُور ہوئی لیکن یہ کفار ایمان نہ لائے)۔

۱۶۔ يَوۡمَ نَبۡطِشُ الۡبَطۡشَةَ الۡكُبۡرٰى ۚ (لیکن یاد رکھو کہ) جس دن ہم سخت پکڑ پکڑیں گے (اس دن تم بچ نہ سکو گے اور)

إِنَّا مُنْتَقِمُونَ ○ بے شک ہم بدلہ لے کر چھوڑیں گے (جہاں اللہ کے بے شمار انعامات ہیں وہاں چند امور پر سزا بھی سخت ہے)

تاریخ عالم کا مطالعہ تم کو بتائے گا کہ دنیا میں بھی آفتیں اور بلائیں اسی وقت آئیں جب لوگوں نے اللہ کے حکم اور اس کے رسول کی توہین کی، ان کے فرمان سے' ان کی اطاعت سے سرتابی کی، فرعون اور موسیٰؑ کے ساتھیوں کی آزمائش کا واقعہ یاد کرو۔

۱۷۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ○ اور ہم نے ان (کفارِ مکہ) سے پہلے قومِ فرعون کو آزمایا اور ان کے پاس ایک معزز رسول آیا۔

۱۸۔ أَنْ أَدُّوٓا إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ○ (اس نے فرعون سے کہا) کہ اللہ کے (ان) بندوں کو میرے حوالہ کردو (انہیں اپنا بندہ نہ بناؤ، انہیں آزاد کرو) میں تمہارے پاس (اللہ کا بھیجا ہوا ہوں معتبر (اور قابلِ اعتماد ہوں)

۱۹۔ وَأَن لَّا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي آتِيكُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ○ اور یہ (بھی کہا) کہ اللہ کے مقابلہ میں سرکشی نہ کرو میں تمہارے سامنے (اپنی نبوت کی) ایک کھلی دلیل پیش کرتا ہوں۔

۲۰۔ وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَن تَرْجُمُونِ ○ اور (یاد رکھو کہ تم مجھ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے) میں اپنے رب اور تمہارے رب کی پناہ میں آچکا ہوں اس بات سے کہ تم مجھ کو سنگسار کرو (مجھے اپنے رب کی حفاظت پر پورا بھروسہ ہے، تمہارے ڈرانے دھمکانے کا مجھ پر کچھ اثر نہیں ہوتا)

۲۱۔ وَإِن لَّمْ تُؤْمِنُوا لِي فَاعْتَزِلُونِ ○ اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو میری راہ سے ہٹ جاؤ (مجھ کو اپنا کام کرنے دو، بنی اسرائیل کو لے جانے دو مجھے ایذا دینے کے درپے نہ ہو کہ تم پر عذاب آئے)۔

لیکن وہ موسیٰؑ کو ایذا دینے سے باز نہ آئے

۲۲۔ فَدَعَا رَبَّهُ أَنَّ هَٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُونَ ○ آخر انھوں نے (یعنی موسیٰ نے) اپنے پروردگار سے دعا کی کہ یہ مجرم لوگ ہیں (سرکشی ان کی فطرت بن چکی ہے۔ اب جو تیرا حکم ہو)۔

یاد رکھو جب پیغمبر تنگ آکر اپنی قوم کو اس کی بداعمالیوں کے باعث اللہ کے سپرد کرتا ہے تو عذاب ضرور آتا ہے۔

۲۳۔ فَأَسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا إِنَّكُم مُّتَّبَعُونَ ۝
پھر (موسیٰ کو حکم ہوا کہ) میرے بندوں کو رات ہی رات لے کر نکل جاؤ، لوگ ضرور تمہارا تعاقب کریں گے۔

راہ میں دریا پڑے گا اس پر اپنا عصا مارنا پانی پھٹ جائے گا خشک راستہ نکل آئے۔

۲۴۔ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۖ إِنَّهُمْ جُندٌ مُّغْرَقُونَ ۝
اور تم اس دریا کو تھا ہوا چھوڑ دینا بلاشبہ ان (فرعونیوں) کا لشکر غرق ہو کر رہے گا۔

ایسا ہی ہوا اور وہ سب کے سب تباہ ہوئے البتہ

۲۵۔ كَمْ تَرَكُوا مِن جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝
وہ لوگ بہت سے باغ اور چشمے چھوڑ گئے

۲۶۔ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ۝
اور (اپنی) کھیتیاں اور آراستہ مکان

۲۷۔ وَنَعْمَةٍ كَانُوا فِيهَا فَاكِهِينَ ۝
اور (بہت کچھ) ساز و سامان (بھی چھوڑا) جن میں وہ عیش کیا کرتے (اور جن کا ذکر لذت کے ساتھ کیا کرتے) تھے۔

۲۸۔ كَذَٰلِكَ ۖ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ ۝
اسی طرح (وہ تباہ اور برباد ہوئے) اور ہم نے ایک دوسری قوم کو ان (کے ساز و سامان) کا مالک بنا دیا۔

۲۹۔ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ ۝ ع ۲۹ ۱۴
پھر ان پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین، اور نہ ان کو مہلت ہی دی گئی۔

(وہ ہلاک کیے گئے نہ عالمِ سفلی کو افسوس ہوا نہ عالمِ علوی کو۔ خس کم جہاں پاک! البتہ مومن کے مرنے پر وہ زمین روتی ہے جہاں وہ نماز پڑھتا تھا اور آسمان کا وہ دروازہ روتا ہے جس سے اس کا رزق اترتا اور اس کے عملِ صالح اوپر چڑھتے تھے)۔

دوسرا رکوع

مومن کے لیے انعامات ہیں، نصرتِ الٰہی ہے، کافر کے لیے ڈھیل ہے لیکن نجات نہیں، مومن دنیا اور دنیا والوں کے لیے رحمت بنتا ہے، کافر دنیا والوں کے لیے وبال۔ فرعون کا وجود ایک مجسم مصیبت بنا ہوا تھا، مخلوق کو اس کے ظلم سے نجات دیا جانا تقاضائے رحمت تھا۔

۳۰۔ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنَ
اور بیشک ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے بچا لیا۔

الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝

۳۱۔ مِنْ فِرْعَوْنَ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝

(یعنی) فرعون (کے ظلم وستم) سے بے شک وہ (بڑا) سرکش (اور) حد (عبودیت) سے نکل جانے والوں میں سے تھا۔

۳۲۔ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور ان (بنی اسرائیل) کو ہم نے دانستہ جہان کے لوگوں پر فضیلت دی تھی (مثلاً بے شمار انبیاء کا ان میں پیدا ہونا حکومت کا ملنا وغیرہ)۔

۳۳۔ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ۝

اور ہم نے ان کو (اپنی قدرت وحکمت کی) ایسی نشانیاں (آیات ومعجزات کی صورت میں) عطا کی تھیں جن میں صریح انعام تھا (اور حضرت موسٰی کے ہاتھوں ان کی آزمائش بھی)۔

یہ کفارِ مکہ بھی رحمتِ الٰہی کو نہیں پہچانتے اور

۳۴۔ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ۝

یہ لوگ (بھی) یہی کہتے ہیں

۳۵۔ اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ۝

کہ ہم کو تو بس پہلی بار (یعنی ایک بار) مرنا ہے اور ہم کو دوبارہ جی اٹھنا نہیں۔

۳۶۔ فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

بھلا ہمارے باپ دادوں کو (تو زندہ کرکے) لے آؤ اگر تم سچے ہو۔ (تاکہ ہم کو حیاتِ ثانیہ کا یقین ہو جائے)۔

ذرا ان سے کہیے کہ تم اپنے سے زیادہ طاقتور قوم تبّع کا حال دیکھ لو، جب وہ اپنی سرکشی کے سبب عذابِ الٰہی سے بچ نہ سکے تو تم کیسے بچ جاؤ گے۔

۳۷۔ اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ اَهْلَكْنٰهُمْ ۡ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝

بھلا (قوت وطاقت میں) یہ لوگ بہتر ہیں یا تبع کی قوم کے لوگ اور جو ان سے پہلے (سرزمین عرب میں) گذر چکے ہیں۔ ہم نے ان (سب) کو غارت کیا خواہ وہ قوم تبع کے لوگ تھے یا عاد وثمود وغیرہ) بے شک وہ بڑے گنہگار تھے۔

آیت نمبر (۳۷) تبّع ۔ یمن کے بادشاہ کا لقب تھا۔ کونسا بادشاہ مراد ہے واضح نہیں فرمایا گیا۔ دراصل ان میں اکثر ہی سرکش ونافرمان تھے اور ویسے ہی ان کی قوم۔ یہ لوگ اپنی قوت، طاقت میں اہلِ عرب میں ضرب المثل تھے۔

۳۸۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور اسکو جو انکے درمیان ہے محض تفریح طبع کے لیے نہیں بنایا۔

بلکہ ہم نے ان کو ایک مقصد سے، حق وحقانیت سے بنایا ہے تخلیق میں جو کیفیات ہیں ان کو اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

۳۹۔ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

اور ہم نے ان کو (ایک مقصد) ایک حکمت ہی سے پیدا کیا ہے لیکن اکثر لوگ (ہماری مصلحتوں کو) نہیں سمجھتے۔

۴۰۔ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

بلاشبہ فیصلہ کا دن (یعنی یوم قیامت) ان سب (کے حساب و کتاب) کا وعدہ مقرر ہے۔ (وہ اپنی حیاتِ ثانیہ، حشر نشر، سوال و جواب سب آنکھوں سے دیکھ لیں گے)۔

۴۱۔ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝

اس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان لوگوں کو (کہیں سے) مدد ہی پہنچے گی

۴۲۔ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ ع ۱۳ / ۱۵

مگر جس پر اللہ رحم فرمائے (وہی نجات پائے گا) بے شک وہ (بڑا) زبردست (اور) بڑا رحم والا ہے۔

(جس طرح دنیا اس کی قدرت، حکمت اور رحمانیت کا مظہر ہے اسی طرح آخرت اس کے غلبے، قدرت اور شانِ رحیمی کا مظہر ہوگی۔ مومن کے لیے اللہ کی رحمانیت رحیمی بن کر چھا جائیگی، کافر کو تو غلبہ والے رب کا سامنا ہوگا)۔

تیسرا رکوع

دوزخ کافر کی نظروں کے سامنے ہوگی۔ جہاں زقوم کا درخت کھولتا ہوا پانی اس کی غذا ہوگی وہ دوزخ میں ڈھکیلا جائے گا۔ یہ وہ بدنصیب ہے جو دنیا میں اپنے کو زبردست عزت والا سمجھتا رہا لیکن مومن جو اللہ کو صاحبِ عزت، صاحبِ قدرت اور قادرِ مطلق سمجھتا رہا اللہ کے یہاں اس کی مہمان نوازیاں ہوں گی۔ یہ سب اللہ کا فضل ہوگا۔ یہ دنیا اللہ کے اسم صبور کا مظہر ہے، یہاں ہمہ تن انتظار بن کر رہنا ہے۔ صبر سے دن گزارنا ہے۔ رحمت پر نظر رکھنا ہے عذاب سے ڈرتے رہنا ہے یہ کیسے ہوتا ہے آئندہ سورہ میں واضح کیا جارہا ہے۔

۴۳۔ إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ۝ بے شک زقوم کا درخت (جو تو ہڑ کے قسم کا ہوگا یہ وہ درخت ہے جو صرف دوزخ میں ہوگا اور یہی)

۴۴۔ طَعَامُ الْأَثِيمِ ۝ گنا ہگاروں کا کھانا ہوگا۔

۴۵۔ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ۝ (یہ غذا ایسی ہوگی) جیسے پگھلا ہوا تانبا، پیٹوں میں (اس طرح) کھولے گا

۴۶۔ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ۝ جیسے کھولتا ہوا پانی۔

۴۷۔ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۝ (عذاب پر مامور فرشتوں کو حکم ہوگا) اس کو پکڑ لو اور گھسیٹتے ہوئے دوزخ کے بیچوں بیچ لے جاؤ۔

۴۸۔ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ۝ پھر اس کے سر پر کھولتا ہوا پانی عذاب دینے کے لیے ڈالو۔ (وہ پانی جوش سر پر نہ پڑے گا بلکہ دماغ سے اتر کر آنتوں کو کاٹتا ہوا باہر نکلے گا)

اس سے کہو کہ لے اپنے گھمنڈ اور انکار کا

۴۹۔ ذُقْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ۝ مزہ چکھ، تو بڑا عزت والا سردار (بنتا) ہے۔

۵۰۔ إِنَّ هَٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهِ تَمْتَرُونَ ۝ (دیکھ لو) یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم شبہ میں پڑے تھے (سمجھتے تھے کہ قیامت کوئی چیز ہی نہیں)۔

اور جن کو رسولِ کریم ﷺ کے فرمان پر یقین تھا

۵۱۔ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ۝ بیشک پرہیزگار (اللہ سے ڈرنے والے چین اور) امن کی جگہ میں ہوں گے۔

۵۲۔ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ (جنت کے پُرفضا) باغوں میں اور (دلکش) چشموں (کے درمیان)

۵۳۔ يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ ۝ وہ (طرح طرح کے) باریک اور دبیز ریشمی لباس میں ملبوس، (اور بڑے اختلاط ومحبت سے) ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

۵۴۔ كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ ۝ (وہاں) یوں ہی ہوگا اور ہم (دلکش، بڑی آنکھوں والی حوریں ان کی بیویاں بنادیں گے۔

۵۵- یَدۡعُوۡنَ فِیۡہَا بِکُلِّ فَاکِہَۃٍ اٰمِنِیۡنَ ۙ﴿۵۵﴾
(اور) وہاں وہ اطمینان سے سب قسم کے میوے منگوائیں گے۔

یہ لطف دوامی ہوگا۔ موت ذبح کردی جائیگی۔ اب کسی سے کوئی جدائی نہ ہوگی۔ جدائی کا تصور بھی نہ ہوگا کہ خوف و حزن کا سوال پیدا ہو۔

۵۶- لَا یَذُوۡقُوۡنَ فِیۡہَا الۡمَوۡتَ اِلَّا الۡمَوۡتَۃَ الۡاُوۡلٰی ۚ وَ وَقٰہُمۡ عَذَابَ الۡجَحِیۡمِ ﴿ۙ۵۶﴾
وہاں لوگ موت کا مزہ (بھی) نہ چکھیں گے سوائے اس موت کے جو پہلے آچکی۔ اور (سب سے بڑی نعمت تو اہل جنت کو یہ ہوگی کہ اللہ) ان کو دوزخ کے عذاب سے بچالے گا۔

ورنہ انسان کی طاقت کہاں کہ اپنے اعمال کے سہارے جنت پاسکے یہ تو ایمان والوں پر

۵۷- فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّکَ ؕ ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۵۷﴾
آپ کے پروردگار کا فضل ہے (یعنی آپ کی نظر التفات آپ کی دعائیں ہیں کہ وہ اس فضل کے مستحق بن گئے اور) یہی وہ بڑی کامیابی ہے (جس کے وہ متمنی تھے)۔

اگر لوگ آپ کو دیکھیں، آپ کی سنیں تو سب کچھ ان کی سمجھ میں آجائے مشکل باتیں آپ کی زبان سے آسان کردی گئی ہیں۔

۵۸- فَاِنَّمَا یَسَّرۡنٰہُ بِلِسَانِکَ لَعَلَّہُمۡ یَتَذَکَّرُوۡنَ ﴿۵۸﴾
پس ہم نے یہ قرآن آپ کی زبان میں آسان کردیا ہے تاکہ وہ (آپ کے رب کو) یاد رکھیں (نصیحت حاصل کریں)

سمجھ لیں کہ اس کے روبرو جانا ہے، کلام سے فہم کلام پیدا کریں سمجھیں کہ کلام اللہ کی صفت ہے اس کا غیر نہیں۔ کلام موجود ہے، اللہ موجود ہے کلام و متکلم دونوں موجود ہیں۔ نظر میں بلندی ہو تو سب آسان ہے۔ اگر اللہ کا یہ کلام اور آپ کا پُراثر انداز بیان ان کو حق کی طرف نہیں لاتا تو ان کو چھوڑیئے ان کو اپنی الجھنوں میں پڑا رہنے دیجئے، دیکھیے کیا ہوتا ہے۔

۵۹ع فَارۡتَقِبۡ اِنَّہُمۡ مُّرۡتَقِبُوۡنَ ﴿۵۹﴾ ۱۶
اب آپ بھی انتظار کیجئے وہ بھی (کسی) انتظار میں ہیں (آپ ان کا حشر دیکھیں گے یہ سرنگوں ہوں گے، گھٹنوں کے بل گریں گے، ہلاک ہوں گے)۔

سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ

مکی سینتیس آیتیں چار رکوع

یہ سورہ گزشتہ سورہ کا تتمہ ہے۔ گزشتہ سورہ کی آخر آیت میں منکرین حق کے بارے میں ارشاد ہوا تھا کہ اے رسول آپ انتظار فرمائیں اور یہ بھی منتظر ہیں سا انتظار انتظار میں فرق ہے۔ کافر اپنی کوششوں پر نازاں اپنی تدابیر کے نتائج کا منتظر رہتا ہے اور ناکام اور مایوس ہوتا ہے۔ مومن حق کے لیے اپنی سعی ہر ممکن جد وجہد کرتا ہے اور نتائج کے لیے اللہ کی عنایت کا منتظر رہتا ہے بالآخر کامیاب اور سرفراز ہوتا ہے۔ کافر کو نتیجہ میں وہی دخان، دھواں گھیرتا ہے اور گھٹنوں کے بل میدان حشر میں لاڈالتا ہے۔ خوف و ہیبت اس کا احاطہ کر لیتی ہے اس کے اوسان بجا نہیں رہتے، مومن کو یہی دھواں جوار رحمت میں لے جاتا ہے۔ اور وہ خوف و ہیبت سے مامون، لوگوں کو گھٹنوں کے بل پڑا دیکھ کر اپنے رب کی عنایات اور کرم پر نازاں اور مسرور ہوتا ہے۔ کافر دنیا میں آیاتِ الٰہی کا منکر رہتا ہے حق سے محروم جاتا ہے۔ دنیا میں اس کے لیے خرابی ہے آخرت میں اس کے لیے دوزخ کا مخصوص گڑھا، یعنی سخت عذاب۔ مومن دنیا میں آنکھیں کھول کر زندگی بسر کرتا ہے۔ اللہ کی قدرت کی نشانیوں کو دیکھتا اور اللہ کی حمد وثنا سے قلب کو معمور کرتا ہے، اس کے ذہن کو فراست اور روح کو بصیرت عطا ہوتی ہے۔ اسے ہر جگہ اللہ کی قدرت و حکمت کے جلوے نظر آتے ہیں۔ اس پر آشکار ہو جاتا کہ ربط قلب سے جو چیز پیدا ہوتی ہے اسی کا نام حکمتِ اسلامیہ ہے۔ جسم اور روح کے درمیان یہی قلب ہے جو اگر سلامتی پایا ہوا ہے تو عالم روح اور عالم امر کی نشانیاں دیکھ لیتا بلکہ دکھا دیتا ہے۔ بصیرت اسی کے رابطہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اسرار حکم اسی آئینہ میں کھلتے ہیں۔

دیکھو سورۂ مومن سے ہر سورہ "حٰمٓ" کے ساتھ نزولِ کتاب ہی کے پُر حکمت عنوان سے شروع ہوتا ہے اور یہاں پہلی دونوں آیات وہی ہیں جو سورہ مومن کی تھیں۔ لیکن وہاں مومن کے ساتھ اللہ کی مغفرت کے وعدے تھے یہاں بصیرت و رحمت خصوصی کا ذکر ہے۔ مومن پر کلام ہی کے آئینہ میں حقائق کھلتے ہیں اور کلام ہی متکلم سے قریب کرتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ حٰمٓ ۝ حا میم

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے

۲۔ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○

اس کتاب کا نازل کیا جانا اللہ ہی کی طرف سے ہے جو زبردست حکمت والا ہے۔

(مومن کا کام قرآن حکیم کے اسرار و معارف پر غور کرنا ہے، کلام سے متکلم کی طرف جانا ہے، حکمتِ اسلامیہ کو سمجھنا ہے۔ ربطِ قلب پیدا کرنا ہے)۔

۳۔ اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ○

بے شک آسمانوں اور زمین میں مومنوں کے لیے (بے شمار) نشانیاں ہیں۔

کائنات کی ہر شے اسی کی قدرت و حکمت کا مظہر ہے۔ ذرا ربطِ قلب پیدا ہو جائے تو اللہ اور رسول کا پتہ کیسے نہ چلے۔

۴۔ وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ○

اور تمہاری پیدائش میں اور جانوروں میں جو اس نے پھیلا رکھے ہیں یقین رکھنے والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔

انسان اگر ذرا بھی عقل سے کام لے تو اللہ کے وجود میں شک نہ کرے۔

۵۔ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○

اور رات و دن کے یکے بعد دیگرے آنے جانے میں اور اس رزق میں جو اللہ آسمان سے اتارتا ہے پھر جس سے زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد زندہ فرماتا ہے اور ہواؤں کے بدلنے میں ان لوگوں کے لیے (بڑی) نشانیاں ہیں جو سمجھ سے کام لیتے ہیں۔

۶۔ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهِ يُؤْمِنُوْنَ ○

یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم ٹھیک ٹھیک آپ کو سناتے ہیں پھر (یہ لوگ) اللہ اور اس کی آیتوں کو چھوڑ کر کن باتوں پر ایمان لائیں گے

لوگو۔ ذرا سوچو کہ اللہ کے کلام، اللہ کے رسول پر ایمان نہ لاؤ گے تو کیا کرو گے۔ یاد رکھو کہ

۷۔ وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ○

ہر جھوٹے گنہگار کے لیے خرابی ہے (یا دوزخ کا وہ بڑا گڑھا ہے جسے ویل کہتے ہیں)۔

۸۔ یَّسْمَعُ اٰیٰتِ اللّٰہِ تُتْلٰی عَلَیْہِ ثُمَّ یُصِرُّ مُسْتَکْبِرًا کَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْہَا ۚ فَبَشِّرْہُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝

(سخت عذاب ہے اس گنہگار کے لیے جو) اللہ کی آیتوں کو جو اس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں سنتا ہے پھر غرور سے اپنی ضد (اپنی ہی بات) پر یوں اڑا رہتا ہے گویا اس نے (پیغام حق) سنا ہی نہیں پس آپ اسے ایک دردناک عذاب کی بشارت سنا دیجئے۔

۹۔ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰیٰتِنَا شَیْئًا اتَّخَذَہَا ھُزُوًا ؕ اُولٰٓئِکَ لَہُمْ عَذَابٌ مُّہِیْنٌ ۝

اور (منکر کا تو یہ حال ہے کہ) جب ہماری آیتوں کا اسے کچھ علم ہوتا ہے تو اس کا مذاق اڑاتا ہے۔ انہیں لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

یہ لوگ حق کی توہین کیا کرسکتے ہیں یہ تو اپنی ذلت کا سامان مہیا کر رہے ہیں۔

۱۰۔ مِنْ وَّرَآئِہِمْ جَہَنَّمُ ۚ وَلَا یُغْنِیْ عَنْہُمْ مَّا کَسَبُوْا شَیْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْلِیَآءَ ۚ وَلَہُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝

ان کے آگے دوزخ ہے اور جو کچھ انہوں نے (دنیا میں) کمایا ان کے کچھ کام نہ آئے گا۔ اور نہ وہی (لوگ کچھ کام آئیں گے) جن کو انہوں نے اللہ کے سوا اپنا کارساز (معبود و مددگار) بنا رکھا تھا اور ان کے لیے بڑا (ہی سخت) عذاب ہے۔

۱۱۔ ھٰذَا ھُدًی ۚ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّہِمْ لَہُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ ۝ ع

یہ (قرآن تو سر تا سر) ہدایت ہے (تمہارے لیے مکمل لائحۂ عمل ہے) اور جو لوگ (یہ نہیں سمجھتے اور) اپنے رب کی آیتوں سے انکار کرتے رہتے ہیں ان کے لیے سختی کا دردناک عذاب ہے۔

دوسرا رکوع

اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو انسان کی خدمت پر مامور کر رکھا ہے اس لیے کہ انسان اپنے کو اللہ کی بندگی کے لیے مستعد رکھے، عمل صالح سے اپنے جسم اور روح کے لیے رزق طیب حاصل کرے، جو ان کی بالیدگی میں معاون ہو اور فکر سلیم سے شریعت کے اس محفوظ راستہ کو اپنے لیے لائحۂ عمل بنائے، جو اس کو خواہش نفس سے مغلوب نہ ہونے دے۔ اس دینِ مبین کی باتیں انسانوں کی آنکھیں کھولنے والی ہیں۔ خواہ وہ انس میں ہوں یا نسیان میں۔ البتہ رحمت انہیں کے لیے ہے جو اس پر

ایمان وایقان رکھتے ہیں جو نہیں مانتے وہ اپنا نقصان آپ کرتے ہیں اللہ کی مغفرت اور رحمت سے محروم ہوتے ہیں۔ بھلا یہ نیک و بد برابر کیسے ہو سکتے ہیں۔

۱۲- اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

اللہ وہ ہے جس نے سمندر کو تمہارے کام میں لگا دیا تاکہ اس (اللہ کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو۔ (سمندر میں سفر کرو، معاش حاصل کرو اور ہر طرح کے فائدے اٹھاؤ) اور تاکہ تم (اپنے منعم حقیقی کو نہ بھولو اور اس کا) شکر ادا کرتے رہو۔

۱۳- وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

اور اس نے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اپنے حکم سے تمہارے کام پر مامور کر رکھا ہے (کیا تم سوچتے نہیں کہ ایسا کیوں کیا گیا) بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے (بڑی) نشانیاں ہیں جو غور کرتے ہیں (مخلوق سے خالق کو پہچانتے اور اس کی عبادت کرتے ہیں)۔

یہی مقصدِ حیات ہے، اللہ سے امید، اللہ سے دل کو لگائے رکھنا۔

۱۴- قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

(اور آپ) ایمان والوں سے فرما دیجئے کہ ان لوگوں سے درگذر کریں جو اللہ تعالیٰ کے دنوں کی امید نہیں رکھتے (یعنی جن دنوں کو اللہ نے سزا و انعام کے لیے خاص فرمایا ہے) تاکہ وہ (یعنی اللہ تعالیٰ وقت مقررہ پر پھر) ایک قوم کو ان کے اعمال کا بدلہ دے (مومن کے لیے عفو و درگذر کا انعام اور کافر کے لیے ظلم و زیادتی پر سزا)۔

۱۵- مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ۡ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝

جس نے (اس دنیا میں) نیک عمل کیے تو اس نے اپنے ہی فائدہ کے لیے کیے اور جس نے بُرائی کی تو اس کا وبال بھی اسی پر ہے پھر (ایک دن آئیگا کہ) تم سب اپنے پروردگار کی طرف واپس کیے جاؤ گے۔

اگلی امتوں پر انعامات اور آزمائشوں کا سلسلہ جاری رہا ہے اب تا قیامِ قیامت امتِ محمدیہ کا امتحان ہے۔ شریعت ان کو دی گئی ہے اور صاحبِ شریعت سرکارِ دو عالم ﷺ ہیں جن کی فطرت اور جبلّت ہی قرآن ہے۔ وہ ہادیٔ برحق ہیں، سرتاپا رحمت ہیں، ان کے جلوے ان کے

انوار عام ہیں۔ اب امت کو زیبا نہیں کہ اپنی خواہش پر چلے یا دوسروں کی باتوں میں آئے اور اتباع میں لغزش ہو۔

۱۶۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور (آپ کی امت سے قبل) ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور نبوت بخشی اور (روحانی اور جسمانی ہر طرح کا) پاکیزہ رزق عطا کیا۔ اور ان کو (ان کے زمانے میں) تمام اہلِ عالم پر فضیلت دی۔

۱۷۔ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

اور ہم نے ان کو دین کے نہایت واضح احکام دیئے (دینِ حق کی صداقت کے بارے میں کھلے معجزات عطا کیئے) پھر انہوں نے (دینِ حق کے اس) علم کے آنے کے بعد آپس کی ضد سے اختلاف کیا (اور گروہ در گروہ ہو گئے) بے شک آپ کا پروردگار ان کے درمیان قیامت کے دن جن امور میں وہ جھگڑتے تھے فیصلہ کر دے گا۔

۱۸۔ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰي شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

پھر (ان بنی اسرائیل کے متعدد انبیا کے بعد) ہم نے آپ کو دین کی واضح راہ پر مامور کر دیا۔ پس آپ اسی پر چلتے رہیں اور ان لوگوں کی خواہش پر نہ چلیں جو دین کی سمجھ ہی نہیں رکھتے۔

(امت محمدیہ کو جب کسی اہم کمزوری سے باخبر کرنا ہوتا ہے تو خطاب سرکارِ دو عالمؐ سے ہوتا ہے تاکہ امت پورے طور سے ہوشیار رہے اور منکرینِ حق کی خواہشات کی پیروی کا خیال کبھی دل میں نہ لائے)۔

۱۹۔ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْــــًٔا ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ

بلاشبہ اللہ کے مقابلہ میں یہ لوگ آپ کے کچھ بھی کام نہیں آسکتے اور بے شک کفار ایک دوسرے کے دوست ہیں اور متقیوں کا دوست اللہ ہے (جو قادر مطلق ہے)۔

الْمُتَّقِيْنَ ○

۲۰- هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ○

یہ بصیرت افروز باتیں ہیں (سب ہی) لوگوں کے لیے (خواہ وہ راہ ہدایت پر ہوں یا بھول میں پڑے ہوں) اور یہ (قرآن تو) ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو (اللہ اور اس کے رسول پر) یقین رکھتے ہیں۔

۲۱- اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ○ ع ۲/۱۸

کیا جو لوگ بُرائیاں کرتے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کے برابر کردیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے (ان دونوں کے ساتھ ایک سا سلوک ہو اور) ان سب کا مرنا جینا یکساں ہو جائے (کیسا غلط تصور ہے) کیا برا حکم ہے جو وہ لگاتے ہیں۔

تیسرا رکوع

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو تو آزمائش کی جگہ بنایا ہے انسان کو وہی ملے گا جو اس نے کمایا۔ بُرائی کی سزا اسی قدر ہو گی جتنی بُرائی اس نے کی۔ البتہ کسی پر فضل و کرم فرمائے تو اس کی عطا ہے، ہاں اگر کسی کے دل پر اس کی بداعمالیوں کے باعث مہر ہی لگ چکی ہے سمع قبول اور دیدۂ بینا سے وہ محروم ہی ہو چکا ہے تو اس کو راہ ہدایت کون دکھا سکتا ہے، ایسے لوگوں کے لیے تو یہی ظاہری زندگی، یہی زمانہ کی گردش ہی سب کچھ ہے وہ نہیں جانتے کہ حقیقتِ ہستی کیا ہے، وہ علمِ حقیقی کو چھوڑ چکے اپنے ظن پر اعتماد کر کے جو چاہتے ہیں بکتے رہتے ہیں، آخرت کے وعدوں کی تکمیل دنیا میں چاہتے ہیں۔ جو قیامت میں ہوگا ان کی آنکھیں دیکھ لیں گی۔

۲۲- وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○

اور اس نے آسمانوں اور زمین کو حکمت کے ساتھ (ایک مقصد کے تحت جیسا چاہیئے تھا) بنایا اور (اس لیے بنایا) تاکہ ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے اور (قیامت کے دن بھی) ان پر ذرا زیادتی نہ ہو

۲۳- اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ

بھلا دیکھیئے تو جس شخص نے اپنی خواہش کو اپنا معبود ٹھیرا لیا جدھر خواہش لے چلی چل پڑا۔ معیار حق و ناحق کو چھوڑ دیا تو اللہ نے بھی اس کو

وَخَتَمَ عَلٰی سَمۡعِهٖ وَقَلۡبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنۡ یَّهۡدِیۡهِ مِنۡۢ بَعۡدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ ○

اس کے حال پر چھوڑ دیا) اور اللہ نے اس کو باوجود علم کے گمراہ رہنے دیا اور اس کی سماعت اور اس کے قلب پر مہر کر دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تو آپ ہی خیال فرمائیے کہ) ایسے شخص کو اللہ کے سوا کون راہ راست پر لا سکتا ہے (لوگو) کیا تم غور نہیں کرتے۔

ہدایت کے لیے ضروری ہے کہ انسان نصیحت کو سنے اور قبول کرے جس شخص نے اپنے وہم کو اپنا رہبر بنا لیا وہ ہدایت کیا پائے گا۔ وہ نہ ہستی سے واقف ہے نہ حقیقتِ ہستی سے آگاہ۔

۲۴۔ وَقَالُوۡا مَا هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنۡیَا نَمُوۡتُ وَنَحۡیَا وَمَا یُهۡلِكُنَاۤ اِلَّا الدَّهۡرُ ۚ وَمَا لَهُمۡ بِذٰلِكَ مِنۡ عِلۡمٍ ۚ اِنۡ هُمۡ اِلَّا یَظُنُّوۡنَ ○

اور وہ کہتے ہیں بس ہماری (زندگی) تو یہی دنیا کی زندگی ہے (اسی دنیا میں) ہم جیتے اور مرتے ہیں اور ہم کو صرف (گردش) زمانہ ہلاک کرتا ہے اور انہیں اس کا کچھ علم نہیں (کہ دہر کیا ہے۔ جس کو وہ زمانہ کہتے ہیں وہ حکم خداوندی ہے مومن دہر سے خالق دہر ہی مراد لیتے ہیں اور کفار) وہ تو محض اٹکل سے کام لیتے ہیں۔

عقل کیا کام آئے، نصیحت تو سنتے ہی نہیں۔

۲۵۔ وَاِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوا ائۡتُوۡا بِاٰبَآئِنَاۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ○

اور جب ہماری واضح آیتیں انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کی حجت یہی ہوتی ہے کہ وہ کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو (پہلے دنیا میں زندہ کر کے) لے آؤ (پھر ہم بھی آخرت کی زندگی کو مان لیں گے)۔

۲۶۔ قُلِ اللّٰهُ یُحۡیِیۡكُمۡ ثُمَّ یُمِیۡتُكُمۡ ثُمَّ یَجۡمَعُكُمۡ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَةِ لَا رَیۡبَ فِیۡهِ وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ○ ع

آپ فرما دیجئے (کہ مارنا اور جلانا انسان کے اپنے بس کی بات نہیں اللہ ہی تم کو زندہ کرتا ہے پھر تم کو موت دیتا ہے پھر وہی تم (سب) کو قیامت کے دن جمع کرے گا جس میں کچھ شک نہیں، لیکن اکثر لوگ (یہ بات) نہیں سمجھتے (اور کج بحثی پر آمادہ رہتے ہیں)۔

ع ۳ ۵ ۱۹

چوتھا رکوع

سورہ کا آخری رکوع ہے، حق کو دیکھنا اور نہ ماننا، کج بحثی کرنا، حقائق کو بدل نہیں سکتا البتہ یہ انسان کی اپنی تباہی کا موجب ہو سکتا ہے، اللہ کے زمین و آسمان، اس کی خدائی، اس کی کبریائی کے جلوے سامنے ہیں انسان خالقِ کائنات کا انکار کرے تو اس کا خمیازہ اسی کو بھگتنا ہوگا۔ قیامت میں منکرین کے یہ گروہ دہشت زدہ گھٹنوں کے بل پڑے ہونگے۔ انہوں نے کتاب کو نہ سنا، اپنا ہی نامۂ اعمال سیاہ کیا۔ جنہوں نے کتاب کی عظمت کو جانا، اللہ کا حکم، نبی کی زبان سے سنا اور قبول کیا وہ کتاب اور صاحبِ کتاب دونوں کے پروانے بن گئے، ایمان بھی لائے اور عمل بھی کیے ان کیلیے رحمت ہی رحمت ہے۔ یہی رحمت فوزِ عظیم ہے۔ جنہوں نے آخرت کو بھلا دیا وہ دوزخ میں ڈالے گئے دائمی جدائی ان کے لیے مقرر ہوئی اللہ کی کبریائی جیسی تھی ویسی رہی اس کی حکمت، اس کی قدرت کا کیا کہنا سب تعریف اسی کے لیے ہے جو خالقِ کائنات ہے، خالقِ محمد ہے۔ چونکہ سورہ حٰمٓ سے شروع ہوا تھا حامد و محمود ہی سے خطاب تھا اسلئے اللہ کی کبریائی اور اس کی حکمت پر ختم ہوا کہ معبودِ حقیقی کی معرفت ہی مقصدِ حیات ہے۔

۲۷۔ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ۝

اور اللہ ہی کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس روز (حق و باطل کا فیصلہ ہو جائیگا اور) اہلِ باطل ہی خسارے میں رہیں گے۔

۲۸۔ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

اور آپ دیکھیں گے کہ (منکرین کے) سب گروہ گھٹنوں کے بل (ذلیل و خوار دہشت زدہ) بیٹھے ہونگے ہر امت کو اسکے نامۂ اعمال کی طرف بلایا جائے گا (اور ان سے کہا جائیگا کہ) آج تم کو تمہارے عمل کا بدلہ ملے گا۔

۲۹۔ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

یہ ہمارا مکتوب (تمہارا نامۂ اعمال) ہے جو تمہیں سب کچھ ٹھیک ٹھیک بتلا دیگا، بے شک ہم تمہارے اعمال (فرشتوں سے) لکھواتے جاتے تھے۔

۳۰۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِىْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝

پھر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان کا پروردگار ان کو اپنی رحمت میں داخل فرمائیگا یہی تو صریح مراد کو پہنچنا ہے۔ (غور کرو یہاں جنت کا ذکر نہیں، رحمت کا ذکر ہے)۔

۳۱۔ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۫ اَفَلَمْ تَكُنْ

اور جو لوگ کافر تھے (ان سے پوچھا جائیگا) کیا تم کو میری آیتیں پڑھ کر نہیں

اٰيٰتِىْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ○

سُنائی جاتی تھیں سو تم گھمنڈ ہی کرتے رہے (تم نے ان کو قبول نہ کیا) اور تم نافرمان لوگ تھے ہی۔ (نافرمانی تمہاری عادت ہی تھی)۔

۳۲۔ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِىْ مَا السَّاعَةُ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ○

اور جب تم سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کچھ شک نہیں تو تم کہا کرتے تھے کہ ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہے ہم تو اس کو محض خیالی چیز سمجھتے ہیں اور ہم کو (اس پر) یقین نہیں۔

منکرین کے یقین کرنے یا نہ کرنے سے وہ قیامت کے حساب و کتاب سے بچ نہ سکیں گے۔

۳۳۔ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○

اور (آخر وہ دن آجائیگا جس روز) ان کے اعمال کی برائیاں ان کے سامنے آجائیں گی اور جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے (یعنی قیامت یا عذاب قیامت) ان کو آگھیرے گا۔

۳۴۔ وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○

اور (ان سے) کہا جائیگا کہ آج ہم تم کو بھلائے دیتے ہیں جیسے تم نے اس دن کے آنے کو بھلا رکھا تھا، اور تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

۳۵۔ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ○

یہ اس لیے ہے کہ تم نے اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑایا تھا اور تم کو دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا (تم اس پر پھولے نہ سماتے تھے) پس نہ آج یہ دوزخ سے نکالے جائیں گے اور نہ ان کی توبہ قبول کی جائیگی (یعنی اللہ کو راضی کرنے کا ان کو پھر موقع نہ ملے گا)۔

۳۶۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

پس تمام خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں جو آسمانوں کا رب ہے اور زمین کا رب ہے (اور وہی) سب جہانوں کا پروردگار ہے۔

۳۷۔ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ ع

ع ۱۱ / ۲۰

اور اسی کے لیے بڑائی ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔

(بس انسان وہی ہے جو اسکی کبریائی کے مقابلہ میں عاجزی و انکساری کو اپنا شعار بنائے اور اسکی بندگی میں لگا رہے)

پارہ ۲۶

حٰمٓ

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ

مکّی　پینتیس آیتیں　چار رکوع

اس سورۃ میں ساتویں بار حٰمٓ دہرایا گیا اور پارہ کا نام بھی حٰمٓ قرار پایا کہ اسی پارہ میں ذاتِ مقدسہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار اوران کی شان کو آشکارا کیا گیا ہے اور اسی پارہ میں یہ مہتم بالشان منزل جس کا خلاصہ محمد رسول اللہ ہے، ختم ہوتی ہے۔

اللہ کی وحدانیت کا ذکر نہایت وضاحت سے سورۃ الصّٰفّٰت میں ہوا، پھر سورۃ صٓ میں، سرکار دو عالم کے قول کی تصدیق فرمائی گئی، پھر سورۃ الزُّمر میں لوگوں کے اقسام کا بیان ہوا پھر سورۃ المومن سے ہر سورہ کی ابتدا قرآن کے کتاب اللہ ہونے کے ہی عنوان سے کی گئی تاکہ کلام کی اہمیت دلنشین ہو جائے اور ہر بار کلام مومن کو متکلم سے قریب کرتا چلا جائے، سورۃ مومن میں مقامِ تسلیم سمجھایا گیا، سورۃ السجدۃ میں مقامِ بندگی اور فنائیت کو دلنشین کیا گیا سورۃ الشوریٰ میں سیر و قرب کے مقام سے آشنا کیا گیا، الزخرف میں کلام کی حلاوت، ردحاً من امرنا کا بیان ہوا، سورۃ الدخان میں معرفت کا راز بتایا گیا، حقیقت کو ظاہر کیا گیا۔ اس مبارک رات کا بیان ہوا جس میں قرآن اتارا گیا۔ سورۃ الجاثیہ میں جو اسی سورہ کا تتمہ تھا قرآن کی معرفت کے حصول کا طریقہ بتایا گیا، ربطِ قلب کی تعلیم دی گئی حکمتِ اسلامیہ سمجھائی گئی، جوارِ رحمت میں لایا گیا لیکن قبل اس کے کہ رحمۃ للعٰلمینؐ کی ذاتِ مقدسہ کی کچھ فہم قلبِ مومن کو عطا ہو، سورۃ الاحقاف میں اللہ کی کبریائی اس کی قدرت و حکمت کا بیان جس پر گزشتہ سورہ ختم ہوا تھا ایک اور ہی انداز سے کیا جا رہا ہے۔ دیکھو زبردست اور حکمت والے اللہ کا فرمانِ تحریری تو بہر حال اس کی کبریائی و عظمت پر شاہد ہے خود زمین و آسمان بھی اس کی قدرت و حکمت پر دلالت کرتے ہیں لیکن کیا مشرکوں کے پاس بھی کوئی ثبوت ہے جو ان کے شرک پر سند بن سکے۔ ہر پرستارِ توحید کو ذاتِ مقدسہ "محمد رسول اللہ" سے قریب آنے کے لیے ہر شرک سے پاک ہونا ضروری ہے، اس لیے اس سورہ میں مشرکوں کی کیفیات کا بیان ہے۔ اور سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو سمجھنے کے لیے اس بنیادی حقیقت کو ذہن نشین کیا جا رہا ہے کہ حضور کو وہی پاتے ہیں، وہی سمجھتے ہیں جو شرک سے کلیتاً پاک ہو کر کہتے ہیں کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے پھر اس پر قائم رہتے ہیں۔ اور سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول سمجھتے ہیں، وہی مراد کو پہنچتے ہیں اور جو لوگ انکار و نفاق میں پڑے رہے وہ نہ اللہ کو جانتے ہیں نہ رسول کو پہچانتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم کرنے والا (ہے)

۱- حٰمٓ ○ حا۔میم (اے رسول کریم)

۲- تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○ اس کتاب کا نازل کیا جانا زبردست حکمت والے اللہ کی طرف سے ہے۔

(فرما رہا ہے کہ قرآن ہمارا فرمان تحریری ہے ہم حکمت اور غلبہ والے ہیں اور سب سے زبردست ہیں)۔

۳- مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ○ (اور) ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے حکمت کے ساتھ اور ایک مقررہ مدت کے لیے پیدا کیا ہے (تاکہ ہر شے جس کام کے لیے خلق کی گئی ہے وہ اس پر لگی ہے اور انسان کے لیے ہر چیز اللہ کی قدرت اور وحدانیت پر دلالت کرتی ہے)۔ اور جو لوگ (حق کے) منکر ہیں وہ نصیحتوں کو سن کر منہ پھیر لیتے ہیں۔

توحید ان کی سمجھ میں نہیں آتی، شرک ان کی فطرت بن گئی ہے، توحید پر تو ہر شے شاہد ہے ذرا کفار سے شرک کے متعلق تو دلائل طلب فرمائیے۔

۴- قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ؕ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ آپ (ان سے) فرما دیجئے کہ ذرا یہ تو بتاؤ کہ جن کو تم اللہ کے سوا (خدا سمجھ کر) پکارتے ہو (اور ان کی پرستش کرتے ہو ان کو کیا قدرت حاصل ہے اور مجھ کو بھی) دکھلاؤ کہ انہوں نے کونسی زمین (یا زمین کے کون سے حصے) کو پیدا کیا ہے یا وہ آسمانوں (کے بنانے) میں شریک ہیں۔ (اس بات کے ثبوت کے لیے) تم میرے پاس کسی (آسمانی) کتاب کی سند اس (قرآن) سے قبل کی لے آؤ یا کتاب نہ سہی تو انبیاء کا) کچھ (سچا کھچا) علم ہی جو چلا آتا ہے (وہی پیش کرو) اگر تم سچے ہو۔

لیکن وہ ہرگز کوئی عقلی یا نقلی دلیل پیش نہ کرسکیں گے۔

۵- وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہوسکتا ہے جو اللہ کے سوا ایسے (معبودوں) کو پکارے جو قیامت تک اس کی پکار کو نہ پہنچ سکیں بلکہ ان کو ان کے پکارنے کی خبر تک نہ ہو۔

دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝

یہی نہیں بلکہ قیامت کے دن ان کے معبود ان سے بیزار ہوں گے۔

۶۔ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝

اور جب (قیامت کے دن) لوگ جمع کیے جائیں گے تو یہ (باطل معبود) ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت ہی سے منکر ہو جائیں گے (کہیں گے کہ ہم نے ان سے کب کہا تھا کہ ہماری عبادت کرو)۔

۷۔ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ؕ

اور (ان کفار کا تو یہ حال ہے کہ) جب ان کو ہماری واضح آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو جو لوگ کافر ہیں (کلامِ) حق کے بارے میں جو ان تک پہنچا، کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو ہے۔

۸۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًا ۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ (نبی نے) اسے اپنی طرف سے بنا لیا ہے آپ فرما دیجیے اگر میں نے یہ خود بنا لیا ہے تو تم اللہ کے سامنے میری کچھ بھی مدد نہیں کر سکتے، وہ خوب جانتا ہے جو باتیں تم اس (قرآن) کے بارے میں بنا رہے ہو (اور جن باتوں میں مجھ سے الجھ رہے ہو) اور میرے اور تمہارے درمیان وہ گواہ کافی ہے (جو کچھ تم کہہ رہے ہو اس کا فیصلہ اللہ ہی پر چھوڑتا ہوں) اور وہ بہت بخشنے والا، رحم فرمانے والا ہے۔

(دیکھو اللہ کے حبیب کی زبان پر ایسے حوصلہ شکن حالات میں بھی مغفرت اور رحم ہی کے الفاظ ہیں)

۹۔ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

آپ فرما دیجیے کہ میں کوئی نیا رسول (تو) نہیں آیا (مجھ سے پہلے بھی پیغمبر گزر چکے ہیں) میں (خود یہ) نہیں جانتا کہ مجھے کن حالات سے گزرنا ہے اور تم کو کن حالات سے (دوچار ہونا پڑے گا۔ مجھے ان حالات سے غرض بھی کیا میں تو اللہ کا بندہ اس کا رسول ہوں) مجھ کو تو اس وحی کی اتباع کرنا ہے جو میری طرف آتی ہے اور مجھے تو بس صریح (اور علی الاعلان) ہدایت کرنا ہے (یہ میرا فریضہ ہے اور نتائج اللہ کے سپرد ہیں)۔

صریح اور صاف ہدایت اور نصیحت کا اس سے زیادہ معقول انداز اور کیا ہو سکتا ہے کہ خود بہود

میں سے ایک عالم صریحاً گواہی دے کہ ملکِ عرب میں ایک عظیم الشان رسول تشریف لائیں گے اور ان پر کتاب نازل ہوگی، عبداللہ بن سلام جو مشہور یہودی عالم تھا حضور کو دیکھ کر ہی ایمان لے آیا۔

۱۰۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ع

آپ فرما دیجئے بھلا دیکھو تو اگر یہ (قرآن) اللہ کی طرف سے ہے اور تم اس کے منکر ہو اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ اس جیسی کتاب پر گواہی دے (یعنی یہ گواہی دے کہ کتبِ آسمانی میں ایسی ہی کتاب کے نازل ہونے کی بشارت ہے)۔ پھر وہ (خود) ایمان لے آئے اور تم (جو ہر طرح کے علم سے محروم ہو) اپنی اکڑ میں پڑے رہو (تو کیسی نادانی ہوگی۔ جو لوگ خود راہِ ہدایت سے دُور بھاگیں اور کفر میں پڑے رہیں) بے شک اللہ (ایسے) ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

(دیکھو منکرینِ حق کے دل خراش اعتراض، یعنی قرآن ایک گڑھی ہوئی کتاب ہے کا اس سے پہلے کیسا مسکت اور مدلل جواب دیا گیا، پھر اس قرآن کے متعلق دوسرے بہتان کو کہ یہ صاف سحر ہے کس طرح رد کیا گیا اور پھر کفار کے دلوں پر جہل کی جو سیاہی چھائی ہوئی تھی اور جس کی بنا پر انہوں نے یہ سمجھا تھا کہ ان میں اور رسول میں کوئی فرق ہی نہیں اس کا رد بھی کس عالمانہ انداز سے اس آیت ہی کے اندر موجود ہے)۔

دوسرا رکوع

کافر کا استدلال ہمیشہ اپنی ذات اور اپنی عقل کی برتری کے تصور پر مبنی ہوتا ہے مومن اللہ اور رسول کا تابع فرمان ہوتا ہے۔ اس کا جامع لیکن مختصر اندازِ فکر یہی ہے کہ اس نے "اللہ" کہا اور اس پر قائم ہو گیا۔ اور ہر غم سے نجات پا گیا وہ ایک شکر گزار انسان کی زندگی بسر کرتا ہے اپنے فرائض کی بجا آوری میں مستعد رہتا ہے۔ کیا دونوں کا انجام ایک سا ہو سکتا ہے، ان کی برابری کا تصور کتنا مہمل تصور ہے۔

۱۱۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ۭ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ

اور جو لوگ کافر ہیں مومنوں سے کہتے ہیں کہ اگر اس (دینِ اسلام) میں کچھ بھلائی ہوتی تو یہ (مسلمان) ہم سے پہلے اس کی طرف سبقت نہ کرتے (جس طرح دنیا ہماری ہے یہ دینِ اسلام بھی ہمارا ہوتا) اور چونکہ ان (کافروں) کو (اپنی ضد اور اسلام دشمنی کے باعث) قرآن سے ہدایت نصیب نہ ہوئی اس لیے کہنے لگتے ہیں کہ یہ تو (وہی) پرانا بہتان ہے (وہی باتیں ہیں جو ہمیشہ

قَدِيمٌ ۝

لوگ کہتے چلے آئے ہیں۔

۱۲- وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ڰ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ۝

حالانکہ اس سے قبل موسیٰ کی کتاب راہنما اور رحمت (کے دروازے کھولنے والی) تھی اور یہ (قرآن)، جو اب نازل ہوا ہے) اس کی تصدیق کرنے والا عربی زبان میں ہے (یعنی ایسی زبان میں کہ مفہوم صاف سمجھ میں آئے اور ہر قسم کا مضمون بآسانی ادا کیا جاسکے اور یہ سب اسی لیے ہے) تاکہ ظالموں کو ڈرائے اور نیکوکاروں کو بشارت دے۔

محسنین کون ہیں ان کے لیے کیا خوشخبری ہے، محسن وہ ہیں

۱۳- اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر (اس پر) قائم رہے (یعنی قولاً کلمہ پڑھا اور عملاً اس پر ثابت قدمی سے چلتے رہے) تو نہ ان کو کوئی خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے۔

۱۴- اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

یہی لوگ اہل جنت ہیں (اور وہ) اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ انعام ہے ان کاموں کا جو وہ کیا کرتے تھے۔

اس جنت کے پانے کا طریقہ تو پہلے ہی بتا دیا گیا تھا۔

۱۵- وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ۭ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۭ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ

ہم نے انسان کو حکم دیا کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے (بالخصوص ماں کی خدمت سے کبھی غافل نہ ہو کہ) اس کی ماں نے اس کو تکلیف اٹھا اٹھا کر پیٹ میں رکھا اور تکلیف اٹھا کر اسے جنا، اور (بچہ کا) حمل میں رہنا اور اس کا دودھ چھوڑنا (کہیں) تیس ماہ میں ہوتا ہے (اس تمام مدت میں ماں ہی کی محبت اس کی پرورش کا باعث بنی) یہاں تک کہ جب (انسان) اپنی پوری جوانی کو پہنچتا ہے اور چالیس سال کا ہوتا ہے (کہ یہ عقلی اور اخلاقی عمر کی پختگی کا زمانہ ہوتا ہے) تو کہتا ہے اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیرے احسان کا شکر ادا کرتا رہوں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیے ہیں اور (مجھے توفیق

وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○

دے کہ وہ نیک کام کروں جس سے تو راضی ہو اور (اے میرے رب) میرے لیے میری اولاد میں خیر رکھ (وہ خود بھی نیک ہو اور نیکی کا سلسلہ اس سے قائم رہے۔ اے میرے اللہ) میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمان ہوں (تیرا نام لیوا ہوں تیرے سامنے سر جھکاتا ہوں تیرے نبی کا کلمہ پڑھتا ہوں)

۱۶۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ۭ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ○

یہی (وہ شکر گزار) لوگ ہیں جن کے اچھے کاموں کو ہم قبول کرلیں گے اور ان کی برائیوں سے درگذر کریں گے اس طور پر کہ یہ لوگ اہلِ جنت میں سے ہوں گے (اور) یہ (اللہ کا) سچا وعدہ ہے جو ان (مومنین) سے کیا جاتا ہے۔

وعدہ کے ساتھ وعید کا بھی ذکر آتا ہے، سعادت مند اولاد کے مقابلہ میں بے ادب، نافرمان اور بدنصیب اولاد کا بھی بیان کیا جاتا ہے تاکہ اللہ کی عبادت کے ساتھ حقوق العباد اور بالخصوص ماں باپ کی فرمانبرداری ذہن نشین رہے۔

۱۷۔ وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِيْ ۚ وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ڰ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ښ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ○

اور جس (شخص) نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ میں تم سے بیزار ہوں کہ تم مجھے اس بات کا یقین دلانا چاہتے ہو کہ میں (قبر سے از سر نو زندہ کرکے) نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے کتنی ہی امتیں گزر چکیں (کوئی بھی تو اب تک زندہ نہیں کیا گیا، میں تمہاری باتوں میں نہیں آنے کا۔ بے چارے ماں باپ لڑکے کی اس حالت پر افسوس کرتے ہیں) اور دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں (کہ اللہ اس کو ہدایت دے اور لڑکے سے کہتے ہیں) کہ اے بدنصیب ایمان لے آ (جو ہم کہہ رہے ہیں یہ سچ ہے) بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے (قیامت آئے گی حساب کتاب ہوگا۔ جزا و سزا دی جائے گی) تو وہ (یہی) کہتا ہے یہ سب (فضول باتیں ہیں) اگلے لوگوں کے ڈھکوسلے ہیں (جو ایسی کہانیاں لڑکوں کو ڈرانے دھمکانے کے لیے کہا کرتے تھے)۔

۱۸۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ

یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کا قول ان لوگوں کے ساتھ پورا ہو کر رہا جو ان سے

الْقَوْلُ فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِیْنَ ۝

قبل جن اور انس میں سے گزر چکے بے شک یہ لوگ خسارے میں رہے۔

۱۹۔ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِیُوَفِّیَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝

اور لوگوں کے اپنے اعمال کے موافق (جنت اور دوزخ میں، الگ الگ) درجے ہیں۔ اور (یہ اس لیے ہے) تاکہ (اللہ ان کو) ان کے اعمال کا پورا (پورا) بدلہ دے اور ان پر قطعی ظلم نہ ہوگا (یعنی جس قدر خطا ہوگی اسی قدر سزا دی جائے گی)

۲۰۔ وَیَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِكُمْ فِیْ حَیَاتِكُمُ الدُّنْیَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۝ ع

اور جس دن کافر دوزخ کے سامنے پیش کیے جائیں گے (تو ان سے کہا جائے گا کہ) تم نے دنیا کی زندگی ہی میں خوب مزے اڑا لیے اور ان سے خوب لطف اٹھا لیا۔ پس آج تم کو ذلت کا عذاب دیا جائے گا (یہ) بدلا ہے اس غرور کا جو تم دنیا میں ناحق کیا کرتے تھے اور اس لیے بھی کہ تم نافرمانی کرتے رہتے تھے۔

تیسرا رکوع

نافرمانوں کو جو سزائیں دنیا میں دی جا چکی ہیں ان کی مثالیں کچھ کم نہیں حضرت ہود علیہ السلام کی قوم عاد کی مثال لو۔ جو احقاف میں رہتی تھی۔ یہ ایک ریگستانی وادی تھی۔ جہاں ریت کے تودے تھے اسی میں ایک جگہ حضر موت اور نجران کے درمیان میں عاد کا قبیلہ آباد تھا جو بڑا سرکش و نافرمان تھا حضرت ہود علیہ السلام نے ہر طرح ان کو اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دی، کفر سے ڈرایا لیکن وہ نہ مانے اور نیست و نابود کیے گئے، اس رکوع میں وہ واقعات یاد دلائے جا رہے ہیں

۲۱۔ وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ؕ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ

اور (اے رسول) ان سے قوم عاد کے بھائی (ہود علیہ السلام) کا ذکر کیجئے جب انہوں نے اپنی قوم کو (سرزمین) احقاف میں (اعمال بد کے عواقب سے) ڈرایا اور ان سے پہلے اور ان کے بعد بھی (اللہ کی نافرمانی سے) ڈرانے

أَلَّا تَعْبُدُوٓا إِلَّا اللّٰهَ ۭ إِنِّيٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ○

والے گزر چکے تھے (جنہوں نے یہی ہدایت کی) کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم پر (اس) بڑے (ہولناک) دن کا عذاب نہ آجائے (جس کا نافرمانوں سے وعدہ ہے)۔

لیکن وہ سرکش قوم بھی اس کو محض دھمکی سمجھتی رہی اور

۲۲- قَالُوٓا أَجِئْتَنَا لِتَأْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ج فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِينَ ○

وہ کہنے لگے کہ کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے برگشتہ کردو، پس (جس عذاب کی ہم کو دھمکی دیتے ہو اور) جس کا وعدہ ہم سے کر رہے ہو وہ لے آؤ اگر تم سچے ہو۔

۲۳- قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ صلے وَأُبَلِّغُكُمْ مَّآ أُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيٓ أَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ○

(ہود نے) کہا کہ اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے (کہ وہ عذاب کب اور کس طرح آئے گا، میں عذاب کا فرشتہ بنا کر نہیں بلکہ نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں) اور میں تو جو (پیغامِ حق) دے کر بھیجا گیا ہوں وہ تم کو پہنچا رہا ہوں لیکن میں یہ (ضرور) دیکھتا ہوں کہ تم لوگ جہالت کی باتیں کر رہے ہو (خود اپنے کو آفت میں ڈال رہے ہو)۔

۲۴- فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ لا قَالُوا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ط بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ط رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ لا ○

پھر جب انہوں نے دیکھا کہ ایک بادل سامنے سے ان کی وادیوں کی طرف چلا آرہا ہے (تو وہ خوش ہوکر) بولے کہ یہ گھٹا ہے (جو) ہم پر خوب برسے گی (نہیں نہیں۔ یہ ابرِ رحمت نہیں) بلکہ وہ (عذاب) ہے جس کی تم جلدی کر رہے تھے (یہ وہ) آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔ (یہ آئے گی اور)

۲۵- تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرٰىٓ إِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ط كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ○

ہر شے کو اپنے رب کے حکم سے اکھاڑ پھینکے گی (ایسا تباہ و برباد کرے گی گویا کسی نے پیروں سے مل دیا ہے کہ نام و نشان بھی باقی نہ رہا چنانچہ ایسا ہی ہوا) پس وہ ایسے (تباہ و برباد) ہوئے کہ ان کے (مسمار) گھروں کے علاوہ کچھ نظر نہ آتا تھا (دیکھو) اسی طرح ہم نافرمان لوگوں کو سزا دیا کرتے ہیں۔

اب چاہو تو ان واقعات سے درسِ عبرت لو یا گزشتہ لوگوں کی کہانی سمجھ کر خود بھی موردِ عذاب بنو۔

۲۶- وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۖ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ ع

اور (اے اہلِ مکہ) ہم نے ان لوگوں کو ایسی طاقت دی تھی جو تم کو نہ دی (وہ مال و اولاد، جسمانی طاقت، ذہن و فکر میں ہر طرح تم سے بہت بڑھے ہوئے تھے) اور ان کو (بھی) ہم نے کان دیئے تھے، آنکھیں اور دل دیا تھا، لیکن انہوں نے اپنی صلاحیتوں کو بے کار کاموں میں صرف کر دیا) پھر نہ ان کے کان ان کے کچھ بھی کام آئے نہ ان کی آنکھیں اور نہ ان کے دل، اس لیے کہ وہ اللہ کی نشانیوں سے انکار ہی کرتے رہتے تھے (نہ آنکھوں سے دیکھتے نہ کانوں سے سنتے نہ دل سے مانتے) اور (آخر) جس چیز کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے اسی نے انہیں آگھیرا۔

چوتھا رکوع

اہلِ مکہ! ان واقعات سے سبق لو۔ اپنے اردگرد کی بستیوں کو دیکھو اور اے جن و انس اپنے کانوں کو رسول الثقلین کی ندائے مبارک پر لگا دو۔ اپنی آنکھوں کو ان کی دید میں محو رکھو، اپنے دل کو یادِ الٰہی میں مشغول کر دو تاکہ جنتِ نگاہ تم کو حاصل رہے، تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں، رہے کفار تو اگر وہ لوگ ایمان نہیں لاتے تو سرکارِ دو عالم کو یہی حکم ہے کہ وہ صبر سے جس طرح تبلیغ حق فرما رہے ہیں اسی طرح تبلیغ حق میں کوشاں رہیں، اور اللہ یقیناً ان لوگوں کو ہلاک کر دے گا جو داعیِ حق کی آواز پر لبیک نہیں کہتے جو اللہ کی شانِ رحمت سے فیضیاب نہیں ہوتے۔ اس شانِ رحمت، اس نورِ با سرور کا ذکر خصوصی آئندہ سورہ میں آ رہا ہے۔

۲۷- وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

اور (اے اہلِ مکہ دیکھو) ہم تمہارے اردگرد کی کتنی ہی بستیاں غارت کر چکے ہیں اور ہم نے اپنی (قدرت و حکمت کی کتنی ہی) نشانیاں ظاہر کیں تاکہ وہ لوگ (اس سے عبرت حاصل کریں، اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اللہ کی طرف) رجوع ہوں۔

۲۸- فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

پھر (اگر اللہ کے سوا کوئی معبود تھا تو) ان لوگوں کو ان کی طرف سے مدد کیوں نہ پہنچی جن کو انہوں نے ترقیِ درجات کے لیے اللہ کے سوا اپنا معبود بنا رکھا تھا بلکہ وہ تو ان سے غائب ہو گئے اور یہ ہے ان کا جھوٹ اور وہ افترا جو وہ (اللہ پر) باندھتے تھے۔

ان سرکش انسانوں کے مقابلہ میں جنوں کے گروہ کو دیکھو جو ان سے طاقت میں کہیں زیادہ ہیں لیکن ان میں بھی نیکوں کی کمی نہیں بعض وہ ہیں جو اللہ کے کلام کو سنتے ہیں تو ہمہ تن گوش بن جاتے ہیں اور فرمانبرداری اختیار کرتے ہیں۔

۲۹۔ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ○

اور (اے رسول) جس وقت ہم نے آپ کی طرف جنوں کے ایک گروہ کو متوجہ کیا کہ وہ قرآن سنیں، پس جب وہ وہاں پہنچے (جہاں آپ قرآن مجید پڑھ رہے تھے تو) کہا خاموش رہو پھر جب وہ ختم ہوا تو وہ اپنی قوم کی طرف (دعوت حق دینے اور قوم کو نافرمانی کے مہلک نتائج سے) ڈرانے کے لیے واپس گئے۔

۳۰۔ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

وہ بولے اے ہماری قوم والو ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ (کی توریت) کے بعد نازل کی گئی ہے (اور) جو اپنے سے قبل (کی کتابوں) کی تصدیق کرتی ہے، حق اور راہ راست کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

گویا تصدیق، ہدایت اور راہ نمائی اس کی خصوصیت ہے اگر اس پر ایمان لے آؤ گے اور عقیدہ درست کرلو گے تو عمل سنور جائے گا اور فلاح پا جاؤ گے۔

۳۱۔ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○

اے ہماری قوم اللہ کی طرف بلانے والے کی بات مانو اور اس پر ایمان لے آؤ (سمجھ لو کہ جو کوئی محمد رسول اللہ پر ایمان لے آیا اس نے اللہ کو مان لیا تم ان پر ایمان لاؤ تو) اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو دردناک عذاب سے محفوظ رکھے گا۔

۳۲۔ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ

اور جو کوئی اللہ کی طرف بلانے والے کی بات نہ مانے گا تو وہ زمین پر اللہ

آیت نمبر (۲۹) رسول الثقلین ؐ کے مبعوث ہونے کے بعد اجنہ کا ایک گروہ اس طرف سے گزرا جہاں آپ نماز فجر میں قرآن پڑھ رہے تھے، ان کے دلوں میں قرآن حکیم کی کشش محسوس ہوئی اور وہ گروہ ادھر متوجہ ہوا اور قرآن کو سنتا رہا یہاں تک کہ نماز کے بعد سرور کائنات ؐ نے ایک دائرہ بنایا اور ان سے مخاطب ہوئے، ان کو اپنا نائب بنا کر تبلیغ کا کام سپرد کیا جس کا ذکر سورۂ جن میں تفصیل سے آئے گا۔

فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

کو عاجز نہ کر سکے گا - اور اللہ کے سوا اس کا کوئی مددگار نہ ہوگا (جو نافرمان یہ سمجھتے ہیں کہ وہ عذاب سے بچ جائیں گے یا ان کے معبود ان کے معاون ہوں گے) وہ لوگ بڑی گمراہی ہیں (مبتلا) ہیں -

۳۳- اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يُّـحْيِۦ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓي اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے بنانے میں نہ تھکا، اس (بات) پر (بھی) قدرت رکھتا ہے کہ مُردوں کو زندہ کر دے - ہاں یقیناً وہ ہر چیز پر قادر ہے -

نافرمان نہ زندگی میں خالق کائنات سے کہیں بھاگ کر جا سکتے ہیں نہ مرنے کے بعد اُنہیں چھٹکارا ہے حشر و نشر برحق ہے -

۳۴- وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَي النَّارِ ۭ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○

اور جس دن منکروں کو آگ کے سامنے لایا جائے گا (ان سے پوچھا جائیگا) کیا یہ (عذاب دوزخ) برحق نہیں - کہیں گے، کیوں نہیں، قسم ہے ہم کو اپنے پروردگار کی کہ یہ برحق ہے، حکم ہوگا (اب) اس عذاب کا مزہ چکھو جس کا تم (دنیا میں) انکار کیا کرتے تھے -

جب یہ فیصلہ ہو چکا کہ منکرین کو سزا ملے گی خواہ دنیا میں ملے یا آخرت میں تو ایک میعاد معینہ تک صبر ضروری ہے -

۳۵- فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ۭ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ۭ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا

پس آپ (بھی) صبر کیجئے جیسا کہ اولوا العزم پیغمبر کرتے رہے اور ان کے لیے (عذاب طلب کرنے میں) جلدی نہ کیجئے - (جو ان میں نافرمان رہے اور ایمان نہ لائے) جس دن وہ (قیامت کو) دیکھیں گے جن کا ان سے وعدہ ہے تو (ان کو ایسا معلوم ہوگا کہ) گویا دنیا میں بس دن کی ایک ساعت ہی رہے ہیں (جس مدت کو بہت سمجھتے تھے وہ کس قدر مختصر تھی) یہ پیغام حق ہے - (سن لو کہ) اب وہی غارت

الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ ہوں گے جو نافرمان ہیں ۔

سُوْرَۃُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم

مدنی اڑتیس آیتیں چار رکوع

یہ سورہ حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے اس مقدس اور خصوصی نام سے موسوم ہے جو کلمہ کا جزو ہے ۔ جو ذاتِ حق کے پانے کا وسیلہ ہے ۔ اسی برزخِ کبریٰ کو سمجھانے کے لیے سات خستم کے حجاباتِ نورانی اٹھائے گئے ، تب خُلقِ عظیم کا جلوہ دکھایا گیا ۔ یہ وہ مقام ہے کہ زبان بند قلم ساکت ہے ۔ جس نے جو پایا جو دیکھا وہ اس کا نصیبہ ہے ۔

اللہ جل شانہٗ نے اپنے حبیب کو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نام دیا جس کے معنیٰ ہیں تعریف کیا گیا ۔ اس سورۂ مبارک میں ذاتِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی فہم قلبِ مومن کو بخشی جارہی ہے ، رُوح کے لیے رُوح کی فراہمی ہے ۔

اَللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد نور الانوار ، سر الاسرار ، مھبط الوحی والاسرار والانوار وآلہٖ وصحبہٖ وبارك وسلم

مرتبۂ وحدتِ مطلقہ کے اعتبارات چار ہیں وجود ، علم ، نور ، شہود ۔ انہیں کی فہم عطا کی جارہی ہے ، اور یہ فہم بھی جنتِ فردوس کی ان چیزوں کے ذریعہ جن کے جمال میں فرق نہیں آتا جن کا رنگ متغیر نہیں ہوتا جو اللہ نے متقیوں کے لیے خاص کی ہیں ۔

فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۔

حیاتِ ابدی کا وعدہ پائی ہوئی مقدس ہستیاں جانتی ہیں کہ اس دنیائے رنگ و بو میں نہرِ آبِ حیات سے متعلق ہے ۔ نہرِ لبن (یعنی دودھ کی نہر) سے علم ہی مراد ہے جیسا کہ احادیث سے واضح ہے ۔ نہرِ خمر نور سے متعلق ہے اور نور کا کیف واضح ہے ، نہرِ عسل ، شہود اور برزخ سے متعلق ہے اور چونکہ ان کا ذوق بلا رویتِ برزخ کے نہیں ہوتا اس لیے برزخِ کبریٰ سرکارِ دو عالم احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے انوار سے قلبِ مومن تشفی پاتا اور خالقِ کائنات کی عبادت میں احسان کے لطف اٹھاتا ہے ۔

یہ محمدیت کیونکر حاصل ہوتی ہے ، کیا کرنا ہوتا ہے ، کیفیاتِ انسانی کیا کیا ہیں ۔ کیا لینا ہے کیا ترک کرنا ہے ۔ کس مجاہدہ کی ضرورت ہے کس سلوکِ حق میں رہنا ہے یہ امور اس سورت میں ایک نئے انداز سے کھلتے ہیں ۔ عبادات ، مکارمِ اخلاق کا بیان ہوتا ہے اور اس انقلاب خیز

بنیادی حقیقت کے انکشاف سے یہ سورہ شروع ہوتا ہے کہ جو نیکی اس منبعِ خیر سے متعلق نہ رہے وہ نیکی نیکی ہی نہیں رہتی اور جو حق کا انکار کرے، اور راہِ حق میں رکاوٹیں ڈالے اس کی سب نیکیاں برباد، اس کے سب اعمال غارت جاتے ہیں۔ نیکی و خیر تو ان کا حصہ ہے جنہوں نے قرآن کو حق مانا، اس کے بیان کرنے والے "محمد" صلے اللہ علیہ وسلم کو برحق سمجھا۔ حق کی اتباع میں رہے، حق پر نظر رکھی حق ہی کو دیکھا۔ پایا، اسی سانچے میں ڈھل گئے۔

یاد رہے کہ ذات کی یافت ذات کے بغیر نہیں ہوتی۔ صفات ہی ذات سے قریب کرتے ہیں اخلاق ہی میں وہ قوت ہے جو لوگوں کو حق کا گردیدہ بنا دیتی ہے لیکن جہاں اللہ کے لیے، حق کی خاطر جہاد کی ضرورت ہو وہاں ہر چیز کو اس کی راہ میں قربان کر دینے کا نام ہی محمدیت ہے۔ قتال و جہاد ہی انفرادی اور اجتماعی حیات کا سرچشمہ ہے۔ قومیں اسی سے زندہ رہتی ہیں۔ اس مناسبت سے اس سورہ میں جہاد کی فضیلت کا خصوصی ذکر ہوتا ہے، منافقوں اور منکروں کی کیفیات کا بیان ہوتا ہے جن کی زندگی پست اور اخلاق سے خالی ہوتی ہے ان کے قول و فعل میں مطابقت نہیں ہوتی۔ واضح ہو کہ رحمت یہ نہیں کہ منکرینِ حق کی چالبازیوں سے چشم پوشی کی جائے۔ رحمت، چشمِ بیدار کی طرح حق کی متلاشی اور حق ہی کو پھیلانے میں سرگرمِ عمل رہتی ہے۔ اور ہلاکت نام ہے، تن آسانی، بخل، مال کی محبت کا، جو قوموں کی تباہی و بربادی کا موجب ہوتی ہے۔ اگر چاہتے ہو کہ دین و دنیا میں کامیاب و کامران رہو تو اس ذاتِ ستودہ صفات کی اطاعت سے اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی سنوار لو اور اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔ سورت میں بار بار مومنوں کی حالت کے سنوارنے اور منکرین کے اعمال کی بربادی کا ذکر، اس نکتہ کو ذہن نشین کرنے کے لیے ہے کہ سنورنا سرکارِ دو عالم کے اتباع اور محبت سے ہے اور بگڑنا اللہ کے حبیب سے دُوری کے باعث۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

یہ سورہ تنبیہ سے شروع ہوتا ہے "با خدا دیوانہ باشی با محمد ہوشیار" تاکیداً فرمایا جا رہا ہے کہ

۱- اَلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَضَلَّ اَعۡمَالَہُمۡ ○ جن لوگوں نے انکار (حق) کیا اور انہوں نے دوسروں کو اللہ کی راہ سے روکا تو اللہ نے ان کے اعمال کو برباد کر دیا۔

(جن اعمال کو وہ نیک سمجھتے تھے وہ سب برباد گئے، مال و دولت کا دوسروں کے لیے خرچ کرنا، غریبوں کی مدد وغیرہ سب اس لیے رائیگاں ہوئے کہ ان کا تعلق اللہ کی ذات سے نہ تھا،

تعلق کا ذریعہ سرکارِ دو عالم ﷺ ہیں وہ منقطع رہا اس عدمِ ایمان کے باعث سب اعمال ضائع ہو گئے۔

۲۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝

اور جو لوگ (اللہ اور اس کے رسول پر) ایمان لائے اور (پھر) نیک عمل کیے اور اس (سب) کو جو محمد پر نازل ہوا (دل و جان سے) قبول کیا (وحی متلو کو قرآن سمجھ کر مانا غیر متلو کو حدیث کہہ کر مانا) اور (سمجھ لیا کہ) وہ (سب ہی) ان کے پروردگار کی طرف سے حق ہے۔ (کیونکہ اس کا بیان کرنے والا حق ہے۔ تو) اللہ نے ان سے ان کی برائیاں (اگر کچھ ہوں بھی تو) دور کر دیں اور (اپنے فضل سے) ان کا حال سنوار دیا

(رہا سہا میل کچیل، جو خیال و تصور سے متعلق رہ گیا تھا وہ بھی چھانٹ دیا۔ حق کے سانچے میں ڈھال دیا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ)۔

۳۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝

(کافر و مومن میں) یہ (فرق) اس لیے ہے کہ کافروں نے باطل کی پیروی کی اور مومنوں نے اپنے پروردگار کی طرف سے آئے ہوئے حق کی اتباع کی (حق کے سانچے میں ڈھل گئے یا راہِ حق میں جان دے کر حق سے واصل ہو گئے) اس طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے ان کے حالات بیان فرماتا ہے (کہ مومن شکر گزار ہوں اور کافر متنبہ)۔

حق کے قیام و ثبات کے لیے باطل سے ہر حال میں مقابلہ ضروری ہے خصوصاً جب اللہ کی طرف سے حریتِ فکر و عمل کے اسباب مہیا کر دئیے گئے ہوں۔ مسلمانوں کو حکم ہے کہ نعمتِ آزادی پانے کے بعد کبھی کسل و سستی اور بزدلی کا ثبوت نہ دیں۔ یاد رہے کہ یہ مدنی سورت کی آیت ہے اور مدینہ میں مسلمان ایک آزاد زندگی بسر کر رہے تھے۔ اسی تعلق سے حضور نے پہلے فرمایا کہ اس سورت کا نام قتال رکھو پھر فرمایا کہ محمد رکھو۔

۴۔ فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۤۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗءً حَتّٰى

پس (اے مسلمانو!) جب تمہارا مقابلہ کافروں سے ہو تو ان کی گردنیں اڑا دو۔ یہاں تک کہ جب خوب قتل کر چکو تو (جو زندہ بچیں ان کی) رسی سے باندھ لو پھر اس کے بعد (تم کو اختیار ہے کہ) یا تو احسان رکھ کر (رہا کر دو) یا معاوضہ لے کر (چھوڑ دو) (اور یہ قید و بند کا سلسلہ اس وقت تک جاری رکھا جائے) یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار (اتار کر) رکھ دے (یعنی

تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۛ ذٰلِكَ ۛ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ○

جنگ موقوف ہو جائے۔) یہ (حکم) اسی طرح ہے۔ (اسے خوب ذہن نشین کر لو اور بجالاؤ) اور اگر اللہ چاہتا تو ان سے (کسی اور طرح) انتقام لے لیتا لیکن (وہ مہلت دیتا ہے) تاکہ وہ تمہاری ایک دوسرے کے ذریعہ آزمائش کرے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں تو اللہ ان کے اعمال (ہرگز) ضائع نہ کرے گا۔

وقف بیتین القول له ذٰلک و لٰکن حسن اتصاله بما قبله و بوقف علیٰ ذٰلک ١٢

٥۔ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ○ ج

البتہ اللہ ان کو ہدایت کرے گا۔ اور ان کی حالت درست کر دیگا

٦۔ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ○

اور ان کو جنت میں داخل کرے گا جس سے (اللہ نے انبیاء کے وعدہ کے ذریعہ اور وجدانِ صحیح سے دنیا ہی میں) ان کو متعارف کر دیا تھا۔

٧۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ○

اے ایمان والو اگر تم اللہ (کے رسول اور اس کے دین) کی مدد کرو گے (تو) وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہارے قدم جما دے گا۔

٨۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ○

اور جو لوگ (حق اور دینِ حق سے) منکر ہیں ان کے لیے (تمہارے مقابلہ میں) ٹھوکر کھا کر گرنا ہے (ان کے لیے تباہی و بربادی ہے) اور اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیے۔

٩۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ○

یہ (ان کی بربادی) اس لیے ہے کہ جو کچھ اللہ نے نازل فرمایا انہوں نے اس کو پسند نہ کیا (جب انہوں نے اللہ کی باتوں کو پسند نہ کیا) تو اللہ نے بھی (ان کے کاموں کو پسند نہ کیا) ان کا کیا دھرا اکارت کر دیا۔

کیا منکرینِ حق کو اس بات میں کچھ شک ہے۔

١٠۔ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۫ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ○

کیا وہ ملک میں چلے پھرے نہیں کہ دیکھ لیتے کہ جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں انکا کیا انجام ہوا (دیکھو) اللہ نے ان پر تباہی نازل کی۔ اور اسی طرح کے معاملات کافروں کے ساتھ ہوں گے (وہ بھی تباہ و برباد کیے جائیں گے)۔

١١۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ

یہ اس لیے کہ اللہ مومنوں کا کارساز ہے (ان کی مدد فرماتا ہے) اور کافروں

اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝ ع — کا کوئی کارساز نہیں۔

دوسرا رکوع

مومنوں اور کافروں کے ساتھ اللہ کا جو سلوک رہا ہے اور ہوگا اس کا مزید بیان ہے۔

۱۲۔ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۝

بے شک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ (گو دنیا میں کچھ) فائدے اٹھا رہے ہیں اور اس طرح کھاتے (اور پیتے) ہیں جس طرح چوپائے کھاتے (پیتے) ہیں (جانور تو مرنے کے بعد فنا ہی ہو جائیں گے لیکن اِن کو اپنے اعمال کی سزا بھگتنا ہوگی) اور اِن کا ٹھکانا جہنم ہے۔

۱۳۔ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝

اور (اے رسول) کتنی ہی بستیاں تھیں جو قوت میں آپ کی اس بستی سے کہیں زیادہ تھیں جس کے رہنے والوں نے آپ کو (وہاں سے) نکالا۔ (نتیجہ یہ ہوا کہ) ہم نے ان کو غارت کر دیا پھر ان کا کوئی (معاون و) مددگار نہ ہوا۔

اہلِ مکہ نے دیکھ لیا کہ وہ رحمتِ الٰہی سے دور رہ کر چین نہ پا سکے اور بالآخر مغلوب ہوئے اور ایسا ہی ہونا ضروری تھا۔

۱۴۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ ۝

بھلا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے (سچائی کے کشادہ اور) ایک صاف راستہ پر ہے اس شخص کے مانند (کیسے) ہو سکتا ہے جس کے بُرے اعمال اس کی نگاہ میں خوشنما بنا دیئے گئے ہیں اور وہ اپنی (نفسانی) خواہشوں کے پیچھے چل رہے ہیں (اچھے بُرے کی تمیز سے ناواقف ظلمت کی راہوں میں سرگرداں ہیں)۔

بھلا اہلِ جنت اور اہلِ دوزخ برابر کیسے ہو سکتے ہیں۔

۱۵۔ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ

جس جنت کا وعدہ پرہیزگاروں سے کیا گیا ہے (اس جنت کا حال یہ

الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ○

ہے کہ) اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جس میں کبھی بو پیدا نہیں ہوتی اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ کبھی نہیں بدلتا اور ایسی شراب کی نہریں ہیں (جس میں نہ نشہ ہے، نہ سہو، نہ تلخی) جس میں پینے والوں کے لیے لذت (ہی لذت) ہے اور (وہاں) صاف (اور نتھرے ہوئے) شہد کی نہریں ہیں (جس میں جھاگ تک نہیں ہوتا) اور وہاں ان کے لیے ہر طرح کے میوے اور (مزید برآں) ان کے رب کی بخشش (ہی بخشش) ہے (بھلا ایسی جنت کے وارث) کیا ان لوگوں کی طرح ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ آگ میں رہیں اور (شدتِ پیاس میں جب) ان کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائے تو وہ ان کی آنتوں کو بھی کاٹ ڈالے۔

کفار کے لیے یہ سزا کوئی اللہ کی طرف سے ظلم نہیں بلکہ ان کی بداعمالیوں کا نتیجہ ہوگی کہ وہ سنتے تھے لیکن ایمان نہ لاتے تھے۔

۱۶- وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۫ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ○

اور ان (کافروں اور منافقوں) میں سے بعض ایسے (لوگ) ہیں جو آپ کی طرف کان لگاتے ہیں (لیکن دل نہیں لگاتے، نہ توجہ سے سنتے نہ دل سے مانتے ہیں) یہاں تک کہ جب وہ آپ کے پاس سے اُٹھ کر چلے جاتے ہیں (تو اپنی شقاوتِ قلبی اور عدم توجہی کا ثبوت یوں دیتے ہیں کہ) ان (مومنوں) سے جو صاحب علم ہیں (اور جو سرکارِ دوعالم کی ہر بات کو بغور سنتے اور دل سے مانتے ہیں) پوچھتے ہیں کہ ابھی اس شخص (یعنی تمہارے رسول) نے کیا کہا تھا، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے (ان کی بدگوئی اور بداعمالیوں کی وجہ سے) مہر لگا دی ہے اور وہ اپنی خواہشوں کے پیچھے چل پڑے نہیں جانتے کہ راہِ حق کیا ہے)۔

۱۷- وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ○

اور جو لوگ راہِ (ہدایت) پر ہیں (اللہ کا کلام اور سرکارِ دوعالم کا فرمان بسروچشم قبول کرتے ہیں اللہ ان کو اور زیادہ ہدایت دیتا ہے اور ان کو (مقام) تقویٰ عطا فرماتا ہے (وہ اللہ سے قریب تر ہوتے جاتے ہیں)۔

۱۸۔ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ○

پس وہ (کفار) تو اسی کے منتظر ہیں کہ ان پر قیامت اچانک آ کھڑی ہو، سو اس کی نشانیاں تو آ چکی ہیں پس جب قیامت ان پر آ پہنچے گی تو اس وقت ان کو نصیحت کہاں میسر ہو گی۔

اس لیے انسان وہی ہے جو ہمیشہ اللہ کے سامنے ایک گنہگار کی طرح بخشش کا طالب رہے دیکھو انسانیت کو یہ درس انسانِ کامل کو خطاب کر کے دیا جا رہا ہے، تاکہ ہر مخاطب ہمہ تن گوش رہے اور اس پر عمل پیرا بھی ہو۔

۱۹۔ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ○ ع

پس جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہ کی معافی مانگتے رہو اور (جملہ) مومنین اور مومنات کے لیے بھی (اللہ کی مغفرت طلب کرتے رہو) اور اللہ تمہارے چلنے پھرنے اور تمہارے ٹھہرنے کی (اصل) جگہ خوب جانتا ہے۔ (کہ کون مومن سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے صدقہ میں کس مقام پر ہو گا، اور اس رحمتِ حق سے گریزاں کہاں پڑے ہوں گے)۔

اللّٰھم اغفر لی ولوالدیّ وللمؤمنین یوم یقوم الحساب

تیسرا رکوع

کافروں کی ایذا رسانی سے تنگ آ کر مسلمانوں کو آرزو ہوئی کہ جہاد کی اجازت کے متعلق کوئی سورت نازل ہو تاکہ وہ اسلام کے فروغ کے لیے جان کی بازی بھی لگا سکیں، آیتِ قتال کے نازل ہونے کے بعد مومنوں کی مراد پوری ہوئی لیکن جو کچے مسلمان یا منافق تھے ان پر یہ حکم گراں گزرا، ان کے رنگ فق ہو گئے آنکھیں گویا بے نور ہو گئیں، اس رکوع میں ان لوگوں کے ذکر کے ساتھ شریعت کی بنیادی حقیقت کا بیان ہے کہ مومن کا کام اللہ کی فرمانبرداری اور لوگوں سے اچھی بات کہنا ہے۔ اور اس پر ثابت قدم رہنا ہے، جو لوگ دولت یا اقتدار پر اترا جاتے ہیں، حقوق کا خیال نہیں رکھتے وہ تباہی مول لیتے ہیں، اور جو اللہ کی نافرمانی پر مصر ہیں وہ اپنے اعمال بھی غارت کرتے ہیں۔

۲۰۔ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ

اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ کہتے ہیں کہ (جہاد کے متعلق) کوئی سورت

سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۭ فَاَوْلٰى لَهُمْ ○

کیوں نہ اتری (تاکہ اللہ کی راہ میں سب مل کر لڑتے اور اسلام کا بول بالا ہوتا) پھر جب کوئی واضح (مضمون کی) سورت اترتی ہے اور اس میں جہاد کا ذکر ہوتا ہے تو آپ دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ جن کے دل میں (نفاق کی) بیماری ہے وہ آپ کی طرف ایسے دیکھتے ہیں جیسے وہ تکتا ہے جس پر موت کی بیہوشی طاری ہو پس ان کے لیے خرابی ہے (وہ خود ہلاکت میں مبتلا ہوں گے)۔

مومن کا کام تو بس اللہ اور رسول کا

۲۱- طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۣ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ ۣ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ○

حکم ماننا اور اچھی بات کہنا ہے پس جب (جہاد کی) بات پختہ ہو جائے (لڑائی ٹھن جائے) تو اگر (منافق بھی) اللہ سے سچے رہتے تو (یہ) ان کے لیے بہتر تھا۔

اے منافقو!

۲۲- فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ○

پھر اگر تم کنارہ کش رہو (جہاد میں حصہ نہ بھی لو) تو تم سے یہی توقع ہے کہ تم ملک میں فساد پھیلاؤ اور (جن مسلمانوں سے تمہاری قرابتیں ہیں ان کو بھی اپنی شرارتوں سے ضرر پہنچاؤ اور) اپنی قرابتیں توڑ لو۔

۲۳- اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ○

یہی (منافق تو) وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی پھر ان کو بہرہ کر دیا ان کی آنکھوں کی بینائی سلب کر لی (گویا کان ہیں لیکن وہ حق بات نہیں سنتے، آنکھیں ہیں لیکن راہِ حق نہیں دیکھتے)

۲۴- اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰي قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ○

کیا یہ لوگ قرآن (کے مضامین) میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑ گئے ہیں (کہ کوئی نیک بات دل میں جگہ ہی نہیں کرتی)۔

۲۵- اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓي اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ۭ وَاَمْلٰى

بے شک جو لوگ (وقت آنے پر اپنے قول و قرار سے) پلٹ گئے باوجودیکہ ان پر راہِ ہدایت ظاہر ہو چکی تو (ان کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے) شیطان نے ان کو دھوکہ دیا اور ان کو (جہاد سے الگ رہنے میں درازیٔ عمر کی) دیگر بڑی بڑی امیدیں دلائیں۔

لَهُمْ ۝

۲۶ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ۝

(اور) یہ اس لیے (ہوا) کہ ان منافقین نے ان لوگوں سے جو اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب سے بیزار ہیں (اپنے ذاتی مفاد کے لیے ایک خفیہ معاہدہ کرلیا اور) کہا کہ بعض باتوں میں ہم تمہارا ہی کہا مانیں گے (یعنی گو ہم بظاہر مسلمان ہیں لیکن تم سے نہ لڑیں گے اور تمہاری مدد کریں گے وغیرہ) اور اللہ ان کی پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے

موت کو تو بہر حال وقت سے آنا ہے اور آئے گی لیکن یہ لوگ ذرا یہ تو سوچیں کہ

۲۷۔ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۝

پھر اس وقت ان کا کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کی روح قبض کریں گے اور ان کے منہ اور ان کی پشت پر (لوہے کی سلاخوں سے) مارتے جائیں گے۔

۲۸۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَا اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝ ع ۳

(اور ان کا) یہ (حال) اس لیے (ہوگا) کہ جس چیز سے خدا ناخوش تھا یہ اسی کے پیچھے ہو لیے اور اس کی خوشنودی کو (اپنے لیے) پسند نہ کیا۔ پھر اس نے (بھی) ان کے اعمال برباد کر دیئے۔

چوتھا رکوع

منکرین حق اور منافقوں کا بیان جاری ہے، اور مومنوں کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ وہ اللہ ورسول کی فرمانبرداری ہی کو اپنا شعار بنائے رہیں بخل سے بچیں اللہ کی راہ میں خرچ کریں اور سمجھ لیں کہ وہ جو کچھ کرتے ہیں اپنے ہی فائدے کے لیے ہے اللہ لوگوں کے صدقات وخیرات سے مستغنی وبے نیاز ہے۔ سب اس کے محتاج ہیں۔ وہ قلوب کی کیفیات سے واقف ہے الغرض اگر تم محمدی بنے ہو تو محمدیت کو برقرار رکھو بودے نہ بنو۔ راہ حق اختیار کرو اللہ تمہارے ساتھ ہے اور اگر تم ایسا نہ کروگے تو وہ دوسری قوم کو لاکھڑا کرے گا۔

۲۹۔ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ۝

کیا وہ لوگ جن کے دلوں میں (نفاق کا) روگ ہے یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ ان کی دلی عداوتوں کو (جو ان کو مسلمانوں سے ہے) ظاہر نہ فرمائے گا۔

۳۰۔ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ

اور (اے رسول) اگر ہم چاہیں تو آپ کو وہ لوگ دکھلا دیں تو آپ ان

بِسِيْمٰهُمْ ؕ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِیْ لَحْنِ الْقَوْلِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ○

کے چہرے سے ان کو پہچان لیں اور اندازِ کلام سے تو آپ ان کو پہچان ہی لیں گے (ان کے کلام میں وہ اخلاص، وہ نرمی کہاں جو مومن کے دل اور اس کی زبان میں ہوتی ہے) اور (اے لوگو) اللہ کو تو تمہارے سب کاموں کا علم ہے (اس سے کسی کا حال اور اس کا کوئی فعل چھپا نہیں)۔

یہ دنیا تو ایک آزمائش گاہ ہے دیکھنا ہے کہ صابر کون ہے مجاہد کون ہے۔ تاکہ سب کا حال عملاً محقق ہو جائے

۳۱- وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ○

اور البتہ ہم تم لوگوں کو آزمائیں گے تاکہ معلوم کر لیں کہ تم میں مجاہد کون ہیں اور صابر (اور ثابت قدم) کون اور (اس طرح) تمہاری حالتوں کی تحقیق (تمہارے عمل سے بھی) کر لیں۔

۳۲- اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ؕ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ○

بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا اور رسول کی مخالفت کی بعد اس کے کہ ان پر راہِ ہدایت ظاہر ہو چکی (یعنی اللہ نے قرآن میں رسول کی عظمت، ان کی محبت کو واضح فرمایا اور انہیں کی فرمانبرداری کو اپنی اطاعت قرار دیا لیکن اس کے باوجود جنہوں نے ان ہی کو نہ سمجھا، ان کی قدر نہ جانی) وہ اللہ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور وہ (یعنی اللہ) ان کے (سب) اعمال برباد کر دے گا۔

۳۳- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ○

اے ایمان والو۔ اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال (اپنی نادانی یا نافرمانی سے) ضائع نہ کرو

(تم اپنا ارادہ ان کے ارادے کے تابع بنادو، ان کی خوشی کو اپنی خوشی ان کی ناخوشی کو اپنی ناخوشی سمجھو اور ہر اطاعت اور فرمانبرداری کو اللہ کی توفیق، ان کا کرم سمجھو، کبھی بڑا بول نہ بولو، غرور میں نہ آؤ کہ تمہارے نیک اعمال برباد ہو جائیں)۔

۳۴- اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا

جن لوگوں نے (خود بھی) کفر کیا اور (دوسرے) لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا، پھر وہ حالتِ کفر ہی میں مرگئے تو اللہ ان کو ہرگز

وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ○

نہ بخشے گا۔

۳۵- فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۖ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ○

پس تم ہمت نہ ہارو (کافروں سے مرعوب نہ ہو جاؤ) اور (دب کر) صلح کی دعوت نہ دینے لگو، اور تم ہی غالب رہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے (وہ تمہارا رفیق، وہ تمہارا کارساز ہے) اور وہ ہرگز تمہارے اعمال (کا اجر) کم نہ کرے گا۔ (تم کو تمہارے حوصلہ سے زیادہ دنیا میں اور تصور سے زیادہ آخرت میں دے گا)۔

دنیا کی حقیقت ہی کیا ہے جس کے لیے آخرت سے غفلت برتی جائے۔

۳٦- اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔــلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ○

(یہ) دنیا کی زندگی تو محض کھیل و تماشا ہے اور اگر تم (سرکار دو عالم کے باور پر) باور کرو اور (دنیا میں برائیوں سے) بچتے رہو تو وہ (یعنی اللہ) تم کو تمہارے (اعمال کا بہترین) اجر دے گا اور تم سے تمہارے مال طلب نہ کرے گا (بلکہ جو کچھ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اس سے زیادہ تم کو یہاں بھی دیدے گا)۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی کمزوریوں سے آگاہ ہے وہ جانتا ہے کہ

۳۷- اِنْ يَّسْـَٔــلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ○

اگر وہ تم سے تمہارے مال طلب کرے اور تم کو تنگ کرے (یعنی آخری حد تک مال مانگتا ہی چلا جائے) تو تم بخل کرنے لگو۔ (تم کو ناگوار ہو) اور وہ (یعنی اللہ) تمہاری ناگواری ظاہر کر دے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں خرچ کرنے کے آسان طریقے بتائے کہ مال کی محبت دل میں گھر ہی نہ کرنے پائے اور تم کو خواہ مخواہ محتاجی کا خوف بھی نہ ہو، اس کے باوجود

۳۸- هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ

دیکھو تم وہ لوگ ہو کہ (اگر) تم کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے بلایا جاتا ہے تو تم میں سے بعض لوگ بخل کرنے لگتے ہیں اور جو بخل کرتا ہے (اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا) وہ خود اپنی ذات سے بخل کر رہا ہے (در اصل خود کو اپنی دولت کے مفید نتائج سے محروم کر رہا ہے) اور اللہ تو (ہر چیز سے) بے نیاز ہے اور تم ہی (اس کے) محتاج ہو (ہر لمحہ کسی نہ کسی چیز

وَاَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ ۚ وَاِنۡ تَتَوَلَّوۡا يَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَيۡرَكُمۡ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوۡنُوۡۤا اَمۡثَالَكُمۡ ؏

کی حاجت میں لپٹے ہو، دیکھو جب لوگ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو معاشرہ بگڑ جاتا ہے قومیں تباہ ہو جاتی ہیں) اور اگر تم (بھی ان حقائق سے) روگردانی کرو گے تو (تم بھی تباہ ہو جاؤ گے اور) وہ تمہاری جگہ ایک دوسری قوم کو لے آئے گا پھر وہ لوگ تمہاری طرح کے نہ ہوں گے۔

اس سورت میں بار بار اس حقیقت کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ عمل کا اجر کب ملتا ہے اور نیکی کیسے رائیگاں جاتی ہے۔ یہی نکتہ ایمانی ہے، اسی کو پانا ہے۔ دیکھو یہ نکتہ ایمان خود سرکارِ دو عالم ﷺ ہیں ان ہی کے تعلق سے نیکی نیکی ہے ان کی خوشی اللہ کی خوشی ہے، ان کی محبت اللہ کے قرب کا موجب ہے اس راہ پر سب کچھ لٹا کر بھی مومن کچھ نہیں کھوتا۔ وہ سب کچھ پاتا ہے، البتہ جو اس مرکزِ ایمانی سے ہٹ گیا یا دوسروں کو راہِ حق سے روکتا رہا اس کے اعمال برباد ہوئے اس کی ہر سعی رائیگاں گئی وہ کچھ دن دنیا کے عیش میں مبتلائے فریب رہ لے لیکن بالآخر اس کی ہلاکت برحق ہے۔ ساتھ ہی مومن کو بھی ہدایت ہے کہ بخل سے بچے۔ اللہ کا دیا اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ وہ بہت دے گا البتہ اسراف سے بچنا ہے کہ اسراف نفس کی محبت میں اور بخل مال کی محبت میں ڈالتا ہے دونوں ہی مہلک ہیں اور راہِ حق کے دونوں کافر ہیں دیکھو یہ کافر کہیں تمہارے قلب میں جگہ نہ کر لیں۔

سُوۡرَةُ الۡفَتۡحِ

مدنی انتیس آیتیں چار رکوع

سورۃ محمد میں سرورِ کائنات ﷺ کی ذاتِ مقدسہ کی فہم سے نوازا گیا یہاں محمد رسول اللہ کی شان کا ذکر ہے۔ بتایا جا رہا ہے کہ مقامِ اذن پر فائز اللہ کا رسول ﷺ کس درجہ لوگوں کے اعتراضات سے بے نیاز محض اللہ کے حکم، اللہ تعالیٰ کی رضا، اللہ تعالیٰ کی مشیئت پر کیسا کاربند ہوتا ہے۔ پھر اللہ کا اس کے ساتھ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ، اس پر ایمان لانے والوں کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے۔

چونکہ ذاتِ مقدسہ کی بصیرت افروز فہم، کا بیان ہے اس لیے یہاں قرآن پاک کی تعلیمات اور دنیاوی اور اخروی کامیابیاں بیک وقت جلوہ نما ہیں اور یہ سورت عملی زندگی کے لیے سرکارِ دو عالم ﷺ کے دربار میں لے جاتی ہے اور آسمانِ نبوت کے منور ماہتاب اور ارد گرد کے ان درخشاں ستاروں سے قریب کر دیتی ہے جہاں ہر ستارہ، حق نما اور جہاں ہر نجم، راہنما ہے۔

اس سورہ کا نام سورۃ فتح ہے، وہ فتح جو پہلے قلب کو مسخر کر کے حاصل کی گئی، جو فتح مکہ کا پیش خیمہ بنی، جس کو فتح ہی سے تعبیر فرمایا گیا اور یہ تعبیر اللہ کی تعبیر ہے۔ جس کو اللہ فتح کہے

وہی فتح ہے صدق اللہ ورسولہ۔

سورہ کے متعلق چند امور کا بیان مفسرین نے کیا ہے جن کا ذکر ضروری ہے چھٹی ہجری میں سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب کی بنا پر کعبہ کی زیارت اور عمرہ کا خیال فرمایا۔ آپ کے ہمراہ تقریباً ڈیڑھ ہزار اصحاب تھے، مقام حدیبیہ میں پہنچ کر اونٹنی بیٹھ گئی اور قریش کی طرف سے مزاحمت بھی ہوئی ۔ پھر بھی آپ نے شعائر اللہ کی تعظیم کو ملحوظ رکھا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قاصد بنا کر روانہ فرمایا کہ اہل مکہ کو آگاہ کریں کہ حضورؐ کا مقصد صرف عمرہ ہے جنگ نہیں، لیکن خبر مشہور ہوگئی کہ حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا، اصحاب میں جوش و غصہ کی لہر دوڑ گئی، صحابہ نے ایک درخت کے نیچے جہاد کی بیعت کی، اس خبر سے قریش ڈر گئے اور حضرت عثمانؓ کو واپس کر دیا، ساتھ ہی صلح کے لیے ایک وفد بھیجا اور انہوں نے اپنے خیال میں جو صلح کی شرائط رکھی تھیں وہ مسلمانوں کی تذلیل کا باعث تھیں لیکن جب وہ صلحنامہ سرکارِ دو عالمؐ کے سامنے پیش ہوا تو آپ نے فراستِ نبویؐ سے اس کی خامیوں کو جان لیا اور اسے مسلمانوں کے حق میں ایک کامیابی کا پیش خیمہ بھی سمجھا اور صلحنامہ پر دستخط فرما دیئے، اس کے چند شرائط حسب ذیل ہیں :۔

اس سال سرکارِ دو عالمؐ واپس تشریف لے جائیں اور آئندہ سال غیر مسلح عمرہ کے لیے تشریف لائیں فریقین میں دس سال تک لڑائی نہ ہو اور اس دوران قریش کے جو افراد مسلمان ہوکر مدینہ پہنچیں انہیں واپس کر دیا جائے اور جو مسلمان مرتد ہو کر قریش مکہ کے پاس آجائیں انہیں واپس نہ کیا جائے گا، چنانچہ صلح کے معاملات طے ہونے پر حضورؐ نے ہدی کے جانور کو ذبح فرمایا اور دیگر رسوم کی ادائیگی کے بعد احرام کھول دیا۔

صحابہؓ کو غم ہوا۔ اول تو اس خیال سے کہ صلح دب کر ہوئی دوسرے اس خیال سے کہ مکہ کی زیارت سے محروم رہے، لیکن جب آپ مدینہ کی طرف واپس ہو رہے تھے راستہ ہی میں سورۃ الفتح نازل ہوئی۔ اللہ نے اسے فتحاً مبیناً فرمایا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ صلح حدیبیہ کے بعد جس قدر اسلام پھیلا اور جس کثیر تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے اس سے پہلے نہ ہوئے تھے، مورخین مفسرین کا اتفاق ہے کہ فتح خیبر، فتح مکہ اور اس واقعہ کے بعد کی ساری فتوحات اسی صلح حدیبیہ کا نتیجہ تھیں۔ اس فتح کے بعد مسلمانوں اور کافروں کا اختلاط بڑھا مسلمانوں کو تبلیغ اور اپنے اخلاق سے متاثر کرنے کا موقع ملا اور دو سال کے اندر مسلمانوں کا لشکر ڈیڑھ ہزار سے بڑھ کر فتح مکہ کے وقت دس ہزار ہوگیا۔

اس سورت میں ان منافقوں کا بھی ذکر آتا ہے جو حضورؐ کے واپس ہونے پر خوش ہوئے تھے ان کی کیفیات کو ظاہر فرما کر ان کے انجام سے بھی مسلمانوں کو آگاہ کر دیا گیا پھر جس اہتمام، جس شان

اور جس عظمت سے مومنوں کی تعریف فرمائی گئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مومنوں سے رہتی دنیا تک وعدہ ہے ۔ یہ وعدہ انہیں صحابہؓ کے صدقہ میں ہے جنہوں نے اپنی جان و مال کو سرکارِ دو عالمؐ پر نثار کرنے میں کبھی دریغ نہ فرمایا اور ان کی عملی زندگی کے طفیل میں آج بھی اہلِ ایمان ان کے فیوض و برکات سے فیض یاب ہو رہے ہیں اور ان کی معزز اور بابرکت صحبت کے امیدوار ہیں ۔

سورۂ محمد میں ذاتِ مقدسہ کا خصوصی بیان تھا سورۂ فتح میں حضور کے ساتھ حضور کے صحابہ کی شان کا بیان ہے اور اسی اخلاص، اسی جانثاری، اسی مجاہدہ، اسی عزم، اسی جذبہ سرفروشی کو مسلمانوں کے لیے معیارِ ایمان و عمل قرار دیا گیا ہے اسی پر فتح و نصرت اور اجرِ عظیم کے وعدے ہیں ۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا ۙ (اے رسول اس صلحِ حدیبیہ میں) بلاشبہ ہم نے آپ کو صریح فتح دی ۔

یہ صلح بے شمار کامیابیوں کا پیش خیمہ ہے یہ فروغِ دین کی ضامن ہے ۔ آپ کی تمام کوششیں کامیابی ہی کے لیے ہوں گی آپ سے کسی لغزش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

۲۔ لِّيَغۡفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعۡمَتَهٗ عَلَيۡكَ وَيَهۡدِيَكَ صِرَاطًا مُّسۡتَقِيۡمًا ۙ کیونکہ اللہ آپ کی اگلی اور پچھلی لغزشوں کو معاف فرما چکا ہے (آپ کو اس تصور ہی سے اٹھا لیا ہے کہ یہ کام میں کر رہا ہوں ۔ اس آیت کے نزول سے پہلے اور اس کے بعد آپ کی کوئی بات بھی ایسی نہیں جس پر اعتراض کیا جا سکے) اور (اللہ تو چاہتا ہے کہ) آپ پر اپنے (تمام ظاہری باطنی اور روحانی) انعام کی تکمیل فرمائے اور آپ کو سیدھے راستہ پر چلے (کسی رکاوٹ کو آپ کی تبلیغِ حق میں حائل نہ ہونے دے تاکہ لوگ ہمیشہ اسلام میں جوق در جوق داخل ہوتے رہیں اور اللہ ان کے بھی اگلے اور پچھلے گناہ معاف فرمائے) ۔

۳۔ وَّيَنۡصُرَكَ اللّٰهُ نَصۡرًا عَزِيۡزًا ○ اور اللہ آپ کی ایسی مدد فرمائے کہ اس میں غلبہ اور عزت ہو ۔

(ان آیات کی صداقت کو سرکارِ دو عالمؐ کی حیاتِ مبارکہ ہی میں دنیا نے دیکھ لیا جیسا کہ تمہید میں گزر چکا ہے)

سرکارِ دو عالمؐ پر انعامات کا کیا کہنا وہ تو خود رحمت للعالمینؐ ہیں ۔ اللہ تو ان کے نام لینے

والوں کے ساتھ یہ سلوک فرماتا ہے کہ ان کے دلوں میں قرار، اطمینان اور اتباع کا ایک نور پیدا کر دیتا ہے جس سے ان کے ایمان سنورتے جاتے ہیں اور وہ تصدیقِ کامل میں پہنچ جاتے ہیں۔

۴۔ هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

وہی تو ہے جس نے مومنین کے دلوں میں تسکین نازل فرمائی تاکہ ان کے (اپنے) ایمان کے ساتھ (تائیدِ ایزدی سے) ان کا ایمان اور بڑھ جائے۔ (فتح و نصرت تو اللہ کے حکم کے تابع ہے صلح کے کاغذ یا دشمنوں کا تکبر اس کا فیصلہ نہیں کیا کرتے) اور آسمانوں اور زمین کے سب لشکر اللہ ہی کے ہیں (اس نے اپنے لشکر پھیلا رکھے ہیں کہ کوئی ذی روح ان کے فیوض سے محروم نہ رہے) اور اللہ تو سب کچھ جاننے والا بڑا حکمت والا ہے۔

یہاں رحمانیت اور رحیمیت دونوں کار فرما ہیں جو دنیا اور آخرت چاہتے ہیں ان کو دونوں ملتے ہیں جو دنیا چاہتے ہیں وہ محرومِ آخرت ہیں، غرض دنیا ایک آزمائش گاہ ہے۔

۵۔ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

تاکہ (اللہ تعالیٰ) ایمان والوں اور ایمان والیوں کو ان باغوں میں پہنچائے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں (کہ) وہ اس میں ہمیشہ رہیں اور (تاکہ اللہ تعالیٰ) ان کی سب برائیاں (خواہ دل کی ہوں یا جسم کی) دور کر دے اور اللہ کے نزدیک یہ بڑی کامیابی ہے۔

۶۔ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّاۗنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝

اور (تاکہ) منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ کے بارے میں بدگمانیاں رکھتے ہیں عذاب دے (ان کی بدگمانیوں کے باعث) ان پر برا وقت آنے والا ہے۔ اور اللہ کا ان پر (یقیناً) غضب ہو گا اور ان پر لعنت ہو گی اور ان کے لیے دوزخ تیار ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

۷۔ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

اور اللہ کے لیے سزا و جزا خواہ زمین پر ہو یا آسمان پر کیا مشکل ہے)

وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ○

آسمانوں اور زمین کے سب لشکر اللہ ہی کے ہیں اور اللہ بڑا زبردست (اور) حکمت والا ہے (اس کے جملہ کام حکمت ہی پر مبنی ہیں اور کوئی اس کا مزاحم نہیں ہو سکتا)۔

یہ اس کی حکمت ہی تو ہے کہ انبیاء کا سلسلہ جاری رکھا اور یہ اس کی رحمت ہی تو ہے کہ جملہ ضروری احوال سے لوگوں کو باخبر کرتا رہا یہاں تک کہ خود سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو شاہد، بشیر اور نذیر بنا کر بھیج دیا۔

۸۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ

بیشک ہم نے آپ کو (لوگوں کے احوال کا) گواہ اور (ان کو) خوشخبری سنانے والا اور (عواقب سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

۹۔ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ○

تاکہ (اے لوگو) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور ان کی (ان کے دین کی) مدد کرو اور ان کی (دل سے) تعظیم کرو۔ اور (جس اللہ کی بندگی انہوں نے تم کو سکھائی ہے) اس کی پاکی صبح و شام (کی نمازوں میں اور جس طرح تعلیم دی گئی ہے) بیان کرتے رہو۔ (گویا رسول پر ایمان کے ساتھ ان کی عظمت اور توقیر ضروری ہے اور اللہ پر ایمان کے ساتھ اس کی عبادت۔)

غرض اللہ کی عبادت ہو یا رسول کے کسی حکم کی فرمانبرداری سب اللہ ہی کی اطاعت ہے ان کی عظمت، اور بزرگی کو سمجھو۔ ان کا ہاتھ ید اللہ، ان کا فرمان، فرمانِ الٰہی ہے۔

۱۰۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ○ ع

(اے رسول) بلاشبہ جو لوگ آپ سے (آپ کے ہاتھ پر) بیعت کرتے ہیں۔ فی الحقیقت وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں (گویا) اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ (اور وہ حدیبیہ میں محض رسول ہی سے نہیں بلکہ اللہ سے بھی بیعت کر رہے ہیں کہ مرتے دم تک میدانِ جنگ سے نہ بھاگیں گے) پھر جو کوئی عہد کو توڑے تو عہد کے توڑنے کا نقصان اسی کو ہو گا اور جو اللہ سے اپنا اقرار پورا کرے (اور مرتے دم تک قائم رہے) تو اللہ اس کو عنقریب بڑا اجر دے گا (اپنے دیدار سے سرفراز فرمائے گا)۔

دوسرا رکوع

صرف جاہل گنوار رسول کی عظمت، ان کے مقام کو نہیں سمجھتے اور ان کی فرمانبرداری سے جان چراتے ہیں۔

۱۱۔ سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ لَكُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۚ بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ○

(اے رسول اب جب کہ آپ مکہ سے واپس ہو رہے ہیں اور آپ کو کسی قسم کا کوئی نقصان نہ پہنچا تو) دیہاتیوں میں سے جو (اس سفر میں) پیچھے رہ گئے تھے عنقریب آپ سے (بہانے بنائیں گے اور) کہیں گے (کہ ہم تو آپ کے ساتھ ضرور چلتے لیکن) ہم کو ہمارے مال اور اہل و عیال نے مشغول رکھا اس لیے آپ اللہ سے ہماری بخشش طلب کریں (کہ ہم جہاد میں آپکے ہم سفر نہ ہو سکے ۔ لیکن یہ ان کی بہانہ بازیاں ہیں) وہ اپنی زبان سے وہ کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے ۔ آپ ان سے فرما دیجئے (تم اپنے کاموں کی فکر میں رہے) پھر اگر اللہ تم کو نقصان پہنچانا چاہے یا تم کو فائدہ پہنچانا چاہے (تو) اللہ کے مقابلہ میں تمہارے لیے کون کسی چیز کا اختیار رکھتا ہے ۔ بلکہ اللہ تو تمہارے سب کاموں سے (جو تم کرتے رہتے ہو) باخبر ہے ۔ تمہارے کام بھی جانتا ہے تمہاری بہانہ بازیاں بھی جانتا ہے اور تمہارے ان بہانوں سے قبل اپنے رسول کو وہ مطلع بھی کر چکا ہے ۔

۱۲۔ بَلْ ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَنقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنتُمْ قَوْمًا بُورًا ○

بات یہ ہے کہ تم سمجھ بیٹھے تھے کہ اللہ کا رسول اور مسلمان (اس سفر کے بعد مدینہ یعنی) اپنے گھر والوں میں واپس ہی نہ ہوں گے اور تمہارے دلوں کو یہ بات بہت اچھی بھی معلوم ہوئی اور تم نے (اپنی دلی آرزوؤں کے مطابق) برے برے خیالات قائم کر لیے (تم نے اپنی تباہی اور خسارے کی صورت خود ہی پیدا کی خود مستحق عذاب بنے) اور تم ہلاکت میں پڑ گئے ۔

۱۳ وَمَن لَّمْ يُؤْمِن بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا ○

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے تو ہم نے (ایسے سب) کافروں کے لیے (جہنم کی) دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے ۔

۱۴۔ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ○

اور آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ ہی کی ہے جس کو چاہے بخش دے اور جس کو چاہے سزا دے (لیکن اللہ کی رحمت اس کے غضب سے کہیں بڑھ کر ہے) ۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے ۔

صلح حدیبیہ کے بعد جب حضور کو خیبر پر چڑھائی کا حکم ہوا جہاں غدار یہود آباد تھے تو جو لوگ حدیبیہ نہ گئے تھے ادھر جانے کے لیے تیار ہوئے کہ وہاں خطرہ کم اور مال غنیمت کی امید زیادہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی نیتوں سے اپنے رسول کو پہلے ہی باخبر کر دیا تھا اور حکم فرمایا تھا کہ ان کو شریک نہ کیا جائے۔

۱۵- سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ ۚ قُلْ لَنْ تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِنْ قَبْلُ ۖ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ○

(مسلمانو) جب تم (خیبر کی) غنیمتیں لینے کو چلو گے تو جو لوگ (سفر حدیبیہ میں) پیچھے رہ گئے تھے کہنے لگیں گے کہ ہم کو بھی اجازت دو کہ ہم تمہارے ساتھ چلیں۔ یہ لوگ تو چاہتے ہیں کہ اللہ کا قول (کہ وہ خیبر میں مسلمانوں کے ساتھ ہرگز نہ جائیں اور ان کا اس میں کوئی حصہ نہ ہوگا) بدل دیں (یعنی پورا نہ ہونے دیں) آپ فرما دیجیے کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ (غزوہ خیبر میں) نہیں چل سکتے۔ اللہ نے اسی طرح (تمہاری اجازت طلب کرنے سے پہلے ہی) فرما دیا ہے (وہ اس پر بھی یقین نہ کریں گے) پھر یہی کہیں گے کہ تم تو ہم سے جلتے ہو (نہیں چاہتے کہ تمہارے علاوہ کسی کو مال غنیمت ملے) درحقیقت یہ لوگ (حق بات) بہت کم سمجھتے ہیں (وہ مسلمانوں کی زندگی، ان کے اقدار سے واقف نہیں اپنی طبیعت پر ان کی حالت کا قیاس کرتے ہیں)۔

۱۶- قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ ۖ فَإِنْ تُطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا ۖ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ○

آپ ان پیچھے رہ جانے والے گنواروں سے فرما دیں (کہ اس جنگ میں تو نہیں البتہ) جلد ہی تم کو ایک اور بڑی جنگجو قوم کے مقابلہ میں لڑنے کو بلایا جائے گا۔ تم ان سے یا تو جنگ کرتے رہو گے یا وہ اطاعت قبول کریں گے۔ پھر اگر تم کہنا مانو گے تو تم کو اللہ بہت اچھا بدلہ دے گا، اور اگر (اس وقت بھی) تم روگردانی کرو گے جیسے تم اس سے قبل روگردانی کر چکے ہو تو (اللہ) تم کو دردناک عذاب دے گا۔

اللہ ان سے ناراض نہیں جو مجبوراً پیچھے رہ گئے، جہاد معذوروں پر فرض نہیں۔

۱۷- لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا

نہ اندھے پر کوئی گناہ ہے نہ لنگڑے پر کوئی گناہ اور نہ بیمار پر کوئی گناہ

عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ ع النصف

(کہ وہ جہاد میں شریک نہ ہو سکے) اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو اللہ اس کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں اور جو کوئی روگردانی کرے گا (اللہ) اسے دردناک عذاب دے گا۔ (جہاد پر جانا اور جہاد سے رکنا سب اللہ کے حکم کے تحت ہونا چاہیئے)۔

تیسرا رکوع

اللہ تو انہیں سے خوش ہوتا ہے جو اس کے رسول کے حکم پر چلیں، جس وقت جو حکم ملے اس کے لیے دل و جان سے تیار ہو جائیں۔ چنانچہ یہی بیعت رضوان جس کا ذکر شروع سورہ میں گزر چکا ہے حدیبیہ کے مقام پر ہوئی اور اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی کا سبب بنی۔ اللہ صحابۂ کرام کے دلوں کی کیفیت، جہاد کی تڑپ، اخلاص نیت سے بخوبی واقف تھا اسی نے ان کے دلوں کو تسکین بخشی، اسی نے صلح حدیبیہ کو صریح کامیابی بنا دیا۔ اور فتح مکہ کی بشارت دی۔ چنانچہ اس رکوع میں بتایا جا رہا ہے کہ تابع امر کیسا ہوتا ہے اتباع کس کو کہتے ہیں فتح و نصرت اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ ایسی فتح دیتا ہے جو انسان کے بس میں نہیں ہوتی۔

۱۸- لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝

یقیناً اللہ مومنوں سے خوش ہوا جب وہ درخت کے نیچے آپ سے (جہاد کے لیے) بیعت کر رہے تھے پس اللہ نے (وہ صدق و خلوص) جو ان کے دلوں میں تھا جان لیا پھر (اگر صلح حدیبیہ کے شرائط کی وجہ سے ان پر گرانی تھی تو وہ بھی اللہ نے دُور فرما دی اور) ان (کے دلوں) پر تسکین نازل فرمائی اور ان کو (حدیبیہ سے آنے کے بعد ہی خیبر کی) جلد ہی ایک فتح انعام فرمائی۔

۱۹- وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

اور بہت سی غنیمتیں بھی (عطا کیں) جن سے وہ سرفراز ہوتے رہے، اور اللہ زبردست حکمت والا ہے (ایک طرف جہاد سے روک دیتا ہے کہ مکہ کے مسلمان پس نہ جائیں اور دوسری طرف جہاد کا حکم دیتا ہے

کہ فتح و نصرت کے ساتھ مال غنیمت بھی ملے اور جہاد کی تمنا بھی پوری ہو۔

٢٠۔ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ○

اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرمایا ہے (کہ) تم ان کو حاصل کرو گے پس (فوری طور پر خیبر کی فتح میں) یہ غنیمت تو تم کو جلدی دے دی اور تم سے لوگوں کے ہاتھ روک دیئے (یعنی کفارِ مکہ اور دوسرے لوگ مداخلت نہ کر سکے) اور (یہ سب اس لیے ہوا) تاکہ مسلمانوں کے واسطے (اللہ کی قدرت، رسول کی صداقت اور امر الٰہی کے تحت صلح و جنگ کا) ایک نمونہ قائم ہو جائے اور وہ تم کو سیدھی راہ چلائے ۔ (تاکہ امر الٰہی کی اتباع میں کبھی ذات یا ذاتی وقار تمہارے سامنے نہ آئے، دین کا فروغ، اسوۂ حسنہ کی اتباع ہی پیشِ نظر رہے) ۔

٢١۔ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ○

اور (تاکہ اس کے ساتھ ہی) ایک اور فتح (انعام فرمائے یعنی فتح مکہ) جس پر تمہیں قابو نہیں لیکن وہ اللہ کے احاطۂ قدرت میں ہے اور اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے (صلح حدیبیہ ہی کو فتح مکہ کا پیش خیمہ بنا چکا ہے، سرکارِ دو عالم کا خواب، خواب نہیں حقیقت ہوا کرتا ہے) ۔

٢٢۔ وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ○

اور اگر (صلح حدیبیہ نہ ہوتی اور) تم سے یہ کافر لڑتے تو (تم ہی غالب آتے اور) یہ پیٹھ پھیر کر بھاگتے پھر نہ وہ کسی کو دوست پاتے اور نہ مددگار (لیکن اللہ کو یہی منظور تھا کہ پہلے صلح ہو جائے ۔ منشا تو یہ تھا کہ پہلے قلوب کو فتح کیا جائے تم کو جو ادب اور تنظیم سکھانا تھا تم اس کے لیے تیار رہو جاؤ تم اصلی تنظیم میں آجاؤ) ۔

یاد رکھو کہ جب تنظیم کے انداز سے حق آتا ہے تو باطل کی تمام قوتیں بیکار ثابت ہوتی ہیں۔ باطل ہی کو شکست ہوتی ہے ۔

٢٣۔ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ○

(اور کافروں کے ساتھ) اللہ کا یہ دستور پہلے سے چلا آتا ہے اور آپ اللہ کی سنت (اللہ کی فطرت، اللہ کے اصولوں) میں کبھی فرق نہ پائیں گے ۔

دیکھو اللہ اپنے نہ بدلنے والے اصولوں کو سنت اللہ فرماتا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے فرمان کو فرض کہتے ہیں۔ یہ بھی شاید اس لیے ہے کہ سب لوگ سنت کی اہمیت سمجھیں سنت کے معنی بالعموم رسم، عادت، دستور کے لیے گئے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے سنت کا لفظ اختیار فرمایا تاکہ عادت و دستور کو سرکار دو عالمؐ ہی کے تعلق سے سمجھا جائے اور جو بھی فرمودات رسول اور سنت رسول کی توہین کی جسارت کرے وہ سمجھ لے کہ اللہ اس کو برداشت نہیں کرتا کسی نبی کے سلسلہ میں اسے برداشت نہ کیا گیا چہ جائیکہ سرکار دو عالمؐ کے مقابلہ میں۔ یہی وہ سنت ہے جس میں کبھی تغیر نہیں آتا۔

مشرکین کے کچھ لوگ حدیبیہ میں پہنچے تھے کہ موقع پر پہنچ کر حضورؐ کو اور مسلمانوں کو شہید کردیں لیکن یہ ان کے اختیار کی بات نہ تھی انہوں نے چھیڑ چھاڑ بھی کی ایک مسلمان کو شہید بھی کیا لیکن صحابہؓ نے ان لوگوں کو زندہ پکڑ لیا سرکار دو عالمؐ نے انہیں معاف کر دیا۔

۲۴۔ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝

اور (اللہ) وہی ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے مکہ کی سرحد پر روک دیا بعد اس کے کہ اللہ نے تم کو ان پر قابو بھی دے دیا تھا اور تم نے ان کو گرفتار بھی کر لیا تھا) اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو (سب) دیکھتا ہے۔

۲۵۔ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ۭ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَاۗءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَــــُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تم کو مسجد حرام (میں داخل ہونے) سے روکا، اور (ان کی اس مزاحمت کے باعث) قربانی کے جانور بھی اپنی جگہ (حرم میں پہنچنے اور ذبح ہونے) سے رکے رہے (لیکن سرکار دو عالمؐ نے سب کچھ جانتے ہوئے بھی معاف فرمایا، اس لیے کہ مکہ میں سب کافر ہی تو نہیں کچھ مسلمان بھی تھے جن سے صحابہ بھی واقف نہ تھے اور وہ بھی ہلاک ہوتے) اور اگر یہ مومن مرد اور مومن عورتیں (مکہ میں) نہ ہوتیں جن کو تم نہیں جانتے تھے (تو تم کو اس وقت بھی فتح مکہ نصیب ہو سکتی تھی لیکن) یہ احتمال تھا کہ تم ان کو بھی پیس ڈالوگے پھر تم کو ان (مسلمانوں) کے باعث ایسے کام کی بنا پر نقصان پہنچے گا جو تم نے بے خبری میں کیا (تاخیر اس لیے ہوئی کہ جو مسلمان مکہ میں ہیں وہ نکل آئیں اور جو کافر اسلام کی صداقت سے متاثر ہونے والے ہیں وہ

لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ○

مسلمان ہو جائیں، کہ اللہ جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل فرمائے۔ اگر (اس وقت بھی مکہ میں) وہ (چند کلمہ گو) الگ ہو جاتے تو ہم ان میں سے کافروں کو عذاب دیتے اور عذاب بھی دردناک (عذاب)۔

اور اس صلح حدیبیہ کے موقع کا وہ وقت بھی یاد رکھنے اور سبق لینے کے قابل ہے

۲۶۔ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ○ ع ۹

جب کفار نے اپنے دلوں میں ضد اور ضد بھی جہالت کی ضد کو جگہ دی (وہ اسی پر اڑے تھے کہ انکی شرائط کو قبول کیا جائے، حضور قبول فرما رہے تھے لیکن جان نثار صحابہ ان شرائط سے خوش نہ تھے لیکن صبر اور تحمل اور فرمانبرداری کا نمونہ بنے ہوئے تھے) تو اللہ نے (ان کے ادب بیت اللہ اور اطاعتِ رسول کے اس انداز کو پسند فرمایا اور) اپنے رسول اور مومنوں (کے قلوب) پر تسکین نازل فرمائی اور ان کو (ایک محتاط اور) پرہیزگاری کی بات پر قائم رکھا (وہ جہالت کے مقابلہ میں حوصلہ اور تحمل سے کام لیتے رہے اور اللہ کی وحدانیت، رسول کی اطاعت کو اپنے ہر جذبہ و جوش پر مقدم سمجھتے رہے) اور وہی اس (انداز اتباع) کے زیادہ مستحق اور اس (تحمل اور بردباری) کے اہل تھے۔ (انہیں کو اللہ نے حضور کی رفاقت کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ یہی صحابہ بننے کے حق دار تھے) اور اللہ ہر چیز سے خبردار ہے (وہ سب کی صلاحیتوں سے واقف، ان کی کیفیات، سے آگاہ ہے)۔

چوتھا رکوع

صلح حدیبیہ کو واضح حکم اور فتح مبین فرمایا تھا آخری رکوع میں فتح مکہ کا وعدہ بھی فرمادیا، صاف لفظوں میں کہہ دیا گیا کہ اللہ نے اپنے رسول کا خواب سچ کر دکھایا۔ مسلمان انشاء اللہ مکہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوں گے اور مناسکِ حج بجا لائیں گے، حق کی فتح برحق ہے اور جنہوں نے رسول کی اتباع اخلاص سے کی ان کی کامیابی میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے خلفاء راشدین کے زمانہ میں اسلام کا فروغ اور اس کی لہلہاتی ہوئی کھیتی دیکھ کر لوگ رشک کریں گے۔

۲۷۔ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا

بے شک اللہ نے رسول کو حقیقت کے مطابق سچا (صحیح) خواب دکھایا

بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ○

کہ انشاء اللہ تم مسجدِ حرام (خانہ کعبہ) میں امن وامان سے داخل ہوگے (اور تم میں کچھ) سرمنڈواتے ہونگے اور (کچھ) بال کترواتے ہونگے (اور پھر احرام کھولیں گے) تم کو کسی بات کا خوف نہ ہوگا پھر وہ (یعنی خدا) جانتا ہے جو تم نہیں جانتے پھر اس نے فتح مکہ سے قبل ہی ایک فوری فتح دے دی (اور یہ فتح، فتح خیبر تھی)۔

۲۸۔ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ؕ

وہی (اللہ) تو ہے جس نے اپنے رسول (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کو (کتابِ) ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ اس دین کو تمام ادیان پر مکمل طور پر غالب کردے (اور جملہ حقائق ومعارف کو ظاہر فرمادے اور کلمۂ طیبہ کی صداؤں سے عالم کو نجتا ہے) اور (یوں تو دینِ حق کی صداقت اور رسول کی رسالت پر) اللہ ہی گواہ کافی ہے۔

کافر تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر کڑھتے ہیں، ذرا وہ آپ پر اور آپکے اصحاب پر نظر کریں۔ دیکھیں کہ تابع امر کیسے ہوتے ہیں ان کی کیا شان ہے۔ حضور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور ان کے برگزیدہ صحابہ کے جلال وجمال پر خود اللہ گواہی دیتا ہے کہ

۲۹۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۛۖ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۛ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں سخت (اور زور آور) ہیں (لیکن) آپس میں رحم دل (ایک دوسرے کے ساتھ اخلاص اور محبت سے پیش آتے ہیں۔ ان کی حالت یہ ہے کہ ان کا غصہ ان کی محبت سب اللہ کے لیے ہے، اے دیکھنے والے) تو (بھی) دیکھتا ہے کہ وہ (کبھی) رکوع (کبھی) سجدہ میں ہیں (غرض ہر طرح) اللہ سے اس کے فضل اور اس کی رضامندی کے طلبگار ہیں ان کی علامت (ان کے پُر نور پُر رونق نشانِ سجدہ سے) ان کے چہروں پر نمایاں ہے جو سجدوں کا اثر ہے (ان کے چہروں پر عبادت کے آثار، پیشانی پر سجدہ کے نشان، ولایت کا بار ان کی جبین پر ہے یہ تو الگ پہچانے جاتے ہیں) ان (صحابہ) کی تعریف توریت میں اور ان

معانقة عند المتاخرين

شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۟ ع ۳ ۱۲

کے اوصاف انجیل میں (آئے) ہیں ان کی مثال ایک کھیتی کی مانند ہے کہ اس نے (پہلے) سوئی (کی طرح کی ایک پتی) نکالی، پھر (ارد گرد کے ماحول اور زمین سے قوت حاصل کر کے) اس کو مضبوط (اور قوی) کیا۔ پھر وہ اور موٹی ہوئی پھر (بڑھ کر) اپنے بل پر کھڑی ہو گئی (اور یہ سرسبز و لہلہاتی ہوئی کھیتی) کاشتکاروں کو بھلی معلوم ہونے لگی (اسلام کی کھیتی بھی لہلہا رہی ہے) تاکہ کافروں کا جی جلے (اور یہ تو دنیا میں ان صحابۂ کرام اور مومنوں کا انعام ہے، آخرت میں تو) اللہ نے ان سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ہیں مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ کیا ہے۔

سورتِ فتح ختم ہوئی اور اس شان سے کہ نہ صرف فتح مکہ کی بشارت لیے ہوئے بلکہ اسلام کے فروغ و عروج کے اور مومنوں کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم کے وعدوں کے ساتھ۔ سورہ میں سرکارِ دو عالمؐ اور ان کے صحابۂ کرامؓ کی شان کے ذکر کے ساتھ دورِ خلافتِ راشدہ میں اسلام کے فروغ کا جو وعدہ کیا گیا دنیا اس کی صداقت دیکھ چکی ہے۔ آیتِ بالا میں پہلے صحابۂ کرامؓ کا ذکر ہوا "معہ" سے صدیقِ اکبرؓ "اشداء علی الکفار" سے حضرت فاروقؓ "رحماء بینہم" سے حضرت عثمان غنیؓ "رکعا سجدا" سے حضرت علیؓ کی طرف خصوصی اشارہ ہے پھر سجدہ کے آثار۔ اور تلاشِ فضل و رضائے الٰہی میں تمام صحابہؓ اہلِ بیتؓ، شہداءؒ و صالحینؒ شامل ہیں آیت کے آخر میں اسلام کے فروغ کی چار منزلوں کا بھی ذکر ہے "اخرج شطئہ" سے حضرت صدیقِ اکبرؓ کا زمانہ۔ جب اسلام نرم و نازک کھیتی کی طرح پھیلا، "فآزرہ" سے حضرت عمر فاروقؓ کا دور جب وہ مضبوط و مستحکم ہوا "فاستغلظ" سے حضرت عثمان غنیؓ کا زمانہ جب اس میں بالیدگی کے سب آثار پیدا ہو گئے اور "فاستوی علیٰ سوقہ" سے سیدنا حضرت علیؓ کا دور مراد ہے۔ جب اسلام ایک لہلہاتی ہوئی کھیتی کی طرح سرسبز و شاداب تھا جس کو دیکھ کر کافر رشک کرتے تھے۔ اور اللہ کے یہ وعدے مسلمانوں سے رہتی دنیا تک ہیں اور آخرت کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم ان ہی کا نصیب ہے۔

سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ

مدنی اٹھارہ آیتیں دو رکوع

سورۃ الحجرات اس منزل کا آخری سورہ ہے اس منزل میں خصوصیت کے ساتھ توحیدِ مطلق یعنی کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی عظمت و حقیقت کا بیان ہوا۔ محمد رسول اللہ کی رفعت و عظمت ان کے متبعین کی شناخت، ان کے ماحول، ان کے اثرات پر یہ سورہ ختم ہوا۔

اب اس سورہ میں وہ آداب سکھائے جا رہے ہیں جو حصولِ فیض کے لیے ضروری ہیں تعلیمی پہلو سے ادب کو خاص مقام حاصل ہے جس کو جو ملتا ہے ادب ہی سے ملتا ہے۔ ادب ہی سے تنظیم اور تعظیم سے تعمیل کی منزل تک رسائی ہوتی ہے ادب ہی سے علم کے دریچے کھلتے ہیں۔ باب العلم تک رسائی ہوتی ہے۔ مدینہ میں داخلہ ملتا ہے پھر ذاتِ مقدسہ کی یافت کا وسیلہ ہاتھ آجاتا ہے۔

سورۂ فتح کے آخر میں صحابۂ کرام کی عظمت کا بیان تھا، یہاں امہات المومنین کی در و دیوار کی عظمت ذہن نشین کی جا رہی ہے۔ اس مناسبت سے سورہ کا نام ہی الحجرات رکھا گیا، بتایا جا رہا ہے کہ حضور جب کسی حجرۂ مبارکہ میں ہوں تو انتظار کرنا ہی عبادت ہے تمہاری آواز بھی اس مقدس ماحول کے شایانِ شان نہیں۔ جب سرکارِ دو عالم کی صحبت میں بیٹھنے کا تم کو شرف حاصل ہو خاموش رہو۔ سنو اللہ کا رسول کیا کہتا ہے جسمانی حرکات میں بھی پیش قدمی نہ ہو۔ یہ ادب بھی اللہ کا ادب ہے وہ سنتا ہے، دیکھتا ہے جب بولنا ہو تو بڑی نرمی اور آہستگی سے بولو۔ سرکارِ دو عالم کا اندازِ بیان سیکھنے اور پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ تمہاری گفتگو میں کرختگی نہ آنے پائے کسی سختی کا شائبہ بھی نہ ہو۔ جو آواز پر کان رکھتے ہیں اشارہ پاتے ہی کر گزرتے ہیں یہ اتباع کے نمونے ہیں یہ صحابہ کی ایک مخصوص جماعت ہے۔ تم حضور کی ہر بات مانو لیکن وہ اگر تمہاری کوئی بات نہ مانیں تو اسی میں اپنی بھلائی سمجھو اگر وہ تمہاری ہر بات مان لیں تو تم ہی نقصان میں پڑ جاؤ گے۔ سورہ کے آخر تک ادب، سے تنظیم اور تعظیم سے اطاعت و محبت تک لا کر منزل کو ختم کیا گیا ہے کہ یہی منزلِ مقصود ہے۔ اللہ کی معرفت یہیں سے حاصل ہوتی ہے اور یہیں ملتا ہے اللّٰھم نوّر قلبی بنور معرفتك حتیٰ لا یبقیٰ شیءٌ غیرك۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

اے ایمان والو تم اللہ و رسول سے (کسی معاملہ میں) سبقت نہ کیا کرو (ان سے پہلے نہ بول اٹھا کرو ان کے حکم کا انتظار کیا کرو ان کا فرمانا اللہ کا فرمانا ہے) اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ (سب کچھ) سننے والا (اور تمہارے دلوں کے حال کو بھی) خوب جاننے والا ہے۔ (غرض یہ کہ اپنی ذاتی رائے اور مفاد کو ایک بلند مقصد کے تابع کرو)۔

دوسری بات یہ بھی یاد رکھو کہ

۲۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا

اے ایمان والو اپنی آواز کو پیغمبر کی آواز سے بلند نہ کیا کرو (نہ آواز میں تیزی

اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○

ہو نہ بلندی ہو) اور ان سے اس طرح زور سے نہ بولو جیسے آپس میں زور سے بولتے ہو (یہ بات ادب کے خلاف ہے دیکھو) کہیں تمہارے اعمال (تمہاری نادانی سے) ضائع نہ ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

۳۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ○

بلاشبہ جو لوگ اللہ کے رسول کے سامنے اپنی آواز کو پست رکھتے ہیں (اور دبی آواز سے بولتے ہیں) وہی لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ نے تقوے (بزرگی اور پاکیزگی) کے لیے آزمالیا (اور منتخب کر لیا ہے) ان کے لیے (اللہ کی طرف سے) بخشش اور عظیم اجر ہے۔

(ان کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوں گے اور ایسا انعام ملے گا جس کا اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا بزرگوں نے اجرِ عظیم سے رویت باری تعالیٰ مراد لی ہے)۔

۴۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○

بیشک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر ناسمجھ ہیں (عقل سے کام لینا نہیں جانتے)۔

ورنہ صبر کرتے اور حضور کے باہر تشریف لانے کا انتظار کرتے۔

۵۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود ان کے پاس باہر آجاتے (اس وقت آپ سے بات کرتے) تو یہ ان کے حق میں بہتر ہوتا اور (اگر کسی نے نادانی اور جلد بازی سے یہ بات کی اور بے ادبی منظور نہ تھی تو) اللہ معاف فرمانے والا مہربان ہے۔

جس طرح حصولِ فیض سے محرومی کا باعث بے ادبی ہے اسی طرح بدگمانی معاشرہ کو تباہ کرتی ہے اور قاطع محبت ثابت ہوتی ہے اس لیے اے مسلمانو ادھر ادھر کی باتوں پر بلا تحقیق کیے بھروسہ نہ کیا کرو۔

۶- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝

اے ایمان والو اگر کوئی بدکردار تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو (یقین کرنے سے قبل) تحقیق کرلیا کرو کہیں (ایسا نہ ہو کہ اس کی بات پر بھروسہ کرکے) تم کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچا دو پھر تم کو اپنے کیے پر پچھتانا پڑے۔

۷- وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ۙ

اور جان رکھو (یہ بات خوب ذہن نشین رہے) کہ تم میں رسول اللہ موجود ہیں اگر وہ اکثر تمہاری بات مان لیا کریں تو تم بڑی مشکل میں پڑ جاؤ لیکن اللہ نے تمہارے دل میں ایمان کی (ایسی) محبت ڈال دی ہے (کہ تمہاری زبان سے ان کی ہر بات پر آمنا و صدقنا ہے) اور اس (ایمان) کو تمہارے دلوں میں مزین (اور منور) کر دیا ہے۔ اور کفر، فسق اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا ہے (جن کا محبتِ رسول میں یہ حال ہوگیا) یہی لوگ راہ حق پر ہیں۔

۸- فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

(اور ان کی یہ محبت یہ جذبۂ ایمانی) اللہ کے فضل اور اس کی عنایت کے باعث ہے اور اللہ بڑا علم والا، صاحبِ حکمت ہے۔

۹- وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝

اور اگر دو گروہ مسلمانوں کے آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔ پھر اگر ان میں ایک دوسرے پر زیادتی کرتا چلا جائے تو (تم خاموشی سے تماشہ نہ دیکھو بلکہ) تم سب (مل کر) اس سے لڑو جو زیادتی کر رہا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے پھر اگر وہ رجوع کرے (یعنی اس بات کو تسلیم کرے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا) تو ان دونوں میں غیر جانب داری (یا مساوات) سے صلح کرا دو اور انصاف ملحوظ رکھو (یہ نہ سوچو کہ اس نے کہنا نہ مانا تھا اس لیے اس پر سختی اور دوسرے سے اب بھی نرمی کی ضرورت ہے) بیشک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

۱۰- اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ ع

بے شک مسلمان تو (آپس میں) بھائی بھائی ہیں (حقیقی بھائی کی طرح ہیں) پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (تم کو خوفِ خدا انصاف سے ہٹنے نہ دے گا اور تمہارے جذبۂ محبت و ہمدردی کو اللہ پسند فرما کر تم پر رحم فرمائے گا)۔

دوسرا رکوع

سرکارِ دو عالمؐ کے ادب کے ساتھ آپس میں ایک دوسرے کا احترام، ایک دوسرے سے محبت سکھائی جارہی ہے۔ فسق کی اکثر وجہ یہ ہوتی ہے کہ انسان اپنے کو دوسروں سے بہتر ثابت کرنے اور ان پر برتری چاہنے کے لیے وہ کہتا ہے جو وہ نہیں ہوتا۔ دوسروں سے بدگمانی دوسروں کے معاملات میں تجسس، دوسروں کی غیبت یہ سب باتیں انسان کو مقامِ انسانیت سے گرا دیتی ہیں، بعض لوگ اپنے کو مومن ظاہر کرتے ہیں لیکن وہ ایمان کی نعمتوں سے محروم رہتے ہیں، اس رکوع میں ظاہری مسلمان اور حقیقی مومن کا فرق بتایا گیا ہے، جب طاعت خلوص دل سے کی جاتی ہے تب مسلمان مومن بنتا ہے، جب ایمان دل میں گھر کرلیتا ہے تو مومن جان و مال سب کچھ اللہ کی راہ میں دینے سے گریز نہیں کرتا۔

مومن بنو پھر دیکھو کہ مومن کو کیا ملتا ہے یہ بتانے کی بات نہیں پانے کی چیز ہے، مقامِ صدق ان کی منزل ہوتی ہے بعض نا سمجھ ایمان لاکر سرکارِ دو عالمؐ پر احسان رکھتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ اللہ کا ان پر احسان ہے کہ اس نے سرکارِ دو عالمؐ کے دامنِ رحمت سے ان کو وابستہ کردیا ایمان پانے کا راستہ بتا دیا۔

۱۱- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ

اے ایمان والو (دیکھو۔ مردوں کی) ایک جماعت دوسری جماعت کا مذاق نہ اڑایا کرے، ممکن ہے کہ (بعض معاملات میں) وہ (جس کا مذاق اڑا رہے ہیں) ان سے بہتر ہو۔ اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا (مذاق اڑائیں) ممکن ہے کہ وہ عورتیں (جن کا مذاق اڑایا جارہا ہے) ان سے بہتر ہوں اور نہ اپنے لوگوں (پر نکتہ چینی کرو اور نہ ان) پر عیب لگاؤ اور نہ (چڑھانے کے لیے) ایک دوسرے کو (بُرے لقب رکھ کر) بدنام کرو (غرض کوئی ایسی بات نہ کرو جس سے کسی کے دل کو تکلیف پہنچے، یا اس کے اور تمہارے درمیان مخالفت کی خلیج بڑھتی ہی چلی

الاسم الفسوق بعد الایمان ۚ ومن لم یتب فاولٰئک ھم الظٰلمون ○

جائے اور وہ تم سے پھر قریب نہ آئے بلکہ تم کو بُرے ناموں سے یاد کرے غرض) ایمان لانے کے بعد بُرا نام رکھنا (بھی) گناہ ہے (گناہ کسی نوعیت کا ہو مومن کو زیب نہیں دیتا)۔ اور جو کوئی (اس قسم کی غلطی سرزد ہونے کے بعد) توبہ نہ کرے تو وہی ظالم لوگ ہیں (اور اللہ کے یہاں سزا کے مستحق قرار دیئے جائیں گے)۔

۱۲- یٰایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ۡ ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ۚ ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ ۚ واتقوا اللہ ۚ ان اللہ تواب رحیم ○

اے ایمان والو! بیشتر بدگمانیوں سے بچتے رہو بے شک بعض بدگمانیاں گناہ (کا موجب) ہوتی ہیں اور (کسی کی برائیوں کے) کھوج میں نہ لگے رہا کرو اور نہ ایک دوسرے کو اس کے پیٹھ پیچھے بُرا کہا کرو تم میں کسی کو اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ سو اس کو تو (یقیناً) تم بہت ناگوار سمجھتے ہو (پس غیبت کو ایسا ہی سمجھو اس سے بچتے رہو) اور اللہ سے ڈرتے رہو (اگر بتقاضائے بشریت تم سے غلطی ہو جاتی ہے تو توبہ کرو) بے شک اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔

(کسی میں کوئی عیب ہو اور وہ اس کے پیٹھ پیچھے کہا جائے تو یہ غیبت ہے، کسی میں عیب نہ ہو اور اس کے پیٹھ پیچھے وہ کہا جائے تو یہ تہمت ہے۔ غیبت کا کفارہ استغفار ہے اور جس کی غیبت کی جائے اس کے لیے دعائے خیر۔)

۱۲- یٰایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر وانثٰی وجعلنٰکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ۚ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ۚ ان اللہ علیم خبیر ○

اے لوگو! ہم نے تم (سب) کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہارے طبقات (گروہ) اور قبیلے بنا دیئے تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو (لیکن کسی کو اعلیٰ طبقہ میں پیدا کرنا، ممتاز قبائل سے اس کا تعلق ہونا اس کا مال و دولت، صورت و شکل وقار و وجاہت سب دنیا تک ہے اللہ کے یہاں ان میں سے کسی کی کوئی قدر نہیں) بے شک اللہ کے نزدیک تو تم سب میں عزت والا اشرف (فضیلت والا) وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہو (پرہیزگاری اختیار کرے اور متقی بنے) بے شک اللہ سب کچھ جانتا باخبر ہے (تقویٰ کا تعلق ظاہر سے زیادہ باطن سے ہے اور

باطن کا حال اللہ ہی خوب جانتا ہے)۔

۱۴۔ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا یَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

(اور یہ گنوار کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے آپ فرما دیجئے کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ (یوں) کہو کہ ہم (بظاہر) مطیع ہو گئے اور (تم نے درحقیقت ابھی تک اسلام کو دل سے مانا ہی نہیں) ابھی تک تمہارے دلوں میں ایمان نے گھر نہیں کیا ہے (نورایمان اللہ اور رسول کی اطاعت سے دل میں جگہ کرتا ہے پہلے پکے مسلمان تو بنو تب مومن بنو گے) اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے تو اللہ تمہارے اعمال (کے اجر) میں کوئی کمی نہ کرے گا (تم کو مومن بنا دے گا۔ نورایمان بخشے گا بہت کچھ دے گا) بیشک اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم فرمانے والا ہے۔

مومن بنو پھر دیکھو کیا ملتا ہے صرف زبان سے کہنے سے کوئی مومن نہیں ہوتا۔

۱۵۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○

بے شک مومن (تو) وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر (دل و جان سے) ایمان لاتے ہیں پھر (اس میں ذرا) شک نہیں کرتے اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرتے ہیں یہی لوگ سچے (اور پکے مسلمان) ہیں۔ (ان کا منتہائے نظر منزلِ صدق ہے ان میں سب سے بڑے کا نام صدیق ہے)۔

آیات بالا میں ظاہری مسلمان اور مومن کا فرق سمجھایا گیا۔ مومن کی نظر اللہ پر اس کی رحمت پر، اور از راہِ نفاق اطاعت گزار کی نظر اپنی ظاہری عبادات پر، وہ اللہ کا ممنون ہوگا یہ گا ہے اللہ پر احسان رکھنے والا۔ دونوں اطاعت کا اظہار کرتے ہیں لیکن دونوں کی اطاعت میں بڑا فرق ہے ایک ہنوز شک میں پڑا ہے دوسرا شک سے نکل کر جان و مال کی بازی لگا کر عالمِ انوار میں زندگی بسر کر رہا ہے ادب کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتا، اللہ اور رسول اور بندوں کے حفظِ مراتب کا خیال رکھتا ہے ہر ایک کو ہر ایک کے مقام سے پہچانتا ہے

۱۶۔ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِیْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

آپ (ان اسلام کا اظہار کرنے والے اعرابیوں سے) فرما دیجئے کیا تم اپنی دینداری اللہ کو جتلاتے ہو۔ (اگر واقعی تمہارا ایمان کامل ہے اور تم سچے

وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ — دیندار ہو تو اللہ اس سے بخوبی آگاہ ہے) اور اللہ کو تو سب کچھ علم ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ کو ہر شے کی خبر ہے۔

۱۷۔ یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ — یہ لوگ آپ پر احسان رکھتے ہیں کہ (انہوں نے آپ کی تعلیم قبول کرلی اور) وہ مسلمان ہوگئے، آپ فرما دیجئے کہ اپنے اسلام لانے کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ یہ تو اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تم کو ایمان کا راستہ بتادیا اگر تم (واقعی اپنے دعوے ایمان میں) سچے ہو۔

(زبان سے اسلام کا دعویٰ کرنے کے ساتھ تمہاری نیت پاک اور تمہارے اعمال صالحہ ہیں تو اللہ کو اس کا علم ہے۔)

۱۸۔ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ ع ۲/۸ ۱۴ — بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کے سب چھپے بھیدوں کو جانتا ہے (اسے تمہاری نیت کا بھی علم ہے) اور اللہ تمہارے (ظاہری) اعمال کو بھی دیکھ رہا ہے (اس کے سامنے باتیں نہ بناؤ۔ البتہ اگر تم کو عمل صالح کی توفیق عطا فرمائی ہے تو اس کا احسان مانو اس کی بڑائی بیان کرو)

سورۃ الحجرات پر چھٹی منزل ختم ہوتی ہے جس میں اللہ کی ذات و صفات کے بیان کے ساتھ اسکے رسول حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ اور آپ کے صفاتِ خصوصی کا ذکر ہوا اور اس کلمۂ طیبہ پر قائم رہنے اور قلوب کو ایمان کی دولت سے مزین رکھنے کے لیے منزل کی اس آخری سورت میں وہ آداب سکھائے گئے جو اسلام پر قیام و قرار اور معرفتِ رموزِ الٰہی اور تجلیاتِ نورِ ایمانی کے لیے ضروری ہیں مسلم اور مومن کے جداگانہ مقام ہیں کلامِ الٰہی کی ہر منزل سے ہر شخص کو اس کی فہم ایمانی کے مطابق ہی ایک نصیبہ ملتا ہے۔ ہر ایک کے لیے راہِ سلوک کی ہر منزل میں ایک ادب ہے۔ ادب ہر صورت شرط ہے۔ فیض کا نزول اور وسیلہ کی یافت اسی سے ہے۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ۔

بحمد اللہ آج بتاریخ ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ مطابق ۶۔ اگست ۱۹۶۷ء بروز یکشنبہ سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے دربارِ مقدسہ میں اس منزل کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کی گئی۔
مدینہ منورہ حرم شریف بین المنبر والروضۃ المکرمۃ

ساتویں منزل

گزشتہ منازل میں بندے کی دعا، اللہ کی عنایات ، نزولِ وحی ، توحید ، رسالت ، آخرت ، انسان کے فرائض ، حقوق ، عبادات ، انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات ، خیر البشر ، خاتم النبیین سرکارِ دو عالم کے مقدس احوالِ مبارکہ کا بیان اور بندوں کی زندگی سے متعلق انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کا ذکر نہایت شرح و بسط سے ہوا اور کلمۂ طیبہ " لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ " کی حقیقت کا بیان نہایت وضاحت کے ساتھ کیا گیا ۔ ہدایت ، معرفت ، خُلق و اخلاق ، کرم و احسان کی منزلوں سے گزارا گیا ۔ انبیاء علیہم السلام کے مبارک اور بابرکت تذکروں کے ساتھ صدیقین ، شہدا اور صالحین کا ذکر کیا گیا ۔ نیکو کاروں کو بے شمار بشارتیں دی گئیں ، منکروں کافروں اور منافقوں کے احوال سے آگاہ کیا گیا اور ان کے اعمالِ بد کے نتائج سے ڈرایا گیا یہ سب ایک ہی مقصد کے تحت تھا کہ بندہ اپنے رب ، اپنے اللہ کو پہچانے اور اس کا فرمانبردار رہے ۔ اس کا پہچاننا اس کے رسول کو ماننا ہے ، اس کی اطاعت اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہے ۔ رسول ﷺ کی عظمت ، ان کی اطاعت اللہ کی محبت ہے ۔ رسول ﷺ ہی سے اللہ کو پانا ہے ۔

اب اس آخری منزل میں رسول سے اللہ کی طرف لے جایا جا رہا ہے ۔ سورۂ بقر کتاب کی تصدیق سے شروع ہوئی تھی ذٰلك الكتٰب لا ريب فيه ۔ یہ منزل صاحبِ کتاب کی تصدیق سے شروع ہے ۔ رب العزت قرآن مجید کی قسم کھا رہا ہے ۔ صادق الوعد ، صادق القول کی صداقت پر کس مہتم بالشان انداز سے یقین دلا رہا ہے ۔ یہ اس لیے ہے کہ اللہ بجز محمد رسول اللہ کے سمجھ میں نہیں آسکتا ۔ رسول اللہ میں جو اللہ ہے اس کو سمجھنا ہے ۔ اسی پر قیام و قرار کرنا ہے ۔ اللہ وہی ہے جس کو انہوں نے اللہ فرمایا ، وہ جس کے رسول ہیں ۔ ان ہی کو دیکھ کر اللہ کا نور ، انہیں کی زیارت سے اللہ کا سرور ان ہی کی زبان مبارک سے اللہ کا قول ، ان ہی کے اخلاق سے خُلقِ عظیم ، انہیں کے آئینۂ عبودیت میں قرآن کریم سمجھ میں آئے گا ۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کی جس درجہ عظمت بڑھتی جائے گی اللہ کی عبادت میں اخلاص پیدا ہوتا جائے گا ۔ یہاں تک کہ ہر تصورِ دوئی سے نکل کر بندہ محض اللہ اور خالص اللہ کے تصور میں پہنچ جائے گا ۔ اللہ کی احدیت کا کچھ تصور کر سکے گا ۔

اس منزل میں قٓ والقرآن المجید سے لے کر قل ھو اللہ احد تک ہر سورہ میں ان حقائق کی ترجمانی ایک مخصوص انداز سے ہے ۔ پھر ایک حکیمانہ انداز سے حقائق کے چہرے سے نقاب اٹھائی گئی ہے کہیں عقائد کے ساتھ حشر و نشر پر زور دیا گیا ہے ، کبھی نظر آنے والی چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے ، کہیں طور کی چھوٹی پہاڑی پر تجلیات کا ذکر ہے ، کہیں ایک نجم و حدت کے ذکر سے قوی کی حقیقت اور رفیقِ اعلیٰ کا تصور دیا گیا ہے ، کہیں صاحبِ معجزہ کے معجزۂ شق القمر کی طرف اشارہ ہے ،

کہیں شمس وقمر کی کشش چھوڑ دینے کا بیان ہے، کہیں اللہ کی شانِ رحمانیت کے جلوے ہیں، کہیں شانِ رحیمی کی کیفیات۔ کہیں حمد وثنا ہے کہیں سمع مطلق اور سمع مقید کا ذکر، کہیں حشر کے ساتھ اللہ کی ذات وصفات کا بیان ہے، کہیں قول وعمل کی مطابقت پر زور ہے۔ کہیں قوم کے انفرادی و اجتماعی ایمان وعمل کے آئینے یعنی جمعہ کا خصوصی بیان ہے، کہیں نظامِ کائنات اور نظامِ عالم کا ذکر ہے، کہیں اس کی قدرت کے ساتھ الفجر اور لیالِ عشر کا ذکر ہے کہیں والضحٰے کے انوار نظر آتے ہیں کہیں علم وقلم کی عطا ہے، کہیں نزولِ وحی کی کیفیت کا بیان خصوصی ہے، غرض منزل کے آخر تک پہنچتے پہنچتے، اللہ کی قدرت، اس کی حکمت، مکذبین کی حالت، مومن کے لیے کوثر اور صاحبِ کوثر، مومن وکافر کی کیفیات، اتمامِ فریضۂ تبلیغ، اللہ کا وعدۂ فتح ونصرت، کفر کی شکست اور ظہورِ حق یعنی اللہ کی احدیتِ ذات کا بیان واضح ہو جاتا ہے۔ اللہ، اللہ ہی ہے اس کی عظمتؒ اس کی شان تک ذہنِ انسان کی رسائی نہیں اسے اس کی صمدیت ہی سے سمجھایا جا سکتا ہے تاکہ اللہ ہی اللہ مومن کی نظروں کے سامنے رہ جائے۔ انسان فاعلِ حقیقی اللہ ہی کو سمجھے۔ اسباب سے اس کی نظر اٹھ جائے۔ یہ مشکل مقام تھا انسان خلق کو دیکھے اور اس کے شر سے بچ سکے، دل رکھتے ہوئے دل کے وسوسوں سے نجات پا سکے، اس لیے بندۂ مومن کو اللہ پر قیام وقرار کے لیے آخر کی دو سورتیں عطا ہوئیں کہ ان کی تلاوت سے وہ خلق اور نفس کے شر اور وسوسوں سے محفوظ رہ سکے۔ منزل کا آخری لفظ والناس ہے۔ انسان ہر لمحہ ہدایت کا طالب ہے پھر وہی سورۂ فاتحہ، وہی انسان کی قسمیں اور وہی دورِ قرآن شروع ہو جاتا ہے، مومن جس مقام پر پہنچ چکا ہے اب اس کی ترقیِ مدارج کی ابتدا وہیں سے ہوگی اور پھر آخر قرآن تک وہ ایک اور بلندی اور رفعت میں آئے گا۔ کون ہے جو قرآن کے حقائق سمجھ سکے، بیان کر سکے جب سرکارِ دو عالمؐ قرآن تلاوت فرماتے رہے اور یہی دعا کرتے رہے رب زدنی علماً۔ رب زدنی علماً۔

اس منزل کا ہر سورہ اجمالاً ہدایت کے جملہ پہلو لیے ہوئے ہے سورتیں چھوٹی ہوتی جاتی ہیں لیکن مضمون کا دامن وسیع سے وسیع تر ہوتا جاتا ہے۔ اس منزل میں خصوصیت کے ساتھ آخرت کا ذکر ہے جس کو مالک یوم الدین کی تشریح سمجھنا چاہیئے۔

سُوْرَۃُ قٓ

مکی پینتالیس آیتیں تین رکوع

سورۃ الحجرات میں ادب سے متعلق احکام تھے یہ منزل ادب کا ثمرہ ہے سورہ کی ابتدا اس قسم سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے احکام اپنے رسول کے ذریعہ ہی بھیجتا ہے۔ سورہ کی ابتدائی آیت

ہی بیک وقت اللہ کی توحید، اس کی قدرت، سرکارِ دو عالمؐ کی رسالت اور قرآن کی صداقت پر شاہد ہے۔ پھر روزمرہ کے مشاہدات سے حشر و نشر کی صداقت کو ذہن نشین کیا گیا ہے، واضح ہو کہ ایمان وہی لاتے ہیں جو سرکارِ دو عالمؐ کا ادب کرتے ہیں ان کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں، محروم ایمان وہ ہیں جو محروم ادب ہیں جو حضورؐ کے متعلق طرح طرح کے شبہات میں پڑتے ہیں۔ دونوں کے لیے نتائج جُدا ہیں، ایک کے لیے دائمی راحت دوسرے کے لیے ابدی عذاب۔ گویا اجمالاً یہ بات واضح کر دی گئی کہ جس پر ٹھیرنا اور جس کے حکم پر عمل کرنا ہے وہ قرآن مجید ہے۔ اس تعلق سے ق کو قف کے لیے بزرگوں نے سمجھا ہے اسے قرآن، اور خدا کے ناموں، قادر، قدیر، قہار، قدوس، قیوم کی کنجی بتایا ہے اللہ ہی تو قائم بالقسط ہے۔

گزشتہ منزل میں لاالٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ سمجھایا گیا تھا، یہاں قادرِ مطلق، بزرگ قرآن کی قسم کھاتا ہے کہ محمد، اللہ کے رسول ہیں انہیں کی اطاعت فرض ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۚ قاف۔ قسم ہے قرآن مجید کی (جو بڑی بزرگی اور بڑی شان والا ہے)۔

(کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ وہ جو کچھ اللہ کی وحدانیت اپنی رسالت، آخرت، حشر و نشر اور جملہ اعتقادات و تعلیمات کے متعلق بیان فرماتے ہیں وہ سب حق ہے۔ یہ بزرگ کتاب ان کی صداقت پر گواہ ہے)۔

۲۔ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۚ مگر ان (لوگوں) کو تعجب ہے کہ ان ہی میں سے (ان ہی کے خاندان اور نسل کا ایک شخص) ان کی طرف ایک ڈر سنانے والا (نصیحت کرنے والا رسول) آیا تو کافر کہنے لگے کہ یہ تو عجیب بات ہے۔

(کہ اللہ کا رسول اور ہماری طرح چلتا پھرتا ہے، مرنے کے بعد پھر زندہ کیے جانے کی خبر دیتا ہے)۔

۳۔ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ○ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے (تب پھر قیامت میں زندہ کیے جائیں گے اور اٹھائے جائیں گے) یہ واپس ہونا تو (عقل، امکان اور عادت سے) بہت دُور ہے۔

ہاں یہ سچ ہے کہ انسان مرنے کے بعد مٹی میں مل جاتا ہے لیکن روح تو بہر حال سلامت رہتی ہے رہے بدن کے اجزاء جو تحلیل ہو جاتے ہیں یا مٹی میں مل جاتے ہیں وہ اللہ کے علم میں ہیں اس قادرِ مطلق کے لیے ان کو پھر جمع کر دینا کیا مشکل بات ہے جس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا اور جس کے پاس لوحِ محفوظ میں ہر چیز تحریراً بھی موجود ہے۔

۴۔ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ○

ہم جانتے ہیں کہ زمین ان (کے جسموں) میں سے کس قدر گھٹاتی ہے (اور کیا نہیں گھٹاتی ہے) اور ہمارے پاس تو (وہ) کتاب ہے جس میں سب کچھ محفوظ ہے۔

کفار کی یہ سب باتیں ان کے وہم و قیاس پر مبنی ہیں اور سراسر غلط ہیں۔

۵۔ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ○

درحقیقت انہوں نے دینِ حق کو، جب وہ ان کے پاس آ پہنچا، جھٹلایا (دین کی تکذیب کی اس لیے) اب وہ الجھن میں پڑے ہیں (یہ اس اضطراب میں پڑے ہیں جو ہمیشہ سچ کو جھٹلانے سے پیدا ہوتا ہے)۔

آخر ان کو دوسری بار پیدا ہونے پر تعجب کیوں ہے کیا ان کو اللہ کی قدرت میں شک ہے یا انہوں نے اللہ کی کبھی کوئی پیدا کی ہوئی شے دیکھی نہیں۔ کیا زمین و آسمان اس کی قدرتِ کاملہ کی نشانیاں نہیں۔

۶۔ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ○

کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو کیسا (عظیم الشان مستحکم، وسعتوں کے ساتھ) بنایا ہے اور (کیسے کیسے حسین اور خوبصورت ستاروں سے) آراستہ کیا ہے اور اس میں (کسی قسم کا نقص و) شگاف نہیں ہے۔

۷۔ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ○

اور (کیا انہوں نے) زمین کو (نہیں دیکھا جس کو) ہم نے پھیلایا اور اس پر (کیسے کیسے پہاڑوں کے بڑے بڑے) بوجھ ڈالے اور اس میں طرح طرح کی رونق افروز چیزیں پیدا کیں۔

۸۔ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ○

تاکہ ہر (اللہ کی طرف) رجوع ہونے والا بندہ (اللہ کی قدرت کی ان نشانیوں سے) بصیرت حاصل کرے اور (اپنے رب کو) یاد کرے۔

۹۔ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝

اور ہم نے آسمان سے بابرکت پانی برسایا (جو مخلوق کے لیے نفع بخش ہے) پھر ہم نے اس سے باغ اُگائے اور کھیتی کا غلہ۔

۱۰۔ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝

اور کھجور کے لمبے لمبے درخت جن میں تہ بہ تہ خوشے ہوتے ہیں۔

۱۱۔ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ؕ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝

یہ (سب کچھ اپنے) بندوں کو روزی دینے کے لیے ہے اور اس (پانی) سے ہم نے مردہ زمین کو زندہ کیا (اور جس طرح زمین سے درختوں اور کھیتوں کو تم اُگتے دیکھتے ہو) اسی طرح (قیامت کے دن تم کو زمین سے) نکلنا ہوگا۔

اس دن اللہ کی حکم عدولی کی کسی میں جرأت نہ ہوگی۔ قیامت کے دن لوگوں کا دوبارہ زندہ ہو کر اٹھنا برحق ہے لوگوں کے ماننے نہ ماننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور جن قوموں نے اس حشر ونشر کو انبیاءؑ کی تعلیمات کے بعد جھٹلایا وہ تباہ کردی گئیں۔

۱۲۔ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۝

ان (کفارِ مکہ) سے قبل قوم نوح اور کنوئیں والے اور ثمود بھی جھٹلا چکے ہیں۔

۱۳۔ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝

اور عاد اور فرعون اور لوطؑ کی قوم۔

۱۴۔ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝

اور بن کے رہنے والے اور تبع کی قوم نے بھی (غرض) ان سب ہی نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہمارا عذاب کا وعدہ (بھی) پورا ہو کر رہا (اور یہ سب قومیں تباہ و برباد ہوئیں ان کا ذکر گزر چکا ہے)۔

۱۵۔ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ ع ۱۵ ۱۵

کیا پہلی بار (مخلوق کو) پیدا کر کے ہم تھک گئے ہیں (کہ دوسری بار ان کو پیدا نہ کرسکیں گے؟ نہیں) بلکہ (بات یہ ہے کہ) از سرِ نو پیدا ہونے کے بارے میں یہ شک میں پڑ گئے ہیں (ذرا بھی سمجھ سے کام لیتے، اللہ کی قدرت پر غور کرتے، اس کی تخلیق کو دیکھتے تو اس طرح تردد میں نہ پڑتے)۔

دوسرا رکوع

اللہ تعالیٰ انسان کی کمزوریوں اور اس کے وسوسوں سے باخبر ہے۔ انسان کو آگاہ کیا جارہا ہے کہ یقین پیدا کرکے ان وسوسوں سے نجات پائے۔ اس بات پر یقین رکھے کہ حشر ونشر ضروری ہے اللہ عالم الغیب ہے۔ جو کچھ اس کے رسول ﷺ نے فرمایا حق ہے۔ یقیناً فرشتے اس کے اعمال لکھتے ہیں۔ وہ میدانِ حشر میں حاضر کیا جائے گا، اس وقت اس کو معلوم ہوگا کہ دنیا کے مزے عارضی تھے خواہشاتِ نفسانی نے اس کی نظروں پر پردے ڈال رکھے تھے۔ پیغمبر کے فرمان پر یقین نہ کیا اس وقت سب دکھائی دے گا۔ دوزخ نظروں کے سامنے ہوگی۔ اور اللہ کے عذاب کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔

۱۶۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚۖ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ○

اور یقیناً ہم نے انسان کو پیدا کیا اور اس کے دل میں جو وسوسے آتے ہیں ہم جانتے ہیں اور ہم تو اس کی رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں "آخر رگ بھی تو جان کے باہر ہے" شاہ صاحب)

۱۷۔ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ○

(ان لوگوں کو یہ بھی معلوم رہنا چاہیے کہ) جب (اعمال کو لکھ) لینے والے دو فرشتے (اعمال کے تاثرات) داہنے اور بائیں بیٹھے لیتے جاتے ہیں (یعنی اخذ کرتے جاتے ہیں۔ ضبط کرتے جاتے ہیں ان سے کوئی بات چھوٹتی نہیں)

۱۸۔ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ○

انسان کے منہ سے کوئی لفظ نہیں نکلتا مگر یہ کہ اس کے پاس ہی ایک نگہبان (فرشتہ اسے لکھ لینے کے لیے) تیار رہتا ہے۔

۱۹۔ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ○

اور (اسی طرح انسان کی زندگی گزر گئی اور حقائق کو منکشف کرنے کے لیے) موت کی بے ہوشی طاری ہوگئی یہی (وہ موت) ہے جس سے (اے غفلت میں پڑے ہوئے انسان) تو گریزاں تھا۔

اور اس موت کے بعد پھر ایک زندگی ہے یعنی ایک قیامتِ کبریٰ اور بھی ہے۔

۲۰۔ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ○

اور صور پھونکا جائے گا یہی وعید کا دن ہوگا (یہی وہ دن ہوگا جس سے انبیاء علیہم السلام ڈراتے چلے آئے اللہ کا وعدۂ عذاب اسی دن پورا ہوگا)۔

۲۱- وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّ شَهِيْدٌ ○

اور ہر شخص (قیامت کے دن اللہ کے سامنے اس طرح) آئے گا کہ ایک (فرشتہ) اس کو (دھکیل کر میدانِ حشر میں) لائے گا اور ایک (فرشتہ اس کے اعمال پر) گواہ ہوگا۔

انسان کے سامنے میدانِ حشر ہوگا اس سے کہا جائے گا۔

۲۲- لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ○

(دیکھ) تو اس (دن) سے بے خبر رہا۔ اب ہم نے تجھ پر سے (یعنی تیری آنکھوں سے وہ) پردہ ہٹا دیا (بصر سے جہت اٹھ گئی) سو آج تیری نگاہ تیز ہے (تجھ کو وہ سب کچھ نظر آرہا ہے جس سے تو منکر رہا)۔

یہ اشارہ پاتے ہی فرشتہ نامۂ اعمال پیش کرے گا۔

۲۳- وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ○

اور اس کا ساتھی (یعنی وہ فرشتہ جو اس کی زندگی میں اس کے ساتھ تھا) کہے گا یہ ہے (اس کا اعمال نامہ) جو میرے پاس تیار ہے۔

حکم ہوگا

۲۴- اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ○

(اے فرشتو) تم دونو ہر سرکش کافر کو جہنم میں ڈال دو (کہ یہ ہمیشہ حق کی مخالفت ہی کرتے رہے)۔

۲۵- مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ○

(یہ کافر وہی ہے جو) نیکی سے روکنے والا، حد سے بڑھا ہوا اور شک میں ڈالنے والا تھا

۲۶- الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ○

جس نے اللہ کے ساتھ دوسروں کو معبود ٹھیرایا تھا سو اس کو سخت عذاب میں جھونک دو، (کہ اس کو معبودِ حقیقی کے انکار اور اپنی سرکشی کا مزہ ملے)۔

اللہ کے اس حکمِ عذاب سے خود شیطان کانپ جائے گا اپنی صفائی پیش کرنا شروع کرے گا۔

۲۷- قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ○

اس کا دوسرا ساتھی (یعنی شیطان) کہے گا اے ہمارے رب میں نے اس کو گمراہ نہیں کیا بلکہ یہ (خود ہی) گمراہ ہو کر (راہِ حق سے) دور نکل گیا تھا۔

۲۸- قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَیْکُمْ بِالْوَعِیْدِ ۝

(اللہ تعالیٰ) فرمائے گا ہمارے سامنے مت جھگڑو اور میں تم کو (دنیا میں) پہلے ہی اس عذاب سے (پیغمبروں کے ذریعہ) ڈرا چکا تھا۔

۲۹- مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ۝ ع

میرے یہاں حکم بدلا نہیں کرتا اور میں بندوں پر ظلم بھی نہیں کرتا۔

تیسرا رکوع

جس طرح کفار کے لیے دوزخ تیار ہے اسی طرح اللہ کو ماننے والے اس کے نیک بندوں کے لیے جنت ان کی منتظر ہے۔ اس روز جنت ان سے قریب ہوگی، یہ اللہ کا وعدہ ہر اللہ سے رجوع ہونے والے کے لیے ہے۔ جو بھی اللہ سے ڈرا وہ ایک خاص دروازہ سے جسکا نام ہی سلام ہے داخل کیا جائے گا۔ وہاں پھر رات نہ ہوگی ظلمت نہ چھائے گی ایک نور کا عالم رہے گا۔ یہ اللہ کے وعدے اور وعید بہر حال برحق ہیں اگر ان کے باوجود کوئی نہیں مانتا تو خود ہلاکت مول لیتا ہے منکرین حق کی کتنی قومیں تباہ و ہلاک ہو چکیں اور جواب بھی منکر ہیں ان کا بھی وہی حشر ہوگا، سرکارِ دو عالم ﷺ کے تبعین کو تو یہی حکم ہے کہ صبر سے تبلیغ میں مصروف رہیں نمازیں قائم رکھیں، نماز کے بعد اس کے تشکرانہ کے طور پر دعا اور کچھ اسماء وغیرہ پڑھتے رہیں تاکہ جسم و جسمانیت سے نکل کر اللہ کا قرب حاصل کرسکیں اور زندگی بھر سرکار دو عالم ﷺ کی اتباع میں لوگوں کو نصیحت کرنے اور سمجھانے میں لگے رہیں

۳۰- یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ ۝

(قیامت کا دن وہ دن ہوگا) جس روز ہم دوزخ سے کہیں گے کہ کیا تو بھر گئی؟ (دوزخ اس دن شدّتِ غیظ سے اور بھی کفار کو طلب کرے گی) اور وہ کہے گی کچھ اور بھی ہے؟ (یعنی میں ابھی کہاں بھری ہوں)۔

ادھر اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے جنت ان کی طرف شوق سے بڑھ رہی ہوگی۔

۳۱- وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ غَیْرَ بَعِیْدٍ ۝

اور متقیوں کے لیے جنت قریب کر دی جائے گی (متقیوں سے اس درجہ قریب کہ) کچھ دُور نہ ہوگی۔

۳۲- هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِیْظٍ ۝ ج

یہی (وہ جنت) ہے جس کا وعدہ تم سے کیا جاتا ہے کہ ہر (اللہ سے) رجوع رہنے والے اور (اس کی) یاد رکھنے والے کے لیے ہوگی۔

۳۳- مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ

جو اللہ سے بن دیکھے ڈرا اور ایک رجوع ہونے والا دل لے کر آیا

وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ ۝

اس کو حکم ہوگا

۳۴۔ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ۖ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ۝

داخل ہو جاؤ اس (جنت) میں سلامتی سے - یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے (اس کے بعد نہ کسی کو مرنا ہے نہ ان نعمتوں کو فنا و زوال ہے جس کو جنت ملی ہمیشگی کے لیے ملی)۔

۳۵۔ لَهُم مَّا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ۝

ان کے لیے وہاں وہ سب ہوگا جو وہ چاہیں اور ہمارے ہاں (ان کی خواہش سے) کہیں زیادہ (نعمت موجود) ہے (یہ جنت بھی ہماری قدرتِ کاملہ کی انتہا نہیں، صرف نمونہ ہے)۔

کفار کی سزا کا ذکر جس سے رکوع شروع ہوا تھا جاری ہے - درمیان میں جنت کا ذکر، مومن کے قلب کی تسلی کے لیے ہوا اور اس لیے بھی کہ منکر بھی سوچیں اور اپنی عاقبت بخیر کرنے کے لیے ایمان لائیں -

۳۶۔ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُم بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِن مَّحِيصٍ ۝

اور ان (کفارِ مکہ) سے قبل ہم کتنی ہی امتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جو قوت میں ان سے کہیں زیادہ تھیں (لیکن جب ہمارا عذاب آیا) لگے شہروں کو چھاننے کہ کہیں بھاگنے کی جگہ ہے؟ (یعنی وہ کہیں نہ بھاگ سکے)۔

۳۷۔ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ۝

بے شک اس (بیان) میں درسِ عبرت ہے اس کے لیے جس کے پاس قلبِ سلیم) ہو یا جو کان لگا کر بات سنے اور دل سے حاضر ہو (یعنی یا تو ان واقعات پر خود غور کرے یا کم از کم متوجہ ہو کر سنے کہ کسی کے سمجھانے سے سمجھ سکے)۔

یہ قرآن اور یہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم بھی لوگوں کو اس معبودِ حقیقی سے ملانے آئے ہیں لیکن اس بات پر وہی غور کرتے ہیں جن کو اللہ نے قلبِ سلیم دیا ہے اور سمعِ حقیقی سے نوازا ہے۔ جو کائنات کو دیکھتے ہیں اور اپنے رب کی حمد و ثنا کرتے ہیں -

۳۸ - وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

اور بے شک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے

وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ ○

چھ دن میں (اپنی قدرت و حکمت سے ایک متعین زمانے میں ایک نظام کے تحت) پیدا کیا اور ہم کو ذرا بھی تکان نہیں ہوا۔

کتنا مہمل خیال ہے کہ اللہ نے چھ دن میں آسمان و زمین بنائے پھر ساتویں دن آرام کیا۔ جو لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں کبھی اللہ کا شریک ٹھیراتے ہیں کبھی مخلوق پر خالق کا قیاس کرتے ہیں ان کی باتوں پر صبر ہی سے کام لینا چاہیے کہ شاید وہ بھی ہدایت پا جائیں۔ بندۂ مومن بہر حال اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہتا ہے اور یہی عبادت اس کے لیے باعثِ تسکین ہوتی ہے۔

۳۹۔ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ○

پس آپ ان کی باتوں پر صبر ہی کیجیے (جو آپ کا مخصوص انداز ہے) اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کرتے رہیے سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے قبل۔

۴۰۔ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ ○

اور کچھ رات گئے اس کی تسبیح کرتے رہیے اور نمازوں کے بعد بھی۔

واضح ہو کہ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا انداز صبر و شکر ہی مومنوں کے لیے نمونۂ صبر و شکر ہے پس یہی پیش نظر رہے۔

۴۱۔ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ○

اور (اے ندائے حق کو سننے والے، اے مخاطب) سن رکھ (اس دن سے ہوشیار رہ) جس دن پکارنے والا قریب ہی سے پکارے گا۔

یہ قیامت کا دن ہوگا، جو بہت دور نہیں یہ آواز صورِ اسرافیلؑ کی آواز ہوگی جو ہر جگہ سے اتنی صاف سُنائی دے گی گویا قریب ہی سے آرہی ہے۔ یہ ہولناک دن ہوگا اس دن کا خیال ہر لمحہ ضروری ہے یہ وہ دن ہوگا

۴۲۔ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ○

جس روز سب ہی لوگ یقیناً (نفخ صور کی) چنگھاڑ سنیں گے یہی (قبروں سے یا جہاں بھی وہ ہوں وہاں سے) نکلنے کا دن ہوگا۔

۴۳۔ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَإِلَيْنَا

بے شک ہم ہی سب کو زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور ہمارے ہی پاس

اَلْمَصِيْرُ ○

سب کو واپس ہونا ہے ۔

۴۴۔ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۭ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ○

(یہ وہ دن ہوگا) جس دن زمین ان پر پھٹ جائیگی اور وہ سب دوڑتے ہوئے نکل پڑیں گے (یعنی مُردے خود محشر کی طرف بھاگیں گے اور) یہ (پھر سے سب کو) جمع کرنا ہمارے لیے آسان ہے۔

۴۵۔ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۣ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ○ ع ۳ / ۱۶ / ۱۷

(اے رسول) ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ (کفار مکہ) کہہ رہے ہیں اور آپ ان پر زبردستی کرنے والے نہیں (آپ تو محض باعثِ رحمت ہیں جب یہ آپ کا کہنا نہ مانیں گے تو ان پر سختی جبار و منتقم ہی کرے گا) پس آپ (اپنی کوششیں جاری رکھیں اور) قرآن سے ہر اس شخص کو نصیحت کرتے رہیے جو میرے وعدۂ عذاب سے ڈرے۔

(جو نہیں ڈرتا اس کا معاملہ ہم پر چھوڑ دیجئے درحقیقت یہ مومن کو ہدایت ہے کہ تبلیغ میں زور و زیادتی سے کام نہ لے اور اپنی سعی و کوشش کرتا رہے۔ سزا و جزا اللہ کے ہاتھ میں ہے وہی جانتا ہے کہ توفیقِ ایمان کس کو ملے گی کون محرومِ ایمان رہے گا)۔

سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ

مکی ساٹھ آیتیں تین رکوع

گزشتہ سورہ رسالت کی تصدیق سے شروع ہوا۔ اعتقادات حشر و نشر کا بیان ہوا اس سورہ میں اللہ تعالیٰ نے ان حقائق کو ذہن نشین کرنے کے لیے اُن ہواؤں کی قسم کھائی ہے جو زمین میں روئیدگی اور بالیدگی کا باعث بنتی ہیں تاکہ ان مشاہدات کی طرف توجہ کرکے انسان اللہ کی قدرت و حکمت پر ایمان لائے۔ پھر آسمان اور زمین کی تخلیق پر غور کرے اور سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو اللہ کی رحمت سمجھ کر قبول کرے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو خود وہ اپنی نشو و نما اپنی بالیدگی، اپنی اخلاقی و روحانی زندگی کی بربادی کے ساتھ ساتھ اپنی جان کو بھی ہلاکت میں ڈال رہا ہے، گزشتہ امتوں نے اپنے پیغمبروں کا کہنا نہ مانا، اپنے قیاس اپنے وہم کو حقائق پر ترجیح دی وہ قومیں غارت ہوگئیں، پہلے ان کے اخلاق بگڑے پھر برائیاں ان کی فطرتِ ثانیہ بن گئیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہوا وہ ہلاک ہوئے۔ اس کی مثالیں قومِ لوطؑ فرعون اور فرعون والے، قومِ عاد و ثمود، قومِ نوحؑ، سب ہی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ہر زمانہ میں اپنے فرمانبردار بندوں کو اپنے عذاب سے بچایا ہے اور اپنی عنایات سے نوازا ہے۔ اللہ کی یہ سنت اب بھی قائم ہے۔ اگر لوگ

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کے بعد بھی حق سے گریزاں رہے تو ان کو اپنا حال خود سمجھ لینا چاہیئے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے (ہے)

۱۔ وَ الذّٰرِیٰتِ ذَرۡوًا ۝ قسم ہے ان ہواؤں کی جو (بخارات کو) اڑاتی ہیں

۲۔ فَالۡحٰمِلٰتِ وِقۡرًا ۝ پھر (ان کی) جو (بارش کے) بوجھ کو اٹھاتی ہیں

۳۔ فَالۡجٰرِیٰتِ یُسۡرًا ۝ پھر اس کو لے کر خراماں خراماں چلتی ہیں

۴۔ فَالۡمُقَسِّمٰتِ اَمۡرًا ۝ پھر امر (ربی، یعنی بارش) کو تقسیم کرتی ہیں۔

یہ قسم ہے اس بات پر کہ

۵۔ اِنَّمَا تُوۡعَدُوۡنَ لَصَادِقٌ ۝ بے شک (رسول کریم کی زبان مبارک سے) جو وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے وہ بالکل سچا ہے (اگر یہ ہوائیں مردہ زمینوں میں جان ڈالتی ہیں تو اللہ کے وعدۂ آخرت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔)

۶۔ وَّ اِنَّ الدِّیۡنَ لَوَاقِعٌ ۝ اور بلاشبہ سزا و جزا کا دن ضرور آنے والا ہے۔ (اگر دنیا اس کی شانِ رحمانیت کی جلوہ گاہ ہے تو آخرت اس کی شانِ رحیمی کا مظہر ہے، سب اللہ ہی کا حکم ہے، اللہ ہی اللہ ہے)۔

لوگو! جو رسول اللہ فرما رہے ہیں سکھا رہے ہیں اس کو مان لو۔ فضول جھگڑے میں نہ پڑو۔ کائناتِ عالم پر نظر کرو اس کے نظام، اس کے نظم و نسق پر غور کرو۔ اور اس کے خالق پر ایمان لاؤ۔

۷۔ وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الۡحُبُکِ ۝ اور قسم ہے (اس) آسمان کی جس پر (ستاروں کا جال اور سیاروں کی) راہیں ہیں۔

(تم ان سب سے گزر کر اس آسمانِ دنیا تک بھی نہیں پہنچ سکتے پھر آخرت کو کیا سمجھو گے، تمہاری عقل کی رسائی وہاں کیسے ہو سکتی ہے۔)

۸۔ اِنَّکُمۡ لَفِیۡ قَوۡلٍ مُّخۡتَلِفٍ ۝ تم تو مختلف (بے جوڑ) باتوں میں پڑے ہو۔

(کبھی رسول کریم کو شاعر کہتے ہو، کبھی ساحر، کبھی مجنون۔ اسی طرح کبھی قرآن کو سحر بتاتے ہو، کبھی قصہ کہانی۔ غرض نہ اللہ تعالیٰ اور رسول پر ایمان لاتے ہو اور نہ آخرت پر)۔

۹۔ یُّؤۡفَکُ عَنۡہُ مَنۡ اُفِکَ ۝ اس (قرآن) سے وہی باز رہتا ہے جس کو (دینِ حق سے) پھیر دیا گیا (جو رانده درگاہ ہے)۔

۱۰- قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۙ غارت ہوئے یہ اٹکل پچو باتیں بنانے والے

۱۱- الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۙ جو غفلت (یا نشۂ جہالت) میں (حقائق کو) بھولے ہوئے ہیں۔

۱۲- یَسْـَٔلُوْنَ اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ ؕ (یہ غافل آخرت کے متعلق) پوچھتے ہیں کہ سزا و جزا کا دن کب ہوگا (گویا تمسخر کے ساتھ اس کا انکار کرتے ہیں ان سے فرما دیجئے)

۱۳- یَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ یُفْتَنُوْنَ ○ (اس دن ہوگا) جس دن وہ لوگ آگ میں جلائے (تپائے) جائیں گے

اور کہا جائے گا لو

۱۴- ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ؕ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ○ اپنی شرارت کا مزہ چکھو یہی ہے وہ جس کی تم جلدی مچاتے تھے

۱۵- اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ۙ البتہ (اس دن) پرہیزگار (اللہ سے ڈرنے والے) باغوں میں اور چشموں میں (لطف اٹھا رہے) ہوں گے۔

۱۶- اٰخِذِیْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِیْنَ ؕ (یعنی) اپنے پروردگار کی عطاؤں سے سرفراز ہوں گے بے شک یہ لوگ اس سے قبل نیکوکار رہے،

۱۷- كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ ○ وہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے

۱۸- وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ○ اور صبح کے وقتوں میں (اپنے رب سے) بخشش طلب کیا کرتے تھے (ان کی نظریں ہمیشہ اپنی کوتاہیوں پر رہیں)

۱۹- وَفِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ○ اور ان کے مال میں ہر مانگنے والے اور نہ مانگنے والے کا حق ہوتا تھا۔

ان کی زندگی اہل علم کے لیے نشانِ راہ رہی۔

۲۰- وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ ۙ اور (یوں تو) یقین رکھنے والوں کے لیے زمین میں (بے شمار) نشانیاں ہیں

اب لوگ خواہ ان نیکوکاروں سے ہدایت حاصل کریں یا ہلاک ہونے والوں سے درسِ عبرت لیں۔

دراصل انسان اگر غور کرے تو خود اس کی ذات میں اللہ کی قدرت و حکمت کی کثرت نشانیاں ہیں۔

۲۱- وَفِيٓ اَنۡفُسِكُمۡ ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ ○

اور (اے لوگو) خود تمہارے نفسوں میں بھی (اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں) پھر کیا تم غور نہیں کرتے۔

۲۲- وَفِي السَّمَآءِ رِزۡقُكُمۡ وَمَا تُوۡعَدُوۡنَ ○

اور (یاد رکھو جس طرح تمہاری روح کی پرورش کے لیے غذائے روحانی یعنی قرآن آسمان سے اترا ہے اسی طرح) تمہارا رزق آسمان (ہی) میں ہے (لوح محفوظ میں وہ سب کچھ تحریر ہے جو تم کو دنیا میں ملتا ہے، اگر یہ سمجھ لوگے تو کبھی حرص و ہوس میں بتلانہ ہوگے) اور جو کچھ تم سے وعدہ (آخرت کا) کیا گیا ہے (وہ بھی وہیں درج ہے)۔

۲۳- فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثۡلَ مَآ اَنَّكُمۡ تَنۡطِقُوۡنَ ○ ع ۱۸

پس قسم ہے آسمان و زمین کے پروردگار کی کہ یہ بات (یعنی قرآن یا آخرت) حق ہے (اور یہ اسی طرح حق ہے) جیسے تم بات چیت کرتے ہو۔

دوسرا رکوع

آخرت کا ذکر ہو چکا، وہاں تو سزا و جزا برحق ہے ہی دنیا میں بھی اللہ نے اپنے نیک بندوں پر عنایتیں فرمائیں اور نافرمانوں کو ہلاک کیا اس سلسلہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتوں کا آنا، اور بیٹے کی بشارت دینا، حضرت لوطؑ کی قوم کی بربادی، حضرت موسیٰؑ اور فرعون کا واقعہ، عاد و ثمود کی ہلاکت، قوم نوحؑ کی تباہی و بربادی کا ذکر آتا ہے، تاکہ لوگ ان سے سبق لیں۔

۲۴- هَلۡ اَتٰىكَ حَدِيۡثُ ضَيۡفِ اِبۡرٰهِيۡمَ الۡمُكۡرَمِيۡنَ ○

(اے رسول) کیا آپ کے پاس ابراہیم (علیہ السلام) کے معزز مہمانوں کی خبر (نہیں) پہنچی (ان کی کیفیت کا تو آپ کو علم دیا گیا ہے)۔

۲۵- اِذۡ دَخَلُوۡا عَلَيۡهِ فَقَالُوۡا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوۡمٌ مُّنۡكَرُوۡنَ ○

(وہ واقعہ یاد دلائیے) جب وہ (فرشتے) ان کے پاس آئے تو انہوں نے سلام کہا (حضرت ابراہیم نے بھی جواب میں) فرمایا (تم پر بھی) سلام (ہو) (لیکن دل میں یہ ضرور خیال فرمایا کہ) یہ انجان لوگ ہیں۔

لیکن چونکہ یہ ان کے مہمان تھے اس لیے ان کی خاطر داری میں دیر نہ کی۔

۲۶- فَرَاغَ اِلٰٓى اَهۡلِهٖ فَجَآءَ بِعِجۡلٍ سَمِيۡنٍ ○

پھر آپ جلدی سے اپنے گھر کی طرف گئے اور (مہمانوں کے لیے ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے

۲۷۔ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝

پھر اس کو ان کے سامنے رکھا (لیکن جب انہوں نے نہ کھایا تو) فرمایا کھاتے کیوں نہیں ؟

۲۸۔ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝

پھر ان (کے نہ کھانے) سے دل میں ایک طرح کا خوف بھی محسوس کیا (فرشتے سمجھ گئے) بولے آپ خوف نہ کریں (ہم اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں) اور انہوں نے ابراہیم کو ایک ہوشیار بیٹے کی بشارت دی۔ (جو ایک طرف اللہ کا پیغام تھا تو دوسری جانب ان کی ملکوتیت کا ثبوت)۔

حضرت سارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی جو ایک گوشہ میں کھڑی سب سن رہی تھیں نہایت متعجب ہوئیں کیونکہ اس وقت ان کی عمر تقریباً نوے سال اور حضرت ابراہیم کی عمر ایک سَو دس یا پندرہ سال تھی۔

۲۹۔ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ۝

اتنے میں ان کی بیوی بولتی ہوئی (سامنے) آئیں، پھر اپنا ماتھا پیٹا اور کہنے لگیں (کہ ایک تو میں) بڑھیا (پھر) بانجھ (اولاد کا کیا سوال)۔

۳۰۔ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۝

انہوں نے کہا (اے خاتون) آپ کے رب نے ایسا ہی فرمایا ہے بیشک وہ بڑا حکمت والا، بڑا علم والا ہے۔

(ہر چند یہ امر باعثِ تعجب تھا لیکن حضرت سارہؓ کے لیے حکمِ خداوندی کے بعد کسی مزید دلیل کی ضرورت نہ تھی۔ یہاں سلسلۂ کلام فرشتوں اور حضرت ابراہیمؑ کے درمیان شروع ہوتا ہے اور یہیں سے ستائیسواں پارہ شروع ہوتا ہے۔)

پارہ ۲۷

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ

الربع ۲۷

۳۱۔ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ○

(حضرت ابراہیم علیہ السلام نے) کہا کہ اے فرشتو! تمہارا کیا مقصد ہے۔ (کس اہم کام سے آئے ہو۔)

۳۲۔ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ○

انہوں نے کہا ہم ایک مجرم قوم (ایک بے دین اور بدعمل قوم لوط) کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

۳۳۔ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ○

تاکہ ہم ان پر مٹی کے پتھر (یعنی کھنگر) برسائیں

۳۴۔ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ○

(ایسے پتھر) جو آپ کے رب کے ہاں نشاندار ہیں (اور) حد سے بڑھنے والوں کے لیے (ہیں)

۳۵۔ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

چنانچہ (پتھر برسنے سے پہلے) ہم نے وہاں کے تمام مومنوں کو نکال لیا۔

۳۶۔ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○

لیکن ہم نے وہاں ایک گھر کے سوا مسلمانوں کا کوئی گھر نہ پایا (چنانچہ اس گھر کے علاوہ سب گھر تباہ کر دیئے گئے)۔

۳۷۔ وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ○

اور ہم نے اس (سرزمین) میں ان لوگوں کے لیے جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں ایک نشانِ (عبرت) چھوڑا۔

۳۸۔ وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ○

اور (اسی طرح) موسیٰ کے واقعہ میں بھی (ایک نشانِ عبرت ہے) جب ہم نے ان کو فرعون کی طرف ایک واضح دلیل (یعنی معجزہ) دے کر بھیجا۔

۳۹۔ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ○

لیکن اس نے مع اپنے ارکینِ سلطنت (موسیٰ کی فرمانبرداری سے) منہ موڑا اور کہا (کہ یہ) جادوگر ہے یا مجنون۔

۴۰- فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ۝

تو پھر ہم نے اس کو مع اس کے لشکروں کے پکڑ لیا پھر ان کو دریا میں پھینک دیا (یعنی غرق کر دیا) اور اس نے کام ہی ملامت کا کیا تھا۔

اسی طرح جن قوموں نے اپنے پیغمبروں کا حکم نہ مانا، ان کی توہین کی وہ ہلاک کی گئیں یہاں قوم عاد قوم ثمود و قوم لوط کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے۔

۴۱- وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ۝

اور عاد (کے واقعہ) میں بھی (عبرت ہے) جب ہم نے ان پر خیر (و برکت) سے خالی آندھی چلائی (اور وہ ان کی ہلاکت کا باعث ہوئی)۔

۴۲- مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ۝

(یہ ایسی ہوا تھی کہ) جس چیز پر گزرتی اس کو ریزہ ریزہ کیے بغیر نہ چھوڑتی۔

۴۳- وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ۝

اور (اسی طرح) ثمود (کے واقعہ) میں (بھی ایک نشانی ہے) جب ان سے کہا گیا کہ ایک وقت تک (دنیا میں) فائدہ اٹھا لو (مزے کر لو، اگر تم راہ ہدایت پر نہ آئے تو ہلاک ہو گے)۔

۴۴- فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝

لیکن انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی پھر ان کو ایک کڑک نے آپکڑا اور وہ دیکھتے (کے دیکھتے رہے اور سب ختم ہو گئے)۔

۴۵- فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ۝

پھر نہ وہ اٹھنے کی تاب لا سکے اور نہ (ہم سے) وہ بدلہ لے سکے (ان کا سب غرور خاک میں مل گیا)۔

۴۶- وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ ع ۲۳

اور ان سے پہلے (یہی کچھ حال) قوم نوح (کا ہوا) بے شک وہ لوگ بڑے نافرمان تھے۔

تیسرا رکوع

توحید کا مضمون جاری ہے، اللہ کی وحدانیت اور اس کی قدرت پر آسمان و زمین، نظام کائنات سب ہی شاہد ہیں۔ اس کے بعد کسی کو حق نہیں کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی کرے۔ اللہ کے رسول لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے رہے لیکن لوگ ہمیشہ ان پیغمبروں کو ساحر و مجنون کہتے رہے، امت محمدیہ کو تسکین دی جا رہی ہے کہ وہ ان کی باتوں کی پروا نہ کریں اور تبلیغ حق پر قائم رہیں۔ رزق، عزت،

سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ مرنے کے بعد بھی اللہ کے ہاتھ میں فیصلہ ہے۔ کافروں کو ان کی گستاخیوں اور بداعمالیوں کی سزا ضرور ملے گی۔

۴۷۔ وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ○

اور ہم نے آسمان کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور ہم ہی صاحبِ قدرت ہیں (کہ کائنات کو وسیع سے وسیع تر کرتے جاتے ہیں)

۴۸۔ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ○

اور زمین کو ہم نے فرش بنایا پھر ہم کیا خوب (فرش) بچھانے والے ہیں۔

۴۹۔ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○

اور ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنائے تاکہ تم (سلسلۂ تخلیق پر) غور کرو (اور اللہ کو یاد کرو)۔

۵۰۔ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ۚ

پھر تم اللہ ہی کی طرف دوڑو (اسی کو مقصدِ حیات بناؤ) بے شک میں اللہ کے ہاں سے تمہارے پاس (تمہاری بداعمالیوں کے عواقب سے تم کو) ڈرانے والا بن کر آیا ہوں۔

۵۱۔ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ۚ

اور (دیکھو) اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ ٹھیراؤ (اور خوب یاد رکھو کہ میں اللہ کا رسول ہوں) اللہ کی طرف سے تمہارے پاس صریح (ہدایت کرنے والا) ڈرانے والا (بن کر آیا) ہوں۔

اور اے رسول اس کے باوجود اگر لوگ آپ کو رسول سمجھنے کو تیار نہیں ہوتے تو یہ ان کی سرکشی ہے آپ نے اپنے فرائض ادا فرما دیئے آپ پر کوئی الزام نہیں۔

۵۲۔ كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ○ۚ

اسی طرح ان سے پہلے لوگوں کے پاس جب کوئی رسول آیا تو انہوں نے (اس کی تکذیب کی اور) اس کو جادوگر اور دیوانہ ہی کہا۔

اس معاملہ میں تمام منکرین پیغمبروں کے متعلق ایک ہی قسم کی تہمت اس اہتمام سے لگاتے ہیں جیسے کہ ایک دوسرے کو وصیت کر گئے ہوں کہ تم بھی اپنے زمانہ میں پیغمبر کی تکذیب اسی طرح انہیں الفاظ میں کرنا۔

۵۳۔ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝

کیا وہ اس بات کی ایک دوسرے کو وصیت کر کے مرے ہیں (وصیت تو کہاں کرتے) البتہ وہ سرکش لوگ ہیں (اور یہ اشتراکِ سرکشی بعد والوں سے وہی الفاظ کہلواتا ہے جو ان سے قبل والوں نے کہے تھے)۔

۵۴۔ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ۝

پس آپ ان کی طرف التفات نہ کیجئے کیونکہ آپ پر (ان کے ایمان نہ لانے کا) کوئی الزام نہیں ہے۔

۵۵۔ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اور (آپ تو لوگوں کو) سمجھاتے رہیے کہ بے شک نصیحت ایمان والوں کو فائدہ پہنچاتی ہے۔

گویا امت کو یہ نصیحت کی گئی کہ نااہلوں اور سرکشوں کے طعن و تشنیع سے رنجیدہ خاطر نہ ہوں بلکہ ان سے اعراض کریں اور تبلیغ حق میں لگے رہیں۔ اپنے علمی موتی نااہلوں پر نثار نہ کریں۔ اہل سے دریغ نہ کریں تاکہ لوگ اپنے مقصدِ حیات سے غافل نہ ہونے پائیں۔

۵۶۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝

اور میں نے جن اور انسانوں کو پیدا ہی عبادت کے لیے کیا ہے (تاکہ ان کا بنیادی تعلق بہرحال اللہ ہی سے رہے یہی ان کی زندگی کا مقصد ہے اور اسی میں انہیں کا فائدہ ہے)۔

۵۷۔ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝

میں ان سے کوئی رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کچھ کھلائیں (پلائیں)۔

یہ عبادت اور زندگی کو عبادت بنانے کی تعلیم اس لیے ہے کہ تم اللہ کے یہاں سے روزی اور اس کی عنایات کے مستحق بنو۔

۵۸۔ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝

یقیناً اللہ ہی روزی دینے والا بڑا زور آور (قادر و) توانا ہے۔

۵۹۔ فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ۝

پس ان ظالموں کا بھی (عذاب کا) حصہ مقرر ہے جیسے ان کے ساتھیوں کا (ان سے قبل) حصہ مقرر تھا (عذاب وقت پر آئے گا ان سے کہہ دیجئے کہ اب مجھ سے جلدی نہ کریں۔

۶۰۔ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۝ ع
پس منکرینِ حق کے لیے بڑی خرابی ہے اس دن (کے عذاب) سے جس کا ان سے وعدہ کیا جا چکا ہے۔

سُوْرَةُ الطُّوْرِ

مکی انچاس آیتیں دو رکوع

گزشتہ سورۃ کے آخری رکوع میں بتایا گیا تھا کہ اللہ کی طرف بھاگو۔ رجوع الی اللہ کا طریقہ سیکھو۔ خدا کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو۔ قیامت کے قائم ہونے کا اعتبار کرو۔ یہاں اس سورۃ میں طور کا ذکر ہے۔ طور ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس پر اللہ نے تجلی فرمائی اور موسےٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوا۔ اہلِ دل کے نزدیک کلام کی ارتقائی منزل کا نام بھی طور ہے۔ جہاں تجلی دکھائی جاتی ہے اس کا نام وادی ایمن ہے۔ یہ کلام، اللہ کے یہاں لوحِ محفوظ میں محفوظ ہے اہلِ عالم کے لیے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مقدس پر اس کو نازل فرمایا گیا اور رموز واسرار سے نوازا گیا حق کی راہیں دکھادی گئیں۔

اہلِ ایمان جن کو اللہ نے قرآن، لوحِ محفوظ، خانہ کعبہ، آسمان کی رفعتوں اور ابلتے ہوئے سمندروں کی حقیقت تک پہنچنے کی فہم عطا فرمائی ہے، ان سے یہ بات مخفی نہیں کہ ہر چیز کا ایک نتیجہ ہے اور اعمالِ بد کا نتیجہ یقیناً برا ہی ہوگا، اللہ کی گرفت اس کی ذات وصفات کے انکار کرنے والوں کے لیے یقیناً سخت ہے۔ البتہ اللہ کے نیک بندوں کے لیے بالآخر خوشی وخرمی، آرام وآسائش، اور نعمتِ دیدار ہے اور اس کے حصول کا ذریعہ اللہ کی پاکی کا بیان، اس کی حمد وثنا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱۔ وَالطُّوْرِ ۝
قسم ہے (کوہِ) طور کی (جس پر موسیٰ کو لذتِ کلام سے نوازا گیا)۔

۲۔ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝
اور (قسم ہے) لکھی ہوئی کتاب کی

۳۔ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝
(جو) کشادہ اوراق میں ہے)

(مفسرین نے اس سے لوحِ محفوظ، قرآن کریم، کتبِ سماویہ، اعمالنامہ کے احتمالات کا ذکر فرمایا ہے)۔

۴۔ وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۝
اور (قسم ہے) آباد گھر کی (خواہ دنیا کا کعبہ مراد ہو یا فرشتوں کا)۔

۵۔ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۝
اور (قسم ہے) اونچی چھت کی (یعنی آسمان کی)۔

۶- وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝ اور (قسم ہے) ابلتے ہوئے سمندر کی۔

(یہ پانی سے لبریز دنیا کے سمندر ہوں یا کسی دوسرے جہان کے ابلتے ہوئے دریا یا طوفانی سمندر، ان کا اللہ ہی کو علم ہے)۔

قسم اس بات پر کھائی جارہی ہے کہ

۷- اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝ بے شک آپ کے رب کا عذاب واقع ہوکر رہے گا۔

۸- مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۝ جس کو کوئی ٹالنے والا نہیں۔

۹- يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۝ (یہ وہ دن ہوگا) جس دن آسمان بری طرح لرز رہا ہوگا۔

۱۰- وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۝ اور پہاڑ (اپنی جگہ چھوڑ دیں گے اور روئی کے گالوں کی طرح) اِدھر اُدھر اڑنے لگیں گے۔

۱۱- فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ پس اس دن جھٹلانے والوں کے لیے خرابی ہے۔

اس دن ان مکذبین حق کو سزا ملے گی

۱۲- الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۝ جو کھیل میں پڑے باتیں بناتے ہیں (اور آخرت کو جھٹلاتے ہیں)۔

۱۳- يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۝ (یہ وہ دن ہوگا) جس دن وہ آتش دوزخ کی طرف دھکیل کر لے جائے جائیں گے۔

ان سے کہا جائے گا

۱۴- هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ یہی وہ آگ ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔

۱۵- اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۝ (اب بولو) کیا یہ جادو ہے یا (جیسے تم کو دنیا میں کچھ سوجھتا نہ تھا اب بھی) تم کو کچھ نہیں سوجھتا۔

۱۶- اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ (بس تم) اس (دوزخ) میں چلے جاؤ۔ اب تم صبر کرو یا نہ کرو، تمہارے لیے سب برابر ہے۔ تم کو محض تمہارے اعمال کا بدلہ مل رہا ہے (جیسا

مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

کیا ویسا بھگتو)۔

البتہ یہی تجلی کا دن متقیوں کے لیے رحمت کا دن ہو گا۔

۱۷- اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ○

بیشک اللہ سے ڈرنے والے جنتوں اور نعمتوں میں (شاداں) ہوں گے۔

۱۸- فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ○

ان کے پروردگار نے جو انہیں عطا فرمایا اس سے خوش ہوں گے اور (ان کے لیے سب سے زیادہ باعثِ مسرت یہ بات ہو گی کہ) ان کے رب نے ان کو جہنم کے عذاب سے بچا لیا۔

۱۹- كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

(ان سے کہا جائے گا اب جو تمہارا دل چاہے) بڑے مزے سے کھاؤ پیو یہ بدلہ ہے تمہارے ان کاموں کا جو تم کیا کرتے تھے۔

اور اہلِ جنت، جنت میں نہایت عزت و شان کے ساتھ

۲۰- مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ○

قطار سے بچھے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے اور بڑی (دل کش) آنکھوں والی حوروں کو ہم ان کی بیویاں بنائیں گے۔

۲۱- وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِیٴٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ○

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی اتباع کی ہم (جنت میں) ان کی اولاد کو ان سے ملا دیں گے اور ہم ان کے اعمال (کی جزا) میں کچھ کمی نہ کریں گے (لیکن جہاں تک کافر اولاد کا تعلق ہے) ہر شخص اپنے اعمال کی پاداش میں گرفتار ہوگا۔

۲۲- وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ○

اور (جنت میں مہمان نوازیوں کا یہ عالم ہو گا کہ) ہم اہلِ جنت کو دم بدم میوے گوشت اور جو وہ چاہیں گے دیتے رہیں گے۔

۲۳- يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ○

(شرابِ طہور کے) جام (لطف و محبت کے ساتھ) ایک دوسرے سے بڑھ کر لیتے ہوں گے (وہ پاکیزہ جام) جس میں نہ بکواس ہو گی اور نہ فتورِ عقل۔

۲۴- وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ

اور ان کے ارد گرد خدمتگار لڑکے ہوں گے (جن کی صفائی اور پاکیزگی کا یہ

كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ○ حال ہوگا) گویا وہ موتی ہیں جو غلاف کے اندر رکھے ہیں۔

اس خوشگوار اور پُرلطف فضا میں اہلِ جنت ایک دوسرے سے ہمکلام ہوں گے۔

۲۵- وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ○ اور ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھیں گے۔

۲۶- قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ○ کہیں گے اس سے قبل ہم (بھی) اپنے گھر (یعنی دنیا) میں ڈرے (اور سہمے) رہتے تھے (کہ نہ معلوم مرنے کے بعد کیا ہو)

۲۷- فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ ○ در اصل اللہ نے ہم پر بڑا احسان فرمایا اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچالیا (اس کی بھاپ تک نہ لگی)

۲۸- إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلُ نَدْعُوهُ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ○ ع ۲۸/۳ بے شک ہم اس سے قبل (دنیا میں) اس (اللہ) سے دعائیں مانگا کرتے تھے (اس نے کرم فرمایا کہ ہماری التجا سُن لی) بے شک وہ بڑا احسان کرنے والا مہربان ہے۔ (کہ اس لطف وکرم سے ہمیں رکھا ہے)۔

دیکھو اہلِ ایمان دنیا میں اللہ کی یاد اس کی عبادت میں لگے رہے وہاں بھی اللہ ہی کے کرم اور احسان کو یاد کریں گے اور خارجی حیثیت سے زیادہ قلبی راحتوں کے مزے اٹھائیں گے۔

دوسرا رکوع

ابھی اہلِ جنت کا ذکر تھا، اس نورانی فضا کا ذکر تھا جہاں اہلِ ایمان کو نورِ ایمان نے پہنچا دیا، جہاں نورِ رسالت کا فیضان آنکھوں سے نظر آگیا جس پر مومن بے دیکھے ایمان لایا تھا، لیکن لوگوں کی ایک کثیر جماعت ایسی ہوتی ہے جو حق کو نہیں مانتی۔ مکہ میں بھی کفار کی کمی نہ تھی۔ وہ سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح کے اتہام رکھتے، کوئی کاہن و مجنون ٹھیراتا، کوئی شاعر کہتا، کوئی کہتا کہ کتاب خود بنالی ہے وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ کافروں کے ہر الزام، ہر اتہام، ہر فضول تصور کی صاف اور واضح لفظوں میں نفی فرماتا ہے اور لوگوں کو ایسے عقائدِ فاسدہ کے وبال سے متنبہ کرتا ہے۔ ساتھ ہی حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو جو انتہائی صبر سے سب کچھ سنتے ہر اذیت اٹھاتے لیکن اللہ کی طرف دعوتِ اسلام دیتے رہتے تسلی دیتا ہے کہ آپ اسی طرح منتظرِ کرم رہیں۔ آپ ہر لحہ اپنے رب کی نظروں کے سامنے ہیں۔ آپ اپنی عبادات میں بدستور صبح و شام مشغول رہیں۔ تاکہ امت بھی اپنی سعی و تبلیغ کے نتائج سے بے نیاز

رہ کر دعوتِ حق میں مصروفِ کار رہنا آپ سے سیکھ لے اور آپ کا مقام اس پر کھلے، الطور سمجھ میں آجائے ۔

۲۹۔ فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ۗ

پس آپ نصیحت فرماتے رہیے (دعوتِ حق دیتے رہیے لوگوں کو سمجھاتے رہیے) کیونکہ آپ اپنے پروردگار کے فضل سے نہ کاہن ہیں اور نہ مجنون (آپ تو اللہ کے رسول ہیں اور کارِ رسالت انجام دے رہے ہیں)۔

یہ کفار اور یہ منکرینِ حق تو ہر طرح کی باتیں کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے لیکن آپ کی صداقت پر اللہ کا کلام شاہد ہے

۳۰۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ○

کیا یہ (کفار) کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہیں (اور) ہم ان کے متعلق گردشِ زمانہ کے منتظر ہیں (کہ موت نے شعراء اور شعراء کے اثرِ کلام کو زائل کر دیا، یہ ان کی خام خیالی ہے)۔

۳۱۔ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ۗ

(اے رسول) آپ فرما دیجیے کہ تم انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔(دیکھ لینا کہ کس کا کیا انجام ہوتا ہے)۔

۳۲۔ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۚ

کیا ان کی عقلیں ان کو یہی (مہمل باتیں) سکھاتی ہیں یا یہ شریر لوگ ہیں (درحقیقت ان کی عقلوں کی کوتاہی اس قدر ذمہ دار نہیں جتنی کہ ان کی سرکشی و شرارت)۔

۳۳۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۚ

کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ (رسول، قرآن تو) خود بنا لائے حقیقت یہ ہے کہ یہ (کفار) ایمان ہی نہیں رکھتے ۔

۳۴۔ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۗ

پھر یہ لوگ ایسا ہی کلام (بنا کر) لے کیوں نہیں آتے اگر یہ (اپنے دعوے میں) سچے ہیں۔

وہ اللہ اور اس کی قدرت سے انکار کرتے ہیں ذرا اپنے پر تو نظر ڈالیں ۔

۳۵۔ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ۗ

کیا یہ بغیر کسی خالق کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں یا انہوں نے اپنے کو خود پیدا کیا ہے

۳۶۔ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ

کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا (یہ کوئی بات نہیں) درحقیقت

بَلْ لَّا یُوْقِنُوْنَ ۝ وہ (حق بات پر) یقین ہی نہیں کرتے ۔

۳۷- اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَیْطِرُوْنَ ۝ کیا ان کے پاس آپ کے رب کے خزانے ہیں یا وہ (ہماری خدائی کے) مالک بن بیٹھے ہیں (کہ اب ان کو اللہ کی بھی پروا نہیں رہی) ۔

۳۸- اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ یَّسْتَمِعُوْنَ فِیْهِ ۚ فَلْیَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝ کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے کہ جس پر چڑھ کر (آسمان کی) سب باتیں سن آتے ہیں (اس لیے ان کو کسی پیغمبر کی اتباع کی کیا ضرورت اگر یہ سچ ہے) تو سن لو کہ جو کوئی ان میں سے سن آتا ہے وہ صریح سند لائے (قرآن جیسا ایک جملہ ہی سنا دے) ۔

دراصل کفار نہ قرآن کو مانتے ہیں اور نہ رسول کو بلکہ اللہ کے متعلق بھی ان کے کچھ کم مہمل خیالات نہیں ۔ معمولی چیزیں اللہ کی جانب اور بہترین چیزیں اپنی جانب منسوب کرتے ہیں ۔

۳۹- اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ۝ (ان سے پوچھیے) کیا اللہ کے ہاں تو بیٹیاں ہیں اور تمہارے ہاں بیٹے ۔

کفار اس قسم کی باتیں کر کے کس کو دھوکا دیتے ہیں ۔ کیا اللہ کے سوا کوئی خالق ہو سکتا ہے

کیا رسول ان سے کوئی معاوضہ چاہتے ہیں جس سے وہ بھاگ رہے ہیں ۔

۴۰- اَمْ تَسْئَلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ۝ کیا آپ ان سے کوئی معاوضہ طلب کرتے ہیں کہ تاوان کے بوجھ سے وہ دبے جاتے ہیں ۔

۴۱- اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَیْبُ فَهُمْ یَكْتُبُوْنَ ۝ یا ان کے پاس غیب (کا علم) ہے کہ اسے لکھتے جاتے ہیں (اور اب اس میں کسی قسم کی غلطی کا امکان نہیں) ۔

۴۲- اَمْ یُرِیْدُوْنَ كَیْدًا ؕ فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِیْدُوْنَ ۝ یا وہ (اللہ اور رسول سے) کوئی چال چلنا چاہتے ہیں تو کافر خود ہی اپنے (دام) فریب میں پھنسیں گے ۔

ان کفار سے پوچھا جائے

۴۳- اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝ کیا ان کا اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہے (یاد رکھو کہ) اللہ ان کے شرک سے پاک ہے ۔

۴۴- وَاِنْ یَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ اور (ان کی جہالت کا تو یہ حال ہے کہ) اگر یہ آسمان سے کوئی ٹکڑا گرتا

سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ○ ہوا دیکھیں تو یہی کہیں کہ یہ گہرا بادل ہے (جو منجمد ہوکر گر پڑا ہے)۔

۴۵۔ فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ○ پس آپ ان کو (ان کے حال پر) چھوڑ دیجئے یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن کو دیکھ لیں جس دن ان کے ہوش اڑ جائیں گے۔

۴۶۔ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○ جس روز ان کی چالبازی ان کے کچھ کام نہ آئے گی، اور نہ ان کو (کہیں سے) مدد ہی پہنچے گی۔

۴۷۔ وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ اور بے شک ظالموں کے لیے اس (آفتِ دنیا) کے علاوہ ایک عذاب (اور بھی) ہے۔ لیکن ان میں اکثر اس سے بے خبر ہیں۔

۴۸۔ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ○ اور (ان کی گستاخانہ باتوں اور دل آزارانہ رویہ سے آپ غمگین نہ ہوں اور) آپ اپنے رب کے حکم کا انتظار فرمائیے۔ بہر حال آپ تو ہماری نظروں میں ہیں۔ (آپ کے دین کی حفاظت ہمارا کام ہے) اور آپ اپنے رب کی تسبیح اور اس کی حمد (وثنا) بیان کرتے رہیے۔ (خصوصاً جس وقت) آپ کھڑے ہوں (خواہ سو کر اٹھیں، یا نماز کے لیے تیار ہوں)

۴۹۔ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ○ ع ۲ اور کچھ رات میں اس کی پاکی بیان کیا کیجئے اور تاروں کے غروب ہونے کے بعد۔

(آپ ان اوقات میں بھی اللہ کی تسبیح اور تحمید میں جس طرح مصروف رہتے ہیں مصروف رہیں یہی آپ کے قلب کی راحت ہے اور یہی اللہ کو پسند ہے۔)

سُوْرَةُ النَّجْمِ

مکّی باسٹھ آیتیں تین رکوع

اپنے برگزیدہ ترین عبد اور رسول کو ان کی عبادات کا صلہ کیونکر دیا جاتا ہے یہ سورہ اس کی وضاحت ہے۔ گزشتہ سورت کی آخری آیت "النجوم" پر ختم ہوئی، یہ النجم ہے۔ آسمانِ نبوت

پر مختلف پیغمبر اللہ کا حکم لے کر نمودار ہوتے رہے اور اپنی مقررہ اور متعین راہوں پر چل کر ہدایت فرماتے رہے یہاں تک کہ ایک نجم وحدت جو تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کا خلاصہ، اور ان کے دین کو کامل کرنے والا تھا طلوع ہو کر معراج کو پہنچا، اور جو کچھ سُنا تھا دیکھا اور واپس آکر جو دیکھا تھا بیان کیا، وہ ایسی باتیں نہیں جو بہکے ہوئے انسان کیا کرتے ہیں۔ بصیرت و بصارت نے معراج میں جو دیکھا، پایا وہ حق ہے۔ یہ منزلیں ہیں، دیدِ اول، افقِ اعلیٰ، پھر فرشتوں کا منتہائے عروج، پھر جنت، دیدار میں دیدارِ الٰہی۔ جنہوں نے شدید القویٰ سے فرشتہ مراد لیا، انہوں نے افقِ اعلیٰ پر جبریل کا دیکھنا بیان فرمایا اور جنہوں نے لفظ شدید القویٰ سے اللہ سمجھا، انہوں نے وہ تجلیات ربانی جو مقامِ قدس میں ہونگی مراد لیں۔ بہرحال یہ جلوۂ صفات تھے یا جلوۂ ذات اس میں الجھنا کیا سمجھنا یہ ہے کہ اللہ ہی کی صفات و ذات کی تجلیات تھیں جو کبھی افقِ اعلیٰ پر کبھی سدرۃ المنتہیٰ پر نظر آئیں اور دیکھنے والے کی نہ آنکھ جھپکی، نہ ادھر ادھر ہوئی۔ صمدیت اور عبدیت کی کمانیں مل گئیں۔ ان حقائق کو گمان اور وہم سے کیا تعلق۔ کہیں گمان حقیقت کا مقابل ہوسکتا ہے۔ حقیقی بات تو ایمان و عمل سے پیدا ہوتی ہے۔ جنہوں نے جس قدر ایمان کو عمل سے تقویت دی اسی قدر وہ حقائق سے مستفیض ہوئے۔ جو ایمان ہی سے محروم رہے وہ محض اسباب و علل، صفاتِ کائنات کے تجسس میں پڑے رہے، انہوں نے کچھ دنیاوی فائدے اٹھائے لیکن حقیقت تک ان کی رسائی نہ ہوئی اور وہ ہلاک ہوئے۔ ایسے انسانوں کے لیے وہی ہے جس کے لیے وہ کوشاں رہے۔ کیا عاد و ثمود کے واقعات ان کو درسِ عبرت نہیں دیتے، افسوس ہے کہ لوگ سنتے ہیں اور ڈرتے نہیں، مومن بہرحال اللہ کے آگے سربسجود ہے اس کے لیے یہی معراج ہے یہی اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک، یہی مآلِ حیات ہے۔ اسی کا اس کو حکم ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ○ قسم ہے ستارے (یعنی نورِ مبین) کی جب وہ (معراج سے) اترا۔

آیت (۱) النجم۔ النجم سے بعض مفسرین اور صوفیائے کرام نے سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ مراد لی اور اس سورہ کو واقعۂ معراج سے متعلق کیا ہے، یہی اندازِ فکر حضرت قبلہ کا تھا لیکن بعض مستند مفسرین نے النجم سے مطلق ستارہ مراد لیا اور اسے سورۂ مدثر کے نزول سے متعلق فرمایا۔ ان حضرات نے شدید القویٰ سے جبرئیل امین اور الافق الاعلیٰ سے بالعموم افق شرقی مراد لیا جدھر سے صبح صادق نمودار ہوتی ہے۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ جن حضرات نے الافق الاعلیٰ سے وہ مقام مراد لیا ہے جہاں زمین و آسمان ملتے ہیں انہوں نے جبرئیل کا اصل صورت میں دیکھنا بیان فرمایا ہے۔ اور جن بزرگوں نے الافق الاعلیٰ سے جو آسمانوں سے بھی کہیں بلند ہے سمجھا ہے انہوں نے دیدارِ الٰہی فرمایا ہے متن میں اسی فکر کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے، تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شروع کی چند آیات کے ترجمہ کو ان بزرگ مفسرین کی فکر کے مطابق بھی نقل کر دیا جائے جنہوں نے النجم سے مطلق ستارہ اور شدید القویٰ سے فرشتہ مراد لیا ہے۔ ان حضرات نے اس کا ترجمہ یوں فرمایا ہے: (باقی صفحہ ۱۲۶۱ پر)

قسم اس بات پر کہ اے لوگو

۲۔ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۝ تمہارا رفیق (اللہ کا رسول) نہ بہکا اور نہ راہ سے بے راہ ہوا۔

جو دیکھا وہ حق دیکھا جو پایا وہ حق پایا، اور جو دیکھ کر بیان کیا اس میں سر مو فرق نہ تھا حقیقت یہ ہے۔

۳۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ اور وہ اپنی (یعنی نفس کی) خواہش سے بات ہی نہیں کرتے

۴۔ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝ وہ تو وہی فرماتے ہیں جو (اللہ کی طرف سے) ان پر وحی ہوتی ہے

اور ایسا کیوں نہ ہو

۵۔ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ۝ ان کو سکھایا زبردست قوت والے نے

۶۔ ذُو مِرَّةٍ ۖ فَاسْتَوَىٰ ۝ زور آور نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ تعلیم فرمائی) پھر (سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے منازلِ رفیعہ اور مکانِ عالی کا) قصد فرمایا

آیت (۱) قسم ہے (مطلق) ستارہ کی جب وہ غروب ہونے لگے۔
آیت (۲) یہ تمہارے (ہمہ وقت) ساتھ کے رہنے والے نہ راہِ (حق) سے بھٹکے اور نہ غلط رستہ ہو لیے۔
آیت (۳) اور نہ آپ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں۔
آیت (۴) ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔
آیت (۵-۶) ان کو ایک فرشتہ تعلیم کرتا ہے جو بڑا طاقتور ہے، پیدائشی طاقتور ہے پھر وہ فرشتہ (اپنی) اصلی صورت پر (آپ کے روبرو) نمودار ہوا۔
آیت (۷) ایسی حالت میں کہ وہ (آسمان کے) بلند کنارہ پر تھا۔
آیت (۸) پھر وہ فرشتہ (آپ کے) نزدیک آیا پھر اور نزدیک آیا۔
آیت (۹) سو دو کمانوں کے برابر فاصلہ رہ گیا بلکہ اور بھی کم
آیت (۱۰) پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر وحی نازل فرمائی جو کچھ نازل فرمانی تھی
آیت (۱۱) قلب نے دیکھی ہوئی چیز میں کوئی غلطی نہیں کی
آیت (۱۲) تو کیا ان (پیغمبر) سے ان کی دیکھی ہوئی چیز میں نزاع کرتے ہو۔
آیت (۱۳) اور انہوں نے (یعنی پیغمبر نے) اس فرشتہ کو ایک اور دفعہ بھی (صورتِ اصلیہ میں) دیکھا ہے
آیت (۱۴) سدرۃ المنتہیٰ کے پاس
آیت (۱۵) اس کے قریب جنت الماویٰ ہے۔
آیت (۱۶) جب اس سدرۃ المنتہیٰ کو لپٹ رہی تھیں جو چیزیں لپٹ رہی تھیں
آیت (۱۷) نگاہ نہ تو ہٹی اور نہ بڑھی
آیت (۱۸) انہوں نے اپنے پروردگار (کی قدرت) کے بڑے بڑے عجائبات دیکھے۔

۷۔ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝ اور وہ افق اعلیٰ پر تھے (وہ بلند ترین افق جو آسمانوں سے بھی بالا ہے جہاں تجلیات الٰہی ہر لحہ نئی شان سے جلوہ نما ہیں)۔

۸۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ پھر (اس محبوبِ حقیقی سے) آپ قریب ہوئے اور آگے بڑھے۔

۹۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ پھر (یہاں تک بڑھے کہ) صرف دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

(یعنی دونوں جہتیں مل گئیں گویا صمدیت اور عبدیت کی کمانیں مل گئیں اور نورِ رسالت نے کیفیتِ نورِ ذات کا سرور پایا)۔

۱۰۔ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى ۝ پھر (اللہ رب العزت نے بلا واسطہ) اپنے بندہ کو جو وحی فرمانا تھا فرمائی (جو دینا تھا دیا جو بتانا تھا بتایا)۔

یہ کیا راز تھے ۔ کیا معارف تھے ان کی وسعتوں کو بھی راز ہی رکھا گیا ہے ۔ جو تصور سے بھی پرے ہو اس کا بیان ہی کیا ہو ۔ ہاں یاد رکھنے کی یہ بات ہے کہ قلبِ رسول کو جو ملا وہ حق تھا ۔

۱۱۔ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝ جو (رسول نے) دیکھا قلب نے اس کو جھوٹ نہ جانا (سمجھ لیا کہ یہ حق ہے بعینہٖ ایسا ہی ہے جیسا نظر آتا ہے)۔

کیا دیکھا اس پر جھگڑنے سے کیا فائدہ

۱۲۔ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝ کیا تم ان سے اس پر جھگڑتے ہو جو انہوں نے دیکھا۔

یہ ایک بار کا دیکھنا نہ تھا کہ دھوکے کا امکان بھی ہو سکتا ہے ۔ ایک دوسرے ہی ماحول میں دیکھا اور خوب دیکھا ۔

۱۳۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝ اور اس کو تو انہوں نے ایک بار اور بھی دیکھا

۱۴۔ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ (یعنی) سدرۃ المنتہٰی کے پاس ۔

(یہ بیری کا وہ درخت ہے جو ساتویں آسمان کے بھی اوپر ہے یہ وہ حد ہے جو انتہائے محل ترقی موجودات ہے)

۱۵۔ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝ (یہ وہ مقام ہے) جس کے پاس جنتِ ماوٰی ہے ۔

وہ بھی کیا عالم تھا

۱۶- اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝ جب اس بیری پر چھا رہا تھا، جو کچھ چھا رہا تھا (وہ حق تعالیٰ کے تجلیات وانوار کا دلکش سماں تھا جو احاطۂ بیان میں نہیں لایا جا سکتا)۔

لیکن سرورِ کائنات سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں ان تجلیات سے اس طرح لطف اندوز ہو رہی تھیں کہ

۱۷- مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝ نہ نگاہ جھپکی نہ حد سے بڑھی (جس کو دیکھنا تھا اس پر جمی رہی نہ پلک جھپکتی نہ ادھر ادھر ہوتی۔ انوارِ ذات کی کیفیات نگاہیں براہِ راست دیکھ رہی تھیں)۔

۱۸- لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝ یقیناً آپ نے (شبِ معراج میں) اپنے رب (کی عظمت و شانِ جمالِ جہاں آرا اور قدرتِ کاملہ) کی بے شمار نشانیاں دیکھیں۔

اس مقامِ قدس کو ظاہر کرنے والے، اپنی تجلیاتِ ذات وصفات کے دکھانے والے، اپنے رسولؐ کو ان منزلوں تک لے جانے والے اللہ کے مقابلہ میں کفار کو بتوں کا ذکر کرتے ہوئے شرم نہیں آتی، ان سے پوچھا جائے کہ جن کو تم نے خدائی کا درجہ دے رکھا ہے دیکھو وہ کس درجہ مجبور و محتاج ہیں۔ اللہ کے لیے بے تکے نام رکھنا اس پر اتہام رکھنا، اپنے وہم و گمان سے حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرنا کس قدر مہمل تصور ہے۔ خصوصاً جب یہ بھی معلوم ہو کہ بھلائی اور برائی کا سرچشمہ بہر حال اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اسی کے پاس واپس جانا ہے۔

۱۹- اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝ بھلا تم نے (اپنے) لات وعزّیٰ کے حال میں غور بھی کیا

۲۰- وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝ اور (اس) منات کے حال میں بھی جو (تمہارے خداؤں کی فہرست میں) آخری تیسرا ہے۔

(بھلا وہ کون ہے جس کو اُس اسم بامسمّٰی رب کا شریک ٹھیرایا جا سکے)

تم کو کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کے بیٹیاں بتاتے ہو۔ سوچو

۲۱- اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ۝ کیا تمہارے لیے بیٹے ہیں اور اللہ کے لیے بیٹیاں؟

۲۲- تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ۝ تب تو یہ تقسیم بڑی غیر منصفانہ (اور مہمل) ہے (تمہارا تصور کس درجہ

پست ہے اور کتنا غلط ہے)۔

تم بت بناتے ہو پھر جو نام چاہتے ہو رکھتے ہو اور جو خدمت چاہتے ہو اس کے سپرد کرتے ہو

۲۳۔ اِنْ هِیَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍؕ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ مَا تَهْوَى الْاَنْفُسُۚ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰىؕ

یہ تو نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے رکھ لیے ہیں اللہ نے تو ان کی کوئی سند نہیں اتاری (خواہ عقل سے کام لو یا آسمانی کتب کا مطالعہ کرو تم اسی نتیجہ پر پہنچو گے کہ یہ سب اسم بے معنے ہیں ان کے ناموں کو حقیقت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں اور) یہ لوگ تو محض اپنے گمان اور اپنی خواہش نفس پر چل رہے ہیں حالانکہ ان کے رب کی طرف سے ان کو ہدایت پہنچ چکی ہے۔

پھر بھی اپنی تمناؤں میں الجھے ہیں اتنا نہیں سمجھتے کہ

۲۴۔ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰىؗ

کیا انسان کو وہ سب ملتا ہے جس کی وہ تمنا کرتا ہے۔

انسان کو چاہیے کہ اللہ کو یاد کرے۔ وہی دیتا ہے، وہی لیتا ہے۔ وہی اوّل ہے وہی آخر۔

۲۵۔ع فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَ الْاُوْلٰى۠

پس اللہ ہی کے قبضہ میں دنیا اور آخرت (کی بھلائی) ہے۔

دوسرا رکوع

گزشتہ رکوع میں کفار کے ظن و گمان کا ذکر آیا تھا، یہاں بتایا جا رہا ہے کہ گمان سے حقائق تک رسائی نہیں ہوتی، نہ نام بدلنے سے حقیقت بدل جاتی ہے۔ کافر فرشتوں کو اپنا خدا بنائیں مخلوق میں کسی کو اپنا سہارا تصور کریں لیکن اللہ کے سامنے کسی کی سفارش نہیں چلتی وہاں وہی سفارش کرے گا جس کو اللہ ہی کی اجازت ملے۔ آخرت میں ایمان و عمل ہی کے نتائج ملیں گے محض تمنائیں کام نہ آئیں گی۔ زمین و آسمان اس کا ہے اور وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ عام مسلمانوں کو بھی مژدہ ہے کہ اگر وہ کبائر گناہ سے بچتے رہیں تو معمولی لغزشیں اللہ معاف فرما دے گا لیکن انسان کو بہرحال اپنے اعمال پر نازاں نہ ہونا چاہیئے اللہ پر سب کا حال روشن ہے۔

۲۶۔ وَ كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِی السَّمٰوٰتِ

اور آسمانوں پر بہت سے (مقرب) فرشتے ہیں (لیکن) ان کی سفارش

لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْئًا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ یَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَرْضٰی ○

کسی کے کام نہیں آسکتی (اور نہ وہ کسی کی سفارش کرتے ہی ہیں) سوائے اس کے کہ اللہ ہی جس کے لیے چاہے ان کو (سفارش کی) اجازت دے اور (خود اس سفارش کو) پسند بھی فرمائے۔ (وہاں کسی کے اثر کے تحت کوئی کام نہ ہوگا)۔

۲۷۔ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَیُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓىِٕكَةَ تَسْمِیَةَ الْاُنْثٰی ○

(اور) جو لوگ آخرت کا یقین ہی نہیں رکھتے وہ (ہر طرح کی گستاخیاں کیا کرتے ہیں) فرشتوں کے زنانے نام رکھتے ہیں۔

۲۸۔ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْـًٔا ۚ○

حالانکہ ان کو اس کا کچھ بھی علم نہیں وہ تو بس گمان پر چلتے ہیں اور گمان حق کے مقابلہ میں کسی کام نہیں آتا (کہیں گمان سے حقیقت کا پتہ چلتا ہے حقیقت تو ایمان و عمل سے کھلتی ہے)۔

۲۹۔ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی ۙ۬ عَنْ ذِكْرِنَا وَ لَمْ یُرِدْ اِلَّا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ؕ○

پس (اے رسول) آپ اس کی طرف توجہ نہ فرمائیے جو ہماری یاد سے روگردانی کرے اور سوائے دنیا کی زندگی کے کچھ نہ چاہے۔

یہ ناسمجھ لوگ ہیں، ان کی عقل پر پردے پڑ گئے ہیں۔

۳۰۔ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ ۙ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰی ○ (ع)

ان لوگوں کے علم کی رسائی یہیں تک ہے (وہ دنیا کے فوری فائدے کے علاوہ کچھ نہیں جانتے۔ آخرت کا ان کو ہوش ہی نہیں یہ تو) آپ کا پروردگار ہی خوب جانتا ہے کہ کون اس کے راستہ سے بھٹک گیا اور یہ بھی خوب جانتا ہے کہ کون راہِ ہدایت پر ہے۔

۳۱۔ وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ۙ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ

اور (وہی مالکِ حقیقی ہے اسی کا جاننا جاننا ہے) جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اللہ ہی کا ہے (اور یہ سب خدائی کارخانہ اس لیے ہے)

اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ۝ تاکہ بُرائی کرنے والوں کو ان کے عمل کا بدلہ دے اور جنہوں نے بھلائی کی (ان کی بھلائی کے صلہ میں اللہ) ان کو نیک اجر دے۔

اور آپ کے امتی غمگین نہ ہوں، ہمارا حساب و کتاب بھی رحم کے پہلو لیے ہوئے ہوگا۔

۳۲۔ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۝ ع

(یعنی) جو لوگ بڑے (اور کھلے) گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے رہتے ہیں مگر کچھ لغزشیں (جو سرزد ہو جاتی رہیں تو اللہ ان کو معاف فرما دیتا ہے) بے شک آپ کے رب کی بخشش بہت وسیع ہے (اور لوگو) وہ تم کو (اس وقت سے) خوب جانتا ہے جب اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے پس اپنے کو بڑا پاکیزہ مت جتایا کرو وہی خوب جانتا ہے کہ (بزرگ اور) پرہیزگار کون ہے (کس کا قلب پاک اور اعمال صالح ہیں)۔

تیسرا رکوع

سورۂ نجم کا آخری رکوع ہے، اچھی طرح ذہن نشین کیا جا رہا ہے کہ انسان کو بالآخر اللہ کے سامنے جانا ہے اور اس کو اپنے اعمال کا بدلہ پانا ہے وہاں کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ ہر انسان کو وہی ملے گا جو اس نے کمایا۔ ایک کا ایمان دوسرے کے کام نہ آئے گا۔ اللہ ہی ہنساتا اور رُلاتا، مارتا اور جلاتا ہے، وہی خالقِ کائنات ہے جس نے اس سے منہ پھیرا ہلاک ہوا۔ بدنصیب ہیں جو کلامِ حق سنتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے اور معبودِ حقیقی کی اطاعت نہیں کرتے۔ انسان کی زندگی کا مقصد ہی اللہ کو سجدہ کرنا اور اسی کی عبادت کرنا ہے۔

۳۳۔ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ۝ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے (ایمان لانے کا ارادہ تو کیا لیکن پھر) منہ پھیر لیا۔

۳۴۔ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ۝ اور تھوڑا سا (مال) دیا اور (پھر) ہاتھ کھینچ لیا۔

۳۵۔ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے کہ وہ دیکھ رہا ہے (کہ اس کو کفر کی

يَرٰى ۝ سزا نہ ملے گی اور وہ دوسرے کو پیش کر کے چھوٹ جائے گا)۔

۳۶- اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ۝ کیا اس کو اس کی خبر نہیں پہنچی جو موسٰی کے صحیفوں میں ہے۔

۳۷- وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى ۝ اور ابراہیم کے (صحیفوں میں) جنہوں نے (احکام کی پوری) بجا آوری کی (اور اپنا حق عبادت و رسالت اور تبلیغ ادا کیا)۔

کیا ان انبیاء علیہم السلام کے صحیفوں میں کہیں لکھا ہے کہ ایک کا بوجھ دوسرے پر پڑتا ہے وہاں تو یہی بات ملے گی۔

۳۸- اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۝ کہ کوئی شخص دوسرے (کے گناہ) کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا

۳۹- وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝ اور یہ کہ ہر انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے (یا دنیا میں جو کوشش کر کے کماتا ہے)۔

۴۰- وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ۝ اور یہ کہ اس کی سعی جلد ہی سامنے آجائے گی (حساب کے وقت اس کی کوششوں کی حقیقت کھل جائے گی)۔

۴۱- ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ۝ پھر اس کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

۴۲- وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۝ اور یہ کہ (سب کو) آپ کے رب تک پہنچنا ہے۔

دنیا اور آخرت میں جزا و سزا سب اسی کے ہاتھ میں ہے۔

۴۳- وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ۝ اور یہ کہ وہی ہنساتا اور رلاتا ہے۔

۴۴- وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ۝ اور یہ کہ وہی مارتا اور جلاتا ہے۔

۴۵- وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ اور یہ کہ اسی نے نر و مادہ دونوں قسموں کو پیدا کیا

آیت ۳۳، ۳۴ متعلقہ صفحہ ۱۲۶۶ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی جو حضور ﷺ کی باتیں سن کر اسلام کی طرف مائل ہو رہا تھا لیکن ایک کافر نے اس سے کہا کہ تم خواہ مخواہ آخرت کے عذاب سے ڈرتے ہو۔ مجھ کو مال دو میں تمہارے گناہ اپنے سر لیتا ہوں چنانچہ وہ کچھ عرصہ تک مال کی قسط دیتا رہا لیکن پھر یہ قسطیں بھی روک دیں۔ گویا وہ اپنے فائدے کے لیے بھی دل کھول کر خرچ نہ کر سکا۔ اللہ کی راہ میں کیا خرچ کرتا۔

وَالْاُنْثٰى ○

۴۶۔ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ○ (اور وہ بھی ایک) بوند سے جو ٹپک جاتا ہے۔

۴۷۔ وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ○ اور یہ کہ اسی (اللہ) کے ذمہ ہے دوسری بار پیدا کرنا

۴۸۔ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ○ اور یہ کہ وہی غنی کرتا اور مفلس بناتا ہے۔

۴۹۔ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ○ اور یہ کہ وہی شعریٰ (ستارے) کا رب ہے (جس کو بعض عربوں نے اپنا معبود ٹھیرا رکھا تھا)۔

۵۰۔ وَاَنَّهٗ اَهْلَكَ عَادَا الْاُوْلٰى ○ اور یہ کہ اسی نے عاد اول (یعنی قوم ہود) کو ہلاک کیا

۵۱۔ وَثَمُوْدَا فَمَا اَبْقٰى ○ اور ثمود کو بھی، پھر کسی کو باقی نہ چھوڑا۔

۵۲۔ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ○ اور ان سے بھی قبل قوم نوح کو (ہلاک کیا) کہ وہ بڑے ظالم اور سرکش تھے۔

۵۳۔ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ○ اور (اسی طرح ہم نے قوم لوط کی) الٹی (اور غارت ہونے والی) بستی کو پٹک دیا۔

۵۴۔ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ○ پھر ان پر چھا گیا جو چھا گیا (یعنی پتھروں کی بارش جو ہونا تھی وہ ہوئی۔ اور اس طرح ان کو عبرت ناک سزا دی گئی)۔

آیات بالا میں سمجھایا گیا کہ خالق کائنات وہی اللہ ہے جس نے متضاد اور متقابل کیفیات کو پیدا فرمایا وہی مارتا، وہی جلاتا، وہی ہنساتا، وہی رُلاتا ہے۔ وہی لوگوں کو دولت مند اور غنی بناتا ہے اور وہی لوگوں کی آزمائش کے بعد انہیں سزا جزا دیتا ہے۔ دنیا میں بھی جس کو چاہتا ہے سزا دیتا ہے اور ہلاک کرتا ہے آخرت میں تو بہر حال سزا و جزا انسان کے اعمال کے مطابق ہوگی۔ انسان اگر ذرا غور کرے تو اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمتِ کاملہ کی بیشمار نشانیاں ہیں۔

۵۵ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ○ اب (اے انسان تو ہی غور کر کہ) تو اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلائے گا۔

کبھی وہ تجھ پر براہِ راست فضل فرماتا ہے کبھی ظالموں کو غارت کر کے ماحول کی اصلاح فرماتا ہے۔ یہ سب اس کی عنایتیں ہیں اور سب سے بڑی عنایت تو انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ

ہے جن کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے بھیجتا رہا، اور سرکار دو عالم کی ذات پر تکمیلِ دین فرمادی۔ ایک ہادیٔ برحق رہتی دنیا تک دے دیا۔

هٰذَا نَذِيرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْأُولَىٰ ○ یہ (اللہ کے آخری رسول محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی) پہلے پیغمبروں کی طرح ایک پیغمبر ہیں۔

ان کو نہ مانو گے تو کیا کرو گے۔ دیکھو

۵۷۔ أَزِفَتِ الْآزِفَةُ ○ (وہ قیامت کی، آنے والی (گھڑی) آپہنچی

۵۸۔ لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ اللَّهِ كَاشِفَةٌ ○ جس کو اللہ کے سوا کوئی ہٹانے والا نہیں۔

۵۹۔ أَفَمِنْ هَٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ○ بھلا کیا تم کو اس بات پر تعجب ہوتا ہے۔

۶۰۔ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ○ اور (تم کو شرم نہیں آتی) تم ہنستے ہو اور (دین کا مذاق اڑاتے ہو اور اپنی حالت پر) روتے نہیں۔

۶۱۔ وَأَنتُمْ سَامِدُونَ ○ اور تم کھیل میں پڑے ہو (انجام سے غافل ہو)۔

دیکھو تمہاری زندگی کا مقصد اللہ کی عبادت ہے اور اس میں تمہاری ہی فلاح ہے۔

۶۲۔ فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ○ پس اللہ ہی کو سجدہ کرو (اللہ کے حضور اپنی جبینِ نیاز جھکا دو) اور اس کی بندگی کرو۔

سُورَةُ الْقَمَرِ

مکی　　پچپن آیتیں　　تین رکوع

گزشتہ سورہ میں سرکار دو عالم کے واقعۂ معراج کے ذکر کے ساتھ حضور کی رسالت کی تصدیق تھی۔ اس اللہ کی عظمت و شان کا بیان تھا جو انسانوں کو مختلف حالتوں میں رکھتا اور ان کو آزماتا ہے۔ اور جو لوگ کسی طرح راہ ہدایت پر نہیں آتے بلکہ اپنی سرکشی اور نافرمانیوں سے معاشرے کے لیے وبال بن جاتے ہیں اللہ ان کو ہلاک کرتا ہے۔ قرآن اور صاحبِ قرآن کا مقصد اللہ کی طرف بلانا ہے۔ ہر ہر طرح لوگوں کے دلوں میں اللہ اور آخرت کے صحیح تصور کو قائم کرنا ہے تاکہ وہ ہلاکت سے بچ جائیں اور راحت کے مزے پائیں۔ سورۃ النجم اللہ

کی اطاعت اور اس کی عبادت پر ختم ہوا۔ سورۂ قمر میں رسولِ کریم کی مزید عظمت کا ذکر ہے بتایا جا رہا ہے کہ آپ وہ ہیں جن کے ایک اشارہ سے چاند کے بھی دو ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ جملہ کائنات اللہ کے رسول کی فرمانبردار ہے تم بھی ان کی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرو تاکہ فلاح پاؤ۔ وہ وقت جسے قیامت کہتے ہیں دُور نہیں۔ اگر لوگ اپنی آنکھوں سے سرکارِ دو عالمؐ کے یہ معجزات دیکھنے کے بعد بھی آپ کو جادوگر ہی کہیں اور آپ کی اتباع نہ کریں تو یہ ان لوگوں کی بدنصیبی ہے، ان کی ہلاکت کا بھی وقت مقرر ہے۔ کفارِ مکہ کو آگاہ کیا جا رہا ہے کہ اللہ کی رحمت کی قدر کریں۔ جن اقوام نے بھی رسولوں کو ایذا دی ہے اور ان کی نافرمانی پر مُصر رہی ہیں وہ برباد ہوئی ہیں کوئی طاقت ان کو ہلاکت اور ذلت سے بچا نہ سکی۔ خواہ وہ نوح کی قوم ہو یا عاد و ثمود۔ اللہ تعالیٰ سمجھا رہا ہے کہ ہم نے قرآن کو آسان کر کے لوگوں کے سمجھنے کے لیے اتارا پھر آسان لفظوں میں اسے ایک رحمت کے وسیلہ سے سمجھایا۔ جو سمجھنا چاہے وہ یہ باتیں بہ آسانی سمجھ سکتا ہے۔ وہ قیامت کے دن امن میں ہوگا۔ لیکن جو اس قرآن کو پڑھ کر، اس صاحبِ قرآن کو دیکھ کر بھی نہ سمجھے تو یہ اس کی بدنصیبی ہے۔ اور اگر کسی نے اللہ سے مقابلہ ہی کی ٹھانی ہے تو اسے سرکش اقوام کی اس قیامتِ صغریٰ کے سبق آموز اور عبرت خیز واقعات یاد کرنا چاہئیں جو ان کی ہلاکت کا باعث بنے اور نہ بھولنا چاہیئے کہ بالآخر قیامت میں لوگوں کو اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ وہاں وہی شاد کام ہوں گے جو اتباع و فرمانبرداری میں رہے جو مقربِ بارگاہ ہوئے جن کو اللہ نے آخرت میں صاحبِ اقتدار بنا دیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ (شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱- اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ○ (قیامت کی وہ گھڑی قریب آ پہنچی اور چاند پھٹ گیا۔

(شق القمر کا معجزہ ایک طرف جہاں حضورؐ کی رسالت و عظمت پر گواہ ہے تو دوسری جانب قیامت کے دن نظامِ عالم کے درہم برہم ہو جانے کی بھی ایک نشانی ہے کہ اسی سے لوگ آخرت پر قیاس کریں)۔

۲- وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ○ اور ان کفار کی کج بحثی اور ہٹ دھرمی کا تو یہ عالم ہے کہ) اگر یہ کوئی نشانی دیکھ لیتے ہیں تو اسے ٹال جاتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں کہ یہ جادو ہے جو ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔

حضرت آدمؑ کے زمانے سے سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم تک ان کے نزدیک مذہب ایک چلتا ہوا جادو ہے جس کو وہ جھٹلاتے رہے ہیں۔

۳۔ وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ○

اور انہوں نے (رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی) جھٹلایا اور اپنی خواہشوں پر چلتے رہے اور (اگر ان کو فوراً عذاب نے نہ پکڑا تو اس کی یہ وجہ ہے کہ) ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے۔

۴۔ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ○

اور ان کے پاس (قرآن کے ذریعہ نافرمان قوموں کی ہلاکت کی اتنی) خبریں پہنچ چکی ہیں کہ (جن پر اگر وہ غور کریں تو) ان میں بڑی عبرت ہے

۵۔ حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ○

(اور) بڑی حکمت (اور ایک نصیحت کی بات ہے لیکن یہ منکرِ حق اس پر غور بھی نہیں کرتے اس لیے ان پر کسی بات کا اثر نہیں ہوتا) پھر ان کو ڈرانا (بھی) کچھ فائدہ نہیں دیتا۔

۶۔ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَىْءٍ نُّكُرٍ ○

پس آپ (بھی) ان سے اپنی توجہ ہٹا لیں (ان کی اصلاح کے لیے متفکر نہ ہوں وہ دن دُور نہیں) جس دن ایک بلانے والا (فرشتہ انہیں) ایک ناگوار چیز (یعنی میدانِ حشر) کی طرف بلائے گا۔

اس دن لوگوں کا یہ حال ہوگا کہ خوف وہیبت سے

۷۔ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ○

ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی اور وہ قبروں سے یوں نکل پڑیں گے گویا کہ وہ ٹڈیاں ہیں جو پھیل گئی ہیں۔

۸۔ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ○

اس پکارنے والے کی طرف دوڑے چلے جا رہے ہوں گے (اور) کافر کہتے ہوں گے یہ بڑا سخت دن ہے (دیکھیں کیا گزرتی ہے)۔

قیامت تو بہر حال آئے گی اور ضرور آئے گی دنیا میں بھی منکروں پر سخت وقت گزر چکا ہے جس کی مثالیں کچھ کم نہیں۔

۹۔ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ○

ان سے قبل نوح کی قوم نے تکذیب کی یعنی ہمارے بندے (نوح) کو جھٹلایا اور کہا کہ یہ دیوانہ ہے اور ان کو جھڑکا (اور دھمکایا) بھی گیا

۱۰- فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ○

پھر نوح نے اپنے رب کو پکارا (اور التجا کی) کہ میں عاجز آگیا ہوں پس تو (ہی ان سے) بدلہ لے۔

۱۱- فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ○

پھر ہم نے موسلا دھار بارش سے آسمان کے دہانے کھول دیئے۔

۱۲- وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ○

اور زمین سے (پانی کے) چشمے بہا دیئے پھر (آسمان وزمین کا) سب پانی ایک ہی کام (ایک ہی مقصد) کے لیے جو (اللہ کے یہاں پہلے سے) مقرر ہوچکا تھا جمع ہوگیا۔

۱۳- وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ○

اور ہم نے اس کو (یعنی نوح اور ان کے ساتھیوں کو لکڑی کے) تختوں اور میخوں والی (کشتی) پر سوار کردیا

۱۴- تَجْرِیْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ○

(جو) ہماری آنکھوں کے سامنے (ہماری نگرانی میں) بہتی چلی جاتی تھی (اور یہ سب کچھ) اس (نبی) کا انتقام لینے کے لیے کیا گیا جس کا انکار کیا گیا (اور جس کی لوگوں نے قدر نہ جانی)۔

۱۵- وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○

اور ہم نے اس (واقعہ) کو (یعنی طوفان کے احوال کو) بطور نشانی کے رہنے دیا۔ پھر ہے کوئی سوچنے والا (کہ اس سے نصیحت حاصل کرے)۔

۱۶- فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِیْ وَنُذُرِ ○

پھر (دیکھو) میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا۔

یہ واقعات خود درس عبرت ہیں۔

۱۷- وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○

اور ہم نے قرآن کو (لوگوں کے سمجھنے کے لیے آسان کر دیا پھر ہے کوئی سوچنے والا (کہ اس سے نصیحت حاصل کرے)۔

اور جن لوگوں نے اس سے ہدایت حاصل نہ کی اللہ کو نہ پہچانا اسے حاضر ناظر نہ جانا دیکھو وہ قومیں تباہ کر دی گئیں۔

۱۸- كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ

عاد نے تکذیب کی تھی پھر (دیکھ لیا کہ) میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا

عَذَابِیْ وَنُذُرِ ○ (عبرت آموز) تھا۔

۱۹۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا فِیْ یَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ○ ہم نے ان پر تند ہوائیں بھیجیں ایک دائمی نحوست کے دن میں (جو اس قوم کی ہلاکت کیلئے مقرر ہوا اور جب تک وہ ختم نہ ہوئے اس کی نحوست نہ اٹھی)۔

۲۰۔ تَنْزِعُ النَّاسَ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ○ (اور یہ تند و تیز ہوائیں) لوگوں کو اکھاڑ پھینکتیں (اور وہ زمین میں ایسے پڑے تھے) گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔

۲۱۔ فَكَیْفَ كَانَ عَذَابِیْ وَنُذُرِ ○ پس (دیکھ لو کہ) میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا (ہولناک) رہا۔

۲۲۔ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○ ع اور یقیناً ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا (یہ اللہ کی باتیں بہ آسانی توفیقِ الٰہی سے سمجھ میں آجاتی ہیں) پھر ہے کوئی جو سمجھے (اور اس سے نورِ ہدایت حاصل کرے)۔

دوسرا رکوع

اس رکوع میں وہی مضمون جاری ہے۔ پہلے عاد کی قوم کی ہلاکت کا ذکر ہوا اب ثمود اور قومِ لوط کے واقعات سے دعوتِ فکر و عمل دی جارہی ہے۔ ہر سبق آموز واقعہ کے بعد وہ آیتیں بار بار دہرائی جاتی ہیں جن میں اللہ کے عذاب اور اس کے ڈرانے کا ذکر ہے تاکہ لوگ اپنی فہم اور ادراک کو کام میں لائیں اور نصیحت و ہدایت حاصل کریں۔

۲۳۔ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ○ ثمود نے (بھی) پیغمبروں کو جھٹلایا (ایک نبی کی تکذیب سب پیغمبروں کی تکذیب ہے)

۲۴۔ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ اِنَّآ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ○ پھر (اپنے پیغمبر صالح کے متعلق) کہنے لگے کہ کیا ہم اپنے ہی جیسے ایک انسان کی پیروی کریں جو تنہا ہے (جس کے پاس نہ کوئی طاقت ہے نہ ثروت اگر ہم ایسا کریں تو) بے شک ہم بڑی حماقت اور پاگل پن میں پڑ جائیں

رہی یہ بات کہ ان پر ہدایت نازل ہوئی اور اللہ کی طاقت ان کے ساتھ ہے تو یہ بات کچھ سمجھ میں نہیں آتی۔

۲۵۔ ءَاُلْقِیَ الذِّكْرُ عَلَیْهِ مِنْۢ بَیْنِنَا کیا ہم سب میں سے اسی پر وحی نازل ہوئی ہے (اس میں ایسی کون سی

بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ○

بات تھی، یہ کچھ نہیں) بلکہ وہ جھوٹا اور اپنی بڑائی آپ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ متنبہ فرماتا ہے۔

٢٦- سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ ○

ان کو کل ہی (یعنی جلد ہی) معلوم ہو جائے گا کہ کون جھوٹا شیخی مارنے والا ہے (نبی یا یہ لوگ)۔

٢٧- إِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ○

ہم ان کی آزمائش کے لیے ایک اونٹنی بھیجتے ہیں پھر (اے صالح) تم انہیں دیکھتے رہنا اور صبر سے کام لینا (دیکھو کیا نتیجہ نکلتا ہے)۔

حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ وہ اونٹنی جب پانی پینے جاتی سب جانور بھاگ جاتے چنانچہ اللہ نے اونٹنی کی باری ٹھیرا دی کہ ایک دن وہ پانی پر جائے اور دوسرے دن سب جانور۔

٢٨- وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ○

اور (اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کو حکم دیا کہ) ان کو آگاہ کر دینا کہ ان کے درمیان پانی کی تقسیم کر دی گئی ہے (اور باری مقرر ہو گئی ہے اب) سب اپنی اپنی باری پر حاضر ہوا کریں گے۔

٢٩- فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ ○

پھر (وہ اپنے عہد پر نہ رہے اور) انہوں نے اپنے رفیق (قدار نامی ایک شخص) کو بلایا تو اس نے اس (اونٹنی) پر وار کیا پھر اس کی کوچیں کاٹ ڈالیں (وہ ہلاک ہو گئی)۔

٣٠- فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ○

پھر (جانتے ہو کہ) میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا۔

٣١- إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ○

ہم نے ان پر ایک سخت چیخ بھیجی (یہ ایک فرشتہ کی کرخت اور ہیبت ناک آواز تھی جس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے) پھر اس طرح (ہلاک) ہو کر رہ گئے جیسے کانٹوں کی روندی ہوئی باڑھ۔

اور یہ کوئی ایسی باتیں نہیں جو سمجھ میں نہ آسکیں۔

٣٢- وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ○

اور ہم نے تو قرآن کو سمجھنے والوں کے لیے آسان کر دیا پھر کوئی ہے جو سوچے سمجھے (اور نصیحت و ہدایت حاصل کرے)۔

آیت نمبر (٢٩) شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ "ایک بدکار عورت تھی کہ اسکے مویشی بہت تھے اس نے اپنے آشنا کو اکسایا اس نے اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں۔

یا قوم لوط کی مثال لو

۳۳- كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍۭ بِالنُّذُرِ ○

لوط کی قوم نے بھی پیغمبروں کی تکذیب کی۔

۳۴- إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّآ ءَالَ لُوطٍ ۖ نَّجَّيْنَٰهُم بِسَحَرٍ ○

ہم نے ان پر پتھروں سے لدی ہوئی ہوا چلائی (ان پر پتھر برسے اور سب ہلاک ہوئے) بجز لوط کے گھر والوں کے کہ ہم نے ان کو اخیر شب میں (پہلے ہی سے نکل جانے کا حکم دے کر) بچا لیا

۳۵- نِّعْمَةً مِّنْ عِندِنَا ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِى مَن شَكَرَ ○

محض اپنے فضل (وکرم) سے۔ اسی طرح ہم ان کو جزا دیتے ہیں جو شکر گزاری کریں۔

۳۶- وَلَقَدْ أَنذَرَهُم بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا۟ بِالنُّذُرِ ○

اور اس نے (یعنی لوط نے بھی عذاب آنے سے قبل اپنی قوم کو) ہماری گرفت سے ڈرایا پھر انہوں نے اس ڈرانے میں جھگڑے نکالے (اور کج بحثی کرنے لگے)

۳۷- وَلَقَدْ رَٰوَدُوهُ عَن ضَيْفِهِۦ فَطَمَسْنَآ أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا۟ عَذَابِى وَنُذُرِ ○

اور ان سے ان کے مہمانوں کو (برے ارادوں کے تحت) لے لینا چاہا تو ہم نے ان کی آنکھیں مٹا دیں (ان کی روشنی سلب کر لی کہ) اب میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ چکھو۔

۳۸- وَلَقَدْ صَبَّحَهُم بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ○

اور صبح سویرے ہی ان پر دائمی عذاب آپہنچا۔

پہلے اندھے ہوئے تھے اب بستیاں بھی الٹ دی گئیں اور پتھر برسائے گئے۔

۳۹- فَذُوقُوا۟ عَذَابِى وَنُذُرِ ○

پس میرے (اس) عذاب اور ڈرانے کا (بھی) مزہ چکھو۔

قرآن یہ واقعات کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔

۴۰- وَلَقَدْ يَسَّرْنَا ٱلْقُرْءَانَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ○ ع ۱۸/۹

اور ہم نے قرآن کو لوگوں کے سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے پھر ہے کوئی جو سوچے سمجھے (اور نصیحت حاصل کرے)۔

تیسرا رکوع

عبرت آموز واقعات کا بیان جاری ہے اب حضرت موسیٰؑ اور فرعون کے واقعہ کی طرف

اشارہ کیا جارہا ہے پھر گزشتہ اقوام کی عبرت خیز مثالوں کے بعد موجودہ لوگوں سے خطاب ہے کہ کیا تم ان کافروں سے کچھ بہتر ہو کہ اپنی سرکشی کے باوجود تباہ و ہلاک نہ کیے جاؤ، عنقریب بدلہ لیا جائے گا۔ اور وہ مسلمانوں کے سامنے پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ یہاں بھی شکست کھائیں گے اور آخرت کا عذاب تو اور بھی سخت ہوگا۔ ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے، ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے۔ اگر انسان سوچے تو ماضی کے واقعات خود سبق آموز ہیں۔ اور اللہ کے نیک بندوں سے اس کے وعدے پورے ہو کر رہیں گے۔ صاحبِ اقتدار کے قرب میں یہ بھی مقتدر ہو جائیں گے۔ یہ دنیا، اللہ کی شانِ رحمانیت کی جلوہ گاہ ہے آخرت شانِ رحیمی کا مظہر ہوگی۔

۴۱۔ وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ۝

اور آلِ فرعون کے پاس ڈر سنانے والے (پیغمبر) پہنچے (وہ ہمارے معجزات لے کر گئے)۔

۴۲۔ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ۝

انہوں نے ہماری تمام نشانیوں کو جھٹلایا پھر ہم نے (بھی) ان کو (ایسی سخت) گرفت میں لیا جیسے ایک زبردست صاحبِ قدرت پکڑتا ہے (کہ اس سے بھاگنے یا نکلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا)۔

اور جس طرح وہ تباہ ہوئے اے اہلِ مکہ تم کو بھی معلوم ہے۔

۴۳۔ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِى الزُّبُرِ ۝

اب تم میں جو منکر ہیں کیا ان لوگوں سے (جو موردِ الزام ہوئے کسی طرح) بہتر ہیں (کہ وہ شرارتیں کریں گے اور عذاب نہ آئے گا) یا تمہارے لیے (آسمانی) کتابوں میں نجات لکھ دی گئی ہے۔

۴۴۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ۝

یا ان کو اپنی طاقت پر مغالطہ ہے کہ وہ) کہتے ہیں کہ ہم ایک بڑی بھاری جماعت ہیں جو غالب ہی رہیں گے

۴۵۔ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۝

عنقریب یہ جماعت شکست کھائے گی اور یہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔

چنانچہ بدر و احزاب میں ایسا ہی ہوا، لیکن صرف یہی سزا کافی نہیں

۴۶۔ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ۝

بلکہ ان کے وعدہ کا وقت تو قیامت ہے اور قیامت بڑی سخت اور بڑی تلخ (حقیقت) ہے۔

۴۷۔ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِىْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝

بلاشبہ گنہگار بڑی غلطی اور پاگل پن میں مبتلا ہیں (کہ قیامت سے

غافل ہیں جو جی میں آتا ہے کرتے ہیں اور جو منہ میں آیا بکتے ہیں)۔

۴۸- يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ○

جس دن وہ اوندھے منہ جہنم میں گھسیٹے جائیں گے ان سے کہا جائے گا کہ (اب) آگ میں جلنے کا مزہ چکھو (اس روز ان کی غفلت اور پاگل پن کا سب نشہ اتر جائے گا)۔

۴۹- إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ○

ہم نے ہر شے ایک مقرر اندازے سے بنائی ہے۔

ہر کام ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے اس میں ایک گھڑی کا فرق ممکن نہیں، اور سب کچھ اللہ کے علم میں ہے۔ نافرمانوں کو ہلاک کیا جائے گا۔

۵۰- وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ○

اور ہمارا حکم تو یکبارگی ایسے (واقع) ہو جائے گا جیسے آنکھ کا جھپکنا (کہ اس میں دیر ہی نہیں لگتی)۔

۵۱- وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ○

اور (اے کافرو) یقیناً تمہارے ہم مشرب لوگوں کو (جو تم سے پہلے گزر چکے) ہم ہلاک کر چکے ہیں پھر ہے کوئی (تم میں) کہ سوچے (اور اس بات سے نصیحت حاصل کرے اور اپنے کو ہلاکت سے بچائے)۔

۵۲- وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ○

اور جو کچھ انہوں نے کیا ان کے نامۂ اعمال میں درج ہے۔

۵۳- وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌ ○

اور ہر چھوٹی اور بڑی بات (اس نامۂ اعمال میں) لکھی ہوئی ہے۔

البتہ اس روز اللہ سے ڈرنے والے اس کے پرہیزگار بندے ہر خوف و غم سے بے نیاز، راحتِ ابدی کے اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز ہوں گے۔

۵۴- إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ○

(ہاں) جو پرہیزگار ہیں وہ باغوں اور نہروں میں

۵۵- فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ ○ ع ۳

ایک اعلیٰ (اور ارفع) مقام میں صاحبِ اقتدار بادشاہ کے قریب (بیٹھے) ہوں گے۔

(ان کی صداقت ان کو قرب میں لے جائے گی اور ان کو اقتدار والا بنا دے گی۔ جنت میں جو چاہیں گے ملے گا سب کچھ میسر ہوگا)۔

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ

مکی اٹھتر آیتیں تین رکوع

اس آخری منزل کا ہر سورہ ایک جامعیت کے ساتھ ہدایت کے جملہ پہلو اپنے دامن رحمت میں لیے ہوئے ہے۔ گزشتہ سورہ میں فرمایا تھا "اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ" ہم نے ہر چیز ایک مقرر اندازے سے بنائی، یہاں ایک پورا سورہ اس آیت کی تشریح میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت اور رحیمی کا ذکر بارہا آیا، یہاں سمجھایا جا رہا ہے کہ الرحمٰن کیا ہے انسان کی تخلیق اس کے ماحول کا بیان ہے، اللہ کی گوناگوں نعمتوں کا، اس کی قدرت کاملہ کا ذکر ہے تخلیق کائنات سے لے کر عالمِ بالا کی دائمی زندگی کے مختلف پہلوؤں کی طرف اس طرح اشارہ ہوتا ہے کہ اللہ کی عظمت، اس کی شان دل میں جگہ کرلے اور اللہ کی ہر نعمت اور اس کی ہر قدرت وحکمت انسان کو ہر لمحہ اپنے رب کی یاد دلاتی رہے۔ اس میں ایک آیت ۳۱ بار آتی ہے لیکن ہر بار ایک خاص معنویت کے ساتھ جس کا کیف تلاوت سے اور جس کی لذت فکر سے کھلتی ہے۔ گزشتہ سورہ کافروں کی زبوں حالی کے بعد ان مومنوں کے بیان پر ختم ہوا تھا جن کو اللہ کا قرب نصیب ہوا صاحبِ اقتدار ہو گئے، یہ سورہ اللہ کی قدرت وحکمت کی طرف دعوتِ فکر وعمل دے رہا ہے، اللہ کی وحدانیت، اس کی تجلیات کا ذکر ہوتا ہے، ان تجلیات سے فیض یاب ہونے، ان کو پانے کے انداز سکھائے جا رہے ہیں۔ پھر ان کے پانے والوں کے لیے بڑے دلکش وعدے ہیں۔ اور سورہ اللہ ذوالجلال والاکرام کے مبارک نام پر جو تمام فیوض وبرکات کا سرچشمہ ہے ختم ہوتا ہے اور رب العزت اپنی انتہائی نوازش سے اپنے محبوب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی نعمتوں کا احسان جتاتا ہے تاکہ اس کے مومن بندے اپنے محسن کے گرویدہ رہیں اور اپنی عبادات میں احسان کے تصور کو پیشِ نظر رکھیں، اپنے خالق اپنے پروردگار کی بندگی خضوع وخشوع کے ساتھ کریں تاکہ تعلق مع اللہ پیدا ہو جائے حضرت نبلہؒ نے فرمایا کہ جب تک جوڑنہ جمے بندہ اصل نتیجہ کی طرف نہیں جاتا مشاہدات میں دو سے گزرنا ایک پڑ آتا ہے علم وعمل ہی سے نتیجہ ملتا ہے۔ علم، ایمان ہے اور عمل عبادت۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

بندۂ مومن ہر گھڑی اللہ کے رحمٰن ورحیم ہونے کے تصور کو دل میں لیے ہوئے ہے، ہر کام اسی کے نام سے شروع کرتا ہے۔ رحمت ہی اس کا پہلا تصور ہے، اور رحمت ہی پہلا جلوۂ تخلیق۔

کائنات اسی اسم اَلرَّحْمٰن سے متعلق ہے، سرکارِ دو عالم سے کفارِ مکہ سوال کرتے تھے الرَّحْمٰن کیا ہے جواب دیا جارہا ہے

۱۔ اَلرَّحْمٰنُ ۝ — رحمٰن (وہی ہے)

۲۔ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ — (جس) نے قرآن کی تعلیم (سرکارِ دو عالم کو) دی۔

۳۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ — (اسی نے) انسان کو پیدا فرمایا۔

۴۔ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ — (پھر) اسی نے اس کو بولنا (اور بات کرنا) سکھایا (تاکہ معارف و حقائق سمجھ سکے اور سمجھا سکے)۔

(اور انسان ہی نہیں بلکہ سورج چاند، نباتات سب ہی قانونِ قدرت کے تحت مصروفِ کار ہیں)

۵۔ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝ — سورج اور چاند ایک مقرر حساب کے پابند ہیں (جملہ کائنات اس کے نظام کے تابع ہے سب اسی کے جلال و جمال کے مظہر ہیں)

۶۔ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۝ — اور نباتات و درخت (بھی سب اس کے) حکم کے مطیع ہیں۔ (انسان اگر اپنی تخلیق اور ماحول پر نظر ڈالے تو اللہ کی عبادت سے ایک لمحہ غافل نہ رہے)۔

۷۔ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝ — اور اسی نے آسمان کو بلند کیا اور اسی نے میزان (عدل) قائم کی۔

۸۔ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝ — تاکہ تم تولنے میں بے اعتدالی نہ کرو۔

اور زندگی کے ہر پہلو میں ایک اعتدال پیشِ نظر رکھو

۹۔ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝ — اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو (دونوں پلڑے برابر ہوں) اور تول کو کم مت کرو۔

۱۰۔ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۝ — اور اسی نے زمین کو مخلوق کے لیے پھیلایا (تاکہ وہ اس میں رہیں بسیں اور اپنی معاش حاصل کریں)۔

۱۱۔ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ ۝ (اور) اس میں میوے ہیں اور کھجور کے درخت جن (کے خوشوں) پر غلاف ہوتے ہیں۔

۱۲۔ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ۝ اور (زمین میں) اناج (بھی پیدا ہوتا) ہے جس کے ساتھ بھس ہوتا ہے۔ اور (اس میں) خوشبودار پھول (پیدا ہوتے ہیں)۔

۱۳۔ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ پس (اے انسانو! اور جنو!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو عبادت ہی کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ اب دونوں کی تخلیق ان کے ماحول کا ذکر آرہا ہے اور اللہ کی قدرت کاملہ کے نمونے بیان کیے جا رہے ہیں تاکہ وہ اپنے رب کی عبادت میں لذت پائیں۔ اور نعمتوں پر شکر ادا کریں۔ اور جب یہ آیت دہرائی جائے تو دل سے یہی کہیں کہ اے ہمارے رب ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے سب حمد تجھی کو سزاوار ہے۔

۱۴۔ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝ اسی نے انسان کو مٹی سے جو ٹھیکرے کی طرح بجتی تھی پیدا کیا (عنصر غالب مٹی کا نام لیا گیا)۔

۱۵۔ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ ۝ اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔

۱۶۔ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ پھر (اے گروہ انس و جن) تم دونوں اللہ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (اس کی قدرت کاملہ کا کب تک انکار کرو گے) (لا بشیء من نعمتك ربنا نكذب فلك الحمد)

۱۷۔ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۝ وہی دونوں مشرق کا پروردگار ہے اور وہی دونوں مغرب کا پروردگار (ہر طلوع شمس کا ایک مشرق اور غروب شمس کا ایک مغرب ہے، اور انہیں کے درمیان موسم کے تغیرات اور جملہ فصلیں اور پیداوار ہیں جو کائنات کی حیات کا باعث ہیں)۔

۱۸۔ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ پھر تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ (کس کس قدرت کا انکار کرو گے)

آیت نمبر (۱۴-۱۵) خاک و آب ملتے ہیں تو اسے طین کہتے ہیں۔ ہوا اور آگ ملتی ہے تو اسے مارج کہتے ہیں۔

۱۹- مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۙ
اس نے دو دریا رواں کیے جو باہم ملے ہوئے ہیں (لیکن یہ اس کی قدرت ہے کہ)

۲۰- بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۚ
ان دونوں کے درمیان ایک آڑ ہے کہ اس سے تجاوز نہیں کر سکتے (کسی کی مجال نہیں کہ اپنی حد سے آگے بڑھ سکے یا دوسرے پر غلبہ پا سکے)۔

۲۱- فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○
پھر تم دونوں (اے انسانو اور جنو!) اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

۲۲ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۚ
دونوں (دریاؤں) سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں (یہ اللہ کی نعمت نہیں تو کیا ہے)۔

۲۳- فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○
پھر تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

۲۴- وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۚ (النصف)
اور اسی کے اختیار میں جہاز ہیں جو سمندر میں پہاڑ کی طرح بلند (نظر آتے) ہیں۔ (پانی میں یہ استعداد کہ جہازوں کو اٹھائے رکھے کس نے دی اور تم کو یہ صلاحیت کہ قدرت کی ان استعدادوں سے استفادہ کرو کس نے بخشی)۔

۲۵ ع فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۧ
پھر تم اپنے رب کی کیا کیا نعمتیں جھٹلاؤ گے

دوسرا رکوع

اللہ کی گوناگوں نعمتوں کے ساتھ اس کی قدرت و حکمت کا ذکر جاری ہے تاکہ انسان اللہ کی شانِ رحمانیت کو سمجھے اور جان لے کہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے اور سوائے اس معبودِ حقیقی کے ہر چیز فانی ہے۔ اور بالآخر اسی کی طرف سب کو لوٹنا ہے وہاں تکذیبِ حق کام نہ آئے گی، ایمان ساتھ دے گا اس رکوع میں مجرمین کی حالت کا بیان ہے۔

۲۶- كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۖ
جو کچھ بھی زمین پر ہے سب فنا ہو جانے والا ہے۔

۲۷- وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۚ
اور صرف آپ کے پروردگار کی ذات باقی رہ جائے گی جو نہایت بزرگی اور عظمت والی ہے۔

۲۸- فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○
پھر تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (کس کس قدرت کا انکار کرو گے)۔

۲۹- يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
آسمانوں اور زمین والے (سب اپنی حاجتیں) اسی سے مانگتے ہیں (اور اس کی

وَالْاَرْضِ ۭ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ۝ — کبریائی کا یہ عالم ہے کہ) وہ ہر روز (ہر لمحہ) ایک نئی شان سے تجلی فرماتا ہے۔

ہر لحہ اس کی ایک نئی شان، ہر لحظہ اس کی قدرت و حکمت کے آثار جلوہ گر ہوتے رہتے ہیں، جن کو انسان اگر ذرا توجہ سے دیکھے تو کبھی اپنے رب کی قدرتِ کاملہ کا منکر نہ ہو لیکن اے گروہِ جن و انس تم اس سے سبق کیوں نہیں لیتے۔

۳۰- فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ — پھر تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (اس کی کس کس قدرتِ کاملہ کی تکذیب کرو گے)۔

۳۱- سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ۝ — وہ وقت دور نہیں کہ اے جن و انس (کی جماعتو!) ہم فارغ ہو کر تمہاری طرف متوجہ ہوں گے (دنیا کا یہ نظام ختم کیا جائے گا اور حساب کتاب شروع ہو گا)۔

۳۲- فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ — پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے (اور جھٹلانے سے کیا فائدہ ہو گا)۔

۳۳- يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝ — اے جنوں اور انسانوں کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں و زمین کی حدود سے کہیں نکل سکو تو نکل بھاگو، (لیکن یاد رکھو کہ) بلا (اللہ کی مدد اور) زور کے تم نکل نہیں سکتے۔

۳۴- فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ — پھر تم اللہ کی کن کن نعمتوں کی تکذیب کرو گے۔

تم اس سے بھاگ کر کہاں جا سکتے ہو اگر تم بھاگنے کا ارادہ بھی کرو گے تو

۳۵- يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ڏ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ۝ — تم پر آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑ دیا جائیگا پھر تم (اپنی) مدد بھی نہ کرسکو گے (یعنی نہ بچ سکو گے نہ مقابلہ کرسکو گے)۔

۳۶- فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ — پھر تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

۳۷- فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ۝ پھر (اس وقت کو سوچو) جب آسمان پھٹ جائے گا اور تیل کی تلچھٹ کی طرح گلابی ہو جائے گا (وہ کیسا ہیبت ناک وقت ہوگا)۔

۳۸- فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

اس دن کے حساب و کتاب سے ڈرو جس دن تم پر تمہارے گناہوں کا الزام رکھا جائے گا۔

۳۹- فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ۝ پھر اس روز کسی انسان سے اور کسی جن سے اس کے گناہوں کے متعلق سوال (سوال کی خاطر) نہ ہوگا (بلکہ اس لیے ہوگا کہ مورد الزام قرار دیا جائے اور ان کو اپنے اعمال کی سزا بھگتنا ہوگی اس وقت یہ تکذیب حشر ونشر کیا کام آئے گی)۔

۴۰- فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ پھر تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

۴۱- يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ۝ (قیامت کے دن) گنہگار اپنے حلیہ سے پہچانے جائیں گے پھر ان کو پیشانی کے بالوں اور پیروں سے پکڑا جائے گا (اور ان کو گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا)۔

۴۲- فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ پھر تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کی تکذیب کرو گے۔

۴۳- هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ (کہا جائے گا) یہی دوزخ ہے جس کو گنہگار جھوٹ بتایا کرتے تھے۔

۴۴- يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ۝ (اور گنہگار) دوزخ اور اس کے کھولتے ہوئے پانی کے درمیان پھرینگے (کبھی آگ میں ہوں گے کبھی گرم پانی میں۔ ایک لمحہ چین نہ ملے گا کوئی خواہش پوری نہ ہوگی)۔

۴۵- ع فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ پھر (اے گنہگار انسانو اور جنو!) تم اللہ کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

تیسرا رکوع

ہاں جو دنیا سے ایمان و عمل کی دولت ساتھ لے کر گئے ہیں ان کے لیے وہاں بھی اللہ کی رحمت ہی رحمت ہوگی۔ اللہ کا خوف، اللہ کا ڈر ثمر لائے گا۔ اس کی یاد میں جو آنسو بہے تھے، اس کی مخلوق پر جو ترس کھایا تھا وہ گویا جنت کی نہریں اور جنت کی نعمتیں بن کر سامنے آئیں، سکون و راحت، تسکین خاطر سب کچھ میسر ہو گیا۔ یہ اللہ کا فضل، اس کا احسان ہوگا۔

۴۶- وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۚ

اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا (اس کے دل میں اللہ کے روبرو حاضر ہونے کا دھڑکا لگا رہا۔ گناہ کے خیال سے اپنے رب سے ڈر گیا) اس کے لیے دو جنتیں ہیں (ایک انعام کی اور ایک فضل کی)

۴۷- فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۙ

پھر تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

(کیا اہل ایمان کو جنت میں دیکھ کر بھی حقائق کی تکذیب کر سکو گے اور)

۴۸- ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ۚ

ان دونوں باغوں میں بہت سی شاخیں (میووں سے لدی ہوئی) ہونگی۔

۴۹- فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○

پھر تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

یہی نہیں بلکہ

۵۰- فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ۚ

ان دونوں (باغوں) میں دو چشمے بہتے ہوں گے۔

۵۱- فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○

پھر تم اللہ کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

۵۲- فِیْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ۚ

ان باغوں میں ہر طرح کے میوؤں کی دو دو قسمیں ہوں گی (کہ ایک ہی قسم کے میوہ میں بھی لذت و تنوع ہو، دنیا کے پھلوں کی لذت سے ملتا جلتا اور ان سے کہیں زیادہ لذیذ اور اعلیٰ بھی)۔

۵۳- فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○

پھر تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

اور ان حسین باغوں میں اہل جنت

۵۴- مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَجَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ۚ

تکیہ لگائے فرشوں پر بیٹھے ہوں گے (ایسے فرش) جن کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے (اسی پر قیاس کر و کہ ان کے اوپر کے ابرے کتنے نرم و خوبصورت ہوں گے) اور (ان کی نظروں کے سامنے) ان دونوں باغوں کے میوے (ان سے) قریب ہی ہوں گے (گویا ہر طرح لطف و کرم کی فراوانی ہوگی)۔

۵۵- فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ○

پھر اے محرومان جنت، اے سرکش انسانوں اور جنوں کے گروہ! تم اللہ کی کس کس نعمت کی تکذیب کرو گے۔

ہاں اور سنو

۵۶۔ فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۝

ان رہی جنتوں ہیں نیچی نگاہوں والی (باشرم وباحیا حوریں) ہوں گی کہ ان کو ان سے پہلے کسی انسان یا کسی جن نے چھوا تک نہیں رہی پاک معصوم حوریں پرہیزگاروں کے لیے ہوں گی)۔

اے دنیاوی عیش کے بندو تم اس لطف وکیف کا اندازہ نہیں کر سکتے۔

۵۷۔ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

پھر تم اللہ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

۵۸۔ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ۝

(اگر تم ان کو دیکھو تو یہی کہو کہ) یہ تو گویا یاقوت و مرجان ہیں۔

لیکن تم کو تکذیب سے کام۔

۵۹۔ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

پھر تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

یہ اللہ کی نعمتیں تو ان کے لیے ہیں جنھوں نے اللہ کو حاضر وناظر جان کر گویا اس کو دیکھ کر عبادت کی۔ اللہ بھی اپنے ان پسندیدہ بندوں کو نعمتِ دیدار سے سرفراز فرمائے گا۔

۶۰۔ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝

اور احسان کا بدلہ بھی احسان کے سوا کیا ہے۔

۶۱۔ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

پھر تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

۶۲۔ وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ۝

اور ان دو (باغوں) کے سوا (اہل جنت کے لیے) اور بھی دو باغ ہوں گے۔

۶۳۔ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

پھر تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

۶۴۔ مُدْهَآمَّتٰنِ ۝

دونوں گہرے سبز رنگ کے (باغ ہوں گے)

۶۵۔ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

پھر تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

ان نعمتوں کو جو اہل جنت کے لیے خاص ہوں گی؟

۶۶۔ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ۝

ان میں دو چشمے ابلتے (اور چھلکتے) ہوں گے (جو اس کے لطف کو اور بھی

دوبالا کر رہے ہوں گے)۔

۶۷۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○ پھر تم اللہ کی کن کن نعمتوں کی تکذیب کرو گے۔

۶۸۔ فِیْهِمَا فَاکِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ○ ان (باغوں) میں میوے ہوں گے اور کھجور اور انار۔

۶۹۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○ پھر تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

اس کی شانِ رحمت کے پرتو تو ہر جگہ نئے انداز سے ظاہر ہوئے ہیں۔

۷۰۔ فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ ○ (اور) ان باغوں میں بھی خوب سیرت و خوبصورت حسین عورتیں ہوں گی۔

۷۱۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○ پھر تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

اور کہاں تک جھٹلاؤ گے

۷۲۔ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ ○ (یہ) حوریں خیموں میں مقیم ہوں گی (گویا باغ میں منتظر)

۷۳۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○ پھر تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

۷۴۔ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ○ ان کو (بھی) کسی مرد یا کسی جن نے ان سے پہلے چھوا تک نہیں۔

۷۵۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○ پھر (تم ہی بتاؤ کہ) تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

۷۶۔ مُتَّکِئِیْنَ عَلٰی رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِیٍّ حِسَانٍ ○ یہ (اہل جنت) نادر اور نفیس سبز مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

۷۷۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○ پھر (اے گروہ انس و جن سوچو کہ) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

اور تمہاری تکذیب کا اس کے جلال و جمال پر اثر ہی کیا ہو سکتا ہے۔

۷۸۔ تَبٰرَکَ اسْمُ رَبِّکَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ○ (اے حبیب) بڑا بابرکت ہے آپ کے پروردگار کا نام جو صاحب جلال اور عظمت ہے۔ (دنیا اور عقبیٰ تو صرف اللہ کے نام ہی سے ملتی ہے جو رحمٰن و رحیم ہے)

ع ۳ ۱۳

سُوْرَۃُ الْوَاقِعَۃِ

مکی چھیانوے آیتیں تین رکوع

گزشتہ سورت میں اللہ کی شانِ رحمنیت کے مظاہر دکھائے گئے اس کی قدرت کاملہ اس کی گوناگوں نعمتوں کا ذکر ہوا۔ اور سورہ ذوالجلال والاکرام پر ختم ہوا۔ یہ سورہ اس کے جلال و کرم کا مرقع ہے۔ اس امر واقعی یعنی قیامت کے بیان سے سورت کی ابتدا ہے، بتایا جارہا ہے کہ ایک وقت وہ بھی ہوگا جب بلند پست ہو جائیں گے اور پست بلند۔ زمین لرز جائیگی پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائینگے۔ خود پرستوں کو پٹک دیا جائے گا خدا پرستوں کو بلند کیا جائے گا، اس وقت تین قسم کے لوگ ہوں گے۔ ایک داہنے ہاتھ والے مومن، جن کا نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں ہوگا، جو عرش کے داہنے جانب ہوں گے۔ شانِ رحیمی کے سایہ میں، سعادت مند، خوش بخت، خوش نصیب۔ دوسرے بائیں ہاتھ والے جو عرشِ عظیم کے بائیں جانب ہوں گے۔ جن کے اعمال نامے بھی ان کے بائیں ہاتھ میں ہوں گے۔ نحوست و بدبختی کا مرقع۔ اور تیسرے سبقت لے جانے والے، سب سے آگے صحابہ کرام، تابعین، شہداء اور حواریین۔ یہ اعمال کی سزا و جزا کا دن ہوگا، تینوں طبقوں کا حال نہایت شرح و بسط سے بیان ہوا ہے۔ آسمان رسالت کے نجوم کی قسم کھا کر اللہ تعالےٰ اپنے کلام کی عظمت ذہن نشین فرماتا ہے تاکہ دل و دماغ کی پاکی سے انسان اسے پالے۔ کلام کو پڑھتے ہی اس کی لذت آئے۔ قرب کی نعمت پاسکے۔ جنت کی خوشبوؤں میں راحت ابدی کے مزے حاصل کرے، تکذیب میں پڑکر آگ کا ایندھن نہ بنے۔

سورہ میں دوبار فسبح باسم ربک العظیم آیا ہے حضورؐ نے فرمایا کہ اسے اپنے رکوع میں جگہ دو۔ چنانچہ سبحان ربی العظیم کی سنت اسی آیت شریفہ سے قائم ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○	شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)
۱۔ اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ○	(یاد رکھو کہ) جب قیامت واقع ہو جائے گی
۲۔ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ○	(کہ) اسکے واقع ہونے میں کچھ بھی جھوٹ نہیں (تم اس کو آنکھوں سے دیکھ لوگے۔ شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے گی)
	یہ وہ ہولناک گھڑی ہوگی جو
۳۔ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ○	(کسی کو) پست کرنے والی (اور کسی کو) بلند کرنے والی ہوگی (خود پرستوں

کو پست کر دے گی خدا پرستوں کو بلند کر دے گی)۔

۴۔ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۝
جب زمین کپکپا کر لرزنے لگے گی (یعنی زمین جلالِ الٰہی سے لرز رہی ہو گی)

۵۔ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝
اور پہاڑ ٹوٹ پھوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔

۶۔ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۝
پھر غبار ہو کر اڑنے لگیں گے۔

۷۔ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۝
اور تم لوگ (اس روز) تین قسموں میں بٹ جاؤ گے۔

۸۔ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ۬ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝
یعنی (ایک) داہنے ہاتھ والے، کیا کہنا ان داہنے ہاتھ والوں کا (یہ عرشِ عظیم کے داہنے جانب ہوں گے)۔

۹۔ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۙ۬ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝
اور (دوسرے) بائیں ہاتھ والے (جو عرشِ عظیم کے بائیں جانب، بائیں ہاتھ میں اپنا نامۂ اعمال لیے کھڑے ہوں گے) کیا برا حال ہو گا (ان) بائیں ہاتھ والوں کا۔

۱۰۔ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝
اور (تیسرے) سبقت لے جانے والے (یعنی جو ہر عملِ صالح میں سبقت لے گئے۔ ہجرت کے لیے پہلے تیار ہوئے، جہاد کے لیے پہلے نکل کھڑے ہوئے، اسلام قبول کرنے والوں کی صفِ اوّل میں رہے۔ ہر کارِ خیر میں آگے ہی بڑھتے رہے تو قیامت کے دن بھی وہ انعاماتِ الٰہی میں بھی) سبقت ہی لے جانے والے ہوں گے (جنت میں بھی پہلے ہی داخل ہوں گے)۔

۱۱۔ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝
یہی مقربِ بارگاہ ہیں (ان کو اللہ کا قرب حاصل ہو گا وہ سرکار دو عالم کے نزدیک ہوں گے)

۱۲۔ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝
(وہ) نعمتوں سے معمور جنتوں میں (ہوں گے)۔

۱۳۔ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝
ایک بڑا گروہ اگلوں میں سے

۱۴۔ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝
اور کم پچھلوں میں سے (ان جنتوں میں ہوں گے)۔

۱۵۔ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۝
(یہ مقربین) سونے کے مرصع تختوں پر

۱۶۔ مُّتَّكِئِيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ۝
ایک دوسرے کے آمنے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

۱۷۔ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ۝ — نوجوان خدمت گار جو ہمیشہ ایک حالت پر رہیں گے ان کے درمیان لیے پھرتے ہوں گے

۱۸۔ بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ وَكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ۝ — آبخورے اور آفتابے اور پاکیزہ شراب کے پیالے۔

۱۹۔ لَّا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنزِفُونَ ۝ — جس سے نہ درد سر ہوگا اور نہ عقل ہی میں فتور آئے گا کہ انسان ان کو پی کر فضول بکواس کرنے لگے، یہ تو لذت و سرور کے جام ہوں گے)۔

۲۰۔ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ۝ — اور میوے جو وہ پسند کریں

۲۱۔ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ۝ — اور پرندوں کا گوشت جس کی وہ خواہش کریں

۲۲۔ وَحُورٌ عِينٌ ۝ — اور حوریں کشادہ آنکھوں والی

۲۳۔ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ۝ — جیسے (محفوظ) پوشیدہ رکھے ہوئے موتی۔

۲۴۔ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ — یہ اجر ہوگا ان کے (نیک) اعمال کا۔

۲۵۔ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا ۝ — اس (جنت) میں نہ وہ فضول بکواس سنیں گے اور نہ وہ گناہ کی باتیں (جو ان کی دل آزاری کا سبب بنیں)

۲۶۔ إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ۝ — بس ہر طرف سے سلام ہی سلام کی آواز آئے گی (وہی جنت تلاوت وہی جنت نماز، اور اسی کی حلاوتیں اور اسی کے انوار۔ یہ مقربین کا نصیبہ ہوگا۔ کیا نصیبہ ہے اللہ نصیب فرمائے۔ آمین)

۲۷۔ وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ۝ — اور داہنے (ہاتھ یا عرش عظیم کے داہنی جانب) والے کیا کہنا ان داہنے (ہاتھ) والوں کا (جن کے نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں ہوں گے)۔

ہر چند مقربین سے ان کا درجہ کم ہوگا لیکن کیا خوب ہوگا وہ

۲۸۔ فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ۝ — بے خار بیریوں میں (جن کی ڈالیاں پھلوں کے بوجھ سے جھک رہی ہوں گی)

۲۹- وَّطَلۡحٍ مَّنۡضُوۡدٍ ۝ اور تہ بہ تہ کیلوں میں

۳۰- وَّظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ ۝ اور لمبے لمبے سایوں میں

۳۱- وَّمَآءٍ مَّسۡكُوۡبٍ ۝ اور پانی کے جھرنوں میں

۳۲- وَّفَاكِهَةٍ كَثِيۡرَةٍ ۝ اور کثرت سے میووں کے باغوں میں ہوں گے

۳۳- لَّا مَقۡطُوۡعَةٍ وَّلَا مَمۡنُوۡعَةٍ ۝ جس کی نہ فصل ختم ہوگی اور نہ (وہاں کوئی) روک ٹوک ہوگی۔

۳۴- وَّفُرُشٍ مَّرۡفُوۡعَةٍ ۝ اور اونچے (دبیز اور پرشکوہ) فرش ہوں گے

اور ان کی ہم جلیس وہ عورتیں ہوں گی کہ

۳۵- اِنَّاۤ اَنۡشَاۡنٰهُنَّ اِنۡشَآءً ۝ ہم نے ان کو خاص طور پر (ایک حسین اور لطیف انداز پر) پیدا کیا ہے۔

۳۶- فَجَعَلۡنٰهُنَّ اَبۡكَارًا ۝ یعنی ہم نے ان کو کنواریاں (رہی) بنایا۔

۳۷- عُرُبًا اَتۡرَابًا ۝ پیار دلانے والیاں ہم عمر۔

۳۸- ع لِّاَصۡحٰبِ الۡيَمِيۡنِ ۝ اصحاب یمین کے واسطے (کہ اہل جنت ان کو دیکھ کر اور وہ ان کو دیکھ کر خوش ہوں۔ اور ان پرکیف فضاؤں میں ان کی مسرتوں میں ان کی شریک ہوں)۔

دوسرا رکوع

غرض داہنے ہاتھ والے یعنی اہل جنت کے لیے راحت ہی راحت ہوگی۔ ان میں ایک بڑا گروہ اگلوں میں سے اور کثیر گروہ پچھلوں میں سے جنت میں ہوگا۔ گویا اہل جنت بہت ہوں گے لیکن مقربین کم ہوں گے۔ جن کا ذکر گزر چکا، اب بائیں ہاتھ والے یعنی اہل دوزخ کا بیان آرہا ہے، ان کی شقاوت، ان کے عذاب کا حال ہے اور اللہ کی اس قدرت و حکمت کا بیان کیا جارہا ہے جس کو لوگ دیکھتے ہیں اور اللہ پر ایمان نہیں لاتے۔ اور آخرت سے بے خبر ہیں۔ مومن کے لیے ایک مختصر جملہ میں جنت کی راہ بتا دی گئی اور رکوع اسی گنجینۂ ہدایت فسبح باسم ربك العظيم پر ختم ہوا۔

۳۹- ثُلَّةٌ مِّنَ الۡاَوَّلِيۡنَ ۝ اور ان داہنے ہاتھ والوں کا) ایک بڑا گروہ اگلوں میں سے

۴۰۔ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝ اور ایک بڑا گروہ پچھلوں میں سے ہوگا۔

(غرض اہلِ جنت کثیر تعداد میں ہوں گے۔ حضور ﷺ کے زمانے کے قریب کے لوگوں میں سے بھی اور آپ کے زمانہ سے دور کے لوگوں میں بھی لیکن اہلِ جنت کا ذکر اسی مرکزِ ایمانی کے تعلق سے ہے۔ اسی نقطۂ ایمانی سے قریب سے قریب تر آنے پر اللہ کی قربت کا دار و مدار ہے۔ اور قرب والوں کی تعداد کم ہی ہوتی ہے۔)

اب اصحابِ شمال کی عبرت ناک حالت کا بیان ہے۔

۴۱۔ وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۥ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۝ اور بائیں ہاتھ والے (جن کے نامۂ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں ہوں گے) کیسے بُرے حال میں ہوں گے یہ بائیں جانب والے۔

۴۲۔ فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ۝ گرم ہوا اور کھولتے ہوئے پانی میں

۴۳۔ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ۝ اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے۔

ان پر بادلوں کا دھوکہ نہ ہو، یہ دوزخ کی آگ کا دھواں ہوگا انتہائی کالا جس میں کسی طرح کا آرام نہ جسم کو ملے گا نہ روح کو۔

۴۴۔ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ۝ نہ اس میں ٹھنڈک ہوگی اور نہ وہ فرحت بخش ہوگا)

۴۵۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ۝ بے شک وہ (اہلِ دوزخ) اس سے پہلے بڑے خوش حال لوگ تھے (ان کو طرح طرح کی نعمتیں حاصل تھیں لیکن انہوں نے ان نعمتوں کی قدر نہ کی)۔

۴۶۔ وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ۝ اور وہ گناہ عظیم (یعنی شرک، کفر) پر مصر رہتے تھے۔

نہ اللہ پر ایمان لاتے نہ آخرت کو مانتے۔

۴۷۔ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۥ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ اور (یہی) کہا کرتے تھے کہ کیا جب ہم مرگئے اور مٹی اور ہڈیاں ہوگئے تو کیا ہم پھر زندہ کیے جائیں گے

۴۸- اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ○

(اور) کیا ہمارے آباو اجداد کو بھی (پھر زندہ کیا جائے گا جو بہت پہلے مرچکے، یہ کیسے ہوسکتا ہے)۔

۴۹- قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ○

آپ فرمادیجیے کہ بے شک اگلوں کو بھی اور پچھلوں کو بھی

۵۰- لَمَجْمُوْعُوْنَ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ○

(یعنی) سب کو جمع کیا جائے گا ایک مقرر دن کے مقرر وقت پر۔

۵۱- ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ○

پھر اے جھٹلانے والے گمراہو تم کو

۵۲- لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ○

یقیناً تھوہڑ کے درخت سے کھانا ہوگا۔

۵۳- فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ○

پھر اسی سے پیٹ بھرنا ہوگا۔

(بھوک تم کو بھی لگے گی لیکن تمہاری غذا دوزخ کا یہ درخت ہوگا)۔

۵۴- فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ○

پھر اس پر گرم پانی پینا ہوگا۔

۵۵- فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ○

پھر تم (اسے) ایسے پیوگے جیسے پیاس کا مارا ہوا اونٹ (جو ایک سانس میں پانی چڑھاتا ہی چلا جاتا ہے)۔

۵۶- هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ○

یہ ہوگی قیامت کے دن ان کی مہمانی (اسی کے وہ مستحق تھے)

۵۷- نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ○

(سوچو) ہم ہی نے تم کو پیدا کیا (کیوں اس عذاب میں پڑنا چاہتے ہو) پھر کیوں اس (حیات بعد الممات) کو سچ نہیں سمجھتے۔

(خود اپنی تخلیق اپنے ماحول پر غور کیوں نہیں کرتے)

۵۸- اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ○

بھلا دیکھو جس نطفہ کو تم ٹپکاتے ہو (اس سے انسان کون بناتا ہے)۔

۵۹- ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ○

کیا اس کو تم (انسان) بناتے ہو یا اس کے بنانے والے ہم ہیں۔

۶۰- نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ

ہم ہی نے تمہارے درمیان موت کو مقرر کیا ہے (جب جس کا وقت

وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ۝
آتا ہے وہ اٹھتا جاتا ہے) اور ہم (اب بھی) عاجز نہیں

۶۱- عَلَىٰ أَن نُّبَدِّلَ أَمْثَالَكُمْ وَنُنشِئَكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝
اس بات سے کہ (تم کو اس دنیا سے اٹھالیں اور) تمہاری طرح کے اور لوگ تمہاری جگہ لے آئیں اور تم کو ایسی حالت (صورت یا ایسے جہان) میں پیدا کریں جس کو تم نہیں جانتے۔

۶۲- وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْأَةَ الْأُولَىٰ فَلَوْلَا تَذَكَّرُونَ ۝
اور تم کو تو پہلی پیدائش کا علم ہے ہی (اس میں تو شک کی گنجائش نہیں) پھر تم کیوں نہیں سوچتے (آخرت پر یقین کیوں نہیں لاتے اللہ کو کیوں یاد نہیں کرتے)۔

۶۳- أَفَرَأَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ ۝
بھلا دیکھو تو جو تم بوتے ہو۔

۶۴- أَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ ۝
کیا تم اسے اگاتے ہو یا اس کے اگانے والے ہم ہیں۔

۶۵- لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ۝
اگر ہم چاہیں تو اس (تمہاری کھیتی) کو چورا چورا کر ڈالیں پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ۔

یعنی کہو کہ

۶۶- إِنَّا لَمُغْرَمُونَ ۝
ہم تو تاوان میں پڑ گئے (قرضدار بھی ہوئے اور کچھ نہ ملا)

۶۷- بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ۝
بلکہ ہم تو محروم (اور بدنصیب) ہی رہے۔

۶۸- أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ۝
بھلا (اس) پانی کو تو دیکھو جو تم پیتے ہو۔

۶۹- أَأَنتُمْ أَنزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنزِلُونَ ۝
کیا تم نے اس کو بادلوں سے اتارا ہے یا (اس کے) اتارنے والے ہم ہیں۔

۷۰- لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ۝
اگر ہم چاہیں تو اسے کھاری بنا دیں پھر تم شکر کیوں ادا نہیں کرتے۔

۷۱- أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ ۝
بھلا آگ ہی کو دیکھو جس کو تم سلگاتے ہو۔

۷۲۔ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ۝ کیا اس کا درخت (جس سے تم آگ نکالتے ہو) تم نے پیدا کیا یا (اس کے) پیدا کرنے والے ہم ہیں۔

۷۳۔ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ۝ ہم ہی نے تو اس (درخت) کو (اپنی قدرت وحکمت کی) یاد دلانے والا اور مسافروں کے لیے نفع کی چیز بنایا۔

اے رسول ان منکروں کو ان کے حال پر چھوڑئیے اور آپ تو اپنے مومن بندوں کو عبادت کے آداب سکھاتے جائیے۔

۷۴۔ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝ پس آپ اپنے پروردگار کے نام کی پاکی بیان فرمائیے جو بڑی عظمت والا ہے۔

تیسرا رکوع

گزشتہ رکوع میں اس درخت کا ذکر تھا جس سے آگ نکالی جاتی ہے جو جنگل کے مسافروں کے لیے باعث منفعت ہے یہاں سالکان راہ حق کے لیے جس نور ہدایت کا سامان ہے اس کا ذکر کیا جارہا ہے، اس کی اہمیت بیان کی جارہی ہے۔ اللہ جل شانہٗ ستاروں کی قسم کھاتا ہے جو انسان کو روشنی بھی پہنچاتے ہیں اور رہنمائی بھی کرتے ہیں یا یوں سمجھیے کہ آسمان رسالت کے درخشاں ستاروں انبیاء علیہم السلام کی قسم کھائی جارہی ہے جو ہر زمانہ میں انسان کی ہدایت کرتے رہے۔ قسم اس بات کی ہے کہ یہ قرآن ایک جلیل القدر کتاب ہے۔ اس حد تک حق ہے کہ خود لوح محفوظ میں محفوظ ہے ایک حرف اس کا ادھر سے ادھر نہیں ہوسکتا۔ سالک اس کو ظاہری اور باطنی طہارت کے بعد ہی چھوتے ہیں۔ اور جو لوگ بلا وضو بلا توجہ اس کو پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں ان کو اس کلام پاک کی ہوا بھی نہیں لگتی۔ یہ مُنَزَّلٌ مِنَ اللہ ہے۔ جو کچھ دین و دنیا کے متعلق اس میں بیان ہوا وہ حق ہے بتایا جارہا ہے کہ تم خوب سمجھ لو اور موت سے قبل ایمان لے آؤ ورنہ وہ سخت گھڑی آنے کی اور نہ ورآنے کی اور تم مجبور رہو گے۔ اللہ ہی اس وقت بھی تم سے قریب ہوگا اب تم کو اختیار ہے مقرب بننے کی کوشش کرو اور راحت و آرام اور جنت کی نعمتیں حاصل کرو۔ اچھے نیک مسلمان بنو اور اصحاب یمین میں آجاؤ۔ امن پالو یا انکار پر مصر رہو ضلالت تمہارا نصیب ہو۔ یاد رہے کہ اللہ بے نیاز ہے اور اس کے برگزیدہ بندے اس کی تسبیح وحمد میں مصروف ہیں س کی عظمت کی نشانیاں تم کو دکھاتے اور سمجھاتے رہتے ہیں وہ اپنا فریضہ ادا کیے جارہے ہیں۔

۷۵۔ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۝ پس میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے ڈوبنے کی (یا منزلوں کی)

(آسمانِ نبوت پر جو ستارے نکلے اور ڈوبے ان کی قسم بھی مراد ہو سکتی ہے) ۔

۷۶۔ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ۝ اور بے شک یہ ایک بڑی قسم ہے اگر تم سمجھو ۔

۷۷۔ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝ بلاشبہ یہ قرآن کریم ہے (بڑی بزرگی بڑی عزت والا)

۷۸۔ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝ لوحِ محفوظ میں (لکھا ہوا ہے ۔ قرآن ناطق، پیغمبر کی ذاتِ مقدسہ، قرآن صامت لوحِ محفوظ میں محفوظ ہے) ۔

اسے دل و دماغ کی پاکی ہی سے پایا جا سکتا ہے ۔

۷۹۔ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ اس کو وہی چھوتے ہیں (وہی اس کی لذت کو پاتے ہیں) جو پاک (دل، پاک صفات) ہیں ۔

۸۰۔ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (یہ قرآن) پروردگارِ عالم کی طرف سے نازل کیا گیا ہے ۔

۸۱۔ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ۝ اب کیا اس بات سے تم منکر ہو (اس پر عمل پیرا ہونے اس کے یقین کرنے میں سستی کرتے ہو)

۸۲۔ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ۝ اور تم نے (اس کی) تکذیب کو اپنا حصہ (اپنا نصیبہ) بنا لیا ہے ۔ (اس کو جھٹلاتے رہنا ہی گویا تمہاری غذا بن گئی ہے) ۔

ذرا موت کو بھی یاد کیا کرو ۔

۸۳۔ فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ۝ پس جب (تمہاری جان) حلق تک آ پہنچتی ہے ۔

۸۴۔ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ۝ اور تم اس وقت (یاس و ناامیدی سے) تکتے رہ جاتے ہو (تم کو اپنی مجبوری کا شدید احساس ہوتا ہے)

۸۵۔ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ۝ اور ہم (اس وقت بھی) تمہاری نسبت اس (مرنے والے) سے زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم نہیں دیکھتے (اور نہیں سمجھتے) ۔

۸۶۔ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ۝ پس (سوچو کہ) اگر تم کسی کے اختیار میں نہیں

۸۷۔ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ (تو اپنے مرتے ہوئے عزیز کو دیکھ کر) اس کی روح کو کیوں نہیں لوٹا لیتے، اگر تم (اپنے دعووں میں) سچے ہو۔

خوب یاد رکھو کہ ہر جدا ہونے والے، مرنے والے کا ایک مقام ہے۔

۸۸۔ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○ پس اگر وہ (اللہ کے) مقرب بندوں میں سے ہے

۸۹۔ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ○ تو اس (کی روح) کے لیے روح یعنی راحت اور وہ کیفیت مسرت ہے جو جملہ مسرتوں کا خلاصہ، تمام ظاہری اور باطنی مسرتوں کا نچوڑ ہے) اور خوشبو دار کھانے اور نعمتوں والی جنت ہے۔

۹۰۔ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ○ اور اگر وہ اصحاب یمین (داہنے ہاتھ والوں) میں سے ہے (جن کے اعمال اللہ کے یہاں مقبول ہو گئے جن کی لغزشوں سے درگذر کیا گیا)

۹۱۔ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ○ تو ان کی طرف سے بھی خاطر جمع رکھو اس مرنے والے سے کہا جائیگا) تیرے لیے سلامتی اور امن ہے کہ تو داہنے (ہاتھ) والوں میں سے ہے۔

۹۲۔ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ○ اگر وہ جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہے

۹۳۔ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ○ تو کھولتے پانی سے اس کی مہمانی ہوگی

۹۴۔ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ○ اور (اس کو) دوزخ میں داخل ہونا ہوگا۔

۹۵۔ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ○ بے شک یہ (جو کچھ مقربین، مسلمین اور مکذبین کے لیے بیان کیا گیا) یقیناً حق ہے (اس میں کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہیں، یہ آنکھ سے دیکھنے سے زیادہ حق ہے، آنکھ دھوکہ کھا سکتی ہے۔ کلام حق، حق ہی حق ہے۔ اپنے کو دھوکہ نہ دو)۔

اے حبیب! آپ ان مکذبین کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے آپ کے چنے ہوئے اور آنے والے مومن بندے کافی ہیں۔

۹۶۔ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ پس آپ اپنے رب کی پاکی بیان کرتے رہیے جو بڑی عظمت والا

الْعَظِيمِ ۝

ہے (گویا امتِ محمدیہ کو سیدِ دو عالم کے طفیل میں اللہ کی رضاجوئی کا آسان طریقہ بتا دیا گیا) ۔

"سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم"

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ

مدنی انتیس آیتیں چار رکوع

گزشتہ سورہ پروردگارِ عالم کی تسبیح وعظمت پر ختم ہوا یہ اللہ کی پاکی کا سورہ ہے اس کی عظمت کی تفسیر ہے ۔ اس کی حکمت، اس کی قدرت کا بیان ہے ۔ آسمان وزمین میں جو کچھ ہے سب اسی کی تسبیح کرتے ہیں وہی پہلے کا پہلا، پچھلے کا پچھلا، ظاہر کا ظاہر، باطن کا باطن ہے۔ وہی خالقِ کائنات، وہی مالک عرشِ عظیم ہے، وہی تاریکی سے نور میں لاتا ہے ۔ اسی کی طرف سب کو واپس ہونا ہے وہ رؤوف رحیم، اس کا نبی رؤوف ورحیم ۔ وہ اپنے بندوں کو علم وقدرت کی راہ سے عموماً اور فضل ورحمت سے خصوصاً احاطہ کیے ہوئے ہے اور اس کو پانے کی آسان راہ نماز وروزہ ہے ۔ بظاہر یہ مشقت ہے لیکن اس کے اندر نور ہے ۔ اللہ کے نیک بندے خشوعِ قلب سے اس کی عبادت کرتے ہیں ۔ خیرات کرتے ہیں، دنیا کو عصر سے مغرب تک کا کھیل سمجھتے ہیں ۔ اللہ ان پر سے مشکلوں کو دور کرتا ہے، اپنی راہ ان پر آسان کر دیتا ہے ۔ آخرت میں بھی نورِ ایمان ان کو منزلِ مقصود تک پہنچا دیتا ہے ۔ ہدایت کی جاتی ہے کہ جو نہ ملا اس پر غم نہ کھاؤ، جو ملا ہے اس پر نہ اتراؤ، اللہ کو عجب پسند نہیں ۔ وہ توازن وعدل پسند فرماتا ہے، تکبر وگھمنڈ توازن کھو دیتا ہے ۔ میزان پر پورے اترنے والے منکسر المزاج ہوتے ہیں حسنِ سلوک سے پیش آتے ہیں ۔ اسی حسنِ سلوک کی تربیت کے لیے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے ۔ رہی دنیا کی نعمتیں وہ دنیا برتنے کے لیے دنیا میں مسلمانوں کو قوت دینے کے لیے ہیں ۔ مثال کے طور پر لوہے کو لو، لوہے میں لوگوں کے لیے فائدے ہیں لیکن زیادہ تر لڑائی کے ہتھیار اسی سے بنتے ہیں ۔ لوہا اور ہتھیار بُری چیز نہیں بلکہ ضروری چیزیں ہیں ۔ دیکھنا یہ ہے کہ ان کا صرف کس طرح ہوتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی مدد کے لیے یا ان کو نقصان پہنچانے کی غرض سے ۔ لیکن یہ یاد رہے کہ اللہ ہی زبردست قدرت والا ہے، اللہ کے حکم کے خلاف کوئی چیز کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی ۔ پس مومن کو چاہیے کہ اپنے ایمان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت سے قوی سے قوی تر بناتا رہے، یہی سب سے بڑی طاقت، یہی سب سے بڑی نعمت ہے ۔ غرض مومن اسی تصورِ رحمت سے اپنے قلب کو منور کرتا جائے، خود بھی معرفت کے مدارج طے کرتا رہے اور دوسروں کو بھی فیض پہنچاتا رہے،

اللہ کے یہاں سے بخشش اور رحمت اس کے لیے ہے ، اور جو لوگ صرف لوہے کی کانوں پر نازاں اور کتابِ الٰہی سے غافل ہیں وہ جان لیں گے کہ اللہ بے نیاز ہے ، وہ بڑا صاحبِ فضل ہے ۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○ — شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ۚ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ○ — اللہ ہی کی تسبیح کرتے ہیں جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہی زبردست (اور) حکمت والا ہے (یہ بھی اسکی قدرتِ کاملہ کا نتیجہ ہے کہ اس نے اپنی مخلوق کو تسبیح و حمد و ثنا کے آداب ان کے حال و مقام کے مطابق سکھا دیئے) ۔

۲۔ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ۚ يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ‌ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ○ — اسی کے لیے آسمانوں اور زمین کی حکومت ہے (سب اسی کے قبضۂ قدرت و اختیار میں ہیں) وہی جلاتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۔

۳۔ هُوَ الۡاَوَّلُ وَالۡاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالۡبَاطِنُ‌ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ○ — وہ سب سے پہلا اور سب سے آخر اور (اپنی قدرت کے اعتبار سے) ظاہر اور (اپنی ذات کے اعتبار سے) پوشیدہ ہے اور (اس سے اول و آخر ظاہر و باطن کی کوئی بات پوشیدہ نہیں) وہ سب کچھ خوب جانتا ہے ۔

۴۔ هُوَ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِىۡ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ — وہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں (بتدریج مختلف منازل میں یا چھ ادوار میں) پیدا کیا پھر اپنے تختِ (قدرت و حکمت

ھوالاول = وہی سب موجودات سے پہلے ، بلا بدایت ، قدیم ، ازلی ہے یعنی بے ابتداء ۔ وہی ہر شے سے پہلے تھا ، کہ وہ تھا اور کچھ نہ تھا ۔

الاخر = پچھلا ۔ یعنی سب موجودات کے فنا ہونے کے بعد رہنے والا ، بلا نہایت ، باقی ، ابدی ہے یعنی وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے کوئی فنا نہیں (حاصل یہ کہ اس کا آغاز ہے نہ انجام) ۔

الظاھر = آشکارا ، اس کی ہستی عارف کی نظر میں آشکارا ہے ۔ وہ اپنی قدرت سے ، ظاہری دلائل کی کثرت سے ظاہر ہر شے پر غالب ہے چشمِ بینا کے لیے اس کے جلوے عام ہیں ۔

والباطن = اور (پھر) مخفی ، اس کی ذات کا بھید کوئی نہیں جانتا ، ادراک و حواس سے بالاتر کنہِ ذات و حقائقِ صفات کے لحاظ سے پوشیدہ ۔

وھو بکل شیء علیم = اور وہ سب کچھ جانتا ہے ، پوشیدہ اور ظاہر دونوں اس کے نزدیک یکساں ہیں ۔

اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۖ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝

پر قیام فرمایا (تمام کائنات کو ایک مقصد کے تحت ایک نظام میں منظم فرمایا) وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو کچھ اس کی طرف چڑھتا ہے (غرض زمین و آسمان کی کوئی شے۔ اس کے اندر ہو یا باہر، اوپر ہو یا نیچے ایسی نہیں جو اس کے احاطۂ علمی میں نہ ہو) اور (حقیقت تو یہ ہے کہ) وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو (اس کی معیت، علم و قدرت سے عموماً اور فضل و رحمت سے خصوصاً اپنے بندے کے ساتھ ہے) اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

۵۔ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝

اور آسمانوں اور زمین کی حکومت اسی کی ہے اور اسی کی طرف سب امور رجوع ہوتے ہیں (آخر کار سب کام اسی کی طرف لوٹ جائیں گے اور قیامت کے دن کا فیصلہ وہیں سے ہوگا)۔

۶۔ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ۚ وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

(وہی) رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ اور جو کچھ سینوں میں (پوشیدہ) ہے وہ اس سے بھی باخبر ہے۔

جس طرح اس کو ہر امر پر کامل قدرت ہے اسی طرح ہر شے کا اسے علم بھی ہے۔ انسان ہر لمحہ اسی کا محتاج ہے۔ پس اے لوگو عقل کا بھی یہی تقاضا ہے کہ

۷۔ اٰمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ ۖ فَالَّذِينَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ وَأَنْفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ ۝

تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور جس مال میں تم کو (اللہ نے) اپنا نائب بنایا ہے اس میں سے خرچ کرو پس جو تم میں سے ایمان لاتے ہیں اور (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

۸۔ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۚ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ لِتُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ

اور (سوچو کہ) تم کو کیا ہوا کہ تم (صاحبِ قدرت اور رحمٰن و رحیم) اللہ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ اللہ کا رسول تم کو دعوت دیتا ہے کہ اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ اور (سچ تو یہ ہے کہ) وہ تم سے عہد بھی

إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

لے چکا ہے (ایک تو ازلی عہد و پیمان پھر جملہ انبیا، خاتم النبین کی بشارت دیتے چلے آئے ہیں تم میں سے بھی کچھ ایمان لا چکے ہیں اکثر دل سے ان کے قائل بھی ہیں پھر تم ان کی اتباع کیوں نہیں کرتے) اگر تم کو یقین ہے (ایمان کی خواہش تمہارے دلوں میں ہے)۔

پھر یہ حقائق بیان کرنے والی ذات بھی تو وہی اللہ ہے۔

۹۔ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○

وہی تو ہے جو اپنے بندے پر واضح آیتیں نازل فرماتا ہے تاکہ تم کو (کفر کی) تاریکیوں سے (ایمان کی) روشنی میں نکال لائے (نور ایمان سے تمہارے قلوب منور فرما دے) اور درحقیقت اللہ تم پر انتہائی شفقت فرمانے والا مہربان ہے۔

۱۰۔ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ ع ۱۷

اور تم کو کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے اور (تمہارا تو کچھ ہے بھی نہیں، ہے تو سب اللہ کا) آسمانوں اور زمین کا وارث تو اللہ ہی ہے (اور خرچ خرچ میں بھی فرق ہے ایک بظاہر کمزوری کی حالت میں مدد دینا ہے ایک کامیابی کے زمانہ کے ساتھ ہے) تم میں سے جس نے فتح (مکہ) سے قبل (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا، اور (اللہ کی راہ میں) لڑا وہ (فتح مکہ کے بعد خرچ کرنے والوں کے) برابر نہیں۔ اُن لوگوں کا درجہ ان سے کہیں بڑھ کر ہے جنہوں نے بعد میں خرچ کیا اور جہاد کیا یوں تو اللہ نے سب ہی سے بھلائی (اور ثواب) کا وعدہ فرمایا ہے (وہ سب ہی کو اجر دے گا اور خوب دے گا) اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

دوسرا رکوع

اجر کا وعدہ، اور وعدہ بھی اللہ کا پھر اس کے بعد بھی قلب میں نفاق باقی رہے تو ایسے منافق کے لیے خسارہ ہی خسارہ ہے، کون ہے جو ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ یہاں بھی اجر پائے وہاں بھی اجر پائے۔ یہاں کا اجر تسکین قلب، مسرت روحانی وہاں کا اجر نور ایمان جو مومنوں کو جنت کی طرف لے جائے گا، منافق تاریکیوں میں ہوں گے۔ دونوں کے

درمیان حجاب ہوگا، خواہش کریں گے کہ مومنوں کے ساتھ ہوں، لیکن جو نورِ ایمان کی روشنی سے دنیا میں محروم رہا عقبیٰ میں اس کو یہ روشنی کیونکر میسر ہوسکتی ہے۔ کاش لوگ رسولِ اکرم کے فرمان پر یقین پیدا کریں۔ اللہ کے ذکر سے قلب کو معمور کریں۔ جان لیں کہ زندگی و موت اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے اور ان مومنوں کے لیے جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں بڑا اجر ہے۔ اور کیا کہنا ان کے مرتبوں کا ان کے انوار کا جو صدیقین و شہداء کی صف میں کھڑے کیے گئے۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے مال تو مال اپنی جانیں بھی اللہ کی راہ میں دے دیں۔ زندگی میں "موتوا قبل ان تموتوا" کی مثال رہے یا میدانِ کارزار میں شہید ہوئے۔

۱۱- مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ وَلَہٗۤ اَجْرٌ کَرِیْمٌ ۝

کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے (یعنی اللہ کی راہ میں نیک نیتی اور خوشدلی سے خرچ کرے) تو اللہ اس کو اس کا دونا دے اور اس کے لیے (اس کے علاوہ) بڑا ہی عزت والا صلہ ہے (جو دونے چوگنے کے حساب سے بالاتر ہے۔ یہ اللہ کی رضا ہے)۔

بظاہر عبادات بالخصوص نماز، روزہ، خیرات، زکوٰۃ، حج، وغیرہ میں ایک مشقت معلوم ہوتی ہے لیکن اس کے اندر ایک نور ہے اے رسول ان کو اس کا احساس اس دن ہوگا

۱۲- یَوْمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰی نُوْرُہُمْ بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ وَبِاَیْمَانِہِمْ بُشْرٰىکُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا ؕ ذٰلِکَ ہُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝

جس دن آپ (اپنے) مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھیں گے کہ ان کے آگے آگے اور ان کے داہنے جانب ان کا نور دوڑتا ہوا چلا جا رہا ہوگا (جو ان کے ماحول کو روشن کیے ہوگا یہ ان کے ایمان اور عملِ صالح کا نور ہوگا۔ ان سے کہا جائے گا۔ لو) آج تم کو بشارت ہے ایسے باغوں کی جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں جہاں تم ہمیشہ رہو گے (اور اس جنت کا مل جانا اور پا جانا) یہی بڑی کامیابی ہے۔

اس روز منافق اس روشنی کی تمنا کریں گے جس سے آج یہ منہ پھیر رہے ہیں۔

۱۳- یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِکُمْ ۚ قِیْلَ ارْجِعُوْا

اس روز منافق مرد اور منافق عورتیں اہلِ ایمان سے کہیں گے کہ ذرا ٹھیرو تو (کیسی تیزی سے جا رہے ہو ذرا ہم کو بھی ساتھ لے لو) کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کر لیں ان سے کہا جائے گا (حصولِ نور کی جگہ دنیا

وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۭ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝

تھی ہو سکے تو) تم پیچھے لوٹ جاؤ پھر (وہاں) روشنی تلاش کرو پھر ان کے (اور اہل ایمان کے) درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائیگی جس میں ایک دروازہ ہوگا اس کے اندر کی جانب رحمت ہوگی اور اس کے سامنے باہر کی طرف (جدھر منافق، کافر ہوں گے) عذاب ہوگا۔

۱۴۔ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَاۗءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝

(اس حجاب کے باوجود اسی دروازے سے منافق) ان (ایمانداروں) کو پکاریں گے (اور کہیں گے) کیا ہم (دنیا میں) تمہارے ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں لیکن تم نے خود اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالا، اور تم (ہمارے لیے مصائب کے) منتظر رہے اور (دین مبین کے بارے میں) شک میں پڑے رہے اور تمہاری (لاحاصل) تمناؤں نے تم کو دھوکے میں ڈالے رکھا یہاں تک کہ اللہ کا فرمان (موت کا وقت) آپہنچا (تم کو مرتے دم تک توبہ کا ہوش نہ آیا) اور تم کو اللہ کے بارے میں دغاباز (شیطان) دھوکے میں ڈالے رہا۔

۱۵۔ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

پس آج کے دن نہ تم سے کوئی فدیہ قبول ہوگا اور نہ منکروں سے (یعنی جو حشر کافروں کا ہوگا وہی تمہارا) تم سب کا گھر دوزخ ہے وہی تمہاری رفیق ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔

یہ جو کچھ بیان ہو رہا ہے وہ اہل ایمان ہی کو قوت پہنچانے انہیں کے قلوب کو منور کرنے کے لیے ہے۔

۱۶۔ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ

کیا ایمان والوں کے لیے اس کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد کرنے کے وقت اور جو کلام خدائے برحق کی طرف سے نازل ہوا ہے اس کے سامنے، گداز ہو جائیں (اللہ کے ذکر سے ان کی آنکھیں پرنم ہوں، دل کانپ جائیں) اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو ان سے قبل کتاب ملی تھی پھر ان پر ایک زمانہ گزرتا گیا (اور امتداد زمانہ سے ان کے پیغمبروں کی تعلیمات کے انوار ان کے دلوں سے زائل ہوتے

فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُونَ ○

گئے) پھر ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے اکثر نافرمان رہو گئے اور آج ان کی طرح لوگ نافرمان) ہیں (اہلِ ایمان کو ہدایت کی گئی ہے کہ خضوع تن تو پیدا کر لیا اب ذرا محراب کے مجاہد ہو خشوعِ قلب بھی پیدا کرو)۔

ممکن ہے کہ تمہارے قلوب میں کچھ سختی باقی ہو لیکن اللہ کے لیے اس کو نرم کر دینا کونسی بڑی بات ہے تم ذرا کوشش تو کرو ۔

۱۷- اِعْلَمُوٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ○

جان لو کہ اللہ تعالیٰ زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے (تو تمہارے قلب میں محبت کی نمی اور خشیتِ الٰہی پیدا کر دینا کیا مشکل ہے) بے شک ہم نے اپنی نشانیاں تم پر واضح کر دی ہیں تاکہ تم سمجھو (اور ہمت اور حوصلہ سے کام لو)۔

۱۸- اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ○

بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جو اللہ کو نیک (نیتی اور خلوص سے) قرض دیتے ہیں (یعنی اللہ کی راہ میں خوش دلی سے خرچ کرتے ہیں) ان کو دونا (صلہ) دیا جائے گا اور (اس کے علاوہ) ان کے لیے بڑا باعزت اجر ہے ۔

۱۹- وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۖ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ○ ع

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں اپنے رب کے نزدیک یہی صدیق اور شہید ہیں (یعنی حق وصداقت کے علمبردار اور اس کے پاسبان) ان کے لیے (خصوصی) اجر ہے اور ان کے لیے نور (مبین) بھی (ہے) اور جن لوگوں نے انکار کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی لوگ تو دوزخی ہیں ۔

ع ۲ ۹ ۱۸

تیسرا رکوع

یہ کافر اس دنیا کی زندگی پر نازاں ہیں جو کھیل وتماشہ سے زیادہ نہیں اور جس مال و دولت کے وہ گرویدہ ہو رہے ہیں وہ تو خشک کھیتی کی طرح برباد ہو جانے والی ہے ۔ انسان ہی

ہے جو اللہ کی بے حساب رحمت اور مغفرت کی طرف کوشاں رہے اور بالآخر وہ جنت پا جائے جو خاص مومنوں کے لیے ہے اور یہی مراد کو پہنچنا ہے ۔ دنیا کی زندگی میں جو کچھ ہوتا رہتا ہے وہ اللہ کے یہاں پہلے ہی لکھا ہوا ہے ۔ اسے سب کا علم ہے جو کچھ ہو رہا ہے اس کو اس کے سپرد کر دو ۔ تاکہ رنج و خوشی کا غلبہ تم کو تمہارے رب سے غافل نہ کرے اور جو کچھ اللہ نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہو ، یاد رکھو کہ جس اللہ نے لوہے کی کانیں عطا فرمائی ہیں وہ بڑا قوی اور قدرت والا ہے تمہارے دل کو حوادث اور آلام کے مقابلہ کے لیے بڑا مضبوط بنا دے گا اگر اس کی ضرورت ہوئی ، ورنہ اپنی رحمت سے غم و آلام کو دور فرما دے گا ۔

٢٠۔ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطٰمًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ○

جان لو کہ (آخرت کے مقابلہ میں) دنیاوی زندگی محض کھیل تماشا اور (سامانِ) آرائش ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا اور کثرت سے مال اور اولاد کا حصول (اور اس میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانا) ہے (اس کی مثال ایسی ہی ہے) جیسے بارش کہ اس سے کھیتی اُگتی (اور) کسانوں کو بھلی معلوم ہوتی ہے پھر وہ خوب زور پر آتی ہے پھر (وہ خشک ہونا شروع ہوتی ہے اور) تُو اس کو زرد دیکھتا ہے یہاں تک کہ وہ چورا چورا ہو جاتی ہے (یہی دنیاوی دولت کا حال ہے کہ یہیں ملتی اور ختم ہو جاتی ہے) اور (اسی طرح دنیا میں پڑے ہوئے اللہ سے غافل کفار کے لیے) آخرت میں سخت عذاب ہے اور (مومنوں کے لیے) اللہ کی طرف سے مغفرت اور خوشنودی ہے (جس نے دنیا کو آخرت کی کھیتی سمجھا وہی کامیاب رہا) ورنہ دنیا کی زندگی تو دھوکہ ہی دھوکہ ہے ۔

پس لوگو! دنیا کی زندگی کے پیچھے کیوں پڑو ، فلاح اس میں ہے کہ

٢١۔ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ

اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف (ایک دوسرے پر) سبقت لے جاؤ ، اور (اس) جنت کی طرف (دوڑو) جس کی وسعت آسمان و زمین کی سی وسعت ہے (کہ اس کی وسعتوں کا تم اندازہ نہیں کر سکتے اور یہ جنت) ان لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں ۔ یہ ہے اللہ کا فضل (اس کے لیے کوشش کرو پھر) جس کو وہ چاہے

فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝

عطا فرمائے اور اللہ بڑا ہی فضل کرنے والا ہے (تھوڑی سعی پر بہت اجر دے گا اس کی بارگاہ سے مایوس نہ ہو گے)۔

یقیناً ہر سعی میں مشقت ہے کچھ تکلیف اٹھانا پڑتی ہے کبھی آزمائش بھی آتی ہے ان سے گھبرا جانا اہل ایمان کا شیوہ نہیں، سمجھ لو

۲۲۔ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِي كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۚ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ ۝

کوئی مصیبت زمین پر نہیں آتی اور نہ تمہاری ذات پر مگر وہ اس کی کتاب (لوحِ محفوظ) میں لکھی ہوئی ہے اس سے قبل کہ ہم اس کو (دنیا میں) پیدا کریں۔ (اور یہ علم محیط یا ان مصیبتوں کا ٹال دینا) بے شک یہ بات اللہ پر آسان ہے۔

اور اے مسلمانو! تم کو ان امور سے اس لیے آگاہ کر دیا گیا

۲۳۔ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَآ اٰتٰكُمْ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝

تاکہ جو کچھ تم سے لے لیا گیا اس پر غم نہ کھاؤ اور جو تم کو عطا ہوا اس پر اترا نہ جاؤ، اور (یاد رکھو کہ) اللہ کسی اترانے والے اور شیخی مارنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔

جب یہ سمجھ لیا کہ جو ملا وہ اللہ کی عطا ہے تو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں بخل نہ کرو مگر جان لو کہ

۲۴۔ اِلَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَاْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۗ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝

جو لوگ خود بھی بخل کرتے اور دوسروں کو بخل کرنا سکھاتے ہیں اور جو (اللہ کے حکم سے) منہ موڑتے ہیں (تو اللہ کو ان کی دولت کی قطعی حاجت نہیں) بے شک اللہ تو غنی (بے نیاز) اور (ہر طرح) لائق حمد (و ثنا) ہے۔

اسی نے اپنے بندوں پر فضل فرمایا کہ ان کی ہدایت کے لیے رسول، ان کی ذہنی بالیدگی کے لیے کتاب اور جسمانی طور پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے لوہے کی کانیں پیدا کیں۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ کون اپنی جان و مال سے اللہ و رسول کی مدد کرتا ہے۔ ہر چند کہ وہ مدد سے بے نیاز ہے وہ

خود بڑا غالب اور زبردست قوت والا ہے۔

۲۵- لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝

ہم ہی نے اپنے رسولوں کو نشانیاں (معجزات) دیکر بھیجا اور ان پر کتابیں نازل کیں اور (اس کو) میزان (عدل قرار دیا) تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور ہم نے (اپنی قدرت سے) لوہا اتارا اس میں لوگوں کے لیے سخت خطرہ بھی ہے اور فائدے بھی اور (یہ سب اس لیے ہے) تاکہ اللہ جان لے کہ کون اس کی اور اس کے رسولوں کی بن دیکھے (محض وعدۂ آخرت پر) مدد کرتا ہے (یوں اللہ اور اس کا رسول لوگوں کی مدد واعانت سے بے نیاز ہے) بے شک اللہ بڑا قوت والا (اور) غلبہ والا ہے۔

ع ۳ ۱۹

چوتھا رکوع

مسلمانو، تمہارے سامنے انبیاء علیہم السلام کی تاریخ ہے، ان سب پر تمہارا ایمان ہے سب ہی اللہ کی راہ دکھانے آئے تھے، بعضوں نے ان کا کہنا مانا اور مدارج حاصل کیے اکثر بدعت اور برائیوں میں پڑ گئے، جن لوگوں نے رضائے الٰہی کی خاطر اپنے پر مشقت اور ترکِ لذات کی پابندیاں لگائیں وہ بھی اجر سے نوازے گئے لیکن وہ بہت عرصہ تک اس راہ پر جس کو ان کی فطرت سے مناسبت نہ تھی چل نہ سکے پس مسلمانوں کو چاہیے کہ جب اللہ پر ایمان لائیں تو اس کے حکم پر عمل پیرا ہو کر اس کی رضا حاصل کریں۔ اللہ ان پر رحم فرمائیگا ان کو دنیا میں نورِ ہدایت اور آخرت میں نورِ ایمان عطا فرمائے گا۔ کہ ہر منزل میں وہ ان کا راہنما رہے یہی نہیں بلکہ ان پر فضل فرمائیگا اور اللہ تو بڑا ہی فضل فرمانے والا ہے۔ اس طرح اللہ کے فضل ہی پر ہر رکوع اور سورہ ختم ہوتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ جس نے رحمتِ عالم، سرکارِ دوعالم پر نظر رکھی اسے دو رحمتیں ملیں ایک اللہ کی رحمت، دوسری رسول کی رحمت اور یہ بھی اس کا فضل ہے جسے چاہیے یہ رحمت عطا فرمائے۔

۲۶- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

اور بے شک ہم نے نوح اور ابراہیم کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ان دونوں کی نسل میں نبوت اور کتاب قائم کردی پھر ان (کی امت) میں سے (کچھ) ہدایت یافتہ بھی ہوئے اور ان میں اکثر نافرمان رہے۔

۲۷- ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا

پھر ان کے بعد (ان کے اثرات کو جاری رکھنے کیلئے) ہم نے پے در پے

وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً ۚ وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۖ فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ○

اپنے پیغمبروں کو بھیجا اور ان کے بعد عیسٰے ابن مریم کو بھیجا اور ان کو انجیل عطا فرمائی اور ان کے متبعین کے دلوں میں شفقت و رحمت ڈال دی اور (آگے چل کر انہوں نے ترک دنیا و ترک لذات شروع کیا تو یہ) رہبانیت جس کی ابتدا خود انہوں نے کی ہم نے اس کو ان پر فرض نہ کیا تھا مگر انہوں نے اسے اللہ کی رضامندی کے لیے اختیار کیا لیکن جس طرح اس کو نبھانا چاہیے تھا نباہ نہ سکے (افراط و تفریط میں پڑ گئے رضاء الٰہی کی جگہ اپنے تقوٰی پر نازاں ہونے لگے) پھر (بھی) ان میں جو ایمان لے آئے ہم نے ان کو اجر دیا اور ان میں سے اکثر (تو) نافرمان ہی ہیں (اس لیے کہ وہ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے)۔

لیکن

۲۸- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِن رَّحْمَتِهِ وَيَجْعَل لَّكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○

اے ایمان والو (تم) اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کے پیغمبر پر ایمان لاؤ (یعنی دل سے تم ان کو اپنا وسیلہ اور عالم کے لیے رحمت تصور کرو اور ان کے ہو جاؤ) تو اللہ تم کو اپنی رحمت سے (ثواب کے) دو حصے عطا فرمائیگا (دنیا میں بھی اللہ اور رسول کی رحمت تمہاری معاون ہوگی) اور تمہارے لیے ایک نور پیدا کر دیگا (ایمان و تقوٰی سے تمہارا وجود ہی نورانی ہو جائیگا) تم اس کی روشنی میں چلو گے (یہاں بھی اور آخرت میں بھی) اور وہ تم کو (تمہاری لغزشوں پر) بخش دے گا، اور اللہ تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

۲۹- لِّئَلَّا يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَلَّا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّن فَضْلِ اللَّهِ ۙ وَأَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ○ ع ۴ / ۲۰

(یہ انعام اس لیے ہوگا) تاکہ اہل کتاب کو معلوم ہو جائے کہ اللہ کے فضل پر ان کا کچھ اختیار نہیں۔ اور یہ کہ فضل تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ اور اللہ بڑا ہی فضل (فرمانے) والا ہے۔

الجزء ۲۸

پارہ ۲۸

قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ

سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ

مدنی بائیس آیتیں تین رکوع

مجادلہ کے لفظی معنی جھگڑا کرنے کے ہیں لیکن یہاں سوال وجواب کے معنی میں آیا ہے، ایک تمنا کے اظہار کے لیے بار بار اپنی بات کہنا کہ کوئی صورت نکل آئے ۔سورہ کا شانِ نزول یہ ہے۔ زمانہ جاہلیت میں اگر کوئی شخص اپنی بی بی کو اس طرح کہہ دیتا ، کہ تو میری ماں کی جگہ ہے یا تیری پیٹھ میری ماں یا بہن کی پیٹھ کی طرح ہے تو اس کی بی بی اس پر ہمیشہ کے لیے حرام سمجھی جاتی ۔شریعت کی اصطلاح میں اسے ظہار کہتے ہیں ایک بار اوس بن صامتؓ نے جو مسلمان ہو چکے تھے اپنی بی بی خولہ بنت ثعلبہ کو انہیں قدیم الفاظ میں یہ کہہ دیا کہ تو میرے حق میں ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ ، آپ پریشان ہوئیں ۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے گئیں اور واقعہ بیان کیا ۔ اس وقت تک کوئی حکم اس کے متعلق نازل نہ ہوا تھا ۔ اس لیے آپ نے فرمایا کہ پھر تو طلاق ہو گئی ، وہ بار بار کہتی رہیں ، اللہ سے فریاد کی اللہ تعالیٰ بڑا ذوالفضل ہے اس نے ان بی بی کی بات سُن لی اور حکم نازل ہو گیا کہ ایسی باتوں سے طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ یہ لغو باتیں ہیں ۔ان کا کفارہ ادا کرنا چاہیئے ۔ اللہ معاف فرمانے والا ہے اور کفارہ بتا دیا گیا ۔

سورۃ حدید" واللہ ذو الفضل العظیم" پر ختم ہوا تھا ، اس سورہ میں اللہ کے اس فضل کا بیان ہے جو اس نے مسلمان مردوں ، عورتوں پر فرمایا ، انہیں جہالت کی تاریکیوں سے نکالا ، ان کو فضول رسومات کی پابندیوں سے آزاد کیا ، حق کی سیدھی راہ بتا دی ، پھر ان کی معاشرتی زندگی کے لیے وہ آداب سکھائے جو ان کو فلاح کی طرف لے جائیں ۔ دنیا میں بھی ان کے لیے بہبود ہو اور آخرت میں بھی فلاح و بہبود ۔ اسلامی معاشرہ کی فلاح و بہبود کا راز اللہ کے احکام کی بجا آوری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ادب واطاعت میں مضمر ہے ۔ یہی ادب ، آپس کی محبت کی بنیاد بن جاتا ہے پھر یہ مرکز محبت ، خوش خلقی ، کشادہ قلبی عطا فرماتا ہے مسلمانوں کو بتایا جا رہا ہے کہ اس قسم سے آپس میں ایک دوسرے سے کان میں باتیں نہ کریں کہ دوسروں کو غلط فہمی پیدا ہو ۔خود رسولِ کریم سے کچھ پوچھنا ہو تو پہلے کچھ ہدیہ پیش کریں ۔ یہ حکم ایک آدھ دن ہی رہا ۔ تربیت یہ دینا تھی کہ علم اور معرفت کو آداب کے ساتھ حاصل کیا جائے ، اسی طرح مجلس میں بیٹھنے اُٹھنے کے

آداب سکھائے گئے یہود اور یہودیت کے انداز سے کشیدگی اور منافقت سے بیزاری پیدا کی گئی تاکہ علم، عمل بن کر موجبِ فلاح ہو۔ اور مسلمانوں میں کشادہ قلبی پیدا ہو اور اللہ کی یہ جماعت مراد کو پہنچے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱- قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝

(اے رسول) بے شک اللہ نے اس عورت کی بات سُن لی جو اپنے خاوند کے بارے میں آپ سے تکرار کرتی اور اللہ سے شکوہ کرتی تھی، (اللہ نے نہ صرف اس کی فریاد سنی بلکہ ہمیشہ کے لیے مسلمانوں کے لیے ایک لغو رسم کا خاتمہ کر دیا) اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سُن رہا تھا، بے شک اللہ (سب ہی کی) سننے والا (اور سب کچھ) دیکھنے والا ہے۔

اس معاملہ میں فیصلہ یہ ہے کہ

۲- اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝

تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں کو ماں کہہ بیٹھیں (تو اس کہنے سے) وہ ان کی مائیں نہیں ہو جاتیں، ان کی مائیں تو وہی ہیں جنھوں نے ان کو جنا اور (یہ ضرور ہے کہ بی بی کو ماں کہہ کر) وہ ایک ناپسندیدہ اور خلاف واقعہ بات کہتے ہیں (بہرحال مسلمانوں کو ان باتوں سے احتراز کرنا چاہیے) اور بے شک اللہ بڑا معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے۔

البتہ ایسی لغو باتوں کا کفارہ مقرر کیا گیا تاکہ مسلمانوں پر یہ بات روشن رہے کہ اسلام لغویات کو پسند نہیں کرتا۔

۳- وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

اور جو لوگ اپنی بیویوں کو ماں کہہ بیٹھیں پھر اپنے کہنے سے پلٹنا چاہیں (یعنی اس کی تلافی کرنا چاہیں) تو (ان کو) ایک غلام آزاد کرنا ہوگا قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں یہ اس لیے ہے کہ تم اس سے نصیحت حاصل کرو (اور تم ایسی لغو باتوں سے کنارہ کش رہو) اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی (سب) خبر ہے۔

۴۔ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۚ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۚ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

پھر جس کو (ایک غلام) میسر نہ ہو تو اس کو دو ماہ متواتر روزے رکھنا ہوں گے (بیچ میں روزہ ناغہ نہ ہو) قبل اس کے کہ وہ باہم اختلاط کریں پھر اگر کسی کو (روزہ رکھنے کی) سکت نہ ہو تو ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلانا ہوگا یہ اس لیے ہے تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو (حدودِ شریعت میں رہنا سیکھو) اور یہ اللہ کی قائم کی ہوئی حدیں ہیں (یہ تربیت مومنوں کے لیے ہے) اور منکرینِ حق کے لیے دردناک عذاب ہے۔

۵۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○

بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ایسے ہی ذلیل (وخوار) ہوں گے جس طرح کہ ان سے قبل کے لوگ ذلیل ہوئے، اور ہم نے صاف صاف آیتیں اتاری ہیں اور (واضح رہے کہ) کافروں کے لیے رسواکن عذاب ہے۔

۶۔ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۚ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○ ع

جس دن اللہ ان سب (کافروں) کو دوبارہ زندہ کرے گا پھر جو کچھ وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے انہیں بتلا دے گا (کیونکہ) اللہ نے ان (کے اعمال) کو گن رکھا ہے (اس کے یہاں تو ہر چیز ضبطِ تحریر میں محفوظ ہے) حالانکہ وہ اسے بھول بھی چکے ہوں گے اور اللہ ہر شے سے باخبر ہے (اس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی اور نہ وہاں بھول کی گنجائش ہے)۔

دوسرا رکوع

لوگ آپس میں جو سرگوشیاں کرتے ہیں اللہ ان سے بھی باخبر ہے اور سب ہی کچھ ان کے نامۂ اعمال میں درج ہو جاتا ہے یہ ان کو جتلانے کے لیے ہے ورنہ اللہ کو تو ہر بات کا پورا پورا علم ہے۔ لوگوں کو منع کیا جاتا ہے کہ دینِ حق اور رسولِ برحق کے خلاف سازشیں اور سرگوشیاں نہ کریں اور زبان سے ایسی بات نہ نکالیں جو ادب کے منافی ہو، لیکن وہ اذیت رسانی اور نافرمانیوں سے باز نہیں آتے، دوزخ انہیں لوگوں کے لیے ہے۔ یہاں مومنوں کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ اگر تم کان میں بات کیا کرو تو وہ اچھی اور پرہیزگاری کی بات ہو۔ تم میں کشادہ دلی اور وسعتِ قلب ہونا چاہیے تم کو مجلس کے آداب بہر حال ملحوظ خاطر رکھنا چاہئیں۔ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم سے اگر کوئی بات چپکے سے گوش گزار کرنا چاہو تو پہلے مساکین کے لیے نذرانہ پیش کیا کرو یہ حکم ایک دن یا آدھے دن تک رہا پھر یہ حکم اٹھا لیا گیا اور نماز، زکوٰۃ اور اللہ و رسول کی اطاعت پر زور دیا گیا تاکہ لوگوں کی عاقبت بخیر ہو۔

۷۔ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ مَا يَكُونُ مِن نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنٰى مِن ذٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ۖ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

کیا آپ نے نظر نہیں فرمائی، کہ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ کو اس کا علم ہے (لوگوں کی سرگوشیاں اس سے ہرگز پوشیدہ نہیں بلکہ) تین آدمیوں میں کوئی سرگوشی ایسی نہیں ہوتی جس میں وہ ان کا چوتھا نہ ہو اور نہ پانچ میں جس کا وہ چھٹا نہ ہو اور (اسی طرح) نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ (یعنی ان کی تعداد کچھ ہی ہو) لیکن وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے، خواہ وہ کہیں ہوں (یا کسی حالت میں ہوں) پھر وہ قیامت کے دن ان کو بتلا دیگا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔ بے شک اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔

۸۔ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نُهُوا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ ۙ وَيَقُولُونَ فِي أَنفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللَّهُ بِمَا نَقُولُ ۚ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۖ فَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝

کیا آپ نے ان (کی حالت) کی طرف نظر نہیں فرمائی جن کو سرگوشیوں سے منع کر دیا گیا تھا، پھر بھی جس سے ان کو روکا گیا تھا وہی کرتے ہیں، اور گناہ اور ظلم اور رسول کی نافرمانی کے متعلق سرگوشیاں کرتے ہیں۔ اور (ان کی منافقت اور قلبی نفرت کا تو یہ عالم ہے کہ) جب وہ آپکے پاس آتے ہیں تو ایسے لفظ سے آپ کو سلام کہتے ہیں جس لفظ کے ساتھ اللہ نے آپ کو سلام نہیں بھیجا (یہ ادب رسول ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان الفاظ کا دہرانا بھی پسند نہ فرمایا) اور (پھر جب ان کی ان گستاخیوں پر عذاب نازل نہیں ہوتا تو) اپنے دلوں میں (یا آپس میں) کہتے ہیں کہ (اگر واقعی یہ پیغمبر ہیں تو) جو کچھ ہم کہتے ہیں اللہ اس کی ہم کو سزا کیوں نہیں دیتا؟ (وہ جلدی نہ کریں) ان کے لیے دوزخ کافی ہے۔ اس میں داخل ہونگے پس وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے (اس عذاب کے سامنے کسی دوسرے عذاب کی ضرورت نہ ہوگی)۔

۹۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ○

اے ایمان والو جب تم کان میں بات کرو تو گناہ اور ظلم اور نافرمانی رسول کے متعلق سرگوشیاں نہ کرو بلکہ نیکی اور ادب کی بات کان میں کہو اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم کو جمع ہونا ہے ۔

۱۰۔ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○

یہ (کافروں کا) سرگوشی کرنا تو شیطان کی طرف سے ہے تاکہ وہ مسلمانوں کو غمگین کرے حالانکہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور ایمان والوں کو تو بس اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے ۔

لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ دشمنوں کی حیلہ بازی اور سرگوشیوں سے رنجیدہ نہ ہوں بلکہ اللہ پر بھروسہ رکھیں کہ وہی کارساز ہے ۔ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی بھی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ۔ وہ اپنی اخوت و محبت میں فرق نہ آنے دیں ایک دوسرے کا ادب اور اس کا خیال کریں ۔ آداب مجلس ملحوظ رکھیں ۔

۱۱۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِى الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○

اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں کھل کر بیٹھو (یعنی آنے والے کے لیے جگہ کر دو) تو کھل کر بیٹھا کرو ، اللہ تم کو بھی کشادگی عطا فرمائے گا ، (تمہارے رزق میں کشادگی تمہارے قلب میں کشادگی دیگا) اور جب (تم سے) کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو تو کھڑے ہو جاؤ اور اللہ تم میں سے ایمان والوں کے اور ان لوگوں کے جن کو علم عطا کیا گیا ہے درجے بلند کرے گا اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو ۔

(حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ " یہ آداب ہیں مجلس کے ، کوئی آئے اور جگہ نہ پائے تو چاہیے کہ سب تھوڑا تھوڑا اہٹیں تاکہ مکان حلقہ کا کشادہ ہو جائے یا اٹھ کر پرے حلقہ کرلیں انتی

حرکت کرنے میں غرور نہ کریں۔ خوئے نیک پر اللہ مہربان ہے اور خوئے بد سے اللہ بیزار)

۱۲۔ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

اے ایمان والو! جب تم رسول کے کان میں کوئی بات کہو تو اپنی اس سرگوشی سے پہلے (فقراء امت کے لیے) کچھ نذرانہ پیش کیا کرو۔ یہ تمہارے لیے بہت بہتر اور پاکیزہ بات ہے پھر اگر تم (خیرات کا) مقدور نہ رکھتے ہو تو (کوئی مضائقہ نہیں) اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

۱۳۔ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۭ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ ع

کیا تم (یہ حکم سن کر) ڈر گئے کہ (رسول کے) کان میں کوئی بات کہنے سے قبل خیرات دیا کرو، پس جب تم یہ نہ کر سکے اور اللہ نے تمہارے حال پر عنایت فرمائی (اور یہ حکم منسوخ ہوا) تو (اب) نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہو، اور اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبردار رہو، اور اللہ کو علم ہے جو کچھ تم کرتے رہتے ہو۔

آیت نمبر (۱۲) اس موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس دس درہم تھے آپ نے ان کو مساکین امت کے لیے پیش کیا اور دس باتیں حضور سے دریافت فرمائیں یہ جو علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے انداز فکر و تقویٰ پر شاہد ہیں اور امت کے لیے ایک صدقہ جاریہ ہے۔

دس سوال جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمائے یہ تھے :-

	سوال		جواب
۱۔	وفا کیا ہے ؟	فرمایا	توحید اور توحید کی شہادت دینا۔
۲۔	فساد کیا ہے ؟	فرمایا	کفر و شرک۔
۳۔	حق کیا ؟	فرمایا	اسلام و قرآن اور ولایت جب تجھے ملے۔
۴۔	حیلہ کیا ؟ (یعنی تدبیر)	فرمایا	ترک حیلہ۔
۵۔	مجھ پر کیا لازم ہے ؟	فرمایا	اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت۔
۶۔	اللہ سے کیسے مانگوں ؟	فرمایا	صدق و یقین کے ساتھ۔
۷۔	کیا مانگوں ؟	فرمایا	عافیت۔
۸۔	اپنی نجات کیلیے کیا کروں ؟	فرمایا	حلال کھا اور سچ بول۔
۹۔	سرور کیا ہے ؟	فرمایا	جنت۔
۱۰۔	راحت کیا ہے ؟	فرمایا	اللہ تعالیٰ کا دیدار۔

(مدارک و خازن)

تیسرا رکوع

مومنوں کو جہاں شفقت، آدابِ مجلس اور ترحم کا درس دیا گیا ہے وہیں ان کو منافقین کے حال سے بھی آگاہ کیا گیا ہے تاکہ وہ ان سے ہوشیار رہیں ان کی خصلت اور عادات کو سمجھیں، ان کی دولت اور ثروت سے متاثر نہ ہوں، اللہ مومنوں کی مدد فرمائے گا اور ان کی عاقبت بخیر کرے گا وہ مراد کو پہنچیں گے، گویا یہاں بویا وہاں کاٹا۔

۱۴۔ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مَا هُمْ مِنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُونَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ○

(اے پیغمبر) کیا آپ نے ان لوگوں (کی حالت) کی طرف نظر نہیں فرمائی جو اس قوم سے دوستی کرتے ہیں جن پر اللہ کا غضب (نازل) ہوا ہے۔ یہ لوگ نہ تم میں ہیں نہ انہیں میں (یعنی نہ وہ دل سے مسلمان ہیں اور نہ بظاہر یہود بلکہ منافق ہیں) اور وہ جھوٹی باتوں پر قسمیں کھاتے ہیں اور وہ خوب جانتے ہیں (کہ ان کی قسم سراسر جھوٹی ہے)۔

وہ مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں حالانکہ خود دھوکہ کھا رہے ہیں۔

۱۵۔ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بلاشبہ وہ کام ہی بہت برے ہیں جو وہ کرتے رہتے ہیں۔

۱۶۔ اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ ○

انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے۔ پھر لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ سو ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

۱۷۔ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○

(یہ عذابِ الٰہی آکر رہے گا) ان کا مال اور ان کی اولاد (جس پر وہ نازاں ہیں) ان کو ہرگز اللہ سے نہ بچا سکیں گی یہ اہلِ دوزخ ہیں (اور) اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔

جھوٹی قسموں کے وہ اس درجہ عادی ہوگئے ہیں کہ

۱۸۔ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا

جس دن اللہ ان سب کو (دوبارہ) اٹھائے گا تو یہ اس کے سامنے بھی قسمیں

فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ ۚ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُونَ ○

کھائیں گے جس طرح کہ تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں اور خیال کریں گے کہ ٹھیک بات کر رہے ہیں (جس طرح دنیا میں کام نکلتے رہے یہاں بھی یہ طریقہ کارآمد ثابت ہوگا اور کام نکلے گا) خوب سن لو یہی (وہ) جھوٹے لوگ ہیں (جو اپنے کذب کی سزا پائیں گے)۔

۱۹- اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ○

(بات یہ ہے کہ) ان پر شیطان نے قابو پالیا ہے پھر اس نے اللہ کی یاد ان (کے دلوں) سے بھلا دی یہی لوگ شیطان کا گروہ ہیں (خوب) سن لو کہ شیطان ہی کا گروہ نقصان اٹھانے والا ہے (اس گروہ کو اللہ کے عذاب سے کوئی بچا نہیں سکتا)۔

۲۰- إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ○

درحقیقت جو لوگ بھی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب ہی بڑے ذلیل لوگ ہیں۔

۲۱- كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ○

اللہ نے یہ بات لکھ دی ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب رہیں گے بے شک اللہ بڑا قوت والا اور غلبہ والا ہے۔

۲۲- لَّا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ

آپ ان لوگوں کو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ایسا نہ پائیں گے کہ وہ ان لوگوں سے دوستی رکھیں جو اللہ اور اس کے رسول کے مخالف ہیں خواہ وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے خاندان ہی کے لوگ کیوں نہ ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان ثبت کر دیا ہے اور ان کو اپنے فیضِ خاص سے تقویت بخشی ہے (وہ دنیا میں بھی فیضیاب ہوں گے) اور (آخرت میں اللہ) ان کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے (یہاں کا اجر ہے اور فیضان یہ کہ) اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے (یہ اعتماد رضا یہ لطفِ رضا، یہ مسرت، یہ راحت جسے ملے وہی جانے) یہ لوگ اللہ کا گروہ ہیں (اللہ والے ہیں۔ اللہ کے لیے زندہ رہتے اور اللہ کے لیے مرتے ہیں) سن رکھو کہ اللہ ہی کی جماعت فلاح پانے والی ہے (اس کو اس کے ایمان و عمل کا صلہ ملے گا اور خوب ملے گا)۔

أَلَآ إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ع

سُوْرَةُ الْحَشْرِ

مدنی چوبیس آیتیں تین رکوع

گزشتہ سورہ میں حشر ونشر کا ذکر تھا، اللہ کی قدرت وغلبہ کا بیان ہوا اس سورہ کا نام ہی الحشر ہے۔ اور سورہ کی ابتدا اللہ کے غلبہ اور حکمت کے آثار میں سے ایک واقعہ سے ہوتی ہے یعنی ان کامیابیوں کا بیان ہے جو مسلمانوں کو یہود کے قبیلہ بنی نضیر کے مقابلہ میں ہوئیں یہود دراصل مدینہ میں اس لیے آکر بسے تھے کہ وہاں نبی آخرالزماں آنے والے تھے لیکن ان کی اولاد نے سرکار دو عالم کی قدر نہ کی اور ہر طرح اذیت پہنچائی۔ مدینہ سے قریب ہی ان کی بستی تھی یہ دولت مند تھے اور ان کو اپنے مضبوط و مستحکم قلعوں پر ناز تھا منافقوں نے ان سے ہر طرح کی اعانت کے وعدے کر رکھے تھے لیکن جب مسلمان مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے اور نہایت ہمت کے ساتھ ان کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا تو یہود نے خوف زدہ اور مرعوب ہو کر صلح کی درخواست کی۔ صلح ہوئی لیکن وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے بالآخر مدینہ کو یہود سے پاک کر دیا گیا اور وہ وہاں سے نکال دیئے گئے۔ اور ان کی ملکیت مہاجرین فقراء میں تقسیم کر دی گئی، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس فتح ونصرت کی طرف توجہ دلاتا ہے تاکہ اللہ کی قدرت و حکمت اور نبی کریم کی صداقت، فراست اور رحمت پر ان کو بھروسہ رہے۔

دوسرے رکوع میں منافقین کے حال اور ان کے کذب، بدعہدی، بدمعاملگی کا بیان ہے تاکہ مسلمان ہمیشہ نفاق سے بچیں اور جان لیں کہ جھوٹ اور نفاق ہمیشہ بزدلی کی راہ سے قلب میں جگہ کرتے ہیں اور منافق ہمیشہ بزدل ہوتا ہے۔ قوت اللہ کے نام میں ہے۔ پھر تیسرے رکوع میں مومنوں کو اس قادر مطلق کی فرمانبرداری اور اس کی یاد کی طرف مائل کیا گیا ہے جو غیب وحاضر کا جاننے والا ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی رحمٰن ورحیم ہے سب اسی کے محتاج ہیں وہی حاکم حقیقی ہے تمام عیبوں اور نقائص سے پاک ہے، امن وامان اسی کے دامن رحمت میں ہے، وہ زبردست عظمت وقدرت والا ہے۔ اللہ کے اسماء حسنیٰ میں سے چند کا بیان ایک ساتھ آخری آیات میں ہے اور اللہ کی تسبیح، اس کی قوت اور اس کی حکمت کے بیان پر سورہ ختم ہوتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱۔ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

اللہ ہی کی پاکی بیان کرتے ہیں جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے (ہر شے اپنے مخصوص انداز سے اللہ کی تسبیح کرتی رہتی ہے،

ہر شے اللہ ہی کی شانِ تخلیق کا مظہر ہے، اس کی زبردست حکمت کا نتیجہ ہے)

اللہ کے غلبہ اور اس کی قوت کا اندازہ ان واقعات سے کرو جو مسلمانوں کو یہود کے قبیلۂ بنی نضیر سے پیش آئے۔

۲۔ هُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؔ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا ۗ وَ قَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَ اَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ ○

وہی تو ہے جس نے ان لوگوں کو جو اہلِ کتاب میں سے کافر ہوئے (یعنی بنی نضیر کو) ان کے گھروں سے پہلی ہی بار جمع کر کے نکال دیا[1] (یہ ان کا پہلا حشر تھا، ابھی دنیا میں جو ان کا حشر ہوگا وہ بھی دیکھو گے اور پھر جو حشر ہونا ہے وہ تو ہو کر رہے گا) تم کو گمان بھی نہ تھا کہ وہ (مدینہ چھوڑ کر) نکل جائیں گے اور انہیں بھی غلط فہمی تھی کہ ان کے (زبردست) قلعے ان کو اللہ (کے قہر) سے بچا لیں گے پھر اللہ (کے عذاب) نے ان کو وہاں سے آ لیا جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا، اور (اللہ نے) ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا (یہاں تک کہ وہ اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے اجاڑ رہے تھے (وہ غیظ و غضب میں اپنے گھروں کو اجاڑ رہے تھے کہ کوئی چیز مسلمانوں کے ہاتھ نہ آئے اور مسلمان بھی ان کے مکان منہدم کرنے میں مصروف تھے) پس اے اہلِ بصیرت، عبرت حاصل کرو۔

(اور یاد رکھو جس طرح اللہ نے مسلمانوں کو اس بار فتح و نصرت عطا فرمائی اسی طرح ہمیشہ عطا فرمائے گا بشرطیکہ وہ اللہ پر بھروسہ رکھیں اور مال و دولت کی حرص میں گرفتار نہ ہوں۔)

۳۔ وَ لَوْ لَاۤ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِی الدُّنْیَا ؕ وَ لَهُمْ

اور اگر اللہ نے ان (یہود) کے حق میں جلاوطنی نہ لکھ دی ہوتی تو دنیا میں ان کو (سخت) سزا دیتا اور آخرت میں (تو) ان کے لیے آگ کا

آیت نمبر ۲ [1] اس کی دو صورتیں مفسرین نے لکھی ہیں:-
اول یہ کہ مسلمانوں کے لشکر کو جمع کر کے پہلے ہی حملہ سے ان پر ایسا رعب طاری کیا کہ وہ خود گھر چھوڑ کر بھاگ نکلے۔
دوم یہ کہ یہود کو پہلی بار جمع کر کے گھروں سے نکالا گیا۔ دوسری بار بھی آیا چاہتی ہے۔ اس طرح اس مفہوم کے اعتبار سے اس آیت میں خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے واقعہ کی پیشینگوئی ہوگی جب یہود کو خیبر سے شام جلاوطن کیا گیا۔

فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ○ عذاب (تیار ہی) ہے۔

۴- ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○ یہ (عذاب ان کو) اس لیے (ہوگا) کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے رہے، اور جو اللہ کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ کا عذاب (ایسے لوگوں کے لیے) بڑا سخت ہے۔

کوئی چیز بذاتِ خود اچھی یا بُری نہیں اللہ اور اس کا رسول جس کا حکم دیں وہی درست اور اچھی ہے۔ضروری ہے کہ نظر حکم پر رہے۔

۵- مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَاۗىِٕمَةً عَلٰٓي اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ○ کھجور کے جو درخت تم نے کاٹ ڈالے یا انہیں ان کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا تو یہ (تمہارا فعل دونوں ہی صورتوں میں) اللہ کے حکم سے تھا اور (اس مقصد کے تحت) تاکہ (اللہ) نافرمانوں کو رسوا کرے (جو لوگ نافرمانی کریں وہ پہچانے جائیں)۔

قبیلۂ بنی نضیر کے یہود سے جو مال ملا وہ بلا لڑے ملا اس کو مال غنیمت نہ فرمایا بلکہ اس کو حکم "فی" میں داخل کیا یعنی وہ مال جو بلا جنگ یا معمولی جھڑپ سے ملے۔ یہ مال حضور جس طرح چاہتے مصالح عامہ میں صرف فرماتے، آگے چل کر اس کے مصارف بھی امت کے لیے متعین کر دیئے گئے اور حضور کے بعد خلیفہ اور ائمہ کا تصرف اس پر حاکمانہ رہا۔

۶- وَمَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو ان (یہود) سے (بلا جنگ یا معمولی جھڑپ کے) دلوا دیا (تو یہ محض اللہ کی عنایت تھی اس میں تمہارا حق نہ تھا) کیونکہ تم نے اس کے لیے نہ گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ بلکہ اللہ اپنے پیغمبروں کو جس پر چاہتا ہے غلبہ دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (فتح و نصرت اس کے ہاتھ ہے جس طرح چاہے عطا فرماتے)۔

آیت نمبر (۵) آیت کی شانِ نزول یہ ہے کہ جب یہود قلعہ میں بند ہو گئے تو حضورؐ نے حکم دیا کہ ان کے باغ اجاڑے جائیں اور درخت کاٹے جائیں تاکہ وہ مقابلہ کے لیے نکل آئیں چنانچہ کچھ درخت کاٹے گئے کچھ چھوڑ دیئے گئے کہ مسلمانوں کے کام آئیں، کافروں نے طعن کیا کہ درختوں کو کاٹنا اور جلانا یہ تو فساد ہے اس پر آیت اتری جو کام اللہ کے حکم سے کیا جائے اس میں فساد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، وہ فعل تو خود دفع فساد کے لیے ہوتا ہے۔ایسی صورت میں اگر درخت کاٹا تو بھی اچھا کیا نہیں کاٹا تو بھی اچھا کیا، دونوں میں مصلحتیں ہیں۔

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

۷- مَآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ مِنْ
أَهْلِ ٱلْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ
وَلِذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَٱلْيَتَٰمَىٰ وَٱلْمَسَٰكِينِ
وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ كَىْ لَا يَكُونَ
دُولَةًۢ بَيْنَ ٱلْأَغْنِيَآءِ مِنكُمْ ۚ
وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ
وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟ ۚ
وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ
ٱلْعِقَابِ ۝ (وقف لازم)

جو مال (بلا جنگ کے) اللہ نے اپنے رسول کو (دوسری) بستیوں کے (کافر) لوگوں سے دلوایا تو وہ اللہ اور اس کے رسول کا حق ہے (یعنی اللہ کی راہ میں رسول کے حکم کے مطابق صرف ہو) اور (یہ مال حضور اور حضور کے) عزیزوں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے تاکہ جو لوگ تم میں دولت مند ہیں (سب مال) انہیں میں نہ پھرتا رہے (کہ انہیں کے تصرف میں رہ جائے اور غریب محروم رہیں) اور جو کچھ رسول تم کو دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمادیں اس سے رک جاؤ (یعنی کسی چیز پر نہ اپنا حق سمجھو نہ حق جتاؤ بلکہ رسول کی عنایت سمجھ کر جو عطا فرمائیں خوشی خوشی لے لو اور جس بات سے روکیں اس میں بھی اپنے ہی لیے خیر سمجھو) اور اللہ سے ڈرتے رہو (یاد رکھو کہ) بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے (کہیں رسول کی نافرمانی کی وجہ سے اللہ کے عذاب میں گرفتار نہ ہو جاؤ)۔

یوں تو یہ مال جو حکم "فئ" کے تحت آتا ہے عام مسلمانوں کی ضروریات میں کام آسکتا ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ یہ

۸- لِلْفُقَرَآءِ ٱلْمُهَٰجِرِينَ ٱلَّذِينَ
أُخْرِجُوا۟ مِن دِيَٰرِهِمْ وَأَمْوَٰلِهِمْ
يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ ٱللَّهِ
وَرِضْوَٰنًا وَيَنصُرُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ ۚ
أُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلصَّٰدِقُونَ ۝

ان مفلس مہاجروں کے لیے ہے جو اپنے وطن اور مال سے جدا کر دیئے گئے ہیں (اور) جو اللہ کے فضل اور اس کی رضا کی تلاش میں ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی لوگ (آزمودہ) سچے (مسلمان) ہیں (اپنا وطن و مال سب چھوڑ کر اس لیے نکل کھڑے ہوئے کہ آزادانہ طور سے اللہ اور اس کے رسول کی مدد کریں)۔

۹- وَٱلَّذِينَ تَبَوَّءُو ٱلدَّارَ وَٱلْإِيمَٰنَ
مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ
إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِى صُدُورِهِمْ
حَاجَةً مِّمَّآ أُوتُوا۟ وَيُؤْثِرُونَ

اور (یہ مال) ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو (ہجرت والے) گھر (یعنی مدینہ) میں پہلے سے مقیم ہیں اور ایمان میں (ثابت قدم) ہیں (یعنی) جو شخص ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے اس سے محبت کرتے ہیں (اس کو اپنا سمجھتے ہیں) اور جو کچھ مہاجرین کو ملتا ہے اس سے ان کے دل میں کوئی خلش (رشک یا تنگی پیدا) نہیں ہوتی اور (یہی نہیں بلکہ وہ ان کو) اپنی ذات

عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۛؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ

پر مقدم رکھتے ہیں (ان کی ضروریات کو ترجیح دیتے ہیں) اور اگرچہ خود ان کو شدید ضرورت (ہی کیوں نہ) ہو اور (ان کا یہ مجاہدۂ نفس اللہ کے یہاں پسندیدہ ہے۔ یہ اللہ کا ان پر بڑا فضل ہے سچ تو یہ ہے کہ جس کو توفیقِ الٰہی سے) اس کے نفس کی حرص سے محفوظ رکھا گیا تو وہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔

(یہ انسان پر اللہ کا بڑا احسان ہے اور فضل ہے کہ اسے بخل اور تنگدلی سے محفوظ رکھے ورنہ نفس تو انسان کو ہمیشہ لالچ، حرص و حسد کی طرف لے جاتا ہے)۔

۱۰۔ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۠ ع ۱

اور (یہ مال) ان لوگوں کے لیے بھی ہے جو ان (مہاجرین) کے بعد آئے (اور ان کے جذبۂ محبت کا یہ عالم ہے کہ) یہ ان کے لیے دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو بھی جو ہم سے قبل ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کوئی کینہ باقی نہ رہنے دے، اے ہمارے رب بے شک تو بڑا شفیق، مہربان ہے۔

دوسرا رکوع

پہلے رکوع میں مہاجرین اور انصار کی کیفیات کا بیان ہوا اب منافقوں کی حالت کا ذکر ہے۔

۱۱۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝

کیا آپ نے منافقوں (کی حالت) کو نہیں دیکھا جو اہل کتاب میں سے اپنے کافر بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم کو (مدینہ سے) نکال دیا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ (ہی) نکلیں گے اور (ہر طرح تمہارا ساتھ دیں گے بلکہ) تمہارے معاملے میں کبھی کسی کا کہنا نہ مانیں گے اور اگر تم سے لڑائی ہو تو ہم تمہاری مدد کریں گے (منافقوں کی یہ باتیں ہی باتیں ہیں، منافق کی بات کا بھروسہ نہیں) اور اللہ گواہ ہے (اس بات کو جلد ہی ظاہر کر دے گا) کہ وہ جھوٹے ہیں (ہرگز کسی بُرے حال میں کسی کے کام نہ آئیں گے، جو کہتے ہیں اس پر کبھی عمل نہ کریں گے بلکہ)۔

۱۲۔ لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ وَلَئِنْ قُوتِلُوا لَا يَنْصُرُونَهُمْ وَلَئِنْ نَصَرُوهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ ○

اگر وہ نکالے جائیں گے تو یہ انکے ساتھ نہ نکلیں گے اور اگر ان سے لڑائی ہوئی تو یہ ان کی مدد (بھی) نہ کریں گے اور اگر (بڑی ہمت کر کے) مدد کریں بھی تو (مسلمانوں کے مقابلہ میں یہ منافق بھی) پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر ان کو (کہیں سے بھی) مدد نہ ملے گی۔

۱۳۔ لَأَنْتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِمْ مِنَ اللَّهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ○

(مسلمانو!) ان کے دلوں میں اللہ سے بھی زیادہ تمہارا ڈر ہے یہ اس لیے کہ یہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے (ظاہری اسباب پر نظر کرتے ہیں مسبب الاسباب پر غور نہیں کرتے)۔

۱۴۔ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى مُحَصَّنَةٍ أَوْ مِنْ وَرَاءِ جُدُرٍ بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ○

(اور ان کی کم ہمتی کا تو یہ عالم ہے کہ) یہ سب مل کر بھی تم سے (بالمقابل) نہ لڑیں گے مگر ایسی بستیوں میں جن کے گرد (حفاظتی) فصیل ہو یا (قلعہ کی) دیواروں کی آڑ میں (چھپ کر لڑیں گے) ان کی لڑائی آپس میں سخت ہوتی ہے (لیکن مسلمانوں کے مقابلہ میں وہ پست ہمت ہوتے ہیں اے مخاطب بات یہ ہے کہ) تو ان کو متحد سمجھتا ہے لیکن ان کے دل الگ الگ (اور منتشر) ہیں (ان میں کسی قسم کی یک جہتی نہیں ہوتی اور) یہ اس لیے کہ یہ نافہم لوگ ہیں (قادر مطلق اور رسول برحق کو نہیں سمجھتے اس لیے منبع فیض اور وسیلہ فیض دونوں سے محروم ہیں)۔

ان کی مثال ایسی ہی ہے

۱۵۔ كَمَثَلِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○

جیسے ان لوگوں کا حال جو ان سے کچھ ہی پہلے اپنی بداعمالیوں کا مزہ چکھ چکے اور (آخرت میں) ان کے لیے دردناک عذاب ہے (جو حال مکہ والوں کا بدر میں ہوا یا ان سے قبل یہود کا ان کی بدعہدیوں کے باعث ہوا وہ ان کا بھی ہوگا)۔

۱۶۔ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ

جیسے شیطان کا حال کہ جو انسان سے کہتا ہے کہ (اللہ کا) منکر ہو جا پھر جب وہ (بہکانے میں آجاتا ہے اور) کفر کرتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تو تجھ سے بیزار ہوں میں تو (اپنے) اللہ سے جو سارے جہانوں کا پروردگار

الْعٰلَمِينَ ○

سے ڈرتا ہوں۔

۱۷۔ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ أَنَّهُمَا فِى النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا ۚ وَذٰلِكَ جَزَآؤُا الظّٰلِمِينَ ○ ع ۷ ۵

پس ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ دونوں آتشِ دوزخ میں پڑے (اور اسی میں ہمیشہ رہیں گے اور یہی ظالموں کی سزا ہے (جو کفر و شرک میں مبتلا ہیں)۔

تیسرا رکوع

سورہ کا آخری رکوع ہے ۔ اہلِ ایمان کو ہدایت کے نور سے منور کرنے کا سامان مہیا ہو رہا ہے۔ ہدایت کی جاتی ہے کہ اللہ کی یاد سے غافل نہ رہنا، تم اہلِ جنت ہو تمہارا کافر، مشرک، منافق سے کیا واسطہ، تم اہلِ کتاب ہو۔ کتاب بھی وہ جلیل القدر عظیم الشان کتاب جس کے لیے قلبِ رسول کا انتخاب ہوا جس کی تاب پہاڑ بھی نہ لا سکے ۔ جس قدر غور کرو گے اُس کے انوار روشن ہوتے جائیں گے اللہ کی ذات و صفات کے جلوے نظر آئیں گے انتہائی خوش نصیب ہوگے تو "اللہ الذی لا الٰہ الا ھو" کے فیوض تک رسائی ہوگی ورنہ اسماء الحسنیٰ ہی سے تم کو عالمِ تنزیہ اور عالمِ الوہیت کے برکات میسر آئینگے اور اس کی حمد و تسبیح میں رہ کر عبادت کے مزے لوٹو گے، العزیز الحکیم کی قدرت و حکمت دل میں جگہ پا جائے گی یہ بھی بہت بلند مقام ہے بڑا عظیم الشان رکوع ہے ۔ پڑھو اور بار بار پڑھو" لو انزلنا سے آخر تک تو سینہ میں محفوظ کر لو۔

۱۸۔ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ ○

اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو (ڈرتے رہنا یہ کہ اپنی نیت اور اپنے عمل پر نظر رکھو) اور ہر شخص کو چاہیے کہ دیکھ لے کہ اس نے کل کے لیے کیا بھیجا (جو مرنے کے بعد وہاں اس کے کام آئے ۔ اور اپنے نیک عمل پر بھی نازاں نہ ہو) اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

۱۹۔ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ فَأَنسٰىهُمْ أَنفُسَهُمْ ۚ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ○

اور ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جنھوں نے اللہ کو بھلا دیا پھر اللہ نے ان کو اپنی جانوں سے بے خبر کر دیا (وہ آنے والی آفتوں کو بھول گئے اور عیش میں پڑے رہ گئے) یہی نافرمان لوگ ہیں (انہیں نافرمانوں کے لیے تو دوزخ ہے)۔

مسلمانو! تم کو ان نافرمانوں سے کیا واسطہ، یاد رکھو

۲۰۔ لَا يَسْتَوِىٓ أَصْحٰبُ النَّارِ وَأَصْحٰبُ

دوزخی اور اہلِ جنت برابر نہیں ۔ اہلِ جنت ہی تو بامراد (اور کامیاب)

الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ لوگ ہیں۔

ان اہل جنت کا ہادی نور قرآن ہے جو ہادی برحق سے امت کو ملا ہے اس کی تاب قلب رسول کے سوا اور کون لاسکتا تھا

۲۱۔ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو آپ دیکھتے کہ وہ اللہ کی ہیبت سے دب جاتا، پاش پاش ہو جاتا (لیکن کفار کے دل ایسے سخت ہیں، اس سے بھی نہیں پسیجتے۔ اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ وہ مقابلہ کرسکتے ہیں اللہ جب چاہے ان کو فنا کر دے) اور یہ مثالیں تو ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سوچیں (اور غور کریں)۔

اللہ کون ہے کیسا ہے؟

۲۲۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○

اللہ وہی تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں (وہی) چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے وہ بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ آیت کے پہلے دو اجزا میں اللہ جل شانہٗ کی جس خوبی کا بیان ہے اس کی حقیقت کما حقہٗ انبیاء علیہم السلام ہی پر کھلتی ہے یا کسی کو قسمت سے شاذ و نادر نصیب ہوتی ہے البتہ رحمٰن و رحیم کے دائرے تفہیم کے اعتبار سے چوتھی اور پانچویں منزل میں ہیں اللہ جس کو ان کی فہم نصیب فرمائے وہ بڑا خوش نصیب ہے۔

۲۳۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

اللہ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ (سب کا) بادشاہ ہے۔ پاک ہے (ہر عیب و نقص سے، خود سلامت اور عالم کو) سلامتی دینے والا ہے۔ امن دینے والا، نگہبانی کرنے والا، زبردست (اور شکستہ قلوب کو) جوڑنے والا صاحبِ عظمت ہے (اسکی ذات، صفات و افعال میں شرکت کا کیا سوال) اللہ لوگوں کے شرک سے پاک ہے۔

عَمَّا يُشْرِكُونَ ○

۲۴۔ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ ع

وہی اللہ (تمام مخلوقات کا) پیدا کرنے والا (بے نمونہ کے عالم کو) بنانے والا (ہر مخلوق کو مناسب) صورت عطا کرنے والا ہے، اچھے اچھے نام اسی کے ہیں (اور) جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے سب اسی کی تسبیح کرتے ہیں اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔ (یہ کارخانہ خدا کی اسی قدرت و حکمتِ کاملہ سے چل رہا ہے اور اس کے حکم اور اذن کے بموجب یہ قافلۂ ہستی رواں دواں ہے)۔

آیاتِ بالا میں اللہ تعالیٰ کے جن اسماءِ حسنیٰ کا ذکر ہوا ان میں ابتدائی دائرۂ رحمٰن سے دائرۂ مہیمن تک تمام دائرے عالمِ امر سے متعلق ہیں جسکو عالمِ ارواح اور عالمِ جبروت بھی کہتے ہیں باقی اسماءِ حسنیٰ میں سے جو عالمِ امثال اور عالمِ ملکوت سے متعلق ہیں ان میں سے صرف تین کا ذکر آیت میں ہوا۔ اس کی تفصیل کی گنجائش نہیں اللہ تعالیٰ کے اتنے اسماءِ حسنیٰ ایک ساتھ سوائے اس آیت کے اور کہیں نہیں آئے ہیں انہیں اسماءِ حسنیٰ سے راہنمایانِ راہِ طریقت، طالب کے حال کے مطابق اصلاح کرتے ہیں۔

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ

مدنی تیرہ آیتیں ۲ رکوع

سورۂ حشر، اللہ کے اسماءِ حسنیٰ پر ختم ہوا، اس کی ذات، اس کی صفات کے ساتھ اس نبی کے قلبِ مبارک کی عظمت کا بھی ذکر آیا جس پر کلام نازل ہوا، تاکہ مومن اپنے رب کی عظمت کو سمجھے اور اس کی حمد و ثنا میں مصروف رہ کر اس کی قدرت و حکمت کو پا سکے، اس سورہ میں ایک صحابی کی ایک لغزش کا ذکر آ رہا ہے منشا یہ ہے کہ مومن یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لے کہ توحید کا اقرار اور اس پر قائم رہنے کے معنی یہ نہیں کہ عبادت کو معاشرے سے الگ تصور کیا جائے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہر شے پر مقدم رہے۔ اور سعی پیہم اور حکمت کا رشتہ ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔ یہاں ایک بات اور بھی جان لینا چاہیے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے زمانہ میں جو لوگ حضور ﷺ کے ہاتھ پر ایمان لائے حضور ﷺ کے صحابیؓ میں سے تھے البتہ ان کے مقام الگ الگ ہیں۔ لغزشیں بھی انہیں میں سے بعض سے ہونا تھیں، ہوئیں، اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جن امور سے آگے چل کر مسلمانوں کو دوچار ہونا تھا اس کے لیے راہیں متعین ہو گئیں قرآن

ہدایت کی ایک عملی کتاب ہے جو اصول بیان کرتی ہے۔ یہ اصول ایسے موقع پر بیان کیے جاتے ہیں کہ ایک نظیر سامنے آئے اور استدلال میں دشواری نہ ہو، اور قرآن کا ہر زمانے کے لیے ہدایت ہونا بہ آسانی سمجھ میں آجائے، یہاں بدر کے ایک صحابی سے ایسی ہی لغزش کے سلسلہ میں ان اصولوں کا بیان ہوتا ہے جن سے انسان کی عملی زندگی میں توحید کی معنویت اور وسعت کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ صحابی کے متعلق خود حضور نے فرمایا کہ ان کو کچھ نہ کہو اپنے رب کی حکمتوں کو وہی سمجھتے تھے، مومن کو چاہیے کہ صحابہ کے متعلق کبھی دل میں خلش نہ آنے دے۔

واقعہ یہ ہوا کہ ایک صحابیؓ اہل مکہ سے تھے جنھوں نے مدینہ ہجرت فرمائی تھی جب صلح حدیبیہ کے بعد کفار مکہ نے شرائط کا پاس نہ کیا تو حضورؐ کو جنگ کی تیاری کرنا پڑی لیکن یہ تیاریاں خاموشی سے شروع ہوئیں تاکہ دشمن ہوشیار نہ ہوجائے ان صحابی نے اپنے عزیزوں کی محبت میں اس حملہ کی اطلاع اہل مکہ کو ایک خط سے دے دی، حضورؐ کو معلوم ہوگیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان کے ساتھ چند اصحاب کو حکم ہوا کہ فلاں مقام پر ایک عورت جو مکہ کے راستہ میں سفر کررہی ہے اس کو پکڑلو عین اسی مقام پر وہ گرفتار ہوئی خط نکلا، صحابی سے پوچھا گیا کہ انھوں نے ایسا کیوں کیا، صاف گو لوگ تھے، فرمایا کہ اسلام کی فتح کا وعدہ اللہ کا ہے البتہ میرے اہل وعیال وہاں تنہا ہیں میں نے یہ سمجھ کر اطلاع دی کہ کفار میرے عزیزوں کے ساتھ اس احسان کی بدولت حُسنِ سلوک سے پیش آئیں گے، سورہ میں اس واقعہ کا بیان ہے اور اس کے کچھ نتائج اخذ کیے گئے ہیں حُسنِ سلوک کی بھی تعلیم دی گئی لیکن اس انداز سے کہ یہ حُسنِ سلوک تقویتِ اسلام اور عدل وانصاف کا موجب ہو اور مسلمانوں کی کمزوری کا سبب نہ بنے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

(شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱۔ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا عَدُوِّیۡ وَ عَدُوَّکُمۡ اَوۡلِیَآءَ تُلۡقُوۡنَ اِلَیۡہِمۡ بِالۡمَوَدَّۃِ وَ قَدۡ کَفَرُوۡا بِمَا جَآءَکُمۡ مِّنَ الۡحَقِّ ۚ یُخۡرِجُوۡنَ الرَّسُوۡلَ وَ اِیَّاکُمۡ اَنۡ تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ رَبِّکُمۡ ؕ اِنۡ کُنۡتُمۡ

اے ایمان والو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، تم ان کو دوستی (و محبت) کا پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس دین ہی سے منکر ہیں جو تمہارے پاس آیا ہے، وہ تو (تمہارے) رسول اور تم کو (تمہارے وطن سے) نکالتے ہیں محض اس بات پر کہ تم اللہ پر جو تمہارا رب ہے ایمان لائے (دیکھو) اگر تم میری راہ میں لڑنے کے لیے اور میری رضا کی تلاش میں نکلے ہو (تو اپنے ملک کے راز دشمنوں کو ہرگز نہ بتاؤ کیسی ناسمجھی کی بات ہے کہ) تم ان کی طرف چپکے چپکے دوستی کے پیغام بھیجتے ہو (جو تمہارے اور

خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي ۚ تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ ۚ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنتُمْ ۚ وَمَن يَفْعَلْهُ مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ○

تمہارے دین وایمان کے دشمن ہیں) اور مجھے خوب معلوم ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو، اور تم میں سے جو بھی ایسا کرتا ہے تو وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گیا۔

جن کافروں سے تم کو بھلائی کی توقع ہے یہ وہ ہیں کہ

۲۔ إِن يَثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَيَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُم بِالسُّوءِ وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ ○

اگر وہ تم پر قابو پا جائیں تو تمہارے (کھلے) دشمن ہو جائیں اور تم کو دست درازی اور زبان درازی سے ایذا پہنچائیں اور وہ تو چاہتے ہیں کہ (جس طرح وہ خود کافر ہیں) تم بھی کافر ہو جاؤ۔

اور اگر کافروں سے یہ محبت اپنے عزیزوں اور اولاد کی خاطر کرتے ہو تو یاد رکھو کہ

۳۔ لَن تَنفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ○

قیامت کے دن نہ تمہارے رشتہ دار ہی تمہارے کچھ کام آئیں گے اور نہ تمہاری اولاد۔ (اللہ ہی قیامت کے دن) تمہارے درمیان فیصلہ فرمادیگا اور اللہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے۔

۴۔ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ ۚ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا

(اور) تمہارے لیے تو ابراہیم اور ان کے ساتھیوں (کی زندگی) میں ایک اعلیٰ نمونہ (موجود) ہے (وہ واقعہ یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم والوں سے (صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ ہم تم سے اور ان سے جن کو تم خدا کے سوا معبود سمجھتے ہو بیزار ہیں، ہم تم سے منحرف ہیں (تمہاری ذرا پروا نہیں کرتے) اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے ایک کھلی دشمنی اور بغض پیدا ہو گیا ہے (اب ہمارا تم سے اس وقت تک کوئی تعلق نہیں) جب

بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ إِلَّا قَوْلَ إِبْرٰهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۖ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۝

جب تک کہ تم ایک اللہ پر ایمان نہ لے آؤ۔ رہا (ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے مغفرت کا وعدہ یعنی) ابراہیم کا اپنے باپ سے کہنا کہ میں آپ کے لیے اللہ سے مغفرت ضرور طلب کروں گا (ایک ایفائے وعدہ کے تحت تھا اور یہ دعا اس لیے تھی کہ اللہ ان کو زندگی میں ہدایت دے دے لیکن انہوں نے یہ بھی جتا دیا تھا کہ میں دعا ہی کر سکتا ہوں) میں اللہ کے سامنے آپ کے بارے میں کسی طرح کا اختیار نہیں رکھتا (میری دعا کا قبول کرنا، نہ کرنا اس کے اختیار میں ہے۔ اور اپنی قوم سے الگ ہوتے وقت انہوں نے دعا کی کہ) اے ہمارے رب ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا اور ہم تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور (ہمیں) تیری طرف لوٹنا ہے۔

۵- رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

اے ہمارے رب ہمیں کافروں کا تختۂ مشق نہ بنا اور اے ہمارے رب ہم کو بخش دے بے شک تو ہی زبردست (اور) حکمت والا ہے۔

(اسلام کو کس طرح پھیلانا ہے تو ہی جانتا ہے، البتہ اس دینِ حنیف کی تبلیغ میں ہمیں ثابت قدم رکھ اور اپنی قدرت و حکمت ہی سے ہماری مدد فرما)

اس دعائے خلیل میں امت محمدیہ کے لیے بھی بڑے فیوض و برکات ہیں۔

۶- لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ ع

بے شک تمہارے لیے ان (کی یعنی حضرت ابراہیم اور ان کے رفقاء کی زندگی) میں (اور) ہر اس شخص کے لیے جو اللہ کے پاس جانے اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہو ایک اچھا نمونہ ہے اور جو (اس دینِ ابراہیمی سے) پھر جائے تو اللہ (کو کسی کی دوستی اور دشمنی کی پروا نہیں۔ وہ تو) بے نیاز سزاوارِ حمد (وثنا) ہے (سب اس کے محتاج ہیں وہ سب سے مستغنی ہے)۔

دوسرا رکوع

اللہ جن کو چاہے مسلمانوں کا دوست بنا دے، اشارہ کیا جا رہا ہے کہ اہلِ مکہ عنقریب مسلمان ہوں گے اور مسلمانوں کے دوست ہوں گے۔ ساتھ ہی ان امور کی طرف بھی اس رکوع میں ہدایت ہے جن کا تعلق کفار سے ہے۔ ان میں سے بھی ہر ایک سے لڑنا ضروری نہیں، جو تم سے حُسنِ سلوک سے پیش آئے تمام اس

سے نیک سلوک کرو البتہ جو تم کو تمہارے گھروں سے نکالنے پر آمادہ ہوں تو تم بھی ان کے دوست کیسے ہو سکتے ہو، اسی سلسلہ میں منافقوں سے ہوشیار رہنے اور دیگر امور کی طرف بھی ہدایت کی جاتی ہے جن کا تعلق مسلمانوں کی اجتماعی زندگی سے ہے۔

۷۔ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

عجب نہیں کہ اللہ تم میں اور ان لوگوں کے درمیان جن سے تمہاری دشمنی ہے دوستی پیدا کر دے اور اللہ میں بڑی قدرت ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا، رحم فرمانے والا ہے۔

اللہ دل کے حالات سے واقف ہے آیت میں نہ صرف مسلمانوں کو فتح مکہ کی بشارت تھی بلکہ صحابی حاطب بن ابی بلتعہ جن سے لغزش ہوئی ان کی مغفرت کی طرف بھی اشارہ فرما دیا گیا، یہ حضور کے صحابیوں کا صدقہ ہے کہ عام مسلمانوں کی لغزشوں پر بھی اللہ رحمت ہی سے نظر فرماتا ہے۔

غفور رحیم کا بندہ بھی پیکر رحمت ہی ہوتا ہے اگر اس کے دینی معاملات میں حارج نہ ہوا جائے تو وہ بھی حسن سلوک سے پیش آتا ہے اور اللہ کے حکم پر چلتا ہے۔

۸۔ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْۤا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ○

(اے مسلمانو) اللہ تم کو ان لوگوں کے ساتھ نیکی کا برتاؤ اور انصاف کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین کے بارے میں نہ لڑے اور نہ انہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکالا (بلکہ) اللہ تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

۹۔ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰۤى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

اللہ تو تم کو ان لوگوں سے دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جو دین کے بارے میں تم سے لڑے ہوں اور انہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ہو اور تمہارے نکالے جانے میں دوسروں کے شریک ہوئے ہوں (یعنی دوسروں کی مدد کی ہو تاکہ وہ تم کو نکالیں) اور جو ان سے دوستی کرے (ان پر شفقت اور ان کی اعانت کرے) تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

الظّٰلِمُوْنَ ○

اس آیت میں تین امور کا بیان ہے (۱) مہاجر عورتوں کو جو اپنے کو مسلمان کہتی ہیں ان کو جانچ لیا جائے کہ مسلمان بھی ہیں یا کسی اور غرض سے آئی ہیں (۲) اگر وہ مسلمان ہیں تو کافر کا مومن عورت سے عقد قائم نہیں ہو سکتا جو مال کافر نے اس پر مہر کے طور پر خرچ کیا ہے وہ واپس کیا جائے لیکن عورتوں کو واپس نہ کیا جائے (۳) اگر مسلمان کی عورت کافر رہ گئی تو کافر اس سے نکاح کرے لیکن مسلمان کا دیا ہوا مہر اس کو واپس کرے اور اگر واپس نہ کرے تو وہ بھی اسی حد تک کفار کی رقم رکھ کر باقی کفار کو واپس کر دیں صلح حدیبیہ میں ایک شرط یہ تھی کہ مسلمان مرد اگر مکہ سے بھاگ کر آئیں تو ان کو واپس کیا جائے لیکن اس میں عورتوں کے متعلق کچھ نہ تھا اہلِ مکہ نے بھی اصرار نہ کیا تاکہ وہ اپنے طور پر اس سے فائدہ اٹھائیں۔

۱۰۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ
الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ
اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ
عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا
تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ
حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ
لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ؕ
وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ
اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ
وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ
وَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا
مَآ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ
يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں (جو اپنے کو صاحبِ ایمان کہتی ہیں)، ہجرت کر کے آئیں تو ان کو جانچ لیا کرو (کہ واقعی مسلمان ہیں یا نہیں) اللہ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے۔ پھر اگر تم کو ان کے ایمان کا یقین ہو جائے تو انہیں کفار کی طرف واپس نہ کرو (اس لیے) کہ یہ عورتیں نہ ان کفار کے لیے حلال ہیں اور نہ وہ (کافر) ان کے لیے حلال ہیں اور ان (کافروں) کو جو کچھ ان کا (ان عورتوں پر) خرچ ہوا ہو دے دو۔ اور تم کو ان عورتوں سے نکاح کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں جب کہ تم ان کا مہر ان کو ادا کر دو۔ اور جو کافر عورتیں ہیں تم ان سے تعلقات باقی نہ رکھو (ان کو کافروں کو واپس کر دو اور) جو تم نے ان پر خرچ کیا ہے وہ ان سے لے لو۔ اور (اسی طرح) وہ کافر بھی مانگ لیں جو انہوں نے (ان عورتوں پر جو مسلمان ہو گئیں) خرچ کیا ہو یہ اللہ کا فیصلہ ہے وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اللہ بڑا علم والا بڑا حکمت والا ہے۔

حَكِيمٌ ۝

۱۱- وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَآتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُم مِّثْلَ مَا أَنفَقُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنتُم بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝

اور اگر تمہاری بیویوں میں سے کوئی بیوی کافروں میں رہ جائے تو تم ان (کافروں) کو سزا دو (یعنی اگر کسی کافر کی بیوی مسلمان ہو کر آ جائے تو تم بھی اس کا ہرجہ خرچہ نہ دو جس طرح اس نے مسلمان کو اس کی بیوی کا نہ دیا تھا) پھر جن کی بیویاں جاتی رہی ہیں ان کو اس (عورت کے ہرجہ خرچہ) میں سے اتنا دے دو جتنا کہ ان مسلمانوں نے (جن کی بیویاں جاتی رہی ہیں) ان پر خرچ کیا تھا۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تمہارا ایمان ہے۔

(غور کرو ایسے نازک مقامات پر بھی اسلام کس عدل کی تعلیم دیتا ہے، یہ اسی وقت ممکن ہے جب صرف خوفِ خدا رہ جائے نفس ونفسانیت کا غلبہ نہ آنے پائے، امرُ اللہ پر قائم رہنا یہی شجاعت ہے اور اس پر ثابت قدم رہنا خوفِ خدا اور ایمان کے بغیر ممکن ہی نہیں)۔

جو عورتیں حضورؐ کے پاس آئیں اور اپنے کو مسلمان کہتیں ان سے بیعت لی جاتی اور بیعت انہیں امور پر ہوتی جو مسلمانوں کا جزوِ ایمان ہیں۔

۱۲- يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ ۙ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

اے نبی جب مسلمان عورتیں (یعنی وہ عورتیں جو اپنے کو مسلمان کہتی ہیں) اس لیے آپ کے پاس آئیں کہ ان باتوں پر بیعت کریں کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھیرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی، اور نہ اپنی اولاد کو مار ڈالیں گی اور نہ اپنے ہاتھ پاؤں میں کوئی بہتان باندھیں گی (یعنی نہ کسی غیر کے بچے کو اپنے خاوند کا بچہ بتائیں گی اور نہ حرام کاری کے بچہ کو اپنے خاوند کا بچہ بتائیں گی) اور امورِ شریعت میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی۔ تو آپ ان سے بیعت لے لیجئے اور اللہ سے انکے لیے بخشش طلب فرمائیے، بے شک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

(اس آیت کو آیت بیعت کہتے ہیں، پہلے فرمایا گیا تھا کہ جو عورتیں ہجرت کر کے آئیں ان کو جانچ لیا جائے یہاں جانچنے کا طریقہ بتا دیا گیا، جو ایمان پر ثابت قدم ہو گیا وہ ہر آزمائش میں پورا اترے گا)

سورہ کو ختم کرنے سے قبل مسلمانوں کو پھر اسی بنیادی نکتہ سے آگاہ کیا جا رہا ہے جس پر ان کی انفرادی اور اجتماعی فلاح کا دارومدار ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان کا دوست غیر مسلم کافر نہیں ہو سکتا ان سے دوستی نہ کرو۔ یہ تو غضب میں آئے ہوئے رحمت سے محروم لوگ ہیں۔

۱۳۔ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَوَلَّوْا۟ قَوْمًا غَضِبَ ٱللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوا۟ مِنَ ٱلْءَاخِرَةِ كَمَا يَئِسَ ٱلْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَٰبِ ٱلْقُبُورِ ۝ ع ۲ ۷

اے ایمان والو! ان لوگوں سے دوستی مت کرو جن پر اللہ نے غضب نازل کیا ہے (اللہ کے نافرمان مغضوب لوگ اللہ کے فرمانبردار بندوں کے دوست کب بن سکتے ہیں) وہ تو آخرت سے مایوس ہو چکے ہیں ویسے ہی جیسے کافر قبر والوں (کے دوبارہ جی اٹھنے) سے نا امید ہیں (یا جیسے خود کافر اپنی قبروں میں نا امید ہیں۔ ان پر ان کے اعمال کے نتائج ظاہر ہو چکے اور اب دنیا میں واپسی ممکن نہیں)۔

سُورَةُ الصَّفِّ

مدنی چودہ آیتیں دو رکوع

گزشتہ سورہ میں جنگ کے زمانہ کی احتیاط عزم اور رواداری کی تعلیم دی گئی یہاں قول و فعل کی مطابقت پر زور دیا جا رہا ہے۔ انسان وہ ہے کہ اس کے اعمال اس کے ایمان و اخلاص پر شاہد ہوں نہ کہ زبانی باتیں اور غلط دعوے۔ اللہ تعالیٰ بڑھ چڑھ کر دعوے کرنے والوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ اس کے سب سے پسندیدہ لوگ وہ ہیں جو اس کی راہ میں ثابت قدم ہیں جو میدان جنگ میں صف آرا ہو کر دشمن کے لیے سیسہ کی دیوار بن جاتے ہیں۔ جن لوگوں نے اپنے پیغمبروں کے حکم پر جان کی بازی لگا دی وہی اللہ کے مقبول بندے ہیں۔ جس نبی کی آمد آمد کا انتظار تھا، جس کی بشارت انبیاء علیہم السلام دیتے چلے آئے تھے وہ آگیا اب اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اس نور حق کو جھٹلائے وہ تو دین حق کو روشن کرنے تشریف لائے، مومنوں کو چاہیے کہ اللہ کی رحمت کاملہ اور فضل مبین سے مستفیض ہوں ان کے حکم پر جان و مال کی بازی لگائیں اور دین و دنیا کی نعمت حاصل کرلیں۔ جنت کے وارث بنیں، دنیا میں فتح و نصرت ان کے قدم چومے گی۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے کہا تھا کہ کون ہے جو میری اللہ کی راہ میں مدد کرے تو حواریوں کی ایک جماعت ان کی معاون و مددگار بن گئی۔ یہ فخر سردار دو عالم ﷺ کو ہے کہ آپ کے صحابہؓ میں ہر صحابی دل و جان سے آپ پر فدا تھا اور ان کے غلاموں کے غلام آج بھی اسی شہادت کے منتظر رہتے ہیں جس کا ثبوت

صحابۂ کرام نے غزوات میں اور بالخصوص اصحاب بدر نے میدانِ بدر میں دیا، سورہ اللہ کی پاکی سے شروع ہوتا ہے اور اسی العزیز الحکیم کی زبردست حکمت کی طرف مومنوں کو توجہ دلائی جاتی ہے جس پر سورۂ حشر ختم ہوا تھا اشارہ ہے کہ تسبیح و تہلیل سے جنگ میں آؤ دیکھو اللہ کا اسم ہی مسمّٰی کی طرف کیسے لے جاتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ اللہ ہی کی پاکی بیان کرتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی زبردست حکمت والا ہے (اسم ہی سے مسمّٰی کا عرفان عطا فرماتا ہے)۔

البتہ ایمان کی پہلی کسوٹی یہ ہے کہ جو نہیں کرتے وہ مت کہو، عمل کے بغیر قول پر نہ آؤ۔

۲۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ اے ایمان والو! (ایسی باتیں زبان سے) کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔

۳۔ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ اللہ کو یہ بہت ناگوار ہے کہ تم (منہ سے) وہ کہو جو کرو نہیں (یاد رہے کہ اسلام مسلمانوں کو ہر قسم کے نفاق سے نکالنا چاہتا ہے۔ اور ان کو قول و عمل کی ایک آہنی دیوار بنانا چاہتا ہے جس پر کوئی غالب نہ آسکے)۔

آیاتِ بالا کے شانِ نزول کے متعلق مفسرین کا بیان ہے کہ ایک بار مسلمان جمع تھے کہنے لگے کہ اگر ہم کو یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کو کیا بات سب سے زیادہ پسند ہے تو ہم وہی کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعہ باخبر کیا کہ سنبھل کر بات کیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ قول و فعل میں مطابقت نہ رہ جائے اگر یہ معلوم ہی کرنا چاہتے ہو کہ اللہ کو کیا بات سب سے زیادہ پسند ہے تو سن لو۔

۴۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ○ بے شک اللہ ان لوگوں کو پسند فرماتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح قطار باندھ کر لڑتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں (سخت مضبوط اور مستحکم جیسے کفار کے مقابلہ میں اصحابِ رسول)۔

تم نے موسیٰؑ کی قوم کو نہیں دیکھا کہ کیسی بڑھ چڑھ کر باتیں کیا کرتے تھے لیکن عمل آزمائشوں میں کیسے ناکامیاب رہے بلکہ اکثر نافرمان ثابت ہوئے اور خود پیغمبر کو ان سے شکایت رہی۔

۵- وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم کے لوگو تم مجھ کو کیوں ستاتے ہو حالانکہ تم کو خوب معلوم ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں) پھر جب وہ کجروی اختیار کرتے رہے (اپنی ضد پر اڑے رہے موسیٰ کی بات نہ مانی تو) اللہ نے بھی ان کے دل پھیر دیئے (قبول حق کی صلاحیت ہی جاتی رہی) اور اللہ (ایسے) نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

۶- وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○

اور (اسی طرح وہ واقعہ یاد کرو) جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں اللہ کا رسول ہوں (جو) تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں میں تصدیق کرنے والا توراۃ کا ہوں جو مجھ سے پہلے آئی ہے اور خوش خبری سنانے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئیں گے ان کا نام احمد ہے (بمعنی محمود تعریف کیا ہوا۔ لیکن اس قوم کی بدنصیبی دیکھو کہ) پھر جب وہ (خاتم النبیین) کھلی نشانیاں (روشن دلائل اور معجزات) لے کر آئے تو (یہ لوگ) کہنے لگے کہ یہ صریح جادو ہے۔

یا تو منہ سے یہ دعویٰ تھا کہ ہم سب کچھ اللہ کی رضا کے لیے سننے اور ماننے کو تیار ہیں یا نافرمانی کا یہ عالم رہا کہ نہ پیغمبروں کے زمانے میں ان کا کہنا مانا نہ ان کی ہدایتوں پر بعد ہی میں عمل کیا بلکہ بے انصافی اور جھوٹ کو اپنا دستور العمل بنا لیا۔

۷- وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ اسے اسلام کی طرف دعوت (بھی) دی جا رہی ہو۔ اور اللہ (ایسے) ظالم لوگوں کو راہ ہدایت نہیں دکھایا کرتا (وہ ہزار کوشش کریں لیکن حق چھپ نہیں سکتا، وہ خود ہی محروم رحمت رہیں گے)۔

۸- يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِــــُٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ

یہ (حق ناشناس، منکر حق) چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے (یعنی اپنی پھونکوں سے، اپنے پروپیگنڈے سے) بجھا دیں لیکن اللہ اپنے

وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ نور (حق) کو پورا کر کے رہے گا، خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔

۹۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ ع

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ وہ اس (دینِ اسلام) کو سب دینوں پر غالب کر دے خواہ مشرکوں کو کتنا ہی برا معلوم ہو (اللہ کی مشیّت میں ان کا دخل نہیں وہ مُنہ سے جو چاہیں بک لیں لیکن یہ حق پر حجاب نہیں ڈال سکتے، یہ خود منور رہے اور عالم کو منور کر کے رہے گا)۔

دوسرا رکوع

غرض دینِ اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنا تو اللہ کا کام ہے مومنوں کو بتایا جارہا ہے کہ وہ کیا کریں کس طرح زندگی گزاریں کہ کبھی خسارہ نہ ہو، ارشاد ہوتا ہے۔

۱۰۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

اے ایمان والو! کیا میں تم کو ایک ایسی تجارت بتاؤں جو تم کو (آخرت کے) دردناک عذاب سے بچالے۔

سُنو!

۱۱۔ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ اگر تم سمجھ رکھتے ہو تو یہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے (بہت معمولی سی چیز دے کر آخرت کی ابدی راحتیں خرید رہے ہو، اس سے بڑھ کر کامیابی کیا ہوگی)۔

کیونکہ اس طرح

۱۲۔ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

وہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تم کو ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور جنتِ جاوداں کے پاکیزہ مکانوں میں (داخل فرمائے گا) یہی بڑی کامیابی ہے (یہی مراد کو پہنچنا ہے)۔

۱۳- وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

اور (آخرت کے علاوہ دنیا میں) ایک دوسری چیز (بھی دے گا) جو تم کو محبوب ہے (یعنی) اللہ کی طرف سے (ایک مخصوص) مدد اور جلد ہی فتحیابی (عطا ہوگی) اور مومنوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔

(اللہ کے یہ وعدے پورے ہوئے اور آج بھی ہو رہے ہیں۔ جب مسلمان اللہ پر بھروسہ کر لیتا ہے تو اللہ کی نصرت ضرور ضرور آتی ہے، قلب کشادہ ہو جاتا ہے سینہ منور ہوتا ہے۔ دنیا قدموں کے نیچے ہوتی ہے)

فتحیابی یہی ہے کہ بندۂ مومن اسلام کا پابند ہو جائے نبی کے ہر قول پر لبیک کہے اتنا تو حواریوں نے بھی کیا تھا اس قدر تو ہر مسلمان کو کرنا چاہیئے۔

۱۴- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ○ ع

اے ایمان والو! تم اللہ (کے دین) کے مددگار ہو جاؤ (یعنی دین حق کے معاون بن جاؤ) جیسے عیسٰی ابن مریم نے اپنے حواریوں سے کہا کہ کون اللہ کی راہ میں میرا مددگار بنتا ہے۔ حواریوں نے جواب دیا ہم اللہ (کے نبی) کے معاون ہیں۔ پھر بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لایا اور ایک گروہ کافر رہا پھر ہم نے ایمان والوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کی، بالآخر وہی غالب رہے (اسی طرح تم بھی اگر اللہ پر بھروسہ کرو گے ہمت سے کام لو گے تو فتح و نصرت تمہارے بھی قدم چومے گی)۔

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ

مدنی گیارہ آیتیں دو رکوع

سورۂ حشر میں اسماءِ حسنٰی کا ذکر ہوا سورۃ العزیز الحکیم پر ختم ہوا۔ سورۃ الممتحنہ میں عبادات اور معاشرہ کے تعلق کا بیان ہوا۔ سورۃ الصف میں مسلمانوں کو اللہ کی راہ میں صف بستہ رہنے اور اس کے حکم پر لبیک کہنے کی تعلیم دی گئی تاکہ ان کے ظاہر و باطن میں فرق نہ رہے۔ یہاں الملک القدوس

کی حکمت کا ذکر ہے۔ بتایا جا رہا ہے کہ اجتماعی قوت کیسی ہوتی ہے، کیسے پیدا ہوتی ہے، اس کا راز کائنات ہی کی تخلیق میں مضمر ہے، جس کی محبت میں یہ کائنات یہ زمین و آسمان پیدا کیے گئے وہی نبی امی یہ رازِ حکمت بتا ہیں گے۔ ان کو بھیجا ہی اس لیے گیا کہ وہ اللہ ہی کے کلام سے اسی کے نور سے، اسی کے علم، اسی کی قدرت، اسی کی حکمت سے مومن کے قلوب کو پاک فرما کر دانائے راز بنا دیں۔ حکمتِ اسلامیہ سمجھا دیں۔ اور اسی حکمت، اسی سنت کو اصحابِ کرام، تابعین، تبع تابعین اور ان کے سچے پیرو دنیا کو سمجھاتے چلے جائیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے یہ کتابیں پڑھنے سے میسر نہیں آتا۔ یہ سانچے میں ڈھلنے سے ملتا ہے، موت و زندگی کا راز کھل جاتا ہے۔ موت کا خوف سلب ہو جاتا ہے، اجتماعی زندگی کا راز آشکارا ہوتا ہے۔ مومنوں کو جمعہ کے دن اللہ کے سامنے صف بستہ رہ کر سربسجود ہونے کی لذت سے آشنا کیا جاتا ہے اور وہ تربیت دی جاتی ہے جو ان کو مال و دولت کی ہوس سے بالاتر بنا دے اور حصولِ معاش ان کے لیے تلاشِ فضل سے منسلک ہو جائے۔ وہ ذکر کثیر میں آ جائیں۔ ان کی زندگی کے ہر پہلو میں اللہ ہی ان کے سامنے رہے۔ یہ تصور قائم ہو کہ دنیا اللہ کے لیے برت رہا ہوں۔ دل میں اللہ ہی اللہ باقی رہے۔ یہ وہ تجارت ہے جو ہر تجارت سے بہتر ہے۔ گزشتہ سورہ میں میدانِ جنگ میں تجارت کے انداز سکھائے تھے یہاں محراب کی تجارت بتائی جا رہی ہے، تاکہ جسمانی اور روحانی دونوں قسم کی روزی میسر ہو کہ اللہ بہترین رزق دینے والا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○ — شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱- يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ الۡمَلِكِ الۡقُدُّوۡسِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَكِيۡمِ ○ — جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے سب اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جو (سب جہانوں کا) بادشاہ (ہر کمزوری سے) پاک، زبردست حکمت والا ہے۔

یہ مخلوق کی اجتماعی تسبیح ہے جو زبانِ حال و قال سے ہوتی ہے البتہ انسان کو اس حمد کے آداب سکھائے گئے ہیں، ایک احمد و محمد، حامد و محمود کے ذریعہ جو امی ہے لیکن جس کی ذاتِ مقدسہ اللہ کی بزرگی، اس کی عظمت، قدرت و حکمت کی آئینہ دار ہے۔ وہ اللہ کا منتخب کیا ہوا اللہ کا بھیجا ہوا ہے، چنانچہ ام القریٰ (مکہ) میں نبی امی کا ظہور اللہ ہی کی شان و حکمت کا کرشمہ ہے۔

۲- هُوَ الَّذِىۡ بَعَثَ فِى الۡاُمِّيّٖنَ — وہی (تو) ہے جس نے (عرب کے) اَن پڑھ لوگوں میں ان ہی (کی قوم) میں

رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ

سے ایک رسول بھیجا جو (علوم باطنی سے آراستہ ہے جس کا منبع فیض خود ذاتِ باری تعالیٰ ہے) ان (لوگوں) کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا (اور ان کے ظاہر و باطن کو سنوارتا) ہے اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اگر چہ یہ لوگ اس سے قبل صریح گمراہی میں تھے۔

۳۔ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

اور (ان موجودہ لوگوں کے علاوہ) ان میں سے دوسرے لوگوں کے لیے بھی جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے (یعنی موجودہ اور آنے والی تمام امتوں کے لیے اس رسولِ برحق کو مبعوث فرمایا) اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔

(یہ بھی اس کی حکمت ہے کہ علماءِ دین اور اولیائے کرام پیدا ہوتے رہتے ہیں اور اس منبع فیض سے فیوض حاصل کرتے رہتے ہیں کہ سرکار دو عالمؐ ہی تا قیامِ قیامت انسانوں کی رہبری کے لیے رحمت بن کر آئے ہیں)۔

۴۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

جو بات سرکارِ دو عالمؐ کی امت کو بخشی وہ کسی امت کو کہاں نصیب ہوسکتی ہے۔ یہ اللہ کی عطا ہے۔ جسے چاہے دے، یہ محض کتاب سے نہیں ملتی نورِ کتاب ہے، اللہ کے فرمان پر عمل سے ملتی ہے۔ امتِ مرحومہ کا مقابلہ اگلی امتوں سے ہو رہا ہے۔

۵۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

ان لوگوں کی مثال جن کو تورات پر عمل کا حکم دیا گیا پھر انہوں نے اس (بارِ امانت) کو نہ اٹھایا (اس پر عمل نہ کیا ایک) گدھے کی طرح ہے جو بہت سی کتابیں لادے پھرتا ہے (لیکن اس کی طرح ان کے علم وفیض سے محروم ہے کیسی) بُری مثال ہے اس قوم کی جس نے اللہ کی نشانیوں کو جھٹلایا (اس کی آیات، اس کے نبی آخر الزماں پر ایمان نہ لائی بلکہ تکذیب کی، وہ محرومِ ہدایت رہی) اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

۶- قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

(اور اگر ان لوگوں کو اپنی صداقت کا یقین ہے تو ان سے) فرما دیجئے اے یہودیو! اگر تمہارا دعویٰ ہے کہ تم ہی تمام لوگوں میں اللہ کے دوست ہو اور کوئی نہیں تو اپنے مرنے کی آرزو کرو اگر تم سچے ہو۔ (لیکن تم تو موت کے نام سے کانپتے ہو اپنا حشر جانتے ہو)۔

۷- وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝

اور (اے رسول) وہ کبھی اپنے مرنے کی تمنا نہ کریں گے ان اعمال کے باعث جو وہ اپنے ہاتھوں پہلے بھیج چکے ہیں اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

۸- قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ ع

آپ فرما دیجئے وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو (اس سے تو بچ نہیں سکتے وہ) ضرور تم کو آئے گی۔ پھر تم اس (اللہ) کے پاس لائے جاؤ گے جو تمام چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے۔ تو وہ تم کو بتا دے گا جو تم کرتے رہتے تھے۔

دوسرا رکوع

مسلمانوں کا کام ہے کہ کتاب پر عمل پیرا ہو جائیں محض اہل کتاب ہونا کافی نہ سمجھیں۔ صاحب کتاب کے نقش قدم پر چل کر نور ہدایت سے مستفید ہوں دوسری اقوام کی طرح مال و دولت کے لالچ میں گرفتار نہ ہوں۔ اللہ کی یاد کو مقدم جانیں، جمعہ کے دن صف بستہ ہوں اور رہبر تجارت اخروی کو دنیاوی تجارت پر ترجیح دیں۔ اور اجتماعی یاد کا لطف اٹھائیں، وہ یاد جو ہر رزق کی ضامن ہے۔

۹- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کی یاد (خطبہ نماز) کی طرف مستعدی کے ساتھ چل دو اور خرید و فروخت ترک کر دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم کو سمجھ ہے (یہ تمہارے لیے انفرادی اور اجتماعی دونوں

الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

حیثیت سے فائدہ مند ہے تمہارے قلوب میں یادِ الٰہی کی عظمت آئیگی دوسری اقوام تمہارے اتحادِ فکر سے مرعوب ہوں گی)۔

۱۰- فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

پھر جب نماز پوری ہو چکے، تو زمین پر پھیل جاؤ (اپنے اپنے کاموں میں لگ جاؤ) اور اللہ کا فضل تلاش کرو (جس روزی جس کارِ خیر کی خواہش ہو اس کی فکر کرو) اور اللہ کو بکثرت یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ (اشغالِ دنیا میں یوں منہمک نہ ہو جاؤ کہ اللہ کو بھول جاؤ۔ ہر حال میں اسے حاضر و ناظر جانو کہ مراد کو پہنچو)

۱۱- وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ۭ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○ ع ۲/۳ ۱۲

اور (بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ) جب وہ کچھ خرید و فروخت یا تماشا ہوتے دیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑ پڑتے ہیں اور آپ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ (تم کس چیز کے لیے بھاگ رہے ہو یاد رکھو کہ) جو اللہ کے پاس ہے وہ ہر تماشے اور ہر تجارت سے (کہیں) بہتر ہے اور اللہ بہترین رزق دینے والا ہے۔

نمازِ جمعہ کی اہمیت کا بیان تھا ایک واقعہ سے اس کی اہمیت کو ذہن نشین کیا گیا، واقعہ یہ ہوا کہ حضورؐ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے ایک تجارتی قافلہ غلہ لے کر آگیا۔ رسم کے مطابق ان لوگوں نے نقارہ بجایا، مدینہ میں اس زمانہ میں اناج کی کمی تھی لوگ دوڑے صرف بارہ اشخاص جن میں خلفائے راشدین بھی تھے بیٹھے رہے اس وقت آیتِ بالا نازل ہوئی۔ سرکارِ دو عالمؐ نے ان اصحاب کو مخاطب کر کے فرمایا اے بزرگ ہستیو! تمہاری وجہ سے آگ ان کے پیچھے نہ گئی ورنہ یہ کہیں کے نہ رہتے۔

یہ رسول کے زمانہ کے مومنین تھے، جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ ان واقعات کا رونما ہونا اسی لیے تھا کہ ایک بات کی اہمیت مثال کے طور پر سامنے آجائے، ان بزرگوں نے نیک نیتی سے سوچا ہو گا کہ شاید خطبہ اس قدر اہم چیز نہیں یا جو خیال کیا ہو لیکن اللہ کی طرف سے امتِ مرحومہ کے لیے یہ ایک تازیانہ ہے جس سے ایک طرف خطبہ کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے تو دوسری جانب کھیل و تماشا کا مفہوم سمجھ میں آتا ہے کہ ہر وہ شے جو اللہ سے دم بھر کو بھی غافل کرے وہ دنیا ہے۔ ان تمام مقامات پر مسلمانوں کو چاہیے کہ اصل نکتہ کو سمجھیں اور صحابہ کی طرف سے قلب میں کسی قسم کی بدگمانی نہ آنے دیں۔ یہی ادب، منزلِ مراد کو پہنچنے میں معاون ہوتا ہے۔

اسی تادیب کے بعد صحابہ کی وہ شان جس کا ذکر سورۂ نور میں آیا بیان ہوئی ہے "رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ" تاکہ لوگ یہ جان لیں کہ وہ بزرگ ہستیاں کس درجہ حکم کی پابند تھیں۔

سُوْرَۃُ الْمُنٰفِقُوْنَ

مدنی گیارہ آیتیں دو رکوع

گزشتہ سورہ میں مومنین کا ذکر ہوا۔ کافر یہود اور نصاریٰ کا ذکر اس سلسلہ میں آیا۔ مومن کی کیفیات، اس کی پاکیزہ زندگی، اس کی عبادت اس کی تجارت کا بیان کیا گیا تاکہ مومن اپنی منزل مقصود میں آگے ہی بڑھتا چلا جائے اور اہلِ دنیا کے لیے اس کی زندگی موجب ہدایت ہو لیکن ظاہری لباس، ظاہری زہد و تقویٰ کا نام ایمان نہیں۔ ایمان، اقرار اور تصدیق دونوں سے عبارت ہے۔ زبان سے کہنا اور دل سے ماننا، جن کے دل میں ایمان نے جگہ نہ پائی وہ منافق ہیں، گو یا ظاہری باتوں پر بظاہر عمل کر کے مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہیں۔ ان کے دل و زبان میں موافقت نہیں۔ قول و فعل میں مطابقت نہیں۔ اس سورت میں ان منافقین کی کیفیت بیان کی جا رہی ہے تاکہ مسلمان ان سے ہوشیار رہیں۔ ان کے اعمال کا بیان ہے ان کی شرارتوں کا ذکر ہے ان میں سے بعض کی منافقت کا پردہ فاش کیا گیا ہے ان کا مآل بتایا گیا ہے۔ اور آخر میں مومنین کو راہِ ہدایت پر ثابت قدم رہنے کی تلقین کی گئی ہے تاکہ ان کا انجام بخیر ہو۔ جو لوگ اسلام کے، اللہ کی مخلوق کے درپے ہیں اللہ ان سے خوب آگاہ ہے۔ مومن کو چاہیئے کہ اپنا معاملہ اللہ کے سپرد رکھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ۗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ ○

(اے نبی کریم) جب آپ کے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ بھی جانتا ہے کہ بلاشبہ آپ اللہ کے رسول ہیں (لیکن یہ منافق جو کہہ رہے ہیں یہ ان کے دل کی آواز نہیں وہ ہرگز دل سے آپ کی رسالت کے قائل نہیں) اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹے ہیں۔

۲۔ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً

انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے (مسلمانوں کے متعلق طعن و تشنیع

فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

کرتے ہیں ان پر تہمتیں لگاتے ہیں جھوٹ باندھتے ہیں) غرض اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں (تاکہ وہ دائرۂ اسلام میں شامل نہ ہوں) کیا بُرا کام ہے جو یہ لوگ کر رہے ہیں ؏

۳- ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ○

(ان کی) یہ (حالت) اس لیے ہے کہ (پہلے تو) وہ ایمان لائے پھر کافر ہوگئے۔ تو اللہ نے (بھی) ان کے دلوں پر مُہر لگادی اب وہ کچھ نہیں سمجھتے۔

۴- وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ۖ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۖ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ ۖ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۚ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۚ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ۖ أَنّٰى يُؤْفَكُونَ ○

اور جب آپ ان کو دیکھیں تو (ان کی ظاہری شکل و شباہت یعنی) ان کے جسم آپ کو بھلے معلوم ہوں اور جب وہ بات کریں تو آپ ان کی بات توجہ سے سنیں (لیکن ان کی حالت آپ سے مخفی نہیں) گویا وہ لوگ لکڑیاں ہیں جو دیوار کے سہارے کھڑی کردی گئیں (محض بے جان، خشک، زیادہ سے زیادہ جلانے کے مصرف کی ہوتی ہیں۔ یہ منافق ایسے بزدل ہوتے ہیں کہ) ہر تیز آواز کو سمجھتے ہیں کہ ان ہی پر آفت نازل ہوئی یہی (آپ کے) دشمن ہیں اس لیے ان سے (ان کی چالوں سے) ہوشیار رہیے (مسلمانوں کو ان سے بچتے رہنا چاہیئے) اللہ ان کو غارت کرے (وہ حق سے) کہاں بھٹکے پھرتے ہیں (کیا عذابِ الٰہی سے بچ سکتے ہیں ان کو جو ڈھیل دی گئی ہے وہ بھی ایک آزمائش ہے)۔

۵- وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ○

اور (ان کی حالت تو یہ ہے کہ) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لیے (اللہ سے) بخشش طلب فرمائیں تو (یہ گستاخی سے) سر ہلاتے ہیں اور آپ دیکھتے ہیں کہ وہ بے رخی کرتے ہیں اور وہ تکبر کرتے ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں کہ منافقت ان کے دلوں میں جاگزیں ہوچکی ہے اور روگردانی اور تکبر ان کی عادت بن گئی ہے۔ وہ نہ اطاعتِ رسول کی ضرورت سمجھتے ہیں نہ اللہ کی مغفرت کی، پھر بھی اگر آپ اپنی انتہائی

آیت نمبر (۲) حضرت شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں "اپنی مجلس میں منافق طعن و عیب مسلمانوں کا کہتے جب ان پر پکڑ ہوتی منکر ہو کر قسم کھا جاتے کہ ہم نے تو یہ بات نہیں کہی" لیکن اسلام کی رواداری دیکھو کہ اگر ایک شخص جھوٹی قسم بھی کھائے اور صرف منہ سے اپنے کو مسلمان کہے پھر بھی اسلام اس کے قتل کی اجازت نہیں دیتا۔

رحمت و شفقت سے ان کے لیے بخشش طلب فرمائیں تو اللہ ان کو نہ بخشے گا

۶۔ سَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ اَسۡتَغۡفَرۡتَ لَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ ؕ لَنۡ يَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ ○

آپ ان کے لیے بخشش مانگیں یا ان کے لیے بخشش نہ مانگیں ان کے حق میں برابر ہے اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا بلاشبہ نافرمان لوگوں کو اللہ ہدایت نہیں دیتا ۔

(ایسے بے ادبوں کی مدد نہیں کرتا ۔ جو حکم کا ادب نہ کرے وہ فاسق ہے ۔ عبداللہ بن ابی جو بڑا منافق تھا اس نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی، لوگوں نے کہا معافی مانگ لو، وہ گستاخ بولا تم نے کہا ایمان لاؤ میں ایمان لایا تم نے کہا زکوٰۃ دو میں نے زکوٰۃ دی اب یہی باقی ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کروں اس پر آیت نازل ہوئی ، اور بتایا گیا کہ وہ نفاق میں پکا ہو چکا ہے اب ایسے نافرمان کے لیے ہدایت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا) ۔

۷۔ هُمُ الَّذِيۡنَ يَقُوۡلُوۡنَ لَا تُنۡفِقُوۡا عَلٰى مَنۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنۡفَضُّوۡا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلٰكِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ لَا يَفۡقَهُوۡنَ ○

یہی (منافق) وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ کے پاس رہتے ہیں ان پر مت خرچ کرو یہاں تک کہ (وہ پریشان ہو کر خود) منتشر ہو جائیں (گویا مساکین اور مہاجرین کو رزق، انصار اور مدینہ والے دیتے ہیں کہ اگر یہ ان کی ضروریات کے کفیل نہ ہوں گے تو وہ ان سے جدا ہو جائیں گے) حالانکہ آسمانوں اور زمین کے خزانے (روحانی اور مادی) اللہ ہی کے ہیں لیکن منافق نہیں سمجھتے ۔

(یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب عبداللہ بن ابی نے جھوٹی قسم کھائی کہ اس نے انصار سے یہ نہیں کہا کہ اپنا مال مہاجرین پر خرچ نہ کرو اور نہ انصار کو مہاجرین کے خلاف ابھارا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا راز عام امت پر فاش کر دیا اور جس مسلمان نے حق بات بتائی تھی اس کو سب لوگوں میں سرخرو کیا) ۔

درحقیقت منافق یہ نہیں جانتے کہ حقیقی مالک کون ہے اور عزت والا کون ہے ۔ چنانچہ عبداللہ بن ابی نے یہ بھی کہا تھا کہ مدینہ پہنچ کر عزت والا ذلیل کو نکال دے گا جب یہ خبر اس کے بیٹے حضرت عبداللہ کو پہنچی تو وہ تلوار لے کر کھڑے ہو گئے کہ اے عبداللہ بن ابی جب تک تو یہ نہ کہے گا کہ رسول اللہ

عزت والے ہیں اور تو ذلیل ہے تجھے زندہ نہ چھوڑوں گا۔ چنانچہ عبداللہ بن ابی نے اپنے مُنہ سے خود کو ذلیل کہا اور رسول کریم کے شرف و عزت کا اقرار کیا۔

۸۔ يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ۚ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ ع

(اور یہ منافق) کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ واپس گئے تو ہم میں جو عزت والے ہیں وہ ذلت والوں کو نکال دیں گے حالانکہ (وہ یہ نہیں سمجھتے کہ وہ خود ذلیل ہیں درحقیقت) عزت اللہ کیلئے ہے اور اس کے رسول کے لیے اور (درجہ بدرجہ) مومنین کے لیے لیکن منافقین (یہ) نہیں جانتے۔

دوسرا رکوع

مسلمانوں کو ہدایت کی جارہی ہے کہ وہ ان کی باتوں میں نہ آئیں اور اللہ کی یاد سے غافل نہ رہیں اکثر مال کی ہوس اور اولاد کی بے جا محبت اس غفلت کا باعث ہوتی ہے۔ نیز اس دنیا میں رہ کر وہ آخرت بنالیں کہ پھر یہ موقع نہ ملے گا۔

۹۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝

اے ایمان والو! (دیکھو کہیں) تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کردیں اور جو کوئی ایسا کرے گا تو وہی لوگ خود نقصان اٹھانے والے ہیں (کسی دوسرے کا کچھ نقصان نہیں)۔

۱۰۔ وَأَنفِقُوا مِن مَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُن مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝

اور (مسلمانو) جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرلو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آپہنچے (اس وقت اس کو ہوش آئے) تب وہ (بڑی حسرت اور تمنا کے ساتھ) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار تونے مجھے تھوڑی سی مہلت اور کیوں نہ دی کہ میں خیرات کرلیتا اور نیک لوگوں میں ہوجاتا۔

۱۱۔ وَلَن يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا

اور (اللہ کا تو یہ قانون ہے کہ) جب کسی کی مقررہ میعاد آجاتی ہے (جس قدر

جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ؏ عمر لکھی تھی وہ ختم ہو جاتی ہے) تو اللہ قطعاً اس کو مہلت نہیں دیتا۔ اور (اب تمناؤں سے کچھ نہیں ہوتا) اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے رہے (اور اگر تم کو مہلت بھی ملے تو کیا کرتے رہو گے)۔

(اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایمان کے ساتھ حُسنِ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین)

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ

مدنی اٹھارہ آیتیں دو رکوع

دیکھو یہ ساتویں منزل کی سورتیں ہیں۔ بظاہر چھوٹی چھوٹی لیکن اپنی معنویت اور وسعتوں میں لامتناہی۔ بظاہر ایک معمولی عنوان ہے لیکن صرف اسی عنوان پر جس قدر غور کرو زندگی کا ہر پہلو اسی میں سمٹتا ہوا آجائے گا۔ سورہ کا عنوان ہے التغابن۔ تغابن کے لفظی معنیٰ، ہار جیت کے ہیں۔ جھپٹ لینے کے معنی میں بھی آتا ہے گزشتہ چند سورتوں میں مومن اور یہود و نصاریٰ کا اور آخری سورت میں منافقوں کا ذکر ہوا تھا یہاں اجمالی طور پر کامیابی کے اصول بتائے جا رہے ہیں کہ خدا کی خدائی میں سب کچھ ہے۔ یہاں باغیانہ زندگی بسر کرنا عذابِ دائمی کو مول لینا ہے۔ اس کے ہو کر رہنا رحمت کے مستحق بننا ہے۔ اللہ، رسول، اس نورِ بشر، نورِ قرآن، یعنی سیرتِ رسول اور کتاب اللہ کو اپنا ہادی بنا لو۔ اور بازی جیت لو ورنہ بازی ہار دو گے، یہ دنیا تو اک کھیل ہے، بھول ہے جس نے اس میں اللہ کو یاد رکھا اس نے اللہ کے کرم و فضل، عنایات و رحمت کو جھپٹ لیا، بازی لے گیا، قیامت آئے گی اور ضرور آئے گی، حساب و کتاب ہوگا، یہی ہار جیت کا دن ہوگا ایمان والے جنت میں جائیں گے، منکرِ حق سزا پائیں گے۔

رہی دنیا کی مصیبت تو دنیا آزمائش گاہ ہے۔ اگر یہاں تکلیف آتی ہے تو اس کے حکم سے آتی ہے۔ اس کے رہو گے تو وہ دل میں کوئی ایسی بات ڈال دے گا کہ مصیبتوں سے کھیلتے ہوئے نکل جاؤ گے۔ یہ حق ہے۔ ایمان و عمل سے اس کی حقیقت کو پا لو۔ دنیا میں بھی جیت تمہاری ہی ہے مومن بہر حال اللہ اور رسول کا فرمانبردار ہوتا ہے اللہ ہی پر بھروسہ کرتا ہے۔ دیکھو کہیں تمہاری بیویاں تمہاری اولاد تم کو کسی آزمائش میں نہ ڈال دیں۔ ان کی غلطیوں سے درگذر کرتے رہو اللہ بخشنے والا ہے۔ دیکھو کہیں خود ہی فتنہ میں مبتلا نہ ہو جاؤ بیوی بچوں کے لیے مال کا ادھر اُدھر سے جمع کر لینا یہ بڑی بات نہیں، بڑی بات اس کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا سیکھو اور نفس کو برائی سے بچانا سیکھو، مراد پا جاؤ گے۔ یہ خرچ نہ ہوگا اللہ کو قرض دینا ہوگا دونا چوگنا ملے گا اور اس وقت ملے گا جب تم کو اس کی اشد ضرورت ہوگی۔ اللہ کے وسیع علم پر یقین رکھو اور سمجھ لو کہ اس کی ہر

بات میں زبردست حکمت ہے۔ اس طرح یہ سورہ العزیز الحکیم پر ختم ہوا۔ زندگی کا وہ کونسا اہم پہلو ہے جس کی اجمالی اور اصولی طور پر اس میں ہدایت نہیں۔ اللہ کا کلام ہے منبع علم وفیض ہے، اس سورہ کا ورد رکھنے والا بھی دین و دنیا میں کامیاب رہتا ہے یہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی طرف سے بشارت ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اسی کی حکومت ہے (اسی کی بادشاہی وہی مالکِ حقیقی) اور اسی کے لیے تمام تعریف (قولی و فعلی یا حالی) اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (جو چاہے جب چاہے جیسا چاہے کرے، صاحبِ قدرت بھی، مالک بھی، خیرِ محض بھی)۔

ظاہر و باطن کا جاننے والا، صورت و سیرت کا خالق، جو پیدا کیا خوب پیدا کیا ہے جو استعداد بخشی جو فطرتِ صالح عطا فرمائی، سب ہی خوب ہے۔ اللہ نے بندہ کو بہترین نمونہ پر بنا دیا اب تم جانو اور تمہارا کام۔

۲۔ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○

وہی تو ہے جس نے تم کو پیدا فرمایا پھر تم میں سے بعض (حق ناشناس) کافر ہیں اور بعض مومن ہیں۔ اور تم لوگ جو کچھ کرتے ہو اللہ دیکھتا ہے۔

لیکن یاد رہے کہ

۳۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ○

اس نے آسمانوں اور زمین کو حق (و حقانیت) کے ساتھ پیدا کیا (ہر چیز اپنے خالق کا ٹھیک ٹھیک پتہ دیتی ہے، اس کی تسبیح میں مصروف ہے) اور اسی نے تمہاری صورتیں بنائیں پھر کیسی اچھی صورتیں بخشیں اور اسی کی طرف (بالآخر تم کو) واپس جانا ہے۔

اور اس سے تمہاری کوئی پوشیدہ یا ظاہر بات چھپی نہیں ہے۔

۴۔ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ

وہ (خوب) جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اس سے بھی آگاہ ہے جو کچھ تم چھپاتے اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور اللہ (تم سب کے)

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

دلوں کی بات بھی خوب جانتا ہے ۔

اے اہلِ مکہ

۵۔ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۫ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

کیا تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے منکر ہو چکے ہیں پس انہوں نے (دنیا میں) اپنے اعمالِ (بد) کا مزہ چکھا اور (آخرت میں بھی) ان کے لیے دردناک عذاب ہے ۔ (ان مغضوب اقوام کے حال سے عبرت حاصل کرو اور سمجھو کہ ان پر عذاب کیوں آیا) ۔

۶۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝

یہ (عذاب) اس لیے (آیا) کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آتے تھے لیکن وہ (یہی) کہتے کیا ہم کو (ہمارے جیسا) انسان راہِ ہدایت دکھائیگا (وہ بشر ہوتے ہوئے فوق البشر کیسے ہو جائے گا، انہوں نے خدا کا بنایا ہوا تو دیکھا خدا کا وحی پایا ہوا نہ سمجھا) پھر انہوں نے ان کو (اپنا ہادی، اپنا رہبر، اللہ کا رسول) نہ مانا، اور روگردانی کی (تو اللہ نے بھی نظرِ رحمت ہٹالی) اور اللہ نے بھی بے پروائی کی اور اللہ تو بے نیاز، بڑا تعریفوں والا ہے ۔

۷۔ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝

کافروں کا خیال ہے کہ وہ (دوبارہ) ہرگز نہ اٹھائے جائیں گے آپ فرما دیجئے کیوں نہیں میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر جو کام تم کرتے رہے تم کو جتائے جائیں گے اور اللہ کے لیے یہ بات آسان ہے (جس نے پہلے پیدا کیا اس کے لیے پھر زندہ کرنا کیا بڑی بات ہے اتنی بات کیوں نہیں سمجھتے کیوں ایمان نہیں لاتے) ۔

۸۔ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

پس (بھلائی اس میں ہے کہ) ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور (یعنی قرآن مجید) پر جو ہم نے نازل کیا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے ۔

یاد رکھو

۹۔ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۭ وَمَنْ

جس دن وہ تم کو جمع ہونے (یعنی قیامت) کے دن اکٹھا کرے گا وہ ہار جیت کا دن ہوگا اور جو کوئی اللہ پر ایمان لائے گا اور نیک کام کرے گا اس کی

يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○

خطائیں (اللہ تعالیٰ) دُور فرما دے گا اور اس کو باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، ان ہی باغوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے (اور) یہ بڑی کامیابی ہے۔

۱۰۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○ ع

اور جن لوگوں نے کفر کیا (اللہ و رسول کو نہ مانا) اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا یہی لوگ دوزخی ہیں۔ اسی میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے (جہاں ان کے انکار اور اعمالِ بد نے ان کو پہنچا دیا)۔

دوسرا رکوع

رہی دنیا کی تکلیفیں وہ ہر شخص پر آتی رہتی ہیں۔ مومن کو چاہیے کہ مصیبت کو مصیبت نہ سمجھے اللہ کا حکم جانے، اللہ ہر مصیبت دُور کر دیتا ہے۔

۱۱۔ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○

(دنیا میں) کوئی مصیبت اللہ کے اذن (اس کی مشیّت اس کے حکم) کے بغیر نہیں آتی، اور جو اللہ پر ایمان لے آتا ہے وہ اس کے دل کو (راہِ تسکین کی) ہدایت دکھا دیتا ہے (خواہ اسبابِ ظاہری سے ہو یا کیفیاتِ باطنی سے) اور اللہ کو ہر بات کا علم ہے

مومن کو بہر حال اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے، اور اسی کی اطاعت کو زندگی کا مقصد سمجھنا چاہیے۔

۱۲۔ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰي رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○

اور (لوگو!) تم اللہ کی اطاعت کرو اور (اس کے) رسول کی اطاعت کرو اور اگر تم نے روگردانی کی تو ہمارے رسول کے ذمہ تو صرف (ہمارے احکام) واضح طور پر پہنچا دینا ہے۔

۱۳۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ

اللہ (ہی معبودِ برحق ہے) جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور مومنوں کو

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ چاہیے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں۔

نظر اسباب پر نہ رہے مسبب الاسباب پر رہے اور خوشی ہو یا غم اللہ کی یاد سے غافل نہ رہیں۔

۱۴۔ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

اے ایمان والو! تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے (دین کے) دشمن ہیں پس ان سے احتیاط برتو (ان کی محبت میں اللہ کو نہ بھول جاؤ نہ بات بات پر ان کی گرفت کرو) اور اگر (ان کی لغزشوں پر تم سخت گیری نہ کرو اور) ان کو معاف کر دو اور درگذر کرو اور بخش دو تو (اللہ بھی اپنی صفت مغفرت اور رحم کے ساتھ تمہاری طرف رجوع ہو گا اور) اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

۱۵۔ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۗ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○

بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد تو (ایک) آزمائش ہے (ان کی کیفیات کو برداشت کر کے اللہ سے غافل نہ رہنا یہ بڑی ہمت کی بات ہے) اور اللہ کے پاس (اس کا) بہت بڑا اجر ہے۔

۱۶۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

غرض تم اللہ سے جہاں تک ہو سکے ڈرتے رہو (ایسا نہ ہو کہ راہب ہو جاؤ دنیا میں رہ کر حقوق کی ادائیگی فرض ہے) اور (رسول کی باتوں کو بغور) سنو اور (ان کا حکم) مانو اور (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے رہو یہ تمہارے لیے بہتر ہو گا اور (اللہ نے) جس کو اس کے نفس کے لالچ سے بچا دیا گیا (وہی مراد کو پہنچا) یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

یاد رکھو کہ اللہ کی مخلوق پر اس کے احکام کے مطابق خرچ کرنا ہی اللہ کو قرض دینا ہے۔ اس کے لیے بڑے تحمل کی ضرورت ہوتی ہے۔

۱۷۔ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ○ۙ

اگر تم اللہ کو اچھی طرح سے (اخلاص اور نیک نیتی سے) قرض دو گے تو وہ اس کو تمہارے لیے بڑھاتا جائے گا اور تمہاری کوتاہیاں بھی معاف کر دے گا اور اللہ بڑا قدر دان بڑا تحمل والا ہے۔

۱۸- عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (اور اللہ تو) پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا، زبردست (اور) حکمت والا ہے ۔

(وہ تمہاری حالت سے بخوبی آگاہ ہے وہ نیتوں کو دیکھتا ہے ۔خوب سمجھ لو کہ نیت کی وسعت اور رفعت پر عمل کا دارومدار ہے خواہ عمل کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو ۔صحابہ کی زندگی، اسی خوشدلی، اخلاص اور نیک نیتی کا مرقع تھی)

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ

مدنی بارہ آیتیں دو رکوع

گزشتہ رکوع میں ازواج و اولاد کا ذکر آیا اور اس سلسلہ میں ضروری باتوں کا ذکر کیا گیا، بتایا گیا کہ اپنی بیویوں کی کوتاہیوں پر تحمل سے کام لو، اگر درگذر کرو اور معاف کردو تو اللہ تم کو معاف فرمائے گا اور تم پر مہربان ہوگا اب بتایا جا رہا ہے کہ اگر حالات ایسے ہی ہوں کہ طلاق کی صورت پیدا ہو جائے تب بھی غصہ کی حالت میں طلاق نہ دی جائے، عدت کا پاس ولحاظ رہے ۔خوفِ خدا کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے، اللہ کے حدود بہر صورت قائم رہیں، خوفِ خدا اور حدود اللہ کی پابندی یہی فرد اور معاشرہ کی اصلاح کی کنجیاں ہیں ۔انسانیت کو حیا سوز بدکاریوں اور عورتوں پر وحشیانہ مظالم سے جو چیز روکتی ہے وہ یہی خوفِ خدا ہے ۔قانون کی پابندی ہی انسان کو آدابِ زندگی سکھاتی ہے اور انسان بناتی ہے ۔یاد رہے کہ اللہ بے نیاز ہے اور اس کو ہر شے کا علم ہے ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱- يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاۗءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ

اے نبی (آپ مسلمانوں سے فرما دیں کہ) جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے زمانہ سے پہلے ان کو طلاق دو (یعنی حیض سے قبل حالتِ طہر میں طلاق دو تاکہ تین حیض جو عدت کی مدت ہیں پورے ہوں) اور عدت کا حساب رکھو، اور اللہ سے جو تمہارا پروردگار ہے ڈرتے رہو (اس کے احکامات کا ہر حال میں خیال رکھو طلاق کے بعد عدت کے دنوں میں) ان کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور وہ خود بھی نہ نکلیں ہاں اگر وہ صریح بے حیائی کریں (تو ان کو نکال دو) اور یہ اللہ کی (مقرر کی ہوئی) حدیں ہیں اور جو اللہ کے حدود سے تجاوز کرے گا تو وہ خود اپنے حق میں ظلم کرے گا (اے طلاق دینے والے) تجھے کیا معلوم اللہ اس (طلاق) کے بعد (آپس میں ملاپ کی)

اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۝

کوئی صورت پیدا کر دے (شاید تم دونوں میں صلح ہی ہو جائے یا تم پھر رجوع کرلو)۔

۲- فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۬

پھر (طلاق رجعی میں) جب وہ (یعنی بیویاں) اپنی (عدت کی) مدت (ختم کرنے) کے قریب ہوں تو (عدت کے اندر) ان کو دستور کے مطابق (رجوع کرکے زوجیت میں) رہنے دو یا (عدت ختم ہونے پر) معقول طریقے سے ان کو جدا کردو اور (اگر رجوع کرکے ان کو اپنی زوجیت میں رکھنا چاہتے ہوتو) اپنے میں سے دو معتبر شخصوں کو (اس رجوع پر) گواہ بنالو، اور (گواہوں کو یہ ہدایت ہو کہ) گواہی ٹھیک اللہ ہی کے لیے دو ان باتوں سے اسی شخص کو نصیحت حاصل ہوتی ہے جس کو اللہ پہ اور یوم آخرت پر یقین ہو۔

(جس کے دل میں خوفِ خدا ہی نہ ہو اس کے لیے قدرت کے بعد ظلم سے کون چیز مانع ہو سکتی ہے۔ آخر اسلام سے پہلے عورتوں کا کیا حال تھا ان پر وحشیانہ مظالم کی کیا کمی تھی سو سو بار ان کو طلاق دی جاتی لیکن ان کی گلو خلاصی نہ ہوتی، یہ اسلام کے فیوض و برکات ہیں کہ عورت کو آج عزت کا مقام حاصل ہے)

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝

اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا رہتا ہے تو اللہ اس کے لیے (دنیا اور آخرت کے غم سے) نکلنے کی صورت پیدا کر دیتا ہے (دنیا میں اس کی روزی کشادہ کرتا ہے)

۳- وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ

اور اس کو (وہاں سے) روزی دیتا ہے جہاں سے اس کا خیال بھی نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ اس کے لیے کافی ہے (دین و دنیا سب کی نعمتوں سے سرفراز کرتا ہے) بے شک اللہ اپنا کام بہرحال پورا کرتا ہے (اللہ کی قدرت پابندِ اسباب نہیں، اسباب اس کے

آیت نمبر (۳) اس کو آیتِ رزق کہتے ہیں سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمام دنیا کے لوگ اس آیت کو محفوظ کریں تو یہ ان کے لیے کافی ہو، کشائش رزق کے لیے اس آیت کا ورد کرتے ہیں (ومن یتق اللہ سے شیٔ قدراً تک۔

اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ○

حکم کے تابع ہیں۔) بے شک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

(ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے میں روزی کو بڑا دخل ہے اس لیے اس ضمن میں اس آیت کا بیان ہوا اور تین قسم کے لوگوں کا ذکر ہوا ایک وہ جو اللہ و آخرت پر ایمان رکھتے اور اللہ سے ڈرتے ہیں اللہ ان کی روزی کے ایسے اسباب مہیا کر دیتا ہے جن کی ان کو خبر بھی نہیں۔ تو تی دوسرے وہ جو اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں ان کے لیے فرما دیا کہ اللہ خود ان کے لیے کافی ہے۔ یہ بلند مرتبہ ہے پھر ان میں سے جن کو چاہتا ہے مقام توکل سے بلند فرما کر مقام امر میں لاتا ہے یہ خوش نصیب اللہ کے مقرب بندے ہوتے ہیں غرض ہر ایک کو اس کے ظرف کے مطابق دیتا ہے یہ اس کی تنظیم ہے اور وہ بڑا صاحبِ قدرت ہے)۔

عورتوں کے طلاق کے مسائل جاری ہیں

۴۔ وَالّٰٓـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ۭ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ○

اور تمہاری (مطلقہ) عورتوں میں سے جو حیض سے ناامید ہو چکی ہیں (ان کی طلاق کا مسئلہ ہو اور) اگر (ان کی عدت کے متعلق) تم کو شبہ ہو (کہ تین حیض کی گنتی کیسے پوری ہو) تو ان کی عدت تین مہینہ ہے اور ایسے ہی (یہ حکم ان کے لیے بھی ہے) جن کو ابھی حیض نہیں آیا اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے (یعنی بچہ پیدا ہو جائے خواہ ایک منٹ کے بعد ہو جائے یا کتنی ہی طویل مدت کے بعد ہو) اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے تو وہ اس کے کام میں آسانیاں پیدا کر دے گا۔

خوف خدا کا ذکر بار بار کیا جا رہا ہے تاکہ معاشرتی اور ازدواجی زندگی میں اس کا خصوصی خیال رہے اسی میں دنیوی اور اخروی کامیابی کا راز مضمر ہے، اللہ تعالیٰ یہاں کام بنائے گا وہاں اجرِ عظیم سے نوازے گا۔

۵۔ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ○

یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے اور (یاد رکھو کہ) جو اللہ سے ڈرے گا تو وہ اس کے گناہ اس سے دور کر دے گا اور (آخرت میں) اس کو بڑا اجر دے گا۔

(متقی سمجھ لیں کہ اگر رزق دنیوی نہیں بڑھتا تو رزق اخروی یقیناً بڑھتا رہتا ہے ۔)

تقویٰ پر اس خصوصی توجہ کے بعد مطلقہ عورتوں کا بیان جاری ہے تاکہ عورتوں کے جملہ معاملات میں خوف خدا ہر وقت پیش نظر رہے ۔

۶- أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ ۚ وَإِن كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۖ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُم بِمَعْرُوفٍ ۖ وَإِن تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ ۝

(جن کو تم نے طلاق دی ہے) ان کو اپنی حیثیت (اور اپنے مقدور) کے مطابق رہنے کا گھر دو جہاں تم خود رہتے ہو اور انہیں تنگ کرنے کے لیے تکلیف نہ دو اور اگر وہ حاملہ ہوں تو بچہ پیدا ہونے تک ان پر خرچ کرتے رہو پھر اگر وہ (بچہ کو) تمہاری خاطر دودھ پلائیں تو ان کو ان کا (واجبی) حق دو اور آپس میں (بچہ کی نگہداشت یا اجرت وغیرہ کے متعلق) دستور کے مطابق مشورہ کر لیا کرو اور اگر (ابھی تک) تمہاری باہم کشمکش ہے تو کوئی اور (عورت بچہ کو) دودھ پلائے گی (تاکہ تمہاری کشمکش کا اثر بچہ کی پرورش پر نہ پڑے)۔

غرض بچہ کی پرورش کا خرچ بہر حال باپ کے ذمہ ہے اس طرح کہ

۷- لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ ۖ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ۚ سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ۝ ع ۱۷

صاحب وسعت کو اپنی وسعت (اور مقدور) کے مطابق خرچ کرنا چاہیے اور جس کے رزق میں تنگی ہو (آمدنی کم ہو) اس کو چاہیے کہ جتنا اللہ نے دیا ہے اسی میں سے (بچہ کی نگہداشت پر) خرچ کرے۔ اللہ کسی پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اسی قدر جتنا اس کو دیا ہے (اور جو اللہ کے احکام کی پابندی کرے گا اس کے لیے اللہ کا وعدہ ہے کہ) اللہ عنقریب تنگی کے بعد فراخی عطا فرمائے گا ۔

دوسرا رکوع

دیکھو عدول حکمی پر کیسی گرفت ہوئی اور فرمانبرداری پر کیا انعام ہوئے ۔ تاریخ کے اوراق

اس کی دنیا میں شہادت دیں گے اور اللہ کا کلام آخرت کی سزا و جزا پر شاہد ہے اور یہ زمین و آسمان خدا کی قدرت پر شاہد ہیں تاکہ انسان اس کی احاطتِ علمی کو سمجھے اور اس کی فرمانبرداری کو اپنا شعار بنالے تو اللہ بھی اس کو رزقِ حسن سے نوازے گا۔

۸۔ وَكَأَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنَٰهَا حِسَابًا شَدِيدًا وَعَذَّبْنَٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ○

اور کتنی ہی بستیاں تھیں جنہوں نے اپنے پروردگار کے حکم (ماننے) سے اور اس کے رسولوں سے سرتابی کی (یعنی ان بستیوں کے باشندے نافرمان اور سرکش ہوگئے) تو ہم نے بھی ان کا سخت محاسبہ کیا۔ اور ان کو ہم نے نرالی آفت میں مبتلا کیا (وہ سزا دی جو ان کے تصور میں بھی نہیں تھی)۔

۹۔ فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَٰقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ○

غرض انہوں نے اپنی بداعمالیوں کا مزہ چکھا (اور یہ تو صرف عذابِ الٰہی کا ایک نمونہ تھا، حقیقی عذاب تو ان کا منتظر ہے) اور انجام کار ان کے لیے خسارہ ہی ہے۔

۱۰۔ أَعَدَّ ٱللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ يَٰٓأُو۟لِى ٱلْأَلْبَٰبِ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قَدْ أَنزَلَ ٱللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ○

ان کے لیے (آخرت میں) اللہ نے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے پس اے عقل والو اللہ سے ڈرتے رہو (در اصل قوتِ ایمانی ہی کا نام عقل ہے اے لوگو) جو ایمان لاچکے ہو بے شک اللہ نے تمہاری طرف ایک نصیحت (کی کتاب) بھیجی ہے۔

عند المتقدمین

۱۱۔ رَّسُولًا يَتْلُوا۟ عَلَيْكُمْ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ مُبَيِّنَٰتٍ لِّيُخْرِجَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ مِنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ وَمَن يُؤْمِنۢ بِٱللَّهِ وَيَعْمَلْ صَٰلِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَآ

(اور) ایک ایسا رسول (بھیجا ہے) جو تم کو اللہ کی روشن آیتیں پڑھ کر سناتا ہے (اور یہ منور آیات اور یہ سراپا نورِ ہدایت کا بھیجنا اس لیے ہے) تاکہ جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں وہ ان کو تاریکیوں سے نکال کر نور (کی تجلی) میں لے آئے (اور ان کے قلوب کو بھی منور کر دے) اور جو کوئی اللہ پر ایمان لاتا اور نیک عمل کرتا ہے اللہ اس کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی اور ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے

اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ○

بلاشبہ اللہ نے اس (مومن) کو بہترین رزق عطا فرمایا (وہ رزق جس کی وسعت اور لذت کا احساس جنت ہی میں ہو سکے گا)۔

۱۲- اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۙ۬ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ○ ع ۵ ۱۸

اللہ وہی ہے جس نے سات آسمان اور انہیں کی طرح زمینیں بھی سات اپنی قدرت وحکمت سے) پیدا کیں۔ ان میں خدا کا حکم نازل ہوتا رہتا ہے (اس کے صفات جمال وجلال کا یہی مظہر ہیں اور اسی کی قدرت وحکمت کے یہی کارخانے) تاکہ تم سمجھ لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے (یعنی وہ ہر شے کو اپنے علم سے گھیرے ہوئے ہے)

سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ

مدنی بارہ آیتیں دو رکوع

گزشتہ سورت میں طلاق کے مسائل تھے ساتھ ہی عورتوں کے ساتھ خوش معاملگی اور حسن سلوک کا ذکر تھا یہاں متنبہ کیا جاتا ہے کہ خوش اخلاقی، دلجوئی بھی ایک حد تک ہی ضروری ہے اور امت محمدی کو ہدایت ہے کہ اخلاق محمدی سے غلط فائدہ نہ اٹھائیں۔

اس سلسلہ میں دو واقعات کا ذکر آتا ہے ایک وہ واقعہ ہے کہ جب سرکار دو عالم ام المومنین رض حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے یہاں رونق افروز تھے ام المومنین رض نے شہد پیش کیا آپ نے نوش فرمایا، ازواج مطہرات رض میں ہر ایک سرکار دو عالم کو دل سے عزیز رکھتیں چنانچہ حضرت حفصہ رض اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما نے حضور کا حضرت زینب رض کی طرف یہ التفات پسند نہ فرمایا آپ نے ان کی دلجوئی کی خاطر فرما دیا کہ میں اب شہد نہ پیوں گا ہر چند یہ صرف ازواج کی دلجوئی کے لیے تھا لیکن امت کے لیے اس میں ایک ایسی مثال قائم ہوتی جو ان پر بار ہو سکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے رسول جو چیز اللہ نے آپ پر حلال کی ہے آپ کیوں اپنے پر حرام کرتے ہیں۔ یہ اشارہ کافی تھا، در اصل یہ واقعہ بھی اس انداز سے پیش آنا اس لیے تھا کہ امت کی رہبری ہو جائے اور دلجوئی کی یہ حدیں قائم رہیں دوسرا واقعہ ماریہ قبطیہ رض کا آتا ہے کہ وہ آپ کے حرم میں تھیں جن کے بطن سے آپ کے بیٹے ابراہیم تولد ہوئے تھے، حضرت حفصہ رض کو آپ کا یہ تعلق ہی پسند نہ تھا چنانچہ آپ نے قسم کھائی کہ میں ماریہ کے پاس نہ جاؤں گا یہ بات آپ نے گو حضرت حفصہ رض کے سامنے کہی تھی لیکن تاکید فرمائی تھی کہ کسی سے ذکر نہ کرنا انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہہ دیا! اللہ تعالیٰ

نے رسول کو باخبر کردیا اور جب انہوں نے حضرت حفصہؓ سے فرمایا کہ تم نے راز ظاہر کردیا تو ان کو تعجب ہوا سمجھیں کہ حضرت عائشہؓ نے کہا ہوگا لیکن آپ نے کہا کہ مجھ کو میرے رب نے خبر دی ہے۔

ازدواجی زندگی کی پیچیدگیاں جو ہر خاندان اور معاشرہ کا جزو ہیں ان کے متعلق بھی امت کی صحیح رہبری حضورؐ کی ازواج مطہراتؓ کی پاکیزہ زندگی ہی سے کی گئی ہے اور انہیں سے ازدواجی زندگی کی نزاکتوں سے آگاہ کیا گیا ہے اور اس انداز سے آگاہ کیا گیا ہے کہ نبی کی معصومیت اور ازواج مطہراتؓ کی محبت و اخلاص نمایاں سے نمایاں تر ہو جائے، اور امت اخلاق محمدیؐ کے حدود سمجھ سکے۔

واضح رہے مدنی زندگی کا ہر سورہ معاشرتی زندگی کو حسن اخلاق سے آراستہ کرنے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو نمایاں کرنے میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے یہ سورت اسی نوعیت کی ہے جو ازدواجی زندگی کی نزاکتوں کو روشن بھی کرتی ہے اور ان کو برتنے کے آداب اور احتیاطیں بھی سکھاتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

اے نبی آپ (اپنے اوپر) وہ چیز کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لیے حلال کی ہے (اور اللہ جانتا ہے کہ آپ نے ایسا محض اخلاقاً) اپنی بیویوں کی خوشی کے لیے (کیا ہے) اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے (اس آیت سے مفسرین میں سے بعض نے شہد کا واقعہ بعض نے ماریہ قبطیہ کا واقعہ مراد لیا ہے)۔

رہا ایسی صورت میں لوگوں کے لیے قسم توڑنے کا سوال تو

۲۔ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○

اللہ نے تمہاری قسموں کا تمہارے لیے کفارہ مقرر کردیا ہے اور اللہ ہی تمہارا آقا ہے اور وہ سب کچھ جاننا (اور) بڑا حکمت والا ہے (کفارہ میں بھی بڑی حکمت ہے)۔

۳۔ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ

اور (وہ واقعہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ) جب پیغمبر نے اپنی ایک بیوی سے ایک راز کی بات کہی پھر جب ان کی بیوی (حفصہ) نے اس کی اطلاع (دوسری بی بی حضرت عائشہ کو) دے دی اور اللہ نے یہ بات پیغمبر پر بھی ظاہر کردی تو آپ نے وہ بات کچھ تو جتائی اور کچھ (کے بتانے) سے گریز فرمایا (اخلاقاً کچھ کا ذکر نہ فرمایا تاکہ ان بی بی کو زیادہ شرمندگی نہ ہو اور بلا ضرورت

فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ○

اس کا چرچا نہ ہو) پھر جب انہوں نے بی بی کو وہ بات جتائی تو وہ بولیں آپ کو کس نے بتایا۔ آپ نے فرمایا مجھے علم رکھنے والے باخبر (خدا) نے بتایا ہے۔

(یہ راز کی باتیں کیا تھیں ان میں ضروری بات کا ذکر یعنی ماریہ قبطیہ کو اپنے پر حرام کرنے کا واقعہ تمہید میں گزر چکا ہے باقی باتوں کو حضورؐ نے راز رکھا اس کے کھوج کی ضرورت نہیں)۔

اس آیت میں حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہؓ کو خطاب ہے

۴۔ اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَالْمَلٰٓىِٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ○

اگر تم دونوں توبہ کر لو (تو یہی مناسب ہے) کیونکہ تمہارے دل (راہِ اعتدال سے ہٹ کر ایک سمت) جھک گئے ہیں (اور عہد کر لو کہ اب ایسا نہ کریں گی) اور اگر تم دونوں رسول کے مقابلے میں ایک دوسرے کی معاونت کرتی رہیں (باہم وہ طریقہ اختیار کیا جو حضور کو ناگوار ہو) تو (یاد رکھو کہ) اللہ ان کا رفیق ہے اور جبریلؑ اور نیک بخت ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے بھی ان کے معاون ہیں (تمہاری باہمی کارروائی سے ان کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچ سکتا بلکہ تم خود مصیبت میں گرفتار ہو سکتی ہو)۔

۵۔ عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓىِٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓىِٕحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ○

اور اگر نبی تم سب کو طلاق دے دیں تو عجب نہیں کہ ان کا رب ان کو تمہارے عوض اور بیویاں عطا فرمائے جو تم سے بہتر ہوں۔ مسلمان، ایمان والیاں، فرمانبردار، توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار، روزہ رکھنے والیاں، بن شوہر والیاں (یعنی بیوہ یا مطلقہ) اور کنواریاں۔

۶۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىِٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ

اے ایمان والو تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے۔ اس (نارِ جہنم) پر بڑے سخت مزاج اور زبردست فرشتے (متعین) ہیں۔ جو اللہ کے حکم کی (کسی صورت بھی) نافرمانی نہیں کرتے اور (نہ احکام کی بجاآوری میں کسی قسم کا تساہل کرتے ہیں بلکہ) جو بھی حکم دیا جائے اسے (فوراً)

اللہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝ — بجالاتے ہیں ۔

اس دن کفار سے کہا جائے گا

۷۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْیَوْمَ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ع

اے کافرو! آج کے دن تم بہانے نہ بناؤ (آج تو) تم وہی بدلہ پاؤگے جو تم کیا کرتے تھے ۔

ع ۱۹

دوسرا رکوع

دنیا میں ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور نیک عمل کے بھی مواقع ہیں ، مومنوں کو رجوع الی اللہ کی طرف دعوت ہے کہ وہ اپنا میل کچیل یہیں صاف کرلیں ۔ اللہ سے گناہوں کی معافی چاہیں نیک عمل کریں اور اقوام عالم کی گزشتہ زندگی سے سبق لیں کہ ان میں بھی نیک مرد اور نیک عورتیں گزری ہیں اور انہوں نے اللہ کی رضا جوئی کو اپنی ہر خواہش پر مقدم رکھا ہے

۸۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیُدْخِلَکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ۙ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ ۚ نُوْرُھُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

اے ایمان والو! اللہ کے آگے سچے دل سے توبہ کرلو (یعنی گناہ کا خیال بھی نہ آئے اس میں کوئی لذت ہی باقی نہ رہے) امید ہے کہ تمہارا رب (معاف فرماکر) تمہارے گناہ تم سے دُور کردے گا اور تم کو جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی (یہ وہ دن ہوگا) جس دن اللہ اپنے نبی کو اور ان لوگوں کو جو آپ کے ساتھ ایمان لائے رسوا نہ کرے گا (اس روز) ان کا نور (ایمان) ان کے آگے اور ان کے داہنی طرف دَوڑتا چلا جاتا ہوگا وہ دُعا کرتے ہوں گے اے ہمارے رب ہمارا نور ہمارے لیے مکمل فرمادے (عرش سے فرش تک مستور ہوجائے سب نظر آئے) اور ہم کو بخش دے بے شک تو ہر بات پر قادر ہے ۔

مومنین کے مقابلہ میں کفار کا ٹھکانا دوزخ ہے بقول شاہ صاحبؒ حضرتؐ کا خُلق یہاں تک بڑھا ہوا تھا کہ ان کو اللہ فرماتا ہے کہ سختی کرو

۹۔ يَاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○

اے نبی کافروں اور منافقوں سے لڑیئے اور ان پر سختی کیجیے (وہ یہاں بھی ذلیل ہوں گے) اور (آخرت میں) ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔

۱۰ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۚ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ○

اللہ کافروں کے لیے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال بیان فرماتا ہے دونوں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں (بظاہر نبیوں سے تعلق تھا لیکن وہ دل سے کافروں کے شریکِ حال رہیں) پھر دونوں نے ان کی خیانت (یعنی منافقت) کی پھر (کیا ہوا کیا وہ نبی کی بیوی ہونے کے باوجود عذابِ الٰہی سے بچ گئیں، ہرگز نہیں) وہ دونوں (نبی، ان کے شوہر) اللہ کے مقابلہ میں ان عورتوں کے کچھ کام نہ آئے ان (عورتوں) کو حکم ملا کہ (تم بھی) دوزخ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔

(سوچو کہ جب پیغمبر کی بیویاں اللہ کے عذاب سے اپنی منافقت کے باعث نہ بچ سکیں تو کفار اور عام منافق مردوں، عورتوں کا کیا ذکر)۔

۱۱۔ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۙ○

اور (اسی طرح) اللہ ایمان والوں کے لیے فرعون کی بی بی کی مثال بیان فرماتا ہے (جو ہر چند فرعون کی بی بی تھیں لیکن حضرت موسیٰ اور ان کے دین کی معاون رہیں فرعون کے ہاتھوں اذیتیں برداشت کیں لیکن ایمان نہ چھوڑا) جب اس نے دعا کی (تو یہی دعا کی کہ) اے میرے رب میرے واسطے جنت میں اپنے پاس ایک گھر بنا دے اور مجھ کو فرعون اور اس کے (کافرانہ) عمل سے بچالے اور مجھ کو (ان) ظالم (یعنی کافر) لوگوں سے نجات دے۔

۱۲۔ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ع

اور (مومنوں کے لیے دوسری مثال) مریم بنت عمران کی (ہے) جنہوں نے اپنے گریبان (یعنی عفت وناموس) کو محفوظ رکھا پس ہم نے اس میں (یعنی ان کے چاک گریبان میں جبرئیل کے ذریعہ) اپنی روح پھونک دی (جس کے باعث استقرار حمل ہوا) اور انہوں نے اپنے رب کی باتوں کو (جن کا ذکر جبرئیل نے کیا) اور اس کی کتابوں کو سچا جانا اور وہ (درحقیقت) فرمانبرداروں میں سے تھیں۔

(اپنے رب کے حکم پر راضی رہیں آج بھی ان کی پاکدامانی ضرب المثل ہے)۔

غرض عورتوں کو اپنے اعمال سے غافل نہ ہونا چاہیے، امت کی عام عورتوں کو نصیحت ہے اور یہ نصیحت بھی اس سورۃ التحریم میں پوری ہے تاکہ اس کی اہمیت واضح ہو جائے لیکن یہ خوب یاد رہے کہ یہاں روئے سخن امت کی عام عورتوں ہی کی طرف ہے گو انداز بیان میں پیغمبروں کا ذکر آیا ہے۔ خیال رہے کہ یہاں فرعون کی بی بی کی مثال بھی اس لیے دی گئی ہے کہ اس کی عمومیت ظاہر ہو جائے، اللہ تعالیٰ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور ازواج مطہرات کی عظمت سے قلب کو معمور فرمائے۔ آمین۔

پارہ ۲۹

تبٰرک الذی

سورۃ الملک

مکی تیس آیتیں دو رکوع

یہ آخری منزل، اللہ کے تصورات ذات وصفات سے مملو ہے۔ درمیان میں احکامات کا ذکر آتا ہے۔ مسائل بیان ہوتے ہیں، فرد کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لیے فلاح و بہبود کی راہیں متعین ہوتی ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ اس انداز سے ہوتا ہے کہ اللہ کی وحدانیت، اس کی قدرت و حکمت، اس کے رسول کی عظمت اور محبت دل میں جاگزیں ہوتی جاتی ہے اور آخرت کا تصور ہر لحہ پیش نظر رہے کہ اللہ کے حضور جانا ہے۔ اس سورت میں اللہ کی حکومت اور اس کی قدرت کا ذکر ہے، تاکہ ذہن محدود سے لامحدود کا تصور کرے۔ اور آنے والی موت کو زندگی میں ہمیشہ یاد رکھے، تصور صالح سے احکام پر عمل پیرا ہو۔ کائنات کو دیکھے تو اپنے رب کی عظمتوں کا تصور کرے، سمجھ لے کہ یہ دنیا محض آزمائش گاہ ہے۔ نتائج پر کامیابی کا دارومدار ہے، نتائج آخرت ہی میں مکمل طور پر کھلیں گے، کافر اور مومن کا فرق معلوم ہوگا۔ اس کی شانِ رحمانیت سے کفار دھوکا کھاتے ہیں اور اپنے کو حق دار جانتے ہیں۔ کاش وہ اپنے فرائض کو سمجھتے اور اللہ کے شکر گزار ہوتے۔ یہ انعاماتِ زندگی، یہ صاف و شفاف پانی جس پر زندگی کا دارومدار ہے کس کا عطیہ ہے۔ ذرا سوچو۔ پہلے یہ سمجھو پھر اس خُلقِ عظیم کو سمجھ پاؤ گے جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ تَبٰرَكَ الَّذِىۡ بِيَدِهِ الۡمُلۡكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرُ ○

بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں (کل موجودات کی) حکومت ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے (اس کی قدرتِ کاملہ اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے جو اس کائنات میں نظر آتی ہے)۔

۲۔ الَّذِىۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَيٰوةَ لِيَبۡلُوَكُمۡ اَيُّكُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا

وہی ہے جس نے موت و زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون (تصورِ صالح کے ساتھ) اچھے کام کرتا ہے اور وہی بڑا

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝ غلبہ والا ہے (اس کی پکڑ سے کوئی نکل نہیں سکتا، اپنی بادشاہی میں اپنے سے ڈرنے والے کو شرمندہ نہیں کرتا اور) بڑا بخشنے والا ہے۔

۳۔ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ۝ اسی نے اوپر نیچے سات آسمان بنائے (اے دیکھنے والے) تو (خدائے) رحمٰن کی کاریگری (اور نظام) میں کوئی فرق نہ دیکھے گا ذرا دوبارہ آنکھ اٹھا کر دیکھ، کیا تجھ کو کہیں کوئی خلل (کوئی رخنہ) نظر آتا ہے۔

۴۔ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝ (ہاں) پھر بار بار آنکھ اٹھا کر دیکھ (ہر بار) تیری نگاہ ناکام تھک کر تیری طرف لوٹ آئے گی (نہ آسمان میں کہیں شگاف ملے گا نہ نظامِ عالم میں کوئی فتور نظر آئے گا)۔

ہاں آسمان پر تجھ کو چراغاں ضرور نظر آئے گا۔

۵۔ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝ اور بیشک ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے مزین کیا ہے اور ان کو شیاطین کے مارنے کا ذریعہ بنایا ہے (وہاں سے ملائکہ شیاطین کو آگے بڑھنے سے روکتے ہیں) اور ہم نے ان (شیاطین) کے واسطے (آخرت میں) دہکتی ہوئی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

بظاہر دنیا میں طاغوتی قوتیں کتنی ہی ترقی کر لیں لیکن ان کے لیے دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں بھی رسوائی اور عذاب ہے۔

۶۔ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ اور جو لوگ اپنے پروردگار کے منکر ہیں ان کے لیے دوزخ کا عذاب ہے اور (دوزخ) بڑی بری جگہ ہے۔

۷۔ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ۝ جب وہ اس میں جھونکے جائیں گے تو اس کا دھاڑنا (اس کا شور) سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی

۸۔ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ (ایسا معلوم ہوگا) گویا مارے غضب کے پھٹ پڑے گی۔ جب بھی اس

أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ○

میں (منکرینِ حق کا) کوئی گروہ ڈالا جائے گا تو ان سے دوزخ کے محافظ (فرشتے) پوچھیں گے، کیا تمہارے پاس (اس عذابِ الٰہی اور نافرمانی سے) کوئی ڈرانے والا نہ آیا تھا۔

۹۔ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَآءَنَا نَذِيرٌ ۵ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ ۚ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَٰلٍ كَبِيرٍ ○

وہ کہیں گے کیوں نہیں بے شک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا پھر ہم نے (اپنی خوئے بد کے مطابق) اس کو جھٹلا دیا، اور ہم نے (صاف) کہہ دیا کہ اللہ نے کوئی چیز (کتاب وغیرہ) نہیں اتاری (اور) تم خود ہی بڑی غلطی میں مبتلا ہو۔

۱۰۔ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيٓ أَصْحَٰبِ السَّعِيرِ ○

اور وہ کہیں گے کاش ہم سنتے ہوتے اور عقل سے کام لیتے ہوتے تو (آج) ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے۔

۱۱۔ فَاعْتَرَفُوا بِذَنۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّأَصْحَٰبِ السَّعِيرِ ○

پس وہ اپنے گناہوں کا اقرار کریں گے (لیکن اب اقرار کام نہ آئے گا یہی حکم ہوگا کہ) بس دوزخ والے دُور ہو جائیں (ہمارے جوارِ رحمت میں ان کے لیے کوئی جگہ نہیں لیکن)

۱۲۔ إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ○

بلاشبہ جو لوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں (ایک مُخبرِ صادق کے کہنے پر خدا کو مانتے ہیں۔ جو کہتا ہے اسی پر عمل کرتے ہیں اور غیب کو شہود جانتے ہیں) ان کے لیے (اللہ کی طرف سے) بخشش ہے اور بہت بڑا اجر ہے (جس کا وہ تصور بھی نہیں کرسکتے)۔

۱۳۔ وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِۦٓ ۖ إِنَّهُۥ عَلِيمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُورِ ○

اور تم اپنی بات پوشیدہ رکھو یا ظاہر کرو بے شک وہ (تمہارے) دلوں کا راز خوب جانتا ہے (وہ تمہاری نظروں سے پوشیدہ ہے لیکن تم اور تمہاری زندگی کا کوئی پہلو ظاہری یا باطنی اس سے پوشیدہ نہیں)۔

۱۴۔ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ○ ع ۱۴

بھلا جس نے پیدا کیا، کیا وہ نہ جانے گا (اس کو تو اپنے بندوں کی ہر بات کی خبر ہے) اور وہ تو بڑا باریک بیں (خوش تدبیر، باطن سے آگاہ اور ظاہر و باطن سے) بڑا باخبر ہے۔

دوسرا رکوع

اس کی قدرت اور حکمت کا تصور اس کائنات سے کرو جو تمہارے سامنے ہے، اور عقلِ معاد اور سمعِ قبول پیدا کرو اور اللہ کے غضب سے ڈرو۔

۱۵۔ هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِىْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۝

وہی تو ہے جس نے زمین کو تمہارے لیے نرم (و کارآمد) بنا دیا پس تم اس کے راستوں میں (آزادی سے) چلو پھرو اور اس کے (عطا کیے ہوئے) رزق میں سے کھاؤ (پیو لیکن جس نے روزی دی ہے اس سے غافل نہ ہو) اور اسی کی طرف (تم کو) دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے۔

۱۶۔ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِى السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِىَ تَمُوْرُ ۝

کیا تم اس (قادرِ مطلق) سے جو آسمان میں ہے بے خوف ہو گئے کہ وہ تم کو کہیں زمین میں دھنسا (نہ) دے تو اس وقت وہ (زمین خشیتِ الٰہی سے خود) لرزنے لگے۔

۱۷۔ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِى السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ۝

یا تم اس سے جو آسمان میں ہے بے خوف ہو گئے کہ وہ (تمہاری بداعمالیوں کے باعث) تم پر تند ہوا چلائے (جس میں کنکریاں ہوں) تب تم جانو گے کہ میرا ڈرانا کیسا تھا (عذابِ الٰہی کسے کہتے ہیں)۔

۱۸۔ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝

اور جو لوگ ان سے پہلے تھے وہ (بھی) جھٹلا چکے ہیں پھر (دیکھ لو کہ) ان پر میرا عذاب کیسا (ہولناک واقع) ہوا۔

اس کی قدرتِ کاملہ کے نمونے یہ بے شمار پرندے بھی تو ہیں۔

۱۹۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ ؕۘ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىْءٍۢ بَصِيْرٌ ۝

کیا انہوں نے اپنے سروں پر پرندوں کو پر پھیلائے (اُڑتے ہوئے) نہیں دیکھا جو کبھی (اپنے پروں کو) سمیٹ بھی لیتے ہیں (دیکھو) ان کو (خدائے) رحمٰن کے سوا کوئی (فضائے بسیط پر) تھامے ہوئے نہیں ہے بے شک وہ (یعنی اللہ) ہر چیز کو دیکھ رہا ہے (سب اس کی نظر میں ہیں وہی ان کا محافظ وہی انکا رازق ہے اسی کے ہاتھ میں ان کی حیات و موت ہے)۔

۲۰۔ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِىْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِىْ غُرُوْرٍ ۚ

بھلا وہ کون ہے جو تمہارا لشکر بن کر (خدائے) رحمٰن کے سوا تمہاری مدد کر سکے۔ بے شک (اس کے) منکر دھوکے میں پڑے ہیں (اگر وہ اللہ کی قدرتِ کاملہ کو سمجھتے تو اس طرح نافرمانیوں میں دیدہ دلیر نہ ہوتے)۔

۲۱۔ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِىْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِىْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ

بھلا وہ کون ہے جو تم کو رزق پہنچائے اگر اللہ تعالیٰ اپنا رزق روک لے (وہ جانتے ہیں کہ کوئی نہیں) لیکن یہ لوگ سرکشی اور نفرت میں الجھ کر رہ گئے ہیں۔

ایک کافر اور ایک مومن کا اندازہ اس مثال سے کرو

۲۲۔ اَفَمَنْ يَّمْشِىْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤى اَمَّنْ يَّمْشِىْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

کیا وہ شخص جو منہ کے بل گرتے پڑتے چلتا ہو وہ سیدھی راہ پر ہوگا یا وہ شخص جو سیدھا ہموار راستہ پر چلا جا رہا ہو۔

اگر کافر ذرا عقل سے کام لیتے، سمعِ قبول پیدا کرتے تو آخرت میں ان کا یہ حشر نہ ہوتا جس کا ذکر بار بار کیا گیا ہے۔

۲۳۔ قُلْ هُوَ الَّذِىْۤ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ

آپ فرما دیجئے وہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا۔ اور تم کو کان، آنکھیں اور دل دیئے (تاکہ تم سمعِ قبول اور چشمِ بصیرت پیدا کرو اور دل کو یادِ الٰہی سے معمور کرو لیکن) تم لوگ بہت کم احسان مانتے ہو (اپنی صلاحیتوں کو صحیح صرف نہیں کرتے)۔

۲۴۔ قُلْ هُوَ الَّذِىْ ذَرَاَكُمْ فِى الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ

آپ فرما دیجئے (کہ اے لوگو! عاقبت سے غافل نہ ہو) اسی نے تم کو زمین میں پھیلایا اور (آخرت میں) تم اسی کے سامنے جمع کیے جاؤ گے۔

۲۵۔ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

(یہ کافر آخرت کا مذاق اڑاتے ہیں) اور کہتے ہیں کہ یہ (قیامت کا) وعدہ کب پورا ہوگا (اللہ کے روبرو کب جمع کیے جائیں گے) اگر تم سچے ہو (تو مسلمانو! اس عذابِ آخرت کو بلا کیوں نہیں لیتے)۔

۲۶۔ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪

آپ فرما دیجئے (اس کا) علم تو اللہ ہی کے پاس ہے (وہی جانتا ہے کہ قیامت

وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ کب آئے گی۔ میں قیامت برپا کرنے نہیں آیا) اور میں تو محض واضح طور پر ڈر سنانے والا (قیامت کے حال سے آگاہ کرنے والا) ہوں ۔

یہ قیامت کا مذاق اڑاتے ہیں

۲۷- فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ○ پھر جس وقت یہ اس وعدے (کی گھڑی) کو قریب آتے دیکھیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا یہی تو ہے جس کا تم تقاضا کیا کرتے تھے (بار بار جس کو طلب کیا کرتے تھے)۔

۲۸- قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ آپ فرما دیجئے بھلا دیکھو تو (ذرا غور تو کرو) اگر (تمہارے خیال کے مطابق) اللہ مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دے یا (ہماری تمنا کے مطابق) ہم پر رحم فرمائے تو کافروں کو (دوزخ کے) دردناک عذاب سے کون بچائے گا (تم کو تو بہرحال اپنے اعمال کی سزا بھگتنا پڑے گی)۔

۲۹- قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ آپ فرما دیجئے وہی بڑا مہربان ہے (جو قادرِ مطلق، خالق کائنات ہے) ہم اسی پر ایمان لائے ہیں اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔ پس تم کو جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ صریح گمراہی میں کون پڑا ہوا ہے۔

خدائی کارخانہ تمہارے سامنے ہے اور تم خالق کائنات کے منکر ہو یہ کہاں کی عقل مندی ہے۔

۳۰- قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ○ ع آپ فرما دیجئے دیکھو تو اگر (کسی) صبح کو تمہارا پانی (جس پر تمہاری حیات کا دارومدار ہے) خشک ہو جائے (اور زمین کی تہ میں غائب ہو جائے) تو کون ہے جو یہ صاف ستھرا پانی تمہارے پاس لے آئے (کسی کے اختیار میں ہے کہ تم کو صاف ستھرا اور شیریں پانی اس فراوانی سے مہیا کر سکے؟)۔

سوچو اگر تمہاری زندگی کی بقا کے لیے یہ صاف و شیریں پانی ضروری ہے تو روح کی بقا اور بالیدگی کے لیے کس قدر بارانِ رحمت کی ضرورت ہے۔ کیا رحمتِ الٰہی کے سوا کوئی تمہارے نفوس کی پاکیزگی کا سامان مہیا کر سکتا ہے۔ اگر اس پر غور کرو گے تو وحیِ الٰہی کی حقیقت، اس کی افادیت اور صاحبِ وحی کی رحمت اور ان کے انوار تم پر منکشف ہوں گے۔ اور اس ذاتِ مقدسہ، صاحبِ خُلقِ عظیم کی عظمت کا تم کو احساس ہو سکے گا جس کا ذکر اگلے سورہ میں آتا ہے۔

سُوْرَةُ الْقَلَمِ

مکی باون آیتیں دو رکوع

گزشتہ سورت میں اللہ کی قدرتِ کاملہ کا ذکر تھا۔ سورہ اس آیت پر ختم ہوا جس کا مفہوم تھا کہ اگر پانی خشک کر دیا جائے تو کون تم کو اس فراوانی سے پانی مہیا کر سکتا ہے۔ یہاں روحانی زندگی کی بقا اور بالیدگی کے لیے جس ابرِ رحمت، جس چشمۂ فیض کی ضرورت ہے اس کا ذکر کیا جا رہا ہے اور مضمون کی اہمیت پر قسم اس قلمِ تقدیر کی کھائی جا رہی ہے جس سے نظامِ کائنات کو بنایا گیا۔ یہ سب اس لیے ہے کہ انسانیت کو ایک نعمت کاملہ ایک رحمتِ جاریہ سے سرفراز کیا جائے۔ یہ نعمت، رسالت اور نبوت ہے۔ اور اسی ذاتِ مقدسہ کا یہاں ذکر ہے جس پر نبوت و رسالت کو ختم کیا گیا جس کو مالکِ خُلقِ عظیم بنا کر بھیجا گیا اور انسانیت کو آگاہ کر دیا گیا کہ انہیں کے اسوۂ حسنہ کو کسوٹی بنا کر اپنے عقائد، اخلاق اور اعمال کی جانچ کر لیں، جو جس قدر ان سے قریب ہے اسی قدر خوش نصیب ہے جتنا ان سے دُور ہے اتنا ہی محروم و بدنصیب۔ رہبرِ صادق، تمہارے آقا، سرورِ کائنات ؐ، سراپا رحمت ہیں ان کی محبت ان کی اتباع تمہاری تقدیر سنوار دے گی۔ وہ تم کو اللہ والا بنا دیں گے (انشاء اللہ) اور جس نے آپ کی نافرمانی کی اس نے اپنے لیے ہلاکت کا سامان کیا۔ وہ یہاں بھی گمراہ رہا وہاں بھی محرومِ نعمت رہے گا۔ اس سلسلہ میں کفار کی خصلتوں کا بیان بڑی وضاحت سے کیا گیا ہے۔ ان کے زعمِ باطل اور کج بحثیوں کو کھول کر بیان کیا گیا ہے تاکہ ہر مومن ان کیفیات سے بچتا رہے۔ آخر میں حضور کو پھر تسلی دی جاتی ہے کہ آپ کفار کی گستاخیوں پر صبر کریں، ان کو اپنا حال خود معلوم ہو جائے گا۔ غرض کہیں مثالوں کے ذریعہ کہیں تنبیہ کے طور پر اللہ اپنے رسول کا مقام سمجھا رہا ہے جس کی تمام زندگی عبدیت کا نمونہ بنی ہوئی ہے، اللہ کے اخلاق سے آراستہ، اس کی یاد میں سرشار، تاکہ دنیا دیکھ لے کہ خلاصۂ کائنات، مظہرِ حق کیسے ہوتے ہیں وہ مامون ہوتے ہیں، دنیا ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتی البتہ وہ دنیا کے لیے وسیلۂ فیض ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ — شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ○ — نون، قسم ہے قلم کی اور (قسم ہے) ان (فرشتوں یا اہلِ قلم) کے لکھنے کی۔

ن حروف مقطعات سے ہے مفسرین نے ن سے دوات مراد لی ہے۔ اس سے نور کی روشنائی

اور قلم نوری بھی مراد ہو سکتا ہے جس سے لوحِ محفوظ پر قلمِ تقدیر سے لکھا گیا، گویا ابتدائے آفرینش سے اس وقت تک اور تا قیامت کائنات کی ہر شے اس حقیقت کی تصدیق کرتی رہے گی کہ

۲۔ مَآ اَنۡتَ بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ بِمَجۡنُوۡنٍ ۚ
آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں (جیسا کہ یہ کفار اور قریش بکا کرتے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ بلند ترین مقام پر فائز ہیں)

۳۔ وَاِنَّ لَكَ لَاَجۡرًا غَيۡرَ مَمۡنُوۡنٍ ۚ
اور بے شک آپکے لیے (ایسا) اجر ہے جو (کبھی) ختم ہونے والا نہیں (آپ کا ثواب جاری ہے۔ آپ کا حکم چلتا رہے گا آپ کا دین پھیلتا ہی رہے گا، آپ کی سعی بار آور ہوتی رہے گی آپ کی امت آپ پر جان دے گی اللہ کے یہاں ان سب کو اجر ملے گا)۔

۴۔ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ
اور یقیناً آپ کا خُلق عظیم الشان ہے۔

۵۔ فَسَتُبۡصِرُ وَيُبۡصِرُوۡنَ ۙ
پس (اس حقیقت کو) عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے (جن کی عقلوں پر پردے پڑ گئے ہیں)

۶۔ بِاَىيِّكُمُ الۡمَفۡتُوۡنُ
کہ تم میں (واقعی) دیوانہ کون تھا۔

کفارِ مکہ پر عذاب آئے گا اور جو حقیقت نظروں سے پوشیدہ ہے آشکارا ہو جائے گی۔

۷۔ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ
بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے کہ کون راہ راست سے بھٹک چکا ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ کون راہِ ہدایت پر (قائم) ہے۔

۸۔ فَلَا تُطِعِ الۡمُكَذِّبِيۡنَ
پس (یہ لوگ تو آپ سے خوامخواہ الجھ رہے ہیں) آپ ان جھٹلانے والوں کی بات نہ سنیں۔

۹۔ وَدُّوۡا لَوۡ تُدۡهِنُ فَيُدۡهِنُوۡنَ
(اور) ان کی تو یہی آرزو ہے کہ آپ ذرا نرمی برتیں تو یہ بھی نرمی (اور چاپلوسی) پر اتر آئیں (گویا امت کو یہ ہدایت ہوئی کہ وہ منصب تبلیغ پر نہ صرف قائم رہے بلکہ کفار کو کسی قسم کی ڈھیل بھی نہ دے جس سے وہ کوئی فائدہ اٹھا سکیں)۔

۱۰۔ وَلَا تُطِعۡ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيۡنٍ ۙ
اور آپ کسی قسمیں کھانے والے ذلیل (جھوٹے) شخص کی باتیں نہ مانیں

۱۱۔ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيۡمٍ ۙ
جو لوگوں کو طعنہ دیتا اور چغلی کھاتا رہتا ہے

۱۲۔ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝
جو نیک کام سے لوگوں کو روکتا ہے حد سے بڑھا ہوا بدکار ہے ،

۱۳۔ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝
جو بدزبان ہے ، اس پر طرہ یہ کہ (انہیں خصلتوں کے باعث) بدنام (اور عالم میں اپنی حرکتوں کی وجہ سے رسوا ہے)۔

۱۴۔ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ۝
(یہ زعم اور گھمنڈ کافر کو) اس لیے ہے کہ وہ مال و اولاد والا ہے ۔

۱۵۔ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝
(اس کی حالت تو یہ ہے کہ) جب اس کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو اگلوں کی کہانیاں (قصے) ہیں (ان کو حقیقت سے کیا واسطہ)۔

کافروں کی خصلت کا بیان اس سختی سے ہوا کہ ان کی باتوں سے دل متنفر ہو جائیں اور ان کی خصلتوں کا کوئی شائبہ بھی مومن کے قلب میں پیدا نہ ہونے پائے ۔ کفار میں عموماً یہ کیفیات پائی جاتی ہیں بعض میں سب بعض میں چند ۔ ممکن ہے دنیا میں کافر کو فوراً سزا نہ ملے لیکن وہ عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکتا یہاں وہ بڑی ناک والا بنتا ہے ۔

۱۶۔ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ۝
ہم عنقریب اس کی ناک پر داغ لگائیں گے ۔

(دنیا میں بھی اس کو ذلیل کریں گے اور آخرت میں بھی اس سونڈ نما ناک والوں کو عذاب دیں گے ، کفار مکہ میں ایک کافر میں یہ تمام صفات تھے جن کا ذکر آیاتِ بالا میں ہوا اس کا نام ولید بن مغیرہ تھا جو قریش کا سردار تھا ۔ کہتے ہیں کہ بدر میں اس کی ناک بھی کٹ گئی تھی)۔

مال و اولاد کی کثرت لوگوں کو دھوکہ میں نہ ڈالے ایسا تو پہلے بھی ہو چکا ہے کہ لوگ مال و متاع کے زعم میں رہے لیکن وہ آزمائش کے وقت ان کے کچھ کام نہ آیا ۔

۱۷۔ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ۝
ہم نے ان کی (بھی) اسی طرح آزمائش کی ہے جیسے ان باغ والوں کی آزمائش کی تھی جنہوں نے قسم کھائی کہ وہ (کل) صبح ہوتے ہی اس کے پھل توڑ لیں گے ۔

۱۸۔ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ۝
اور (اپنی تدبیر پر ان کو ایسا یقین تھا کہ کسی استثنا کا بھی گمان نہ آیا) انشاء اللہ بھی نہ کہا ۔

واقعہ یوں ہوا کہ پانچ بھائی تھے ان کے باپ نے ترکہ میں ایک میوہ کا باغ چھوڑا تھا۔
اس کی کھیتی اور آمدنی سے سارا خاندان آسودہ حال تھا، باپ کی عادت تھی کہ جس دن کھیتی کٹتی
میوہ توڑا جاتا مساکین اور فقراء جمع ہو جاتے، وہ ان سب کو کچھ نہ کچھ ضرور دیا کرتا تھا اسی سے
برکت تھی، باپ کے مرنے کے بعد بیٹوں نے سوچا کہ بہت کچھ مال تو فقیر ہی لے جاتے ہیں کیوں نہ
علی الصباح جاکر میوہ توڑلیں اور صبح تک گھر لے آئیں تاکہ فقیروں کو دینے سے بچیں۔ اس تدبیر
پر ان کو ایسا یقین ہوا کہ اس پر نظر ثانی کی بھی ضرورت نہ سمجھی اور نہ حالات کے تغیر و تبدل کا خیال آیا۔

۱۹۔ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ○
پھر اس (باغ) پر تیرے رب کی طرف سے ایک پھر جانے والی (آفتِ ناگہانی) پھر گئی اس حال میں کہ وہ سوئے ہوئے تھے (ان کو اس عذابِ الٰہی کی خبر تک نہ ہوئی)

۲۰۔ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ○
پھر صبح تک وہ (باغ) ایسا رہ گیا جیسے کٹا ہوا کھیت

۲۱۔ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ○
پھر علی الصباح وہ ایک دوسرے کو پکارنے (اور کہنے) لگے

۲۲۔ أَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ○
کہ (بھائیو) اگر تم کو (پھل) توڑنا ہے تو اپنے کھیت پر سویرے ہی سویرے چلے چلو۔

۲۳۔ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ○
غرض وہ چلے اور آپس میں چپکے چپکے کہتے جاتے

۲۴۔ أَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ○
کہ (دیکھو) آج تمہارے پاس کوئی محتاج آنے نہ پائے۔

۲۵۔ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ○
اور اپنی قدرت (وتدبیر) پر نازاں لپکتے ہوئے سویرے ہی جا پہنچے۔

وہاں تو کھیتی و باغ کا نام ونشان بھی باقی نہ تھا۔

۲۶۔ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا إِنَّا لَضَآلُّوْنَ ○
پھر جب (وہاں پہنچے اور) اس کو دیکھا تو کہنے لگے کہ (غالباً) ہم راہ بھول گئے (غلط مقام پر آ گئے)

لیکن بغور دیکھا تو بولے جگہ تو بے شک یہی ہے

۲۷۔ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ○
بلکہ ہماری قسمت پھوٹ گئی۔

منجھلے بھائی نے جس نے ان کی رائے سے اتفاق نہ کیا تھا اور مشورہ دیا تھا کہ اللہ کو نہ بھولو۔ خیرات کرتے رہو اسی میں برکت ہے لیکن انہوں نے اس کی نہ سنی تھی اور وہ چپ ہو کر ساتھ ہو لیا تھا غرض

۲۸۔ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ○ ان میں سے جو اعتدال پسند تھا بولا، میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ (اللہ کو نہ بھولو اللہ نے جو دیا ہے اس میں سے دو) اس کی پاکی کیوں بیان نہیں کرتے۔

(معلوم ہوا کہ استعداد، مال اور صلاحیت کے صحیح مصرف کو بھی تسبیح کرنا کہتے ہیں)

ان کو اپنی غلطی پر ندامت ہوئی لیکن وقت نکل چکا تھا

۲۹۔ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○ وہ بولے پاک ہے ہمارا پروردگار۔ بے شک ہم ہی خطاوار تھے۔

۳۰۔ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ○ پس (جیسا کہ بالعموم ایسے موقع پر ہوتا ہے) یہ لوگ ایک دوسرے پر الزام رکھنے لگے۔

پھر سب نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور

۳۱۔ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ○ بولے ہماری شامت کہ ہم ہی حد سے بڑھنے والے تھے (ہمارا ہی قصور تھا)

۳۲۔ عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ○ شاید ہمارا رب (ہماری ندامت قبول فرمائے اور) اس سے بہتر (باغ) ہم کو بدلے میں دے۔ ہم اپنے رب ہی کی طرف رجوع ہوتے ہیں (اسی پر آسرا لگاتے ہیں)۔

دیکھو دنیا کی ایک عمومی مصیبت کو کوئی ٹال نہ سکا، ذرا آخرت کے عذاب کا تصور کرو، اسے کون ٹال سکے گا۔ جس نے یہاں رحمت کو نہ پہچانا وہ وہاں بھی محروم رحمت ہی رہا۔

۳۳۔ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَلَعَذَابُ (دنیا میں) آفت یوں ہی (آتی) ہے اور آخرت کا عذاب تو کہیں بڑھ کر

الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ ع
ہوگا کاش ان (لوگوں) کو سمجھ ہوتی (اور دنیا میں عقل سے کام لیتے مدہوشوں کی طرح منہ میں جو آیا بکا نہ کرتے)۔

دوسرا رکوع

بھلا متقیوں کا ان کافروں سے کیا مقابلہ۔ ایک فرمانبردار، دوسرا گنہگار۔ غلط فہمیوں میں مبتلا نہ ہو حقیقت کو سمجھو۔

۳۴۔ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝
بیشک پرہیزگار بندوں کے لیے ان کے رب کے یہاں نعمت کے باغ ہیں۔ (مومن و کافر برابر ہوں یہ کیسے ہوسکتا ہے)

۳۵۔ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ۝
تو کیا ہم فرمانبرداروں کو نافرمانوں کے برابر کردیں گے۔

۳۶۔ مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝
تم کو کیا ہوا تم کیسا فیصلہ کرتے ہو۔

۳۷۔ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ۝
کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھ لیتے ہو۔

۳۸۔ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ۝
(پھر تو) یقیناً اس میں تم کو اپنی پسندیدہ باتیں مل جاتی ہیں۔

۳۹۔ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ۝
یا تم نے ہم سے قیامت تک کے لیے قسمیں لے رکھی ہیں؟ کہ جس چیز کا تم حکم کروگے وہ تم کو ملے گی (جس طرح اس وقت عیش ہے یہ عیش قیامت تک حاصل رہے گا)۔

حقیقت یہ ہے کہ نہ کسی کتاب میں ایسا لکھا ہوسکتا ہے نہ اللہ سے اس طرح کی کوئی قسم لے سکتا ہے دولت کے نشہ میں دماغ البتہ بگڑ جاتا ہے۔

۴۰۔ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ۝ (عند المتقدمین)
ان سے پوچھیے ان میں کون اس (دعوے کی صداقت) کا ذمہ لیتا ہے (اور وہ اپنے ان معبودوں کو بھی لے آئیں جن کو وہ شریک ٹھہراتے ہیں)۔

۴۱۔ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ ۚ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۝
کیا ان کے کوئی شریک ہیں (جن پر ان کو ناز ہے اور جن کو یہ خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں)۔ اچھا تو اپنے ان شریکوں کو (بھی) لے آئیں اگر وہ (اپنے دعوے میں) سچے ہیں۔

ان بدنصیبوں کو اپنا حشر اس سخت ہم کی گھڑی میں معلوم ہوگا

۴۲۔ يَوۡمَ يُكۡشَفُ عَنۡ سَاقٍ وَّيُدۡعَوۡنَ اِلَى السُّجُوۡدِ فَلَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ ۝

جس دن ساق سے پردہ اٹھایا جائے گا (یعنی پروردگار تجلی فرمائیگا) اور لوگوں کو سجدہ کی طرف بلایا جائے گا (تو جو لوگ پروردگار کو پروردگار سمجھتے ہیں وہ سجدہ میں گر جائیں گے اور جو نہیں مانتے وہ جھک ہی نہ سکیں گے) پھر یہ لوگ (سجدہ) نہ کرسکیں گے۔

۴۳۔ خَاشِعَةً اَبۡصَارُهُمۡ تَرۡهَقُهُمۡ ذِلَّةٌ ؕ وَقَدۡ كَانُوۡا يُدۡعَوۡنَ اِلَى السُّجُوۡدِ وَهُمۡ سٰلِمُوۡنَ ۝

ان کی نگاہیں جھکی ہوں گی ان پر ذلت چھا رہی ہوگی حالانکہ (ان کے سجدہ نہ کرسکنے کی وجہ یہ ہے کہ جب دنیا میں) ان کو سجدہ کی طرف بلایا جاتا تھا اور وہ اس وقت اچھے خاصے تھے (انہوں نے سجدہ نہ کیا)

(اگر دنیا میں ان لوگوں نے اپنے پروردگار کو سجدہ کیا ہوتا تو آج یہ محرومی نہ ہوتی اس استعداد و صلاحیت کی پرورش دنیا میں نہ کی اب وہ استعداد ہی باقی نہ رہی)۔

اے رسول آپ ان کافروں کی اصلاح کے لیے مضطرب نہ ہوں ان کا معاملہ مجھ پر چھوڑ دیجیے

۴۴۔ فَذَرۡنِیۡ وَمَنۡ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الۡحَدِيۡثِ ؕ سَنَسۡتَدۡرِجُهُمۡ مِّنۡ حَيۡثُ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝

پس آپ مجھ کو اور جو اس کلام کو جھٹلاتے ہیں ان کو (آخری فیصلہ کے لیے) چھوڑ دیجیے، ہم ان کو آہستہ آہستہ (جہنم کی طرف) لیے جاتے ہیں اس طرح کہ ان کو خبر بھی نہیں (یہ اپنے عیش میں مگن ہیں جب عذاب عظیم دیکھیں گے تب ہوش آئے گا یہ سمجھانے سے سمجھنے والے نہیں)۔

۴۵۔ وَاُمۡلِىۡ لَهُمۡ ؕ اِنَّ كَيۡدِىۡ مَتِيۡنٌ ۝

اور میں (دنیا میں) ان (کفار) کو ڈھیل دیئے جاتا ہوں (یہ بھی میرا طریقہ ہے) بے شک میری تدبیر بڑی مستحکم ہے (وہ مجھ سے بچ کر نہ جا سکیں گے)

آپ کی تبلیغ ان پر ہمیشہ گراں گزرتی ہے

۴۶۔ اَمۡ تَسۡـَٔلُهُمۡ اَجۡرًا فَهُمۡ مِّنۡ مَّغۡرَمٍ مُّثۡقَلُوۡنَ ۝

کیا آپ ان سے کوئی اجر چاہتے ہیں کہ وہ اس تاوان کے بوجھ سے دبے جاتے ہیں (اور ایمان لانے سے بھاگتے ہیں)۔

آیت ۴۲ - ساق - پنڈلی کو کہتے ہیں - اور یہ کوئی خاص صفت ہے جس کو کسی مناسبت سے ساق فرمایا گیا - ایسے ہی جیسے قرآن میں "ہاتھ" آیا ہے -

۴۷۔ اَمۡ عِنۡدَهُمُ الۡغَيۡبُ فَهُمۡ يَكۡتُبُوۡنَ ○

یا ان کے پاس غیب کی خبر (آتی رہتی) ہے کہ وہ اس کو لکھ لیتے ہیں۔

گویا ان کا بھی کوئی سلسلۂ وحی ہے۔ ان کا جھوٹ بے شک اس حد پر پہنچ چکا ہے کہ ان کو ان کے حال پر چھوڑ کر تبلیغ سے کنارہ کشی کی جائے لیکن آپ ایسا نہ کریں گے۔ آپ خاتم النبیین ہیں۔

۴۸۔ فَاصۡبِرۡ لِحُكۡمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنۡ كَصَاحِبِ الۡحُوۡتِ ۘ اِذۡ نَادٰى وَهُوَ مَكۡظُوۡمٌ ○

پس آپ اپنے رب کے حکم کا انتظار کیجئے اور مچھلی (کے پیٹ میں جانے) والے (یونس) کی طرح نہ ہو جائیے (جو گھبراہٹ کا اظہار کیے بغیر نہ رہ سکے اور) جب انہوں نے (اپنے رب کو) پکارا (اور بلا انتظار حکم روانہ ہو گئے) اس حال میں کہ وہ غم و غصہ سے گھٹ رہے تھے،

۴۹۔ لَوۡلَاۤ اَنۡ تَدٰرَكَهٗ نِعۡمَةٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالۡعَرَآءِ وَهُوَ مَذۡمُوۡمٌ ○

اگر ان کے رب کی رحمت ان کی دستگیری نہ کرتی تو وہ چٹیل میدان میں ڈال دیئے جاتے اور ان کا حال بُرا ہوتا۔

لیکن ابتلا اور آزمائش کے وقت بھی اللہ کا فضل و کرم انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوتا ہے۔ ہر حال میں اس کی اعانت ان کے ساتھ ہوتی ہے

۵۰۔ فَاجۡتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ○

پھر (بھی) ان کو ان کے رب نے (اپنی عنایات خاص کے لیے) منتخب فرمایا اور ان کو (اپنے برگزیدہ) نیک بندوں میں (شامل) رکھا۔

اس واقعہ کے ذکر سے درحقیقت امت محمدیہ کو منازلِ تبلیغ کی دشواریوں سے آگاہ کیا گیا ہے اور ان کی ڈھارس بندھائی گئی ہے کہ حق کی راہ میں آزمائشیں بھی ہیں اور دشواریاں بھی لیکن طاغوتی قوتیں حق کو نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔

۵۱۔ وَاِنۡ يَّكَادُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَيُزۡلِقُوۡنَكَ بِاَبۡصَارِهِمۡ لَمَّا

اور کافر جب قرآن کو سنتے ہیں (تو تیز نگاہوں سے آپ کو گھورتے ہیں۔ اور) یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ کو اپنی نظر سے پھسلا دیں گے (یعنی

سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ إِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۝

آپ کو جادۂ صبر و استقلال سے ڈگمگا دیں گے لیکن جب ان کی تدبیریں کارگر نہیں ہوتیں اس وقت ان کو اور جھنجھلاہٹ اور غصہ آتا ہے) اور کہتے ہیں کہ وہ مجنون ہے۔

اس میں جنون کی کیا بات۔ یہ تو تعلیم قرآن ہے۔

وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ ۵۲

اور یہ (قرآن) تو سب جہان والوں کے لیے نصیحت (اور سرچشمہ یادِ الٰہی) ہے۔

(اس کو بے معنی کتاب سمجھنا یا صاحبِ قرآن کی شان میں کوئی گستاخی کرنا، خود ہی دیوانگی ہے عقل والوں کے لیے یہ دونوں چشمۂ علم و معرفت اور سرمایۂ فیوض و برکات ہیں۔ وہ انہیں سے یادِ الٰہی کا درس لیتے اور اپنی مراد کو پہنچتے ہیں)۔

سُوْرَةُ الْحَآقَّةِ

مکی — باون آیتیں — دو رکوع

سورۂ ملک میں اللہ کی قدرت و حکمت کا، سورۂ قلم میں، رسولِ کریمؐ کی عظمت کا بیان تھا اس میں کفار کے انجام کا ذکر ہے تاکہ مومن ان کی خصلتوں سے اور کج بحثی سے آگاہ رہیں اور دامن رحمت سے لگے رہیں۔ ساتھ ہی اس میں آخرت کا بھی ذکر ہے جس کو مومن ہمیشہ پیش نظر رکھتا ہے۔ بتایا جا رہا ہے کہ وہ ساعت جس کا واقع ہونا حق ہے یا وہ ساعت جس سے ڈرنا ضرور ہے اہلِ حق کے لیے اس کا ہونا ایماناً یقینی اور لابدی ہے اور باطل والوں کے لیے بھی حقیقتاً وہ واقع ہو کر رہے گی، اس کی کیفیات کو تصور سے نہیں پایا جا سکتا، جھٹلانے سے اس کے وقوع پذیر ہونے میں فرق نہیں آتا، جن قوموں نے اس کو جھٹلایا ان کی تاریخ دنیا کی نظروں کے سامنے ہے۔ فرمایا کہ یہ گھڑی اس وقت آئے گی جب صور پھونکا جائے گا، ہر شے ریزہ ریزہ ہو جائے گی، آسمان کی بلندیاں پستی میں تبدیل ہو جائیں گی۔ مخلوق اپنے رب کے سامنے ہوگی اور نامۂ اعمال ان کے ہاتھوں میں ہوگا۔ ہر ایمان والے کو اللہؐ، رسولؐ اور آخرت پر ایمان لانے اور نیک عمل کرنے کا ثمرہ ملے گا۔ منکرینِ حق تکذیبِ حق کی سزا پائیں گے، اعترافِ گناہ اس دن کام نہ آئے گا۔ یاد رکھو حقائق کا احساس دو ہی صورتوں سے ممکن ہے ایک حواسِ خمسہ سے اور دوسرے خبر سے۔ مخبرِ صادقؐ کے باور پر باور کرو یہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ جو جبریل کے ذریعہ رسولِ کریمؐ پر نازل ہوا ہے۔ اس پر شعر و شاعری

کا دھڑکا نہ کھاؤ، یہ جذبات میں نہیں بہاتا یہ تم کو حال میں رکھتا ہے حقائق بیان کرتا ہے ۔ نہ اس میں تصرف ممکن ہے نہ کوئی اس کو بدل سکتا ہے ۔ اہلِ دل اس سے معرفتِ الٰہی حاصل کرتے ہیں شقی القلب اس کی تکذیب کرتے اور حسرت و پشیمانی مول لیتے ہیں ۔ ایمان والو! جب یہ جان لیا تو اس سے بہتر شغل کیا ہے کہ اللہ کی یاد میں مصروف رہا جائے ۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○ — شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱۔ اَلۡحَآقَّةُ ○ — وہ جس کا ہونا برحق ہے (جس کا ہونا روزِ ازل سے علمِ الٰہی میں ثابت و مقرر ہو چکا ہے)۔

۲۔ مَا الۡحَآقَّةُ ○ — (جانتے ہو کہ) وہ واقع ہونے والی چیز کیا ہے ۔

۳۔ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا الۡحَآقَّةُ ○ — اور (اے مخاطب) تجھ کو کیا خبر کہ وہ ہو کر رہنے والی چیز کیا ہے

دیکھو

۴۔ كَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ وَعَادٌۢ بِالۡقَارِعَةِ ○ — ثمود و عاد (دونوں قوموں) نے اس دل ہلا دینے والی (قیامت کی گھڑی) کو جھٹلایا

۵۔ فَاَمَّا ثَمُوۡدُ فَاُهۡلِكُوۡا بِالطَّاغِيَةِ ○ — پس (قوم) ثمود، تو وہ ایک سخت چنگھاڑ (ایک دہشت ناک آواز) سے ہلاک کر دیئے گئے

۶۔ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهۡلِكُوۡا بِرِيۡحٍ صَرۡصَرٍ عَاتِيَةٍ ○ — اور رہی (قوم) عاد تو وہ ایک نہایت تند و تیز (اور) سخت ہوا سے تباہ کر دیئے گئے ۔

۷۔ سَخَّرَهَا عَلَيۡهِمۡ سَبۡعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوۡمًا ۙ فَتَرَى الۡقَوۡمَ فِيۡهَا صَرۡعٰى ۙ كَاَنَّهُمۡ اَعۡجَازُ نَخۡلٍ خَاوِيَةٍ ○ — جس کو اللہ نے ان پر سات رات اور آٹھ دن تک متواتر مسلط رکھا پھر (اے مخاطب اگر) تو ان لوگوں کو اس (آندھی) میں دیکھتا تو ان کو ایسا گرا ہوا پاتا جیسے کھجور کے (بے حس و حرکت) کھوکھلے تنے (پڑے ہوتے ہیں)۔

ان کو جس قوت پر ناز تھا وہ ان کے کچھ کام نہ آسکی البتہ ان کے ڈھانچے ایک نشانِ عبرت

بن کر رہ گئے)

۸ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ○ پھر کیا تو ان میں سے کسی کو (آج) بچا ہوا دیکھتا ہے۔

وہ سب کے سب تباہ ہوئے۔ یہ ہے جھٹلانے والوں کا حال، اور عاد و ثمود پر کیا موقوف ہے جس نے بھی انکارِ حق کیا اس کا یہی حال ہوا۔

۹۔ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ○ اور فرعون اور جو (منکرینِ حق) اس سے پہلے تھے اور وہ لوگ جن کی بستیاں الٹ دی گئی تھیں سب ہی نے بڑی بڑی خطاؤں کا ارتکاب کیا تھا۔

۱۰۔ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ○ پس ان (سب) لوگوں نے اپنے رب کے رسول کی نافرمانی کی، تو اللہ نے ان کو ایسی مصیبت میں مبتلا کر دیا جو بڑھتی ہی چلی گئی۔

لیکن جہاں تک حق پرستوں کا تعلق تھا تو

۱۱۔ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِى الْجَارِيَةِ ○ جب پانی میں طغیانی آئی تو ہم نے تم کو کشتی میں سوار کر دیا

۱۲۔ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ○ تاکہ اس (واقعہ) کو ہم تمہارے لیے باعثِ نصیحت بنا دیں اور یاد رکھنے والے کان اس کو یاد رکھیں۔

یہ دنیا میں سزا و جزا تھی اب قیامت کا ذکر آرہا ہے۔

۱۳۔ فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ○ پھر جب صور میں ایک بار پھونک مار دی جائے گی (یعنی پہلی بار جب صور پھونکا جائے گا)

۱۴۔ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ○ اور زمین اور پہاڑ اٹھائے جائیں گے پھر ایک بارگی (پٹک کر) ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے

۱۵۔ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ○ پس اسی وقت وہ جس کا ہونا یقینی ہے واقع ہو جائیگی (یعنی قیامت برپا ہوگی)

۱۶۔ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِىَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ○ اور آسمان پھٹ جائے گا پھر اس دن وہ بالکل بودا (بے حقیقت) ہو جائیگا (جو شان، جو بلندی، جو قوت اس وقت آسمانوں پر نظر آتی ہے وہ پاش پاش

ہو جائے گی)۔

۱۷۔ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۭ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ۝

اور (جب آسمان پھٹنا شروع ہو گا تو) فرشتے اس کے کناروں پر ہو جائیں گے اور آپ کے رب کے عرش (قدرت) کو اس دن آٹھ فرشتے اپنے اوپر اُٹھائے ہوں گے۔

(چار فرشتے وہ جو تختِ رحمانیت کے حامل تھے اور اب چار وہ بھی ہوں گے جو شانِ رحیمیت کے متحمل ہوں گے اس دن ظاہر و باطن، غیب و شہود دونوں حقیقتیں جو در اصل ایک ہی حقیقت کے دو رخ ہیں نظروں کے سامنے ہوں گی)۔

۱۸۔ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۝

(لوگو) اس دن تم (اللہ کے روبرو) حاضر کیے جاؤ گے تمہاری کوئی پوشیدہ بات چھپی نہ رہے گی

۱۹۔ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝

پھر جس کو اس دن اس کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا گیا تو وہ (دوسروں سے خوش ہو کر) کہے گا لو میرا نامۂ اعمال پڑھو۔ (دیکھو اللہ نے کیسا فضل فرمایا، مجھ کو دنیا میں کیسی ہدایت دی)۔

۲۰۔ اِنِّىْ ظَنَنْتُ اَنِّىْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝

مجھے (دنیا ہی میں) یقین تھا کہ ایک دن (میرا حساب و کتاب ہونے والا ہے) میرا نامۂ اعمال مجھے ملے گا

۲۱۔ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝

پس (آخرت میں) وہ خاطر خواہ زندگی بسر کرے گا

یعنی

۲۲۔ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝

جنت کے عالی شان باغ میں ہو گا

۲۳۔ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۝

جس کے میوے (پک کر) جھکے ہوئے ہوں گے (گویا توڑنے کی دعوت دے رہے ہوں گے اور اتنے قریب ہوں گے کہ آسانی سے توڑے جا سکیں۔)

۲۴۔ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًۢا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِى الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝

(ان سے کہا جائے گا کہ اب جنت میں) خوب لطف سے کھاؤ پیو یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو تم گزشتہ دنوں میں بھیج چکے ہو۔

۲۵۔ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ

اور جس کو اس کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا گیا تو وہ کہے گا،

فَيَقُولُ يٰلَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتٰبِيَهْ ۝ — کاش مجھے میرا نامۂ اعمال دیا ہی نہ جاتا

۲۶- وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۝ — اور مجھے خبر ہی نہ ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے۔

۲۷- يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۝ — اے کاش (میری) موت (ہمیشہ کے لیے) مجھے ختم کرگئی ہوتی۔ (کہ یہ روز دیکھنا ہی نہ پڑتا)۔

۲۸- مَا أَغْنٰى عَنِّي مَالِيَهْ ۝ — (افسوس) میرا مال بھی میرے کچھ کام نہ آیا۔

۲۹- هَلَكَ عَنِّي سُلْطٰنِيَهْ ۝ — مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی۔

۳۰- خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ۝ — (حکم ہوگا) اس کو پکڑ لو پھر زنجیر میں جکڑ دو۔

۳۱- ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ۝ — پھر دوزخ (کی آگ) میں اسے جھونک دو۔

۳۲- ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ ۝ — تو پھر (اس دوزخ میں بھی) ایک زنجیر سے جس کا طول ستر گز ہے اس کو جکڑ دو (کہ وہاں حرکت بھی نہ کرسکے۔ ستر گز سے قیامت کے ستر گز یا بہت بڑی زنجیر دونوں مراد ہو سکتے ہیں صحیح علم اللہ ہی کو ہے۔ یہ سزا اسلیئے دو)

۳۳- إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ ۝ — کیونکہ وہ خدائے بزرگ و برتر پر ایمان نہیں رکھتا تھا۔

۳۴- وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۝ — اور نہ محتاجوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا (نہ اس نے اللہ کے حقوق ادا کیئے نہ اس کے بندوں سے ہمدردی کی)۔

۳۵- فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيمٌ ۝ — پس آج اس کا بھی یہاں کوئی ہمدرد نہیں۔

۳۶- وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ ۝ — اور اس کے لیے کوئی غذا بجز زخموں کے دھوون کے نہیں

۳۷- ع لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ ۝ ع — جس کو سوائے گنہگاروں کے کوئی نہ کھائے گا۔

دوسرا رکوع

بتایا گیا کہ قیامت میں کوئی راز راز نہ ہوگا، غیب و شہود کا فرق مٹ چکا ہوگا، یہاں

پروردگارِ عالم غیب و شہادت کی قسم کھا رہا ہے۔ قسم اس بات پر کہ قرآن جو سرکارِ دو عالم کی زبان سے پہنچ رہا ہے وہ اللہ کا کلام ہے کسی شاعر کی جذباتی اور خیالی باتیں نہیں۔ اللہ کی یاد اللہ کا ذکر ہے۔ ذکر ہیں لاتا ہے اللہ کا نازل کیا ہوا ہے۔ اہلِ ایمان کا اس پر یقین کامل ہے ان کا مشغلہ اللہ کا ذکر اللہ کی یاد ہے۔

۳۸۔ فَلَآ أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ۙ — پس میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جو تم دیکھتے ہو

۳۹۔ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ۙ — اور جو چیزیں تم نہیں دیکھتے (ان کی بھی قسم)

۴۰۔ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۚ — کہ یہ (قرآن کریم، اللہ تعالیٰ کا) کلام ہے (جو نبی کریم پر نازل ہوا اور) ایک بزرگ پیغامبر کا (یعنی جبریلِ امین کا لایا ہوا ہے)۔

۴۱۔ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۚ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۙ — اور یہ کسی شاعر کا کلام (اس کے تصور کی جولانیاں) نہیں (لیکن) تم بہت کم ایمان لاتے ہو۔

(تصورِ صالح کی ایک جھلک تو محسوس کرتے ہو لیکن اس پر تم کو قیام و قرار نصیب نہیں ہوتا جو نجات کے لیے ضروری ہے)۔

۴۲۔ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۚ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۚ — اور یہ کسی کاہن کا (بھی) کلام نہیں (جس کو بعض جزوی باتوں کا کسی طرح علم ہو جاتا ہے لیکن اس علم کا کلامِ معجز نظام سے کیا تعلق)۔ تم بہت کم دھیان دیتے ہو (بہت کم سوچتے سمجھتے ہو۔ ذرا غور کرتے تو اس کلامِ الٰہی کے متعلق ایسی غلط قیاس آرائیاں نہ کرتے)۔

دیکھو

۴۳۔ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ — یہ (تو) پروردگارِ عالم کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے۔

یہ کلام اور اس کا لانے والا اور جس پر نازل ہوا سب حق ہیں، اس میں کسی بات کے بنانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اگر رسول کو نعوذ باللہ تم اپنی غلطی سے اپنے جیسا سمجھ لو تو اللہ تو بہر حال تمہارے جیسا نہیں کہ وہ کسی تحریف کو برداشت کرتا۔

۴۴۔ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ — اور اگر یہ (نبی) ہمارے متعلق کوئی بات از خود کہہ دیتے (یا ایسی بات

الْاَقَاوِيْلِ ۝ ہماری طرف منسوب کرتے جو ہم نے نہیں کہی)

۴۵- لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے

۴۶- ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝ پھر ہم ان کی رگِ جان ہی کاٹ ڈالتے

۴۷- فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ۝ پھر تم میں سے کوئی (ہمیں) اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔

دیکھو یہ کچھ نہ ہوا اس لیے کہ کلامِ معجز نظام کی آیات اور اس سراپا معجزہ کی حیاتِ مقدسہ میں کوئی تضاد ہے ہی نہیں، ایک دوسرے کو منور کرنے والے۔ دونوں ہدایت و رحمت ہیں۔

۴۸- وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ اور بے شک یہ تو پرہیز گاروں کے لیے ایک نصیحت ہے۔

۴۹- وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ۝ اور ہم خوب جانتے ہیں کہ تم میں بعض جھٹلانے والے ہیں (حق کو جھٹلانا ان کا شیوہ ہے، بلاشبہ اس سے اللہ والوں کو تکلیف تو ہوتی ہے لیکن نقصان نہیں ہوتا)۔

۵۰- وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ اور بلاشبہ یہ (ان کا جھٹلانا آخرت میں) کافروں کے لیے موجبِ حسرت ہوگا۔

۵۱- وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ۝ اور بے شک یہ (قرآن) تو یقینی طور پر حق ہے (جہاں تک تم دیکھ سکو سمجھ سکو اُس سے بھی کہیں زیادہ حق اور حق ہی حق ہے)۔

۵۲- ع فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝ ع پس (اے نبی جو آپ کا شغل ہے اسی میں مصروف رہیں یعنی) آپ اپنے رب کے نام کی تسبیح کرتے رہیں جو عظمت والا ہے۔

(اس کی عظمت کا درس اپنی امت کو دیتے رہیں تاکہ وہ سمجھ لیں کہ غیب و شہود کے حقائق اللہ کے نام سے کھل جاتے ہیں۔ مومن دنیا ہی میں عین الیقین کے درجہ کو پہنچ جاتے ہیں اور اگر توفیق معاون ہو تو حق الیقین کے درجہ پر فائز ہوتے ہیں، سب دیکھ لیتے اور سمجھ جاتے ہیں)۔

سُوْرَةُ الْمَعَارِجِ

مکّی چالیس آیتیں دو رکوع

مومن یادِ الٰہی میں مصروف رہتا ہے۔ کافر کو سوالوں سے فرصت نہیں۔ نہ اللہ و رسول

پر ایمان نہ آخرت پر یقین۔ جس قدر اس کو ہدایت کی طرف بلایا جاتا ہے اسی قدر وہ عذاب الٰہی کی جلدی کرتا ہے جو اس کے نزدیک ایک ڈھکوسلا ہے۔ ایک کیؔ نے حضور سے پوچھا کہ اگر آپ سچے ہیں تو ہم پر عذاب نازل ہو جائے۔ اللہ فرماتا ہے کہ عذاب کے طلب کرنے یا نہ کرنے کی ضرورت نہیں جب وہ وقت آجائے گا اسے کوئی دُور نہ کرسکے گا پھر اس کی ہولناک کیفیات کا بیان ہے۔ البتہ جو لوگ اہل ایمان ہیں اور کارِ خیر میں مصروف رہتے ہیں ان کے لیے جنت کی بشارت ہے۔ یہ آخری منزل آخرت کے واقعات و کیفیات سے مملو ہے تاکہ مومن آخرت کو قریب ہی جانیں اور ہر وقت ان کے دلوں میں یادِ الٰہی کا دھڑکا لگا رہے اور کافروں پر حجت تمام ہو۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍۙ ○ ایک طلب کرنے والے نے (سرکارِ دو عالم سے ازراہِ انکار) اس عذاب کو طلب کیا جو واقع ہو کر رہے گا

۲۔ لِّلۡكٰفِرِيۡنَ لَيۡسَ لَهٗ دَافِعٌۙ ○ (اور) جو منکروں کے واسطے ہے جس کو ٹالا نہ جاسکے گا۔

۳۔ مِّنَ اللّٰهِ ذِى الۡمَعَارِجِؕ ○ (وہ اس) اللہ کی طرف سے ہوگا جو بلندیوں کا مالک ہے۔ (عروج و زوال اور اس کے اسباب اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں)

دیکھو مومن ہر حال میں خیر کا طالب رہتا ہے، کافر اپنے تکبر و گھمنڈ میں بھی عذاب ہی طلب کرتا ہے۔ آئندہ آیات میں اللہ اس ہولناک دن کی کیفیات بیان فرماتا ہے جس کے کافر منکر ہیں۔

۴۔ تَعۡرُجُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوۡحُ اِلَيۡهِ فِىۡ يَوۡمٍ كَانَ مِقۡدَارُهٗ خَمۡسِيۡنَ اَلۡفَ سَنَةٍۚ ○ (یہ وہ وقت ہوگا جب) فرشتے اور جبریل اس کی طرف عروج کریں گے (اور یہ عذاب) اس دن (ہوگا) جس کا اندازہ (دنیا کے) پچاس ہزار سال ہے۔

۵۔ فَاصۡبِرۡ صَبۡرًا جَمِيۡلًا ○ پس آپ (ان کے سوال سے آزردہ خاطر نہ ہوں اور) صبر فرمائیں (وہ) صبر جمیل (جو آپ کی ذات کے ساتھ خاص ہے)۔

۶- إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا ۝
وہ ان لوگوں کی نگاہ میں دُور ہے۔

۷- وَنَرَاهُ قَرِيبًا ۝
اور ہماری نظر میں قریب ہے۔

۸- يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ ۝
(یہ وہ دن ہوگا) جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کے مانند ہوگا۔

۹- وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝
اور پہاڑ رنگین اون کے گالے کی طرح ہوں گے (ہلکے اور مختلف رنگ کے)۔

۱۰- وَلَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا ۝
اور کوئی دوست کسی دوست کا پرسانِ حال نہ ہوگا

۱۱- يُبَصَّرُونَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ۝
حالانکہ ایک دوسرے کو دیکھتے بھی ہوں گے (مگر کوئی کسی کا ہمدرد نہ ہوگا دوست ہو یا عزیز اور) گنہگار تمنا کرے گا کہ کسی طرح اس روز کے عذاب سے بچنے کے لیے (بدلے میں) اپنے بیٹے دے دے

۱۲- وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ۝
اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی کو بھی

۱۳- وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ۝
اور اپنے (کل) خاندان کو جن میں وہ (دن رات) رہتا تھا

۱۴- وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنجِيهِ ۝
اور جو لوگ زمین میں ہیں (بس چلے تو) سب کو دے دے، پھر (کسی طرح) اپنے کو (اس عذابِ الٰہی سے) بچالے۔

۱۵- كَلَّا ۖ إِنَّهَا لَظَىٰ ۝
(لیکن ایسا) ہرگز نہیں (ہو سکتا عذابِ الٰہی سے اسے کوئی چیز نہیں بچا سکتی ان کے لیے) وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے

۱۶- نَزَّاعَةً لِّلشَّوَىٰ ۝
جو کھال ادھیڑ ڈالنے والی ہے (وہ اس میں جھونکے جائیں گے)

۱۷- تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ ۝
وہ ہر اس شخص کو پکارے گی جس نے (اللہ کے حکم سے دنیا میں) پیٹھ پھیری اور روگردانی کی ہوگی

۱۸- وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ ۝
اور (مال و دولت) جمع کیا اور اس کو سنبھال (سنبھال) کر رکھا ہوگا۔ (نہ اس کے حصول میں اللہ کے حکم کو پیشِ نظر رکھا نہ اسکے خرچ کرنے میں۔ گویا دولت کا جمع کرنا ہی اس کی زندگی کا نصب العین بن گیا تھا)۔

۱۹- إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ۝
بلاشبہ انسان پیدا ہی بے صبرا (کم ہمت) ہوا ہے۔

۲۰- اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝ — جب اس کو ذرا تکلیف پہنچتی ہے تو گھبرا تا ہے -

۲۱- وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝ — اور جب اس کو فراخی ملتی ہے تو نیکی کرنے سے رک جاتا ہے -

۲۲- اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۝ — بجز ان نمازیوں کے

۲۳- الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۝ — جو اپنی نماز کے پابند ہیں -

۲۴- وَالَّذِيْنَ فِيْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝ — اور جن کے مال میں (حقداروں کا) حق مقرر ہے

۲۵- لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ — مانگنے والے کا اور نہ مانگنے والے کا -

(گویا یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ اور بندے کے فرائض سمجھتے ہیں حقوق العباد ادا کرتے ہیں اور اپنے فرائض پر ہمیشہ قائم رہتے ہیں -)

۲۶- وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ — اور (یہ وہ لوگ ہیں) جو روز جزا پر یقین رکھتے ہیں

۲۷- وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝ — اور جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں -

۲۸- اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ۝ — حقیقت یہ ہے کہ ان کے رب کا عذاب نڈر ہونے کی چیز بھی نہیں

۲۹- وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ — اور (یہ وہ عبادت گزار ہیں) جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں

۳۰- اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ — سوائے اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے کہ (ان کے پاس جانے میں) ان پر کوئی الزام نہیں (جو چیز اللہ نے جائز قرار دے دی اس کو ناجائز سمجھنا بھی عقل کی کوتاہی ہے) -

۳۱- فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ — البتہ جو شخص اس کے سوا خواہش کرے تو ایسے ہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں (اور اللہ کو حد سے بڑھنے والے پسند نہیں) -

۳۲- وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ اور (یہ وہ لوگ ہیں) جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس کرتے ہیں

۳۳- وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ۝ اور جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں (سچ بات سچ سچ بے کم و کاست بیان کرتے ہیں)

۳۴- وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں

۳۵- عٓ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝ یہی وہ لوگ ہیں جو جنت میں عزت سے رہیں گے۔

دوسرا رکوع

گزشتہ رکوع میں ان امور کا ذکر ہوا جو مومن کے ساتھ خاص ہیں اور اللہ کا ان سے وعدۂ جنت اور عزت ہے۔ اس رکوع میں کفار کی خصلت اور ان کی کیفیات کا بیان ہے اور اس عذاب اور ذلت کا ذکر ہے جو ان کے لیے خاص ہے

۳۶- فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ۝ آخر ان منکروں کو کیا ہوا ہے کہ آپ کے پاس دوڑے چلے آتے ہیں

۳۷- عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ۝ دائیں جانب سے اور بائیں جانب سے گروہ در گروہ (گویا ٹولیاں بنا کر آپ کی طرف کلام الٰہی، جنت و دوزخ کا مذاق اڑانے آتے ہیں اور اس کے باوجود)

۳۸- اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ۝ کیا ان میں ہر شخص یہ توقع رکھتا ہے کہ نعمت کے باغوں میں داخل کیا جائے گا۔

۳۹- كَلَّا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ ہرگز نہیں (جنت ان ناپاک لوگوں کے لیے نہیں ہے)، ہم نے ان کو اس چیز سے پیدا کیا ہے جس کو وہ بھی جانتے ہیں۔ (ان کی فطرت کو ایمان نے جلا نہیں دی اور حسنِ عمل نے ان کو پاک و صاف نہیں کیا)۔

۴۰- فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ پس میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی کہ ہم

وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ۝ — قادر ہیں

۴۱۔ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ ۙ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ۝ — اس بات پر کہ ان سے بہتر لوگ ان کی جگہ لے آئیں۔ اور ہم (ایسا کرنے سے) عاجز نہیں ہیں (اور نہ یہ لوگ ہمارے قابو سے نکل کر جا سکتے ہیں)۔

۴۲۔ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۝ — پس آپ ان کو (ان کے حال پر) چھوڑ دیں تاکہ یہ لوگ باتیں بناتے اور کھیلتے رہیں یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے جا ملیں جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

یہ وہ دن ہوگا

۴۳۔ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ۝ — جس دن وہ اپنی قبروں سے دوڑتے ہوئے نکل پڑیں گے (اور جس طرح دنیا میں وہ اپنے بنائے ہوئے بتوں کی طرف عقیدت سے دوڑتے تھے وہاں بھی) گویا وہ اپنے نشان (منزل) کی طرف دوڑتے چلے جاتے ہوں گے۔ (یا جیسے شکاری شکار کے جال کی طرف دوڑتے ہیں)

۴۴۔ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝ ع — (اس دن) ان کی نظریں جھکی ہوں گی اور ذلت (کی سیاہی) ان (کے چہروں) پر چھا رہی ہوگی یہ ہے وہ روز (قیامت) جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔

(آج کفار جوق در جوق اسلام اور مسلمانوں کا مذاق اڑانے آرہے ہیں کل یہ شرمندہ اور ذلیل ہو کر نارِ جہنم کی طرف چلے جا رہے ہوں گے۔ جس قیامت کو انہوں نے جھوٹ جانا ان کے سامنے ہوگی۔ کافروں سے پوچھا جائے گا کہ اب سمجھے کہ قیامت کیا ہے)۔

سُوْرَةُ نُوْحٍ

مکی اٹھائیس آیتیں دو رکوع

گزشتہ سورتوں میں کفارِ مکہ کی کیفیات، حق سے انکار و روگردانی، آخرت کا مذاق اس کے متعلق طرح طرح کے سوال، عذاب کے لیے جلدی، ساتھ ہی آخرت کا حال بیان ہوا۔ یہاں حضرت نوحؑ کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے کہ آپ نے کیسے ایک مدت دراز تک حق کی تبلیغ فرمائی اور کس طرح ان کی قوم نے ان کی تکذیب کی اور آخر میں اس قوم کا کیا حشر

ہوا، تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں۔ اور سمجھ لیں کہ نبی کی نافرمانی سے دنیا میں بھی عذاب آتا ہے اور آخرت بھی برباد ہوتی ہے اور لوگ نبی آخرالزماں ﷺ کی قدر جانیں۔ آپ کی دل آزاری سے بچیں۔ آپ کی دعائیں لیں کہ آپ ہی وسیلۂ رحمت ہیں۔ آپ ہی رحمۃ للعالمین ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ — شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِہٖۤ اَنۡ اَنۡذِرۡ قَوۡمَکَ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۝ — ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تاکہ قبل اس کے کہ ان پر دردناک عذاب آئے آپ اپنی قوم کو (اس عذاب سے) ڈرائیں۔

۲۔ قَالَ یٰقَوۡمِ اِنِّیۡ لَکُمۡ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ۝ — (نوح نے تبلیغ شروع کی) فرمایا کہ اے میری قوم میں تمہارے لیے واضح طور پر نصیحت کرنے والا (عواقب سے ڈرانے والا) ہوں۔

وہ نصیحتیں یہ ہیں

۳۔ اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ اتَّقُوۡہُ وَ اَطِیۡعُوۡنِ ۝ — کہ اللہ کی بندگی کرو، اور اس سے ڈرو اور میری فرمانبرداری کرو

۴۔ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِکُمۡ وَ یُؤَخِّرۡکُمۡ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ ۘ لَوۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۝ (وقف لازم) — (تو) وہ تمہارے گناہ (جو تم کر چکے ہو) بخش دے گا اور تم کو ایک وقت معین تک مہلت دے گا (کہ تم کو اپنے عمل سے اپنے ایمان کی تصدیق کا موقع ملے اور تم اپنی مغفرت کا سامان کر لو) بلاشبہ جب خدا کا مقرر کیا ہوا وقت آجاتا ہے تو اس میں تاخیر نہیں ہوتی (یہ تم اپنی آنکھوں سے روز ہی دیکھتے ہو) کاش تم کو سمجھ ہوتی (اور تم اپنی بداعمالیوں سے بچتے)۔

پھر جب نوح علیہ السلام مایوس اور تنگدل ہوگئے تو بارگاہِ رب العزت میں

۵۔ قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ دَعَوۡتُ قَوۡمِیۡ لَیۡلًا وَّ نَہَارًا ۝ — عرض کیا اے میرے رب میں اپنی قوم کو رات دن ہمہ وقت دینِ حق کی طرف) بلاتا رہا

۶۔ فَلَمۡ یَزِدۡہُمۡ دُعَآءِیۡۤ اِلَّا فِرَارًا ۝ — لیکن میرے بلانے سے وہ (دین سے) اور زیادہ بھاگنے لگے۔

۷۔ وَ اِنِّیۡ کُلَّمَا دَعَوۡتُہُمۡ لِتَغۡفِرَ — اور جب بھی میں نے ان کو بلایا (کہ میری دعوتِ حق کو قبول کریں) تاکہ تو

لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۚ

ان کو بخش دے تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیں (کہ میری بات سننا بھی ان کو گوارا نہ ہوا) اور اپنے اوپر کپڑے ڈال لیے (کہ مجھ کو نہ دیکھیں کیونکہ وہ میری صورت سے بیزار ہیں) اور وہ (اپنے کفر پر) اڑے رہے اور انتہائی تکبر کرتے رہے۔

۸۔ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۙ

پھر (بھی) میں ان کو باآوازِ بلند (مجلسوں اور محفلوں میں اور ہر مناسب موقع پر دینِ حق کی طرف) بُلاتا رہا۔

۹۔ ثُمَّ اِنِّيْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۙ

پھر میں نے ان کو علانیہ (بھی) سمجھایا اور چپکے چپکے (بھی)۔

۱۰۔ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ

پھر میں نے ان سے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہ بخشوا لو بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔

وہ تم پر اپنا کرم فرمائے گا۔

۱۱۔ يُّرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ

وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش برسائے گا

۱۲ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۭ

اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہارے واسطے باغ بنا دیگا اور تمہارے لیے نہریں بہا دے گا (یعنی بارشِ رحمت کا یہ فیض ہوگا کہ مال و اولاد میں ترقی ہوگی قحط و خشک سالی دُور ہو گی باغ میں پھل پھول کی افراط ہوگی نہریں رواں ہوں گی)۔

اور اے میرے رب! میں نے اپنی قوم سے یہ بھی کہا کہ اے لوگو

۱۳۔ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۚ

تم کو کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی عظمت پر اعتقاد نہیں رکھتے (اس کے غضب سے نہیں ڈرتے)

۱۴۔ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ○

حالانکہ اس نے تم کو طرح طرح (کی صورت و سیرت) کا بنایا۔

۱۵۔ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ

(اے لوگو!) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کس طرح سات آسمان

سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝ تہ بہ تہ بنائے ہیں،

۱۶- وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝ اور ان میں (تمہارے لیے) چاند کو چمکنے والا اور سورج کو (ایک روشن) چراغ بنایا (کہ ایک کا نور باعثِ تسکین اور دوسرے کی حرارت باعثِ حیات ہے)

۱۷- وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۝ اور اللہ ہی نے تم کو زمین سے ایک خاص طور پر پیدا کیا (پھر زمین ہی سے تمہاری نشو و نما کی۔ تم مٹی سے بنے ہو تمہاری غذا بھی زمین سے مہیا کی)۔

۱۸- ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۝ پھر تم کو اسی (زمین) میں لے جائے گا اور (اسی سے) تم کو دوبارہ نکالے گا۔

۱۹- وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۝ اور اللہ ہی نے تمہارے لیے زمین کو فرش بنایا (یہی تمہاری جولانگاہ ہے)۔

۲۰- لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۝ ع ۹ تاکہ (زندگی کے ہر شعبہ اور ہر منزل میں) تم اس کی کشادہ راہیں اختیار کرو (وہ راہیں جو حقائق کو اجاگر کرنے والی اور دنیا اور آخرت میں فلاح کی ضامن ہیں)۔

دوسرا رکوع

اللہ کے حضور حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کی حالت پر افسوس فرما رہے ہیں جس نے ان کی ایک نہ سنی اور اپنی حالت پر قائم رہی۔ آخر اللہ کا عذاب آیا اور منکرینِ حق کا ایک گھر بھی نہ بچا جو ڈوب نہ گیا ہو، نوح کی دعائیں بہر حال مومنین کے ساتھ تھیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے قومِ نوح کی اس تباہی کو حق کے خلاف سر اٹھانے والوں کے لیے ہمیشہ کے لیے درسِ عبرت بنا دیا۔

۲۱- قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ۝ نوح نے عرض کیا اے میرے رب انہوں نے میرا کہنا نہ مانا، اور اُن (مالداروں) کی پیروی کی جن کے مال اور اولاد نے خود ان کو نقصان کے سوا کچھ فائدہ نہ دیا (یعنی مال و اولاد کی کثرت نقصان ہی کا موجب بنی

اس سے ان کی عاقبت نہ سنوری)۔

۲۱۔ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ۚ

اور (یہی نہیں کہ وہ دولت مندوں کی پیروی اور اطاعت میں لگے رہے بلکہ) انہوں نے بڑے بڑے فریب کیے۔

۲۳۔ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۚ

اور (ان رؤسا نے لوگوں سے) کہا کہ اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا (نوح کے کہنے سے ان کی عبادت سے منہ نہ موڑنا) اور (اپنے مخصوص بتوں کو نہ چھوڑنا (نہ) ود کو نہ سواع کو۔ اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو (جو مختلف امور میں تمہارے کام آتے ہیں)۔

۲۴۔ وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا

اور (اس طرح) ان لوگوں نے بہتوں کو گمراہ کر دیا اور (اے اللہ اب) تو بھی ان ظالموں کو بس گمراہی کے سوا کچھ نہ دے۔

۲۵۔ مِمَّا خَطِيْٓئٰتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا

(چنانچہ) کچھ اپنی خطاؤں کے باعث ڈبوئے گئے پھر (غرق کیے جانے کے بعد دوزخ کی) آگ میں ڈال دیے گئے تو انہوں نے (دنیا و آخرت میں) اپنے لیے اللہ کے سوا کسی کو معاون (و مددگار) نہ پایا (جو انہیں قہر الٰہی یا عذابِ الٰہی سے بچا سکتا)۔

۲۶۔ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا

اور نوح نے (یہ بھی) دعا کی (تھی) اے میرے رب (اب) روئے زمین پر کسی کافر کو بستا ہوا نہ چھوڑ۔

۲۷۔ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا

اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو بہکاتے ہی رہیں گے اور ان کی اولاد بھی بدکار اور کافر ہی ہوگی۔ (نہ یہ حق پر آئیں گے اور نہ ان کی اولاد)۔

البتہ

۲۸۔ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا

اے میرے پروردگار مجھ کو بخش دے اور میرے والدین کو (بھی) اور (ان کو بھی) جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ داخل ہوئے اور تمام مومنین اور مومنات کو بھی (اپنے لطف و کرم سے بخش دے)

وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۝ اور کافروں کی یہ تباہی بڑھاتا ہی جا۔

(طوفانِ نوحؑ کے بعد دنیا ایک بار کفار سے پاک ہوگئی صرف مومنین کی ایک مختصر جماعت زندہ رہی جن سے پھر اقوام عالم پیدا ہوئیں۔ اگر ایک نبی کی بددعا سے دنیا ہلاک ہوسکتی ہے تو قوموں کو اس سے درسِ عبرت لینا چاہیے کہ وہ نبی کے مقام کو سمجھیں اور ان کی دعاؤں کے خواہشمند رہیں۔ پھر نبی بھی جب نبی الثقلین، جن و انس کے پیغمبر اور آخری نبیؐ ہوں تو ان کی اطاعت، عظمت اور محبت کس قدر ضروری ہے۔)

سُوْرَةُ الْجِنّ

مکّی اٹھائیس آیتیں دو رکوع

گزشتہ سورہ میں حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغی مساعی کا ذکر تھا اور بارگاہِ رب العزت میں حضرت نوح علیہ السلام کا قوم کے اعمال سے اس بیزاری کا اظہار ہوا جو قوم پر عذاب کا موجب بنی۔ یہاں رسول الثقلین سرکارِ دو عالمؐ کے ان تبلیغی مراحل کی طرف اشارہ ہے جب آپ قیامِ مکہ کے زمانہ میں طائف تبلیغ کے لیے تشریف لے گئے، اور دل شکستہ واپس ہوئے۔ جس وقت آپ مقامِ نخلہ میں جو مکۂ معظمہ اور طائف کے درمیان ہے نمازِ فجر میں بآوازِ بلند قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے تو جنوں کا ایک گروہ ادھر سے گزرا اور متحیر ہوکر ادب سے یہ کلام سننے لگا۔ اس نے محسوس کیا کہ اس کلام میں نہ انسانی کیفیات پائی جاتی ہیں نہ جنّی بلکہ یہ تو ایک نادر کلام ہے۔ انہوں نے کلام اور صاحبِ کلام کا ادب کیا، اللہ نے ان کے قلب کو اس کی فہم کے لیے کشادہ کر دیا اور نورِ ایمان سے منور کیا۔ جنوں کی اس جماعت نے اپنی بستی میں جاکر اس واقعہ کا ذکر کیا اور جو توحید کا سبق سنا تھا، دہرایا۔ علی الاعلان اپنے ایمان لانے اور اس پر قائم رہنے کا عہد کیا۔ اس کے بعد اکثر جنّات سرکارِ دو عالمؐ کے پاس آتے، ایمان لاتے اور قرآن سیکھتے۔ اسی مناسبت سے اس سورہ کا نام الجن ہے۔ اس سورہ میں توحید کے ساتھ مقامِ رسالت کے بھی بعض اہم رموز کی گرہ کشائی کی گئی ہے اور سورت اُن آیات پر ختم ہوتی ہے جو علمِ ذاتی اور علمِ صفاتی کے فرق کو بڑے احسن اور لطیف انداز میں واضح کر دیتی ہیں تاکہ اللہ کے عالم الغیب ہونے اور ایک برگزیدہ پیغمبر کے عطیاتِ ربانی میں کوئی شبہ باقی نہ رہے، حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت دلوں میں جاگزیں رہے، نبی امی کا صحیح مفہوم سمجھ میں آجائے اور قلبِ مومن پر مقامِ رسالت کھُل جائے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱ قُلۡ اُوۡحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسۡتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الۡجِنِّ فَقَالُوۡۤا اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا ○ (اے رسول) آپ فرما دیجئے کہ میرے پاس وحی آئی ہے کہ جنوں کے ایک گروہ نے (میرے قرآن کے پڑھنے کو) کان لگا کر سنا (پھر جب وہ اپنی جماعت میں پہنچے) تو انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے (تمام کتب آسمانی میں نادر ہے)۔

ایسا عجیب ہے

۲۔ یَّہۡدِیۡۤ اِلَی الرُّشۡدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ ؕ وَلَنۡ نُّشۡرِکَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ○ کہ وہ بھلائی کی طرف لے جاتا ہے، پس ہم تو اس پر (دل سے) ایمان لے آئے اور ہم (اب) اپنے رب کا کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔

۳۔ وَّاَنَّہٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا ○ اور واضح رہے کہ ہمارا رب بڑی شان والا ہے (وہ ایک ہے یکتا ہے، یگانہ ہے) نہ اس نے کسی کو بیوی بنایا اور نہ کسی کو بیٹا (یہ مشرکانہ تصور اس کی شانِ یکتائی اور بے نیازی کے منافی ہے)۔

۴۔ وَّاَنَّہٗ کَانَ یَقُوۡلُ سَفِیۡہُنَا عَلَی اللّٰہِ شَطَطًا ○ اور یہ (حقیقت بھی ہم پر واضح ہوگئی) کہ ہم میں جو بے وقوف (و ناداں) ہیں وہ اللہ کے متعلق (مشرکانہ، لغو اور) بے بنیاد باتیں کہا کرتے تھے۔

۵۔ وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنۡ لَّنۡ تَقُوۡلَ الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ○ اور ہم تو اس خیال میں تھے کہ انسان اور جن اللہ پر کسی طرح کا بہتان نہ باندھیں گے۔

(ہم نے کبھی یہ تصور بھی نہ کیا کہ انسانوں اور جنوں کی یہ کثیر تعداد اللہ کے متعلق اس قدر دروغ گوئی کر سکتی ہے۔ آج قرآن نے یہ حقیقت آشکارا کر دی اور انسانوں اور جنوں کی کتنی مشرکانہ حرکتوں سے ہمیں آگاہی ہوئی)۔

۶۔ وَّاَنَّہٗ کَانَ رِجَالٌ مِّنَ الۡاِنۡسِ یَعُوۡذُوۡنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الۡجِنِّ فَزَادُوۡہُمۡ رَہَقًا ○ اور یہ (فساد ایسے پھیلا) کہ انسانوں میں بہت سے لوگ بعض جنوں کی پناہ لینے لگے (ان کے منتر پڑھنے لگے اور ان سے مدد مانگنے لگے) اس طرح ان لوگوں نے ان (جنوں) کا غرور اور بڑھا دیا۔

۷۔ وَّاَنَّہُمۡ ظَنُّوۡا کَمَا ظَنَنۡتُمۡ اَنۡ اور (اسی جنوں کے گروہ نے اپنے سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے اپنی

لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۙ

قوم سے کہا) یہ لوگ بھی تمہاری طرح غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ اللہ کسی کو رسول بنا کر نہ بھیجے گا (لیکن قرآن بتاتا ہے کہ اللہ کا رسول آگیا اور آگاہ کرتا ہے کہ مرنے کے بعد اللہ پھر لوگوں کو زندہ کرے گا اور ان کے اعمال کا حساب لے گا)۔

۸۔ وَّ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّ شُهُبًا ۙ

اور یہ (بھی یقین جانو) کہ ہم نے آسمان میں گھوم کر دیکھا تو اس کو ہم نے سخت پہروں اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا (جو یقیناً کسی مزید حفاظت کا پیش خیمہ ہے)۔

۹۔ وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ

حالانکہ پہلے ہم وہاں بہت سے مقامات میں (وہاں کی باتیں) سننے کے لیے جا بیٹھا کرتے تھے، لیکن اب جو کوئی سننا چاہے تو وہ اپنے لیے ایک شعلہ کو منتظر پائے گا۔

یہ ناکہ بندی، یہ جدید اہتمام، کیوں ہے، اللہ ہی بہتر جانتا ہے

۱۰۔ وَّ اَنَّا لَا نَدْرِيْۤ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۙ

اور ہم نہیں جانتے کہ زمین پر رہنے والوں کے لیے (رب العزت کو) کوئی نقصان پہنچانا مقصود ہے یا ان کا رب ان کو راہِ ہدایت پر لانا چاہتا ہے۔

۱۱۔ وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۙ

اور یہ (بھی واقعہ ہے) کہ ہم میں بعض نیک ہیں اور بعض ان سے مختلف (اور) ہم بھی کئی فرقوں میں بٹے ہوئے تھے (اس کلام ربانی کے سننے سے قبل تک ہم حقیقت سے بہت دُور تھے لیکن اس کلام نے ہماری ہدایت فرمائی)

۱۲۔ وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَ لَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۙ

اور یہ بات ہم نے خوب سمجھ لی کہ ہم نہ تو زمین پر اللہ کو ہرا سکتے ہیں اور نہ (ادھر ادھر کہیں) بھاگ کر اس کو عاجز کر سکتے ہیں (ہم کو ہمارے گناہوں کا خمیازہ ضرور بھگتنا پڑے گا۔ نجات اسی میں ہے کہ ہم ایمان لے آئیں)۔

۱۳۔ وَّ اَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰۤى اٰمَنَّا

اور یہ (بھی سن لو) کہ جب ہم نے ہدایت کی بات سن لی تو ہم اس پر

بِهٖ ۭ فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۝

ایمان لے آئے ۔ پس جو کوئی (ہماری اس بات کو ماننے گا اور) اپنے رب پر ایمان لے آئے گا تو اس کو (دین و دنیا میں، نہ کسی نقصان کا ڈر ہو گا اور نہ کسی زیادتی کا (خوف) ۔

۱۴۔ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ۭ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰۗىِٕكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝

اور یہ (بھی حقیقت ہے) کہ ہم میں سے بعض نیک ہیں اور بعض بے انصاف (اور نافرمان) پس جو فرمانبردار ہو گئے تو وہی تلاشِ حق میں کامیاب ہوئے ۔

۱۵۔ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝

اور رہے بے انصاف (نافرمان) تو وہ دوزخ کا ایندھن ہیں ۔

۱۶۔ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَي الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّاۗءً غَدَقًا ۝

اور (اے پیغمبر آپ پر) یہ (وحی کی جاتی ہے) کہ اگر یہ لوگ سیدھی راہ پر رہیں گے (جادۂ حق پر قائم رہیں گے) تو ہم ان کو بافراط پانی سے سیراب کریں گے (مومنوں کو افراط سے پانی دیں گے ان کی کھیتیاں سرسبز و شاداب ہوں گی اور قحط دُور ہو گا)

۱۷۔ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝

تاکہ اس (فراخی) سے ہم ان کی آزمائش کریں (کہ راحت میں بھی اللہ کو کون یاد رکھتا ہے اور عیش کس کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیتا ہے) اور جو کوئی اپنے رب کی یاد سے روگردانی کرے گا تو اس کو وہ (یعنی اس کا رب) سخت عذاب میں داخل کرے گا ۔

۱۸۔ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝

اور یہ (بھی فرما دیجئے) کہ (تمہاری پیشانیاں اور تمہارے) سجدے اللہ ہی کا حق ہیں (اللہ ہی کی عبادت کے لیے خاص ہیں) پس تم اللہ کے ساتھ کسی اور کی بندگی نہ کرو ۔

۱۹۔ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝ ع ۱۹

اور جب اللہ کے (محبوب اور کامل ترین) بندے (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) اس کی عبادت کے لیے کھڑے ہوتے ہیں (اور قرآن کی تلاوت فرماتے ہیں) تو لوگ جوق در جوق ان پر ہجوم کرنے لگتے ہیں (اہلِ ایمان شوق و رغبت سے قرآن سننے کی خاطر اور کافر بغض و عناد سے پریشان کرنے کے

لیے ، لیکن وہ مقدس ذات عبادت و تلاوت میں ہمہ تن مصروف رہتی ہے اسے اپنے اللہ کے سوا کسی سے واسطہ ہی نہیں ہوتا)۔

دوسرا رکوع

وہ تو اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور اللہ کے حکم سے اسی ایک یکتا ، یگانہ کی بندگی کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں اور اس کا پیغام ان کو پہنچاتے ہیں ۔

۲۰۔ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ۝

آپ فرما دیجئے کہ میں تو اپنے پروردگار ہی کی عبادت کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں بناتا

میرا رب وہ ہے جس کے قبضۂ قدرت میں برائی بھلائی ، نفع نقصان سب کچھ ہے ، خود میری زندگی ، میری موت ، سب اس کے اختیار میں ہے وہی مجھے اجر سے نوازنے والا ہے ۔ میرا کام اللہ کا حکم قولاً فعلاً اور عملاً پہنچا دینا ہے ۔

۲۱۔ قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝

آپ فرما دیجئے کہ میرے اختیار میں نہ تم کو نقصان پہنچانا ہے نہ ہدایت دینا ہے (میں اللہ کا رسول ہوں جو اللہ چاہے گا وہی ہوگا)

۲۲۔ قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ۬ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝ۙ

آپ یہ بھی فرما دیجئے کہ (تم تو تم ، خود) مجھ کو کوئی اللہ کے ہاتھ سے نہیں بچا سکتا ہے (اگر وہ خفا ہو جائے) ، اور نہ میں اس کے سوا کہیں پناہ پا سکتا ہوں ۔

۲۳۔ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ۝ؕ

البتہ میرا کام (تو بس) اللہ کی طرف سے (اس کے احکام اور) اس کے پیغاموں کا پہنچا دینا ہے ۔ اور (پھر) جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں یہ (نافرمان) ہمیشہ رہا کریں گے ۔

اور اے رسول آپ کی یہ دردمندی یہ مشفقانہ نصیحتیں ان کو راہ ہدایت پر نہ لائیں گی

۲۴۔ حَتّٰٓی اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ

یہاں تک کہ جب وہ اس (عذاب) کو دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ

فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ○

ہے تو اس وقت وہ جان لیں گے کہ کس کے مددگار کمزور ہیں اور گنتی میں تھوڑے ہیں (اس وقت یہ اپنی بداعتقادی اور بداعمالیوں پر افسوس کریں گے)۔

یہ پوچھتے ہیں کہ وہ قیامت کب آئے گی وہ عذاب کب ہوگا۔

۲۵- قُلْ اِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا ○

آپ فرما دیجئے کہ میں نہیں جانتا کہ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ (دن) قریب ہی ہے یا میرے پروردگار نے اس کے لیے کوئی مدت دراز کر رکھی ہے۔

یاد رہے کہ رسالت کا مرتبہ وہبی ہے، انبیاء علیہم السلام کو اللہ کی جانب سے ملتا ہے پھر ان میں جس کو اللہ پسند فرمائے اس کو جو چاہے دیتا ہے۔ جس رسول کو محبوب قرار دیتا ہے اسے علم صفاتی عطا فرماتا ہے۔ اللہ کا علم ذاتی ہے اسی لیے اللہ کو عالم الغیب غیب کا علم رکھنے والا کہتے ہیں۔ سرکار دو عالم کو جو علم ہے وہ علم صفاتی ہے۔ یہ اللہ کا عطا کردہ ہے جسے چاہتا ہے اور جس قدر چاہتا ہے علم عطا فرماتا ہے اس میں الجھنے کی کیا بات ہے۔

۲۶- عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ○

(اللہ) عالم الغیب ہے پس وہ اپنے (علم) غیب کو کسی پر ظاہر نہیں کرتا

۲۷- اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ○

ہاں جس رسول کو پسند فرما لیتا ہے تو اس کو غیب کی باتوں سے بذریعہ وحی آگاہ فرماتا ہے اور اس احتیاط و اہتمام کے ساتھ کہ) اس کے آگے اور اس کے پیچھے محافظ (فرشتے) مقرر فرماتا ہے (اور جو کچھ قلب پر القا ہوتا ہے وہ بھی اس طرح کہ نفس کا اس پر دھوکہ بھی نہ ہو)۔

یہ اہتمام وحی یا قلب رسول ﷺ پر جو کچھ بلاواسطہ القا کیا جاتا ہے اس لیے ہے

۲۸- لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ○ ع ۹ ۱۲

تاکہ جس چیز کا اس کو علم ہے اس کو وقوع پذیر ہونے کے بعد بھی) وہ جان لے کہ انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغام پہنچا دیئے، اور (یہ ظاہری انتظامات عالم اسباب کی مناسبت سے ہیں ورنہ) اس نے

ان (پہرہ داروں) کی تمام باتوں پر قابو کر رکھا ہے اور اس کو تمام اشیاء کی تعداد کا علم ہے۔

(وہ ہر شے سے باخبر ہے، پیغمبروں کے احوال سے بھی آگاہ ہے اور لوگوں کے افعال سے بھی اور یہ کارخانہ اسی طرح تا قیامت چلتا رہے گا)۔

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّل

مکی بیس آیتیں دو رکوع

سورۂ جن کے پہلے رکوع میں "قام عبد اللہ" فرمایا تھا یہاں سرکارِ دو عالم کی شب بیداریوں کا ذکر ہے۔ اللہ کے حضور قیام کی تشریح ہے، عبد اللہ سے خطاب ہے حضورؐ کی درویشانہ شان کا بیان ہے، درحقیقت امت کے ان افراد کی ہدایت منظور ہے جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین کی کوئی خدمت سپرد کی گئی ہے تاکہ وہ ریاضت میں اپنے تبلیغی مشاغل کا خیال رکھیں اور اللہ کی یاد سے یہ بھاری بوجھ ان پر آسان ہو جائے، نورِ قرآن ان کا نگران حال بن جائے، نورِ عرفان معاون و مددگار ہو۔ غور و فکر سے صحیح عمل کی طرف ہدایت ملے۔ نارِ ابلیس پر نورِ محمدیؐ غلبہ پائے، حس، عقل کے تابع ہو جائے، تہجد کی نماز کا ایک کھٹکہ خواب کو بھی عبادت بنا دے اور مومن خیال کی یکسوئی کے ساتھ اللہ کی یاد میں آجائے۔ پہلے احساس جہت رہے گا پھر وہ بھی نہ رہے گا۔ جو طلوع و غروب کا مالک ہے اسی کی یاد باقی رہ جائے گی، وہ یاد کبھی تصورِ حضوری کے ساتھ ہے، اور کبھی لذتِ مشاہدہ کے ساتھ۔ یہ نمازِ تہجد ہر مشکل کو آسان، ہر جبل پر فتحیاب کرتی ہے، اور مراتب عظمیٰ کا ذریعہ بنتی ہے، یہ حضورؐ کی محبوب نماز ہے۔ حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سورت میں خرقہ پوشی کے لوازم و شرائط بیان ہوئے ہیں۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ رات عاشقوں کے لیے ہے انوارِ ذات کا عرفان شب بیداروں ہی کے لیے ہے یہ نمازِ تہجد سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو مقامِ محمود پر پہنچانے کا ذریعہ ہے اور آپ کی امت کے لیے حصولِ مراتب کا وسیلہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱- يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ اے کپڑوں میں لپٹنے والے (اے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم

(آپؐ نے نزولِ وحی اور غور و فکر کی حالت میں چادر اوڑھ لی ہے۔ راتوں کو اپنے

رب کے سامنے نماز میں کھڑے رہتے ہیں ۔یقیناً یہ غور و فکر یہ جذبۂ عمل اللہ کو عزیز ہے، خواہ آپ اللہ کے سامنے قیام میں ہوں یا اس کے کلام کی تلاوت فرما رہے ہوں لیکن نہ اس قدر کہ جسم انور کو ذرا بھی آرام نہ ملے ۔امت کے لیے ہدایت ہے کہ یہی شب بیداری اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا فہم و تدبر کا موجب اور مشکلوں میں آسانی کا باعث ہوتا ہے فرمایا جا رہا ہے کہ)

۲- قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ
(آپ) رات کو (نماز کے لیے) قیام فرمایا کیجئے. مگر تھوڑی رات (اور کچھ حصہ آرام بھی کیجئے) ۔

۳- نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۙ
(یہ قیام آپ کو اختیار ہے کہ) آدھی رات یا اس سے بھی کچھ کم کیجئے۔

۴- اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۭ
یا اس سے کچھ زیادہ ۔اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر (وقوف، اعراب، تمام کیفیات' مفہوم و معنی کے ساتھ جس طرح آپ کا معمول ہے) پڑھتے رہیے ۔

۵- اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۝
بے شک ہم آپ پر عنقریب ایک بھاری کلام (یعنی قرآن پاک) نازل کریں گے ۔

امت کو اس کا متحمل بنانا آپ ہی کا کام ہوگا، یہ خود بہت کٹھن کام ہے ۔آپ کا دن اسی مشکل کو سر کرنے میں گزرتا ہے ۔آپ کی مشغولیتوں کا علم آپ کے پروردگار کو ہے ۔آپ کی ان عبادات میں امت کے لیے بھی بڑے فیوض و برکات ہیں، بڑی ہدایت ہے ۔ راتوں کو اٹھنا آسان نہیں، لیکن اگر بندہ نیند و آرام کو چھوڑ کر اپنے رب کے سامنے حاضر ہو جائے تو ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے دل سے جو دعا نکلتی ہے وہ قبولیت سے نوازی جاتی ہے ۔

۶- اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ۭ
بے شک رات کا اٹھنا (نفس کو) سختی سے روندتا ہے اور (وقتِ دعاء دل و زبان کی یکسانیت کے ساتھ) سیدھی بات نکلتی ہے ۔

۷ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۭ
بے شک آپ کو دن میں بہت سی مشغولیتیں ہیں ۔

(آپ کی زندگی تمامتر ہی عبادت ہے، کہیں ریاضت، کہیں مشاغل تبلیغ، کہیں دیگر امور لیکن رات کی عبادت کی کیفیات ہی اور ہیں) ۔

۸- وَاذۡكُرِ اسۡمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلۡ اِلَيۡهِ تَبۡتِيۡلًا ؕ‏
اور آپ اپنے رب کے نام کا ذکر کرتے رہیے اور سب کو چھوڑ کر (سب سے الگ ہوکر) اسی کے ہو جائیے۔

ہر نسبت، ہر خیال سے الگ ہوکر، اسی کے ہوکر اس کو یاد رکھنا، تصورِ حضوری اسی کو کہتے ہیں، خیال کی یکسوئی کے ساتھ اس کے ساتھ ہو جانا یہاں تک کہ جہت کا تصور بھی نہ رہے۔

۹- رَبُّ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذۡهُ وَكِيۡلًا‏
(وہی آپ کا رب) مشرق و مغرب کا مالک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو (پھر) اسی کو آپ اپنا کارساز بنائے رکھیے۔

(ایسے رب کو پاکر دوسروں سے الگ ہونے کا کیا غم، ان کی دل آزاری، ان کی ایمان دشمنی کی بھی پروا نہ کیجئے۔)

۱۰- وَاصۡبِرۡ عَلٰى مَا يَقُوۡلُوۡنَ وَاهۡجُرۡهُمۡ هَجۡرًا جَمِيۡلًا‏
اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اس پر صبر کیے جائیے اور وضع داری کے ساتھ ان سے الگ رہیے۔

۱۱- وَذَرۡنِىۡ وَالۡمُكَذِّبِيۡنَ اُولِى النَّعۡمَةِ وَمَهِّلۡهُمۡ قَلِيۡلًا‏
اور مجھے اور ان جھٹلانے والوں کو جو دنیا کی نعمتوں سے مالا مال ہیں چھوڑ دیجئے (کہ گرفت کے وقت ہی ان کی گرفت ہوگی) اور ان کو کچھ ڈھیل دے دیجئے (یہاں تک کہ ان کی تقدیر کا فیصلہ ہو جائے اور ان کے اعمالِ بد کے نتائج ان پر روشن ہو جائیں)

۱۲- اِنَّ لَدَيۡنَاۤ اَنۡكَالًا وَّجَحِيۡمًا ۙ‏
بلاشبہ (ان کے لیے) ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور دوزخ ہے

۱۳- وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيۡمًا ۗ‏
اور گلے میں پھنسنے والی غذا ہے اور دردناک عذاب ہے۔

یہ حقیقت ان پر اس دن کھلے گی

۱۴- يَوۡمَ تَرۡجُفُ الۡاَرۡضُ وَالۡجِبَالُ وَكَانَتِ الۡجِبَالُ كَثِيۡبًا مَّهِيۡلًا‏
جس دن کہ زمین اور پہاڑ کانپنے لگیں گے اور پہاڑ (ریزہ ریزہ ہوکر) ریت کے بھربھرے تودے ہو جائیں گے۔

اور لوگوں کو ان کی بداعمالیوں کی سزا ملے گی۔ رسولوں کا آنا ہدایت کی راہ دکھانے اور اقوام

کو پاداشِ عمل سے باخبر کرنے کے لیے تھا، آپ بھی اپنے اسی فریضہ کی ادائیگی میں مصروف ہیں۔

۱۵- إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۝

(اے اہلِ مکہ) ہم نے تمہاری طرف ایک (عظیم الشان) رسول بھیجا ہے جو تم پر (روزِ قیامت) گواہ ہوں گے (جو دنیا میں کلمۂ حق کی شہادت دینے والے ہیں اور اللہ کے سامنے گواہی دیں گے کہ کس نے ان کا کہنا مانا اور کس نے نہ مانا اور یہ رسول کا بھیجنا ایسا ہی ہے) جیسے ہم نے فرعون کی طرف (موسیٰ کو) رسول (بناکر) بھیجا تھا۔

(یاد رہے کہ جس کے پاس سرکارِ دو عالمؐ کی رسالت پہنچے وہ نہ مانے تو وہ فرعون ہے، فرعونِ امت ابوجہل ہے)۔

۱۶- فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِيلًا ۝

پھر (جب) فرعون نے (ہمارے) اس رسول کا کہنا نہ مانا تو ہم نے اس کو بری طرح پکڑ لیا۔

۱۷- فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ۝

پھر اگر تم بھی انکار کرتے رہو گے تو اس (دراز اور ہولناک) دن سے کیسے بچو گے جو بچوں کو بوڑھا کر ڈالے گا

۱۸- السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ ۚ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ۝

(اور) جس (دن کی دہشت) سے آسمان پھٹ جائے گا (یاد رکھو کہ) اس کا وعدہ (پورا) ہو کر رہے گا۔

۱۹- إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝ ع

بے شک یہ (قرآن تو) نصیحت ہے۔ پھر (اب) جو چاہے اپنے رب کی طرف (ہدایت کا) راستہ اختیار کرلے (یعنی رسول پر ایمان لے آئے اور ان کا مطیع ہو جائے)۔

دوسرا رکوع

اس رکوع میں حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی شب بیداریوں اور آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب کی عبادات کا ذکر ہے۔ راتوں کو جاگنے کا حکم جو شروع سورت میں تھا تقریباً ایک سال رہا۔ اس درمیان صحابہ کے پیر کھڑے کھڑے سوج جاتے اور پھٹنے لگتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی عبادت کو پسند فرمایا اور امت کے لیے سہولتیں پیدا فرمادیں کہ روزانہ آدھی دو تہائی یا پوری رات جاگنا مشکل تھا، بعض صحابہؓ اس ڈر سے رات کو نہ سوتے کہ کہیں ایک تہائی رات بھی جاگنا نصیب نہ ہو۔ اس رکوع میں ان آسانیوں کا ذکر ہے جو امت کو ملیں۔ نہ نماز تہجد فرض

ہوئی، نہ رکعتیں متعین کی گئیں، دو رکعت سے بارہ رکعت تک جس قدر نماز نیم شب کے بعد نیند سے بیدار ہو کر پڑھ لی جائے وہی کافی قرار دی گئی اور جس قدر قرآن تلاوت ہو جائے وہی کافی سمجھا گیا۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ امت میں بیمار بھی ہوں گے ان کو سفر بھی پیش آئیں گے اس لیے اس نے آسانیاں فراہم فرمائیں البتہ جس نے جس قدر نیکی کی اس کے لیے اللہ کے پاس اس سے بہتر اجر ہے اور بخشش اور رحمت بھی۔

۲۰- إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِن ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ الَّذِينَ مَعَكَ ۚ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ عَلِمَ أَن لَّن تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۖ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۚ عَلِمَ أَن سَيَكُونُ مِنكُم مَّرْضَىٰ ۙ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ اللَّهِ ۙ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۚ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا ۚ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ

بے شک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھیوں میں سے کچھ لوگ قریب دو تہائی رات اور (کبھی) آدھی رات اور (کبھی) ایک تہائی رات (نماز میں) کھڑے رہتے ہیں۔ اور اللہ ہی کو رات و دن کا (صحیح) اندازہ ہے (اے لوگو) وہ جانتا ہے کہ (مختلف اسباب کی بناء پر) تم اس کو نباہ نہ سکو گے اس لیے اس نے تم پر مہربانی فرمائی (اور اس حکم میں تخفیف فرما دی) پس تم جتنا آسانی سے ہو سکے قرآن پڑھ لیا کرو۔ اس کو علم ہے کہ تم میں بعض بیمار (بھی) ہوں گے اور بعض لوگ اللہ کے فضل کی تلاش میں ملک میں سفر بھی کریں گے اور بعض خدا کی راہ میں لڑیں گے (اور ان حالات میں اس انداز سے شب بیداری ممکن نہ ہوگی) پس جتنا آسانی سے ہو سکے اس (قرآن) سے پڑھ لیا کرو، اور (پنجگانہ) نماز (بہر حال) قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ کو اخلاص کے ساتھ قرض دیا کرو (یعنی اس کی راہ میں خرچ کیا کرو۔ قرض اس لیے فرمایا کہ اللہ اس سے کہیں زیادہ تم کو آخرت میں دے گا) اور تم جو بھی نیک عمل اپنے لیے (اللہ کے روبرو حاضر ہونے سے) پہلے بھیجو گے اسے تم اللہ کے ہاں بہتر اور اجر کے اعتبار سے بڑھا ہوا پاؤ گے (تمہاری معمولی نیکی کا اجر بھی اللہ کے یہاں تمہاری امید سے زیادہ ہوگا)۔ اور اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہو۔ بلاشبہ اللہ بڑا بخشنے والا بڑا مہربان ہے (وہ تمہارے گناہ بھی معاف فرمائے گا اور اپنی رحمت سے بھی نوازے گا)۔

هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ۭ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ع

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ

مکی چھپن آیتیں دو رکوع

جس طرح گزشتہ رکوع میں سرورِ کائنات کو مزمل کے خطاب سے یاد فرمایا گیا تھا یہاں مدثر کے لقب سے یاد کیا جا رہا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ آپ نے نزولِ وحی کے ابتدائی موقعہ پر کسی قدر گرانی محسوس کرتے ہوئے اپنے اوپر چادر یا کمبل ڈال لیا تھا۔ اس سورہ میں بھی سرکارِ دو عالم کو مخاطب کرکے تبلیغ کے آداب امت کو سکھائے جا رہے ہیں۔ ہدایت کی جا رہی ہے کہ جو منکرِ حق ہیں اور کسی طرح راہِ ہدایت قبول نہیں کرتے ان کے متعلق زیادہ تردد نہ کیا جائے۔ ان کو صرف دوزخ کی آگ حقائق سے آگاہ کرے گی۔ اس سلسلہ میں دوزخ کا بیان، وہاں کے فرشتوں اور وہاں کے عذاب کا ذکر ہے، ان کو ہدایت اللہ ہی دے تو ملے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ — شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ — اے کپڑے میں لپٹنے والے (محمد صلے اللہ علیہ وسلم)

۲۔ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ — اٹھیے (اور پھر) لوگوں کو خدا کا خوف دلائیے (تاکہ وہ اپنے اعمالِ بد کے نتائج سے ڈریں)۔

۳۔ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ — اور اپنے پروردگار کی بڑائی (اور عظمت) بیان فرمائیے۔

۴۔ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ — اور اپنا لباس پاک رکھیے

۵۔ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ — اور بتوں سے الگ رہیے (جس طرح اب تک آپ الگ رہے)

امتِ محمدیہ کو حکم ہو رہا ہے کہ ہر نجاست سے بچیں اور دل کی گندگی سے دُور رہیں اور کسی کو کچھ دے کر اس پر احسان نہ رکھیں

۶۔ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝ — اور کسی پر (اس خیال سے) احسان نہ کیجیے کہ اس سے زیادہ کے طالب ہوں۔

۷۔ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝ — اور (تبلیغِ دین کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات پر) اپنے رب (کی

رضامندی ہی کے لیے صبر کیجئے۔

۸۔ فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ۝ پھر جب صور پھونکا جائے گا

۹۔ فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ۝ سو وہ دن (یعنی روزِ قیامت) بڑا ہی سخت دن ہو گا۔

۱۰۔ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ۝ کافروں کے لیے ہرگز آسان نہ ہوگا

۱۱۔ ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ۝ آپ مجھے اور اس شخص کو چھوڑ دیجیے جس کو میں نے اکیلا پیدا کیا ہے (میں اس کو سمجھ لوں گا)۔

(یہ آیت ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئی جو اپنے باپ کا اکلوتا بیٹا تھا اور اپنی قوم میں وحید کے لقب سے پکارا جاتا اور دنیوی ثروت اور لیاقت کے اعتبار سے عرب میں فرد و یکتا سمجھا جاتا)

۱۲۔ وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَّمْدُودًا ۝ اور اس کو میں نے کثرت سے مال دیا۔

۱۳۔ وَبَنِينَ شُهُودًا ۝ اور بیٹے دیئے جو (اس کی نظروں کے سامنے) حاضر رہتے (جو اس کی محفل میں اس کے لیے باعثِ توقیر تھے)۔

۱۴۔ وَمَهَّدتُّ لَهُ تَمْهِيدًا ۝ اور تمام سامان (جاہ و ریاست) اسے پوری طرح مہیا کر دیا۔ (گویا وحید عصر ہی بنا دیا، تمام عرب اپنی جملہ مشکلوں میں اسی سے رجوع کرتے اور اسے اپنا حَکَم سمجھتے)

۱۵۔ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ۝ پھر بھی اسے طمع ہے کہ اسے اور زیادہ دوں۔

۱۶۔ كَلَّا ۖ إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ۝ ہرگز نہیں وہ ہماری آیتوں کا مخالف ہے۔

(مغیرہ کو اپنی ناشکرگزاری اور حرص کی سزا ملی۔ اس آیت کے نزول کے بعد اس کی حالت گرتی گئی اور پھر اکیلا بے یار و مددگار ہی مرا)

۱۷۔ سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ۝ (ابھی اس کی سزا ختم نہیں ہوئی مرنے کے بعد) اسے عنقریب ایک بڑی چڑھائی (دوزخ کے ایک پہاڑ پر جبراً) چڑھاؤں گا۔

یہ اس کی سزا ہے کہ اس نے حضور سرورِ کائنات ﷺ سے کلام پاک سنا اور سمجھ لیا کہ یہ نہ شعر ہے نہ جادو پھر بھی اپنی قوم کو خوش کرنے کے لیے بات بنائی

۱۸- اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝ — اس نے (اپنی قوم کے استفسار پر جو انہوں نے حضور کے متعلق کیا) غور کیا اور ایک بات طے کر لی (کہ وہ بہرحال مخالفت ہی کرے گا)

۱۹- فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ — پس وہ غارت ہو کیسی (بُری) بات تجویز کی۔

۲۰- ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ — پھر وہ غارت ہو کیسی (غلط اور ناعاقبت اندیشی کی) بات تجویز کی۔

کلام پاک اس کے متکبرانہ انداز کا نقشہ نہایت بلیغ انداز سے پیش کرتا ہے۔

۲۱- ثُمَّ نَظَرَ ۝ — پھر (ذرا) تامل کیا (حاضرین کی طرف نظر کی)

۲۲- ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝ — پھر تیوری چڑھائی اور (متکبرانہ انداز سے) ترش رو ہوا

۲۳- ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝ — پھر پیٹھ پھیری اور غرور کا اظہار کیا

۲۴- فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ۝ — پھر بولا یہ کچھ نہیں بس وہی جادو ہے جو (زمانۂ قدیم سے) چلا آتا ہے

۲۵- اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝ — یہ تو بس آدمی کا کلام ہے۔

گویا اس نے قوم کو خوش کرنے اور اس پر اپنا وقار قائم رکھنے کے لیے قرآن پاک کے متعلق متکبرانہ اور حقارت آمیز جواب تراشا لیکن کیا وہ اللہ کی گرفت سے بچ سکے گا۔ ہرگز نہیں

۲۶- سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ۝ — عنقریب میں اس کو آگ میں جھونکوں گا (تاکہ وہ اپنے عناد و تکبر کا مزہ چکھے)۔

۲۷- وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ۝ — اور آپ کیا سمجھیں کہ دوزخ کیا ہے؟۔

۲۸- لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ۝ — (ہاں آگ ہے، لیکن وہ آگ) جو نہ باقی رہنے دے گی اور نہ چھوڑے گی (جلائے گی اور پھر اصل حالت میں لائے گی اور پھر جلائے گی اور یہ سلسلہ لامتناہی ہوگا نہ عذاب میں کمی ہوگی نہ موت آئے گی)۔

یہ آتشِ دوزخ

۲۹- لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ۝ آدمیوں کو جھلسا دے گی

۳۰- عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝ اس (دوزخ) پر انیس (کارکن فرشتے مقرر) ہیں۔

(قول پر اعتبار کرو۔ اللہ نے ۱۹ کا عدد فرمایا ایسا ہی ہے۔ یہ سب مصلحت خداوندی کے مطابق ہے۔ وقوفِ عددی پر اعتبار موجب ہدایت ہے، ایک گنتی بتا کر آزمائش رکھ دی ہے جس نے اعتبار نہ کیا ضلالت میں آیا۔)

۳۱- وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً ۙ وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا ۙ وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ ۙ وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْكَافِرُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ۚ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ ۝ ع ۱۵

اور ہم نے دوزخ کا محافظ فرشتوں ہی کو مقرر کیا ہے اور (ہم نے جو ۱۹ فرشتے مقرر کیے ہیں) یہ گنتی ہم نے کافروں کی آزمائش کے لیے رکھی ہے تاکہ اہل کتاب یقین کریں (ان کی کتب میں بھی یہ تعداد ۱۹ ہی بتائی گئی ہے) اور اہل ایمان کا ایمان اور زیادہ ہو۔ اور اہل کتاب اور مومن کسی شک میں نہ پڑیں اور جن کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے اور کفار، (یہ نہ) کہنے لگیں کہ آخر اس بیان سے اللہ کا منشا کیا ہے (آخر یہ انیس کا عدد کیوں۔ غرض وہ اسی میں الجھ کر رہ جائیں گے) اس طرح اللہ (ایک ہی بات سے) جس کو چاہتا ہے محروم ہدایت کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور آپ کے پروردگار کے لشکروں کو بجز اس کے کوئی نہیں جانتا اور یہ (دوزخ کا بیان) تو لوگوں کی نصیحت کے لیے ہے۔

(اللہ دوزخ میں اپنے بندوں کو جلانا نہیں چاہتا۔ وہ تو یہی چاہتا ہے کہ لوگ اس دوزخ سے بچیں اور اس سے اپنی حفاظت کا سامان دنیا ہی میں کرلیں۔ یہ انبیاء کا آنا، یہ کتب سماویہ، یہ

خاتم النبیینؐ کا تشریف لانا، یہ قرآن سب اس کی شانِ رحمت کا ظہور نہیں تو کیا ہے

دوسرا رکوع

انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے زمانہ میں لوگوں کو دوزخ و جنت کے حال سے آگاہ کرتے آئے ہیں تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں اور ہدایت پائیں اور اپنے بے حد مہربان رب کے دامنِ رحمت میں جگہ پائیں۔

یہاں قیامت کی حقیقت کو دل نشین کرنے کے لیے اللہ ان چیزوں کی قسمیں کھاتا ہے جن کو قیامت سے ایک مناسبت ہے۔

۳۲- كَلَّا وَالْقَمَرِ ۝ — ہاں (ہمیں) چاند کی قسم (جو بڑھتا ہے اور گھٹتا ہے اور پھر غائب ہو جاتا ہے)۔

۳۳- وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ۝ — اور رات کی (قسم) جب وہ پیٹھ پھیرنے (اور رخصت ہونے) لگے

۳۴- وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ ۝ — اور صبح کی جب وہ روشن ہو جائے (اور حقیقتوں پر سے حجاب اٹھائے)۔

قسم اس بات پر

۳۵- إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ۝ — کہ وہ (دوزخ کی آگ) ایک بہت بڑی آفت ہے (جس کی صعوبتوں کی تاب جملہ کائنات بھی نہیں لا سکتی)۔

۳۶- نَذِيرًا لِّلْبَشَرِ ۝ — لوگوں کو (ان کے پاداشِ عمل سے) ڈرانے والی ہے

۳۷- لِمَن شَاءَ مِنكُمْ أَن يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ۝ — اس کے لیے جو تم میں سے (نیکی میں اور) آگے بڑھنا چاہے بلا (اس کے لیے بھی جو برائیوں میں پھنسا رہے اور) پیچھے رہ جائے۔

۳۸- كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۝ — ہر شخص اپنے اعمال کے وبال میں مبتلا ہے

۳۹- إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ۝ — سوائے اصحاب یمین کے (جو عرشِ الٰہی کے داہنی جانب ہوں گے جن کا نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں ہوگا، جنہوں نے صحتِ عقیدہ، حُسنِ معاشرہ اور تہذیبِ نفس سے اپنے کو اس وبال سے بچا لیا)۔

۴۰- فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ ۝ — (وہ) باغوں میں (رہوں گے اور) آپس میں پوچھتے ہوں گے

۴۱۔ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ مجرموں کے متعلق

اس وقت دوزخ ان کی نظروں کے سامنے آجائے گی اور وہ دوزخیوں سے دریافت کرینگے۔

۴۲۔ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ تم کو کس بات نے دوزخ میں پہنچا دیا؟

۴۳۔ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وہ کہیں گے ہم نماز نہ پڑھتے تھے (ہم نے اپنے رب کے سامنے سر نہ جھکایا۔ اس کی یاد سے دل کو روشن نہ کیا)۔

۴۴۔ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ اور (ہم نے معاشرت کے آداب بھی نہ برتتے) ہم محتاجوں کو کھانا (بھی) نہ کھلاتے تھے

۴۵۔ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۝ اور ہم اہل باطل کے ساتھ مل کر انکار حق کیا کرتے تھے

۴۶۔ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اور ہم قیامت کے دن کو جھٹلایا کرتے تھے

۴۷۔ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ۝ یہاں تک کہ ہم پر وہ (موت) جس کا آنا یقینی تھا آپہنچی۔

۴۸۔ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ۝ اب کسی سفارش کرنے والے کی کوئی سفارش ان کے کام نہ آئے گی۔

۴۹۔ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ۝ پھر (اس حقیقت سے آگاہ کیے جانے کے باوجود) انہیں کیا ہوا ہے کہ وہ اس (کتاب) نصیحت سے منہ پھیر لیتے ہیں۔

۵۰۔ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۝ (ان کا انداز کچھ ایسا ہے) گویا وہ بھڑکے ہوئے جنگلی گدھے ہیں

۵۱۔ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ۝ جو شیر سے بھاگ کھڑے ہوئے ہیں (گویا ندائے حق اور شیران خدا کی آواز سُن کر جنگلی گدھوں کی طرح بھاگے جاتے ہیں)

۵۲۔ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ۝ بلکہ (درحقیقت) ان میں سے ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کو کھلے ہوئے صحیفے دے دیئے جائیں۔

(یعنی یا تو ان پر صحیفے نازل ہوں یا ان میں سے ہر ایک کے نام جدا جدا اللہ کی طرف سے یہ تحریر آجائے کہ وہ رسول اللہ کا حکم مانیں یہ ان کا گدھا پن ہے)۔

۵۳۔ كَلَّا ۭ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ۝ (ایسا) ہرگز نہیں (ہو سکتا) حقیقت یہ ہے کہ وہ آخرت سے نہیں ڈرتے۔

۵۴- كَلَّآ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ۚ
البتہ یہ (قرآن) تو نصیحت ہے۔

۵۵- فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۭ
پھر جو چاہے اس (کتاب) سے نصیحت لے (اور اللہ کو یاد کرے)۔

۵۶- وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ۧ ع
اور (اے رسول کریم) وہ لوگ نصیحت تو تبھی قبول کریں گے جب خدا چاہے گا (جب تک کوئی خود ہدایت کا خواہاں نہیں ہوتا اللہ بھی اسے توفیقِ ہدایت نہیں دیتا) اسی سے ڈرنا چاہیئے اور وہی بخشنے والا ہے۔

(اگر انسان دل میں ذرا بھی خوفِ خدا پیدا کرے تو اللہ اس کی ہدایت کے سامان مہیا فرماتا ہے اور اس کو بخش بھی دیتا ہے۔ پہلی چیز اللہ کو مان لینا اور اس کے رسول کو برحق جاننا ہے یہی کلمہ پرہیزگاری کی کنجی اور مغفرت کی ضمانت ہے۔

سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ

مکی چالیس آیتیں دو رکوع

گزشتہ دو سورتیں حضور سرورِ کائنات ﷺ کی باطنی اور ظاہری زندگی کی ترجمان تھیں۔ سورۂ مزمل حضور کی عبادت، ریاضت پر شاہد ہے اور سورۂ مدثر میں آپ کے مجاہداتِ تبلیغ کا بیان ہے۔ ایک میں تبعین کے انعامات کا اور دوسری میں نافرمانوں کے حشر کا بیان ہوا۔ اس سلسلہ میں قیامت، جنت اور دوزخ کا اجمالی بیان ہوا۔

اس سورہ میں قیامت کا ذکر ہے، تاکیداً بتایا جا رہا ہے کہ وہ دن اللہ کی تجلی قہر و تجلی رحم کا دن ہوگا۔ انسان کو بالکل اسی طرح جیسا کہ وہ ہے پھر سے پیدا کر دینا اس کے لیے آسان ہے۔ یہ نظام درہم برہم ہو جائے گا ایک نیا نظام قائم ہوگا جہاں ایمان و عمل کام آئے گا۔

جب سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ اسے جلدی جلدی یاد کرنے لگتے، اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ آپ بس خاموشی سے سُن لیں اور پھر دہرالیں کلام کا یاد کروا دینا اللہ کا ذمہ ہے۔ چنانچہ کتنا ہی بڑا سورہ یا آیتیں نازل ہوتیں آپ خاموشی سے سنتے رہتے اور پھر اس کو جبرئیل علیہ السلام کے سامنے دہرا دیتے یہ بھی معجزہ تھا کہ سب بعینہٖ یاد ہو جاتا۔ جو اللہ اس پر قادر ہے کہ عالمِ امر کی چیز عالمِ کائنات میں اسی طرح پہنچائے اور محفوظ فرمائے اس کے لیے عالمِ اجسام کی چیزوں کو جس طرح چاہے باقی رکھنا، فنا کرنا، پھر پیدا کرنا، کیا مشکل ہے۔ انسان اپنی تخلیق ہی پر غور کرے تو حیات بعد الممات کے متعلق کسی شبہ میں نہ پڑے اور قیامت کو برحق جانے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ○ میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں

قسم کے ساتھ لام تاکیدی ہے اور مزید تاکید کے لیے فرما رہا ہے

۲۔ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ○ اور میں قسم کھاتا ہوں اس نفس کی جو بُرائی پر ملامت کرے (کہ موت کے بعد زندہ کیا جانا ایک امر واقعی ہے)۔

(نفس کی تین قسمیں مفسرین نے بیان فرمائی ہیں۔ایک نفس امارہ جو بُرائی کی طرف مائل کرتا ہے، دوسرا نفسِ لوامہ جو بُرائی پر ملامت کرتا اور اس سے روکتا ہے، اور تیسرا نفسِ مطمئنہ جو اللہ کی یاد اور اس کی عبادات میں تسکین حاصل کرتا ہے۔یہاں اس درمیانی نفس کی قسم کھا رہا ہے کہ یہ لوگوں کو بُرائی سے روکنے والا ہے اور انسان کی تربیت میں اسی کو بڑا دخل ہے یہی غلطیوں پر نادم ہونا سکھاتا ہے اور رفتہ رفتہ نفس کو نفسِ مطمئنہ بناتا ہے، وحی الٰہی کی لذتوں سے بھی آشنا کرتا ہے، عبادت پر بھی مائل کرتا ہے)۔

۳۔ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ○ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں (جو مرنے کے بعد ریزہ ریزہ ہو جائیں گی) ہرگز جمع نہ کریں گے۔

۴۔ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ○ کیوں نہیں ہم (یقیناً) اس بات پر بھی قادر ہیں کہ اس کی انگلیوں کی پور پور تک درست کر دیں (وہ جیسا ہے بعینہٖ ویسا ہی زندہ کردیا جائیگا)

۵۔ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ○ دراصل انسان (چاہتا ہی نہیں کہ اس کے دل میں قیامت کا خدشہ تک آئے وہ) تو یہی چاہتا ہے کہ (بے باک ہوکر) آئندہ بھی فسق و فجور کرتا رہے (یعنی نافرمانی اور حد سے بڑھنا اس کا شعار رہے)

۶۔ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ○ وہ (تمسخر کے ساتھ) پوچھتا ہے کہ وہ قیامت کا دن کب ہوگا۔

اس وقت قیامت کے متعلق سوال ہے جب قیامت آجائے تو بھاگنے کی جگہ نہ ملے گی۔

۷۔ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ○ پھر جب (رب العزت کی تجلی قہری سے) آنکھیں چکا چوند ہو جائیں گی

۸۔ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ○ اور چاند بے نور ہو جائے گا (جس چاند کو دیکھ کر لوگ ماہ و سال کا حساب

کرتے ہیں وہ بھی باقی نہ رہے گا اور نہ سورج)۔

۹۔ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝ اور سورج و چاند (بے نور ہونے میں) ایک سی حالت پر ہوجائیں گے (یہ نظام ہی درہم برہم ہوجائے گا)

۱۰۔ يَقُولُ الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ ۝ اس روز انسان کہے گا کہ (اب) کہاں بھاگ کر جاؤں (اب پناہ کی جگہ کہاں ہے)۔

۱۱۔ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝ بے شک پناہ کی جگہ کہیں نہیں۔

۱۲۔ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ۝ اس روز ٹھکانا صرف آپ کے پروردگار ہی کے پاس ہوگا (جن کو دامن مغفرت میں جگہ ملی ان کا بھی، اور جو قیامت سے بھاگتے رہے ان کا بھی غرض اللہ کے سامنے حاضر سب کو ہونا ہوگا)۔

۱۳۔ يُنَبَّأُ الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ۝ اس روز انسان کو جو (اعمال) اس نے آگے بھیجے اور جو (اثرات) پیچھے چھوڑے سب جتا دیئے جائیں گے۔

۱۴۔ بَلِ الْإِنسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ۝ بلکہ انسان خود بھی اپنی حالت پر مطلع ہوگا (اپنے افعال و اعمال سے خود ہی خوب آگاہ ہو جائے گا لیکن بہانے تراشنے سے باز نہ آئے گا)۔

۱۵۔ وَلَوْ أَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ ۝ اگرچہ (اس وقت بھی وہ) اپنے حیلے (بہانے) پیش کرے گا

(دنیا میں بھی گناہ کرتا تھا، اس کا ضمیر اس کو ملامت کرتا تو وہ حیلے تراشتا، اپنی یہ فطرت وہ اپنے ساتھ لے جائے گا اور انکار اور عذر و معذرت سے کام بنانا چاہے گا لیکن وہاں وہ کچھ فائدہ نہ دے گا)۔

لوگ کلام کو سنتے ہیں لیکن نہ یاد رکھتے ہیں اور نہ ان کے دل میں یہ کلام گھر کرتا ہے۔ درحقیقت وہ رابطۂ سماعت، یعنی عظمتِ رسالت سے محروم ہیں جب تک حضور کی محبت سے کوئی قلب معمور نہیں ہوتا تو یہ کلام جو آپ کے قلبِ مبارک میں جمع کیا گیا اور دہرایا گیا اس کی سمجھ میں نہیں آتا۔

یہاں سرکارِ دو عالمؐ سے خطابِ خصوصی ہے جو کلام کو سنتے تو جلد جلد دہراتے، ارشاد

ہوتا ہے کہ آپ خاموشی سے کلام سنتے رہیں - کلام کو آپ کے سینہ میں محفوظ کرنا اور زبان سے ادا کرانا یہ ہمارا ذمہ ہے -

۱۶- لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝
(اے حبیب) آپ اسے جلدی جلدی یاد کرنے کے لیے (نزول وحی کے ساتھ) اپنی زبان کو حرکت نہ دیں -

۱۷- اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝
اس کو (آپ کے سینۂ مبارک میں) جمع کر دینا اور اس کو (اسی طرح آپ کی زبان سے) پڑھوانا (جیسا کہ لوحِ محفوظ میں ہے) ہمارا ذمہ ہے -

۱۸- فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝
پس جب ہم پڑھا کریں (یعنی وحی نازل ہو) تو آپ اس کو سُنا کریں اور اس کو اسی طرح پڑھا کریں (یہاں اللہ تعالےٰ نے جبرئیل علیہ السلام کے وحی سُنانے کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے تاکہ یہ اتباعِ اللہ ہی کی رہے)-

۱۹- ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝
پھر بلا شبہ اس کو کھول کر بیان کر دینا ہمارے ہی ذمہ ہے -

آپ ہی کی زبانِ اقدس سے جو اس کی تشریح ہوگی وہ بھی ہماری ہی طرف سے ہے، آپ کا ہر قول، ہر فعل، اللہ ہی کی جانب سے ہے -اسی سے مقامِ حدیث کو سمجھو اور عظمتِ رسول کو جانو- ان کے ہر فرمان کو حق جانو- دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دو-

۲۰- كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ۝
حقیقت یہ ہے (کہ قیامت کا آنا برحق ہے) مگر تم لوگ دنیا سے محبت کرتے ہو

۲۱- وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ۝
اور آخرت کو چھوڑے ہوئے ہو-

حالانکہ عقل کا تقاضا یہ ہے کہ جو شے ابدی فلاح کی موجب ہو انسان اس کی طرف کوشاں ہو نہ کہ جلد بازی سے ہر فانی لذت کی طرف دوڑے - عاقل اور نادان قیامت میں الگ الگ ہوں گے -

۲۲- وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ ۝
کتنے چہرے اس روز تر و تازہ ہوں گے -

۲۳- اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝
اپنے پروردگار کے دیدار میں محو ہوں گے -

۲۴۔ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ ۝ اور کتنے چہروں پر اس دن (غم سے) اداسی چھائی ہوگی (شگفتگی سے ان کے چہروں پر سیاہی دوڑ گئی ہوگی)

۲۵۔ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۝ وہ خیال کرتے ہوں گے کہ ان پر ایسی سختی ہوگی جو ان کی کمر توڑ دے۔

دیکھو موت کچھ دُور نہیں

۲۶۔ كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝ البتہ جب جان ہنسلی تک پہنچ جاتی ہے (اور سانس حلق میں رُکنے لگتی ہے سمجھو کہ قیامتِ صغریٰ برپا ہوگئی، منزلِ آخرت دُور نہیں)۔

۲۷۔ وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ۝ اور (اس وقت) کہا جاتا ہے کہ ہے کوئی جھاڑ (پھونک) کرنے والا (اسی کو بلاؤ۔ دوا کے علاج سے تو فائدہ معلوم نہیں ہوتا)

۲۸۔ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝ اور (مرنے والا) سمجھ لیتا ہے کہ (اب دنیا سے اس کی) جدائی کا وقت آگیا۔

۲۹۔ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝ اور (ایک) پنڈلی (دوسری) پنڈلی سے لپٹ جاتی ہے۔

(سخت مشکل کا سامنا ہوتا ہے رشتۂ جان منقطع ہوتا ہے، دنیا جس کو محبوب رکھا چھوٹ رہی ہوتی ہے آخرت جس کو حقیر جانا نظروں کے سامنے ہوتی ہے)۔

۳۰۔ ع اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۨ الْمَسَاقُ ۝ اس دن آپ کے رب کی طرف (ہر ایک کو) جانا ہوتا ہے

دوسرا رکوع

کیسا بدنصیب ہے وہ کافر کہ

۳۱۔ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ۝ پھر (بھی) نہ تو اس نے (کلمۂ حق کی) تصدیق کی نہ نماز پڑھی۔

۳۲۔ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ بلکہ (اس نے احکامِ الٰہی کو) جھٹلایا اور (ان سے) منہ موڑا۔

۳۳۔ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ۝ (اور اس روگردانی کے بعد) پھر فخریہ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا۔

اے بدبخت کافر

۳۴۔ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۝ تیرے لیے خرابی پر خرابی (تباہی پر تباہی) ہے۔

۳۵۔ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۝ پھر تیرے لیے خرابی پر خرابی (تباہی پر تباہی) ہے۔

۳۶- اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَنۡ یُّتۡرَكَ سُدًی ؕ
کیا انسان سمجھتا ہے کہ وہ یونہی (بلاباز پرس کیے) چھوڑ دیا جائے گا۔

کیا اس نے اپنی حقیقت، اپنی تخلیق پر غور نہیں کیا کہ اپنے رب کی قدرت و حکمت کو سمجھتا اور پاتا۔

۳۷- اَلَمۡ یَكُ نُطۡفَةً مِّنۡ مَّنِیٍّ یُّمۡنٰی ۙ
کیا وہ (ابتدائً محض) ایک منی کا قطرہ نہ تھا جو (عورت کے رحم میں) ٹپکا دیا گیا تھا (جو اس کے وجود کا سبب بنا)

۳۸- ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰی ۙ
پھر وہ خون کا لوتھڑا بنا پھر اللہ تعالٰے نے اسے بنایا پھر اس کے اعضاء درست کیے (گویا ہر طرح اس کو مکمل کیا)

۳۹- فَجَعَلَ مِنۡهُ الزَّوۡجَیۡنِ الذَّكَرَ وَالۡاُنۡثٰی ؕ
پھر اس کی دو قسمیں بنائیں۔ مرد اور عورت (جن کی استعداد اور صلاحیت جداگانہ ہے اور ایک دوسرے کے محتاج ہیں)۔

جس خدا نے یہ کارخانۂ خدائی قائم کر رکھا ہے

۴۰- اَلَیۡسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یُّحۡیِۦَ الۡمَوۡتٰی ۠
کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ مُردوں کو پھر سے زندہ کر دے۔

ع ۱۸

بلاشبہ اللہ ہر بات پر قادر ہے۔ وہی قادرِ مطلق ہمارا رب ہے ہم اس کے بندے ہیں۔

سُوۡرَةُ الدَّهۡرِ

مدنی اکتیس آیتیں دو رکوع

گزشتہ سورت کے آخر میں انسان کی تخلیق کا ذکر تھا۔ اللہ کا یہ کارخانہ اس کی قدرت و حکمت پر شاہد ہے۔ انسان اگر ذرا اپنی حقیقت پر غور کرے اور انسان کی پیدائش سے قبل کے عالم کا تصور کرے اور سوچے کہ کیسے دنیا انسانوں سے آباد ہوئی، اس میں شکر گزار بھی پیدا ہوئے اور ناشکرے بھی تو اس پر حقائق کھلنے لگیں گے۔ جن پر اللہ کا انعام ہوا ان کی زندگی اس کے لیے باعثِ ہدایت ہوگی اور جنہوں نے اس کا انکار کیا ان کی گمراہی اس کے لیے باعثِ عبرت ہوگی۔ رضائے الٰہی کو اسی دہر، اسی زمانہ، اسی دنیا میں حاصل کرنا ہے۔ قرآن اسی ہدایت کا سرچشمہ ہے جو تھوڑا تھوڑا کر کے

اتارا گیا ہے تاکہ اس کے آداب، اس کے اخلاق، اس کے احکام، لوگ آسانی سے اپناتے جائیں اور جو چاہے اسے اپنے رب کے پانے کا ذریعہ بنالے۔ اور صاحبِ قرآن کی محبت کو اللہ کی محبت کا وسیلہ بنالے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ ہَلۡ اَتٰی عَلَی الۡاِنۡسَانِ حِیۡنٌ مِّنَ الدَّہۡرِ لَمۡ یَکُنۡ شَیۡئًا مَّذۡکُوۡرًا ○

بے شک انسان پر زمانے میں ایک ایسا وقت بھی گزرا ہے جب وہ کوئی قابلِ ذکر چیز ہی نہ تھا۔ (اس کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ پھر ایک نطفہ کی شکل اختیار کی اور تب کہیں بتدریج انسان بنا)۔

۲۔ اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ اَمۡشَاجٍ ٭ۖ نَّبۡتَلِیۡہِ فَجَعَلۡنٰہُ سَمِیۡعًۢا بَصِیۡرًا ○

بلاشبہ ہم نے انسان کو مخلوط نطفے سے پیدا کیا جسے ہم پلٹتے رہتے ہیں پھر ہم اس کو سننے والا (اور) دیکھنے والا (انسان) بنا دیتے ہیں (تاکہ وہ اپنی صلاحیتوں سے حقائق کو سمجھے اور زندگی کو اللہ کی یاد میں گزارے)۔

۳۔ اِنَّا ہَدَیۡنٰہُ السَّبِیۡلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُوۡرًا ○

ہم ہی نے اسے راہ (حق) دکھا دی (یعنی قوتِ ارادی دی) خواہ وہ شکر گزار ہو یا ناشکر گزار رہے (دونوں کی راہیں الگ الگ ہیں)۔

۴۔ اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ سَلٰسِلَا۠ وَ اَغۡلٰلًا وَّ سَعِیۡرًا ○

بلاشبہ ہم نے کافروں کے لیے زنجیریں، طوق اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے (نارِ دوزخ، جس میں وہ رہیں گے زنجیریں جن سے وہ باندھ کر دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ یہاں سرکارِ دوعالم کی غلامی سے انکار تھا وہاں ذلت و رسوائی کا طوق ان کے گلے میں ہوگا)۔

۵۔ اِنَّ الۡاَبۡرَارَ یَشۡرَبُوۡنَ مِنۡ کَاۡسٍ کَانَ مِزَاجُہَا کَافُوۡرًا ۚ○

البتہ نیکوکار ایسے جام پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی (جس کی ٹھنڈک، نورانیت و فرحت اپنی مثال آپ ہوگی۔ وہ کافور کیا ہے؟)۔

۶۔ عَیۡنًا یَّشۡرَبُ بِہَا عِبَادُ اللّٰہِ یُفَجِّرُوۡنَہَا تَفۡجِیۡرًا ○

ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے (خاص) بندے (جو اللہ نے ان کے لیے مقدر فرمایا ہے) پئیں گے (اور دوسروں کو بھی اس میں سے پلائیں گے اور اپنی نظرِ التفات سے) جہاں چاہیں گے اسے بہا کرلے جائیں گے۔ (ان کا جدھر اشارہ ہوگا اس کی نالیاں اُدھر کو بہنے لگیں گی اس کا منبع حضور پُر نور کا قصرِ اقدس ہوگا اور اسی سے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین فیضیاب ہوں گے۔ جو فیضانِ رحمت

یہاں جاری ہے وہاں بھی جاری رہے گا)۔

یہ ابرار کون ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو

۷۔ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ○

اپنی منتوں کو پورا کرتے ہیں (اس درجہ فرمانبردار ہوتے ہیں کہ عبادات کے علاوہ جو چیز اپنے اوپر واجب کرلی وہ بھی اللہ کی راہ میں پوری کرتے ہیں) اور اس (قیامت کے) دن سے ڈرتے ہیں جس (دن) کی مصیبت پھیل پڑے گی (کوئی شخص بالکلیہ محفوظ نہ ہوگا الا ماشاء اللہ)۔

۸۔ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ○

اور (یہ وہ لوگ ہیں جو) مسکین، یتیم اور قیدی کو اس کی (یعنی اللہ کی) محبت میں کھانا کھلاتے ہیں (خواہ ان لوگوں کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم سمجھ کر یا اللہ کی محبت میں حقیقت یہ ہے کہ دونوں ہی پہلو ہیں۔ مسکین، یتیم اور قیدی پر ترس کھانا اللہ کی محبت میں کھلانا حق العباد اور حق اللہ دونوں ادا کرنا ہے)۔

۹۔ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ○

(ان کا کہنا یہ ہوتا ہے کہ) ہم تم کو محض اللہ کی خوشنودی کے لیے کھانا کھلاتے ہیں نہ ہم تم سے کوئی معاوضہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ۔

۱۰۔ إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ○

ہم تو اپنے پروردگار سے اس دن (کے بارے میں) ڈرتے ہیں جو نہایت اداس کرنے والا (اور) سخت ہوگا۔

۱۱۔ فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ○

پھر اللہ ان کو (ان کے اس خدشہ اور خوف کے باعث) اس دن کے شر سے بچائے گا اور ان کو (یعنی ان کے چہروں کو) شگفتگی اور (دلوں کو) سرور عطا فرمائے گا۔

۱۲۔ وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ○

اور ان کے صبر کے بدلے ان کو جنت اور ریشمی پوشاک عطا ہوگی۔

۱۳۔ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ

وہ لوگ اس میں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے وہاں نہ تو وہ (گرمی

لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيرًا ۝

کی) تپش محسوس کریں گے نہ (سردی کی) ٹھٹرن (ایک خوشگوار موسم ہوگا)۔

۱۴۔ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ۝

اوراس کے (درختوں کے) سائے ان سے قریب ہوں گے اورمیووں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے (کہ جس طرح چاہیں وہ ان سے لطف اندوز ہوں)۔

۱۵۔ وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ۝

اور (خدام) ان کے اردگرد چاندی کے ظروف اور شیشے کے (سے صاف ستھرے) گلاس لیے پھرتے ہوں گے۔

۱۶۔ قَوَارِيرَا مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ۝

اور شیشے بھی چاندی کے جن کو انہوں نے (یعنی خدام نے ٹھیک اندازے (اور ہر شخص کی خواہش کے مطابق) بھرا ہوگا۔

۱۷۔ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ۝

اوران (جنتیوں) کو وہاں ایسے جام پلائے جائیں گے جن میں زنجبیل کی آمیزش ہوگی (جو اپنی لذت اور فرحت میں اپنی مثال آپ ہوگی اس کا قیاس دنیا کی زنجبیل اور جنجر پر نہ کرنا چاہیے)۔

۱۸۔ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ۝

(یہ تو جنت کا) ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے۔

۱۹۔ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ۝

اوران کے پاس (پیارے پیارے) بچے آئیں جائیں گے جو ہمیشہ ویسے ہی رہیں گے اگر تو ان کو دیکھے تو سمجھے کہ (گویا) موتی ہیں جو بکھر گئے ہیں۔

۲۰۔ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ۝

اور (اے مخاطب اس کا حال یوں سمجھ کہ) اس میں تو (جدھر نظر اٹھا کر) دیکھے گا تجھے نعمت ہی نعمت اور بڑی بادشاہت نظر آئے گی (جو ہر جنتی کو نصیب ہوگی اور)

۲۱۔ عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ ۖ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِن

ان (جنتیوں) کے جسم پر باریک سبز ریشم اور دبیز ریشم کے کپڑے ہونگے، اوران کو (بطور اعزازِ خاص کے) چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور

فِضَّةٍ وَّسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ۝ — ان کا پروردگار انہیں پاکیزہ شراب پلائے گا (جو قلب کو منور سے منور تر کر دے)۔

۲۲۔ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ — (اور ان سے کہا جائے گا کہ اے اہلِ جنت) یہ ہے تمہارا صلہ اور تمہاری محنت (جو تم دنیا میں اللہ کو راضی کرنے کے لیے کیا کرتے تھے آج) ٹھکانے لگی۔

ع ۲۲ / ۱۹

دوسرا رکوع

زندگی میں انسان کے لیے آزمائشیں ہیں وہ یہاں شکرگزار بنے یا ناشکرا۔ اس رکوع میں بتایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن تھوڑا تھوڑا اسی لیے نازل فرمایا کہ انسان راہ ہدایت سے رفتہ رفتہ باخبر ہو جائے اپنی حقیقت کو سمجھے، اللہ کی قدرت و حکمت کو جانے، دوزخ و بہشت کا منشا سمجھ لے۔ اس کے بعد بھی اگر لوگ ایمان نہیں لاتے اور اپنی بداعمالیوں سے توبہ نہیں کرتے تو سرکارِ دو عالم پر اس کی ذمہ داری نہیں۔ امت آپ کے اسوۂ حسنہ پر قائم رہے اور ہر حال میں اللہ کی عبادت میں مشغول رہے۔ انسان طبعاً جلد باز واقع ہوا ہے وہ دنیا وی مفاد کے پیچھے آخرت کی پروا نہیں کرتا اور اپنی ان جلد بازیوں میں قیامت سے غافل ہو جاتا ہے۔ انسان آخرت سے بے خبر نہ رہے۔ بے ذوقِ عبادت زندگی بسر نہ کرے تاکہ اللہ کی رحمت میں رہے۔ ورنہ ظالموں کے لیے تو بہرحال عذاب منتظر ہے وہ اس کو مانیں یا نہ مانیں اس سے بچ نہیں سکتے۔

۲۳۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ۝ — ہم ہی نے (اے حبیب) آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا نازل کیا۔

(تاکہ لوگ اس پر غور کریں اور لوگوں میں نیکی و بدی کا احساس پیدا ہو۔ آپ ایک ایک بات ان کے ذہن نشین فرماتے جائیں۔ اب اس کے بعد بھی اگر وہ نہیں مانتے تو اس کے ذمہ دار وہ خود ہیں)۔

۲۴۔ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ۝ — پس آپ اپنے پروردگار کے حکم کے منتظر رہیے اور ان (کفارِ مکہ) میں سے کسی گنہگار اور ناشکر گزار کا (کوئی) کہنا نہ مانیے۔ (اور اللہ کے آخری فیصلہ تک اسی مستقل مزاجی سے قائم رہیے)۔

۲۵۔ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً — اور (ہمہ وقت) اپنے رب کا نام لیتے رہیے (اس کی یاد میں لگے رہیے)

وَّ اَصِيۡلًا ۝ — (بالخصوص) صبح اور شام (کہ نماز ہی ہر حال میں باعثِ تسکین ہے)۔

۲۶- وَمِنَ الَّيۡلِ فَاسۡجُدۡ لَهٗ وَسَبِّحۡهُ لَيۡلًا طَوِيۡلًا ۝ — اور رات کے کچھ حصہ میں اُس کو سجدہ کیا کیجئے اور رات کے بڑے حصہ میں اس کی تسبیح کرتے رہیے۔

(ان آیات میں پانچوں نمازوں کا ذکر ہے اور نمازِ تہجد کی طرف بھی واضح اشارہ ہے۔ دراصل نمازوں کا جہاں بھی ذکر آتا ہے اسی وسعت کے ساتھ ہے تاکہ مجموعی حیثیت سے عبادت کی اہمیت قائم ہو اور اوقات کی پابندی اُس کیفیت کے حصول کے لیے ہو جو صرف نماز سے حاصل ہوتی ہے بالخصوص نمازِ تہجد سے جو مقربین کے لیے خاص ہے)۔

جو لوگ آپ کی نصیحت نہیں مانتے اس کی وجہ یہ ہے کہ

۲۷- اِنَّ هٰۤؤُلَاۤءِ يُحِبُّوۡنَ الۡعَاجِلَةَ وَيَذَرُوۡنَ وَرَآءَهُمۡ يَوۡمًا ثَقِيۡلًا ۝ — بے شک یہ لوگ دنیا کو عزیز رکھتے ہیں اور اس دن کو جو بہت سخت ہے (یعنی قیامت اس کو) پس پشت چھوڑے ہوئے ہیں۔

۲۸- نَحۡنُ خَلَقۡنٰهُمۡ وَشَدَدۡنَاۤ اَسۡرَهُمۡ ۚ وَاِذَا شِئۡنَا بَدَّلۡنَاۤ اَمۡثَالَهُمۡ تَبۡدِيۡلًا ۝ — (یہ نہیں سوچتے کہ پہلے بھی) ہم نے ان کو پیدا کیا اور ان کے جوڑ و بند مضبوط کیے اور جب ہم چاہیں (ان کو فنا کر دیں اور) اُنہیں جیسے لوگ ان کی جگہ بدل دیں (دنیا ان لوگوں سے خالی ہو اور ان سے آباد ہو جائے)۔

۲۹- اِنَّ هٰذِهٖ تَذۡكِرَةٌ ۚ فَمَنۡ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيۡلًا ۝ — (بہر حال) یہ (قرآن) تو نصیحت ہے پس جو چاہے اپنے رب (کی رضا اس کے قرب) کی راہ اختیار کرلے۔

۳۰- وَمَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ۝ — اور (لوگو) تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے بجز اس کے جو خدا ہی کو منظور ہو بے شک اللہ (سب کچھ) جاننے والا، بڑا حکمت والا ہے۔

۳۱- يُّدۡخِلُ مَنۡ يَّشَآءُ فِىۡ رَحۡمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمِيۡنَ اَعَدَّ لَهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ۝ ع — وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں لے لیتا ہے اور ظالموں کے لیے تو اس نے دردناک عذاب تیار (ہی) کر رکھا ہے۔

سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰت

مکی پچاس آیتیں دو رکوع

گزشتہ سورہ زندگی کو سنوارنے سے متعلق تھا تاکہ انسان کی عاقبت بخیر ہو اور اس سلسلہ میں ابرار اور نیکوکاروں کا ذکر خصوصیت کے ساتھ ہوا۔ اس سورہ میں ان چیزوں کا ذکر ہے جو کہیں سے کہیں بھیجی جاتی ہیں۔ عذاب، فلکی کیفیات، صفات نبوت، تمام چیزوں کا بیان ہو رہا ہے تاکہ انسان ہر چیز سے سبق لے اور وہ تغیرات جو خود اس کی زندگی اور اس خارجی دنیا میں ہو رہے ہیں ان پر غور کرے اور اس شبہ میں نہ پڑے کہ قیامت نہ آئے گی۔ اس کا آنا برحق ہے۔ اس سورہ میں روئے سخن بیشتر مکذبین و منکرین کی طرف ہے اور اس منزل کی دیگر سورتوں کی طرح اس میں بھی حشر و نشر، سزا و جزا پر زور دیا گیا ہے اور آخرت کا تصور راسخ کیا گیا ہے تاکہ وہ سخت دن انسان کے پیش نظر رہے اور وہ کسل میں نہ پڑے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ — شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ○ — قسم ہے ان نرم خوشگوار ہواؤں کی جو (انسان کے نفع اور فرحت کے لیے) بھیجی جاتی ہیں

۲۔ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ○ — پھر (قسم ہے) تند و تیز ہواؤں کی (جو انتشار کا سبب بنتی ہیں)

۳۔ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ○ — اور قسم ہے ان (ہواؤں) کی جو (بادلوں کو ہر طرف) پھیلا دیتی ہیں

۴۔ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ○ — پھر ان کی جو (بادلوں کو) پھاڑ کر جدا جدا کر دیتی ہیں

۵۔ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ○ — پھر (قسم ہے ان) فرشتوں کی جو وحی کو اتار کر لاتے ہیں

۶۔ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ○ — حجت تمام کرنے یا ڈرانے کے لیے

(ان مرسلات، عاصفات، ناشرات، فارقات اور ملقیات سے مفسرین میں سے بعض نے ہوائیں بعض نے فرشتے اور بعض نے پیغمبر مراد لیے ہیں اور بعض نے پہلے چار سے ہوائیں اور پانچویں سے فرشتے مراد لیے ہیں)

یہ قسم اس بات پر کھائی جا رہی ہے کہ

۷- اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ۝ — بے شک تم سے جو وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور (پورا) ہو کر رہے گا (یعنی قیامت واقع ہو کر رہے گی)۔

۸- فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۝ — پھر (یہ وہ وقت ہوگا) جب تارے بے نور ہو جائیں گے۔

۹- وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ۝ — اور جب آسمان پھٹ جائے گا (اور پھٹنے کی وجہ سے اس میں جھروکے سے نظر آنے لگیں گے)۔

۱۰- وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۝ — اور جب پہاڑ (ریزہ ریزہ ہو کر) اڑتے پھریں گے۔

۱۱- وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ۝ — اور جب رسولوں کو وقتِ معین پر جمع کیا جائے گا (کہ وہ ایک ترتیب سے اپنی اپنی امتوں کو لے کر رب العزت کے سامنے حاضر ہوں)۔

۱۲- لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ ۝ — (جانتے ہو کہ یہ سب کچھ) کس دن کے لیے ملتوی رکھا گیا ہے؟

۱۳- لِیَوْمِ الْفَصْلِ ۝ — فیصلہ کے دن کے لیے (جو روز قیامت ہے)۔

۱۴- وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ ۝ — اور (اے مخاطب) تجھ کو کیا معلوم کہ وہ فیصلہ کا دن کیسا ہے (یعنی کچھ نہ پوچھو کہ فیصلہ کا دن کیسا ہولناک ہے)

۱۵- وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۝ — اس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی خرابی (سخت تباہی) ہے

۱۶- اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِیْنَ ۝ — کیا ہم نے اگلوں کو (جنہوں نے حق کو جھٹلایا تھا) ہلاک نہیں کر ڈالا۔

۱۷- ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِیْنَ ۝ — پھر ہم ان پچھلوں کو بھی (جو دین کی تکذیب پر مُصر ہیں) اُنہیں کے پیچھے بھیج دیں گے (یہ بھی اُنہیں کے ساتھ رہیں گے)۔

۱۸- كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِیْنَ ۝ — گنہگاروں کے ساتھ ہم ایسا ہی (سلوک) کیا کرتے ہیں (یقیناً)

۱۹- وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۝ — اس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی خرابی ہے۔

لوگو تم اپنی پیدائش پر غور کیوں نہیں کرتے؟

۲۰- اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ۝ — کیا ہم نے تم کو حقیر پانی (کی ایک بوند) سے پیدا نہیں کیا۔

۲۱- فَجَعَلْنٰهُ فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍۙ
پھر اس کو ایک محفوظ جگہ (رحم مادر) میں رکھا

۲۲- اِلٰی قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍۙ
ایک وقت معین تک۔

۲۳- فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ
پھر ہم نے ایک اندازہ ٹھیرایا (کہ وقت مقررہ میں ایک پانی کے قطرہ سے بتدریج انسان بنے) پس ہم کیا خوب اندازہ ٹھہرانے والے ہیں۔

یہ سب دیکھتے ہوئے بھی اگر کفار تکذیب حق پر آمادہ ہیں، نہ اللہ کو مانتے ہیں نہ رسول کو نہ آخرت کو سچ جانتے ہیں تو ان کے لیے دوزخ کا گڑھا ہے اور

۲۴- وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ
جھٹلانے والوں کے لیے اس دن سخت خرابی (سخت عذاب) ہے۔

۲۵- اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًاۙ
(ذرا یہ لوگ زمین کی تخلیق ہی پر غور کریں) کیا ہم نے زمین کو سمیٹنے والی نہیں بنایا

۲۶- اَحْیَآءً وَّ اَمْوَاتًاۙ
زندوں کے لیے اور مُردوں کے لیے (یعنی زندوں کے لیے یہی زمین بقائے زیست کا سامان لیے ہوئے ہے اور مُردوں کے لیے گوشۂ قبر)۔

۲۷- وَّ جَعَلْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ شٰمِخٰتٍ وَّ اَسْقَیْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًاؕ
اور ہم نے زمین پر اونچے اونچے پہاڑ رکھ دیئے اور (اسی زمین میں شیریں چشمے جاری کر دیئے اور) ہم نے تم کو میٹھا پانی پلایا۔

اسی سے کفار کو سمجھ لینا چاہیے کہ وہاں بھی سختی اور نرمی کے مظاہرے ہوں گے یہ دنیا ہی سب کچھ نہیں۔ آخرت ہی سب کچھ ہے جس کی یہ تکذیب کرتے ہیں پس

۲۸- وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ
اس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی تباہی ہے۔

۲۹- اِنْطَلِقُوْۤا اِلٰی مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَۚ
(ان سے کہا جائے گا کہ اب) اس (عذاب) کی طرف چلو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

۳۰- اِنْطَلِقُوْۤا اِلٰی ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍۙ
تم (دوزخ کے دھویں کے) اس سائے کی طرف چلو جس کے تین حصے ہیں۔

مروی ہے کہ قیامت کے دن یہ دھواں حساب و کتاب کے وقت کفار کو تین طرف سے گھیرے ہوئے

ہوگا سر کے اوپر، داہنے اور بائیں جانب اور یہ تو ایک برائے نام ابر ہوگا)

۳۱۔ لَّا ظَلِيلٍ وَّلَا يُغْنِي مِنَ اللَّهَبِ ۝ — جس میں نہ (ٹھنڈا) سایہ ہوگا اور نہ وہ (آگ کی) لپٹ سے بچائے گا

۳۲۔ إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۝ — (بلکہ) وہ (ایسے) انگارے برسائے گا (جس کی چنگاریاں اور شعلے اتنے بڑے ہوں گے) جیسے محل، (تو اندازہ کرو کہ وہ دوزخ کیا ہوگی)

(ان شعلوں کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوگا)

۳۳۔ كَأَنَّهُ جِمَالَتٌ صُفْرٌ ۝ — گویا یہ زرد اونٹوں کی قطاریں ہیں (جن کو ان کفار نے اکثر دیکھا ہے لیکن آج ان پر یہ سواری کی تمنا نہ کریں گے)۔

۳۴۔ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ — (یاد رکھو کہ) جھٹلانے والوں کے لیے اس دن بڑی خرابی (سخت تباہی) ہے۔

۳۵۔ هَٰذَا يَوْمُ لَا يَنطِقُونَ ۝ — یہ وہ دن ہوگا کہ نہ وہ بول ہی سکیں گے

۳۶۔ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ۝ — اور نہ ان کو ہی اجازت ہوگی کہ عذر پیش کریں۔

اس دن کے عذاب سے وہ کہاں بھاگ سکیں گے، خوب سن لیں کہ

۳۷۔ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ — جھٹلانے والوں کے لیے اس دن بڑی تباہی ہے۔

۳۸۔ هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنَاكُمْ وَالْأَوَّلِينَ ۝ — (اے حق کی تکذیب کرنے والو) یہ فیصلہ کا دن ہے (جس میں) ہم نے تم کو اور اگلوں کو جمع کر لیا ہے (تاکہ فیصلہ کے وقت سب کو ایک دوسرے کا حال معلوم ہو اور پھر سزا بھگتنے کے لیے اپنی اپنی جگہ پہنچ جائیں)۔

۳۹۔ فَإِن كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيدُونِ ۝ — پھر اگر تمہارے پاس (عذاب سے بچنے کی) کوئی تدبیر ہو تو مجھ سے کر چلو

لیکن تم ایسا ہرگز نہ کر سکو گے اس لیے کہ

۴۰۔ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ ع ۲۱ — اس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی خرابی ہے۔

دوسرا رکوع

ہاں قیامت کے دن بھی نیکوکار، صاحبِ ایمان عرشِ اعظم کے سایہ میں آرام سے کھڑے ہوں گے۔ اللہ کی رحمت کا دامن جس سے انہوں نے اپنے کو دنیا میں وابستہ رکھا وہاں کشادہ ہوگا، یہ وہ رحمت ہے جس سے کافر دنیا میں منکر رہے آخرت میں بھی محروم رہیں گے۔

۴۱۔ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ — بلاشبہ (اللہ سے) ڈرنے والے (اس کی رحمت کے) سایوں اور چشموں میں ہوں گے (ہر سمت رحمت ہی رحمت ہوگی)۔

۴۲۔ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ — اور (وہ) ان میووں میں ہوں گے جو وہ پسند کریں۔

۴۳۔ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ — (ان سے کہا جائے گا) اب مزے سے کھاؤ پیو ان اعمال کے صلہ میں جو تم کیا کرتے تھے۔

۴۴۔ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ — (اور) ہم نیکوکاروں کو یوں ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔

لیکن ظالموں اور مجرموں کے لیے اس دن کوئی اعانت نہ ہوگی۔ ان پر واضح رہے کہ

۴۵۔ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ — (حق کی) تکذیب کرنے والوں کے لیے اس دن بڑی خرابی ہے۔

۴۶۔ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ۝ — (اے حق سے انکار کرنے والو! اس دنیا میں) تم تھوڑے دن کھا (پی) لو اور فائدہ اٹھالو۔ بے شک تم مجرم ہو۔

اور دوزخ تمہاری منتظر ہے۔ یاد رکھو کہ

۴۷۔ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ — اس دن جھٹلانے والوں کے لیے سخت تباہی ہے۔

۴۸۔ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ○

اور(ان کفار کا تو یہ حال ہے کہ) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ(اللہ کے سامنے) جھکو(اس کا حکم مانو، اس کی عبادت کرو تو) یہ نہیں جھکتے

ذرا بھی اللہ سے نہیں ڈرتے، اس کی حکم عدولی کو انہوں نے اپنا شعار بنا رکھا ہے پس یہ سُن لیں کہ

۴۹۔ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ○

اس دن جھٹلانے والوں کے لیے سخت عذاب ہے(دوزخ کا ایک مخصوص گڑھا ان کا منتظر ہے)۔

قرآن سے بڑھ کر پُر اثر اور صاحبِ قرآن سے زیادہ خُلق مجسم انہیں کہاں ملے گا پھر کس کی بات سنیں گے۔

۵۰۔ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ○ ع ۱۰ ۲۲

آخر اس(قرآن و حدیث) کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے۔

پارہ ۳۰

عَمَّ

سُوْرَۃُ النَّبَاِ

مکی چالیس آیتیں دو رکوع

اس سورہ سے تیسواں پارہ شروع ہوتا ہے۔ سورتیں مختصر ہوتی جاتی ہیں لیکن جامعیت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے، گزشتہ سورۃ مرسلات میں ان چیزوں کا ذکر تھا جو کہیں سے کہیں بھیجی جاتی ہیں۔ ہوائیں، پیغمبر، کیفیاتِ ملکوتیت، عذابِ الٰہی سب کی طرف اشارہ تھا۔

جب سرکارِ دو عالم ﷺ نے اہلِ مکہ کو درسِ توحید دینا شروع کیا تو کفارِ مکہ ہر بات، ہر چیز پر شک کرتے۔ توحید، رسالت، آخرت، نزولِ وحی سب ہی باتیں انہیں انوکھی معلوم ہوتیں۔ لفظ نبا کے معنی واقعہ اور خبر کے ہیں چنانچہ اس سورت میں تصدیقِ توحید، رسالت کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ قیامت کا ذکر ہے، جس کے بارے میں کفار حیرت سے یا بطورِ تمسخر ایک دوسرے سے سوال کرتے، اللہ تعالیٰ ان کو اپنی قدرتِ کاملہ کی طرف توجہ دلاتا ہے اور دس امور جو بدیہی ہیں پیش فرماتا ہے۔ جس نے ان باتوں پر غور کیا وہ یقیناً سمجھ جائے گا کہ ایک دن ایسا بھی ضرور آئے گا جب کتابِ زندگی کے اوراق پراگندہ ہوں گے اور کفر، نفاق اور ایمان کے ابواب الگ الگ مرتب کیے جائیں گے۔ نفخِ صور کی مثال ایسی ہی سمجھو جیسے نفخِ روح۔ جس طرح اس نے یہاں انسانوں کو جسم عطا فرمائے وہاں عطا فرمانا کیا مشکل ہے۔ پھر سزا و جزا کا بیان ہے کہ محض موت کا یقین انسان کی ہدایت کے لیے کافی نہیں جب تک وہ یہ نہ سمجھے کہ اسے اپنے اعمال کا جواب دہ ہونا پڑے گا۔ وہی فیصلہ کا دن ہوگا، اس روز کفار نادم ہوں گے اور مومنین مسرور۔ اس دن کفار تمنا کریں گے کہ کاش وہ مرکھپ گئے ہوتے یا جب مومنوں میں شانِ بوترابی کی جھلک پائیں گے تو چلا اٹھیں گے کاش وہ بھی مٹی ہوتے۔ یاد رہے کہ ایمان کا دار و مدار علمِ اجمالی یعنی صحتِ عقیدہ پر ہے اس اجمال میں بڑی لذت، بڑی وسعت، بڑی رحمت ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱۔ عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ○ یہ لوگ کس چیز کے متعلق آپس میں سوال کرتے ہیں

۲۔ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ ۝ اس عظیم خبر کے متعلق (جو سرکار دو عالم فرما رہے ہیں اور جس کے متعلق ان کو شک ہے اور)

۳۔ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۝ جس کے بارے میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں

۴۔ كَلَّا سَیَعْلَمُوْنَ ۝ (ان کے یہ اختلافات) ہرگز (صحیح) نہیں (قیامت برحق ہے) عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا۔

۵۔ ثُمَّ كَلَّا سَیَعْلَمُوْنَ ۝ (ہم) پھر (کہتے ہیں کہ یہ اختلافات مہمل ہیں) ہرگز (درست) نہیں ان کو عنقریب معلوم ہو جائے گا (کہ قیامت کیا ہے۔ کچھ بہت دُور نہیں)۔

ان منکرین حق کو توحید، رسالت، حشر و نشر کو سمجھنا کیوں دشوار ہو رہا ہے، وہ اپنے رب کی قدرتِ کاملہ پر نظر کیوں نہیں ڈالتے۔

۶۔ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝ کیا ہم نے زمین کو فرش نہیں بنایا (جس پر یہ زندگی بسر کرتے ہیں)

۷۔ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝ اور پہاڑوں کو (زمین کے قیام و قرار کے لیے) میخیں (نہیں بنا دیا)۔

۸۔ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۝ اور (ذرا غور کرو) ہم نے تم کو جوڑے جوڑے پیدا کیا

۹۔ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝ اور ہم نے تمہاری نیند کو آرام کا باعث بنایا

۱۰۔ وَّجَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا ۝ اور ہم نے رات کو پردہ کی چیز بنایا (گویا رات پردہ پوش ہے)

۱۱۔ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝ اور ہم نے دن کو (حصولِ) معاش کے لیے بنایا۔

تم نے ان زمین کی چیزوں کو دیکھا اب آسمانوں کی طرف متوجہ ہو۔

۱۲۔ وَّبَنَیْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝ اور ہم نے تمہارے اوپر سات مضبوط (آسمان) بنائے۔

۱۳۔ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝ اور ہم نے ایک روشن چراغ بنایا (یعنی آفتاب جو تمہاری دنیا کو روشنی بھی دیتا ہے اور گرمی بھی)

۱۴۔ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۝ اور ہم نے بھرے بادلوں سے (یعنی پانی سے لدے ہوئے بادلوں سے) موسلا دھار پانی برسایا۔

۱۵- لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۝ تاکہ ہم اس (بارش) سے اناج اور سبزہ اگائیں

۱۶- وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝ اور گھنے باغ (اگائیں)

دیکھو جس اللہ کی قدرت و حکمت کے یہ نمونے ہیں وہی فرما رہا ہے کہ

۱۷- اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۝ بے شک فیصلے کا دن (یعنی قیامت) ایک وقتِ مقررہ ہے۔

یاد رہے کہ

۱۸- يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۝ جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم گروہ در گروہ (اللہ کے حضور) چلتے چلے آؤ گے۔

۱۹- وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ۝ اور آسمان کھول دیا جائے گا (یعنی پھٹ جائے گا) تو اس میں دروازے ہی دروازے ہو جائیں گے

۲۰- وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۝ اور پہاڑ (اپنی جگہ سے) ہٹا دیئے جائیں گے تو وہ (ریزہ ریزہ ہو کر چمکتی) ریت کی طرح ہو جائیں گے (جس پر پانی کا دھوکا ہو گا جیسے سراب)

اس دن لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ ملے گا۔

۲۱- اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۝ بیشک دوزخ (سرکشوں کی) تاک میں ہے (انہیں کی منتظر ہے)

۲۲- لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًا ۝ (اور وہی) سرکشوں کا ٹھکانا ہے

۲۳- لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ۝ جہاں وہ مدتوں پڑے رہیں گے۔

۲۴- لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ۝ نہ وہاں وہ (کسی قسم کی) خنکی کا مزہ اٹھا سکیں گے اور نہ پینے کی چیز کا۔

۲۵- اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ۝ سوائے گرم پانی اور (بدبودار) پیپ کے (جو دوزخیوں کے زخموں سے ان کو ملے گا)۔

۲۶- جَزَآءً وِّفَاقًا ۝ (یہ ان کے اعمال کے) موافق بدلہ (ہے)۔

جانتے ہو کہ آخر یہ کس بات کی سزا ہے؟

۲۷- اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ۝
اس لیے کہ ان کو (یوم) حساب کی امید ہی نہ تھی

۲۸- وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ۝
اور وہ ہماری آیتوں کو (یعنی قرآن، پیغمبر، معجزات کو) خوب خوب جھٹلایا کرتے تھے۔

۲۹- وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ۝
اور ہم نے ہر چیز کو (کیا چھوٹی کیا بڑی، کیا ظاہر کیا پوشیدہ سب کی) باقاعدہ لکھ لیا ہے (تاکہ تم بھی اپنا نامۂ اعمال دیکھ لو)۔

۳۰- فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ۝ ع ۱
پس (اے منکرینِ حق اپنے کیے کا) مزہ چکھو (تم دنیا میں کفر و سرکشی میں بڑھتے جاتے تھے) اب ہم بھی (یہاں) تم پر عذاب ہی بڑھاتے جائیں گے (تاکہ تم اس کے عادی نہ بن سکو)۔

دوسرا رکوع

گزشتہ رکوع میں سرکشوں کے حال کا بیان تھا یہاں پرہیزگاروں پر جو عنایات ہوں گی ان کا ذکر ہے۔

۳۱- اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ۝
بے شک نیکوکاروں کے لیے کامیابی ہے (وہ اپنی مراد کو پہنچیں گے)

۳۲- حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ۝
(ان کے لیے) باغ ہوں گے اور انگور،

۳۳- وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ۝
اور جواں سال ہم عمر عورتیں،

۳۴- وَّكَاْسًا دِهَاقًا ۝
اور چھلکتے ہوئے جام۔

اس کی فضا دنیا کی خرافات سے پاک ہوگی - اہلِ جنت

۳۵- لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ۝
نہ وہاں فضول باتیں سنیں گے اور نہ جھوٹ (و فریب ہی وہاں ہوگا)۔

۳۶- جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ۝
یہ آپ کے رب کی طرف سے بحیثیت بخشش ایک بدلہ ہے جو حساب سے دیا گیا ہے (بدلہ کو بخشش اور انعام سے تعبیر فرماتا ہے تاکہ جان لو کہ انعام استحقاق سے کہیں زیادہ ہوگا درحقیقت یہ انعام بھی بہت کافی ہوگا پھر حساب کے علاوہ جو بخشش ہوگی اس کا ذکر نہیں)۔

اس دینے والی ذات کی عظمت کا کیا ٹھکانا

۳۷- رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ۝

وہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اس کے درمیان ہے سب کا پروردگار ہے، بڑی رحمت والا ہے (لیکن اس کے رعب کا یہ عالم ہے کہ) اس کے سامنے کوئی کچھ نہیں بول سکتا (مجال نہیں کہ کوئی اس کے دربار میں لب کشائی کر سکے)۔

۳۸- يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ۝

اس دن تمام ذی روح اور فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے (خاموش) کوئی کلام نہ کر سکے گا بجز اس کے کہ جس کو خدائے رحمٰن کی اجازت حاصل ہو اور وہ شخص بات بھی ٹھیک کہے گا (یعنی وہی جو معقول بات ہو)۔

اے ایمان والو! مژدہ ہو کہ حضور سرورِ کائنات نے فرمایا کہ ہر پیغمبر نے ایک ایک بات کہنے کی اجازت حاصل کی ہے اور میں نے تمام امت اور ہر امتی کی سفارش کی اجازت حاصل کی، جس کے لیے چاہوں سفارش کروں گا۔ دیکھو آپ کے دامنِ رحمت سے بہرحال وابستہ رہو۔

۳۹- ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ۝

یہ دن حق ہے (اس کا آنا برحق ہے) پس جو چاہے اپنے رب کے پاس (اس کے جوارِ رحمت میں) اپنا ٹھکانا بنالے۔ (یعنی رحمت للعالمین کا ہو کے رہے)۔

رحمت کا یہ بھی تقاضا تھا کہ بندوں کو آگاہ کر دیا جائے چنانچہ فرماتا ہے کہ

۴۰- اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚۖ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ۝ ع

بلا شبہ ہم نے تم کو عنقریب آنے والے عذاب سے ڈرا دیا (متنبہ اور آگاہ کر دیا) اس دن ہر شخص (اپنے) ان (اعمال) کو جو اس نے آگے بھیجے ہیں دیکھ لے گا (اس کی نیکیاں اور برائیاں اس کے سامنے ہوں گی، نیکوکار مسرور ہوں گے) اور کافر کہے گا اے کاش میں مٹی ہو جاتا (اور مٹی میں مل جاتا کہ اس عذاب سے بچ جاتا)

سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ

مکی چھیالیس آیتیں دو رکوع

آخرت کا تصور راسخ کیا جارہا ہے، قیامت کے آنے پر اللہ تعالٰی قسم کھاتا ہے، تاکہ اس کی اہمیت کا اندازہ ہو اور اسے کوئی معمولی بات نہ سمجھا جائے اور محض قیاس آرائی کی بنا پر قیامت و آخرت کو پسِ پشت نہ ڈال دیا جائے۔ حشر ونشر کی کیفیات سمجھائی جارہی ہیں اور یہ بات ذہن نشین کی جارہی ہے کہ موت کے وقت ہی سے حقائق منکشف ہونا شروع ہو جاتے ہیں بلکہ سچ پوچھو تو موت خود ہی قیامتِ صغرٰی ہے اور قیامتِ کبرٰی پر شاہد ہے اسی وقت سے عذاب وثواب کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ یہاں ان فرشتوں کی قسم کھائی جارہی ہے جو کافروں کی روح ان کے رگ وتن سے سختی کے ساتھ کھینچتے ہیں کہ وہ مرنے سے بھاگتے ہیں، اور ان فرشتوں کی بھی جو مومنوں کے بدن سے جان کی گرہ کھولتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملنے کے لیے بےچین ہیں پھر ان کو ان کے مقام پر پہنچا دیتے ہیں۔ حضرت موسٰی علیہ السلام اور فرعون کے واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے تاکہ یہ بات بھی ذہن نشین ہو جائے کہ پیغمبر کی نافرمانی اور حکمِ الٰہی سے سرکشی کے باعث بسا اوقات دنیا میں بھی عذاب آتا ہے، فرعون کو دیکھو یہاں پانی میں ڈبویا گیا وہاں آگ میں جلایا جائے گا اور یہ واقعہ خود قیامت پر دال ہے۔ اس کے بعد اللہ کی توحید، انسانی اعمال کے نتائج اور ثمرات کا ذکر ہے اور پھر قیامت ہی کے ذکر پر سورہ ختم ہوتا ہے جسکے وقوع پذیر ہونے کا صحیح وقت اللہ ہی جانتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ○ قسم ہے ان (فرشتوں) کی جو (کافروں کے رگ وپے میں) ڈوب کر ان کی جان بڑی سختی سے) کھینچ لیتے ہیں۔

۲۔ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ○ اور (قسم ہے) ان (فرشتوں) کی جو (مومنوں کی جان کی گرہ بڑی آسانی سے کھول دیتے ہیں (اور جس خوشی، نشاط، مسرت کے وہ متمنی تھے وہ بآسانی ان کے لیے مہیا کر دی جاتی ہے)۔

۳۔ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ○ اور (قسم ہے) ان (فرشتوں) کی جو (فضائے بسیط میں گویا) تیرتے پھرتے ہیں۔

۴- فَالسّٰبِقٰتِ سَبۡقًا ۙ
پھر ان کی (بھی)، جو (احکام الٰہی کے سننے کے لیے) آگے بڑھتے ہیں،

۵- فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا ۘ
پھر ان کی جو (حکم کے مطابق) ہر کام کا انتظام کرتے ہیں۔

یہ قسم اس بات پر ہے کہ قیامت آئے گی اور ضرور آئے گی نفخ اولیٰ تخریبی ہوگا اور نفخ ثانی تعمیری۔
پہلی مرتبہ جب صور پھونکا جائے گا تو

۶- یَوۡمَ تَرۡجُفُ الرَّاجِفَۃُ ۙ
اس دن لرزا دینے والی (آواز) لرزا دے گی (یعنی نفخ اولیٰ)

۷- تَتۡبَعُہَا الرَّادِفَۃُ ؕ
جس کے بعد متصل دوسری (آواز) آئے گی (یعنی نفخ ثانی)

۸- قُلُوۡبٌ یَّوۡمَئِذٍ وَّاجِفَۃٌ ۙ
(پس)، کتنے ہی دل اس دن (ہیبت سے) دھڑکنے لگیں گے

۹- اَبۡصَارُہَا خَاشِعَۃٌ ۘ
ان کی آنکھیں (ہیبت اور ندامت سے) جھکی ہوں گی (یہ وہی کافر ہیں جن کو اس قیامت کا یقین نہ تھا)۔

۱۰- یَقُوۡلُوۡنَ ءَاِنَّا لَمَرۡدُوۡدُوۡنَ فِی الۡحَافِرَۃِ ؕ
لوگ کہتے ہیں کیا ہم الٹے پاؤں پھر واپس کیے جائیں گے (یعنی پھر زندہ کیے جائیں گے)

۱۱- ءَاِذَا کُنَّا عِظَامًا نَّخِرَۃً ؕ
کیا جب ہماری ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی (اس وقت ہم پھر زندہ کیے جائیں گے ان کا یہ کہنا تعجب سے زیادہ تمسخر پر مبنی ہے)۔

۱۲- قَالُوۡا تِلۡکَ اِذًا کَرَّۃٌ خَاسِرَۃٌ ۘ
وہ کہتے ہیں (ایسی صورت میں) تب تو یہ واپسی نقصان دہ ہوگی۔

ان نادانوں کو معلوم نہیں کہ اللہ کے لیے کوئی بات مشکل نہیں جس بات کو وہ آج مذاق سمجھ رہے ہیں کل آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔

۱۳- فَاِنَّمَا ہِیَ زَجۡرَۃٌ وَّاحِدَۃٌ ۙ
پس وہ (قبروں سے لوگوں کا نکلنا اور لوگوں کا میدانِ حشر کی طرف آنا) تو بس ایک سخت (ڈانٹ کی) آواز ہوگی (یعنی روحوں کو حکم ہوگا کہ جسموں میں داخل ہوں اور جسموں کو حکم ہوگا کہ نکل پڑیں اور وہ نکل پڑیں گے)۔

۱۴- فَاِذَا ہُمۡ بِالسَّاہِرَۃِ ؕ
پھر وہ فوراً میدانِ (حشر) میں جمع ہو جائیں گے۔

بلاغت کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ ایک معمولی بات کو سوال کی صورت میں پوچھا جائے پھر اسکے اہم اجزا کی طرف اشارہ کر کے نتائج سے لوگوں کو متنبہ کیا جائے۔ قرآن پاک میں بارہا یہ انداز بیان ہے۔ آیات ذیل بھی اسی کی مثال ہیں۔

۱۵- هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۘ
کیا آپ کو موسیٰ کے واقعہ کی خبر پہنچی۔

۱۶- اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۚ
(وہ وقت یاد فرمائیے) جب ان کے رب نے طوٰی کی مقدس وادی میں ان کو آواز دی۔

۱۷- اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۖ
(اور حکم دیا کہ) فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ حد سے بڑھ گیا ہے (اس کی سرکشی حد سے تجاوز کر گئی ہے)۔

۱۸- فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ۙ
پھر اس سے کہو کیا تو چاہتا ہے کہ تو پاک (وصاف) ہو جائے (تیرے گناہ معاف ہوں اور تیرا قلب اللہ کی طرف رجوع ہو جائے انسان تو ارادہ ہی کا مکلف ہے۔ اگر تیرا ارادہ ہے تو آ)۔

۱۹- وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۚ
اور تیرے رب کی طرف میں تیری رہبری کروں تاکہ تجھ میں اللہ کا خوف پیدا ہو (اور تجھ میں اس کی عظمت پیدا ہو اور تو اپنی سرکشی کے تصور سے بھی کانپ جائے)۔

۲۰- فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ۖ
پھر (آپ جانتے ہی ہیں کہ وہ فرعون کے پاس گئے اور) اس کو بڑی نشانی دکھائی (یعنی لاٹھی سانپ بن گئی۔ جب ایک بے جان میں جان ڈالنا اللہ کے لیے مشکل نہیں تو مُردوں کو زندہ کرنا کیا مشکل ہے بے جان میں جان آجانا ہی تو نمونۂ قیامت ہے)۔

۲۱- فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۖ
اس پر بھی اُس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی۔

۲۲- ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ۖ
پھر (موسیٰ کے حکم سے) روگردانی کی (اور ان کے خلاف) کوششیں کرنے لگا۔

۲۳- فَحَشَرَ فَنَادٰى ۖ
پھر (اپنے تمام جادوگروں کو) جمع کیا اور (سب کو) پکارا (یعنی مخاطب کیا)۔

۲۴- فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۖ
پھر (فرعون نے) کہا (لوگو دیکھو) میں ہی تمہارا رب اعلیٰ ہوں (بڑا پرورش کرنے والا میں ہی ہوں۔ اس موسیٰ کو کس نے پیغمبر بنا کر بھیجا)۔

فرعون کی نظر اپنی شوکت وحشمت پر پڑی، اپنی بادشاہت اور اقتدار کا تصور کیا، اپنی حقیقت کو نہ دیکھا کہ مجھ کو کس نے انسان بنا کر بھیج دیا، اس کا یہ تکبر اللہ کو پسند نہ آیا۔

۲۵۔ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ۝

پھر اللہ نے اسے آخرت اور دنیا دونوں کے عذاب میں مبتلا کیا (دنیا میں پانی میں ڈبو یا آخرت میں آگ میں جلائے گا)۔

کیا وہ انکار حق اور سرکشی کے وبال سے بچ سکا؟ ہرگز نہیں۔

۲۶۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝ ع

بے شک اس میں خوفِ خدا رکھنے والے کے لیے بڑی عبرت ہے (یہ ایک واقعہ ہے کہ انسان اس سے سبق لے اور لرز جائے۔ اس کی لاش آج بھی باقی ہے کہ لوگ اس سے عبرت حاصل کریں)۔

دوسرا رکوع

جن امور کا ذکر کیا گیا ہر چند اس میں ایک واقعہ کو یاد دلانا تھا لیکن اہل نظر کے لیے اس واقعہ کے ہر پہلو سے قیامت کے برحق ہونے کے شواہد بھی مضمر تھے ۔ پہلے تو عوام کی زبان سے اس کہنے میں کہ پھر تو ہم بڑے گھاٹے میں رہے ایک عمومی شبہ کا ذکر تھا۔ پھر اللہ کی قدرتِ کاملہ سے لاٹھی کا سانپ بننا اس بات پر شاہد ہے کہ بے جان میں جان اس کے حکم سے پڑتی ہے۔ جس نے لفظ "کن" سے پیدا کیا وہ نفخ اولیٰ سے مار بھی سکتا ہے اور نفخ ثانی سے جلا بھی سکتا ہے، پھر فرعون کی سرکشی اور اس کے عواقب خود انسان کا دل دہلانے کے لیے کافی ہیں۔ اب اس کے بعد بھی اگر اللہ کی قدرت وحکمت میں کوئی شبہ ہو تو بلند آسمانوں کو دیکھو، رات و دن پر نظر کرو، زمین کی قوتِ نمو کو لو، پہاڑوں کے استحکام پر نظر ڈالو، جس نے ان کو بنایا کیا وہ ان کو بگاڑ نہیں سکتا۔ ایک دن آئے گا جب انسان کو اپنے اعمال یاد آئیں گے۔ دوزخ بھری جائے گی، جنت آباد ہوگی۔ یہ لوگ جو انکار کا شکار ہیں وہ تو بس پوچھتے ہی رہیں گے کہ قیامت کب آئے گی گویا اس کا فوراً نہ آنا ان کے نزدیک اس کے نہ آنے کی دلیل ہے ان نادانوں کو آگاہ کر دیا جائے کہ اس کا ایک وقت مقرر ہے یہ سوال کا وقت نہیں عمل کی گھڑی ہے۔

۲۷۔ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۚ بَنٰهَا ۝ وقفة

(اے منکرینِ حق ذرا سوچو) کیا تمہارا پیدا کرنا مشکل ہے یا آسمان کا۔ اس نے (تو) ان کو بنایا۔

پھر ذرا اوپر کی طرف دیکھو کہ ہم نے کیسا

۲۸۔ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ۝ — سقفِ آسمان کو بلند کیا اور کیسے مناسب انداز سے بنایا ہے۔

۲۹۔ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ۝ — اور اس کی رات کو تاریک بنایا اور اس کے دن کو ظاہر کیا۔ (یہ نظامِ شمسی کیا تم کو کسی منزل کی خبر نہیں دیتا)۔

۳۰۔ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ۝ — اور اس کے بعد زمین کو پھیلا دیا (تمہارے گزر بسر کے لیے ہموار کیا)

کیا کیفیاتِ سماوی کا اثر تم زمین پر نہیں دیکھتے کہ کس طرح ہم نے

۳۱۔ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ۝ — اس سے اس کا پانی اور اس کا سبزہ نکالا۔

۳۲۔ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ۝ — اور (کس طرح) پہاڑوں کو اس پر) قائم کر دیا۔

۳۳۔ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۝ — (یہ سب کچھ) تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے فائدہ پہنچانے کے لیے (کیا، تاکہ تم اس سے غذائے جسمانی حاصل کرو اور اللہ کے تصور سے عالمِ بالا سے ایک ربط پیدا کرو تاکہ تم پر مثال کھل جائے)۔

اور جس طرح یہ دنیا تمہاری آزمائش اور فائدہ کے لیے ہے اسی طرح آخرت تمہارے اعمال کی سزا و جزا کے لیے ہوگی۔ جس نے صرف دنیا کمائی وہ نامراد رہا جس نے دنیا میں آخرت کا سامان کیا وہی بامراد رہا۔

۳۴۔ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ۝ — پس جب وہ آفتِ عظیم آجائے گی

۳۵۔ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ۝ — اس دن انسان اپنے اعمال (سب ہی اچھے بُرے کام) یاد کرے گا۔

۳۶۔ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ۝ — اور ہر دیکھنے والے کے سامنے دوزخ ظاہر کر دی جائے گی۔

جس پر یقین نہ کرتے تھے وہ نظروں کے سامنے ہوگی، پھر جانتے ہو کیا ہوگا۔

۳۷۔ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۝ — پس جس نے سرکشی کی ہوگی،

۳۸۔ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ — اور دنیا کی زندگی کو (آخرت کی زندگی پر) ترجیح دی ہوگی،

۳۹۔ فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۝ — تو دوزخ ہی اس کا ٹھکانا ہوگا۔

۴۰۔ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ — اور جو کوئی (قیامت کے دن) اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا ہوگا، اور اپنے نفس کو (ہر بری) خواہش سے روکا ہوگا (اللہ کے حقوق ادا کرنے میں نفس پر قابو پایا ہوگا اپنے نفس پر دوسروں کو ترجیح دی ہوگی اور معاشرے کے فرائض ادا کیے ہوں گے)

۴۱۔ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۝ — تو یقیناً جنت ہی اس کا ٹھکانا ہوگا۔ (اور وہ کیا خوب ٹھکانا ہوگا)

کفار یہ باتیں سن کر قیامت کے متعلق بار بار سوال کرتے ہیں کہ آخر وہ گھڑی کب آئے گی
گویا اس کے فوراً نہ آنے پر اس کے نہ ہونے کا گمان کرتے ہیں اور مذاق اڑاتے ہیں۔

۴۲۔ يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ۝ — یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ وہ کب قائم ہوگی۔

آپ کا کام اس کا وقت بتانا نہیں۔ آپ کو تو انہیں اس حقیقت سے آگاہ کرنا ہے۔
سب حکمت اس کو راز ہی رکھنے میں ہے۔

۴۳۔ فِيمَ أَنْتَ مِنْ ذِكْرَاهَا ۝ — اس کے بیان کرنے سے آپ کا کیا تعلق

۴۴۔ إِلَىٰ رَبِّكَ مُنْتَهَاهَا ۝ — (ان کے لیے تو بس یہ جان لینا کافی ہے کہ) اس کے منتہا (یعنی قائم ہونے کے وقت) کا تعلق تو آپ کے رب سے ہے (وہی جانتا ہے کہ کب قائم ہوگی)۔

(بقول شاہ صاحب "پوچھتے پوچھتے سب کو اسی تک پہنچنا ہے بیچ میں سب بے خبر ہیں"
تیقن کے ساتھ چلنے کی بات ہی اور ہے)

۴۵۔ إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَخْشَاهَا ۝ — آپ کا کام تو محض اس شخص کو (قیامت کے نتائج سے) ڈرانا ہے جو (اس پر ایمان رکھتا ہو اور) اس سے ڈرتا ہو۔

(جن کو آپ کے فرمانے پر یقین ہی نہیں وہ نصیحت کیا حاصل کریں گے البتہ)۔

۴۶- كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوٓا۟ إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَٰهَا ۝ ع ۲۰

جس دن اس کو دیکھ لیں گے (ان کی) ایسا معلوم ہوگا کہ گویا (دنیا میں) صرف ایک شام یا صبح ہی رہے تھے۔

(جس کو دُور سمجھتے تھے وہ نزدیک ہوگی جس کو نزدیک سمجھا تھا وہ دُور ہوگی اور زندگی کی حقیقت ایک گزری ہوئی صبح و شام سے زیادہ نہ ہوگی)۔

سُورَةُ عَبَسَ

مکی بیالیس آیتیں ایک رکوع

گزشتہ سورت میں فرمایا گیا کہ آپ نصیحت ان کو کر سکتے ہیں جو اللہ سے ڈریں، جو سرکشی پر آمادہ ہوں ان میں خوفِ خدا کیا پیدا ہوگا۔ یہاں اس کی ایک عملی مثال، ایک واقعہ کا بیان ہے اور اس سے چند نہایت اہم نتائج کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ واقعہ یوں پیش آیا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم قریش مکہ کو جس میں ابوجہل اور دیگر قریش کے سردار شامل تھے دعوتِ اسلام فرما رہے تھے۔ اس وقت حضرت عبداللہ ابنِ ام مکتومؓ جو نابینا تھے تشریف لائے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جو کچھ اللہ نے آپ کو تعلیم فرمائی ہے وہ مجھے تعلیم فرمائیے۔ ابنِ ام مکتومؓ نے یہ بھی خیال نہ کیا کہ حضورؐ دوسروں کو دعوت دے رہے ہیں، درمیان میں قطع کلامی مناسب نہیں۔ حضورؐ کو جو مجسمۂ اخلاق اور ہمہ تن تبلیغ و ادب تھے یہ بات ناگوار گزری، اس کے آثار چہرۂ مبارک پر نمایاں ہوگئے، اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ ان میں عوام، اہلِ نظر، خواص، اور دردمندوں کے لیے جداگانہ ثمرات ہیں۔ عوام کو جن میں کلامِ پاک کے معترض بھی شامل ہیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یہ سورہ اس بات کی یادگار اور اس کا بیّن ثبوت ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور جو آیت جس طرح نازل ہوئی ویسی ہی محفوظ اور اپنے مقام پر موجود ہے۔ اہلِ نظر کے لیے یہ تفہیم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ خاص علم ہے اور سرکارِ دو عالمؐ کی صفتِ خاص تبلیغ ہے اللہ عالم الغیب والشہادۃ اور سرکارِ دو عالم نبی اُمیؐ، "وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحٰی" اس سورت میں اسی امتیاز کو نمایاں کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر حال میں تعلیم کو اول و افضل قرار دیتا ہے اور سرکار دو عالم ہر حال میں اسی تعلیم کی تبلیغ میں مصروف رہتے ہیں۔ رب زدنی علماً کی دعائیں ہر وقت آپ کی زبانِ اقدس پر جاری رہتی ہیں۔ خواص کے لیے اشارہ یہ ہے کہ عبداللہ ابنِ ام مکتومؓ (نابینا) کو سامنے لاکر نبی امیؐ کا مقام سمجھایا جائے۔ وہ سمجھ لیں کہ مقامِ اذن پر فائز نبی کیسا ہوتا ہے

اس کو اپنے کام سے کام۔ اس کو نتائج سے غرض نہیں ہوتی - دردمندوں پر، اللہ والوں پر، محمدیوں پر، یہ راز آشکارا کیا گیا ہے کہ امتِ محمدیؐ کا ایک گنہگار بندہ جو بظاہر ادب کا بھی پاس نہ کرے بڑے سے بڑے دولت مند، شوکت و حشمت رکھنے والے کافر سرداروں سے اللہ کی نظر میں زیادہ عزیز اور پیارا ہے - اور حضور کی امت سے اللہ کی یہ محبت سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے موجب راحت یا تسکین و مسرت ہے - نیز یہ سورہ سرکار دو عالمؐ کی انتہائی محبت سے بھی خالی نہیں، بظاہر ناراضگی کا اشارہ ہے لیکن یہ وہ محبت آمیز خفگی ہے جس پر ہزاروں پیار نثار ہوتے ہیں - گویا یہ ہدایت ہو رہی ہے کہ ان کفار کے لیے جان ہلکان کرنے سے کیا فائدہ، آپ کے مسلمان ساتھی، کیسے ہی ہوں، بہت بہتر ہیں - ابن ام مکتومؓ کی تعلیم کو قریش کی تبلیغ پر مقدم جانیئے - یہ وہ نعمت ہے جسے اہل دل سمجھتے ہیں - تعداد رکوع میں بھی دوئی کا انداز ختم کیا گیا ہے دیکھو سورہ میں ایک ہی رکوع ہے اور آخر تک یہی انداز ہے - یہ سب کسی توحیدِ خالص ہی میں لے جانے اور پہنچا دینے کے طریقے ہیں - اللہ تعالیٰ ہم کو تصورِ دوئی سے نکالے اور اس نکتۂ احدیت پر لے جائے جہاں ذات و صفات کا فرق بھی باقی نہ رہے - اور پھر اپنی دید، اپنے جمال سے سرفراز فرمائے -

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱- عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ○ (اتنی بات پر) چیں بجبیں ہوئے اور منہ موڑا

۲- اَنۡ جَآءَهُ الۡاَعۡمٰىؕ ○ کہ ان کے پاس ایک نابینا آیا۔

(جس کی مداخلت حضور کو ناگوار گزری، ایک جلیل القدر صحابی کا درمیان میں تین بار بولنا آدابِ محفل کے بھی خلاف تھا لیکن کمزوریوں کو دُور کرنا ہی تو سنوارنا ہے)۔

۳- وَمَا يُدۡرِيۡكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓىۙ ○ اور (اے رسول) آپ کو کیا معلوم شاید وہ سنور ہی جاتا (آپ کی مزید تعلیمات سے پاک سے پاک تر ہو جاتا)۔

۴- اَوۡ يَذَّكَّرُ فَتَنۡفَعَهُ الذِّكۡرٰىؕ ○ یا (آپ کی نصیحت پر) غور کرتا تو (آپ کا) سمجھانا اس کے کام آتا۔

تعلیم، طالب کو دی جاتی ہے جہاں فائدہ پہنچانے کے امکان زیادہ ہوتے ہیں، تبلیغ اپنے اور غیروں سب کے لیے ہوتی ہے، ضروری نہیں کہ لوگ مان بھی جائیں اس لیے تعلیم

ہی کو فضیلت حاصل ہے تعلیم ہیں بھی تبلیغ کے پہلو مضمر ہیں ۔

۵۔ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝ لیکن وہ جو پروا نہیں کرتا (جو دینِ حق سے بے پرواہ ہے)

۶۔ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝ سو آپ اس کی فکر میں ہیں (آپ چاہتے ہیں کہ وہ بھی ایمان لے آئے سب مسلمان ہی مسلمان ہو جائیں)

۷۔ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝ حالانکہ اگر وہ درست نہیں ہوتا تو آپ پر اس کا کچھ الزام نہیں ۔

۸۔ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۝ اور وہ جو آپ کے پاس (طلبِ علم میں) دوڑتا ہوا آیا

۹۔ وَهُوَ يَخْشٰى ۝ اور وہ (اللہ سے) ڈرتا ہے (یعنی اس کی طلب صادق ہے)

۱۰۔ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۝ تو آپ نے اس سے بے توجہی فرمائی (یعنی اس کی تعلیم چھوڑ دی دوسروں کی تبلیغ کو اہمیت دی) ۔

۱۱۔ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ یوں نہیں (یہ مناسب نہیں ۔ یہ ایک اہم نکتہ تھا کہ تعلیم کو تبلیغ پر فضیلت حاصل ہے اس کی طرف اشارہ کیا گیا ، تا کہ تعلیم کی اہمیت ذہن نشین ہو اور لوگ سمجھ جائیں کہ) یہ (قرآن) تو نصیحت ہے ۔

(قرآن ایک تعلیمی و تدریسی کتاب ہے اسے تھوڑا تھوڑا پڑھنا چاہیے ، سمجھنا چاہیے اور عمل کرنا چاہیے) ۔

۱۲۔ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝ اب جس کا جی چاہے اس کو پڑھے

(اور نصیحت حاصل کرے اپنی تربیت کی طرف خود رجوع ہو کلام اس کی ہدایت کرے گا ۔ جو لوگ اس سے روگردانی کرتے ہیں وہ خود خسارہ میں ہیں کتاب کو ان کی ضرورت نہیں وہ خود اس جلیل القدر کتاب کے محتاج ہیں) ۔

یہ کتاب وہ ہے جو

۱۳۔ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝ معزز اوراق میں (لکھی ہوئی) ہے

۱۴۔ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝ بلند مرتبہ ، صاف ستھرے (صحیفوں میں ثبت ہے)

آسمانوں اور زمین میں اس کا مقام بلند ہے اور یہ نادانوں کے اعتراضات سے پاک و صاف ہے ۔

۱۵- بِأَيْدِىْ سَفَرَةٍ ۝ یہ ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں ہے

۱۶- كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۝ جو بڑے بزرگ (اور) نیکوکار ہیں۔ (اس کے حرف حرف، نقطہ نقطہ کی حفاظت دل وجان سے کرتے رہتے ہیں)۔

یہ بدنصیب کافر ہی ہے کہ اس سے مُنہ موڑتا ہے۔

۱۷- قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ۝ غارت ہو (وہ) انسان (جو اس نعمت کو پاکر اس کی قدر نہیں کرتا اس سے سبق نہیں لیتا وہ) کیسا ناشکر گزار ہے۔

اتنا نہیں سوچتا کہ

۱۸- مِنْ اَىِّ شَىْءٍ خَلَقَهٗ ۝ اللہ تعالیٰ نے اس کو کس چیز سے پیدا کیا

۱۹- مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۝ ایک (حقیر) قطرہ سے (جس میں حس وشعور کچھ نہ تھا) اس کو تخلیق فرمایا پھر اس (کے سب ہی اعضا وقویٰ) کو ایک خاص انداز سے بنایا۔

۲۰- ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۝ پھر اس کے لیے راہ (ہدایت) آسان کردی۔

ایک مختصر سی کتاب، ایک منور صحیفہ میں ہر منزل کی ہدایت کا سامان جمع کردیا، بشرطیکہ موت وآخرت انسان کے پیشِ نظر رہے۔ وہ زندگی پر نازاں ہو کر نہ رہ جائے۔

۲۱- ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝ پھر اس (انسان) کو موت دی پھر اسے قبر میں دفن کردیا۔ (تاکہ جس طرح شکمِ مادر میں دنیا کے لیے تیار ہوا تھا آغوشِ قبر میں آخرت کے لیے تیار ہو)

۲۲- ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ۝ پھر جب چاہے گا اسے دوبارہ زندہ کرے گا۔

۲۳- كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ۝ البتہ اس نے (اپنے رب کے حکم کا حق ہرگز ادا نہیں کیا (جو حکم ہوا تھا اس کو بجا نہ لایا)

یہاں تک انسان کی پیدائش اور موت کا ذکر تھا اب اس کے سامانِ بقا کا ذکر ہے تاکہ وہ اپنے رب کی قدرت وحکمت پر غور کرے اور حیات بعد الموت پر شک نہ کرے۔

۲۴- فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖ ۝ پس انسان کو چاہیے کہ اپنی غذا کی طرف غور کرے (کہ وہ کیونکر پیدا ہوتی ہے)

۲۵- أَنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا ۝
بے شک ہم ہی نے خوب پانی برسایا۔

۲۶- ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا ۝
پھر ہم نے زمین کو جا بجا پھاڑ دیا۔

۲۷- فَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ۝
پھر ہم نے اسی میں غلہ پیدا کیا

۲۸- وَعِنَبًا وَقَضْبًا ۝
اور انگور اور ترکاریاں

۲۹- وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا ۝
اور زیتون اور کھجور

۳۰- وَحَدَائِقَ غُلْبًا ۝
اور گنجان باغ

۳۱- وَفَاكِهَةً وَأَبًّا ۝
اور میوے اور گھاس (کو بھی پیدا فرمایا)

۳۲- مَتَاعًا لَكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ۝
(جو) تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے کام آتے ہیں۔

پس جس طرح زمین سے غلہ اور میوہ اگتا ہے یاد رکھو اسی طرح مرنے کے بعد قبروں سے انسان زندہ کرکے نکالے جائیں گے۔

۳۳- فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ ۝
پھر جب کان بہرے کردینے والا شور برپا ہوگا (یعنی قیامت آئیگی)

جانتے ہو کہ لوگوں کا کیا حال ہوگا؟

۳۴- يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝
اس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا

۳۵- وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝
اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے

۳۶- وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝
اور اپنی بیوی اور اپنے بچوں سے بھی (گریزاں ہوگا)

۳۷- لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۝
ہر شخص کو اس دن ایک ایسی فکر لاحق ہوگی جو اس کو دوسری طرف متوجہ نہ ہونے دے گی (کسی عزیز و اقارب کا ہوش نہ ہوگا نہ کسی دوسرے کا اسے خیال ہی آئے گا)۔

تمام انسان اس روز دو حصوں میں منقسم ہوں گے۔

۳۸- وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُسْفِرَةٌ ۝
کتنے ہی چہرے اس دن (نور ایمان سے) منور ہوں گے

۳۹- ضَاحِكَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ ۝
ہشاش بشاش خوش وخرم (یہ نیکوکار لوگوں کی جماعت ہوگی)۔

۴۰۔ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۝ — اور کتنے ہی چہرے اس دن غبار آلود ہوں گے

۴۱۔ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝ — جن پر سیاہی چھائی ہوگی۔

۴۲۔ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ۝ — یہی لوگ تو کافر و بدکار ہوں گے (یہ بے حیا ہیں آپ ان کو کتنا ہی سمجھائیں ان پر اثر نہ ہوگا آپ ان کے لیے متردد نہ ہوں یہ آپ والے ہیں ہی نہیں۔)

سُوْرَةُ التَّكْوِيْر

مکی انتیس آیتیں ایک رکوع

گزشتہ سورت میں آخرت کا ذکر تھا یہاں بتایا جا رہا ہے کہ مرنے کے بعد انسان عالمِ شہادت اور عالمِ آخرت کے درمیان میں رہتا ہے۔ یہ دنیا چھوٹ جاتی ہے آخرت کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اثراتِ اعمال مرتب ہونا شروع ہوجاتے ہیں، نتائج عمل کا ظہور شروع ہو جاتا ہے۔ گویا "عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ" کو اگر اس سورت کا خلاصہ کہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ اس آیت کریمہ سے قبل ان حوادث و آثار کا ذکر ہے جو قیامت کے آنے سے قبل ظاہر ہوں گے اور اس کے بعد اس سے امن پانے کے واحد وسیلہ کا ذکر ہے جس میں کسی قسم کا شبہ نہیں یعنی اس حقیقت پر ایمان کہ اللہ حق ہے، رسول برحق ہیں، اور جبریلِ امین وحی الٰہی کو پہنچانے والے ہیں، اس میں شبہ کی گنجائش ہی کہاں ہے۔ اب جو چاہے حضور کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہو جائے لیکن یہ جبھی ہوگا کہ توفیق رفیق ہو، انسان ارادہ و عمل سے رجوع ہو، یہ بڑی نعمت ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ — شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱۔ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ — (وہ وقت بھی یاد رکھنے کے لائق ہے) جب (یہ روشن) آفتاب لپیٹ دیا جائے گا۔

(نظامِ شمسی درہم برہم ہو جائے گا، یعنی تخریب شروع ہوگی اور جس طرح تعمیر نیچے سے شروع ہوتی ہے تخریب اوپر سے شروع ہوتی ہے اسی ترتیب سے ذکر ہے)

۲۔ وَإِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝ — اور جب تارے بے نور ہو جائیں گے یا ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے اور ان کا

نور زائل ہو جائے گا)۔

۳۔ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝ اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے (ریزہ ریزہ ہو کر ہوا میں اڑائے جائیں گے)۔

۴۔ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝ اور جب دس مہینہ کی گابھن اونٹیاں چھٹی پھریں گی (ان کا کوئی پوچھنے والا نہ ہوگا)۔

۵۔ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ۝ اور جب وحشی جانور جمع کر دیئے جائیں گے (جو ایک دوسرے سے بھاگتے اور انسان سے دُور رہتے ہیں، سب ہولِ قیامت کی وجہ سے ایک جگہ جمع ہو جائیں گے)۔

۶۔ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝ اور جب سمندر دھواں بنا کر اڑا دیئے جائیں گے (یعنی جن سمندروں سے آج بادل اٹھتے ہیں اور پانی برستا ہے آخرت میں ان کی گرم ہواؤں سے آگ برسے گی)۔

آیاتِ بالا میں نفخ اول کا ذکر تھا اب نفخ ثانی کے بعد تمام لوگ پھر سے زندہ کیے جائیں گے روحیں جسموں میں ڈال دی جائیں گی

۷۔ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ۝ اور جب تمام لوگ جمع کیے جائیں گے

کافر کافر کے ساتھ، مومن مومن کے ساتھ، اسی طرح نیک و بد اعمال کرنے والے اپنے جیسے لوگوں کے ساتھ جمع کیے جائیں گے۔ اس روز لوگوں سے ان کے ہر عمل کے متعلق سوال ہوگا، یہاں تک کہ جس کر وہ اولاد سمجھ کر ظلم کرتے تھے ان سے بھی باز پرس ہوگی کہ یہ درحقیقت اللہ کی امانت تھی جو ان کو سونپی گئی تھی۔

۸۔ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ۝ اور جب زندہ درگور کی ہوئی لڑکی سے سوال ہوگا (جو عرب کی جاہلانہ رسم کے باعث باپ کے ہاتھوں بے رحمی کے ساتھ زمین میں زندہ گاڑ دی گئی تھی)

۹۔ بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ ۝ کہ وہ کس گناہ کے باعث قتل کی گئی

ظاہر ہے کہ لڑکی اپنی بے گناہی اور مظلومیت کا ذکر کرے گی۔ مظلوم کی یہ داستان کتنی دردناک ہوگی اور اس کے کیا نتائج ہوں گے اس کا اندازہ کر سکتے ہو؟ یہ بدترین گناہ ہے اور اللہ

سے کوئی گناہ چھپا بھی نہیں ۔ لوگ خود اپنا نامۂ اعمال آنکھوں سے دیکھ لیں گے ۔

۱۰۔ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝ اور جب اعمال نامے کھولے جائیں گے

۱۱۔ وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ۝ اور جب آسمان کی کھال اتار لی جائے گی (جیسے جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کی کھال کھینچ لیتے ہیں یعنی کوئی حجاب نہ رہے گا آسمان کے حقائق نظروں کے سامنے کھل جائیں گے)،

۱۲۔ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ۝ اور جب دوزخ دہکائی جائے گی،

۱۳۔ وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ۝ اور جب جنت (اہلِ جنت کے) قریب لائی جائے گی (تاکہ اس کا قرب ان کے لیے باعث مسرت اور تسکین ہو اور ان کو خود اس تک نہ جانا پڑے)

۱۴۔ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ ۝ تو (اس دن) ہر شخص جان لے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے

۱۵۔ فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝ پھر میں قسم کھاتا ہوں چلتے چلتے پیچھے پلٹ جانے والے تاروں کی (مراد پیغمبر بھی ہو سکتے ہیں جو آسمانِ نبوت کے تارے ہیں، آئے اور واپس گئے)

۱۶۔ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝ (اور قسم کھاتا ہوں) سیدھے چلنے والے (اور) رکے رہنے والے تاروں کی (اس مثال سے مراد وہ منافق ہو سکتے ہیں جو راہِ حق پر چلتے چلتے ٹھیر جاتے ہیں اور آخر میں پلٹ کر بلا ایمان کے بے نور ہو کر رہ جاتے ہیں)۔

۱۷۔ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ۝ اور (قسم ہے) رات کی جب کہ (اس کی ظلمت) ختم ہونے لگے

(یہ گویا مثال ہے سخت کافروں کی کہ حضور کی ذاتِ اقدس کو دیکھتے اور احکامات کو سنتے اور ان کا کفر بڑھتا ہی جاتا)۔

۱۸۔ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ۝ اور (قسم ہے) صبح کی جب سانس لے (یعنی اس کی روشنی پھیلے)۔

(یہ گویا مثال ہے مومن کی جس کے نورِ ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ غرض اس میں پیغمبروں سے لے کر، منافق، کافر، مومن سب کی قسمیں کھائی گئیں کہ یہی تین انسانوں کے گروہ ہیں اور انہیں کی ہدایت کے لیے پیغمبر آئے)۔

قسم اس بات پر کہ

۱۹۔ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝ بے شک یہ (قرآن) باعزت فرشتہ کی زبانی (پیغام) ہے اللہ

کا کلام ہے جبریل کے ذریعہ بھیجا گیا ہے)

۲۰- ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝ جو بڑی قوت والے، صاحب عرش کے پاس بڑے مرتبہ والے ہیں۔

جملہ فرشتے ان ہی کی اطاعت کرتے ہیں۔ وہ آسمان پر سب فرشتوں کے

۲۱- مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۝ سردار ہیں پھر (خدا کے پاس) امانت دار ہیں۔

جب لانے والے فرشتے کی صداقت و امانت کا یہ حال ہوا اور پیغام دینے والی وہ ذات ہو جس کی زبان سے تم یہ کلام سن رہے ہو تو اب شبہ کی گنجائش کہاں ہے۔

۲۲- وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۝ اور تمہارا رفیق کوئی مجنون (تو) نہیں۔

(ان کے ارشادات پر تعجب نہ کرو۔ حق کا کلام ہے۔ حق کی زبان ہے۔ ان کی عظمت کو پہچانو۔ وہ وہی ہیں جنہوں نے اپنے رب کو دیکھا ہے)۔

۲۳- وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۝ اور بلا شبہ انہوں نے اس کو افقِ منور پر دیکھا ہے۔

(اس جگہ جہاں زمین و آسمان ملتے ہیں الوہیت اور عبودیت کے ملنے کی واضح جگہ پر، جہاں بندگی کی انتہا ہوتی ہے وہاں رویتِ دیدار سے سرفراز ہو چکے ہیں)۔

۲۴- وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝ اور وہ غیب کی بات بتانے میں ذرا بخل نہیں کرتے۔

(جو کچھ تم کو بتا دینے کا حکم ہے بتا دیتے ہیں، جس کے بتانے کا حکم نہیں وہ اللہ پر چھوڑ دیتے ہیں اس کے حکم کے منتظر رہتے ہیں۔ جب حکم پاتے ہیں ہم کو بھی غیب داں بنا دیتے ہیں۔ اللہ کا علم، علمِ حضوری ہے اس کا علم لا متناہی ہے۔ حضورؐ کا علم عطیہ ہے جس قدر اللہ نے چاہا دیا)۔

۲۵- وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝ اور یہ (قرآن) کسی شیطان مردود کا کلام نہیں۔

(یہ دشمنوں کا بہتان ہے کہ آپ کے پاس کوئی جن آتا ہے اور کچھ بتا جاتا ہے۔ ہاں جو آتا ہے وہ جبریل امینؑ ہیں ان کو قرب خاص حاصل ہے۔ وہ رسولِ ملکی ہیں جو رسول کریمؐ پر وحی لاتے ہیں)۔

۲۶۔ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ۝ پس (اے منکرینِ حق) تم کدھر بہکے پھرتے ہو۔

۲۷۔ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ یہ (قرآن) تو بس دنیا جہان (والوں) کے لیے بڑی نصیحت ہے۔

لیکن

۲۸۔ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۝ اس کے لیے جو کوئی تم میں سے سیدھی راہ چلنا چاہے۔

(جو راہ راست پر چلنے کا ارادہ ہی نہ کرے کجروی جس کا طریقہ ہو وہ اس سے کیا ہدایت حاصل کرے گا تم ارادہ کرو توفیق رفیق ہوگی)۔

۲۹۔ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ع اور تم وہی کچھ چاہ سکتے ہو جو اللہ رب العالمین چاہے۔ (وہ تمہاری اصل فطرت سے آگاہ ہے جو تمہاری طبیعت کا تقاضا ہے تم اسی میں کمال حاصل کر سکتے ہو)۔

سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ

مکی انیس آیتیں ایک رکوع

گزشتہ سورت میں آخرت اور سزا و جزا کا ذکر تھا وہاں مرکزی آیت "علمت نفس ما احضرت" تھی یہاں سورت کا خلاصہ گویا "علمت نفس ما قدمت و اخرت" ہے، بتایا جا رہا ہے کہ اس دن انسان نے جو آگے بھیجا جو پیچھے چھوڑا جو پہلے کیا جو بعد میں کیا سب معلوم ہو جائے گا۔ انسان اپنی تخلیق ہی پر غور کرے تو ان امور کی صداقت پر ذرا شبہ نہ کرے جن کا تعلق حشر و نشر سے ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بہت سے لوگ اللہ کو کسی نہ کسی طرح تو مانتے بھی ہیں لیکن قیامت اور سزا و جزا کے قائل نہیں ہوتے۔ اس لیے آخرت کا تصور خصوصیت کے ساتھ اس منزل میں ذہن نشین کیا گیا ہے تاکہ مسلمان سمجھ لیں کہ حقیقت کے انکار سے حقیقت بدل نہیں جاتی۔ اور وہ اللہ کے رحمٰن و رحیم ہونے کے ساتھ اس کے مالک یوم الدین ہونے کا تصور قائم رکھیں اور اپنے فرائض سے غافل نہ ہوں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝ جب آسمان پھٹ جائے گا

۲۔ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝ اور جب تارے جھڑ جائیں گے

۳۔ وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝ اور جب سمندر بہ (کر مل) جائیں گے (یعنی ان کا پانی گرم لاوے کی طرح زمین پر بہ نکلے گا)

۴۔ وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ۝ اور جب قبریں اکھاڑ دی جائیں گی (یعنی قبروں سے مُردے اُٹھائے جائیں گے)

۵۔ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ۝ (اس دن) ہر شخص جان لے گا جو (اعمال) اس نے آگے بھیجے تھے اور جو (اثرات اس نے دنیا میں) پیچھے چھوڑے تھے (جو اچھے بُرے کام پہلے کیے یا بعد میں کیے یا کرنے سے قاصر رہا سب کچھ سامنے آجائے گا)۔

انسان وہی ہے جو اپنے رب کو پہچانے، کسی دھوکہ میں نہ پڑے۔

۶۔ يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ۝ اے انسان تجھ کو کس چیز نے اپنے ربِّ کریم کے بارے میں دھوکا دیا۔

کیا تجھ کو اپنی بڑائی کا خیال آگیا، اس کے کرم پر نظر نہ کی۔

۷۔ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ ۝ جس نے تجھ کو پیدا کیا، پھر (تیرے اعضاء کو) درست کیا، پھر (ان میں حکمت کے ساتھ) تناسب رکھا۔

غرض

۸۔ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ ۝ جس صورت میں چاہا تجھے ترکیب دے دیا۔

(کبھی تو باپ پر پڑا، کبھی ماں پر کبھی اپنے کسی اور عزیز پر اور کبھی سب سے جدا نظر آیا)

اے لوگو! تم اپنی تخلیق کو سمجھتے ہو پھر بھی دھوکہ میں پڑے ہو۔ اس کی وجہ اور کچھ نہیں

۹۔ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالدِّينِ ۝ ہرگز نہیں (سوائے اس کے کہ تم احسان فراموش ہو) بلکہ تم (روزِ) جزا کے منکر ہو (اگر قیامت، سزا و جزا کو حق جانتے تو یہ جسارت نہ کرتے)۔

۱۰۔ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ۝ اور (تم یاد رکھو کہ) تم پر (اللہ کے) نگہبان (فرشتے) لگے ہوئے ہیں

۱۱۔ كِرَامًا كَاتِبِينَ ۝ (یہ) کراماً کاتبین (ہیں بڑی عزت والے روزنامچہ لکھنے والے۔ جو حرف حرف صحیح لکھتے ہیں)۔

۱۲۔ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ○ (تم ان کو نہیں دیکھتے لیکن) وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے رہتے ہو۔

اگر سزاو جزا نہ ہوتی تو قدرت کی طرف سے اس اہتمام کی ضرورت ہی کیا تھی۔ یاد رکھو کہ

وزنِ اعمال کے بعد

۱۳۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ○ بلاشبہ نیک لوگ بہشت میں ہوں گے (جہاں ان کو ہر قسم کی نعمتیں میسر ہوں گی)۔

۱۴۔ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ○ اور یقیناً بدکار دوزخ میں ہوں گے

۱۵۔ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ○ اس میں وہ قیامت کے دن ڈالے جائیں گے (جو جزا و سزا کا دن ہوگا)

۱۶۔ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ○ اور وہ (اس میں ہمیشہ رہیں گے) اس سے غائب نہ ہو سکیں گے (نکل نہ سکیں گے)

۱۷۔ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ○ اور (اے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم اس دن کا اندازہ محض علم سے نہیں کیا جا سکتا) آپ کو کیا معلوم کہ وہ انصاف کا دن ہے کیا۔

۱۸ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ○ پھر آپ کو کیا خبر کہ وہ روز جزا کیا ہے (اس کی کیفیات آپ کا رب ہی جانتا ہے جس کی نظروں کے سامنے سب کچھ ہے)۔

۱۹۔ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ؕ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ○ ع (یہ وہ دن ہوگا) جس دن کوئی شخص کسی کے کچھ کام نہ آسکے گا نفسی نفسی پڑی ہوگی سب رشتے ناطے ختم ہو جائیں گے) اور تمام حکم اس دن اللہ ہی کا ہوگا۔

(اسکے آگے کسی کو دم مارنے کی مجال نہ ہوگی، سوائے اسکے جسکو اللہ اجازت دے اور جس کو سفارش کا حکم ہو، گویا اس دنیا میں جو تھوڑے بہت اختیارات دنیاوی حاکم، آقا اور دیگر لوگوں کو دیئے گئے تھے اس دن سب کے وہ اختیارات سلب ہو چکے ہونگے اور حکم مطلقاً اللہ ہی کا ہوگا)۔

سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ

کی چھتیس آیتیں ایک رکوع

گزشتہ سورت میں عقائد کی بنا پر سزاو جزا کا بیان تھا یہاں اعمال اور بالخصوص معاشرے سے

متعلق اعمال کی اہمیت کا بیان ہے اور یہ بھی آخرت کے تعلق کے ساتھ ہے۔ نیز گزشتہ سورت میں اجمالاً ابرار اور فجار کا ذکر ہوا یہاں کسی قدر تفصیل سے اس پر روشنی ڈالی گئی ہے، منشا یہی ہے کہ توحید، رسالت و آخرت لوگوں کے ذہن نشین ہو جائے اور ہر وقت اللہ کے رو برو حاضر ہونے کا تصور قائم رہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱۔ وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ ۝ خرابی ہے (ناپ تول میں) کمی کرنے والوں کے لیے۔

ان کی عادت یہ ہوتی ہے کہ

۲۔ الَّذِيۡنَ اِذَا اكۡتَالُوۡا عَلَى النَّاسِ يَسۡتَوۡفُوۡنَ ۝ جب وہ لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں (ذرا کمی نہیں آنے دیتے)

۳۔ وَاِذَا كَالُوۡهُمۡ اَوْ وَّزَنُوۡهُمۡ يُخۡسِرُوۡنَ ۝ اور جب یہ لوگوں کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو ان کو نقصان میں ڈالتے ہیں (یعنی کم دیتے ہیں، ان کا حق تک ادا نہیں کرتے۔ یہ بخل اور خودغرضی ہی معاشرے کو بگاڑتی ہے اور اخلاق کی بالیدگی میں حائل ہوتی ہے)۔

تول اور ناپ برابر ہونے میں بڑی وسعت ہے، اس میں انسان کا ہر عمل آسکتا ہے، عمل ظاہری اور عمل باطنی میں برابری، حقوق کی ادائیگی میں کمی نہ آنے دینا، یہی فرد و معاشرہ کی صلاح کی بنیاد ہے۔ جو یہاں زیادہ دیتے ہیں وہ اللہ کے یہاں بھی جس کے ہاتھ میں میزان عدل ہے زیادہ ہی پائیں گے اگر آخرت پیش نظر رہے تو انسان سمجھے کہ اس کا بخل خود اپنی ذات کے ساتھ بخل ہے۔

۴۔ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمۡ مَّبۡعُوۡثُوۡنَ ۝ کیا یہ لوگ (اتنا) خیال نہیں کرتے کہ ان کو مرنے کے بعد زندہ ہونا ہے

۵۔ لِيَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ۝ اس عظیم دن میں (جس کو قیامت کہتے ہیں جہاں میزان عدل قائم ہوگی، اور)

۶۔ يَّوۡمَ يَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ جس دن لوگ پروردگار عالم کے سامنے (جواب دہی کے لیے) کھڑے

الْعٰلَمِيْنَ ۝ ہوں گے (اور جب تک حکم نہ ملے گا کھڑے رہیں گے یہ بڑی ہیبت کا مقام ہوگا)۔

کافرو! کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ دن نہ آئے گا یا تمہارا نامۂ اعمال پیش نہ ہوگا یا تم باز پرس سے بچ جاؤ گے

۷۔ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝ ہرگز نہیں۔ بے شک بدکاروں کا نامۂ اعمال سجّین میں ہوگا (جس قید میں ان کو جانا ہے ان کے نام بھی وہیں مندرج ہوتے ہیں)۔

۸۔ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝ اور آپ کیا جانیں کہ سجین کیا ہے۔

۹۔ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ (سجین) ایک دفتر ہے (جس میں ہر دوزخی کا نام اس کا ہر عمل) لکھا ہوا (ہے)

آج یہ منکرینِ حق، حق کو جھٹلالیں لیکن اس دن اللہ کی گرفت سے بچ نہ سکیں گے۔

۱۰۔ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ خرابی ہوگی اس دن جھٹلانے والوں کے لیے

۱۱۔ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ جو انصاف کے دن کو جھٹلا رہے ہیں۔

۱۲۔ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝ اور اس (قیامت) کو وہی شخص جھٹلاتا ہے جو حد سے تجاوز کرنے والا، گنہگار ہے۔

اس کی تو عادت ہوتی ہے کہ

۱۳۔ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ جب ہماری آیتیں اس کے سامنے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو پرانے لوگوں کی کہانیاں (ڈھکوسلے) ہیں۔

۱۴ كَلَّا بَلْ ٚ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ نہیں نہیں، حقیقت یہ ہے کہ ان کے دلوں پر ان کے اعمالِ (بد) کا زنگ چڑھ گیا ہے

۱۵۔ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝ (ان کا آیاتِ الٰہی کے متعلق یہ خیال) ہرگز (درست) نہیں (ان کو اپنے انکار کی سب سے بڑی سزا یہ ملے گی کہ) وہ اپنے رب (کے دیدار) سے اس دن

روک دیئے جائیں گے ۔

۱۶۔ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۞ پھر یقیناً وہ دوزخ میں جائیں گے ۔

۱۷۔ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِىْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۞ پھر (ان سے) کہا جائے گا یہ وہی (دوزخ) ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے ۔

یاد رکھو کہ بدکار اور نیکو کار کا انجام یکساں نہیں ہو سکتا

۱۸۔ كَلَّاۤ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِىْ عِلِّيِّيْنَ ۞ (نیکو کاروں کو اجر نہ ملے ایسا) ہرگز نہیں (ہو سکتا) بیشک نیکو کاروں کا اعمالنامہ علیین میں ہوگا (ان بلند مقاموں میں اس قربِ الٰہی میں جہاں ان کو جانا ہے)۔

۱۹۔ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۞ اور آپ کو کیا معلوم کہ علیین کیا ہے ۔

(یہ اندازِ بیان کسی چیز کی خصوصی اہمیت کو ظاہر کرنے کیلئے ہوتا ہے)

۲۰۔ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۞ (علیین) ایک لکھا ہوا دفتر ہے (جس میں ان کے نام درج ہیں جن کو ان اعلیٰ مقاموں میں جانا ہے)

۲۱۔ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۞ جسے (اللہ کے) مقرب (فرشتے اور اس کے نیک بندے مسرت کے ساتھ) دیکھتے ہیں (اور اس بندۂ مومن کو پہچانتے ہیں) ۔

۲۲۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِىْ نَعِيْمٍ ۞ بے شک نیک لوگ نعمت (کے باغوں) میں ہوں گے (اللہ کی ان پر خاص نعمت ہوگی) ۔

۲۳۔ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۞ تختوں پر بیٹھے (اللہ کی نعمتوں کا) نظارہ کر رہے ہوں گے

۲۴۔ تَعْرِفُ فِىْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ۞ آپ ان کے چہروں پر آسودہ حالی کی شگفتگی (اثرِ نعمت اور آسائش کی کیفیات) پائیں گے ۔

۲۵۔ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۞ ان کو سربمہر خالص (پاکیزہ) شراب پلائی جائے گی (شراب بھی نادر، جام بھی نادر، پینے والے بھی نادر روزگار، پلانے والا رب العزت اس شراب کا کیا کہنا)۔

۲۶۔ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَفِىْ ذٰلِكَ اس پر مشک کی مہر ہوگی (جس کو ہاتھ میں لیتے ہی دماغ معطر ہو جائیگا)

فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ۞ اور (یقیناً یہ وہ شراب ہے کہ) اس کے لیے حرص کرنے والوں کو چاہیے کہ حرص کریں (اس کو حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت کی تمنا کریں)

۲۷۔ وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيْمٍ ۞ اور اس (شراب) میں تسنیم کی آمیزش ہوگی۔

جانتے ہو تسنیم کیا ہے؟

۲۸۔ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ۞ (تسنیم) ایک چشمہ ہے جس سے مقربین پیتے ہیں (یعنی اللہ کے وہ نیک بندے جو حُبِّ الٰہی اور کثرتِ نوافل سے قرب پا چکے ہیں یہ چشمہ ان کے لیے خاص ہے)۔

نیکوکاروں کا تو یہ حال ہوگا۔ اب بُروں کا حال سنو

۲۹۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ۞ وہ لوگ جو گنہگار تھے (دنیا میں) ایمان والوں پر ہنسا کرتے تھے (ان کا مذاق اڑایا کرتے)

۳۰۔ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ۞ اور جب ان کے پاس سے گزرتے تو آپس میں آنکھ مارتے

(ان کے متعلق حقارت سے آپس میں اشارے کرتے گویا ان کے دین اور ان کے اعمال کو مہمل سمجھتے)

۳۱۔ وَاِذَا انْقَلَبُوْا اِلٰى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ۞ اور جب اپنے گھروں کو واپس جاتے تو ہنسی دل لگی کی باتیں کرتے (مسلمانوں کا مذاق اڑاتے) جاتے (گویا دنیا کی نعمتیں ان کے عقیدہ کی درستی کی وجہ سے ان کو ملی ہیں اور مسلمان اپنے عقیدہ کی کمزوری کی وجہ سے غریب ہیں۔ اس خیال نے ان کو اور بھی گستاخ بنا دیا)

۳۲۔ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ۞ اور جب یہ (مغرور) لوگ ان (مسلمانوں) کو دیکھتے تو کہتے کہ بلاشبہ یہ لوگ گمراہ ہو گئے (کہ اپنا آبائی دین بھی چھوڑا دنیا کی لذتیں بھی چھوڑیں اور آخرت کی امید میں ریاضت و عبادت میں وقت گزارتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ ان کی حالت پر افسوس فرماتا ہے کہ مسلمانوں کی فکر میں لگے ہیں اور خود اپنی حالت سے غافل ہیں۔

۳۳۔ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ۞ حالانکہ یہ ان پر نگران کرکے نہیں بھیجے گئے۔

۳۴۔ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ۝ پس آج (یعنی قیامت کے دن) ایمان والے منکروں پر ہنستے ہوں گے۔

۳۵۔ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۝ (اور) تختوں پر بیٹھے (اپنی خوشحالی اور کافروں کی بدحالی کا) نظارہ کر رہے ہوں گے

۳۶۔ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ (اور دیکھ لیں گے کہ) واقعی منکروں کو ان کے اعمال کا خوب بدلہ ملا۔

(اس دن مومن کافروں کی ہنسی اور مذاق کو یاد کریں گے اور اپنے رب کے شکر گزار ہوں گے)۔

سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ

مکی — پچیس آیتیں — ایک رکوع

یہ منزل آخرت کے ذکر کے ساتھ خاص ہے اور اسی پس منظر میں عقائد صحیحہ، عمل نیک کے ثمرات کا ذکر اور بد اعمالیوں کی سزا کا بیان ہے۔ اس سورت میں بھی آخرت کا مضمون جاری ہے لیکن ایک نئے انداز سے۔ بتایا جا رہا ہے کہ تعمیل امر کسے کہتے ہیں۔ کائنات کی ہر شے تم کو تعمیل ہی کا درس دے گی، یہ سبق اس وقت بھی جاری ہوگا جب نظام عالم درہم برہم ہوگا۔ آسمان و زمین کا قیام و قرار بھی امر سے ہے اور اس کا پھٹنا اور متغیر ہو جانا بھی امر ہی کا نتیجہ ہوگا تم اپنی تخلیق پر غور کرو، اس نظام شمسی کو دیکھو سب کے سب اس کا حکم مانتے ہیں۔ تم بھی امر کے تابع ہو جاؤ تاکہ اس دن جب حکم اللہ ہی کا ہوگا تم بھی امن پاؤ اور تمہارا اجر لا متناہی ہو، قیامت آئے اور چلی جائے، تمہارا اجر ختم نہ ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝ جب آسمان پھٹ جائے گا

۲۔ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ اور اپنے پروردگار کا حکم بجا لائے گا (تعمیل امر میں ذرا دیر نہ ہوگی)۔ اور اسے سزاوار بھی یہی ہے۔

۳۔ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝ اور جب زمین (کھینچ کر) پھیلا دی جائے گی (اور ہموار کر دی جائے گی

تاکہ جملہ مخلوق جمع ہو سکے)۔

۴۔ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝ اور وہ اپنے اندر کے خزانے نکال کر باہر پھینک دے گی اور خالی ہو جائیگی (یعنی ہر وہ چیز جو اس میں مدفون ہے زمین اس کو باہر نکال پھینکے گی)۔

۵۔ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ اور وہ اپنے رب کے حکم کو بجالائے گی (اور تعمیل امر میں اسے بھی دیر نہ ہوگی) اور اس کو لازم بھی یہی ہے (زمین کے لیے یہی سزاوار ہے)۔

ہر بلند کو سماء اور ہر پست کو زمین سمجھو، دیکھو سب ہی اس کی اطاعت میں ہیں اور رہیں گے

اے انسان کیا تیرے لیے بھی یہی سزاوار نہیں کہ تو بھی فرمانبردار ہو جائے اور تابع امر رہے۔

۶ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝ اے انسان تجھ کو اپنے رب کی طرف (پہنچنے کے لیے) خوب کوشش کرنی ہے (کیونکہ تجھ کو ارادہ دیا ہے اور تو مکلّف بنایا گیا ہے۔ حرص و ہوس کو روکنا اس کے حکم پر چلنا یہی تیری تقدیر ہے) پھر تجھ کو اس سے ملنا ہے (اس ملنے کی تیاری کر)۔

اس کے بعد تعمیل امر میں آنے والے اور نہ آنے والوں کا حال بتایا جاتا ہے

۷۔ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۝ پس جس کو اس کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا

۸۔ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝ تو اس سے حساب آسانی سے لیا جائے گا (کاغذات پیش ہوں گے بات بات پر گرفت نہ ہوگی، اور حکم ہو جائے گا)۔

۹۔ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝ اور یہ اپنے گھر والوں کے پاس خوش خوش واپس آئے گا (خود بھی خوش ہوگا اس کے گھر والے بھی خوش ہوں گے)۔

۱۰۔ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۝ اور جس (بدنصیب) کو اس کا نامۂ اعمال پشت کے پیچھے سے دیا جائیگا

۱۱۔ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۝ تو وہ موت کو پکارے گا (اور موت اب نہ آئے گی)

۱۲۔ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ۝ اور (انجام کار) وہ دوزخ میں پڑے گا۔

۱۳- اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ
(یہ اس کا نتیجہ ہے کہ) وہ اپنے گھر میں (آخرت سے بے فکر) خوش وخرم رہا کرتا تھا۔

۱۴- اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۚۛ
اس نے سمجھ رکھا تھا کہ اس کو (اللہ کے سامنے) واپس نہیں جانا ہے۔

۱۵- بَلٰٓى ۚۛ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ؕ
کیوں نہیں (ضرور جانا ہے) بے شک اس کا رب اس کو دیکھ رہا تھا (اس کی زندگی کی ہر منزل اور ہر گھڑی کے اعمال اللہ کی نظروں کے سامنے تھے اور وہ اللہ کے انکار میں مست تھا)۔

۱۶- فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۙ
پس مجھے قسم ہے شفق کی (جب کہ دن تمام ہوتا ہے گویا زندگی کی شام ہوتی ہے اور ایک اور ہی روشنی نمودار ہوتی ہے)

۱۷- وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۙ
اور (قسم ہے) رات کی اور ان چیزوں کی جن کو وہ (اپنے دامن میں) سمیٹ لیتی ہے (یا آغوشِ قبر کی اور ان نورانی ہستیوں کی جو اس میں پردہ پوش ہو جاتی ہیں)

۱۸- وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۙ
اور (قسم ہے) چاند کی جب پورا ہو جائے (یعنی اس روشنی کی جو تاریکیوں کو منور کر دیتی ہے)

۱۹- لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ؕ
کہ تم کو (بتدریج زندگی اور آخرت کے منازل طے کرنا ہیں اور) زینہ بہ زینہ چڑھنا ہے۔

دنیا نے مومنوں کے مدارج دنیا میں دیکھے، سرکار دو عالم کی معراج بھی دیکھی اور مسلمانوں کی فتح اور کامیابی بھی۔ انسان خود اپنے کو دیکھے کہ اس کی حالت بدلتی رہتی ہے لڑکپن، جوانی، بڑھاپا دن، رات یہ سب اس کو ایک حالت سے دوسری حالت میں لے جاتے ہیں پھر بھی یہ کافر آخرت پر ایمان نہیں لاتے، اتنا نہیں سمجھتے کہ زندگی کی بھی ایک شام اور ایک صبح ہے۔

۲۰- فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۙ
پھر ان (ناسمجھوں) کو کیا ہوا کہ (موت کے بعد کی زندگی پر) ایمان نہیں لاتے۔

۲۱- وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ؕ
اور (عبادتِ الٰہی سے سرکشی کرتے ہیں یہاں تک کہ) جب قرآن ان کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ (اللہ کے سامنے سربسجود نہیں ہوتے) سجدہ نہیں کرتے۔

۲۲- بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ۙ
بلکہ کافر (اسے الٹا) جھٹلاتے ہیں۔

۲۳- وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ○ — اور (اس زبانی انکار کے ساتھ وہ بغض و عناد) جو وہ دلوں میں چھپاتے ہیں اللہ اس کو (بھی) خوب جانتا ہے۔

۲۴- فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ — پس آپ ان کو دردناک عذاب کی خبر دے دیجئے۔

۲۵- اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ○ — البتہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں ان کے لیے ایسا اجر ہے جو کبھی منقطع نہ ہوگا (ان کا اجر لامتناہی ہوگا اور بےحساب)

(اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں یہ اجر انعام فرمائے آمین)۔

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ

مکی　　بائیس آیتیں　　ایک رکوع

گزشتہ سورت میں تعمیل امر کا ذکر تھا کہ آسمان و زمین کیسے اس کے حکم کے تابع ہیں، یہاں بتایا جا رہا ہے کہ آسمان کیا ہے، آسمانی مخلوق کیسی ہوتی ہے، روحانیت کے لوگ کیسے ہوتے ہیں، ان سے کیسے کیسے معاملات ہوتے ہیں اور کیسے ان کو صبر کرنا چاہیے۔ اس صبر کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ ضمنی طور پر ان لوگوں کا ذکر آیا۔ جو حضرت عیسٰے علیہ السلام کے چند سچے پیرو تھے جو یہودی بادشاہ کے ظلم کا شکار ہوئے جن کے لیے آگ کی خندق کھودی گئی اور ہزاروں کی تعداد میں ان کو جلا دیا گیا۔ لیکن حق کی آواز نہ دبی۔ آگ کے شعلے ان کو حق سے ہٹا نہ سکے۔ آخر اللہ تعالےٰ نے ظالم کا خاتمہ کیا۔ اور دین حق کے تبعین کے لیے ایک اور مثال قائم کر دی۔ اس سورت کی یہ مثال ان بزرگوں کی روحانی عظمت پر شاہد ہے، مسلمانوں کو بارہا مظالم کا سامنا کرنا پڑا۔ آگ پر لوٹنا پڑا لیکن احد احد کی صدا ان کے لبوں پر رہی۔ صبر کا دامن انہوں نے ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اور آزمائشوں میں پورے اُترے۔ اللہ نے ان کو اجر سے نوازا۔ نور قرآن کو ان کے دلوں کے لیے سرمایۂ رحمت بنا دیا۔ جو لوح محفوظ اور سرکار دو عالم ﷺ کے قلب میں تھا دین حق کے پاسبانوں کو دے دیا گیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ — شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱- وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ○ — قسم ہے برجوں والے آسمان کی (بروج سے ستارے یا ان کی منزلیں مراد ہیں)

۲۔ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝ — اور اس دن کی (قسم) جس کا وعدہ ہے (یعنی قیامت)

۳۔ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝ — اور حاضر ہونے والے (دن یعنی جمعہ کی قسم) اور اس (یوم عرفہ) کی قسم جس میں لوگوں کی حاضری ہوتی ہے۔

قسم اس بات پر کہ مومن کو ایذا پہنچا کر لوگ خود ہلاکت کا سامان کرتے ہیں۔ اہل ایمان زمانے میں صبر کی آزمائش پر پورے اترے ہیں اور دنیا کے لیے مثال چھوڑتے جاتے ہیں، یہ آسمان صبر و شکر کے ستارے ہیں۔ ایک جزوی مثال اصحاب الاخدود کے زمانے کے پرستاران حق کی ہے ابھی ہزار ہا ایسے ستارے طلوع ہونا باقی ہیں اسلام کی ترقی کو روکا نہیں جا سکتا۔

۴۔ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝ — گڑھے (کھودنے) والے ہلاک ہوئے

۵۔ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۝ — (یعنی) ایک بڑی شعلہ فگن آگ والے (لوگ جو انجام کار میں ہلاک ہوئے جنھوں نے وہ آگ ایمان والوں کو اس میں پھینکنے کے لیے جلائی تھی)

۶۔ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝ — جب کہ وہ اس پر (یعنی اس آگ کے اردگرد) بیٹھے (تماشا دیکھ رہے تھے)

۷۔ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝ — اور جو کچھ وہ ایمان والوں کے ساتھ کر رہے تھے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے (لیکن ان کو ذرا رحم نہ آتا تھا)۔

۸۔ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ — اور وہ ان سے محض اس کا بدلہ لے رہے تھے کہ وہ اللہ پر ایمان لے آئے جو غلبہ والا، لائق حمد و ثنا ہے

۹۔ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ — جس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر ہے اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے (وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔ ایمان والوں کا ایمان اور صبر، اور کفار کا کفر اور مظالم، سب ہی سے وہ بخوبی آگاہ ہے)۔

۱۰۔ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ — بلاشبہ جن لوگوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اذیت پہنچائی (اور آزمائشوں میں ڈالا) پھر توبہ نہ کی تو ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے جلنے کا عذاب (بھی)۔

الْحَرِيْقِ ○

اور اسی طرح

۱۱-	اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ○	بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی (اور) یہی بڑی کامیابی ہے۔
۱۲-	اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ○	بے شک آپ کے رب کی گرفت بہت سخت ہے (کفار اس سے بچ کر نہیں نکل سکتے)۔
۱۳-	اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ○	بیشک وہی پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ زندہ کرے گا
۱۴-	وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ○	اور وہی بڑا بخشنے والا، بڑا محبت کرنے والا ہے
۱۵-	ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ○	عرش کا مالک ہے بڑا عظمت والا ہے (بڑی شان والا)
۱۶-	فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ○	جو کچھ چاہتا ہے کر ڈالتا ہے (تمہاری سب مرادیں پوری کرسکتا ہے)۔

لوگو! ایسے محبت کرنے والے اور ایسے صاحبِ اقتدار پروردگار سے روگردانی کیوں کرتے ہو
تم سے پہلے بھی منکر اقوام گزری ہیں ان کی حالت سے سبق لو۔

اے رسول ان کو فرعون وثمود کا حال بتا دیجیے

۱۷-	هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ○	کیا آپ کو ان لشکروں کی خبر پہنچی (جو انبیاء علیہم السلام کے مقابلے کے لیے جمع کیے گئے)
۱۸-	فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ○	(یعنی) فرعون وثمود کے (لشکروں کی۔ پھر آپ تو جانتے ہیں کہ اُن کا کیا حال ہوا ان کا حشر بھی ایسا ہی ہوگا)۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ ان واقعات کو جانتے ہیں لیکن ان سے درس عبرت نہیں لیتے

۱۹-	بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ○	بلکہ یہ کافر جھٹلاتے رہتے ہیں (لیکن وہ اللہ کی پکڑ سے بچ نہ سکیں گے)

۲۰۔ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۝ اور اللہ ان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔

آپ جو فرماتے ہیں حق ہے یہ مانیں یا نہ مانیں۔

۲۱۔ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝ در اصل یہ قرآن بڑی عظمت والا ہے (اس کا جھٹلانا بڑی حماقت ہے۔ یہ تو جانِ ایمان ہے، بڑی شان، بڑی عزت والا ہے)

۲۲ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝ لوحِ محفوظ میں (لکھا ہوا) ہے (یہ بات خود اس کی عظمت پر شاہد ہے۔)

یاد رہے کہ اس عظمت کا محرم، قلبِ رسول ہے، یہ بھی لوحِ محفوظ ہے یہ راز ایک محرمِ اسرار عبد صمد نے بتایا ہے۔ فرمایا کہ امت کو اس سے بڑا عطیہ کیا ملتا کہ اللہ کا فرمان حضور کے قلب کی تسکین، صحیفہ بنا کر عطا کر دیا گیا۔

سُوْرَةُ الطَّارِقِ

مکی — سترہ آیتیں — ایک رکوع

گزشتہ سورت میں قرآن کے لوحِ محفوظ میں مندرج ہونے کا ذکر تھا، اس کی عظمت کا بیان تھا یہاں اس کے قولِ فیصل ہونے پر زور دیا جا رہا ہے تاکہ انسان توحید، رسالت اور آخرت کے عقائد میں ذرا شک نہ کرے، اپنی تخلیق کو دیکھے اور اللہ پر ایمان لائے، اپنے ضمیر کی آواز کو سنے اور قوموں کے ہادی سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور سمجھ لے کہ جس قادرِ مطلق نے اسے پہلی بار ایک حقیر بوند سے پیدا کیا وہ اس کو پھر دوبارہ زندہ کر سکتا ہے۔ اس کے باوجود اگر کفار حیلہ سازی میں پڑے رہیں تو اللہ ان سے خود سمجھ لے گا۔ ان کا نہ کوئی معاون ہوگا نہ مددگار، دیکھو اس اجمال میں کتنی وسعت ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

۱ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝ قسم ہے آسمان کی اور اس چیز کی جو رات کو نمودار ہونے والی ہے (یعنی ستارہ کی یا آسمان پر پہنچنے والے محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی)

۲۔ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝ اور آپ کو کیا معلوم یہ رات کو آنے والی چیز کیا ہے

۳۔ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝ ایک چمکتا ہوا تارہ ہے (ایک نجم وحدت ہے، منور، درخشاں)

آسمانوں پر حفاظت کے سامان ہیں دنیا میں بھی اقوام کی حفاظت کے سامان ہیں، یہی نہیں بلکہ

۴۔ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝ کوئی شخص ایسا نہیں کہ اس پر (اللہ کی طرف سے) کوئی نگہبان (اور نگراں) نہ ہو۔

ہر قلب میں باری تعالیٰ کے وجود کا احساس، ہر ضمیر کی آواز حق کی معاون، پھر اللہ کے فرشتے انسانوں کے نگراں، جوان کو اکثر آفات سے بچاتے ہیں اور جب یہ لوگ حد سے بڑھتے ہیں تو ان کو اللہ کے حکم سے ہلاک بھی کر دیتے ہیں۔ یہ حقائق انسان کی سمجھ میں سب آجائیں اگر ذرا اپنی تخلیق ہی پر غور کرے۔

۵۔ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝ پس انسان کو چاہیئے کہ دیکھے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔

۶۔ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝ وہ ایک اچھلتے پانی (کی ایک بوند) سے پیدا کیا گیا ہے۔

جانتے ہو کہ یہ نطفہ کہاں پیدا ہوتا ہے

۷۔ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝ یہ (باپ کی) پیٹھ اور (ماں کے) سینوں میں سے نکلتا ہے (یہ وہ جوہر ہے جس میں تخلیق کی صلاحیت ہے)

جو ایک حقیر قطرہ سے انسان کو پیدا کر سکتا ہے کیا پھر وہ اس کو زندہ نہیں کر سکتا۔

۸۔ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝ بے شک وہ اس کو پھر (زندگی میں) واپس لانے پر قادر ہے۔

یاد رکھو یہ وہ دن ہوگا

۹۔ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝ جس دن پوشیدہ راز ظاہر کر دیئے جائیں گے (انسان سے اپنے عیب اور دلوں کے چور چھپائے نہ جاسکیں گے)

۱۰۔ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝ پھر نہ (خود) اس کا کچھ زور چلے گا اور نہ اس کا کوئی معاون ہوگا (غرض بڑی بے بسی کا عالم ہوگا)

کیا انسان کے لیے یہ واجب نہیں کہ اس دن کے آنے سے قبل اپنی حفاظت کا سامان کرلے۔ سامان توموجود ہے۔ اسے اپنالے، یعنی احکام خداوندی کو مان لے، قرآن کو حق جانے، صاحبِ قرآن کو اپنا نگرانِ حال بنالے، ان کا ہو رہے۔

۱۱- وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۝ اور قسم ہے آسمان کی جس سے مینہ اترتا ہے

۱۲- وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝ اور زمین کی جو (جا بجا سے بارش کے بعد ہی) پھٹ جاتی ہے (اور سبزہ اُگتا ہے۔ جس طرح زمین کے لیے بارش رحمت ہے اسی طرح روحِ انسانی کی بالیدگی کے لیے قرآن رحمت ہے)۔

قسم اس بات پر کہ

۱۳- اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝ بے شک یہ (قرآن) ایک فیصلہ کُن کلام ہے (یہ حق کو باطل سے جدا کرنے والا، واضح احکام سُنانے والا ہے ایک امرِ واقعہ ہے)۔

۱۴- وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝ اور یہ کوئی لغو (مذاق کی) چیز نہیں ہے۔

جو اس کو مذاق سمجھیں اس کا مذاق اڑائیں وہ خود اپنے کو دھوکہ دے رہے ہیں کسی اور کا نقصان نہیں کرتے۔

۱۵- اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝ وہ لوگ اپنی اپنی تدبیروں میں لگے ہیں (کہ حق و صداقت کو کس طرح ناکام بنایا جائے)

۱۶- وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝ اور میں بھی تدبیر کر رہا ہوں (کہ ان کی چالوں کو خود ان کے لیے کیسے مصیبت بنا دوں)

ان کی صلاحیتِ شر کو اور موقع دیجئے یہ دل بھر کر تکمیلِ شر کریں

۱۷- فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝ اب آپ کافروں کو (تھوڑی اور) مہلت دیجئے بس کچھ دنوں اور (ان کو ان کی حالت پر) چھوڑ دیجئے (پھر اللہ جب چاہے گا ان کو دیکھ لیگا)۔

ع ۱۷ / ۱۱

سُوْرَةُ الْاَعْلٰى

مکی انیس آیتیں ایک رکوع

گزشتہ سورہ میں قرآن کے قولِ فیصل ہونے کا ذکر تھا یہاں رب العزت اپنی تعریف فرما رہا ہے۔ اپنی شانِ کبریائی بیان کرتا ہے کہ انسان اپنے "رب اعلیٰ" کو یاد رکھے اور اسی کے آگے سربسجود ہو، کائنات کی تخلیق پر غور کرے۔ سوچے کہ خدا کی خدائی میں پیغمبر ہدایت کے لیے آتے رہے

ہیں انسان کا کام ان کے احکام کو قبول کرنا ہے، جس نے مانا اس نے فلاح پائی جس نے نہ مانا اس نے ہلاکت مول لی۔ ان حقائق پر قرآن بھی شاہد ہے اور سابق کتبِ آسمانی بھی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّکَ الۡاَعۡلَی ○ (اے حبیب) آپ اپنے پروردگار کے نام کی پاکیزگی بیان کیجیے جو (ارفع و اعلیٰ ہے اور امت کو بھی اپنے رب کی تسبیح کے آداب سکھائیے)

۲۔ الَّذِیۡ خَلَقَ فَسَوّٰی ○ (اس رب کی) جس نے (ہر شے کو عین حکمت کے مطابق) پیدا کیا پھر (اس کی استعداد و صلاحیت کے مطابق اس کو موزونیت اور تناسب کے ساتھ) درست کیا۔

۳۔ وَ الَّذِیۡ قَدَّرَ فَهَدٰی ○ اور جس نے (اشیاء سے لے کر انسان تک ہر ایک کے کمال کا ایک) اندازہ ٹھیرایا پھر (اس کی تکمیل یا اس کی نشوونما کی طرف) اس کی ہدایت کی (توفیقِ عمل سے نوازا)۔

۴۔ وَ الَّذِیۡۤ اَخۡرَجَ الۡمَرۡعٰی ○ اور جس نے (لوگوں کی نظروں کے سامنے حیات و موت کے نقشے پیش کیے، پہلے زمین سے) چارہ اُگایا

۵۔ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحۡوٰی ○ پھر اس کو سیاہ کوڑا کرکٹ بنا دیا۔

جس اللہ نے حیاتِ انسانی کے لیے اس درجہ اسباب مہیا فرمائے وہ اس کی حیاتِ روحانی کے لیے کیا کچھ سامان نہ فرمائے گا، حیاتِ روحانی کے لیے رحمت سرکارِ دوعالم ہیں اور قرآن مجید۔ اے حبیب ہم آپ کو تسبیح، تلاوت اور عبادت کے آداب مکمل بتا دیں گے یعنی

۶۔ سَنُقۡرِئُکَ فَلَا تَنۡسٰۤی ○ عنقریب ہم آپ کو پڑھا دیں گے پھر آپ (اسے) نہ بھولیں گے

۷۔ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ ؕ اِنَّهٗ یَعۡلَمُ الۡجَهۡرَ وَ مَا یَخۡفٰی ○ سوائے اس کے جو اللہ ہی (بھلانا) چاہے (یعنی جن آیات کا بھلا دینا ہی اللہ کو منظور ہو، اور) یقیناً وہ ہر ظاہر اور مخفی (امر کی حکمت و مصلحت) کو جانتا ہے (ہر شے کے ظاہر و باطن سے بھی آگاہ ہے)۔

گویا قرآن کو آہستہ آہستہ مکمل طور پر پڑھا دینا اور اس کی حفاظت دونوں کی ذمہ داری اللہ رب العزت کی ہے۔

۸۔ وَ نُیَسِّرُکَ لِلۡیُسۡرٰی ○ اور ہم آپ کے لیے (دین میں) سہولت کا سامان مہیا کر دیں گے (آپ کے

دین میں دشواریاں نہ ہوں گی، شریعت کا ہر پہلو فرد و جماعت کی بالیدگی اور فلاح ہی کا ضامن ہوگا)۔

یہ تو ہمارا کام ہے اور آپ کا کام پہنچا دینا ہے۔

۹۔ فَذَكِّرْ إِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝ پس آپ نصیحت کرتے رہیے جہاں تک نصیحت کارگر ہو۔

۱۰۔ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝ (البتہ) جس کو خوفِ خدا ہوگا وہی نصیحت قبول کریگا۔

۱۱۔ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ۝ اور اس سے وہی بدنصیب دُور رہے گا

۱۲۔ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝ جو (بالآخر دوزخ کی) بڑی آگ میں پڑے گا (جس کے اعمال اسے کشاں کشاں جہنم ہی کی طرف لیے جارہے ہیں)

۱۳۔ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝ پھر وہاں نہ وہ مرے گا نہ جیے گا۔

۱۴۔ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ بلاشبہ وہی بامراد ہوا جس نے اپنے کو پاک کرلیا (شریعت کا پابند بنا لیا، تصوّرِ صالح میں آگیا)۔

۱۵۔ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝ اور اپنے رب کا نام لیتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔

لیکن ایسے لوگ کم ہی ہوتے ہیں۔

۱۶۔ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ حقیقت یہ ہے کہ تم (لوگ بالعموم) دنیا ہی کی زندگی کو (آخرت پر) ترجیح دیتے ہو

۱۷۔ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّأَبْقٰى ۝ حالانکہ آخرت (ہی) بہتر ہے اور (وہی) باقی رہنے والی ہے۔

آیاتِ بالا میں جن احکامات کا ذکر ہوا یعنی قلب کو پاک کرنا، اس کو اللہ کی یاد سے معمور کرنا، اللہ کے سامنے سربسجود ہونا، اس کی کبریائی بیان کرنا وغیرہ ان کی وضاحت ہر زمانے میں انبیاء علیہم السلام نے اپنے زمانے کے مطابق کی ہے اور سرکارِ دو عالم ﷺ رہتی دنیا تک کے لیے شریعت عطا فرما رہے ہیں اس طرح اجمالاً دیکھو تو

۱۸۔ إِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُوْلٰى ۝ یقیناً یہ (سب کچھ) اگلے صحیفوں میں بھی لکھا ہوا ہے

یعنی

۱۹ ع صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝ ابراہیم اور موسٰی (علیہما السلام) کے صحیفوں میں۔

اگر حضرت ابراہیم اور حضرت موسٰی علیہما السلام کے صحیفوں پر ایمان ہے تو پھر محمد رسول اللہ، خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے کیوں روگردانی کرتے ہو۔

سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ

مکی چھبیس آیتیں ایک رکوع

گزشتہ سورت میں اللہ کی حمد وثنا اور شریعت محمدی کی اتباع کا ذکر تھا، جس کی بنیاد وہی ہے جو دیگر انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات اور شریعت کی بنیاد رہی۔ یہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ یہ اتباع شریعت خود انسان کے اپنے فائدے کے لیے ہے۔ انسان کو سوچنا چاہیے کہ اس کو کس کے سامنے کھڑا ہونا ہے اور وہ کیسی گھڑی ہوگی اور وہ کیا عالم ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱- هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝ (اے رسول) کیا آپ کو (ہر شے کو) ڈھانپ لینے والی (قیامت) کی خبر پہنچی (جب خداوند کریم کی عدالت کا دن قائم ہوگا)۔

اس دن پیش آنے والی باتیں بھی سننے کے لائق ہیں اور امت کے لیے یاد رکھنے کے لائق بھی۔

۲- وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝ کتنے ہی چہرے اس دن (اپنی بداعمالیوں کے باعث) ذلیل وخوار ہونگے۔

۳- عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ (دنیا میں یہ لوگ بلا ایمان کے محنت کرنے والے (تھے لیکن آخرت میں) تھکے ہوئے (خستہ حال ہوں گے)۔

حضرت شاہ صاحبؒ خوب فرماتے ہیں "کافر لوگ دنیا میں بڑی بڑی ریاضتیں کرتے ہیں اللہ کے یہاں کچھ قبول نہیں ہوتیں"

۴- تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝ (یہ لوگ) دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے آتش سوزان ان کا ٹھکانا ہوگی۔

۵- تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝ ان کو کھولتے ہوئے چشمہ سے پانی پلایا جائیگا۔

۶- لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ان کا کھانا بجز خاردار جھاڑ کے کچھ نہ ہوگا

ضَرِيْعٍ ۙ

۷۔ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۗ — جو نہ فربہ کرے گا اور نہ بھوک کو رفع کرے گا۔

(یعنی بظاہر یہ جھاڑیاں غذا معلوم ہوں گی لیکن غذا کا جو کام ہے یعنی جسم کو طاقت بخشنا اور بھوک کو دُور کرنا وہ بات اس سے حاصل نہ ہوگی)۔

برخلاف اس کے اہل جنت کا حال بھی سُن لو

۸۔ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۙ — کتنے ہی چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے

۹۔ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۙ — اپنے (نیک) اعمال سے وہ خوش ہوں گے (ایمان کے ساتھ جو عمل کیا وہ کام آئے گا)۔

۱۰۔ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۙ — (یہ اہلِ جنت) عالی شان جنت میں (ہوں گے)

۱۱۔ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۗ — جس میں وہ کوئی فضول بات نہ سنیں گے۔

۱۲۔ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۘ — اس (جنت) میں بہتے ہوئے چشمے ہوں گے۔

۱۳۔ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۙ — اس میں اونچے اونچے تخت (بچھے ہوئے) ہوں گے

۱۴۔ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۙ — اور آبخورے (قرینے سے) رکھے ہوں گے۔

۱۵۔ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۙ — اور غالیچے (سلیقہ سے) برابر برابر لگے ہوں گے

۱۶۔ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ۗ — اور نرم مسندیں (استراحت کے لیے جا بجا) بچھی ہوں گی۔

یہ جنت اسی دنیا میں ایمان و عمل سے حاصل کی جاتی ہے۔ اس صبر، استقلال اور سعی پیہم کی مثال اونٹ بھی ہے جو تمہاری نظروں کے سامنے ہے، خار دار چیزیں بھی کھاتا ہے، تمہارے لیے بے شمار فائدے بھی فراہم کرتا ہے۔ اگر تم اس کی تخلیق ہی پر غور کرو تو تم پر اللہ کی قدرت نمایاں ہو جائے گی۔ کسی بات میں شک نہ کرو گے۔

۱۷۔ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ — کیا یہ لوگ اونٹ پر نظر نہیں کرتے کہ وہ کیسا (عجیب طرح کا) پیدا کیا گیا

	كَيْفَ خُلِقَتْ ۞	ہے (کیا اس کے صبر سے وہ صبر نہیں سیکھتے)۔
۱۸۔	وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۞	اور آسمان پر (نظر نہیں کرتے) کہ وہ کس طرح بلند کیا گیا ہے (تاکہ ان میں بھی رفعتِ خیال پیدا ہو)
۱۹۔	وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۞	اور پہاڑوں کو (نہیں دیکھتے) کہ کیسے نصب کیے گئے ہیں (تاکہ ان میں بھی استقامت آئے)۔
۲۰۔	وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۞	اور زمین کو (نہیں دیکھتے) کہ وہ کیسے بچھائی گئی ہے (تاکہ ان میں فروتنی اور عاجزی کی صفات پیدا ہوں)۔

کیا یہ سب چیزیں اللہ کی قدرتِ کاملہ کا نمونہ نہیں اگر یہ زمین و آسمان اس کی تخلیق، کائنات اس کی پیدا کی ہوئی ہے تو نیا عالم اُس کے لیے پیدا کر دینا اور سب کو پھر زندہ کر دینا اس کے لیے کیا مشکل ہے بہرحال یہ حقائق ہیں یہ غور کریں یا نہ کریں۔

۲۱۔	فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ۞	پس (اے رسول) آپ تو ان کو سمجھاتے ہی رہیے آپ کا کام تو سمجھانا ہی ہے
۲۲۔	لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۞	آپ ان کو زبردستی منوانے والے تو نہیں (نہ آپ ان کے ذمہ دار ہیں البتہ جو آپ کا فرمانبردار ہے وہی فلاح پائے گا)
۲۳۔	إِلَّا مَنْ تَوَلَّى وَكَفَرَ ۞	مگر جس نے (آپ کی اطاعت سے) روگردانی کی اور (اللہ کی آیتوں کا) انکار کیا
۲۴۔	فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ۞	تو اللہ اس (بے دین) کو سخت عذاب دے گا۔
۲۵۔	إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ۞	بلاشبہ ان (کافروں) کو ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہوگا۔
النصف ۲۶۔ ع	ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۞	پھر یقیناً ہمارے ہی ذمہ ان کا حساب لینا ہوگا۔

سُوْرَةُ الْفَجْرِ

مکی تیس آیتیں ایک رکوع

لو الفجر آگئی، قرآن پاک کی آخری منزل بھی آخری منزل میں ہے۔ وہ سورتیں شروع ہوتی ہیں جن کو بالعموم زبانی یاد کیا جاتا ہے جن کو درس وتدریس میں بھی ایک خاص اہمیت حاصل ہے، یہ ہدایت بخشنے والی، دلوں کو منور کرنے والی چھوٹی چھوٹی سورتیں ہیں۔ لیکن ہر سورت اپنے مضمون اور اندازِ ہدایت میں ایک نیا پہلو لیے ہوئے ہے۔

بقول حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب صدیقی "اس سورت کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ انسان کی تین فطرتوں کا ذکر فرماتا ہے۔ ایک نیک اور ان کی نیکی متعدی، ان کی تعلیم کے اثر سے دوسرے اچھے ہو جاتے ہیں۔ یہ پیغمبر علیہم السلام ہیں۔ دوسرے وہ جن کی فطرت پیغمبروں کی فطرت جیسی تو نہیں مگر پیغمبروں کی تعلیم اور اثر سے وہ نیک ہو گئے ہیں، اور بعض تو ایسے نیک ہو گئے ہیں کہ ہزاروں لاکھوں میں ایک۔ اور تیسری فطرت والے وہ ہیں جن کے دل سیاہ ہیں ان میں کفر بھرا ہے۔ نہ صرف وہ خود خراب ہیں بلکہ دوسروں کو خراب کرتے ہیں"

رب العزت اس سورت میں ان مختلف فطرتوں کی قسم کھاتا ہے ان حقائق کو واضح کرنے کے لیے جو مختلف انسانوں کا نصیبہ ہیں پہلے منکروں کا بیان ہے اور ان صفاتِ مذمومہ سے آگاہ کیا جاتا ہے جو اللہ سے دُوری کا باعث بنتی ہیں۔ اس کے بعد مومنوں کی ان صفاتِ حمیدہ کی طرف توجہ مبذول کی جاتی ہے جو حصولِ جنت کا موجب بنتی ہیں، جنت میں داخل ہونے کا مژدہ لاتی ہیں مقامِ قرب میں پہنچاتی ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ — شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱۔ وَالْفَجْرِ ۝ — قسم ہے فجر کی (جو تاریکی سے نور میں لاتی ہے۔ اس فطرتِ انبیاء کی جو خود نورِ ایمان سے منور ہے اور دوسروں کو نور میں لاتی ہے)

۲۔ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝ — اور دس (مقدس) راتوں کی قسم

(جو ہر چند راتیں ہیں لیکن قابلِ احترام ہیں جیسے آخر ماہ رمضان یا عشرۂ ذی الحجہ یا یکم تا دہم محرم الحرام کی راتیں ان سے وہ صالحین بھی مراد ہو سکتے ہیں جو ہر چند فطرتِ انبیاء کی طرح خود منور نہیں لیکن انبیاءؑ کی تعلیم نے انہیں متقی اور بزرگ بنا دیا ہے اور ان سے لوگ فیض یاب ہوتے ہیں)۔

۳۔ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝ اور قسم ہے جفت اور طاق (راتوں) کی

(جفت یعنی عام راتوں کی قسم جو قابلِ تقسیم ہیں۔ ان سے وہ لوگ بھی مراد لیے جاسکتے ہیں جن میں خوبیاں بھی ہیں اور کمزوریاں بھی اور طاق راتیں جو ناقابلِ تقسیم ہیں جو ہزاروں راتوں میں اپنے فیوض و برکات کی وجہ سے منفرد ہیں۔ مثلاً شبِ معراج، شبِ عاشورہ، شب قدر، شبِ برات وغیرہ ان سے وہ اولوالعزم ہستیاں مراد ہیں جو اپنی نیکوکاری میں منفرد ہیں)۔

۴۔ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۝ اور رات کی قسم جب گزرنے لگے (کہ جوں جوں گزرے تاریکی بڑھتی جائے)

(یعنی وہ فطرت جو کفر میں بڑھتی ہی جائے اور قلب، سیاہ سے سیاہ تر ہوتا جائے۔ مراد وہ بدبخت ہیں جو خود کافر ہوتے ہیں اور دوسروں کو کفر میں کھینچتے رہتے ہیں)۔
ان میں تین فطرتوں کی طرف اشارہ ہوا اب پہلے ان لوگوں کا ذکر ہے جو کفر پر مُصر رہے، اللہ کی کائنات کو دیکھا، اس سے استفادہ کیا لیکن اللہ ہی کو نہ پہچانا بلکہ اس سے سرکشی کی۔ ان لوگوں کا انجام بتایا جارہا ہے تاکہ انسان اس سے عبرت حاصل کرے

۵۔ هَلْ فِىْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِىْ حِجْرٍ ۝ بلاشبہ عقلمندوں کے لیے ان (چیزوں) کی قسم (بڑی قسم) ہے

(ان سے متعدد امور پر روشنی پڑتی ہے۔ جس طرح بھی وہ ان کو سمجھیں ہر انداز سے حقیقت ایک ہی رہے گی۔ اور یکساں نتائج برآمد ہوں گے یعنی کفار کو سزا بہر حال ملے گی متقی بہر حال فلاح پائیں گے)۔

مثال بیان فرماتا ہے اور پہلے کفار کا ذکر ہے

۶۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ کیا آپ نے ملاحظہ نہ کیا کہ آپ کے پروردگار نے (قوم) عاد کے ساتھ کیا کیا (ان کا کیا انجام ہوا)

۷۔ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ بڑے بڑے ستون (اور عالی شان محلوں) والے جو ارم کہلاتے تھے (ان کا کیا حال ہوا)۔

اِرَم سے بعضوں نے شاہی خاندان والے، بعض نے قوم عاد کے اجداد میں ایک شخص کا

نام اور بعض نے ذات العماد سے اونچے اور بلند قد والے بھی مراد لیے ہیں جن کو ملک کا ستون کہا جاسکتا ہے)۔

ایسے طاقتور اور دراز قد کہ

۸۔ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝ جن کا مثل دنیا بھر میں کوئی پیدا نہیں کیا گیا۔

۹۔ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝ اور ثمود کے ساتھ (آپ کے رب نے کیا کیا) جو وادیوں میں پتھر تراشا کرتے تھے (یعنی پہاڑوں کو تراش کر نہایت مستحکم اور خوبصورت مکان بناتے تھے)۔

۱۰۔ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۝ اور فرعون میخوں والے کے ساتھ (کیا ہوا)۔

(یہی وہ فرعون تھا جو بڑی شوکت وحشمت والا تھا اور اپنے غرور اور تکبر کے باعث بڑا ظالم بھی بن گیا تھا)۔

۱۱ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝ (یہ سب وہ تھے جنہوں نے اپنے ملکوں میں سر اٹھا رکھا تھا۔

۱۲۔ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۝ پھر ان میں بڑا فساد پھیلا رکھا تھا۔

۱۳۔ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝ پھر آپ کے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا (ان کے تکبر کی دھجیاں اڑادیں)

۱۴۔ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝ بے شک آپ کا رب (نافرمانوں کی) تاک میں ہے (وقت پر ان کی گرفت کرے گا۔ وہ مہلت دیتا ہے کہ انسان سدھر جائے لیکن اگر وہ اپنی اصلاح نہ کرے تو اس کے قہر سے بچ نہیں سکتا)۔

۱۵۔ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۝ مگر انسان (تو عجیب ہی واقع ہوا ہے) کہ جب اس کا پروردگار اس کو (خیر سے) آزماتا ہے یعنی اس کو عزت دیتا ہے اور نعمت عطا فرماتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت بخشی (میری قدر کی مجھے بے مانگے دیا)

۱۶۔ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ اور جب وہ اس کو (اس طرح) آزماتا ہے کہ اس کی روزی میں تنگی کرتا

	عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۥ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۞	ہے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کیا (مجھ کو بڑی مشکل میں ڈال دیا)۔
۱۷۔	كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۞	ہرگز نہیں (بلکہ تمہارے اعمال نے تم کو ذلت ورسوائی میں ڈالا ہے) دراصل (تمہاری حالت تو یہ ہے کہ) تم یتیم کی قدر نہیں کرتے
۱۸۔	وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۞	اور نہ تم مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہو۔
۱۹۔	وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۞	اور (اپنی کمائی سے غریبوں کو کھلانا تو الگ رہا) تم (تو وہ ہو کہ) میراث کا مال بھی سمیٹ کر کھا جاتے ہو۔
۲۰۔	وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۞	اور تم مال سے بہت زیادہ محبت کرتے ہو۔
۲۱۔	كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۞	ہرگز (تم اپنے اعمال بد کے انجام سے) نہیں (بچ سکتے تم کو مرتے ہی دربار خداوندی میں حاضر ہونا ہوگا اس وقت) جب زمین توڑ کر ریزہ ریزہ کر دی جائے گی
۲۲۔	وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۞	اور آپ کا پروردگار تجلی فرمائیگا اور فرشتے قطار در قطار (حاضر) ہوں گے
۲۳۔	وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ۞	اور اس دن دوزخ حاضر کی جائے گی، اس دن انسان پچھتائے گا (کہ افسوس میں نے کیا کیا) لیکن اب پچھتانا کس کام کا۔
۲۴۔	يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ۞	(اس دن دوزخی) کہے گا کاش میں اپنی اس زندگی کے لیے کچھ (نیک عمل پہلے) بھیج چکا ہوتا (تو آج اس عذاب کا سامنا نہ ہوتا۔ اس کو اللہ کے ہاتھ سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا)۔
۲۵۔	فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ	پھر اس دن اللہ کے برابر نہ کوئی عذاب دینے والا عذاب دے گا

اَحَدٌ ۝

۲۶- وَلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ۝ اور نہ اللہ کی طرح کوئی گرفت کرنے والا گرفت کرے گا۔

منکرین کے یہ احوال اہلِ بصیرت کے لیے سبق آموز ہیں البتہ اللہ والے اللہ کی یاد میں لگے ہیں۔ انہوں نے شریعت کے تابع ہو کر عمل صالح کرنے کے بعد سکونِ قلب حاصل کر لیا ہے ان کا نفس نفسِ مطمئنہ بن گیا ہے، ان کو اطمینان حاصل ہو گیا ہے، ان کے لیے حکم ہو گا

۲۷- يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ اے (وہ شخص، وہ جان، وہ روح) وہ نفس جس نے اطمینان حاصل کر لیا

۲۸- ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ تو اپنے رب کی طرف واپس چل اس طرح کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔

۲۹- فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝ پھر تو میرے (برگزیدہ) بندوں میں شامل ہو جا۔

۳۰- ع وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝ اور میری بہشت (نعیم) میں داخل ہو جا (تو نے اللہ سے لو لگائی آج سے تو اس کا مہمان ہے)۔

سُوْرَةُ الْبَلَدِ

مکی بیس آیتیں ایک رکوع

سرورِ جنت کے ساتھ مکہ یاد آتا ہے اس کی قسم کھاتا ہے اور مکہ بھی وہ مکہ جہاں سرکارِ دو عالم مقیم ہوں۔ اہلِ عرب میں ربط کا یہ بھی ایک طریقہ تھا کہ بات سے بات یاد آئے قرآن نے یہی انداز اختیار کیا ہے لیکن مرکزی نقطۂ ہدایت ہر جگہ نمایاں ہے۔ جو کبھی مشاہدات کے ذریعہ، کبھی تخلیق کی طرف توجہ دلا کر، کہیں غیب کی باتیں سنا کر، انسان کو ظلمت سے نور اور نور سے نورٌ علیٰ نور کی طرف لے جاتا ہے اور جو شخص انکار پر اصرار کرے تو اس کا نصیبہ نار ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱- لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں

۲- وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ اور آپ اسی شہر میں رہتے ہیں۔

(مکہ کی عزت آپ کے دم سے ہے، ربِ محمد ہی ربِ کعبہ ہے، آج آپ کے لیے اس میں دشواریاں ہیں۔ کل آسانیاں ہوں گی)۔

۳۔ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝ اور قسم ہے باپ کی (یعنی آدم علیہ السلام) اور اس کی اولاد کی (یا حضرت ابراہیم اور ان کی اولاد سرکار دو عالم کی قسم یا حضور اور آپ کی امت کی قسم)

قسم اس بات پر یا شہادت اس امر کی کہ

۴۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ ۝ بے شک ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں (زندگی بسر کرنے کے لیے) پیدا کیا ہے۔

(پہلے والدین اس کے لیے مشقت اٹھاتے ہیں ماں مشقت جھیلتی ہے پھر یہ زندگی بھر محنت و مشقت میں لگا رہتا ہے۔ یہی اس کی تقدیر ہے)

۵۔ اَیَحْسَبُ اَنْ لَّنْ یَّقْدِرَ عَلَیْهِ اَحَدٌ ۝ (وقف لازم) کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اس پر کسی کا بس نہ چلے گا (اس سے اس کے اعمال کی باز پرس نہ ہوگی، کوئی اس کی گرفت کرنے والا نہیں)

ہر عمل کا دیکھنے والا اس کا پروردگار ہے، اگر وہ اسلام کی دشمنی اور سرکار دو عالم کی عداوت میں سب کچھ بھی لٹا ڈالے تو بھی اس سے اس کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا، حق روشن ہو کر رہے گا۔

۶۔ یَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۝ وہ (بڑے گھمنڈ سے) کہتا ہے کہ میں نے ڈھیروں مال خرچ کر ڈالا۔

۷۔ اَیَحْسَبُ اَنْ لَّمْ یَرَهٗۤ اَحَدٌ ۝ کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اس کو کسی نے نہیں دیکھا (اس کی ان مسرفانہ نافرمانیوں کا" کوئی دیکھنے والا نہیں)۔

۸۔ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِ ۝ کیا ہم نے اس کو دو آنکھیں نہیں دیں۔

(کیوں حق کو نہیں پہچانتا۔ اندھا بنا ہوا ہے، ہلاکت مول لے رہا ہے)۔

۹۔ وَلِسَانًا وَّشَفَتَیْنِ ۝ اور (کیا ہم نے اس کو ایک) زبان اور دو ہونٹ (نہیں دیئے کہ حق کہتا یا چپ رہتا)۔

۱۰۔ وَهَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِ ۝ اور ہم نے تو اسے دونوں راہیں دکھا دیں۔

(خیر و شر دونوں کے راستے بتا دیئے اور انجام سے آگاہ کر دیا)

۱۱۔ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝ پھر وہ (خیر یعنی عمل صالح کی) گھاٹی میں داخل ہی نہیں ہوا۔

۱۲۔ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝ اور آپ سمجھے؟ کہ گھاٹی کیا ہے (وہ دین حق ہے)

۱۳۔ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝ (یعنی) کسی (کی) گردن کا (مشکلات اور قید و بند سے) چھڑانا (ہے)

(غلاموں کو آزاد کرانا ہے۔ مجبور، بے آس کو آس دلانا مدد کرنا ہے)

۱۴۔ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۝ یا بھوک کے دن (یعنی قحط کے زمانہ میں) کھانا کھلانا (ہے)

۱۵۔ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝ یتیم کو جو قرابت دار ہے (یا ہمسایہ ہے کہ یہ دوہرا ثواب ہے)

۱۶۔ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝ یا مسکین (نادار، غریب) کو (کھانا کھلانا) جو خاک نشین ہے (مال و دولت سے محروم ہے)۔

لیکن شرط یہ ہے کہ یہ نیکی کرنے والا صاحب ایمان ہو یعنی

۱۷۔ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝ پھر وہ ایمان والوں میں سے ہو اور (ایسے لوگوں کی خوبی یہ ہے کہ) وہ ایک دوسرے کو صبر کی اور رحم کھانے کی نصیحت کرتے ہیں

(یہ مخلوق خدا پر رحم کی تلقین کرتے ہیں اور اللہ کی طرف سے رحم کی بارش ان کے دلوں پر ہوتی ہے)۔

۱۸۔ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝ یہ اصحاب یمین ہیں (یہ بڑے نصیبے والے لوگ ہیں یہ نور و نورانیت والے ہدایت یافتہ لوگ ہیں اللہ کے یہاں یہی عرش کے داہنی جانب ہوں گے)۔

۱۹۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝ اور جو ہماری آیتوں کے منکر ہوئے وہی بائیں ہاتھ والے ہیں (بدنصیب ہیں جن کو ان کے اعمال نامے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔)

۲۰۔ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ۝ ع ۱۵ یہ لوگ آگ میں بند کر دیئے جائیں گے۔

(یہی لوگ دوزخ میں پڑے ہوں گے سب دروازے بند ہوں گے آگ ان پر چھائی ہوگی، نکلنے کا کوئی راستہ نہ ہوگا۔ اللہ کی پناہ!)

سُوْرَةُ الشَّمْسِ

مکّی پندرہ آیتیں ایک رکوع

گزشتہ سورہ میں ناعاقبت اندیشوں کا بیان ہوا یہاں ایک دوسری اہم حقیقت کی طرف توجہ مبذول کرائی جارہی ہے، خالقِ کائنات، خود آفتاب و ماہتاب، زمین و آسمان اور کائنات کی قسم کھاتا ہے تاکہ انسان بغور سن لے اور خوب ذہن نشین کرلے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو نیکی و بدی کے دونوں راستے دکھلا دیئے۔ اسے ارادہ دیا، عقل دی، کہ وہ اپنے نفس کا تزکیہ کرے اور فلاح پائے۔ اور جو اپنی صلاحیتوں اور استعدادوں کو دباتا رہا، فسق و فجور میں مبتلا ہوا وہ برباد ہوا۔ انبیاء علیہم السلام کی امتوں کی تاریخ ان حقائق پر شاہد ہے دیکھو تاکید کے لیے کس کس انداز سے قسم کھائی جارہی ہے، حقائق پر سے کس کس طرح نقاب کشائی کی جارہی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ○ قسم ہے سورج کی اور اس کی دھوپ کی

(جس میں روشنی بھی ہے، حرارت بھی ہے اور حیات بھی ہے، گویا وہ اپنے رب کے انوارِ تجلیات پر شاہد ہے)۔

۲۔ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلٰهَا ○ اور چاند کی (قسم) جب وہ اس (غروبِ آفتاب) کے بعد آوے (اور اسی سے منور ہو۔ گویا رحمت بن کر نمایاں ہو)۔

(واضح رہے کہ جو تابعِ نبوت ہو جاتا ہے وہ بھی آفتابِ نبوت سے روشنی لے کر ماہتابِ امت بن جاتا ہے)۔

۳۔ وَالنَّهَارِ إِذَا جَلّٰهَا ○ اور (قسم ہے) دن کی جب وہ اس (آفتاب) کو چمکا دے۔

(دن گویا تعلیمِ الٰہی کی طرح ہے جو حقائق کو نمایاں کرتا ہے، قلب اگر نورِ ایمان سے منور ہو، رحمت کا پرتو پڑ گیا ہو تو تجلیاتِ الٰہی دیکھ لیتا ہے)

۴۔ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰهَا ○ اور رات کی (قسم) جب وہ اس (آفتاب) کو چھپالے۔

(اس کی روشنی کا کوئی اثر باقی نہ رہے ظلمتِ کفر قلب کافر پر چھا جائے)

۵- وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ۝ — اور آسمان کی (رفعتوں کی قسم) اور اس ذات کی جس نے اس کو بنایا۔

۶- وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ۝ — اور زمین کی (وسعتوں کی قسم) اور اس (کی قدرتِ کاملہ) کی جس نے اس کو پھیلایا۔

پھر زمین اور نفسِ انسانی میں ہر قسم کی صلاحیتیں پیدا کیں، انسان کو سمجھ دی کہ اس کو سنوارے یا بگاڑے

۷- وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝ — اور نفس کی (یعنی انسان کے جی اور جان کی قسم) اور اس (کی قدرت وحکمت) کی جس نے اس کو درست (اور ٹھیک ایک انداز سے) بنایا

۸- فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝ — پھر اس کو اپنی بدکاری (سے بچنے) اور پرہیزگاری (اختیار کرنے) کی سمجھ عطا کی۔

۹- قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ — یقیناً وہ مراد کو پہنچا جس نے (اپنے) اس (نفس یعنی روح) کو پاک کرلیا (سنوار لیا)۔

۱۰- وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝ — اور نامراد ہوا جس نے اس (روح، عطیۂ الٰہی) کو خاک میں ملا دیا۔

کیا اقوامِ عالم کے واقعات ان حقائق پر شاہد نہیں مثلاً

۱۱- كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ۝ — (قوم) ثمود نے اپنی سرکشی کے باعث (صالح علیہ السلام کو) جھٹلایا (اور ان کے احکام نہ مانے)

یہاں تک کہ

۱۲- اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝ — جب ان میں سے ایک بدبخت اٹھ کھڑا ہوا (کہ اللہ کی اس اونٹنی کو جو ایک

آیت نمبر (۱۲) مصنفِ تفسیر صدیقی تحریر فرماتے ہیں "صاحبو اشقیٰ کا لفظ عبدالرحمٰن ابن ملجم قاتل سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے بھی حدیث شریف میں آیا ہے۔ قدار بھی ایک عورت پر عاشق ہوا تھا اور عبدالرحمٰن ابن ملجم بھی ایک عورت قطام پر عاشق ہوا تھا، قدار نے اونٹنی کو مار کر ساری قوم ثمود کو تباہ کر دیا، ابن ملجم نے حضرت علی کو شہید کر کے خلافتِ اسلامیہ کو برباد کر دیا۔ اونٹنی کو مارنے کے بعد ایک عام عذاب نازل ہوا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد کیوں عذاب نازل نہیں ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ خلیفۂ پنجم امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ باقی تھے۔ کیا یہ عذاب سے کچھ کم ہے کہ ظاہری خلافت اُٹھ گئی اور خلافتِ اسلامیہ کی جگہ دنیوی سلطنت قائم ہوگئی"۔

یا یہ کہیئے کہ اہلِ عرب کو ایمان لانا تھا اور راہِ راست پر آجانے کے لئے کافروں کو تاقیامت موقع دینا تھا۔

معجزہ کے ذریعہ لوگوں کے اصرار پر پیدا ہوئی تھی مار ڈالے)

۱۳- فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقْيَاهَا ۝

تو اللہ کے رسول نے ان کو اللہ کی اونٹنی اور اس کی پانی کی باری سے (بھی) خبردار کیا (کہ اس کا خیال رکھنا ورنہ سخت عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے)

۱۴- فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوَّاهَا ۝

پھر (بھی) انہوں نے ان (پیغمبر) کو جھٹلایا (یعنی ان کی حکم عدولی کی، اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔ چنانچہ ان کے پروردگار نے بھی ان کے گناہ کے سبب ان پر عذاب نازل فرمایا پھر سب کو (خاک میں ملا کر) برابر کر دیا۔

۱۵- وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا ۝ ع

اور اللہ تعالیٰ کو ان کے انتقام کا کچھ ڈر نہیں (وہ ان جیسی سینکڑوں قومیں پیدا کر سکتا ہے اور کوئی اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا)۔

سُورَةُ اللَّيْلِ

مکی اکیس آیتیں ایک رکوع

اس سورت میں پروردگار عالم فطرتِ انسانی کی متضاد کیفیات کا ذکر فرماتا ہے، ساتھ ہی اپنے علیم اور محیط ہونے کی طرف بھی اشارہ ہے تاکہ انسان سمجھ لے کہ اس کی مختلف کوششوں کا انجام بھی مختلف ہے۔ نیک و بد، سخی اور بخیل، سچا اور جھوٹا، برابر نہیں ہو سکتے۔ دونوں کے اعمال کے ثمرات بہت مختلف ہیں ایک کے ساتھ رحمت ہے، اللہ کا فضل ہے دوسرے کے ساتھ مصیبت ہے اور اللہ کا قہر۔ دیکھو ایک نے حضور سرکارِ دو عالمؐ کی تکذیب کی، جہالت کا ثبوت دیا ابوجہل ہوا، دوسرے نے حضورؐ کی تصدیق کی، اللہ کے لیے مال و دولت خرچ کیا صدیق اکبر بنا۔ اب انسان کو اختیار ہے جو راہ چاہے اختیار کرے۔ بڑے لطیف انداز سے ہدایت ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

فطرتِ انسانی کے تاریک و روشن پہلو کو نمایاں کرنے اور اپنی صفات محیط و علیم کو ظاہر کرنے کے لیے پروردگار عالم رات و دن کی قسم کھاتا ہے۔

۱۔ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۙ قسم ہے رات کی جب کہ وہ چھا جائے

(دن کو چھپالے ۔ گویا ان انسانوں کی قسم ہے جو نورِ حق پر پردہ ڈالنے والے کافر ہیں ان کے قلب بھی سیاہ، ان کے نامۂ اعمال بھی سیاہ)

۲۔ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۙ اور (قسم ہے) دن کی جب وہ چمک اُٹھے

(گویا ان بزرگ ہستیوں کی قسم جن کی نورانی فطرت، تاریکیوں کو روشن کر دیتی ہے)

۳۔ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ۙ اور (قسم ہے) اس (ذات) کی جس نے نر و مادہ پیدا کیا (جن میں کوئی ہمتِ مردانہ رکھتا ہے، کوئی کمزور ہے)۔

قسم اس بات پر، شہادت اس امر کی کہ

۴۔ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۭ بے شک تمہاری کوششیں بھی مختلف نوعیت کی ہیں

ایک وہ جن کا تعلق اللہ سے ہے اور دوسرے وہ جو اللہ سے غافل و بے پروا ہیں ۔

۵۔ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۙ پھر جس نے (اپنا مال اللہ کی راہ میں) دیا اور (اللہ سے) ڈرتا رہا کہ دیکھیں عمل قبول بھی ہوتا ہے یا نہیں)

۶۔ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۙ اور جس نے اچھی بات (فرمودۂ رسول، کلمۂ حق) کی تصدیق کی

۷۔ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۭ تو ہم (اپنی سنت کے موافق) اس کے لیے راحت کے سامان مہیا کردیں گے (جنتِ نعیم میں اس کو جگہ دیں گے)۔

۸۔ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۙ اور جس نے بخل کیا اور (غریبوں، لاچاروں کی مدد نہ کی بلکہ اللہ اور اس کی مخلوق سے) بے پروا رہا

۹۔ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۙ اور اچھی بات (یعنی فرمودۂ رسول اور کلمۂ حق) کو جھٹلایا

۱۰۔ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۭ تو ہم بھی (اپنے وعدے کے مطابق) اس کے لیے مشکلات کے سامان مہیا کردیں گے (یعنی اسے جہنم میں پہنچادیں گے)

۱۱۔ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا اور (اس وقت) اس کا مال اس کے کچھ کام نہ آئے گا، جب وہ (ذلت و

تَرَدّٰى ۝ رسوائی یا دوزخ کے) گڑھے میں گرے گا۔

۱۲- اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝ بے شک (دین و دنیا کی) ہدایت ہمارے ہی اختیار میں ہے

ہدایت ہمارے ہی ارادے کے تابع ہے، تم اپنے ارادوں کو ہمارے ارادے کے تابع بنا لو، سب کچھ پا جاؤ گے)۔

۱۳- وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ۝ اور آخرت اور دنیا ہمارے ہی ہاتھ میں ہے

(ہم ہی جس کو جو چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں دنیا بھی ہماری ہے اور آخرت بھی ہماری)۔

البتہ ایک پیکرِ رحمت آچکا ہے وہ تم کو آگاہی بخشتا ہے تمہارا خیر خواہ ہے ۔اس کا فرمانا میرا ہی فرمانا ہے۔

۱۴- فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۝ پس میں نے تم کو ایک بھڑکتی ہوئی آگ سے خبردار کیا ہے۔

۱۵- لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ۝ اس میں وہی گرے گا جو بڑا بدبخت ہے

۱۶- الَّذِىْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ جس نے (حق کی) تکذیب کی اور (سرکارِ دو عالم کے فرمان سے) روگردانی کی۔

۱۷- وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝ اور اس سے پرہیزگار دُور ہی رکھا جائے گا۔

اس کو دوزخ کی ہوا تک نہ لگے گی، اس کو دوزخ سے کیا کام وہ تو وہ ہے

۱۸- الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝ جو اپنا مال (ومتاع) دل کو پاک کرنے کے لیے (سیرت کو سنوارنے کے لیے) دیتا ہے (اس کی سخاوت، نام ونمود کے لیے نہیں)

۱۹- وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ۝ اور اس پر کسی کا احسان نہیں جس کو اتارنے کے لیے وہ خرچ کرتا ہے

۲۰- اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۝ بلکہ محض اپنے خدائے برتر و اعلیٰ کی رضا جوئی کے لیے کرتا ہے

اس مردِ مومن، اس صدیقِ اکبر نے اللہ کی رضا جوئی کی۔

۲۱- وَلَسَوۡفَ يَرۡضٰى ۝ ع ۲۱-۱ ۱۷

اور (اللہ کا وعدہ ہے کہ) وہ شخص عنقریب خوش ہو جائے گا (اسے وہ ملیگا جو اس کو شاد کر دے)۔

دیکھو یہاں ولسوف یرضٰی فرماتا ہے سرکارِ دو عالمؐ سے تو اس سے کہیں بڑھ کر وعدہ ہے یعنی "ولسوف یعطیک ربک فترضٰی" جس کا ذکر آئندہ سورت میں آرہا ہے۔ مفسرین نے فرمایا ہے کہ ولسوف یرضٰی میں اشارہ صدیقِ اکبرؓ کی طرف ہے لیکن امتِ محمدیہ کو مژدہ ہو کہ سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے گا۔ آئندہ سورہ میں رحمۃٌ للعالمین، شفیع المذنبین، راحت العاشقین، مراد المشتاقینؐ کا ذکر آرہا ہے۔

سُوۡرَةُ الضُّحٰى

مکی گیارہ آیتیں ایک رکوع

گزشتہ سورہ "ولسوف یرضٰی پر ختم ہوا" صدیقِ اکبر کو بشارت ملی یہاں سرکارِ دو عالم کی تعریف ہے کہ مقامِ صدیقین پر فائز ہونے کے بعد ہی مقامِ نبوت کھُلتا ہے اس سورت میں عطائے خاص کا ذکر ہے، یہاں اللہ اپنے حبیب کو راضی کر رہا ہے۔ سورت کے شانِ نزول کے متعلق مفسرین نے فرمایا کہ سرکارِ دو عالمؐ پر چند روز وحی نازل نہ ہوئی تو آپ بے قرار ہوئے دشمنوں کو طعن کا موقع ملا خداوندِ کریم نے وہ تسکین عطا فرمائی کہ آج اس سورت کا سُن لینا ہی ہر امتی کے لیے باعثِ صد تسکین و انبساط ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ — شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱- وَالضُّحٰى ۝ — قسم ہے دن چڑھے کی (یعنی عروجِ سرکارِ دو عالم کی)۔

۲- وَالَّيۡلِ اِذَا سَجٰى ۝ — اور قسم ہے رات کی جب چھا جائے (یعنی اس حجابِ ذات کی جو نورِ ظہور پر چھایا ہوا تھا)۔

چند دن وحی، لطفِ ہمکلامی سے محروم رہنے کے باعث آپ بے قرار رہیں۔ دشمن طعنہ دے رہے ہیں کہ محمدؐ کے رب نے محمدؐ کو چھوڑ دیا وہ ان سے بیزار ہے۔ نہیں نہیں قسم ہے مجھے آپ کی اور اپنی کہ

۳- مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝ — نہ آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا اور نہ آپ سے ناراض ہوا

۴۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ — اور حقیقت تو یہ ہے کہ آپ کی پچھلی حالت آپ کی پہلی حالت سے بہتر ہے (آپ کے لیے عروج ہی عروج ہے، آپ کی امت کے لیے بھی دنیا سے آخرت بہتر ہے)۔

اے حبیب آپ فکر نہ کریں، آپ سراپا دین ہیں، آپ ہی کا دین پھیلے گا، شفاعتِ عظمیٰ آپ ہی کے لیے ہے۔ آپ کا رب آپ کی رحمت آشکارا کر دے گا

۵۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ — اور عنقریب آپ کو آپ کا رب وہ عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہوجائیں گے (امتی امتی کہنے والے، آپ کی شفاعت قبول ہوگی آپ کی امت کی لاج رکھی جائے گی)۔

امت کے سب گنہگاروں کی بخشش کے اشارہ کے بعد بھی اپنے حبیب کو خوش کر رہا ہے، محبت کی یادیں تازہ فرماتا ہے۔ محبت اور شفقت کے ذکر سے دل شاد کرتا ہے کہ دشمنوں کے طعنوں سے دل غمگین ہوا تھا۔ اللہ اللہ کیا دلجوئی ہے۔

۶۔ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝ — (اے حبیب) کیا اللہ نے آپ کو یتیم نہ پایا اور (اس دُرِ یتیم کو اپنے تاجِ شہنشاہی میں) جگہ (نہ) دی (اور اپنے فضل و کرم کے دامن میں نہ لیا، کہ آپ کی امت کا ہر گنہگار آپ ہی کے دامنِ رحمت میں پناہ پاتا ہے)۔

۷۔ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝ — اور اللہ تعالٰے نے آپ کو (سرگشتۂ شوق، وادیِ عشقِ الٰہی میں) سرگرداں پایا تو (اس نے) آپ کو منزلِ مقصود پر پہنچایا (غارِ حرا سے اٹھا کر تبلیغ کے فرائض سونپے کہ دنیا اپنے ہادی کو دیکھے، ہدایت پائے)۔

۸۔ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝ — اور اللہ تعالٰے نے آپ کو حاجت مند پایا (طلبِ صادق کی تڑپ، آپ ہی میں پائی) عطائے خاص سے نوازا) پھر سب سے بے پروا کر دیا۔

(یا یوں کہو کہ آپ نقدِ نبوت سے ابھی خالی تھے نبوت عطا کی اور خاتم النبیین بنایا۔ آپ کی امت کے اولیاء کو انبیاءؑ کے قریب کر دیا، اور دین کی حفاظت اور دین کی تبلیغ، قلوب کا تزکیہ اور قلوب کی تسکین کا ان کو سرچشمہ بنا دیا۔ یوں سمجھو کہ آپ کو عیال دار بنا دیا۔ آپ کی عیال میں آپ کے قرابت والے آپ کے قبیلہ والے آپ کے سارے امتی ہیں، سب کو تعلیماتِ الٰہی

دے کر غنی اور دنیا کے سہاروں سے بے نیاز کر دیا)

پس آپ کا رب آپ کا سہارا، آپ سارے جہان کا سہارا ہیں۔ ہر یتیم کو آپ سے ایک نسبت ہو گئی تو ہم نے ہر یتیم کا مرتبہ بلند کر دیا۔

۹۔ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ پس (اس نسبت کا پاس ضروری ہے) جو یتیم ہو اس (کی کمزوریوں کے باوجود اس) پر خفا نہ ہونا۔

یہ امت کے لیے رہتی دنیا تک ہدایت ہے۔ اور ایک دوسری ہدایت کا پاس بھی امت کو ضروری ہے۔ وہ ہدایت اس نسبت کے باعث ہے جو اولیاء، انبیاءؑ سب کو ذاتِ باری تعالیٰ سے ہے یعنی اللہ سے سوال کرنا، اسی سے مانگنا۔ ہر ایک میں یہ صلاحیت نہیں کہ سب کو دے سکے لیکن یہ صلاحیت ضرور ہے کہ سائل کو دیکھ کر جبین پر بل نہ لائے اس کو جھڑک کر دور نہ کرے۔

۱۰۔ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ اور جو مانگنے آئے (تم اس کو نہ بھی دے سکو) تو اس کو مت جھڑکنا۔

اور اے حبیب، اللہ آپ کا رب ہے وہی عطا کرنے والا ہے۔ آپ تقسیم کرنے والے ہیں۔ دیئے جائیے علم، عرفان، فیض، رحمت، حسبِ حاجت، حسبِ استعداد، آپ کے رب کی طرف سے اجازت ہے۔

۱۱۔ع وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ع اور آپ کے پروردگار نے جو نعمت عطا فرمائی ہے اس کا بیان کرتے رہیے (آپ کی زبانِ اقدس کا ہر لفظ، آپ کا ہر فعل یہاں تک کہ کسی معاملہ میں آپ کی خاموشی کو بھی حدیث ہی کا مقام حاصل رہے گا)

سرکارِ دو عالمؐ کی مکمل حیاتِ طیبہ "وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" کی تفسیر رہی اور قیامت میں بھی آپ کی رحمت اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر ہو گی۔

صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

سُوْرَةُ الْاِنْشِرَاح

مکی آٹھ آیتیں ایک رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

اے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم ان انعامات خصوصی کا تو ذکر ہوا۔ یہ سب ہوا اب ذرا یہ تو بتایئے

۱- اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ کیا ہم نے آپ کے سینۂ (مبارک) کو (نبوت وحکمت، ہدایت ومعرفت کے انوار کے لیے) کشادہ نہیں کر دیا (یعنی ہم نے آپ کا حوصلہ بھی بلند کر دیا)

۲- وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝ اور (ہر وہ چیز جو آپ کے قلب مبارک پر احساس ذمہ داری کے باعث بوجھ بنی ہوئی تھی سینہ کی کشادگی اور حوصلہ کی فراخی دے کر) ہم نے آپ کا وہ بوجھ (وہ بارِ گراں) اتار دیا

۳- الَّذِيٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ جو آپ کی پیٹھ توڑے ڈالتا تھا۔

واضح رہے کہ ایک کام کے ہلکا کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ کام کم کر دیا جائے دوسرے استعداد، حوصلہ وصلاحیت کو اس درجہ وسیع کر دیا جائے کہ ہر شے اس کے مقابلہ میں ذرّہ معلوم ہو۔ سرکارِ دو عالم کے لیے سہولتیں اسی دوسری صورت یعنی بلند حوصلگی اور کشادہ قلبی سے فراہم کی گئیں

۴- وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ اور (اسی لیے) ہم نے آپ کا ذکر (آپ کا نام آپ کا مذکور بہت) بلند کیا۔

تاکہ دنیا دیکھ لے کہ شفیع المذنبین، انیس الغریبین کیسا ہوتا ہے، ہر جگہ اللہ کے نام کے ساتھ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نام نامی وابستہ ہے۔ کلمہ، نماز، اذان، دعاء، ہر جگہ اللہ کے رسول کا نام ضرور ہے۔ غرض کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک محمد رسول اللہ نہ کہے اور محمد کے اللہ کو اپنا اللہ نہ سمجھے۔ اسی اللہ پر قیام وقرار نہ کرے۔

۵- فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ پس (اے حبیب امت کو بتا دیجیے) بیشک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے

۶- اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ بے شک ہر تنگی کے بعد فراخی ہے۔

(جب بھی کوئی کام اخلاص سے کیا جاتا ہے رحمت الٰہی دستگیری کرتی ہے مشکلیں آسان ہوتی جاتی ہیں۔ یہ اللہ کا اٹل قانون ہے۔ جب دین پھیلایا گیا تب بھی تھا جب پھیل چکا تب بھی ہے)۔

البتہ دشواریوں کو آسان کرنے کی کنجی یادِ الٰہی ہے جو سرکارِ دو عالم کا طریقہ تھا۔

۷۔ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ پس (آپ اپنا معمول جاری رکھیں کہ) جب آپ کو (تبلیغ واشاعتِ دین، فرائض نبوت سے ذرا) فراغت ملے تو ریاضت میں لگ جائیے (سامنے کھڑے ہوجائیے ہمارے ہوکر رہ جائیے آپ کی روح کی تسکین اسی سے ہے)

۸۔ ع ۸ ۱۹ وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝ اور آپ اپنے پروردگار (ہی) کی طرف متوجہ ہوجائیے (یہی خیال رہے کہ اے اللہ تو ہی میرا رب ہے میں تیرا بندہ ہوں)

(وہی آپ کے کام بناتا جاتا ہے، بناتا جائے گا، اور یہ سلوک آپ کے صدقہ میں آپ کی امت کے ساتھ جاری رکھے گا بشرطیکہ وہ آپ سے ہمت سیکھیں اور آپ سے اللہ کی یاد کا سبق لیں آپ کے تابع رہیں محمدؐ کے اللہ پر بھروسہ رکھیں "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ")

سُوْرَةُ التِّيْنِ

مکّی آٹھ آیتیں ایک رکوع

گزشتہ سورت میں سرکارِ دو عالم کا تذکرہ خصوصی تھا اور سورہ اس آیت پر ختم ہوا جس کا مفہوم یہ ہے کہ جب بھی فراغت ملے اللہ کی طرف رجوع ہوجاؤ۔ یہاں امت کو رجوع ہونے کی کیفیت اس کا انداز بتایا جا رہا ہے۔ رجوع ہونا یہ ہے کہ ہر حال میں، صحت ہو یا بیماری غذائے جسمانی کی تلاش ہو یا غذائے روحانی کی، اللہ ہی کی طرف خیال لگا رہے بندہ خوب سمجھ لے کہ میرا پروردگار ہی میرا حاکم ہے، یہاں بھی اور وہاں بھی اسی نے پیدا کیا، اور کیا خوب پیدا کیا اور اسی کی طرف جانا ہے۔ دیکھو! توحید، رسالت، آخرت، ایمان، عمل صالح کے وسیع مضامین کو کس اجمال کس اختصار کے ساتھ اور کیسے پیارے انداز سے بیان کیا جا رہا ہے گویا ایک مختصر سورت میں انسان کی ارتقا اس کی بلندی و پستی کا ذکر ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ تین کی قسم اور زیتون کی (قسم)

۲۔ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ اور طور سینا کی (قسم)

۳۔ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ۝ اور اس امن والے شہر (مکہ) کی قسم جہاں اللہ کا امین آیا اور جس نے اسے مامون بنا دیا)۔

تین و زیتون سے اگر انجیر اور زیتون مراد لیا جائے جیسا کہ بیشتر مفسرین نے لیا ہے تو اس سے مراد یہی ہوگی کہ دوا ہو یا غذا، نظر اللہ ہی پر ہونا چاہیے جس نے انسان کو پیدا کیا اور یہ نعمتیں عطا فرمائیں۔ اگر تین سے وہ پہاڑ مراد لیا جائے جو دمشق میں ہے اور جس کے دامن میں یحییٰ علیہ السلام کی قبر شریف اور اصحابِ کہف، انبیاء کے مزارات ہیں اور زیتون سے جبل زیتون مراد لیا جائے جو فلسطین میں ہے، جہاں حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق، حضرت یوسف، حضرت موسیٰ علیہم السلام کے مزارات ہیں تو ان سے تاریخ عالم کے ارتقا پر روشنی پڑتی ہے اور اس کے ساتھ طور سینا اور بلدِ امین کا ذکر گویا انسانیت کی تاریخ کا خلاصہ ہے جس کی قسم کھائی جا رہی ہے اور قسم اس بات پر کہ

۴۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۝ بلا شبہ ہم نے انسان کو بہترین تناسب (و اعتدال) پر بنایا ہے (بہترین اعضاء، بہترین صلاحیتیں، بہترین فطرت، اعتدالِ قوائے ظاہری و باطنی کے ساتھ تخلیق کیا)۔

لیکن افسوس کہ اکثر ناسمجھ انسان نہ اپنی صورت پر غور کرتا ہے نہ اپنی سیرت کو دیکھتا ہے بلکہ بیشتر اپنا سرمایۂ عقل و حکمت پستی کی طرف گرنے میں صَرف کرتا ہے اور جسم و جسمانیت کا عیش اس کا منتہائے نظر رہ جاتا ہے۔

۵۔ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ۝ پھر ہم نے اسے پست ترین حالت میں ڈال دیا (اس کا اخلاق گر گیا اس کی روح گناہوں میں آلودہ ہوتی گئی اور وہ نفس کی خواہشات کا غلام بن کر رہ گیا)

۶۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ سوائے ان کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے (اپنی استعداد اور صلاحیتوں کو ایک ضبط و نظم کے تحت اتباعِ سرکارِ دو عالم میں لگائے رہے) تو ان کے لیے غیر منقطع اجر ہے (وہ اجر جو نہ کبھی کم ہوگا، نہ کبھی ختم ہوگا)۔

۷۔ فَمَا یُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّیْنِ ۝ پھر اس کے بعد کون چیز تجھ کو قیامت کے بارے میں منکر بنا رہی ہے۔

۸۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝ ع کیا اللہ احکم الحاکمین نہیں (کیا اللہ سب سے بڑا حاکم نہیں کس کی مجال ہے کہ اس کے حکم کو ٹال سکے)۔

بلیٰ وانا علیٰ ذٰلک من الشٰھدین۔ یقیناً اللہ احکم الحاکمین ہے اور میں اس امر پر شہادت دینے والوں میں سے ہوں۔ میری بھی شہادت قبول فرمالے۔ اے احکم الحاکمین میرے گناہ معاف فرما۔ اپنی رحمت سے نوازتا جا، خاتمہ بالخیر ہو کہ خیرِ مجسم یعنی سرکارِ دو عالم کے دامنِ رحمت سے وابستگی مل جائے آمین۔

سُوْرَةُ الْعَلَق

مکی انیس آیتیں ایک رکوع

گزشتہ سورت میں ارتقائے انسانی کا ذکر تھا، اس کی پستی و بلندی کا ذکر ہوا۔ یہاں پستی و بلندی کا راز بتایا جا رہا ہے، انسانیت کی ترقی کا راز علم میں ہے وہ علم جو انسان کو اللہ سے قریب کرے "اقرأ باسم ربك الذی خلق" جس کی ابتدا اور "واسجد واقترب" جس کی انتہا ہے۔ یہی علم، روح کی غذا ہے۔ اس کا سرچشمہ وحی الٰہی ہے۔

لفظِ اقرأ ہی سے نزولِ قرآن شروع ہوتا ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ غارِ حرا میں مشغولِ عبادت تھے کہ اچانک حضرت جبرئیلؑ وحی لے کر آئے اور کہا "اقرأ" پڑھیے جب تک وہ صرف "اقرأ" کہتے رہے آپ نے نہ پڑھا جب اقرأ باسم ربک الذی خلق فرمایا یعنی اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے پیدا کیا تو آپ نے ان کے ساتھ اقرأ سے مالم یعلم تک پڑھا۔ یہی پانچ آیتیں مفسرین فرماتے ہیں کہ پہلے نازل ہوئیں، یہی علم، الحی القیوم کی صفتِ اولین ہے اسی علم کو عام کرنا، اور بندگانِ خصوصی کو مقامِ قرب تک لے جانا سرکارِ دو عالم ﷺ کی شان ہے۔ اس علم، اس اتباع سے منہ موڑنا جہل ہے۔ دینِ اسلام اسی جہل کا مقابلہ ہے۔ آئندہ آیات میں شاید اسی رعایت سے ابوجہل کا ذکر ہے جس کو خود اپنے رب کے سامنے جھکنے کی توفیق نہیں ہوئی اور دوسروں کو بھی راہِ حق سے روکتا رہا۔ اور سرچشمۂ علم و عرفان سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا مذاق ہی اڑاتا رہا۔ یاد رہے کہ جس کا تعلق اس سرچشمۂ علم و حکمت سے نہ ہو وہی ابوجہل ہے۔ اور دوزخ اسی کا ٹھکانا ہے، اہلِ علم و معرفت یعنی متبعینِ سرکارِ دو عالم ﷺ کا حصہ قربِ خداوندی ہے جو نماز اور سجدوں میں انہیں حاصل ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱۔ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ

(اے محمد) آپ پڑھیے اپنے رب کے نام کے ساتھ (یعنی اللہ کے نام کے اعجاز، اس کی برکت سے پڑھیے) جس نے (آپ کو اور سب کو) پیدا کیا

۲۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ

جس نے انسان کو (اولادِ آدم کو) جمے ہوئے خون سے پیدا کیا (وہ ابتدا میں تو خون کا ایک جما ہوا لوتھڑا ہی تو تھا جس میں نہ ادراک تھا نہ شعور)۔

۳۔ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ

آپ پڑھیے (آپ کو علم عطا کرنا آپ کے رب کا کام ہے) اور آپکا رب بڑی بزرگی (بڑی عظمت) والا ہے (وہ جمیع علم آپ کے سینۂ مقدسہ میں جمع کر دے گا وہ سینہ جس کو علم و معرفت کے لیے کشادہ کیا جائے گا)۔

۴۔ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ

(وہی تو ہے) جس نے (عام لوگوں کو) قلم سے علم سکھایا۔

(قلم کو حصولِ علم کے لیے واسطہ بنا دیا لیکن بلا قلم کے بھی علم سکھا دینا اللہ کے لیے کیا بڑی بات ہے یا یوں سمجھو کہ لوح پر جو قلم چلا وہ کاتبِ تقدیر نے آپ ہی کے حوالہ کر دیا تھا۔ جبرئیل تب بھی واسطہ تھے اب بھی واسطہ ہیں۔ سکھانے والا اللہ ہی ہے سیکھنے والے محمد ہی ہیں۔ جہاں، سرچشمۂ علم و فیض ذاتِ باری تعالیٰ خود ہو اور سیکھنے والی ذات ایک عبدِ کامل، اس کا رسول، تو وہاں علم کی وسعتوں کا کیا ٹھکانا)۔

۵۔ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۗ

اسی نے انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا (پھر اگر رسول کے سینے کو علم و عرفان کا منبع بنا دیا تو کیا تعجب)۔

ان پانچ آیات میں، اللہ کی ربوبیتِ عام، ربوبیتِ خاص، خالقیت عام، خالقیتِ خاص اور اس مخصوص عظمت کا ذکر ہوا جو علم اور علم بالقلم سے خاص ہے، وہ علم جو اللہ عطا فرماتا ہے جو حضور تقسیم فرماتے ہیں۔ جس نبوت کی ابتدا اس علم سے ہوئی ہو اس کی انتہا کا کیا ٹھکانا اس میں الجھنے کی کیا بات ہے، اس مردِ کامل سے سرکشی کیا معنیٰ اس کا انکار تو کفر ہے، جہل ہے۔

۶۔ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۙ

ہاں ہاں (حقیقت یہ ہے کہ) بے شک انسان حد سے نکل گیا (سرکش

ہو گیا، ذرا سمجھ بوجھ سے کام نہیں لیتا)

۷۔ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝
اس لیے کہ اس نے خود کو دیکھا (اور اپنے رب پر نظر نہ کی اور اس سے) بے پروا ہو گیا (اپنی دولت پر نازاں رہا اور ذکرِ فردا سے بے خبر)۔

۸۔ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ۝
(اے انسان) بے شک تجھ کو اپنے رب ہی کی طرف لوٹنا ہے (جہاں تیرے لیے تیرے اعمال کی سزا و جزا ہے)۔

یہاں تک بھولے ہوئے انسان سے عمومیت کے ساتھ خطاب تھا اب ابوجہل کی طرف خصوصی اشارہ ہے جس کی جہالت اپنی نظیر آپ ہے۔

۹۔ اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يَنْهٰى ۝
(اے رسول) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو منع کرتا ہے (روکتا ہے)

۱۰۔ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۝
ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے (حضور نماز کو کھڑے ہوتے تو ابوجہل مذاق اڑاتا، طرح طرح سے ایذا پہنچانے کی کوشش کرتا)۔

۱۱۔ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ۝
بھلا دیکھیے تو اگر وہ ہدایت پر ہوتا (خود پرہیز گار ہوتا)

۱۲۔ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ۝
یا پرہیز گاری کی ہدایت کرتا (تو اس کے لیے کیا ہی اچھا ہوتا۔ وہ نماز خود بھی پڑھتا اور دوسروں کو بھی نماز کی ہدایت کرتا)۔

لیکن جہالت، قلب پر پردہ ڈال دیتی ہے

۱۳۔ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝
آپ نے دیکھ لیا؟ اگر اس نے جھٹلایا اور روگردانی کی (تو کیا وہ سزا سے بچ سکے گا)

۱۴۔ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ۝
کیا وہ نہیں جانتا کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ منکرِ حق سب کچھ جانتا ہے آپ سمجھاتے ہی رہتے ہیں لیکن یہ ذرا اثر قبول نہیں کرتا وہ اللہ کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔

۱۵۔ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۝
ہرگز نہیں (بچ سکتا) اگر (اپنی سرکشی سے) باز نہ آئے گا (تو یقیناً) ہم اس کے پیشانی کے بال پکڑ کر (نہایت ذلت سے) گھسیٹیں گے۔

۱۶۔ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝
(یعنی وہ) پیشانی جس کا بال بال کذب اور خطاکاریوں سے آلودہ ہے۔

اس گستاخ ابوجہل سے کہیے جسے اپنی دولت، اپنے قبیلہ اپنی مجلس والوں پر ناز ہے کہ

۱۷- فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۝ اب اپنی مجلس والوں کو (حق کے مقابلہ میں) بلالے

۱۸- سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝ ہم بھی (دوزخ کے معمولی) پیادے بلاتے ہیں۔ (بدر میں صحابۂ کرام کی ایک معمولی جماعت نے دنیا ہی میں اسے واصل جہنم کر دیا)۔

۱۹- كَلَّا ۭ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝ ہرگز (اس کو اللہ کے عذاب سے بچانے والا کوئی) نہیں (اس کو اس کے حال پر چھوڑیئے) اس کی ایک نہ سنیے اور (اے حبیب) سجدہ کیجیے اور قریب ہو جائیے۔

(ہر سجدہ موجب قربِ و امتیاز ہے، قریب سے قریب تر کرتا جاتا ہے، وہ سجدہ جو آپ کی اتباع میں ہو آپ کی امت کے لیے باعثِ قرب رہے گا یہ سجدہ بمنزلۂ نماز ہے)۔

سُوْرَةُ الْقَدْرِ

مکی پانچ آیتیں ایک رکوع

گزشتہ سورت میں وہ پانچ آیتیں عطا ہوئیں جو سب سے پہلے نازل ہوئی تھیں یہاں ایک اہم حقیقت کا بیان ہے تاکہ یہ غلط فہمی پیدا نہ ہو کہ جو کلام جستہ جستہ اترا اس کی ترتیب منجانب اللہ نہیں ہے۔ بتایا جا رہا ہے کہ قرآن مجید جس مکمل صورت میں ہے وہ پہلے علم الٰہی سے لوح محفوظ پر آیا، اور پھر ضرورت کے مطابق تھوڑا تھوڑا نازل کیا گیا ہے، اور ہر آیت اور ہر سورت کو اسی جگہ پر رکھا گیا جس ترتیب سے وہ لوحِ محفوظ میں ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ کلامُ اللہ لوحِ محفوظ سے آسمان دنیا پر شبِ قدر میں نازل ہوا اور اسی عظیم الشان رات میں سمائے دنیا سے پیغمبر علیہ السلام پر نازل ہونا شروع ہوا۔ سورت میں اس رات کی عظمت کا بیان ہے تاکہ قرآن کی عظمت ذہن نشین ہو اور اس نسبت کے باعث اس رات کی عبادات کو خصوصی اہمیت حاصل رہے۔ اور بندۂ مومن خیر و برکت سے مستفیض ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱- اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ بیشک ہم نے اس (قرآن) کو (لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا کی طرف) شبِ قدر میں اتارا۔

آیت نمبر (۱) حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس رات کو آخری عشرۂ رمضان کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ بالعموم ۲۷ر رمضان کی شب، شبِ قدر خیال کی جاتی ہے اور اس میں تلاوتِ قرآن، اور عبادات کا اہتمام ہوتا ہے۔

(مترجمین نے یوں بھی ترجمہ فرمایا کہ بے شک ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں آسمانِ دنیا سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اتارنا شروع کیا اور تقریباً تیئیس سال میں اترا ہے)۔

۲- وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ شب قدر کیا ہے

یہ ایک اندازہ کی ہوئی بڑی برکت والی رات ہے، دل کو اطمینان اور سکون بخشنے والی رات ہے اس درجہ عظمت والی رات ہے کہ

۳- لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ لیلۃ القدر (کی عبادت اور نیکی) ہزار مہینوں (کی متواتر عبادات اور نیکی) سے بہتر ہے (یعنی اس سے بھی زائد ہے)

قرآن کی عظمت کو سمجھو کہ اس نزولِ قرآن کے باعث لیلۃ القدر کا ذکر تین بار ہوا اور اس تعلق سے اس رات کی نیکیوں کو ہزار سال کی نیکیوں پر ترجیح دی گئی یہ شب قدر ہر سال آتی ہے اور اب بھی

۴- تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ فرشتے اور روح القدس اپنے رب کے حکم سے ہر امر (خیر) کے لیے اس (رات) میں اترتے ہیں

۵- سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ (یہ) سلامتی (اور امن کی رات) ہے (اور) یہ (کیفیتِ امن وخیر) صبح کے نکلنے تک (رہتی ہے)

خوش نصیب ہے وہ جو اس رات کے فیوض سے بہرہ ور ہو۔ دیکھو نزولِ قرآن کے دروازے بند ہو چکے، کیونکہ قرآن مکمل ہو چکا۔ یہ اللہ کی آخری کتاب آخری نبیؐ پر نازل ہوئی لیکن فہمِ قرآن اور فیوضِ قرآن کے دروازے کھلے ہیں اور کھلے رہیں گے۔ رُوح سے مراد جبرئیلؑ ہی ہوں تو یہ مفہوم اور بھی واضح ہو جاتا ہے۔

سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ

مدنی آٹھ آیتیں ایک رکوع

گزشتہ سورہ نزولِ قرآن اور اس کی عظمتوں سے متعلق تھا اور فجر پر ختم ہوا، فجر کے ساتھ روشنی آتی ہے حقائق کو اجاگر کرتی ہے چنانچہ آفتابِ نبوت کے طلوع ہوتے ہی حق کی شعاعیں

عام ہوئیں اور عالم کو نورِ قرآن عطا ہوا۔ قرآنی دلیل حق ہے ۔ اس میں تمام کتب سماویہ، توریت، زبور، انجیل کی صداقتوں کا ذکر ہے سیدھی سیدھی حق کی باتیں ہیں تمام کتبِ آسمانی اور تعلیماتِ انبیاء کا خلاصہ یہی تھا کہ اللہ کی بندگی کرو۔ اس کی شریعت کے پابند رہو، بندگی اُس کے واسطے کرو۔ چنانچہ مشرکین کو ظلمت اور لغویات سے نکالنے اور اہلِ کتاب کو پھر راہ حق دکھانے کے لیے سرکارِ دو عالم ﷺ مبعوث ہوئے ۔ اللہ کے رسول خود بھی سراپا اعجاز، کتاب بھی معجز نما، اب بھی اگر مشرکین اور اہلِ کتاب میں اختلاف باقی رہے تو اس کا خمیازہ ان ہی کو بھگتنا ہوگا۔ جو منکر رہا گرفتارِ عذاب ہوا جو ایمان لایا فلاح پایا اللہ کی رضا اس کو حاصل ہوگئی ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

سرکارِ دو عالم ﷺ کی بعثت اس لیے تھی کہ

۱۔ لَمۡ یَکُنِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ وَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ مُنۡفَکِّیۡنَ حَتّٰی تَاۡتِیَہُمُ الۡبَیِّنَۃُ ۝ — اہلِ کتاب میں سے جن لوگوں نے کفر کیا، وہ اور مشرکین (کفر سے) باز آنے والے نہ تھے جب تک کہ ان کے پاس ایک روشن دلیل نہ آتی

۲۔ رَسُوۡلٌ مِّنَ اللّٰہِ یَتۡلُوۡا صُحُفًا مُّطَہَّرَۃً ۝ — (یعنی) اللہ کا ایک رسول جو (انہیں قرآن کے) پاک اوراق پڑھ کر سنائے

۳۔ فِیۡہَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ ۝ — جس میں وہ احکام درج ہیں جو (دین) کو قائم رکھنے والے (نہایت مستحکم) ہیں۔

(یہ قرآن رہتی دنیا تک ہر ایک کے لیے ہدایت ہے، اس کی ہر سورت گویا ایک کتاب ہے یا تمام کتبِ سماویہ کی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔ یہ بھی ظاہر فرما دیا کہ قرآن سرکارِ دو عالم ﷺ کے زمانہ ہی میں ضبطِ تحریر میں آچکا تھا)

اہلِ کتاب کی مخالفت تو دیکھو کہ وہ محض ضد کی وجہ سے مخالفت کرتے ہیں کسی شبہ کے باعث نہیں۔

۴۔ وَ مَا تَفَرَّقَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡہُمُ الۡبَیِّنَۃُ ۝ — اور اہلِ کتاب نے آپس میں اختلاف کیا تو اس کے بعد کہ ان کے پاس روشن دلیل (ہادی برحق سرکارِ دو عالم اور قرآن یعنی دلیلِ حق) آچکی

۵- وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝

حالانکہ ان (اہل کتاب) کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ (وہ لوگ) خالص اعتقاد کے ساتھ اللہ کی بندگی کریں (تمام اوہام باطلہ سے) یکسو ہو کر (حضرت ابراہیم کی طرح ہر طرف سے مُنہ پھیر کر محض اللہ کی عبادت کریں) اور نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہی سچا (سیدھا) دین ہے (ہر پیغمبر نے یہی تعلیم دی اسی تعلیم کی حضور تکمیل فرما رہے ہیں)۔

اب دو ہی صورتیں ہیں یا اس کو قبول کیا جائے یا اس سے انکار، تو واضح رہے کہ

۶- اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝

بے شک جو لوگ اہل کتاب میں سے (اس دین حق کے) منکر ہوئے وہ اور مشرکین دوزخ کی آگ میں پڑیں گے (اور) اس میں ہمیشہ رہینگے یہی لوگ بدترین مخلوق ہیں۔

۷- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝

(اور) بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہی جملہ مخلوق میں سب سے بہتر ہیں

۸- جَزَاۗؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝ ع ۸ ۲۳

ان کا صلہ ان کے پروردگار کے یہاں ہمیشگی والی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی (اور) وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی رہے گا وہ اللہ سے راضی رہیں گے (یاد رہے کہ) یہ اس کے لیے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے (اور اس کی عبادت کرتا ہے، اللہ کا رعب، اس کا دبدبہ جس کے قلب میں گھر کر چکا ہے، جو اس کی رضا کا جویا، اس کی رحمت کا طالب ہے)۔

سُوْرَةُ الزِّلْزَالِ

مدنی آٹھ آیتیں ایک رکوع

خشیت، رعب و جلال کے ساتھ ہی اُسی کا خیال آتا ہے جس کے حضور حاضر ہونا ہے جس نے سزا و جزا کے لیے ایک دن مقرر کر رکھا ہے، وہ دن جس دن کہ زمین کو ایک ہولناک زلزلہ

ہلا ڈالے گا، سب نشیب و فراز مٹ جائیں گے زمین میں دبی ہوئی چیزیں باہر آجائیں گی، میزان عدل قائم ہوگی انسان اپنے چھوٹے سے چھوٹے عمل کے نتائج دیکھ لے گا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱- اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ○ جب زمین (ایک سخت ہولناک) زلزلہ سے ہلا ڈالی جائے گی۔

۲- وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ○ اور زمین اپنے بوجھ (یعنی دفینے) نکال پھینکے گی۔

(جو کچھ بھی اس میں دفن ہے یعنی مُردے، معدنیات وغیرہ وہ سب باہر اگل دے گی)

یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوگا

۳- وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ○ اور (اس دن) انسان (حیرت سے) کہے گا کہ اس (زمین) کو کیا ہو گیا ہے۔

۴- یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ○ اس دن وہ (زمین) اپنی ساری سرگزشت بیان کر دے گی (کہ اس زمین پر کیا کیا کام کیے گئے، اچھے اور بُرے)۔

اور ایسا ہونا تعجب کا باعث نہیں

۵- بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ○ اس واسطے کہ آپ کے پروردگار کا اس کو یہی حکم ہوگا۔

اس دن انکار و اقرار، کفر و ایمان کی حقیقت واضح ہو جائے گی اور

۶- یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ○ اس روز لوگ (اپنے اعمال اور کردار کے بموجب) مختلف گروہوں میں آئیں گے تاکہ ان کے اعمال انہیں دکھا دیئے جائیں۔

ظاہر ہے کہ گنہگاروں کو اس دن ان معمولی سی نیکیوں کی تلاش ہوگی جو انہوں نے دنیا میں کبھی کی تھیں اور نیکوں کو ان برائیوں کا اندیشہ ہوگا جو اُن سے کبھی سرزد ہوئی تھیں اور اس دن انسان کا ہر عمل معمولی سے معمولی اور چھوٹے سے چھوٹا اس کی نظروں کے سامنے ہوگا۔

۷- فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ○ پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

۸- وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ ع

اور جس نے ذرہ برابر بھی برائی کی ہوگی وہ (بھی) اسے دیکھ لے گا۔

(پھر یہ اللہ کا فضل و کرم ہوگا کہ جس کو چاہے بخش دے)

سُوْرَةُ الْعٰدِيٰتِ

مکی گیارہ آیتیں ایک رکوع

گزشتہ سورت میں واقعاتِ قیامت کا ذکر تھا، انسان کے اعمال کی سزا و جزا کا ذکر ہوا یہاں اللہ تعالیٰ آخرت ہی کا مضمون ایک نرالے انداز سے بیان فرماتا ہے، ان سرفروشانِ راہِ حق کے گھوڑوں کی قسم کھاتا ہے جن کا جذبۂ جاں نثاری، وفاداری فتح و نصرت کا ضامن بنتا ہے۔ ایک گھوڑا اپنے آقا کا اس درجہ وفادار اور ایک انسان اپنے رب کا ناشکرا۔ وہ حیوان اس کا آقا ایک انسان۔ یہ انسان اور اس کا خالق ان سب کا رب۔ حیوان کا عمل اس کے جذبۂ شکرگزاری پر شاہد، انسان کے اعمال اس کے افعال اس کی ناشکری کے گواہ۔ وہ اپنی جان کی پرواہ نہ کرے، اِسے نقدِ دنیا کی تلاش۔ افسوس یہ بھول میں پڑا ہوا انسان اتنا نہیں سوچتا کہ اس کو اللہ کے روبرو حاضر ہونا ہے اور اللہ کو اس کے عمل، اس کے ارادہ سب کی خبر ہے۔ اس اجمال کی تفصیل پر جتنا غور کرو حقائق کھلتے جائیں گے۔ یہ اللہ کا کلام ہے۔ ہر مختصر سورت گویا ایک مکمل کتاب، سرمایۂ ہدایت ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱- وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝
قسم ہے دوڑنے والے گھوڑوں کی جو (اپنی محنت شاقہ کے باعث) ہانپتے جاتے ہیں (لیکن ان کی وفاداری میں کمی نہیں آتی)

۲- فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝
پھر (قسم ہے) آگ نکالنے والے گھوڑوں کی ٹاپ مار کر (یعنی جو پتھروں پر اپنی ٹاپوں سے چنگاریاں اڑاتے ہیں اور اپنے مالک کے اشاروں پر چلتے ہیں)

۳- فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝
پھر (قسم ہے) چھاپہ مارنے والوں کی صبح کے وقت

۴- فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝
پھر ان کی (قسم) جو اس وقت گرد اڑاتے ہیں (جب رات کی خنکی اور

صبح کی شبنم غبار کو دبائے رکھتی ہے)

۵۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝ پھر (قسم ہے) ان کی جو اس وقت (دشمن کی فوج میں جا گھستے ہیں (اور اس کو تباہ و برباد کرتے ہیں)۔

قسم اس بات پر کہ وفادار گھوڑوں کے مقابلے میں ایک بدنصیب انسان کی حالت پر غور کرو

۶۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝ بلاشبہ انسان اپنے رب کا بڑا ناشکر گزار ہے۔

۷۔ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝ اور بے شک وہ خود بھی اس بات کو خوب جانتا ہے (وہ اپنی ناشکری کا شاہد خود بھی ہے لیکن اپنی حالت کی اصلاح نہیں کرتا)۔

۸۔ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝ اور بلاشبہ وہ مال کی محبت میں بڑا سخت ہے (وہ دنیا کی محبت میں دیوانہ ہو رہا ہے اور آخرت سے غافل ہے)

۹۔ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۝ کیا وہ نہیں جانتا اس وقت کو جب قبروں سے مُردے اٹھائے جائیں گے

۱۰۔ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۝ اور سینوں کے سب راز ظاہر کر دیئے جائیں گے (کوئی راز راز نہ رہے گا، اللہ تو ان رازوں کو اب بھی جانتا ہے البتہ اس روز یہ سب پر آشکارا ہوں گے)۔

۱۱۔ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ۝ ع ۱۱ ۲۵ بے شک ان کا رب اس دن ان کی حالت سے خوب خبردار ہوگا۔

(اگر انسان یہ سمجھ لے تو اپنا دل پاک کرے، اپنی نیتوں کی اصلاح کر لے اور اپنے عمل سے اپنے رب کو راضی رکھے)

سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ

مکی گیارہ آیتیں ایک رکوع

گزشتہ سورت غفلت سے بیداری کی طرف لائی یہاں دل دہلانے والے حادثۂ قیامت کا ذکر ہے اور حشر و نشر، سزا و جزا کا بیان ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱- اَلْقَارِعَةُ ○ وہ کھڑکھڑانے والی (دلوں کو دہلانے والی، انسان کو جھنجھوڑنے، اور آواز دینے والی)

۲- مَا الْقَارِعَةُ ○ (جانتے ہو) کیا ہے وہ کھڑکھڑانے والی۔

۳- وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ○ اور آپ کو کیا معلوم کہ وہ کھڑکھڑانے والی کیا ہے؟

یہ وہ حادثہ، وہ واقعہ ہے جس سے کفار انکار کرتے ہیں لیکن جس کا واقع ہونا برحق ہے یہ وہ دن ہوگا

۴- يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ○ جس دن لوگ پریشان پروانوں کی طرح ہو جائیں گے

۵- وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ○ اور پہاڑ دھنکی ہوئی رنگ برنگے اون کی طرح ہو جائیں گے۔

یہی حشر ونشر، سزا وجزا کا دن ہوگا۔

۶- فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ○ پس جس کی تولیں بھاری ہوں گی (جسکے نیک اعمال کا وزن زیادہ ہوگا)

۷- فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ○ تو وہ خاطرخواہ عیش (ومسرت) میں ہوگا۔

۸- وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ○ اور جس کی (عمل نیک کی) تولیں ہلکی ہوں گی

۹- فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ○ تو اُس کا ٹھکانا ہاویہ ہے۔

۱۰- وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ○ اور آپ کو کیا معلوم کہ وہ (ہاویہ) کیا ہے۔

۱۱- نَارٌ حَامِيَةٌ ○ ع ایک دہکتی ہوئی آگ ہے (دوزخ کا ایک مقام ہے، ایک گڑھا ہے۔ جس کی آگ کی سوزش وتیزی کا اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا)۔

سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ

مکی آٹھ آیتیں ایک رکوع

غفلت کے بعد کی بیداری یعنی قیامت کا ذکر تھا، یہاں وجہ غفلت کا بیان ہے۔ یہ حرص دنیا اور مال و متاع ہے جو اللہ سے غافل کر دیتی ہے، اکثر لوگ اسی غفلت میں مبتلا ہیں موت ہی ان کی اس غفلت کا پردہ چاک کرتی ہے۔ حقائق سامنے آتے ہیں یہی غفلت موجب عذاب بن جاتی ہے پھر اپنی بداعمالیوں کا جواب بھی بن نہیں پڑتا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ (اے لوگو) تم کو کثرتِ مال کی طلب نے غفلت میں ڈال دیا (تم بے کار کاموں میں اپنا وقت ضائع کرتے رہے)

۲۔ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ یہانتک کہ تم قبروں میں جا پہنچے (زندگی بھر تم کو ہوش نہ آیا)۔

تم سمجھتے ہو کہ مال و دولت کی بہتات کام آتی ہے

۳۔ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ہرگز نہیں تم (اس حرص مال و دولت کے نتائج) عنقریب جان لوگے

تم اللہ کے عذاب سے بچ نہ سکو گے

۴۔ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ پھر (تاکیداً کہا جاتا ہے کہ) ہرگز نہیں تم عنقریب (ان ہوس پرستیوں کے نتائج) دیکھ لوگے۔

یہ دنیا اور اس دنیا کے عیش فانی ہیں جس نے دنیا کو آخرت کے لیے برتا وہی کامیاب رہا، آخرت ایسی چیز نہیں جس سے غفلت برتی جائے جس سے انکار کیا جائے۔

۵۔ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝ ہاں ہاں کاش تم (اس حقیقت کا) یقینی علم رکھتے (رسول کے کہنے پر یقین کرتے اور دولتِ دنیا کے حریص اور دیوانے نہ بنتے)۔

بہرحال

۶۔ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝ تم (اس حرصِ دنیا کی) دوزخ (کی صورت میں) دیکھ کر رہو گے

پہلے قبر میں اور

۷۔ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝ پھر (آخرت میں) اس (دوزخ) کو یقین کی آنکھوں سے دیکھو گے۔

۸۔ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝ پھر بلا شبہ تم سے اس دن جملہ نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا (کہ تم نے ان کو پاکر منعم حقیقی کو خوش رکھنے کی کیا کوشش کی یا یوں سمجھو کہ تم سے پوچھا جائے گا کہ بتاؤ دنیا کے عیش و آرام کی حقیقت کیا تھی۔ ہدایت کے اس انداز میں کس درجہ بیداری کے پیغام ہیں)۔

ع ۸ / ۴۷

سُوْرَةُ الْعَصْرِ

مکی تین آیتیں ایک رکوع

گزشتہ سورت نعمتوں کے متعلق باز پرس پر ختم ہوئی، اور ان لوگوں کا ذکر ہوا جو سراسر انکار اور حرص دنیا میں پڑے ہیں، یہاں خالق زمانہ، زمانہ کی قسم کھاتا ہے اور انسان کی ہدایت کا ایک مختصر لیکن جامع طریقہ بیان فرماتا ہے یعنی طریقۂ ایمان و عمل، شکر اور صبر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ وَالْعَصْرِ ۝ قسم ہے زمانہ کی

خالق زمانہ، زمانہ کی قسم کھاتا ہے اور تاریخ عالم کو اس حقیقت پر بطور شاہد پیش فرماتا ہے کہ ہر زمانے میں حقیقی کامیابی انہیں کو نصیب ہوئی جو راہِ ہدایت پر قائم رہے اور کسی آزمائش میں بھی ایمان و عمل، صبر و استقامت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ یا یوں سمجھو کہ خالق کائنات قسم کھاتا ہے اس آخری زمانہ کی جب سرکار دو عالم خاتم النبیین ہو کر تشریف لائے کہ اپنی رحمت کے دامن میں سب کو لے کر خالق کائنات سے ملا دیں اور یہ جلوۂ شام و سحر ایک ابدی زندگی میں بدل جائے اور نور ہی نور رہ جائے، بدنصیب ہے وہ جس نے عمر عزیز کو گنوایا، سرکار کا نام سنا اور رحمت کا دامن نہ پکڑا۔ ان کی اطاعت سے روگردانی کی۔

۲۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ یقیناً انسان خسارے میں رہا (کہ کسبِ سعادت اور کسبِ فیض سے محروم رہا۔ یہ آخری دَور پایا اور ایمان نہ لایا)

۳۔ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ ع ۲۸

مگر (اس ناقابلِ تلافی نقصان سے وہی محفوظ رہے) جو (خدا اور رخدا کے رسول پر) ایمان لائے اور (ایمان ہی پر اکتفا نہ کی بلکہ) نیک عمل کیے اور (یہی نہیں بلکہ وہ) آپس میں ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور صبر (واستقلال) کی تاکید کرتے رہے۔

یہ وہ لوگ ہیں جو خود نمونہ بنے اور دوسروں کی دستگیری کی۔ گرتوں کو سہارا دیا، آزمائشوں میں شکر گزار رہے اور صبر و استقلال کے پیکر بنے، شجاعت، یعنی دینِ حق کی پاسبانی جن کا شعار رہا ایمان اور عمل سے بھی اور صبر و شکر سے بھی، تاریخِ اسلام کے اولین دور میں نورِ نبوت کے ان پروانوں کی بے شمار مثالیں موجود ہیں)۔

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ

مکّی نو آیتیں ایک رکوع

گزشتہ سورتوں میں دین کا مذاق اڑانے والوں، عیب جوئی کرنے والوں اور دولت کی حرص کرنے والوں کا ذکر ہوا اور بتایا گیا کہ یہی لوگ خسارے میں ہیں۔ یہاں اس خسارے کی مزید تشریح کی جا رہی ہے کہ اہلِ ایمان پر طعن و تشنیع کی ہر زمانہ میں بوچھار رہی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱۔ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝

خرابی ہے ہر اس شخص کے لیے جو (سامنے) طعنہ دینا اور (پیٹھ پیچھے) عیب جوئی کرتا ہے

یہ وہ حریص اور خسیس ہے

۲۔ الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝

جو مال جمع کرتا (اسی دھن میں گرفتار رہتا) اور اس کو گن گن کر رکھتا ہے

۳۔ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۝

وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اس کے ساتھ ہمیشہ رہے گا۔

۴۔ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝

ہرگز نہیں (اس کا مال، اس کی اولاد سب یہیں چھوٹ جائیگی البتہ اس کی بداعمالیاں اسکے ساتھ جائیں گی) وہ یقیناً حطمہ میں ڈال دیا جائے گا۔

آیت نمبر (۴) حطمہ۔ توڑ پھوڑ کرنے والی، پامال کرنے والی، روندنے والی۔

۵۔ وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا الۡحُطَمَةُ ؕ ۔ اور آپ کیا جانیں کہ وہ حطمہ کیا ہے

۶۔ نَارُ اللّٰهِ الۡمُوۡقَدَةُ ۙ ۔ (وہ) اللہ کی آگ ہے جو (اس کے حکم سے) سلگادی گئی ہے

۷۔ الَّتِىۡ تَطَّلِعُ عَلَى الۡاَفۡـِٕدَةِ ؕ ۔ جو دلوں تک جا پہنچے گی۔

اور یہ وہ آگ ہے جس سے نہ گلو خلاصی ہے اور نہ موت، وہاں کسی ٹھنڈک کا گزر نہیں۔

۸۔ اِنَّهَا عَلَيۡهِمۡ مُّؤۡصَدَةٌ ۙ ۔ بیشک وہ (آگ) ان پر بند کردی جائیگی (وہ ان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوگی)

۹۔ ع فِىۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۔ (اس کے شعلے) لمبے لمبے ستونوں (کی صورت میں رہوں گے)

۲۹

کیا ان حقائق کے علم کے بعد بھی ان کو ایمان لانے اور عمل صالح کے اختیار کرنے میں کچھ شبہ ہے۔ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ آخرت سے قبل ان پر عذاب نہیں آسکتا۔ کیا ان کے سامنے وہ مثالیں موجود نہیں جہاں دنیا کی عظیم الشان قوموں کا قلع قمع کر دیا گیا جن کا ذکر آئندہ آئے گا اور اللہ کی اس قدرتِ کاملہ اور حکمتِ عملی کا بیان ہوگا جو دین کی نصرت کی ضامن ہے)

سُوۡرَةُ الۡفِيۡلِ

مکّی پانچ آیتیں ایک رکوع

گزشتہ سورتوں میں مال و دولت کی حرص، جاہ و حشمت پر ناز، عیب جوئی اور غیبت کی عمومی برائیوں سے متنبہ کیا گیا اور آخرت میں کامیابی کا راز بتایا گیا۔ یہاں ایک مشہور واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت سے چند ہی روز قبل کا ہے۔ یہ بات ذہن نشین کی جا رہی ہے کہ طاقت "شئے" میں نہیں "امر" میں ہے۔ اس کے حکم سے ہر ذرہ بڑے سے بڑے آتشیں بم سے زیادہ مہلک بن جاتا ہے۔ ہر چند اس کے پھینکنے والے معمولی پرندے ہی کیوں نہ ہوں۔ گویا جو کچھ فرمایا جا چکا تھا اس کو ایک واقعہ سے سمجھایا جا رہا ہے تاکہ ربّ کعبہ کی قدرت اور کعبہ کی عظمت دل میں گھر کرے اور دینِ حق کو پھیلانے کے لیے نظریں اسباب سے اُٹھ جائیں۔ یاد رہے کہ جہاں عمل کی بنیاد اخلاص پر ہوتی ہے اس کی افادیت اور عظمت کو مٹایا نہیں جا سکتا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۔ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱۔ اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ ۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے ربّ نے اصحابِ فیل کے ساتھ کیا کیا۔

بِأَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝

وہ بڑے گھمنڈ اور انتہائی طیش میں کعبہ کو منہدم کرنے چلے تھے اس لیے کہ یمن کے ایک حاکم "ابرہہ" نے ایک کلیسا بنایا تھا اور چاہتا تھا کہ لوگ وہاں جمع ہوں لیکن عربوں نے اسے حقارت سے دیکھا تو وہ خانہ کعبہ پر ہاتھیوں سے حملہ آور ہوا۔ سرکار دو عالم ﷺ کے دادا عبدالمطلب جو اس وقت کعبہ کے متولی تھے اس خبر کو پاتے ہی لوگوں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ لوگو اپنا بچاؤ کرلو۔ کعبہ جس کا گھر ہے وہ خود ہی بچالے گا، اور ایسا ہی ہوا۔

۲- أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝ کیا (اللہ نے) ان کی تمام تدابیر کو ناکام نہیں بنا دیا

۳- وَّأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيْلَ ۝ اور وہ اس طرح ہوا کہ اللہ نے) ان پر جھنڈ کے جھنڈ پرند بھیجے

ان کے پنجوں اور ان کی چونچوں میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں تھیں اور یہ

۴- تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ ان (کی فوج) پر کنکر کی پتھریاں پھینکتے تھے۔

(یہ کنکریاں اللہ کے حکم سے ایک طرف سے گھس کر دوسری طرف نکلتیں اور ایک ایسا زہریلا اثر چھوڑ جاتیں کہ ان سے بچنا مشکل ہوتا۔ بہت سے وہیں ہلاک ہوئے جو بھاگے وہ ان کے مضر اثرات کی تاب نہ لاسکے اور بڑی بڑی تکلیفیں اٹھا کر موت کے گھاٹ اُترے۔ یہ سزا تھی اس جسارت کی کہ اللہ کے گھر کو جس کو اس کے دوست نے بنایا، جس کو رہتی دنیا تک مرکز صدق وصفا بنا دیا گیا اس کو ڈھانے کی کوشش ایک متکبر شخص نے اپنی طاقت کے زعم میں کی، اور تم نے دیکھ لیا کہ

۵- ع فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُوْلٍ ۝ پھر ان کو (اللہ نے) کھائے ہوئے بھوسے کی طرح (پامال) کر دیا۔

سُوْرَةُ قُرَيْشٍ

مکی چار آیتیں ایک رکوع

گزشتہ سورت اللہ کی قدرت پر شاہد تھی یہ سورت اللہ کی محبت اور حکمت پر گواہ ہے اور قبیلۂ قریش کو جس کا تعلق سرکار دو عالم ﷺ اور ان کے خاص صحابۂ کرام سے تھا، اپنی محبت

اور انعامات کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس معزز بستی میں رکھا جس کے باعث وہ مفسدوں اور قزاقوں کے ہاتھوں سے امن پاتے اور عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں اور یہاں وہ بے آب و گیاہ زمین میں اپنی تجارت اور اوروں کی طرف سے عزت کے باعث سکون سے رہتے ہیں۔ کیا ان کا یہ فرض نہیں کہ وہ اپنے رب کی بندگی کریں جس نے ان کی ہر ضرورت کی کفالت محض اپنی محبت اور حکمت سے کی اور بھوک اور خوف سے نجات دی۔ قریش کو خطاب کر کے دراصل اہل مکہ کو مخاطب فرمایا ہے کہ تمام اہل مکہ کو اصحاب فیل کی زد سے بچایا گیا تھا۔ بلکہ یوں سمجھو کہ القریشی العربی سے محبت کرنے والے ہر دل کے لیے یہ ایک پیغام ہے، پیغام ہی نہیں بلکہ ایفائے عہد پر انعامات اور خوف سے نجات کی بشارت بھی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ لِاِیۡلٰفِ قُرَیۡشٍ ۝ چونکہ (اللہ نے) قریش (کے دلوں) میں ایک رغبت پیدا کر دی (انہیں چاہیے کہ اس رغبت، انس اور لگاؤ کو صحیح صرف کریں)

اللہ کا ان پر یہ بھی انعام تھا کہ

۲۔ اٖلٰفِہِمۡ رِحۡلَۃَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیۡفِ ۝ ان کو جاڑے اور گرمی کے سفر کی رغبت دلائی۔

(جاڑوں میں وہ یمن کی طرف جاتے کہ وہ گرم ملک تھا اور گرمیوں میں شام کی طرف کہ وہ سرسبز و شاداب اور سرد ملک تھا اور یہ سفر ان کی روزی اور عزت دونوں کا موجب رہا۔ تو پھر کیا وہ بڑے سفر سے غافل ہو گئے، اس سفر کا اہتمام بھی تو ضروری ہے اور اس سفر کا زادِ راہ شکر گزاری، توشۂ آخرت ہے)

۳۔ فَلۡیَعۡبُدُوۡا رَبَّ ہٰذَا الۡبَیۡتِ ۝ پس ان کو بھی یہ چاہیئے کہ اس خانۂ (کعبہ) کے مالک کی عبادت کریں

۴۔ الَّذِیۡۤ اَطۡعَمَہُمۡ مِّنۡ جُوۡعٍ ۬ۙ وَّ اٰمَنَہُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ ۝ جس نے ان کو بھوک میں کھانے کو دیا اور (دشمنوں کے شر اور) خوف سے امن بخشا۔

ع ۲۷

(سرکار دو عالم ﷺ کی تعلیمات میں ان کے لیے غذائے روحانی اور ابدی مسرتوں کا سرمایہ بھی موجود ہے جن کی نبوت کے صدقے میں ان کی دنیا بن گئی۔ یہ لوگ آخرت بھی کیوں نہیں بنا لیتے)۔

دیکھو سرکار دو عالم کا تعلق اس قبیلہ سے تھا تو اس کو سمجھایا بھی کس محبت سے گیا ہے یہی نہیں بلکہ خانۂ کعبہ آباد ہی انہیں سے ہے جو حضور کے نام لیوا ہیں اور یہی امن کا گھر اور توحید کے پرستاروں کا مرکز ہے۔ دراصل یہ سورہ آج بھی مسلمانوں کو دنیا اور آخرت کی تجارت کی طرف دعوت دے رہا ہے۔

سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ

مکی سات آیتیں ایک رکوع

گزشتہ سورت میں محبت کے ساتھ اسلام کی طرف بلایا گیا یہاں ہر اس شخص سے ناراضگی کا اظہار ہے جو حق کا منکر ہوا یا جس نے اپنی بندگی میں ریاکاری سے کام لیا۔ درحقیقت معاشرہ کی تباہی کی ابتدا ریاکاری سے ہوتی ہے۔ جب کسی کے دل میں اللہ ہی کا خوف نہ رہا تو بندہ کی ضرورت کا اس کو کیا احساس ہو سکتا ہے خواہ یہ ضرورت کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱۔ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ○ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو (روزِ) جزا (حشر و نشر) کو جھٹلاتا ہے۔

(یہی نہیں بلکہ لوگوں کی حق تلفی کرتا ہے)۔

۲۔ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ○ پس یہی وہ (بدنصیب) ہے جو یتیم (بے کس کی ہمدردی کرنے کی بجائے اس) کو دھکے دیتا ہے (اپنی بداخلاقی اور بے رحمی کا مظاہرہ کرتا ہے)

۳۔ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ○ اور (نہ خود کسی غریب کو کھلاتا ہے) نہ محتاج کو کھانا کھلانے کی (دوسروں کو) ترغیب دیتا ہے۔

(جو اس درجہ ایمان و اخلاق سے خالی ہو اس پر جس قدر بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ وہ اپنی ہلاکت کا سامان آپ کرتا ہے لیکن وہ لوگ بھی بڑے بدنصیب ہیں جو ظاہری طور پر ایمان لانے کے باوجود نورِ ایمان سے خالی ہیں)۔

۴۔ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ○ پس ایسے نمازیوں (یعنی مسلمانوں) پر افسوس ہے

۵- الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ جو اپنی نماز سے غافل ہیں (یا اُسے بھلا بیٹھے ہیں)

۶- الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ جو (محض) دکھاوا کرتے ہیں (لوگوں کے دکھانے کے لیے نماز پڑھتے ہیں ذرا نہیں سوچتے کہ کس کے حضور کھڑے ہیں۔ کس کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں)۔

۷- وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝ اور (جس طرح وہ اللہ کا حق ادا نہیں کرتے بندے کا حق ادا کرنا بھی نہیں جانتے بلکہ) معمولی برتنے کی چیز بھی مانگے نہیں دیتے۔

(مثلاً پڑوسی نے کوئی چھوٹی سی چیز عاریتاً مانگی اور انہوں نے انکار کیا، ایسے لوگ کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی یہ ناشکر گزاری اور حق تلفی ان کو نقصان نہ پہنچائے گی۔ یہ بھی دراصل اپنا ہی نقصان کرتے ہیں گو ان کو اپنا نقصان بظاہر نظر نہیں آتا)

سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ

مکی تین آیتیں ایک رکوع

ایک مختصر ترین سورت ہے، لیکن کیفیاتِ مصطفویؐ کی آئینہ دار ہے، اس آئینہ میں خیر ہی خیر نظر آتا ہے اور خیر کثیر کے دامن خیر سے وابستگی کے انداز امت کو سکھائے جاتے ہیں یعنی اپنے آپ کو نماز میں اللہ والا بنا کر اللہ کے حوالے کر دینا اور پھر اللہ کی راہ میں قربانی کرنا اور ہر قربانی کے لیے تیار رہنا۔ نماز اور قربانی ہی درحقیقت تمام عباداتِ روحانی اور جسمانی کی جان ہیں۔ حضورؐ کی نماز و قربانی بلکہ ہر ادا اللہ ہی کے لیے رہی۔ اللہ نے ان کو خیر کثیر سے نوازا۔ دنیا اور آخرت کا تاجدار بنایا۔ اسلام کا پرچم دیا، دل کو محبت کی جلوہ گاہ بنایا۔ آپ کو ہر عالم کے لیے رحمت بنا دیا، یہاں تک کہ جس کا خاتمہ بالخیر ہوا وہ بھی حضورؐ ہی کے دامن رحمت میں آگیا، اللہ کو پا گیا، نیک نام ہوا۔ یہ سورت بیک وقت توحید، رسالت، آخرت، انعاماتِ الٰہی دنیوی اور اخروی، ظاہری اور باطنی جملہ مضامین پر مشتمل ہے اور وہ سورت ہے جس نے کفار کو یہ کہنے پر مجبور کر دیا کہ یہ انسان کا کلام نہیں لیکن جو بدنصیب تھے وہ پھر بھی ایمان نہ لائے اور محروم خیر رہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱- اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ یقیناً ہم نے آپ (ہی) کو خیر کثیر دیا ہے۔

(یہ کثرتِ خیر، آپ ہی کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔ کوثر سے جنت کی ایک نہر بھی مراد ہے، جہاں

سرکارِ دو عالم اور ان کی آل تشنہ کاموں کو آبِ کوثر سے سیراب کریں گے ۔ یا یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ تعلیماتِ محمدی، جو دنیا میں بصورتِ علم ہیں وہاں حوض و نہر کی صورت میں نمودار ہوں گی ۔ یہاں بھی یہ تعلیمات اور ان کے فیوض و برکات حضور اور حضور کے واسطہ سے ملتے ہیں وہاں بھی حضور اور حضور کی آل اس خیر کے لیے واسطہ بنیں گے)

۲۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ پس آپ اپنے رب کی (اپنی فطرتِ طیبہ اور معمول کے مطابق) نماز پڑھا کیجئے اور قربانی دیا کیجئے ۔

(دراصل امت کو نماز و قربانی کا سبق دیا جا رہا ہے کہ یہی بدنی، روحانی اور مالی عبادات کی جان ہیں اور درحقیقت اسی سے قربِ الٰہی کی راہیں استوار ہوتی اور کھلتی ہیں، بندہ اللہ کو پاتا محمدیت میں آجاتا ہے، محمدی بن جاتا ہے ۔

جس نے اس آئینۂ محمدی کو جو آئینۂ حق ہے بُرا کہا وہ خود اسی بُرائی میں مبتلا ہوا ۔ خود ہی خیر سے محروم رہا ۔

۳۔ ع ۳ ۳۳ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝ بے شک (جو) آپکا دشمن (ہوا وہ) ہی بے نام (و نشاں) ہو کر رہا

(اس کو بھلائی سے یاد کرنے والا بھی کوئی نہیں ہوتا اس کا نام بھی آپ ہی کے نام سے باقی ہے ۔ جو آپ کے دشمنوں کی فہرست میں درج ہے) ۔

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ

مکّی　چھ آیتیں　ایک رکوع

گزشتہ سورت، سرکارِ دو عالمؐ کی کیفیات کے ساتھ خاص تھی ۔ اس سورت میں کفار کی خصوصی کیفیات کا ذکر ہے ۔ بتایا جا رہا ہے کہ ابتر کون ہے ۔ ایک اللہ کا پرستار کبھی ابتر نہیں ہو سکتا ۔ ہزارہا مسلمان اس کے لیے دست بدعا رہتے ہیں، خود حضور کی دعاؤں میں وہ شامل رہتا ہے ۔ ایک بُت پرست، ہزاروں کو اپنا معبود بناتا ہے لیکن ابتر ہی رہتا ہے، خواہ اس کا کتنا ہی بڑا قبیلہ کیوں نہ ہو ۔ وہ زندگی میں محرومِ خیر ہی رہے گا ۔ اہلِ خیر کے لیے ان کی راہ ہے اور اہلِ باطل کے لیے ان کی راہ اور ان کا طریقِ کار ۔ کفار کو ان کے اعمال کی سزا، اہلِ ایمان کو ان کے اعمال کی جزا ملنا ضرور ہے ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ — شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

۱۔ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ — آپ فرما دیجئے اے کافرو۔

۲۔ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ — جن (ربتوں) کی تم پرستش کرتے ہو میں ان کی پرستش نہیں کیا کرتا۔

۳۔ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝ — اور تم بھی اس (خدا) کی عبادت نہیں کرتے جس کی عبادت میں کیا کرتا ہوں۔

تم اس اللہ ہی پر ایمان نہیں لاتے جو خالق کائنات ہے پھر تم اس کی عبادت کیا کر سکتے ہو۔ اللہ کو پانے کے لیے رسول پر ایمان لانا ضروری ہے تم اس سے بھاگتے ہو۔ نہ میں نے کبھی تمہارے معبودوں کی پرستش کی ہے۔

۴۔ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ — اور نہ میں (آئندہ) تمہارے معبودوں کی پرستش کروں گا۔

۵۔ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۝ — اور نہ تم میرے معبودِ (واحد) کی پرستش کرو گے۔

میں تو ایک عبادت گزار بندہ ہوں، مجھے بیکار باتوں سے کیا سروکار، تمہارا طریقہ کار جدا میرا اندازِ عبادت الگ۔

۶۔ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝ — تم کو تمہارا دین اور مجھ کو میرا دین (کافی ہے تم کو تمہارے اعمال کا بدلہ ملیگا مجھ کو میرے اعمال کا اجر۔ یہ بدلہ یا اجر کیا ہے، قیامت کے دن۔ مالکِ یوم الدین ظاہر فرما دے گا)۔

سُوْرَةُ النَّصْرِ

مدنی — تین آیتیں — ایک رکوع

گزشتہ سورت میں بتایا گیا کہ مومن و کافر کے اعمال کا بدلہ بہر حال آخرت میں ملے گا اور حق و باطل کا فیصلہ ہو کر رہے گا لیکن دنیا میں بھی غلبہ اور فتح محق کے ساتھ ہے جس انداز سے بھی ہو۔ بالآخر خانۂ کعبہ جو سب کی امیدوں کا مرکز تھا مسلمانوں ہی کو مل کر رہا اور فتح مکہ کے بعد جوق در جوق لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے، بتایا جا رہا ہے کہ جب بندۂ مومن محض اللہ کا ہو جاتا ہے تو اسے دنیا میں کیا ملتا ہے۔ قلوب فتح ہوتے ہیں فتح کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ — شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے)

۱۔ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَ الۡفَتۡحُ ○ — جب اللہ کی مدد آ پہنچے اور فتح نصیب ہو (دشمنوں کے قلعے فتح ہوں، خانۂ کعبہ مسلمانوں کا ہو جائے)

۲۔ وَ رَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا ○ — اور آپ لوگوں کو جوق در جوق اللہ کے دین میں داخل ہوتے دیکھ لیں

۳۔ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَ اسۡتَغۡفِرۡہُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ○ع — تو (اس وقت) آپ اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کیجئے اور (اس حمد و ثنا کے بعد) اُس سے (امت کے لیے) مغفرت طلب کیجئے (کہ یہ جو بھولے ہوئے تھے، لیکن اب مسلمان ہونے ہیں اب ان کی آنکھیں کھلیں۔ آپ کی عبادات، آپ کی دعائے مغفرت کے صدقے میں اللہ ان کے گناہ بھی معاف فرمائے گا) بے شک وہ بڑا معاف فرمانے والا (بڑی بخشش والا) ہے۔

(وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم) ع ۳ ۲۵

بلا شبہ دین حق غالب آیا کعبہ کی پاسبانی مسلمانوں کو سپرد ہوئی، پرستاران توحید کا یہی مرکز بنا، اسلام کا پرچم بلند ہوا۔ لیکن حضرت عباس رضی اللہ عنہ دھاڑیں مار کر روئے کہ حضورؐ کی جدائی کا وقت شاید قریب ہے۔ یہ سورہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخر عمر میں نازل ہوا اور اس کے بعد حجۃ الوداع میں وہ مشہور آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی اور اس کے اسّی دن بعد سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رفیقِ اعلیٰ کی طرف رحلت فرمائی۔ تعلیماتِ دینِ اسلام کے دونوں چشمے یعنی نزولِ وحی اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوا لیکن فہم قرآن، فیوض قرآن اور سیرتِ اقدس کے فیوض و برکات کے چشمے ایمان والوں کے لیے عام ہوئے اور عام ہیں۔ اور دین و دنیا میں فتح و نصرت اسی کے سہارے سے ہے۔

سُوۡرَۃُ اللَّھَبِ

مکی — پانچ آیتیں — ایک رکوع

گزشتہ سورت میں بتایا گیا کہ جب عبادت کی، اللہ کے ہو گئے، تو دنیا میں بھی کیا ہوا۔ یہاں بتایا جا رہا ہے کہ جب انکار پر مصر رہے، دل آزاری کو شعار بنایا، حضورؐ کے دشمن بنے تو

دنیا میں بھی کیا ہوتا ہے۔

ابولہب جس کا نام عبدالعزیٰ تھا اور حضور کا حقیقی چچا تھا لیکن آپ کا شدید دشمن تھا، آپ پر پتھر پھینکتا، سخت ایذائیں دیتا، بھرے مجمع میں آپ کی تکذیب کرتا، اس کی بیوی بھی آپ کی سخت دشمن تھی وہ گویا اس نفرت میں لکڑیاں ڈال کر اور آگ بھڑکاتی۔ اس سورت میں دونوں کے انجام کا ذکر ہے۔ غزوۂ بدر کے سات روز بعد ابولہب کے منہ پر ایک زہریلا دانہ نکلا۔ تمام گھر والوں نے اس خیال سے کہ یہ مرض ان کو بھی نہ لگ جائے اس کو چھوڑ دیا۔ یہ وہیں مرگیا۔ تین روز تک لاش یوں ہی پڑی رہی۔ جب لاش سڑنے لگی حبشی مزدوروں کے ذریعہ لکڑی سے ڈھکیل کر گڑھے میں ڈال دی گئی اوپر سے پتھر ڈال کر اسے بند کر دیا گیا۔ اسی طرح اس کی بیوی ام جمیل جو ابوسفیان کی بہن تھی اور جو حضور کی عداوت میں اپنے شوہر کی دنیا میں معاون رہی قیامت میں بھی وہ لکڑیاں ڈال ڈال کر ابولہب کی آگ میں اضافہ کرتی ہوگی اور خود بھی اسی آگ میں جلتی ہوگی۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○	شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)
۱۔ تَبَّتۡ يَدَاۤ اَبِىۡ لَهَبٍ وَّتَبَّ ○	ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے (وہ خود تباہ ہوا) اور وہ خود ٹوٹ کر رہ گیا (اس کی ساری کوششیں ناکام رہیں وہ خود بھی برباد ہوا اور)
۲۔ مَاۤ اَغۡنٰى عَنۡهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ○	اس کا مال اور اس کی کمائی اس کے کچھ کام نہ آئی۔
۳۔ سَيَصۡلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ○	عنقریب وہ ایک شعلہ زن آگ میں پڑے گا (خود بھی)
۴۔ وَّامۡرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الۡحَطَبِ ○	اور اس کی بیوی بھی (یہ وہ خبیث اور خسیس عورت ہے جو جنگلوں سے کانٹے دار لکڑیاں چنتی تھی، کہ حضور کی راہ میں کانٹے ڈالے اور) جو لکڑیوں کا بوجھ (سر پر) لیے پھرتی ہے۔
۵۔ فِىۡ جِيۡدِهَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ○ ع ۵ / ۳۶	(اور) اس کے گلے میں مونجھ کی رسی ہے۔

(یہ رسی وہ اپنے گلے میں اس لیئے ڈالے رکھتی کہ اسی سے لکڑیوں کا گٹھا باندھا کرتی تھی۔

ایک دن لکڑیاں اٹھا کر لا رہی تھی کہ تھک کر ایک پتھر پر بیٹھ گئی۔ فرشتے نے بحکم الٰہی گٹھے کو پیچھے سے کھینچا وہ رسی اس کے گلے میں پھندہ بن کر لگ گئی اور وہیں مرگئی۔ یہ اس کا دنیا میں حشر ہوا۔ جو شر انگیزی میں معاون تھی اس کی شرارتیں خود اس کے گلے کا پھندہ بنیں)۔

سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ

مکّی چار آیتیں ایک رکوع

اس منزل کی ابتدا میں بیان کیا جا چکا ہے کہ دینِ اسلام، رسول سے اللہ کو پانا ہے اور اسی پر قیام کرنا ہے۔ وہ اللہ جس کی حمد و ثنا حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی وہ اللہ جس نے حضورؐ کو اور تمام کائنات کو پیدا کیا۔ جو ایک، یکتا و یگانہ ہے جس کے سب محتاج ہیں اور وہ کسی کا حاجتمند نہیں جو بنایا ہوا، بنا ہوا نہیں، خود سے ہے، یعنی خدا ہے، اس کی اصل ہے نہ فرع وہ وہی ہے جو اپنی یکتائی میں ایک ہے۔

اس عظیم الشان سورہ سے منزل کو ختم پر لایا جا رہا ہے، فتح کے بعد بتایا جا رہا ہے کہ دنیا کے لیے اسلام کا پیغام کیا ہے یہ سورت تعلیماتِ اسلامی کا خلاصہ، معرفت و حقیقت کا خزینہ ہے، یہ بات سمجھنے کی ہے کہ سورہ "ھو اللہ احد" سے نہیں "قل ھو اللہ احد" سے شروع ہوتا ہے تاکہ بندہ جان لے کہ تعلیم و تربیت، تزکیۂ نفس، قدر و منزلت، فیضان و معرفت بندہ کو جو کچھ ملتا ہے سرکارِ دو عالمؐ کے وسیلے سے ملتا ہے انہیں کی زبانِ اقدس سے کہلوا رہا ہے۔ یہ وہی اللہ کا رسول ہے جو ایک طرف پہلے خود اپنے آپ کو پیغام دیتا ہے کہ اللہ ایک ہے ذاتِ واحد ہے اور پھر یہی رسول الثقلینؐ، جن و انس کو یہی جامِ وحدت پلاتا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱- قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ (اے رسول) آپ فرما دیجئے (کہ) وہ اللہ (جس کا میں رسول ہوں جو خالقِ کائنات ہے وہ) ایک ہے (اور بالکل ایک ہے۔ اس کے اجزا کا تصور ہی نہیں وہاں نہ اجزاءِ عقلیہ ہیں نہ خارجیہ وہ گنتی کا ایک نہیں بلکہ یکتائی اس کی صفت ہے جو نا قابلِ تقسیم ہے۔ وہ احد ہے کثرت کو اس کی ذات میں دخل ہی نہیں)۔

یہ بات بھی یاد رہے کہ جس کی حقیقت بیان نہیں ہو سکتی تو اس کی تعریف لوازم و صفات

سے کی جاتی ہے۔ اللہ جل شانہٗ اپنی تعریف اسی طرح فرماتا ہے البتہ پہلا لفظ "ھو" ہے اور دوسرا "اللہ"۔ ایک اشارہ اور ایک نام، وہ اشارہ جس کی تفسیر نہ ہو سکے اشارہ ہی رہے اور وہ نام جو تمام صفات باری تعالیٰ پر دلالت کرے لیکن احد ہی رہے۔ وہ وہی ہے جس کی کیفیات وحالات کو پہنچ نہیں سکتے البتہ اس کی ہستی مطلق کا یقین ہو جاتا ہے۔

۲۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ اللہ (کی صفتِ اولین) صمد ہے۔

صمدیت، احدیت کا لازمی نتیجہ ہے۔ الصمد کے معنیٰ سب سے پاک، بے نیاز، پناہِ بندگاں، پناہِ نیازمنداں، وہ جس کی طرف خلق کا رجوع ہو، جو کھانے پینے بھوک پیاس سے پاک ہو، بلند، سردار، دائم، ٹھوس وہاں کسی کی رسائی نہیں، صمد وہی ہے جو کسی شے کا محتاج نہ ہو نہ وجود کے لیے نہ بقائے وجود کے لیے۔ جو وجود ہی وجود ہو، اصل وفرع کے تصور کا بھی جہاں گزر نہیں۔

۳۔ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ نہ اس کے کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔

(نہ اس کے بیٹے بیٹیاں ہیں نہ ماں باپ، اس کا وجود خود اس کی ذات ہے۔ اس کی ذاتِ پاک کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا، نہ اس کا کوئی مثل نہ مقابل)۔

۴۔ ع وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ ع اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

"وہ بے مثل ہے اس کے برابر کوئی نہیں۔ معلوم ہوا کہ وجود کے مقابل کوئی نہیں۔ وجود ہی نور ہے، وجود ہی علم ہے، وجود ہی جمال ہے وجود ہی کمال ہے جو کچھ ہے وجود ہی کا کرشمہ ہے")۔ (تفسیر صدیقی)

واضح رہے کہ کلام پاک کی وہ ترتیب جس طرح وہ لوحِ محفوظ پر محفوظ ہے اور جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انسانیت کو عطا ہوا تعلیمی ترتیب ہے۔ تنزیلی ترتیب نہیں۔ وحیِ الٰہی کا نزول حالات کے تحت تھوڑا تھوڑا اس طرح ہوا کہ ایک بات موقع اور محل کے اعتبار سے اچھی طرح سمجھ میں آجائے لیکن تعلیمی ترتیب میں اس کو اس مقام پر جگہ دی گئی جہاں انسانیت کی سیرت کی تشکیل کے اعتبار سے اسے ہونا چاہیے، اسی لیے اس تعلیمی ترتیب میں سورۂ اخلاص کو آخر میں جگہ دی گئی کہ یہی فکرِ انسانی کا مقصد اور منتہا ہے اور اس کے بعد معوذتین لکھی گئیں جو دعائیہ انداز لیے ہوئے ہیں، تاکہ انسان اس شر سے محفوظ رہے جو قُربِ خداوندی میں مانع

ہو سکتا ہے ۔

یہ سورہ احد پر ختم ہوا۔ اس کے ساتھ کسی چیز میں برابری کرنے والا کوئی نہیں وہی وہ ہے جو اپنی یکتائی میں ایک ہے باقی سب اس کی مخلوق ہیں ۔ شرک ظلم عظیم ہے ۔ شرک سے بچنا ضروری ہے ۔ اس سے بچنے کا کلمہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ہے ۔ یہی مسلمانوں کا کلمہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ذات اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کے قابل نہیں، محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں ۔ یعنی وہی ایک، یکتا، بے مثل اللہ، عبادت کے قابل ہے، اور اس کے سوا کوئی بھی کسی حیثیت سے اس کی برابری کرنے والا نہیں ۔ اور ہمارے آقا سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول یعنی اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے بندے ہیں ۔ دراصل کلمہ کا یہی ٹکڑا، محمد رسول اللہ مسلمانوں کو دوسرے مذاہب کے لوگوں سے نمایاں کر دیتا ہے ۔ دیکھو رسول سے اللہ کو پاؤ ۔ جس کو حضور نے اللہ فرمایا، جس کی انہوں نے عبادت کی، اسی کی تم بھی عبادت کرو، ہر شرک سے نکل جاؤ گے، سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین بار قل ہو اللہ کا پڑھنا وہی اجر رکھتا ہے جو سارے قرآن کی تلاوت سے ملتا ہے ۔

سُورَةُ الْفَلَقِ

مدنی پانچ آیتیں ایک رکوع

گزشتہ سورت تعلیمات قرآنی کا نچوڑ ہے جان لو کہ اللہ احد ہے ۔ ذات میں منفرد ہے ۔ صفات میں، موثر ہے ۔ اسماء میں، اللہ اللہ ہی ہے ۔ اللہ کی کیفیات اور صفات کو نہیں پہنچ سکتے ۔ وہ صمد ہے وہاں کسی کی رسائی نہیں اس کا کوئی ہمسر اور برابر نہیں ۔ وہی فاعلِ حقیقی ہے ۔ اس کی شکل و صورت نہیں ۔ صرف تفہیم کے لیے اسم سے مسمّیٰ کی طرف جاتے ہیں ۔ سب اسی کے حکم سے پیدا ہوئے سب کو اسی کی طرف جانا ہے ۔ جب تم نے یہ مان لیا تو تم کو ماننا پڑے گا کہ اللہ کا رسول بھی لاجواب ہے "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" جب تمہارا یہ عقیدہ ہو گیا تو اللہ اپنے محبوب سرکارِ دو عالم سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے تم کو دو سورتیں عطا فرماتا ہے جو اس اللہ کے تصور میں تم کو ثابت قدم رکھیں ۔ تم کو تمہارے پروردگار کی پناہ میں لے آئیں ۔ ایسی چیزوں سے تم کو بچائیں جو تم کو خسارے اور گھاٹے میں لے جانے والی ہیں ۔ خواہ یہ کیفیات ظاہری ہوں یا باطنی، سورۃ الفلق میں اللہ اپنے بندے کو ظاہری شر سے بچنے کی اور سورۃ الناس میں باطنی وسوسوں اور نفس کی برائیوں سے بچنے کی دعائیں سکھاتا ہے ۔ وہی تو ہمارا رب ہے اس نے ہم کو پیدا ہی نہیں کیا بلکہ کمال تک پہنچانا چاہتا ہے ۔

دُور میں لاتا ہے تاکہ ایک بار قرآن کی تلاوت کے بعد جس مقام پر اس نے پہنچایا اس سے آگے لے جائے اس کی رفعتوں کی انتہا نہیں۔ یہ سلسلہ لامتناہی ہے۔ انسان کو اس کی استعداد کے مطابق عروج دیتا ہے۔ ان دونوں کو معوذتین کہتے ہیں جو بندۂ مومن کو ہر شر سے محفوظ رکھنے کی ضامن ہیں خواہ خارجی ہو یا داخلی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

۱۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ آپ فرمادیجئے کہ میں پناہ لیتا ہوں صبح کے پروردگار کی

(جو رات کی تاریکیوں کو پھاڑ کر روشنی نمودار کرتا ہے جو جہالت کی ظلمتیں چیر کر علم کا نور پیدا کرتا ہے، اسی کی پناہ میں آتا ہوں)۔

۲۔ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ○ ہر اس شے کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔

(کسی شے کا غلط استعمال بھی شر ہے۔ مفسرین نے شر سے مخزن شر ابلیس بھی مراد لیا ہے بہرحال خیر و شر کی سب سے بہتر تعریف یہ ہے کہ جس کا حکم اللہ اور اس کا رسول دیں، وہ خیر ہے جس سے منع فرمائیں وہ شر ہے۔ اسی کی مدد شامل حال ہو تو انسان غلط کاریوں سے بچ سکتا ہے)

۳۔ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ○ اور (بالخصوص ظلمت کے شر سے (پناہ چاہتا ہوں) جب وہ چھا جائے

(یعنی جب کفر و عصیان کی تاریکیاں چھا جائیں، جب ظلمت کفر و شر سمٹ آئے اور اس کے گھٹاٹوپ بادل چھا جائیں جب ظاہری اور باطنی تاریکیاں پھیل جائیں کہ انہیں تاریکیوں میں تباہ کرنے والے فتنے سر اٹھاتے ہیں اور جنس لطیف کی سحر کاریاں اور بغض و حسد کی خباثتیں عام ہوتی ہیں، مجھے تیری پناہ درکار ہے)۔

۴۔ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ○ اور (پناہ مانگتا ہوں میں) ان کے شر سے جو گرہوں پر (پڑھ پڑھ کر) پھونکتی ہیں

(ٹوٹکے اور جادو کرتی ہیں، ہر تدبیر سے انسان کو پھسلاتی ہیں۔ لگائی، بجھائی، سحر جادو اور مختلف کیفیات سے اس کو قابو میں کرنا چاہتی ہیں)

۵-۵-ع وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ اور (میں پناہ مانگتا ہوں) حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

(حسد میں انسان اندھا ہو جاتا ہے، وہ بسا اوقات بڑے سے بڑے گناہ کے ارتکاب کے لیے تیار ہو جاتا ہے ایسے حاسد کے حسد سے اللہ کے سوا کون بچا سکتا ہے۔ مومن کا سب سے بڑا حاسد شیطان ہے کہ وہ ہر مرتبہ میں انسان کا زوال ہی چاہتا ہے اس کے شر سے محفوظ رکھنے والا بھی پروردگارِ عالم ہی ہے جو اپنے مومن بندوں کی رہبری فرماتا ہے، توفیق کو رفیق کر دیتا ہے اور حاسدوں کو ان کی آگ میں جلتا چھوڑ کر اپنے نیک بندوں کو عالمِ انوار میں لاتا اور شیطان کے ہر شر سے بچاتا رہتا ہے)۔

غرض اس مختصر سورت میں ہر خارجی شر سے جو انسان کے لیے مہلک تھا اس کے پروردگار نے اس کو بچنے کی دعا سکھا دی یہ شر چار ہی طرح کے ہو سکتے ہیں:

۱۔ کسی چیز کا غلط صرف کہ وہ شے ضرر رساں بن جائے۔
۲۔ کفر و ظلم اور معاشرے کے بگاڑ کا شر جو عام ہو کر مہلک بن جائے۔
۳۔ ٹوٹکے کرنے والیوں کا شر خواہ سحر کی صورت میں ہو یا سحر کاریوں کی صورت میں۔
۴۔ اور چوتھے حاسد کا شر جو ہر طرح کے نقصان کے درپے رہتا ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

سُوْرَةُ النَّاس

مدنی چھ آیتیں ایک رکوع

گزشتہ سورت میں ظاہری شر اور حاسد کے شر سے بچنے کی دعا سکھائی گئی یہاں سب سے بڑے حاسد شیطان سے بچنے کے لیے دعا سکھائی جا رہی ہے جو دل میں وسوسہ ڈالتا ہے، انسان کو طرح طرح سے پھسلاتا ہے اور برائی کی ترغیب دیتا ہے۔ اور اندرونی طور سے ایمان کو کمزور کرتا ہے۔ یہ وہ خطرہ ہے جس سے بچنا انسان کے بس کی بات نہیں کہ جب دشمن نظر ہی نہ آئے اور اس کے حربے فہمِ انسانی سے بالاتر ہوں تو ان سے بچنے کی تدبیر ہی کیا ہو سکتی ہے۔ البتہ اللہ کی ربوبیت، اس کی حاکمیت اور مالکیت اور اس کی معبودیت ہی انسان کو ہر منزل میں اس شر سے بچا سکتی ہے۔

یہ سورت شیطان سے بچنے اور شیاطین کے اثرات سے متاثر جنوں اور انسانوں سے محفوظ رہنے کا وہ عطیہ ہے جس پر قرآن ختم ہوتا ہے۔ تاکہ بندۂ مومن انس میں رہے بھول

میں نہ پڑے۔اور بھول میں پڑے ہوئے بہکے ہوئے لوگوں کے شر سے بھی محفوظ رہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا (ہے)

۱۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ آپ فرما دیجئے کہ میں پناہ لیتا ہوں تمام لوگوں کے پروردگار کی (سب کے پالنے والے کی، سب کی حاجت، سب کی ضرورت پورا کرنے والے کی)

وہ صرف رزق و روزی ہی نہیں دیتا بلکہ وہ تو سب کا مالک، سب کا آقا، سب کا بادشاہ ہے

۲۔ مَلِكِ النَّاسِ ○ (آپ فرما دیجئے کہ میں) تمام لوگوں کے بادشاہ کی (پناہ لیتا ہوں)

وہ حاکم اور بادشاہ ہی نہیں معبود حقیقی بھی وہی ہے

۳۔ اِلٰهِ النَّاسِ ○ تمام لوگوں کے معبود کی (میں پناہ میں آیا اس سے پناہ چاہتا ہوں)

کس سے ؟

۴۔ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ○ اس (شیطان) کے شر سے جو بہکاتا ہے (اور اللہ کا نام سنتے ہی) چھپ جاتا ہے

۵ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ○ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے

۶۔ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○ ع خواہ وہ جنات میں سے (ہو) یا (بھول میں پڑے ہوئے) انسانوں میں سے۔

سورۃ "والناس" پر ختم ہوا، قرآن لوگوں ہی کی ہدایت کے لیے آیا۔ انبیاء علیہم السلام لوگوں ہی کو راہِ ہدایت دکھلانے آئے۔ غفلت سے بچنے والے قرآن ہی کا ورد کرتے ہیں۔ پھر سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں اور قرآن شروع کرتے ہیں۔ انسان کی تین قسمیں بیان ہوتی ہیں مومن، کافر، منافق، اور یہ دور ان کو پھر آخر تک لاتا ہے اور ایک سلسلہ

قائم رہتا ہے جو مومن کے عروج کا ضامن ہے۔ اور اس کو اللہ تعالیٰ اپنے دامنِ رحمت سے وابستہ کر دیتا ہے۔ رحمۃ للعالمین کے خُلق میں ڈھالتا ہے اور بندۂ مومن محمدی بنتا ہے۔

تَمَّتْ بِالْخَیْرِ

دُعَآءُ خَتْمِ الْقُرْاٰنِ

اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَاجْعَلْهُ لِیْۤ اِمَامًا وَّ نُوْرًا وَّهُدًی وَّ رَحْمَةً۔ اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِیْ مِنْهُ مَا نَسِیْتُ وَعَلِّمْنِیْ مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَ اٰنَآءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِیْ حُجَّةً یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ

اے اللہ میری قبر کی وحشت کو میرے لیے مانوس بنا دے اور قرآن عظیم (کی برکتوں) کے سبب مجھ پر رحم فرما۔ اور اس کو میرا راہبر (میرا) نور اور (میرے لیے) ہدایت اور رحمت بنا دے۔ اے اللہ اس کا جو حصہ میں بھول گیا ہوں مجھے یاد دلا دے (مجھ سے اس کی اصلاح کروا لے) اور جو میں نہیں جانتا مجھ کو سکھا دے اور دن رات مجھے اس کی تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرما اور (اے میرے رب) اس کو میرے فائدے کے لیے دلیل و حجت بنا دے (یہی رحمت کا وسیلہ بن جائے، دامنِ رحمت میں لے جائے)

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

رئیس القلم حافظ محمد اعظم تحریر نمود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور دربارِ اقدس میں آخری منزل پیش کرنے کے بعد

ایک دُعا

حضور، ایک گدائے بے نوا، جس کو اسی آستانۂ فیض وکرم سے قرآن پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی، جس کو حضور ہی کی نظرِ التفات نے اپنے گدایانِ محبت میں سے ایک شفیق استاد عطا فرمایا، اور پھر اس عاصی کے لیے فہمِ دین اور مطالبِ قرآن آسان فرمائے اور اس خطاکار کے قلم سے وہ لکھوالیا جو اس کے بس کی بات نہ تھی، پھر اپنے دربار میں حاضر ہونے کی سعادت بخشی اور اسے پیش کرنے کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ اب اپنے اسی کرم ورحمت کے صدقے میں اسے قبولیت کی نعمت سے بھی سرفراز فرمائیے کہ آپ ہی رحمۃ للعٰلمین، رؤف ورحیم ہیں۔ آپ ہی کے دربارِ بیکس پناہ میں ملتجی ہوں کہ لاتقنطوا من رحمۃ اللہ کی صدائیں جو دل سُن رہا ہے رحمت بن کر چھا جائیں اور فہمِ قرآن، نورِ قرآن اور حلاوتِ قرآن کی پُرنور فضا میں نورٌ علیٰ نور تک پہنچادیں۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ   الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

---

۲ جمادی الاول ۱۳۸۷ھ   بروز سہ شنبہ   مطابق ۸ اگست ۱۹۶۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منتخب اشاریہ قرآن حکیم

:- مرتبہ :-
ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی ، پروفیسر کراچی یونیورسٹی ۔ کراچی

قرآن حکیم کے بہت سے اشاریئے مرتب کیئے گئے ہیں اور ان کی نوعتیں بھی مختلف ہیں، مثلاً محمد فواد عبدالباقی کے المعجم المفہرس کی بنیاد الفاظ قرآن ہیں۔ اسی طرح احکام قرآنی اور مضامین قرآنی مختلف اسالیب سے کتابی صورت میں پیش کیے گئے ہیں۔ بعض مفسرین نے اپنی تفسیروں کے ساتھ اشاریئے پیش کیئے ہیں جو قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ ان کی تفسیروں کے اشاریئے ہیں۔

ہماری رائے میں قرآن حکیم کا کوئی مکمل اشاریہ ممکن نہیں ہے۔ اس کے عجائب و غرائب اور معانی ختم نہ ہونے والے ہیں بلکہ ان میں وقت کی گردشوں کے ساتھ برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ منتخب اشاریہ فیوض القرآن کے فیروز ایڈیشن کے لئے مرتب کیا گیا۔ فیوض القرآن اور محب گرامی ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی کی ذات سے جو فیض مجھے حاصل ہوا ہے یہ اشاریہ اس کے اظہار تشکر کی ایک صورت ہے۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اسے قرآن حکیم کے کسی بھی نسخہ کے ساتھ شامل کیا جا سکتا ہے۔ اس کی ترتیب بھی مختلف ہے۔ پہلے ایمانیات پھر ارکان اسلام اس کے بعد دوسری عبادات و اعمال و اذکار۔ اسی طرح اسلامی معاشرہ کی خصوصیت، مسلمان کی انفرادی زندگی اور اسلامی قوانین جرائم و سزا۔ اختصار کے پیش نظر کسی ایک موضوع پر تمام آیات کا اندراج نہیں کیا گیا ہے بلکہ اس میں بھی مجبوراً انتخاب کے عمل سے گذرنا پڑا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس سے قرآن حکیم کا مطالعہ کرنے والوں کو نفع پہنچے کہ یہی مرتب کا اجر ہو سکتا ہے

یہ اشاریہ سات اجزاء پر مشتمل ہے

پہلا جزء

ایمانیات

① اللہ ، رسول اللہ ، کتاب اللہ

② پہلے انبیاء کرام ، پہلی آسمانی کتابیں ، ملائکہ ، حیات بعد الممات ، یوم الآخر (یوم الدین رقیامت) جنّت ، جہنم ، قضاء وقدر

دوسرا جزء

ارکانِ اسلام

شہادتِ توحید و رسالت ، صلاۃ (نماز) ، زکوٰۃ ، صیام (روزۂ رمضان) ، حج ۔

دوسری عبادات اعمال و اذکار

جہاد ، امر بالمعروف ، نہی عن المنکر ، تبلیغ ، انفاق ، اعتکاف ، توبہ و استغفار ، ذکر

تیسرا جزء

اسلامی معاشرے کی اقدار اور خصوصیات

① عدل

② اخوت و مساوات

③ حق اور صبر کی تلقین اور وصیت

④ نیکی کے سلسلہ میں تعاون اور رابطہ ۔

⑤ احسان۔ ⑥ معاشرے کے معاشی پہلو

چوتھا جُز

انفرادی زندگی

تیسرے اور چوتھے جز میں گہرا رشتہ ہے تیسرے جز کی باتیں اور پہلو چوتھے جز میں آسکتے ہیں، اور چوتھے جز کی خصوصیات و محاسن کا ذکر تیسرے جز میں بھی کیا جاسکتا ہے۔ ہم نے اپنے طور پر یہ لحاظ رکھا ہے کہ انفرادی زندگی میں اُن پہلوؤں کو پیش کیا جائے جو افراد سے زیادہ قریبی رشتہ رکھتے ہیں۔ ویسے یہی پہلو کسی معاشرہ کی شناخت بن جاتے ہیں۔

① والدین سے حسن سلوک
② تقویٰ
③ اللہ کا خوف اور رجوع الی اللہ
④ اخلاص
⑤ امانت
⑥ ایفائے عہد
⑦ ایثار
⑧ صلۂ رحمی
⑨ عفوو درگذر
⑩ حسن سلوک، پڑوسی، مقروض، مسکین، مسافر سے
⑪ یتیموں کے حقوق

پانچواں جُز

گناہ، منکرات اور رذائل اخلاق۔

① جھوٹ
② تکبّر
③ ریاء
④ ظلم
⑤ شراب اور منشیات
⑥ جُوا اور پانسہ
⑦ منافقت
⑧ غیبت اور بہتان
⑨ گمان اور تجسس
⑩ رشوت اور ناجائز طور پہ دوسروں کا مال کھاجانا

چھٹا جُز

عائلی زندگی

① نکاح
② طلاق

ساتواں جُز

قانون جرم و سزا

نوٹ:۔ اس اشاریہ میں لکیر کے اوپر کے اعداد سورۃ کو پیش کرتے ہیں اور نیچے کے اعداد آیت کو۔

پہلا جُز

ایمانیات

اللّٰہُ

ھُوَ

اَللّٰہُ ربِّ محمدؐ، ربِ کائنات کا اسم ذات ہے، یہی اسم ذات اسم اعظم ہے۔ ہم تلاوتِ قرآن کریم اور ہر کام کی ابتدا اِسی نام سے کرتے ہیں یہ لفظ کتاب محکم میں ۲۶۹۷ مرتبہ آیا ہے۔ چند مقامات اشاریہ میں شامل کیے گئے ہیں (بتوفیق الٰہی)

۲/۷ ، ۲/۱۹ ، ۲/۲۴۶ ، ۲/۲۵۵ ، ۳/۲ ، ۳/۱۲۹ ،

۳/۱۸۰ ، ۴/۹۰ ، ۵/۴۹ ، ۶/۵۳ ، ۷/۱۰۱ ، ۹/۱۴

۱۰/۲۵ ، ۱۱/۳۳ ، ۱۲/۸۰ ، ۱۴/۳۲ ،

۱۶/۱۰۸ ، ۲۲/۶۹ ، ۲۴/۳۵ ، ۲۹/۶۲ ،

۳۳/۷۲ ، ۳۹/۲۲ ، ۴۵/۱۹ ، ۴۹/۱

۴۹/۳ ، ۶۱/۱ ، ۷۳/۲۰ ، ۸۳/۱۹

۱۱۰/۱ ، ۱۱۲/۱

اَلرَّبُّ پروردگار، پالنے والا، زندگی کے ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے تک لے جانے والا۔ ہر مرحلہ کے لئے سامانِ ربوبیت فراہم کرنے والا۔ بہت سے لاحقوں کے ساتھ "رب" کی صفت قرآنِ حکیم میں آئی ہے۔ ربُّ العٰلمین، ربُّ العرشِ العظیم، ربُّ السمٰوٰتِ والارض، ربِ رحیم، ربُّ المشرقین، ربُّ المغربین، ربَّ ہٰذالبیت وغیرہ۔

۱/۱ ، ۲/۱۳۱ ، ۲/۱۴۷ ، ۳/۴۱ ، ۳/۶۰

۴/۱ ، ۴/۱۷۴ ، ۵/۶۸ ، ۶/۴۵

۶/۱۲۸ ، ۷/۵۴ ، ۷/۸۹ ، ۱۰/۱۰

۱۳/۱۶ ، ۱۷/۴۰ ، ۱۸/۱۴ ، ۱۹/۶۵

۲۰/۷۰ ، ۲۱/۲۲ ، ۲۳/۸۶ ، ۲۵/۶۵

۲۶/۹۸ ، ۲۷/۸ ، ۳۲/۲ ، ۳۴/۱۵

۳۷/۱۸۲ ، ۳۸/۶۶ ، ۴۰/۶۴ ، ۴۱/۴۵

۴۶/۱۳ ، ۵۳/۱۸ ، ۵۹/۱۶ ، ۷۰/۴۰

۷۳/۹ ، ۷۸/۳۷ ، ۸۱/۲۹ ، ۸۳/۶

۸۵/۱۲ ، ۸۹/۱۵ ، ۹۶/۱ ، ۱۱۰/۳

اَلرَّحْمٰنُ "بے حد مہربان، خالق کا جو تعلق خلق سے ہے اس کو رحمٰن میں ظاہر فرمایا۔"

۱/۱ ، ۱/۳ ، ۲/۱۶۳ ، ۱۳/۳۰

۱۷/۱۱۰ ، ۱۹/۶۱ ، ۲۰/۵ ، ۲۱/۱۱۲

۲۵/۶۳ ، ۳۶/۵۲ ، ۵۵/۱ ، ۵۹/۲۲

۷۸/۳۷

اَلرَّحِیْمِ "آخرت میں مخصوص محبت کرنے والوں کے لئے رحیم ہے۔" مسلسل رحم کرنے والا۔

۱/۱ ، ۱/۳ ، ۲/۳۷ ، ۳/۳۱

۳/۱۲۹ ، ۵/۳۴ ، ۹/۲۷ ، ۱۶/۱۱۹

۲۶/۱۲۲ ، ۳۲/۶ ، ۳۶/۵۸ ، ۴۱/۲

۴۶/۸ ، ۵۷/۹ ، ۵۹/۲۲ ، ۷۳/۲۰

اَلْمَلِكُ صاحب اقتدار ، بادشاہ۔

۲۰/۱۱۴ (ملك الحق) ، ۲۳/۱۱۶ ، ۵۹/۲۳ ، (ملكُ القدوس)

۶۲/۱ ، ۱۱۴/۲ (ملك الناس)

اَلْقُدُّوْسُ صیغۂ مبالغہ ، بہت پاک ، برکت والا۔

۵۹/۲۳ ، ۶۲/۱

اَلسَّلَامُ پناہ دینے والا۔ "اللہ اپنے تمام افعال میں سلامُ ہے۔ کہ نہ زیادتی ہے ، نہ فرق ، نہ خلل" تمام نقائص سے منزّہ۔ ذاتی صفت سلامتی ہے۔ ۵۹/۲۳

اَلْمُؤْمِنُ امن و امان عطا کرنے والا ۵۹/۲۳

اَلْمُهَيْمِنُ نگران۔ پوری نگہبانی فرمانے والا۔ ۵۹/۲۳

العزیز قوت اور غلبہ والا۔ جو ذات کسی عنوان سے غیر کی محتاج نہ ہو، زبردست، وہ غالب جو مغلوب نہ ہو۔

۲/۱۲۹ ، ۲/۲۰۹ ، ۳/۴ ، ۵/۳۸

۸/۴۹ ، ۹/۷۱ ، ۲۲/۴۰ ، ۲۶/۱۷۵

۳۰/۵ ، ۳۴/۶ ، ۳۵/۲۸ ، ۳۹/۵

۴۲/۱۹ ، ۵۴/۴۲ ، ۵۸/۲۱ ، ۵۹/۲۳ ، ۶۴/۱۸

الجبار معاملات کو درست کرنے والا، قوت اور اقتدار کے ساتھ (جیسے ہڈی کا جوڑنا) نقصانات کو پورا کرنے والا جس کے ارادے کے سامنے دوسرے مجبور ہوں۔

۵۹/۲۳

المتکبر جس کے سامنے تمام مخلوقات حقیر ہوں۔ عظمت اور جلال والا۔

۵۹/۲۳

الخالق عدم سے وجود میں لانے والا، پیدا کرنے والا، مسلسل اشیا کو تخلیق کرنے والا۔

۶/۱۰۲ ، ۱۳/۱۶ ، ۳۸/۷۱ ، ۳۹/۶۲

۴۰/۶۲ ، ۵۹/۲۴

البارئ ٹھیک بنانے والا۔ بلا کسی موجود نقشہ کے تعمیر کرنے والا۔ مخصوص صورت پر پیدا کرنیوالا۔

۲/۵۴ ، ۵۹/۲۴

المصور صورت گری کرنیوالا۔ زینت بخشنے والا۔

۵۹/۲۴ ، ۳/۶ ، ۷/۱۱ ، ۴۰/۶۴ ، ۶۴/۳ ،

الغفار چھپانے والا (بندوں کے گناہوں کو) ڈھانپنے والا۔ درگذر کرنے والا۔

۲۰/۸۲ ، ۳۸/۶۶ ، ۳۹/۵ ، ۴۰/۴۲

القہار سب پر پوری طرح غالب جس کے مقابلے میں سب پست اور ذلیل ہوں۔ صیغہ مبالغہ۔

۱۲/۳۹ ، ۱۳/۱۶ ، ۱۴/۴۸

۳۸/۶۵ ، ۳۹/۴ ، ۴۰/۱۶

التواب توبہ کی توفیق دینے والا۔ توبہ قبول

کرنے والا۔

۲/۳۷ ، ۲/۵۴ ، ۲/۱۲۸ ، ۲/۱۶۰ ، ۹/۱۰۴

۹/۱۱۸ ، ۲۴/۱۰ ، ۴۹/۱۲ ، ۱۱۰/۳

اَلْوَهَّابُ بہت عطا کرنے والا۔ بے سوال کے عطا کرنے والا۔ بغیر کسی عوض کے دینے والا۔

۳/۸ ، ۳۸/۹ ، ۳۸/۳۵

اَلْخَلَّاقُ مبالغہ کا صیغہ، پیدا کرنے والا۔ ایک مخلوق کے بعد دوسری کو پیدا کرنے والا۔

۱۵/۸۶ ، ۳۶/۸۱

اَلرَّزَّاقُ مبالغہ کا صیغہ۔ بہت رزق دینے والا۔ اللہ کے سوا اس صفت کا اطلاق کسی کے لئے جائز نہیں

۵۱/۵۸

اَلْفَتَّاحُ صیغہ مبالغہ۔ بہت بڑا فیصلہ فرمانے والا۔ سب کے لئے رحمت اور رزق کے دروازے کھولنے والا

۳۴/۲۶

اَلْعَلِيْمُ صیغہ مبالغہ، سب کچھ جاننے والا، وہ جس کا علم ہر شئے کو اپنے دائرہ میں لے لے۔

۲/۲۹ ، ۲/۱۱۵ ، ۳/۳۴ ، ۳/۱۲ ، ۵/۹۷

۷/۲۰۰ ، ۹/۲۸ ، ۱۲/۸۳ ، ۲۴/۱۸ ، ۲۴/۳۵

۲۷/۶ ، ۴۰/۲ ، ۵۸/۷ ، ۶۶/۲ ، ۴۸/۴

اَلْحَلِيْمُ نہایت بردبار، باوقار، تحمل والا جوشِ غضب سے نفس کو روکنے والا۔

۲/۲۲۵ ، ۲/۲۳۵ ، ۲/۲۶۳ ، ۳/۱۵۵

۴/۱۲ ، ۵/۱۰۱ ، ۲۲/۵۹ ، ۶۴/۱۷

اَلْعَظِيْمُ بڑی عظمت والا۔ وہ جسے دوسرے بڑا سمجھیں۔

۲/۲۵۵ ، ۳/۱۷۴ ، ۹/۱۲۹ ، ۴۲/۴

۵۶/۷۴ ، ۵۶/۹۶ ، ۴۹/۳۳ ، ۴۹/۵۲

اَلْوَاسِعُ وسیع فضل والا، وسیع مغفرت والا۔

۲/۱۱۵ ، ۲/۲۴۷ ، ۲/۲۵۵ ، ۲/۲۶۱

۲/۲۶۸ ، ۳/۷۳ ، ۴/۱۳۰ ، ۵/۵۴

۲۳/۳۲ ، ۵۳/۳۲

اَلْحَکِیْمُ حکمت والا، "اصل حکمت اسی کی حکمت ہے"۔

۲/۳۲ ، ۲/۱۲۹ ، ۳/۶ ، ۴/۲۶

۵/۱۱۸ ، ۶/۸۳ ، ۹/۶۰ ، ۲۲/۵۲

۳۱/۹ ، ۳۹/۱ ، ۵۱/۳۰ ، ۶۶/۲

اَلْحَیُّ وہ زندہ جس کے لئے موت نہیں زندگی جس کی ذاتی صفت ہے۔

۲/۲۵۵ ، ۳/۲ ، ۲۰/۱۱۱ ، ۲۵/۵۸ ، ۴۰/۶۵

اَلْقَیُّوْمُ وہ ذات جو خود قائم رہنے والی ہو اور دوسروں کو قائم رکھنے والی ہو، صیغہ مبالغہ۔

۲/۲۵۵ ، ۳/۲ ، ۲۰/۱۱۱

اَلسَّمِیْعُ سب کچھ سننے والا۔ اور بندوں کو احکام سنانے والا

۲/۱۲۷ ، ۲/۱۸۱ ، ۳/۳۵ ، ۶/۱۱۵ ، ۸/۴۲

۱۰/۶۵ ، ۱۴/۳۹ ، ۲۴/۲۱ ، ۳۴/۵۰

۴۰/۵۶ ، ۴۲/۱۱ ، ۴۳/۶ ، ۵۸/۱

اَلْبَصِیْرُ سب کچھ دیکھنے والا، ہر موجودہ اور آئندہ وجود میں آنے والے واقعہ کو دیکھنے والا، گواہ شاہد۔

۲/۹۶ ، ۳/۱۵ ، ۵/۷۱ ، ۸/۳۹ ، ۱۷/۱

۲۲/۶۱ ، ۳۵/۳۱ ، ۴۰/۲۰ ، ۴۲/۱۱ ، ۴۹/۱۸

۵۷/۴ ، ۵۸/۱ ، ۶۰/۳ ، ۶۴/۲ ، ۶۷/۱۹

اَللَّطِیْفُ مہربانی اور شفقت کا منبع خفیف اور دقیق باتوں کا جاننے والا۔

۶/۱۰۳ ، ۱۲/۱۰۰ ، ۲۲/۶۳ ، ۳۱/۱۶

۳۳/۳۴ ، ۴۲/۱۹ ، ۶۷/۱۴ ،

اَلْخَبِیْرُ ہر بات سے باخبر، اپنے علم پر متیقن۔

۲/۲۳۴ ، ۲/۲۷۱ ، ۳/۱۵۳ ، ۶/۱۸

۹/۱۶ ، ۱۱/۱۱۱ ، ۲۲/۶۲ ، ۳۱/۱۶

۳۵/۳۱ ، ۴۸/۱۱ ، ۴۹/۱۳ ، ۵۸/۳

۵۸/۱۳ ، ۶۷/۱۴ ، ۱۰۰/۱۱ ،

اَلْعَلِیُّ سب سے اوپر، سب سے بلند، رفیع القدر، وہ جس کی بلندی کا احاطہ علم نہ کر سکے۔

۲/۲۵۵ ، ۴/۳۴ ، ۲۲/۶۲ ، ۳۱/۳۰ ، ۳۴/۲۳

۴۰/۱۲ ، ۴۲/۴ ، ۴۲/۵۱ ، ۴۳/۴ ،

اَلْکَبِیْرُ سب سے بالا، سب سے بڑا، اقتدار یا اعلیٰ والا

۴/۳۴ ، ۱۳/۹ ، ۲۲/۶۲

۳۱/۳۰ ، ۳۴/۲۳ ، ۴۰/۱۲

اَلْمُحِیْطُ ہر چیز کا ہر طرف سے نگراں اور نگہبان، ہر چیز کے ہر پہلو کو اپنے علم کے دائرے میں رکھنے والا۔ ہر چیز کو اپنے احاطہ قدرت میں رکھنے والا۔

۲/۱۹ ، ۳/۱۲ ، ۸/۴۷

۱۱/۹۲ ، ۴۱/۵۴ ، ۸۵/۲۰

اَلْقَدِیْرُ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا۔ اپنی حکمت کے مطابق سب کچھ کرنے کی قوت رکھنے والا۔ (قدیر صرف اللہ کے لئے آتا ہے۔ قادر عام ہے)۔

۲/۲۰ ، ۲/۱۰۶ ، ۳/۲۶ ، ۳/۱۸۹

۵/۱۷ ، ۶/۱۷ ، ۸/۴۱ ، ۹/۳۹

۱۶/۷۰ ، ۲۴/۴۵ ، ۳۰/۵۴ ، ۳۵/۱

۴۶/۳۳ ، ۵۹/۶ ، ۶۴/۱ ، ۶۷/۱

اَلْمَوْلٰی ۔ کارساز، دوست،

۲/۸۶ ، ۸/۴۰ ، ۲۲/۷۸ ، ۴۷/۱۱ ، ۶۶/۲

اَلنَّصِیْرُ مدد کرنے والا، خیر دینے والا۔ نصرت کر کے مضرت سے بچانے والا۔

۴/۴۵ ، ۴/۷۵ ، ۹/۷۴ ، ۲۹/۲۲ ، ۴/۴۵ ،

۴/۷۵ ، ۲۳/۱۷ ، ۲۹/۲۲ ، ۴۲/۳۱

اَلْکَرِیْمُ مخلوق پر احسان فرمانے والا۔ پیہم نعمتوں سے نوازنے والا۔ عزت والا۔ ۲۷/۴ ، ۸۲/۶

اَلرَّقِیْبُ نگہبان۔ وہ نگران جس سے کوئی چیز غائب نہ ہو۔

۴/۱ ، ۵/۱۱۷ ، ۲۳/۵۲

اَلْقَرِیْبُ تمام بندوں سے یکساں طور پر قریب

۱۱/۶۱ ، ۳۴/۵۰

اَلْمُجِیْبُ دعاؤں کا قبول کرنے والا۔ دنیا اور آخرت میں دینے والا۔

۲/۱۸۶ ، ۳/۱۹۵ ، ۱۱/۶۱ ، ۱۲/۳۴ ، ۲۷/۶۲

اَلْوَکِیْلُ نگران کارساز، حمایتی، گواہ۔

۲/۱۷۳ ، ۶/۱۰۲ ، ۱۱/۱۲ ، ۲۸/۲۸ ، ۳۹/۶۲

اَلْحَسِیْبُ سب کے لئے کفایت کرنے والا۔ حساب لینے والا۔

۴/۶ ، ۴/۸۶ ، ۳۳/۳۹ ،

اَلْحَفِیْظُ سب کی حفاظت فرمانے والا۔ یاد رکھنے والا۔

۱۱/۵۷ ، ۳۴/۲۱ ، ۴۲/۶

اَلْمُقِیْتُ سب کو سامان حیات فراہم کرنے والا۔ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا۔ ۴/۸۵

اَلْوَدُوْدُ اپنے بندوں سے محبت کرنے والا ثواب دینے والا صیغہ مبالغہ ۱۱/۹۰ ، ۸۵/۱۴

اَلْمَجِیْدُ بزرگی والا۔ وسعت وکثرت اور خیر وعزت کی بنا پر مجید۔ ۱۱/۷۳ ، ۸۵/۱۵

اَلْوَارِثُ سب کے فنا ہونے کے بعد باقی رہنے والا۔

۱۵/۲۳ ، ۲۱/۸۹ ، ۲۸/۵۸

الشَّہِیْدُ حاضر جو سب کچھ جانتا اور دیکھتا ہے ، قیامت میں خلق پر گواہ ۔

۳/۹۸ ، ۶/۱۹ ، ۱۰/۴۶ ، ۲۲/۱۷

۳۴/۴۷ ، ۴۱/۵۳ ، ۵۸/۶ ، ۸۵/۹

اَلْوَلِیُّ سرپرست ، مددگار ، کارساز ، بچانے والا ، دوست ۔

۲/۲۵۷ ، ۳/۶۷ ، ۶/۵۱ ، ۶/۷۰

۹/۱۱۶ ، ۱۸/۲۶ ، ۲۹/۲۲ ، ۴۲/۹

الْحَمِیْدُ حمد و ستائش کا حقدار ، محمود ، وہ جو حقیقی طور پر حمد کا مستحق ہو ۔

۲/۲۶۷ ، ۱۱/۷۳ ، ۱۴/۱ ، ۱۴/۸

۲۲/۶۴ ، ۳۱/۱۲ ، ۳۱/۲۶ ، ۳۵/۱۵

۴۱/۴۲ ، ۴۲/۲۸ ، ۵۷/۲۴ ، ۶۰/۶

۶۴/۶ ، ۸۵/۸

اَلْحَقُّ جس کی ذات اصلاً حق ہے ، حقیقۃً رب اور مولیٰ ، جس کا ہر فعل حق ہو ۔

۵/۴۸ ، ۵/۸۳ ، ۶/۵۷ ، ۶/۶۲

۶/۷۳ ، ۱۰/۳۲ ، ۱۰/۳۵ ، ۱۰/۸۲

۱۳/۱۹ ، ۱۶/۳۰ ، ۲۰/۱۱۴ ، ۲۲/۶

۲۲/۶۲ ، ۲۴/۲۵

اَلْمُبِیْنُ حقائق و ہدایات کو کھولنے والا ۔ ظاہر کرنے والا

۲۴/۲۵

اَلْقَوِیُّ صاحب قوت ، ہر چیز کو اپنی قوت کے تحت تابع رکھنے والا ۔

۸/۵۲ ، ۱۱/۶۶ ، ۲۲/۴۰ ، ۲۲/۷۴

۴۰/۲۲ ، ۴۴/۱۹ ، ۵۸/۲۱

اَلْمَتِیْنُ قوی جو خود محکم ہو اور مخلوقات کو قوت عطا کرے ، ذوالقوۃ ۔ ۵۱/۵۸

اَلغَنِیُّ وہ بے نیاز جس کو کسی سے کوئی حاجت نہ ہو

۲/۲۶۳ ، ۲/۲۶۷ ، ۳/۹۷ ، ۴/۱۳۱ ، ۶/۱۳۳ ،

۱۰/۶۸ ، ۲۲/۶۴ ، ۲۷/۴۰ ، ۲۹/۶

۳۱/۱۲ ، ۳۱/۲۶ ، ۳۵/۱۵ ، ۳۹/۷

۴۷/۳۸ ، ۵۷/۲۴ ، ۶۰/۶ ، ۶۴/۶

اَلمَالِکُ :- سارے جہاں کا حکمران (مالکُ المُلک)
روزِ جزا کا مالک وہ جس کے ہاتھ میں مستقل امر و نہی کی طاقت ہے اور ہر چیز پر مکمل تصرف کا اختیار ہے۔ ۱/۴ ، ۳/۲۶

اَلشَّدِیدُ نہایت مستحکم اور استحکام عطا کرنے والا۔
کافروں پر نہایت سخت، عذاب و سزا میں شدید۔

۲/۱۶۵ ، ۲/۲۱۱ ، ۳/۱۱ ، ۵/۲

۵/۹۸ ، ۸/۱۳ ، ۸/۴۸ ، ۸/۵۲

۱۳/۱۳ ، ۴۰/۳ ، ۴۰/۲۲ ، ۵۹/۴

اَلقَادِرُ قدرت کرنے والا۔ غالب گرفت کرنے والا
دیکھئے "القدیر"

۶/۳۷ ، ۶/۶۵ ، ۱۷/۹۹ ، ۳۶/۸۱ ، ۴۶/۳۳ ،
۷۵/۴۰ ، ۸۶/۸ ،

اَلمُقتَدِرُ ہر طرح کی قدرت والا ہر شئے پر حاوی،
اشیاء و مخلوقات کی تقدیر کا تعین کرنے والا۔

۱۸/۴۵ ، ۵۴/۴۲ ، ۵۴/۵۵

اَلقَاهِرُ غالب (ہر شئے پر)، دوسروں کو پست کرنے
والا۔ ۶/۱۸ ۶/۶۱

اَلکَافِی حاجت روا، "ایسا کام پورا کرنے والا کہ اس
کے بعد کسی دوسرے کی ضرورت نہ رہے"۔

۴/۶ ، ۴/۷۰ ، ۴/۸۱ ، ۴/۱۳۲

۱۰/۲۹ ، ۱۷/۱۷ ، ۱۷/۶۵ ، ۱۶/۹۶

۲۵/۳۱ ، ۲۹/۵۲ ، ۳۳/۳ ، ۳۳/۲۵

۴۶/۸ ، ۴۸/۲۸ ، ۳۹/۳۶ ،

اَلشَّاکِرُ انسانی کوششوں میں بھرپور نتائج پیدا کرنے والا،
نمایاں اور ظاہر کرنے والا۔ ۲/۱۵۸ ، ۴/۱۴۷ ،

اَلمُستَعَانُ وہ جس سے مدد مانگی جائے، وہ جو ذاتِ انسانی

کو اعتدال عطا کرتا ہے

۱۲/۱۸ ، ۲۱/۱۱۲

الفَاطِرُ عدم کو پھاڑ کر وجود میں لانے والا۔ مخلوقات کو پہلی مرتبہ پیدا کرنے والا۔

۶/۱۴ ، ۱۴/۱۰ ، ۳۵/۱ ، ۳۹/۴۶

۴۲/۱۱

البَدِیۡعُ بلا مثالِ سابق کے تخلیق کرنے والا، موجد، نئی طرح بنانے والا۔ ۲/۱۱۷ ۶/۱۰۱

الغَافِرُ بخشنے والا۔ معاف کرنے والا۔ (دیکھئے الغفار) ۴۰/۳

الاَوَّلُ وہ ذات جس پر وجود میں کسی شئے کو سبقت حاصل نہیں سب سے پہلا ۵۷/۳

الاٰخِرُ سب کچھ فنا ہونے کے بعد باقی رہنے والا ۵۷/۳

الظَّاهِرُ بالکل آشکارا، دلائل سے اس کا ظہور سب پر ظاہر، ہر شئے سے اوپر ہر شئے پر غالب۔ ۵۷/۳

البَاطِنُ نظروں سے مخفی، وہ غیر محسوس جس کا ادراک اس کے افعال و آثار سے ہو، غیب کی ہر شئے سے واقف ۵۷/۳

الکَفِیۡلُ ضرورت پوری کرنے والا جس کے بعد کسی کی حاجت نہ رہے۔ کفالت کرنے والا۔ ۱۶/۹۱

الغَالِبُ ہر شے کو قابو میں رکھنے والا۔ ہر شئے پر غالب اور بالادست ۱۲/۲۱

الحَکَمُ منصف، فیصلہ کرنے والا (خصوصی فیصلہ)، قانون نافذ کرنے والا۔ ۶/۱۱۴

العَالِمُ وہ ذات عالی جو ہر شئے کی حقیقت سے باخبر ہو (قرآن میں یہ لفظ صرف اللہ کے لئے استعمال ہوا ہے) عالم غیب و شہادۃ کی ہر چیز کو جو جانتا ہو۔

۶/۷۳ ، ۹/۹۴ ، ۹/۱۰۵ ، ۱۳/۹

۲۳/۹۲ ، ۳۲/۶ ، ۳۴/۳ ، ۳۵/۳۸

۳۹/۴۶ ، ۵۹/۲۲ ، ۶۲/۸ ، ۶۴/۱۸

۷۲/۲۶

الرَّفِیۡعُ بلند کرنے والا، بلندی پر فائز ذات۔ بلند درجات والا۔ اور مرتبوں کو بلند کرنے والا۔

۴/۱۸۵ ، ۶/۱۶۵ ، ۱۳/۲ ، ۴۰/۱۵

اَلحَافِظُ حفاظت فرمانے والا جہانوں کا نگہبان۔ (دیکھیے۔ اَلحَفِیظ) $\frac{۱۲}{۶۴}$

اَلمُنتَقِمُ جرائم کی سزا دینے والا (اصلاح کے لئے)

$\frac{۳۲}{۲۲}$ ، $\frac{۴۳}{۴۱}$ ، $\frac{۴۴}{۱۶}$

اَلقَائِمُ باقی رہنے والا۔ اپنی جگہ پر دوام اور ہمیشگی کے ساتھ کھڑا رہنے والا۔ $\frac{۱۳}{۲۳}$ ،

المُحیِی زندہ کرنے والا۔ حیات بخشنے والا۔

$\frac{۳۰}{۵۰}$ ، $\frac{۴۱}{۳۹}$

الجَامِعُ انسانوں اور کائنات کو جمع کرنے والا، اکٹھا کرنے والا۔ مختلف اجزا کو جمع کرکے شیرازہ بندیٔ حیات وکائنات کرنے والا۔

$\frac{۳}{۹}$ $\frac{۴}{۱۴۰}$

المَلِیكُ مَلِكُ کا صیغۂ مبالغہ۔ سب سے بڑا بادشاہ (دیکھیے اَلمَلِكُ) $\frac{۵۴}{۵۵}$

المُتَعَالُ بے حد غالب، حد درجہ برتر $\frac{۱۳}{۹}$

اَلنُّوْرُ روشنی۔ وہ ذات روشن جو دوسروں کو بھی روشن کرے، $\frac{۲۴}{۳۵}$ ،

الهَادِیُ سیدھا راستہ دکھانے والا، ہدایت یاب فرمانے والا $\frac{۲۵}{۳۱}$

اَلغَفُوْرُ مبالغہ کا صیغہ بے حد مغفرت کرنے والا۔ بار بار مغفرت کرنے والا، دیکھیے الغفارُ اور الغافِرُ

$\frac{۲}{۱۷۳}$ ، $\frac{۲}{۱۸۲}$ ، $\frac{۳}{۳۱}$ ، $\frac{۴}{۲۵}$

$\frac{۵}{۳۴}$ ، $\frac{۶}{۵۴}$ ، $\frac{۱۷}{۴۴}$ ، $\frac{۱۸}{۵۸}$

$\frac{۴۲}{۵}$ ، $\frac{۵۷}{۲۸}$ ، $\frac{۷۳}{۲۰}$

اَلشَّکُوْرُ مبالغہ کا صیغہ، بندوں کا بڑا قدردان، تھوڑی نیکی پر بہت ثواب دینے والا۔ (دیکھیے الشاکِرُ)

$\frac{۳۵}{۳۰}$ ، $\frac{۳۵}{۳۴}$ ، $\frac{۴۲}{۲۳}$ ، $\frac{۶۴}{۱۷}$

العَفُوُّ صاحبِ فضلِ عظیم۔ بہت درگزر فرمانے والا نہایت درجہ معاف فرمانے والا۔

$\frac{۲۲}{۶۰}$ ، $\frac{۵۸}{۲}$

اَلرَّؤُوْفُ شفقت کرنے والا ۔ نرمی برتنے والا۔
ضرر کو دور کرنے والا ۔ جرم کو معاف کرنے والا۔

۲/۱۴۳ ، ۲/۲۰۷ ، ۳/۳۰ ، ۹/۱۱۷
۱۶/۷ ، ۱۶/۴۷ ، ۲۲/۶۵ ، ۲۴/۲۰
۵۷/۹ ، ۵۹/۱۰ ،

اَلْاَکْرَمُ مبالغہ کا صیغہ ، بڑا کریم (دیکھئے الکریم)
۹۶/۳

اَلْاَعْلٰی سب سے اوپر ، سب سے برتر۔ سب پر غالب ، ۸۷/۱ ، ۹۲/۲۰

اَلْبَرُّ احسان فرمانے والا۔ نیک سلوک کرنیوالا۔ ۵۲/۲۸

اَلْحَفِیُّ ۔ ہر شئے سے مکمل طور پر باخبر، بڑا مہربان ۱۹/۴۷

اَلْاِلٰہُ معبود ، وہ جس کی بندگی کی جائے (خواہ وہ معبود برحق ہو یا باطل) قرآن نے بتایا کہ اللہ ہی الٰہ ہے اور بس ۔

۲/۱۳۳ ، ۲/۱۶۳ ، ۳/۲ ، ۳/۱۸

۴/۸۷ ، ۵/۷۳ ، ۶/۴۶ ، ۷/۵۹
۹/۱۲۹ ، ۱۰/۹۰ ، ۱۱/۱۴ ، ۱۳/۳۰
۱۴/۵۲ ، ۱۶/۲۲ ، ۱۸/۱۱۰ ، ۲۰/۸۰
۲۷/۶۳ ، ۳۵/۳ ، ۴۰/۶۵ ، ۵۹/۲۲
۷۳/۹ ، ۱۱۴/۳ ،

اَلْوَاحِدُ اکیلا، یگانہ گنتی کا سب سے پہلا عدد۔

۲/۱۶۳ ، ۴/۱۷۱ ، ۶/۱۹ ، ۱۲/۳۹
۱۳/۱۶ ، ۱۴/۴۸ ، ۱۶/۲۳ ، ۱۸/۱۱۰
۲۱/۱۰۸ ، ۲۲/۳۴ ، ۳۷/۴ ، ۳۹/۴۰
۴۱/۶ ،

اَلْاَحَدُ ایک، پہلا، اکیلا۔ ۱۱۲/۱ ، ۱۱۲/۴

اَلصَّمَدُ الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوًا احد۔ ہر ضرورت و احتیاج سے بے نیاز جو نہ کسی کا بیٹا ہو نہ باپ جس سے فریاد کیجائے۔ غنی و مغنی
۱۱۲/۲

درج بالا ننانوے اسماء حسنیٰ حافظ ابن حجر کی فہرست کے مطابق ہیں (فتح الباری) اور یہ سب کے سب قرآن حکیم میں موجود ہیں۔ ترمذی شریف کی فہرست میں کچھ اور اسماءِ حسنیٰ ہیں جو اس فہرست میں نہیں یہ وہ صفاتی نام ہیں جن کے افعال قرآن حکیم میں موجود ہیں مثلاً اَلْقَابِضُ اور اَلْبَاسِطُ (قبض، بسط) بعض قرآنی اسماءِ حسنیٰ بھی حضرت ابن حجر کی فہرست میں نہیں۔ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام۔ یہ اسماءِ حسنیٰ ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں حضور نبی کریم کی مشہور حدیث کا مفہوم یہی ہے کہ ان ناموں میں سے ننانوے ناموں (کوئی سے) کی نگہداشت کرنے والا جنت میں جائے گا۔

عَلَّامُ الْغُیُوْبِ علام مبالغہ کا صیغہ، چھپی چیزوں اور حقائق کا خوب جاننے والا۔

$\frac{۵}{۱۰۹}$ ، $\frac{۵}{۱۱۶}$ ، $\frac{۹}{۷۸}$ ، $\frac{۳۴}{۴۸}$

اَلْقَابِضُ کائنات کو اپنی گرفت میں رکھنے والا۔ حسبِ موقع تنگی کرنے والا۔ $\frac{۲}{۲۴۵}$

اَلْبَاسِطُ (رزق میں) فراخی کرنے والا۔ پھیلانے والا۔ کھولنے والا۔

$\frac{۲}{۲۴۵}$ ، $\frac{۱۷}{۳۰}$ ، $\frac{۲۹}{۶۲}$ ، $\frac{۴۲}{۱۲}$

اَلْمُعِزُّ عزت عطا کرنے والا (قوموں اور افراد کو اعمال اور تقدیر کے مطابق) $\frac{۳}{۲۶}$

اَلْمُذِلُّ ذلت دینے والا۔ $\frac{۳}{۲۶}$

اَلْبَاعِثُ زندہ کرنے والا۔ اٹھا کھڑا کرنے والا۔

$\frac{۲}{۲۴۷}$ ، $\frac{۳}{۱۶۴}$ ، $\frac{۷}{۱۰۳}$ ، $\frac{۱۰}{۷۴}$

$\frac{۱۶}{۳۶}$ ، $\frac{۲۵}{۵۱}$ ،

مُحَمَّد وَاَحْمَد

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مُحَمَّدٌ جو مسلسل وجہ حمد و ستائش ہو، کثیر صفات کا مالک، حضورؐ کا پیدائشی نام۔

$\frac{۳}{۱۴}$ ، $\frac{۲۳}{۴۰}$ $\frac{۴۷}{۲}$ $\frac{۴۸}{۲۹}$

اَحْمَدُ انجیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام، "جملہ اہل السمٰوٰت والارض سے بڑھ کر" بہت زیادہ حمد الٰہی بیان کرنے والا، جس کی حمد دوسروں سے زیادہ کی جائے۔ $\frac{۶۱}{۶}$

رَسُولٌ / رَسُوْلُ اللّٰہ صاحبِ وحی،
اللہ کا پیغام انسانوں تک پہنچانے والا۔

۲/۱۰۱ ، ۲/۱۴۳ ، ۳/۳۲ ، ۳/۸۱
۴/۵۹ ، ۴/۸۰ ، ۵/۶۷ ، ۷/۱۵۸

(جملہ عالم انسانیت کے لئے رسول)۔

۸/۲۴ ، ۹/۶۱ ، ۹/۱۲۸ ، ۲۴/۴۸

۲۵/۳۰ ، ۳۳/۲۱ (آپ کا اسوۂ حسنہ ہی معیار ہے)۔

۳۳/۴۰ ، ۴۹/۳ ، ۵۷/۸ ، ۵۹/۷

۶۰/۱ ، ۶۱/۵ ، ۶۴/۱۲ ،

نبی صاحبِ مقامِ بلند۔ فرشتہ بھی رسول ہوتا ہے۔ صرف انسان ہی نبی ہوتا ہے۔ صاحب شریعت رسول ہوتا ہے نبی نہیں۔ بہت سے پیغمبروں اور سرکار دو عالم[؂] کے لئے رسول اور نبی دونوں لفظ آتے ہیں۔

۳/۶۸ ، ۷/۱۵۷ ، ۷/۱۵۸ ، ۸/۶۴
۹/۷۳ ، ۹/۱۱۷ ، ۲۲/۵۲ ، ۳۳/۱

۳۳/۶ ، ۳۳/۵۶

اللہ اور ملائکہ کا درود و سلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر

۴۹/۲ ، ۶۰/۱۲ ، ۶۶/۳ ،

خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ، نبیوں کی مہر سلسلۂ نبوت جس کی ذات پر ختم ہو۔ آخری نبی۔ ۳۳/۴۰ ،

شَہِیْدٌ گواہ نگراں، احوال بیان کرنے والا۔ مبالغہ کا صیغہ (شاہد اکبر) ۲/۱۴۳

شَاہِدٌ دنیا اور قیامت دونوں جگہ شاہد، وہ جسے حقائق غیب کا مشاہدہ کرایا گیا، جماعت مومنین کے نگراں

۳۳/۴۵ ،

مُطَاعٌ :۔ جس کی اطاعت کی جائے اللہ نے رسول کی اطاعت اپنی اطاعت کے ساتھ وابستہ کر دی۔

۴/۵۹ ، ۴/۶۳ ، ۴/۸۰ ، ۶۰/۱۲

رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (بالمومنین)۔ مومنوں کے ساتھ رحم و شفقت فرمانے والا۔ ۹/۱۲۸

مُبَشِّرٌ خوشخبری دینے والا۔ اہل ایمان کو سعادت اخروی اور جنت دوامی کی بشارت دینے والا۔

۱۷/۱۵ ، ۲۵/۵۶ ، ۳۲/۴۵ ، ۴۸/۸

بَشِیْرٌ بشارت سنانے والا۔ خوشخبری دینے والا

۲/۱۱۹ ، ۵/۱۹ ، ۷/۱۸۸ ، ۳۴/۲۸

نَذِیْرٌ نافرمانوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرانے والا
ہر رسول بشیر اور نذیر ہوتا ہے۔

۲/۱۱۹ ، ۵/۱۹ ، ۴۸/۸ ، ۷/۱۸۸ ، ۳۴/۲۸

مُنْذِرٌ ڈرانے والا۔ خوفِ الٰہی کے ذریعہ ہدایت دینے والا۔ ۱۳/۷ ، ۳۸/۴ ، ۲۸/۶۵ ، ۵۰/۲ ، ۷۹/۴۵ ،

سِرَاجٌ چراغ۔ روشن ذات۔ آفتاب ہدایت

۳۳/۴۶

نُوْرٌ خود روشن اور دوسروں کو روشن کرنے والا
(حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیتؓ، صحابہ کرامؓ اور اللہ کے برگزیدہ بندوں کی زندگی اس کی شہادت ہے)
۵/۱۵ ، ۳۳/۴۶ ، (مُنِیْرٌ)

دَاعِیَ اِلَی اللّٰہِ اللہ کی طرف بلانے والا۔ اللہ کی معرفت اور رضا کی طرف دعوت دینے والا۔ ۳۳/۴۶

کَافَّۃً لِّلنَّاسِ وہ رسول جس کی رسالت عالمِ انسانیت کے لئے کافی (اور حجت) ہو ، ۳۴/۲۸

رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ جس کا وجود جملہ جہانوں کیلئے اللہ کی رحمت ہو ۲۱/۱۰۷

مُسْلِمِ اوّل اللہ کی ذات وصفات پر اس کی وحی اور اپنی رسالت پر سب سے پہلے ایمان لانے والا۔ ۶/۱۱۴

دُعَاءِ ابراھیمؑ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اور بعثت دعاءِ ابراہیمی کا ربانی جواب ہے۔ (حضور تو وجود اوّل ہیں، یہ دُعا حضرت ابراہیمؑ کو تعلیم کی گئی۔

۲/۱۲۹

مَنَّ اللّٰہ وہ ذات جو مومنوں پر اللہ کا احسان ہے

۳/۱۶۴

صاحبِ مقامِ محمود۔ وہ ذات جو ایسے مرتبے پر فائز ہو کہ دنیا و آخرت میں اس کی مسلسل حمد کی جائے۔ ۱۷/۷۹

عبد/عبدہٗ/عبد اللّٰہ۔ اللہ کا عبدِ کامل۔ بلند ترین مقام، کلمۂ شہادت میں حضور کی عبدیت کی شہادت لازم ہے۔ اللہ نے اس عبدیتِ کاملہ کی

سند خود دی ہے۔

۱۷/۱ ، ۱۸/۱ ، ۲۵/۱ ، ۳۹/۳۶

۵۷/۹ ، ۷۲/۱۹

المزمل بوجھ اٹھا لینے والا اپنے آپ کو کپڑوں میں لپیٹ کر بارِ رسالت کو اٹھانے والا۔ ۷۳/۱

المدثر کپڑا اوڑھنے والا گھر کو ٹھیک کرنے والا خبر گیری کرنے والا۔ سنوارنے والا۔ ۷۴/۱

حریص تلاش رکھنے والا۔ مومنوں کے لئے بہت بے تاب اور ان کی فلاح کے لئے حریص ۹/۱۲۸

رسول النبی الامی - وہ رسول اور نبی جو اللہ کے علاوہ کسی سے رشتہ تلمیذ (شاگردی) نہیں رکھتا

۷/۱۵۷ ، ۷/۱۵۸ ،

فاتح کامیاب ، فتح پانے والا

۴۸/۱ ، ۱۱۰/۱

طٰہٰ - طا۔ ہا۔ حضور کا ایک نام (حروف مقطعات میں حضور سے خطاب) ۲۰/۱

یٰسین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطابیہ نام

۳۶/۱

عزیز غلبہ والا۔ صاحب عزت (عزیز علیہ شاق گذرنا۔) ۹/۱۲۸ ،

مصطفیٰ برگزیدہ چنا ہوا

۲۲/۷۵ ، ۲۷/۵۹

مجتبیٰ، منتخب۔ چنا ہوا۔ پسند کیا ہوا، جس کو نبوت وسعادت کے لئے انتخاب کیا گیا۔

۳/۱۷۹ ، ۲۲/۷۸

اولیٰ بڑا خیر خواہ، بہت دوست، بہت قریب

۳۳/۶

معلم الکتاب ومعلم الحکمۃ کتاب اللہ اور حکمت کی تعلیم دینے والا۔

۲/۱۲۹ ، ۳/۱۶۴ ، ۶۲/۲

مزکی ۔ قلوب اور نفوس کا تزکیہ فرمانے والا۔ انسانوں کو پاک فرمانے والا۔

۲/۱۲۹ ، ۳/۱۶۴ ، ۶۲/۲

تَالِی (آیَاتُ اللّٰہِ) آیات اللہ کی تلاوت فرمانے والا لوگوں کو سنانے والا۔

۲/۱۲۹ ، ۳/۱۶۴ ، ۶۲/۲

صَاحِبُ ساتھی، رفیق، جو طویل عرصہ تک ساتھ رہا ہو۔

۵۳/۲ ، ۸۱/۲۲ ،

صَاحِبِ کوثر / صَاحِبِ خیرِ کثیر / جنت کی نہر کا مالک، خیر کثیر کا مالک، ۱۰۸/۱

بُرْهَانٌ اللہ کی دلیل، حجت، سب سے زیادہ قوی دلیل اور ہمیشہ صدق کی مقتضی۔ ۴/۱۷۴

کِتَابُ اللّٰہِ

اَلْقُرْآنُ قرآت اور تلاوت کی جانے والی کتاب۔
وہ کتاب جو کتب سابقہ کا حاصل ہے، تمام علوم کا مجموعہ اجزاءِ قرآن کو بھی قرآن کہتے ہیں۔ پڑھا جانے والا کلام۔

۲/۱۸۵ ، ۴/۸۲ ، ۵/۱۰۱ ، ۷/۲۰۴

۱۰/۱۵ ، ۱۲/۲ ، ۱۶/۹۸ ، ۱۷/۹

۱۸/۵۴ ، ۲۵/۳۰ ، ۳۰/۵۸ ، ۴۳/۳۱

۴۷/۲۴ ، ۵۴/۱۷ ،

قُرْآنِ مُبِیْن واضح قرآن، بیان و ہدایت کی کتاب، چھپی حقیقتوں کو کھول کر بیان کرنے والا قرآن۔

۱۵/۱ ، ۳۶/۶۹

قُرْآنُ الْعَظِیْم عظمتوں اور بزرگی والا قرآن، اساسی اہمیت رکھنے والا قرآن ۱۵/۸۷

قُرْآنُ الْحَکِیْم وہ قرآن جس کی ہدایات واحکام حکمت اور دانائی رب کا مظہر ہیں۔ ، ۳۶/۲

قُرْآنُ الْمَجِیْدُ بزرگی اور بلند شان والا قرآن، اچھوتے اسلوب کا حامل قرآن،

۵۰/۱ ، ۸۵/۲۱

قُرْآنِ کَرِیْم عزت والا قرآن۔ ، ۵۶/۷۷

قُرْآنًا عَرَبِیًّا فصیح اور صاف اسلوب والا قرآن۔ عربی زبان کا قرآن، حق پر مبنی کلام

۱۲/۲ ، ۲۰/۱۱۳ ، ۴۲/۷

اَلْکِتَاب کتابِ قانون، احکام والی کتاب، ہر

آسمانی صحیفہ کو کتاب کہا ہے بالخصوص قرآن پاک کو۔

۲/۲ ، ۲/۱۵۱ ، ۲/۱۷۶ ، ۳/۳

۳/۲۳ ، ۳/۱۶۴ ، ۴/۱۰۵ ، ۴/۱۳۶ ، ۶/۳۸

الکتاب المنیر۔ روشن کتاب، حقائق کو روشن کرنے والی کتاب۔ ۳/۱۸۴ ،

کِتابُ اللّٰہِ اللہ کی کتاب اللہ کا قول (بلاصوت)

۴/۲۴ ، ۵/۴۴ ، ۹/۳۶ ،

کِتابِ مُبِین کھول کر اور وضاحت سے بیان کرنے والی کتاب، حقائق کو ظاہر کرنے والی کتاب۔

۵/۱۵ ، ۶/۵۹ ، ۲۷/۱

کتاب مُفصَّل وہ کتاب جو تفصیل کے ساتھ نازل ہوئی جس کتاب میں تفصیلِ حقائق ہے۔ ۶/۱۱۴ ، ۷/۵۲

کتابُ الحکیم حکمتوں والی کتاب ۱۰/۱

کتاب مُبٰرک خیر و برکت والی کتاب عطائے خیر والی کتاب ۶/۹۲ ، ۶/۱۵۵

نُور روشن کتاب، اہل ایمان کو روشنی عطا کرنے والی کتاب، اللہ کا نور۔ ۴/۱۷۴

ذکر۔ حقائق و احکام کو بار بار دہرانے والی کتاب۔ ہوشیار کرنے اور اللہ کو یاد دلانے والی کتاب۔

۳/۵ ، ۱۵/۶ ، ۱۵/۹ ، ۱۶/۴۴

۲۱/۵۰ ، ۳۸/۱ ، ۳۸/۴۹ ، ۳۸/۸۷

۵۴/۱۷ ، ۸۱/۲۷ ،

شِفاء ۱۰/۵۷ ، ۱۷/۸۲ ، ۴۱/۴۴

رَحْمَۃً رحمت ۷/۵۲

الھُدیٰ ہدایت والی کتاب، راستہ بتانے والی کتاب، راستہ دکھانے کے لئے آگے بڑھنے والی کتاب۔

۲/۲ ، ۲/۹۷ ، ۲/۱۸۵ ، ۳/۱۳۸

۶/۱۵۷ ، ۷/۲۰۳ ، ۱۰/۵۷ ، ۱۶/۶۴

۱۶/۸۹ ، ۲۷/۲ ، ۳۱/۳ ، ۴۵/۲۰

۴۸/۲۸ ،

حکم حکومت (کا آئین) ۶/۸۹ ، ۶/۱۵۵

فُرقان حق و باطل کو الگ کرنے والی کتاب۔

حق و باطل کے درمیان دلیل و حجت۔

۲/۱۸۵ ، ۳/۴ ، ۲۵/۱

تَنزِیل اللہ کی نازل کردہ، روح الامین کے ذریعہ نازل ہونے والی کتاب۔

۲۶/۱۹۲ ، ۳۲/۲ ، ۴۱/۲ ، ۴۱/۴۲

۵۶/۸۰ ، ۶۹/۴۳ ، ۷۶/۲۳ ،

مُنَزَّل نازل ہونے والی کتاب اللہ کی طرف سے حق کے ساتھ۔

۶/۱۱۴

مُہَیمِن دوسری آسمانی کتابوں کو اپنے اندر محفوظ رکھنے والی کتاب۔ ۵/۴۸

مُصَدِّق دوسری آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے والی کتاب۔

۵/۴۸ ، ۶/۹۲

بیّنٰت واضح تعلیمات پر مشتمل۔ ۲/۱۸۵

ایمان اللہ پر، فرشتوں پر، آسمانی کتابوں، رسولوں، اور، یوم آخرت پر

۲/۱۷۷ ، ۲/۲۸۵ ، ۴/۱۳۶ ، ۴/۱۵۲ ، ۵۷/۱۹

پہلے انبیاء کرام

انبیائے کرام۔ ہدایت اور وحی کے ساتھ آئے، ہر قوم کے لئے نبی مبعوث کیے گئے۔ اللہ کی نصرت کے ساتھ، انہیں مجنوں، ساحر، اور شاعر قرار دیا گیا۔ انبیاء میں بحیثیت نبی کوئی فرق نہیں، ویسے بعض کو بعض پر فضیلت دی گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے برگزیدہ ہیں۔ نبیوں کی صحیح تعداد اللہ کے علم میں ہے۔ اہم نبیوں کا تذکرہ قرآن میں محفوظ ہے۔

۲/۲۵۳ ، ۳/۱۴۳ ، ۴/۱۶۵ ، ۵/۴۴

۶/۳۴ ، ۶/۱۳۰ ، ۱۱/۱۲۰ ، ۱۲/۱۱۰

۱۶/۳۵ ، ۱۷/۵۵ ، ۴۰/۵۱

چند عظیم رسول جن کا قرآن حکیم میں ذکر آیا ہے

ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام

۲/۳۱ ، ۲/۳۳ ، ۲/۳۵ ، ۳/۳۳

۳/۵۹ ، ۷/۱۱ ، ۷/۱۹ ، ۱۷/۶۱

۱۸/۵۰ ، ۲۰/۱۱۵ ، ۲۰/۱۲۰ ،

آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام

۴/۱۴۳ ، ۱۱/۳۲ ، ۱۱/۴۲ ، ۱۱/۴۵

۱۷/۳ ، ۲۵/۳۷ ، ۲۶/۱۰۶ ، ۳۳/۷

۳۷/۷۹ ، ۵۱/۴۶ ، ۷۱/۲۱ ،

حضرت ادریس علیہ السلام

۱۹/۵۷ ، ۲۱/۸۵

حضرت ہود علیہ السلام

۱۱/۵۳ ، ۱۱/۶۰ ، ۱۱/۸۹ ، ۲۶/۱۲۴

حضرت صالح علیہ السلام

۷/۷۷ ، ۱۱/۶۲ ، ۱۱/۸۹ ، ۲۶/۱۴۲

۲۷/۴۵

ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام

۲/۱۲۴ ، ۲/۱۲۵ ، ۲/۱۲۷ ، ۲/۱۳۳

۲/۱۴۰ ، ۲/۲۵۸ ، ۳/۶۵ ، ۳/۶۸

۳/۹۷ ، ۴/۱۲۵ ، ۴/۱۴۳ ، ۶/۷۵

۹/۱۱۴ ، ۱۱/۷۵ ، ۱۲/۶ ، ۱۴/۳۵

۲۱/۶۹ ، ۲۲/۷۸ ، ۳۸/۴۵ ، ۶۰/۴

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

۲/۱۲۵ ، ۲/۱۲۷ ، ۲/۱۳۳ ، ۲/۱۴۰

۴/۱۴۳ ، ۶/۸۶ ، ۱۴/۳۹ ، ۱۹/۵۴

۲۱/۸۵ ، ۳۸/۴۸

حضرت اسحٰق علیہ السلام

۲/۱۳۳ ، ۲/۱۴۰ ، ۴/۱۴۳ ، ۱۲/۶ ، ۳۸/۴۵

حضرت لوط علیہ السلام

۱۱/۸۱ ، ۱۵/۵۹ ، ۲۱/۷۴ ، ۲۲/۴۳

۲۶/۱۶۱ ، ۲۷/۵۴ ، ۲۹/۲۶ ، ۳۷/۱۳۳

۳۸/۱۲ ، ۵۰/۱۳ ، ۵۴/۲۳ ، ۶۶/۱۰

حضرت یعقوب علیہ السلام

آپ کا لقب اسرائیل ہے اس عبرانی لفظ کے معنیٰ ہیں عبداللہ (اللہ کا بندہ)

۲/۱۳۲ ، ۲/۱۳۶ ، ۲/۱۴۰ ، ۳/۸۴

۶/۸۴ ، ۱۱/۷۱ ، ۱۲/۶ ، ۱۲/۳۸

۱۲/۶۸ ، ۱۹/۶ ، ۲۱/۷۲ ، ۲۹/۲۷

۳۸/۴۵

حضرت یوسف علیہ السلام

۶/۸۴ ، ۱۲/۴ ، ۱۲/۷ ،

(بارہویں سورت سورۂ یوسف کی آیات نمبر)

۸ تا ۱۱، ۱۷، ۲۱۔ ۲۹ ، ۴۶۔ ۵۱، ۵۶

۵۸، ۶۹، ۷۶، ۷۷، ۸۰، ۸۴، ۸۵، ۸۷، ۸۹، ۹۰، ۹۴، ۹۹)

۳۰/۳۴

حضرت شعیب علیہ السلام

۷/۸۸ ، ۱۱/۸۷ ، ۱۱/۹۱ ، ۲۶/۱۷۷

۲۹/۳۶

حضرت موسیٰ علیہ السلام

۲/۵۱ تا ۵۵ ، ۲/۶۰ ، ۳/۸۴

۴/۱۵۳ ، ۴/۱۶۴ ، ۵/۲۲ ، ۶/۹۱

۷/۱۰۴ ، ۷/۱۴۳ ، ۱۰/۷۵ ، ۱۰/۸۴

۱۱/۱۷ ، ۱۴/۸ ، ۱۷/۱۰۱ ، ۱۹/۵۱

۲۰/۱۱ ، ۲۰/۷۰ ، ۲۱/۴۸ ، ۲۳/۴۵

۲۵/۳۵ ، ۲۶/۴۸ ، ۲۶/۶۵ ، ۲۷/۹

۲۸/۷ ، ۲۸/۳۱ ، ۲۹/۳۹ ، ۳۳/۷

۳۷/۱۱۴ ، ۳۷/۲۰ ، ۴۰/۲۳ ، ۴۶/۱۲ ۸۷/۱۹

۲۷/۳۶ ، ۲۷/۴۴ ، ۳۴/۱۲ ، ۳۸/۳۰ ، ۳۸/۳۴

حضرت ہارون علیہ السلام

۶/۸۴ ، ۷/۱۲۲ ، ۱۰/۷۵ ، ۲/۷۰ ، ۲۱/۴۸

۲۳/۴۵ ، ۲۵/۳۵ ، ۲۶/۴۸ ، ۳۷/۱۱۴ ، ۳۷/۱۲۰

حضرت یوشع علیہ السلام

۱۸/۶۰

(اس آیت میں جس فتٰہ یعنی خادم موسیٰ یا رفیق موسیٰ کا ذکر ہے وہ صحیح حدیث کے مطابق حضرت یوشع بن نون ہیں۔)

حضرت الیاس علیہ السلام

۶/۸۵

۳۷/ ۱۲۳ تا ۱۳۲

حضرت الیسع علیہ السلام

۶/۸۶ ، ۳۸/۴۸

حضرت داؤد علیہ السلام

۲/۲۵۱ ، ۴/۱۶۳

۵/۷۸ ، ۶/۸۴ ، ۱۷/۵۵ ، ۲۱/۷۸-۹ ، ۲۷/۱۵-۶

۳۴/۱۰ ، ۳۸/۱۷ ، ۳۸/۲۲ ، ۳۸/۲۶ ، ۳۸/۳۰

حضرت سلیمان علیہ السلام

۲/۱۰۲ ،

۴/۱۶۳ ، ۶/۸۴ ، ۲۱/۸۱ ، ۲۷/۱۵-۸ ، ۲۷/۳۰

حضرت ایوب علیہ السلام

۴/۱۶۳ ، ۶/۸۴ ، ۲۱/۸۳ ، ۳۸/۴۱ ،

حضرت یونس علیہ السلام

۴/۱۶۳ ، ۶/۸۶ ، ۱۰/۹۸ ، ۳۷/۱۳۹

حضرت ذوالکفل علیہ السلام

۲۱/۸۵ ، ۳۸/۴۸

حضرت عزیر علیہ السلام

۹/۳۰ ،

حضرت زکریا علیہ السلام

۳/۳۷ ،

۳/۳۸ ، ۶/۸۵ ، ۱۹/۲ ، ۱۹/۷ ، ۲۱/۸۹

حضرت یحییٰ علیہ السلام

۳/۳۹ ، ۶/۸۵ ، ۱۹/۷ ، ۱۹/۱۲ ، ۲۱/۹۰

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

آپ کا دوسرا نام مسیح ابن مریم بھی کئی بار آیا ہے

۲/۸۷ ، ۲/۱۳۶ ، ۳/۴۵ ، ۳/۵۵

۳/۵۹ ، ۴/۵۷ ، ۵/۱۷ ، ۵/۷۲ ، ۵/۱۱۲

۶/۸۵ ، ۱۹/۳۴ ، ۴۲/۱۳ ، ۵۷/۲۷ ، ۶۱/۶

پہلی آسمانی کتابیں صحف اولیٰ

صُحُفِ الاُولیٰ قرآن حکیم سے پہلے نازل ہونے والی کتابیں جن کی تعداد اور نام نہیں معلوم ۔ تین پہلی کتابوں کے نام محفوظ ہیں ۔

۲۰/۱۳۳ ، ۸۷/۱۸

صُحُفِ ابراھیم و موسیٰ ، ۸۷/۱۹ ،

الزُّبُر / زُبُرِ الاوّلین زبر، زبور کی جمع ہے لکھی ہوئی کتاب ، اللہ کے صحیفے ۔

۳/۱۸۴ ، ۱۶/۴۴ ، ۲۶/۱۹۶ ، ۳۵/۲۵

زبور اللہ کی کتاب جو حضرت داؤدؑ پر نازل ہوئی

۴/۱۶۳ ، ۱۷/۵۵ ، ۲۱/۱۰۵

تورات شریعت ، حکم ، حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی (انجیل کا عہدنامہ قدیم)

۳/۳ ، ۳/۴۸ ، ۳/۵۰ ، ۳/۹۳

۵/۴۳-۴۴ ، ۵/۴۶ ، ۵/۱۱۰ ، ۷/۱۵۷

۹/۱۱۱ ، ۴۸/۲۹ ، ۶۲/۵

انجیل بہتا ہوا پانی ، بشارت ، وضاحت سے بیان کرنا، حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئی ۔

۳/۳ ، ۳/۴۸ ، ۳/۶۵ ، ۵/۴۶ ، ۵/۶۶

۵/۶۸ ، ۵/۱۱۰ ، ۷/۱۵۷ ، ۹/۱۱۱

ملائکہ (فرشتے)

فرشتے ۔اللہ تعالیٰ کی وہ مخلوق جو اس کی عبادت کے لئے وقف ہے جو انسانی جذبات وارادہ نہیں رکھتی ۔ اپنے فرائض سے روگردانی نہیں کرتی ملائکہ کے گروہوں کے ذمہ مختلف فرائض ہیں جبرئیل اور میکائیل کے نام قرآن حکیم میں ملتے ہیں ۔ ملائکہ کو رسول بھی کہا گیا ہے کیونکہ بعض فرشتے اللہ کا پیغام انسانوں بالخصوص رسولوں تک پہنچاتے رہے ہیں خاص طور پر حضرت جبرائیل جن کا لقب روح القدس بھی ہے ۔ فرشتے نور سے تخلیق کئے گئے ہیں ۔ ان پر ایمان لانا لازم ہے فرشتے اللہ کی نصرت کے ساتھ اہل ایمان کے معرکوں میں بھی حصہ لیتے رہے ہیں اور آج بھی ممکن ہے

۲/۳۰ ، ۲/۱۶۱ ، ۲/۱۷۷ ، ۳/۱۸ ،

۳/۲۹ ، ۳/۴۲ ، ۳/۸۷ ، ۳/۱۲۴

۴/۹۷ ، ۴/۱۸۲ ، ۶/۱۱۱ ، ۷/۱۱

۸/۱۲ ، ۱۳/۱۳ ، ۱۵/۸ ، ۱۶/۲

۱۶/۴۹ ، ۲۱/۱۰۳ ، ۲۳/۲۴ ، ۲۵/۲۱

۳۹/۷۵ ، ۴۳/۵۳ ، ۴۸/۲۷ ، ۷۰/۴

۷۸/۳۸ ، ۳۳/۵۶

فرشتے حضور پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔

جبریل

۲/۹۷ ، ۲/۹۸ ، ۶۶/۴

میکال

۲/۹۸ ،

حیات بعد الممات

انسان کو اختیار اور ارادہ عطا کیا گیا اسی لئے وہ اپنے اعمال کا جواب دہ ہے۔ اس کی زندگی موت کے ساتھ ختم نہیں ہو جاتی۔ اللہ نے حیات بعد الممات اور قیامت سے ہمیں باخبر کیا ہے۔ انسان دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اور اس کے اعمال یا توفیق الٰہی کے مطابق یوم آخرت اس کے ابدی مسکن کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔ مرنے کے بعد انسان عالم برزخ میں رہے گا، سوائے شہیدوں کے جو فوراً جنت سے نوازے جائیں گے۔ شہدا مرنے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں۔

دوبارہ زندگی

۲/۲۸ ، ۲۲/۶۶ ، ۳۰/۴۰

۴۰/۱۱ ، ۲۱/۱۰۴ ، ۱۷/۵۲ ، ۲۳/۱۶

برزخ

۲۳/۱۰۰ ، ۱۶/۲۱ ، ۱۶/۳۲

شہدا کی حیات

۲/۱۵۴ ، ۳/۱۶۹

مردے شعور نہیں رکھتے

۶/۳۶

۳۰/۵۲ ، ۳۵/۱۴ ، ۳۵/۲۲ ، ۴۶/۲

یومُ الآخر (یومِ الدّین) / قیامت

یوم الدین، یوم جزا ہے۔ یہی یوم الآخر ہے اور یہی یوم القیامۃ ہے اور قیامت کا بپا ہونا۔ اس دن اللہ کے سوا کسی کا اختیار نہ ہوگا۔ ہاں اللہ اس دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کبریٰ اور مقام محمود عطا کرے گا۔ اس کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت نہیں، اور حضور کو اجازت شفاعت عطا کی جائے گی۔ یوم قیامت ایمان والے نوازے جائیں گے اور کافروں سے اللہ

کلام نہ فرمائے گا۔ جنت یا جہنم کا فیصلہ انسان کے اعمال کی بنا پر ہی نہ ہوگا بلکہ اللہ کی توفیق اور عنایت پر ہوگا۔

اس دن آسمان پھٹ جائے گا (۲۵/۲۵) صور پھونکا جائے گا (۲۷/۸) اور میزان قائم ہوگی۔ کوئی کسی کو نفع نہ پہنچا سکے گا۔

یوم الآخر ۲/۸ ، ۲/۶۲ ، ۲/۱۲۶
۲/۱۷۷ ، ۲/۲۲۸ ، ۴/۳۸ ، ۵/۶۹
۹/۱۸ ، ۲۴/۲ ، ۲۹/۳۶ ، ۳۳/۲۱

یوم الدین ۱/۴ ، ۱۵/۳۵ ، ۲۶/۸۲
۳۷/۲۰ ، ۳۸/۷۸ ، ۵۶/۵۶ ، ۸۲/۱۷
۸۳/۱۱ ،

یوم القیامہ / قیامت ۲/۸۵ ، ۲/۱۱۳
۲/۱۷۴ ، ۲/۲۱۲ ، ۳/۵۵ ، ۴/۸۷
۵/۱۴ ، ۶/۱۲ ، ۷/۳۲ ، ۱۶/۱۲۴ ، ۷۵/۶

یوم عظیم ۶/۱۵ ، ۱۰/۱۵ ، ۲۶/۱۳۵ ، ۳۹/۱۳

یوم لاریب فیہ ۳/۹ ، ۳/۲۵

یوم محیط ہر طرف سے گھیر لینے والا دن ۱۱/۱۴

یوم الوقت المعلوم ۱۵/۳۸ ، ۳۸/۸۱

یوم نفخ صور ۲۰/۱۰۲

یوم الحساب ۳۸/۲۶ ، ۳۸/۵۳

یوم التلاق جمع ہونے کا دن ، ۴۰/۱۵ ،

یوم الآزفہ وہ دن جو نزدیک آرہا ہے جس کے آنے کا وقت تنگ ہوگیا ہو۔ ، ۴۰/۱۸ ،

جنّت مومن جنت میں ہمیشگی کی زندگی بسر کریں گے ، جنت اعمالِ صالحہ اور ایمان کا ثمرہ ہے جو اس دنیا کی زندگی کے بعد اہل ایمان کو عطا ہوگا۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ مشرک پر جنت حرام ہے۔ مسلمان کو قتل کرنے والا مسلمان اور خودکشی کرنے والا مسلمان بھی جنت میں نہیں جائے گا ،

ہاں اگر اللہ کا حکم ہو جائے ہم جنت کی زندگی اور وسعت کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ ہمارے سمجھانے کے لئے جنات الفردوس کا نقشہ باغوں کی تمثیل سے بیان کیا گیا ہے۔ (گھنے سائے اور نہریں) ورنہ اس کے حسن کا کیا اندازہ

۲/۳۵ ، ۲/۸۲ ، ۲/۲۲۱ ، ۳/۱۳۳

۳/۱۸۲ ، ۴/۱۲۴ ، ۵/۷۲ ، ۷/۴۰

۷/۴۲ ، ۹/۱۱۱ ، ۱۳/۳۵ ، ۱۶/۳۲

۱۹/۶۰ ، ۲۵/۸ ، ۲۶/۹۰ ، ۲۹/۵۸

۴۱/۳۰ ، ۴۳/۷۰ ، ۴۶/۱۴ ، ۵۳/۱۵

۵۹/۲۰ ، ۷۹/۴۱ ، ۸۸/۱۰ ، ۸۹/۳۰ ، ۹۸/۸

جہنم جہنم میں اللہ کافروں اور منافقوں کو جمع کر دے گا۔ وہ بدترین ٹھکانا ہے جہاں مجرم جلائے جائیں گے اور سخت عذاب سے گذریں گے۔ جہنم والے نہ زندہ ہوں گے نہ مردہ۔ جہنم ان کا ابدی اور ہمیشہ کا ٹھکانا ہوگا جنہوں نے کفر کیا، اللہ کی آیات اور رسولوں کا مذاق اڑایا۔ جو اہل ایمان جہنم میں جائیں گے وہ اللہ کے کرم سے معافی پا کر جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے اللہ ہمیں جہنم کے عذاب اور سخت آگ سے بچائے

۲/۲۰۶ ، ۲/۱۲ ، ۳/۱۶۲ ، ۴/۵۵

۴/۱۴۰ ، ۷/۱۷۹ ، ۸/۱۶ ، ۸/۳۶

۹/۳۵ ، ۹/۸۱ ، ۹/۱۰۹ ، ۱۱/۱۱۹

۱۳/۱۸ ، ۱۴/۲۹ ، ۱۵/۴۳ ، ۱۷/۳۹

۱۸/۱۰۰ ، ۱۸/۱۰۶ ، ۱۸/۱۰۶ ، ۲۰/۷۴

۲۱/۹۸ ، ۲۵/۲۴ ، ۳۵/۳۶ ، ۴۰/۴۰

۴۵/۱۰ ، ۴۸/۶ ، ۷۸/۲۱ ، ۷۵/۱۰ ، ۹۸/۶

قضا و قدر اللہ تعالیٰ نے ہر وہ چیز جو تخلیق کی ہے اس کی تقدیر مقرر کر دی ہے۔ اس نے زندگی کی مدت اور دوسرے امور مقرر کر دیئے ہیں۔ وہ جو فیصلہ کرتا ہے وہ ہو جاتا ہے جس چیز کا ارادہ فرماتا ہے وہ ہو جاتی ہے۔

۲/۱۱۷ ، ۲/۴۸ ، ۶/۲ ، ۱۹/۳۵

۲۵/۲ ، ۴۰/۶۸

دوسرا جز

ارکان اسلام

پہلا رکن شہادت

اسلام کا پہلا رکن توحید اور رسالت کی شہادت ہے یعنی اس بات کی شہادت کہ لاالٰہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) یہ بات اللہ کے سلسلے میں پیش کی جا چکی ہے۔

اس شہادت کا دوسرا ٹکڑا ہے محمد رسول اللہ اس سے متعلق آیات رسول اللہ کے باب میں آچکی ہیں

، ۴/۱۳۶ ،

دوسرا رکن الصلوٰۃ نماز

نماز تحفہ معراج ہے۔ صلوٰۃ اہل ایمان اور کفار کے درمیان امتیاز پیدا کرتی ہے۔ اس کا تعلق غیب پر ایمان سے ہے۔ قرآن حکیم میں اکثر مقامات پر اقامتِ صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کا ذکر ساتھ کیا گیا ہے۔ اہل ایمان کی پہچان یہ بتائی گئی ہے کہ دنیاوی مصروفیات اور معاشی جدو جہد انہیں نماز سے نہیں روکتیں۔ یہ بھی حکم ہے کہ نماز کے بعد اللہ کا رزق اور فضل تلاش کرو۔ قرآن نے اقامتِ صلوٰۃ کا حکم دیا ہے اس کی پہلی صورت نماز با جماعت ہے اور نمازیوں اسلامی معاشرہ کا سنگ بنیاد بن جاتی ہے۔ ہمیں وقت پر نماز ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے قرآنی دعاؤں میں یہ دعا بھی شامل ہے کہ اللہ ہمیں مقیم الصلوٰۃ بنائے۔ منافقوں کی شناخت بتائی گئی ہے کہ وہ نماز میں کاہلی برتتے ہیں۔ نماز ذکر الٰہی کی اعلیٰ ترین صورت ہے نماز ہمیں فحش اور منکرات سے بچاتی ہے۔ یوں اسلامی معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

۲/۳ ، ۲/۴۳ ، ۲/۱۱۰ ، ۲/۲۳۸

(صلوٰۃ وسطیٰ، نماز عصر کا خاص طور پر ذکر)

۴/۴۳ ، ۴/۱۰۱ (نماز میں قصر) ، ۴/۱۰۳

۵/۶ ، ۵/۵۸ ، ۶/۷۲ ، ۸/۳

۹/۱۱ ، ۹/۵۴ ، ۱۴/۴۰ ، ۱۷/۷۸

۱۹/۵۵ ، ۲۰/۱۴ ، ۲۱/۷۳ ، ۲۲/۴۱

۲۴/۳۷ ، ۲۴/۵۸ (نماز فجر و عشاء) ، ۲۷/۳

۲۹/۴۵ ، ۳۱/۱۷ ، ۴۲/۳۸ ، ۶۲/۹

، ۱۰۷/۴ ، ۹۸/۵ ، (نمازِ جمعہ)

تیسرا رکن زکوٰۃ

زکوٰۃ کا ذکر بیشتر مقامات پر

اقامتِ صلوٰۃ کے ساتھ کیا گیا ہے اقامتِ صلوٰۃ ، ایتائے زکوٰۃ ، قولِ حسن ۔ ایفائے عہد کو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لانے والوں کی پہچان قرار دیا گیا ہے ۔ یہ وہ عمل ہیں جو اللہ کے ہاں کام آئیں گے ۔ زکوٰۃ کی ادائیگی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی عملی شکل ہے ، اسی لئے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے نہایت کٹھن حالات میں منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کیا ۔ قرآنِ حکیم نے یہ بھی بتایا ہے کہ جب اہلِ ایمان کو زمین پر اقتدار عطا ہوتا ہے تو وہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا نظام قائم کرتے ہیں ۔ ضرورت مندوں کی مالی ضرورت کو پورا کرنا اللہ کو قرض دینا ہے جو تمہیں یوم آخرت اجر کی صورت میں واپس مل جائے گا زکوٰۃ تقویٰ کا معیار ہے ۔ زکوٰۃ ہمیں بتاتی ہے کہ دولت اللہ کی امانت ہے ۔

٢/٤٣ ، ٢/٨٣ ، ٢/١١٠ ، ٢/١٧٧

٤/١٦٢ ، ٥/١٢ ، ٥/٥٥ ، ٧/١٥٦

٩/٥ ، ٩/٧١ ، ١٨/٨١ ، ١٩/٣١

٢١/٧٣ ، ٢٢/٤١ ، ٢٣/٤ ، ٢٤/٣٧

٢٤/٥٦ ، ٢٧/٣ ، ٣٠/٣٩ ، ٣١/٤

٢٣/٣٣ ، ٤١/٧ ، ٥٨/١٣ ، ٧٣/٢٠ ، ٩٨/٥

چوتھا رکن صیام (رمضان کے روزے)

روزے پہلی امتوں پر بھی فرض تھے اور مسلمانوں پر بھی فرض کیئے گئے ۔ اس کا مقصد اور غایتِ تقویٰ ہے روزے سے تقویٰ اور خدا کی حضوری کا شعور بدرجۂ اتم پیدا ہوتا ہے یہ دونوں باتیں منصبِ خلافت کی ادائیگی کے لئے لازمی ہیں ۔ قرآنِ حکیم رمضان میں نازل ہوا یوں روزوں کو قرآنِ حکیم سے خاص تعلق ہے ۔ اس عبادت کو اللہ نے اپنے لئے قرار دیا اور حدیثِ قدسی میں ہے کہ میں ہی اس کا اجر دوں گا ۔ بیماروں اور مسافروں پر روزے فرض نہیں ہیں ۔ وہ بعد میں یہ گنتی پوری کرلیں گے جب بیماری سے صحت یاب ہوجائیں اور مسافرت ختم ہوجائے ۔ ایام حج کے روزوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے ۔ (کفارے کے طور پر)

٢/١٨٣ ، ٢/١٨٧ ، ٢/١٩٦ ، ٤/٩٢

٥/٨٩ ، ٥/٩٥ ، ٣٣/٣٥ ، ٥٨/٤

پانچواں رکن حج (اور عمرہ) حج

صاحبِ استطاعت لوگوں پر اللہ کا حق ہے ۔ حج کے دوران حج کے لئے زادِ راہ لے لو اور تقویٰ سب سے بہتر زادِ راہ ہے ۔ حج کے دوران شہوانی اعمال ، لڑائی جھگڑے سے دور رہو ۔ حج کے مناسک میں

قربانی، قیام منیٰ، وقوف عرفات، طواف، سعی اور سر منڈانا شامل ہیں۔ حج کے ساتھ عمرہ کا بھی ذکر آیا ہے حج اور عمرہ اللہ کے لئے کرو۔ حج کے لئے حج اکبر کی اصطلاح بھی آئی ہے اور عمرہ کو حج اصغر کہتے ہیں۔ حج اسلامی اخوت ومساوات کا عالمگیر مظاہرہ ہے۔ حج مالی اور جسمانی عبادتوں کا مجموعہ ہے اور اس کے بڑے فضائل حدیث میں آتے ہیں۔

$\frac{۲}{۱۵۸}$ ، $\frac{۲}{۱۸۹}$ ، $\frac{۲}{۱۹۶}$ ، $\frac{۲}{۱۹۷}$

$\frac{۳}{۹۷}$ ، $\frac{۹}{۳}$ ، $\frac{۲۲}{۲۷}$

دوسری اہم عبادات، ذکر و اعمال

جہاد اللہ کے راستے میں انتہا درجے کی جدوجہد کو جہاد کہتے ہیں۔ اس میں "قتال فی سبیل اللہ" بھی شامل ہے جہاد پوری زندگی کا احاطہ کرتا ہے۔ جہاد کی تین بڑی قسمیں ہیں۔ اللہ اور دین کے دشمنوں سے جہاد، شیطان سے جہاد اور نفس سے جہاد۔ جہاد جان، مال، اور زبان سے کیا جاتا ہے جہاد سے اللہ ہمیں نفع دیتا ہے۔ جہاد صبر اور کبھی کبھی ہجرت کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔ مجاہدین کے لئے قرآن حکیم میں جنت میں داخلہ، اللہ کے ہاں بلند مرتبہ، رحمت اور ہدایت کی بشارت دی گئی ہے۔

$\frac{۲}{۲۱۸}$ ، $\frac{۳}{۱۴۲}$ ، $\frac{۸}{۷۲}$ ، $\frac{۸}{۷۴.۵}$

$\frac{۹}{۱۶}$ ، $\frac{۹}{۱۹}$ ، $\frac{۹}{۲۰}$ ، $\frac{۹}{۸۸}$

$\frac{۱۶}{۱۱۰}$ ، $\frac{۲۹}{۶}$ ، $\frac{۲۹}{۶۹}$ ، $\frac{۴۹}{۱۵}$

$\frac{۶۱}{۱۱}$ ، $\frac{۶۶}{۹}$

اَمر بالمعروف، نہی عن المنکر معروف (بھلائی کی باتوں اور اچھے کاموں) کا حکم دینا۔ اور بری باتوں اور منکرات سے روکنا امت مسلمہ کا فرض ہے۔ مسلمانوں میں اس کام کے لئے ایک جماعت ہمیشہ ہونی چاہیئے۔ یہی فلاح کا راستہ ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اقامت صلوٰۃ، ایمان اور صبر سے جو رشتہ ہے اسے قرآن حکیم نے پیش کیا ہے۔

$\frac{۳}{۱۰۴}$ ، $\frac{۳}{۱۱۴}$ ، $\frac{۷}{۱۵۷}$ ، $\frac{۹}{۶۷}$

$\frac{۹}{۷۱}$ ، $\frac{۳۱}{۱۷}$

تبلیغ تبلیغ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی عمومی شکل ہے۔ رسالت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی مگر آپ کے دین کو دنیائے انسانیت تک پہنچانا اب مسلمانوں کی ذمہ داری ہے اور یہی

تبلیغ ہے۔ انبیائے کرامؑ اسی فریضہ کی تکمیل کے لئے تشریف لائے۔

۵/۶۶ ، ۵/۹۲ ، ۲۴/۵۴ ، ۳۳/۳۹

انفاق: قرآن حکیم اور اسلام نے دولت کے بت کو انفاق کے ذریعہ توڑنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے درجات میں ترقی ہوتی ہے۔ علانیہ اور چھپ کر اللہ کے راستے میں اپنی دولت خرچ کرو۔ جس کو دو اس پر احسان نہ رکھو۔ انفاق میں والدین عزیزوں اور یتیموں کا حق سب سے پہلے ہے۔ (یہ زکوٰۃ اور صدقات کے علاوہ ہے)

۲/۲۱۵ ، ۲/۲۷۰ ، ۲/۲۷۲ ، ۳/۹۲

۴/۳۴ ، ۸/۶۰ ، ۱۳/۲۲ ، ۲۵/۶۷

۳۴/۳۹ ، ۳۵/۲۹ ، ۴۸/۳۸ ، ۵۷/۷

۵۷/۱۰ ، ۶۰/۱۰ ، ۶۳/۷

اعتکاف

اعتکاف رمضان المبارک میں فرض کفایہ ہے۔ بیت اللہ کے سلسلہ میں طواف کے ساتھ اعتکاف کا بھی ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کے علاوہ بھی بیت اللہ (اور دوسری مساجد) میں اعتکاف کی نیت سے یکسو ہو کر بیٹھنا چاہیئے مکہ شریف کے رہنے والوں کے لئے بھی عاکف کی اصطلاح آئی ہے۔

۲/۱۲۵ ، ۲/۱۸۷ ، ۲۲/۲۵

توبہ و استغفار: توبہ و استغفار کا ایک دوسرے سے گہرا رشتہ ہے۔ توبہ کے معانی ہیں گناہ کو بُرا سمجھنا اور اللہ سے اسے چھوڑنے کی توفیق مانگنا۔ گناہ سے باز آنا۔ گناہ پر نادم ہونا۔ اور دوبارہ نہ کرنے کا عہد کرنا۔ توبہ کے بعد استغفار کی منزل آتی ہے یعنی اللہ سے معافی مانگنا۔ بخشش چاہنا۔ استغفار اور توبہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو دعائیں تعلیم فرمائی ہیں۔ ان کے علاوہ احادیث میں بھی توبہ و استغفار کی دعائیں اور ذکر موجود ہیں۔

توبہ و استغفار کے لئے ذیل کی آیات دیکھیں جن میں بتایا گیا ہے کہ جو توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لے اللہ اس کی توبہ قبول کر لے گا۔

۲/۳۷ ، ۲/۵۴ ، ۲/۱۶۰ ، ۳/۸۹

۳/۱۳۵ ، ۴/۱۷ ، ۴/۶۴ ، ۵/۳۹

۶/۵۴ ، ۹/۱۱۷ ، ۱۲/۹۸ ، ۱۶/۱۱۹

۱۹/۶۰ ، ۲۰/۸۲ ، ۲۵/۷۱ ، ۴/۷ ، ۵۸/۱۲

استغفار اور توبہ کی دعائیں اور کلمات

۲/۱۸۲ ، ۱۳/۳۰ ، ۲۳/۱۱۸ ، ۲۸/۱۶

۵۹/۱۰ ، ۶۰/۵ ، ۶۶/۸ ، ۷۱/۲۸

ذکر ذکر کی اصطلاح بہت وسیع ہے۔ نماز ذکر ہے۔ قرآن ذکر ہے۔ اللہ کو یاد کرنا اور اسمائے حسنیٰ اور قرآنی کلمات کو دہرانا ذکر ہے، ذکر کے معانی ہیں یاد رکھنا۔ ذکر قلب سے بھی ہوتا ہے اور الفاظ و کلام سے بھی اللہ کو ہر وقت ہر حال میں یاد کرنا ذکر ہے۔ قرآن مجید میں اللہ کا وعدہ ہے کہ تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کرونگا۔ اللہ کی نعمتوں اور احسانات کو بیان کرنا ذکر ہے۔ ہمیں عملاً بھی ذکر کرنا ہوگا صبح و شام ذکر کی بڑی فضیلت ہے اسی طرح لیٹے بیٹھے بھی اللہ کی یاد اور ذکر کرنے کا حکم ہے۔

۲/۴۰ ، ۲/۴۷ ، ۲/۱۳۲ ، ۳/۴۱

۳/۱۰۳ ، ۴/۱۰۳ ، ۷/۸۶ ، ۱۴/۶

۳۳/۹ ، ۳۵/۳

تیسرا جز

اسلامی معاشرے کی اقدار و خصوصیات

عدل عدل میں برابری اور انصاف کا مکمل مفہوم موجود ہے۔ اللہ نے کائنات کو عدل کے ساتھ قائم کیا ہے۔ اسلامی معاشرہ وہ ہے جہاں سب کے حقوق اور مرتبہ یکساں ہو۔ نیکی کی جزا اس نیکی کے مطابق ہو اور جرم کی سزا جرم کے مطابق۔ عدل سے معاشرہ میں اعتدال پیدا ہوتا ہے اور کسی قسم کی ناہمواری پیدا نہیں ہوتی۔ عدل کی بنیاد خوف خدا اور تقویٰ ہیں۔ جنہیں اقتدار حاصل ہو وہ لوگوں کے درمیان عدل کے ساتھ فیصلہ کریں اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں عدل کے راستے سے نہ ہٹا دے۔

۴/۵۸ ، ۴/۱۳۵ ، ۵/۸ ، ۶/۷۰

۶/۱۱۵ ، ۶/۱۵۲ ، ۷/۱۸۱ ، ۴۲/۱۵

اخوت و مساوات قرآن حکیم نے انسانوں کو برابر کے درجہ کا قرار دیا ہے کیونکہ سب نفس واحدہ سے پیدا کیے گئے لیکن اخوت مسلمانوں کے درمیان ہوگی مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور اگر بھائی یا باپ بھی کفر کو ایمان پر ترجیح دے تو تو اسے رفیق نہیں بنایا جاسکتا۔

مساوات اور تکریمِ آدم

۴/۱ ، ۶/۹۸ ، ۷/۱۸۹ ، ۱۷/۷۰

اخوتِ اہلِ ایمان ۔

۲/۲۲۰ ، ۹/۱۱ ، ۹/۲۳ ، ۴۹/۱۰ ، ۵۹/۱۰

حق اور صبر کی تلقین اور وصیت

حق ہر وہ چیز ہے جو ثابت شدہ ہو اور جس میں کوئی شبہ نہ ہو اللہ حق ہے ۔ رسول حق ہے ، کتاب حق ہے ، اور اللہ کے دیئے ہوئے قانون اور دین حق ہیں مسلمان کی زندگی کا محور حق ہے ۔ صبر کے معنیٰ ہیں استقامت اور پامردی کے ساتھ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے مسلسل کام کرتے رہنا ۔ حق پر جمے رہنا صبر ہے ۔ قرآن نے مسلمان کو بتایا ہے کہ صبر اور صلوٰۃ کے ذریعہ اللہ کی مدد ملتی ہے ۔ صبر کا تعلق جہاد ، توکل اور تقویٰ سے ہے ۔ اور حق کے بارے میں حکم ہے کہ حق کو نہ چھپاؤ حق کے بارے میں شک میں نہ پڑو ۔ اہل ایمان ایک دوسرے کو حق اور صبر کا پیغام دیتے رہتے ہیں اور یہی ان کا رابطہ ہے

حق ۔

۲/۴۲ ، ۲/۱۴۷ ، ۱۷/۳۳ ، ۲۲/۵۴

۲۷/۷۹ ، ۳۰/۶۰ ، ۳۴/۲۳ ، ۳۸/۲۶

۴۰/۷۷ ، ۱۰۳/۳

صبر ۳/۱۸۶ ، ۳/۲۰۰ ، ۴/۲۵ ، ۷/۱۳۷

۱۴/۱۱۰ ، ۱۶/۱۲۷ ، ۲۹/۵۹ ، ۳۱/۱۷

۴۶/۳۵ ، ۶۸/۴۸ ، ۱۰۳/۳

نیکی کے سلسلہ میں تعاون اور رابطہ

اسلامی معاشرے کے استحکام کے لئے اہل ایمان کو حکم دیا گیا کہ نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو ، گناہ اور ظلم میں ایک دوسرے کا ساتھ نہ دو ۔

۵/۲

احسان

عدل سے اگلی منزل احسان کی ہے ۔ محسن عدل کرنے کے ساتھ ساتھ معاشرہ کو اپنے عمل سے حسین تر بناتا ہے اور یوں اللہ اس سے راضی ہو جاتا ہے ۔ یہی سلوک ہے اور یہی تزکیۂ نفس ۔ لوگوں سے اچھی بات کہنا غریبوں کی دست گیری کرنا ۔ والدین کے ساتھ اچھا سلوک ، غصہ کو ضبط کرنا اور لوگوں کو معاف کر دینا یہ سب احسان میں شامل ہے ۔ حسنات سے گناہ دھل جاتے ہیں ۔

۲/۱۷۸ ، ۳/۱۳۴ ، ۳/۱۷۲ ، ۵/۱۲

۹/۱۰۰ ، ۱۱/۳ ، ۱۱/۱۱۴ ، ۱۲/۵۶

۱۶/۹۰ ، ۱۷/۲۳ ، ۱۸/۲ ، ۲۲/۵۸

۲۵/۷۰ ، ۴۸/۱۶ ، ۵۵/۶۰

معاشرے کے معاشی پہلو

اسلام نے زندگی اور معاشرے کے معاشی پہلو پر بہت زور دیا ہے۔ قرآن حکیم نے استحصال سے آزاد معاشی نظام عطا کیا ہے۔ اس نظام میں زکوٰۃ، صدقات اور ایثار کے ذریعہ دولت کی گردش جاری رہے گی۔ سود کو حرام قرار دیا گیا اور فرمادیا گیا کہ اللہ صدقات میں برکت دیتا ہے اور سُود کو مٹادیتا ہے۔ رزق اللہ کا عطیہ ہے۔ اور اللہ کے ذکر سے دوری رزق کو تنگ کردیتی ہے۔ دولت ایک امانت ہے جسے والدین، ذوالقربیٰ، یتیموں اور مسکینوں پر خرچ کرنا چاہیئے۔ ان لوگوں کا ہماری آمدنی میں مُسلّمہ حق ہے۔

تجارت، صنعت اور زراعت کے ذریعہ حلال رزق کماؤ، غربت کے اندیشہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ قرآن بخل اور اسراف دونوں سے روکتا ہے اور فضول خرچ کرنیوالوں کو شیطان کے بھائی قرار دیتا ہے۔ جو لوگ اللہ کے راستے میں خرچ نہ کریں گے ان کے ہاتھوں پہلوؤں اور جسم کو ان کی دولت سے تپایا جائے گا۔ دیکھئے انفاق۔

۲/۱۹۵ ، ۲/۱۹۸ ، ۲/۱۱۲ ، ۲/۲۱۵

۲/۲۵۴ ، ۲/۲۶۸ ، ۳/۱۴ ، ۳/۲۷

۳/۹۲ ، ۳/۱۳۰ ، ۳/۱۸۰ ، ۴/۵

۴/۱۰ ، ۴/۳۲ ، ۴/۳۶ ، ۴/۳۷

۷/۱۰ ، ۹/۷۵ — ۶ ، ۹/۱۰۳ ، ۱۷/۳۱

۱۸/۹۵ - ۷ ، ۲۰/۱۲۴ ، ۲۸/۶۰ ، ۳۰/۳۹

۳۵/۲ ، ۵۷/۲۰ ، ۵۹/۷ ، ۶۴/۱۷

۶۵/۳ — ۲ ، ۷۰/۱۵ تا ۱۸

چوتھا جز
انفرادی زندگی

والدین سے حسن سلوک

اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ دیکھئے کہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی تعلیم کس سیاق وسباق میں دی گئی ہے۔ والدین عزیزوں اور یتیموں پر دولت اور کمائی خرچ کرنے کی تاکید ہے۔ یہ بھی حکم دیا گیا کہ ان کے سامنے اُف تک نہ کرو (ناگواری کا ادنیٰ ترین اظہار نہ کرو)

۲/۸۳ ، ۲/۱۸۰ ، ۲/۲۱۵ ، ۲/۲۳۳

۶/۱۵۱ ، ۱۷/۲۳ ، ۲۷/۱۹ ، ۲۹/۸

۳۱/۱۴ ، ۴۶/۱۵ ، ۴۶/۱۷

تقویٰ متقی وہ ہے جو اپنے آپ کو نقصان دینے والی چیزوں سے بچاتا ہے۔ گناہ سے زیادہ کون سی چیز ذاتِ انسانی کے لئے ایذا پہنچانے والی والی ہے؟

تقویٰ محتاط رہنے کو کہتے ہیں۔ متقی وہ ہیں جو اللہ کے حکم کے مطابق زندگی گذارتے ہیں۔ قرآن متقیوں کے لئے ہی کتاب ہدایت ہے۔

۲/۲ ، ۲/۲۴ ، ۲/۲۰۱ ، ۲/۲۱۲

۳/۱۵ ، ۳/۱۷۲ ، ۵/۹۳ ، ۶/۳۲

۹/۴ ، ۱۲/۱۰۹ ، ۱۶/۳۰ ، ۱۶/۱۲۸

۲۸/۸۳ ، ۳۹/۶۱ ، ۵۴/۵۴ ، ۷۷/۴۱

اللہ کا خوف اور رجوع الی اللہ مسلمان کے تقویٰ کی بنیاد خشیعت ہوتی ہے۔ اس لفظ میں خوف عاجزی اور احترام بھی شامل ہیں۔ مسلمان وہ ہے جس کا دل اللہ کے ذکر سے پگھل جائے۔ یہ لوگ اللہ کی آیات کا سودا نہیں کرتے۔ اللہ ان سے راضی رہتا ہے اور وہ لوگ اللہ سے راضی رہتے ہیں اور ہر مسئلہ میں اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ آخر الامر اسی کی طرف رجوع ہونا ہے

خوفِ الٰہی ۔ ۲/۴۵ ، ۳/۱۹۹ ، ۲۱/۹۰

۲۳/۲ ، ۳۳/۳۵ ، ۳۶/۱۱ ، ۵۰/۳۳

۵۷/۱۶ ، ۷۹/۹ ، ۹۸/۸

رجوع الی اللہ ۲/۴۶ ، ۲/۱۵۶ ، ۵/۴۸

۵/۱۰۵ ، ۲۳/۶۰

اخلاص اخلاص مومن کی عظیم ترین متاع ہے۔ جو صرف اللہ کا ہو گیا اور لوگوں سے کنارہ کش ہو گیا اور جس نے اللہ اور دین کو چن لیا وہ مخلص ہے۔ دین صرف اللہ کا حق ہے۔ اسی اخلاص کو اپنانے والوں کو اللہ نے اپنا مخلص بندہ کہا ہے یہ انبیاءِ کرام کی صفت ہے۔ خدا ہمیں اسی گروہ کا خادم بنائے۔ یعنی ہمارا دین خالصۃً اللہ کے لئے ہو۔

۴/۹۴ ، ۴/۱۴۶ ، ۷/۲۹ ، ۱۰/۲۲

۱۲/۲۴ ، ۱۵/۴۰ ، ۱۹/۵۱ ، ۲۹/۶۵

۳۷/۱۲۸ ، ۳۷/۱۶۰ ، ۳۸/۴۶ ، ۳۹/۳

۳۹/۱۱ ، ۳۹/۱۴ ، ۴۰/۱۴ ، ۴۰/۶۵

امانت جو چیز کسی پر بھروسہ کرکے اسے دی جائے وہ امانت ہے۔ امین وہ ہے جو امانت میں خیانت نہ کرے۔ سارے رسول امین ہیں اور خاص طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ انہوں نے وحی الٰہی کو امانت کے طور پر انسانوں تک پہنچایا۔ قرآن میں حکم آیا ہے کہ امانتوں کو اہل لوگوں تک پہنچاؤ۔ یوں سارے عہد اور تقرر امانت ہیں۔ ہماری صلاحیتیں بھی امانت ہیں۔ ہمیں اپنے وقت اور صلاحیتوں کو حکم الٰہی کے مطابق استعمال کرنا چاہیئے امانت کے مفہوم میں "اطاعت، تصدیق کرنا"۔ اور سامانِ حفاظت مُہیا کرنا شامل ہیں

۴/۵۸ ، ۷/۶۷ ، ۸/۲۷ ، ۲۷/۳۹

۳۲/۷۲ ، ۷۰/۳۲

ایفائے عہد قول و قرار اور معاہدے کو عہد کہتے ہیں۔ انسان نے کچھ وعدے رسولوں کی معرفت اللہ تعالیٰ سے کئے ہیں اور وہ اپنی زندگی میں دوسرے انسانوں کے ساتھ عہد معاہدہ کرتا رہتا ہے۔ قومیں بھی ایک دوسرے کے ساتھ عہد کرتی ہیں۔ قرآن حکیم نے ایفائے عہد پر بہت زور دیا ہے تاکہ معاشرے کا توازن برقرار رہے۔ یہ اہل ایمان کی علامت ہے۔ بنی اسرائیل عہد شکنی میں طاق تھے یہ کفار کی علامت ہے۔

۲/۲۷ ، ۲/۱۲۵ ، ۲/۱۷۷ ، ۳/۷۷

۵/۱ ، ۶/۱۵۲ ، ۸/۵۶ ، ۹/۷

۹/۷۵ ، ۱۶/۹۱ ، ۱۷/۳۴ ، ۲۳/۱۵ ، ۲۶/۶۰ ، ۷۰/۳۲

ایثار ایثار مومن کی بنیادی صفت ہے ایثار کے معانی ہیں کسی کو ترجیح دینا۔ مومن دوسرے کی ذات اور ضرورت کو اپنی ذات اور ضرورت پر ترجیح دیتا ہے۔ ۵۹/۹ ،

صلۂ رحمی کتاب اللہ کے مطابق خون کے رشتہ داروں کا زیادہ حق ہے۔ حکم دیا گیا کہ رشتہ داریوں اور قرابتوں کو نہ بگاڑو اور قطع رحمی فساد ہے (احادیث میں حضور نے صلۂ رحمی پر بڑا زور دیا ہے اور جنت کے حصول کا ایک قطعی وسیلہ قرار دیا ہے۔)

۴/۱ ، ۸/۷۵ ، ۳۳/۶ ، ۴۷/۲۲

عفو و درگزر جو درگزر کرے گا اس کا اجر اللہ کے پاس ہے۔ غلطی کو معاف کر دینے کا حکم ہے۔

عفو و درگزر میں نرم گوئی بھی شامل ہے۔ اچھا بول اور سلیقہ سے معذرت کر لینا اس خیرات سے بہتر ہے جس سے دل آزاری ہو۔ بدگوئی نہ کرو غصہ کو پی جاؤ۔ جاہلوں سے نہ الجھو۔ یہی محسنوں کا طریقہ ہے

۲/۲۶۳ ، ۲/۱۳۳ ، ۳/۱۵۹ ، ۴/۱۴۸

۵/۱۳ ، ۷/۱۹۹ ، ۲۴/۲۲ ، ۴۲/۴۰

۴۳/۸۹ ، ۴۵/۱۴ ،

حسن سلوک

پڑوسی، مقروض، مسکین اور مسافر سے

والدین اور عزیزوں سے حسن سلوک کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم نے پڑوسیوں، یتیموں، مقروضوں، مسکینوں، ملازموں اور مسافروں کے حقوق پر زور دیا ہے۔ اکثر ان کا ذکر ایک ساتھ کیا گیا تاکہ ان کی عزت نفس کا پاس رہے۔ یہ ہم پر ان کا حق ہے۔ مسکین کے لئے رزق مہیا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مسافر کی امداد لازم ہے اور تنگ دست مقروض کو یا معاف کر دو یا مہلت دو۔

۲/۸۳ ، ۲/۱۷۷ ، ۲/۲۱۵ ، ۲/۲۸۰

۴/۸ ، ۴/۳۶ ، ۵/۷ ، ۸/۴۱

۹/۶۰ ، ۱۷/۲۸ ، ۲۴/۲۲ ، ۶۹/۲۳-۴

۷۴/۴۴ ، ۹۳/۱۰ ، ۱۰۷/۳ ، ۱۰۷/۷

یتیموں کے حقوق

یتیموں کے حقوق پر اتنا زور دیا گیا ہے کہ اسے الگ بیان کرنا ضروری تھا۔ قرآن کا حکم ہے کہ یتیم کی تکریم کرو اس کا مال نہ کھاؤ کہ یہ پیٹ کو آگ سے بھرنا ہے۔ یتیم کے اچھے مال کو اپنے بُرے مال سے نہ بدلو۔ جب یتیم بالغ ہو جائے تو اس کا مال اس کے حوالے کر دو۔ یتیم کو جھڑکو نہیں۔ اسے کھانا کھلاؤ اور اچھی طرح رکھو جو اس پر خرچ کرو گے وہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔

۲/۸۳ ، ۲/۱۷۷ ، ۲/۲۱۵ ، ۲/۲۲۰

۴/۲ ، ۴/۶ ، ۴/۸ ، ۴/۱۰

۴/۳۶ ، ۴/۱۲۷ ، ۶/۱۵۲ ، ۸/۴۱

۱۷/۳۴ ، ۵۹/۷ ، ۷۶/۸ ، ۸۹/۱۷

۹۰/۱۴-۵ ، ۹۳/۹ ، ۱۰۷/۲

پانچواں جز

منکراتؑ اورؑ رذائل اخلاق

جہاں مسلمان کے کردار اور زندگی میں معروف اور خیر کا رنگ ہوتا ہے وہاں وہ منکرات اور بُرے اخلاق سے بچتا ہے۔ اخلاقی معائب میں جھوٹ، تکبر، ریا، ظلم کے ساتھ بدگوئی، غصہ، لغو گفتگو وغیرہ شامل ہیں۔ شراب اور جوا وغیرہ تو بڑے گناہ ہیں۔ ان میں سے چند کا انتخاب اس حصہ کے لئے کیا گیا ہے۔

جھوٹ | جھوٹ کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ آدمی اپنی ذات سے جھوٹ بولتا ہے، دوسرے انسانوں سے جھوٹ بولتا ہے، اقوام ایک دوسرے سے جھوٹ بولتی ہیں۔ انسان اپنے اللہ پر، اس کی آیات پر، اس کے رسولوں پر جھوٹ باندھتا ہے۔ جھوٹ کا سرچشمہ نفس کی پیروی ہے۔

۲/۳۹ ، ۲/۸۷ ، ۶/۲۱ ، ۶/۶۶

۶/۱۴۸ ، ۶/۱۵۰ ، ۶/۱۵۷ ، ۷/۹۲

۷/۱۰۱ ، ۸/۵۴ ، ۹/۹۰ ، ۱۰/۱۷

۱۱/۱۸ ، ۱۵/۸۰ ، ۲۰/۴۸ ، ۲۰/۶۱

ل ۲۳/۲۶ ، ۲۶/۱۰۵ ، ۲۹/۶۸ ، ۳۹/۳۲

۳۹/۶۰ ، ۶۸/۸

تکبر | تکبر اور استکبار ایک ایسا مرض ہے جو سرکشی سے پیدا ہوتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسولوں سے سرکشی کرنے والے متکبر ہوتے ہیں، اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں۔ یہ بیماری قوم کے اعلیٰ طبقے میں زیادہ ہوتی ہے۔ اللہ غرور کرنے والوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔ غرور سے ایک طرف معاشرہ میں ظلم اور ناہمواری پیدا ہوتی ہے، قانون شکنی ہوتی ہے۔ اور دوسری طرف انسان اطاعت سے دور ہو جاتا ہے۔ یہ شیطان کے زوال کا سبب ہے۔

۲/۳۴ ، ۲/۸۷ ، ۴/۱۷۳ ، ۷/۳۶

۷/۴۰ ، ۷/۸۸ ، ۲۳/۴۶ ، ۲۹/۳۹

۳۸/۷۵ ، ۳۹/۵۹ ، ۳۹/۷۲ ، ۴۰/۷۶

۴۱/۱۵ ، ۴۵/۳۱

ریا | دکھاوے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکِ خفی قرار دیا ہے۔ یہی منافقت کی اساس ہے۔ وہ کرنا اور کہنا جو دل میں نہ ہو اور لوگوں کو دھوکہ

دینے کے لئے کیا جائے رہا ہے ۔

۲/۲۶۴ ، ۳/۱۸۸ ، ۴/۱۴۲ ، ۱۰۷/۶

ظلم اللہ کی قائم کردہ حدود کو توڑنا، فحش کام کرنا، اپنے نفس اور دوسروں پر ظلم کرنا، کفر اختیار کرنا۔ ہوائے نفس کا اتباع کرنا۔ یہ سب ظلم کی مختلف شکلیں ہیں۔ دوسرے کا حق غصب کرنا ظلم ہے۔ ظلم عدل کی بھی ضد ہے اور روشنی کی بھی

۲/۵۴ ، ۲/۵۹ ، ۲/۲۲۹ ، ۳/۱۱۷

۳/۱۳۵ ، ۴/۱۰ ، ۴/۱۱۰ ، ۴/۱۶۸

۷/۱۷۷ ، ۱۰/۴۴ ، ۱۱/۱۱۶ ، ۱۸/۸۷

۲۹/۴۰ ، ۳۰/۲۹ ، ۴۳/۳۹ ، ۵۱/۵۹ ، ۶۵/۱

شراب اور منشیات شراب کو قرآن نے اِثم (گناہ) رجس (ناپاک، عذاب) اور عمل شیطان قرار دیا ہے۔ تعجب ہے کہ اس وضاحت کے بعد بھی بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ شراب کو کہاں حرام قرار دیا گیا ہے۔ قرآن نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب تم نشے میں ہو تو نماز نہ پڑھو (یہ ابتدائی حکم تھا جس کے بعد شراب کو رجس قرار دیدیا گیا۔) اس حکم سے معلوم ہوا کہ تمام منشیات حرام ہیں۔ قرآن نے کہا ہے کہ شراب کے ذریعہ شیطان تم میں عداوت اور بغض پیدا کرتا ہے۔

۲/۲۱۹ ، ۵/۹۰ ، ۵/۹۱ ، ۴/۴۳

جوا اور پانسا جوے کو حرام قرار دیا گیا کیونکہ یہ اتفاق کا کھیل ہے، اس میں انسان کی محنت کو دخل نہیں۔ اس سے رزقِ حرام عام ہوتا ہے اور معاشرہ کا مزاج فاسد ہوجاتا ہے۔ انصاب یعنی غیراللہ کے آستانوں پر بھینٹ چڑھانے کا بھی ذکر اس ضمن میں کیا گیا ہے کیونکہ جواری جوے کے سلسلہ میں غیراللہ سے مدد مانگتے ہیں۔

۲/۲۱۹ ، ۵/۹۰ ، ۵/۹۱

منافقت اللہ کافروں اور منافقوں کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کو دھوکہ دے سکتے ہیں، حالانکہ اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں۔ ان سے جہاد کرنے کا حکم ہے۔ اللہ نے شہادت دی ہے کہ منافق جھوٹے ہیں۔ اور کافروں سے زیادہ مسلم معاشرے کے لئے خطرناک ہیں۔

منافقت دل کا شدید ترین مرض ہے

۴/۱۳۸ ، ۴/۱۴۰ ، ۴/۱۴۳ ، ۸/۴۹

۹/۶۷ ، ۹/۶۸ ، ۹/۷۳ ، ۲۳/۱۲

۲۳/۷۲ ، ۲۳/۱ ، ۳۳/۴۸ ، ۶۳/۱

۶۲/۷ ، ۶۳/۸

غیبت اور بہتان کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا غیبت ہے، اور اسے قرآن نے مُردہ بھائی کا گوشت کھانا قرار دیا ہے۔ بہتان کے معانی ہیں جھوٹا الزام لگانا بالخصوص نیک مسلمان عورتوں پر۔

۴/۲۰ ، ۲۴/۱۶ ، ۳۳/۵۸ ، ۴۹/۱۲ ، ۶۰/۱۲

گمان اور تجسس حقیقی علم کے بغیر کسی کے بارے میں بُرا گمان قائم کرنا گناہ ہے۔ یہیں سے بہتان جنم لیتا ہے۔ منافق اور کافر اللہ کے ساتھ اچھا گمان نہیں رکھتے۔ اسی طرح اہلِ ایمان کو دوسروں کے حالات کے تجسس سے منع کیا گیا ہے کہ یہی بہتان اور غیبت کا سرچشمہ ہے۔

۲۴/۱۲ ، ۴۱/۲۳ ، ۴۸/۱۲ ، ۴۹/۱۲ ، ۵۱/۱۰

رشوت اور ناجائز طور پر دوسروں کا مال کھا جانا

جس غرض سے سود کی ممانعت کی گئی ہے اسی غرض سے رشوت سے اور دوسروں کے مال کو ناجائز طور پر کھانے سے منع کیا ہے۔ جس معاشرے میں یہ عیب عام ہوں وہاں حق دار اپنے حق سے محروم رہتا ہے۔ اور انہیں عیبوں سے فتنہ وفساد عام ہو جاتا ہے۔

۲/۱۸۸ ، ۴۲/۲۹ ، ۴/۱۶۱ ، ۵/۴۲

۵/۳ — ۶۲ ، ۹/۳۴

چھٹا جُز

عائلی زندگی

نکاح نکاح ایک مضبوط معاہدہ ہے۔ مردوں کو مہر ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ شادی میں لڑکی کی اجازت کی بنیادی اہمیت ہے۔ مشرک مرد یا عورت سے مسلمان عورت یا مرد کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ اللہ پاکباز مردوں کو پاکباز عورتیں عطا کرتا ہے اور زانیہ زانی سے نکاح کرتی ہے۔ محرمات سے نکاح حرام ہے۔ عرب سگی ماں کے علاوہ باپ کی دوسری بیویوں سے نکاح کر لیتے تھے یا دو بہنوں سے ایک ساتھ رشتہ ازدواج قائم کر لیتے تھے۔ اسلام نے ان دونوں صورتوں کو حرام قرار دیا۔ اسی طرح بہن، بیٹی، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، رضاعی ماں، یا رضاعی بہن یا رضاعی بیٹی سے نکاح حرام ہے۔

(عورتوں کے سلسلہ میں ان رشتوں کو مردوں کے متبادل رشتوں سے بدل لیجیے یعنی بہن کی جگہ بھائی، بیٹی کی جگہ بیٹا، پھوپھی کی جگہ چچا وغیرہ)

۲/۲۲۱ ، ۲/۲۳۵ ، ۲/۲۳۷ ، ۴/۳

۴/۶ ، ۴/۲۲-تا-۲۵ ، ۴/۱۲۷ ، ۲۴/۳

۲۴/۲۶ ، ۲۴/۳۲ ، ۶۰/۱۰

طلاق

طلاق بہت ناپسندیدہ عمل ہے مگر بعض صورتوں میں اس کے ناگزیر ہونے سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ قرآن نے طلاق کے احکام سورۃ بقرہ، النساء، اور طلاق۔ میں مسلسل آیات میں بیان کیے ہیں۔ صلح بہتر ہے اسی لئے طلاق کے امکانات کی صورت میں میاں بیوی کی طرف سے ایک ایک حکم مقرر کیا جاسکے، اور اگر معاملات نہ سلجھیں تو طلاق دی جائے۔ مگر اس کے دو گواہ ہوں۔ عدت کی مدت میں عورت کو گھر سے نہ نکالا جائے۔ طلاق کے بعد عورت کو دی گئی چیزیں اس سے واپس نہ لی جائیں۔ اگر طلاق کے دوران یا طلاق کے بعد بچہ ہو تو اس کو دودھ پلانے کی اجرت عورت کو دی جائے۔ مطلقہ کا نفقہ بھی شوہر ادا کرے گا۔ عورت کو اس کا مہر ادا کیا جائے گا۔ اگر تعلقات زن و شوی کے قائم ہونے سے پہلے طلاق ہو جائے تو آدھا مہر دیا جائیگا۔ اور عدت نہ ہوگی۔ مہر طے نہ ہوا ہو تو بھی کچھ نہ کچھ دیا جائے۔ طلاقیں دو ہیں تیسری طلاق کے بعد شوہر اپنی بیوی سے رجوع نہیں کرسکتا تا آنکہ اس کا کسی اور آدمی سے نکاح ہو اور پھر وہ آدمی مرجائے یا طلاق دیدے (جو حلالہ ہمارے ہاں رائج ہوگیا ہے کہ طلاق کی شرط کیساتھ نکاح کرایا جائے یہ مُطلقاً حرام ہے)۔

۲/۲۲۶-تا-۲۳۲ ، ۲/۲۳۶ ، ۲/۲۴۱

۴/۳۵ ، ۴/۱۲۸ ، ۴/۱۳۰ ، ۳۳/۴۹

۶۵/۱-تا-۲ ، ۶۵/۶ ، ۶۵/۷

عورتوں کے حقوق

نکاح اور طلاق کے سلسلہ میں جو آیات پیش کی گئیں ان میں سے بہت سی آیات عورتوں کے حقوق کا احاطہ کرتی ہیں۔ عورت کا مرتبہ اس قرآنی ارشاد سے واضح ہوجاتا ہے کہ وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس۔ عورتوں کو معروف حقوق حاصل ہیں۔ اسلام نے عورتوں کو میراث میں حصہ دیا۔ قرآن کے مطابق عورت معاشی سرگرمیوں میں حصہ لے سکتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ جو مومنات آپ کے پاس آئیں ان سے بیعت لیجیے اور انکے لئے دعا کیجیے۔

۲/۱۸۷ ، ۲/۲۲۸ ، ۲/۲۴۰ ، ۲/۲۴۱

۴/۴ ، ۴/۷ ، ۴/۱۹ تا ۲۱ ، ۴/۳۲

۴/۱۲۷ تا ۱۳۰ ، ۶۰/۱۲

مہر | آیات بالا۔ بالخصوص طلاق کے باب میں مہر کا ذکر ہو چکا ہے۔ یہ وہ رقم ہے جو مرد عورت کی تکریم، تالیفِ قلب، اور اس میں اعتماد پیدا کرنے کے لئے ادا کرتا ہے، جبکہ جہیز کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔

۲/۲۲۹ ، ۲/۲۳۷ ، ۴/۴ ، ۴/۱۹ تا ۲۱

۴/۲۴ ، ۳۳/۴۹ ، ۶۰/۱۰ ، ۶۰/۱۱

بچے کو دودھ پلانا | قرآن حکیم میں رضاعت کی مدت دو سال بیان کی گئی ہے۔ یہی حضرت امام شافعی رح، امام مالک رح، اور امام محمد رح کا مذہب ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک ڈھائی سال تک دودھ پلایا جا سکتا ہے۔ ہاں اگر دودھ نہ پلا سکے تو دوسری عورت سے پلوایا جا سکتا ہے۔

۲/۲۳۳ ، ۳۱/۱۴ ، ۴۶/۱۵ ، ۶۵/۶ اور ۷

عدت | طلاق کی عدت تین ماہ ہے (یعنی تین مہینے)

شوہر کی موت کے بعد بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن کی ہے۔ مرنے والے کو بیوہ کے لئے وصیت کر جانی چاہئے کہ ایک سال تک اسے نان نفقہ دیا جاتے اور گھر میں رہنے کی اجازت۔ خود عدت کی میعاد پوری ہونے کے بعد چاہے تو جا سکتی ہے۔

۲/۲۲۸ ، ۲/۲۳۴ ، ۲/۲۳۵ ، ۲/۲۴۰

۶۵/۱ تا ۴ ، ۶۵/۶ ، ۶۵/۷ ،

ساتواں جزو

قانون جرم و سزا

قتل | قرآن حکیم نے ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے۔ مقتول کے ولی کو قصاص کے مطالبے کا حق ہے، لیکن چاہے تو خون بہا لے سکتا ہے (یہ اللہ کی طرف سے تخفیف ہے) اگر کوئی غلطی سے کسی مومن کو قتل کر دے تو اس عوض کسی مومن کو غلامی سے رہائی دلا دے (روزہ کی شرط ذیل کی آیات کے حوالے سے دیکھئے۔)

۲/۱۷۸ ، ۲/۱۷۹ ، ۴/۹۲ ، ۴/۹۳

۵/۳۲ ، ۶/۱۵۱ ، ۱۷/۳۳ ، ۲۵/۶۸

فتنہ اور ڈکیتی | فتنہ کو قرآن عظیم نے قتل سے زیادہ شدید قرار دیا ہے اور فتنہ کے خلاف اس وقت تک لڑنے کا حکم ہے جب تک ختم نہ ہو جائے۔ فتنہ کی بہت سی شکلیں ہیں بدترین شکل ڈکیتی اور دہشت گردی ہے۔ اس کی سزائیں قرآن نے بتا دی ہیں۔ قتل، یا، پھانسی، یا جلاوطنی ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیئے جائیں (داہنا ہاتھ بایاں پاؤں)

٢/١٩١ ، ٢/١٩٣ ، ٢/٢١٧ ، ٥/٣٣

٧/٤١ ، ٧/٨٥ ، ٧/٨٦ ، ٨/٣٩

٨/٧٣ ، ١٠/٨١ ، ١١/٨٥ ، ١٧/٥٣

٢٦/١٨٣ ، ٢٨/٧٧ ، ٢٨/٨٣ ، ٢٩/٣٦

چوری | چوری کی سزا قطع ید ہے یعنی داہنا ہاتھ کلائی سے (چوری کے شرعی تعین کے بعد ہی) کاٹا جائے گا۔

، ٥/٣٨ ،

زنا | زنا سب سے بڑے گناہوں میں سے ایک ہے (کیونکہ یہ فساد میں شامل ہے) زنا کی سزا۔ سورۃ النور کی دوسری آیت اور سنت نبی کریم سے متعین ہوئی ہے۔ شادی شدہ زانیوں کے لئے سنگساری تا موت۔ اور غیر شادی شدہ کے لئے سو سو دُرّے ذیل کی آیات سے اس گناہ کی سنگینی واضح ہو جائے گی۔

٤/١٦ ، ٤/١٩ ، ٤/٢٥ ، ٦/١٥٢

١٧/٣٢ ، ٢٣/٥ ، ٢٤/٢ ، ٢٤/٣٣ ، ٢٥/٦٨

قذف | قذف گناہ بھی ہے اور قانون اسلامی کا سنگین جرم بھی۔ یہ بہتان میں بھی شامل ہے اور اس کے سوا ایک جرم بھی۔ قذف کے مجرم کو اسّی دُرّے مارے جائیں گے اور اس کی گواہی اس جرم کے بعد کبھی قبول نہیں کی جائے گی۔ ٢٤/٤ ،

قانون شہادت | شہادت کو چھپانا ظلم ہے۔ جھوٹے کے گواہ نہ بنو، اللہ کے لئے شہادت دو خواہ وہ تمہاری ذات اور تمہارے ماں باپ کے خلاف ہی ہو۔ مالی معاملات اور دوسرے بہت سے معاملات میں دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی درکار ہوگی، مگر زنا کے سلسلہ میں چار شہادتیں (تاکہ عورتوں پر ظلم نہ ہو)۔ کسی معاملت میں شہادت تحریری ہو تو بہتر ہے۔ اسلام میں شہادت مسلمان پر فرض ہے۔

٢/١٤٠ ، ٢/٢٨٢ ، ٢/٢٨٣ ، ٤/١٣٥

۵/۸ ، ۲۵/۷۲ ، ۶۵/۲ ، ۷۰/۳۳ ، ۱/- ، ۲/۱۸۰ - تا - ۱۸۲ ، ۴/۸ - تا - ۱۴

میراث | وراثت کو قرآن حکیم نے بڑی اہمیّت دی ہے، اسی لئے عزیزوں کے حِصّے متعین کردیئے گئے ہیں (سورۃ النساء میں تفصیلاً مذکور ہیں)۔ اہل ایمان کو شرع اور رشتہ داروں کے حق کے پیشِ نظر وصیت کرنی چاہیئے۔ عورتوں کو اسلام نے ورثہ میں حِصّہ دار بنایا ہے۔ عزیزوں کے علاوہ کنبہ کے لوگوں اور یتیم و مسکین کو بھی کچھ دے دینا مناسب ہے۔ عہد و پیمان کے مطابق لوگوں کو حِصّہ دیا جائے۔ مرنے والا ایک تہائی ترکہ اپنی خوشی کے مطابق دے سکتا ہے، مگر بقیہ شریعت کے مقررکردہ حِصّوں کے مطابق تقسیم ہوگا۔ تقسیم سے پہلے مرنے والے کے قرض ادا کیئے جائیں گے۔

۴/۱۹ ، ۴/۲۰ ، ۴/۳۳ ، ۴/۱۷۶

۸/۷۲ ، ۳۳/۴ ، ۸۹/۱۹

قرض کی دستاویز | قرض کا لین دین لکھ لیا جائے، دستاویز لکھنے والا فریقین کے ساتھ انصاف کرے۔ اگر قرض لینے والا سمجھ دار نہ ہو، دستاویز لکھوا نہ سکے تو اس کے حقوق کی محافظت کرو اور دستاویز لکھنے سے گریز نہ ہو (اگر دستاویز لکھنے والا نہ ہو تو رہن بالقبضہ پر معاملہ کرو۔)

، ۲/۲۸۲ ،

رموزِ اوقاف قرآن حکیم

کسی زبان کی عبارت کو پڑھنے میں رموزِ اوقاف کو بڑا دخل ہوتا ہے کہیں بات پوری ہو جاتی ہے، کہیں کلام کا تسلسل جاری ہوتا ہے۔ کہیں کم، کہیں زیادہ رکنا ہوتا ہے، اس طرح عبارت کا مفہوم بخوبی سمجھ میں آتا ہے۔ اگر ان رموز کا خیال نہ رکھا جائے تو بعض اوقات مفہوم ہی بدل جاتا ہے۔ چونکہ عبارت کے صحیح پڑھنے اور سمجھنے کا انحصار بڑی حد تک ان رموز پر ہے اس لیے ان کا جاننا ضروری ہے:۔

O یہ وقفِ تام کی علامت ہے یعنی بات پوری ہوئی اور آیت ختم ہوئی، یہ حقیقت میں گول ۃ تھی جو دائرہ کی شکل میں لکھی جاتی ہے۔

م یہ وقفِ لازم کی علامت ہے یہاں ٹھیرنا چاہیے، ورنہ مفہوم کے بدل جانے کا احتمال ہے۔

ط یہ وقفِ مطلق کی علامت ہے یہاں بھی ٹھیرنا چاہیے، لیکن یہ علامت وہاں ہوتی ہے جہاں مطلب تمام نہیں ہوتا اور سلسلۂ کلام جاری ہوتا ہے۔

ج وقفِ جائز کی علامت ہے ٹھیریں تو بہتر ہے نہ ٹھیریں تو کوئی حرج نہیں۔

ز وقفِ مجوز کی علامت ہے، ٹھیریں تو مضائقہ نہیں نہ ٹھیرنا بہتر ہے۔

ص وقفِ مرخص کی نشانی ہے، یہاں ملا کر پڑھنا چاہیے لیکن اگر کوئی تھک کر ٹھیر جائے تو رخصت ہے۔

صلے الوصل اولیٰ کا اختصار ہے، یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

ق قیل علیہ الوقف کا اختصار ہے، یہاں نہیں ٹھیرنا چاہیے۔

صل قد یوصل کا مخفف ہے، یہاں ٹھیرنا نہ ٹھیرنا دونوں جائز ہیں لیکن ٹھیرنا بہتر ہے۔

قف یہ لفظ قف ہے اس کے معنی ہی ہیں ٹھیر جاؤ، یہ علامت وہاں لکھی جاتی ہے جہاں احتمال ہوتا ہے کہ پڑھنے والا ملا کر پڑھے گا۔

س یا سکتہ یہاں ٹھیر جانا چاہیے لیکن سانس نہ ٹوٹنے پائے۔

وقفہ لمبے سکتے کی علامت ہے سکتہ کی نسبت زیادہ ٹھیرنا چاہیے لیکن سانس نہ ٹوٹنا چاہیے۔

لا لا کے معنی "نہیں" کے ہیں کبھی آیت کے اوپر لکھتے ہیں کہیں درمیان میں، آیت کے اندر تو ہرگز نہ ٹھیرنا چاہیے۔ آیت کے اختتام پر یعنی آیت کی علامت کے اوپر ہو تو بعض کے نزدیک ٹھیرنا چاہیے اور بعض کے نزدیک نہ ٹھیرنا چاہیے، دونوں صورتوں میں آیت کے مفہوم میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

ک کذلك کا مخفف ہے یعنی جو علامت پہلے ہو وہی یہاں بھی جائے۔